بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

خیر الصلح

آزادہ رو ہوا وہ ہر مسلک سے صلح کل
ہم نے کبھی کسی سے عداوت نہیں رہی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۳۸

ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ

جلد ۷ | مقام اشاعت لاہور - یکشنبہ مورخہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ مطابق ۴ جنوری ۱۹۲۰ء | نمبر ۴۴

کلام الامام امام الکلام

برکات دعا

ہر آں کارے کہ گردد از دعائے محو جانانے
نہ شمشیرے کند آں کار نہ بادے نہ بارانے
عجب دارد اثر دستے کہ دست عاشقش باشد
بگرداند جہانے را ز بہر کار گریانے
اگر جنبد لبے مردے ز بہر آنکہ سرگرداں
خدا از آسماں پیدا کند ہر نوع سامانے
ز کار افتادہ را بر کار می آرد خدا زیں راہ
ہمیں باشد دلیل آنکہ ہست از خلق پنہانے
مگر باید کہ باشد طالب او صابر و صادق
نہ بیند روز نومیدی وفادار از دل و جانے

عشق حقیقی

غریق ورطۂ بحر محبت
نہ بر مہرش نظر باشد نہ بر کیں
بگوش عاشق از لبہائے دلدار
چناں نغزیں عزیز آید کہ تحسیں
چناں روئش خوش افتد از سر عشق
کہ قرباں میکند بروے دل و دیں
شب و روزش بدلبر کار باشد
دل و جانش شود آں یار شیریں
بسوزد ہر چہ غیر از یار باشد
ہمیں ایں عشق را رسم است و آئیں

جواہر ریزے

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اپنی جماعت کو کچھ نصیحتیں

میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی - خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں۔ یصعد الیہ کلمۃ الطیب خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

اس وقت ہمارے قلم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں لیکن فتح اور نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو۔ خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کان حقا علینا نصر المؤمنین۔ مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے اور لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔ اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا۔ اس لئے یاد رکھو کہ

تمہاری فتح تقویٰ سے ہے

ورنہ عرب تو نرے لیکچرار اور خطیب اور شاعر ہی تھے۔ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے انکی مدد کے لئے نازل کئے۔ تاریخ کو اگر انسان پڑھے اسے نظر آ جائیگا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں کہ وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی - اب ہمکو کوئی بتا دے کہ انسان ایسا کر سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون یعنی ہوں متقی کے لئے ہیں ڈیوڑھا۔ ایک ترک شر ہوتا ہے۔ اور ایک افاضۂ خیر۔ متقی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور محسن افاضۂ خیر کو چاہتا ہے۔ میں نے اس کے متعلق ایک حکایت پڑھی ہے کہ ایک بزرگ نے کسی کی دعوت کی اور اپنی طرف سے مہمان نوازی کا پورا اہتمام کیا۔ اور حق ادا کیا۔ جب وہ کھانا کھا چکے۔ تو بزرگ نے بڑے انکسار سے کہا کہ میں آپ کے لائق خدمت نہیں کر سکا۔ مہمان نے کہا کہ آپ نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ میں نے احسان کیا ہے۔ کیونکہ جس وقت تم مصروف تھے۔

بس تمہاری املاک کو آگ لگا دیتا

تو کیا ہوتا۔ غرض متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے اس سے آگے دوسرا درجہ افاضۂ خیر کا ہے جسکو یہاں

محسنون کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے۔ کہ نیکیاں بھی کرے۔ پورا راستباز انسان تب ہوتا ہے۔ جب بدیوں سے پرہیز کر کے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کونسی کی ہے؟

راستبازوں کے نمونے

کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چاء کی پیالی لایا جب قریب آیا۔ تو غفلت سے وہ پیالی آپ کے سر پر گر پڑی۔ آپ نے تکلیف محسوس کر کے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا - غلام نے آہستہ سے پڑھا۔ والکاظمین الغیظ - یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کظمت - غلام نے پھر کہا - والعافین عن الناس - کظم میں انسان غصہ دبا لیتا ہے۔ اور اظہار نہیں کرتا ہے۔ مگر اندر سے پوری رضامندی نہیں ہوتی۔ اس لئے عفو کی شرط لگا دی ہے۔ آپ نے کہا کہ میں نے عفو کیا۔ پھر پڑھا۔ واللہ یحب المحسنین۔ محبوب الٰہی وہی ہوتے ہیں جو کظم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جا آزاد بھی کیا۔ راستبازوں کے نمونے ایسے ہیں۔ کہ چاء کی پیالی گرا کر آزاد ہوا۔ اب بتاؤ یہ نمونہ اصولوں کی عمدگی ہی سے پیدا ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فاستقم کما امرت۔ یعنی سیدھا ہو جا۔ کسی قسم کی بد اعمالی کی کجی نہ رہے۔ پھر راضی ہو گا۔ آپ بھی سیدھا ہو جا اور دوسروں کو بھی کر عرب کے لئے سیدھا کرنا کس قدر مشکل تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا تھا کہ مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا کیونکہ اس کے حکم کے رو سے بڑی بھاری ذمہ داری میرے سپرد ہوئی ہے۔ اپنے تئیں آپ کو سیدھا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پوری فرمانبرداری جہاں تک انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اسکو پورا کرے لیکن دوسروں کو ویسا ہی بنانا آسان نہیں ہے۔ اس سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور قوت قدسی کا پتہ لگتا ہے چنانچہ آپ نے اس حکم کی کیسی تعمیل کی۔ صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تیار کی کہ انکو کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کہا گیا۔ اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی آواز انکو آ گئی آپ کی زندگی میں کوئی بھی منافق مدینہ طیبہ میں نہ رہا۔ غرض ایسی کامیابی آپکو ہوئی کہ اسکی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعات زندگی میں نہیں ملتی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی یہ غرض تھی کہ قیل و قال ہی تک بات نہ رکھنی چاہئے۔ کیونکہ اگر نرے قیل و قال اور ریاکاری تک ہی بات ہو۔ تو دوسرے لوگوں اور ہم میں پھر امتیاز کیا ہو گا۔ اور دوسروں پر کیا شرف! تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ۔ اور اس میں ایسی چمک ہو۔ کہ دوسروں کے لئے قابل رشک ہو۔

المحمدیہ کمیٹی اشاعت اسلام لاہور کے لئے ماسٹر فقیر اللہ صاحب پبلشر نے گلزار محمدی سٹیم پریس لاہور میں باہتمام سیٹھ گلزار محمد صاحب پرنٹر چھپوا کر دفتر پیغام صلح سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۴ جنوری ۱۹۲۰ء نمبر ۷۴

حیات ملی کا ایک زرین اصول

(۱)

تاریخ عالم کا ایک شہرہ آفاق سبق یہ ہے۔ کہ اقوام کی ترقی علوم و فنون کی ترقی و بالیدگی سے وابستہ ہے۔ جتنی قومیں دنیا میں بڑھی اور پھلی پھولی ہیں۔ اُن کے سوانح پڑھئے تو معلوم ہوگا۔ کہ ان کے عروج کا ایک مہتم بالشان سبب علوم و فنون کا ذوق و شوق تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت سے پہلے روما الکبریٰ اپنی انتہائی ترقی پر فائز المرام تھا۔ مگر مورخین کو اتفاق ہے کہ اس زمانہ میں اُن میں علوم و فنون کی ترویج کا یہ عالم تھا۔ کہ تمام رائج سکولوں نے اُس کے سامنے زانوئے ادب تہ کر دیا تھا۔ خیالات عالیہ اور مقالات عقلیہ کی یہ کثرت تھی۔ کہ کسی بڑے سے بڑے مبصر کی رائے تھی۔ صحت کلی کے ساتھ اس کی طرف منسوب نہ سمجھی جاتی تھی۔ انسانوں کے قوئی ذہنی نے یہانتک ترقی کی تھی۔ کہ گویا خدائی کا انکار ہو چلا تھا۔ اس کے بعد جب قیصر و قدر کی حکومت نے شکوہ سلطنت کا تاج اسلام اور اہل اسلام کے سر پہنایا۔ تو ساتھ ہی علوم و فنون کا سفینہ بھی اسلام کی گردن میں حمائل کر دیا۔ شیدایان اسلام نے علوم و فنون کی ترویج، اہل قلم کی امداد اور نشر و اشاعت کتب میں وہ کارہائے نمایاں کئے۔ کہ۔ ع

دلی کے کوشیں جھکا دیئے

اسی علمی ذوق شوق کا نتیجہ تھا۔ کہ اسلام کا علم جہاں گیا وہاں علوم کے دریا بھی بہ گئے۔ اور دُنیا علوم کی ضیاباری سے منور ہو گئی۔ اس کا اعتراف آجتک یورپین مستشرقین کو بھی ہے۔ اور سچ پوچھئے تو یورپ کے مروجہ علوم اور سائنس کی بنیاد انہی اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ جن کی داغ بیل اسلام نے ڈالی تھی ؎

تم نے قندیل سخن کو منہ چھپایا تو کیا ہوا
ڈھانچہ میں تو ہیں وہی اگلے برس کی تیلیاں

(۲)

زمانہ کے انقلاب نے جہاں شخصی حکومتوں کو ملیا میٹ کر دیا اور ان کی جگہ جمہوریت کا سکہ جما دیا۔ اسی طرح علوم و فنون کی سرپرستی بھی شخصیت کے قالب سے نکل کر جمہوریت کے زندہ اندام پر راس آگئی۔ مغرب میں اب علوم و فنون کی ترویج پبلک اور رفاہ عام کے کاموں میں سب سے پہلی جگہ رکھتے ہیں۔ امریکہ میں گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ میں پبلک لائبریریاں اور کتب خانے ہیں۔ اس کے علاوہ بین الاقوامی مصنفین کی قدردانی اور قدر افزائی کے لئے مجالس مقرر ہیں۔ جو اپنی داد و دہش میں شخصی حکومتوں سے کسی طرح کم نہیں چنانچہ ابھی کل کی بات ہے۔ کہ بنگال کے مشہور شاعر ٹیگور کو مغرب کی علم دوستی نے نوبل پرائز کی رقم جس کی گراں مایہ مقدار ڈیڑھ لاکھ روپیہ تک پہنچتی ہے پیشکش کی۔ مجالس علمی سے قطع نظر اگر عام پبلک کے علمی ذوق و شوق کا موازنہ کیا جائے۔ تو وہ بھی کچھ کم نہیں۔ ابھی ایک کتاب نکلی ہے۔ اور دس دن گذرنے نہیں پاتے کہ دوسرے ایڈیشن کی ضرورت محسوس ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ مغرب کے مصنفین مالا مال ہو رہے ہیں۔ اور اس دولت سے نہ صرف فارغ البالی سے علمی مشاغل میں مصروف رہتے ہیں بلکہ علمی تحقیقات میں لاکھوں روپے صرف کر دیتے ہیں جس سے علمی خزانوں میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور قوم ان خزانوں سے مالا مال ہو کر اقوام عالم میں علمی سرمایہ دار بن جاتی ہے۔

(۳)

اس کے برخلاف ہم لوگوں کی حالت یہ ہے۔ کہ اوّل تو تصنیف و تالیف کے کام کو ہی دماغ سوزی اور بیگار کا دوسرا مترادف سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی اللہ کا بندہ ہمت کر کے خوشی سے اس کام کو کرتا بھی ہے۔ تو پھر کتاب چھپنے کی نوبت نہیں آتی۔ اور اگر کسی صاحب قلم نے اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر یا بیوی کی بالیاں بیچ کر کتاب کے چھپوانے کا اہتمام کیا۔ تو پھر پبلک کی طرف سے اس بے مہری سے اس کا خیر مقدم کیا جاتا ہے کہ بیچارہ مصنف دل برداشتہ ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ قوم و ملک میں ابھی علم و ہنر کا ولولہ پیدا نہیں ہوا۔ اگر باپ ایک کتاب دیتا ہے تو بیٹا امیدوار ہے۔ کہ اپنی ضرورت اسی نسخہ سے پوری کر لے۔ لیکن جن قوموں میں علوم کا شوق و ذوق ہے ان کی علمی دوستی کا حال یہ ہے کہ باپ بیٹے کا کتب خانہ علیحدہ علیحدہ ہے۔

(۴)

ہندوستان میں مسلمان اپنی بہبود و بہبود کے لئے آئے دن سیاسی مجالس قائم کرتے ہیں۔ مسلم لیگ باوجود نحیف و ناتوان ہونے کے سال بسال کچھ نہ کچھ ایک دفعہ ضرور کروٹ بدلتی ہے۔ مذہبی انجمنوں کے سالانہ جلسے ہیں وہ بھی کچھ نہ کچھ کام کرتی رہتی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ خالص علمی مجلس کوئی نہیں۔ ایجوکیشنل کانفرنس نے گو اس قسم کے فرائض بھی اپنے ذمہ لے رکھے ہیں۔ مگر ان سے عہدہ برآ ہونے کی نوبت آجتک نہ آئی۔ اور نہ آئندہ آنے کی امید ہے۔ لے دے کر ایک انجمن ترقی اردو ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ خسرو دکن کے دم قدم کی بدولت ہے۔ اسکو مسلمانوں کی ہمت اور علمی شوق کا نتیجہ نہیں کہا جا سکتا۔ اور نہ ہی مسلمان اس پر فخر کر سکتے ہیں۔

تین انگریز اور خواتین کا قبول اسلام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ہفتہ تین اور انگریز خواتین مولانا مولوی صدر الدین صاحب کے ہاتھ پر آپ کی تبلیغ سے داخل حلقۂ اسلام ہوئیں۔

۱۔ مس ڈورتھی کوپر *Miss Dorothy Cooper*۔ یہ ایک تیس سال کی عمر کی خاتون ہیں۔ یونیٹیرین یعنی موحدین کے فرقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس فرقہ کے لوگ اپنے عقیدہ توحید کی وجہ سے جیسا کہ پیشتر انہیں لکھ چکا ہوں۔ اسلام کے بہت قریب ہیں۔ اور اسکو قبول کرنے پر بہت تیار۔ کیونکہ اسلام نے جو توحید کی تفصیلات بیان کی ہیں وہ بہت پر زور اور معقول ہیں۔ چنانچہ اس خاتون نے مولینا موصوف سے صفائی کے ساتھ کہا۔ کہ مجھے اپنے فرقہ موحدین اور اسلام کے اصولوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ اسے بتایا گیا۔ کہ اسلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چھ سو سال بعد آیا۔ ایک کامل مذہب ہے اور اسکو قبول کرنے والا اپنے ایمان کو کامل کرتا ہے۔

اس خاتون کو اسلامی نام عطیہ دیا گیا۔

(۲) مس شکر۔ یہ خاتون تین چار اتوار سے ووکنگ میں برابر آتی رہی۔ آخر ایک اتوار کو لیکچر کے بعد مسجد کے دروازہ پر مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر ان سے باتیں کرنی چاہیں۔ ان کو گھر میں لایا گیا۔ اور خوب باتیں ہوئیں۔ اس نے بتایا کہ دُنیا کے اکثر حصص کو اس نے دیکھا ہے۔ اور قریباً تمام ہی گرجوں میں گئی ہے۔ لیکن جس قسم کا معقول مذہب یہاں آپ کے منہ سے سُنا ہے کہیں سُننے میں نہیں آیا۔ یہ گویا ہمارے دل کی باتیں ہیں۔ جو مذہب میں ہم دیکھنا چاہتی ہیں لیکن عیسائیت میں موجود نہیں۔ نہ تو عیسائیت کا وعظ کرنے والوں کا اپنی باتوں پر کوئی عمل ہے۔ ایک پادری نے مجھے اس پر کہا۔ کہ جو میں کہتا ہوں وہ کرو۔ اور جو میں کرتا ہوں وہ نہ کرو۔ لیکن یہاں آکر گھر کے اندر بھی وہی باتیں دیکھی ہیں۔ جن کا مسجد میں وعظ ہوتا ہے۔

اس نے بڑے شوق سے قبول اسلام کا اظہار کیا۔ اس کا اسلامی نام کریمہ رکھا گیا۔ جو اُن کی فیاضی طبیعت پر دلالت کرتا ہے۔ اپنی محبت کے اظہار کے لئے وہ گھر میں اکثر کیک، بسکٹ وغیرہ بطور تحفہ لے آتی ہیں۔

(۳) مس پرل *Miss Pearl* یہ نوجوان خاتون اسی وقت سے جب سے ہم یہاں آئے ہیں نمازوں میں برابر شامل ہوتی ہے۔ اس سے پیشتر بھی جب مولینا صدر الدین صاحب یہاں پہلی دفعہ آئے تھے۔ وہ برابر شریک ہوتی تھی۔ اس کا اسلام میں شامل کئے جانے کا تقاضا بہت دیر سے چلا آتا تھا۔ لیکن مولوی صاحب نے یکایک کبھی کسی کو داخل حلقہ اسلام کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ ہمیشہ کسی کو داخل کرنے سے پہلے اسکو ایک خاص ڈھیل دیتے ہیں جو اسکی ذمہ داری اور شوق کو بڑھانے والی ہوتی ہے۔ بہرحال اس کے تقاضا اور اشتیاق کو اب حد سے بڑھا ہوا پا کر آپ نے اُسے شامل حلقہ اسلام کیا۔ اور اُسکو اسلامی نام فیروزہ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب خواتین کو استقامت اور صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !!! والسلام۔

نیاز مند۔ دوست محمد۔ از ووکنگ انگلستان۔

ریویو

سلسلہ اسلامیہ

مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی۔ اے نے اس سلسلہ میں پانچ کتابیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، و تربیت اولاد لکھی ہیں۔ جن میں سے نماز۔ زکوٰۃ اور تربیت اولاد چھپ کر تیار ہیں۔ رسالہ نماز میں نماز اور وضو کے متعلق تمام احکام اور اس کے فائدے اور فلسفہ نہایت سلیس زبان میں بیان کئے گئے ہیں۔ بچوں کے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہے .... قیمت ۲ر

رسالہ زکوٰۃ میں زکوٰۃ کے متعلق تمام احکام اور تشریح وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں یہ کتاب ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں ہونی چاہئے ... قیمت ۴ر

تربیت میں بچوں کو پالنے اور اُن کی تعلیم و تربیت کے مفید اور سود مند اصول بیان کئے گئے ہیں اور ہماری رائے میں یہ رسالہ ہر ایک گھر میں ہونا چاہئے۔ کیونکہ بچے کے نشو و نما کا طریق اس میں نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے قیمت ۲ر پتہ۔ دفتر تصنیف انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور

غزوات نبوی

یہ کتاب بھی مولوی مصطفیٰ خان صاحب کے قلم سے نکلی ہے۔ اس میں اُن تمام لڑائیوں کے حالات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار عرب سے پیش آئی تھیں بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جان نثاریاں مہاجرین اور انصار کے تعلقات، اخوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت، حضور انور کی زندگی کے درخشاں پہلو، اور معترضین اسلام کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ جہاد کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور واقعات کے رو سے بتایا گیا ہے کہ تمام لڑائیاں محض دفاعی تھیں۔ قیمت ۸ر
ملنے کا پتہ:۔ مینجر بیسنٹ العلوم۔ لاہور۔

رہا شدہ لیڈران

اعلان شاہی کے بعد تمام پولیٹیکل قیدی رہا ہو رہے ہیں اور رہائی کے ساتھ ساتھ وہ مرتبے پہنچتے رہے۔ جہاں مختلف اوقات پر انکے شہ شاد نذرانہ جلوس نکلتے رہے۔ محمد علی شوکت علی اپنی نظربندی سے خلاصی پا کر امرتسر آئے اور جلیانوالہ باغ سے ہو کر کانگریس پنڈال میں جہاں انکی آمد پر سارے مجمع نے بمعہ صاحب صدر آنریبل پنڈت موتی لال نہرو کھڑے ہو کر سر جھکائے اُن کی تعظیم کی۔ لوگوں کا خیال ہے کہ کانگریس نے اپنی ۳۴ سالہ عمر میں کبھی ایسا سماں نہیں دیکھا۔ اور ایسا جذب اور ایسا خلوص کبھی نمایاں نہیں ہوا۔

۱ر جنوری ۱۹۲۰ء یعنی سال نو کے آغاز میں لاہور میں بڑے بڑے اشتہار لگے تھے۔ کہ دونوں بھائی امرتسر سے صبح کی گاڑی میں آئیں گے۔ اور جلوس شہر میں سے گذرے گا وقت مقررہ پر وہ نہ پہنچے۔ اور منتظر آنکھوں میں اور مضطرب قلبوں میں طرح طرح کی تحریکیں ہونے لگیں۔ لوگ جوق در جوق ادھر اُدھر اسٹیشن کے نزدیک منڈلا رہے تھے۔ نوجوان سپاہیوں نے قومی گارڈ آف آنر تیار کی ہوئی تھی۔ تین بجے کے قریب موٹر کار میں دونوں بھائی بمعیت مولینا عبد الباری صاحب آگئے۔ اور وہیں سے جلوس جو بغیر کسی باقاعدہ تحریک کے بن گیا تھا۔ اور شہر کی تمام آبادی ہندو مسلمان پر مشتمل تھا آہستہ آہستہ چلنا شروع ہوا۔ حاسجا باجہ نواز اُن کے خیر مقدم کے ترانے بجا رہے تھے۔ گاڑیاں دہلی دروازہ سے داخل ہوئیں عجب جوش و خروش تھا۔ اور دیوانہ وار پروانوں کی طرح زائرین قریب ہو کر بھائیوں کو دیکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ گو پولیس کا کوئی بھی انتظام نہ تھا۔ مگر تاہم اس قدر ہجوم اور بھیڑ میں کسی کو کوئی چوٹ نہ آئی اور نہ کوئی جھگڑا ہوا۔ تمام بازار ہر شخص نے اپنی استعداد کے مطابق سجائے تھے۔ اور کوئی کسر اپنا ہدیۂ شوق پیش کرنے میں اٹھا نہ رکھی تھی۔

۷ بجے کے قریب جلوس انارکلی بازار سے گذرا۔ جہاں پبلک نے اُن کو رخصت دی۔ کہ وہ آزادی کی خواب استراحت سے رات بسر کریں۔

بلادِ غربیہ میں تبلیغِ اسلام

یونیٹیرین پادریوں کے مجمع میں لیکچر

قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ شاہ ایران کی خدمت میں

گذشتہ سے پیوستہ ہفتہ میں عیسائی فرقہ کا ذکر کرتے ہوئے جو یونیٹیرین (جماعت موحدین) کے نام سے موسوم ہے۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ اس فرقہ کے ایک نامور رکن جو پادری کے منصب پر مامور ہیں۔ انگلستان اور امریکہ اور دیگر ممالک کے یونیٹیرین مسیحیوں کی طرف سے مصر میں اس غرض سے جانے والے ہیں۔ کہ توحید کے مشترکہ اعتقاد کی اشاعت اور تلقین میں مسلمانوں کی امداد حاصل کریں۔ اور ایک ہی پلیٹ فارم سے توحید الٰہی کی صدا کو بلند کرنے کے لئے انہیں اپنے ساتھ ملائیں۔ اس کے ساتھ ہی پادری صاحب نے ان خیالات سے بھی برادران اسلام کو اطلاع دی تھی جو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ۵ نومبر ۱۹۱۹ء کے رسالہ اسلامک ریویو میں انہوں نے ظاہر کئے ہیں۔ اور بتایا تھا۔ کہ انہوں نے مولینا صدرالدین صاحب کو یونیٹیرین گرجوں میں لیکچروں کی دعوت دی ہے۔ اور اس کے لئے وہ عنقریب انتظام کریں گے۔

اس تحریر کے ایک ہی ہفتہ بعد پادری صاحب نے جناب مولینا کو لیکچر کے لئے لنڈن بلایا۔ چنانچہ گذشتہ جمعہ بتاریخ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو ایک یونیٹیرین گرجا میں آپ کا لیکچر "اسلام اور توحید الٰہی" پر ہوا۔ لیکچر میں بہت سے یونیٹیرین عیسائی پادری موجود تھے۔ آپ نے منجملہ اور بہت سی باتوں کے جن میں اسلام کی عظمت اور فضیلت کو قرآن کریم کی آیات سے ثابت کیا گیا۔ اس بات پر بھی خاص طور پر زور دیا۔ کہ قرآن کریم نے اپنے متبعین کے لئے خود وہ نام تجویز کیا ہے۔ جو توحید الٰہی کے ماننے والوں کے شایان ہے۔ کیونکہ اسلام اور مسلمان کے الفاظ میں توحید الٰہی کا پورا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اور یہ وہ نام ہیں۔ جو خود قرآن کریم نے رکھے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۝ برخلاف اس کے بائیبل نے اپنے متبعین کا کوئی نام نہیں رکھا۔ اور یونیٹیرین لوگ باوجود یونیٹیرین یا موحد کہلانے کے اپنے آپ کو کرسچین ہی کے نام سے پکارتے اور اپنے مذہب کا نام کرسچینٹی رکھتے ہیں جو نہ صرف کوئی معنے ہی رکھتا۔ بلکہ توحید کے اعتقاد کے بھی مخالف ہے۔

دوران لیکچر میں مولینا موصوف نے جہاں جہاں قرآن کریم کی آیات کے حوالہ جات کی ضرورت پڑی۔ راڈویل (عیسائی مترجم قرآن) کے ترجمہ کا حوالہ دیا۔ اور حاضرین کو خود اپنے طور پر اس کی تحقیق کرنے کے لئے کہا یہ لیکچر کس قدر فائدہ مند اور موثر ثابت ہوا۔ اس کا پتہ اس چٹھی سے لگتا ہے۔ جو اس کے دوسرے ہی دن انہی پادری صاحب نے جن کی دعوت پر یہ لیکچر ہوا۔ اور جن کا اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ لکھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"ڈیر مسٹر صدر الدین!

...... جہاں کے تمام لوگ اور میں خود آپ کے شاندار لیکچر سے بہت ہی خوش ہوئے۔ آپ کے لیکچر کے سوائے اور کسی بات کا تذکرہ ہی ان کی زبانوں پر نہیں۔ اور اسلام کی رواداری نے انہیں بہت ہی متاثر کیا ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ آپ کے لیکچر کو سننے سے عیسائی لوگ انہیں کس قدر تنگدل اور متعصب نظر آتے ہیں۔ کئی نے کھانا کھانے کے بعد ہی فوراً وہ باہر گئے۔ اور قرآن کریم کی بہت سی کاپیاں خرید کر لے آئے۔ اور آپ کیا سمجھتے ہیں۔ کہ میں اس وقت صبح کیا کر رہا ہوں؟ وہ تمام قرآن کریم کے مطالعہ میں مصروف ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ آپ نے اُن کے ساتھ کس قدر بھلائی اور نیکی کا کام کیا ہے۔ ان میں سے پانچ آدمی یونیٹیرین گرجاؤں کے پادری [illegible] اور جب وہ جائیں گے تو اسلام کی عظیم الشان مذہب کی عزت اور قدر کو پیدا کرنے کی پوری کوشش کریں گے ......"

یہ اعتراف ہے اس اثر کا جو خود عیسائی پادریوں پر اس لیکچر کا ہوا ہے۔ یہ خود عیسائی پادری کی قلم سے نکلے ہوئے لفظ ہیں جو بتا رہے ہیں کہ نہ صرف معدود سے چند انسانوں کے جو اس وقت جلسہ میں موجود تھے۔ دلوں سے ہی اسلام کے متعلق متعصبانہ خیالات کا قلع قمع ہو چکا ہے اور وہ خود قرآن کریم کو بہ اشتیاق نظروں سے دیکھنے اور لیکچر کے بعد ہی اسے فوراً خریدنے کو اٹھ دوڑے ہیں۔ بلکہ اُن کے ذریعہ سے آگے ان خیالات کی اشاعت اور قدر و منزلت بہت سے اور دلوں میں بھی راسخ ہوگی اور گرجا کے پلیٹ سے بھی اسلام کی صدا بلند ہوا کریگی۔ کیا خدا کے سامان ہیں۔ اسلام کا کام کن کن ذرائع سے وہ لے لیتا ہے۔ اور کس قدر اسکی عظمت اور معقولیت لوگوں اور پادریوں کے دلوں میں جگہ پکڑتی چلی جاتی ہے۔ یہ تمام سامان ہیں اسلام کے ایک شاندار مستقبل کے زبردست ثبوت ہیں اُنکے غلبہ اور کمال کے۔ جو حقیقی معنوں میں لیظهره على الدين كله کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہیں۔

اس کے علاوہ اس سے پہلے میں ایک مضمون میں لیگ آف ریلیجنز کا ذکر کر چکا ہوں۔ جو جملہ مذاہب عالم کی نیابت میں ان میں اتحاد اور دوستی پیدا کرنے کیلئے لنڈن میں قائم ہوئی ہے۔ اس میں آئندہ بدھ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۱۹ء کو مولینا صدر الدین صاحب کو بلایا گیا ہے اور اور اس کے بعد ۳۰۔ نومبر ۱۹۱۹ء کو ایک اور عیسائی پادری کی دعوت پر لنڈن کے ایک عیسائی یونیٹیرین گرجا میں اتوار کے دن آپ لیکچر دینگے۔ اللہ تعالیٰ بابرکت اور کامیاب فرمائے۔ آمین!!

مسجد ووکنگ میں اتوار کا لیکچر

اس اتوار کو مسجد ووکنگ میں باوجود بارش بہت اور سرد ہوا چلنے کے ایک خاصہ مجمع ہو گیا۔ لنڈن سے نومسلم برادران کے علاوہ چھ سات ہندوستانی مسلمان جو رنگون سے آئے ہوئے ہیں یہاں آئے اور اپنے نومسلم بھائیوں اور بہنوں سے ملکر بہت ہی خوش ہوئے۔ نومسلموں میں ڈاکٹر مسٹر ہی لیون پی۔ ایچ۔ ڈی۔ اور اُن کی اہلیہ محترمہ خاص ذکر کے قابل ہیں۔ یہ دونوں میاں اور بیوی بہت قابل اور زبردست لیکچرار ہیں۔ اور اسلام کی تبلیغی خدمات میں اُن کی مساعی جمیلہ بہت قابل قدر ہیں۔

مولینا مولوی صدر الدین صاحب کے لیکچر کے بعد جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر تھا۔ ڈاکٹر لیون صاحب نے ایک جوشیلی اور فصیح اور بلیغ تقریر کی اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دکھائی اور اسلام کی معقولیت اور پاکیزگی پر مختصراً ریویو کیا۔ یہ تقریر اپنی خوبیوں کے لحاظ سے ایسی نہیں کہ اس کا خلاصہ بیان کر کے اصل لطف کو کھو دیا جائے۔ فاضل مقرر کا وعدہ ہے۔ کہ وہ اسکو قلمبند فرما کر اسلامک ریویو کے صفحات کو زینت بخشیں گے۔ اس لئے ناظرین کرام اسے اسلامک ریویو یا اُس کے اردو ترجمہ "اشاعت اسلام" میں جلد یا بدیر ملاحظہ فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

شاہ ایران کو مسلمانان ہند کا ایڈریس اور قرآن کریم انگریزی ترجمہ بطور تحفہ

ہمارے احباب اس سے واقف ہو گئے کہ آجکل کے نوجوان بادشاہ ہز میجسٹی احمد شاہ صاحب انگلستان میں سیر کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ گذشتہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو وہ انگلستان آئے تھے۔ اور لنڈن کے وکٹوریہ اسٹیشن پر دیگر امراء و وزراءِ دولتِ انگلشیہ کے علاوہ خود حضور ملک معظم جارج پنجم بھی استقبال کے لئے موجود تھے۔ شاہ ایران کی اس آمد پر یہاں کے اخبارات اور خود ملک معظم اور دیگر تمام امراء وزراء بھی جنکو شاہ موصوف کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ ایران اور انگلستان کے قدیم تعلقات کو یاد دلا کر ہز میجسٹی احمد شاہ صاحب کی اس تشریف آوری کو اُن تعلقات کی مضبوطی کا پیش خیمہ سمجھتے ہیں۔ اور اُنکے جلوس اور دیگر خاطر و مدارات میں مصروف ہیں۔

اس موقعہ پر اُن ہندوستانی مسلمانوں نے بھی جو انگلستان میں مقیم ہیں ہندوستان اور ایران کے قدیم تعلقات کی یاد دلائی اور اس اخلاق اتحاد کی بناء پر جو شاہ موصوف کے ساتھ اُنہیں اسلام کے اندر حاصل ہے ایک ایڈریس یکم نومبر ۱۹۱۹ء کو دیا۔ یہ ایڈریس بکنگھم پیلس میں جو حضور ملک معظم کا خاص شاہی محل ہے۔ دیا گیا۔ ان احباب میں سے لوگوں میں جنہوں نے ایڈریس پر دستخط کئے اور جو اس موقعہ پر ایڈریس انٹروڈیوس ہوئے بعض کے نام حسب ذیل ہیں:-

رائیٹ آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ۔ میرزا [illegible] صاحب اصفہانی۔ مسٹر جی۔ ایم بھرگری آف بمبئی۔ شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی۔ مسٹر اے۔ ایس۔ ایم ٹنک خواجہ نذیر احمد صاحب۔ غلام مصطفیٰ خان صاحب میجر فتح نصیب خان صاحب آف الور۔

مسجد ووکنگ سے مولینا مولوی صدرالدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ اور حکیم عبد اللطیف [illegible] شامل تھے۔

مولینا صدرالدین صاحب کو شرکائے ڈیپوٹیشن میں سے سب سے اول رکھا گیا۔ رائیٹ آنریبل سید امیر علی صاحب نے سب کا ایک ایک کر کے شاہ موصوف سے تعارف کرایا۔ اور اس کے بعد ایڈریس جو فارسی میں لکھا ہوا تھا اور جس میں ہندوستان کے ایرانی تمدن سے مستفیض ہونے کا خاص طور پر ذکر تھا پڑھا [illegible] جواب میں شاہ موصوف نے اپنے ہندوستانی بھائیوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہندوستان کے [illegible] کو ایران کی بہرہ وری کا موجب بتایا۔

شاہ موصوف کا جواب ختم ہونے کے بعد [illegible] صدرالدین صاحب آگے بڑھے۔ اور ایک [illegible] کے ساتھ جس میں اخوت اسلامی کے بناء پر قرآن کریم ترجمہ انگریزی از مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی) کے تحفہ مقدسہ کو خالصاً لوجہ اللہ پیش کرنے کا ذکر تھا۔ ایک مطلا جزدان کے اندر اس صحیفہ مقدسہ کو پیش کیا۔ جس کو شاہ موصوف نے بڑی خوشی کے ساتھ خود اپنے میں لیا اور چوما۔ اللہ تعالیٰ شاہ موصوف کو مستفید اور بہرہ ور ہونے اور قرآن کریم پر عامل ہونے اور اسلام کی خدمات بجا لانے کی توفیق [illegible]

لنڈن میں میاں صاحب کے مریدین کی عید

ہمارے احباب اس مشن سے خوب واقف ہیں۔ جو میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے ولایت میں قائم کیا گیا ہے۔ اگر یہ پہلو کام کرنے والے مشن تبلیغ اسلام کے لئے اکٹھے ہوکر میں کوئی ایک ہوں بلکہ لنڈن جیسے شہر میں بھی کئی ایک ہوں تو یہ خوشی کا مقام ہے۔ لیکن افسوس کہ نہیں ہیں۔ جب یہ یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ کس طرح ہمارے تفرقہ نے بیرونی ممالک میں ہماری تصویر کا بڑا پہلو لوگوں کے پیش نظر کر رکھا ہے۔ تو سوائے افسوس کے کچھ نہیں کہا جاسکتا ووکنگ میں جب نماز عید کے لئے انگلستان کے اطراف و اضلاع سے بیرونی مسلمان اور وہاں کے نومسلم جمع ہوتے ہیں اور اس عظیم الشان مجمع کی تصاویر مختلف اخبارات میں چھپتی ہیں تو یہ امر خود تبلیغ اسلام کے کام کا مؤید ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہر تصویر کے ساتھ کچھ نہ کچھ حالات بھی ہوتے ہیں۔ یہی مجمع اگر ایک جگہ ہونے کے بجائے دو چار مختلف مقامات میں ہو تو اسکی عظمت تو وہیں نابود ہو جاتی ہے۔ اور یہ کسی کے لئے موجب تشفی نہیں رہ سکتا۔ لیکن جہاں تمام مسلمان سوائے مجبوری کے ایک جگہ جمع ہو کر نماز عید اکٹھے ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ میاں صاحب کا مشن اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ قائم کر لیتا ہے۔ اور نماز عید میں بھی ہمارے ساتھ ملکر خدا تعالیٰ کے حضور سر جھکانا گناہ سمجھتا ہے۔ اگر یہ تعدد اور علیحدہ نماز ادا کرنے والوں کی ایک تعداد تک بھی پہنچی ہوئی ہوتی۔ تو شاید ایک عذر ہوتا۔ مگر دس آدمیوں کو الگ لیکر عید کی نماز علیحدہ ادا کرنا جہاں خود میاں صاحب کے عقیدہ کے رو سے بھی نماز جائز ہے۔ عمداً تفرقہ کو بڑھانا نہیں تو اور کیا ہے۔

گذشتہ دو دنوں جمعہ کی بات ہے کہ لاہور سے آتے ہوئے بمبئی میں الفضل کا ایک پرچہ نظر پڑا۔ جس میں مفتی صاحب کی طرف سے یہ خوش خبری [illegible]

کہا کہ خدا وند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ولا تطع کل حلاف مھین۔ (حلف اٹھانا شرفا کا کام نہیں) اب قاضی صاحب کی قرآن دانی کا علم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے جو جھوٹی قسم کھانے والے کی بات پر عمل نہ کر۔ اور قاضی صاحب اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ "جو کوئی بھی قسم کھائے وہ ذلیل ہوتا ہے اور شریفوں کے لئے قسم حرام ہے" جس کے جواب میں فوراً سید مدثر شاہ صاحب نے فرمایا کہ قرآن شریف میں خدا کی قسمیں موجود اور احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسمیں موجود۔ خود مرزا صاحب کی اپنی تحریرات میں قسمیں موجود۔ پھر آپ کے اس نکتہ معرفت کا یہی نتیجہ نکلا کہ پھر [illegible] صرف آپ ہی ہیں نہ خدا شریف نہ نبی کریم شریف نہ مرزا صاحب شریف (العیاذ باللہ) من ھذا لا الکذب والہفوات!!!

اس پر جس نگاہ سے حاضرین جلسہ نے محمودیوں کو دیکھا اس کا اندازہ حاضرین ہی جانتے ہیں اور محمودی بھی کیا ایسے قاضی کی قرآن دانی پر فخر نہ کریں گے۔ ([illegible]) اسی وقت سید زمان شاہ صاحب [illegible] محمودیوں کے آگے ہو کر مولوی محمد یمین صاحب کو کہا کہ آپ مرزا صاحب پر بحث [illegible] چاہتے ہیں اس کی فہرست پہلے پیش کریں تاکہ منضبط ہو کر بحث شروع ہو۔

مولوی: میں چند امور پر قاضی صاحب کی حلف کے بعد بحث کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں:۔

(۱) کیا حضرت مرزا صاحب نے اصلی نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟

(۲) کیا مرزا صاحب بلحاظ نبوت ویسے ہی نبی ہیں جیسے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) کیا جو مسلمان مرزا صاحب کو بلحاظ نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نبی نہیں مانتے وہ پکے کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (دیکھو القول الفصل)

(۴) کیا یہ صحیح ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں اپنے دعوے نبوت کو تبدیل کیا۔ (حقیقۃ النبوۃ [illegible])

(۵) کیا آپ کا یہ ایمان ہے کہ آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں احمد مرزا صاحب کا ہی نام ہے نہ نبی کریم صلعم کا۔ (انوار خلافت [illegible])

(۶) کیا آپ کا اس پر ایمان ہے کہ آیت وبالاخرۃ ھم یوقنون میں آخرت سے مراد مرزا صاحب کے الہامات ہیں۔ [illegible]

(۷) کیا آپ کا یہ ایمان ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات حجت شرعی ہیں (جیسا کہ آپ نے پہلے کہا ہے)

(۸) کیا آپ کا ایمان ہے کہ میاں صاحب نے جو لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بار بار بتایا ہے کہ "میں خلیفہ ہوں" یہ سچ اور صحیح ہے (قول الفصل [illegible])

(۹) کیا آپ کا یہ ایمان ہے کہ جو مسلمان میاں صاحب کے اس الہامی دعویٰ کا منکر ہے وہ فاسق ہے

(۱۰) کیا آپ کا یہ ایمان ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھ سال تک اپنی نبوت کا پتہ نہ تھا اور شک رہا۔ (حقیقۃ الامر)

(۱۱) کیا آپ کا یہ ایمان ہے کہ [illegible] حقیقی نبوت ختم نہیں ہے۔ [illegible]

(۱۲) کیا ۱۹۰۲ء سے اس وقت تک آپ کا یہی ایمان ہے کہ مرزا صاحب کی وہ تحریریں ۱۹۰۲ء سے پہلے کی جن میں دعویٰ نبوت سے انکار کیا گیا ہے اب منسوخ ہیں۔ (حقیقۃ النبوۃ [illegible])

(۱۳) کیا آپ کا یہی ایمان ہے کہ میاں صاحب ہی مصلح موعود ہیں جن کی نسبت مرزا صاحب نے کان اللہ نزل من السماء کا الہام شائع کیا ہے۔ (وجاہت حوالہ نہیں)

ان میں سے جس بات پر آپ کا ایمان نہ ہو اُسکے نیچے لکھدیں کہ یہ غلط ہے میرا ایسا ایمان نہیں۔ اور جس بات پر آپ کا ایمان ہو اس کی صحت پر قسم اٹھائیں۔ پھر جس امر پر چاہیں بحث کریں۔

قاضی: یہ فروعی باتیں ہیں ان پر حلف اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔

مولوی: آفرین! کیا مرزا صاحب کی نبوت فروعی بات ہے؟ اور [illegible] آخرۃ پر ایمان لانا فروعی بات ہے؟ میاں صاحب کی الہامی خلافت کا دعوے فروعی بات ہے۔ امت محمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج کرنا فروعی بات ہے۔ کیا نبی کریم کا اپنی نبوت میں شک فروعی ہے؟ کیا کسی نبی کی تحریرات کو منسوخ کرنا فروعی بات ہے؟ کیا قرآن شریف میں اسمہ احمد کی بحث ایک فروعی بات ہے؟ نبی کریم کے احمد رسول ہونے کا دعویٰ کا انکار کرنا فروعی بات ہے! قاضی صاحب! کچھ ہوش ہے! یہ کیا فرما رہے ہیں! (اس پر حاضرین جلسہ نے قاضی صاحب کو مجبور کیا کہ آپ ان سوالات پر جو چاہیں قلم سے لکھدیں۔ ان عذرات نامعقول کو رہنے دیجئے) اس پر قاضی صاحب نے سوال نمبر ۱ کا جواب یہ لکھا۔

قاضی: جواب سوال ۱:۔ قرآن مجید میں باب نبوۃ مفتوح ہے۔ بعد از سیدنا حضرت محمدؐ [illegible] میرے نزدیک باب نبوۃ مفتوح ہے۔ مولوی محمد یمین صاحب کے نزدیک باب نبوۃ مسدود ہے۔ یہ امر متنازعہ فیہ ہے۔

جواب سوال ۲:۔ نبی کی تعریف کیا ہے۔ معیار نبوت کیا ہے۔ از روئے قرآن کریم!

مولوی: میرے پہلے سوال کا جواب جو آپ نے تحریر کیا ہے۔ ذرا بلند آواز سے سنا دیں۔ پھر باقی کا جواب لکھیں۔ (قاضی صاحب نے سنا دیئے)

مولوی: ناظرین! قاضی صاحب یہ بتادیں کہ یہ میرے کسی مطالبہ کا جواب ہے (حاضرین نے متفق ہو کر کہا کہ نہیں)

مولوی: قاضی صاحب! آپ کیوں اگر مگر میں تضیع اوقات کرتے ہیں۔ جلدی میرے سوالات کا لفظ بلفظ جواب لکھیں تاکہ اصلی بحث شروع ہو۔

قاضی: اگر مگر قرآن میں نہیں ہے؟ دیکھو "ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین" کے معنے میں اگر آتا ہے یا نہیں!

مولوی: اس آیت کے ترجمہ میں اگر کا لفظ آتا ہے۔ مگر میں نے آپ سے اس آیت کا ترجمہ نہیں پوچھا۔ مطلب ما دیگر است!

جس پر قاضی صاحب [illegible] دم بخود ہو کر ناچار مولوی صاحب کے سوالات کا پرچہ [illegible] اُن کے ہاتھ میں دے کر حیران رہ گئے۔

ثالث:۔ اس وقت سید معظم شاہ صاحب نے مولوی محمد یمین صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ نے اپنے سوال میں لفظ اصلی نبوت کی شرط کیوں لگائی ہے۔ کیا مرزا صاحب نے کہیں اپنے اصلی نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اگر کیا ہے تو مرزا صاحب کی کسی کتاب میں دکھاؤ۔ اگر اصلی نبوت سے انکار نہیں کیا تو پھر مرزا صاحب کا یہ کہہ دینا کہ خدا نے مجھے نبی کہا ہے اُن کے اصلی نبی ہونے کے دعوے پر کافی شہادت ہے۔ سید صاحب کے اس سوال پر محمودیوں کی جان میں دو منٹ کے لئے کچھ جان آگئی اور سب کہنے لگے کہ ہاں مرزا صاحب کا کہیں یہ انکار دکھاؤ۔

مولوی: سنو! حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں "میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت" (دیکھو حاشیہ کتاب حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱) پھر مرزا صاحب فرماتے ہیں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمالات متعدیہ کے اظہار و اثبات کیلئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے۔ سو اس طرح ظلی نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام (نبی) دیا گیا ہے" دیکھو کتاب چشمہ معرفت کا حاشیہ ص ۳۲۴)

دیکھو پہلی عبارت میں اصلی نبوت سے صریح انکار ہے اور دوسری کتاب کی عبارت میں لکھا ہے کہ "مجھے صرف رنگ نبوت دیا گیا ہے۔ اور اسی رنگ کی وجہ سے صرف ظاہری طور پر مجھے نبی کہا گیا ہے۔ مجھے اصلی طور پر نبی نہیں کہا گیا"

اس پر حاضرین نے قاضی صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا یہ مرزا صاحب کی کتاب ہے یا کسی اور کی۔ سچ سچ بتاؤ!

قاضی: ہاں مرزا صاحب ہی کی کتاب [illegible]

حاضرین جلسہ:۔ پھر ایسے صریح انکار کے ہوتے ہوئے آپ لوگ کیوں خواہ مخواہ حضرت مرزا صاحب پر دعوئ نبوت کا یہ بیجا الزام لگاتے ہیں۔

قاضی:۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب خدا تعالیٰ کی اصطلاح میں تو اصلی نبی ہیں۔ مگر مرزا صاحب اپنی اصطلاح میں اصلی نبی نہیں ہیں۔ اس لئے مرزا صاحب نے نبوت سے انکار کیا ہے۔

حاضرین جلسہ میں سے جناب سید مدثر شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ عجیب نکتہ معرفت ہے کہ ایک شخص تو خدا تعالیٰ کے نزدیک اصلی نبی ہے مگر وہ اپنے نزدیک اصلی نبی نہیں۔ بلکہ اپنے منصب نبوت سے بیزار ہے۔ قاضی صاحب مہربانی کر کے ذرا یہ سمجھا دیں۔

قاضی:۔ میں آپ (سید مدثر شاہ صاحب) سے بات چیت کرنا نہیں چاہتا۔ [illegible] نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ (چو تنگ آمدم سوئے جنگ آمدم)

اس پر حاضرین جلسہ نے جس غرضت کی نگاہ سے قاضی صاحب اور انکے معاونین کو دیکھا اُس کا اندازہ محمودی خود ہی لگا دیں گے۔

قاضی:۔ میں مرزا صاحب کو انبیائے سابقین کی طرح نبی مانتا ہوں اور یہ ثابت کرنے کو تیار ہوں۔

مولوی:۔ پھر غم ہی کیا ہے۔ جلدی میرے سوالات کا جواب لکھ کر حلف اٹھا کر نبوت کا ثبوت دیں۔

قاضی:۔ صم بکم!

حاضرین میں سے سید ضیاء الدین شاہ صاحب نے فرمایا۔ قاضی صاحب! سچ سچ بتاؤ! لفظ اصلی کے ساتھ کچھ زہر کے کانٹے تو نہیں کہ جس کے مس کرنے سے آپ گریز کرتے ہیں!

سب محمودی۔ صم بکم!

مولوی:۔ آپ کے نزدیک یہ غیر احمدی کافر ہیں؟

قاضی:۔ قرآن شریف نے انبیاء کے منکرین کو کافر ہی کہا ہے۔

غیر احمدی:۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سچے انبیاء علیہم السلام کے منکر تو کافر ہی ہوتے ہیں۔ مگر آپ لوگوں کی طرح غیر نبی کو نبی بنانے والے بھی تو پکے ہی کافر ہوتے ہیں۔

حاضرین جلسہ میں سے ایک:۔ یہ عجیب حماقت ہے کہ مرزا صاحب کی نبوت کو تو اصلی لکھنے سے بھی اس قدر گھبراتے ہیں کہ ایک لفظ اصلی لکھ نہیں سکتے۔ اور مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے یہ جرأت ہے کہ بلا سوچے سمجھے [illegible] کہتے چلے جاتے ہیں۔ یہ بھی عجیب مسلمانی ہے۔

قاضی اور باقی محمودی: صم بکم!

حاضرین کا فیصلہ:۔ پہلے ہمارا خیال تھا کہ شاید مرزا صاحب نے اصلی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر لاہوری احمدی محض میاں صاحب کی مخالفت کی وجہ سے مرزا صاحب کی نبوت سے انکار کرتے ہیں۔ مگر آج حقیقۃ الوحی اور چشمہ معرفت کی ان عبارتوں سے صاف معلوم ہو گیا ہے کہ مرزا صاحب نے قطعاً اصلی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور قادیانی محمودی محض میاں صاحب کی خلافت کے قیام کے لئے زبردستی سے مرزا صاحب کو صرف زبانی اصلی نبی بنانا چاہتے ہیں جس پر خود اُن کا اپنا ایمان بھی نہیں ہے۔

مرزا صاحب نے تو صاف صاف لکھا ہے کہ میری نبوت اصلی نہیں۔ مجھے نبی کریم کی اتباع کی وجہ سے صرف رنگ نبوت دیا گیا ہے۔ اور صرف اس رنگ نبوت کی وجہ سے مجھے ایک پہلو سے ظلی طور پر صرف نبوت کا خطاب دیا گیا ہے اور بس۔

الغرض قاضی صاحب نے اس دن [illegible] مباحثہ میں نہ تو اپنے مرشد کے [illegible] دعویٰ اور دلیل پر قسم کھا سکے اور نہ ہی اپنی قلم سے اُن کی تصدیق کر سکے۔ اور نہ ہی کوئی معقول علمی بات ہی کر سکے۔ بلکہ اپنے مد مقابل سے نفاق کا الزام اور حاضرین جلسہ سے [illegible] کا فتویٰ سر پر لیکر میدان بحث سے [illegible] ہوئے۔ [illegible] محمودی جو پہلے قاضی صاحب کو [illegible] [illegible]

اعلان شاہی

جارج پنجم بفضل ایزدی تاجدار دولتہائے متحدہ برطانیہ عظمیٰ و آئرلینڈ و مقبوضات برطانوی ماورائے بحر۔ شاہ دین پناہ و شہنشاہ ہند کی طرف سے مابدولت کے وائسرائے اور گورنر جنرل۔ ہندوستانی والیان ریاست اور مابدولت کی تمام رعایائے ہند بلا امتیاز نسل و مذہب کو بعد از سلام واضح ہو۔ کہ

(۱) ہندوستان کی تواریخ میں آج سے ایک نیا دور شروع ہوتا ہے مابدولت نے ایک ایسی قانون کی شاہی منظوری عطا کی ہے جو ان عظیم تواریخی تدابیر میں شامل ہوگا۔ جو اس سلطنت کی پارلیمنٹ نے ہندوستان کے نظام حکومت کی بہتری اور اس کے باشندگان کے اطمینان کی افزونی کے لئے وقتاً فوقتاً منظور کی ہیں ۱۷۷۳ء اور ۱۷۸۴ء کے ایکٹ آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی بہادر کے زیر تحت باقاعدہ نظم و نسق اور عدل و انصاف کے انتظام کی غرض سے وضع کئے گئے تھے ۱۸۳۳ء کے ایکٹ نے ہندوستانیوں کیلئے سرکاری عہدوں اور ملازمت کے دروازے کھول دیئے تھے ۱۸۵۸ء کے ایکٹ کے رو سے عنان حکومت کمپنی بہادر کے ہاتھ سے نکل کر تاج برطانیہ کی طرف منتقل کر دی گئی اور ہندوستان کی موجودہ پبلک زندگی کی بنیاد پڑی۔ ۱۸۶۱ء کے ایکٹ نے ہندوستان میں نیابتی مجالس کا بیج بویا۔ اور اس بیج نے ۱۹۰۹ء کے ایکٹ سے نشو ونما حاصل کی جو ایکٹ اب قانون کی صورت میں منظور کیا گیا ہے۔ اسکے زیر اثر باشندگان کے منتخب شدہ نمائندوں کو حکومت میں مخصوص حصہ تفویض کیا جاتا ہے۔ اور یہ ایکٹ لعد میں مکمل ذمہ دارانہ حکومت کا راستہ بتاتا ہے۔ اگر جیسا کہ مابدولت کو کامل امید ہے۔ وہ پالیسی جو اس ایکٹ کے رو سے اختیار کی جاتی ہے۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئی۔ تو اس کے نتائج انسانی ترقی کی تاریخ میں نہایت اہم ہوں گے۔ اور اسوقت مناسب اور برمحل ہے کہ مابدولت تمہیں آج اس امر کی دعوت دیں۔ کہ ماضی پر غور کرو۔ اور ہمارے ساتھ آئندہ کی امیدوں میں شریک ہو ؞

(۲) جب سے ہندوستان کی خیر و فلاح ہمیں تفویض کی گئی ہے۔ ہمارے شہنشاہی گھرانے اور ہمارے خاندان نے اسکو ایک مقدس امانت تصور کیا ہے۔ ۱۸۵۸ء میں ملکۂ معظمہ وکٹوریہ آنجہانی نے باضابطہ طور پر اپنے آپ کو اپنی ہندوستانی رعایا کے ساتھ انہیں فرائض کے احساسات سے وابستہ کیا۔ جن سے وہ اپنی دوسری رعایا سے وابستہ تھیں اور ان کو ان کی مذہبی آزادی اور قانون کی مساوی اور غیر جانبدارانہ حفاظت کا یقین دلایا اس پیغام میں جو ہمارے پیارے والد معظم شاہ ایڈورڈ ہفتم نے ۱۹۰۸ء میں ہندوستانیوں کے نام ارسال فرمایا تھا اعلان کیا تھا۔ کہ ان کا مصمم ارادہ ہے کہ اپنی ہمدردانہ اور منصفانہ انتظام حکومت کے اصولوں کو غیر متغیر انداز سے برقرار رکھا جائے۔ سنہ ۱۹۰۸ء کے اعلان میں اعلیٰ حضرت آنجہانی نے گذشتہ پچاس سال کے وعدوں کی تجدید کی اور اس ترقی پر ایک نظر بازگشت ڈالی۔ جو ان کی وجہ سے ظہور میں آئی تھی۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں تخت نشین ہونے پر خود مابدولت نے ہندوستان کے والیان ریاست اور باشندگان کے نام ایک پیغام بھیجا تھا جس میں مابدولت نے اُن کی وفاداری اور تابعیت کا اعتراف کیا تھا۔ اور یہ وعدہ کیا تھا کہ ہندوستان کی خوشحالی اور شادمانی ہمارے لئے ہمیشہ انتہائی دلچسپی اور دلبستگی کا موجب ہوگی۔ ایک سال بعد مابدولت نے ملکہ حضرت شہنشاہ بیگم کی معیت میں ہندوستان کا سفر کیا اور وہ اپنی اس ہمدردی کا جو مابدولت کو اُس کے باشندوں کے ساتھ ہے اور اپنی اس آرزو کا جو مابدولت کے دل میں انکی بہتری کے لئے ہے۔ ثبوت دیا ؞

(۳) یہ وہ جذبات محبت و شفقت ہیں جن سے مابدولت اور ہمارے پیشرو متاثر ہوتے رہے ہیں۔ ساتھ ہی پارلیمنٹ اور اس قلمرو کے باشندگان اور ہمارے عہدہ دار جو ہندوستان میں ہیں ہندوستان کی اخلاقی اور مادی ترقی کے لئے یکساں سرگرمی سے مستعد رہے ہیں۔ ہم نے ہندوستان کے لوگوں کو ان کثیر التعداد برکات سے مستفیض کرنے کی کوشش کی ہے جو خدا تعالیٰ [illegible] باقی ہے جس کے بغیر کسی ملک کی ترقی مکمل نہیں ہو سکتی۔ اس عطیہ سے ملک کے باشندگان کا اپنے معاملات کا انتظام اور اپنے مفاد کی حفاظت کرنے کا حق مراد ہے۔ بیرونی حملوں کے خلاف ہندوستانی مدافعت کا کام تو امپیریل مفاد و افتخار کا مشترکہ فرض ہے مگر اسکے اندرونی معاملات کا انصرام ایک ایسا بوجھ ہے۔ جو ہندوستان جائز طور پر اپنے کندھوں پر اٹھانے کی تمنا کر سکتا ہے۔ یہ بارگراں تمام و کمال حیثیت سے اس وقت تک نہیں اٹھایا جا سکتا۔ جب تک کہ وقت کے گذرنے اور تجربہ کے حاصل ہونے سے لوگوں میں اس کے اٹھانے کی طاقت پیدا نہ ہو جائے۔ لیکن اب ان کو تجربہ کی ترقی اور انجام دہی کی قابلیت کے مطابق ساتھ ذمہ داری کی زیادتی کا موقع دیا جائیگا ؞

(۴) مابدولت نیابتی مجالس کے حصول کے واسطے اپنے باشندگان ہند کی روز افزوں تمنا کو دیکھتے ہیں۔ اور اسے ہمدردی سے ملاحظہ کرتے رہے ہیں۔ یہ تمنا قلیل ابتدا سے شروع ہو کر ملک کے سمجھدار طبقہ میں اپنے اثر کو رفتہ رفتہ مضبوط کرتی گئی ہے۔ تحریک ہذا آئینی حدود کے اندر رہ کر اخلاص اور جرأت سے ترقی کرتی گئی ہے۔ اور اس بدنامی کو مٹا کر زندہ رہی ہے۔ جو مختلف اوقات اور مختلف مقامات پر نا فرمان لوگوں کے رویہ سے جو حب الوطنی کے بھیس میں سرکشانہ افعال کا ارتکاب کرتے رہے ہیں اس خواہش پر عائد ہوئی ہے اس آرزو کو اسی نصب العین سے جن کے لئے برطانوی اقوام کی دولت مشترکہ جنگ عظیم میں لڑتی رہی ہے اور زیادہ تقویت پہنچی ہے۔ اور اس حصہ سے جو ہندوستان نے ہماری مشترکہ جد وجہد۔ اندیشوں اور فتوحات میں لیا ہے۔ اسے اپنے دعوے میں تائید حاصل ہوتی ہے۔ حقیقت میں سیاسی ذمہ داری کی خواہش کا سرچشمہ ہندوستان کے ساتھ برطانوی تعلق کی بنیاد میں موجود ہے۔ انسانی تواریخ اور خیالات کے زیادہ گہرے اور زیادہ وسیع مطالعہ نے جس کا موقعہ اس تعلق سے ہندوستانی لوگوں کو حاصل ہوا ہے۔ لازمی طور پر اس آرزو کو پیدا کر دیا ہے اس کے بغیر ہندوستان میں اہل برطانیہ کا کام نامکمل رہ جاتا۔ اس لئے وہ تدابیر دانشمندانہ تھیں جن سے کئی سال پہلے نیابتی مجالس کا آغاز کر دیا گیا تھا۔ ان کے حلقہ اثر کو منزل بہ منزل وسیع کیا گیا۔ تا اینکہ اب ہمیں نظر آرہا ہے۔ کہ ذمہ دارانہ حکومت کی راہ میں ایک اور قدم بڑھایا گیا ہے ؞

(۵) اسی ہمدردی اور بیش از پیش دلچسپی کے ساتھ مابدولت اس راہ پر ترقی کے متمنی ہوں گے یہ راستہ آسان نہیں۔ اور منزل مقصود کی جانب قدم زن ہونے میں مابدولت کی رعایائے ہند کے تمام طبقوں اور قوموں کو اس میں بردباری اور استقلال کی ضرورت ہوگی۔ مابدولت کو اعتماد ہے۔ کہ یہ اعلیٰ صفات یقینی طور پر پیدا ہو جائینگی۔ ہم نئی مجالس عامہ پر اعتماد کرتے ہیں۔ کہ وہ ان لوگوں کی خواہشات کی دانشمندی سے ترجمانی کرینگی۔ جن کے وہ نمائندے ہیں اور ان عوام کے مفاد کو بھول نہ جائیں گی۔ جنہیں ابھی حقوق انتخاب نہیں دئے جا سکتے۔ مابدولت لوگوں کے لیڈروں یعنی آئندہ کے وزراء پر اعتماد کرتے ہیں۔ کہ وہ اس ذمہ داری کے لئے تیار ہوں گے۔ غلط فہمیوں کو برداشت کریں گے۔ اور سلطنت کے مشترکہ مفاد کی خاطر بہت ایثار سے کام لیں گے۔ اور اس امر کو یاد رکھیں گے۔ کہ صحیح حب الوطنی فرقہ بندی اور جماعت وار حدود کے پابندیوں سے بالاتر ہے۔ اور مجلس قانونی کا اعتماد قائم رکھکر غیر ضروری اختلافات کو دور کرنے اور عادل اور مہربان حکومت کے ضروری معیار کو قائم رکھنے کے لئے مابدولت کے عہدہ داروں کے ساتھ مشترکہ بہبودی کی خاطر شریک کار رہیں گے۔ اس کے ساتھ ہی مابدولت اپنے عہدہ داروں سے متوقع ہیں کہ وہ اپنے نئے شرکائے کار کا احترام کرینگے۔ اور اُن کے ساتھ مل کر مروت اور ہم آہنگی سے کام کرینگے۔ باشندوں اور اُن کے نمائندوں کو آزادانہ مجالس کی جانب پُر امن پیش قدمی میں امداد دینگے۔ اور ان نئے کاموں میں زمانہ ماضی کی طرح مابدولت کی رعایا کی بے لوث اور ایماندارانہ خدمت کے اعلیٰ ترین مقصد کو پورا کرنے کا تازہ موقع پائیں گے ؞

(۶) اس موقع پر ہماری یہ صادق آرزو ہے کہ جہاں تک ممکن ہو۔ ہماری رعایا اور ان لوگوں کے درمیان جو ہماری طرف سے حکومت کے ذمہ دار ہیں۔ رنجش کے تمام نشانات محو کر دیئے جائیں۔ جو لوگ زمانہ ماضی میں سیاسی ترقی کی سرگرمی میں قانون کی خلاف ورزی کر چکے ہیں انکو چاہئے کہ مستقبل میں قانون کا احترام کریں۔ اور جو باامن اور باقاعدہ حکومت قائم رکھنے کے لئے ذمہ دار ہیں۔ ان کے لئے یہ ممکن ہونا چاہئے کہ ان جائز سرگرمیوں کو فراموش کر سکیں جن کا انہیں انسداد کرنا پڑا تھا۔ ایک نیا دور شروع ہو رہا ہے لازم ہے کہ اس کا ایک مشترکہ مقصد کے لئے ہماری رعایا اور حکام کی باہمی شرکت کے عزم سے آغاز ہو۔ لہٰذا ہم اپنے وائسرائے کو ہدایت کرتے ہیں۔ کہ وہ ہماری طرف سے اور ہمارے نام پر سیاسی مجرموں پر انتہائی وسعت تک مراحم خسروانہ کا استعمال جو وائسرائے کی رائے میں امن عامہ کے متناقض نہ ہو ہماری آرزو ہے۔ کہ اس شرط پر اس رعایت کو ان اشخاص تک وسیع کر دیا جائے جو گورنمنٹ کے خلاف جرائم کے پاداش میں یا خاص یا فوری قوانین کے ماتحت مقید ہیں۔ یا جن کی آزادی پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں ہمیں یقین ہے کہ ان لوگوں کی جو اس سے مستفیض ہوں آئندہ روش اس ترحم کی موزونیت کو ثابت کردیگی۔ اور ہماری تمام رعایا اس قسم کی روش اختیار کرے گی۔ جس سے آئندہ اس قسم کے جرائم کے لئے قوانین کا نفاذ غیر ضروری ہو جائے ؞

(۷) برطانوی ہند میں نئے نظام ترکیبی کے نفاذ کے ساتھ ساتھ ہی مابدولت نے بخوشی والیان ریاست کی ایوان مشاورت کی قیام کے لئے منظوری عطا فرمائی ہے۔ مابدولت کو اعتماد ہے کہ ان کے مشورے ریاستوں اور ان کے دایا کے لئے دائمی طور پر مفید ہونگے۔ ان مفاد کو ترقی دیں گے جو ان کے علاقوں اور برٹش انڈیا میں مشترکہ ہیں اور بحیثیت مجموعی سلطنت کے لئے فائدہ مند ہونگے مابدولت اس موقع پر دوبارہ پھر ہندوستان کے والیان ریاست کو اپنے عزم مصمم کا یقین دلاتے ہیں۔ کہ انکے استحقاقات حقوق اور مراتب کو بدستور سابق برقرار رکھا جائے گا ؞

(۸) مابدولت کا ارادہ ہے۔ کہ اپنے فرزند دلبند پرنس آف ویلز کو آئندہ موسم سرما میں ہندوستان بھیجیں۔ تاکہ وہ مابدولت کی طرف سے والیان ریاست کے نئے ایوان مشاورت اور برطانوی ہند میں نئے نظام ترکیبی کی افتتاحی رسم ادا کریں ؞

مابدولت کی دعا ہے کہ ان کو ان لوگوں میں یکجہتی اور اعتماد نظر آئے۔ جن پر ملک کی آئندہ خدمتگذاری منحصر ہے تاکہ اُن کی محنتیں بارآور ہوں اور اُن کا نظام حکومت تدریجی ترقی سے وابستہ ہو۔ مابدولت اپنی تمام رعایا کے ساتھ ہم آواز ہو کر خدائے بزرگ و برتر کے حضور میں دعا کرتے ہیں۔ کہ اس کی مشیت اور ہدایت سے ہندوستان آگے سے زیادہ خوشحالی اور فارغ البالی حاصل کرے۔ اور اُسے سیاسی آزادی کی انتہائی وسعت نصیب ہو ؞

۲۴۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء

بموجب احکام شائع کیا گیا۔

دستخط

ایل۔ فرنچ۔

قائم مقام چیف سکرٹری پنجاب گورنمنٹ ؞

لودہیانہ میں مسیحی اور اسلامی کشمکش

لودہیانہ کے زنانہ مسیحی مشن کے گرد و نواح میں مسلمان خاندانوں کی ایک کثیر التعداد آباد ہے مشن کے مقابل میں مدرسہ عزیزیہ عربیہ واقعہ ہے۔ جو ایک بڑے محدث اور عالم علوم قرآنی کی یادگار ہے۔ دوسری جانب ایک مسجد ہے۔ جس میں مسلمان پنج وقتہ نماز ادا کرتے ہیں۔ اس نواح میں ایک بزرگ مسلمان کی قبر بھی ہے۔ لودہیانہ سے اس مطلب کا ایک اشتہار شائع ہوتا ہے۔ کہ زنانہ مشن اس تمام رقبہ کے حصول کے درپے ہے۔ پہلے تو مشن فرداً فرداً مسلمانوں سے تحریک کرتا رہا مگر کامیابی نہ ہوئی اب گورنمنٹ سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ قانون حصول اراضی کے ماتحت یہ سارا رقبہ مشن کو دلا دیا جاوے مشن کی طرف سے یہاں ایک میڈیکل سکول اور ایک ہسپتال ہے۔ جن کا اصلی مقصد اشاعت عیسائیت ہے ہمیں امید ہے کہ گورنمنٹ اس بارے میں دور اندیشی سے کام لے گی۔ اور کوئی ایسی کاروائی نہیں کرے گی۔ جو اسلامی آبادی کی خواہشات کے خلاف ہے۔ ورنہ ممکن ہے مذہبی مناقشات کا بازار گرم ہو جائے ؞ (وکیل امرتسر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷۔ چہارشنبہ۔ ۷ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۴۸

ہماری قومی ضروریات

ذیل میں ہم ہستی دوست محمد صاحب مبلغ اسلام کا ایک مضمون جو انھوں نے سالانہ جلسہ سے پیشتر درج اخبار ہونے کے لئے ارسال فرمایا تھا۔ ہدیہ ناظرین کرام کرتے ہیں۔ مضمون ہمیں بعد اختتام جلسہ موصول ہوا۔ وقت تھا اسلئے شائع نہیں کرسکے۔ (ایڈیٹر)

میری یہ عرضداشت آپ کے ہاتھوں میں اس وقت پہنچیگی جب آپ سال بھر کے بعد پھر ایک دفعہ اپنی قومی بہبودی اور آئندہ ترقی کے سوالات پر غور کرنے کے لئے ایک جا جمع ہونگے۔ اگرچہ اسوقت آپ کی توجہات قوم کے اُن ناخداؤں کی تدابیر علمی و عملی کی طرف زیادہ تر مبذول ہونگی جنہوں نے "دین کو دنیا پر مقدم" کرنے کے اقرار پر اپنے تمام دنیوی مفاد کو نثار کرکے قومی کشتی کو کھینے اور نکبت و ادبار کے ناپیدا کنار سمندر سے باہر لے جانے کا ذمہ لے رکھا ہے۔ اگرچہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب متعنا اللہ بطول حیاتہ اور دیگر بندگان قوم اور حضرت مسیح موعودؑ کے خاص الخاص صحابیوں کے نکات علمی اور حقائق معنوی آپ کی سال بھر کی تشنہ کامیوں کو سیراب کرنے کے لئے بہت کافی ہیں۔ اور ضرورت نہیں کہ میرے جیسا کودک نادان آپ کے اس قیمتی وقت میں حارج ہو۔ نہ ہی میری باتیں آپ کے لئے کوئی موجب دلچسپی یا اُن مسائل کے مقابلہ میں جو آپ کے سامنے ہونگے۔ کوئی اعلٰے فوائد کا موجب ہوسکتی ہیں۔ تاہم دل چاہتا ہے کہ اپنے سال بھر کے بچھڑے ہوئے دوستوں اور بزرگوں سے اگر ملاقات کا شرف حاصل کرنے سے اس وقت قاصر ہوں۔ اگر اس اجتماع قومی میں اُن کے ساتھ شریک ہوکر اُن کی دعاؤں میں حصہ دار نہیں ہوسکتا۔ تو اس تحریر ہی کے ذریعہ سے اپنے آپکو شامل کردوں اور کوئی نہ کوئی ذریعہ اپنے لئے دعا کا پیدا کردوں۔

اس وقت میرے ذہن میں چند ایسی باتیں ہیں۔ جنکو میں احمدی قوم کی قومی ضروریات میں سے سمجھتا ہوں۔ ممکن ہے۔ آپکے نزدیک وہ اتنی اہم نہ ہوں۔ لیکن میں چونکہ اُنہیں ایسا سمجھتا ہوں۔ اس لئے باوجود کمی لیاقت کے آپ کے سامنے اُنہیں رکھنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ قومی اجتماع کی یہی غرض ہوتی ہے۔ کہ ہر ایک کو اپنی اپنی سمجھ کے مطابق قومی بہبودی کے سوال پر رائے دینے کا موقعہ ہو۔ اور سب کی سنکر اور بڑی رائوں کو سنکر ایک فائدہ بخش راہ کو اختیار کیا جائے۔ یا اپنے نقائص کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

ہمارے قومی احیا کی غرض

مجھے اس بات کے بتانے کی ضرورت نہیں۔ کہ ہمارے قومی احیا کی اصل غرض و غایت کیا ہے۔ خدا کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلٰوۃ والسلام نے جس اہم ترین مقصد کی طرف آپکو بلایا۔ اسلام کی جس اشد ترین ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آپکی آواز پر آپ سب حضرات نے لبیک کہا۔ اور "دین کو دنیا پر مقدم" کرنے کا اقرار اس مامور الٰہی کے ہاتھ پر کرکے جس پاک راہ پر آپ گامزن ہوئے اور جس منزل مقصود کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔ وہ "اشاعت اسلام" کے دو لفظوں میں پنہاں ہے اور آپ کے سامنے عیاں۔ یہ وہ غرض ہے جسکو عملی طور پر پورا کرنے کے لئے اس مامور ربانی کے حیات حیات میں جن قیمتی انسانوں نے اپنی زندگیاں وقف کیں۔ اُن میں سے بہت سے اس وقت ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ اور جو باقی ہیں وہ اس قدر تھوڑے سے ہیں کہ انگلیوں پر شمار ہوسکتے ہیں۔ اس ہولناک مصیبت کو پیش نظر رکھکر اس سالار قوم نے جو اس وقت احمدی قوم کی حقیقی رہبری کا موجب ہوا ہے۔ اور قوم کے ایک حصہ کو اُس کی آن تھک کوششوں نے چاہ ضلالت میں گرنے سے بال بال بچا لیا ہے۔

گذشتہ سال آپ صاحبان کو پھر اس اصل مقصد کی طرف دعوت دی۔ اور وہ نظارہ اسوقت میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جب آپ میں سے بہت سے بزرگوں نے نہ صرف زبانی ہی اس صدائے حق پر لبیک کہی۔ بلکہ اس کے تجویز کردہ اقرار نامہ پر دستخط بھی کر دینے سے ذرا بھر تامل نہ کیا۔ یہ وہ شاندار منظر تھا۔ جو احمدی قوم بلکہ اسلام کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائیگا۔ اور اگر قوم کے بزرگوں کو اللہ تعالےٰ نے اس اقرار نامہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دی۔ (خدا کرے یہ توفیق اُنہیں جلد حاصل ہو) تو اس کا نظارہ مذاہب عالم کی نظروں کو خیرہ کر دینے کے لئے کافی ہوگا۔

احمدی قوم کا یہ لازوال شرف کیا کوئی کم اہمیت رکھتا ہے۔ کہ اس میں کا ایک انسان اور صرف ایک اکیلا انسان محض اللہ کے بھروسہ پر مسیح موعودؑ کے پیدا کردہ اسلامی جوش کو اپنے دل میں لیکر گھر سے نکلتا ہے۔ اور سرزمین تثلیث میں توحید کا وعظ کرنے کے لئے آ بیٹھتا ہے۔ خواجہ کمال الدین (اللہ تعالےٰ آپ کو صحت کامل عطا فرمائے اور آپ پر بیش از بیش اپنے افضال کی بارش نازل کرے)۔ کن حالات میں یہاں پہنچے۔ اور کس بھروسہ پر؟ ان کی آمد اور کاروبار میں روز افزوں ترقی۔ انکی اہلیہ مرحومہ کی وفات اور بچوں کی خوردسالی اور اس پر دنیا والوں کا بالاتفاق ان کے عزم پر ٹھٹھے مارنا۔ یہ وہ حالات تھے۔ جن میں آپ گھر سے نکلے۔ اور یہاں آکر بھی ایک عرصہ تک کئی ایک حوصلہ شکن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور آپکی ان قربانیوں اور مساعی جمیلہ کو اللہ تعالےٰ نے جیسا کچھ بارآور کیا۔ وہ اسوقت قوم کے سامنے ہے۔ لیکن اگر یہ کامیابی نہ بھی ہوتی۔ تو بھی آپ کا یہ اقدام عمل اصحابہؓ کے بعد اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلی مثال تھی۔ یہ وہ اقدام عمل تھا جس نے احمدی قوم کو اپنے اصل نصب العین کی طرف تیزی کے ساتھ قدم بڑھانے کا سبق دیا۔ اور اگرچہ اس کے بعد بہت سے خانگی تنازعات اور حاسدانہ کوششوں اور مخالفتوں نے ہماری توجہات کو بٹایا لیکن خدا تعالیٰ نے جسکو برکت دینی تھی۔ دی۔ اور اپنے فعلی ہاتھ سے ثابت کر دکھایا۔ کہ مسیح موعودؑ کا کام کن کے ہاتھ سے وہ کرانا چاہتا ہے۔

نہ صرف تبلیغ اسلام کی یہ سب سے پہلی کوشش بلکہ انگریزی ترجمۃ القرآن "کی تکمیل، اور اشاعت ایک سب سے بڑا اہم کام ہے۔ جو احمدی قوم کی اصل غرض کو پورا کرنے والا اور اسکی خصوصیات قومی کو چار چاند لگانے والا ہے۔

لیکن یہ جو کچھ ہم نے یا ہمارے بعض بزرگوں نے دین کی انفرادی کوششیں بھی قوم ہی کی طرف منسوب ہونگی کیا۔ یہ کیا ہے۔ ایک ناپیدا کنار سمندر کا گویا ابھی ایک چپہ بھر حصہ بھی ہم نے طے نہیں کیا۔ ابھی بہت سا ایسا حصہ ہے۔ جسکو ہم نے عبور کرنا ہے اور جس کے لئے بہت بڑی ہمت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ ایک خواجہ کمال الدین اور مولوی صدرالدین تو کیا ابھی بہت سے ایسے ہی قابل اور کام کرنے والے وجودوں کی ضرورت ہے۔ جو دنیا کے طول و عرض میں پھیلکر توحید الٰہی کو ہر چہار اطراف عالم میں پہنچائیں۔ دنیا تو ایک طرف۔ ابھی تو انگلستان ہی کا چھوٹا سا خطہ اس قابل ہے کہ اسے اسلام کے نام سے خبردار کیا جائے۔ ایک دو کنگ مسلم مشن کیا یہاں چاروں طرف شمال و جنوب اور مشرق و مغرب میں بہت سے مبلغین اسلام جب تک نہ ہوں۔ لوگوں کا کثیر حصہ شاید دیر تک اسلام سے بے خبر رہے۔

حالات بیشک ہمارے حق میں ہیں

زرد وسیع ترین خطہ میں بہت ہی کم ایسے متنفس ہونگے جنکو تثلیث اور دیگر عقائد عیسویت پر کوئی ایمان ہو۔ جہاں تک لوگوں کی باتوں کو سننے اور اخباروں کو پڑھنے سے پتہ لگتا ہے۔ لوگوں کو مذہب کے متعلق اول تو واقفیت ہی بہت کم ہے۔ بلکہ ہے ہی نہیں۔ اور اگر کسی کو ہے بھی۔ تو کم از کم عیسائیت پر اس کا ایمان نہیں۔ یہاں کی مذہبی واقفیت کا تو یہ حال ہے کہ اگلے ہی دن ایک اچھی پڑھی لکھی عورت سے مولوی صدرالدین صاحب عیسائیت کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ اور اسے بتا رہے تھے۔ کہ مغربی لوگ مسیح علیہ السلام کے کلام اور اس کے اصل مطالب کو سمجھنے سے عاری ہیں۔ اسی سلسلہ میں آپ نے اُس سے پوچھا کہ تمہارا خیال ہے کہ مسیح علیہ السلام کوئی انگریز تھا۔ اس نے جواب میں فوراً متعجب انگیز لہجہ میں کہا۔

کیا وہ انگریز نہ تھے؟ Was he not?

یہ ان لوگوں کی مذہبی واقفیت ہے۔ اور جیسا کہ مولینا صاحب نے اس خاتون کو کہا! خود پادریوں نے حضرت مریم علیہا السلام کی تصویر کو مغربی شہزادیوں کی شکل و صورت کے مطابق بناکر اس ناواقفیت کو ترقی دی ہے۔ ان کی مجبوری آنکھیں اور سنہری بال انکو مغربی اور انگریز ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اور ابھی یہ بہت ادنےٰ مثال

اُن کی ناواقفیت کی ہے۔ اس سے بڑھکر کئی ایک باتیں پیش کیجا سکتی ہیں۔ ایسا ہی عیسوی عقاید پر سے ایمان کے اٹھ جانے کا حال اس سے پیشتر چرچ کانگریس کی رپورٹ میں ہدیہ ناظرین کرچکا ہوں۔ جیسے ہوتے ہوئے یہ امر موجب حیرت نہیں۔ کہ اور تو اور خود ووکنگ جیسے قصبہ میں ایک ایسی سوسائٹی بنی ہوئی ہے جس کا کام ہے۔ کہ لوگوں کو گرجاؤں میں جاکر وقت ضائع کرنے کے بجائے دیگر مضامین پر لیکچروں میں انہیں مشغول رکھے اور اسی وجہ سے گرجا کے ساتھ اُنکی کھلی مخالفت ہے۔

عیسوی عقاید اور مذہب

سے اس قدر ناواقفیت اور بیزاری کے ساتھ جو خیالات اُن لوگوں کے دلوں میں موجزن ہیں۔ جن باتوں کو وہ مذہب کے اندر دیکھنا چاہتے ہیں وہ جیسا کہ میں ابھی سابقہ مضامین میں دکھا چکا ہوں اسلام ہی کے خیالات ہیں۔ ان کے علاوہ یورپین طرز معاشرت اور تمدن میں بعض ایسی باتیں موجود ہیں۔ جو اگرچہ بظاہر خوبصورت نظر آتی ہیں اور اسلامی طرز معاشرت اس سے بالکل مختلف ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو مورد طعن و تشنیع بھی ٹھہرایا گیا ہے۔ لیکن یورپ کی ان خوبصورت باتوں کے اندرونی نقصانات کو اگر دیکھا جائے۔ (جن کا پتہ یہیں آکر لگتا ہے) تو اسلام کی عظمت اور معقولیت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

یورپین طریق زندگی ماں باپ کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں کو اپنے لئے خود خاوند تلاش کرنے کی اجازت دیں یہ طریق بھی بہت سی دوسری باتوں کے ساتھ ہمارے بعض جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو بہت مرغوب ہے۔ اور میں جہاز میں ایک نوجوان طالب علم کے منہ سے یہ سنکر حیران رہ گیا۔ کہ مسلمانوں کے نکاح حرام ہوتے ہیں۔ دکہنے والا خود بھی مسلمان تھا) کیونکہ عورت کو خود خاوند اپنے لئے پسند کرنے اور تلاش کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ کاش وہ اِنہی طریق کے اختیار کرنے والوں کی حالت کو عبرت کی آنکھوں سے دیکھے

اس کے بالمقابل اسلامی تمدّن

میں ماں باپ کا اولاد کے لئے رشتہ تلاش کرنا اور سوچ بچار کر آخر میں خود اولاد کی مرضی سے رشتہ کرنا کیا کبھی ایسی مصائب کا موجب ہوا۔ بہت کم مثالیں اس کی مل سکینگی جو النادر کالمعدوم کے حکم میں ہونگی۔ پھر وہی ماں باپ کا کرایا ہوا رشتہ کس قدر میاں بیوی کی محبت اور گہرے تعلقات کا موجب ہوتا۔ اسکو ہندوستانی دل و دماغ ہی خوب سمجھ سکتا ہے۔ مغرب کو اس سے تعلق ہی کیا۔

ایک اور سوال جس نے یہاں آکر میری توجہ کو خاص طور پر کھینچا ہے۔ وہ عورت کی عزت کا سوال ہے۔ مسلمانوں پر یہ الزام ہے کہ وہ عورتوں کو اپنے برابر حقوق اور عزت نہیں دیتے اور ان سے غلاموں کے کام لیتے ہیں۔ بیشک ہندوستان میں کوٹھیوں کے اندر حکومت کرنے اور گھوڑے اور گاڑیوں پر پھرنے والی انگریز عورتوں کو دیکھکر ایک ظاہر بین اس الزام پر صاد کرسکتا ہے۔ لیکن یہاں آکر دیکھنے سے شاعر کا وہ مقولہ یاد آجاتا ہے

میں الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

بیشمار گھروں کی عورتیں اور لڑکیاں کیا ہیں۔ ہندوستان کی ماماؤں سے بھی کسی نچلے درجہ پر۔ نہ صرف گھر کا تمام کاروبار اور خرید و فروخت انہیں خود جاکر کرنی پڑتی ہے۔ اور جاڑوں کی برفانی سردیوں میں رات دن عورتوں کے جمگھٹے بازاروں میں ٹوکریاں پکڑے ہوئے پھرتے نظر آتے ہیں۔ بلکہ ان کے گھروں میں جاکر دیکھو تو اس قدر محنت انہیں گھر کی اپنے ہاتھوں سے صفائی کرنے اور فرشوں کو رگڑنے۔ دیواروں پر روغن کرنے اور کھانا پکانے بلکہ کپڑوں تک اپنے ہاتھ سے دھونے میں کرنی پڑتی ہے۔ اور پھر اس سے بڑھکر اپنے گھروں کے کمرے کرایہ پر دیکر خود کرایہ داروں کی بھی خدمت کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ کہ انکی حد نہیں گھر کی معاشرت اور اولاد کے ساتھ یہ سلوک ہے کہ جونہی لڑکی جوان ہوئی۔ اور اسے ماں باپ کا حکم ہو جاتا ہے کہ اپنی معاش کی خود فکر کرے۔ دفاتر اور دوکانیں ایسی لڑکیوں سے بھری پڑی ہیں۔ جو صبح سے شام تک محنت کرکے اپنی روزی پیدا کرتی ہیں صرف دوکانوں اور دفاتر کے کام ہی نہیں بلکہ ہر ایک قسم کی محنت و مزدوری۔ حتٰی کہ ایسے ایسے سخت کام جنکو کرنے سے مرد بھی عاری ہیں۔ ان بیچاری لڑکیوں کو کرنے پڑتے ہیں۔ ابھی ایک تازہ واقعہ سنڈے ٹائمز نے لکھا ہے جس میں نہایت خطرناک زمین پر لڑکیوں کے ہل چلانے کا ذکر ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "چار سو عورتیں زمین پر ہل چلانے کے کام پر

فتویٰ کفر سے بیزاری

بندہ راقم الحروف اقرار کرتا ہوں اور بہ شہادت دل اس صدق دل سے کلمہ شہادت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ پڑھ کر تحریر کرتا ہوں کہ بندہ بموجب آیات قرآن شریف کے پیرو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کی جماعت احمدیہ کو اہل قبلہ مسلمان جانتا ہوں اور جو لوگ ان پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں یعنی تکفیر و تکذیب علماء کا اس مسئلہ میں پیرو نہیں ہوں نہ ہی ان سے ایسا اتفاق رکھتا ہوں۔ اظہار ایمان کے تحریر کر دیا ہے تا سند رہے۔

محررہ پنجم نومبر سنہ ۱۹۱۹ء

العبد

خلیفہ فضل الدین امام مسجد خواص پور۔ بقلم خود

گواہ شد

شاہ محمد خان۔ بی۔ ایس۔ سی۔ انجینئرنگ
ایم۔ ایس۔ پی
ریلوے انجینئر
اگست پور ہی
حال وارد مقام خواص پور پرگنہ ترنتارن
ضلع امرت سر۔

منقولات

پودے پہلے پیدا ہوئے یا جانور؟

(نوشتہ محمد نصیر احمد صاحب بی۔ اے۔ علیگ)

یہ سوال قریب قریب ایسا ہی بے معنی ہے جیسا یہ سوال کہ آیا درندے پہلے پیدا ہوئے یا وہ جانور جن کا وہ شکار کرتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ سب سے پہلے پیدا ہونے والے جانور شیر یا چیتے نہیں ہو سکتے کیونکہ بھیڑیے، چیتوں یا اس قسم کے دوسرے درندوں کا وجود اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک کہ ہرن اور بارہ سنگھا وغیرہ ان کے شکار کرنے اور کھانے کے لئے نہ پیدا ہو گئے ہوں۔ اس نقطۂ نظر سے جانوروں اور پودوں کا تمام تعلق ایسا ہے جیسا کہ درندوں اور جانوروں کا جن کو وہ کھاتے ہیں۔ کیونکہ سب جانور بالواسطہ یا بلا واسطہ اپنی خوراک پودوں سے حاصل کرتے ہیں۔ بادی النظر میں ممکن ہے کہ یہ بات صحیح نہ معلوم ہو۔ لیکن بہ امعان نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ گوشت خور جانور مثلاً شیر۔ چیتا۔ وغیرہ۔ بھیڑ ہرن۔ خرگوش یہ خود اپنی خوراک پودوں سے حاصل کرتے ہیں۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ اگر پودے نہ ہوں تو گوشت خور جانوروں کو ان کی خوراک نہیں مل سکتی۔ حاصل یہ کہ سب جانور پودوں کے محتاج ہیں۔ اور پودے اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ بالفاظ دیگر پودے اپنی حیات کے لئے دوسروں کے محتاج نہیں۔ جانور ان چیزوں کو کھاتے ہیں جو پودے اپنے ذاتی استعمال کے لئے جمع کرتے ہیں۔ ہر جانور اپنی تمام خوراک سوائے پانی کے کسی نہ کسی صورت میں پودوں سے حاصل کرتا ہے۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ پودے ہی صرف ایسی چیز ہیں جو جانتے ہیں کہ ذی روح مادہ کس طرح بنایا جاتا ہے پودے جن چیزوں کو پیدا کرتے ہیں جانور ان کو کھاتے ہیں۔

پودے مانند صنوبر کے ہیں جو لکڑی پیدا کرتا ہے اور جانور مانند آگ کے ہیں جو اس لکڑی کو جلا دیتی اور اسکو پھر اسکی پہلی غیر مرتبہ حالت میں پہنچا دیتی ہے۔

پودوں اور جانوروں کے حقیقی باہمی تعلق کو سمجھنے کے لئے وقت نظر کی ضرورت ہے کہ بغیر اسکے اس کا سمجھنا مشکل ہے۔ لیکن یہ امر بقدر ضروری اور اہم ہے کہ اس کا پہلے ہی سے ذہن نشین کر لینا موجب توضیح و تشریح ہوگی اگر آپ کوئلے یا لکڑی کا ایک ٹکڑا لیں تو اس میں ہائیڈروجن (مائیہ) اور کاربن (مادہ فحمیہ) کی ایک مقدار موجود ہوگی جس میں آکسیجن (حمرضیہ) قریب قریب بالکل شامل نہ ہوگی۔ یا کم از کم اس مقدار سے بہت کم ہوگی جتنی کہ شامل ہو سکتی ہے۔ اب اس کوئلے یا لکڑی کے ٹکڑے کو جلایئے اور دیکھئے کہ کیا ہوتا ہے؟ وہ جلنے لگتا ہے یہاں تک کہ راکھ ہو جاتا ہے اس کے کیا معنے ہیں؟ یہی کہ کاربن (فحم) اور مائیہ دونو حمرضیہ سے تیزی کے ساتھ مل رہے ہیں۔ حمرضیہ کی اتنی مقدار ان میں شامل ہو جاتی ہے جتنی شامل کرنے کی ان میں قابلیت ہے اور اس حمرضیہ سے ممزوج ہو کر یہ غاز فحمیہ (کاربونک ایسڈ گیس) اور پانی تبدیل ہو رہے ہیں۔

مادہ فحمیہ حمرضیہ ملکر غاز فحمیہ بن جاتا ہے۔ اور فضاء ہوا میں شامل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مائیہ بھی حمرضیہ سے ملکر البخارات کی آبی شکل اختیار کر کے کرۂ ہوائی میں شامل ہو جاتی ہے درحقیقت لکڑی یا کوئلے کا جلنا صرف اس کے ہائیڈروجن یعنی مائیہ اور فحمیہ کا ہوا کے حمرضیہ سے ممزوج ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ جس وقت فحمیہ اور مائیہ جلتی ہیں۔ تو ان سے حرارت اور روشنی دونوں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ حرارت اور روشنی ان میں اتصال حمرضیہ سے پہلے بھی موجود تھی۔ یا یوں کہئے کہ یہ ان میں غیر متحرک اور مخفی تھی۔ خالص فحم اور خالص مائیہ میں (یا ان کے کیمیاوی ذروں میں) قوت ہوتی ہے جو اس وقت تک مخفی رہتی ہے۔ جب تک کہ حمرضیہ سے اتصال نہیں ہوتا۔ اور بعد اتصال یہ قوت مخفی حرارت اور روشنی کے لباس میں ظاہر ہوتی ہے۔

تنبیہہ:- اگرچہ لکڑی اور کوئلے میں مائیہ اور فحمیہ بالکل خالص نہیں ہوتے۔ تاہم اپنے موجودہ مقصد کی غرض ہم ان کو بالکل خالص فرض کر سکتے ہیں۔

اب سوال یہی ہوتا ہے۔ کہ یہ روشنی اور حرارت کہاں سے آتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ لکڑی اس درخت کا ایک حصہ ہے جس نے کھلی اور خالص ہوا میں سورج کی روشنی کی مدد سے پرورش پائی ہے۔ اسی طرح کوئلہ بھی بعض بہت پرانے اور ان درختوں کا حصہ ہے جو ایک مدت مدید تک زمین کے نیچے دبے رہنے کی وجہ سے سخت ہو گئے ہیں۔ لیکن ان میں درختوں کی خاصیت اب تک موجود ہے کہ وہ جل سکتے ہیں۔ دونوں حالتوں میں جیسا کہ ہم آئندہ زیادہ واضح طور سے دکھائینگے۔ یہ روشنی اور حرارت سورج سے ماخوذ ہے جو مخزن قوت ہے۔ سورج کی روشنی نے مانہ وال کے درختوں کے پتوں پر جن سے کوئلہ بنا ہے عمل کر کے ان میں سے فحمیہ کو غاز فحمیہ کی حمرضیہ سے اور مائیہ کو پانی کی حمرضیہ سے جدا کر دیا ہے۔ دونوں حالتوں میں مائیہ اپنی خالص صورت میں ہوا میں شامل ہو گئی۔ اور مائیہ اور فحمیہ (حمرضیہ اور دوسری غازوں کی ایک مقدار کے ساتھ) پتوں میں باقی رہ گئیں لیکن جس چیز کی طرف توجہ مبذول کرانا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حمرضیہ کو فحمیہ اور مائیہ سے عارضی طور پر علیحدہ کرنے کے باعث سورج کی روشنی تھی۔

جس وقت تک کہ پودا جلایا نہیں گیا۔ اس وقت تک وہ روشنی اور حرارت جو اس نے سورج سے حاصل کی ہے اس میں پنہاں اور ساقط رہی۔ اصلی (حقیقی) روشنی اور حرارت کی صورت میں نہیں بلکہ آکسیجن (حمرضیہ) کی فحم اور مائیہ سے علیحدگی کی شکل میں۔ اس شے کو انگریزی میں "بوٹلڈ سن شائن" کہتے ہیں یعنی بوتل میں بھری ہوئی سورج کی روشنی۔ علاوہ بریں پودے کی پرورش کے لئے اس قدر سورج کی حرارت اور روشنی کی ضرورت ہے جتنی کہ آپ بعد میں پودے جلانے سے حاصل کر سکتے ہیں۔

اب ہم کو اپنی لکڑی یا کوئلے کے ٹکڑے کو جلانا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ کیا چیز پیدا ہوتی ہے۔ حمرضیہ کے ذرے بہت تیزی سے فحم کے ذروں سے مل رہے ہیں جو لکڑی میں موجود ہیں۔ اور غاز فحمیہ (کاربونک ایسڈ گیس) یا اگر صحیح نام استعمال کیا جائے تو کاربن ڈائی آکسائڈ۔ جس کے لئے حمرضان فحمیہ ہوگا) بنا رہے ہیں اور اتنی ہی غاز فحمیہ بنا رہے ہیں جتنی کہ پودے کے اس حصے کے بننے میں کام آئی ہے۔ اسی طریقے سے حمرضیہ کے دوسرے ذرے لکڑی کے مائیہ میں شامل ہو رہے ہیں اور بھاپ کی شکل میں پانی بنا رہے ہیں اتنی نسبت سے جتنا کہ پودے کے اس حصے کے بننے میں صرف ہوا تھا جس وقت کہ یہ ذرے ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ تو وہ اپنی مخفی روشنی اور حرارت کو اس مقدار میں ظاہر کرتے ہیں جتنی کہ انہوں کی پودوں کے اس حصے کو بنانے میں سورج کی روشنی سے جو ان پر گر رہی تھی حاصل کی تھی۔

دوسرے الفاظ میں حمرضیہ کی وہی مقدار جو فحم اور مائیہ سے علیحدگی ہو گئی تھی جلتے وقت ان میں پھر شامل ہو جاتی ہیں یا حرارت اور روشنی کی وہی مقدار جو کہ انکے علیحدہ کرنے میں صرف ہوئی تھی۔ اب انکے اتصال کے وقت پھر ظاہر ہو جاتی ہے۔

اب ہم اس امر کو اعداد کی مدد سے بتلاتے ہیں تاکہ ہمارا مطلب بالکل واضح ہو جائے۔ ہم اپنا حساب غاز فحمیہ کے ایک ریزے یا سالمہ اور پانی کے ایک قطرے سے جو سبز پتے کے اندرونی حصے میں ہوتے ہیں شروع کرتے ہیں۔ یہ غاز فحمیہ پتے نے ہوا سے حاصل کی تھی اور پانی کا قطرہ اس تک عرق کی صورت میں جڑوں کے ذریعہ سے پہنچا تھا۔ اب سورج کی روشنی کے اثر سے عناصر جن سے غاز فحمیہ اور پانی بنا ہے جدا ہو گئے۔

غاز فحمیہ کے ایک ریزے میں ایک ذرہ فحم کا اور دو ذرے حمرضیہ کے ملحق ہوتے ہیں۔ اس الحاق کو توڑنے اور ان ذروں علیحدہ کرنے کے لئے کسی قدر سورج کی روشنی کی ضرورت ہوتی تھی جسکو ہم (الف) فرض کرتے ہیں۔ اس روشنی کے اثر سے حموضیہ فحم سے علیحدہ ہو کر ہوا میں شامل ہوئی اور فحم پتہ میں رہ گیا اور پودے کی پرورش کے لئے کام آیا۔ پانی کے ایک قطرہ میں ذرے مائیہ کے اور ایک ذرہ حموضیہ کا شامل ہوتا ہے ان ذروں کے علیحدہ کرنے کے لئے بھی سورج کی روشنی درکار تھی۔ اس کی مقدار کو ہم (ب) فرض کرتے ہیں۔ اس روشنی کے اثر سے بھی حموضیہ مائیہ سے علیحدہ ہو کر ہوا میں شامل ہو گئی۔ اور مائیہ اس فحم کے ساتھ جو پتے میں رہ گئی تھی مل گئی۔ اب جو چیز فحم اور مائیہ کے ملنے سے پیدا ہوئی ہے۔ (یعنی لکڑی) اس کو جلایئے۔ اور دیکھئے کہ کیا واقع ہوتا ہے۔ حموضیہ کے دو ذرے دوبارہ فحم کے ایک ذرے سے مل جاتے ہیں۔ اور ان سے غاز فحمیہ بن جاتی ہے۔ اور حموضیہ کا ایک ذرہ دوبارہ مائیہ کے دو ذروں سے ملکر پانی کا ایک قطرہ بناتا ہے اور اس الحاق یعنی حموضیہ فحم اور مائیہ کے مل جانے سے ایک مقدار حرارت اور روشنی کی پیدا ہوتی ہے۔ جس کی تعداد ٹھیک (ا + ب) کے برابر ہوتی ہے۔ جس کی ضرورت ان کے علیحدہ کرنے میں ہوئی تھی۔

غالباً اب واضح ہو گیا ہوگا کہ پودے درحقیقت کیا ہیں قدرتی حالتوں میں دو عناصر پودے کا جزو اعظم ہیں۔ یعنی فحم اور مائیہ صرف یہی کہ حموضیہ سے ملے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ پودا گویا ایک مشین ہے جو ان عناصر کو سورج کی روشنی کی مدد سے حموضیہ سے علیحدہ کر کے نئی صورتوں میں تبدیل کرتا ہے جن میں خصوصیت یہ ہے کہ وہ انرجی یعنی قوت رکھتے ہیں۔

توسیع اشاعت

(از قلم خلیفہ عبد الحکیم کاتب پیغام صلح)

گرامی منزلت! ذی استطاعت! | میری بجا نہیں ہے یہ شکایت
پریشانی و غم سے دل تپیدہ | میری ٹوٹی کمر با این نقاہت
گذارش کر چکا ہوں میں کئی بار | مگر ہوتی نہیں مطلق سماعت
تمہاری قوم کا میں آرکن ہوں | سنو یہ درد کی میری حکایت
مخالف ہر طرف سے حملہ آور | بضربات عدو بر دل جراحت
ہزاروں کے مقابل میں اکیلا | میں دیتا ہوں جواب با صراحت
بپاس استقامت تیری اے قوم | مجھے حاصل نہیں دم بھر کی راحت
فلاحیت تمہاری کے لئے میں | بتا دیتا ہوں یہ راہ ہدایت
توجہ کچھ کرو بہر خدا تم | کہ ہو جائے میری وفور اشاعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۲۰ نمبر ۴۹

کفار مکہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پیغام توحید کی طرف اہالیان مکہ کو جو بت پرستی اور دیگر توہم پرستی کے قعر ضلالت میں گرے ہوئے تھے۔ دعوت دی۔ ان میں سے بعض نے استعجاب کی نظر سے دیکھنا شروع کیا۔ بعض نے استخفاف کا رویہ اختیار کیا۔ اور وہ جو اس کی محبت کا دم بھرتے تھے۔ اور انکی ہر آن سے واقف تھے۔ اور اس کی رفتار و گفتار سے عقیدت کے ساتھ امین کہنے پر اور اس کی خوردسالی میں ہی اپنے مقدمات اس کی طرف پیش کرنے پر طبعاً مائل ہوئے تھے۔ حیران و خیرہ ہو گئے۔ کہ ایک ایسا فرد کس طرح اور کن جذبات سے متاثر ہو گیا ہے کہ اپنے آباو اجداد کے معبودوں کی تکذیب کرنے لگا ہے۔ اور اپنے وقار کو ہی باطل کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے نعوذ باللہ اس کی دیوانگی پر محمول کرنا شروع کیا۔ مگر اس کے استقلال کو دیکھ کر اور جتنے بعد ہی اس کی ضد اور ہٹ دھرمی کہنے لگے۔ اس کو اس کام سے روکنے لگے۔ مگر وہ ایک روحانی نور تھا۔ وہ ایک نورانی کرن تھی جس کی روشنی وہ دنیا میں پھیلانا چاہتا تھا اور جسکی ضیا سے وہ عالم کو درخشندہ و تاباں کرنا چاہتا تھا اور جس بار گراں کے واسطے قرعہ فال اسکے نام پڑا تھا۔ اس نے استحکام کے ساتھ اس کام کو سرانجام دینا چاہا حتیٰ کہ وہ واقعات اسے پیش آئے جن سے ہر مسلمان بچہ بچہ واقف ہے۔

سلیم طبائع نے اس پیغام کا شروع ہی سے خیر مقدم کیا۔ اور وہ بھی اس نبی امی کے ساتھ آماجگاہ سب و شتم اور تیر و تبر ہو گئے۔ ایک حبشی غلام جو اس خم خانہ کے نشہ سے سرشار ہے اس کا مالک اسکو مجبور کرتا ہے کہ ایسی بات کو چھوڑ دے۔ وہ اسے فاقوں کے ساتھ واپس بلانے کی کوشش کرتا ہے اسے گرم ریت پر سلا کر جکڑ دیتا ہے اس کی پشت پر جلتی ہوئی بالو ریت میں عربستان کی تمازت کے نیچے گرم پتھر اس کی چھاتی پر رکھتا ہے۔ وہ اس خدا کا شکر بجا لاتا ہے جس کا نام دنیا میں روشن کرنے کے لئے اس کو دکھ اور مصائب پیش آئیں۔ وہ بچے اس امتحان میں بھی ناکامیاب نہ پائے۔ فرداً فرداً وہ ہر مسلمان کو تکلیف پہنچاتے۔ لیکن وہ اسکی راسخ الایمانی پر جھنجھلاتے اور کھسیانے ہو ہو کر اس مٹھی بھر جماعت کے قلع قمع کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے باہر نکلے۔ کہ طائف میں جا کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کریں تو جو استقبال اہالیان طائف نے ان کا کیا وہ بھی کم دل ہلا دینے والا نہیں۔ بچوں کے جھنڈ کے جھنڈ ان کے پیچھے ہو لئے۔ اور وہ ان پر آوازے کسنے لگے۔ جو بڑے تھے انہوں نے اپنی بساط کے مطابق رستہ میں گذرتے وقت سنگ پھینکے پتھر مارے۔ مگر واہ رے شان نبوت۔ شام کے وقت لہولہان سارا جسم مبارک زخموں سے چور اور لال نشان آنکھیں اشکبار۔ جناب باری کی درگاہ میں دعا کر رہے ہیں کہ اے میرے مولا میری قوم کو ہدایت دے وہ نہیں سمجھتے کہ اپنی لاعلمی میں وہ کیا کر رہے ہیں اور بھولے پن میں کس سرچشمہ فیض کو بند کرنے کی فضول کوشش میں لگے ہیں جس نے دنیا سے تھوڑے عرصہ بعد ظلم و تعدی جور و ستم عقائد باطلہ۔ حکومت شیطان و عفریت کو کالعدم کر دیا اور امن و آشتی کی بنیاد ڈالی۔ اور حقوق العباد کو محفوظ کو اٹھا کر ملکوتی صفات سے رنگین کر کے عرش بریں کا پایہ دار اور رشک ملکوت بنا دیا۔

جبکہ اس طرح کی اذیتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی تھوڑی سی جمعیت کو پہنچ رہی تھیں۔ تو ان کو اللہ جل شانہ کی طرف سے ڈھارس ملتی ہے کہ دیکھو تمہارا قدم کہیں لغزش نہ کھائے۔ کہیں دکھوں کے بوجھ تمہیں ناامید نہ کر دیں۔

المص ۝ کتٰب انزل الیک فلا یکن فی صدرک حرج منه لتنذر به وذکریٰ للمؤمنین ۝

میں ہوں اللہ اعلم اور صادق۔ میری توحید کو جسے دنیا بھلا بیٹھی ہے۔ اور گوناں گوں کے شرک اور اباطیل کے گرداب میں پھنسی ہوئی ہے۔ وہ اس کھیون ہارے کو بھی نرگہ انبوہ میں شامل کرنا چاہتی ہے۔ یا اگر اسکو ناخدائے کشتی خیال کرتی ہے۔ تو اسکی طاقت اور بازو پر اعتماد نہیں رکھتی کہ کس طرح وہ اس بھنور سے نکال کر ان کو ہموار اور مضبوط چٹان پر لا کھڑا کرے گا۔ اور اس پر ہنس دیتی ہے۔ میں بہتر جاننے والا ہوں۔ اور میں اپنے وعدہ کا پورا کرنے والا ہوں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ میری توحید دنیا سے مٹ جائے۔ اور میری مخلوق خستہ اور خوار رہے بلکہ اے پیغمبر یہ کتاب جو میں تیری طرف نازل کر رہا ہوں تاکہ اس سے تو گمراہوں کو سمجھا دے اور ان کو راہ راست پر لاوے اور چون و چرا کرنے والوں کو عذاب اخروی سے جو جان بوجھ کر انکار کر بیٹھتے ہیں۔ اسے ڈرا دے اور انکو ورطہ ہلاکت سے ہٹا کر باسی جنت میں داخل کرے۔ یہ کتاب جو ہمہ علم کا احاطہ کئے ہوئے ہے یہ کتاب جو صحف انبیاء اور پہلے ہدایت کنندگان کا انکار نہیں کرتی بلکہ یہ سمجھتی ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے حالات کے مطابق خدا کا حکم دنیا کو سناتے رہے۔ اور وقتی ضرورتوں اور پیش آمدہ مرضوں کا علاج کرتے رہے شریعت موسوی اور شریعت عیسوی کا یہی راز تھا۔ اس سے کوئی اس کتاب کو انکار نہیں۔ وہ ان کو معاذ اللہ رد نہیں کرتی۔ بلکہ تحدی کے رنگ میں پکارتی ہے۔ کہ ان کو ان کے معتقدین نے اپنی خواہش کے مطابق بدلا اور اس میں تحریف کرتے رہے اور اسکو اس کی حالت سے متغیر کر دیا۔

اور چونکہ دنیا اس حالت میں آ پہنچی تھی۔ کہ اسکو کامل رہبر ملے۔ اور اس کی حقیقی نشو و نما ہو۔ اس واسطے مومنین کو وعدہ دلانیوالی اور انکار کرنیوالوں کو ڈرانے والی خبر کا امین ہم نے تمہیں ہی چنا ہے اس امانت کو پورا کرتے وقت ان کفار مکہ کی مصائب اور اذیتیں تجھے مایوس نہ کر دیں اور نہ تیرے دل میں کوئی کدورت پیدا کریں۔ ہم نے تجھے اپنا رسول اور پیغامبر بنا کر بھیجا ہے۔ ہم ہی تیری حفاظت کرنے والے ہیں۔ ہو نہیں سکتا کہ اس چشمہ صافی کو جو انہیں انکی ضرورت کے وقت ان کی پیاس بجھانے کے لئے پھوٹا ہے اور جسے وہ سراب سمجھ رہے ہیں۔ اسکی طرف متوجہ نہ ہوں۔ ممکن نہیں۔ کہ یہ ہمارا خدائی ہاتھ ان نابکاروں کو ان کے کئے کی سزا نہ دے۔

یہ سورہ اعراف کی پہلی آیت ہے اور ہجرت سے تھوڑا عرصہ پہلے نازل ہوئی تھی۔ جبکہ دشمنوں کی تکلیفیں حد سے بڑھ چکی تھیں۔ وہ محمد صلعم کی ذات کے دشمن نہیں تھے۔ وہ ابی ذر کے انتقام کے پیاسے نہ تھے۔ وہ بلال حبشی کی شخصیت سے عناد نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ وہ اسلام کے دشمن تھے۔ وہ شپرہ چشم اس نور کو نہیں دیکھتے تھے اور ہر پہلو وار ان کے استیصال کے در پے تھے۔

پھر اللہ واحد قہار فرماتا ہے ولکل امة اجل فاذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون ۝ ہر ایک قوم کے واسطے وقت مقرر ہے۔ جسکو وہ نہ ایک لمحہ آگے کر سکتے ہیں اور نہ پیچھے جب وہ کفار مکہ حد اعتدال اور حد طاقت سے تجاوز کر کے اللہ تعالیٰ کے احکام اور نص صریح کے برخلاف اٹھ بیٹھے۔ جب انفرادی کوششوں سے بڑھ کر قوم کی قوم جمع ہو بیٹھی تو خدائی ہاتھ نے اپنا اظہار کیا۔

رسول اللہ صلعم مکہ سے ہجرت کر گئے اور وہی کفار ان کے لہو کے پیاسے اس وجہ سے کہ وہ دین اسلام پیش کرتے تھے۔ چند سالوں میں ہی بحیثیت ایک قوم کے تباہ و شکستہ ہو گئے۔ ان کی لاف و گزاف مٹ گئی۔ ان کی امیدیں خاک میں مل گئیں۔ انکی غلط پروازیاں پامال ہو گئیں۔ ان کی جمعیت پراگندہ ہو گئی۔ اور باقی ماندہ کو پیغمبر خدا کے آگے سر جھکانا پڑا۔

مذہب اسلام جو اس امی (فداہ امی وابی) نے پیش کیا تھا۔ وہ دنیا میں پھیلنا شروع ہوا۔ اور کوئی کوشش اسکو روکنے کے واسطے کامیاب نہ ہو سکی۔ کفار مکہ کا استیصال ایک عبرت سکھاتا ہے۔ ممکن نہیں کہ اس کے مٹانے کا دعوے کرنے والے خواہ وہ کیسی طاقت اپنی پشت پر رکھیں۔ خواہ وہ کیسے ہی باریک حیلوں سے مسلح ہوں وہ اسکو تباہ کر سکیں۔ خدا اس کا حافظ ہے۔ اور جو کتاب اس نے بھیجی ہے وہ خود اس کا نگہبان ہے۔ وہ لغزش کے وقت ایک سچے مومن کے کان میں پھونکتا ہے۔ لا تقنطوا من رحمة الله جو قوم اس کے احکام کو دنیا سے مٹانے لگے اسکے واسطے ایسی ساعت لے آتا ہے جسکو وہ نہ آگے کر سکتے ہیں نہ پیچھے۔

خداوند یسوع کی موت

چوری زید کرے اور بکر کو زندان میں ڈالا جائے ہم نہیں سمجھتے کہ ایسا مسخر آمیز ادعا کن لوگوں کے واسطے تسلی بخش ہو سکتا ہے کیا اسکے حامیان اور ایسے باطل عقیدہ کے ماننے والے قانون عدالتہائے میں بھی اس کی ترمیم کیا کریں گے جب یہ خدائی بادشاہت میں اور روز جزا میں فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ تو کونسی دیر ہے اسکو روزمرہ کی زندگی میں قانون اور دستور بنا لیتے۔ کیا اس سے نظام سلطنت کے درہم برہم ہو جانے کا اندیشہ ہے کیا نظم و نسق کے تہ و بالا ہونے کا خدشہ ہے۔ کیا سوسائٹی کے شیرازہ کے بگڑنے کا بیم لاحق ہے۔ اندھا راجہ اور بیداد نگری ہونیکا وسوسہ ہے۔ اگر ایسی امراض لاحق ہونے کا احتمال ہے تو عقل سلیم جیسا کہ کہتی ہے کہ زید سرقہ کا مرتکب ہوا اسکو ہی قید خانہ میں سزا بھگتنی چاہئے۔ اسکو وہیں اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ اور اس پر آجتک تمام واضعان قانون کا اتفاق ہے۔ اور جاہل سے جاہل آدمی بھی اسکو ٹھیک فیصلہ سمجھتا ہے۔ تو ہم نہیں خیال کر سکتے کہ اس حالت میں جب انسان کی روحانی ترقی مدعا ہو۔ اور واضع قانون کے سامنے ایک فرد کی بہبودی نہیں۔ ایک قوم کی نہیں بلکہ بنی نوع انسان کی بہبودی و فلاح پیش ہو۔ ایسا بودا اور بے اصل عقیدہ منوایا جاوے جیسا کہ کفارہ کا مسئلہ ہے گناہ کریں لوگ اور مفت میں عیسیٰ علیہ السلام ان کے گناہوں کا بوجھ اٹھائیں۔ اور نعوذ باللہ۔ پولوس کی بنا کردہ کلیسیا کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام انکے گناہوں کے لئے مصلوب کئے گئے۔ کیا خداوند تعالیٰ کو دنیا سے انصاف اور امن بالکل اٹھا دینا تھا کیا اسکو بنی نوع انسان کا چاہ ضلالت میں گرانے کا ارادہ تھا یا انکو ہدایت دینے کا۔

مگر ہمارا ہمعصر اخبار "نور افشاں" لکھتا ہے کہ "مسیحی مذہب کی تمام عمارت صرف اس ایک بات پر ہی قائم ہے کہ اس کا بانی ان کے لئے قربان ہوا"

اس تہذیب اور روشنی کے زمانہ میں جبکہ علم ریاضی کی طرح جو ایک اور ایک کو دو ہی کہتا ہے فلسفہ بھی لاطائل اور فضول ڈھکوسلوں سے طالبان حق کے دماغ کو کسی چکر میں حیران و ششدر نہیں کرتا۔ اس زمانہ میں ان ہٹ دھرمیوں نے جو آبا و اجداد کی غلطی کو صاد کر رکھا ہے کہ شاید وہ درست ہی ہوں۔ اور اس سوچ بچار میں اپنی عمر صرف کر دیں۔ اور راہ حق پر آنے کی کوشش نہ کریں۔

ہم اخبار نور افشاں کے عقیدہ و مذہب کے سنگ بنیاد کو اور کیا ٹھوکر لگائیں یہ تو خود اپنی ہی زبان حال سے اپنی بے بنیادی کو پکار پکار کر بتا رہا ہے

مگر ہم اپنے دوسرے سوال کی طرف

رخ کرتے ہیں کہ بائبل موجودہ وہی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ہے اس میں تو کلام نہیں کہ ترجمہ میں اصل زبان کی خوبصورتی اور حقیقت نہیں آ سکتی۔ اور ناممکن ہے ایک زبان کے جذبات اور خیالات اور الفاظ کی اصلی ماہیت کو اسی رنگ میں بغیر کسی قسم کے فرق معنوی کے دوسری زبان میں ادا کرنا جس کی تمام دنیا کے ادیب اور زباندان تائید کریں گے۔ سو اسواسطے اول تو یہ کتاب فی زمانہ عبرانی سے یونانی زبان میں ترجمہ ہوئی اور پھر یونانی سے دیگر السنہ میں علیٰ ہذا القیاس انگریزی اور اردو میں مشکل ہی سے عقلمند

کشادہ پیشانی کے ساتھ استقبال کرنے کے لئے تیار نظر نہیں آتی۔

عورتوں کو حق انتخاب دینے میں جائنٹ کمیٹی فیاض نظر نہیں آتی۔ اگرچہ اُس نے اس مسئلہ کو صوبوں کی حکومتوں کے رجحان پر چھوڑ دیا ہے۔ اور اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ حق پامال نہیں کیا گیا۔ تاہم اس سے بہتر ہوتا۔ اگر یہ کمیٹی اصولاً اس حق کو تسلیم کر لیتی۔ اور بعض صوبوں کو اس اصول کے عمل میں لانے کے لئے چن لیتی۔ فرنچائز کے متعلق عام طور پر یہ تجویز کرنا سخت نا انصافی ہوگی۔ کہ جس شخص کو چھ مہینہ سے زیادہ سزا دیجائے وہ پانچسال تک کونسلوں یا اسمبلی کے انتخاب سے محروم رہیگا۔ اگر اس میں تخصیص نہ کی جائیگی۔ تو وہ اشخاص بھی انتخاب سے محروم رہیں گے۔ جو دفعہ ۱۲۴ (ضمن الف) یا اسی قسم کی دوسری دفعات کے ماتحت سزایاب ہوئے ہوں اور ان میں وہ ملک کے بعض قابل ترین اشخاص بھی آ جائیں گے۔ جو وقتاً فوقتاً انتظامی غلطیوں کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ یہ ایکٹ ہمارے سیاسی بکلیپوں کا کورس دس سال کے لئے مقرر کرتا ہے۔ جو ہر ایک سائنسدان کے کورس سے زیادہ کھٹکانے والا ہے۔ اور پھر دس سال کے بعد ایک موہوم حالت میں ہمیں چھوڑتا ہے اگر ہم یہ فرض کریں کہ اس مدت کے ختم ہونے پر تحقیقاتی کمیٹی نہایت ہی معمولی سفارشیں ہمارے متعلق کرے۔ اور پھر اس سال کی رات اس کے لئے مقرر کرے۔ تو یہ کہنا مشکل ہوگا۔ کہ سیلف گورنمنٹ ملنے تک ہندوستان کو کتنی دہائیوں کا انتظار کرنا پڑے گا۔

اس بے اطمینانی کا حل صرف وہی ہے جو کانگریس اور لیگ پیش کرتی ہے۔ جب تک صاف طور پر یہ وعدہ نہ کیا جائے کہ ہندوستان کو [illegible] برس میں سیلف گورنمنٹ دیجائیگی اس وقت تک ہندوستان سے یہ توقع رکھنی کہ وہ خاموشی کے ساتھ ریفارم سکیم کے چھوٹے تحفہ کی قدر کرتا رہے ایک بے جا توقع ہوگی۔

ہندوستان کے اہم معاملات کے تصفیہ کے لئے ایک پارلیمنٹری اسٹینڈنگ کمیٹی کا تقرر اطمینان بخش ہے جس سے اس کس مپرسی کی حالت سے ہندوستان نکلتا ہے جس میں وہ اب تک مبتلا تھا اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکی اہمیت کا دروازہ اب اسکے لئے کھولا جا رہا ہے مگر اسکے ساتھ ہی اب ہندوستان کا فرض ہے کہ ایک ہندوستانیوں کی مستقل کمیٹی لنڈن میں قائم کرے۔ تاکہ وہ ضرورت کے وقت اس پارلیمنٹری کمیٹی کو کافی مدد دے سکے۔ اور ہندوستانی خواہشوں کو زیادہ روشنی میں لا سکے۔

یہ کام اگر برٹش کانگریس کمیٹی اور مسلم لیگ کی اس شاخ کے سپرد کیا جائے جو لنڈن میں کام کر رہی ہے تو زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے لیکن ضرورت ہے کہ انہیں زیادہ کارآمد بنانے کی تدابیر پر کافی غور کیا جائے۔

بالفعل سب سے پہلے ان قواعد پر غور کرنا ہمارا فرض ہوگا جو اس ایکٹ کے ماتحت وضع کئے جائینگے اگر ہم ان قواعد پر اتنا وقت صرف نہ کر سکے جس کی انہیں ضرورت ہے۔ تو بہت کچھ ممکن ہے کہ موجودہ ایکٹ کے ان تھوڑے فوائد کو بھی ہم اور تنگ دائرہ میں دیکھیں گے جتنے کہ وہ اب نظر آ رہے ہیں۔

مجموعی طور پر اس خیال سے کہ سیلف گورنمنٹ کے لئے یہ ایکٹ ایک بنیاد ہے۔ ہمیں اس کا استقبال کرنا چاہئے۔ اور ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ کہ ٹرکی اور پنجاب کے واقعات کی وجہ سے ہم اس کے ساتھ اس دلچسپی کا اظہار نہ کریں جو ہندوستانی ہونے کی وجہ سے ہمارا فرض ہے۔

ہمارے دلوں کو جو رنج ٹرکی کی خلافت۔ مقامات مقدسہ اور پنجاب کے واقعات کی وجہ سے پہنچا ہے وہ مٹنے والا نہیں ہے۔ اس لئے ہم ایک طرف وہ تمام آئینی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ جو مسلمان اور ہندوستانی ہونے کی وجہ سے ہمارا مذہبی اور ملکی فرض ہے اور دوسری طرف اس ریفارم کو متحدہ طور پر کامیاب بنانے کے لئے کوشش کریں گے۔ جو ہمارے نشو و نما کیلئے ضروری ہے۔

ہندو مسلم اتحاد

نہ صرف اس سکیم کی بلکہ ان تمام کاموں کی جو ہم بحیثیت ہندوستانی ہونے کے اس ملک میں یا اس سے باہر کر رہے ہیں۔ یا آئندہ کریں گے۔ کامیابی کا راز درحقیقت ہندو اور مسلم اتحاد پر مبنی ہے۔

پچھلے دور کو چھوڑ دیجئے۔ موجودہ زمانہ میں یہ دونوں قومیں اچھی طرح سمجھ گئی ہیں کہ ہندوستان کی حالت درست کرنے اور اسے صحیح طور پر ترقی کی طرف لانے میں یہ اتحاد ہی ایک مضبوط بنیاد ہو سکتی ہے۔ گو جنگ عام طور پر اچھی چیز نہیں سمجھی جاتی لیکن یورپ کی اس عظیم الشان جنگ نے ہندوستان کے سلسلہ اتحاد کی ان دو بڑی کڑیوں کو جوڑنے میں (جن سے مری مراد ہندو اور مسلم قومیں ہیں) جو مدد دی ہے اس کے لحاظ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان کے لئے اس کا یہ اثر ایک ایسی کنجی ثابت ہوگا۔ جو ہم پر ہمارے تمام کاموں کے لئے کامیابی کے دروازے کھولدے گی۔

میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ان دونوں قوموں میں ایسی چیزیں بھی پائی جاتی ہیں جو اختلاف کی ڈگریوں سے گذرتے اور مختلف حالتیں بدلتے ہوئے ایک اتحاد کے نقطہ پر خود بخود یا تھوڑی سی مناسب وقت کوشش سے پہنچ جاتے ہیں اور پھر یہ اختلافی مسائل ایسی زمین میں جا لگتے ہیں جس میں اتحاد کی تخمریزی آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے ہمارے ہندو بھائیوں نے ایک عرصہ سے ہر جگہ اتحاد کا ہاتھ ہماری طرف بڑھانے میں پیش بینی کی ہے جس کے لئے ہم اُن کے شکرگذار ہیں اور جو حقیقت میں اُن کی زیادہ وقت شناسی کی ایک مضبوط دلیل ہے اب ہم مسلمان بحیثیت ایک شریف قوم ہونے کے اس کا جواب اسکے سوا اور کچھ نہیں دے سکتے کہ زیادہ جوش اور زیادہ سرگرمی کے ساتھ اپنا مصافحہ کا ہاتھ بھی انکی طرف بڑھائیں اور یہ بتائیں کہ اُن کا مقدس مذہب انہیں تعلیم دیتا ہے۔ کہ وہ نیکی کا جواب زیادہ نیکی کے ساتھ دیں۔

ہمارے بھائیوں نے "خلافت کا دن" ہمارے ساتھ کس جوش و خروش اور محبت سے منایا۔ اپنا تجارتی کام کتنی فراخدلی کے ساتھ بند کیا۔ اور باوجود اس بات کے کہ اس دن کے ساتھ انہیں بحیثیت ہندو ہونے کے کسی قسم کی دلچسپی نہیں ہو سکتی تھی۔ اُنہوں نے صرف اپنے بھائی مسلمانوں کی شراکت غم کی وجہ سے اپنا بڑا نقصان کیا۔ تو کیا ان تمام باتوں کا گہرا اثر مسلمانوں کے دلوں پر نہیں ہوا ہے؟ ہوا ہے اور بیشک ایک شریف قوم کے دل پر ضرور ہونا بھی چاہئے۔

اس کے علاوہ ان کا ہمارے خالص کاموں میں شرکت کرنی اور ہمارا اُن کے مخصوص کاموں میں حصّہ لینا ہندوستان کی مشترک بہبودی اور مشترک ترقی کے لئے کافی اور مکمل ضمانت ہے جب ہم سب لوگ بغیر کسی اختلاف کے متفق اور بغیر کسی تردد کے مطمئن ہو سکتے ہیں۔

اب ہمیں بجائے خود یہ دیکھنا ہے۔ کہ ہم اس اصول کی کیا قدر کر سکتے ہیں۔ اور ہندو بھائیوں کو اپنی طرف سے کیا عملی ثبوت دے سکتے ہیں؟ مسلمانوں میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہیگا۔ کہ ہم اس کا ثبوت کچھ دینا نہیں چاہتے۔ بلکہ وہ جو کچھ جائز طور پر اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ کر سکتے ہیں بہت خوشی اور جوش کے ساتھ کرینگے۔ اور جہاں تک اُن سے ہو سکیگا۔ وہ ایسے کاموں سے پرہیز کریں گے۔ جن سے اُن کے ملکی بھائیوں کے دل دکھیں۔

ان اسلامی جذبات پر مذہبی فروعی اختلاف کا کوئی خاص اثر نہیں ہوتا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ شیعہ آبادی باوجود اس بات کے کہ خلافت کے متعلق اُن کے عقائد سنیوں سے اختلاف رکھتے ہیں اپنی بڑی اسلامی سلطنت کی صیانت و حفاظت کے مسئلہ میں ویسی ہی گہری دلچسپی لے رہی ہے۔ جو وہ ایران کے متعلق لے سکتی تھی۔ اور تمام سنیوں کے دل ایران کے لئے ویسے ہی دردمند نظر آتے ہیں جیسے کہ اُن کے بھائی شیعوں کے ہو سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ٹرکی ہو یا ایران اسلام کا ہر ایک پیرو (خواہ وہ سنیوں میں سے ہو یا شیعوں میں سے ہو۔ ان کا ہوا خواہ اور اُن سے اس مذہبی رشتہ کی وجہ سے خاص تعلق رکھنے والا نظر آتا ہے اور اسی لئے ہندوستان کے مسلمان اس معاہدہ کی وجہ سے جو حال میں ایران کے ساتھ ہماری گورنمنٹ نے کیا ہے [illegible] اور مضر اثر ہیں۔

ایران [illegible] ہماری گورنمنٹ کو ہندوستان کے ہمسایہ [illegible] جس سے خاص تعلق ہے اور ہندوستانی گورنمنٹ کی پالیسی طویل زمانہ سے اس ملک میں اپنا کام کر رہی ہے

ایران انگلستان اور روس کی کشمکشوں کی تماشگاہ سالہا سال تک جولانگاہ رہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے جس کے آخری دور میں جو ترقی کی امیدیں اُس کے ساتھ وابستہ ہوئی تھیں وہ پامال ہو گئیں۔

اُس کی اقتصادی ترقی کی امید اسکے ہوا خواہ مسٹر شوسٹر کے ہٹا دینے سے پامال ہو گئی تھی۔ اور اُس کی سیاسی آزادی کا خاتمہ روس اور انگلستان کے ۱۹۰۷ء کے معاہدے سے ہو چکا تھا لیکن یورپ کی اس عظیم الشان جنگ نے جس کی تلخی ابھی تک باقی ہے ایران کے اس معاہدہ کو بیکار کر دیا۔ اس لئے کہ رشین گورنمنٹ نے اسے مذموم قرار دیا۔ روس کی دستبرداری اگر انگلستان کی دستبرداری کے ساتھ ہوتی تو یہ ایران کے لئے سب سے بڑی نعمت ہوتی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان کے ذمہ دار مدبر جنگ کے نتائج تک پہنچنے کا انتظار کر رہے تھے۔ اور جیسے ہی جنگ کے بہتر نتائج ان کے سامنے آنے لگے وہ ایران کی طرف بھی توجہ کرنے لگے۔ جس کے نتائج اس نئے معاہدہ کی صورت میں ہمیں آج نظر آ رہے ہیں۔

اب ہم ایران کو ایشیا کا مصر سمجھ رہے ہیں۔ ہمیں یہ توقع تو ہے کہ آئندہ انگریزی سرمایہ داروں کی ریلیں ایران میں جاری ہو جاوینگی۔ اور موٹروں کے لئے سڑکوں کی تعمیر کا سلسلہ بھی جاری ہو جائیگا۔ محصول اور ٹیکس کے وصول کا انتظام بھی قابل اطمینان ہو جائے گا۔ رشوت لینے والے اشخاص اپنے آپکو زیادہ آزاد نہیں پائینگے۔ زراعت بھی بہتر حالت میں آ جائیگی تیل کے کنوئیں اب سے زیادہ منتظمین کی کوشش حاصل کرنے لگیں گے۔ لیکن ان تمام چیزوں میں ایران کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جو قوم کی ترقی کی بنیادیں ہیں۔ ایران کو اب سیاسی آزادی کے خیال کو چھوڑ دینا پڑیگا۔ اور ملکی سرمایہ سے اپنے ملک میں کام کرنے سے محروم ہونا پڑیگا وہ اپنی تعلیم کو ایک نہایت ہی معمولی حالت میں رکھنے کے لئے مجبور ہوگا۔ اور اپنے ملکی عہدہ داروں پر ذمہ داری کا بوجھ اُسے بہت کم ڈالنا پڑیگا جس کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ وہ ماہرین کے لئے صرف ایک ہی سلطنت پر بھروسہ کرتا رہیگا۔ اور اسکی حقیقی آزادی سلب ہو جائیگی۔

تازہ ترین خبریں

ٹرکی کا مستقبل

عام اصول

لنڈن ۳۱۔ دسمبر۔ ٹرکی کے مستقبل کے متعلق آخری فیصلہ نہیں ہوا۔ عارضی طور پر اصول طے کئے گئے ہیں لیکن اس معاملہ پر آئندہ اتحادی کانفرنس میں جو پیرس میں منعقد ہوگی اور جو غالباً طویل ہوگی بحث کی جائیگی فی الحال عام خیال [illegible] اور قسطنطنیہ پر ٹرکی کے قبضہ کے حق میں ہے۔ ایک نئے ٹرکی پایۂ تخت کے سوال کا ابھی تصفیہ نہیں ہوا۔ اس امر کے متعلق ہر ایک ممکن کوشش کی جائیگی۔ کہ مسلمانوں کے جذبات کو صدمہ نہ پہنچے۔

پیرس ۳۱۔ دسمبر۔ اخبار [illegible] لنڈن کے نامہ نگار کو معلوم ہوا ہے۔ کہ جہاں تک قسطنطنیہ اور [illegible] کی آئندہ حیثیت کا تعلق ہے اصول کا سوال طے ہو گیا ہے اور برٹش گورنمنٹ کے نقطۂ خیال کو جیسا کہ مسٹر لائڈ جارج نے گذشتہ دنوں بیان کیا تھا۔ قبول کر لیا گیا ہے۔ اب یہ یقینی معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ عثمانیہ کا پایۂ تخت قسطنطنیہ سے بروسا یا کونیا کو منتقل کیا جائیگا لیکن یہ امر کہ قسطنطنیہ میں کس قسم کی بین الاقوامی حکومت قائم کی جائے۔ اب تک زیر غور ہے۔

مندرجہ بالا خبر کے متعلق لنڈن کے مستند ذرائع سے کچھ معلوم نہیں ہوا ہے۔

مشرق کا راستہ کھلا ہے

ایک نازک پوزیشن

لنڈن ۲-جنوری- میجر جنرل سر الفریڈ ناکس جنرل ڈینکن کے خلاف بولشویک فتوحات کے مضمون پر اخبار ڈیلی نیوز میں رقمطراز ہے۔ کہ ان فتوحات کے یہ معنی ہیں کہ بولشویکوں نے مشرق میں تمام رکاوٹ توڑ ڈالی ہے اور اب تاشقند سمرقند اور بخارا کا راستہ کھلا ہے مزید برآں جنرل ناکس رقمطراز ہے کہ اب بولشویکس ایران، افغانستان اور ہندوستان کی شمالی مغربی سرحد کے ساتھ اپنا سلسلہ رسل و رسائل قائم کر سکتے ہیں۔ اور روس سے موصول شدہ خبریں ظاہر کرتی ہیں کہ وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارے پاس ہندوستانی سرحدوں پر کی صورت معاملات کو سمجھنے کے لئے وجہ موجود ہے اور اپنے اور ہندوستان کے مفاد میں یہ نہایت ضروری ہے کہ کسی نئی پالیسی کو جو اس صورت معاملات کو زیادہ مشکل بنانے والی ہو جاری کرنے میں بہت احتیاط سے کام لیا جائے اگر ہم مغرب سے بولشویکی روس کو روکنے کی کوشش کرتے میں اور ساتھ ہی مشرق کو جاپانی مداخلت کو روکنے کے قابل ہیں تو یہ صاف ظاہر ہے کہ ہم اسے ایک ایسی سمت میں دھکیل دیں گے جس میں وہ زیادہ نقصان پہنچا سکتی ہے۔

جاپان کے ساتھ سمجھوتہ

لنڈن یکم دسمبر- اخبار ٹائمز کو نیویارک سے موصول شدہ ایک تار منظر ہے کہ اس بات کا سمجھوتہ ہو گیا ہے کہ جاپانی گورنمنٹ سائبیریا میں موجودہ افواج کی جگہ نئی فوج بھیجے گی- اور ضروری فوجی کارروائی کریگی- جاپان کے بالشیوکوں کی مغربی سائبیریا کو پائمال کرنے کی کوششوں کو روکنے کے لئے کافی فوجی طاقتیں تیار موجود ہیں۔

بولشیوکوں کو شکست

لنڈن ۳۰-دسمبر- ایک بولشیوک اعلان تسلیم کرتا ہے کہ محاذ ناروا پر انہیں ایک شکست نصیب ہوئی ہے جہاں انہوں نے دریائے ناروا کو عبور کر لیا تھا۔ لیکن دباؤ کے باعث پھر واپس عبور کرنا پڑا ہے۔ بائیں دشمن دباؤ کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ وہ نیپرڈ تک پہنچ گئے ہیں اور وہ الیکانڈر ہوسٹلاؤ کے اہم شہر کو دھمکا رہے ہیں۔ امیر البحر کولچیک کی افواج کے خلاف تعاقب کنندہ بولشیوکوں کو سوائے چھوڑی ہوئی توپوں اور ذخائر کے جمع کرنے کے بہت کم کام کرنا پڑتا ہے۔

امیر البحر کولچیک کی پسپائی

لنڈن ۳۱-دسمبر- ٹائمز کا نامہ نگار مقیم پیکن ۲۵-دسمبر کے ایک مراسلہ میں اُن خوفناک حالات کا حال بیان کرتا ہے جس میں کہ امیر البحر کولچیک کو پسپا ہونا پڑا- یہ پسپائی ریلوے ٹریفک کی پورے طور پر درہم برہم ہو جانے اور ریلوے کی حفاظت کرنے والے فوجی سپاہیوں کے درمیان جھگڑوں کی وجہ سے تباہ کن ثابت ہوئی۔

روسیوں اور زیکوں کے درمیان بھی تعلقات کشیدہ ہیں جیسا کہ اس امر سے ظاہر ہے کہ جنوبی کیمپل کمانڈنگ سائبیرین فوج کے ایک کمانڈر کو امیر البحر کولچک- اور اسکے اسٹاف کئی شریفوں کو جو سرکاری خزانہ جس کی تعداد چھ کروڑ پچاس لاکھ پونڈ تھی۔ لیکر آرکٹسک کو جا رہے ہیں روک کر روسی پسپائی کو روکنے کے لئے ڈوبل کے چیلنج دیا ہے روسی کمانڈر بھی جھگڑ رہے ہیں اور جنرل سیخروف کو جو دریائے ارتش سے پسپائی کے لئے ذمہ دار تھا- گرفتار کرنے کی کوشش میں ایک جنرل افسر مارا گیا- ٹومسک کے جنوب میں قریباً سیچیس برٹش آفیسر منقطع ہو گئے ہیں- اور زیکیں انہیں چھوڑنے کی کوشش کر رہے ہیں- برٹش ملایا کے لوگ ارکٹسک کو خالی کر رہے ہیں۔

سرحد پر صورت معاملات

دہلی ۵-جنوری- مندرجہ ذیل اعلان مورخہ ۵-جنوری- شائع کیا گیا ہے- آفریدی جرگوں کے ساتھ پولیٹیکل ایجنٹ خیبر نے پھر ملاقات کی۔ اور ملک چھینی ہوئی بندوقوں کو واپس لینے کی کوشش کر رہے تھے پیراکو وا پس ہو رہے ہیں- ۳۰-دسمبر اور یکم جنوری کی شب کو حملہ آوروں کے ایک گروہ نے کوہاٹ سے ۵ میل کے فاصلے پر ریلوے لائن کو توڑ ڈالا ہے- نتیجہ یہ ہوا کہ ہنڈسی کو ہاٹ میل کا انجن پٹڑی سے اتر گیا- اور انجن ڈرائیور ہلاک ہوا- چند وزیریوں کے ساتھ سپاہیوں کی ہنزل کے قریب مڈبھیڑ ہوئی اور ۶- اشخاص ہلاک ہوئے- تمام وزیریوں کے تمام فرقوں نے جن میں ادا خیل شامل ہیں جو کچھ عرصہ سے مشکلات پیدا کر رہے تھے- پیغامات بھیجے کہ وہ لعابار ایوں اور بندوقوں کو جمع کر رہے ہیں- خبر ملی ہے کہ محسود لوگ ۵ اور ۶ جنوری کو جرمانہ اور بندوقوں کی بحالی کیلئے جن کا ہمارے شرائط میں مطالبہ کیا گیا ہے ایک جرگہ کا بی گورم میں منعقد کرینگے۔ علی زئی کا نزئی فریق اور سمان خیل جلد تعمیل کئے جانے کے حق میں ہیں لیکن بہلول زئی اور علی زئی کا فرقہ شابی ابھی تک شکستہ حالت میں ہے۔

محسود حملہ پسپا کیا گیا

۲-جنوری کو فضل دین اور موسٰی خان کے ماتحت صلح کے مخالف محسودوں نے جنکی تعداد قریبا ۵۰۰ یا ۶۰۰ تھی- ہماری افواج پر کوٹ کالی کے قریب دن بھر چھپ کر گولیاں چلائیں اور کیمپ کو واپس آنے کے وقت افواج پر حملہ کیا- اس حملہ کو ۱۰۹ ہم سرکاری ہوائی بٹالین نے بڑے استقلال کے ساتھ پسپا کر دیا- اور خبر ملی ہے کہ اہل قبائل کے ۱۰- آدمی ہلاک ہوئے- ۳ جنوری کو دشمن کے قریبًا ۱۰۰ یا ۲۰۰ آدمی گرد و نواح میں ابھی تک موجود تھے- لیکن انہوں نے واپسی کے دوران میں ہماری افواج کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے کی کوشش نہیں کی- خبر ملی ہے کہ ایک بار سوخ دانا وزیری سمی ملا حمزاللہ اپنے قبیلہ کو فضل دین کے ماتحت محسودیوں کی مدد کرنے پر آمادہ کر رہا ہے- خبر ملی ہے کہ ۲- جنوری کو ۳۰۰ دانا وزیری ٹینک زم کے مغرب میں چار میل کے فاصلے پر انزانگی میں جمع ہے۔

جنوبی افریقہ کا کمیشن

دہلی ۵-جنوری- ہدایات موصول ہوئی ہیں کہ ساؤتھ افریقن کمیشن [illegible] ماہ کے اخیر میں یا ماہ مارچ کے شروع میں اپنے اجلاس شروع کریگا- اور معلوم ہوا ہے کہ سر بنجمن رابرٹسن ۲۹-جنوری تک ہندوستان سے روانہ ہو جائینگے یہ کمیشن یورپین کی جانب نوآبادیوں میں تجارتوں اور ہندوستانیوں کو تجارتی لائیسنسوں کے دیئے جانے اور ہندوستانیوں کی زمینوں کی ملکیت کے سوال پر غور کریگا۔ جنوبی افریقہ میں کام ختم کرکے سر بنجمن شرقی افریقہ کا جہاں ہندوستانی سوالات نے شدید صورت اختیار کر لی ہے اور یوگنڈا کا جہاں ممکن ہے اقتصادی سوالات پیدا ہوں- دورہ کرنے کے بعد ہندوستان کو واپس تشریف لے آئینگے سر بنجمن کے ہمراہ مسٹر کوربیٹ ڈپٹی سکریٹری گورنمنٹ ہند شملہ تجارت و صنعت تشریف لے جائیں گے۔

بقیہ مضمون آمدہ از صفحہ نمبر ۳

ہم ہیں اس دوسرے پہلو پر بھی غور کریں- اور بیچاری ظالم خاوندوں کے ہاتھ سے تنگ آئی ہوئی مسلمان مستورات کی نجات کی صحیح راہ جو اسلام نے تجویز کی ہے- عدالتوں میں اس کے نفاذ کی کوشش کریں۔

غالبًا سنہ ۱۹۱۶ء یا سنہ ۱۹۱۷ء کی بات ہے کہ لاہور کے رسالہ تہذیب النسواں میں کسی مصیبت زدہ خاتون کا ایک مضمون شائع ہوا تھا- جس میں اس نے اپنی ایسی ہی مصیبتوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ انجمن مستشار العلماء سے فتوٰے طلب کرنے پر اسے بتایا گیا ہے کہ ازروئے اسلام اسکی نجات کی کوئی راہ نہیں- اس مضمون کے شائع ہونے پر میں اسی وقت مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی کی خدمت میں جو ان دنوں انجمن مستشار العلماء کے سرکردہ تھے- حاضر ہوا- اور ان سے اس فتوٰی کی حقیقت پوچھی- انہوں نے اسی وقت اصل فتوٰے مجھے دکھایا- جس میں تہذیب النسواں کے مضمون کے قطعًا خلاف فقہ کی کتابوں کے حوالہ سے یہ بتایا گیا تھا- کہ عورت کے عدالت میں دعوٰے کرنے پر حاکم عدالت دو یا چار گواہوں کی شہادت پر اسے طلاق دلوا سکتا ہے (مجھے ٹھیک یاد ہے- فتوٰے کا یہی مفہوم تھا) یہ فتوٰے اسی وقت "پیغام صلح" میں چھپے شائع کیا- لیکن اس فتوٰی کا اثر بھی کیا ہو سکتا تھا جب عدالتوں میں شرع محمدی کی کوئی اور ہو- جس کا اثر اس فتوے کے خلاف ہو۔

اسی اثناء میں تہذیب النسواں ہی کے اس مضمون کی بنا پر مولینا ابو الکلام آزاد نے اخبار وکیل میں ایک مضمون اسی موضوع پر لکھا- اور بتایا کہ ازروئے قرآن کریم عورت و مرد کی طرف سے ایک ایک حکم مقرر ہو کر اس کا فیصلہ کر سکتا ہے- میں نے اس پر مولینا موصوف سے بذریعہ خط یہ عرض کیا- کہ حکم کا فیصلہ کیونکر قابل پذیرائی اور لائق عمل ہو سکتا ہے- جبکہ عدالت کا فیصلہ اس کے خلاف ہو- وہ حکم جن کا قانونی طور پر کوئی اثر ہی نہیں- اور وہ فیصلہ جو عدالت کے قانون کے خلاف کہاں فائدہ دے سکتا ہے- اور کون اسکو مان سکتا ہے- اس لئے میں نے مولینا موصوف سے یہ کہا- کہ قانون کو شریعت کے مطابق کرانے کی کوشش ہونی چاہیئے- اور اس کے ساتھ ہی اس "ہولناک اور مکروہ تمدنی خطرہ" کی طرف بھی توجہ دلائی جس کے خلاف چوہدری صاحب نے آواز بلند کی ہے- اس کے جواب میں مولوی صاحب موصوف نے یہ لکھا کہ وہ خاص ذرائع سے اس کے لئے مناسب بندوبست کر رہے ہیں مگر معلوم نہیں کہ ان کے اس بندوبست اور اس کوشش کا کیا اثر ہوا- اس لئے چوہدری صاحب کو میں اس طرف خاص طور پر متوجہ کرنا چاہتا ہوں- انہوں نے جس نیک کام کا بیڑہ اٹھایا ہے- خدا تعالٰی انہیں اس میں کامیاب کرے- لیکن ضرورت ہے کہ وہ اس دوسرے پہلو پر بھی اپنی توجہ مبذول کریں- اس پر کافی مصالحہ انہیں مولوی ابو الکلام صاحب کے مضامین مندرجہ وکیل اور انجمن مستشار العلماء کے اس فتوٰے سے مل سکتا ہے جس کا میں نے اوپر ذکر کیا- اور جو "پیغام صلح" میں اور غالبًا وکیل کے بھی سنہ ۱۹۱۶ء یا سنہ ۱۹۱۷ء کے فائل میں چھپا ہوا موجود ہے- ضرورت ہے کہ اس مسئلہ پر کامل غور و خوض اور تحقیق کے بعد اس کے تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر شریعت اسلام کے مطابق قانون بنوایا جائے تاکہ عورت اور مرد دونوں کے حقوق میں کوئی کمی واقعہ نہ ہو۔ والسلام۔

نیاز مند- دوست محمد- از دفتر اسلامک ریویو- مسجد ووکنگ- انگلستان

شیخ پیر محمد صاحب مینجنگ پروپرائٹر فرم غلام قادر اینڈ کو سیالکوٹ چھاؤنی میونسپل کمشنر و ممبر کنٹونمنٹ کمیٹی کو خان صاحب کا خطاب ملا ہے- ہم خانصاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔

(۲) گورنمنٹ ہند میں بھی بڑا دخل حاصل رہیگا۔ انگزیکٹو کونسل میں تین ہندوستانی ممبر ہوں گے۔ اب کمانڈر انچیف سات ہیں اور فقط ایک ہندوستانی صاحب ہیں۔ آئندہ تین ہوں گے۔ گویا آدھے ہوں گے۔ ان کے شمار میں اضافہ ہونے کا احتمال نہیں ہے۔ کیونکہ صوبوں کا انتظام جُدا ہو جانے سے گورنمنٹ ہند کا کام ہلکا ہو جائیگا۔ اسواسطے ۶ ممبر رہ جائیں گے۔ اور ان میں آدھے ہندوستانی ہوں گے۔ اور ان کی بات کو نظر انداز کرنا آسان کام نہ ہوگا۔ اس کے سوا امپیریل کونسل کی بجائے (۱) اسمبلی (ب) کونسل آف سٹیٹ ہوگی اور ان دونوں میں منتخب ممبروں کا غلبہ ہے۔ اول الذکر میں ۱۴۰ ہوں گے اور ⅔ منتخب ہوں گے۔ آخر الذکر میں ۶۰ ممبروں میں سے ۳۴ منتخب ہوں گے۔ قانون اور بجٹ پاس کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ جب تک یہ دونوں منظور نہ کریں۔ کوئی قانون پاس نہیں ہوگا۔ گورنر جنرل کو خاص اختیار ہوگا۔ کہ وہ جب اشد ضرورت ہو تو اسمبلی کی مخالفت کے باوجود بھی قانون نافذ کر دے۔ یا رقم خاص خرچ کرے۔ جو اس کے نزدیک حفظ امن کے لئے لازمی ہے۔ مگر پہلے تو اسے اپنی انگزیکٹو کونسل کو پھر مستقل کمیٹی کو قائل کرنا پڑیگی اور پھر پارلیمنٹ کی تصدیق لازم ہوگی۔ یہ معاملہ بڑا دقت طلب ہے۔ گورنر جنرل کونسلوں کے ساتھ عموماً جھگڑا نہیں کرتا۔ گو اُسے خاص اختیارات حاصل ہوں اور سب ملکوں میں ہوتے ہیں۔ دی کونسل ہند اور وزیر ہند کا مشاہرہ خزانہ برطانیہ پر ڈالا گیا ہے اور اول الذکر میں چار ہندوستانی اراکین ہوں گے۔ بلکہ قانون اصلاحات کے اس حصہ پر اسی مہینے سے عملدرآمد شروع ہو گیا اور مسٹر شنکرن نائر مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ ان کا بھی وسیع اثر ہوگا۔

علاوہ ازیں فِسکل اختیارات کا عطیہ بہت اہم ہے اس کے رُو سے ہم محصولات میں ترمیم کرکے اپنے وسائل آمدنی میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ اصلاحات اور صیغہ جنگ کے سبب سے خزانہ ہند پر ڈیڑھ کروڑ کا خرچ آن پڑ جائیگا وہ کہاں سے آئیگا۔ فِسکل استحقاق کی بدولت ہم محصول برآمد اور درآمد میں ترمیم کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کئی چھوٹی رعایتیں بھی حاصل آئینگی۔ کونسلوں کے نائب پریزیڈنٹ منتخب کئے جائینگے۔ اور آئندہ گورنر اور گورنر جنرل کونسلوں کے رُکن نہ رہینگے۔ معاملات ہند کی نگرانی کے لئے ایک مستقل کمیٹی ممبران پارلیمنٹ کی مقرر کی جائیگی۔ تاکہ وہ بدعنوانیاں نہ ہونے دے وغیرہ وغیرہ قابل قدر مراعات حاصل ہیں۔ اُن سے ہمیں اپنے ابنائے جنس کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنا چاہئے۔ اور سب گروہوں اور فرقوں کو اتفاق اور یکجہتی سے کام لینا چاہئے۔

(جے۔ آر۔ رائے۔ لاہور۔)

منقولات

قصاص

جس وقت تک ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت تھی ایک قاتل کی سزائے موت اس طرح پوری ہوتی تھی۔ کہ مجمع عام میں اُس کی گردن تلوار سے قطع کر دیتے تھے۔ اگر وہ خونبہا ادا نہ کر سکے۔ یا مقتول کے ورثاء معاف نہ کریں۔ اس طرح سر قطع کر دینے کو قصاص اور سر کاٹنے والے کو جلاد کہتے تھے جب سے انگریزوں کی حکومت قائم ہوئی یہ رسم اُٹھا دی گئی اور بجائے قصاص کے پھانسی کے ذریعہ قاتل کی جان لی جاتی ہے۔ اس وقت ہمیں اس سے بحث نہیں کہ قصاص بہتر ہے یا پھانسی۔ بلکہ مقصود صرف قصاص کا ایک منظر دکھانا ہے جس کو خود میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔

کچھ زمانہ قبل ہندوستان کی تمام اسلامی ریاستوں میں رسم قصاص جاری تھی۔ لیکن اب صرف حیدرآباد اور بھوپال میں باقی ہے۔ جو واقعہ میں بیان کرتا ہوں بھوپال کا ہے۔

آپ یقین کیجئے۔ کہ میں بے انتہا نرم دل اور رقیق الطبع رکھتا ہوں۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی عجیب و غریب خصوصیت میری فطرت کی ہے کہ ہر تباہی اور حیرت انگیز بات معلوم کرنے کی غرض سے یا دُنیا کے بدترین سے ہولناک منظر دیکھنے کے لئے اپنے آپ کو تیار پاتا ہوں۔ میرا کسقدر جی چاہتا ہے کہ دو دریائیں میرے سامنے نہایت زور سے ٹکرائیں اور میں دیکھوں کہ کس طرح وہ پیش پاش ہوتی ہیں کوئی پل میرے سامنے ٹوٹے اور میں اس کی تباہی کا نظارہ کروں۔ موجودہ جنگ کے زمانہ میں جہازوں کے ڈوبنے، لوگوں کے غرق ہونے کے واقعات اخباروں میں پڑھتا تھا تو بیتاب ہو جاتا تھا۔ کہ میں بھی کسی طرح دیکھ سکتا۔ کہ کیونکر ایک جہاز سرنگ سے ٹکراتا ہے۔ کس طرح تارپیڈو حملہ کرتا ہے۔ اور ایسی بربادیوں کا آغاز اور انجام کس انداز کا ہوتا ہے۔ ایسی تصویریں جن میں ایک شخص دوسرے کو ہلاک کر رہا ہے۔ کوئی گولی کھا کر دم توڑ رہا ہے کسی کی گردن تلوار سے جُدا ہو رہی ہے۔ مجھے گھنٹوں مستغرق رکھتی ہیں۔ اور سوچتا ہوں کہ اگر یہ سب کچھ میرے سامنے ہو تو کیا لطف آئے۔ اس جنگ کے دوران میں بارہا بے اختیار ہو ہو گیا۔ کہ فوج میں داخل ہو کر چلا جاؤں اور اپنی اس خواہش کو پورا کروں لیکن زندگی باقی تھی۔ یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ اب اس اُمید پر جی رہا ہوں کہ شاید کبھی ۔۔۔ ۔۔۔ بہرحال یہ ہے میری متجسس طبیعت کی خطرناک رفتار۔ ممکن ہے کوئی اسے حد درجہ بے رحمی سنگدلی اور شقاوت قلب سے تعبیر کرے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ میں ایسا نہیں ہوں۔ اگر آپ اسے ناممکن سمجھتے ہوں۔ تو کسی نفسیات داں سے پوچھ لیجئے۔ وہ آپ کو بتا دے گا۔

جو کچھ میں نے اپنی فطرت کا ذکر کیا ہے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ مجھے کس قدر مسرت ہوئی ہوگی شہر میں یہ اعلان دیکھ کر کہ ۔۔۔۔۔۔

"۳۔ اگست ۱۹۱۹ء کی صبح کو ٹھیک ۷ بجکر ۵ منٹ پر ۔۔۔۔۔ کا قصاص ہوگا"

یوں تو مجھے پہلے سے معلوم تھا۔ کہ فلاں شخص نے قتل کیا ہے۔ اس کو سزائے موت دی جائے گی۔ کیونکہ میں روز مقدمہ کے حالات معلوم کرتا رہتا تھا۔ لیکن کوئی تاریخ مقرر نہ ہوئی تھی۔ اور کاغذات حضور سرکار عالیہ کی پیشی میں تھے۔ خدا خدا کرکے تمام مراحل طے ہوئے۔ اور ۳۔ اگست مقرر کی گئی۔ یوں تو اصل شخص جس کے دم سے یہ منظر وابستہ ہوتا ہے۔ صرف جلاد ہے۔ لیکن غالباً حق تلفی ہوگی اگر کوتوال شہر کا ذکر نہ کیا جائے۔ کیونکہ الدال علی الخیر کفاعلہ کی جیسی صحیح و سچی مثال یہ پیش کرتا ہے۔ مشکل سے کسی اور جگہ مل سکے گی۔ تلوار کا انتخاب کرنا اسکو تیز کرانا۔ جلاد منتخب کرنا۔ میدان قصاص کو صاف کرانا اور بہت سے چھوٹے چھوٹے لیکن نہایت اہم و ضروری کام سب کو توال ہی کرتا ہے

جب قصاص سے چار پانچ یوم قبل وہ پولیس کے افسر اعلےٰ کے پاس دو تلواریں لے کر آیا یہ دریافت کرنے کے لئے کہ ان میں سے کس کو خدمت خون آشامی سپرد کیجائے تو میں بھی وہیں موجود تھا۔ وہ شخص ایک بالکل ایک غیر متاثر طریقہ سے اُنہیں عریاں کر کرکے دکھا رہا تھا اور میں خدا جانے کس عالم میں تھا۔ میری قوت متخیلہ اس منظر کی مکمل تصویر پیش کرنے مجھے بیتاب کر رہی تھی اس حال میں کہ میں اپنی روح کو کچھ سمٹے ہوئے اور اندر ہی اندر کڑھتے ہوئے محسوس کر رہا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کس تلوار کو پسند کیا گیا۔ (نہایت ٹھنڈے دل سے سہل پسندی کر تلوار کا پسند کیا جانا اس لئے کہ ایک انسان اس سے ذبح کیا جائے۔ اب بھی جب میں اس پر غور کرتا ہوں تو دیر تک ایک خاص کیفیت سے مغلوب رہتا ہوں۔ اور نہیں سمجھ سکتا کہ انسان کی سائکالوجی کیا ہے۔ اور کیونکر کوئی اس کی تمام غوامض سے آگاہ ہو سکتا ہے)

وہ رات آئی جس کی صبح کو قصاص ہونے والا تھا۔ میں نے اپنے احباب سے ذکر کیا۔ اور کوئی جانے پر راضی نہ ہوا۔ چونکہ میری طبیعت بھی کچھ مضمحل سی تھی۔ اس لئے یہ ارادہ کرکے کہ میں بھی نہ جاؤنگا۔ لیٹ رہا۔ اور دیر تک اسی مسئلہ پر غور کرتے کرتے سو گیا۔ طلوع آفتاب سے قبل میں برآمدہ میں سو رہا تھا۔ کہ نیچے سڑک سے کسی نے مجھے آواز دی۔ میں نے آواز سنی۔ کہہ کر میں جاگ رہا تھا۔ لیکن جواب نہیں دیا۔ کیونکہ میں جان گیا تھا۔ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ اگر مجھے بھول رہے ہیں جب وہ چلے گئے تو مجھے دفعتہً جیسے کوئی بھولی ہوئی بات یاد آ جاتی ہے۔ اسی طرح جو نک پڑتا ہے میں بھی چونک پڑا۔ اور یہ خیال کرکے کہ روز روز ایسے تماشے کہاں میسر آ سکتے ہیں۔ اُٹھ بیٹھا اور جلدی جلدی ضروریات سے فارغ ہو کر قصاص گاہ کی طرف چل دیا۔

قصاص گاہ شہر سے باہر ایک وسیع میدان ہے جو فوج کے قواعد کے لئے ہی مستعمل ہوتا ہے۔ جس وقت میں پہنچا۔ ٹھیک سات بجنے میں تھے اور احاطہ قصاص گاہ کے چاروں طرف تماشائیوں کی کافی تعداد پائی جاتی تھی۔ چونکہ ابھی قصاص ہونے میں پندرہ منٹ باقی تھے۔ اس لئے میں نہایت اطمینان سے اندر گیا۔ میرے لئے یہ پہلا موقعہ تھا کہ میں نے ایک متنفس کی جان لینے کے لئے اتنا انتظام اور ایسا تیار اور اجتماع دیکھا۔ مسلح پولیس ایک مخصوص احاطہ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھی۔ جنگی سنگینیں دھوپ میں چمک رہی تھیں۔ بعض خاص خاص افسران خاموش کھڑے تھے۔ بالکل بیچ میں احاطہ کے وسط میں جانماز کے برابر زمین کا ٹکڑا گھاس سے صاف کرکے نمایاں کر دیا گیا تھا۔ اور اسی کے قریب ایک ڈولی میں مجرم جس کا قصاص ہونے والا تھا بیٹھا ہوا تھا۔ جس وقت تک میں وہاں نہیں پہنچا تھا۔ راستہ میں سوچتا رہا تھا کہ مجرم بیہوش ہوگا۔ اس کے حواس غائب ہو گئے ہوں گے وہ کراہ رہا ہوگا۔ وہ سخت بیتاب و مضطرب ہوگا اس لئے جب میں نے اسکو ڈولی میں نہایت مطمئن انداز سے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ تو سخت تعجب ہوا۔ اور سوائے اس کے کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی۔ کہ شاید یاس کی شدت بھی ایک قوت ہوتی ہے۔ اور جب اُمیدیں بالکل منقطع ہو جاتی ہیں تو پھر تکلیف و اذیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے سر پر ایک رومال بندھا ہوا تھا۔ ٹخنوں تک پائجامہ اور پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ جیسا گورا رنگ کا آدمی تھا۔ لیکن اس کے چہرے کی جلد پر موت سپید نظر آ رہی تھی۔ آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے تھے گال بیٹھ گئے تھے۔ لیکن اس کے جسم میں کوئی جنبش ایسی نظر نہ آتی تھی جس سے کسی بے چینی کا اظہار ہوتا ہو۔ یہاں سارا سامان تیار تھا۔ جلاد سرخ کپڑا پہنے ہوئے ذرا فاصلہ سے کھڑا تھا۔ دو تلواریں رکھی ہوئی تھیں۔ کوتوال وہیں قریب وقت کا منتظر تھا۔ لاش اٹھانے کی چارپائی بھی موجود تھی غرض ہر طرح سارا سامان فراہم تھا۔ اور صرف قاضی شہر کا انتظار ہو رہا تھا۔ (یہاں قصاص کا حکم بھی قاضی ہی دیا کرتا ہے اور قصاص کے وقت بھی اُسے حاضر رہنا پڑتا ہے) سات بجکر پانچ منٹ گذرے ہوں گے کہ قاضی صاحب کی آمد معلوم ہوئی۔ اور تماشائیوں کی جماعت ایک طرف ہٹ گئی۔ ہر شخص نے اس طرف دیکھنا شروع کیا میرے لئے یہ بالکل بیجا وقت تھا۔ کہ میں نے کسی کی نگاہ کو اس قدر بامعنی ۔ اس درجہ جذبات سے لبریز دیکھا ہو۔ جیسے کہ مجرم کی نگاہ تھی میں نہیں کہہ سکتا کہ اس ایک لمحہ میں اُس نے قاضی صاحب کی آمد سنکر ایک خفیف سی جنبش گردن کے ساتھ پلٹ کر دیکھا اور پھر فوراً اپنی نگاہ کو واپس کر لیا میرے اوپر کیا گذر گئی۔ اور انسانی فطرت کے کیا کیا حقائق مجھ پر روشن ہو گئے۔ وہ جانتا تھا۔ کہ اسکی موت صرف قاضی صاحب کی آمد کا انتظار کر رہی ہے۔ اس لئے میں نے اُس کی نگاہ سے معلوم کیا کہ فی الحقیقت اس نے قاضی صاحب کو نہیں دیکھا بلکہ اپنی موت کو دیکھا اور اسی ایک نگاہ کی وقفہ میں جو جو جذبات مجرم کے دل میں پیدا ہوئے۔ اور ان سے جو تغیرات غیر محسوس اُس کے چہرے پر اپنا چھوڑ گئے۔ ان سب کو میری آنکھ نے دیکھا۔ اور میرے دل نے سمجھا۔ لیکن نہ کسی زبان میں یہ طاقت ہے کہ وہ بیان کر سکے اور نہ کسی قلم میں یہ قوت کہ وہ اظہار پر قادر ہو سکے۔

تک بھی مطابقت اور صحیح اتفاق نہ ہوگی۔ اسی پہلو اور کسی اعتبار سے نہ ہوگی ہرگز ہرگز نہ ہوگی۔

ہماری تحقیق انیق بلکہ تدقیق میں سائنس نے بڑی بڑی غلطیاں کی ہیں قدم قدم پر ٹھوکریں کھائیں۔ مثلاً ہمارے بطلیموس جیسے بزرگ نے جو اسٹرانومر (ہیئت دان) تھے وہ اصول قائم کیا تھا کہ زمین مرکز عالم ہے اور آفتاب جہانتاب اس کے گرد گردش کرتا ہے یعنی یہ کہ آفتاب متحرک ہے اور زمین ساکن۔ ہمارے فیثاغورث بزرگ نے اس کے برخلاف یہ اصول قائم کیا کہ آفتاب مرکز عالم ہے اور زمین اس کے گرد گھومتی ہے۔ ہزارہا برس تک پہلا اصول رونق پر رہا اور دوسرا اصول ٹھٹھوں میں اڑایا جاتا رہا بلکہ اس پچھلے اصول کے مقرین آگ تک میں جلائے گئے۔ مگر تقریباً تین صدیوں کے تجربوں نے نہ صرف پہلے نظام کو باطل اور عاطل کر دکھایا بلکہ بطلیموسی نظام کو منسوخ اور ردی بھی کر دیا۔

نظر بہ دلائل وبراہین موجودہ ومروجہ ظاہر ہے کہ بطلیموسی سائنس مذکور نے بڑی بھاری غلطی کھائی اور اس کو پوری شکست ہوئی بلکہ فاش شکست کہنا زیادہ گوئی یا مبالغہ نہیں۔ مگر صحیح قیاس دلالت کرتا ہے کہ عجب نہیں کچھ مدت یا چند صدیوں کے بعد دوسرا نظام بھی باطل ثابت ہو اور کوئی تیسرا نظام ایجاد اور اختراع ہو کر قائم ہو یہی حال دیگر تمام تھیوریوں اور نظریوں اور تعلیمات سائنس کا ہے دیکھو تاریخ سائنس۔ الغرض جو لوگ نیو سائنس پڑھ لیتے ہیں ان کا پھولنا اور فخر کرنا واجب نہیں تاکہ وہ مغرور نہ کہلائیں۔ بطلیموسی اصول کے پیرو کس قدر فخر وناز کرتے اور پھولتے تھے گویا حد اوسط سے باہر اور زمانہ حال میں جو اس بزرگ کے نقش قدم پر جمے ہوئے ہیں اور سخت نزاز سخت کج بحثی کرتے ہیں اور اپنی اپنی مذہبی کتابوں کو درمیان میں آڑ بناتے ہیں اور یہ بات سمجھانے سے بھی کسی طرح نہیں سمجھتے کہ آپ کی مقدس کتاب کا موضوع یہ نہیں جو آپ بتاتے ہیں اور آخر ناکام ہوتے ہیں۔ بالبداہت غلطی پر ہیں۔

بعض نادان اشخاص جو کتب مقدسہ کا مقابلہ جدید علوم والے نیچرل لاز کے کرشموں سے کرا کر ایک غیر صحیح نتیجہ استخراج کرواتے ہیں تو گویا ایسی مثال ہے کہ اصل گلاب کے پھول پر کاغذی گلاب کے پھول کو ترجیح دلائیں حالانکہ دانشمند اشخاص نے نیچرل لاز کے کرشموں کو انسانی جدت طراز طبیعتوں کا نتیجہ ثابت کر دیا ہے اور کتب مقدسہ کو باری تقدس وتعالیٰ جل جلالہ کے کرشموں میں سے ایک کرشمہ تو کیا باری تعالیٰ کے اختراعات کا انسانی ایجادات سے مقابلہ کرنے کا نتیجہ بجز نکلیگا۔ بازیچہ اطفال یا پاگلوں کا فعل اور بچپن وبے ادبی کی پس روشن ضمیر آدمی انسانی ایجاد کو خدائی اختراع کے ساتھ تشبیہ دے تو ایک طرح پر جائز ہے۔ گویا تنزل سے ترقی کی طرف مائل ہے اور اگر انسانی ایجاد کو الٰہی اختراع کے ساتھ مقابلہ میں لا کر اپنے مفید مطلب نتیجہ نکال کر سادہ لوحوں کو غلطی کے گڑھے میں ڈالے تو ایسا انسان روشن ضمیر نہیں ہو سکتا بلکہ انسانی صورت میں حیوان مطلق ہے۔

ہم اس امر سے ہرگز ہرگز انکار نہیں کر سکتے کہ تھوڑے عرصے سے مہذب ملکوں کو جدید علوم میں سے بعض نے دنیوی ترقیوں کے لحاظ سے اور ملکوں کی نسبت فلک الافلاک تک رسائی کروا دی ہے مگر پھر بھی سائنٹفک لوگوں کو نیچرل لاز کے افعال کے سمجھنے میں کلی دسترس اور عبور ہنوز حاصل نہیں ہوا۔

سر ایزک نیوٹن مسئلہ کشش کے موجد کو صرف اتنا ہی معلوم ہوا کہ مسئلہ مذکور یوں ہے اور یوں ہے لیکن اصلی سبب کے بیان کرنے میں وہ اپنا عجز ظاہر کر کے واللہ اعلم بالصواب کے حق کلمے سے رطب اللسان ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر امشان سی ٹیلیگراف کے اجرا کے موجد محض اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اس سے یوں اور یوں کام لیا گیا ہے۔ جو ہزاروں تجربوں سے بلکہ لاکھوں تجربوں سے صحیح ثابت ہوا اور ہو رہا ہے اور ہوگا بھی مگر اس کی حیرت بخش کا مندو اُدون کے چیف کارز کے پتہ لگانے سے صم بکم ہیں۔ سٹیم انجن کے ایجاد کرنے والے نے یہ تو دکھا دیا کہ اس سے یہ یہ کام ہوتے ہیں الا اس کی اصلی ماہیت کے جاننے سے ہمکو کلا مبنی کہنا چاہئے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ زمانہ حال کا مشہور ہیئت دان ہیراکلی اپنی کتاب توسیع افلاک میں لکھتا ہے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ سیارے اور آفتاب ابتدا میں صرف ایک عظیم سحابیہ میں شامل تھے لیکن بڑے بڑے عقلا سے بہ تحقیق حیران ہیں اور کچھ فیصلہ نہیں کر سکے کہ آخر با قاعدہ نظام اور ان کا باہمی فرق مراتب کیونکر عمل میں آیا۔ ڈاروِن مسئلہ انتخاب طبعی کا موجد لکھتا ہے کہ اشیا کی ماہیت کا معلوم کرنا [illegible] ہم بھی عاجز ہیں اور

ابدالآباد ہمارے واسطے [illegible] صورت سے مخفی رہے گی [illegible] سوانح ڈارون جلد اول صفحہ ۳۱۰۔ ایسا ہی لارڈ کلوِن لکھتا ہے کہ بیسویں صدی کے انکشافات گذشتہ صدی کی تحقیقات سے بازی لیجا نیکے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ہم جس قدر علم میں ترقی کرتے ہیں اسی قدر کائنات کے اسرار پیچیدہ ہوتے جاتے ہیں اور اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ اگرچہ زمانہ کے ترقی کے ساتھ عجیب وغریب ایجادات اور اختراعات ہوتے رہیں گے لیکن راز در سربستہ ہی رہیگا۔ ذکر تخلیق۔ الکٹران اور ایتھر پر مباحثہ بحث کر کے سر الیور ج لاج سرتاج علمائے عصر جدید اپنی کتاب میں "اینڈ یونیورس" میں کہتا ہے کہ کائنات کے تمام رازوں سے ہم قطعی ناواقف ہیں ہربرٹ سپنسر سب سے نامور علوم جدید کا سب سے بڑا مفکر کہتا ہے۔ ماہیت اشیا سے ہم بالکل ناواقف ہیں نہ ہم کو آغاز کی خبر ہے نہ انجام کی۔ مظاہر موجودات کا سلسلہ کچھ ایسا لامتناہی ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ انجام کیا ہوگا لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ علم حقیقی نہ تو حاصل ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ سائنس مادہ اور حرکت کی ماہیت زمان ومکان کی کیفیت نہیں بتا سکتا اور اور وہ طاقت جس کا مظہر یہ عالم ہے کلیتہً ہمارے ادراک سے باہر ہے اصول اولیہ صفحہ ۴۶-۶۶ و ۶۷ مندرجہ بالا نامور علمائے سائنس کے اقرار سے ثابت ہے کہ محققین بلکہ مدققین یورپ کو اس پر ہرگز ہرگز کلی دسترس اور عبور حاصل نہیں ہوا اور نہ کبھی ہو سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ سائنس کے روز افزوں معلومات صرف اسیقدر سمجھاتے ہیں کہ کائنات کا کارخانہ کس طرح چل رہا ہے اس کے سمجھنے کے واسطے آج ایک تھیوری قائم ہوتی ہے کل دوسری پرسوں تیسری اسیطرح انسان کے معلومات ترقی کرتے جاتے ہیں لیکن یہ تمام انکشافات ان معلومات کے سامنے جن کو خاص مذہب نے سمجھایا ہے بالکل سطحی معلوم ہوتے ہیں۔ مذہب نے جن اسرار کی عقدہ کشائی کی ہے وہ لاریب صحیح ہیں اسمیں غلطی کا امکان بھی نہیں ہے لیکن سائنس نے انہیں اسرار کو ایک مدت مدید کی کاوش وکاہش میں سمجھایا بھی تو اسطرح کہ ؎ معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد وہ معلومات کیا ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ کارخانہ عبث نہیں ہے اور اسلئے ہم بھی اس کارخانے کے ایک جزو ہیں نہ عبث پیدا ہوئے ہیں نہ عبث مرتے ہیں اس تحقیق کے درپے ہونا کہ کائنات کا کارخانہ کسطرح چل رہا ہے صرف محدود موجودہ زندگی تک مفید ہو سکتا ہے لیکن یہ معلوم کرنا کہ یہ کارخانہ کیوں چل رہا ہے اور ہمکو کیا کرنا ہے اور ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے حقیقتاً ایسا ہے جس پر ہماری زندگی اور موت کا انحصار ہے اور یہی مذہب کا اصلی کارنامہ ہے۔ الغرض سائنس کی بیکسی صاف ظاہر ہے۔ مندرجہ حاشیہ فلاسفرین نے جو یورپ میں طبقہ متاخرین میں سرکردہ گردن فراز محقق گنے جاتے ہیں اور جن کی تصنیفات سے ضرور فرعونی ٹپک رہا ہے۔ حیوانات نباتات اور جمادات کی خوب تحقیق کی۔ مگر الٰہی فلاسفرین کی مانند اس وجود احد کی نسبت جس کی شان میں عرفت ربی بفسخ العزائم شایان ہے لیکن ایک حرف بھی نہ لکھا اور وہ مادیات سے مراحل روحانی اور ربانی کے کنارے پر کبھی نہ آئے پس یہی ان کا دین تھا اور یہی مذہب تھا افسوس صد افسوس ایسے فلاسفرین پر۔ بات یہ ہے کہ اگر ہمارے تصورات نگر یا تصدیق تصورات نہ کہ صرف تصورات پروردگار چندیں ہزار عالم نے نظام غیر مادی وروحانی کی نسبت اسقدر وسیع ہو جائیں جس قدر کہ علوم جدید نے ہماری نظر عالم مادی کے بارہ میں کشادہ کر دی ہیں تو کتب مقدسہ کے بیان عقلاً بھی سمجھ میں آجائیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ علوم جدید کے ذریعے سے نظام روحانی کا راز سربستہ کھل جاتا ہے کیونکہ وہ تو الہام الٰہی کی مدد کے بغیر ہرگز سمجھ میں نہیں آسکتا بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ جس طرح عالم مادی کے جاننے میں ہماری آنکھیں چار ہو گئی ہیں اسی طرح سے عالم غیر مادی کے جاننے میں بھی ہماری آنکھیں چار ہو جائیں جو کہ روحانی طور سے سمجھی جاتی ہیں۔ باقی آئندہ

اعلان فسخ بیعت

عقائد محمودیہ سے بیزاری

برادر جناب محمد ایوب صاحب [illegible] تحریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے پہلے میاں صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی مگر ان کو خداوند تعالیٰ نے صحیح رستہ پر گامزن ہونے کی توفیق بخشی چنانچہ آپ لاہور تشریف لاکر حضرت امیر ایدہ اللہ کے دست مبارک پر مشرف بہ بیعت ہو گئے۔ آپ نے اخلاص سے پر ایک [illegible] حضرت امیر [illegible] کی خدمت میں لکھا ہے [illegible] خداوند کریم آپ کے اخلاص میں [illegible] ترقی بخشے۔

مراسلات

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرم بندہ مرزا ناصر علی صاحب پلیڈر محمودی قادیانی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا آپ کے عقائد کا حال کہ
(۱) حضرت مرزا صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ نبی تھے۔
(۲) حضرت مرزا صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ کو حضرت مسیح علیہ السلام اسرائیلی پر کلی فضیلت تھی۔
(۳) حضرت مرزا صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ کی بیعت سے باہر جملہ مسلمانان عالم کافر ہیں۔

اگرچہ ان ہر مسائل پر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے خوب لکھا ہے اور اہل علم نے فائدہ اٹھایا ہے الا اس عاصی کی التماس ہے کہ یہ دعاوی اگر حضرت مرزا صاحب کی نسبت تسلیم بھی کئے جائیں تو کیا امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں دیگر لوگوں نے ہمو قسم دعاوی نہیں کئے ہیں۔

سید محمد صاحب جون پوری قدس سرہ اللہ کی نسبت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

در اعتقاد سید محمد جون پوری ہر کمالیکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داشت قدر سید۔ سید محمد را نیز بود۔ فرق ہمین است کہ آنجا بہ اصالت بود اینجا بہ تبعیت۔ وبتبعیت رسول بجائے رسیدہ کہ ہمچو او شد۔

دوسروں کا سنئے کسی نے اس عالم میں کہا۔
لوائی ارفع من لواء محمد
سبحانی سبحانی ما اعظم شانی کوئی پکار اٹھا
لیس فی الا اللہ اور کوئی بول اٹھا
بطشی اشد من بطش اللہ یہ بھی کہا گیا کہ
خضنا بحرا وقف الانبیاء علی ساحلہ اور یہ تو مشہور ومعروف ہے۔ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

(نہ من تنہا دریں میخانہ مستم
جنید وشبلی وعطار ہم مست)

کیا خوب فرمایا ہے۔ حجۃ الاسلام علامہ ابن قیم نے اعلام میں اور گویا ایک ایسا اصل الاصول بتا دیا ہے جس کے بعد اس راہ کی ساری مشکلات معدوم ہو جاتی ہیں کہ یعنی صحیح راہ حق واعتدال کی یہ ہے کہ دو اصل ہیں اور دونوں کا ملحوظ رکھنا ضروری۔ ایک یہ کہ ہر حال میں کتاب وسنت اور نصوص شرعیہ کو مقدم رکھنا چاہئے اور اس پر علم وعمل کرنا چاہئے۔

دوسری یہ کہ تمام ائمہ اسلام اور علماء حق سے حسن ظن اور محبت وارادت رکھنی چاہئے اور ان کے مراتب وحقوق کی رعایت سے کبھی غافل نہ ہونا چاہئے۔ یہی دو اصل ہیں جن کے توازن وتناسب کو یہ اعتدال ملحوظ نہ رکھنے سے ساری مصیبتیں پیش آئی ہیں اور بدبختانہ لوگوں نے ہمیشہ انہی میں افراط وتفریط کی ہے یا دونوں میں سے صرف ایک ہی کے ہو رہے ہیں۔

ایک جماعت احکام ونصوص شرعیہ کے اتباع وفیصلہ کا یہ مطلب سمجھتی ہے کہ جہاں کسی اہل علم وحال کا کوئی قول بظاہر کسی حکم ونص کے خلاف نظر آیا بلا تامل تضلیل وتکفیر آمادہ ہو گئے اور جھٹ حکم لگا دیا کہ وہ منکر شریعت ہے اگرچہ اس نے اپنی ساری زندگی شریعت کے علم وعمل میں بسر کر دی ہو۔ دوسری جماعت نے ائمہ اکابرین کی پیروی اور محبت واعتقاد کے یہ معنی سمجھے کہ احکام ونصوص قرآن کا تابع بنا دیا اور چند غیر معصوم انسانوں کی خاطر کتاب اور سنت کو ترک کر کے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کی سرحد سے قریب ہو گئے۔ اس دوسری جماعت کا عجیب حال ہے۔ یہ جب کبھی اپنے پیشواؤں کے کسی قول کو احکام ونصوص شرعیہ کے خلاف دیکھتی ہے تو اس کی جرأت اپنے اندر نہیں پاتی کہ قرآن وسنت کو مقدم رکھ کر ان کے قول مخالف کی تاویل کرے اور اس طرح شریعت الٰہی کو اپنی بدعملی چھوڑنے کی زحمت نہ دے اور پیشوایان اسلام کے دامن کو بھی مخالفت شریعت کے دھبے سے بچائے بلکہ برعکس اس کے کوشش کرتی ہے کہ اپنے پیشواؤں کی باتوں اور رایوں کو [illegible] کسی نہ کسی طرح قرآن وحدیث کو ان کے مطابق کر دکھائے [illegible]

تازہ ترین خبریں

امپیریل لیجس لیٹو کونسل

خان صاحب شاہنواز کو خان بہادر سید اللہ سندر شاہ کی جگہ سندھ کی طرف سے امپیریل لیجس لیٹو کونسل کا ممبر منتخب کیا گیا ہے۔ نیز مسٹر اے۔ اے۔ اسی شیلسن آئی سی۔ ایس (صوبجات متوسط) مسٹر مارٹن کی جگہ صوبجات متوسط کی طرف سے امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے ممبر مقرر کئے گئے ہیں۔

طلباء پنجاب کو معافی

پنجاب گورنمنٹ نے حسب ذیل اعلان شائع کیا ہے :-
ہز آنر لفٹننٹ گورنر نے فیصلہ کیا ہے کہ لاہور کے کالجوں کے پرنسپلوں کو اختیار دیا جائے کہ وہ جہاں تک مناسب ہو۔ طلباء کی تمام سزائیں جو گذشتہ ماہ مئی میں مارشل لاء احکام کے ڈسپن کو توڑنے کی وجہ سے انہیں دی گئیں معاف کر دیں۔

صوبہ بمبئی میں نظربندوں اور دیگر اشخاص کو معافی

پولیٹیکل مجرموں کو معافی دیئے جانے کے متعلق شاہی اعلان کے مطابق گورنر بمبئی باجلاس کونسل نے ازراہ مہربانی قانون تحفظ ہند ہندوستان میں داخلہ کے قانون یا دیگر خاص اور ضروری قوانین کے ماتحت تمام ایگزیکٹو احکام جو اس وقت تک نافذ تھے۔ جن کی رو سے حضور ملک معظم کی ہندوستانی رعایا اشخاص کی آزادی محدود کی گئی تھی۔ منسوخ کر دیئے ہیں۔ چار اشخاص کو جنہیں سرکار کے خلاف جرائم کے عوض سزائے قید دی گئی تھی۔ رہا کیا گیا ہے۔ مزید براں گورنر باجلاس کونسل نے حکم دیا ہے کہ ۹۰ اشخاص میں سے ۷۲ کو جنہیں قانون تحفظ ہند کے ماتحت کمشنروں نے فسادات گجرات کے متعلق سزا دی تھی۔ فوراً رہا کیا جائے۔ دیگر ۱۸ اشخاص کی سزاؤں میں بھی بھاری تخفیف کی گئی ہے اور ضبطی جائداد کی تمام سزائیں معاف کر دی ہیں۔

ہنگری کے ساتھ شرائط صلح

پیرس ۱۴ جنوری۔ ہنگرین ڈیلی گیٹوں کو دو ہفتہ کی مہلت دی گئی ہے۔ مجوزہ عہد نامہ کے متعلق جس کے ماتحت ہنگری جاگوسلاوو اور زیکوسلاوک ریاستوں کی خود مختاری کو تسلیم کرتا ہے۔ اپنی رائیں پیش کریں۔ نئے ہنگری کی سرحدیں ۷ اشخاص کے ایک کمیشن کے ذریعہ مقرر کی جائینگی جن میں سے ۵ اتحادیوں کی طرف سے مقرر کئے جائیں گے ہنگری کی فوج کی کل تعداد ۳۵ ہزار مقرر کی گئی ہے۔ اور کوئی بھاری توپ رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

جرمنی میں فسادات

کوپن ہیگن ۱۶ جنوری۔ برلن سے ۱۵ جنوری کا ایک تار مظہر ہے کہ صنعتی علاقہ میں دیگر شہروں سے بھی فسادات کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ جیسے کہ ہیمبرگ میں ہو رہے تھے۔ محافظ دستوں نے مداخلت کی اور کئی اشخاص ہلاک اور مجروح ہوئے قریباً ۳۶ ہزار کانوں میں کام کرنے والے مزدوروں نے سٹرائک کر رکھی ہے۔ ڈسلڈرف کا تمام ضلع شدید محاصرہ کی حالت میں ہے۔ فرینکفرٹ میں جہاں انڈی پنڈنٹ لوگ "قاتلان برلن" کے خلاف پروٹسٹ کر رہے ہیں مداخلت کی۔ لوگوں نے فوجی سپاہیوں پر پتھر پھینکے اور انہیں غیر مسلح کرنے کی کوشش کی لیکن جب ایک ہاتھ بارود چھوڑی گئی تو تمام بے تحاشا بھاگ گئے اور منتشر ہو گئے۔

بالشویکوں سے خطرہ

پیرس ۱۶ جنوری) اعلیٰ کونسل نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اندرون روس کے لوگوں کی تکالیف کا خیال رکھکر روسی اور اتحادیوں اور غیر جانبداروں کے درمیان معاوضہ کے لحاظ سے سامان کے تبادلہ کی اجازت دی جائے چنانچہ اسی روسی کو اوپریٹو سوسائٹیوں کو آسائشیں بہم پہنچائی جائینگی جو روسی دہقان سے براہ راست خط و کتابت کر سکتی ہیں اور انہیں غلہ اور سن وغیرہ اور ان اشیاء کے بدلہ میں جو روس میں ضرورت سے زائد ہیں۔ کپڑا اور زراعتی مشینیں وغیرہ اور دیگر ضروریات کی روس میں درآمد کی اجازت دیجائیگی ان انتظامات سے اتحادیوں کی سوویٹ گورنمنٹ کے خلاف پالیسی میں کچھ فرق نہیں پایا جاتا۔

لنڈن ۱۷ جنوری) ایک اعلیٰ واقفکار کے اس بیان سے جو لنڈن میں شائع ہوا ہے۔ اور جس میں مشرق میں بالشویکوں کے خطرہ پر زور دیا گیا ہے۔ لنڈن اور پیرس میں سنسنی پیدا ہو گئی ہے۔

انگریزی اخبارات عموماً اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ بالشویکوں نے اپنی افواج کے زور پر دنیا بھر میں تحریک پھیلانے کا تہیہ کر لیا ہے۔ دیگر اخبارات جیسے ویسٹ منسٹر گزٹ اور ڈیلی نیوز اس امر کے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں کہ بالشویکوں کا حملہ کرنے کا خیال ہے۔ اوّل الذکر اخبار رقمطراز ہے کہ تاوقتیکہ اس امر کا کامل یقین نہ ہو جائے کہ بالشویک یورپ اور یورپ اور ایشیا میں از سر نو جنگ پھیلانا چاہتے ہیں اس وقت تک ان مہمات کی امداد پر روپیہ نہ خرچ کرنا چاہئے جو لاتعداد ہونگی۔ اور جنکے نتائج غیر یقینی ہیں۔

جنرل سر ایف۔ بی۔ مارلس ڈیلی نیوز میں لکھتا ہے کہ روس کے لئے اگر کوئی خالی از خطر اور مناسب پالیسی ہے تو یہی ہے کہ دروازہ کھلا رہے اور لیگ اقوام کو ان حالات پر غور کرنی چاہئے۔

پیرس سے چند نامہ نگار لکھتے ہیں کہ لنڈن کے بیانات پر یہاں کی پبلک بہت ہی سراسیمگی کی حالت میں ہے نامہ نگار بیان کرتے ہیں کہ ان بیانات کی سرکاری برطانوی ڈیلیگیشن یا فرانسیسی سرکاری حلقے تائید نہیں کرتے۔ جن کا خیال ہے کہ صورت حالات میں کوئی غیر معمولی تبدیلی نہیں ہے عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ مسٹر چرچل لارڈ بیٹی سر ہنری ولسن اور مسٹر لانگ کی آمد محض یورپ کے حالات کی وجہ سے ہے۔

اتحادیوں کے مدافعتی انتظامات

(لنڈن ۱۷ جنوری) ڈیلی کرانیکل رقمطراز ہے کہ گو مشرقی حالات تشویشناک ہیں۔ تاہم اس امر کی کوئی صداقت نہیں۔ کہ ایک اور جنگ ہونے والی ہے۔ جو صورتیں اختیار کی جائینگی وہ مدافعتی ہوں گے۔ ان میں غالباً ایران اور نئی جمہوری ریاستوں کی حفاظت اور بالشویکوں کی ترکوں کے ساتھ اتصال کی کوششوں کو ناکام کرنے کے لئے اتحادیوں کی جانب سے متفقہ کارروائی شامل ہو گی۔

سابق قیصر کی حوالگی کا مطالبہ

(پیرس ۱۶ جنوری) اعلیٰ کونسل نے اس خط کو جس میں سابق قیصر کی حوالگی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ منظور کر لیا ہے
کانفرنس کے حلقوں میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس صورت میں کہ ہالینڈ سابق قیصر کی حوالگی پر مائل نہ ہو تو ہالینڈ حق بجانب ہو گا۔ کیونکہ عہد نامہ میں جو جرائم نامزد کئے گئے ہیں یعنے بین الاقوامی اخلاق اور معاہدوں کی تقدیس کے خلاف جرائم" وہ ہالینڈ کے قوانین یا مجرموں کی بازگشت کے عہد نامہ جات میں درج نہیں ہیں
فرانسیسی حلقوں میں عام طور پر یہ امید کی جاتی ہے کہ ہالینڈ سابق قیصر کی حوالگی سے انکار کر دیگا۔

بویریا کے وزیر اعظم کا قاتل

کاؤنٹ آرکو دیلی کو بویریا کے وزیر اعظم ہر آئیسنر کو گذشتہ فروری میں قتل کرنے کے جرم میں سزائے موت کا حکم دیا گیا ہے۔

خلیفۃ المسلمین کے لئے اپیل

چند سر برآوردہ اشخاص نے جن میں آغا خان۔ مسٹر امیر علی۔ لارڈ ایمپٹہل۔ لارڈ لیمنگٹن اور سر تھیوڈور مارلین بھی شامل ہیں وزیر اعظم کی خدمت میں ایک عرضداشت بھیجی ہے کہ امن اور دنیا کے اطمینان کی خاطر مسلمانوں کی اس خواہش کا کہ خلیفہ کی دینی و دنیوی خودمختاری کو برقرار رکھا جائے۔ ٹرکی سے تصفیہ کرتے وقت مناسب اور جائز خیال رکھا جائے۔

خلافت ڈیپوٹیشن انگلستان کو

انگلستان کو جانیوالے آل انڈیا خلافت ڈیپوٹیشن کا پہلا گروہ مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل ہو گا۔ مسٹر فضل بھائی کریم بھائی بمبئی۔ مسٹر محمد علی سابق ایڈیٹر کامریڈ۔ مسٹر سید حسین سابق ایڈیٹر انڈی پنڈنٹ اور مولانا سلیمان اور مسٹر حیات آف علی گڑھ سکریٹری ہونگے۔

مسئلہ ٹرکی کے متعلق ایک افواہ کی تردید

دہلی میں مندرجہ ذیل پریس کمیونک شائع کیا گیا ہے :-
ہز ایکسیلنسی وائسرائے اس افواہ کی کہ ہز میجسٹی کی گورنمنٹ پیرس میں اس بات پر زور دیتی رہی ہے کہ ترکوں کو یورپ سے نکال دیا جائے۔ پبلک طور پر اور پر زور تردید کرنا چاہتے ہیں

بنگال میں ڈاکے

کلکتہ ۲۳ جنوری) گذشتہ دنوں بج بج میں موٹر کار کے ذریعہ جو ڈاکہ ڈالا گیا تھا جس میں ایک شخص بھاری سردار کا ۲۵ ہزار روپیہ لوٹ لیا گیا تھا اور اسکے نوکر کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق چار اشخاص شبہ میں گرفتار کئے گئے تھے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے ایک نے اقبال جرم کر لیا ہے۔ لیکن پولیس ابھی تک اس معاملے کے متعلق خاموش ہے۔ گذشتہ چہار شنبہ کی شب کو ضلع ۲۴ پرگنہ میں موضع کرسنا نگر میں ایک متمول بیوہ عورت کے مکان پر ڈاکہ ڈالا گیا۔ اس عورت کے اپنا روپیہ حوالہ کرنے سے انکار کرنے پر ڈاکوؤں نے کپڑے کا ایک ٹکڑا اس کے گرد لپیٹ کر اور اسے مٹی کے تیل سے تر کر کے آگ لگا دی۔ عورت کی چیخ پکار پر گاؤں کے لوگ جمع ہو گئے۔ اور ڈاکوؤں کا مقابلہ کیا۔ آخر دو ڈاکوؤں کو مجروح کر کے گرفتار کر لیا گیا باقی بھاگ گئے۔ عورت کی حالت نازک ہے۔

سابق قیصر

ایک اعلیٰ ذریعہ سے یہ اطلاع ملی ہے کہ سابق قیصر سے یہ خواہش کی جا رہی ہے کہ وہ خود بخود ہی اپنے تئیں اتحادیوں کے حوالے کر دے۔

شاہ ایران بلجیم میں

برسلز ۱۷ جنوری) شاہ ایران نے ملکہ بلجیم کو گرینڈ کارڈن آف دی آرڈر آف اتحاد کا علم عطا کیا ہے اور شاہ بلجیم نے جرمن قبضہ کے وقت خدمات کے صلہ میں ایرانی سفیر مقیم برسلز کو کنگ البرٹ میڈل عنایت کیا ہے۔ ایرانی وزیر خارجہ نے ایک اخبار کے نامہ نگار سے ملاقات کے دوران میں کہا کہ شاہ ایران کی بلجیم میں آمد زیادہ تر اقتصادی وجوہات سے ہے۔ حال کے برطانوی ایرانی معاہدہ کا مدعا یہ ہے۔ کہ ایران کی ترقی کے سب سے زیادہ موزون اور پر اثر طریقوں کو معلوم کیا جائے اور شاہ ایران کے یورپ کے دورہ کے بعد بہت سی اصلاحات نافذ ہونگی۔ اس نے اس امر پر زور دیا کہ ایران میں امن ہے اور ایرانی بولشیوک خیالات کے نہیں ہیں اس لئے اس امر کو تسلیم کیا کہ حالت خطرناک ہے کیونکہ سرخ افواج تمام وسطی ایشیا کو خطرہ میں ڈالے ہوئے ہیں۔ لیکن خوش قسمتی سے اندرون ایران تک تا حال یہ خطرہ نہیں پہنچا۔

وسط ایشیا میں بدامنی

پائنیر کا بغداد کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ یکم جنوری کو عارضی سول کمشنر بریوٹ لفٹننٹ کرنل اے ٹی ولسن سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ ایم۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ڈی۔ ایس۔ او۔ نے سرکردہ برطانوی۔ اتحادی باشندگان کو ماؤ ہوٹل میں دعوت دی۔ حاضرین میں فرانسیسی کونسل ممالک متحدہ امریکہ کا کونسل اور ایرانی عارضی کونسل جنرل بھی موجود تھے۔ حضور ملک معظم کے جام صحت کے بعد کرنل ولسن نے دوران تقریر میں کہا کہ قفقاز اور ترکستان کی حالت ایسی ہے کہ اسے مدنظر رکھکر ہم شمال یا شمال مشرق میں اپنی حفاظت اور خبرداری میں کچھ کمی نہیں کر سکتے۔ کردستان میں حالت بہت خراب ہو رہی ہے اور اس کی وجہ صدیوں کی غیر زبردست حکومت اور لوٹ مار کے لئے حال کی ترغیب ہے شام میں نئی ہستی کا آغاز ہے۔ اور ہمیں ابھی سے یہ امید نہیں ہو سکتی کہ دیر الزور جس پر چند اشخاص کی مغویانہ سازشوں کی وجہ سے حال میں حملہ کیا گیا ہے ہماری شام سے تجارت شروع ہو جائے اس مجمع میں دو فریق موجود ہیں جو حال ہی میں اس مقام سے واپس آئے ہیں ان کا تجربہ یہ کہتا ہے کہ دور افتادہ مقامات میں ہم اپنی ہوشیاری میں ہرگز کمی نہ کریں مغرب کی جانب واقع ہے اور گو اس ملک میں ہمارے بہت سے اچھے دوست ہیں لیکن ان کے آپس میں تعلقات ہمیشہ دوستانہ نہیں رہے اور مجھے کہا ہے گا ہے خیال پیدا ہوتا ہے کہ ان کا تجارت کی جانب طرز عمل پر اندیشانہ ہے۔ اندرونی معاملات کے متعلق میرا خیال ہے۔ کہ ملک کے ہر حصہ میں ترقی باعث خوشی اور اطمینان ہے۔ جو اشخاص بغداد میں موجود ہیں۔ ان کے لئے مشکل ہے۔ کہ وہ اصلاح میں تبدیل شدہ حالات کا اندازہ لگا سکیں ترقی رفتہ رفتہ ہو گی۔ گو بعض اشخاص بہت جلد ترقی کی امیدیں رکھتے ہیں۔ لیکن ہمارا ارادہ ہے کہ یہ ترقی حقیقی اور دیرپا ہو۔ اگر عراق عرب کو ترقی اختیار کرنی ہے تو اقتصادی انجنیرنگ اور تجارت کے بہت سے مسائل کو حل کرنا ہو گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ صاحبان اس نہایت اہم کام میں حکومت کی مدد کریں گے۔

برطانوی و اتحادی

جنگی جہاز بحیرہ اسود کو روانہ ہو گئے ہیں اور ایبرلیجر جیسے کو بجائے جنوبی امریکہ کو دورہ پر جانے کے برطانیہ واپس آیا ہے۔

(انگریزی اخبار)

جلد ۷ | مبدأ المسیح لاہور - چہارشنبہ ۵ جمادی الاول ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۸

کلام الامام امام الکلام

در معرفت انسان کامل مظہر حق تعالےٰ

ہماں نہ نوع بشر کامل از خدا باشد
کہ با نشان نمایاں خدا نما باشد
بتابد از رخ او نور عشق و صدق و وفا
ز خلق او کرم و غربت و حیا باشد
صفات او ہمہ ظل صفات حق باشد
ہم استقامت او ہمچو انبیا باشد
روان بچشمہ او بحر سرمدی باشد
عیاں در آئینہ اش روئے کبریا باشد
صعود او ہمہ سوئے فلک بود ہر دم
وجود او ہمہ رحمت چو مصطفےٰ باشد
خبر دہند قدوش خدا بمصحف پاک
ہم از رسول سلامے بصد ثنا باشد
نتابد از رہ جانان خود سر اخلاص
اگرچہ سیل مصیبت بزورہا باشد
براہ یار عزیز از بلا نہ پرہیزد
اگرچہ در رہ آن یار اژدہا باشد
کند حرام ہمہ عیش و خواب را بر نفس
چو جملہ عارف و عامے دریں بلا باشد
دل از کفہ و کاہش باشد او فتادہ ز فرق
فراغت از ہمہ خود بینی و ریا باشد
اصول او ہمہ بر خلق رحم باشد و لطف
طریق او ہمہ ہمدردی و عطا باشد
ہمیشہ نفس شریفش بکاہد از حسرات
کہ چوں گروہ بداں تابع ہدیٰ باشد

(باقی دارد)

جواہر ریزے

جماعت کو نصیحت

(گذشتہ سے پیوستہ)

دین تو چاہتا ہے کہ مصاحبت ہو۔ پھر مصاحبت سے گریز ہو۔ تو دینداری کے حصول کی اُمید کیوں رکھتا ہے ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آکر رہیں اور فائدہ اٹھائیں۔ مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ

ہاتھ میں ہاتھ دیکر

دین کو دُنیا پر مقدم کر لیتے ہیں۔ مگر اس کی پروا کچھ نہیں کرتے۔ یاد رکھو۔ قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم ایسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے جاتے ہو۔ اللہ تعالےٰ سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں ہے جب موت کا وقت آگیا۔ پھر ساعت آگے پیچھے نہ ہوگی۔ وہ لوگ جو اس سلسلہ کی قدر نہیں کرتے اور نہیں کوئی عظمت اس کی معلوم ہی نہیں اُنکو جانے دو۔ مگر ان سب سے بڑھکر بدقسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنیوالا تو وہ ہے جس نے اس سلسلہ کو شناخت کیا اور اس میں شامل ہونے کی فکر کی۔ لیکن اُس نے کچھ قدر نہ کی۔ وہ لوگ جو یہاں آکر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور اُن باتوں سے جو خدا تعالےٰ نے ہر روز اپنے سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سُنتے اور دیکھتے وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی نیک اور متقی اور پرہیزگار ہوں مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہیئے انہوں نے قدر نہیں کی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے۔ پس تکمیل عملی بدون تکمیل علمی کے محال ہے اور جب تک یہاں آکر نہیں رہتے۔ تکمیل علمی مشکل ہے۔ بارہا خطوط آتے ہیں۔ کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا۔ اور ہم جواب نہ دے سکے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے۔ اور اُن باتوں کو نہیں سنتے جو خدا تعالےٰ اپنے سلسلہ کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے۔

پس اگر تم واقعی اس سلسلہ کو شناخت کرتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو اور دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا سچا وعدہ کرتے ہو۔ تو میں [illegible] ہوں کہ [illegible] عمل کیا ہوتا ہے [illegible] نہ [illegible] الصادقین کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اگر تم [illegible] ایمان لاتے ہو [illegible]

تو اللہ تعالےٰ کو مقدم کرلو۔ اگر ان باتوں کو ردی اور فضول سمجھوگے۔ تو یاد رکھو خدا تعالےٰ سے ہنسی کرنے والے ٹھیرو گے۔ (باقیدارد)

میرا عزم انگلستان

این سعادت چو بود دولت ما
رفتہ رفتہ رسید نوبت ما

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیئے انگلستان کو روانہ ہونے والا تھا۔ اب میری روانگی کی تاریخ مقرر ہوگئی ہے۔ میں انشاء اللہ تعالےٰ ۷۔ فروری کو لاہور سے بمبئی روانہ ہو جاؤں گا۔ اور وہاں سے جہاز لائیڈ میں سوار ہوں گا۔ جو ۱۲ فروری ۱۹۲۰ء کو بمبئی سے روانہ ہونیوالا ہے۔

اس موقعہ پر اپنے احباب سے درخواست دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ جن مقاصد کے لیئے میں جا رہا ہوں اُن میں اللہ تعالےٰ مجھے کامیاب کرے۔ والسلام؛

مصطفیٰ خان۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی پنڈلی پر پھوڑوں کی وجہ سے تکلیف ہے احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو صحت بخشے

حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی سوا مہینہ قیام کے بعد ۲۵ ماہ حال کو اپنے وطن مالوف کو واپس تشریف لے گئے ہیں۔ رخصت کے وقت آپ نے حضرت امیر ایدہ اللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ حق پر ہیں خدا آپکو اس سے بھی بڑھکر ترقی بخشیگا اپنا کام کئے جائیں اور خدا کے بندوں تک [illegible] پہنچائیں پھر فرمایا کہ آپ کے پرسوں کا خطبہ (جو انشاء اللہ آئندہ میں درج ہوگا۔ ایڈیٹر) تو گویا میرے ہی خیالات کا عکس تھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جو بات میرے دل میں ہوتی ہے [illegible] آپ بیان کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے آپ نے رقت سے دُعا فرمائی کہ اللھم انصر من نصر دین محمد واجعلنا منہم اللھم اخذل من خذل دین محمد ولا تجعلنا منہم خواجہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ تو [illegible] عنقریب ہیں خدا تعالےٰ آپ سے عظیم الشان کام لے [illegible] اس کے بعد [illegible] سوار ہو کر اسٹیشن پر تشریف لے گئے حضرت خواجہ صاحب اور دوسرے احباب نے اسٹیشن تک [illegible]

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۱۸ یکشنبہ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۰ء نمبر ۵۷

کانٹوں کو مگر چھیڑ گئے چھالوں نے ہمارے

معلوم ہوتا ہے کہ امرتسر کی سرزمین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کے لئے وقف ہو چکی ہے۔ پہلے مولینا "اہل حدیث" ہی ہرزہ درائی میں کیا کم تھے۔ اب "اہل سنت والجماعت" اور "فقیہہ" نے بھی تکذیب و تکفیر میں مولینا "اہلحدیث" کا ہاتھ بٹانے کا اٹھار لیا ہے۔ جو اہل حق کی ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے۔ "اہل حدیث" سلسلہ احمدیہ کا بہت پرانا دشمن ہے اور اس نے سلسلہ کی راہ میں کانٹے بچھانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ لیکن باوجود محنت شاقہ کے جو امرتسری مکذب کو اٹھانی پڑی۔ سلسلہ کو ہمیشہ ترقی ہی حاصل ہوتی رہی۔ یہ روز افزوں ترقی مولینا "اہلحدیث" کے لئے کانٹوں کی سیج ہے جس پر وہ لیٹے ہیں مگر کسی کروٹ چین نہیں پڑتی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہفتہ وار اخبار میں ایک ہیڈ نگ "قادیانی مشن" ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ اور "اہل حدیث" کی ہر ایک اشاعت میں سلسلہ کی مخالفت کا کچھ نہ کچھ ذکر ضرور ہوتا ہے۔ تقریباً یہی حال "فقیہہ" اور "سنت والجماعت" کا ہے۔

امرتسر کی تو یہ حالت ہے۔ لاہور میں "اہل حدیث" اور اس کی ذریت کے ایجنٹ نکل پڑے ہیں جنہوں نے برعکس نہند نام زنگی کافور کی ضرب المثل کو زندہ کرتے ہوئے ایک انجمن کی بنیاد رکھی ہے۔ جس کو وہ "تائید اسلام" کہتے ہیں۔ . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

ہم حیران ہیں کہ ان لوگوں کے قول و فعل میں زمین و آسمان کا فرق کیوں ہے؟ مولینا "اہل حدیث" باوجود اشاعت اسلام کی ضرورت تسلیم کرنے کے ایک ذرہ بھر اشاعت اسلام نہیں کرتے۔ بلکہ وہ جماعت جو اشاعت اسلام کے لئے وقف ہے جس نے اپنے قابل و لائق نونہال اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے دور دراز ملکوں میں بھیجے ہوئے ہیں۔ جو شب و روز اشاعت اسلام کی فکر رکھتی ہے مولینا کی آنکھ میں کانٹا بنی ہوئی ہے۔ اور وہ اس کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ حیرت کا مقام ہے کہ مولینا تو باوجود "شیر پنجاب" کے پُرغرور لقب اختیار کرنے کے شیر [illegible] کی طرح کبھی گھر سے باہر نہ نکلے بلکہ اپنی جگہ ہی بیٹھ کر اپنے قلم کی دُم کو ہلا ہلا کر غراتے رہے۔ اور اگر کبھی کسی نے انہیں تکلیف دینے کا ارادہ کیا۔ تو انہوں نے "فیس" کا مطالبہ شروع کر دیا۔

"تائید اسلام" کے سکرٹری صاحب نے بھی تائید اسلام صرف اسی کو سمجھ رکھا ہے۔ کہ ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکائیں اور چندہ دینے سے منع کر کے اپنے منافع للخلیر ہونے کا ثبوت دیں۔ "فقیہہ" اور "اہل سنت والجماعت" بھی ان ہی کے قدم پر چل رہے ہیں۔

ہم ان حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ یہ عرض کریں گے کہ اگر دنیا میں تجارب سے سبق لینا کوئی وجہ ہے اور الہام سے سبق آموزی عقلمندوں کا شیوہ ہے۔ تو انہیں یہ دیکھنا چاہئے کہ پہلے وہ حق کی مخالفت کر کے کیا کچھ کما چکے ہیں۔ کہ اب بھی اسی پر کمر بستہ ہے۔

من جرّب المجرّب حلّت بہ الندامۃ

قرآن مجید کا وعدہ ہے حقاً علینا نصر المؤمنین اگر یہ وعدہ سچا ہے۔ تو پھر کیوں [illegible] نہیں ہوتی بلکہ اس کے برخلاف سلسلہ کو ترقی ہوتی جاتی ہے اور یہ ترقی جیسا اس زبردست پیشگوئی کے [illegible] نے سلسلہ کے متعلق کی تھی۔ [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا بیّن ثبوت ہو جاتی ہے۔ [illegible] کے علاوہ کیا ہمارے مخالفوں کو جو اسلام اور احمدیت کے [illegible]

مدعی ہیں ہمارے مخالفین سے بڑھ کر اسلام کی کوئی خدمت نظر نہیں آتی؟ دنیا میں فسق و فجور کا زور ہے ظلم و تعدی کا زور ہے شرک و بدعت کا زور ہے۔ فلسفہ اور سائنس بھی اسلام سے دست و گریبان ہو رہے ہیں۔ [illegible] پاؤں مار رہا ہے۔ مسلمان قلاش و تباہ ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ان میں مذاق سلیم کا فقدان ہے علوم صحیحہ ان سے رخصت ہو چکے ہیں کیا یہ تمام باتیں تمہاری خدمات کی داعی نہیں؟ آخر دنیا میں اور بھی بہت سے اسلام کے دشمن ہیں۔ بہت سے اسلامی اصولوں کو دنیا سے محو کرنے کے دیوانے موجود ہیں۔ تم ان کے خلاف کیوں نہیں اٹھتے؟ کیا طرفہ تماشا ہے کہ تم اسلام کے دشمنوں کی طرف سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہو۔ اور اس حزب اللہ کی راہ میں ہمیشہ کانٹے بچھاتے رہتے ہو۔ جو اشاعت اسلام کے لئے صحرا نوردی کرتے کرتے آبلہ پا ہو چکا ہے۔

کیا برہنہ پا دشت میں ناکموں بھی ہونگے
کانٹوں کو مگر چھیڑ گئے چھالوں نے ہمارے

مگر یاد رکھو! انّ حزب اللہ ھم الغالبون!

پھر وہی یکے از کوہاٹ

"یکے از کوہاٹ" جو ہمارے سلسلہ کے پرانے معاند ہیں اور جن کے لئے "اہلحدیث" کے پرچے ہمیشہ وقف رہتے ہیں ۲۳۔ جنوری کی اہل حدیث میں رقمطراز ہیں کہ میرزا صاحب کے اس شعر نے

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

کیا معنی؟ کہ خداوند قدیر نے جو کچھ ہر نبی کو تھوڑا تھوڑا دیا تھا۔ وہ مجھ اکیلے کو مکمل طور پر دیا۔ اہل اسلام کو حیرت اور غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ کہ یہ تو کل انبیاء سے اکمل اور اس لئے افضل ہونے کا دعوے ہے۔

کوہاٹی صاحب نے تحریف معنوی کر کے یہودیوں کے بھی کان کاٹ دئیے + جن کی شان میں وارد ہے کہ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر مندرجہ بالا کے معنوں سے کہاں معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا آپ تمام انبیا سے افضل ہیں بلکہ آپ کا محض اس قدر منشا ہے کہ جو دین اسلام تمام انبیا کو دیا گیا وہی اسلام کامل طور پر خدا نے مجھے بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت سے بخشا ہے۔ پس اس سے کہاں ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ نے دوسرے انبیاء سے افضل ہونے کا ادعٰی کیا ہے یہ وہ غلط فہمیاں ہیں جو آپ لوگ جہلا میں پھیلا کے حضرت مسیح موعود کے خلاف ان کو بھڑکاتے ہیں لیکن آخر صداقت چھپ نہیں سکتی۔ واللہ متمّ نورہ۔

منصف انسان کا قاعدہ ہے کہ جب کسی شخص کی ایک متشابہ کلام کو دیکھے۔ تو اس کی دوسری کلام کو بھی دیکھ لے تاکہ متکلم کے صحیح مطلب مفہوم سے آگاہ ہو سکے۔

اگر کوہاٹی صاحب میں انصاف ہوتا۔ تو وہ حضرت اقدس کی دوسری کلام کو مدِ نظر رکھ کر اس شعر کے معنے کرتے اور اس سے وہی مراد لیتے جو آپ کی دوسری کلام سے واضح ہو سکتی تھی۔

کیا کوہاٹی صاحب کو حضرت اقدس کا یہ شعر نظر نہیں پڑا

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم
ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے

ہندو مسلم اتحاد

ہمعصر لائٹ گزٹ ۲۵۔ جنوری کی اشاعت میں ہندو مسلم کے اتحاد کے متعلق ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ

"بجائے مسلمانوں کے پیغمبروں کو اوتار ماننے کے اگر ہندو اب جبکہ مسلمان گاؤ کشی اور گاؤ خوری کے چھوڑنے پر آمادہ ہیں اگر ان سے چھوت چھات چھوڑ دیں تو ہمارے خیال میں مسلمانوں . . . . کی ہمدردی کو وہ زیادہ مقدار میں حاصل کر سکیں گے"

ہمارے خیال میں مسلمانوں کے اس ایثار پر کہ وہ ایک ہمسایہ قوم سے رابطہ اتحاد قائم کرنے کے لئے گاؤ کشی کی قربانی ترک کرتی ہے ہندوؤں کی طرف سے محض چھوت کا چھوڑنا کچھ حقیقت نہیں رکھتا اور . . . . اتحاد کی یہ صورت گو مفید ضرور ہے لیکن اس کا زیادہ عرصہ تک پائیدار ثابت ہونا مشتبہ ہے۔ اگر ہم دونوں قوموں میں ایک مستقل اور دیرپا اتحاد اور اتفاق دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کی یہی صورت ہے جو اس زمانہ کے مصلح حضرت میرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آخری لیکچر "پیغام صلح" میں تجویز فرمائی ہے۔ کہ "ہر دو قومیں ایک دوسرے کے بزرگوں اور مذہبی پیشواؤں کو راستباز اور خدا کے پیارے مان لیں۔ اور کسی قوم کے بزرگ کے متعلق کوئی کلمہ استخفاف استعمال نہ کریں۔ بلکہ ہر موقعہ پر عزت و تکریم سے یاد کریں اور اسکے متعلق دونوں قوموں کی طرف سے ایک تحریری معاہدہ پر دستخطوں کا ثبت کئے جانا ضروری ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ہمارے ہمعصر مذکور کو خود اقرار ہے مذہبی رواداری اور دوسرے مذاہب کے بزرگوں کی عزت ہی دو باتیں ایسی ہیں۔ جن کے بغیر ہندوستان میں امن قائم نہیں ہو سکتا

مشن بیجاپور

اخویم مولوی صدیق حسن صاحب مبلغ بیجاپور اطلاع دیتے ہیں کہ گذشتہ سے پیوستہ جمعہ کو ایک نوجوان ہندو مرہٹہ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس نوجوان کے لئے جس کا نام محمد عبد اللہ رکھا گیا ہے استقامت اور خادم اسلام بننے کی دعا کریں!

پیغام صلح کا اگلا پرچہ

پیغام صلح کے اگلے پرچہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر جلسہ "تجدید عہد و ایفاء عہد" کا باقی حصہ درج کیا جائے گا۔ چونکہ اس تقریر کا تعلق تمام جماعت سے ہے اس لئے ہمارے احباب کو چاہئے کہ اسکو خود بھی غور سے پڑھیں اور دوسرے احباب کو بھی اس کے مضامین سے آگاہ کریں۔

اسی پرچہ میں حضرت امیر کا ایک خطبہ جمعہ بھی شائع کیا جائے گا۔ یہ خطبہ بھی موجودہ حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تمام جماعت کے پڑھنے کے قابل ہے۔ کیونکہ اس میں بہت سی ضروری باتیں بیان کی گئی ہیں۔ جس سے جماعت کو واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔

ریویو

احمدی جنتری

اس نام کی ایک جنتری ہمیں محمد یامین تاجر کتب قادیان کی طرف سے ریویو کی غرض سے موصول ہوئی ہے۔

جنتریوں میں عام طور پر کیلنڈر کے علاوہ اور بہت سے امور ہوتے ہیں۔ مثلاً چاند گرہن سورج گرہن کی تاریخیں۔ آئندہ واقعات عالم اور پیشگوئیاں اور دوسری باتیں جو فلکیات یا ارضیات سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن اس احمدی جنتری کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں علاوہ کیلنڈر کے سلسلہ احمدیہ کے متعلق واقفیت کا بہت کچھ مسالہ بہم پہنچایا گیا ہے۔ اور لائق مؤلف نے ایسی بہت سی باتیں اس میں جمع کر دی ہیں۔ جو احمدی نقطۂ خیال سے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔

قیمت ۳ر۔ صاحب موصوف سے بالا پتہ سے طلب فرما دیں۔

نامہ ووکنگ

ضروری اور دلچسپ نوٹس

انگلستان کا کرسمس

کرسمس کا مشہور مسیحی تیوہار آیا اور گذر گیا۔ اور کلیسا کی دنیا نے خوشی و مسرت کی سالانہ یادگار کو ایک دفعہ پھر نیا رنگ دیکھا۔ جنگ یورپ کے گذشتہ پانچسالہ ہولناک میدانوں کے بعد اگرچہ یہ دوسرا کرسمس ہے۔ جو انگلستان میں منایا گیا۔ لیکن بقول مسٹر ہوریشیو باٹملے ایڈیٹر "جان بل" اسکو پہلا کرسمس کہنا چاہئیے کیونکہ گذشتہ سال جنگ کو ختم ہوئے ابھی بہت دیر نہ ہوئی تھی اور لوگ پانچسالہ [illegible] اور توپ و تفنگ کی ہولناک آتشباری سے ابھی اپنے ہوش بجا نہ لا سکے تھے۔ اسوقت تک ابھی ان پر سکون اور اطمینان کی حالت نہ تھی۔ اور نہ وہ ان قلیل ایام میں جو اختتام جنگ اور کرسمس کے درمیان اُنہوں نے گذارے اپنے پانچ سالہ غم و اندوہ کے بدل کا کوئی سامان ہی کر سکتے تھے۔ لیکن اب جنگ کو ختم ہوئے ایک سال گذرنے کے بعد کچھ سکون طبائع کے اندر پیدا ہوا ہے اور وہ اس قابل ہوئے ہیں کہ گذری ہوئی خوشیوں کو دوبارہ بحال کر سکیں ۔

یہ خوشیاں کیونکر اور کس طرح سے بحال کی گئیں عیسائی عبادات کا تو اس موقعہ پر ذکر ہی فضول ہے کیونکہ نہ تو اناجیل وغیرہ میں کوئی ایسی عبادات بلکہ کرسمس وغیرہ کا بھی کوئی ذکر ہے اور نہ کرسمس کے شیدائی عام طور پر ایسی عبادات میں کوئی حصّہ لیتے ہیں۔ یہ شرف اسلام ہی کو حاصل ہے۔ جس نے اپنی تقریبات میں عبادات کا عنصر غالب رکھا ہے۔ اور اسلامی دُنیا ایسے مواقع پر ان عبادات ہی کو اپنی اصل خوشی اور عید سمجھتی ہے۔

بہرحال کرسمس کی خوشی کیا ہے۔ انگلستان نے کس طرح سے اس میں حصّہ لیا۔ اس میں سب سے پہلے کرسمس کارڈوں کا نمبر ہے۔ جو ان ایام سے چند دن پہلے دکانوں کے اندر عام طور پر فروخت ہوتے ہیں اور اپنے کارڈوں اور دیگر [illegible] کیوجہ سے [illegible] اندازہ [illegible] وجود کرنا پڑا۔

مسٹر ہوریشیو باٹملے ایڈیٹر جان بل نے ان کارڈوں پر بھی رائے زنی کی ہے اور انہیں [illegible] جرمن ایجاد بنایا ہے اور اس بات پر خاص طور پر زور دیا ہے کہ ایسے کارڈوں کے نقش و نگار وغیرہ اور ان کی تقسیم پر بے فائدہ روپیہ اور محنت صرف کرنے سے اب ہاتھ اُٹھا لینا ضروری ہے۔ تاکہ جرمنوں کی لغا[illegible] یہ کا الزام نہ آئے۔ ایک طرف تو وہ کرسمس کو کل نسل انسانی کا تیوہار قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری جانب اس کو بالکل انگریزی رنگ میں رنگین کرنے پر زور دیتے ہیں۔ اور اس کے لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ آور تو اور یہ کارڈوں وغیرہ کا رواج ہی قطعاً ترک کر دیا جائے۔

مسٹر ہوریشیو باٹملے کی یہ تجویز کسی بنا پر ہو۔ اور جرمنوں کے ساتھ عناد ہی خواہ اس کا اصل موجب ہو تاہم اصل تجویز کے ساتھ ہم اتفاق کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ مگر افسوس کہ یہ مرض جرمنی سے نکلکر (اگر یہ صحیح ہے کہ اصل موجد جرمن ہی ہیں)۔ انگلستان ہی نہیں بلکہ اسکی طفیل ہندوستان بھی پہنچ چکا ہے جہاں کرسمس کارڈوں کی جگہ عید کارڈوں نے لی ہوئی ہے کاش مسلمان اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی کو اس بے فائدہ اسراف سے بچاکر کسی نیک کام میں لگانے کی کوشش کریں۔

صرف کرسمس کارڈ ہی نہیں۔ بلکہ سینٹا کلاز کا مشہور نام بھی جو کرسمس کی طفیل زندہ ہے مسٹر ہوریشیو باٹملے مٹانے کے درپے ہیں اور اسکو بھی جرمن توہمات کا نتیجہ قرار دیکر۔ [illegible] کہ جرمن ہونے کا فرد قرارداد جرم اس پر لگاکر لاٹھی کی ٹھوکروں سے انگلستان سے نکالنا چاہتے ہیں اور [illegible] فادر کرسمس Father Christmas [illegible] یا ان [illegible] نوں کو دینا چاہتے ہیں۔ جنکی وجہ سے انگلستان اس وقت جرمنی کی دشمنی آزاد آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ بوڑھے سینٹا کلاز کو اگر توہمات سے بچنے کے لئے خارج از انگلستان بلکہ عام ہستی سے بھی نکال دیا جاتا۔ تو ایک بات بھی تھی لیکن اس کی جگہ "فادر کرسمس" ایک اور ایسے ہی فرضی شخص کو دینا اور محض جرمن ہونے کی وجہ سے اس سے یہ سختی کا برتاؤ روا رکھنا ثابت کرتا ہے کہ توہمات سے

بچنا اصل مقصود نہیں بلکہ جرمنی سے دشمنی ہی اسکی ہر ایک چیز کو ان [illegible] اصلیت [illegible] کی ہے۔

موضوعات کی رفتار اگر یونہی رہی۔ اور محض جرمنی سے ہی اتفاق کسی چیز کا تعلق ہی اگر اس کے بُرا ہونے کا کافی ثبوت اور اس سے دست کشی ہونے کا موجب قرار دیا جاتا رہا۔ تو موسوم [illegible] کلیسا نے انگلستان کا آگے چلکر کیا حال ہو جس کا پروٹسٹنٹ مذہب بھی جرمن شہزادہ اور لوتھر [illegible] جرمن ہی کی ایجاد ہے۔ حامیان کلیسا کو ابھی سے اس کا انتظام کرنا چاہئیے ۔

پادریوں کی کوئی ضرورت نہیں

پادریوں کی تنخواہ کا سوال آجکل [illegible] بحث میں ہے۔ باوجود سینکڑوں پونڈ ماہوار تنخواہ پادری صاحبان عام طور پر شاکی ہیں۔ کہ انکی گذر اوقات کے لئے وہ بالکل ناکافی ہے۔ اسی وجہ سے آئے دن اخبارات میں اپیلیں شائع ہوتی اور چندوں کا سوال پیش ہوتا ہے۔ لیکن وہ بھی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ناکافی ثابت ہوئے۔ زمانہ کی دیکھا دیکھی ایک پادری صاحب نے اپنے ہم پیشہ اصحاب کو سٹرائک کا مشورہ دیا۔ لیکن اس قدر عقلمند ضرور تھے۔ کہ اپنے کام کی حقیقت کو سمجھتے اور اپنے اثر کو بھانپتے تھے۔ اسلئے اس تجویز پر عمل کی نوبت نہیں آئی۔ ورنہ خطرہ تھا۔ کہ کلیسا کے پلپٹ مسیح کی ان جبہ پوش حلیم بھیڑوں سے کچھ وقت کے لئے خالی ہو جاتے اور خدا کی بادشاہت جس میں بقول مسیح دولتمند کا داخل ہونا مشکل ہے خود اس بادشاہت کے پیغام پہنچانے والے دولت کی حرص و طمع کو لئے ہوئے باہر نکل آتے ۔

بہرحال اس پر ایک سنجلے کو عجیب بات سُوجھی ہے اور سنڈے پکٹوریل کے ایک تازہ پرچہ میں ایک مضمون اس پر لکھا ہے۔ وہ تنگی گذر اوقات کی شکایت کو بجا تسلیم کرتا۔ اور پادری صاحبان سے پوری ہمدردی اس بارہ میں ظاہر کرتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ سوال اٹھاتا ہے۔ کہ پادریوں کی اسوقت کونسی ضرورت قوم کو لاحق ہے۔ وہ اپنی [illegible] سے ہی نہیں کہتا۔ بلکہ ڈین انج جیسے نامور اہل کلیسا کی شہادت اس بات کی تائید میں پیش کرتا ہے۔ کہ پادریوں کی ضرورت اس وقت تھی جب قوم میں علم کی شعاعیں اسقدر تیز نہ تھیں۔ کہ سب کو روشن کر سکیں۔ لیکن اس زمانہ میں جبکہ انگلستان کا بچہ بچہ نور علم سے منور ہو چکا ہے۔ کیا ضرورت ان پادریوں کی باقی رہ گئی ہے۔ کیا وہ کام جو پادری صاحبان سرانجام دیتے ہیں۔ نمازیں پڑھانا کسی بچے کو بپتسمہ دینا یا اور اور ایسے ہی مراسم کلیسا کی بجا آوری یہ ایسی باتیں نہیں جن کے لئے کسی خاص قابلیت کے آدمیوں کی ضرورت ہو۔ ہر ایک قابلیت کا شخص اس کام کو کر سکتا ہے مثلاً بقول مضمون نگار "مسٹر باٹملے" باوجود پادری نہ ہونے کے آسانی کے ساتھ پلپٹ پر سے سرمن دے سکتے ہیں یا مسٹر گارون یا مسٹر [illegible] کو اگر یہ کام بوقت ضرورت کرنا پڑے۔ تو ان کو کوئی دقت پیش نہ آئے گی۔ اور نہ یہ کوئی تعجب انگیز بات ہو گی"۔

مضمون نگار کا بیان ہے اور بالکل صحیح اور سچا خیال ہے کہ ایک پادری کا کام کوئی ایسا کام نہیں جس میں کوئی زیادہ محنت کوئی خاص قسم کی قابلیت کی ضرورت ہو۔ [illegible] دوسرے کاموں میں خاص خاص قابلیتوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کام کے کرنے والوں کو ابتدائی محنت کرنی پڑتی ہے۔ [illegible] ڈاکٹر تو پادری کے مفوضہ فرائض پورا کر سکتا ہے۔ لیکن ایک پادری اس بات سے عاری ہوتا ہے [illegible] وہ اصلی جگہ کسی زخم کو چیر پھاڑ سکے۔

اسی لئے مضمون نگار نے بڑے زور سے یہ اپیل کی ہے کہ آئندہ پادریوں کا علیحدہ منصب بالکل اڑا دیا جائے ہر بوقت ضرورت بغیر کسی معاوضہ کے کام دے سکتے ہیں۔ مضمون نگار نے "اگر" از مرگش بگیر تا بہ تپ راضی شود" کے مقولہ پر عمل نہیں کیا۔ تو پادری صاحبان کے لئے وہ سخت المناک سماں ہو گا۔ جب اس تجویز کے مطابق [illegible] اس پر عمل بھی ضروری سمجھا جائے اور آخرکار اسی پر عمل کرنا پڑے نگا۔ انہیں گرجاؤں سے بریف کیس و دو گون باہر نکلنا پڑے۔ شاید مسیح کے اس قول کی کہ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے" یہ واقعہ بہترین تفسیر ہو۔

بہرحال یہ آواز اسلام کے اس پاکیزہ اصول کی زبردست تائید ہے۔ جو رہبانیت یا پادریت کے کسی خاص منصب کے خلاف اس نے تیرہ سو برس سے پہلے مقرر کر رکھا ہے۔ کس قدر خوش قسمت ہے وہ قوم جسکو ان مصاحبوں [illegible] ان کا آج دنیا کو رد کرنا ہے۔ اور زمانہ نے آخر ان کو مصائب ثابت کیا۔ اُن کی الہامی کتاب اُن کے مذہب نے شروع سے آزاد کر رکھا ہے۔ کاش! وہ خود بھی اسلام کی ان برکات کو پہچان کر دُنیا کو ان سے باخبر اور مستفید کرنے میں کوشاں ہوں۔

عیسائی مشنریوں کا جواب

یوں تو عیسائی مشنریوں کا جال دُنیا کے چپہ چپہ پر پھیلا ہوا ہے۔ لیکن افریقہ کی سرزمین کچھ ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ وہاں اس پیچ کی بار آوری میں ہمیشہ ہی مشکلات کا سامنا رہا ہے اور اسلام ہمیشہ اس کے بالمقابل باوجود کوئی با قاعدہ تبلیغ نہ ہونے کے معراج ترقی کی طرف قدم بڑھاتا رہا ہے۔ شمالی افریقہ کے علاوہ مشرقی اور مغربی اور وسطی علاقوں میں کثرت سے مسلمان موجود ہیں۔ ایسا ہی جنوبی افریقہ میں بھی مسلمانوں کی کمی نہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو اسلام کے متعلق اس قدر گہری دلچسپی ہے۔ کہ نہ صرف ضروری اسلامی کتابیں آئے دن خرید خرید کر کثرت کے ساتھ پھیلاتے ہیں۔ بلکہ مقابلہ پیش آنے پر عیسائی مشنریوں کو بھی منہ توڑ جواب دینے سے ذرا نہیں جھجکتے ۔

ایک اسی قسم کا جواب اس وقت "ٹائمس آف نٹیال" میں میرے سامنے ہے۔ اس میں کسی مسلمان نما عیسائی کا ایک مسلمان لڑکے نے جواب دیا ہے۔ اور اس سختی کے ساتھ دیا ہے کہ دیکھکر حیرانی ہوتی ہے۔ مسئلہ اناجیل کے متعلق اُس نے یہ لکھا ہے کہ وہ مسیح کے زمانہ میں لکھی نہیں گئی تھیں۔ اور اُن میں ترمیم ہوتی رہی ہے اور کہ مسیح کا اضطراب جو واقعہ صلیب کے وقت ظاہر ہوا۔ وہ اسکو ایک معمولی انسان سے بڑھکر وقعت نہیں دیتا۔ رہا یہ کہ مسیح نے کوئی نجات دُنیا کو کفارہ کے ذریعہ سے دی اور گناہوں سے بچایا۔ واقعات اس کی تردید کے لئے کافی ہیں۔ اور اسکو کلیسا کی خوش عقیدگی سے بڑھکر وقعت نہیں دیتے مضمون نگار نے اپنا ایمان ظاہر کیا ہے۔ کہ "بنی اسرائیل کا یہ غریب پیغمبر سوائے اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے اور کسی کے لئے نہیں آیا۔ اور اپنے خون کے باعث نجات ہونے کی تعلیم اُس نے اپنے وقت کے حواریوں کو بھی نہیں دی"۔ غرض خوب عمدگی کے ساتھ خبر لی ہے۔ اسی قسم کی بحث و مباحث معلوم ہوتا ہے۔ وہاں خوب گرم ہیں۔ اللہ تعالےٰ غریب مسلمانوں کی ان کوششوں کو بارآور کرے۔ اور اپنے پاک دین کو ہر ایک ذلت اور ہزیمت سے بچائے۔ آمین! دوست محمد از ووکنگ

رسید زر

فہرست چندہ جماعت لائلپور بابت اکتوبر و نومبر ۱۹۱۹ء

معرفت بابو محمد حسین صاحب

سب پوسٹماسٹر لائلپور

نام احباب	اکتوبر ۱۹۱۹ء	نومبر ۱۹۱۹ء
حاجی مبارک دین صاحب	[illegible]	[illegible]
شیخ کریم بخش صاحب وکیل	[illegible]	[illegible]
بابو فضل قادر صاحب		
شیخ مولا بخش صاحب آڑھتی	[illegible]	[illegible]
بابو الٰہی بخش صاحب	[illegible]	[illegible]
بابو محمد حسین صاحب سب پوسٹماسٹر	[illegible]	[illegible]
شیخ میاں محمد صاحب	[illegible]	[illegible]
شیخ مولا بخش صاحب کالونی ہوس	[illegible]	[illegible]
مستری مہر دین صاحب	[illegible]	[illegible]
شیخ میاں مولا بخش صاحب	[illegible]	[illegible]
عملہ کارخانہ قادر رائس		
شیخ الٰہی بخش صاحب عرائض نویس	[illegible]	[illegible]
میزان کل	[illegible]	[illegible]

منقولات

امتیاز رنگ و قومی اور مساوات اسلامی

(از قلم جناب لفٹننٹ جوزف عبداللہ صاحب)

اُن قوموں میں جو سفید رنگ رکھتی ہیں۔ دوسرے رنگوں کی قوموں کے برخلاف رنگ و قوم کا امتیاز بہت پایا جاتا ہے اور وہ ان لوگوں کو "نیٹو" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو کہ غیر سفید قوموں کے ممالک میں رہتے ہیں یا وہاں گئے ہیں۔ وہ اس بات کو خوب جان سکتے ہیں کہ سفید قوموں کے دوسری قوموں سے سلوک میں یہ تعصب رنگ و قوم بہت نمایاں ہے۔ یہ تعصب بے انصافی اور قطع تعلق ہر حالت میں ویسا ہی رہتا ہے۔ چاہے وہ 'نیٹو' عیسائی ہی کیوں نہ ہو۔ اُن ممالک میں جہاں عیسائی سفید اور غیر سفید قومیں دونوں آباد ہیں۔ وہاں اول تو اُن کے گرجے الگ الگ ہوتے ہیں۔ سفید قوم کا الگ اور سیاہ یا زرد قوم کا الگ۔ اگر ایک ہی گرجا ہو۔ تو سفید قوم کے افراد گرجے کے اگلے حصے میں بیٹھتے ہیں۔ اور دوسری قومیں کے پچھلے حصے میں۔ حالانکہ یسوع مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ " اس گرجے اور عبادت کے ذریعے سے لوگ جان جائینگے کہ تم میرے چیلے اور شاگرد ہو۔ اور یہ کہ تم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو۔"

اگرچہ مسلمانوں میں بھی اپنی اپنی نسل کی جسمانی یا دماغی بڑائی کے دعوے اور مقابلے کئے جاتے ہیں مگر شہری یا سوشل زندگی میں۔ اور خاصکر مسجد کے اندر اس امتیاز کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا۔ ایک عرب اپنے آپ کو عقل و دانش میں ایک حبشی سے چاہے زیادہ سمجھے مگر جب وہ ایک حبشی مسلمان کو مسجد میں یا کسی اور جگہ ملتا ہے تو وہ اُسے اپنا بھائی سمجھ کر ضرور سلام علیک کہتا ہے۔ اور اگر موقع ملے تو اس کے ساتھ بات چیت کرنے اور باہم کھانا کھانے میں بھی کسی طرح دریغ نہیں کرتا۔ ایک امیر آدمی یا کیسی ہی بڑی حیثیت کا آدمی کیوں نہ ہو۔ جب کبھی وہ ایک غریب آدمی یا کسی فقیر کو راستے میں ملیگا۔ تو ہمیشہ سلام علیک ہی کہیگا۔ مسجد میں امیر و غریب، سیاہ و سفید یا کسی شخص کے لئے بجز سوائے امام کے کوئی علیحدہ جگہ نہیں ہوتی۔ بلکہ سب پہلو بہ پہلو اپنے رب کے سامنے حاضر ہوتے ہیں۔

اس مساوات و یگانگت اسلامی نے میرے دل پر خاص طور پر اثر کیا اور بہت سے اہل نظر نے بھی اس بات کو محسوس کیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ بہت کم یورپین لوگ اہل نظر ثابت ہوتے ہیں۔ میجر اے۔ پی۔ لیونارڈ جنہوں نے کئی سال اسلامی ممالک میں گذارے ہیں وہ اپنی کتاب *Islam and her spiritual value* میں اس بات کے متعلق اس طرح رقمطراز ہوتے ہیں:۔

" اگرچہ اللہ تعالےٰ کو باپ بنانے کا (جیسا کہ عیسائی کرتے ہیں) کسی کو شان و گمان بھی نہیں۔ مگر **اسلام میں وہ فی** حقیقی اور سچی مساوات اور یگانگت پائی جاتی ہے اور اُس عیسائی مذہبی برادری سے جس کا کہ اتنا دعویٰ اور اظہار کیا جاتا ہے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ مثلاً رنگ و قوم کا اُن میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ سچ پوچھو۔ تو **اسلام** ایسی معمولی باتوں سے بہت اعلےٰ و ارفع ہے اور اس میں عیسائیت کی طرح کوئی سخت قوانین آپس میں سخت دشمنی اور عداوت، ہٹ دھرمی اور تعصب نام کو نہیں۔ اس میں زبانی جمع خرچ کم ہے اور عمل زیادہ ہے۔ رنگوں کا فرق **اسلام** میں کوئی بے عزتی یا ذلت کا نشان نہیں سمجھا جاتا۔ اور آپس کے میل جول اور اعتقادات میں رکاوٹ ہوتا تو کجا۔ اللہ تعالےٰ کے قرب حاصل کرنے میں بھی حارج نہیں ہو سکتا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں میں اس کے بالکل برعکس معاملہ ہے۔ اُن میں رنگ و قوم کا لحاظ و امتیاز ایک لازمی چیز ہے۔"

[illegible] ہے کہ عیسائی مشنری اور اُن کے خاندان و دیگر ملک کے باشندوں سے عام یوروپین لوگوں جیسا سلوک اور برتاؤ نہیں کرتے۔ مگر سچی مساوات اور برادری کی کسوٹی پر اگر اُن کو پرکھا جائے۔ تو اُن کا پول بھی ظاہر ہو جاتا ہے کونسے مشنری کی بیٹی ہوگی۔ جو کہ اپنے باپ کے سب سے بہتر عیسائی عیسائی کردہ 'نیٹو' سے شادی کرنے پر رضامند ہوگی۔ اور وہ کونسا مشنری ہے جو کہ ایسے 'نیٹو' سے اپنی بیٹی کی شادی کو نظر استحسان سے دیکھیگا چاہے وہ تو عیسائی کیسا ہی نیک اور پرہیزگار۔ اور ایک ہوشیار سمجھدار اور تہذیب یافتہ نسل سے کیوں نہ تعلق رکھتا ہو جیسا کہ ہندستانی ہوتے ہیں۔ مگر یہ **اسلامی مساوات** اور برادری تمام نسلوں اور رنگوں پر حاوی ہے مغربی ممالک میں مدت سے جمہوری حکومت کے متعلق بحث مباحثے ہو رہے ہیں اور عیسائیوں میں آپس میں نیک سلوک و یگانگت کے متعلق ہمیشہ بہت گفت و شنید ہوتی رہی ہے۔ مگر **اسلامی ممالک** میں اس طرح زبانی باتیں نہیں ہوتیں۔ بلکہ یہ باتیں پہلے ہی تسلیم شدہ سمجھی جاتی ہیں۔ اور لوگوں کی عادات اور دل و دماغ میں رچی ہوئی ہوتی ہیں۔ نوکر اپنے آقاؤں کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ اور آداب مجلس و خانہ داری کو توڑے بغیر مہمانوں سے نہایت بے تکلفی سے گفتگو کرتے ہیں۔ آقا اپنے نوکروں کو ان باتوں سے نہیں روک سکتے اور اگر نوکر اُن کو کسی غلطی سے مطلع کریں۔ تو وہ اسکو اپنی ہتک عزت اور خلاف شان نہیں سمجھتے۔ اور مغرب کی طرح وہاں کوئی سوشل رکاوٹیں نہیں پیدا کی گئیں۔ جن سے لوگوں اور خاصکر نوکروں کو اپنی اپنی جگہ اور رتبہ کے مطابق رکھا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان باتوں کے متواتر استعمال نے مغربی ممالک میں ان کا ہونا ضروری کر دیا ہے۔ مگر مشرقی ممالک میں ان باتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایک مشرقی خلیفہ کو جس کو مجسم حکومت خود اختیاری سمجھا جاتا ہے۔ اس کی رعایا کا ایک غریب اور مسکین آدمی بھی مل سکتا تھا۔ اور اظہار حال کر سکتا تھا۔ اس مضمون پر ایک مغربی اہل قلم اس طرح خامہ فرسائی کرتا ہے:۔

" ان لوگوں (یعنی اہل مشرق) کی عادات اور خیالات میں یقیناً جمہوریت کی جھلک نظر آتی ہے اور بعض باتوں میں یہ امریکہ والوں سے بھی زیادہ جمہور پسند ہیں۔ اگر تم کوئی نوکر رکھنا چاہو۔ تو تمہیں یہ علم ہوگا کہ نوکر تم سے برابر کا معاملہ کریگا۔ اور تمہارے چال چلن اور پہلے نوکروں سے برتاؤ اور سلوک کے متعلق ویسی ہی تحقیقات کریگا جیسے کہ تم کرتے ہو۔ اور کوئی شخص بھی اس بات پر حیرانی نہیں ظاہر کرتا۔ کیونکہ تمام کو یہ کامل یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نظروں میں سب برابر ہیں۔ قرآن کریم سے جمہوری اصول اور قوانین کو یہاں سب تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ سنہ ۱۷۸۹ء کے اصول عیسائیت نے ابھی تک فرانس اور مغربی دُنیا میں کہیں بھی عام مقبولیت حاصل نہیں کی۔ سر رچرڈ برٹن جو کہ انیسویں صدی کا مشہور سیاح اور متلاشی گذرا ہے اور جو کہ اپنے تمام ہمعصر انگریزوں میں سب سے زیادہ مشرق کو جاننے والا تھا۔ اس طرح لکھتا ہے:۔

" مشرقی حکومت خود اختیاری۔ مساوات۔ برادری اور یگانگت کے ایک ایسے معیار کے قریب آ چکی ہے جس کو کہ یوروپین جمہوری حکومت نے ابھی تک ایسا دیکھا بھی نہیں کیا۔"

مسٹر ولفریڈ سکیون بلنٹ جو کہ مصری سیاست کے مشہور ماہروں میں سے شمار ہوتے ہیں۔ نجد (وسط عرب) کے متعلق کہتے ہیں کہ:۔

" یہی ایک ملک ہے۔ جہاں کہ اُنہوں نے آزادی مساوات اور برادری کو عملی جامہ پہنتے ہوئے دیکھا۔" اور عیسائی مشنری ڈاکٹر ڈی۔ بی۔ میکڈونلڈ اپنی کتاب *Aspects of Islam*. میں لکھتے ہیں کہ:

" مجھے اس بات کو فراموش نہیں کر دینا چاہیے کہ مسلمان لوگ اصولاً اور عملاً دُنیا بھر میں سب سے زیادہ جمہوریت پسند واقع ہوئے ہیں۔ اگرچہ علم و ہنر اور اہل علم و فن کا ادب اور تعظیم ایک حد تک اس کے اثر کو کم کر دیتا ہے۔"

(اشاعت اسلام)

مراسلات

مسلمانان لاہور اس مغالطے سے بچیں

میاں پیر بخش نامی ایک چودھویں صدی کے مولوی کہ جنہوں نے اللہ تعالےٰ کی بخشش اور رحمت سے نا امید ہو کر ادبا باً من دون اللہ کو اپنی بخشش کا ذریعہ گردانا ہے آئے دن اپنی جبلت سے مجبور ہو کر اپنا طبعی خبث مسلمانوں پر پھینکتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے انبیائے عظام اور مجددین کرام کی ذات پر ایک خطرناک حملہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انبیائے سابقہ کی موجودہ تحریف شدہ کتب میں جو کچھ ان انبیاء کی شان میں لکھا ہے دراصل وہ محرف مبدل نہیں بلکہ نعوذ باللہ وہ نبی درحقیقت ایسے ہی تھے۔ بائیبل میں حضرت لوط، حضرت یعقوب، حضرت داؤد علیہم السلام جیسے اولوالعزم انبیاء کو نعوذ باللہ زانی، اور حضرت سلیمان اور حضرت ہارون علیہما السلام جیسے رفیع الدرجات انبیاء کو بت پرست لکھا ہے۔ میاں پیر بخش صاحب کا عقیدہ ہے کہ ان کتابوں میں کسی قسم کی تحریف نہیں ہوئی۔ چنانچہ اس کی آپ نے ایک نظیر بھی پیش کی ہے۔ کہ کرشن علیہ السلام کی گیتا سے ثابت ہے کہ وہ تناسخ کو مانتے تھے۔ اور یہ امر اکبر علامہ فیضی کے فیضان سے منکشف ہوا ہے تو چونکہ وہ تناسخ کے قائل تھے لہٰذا خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہوں۔ ضرور کافر تھے۔

آہ! وہ علماء سوء کہ جو حضرت ابراہیم جیسے صدیق کو راوی کے وہم کی بناء پر نعوذ باللہ جھوٹا سمجھ لیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نعوذ باللہ کاذب کہنا زیادہ آسان سمجھیں بجائے کہ اس کے راوی کی غلط فہمی کو تسلیم کریں وہ اگر کرشن علیہ السلام کو گیتا کی روایت کی بناء پر کافر سمجھ لیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

انجیل میں جناب مسیح کو **یہودیوں کا بادشاہ** لکھا ہے۔ پیر بخش صاحب ذرا سے کاش پیر اُن کو اور کچھ بخشیں یا نہ بخشیں۔ اگر ہو سکے تو عقل اور سمجھ ذرہ بھر تھوڑی سی بخشدیں) اس سے کیا **جھوٹا استدلال** کرتے ہیں کہ جناب مسیح ضرور بادشاہ ہوں گے۔ اور جارج پنجم جو ہندو و مسلم دونوں کے **بادشاہ** ہیں ضرور ہندو اور مسلمان ہیں۔

نمبر ۲ - (الف) میاں پیر بخش کے نزدیک مجاز اور استعارہ کا استعمال خدا پر قطعاً حرام ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ **وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ رَمَىٰ**۔ جنگ میں جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پھینکا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبدہٗ و رسولہٗ نے نہیں پھینکا بلکہ خود خدا نے پھینکا۔ اور اسوقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) عین خدا تھے۔ اور **يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ** میں تو خدا نے خود فیصلہ ہی کر دیا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم درحقیقت (نعوذ باللہ) خدا تھے۔ اور اگر پیر جی کی پیری اور ضعف ایمانی اسکو مجاز اور استعارہ قرار دیتی ہے۔ لہٰذا دیکھو کہ جو وجہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کہنے سے روکتی ہے۔ یوں وہی۔ ہاں وہی وجہ حضرت مرزا صاحب کو باوجود رسول کا خطاب پانے کے نبی ہونے سے روکتی ہے۔ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک باوجود اس کے کہ وہ خدا کا ہاتھ فی الحقیقت خدا کا ہاتھ نہیں اسی طرح۔ ہاں ٹھیک اسی طرح حضرت مرزا صاحب رسول ہیں پر درحقیقت رسول نہیں۔

(ب) اور غیر رسول پر لفظ **رسول** کا اطلاق دیکھو سورہ یٰس: **وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ** جاؤ مفسرین سے پوچھو۔ دیکھو مرسل کون تھے۔ رسول تھے۔ اور خدا کے بھیجے ہوئے رسول تھے۔ پر درحقیقت رسول نہ تھے۔ **انک لمن المرسلین** ایسے ہی رسولوں میں سے حضرت مرزا صاحب بھی ایک تھے۔

(ج) مسیح موعود کے مخاطبوں کو وحی ہوئی اور ضرور ہوئی

اس لئے کہ خود قرآن کریم میں (اذ اوحیت الی الحواریین) وارد ہے۔ پس قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد کی وحی کے ہوتے ہوئے بھی مرزا صاحب فی الحقیقت رسول نہیں ہیں۔

(د) اسلام خود رحمۃ للعالمین ہے۔ اس کا وارث حسب مراتب رحمۃ للعالمین بلا شبہ ہو سکتا ہے۔ پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مشکوٰۃ نبوت کے بغیر یہ استفادہ اور کہیں سے قطعاً نہیں ہو سکتا۔

(ر)۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ میں رسول سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دین حق کے ساتھ مبعوث ہوئے

(۳)

پیربخش صاحب کا یہ اعتقاد کہ "مجدد خدا کا مامور نہیں ہوتا۔ بلکہ (نعوذ باللہ) خائن ہوتا ہے۔ اور جو کچھ مجدد کہے۔ اس کو سچ نہیں سمجھنا چاہئے۔ بلکہ معاذ اللہ اسکے الہامات کو جھوٹا اور شیطانی یقین کرنا چاہئے اور یہ کہ مجدد وقت کا دشمن جہنمی نہیں بلکہ جنتی ہوتا ہے"

کس قدر بودا اعتقاد ہے جو کسی مسلمان کا نہیں ہو سکتا۔ نہ معلوم۔ پوسٹ ماسٹر صاحب، آج ایسی بہکی باتیں کیوں کر رہے ہیں۔ یہ ہے مجدد وقت سے بغض رکھنے کا نتیجہ!

(۴)

"اگر ان الہامات کی آیات (میں) مرزا جی مخاطب ہیں۔ اور خدا متکلم۔ تو مرزا صاحب کیوں ایسے ہی رسول نہیں جیسے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے"

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مخاطب ہوں اور خدا متکلم اور وہ کہے۔ "ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ" تو فرمائیے! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں دوسرے خدا نہیں۔ کیا آپ قرآن کریم کو خدا کا کلام نہیں مانتے۔ محمد رسول اللہ علیہ وسلم ہی تمام دنیا میں ایک فرد مخصوص ہیں کہ جن کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ کہا گیا ہے اور کسی نبی کو یہ خصوصیت نہیں۔ پوسٹ ماسٹر صاحب جواب دیں۔ کہ کس نبی کی نسبت قرآن کریم میں ایسا لکھا ہے ورنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تسلیم کریں۔

(۵)

باقی رہا حضرت صاحب کا ایمان اپنی وحی پر۔ یعنی اسکے منزہ عن الخطا ہونے پر۔ سنئے ماسٹر صاحب! اس کا جواب کتنا صاف ہے۔ جیسے آپ کو دشمن مرزا ہونے پر ایسا ہی یقین ہے۔ جیسے شیطان کو دشمن انسان ہونے پر۔ تو اس سے کیا آپ اور شیطان دونوں برابر ہو گئے حاشا و کلا ایسا ہرگز نہیں۔ بات سیدھی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو جو الہامات خدا کی طرف سے ہوتے تھے۔ وہ اُن کو یقینی طور پر خدا ہی کی طرف سے مانتے تھے۔ اسی طرح جس طرح قرآن کریم یقینی طور پر منزل من اللہ ہے۔

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

اب مولوی صاحب خدارا غور کریں۔ کہ کہاں حضرت مرزا صاحب نے اپنے الہامات کو قرآن کریم کے درجہ کے برابر ٹھیرایا ہے

(۶)

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

ہر ایک نبی کو دین اسلام کا جام دیا گیا۔ اور حضرت مرزا صاحب کو بھی بوساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ دین کامل ملا۔ اس سے حضرت مرزا صاحب کا افضل الرسل ہونا ثابت کرنا کسی غبی کا کام ہو سکتا ہے!

(۷)

لہٗ خسف القمر المنیر وان لی
خسفا القمران المشرقان اتنکر

محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاند کو گہن لگا تھا۔ اور تحقیق میرے لئے چاند اور سورج دونوں کو گہن لگا۔ اب تو کیا انکار کرے گا!

پیربخش صاحب کا نور عقل اس شعر سے مشتعل ہو کر گل ہو گیا ہے۔ (ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمٰت لا یبصرون) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نشان شق القمر کا اپنی صداقت میں دکھایا اور اسی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی موعود کے لئے دو نشان خسوف و کسوف شمس و قمر بطور پیشگوئی بیان فرمائے۔ اس سے حضرت مرزا صاحب کی فضیلت کیسے نکل آئی۔ پیشگوئی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے۔ اور آپ کے اعتقاد میں بھی تو یہ نشان مہدی مسعود کے لئے ہیں۔ تو کیا آپ کا مزعومہ مہدی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہو گا۔ جس کے لئے دو نشان ظاہر ہوں گے۔

(۸)

میاں پیربخش صاحب کا یہ اعتقاد معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص خواب میں یا کشف میں اپنے آپ کو خدا کی شکل میں نہیں دیکھ سکتا ہے۔ اور جو شخص دیکھنے کا دعویٰ کرے۔ وہ فی الحقیقت خدائی کا دعویدار ہوتا ہے اب میاں پیربخش صاحب ایسے شخص پر جو اپنے آپ کو خواب میں یا کشف میں خدا کی شکل میں دیکھے اسکے لئے پہلے کوئی فتوےٰ تجویز کریں۔ پھر ہمارا ذمہ ہے کہ ہم انکو ایسے خدائی کے دعویدار دکھا دیں۔

سنئے ماسٹر صاحب! قرآن کریم میں اس آیت کو بھی آپ نے کبھی پڑھا ہے یا نہیں۔ قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا۔ فرمائیے یہ خدا کے بندے ہیں یا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ یہ عبدہٗ کو حکم ہوتا ہے۔ کہ "لوگوں کو کہہ۔ اے میرے بندو"۔ آپ کے معیار کی رُو سے اس سے بڑھ کر اور کیا خدائی کا دعوےٰ ہو گا۔ ماسٹر صاحب لگا دیجئے فتوےٰ!

مفصل جواب انشاء اللہ تعالےٰ آپ کا جواب آنے پر پیش ہو گا۔

(۹)

انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول لہٗ کن فیکون۔ یہ حضرت مرزا صاحب کی زبان سے اللہ تعالےٰ کی شان میں الہام ہے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ خدا کہتا ہے یا بندے کہتے ہیں۔ ذرا دونوں کو ملا کر جواب دیجئے گا۔ اور ترجمہ میں تو آپ نے مرزا اب تیرا یہ مرتبہ ہے۔ (کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے الخ) یہ تمہاری اپنی من گھڑت ہے۔

(۱۰)

"یریدون ان یروا طمثک" پر تمسخر اُڑایا ہے۔ ماسٹر صاحب! حضرت مرزا صاحب کا حیض تو آپ نہ دکھلا سکے۔ بلکہ اس جگہ آپ کا حیض ظاہر ہو گیا سنئے قرآن کریم کو تو آپ نے کاہے کو پڑھا ہو گا ضرب اللہ مثلاً للذین اٰمنوا امرأۃ فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتًا فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہٖ ونجنی من القوم الظالمین۔ مریم ابنت عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربہا وکتبہٖ وکانت من القانتین۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں مومنوں کو دو قسموں میں تقسیم کر کے اُن کو دو عورتوں سے تشبیہہ دی ہے۔ ایک مؤمن تو فرعون کی بیوی کی مانند ہیں اور دوسرے مریم صدیقہ کی مانند۔ اور یہی دوسری قسم کے مؤمن ہیں جو مریم کی طرح اپنے فرج کی حفاظت کرتے ہیں اور انہی کے اندر اطفال اللہ کی روح پھونکی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس جگہ فنفخنا فیہ مذکر کی ضمیر استعمال فرمائی ہے۔

فما التانیث لاسم الشمس عیب
ولا التذکیر فخر للھلال

آپ کے اعتراضات کے جواب دینے کے بعد اب ہم آپ کے باقی مفتریات اور کفریات کا جواب صرف لعنۃ اللہ علے الکاذبین سے دیتے ہیں۔

باقی رہا آپ کے علماء ھم اشر من تحت ادیم السماء کے مصداق مولویوں کا اعلان۔ اس کی ہمیں قطعاً پرواہ نہیں۔ فاجمعوا کیدکم ثم ائتوا صفًا وقد افلح الیوم من استعلیٰ۔

(نامہ نگار)

سکول بدوملہی

اور

ہمارے احباب کے لئے ایک سبق

بصفت ایں اجر نصرت را دمندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

مسلمان مایوس ہیں کہ وہ کچھ کر نہیں سکتے۔ میں کہتا ہوں کہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ مؤمن کی شان کے خلاف پڑتی ہے اسباب کا پیدا کرنے اور مہیا کرنے والا خدا تعالےٰ ہے۔ مومن کا فرض کوشش ہے۔ السعی منی والاتمام من اللہ۔ لوگ کہتے ہیں ہم غریب ہیں اور قلیل ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ قادر مطلق، طاقتور، توانا ہے۔ واللہ غنی حمید اس کی تائید کرتی ہے۔ اس نے اپنے برگزیدہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کے ذریعہ ہم کو بتا دیا ہے۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ لیکن دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ پر خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی دنیا میں ظاہر کر دیگا"

خدائی وعدے اٹل ہوتے ہیں۔ ضرور ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں قبول کیا جائے اور آپ کے جو جو ارادے اسلام کی بہبودی کے لئے اور ترقی کے لئے تھے وہ پورے ہوں۔ اس امر کی تائید اللہ تعالےٰ کا الہام۔

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے
محمدیاں بر منارہ بلند تر محکم افتاد"

بڑے زور سے کرتا ہے اور اس ظلمت اور اندھیرے کے زمانہ میں جو کہ مسلمانوں پر طاری ہو رہا ہے ہمیں اسلام کے معراج ترقی کے سورج کو دکھاتا ہے۔

پس برادران! اپنی غربت اور قلت پر غور کرنا اس کے توجہ کو چھوڑ دو۔ غور اس طاقتور قادر مطلق کے ارادوں میں کرو۔ جو کہ تم کو بخرام کا ارشاد کرتا ہے۔ جو کن کے کہنے سے دنیا کی کایا ایک دم میں پلٹ سکتا ہے۔ پس مایوسی کو چھوڑ دو۔ یہ ایک مرض مہلک ہے۔ اس کا علاج اگر ہے تو یہی کہ خدا تعالےٰ کی طاقتوں کا رات دن وظیفہ کرو۔

مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر۔

کیا جو خدا آج سے تیرہ صد سال پہلے ۳۱۳ غریب بے وطن... جنگل کے رہنے والوں کو قیصر و کسریٰ کے خزانوں کا مالک بنا سکتا ہے وہ آج اگر تم اُن ۳۱۳ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم جیسا دل بنا لو۔ اور ویسا ہی ایمان اپنے اندر پیدا کر کے جدوجہد شروع کر دو۔ تو تم کو ذلیل کر دیگا! ہرگز نہیں! ہرگز نہیں! خوب یاد رکھو!

انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔

پس اے برادران احمدیہ! دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے حتمی وعدہ پر قائم ہو جاؤ۔ اس عہد کو پورا کرنے کے لئے کمریں باندھ لو۔ اوفوا بالعہدی اوف بعہدکم۔ اللہ تعالےٰ اپنے وعدے کو جو کہ نصرت اسلام اور مسلمانان اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فرمائے ہیں۔ اور جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجدد زمان کے ذریعہ دُہرایا گیا ہے پورا کرے گا۔

دیکھو تم میں سے ایک خواجہ نکلا۔ اور دنیا میں اُس نے تہلکہ مچا دیا۔ آج تم میں کے تین شخص گاؤں کے رہنے والے نکلتے ہیں سالانہ جلسہ کو ابھی ایک ماہ کا عرصہ نہیں گذرا عزم کر لیتے ہیں کہ ایک سکول چلائینگے۔ غریب ہیں۔ معمولی زمیندار ہیں ایک تو اُن میں سے دربار الٰہی کا فقیر ہے۔ وہ جلسہ سے جا کر غافل نہیں ہو جاتے۔ اپنے وطن کو شاخت کرتے ہیں۔ اور کام میں لگ جاتے ہیں۔ گھر بار بال بچوں پر دین کی خدمت کو مقدم کر کے فوراً

جلوہ دکھاتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ کہ وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ آج اُن کا خط آتا ہے کہ اللہ کے فضل سے ہم نے قریباً قریباً ۱۰ ہزار جمع کر لیا ہے جو انجمن نے ہمارے لئے سکول کھولنے کی شرط رکھا تھا۔ اور کہ اگر خدا تعالےٰ اُن کی کوشش میں برکت ڈالیگا تو عنقریب مبلغ بیس ہزار روپیہ جمع کرکے چھوڑیں گے ؛

یہ وہ تین کس ہیں جو کہ اپنے اندر مخفی طاقتیں لئے ہوئے بیس پچیس سال سے احمدی بنے اور گوشۂ تنہائی میں بیٹھے ہوئے تھے اور کسی کو گمان بھی نہیں تھا کہ اُن میں کوئی کام کرنے کی طاقت ہے۔ اور شاید وہ خود بھی اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھتے ہوں۔

پس برادران احمدیہ اور مسلمانان اٹھو۔ اور بجائے گریہ وزاری اور مرثیہ خوانی کے عمل کے میدان میں کود پڑو۔ اگر ہمارے احباب جو کہ دلوں میں مضبوط ایمان رکھتے ہیں، باوجود چند ہونے کے کھڑے ہو جائیں اور ان لوگوں کی طرح کام شروع کر دیں۔ تو مجھے یقین ہے کہ وہ کامیابی جس کی کہ ہم نے ابھی صبح کاذب بھی نہیں دیکھی وہ چند سال میں چمکتا ہوا آفتاب بن کر نصف النہار میں ہمارے سامنے آ کھڑی ہوگی۔ برادران! آپ مسلمانوں کی جماعت کا ایک گروہ ہیں............

آپ کو اللہ تعالےٰ نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ آپ گرتے ہوئے مسلمان قوم کو تباہ ہونے سے بچائیں اسلام کی حفاظت اور اشاعت دُنیا میں کریں تاکہ وہ الٰہی دین دُنیا میں کامیاب ہو۔ دیکھو۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو۔ کہ یہ دین الٰہی کامیاب ہوگا اور ضرور کامیاب ہوگا۔ کوئی حیلہ اور کوئی بڑی بڑی طاقتیں اسے تباہ نہیں کر سکیں اور نہ ہی خدا کے فضل سے آیندہ کر سکیں گے۔ یہ وہ دین ہے۔ جو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح صلیب پر چڑھ کر ایلی ایلی لما سبقتنی کرتا ہوا بچایا جائیگا۔ اور یہ وہ دین ہے جس کا رسولؐ ایک چھوٹی سی غار میں دشمنوں کے نرغہ میں پھنسا ہوا بچایا گیا۔ اور یہ اس لئے ہوا۔ تاکہ آنے والی نسلیں سمجھیں کہ اُن کا خدا جس نے کہ اس دین کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ٥

وہ کیسی کیسی مایوسی کے زمانوں میں اپنی مخلوق کی حفاظت کر سکتا ہے۔

اے برادران! اگرچہ ہم اور دین اسلام آج عین اُسی حالت میں ہیں جیسا کہ ہمارے پیارے رسول صلعم فداہ ابی وامی کی حالت اُس غار میں تھی لیکن میں کہتا ہوں کہ ان اللہ معنا کی دلکش آواز ہمارے ساتھ اسی طرح ہے۔ جس طرح کہ صدیق اکبرؓ کے ساتھ اُس کے پیارے آقا کی تھی۔

اگر الٰہی وعدہ لوگوں سے بچانے کے اُس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو اُس کے دین کے ساتھ اُس سے زیادہ حفاظت کے وعدہ ہیں۔ ہاں ایمان کی ضرورت ہے۔ تم اس دین کی ذات میں اپنے کو فنا کر دو۔ پس تمہارے ساتھ بھی وہی حفاظت کے وعدے ہو جائیں گے۔

اے برادران احمدیہ! غفلت کو چھوڑ دو۔ کہ یہ بڑی مہلک مرض ہے۔ جلسہ میں تم کو اس لئے جمع کیا گیا تھا۔ تاکہ تم دین کی ضروریات کو دیکھو۔ اور جاتے ہی زیادہ خوشی سے خدمت اسلام میں لگ جاؤ۔ اس لئے نہیں کہ کوئی رسمی میلہ دیکھکر خواب غفلت میں جا کر سو رہو۔ اور دنیا اور اُن کی محنت اور تلاش میں پھر اسی طرح سرگردان ہو جاؤ۔

دیکھو! بدوملہی کے تین اُٹھنے والوں نے جاتے ہی کوشش کی تو وہ کامیاب ہو گئے۔ غلام حیدر خان صاحب نے ۱۷۰۰ روپیہ جمع کر لیا۔ حضرت سید عابد علی شاہ صاحب سلمہ اور جناب چوہدری سردار خانصاحب لائل پور کی جانب خدمت دین کے لئے گدائی اختیار کرتے ہوئے پھر رہے ہیں۔ ذرا احباب سلسلہ تم بھی اپنے گریبانوں میں [illegible] کر دیکھو کہ تم نے اس ماہ میں کیا کیا۔ ایک مہینہ عزیز گذر گیا۔ اور اگر اس میں تم خدمت دین کے لئے کوشش نہیں کی۔ تو سمجھو کہ ضائع

ہو گیا۔ والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر ٥ اگر کوئی قدم تم نے تواصوا بالحق وتواصوا بالصبر کے لئے نہیں اٹھایا۔ تو تمہاری عمر کا یہ حصہ اکارت گیا ٭

برادران کنتم خیر امة۔ آپ بڑی قوم ہیں۔ اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم پکار پکار کر تمہاری ثنا اور فضیلت کے گیت گا تی ہے پس اپنے تئیں اس کا مصداق بناؤ۔ ورنہ یاد رکھو۔ اللہ تعالےٰ کو ہماری یا تمہاری پرواہ ہی کیا ہے بقول الہام الٰہی:۔

"گو کھائی بھیڑیں ہو۔ تو خدا کو تمہاری پرواہ کیا ہے"

یستبدل قوما غیرکم ثم لا تکونوا امثالکم۔

برادران! اٹھو۔ کہ اب سونے کا زمانہ نہیں ہے۔ دین الٰہی پر گھنگھور بادلوں کی طرح مصائب چھائی ہوئی ہیں۔ اور خوب یاد رکھو۔ جس وقت خدا کے پیاروں کے دلوں سے متیٰ نصر اللہ کی آوازیں نکلتی ہیں۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کی درگاہ الا ان نصر اللہ قریب کی صدائیں نکلا کرتی ہیں۔ آج دین اسلام نصرت نصرت پکار رہا ہے۔ "ایلی ایلی لما سبقتنی" کہہ رہا ہے۔ الٰہی نصرت کا نزول ہونے والا ہے۔ پس اٹھو کہ کام کرنے کا وقت ہے۔ تا کامیابی کا سہرا ہمارے سر ہووے اور ایسا نہ ہووے کہ کوئی اور قوم اس الٰہی فضل اور برکت کو ہم سے چھین کر لے جاوے اور ہم خائب و خاسر رہ جاؤ۔ یا الٰہی تو ہم پر رحم کر۔ اور ہم کو خدمت دین کی توفیق عطا کر۔ آمین!!!

خاکسار۔ سید محمد حسین شاہ آنریری جنرل سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ضرورت

انجمن کو دو کلرکوں کی ضرورت ہے۔ جنکو مبلغ عہ سے مِنْتہ روپیہ تک حسب استعداد تنخواہ دی جائے گی۔ انٹرینس پاس کردہ کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواستیں بنام سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں ٭

سید محمد حسین شاہ سکریٹری

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب شیخ عبدالرحمن خان صاحب منصف مظفرگڈھ
نمبر مقدمہ ۲۰۳۶

دعوےٰ مالیتی عہ روپیہ

ہندو خاندان مشترکہ	بنام شیرن ولد غلام نبی ذات
گردہاری رام بیتاریہ رام	پرہار سکنائے موضع پرہاڑ
بالکلیند بذریعہ بتاریہ رام	عزبی تحصیل سنانواں
ولد گردہاری رام بالغ	پیشہ زراعت کاری
وبالکلیند نابالغ بسر براہی	مدعا علیہ
بتاریہ رام والد خود	
اقوام تیجہ سکنائے کوٹ دولو	
پیشہ دوکانداران مدعیان	

ہرگاہ بیان حلفی مدعی سے پایا گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اور دیدہ دانستہ روپوش ہو جاتا ہے۔ لہذا اشتہار ہذا جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ ۱۲ فروری سنہ ۱۹۲۰ء کو حاضر عدالت ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو اُس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی ٭

آج بتاریخ ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء

بثبت دستخط میرے اور مہر عدالت جاری کیا گیا ٭

دستخط انگریزی
منصف درجہ دوم
مظفر گڈھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۸ فروری ۱۹۲۰ء نمبر ۷۷

مسلمانوں سے ایک خطاب

کمو لی سنیڈ

براداں اسلام!

آج چالیس کروڑ مسلمان دنیا میں موجود ہیں۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ کل (۳۱۳) افراد اس دین متین کے نام لیوا اور حفاظت اور اشاعت کرنیوالے تھے اور ان ۳۱۳ اشخاص نے نہ صرف اسلام کو دشمنوں کے حملہ سے نیست و نابود ہونے سے ہی نہیں بچایا۔ بلکہ کل دنیا میں اللہ اکبر کی اشاعت کر دی جس سے ہزارہا دلوں کے کاشانہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو گونج اٹھا۔ اور اُن کی اِس کوشش کا یہ ثمرہ ہے۔ کہ آج چالیس کروڑ مسلمان دنیا میں اس پاک نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہونے کا فخر کر رہے ہیں۔

لیکن باوجود اس کثیر التعداد ہونے کے اُن کا نہ وہ رُعب ہے۔ نہ وہ شوکت ہے۔ نہ وہ ترقی کے آثار ہیں۔ بلکہ دن بدن قعرِ ذلت میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس سے کوئی اپنا یا بیگانہ انکار نہیں کر سکتا۔ سوال جو ان حالات میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ ۳۱۳ تو اس طرح کامیاب ہوئے اور یہ چالیس کروڑ ... ذلیل اور خوار۔

جیسے کہ یہ سوال بالکل صاف ہے ویسے ... جواب بھی بالکل صاف ہے۔ وہ یہ کہ انھوں نے قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنایا۔ اور کامیاب ہو گئے۔ انھوں نے قرآن کریم کو چھوڑا۔ یہ ذلیل ہو گئے۔ مگر اس پر یہ اعتراض واقعہ ہوتا ہے۔ کہ دوسری قومیں بھی تو قرآن کی پیروی نہیں کرتیں۔ وہ کیوں ترقی کر رہی ہیں۔ اس کے دو جواب ہیں۔ اول تو یہ کہ دنیاوی ترقی کے لئے جو اسباب قرآن کریم نے تجویز فرمائے ہیں۔ اُن کی پیروی وہ اقوام کر رہی ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ جس طرح مختلف جسمانی قالب ہوتے ہیں اور اُن کی اغذیہ بھی نشوونما کے لئے علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک گائے ہے کہ وہ بھوسہ کھا کر پرورش پاتی اور ترقی کرتی ہے لیکن وہی بھوسہ اگر انسان کو دیا جائے تو وہ اسکو ہلاک کر دیتا ہے۔ اسی طرح قوموں کی حالت ہے۔ وہ قوم جس کی شان میں آیا ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ (تم ہی بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو) اور پھر لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا۔ (تاکہ تم اُنکے لئے نمونہ بنو۔ جیسے رسول تمہارے لئے نمونہ بنا) اور جس کو حکم ہوتا ہے۔ کہ دعا کرے۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (اے رب ہمارے ہم کو دنیا میں خیر و برکت دے اور آخرۃ میں بھی خیر و برکت دے۔ اور عذاب سے بچا) ایسی اعلےٰ ترین قوم کی ترقی کے لئے جو ذرائع اور اسباب ہونے چاہئیں ضرور ہے کہ وہ ایسے نہ ہوں جو ایک دنیا کی غلام اور آخرت سے بے بہرہ قوم کی ترقی کے لئے اچھے ثابت ہو رہے ہیں۔ ضروری ہے کہ اُنکی ترقی کے اسباب عام دنیاداروں کی ترقی سے علیحدہ ہوں اور جو اسباب عام دنیاداروں کی ترقی کے لئے ہیں وہ اُن کے لئے مہلک ہوں یہی وجہ ہے کہ جب سے مسلمانوں نے اپنے جادہ استقلال ... ہنگ قرآن کو چھوڑ کر ... اپنی زندگی کا مقصد ... پیارے بھائیو! خوب یاد رکھو کہ وہ قوم جس کی عمارت کی بنیاد قرآن کریم پر رکھی گئی تھی جس کی ... روحانی کلام سے کی گئی ہے وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ اپنی اصل کی طرف رجوع نہ کرے۔

افسوس ہے کہ ہر طرف مسلمانوں پر مصیبت اور ادبار آیا ہوا ہے۔ اور دنیا کی حرص و آز میں جیسے وہ اژدہا اُن کو سر سے پاؤں تک نگلے جا رہے ہیں لیکن یہ مسلمان ہیں کہ قرآن کی طرف نہیں آتے اور غفلت میں سوئے ہوئے ہیں۔

سب سے بڑا سبب جو مسلمانوں کی تباہی کا موجب ہوا ... وہ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے اُن کا قرآن کو چھوڑنا تھا۔ اس میں ارشاد تھا۔ کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ کہ اس قرآن کریم کے رسّہ کو سب مضبوطی سے پکڑو۔ اور تفرقہ نہ ڈالو یعنی اے مسلمانو! جو قوم کہ قرآن کو مانتی ہے اسکو اپنا سمجھو۔ اور اُس سے دشمنی نہ کرو۔

یہ ایک بڑا بھاری موٹا اصول تھا۔ جس پر کاربند ہونا کوئی بڑا مشکل نہ تھا۔ مسلمانوں کے اتفاق کے لئے یہ ایک ... ذریعہ تھا۔ کیونکہ قرآن کو ماننے سے سب کا مقصد اور نصب العین ایک ہو جاتا ہے اور جن کا نصب العین ایک ہو وہ ضرور ہے کہ ایکدوسرے سے محبت کریں۔ اُلفت کریں۔ ہمدردی کریں اور بھائی بھائی بن جائیں۔

لیکن مسلمان علماء نے سب سے پہلے اسی اصول کو توڑا چاہئے تو یہ تھا۔ کہ جو شخص قرآن کا ماننے والا ہو اُسے اپنا سمجھیں۔ انھوں نے ذرہ ذرہ سی فروعات کے لئے قرآن کے ماننے والوں کو کافر۔ دجال۔ بے ایمان کہنا شروع کر دیا۔ قرآن کے ماننے والوں کے مالوں کو، جانوں کو، ایک دوسرے کے لئے حلال قرار دے دیا نتیجہ کیا ہوا۔ کہ جن کی اتفاق۔ محبت۔ یگانگت کیلئے نہایت بڑی آسان راہ تجویز کی گئی تھی ... اُن میں پیدا ہو گیا۔ مسلمانوں کی مسلمانوں سے جنگ چھڑ گئی۔ تھوڑے تھوڑے فقہی جھگڑوں کی بنا پر کفر کے فتوے قرآن کے غلاموں پر لگنے لگے۔ اور آخر یہ کہ قرآن کو چھوڑنے والوں نے قرآن کے خادموں اور غلاموں اور اولیاء اللہ پر اُن کے کفر کے فتوے لگا دیئے۔ جس سے کہ اُن کی ذات بابرکات سے مسلمانوں کی قوم کو جو فوائد مترتب ہوئے وہ رُک گئے۔ اور غیروں نے ملکر مسلمانوں کی تباہی کو جائز سمجھا گیا۔ نتیجہ وہ ہوا جو آج نظر آ رہا ہے۔

پس برادران! اب بھی وقت ہے کہ اس غلطی سے نکلیں اور ان ... پرست مُلّانوں کی تابعداری کی بجائے قرآن کریم کی فرمانبرداری کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ اور جس قرآن کے ذریعے پہلے ہمارے اتفاق کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ کہ کنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا۔ اور جس الٰہی تعلیم کے ذریعہ جبکہ تم آپس میں جنگوں کی وجہ سے آگ کے گڑھے پر کھڑے تھے نکالے گئے۔ اسی کے ذریعے اس مصیبت اور بلا کے زمانہ میں اس نا اتفاقی سے جو تم میں شیعہ سنّی کے جھگڑوں۔ وہابی، احمدیت کے تفرقوں سے پڑی ہوئی ہے۔ توبہ کریں۔ قرآن کو اپنے درمیان ضامن کریں۔ جو تم میں سے قرآن کو مانتا ہے۔ وہ سنّی ہے۔ شیعہ ہے۔ وہابی ہے۔ احمدی ہے۔ اُس کو اپنا بھائی سمجھیں۔ اسکو دین کا خیرخواہ یقین کریں۔ اس سے بجائے تعصب اور دشمنی کے اخوت کو اپنے دل میں جگہ دیں۔ اس کے بعد اگر وہ کوئی بے ایمانی یا دشمنی تم سے کرتا ہے تو اُسے خدا کے حوالہ کریں۔ وہ اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے تمہارا اپنا فرض قرآن کی فرمانبرداری کرنا ہے۔ قرآن حکم دیتا ہے کہ اپنے قومی اتفاق کے قیام کے لئے قرآن کو ذریعہ بناؤ۔ جو کوئی قرآن کو مانتا ہے اُسے اپنا بھائی سمجھو۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمت سے تم کو قرآن کے ذریعہ بھائی بھائی بنایا ہے۔ آئندہ بھی اسی طرح تم بھائی بھائی بن سکتے ہو پس برادران! تم اپنا فرض ادا کرو۔ اور گذشتہ ... گناہوں سے توبہ کرو ... اور اس ادبار اور مصیبت ... حاصل کرو۔ اور فروعات سے بچتے ہوئے قرآن کو اپنے درمیان اتفاق اور اتحاد کا ذریعہ بناؤ۔

مختلف اقوام دنیا اپنے ملک کی بہبودی کے خیال کو اپنے قومی اتفاق کا ذریعہ بناتے ہیں مسلمانوں کا کوئی خاص ملک نہیں

چین و عرب ہمارا۔ ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

پس یہ عالمگیر قومی اتفاق کے لئے کوئی ملکی محبت، اتفاق کی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اس موجودہ تفرقہ سے بچنے اور مسلمانوں میں اتحاد قومی پیدا کرنے کے لئے اگر کوئی وجہ ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ فروعات کے جھگڑوں کو چھوڑ کر جو کہ طبائع مختلف ہونے کی وجہ سے ہمیشہ موجود رہیں گے قرآن کریم پر ایمان ...... کے رشتہ کو اپنے درمیان محبت کا ذریعہ بنا دیں اور قرآن کریم پر عامل ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کو چاہیں۔ اور جو کفر کے فتوے قرآن کے ماننے والوں پر دئے جا رہے ہیں۔ اُن سے نفرت کا اظہار کریں کیونکہ یہ قومی گناہ ہے۔ جس کو ناپسند کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اور لا تفرقوا کا ارشاد ہمیں اس سے بچنے کا ارشاد کرتا ہے۔

ہم نے اس زمانہ میں جو مسلمانوں پر بلائیں آ رہی ہیں۔ اُن کی وجہ سے ایک اعلان شائع کیا تھا کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب مجدد زمان ہیں اور اُن کا دعویٰ مثیل مسیح ہونے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ماتحت تھا۔ اور یہ کہ وہ نبوت کے مدعی ہرگز نہیں تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو خواہ کوئی نیا ہو یا پرانا لعنتی۔ ملحد۔ دجال یقین کرتے تھے۔ اور ہم بھی ایسا ہی مانتے ہیں۔ اور کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائیوں نے باوجود انسان ہی ہونے کے خدا کا بیٹا بنانے میں غلو کیا۔ اور جیسا کہ بہت سے اولیاء اللہ کے ماننے والے ان کی وفات کے بعد اُن کے درجات میں غلو کر لیتے ہیں ایسے ہی اُن کی جماعت میں سے بعض نے غلو کیا ہے اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی قصور نہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ وہ حصہ جماعت کا جس نے آپ کو بہت نزدیک سے دیکھا وہ علیحدہ ہو گیا۔ اور اُن میں سے ایک معزز گروہ نے خدا کی قسم کھا کر شہادت دی کہ وہ حضرت میرزا صاحب کو نبی نہیں سمجھتے بلکہ مجدد زمان اور وہ مسیح جس کا وعدہ حدیث شریف میں کیا گیا ہے۔ اور ... کسر صلیب کرنی تھی۔ وہ یقین کرتے ہیں۔ اور کہ حضرت ... صاحب علیہ السلام کا بھی یہی دعویٰ تھا۔ اس لئے مسلمان علماء کا آپ کو کافر کہنا ایک بڑی بھاری غلطی ہے۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ جو خدمت قرآن اور اشاعت اسلام کی حضرت میرزا صاحب علیہ السلام نے کی۔ اور جو اُن کی وہ جماعت جو غلو سے بچی ہوئی ہے کر رہی ہے۔ اور جس کا مرکز لاہور ہے۔ اس میں حصہ لیں اور گذشتہ تعصبوں اور کینوں کو چھوڑ کر زمانہ کے حالات کو دیکھتے ہوئے اپنے طرز عمل میں تبدیلی پیدا کریں۔ قرآن کریم کا حکم ہے کہ اگر دو شخص حلف اٹھا کر شہادت دیں۔ تو پھر کسی مسلمان کا حق نہیں رہتا کہ وہ اس پر یقین نہ کریں۔ لیکن یہاں تقریباً بیس سے زیادہ معزز احباب نے شہادت دی لیکن چند ایک شریروں نے جو اسلام کے ازلی دشمن ہیں ہماری اس قسم کو جھوٹا قرار دیا۔ اور ہم پر طرح طرح کے اتہام لگائے۔ اور کہا کہ نہیں حضرت مرزا صاحب دعوے نبوت کرتے رہے اور ہم جھوٹ کہہ رہے ہیں۔

برادران بفرض محال مان لیا جاوے کہ حضرت میرزا صاحب نعوذ باللہ مدعی نبوت ہی تھے۔ پھر بھی اگر یہ لوگ اسلام کے خیرخواہ ہوتے تو اُن کا فرض تھا کہ جب ایک معزز طبقہ یہ اعلان کرتا ہے۔ کہ حضرت میرزا صاحب کا دعوے نبوت کا نہیں تھا۔ تو یہ اس اعلان کو غنیمت سمجھتے کیونکہ اس سے اسلام کا فائدہ تھا۔ بجائے اس کے ان کا ان خیرخواہان کو اپنا بدخواہ قرار دینا صاف ثابت کرتا ہے کہ یہ لوگ پوشیدہ طور پر نصاریٰ پادریوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ اور اسلام کی بیخکنی انہوں نے اپنا فرض قرار دے رکھا ہے۔ ہم نے جو کچھ کرنا ہے خدا کے لئے کرنا ہے۔ ہم کو کسی سے ضد نہیں ہے۔ اس لئے ہم صداقت کے اظہار سے باز نہیں رہ سکتے۔ ہمارا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر ایک قسم کی نبوت ختم ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

نہ اب آسمان سے کوئی عیسیٰ نبی آ سکتا ہے۔ اور نہ زمین سے کوئی مجاہدہ کر کے نبی بن سکتا ہے۔

جو کوئی ایسا خیال رکھتا ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی آئیگا۔ خواہ وہ نیا ہے یا پُرانا۔ وہ اسلام کا دشمن ہے کیونکہ اسلام میں دو نبی مقرر کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تخت سے اُتار کر دوسرے کو آپ کی جگہ بٹھاتا ہے۔ جو کہ ناممکن امر ہے۔ ہمارا خدا ایک ہمارا قرآن ایک ہمارا نبی ایک۔ قرآن ہمارے اتفاق اور یگانگت کے لئے قومی رسّہ ہے۔ حبل اللہ ہے۔ جو کوئی نیا نبی تجویز کرتا ہے۔ وہ اگر کوئی پُرانا مولوی ہے تو وہ غلطی پر ہے اور اگر وہ کوئی محمودی ہے تو وہ غلطی پر ہے۔ دو نبی ہونے سے قرآن حبل اللہ نہیں رہ سکتا۔

پس برادران فی الاسلام خدارا قرآن کو مضبوط پکڑو ایک مسلم گروہ کی شہادتوں پر قرآن کے حکم کے ماتحت یقین کرو۔ اسلام میں تفرقہ ڈالنے والوں کے دھوکہ میں نہ آؤ۔ کیونکہ اسلام کو اس وقت اتفاق کی ضرورت ہے

خاکسار۔ سید محمد حسین شاہ سکریٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جنگی خدمات اور ہماری جماعت

ہمارے احباب کو یاد ہوگا کہ اُس بغض و عناد کی وجہ سے جو محمودی پارٹی کو حضرت امیر ایدہ اللہ اور آپ کی جماعت سے ہے۔ جناب الفضل نے ۸ جولائی ۱۹۱۹ء کی اشاعت میں یہ بڑ ہانکدی تھی۔ کہ گویا حضرت امیر نے اپنی جماعت کے لوگوں کو جنگی خدمات سے روکنے کی کوشش کی ہے اس بہتان عظیم کا کافی اور شافی جواب ہم گذشتہ جولائی ۱۹۱۹ء کی کسی اشاعت میں دے چکے ہیں۔ اور الفضل کی اس افترا پردازی کی حقیقت طشت از بام کر چکے ہیں۔ اسی پرچہ میں ہم نے اُن اصحاب کے نام بھی درج کئے تھے۔ جو حضرت امیر ایدہ اللہ کی جماعت سے اور عموماً آپ کی اجازت سے جنگی خدمات میں شرکت حاصل کرتے رہے اور ہم نے لکھا تھا۔ کہ ہماری جماعت نے گذشتہ جنگ میں ہر پہلو سے سرکار کی خدمت کی ہے۔ مالی بھی اور بدنی بھی۔

لیکن جیسا کہ ہمارا طریق ہے۔ ہم نہیں چاہتے۔ کہ الفضل کی طرح اپنی وفاداری کا ڈھنڈورا پیٹتے پھریں۔ اور منافقی طور پر ہمیشہ اُس کا راگ الاپتے رہیں۔ بلکہ ہمارا مسلک جیسا کہ ایک شریف قوم کا ہونا چاہئے۔ یہ ہے۔ کہ ہم سرکاری خدمت کو اپنا ایک فرض سمجھکر کریں اور کسی لالچ یا طمع کے بغیر کریں۔ اور ہمارے خیال میں ایک سچے اور صحیح مومن کی شان بھی یہی ہونی چاہئے۔ کہ اپنے فرض کو بغیر کسی صلہ کی تمنا کے اور بغیر کسی نمود اور ریا کے بجا لائے اس قسم کی متعدد مثالیں ہماری جماعت میں موجود ہیں۔ جنہوں نے گذشتہ جنگ میں نہایت خاموشی سے اپنے فرائض کو ادا کیا۔ اور بغیر کسی صلہ کی خواہش کے اس نازک وقت میں گورنمنٹ کی امداد کی۔ چنانچہ اس کی ایک تازہ نظیر حضرت امیر کی جماعت میں سے ایک صاحب بابو امام الدین صاحب جہلم کی اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ جنہوں نے تن تنہا ایک ڈبل کمپنی کا $\frac{3}{4}$ کو اپنی مساعی سے مہیا کرکے گورنمنٹ کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کر دیا۔

علاوہ ازیں آپ نے ۳۰۰ سے زائد رنگروٹ لیبر کور میں دیئے۔ اور آپ کی خدمات اور بھی زیادہ چمک اُٹھتی ہیں جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آپ نے اپنے آٹھ قریبی عزیزوں کو جنگ میں بھرتی کرایا۔ جو اب تک میدان جنگ میں ہی ہیں اور جن میں سے ایک زخمی بھی ہوا۔ پھر یہاں تک ہی آپ نے قناعت نہیں کی بلکہ اپنے پنشنر کمیشن حقیقی بھائی کو دوبارہ جنگ میں بھیجکر خود عراق عرب میں خدمات جنگ ادا کیں۔

یہ ہے مختصر سی روئداد اُن خدمات کی جو حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے ایک عقیدتمند نے دوران جنگ میں بجا لائیں۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ باوجود اسکے کہ خویش ویگانہ نے بابو صاحب موصوف سے سرکار سے عطائے صلہ کی طلبی پر اصرار کیا۔ لیکن آپ نے اب تک اس قسم کا مطالبہ کرکے اپنی خدمات کو بٹہ لگانا نہیں چاہا۔ ع

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ذیل میں ہم اُن چٹھیوں کا اقتباس اور ترجمہ بھی دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ جو جنگی افسران بالا کی جانب سے بابو صاحب موصوف کو موصول ہوئی ہیں اور جن میں آپ کی قابل قدر خدمات کا بڑے روشن الفاظ میں اعتراف کیا گیا ہے۔

چٹھی انگریزی

No. 1.

From Major H. C. Stean I. A. officer Commanding 114 Marhattas Jhelum.

To Captain E. J. Kellison I. A. Recruiting Staff officer for Punjab Musalmans Rawal Pindi

No 2087 A/V.7. D/ 22 12/15

B. Imam Din & Pensioned Jamadar Sahib Din It has been very largely due to the personal & constant efforts of these two Gentlemen that the Double Company has actually materialized. They have alone recruited about half of it and including other recruits brought by them, who unfortunately failed to be passed by the medical officer their total number of recruits amounts to nearly 3/4 of the full strength of the Double Company.

B. Imam Din also subsequently made with, I understand your approval a tour of the neighbouring Districts to expedite the recruitments of the Double Company, & was entirely successful.

ترجمہ

از جانب میجر ایچ سی۔ اسٹین آئی۔ اے۔ آفیسر کمانڈنگ ۱۱۴ مرہٹہ۔ جہلم۔
بنام ای۔ جی۔ مولیسن آئی۔ اے۔ رنگروٹنگ سٹاف افسر برائے پنجابی مسلمان راولپنڈی
نمبر 2087 A/V.7.
مورخہ 22.12.15

بابو امام دین اور پنشنر جمعدار صاحب دین! دو برادر حقیقی بابو امام دین) در حقیقت یہ ان اصحاب کی ذاتی اور متواتر مساعی کا نتیجہ تھا کہ ڈبل کمپنی معرض وجود میں آئی اس کمپنی کا تقریباً نصف حصہ انہی دونے بلا مدد کے بھرتی کیا ہے۔ اور اگر اُن تمام رنگروٹوں کو جو انہوں نے پیش کئے مگر بدقسمتی سے طبی جانچ میں پاس نہیں ہو سکے۔ شامل کیا جائے۔ تو رنگروٹوں کی کل تعداد ساری کمپنی کی تقریباً $\frac{3}{4}$ طاقت تک پہنچ جاتی ہے۔

نیز بابو امام دین نے آپ کی رضامندی سے قرب و جوار کے اضلاع میں ڈبل کمپنی کی بھرتی کے لئے دورہ بھی کیا ہے۔ جس میں اُس کو پوری پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

No. (2)

Copy of letter No 323 D/1.8.17. from the officer Commanding Ry. Corps. to the Asstt Director of Railways to Kut. Baghdad Rlys. Kut.

Mian Imam Din has been of great help & use to me in handling labour & his services were invaluable in this respect.

نمبر (۲)
نقل چٹھی نمبری ۳۲۳ - مورخہ $\frac{8}{12}$ ۱
منجانب آفیسر کمانڈنگ ریلوے کور۔
بنام اسسٹنٹ ڈائریکٹر ریلوے

میاں امام دین مزدوروں کے دینے میں میری بہت امداد کی ہے۔ اور وہ بڑے مفید ثابت ہوئے ہیں۔ اور اس کی خدمات اس صیغہ میں نہایت قیمتی اور بے بہا ہیں۔

No (3)

Copy of a letter from E. N. Manley, Major, R. E. to B. Imam Din. Municipal Commissioner Jehlum. D/ 16.1.17.

I write to ... you for the assistance you have given me in obtaining men of the necessary qualifications for service in Messopotamian Rlys. without your help I should have been able to effect very little either as to numbers as quantity.

نمبر (۳)
نقل چٹھی منجانب ای این مانلے میجر۔ آر۔ ای۔
بنام بابو امام دین میونسپل کمشنر جہلم مورخہ $\frac{1}{16}$ ۱۷

میں چٹھی آپ کی اُن خدمات کا شکریہ ادا کرنے کے لئے لکھتا ہوں۔ جو آپ نے عراق عرب ریلوے کے کام میں ضروری قابلیت کے آدمی مہیا کرنے میں کی ہیں آپ کی مدد کے بغیر کیا بلحاظ تعداد اور کیا بلحاظ مقدار کے یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا

اسی سلسلہ میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے حقیقی بھائی جناب خواجہ جمال الدین صاحب بی۔ اے۔ انسپکٹر مدارس ریاست کشمیر کی خدمات کے متعلق بھی اشارہ کر دینا نامناسب نہ ہوگا۔ خواجہ صاحب موصوف نے تقریباً اڑھائی تین سو طالب علم ریاست کے متعدد سکولوں میں سے دوران جنگ میں گورنمنٹ عالیہ کے جھنڈے تلے کام کرنے کے لئے بھیجوائے۔ اور اپنی گرہ سے مصارف برداشت کرکے تقریباً پندرہ ہزار روپیہ نذر کئے اور نیز اپنے دوروں میں مختلف مقامات پر گورنمنٹ کی خدمت اور وفاداری پر لیکچر دیئے۔ جن کا اعتراف گورنمنٹ عالیہ نے بھی کیا ہے۔ اور خواجہ صاحب موصوف کو بغیر کسی تحریک کے ایک تمغہ اور سند عطا فرمائی ہے۔

مولوی مصطفٰے خان صاحب بی۔ اے۔ کی روانگی

ہم مولوی مصطفٰے خان صاحب بی۔ اے کے عزم انگلستان کی خبر متعدد دفعہ درج اخبار کر چکے ہیں اب آج ہم اپنے احباب کو مطلع کرتے ہیں کہ خان صاحب موصوف اعلائے کلمۃ اللہ کے ورد کو دل میں لئے ہوئے ۵۔ فروری ۱۹۲۰ء کو ½ ۸ بجے شب بمبئی میل پر سوار ہوکر روانہ ہوگئے ...... بمبئی سے جہاز لاگمنی ۱۲ تاریخ ماہ حال کو روانہ ہوگا۔ اُس جہاز میں آپ انشاء اللہ انگلستان روانہ ہونگے

اللّٰھمّ احفظہ واجعلہ فائز المرام

۴۔ کی شب اور ۵ کی صبح کو ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے خان صاحب موصوف کے اعزاز میں الوداعی دعوتیں دیں۔ ۵۔ کی شب کو آپ ...... کے ایک دیرینہ دوست جناب سردار سمپورن سنگھ صاحب بی۔ اے نے ایک ہندو مسلم کے مجمع میں خان صاحب اور احمدیہ جماعت کے سربرآوردہ ممبروں کو الوداعی پارٹی دی۔ یہ تقریب اپنی نوعیت میں خاص طور پر قابل غور ہے کہ ایک سکھ سردار نے ایک احمدی مسلم مشنری کے اعزاز میں

ہندو مسلم کو مدعو کر کے ایک اسلامی تحریک سے اظہار ہمدردی و اتفاق کیا۔ یہ پارٹی نیشنل ہوٹل میں ایک وسیع پیمانہ پر دی گئی۔ اور ہم سردار صاحب موصوف کے ان پاکیزہ خیالات کے بالخصوص مشکور رہیں جن کا اظہار آپ نے اس موقعہ پر فرمایا۔ اور ہماری مساعی کو جو ہم اشاعت اسلام کے متعلق کر رہے ہیں بنظر استحسان و تقدیر دیکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہم کو میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا مشکور رہنا چاہئے کہ آپ کے متبعین مغرب کے تشنگان روحانیت کو سیراب کرنے کی خدمت میں ہیں۔ ہم حضرت میرزا صاحب کی زبردست شخصیت کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ آپ کے وجود سے ایک ایسی مزہبی اور مفید تحریک کی بنیاد پڑی۔ میرزا صاحب مرحوم ہندو مسلم اتحاد کے اولین محرکین میں سے تھے۔ اور اس حیثیت سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ حضرت مسیح۔ حضرت کرشن اور حضرت بابا نانک صاحب کے بروز تھے۔ سردار صاحب کے ان الفاظ کے بعد جناب امیر ایدہ اللہ نے سردار صاحب موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ درحقیقت آج کی تقریب ... ملک کی ایک نظیر ہے کہ ایک غیر مسلم ایک اسلامی مشنری کے عزم انگلستان پر اس سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ اور ہندو مسلم کو ایک ہی جگہ مدعو کر کے اپنی غیر متعصبانہ روش کا ثبوت دیتا ہے۔ ہم قرآن مجید کی تعلیم کی رو سے تمام مذاہب کو خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور تمام بزرگان دین کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ اور اسی کی ہم کو ہمارے امام حضرت مرزا صاحب نے تعلیم دی ہے۔

ہم سردار صاحب کے ان خیالات کا جو انہوں نے ہماری تحریک کے متعلق ظاہر کئے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی مسلمانوں کی توجہ کو بھی اس امر کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے لالہ لاجپت رائے بھی اس امر کا اظہار کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کو اشاعت اسلام کی سخت ضرورت ہے کیونکہ اس مذہب کے متعلق دنیا میں بہت غلط فہمیاں پڑی ہوئی ہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کے بعد بعض دوسرے اصحاب نے تقریریں کیں اور اخیر پر مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی۔ اے نے سردار صاحب موصوف کا شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ ختم ہوا۔

شام کے ۸½ بجے خان صاحب موصوف بمبئی میل میں سوار ہو کے روانہ ہو گئے۔ تمام اصحاب جماعت اسٹیشن پر موجود تھے۔

روانگی کے وقت پھولوں کی بارش کی گئی اور آپ کے گلے میں بھی پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔

خان صاحب موصوف کے والد بزرگوار نے روانگی کے وقت آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ جاؤ۔ میں تمہیں خدا کے حوالہ کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ تم نہایت نیک نیتی۔ ایمانداری اور اخلاص سے مستقل مزاج ہو کر کام کرو گے۔ اور خدا سے طالب امداد رہو گے۔

جنوبی ہند میں تبلیغ اسلام

(حافظ محمد حسن صاحب بی اے کے قلم سے)

پیارے ناظرین اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ عقائد جدیدہ محمودیہ کی وجہ سے ملک کے ہر حصہ اور ہر شہر میں سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے مقدس بانی حضرت میرزا صاحب کے متعلق سخت خطرناک غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے اشاعت اسلام جیسی مقدس اور مبارک تحریک کو بھی خدانخواستہ گزند پہنچنے کا احتمال ہو سکتا ہے مگر ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گا۔ اور میں اپنی ہر تحریر اور تقریر میں بھی یہی کہتا ہوں۔ کہ مزعومہ خلافت کے دار الضرب سے یہ جو نئے نئے سکے جاری ہو رہے ہیں اور جو بازار مذہب میں نبوت کی آب و تاب سے چمکنا چاہتے ہیں اور اپنی ملمع کاری اور تصنع سے حقیقی اور اصلی سکوں کو ماند کرنا چاہتے ہیں تو اسے جوہریان ادا شناس کو حقیقت اور نقل میں امتیاز کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور مخدوم مت جو کہ بیروزی نبوت کا نتیجہ ہے ہر جگہ مقبول اور منظور ہونے لگتی ہے ہماری جماعت کے اس طرح دو ٹکڑے ہو جانے سے متجسس طبیعتوں کو اصلیت معلوم کرنے کا شوق پیدا ہو رہا ہے اور ان کی حقیقت شناسی کا ذوق دن بدن بڑھ رہا ہے چنانچہ اسی پاک اور مقدس جذبہ سے متاثر ہو کر مدراس کے

چند معزز اصحاب ایک مرتبہ ہماری جماعت کے لائق اور قابل فخر نوجوان سیٹھ ملنگ احمد بادشاہ صاحب بی۔ اے کے پاس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اپنے معلومات بڑھانے کے لئے آتے رہتے۔ اور ان کو اس سلسلہ سے ایک خاص محبت اور انس پیدا ہو گیا۔

ہمارے یہاں آنے پر اُن کا شوق اور بھی بڑھ گیا۔ اور وہ ہمارے پاس لگاتار آنے لگے۔ اور حیات وفات مسیح پر ہم سے گفتگو کرنے لگے۔ آخر جاتے ہوتے خدا نے اُن کو انشراح صدر نصیب کیا۔ اور آج اتوار کے دن آٹھ صاحبان

احمد بادشاہ صاحب کے ہاں تشریف لائے۔ ہم مبلغین بمعہ بادشاہ صاحب اور اُن کے رفقاء موٹروں پر سوار ہو کر پلاورم جو کہ مدراس سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے سیر کے لئے چلے گئے۔ وہاں سب صاحبان کی استدعا پر ہمارے لائق اور قابل مبلغ حکیم مرہم عیسیٰ صاحب نے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ جس میں قرآن کریم اور احادیث اور اقوال بزرگان سے وفات مسیح کو ثابت کیا۔ پھر آنے والے مسیح کے متعلق جو احادیث میں پیشگوئیاں ہیں اُن کی تشریح فرمائی اور اس کے بعد حضرت صاحب کے دعاوی نہایت مدلل پیرایہ میں پیش کئے۔ دوران تقریر میں حاضرین اعتراض بھی کرتے جاتے تھے۔ جن کا جواب حکیم صاحب نہایت تسلی بخش دیتے تھے۔ ہمارے احمدی احباب بھی حکیم صاحب سے ان اعتراضوں کا جواب پوچھ لیتے تھے جو کہ ہمارے مولوی صاحبان سلسلہ ثانیہ احمدیہ کے متعلق کرتے رہتے ہیں

الغرض حکیم صاحب نے حضرت صاحب کے دعاوی کی اصلی کیفیت اور حقیقی ماہیت سے سب کو آگاہ کیا اور اُن تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جو کہ غیر احمدی مولویوں اور محمودی عالموں کی طرف سے حضرت میرزا صاحب کی ذات بابرکات کی طرف منسوب کی جاتی ہیں حکیم صاحب کا لیکچر تقریباً چھ گھنٹہ تک ہوتا رہا۔ اور حاضرین کمال مسرور ہوئے اور ان کے تمام شکوک رفع ہو گئے۔

چونکہ سب کے سب تجارت پیشہ تھے اور زمانہ کے نشیب و فراز سے اچھی طرح آگاہ تھے۔ اس لئے اُنکے دماغوں نے فوراً فیصلہ کر لیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب فی الواقع ایک مجدد تھے۔ جو اس صدی کے سر پر مسیح موعود اور مہدی مسعود بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں اور انہوں نے نہایت جوش۔ اخلاص۔ محبت اور جرأت سے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں بیعت نامہ تحریر کر دیا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو کر اشاعت اسلام کی تحریک کی تقویت کا باعث ہوئے۔ خدا ان سب بزرگواروں کو استقامت بخشے۔ اور اُن کے دلوں میں اسلام کی سچی ہمدردی اور اشاعت اسلام کی حقیقی تڑپ اور بھی زیادہ کرے۔ آمین!

حکیم صاحب کی تقریر کے بعد خاکسار نے مختصر الفاظ میں سورہ الم نشرح کی تفسیر کی۔ اور انشراح صدر کے ساتھ رفعت ذکر کا مژدہ سنایا۔ اور ان کی خدمت میں دنیاوی فراغت حاصل کر کے امور دینی کی طرف راغب ہونے کی درخواست کی۔ اس کے بعد جناب ملنگ احمد بادشاہ صاحب نے نہایت پُر زور مگر پُر اثر پیرایہ میں عیسائیت اور اسلام کی تعلیم کا مقابلہ کر کے ان سمجھایا کہ اصلی اسلام اپنی شان اور عظمت میں عیسائیت سے اتنا بلند ہے۔ کہ ان دونوں مذہبوں کا باہم مقابلہ ہی ایک مضحکہ خیز بات ہے مثال کے طور پر انہوں نے فرمایا۔ کہ عیسائی مائی حوا کو اس لئے ملزم گردانتے ہیں۔ کہ اُس نے شجر عقل سے ثمر کھا لیا تھا۔ اور اس لئے تمام نسل انسانی کو شریعت جو کہ بائیبل کے قول کے مطابق ایک لعنت ہے) کے بار گراں سے کے نیچے دبا دیا۔ حالانکہ ہمیں احسان فراموش نہ ہو کر حوا کا ممنون ہونا چاہئے تھا۔ کہ اُس کی وجہ سے آج ہم عقلمند کہلانے اور اسی وجہ سے خلعت اشرف المخلوقات پہننے کے مستحق ہوئے ہیں۔ تعلیم تثلیث کے خلاف اسلام کو دیکھئے کہ وہ آدم کو ایسے اعلیٰ قوائے اور قابلیت کا مالک پیش کرتا ہے کہ اس کی جبروت اور وقار کے سامنے ملائک کو سجدہ کرنا پڑا۔

اس کے بعد بادشاہ صاحب نے مسئلہ کفارہ کی اصلیت پر روشنی ڈالی اور ثابت کیا کہ اس عقیدہ یعنی یہ کہ گناہ فطرت نہیں ہے اور انسان مذہبی پیدا ہوتا ہے عیسائیوں کو مسئلہ کفارہ ایجاد کرنا پڑا۔ انہوں نے نہایت وضاحت سے بیان

کیا کہ بائیبل کی تعلیم کے مطابق حوا کے گناہ کی وجہ سے تمام نسل انسانی گنہگار اور بدمعاش ہو گئی۔ اس لئے خدا کا عدل سزا کا متقاضی ہوا۔ مگر صفت رحمت بھی ساتھ ہی جوش میں آ گئی۔ اور بائیبل کا خدا عدل اور رحم کے دو متضاد جذبوں کے ماتحت یک لخت اور یکساں طور پر اشتعال انگیز ہو جانے سے سخت گھبرا گیا اور اسکی پریشانی اتنی بڑھ گئی۔ کہ آخر اس کے اکلوتے بیٹے کو باپ کی اس حیثیت کذائی نے سخلا نہ بیٹھنے دیا۔ اور وہ بھاگا بھاگا سراسیمہ باپ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ ابا جان گھبرائیے نہیں۔ میں آپ کی مشکل کو ایک منٹ میں حل کر دیتا ہوں جس سے آپ عادل اور رحیم بھی رہ سکیں گے۔ چنانچہ اُس نے عدل کی تیز سنان کے سامنے اپنے لہو کو پیش کیا۔ اور رحم کے سامنے تمام نسل انسانی کو رکھ دیا چنانچہ وہ دنیا میں آیا اور صلیب پر چڑھ کر قربان ہو گیا۔

اب چونکہ عیسائیوں نے بدی کے لئے ایک قربانی تجویز کرنی تھی اس لئے خدا کے بیٹے کو بدی سے پاک ثابت کرنے کے لئے اسکو صرف ماں کا پیٹ عنایت کیا اور باپ کے نطفہ سے محروم رکھا۔ پھر صلیب پر چڑھانے کے بعد اسکو اسی طرح زندہ کر دیا جس طرح کہ وہ پہلے تھا گویا کہ یہ ایک کھیل تھی جو دنیا کے سامنے پیش کی گئی۔ اور صرف ایک مذاق تھا۔ جس کے بعد پھر شانت اور سخید گی اور متانت شروع ہو گئی۔ اسی تفنن کا نتیجہ ہے کہ لوگ آج عیسیٰ کو آسمان پر بٹھا رہے ہیں۔ الغرض عیسیٰ کی ولادت اور وفات

دونوں باتیں عجائبات کے رنگ میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ عیسیٰ کی خدائی ثابت ہو اور وہ پیدائشی بدی سے محفوظ سمجھا جائے۔ اور بدقسمتی سے مسلمانوں نے بھی ان عجائبات کے آگے برخلاف نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سر تسلیم خم کر دیا اور اس صلیبی فتنہ کو اپنے دلوں کے اندر مضبوط گاڑ دیا۔

اس کے بعد بادشاہ صاحب نے تمام اصحاب کو مبارکباد دی۔ کہ وہ اس دجل سے نجات حاصل کر چکے ہیں اور وقت کے مجدد کی پہچان کر چکے ہیں۔ اور اس بات پر خصوصاً زور دیا کہ اس صدی کے مجدد کا فرض اولین یہ تھا کہ وہ نام کے مسلمانوں کے دلوں سے صلیبی فتنہ کو نکالے اور پہلے اپنے بھائیوں کی اندرونی صلیب کو توڑے اور پھر عیسیٰ پرستوں کو راہ راست پر لائے۔ اس کے بعد انہوں نے دعا سے سلسلہ گفتگو کو ختم کیا۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے والے اصحاب کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:۔

نومبائعین

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۳۴) کریم بخش ولد بوٹا۔ سکنہ کوٹ سوہن پور ضلع گوجرانوالہ
(۳۵) رضیہ والدہ کریم بخش　〃　〃
(۳۶) نعمت زوجہ اللہ دتا۔　〃　〃
(۳۷) سوہنا ولد جیتا　〃　〃
(۳۸) بوٹا ولد سوہنا　〃　〃
(۳۹) نبی بخش ولد سوہنا　〃　〃
(۴۰) مولا بخش ولد سوہنا　〃　〃
(۴۱) مہندان دختر سوہنا　〃　〃
(۴۲) جیراں زوجہ نبی بخش　〃　〃
(۴۳) بھولاں زوجہ سوہنا　〃　〃
(۴۴) مہنداں زوجہ مولا بخش　〃　〃
(۴۵) ریشم بی بی دختر سوہنا　〃　〃
(۴۶) اللہ دتا ولد بانا　〃　〃
(۴۷) کرم بی بی بیوہ چاندی　〃　〃
(۴۸) لبو دختر چاندی　〃　〃
(۴۹) سجنی ولد شادی　〃　〃
(۵۰) مہنداں زوجہ سجنی　〃　〃
(۵۱) دولو ولد شادی　〃　〃
(۵۲) رضیہ زوجہ دولو　〃　〃
(۵۳) مہنداں زوجہ دولو　〃　〃
(۵۴) بلندا ولد منگر　〃　〃
(۵۵) علی محمد ولد بلندا　〃　〃
(۵۶) خدا بخش ولد نور دھا　〃　〃
(۵۷) اللہ دتا ولد بڈھا　〃　〃
(۵۸) طالع بی بی زوجہ بلندا　〃　〃

(۵۹) حسین بی بی زوجہ خدا بخش ،، ،،
(۶۰) جھنڈا ولد نگاہو ،، ،،
(۶۱) خیر دین ولد جھنڈا سکنہ کوٹ موہن پور ضلع گوجرانوالہ
(۶۲) کاکو ولد جھنڈا ،، ،، ،،
(۶۳) بیگم زوجہ خیر دین ،، ،، ،،
(۶۴) دولت بی بی زوجہ کاکو ،، ،، ،،
(۶۵) جیون ولد نگاہو ،، ،،
(۶۶) فضل ولد جیون ،، ،،
(۶۷) بیگم زوجہ فضل ،، ،،
(۶۸) سلطان بی بی بیوہ گھیٹا ،، ،،
(۶۹) جمعہ ولد پالا ،، ،،
(۷۰) خیراں بی بی زوجہ جمعہ ،، ،،
(۷۱) فتح دین ولد عبد اللہ ،، ،،
(۷۲) خیراں زوجہ فتح دین ،، ،،
(۷۳) جلال ولد عبد اللہ ،، ،،
(۷۴) جیواں زوجہ جلال ،، ،،
(۷۵) جانی ولد پالو ،، ،،
(۷۶) شیر محمد ولد بالی ،، ،،
(۷۷) حیات بی بی زوجہ جانی ،، ،،
(۷۸) شہاب دین ولد شادی ،، ،،
(۷۹) فتح بی بی بیوہ شادی ،، ،،
(۸۰) عمراں زوجہ شہاب دین ،، ،،
(۸۱) کرم دین ولد خسو ،، ،،
(۸۲) دینا ولد کرم دین ،، ،،
(۸۳) دو لتے زوجہ کرم دین ،، ،،
(۸۴) راجن زوجہ دینا ،، ،،
(۸۵) منال ولد قطبہ ،، ،،
(۸۶) سراج دین ولد منال ،، ،،
(۸۷) جلال دین ولد منہال ،، ،،
(۸۸) حسین بی بی زوجہ سراج دین ،، ،،
(۸۹) رضیہ زوجہ جلال دین ،، ،،
(۹۰) چراغ دین ولد سراج دین ،، ،،
(۹۱) نواب ولد منقا ،، ،،
(۹۲) خدا بخش ولد منقا ،، ،،
(۹۳) محمد دین ولد منقا ،، ،،
(۹۴) فضلاں زوجہ نواب ،،
(۹۵) بیگم زوجہ خدا بخش ،، ،،
(۹۶) خوشی محمد ولد ملندا ،، ،،
(۹۷) نیراں بیوہ نظام دین ،، ،،
(۹۸) رحیم بخش ولد سدھو ،، ،،
(۹۹) محمد دین ولد بوٹا ،، ،،
(۱۰۰) گوہراں زوجہ بوٹا ،، ،،
(۱۰۱) عمر ولد جھگو ،، ،،

اس کے علاوہ عرض ہے کہ دیگر دیہات میں بالواسطہ اور بعض حالات میں براہ راست تبلیغ جاری ہے۔ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد نیک نتائج کی صورت ظاہر ہوگی۔ ذیلدار ستراہ کا بھائی مجھ سے متفق ہوگیا ہے۔ جو بہت با اثر آدمی ہے۔ حضور کی دعائیں بھی داروں کو مضبوط چٹانوں پر قائم کر رہی ہیں۔ اس جگہ کا بہت مشہور مولوی مجھ سے بحث کر گیا ہے اس کا اثر یہاں کے لوگوں پر بہت اچھا ہوگیا ہے مفصل حال بعد عرض کر دوں گا۔
خاکسار عصمت اللہ از کوٹ موہن پور۔

شکریہ

ہم ملک عطاء اللہ خان صاحب نائب تحصیلدار جام پور ضلع ڈیرہ غازیخان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے توسیع اشاعت کی اپیل سے متاثر ہو کر ایک خریدار ایک سال کے لئے عنایت فرمایا ہے۔ اور آئندہ اور خریدار بھی دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ امید ہے کہ دوسرے ناظرین کرام بھی ملک صاحب ممدوح کی پیروی کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔
خاکسار
منیجر "پیغام صلح"

مراسلات

امام احمد حنبل اور فتنہ اعتزال

شریعت اسلام میں مجددین اور مصلحین یا مامورین کا سلسلہ اس لئے قائم ہے۔ تاکہ اسلام جو زندہ دین اور قرآن جو کامل کتاب ہے۔ اور جو باغ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا۔ اس باغ اسلام کو سرسبز تازہ اور شاداب رکھنے کے لئے مالی آتے ہیں اور اسکو خزاں کی پژمردگی سے بچا کر بہار کی تر و تازگی کی نشاط اس میں پہنچاتے رہیں۔ اور اس سے گرد و غبار دور کر کے اس کا اصلی۔ حقیقی اور خوش نما چہرہ لوگوں کو دکھاتے رہیں۔

تجدید اور اصلاح کے یہ معنے نہیں کہ نئی چیز پیش کی جاتی ہے۔ بلکہ چیز تو وہی بدستور قائم اور موجود ہوتی ہے مگر اس کے روح افزا چہرہ پر گرد و غبار کی آلودگی ہماری بد اعمالی سے چھپا جاتی ہے۔ اور بوجہ مرور اوقات اسی گرد و غبار آلودہ چہرہ کو ہم اصلی اور حقیقی خوش نما چہرہ تصور کرنے لگتے ہیں اس صورت میں ضرورت مصلح کی آمد کی محسوس ہوتی ہے۔ یہ تو اندرونی طور پر اقتضاء بعثت مجددین ہے۔ بیرونی طور پر غیر اقوام اور مذاہب کے افراد ہمارے مستعملہ اسلام کو دیکھکر جس کی بھیانک صورت نے اصلیت کو قریباً اپنے اندر چھپا دیا ہوتا ہے۔ اس پر معترض ہوتے ہیں۔ اور اس کے اصولوں پر بھی جرح و قدح کرتے ہیں۔ حتٰے کہ اسکو ناقص بلکہ جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایسی حالت میں بیرونی طور پر بھی اس مصلح کی ضرورت لاحق ہوتی ہے اور یہ امر کوئی بعید از عقل بات نہیں۔

جسمانیات میں ہم ہمیشہ اس کا نظارہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ ایک شخص بڑا اعلیٰ درجہ کا مکان سطلا اور منقش بناتا ہے اور اسکی خوبصورتی اور سجاوٹ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا یہانتک کہ جو شخص اسکے اندر داخل ہوتا ہے۔ اور اسکے سامان بناوٹ سجاوٹ نقش و نگار وغیرہ کو دیکھتا ہے تو محو حیرت رہ جاتا ہے۔ اور بیساختہ احسنت احسنت پکار اٹھتا ہے۔ اور اسکے مالک کی تعریف کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد مالک مکان فوت ہو جاتا ہے اور پھر مکان کس مپرسی کی حالت میں ہونے کی وجہ سے خراب و خستہ ہو جاتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کی اولاد صالح سے ایک شخص اٹھتا ہے۔ اور مکان کی سفیدی اور اسکے نقش و نگار اور سجاوٹ کا تہیہ کرتا ہے۔ جس سے وہ اپنی اصلی اور پہلی حالت پر عود کر آتا ہے۔ یہ تو جسمانیات میں سے ایک مثال ہے۔ پس اسی طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی باغ اسلام کی آبیاری اور شادابی و سرسبزی کے لئے روحانی بیٹے آتے رہیں تو یہ کوئی مستبعد امر نہیں۔ اصلی مکان یا باغ تو قائم ہے۔ صرف اس مالی کا کام یہ ہے کہ اس کو جھاڑ پھونک کر خس و خاشاک سے پاک کر دے تاکہ اس کا خوش نما چہرہ اپنی اصلی آب و تاب سے چمک اٹھے۔ اور تمام گرد و غبار اسکے چہرۂ زیبا سے دور ہو جائے۔ مگر یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ جس قسم کا فتنہ برپا ہوتا ہے۔ اندرونی ہو یا بیرونی مجدد اور امام و خلیفہ وقت بھی اسی حیثیت کا مبعوث ہوتا ہے۔ یعنی جو امراض لاحق ہوں اُن کا علاج بھی وہ حکیم اسی طرح کا کرتا ہے جو مناسب وقت اور مطابق مرض ہو۔ اور یہ بھی سنت اللہ ہے۔ کہ جب یہ وارث نبی اپنی عزیمت دعوت کا اعلان کرتا ہے۔ تو اس وقت کے ابناء دنیا اور علماء سوء۔ جو اخلدہ الی الارض کے مصداق ہوتے ہیں حضور امام کا مقابلہ کرتے ہیں اور اسکے کام میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ اور طرح طرح کی رکاوٹیں اس کی دعوت الی الحق میں ڈالتے رہتے ہیں۔ مگر اس مرد خدا کی استقامت اور استقلال میں ایک سر مو فرق واقع نہیں ہوتا اور یہی وہ چیز ہے۔ جو صاحب دعوت اور ان کے غیروں میں امتیاز قائم کرتی ہے فاصبر کما [illegible] صبر کما صبر اولوا العزم من الرسل۔ [illegible] ہمارے اس دور کے وارث نبی اور مصلح اور مجدد کو بھی وہی واقعات پیش آئے۔ جو اس کے سابقہ مجددین و مصلحین کو پیش آتے رہے۔ مگر ان کی استقامت اور استقلال اور [illegible] اور ان کا دعویٰ [illegible] اور رکاوٹوں سے سرمو فرق نہیں آیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اُس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

کیا ہمارے معزز دوست ابو الکلام آزاد۔ مرزا غلام احمد صاحب مجدد صدی چہاردہم کے وجود میں ان اصول مسلمہ ممیزہ کو بین طور پر موجود نہیں پاتے۔ ان کی زندگی اور عزیمہ دعوت کے واقعات تمام بہ محفوظ موجود ہیں۔ فمن شاء فلیرجع۔

واقعات امام احمد حنبل رح

(از قلم مولانا ابو الکلام آزاد)

تیسری صدی کے اوائل میں جب فتنہ اعتزال و تعمق فی الدین در بدعت مضلہ تکلم بالفلسفہ و انحراف از اعتصام بالسنہ نے سر اٹھایا۔ اور صرف ایک ہی نہیں بلکہ لگاتار تین عظیم الشان فرمانرواؤں یعنی مامون۔ معتصم۔ اور واثق باللہ کی شمشیر استبداد و قہر حکومت نے اس فتنہ کا ساتھ دیا حتےٰ کہ بقول علی ابن المدائنی۔ فتنہ ارتداد و منع زکوٰۃ (بعہد حضرت ابوبکر رض) کے بعد یہ دوسرا فتنہ عظیم تھا۔ جو اسلام کو پیش آیا۔ تو کیا اس وقت علماء امت اور ائمہ شریعت سے عالم اسلامی خالی ہو گیا تھا۔ خود تو گرد کیسے کیسے اساطین علم و فن اور اکابر فضل و کمال اس عہد میں موجود تھے۔ خود بغداد علماء اہل سنت و حدیث کا مرکز تھا۔ مگر سب دیکھنے کے دیکھتے ہی رہ گئے۔ اور عزیمہ دعوت اکمال مرتبہ وراثت نبوت و قیام حق و ہدایت فی الارض و الامتہ کا وہ جو ایک مخصوص مقام تھا صرف ایک ہی قائم لامر اللہ کے حصہ میں آیا۔ یعنی سید المجددین امام المصلحین حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

...... یہ وہ وقت تھا۔ کہ قیام سنت اور دین خالص کا قیامت تک کے لئے فیصلہ ہونے والا تھا۔ اور مامون اور معتصم کے جبر و قہر اور بشر مریسی اور قاضی ابن ابی داؤد جیسے جبابرہ معتزلہ کے تسلط و حکومت نے علماء حق کے لئے صرف دو ہی راستے باز رکھے تھے۔ یا اصحاب بدعت کے آگے سر جھکا دیں۔ اور مسئلہ خلق قرآن پر ایمان لا کر ہمیشہ کے لئے اس کی نظیر قائم کر دیں۔ کہ شریعت میں صرف اتنا ہی نہیں ہے۔ جو رسول اللہ بتلا گیا۔ بلکہ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کہا۔ اور کہا جا سکتا ہے۔ اور ہر ظن کو اس میں دخل ہے۔ ہر رائے اس پر قاضی اور امر ہے اور ہر خلیفہ اس کا مالک و حاکم ہے۔ یفعل ما یشاء و یختار۔ اور یا پھر قید خانہ میں رہنا ہر روز کوڑوں سے پیٹے جانا اور ایسے تہ خانوں میں بند ہو جانا۔ کہ لا یرون فیھا الشمس ابداً۔ کو قبول کر لیں۔

بہتیروں کے قدم تو ابتداء ہی میں لڑکھڑا گئے بعضوں نے ابتداء میں استقامت دکھلائی لیکن پھر ضعف و رخصت کے گوشہ میں پناہ گیر ہو گئے۔ عبد اللہ بن عمر القواریری اور حسن بن حماد۔ امام موصوف کے ساتھ ہی قید کئے گئے تھے۔ مگر شدائد و محن کی تاب نہ لا سکے اور اقرار کر کے چھوٹ گئے۔ بعضوں نے روپوشی اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ کہ کم از کم اپنا دامن تو بچالے جائیں۔ کوئی اس وقت کہتا تھا۔ لیس ھذا زمان حدیث انما ھذا زمان بکاء و تضرع و دعاء کدعاء الغریق کوئی کہتا۔ احفظوا السنتکم و عالجوا قلوبکم و خذوا ما تعرفون و دعوا ما تنکرون۔ کوئی کہتا۔ ھذا زمان السکوت و ملازمۃ البیوت۔

جبکہ تمام [illegible] کا یہ حال ہو رہا تھا۔ اور دین الخالص کے بقاء و قیام ایک عظیم الشان قربانی کا طلبگار تھا تو غور کرو کہ امام موصوف ہی تھے جن کو فاتح وسالار امت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے نہ تو دعاۃ فتن و بدعۃ کے آگے سر جھکایا۔ اور نہ روپوشی و خاموشی و کنارہ کشی اختیار کی۔ اور نہ صرف بند حجروں کے اندر کی دعاؤں اور رونا جانا ہی پر قناعت کی بلکہ دین خالص کے قیام کی راہ میں اپنے نفس و روح کو قربان کر دینے اور تمام خلعت امت کے لئے ثبات و استقامت علی السنت کی راہ کھول دینے کے لئے بحکم فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل۔ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کو قید کیا گیا۔ چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں ڈالی گئیں۔ اسی حالت میں بغداد سے طرطوس لے چلے اور [illegible] حکم دیا گیا کہ بلا کسی کی مدد کے خود [illegible] اونٹ پر سوار ہوں اور خود ہی اونٹ سے اتریں۔ بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے [illegible] اٹھتے تھے اور گر گر پڑتے تھے۔ عین رمضان [illegible]

جلد ۷ | چہارشنبہ مورخہ ۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۱۱ فروری سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۵۸

کلام الامام امام الکلام

در معرفت انسان کامل مظہر حق تعالیٰ

(گذشتہ سے پیوستہ)

زدست و بازوے آں مرد خدمتے آید
کہ سوختہ دل و جاں از پئے ہدیٰ باشد
کسیکہ دل زپئے خلق سود دش شب و روز
محقق است کہ او خادم الورٰی باشد
نہیب حادثہ بنیاد دیں زجا ببرد
اگر زملت ما ظل شان خدا باشد
ازیں بود کہ چو سال صدی تمام شود
برآید آنکہ بدیں نائب خدا باشد
رسید مژدہ زغیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدد ایں دین و رہنما باشد
لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد
عجب مدار اگر خلق سوئے ما بدوند
کہ ہر کجا کہ غنی مے بود گدا باشد
گلے کہ روئے خزاں را نگہے نخواہد دید
بباغ ماست اگر قسمتت رسا باشد
منم مسیح ببانگ بلند مے گویم
منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد
مقدر است کہ روزے بریں ادیم زمیں
ہزار ہا دل و جاں بر رہم فدا باشد
زمین مردہ ہمیں خواست عیسوی انفاس
زوعظ بے عملاں خود اثر کجا باشد
کشادہ اند در فضل گر کنول نائی
زنا رسائی بخت نارسا باشد

(باقی دارد)

ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

فی بر الوالدین

(۶) وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یجزی ولد والدہ الا ان یجدہ مملوکا فیشتریہ فیعتقہ اخرجہ مسلم وابو داؤد والترمذی۔ ترجمہ۔ ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کا حق خدمت اسی وقت ادا کر سکتا ہے جبکہ باپ کو کسی شخص کا غلام پائے۔ پھر اسکو خرید کر کے آزاد کر دے مسلم ابو داؤد۔ ترمذی اس کے راوی ہیں۔

(۷) وعن ابن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی الرب فی رضی الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد اخرجہ الترمذی مرفوعا وموقوفا وصحح وقفہ۔ ترجمہ۔ ابن عمرو ابن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی رضامندی والد کی رضامندی پر موقوف ہے اور خدا کی ناخوشی والد کی ناخوشی پر موقوف ہے۔ ترمذی نے اسکو مرفوع اور موقوف دونوں طرح روایت کیا ہے اور اسکے موقوف ہونے کو صحیح تسلیم کیا ہے۔

(۸) وعنہ قال استاذن رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجھاد فقال احی والدک قال نعم قال ففیھما فجاھد اخرجہ الخمسۃ وفی اخری لمسلم رحمہ اللہ ابایعک علی الھجرۃ والجھاد ابتغی الاجر من اللہ تعالیٰ قال فھل من والدیک احد حی قال نعم بل کلاھما حی قال فتبتغی الاجر من اللہ تعالیٰ قال نعم قال فارجع الی والدیک فاحسن صحبتھما وفی اخری لابی داؤد والنسائی ترکت ابوی یبکیان قال فارجع الیھما فاضحکھما کما ابکیتھما ولابی داؤد فی اخری عن ابی سعید ان رجلا من اھل الیمن ھاجر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ ھل لک احد بالیمن قال ابوای قال اذنا لک قال لا قال فارجع الیھما فاستاذنھما فان اذنا لک فجاھد والا فبرھما۔

ترجمہ ابن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تیرے والدین زندہ ہیں اس نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ انہیں میں جہاد کرو۔ پانچوں اسکے راوی ہیں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں اسطرح مذکور ہے۔ کہ میں آپ سے ہجرت اور جہاد میں بیعت کرنی چاہتا ہوں اور خدا سے ثواب چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے والدین سے کوئی زندہ ہے اس نے کہا کہ جی ہاں دونوں زندہ ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم خدا سے ثواب کے خواہاں ہو۔ اس نے کہا جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اچھا تم اپنے والدین کے پاس چلے جاؤ۔ اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ ابو داؤد اور نسائی نے ایک روایت میں اس طرح بیان کیا ہے کہ میں اپنے والدین کو روتا چھوڑ آیا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ انہیں کے پاس جا کر ان کو اتنا ہی ہنساؤ جس قدر تم نے ان کو رلایا ہے اور ابو داؤد کی ایک روایت میں جو ابو سعید سے مروی ہے اس طرح مذکور ہے کہ ایک شخص باشندہ یمن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہجرت کی تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا۔ کہ کیا تمہارا یمن میں کوئی ہے اس نے جواب دیا کہ میرے والدین ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ انہیں کے پاس جا کر ان سے اجازت چاہو۔ اگر وہ تم کو اجازت دے دیں تو تم جہاد کرو ورنہ انہیں کی خدمت کرتے رہو۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنے مشاغل علمیہ دینیہ میں مصروف ہیں۔ آپ نے حال میں ہی ایک تازہ ٹریکٹ مسئلہ خلافت پر زیب رقم فرمایا ہے۔ جو امید ہے کہ بہت جلد شائع ہو کر مفید خاص و عام ہو گا۔

ایک دو دن تک آپ بمبئی کی طرف تشریف لیجانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

از دفتر سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

ایک گاؤں کے لئے ایک مولوی کی ضرورت ہے۔

درخواستیں سکریٹری انجمن احمدیہ لاہور کے نام آنی چاہئیں۔

تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔

سید محمد حسین شاہ سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

یہ اخبار انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے ... ظفر اللہ صاحب پرنٹر نے ... محمدی سٹیم پریس لاہور ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ - چہارشنبہ مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۲۰ء نمبر ۵۸

ترقی جماعت کیلئے کوشش کرو

یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے کہ دنیا میں اسوقت محض احمدی جماعت ہی ہے جو ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر کے ارشاد واجب التعمیل کے ماتحت اشاعت وتبلیغ اسلام کے اہم اور مقدس فرض کا بار گران اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے۔ دنیا کے اس کونے سے اس کونے تک ایک نظر ڈالو۔ اور دیکھو کہ کیا تم کوئی اور جماعت نظر آتی ہے جس کا نصب العین یہ ہو جو ہماری جماعت کا ہے۔ دوسرے ممالک کا تو کیا ذکر خود اسلامی ممالک جہاں اسلام پیدا ہوا۔ پلا اور جوان ہو کر اطراف عالم میں پھیلا وہاں بھی کوئی ایسا نظام نظر نہیں آتا اور کسی ایسی تحریک کا پتہ نہیں چلتا۔

درحقیقت انحطاط اسلام کی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ ان کے اندر سے اعلائے کلمۃ اللہ کی تحریک مفقود ہو گئی۔ اور اشاعت وتبلیغ اسلام کی روح نکل گئی لیکن خدائے اسلام کا یہ کس قدر احسان ہے کہ اس نے اس زمانہ میں اپنا ایک ہادی مبعوث فرمایا۔ اور اس کے دل میں اشاعت اسلام کی تڑپ رکھدی اور ایسی تڑپ کہ اسکی تڑپ نے مسلمانوں کے ایک حصہ کو تڑپا دیا۔ اور [illegible] کے طعن وتشنیع سب وشتم - ظلم وجور کا تختہ مشق بننے کے اس کے ہمراہ ہو لئے اور اس خار دار جنگل میں اس کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ خدا کی رحمت ہو اس گروہ پر جس نے اس کی آواز پر کان دھرا۔ اسکی خدمات کو بنظر استحسان دیکھتے ہوئے اس سے عملی طور پر اظہار ہمدردی کیا۔ اس کے درد کو اپنا درد محسوس کیا۔ اور اس کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اس کے ساتھ ہو لئے وہ درد جو اس کے دل کو بے چین کئے ہوئے تھا وہی درد آج ان کو بھی بے چین کئے ہوئے ہے۔ ان کی زندگی کا مطلب اور اہم مقصد یہی ہے کہ کسی طرح سے وہ اس فرض کی سبکدوشی سے عہدہ برآ ہو سکیں جو اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک مامور کے ذریعہ سے ان کے سپرد کیا ہے خداوند تعالےٰ ان کی مساعی جمیلہ میں برکت ڈالے۔ اور ان کے مقاصد عالیہ میں کامیابی عطا فرمائے۔

لیکن جس امر کی طرف میں اس وقت جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے احمدی بھائی خوب واقف ہیں۔ کہ ہمارے سامنے کام کرنے کا میدان کس طرح وسیع ہے۔ دنیا کے کسی حصہ کو لے لو۔ کونسی جگہ ہے جہاں اسلام کے نورانی چہرہ دکھانے کی ضرورت نہیں۔ کونسا خطہ ہے جہاں اسلامی اصولوں کی تبلیغ کی حاجت نہیں۔ کیا تمہارے کام کا میدان محض یورپ تک ہی محدود ہے۔ کیا ایشیا کو تم سیراب کر چکے ہو۔ کیا امریکہ افریقہ کی پیاس بجھا چکے ہو۔ یقیناً جو کچھ تم نے اب تک کیا ہے وہ بہت قلیل ہے۔ اور نہایت قلیل ہے! اور اس کام کے مقابلہ میں جو تم نے ابھی کرنا ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

دنیا تشنگی سے تڑپ رہی ہے۔ وہ کسی روحانی چشمہ کی متلاشی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ کوئی اس کی دستگیری کرے اور اس چشمہ تک لے جائے۔ وہ خواہشمند ہے کہ [illegible] ان کے گھروں کو روشن کریں۔ اور [illegible] کا آفتاب ان کے سروں پر پوری شان وشوکت [illegible] آج اگر وہ اسلام میں داخل نہیں تو یہ محض ہماری سستی اور عدم فرض شناسی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ وہ تو اسلام کی دہلیز تک پہنچی ہوئی ہیں

ہاں اے احمدی قوم! تم مدعی ہو اشاعت اسلام کے! تمہیں دعوےٰ ہے کہ تم دنیا میں اسلام پھیلانے کے لئے منتخب کئے گئے ہو۔ لیکن ذرا اپنے حالات پر تو نظر ڈالو! کہ اب تک تم نے کیا کیا؟ تم میں سے کام کرنے والے کتنے آدمی نکلے؟ بتا سکتے ہو۔ محض چند جنکو انگلیوں پر بھی گننے کی ضرورت نہیں کیا یہ چند ساری دنیا کی پیاس بجھا دیں گے؟ کیا یہ چند ان ہزار ہا مشنریوں کے مقابلہ میں پورے اتر سکیں گے۔ جو دنیا کے چپہ چپہ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اور تمہارے دین سے لوگوں کو منحرف اور برگشتہ کرنے میں دن رات کوشاں ہیں کیا یہ چند آدمی پیدا کرکے تم اپنے فرض سے سبکدوش ہو بیٹھے ہو؟ غور کرو۔ اور جب یہ چند بھی تم میں سے رخصت ہو جائیں گے۔ تو پھر کیا ہوگا؟ کیا ان کی جگہ لینے والے تمہاری قوم میں موجود ہیں؟ آج سے ہی ان امور کا فکر کرو۔ تمہاری جماعت قلیل ہے اور جب جماعت قلیل ہو تو ظاہر ہے کہ ان میں سے کام کرنے والے بھی قلیل ہی نکلیں گے۔ پس ضرورت ہے کہ جماعت کی ترقی کی طرف خاص طور پر توجہ کرو۔ اور تمام ممکن وسائل سے لوگوں کو احمدیت کے صحیح مفہوم سے آگاہ کرکے خادمان ومجاہدان اسلام کی سلک میں منسلک کرنے کی کوشش کرو۔ دوسرے مسلمانوں پر امید نہ رکھو کہ وہ یہ کام کر سکیں گے۔ ہرگز نہیں! ان میں بارہا ایسی تحریکیں پیدا ہو کر مر گئیں۔ ان کی انجمنوں اور کانفرنسوں نے بارہا کروٹیں بدلیں لیکن اپنی جگہ سے جنبش نہ کی۔ جو کچھ کرنا ہے تمہیں نے کرنا ہے۔ یہ سعادت تمہارے لئے ہی مخصوص ہے۔ پس غافل مت ہو۔ اور فراغت سے مت بیٹھو! تمہاری ذمہ واری عظیم الشان ہے اور تمہارا کام نہایت اہم اور مشکل ہے۔ پس اس اہم اور مشکل کام کے لئے کمر ہمت باندھو!۔ جماعت کی ترقی سے اسلام کی ترقی وابستہ ہے۔ ترقی جماعت سے مجاہدین اسلام کی ترقی ہوگی۔ اور مجاہدین اسلام کی جدوجہد سے اسلام کے باغ میں بہار آ [illegible] انشاء اللہ العزیز۔

> بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
> بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرینگے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تمکو خبر ہونے تک

انہی کالموں میں ہم متعدد بار اپنے احباب کی توجہ اس طرف منعطف کر چکے ہیں کہ اخبار "پیغام صلح" بوجہ قلت خریداران ہمیشہ زیر بار رہتا ہے۔ عام مسلمانوں میں اسکی اشاعت اس لئے نہیں کہ یہ ایک خاص جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اپنی جماعت کا یہ حال ہے کہ بجائے اس کے کہ ہمارے احباب اسکو فرداً فرداً خریدیں محض ایک اخبار کا جو عموماً انجمن کے فنڈ سے خریدا جاتا ہے کافی سمجھ لیتے ہیں۔ اس سے اگرچہ ان کا مقصد تو حل ہو جاتا ہے لیکن اخبار کی مالی حالت پر اس کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ ہمارے احباب جانتے ہیں کہ ایک وہ دن تھا۔ جبکہ سلسلہ کے کئی ایک اخبار اور رسائل ان کو خریدنے پڑتے تھے۔ اور اس کے علاوہ بہت سے چندوں کی بھرمار بھی رہتی تھی۔ اور وہ سب کچھ کرتے تھے۔ لیکن آج یہ کیفیت ہے کہ محض ایک اخبار کا خریدنا بھی ان کو دوبھر ہو رہا ہے۔

اگرچہ ہم نہیں چاہتے۔ کہ بار بار اسکی خریداری پر زور دیکر آپ کو تکلیف دیں لیکن "پیغام صلح" آپ کی قوم کا آرگن ہے اور اسکی مالی حالت کا تسلی بخش ہونا نہایت ضروری ہے آجکل گرانی کا یہ عالم ہے کہ مطبع والوں نے نرخ دوگنے کر دیئے ہیں کاتبوں نے بھی پوری دگنی اجرت کر دی ہے۔ اور کاغذ کا نرخ تو تین چار پانچ گنا زیادہ ہو گیا ہے۔ بلکہ جنگ کے دنوں میں ایسی حالت نہیں تھی۔ جیسی اب ہے۔ پس ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ اگر زیادہ نہیں تو محض ایک ایک خریدار بہم پہنچا کر ہمیں مشکور فرمائیں۔

اسی سلسلہ میں ہم ملک عطاء اللہ خان صاحب اور خان صاحب غلام رسول خان صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہماری تحریک کے شروع کرنے پہ ہی ہمیں خریدار عنایت فرمائے۔ اور اور خریدار دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ احباب اگر ہمت سے کام لیں تو ہمیں امید ہے۔ کہ ایک ایک خریدار کا دینا چنداں مشکل نہیں امید ہے کہ ہماری عرض شرف قبولیت حاصل کرے گی ؛

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا؟

معزز ہمعصر کشمیری میگزین لاہور ۷ فروری ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ:-

"عزم و استقلال ہو۔ تو کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔ بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں ایک چھوٹا سا موضع ہے۔ وہاں احمدیہ جماعت کے تین آدمی جن کو کبھی گمان بھی نہ تھا۔ کہ ان میں کوئی کام کرنے کی طاقت ہے اور شائد وہ خود بھی اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھتے ہوں۔ آج سے ایک ماہ پیشتر ایک عہد کرتے ہیں کہ ہم ایک احمدیہ سکول کھولنے کے لئے بیس ہزار روپیہ جمع کریں گے۔ اب خبر ملی ہے۔ کہ ان ہرسہ اشخاص نے جو بالکل غریب ہیں۔ معمولی زمیندار ہیں۔ لیکن خلوص و استقلال کی وجہ سے ایک مخفی طاقت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ دس ہزار روپیہ جمع کر لیا ہے۔ اور باقی کے جمع کرنے کی فکر میں ہیں یہ واقعہ معمولی نظر سے دیکھنے کے قابل نہیں۔ اس کے اندر ان لوگوں خصوصاً مسلمانوں کے لئے بہت بڑا سبق ہے۔ جو ہر موقعہ پر یہ کہکر ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جاتے ہیں۔ کہ ہم غریب ہیں قلیل ہیں ہم کس طرح اور قوموں کا مقابلہ کر سکتے ہیں"

بغداد سے ایک آواز

آج کے پرچہ مراسلت میں ایک مراسلہ بعنوان "کیا عام مسلمان توحید پر قائم ہیں" کسی دوسری جگہ درج اخبار ہے یہ ایک مطبوعہ مراسلہ ہے۔ جو ہمیں جناب عبدالرحمٰن و حامد شفیع صاحبان صدر انجمن اسلام بغداد کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ اس مراسلت میں عراق عرب کے اندر مسلمانوں کی ایسی ناگفتہ بہ حالت کا رونا رویا ہے۔

جس کا رونا ہم بارہا رو چکے ہیں اور روتے رہتے ہیں مراسلہ نگاران موصوف لکھتے ہیں کہ مسلمان جن کے مذہب کی بنیادی اینٹ توحید پر رکھی گئی ہے عام طور پر شرک میں مبتلا ہیں۔ اور اسلامی توحید کو چھوڑ کر اور خدائے واحد کو ملجائی و ماوٰی و مامن بنانے کی بجائے گور پرستی اور پیر پرستی کی امراض مہلک میں گرفتار ہیں پیروں کو خدا مانتے ہیں اور ان سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں قبروں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور ان کو اپنا ملجائی وماویٰ مانتے ہیں۔ اور وہ روپیہ جو کہ مساکین و یتامےٰ اور دیگر مستحقین میں صرف ہونا چاہئے۔ پیروں کی بھینٹ چڑھایا جاتا ہے۔ تاکہ پیر خوش ہو کر مرید کے دامن مراد کو گوہر مقصود سے پر کر دے۔

مراسلہ کے اخیر پر صاحبان موصوف نے باغیرت مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ کیا اب وقت نہیں ہے کہ مسلمان تبلیغ واشاعت اسلام کے لئے کھڑے نہ ہو جائیں اور اپنے گمراہ بھائیوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش نہ کریں

جس دینی درد کو محسوس کرکے صاحبان موصوف نے یہ مراسلت شائع کی ہے اسکے لئے ہم ان کی ستائش کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور ان کی اس حمیت و غیرت اسلامی پر آفرین کہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اپنے سوئے ہوئے بھائیوں کو بیدار کرتے ہیں۔ کہ اب تو خواب غفلت چھوڑ دو۔ اٹھو۔ کمر ہمت باندھو۔ خویش و بیگانہ تم کو چیخ چیخ کر پکار رہے ہیں کہ تمہارا اسلام سخت معرض خطر میں ہے کیا اب بھی وقت نہیں کہ تم نشۂ غفلت کو چھوڑ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور اکناف عالم میں اسلام کی تعلیم کی اشاعت کرو۔ زمانہ تھپیڑے مار مار کر تم کو بیدار کر رہا ہے۔ اگر اب بھی نہیں اٹھو گے تو پھر صفحۂ ہستی پہ تمہارا قیام محال ہے ؛

نامۂ ووکنگ

مسز سروجنی نائیڈو کا مسجد ووکنگ میں اسلام پر ایک شاندار لیکچر

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

یوں تو ہر اتوار کو مسجد ووکنگ میں مولینا مولوی صدر الدین صاحب ایدہ اللہ کے شاندار اسلامی لیکچر ووکنگ اور ہر دو مجانب (لنڈن وغیرہ) کے بہت سے لوگوں کی کشش کا موجب ہوتے ہیں۔ لیکن ۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء کا دن بعض خصوصیات کے لحاظ سے ایک خاص شان رکھتا تھا۔

ہندوستان کی مشہور لیلائے علم مسز سروجنی نائیڈو کچھ دنوں سے انگلستان میں رونق افروز ہیں۔ مسز موصوفہ کی علمی قابلیت اور فصاحت بیانی سے ہندوستان میں کون ہے جو واقف نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ اسلام کے متعلق آپ کی پاکیزہ خیالی اور علانیہ اس کا اظہار اس سے بھی بڑھ کر لائق توصیف ہے اس پاکیزہ خیالی کا یہ نتیجہ ہے کہ ووکنگ کی اسلامی مسجد بھی آپ کے حسن بیان سے خالی نہ رہی مولینا مولوی صدر الدین صاحب نے چند دن ہوئے مسز موصوفہ کو دعوت دی تھی۔ کہ مسجد میں آکر یہاں کی پبلک کو اپنے خیالات سے مستفید کریں۔ موصوفہ نے اس دعوت کو بخوشی خاطر منظور کیا اور ۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء کو لنڈن سے ۱۱½ بجے یہاں پہنچ گئیں

لیکچر کا اعلان پیشتر سے ہو چکا ہوا تھا۔ اور ۳½ بجے (مقررہ وقت پر) جب مسز موصوفہ مسجد میں آئیں۔ تو وہ انگریز مرد اور خواتین سے بھرپور تھی۔ تاہم لوگوں کی آمد ختم نہ ہوئی اور دوران لیکچر میں بھی سلسلہ برابر جاری رہا یہاں تک کہ کوئی بھی جگہ باقی نہ رہنے کے باعث بعض کو یونہی واپس جانا پڑا مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے مسز موصوفہ کو حاضرین سے انٹروڈیوس کراتے ہوئے اس بات کو اسلام کی رواداری کا ایک نمایاں ثبوت قرار دیا۔ کہ ایک ہندو لیڈی اس قدر فراخدلی کے ساتھ اس کی تائید میں تقریر اور اس رواداری کا اعتراف کرنے کے لئے مسجد کے منبر پر کھڑی ہے۔

اس کے بعد مسز نائیڈو نے اپنے مخصوص طرز بیان اور دلربا لب و لہجہ میں اسلام کی دلکش خوبیوں کے متعلق فصاحت و بلاغت کے موتی بکھیرنے شروع کئے جن میں سے جس قدر چنے جا سکے آپ کے ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں پیش کئے دیتا ہوں۔

مسز نائیڈو کی تقریر

"دوستو! مولوی صدر الدین صاحب نے چند برجستہ الفاظ میں اسلام کے جن بنیادی اصولوں کا آپ کے سامنے ذکر کیا ہے۔ آج اس جگہ میری موجودگی ہی ان پاکیزہ اصولوں کا ایک سچا اور دلنشین ثبوت ہے۔ میرا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے۔ جسے عام الہامی مذاہب کے دائرہ سے خارج سمجھا جاتا ہے یعنی اس کی بنیاد کسی الہامی کتاب پر نہیں۔ (اس سے غالباً برہمو مذہب کی طرف اشارہ ہے۔ جس کی مسز موصوفہ پیرو ہیں) تاہم میں اپنے آپکو اس قابل پاتی ہوں کہ اس عالمگیر اخوت کا آپ کے سامنے اعتراف کروں جسکے نقش میرے قلب پر موجود ہیں۔ اور جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پاکیزہ اور شاندار کوششوں کا نتیجہ ہے۔ کس قدر اعلیٰ کامیابی اور خوبی کے ساتھ یہ کام آپ نے کیا۔ ہمارے اس زمانہ میں نہیں۔ بلکہ آج سے پورے تیرہ صد سال پیشتر۔ اسکا دلی اعتراف کئے بغیر میں نہیں رہ سکتی۔ کچھ دن ہوئے ایک کیتھولک کلیسا کی مقدس جماعت میں حاضر ہونے کا مجھے شرف حاصل ہوا۔ جہاں پلپٹ پر سے بعض دلربا دعاؤں کو میں نے سنا۔ میرا دل عالمگیر صلح و امن کے اس پرانے پیغام سے متاثر تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی عالمگیر ابوّت کے زیر سایہ عالمگیر اخوت انسانی کے رنگ میں دنیا کو صدیوں سے سنایا جا رہا ہے۔ "کرسمس کی شام" اس منحمل مزاج بچہ کا ایک معجزہ تھا۔ جو اللہ کی امامت اور رہنمائی سے نسل انسانی کے لئے اپنے زمانہ میں ایک نمونہ بن کر آیا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ایک انسانیت۔ ایثار رحم۔ [illegible] اور [illegible] اس کی شخصیت میں اس کے اندر جلوہگر

ہو۔ ایک وہ روز بچہ جس نے [illegible] صحرا نشین بدوؤں سے جنم لیا تھا۔ اس نے بھی دنیا کو اسی مخفی صداقت [illegible] بات پڑھایا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا اوتار ظاہر کیا۔ صدیوں پر صدیاں گزر گئیں۔ اور [illegible] ہم ایک اور بچہ کو دیکھتے ہیں جو عرب کے صحرا میں ایک بدوؤں کے درمیان پیدا ہوتا ہے جو جمہوریت زدہ دنیا کے سامنے بادشاہ کی عالمگیر توحید کا ناقابل تسخیر علم رکھتا اور ایک وسیع ترین اور قابل تقلید اخوت انسانی کا شاندار سبق زیادہ دلنشین پیرایہ میں دنیا کو دیتا ہے۔ اس نے عرب اور اس کے ذریعہ سے کل عالم کو یہ تلقین کی۔ کہ ہر ایک انسان پر اس کے دوسرے بھائی کے خاص حقوق ہیں۔ ورنہ اس کے بغیر عالمگیر اخوت انسانی کا خیال ایک توہم باطل سے بڑھ کر نہیں۔ اس نے بتایا۔ کہ ہر ایک انسان اپنے دوسرے بھائیوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وہی انہیں کے ساتھ زندگی بسر کرتا ترقی کے اعلیٰ ترین مدارج پر پہنچتا۔ اور انہیں کے ذریعہ تنزل کے گڑھے میں گرتا ہے۔ اس نے پوری طرح اس حقیقت کو ذہن نشین کیا۔ کہ تمام انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں۔ اور ان کی افراد کی آزادی کا راز اس حقیقت نفس الامر کے اندر مضمر ہے۔ کہ ہر ایک کو دوسرے انسانوں کی تائید اور نصرت کی پوری ضمانت حاصل ہے۔

. . . .

سکولوں کے اندر ہم نے بائیبل کے دس احکام کو پڑھا لیکن کیا صرف ان کو پڑھ دینا ہی ہمارے لئے کافی تھا؟ کیا ان مقدس احکام کی محض زبانی تلاوت ہی ہمارا سچی شاہراہ زندگی کا انتہائی نصب العین تھا؟ مجھے یہاں ہندوستان کا ایک مقدس انسان یاد آگیا جس نے اپنے ایک شاگرد کو حکم دیا۔ کہ وہ اس کے ساتھ گاؤں میں جا کر لوگوں کی تکالیف اور مصائب میں ان کی خدمت کرے۔ وہ شاگرد اُنکے ساتھ ہولیا۔ اور دن بدن اپنے گرو کی پیروی اور اطاعت میں بڑھتا چلا گیا۔ لیکن اپنے بیشتر وقت کے منہ سے اُن لوگوں کے متعلق کوئی [illegible] کلمہ اس نے کبھی نہ سنا۔ وہ کہنے لگا۔ مقدس باپ! کیا ان لوگوں کو کوئی کلمہ خیر نہیں کہیں گے؟ اس بزرگ نے جواب دیا۔ اے نادان بچے! زبانی نصیحت کی نسبت نمونہ اور کام کے اثر کا کیا تمہیں یقین نہیں؟ اگر میری زندگی اور میرا عملی نمونہ کوئی سبق نہیں دے سکتا۔ تو میرے الفاظ کا کیا اثر ان لوگوں پر ہو سکتا ہے!

بارہا مجھے اپنے ہموطنوں کے سامنے بولنے کا اتفاق ہوا ہے۔ امیر اور غریب۔ ادنیٰ اور اعلیٰ۔ عالم اور جاہل۔ سب ہی اکے سامنے میں نے تقریریں کی ہیں۔ اور محض زبانی باتیں بنا لینا کس قدر آسان ہے۔ اور یقیناً کس قدر مشکل ہے کہ انہی باتوں کو اپنی عملی زندگی میں نمایاں کرکے دکھایا جائے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس عالیشان اور عجیب و غریب صداقت کا پورا علم حاصل تھا۔ اس پاک انسان نے اپنے آپ کو معبودیت اور پرستش کا محل قرار نہیں دیا۔ اُسے انسان کی طاقت اور کمزوریوں کا پورا علم تھا۔ وہ ہمدردی نوع انسانوں کے اندر رہتا انکے ساتھ بولتا۔ انہی کے ساتھ چلتا پھرتا اور کام کرتا تھا۔ کیونکہ وہ خود بھی انسان تھا۔ اور انسانیت کی حدود سے بالاتر حیثیت رکھنے کا دعوےٰ اس نے کبھی نہیں کیا۔ اپنے رات دن کے عملی نمونہ سے اس مقدس انسان نے یہ شاندار سبق اپنے پیروؤں کو سکھایا کہ زبان سے وہ جو کچھ کہتا اور جس بات کی تلقین کرتا ہے اس پر اس کا خود بھی عمل پیرا ہونا ضروری اور اس کی حد امکان کے اندر ہے۔ وہ خدا ہو کر دنیا میں نہیں آیا۔ بلکہ انسان ہو کر اور انسانوں ہی کی طرح آیا ہے۔

وہ پاک انسان ایک نفرت سے بھرپور۔ بغض و تعصب سے مخمور اور جہالت سے معمور دنیا کی طرف آیا اور اس صحرا کے اندر جو اس کی پیدائش کا گہوارہ تھا۔ اس زبردست اور نہ مٹنے والی صداقت کا اس پر انکشاف ہوا۔ جو ربّ العٰلمین کے دو پاکیزہ الفاظ میں مضمر ہے۔ یعنے اس خدا کو آپ نے پیش کیا۔ جو تمام اقوام۔ تمام ممالک اور تمام مذاہب کا ایک ہی خدا ہے۔ اور یہ وہ عالی شان صداقت ہے جس کے پورے مفہوم سے دنیا کو سنا [illegible]

کرنے کے لئے یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اُسے اپنے اعمال کے ذریعہ سے کس طرح نمایاں کرکے دکھایا جائے اور توحید الٰہی کے قائل کل بنی نوع کے سچے اور وفادار بن جائیں یہاں اس سچی اور خالص جمہوریت کا وہ رنگ پایا جاتا ہے جو دینی اعلیٰ شان و شوکت کے لحاظ سے ہمارے زمانہ کی نام نہاد جمہوریتوں کی بے حقیقت اور قابل اعتراض اشکال سے کوسوں دور اور بدرجہا اولیٰ تر ہے۔ یہ وہ رنگ ہے جسکو اعلیٰ قرار دیا جا سکتا ہے اسکو نہ آپ کا مذہب (عیسائیت) پیدا کر سکا اور نہ ہی میرا مذہب ہے جو تاریخ عالم میں بہت قدیم اور پرانا ہے۔ اس کی تخلیق کا موجب ہوا۔ بلکہ وہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پاک مساعی کا نتیجہ ہے۔

میں نے کہا ہے۔ کہ عرب کے اس عظیم الشان انسان نے عملی جمہوریت کا سبق دنیا کو پڑھایا۔ اور خود اسے دنیا میں لا کر دکھایا پھر کیا یہ کوئی ایسی پیچیدہ اور فہم سے بالاتر بات ہے۔ جسکو لوگ سمجھ نہ سکتے ہوں؟ نہیں بلکہ اپنے نفیس ترین عالمگیر خیالات اور معقول تعلیمات کے لحاظ سے یہ ایک بالکل سادہ حقیقت ہے جو ایک جاہل شخص کو بھی آسانی کے ساتھ سمجھ آسکتی ہے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تمام مساعی اسی پاکیزہ اور عالمگیر صداقت کی عملی اشاعت پر صرف ہوئیں۔ جو کل بنی نوع کی باہمی اخوت قائم کرتی ہے۔ اور آخرکار اسی نے اُسے قائم کیا اور تکمیل تک پہنچایا۔ ہفتوں اور مہینوں تک وہ انسان کا سچا خیرخواہ پہاڑوں اور ریگستانوں کی تنہائی میں پھرتا رہتا۔ وہ پہاڑ کی کھوہ [illegible] غار میں گیان دھیان کے اندر مصروف رہتا۔ اور جس وقت وہ اوپر نظر اٹھا کر دیکھتا تو وہ آواز اُسے سنائی دیتی۔ کہ اُسٹھ اور جا کر ایک نئی دنیا بنا۔ جس میں کل نوع انسان ایک ہی سطح پر کھڑے ہو سکے۔

اسلام کی عالمگیر اخوت محض نام ہی کی اخوت نہیں بلکہ یہ ایک ایسی ذمہ داری ہے جس کا بار اُس نے عملی طور پر اپنے پیروؤں کے کندھوں پر ڈالا ہے۔ ہر سال مکہ کے اندر مسلم مرد اور عورتیں۔ بادشاہ اور فقیر۔ اعلیٰ اور ادنیٰ۔ ہندوستان۔ ایران۔ چین۔ روس کے برفستانوں اور افریقہ کے جنگلوں اور دنیا کے تمام کناروں سے آکر جمع ہوتے اور ایک ہی قبلہ کی طرف رخ کر لیتے ہیں۔ کیوں؟ تاکہ کچھ دنوں تک وہ ایک ہی لباس میں اکٹھے مل کر رہیں۔ اور یہی زبردست اور اصلی اور شاندار اخوت کا نمونہ دنیا کو دکھائیں جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انکے اندر پیدا کی ہے

اس کے بعد روزہ کو دیکھئے کیا پاک انسان کو اس کی فرضیت سے یہ بتانا مقصود تھا کہ اللہ تعالیٰ کو انسانوں کے بھوکا رہنے سے کوئی خاص خوشی ہوتی ہے؟ کیا اس طرح کی نفس کشی کسی کے باخدا ہونے کا کوئی معیار ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ آپ کی مراد روزہ کا حکم دینے اور خود رکھنے سے صرف یہ تھی کہ یہ ایک ایسا اثر ہے جس نے ان غریب انسانوں جو اپنی مفلسی کے سبب سے کچھ کھانے کو نہیں رکھتے۔ تکلیف کا احساس ہم تک ہے اور اُن کی امداد کی طرف رغبت اور توجہ ہوتی ہے یہ گویا جود و سخا کا ایک بیش بہا سبق ہے۔ جس پر کاربند ہو کر تم خود ہی رفعت کے بلند آسمانوں پر پہنچ سکتے ہو۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کا اس سے کچھ مقصود تھا

دوسرے تمام مذاہب خاص خاص زمانوں کے لحاظ سے حالات اور ضروریات کو پورا کرنے کے لئے آئے لیکن اسلام تمام زمانوں اور نسل انسانی کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پیدا ہوا۔ توحید الٰہی کی زبردست [illegible] پر اس نے انسانی برادری اور اخوت کی بنیاد رکھی۔ دوسرے مذاہب نے بھی توحید کو پیش کیا ہے لیکن کسی نے بتوں کی وساطت کو اس کے رستہ میں ایک روک بنا لیا کسی نے سورج اور چاند وغیرہ مظاہر قدرت کی عبادت کو اس قادر مطلق کی خوشنودی کا موجب سمجھا۔ کسی نے برہمن کسی نے پادری اور اور ایسے ہی انسانوں کو اس خدا تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیا۔ لیکن اسلام نے کوئی ایسا وسیلہ درمیان میں کھڑا کیا۔ نہ کبھی پامذیانہ [illegible] یا کسی اور ایسی چیز کو ذریعہ بنایا جو اس خالق اکبر تک پہنچنے میں مدد دے سکے۔ بلکہ تمام انسانوں کو خواہ کوئی کتنا ہی چھوٹے سے چھوٹا کیوں نہ ہو [illegible] اور اختیار میں یہ بات دے دی۔ کہ وہ خود اس ایک ہی خدا کے ساتھ براہ راست تعلق قائم کر سکے۔

اس نے بار ہا۔ تعالےٰ کے ساتھ شرف ہمکلامی حاصل کرنے کے لئے ہر انسان کو آپ اپنا معلم بننے اور اپنی رہنمائی کرنے کا اختیار اور طاقت بخشی ہے۔ کہتے ہیں ایک شخص خدا کی تلاش میں جنگلوں اور بیابانوں میں مارا مارا پھرتا تھا۔ لیکن خدا اسے نظر نہ آیا۔ آخر ایک خدا رسیدہ انسان نے اسے بتایا۔ اور کہا نا سمجھ متلاشی! تم نے اللہ تعالےٰ کو بالکل غلط جگہ پر تلاش کیا۔ وہ جنگلوں اور بیابانوں کے اندر نہیں بلکہ اس کا قیام تو تمہارے پُر از محبت اور مشتاق دل کے اندر ہے۔

یہ ہے اسلام کا خلاصہ اور اس کی تعلیم۔ اسلام میں کسی ایسے شخص کی کوئی گنجائش نہیں۔ اور نہ ضرورت ہے جو الہٰی انعامات اور افضال سے مستفید کرنے یا ان کا ٹھیکہ دار بن جانے کا منصب اپنے لئے سنبھال سکے۔ ہاں بیشک اس میں گنجائش ہے۔ اور بہت ... گنجائش اس آدمی کی ہے جو بنی نوع کی خدمت کے لئے کھڑا ہو جائے۔ خود اپنی پاکیزہ زندگی میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسی اصول کو اپنے سامنے رکھا۔ اور اسی پر کاربند ہونے کے لئے اپنے پیروؤں کو تیار کیا۔ اور اپنے عملی نمونہ سے دنیا کو یہ تلقین کی۔ کہ تم بھی میری طرح ہو جاؤ کیونکہ میں بھی تمہاری طرح انسانوں میں ایک انسان ہوں۔ اسی قسم کے عموم و ہموم ایسی ہی خوشی اور انبساط سے میں بھی بہرہ اندوز ہوں جس سے کہ تم کو دکھ یا لطف حاصل ہوتا ہے۔ ہاں میں تم ہی میں سے ایک ایسا انسان ہوں جس نے اللہ تعالےٰ کو اس قدر صفائی اور بصیرت کی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اسکے ذریعہ سے بنی نوع کی سچی محبت کی ہوا میں دنیا میں چلا سکتا ہوں۔

رواداری اس مذہب کا ایک اور عظیم الشان ستون ہے جس کی تعلیم دینے کے لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا میں آئے۔ عرب جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اولین پیرو تھے سلسلے پر حکمران ہوتے ہیں ہسپانیہ کے مسیحی ملک پر سات سو سال تک ان کا تسلط جما رہا۔ لیکن کسی خاص حالات کے ماتحت بھی انہوں نے اپنی رعایا کی آزادی میں دخل نہیں دیا۔ اور نہ انکی مذہبی آزادی کو غصب کرنا چاہا۔ عیسائیت کو انہوں نے خاص قدر و منزلت کی آنکھوں پر بٹھایا کیونکہ قرآن کریم کے احکام و ارشادات پر ان کا عمل تھا۔ اور یہ وہ کتاب ہے جس نے تمام دوسرے مذاہب کے متعلق کامل درجہ کی رواداری کا سبق دیا ہے۔ ہندوستان کے شاہان مغلیہ میں سے اکبر جیسا شہنشاہ جب تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوتا ہے۔ تو فتحپور میں خود اپنے محل کے اندر ایک نہایت خوبصورت ہال تعمیر کرتا ہے۔ اور ہر مذہب کے علماء اور پیروؤں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ آئیں اور اس کی حاضری میں اپنے اپنے مذہب کی صداقت اور عظمت پر تبادلہ خیالات کریں۔ ایسے ہی دیگر شاہان اسلام کی نظر میں تمام مختلف المذاہب رعایا اور تمام لوگ ایک ہی مساوات کا درجہ رکھتے تھے۔ اور اسی مساوات کو انہوں نے اپنا نصب العین بنائے رکھا۔

نسل انسانی کی بے غرضانہ خدمت ہی میں عالمگیر صلح و امن کا راز مضمر ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ایک فارسی شاعر نے کیا ہی خوبصورتی کے ساتھ اسی حقیقت نفس الامری کو بیان کیا اور یہ بتایا ہے کہ خودی کے جاتے رہنے میں ہی کل دنیا کا فائدہ ہے۔ اور یہی حصول مقصد کی سچی راہ ہے۔ اور دائمی صلح و امن اسی حد تک حاصل ہو سکتا ہے جہاں تک کہ تمام افراد مشترکہ فوائد کی خاطر ایک دوسرے کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ اس بات کو پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عالمگیر اخوت انسانی کی شکل میں پیش کیا۔ اور اس کے حصول اور تکمیل کی یہ ایک سیدھی راہ آپ کو دکھائی دی کہ ایک اللہ کو مانا جائے۔ جو سب کا خدا ہے۔ نہ اُسے کسی خاص شخص کی ذات کا لحاظ ہے۔ اور نہ کسی قوم یا رنگ اور ملک کی پاس۔ اس اخوت انسانی کو آپ نے اسلام کے ذریعہ سے تیرہ سو سال پیشتر لیکن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم کر دکھایا۔

مولٰینا مولوی صدر الدین صاحب کی اختتامی تقریر

مسز سوجی نائیڈو کی اس قابل قدر اور پُر جوش تقریر کے بعد جس کی فصاحت اور حسن بیانی پر بصیرت سے انگریز مرد و خواتین محو حیرت تھیں۔ مولٰینا مولوی صدر الدین صاحب کھڑے ہوئے اور آپ نے مسز موصوفہ کے ان خیالات پر اظہار تحسین اور اُن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے حاضرین کو ہندوستان کی ان بیا ضیوں اور شاندار قربانیوں کی طرف توجہ دلائی جو انہوں نے گذشتہ ہولناک جنگ میں اپنی عزیز ترین جانوں اور بیش بہا اموال کے ذریعہ سے کی ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ قربانی انہوں نے کوئی اپنے مذہب اور اپنی قوم کو بچانے یا اُنکے کسی فائدہ کے لئے نہیں کی۔ بلکہ محض انگلستان کو بچانا اور صفحہ ہستی سے اسے مٹنے نہ دینا ان قربانیوں کا اصل منشاء تھا۔ اور محض اسی ایک مقصد کو پیش نظر رکھکر انہوں نے وفاداری کی یہ شاندار مثال قائم کی۔ اور اپنے خون اور گاڑھے پسینہ کی کمائی کو اس بیدردی کے ساتھ بہایا کہ جس کی نظیر شاید ہی مل سکے۔ پھر کیا مشرق کے یہ عالیشان کارنامے رواداری اور وفادارانہ خدمات کی یہ بے نظیر مثال اہل انگلستان کو اس طرف متوجہ کرنے والی نہیں۔ یا کم از کم ان پر یہ اس بات کا واجبی حق قائم نہیں کرتی کہ وہ بھی ان کے مذہب اُنکے تمدن۔ اُن کی معاشرت اور اُنکے کل معاملات سے آگاہ ہونے کی کوشش کریں۔ ہم سات ہزار میل سے تمہارے لئے جانیں دینے آتے ہیں کیا تم یہاں بیٹھے ہوئے انکے معاملات سے واقفیت حاصل نہیں کر سکتے؟

کس قدر غلط فہمیاں ہیں جو اسلام کے متعلق آج اور تو اور خود انگریزوں کے دلوں میں موجزن ہیں اسلام جیسا مذہب جس نے جیسا کہ میری معزز بہن نے ابھی بتایا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی عالمگیر ابوت اور اسکی توحید کے زیر سایہ نہ صرف کل نسل انسانی کی اخوت ہی کو قائم کیا۔ بلکہ تمام مذاہب کے نبیوں اور پیشرووں کی عزت و عظمت کو ایک مسلمان کا لازمی شعار ٹھیرا دیا۔ اسکے متعلق یہ سمجھنا کس قدر خطرناک ہے۔ کہ وحشیانہ خیالات کو لیکر وہ دنیا میں آیا ہے۔

توحید الٰہی کا عقیدہ برحق اور صحیح نہیں ہو سکتا۔ جبتک کہ کل انبیائے کرام کی نبوت پر ایمان نہ لایا جائے اور یہی دو باتیں اسلام کی اصل بنیاد اور اصل الاصول ہیں۔

ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش ہرگز نہیں کرتے۔ نہ سوائے خدا کے کسی اور چیز کی عبادت ہمارا شعار ہے لیکن باوجود اس کے یہ کس قدر غلط خیال انگریزوں کے دلوں میں موجزن ہے۔ کہ ہم اس نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا معبود برحق سمجھتے اور اسکی عبادات بجا لاتے ہیں حالانکہ ایک مسلمان توحید الٰہی کے لئے جس قدر باغیرت ہے دنیا کی کوئی قوم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

پھر ہمیں زیادہ بیویاں کرنے والے سمجھا جاتا ہے یہ بھی قطعاً غلط اور بے بنیاد خیال ہے۔ ہندوستان میں شاید سینکڑوں میں دو تین ایسے گھر ہوتے ہونگے جہاں دو بیویاں ہوں۔ ورنہ عام طور پر ایک سے زیادہ کسی بھی گھر میں نہیں۔ وہ گھر جہاں شاذ و نادر طور پر دو بیویاں موجود ہیں وہاں بھی فطرت کے اس تقاضا کو پورا کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ جو انگلستان کے اندر بھی صاف طور پر نمایاں ہے۔ اس تقاضائے فطرت کو انگلستان کے اندر بھی پورا کیا جاتا ہے لیکن ناجائز طور پر۔ مسلمانوں میں جائز طریقہ سے اس پر عمل ہوتا ہے اور قانوناً اسے جائز ٹھیرایا گیا ہے اور اب تو جنگ نے اس ضرورت کو اس درجہ شدت پر پہنچا دیا ہے کہ جرمنی۔ فرانس اور انگلستان میں اسکی تائید میں آوازیں بھی اُٹھنے لگی ہیں۔

غرض ہمارے متعلق بہت سی غلط فہمیاں اور ناواقفیت آپ لوگوں پر مستولی ہے۔ جس سے ضروری ہے کہ آپ اپنے آپ کو باہر نکالیں۔ تاکہ ہمارے یہ تعلقات زیادہ مستحکم اور وفاداری پر مبنی ہو سکیں۔ یہ مسجد جس میں آپ ہیں۔ اس واقفیت کو پیدا کرنے اور تعلقات بڑھانے کا بہترین سامان ہے۔ ہر اتوار کو یہاں سے آپ اسلام کے متعلق بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں اور ان تعلقات کو بڑھانے کا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

آپ نے اسلام پر کچھ کتابیں لے جانے کے لئے حاضرین سے کہا جو اسی وقت ان میں تقسیم کی گئیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس سے بہترین فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خاکسار۔ دوست محمد از ووکنگ، انگلستان

اطلاع

خریداران خط و کتابت کرتے وقت اپنے چٹ خریداری کا نمبر ضرور دیا کریں

مینیجر اخبار

مراسلات

لُولُوءٌ والمرجان

خلافت اسلامی اور آیت استخلاف

(از قلم جناب میرزا انذر علی صاحب)

چند سال قبل ازیں پیغام صلح کے اوراق میں متعدد آرٹیکل مسئلہ خلافت پر میں نے لکھے تھے۔ جو قارئین کرام کے ملاحظہ سے گذر چکے ہیں۔ مگر افسوس جیسا کہ میرا ارادہ تھا۔ اس وقت میں اس تمام مضمون کو مکمل نہ کر سکا۔ آج پیغام صلح نمبر ۵۳ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کا مضمون پڑھکر میں نہایت ہی مسرور ہوا۔ الحمد للہ جن آمری تحقیقات تھی بالکل وہی خیال امیر المومنین کا ہے یہ بالکل صحیح نقل اور عقل ہر دو سے ثابت ہے۔ کہ امیر شام کے عہد سے جبکہ امام حسن علیہ السلام نے خلع از خلافت کر لیا تھا۔ خلافت دو حصوں پر تقسیم ہو گئی تھی۔ روحانی خلافت اور جسمانی یا دنیوی خلافت۔ اسی لئے اس وقت کی اصطلاح کے مطابق امیر شام کو خلیفہ کوئی نہیں کہتا تھا۔ بلکہ اسکو بادشاہ سے اہل تحقیق ملقب کرتے رہے ہیں۔ گویا اسلام میں پہلا بادشاہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھا۔ اور روحانی خلافت کے وارث مجددین رحمہم اللہ تھے۔

بیشک بنو امیہ اور بنو عباس کے بادشاہوں نے ایک خاص مصلحت کے ماتحت لفظ خلیفہ کا اپنے ناموں کے ساتھ استعمال کیا۔ مگر یہ لفظ اس وقت بادشاہ کے لفظ کا مترادف اور ہم معنے سمجھا جاتا تھا اور اہل حق نے کبھی ان کی خلافتوں کو خلافت علے منہاج النبوت کا مصداق نہیں سمجھا۔ یا اس خیال سے کہ حدیث اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش مشہور حدیث تھی۔ اسی کے ماتحت وہ اپنے آپکو خلیفہ قرار دیتے رہے۔

بیشک باوجود بادشاہ ہونے کے لفظ خلیفہ کا کثرت استعمال ان کے اسماء کے ہمراہ ہوتا رہا۔ جس نے اصلیت پر پردہ ڈال دیا۔ اور صحابہ میں جس حیثیت اور شکل سے یہ لفظ استعمال کیا جاتا تھا۔ وہ بہت مقدس حیثیت میں تھا۔ کیونکہ وہ روحانی خلافت پر بھی حاوی اور مشتمل تھا۔ مگر چونکہ من حیث اللغت لفظ میں خلف کے معنے بھی پائے جاتے تھے۔ یعنے جب ایک کے بعد دوسرا بادشاہ پہلے کا جانشین ہوتا تھا۔ اور دوسرے کو پہلے کا خلیفہ کہتے ہیں۔ اس لئے بھی اس لفظ کا استعمال ہر بادشاہ کے نام کے ساتھ ہوتا رہا۔ حتی کہ اسکی کثرت استعمال نے بادشاہ اور خلیفہ کے الفاظ میں کوئی مابہ الامتیاز قائم نہ رکھا۔ ولکن ان اصطلاح فی الواقعہ خلافت جمہوریت اور قومیت پر مشتمل تھی۔ مگر بنو امیہ کے استبداد نے اسکو شخصیت میں تبدیل کر دیا۔ الا حضرت عمر بن عبد العزیز کہ ان کی خلافت منہاج نبوت پر تھی۔ بعض کوتاہ علم لوگوں نے حب بنو امیہ کی حمایت میں علی مرتضےٰ علیہ السلام کی خلافت میں قدح کی۔ تو امام دار الہجرت حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے اثبات خلافت پر اس حدیث سے استدلال فرمایا جس میں لکھا ہے کہ خلافت تیس سال ہوگی، ان الخلافۃ ثلاثون سنۃ ثم یصیر ملکا عوضا۔ الخ

حضرات امامیہ اب تک معترض ہیں۔ کہ اگر اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش میں یزید اور مروان اور ان کی امثال کی خلافت موجود ہے۔ تو پناہ بخدا ایسی خلافت سے۔ اور کیا یزید اور مروان کی خلافت بھی آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ اور ان خلافتوں کے انکار پر ومن کفر بعد ذالک فاولئک هم الفاسقون کا فتویٰ لگ جاتا ہے۔ کلا وحاشا۔

متکلمین اہل سنت نے ان احادیث میں تطبیق بھی دی ہے۔ قلنا المراد ھنالک خلافۃ النبوۃ کما ورد فی بعض الروایات وھھنا الخلافۃ مطلقاً یعنی پہلی حدیث خلافت النبوۃ پر مشعر اور دوسری حدیث مطلقہ بادشاہی پر دال ہے۔

غرضیکہ خلافت کے لفظ کی تحقیر روز بروز ہوئی۔ یہاں تک کہ گدی نشینوں کے خلیفے بھی اپنے آپ کو آیت استخلاف کا مصداق سمجھنے لگے۔ میں نے خود رسالہ صوفی کے ایک نمبر میں دیکھا ہے کہ سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کی خلافت پر ایک شخص نے آیت استخلاف سے استدلال کیا تھا اور قادیان کے خلیفہ کا استدلال تو مشہور ہی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وہ احتیاط اور ان کی یہ تو ہین۔

ایک اور گروہ بھی ہے۔ جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی بادشاہ سمجھتا ہے اور انکی موجودگی میں حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو روحانی خلیفہ قرار دیتا ہے۔ شیعہ سب اور اہلسنت سے بعض کرام۔

شیعہ مجدد لکھتا ہے کہ:۔

ان علیاً متحد مع محمدؐ فی الحقیقۃ بسرۃ متصل بھذہ لو تیقنت ظھرت من روحانیۃ الوزارۃ اللطیفۃ رحجلہ اللہ فی ارض الامکان خلیفۃ وھذہ الولایۃ الالٰھیۃ المنعقدۃ عن حقیقۃ الملکوتیۃ ذاتیۃ من ذاتہ وصبغۃ اللہ فی ھویتہ لا تتخلف عنہ ولا تنفصل۔ وھو علیہ السلام عن المقام لا ینعزل الا منعزل دوقاء من الخلافۃ القاھرۃ فی مراتب التکوین شرایع ظاھرۃ .... ان ھذہ الخلافۃ فوق عالم الزمان وغیر محدودۃ دعاء الداھر والسرمد وکان علی خلیفۃ محمد قبل ان تذوب جوھرۃ الابداع والتکوین وادم بین الماء والطین ..... الخ

صفحہ ۱۲۲ کتاب الابرار۔

مجدد الف ثانی اپنے ایک مکتوب میں بتغیر الفاظ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں چنانچہ سلاسل اربعہ نقشبندیہ چشتیہ وغیرہ جو علم سلوک اور تصوف کی طرف منسوب ہیں۔ اس کا منتہی علی مرتضیٰ علیہ السلام کو قرار دیتے ہیں۔ جو بذریعہ علم سینہ اس کا فیض حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انہوں نے اخذ کیا تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام علوم باطنی وروحانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ اور حضرات شیخین ذوی النورین علوم ظاہری وترویج شرائع کے قائم کرنے والے اور سمجھانے والے تھے۔ اور ظاہری خلفاء بشکل شہنشاہ تھے۔ قال عمرؓ۔ لولا علیؓ لھلک عمرؓ انا مدینۃ العلم وعلیؓ بابھا۔ انا دار الحکمۃ وعلیؓ بابھا۔

میں ان توجیہات وتاویلات بعیدہ کو تسلیم نہیں کرتا۔ بیشک خلفاء اربعہ حتیٰ امام حسن علیہ السلام کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت تھی اور ضرور تھی۔ ترکی خلافت ہرگز آیت استخلاف کے ماتحت نہیں۔ البتہ مسلمان بادشاہ ہے۔ شاہ حجاز جدید۔ ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم واٰباؤکم ...... الخ کا مصداق حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے اس قول کے مشابہ ہے۔ جو انہوں نے امیر معاویہؓ کے گروہ مسلمین کے متعلق کہا تھا۔

اخواننا بغوا علینا۔

باقی ہماری رائے امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی رائے سے متفق ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

از دفتر سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

برادران!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وقت آں نیست کہ در خانہ نشینی بیکار

حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود مجدد دوران وامام دوران علیہ السلام تو آج سے تیس سال پہلے بار بار ہمیں متوجہ کرتے رہے کہ ہمیں اپنی قوم کی حفاظت کے لئے اپنے دین اسلام کے بچاؤ کے لئے اور اپنی اور اپنے عزیز واقربا کو ذلت اور مرنے سے بچانے کے لئے ضرورت ہے۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں اور خدمت دین کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

در انتظار نہ نشیند کہ چوں شد کارزار دانی
کہ از تا مید دیں سرچشمہ دولت شود پیدا

آپ تو بفضلہ الٰہی علم کی عینک سے جو کچھ واقعہ ہونے والا تھا۔ دیکھ رہے تھے۔ اور ان حالات کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ جو کہ ظاہری نظر والوں سے کوسوں دور تھے لیکن برادران وہ وقت اب آن پہنچا جس سے کہ ڈرایا جاتا تھا۔

مسلمانوں نے اس ناصح مشفق کی آواز سے غفلت اختیار کی تو اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ آج ہر سو مسلمانوں کو دھتکارا جارہا ہے۔ ضرورت ہے کہ بھائی اٹھیں اور خدمت اسلام میں لگ جائیں۔

ہماری انجمن کو مبلغوں کی ضرورت ہے۔ مبلغوں کے لئے روپیوں کی ضرورت ہے۔ ان کے خدمتگار اور چپڑاسیوں کی ضرورت ہے۔ ہر ایک طبقہ کے انسان ہوتے ہیں۔ ایک جو دل میں خدمت الٰہی کا جوش رکھتا ہے۔ وہ اپنے اپنے رنگ کا کام اپنے ذمہ لے سکتا ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ انجمن کو روپیہ کمانے کی خواہشمند لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔ انجمن صرف گزارہ دیتی ہے اس کے ساتھ دلی درد رکھنے والوں کے لئے وقت ہے کہ باہر نکلیں اور خدمت دین کے والنٹیر ہوں درخواستیں راقم کو فوراً آنی چاہئیں:۔

سید محمد حسین شاہ آنریری جنرل سکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

کیا عام مسلمان توحید پر قائم ہیں

ظہور اسلام سے پیشتر ہزار ہا انبیاء مختلف اوقات میں مختلف اقوام دنیا کی رہنمائی کے لئے مبعوث ہوئے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی قوم کو توحید کا سبق سکھایا۔ مگر افسوس کہ ان کے بعد جلد ہی ان کے پیروؤں نے اس اعلےٰ سبق کو بھلا دیا۔ اور ضلالت وگمراہی کے گڑھے میں گر گئے۔

بیشک ہر ہادی برحق نے توحید کا وعظ کیا مگر جس بلاغت وفصاحت ووضاحت سے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآن کریم نے توحید کا سبق دیا ہے۔ وہ درحقیقت انہی کا حصہ ہے۔ مگر ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ باوجود توحید کی ایسی کھلی کھلی اور سادہ تعلیم کے ہوتے بھی اکثر مسلمان ضلالت کا شکار رہ رہے ہیں قرآن کریم وہی ہے۔ اور رہیگا جو پہلے تھا۔ اور وہ اپنے طالب کو اب بھی ویسے ہی حقائق اور دقائق سے آگاہ کرتا ہے جیسا کہ پہلے کرتا تھا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ مسلمان ہی وہ نہیں رہے۔ جو پہلے تھے۔ قرآن کریم سے ناواقفیت ہی ان کی ضلالت کا باعث ہے۔ واللہ۔ اگر مسلمان قرآن کریم کی تعلیم پر غور کرتے تو آج جاہل مسلمانوں میں گور پرستی اور پیر پرستی اپنی منحوس شکل نہ دکھاتی۔ اور وہ ان شیاء کن رسوم سے ایسے ہی متنفر ہوتے۔ جیسے کہ ان کے اسلاف تھے ہاں اگر اس پر کوئی ہمارا بھائی یہ کہے کہ مسلمان گور پرست وپیر پرست نہیں ہیں۔ تو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ ہم مثال کے طور پر عراق عرب میں سکونت پذیر ہندوستانی مسلمانوں میں سے ان اشخاص کو پیش کرتے ہیں جو کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کی مزار مبارک واقعہ شہر بغداد کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور گدی نشینوں اور نام نہاد پیروں سے گنڈے تعویذ لیکر نذرانے گذارتے ہیں اور

ہر قسم کی مرادوں کے بر آنے کی ان سے توقع کرتے ہیں ہمیں اس کی تو ضرورت نہیں کہ ہم ان نام نہاد پیرزادوں کے اخلاق پر روشنی ڈالیں۔ کیونکہ ان کے پرستار بوقت پرستش یہ سب امور اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں جبکہ طوعاً وکرہاً انہی کی جیبیں، خانقاہیں بھاتی ہیں۔ تاہم ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ پیرزادگی کیا پیغمبر زادگی بھی بغیر اعمال صالح۔ کے بیکار ہے۔ اور اچھے عملوں کا ثواب بغیر نسب محمدؐ کے بھی بیشمار ہے۔

شاید اس پر کوئی پیر پرستی کا شیدا یہ کہے کہ ہم جو کچھ پیرزادوں کو دیتے ہیں وہ مرادوں کے بر آنے کی توقع کے خیال سے نہیں۔ بلکہ محض خیرات کے طور پر دیتے ہیں تو ہم ایسے عقل کے اندھے کو یہ جواب دیتے ہیں کہ اگر خیرات ہی دینا ہے تو بجائے ہٹے کٹے پیرزادوں کے غریبوں۔ محتاجوں۔ مسکینوں۔ اپاہجوں۔ اندھوں اور یتیموں کو کیوں انہیں دیتے۔

تبلیغ اسلام کے لئے چونکہ ہر مسلم ومسلمہ پر فرض ہے کیوں صرف نہیں کرتے۔ وہاں کیوں ایک پیسہ خرچ کرنے میں جان جاتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ پیرزادوں کو نذرانے اس لئے پیش کئے جاتے ہیں کہ ان کے وہم کے مطابق ان کی مرادیں بر لاویں۔

اب ہم ایسے پیر پرستوں اور گور پرستوں سے استفسار کرتے ہیں کہ ان کی ان مجنونانہ حرکات اور شرک میں کیا فرق ہے اور کیا یہی توحید ہے جو قرآن کریم انہیں سکھاتا ہے۔

او عیور مسلمانو! تمہاری غیرت کہاں گئی۔ تمہاری حمیت قومی کیا ہوئی۔ وہ توحید اکمل کا سبق جو تمہیں بارگاہ ایزدی سے سپرد ہوا تھا۔ کہ اکناف عالم تک پہنچایا جاوے۔ تم خود ہی اسکو بھلا رہے ہو وہ تبلیغ حق کا ولولہ جو تمہارے اسلاف کے دلوں میں تھا وہ اشاعت اسلام کا سودا جو ان کے سروں میں تھا۔ کیا ہوا۔ مسلمانو! خدا کے لئے خواب غفلت سے جاگو۔ اور آنکھیں کھولکر دیکھو کہ کس عمیق گڑھے کی تہ میں پڑے ہوئے ہو۔ وہ توحید کا سبق جو تمہیں دیا گیا تھا۔ اسکو یاد کرو۔ اور اطراف عالم میں پہنچانے کا فرض سرانجام دینے کے لئے کوشش کرو۔ والسلام

عبد الرحمٰن۔ حامد شفیع نو مسلم صدر انجمن اسلام بغداد۔

حالات سرحد

کالم کی پیش قدمی

کالم نے کل پھر پیش قدمی کی اور بیازار غدا کے میدان میں جو دیوا الوئی سے ڈھائی میل نیچے واقعہ ہے۔ خیمہ زن ہوا۔ دشمن نے سوائے نشانہ بازی کرنے کے اور کوئی مزاحمت نہیں کی۔

تعزیری کارروائی

اب کارروائی تعزیری شکل اختیار کر رہی ہے۔ اور قصبے مع برجوں کے تمام وکمال روزانہ برباد کئے جارہے ہیں۔ شین کوٹ وہ مقام ہے جہاں سے شاہ دولہ کی توپوں نے ہماری سپاہ پر گولہ باری کی تھی۔ دو دن گذرے اسے شعلوں کے سپرد کیا گیا۔ وہ غار جس میں توپیں رکھی گئی تھیں۔ اس بات کا اظہار بزبان حال کر رہی ہے۔ کہ اس پر ہمارے توپ خانے کے گولے پے در پے برستے رہے اور کہیں وہاں سے نہایت عجلت کی حالت میں دوسری جگہ پہنچایا گیا۔

قصبہ جنگی والا کی تباہی

یہ گاؤں بھی ان گاؤں میں سے ایک ہے جنکو پورے طور پر سزا دیگئی مگر ایک مکان کو دانستہ محفوظ رہنے دیا گیا جو سرکار انگریزی کے ایک سابق ملازم صوبیدار کی ملکیت ہے جو فرانس میں نہایت جانبازی سے لڑا تھا۔ اس فیاضی کا صوبیدار موصوف کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ وہ دوسری رات کو ہمارے کیمپ میں آیا۔ اور اس نے صدق دل سے کہا کہ میں گورنمنٹ انگریزی کے خلاف کارروائی نہ کرونگا۔

(حق مبلغین ۱۲ فروری)

تازہ ترین خبریں

نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی عزت افزائی

مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا گیا ہے کہ حضور ملک معظم نے ہیز ہائینس نواب سر احمد علی خان بہادر نواب مالیر کوٹلہ کو برٹش فوج میں آنریری لفٹنٹ کرنیل کے عہدہ پر ترقی عطا کی ہے۔

گورنر مدراس اور پریس ایکٹ

تمام اطلاع کے لئے اعلان کیا گیا ہے کہ حضور ملک معظم کے ۲۴ دسمبر کے فرمان میں مندرجہ عام معافی کے درحصے کے طور پر گورنر مدراس باجلاس کونسل نے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ سے سفارش کی ہے کہ وہ اس حکم پر جس کی رو سے اخبارات کے پبلشروں اور مطابع کے مالکوں کو زیر دفعات ۳ و ۲ پریس ایکٹ ۱۹۱۰ء ضمانت داخل کرنے کا حکم دیا گیا ہے دوبارہ غور کریں۔

پولشک افواج ولاڈی وسٹاک میں داخل ہوگئیں

واشنگٹن ۳ فروری۔ سائبیریا میں مقیم امریکن قائم مقام نے محکمہ جنگ کو مطلع کیا ہے کہ انقلاب پسند ولاڈی وسٹوک میں داخل ہو گئے ہیں اور اب شہر پر قابض ہیں وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ سائبیریا میں خانہ جنگی اور غیر ملکی مداخلت بند ہو جانی چاہئے تمام اتحادی افواج امن برقرار رکھ رہی ہیں۔

لنڈن ۴ فروری۔ ولاڈی وسٹوک سے ٹائمز کے نام موصول شدہ ایک تار مورخہ ۲۸ جنوری مظہر ہے کہ اس جگہ حالت نہایت ... اعلان کی گئی ہے جاپانی سٹیٹ بنک کی حفاظت کر رہے ہیں جس میں کہ کل ایک دلیرانہ چوری کی واردات ہوئی اور کئی لاکھ روبل چرائے گئے۔ خبر ملی ہے کہ بھاری جاپانی کمکی افواج آ رہی ہیں۔ سفارتی قائم مقام غیر ملکی باشندوں نے جو کل آبادی کا ۶۰ فیصدی ہیں اور جن میں ۲۰ ہزار چینی اور ۲ ہزار جاپانی شامل ہیں جان و مال کی حفاظت کے متعلق تدابیر اختیار کر رہے ہیں۔

پولینڈ سے صلح کی تجویز

وارسا ۴ فروری۔ ٹائمز کے نام ایک تار مظہر ہے۔ کہ پارلیمنٹ سوویٹ کی صلح کے متعلق ایک تجویز پر سنجیدہ طور پر غور کر رہی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پولش مدبروں کو برطانیہ کے منفی اور لاپرواہانہ رویہ سے بڑی مایوسی ہوئی ہے۔

جرمن مجرمان جنگ

پیرس ۳ فروری) ان جرمنوں کی فہرست میں جنکی حوالگی کا اتحادیوں نے مطالبہ کیا ہے۔ اور جو وان لرسنر کے حوالے کی گئی تھی۔ اصل تحریر ولی عہد جرمنی اور سابق قیصر کے کئی دیگر فرزندان کے نام ہیں۔ اور علاوہ ان اشخاص کے جن کے نام اس سے پیشتر ظاہر کئے جا چکے ہیں۔ اس فہرست میں بیتھمین ہالوگ۔ ہنڈن برگ۔ لڈنڈورف اور متعدد شاہزادوں اور دیگر خطاب یافتہ افسران کے نام شامل ہیں اس فہرست میں کل ناموں کی تعداد ۸۰۰ ہے اور بتلایا گیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص کے خلاف کیا کیا الزامات لگائے گئے ہیں یہ نام برطانیہ فرانس، اٹلی، بلجیم، رومانیا، جگوسلاویہ اور پولینڈ نے مہیا کئے ہیں۔

ہالینڈ کے نام نیا نوٹ

(پیرس ۴ فروری) اخبارات مظہر ہیں کہ سابق قیصر کی حوالگی کے متعلق اتحادیوں کا ہالینڈ کے نام نیا نوٹ بہت زبردست ہے۔ اس میں طرز عمل اور قانونی اصول کے متعلق ہالینڈ کی تمام دلائل کی تردید کی گئی ہے۔ اس میں ہالینڈ سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ انصاف کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنے کی ذمہ داری نہ لے۔

(پیرس ۴ فروری) اخبار پیٹیٹ جرنل مظہر ہے کہ سفیروں کی کونسل نے ایک نئی چٹھی کا مسودہ تیار کیا ہے۔ جس میں زبردست الفاظ میں قیصر کی حوالگی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ یہ چٹھی تمام اتحادی گورنمنٹوں کے اسے منظور کر لینے کے بعد ہالینڈ کے سامنے پیش کی جائیگی۔

وان لرسنر کو جواب

(لنڈن ۴ فروری) اخبار دی ہیرلڈ مظہر ہے کہ وان لرسنر کے نوٹ کا ایک جواب تیار کیا گیا ہے اور آج شام سفیروں کی کونسل اسے منظور کریگی۔ مزید براں یہ اظہار رہنمایانہ ہے۔ کہ معلوم ہوا ہے کہ برلن میں مقیم سفیر کو ہدایت کی جائیگی۔ کہ وہ اس نوٹ اور فہرست کو راہ راست جرمن گورنمنٹ کے حوالے کر دے اگرچہ نہایت باخبر حلقوں میں وان لرسنر کے مستعفی ہونے کے فعل کو بالکل ذاتی فعل خیال کیا جاتا ہے۔ نہایت اغلب معلوم ہوتا ہے کہ وان لرسنر نے اتحادیوں کا مطالبہ موصول کرنے سے پہلے اس امر کے متعلق برلن کے ساتھ مشورہ کیا تھا۔ کہ اسے کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔

بعض فرانسیسی حلقوں میں رائے ظاہر کی جاتی ہے کہ جرمنی اس سوال کی طاقت کو آزمائش کا سوال بنا رہی ہے اگرچہ اس واقعہ کو بڑی بھاری اہمیت دی جا رہی ہے

لنڈن ۴ فروری) اخبار ڈیلی میل کے نام موصول شدہ ایک تار مظہر ہے کہ کم از کم ایک عورت اتحادیوں کی مجرمان جنگ کی فہرست میں شامل ہے اس کا نام امبائی ... ہے۔ اس پر فرانسیسیوں کی طرف سے الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے فرانسیسی عورت کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا۔

آرمینیوں کے ہولناک مظالم

روسی سرکاری رپورٹ کا خلاصہ

(از کرنیل ٹوڈ کلیاف)

روسی افواج کی واپسی کے وقت آرمینیوں نے ایک انقلاب پسند کمیٹی موسومہ "آرمینی اتحاد فوجی" قائم کی۔ اسی زمانہ میں روسی کمانڈر نے ۴۰۰ ارمنی قلعہ سے روانہ کئے۔ جن میں سے بڑی تعداد تو فرار ہو گئی۔ اور باقی جو بچے وہ توپخانہ کی حفاظت کرنے کے ناقابل ثابت ہوئے۔

روسی افواج کی پسپائی کے وقت سے دو ماہ تک جبکہ وہ ... ان اضلاع پر قابض ہوئی۔ ایک غیر انتظامی کیفیت رہی۔ سپاہیوں کو قابو میں نہ رکھا جا سکا۔ جنہوں نے خودسری اختیار کر کے ہر طرف غارتگری شروع کر دی۔

کرنل ٹرکوم (جو کہ بلغاری ارمنی تھا) ارض روم کا کمانڈر مقرر کیا گیا تھا۔ جنوری ۱۹۱۸ء کے وسط میں ایک ارمنی دستہ کے چند سپاہیوں نے ارض روم کے ایک ممتاز مسلمان کو اس کے گھر کے اندر گھس کر قتل کر ڈالا اور اس کا تمام اسباب لوٹ لیا۔ روسی سپہ سالار اعظم اوڈی شلز نے دستہ کے کمانڈر کو بلا کر حکم دیا۔ کہ تین دن کے اندر اس ہولناک جرم کے ارتکاب کنندہ اشخاص کا پتہ لگایا جائے۔ انہوں نے ارمنی افسروں سے کہا کہ آرمینیوں کے لئے بہتری اسی میں ہے کہ وہ قاتلوں کا پتہ ملنے میں سہولت پیدا کریں۔ اور اگر ارمنی اس نوعیت کے مظالم کرنے سے باز نہ آئینگے تو میں مسلمان آبادی کو ہتھیار بانٹنے پر مجبور ہونگا۔ تاکہ وہ بھی اپنی حفاظت کر سکیں۔

روسی فوج کے جنرل اسٹاف نے آرمینیوں کو اطلاع دی کہ تمام جزائر حرب جو ان کو ارض روم یا دیگر مقامات سے دیئے گئے تھے۔ وہ روسی افواج کی عدم موجودگی میں ان کے تعہد میں عارضی طور پر دیئے گئے تھے۔ ارمنی ان ذخائر کے محض نگہدار ہیں۔ اور عند الطلب انہیں روسی افواج کو واپس کر دینا چاہئے۔

یہ اس وقت کا ذکر ہے۔ جبکہ ارزنجان میں ارمنی ہولناک وحشیانہ پن کے ساتھ غریب غیر مسلح اور بیکس مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے۔ لیکن جب ترکی افواج کی خبر آمد گرم ہوئی تو ارمنی سپاہی فوراً بھاگ گئے۔ اس رپورٹ کے مطابق جو سپہ سالار اعظم کی خدمت میں روسی افسروں نے اپنے چشم دید مشاہدات کی بنا پر مرتب کر کے پیش کی تھی۔ ارزنجان میں مسلمان شہید ہوئے۔

دوسرے مقامات میں آرمینیوں نے مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں تک کو قتل کر ڈالا۔

۲ فروری کو مجھے روسی کرنیل ... نے ... ارمنی ملیشا اور فوج نے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو کسی نامعلوم جگہ پر روانہ کر دیا ہے جب میں نے استفسار کیا تو آرمینیوں نے جواب دیا۔ کہ ہم نے سڑکوں کی برف صاف کرنے کے لئے ان مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لے لیا ہے میں اس جواب سے مطمئن ہو گیا لیکن اس کی صداقت آگے چل کر معلوم ہو گی۔

تین فروری کی شام کو میری رجمنٹ کے ایک افسر نے مجھے ٹیلیفون دیا کہ چند ارمنی سپاہیوں نے ۵ ترکوں کو گرفتار کر کے اپنی بارک کے گوشے میں بند کیا ہے اور ان کو نہایت بے رحمی کے ساتھ زدوکوب کر رہے ہیں وہ انہیں قتل کر ڈالیں گے۔

ایک روسی آفیسر نے ان بدنصیبوں کو بچانا چاہا۔ لیکن آرمینیوں نے اسے دھمکیاں دیکر خاموش کر دیا ہے اور اس کے مقابلہ میں ایک ارمنی افسر آرمینیوں کی حمایت کو کھڑا ہو گیا۔"

یہ سن کر تین روسی افسروں کے ساتھ میں فوراً موقعہ واردات پر پہنچا۔ راستہ میں مجھکو لفٹنٹ لسکالی (جنہوں نے ٹیلیفون دیا تھا) اور ارض روم کے لائڈ پر اسٹاف میں سے ... آرمینیوں نے گرفتار کر لیا تھا لفٹنٹ لسکالی نے کہا کہ ہم کو دونوں کو بارک میں داخل ہونے سے بزور شمشیر روکا۔ جب میں بارک کے قریب پہنچا۔ تو میں نے ۱۲ مسلمانوں کو دیکھا کہ نہایت دردناک حالتوں میں ارمنی بارکوں سے نکل کر بھاگے جا رہے تھے۔ میں نے انکو روکا لیکن بوجہ ناواقفیت زبان ترکی میں کوئی اطلاع نہ حاصل کر سکا۔ بارک میں پہنچ کر میں نے پوچھا کہ وہ ترک کہاں ہیں جن کو تم لوگ سڑک پر سے گرفتار کر لائے ہو؟ ارمنی سپاہیوں نے نہایت شد و مد کے ساتھ بارک میں کسی ترک کے موجود ہونے سے انکار کیا۔ جس پر میں نے خود تلاشی لینا شروع کر دی۔ اور بالآخر خفیہ خانہ کے ایک گوشہ میں میں نے ۷ مسلمانوں کو نہایت دردناک حالت میں دیکھا تحقیقات کرنے سے میں نے ۱۲ آرمینیوں کو ماخوذ کیا جو اس وحشیانہ حرکت کے سرغنہ تھے۔ مزید تفتیش کرنے پر مجھے یہ معلوم ہوا کہ ایک نامعلوم ارمنی نے ایک مسلمان کو اس کے مکان میں گولی سے مار دیا ہے۔

مجرمین میں خاص شخص کراکی ڈاف نامی سوار رجمنٹ کا ایک ارمنی افسر تھا۔ مسلمانوں پر مظالم کا محرک یہی شخص ہوا کرتا تھا۔ اور ارمنی سپاہیوں کے ساتھ یہ شخص مسلمانوں کے گھروں میں گھستا اور انہیں قتل کر کے تمام سامان لوٹ لیتا کراکی ڈاف اور اس کے رفقا سپہ سالار اعظم کے سامنے پیش کئے گئے۔ آرمینیوں نے اسی دن کچھ اور ترکوں کو قتل عام کیا۔ اور ترکی بازار اور ... کو لوٹ لیا۔ میں نے بذات خود ایک ارمنی کو جس نے میرے سامنے ایک مسلمان کو قتل کیا تھا گرفتار کر کے گورنر کے حوالہ کر دیا۔ ... ارض روم نے سپہ سالار اعظم کو مطلع کیا کہ ان مسلمانوں کی بڑی تعداد جو کھیتوں میں کام کرنے گئی تھی۔ اپنے مکانوں کو واپس نہیں آئی اور نہ ان کا کوئی سراغ ملتا ہے۔

ان واقعات کو دیکھ کر ہم لوگوں نے (روسی افسروں) سپہ سالار اعظم کی خدمت میں رپورٹ پیش کی۔ کہ ہم لوگوں کو ارض روم کے استحکامات چھوڑنے کی اجازت عطا فرمائی جائے۔

جلد ۷ | [illegible] المسیح لاہور یکشنبہ مورخہ ۲۳ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۲۰ء | نمبر ۵۹

کلامُ الامامِ امامُ الکلام

در معرفتِ انسانِ کامل مظہرِ حق تعالےٰ

(گزشتہ سے پیوستہ)

بہرزہ طالبِ آں مہدی و مسیح مباش
کہ کارِ شاں ہمہ خونریزی و وغا باشد
عزیزِ من رہِ تائیدِ دیں دگر راہیست
نہ اینکہ تیغ براری اگر ابا باشد
چہ حاجت است کہ تیغ از برائے دیں بکشی
نہ دیں بود کہ بہ خونریزیش بقا باشد
چو دیں مدلّل و معقول و با ضیا باشد
کدام دل کہ از اں مذہبش ابا باشد
چو دیں درست بود خنجرے نمے باید
کہ زورِ قولِ موجہ عجب نما باشد
تو از سرائے طبیعت بیا مدی بیروں
ازیں ہمہ ہوس است جبر با جفا باشد
ز جبر حجتِ حق بر جہاں نیاید راست
برو دلیل بدہ گر خرد ترا باشد
ز جبر کوکبۂ صدق را شکست آید
ازیں بود کہ رہِ جبر ہا خطا باشد
بہوش باش کہ جبر است خود دلیلِ گریز
تسلیٔ دلِ مردم ازیں کجا باشد
مرا بکفر کنی متہم ازیں گفتار
کہ کفر نزدِ تو ابرار را سزا باشد
نگر چہ جائے عجب گر تو ایں چنیں گوئی
کہ ہر کہ بے ہنر افتاد و ژاژخا باشد
بگو ہر آنچہ بگوئی چہ خود نمیدانی
کہ سالکانِ روش را چہ اجتنا باشد

(باقی دارد)

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

فی برّ الوالدین

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۹) وعن معاویۃ بن جاھمۃ ان جاھمۃ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ اردت ان اغزو وقد جئت استشیرک فقال ھل لک من امّ قال نعم قال فالزمھا فانّ الجنّۃ عند رجلیھا اخرجہ النسائی - ترجمہ معاویہ بن جاہمہ سے روایت ہے کہ جاہمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا ارادہ ہے کہ میں جہاد کروں۔ اور میں آپ کی خدمت میں مشورہ کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ تمہاری ماں زندہ ہے انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ ہمیشہ انہیں کی خدمت میں حاضر رہا کرو۔ اس لئے کہ جنت انہیں کے قدموں کے پاس ہے۔ نسائی اس کے راوی ہیں۔

(۱۰) وعن ابن عمرؓ قال کانت تحتی امرأۃ احبّھا وکان عمرؓ یکرھھا فقال لی طلّقھا فابیت فاتی عمرؓ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذالک لہٗ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلّقھا اخرجہ ابو داؤد والترمذی وصحّحہٗ - ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک عورت تھی جس کو میں بہت چاہتا تھا۔ اور حضرت عمرؓ اس کو برا سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم اسکو طلاق دے دو۔ میں نے طلاق دینے سے انکار کیا حضرت عمرؓ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچکر یہ تمام واقعہ بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم اسکو طلاق دیدو ابو داؤد اور ترمذی اس کے راوی ہیں۔

(۱۱) وعن ابی الدرداء قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الوالد اوسط ابواب الجنّۃ فان شئت فاضع ذالک الباب اواحفظہ اخرجہ الترمذی وصحّحہٗ۔ ترجمہ ابو درداء سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ کہ والد جنت کے دروازوں کا درمیانی دروازہ ہے۔ اب چاہو تم اس دروازہ کو ضائع کردو۔ یا اسکو محفوظ رکھو۔ ترمذی اس کے راوی ہیں اور اسکو صحیح تسلیم کیا ہے۔

(۱۲) وعن بریدۃ انّ امرأۃ قالت یا رسول اللہ انی تصدّقت علی امی بجاریۃ وانّھا ماتت قال وجب اجرک وردّھا علیک المیراث وقالت انّہ کان علیھا صوم شھر افاصوم عنھا قال صومی ع[illegible] انّھا لم تحج افاحج عنھا اخرجہ [illegible] ابو داؤد والترمذی - ترجمہ بریدہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ میں نے اپنی ماں کو ایک لونڈی بخشی تھی۔ اور اب میری ماں مرگئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے ثواب تو ضرور ملیگا۔ اور میراث کے حکم سے وہ لونڈی پھر تیری ہوگئی۔ پھر اس نے کہا کہ میری ماں پر ایک مہینے کے روزے رکھنے باقی تھے۔ تو کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھدوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اسکی طرف سے روزے رکھو۔ پھر اس نے کہا کہ اس نے حج نہیں کیا تھا تو کیا میں اسکی طرف سے حج کروں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے حج کرو۔ مسلم ابو داؤد ترمذی اس کے راوی ہیں۔

(۱۳) وعن اسماء بنت ابی بکر قالت قدمت علیّ امی وھی مشرکۃ فاستفتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت قدمت علیّ امی وھی راغبۃ افاصل امی قال نعم صلی امّک اخرجہ الشیخان وابو داؤد۔ ترجمہ اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ میری والدہ میرے پاس آئیں۔ اور وہ مشرکہ تھیں۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری ماں میرے پاس آئی تھیں اور وہ اسلام کی طرف راغب ہیں کیا میں ان کے ساتھ جوڑوں۔ آپ نے فرمایا کہ ضرور اپنی ماں کے ساتھ ناتا جوڑو۔ شیخین اور ابو داؤد اس کے راوی ہیں۔

اخبار احمدیہ

مومن حسین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بمبئی بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی۔ اے۔ آج ۱۲۔ فروری ۱۹۲۰ء کو بمبئی سے لائیڈ جہاز میں سوار ہو کر روانہ انگلستان ہوگئے۔ فی امان اللہ۔

جناب صاحبزادہ اسد ملوک صاحب خلف الرشید خان بہادر جناب خیر محمد خان صاحب رئیس وزیران ہاتھی خیل بذریعہ تحریر حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب موصوف کو خداوند کریم استقامت عطا فرمائے آپ نے جناب عبدالہادی صاحب (بازار نوں بیرا خان بہادر موصوف) کی وساطت سے خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ [illegible] اپنی [illegible] دعا کریں جو انکے لئے زندگی میں [illegible] کام دیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغامِ صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۱۵ فروری سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۵۹

حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب

(وہ تقریر جو میر مدثر شاہ صاحب نے سالانہ جلسہ پر مورخہ ۲۵ - دسمبر ۱۹۱۹ء کو فرمائی)

میرے مضمون کا عنوان "حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب" ہے - اس کو بیان کرنے سے پہلے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ فریق ثانی کے مذہب سے آپ کو آگاہ کروں تاکہ آپ کو علم ہو جائے - کہ ہم میں سے کون سا فریق حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد کی اشاعت کرتا ہے اور کون فریق منحرف ہو گیا ہے۔

اصل جھگڑا تو امر نبوۃ کے متعلق ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا اور ہمارا یہ عقیدہ ہے - کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوۃ اور وحی نبوۃ کا سلسلہ مسدود اور منقطع ہے - صرف ولایت - مجددیت اور امامت اور وحی ولایت کا دروازہ کھلا ہے - جو ایک جزوی نبوت ہے۔

فریق ثانی کہتا ہے کہ نہیں بلکہ نبوت اور وحی نبوت کا دروازہ کھلا ہے - فرق صرف یہ ہے - کہ پہلے نبوت براہِ راست ملتی تھی - مگر اب وہی نبوت آنحضرت صلعم کی کامل تابعداری سے ملتی ہے - اور بلحاظ نفس نبوت کوئی فرق نہیں - صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریق میں فرق ہے اور نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

چنانچہ میاں صاحب لکھتے ہیں

(۱) "پس یہ بات بالکل روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے - براہ راست نہیں مل سکتی۔" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۲۸)

(۲) "آنحضرت صلعم کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلعم نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا - اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کر دیا - اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آنحضرت صلعم رحمۃ للعالمین ثابت ہوتے ہیں - یا اسکے خلاف - نعوذ باللہ من ذالک - اگر اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے تو اسکے یہ معنے ہونگے - کہ آپ نعوذ باللہ دنیا کے لئے ایک عذاب کے طور پر آئے تھے - اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے - وہ لعنتی اور مردود ہے۔" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۸۷)

پھر لکھتے ہیں کہ :-

"ورنہ ایک نبی تو کیا - میں کہتا ہوں - کہ ہزاروں نبی ہوں گے" (انوار خلافت صفحہ ۶۲)

اب ان کے مریدوں کا حال سنئے۔

حال ہی میں ایک ٹریکٹ میاں صاحب کے ایک مشہور مرید کی طرف سے شائع ہوا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ "نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم اور منقطع سمجھنا فرعونی اعتقاد ہے یعنے آل فرعون کہتے تھے - کہ نبوت منقطع اور بند ہے اور مسلمانوں نے بھی ان کی تقلید کر کے یہ عقیدہ غلط بنا لیا ہے - دیکھو رسالہ موسومہ "القاضی چیلنج سو روپیہ کا"

چنانچہ میں اب اس رسالہ سے اصل عبارتیں حرف بحرف آپ صاحبان کو سناتا ہوں۔

"پس آپ لوگوں نے نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی و تعلیم کو غور سے سنا اور نہ منصفانہ رنگ میں بغض و حسد کو دور کر کے غور کی - بلکہ بلا سوچے سمجھے دعوتِ حقہ کو رد کر دیا - اور وہ بھی صرف اپنے ایک باطل عقیدہ اور خیالات کی بناء پر جو محض خود ساختہ ہے۔

(۱) سیدنا حضرت محمد خاتم النبیین صلعم کے بعد باب رسالت تا ابد مسدود ہے۔

(۲) اور حضرت جبرائیلؑ کا نزول بوحی اللہ بعد تا قیامت منقطع ہے - اور آپ اپنی قوم اور آل فرعون کے عقیدہ کی اتباع کی اور اپنے آپ کو اہل حق خیال کیا۔"

(چیلنج القاضی سو روپیہ انگریزی صفحہ ۶)

"قرآن حمید سے معلوم ہوتا ہے کہ آل فرعون نے حضرت موسیٰ کے زمانہ میں یہ عقیدہ بنا لیا تھا - کہ بلحاظ نبوت حضرت یوسف علیہ السلام پر تا ابد مسدود ہے اور آپ کے بعد کوئی مدعی نبوت صادق نہیں ہو سکتا - اور وہ کہا کرتے تھے کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۝ (سورہ المومن) اور اس طرح انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو مدعی کاذب قرار دیا - اور آل فرعون کے رجل مومن نے ان کو ملامت کی - مگر آج جب آپ لوگوں نے بعینہٖ یہ عقیدہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے بعد اختیار کر لیا ہے - آپ از روئے قرآن کریم کیونکر مومن ہو سکتے ہیں" (ٹریکٹ مذکور صفحہ ۱۱)

گویا جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت منقطع ہے وہ میاں صاحب کے عقیدہ کے بموجب لعنتی اور مردود ہے - اور ان کے مریدوں کے نزدیک یہ عقیدہ آل فرعون کا ہے۔

لیکن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں سے ثابت کرنا چاہتا ہوں - کہ آپ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوۃ کا منقطع ہو جانا تسلیم کرتے تھے - اور آپ کے بعد کسی کے دعوے نبوت کو کفر اور الحاد بیان کرتے تھے - چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ :-

"واما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع الکمالات الوحی فقد امنا بانقطاعھا من یوم نزل فیہ .... وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" (توضیح مرام صفحہ ۱۰)

اب دیکھو اگر نبوت کا قطع ہونا فرعونی اور لعنتی اور مردود اعتقاد ہے - تو اس فرعونی اعتقاد کو حضرت مسیح موعودؑ نے کیوں پیش کیا - نعوذ باللہ فرعونی لوگ اور حضرت مسیح موعود ہم مذہب ہو گئے - اس جگہ ہم ایک اور وہم کا ازالہ بھی کرنا چاہتے ہیں - کہ میاں صاحب اور ان کے مرید کہا کرتے ہیں کہ اس جگہ نبوت تامہ سے مراد تشریعی نبوت ہے - یعنی تشریعی نبوت منقطع ہو گئی ہے - مگر غیر تشریعی نبوۃ جاری ہے - لیکن یہ لوگ تصویر کے ایک پہلو کو لیتے ہیں - اور دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے - اس عبارت کے ساتھ ہی حضرت صاحب نے نبوت تامہ کی نسبت فیصلہ دیدیا ہے - کہ نبوت تامہ سے مراد تشریعی نبوت ہے - مگر جو شریعت نہ لائے وہ محدث ہوتا ہے - نہ کہ نبی - چنانچہ حضرت صاحب فرماتے ہیں :-

"اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے - اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے - تو میں کہتا ہوں - کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے - اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے - بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امتِ مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے - مگر اس بات کو بحضورِ دل یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہیگا - نبوت تامہ نہیں - بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے - جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے۔" (توضیح مرام صفحہ ۹)

پھر آخری کتاب یعنی حقیقۃ الوحی میں بھی انقطاع نبوت پر زور دیا ہے - و النبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیہ ....

وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفیٰ علی الطریقۃ المستقلۃ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ وھو بشرط الاتباع ....

وسمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ - (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴، ۶۵)

خوب یاد رکھو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ شروع سے لیکر اخیر تک یکساں ہی رہا ہے - اور نبوت کے متعلق جو کچھ آپ کی پہلی کتابوں میں لکھا ہے وہی درمیانی اور آخری کتابوں میں تحریر فرمایا ہے۔

....

اب دوسرے حوالے عرض کرتا ہوں۔

(۱) "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا - اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی - کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا - اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیۃ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا - کہ فی الحقیقت ہمارے نبی کریم صلعم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔" (حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۴)

(۲) "غرض قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کا نام خاتم النبیین رکھکر اور حدیث میں خود آنحضرت صلعم نے لا نبی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا - کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلعم کے بعد نہیں آ سکتا۔" (حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۵)

(۳) "علاوہ ان باتوں کے کہ مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کو یہ آیت بھی روکتی ہے - ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور ایسا ہی یہ حدیث بھی لا نبی بعدی - یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے - کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں - پھر کسی وقت دوسرا نبی آجائے - اور وحی نبوت شروع ہو جائے - کیا یہ سب امور حکم نہیں کرتے - کہ اس حدیث کے معنے کرنے کے وقت ضرور ہے کہ الفاظ کو ظاہر سے پھیرا جائے۔" (ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

(۴) "کیا نہیں جانتے کہ خدائے رحیم کریم نے ہمارے نبی صلعم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا - اور ہمارے نبی صلعم نے بطور تفسیر آیت مذکور فرمایا ہے - کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا - اور طالبین حق کے لئے یہ بات واضح ہے - اور اگر ہم اپنے نبی صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کا جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا - حالانکہ وہ بند ہو چکا ہے .... اور ہمارے رسول اللہ صلعم کے بعد کس طرح کوئی نبی آ سکتا ہے جبکہ انکی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔" (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰)

....

"ویکلم اللہ المحدثین کما یکلم النبیین ویرسل المحدثین کما یرسل الرسل و یشرب المحدث من عین یشرب منھا النبی فلا شک انہ نبی لولا سد الباب۔" (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۲)

"وانی واللہ اٰمن باللہ ورسولہ واٰمن بانہ خاتم النبیین نعم قلت ان اجزاء النبوۃ توجد فی المحدثیت کلھا ولکن بالقوۃ لا بالفعل فالمحدث نبی بالقوۃ ولو لم یکن سد باب النبوۃ لکان نبیا بالفعل۔" (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱)

"جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ....

"اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا - تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔" (آئینہ کمالات اسلام - صفحہ ۲۳۸)

"ایسا ہی آپ نے لا نبی بعدی کہکر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا۔" (ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

"جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ - کہ میں نے حقیقی طور پر نبوت کا دعوے کیا - کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے - کیا قراءت ولا محدث کی یاد نہیں رہی پھر یہ کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ رسول ہونے کا دعوے کیا ہے - بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول

نہیں ہیں۔ اور جیسے یہ محمول نہیں۔ ایسا ہی وہ نبی کرکے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے۔ جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے میرے پر یہی کھولا گیا ہے۔ کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلعم کے بعد بکلی بند ہیں اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کے رُو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔ مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے۔ بلکہ اُن کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کے لئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیا ہوا۔ کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائیگی یا کچھ اور"۔ (سراج منیر صفحہ ۳)

لیکن تعجب کا مقام ہے کہ ہمارے محمودی بھائی ان حوالوں کی طرف نہیں دیکھتے۔ اور مختلف قسم کی باتیں جو غیر مستند اور غیر معقول ہیں پیش کر دیتے ہیں اور غور نہیں کرتے کہ اُن کی تحریروں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریریں کس طرح سے رد کر رہی ہیں۔

مولوی سرور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ:-

" اسی طرح آپ ختم نبوت پر غور فرمائیں۔ کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کے اتباع خاتم النبیین کو معنے آخری نبی کے ہرگز نہیں لیتے۔ بلکہ اس کے معنے نبیوں کی مُہر کرتے (القول المحمود صفحہ ۲۴)

اب ناظرین غور فرمائیں کہ شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں تھے۔ اور یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ بھی آنحضرت صلعم کو آخری نبی نہیں یقین کرتے تھے۔ مگر ملاحظہ ہو حضرت مسیح موعود ؑ کی مندرجہ ذیل عبارات:-

" اور تمام نبیوں نے جو بنی اسرائیل میں آتے رہے اس پیشگوئی کے معنے یہی سمجھے تھے۔ کہ وہ آخرالزمان کا نبی بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا۔ مگر آخر وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے پیدا ہوگیا"۔ (حقیقتہ الوحی صفحہ ۲)

" علاوہ اس کے توریت استثناء باب ۱۸ میں ایک یہ آیت موجود ہے کہ جو شخص اس آخرالزمان نبی کو نہیں مانیگا۔ میں اُس سے مطالبہ کروں گا"
(حقیقتہ الوحی صفحہ ۱۳۱)

" اور وہ ذات جو رب العالمین اور رحمٰن اور رحیم ہے۔ جس نے زمین اور آسمان کو چھ دن میں بنایا اور آدم کو پیدا کیا۔ اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ جو خاتم الانبیاء اور خیرالرسل ہے"۔ (حقیقتہ الوحی صفحہ ۱۴۱)

" میں اظہاراً للحق عام و خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں۔ کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلتہ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کے رُو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی" (اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

اگر ختم کا معنے جاری ہونا ہے تو عبارت یوں ہونی چاہئے کہ (وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پر جاری ہوگئی)

" ختم نبوۃ کے بعد اسلام میں کوئی نبی نہیں آسکتا"
(راز حقیقت صفحہ ۱۶ کا نوٹ)

" اور اسلام کا اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا"
(کشتی العطا صفحہ ۲۶)

اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانۂ خدا مسجد میں کرتا ہوں۔ کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو۔ اُسکو بیدین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔ (اعلان حضرت صاحب)

" اُن کا یہ کہنا صحیح نہیں یعنی مولوی غلام دستگیر کا۔ کہ میں تو نبوت کا مدعی نہیں کہ تا فوری عذاب نازل کردں۔ ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایۂ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلعم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔ اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگادے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑتا ہے ..... غرض جبکہ نبوت کا دعوے اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوے ہے"۔
(مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۲۳)

...... اور محمد صلعم کو خاتم الانبیاء اور ختم المرسلین نہیں مانتا حالانکہ اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور وہی خاتم الانبیاء ہیں۔ یہ سب باتیں مفتریات اور تخلیقات ہیں۔ پاک ذات ہے میرا رب۔ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی اور یہ سراسر جھوٹ اور تکذیب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ دجال ہیں"
(حمامتہ البشریٰ صفحہ ۹)

اب اختیار ہے کہ خواہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرکے دجال بنو۔ اور خواہ جو آپ کا اصل دعویٰ محدثیت ہے وہ آپ کی طرف منسوب کرکے مومن مسلمان بنو۔

میں مانتا ہوں کہ دلائل سب کے پاس ہوتے ہیں حتیٰ کہ بُت پرست بھی کچھ نہ کچھ دلائل اپنے پاس رکھتا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ دلائل فی الواقعہ پختہ اور صحیح ہیں۔ یا کہ غرض لاطائل۔ نبوت کے مسئلہ میں قرآن مجید احادیث اقوال بزرگان اور اقوال مسیح موعودؑ سب اس پر متفق ہیں کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے۔ ہاں اولیاء اللہ کو ایک قسم کی نبوت جو محدثیت کی مترادف ہے۔ دی جاتی ہے۔ اور وہ امت میں جاری ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ ان لوگوں پر کہ کتاب و سنت کو چھوڑ کر محض ضد کو پورا کرنے کے لئے ایک بات پر اَڑ بیٹھتے ہیں۔ اور غور نہیں کرتے۔ کہ دین اسلام کو اس سے کس قدر نقصان پہنچتا ہے ہم اپنے محمودی بھائیوں کے طرز استدلال کے قائل ہیں۔ مثلاً ایک دفعہ میاں صاحب نے فرمایا کہ میرا انکار مسیح موعود کا انکار ہے۔ کیونکہ میرے متعلق اُن کی پیشگوئی ہے مسیح موعودؑ کا انکار کل انبیائے بنی اسرائیل کا انکار ہے۔ اور انبیائے بنی اسرائیل کا انکار خود خدا تعالےٰ کا انکار ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا منکر کافر ہے۔ پس میاں صاحب کا منکر کافر ہوا۔ اس قسم کے طرز استدلال کے متعلق مجھے ایک حکایت یاد آگئی۔ کہ ایک دفعہ شیخ سعدی ہاتھ دھو رہے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ سعدی چہ مے شوئی۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ ید۔ اُس نے کہا کہ ید تجنیس خطی بد است۔ پس تو بدہستی۔ شیخ سعدی نے سوچا کہ یہ تو عجیب شخص ہے۔ اس نے مجھے بے وجہ بد بنا دیا۔ اب میں اس کی بھی خبر لوں۔ شیخ صاحب نے کہا۔ کہ تو کیستی! جواب دیا۔ کہ حاجی۔ شیخ سعدی نے کہا کہ حاجی تجنیس خطی جاجی است و جاجی ملکے است کہ کمان ازو مشہور است۔ و کمان تجنیس خطی گمان است و گمان شک را گویند۔ و شک تجنیس خطی سگ است۔ پس تو سگ ہستی۔

ہو بہو اسی طرح کے استدلات ہم محمودیوں میں پاتے ہیں بسا اوقات دیکھا گیا ہے۔ کہ جہاں کہیں حضرت نے نادان لکھا ہو۔ تو کہتے ہیں کہ دیکھو حضرت نے اپنے مخالفوں کو نادان کہا ہے۔ اور نادان کو عربی میں جاہل کہتے ہیں۔ اور جاہل وہ جو زمانہ جاہلیت کی باتیں اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور زمانہ جاہلیت میں تو کفر ہی کفر تھا۔ پس نادان کافر ہوا۔

حاصل کلام۔ یہ عقیدہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے۔ اور ہمارے آنحضرت صلعم آخری نبی نہیں تھے سخت معصیت کا عقیدہ ہے۔ اور کتاب و سنت کا ترک کردینا ہے۔ خداوند کریم ہمارے محمودی بھائیوں کو سمجھ دے۔ اور اهدنا الصراط المستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق بخشے۔ ہماری طرف سے کافی اتمام حجت ہو چکا۔ اور ہم بہت حد تک اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکے۔ جو سعید ہیں آخر وہ بول اُٹھیں گے۔ کہ میاں صاحب کے عقائد محض غلو ہیں۔ خداوند کریم ہم سب کو غلو کی راہ سے بچائے۔ اور صراط مستقیم پر قائم رکھے۔

نامۂ ووکنگ

دلچسپ اور ضروری نوٹس

پادریوں کی ضرورت ایک پادری کی قلم سے

گذشتہ سنڈے پکٹوریل کے ایک نامہ نگار کی اس اپیل کا بالتفصیل ذکر کیا جاچکا ہے۔ جو کلیسا کے سیاہ جبہ برادران کی ضرورت کے خلاف اُس نے کی ہے اس اپیل کا جواب سنڈے پکٹوریل کے اس ہفتہ کے پرچہ میں ایک پادری صاحب نے دیا ہے۔ جو اُن عجیب وغریب دلائل کے لحاظ سے جو اپنی تائید میں اُنہوں نے دیئے ہیں بہت دلچسپ ہے۔

سب سے پہلے اپنا پادریانہ جلال فتوے بازی کی صورت میں دکھایا ہے۔ اور بہت بُرا بھلا کہتے ہوئے اور اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ یہ شخص جس نے پادریوں کی عدم ضرورت ثابت کی ہے۔ فلاں جماعت سے متعلق ہے۔ اور فلاں خیالات کا آدمی ہے۔ پھر پادریوں کی ضرورت میں تائیدی دلائل پیش کرتے ہوئے۔ ان اہم کاموں کی فہرست پیش کی ہے۔ جو اُن کے گروہ سے متعلق ہیں وہ کام کیا ہیں؟

(۱) شادی بیاہ کی رسوم کو عمدگی کے ساتھ سرانجام دینا اور اُن میں سہولیت کا موجب ہونا۔

(۲) لوگوں کو بپتسمہ دینا۔

(۳) مُردے دفن کرنا۔

یہ وہ اہم ترین کام ہیں۔ جن کا پادری صاحب نے خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ کہ اُن کی عدم موجودگی سے ان کا سرانجام پانا مشکل ہے۔ ان کے علاوہ بھی ان کا دعوےٰ ہے کہ ہزاروں بلائیں اُن کے گلے پڑی ہوئی ہیں اور ہزارہا مشکلات کا انہیں سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ایک اور بھی وجہ اپنی تائید میں پیش کی ہے وہ اپنا تقدس ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ جس تقدس کے ساتھ ایک پادری کلیسا کی رسوم اور عبادات کو بجا لا سکتا ہے۔ دوسرا کوئی شخص تقدس کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ کیوں؟ اس لئے پادری صاحب خود مقدس ہیں۔

لیکن باوجود ان ہزارہا کاموں اور بے شمار بلاؤں جو انکے گلے پڑی ہوئی ہیں حقیقت نفس الامری کے اعتراف سے بھی وہ باز نہیں رہ سکے۔ کہ اُن کی عدم موجودگی سے وہ نقصان لوگوں کو بیشک نہیں ہوگا۔ جو کونکہ کان کنوں یا ریلوے قلیوں کی سٹرائک سے ممکن ہے۔ لیکن اس کی وجہ اُن کے نزدیک یہ ہے کہ لوگوں کو اپنی روح کی فکر کوئی نہیں۔ اور جسمانی خوراک سے متمتع ہونے کے ساتھ ان روحانی جبہ پوشوں کی جبہ برداری کو وہ پسند نہیں کرتے ورنہ خود ان کا اس میں کیا قصور ہے۔ ہاں شادی بیاہ اور بپتسمہ دینے اور مُردے دفنانے کا معاملہ ہے پادری صاحب اس بات پر متفق ہیں کہ اُن کی عدم موجودگی میں پبلک کو سنٹری تو ف منسٹری۔ بورڈ آف بپرٹیز فسٹ ملا رد آف بیٹلز مز وغیرہ محکمے قائم کرنے پڑیں گے۔ اور اس صورت میں ان کو اس سے بہت زیادہ اخراجات برداشت کرنے ہوں گے۔ جو وہ اب پادریوں کے لئے برداشت کر رہے ہیں۔ اور باوجود اس کے اس عمدگی کے ساتھ کام نہ ہوگا۔ جس دلی ہمدردی کے ساتھ پادری صاحبان کر رہے ہیں اس وقت پادری صاحب کی پیشگوئی ہے۔

کہ تب قدر عافیت معلوم ہوگی اور پھر پادریوں کے حق میں آواز اُٹھے گی۔

ان سب سے بڑھ کر ایک زبردست دلیل پادری صاحب نے یہ بھی دی ہے۔ کہ ملک کے ..... وں تک جہاں غریب ترین لوگ آباد ہیں سوائے ان پادریوں کے کوئی نہیں۔ جو ان کی مشکلات میں راہبری کرے۔ ان کی فلاح اور بہبود کا خیال رکھے۔ یہ جواب ہے ان باتوں

کا جو پادریوں کے مخالف نامہ نگار نے کہی تھی۔ کہ جہالت کے زمانہ میں پادریوں کی ضرورت بیشک تھی لیکن اب علمی روشنی کے زمانہ میں ان کی کون سی بات باقی رہ گئی ہے۔ پادری صاحب جواب میں خود ہی مانتے ہیں کہ اب بھی غریب طبقات میں ہی جہاں علمی روشنی کم ہے وہ کام کرتے ہیں۔ باقی عام طور پر شادی بیاہ کرانے۔ مردے دفنانے اور بپتسمہ دینے کے کام ہی ان کے ذمہ ہیں اور کچھ نہیں۔

ایسی حالت میں ہم بھی پادری صاحب کی تائید اور سفارش کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ نہ اس لئے کہ ہم پادریانہ منصب کو مذہبی ضروریات کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس لئے جناب مسیح کا اپنا ارشاد ہے جو اپنے ایک شاگرد کو انہوں نے کیا۔ جب اس نے اپنے باپ کو دفن کرنے کی اجازت مانگی۔ فرمایا:۔

"تو میرے پیچھے چل۔ اور مُردوں کو اپنے مُردے دفن کرنے دے"

پس مُردے دفن کرنا اور ایسے ہی کام اگر کسی خاص منصب کی ضرورت کو ثابت کرتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص اُن کی سرانجام دہی کا مجاز نہیں تو یقیناً پادری صاحبان کے سوائے اس منصب کا اصل حقدار جناب مسیح کے ارشاد کے ماتحت ہمارے نزدیک اور کوئی نہیں

شراب سے ساٹھ ہزار آنکھوں کا سالانہ اتلاف

گذشتہ سال امریکہ انسداد شراب میں قانون کی شکل میں جو نمایاں اور زبردست کامیابی حاصل کی ہے اس کی اصلیت شاید اس بات سے سمجھ سکے۔ جو ایک امریکن مسٹر ڈبلیو ای جانسن نے بیان کی ہے۔ مسٹر جانسن کو انگلستان میں اس غرض سے بلایا گیا تھا کہ وہ یہاں کے لوگوں کو بتائیں کہ امریکہ نے کیونکر اس خانہ خراب کو گھر سے دُور رکھنے کے لئے قانون کا تازیانہ تیار کر لیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں یہ بیان کیا ہے کہ میڈیکل کے طلباء کے ایک گروہ نے ان پر حملہ کیا۔ جس کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔ لیکن باوجود اس کے ان کے دل ان متحملین کے لئے کوئی رنج نہیں۔ بلکہ انہوں نے کہا کہ "میں دلی شکریہ کے ساتھ بھر جاتا ہوں جب میں یہ دیکھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے میں اس خطرناک دشمن کو روکنے کے عظیم الشان کام میں قربانی کرنے کے قابل ہوا وہ دشمن جس کی وجہ سے ہر سال ساٹھ ہزار آنکھیں نور بصارت سے محروم ہو جاتی تھیں"

ایک آنکھ کا اس قدر کثیر التعداد آنکھوں کے لئے قربان ہو جانا اور انہیں بچا لینا واقعی بڑی ہی خوش قسمتی کی بات ہے۔ بشرطیکہ ان پر دیانتداری کے ساتھ عمل کرنیوالے پیدا ہو جائیں۔ اور تمام ملک اس سے فائدہ اٹھانے کیلئے تیار رہو۔

لیکن اس کے بالمقابل یہ افسوسناک حقیقت کس قدر دل شکن ہے کہ ابھی تک لوگ مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔ اور اگرچہ عام طور پر شراب کے شیشے خالی ہو چکے ہیں لیکن بقول چرچ ٹائمز مہاجنوں کی کوٹھڑیاں ابھی تک بھری پڑی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی کلی انسداد شراب کے بھی ایسے نتائج ہیں جو اس کے حامیوں کی کمر ہمت کو بندھانے والے ہیں۔ چرچ ٹائمز راوی ہے کہ تیز شراب کی عدم موجودگی میں یہ نہایت ضروری اور لابدی ہے کہ ہلکی قسم کی شراب سے پیاس کو بجھایا جائے اور لکڑی کی شراب جو طاقت کو بحال رکھنے والی دوائی میں استعمال ہوتی ہے ایک مرتبہ ایک سو اموات کا باعث ہوئی ہے اور سینکڑوں آنکھوں کے جاتے رہنے اور اکثروں کے فالج کا موجب ہوئی ہے۔

انسداد شراب کی مشکلات اور تکالیف صرف امریکہ تک ہی محدود نہیں بلکہ دوسرے مقامات مثلاً کیوبا، برموڈا اور بہاماس میں بھی ان کا یہ اثر ہوا ہے کہ شراب کے پیاسے امریکن وہاں دوڑے چلے جاتے ہیں اور اُن مقامات میں اپنی پیاس بجھانا چاہتے ہیں"

لیکن ان ناگوار نتائج کے باوجود ایک خوشگوار حقیقت کا بھی چرچ ٹائمز نے اعلان کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ خود انگلستان کے اندر ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو ان مصائب کو ذرا بھی خاطر میں نہیں لاتے اور زیادہ عقلمندانہ طریق سے انسداد شراب میں کوشاں ہیں۔ ان کی اس کوشش کے اثر ہونے کا یہ ثبوت ہے۔ کہ ان کی تازہ ترین کوشش اور شریک کار ان ہماری قوم کی تباہی کا موجب ہوتی ہے۔ وہ انگلستان کے ان اخبارات کو خرید رہے ہیں۔ جو مشکلات کی وجہ سے حالت جانکنی میں ہیں اور وہ صرف انسداد شراب کے روپیہ کے سود سے ان اخبارات کو چلانا چاہتے ہیں۔

ان حالات اور نتائج کو پڑھتے ہوئے ایک مسلمان کا دل کس قدر شکریہ سے بھر جاتا ہے۔ اور کس قدر عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان زوردار قدرتی الفاظ کی جو باوجود کوئی قانونی اور سیاسی تازیانہ ساتھ نہ ہونے جب اس مقدس انسان کے ہونٹوں سے نکلتے ہیں۔ تو کیا امیر اور کیا غریب کسی ایک گھر میں بھی شراب کا کوئی برتن باقی نہیں رہنے دیتے۔ اور ایک ہی دن میں اس کا قطعی انسداد ہو جاتا ہے۔ اور پھر تیرہ سو برس کے طویل عرصہ میں بھی اسلام میں اس کا رواج نہیں ہوتا۔

کیا تہذیب جدید کا کوئی سیاسی تازیانہ کبھی اس اثر ان شاندار نتائج کو پیدا کر سکتا ہے۔ واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ اور ہماری دلی دُعا ہے۔ کہ نہ صرف امریکہ اور یورپ بلکہ ہندوستان اور کل دنیا جہان کے طبقات اس ناپاک چیز سے پاک ہو جائیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ صد سالہ اصول ترک کر کے جن آفات و بلیات کا دنیا کو شکار ہونا پڑا ہے ان سے محفوظ ہو جائے۔

دوست محمد از ووکنگ انگلستان

مراسلات

صلائے عام

(ایک انگریز کے قلم سے)

ذیل کا مضمون ہمیں پنجاب پبلسٹی کی طرف سے بغرض اشاعت موصول ہوا ہے۔ (ایڈیٹر)

ناظرین پیغام صلح سے یہ اپیل کر سکتا ہوں کہ وہ تا بحد امکان ہندوستانیوں اور انگریزوں اور رعایا اور گورنمنٹ کے مابین بہتر خیالات پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ مسٹر گاندھی نے ہمیں یاد دہانی کی ہے۔ کہ شہنشاہ معظم نے اپنا دست شفقت دراز کیا ہے۔ اور ہندوستانی اس صفت کے لئے مشہور نہیں ہیں کہ وہ محبت کا جواب محبت سے نہ دیں۔

ایسے وقت میں جبکہ دُنیا کے بڑے حصہ میں بے اطمینانی طاری ہے۔ اور وبائے بالشوازم نے خوشحالی کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور یہ مرض سارے روس میں اور ایشیا کے وسیع رقبوں میں سوسائیٹی کی بنیادوں کو متزلزل کر رہی ہے۔ ہندوستان کو یہ موقع ملا ہے۔ کہ فرزانگی کے حصن حصین اور مشرق میں تہذیب کے سب سے بڑے گماشتے کی حیثیت سے اپنی تقدیر کو عمدہ سانچہ میں ڈھال لے۔ عزت اور امن اور خوشحالی اسے صرف منہ مانگے مل سکتی ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے۔ کہ جو لوگ اس پوزیشن میں ہیں۔ کہ ملک کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ وہ تعصب کو دُور کر کے توازن دماغ کو قائم رکھیں۔ سال گذشتہ کی تلخی اور شکوک کو فراموش کر دینا چاہئے۔ اور گلہ و شکوہ کا خاتمہ کرنا چاہئے۔ مقتضائے وقت تعمیر کن کام ہے۔ نہ کہ تباہ کن باتیں کرنے کا۔ میر عمارت نے عمارت کا جو نقشہ بنایا ہے وہ پسند کر لیا گیا ہے۔ بنیادیں رکھی جا رہی ہیں۔ معماروں میں اگر ہم آہنگی رہیگی۔ تو عمارت کا استحکام یقینی ہے۔ آؤ فوراً کام شروع کریں۔ اور بیجا نکتہ چینی اور ناواجب مطالبات سے محترز رہیں۔ اینٹیں فلاں قسم کی ہوں۔ اور فلاں معمار نیک نیت ہے یا نہیں ہے۔ ان تفصیلات میں جانا کیسی ہی اہمیت رکھتا ہو۔ لیکن سب سے ضروری اور پہلی بات یہ ہے۔ کہ نہ صرف عمارت کی تعمیر کے امکان پر تمام اعتماد ہو۔ بلکہ اس کی ناگزیری پر بھی۔ اسکے منہدم کرنیوالے سب سے بڑھکر وہ لوگ ہیں۔ جو نسلی منافرت سے متحرک ہو کر کاریگروں کے درمیان وہ کھلبلی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جو بابل کا مینار بنانے والوں کے مابین نمودار ہوئی تھی۔ یہ لوگ اگر کامیاب ہو گئے۔ تو انکے کام کا نتیجہ ایک بہت بڑے قبرستان کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اور تباہی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اور غیر مکمل بنیادوں کا صرف ایک ڈھیر باقی رہ جائیگا۔

ہمیں امید کرنا چاہئے۔ کہ جو لوگ اس وقت تعمیر کے کام میں حارج ہیں۔ اور اس کے متعلق شبہ کرتے ہیں۔ اُن کا عقیدہ بدل جائیگا۔ جو لوگ اس وقت یہ کہہ رہے ہیں کہ بنیاد ہی نہیں رکھی گئی۔ وہ بہت جلد دیکھ لیں گے کہ ابھی اینٹ پر اینٹ بتدریج رکھی جائے گی۔ اور عمارت کی دیواریں تیار ہو جائیں گی۔ اور بعد ازاں چھت بھی مکمل ہو کر رہیگی۔ اعتماد کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اس لئے کہ کسی کام کی ابتداء انتہاء سے مشکل ہوا کرتی ہے۔ اعتماد تخیل کے بغیر کام نہیں دے سکتا۔ اور تخیل جمانے کے لئے کسی مادی چیز کا وجود ضروری ہے۔ یہ مادی شئے ہمارے سامنے اصلاحات ہند کی صورت میں متشکل ہے۔ آئندہ دو سال پر تمام کامیابی کا انحصار ہے جب زمین سے دو فٹ اونچی دیوار کھڑی ہو گئی۔ تو منکر مقر ہو جائیں گے۔ اور باطل گمانوں کو یقین آجائیگا اگر ہم اس حد تک کام کریں۔ تو ہر شخص ہماری مدد کریگا جو لوگ اس وقت مخل ہیں وہ شرارت سے باز آجائینگے۔ اور کسی کو مداخلت بیجا کی جرأت نہیں ہوگی۔ جو لوگ معماروں کو دھمکی دیتے ہیں وہ انتہا پسند فریق ہے۔ جو انگریزوں میں بھی ہیں اور ہندوستانیوں میں بھی۔ میں کسی خاص سیاسی پولیٹیکل گروہ کو انتہا پسند نہیں کہتا۔ برخلاف اس کے انتہا پسند تو وہ لوگ ہیں جو ریفارم سکیم کو ناقابل عمل کہتے ہیں اور ہمیں ہوائی قلعے بنانے والا سمجھتے ہیں۔ اور ہندوستانی انتہا پسند وہ لوگ ہیں۔ جو سکیم کو دام تزویر خیال کرتے ہیں کہ یہ ہمارے خاموش کرنے کا آلہ ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارا ارادہ تعمیر کرنے کا نہیں۔ بعض جنون پسند لوگ بھی انتہا پسند ہیں جو یقین رکھتے ہوئے بھی ہم سے اتنی نفرت کرتے ہیں کہ ہم سے کوئی عطیہ لینے کے لئے تیار نہیں۔

مجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ جو اصحاب یہ سطور پڑھیں گے وہ ہر روز جلیانوالہ باغ کے سانحہ جانگداز کی یاد اپنے دل میں تازہ کرتے رہتے ہیں۔ اور تصویروں اور تقریروں۔ پمفلٹوں اور اخبارات میں مضمونوں کے ذریعہ اس انتقام کے شعلہ کو روشن رکھنے کی کوشش کرتے ہیں جو مرنجیدہ واقعات نے لوگوں کے دلوں میں مشتعل کر دیا ہے۔ میں مانتا ہوں۔ کہ انسدادی تدابیر سخت اور ہیبتناک تھیں۔ اگرچہ ساتھ ہی مجھے اس امر کا بھی یقین ہے کہ آفیسر کمانڈنگ خلوص نیت سے سمجھتا تھا۔ کہ سینکڑوں کے مارنے سے ہزاروں کی جانیں محفوظ ہو جائیں گی۔ آفیسر کمانڈنگ کا یہ فعل چنگیزی طریق تشدد کی مانند بتایا جاتا ہے۔ مجھے اس خیال میں شاید حقیقت بھی نظر آتا ہے۔ محاربہ عظیم میں اُلجھ کر ہم پر جنگ کی حقیقت آشکارا ہو گئی ہے جس سے ہمارے دل سخت ہو گئے ہیں۔ اور واقعات سے متاثر ہو کر رحم کے جذبے کو کام میں نہ لانے کا رجحان ہمارے دلوں میں پیدا ہو گیا ہے اور ہمارا رویہ بھی اس جراح کی مانند ہو گئی ہے جو زندگی بچانے کی خاطر بیمار عضو کو کاٹ ڈالتا ہے۔ میں خیال نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء میں اس قسم کا خون آشام منظر ہمارے پیش نظر ہو سکتا تھا لیکن جو لوگ امن و امان کی زندگیاں بسر کرتے ہوئے اہم واقعات پر اپنی آراء قائم کرتے ہیں انہیں ایک ایسے سپاہی کی طبیعت اور رجحان کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جو کئی سال تک ہر گھڑی موت کے منہ میں رہ چکا ہو اور موت کی گرم بازاری سے اچھی طرح آشنا ہو چکا ہو۔ میں یہ اس لئے نہیں کہتا۔ کہ اس سے پنجاب میں جذبات کی تلخی میں کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے۔ البتہ میں انصاف پسند پنجابیوں سے یہ سوال ضرور کروں گا۔ "کیا بعض واقعات ایسے نہیں جو ہم انگریزوں کو بھی بھلا دینے کی ضرورت ہے"۔ ہمیں بھی بے کس خواتین پر وحشیانہ حملوں کی یاد کو بھلا دینا اور معاف کرنا ہے جنہوں نے کہ اپنی عمریں لوگوں کی خدمت میں صرف کی ہیں ہمیں بھی بیگناہ انگریزوں کے قتل کو معاف کرنا ہے جن کا نہایت وحشیانہ طریق پر ارتکاب ہوا تھا۔ انسانیت کے احترام میں ہمیں ان واقعات کو اپنے دل سے حرف غلط کی طرح محو کر دینا چاہئے۔ اور نئی زندگی شروع کرنی چاہئے۔

میں ایک اوسط درجہ کے انگریز کے نقطہ خیال سے ہندوستانیوں کو اپیل کرتا ہوں کہ وہ باہمی مصالحت کے لئے تیار ہو جائیں۔ شاید آپ یہ سوال کریں کہ میرے ہموطنوں نے زخموں کو مندمل کرنے اور واقعات پنجاب سے اور گورنمنٹ کی انسدادی تدابیر سے پیدا شدہ

خلیج منافرت کو عبور کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ اور کیا کر رہے ہیں۔ اس معاملہ میں میرا ضمیر بالکل صاف ہے۔ اور میں اعتقاد کرتا ہوں۔ کہ کوئی غیر متعصب ہندوستانی اس امر سے انکار نہیں کریگا۔ کہ گورنمنٹ تفویض اختیارات کے لئے راستہ صاف کرنے میں باہمی مصالحت کی خاطر انتہائی کوشش کر رہی ہے۔ جدید اصلاحات اور سیاسی مجرموں کے لئے مراحم خسروانہ سے تلخی اور شبہات دُور ہو جانے چاہیئیں تھے۔ لیکن ابھی تک جابرانہ گورنمنٹ کا صُور پھُونکا جا رہا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ لوگوں کی آزادی پر کونسی قیود عائد ہیں آزادی تقریر اور آزادی پریس پر کونسی بندشیں ہیں؟ ماسوائے خاص قوانین کے جو سوسائٹی کے تحفظ کے لئے خاص ضرورت کی خاطر مرتب کئے گئے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان کا استعمال کس حد تک کیا گیا تھا؟ علی برادران نے شاہی نوازش کے طفیل خلاصی پاتے ہی ایک دو دن بعد امرتسر میں تقریروں کا سلسلہ شروع کیا۔ اور مسلمانانِ ہندوستان کو برطانوی گورنمنٹ کے خلاف مشتعل کیا انہوں نے اپنے ہم وطنوں کو یہ مشورہ دیا کہ اگر ٹرکی کے مستقبل کا فیصلہ تمہارے حسب منشا نہ ہو تو لڑتے ہوئے شہید ہو جاؤ مسٹر شوکت علی نے حاضرین سے پوچھا کہ کیا آپ برطانوی رعیت بننا چاہتے ہیں یا مسلمان بننا۔ مسٹر محمد علی نے اسکو زوردار لفظوں میں کہا کہ وہ خدا کی رعایا ہیں برطانیہ عظمیٰ کی رعایا نہیں ہیں اور ان کو بیت اللہ کے احترام کے تحفظ میں اپنی اور اپنی ماؤں کی جانیں تک قربان کر دینی چاہئیں۔ جس شہنشاہی رحم کی بدولت ایسے جوشیلے اشخاص رہا ہو کر آزادی سے چل پھر رہے ہیں اس سے گورنمنٹ کے اس رویہ کا ثبوت ملتا ہے۔ جو گورنمنٹ نے مبارک شاہی اعلان کے وقت دکھلایا ہے۔ اور پُرامن اور باقاعدہ گورنمنٹ کا نظم ونسق کرنے والے حکام کے اُس ارادے کا انکشاف ہوتا ہے۔ جو انہوں نے فسادات کو فراموش کرنے کے لئے ظاہر کیا ہے۔

سر ایڈورڈ میکلیگن جب سے صوبۂ پنجاب کے لفٹنٹ گورنر ہو کر لاہور میں تشریف لائے ہیں۔ تقریباً اپنی ہر ایک تقریر میں اس بات کی ضرورت پر زور دیتے رہے ہیں کہ گورنمنٹ اور رعایا کے درمیان خوشگوار سمجھوتہ قائم رکھنے کے لئے باہمی کوشش کی جائے۔ اور انہوں نے اپنے قول وفعل میں شہنشاہ معظم کی اس خواہش کو مدنظر رکھا ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو رعایا اور حکام کے درمیان تلخی کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔ چنانچہ شہنشاہ معظم نے اسی مقصد کے لئے پولیٹیکل قیدیوں پر مراحم خسروانہ کا اظہار کیا تھا اور ہندوستان کا ہر ایک حقیقی محب وطن ملک معظم کی اس امید کو تقویت دیگا کہ ہندوستان کے لوگ آئندہ ایسا رویہ اختیار کر لینگے۔ جسکے باعث ایسے جرائم کے لئے کبھی قانون نافذ کرنے کی ضرورت نہیں پڑیگی۔ نئے دور کا آغاز ہو چکا ہے۔ ملک معظم کو اپنے افسروں پر اعتماد ہے کہ وہ ہندوستانی لوگوں کے ساتھ گذشتہ ایام کی طرح اچھا برتاؤ کر کے اپنی وفادارانہ خدمت کے مقصد اعلےٰ کی تکمیل کریں گے۔ جب تک کہ انگریز اس اعتماد کو زائل نہ کریں۔ ہندوستانیوں کو چاہیئے کہ وہ ان پر کامل بھروسہ رکھیں۔ بہ حیثیت قوم ہندوستان کا مستقبل آئندہ چند سال اور خاصکر چند ماہ کے اندر اُسکے لیڈروں کی دانائی اور بردباری کا منحصر ہے۔ اور جناب والا! میں آپ کے ناظرین سے اس بات کی التجا کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک ہو سکے وہ پُرانے زخموں کو تازہ کرنے والے اُن اشخاص کی بات کو بالکل باور نہ کریں۔ جو تلخی کو از سر نو پیدا کر کے نئے ہندوستان کے سرچشمۂ حیات کو زہر آلود کرنے کے درپے ہیں۔

میں ہوں آپ کا خادم

"ایک انگریز"

اطلاع

خریدار اصحاب خط وکتابت کے وقت اپنے چٹ خریداری کے نمبر سے آگاہ فرماویں۔ تاکہ تعمیل میں سہولیت ہو جائے۔

مینیجر اخبار

بالشوک لشکر افغانستان میں کیسے آسکتا ہے

نامہ نگار اپنی آراء کے خود ذمہ دار ہیں

چند روز سے بالشفکوں کے خطرہ کی بابت اخبارات میں بہت تشویش انگیز خبریں ولایتی اخبارات کے کالموں سے نقل ہو کر ہندوستان میں آ رہی ہیں جنہیں عوام بڑے اشتیاق سے پڑھتے ہیں۔ اور بعض لوگ جو اصل حالات سے واقف نہیں ہیں۔ بالشوکوں کی فتوحات اور قدرت کی فرضی خبریں پڑھ پڑھ یا سُن سُن کر گھبراتے ہیں۔ مگر کتنے آدمی ایسے ہیں۔ جو بالشفکوں کے مذہب سے جسے وہ پھیلانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ بلکہ اپنے ہم جنسوں، بھائی بندوں اور بھاؤں کو تہ تیغ کرنے میں ذرا بھی دریغ نہیں کرتے ہیں۔

بالشفک فرقہ سوا دو سال سے وجود میں آیا ہے۔ یہ ان شوریدہ سروں اور انسانیت سے قطعی خارج لوگوں میں سے ہیں۔ جو اپنی دھن کے پکے ہی نہیں۔ بلکہ اوروں کو بھی اس میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ دراصل یہ وہ عقیدہ ہے۔ جو انقلاب فرانس کا محرک اعظم بنا تھا۔ اور اسی قسم کے اسباب اور حالات سے پیدا ہوا ہے جو فرانس کے ۱۷۸۹ء کے کشت وخون کے بانی تھے۔ اصل یہ ہے۔ کہ عرصہ سے یورپ میں عیاش۔ کاہل الوجود مغرور امیروں کی ملک چلی آتی تھی۔ اور اسی طرح دولت اور اسباب ووسائل تمول بھی چند ہی آدمیوں کے اجارہ میں محفوظ تھے۔ عوام امیروں اور رئیسوں کی عزت کے سامان مہیا کرتے کرتے مرے جاتے تھے۔ امیر عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے۔ اور عوام نان شبینہ کو محتاج تھے۔ اس لئے روسو والٹیر وغیرہ ایسے عالموں کے دلوں میں اس عدم مساوات کے خلاف جوش پیدا ہو گیا۔ انہوں نے اسے کتابوں اور تقریروں کے وسیلہ سے عوام کے درمیان پھیلایا یعنی یہ کہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ چند امیر اور افراد قوم زمین، جائداد اور دولت کے وسائل پر قابض رہیں۔ اور عیش اڑائیں۔ مگر ہر کس وناکس بھوکے مریں۔ اس سے جمہوریت لازم آئی۔ عوام نے امراء ورؤسا کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔ [illegible] بادشاہ۔ بیگم۔ شہزادے شہزادیاں۔ امراء۔ رؤساء۔ جاگیردار تہ تیغ ہوئے۔ بہت کشت وخون کے بعد جمہور کا غلبہ قائم ہوا۔ جسے نپولین اعظم نے سیدھے راستے پر ڈالا۔ اور شخصی جمہوری حکومت قائم کر دی۔ بعد ازاں یہ مساوات ملکیت و دولت کے خیالات اور ملکوں میں بھی پھیل گئے۔

جرمنی میں کارل مارکس نے اور برطانیہ نے رابرٹ اوون نے اس انوکھے مذہب کی تلقین کی۔ اور "سوشلزم" کے نام سے مشہور ہوا۔ روس میں بھی پہنچا۔ جہاں دہقان اور عوام غلاموں سے کچھ ہی بہتر تھے۔ ہوتے ہوتے یہ خیال عوام میں بھی سرایت کر گیا۔ اور وہاں پر اسکے ماننے والے سوشیل ڈیموکریٹ۔ یعنی تمدنی معاملات اور مالیہ کے انتظام میں مساوات کا اصول قائم کرنے کے حامی کہلائے۔ جب جبر پسند حکام نے انہیں پکڑنا اور جلا وطن کرنا شروع کیا۔ تو انتہا پسند آدمی انارکسٹ اور نہلسٹ کہلائے۔

روس کے دہقانوں کو ان کے زمیندار غلاموں کی مانند سمجھتے تھے۔ پیداوار ساری کی ساری سوائے گذارہ کے زمینداروں کے عشرت کدوں میں پہنچتی تھی۔ کسان بیچارے بمشکل بسر اوقات کرتے تھے اس لئے جائداد کی مساوات کا اصول ان کے درمیان جلد پھیل گیا۔ اور لوگ اصلاح کے لئے بیتاب نظر آئے۔ حکومت امراء کی تھی جس کا سرگردہ زار تھا۔ اس لئے اصلاح پسندوں کو چن چن پکڑا اور تہ تیغ کر دیا۔ یا عمر بھر کے لئے سائبیریا کے لق ودق جنگلوں میں جلا وطن کر دیا۔

گو یہ عقیدہ سادہ اور اچھا تھا کہ جائداد چند امیروں کی بجائے سب آدمیوں میں مساوی تقسیم ہو جائے جیسے پنجاب اور مدراس وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ مگر اس میں بھی سخت دہریت ہوتی۔ اور انتہا پسند پیدا ہو گئے جن کا سرگردہ لینن اور ٹراٹسکی ہیں۔ چند سال پہلے ان کا عقیدہ یہ تھا کہ زار کو مار کر تخت چھین لو۔ اور پھر مزدوروں کا اقتدار قائم کیا جائے۔ اب یہی ان کا دینی مذہب ہے۔ مگر اس نے خوفناک صورت اختیار کر لی ہے۔ روس کے وطن پرست جو جمہوریت کے دلدادہ ہیں۔ اور انقلاب پسند۔ کیڈٹ۔ سوشیل انقلاب پسند۔ وغیرہ کہلاتے ہیں۔ لینن انہیں بھی ہلاک کرنے کے درپے ہیں۔

سب سے بڑی بات ناروا داری ہے۔ لینن اور اس کے چیلے اس اعتبار سے اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ مخبوط الحواسوں کی طرح انسانیت۔ شرافت اور اخلاق سے بھی دستبردار ہو گئے ہیں۔ اور اندھے کی طرح جو سامنے آتا ہے مارتے چلے جاتے ہیں۔

بالشفک گروہ کہتا ہے۔ اور اس کا اس نے باقاعدہ اعلان کر دیا ہے۔ کہ جائداد اور دولت اور دیگر وسائل تمول چند افراد کے نہیں۔ بلکہ افراد قوم کی شاملات ہے۔ اس وجہ سے دوکانیں۔ حویلیاں۔ باغات۔ زمینیں کارخانے۔ کانیں۔ ریلوے۔ بنک اور دیگر جملہ اشیاء جو خاص افراد کے قبضہ میں ہیں قوم کی مشترکہ ملک ہیں۔ بالشفکوں کے درمیان جاہل دہقان اسی لالچ سے بھرتی ہو گئے ہیں۔ کہ زمین ملیگی۔ اور کھانے پینے کو بکثرت ملیگا۔ اور وہ اپنے ہموطنوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اُن کی زمین۔ جائداد۔ گھر گھاٹ سب چھین لیا ہے اور چھین رہے ہیں۔ لوٹ لوٹ کر لوگوں کو فقیر بنا دیا ہے اور جو کوئی مقابلہ کرے یا قوم پرست جمہوریوں سے ہمدردی کرے۔ پکڑ کر قید کیا جاتا ہے۔ اور وہ قید خانہ ہی سے غائب ہو جاتا ہے۔ دوبارہ واپس نہیں آتا۔ بالشفک زمینداروں۔ کارخانے والوں۔ ساہوکاروں صرافوں اور دولتمندوں کو قتل کر کے ساری جائداد اہل محنت کی حکومت کے حوالہ کرنے کی فکر میں ہیں لاکھوں آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ کروڑوں قحط۔ وبا اور دیگر آفات میں مبتلا ہو کر مر رہے ہیں۔

ہاتھ پاؤں کاٹ دینا تو معمولی بات ہے۔ آنکھیں نکال دینا۔ آہنی تختوں پر باندھ کر انجن کی بھٹی میں جیتے آدمیوں کو ڈالدینا جیسے ڈبل روٹی تنور کے اندر پکنے کو رکھی جاتی ہے۔ بالشفکوں کے لئے ادنےٰ سی بات ہے۔

اب عورتوں کو بھی قوم کی جائداد قرار دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مرد جس عورت کو چاہے پکڑ لے اور گھر میں رکھے۔ جب چاہے۔ اسے نکال کر دوسری اور پکڑ لائے۔ اس سے میاں بی بی۔ ماں باپ۔ بھائی بہن۔ بیٹا بیٹی کے وارث رشتے۔ پاکدامنی۔ وفاداری۔ محبت وغیرہ نیست ونابود ہو جائیگی۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ بالشویک لوگ کیسے بُرے ہیں۔ اُن کا مذہب کیسا مذموم ہے۔ وہ انسانیت سے آشنا ہی نہیں معلوم ہوتے۔ بڑے سفاک۔ سنگدل اور بے درد ظالم ہیں۔

کیا ایسے شیطانی عقیدہ کو فروغ نصیب ہوگا؟ ہرگز نہیں! یہ عارضی شور وغل ہے۔ جب روسیوں کی آنکھیں کھلینگی۔ تو وہ بالشویکوں کو چیر پھاڑ ڈالینگے جیسے درندے اپنے پالنے اور کھلانے والے کو کھا جاتے ہیں۔ ایسا ہی روس میں بھی ہوگا۔

قوم پرست مشہور ہیں جنرل ڈینیکن جنوب میں۔ ایڈمرل کولچاک مشرق میں۔ اور جنرل یوڈینچ شمال مغرب میں۔ مگر بالشویک بیچ میں ہیں۔

اب ہمارے سامنے یہ سوال آتا ہے کیا بالشویکوں کو ایشیاء میں فروغ نصیب نہ ہوگا؟ اس کے جواب میں حسب ذیل امور قابل غور ہیں:۔

(۱) ایشیا میں تین مذاہب کے معتقد آباد ہیں۔ بدھ مت (چین۔ جاپان کوریہ۔ سیام۔ انام) اسلام۔ (ترکستان۔ وسطی ایشیا جیسے تاشقند۔ سمرقند بخارا۔ خیوا۔ بلخ۔ وغیرہ) اور ہندو دھرم جو ہندوستان میں پایا جاتا ہے

بالفعل وسطی ایشیاء بالشویکوں کی زد پر ہے اور پہلا وار مسلمانوں پر ہوگا۔ وہ مسلمانوں کو سبز باغ دکھا کر قرآن کی تعلیم کی طرف اشارہ کریں گے۔ کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ اور عالمگیر اخوت اور [illegible] کے قائل ہیں جیسے قرآن میں ملتا ہے۔ مگر مسلمان خوب جانتے ہیں کہ بالشویک کیا اور کیسے ہیں۔ روس میں

جو کچھ ہو رہا ہے۔ اُس سے بے خبر نہیں ہیں۔ اس وجہ سے بالشویکوں کو مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے میں کوئی کامیابی نہیں ہوگی کیونکہ گو ارہائے حکومت جیسے لینان اور ٹروٹسکی وغیرہ قائم کرنے کے درپے ہیں۔ اسلام کی تعلیم کی نقیض ہے۔

(۲) وسطی ایشیا اور مشرق قریب میں روس سے آنے کے دو ہی راستے ہیں۔ ایک تو اورنبرگ۔ تاشقند کی لائن جو بخارا۔ خیوا سے گھوم اور ہزاروں میل کا سفر کر کے افغانستان کی سرحد کے تیس میل پر آتی ہے۔ اور مرو سے ہو کر عاشق آباد جو ایران کی سرحد سے بیس تیس میل پر شمال مغرب کو بڑھتی ہوئی جھیل کیسپین کے کناروں پر جا نکلتی ہے اور وہاں سے کراس آف رسک جھیل کو جو تین چار میل چوڑی ہے طے کر کے کاکیشیا کے مشرقی کنارہ پر باکو پر جانا پڑتا ہے وہاں سے دو لائن۔ ایک کاکیشیا کے مشرقی کنارے سے ہو کر شمال مغرب کو جاتی ہے۔ اور وہ ازاف اور استان میں دریائے ڈرن کو عبور کر کے روس میں جا پہنچتی ہے۔ یہ مقامات بحیرہ ازاف کے شمال مشرقی کونہ میں واقع ہیں۔ باکو اور اشاف کے درمیان پندرہ سو میل کے قریب فاصلہ ہے۔ اور اشاف سے آگے شمال مغرب کی طرف کئی سو میل کے فاصلہ پر بالشویک سپاہ ہے۔ ڈینی کن کی سپاہ اور کاسک کے دستے بالشویکوں کو دریائے ڈرن سے ہی گذرنے نہیں دیتے۔

تازہ ترین خبروں کی رُو سے وہ کریمیا کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ مگر جنوری کے آخری دنوں کی خبر یہ تھی۔ کہ برٹش بیڑے مع سامان جنگ کے بحیرہ اسود کو روانہ ہو گیا ہے۔ جس کے شمالی گوشہ پر کریمیا ہے۔ کریمیا سے سمندر طے کر کے بالشویک کاکیشیا میں جا سکتے ہیں۔ مگر برٹش بیڑہ اُن کی پیش قدمی مسدود کر دیگا۔ اس لئے وہ دُور کے راستے یعنے ریل سے کاکیشیا میں اتریں گے۔ وہاں پر پیش بندیاں کی گئی ہیں۔ داغستان اور جارجیا اور آذر بائیجان کی جمہوری حکومتوں کی آزادی کو اتحادیوں نے تسلیم کر لیا ہے اور ان سپاہ کو سامان جنگ بہم پہنچایا جا رہا ہے

ہماری سپاہ کے چند دستے پچھلے سال سے کاکیشیا کے علاقہ میں ہیں۔ اور جھیل کیسپین کی مشرق کی طرف عاشق آباد اور مرو کے درمیانی خط پر قابض ہیں۔ اور سپاہ حال ہی میں اور روانہ کی گئی ہے

اس وجہ سے بالشویکوں کے افغانستان کی سرحد پر پہنچنے کا احتمال بہت مبہم اور کم زور ہے علاوہ ازیں آج کل لشکر کے ساتھ کثیر التعداد سامان جنگ ہونا ضروری ہے۔ اول تو بالشویکوں کے پاس سامان کافی نہیں۔ اور دوسرے ریلوے لائن پر کافی گاڑیاں نہیں ہیں جو سپاہ کا سامان رسد اور اسباب جنگ ڈھو سکیں۔ یہ ایک بڑی دقت ہے۔

ڈینی کن کی فوجوں کو لانیح دیکر بگاڑ دینا اور بات ہے بیت یافتہ وفادار انگریزی ہندی دستوں کی وفاداری کو ذکرنا کارے دارد۔

مشرقی سائبیریا سے جاپانی دستے چلے آ رہے ہیں۔ وہ بالشویکوں کا کچومر نکال دیں گے۔ اب بالشویکوں کی شامت آ گئی ہے شاید ہی سلامت بچیں گے۔

ان سب کے سوا اتحادیوں نے یورپ میں ایک تو ... کی ناکہ بندی ہٹالی۔ جس کا مخالط بالشویک گروہ ... پرفریب اشتہاروں میں دیکر عوام جہلا کو پھنساتا ... یعنے یہ کہ اتحادی ظلم کر رہے ہیں۔ ہماری ... مسدود کر دی ہے۔ آؤ! روسیو! انہیں نکال دو"

مختصر یہ کہ بالشویکوں کے سرحد افغانستان پر ... ملنے کا احتمال کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ وہ ادھر کا ... نہیں کر سکتے۔ انہیں یورپ میں اپنا زہریلا مذہب ... اور اہل محنت کو بھڑکانے کا زیادہ احتمال ... ہے۔ وسطی ایشیا میں جھوٹی اشتہار بازی سے جہلا کو بہکانے در غلانے کی ناپاک کوششیں کریں گے۔ مگر کامیابی کی کوئی امید نہیں کیونکہ ... شاہ پرست۔ راسخ العقیدہ اور دور اندیش ... اہل محنت اچھی حالت میں ہیں۔ بالشویکی مذموم مذہب پر لعنت بھیجی جاتی ہے۔ اسکی کامیابی کہاں سے ہوگی؟

تازہ ترین خبریں

ہندوستان کو دھمکی بالشویکوں کی تجاویز

ہمعصر پائینیر الہ آباد مُنتظر ہے کہ مشرق وسطی اور سلطنت برطانیہ کے متعلق بالشویکوں کے پروگرام میں جو تازہ ترین ترقی ہوئی ہے اسکے متعلق ان اشخاص نے جو لینن اور ٹیچرن بالشویک محکمہ خارجیہ کے اندرونی رازدار ہیں۔ انکشافات کئے ہیں باوجودیکہ امیر الیجر کولیک اور جنرل ڈینکن پر انکی حال کی فتوحات کے بالشویکوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ روس کی اندرونی بدنظمی کی وجہ سے کسی یورپین سلطنت کے خلاف کوئی فوری جارحانہ کارروائی کرنا سخت خطرناک ہے۔ انکی ریلوے لائن اور کارخانے بے ترتیبی کی حالت میں ہیں۔ اور اُن کی افواج جنگ سے تنگ آ گئی ہیں۔ وہ نہ تو کثیر تعداد افواج کو اپنے علاقہ کی بیرونی لڑاجات تک منتقل کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی انہیں سامان خوراک اور بارود مہیا کر سکتے ہیں۔ اُنکی نظریں ایران۔ افغانستان۔ ہندوستان اور چین کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ انہیں فی الحال اس ملک کے اندر افواج بھیجنے کا کوئی خیال نہیں۔ لیکن انہیں اُمید ہے کہ وہ عام بدامنی و بدنظمی پیدا کر سکیں گے۔ جو ان کے لئے زمین تیار کریگی۔ جب وہ روس میں اندرونی انتظامات مکمل کرنے کے بعد حملہ کرنے کے لئے تیار ہونگے۔ افغانستان کے متعلق انہیں امید ہے کہ اسلحہ جات سامان بارود کے عطیات اور فوجی تربیت دینے اور چند تربیت یافتہ توپچی اور ہوائی جہاز نسبتاً ... وہ امیر کی ہندوستان پر حملہ کرنے کے متعلق حوصلہ افزائی کریں گے۔ اور خود سلطنت برطانیہ کے ساتھ لڑائی سے باہر رہیں گے۔ انہیں اس امر کے متعلق کوئی امید نہیں کہ امیر اس قسم کے حملہ میں فتحیاب ہوگا۔ لیکن بلاشبہ انہیں یقین ہے کہ انگریز اُسے شکست دینگے۔ اور وہ یا تو بالکل نابود ہو جائیگا۔ یا معزول کر دیا جائیگا۔ اور کہ اس سے افغانستان میں ایسی بدنظمی پیدا ہوگی کہ وہ ایک افغان سوویٹ جمہوری حکومت قائم کرنے کے قابل ہوں گے ... وہ شمالی ہند میں اپنی سازشوں کے پھیلانے کے لئے کام لینگے۔ جب شمالی ہند میں اُنکے خیالات و اعتقادات اچھی طرح پھیل جائینگے تو انہیں خیال ہے۔ کہ ایک بھاری حملہ کرنے کا موقعہ آئیگا۔ اور کہ سوویٹ طاقت کو ہندوستان تک توسیع دینا اور اسکو میٹیریل و گراؤنڈ کے فائدہ کے لئے اسکی اشیا خام لوٹنا آسان ہوگا۔ یہ مشکل قیاس کیا جا سکتا ہے کہ افغانستان جسے پولیٹیکل عقلمندی کا کافی حصہ حاصل ہے اپنے آپ کو اس سکیم کے جال میں پھنسائے جانے کی اجازت دیگا۔ جو اس کے مستقبل کے لئے اس قدر مہلک ہے۔ یہ زیادہ غالب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی اندرونی ترقی کے لئے بالشویکوں سے جو کچھ بن سکیگا لے لیگا۔ لیکن ہندوستان اور ایشیا کی تباہی کے لئے اپنے آپ کو آلہ کار نہیں بننے دے گا۔

بالشویکوں کو شکستیں

لنڈن ۷ر فروری۔ جنوبی روس سے برٹش فوجی مشن خبر دیتا ہے کہ بالشویکوں کو دریائے ڈران اور مانیچ کو عبور کرنے کی کوششوں میں شکست فاش نصیب ہوئی ہے ایک سرخ رسالہ فوج نے دہانہ کے قریب دریا کو عبور کر لیا تھا۔ لیکن بھاری نقصانات کے ساتھ پسپا کی گئی اور پسپائی کے دوران میں دریا پر برف ٹوٹ گئی۔ اور کئی سرخ سپاہی غرق ہو گئے۔

جلد ۷ | نمبر ۶۰
بمقام دار السلام لاہور چہار شنبہ مورخہ ۲۶ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ ہجری مطابق ۱۸ فروری ۱۹۲۰ء

کلام الامام امام الکلام

در معرفت انسان کامل مظہر حق تعالیٰ

(گذشتہ سے پیوستہ)

خوشم بجور کشیدن اگرچہ کشتہ شوم
ازیں کہ ہر عمل و فعل را جزا باشد
دو چشم خویش صفا کن کہ تا رخم بینی
وگرنہ پیش تو صد عدل ہم جفا باشد
مرا بریں سخنم آں فضول عیب کند
کہ بے خبر ز رہ و رسم دین ما باشد
کجا است ملہم صادق کہ تا حقیقت ما
بر او عیاں ہمہ از پردۂ خفا باشد
زمان یقظہ بیامد ہنوز در خوابی
شنو کہ ہر سحر از ہاتف ایں ندا باشد
بہ علم و فضل و کرامت کسے بما نرسد
کجاست آنکہ ز ارباب ادعا باشد
ہزار نقد بنمائی یکے چو سکۂ ما
بہ نقش خوب و عیار و صفا کجا باشد
سویدیکہ مسیح ادم است و مہدی وقت
نشان او دگرے کے ز اتقیا باشد
چو غنچہ بود جہلے خموش و بستہ
من آمدم بفقد و میکہ از صبا باشد
چہ فتنہ ہا کہ بپا است اندریں ایام
کدام راہ بری بود در اختفا باشد
محال است کزیں فتنہ ہا شوی محفوظ
مگر ترا چو من گام اقتدا باشد

(باقی آئندہ)

ارشادِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم

فی برّ الوالدین

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۴) وعن ابن عمرؓ قال اتی رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی اصبت ذنبا عظیما فھل لی من توبۃ قال ھل لک من ام قال لا قال ھل لک من خالۃ قال نعم قال فبرھا اخرجہ الترمذی وقال صححہ وزاد فی اخری عن البراء بن عازب الخالۃ بمنزلۃ الام۔ ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ کہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ کیا میرے لئے کوئی توبہ کی صورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تیری ماں زندہ ہے۔ اس نے کہا کہ جی نہیں۔ تو آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ تیری خالہ زندہ ہے۔ اس نے کہا جی ہاں ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ اسکے ساتھ اچھا برتاؤ کرو یعنے اس کی خدمت کرو۔ ترمذی اس کے راوی ہیں۔ اور اسکو صحیح تسلیم کیا ہے۔ اور ایک روایت میں جو براء بن عازب سے مروی ہے اتنا زیادہ بیان کیا ہے۔ کہ خالہ بھی بمنزلہ ماں کے ہے۔

(۱۵) وعن ابی اسید مالک ابن ربیعۃ الساعدی ان رجلا قال یا رسول اللہ ھل بقی من بر ابوی شیٔ ابرھما بہ بعد موتھما قال نعم الصلوٰۃ علیھما والاستغفار لھما وانفاذ عھدھما من بعدھما وصلۃ الرحم التی لا توصل الا بھما واکرام صدیقھما اخرجہ ابوداؤد۔ ترجمہ۔ ابو اسید مالک بن ربیعہ ساعدی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے والدین کی خدمت سے کوئی خدمت ایسی باقی ہے جسکو میں اُنکے انتقال کے بعد کر سکوں آپ نے فرمایا کہ ہاں کیوں نہیں اُن کے لئے دعا اور استغفار کرو۔ اُن کی وصیت اور اقرار کو پورا کرو۔ اور اُس رشتہ کو جوڑو۔ جو انہیں سے جڑتا تھا اور اُن کے دوست کی عزت اور خاطرداری کرو۔ ابوداؤد اس کے راوی ہیں۔

(۱۶) وعن ابن عمرؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان من ابر البر ان یصل الرجل اھل ودّ ابیہ بعد ان یولی اخرجہ مسلم وابوداؤد والترمذی۔ ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ کہ بہت بڑی نیکی یہ ہے۔ کہ انسان اپنے والد کے انتقال کے بعد اُن کے احباب کی خاطرداری کرے۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی اسکے راوی ہیں۔

(۱۷) وعن عمر بن السائب انہ بلغہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان جالسا فاقبل ابوہ من الرضاعۃ فوضع لہ بعض ثوبہ فقعد علیہ ثم اقبلت امہ من الرضاعۃ فوضع لھا شق ثوبہ من جانبہ الاٰخر فجلست علیہ ثم اقبل الیہ اخوہ من الرضاعۃ فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجلسہ بین یدیہ اخرجہ ابوداؤد۔ ترجمہ عمرو بن سائب کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ آپ کے رضاعی باپ تشریف لائے تو آپ نے اُنکے لئے اپنے کپڑے کا ایک کونہ بچھا دیا۔ تو وہ اُس پر بیٹھ گئے پھر آپ کے رضاعی بھائی آئے۔ تو آپ کھڑے ہو گئے۔ اور ان کو اپنے سامنے بٹھا لیا ابوداؤد اسکے راوی ہیں۔

(۱۸) وعن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج عن احد ابویہ اجزء ذالک عنہ وبشر روحہ بذالک فی السماء وکتب عند اللہ بارا ولو کان عاقا وفی اخری کتب لابیہ بحجۃ ولہ بسبع اخرجہ رزین۔ ترجمہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے والدین میں سے کسی ایک کی طرف سے حج کرے تو وہ اُسکے لئے کافی ہوگا اور اُسکی روح کو آسمان میں اسکی بشارت اور خوشخبری دی جائیگی۔ اور ایسا شخص خدا کے نزدیک نیکی کرنے والا لکھا جائیگا اگرچہ وہ (عاق) نافرمان ہو۔ اور ایک دوسری روایت میں اسطرح مذکور ہے کہ اُسکے باپ کے لئے تو ایک حج لکھا جائیگا۔ اور اسکے لئے سات حج لکھے جائینگے۔ رزین اسکے راوی ہیں۔

اخبار احمدیہ

جناب مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی آریوں کے ساتھ مناظرہ کے لئے امروہہ تشریف لے گئے ہیں۔

درس حدیث: آجکل مغرب کی نماز کے بعد جناب مولوی احمد صاحب درس حدیث دیتے ہیں۔

احباب یہ سنکر خوش ہوں گے کہ اپنا پریس جاری کرنے کی تجویز انجمن کے زیر غور ہے۔ اور امید ہے کہ عنقریب ڈیکلریشن منظور ہونے پر ہمارا اپنا پریس جاری ہو سکیگا۔ جس سے اخبار انشاء اللہ تعالےٰ باقاعدہ وقت پر نکل سکے گا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے ماسٹر فقیر اللہ صاحب پبلشر نے گلزار محمدی اسٹیم پریس لاہور میں باہتمام شیخ گلزار محمد صاحب پرنٹر چھپوا کر دفتر پیغام صلح ... سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ - چہارشنبہ مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۲۰ء نمبر ۶۰

ترقی جماعت کیلئے کوشش کرو

(۳)

جناب امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی سالانہ جلسہ کے موقعہ پر احباب کی توجہ اس طرف منعطف فرمائی تھی اور سلسلہ کے ایک واجب التعظیم بزرگ کی مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اگر انسان ہمت کرے تو خدا سب کچھ کر دیتا ہے جب بزرگ موصوف اس جگہ تشریف لے گئے۔ وہاں ایک بھی شخص ہماری جماعت کا نہیں تھا۔ لیکن اب صاحب موصوف کی سعی سے ۵۰ کس کی ایک جماعت تیار ہو گئی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء فی ھذہ الدنیا و فی الآخرۃ ۝

تبلیغ کے لئے سب سے ضروری چیز جس کا پابند ہونا ہر ایک مبلغ کا فرض ہے وہ اپنا نیک نمونہ ہے جب تک ہمارا نمونہ نیک نہیں ہوگا۔ ہماری تبلیغ۔ ہمارا وعظ بے سود اور بے کار رہوگا۔ انبیاء اللہ باوجود سخت مخالفتوں کے کیوں کامیاب ہو جاتے ہیں؟ اسکی بڑی وجہ اُن کا اپنا نیک نمونہ ہوتا ہے۔ بے عمل واعظوں کی وعظ میں اثر نہیں ہوا کرتا۔ پس تم باعمل بنکر وعظ کرو۔ بلکہ پہلے خود ایک مثال قائم کرو۔ اور پھر لوگوں کو اپنی طرف بلاؤ۔ جانتے ہو۔ ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا؟ کیا یہاں کوئی باقاعدہ مشن قائم کیا گیا تھا۔؟ یا کیا یہاں اشاعت اسلام کے لئے تلوار چلائی گئی تھی۔ نہیں! بلکہ اس امر پر انگریزی مورخ بھی متفق ہیں۔ کہ ہندوستان میں اسلام اُن بے نفس درویشوں کی طفیل اشاعت پذیر ہوا۔ جنہوں نے خلق خدا کے سامنے اپنا نیک نمونہ پیش کیا۔ اور اپنے اعمال و افعال کی زندہ مثال قائم کی۔ ہم لوگوں کو محض لفظوں اور خشک گپوں سے قائل نہیں کر سکتے۔ بلکہ اصل قائل کرنے والی شے اپنا نیک نمونہ ہے۔ پس تم اس بات کا ضروری طور پر خیال رکھو۔ کہ تمہارا قدم اسلام کے حکم کے خلاف تو نہیں اٹھ رہا۔ شعائر و احکام اسلام کی پیروی اپنا دستور العمل اور حکم خدا و رسول خدا کی اتباع اپنی زندگی کا مقصد بناؤ۔ اور جب دیکھو کہ تمہاری تبلیغی کوشش کامیاب نہیں ہوتی۔ تو دعا کرو۔ اور صدقہ دو۔ کیونکہ بعض اوقات دُعا اور صدقہ سے وہ کام جن میں کامیابی [illegible] نظر آتی ہو۔ حل ہو جاتے ہیں۔

اغلباً ہمارے ناظرین میں سے بعض کو وہ واقعہ یاد ہوگا جب حضرت سیدنا نور الدین مرحوم نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں مختلف جماعتوں کے کارکنوں کو اپنے حضور شرف باریابی بخشکر بعض ضروری [illegible] ترقی جماعت کے لئے نصیحت [illegible] آپ نے فرمایا کہ باوجود اس کے کہ بعض مقامات پر [illegible] ہے۔ لیکن وہاں ترقی مسدود ہے۔ اس میں کچھ مخفی راز ہے وہاں کے لوگوں کو چاہئے کہ تھوڑا تھوڑا صدقہ دے کر بہت استغفار کریں۔ کیونکہ یہ کمی نہائی اور لپرسٹ غفلت کا نتیجہ ہے کہ ترقی بند ہو گئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم کی یہ نصیحت آج بھی ویسی ہی واجب التعمیل ہے۔ جیسے کہ اُسوقت تھی۔ اور ہمارے احباب جہاں ترقی کے آثار مفقود دیکھتے ہیں وہاں اسی ہتھیار کو استعمال کریں۔ خدا اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے کامیابی عطا فرمائیگا

اس وقت بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ جماعت کا ایک حصہ غلطی میں پڑ گیا۔ اور اُنہوں نے حضرت صاحب کی طرف دعوے نبوت منسوب کرکے حضرت اقدس کی پوزیشن کو بہت کچھ مکدر کر دیا۔ مخالفین تو شروع سے ہی آپکی طرف اس دعوے کو منسوب کرتے تھے۔ لیکن جماعت کے ایک حصہ کے اسی اعتقاد پر پہنچ جانے سے وہ اپنے غلط خیال پر اور بھی پختہ ہو گئے۔ اگرچہ یہ اُن لوگوں کی اپنی کج سہل انگاری اور غفلت ہے۔ کہ وہ حضرت اقدس کے دعاوی سے واقف ہونے کی کوشش نہیں کرتے۔ لیکن ہمارا بھی کوتاہی ہے کہ ہم لوگوں کو حضرت کے [illegible] دعاوی اور آپ کے اصل مشن سے کما حقہٗ آگاہ کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر ہم حضرت کے اصل مشن اور آپ کے اصل دعاوی سے لوگوں کو واقف کر دیں۔ تو ہمیں امید ہے۔ کہ حضرت کا مشن سالوں میں نہیں بلکہ مہینوں اور دنوں میں قبولیت عام حاصل کر لے۔

اس میں شک نہیں۔ کہ مخالفین اور منافقین نے بھی نادان دوست بنکر اس مشن کے رستہ میں روڑا اٹکانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ لیکن ان ابتدائی اور درمیانی ابتلاؤں پر نہیں گھبرانا چاہئے۔ کیونکہ مخالفات اور فتن تمام ترمول پر آتے ہیں۔ اور آخر کامیاب ہونے والی قومیں ان امتحانات اور فتن کے سیلوں کو چیرتی ہوئی ساحل مراد پر جا پہنچتی ہیں۔ خدا کے وعدے سچے ہیں۔ اور وہ پورے ہوکر رہیں گے۔ لیکن اللہ تعالےٰ اپنے بندوں سے کام لینا چاہتا ہے تاکہ اُنکے لئے بہترین اجر مترتب کرے۔ اور تا اُن کو خدمت خدا و خلق خدا کا موقعہ دے کر اپنے حضور میں سرخرو کرے۔ پس امتحانات اور فتن اللہ تعالےٰ نے اس لئے نہیں بھیجتا کہ وہ اس قوم کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ جس کو وہ خود تیار کرتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ تاکہ اُس کے متبعین اس کے انعام کے مستحق ٹھہر سکیں۔ اور نیز اس لئے کہ تا مخالفین دیکھ لیں۔ کہ کس طرح خدا تعالےٰ اپنے تائیدی ہاتھ سے قوم کو بلاؤں کے نرغہ میں سے نکال کر اوج ترقی پر پہنچا دیتا ہے۔ سو درمیانی مصائب پر گھبراہٹ اور اضطراب ظاہر نہیں کرنا چاہئے بلکہ جس قدر زیادہ مصائب کا سامنا ہو۔ اُسی قدر زیادہ مستعد اور زیادہ استقلال سے کام کرنا چاہئے کیونکہ اجر اُنہی کے لئے ہے جو مصائب کی گھڑیوں میں زمام صبر ہاتھ سے نہیں دیتے۔ اور اپنا کام استقلال سے کئے جاتے ہیں اور حرمان اور خسران اُن کا حصہ ہے۔ جو مشکلات کو دیکھکر بددل ہو جاتے ہیں اور بے صبری اور مایوسی ظاہر کرنے لگ جاتے ہیں ۝

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا؟

ہمعصر کشمیری میگزین ۱۴- فروری کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔

"احمدیہ جماعت کی مستعدی مذہبی کاموں میں شروع ہی سے قابل تقلید و لائق تحسین رہی ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمیں اُن کے ہر قسم کے مذہبی عقائد سے اتفاق ہے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ جس طرح مسلمانوں کا یہ فرقہ مذہبی امورات اور اُن کی انجام دہی میں ساعی رہتا ہے ایسی ہی دلچسپی و سرگرمی کا اظہار باقی مسلمانوں کو بھی دکھانا چاہئے۔ گذشتہ اخبار میں پڑھ چکے ہو کہ لاہوری احمدیہ جماعت کے صرف تین دیہاتی آدمیوں نے ایک مہینہ کے اندر دس ہزار روپیہ سکول کے لئے جمع کر لیا ہے......

....

....

اشاعت اسلام کی کوششیں بھی جیسی کچھ ہیں۔ ہندوستان میں یا ہندوستان سے باہر باقاعدہ طور پر اسی سلسلہ کی طرف سے ہیں۔ اگر لاہور میں ہوسٹل و طالب علموں کے رہنے کے لئے، جاری ہیں تو اسی جماعت کی طرف سے لاہور انجمنوں اور سوسائٹیوں کا مرکز اور قبلہ گاہ ہے اور مسلمانوں کی آبادی بھی یہاں کم نہیں لیکن مذہبی سرگرمی بلکہ تڑپ جیسی اس سلسلہ کے عقیدتمندوں میں دیکھی گئی ہے۔ عام مسلمانوں میں اس کی مثال مشکل سے مل سکتی ہے۔

الحق یعلو

عقائد محمودیہ سے بیزاری

حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں نے ناواقفی کی وجہ سے جب حکیم خلیل احمد صاحب یہاں آئے جناب میاں صاحب کی خدمت میں بیعت کا خط لکھدیا تھا۔ بعد میں مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ میاں صاحب کے عقائد حضرت مسیح کے عقائد کے خلاف ہیں۔ اور یہ کہ وہ خلاف تعلیم حضرت مسیح موعودؑ [illegible] مسیح موعودؑ کو نبی قرار دیتے ہیں۔ اور تمام اہل اسلام کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ جو مسیح موعود کو نبی نہیں مانتے۔ اور نماز جنازہ بھی دوسرے مسلمانوں کی جو حضرت مسیح موعود کو کافر اور کاذب نہیں جانتے نہیں پڑھتے ہیں۔

اس لئے میں آج اس بیعت کو فسخ کرتا ہوں۔ جو خلیل احمد صاحب کے ذریعہ سے میاں صاحب کے ہاتھ پر کی تھی۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرکے جماعت احمدیہ میں شامل ہوتا ہوں۔ دعا فرماویں میں آپ لوگوں کے ساتھ اشاعت اسلام کے کام آپ کے ہم خیال اور ہم عقائد ہوکر خدمت اسلام کروں۔ والسلام ؎

میر احمد اللہ - شکور ریاست میسور۔

ایک اسلامی اور مسیحی نکاح

ہمعصر میونسپل گزٹ ۱۲ فروری کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔ کہ۔

"کلکتہ میں مانچسٹر کے ایک باشندے مسٹر کلارک (جو موٹر کے کارخانہ میں ملازم ہیں) کی شادی مسٹر سید خلافت حسین صاحب بیرسٹر ساکن گلیور کی صاحبزادی مس جنت جہان سے ہونے کی خبر آئی ہے۔ چنانچہ پہلے شادی عیسائی طریق کے مطابق گرجا میں ہوئی اور پھر اسلامی طریق پر نکاح پڑھا گیا۔ دُلہن کا نام بھی انگریزی رکھا گیا۔"

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ شریعت اسلام کے کس حکم کے مطابق یہ نکاح عمل میں لایا گیا ہے۔ شریعت اسلام کی رُو سے تو اس قسم کا نکاح ہی ناجائز ہے پھر اسلامی طریق پر اس کے پڑھے جانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اور اگر کہیں انفساخ نکاح کی ضرورت پیش آئی۔ تو کیا اسلامی شریعت کے مطابق ہوگا۔ یا مسیحی طور پر۔ بہتر تھا کہ مسٹر کلارک مسلمان ہو جاتے۔ تاکہ دونوں میاں بیوی ایک ہی شریعت کے پابند ہوتے ۝

۲۸ جنوری کی اشاعت میں زیر عنوان "کانٹوں کو مگر چھیڑ ہے چھالوں سے ہمارے" ہم نے ایک افتتاحیہ لکھا تھا۔ جس میں امرتسری مکذبین اور لاہوری معاندین کا ذکر کرتے ہوئے جناب "شیر پنجاب" کا ذکر خیر بھی کیا تھا۔ کہ جناب ممدوح نے ہمارے سلسلہ کی ردہ میں [illegible] کوئی دقیقہ [illegible] نہیں رکھا۔ [illegible] اپنی اخبار میں ہمیشہ سلسلہ کے متعلق [illegible] اور [illegible] کرکے [illegible] شاعت اسلام کے [illegible] والی جماعت کی دل آزاری کرتے اور اُن کے پیشوا کے حق میں کلمات [illegible] استعمال کرتے رہتے ہیں۔ [illegible] جناب "[illegible]" بہت [illegible] ہیں [illegible] مولینا موصوف [illegible] جو اُنہوں نے مدت سے ہمارے [illegible] خلاف [illegible] کر رکھا ہے۔ آپ نے ہمیں بے نقط سنائی ہیں جن کا جواب تو انشاء اللہ کسی فرصت کے وقت ہم عرض کریں گے۔ لیکن اس وقت اس قدر عرض کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ ہمیں جناب کی بھبکیوں کی چنداں پرواہ نہیں کیونکہ ہم ابتدا سے آپکی اس قسم کی گیدڑ بھبکیاں سننے کے عادی ہیں

نامۂ ولکنگ

انگلستان کا قانون طلاق اور اس کے ناگوار نتائج

قانون طلاق کی تبدیلی کا مطالبہ

اولاد کی پرورش سے دستبرداری

ممانعت شراب کا قانون

گذشتہ ہفتہ انگلستان کے طبقہ متوسط کی روز افزوں کمی پیدائش کی ناگوار کیفیت بتائی جا چکی ہے۔ آج ایک اور اس سے بھی زیادہ ناگوار حالت کا ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ جو تمام ملک کے اخلاق پر زہر ہلاہل کا کام کر رہی ہے

قبل ازیں ٹائمز کے حوالہ سے میں لکھ چکا ہوں کہ اسوقت طلاق کے مقدمات لنڈن کی عدالت میں دائر ہیں۔ مسٹر ہوریشو باٹملے ایڈیٹر "جان بل" نے اس پر ایک زبردست مضمون سنڈے پکٹوریل میں لکھا ہے اور اس میں بتایا ہے کہ یہ تعداد اُس تعداد کا دسواں حصہ بھی نہیں ہے۔ جو در اصل تمام ملک کے ضرورتمندان طلاق کی ہے۔ لیکن تمام ملک میں طلاق کا فیصلہ کرنیوالی عدالت صرف ایک لنڈن ہی میں ہے شمال سے لیکر جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک ہر ایک اس شخص کے لئے جو طلاق کا فیصلہ کرانا چاہے۔ لنڈن ہی کی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ لوگ نہ صرف عدالت ہی کے ضروری اخراجات کو برداشت کریں بلکہ ریلوں کے کرائے۔ ہوٹلوں کے اخراجات اور اصلی قسم کی کثیر رقوم کو اس گرانی کے زمانہ میں بھی پانی کی طرح بہائیں اور پھر اس مخمصہ سے مخلصی حاصل کریں۔ جو میاں بیوی میں طلاق کا متقاضی ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہے۔ بیسیوں خاندان ایسے ہیں۔ جن میں [illegible] مرد ایک دوسرے سے الگ ہیں دور [illegible] ہے۔ جو باقاعدہ نکاح کیا ہوا ہے وہ عملاً اب باقی نہیں

لیکن ان تمام باتوں پر نظر کرتے ہوئے اس بات کو بھی نظر رکھنا ضروری ہے کہ ان واقعات کا اصلی سبب کیا ہے مسیحی قانون طلاق کی اجازت سوائے ناجائز حرکت کے اور کسی حالت میں بھی نہیں دیتا۔ حالانکہ میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں اکثر ایسے اور واقعات بھی پیش آجاتے ہیں کہ رشتہ زوجیت کو قطع کرنا ہی ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے سوائے ان حالات کے جہاں واقعی کسی ایک فریق کی بدعنوانیوں نے طلاق کی اصل شرط کو پورا کر دیا ہو جبکو ایسے واقعات کا سامنا ہوتا ہے جو رشتہ زوجیت کے انقطاع پر مجبور کرنے والے ہوں۔ ایکے لئے سوائے اسکے اور کوئی چارہ نہیں کہ کسی نہ کسی طرح وہ طلاق کی اصل شرط کو پورا کرے اور عدالت میں اس بات کا ثبوت دے کہ اُس نے یا اُس کی بیوی یا خاوند نے نامناسب حرکت کی ہے۔

چنانچہ ایک اسی قسم کا واقعہ مسٹر باٹملے نے نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ ایک لارڈ کو محض اس قانون طلاق کی شرط کو پورا کرنے کے لئے ایسے نامناسب امور اپنی طرف منسوب کرنے پڑے جو اس کی حیثیت اور غیرت کے قطعاً منافی تھے۔ اور لارڈ نے اقرار بھی کیا ہے۔

نہ صرف کلیسا کے بنائے ہوئے قانون کی وجہ سے کہ تمام ملک میں صرف ایک ہی طلاق کی عدالت ہو۔ ہزارہا اشخاص کثیر اخراجات کی زیرباری سے ڈر کر ایسے ناجائز تعلقات کو طلاق اور دوسری شادی پر ترجیح دیتے ہیں۔ جو ان کے اخلاق پر ایک بدنما داغ بن جاتے اور خاندانوں کی تباہی کا موجب ہو جاتے ہیں۔ نہ صرف عوام ہی کو قانون کی سختی اس قسم کے ارتکابات پر مائل کرتی ہے۔ بلکہ جیسا کہ اوپر کی مثال سے ظاہر ہے بڑے بڑے امراء اور ایسے لوگوں کو بھی جن کی خاندانی شرافت ایسی باتوں کا تصور بھی کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ جن کی حیثیت اس قسم کے ارتکابات سے بہت بالاتر ہے۔ قانون سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایسے حالات پیدا کرنے پڑتے اور علانیہ اُن کو عدالت میں ان کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور ان سب سے بڑھ کر اور بات یہ بھی ہے کہ بن بیاہی عورت و مرد جن کی قانوناً کوئی شادی کبھی نہیں ہوئی۔ وہ تو جب چاہیں۔ ایک دوسرے کو چھوڑ کر کسی اور سے شادی کر سکتے ہیں۔ لیکن جن کی زوجیت قانوناً قائم ہو چکی ہے۔ وہ کسی حالت میں دوسری شادی کے مجاز نہیں سوائے اس کے کہ عدالت میں ان کی کسی اور سے ناگفتہ بہ حرکات ثابت ہو کر طلاق واقع ہو جائے

ان حالات میں مسٹر باٹملے نے کمال دانشمندی سے اہل کلیسا کو اس طرف متوجہ کیا ہے۔ اور بڑے زور کے ساتھ اس قانون کو بدلنے کی اپیل کی ہے۔ یعنے یوں کہنا چاہئے کہ وہ کلیسا کو اسلامی اصولوں کی طرف لانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اسلام ہی وہ مذہب ہے۔ جس نے فطرت صحیحہ کے عین مطابق ایک طرف تو طلاق کے لئے کوئی خاص وجوہات اور شرائط کی حد بندی نہیں رکھی۔ گویا اسلام میں کسی کو طلاق حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر مناسب وجوہات پیدا کرنے کی ضرورت نہیں۔ دوسری طرف غیر محرم مرد و عورت کے باہمی اختلاط کو جیسا کہ یورپ کا حال ہے قطعاً منع کر کے ان اسباب کو جو دیگر ممالک میں طلاق کی کثرت اور خاندانوں کی تباہی کا موجب ہو رہے ہیں قطعاً روک دیا۔ جس کا یہ ظاہر نتیجہ ہے کہ مسلمانوں میں باوجود طلاق کی سہولیت کے۔ باوجود اس اسلامی اصول پر یورپین نکتہ چینیوں کے نہ ایسے مخدوش حالات ہی پیدا ہوتے ہیں نہ ہی طلاق کی وہ کثرت ہی موجود ہے۔ بلکہ اس کا عشر عشیر بلکہ سواں حصہ بھی نہیں۔ جو مہذب دنیا میں نظر آتی ہے۔

غرض مسٹر باٹملے جس قسم کی تبدیلی کے متمنی ہیں اور اسی تبدیلی کی خواہش ہر ایک اس شخص کو ہے جسکو ان حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یا کبھی اس پر غور و فکر کرنے کا موقعہ ملا ہے) وہ صرف اسلامی قانون ہی کو رائج کرنے سے ہو سکتی ہے۔ اور کوئی دن جاتا ہے۔ جب ہم کلیسا کو طوعاً و کرہاً اس فطری اصول پر کاربند ہوتے دیکھینگے۔

ہر شخص کی اولاد ملک کی اولاد سمجھی چاہیئے نہ کہ کسی خاص ماں باپ کی

یہ ایک آواز ہے۔ جو آسٹریلیا سے اٹھی ہے۔ اور جو انگلستان کے اندر آ کر گونجی ہے

اس وقت ملک میں چاروں طرف ضروریات زندگی کی حد سے زیادہ گرانی نے جو حالات [illegible] کی کوشش۔ شادیوں سے احتراز اور اسباب پرورش ناممیسر نہ آنا۔ جن کی مفصل کیفیت گذشتہ ہفتہ لکھی جا چکی ہے۔ وہ طبعاً ایسی آواز کی طرف لوگوں کو زیادہ راغب کرتے ہیں کچھ عرصہ ہوا۔ فرانس نے انہی حالات کی وجہ سے ایسے وظائف مقرر کئے تھے۔ جو پیدائش کو بڑھانے کی ترغیب دلائیں۔ اب یہ دوسری تجویز ہے جو آسٹریلیا کے مہذب دل و دماغ کا نتیجہ ہے۔ لیکن فطرت صحیحہ ایسی تجاویز کو جس نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اسکی کیفیت مسٹر ولیم ہورد کے اس مضمون سے بخوبی معلوم ہوتی ہے جو سنڈے پکٹوریل کے ۱۶ر نومبر ۱۹۱۹ء کے پرچہ میں انہوں نے لکھا ہے۔ مسٹر ولیم ہورد کے نزدیک یہ تجویز کوئی نئی نہیں۔ بلکہ پلیٹو (گذشتہ زمانہ کے ایک سیاسی آدمی کا نام ہے۔) نے بھی اپنے زمانہ تہذیب میں اسی قسم کی تجویز کی تھی۔ انہوں نے صاف لکھا ہے کہ "یہ صرف کفایت شعاری ہی کا سوال نہیں۔ جسکو ایسی تجاویز کرتے وقت مدنظر رکھنا ہے۔ نہ ہی یہ صرف آسٹریلیا ہی کے متعلق ہے بلکہ کل دنیا کے متعلق یہی سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ کفایت شعاری کے علاوہ یہ ایک اخلاقی معاملہ بھی ہے۔ اور ایسی تجاویز کے وقت اخلاق کے سوال کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے"

مسٹر ولیم ہورد کا یہ فقرہ بھی سننے کے قابل ہے کہ "سوائے اس کے کہ ہم بدھ مذہب کے پیرو یا برہمن ہوں۔ اور ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ بچہ کا پیدا ہونا بھی ویسا ہی ایک تقدیر کا اور فیصلہ شدہ امر ہے۔ جیسا کہ مرنا۔ اور کسی نہ کسی طرح۔ کہیں نہ کہیں انسانی پیدائش و اموات کے دائرہ [illegible] آ ہی جائینگے۔ تاکہ بنی نوع انسان کے ساتھ مزدوان [illegible] طرف قدم بڑھا سکیں۔ سوائے اسکے ہمارا یہ خیال [illegible] ہمارا ایمان اب تک یہی ہے کہ نسل انسانی کے بیش قیمت ابدی دائرہ میں خوشی یا غم بدی یا نیکی سے کسی زندگی کا اضافہ کرنا ہمارے اپنے بس اور طاقت میں ہے"

مسٹر موصوف نے کیا اچھا لکھا ہے کہ "میں اس حد تک جس حد تک کہ ہم بعض جانوں کو اس عرصہ وجود کا میں لانے کا موجب ہوتے ہیں۔ اپنی ذمہ داری کو پہچاننا چاہئے۔ اور ہمیں اس ذمہ داری کا پتہ لگ جائے گا۔ اگر ہم ایک جان کو اس دنیا میں لاکر پھر اس کی حفاظت اور پرورش کا انتظام کریں۔ لیکن اگر ہم اس کے خلاف اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں۔ اور اپنے ہمسایوں کے سر پر یہ بوجھ ڈالدیں۔ تو اس میں شک نہیں۔ کہ مالی طور پر ہمیں بہت کچھ فائدہ حاصل ہو جائیگا مگر اخلاقی طور پر ہم بالکل گر جائیں گے۔ ہماری ذمہ داری ہم سے پوشیدہ رہیگی۔ اور ہمارا یہ کام حیوانات کے اس ادنے سلوک کے مطابق ہوگا جو وہ اپنے بچوں پیدا ہونے کے صرف ایک ہی ہفتہ بعد تک روا رکھتے ہیں اور پھر ان کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں کہ خود اپنی روزی کا سامان کریں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ موجودہ حالات میں جو لاپرواہی اور سرد مہری پیدا ہو چکی ہے۔ وہ اور بھی بڑھ جائیگی۔ اور وہ جو اپنی آئندہ اولاد کے متعلق اپنے فرائض کا کچھ تھوڑا بہت احساس رکھتے ہیں۔ وہ اس احساس کو اور بھی کھو بیٹھیں گے۔ اس لئے پلیٹو کا تجویز کردہ بچہ یا باصطلاح جدید No body's child (وہ بچہ جو کسی خاص ماں باپ کی بتلا نہ سمجھا جائیگا) ایک بالکل ناپسندیدہ بچہ ہوگا جسکی میرے دل میں کوئی خواہش نہیں ہو سکتی"

اس کے ساتھ ہی مسٹر موصوف نے موجودہ حالات میں حکومت کی مجبوریوں کا بھی جواب دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ "ایسا کرنے میں سلطنت کی مجبوری سے مجھے انکار نہیں۔ یہ مجبوریاں دو قسم کی ہیں۔ ایک تو ان بچوں کے متعلق ہے جو اس وقت پیدا شدہ موجود ہیں۔ اس سے میرا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر ہم ایسے بچوں اور ان کے والدین کی مدد کر سکیں۔ تو ایسی زندگیوں کو دکھوں اور تکالیف میں ڈالکر تلف کرنا مناسب نہیں میرے خیال میں اس کا یہ سہل طریق ہوگا۔ کہ ہم ایسے والدین کو ٹیکسوں اور جرمانوں کے بوجھ سے سبکدوش کر دیں لیکن ایسے بچہ کے لئے جو کسی خاص ماں باپ کا نہ سمجھا جائے۔ اور خود اپنے بچہ کے لئے کبھی انہیں [illegible] مجبور کرنا گویا ان پر اور زیادہ بوجھ ڈالنا اور انہیں دکھ دینا ہوگا۔

رہا آئندہ پیدائش کو بڑھانا۔ اس کے لئے روپیہ یا وظائف دیکر ترغیب دلانا یا الاؤنس مقرر کرنا۔ گویا نہایت بدترین قسم کے والدین کی تعداد بڑھانا ہے۔ ورنہ جائز والدین کو تو ان باتوں [illegible] میں آنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ تہذیب کا اصل الاصول اور مدعائے حقیقی یہی ہے کہ سب سے اعلےٰ نہ کہ سب سے بدتر چیز کو بڑھانا۔ اور ترقی دینا چاہئے یہ نہیں کہ ایک ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اسکی بدترین شکل کو ہی قبول کر لیں"

یہ ان لوگوں کی فطرت صحیحہ کا نقشہ ہے۔ جن کے نزدیک نیکی اور بدی کی تفریق اسی حد تک صحیح ہے جہاں تک دوسرے کو نقصان پہنچانے یا اس پر احسان کا سوال ہے۔ ورنہ اسکے علاوہ انسان ایک کام کو ایک طریق سے کرے۔ یا دوسرے سے۔ بات ایک ہی ہے۔ اسی اصول نے فرانس کو افزائش نسل کے لئے وظائف اور الاؤنسوں کا طریق بطور ترغیب رائج کرنے پر مجبور کر دیا۔ اسی غلط خیال نے آسٹریلیا کو No body's child کے اصول کی تجویز کا خیال دلایا۔ اور اسی کی وجہ سے انگلستان کو آئے دن ایسی تجاویز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن فطرت بھی اپنا رنگ دکھائے بغیر نہیں رہتی۔ وہ لوگ بھی انہیں میں سے پیدا ہو جاتے ہیں جو فطرت کی آواز کو لبیک کہکر ایسی تجاویز کو علانیہ رد کرتے۔ اور انہیں برا کہتے ہیں۔ مسٹر ولیم ہورد بھی انہی موخر الذکر لوگوں میں سے ہیں۔ اور ہم دیکھیں گے۔ کہ انکی اس فطری آواز کو کیونکر رد کیا جاتا ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی جہانتک افزائش نسل کا سوال ہے۔ مسٹر ولیم ہورد نے الاؤنسوں کی تجویز کو صرف رد کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے اور ٹیکسوں کے بار کو اتار دینے کی رائے دی ہے حالانکہ اس کا افزائش نسل پر کوئی معتدبہ اثر نہیں پڑ سکتا۔ البتہ اولاد کی بہبودی اور تربیت

غلام حسن خان صاحب رجسٹرار پشاور ۔ مولوی عبدالعلی صاحب ہیرد کی لاہوری ۔ حضرت امیر المومنین مولانا مولوی محمد علی صاحب موکد بعذاب قسموں کے ساتھ اگر ... کے حق میں فیصلہ دیدیں گے ۔ تو پھر میں وہ رقم ایک سو روپیہ کی کسی بنک میں داخل کرونگا اگر سال تک ان بزرگان قوم پر کوئی عذاب زکام وغیرہ نازل نہ ہوا ۔ تو پھر مجیب روپیہ مذکورہ لینے کا حقدار ہوگا ۔

اس کا پہلا جواب یہ ہے :۔ " مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید ۔ بر کلہ خود باید زد " جب پہلے آپ نے بلا تعین یہ لکھدیا ہے کہ مجیب کو ایک سو روپیہ نقد دینے کو تیار ہوں ۔ تو اب یہ ایزادی شرائط اگر دلیل گریز نہیں ۔ تو اور کیا ہے ۔

دوسرا جواب یہ ہے ۔ کہ جب خود میں نے لکھدیا ہے ایک جید عالم موکد بعذاب حلف ۔ فیصلہ تحریری دیدے ۔ وہ بلا چون وچرا فریقین کو تسلیم کرنا پڑیگا ۔ تو پھر جب تک آپ میری اس جائز اور صحیح شرط کو غلط ثابت نہ کردیں ۔ تب تک اس سے انکار اگر آپ کی گریز کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے ۔

تیسرا جواب یہ ہے ۔ کہ اے ایاز قدر خود بشناس سچ سچ کہو ۔ کیا آپ کی ذاتی یا علمی حیثیت اس قابل ہے کہ آپ بزرگان مذکورہ بالا کی مجالس میں بلا اجازت جا بھی سکیں ۔ ہرگز نہیں ۔ اور کیا آپ کا اتنا مقدور ہے ۔ کہ ان بزرگان قوم میں سے کسی کو یہ کہہ سکیں ۔ کہ موکد بعذاب قسم کھاکر یہ کہدیں ۔ کہ حضرت ... بحر العلوم قاضی یوسف نے جو ختم نبوت کو کافرانہ اعتقاد قرار دیا ہے ۔ صحیح ہے ۔

بالفرض اگر آپ دیوانہ بنکر اپنے آپ کو مرفوع القلم مجانینوں کے زمرہ میں شامل قرار دے کر ان بزرگان قوم کو یہ کہہ بھی دیں ۔ تو کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ آپ کی اس گپ کو پرکاہ سے کچھ زیادہ وقعت دینگے ہرگز نہیں !

قاضی صاحب سچ یہ ہے ۔ کہ اپنی غریبانہ گودڑی سے پاؤں بڑھانا بہت ہی قابل شرم بات ہے جس دلی سوزش کی وجہ سے آپ مولانا مولوی غلام حسن خان صاحب وغیرہ بزرگان سلسلہ کو اپنی نامعقول تحریرات میں وقتاً فوقتاً یاد کرتے رہتے ہیں اور بخیال خود آپ ان کی گویا ہتک کرنا چاہتے ہیں ۔ وہ مجھے معلوم ہے ۔ مگر گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ۔ آپ کسی معزز کی ہتک کرنے سے معزز نہیں بن سکتے ۔ بلکہ پہلے سے بھی حقیر سمجھے جائیں گے ۔

بالآخر میں بمصداق " درد تنگ را تا بخانہ اش باید رسانید " یہ شرط بھی آپ کی مان لیتا ہوں ۔ جاؤ ان بزرگان قوم کو کسی موقع پر جمع کرکے مجھے بذریعہ تار اطلاع دو ۔ میں حاضر ہو جاؤں گا ۔ اگر آپ کے ان منصفوں نے میرے حق میں فیصلہ دے دیا ۔ تو پھر آپ روپیہ کسی بنک میں داخل کردیں اور بھاڑا سیکنڈ کلاس خرید کر ان بزرگان قوم کے ساتھ ساتھ پھرتے رہیں ۔ اگر ماہ جون وجولائی میں کسی کو معمول سے زیادہ حرارت ہو جائے تو روپیہ بنک سے واپس لے لینا ۔

میں پھر مکرر لکھتا ہوں ۔ کہ میری مقرر کردہ شرط فیصلہ کو ناجائز اور غلط ثابت کرکے فوراً اپنے مقرر کردہ منصفوں کو کسی جگہ جمع کرکے مجھے اطلاع دیں ۔

اگر اب بھی آپ تاخیر کریں ۔ اور یا یہ عذر کریں ۔ کہ ان منصفین کے دربان بھی مجھے تھپیڑ مارتے ہیں ۔ اور ان کے پاس بھی جانے نہیں دیتے اور یا یہ عذر کریں کہ وہ میری اس درخواست کو پرکاہ کے برابر بھی نہیں سمجھتے ۔ تو پھر سیدھے قادیان چلے جائیں اور مرزا محمود احمد صاحب کو اس فیصلہ کے لئے آمادہ کر کے لاہور یا راولپنڈی لے آویں ۔ اور یہاں جلسہ عام میں پہلے جناب میاں صاحب آپ کا چیلنج سنا دیں اور پھر میرا جواب ۔ اس کے بعد موکد بعذاب قسم کے ساتھ جو فیصلہ تحریر فرمادیں گے ۔ وہی آپ مان لیں ۔

اگر میاں صاحب نے میری مطلوبہ موکد بعذاب حلف سے انکار کیا ۔ تو ان کا فیصلہ کالعدم تصور ہوگا ۔ اگر اسی مجلس میں مجھے آپ دے دیجئے ۔ کیونکہ بقول آپ کے میاں صاحب تو اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں ۔ جیسا کہ رسالہ القول الفصل کے صفحہ ۵۷ پر میاں صاحب نے یہ دعوےٰ کیا ہے کہ :۔

" اللہ تعالیٰ نے مجھے بار بار بتایا ہے کہ میں خلیفہ ہوں ۔ اور میرے ساتھ مقابلہ کرنا پہاڑ سے سر ٹکرانا ہے " وغیرہ

اس وجہ سے میاں صاحب کی نسبت نزول عذاب کی استثنا کرنا جائز نہیں ہے ۔ کیونکہ خلیفۃ اللہ کی نسبت کذب کا احتمال نہیں ہوسکتا ۔

اب اس مضمون کی اشاعت کے بعد ایک ماہ تک میں آپ کے فیصلہ کن جواب کا انتظار کرونگا ۔ اگر اس عرصہ میں آپ میری شرط مذکورہ کے مطابق فیصلہ کے لئے نہ آئے اور یا مجھے شہر پشاور میں نہ بلایا تو میں یہ یقین کروں گا ۔ کہ آپ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں اور محض عوام میں ہمچو ما دیگرے نیست کا مصداق مشہور کرنا چاہتے ہیں اور تحقیق حق سے آپ کا کوئی مطلب نہیں ہے ۔ محض خود بخود بڑا بننے کا شوق دامنگیر ہے ۔ جیسا کہ آپ کے اس ٹریکٹ سے ظاہر ہے ۔ کہ پہلے صفحہ پر اپنے نام سے سکریٹری لکھدیا ہے اور دوسرے صفحہ پر عبدالمجید صاحب سکریٹری بنتے ہیں ۔ میں نہیں سمجھ سکتا ۔ کہ اڑھائی نفری کے دو سکریٹری بنکر کیا کیا کام کرتے ہوں گے ۔ خیر ما را چہ ازیں قصہ ۔

المنتظر الجواب بالصواب

کمترین محمد یمین احمدی ۔ داتہ ۔ ہزارہ ۔

از دفتر انجمن اسلامیہ لائل پور

انجمن اسلامیہ لائل پور کا دوسرا سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۶ ۔ ۲۷ ۔ ۲۸ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۷ ۔ ۱۸ ۔ ۱۹ ۔ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء کو منعقد ہونا قرار پایا ہے ۔ جس میں باہر سے علمائے ذی شان و لکچراران عذب البیان اور پنجاب کے اکثر اسلامی انجمنوں کے اراکین تشریف لاوینگے ۔ اور اپنے موثر وعظوں ۔ لکچروں اور نظموں سے مسلمانوں کو محظوظ فرمائینگے ۔ اے بزرگان قوم و اعیان ملت ! آپ کی خدمت میں گذارش ہے کہ آپ اس اپنے قومی اجتماع میں ایام مذکورہ پر جوق در جوق تشریف لائیں اور اپنے مفید مشورہ اور فیاضانہ مالی امداد سے انجمن کو ممنون و مشکور فرمائیں ۔ مسلم ہائی سکول لائل پور کے لئے ابھی بڑے کام کرنے ہیں ۔ یعنی سکول کے بلڈنگ کے لئے وسیع قطعہ اراضی کا انتظام ۔ بورڈنگ ہوس مسجد ۔ سکول سٹاف کے لئے مکانات کی تعمیر جن کے لئے قوم سے التجا کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ۔ کیونکہ یہ اسی کا کام ہے ۔ اور وہی کریگی ۔ فیاضان قوم و حامیان دین متین کے نزدیک اس ضرورت کا مہیا کرنا کچھ مشکل نہیں ؎

مشکلے نیست کہ آسان نشود

مرد باید کہ ہراساں نشود

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد مختلف آیات قرآن مجید و فرقان حمید میں ہمارے لئے کافی راہنما ہے ۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ انسان کیلئے سوائے کوشش اور سعی کرنے کے کچھ نہیں ۔ یعنی جب تک کہ وہ کوشش نہ کرے ۔ محنت نہ کرے کامیاب ہونا مشکل ۔ تو آپ اس قومی جلسہ میں جو آپ کی اولاد کی بہتری کیلئے انکی تعلیم و تربیت کے لئے ۔ اور قوم میں اتفاق کی برکت کا وعظ کرنے کے لئے منعقد کیا جائیگا ۔ بتعداد کثیر تشریف لائیں ۔

اللہ تعالیٰ آپ کی سعی کو اس نیک کام میں مشکور فرمائیگا ۔ اور آپ دنیا میں فیضیاب ہونے کے علاوہ عقبےٰ میں بھی اجر عظیم کے مستحق ٹھہریں گے ۔

ادنیٰ خادمان قوم

ملک غلام محی الدین آنریری سکریٹری

مولوی غلام باری بی ۔ اے ۔ ایل ایل بی پلیڈر جائنٹ سکریٹری

اقتباسات

سیرت نبوی

ٹائمز لٹریری سپلیمنٹ کے ایک ریویو سے معلوم ہوا ہے کہ حال میں ایک نو مسلم فرنچ مصور دینا اور ایک الجزائری مسلمان سلیمان بن ابراہیم نے مشترک محنت سے انگریزی میں سیرت نبوی پر ایک ضخیم کتاب تالیف کی ہے جس کا پورا نام " لائف آف محمد دی پرافٹ آف اللہ " (سیرت محمد رسول اللہ) ہے ۔ کتاب کی اعلیٰ ایڈیشن کی قیمت سو پونڈ سو شلنگ (۱۵۰۰ روپیہ) اور ادنیٰ ایڈیشن کی قیمت ۸ پونڈ ۸ شلنگ (سو روپیہ سے کچھ اوپر) ہے ۔ اس گراں قیمتی کا سبب غالباً یہ ہے ۔ کہ کتاب میں مسلمانوں کا نظام تمدن وطرز معاشرت دکھانے کے لئے تصاویر کثرت سے دی گئی ہیں ۔ ٹائمز کے ریویو نگار کے بیان سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ انداز تحریر میں تمامتر مذاق قدیم کی پیروی کی گئی ہے ۔ اور زمانہ حال کی ضروریات ومقتضیات کو بالکل نظر انداز کردیا گیا ہے ۔ کتاب فرانس میں پیرس آرٹ کلب کی جانب سے شائع ہوئی ہے ۔ (علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ ۱۱ر فروری سنہ ۲۰ء)

شعرائے عرب اور یورپ

سر چارلس لائل جو متعدد شعرائے عرب کے دواوین اور ان کے انگریزی تراجم شائع کرچکے ہیں ۔ حال میں ان کے زیر اہتمام کیمبرج یونیورسٹی پریس سے کلیات عمرو بن قمیہ شائع ہوا ہے ۔ یہ شاعر قیس بن ثعلبہ کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا ۔ جو قبیلہ بکر بن وائل کی ایک شاخ تھا ۔ اور امرء القیس کا معاصر اور رفیق سفر تھا ۔ کلیات کا بیشتر حصہ عمر کے دیوان پر مشتمل ہے ۔ جس کا قلمی نسخہ کچھ روز ہوئے قسطنطنیہ کی مسجد سلطان فاتح کے کتب خانہ میں دستیاب ہوا تھا ۔ اور اس کے علاوہ بعض متفرق نظمیں مختلف ذرائع سے حاصل ہوئی ہیں سر چارلس لائل کلیات کا اصل متن اور انگریزی ترجمہ دونوں شائع کررہے ہیں ۔ (علیگڈھ گزٹ ۱۱ر فروری)

عربی ادب کی ایک قدیم کتاب

قاہرہ کے پرچہ کوکب کو دمشق کا نامہ نگار اطلاع دیتے ہیں کہ مشہور نایاب کتاب ابو العلا معری کی الفصول والغایات کا جزو اول سید محب الدین خطیب کے ہاتھ آگیا ہے ۔ یہ کتاب قرآن کا جواب سمجھی جاتی تھی ۔ اور اس بنا پر اس کے محفوظ رہجانے کی توقع نہ تھی ۔ چنانچہ یاقوت نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے ۔ کہ ایک مقدس مہتمم کتب خانہ کو کہیں سے اس کا ایک نسخہ ہاتھ لگ گیا تھا ۔ جسے اس نے تلف کرڈالا ۔ اس سے بیشتر اس کے بعض متفرق اجزا پروفیسر مارگولیوس نے ابو العلا کی تصانیف کے تبصرہ میں نقل کئے تھے ۔ اس جدید انکشاف کا علمی دنیا میں نہایت شوق سے خیر مقدم کیا جائیگا ۔ (از علیگڈھ گزٹ ۱۱ر فروری سنہ ۱۹۲۰ء)

ایک مسرت انداز تقریب

جناب ماسٹر غلام رسول صاحب شال مرچنٹ راولپنڈی کے صاحبزادہ کی رسم نکاح جناب بابو سراج الدین صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر پنجاب فنیکٹری لاہور کی صاحبزادی سے مبلغ دو ہزار مہر پر مورخہ ۱۲ر فروری سنہ ۱۹۲۰ء بخیر و خوبی ادا کی گئی ۔ اللہ تعالیٰ یہ قران السعدین دولہا دلہن اور ان کے والدین کے بہت سی برکتوں اور سعادتوں کا موجب بنائے ۔ اس مسرت انگیز تقریب پر جناب ڈاکٹر فیروز الدین صاحب نے اعزہ و احباب کو

جلد ۷ | مدینۃ المسیح لاہور۔ یکشنبہ مورخہ ۳۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۲۲ فروری سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۶۱

کلام الامام امام الکلام

در معرفت انسان کامل مظہر حق تعالےٰ

(گذشتہ سے پیوستہ)

کسیکہ سایۂ بال ہماش سود نداد
بیا بدش کہ دورے بظل ما باشد
مسلم است مرا از خدا حکومت عام
کہ من مسیح خدائیم کہ بر سما باشد۔
بریں خطاب مرا ہرگز التفات نبود
چہ جرم من چو چنیں حکم از خدا باشد
بتاج و تخت زمیں آرزو نمیدارم
نہ شوق افسر شاہی بدل مرا باشد
مرا بس است کہ ملک سما بدست آید
کہ ملک و ملک زمیں را کجا بقا باشد
حوالتم بفلک کردہ اندر روز نخست
کنوں نظر بمتاع زمیں چرا باشد
مرا کہ جنت علیاست مسکن و ماوا
چرا بمزبلۂ ایں نشیب جا باشد
اگر جہاں ہمہ تحقیر من کند چہ غمے
کہ با من است قدیرے کہ ذو العلےٰ باشد
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد
نہ ملعم است کہ بد تر ز ملعم آں ناداں
کہ جنگ او بکلیم حق از ہوا باشد

(باقیدارد)

ارشادات نبوی صلے اللہ علیہ وسلم

فی بر الاولاد والاقارب

(۱) عن عائشۃ قالت دخلت علیّ امرأۃ و معھا ابنتان لھا تسئل فلم تجد عندی شیئاً غیر تمرۃ فاعطیتھا ایاھا فقسمتھا بین ابنتیھا و لم تاکل منھا ثم خرجت فدخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اخبرتہ فقال من ابتلی من ھذہ البنات بشیئ فاحسن الیھن کن لہ ستراً من النار اخرجہ الشیخان والترمذی۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ ایک عورت جسکے ساتھ دو بیٹیاں بھی تھیں بھیک مانگتی ہوئی میرے پاس آئی۔ میرے پاس بجز ایک کھجور کے اور کچھ نہ تھا۔ وہی میں نے اسکو دیدیا۔ اُس نے اسکو اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیا اور خود اُس میں سے کچھ نہ کھایا۔ اور پھر وہ چلی گئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ سے یہ تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جو شخص ان بیٹیوں کی وجہ سے کسی مصیبت میں مبتلا ہو پھر اسکے بعد بھی اُن سے اچھا سلوک کیا جائے۔ تو اُس کا یہ فعل اُس کے لئے دوزخ سے روک کا کام دیگا۔ شیخین اور ترمذی اُس کے راوی ہیں۔

(۲) وعن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیمۃ انا وھو وضم اصابعہ اخرجہ مسلم والترمذی وعندہ دخلت انا وھو الجنۃ کھاتین واشار باصبعیہ۔

ترجمہ حضرت انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لڑکیوں کی پرورش کرے یہانتک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت کے دن میں اور وہ ملے ہوئے آئیں گے۔ اور آپ نے دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا۔ مسلم اور ترمذی اسکے راوی ہیں۔ اور ترمذی نے اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ میں اور وہ دونوں جنت میں ملے ہوئے داخل ہونگے۔ اور آپ نے دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا۔

(۳) وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عال ثلاث بنات او ثلث اخوات او اختین او بنتین فادبھن و احسن الیھن و زوجھن فلہ الجنۃ اخرجہ ابو داؤد والترمذی وھذا لفظ ابی داؤد ولہ فی اخری عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ انثی فلم یئدھا ولم یھنھا ولم یؤثر ولدہ یعنی الذکور علیھا ادخلہ اللہ تعالےٰ الجنۃ۔

(ترجمہ) ابو سعید رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بہنوں یا دو بیٹیوں کی پرورش کرے اور انکو اچھی تعلیم دے اور عمدہ آداب سکھلائے پھر اسکے بعد نکاح کردے۔ تو ایسا شخص جنتی ہوگا۔ ابو داؤد اور ترمذی اس کے راوی ہیں اور یہ الفاظ ابو داؤد کے ہیں اور ایک دوسری روایت میں جو ابن عباس رض سے مروی ہے۔ اس طرح مذکور ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسکی کوئی لڑکی ہو۔ اور وہ اسکو زندہ دفن نہ کرے اور نہ اسکو ذلیل خیال کرے نہ اولاد ذکور سے اسکو کم درجہ خیال کرے تو ایسا شخص جنت میں داخل ہوگا۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ و حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بمبئی میں چند دن قیام فرما کر مدراس تشریف لے گئے ہیں۔

حضرت میر مدثر شاہ صاحب بمبئی اور دیگر مقامات کا دورہ کرکے ۱۹ ماہ حال کو واپس لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ عنقریب کسی اور طرف آپ دورہ پر تشریف لیجائیں گے۔

استدعائے نماز جنازہ:۔ یہ خبر دلی رنج و افسوس سے سپرد قلم کی جاتی ہے۔ کہ ہمارے سلسلہ کے ایک مخلص بزرگ جناب بابو عبد العزیز صاحب ہیڈ کلرک دہلی کی اہلیہ محترمہ گذشتہ ہفتہ رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کئی ایک بچے صغر السن چھوڑ گئی۔ اللہ تعالے مغفرت فرمائے۔ اور مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دے اور بابو صاحب موصوف کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہمیں جناب بابو صاحب سے اس صدمہ عظیم میں دلی ہمدردی ہے

گذشتہ جمعہ میں احمدیہ مسجد میں مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔ تمام احباب اپنی اپنی جگہ نماز جنازہ پڑھیں اور دعائے مغفرت فرمائیں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے ماسٹر فقیر اللہ صاحب پبلشر نے گلزار محمدی سٹیم پریس لاہور میں باہتمام شیخ گلزار محمد صاحب پرنٹر چھپوا کر دفتر پیغام صلح سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۰ء نمبر ۶۱

ہندوستان میں ایک مذہبی کانفرنس کی تجویز

(قابلِ توجہ معاصرین کرام)

اس وقت جبکہ ہندوستان کی دو عظیم الشان قومیں یعنے ہندو مسلم آپس میں شیر و شکر ہوتی نظر آتی ہیں۔ ہر بہی خواہِ قوم و ملک کا فرض ہے۔ کہ وہ اُن وسائل و ذرائع پر غور کریں۔ جن سے اس قران السعدین یعنے ہندو مسلم اتحاد کی بُنیاد ایسی مستحکم اور مضبوط بن جائے کہ جو عمارت اس پر کھڑی کی جائے۔ حوادث و نوائب زمانہ اس کو منہدم نہ کر سکیں۔

اس وقت ہندو مسلم اتحاد کی برکات اس کی ضروریات اور اہمیت کی بحث میں پڑنا محض تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے۔ کہ ملک و قوم کی بہتری کے لئے ان دونوں قوموں کا آپس میں متحد و متفق ہونا ازبس ضروری ہے۔ اور ہر ایک خیر خواہِ ملک و قوم چاہتا ہے کہ ان دونوں قوموں کے درمیان ایک قوی اور مضبوط رابطہ اتحاد قائم ہو جائے۔

ہم بحیثیت جماعت ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں اور نہ آج سے۔ بلکہ تقریباً ۱۲ سال کا عرصہ ہوا۔ کہ ہمارے سلسلہ کے بانی علیہ السلام نے اسی مقصد یعنی ہندو مسلم میں مصالحت کرانے کی غرض سے "پیغام صلح" لکھا۔ جو ۲۱ جون ۱۹۰۸ء کو ہندو مسلمانوں کے ایک عظیم الشان جلسہ میں پڑھا گیا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ کی زندگی کا یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ جو آپ کی سوانح میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ اور اسی پیغام کی یادگار اور اسی تحریک کی احیاء میں ہی "پیغام صلح" اخبار جاری کیا گیا۔ گو بعد میں بعض ضروری پیش آمدہ واقعات کی بنا پر اس اخبار کو بعض دوسرے امور کی طرف توجہ دینی پڑی۔ لیکن اس کے اجراء کی اصل علتِ غائی وہی تھی۔ جو حضرت مغفور بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے پیغام صلح میں واضح فرمائی تھی یعنی اہالیانِ ملک میں مصالحت۔

الغرض ہندو مسلم اتحاد ہمارا نصب العین ہے۔ اور اس تحریک کی کامیابی ہماری عین مراد۔ اور ہم دل سے چاہتے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے۔ کہ ہر خیر خواہِ وطن یہی چاہتا ہے کہ یہ اتحاد محض ایک وقتی اُمنگ اور صرف ایک آنی جذبہ نہ ہو بلکہ مستقل اور دیرپا ہو۔ اور ہماری خواہش ہے۔ کہ اس اتحاد کی بنیاد ریت پر نہ ہو۔ اور اس کا وجود محض نقش بر آب کا ہی مصداق نہ ہو۔

ابھی تھوڑے دن ہوئے۔ ہم نے ایک اخبار میں پڑھا تھا۔ کہ ہندو مسلم اتحاد کا سبز باغ الہ دین کے چراغ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور اگر محض گاؤکشی کے ترک کر دینے سے ہی اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ تو چشم ما روشن دلِ ما شاد۔ ہم ایسے اتحاد کو لبیک کہنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ لیکن معاملہ یہاں تک محدود نہیں رہ سکتا۔ بلکہ ہندو مسلم اتحاد کی بنیادوں میں ابھی بارود بھری ہوئی ہے۔ کہ ذرا سی چنگاری اس اتحاد کی عمارت کو جلا کر خاکستر کر دے گی۔ اور اس بارود سے مراد وہ مذہبی حملے ہیں جو زید نے بکر پر اور بکر نے زید پر اپنے مذہبی لٹریچر میں کئے ہیں۔

اگر یہی الفاظ نہیں تو تقریباً اسی مفہوم کو جناب مہاتما گاندھی نے بھی اپنی تقریر میں جو آپ نے مدراس میں فرمائی ادا فرمایا ہے اور آپ نے صریح الفاظ میں قوم کی توجہ اس طرف منعطف کی ہے۔ کہ دھرم سے خالی سیاسیات محض بے معنے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"دھرم سمجھاؤ سے خالی راج نیتی (سیاسیات) کے کوئی معنے نہیں ہوتے"!

اس وقت ہمیں جناب مہاتما گاندھی جیسے مبصر کی نصیحت کو نظر انداز نہیں کر دینا چاہیئے۔ اور جس خطرہ سے ہمارے ایک ہمعصر نے ڈرایا ہے۔ آنکھیں بند نہیں کر لینی چاہئیں ؎

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نبشت است پند بر دیوار

اس لئے اتحاد کے قائم کرنے اور اس کو مستقل اور دیرپا بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے رستہ کو تمام خس و خاشاک سے پاک و صاف کر دیں۔ اور اس غرض کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہندو مسلم اتحاد کی تہ میں محض ملکی اغراض اور سیاسی مقاصد ہی نہ ہوں۔ بلکہ وہ مقاصد عالیہ بھی ہوں جن کا تعلق انسان کے جسم سے نہیں۔ بلکہ روح سے ہے اور کوئی ایسی احسن تجویز کی جائے جس سے آپس کے مذہبی جھگڑے مذہبی مناقشات اور تنازعات یک قلم موقوف ہو جائیں اور اخبارات و رسائل میں آئے دن جو ایک دوسرے کے مذہب پر نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ اس کا سدباب ہو جائے۔

یہ امر بدیہات سے ہے کہ مذہب یا عقیدہ کا اختلاف اقوام عالم کے درمیان افتراق و نفاق کا ایک بڑا باعث رہا ہے اور جب یہ مذہبی اختلاف حد اعتدال سے تجاوز کر جائے تو اس بین الاقوامی افتراق کی خلیج اور بھی زیادہ وسیع ہو جاتی ہے برعکس اس کے اگر مختلف مذاہب کے پیرو آپس میں سمجھوتہ کر کے اتحاد کی ایک صورت پیدا کر لیں تو وہی لوگ ایک دوسرے کے مذہب کو عزت و تکریم کی نظر سے دیکھنے لگ جائیں گے۔ ہر ایک مذہب کا منبع اور سرچشمہ ایک ہی ہے اور اس وجہ سے ہم یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ ہر ایک مذہب کے اندر کچھ نہ کچھ صداقت ضرور موجود ہے۔ بلکہ ممکن ہے کہ صداقت کا عنصر غالب ہو۔ مگر جب ہم ایک دوسرے سے برسر پرخاش ہوں۔ اور جب ہمارے ذہنوں میں دوسرے مذاہب کے متعلق غلط فہمیاں بھری ہوئی ہوں۔ تو ظاہر ہے کہ ہم کسی دوسرے مذہب کی کسی بات کو خواہ کیسی ہی قابلِ قدر ہو اور کیسی ہی حق و حقیقت پر مبنی ہو ہم حقارت سے ہی دیکھیں گے۔ ع

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است

لیکن اگر ہم دشمنی اور مخالفت کے تمام خیالات سے خالی الذہن ہو کر برادرانہ تعلقات کے ساتھ ایک ہی پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ تو اسکا نتیجہ جو کچھ ہو سکتا ہے۔ وہ ارباب فہم و ذکا پر مخفی نہیں۔ ہم دوسرے مذاہب کے محاسن سے واقف ہو کر بجائے حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے کے اُنکو عزت و تکریم کی نظر سے دیکھنے لگ جائیں گے۔ جس کے وہ مستحق ہیں اور اُن کی جائز وقعت ہمارے دل میں ہو جائے گی اور اس طرح سے ایک بین الاقوامی اتحاد بین المذاہب قائم ہو جائیگا

تقریباً چوبیس پچیس برس کا عرصہ ہوا۔ کہ بعض اہل الرائے کے مشورہ اور تجویز سے پنجاب کے دارالخلافہ لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ مذاہب منعقد ہوا۔ جو عام طور سے جلسۂ مہا اتسب کے نام سے مشہور ہے۔ اس جلسہ میں مختلف مذاہب کے پیرووں نے اپنے اپنے مذہب و عقیدہ کے مطابق چند ایک سوالوں پر جو مشورہ سے پہلے قرار پا چکے تھے روشنی ڈالی اس میں نہ کسی مذہب کے بانی پر اور نہ کسی کے بزرگ یا پیشوا پر حملہ کیا گیا۔ بلکہ نہایت شائستگی اور متانت سے تمام مقررین نے اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان کیں۔

بین الاقوامی اتحاد کی یہ ایک نہایت حسین صورت تھی جس سے تمام مذہبی جھگڑے اور مناقشات کا مٹ جانا یقینی تھا۔ لیکن افسوس کہ مستقل طور پر اسکے قیام کا انتظام نہ کیا گیا۔ لیکن اب جبکہ ہندوستان کی اقوام آپس میں بغلگیر ہوا چاہتی ہیں۔ تو ہم اتحاد کے مقصد کو زیادہ مستحکم و مضبوط بنانے کے لئے ......

یہ تجویز پیش کرتے ہیں۔ کہ اس قسم کی ایک مستقل مذہبی کانفرنس کی طرح ڈالی جائے۔ جس میں تمام مذاہب کے پیرو اپنے اپنے مذاہب کے محاسن اور خوبیاں بیان کرنے کے لئے جمع ہوں۔ اور جس طرح جلسۂ اعظم مذاہب میں پہلے چند ایک سوال باتفاق رائے سے مقرر کئے گئے تھے۔ اب بھی چند ایک سوال مقرر کر لئے جائیں۔ جن پر متانت اور شائستگی سے روشنی ڈالی جائے۔

لیکن چونکہ کانفرنس کی غرض اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان کرنا ہے اس لئے یہ امر ضروری طور پر یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک مذہب کا پیرو جو کچھ بیان کرے وہ اس کتاب میں سے ہو جسکو وہ الہامی یا آسمانی مانتا ہے مقررہ سوالوں پر روشنی ڈالتے ہوئے اس سے باہر نہ جائے۔ ہاں اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ وہ کسی الہامی کتاب کو نہیں مانتا۔ تو وہ اس قاعدہ سے مستثنےٰ سمجھا جا سکتا ہے۔

ہمیں کامل امید ہے کہ ملک کے زیرک اصحاب اور ہمارے معاصرین کرام اس قسم کی مذہبی کانفرنس کی ضرورت و اہمیت محسوس کرتے ہوئے ہم سے اتفاق رائے ظاہر کریں گے اور اپنے اپنے جرائد میں بھی اس کا ذکر کر کے اسکو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے کانفرنس کے انعقاد کے لئے وقت کا تصفیہ بعد ازاں ہو سکتا ہے ہمارے خیال میں اسکے لئے دسہرہ کے ایام بہت موزوں ہوں گے۔

سفر منگرول

(حضرت خواجہ صاحب مدظلہ العالی کا ایک مکتوب)

"ہز ہائینس نواب صاحب منگرول اُن برگزیدہ مسلمانوں میں سے ہیں۔ جن کو نہایت بینائے خاص اُنس اور جن کے دل میں اسلام کے لئے خاص درد ہے۔ مجھ سے اُنہیں للّٰہی محبت ہے۔ اور یہ صرف اس لئے کہ مجھے وہ اسلام کا ایک ادنےٰ خادم سمجھتے ہیں اُن کے ارشاد پر میں پیر مدثر شاہ صاحب گیلانی کی معیت میں منگرول پہنچا۔ قریباً ایک ہفتہ وہاں قیام رہا۔ میری علالت طبع نے مجھے اجازت نہ دی کہ میں زیادہ لیکچر دے سکوں۔ یہ کام بھی ایک حد تک پیر صاحب کو ہی کرنا پڑا۔

نواب صاحب کے اخلاق کریمانہ کے ذکر کرنے کی مجھے ضرورت نہیں۔ میری موجودہ علالت طبع کو دیکھکر انہوں نے مجھے اجازت دی کہ میں حسب پسند خود کسی مسلم بھائی کو بطور سکریٹری اپنے ساتھ رکھوں۔ جس کی تنخواہ وہ عطا فرمائیں گے جو انہوں نے میرے کہنے پر مبلغ ایک سو پچاس روپیہ ماہوار مقرر کی ہے۔ یہ سکریٹری ظاہر تو تصنیف میں مجھے مدد دیں گے۔ لیکن دراصل وہ مسلم مشنری کا کام میرے ساتھ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ حضور نواب صاحب کو جزائے خیر دے اور خدا تعالیٰ مجھے توفیق عطا کرے۔ کہ میں اُن کی منشاء کو جلد پورا کر سکوں۔ رخصت کے وقت بطور رخصتانہ مبلغ ایک ہزار روپیہ اس کے علاوہ عطا فرمایا۔ جسے میں امدادِ مشن میں جمع کراتا ہوں۔

حضور نواب صاحب کی صاحبزادی صاحبہ نے بھی جو ریاست مانہ بدروا کی رئیسہ ہیں مبلغ دو سو روپیہ بطور رخصتانہ عطا فرمایا۔ جو میں مفت تقسیم رسالہ انگریزی میں داخل کرتا ہوں۔

رئیسہ موصوفہ ہمیشہ سے ہمارے مشن کی مدد فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزائے خیر دے!

(دستخط) خواجہ کمال الدین۔

ایک اور مجاہد فی سبیل اللہ عازم امریکہ

مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی اے۔ کی روانگی انگلستان کی خبر شائع کرتے ہوئے۔ ہم نے کسی سابقہ اشاعت میں لکھا تھا۔ کہ دوسرے ممالک میں مبلغین بھیجے جانے کی تجویز زیر غور ہے آج ہمارے احباب یہ سن کر خوش ہوں گے۔ کہ مولوی فضل کریم صاحب بی۔ اے۔ جو کچھ عرصہ سے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ کی زیر تعلیم تھے۔ ۱۸ اور ۱۹ تاریخ ماہ حال کی درمیانی شب کو ٹرینیڈاڈ (امریکہ) میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ہمراہ ہو۔ اور آپ کو خیر و عافیت سے منزلِ مقصود تک پہنچائے۔ اور جن مقاصد عالیہ کی غرض سے آپ نے وطن کو خیر باد کہکر ایک دور و دراز اور لمبا سفر اختیار کیا ہے اُن میں کامیابی عطا فرمائے۔ اور آپ کے وجود کو سرزمین امریکہ کے لئے نافع اور مفید ثابت کرے۔

خان صاحب موصوف پہلے کچھ دن بمبئی قیام فرمائیں گے۔ اور وہاں سے جہاز میں سوار ہو کر ہانگ کانگ سے ہوتے ہوئے ٹرینیڈاڈ تشریف لے جائیں گے۔

بمبئی سے آپ کی روانگی کی اطلاع بعد میں شائع کی جائیگی

ترکی خلافت

الفضل اور ہم

مشکل بہت پڑیگی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

جناب الفضل نے ۹- فروری ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں ایک طول طویل مگر بے معنی آرٹیکل دھر گھسیٹا ہے- جس کا ماحصل سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ

(مولوی محمد علی صاحب نے سلطان ترکی کو خلیفہ مان لیا اور وہ مسیح موعود کو چھوڑ کر عام مسلمانوں کے ساتھ مل گئے ہیں)

الفضل بیچارہ بھی سچا ہے- اگر اس قسم کی باتیں شائع کرکے لبم اللہ کے گنبد میں رہنے والے مریدوں کو طفل تسلیاں نہ دیتا رہے- تو اور کیا کرے؟ آخر انہی باتوں کے بل بوتے پر تو جناب الفضل کے کارخانہ کی کل چل رہی ہے- ورنہ اگر حق و حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب الفضل ہم سے کوئی فیصلہ کرنا چاہیں- تو پھر اختلاف ہی کیا ہے کہ رہ جائے-

ابتداء سے یہ ایک ہی تیر اُن کے ترکش میں ہے- جس کو وہ ہمارے خلاف چلاتے ہیں- اور برعکس نہند نام زنگی کافور کی ضرب المثل کو زندہ کرتے رہے- ہمیشہ ہماری نسبت یہ مشہور کرتے رہتے ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود اور آپ کی تعلیم کو ترک کر دیا ہے- لیکن صاحبانِ عقل خوب جانتے ہیں کہ کس فریق نے حضرت مسیح موعود اور آپ کی تعلیم کو ترک کر دیا ہے- اور کونسا فریق آپکے ساتھ اور آپ کی تعلیم پر کاربند ہے-

الفضل کی کذب بیانی

اس مضمون میں سب سے پہلا اور سب سے زیادہ شرمناک جھوٹ جو الفضل نے بولا ہے- وہ یہ ہے- کہ دہلی ڈیپوٹیشن میں والے ایڈریس پر دستخط کرتے ہوئے حضرت مولوی محمد علی صاحب نے اپنے نام کے ساتھ لفظ قادیانی لکھا ہے تاکہ گورنمنٹ اور عام مسلمانوں پر ظاہر کیا جائے کہ وہ اُس جماعت احمدیہ کے نمائندہ ہونے کی حیثیت میں پیش ہو رہے ہیں- جس کا مرکز قادیان ہے

ناظرین! غور فرمائیں- کیا یہ بات وہ شخص کہہ سکتا ہے- جسکے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہو- اور کیا کوئی صاحبِ عقل جناب الفضل کے اس قول کو باور کر سکتا ہے (گو میاں الفضل کے مرید تو چشم بددور اسی عقل کے مالک ہیں کہ وہ جھٹ میاں الفضل کی اس بڑ کو آیت اللہ سمجھکر آمنا و صدقنا پکار اٹھیں گے)

جناب بندہ! مولوی محمد علی کو کیا ضرورت تھی کہ آپ کی جماعت کی نمائندگی کا اظہار کرنے کے لئے اپنے نام کے ساتھ قادیانی کا لفظ لکھتے- وہ تو آپ کی جماعت سے اپنے آپ کو نسبت دینا بھی اپنی ہتک سمجھتے ہیں- چہ جائیکہ اپنے نام کے ساتھ "قادیانی" کا لفظ لکھکر آپ جیسے لوگوں کی نمائندگی کی حیثیت میں اپنے آپ کو پیش کریں- تعجب ہے یہ لوگ بات کہتے ہوئے شرماتے بھی نہیں- کیا وہی "محمد علی" جس نے ڈنکے کی چوٹ کے ساتھ تم سے قطع تعلق کیا- وہی "محمد علی" جس نے علی الاعلان تمہارے عقائد فاسدہ کے خلاف آواز اٹھائی- کیا وہی "محمد علی" آج اپنے نام کے ساتھ قادیانی لکھکر تمہاری نمائندگی کرنے لگا تھا- اور پھر کیا یہ معاملہ کوئی چھپا ہوا ہے- جس کی دُنیا کو خبر نہیں کیا گورنمنٹ نہیں جانتی- کہ حضرت مولوی صاحب اپنی جگہ الگ امیر جماعت ہیں- اور آپ کا مرکز لاہور ہے- قادیان نہیں- اور کیا ملک نہیں جانتی- کہ ہمارا اور آپکا مدت سے مذہبی عقائد کی بنا پر اختلاف ہے- پھر آپ نے کیونکر لکھدیا- کہ مولوی محمد علی نے قادیانی کا لفظ اس غرض سے لکھا ہے تاکہ وہ قادیانی جماعت کے نمائندہ کی حیثیت میں پیش ہوں- اے عقل و ہوش سے کام نہ لینے والو! غور تو کرو- "محمد علی" وہ "محمد علی" ہے کہ جب آپ کی طرف سے ایک وفد احمدیہ جماعت کے نام سے جناب لفٹننٹ گورنر بہادر کی خدمت میں پیش ہوا- تو آپ نے اعلان کر دیا- کہ یہ وفد قادیانی جماعت کی طرف سے ہے- لاہوری جماعت کی طرف سے نہیں ہے-

پس ایسے راستباز انسان سے جو ذرا سے اشتباہ کو بھی جائز نہیں رکھتا- کہاں ہو سکتا تھا- کہ وہ اپنے نام کے ساتھ قادیانی کا لفظ لکھکر تمہاری نمائندگی کی حیثیت میں پیش ہوتا-

اصل بات یہ ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے نام کے ساتھ کوئی ایسا لفظ نہیں لکھا- اور نہ آپ کی یہ عادت ہے جس کا الفضل کو بھی اعتراف ہے- بلکہ بعض اخبار نویسوں نے دوسرے محمد علی صاحب (برادر شوکت علی صاحب) سے تمیز کیلئے "قادیانی" کا لفظ اپنی طرف سے لکھدیا- اور بعض نے غلطی سے اُسکو فاروقی یا کچھ اور لکھدیا- پس الفضل کا یہ لکھنا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے نام کے ساتھ "قادیانی" کا لفظ لکھکر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے- صریح کذب بیانی ہے*

سلسلہ میں اختلاف کس نے ڈالا؟

اس کے بعد جناب الفضل نے اُس ٹریکٹ کا رونا رویا ہے جو حضرت امیر ایدہ اللہ نے حضرت مولینا مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح کی وفات پر شائع کیا تھا- اور اُسکو بنائے فساد اور اختلاف قرار دیا ہے- اس کا جواب تو ہم ایکدفعہ نہیں دو دفعہ نہیں- بلکہ بیسیوں اور سینکڑوں دفعہ دے چکے ہیں کہ یہ ایک امر حق تھا جس کا پہنچانا حضرت امیر نے اپنا فرض سمجھا- تم اسکو اختلاف کی بنیاد کہو- تمہاری مرضی- لیکن حقیقت یہی ہے- کہ اسی ٹریکٹ نے جماعت کے ایک حصہ کو پیر پرستی کے گڑھے میں گرنے سے بچا لیا- اور جماعت کی عین موقعہ پر دستگیری کی- مگر یہ قاعدہ کی بات ہے- کہ جب کوئی مردِ خدا امر حق لیکر کھڑا ہوتا ہے- دُنیا کے لوگ اُس کی نسبت یہی کہا کرتے ہیں- کہ یہ اختلاف ڈالتا ہے- کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت لوگ نہیں کہتے تھے- کہ آپ نے دعوےٰ کرکے مسلمانوں کے اندر اختلاف ڈال دیا ہے- پس تمہارا یہ کہنا کہ مولوی محمد علی نے ٹریکٹ لکھکر جماعت میں اختلاف ڈالا تمہاری حقیقت سے بے بہرہ ہونے کی دلیل ہے-

ہاں اگر سچ پوچھو- تو اختلاف کے اصل بانی مبانی جناب میاں صاحب بزرگوار اور ان کی جماعت انصار اللہ کے نوجوان اور ناتجربہ کار ممبر ہیں- جن کی ریشہ دوانیوں نے اندر ہی اندر جماعت میں اختلاف کا بیج بو دیا- اور نئے نئے عقائد ایجاد کرکے جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے*

خلافتِ محمود اور خلافتِ ترکی

اس کے بعد جناب الفضل یہ رونا روتے ہیں- کہ حضرت امیر نے میاں محمود احمد صاحب کو تو خلیفہ نہ مانا- لیکن ترکوں کو خلیفہ مان لیا اس کی نسبت ہماری یہ عرض ہے- کہ میاں صاحب کی خلافت واقعی اس قابل ہے کہ اسکو نہ مانا جائے اور تم جو گلا پھاڑ پھاڑ کر میاں صاحب کو "خلیفہ خلیفہ" پکارتے ہو- کیا اس پر تمہارے پاس کوئی قرآنی دلیل ہے؟ کیا کوئی صحیح حدیث اسکی تائید میں پیش کر سکتے ہو! پس یہ خلافت جس کا تم ڈھنڈورا پیٹ رہے ہو کچھ ہستی اور حقیقت نہیں رکھتی-

ہاں سلطان ترکی کی جس قسم کی خلافت کا اقرار حضرت امیر ایدہ اللہ فرماتے ہیں- وہ بالکل بجا اور درست ہے- ترک بوجہ اُس سلطنت پر قابض ہونے کے- جس پر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قابض اور متصرف تھے- ضرور حقدار خلافت ہیں- لیکن وہ ہمارے روحانی خلیفہ نہیں ہیں- بلکہ ہمارا روحانی خلیفہ تو وہی ہے- جس کا دعوےٰ ہے- کہ ؎

منم مسیح ببانگِ بلند مے گویم
منم خلیفۂ شاہیکہ بر سما باشد

ترکوں کی خلافت سے تو محض اماکن مقدسہ کی بادشاہت مراد ہے- اور ہمارے واجب الطاعت روحانی خلیفہ ہمارے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں- لیکن آپ کہیں کہ یہ آپ کی خلافت کیسی ہے! کیا آپ کے میاں صاحب کے زیر نگین ملک ہے- جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر نگین تھا- اور اگر یہ نہیں تو کیا میاں صاحب ایک مامور من اللہ کی حیثیت رکھتے ہیں- ظاہر ہے کہ ان دونوں شقوں میں سے ایک بھی نہیں- نہ وہ بادشاہ ہیں اور نہ وہ مامور من اللہ- تو بتاؤ کہ یہ آپ کی خلافت کیا ہوئی- اور تم ہم سے منواتے کیا ہو؟ اور تم نے کس حوصلہ پر اور کس ایمان پر اور کس دیانت پر یہ لکھدیا- کہ

"ہمارے خلیفہ کی خلافت ہمارے نزدیک وہی ہے جو سیدنا حضرت ابوبکرؓ- سیدنا عمرؓ- سیدنا عثمان غنیؓ اور سیدنا علی ابن ابیطالبؓ کی خلافت ہے" الفضل ۵- فروری ۱۹۲۰ء

کوئی پوچھے کہ اس پر دلیل کیا؟ کچھ بھی نہیں!

ندارد کسے با تو ناگفتہ کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

آپ خوب یاد رکھیں "میاں محمود" کی خلافت آپ کبھی بھی از روئے قرآن و حدیث ثابت نہیں کر سکتے- اور قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے- ترکوں کے اندر ایک شق خلافت کا جو بادشاہت ہے ضرور موجود ہے- لیکن میاں صاحب کے اندر تو ایک شق بھی نہیں- پس آپ کیوں ... ایسا دعوےٰ کرتے ہیں- جس کی دلیل آپ کے پلے نہیں- اور پھر ہم یہ کہتے ہیں- کہ تمہارا اِس طرح سے لوگوں کو بھڑکانا کہ یہ مسیح موعود کے خلیفہ کو چھوڑ کر سلطان ترکی کو خلیفہ مانتے ہیں بددیانتی سے خالی نہیں- کیا ہم سلطان ترکی کو اپنا خلیفہ روحانی مانتے ہیں؟ کیا ہم سلطان ترکی کو اسی قسم کا خلیفہ مانتے ہیں- جس قسم کا خلیفہ آپ ہمیں میاں صاحب کے ماننے پر مجبور کرتے ہیں- تو پھر آپکا یہ کہنا کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ کو چھوڑ کر سلطان ترکی کو خلیفہ مانتے ہیں- جذبات کو ہمارے خلاف بھڑکانا نہیں تو اور کیا ہے! حضرت امیرؓ نے اپنے خطبوں میں اِس مسئلہ پر خوب روشنی ڈالی ہے- اور یہ دونوں خطبے اخبار پیغام صلح میں چھپ بھی گئے ہیں- آپ انکو پھر بغور پڑھیں- اور دیکھیں کہ آپ کس قسم کا خلیفہ ترکوں کو مانتے ہیں- کیا اس قسم کا جس قسم کا خلیفہ بننے کا ہمارے میاں صاحب کو دعوےٰ ہے- اور جس قسم کا وہ لوگوں سے منوانا چاہتے ہیں- یا کسی اور قسم کا؟

ہم پھر کھول کے کہدیتے ہیں کہ ہم ترکوں کو روحانی خلیفہ ہرگز نہیں مانتے- اور نہ اُن کو اپنا مذہبی پیشوا یا دینی رہنما سمجھتے ہیں- ہاں دوسری قسم کی خلافت جس سے مُراد اماکن مقدسہ کی بادشاہت ہے- وہ اسوقت ترکوں کے اندر ہے- اور کوئی ذیہوش شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا-

دوسرے مسلمان سلطان ترکی کو اگر مذہبی پیشوا یا روحانی خلیفہ تسلیم کرتے ہیں تو کریں ہم اُن کو ہرگز یہ حیثیت نہیں دیتے- اور اسی امر کا اظہار جناب امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے دہلی میں ارکان وفد کے سامنے کیا- اور یہی آپ نے خطبات میں بیان فرمایا ہے چنانچہ ۱۶- جنوری ۱۹۲۰ء کے خطبہ میں جو ۲۵- جنوری ۱۹۲۰ء کے پیغام صلح میں چھپ گیا ہے- آپ فرماتے ہیں کہ:-

"ترکوں کی خلافت روحانی نہیں وہ محض بادشاہت کے رنگ کی خلافت ہے اور روحانی خلافت سے اس کا کچھ واسطہ نہیں- ہاں اللہ تعالےٰ کے وعدہ کے مطابق ترک اس حصہ خلافت کے ضرور مالک ہیں جو بادشاہت سے تعلق رکھتا ہے"

پھر ۲۳- جنوری ۱۹۲۰ء کے خطبہ میں جو یکم فروری ۱۹۲۰ء کے پیغام صلح میں شائع ہوا- آپ فرماتے ہیں کہ:-

"مسلمانوں کے اندر روحانی حکومت مجددین کے سپرد ہوتی ہے- جو خدا سے ہم کلامی کا شرف رکھتے ہیں..... ..... ہاں جسمانی خلافت جس سے مُراد ہے- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت کا مالک ہونا اور جو سلطنت آپ کے زیر نگین تھی اُس پر قابض ہونا اور جو قیامت تک رہیگی- اسکے حق دار اس زمانہ میں ترک ہیں"

اگر جناب الفضل کو مزید اطمینان کی ضرورت ہو تو وہ حضرت امیرؓ کے تازہ ٹریکٹ "خلافت اسلامیہ" بروئے قرآن و حدیث" کو مطالعہ کریں- اور اگر حوصلہ ہے- تو قرآن و حدیث سے اس کی تردید کر کے دکھائیں-

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریریں اور سلطانِ ترکی

اس کے بعد الفضل نے حضرت مسیح موعودؑ کی بعض تحریریں جن میں سلطان ترکی کے متعلق ذکر ہے- بیان کرنے کی بیفائدہ تکلیف اٹھائی ہے- ہم عند الضرورت ان تحریروں پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں- مگر جتنی تحریریں پیش کی گئی ہیں- اُن میں سے ایک

...تحریر کو ... فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ لیکن اگر تحریر (الفضل) کا یہ مطلب ہے۔ کہ ترکوں سے ہمدردی نہ کی جائے ... ان کی حکومت سے محروم کر دیا جائے۔ اور اس طرح سے اسلام کے استحکام کو اور اُس کی شان و شوکت کو صدمہ پہنچایا جائے۔ تو ہم جناب الفضل کی خدمت میں ادب سے عرض کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کے ... تم ہی وہ ہو جنہوں نے سب سے پہلے تحریروں کی خلاف ورزی کر کے آپ کی تعلیم سے انحراف کیا۔ کیونکہ ہم نے تو ترکوں کی حمایت پر بعد میں آواز اُٹھائی۔ ... سے پہلے تم نے ہی ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو ایڈریس دیتے ہوئے۔ ہز آنر کی خدمت میں عرض کیا تھا۔

"ترکی حکومت سے ہماری ہمدردی اس بناء پر ہے کہ وہ اسلام کے نام میں ہمارے شریک ہیں۔ اور اُن کی حکومت کا زوال اسلام کی ظاہری شان و شوکت کیلئے ایک صدمہ ہے"

(الفضل ۵۔ فروری ۱۹۲۰ء)

اگرچہ تمہارے اس فقرہ کے متعلق کئی پہلوؤں سے جرح کی جا سکتی ہے۔ لیکن جہاں تک ترکوں سے ہمدردی ... اور اسلام کی شان و شوکت اور استحکام کا سوال ہے۔ اس لحاظ سے بتا سکتے ہو کہ مسیح موعودؑ کی تحریروں کے خلاف تم نے سب سے پہلے قدم اُٹھایا۔ یا ہم نے!

پس فرمائیے! تمہارا اعتراض تم ہی پر اُلٹ پڑا یا نہ۔ یہ عجیب بات ہے۔ اگر آپ ایک بات کہیں۔ تو وہ عین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر وہی بات ہم کہیں تو یہ آپ کی تعلیم کے برخلاف ہو جاتی ہے۔ تلك اذا قسمة ضيزى۔

ہم جو چُپ ہوں تو بنیں سودائی
شیخ جب چپ ہو۔ تو توکل ٹھہرے

جس صورت میں ترکی خلافت ایسی ہی ناکارہ اور بے سود و قابل نفرین ہے۔ تو تم کیوں اُن کے ساتھ ہمدردی کا دم بھرتے ہو؟ الفضل کا سب سے بڑا اور قابل فخر حوالہ جو اُس نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں سے دیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے:۔

"سلطان کا ... امیر المومنین ہونے کا دعوے صرف اپنے مُنہ کا دعوے ہے۔ لیکن وہ خلافت جس کا آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ نیز ازالہ اوہام میں ذکر ہے۔ حقیقی خلافت وہی ہے۔ کیا وہ الہام یاد نہیں۔ اردت ان استخلف فخلقت ادم خليفة الله السلطان۔ ہاں ہماری روحانی خلافت ہے اور آسمانی ہے زمینی نہیں۔"

ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔ کہ روحانی خلافت اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی تھی۔ اور سلطان ترکی کی خلافت محض زمینی ہے اور اگر ایسا خلیفۃ المومنین جس کا ذکر حضرت اقدسؑ نے فرمایا ہے بننے کا دعوے سلطان کو ہے یا دوسرے مسلمان اسکو ایسا خلیفہ مانتے ہیں۔ جس کا مطلب جماعت مومنین پر مذہبی رنگ میں واجب الطاعت خلیفہ ہونے کے ہیں تو ہم نہیں مانتے۔ حضرت اقدس کے اس حوالے کا یہی مفہوم ہے کہ سلطان ترکی روحانی خلیفہ نہیں ہے۔ بلکہ روحانی خلیفہ خود آپ ہیں۔ ہاں سلطان ترکی کے زمینی خلیفہ اور اس کے بادشاہ ہونے سے آپ نے انکار نہیں فرمایا۔ اور یہی وہ بات ہے جو ہم کہتے ہیں۔ پس تمہارا اعتراض کیا ہوا؟ زمینی کا لفظ خود تمہارے لئے کوئی...

اخیر میں جناب الفضل نے تان اس پر توڑی ہے کہ "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سے بالکل خلاف سلطان ترکی کو اپنا خلیفہ تسلیم کر کے جو سخت غلطی کی ہے۔ اس کی وجہ سے اُن کو ایک اور بھی خطرناک قدم اُٹھانا پڑا ہے اور وہ اُن کا سلطنت ترکی کی خاطر گورنمنٹ انگریزی اطاعت اور وفاداری پر قائم نہ رہنے کا اعلان ہے"

گورنمنٹ کی وفاداری پر قائم نہ رہنے کا اعلان کا بار ثبوت الفضل کے ذمہ ہے اور انشاء اللہ وہ قیامت تک اس سے سبکدوش نہیں ہو سکیگا۔ باقی رہا حضور وائسرائے کے جواب میں ارکان وفد کے اعلان کے حوالے حضرت امیر کی غیر وفادارانہ روش کا ثبوت دینا یہ تمہاری اپنی خوش فہمی ہے۔

. . . .

لیکن آپ اگر اس سے بھی زیادہ تسلی بخش جواب چاہتے ہیں تو آپ حضرت امیر کا وہ خطبہ پڑھنے کی تکلیف گوارا فرمائیں جو آپ نے ۲۳۔ جنوری ۱۹۲۰ء کو فرمایا۔ جو ۱۲ فروری ۱۹۲۰ء کے پیغام میں شائع ہوا ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں:۔

"اور بالفرض اعتراض کرینگے۔ کہ ہمارا اس خلافت کی تحریک سے کیا تعلق تھا؟ اور اس میں ہمارے شامل ہونے کے کیا معنے؟ اور ایک فریق تو اس قسم کے اعتراضوں کے لئے تُلا بیٹھا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اصلاحات کے متعلق وزیر ہند اور وائسرائے کی خدمت میں میموریل اور وفد بھیجا گیا یہ سیاسی امور میں دخل دینا نہ تھا۔ لیکن جب ایک مذہبی گروہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ امور سیاسی کو بطور میموریل یا وفد بھیجا کر حکام کے سامنے پیش کرے۔ تو یہ کیوں جائز نہیں کہ ایک دینی امر کو جس کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہے۔ اسی طرح بذریعہ میموریل پیش کیا جائے اور اگر بالفرض اسے سیاسی امر بھی قرار دیا جائے تو بھی میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ایسے امر کے متعلق جس کا تمام اسلامی دُنیا سے تعلق ہے اور جس میں روئے زمین کے مسلمانوں کی بہتری ہے کیوں ہم کو خاموش رہنا چاہئے اور یا حکام کی ہاں میں ہاں ملانی چاہئے۔

ہاں ہمارا فرض محض اتنا ہے کہ ہم ایک امر حق کو گورنمنٹ کے سامنے کھول کر پیش کر دیں لیکن اس کے بعد شورش بپا کرنا یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا اصلی کام اشاعت اسلام ہے اور یہ مناسب نہیں کہ ہم اپنی طاقت کو دوسری طرف صرف کریں۔ کیونکہ ہمارے سامنے جو کام ہے وہ بہت اور زیادہ اہم ہے۔

. . . .

. . . .

اپنی جماعت کو نصیحت

ایک مذہبی جماعت ہونے کے جس نے اپنی اغراض اور مقاصد کو اشاعت اسلام کے بابرکت کام پر محدود کر دیا ہے۔ میں یہی نصیحت دوں گا۔ کہ ایسے شورشوں میں اُن کو حصہ لینا نہیں چاہئے۔ کیونکہ جس قدر طاقت وہ اُدھر صرف کریں گے۔ اسی قدر اُن کا اصل کام اشاعت اسلام کا کمزور ہوگا۔"

اب ان صاف اور صریح الفاظ کے ہوتے ہوئے بھی جو شخص حضرت امیر پر غیر وفادارانہ روش کا الزام لگائے عقلمند سمجھ سکتے ہیں کہ وہ کہاں تک صداقت کا پابند ہے اور اس کا قول کہاں تک قابل اعتبار ہے۔

ہم الفضل سے بکمال ادب عرض کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کے چھچھورے حملے کرنا چھوڑ دے۔ اور صداقت اور راستی کو اپنا شعار بنائے۔ جو اسلام اور احمدیت کی اصل غرض ہے۔

ہم نے جو کچھ لکھا ہے۔ دفاعی طور پر لکھا ہے۔ اور اگر مناسب ہوا۔ تو انشاء اللہ پھر کبھی کسی وقت اسکے متعلق ہم لکھیں گے۔

"نہ گر اس وقت تو جاگا تو یہ تیری حماقت ہے"

"از امجد"

سمجھ جاؤ اگر تم کو خیال دین و ملت ہے
تمہاری غفلتوں سے نتیجہ نازل رنج و کلفت ہے
اُٹھو اب دین کی خدمت کے لئے اپنی کمر باندھو
اگر کچھ حق سے اُلفت ہے۔ اگر دیں سے محبت ہے
تن آسانی کو چھوڑو۔ لو خبر اسلام کی۔ اُٹھو
مصیبت میں کہاں جائز خیال عیش و عشرت ہے
یہ اغیاروں کی کوشش ہے مٹے توحید دُنیا سے
محبت شرک سے توحید سے بغض و عداوت ہے
نہ غالب ہوگا تم پر کوئی حضرت نے یہ فرمایا
مگر جب تک خیال وحدت و دینی اخوت ہے
یہی ہے وقت اے مسلم! ترے بیدار ہونے کا
نہ گر اس وقت تو جاگا تو یہ تیری حماقت ہے
نکل حجرے سے او زاہد! بجا توحید کا ڈنکا
خدا دے گر سمجھ تجھکو تو یہ سچی ریاضت ہے
منادی حق کی کرنا اور باطل کو مٹا دینا
رسول اللہ صلعم کی یہی تمکو نصیحت ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اور خلیفہ محمود

ہمعصر تحریر دکن مدراس نے ۱۱ فروری ۱۹۲۱ء کی اشاعت میں ہمارے سالانہ جلسہ کے متعلق ایک آرٹیکل شائع کیا ہے۔ جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اخیر میں جناب اڈیٹر صاحب نے یہ دریافت فرمایا ہے کہ آمد میں کس قدر روپیہ احمدی جماعت کا اور کس قدر والیان ریاست اور دیگر مسلمانوں کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ اسکے متعلق ... سکرٹری صاحب نے ایک خط اڈیٹر صاحب موصوف کی خدمت میں تحریر فرمایا ہے جسکی نقل ہم ذیل میں دینگے:۔

اخبار مذکور رقمطراز ہے کہ:۔

"جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ ہمارے کالموں میں مختلف مذہبی مباحث کے لئے زیادہ گنجائش نکالنے میں کوئی خاص اہتمام نہ ہوا کرتا تھا۔ کیونکہ اس سے فائدہ کے عوض مضرتوں کا اندیشہ ہے اور وہ ... تم ہی پارٹیوں میں خلیج افتراق کو اور وسیع کرنے میں ہمیں لطف آتا ہے مگر اکابرین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اس امر کا ثبوت دینے پر آمادہ معلوم ہوتے ہیں کہ اُنہیں دیگر فرقہ ہائے اہل اسلام سے کوئی عناد نہیں اور یہ کہ وہ کل اہل قبلہ کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ چونکہ قادیانی جماعت کی وجہ کل معتقدین جناب میرزا غلام احمد صاحب کی نسبت یہ خیالات شائع ہیں کہ وہ سوائے اپنی جماعت کے اوروں کو کافر یا یہودی خیال کرتے ہیں ہم اس بات کو ضروری سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کے خیالات سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے۔

لاہوری جماعت کا چھٹا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۲۰ء کو خاص رونق کے ساتھ منعقد ہوا تھا۔ سکریٹری صاحب کی مختصر رپورٹ سے مترشح ہے کہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ نے اپنی معنی خیز تقریر میں کہا کہ اسلام پر ہمیشہ سے ایک بے بنیاد الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ فی الحقیقت اسلامی جنگ صرف دماغی رنگ رہا۔ یوں دیکھو تو قرون اولیٰ اسلام کی بیخ کنی کیلئے اوروں نے تلوار سے کام لیا جس کا دفعیہ تلوار ہی سے کیا جاسکتا تھا۔ فی الحقیقت اسلام نے تلوار والوں کی پرواہ نہیں کی اور "وجادلهم بالتي هي احسن" کی شان سے لڑا۔ گو اسوقت مسلمان مضمحل ہیں مگر مذہب اسلام تلوار سے محفوظ ہے اور اپنی حریف کو یہ رجز سناتا ہے

بیا تا چہ داری ز عقل و دلیل

جناب مولوی خواجہ کمال الدین صاحب بانی مسلم ووکنگ مشن نے اپنے ذاتی مشاہدات کی بناء پر یہ بتلایا کہ مغربی ممالک میں عیسائیت صرف گرجا کی چار دیواری تک محدود ہے اور عیسائیوں کے روزمرہ سے اسکو کوئی تعلق نہیں یورپین دل و دماغ موجودہ مادی ترقی و تہذیب سے بھی دق آئے ہوئے اور زلال روحانیت کے متلاشی ہیں اور اُن کی تشنہ کامی کا علاج صرف اسلام ہو سکتا ہے اُن کا سر خم ہو سکتا ہے تو صرف معقولیت اسلام کے آگے۔

آگے یہ اور بتلایا گیا کہ جماعت احمدیہ اشاعت اسلام میں جان توڑ کوشش کر رہی ہے گو بدقسمتی سے باہمی اختلافات نے کچھ صدمہ پہنچایا بھی ہے۔ جماعت دو حصوں میں منقسم ہو گئی ہے۔ فرقہ قادیانی میرزا صاحب کیطرف دعوۂ نبوت منسوب کرتا ہے۔ حالانکہ اُنہوں نے ہرگز ایسا نہیں کہا۔ قادیانی غیر احمدی اہل قبلہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور جماعت لاہور مرزا صاحب کے حقیقی دعوئے مجددیت پر قائم ہے اور دوسرے مسلمانوں کی تکفیر کی قائل نہیں۔

رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصحاب لاہور نے نہایت دیانتداری سے فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کیا ہے ہر فرد نے اپنا وقت۔ مال اور جان۔ خدمت دین کیلئے پیش کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔

موقع جلسہ پر (۲۵۰۰۰) چندہ جمع ہونا ظاہر کیا گیا ہے ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس نے اپنا ایک مکان و قطعہ اراضی قیمتی (۲۰۰۰۰) انجمن اشاعت کے نذر کر دیا یہ اور ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ اہل جماعت نے اشاعت اسلام کیلئے ۷۹۹۳۴ روپیہ چندہ دیا اور ۶۷۰۳۸ روپیہ خرچ ہوئے۔ سال ماسبق میں آمد ۵۴۷۳۷ اور خرچ ۵۲۰۳۹ روپیہ رہے۔ رپورٹ سے اس امر کا پتہ نہیں چلتا کہ غیر احمدی مسلمانوں یا اسلامی ریاستوں نے بھی چندہ اشاعت میں کچھ حصہ لیا کہ نہیں۔ اگر لیا ہو

تو اس کا ضرور اظہار ہونا چاہیے تھا۔ اگر نہیں تو لاریب جماعت احمدیہ کی ہمتیں قابل تحسین ہیں۔ اور اس کا ایثار قابلِ تقلید۔

نقل خط حضرت ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ برادرم خواجہ عبدالغنی صاحب نے آج مجھے جناب کے اخبار مورخہ ۱۱۔ فروری ۱۹۲۰ء کا ایک پرچہ بھیجا۔ جس میں سالانہ جلسہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی رپورٹ کے مختصر حالات آپ نے شائع فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ۔ اس میں جناب نے اخیر میں استفسار فرمایا ہے کہ آیا یہ کل آمد ۷۹۹۳۲ روپیہ جو ظاہر کی گئی ہے۔ یہ احمدی احباب سے ہی ہوئی ہے یا کسی اور سے بھی؟
اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ اس میں کوئی رقم ایسی نہیں ہے جو کسی اسلامی ریاست سے وصول ہوئی ہو۔ ماسوائے چند درد دل رکھنے والے مسلمانوں کے جن کا چندہ چند ہزار سے زیادہ نہ ہوگا۔ یہ رقم کل ہماری جماعت کے مخلص احباب کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم زیادہ توفیق دے!

اسلامی ریاستوں میں سے ریاست بھوپال کی جانب سے اشاعت اسلام کے لئے چندہ ملتا ہے۔ یا ایک ماہانہ وظیفہ حضور نظام دکن کے ہاں سے۔ لیکن وہ ولایت کے ووکنگ مشن میں ہی خرچ کیا جاتا ہے۔ وہ اس خرچ میں شامل نہیں ہے ۔ انگلینڈ کے ووکنگ مشن کے جو اخراجات ہیں۔ وہ انجمن کی سالانہ رپورٹ میں اس سال شامل نہیں ہیں۔ وہ اس سے مزید ہیں کیونکہ اس مشن کو اکیلے حضرت خواجہ صاحب ہی چلاتے رہے ہیں۔ اور انجمن آپ کو مبلغین کی امداد دیتی رہی ہے۔ اب بسبب علالت طبع کے حضرت خواجہ صاحب نے اس مشن کی نگرانی کو بھی اس انجمن کے ہی سپرد کر دیا ہے جس کی وجہ سے اس انجمن کا بجٹ جو گذشتہ سال ایک لاکھ تھا۔ اس سال دو لاکھ سے اوپر ہو گیا ہے۔
ماسوائے ووکنگ مشن کے حال میں ایک مبلغ مولوی فضل کریم صاحب جو گریجویٹ ہیں اور اس انجمن کی زیر نگرانی مذہبی تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ ٹرینیڈاد ملک امریکہ میں مشن کھولنے کے لئے تشریف لیگئے ہیں۔ اور انجمن نے تہیہ کر لیا ہے۔ کہ اس سال ۱۹۲۰ء کے اندر اندر امریکہ اور جاپان میں بھی مشن جاری کر دئیے جائیں۔ وما توفیقنا الا باللہ۔
ہندوستان میں بھی مختلف مقامات پر اشاعت اسلام کیلئے مشن کھولے جا رہے ہیں۔ چنانچہ آپ کے صدر مقام کے نزدیک بیجاپور میں مولوی صدیق حسین صاحب ہمارے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ جن کا غرض غیر اقوام کو اسلام میں داخل کرنا ہے۔
اسی طرح ایک مشن بمبئی میں مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل جموں کے ماتحت کھولا گیا ہے۔ جنوبی ہند میں بھی ایک مشن عنقریب انشاء اللہ کھولا جائیگا۔
اس انجمن کے کارکن احباب جہاں تک ان کی ذرائع اجازت دیتے ہیں۔ اس کام میں دل و جان سے مصروف ہیں۔
ہمارا ایمان ہے کہ خدا ایک ہے۔ اور ہمارا رسول اور نبی خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی تا قیامت آسکتا ہے اور نہ کوئی پرانا نبی۔ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مدعی نبوت کو ہم کاذب۔ کافر اور لعنتی یقین کرتے ہیں اور اسلام کے لئے ایک سخت فتنہ کا موجب سمجھتے ہیں۔
حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت کا ہرگز نہیں تھا۔ آپ نے بار بار اس دعوے سے انکار کیا ہے۔ آپ کا دعوےٰ مجدد ہونے کا تھا۔ اور اس مجدد ہونیکا جسکو حدیث شریف میں مسیح اور مہدی۔ لا مھدی الا عیسیٰ کے ماتحت کہا گیا ہے۔ آپ نے بار بار لفظ نبی کی جو کہ حدیث شریف میں آنیوالے مسیح کیلئے آیا ہے۔ اور جو کہ آپ کے الہامات میں بھی استعمال ہوا ہے تشریح کی۔ اور کہا کہ اس سے مراد نبوت تامہ کاملہ نہیں ہے۔ بلکہ مجازی طور پر کالمہ الٰہی نبوت یعنی ملہمیت ہے۔ جو کہ احادیث صحیحہ میں جزوی نبوت کے نام سے موسوم ہے۔ اور جو اسلام میں محدثیت کہلاتی ہے۔ اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ذریعہ اسلام میں جاری ہے۔
الغرض آپ کا دعویٰ مجدد اور محدث ہونے کا تھا۔ ہاں سے زیادہ جو کوئی آپ کے متعلق کہتا ہے خواہ وہ آپ کا مرید ہے۔ وہ غلو کرتا ہوا افترا کرتا ہے۔ اور اگر کوئی مسلمان مولوی ہے۔ تو وہ عناد کی وجہ سے بہتان باندھتا ہے
میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب کا نبی ہونے کا دعوےٰ ہرگز نہیں تھا۔
آپ قرآن کریم کو خاتم الکتب اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے تھے اور ہر ایک اہل قبلہ کو جو کسی مسلمان کا مکفر نہیں ہے۔ مسلمان سمجھتے تھے۔ اور ہم خود آپ کے خیالات میں ایسا کرتے ہیں۔ آپ خادم دین اسلام تھے۔ اور آپ کی بعثت کی غرض صرف خدمت اسلام تھی آپ نے ایک بار نہیں۔ کئی بار اپنی جماعت کو منع کیا کہ آپ کے متعلق وہ عام بول چال میں نبی کے لفظ کو استعمال نہ کریں۔
جو آخری وصیت لکھی اس میں فرمادیا کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک ہے۔
آپ نے اشاعت اسلام کے مشن کو اسلام کے بڑھتے ہوئے تنزل کا ایک علاج تجویز کیا۔ اور ہمیں بتایا کہ آج اللہ تعالےٰ کا یہ ارادہ ہے کہ اسلام کو اس راہ سے ترقی دلائے تاکہ جو الزام دشمنان اسلام۔ اسلام پر بذریعہ تلوار ترقی کرنے کا لگا رہے ہیں۔ وہ دور کیا جائے۔ سو اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ ہمیں اس زمانہ میں یورپ سے مسلمانوں کو نکالے جانے کی تجویزیں پاس ہو رہی ہیں
اللہ تعالےٰ نے مرکز عیسائیت یعنی لنڈن میں مسلمانوں کی ایک جماعت پیدا کر کے بتادیا کہ اسلام کو دنیا سے کوئی مٹا نہیں اور اسلام پر بذریعہ تلوار اشاعت کا الزام جھوٹا ہے۔ جو نادانوں نے لگایا ہے۔ اور نیز یہ کہ آج دنیا میں اشاعت اسلام کے کام سے ہی اسلام کی کامیابی ہے۔ "بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید۔ و پائے محمدیاں بر منار بلند محکم تر افتاد"۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام کر دیا۔ جس کے پورا ہونے کا وقت قریب ہے۔ سب مسلمانوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ اشاعت اسلام میں حصہ لیں۔
سید محمد حسین شاہ سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

مبایعین سے خطاب

اہلحدیث ۱۳۔ فروری میں جناب شیر پنجاب نے ہمارے ایک مضمون کا جواب دیتے ہوئے ہماری نسبت یہ بھی زیب رقم فرمایا تھا کہ:-
"ہم نے بہت جگہ ولائت میں اشاعت اسلام پر اُن کو چندہ دینے کی ترغیب دی۔ ....
یہ شیخی خورے۔ ریاکار ہمیشہ اپنی بیمار طلبہ بندا بکھ کو چھپانے کے لئے کھلی آنکھ سامنے کر دیتے ہیں"
پھر "الفضل" ہمیں خطاب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو غیروں سے ملنے اور اُن سے چندہ مانگنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ غیر تم کو ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور تم کو لعنت ملامت کرتے ہیں۔
جناب الفضل کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ بھلا ہم تو اسواسطے مورد لعنت و ملامت ہیں کہ ہم غیروں سے ملکر چندہ مانگتے ہیں مگر آپ تو غیروں سے نہیں ملتے اور نہ آپ نے کبھی چندوں کے لئے دستِ سوال دراز کیا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اہلحدیث اور اُسکے دوسرے ہمنوا آپ پر آوازے کستے رہتے ہیں۔ اور لعنت و ملامت کی بوچھاڑ ڈالتے رہتے ہیں۔ تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ۔

گرجا اور شراب

ڈاکٹر ہر بیلیج ڈی ایڈیٹر چرچ ٹائمز بڑے زور سے شراب کی تائید میں شور مچا رہا ہے۔ اس کا خیال ہے۔ کہ شراب نوشی کے خلاف جتنے دلائل ہیں وہ ملحدوں کے ہیں۔ جس میں سے وہ پہلی دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ شراب فی نفسہ بری چیز ہے۔ حالانکہ شراب کمل طور پر ایک قدرتی پیداوار ہے۔ گرجاؤں کے لئے قابل غور اس کی نیک یا بد استعمالی ہے جیسے کہ دیگر قدرتی اشیاء ہیں۔ اس لئے پادریوں کو اس دلیل کی سخت مخالفت کرنی چاہیئے۔ جبکہ یہ کہا جائے کہ شراب فی نفسہ بری چیز ہے کیونکہ یہ ایک ملحدانہ خیال ہے۔ اور یہ پالیسی سخت مضر ہے"
جس مذہب کے بانی کا [illegible] معجزہ ہی شراب بنانا بتایا گیا ہو۔ اُس کے مت [illegible] اگر ایسے خیالات کا اظہار کریں۔ تو اچنبھہ کی بات نہیں۔
خاکسار۔ منظور الٰہی۔

مراسلات

ممالک متحدہ امریکہ میں مسلمان

غالباً کئی لوگوں کا خیال ہوگا۔ کہ امریکہ میں مسلمان نہیں ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ خود ممالک متحدہ امریکہ میں سو ہزار ہا تعداد میں مسلمان موجود ہیں۔ جو ہند۔ ایران۔ ترکی۔ شام۔ مقدونیہ۔ البانیا اور عرب کے ممالک کے باشندے ہیں۔ مسلمانوں میں کچھ زندگی کے آثار دیکھ کر اور کچھ اُن پر عیسائی مذہب کی تبلیغی کوششوں کی ناکامیابی سے امریکہ پادریوں کے دو گروہ ہو گئے ہیں۔ ایک فریق کا تو یہ خیال ہے کہ "They have no business here" اُن کا یہاں کوئی کام نہیں۔ مگر دوسرا فریق چاہتا ہے کہ اُن پر زور لگا کر عیسویت کی تبلیغ کی جائے۔ جن خاص شہروں میں مسلمان کثرت سے موجود ہیں وہ یہ ہیں۔ نیویارک۔ چکاگو۔ فیلڈلفیا۔ بالٹی مور۔ ملواکی۔ ویسل پٹسبرگ۔ پاکلیو لینڈ۔ اکرون۔ اوہیو۔ بوسٹن۔ ورسیسٹر۔ مالس اور نیز دیگر چھوٹے شہروں میں خاص نیویارک سے اُن کے تین اخبار۔ ایک ترکی اور دو عربی زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ ترکی اخبار سدی وتر Sadi Vatan اور عربی البیان و کوکب ہیں۔
اِن لوگوں میں سے اکثر مجرد ہیں۔ اور بعض عیالدار۔ مگر عام طور پر ریل کی سڑکوں۔ چمڑے کے کارخانوں اور لانڈریوں میں ملازم ہیں۔ مگر اُن میں عیسائی اقوام میں رہنے کے باعث وہ تمام برائیاں گھر کر گئی ہیں۔ جن میں یورپین لوگ مبتلا پائے جاتے ہیں یعنی زنا۔ شراب اور جوا۔
چونکہ غالباً یہ لوگ امریکہ کے ادنےٰ طبقہ کے لوگوں میں رہتے ہیں اس لئے یہ اُن برائیوں کا شکار ہو گئے ہیں۔ اور پادری صاحبان نے جو کوئی موقعہ اسلام کے خلاف نہیں جانے دیتے۔ اپنے بھائیوں کی برائیوں سے نظر پوشی کر کے عام عیسائیوں میں یہ غلط خیال پھیلا دیا ہوا ہے۔ کہ یہی لوگ جو غلیظ اور بد اخلاق ہیں۔ اسلام کا اصلی نمونہ ہیں۔ اسی وجہ سے امریکہ میں عام طور پر اسلام کو نفرت سے دیکھا جاتا ہے۔ گویا پادریوں نے نہ صرف یورپ بلکہ امریکہ میں بھی اسلام کے خلاف ایک سخت غلط فہمی پھیلا رکھی ہے۔ جس کا دور کرنا ہمارا فرض ہے۔
ایک امریکن پادری نے ان مسلمانوں میں عیسویت کے پھیلانے کے لئے مندرجہ ذیل طریقے تجویز کئے ہیں جن سے ہمارے مبلغین بھی حسب موقعہ تبلیغ اسلام میں کام لے سکتے ہیں:
اول۔ اُن میں تبلیغ کے لئے نہایت عمدہ اور سادہ لٹریچر تیار کیا جائے۔ اور ترکی و عربی میں اناجیل اُن میں تقسیم کی جائیں جسے وہ اپنے ملک کو واپس جاتے ہوئے ہمراہ لے جائینگے اور اُن کو دکھائینگے۔ اس ذریعہ سے انجیل و عیسائی تبلیغ دور تک پہنچ جائیگی۔ ترکی میں چند یوم تک بکثرت معاون و مددگار عیسائیت کے لئے تیار ہو جائیگا۔
دوئم۔ خود جا کر اُن لوگوں سے زبانی گفتگو کی جائے۔ اگر صحیح طریق پر اُن سے صلح و آشتی سے گفتگو کی جائے تو یہ نہائیت مفید ہوگا۔ پہلے گفتگو ان مضامین پر ہو۔ جو اسلام و عیسائیت میں مشترک ہیں۔ مثلاً توحید باریتعالیٰ اس کا رحم۔ عدل۔ کبریائی۔ گناہ اور اسکے نتائج بد۔ خدا کی نفرت گناہ سے۔ اور پھر اُسے آہستہ آہستہ اس طرف لایا جائے۔ کہ گناہ سے چھٹکارے کے لئے اُسے کس طاقت کی ضرورت ہے۔ اور منجی کی۔
تیسرا۔ ذریعہ ہر دو مذاہب کا مقابلہ اور بانیان مذاہب کا خصوصاً مسیح کی صلیبی موت۔ جو ہمارے لئے کفارہ ہوا۔ اس طرح حضرت مسیح اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں مقابلہ کر کے مسیح کی برتری دکھائی جائے۔ جو اُس پر خاص اثر کرے گی۔
چوتھا۔ ان میں تبلیغ کے لئے فرقہ بندی کی تعلیم کامیابی کا ذریعہ ہوگی۔ بلکہ عام طور پر عیسویت کے تمام عقائد اُن کے سامنے بیان کئے جائیں۔
اس مطلب کو مدِ نظر رکھکر امریکہ کے عیسائیوں نے کام [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷۔ چہارشنبہ ۲۵ فروری ۱۹۲۰ء نمبر ۶۲

ترکی خلافت

الفضل اور ہم

(۲)

معزز ہمعصر "الفضل" جو ہمیشہ ہماری مخالفت پر تلا رہتا ہے۔ اُس نے حضرت مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات دربارہ خلافت پر "الفضل" ۹۔ فروری کے کالموں میں جو زہر اگلا ہے۔ اس کی نسبت ہم پہلے بھی کچھ لکھ چکے ہیں۔ اور اب بھی کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ ۱۷ فروری کے پرچہ الفضل میں بھی یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت مولوی صاحب کا مسلک حضرت میرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہے۔

اگرچہ ہم نہیں چاہتے تھے۔ کہ اس طرح کی باہم بحثیں ہوں۔ مگر کیا کیا جائے۔ یہ لوگ آئے دن ایک نہ ایک اتہام لگانے کے عادی ہو گئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان مضامین میں بڑا زور اس بات پر دیا ہے کہ حضرت مولوی صاحب نے ترکوں کے معاملہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف لکھا ہے۔

چونکہ انکو حضرت صاحب کے لٹریچر اور قرآن و حدیث سے گونہ بیگانگی ہے۔ اسواسطے یہ بیچارے جو کچھ لکھتے ہیں اُن میں اکثر اپنی غلط رائے کا بہت کچھ حصہ ہوتا ہے ترکوں کی خلافت کا معاملہ بالکل صاف تھا۔ اور جیسا کہ حضرت مولوی صاحب نے قرآن شریف و حدیث سے استدلال کیا تھا اگر یہ بھی اس کی تردید قرآن و حدیث سے کرتے۔ اور پھر حضرت صاحب کے مسلک کا بھی حوالہ دیتے۔ تو بات صاف ہو جاتی۔ مگر ایسا کیوں کرنا تھا۔ قرآن و حدیث سے بیگانگی اور حضرت صاحب کے لٹریچر سے عدم واقفیت کی بنا پر ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ جیسا کہ ہوا۔ اسواسطے مجبوراً ہمکو لکھنا پڑا۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے ایک غلط خیال کی بنا پر خلافت کے مسئلہ کو اپنے ذہن میں رکھتے ہیں اور اس غلط خیال کی کٹھالی میں قرآن و حدیث اور حضرت صاحب کے مسلک کو ڈھالنا چاہتے ہیں اور جس طرح کہ مسئلہ نبوۃ میں ایک غلط خیال پر قائم ہو کر جسکی بنیاد اُٹھائی تھی۔ اور اُسکے ثبوت کے در پے ہو کر ختم نبوت کو مشتبہ کرنا چاہا تھا۔ جس میں انکو سخت ناکامی ہوئی۔ اسی طرح اب مسئلہ خلافت کو بھی نہ سمجھکر یہ لوگ ایک غلط خیال کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ہم دیکھیں گے کہ وہ اس مسئلہ میں کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب نے تو اپنا فرض ادا کر دیا اور قرآن و حدیث سے اس مسئلہ پر کما حقہٗ روشنی ڈالدی۔ باقی رہا حضرت مسیح موعودؑ کا مسلک اور مذہب۔ سو انشاء اللہ ہم دکھائیں گے۔ کہ حضرت مولوی صاحب نے ایک سرمو بھی اس سے تخالف نہیں کیا بلکہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ عین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذہب اور آپ کی تعلیم کے مطابق اور موافق ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ خدا کی طرف سے حکم تھے اور آپ قرآن و حدیث کے ماتحت ہی اس عہدہ پر مامور و ممتاز ہوئے تھے۔ اسواسطے آپ کے اقوال، افعال اور خیالات کسی حالت میں بھی قرآن و حدیث اور واقعات کے خلاف نہیں ہو سکتے۔ پس جو کچھ آپ نے ترکوں کی نسبت فرمایا وہ قرآن و حدیث کے ماتحت ہونا چاہئے۔ اور ہے بھی اسی طرح۔ اور حضرت مولوی صاحب چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے روحانی فرزند اور آپ کی فیض تربیت سے مستفیض ہیں اسواسطے انکی تحقیقات بھی قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق ہونی چاہئے۔ خواہ انہوں نے حضرت کے اقوال سے استدلال کیا یا نہ کیا۔

بہر حال اس اصول کے ماتحت جب ہم حضرت مولوی صاحب کی تحریرات پر نظر ڈالتے ہیں تو آپکو اس معاملہ میں حق بجانب پاتے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے خلافت اسلامی کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ ایک ظاہری اور دوسری روحانی۔ چنانچہ آپ اپنے رسالہ "خلافت اسلامیہ" کے صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں:۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت پہلے چار خلفاء کے بعد دو شاخوں پر تقسیم ہو گئی۔ حکومت دنیوی کے علم بردار تو بادشاہ ہوئے اور منصب روحانیت کو ائمہ دین اور بڑے بڑے مصلحین نے سنبھالا۔ ہاں کبھی یہ دونوں منصب پھر بھی یکجا جمع ہوتے ہوئے نظر آجاتے ہیں۔ جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیز کہ بادشاہ وقت بھی تھے۔ اور پہلی صدی کے مجدد بھی تسلیم کئے گئے۔ اس بناء پر خلفاء اللہ کی خلافت کو خلافت راشدہ سے تمیز کرنے کے لئے احادیث میں ملک یعنی بادشاہت کے نام سے یاد کیا ہے۔......

پس موجودہ حالات میں خلافت محض بادشاہت ہے یعنی ایک امر دنیوی اور روحانی صرف انہی معنوں میں کہا جا سکتا ہے کہ اس امر دنیاوی کو دین اسلام کی ایک ضرورت ٹھہرایا گیا ہے۔"

اب ہم جب حضرت صاحب کی تحریروں کو دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے بھی خلافت کو دونوں حصوں میں ہی تقسیم کیا ہے۔ چنانچہ شہادت القرآن صفحہ ۲۹ پر آیت استخلاف کی تفسیر بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"اب غور سے دیکھو کہ اس آیت میں بھی مماثلت کی طرف صریح اشارہ ہے اور اگر اس مماثلت سے مماثلت تامہ مراد نہیں تو کلام عبث ہوا جاتا ہے کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا اور نہ صرف تیس برس تک اور صدہا خلیفے روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے۔ نہ صرف چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ"

اب ہم اپنے ہمعصر سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا ظاہری اور روحانی دونوں قسم کے خلیفے حضرت مسیح موعودؑ نے حسب منشاء آیت استخلاف امت محمدیہ کے لئے ضروری ٹھہرائے ہیں۔ یا نہیں؟ اور کیا یہ تقسیم حضرت صاحب نے خود قرآن مجید کی آیت استخلاف کی ماتحت کی ہے یا نہیں؟ پس آپ کا یہ اعتراض کہ آیت استخلاف سے دونوں خلافتیں نہیں نکل سکتیں۔ خود حضرت اقدس کی تفسیر کے خلاف ہے۔؟.........

اور حضرت مولوی محمد علی صاحب کا استدلال عین حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور آپ کی تفسیر کے مطابق ہے......

....

اس میں حضرت اقدس موسوی شریعت میں روحانی اور ظاہری سلسلہ خلافت کو چودہ سو سال تک ممتد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مماثلت تامہ اس امر کی مقتضی ہے کہ امت محمدیہ میں بھی یہ سلسلہ ظاہری اور روحانی خلفاء کا ہمیشہ کے لئے قائم رہے۔ اور یہی وہ بات ہے جو حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ نے اپنے ایک خطبہ میں بیان فرمائی تھی۔ کہ:۔

"سوال ہو سکتا ہے کہ یہ خلافت (روحانی اور جسمانی) کا سلسلہ کب تک قائم رہیگا۔ ظاہر ہے کہ جب تک دین اسلام سطح ہستی پر قائم ہے۔ خلافت کا سلسلہ بھی جاری و ساری رہیگا۔ ہاں اگر اسلام کے بعد کوئی اور دین ہوتا تو پھر یہ خلافت کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں۔"

اب ہم حضرت مسیح موعودؑ کے ایک اور حوالے کی طرف معزز ہمعصر "الفضل" کی توجہ کو منعطف کرنا چاہتے ہیں جس سے ترکوں کے متعلق جو حضرت اقدس کا مذہب ہے صاف معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"اگرچہ ہمارے نزدیک ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ہی ہے اور ہمیں خواہ مخواہ ضرورت نہیں کہ ترکوں کی تعریف کریں یا کسی اور کی۔ مگر سچی اور حقیقی بات کے اظہار سے ہم رک نہیں سکتے۔ ترکوں کے ذریعہ سے اسلام کو بہت بڑی قوت حاصل ہوئی ہے۔ یہ کہنا کہ وہ پہلے کافر تھے یہ طعن درست نہیں۔ کوئی دو سو برس پہلے کافر ہوا۔ کوئی چار سو برس پہلے۔ یہ کیا ہے؟ آخر آج سید کہلاتے ہیں کیا اُن کے آباؤ اجداد پر کوئی وقت کفر کی حالت کا نہیں گذرا؟ پھر ایسے اعتراض کرنا دانشمندی نہیں ہے۔

ہندوستان میں جب یہ مُغل آئے تو انہوں نے مسجدیں بنوائیں اور اپنا قیام کیا۔ النّاس علی دین ملوکھم کے اثر سے اسلام پھیلنا شروع ہوا اور اب تک بھی حرمین شریفین ترکوں کی ہی حفاظت کے نیچے خدا نے رکھی ہوئی ہیں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں خدا تعالےٰ نے دو ہی گروہ رکھے ہوئے ہیں۔ ایک ترک اور دوسرے سادات۔ ترک ظاہری حکومت اور ریاست کے حقدار ہوئے اور سادات کو فقر کا مبدا قرار دیا گیا۔ چنانچہ صوفیوں نے فقر اور روحانی فیوض کا مبداء سادات کو ہی ٹھیرایا ہے اور میں نے بھی اپنے کشوف میں ایسا ہی پایا ہے۔ دنیا کا عروج ترکوں کو ملا ہے۔"

(تقریر حضرت مسیح موعود ۔ ۱۷۔ نومبر ۱۹۰۱ء)

لیجئے حضرت! جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں اور بھی معاملہ صاف کر دیا ہے آپ اپنی زبان مبارک سے فرماتے ہیں کہ

"ترکوں کے ذریعہ سے اسلام کو بہت بڑی قوت حاصل ہوئی۔"

اب حضرت صاحب کے ان الفاظ کو دیکھئے اور قرآن مجید کے الفاظ آیت استخلاف ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم کے الفاظ کو پڑھئے۔ تمکین دین بالفاظ مسیح موعودؑ انہی ترکوں کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے۔ یا نہیں؟ تو پھر آپ کا یہ کہنا کیا حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف ہے یا نہیں۔ کہ

"حقیقت یہ ہے کہ دین حنفہ اُن کے ذریعہ قائم نہیں ہوا۔ بلکہ اُن کے باعث دن بدن ضعیف ہوتا گیا۔ اور جب سے انہوں نے خلافت کا ادعا کیا۔ ایک منٹ بھی ایسا نہیں آیا کہ دین کی عزت اُن کے ذریعہ بڑھی ہو۔"

اب آپ انصاف فرمائیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کو مانیں کہ

"ترکوں کے ذریعہ سے اسلام کو بہت بڑی قوت حاصل ہوئی ہے۔"

یا آپ کی کہ:۔

"ان کے باعث (دین) دن بدن ضعیف ہوتا گیا۔ ایک منٹ بھی ایسا نہیں آیا کہ دین کی عزت اُن کے ذریعے بڑھی ہو۔"

ع:۔ ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

حضرت مسیح موعودؑ کی صریح تحریروں سے انحراف آپ خود کرتے ہیں اور الزام آپ حضرت امیر مولوی صاحب پر لگاتے ہیں۔ العجب ثم العجب!

حوالہ مندرجہ بالا میں ہی حضرت صاحب فرماتے ہیں :۔

"دنیا میں خدا نے دو ہی گروہ رکھے ہوئے ہیں۔ ایک ترک۔ دوسرے سادات..... ترک ظاہری حکومت اور ریاست کے حقدار ہوئے"

(منقول بقدر الضرورۃ)

حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں :۔

"پس روحانی خلافت انہیں لوگوں کی ہوتی ہے (یعنی مجددین و مصلحین امت کی۔ (ایڈیٹر)) ہاں جسمانی خلافت جس سے مراد ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت کا مالک ہونا۔ اور جو سلطنت آپ کے زیر نگین تھی اس پر قابض ہونا جو قیامت تک قائم رہیگی۔ اس کے حقدار اس زمانہ میں ترک ہیں"

کیوں معزز ایڈیٹر صاحب الفضل! حضرت مولوی صاحب نے وہی بات بیان کی ہے۔ یا نہیں جو حضرت اقدسؑ نے فرمائی تھی۔ پس آپ نے کیونکر یہ لکھدیا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کا مسلک حضرت مسیح موعودؑ کے مسلک کے خلاف ہے۔

پھر اسی عبارت میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ :-

"اب تک حرمین شریفین ترکوں کی ہی حفاظت کے نیچے خدا نے رکھی ہوئی ہیں"

اس فقرہ میں حضرت صاحب علیہ السلام اللہ جل شانہ کو فاعل ٹھہرا کر گویا ترکوں کو سلطنت عطا کرنے کے ماتحت جگہ دے رہے ہیں اور حرمین کا ترکوں کے ماتحت اور حفاظت میں ہونا۔ گویا مشیت ایزدی کے مطابق و موافق ظاہر کر رہے ہیں اور اسکو ایک خدائی فعل بتلا رہے ہیں کہ خدا کے ہاتھوں نے ترکوں کو اس ارض مقدسہ کی حفاظت سپرد کی ہوئی ہے اور جو اسکی مخالفت کرتے ہیں وہ گویا خدا کے اسلام کے ایک فعل پر اعتراض اور اسکی مشیت کے خلاف چلنے والے ہیں۔ فتدبروا یا اولی الابصار

بالآخر ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے اس کلام (مندرجہ بالا) کو صرف اپنے اجتہاد پر ہی ظاہر نہیں فرمایا۔ بلکہ اس کو اپنے کشوف کا ماحصل اور اسکو تفہیم الٰہی سے موکد فرمایا ہے۔

مضمون بالا میں ہم نے حضرت مسیح موعود کی تحریروں کی بنا پر ظاہر کر دیا ہے کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جو حضرت مسیح موعود کے مذہب یا آپ کی تعلیم کے خلاف ہو۔ اور خلافت کی جس تقسیم کا مطالبہ الفضل نے کیا تھا اس کا جواب بھی ہم نے حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے دیدیا ہے۔ جیسا کہ آیت استخلاف کی تفسیر کرتے ہوئے آپ نے شہادت القرآن کے صفحہ ۲۸ و ۲۹ میں فرمایا ہے۔ اور الفضل کے دوسرے اعتراضات کا جواب بھی جو انہوں نے ۱۶ فروری کے پرچہ میں کئے ہیں ہم نے حضرت صاحب کی تحریروں سے پیش کر دئیے ہیں ہم اپنے مضمون کو لمبا کرنا پسند نہیں کرتے۔ اور امید ہے۔ کہ صاحبان عقل و فہم کے لئے اس قدر لکھنا ہی کافی ہوگا۔ اگر ضرورت پڑی۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر بھی کچھ لکھیں گے۔ اور حضرت صاحب کے دوسرے حوالوں سے ظاہر کریں گے کہ حضرت امیر نے جو کچھ لکھا ہے وہ عین حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے مطابق اور موافق ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ و حضرت خواجہ کمال الدین صاحب تا حال (۲۵ فروری) مدراس میں ہی قیام پذیر ہیں سنا گیا تھا کہ نصیب اعدا آپ کی طبیعت کچھ ناساز ہو گئی تھی۔ لیکن اب خدا کے فضل سے آرام ہے آپ کی تازہ تصنیف "بعثت مجدد دین" چھپ گئی ہے۔ احباب اس کی اشاعت میں کوشش کریں۔ قیمت صرف ڈیڑھ آنہ (۱۰/) ہے

ریویو

دعوت صلح :- اس نام کا ۲۴ صفحہ کا ایک رسالہ مصنفہ صاحبزادہ غلام دستگیر صاحب نامی ہاشمی ہمیں بغرض ریویو موصول ہوا ہے۔ اس میں شیعہ صاحبان کو دعوت صلح دی گئی ہے اور مصالحت کی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے اہل تشیع کی معتبر تفاسیر اور مستند کتب اور اقوال حضرت امیر اور دیگر ائمہ سے ثابت کیا ہے کہ وہ حضرات شیخین اور دوسرے اصحاب کبار کے متعلق کیا مذہب رکھتے تھے۔

رسالہ اپنے موضوع کے لحاظ سے بہت مفید ہے۔ ۔/ کا ٹکٹ آنے پر مفت ملتا ہے۔ جناب محمد حفیظ اللہ صاحب قریشی۔ تاجر کتب کوچہ چابک سواراں لاہور سے طلب فرمائیں۔

روزانہ "رعیت" دہلی

ہمیں ایک مطبوعہ مراسلہ کے ذریعہ اطلاع ملی ہے کہ دارالسلطنت دہلی سے عنقریب ایک روزانہ اخبار "رعیت" مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی پالیسی و نگرانی و سرپرستی اور سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون کی ایڈیٹری میں نکلنے والا ہے۔ اخبار کے متعلق ایک فیصلہ کن اور قطعی رائے قائم کرنا سر دست قبل از وقت ہے۔ لیکن جناب مصور فطرت کی سرپرستی اخبار کی صحیح پالیسی کی کافی ضمانت ہے۔ اور مقاصد اخبار سے جن کا اظہار مراسلہ مذکور میں کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اخبار قوم و ملک کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ ہم اپنے نئے ہمعصر کا دل سے خیر مقدم کرتے ہیں اور اسکی ترقی کے خواہاں ہیں۔ چندہ سالانہ ۱۲/ (منیجر روزانہ اخبار رعیت دہلی سے منگائیں)

نامہ و کنگ

مختصر اور دلچسپ نوٹس

امریکہ اور شراب ۱۶- جنوری ۱۹۲۰ء کی رات امریکہ میں شراب کی بندش کی سب سے پہلی رات تھی اس رات کو ۱۲ بجے اس مشہور قانون کا نفاذ عملی طور پر ہو گیا۔ جو گذشتہ سال شراب کی خرید و فروخت۔ درآمد برآمد۔ اور ساخت کے متعلق امریکن کانسٹی ٹیوشن نے پاس کیا تھا۔

یہ قانون کس قدر وسعت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس کا اندازہ شائد اس بیان سے ہو سکے۔ جو ٹائمز کے نامہ نگار نے نیویارک سے بھیجا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ کمشنر ممنوعات شراب نے اقسام ممنوعات کی جو فہرست شائع کی ہے۔ اُس نے لوگوں کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا۔ کہ ملک میں بیرونی امداد کے بغیر بعض کیمیاوی مرکبات جو بنائے جا سکتے ہیں۔ اُنکی شائد روک نہ ہو۔ لیکن فہرست ممنوعات سے کوئی بھی ایسی نشہ والی چیز بچی ہوئی نہیں۔ یہاں تک کہ نیویارک ٹائمز کو خوف ہے کہ کہیں اگر پیٹ کے اندر کے مرکبات پر بھی کوئی بس چل سکا تو قانون کے اثر سے وہ بھی باہر نہیں۔ اخبار مذکور اپنے ایک لیڈر میں اس قانون پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ :-

"اس قسم کا قانون کسی کو بھی حدود جرم سے بچا نہیں سکتا کوئی انگور کے پانی کی غیر ضرر رسان بوتل بھی الماری میں شبہ سے بچی ہوئی نہیں رہ سکتی یہانتک کہ ایک Marmalade. (نارنگیوں کے چھلکوں کا مربہ) بھی کڑوی نارنگی کی شکل رکھنے کی وجہ سے اسکے اثر سے باہر نہیں رہ سکتا۔ تاہم ایک فروگذاشت ابھی باقی ہے۔ کمشنر ممنوعات نے اپنی تنبیہات کو منطقی طور پر درجہ تکمیل تک نہیں پہنچایا۔ کیونکہ انسانی پیٹ کے اندر کے مرکبات کو ابھی تک اُس نے ممنوعات کے اندر شامل نہیں کیا۔"

ایک اور اخبار نیویارک ورلڈ اپنے لیڈر میں اس پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

"آج ۱۲ بجے رات سے ممالک متحدہ کی گورنمنٹ جو ایک قریباً ۱۳۱ سال سے ایک کانسٹی ٹیوشن پر مبنی تھی منہدم ہو جائیگی۔ اس کی بجائے جو گورنمنٹ آج رات پر قائم ہوگی۔ اور جس کے زیر حکومت کل سے ہم سانس لینگے۔ اسکو ایسی استبدانہ طاقتیں تفویض ہوئی ہیں۔ جو کسی مہذب ملک میں پائی نہیں جاتیں۔ ہاں اگر روس کو مہذب ملک سمجھ لیا جائے۔ تو اس گورنمنٹ کی تہذیب سے بھی انکار نہ ہوگا۔"

ان الفاظ سے پایا جا سکتا ہے کہ عام طور پر اس قانون کی سخت مخالفت امریکہ میں کس قدر زوروں پر ہے۔ اور تشنہ کامان مئے ناب اس خشک سالی کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

ایسی حالت میں اس شدید مخالفت کے ہوتے ہوئے اس قانون کو پاس کرنا امریکن گورنمنٹ اور ان لوگوں کی واقعی بہت بڑی ہمت ہے۔ جن کی سعی اور کاوش کا یہ نتیجہ ہے۔ اور سب سے بڑی ہمت درحقیقت اس مقدس انسان کی ہے۔ جس نے باوجود کوئی ایسا ظاہری تعزیری سامان نہ ہونے کے جہالت اور وحشت کے زمانہ میں لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کی اور اپنے ایک ہی اشارہ کے ساتھ شراب کا نام و نشان اپنے پیروؤں کے اندر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹا دیا۔ اور تہذیب کے اعلےٰ مدارج پر اُنہیں پہنچا دیا۔ نیویارک ورلڈ اسے تہذیب کے خلاف سمجھے۔ لیکن وقت آئیگا۔ جب وہ اس کو تہذیب کا اصل زینہ قرار دیگا۔

محاصل شراب اور اُسکے نقصان کی تلافی شراب کی ممانعت سے سب سے پہلا سوال جو پیدا ہو سکتا ہے۔ وہ اسکے محاصل کا سوال ہے۔ اس لئے یہ سُننا اور بھی موجب دلچسپی ہوگا۔ کہ امریکہ نے اس سوال کو کیونکر حل کیا۔ نامہ نگار ٹائمز راوی ہے۔ کہ اکیلے شہر نیویارک سے بیس لاکھ پونڈ امریکن گورنمنٹ کو محاصل شراب میں وصول ہوتے تھے۔ نیویارک سٹیٹ سے پچاس لاکھ پونڈ۔ اس عظیم خسارہ کو کہا جاتا ہے۔ کہ اب ٹیکسوں وغیرہ کی زیادتی کے ذریعہ سے پُورا کیا جائیگا۔ جس کی وجہ سے مکانات کے کرائے اور بھی بڑھ جائینگے۔ لیکن سب سے زیادہ کارآمد اور مفید تجویز شکاگو کی ہے۔ جسکو چوبیس لاکھ پونڈ کا خسارہ ممانعت شراب سے ہوا ہے۔ اس نے لیسنس [illegible] کے بجائے تھیٹروں اور سنما وغیرہ کی لیسنس [illegible] سے اس نقصان کو پورا کرنا چاہا ہے۔

بہت خوب! ہم خرما و ہم ثواب۔ نقصان کی بھی تلافی کا سامان ہو گیا۔ اور ایک اور بلا سے وہ بہت سے لوگ بھی کسی حد تک چھوٹ جائیں گے۔ جو زیادہ اخراجات کی طاقت نہیں رکھتے۔

ایسا ہی سینٹ لوئیس کی میونسپل کونسل نے اشیا کی شرح قیمت میں گیارہ فیصدی کا اضافہ کر دیا ہے۔ علےٰ ہذا القیاس پھیلڈلفیا کلیو لینڈ۔ سان فرانسسکو تمام کے تمام اس قسم کے اضافوں پر مجبور ہو گئے ہیں۔

انگلستان پانچ سال میں خشک اس سے قبل بتایا جا چکا ہے کہ امریکہ کو شراب سے پاک کرنے میں ایک شخص مسٹر جانسن نے بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ اور اسی جد و جہد میں اپنی ایک آنکھ بھی ضائع کر لی ہے یہی مسٹر جانسن اب انگلستان کی شراب کو خشک کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور ان کی زبردست جد و جہد کا یہ اثر ہے کہ اسکاٹلینڈ کی حدود میں مسکرات کی کم از کم عام فروخت بند ہو گئی ہے۔ البتہ صرف اہل گودام ہی اسے بیچ سکتے ہیں۔

انہی مسٹر جانسن کی عزت افزائی میں ہفتہ گذشتہ ۱۷ جنوری ۱۹۲۰ء کو لنڈن کے سنٹرل ہال میں ایک لنچ دیا گیا۔ جس میں لارڈ براسس وغیرہ اکابران لنڈن نے تقریریں کیں۔ اور انکی ایک آنکھ کے جاتے رہنے پر اظہار افسوس کیا۔ مسٹر جانسن نے اسکے جواب میں اپنا دلی اطمینان اس بات پر ظاہر کیا کہ انکی ایک آنکھ ان بہت سے فوائد کا موجب ہوئی ہے۔ جو اسکے جانے سے پیدا ہوئے۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں اس آنکھ کو واپس لینا نہیں چاہتا۔ اسکو لے جاؤ۔ مجھے اس بات سے اطمینان ہے کہ ممالک متحدہ شراب کے ناپاک دھبہ سے پاک ہو گئے ہیں۔

اس جلسہ میں انگلستان کے شراب پر بتدریج حملہ آور ہونے اور اُسکو آہستہ آہستہ قطعاً خشک کر دینے کا ریزولیوشن باوجود بعض حامیان شراب کی شدید مخالفت کے پاس ہو گیا۔

مسٹر جانسن کی ان ساعی جمیلہ اور اُنکے عزم بالجزم ہی کا غالباً یہ اثر ہے۔ کہ امریکہ والوں کو ابھی سے یہ یقین پیدا ہو گیا ہے۔ کہ انگلستان بھی پانچ سال کی قلیل مدت میں شراب سے بالکل خشک ہو جائیگا۔

کیا ہندوستان میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی شیدائی ایسا نہیں۔ جو کم از کم مسٹر جانسن ہی سی ہمت لیکر کے ساتھ اُٹھے۔ اور اس خانہ خراب سے کم از کم مادر وطن ہی کو پاک و صاف کر دے؟

امن عالم کی بنیاد اخوت انسانی پر وزرائے برطانیہ کا ضروری اعلان سال حال کے شروع میں سلطنت برطانیہ کے چند وزراء کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جو حسب ذیل ہے :-

"ہمارے برطانوی ہم شہریوں کی طرف :-

"گذشتہ جنگ عظیم نے تہذیب کی بنیادوں کو متزلزل کر کے ہر ایک مدبر انسان کو اس طرف مائل کر دیا ہے کہ قومی اور بین الاقوامی زندگی کی بنیادوں کا دوبارہ معائنہ کیا جائے۔"

آج جنگی تصادم اور اسکے بعد دوبارہ امن کی زندگی قائم کرنے کی تدابیر دونوں نے ملکر اس حقیقت نفس الامر کو واضح کر دیا ہے۔ کہ نہ تو تعلیم۔ سائنس۔ ڈپلومیسی۔ اور نہ ہی اقتصادیات اور مادیات کی متحدہ طاقت ہمارے عالم کے باقاعدہ قیام اور ترقی کی اصل بنیاد قرار دی جا سکتی ہے۔ یہ تمام چیزیں دراصل روح کے لئے بطور آلات کے کام دیتی ہیں۔ با امن زندگی کی وہ خوش گوار امید جو لیگ اقوام کے زیر سایہ باندھی گئی ہے ایک بہت زیادہ گہری اور زیادہ پائدار بنیاد پر ہی قائم رہ سکتی ہے۔ وہ شراکت عملی جو لیگ کے پیش نظر ہے اسی حد تک بارور ہو سکتی ہے۔ جہانتک وہ لوگ جو اس کا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔ خوشدلی کی روح کو اپنے اندر پیدا کریں۔ اور خوشدلی کی یہ روح محض روحانی قوت ہی پر منحصر ہے۔ اخوت انسانی کی امید الٰہی ابوت کی گہری روحانی حقیقت ہی سے وابستہ ہے۔"

اس سے آگے اس اخوت انسانی وغیرہ کو مسیحیت کا مرکزی نقطہ نگاہ قرار دیتے ہوئے بڑے زور کے ساتھ یہ دعوے کیا ہے کہ :-

"ہم تمام انسان زیادہ باہم مل جل کر ہمدردانہ زندگی کا فائدہ اور منظم بنانے کی بنیاد قائم کر لیں گے لیکن اس کو ضروری قرار دینا گورنمنٹ کا کام نہیں بلکہ ہر جگہ کا ہر ایک آدمی اگر برضا و رغبت خود اس ضرورت کو محسوس کر کے اس کا ساتھ دے تو کام چل سکتا ہے۔"

اس کے بعد اپنے مخاطب ہموطنوں کو اپنی ذمہ داری یاد دلاتے ہوئے یہ نصیحت کی ہے کہ:۔

"وہ ان روحانی طاقتوں کی جن سے درحقیقت دنیا کے امن کی مستقل بنیاد وابستہ ہے صداقت اور اہمیت پر ایمان لائیں۔"

اس اعلان پر مسٹر لائیڈ جارج وزیر اعظم برطانیہ و سر ایبز ورڈ رابرٹ بورڈن (کینیڈا) مسٹر ڈبلیو۔ ایم ہیوگس (آسٹریلیا) مسٹر ڈبلیو جے۔ میسے (نیوزیلینڈ) اور مسٹر آر۔ اے۔ سکوائرز (نیوفونڈلینڈ) کے دستخط ثبت ہیں۔ اور بڑی کثرت کے ساتھ اسے پھیلایا گیا ہے۔

باتیں تو بہت ہی خوشگوار اور مضبوط ہیں جنکی پادریانہ حلقوں سے تائید بھی ہو رہی ہے۔ لیکن کاش "اخوت انسانی" کے ان مبلغین کا خود اپنا بھی کچھ عمل اس پر ہوتا کاش مسیحیت کا یہ نام نہاد مرکزی پیغام اس قدر تنگ نظری پر انہیں مائل نہ کر دیتا۔ کہ حامیان مسیحیت اس دائرۂ اخوت میں شامل ہوتا نہیں۔ بلکہ ان کے لئے "[illegible]" کی پالیسی اپنی دائمی اخوت کے سالار مسٹر لائیڈ جارج کے ذریعہ سے قائم ہوتی ہے اور باوجود لیگ اقوام کو الٰہی ابوت اور انسانی اخوت کی مضبوط روحانی بنیادوں پر سہارا دینے کی خواہش ظاہر کرنے کے باوجود اسکی کامیابی کو ہر انسان کی انفرادی ذمہ داری اور شرکت پر مبنی قرار دینے کے بیچارے ترکوں بالفاظ دیگر مسلمانوں کے لئے یہ ضروری سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنا بوریہ بستر سنبھال کر یورپ سے باہر ہو جائیں۔ کیوں؟ کیا وہ انسان نہیں؟ یا انکی اخوت کو توڑنے سے دنیا کا امن قائم رہ جائیگا؟

کاش! برطانیہ عظمےٰ کے یہ ارباب حل و عقد ان پاکیزہ خیالات کو ان سوالات کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھیں کہ ان کا اپنا طرز عمل کیا "خود را فضیحت" کا مصداق نہیں؟

اس کے ساتھ ہی یہ بتا دینا بھی بیجا نہ ہوگا۔ کہ اخوت انسانی کی اصل بنیاد اسی عالمگیر مذہب کے زیر سایہ قائم ہوئی ہے جس کے نام لیواؤں کو آج اس طرح سے سرزمین یورپ سے باہر نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یورپ بلکہ خود عیسائیت نے اسی پاکیزہ مذہب سے اس زرین سبق کو پڑھا۔ اور آج نہیں تو کل اسے اسلام کے اس احسان عظیم کا اقرار کر کے اسی کے آگے آنکھیں بچھانی پڑینگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

امریکہ میں مسلمان

پچھلے دنوں لالہ لاجپت رائے صاحب کی ایک اپیل ہندوستان کے شمال جنوب اور مشرق و مغرب میں چاروں طرف گشت لگا رہی تھی۔ اور مسلمانوں کو غیرت دلا رہی تھی۔ کہ تمہاری حالت اس قدر قابل رحم ہو چکی ہے۔ کہ اور تو اور ایک مشہور آریہ سماجی بزرگوار کو بھی اس پر رحم آنے لگا ہے۔ اور وہ تمہیں بلاتا ہے کہ آؤ۔ اور اپنی بگڑی ہوئی ہوا کو درست کر لو۔

مسلمانوں کو اس پر جوش بھی آیا۔ اسلامی اخبارات نے دھواں دار مضامین بھی اس پر لکھے۔ اور غیرت قومی کو رہ کر ابھارا اور جوش دلایا۔ یہاں تک کہ تمام اسلامی فرقوں کی ایک متحدہ مجلس بھی اس غرض سے قائم کئے جانے کی تجویز ہوئی۔ جس کو بعض "تجربہ کاروں" نے اپنے نام نہاد تجربات سے بھی آگاہ اور مستفید کرنا تھا لیکن ان سب باتوں کا آخری نتیجہ کیا ہوا۔ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

گویا ایک جھاگ سی تھی جو اٹھی اور پھر (دوسرے خیالات) کا پانی آیا اور اسے بہا کر لے گیا۔ فاحتمل السیل زبداً رابیًا۔

اس کے بالمقابل اسی امریکہ کو دیکھو۔ کچھ غریب مسلمان وہاں ادھر ادھر سے جاتے ہیں اور مزدوری وغیرہ کے ذلیل کاموں پر اپنی بسر اوقات کرتے ہیں۔ نہ تو وہ اس قابل ہیں۔ کہ اپنی زندگی کو بہتر بنا کر وہاں کے لوگوں پر کوئی اثر ڈال سکیں۔ اور نہ ہی ان کو کسی قابل بنانے کا کوئی ذریعہ اور وسیلہ ہے۔

عیسائی مشنریوں کو موقعہ خداداد ہے۔ تمام جہاں میں تو عیسائیت کا جال بچھا رہا ہے ہی۔ خود گھر کے اس شکار کو وہ کبھی نہ چھوڑ سکتے ہیں۔ ایک عیسائی نے اس پر ایک طویل مضمون جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کے "مسلم ورلڈ" میں لکھا ہے۔ اور عیسائی مشنریوں سے بڑے پرزور الفاظ میں اپیل کی ہے۔ کہ وہ گھر کے اس شکار کی طرف متوجہ ہوں۔ اور ان لوگوں کو عیسائی بنا کر عمدہ حالت میں لے آئیں۔ اس مضمون میں ان مسلمانوں کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اور انکی غربت اور ذلالت کی جو تصویر بتائی گئی ہے۔ وہ سخت قابل شرم ہے۔ ہم پھر کسی وقت اس کو ناظرین کے سامنے رکھینگے۔ لیکن یہاں یہ بتانا ضروری ہے۔ کہ اس عیسائی کی یہ اپیل مسلمانوں کی "باغیرت جھاگ" کی طرح ضائع نہیں گئی۔ بلکہ مضمون کے اختتام پر ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا گیا ہے۔ کہ "اس کام کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے چیکاگو ٹریکٹ سوسائٹی کی مدد سے عملی طور پر اس کی سرانجام دہی کی تدابیر زیر غور ہیں۔ تاکہ اپنے بدنصیب ہمسائگاں یعنے اس ملک میں آنیوالے مسلمانوں کو بھی زندگی کی روٹی سے سیر کیا جا سکے۔"

یہ ہے ان لوگوں کی مستعدی جن کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے ایک غیر مسلم آریہ سماجی کی اپیل پر بھی ہم کروٹ ہی بدل کر رہ گئے۔ بجائے وہاں کے مسیحیوں کو اسلام پہنچانے کے خود وہاں رہنے والے نام لیوایان اسلام ہی مسیحیت کی نذر ہونے لگے ہیں۔ ان حالات میں بھی اگر ہم اپنی بدنصیبی اپنے تنزل و ادبار کے شاکی ہوں۔ تو کس سے اور فریاد کریں۔ تو کس کے آگے؟

خاکسار۔ دوست محمد۔ از ووکنگ۔ انگلستان۔

مراسلات

مکاشفات و مشاہدات، عالم برزخ، روح اور جسم کے تعلقات، انسان کی عملی زندگی اور نتیجہ

(از قلم میرزا نذیر علی صاحب)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ عبد الرحیم صاحبؒ کی زبانی نقل فرماتے ہیں:۔

(۱) فرمایا۔ میں نے ایک مرتبہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کو خواب میں دیکھا۔ کہ وضو کرتے ہیں اور نماز کی تیاری میں ہیں۔ میں نے کہا۔ یہ عالم تکلیف نہیں۔ فرمایا دنیا میں ہم ان کو بہت کیا کرتے تھے اور ان سے لذت پاتے تھے۔ اس لئے برزخ میں ان کا کرنا بوجہ لذت ہے۔ نہ بطور تکلیف

بعد فراغت نماز مدعیں جمع ہوئیں۔ اور مجلس ہوئی۔ فرمایا تم بھی آؤ۔ میں نے کہا۔ مجلس میں نہیں بیٹھتا۔ فرمایا ہماری مجلس اور مجلسوں کی طرح نہیں ہے۔ میں مجلس میں شریک ہو گیا۔ وہاں وجد بھی تھا۔

(۲) فرمایا۔ اکبر آباد میں میرزا محمد زاہد کے مدرس سے واپس آ رہا تھا۔ راستہ میں ایک لمبی گلی آئی میں اس وقت شیخ سعدی رحمہ کے یہ ابیات پڑھتا اور لذت لیتا تھا۔

"جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است
جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت است
سعدی بشوی لوح دل از نقش غیر حق"

چوتھا مصرعہ میرے دل سے جاتا رہا۔ جسکے باعث مجھ میں اضطراب و قلق پیدا ہوا۔ ناگاہ ایک مرد سیاہ و سپید بالوں والا فقر وضع طرح رو میری داہنی جانب سے نکلا اور کہنے لگا۔

"علمے کہ رہ بحق ننماید جہالت است"

میں نے کہا جزاک اللہ خیر الجزا تم نے کس قدر میرے قلق اور اضطراب کو دور کیا۔ میں نے پان کی ڈبیہ کھول کر انہیں پیش کی۔ انہوں نے تبسم فرمایا۔ اور کہا یہ یاد دلانے کی اجرت ہے۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ شکریہ ہے۔ فرمایا۔ میں نہیں کھاتا۔ میں نے کہا۔ اب شرع کی جہت سے احتراز کرتے یا طریقت کی جہت سے۔ فرمایا۔ ان باتوں سے کوئی بھی نہیں! پھر فرمایا۔ مجھے جلدی جانا ہے۔ میں نے کہا میں بھی جلدی چلتا ہوں۔ پس انہوں نے قدم اٹھایا۔ اور کوچہ کے آخری سرے پر رکھا۔ میں سمجھ گیا کہ روح مجسّم ہے۔ میں نے آواز دی۔ کہ آپ مجھے اپنے نام سے تو مطلع فرمائیں۔ فرمایا۔ سعدی ہمیں فقیر است۔

(۳) فرمایا۔ میرے والد شاہ وجیہ الدین علیہ الرحمۃ شہید ہوئے۔ احیاناً میرے لئے متمثل ہو جاتے۔ حال اور استقبال کی خبریں دیتے۔ کریمہ نام دختر اخوی قدس سرہٗ بیمار ہو گئی۔ اور اس کی بیماری بڑھ گئی۔ میں حجرہ میں تنہا سویا ہوا تھا۔ ناگاہ متمثل ہوئے۔ اور فرمایا۔ میں کریمہ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ مگر وہاں بیگانہ عورات بیٹھی ہوئی ہیں۔ وہاں جانا دل پر گراں گذرتا ہے۔ وہاں سے عورات کو ہٹا دو۔ چونکہ اس وقت .... چونکہ اس وقت عورتوں کو ہٹانا ممکن نہ تھا۔ میں نے پردہ کھینچ دیا۔ کریمہ ظاہر ہو گئی۔ میں دیکھتا تھا اور کریمہ دیکھتی تھی۔ کریمہ نے کہا تعجب۔ لوگ تو کہتے ہیں۔ یہ شہید ہو گئے۔ اور یہ تو زندہ ہیں۔ انہوں نے کہا اے فرزند تم نے بڑی لمبی بیماری اٹھائی۔ انشاء اللہ علی العموم بوقت اذان صبح شفا پا جاؤگی۔ یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے میں پیچھے چلا۔ کہا تم ٹھیرو۔ اور غائب ہو گئے جب فجر کی اذان ہوئی۔ تو کریمہ کا انتقال ہو گیا۔

نصیحت اور مقصد

انسان کی زندگی میں موت ایک عظیم الشان معرکہ ہے۔ جس سے زندگی کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک پائیدار اور وسیع زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ پس اس زندگانی کے لئے جس نے تہیّہ اور تیاری کر لی۔ وہ مراد کو پہنچ گیا۔ اور جس نے اس سے غفلت کی۔ اور یہاں کی زندگی ناپائیدار کے کھیل کود میں رہا۔ اس نے نہایت خسارہ اٹھایا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی حجت تم پر پوری کر دی ہے۔ تمہاری ہدایت کے لئے اپنے رسول بھیجے اپنا کلام مقدس نازل فرمایا۔ تمہاری فطرت میں میلان حق کا ایک طبعی ذوق پنہاں رکھا ہے۔ جسے تم مجاہدہ اور کوشش سے متحرک کر کے عظیم الشان فوائد حاصل کر سکتے ہو۔ اسے متحرک کرنے کے راستے تمہیں بتا دئے گئے ہیں۔ تدابیر تمہیں سمجھا دی گئی ہیں۔ یہ سب سامان تمہارے لئے مہیا ہے۔ باوجود اس تمام سامان کے پھر بھی بندۂ حرص و ہوا بنکر بچوں کے سے کھیل تماشا میں منہمک رہے۔ اور لذات فانی بالمقابل لذات باقی کی تم نے پرواہ نہ کی۔ تو اپنی ہلاکت اور بربادی کے ذمہ دار تم خود ہی ہوگے۔ اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھو۔ اور خسارہ عظیم سے بچو۔

تمہاری زندگی کا مقصد کسی عقلمند کے نزدیک یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ لذات فانی میں اپنے آپ کو فنا کر دو۔ تم دو چیزوں سے مرکب ہو۔ روح اور جسم سے۔ روح باقی رہنے والی چیز ہے۔ اور جسم فانی ہے۔ اس لئے جسم کو روح کے لئے قربان کر دو دنیا میں مرکب جسم عطا ہوتے ہیں کچھ مصلحت الٰہی ہے۔ اس پر غور کرو۔ جس طرح تمہارا گھوڑا اس لئے ہے کہ تم اسپر سوار ہو کر مسافت طے کرو۔ اور منزل پر پہنچ جاؤ۔ اسی طرح تمہارا مرکب جسم اس لئے ہے۔ کہ تمہاری روح اس سے فائدہ اٹھائے نہ اس کے برعکس۔ اگر ایک مقام تک سفر کرنے کے لئے تم کو گھوڑا دیا جائے۔ تو بیشک گھوڑے کے دانہ اور پانی کا خیال اور اسکو بیماری سے محفوظ رکھنا۔ چوروں سے بچانا یہ تو لابدی ذرائض ہیں۔ کہ تم ... اس کا انتظام رکھو۔ ورنہ سفر تمہارا رک جائیگا۔ اور منزل پر پہنچنا دشوار ہو جائیگا۔ اگر گھوڑے کے دانہ پانی اور زینت و سامان کی حب میں ایسے محو ہو گئے۔ کہ سفر کا خیال تم نے دل سے بھلا دیا۔ تو ضرور تم اپنے مقصد سے بہت دور جا پڑے۔ اور ادنےٰ لذات اور زینت ظاہری نے تم کو غافل کر دیا۔ اور منزل مقصود تک نہ پہنچے۔ جسکے لئے تم نے گھوڑا حاصل کیا تھا۔

دنیا میں سیاست ملکی۔ زراعت و تجارت و دیگر قسم قسم کی صناعت جیسا کہ اس وقت مغربی دنیا کو اس میں ید طولیٰ حاصل ہے یہ سب جسمانی ضروریات اور اس کی تعیش و آرام کا سامان ہے اور نہ ان چیزوں کے موجدین کی نگاہ اس سے بڑھکر اور کسی چیز پر ٹھہرتی ہے۔ یہ مادہ پرست لوگ ہیں۔ انکی وقعت اتنی ہے۔ جتنی سائیس۔ گھاس کٹ اور سلوتری کی ہوتی ہے حالانکہ شرافت اور بزرگی یہ نہیں۔ کہ انسان کسی گھوڑے کا اعلےٰ درجہ کا سائیس اور گھاس کٹ بن جائے۔ بلکہ برتری اس میں ہے کہ ایک اعلےٰ درجہ کا شہسوار ہو اور شہسوار ہی بن جانا کافی نہیں۔ بلکہ منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے شہسوار کو چابکدستی کام میں لانی چاہئے۔ پھر راستہ کی واقفیت کی ضرورت ہے۔ پھر راستہ میں استقلال اور

برداشت مصائب سافت۔ پھر تائید الٰہی کی سب سے بڑھ کر ضرورت ہے۔ پھر گوہر مقصود حاصل ہوتا ہے۔ ہماری یہ حالت ہے۔ کہ ہم اپنے درجہ کے گھاس کٹ بھی نہیں بنے اور ادعا کر رہے ہیں۔ کہ ہیچ من دیگرے نیست۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور تمہیں اپنی رحمت کاملہ سے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور قدم قدم پر ہمارا حافظ اور نگہبان ہو۔ حسبی اللہ نعم الوکیل نعم المولٰے ونعم النصیر۔

ایک اہل وطن ہندو کے قیمتی خیالات

لالہ لاجپت رائے صاحب جیسے محب وطن سے کون شخص ناواقف ہے۔ آپ وقتاً فوقتاً اپنے قیمتی خیالات اور نصائح سے اپنے اہل وطن بھائیوں کو مستفید فرماتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے قومی ہستی پر نہایت قابل قدر مضمون لکھا ہے۔ جس کا کچھ حصہ مسلمانوں کے لئے عموماً اور ہماری جماعت احمدیہ کے لئے خصوصاً قابل عمل ہے مومن کا کام ہے کہ نیک بات خواہ کہیں سے ملے اُس سے فائدہ اٹھانے سے دریغ نہ کرے۔ لالہ صاحب لکھتے ہیں:۔

ہر ایک قوم کی طاقت اُس کے اندرونی نظام پر منحصر ہے۔ اس نظام کے پرکھنے کی بہترین کسوٹی یہ ہے۔ کہ کہاں تک وہ قوم اپنے افراد کی حفاظت کرتی ہے۔ اور کس حد تک اُسکے ممبروں میں باہمی محبت اور انصاف کا مادہ موجود ہے۔

ہر ایک بڑی قوم میں کچھ جماعتیں ہوتی ہیں قوم کے اندرونی ... [illegible] کرنا چاہو۔ تو سب سے پہلے یہ دیکھو کہ کہاں ... [illegible] باہم ملکر کام کرنے کی طاقت ہے۔ اور کہاں تک وہ جماعتیں ایسے کام جن کا تعلق کسی خاص فرد یا گروہ سے نہیں بلکہ سب جماعت سے ہے۔ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یا بالفاظ دیگر قوم کی اجتماعی سوشل طاقت کا سب سے بہتر امتحان یہ ہے۔ کہ کہاں تک اُس قوم کی مختلف جماعتیں اور افراد علیحدہ علیحدہ طور پر اپنی قوم کی دوسری جماعتوں اور افراد کی حفاظت دیگر اقوام کی جماعتوں اور افراد کے مقابلہ میں کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔

یہ قدرتی بات ہے کہ جماعت کے ایک فرد کو اپنی ہی جماعت کی دوسرے فرد سے بمقابلہ دیگر جماعتوں کے افراد کے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ دُنیا میں یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ جتنا کسی کا دوسرے سے گہرا تعلق ہوگا۔ اُتنی ہی اُس سے زیادہ محبت ہوگی۔ اس لئے ایک کنبہ کے افراد سے زیادہ ہوگی۔ اور اس میں کوئی ہرج کی بات نہیں (کیونکہ بموجب تعلیم اسلام بھی اقربا کا حق مقدم ہوتا ہے۔ م) مگر ایسی محبت کا ہونا اُن کی ہستی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور پھر اس اپنی قوم کی دیگر جماعتوں کے ساتھ باہمی محبت دیگر اقوام کے گروہوں کی باہمی محبت سے زیادہ ہونی لازمی ہے (مثلاً مذہب اسلام کے مختلف فرقوں کو اسلام کی ہستی قائم رکھنے کے لئے باہم اتنی زیادہ ہمدردی اور محبت ہونی چاہئے۔ جو عیسائیت کے مختلف فرقوں کو عیسائیت کے قیام کے لئے ہے۔ اس سے کم ہرگز نہ ہونی چاہئے۔ م)

اختلاف امت رحمت ہے

کسی قوم کے مختلف گروہوں میں اگر کبھی کبھی باہمی جھگڑا یا اختلاف رائے ہوتا ہے۔ یا وہ باہم نکتہ چینی کرتے ہیں تو یہ تشویشناک امر نہیں (جب تک کہ اُس کی بنیاد نیک نیتی پر ہو۔ گو جھگڑے فساد اور لڑائی تک نوبت پہنچنا قابل تعریف امر نہیں)۔ مگر اُن کے قومی درد اور ہمدردی کی شناخت اور ... [illegible] اجتماعی ... [illegible] کا امتحان یہ ہے کہ جب اُن کی قوم کے کسی گروہ پر مصیبت آئے۔ یا اُسے امداد کی ضرورت ہو تو آیا وہ فراخ دلی سے اُسے امداد دیتے ہیں یا نہیں؟

اہل انگلستان کی مثال

انگلستان میں بہت سے مذہبی اور پولٹیکل گروہ ہیں جو وقتاً فوقتاً آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں تاہم ان مختلف گروہوں میں اپنے ملک اور قوم کی محبت اس درجہ تک بڑھی ہوئی ہے۔ کہ وہ باہمی لڑائی جھگڑوں کے باوجود دوسری اقوام اور ممالک کے مقابلہ پر اپنے ملک اور قوم سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔

انگلستان میں عیسائیت کے دو بڑے گروہ رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ موجود ہیں۔ اور پھر ان گروہوں کے اندر کئی کئی فرقے ہیں۔ جو باہم لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ مگر اُن کے نظام میں خوبی یہ ہے۔ کہ جہاں کہیں اُن میں باہمی مذہبی جھگڑا پیدا ہوتا ہے سب فرقے اپنے گروہ خاص کی حمایت میں شور مچا دیتے ہیں۔ اور جونہی کہ انگلینڈ کا کسی غیر ملک سے پولٹیکل جھگڑا ہو تو یہ ہر دو گروہ پولٹیکل جذبہ سے متحرک ہو کر اکھٹے ہو جاتے ہیں۔ اور انگلینڈ کے حریف کا مشترکہ طور پر مقابلہ کرتے ہیں۔

مُسلمانوں میں یکدلی

ہمارے مسلمانوں بھائیوں میں دوسری قسم کا نظام تو نہیں ہے مگر اول قسم کا مذہبی نظام موجود ہے۔ (کاش کہ یہ بھی صحیح ہوتا۔ م) ان کے سب فرقے ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ مگر دیگر مذاہب کے پیروؤں کا مقابلہ کرنے میں ان کا پیار بہت زیادہ ہے اور وہ فوراً اکھٹے ہو جاتے ہیں۔ (شاید لالہ صاحب کو مسلمانوں کے فرقوں کے باہمی بغض و عداوت سے واقفیت نہیں۔ جو ایکدوسرے کی باہمی ہمدردی نیک کاموں میں بھی نہیں کر سکتے۔ اگر ایک گروہ عیسائیت کے مقابلہ کے لئے نکلتا ہے۔ تو نام نہاد حامی اسلام وحمایت اسلام کے مدعی اُس گروہ کی مدد کے لئے نہیں اُٹھتے۔ بلکہ اُس کی تخریب کے لئے ایڑھی سے چوٹی تک کا زور لگاتے ہیں۔ کاش کہ اُن میں اسلام کے لئے اتنی ہی ہمدردی ہوتی۔ جتنی رومن کیتھولکوں اور پراٹسٹنٹوں کو عیسائیت سے ہے۔ م) ....

کسی مجلس میں مجلسی نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر اُس کے افراد میں انصاف اور محبت کے تعلقات نہ ہوں ... [illegible] قوموں۔ اور گروہوں کے نظام کی بنیاد محبت اور انصاف پر مبنی ہونی چاہئے اسطرح کسی مجلس کے معزز لیڈر اور بڑے لوگ اگر اپنے سے ادنےٰ طبقہ اور غریب بھائیوں کے ساتھ بے انصافانہ اور بے ہمدردانہ سلوک کریں۔ اور اپنی طاقت کو بے انصافی سے استعمال کریں تو اُس مجلس میں کبھی اتحاد اور محبت نہیں ہو سکتی۔

خاکسار۔ منظور الٰہی۔

سنہ ۱۹۱۸ء میں بے نظیر صنعتی و حرفتی ترقیاں

۶۳۰ کارخانوں کا اجراء دو ارب سرمایہ سے

(از نتیجات قلم جناب جے۔ آر۔ رائے۔ جرنلسٹ لاہور)

سال گذشتہ تاریخ ہند میں بے نظیر سمجھا جائیگا جس کے دوران میں ان اسباب کا جنم ہوا۔ جن کی بدولت ہندوستان اپنی گذشتہ عظمت اور اقبال مندی سے از سرِ نو روبرو ہوگا۔ اور اہل ہند کی خوش حالی ترقی ... [illegible] کریگی۔ کیا یہ کہنے کی ضرورت ہے۔ کہ زمانہ حال کی قوموں کے نصب العین میں اہم تغیر واقع ہوا ہے۔ وہ ملک گیری کو نہیں بلکہ صنعتی اور تجارتی ترقی کو اپنی قومی شان وشوکت اور ملکی جاہ و ثروت کا وسیلہ واحد سمجھتی ہیں۔ اسی وجہ سے دن رات اسی میں منہمک رہتی ہیں۔ بلکہ خوشگوار ہمت خیز رقابت جاری ہے۔

اس وقت بلجیم اور ہالینڈ کی مہذب دُنیا میں کیوں اتنی عزت وحرمت ہے۔ ان کی صنعت اور تجارت تمام دُنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور مالا مال ہو رہے ہیں۔ جب آپ بحیرہ قلزم میں داخل ہوتے ہیں۔ تو گھنٹے گھنٹے دو دو گھنٹے بعد آپ جہازوں کو اپنے قریب سے گذرتے پائیں گے۔ اگر اُن کے جھنڈے اور اُن کے سفید پہلوؤں پر اُن کے نام دیکھئے گا۔ تو ظاہر ہوگا۔ تو اُن میں بڑی تعداد ہالینڈ والوں کی ہے۔ گو ان ممالک کا رقبہ ہمارے ملک کے بعض بڑے اضلاع کے برابر ہے۔ مگر اُن کی صنعت تجارت وحرفت سے بیحد ہے۔ اگر ہندوستان سینکڑوں برسوں سے سونے کی چڑیا تصور ہوتا رہا۔ اور اغیار کی نگاہوں میں محسود۔ تو اس کا بڑا سبب بھی یہی تھا کہ ہندوستان کی صنعت کاریوں کا قدیم زمانہ کی قوموں کے درمیان بہت چرچا تھا۔ سینکڑوں کوسوں سے سوداگر نازک اور نفیس چیزیں خریدنے کو آتے۔ اور دوسرے ملکوں میں جاکر فروخت کرتے۔ اور مالا مال ہوتے۔

ابھی سو ہی سال کا عرصہ گذرا کہ ڈھاکہ کی سالانہ تجارت ایک کروڑ سمجھی جاتی تھی۔ اور ہندوستان کے دلفریب اور خوش رنگ کپڑے برطانیہ کو جایا کرتے۔ وہاں پر ان کی اتنی قدر تھی۔ کہ پارلیمنٹ نے بذریعہ قانون ہندی ساخت کی چھینٹوں اور دیگر رنگین اور قیمتی کپڑوں کا استعمال ممنوع قرار دیا تھا۔ اور بہت بھاری بھاری محصول لگا دیئے۔ تاکہ کپڑوں کے دام چڑھ جانے سے لوگ اُن کی خریداری موقوف کردیں۔

صرف سو برس سے ہندی مصنوعات کو زوال لاحق ہوا۔ اور ہوتے ہوتے وہ مٹ گئیں۔ جس کے کئی اسباب ہیں۔ اب یہ کیفیت ہے۔ کہ ہر ایک چیز کے لئے ہم غیروں کے محتاج ہیں۔ سوئی۔ دیا سلائی۔ بٹن۔ کپڑے۔ اور سب معمولی چیزیں غیر ممالک سے آتی ہیں۔ انگلستان سے اسی نوے کروڑ روپے سالانہ کا مال آتا ہے مگر شکر کا مقام ہے کہ دوران جنگ میں حکام اور نیز محبان وطن کو اپنی دست نگری کا پورا احساس ہوا۔ اور تکلیف اٹھا کر ارادہ کیا کہ اس کلنک کو دُور کر دیں۔ حکام نے تو اسی وقت جوڑ توڑ شروع کر دیئے۔ مگر اہل ہند نے صرف عہد نامہ جرمنی پر دستخط ہونے کے صلح کی طرف سے پورا اطمینان حاصل کرکے عملی کاروائی شروع کی۔

نئے جوش کا آغاز اپریل سنہ ۱۹۱۹ء میں ہوا تھا۔ ۔ درجنوں کمپنیاں اور کارخانے قائم ہوگئے۔ اس کے بعد دن بدن جوش بڑھتا ہی چلا گیا۔ حتیٰ کہ ستمبر اور اکتوبر میں انتہائی مقام پر پہنچ گیا۔ اپریل اور اگست کے درمیان دو سو تیس کارخانے اور کمپنیاں ۳۸ کروڑ سرمایہ سے قائم ہوگئیں۔ جو سنہ ۱۹۱۸ء کے انہی مہینوں کی رجسٹری شدہ کمپنیوں سے بہت زیادہ تھیں ستمبر کے مہینے میں ایک سو نو کمپنیاں رجسٹری ہوئی تھیں۔ جن کا مجموعی سرمایہ سنتالیس کروڑ روپے تھا۔ یہ مہینہ اپنی صنعتی جوش کے لئے ہمیشہ بے نظیر رہیگا۔ کلکتہ میں تین دن میں دس کمپنیاں رجسٹری ہوئی تھیں۔ یہ خوبی یہ ہے کہ مختلف صنعتی اور حرفتی کاموں کے لئے مختلف کمپنیاں جاری ہوئی تھیں۔ اکتوبر کا مہینہ کمپنیوں کے شمار کے لئے ممتاز نہیں۔ مگر سرمایہ کے لئے سب سے بڑھ گیا۔ کیونکہ اسکے دوران میں سو کمپنیوں کا سرمایہ ۵۲ کروڑ روپے مشتہر ہوا تھا نومبر کا شمار اکتوبر کے برابر تھا۔ مگر سرمایہ بہت کم ہوگیا۔ یعنی ۲۸ کروڑ روپے تھا۔ مگر دسمبر اس سے بڑھ کر رہا۔ ۹۵ کمپنیاں ۳۵ کروڑ کے سرمایہ سے جاری ہوئیں۔ گویا جوش دھیما ہونے لگا۔ اور اصل یہ ہے کہ ہر کمالے را زوالے۔ جب سورج انتہا پر پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر ڈھلنے لگتا ہے۔ کچھ اسی قسم کی کیفیت صنعتی دُنیا میں بھی دیکھنے میں آرہی ہے۔

سنہ ۱۹۱۹ء کے نو ماہ میں (اپریل سے لیکر دسمبر کے اخیر تک) تمام ہندوستان میں مشترکہ سرمایہ کی کل ۶۳۰ کمپنیاں اور کارخانے رجسٹری ہوئے۔ جن کا کل سرمایہ دو ارب دو کروڑ روپے تھا۔ اور یہ ترقی لاثانی ہے۔ کیونکہ اتنے قلیل عرصہ میں تو کجا برسوں میں بھی اتنے بڑے سرمایہ سے اتنے کارخانے نہ کھلے تھے۔ بلکہ یوں کہنا سچا ہوگا۔ کہ پچھلے بیس تیس سال کے عرصہ میں جتنے کارخانے اِس ملک میں کھلے تھے۔ اُن کا اتنا سرمایہ کبھی مشتہر نہ ہوا ہوگا۔ یہ کارخانے کپڑے۔ اون۔ ریشم۔ کاغذ۔ صابن چمڑے لوہے۔ بیمہ کمپنیاں اور بنک وغیرہ کے ہیں۔ اور سچ سب تمام صناعات میں شامل ہیں۔ یعنی تجارت اور صنعت کی ساخت میں سب قسم کی اقتصادی۔ مالی۔ اور سوداگری اور صرافی معروفیتیں اور پیشے آجاتے ہیں۔ جن سے ملک کے تموّل اور خوشحالی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے جو کچھ ہوا۔ وہ نہایت مسرت انگیز اور قابل تحسین اور قابل شکریہ ہے۔ کہ خدا نے ہمارے ہموطنوں کو توفیق دی کہ وہ اپنے غریب ملک کی حالت سدھارنے کے لئے دل وجان سے کوشش کریں۔

مغرب کی نقل ہر جگہ ہوتی ہے۔ اور واقعی بات یہ ہے۔ کہ دُنیا کی کم ترقی یافتہ قومیں یورپینوں کی کچھ روبہ وتقلید میں معروف ہیں۔ وہ گمان کرتی ہیں۔ کہ مغربیوں کے نقش قدم پر چلنے سے خوش حالی اور تمدنی ترقی سے دو چار ہونگے۔ مغرب میں بنک صنعت وحرفت وتجارت کی ترقی وتوسیع کے لئے لازمی سمجھے جاتے ہیں کیونکہ سرمایہ کے بغیر کوئی اموال عزمی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ اور سرمایہ بنک سے بہم پہنچتا ہے۔

اس گُر کو ہندوستان کے سرمایہ داروں اور کارخانہ والوں نے بخوبی سمجھ لیا ہے۔ اس لئے اگر ادھر کارخانے جاری ہوئے .... تو دوسری طرف بڑے بڑے سرمایہ کے بنک بھی جاری ہوئے۔ دو ڈھائی سال پہلے بارہ کروڑ کے سرمایہ سے ٹاٹا بنک جاری ہوا تھا۔ اور یہ بہت بڑی بات ہے۔ ملک کی صنعتی اور اقتصادی ترقیوں کے لئے اس کا قیام مبارک اور نیک فال تھا۔ اب پچھلے سال انڈسٹریل بنک ۱½ کروڑ اور کرنال انڈسٹریل بنک کلکتہ ۵ کروڑ کے سرمایہ سے۔ یونین بنک آف انڈیا ۵ کروڑ سے۔ اور چند دیگر بنک دو دو۔ تین تین۔ پانچ پانچ۔ سات سات کروڑ کے سرمایہ سے جاری ہوگئے۔ کیونکہ صنعتی کارخانوں کے پہلو بہ پہلو بنکوں کا وجود لازمی ہے اس لئے وہ جاری کئے گئے۔

سنہ ۱۹۱۹ء کے آخری نو مہینوں میں اس قسم کے درجن ڈیڑھ درجن بنک چھوٹے بڑے جاری ہوئے۔ گویا کارخانوں اور کمپنیوں کی کامیابی ایک لازمہ بہم پہنچ گیا۔ اگر بنک نہ ہوتے۔ تو صنعتی وتجارتی کارخانوں اور منڈیوں کی کامیابی مشکوک تھی۔ اس وجہ سے یہ امر اطمینان بخش ہے۔ کہ کامیابی کا ایک امر لابدی کفیل ہے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ غیر ملکی مقابلہ کی پیش بندی کی جائے یورپ اور امریکہ میں کئی کئی کروڑ روپے کے سرمایہ سے کارخانے اور کمپنیاں شروع کی جاتی

جلد ۷ | بیت المسیح لاہور یکشنبہ مورخہ ۶ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۲۹ فروری سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۶۳

کلامُ الامام امامُ الکلام

در معرفتِ انسان کامل مظہرِ حق تعالےٰ

(گذشتہ سے پیوستہ)

بیا مدم کہ رہِ صدق را درخشانم
بدلستاں برم آنرا کہ پارسا باشد
بیا مدم کہ درِ علم و رُشد بکشائم
بخاک نیز نمائم کہ در سما باشد
تُرا نمے رسد انکارِ ما کہ نامردی
تو بازناں بنشیں گر تُرا حیا باشد
گداز شد دل و جانم پئے حمایتِ دیں
ہنوز چشمِ تو کور ایں چہ اعتدا باشد
تُرا چہ غم اگر ایں دیں رہِ عدم گیرد
کہ ہر دمت دل بریاں پئے ہوا باشد
تو خود زعلتِ بیگانگی شدی مہجور
وگرنہ از درِ او ہر طرف صلا باشد
چرا شکائتِ رحماں کنی بنادانی
تو صاف باش کہ نازا نطرف صفا باشد
چنیں زمانہ چنیں دور ایچنیں برکات
تو بے نصیب روی وہ چہ ایں شقا باشد
بہ بیں کہ نور بریں خانہ ام ہمے بارد
مگر چگونہ بہ بینی اگر عمیٰ باشد
ترا کہ ہمچو زناں کار زینت است و ہوا
چگونہ در دل تو میل اہتدا باشد
فدائے بازوئے آناں ہزار زاہد باد
کہ جانِ شاں بہرِ دینِ حق فدا باشد
گرفتگانِ محبت اسیرانِ جمال
روندگانِ رہے کاں رہِ فنا باشد

ارشاداتِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم

فی اِمَاطَۃِ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ

عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینما رجل یمشی بطریق فوجد غصن شوک علی الطریق فاخرہ فشکر اللہ تعالیٰ لہ فغفر لہ اخرجہ الستۃ الا النسائی وھذا لفظھم الا ابوداؤد فانہ قال نزع رجل لم یعمل خیراً قط غصن شوک عن الطریق اما کان فی شجرۃ فقطعہ واما کان موضوعاً فاماطہ وذکر نحوہ و لمسلم عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علیّ اعمال امتی حسنھا وسیئھا فوجدت فی محاسن اعمالھا الاذی یماط عن الطریق ووجدت فی مساوی اعمالھا النخاعۃ تکون فی المسجد لا تدفن ولہ عن ابی برزۃ قال قلت یا نبی اللہ علمنی شیئاً ینفعنی قال اعزل الاذی عن طریق المسلمین ترجمہ۔ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ کوئی شخص راستہ سے جارہا تھا۔ کہ اس نے راستہ پر ایک شاخ پڑی ہوئی دیکھی جس میں کانٹے لگے ہوئے تھے تو اس نے اسکو اٹھا کر دور پھینکدیا۔ پس خدا تعالےٰ نے اسکو اس فعل کی جزا دی اور اسکو بخشدیا۔ بجز نسائی کے چھوؤں اسکے راوی ہیں اور یہی ان سب کے الفاظ ہیں۔ لیکن ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک ایسے شخص نے جس نے کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا تھا۔ راستہ سے ایک خاردار شاخ کو دور پھینکدیا۔ یا وہ درخت میں لگی تھی اسکو کاٹ ڈالا یا راستہ میں پڑی تھی۔ تو اسکو اٹھا کر دور پھینکدیا۔ اسی طرح اس نے بیان کیا۔ اور مسلم کی روایت میں جو ابوذر رض سے مروی ہے اس طرح مذکور ہے کہ مجھ پر میری امت کے اچھے برے دونوں قسم کے اعمال پیش کئے گئے تو میں نے منجملہ اچھے اعمال کے اس تکلیف دہ چیز کو بھی پایا۔ جو راستہ سے دور کر دی جاتی ہے یعنی ایسی تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹا دینا بھی اچھے اعمال میں شامل ہے۔ اور منجملہ برے اعمال کے اس رینٹ کو پایا جو مسجد میں بے احتیاطی سے پھینکدیا جاتا ہے۔ اور دفن نہیں کر دیا جاتا۔ یعنے مسجد میں تھوک رینٹ وغیرہ کا اس بے احتیاطی سے چھوڑ دینا۔ اور اس کو پونچھ نہ ڈالنا یا اس پر مٹی نہ ڈال دینا بھی برے اعمال میں شامل ہے۔ اور مسلم ہی کی ایک روایت میں جو ابو برزہ رض سے مروی ہے۔ اس طرح مذکور ہے۔ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے ایسی کوئی چیز بتلائیے جو میرے لئے نفع بخش اور مفید ہو۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے رستہ سے تکلیف دہ اور موذی اشیاء کو ہٹا دیا کر۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر اور حضرت خواجہ صاحب مدظلہما کے مدراس تشریف لے جانے کی خبر ہم کسی گذشتہ اشاعت میں دے چکے ہیں۔ الحمد للہ کہ مدراس میں ان ہر دو بزرگان قوم کا نہائت تپاک سے خیر مقدم کیا گیا۔ جیسا کہ مفصل رپورٹ سے جو کسی دوسری جگہ اس اخبار میں درج ہے۔ ظاہر ہوتا ہے حضرت خواجہ صاحب کا مدراس میں ایک نہائت کامیاب لیکچر بھی ہوا ہے۔ جسکا موضوع "مذہب فطرت" تھا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بوجہ ناسازی طبیعت تا دمِ ارسال رپورٹ کوئی تقریر نہیں فرما سکے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ ایک تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ آپ بفضل ایزدی تعالیٰ بالکل تندرست ہیں اور امید ہے کہ اہالیان مدراس کو اپنے قیمتی اور بیش بہا مذہبی معلومات سے بہرہ اندوز فرما کر ان کی روحانی پیاس کو بجھا سکیں گے۔

ہمیں مدراس کے ایک خط سے معلوم ہوا ہے کہ اخبار مفید سندگار راوی ہے کہ میسور کے رہنے والے ایک صاحب جو پہلے ہندو مذہب رکھتے تھے۔ انگریزی ترجمۃ القرآن مصنفہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے مطالعہ سے دینِ فطرت کے شیدا ہو کر حلقہ بگوشان اسلام میں شامل ہو گئے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

بمبئی میں ہمارا مشن:۔ حال ہی میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک باقاعدہ مشن بمبئی میں کھولا ہے۔ سردست مولوی محمد عبد اللہ صاحب کشمیری جو کہ ایک پرانے احمدی بزرگ اور عالم باعمل ہیں وہاں بھیجے گئے ہیں۔ مولوی صاحب ممدوح نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔

مولوی صاحب بمبئی میں ایک عمدہ اور مفید لائبریری اور گوجراتی زبان میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

اس مشن کو ہر طرح سے کامیاب بنانے کی تجویز انجمن کے زیر غور ہے

فیروز پور میں تبلیغ کے لئے حضرت میر مدثر شاہ صاحب اور ان کے بعد جناب ابو یوسف مولوی مبارک علی صاحب تشریف لے گئے ہیں۔ خداوند کریم کامیابی بخشے

جناب مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی۔ امروہہ۔ متعدد مقامات پر آریوں کے ساتھ مباحثہ کے بعد ۲۷ ماہ حال کو واپس تشریف لے آئے ہیں۔

مفصل کوائف دوسری اشاعت میں ہدیہ ناظرین کرام کریں گے۔ انشاء اللہ۔

جناب مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی۔اے کی تار سے معلوم ہوا ہے کہ آپ ۲۴ فروری کی صبح کو پورٹ سعید بخیر و عافیت پہنچ گئے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب یہ سنکر خوش ہوں گے۔ کہ مطبع کا ڈیکلریشن بغیر ضمانت کے منظور ہو گیا ہے۔ عنقریب اپنے مطبع میں اخبار چھپنا شروع ہو جائیگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ - یکشنبہ مؤرخہ ۲۹ فروری ۱۹۲۰ء نمبر ۶۳

ترقی جماعت کیلئے کوشش کرو

(۴)

تبلیغ کے لئے یہ بھی ایک ضروری امر ہے۔ کہ تبلیغ کرنے والا خلوص نیت سے کام لے اور اخلاص سے نصیحت کرے۔ اور اس کی اصل غرض محض دین حقہ کی اشاعت۔ اور شفقت علے خلق اللہ کے پاک جذبہ سے متاثر ہو کر خلق خدا کی ہمدردی اور بھلائی ہو۔ دُنیوی غرض کو پاس بھٹکنے نہ دے۔ یاد رکھو کہ اگر تمہارے وعظوں اور لیکچروں کی یہ غرض ہے۔ کہ لوگ خوش ہو کر تمہاری مدح سرائی کریں اور تمہاری تقریروں پر واہ واہ کے نعرے لگائیں اور تالیاں بجائیں۔ اگرچہ یہ غرض حاصل تو ہو جائیگی۔ لیکن اصل اور حقیقی غرض فوت ہو جائے گی۔ خدا تعالےٰ دلوں کو دیکھتا ہے اور اسکی نظر نیتوں پر ہوتی ہے۔ اور اس کے مطابق وہ اجر مترتب کرتا ہے۔ پس تمہارے وعظوں اور تمہارے نصائح میں کوئی دُنیوی غرض نہ ہو۔ بلکہ ایک سچا اخلاص ہو۔ اسلام کو ان واعظوں سے سخت نقصان پہنچا ہے۔ جنہوں نے دین کی آڑ میں دُنیا کمانے کا ڈھنگ نکال رکھا ہے۔ اور ان کے وعظوں اور لیکچروں کی تہ میں محض دنیوی اغراض اور ریاکاری اور عوام الناس کو خوش کرنا ہوتا ہے۔ بات وہی اثر کرتی ہے جو اخلاص سے کہی جائے۔

اس موقعہ پر مجھے ایک واقعہ یاد آگیا۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ایک شخص نے بیان کیا۔ کہ فلاں شخص نے فلاں امیر کو حقہ نوشی کے ترک کرنے کی نصیحت کی۔ امیر نے اسکو سخت کڑوہ جواب دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ نصیحت کرنے والے نے اخلاص سے نہیں کہا ہوگا ورنہ ایسا جواب نہ سنتا۔ سیدنا حضرت نور الدین مرحوم فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد مجھے اس امیر سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ حضرت صاحب والی بات میرے دل میں ہی تھی میں نے اس امیر کو ترک حقہ نوشی پر خوب ڈانٹا۔ جس پر وہ نادم ہو کر چپکا ہو رہا۔

الغرض اخلاص بڑی شے ہے۔ اخلاص سے کہی ہوئی بات اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ انبیاء اللہ جو اس قدر انقلاب انسانی طبائع میں پیدا کر دیتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہی ہوتی ہے۔ کہ وہ خلوص سے نصیحت کرتے ہیں۔ پس تم اخلاص کو اپنا شیوہ بناؤ۔ اور اخلاص سے تبلیغ کرو۔ حضرت مولینا مولوی نور الدین صاحب مرحوم اپنے دوستوں کو فرمایا کرتے تھے۔ کہ تم دعا کرو۔ کہ اس جماعت میں خدا ایسے واعظ پیدا کرے۔ جو فراخدل۔ نیک طبیعت۔ بردبار اور مخلص ہوں جن کی وعظوں میں دُنیا کی ملونی ہو اور نہ ان کی غرض دُنیا کا نمود اور دُنیا کی ستائش اور دُنیا کمانا ہو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جماعت کو یہی فرمایا کرتے تھے۔ کہ اخلاص پیدا کرو۔ جو شخص اخلاص سے ایک قدم اٹھاتا ہے۔ وہ ملائکہ سے جا ملتا ہے۔ اور خدا کی نصرت و تائید اس کے شامل ہو جاتی ہے۔

پس ہمارے واعظین۔ ہمارے مقررین اور ہمارے لیکچراروں کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ اخلاص اور محبت سے نصیحت کریں۔ اور خدا کی تائید کے کرشمے دیکھیں دل سے نکلی ہوئی بات ضرور دل پر اثر کرتی ہے اور محبت و اخلاص سے کی ہوئی نصیحت کارگر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

تیر تا تیر محبت کا خطا جاتا نہیں
تیر انداز دا نہ ہونا سست ہمیں زینہار

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

یہ بھی ضروری ہے کہ مبلغ جذبات کا غلام نہ ہو۔ اپنی طبیعت کو ضبط میں رکھنے کا عادی ہو۔ اور کسی کے اعتراض یا نکتہ چینی پر مغضوب الغضب نہ ہو جائے۔ بلکہ سکون و اطمینان سے معترض کے اعتراض کو سنے۔ اور اگر اُسکے اعتراض کے دفعیہ کی قابلیت رکھتا ہے تو پسندیدہ لہجہ میں اسکو جواب دے۔ اور اگر اعتراض کا جواب نہیں دے سکتا تو ضروری نہیں کہ وہ ایسی باتیں پیش کرے جن کو خود اسکی ضمیر صحیح تسلیم نہیں کرتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ حضرت مولینا نور الدین صاحب سے فرمایا تھا۔ کہ ایک ایسی بات جسکو تم خود نہیں مانتے اس کے ماننے پر مخالف کو مجبور کرنا یہ خلاف انصاف ہے۔ ہمیشہ وہی بات کہنی چاہئے جس کو ہم خود صحیح مانتے ہوں۔

بعض علماء کو دیکھا گیا ہے کہ اگر ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جائے۔ خواہ وہ اُس مسئلہ پر روشنی نہ بھی ڈال سکیں تو بھی اس خیال سے کہ انکی علمی شان کو بٹہ نہ لگے۔ کچھ نہ کچھ رطب و یابس ضرور بیان کر دیتے ہیں۔ لیکن جو علمائے ربانی اور راسخون فی العلم کے مصداق ہوتے ہیں۔ وہ ایک مسئلہ کی عدم واقفیت پر بلا تامل اپنی بے علمی کا اقرار کر لیتے ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت مشہور ہے کہ آپ نے کسی ایک سائل کے جواب میں فرمایا کہ لا ادری یعنی میں نہیں جانتا۔ پس اگر تم ایک بات نہیں جانتے اور تم سے اُس کے متعلق سوال کیا جائے۔ تو انصاف اور ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ جب تک تم خود اچھی طرح سے اپنی تسلی نہ کرلو۔ اس پر روشنی ڈالنے کی کوشش نہ کرو۔ اور اگر ایک بات کو تم اچھی طرح سے جانتے ہو۔ اور اس پر تمہیں خود یقین ہے تو پھر اسکو بیان کرنا ضروری ہے

ایک اور امر جو تبلیغ میں مد نظر رکھنا چاہئے یہ ہے کہ تبلیغ کیلئے محل و موقعہ کا دیکھنا اشد ضروری ہے بے موقعہ اور بے محل تبلیغ کرنا حماقت ہے۔ اور اکثر بے سود بلکہ مضر ثابت ہوتی ہے۔ عقلا تبلیغ کے لئے موقعہ اور محل کو دیکھتے ہیں اور موقعہ اور محل کی شناخت سے اپنی تبلیغ میں کامیاب ہو جاتے ہیں ایک بات جو موقعہ اور محل پر کہی جائے اپنا اثر دکھاتی ہے لیکن وہی بات اگر بے موقعہ اور بے محل کہی جائے تو وہ برعکس نتیجہ پیدا کرتی ہے۔

موقعہ اور محل پر کلمہ حق [illegible] مومن مسلمان کی شان ہے [illegible] ایمان نے [illegible] مقابلہ میں کسی کی وجاہت سے متاثر ہو کر اس سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے ۔

حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت

اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۰ - فروری نے اپنے ایک خریدار کو جس نے آیت یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ و اصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون پیش کرکے دریافت کیا تھا۔ کہ اس آیت کریمہ کے مصداق کون لوگ ہیں اور کیا وہ گذر چکے یا آئیں گے اہلحدیث نے مندرجہ ذیل جواب دیا ہے :-

"آیت موصوفہ کا مضمون بالکل صاف ہے۔ کہ حضرت آدم کے ہبوط کے وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کو اطلاع دی کہ جب میرے رسول آویں تو ان کی اطاعت کرنا۔ چنانچہ پہلے پارے میں مذکور ہے :-

اما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

یعنی اے بنی آدم اگر میری طرف سے تمہارے پاس رسول آویں۔ تو جو اُن کی تابعداری کریں گے بے غم ہوں گے۔"

اس آیت کو محدود کردیا۔ دوسری آیت نے جس کے الفاظ یہ ہیں :-

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

یعنی محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔

اگر پہلی آیت سے نبیوں کے آنے کا ثبوت ہوتا ہے پھر مرزا صاحب کو کیا پڑی تھی کہ وہ بروزی اور طفیلی نبی بنتے تھے۔ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیوں نہ کیا۔

آیت خاتم النبیین ایسی صاف ہے۔ کہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ بھی بعد نبوت محمدیہ کے نبوت کا قائل نہیں ہوا۔ اسی کی تفسیر میں وہ حدیث پیش کی جاتی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں :-

لا نبی بعدی یعنی آنحضرت فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا"

اس میں اہلحدیث کے الفاظ ذیل قابل غور ہیں :-

"اگر پہلی آیت سے نبیوں کے آنے کا ثبوت ہوتا ہے۔ تو پھر مرزا صاحب کو کیا پڑی تھی کہ وہ بروزی اور طفیلی نبی بنتے تھے۔ انہوں نے دعویٰ کیوں نہ کیا"۔

گویا اس امر سے اہلحدیث بھی بخوبی واقف ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے صاف طور پر نبوت کا ہرگز دعوے نہیں کیا اگر کیا تو صرف بروزی اور طفیلی نبوت کا جو اصل نبوت سے کوئی علیحدہ چیز ہے۔ اگر اہلحدیث کے نزدیک اپنی حسب قواعد گروہ غالی بروز اور اصل میں کوئی فرق نہیں تو وہ بات علیحدہ ہے۔ مگر جبکہ وہ خود صاحب علم ہونے کا مدعی ہے تو وہ یقیناً جانتا ہے۔ کہ بروز اور اصل ایک چیز نہیں۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے بڑھ کر حضرت مرزا صاحب کا کوئی دعوے نہیں۔ اور یہی بروزی نبوت کی حقیقت ہے۔ یعنی مبشرات کا ملنا۔

باقی جو دلائل ختم نبوت پر اہلحدیث نے دیئے ہیں وہی حضرت مرزا صاحب نے اپنی تحریروں و تقریروں میں یوم وصال تک دیئے ہیں اس بات کو مانتے ہوئے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے صاف نبوت کا دعوے نہیں کیا۔ اہلحدیث کا وقتاً فوقتاً غالی گروہ کا حامی ہو کر حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا ان کی دورخی چال پر دلیل ہے۔ جو کسی نیک مسلمان کا کام نہیں ٭

سوامی دیانند جی صاحب اور مسلمان

"الفضل" ۲۶ - فروری نے جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مضمون مندرجہ آریہ گزٹ رشی بودھ نمبر پر اعتراض کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ جناب ڈاکٹر صاحب [illegible] ستیارتھ پرکاش کا ۱۴ سملاس [illegible] کی موجودگی میں [illegible]

اصل بات یہ ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش اڈیشن اول و دوم سوامی صاحب کی زندگی میں شائع ہوئے۔ جہانتک ہماری تحقیق ہے معلوم ہوتا ہے۔ یہ کسی سخت متعصب شخص کی کارروائی ہے۔ جس نے اسلام و دیگر مذاہب کے خلاف نا واجب باتیں درج کرکے آریہ سماج اور اسلام میں سخت تفرقہ کا بیج بو دیا۔ ہزارہا ہندوؤں سے بت پرستی چھوڑا کر توحید کی طرف لانا سوامی صاحب کا [illegible] کام ہے۔ اب توحید میں کسی کمی کا پایا جانا۔ اسے دور کرنا ہمارا فرض ہے۔ سوامی صاحب کی عقل نے جہانتک رہنمائی کی انہوں نے اصلاح کی کوشش کی۔

اگر کوئی آریہ یا مسلمان جس نے ستیارتھ پرکاش اڈیشن اول یا دوم دیکھی ہو۔ اس بات پر روشنی ڈال سکے۔ تو ہم ممنون منت ہوں گے ٭

ریویو

فیصلہ اسلام در وفات عیسیٰ علیہ السلام

اگرچہ اس موضوع پر متعدد کتب و رسالہ جات خود حضرت امام علیہ السلام اور دیگر بزرگان سلسلہ کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں اس مسئلہ پر بہت روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ لیکن کتاب زیر ریویو بھی اس مسئلہ کے متعلق بہت قابل قدر اضافہ ہے۔ اس میں قابل مصنف جناب پیر شمس الدین صاحب سابق ہیڈ کلرک دفتر پرنسپل ایم۔ اے۔ او۔ کالج علیگڈھ نے (۴۰) زبردست براہین سے حیات مسیح کی تردید اور وفات مسیح کا اثبات کیا ہے طرز استدلال عجیب اور مؤثر ہے۔

غیر احمدیوں اور دوسرے لوگوں کے لئے جو حیات مسیح کے قائل ہیں۔ یہ کتاب بہت مفید ہوگی۔ اور اس سے خود احباب سلسلہ کے معلومات میں بھی بہت اضافہ ہوگا۔

لکھائی چھپائی بہت عمدہ۔ قیمت چار آنہ (۴؍) مصنف سے احمدیہ بلڈنگس لاہور کے پتہ پر طلب فرمائیں۔

[illegible] عورتوں کو اعلیٰ اور ذمہ داری کے عہدوں پر ترقی دی گئی اور [illegible] ذمہ داری کے کاموں پر ہوشیاری اور قابلیت کی ضرورت [illegible] عورتوں [illegible] وقت مثلاً غلط ثابت ہوا لیکن اسکے بعد اب جبکہ مرد میدان جنگ سے واپس آرہے ہیں تو گردش ایام نے ان بیچاری [illegible] عورتوں [illegible] اور پٹخا دیا ہے اور ان میں سے اکثر کو تو دفتروں [illegible] نکال باہر کیا گیا ہے اور جو باقی ہیں ان کو کولہو کے بیل کی طرح پھر ادنیٰ درجہ کے دفتری کاموں پر لگا دیا گیا ہے [illegible] جو پہلے تھیں۔

ان تمام حالات کو دیکھ کر یہ واپسی کوشش موصوفہ یہ عجیب سوال کرتی ہے کہ

"قدیم یونان سے لیکر موجودہ امریکہ تک بہت سی
قوموں نے ایک قسم کی غلاموں کی جماعت کی ضرورت
محسوس کی جن سے ایسے کام جو اونی اُجرت والے
سخت دشوار ناخوشگوار اور غیر دلچسپ ہونیکی وجہ
سے عام لوگ کرنا نہیں چاہتے لئے جاسکیں۔
اہل یونان تو سچ مچ لوگوں کو غلام بنا کر ان سے یہ
کام لیتے تھے امریکہ والے ان نووارد لوگوں سے
جو ان کے ملک میں جائیں یہ کام لینا ضروری سمجھتے
ہیں کیا ہم اپنی روزی کما نیوالی عورتوں
کو اسی منصب پر سمجھنے سے بری الذمہ ہیں؟"

یہ سوال ان لوگوں سے کیا گیا ہے جو دنیا میں عورت کے سب سے زیادہ عزت کرنے کے مدعی ہیں اور اسبات کے شاکی کہ مسلمان عورت کو غلام سمجھتے ہیں اور اسکے اندر روح کے قائل نہیں۔ مسلمانوں نے عورت کو جس عزت کی نظر سے دیکھا ہے وہ کم از کم اسبات سے ظاہر ہے کہ آجتک باوجود جنگ کے ناخوشگوار اثرات کے انہوں نے اپنی عورتوں کو گھر کی ملکہ کے تخت سے نہیں اتارا۔ اسکے بالمقابل ان کے معترضین کے یہ حالات اور ان کی ایک معزز خاتون کا یہ سوال ان کی عزت کو جس درجہ پر ثابت کرتا ہے ظاہر ہے۔ والسلام

باقی اگلے ہفتہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ

خاکسار دوست محمد
ادووکنگ۔ انگلستان

اشاعت اسلام

پر جناب ملنگ احمد شاہ صاحب بی۔ اے مدرس کا

ایک ضروری مضمون

کسی سابقہ اشاعت میں ہم نے صاحب ممدوح الصدر کا اپنے احباب سے تعارف کراتے ہوئے لکھا تھا کہ صاحب موصوف کے دل میں ترقی اسلام و احمدیت کا ایک خاص جوش موجزن ہے۔ اور آپ ان روشن ضمیر مسلم نوجوانوں میں سے ہیں جو اشاعت و تبلیغ اسلام کی ضرورت کو محسوس کرتے اور اسکے لئے دلی تڑپ رکھتے ہیں۔

حال ہی میں آپ نے ایک مضمون اشاعت اسلام کی ضرورت پر قلمبند فرمایا ہے جسے ہم اشاعت اسلام رسالہ فروری [illegible] ذیل کرتے ہیں۔

برادران اسلام کی خدمت میں ایک استدعا

اقوام عالم میں اسوقت عجیب ہلچل مچی ہوئی ہے۔ ترقی ترقی کی طرف ہر طرف سے آرہی ہیں۔ ہر ایک قوم نہایت سرعت اور تیزی کے ساتھ [illegible] ترقی [illegible] ہے۔ مگر مسلمان تنزل اور انحطاط میں پڑے سو رہے ہیں۔ برادران اسلام۔ آنکھیں کھولئے اور دیکھئے کہ عظیم الشان انقلاب [illegible] زندگی کے ہر شعبہ میں نظر آرہا ہے گذشتہ سمجھ و لوجھ۔ پرانے ترتیب و انتظام سب کے سب الٹ پلٹ ہو رہے ہیں اور نئی نئی تجاویز [illegible] نئے سے نئے قوانین اور نئے نئے علوم بنی نوع انسان کی اصلاح اور بہتری کے لئے دریں عالم اور حکمائے زمانہ اختراع کر رہے ہیں اور عالم قومیں بڑی جدوجہد اور سرگرمی کے ساتھ اپنے حالات کو [illegible] میں مصروف ہیں۔ مگر مسلمانان عالم پر ایک [illegible] طاری ہو رہا ہے اور وہ خواب خرگوش میں پڑے خراٹے [illegible] تازیانوں سے جگاتا ہے مگر کمبخت [illegible] کرنے میں نہیں آتا۔ یہاں تک کہ اب لوگ مسلمانوں [illegible] لگ گئے ہیں۔ اور مہذب متمدن اور شائستہ [illegible] مسلمان نفرت اور حقارت سے دیکھے جانے لگے ہیں۔ کیا [illegible] ستم کر رہے ہیں یا کیا قدرت ہم پر ظلم کر رہی ہے؟ [illegible] ہمیشہ رحمٰن رحیم کہہ کر پکارتے ہیں۔ معاذ اللہ ہمارے لئے بے رحم ہو گیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! [illegible] کئے کی سزا ہمارے اپنے اعمال کا نتیجہ [illegible] ہمیں اسوقت بھگتنی پڑ رہا ہے اور یہ تمام واقعات قرآن کریم کے بتائے ہوئے عالمگیر قوانین کے ماتحت ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ قرآن کریم کی رو سے انسان بحیثیت انسان کائنات عالم میں ہر وقت اور ہر آن تنزل اور خسارہ میں ہے سوائے ان مسلمانوں کے جو کلی جامہ پہن کر میدان کارزار میں کود آتے ہیں اور زندگی کو برقرار رکھنے اور جادۂ ترقی پر گامزن ہونے کے لئے ہر وقت جدوجہد کرتے ہیں۔ زندگی اور ترقی حقیقت میں تہذیب کا لب لباب ہیں اور اگر انسان ترقی کی طرف قدم نہیں اٹھاتا تو یقیناً غار تنزل کی طرف دھکیلا جائے گا کیونکہ سکون اور قیام دنیا میں مفقود ہیں اس عالمگیر قانون فنا سے بچنے کے لئے قرآن شریف میں آیہ ذیل نے چند طریقے بتلائے ہیں۔

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

ترجمہ۔ زمانہ کی طرف غور کرو۔ انسان حقیقت میں زیاں کار ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور صداقت کو پھیلانے کی تلقین کی اور صبر کی تعلیم دیتے رہے۔

اس آیہ کریمہ میں انسانی نجات یا کامیابی کے لئے خداوند تعالیٰ نے چار گر بیان فرمائے ہیں (۱) ایمان (۲) اعمال صالح (۳) اشاعت حق (۴) اور صبر۔

اب عام طور پر مسلمانوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی توجہ کو صرف پہلے دو امور میں مقید کر دیتا ہی احکام الٰہی کی پوری پابندی سمجھ کر اپنے زعم میں سرخرو ہو بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ ان کے علاوہ دو اور عظیم الشان امور ہیں۔ یعنی اشاعت حق اور راہ خدا میں تمام تکلیفوں کو صبر سے برداشت کرنا جن کو نظر انداز کرنے سے حقیقی کامیابی اور خسران سے ملی نہیں ملسکتی۔ ایمان سے مراد یہ ہے کہ انسان کائنات کے خالق یعنی رب العالمین کے وجود۔ اسکے بھیجے ہوئے نبیوں کی رسالت۔ کتب سماوی کے برحق ہونے اور ملائکہ اور یوم آخرت وغیرہ کو دل سے مان لے اور اعمال صالح سے مراد۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ کی پابندی ہے۔ نیکوکار سے نیکوکار اور زاہد سے زاہد مسلمان ایمان اور اعمال صالح کی حدود سے آگے نہیں بڑھتا۔ مگر قرآن شریف نے ان کے سوا دو اور نہایت عظیم الشان اصولوں پر زور دیا ہے۔ اور حقیقت میں وہ ہماری قومی ترقی کے اصل راز ہیں وہ یہ کہ ہر مسلمان کی یہ تمنا اور خواہش ہونی چاہیئے کہ اسکا مذہب یعنی دین متین دنیا کے کونہ کونہ اور گوشہ گوشہ میں پھیلے اور اسکے اندر یہ تڑپ ہونی چاہیئے کہ تمام جہان اسلام کا نور ہو جائے اور اسکے کان تمام اطراف و اکناف سے کلمہ توحید کے نعرے سننے کے لئے مضطرب رہنے چاہئیں اور اشاعت اسلام میں اسے نہایت سرگرمی کے ساتھ حصہ لینا چاہئے اور اسکے ساتھ ہی اس فرض کی انجام دہی میں جو جو تکالیف پہنچیں اور جو جو آلام اور مصائب اسکے سامنے رونما ہوں وہ سب کے مقابلہ کے لئے نہایت اولوالعزمی۔ جوانمردی۔ جاں نثاری استقلال۔ استقامت۔ ثابت قدمی۔ خلوص اور صبر سے سرشار ہو جائے پھر وہ کامیاب ہو جائے گا۔ اس مفہوم کو اللہ تعالیٰ نے آیہ ذیل میں اور بھی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(چوتھا سیپارہ رکوع دوسرا) **ترجمہ**۔ اور تم میں ایک ایسا گروہ موجود رہنا چاہیئے جس کا کام یہ ہو کہ وہ لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتا رہا کرے اور انہیں اچھے کام کرنے کے لئے کہتا رہے۔ اور برے کام کرنے سے روکتا رہے اور یہی تو وہ ہیں جو کامیاب ہونگے۔

میں اس آیہ کریمہ کے آخری حصہ کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول کرتا ہوں۔ جہاں یہ کہا گیا ہے کہ یہی لوگ ہیں جو کامیاب ہوں اس جگہ لفظ کامیاب حقیقت میں وہ مفہوم ادا نہیں کرتا جو کہ عربی لفظ مفلح ادا کرتا ہے جو کہ قرآن مجید میں مومنوں کے لئے کئی دفعہ استعمال ہوا ہے۔ فلح کہتے ہیں کسی چھپی ہوئی مخفی۔ پوشیدہ۔ یا دبی ہوئی چیز کو عیاں کرنا۔ ظاہر کرنا یا باہر لے آنا۔ یہ فلح کے اصطلاحی معنی ہیں۔ چھپی ہوئی انسانی قوتوں اور طاقتوں کو ترقی کے اس درجہ تک پہنچا دینا جہاں کہ وہ اپنی پوری جلالیت۔ عظمت۔ توقیر اور اہمیت کے ساتھ ایسی درخشاں طور پر نظر آنے لگے کہ تمام دنیا انہیں دیکھے اور ان سے متمتع ہو۔ قرآن کریم کی تعلیم کی غرض اور مدعا صرف یہی ہے کہ انسان کو ترقی کے تمام مدارج سے گذار کر عظمت کی چوٹی پر پہنچا دے اور اسے دنیا کے لئے مایۂ ناز بنا دے۔ اس مقام تک پہنچنے کی راہ قرآن کریم صرف یہ بتلاتا ہے کہ اشاعت حق میں پوری کوشش کرو۔ خلوص دل اور صاف نیت کے ساتھ قرآن کے احکام لوگوں تک پہنچا دو ان کو نیک کام کی ہدایت کرو۔ اور برے کاموں سے روکو۔ پھر تم کامیاب ہی کامیاب ہو۔ تم نے حقیقی ترقی کے تمام مدارج طے کر لئے۔ یہی جنت ہے جو ہر مسلمان کا نصب العین ہے۔ دوسرا امر غور طلب ہمارے لئے یہ ہے کہ آیا موجودہ انقلابات اور تغیرات کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی مسلمانوں میں کسی گروہ جماعت یا افراد کی توجہ اشاعت اسلام جیسے مہتم بالشان کام کی طرف مبذول ہوئی ہے یا نہیں اور اگر ہوئی ہے تو انہیں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے اسکے متعلق تمام دنیائے اسلام میں ہماری نگاہ تجسس اور مخلص بے لوث بے نفس اور جلیل القدر گروہ پر پڑتی ہے۔ جنہوں نے **اشاعت اسلام بلاد غیر و ووکنگ مشن ٹرسٹ** کے زیر اہتمام اس عظیم الشان تبلیغ اسلام کی اسلامی خدمت کو ہندوستان و دیگر ممالک اور خصوصیت سے انگلستان میں سرانجام دینا اپنی زندگیوں کا اولین فرض۔ مقصد و مدعا قرار دے لیا ہوا ہے جنہوں نے نہایت قلیل عرصہ میں محیر العقول کارنامے کر دکھائے ہیں۔ جس سے ایک دنیا دنگ رہ گئی ہے۔ جس حسن اسلامی خدمت کو اس جماعت نے سرانجام دینے کا تہیہ کیا ہوا ہے یہ وہ کام ہے جو ہمارے آقائے نامدار۔ سرور کائنات۔ خاتم الانبیاء۔ احمد مجتبیٰ۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرانجام فرمایا۔ اور حقیقت میں اسی کام کے لئے حضور کی بعثت ہوئی۔ تاریخ اسلام اور آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں کے کارنامے اس پاک مقصد کی اہمیت کو جتلانے کے لئے کافی شہادتیں ہیں۔

میری عاجزانہ استدعا اب [illegible] وقت ان مخلص برادران اسلام سے ہے جو کہ اس افضل البشر اور افضل الرسل کے متبعین ہونے کا ادعا کرتے ہیں اور کہ جن کی محبت اور جاں نثاری اس پاک وجود کے لئے ان کے اعمال سے آشکارا ہونا چاہتی ہے اور جو کہ اسلام کے لئے ہر طرح کی قربانیاں اور ایثار کرنے کو ہر وقت تیار ہیں اور اپنے خدا کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرنا فخر جانتے ہیں۔ حضرات خداوند تعالیٰ نے آپ میں ایسے مخلص افراد پیدا کر دئے ہیں جنہوں نے کہ دین متین کی تبلیغ کے لئے اپنی جانیں وقف کر دی ہیں۔ اب ضرورت ہے کہ دوسرے مسلمان بھائی ان کی ہر طرح سے امداد اور اعانت فرمائیں۔ وہ میدان جنگ میں قلم سے لڑنے والے سپاہی ہیں جن کو ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔ روپیہ کی ضرورت ہے۔ کیا ان کے بھائی اس قلمی جنگ میں ان کے پشت پناہ بنکر دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرنے میں ممد نہ ہوں گے؟ ضرور ہونگے۔

ناظرین کرام! ان مجاہدین کی امداد کوئی ایسا بار گراں نہیں ہے جس کے آپ متحمل نہ ہو سکیں گے۔ خداوند تعالیٰ کسی فرد بشر کو اسکی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ یعنی اللہ کسی کو اسکی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔ حقیقت میں یہی آیہ کریمہ [illegible] ان مجاہدین [illegible] جس کی بنا پر وہ اہم سے اہم اور خطرناک سے خطرناک مسئل کے سامنے سینہ سپر ہو کر ڈٹ جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے تبلیغ کا کام انسانوں کے سپرد کیا ہے۔ اور یہ ان کی طاقت اور وسعت سے زیادہ نہیں۔ خدا انہیں انہیں ضرور کامیاب کرے گا زمانہ کی مخالفتیں۔ لوگوں کی دشمنیاں۔ اپنوں اور بیگانوں کی نکتہ چینیاں ان کو اس کام سے نہیں روک سکتیں۔ کیا آپ اس آیہ کریمہ کے مضمون سے گرم جوش ہو کر ان کی امداد کے لئے تیار نہ ہو جائیں گے؟ کیا عشق محمد اور محبت اسلام تم میں وہی جوش۔ وہی اخلاص وہی تڑپ اور وہی ولولہ پیدا کر دیگی جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے مسلمانان اولین میں ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ جیسے لوگ پیدا کر دئیے جو ضرورت کے وقت اپنے مال۔ جان۔ عزت اور اولاد کو خدا کی راہ میں ہر وقت قربان کرنے کو صرف تیار ہی نہیں ہو جاتے تھے بلکہ کئی دفعہ حقیقتاً قربان کر کے دکھا دیتے تھے۔ یاد رکھو یہ خدا کے کام ہیں ہر حالت میں ہو کر رہیں گے۔ آپ کو صرف [illegible] خدا کے ہاں سے ملنے والی ہے ۔

بہ مفت این اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا

اخیر میں ناظرین کرام کو نہایت مختصر الفاظ میں یہ بتاتا ہوں کہ آپ ووکنگ مشن کی کس طرح امداد کر سکتے ہیں۔ ووکنگ مشن کے دو رسالے ایک انگریزی اسلامک ریویو انگلستان سے نکلتا ہے اور دوسرا اشاعت اسلام یعنی انگریزی رسالہ کا اردو ترجمہ لاہور سے جاری ہوتا ہے۔ یہ ہر دو رسالجات عزیز منزل لاہور سے ملسکتے ہیں ان دو رسالجات کے چندے ساڑھے پانچ روپے (چھ) اور تین روپے (آٹھ آنے) سالانہ علی الترتیب ہیں۔

خاکسار۔ ملنگ احمد بادشاہ بی۔ اے ۱۹۔۷ [illegible] سکنڈلین ہیڈ ماسٹر

اطلاع

خط و کتابت کے وقت چٹ خریداری کا نمبر ضرور دیں۔ تاکہ تعمیل میں سہولت ہو۔ مینیجر اخبار

مراسلات

حضرت امیر اور حضرت خواجہ صاحب مد ظلہما مدراس میں

حضرت خواجہ صاحب کا لیکچر

(ہمارے خاص مدراسی نامہ نگار کے قلم سے)

کئی دنوں سے مدراس اور جنوبی ہند کے اخباروں، پرچوں اور رسالوں کے ذریعے مسلم پبلک کو بالخصوص اور عوام کو بالعموم یہ جانفزا مژدہ سنایا جا رہا تھا کہ شمالی ہند کے دو بزرگ جن کی قلم اور زبان نے دنیا ئے مذہب میں ایک تلاطم برپا کر رکھا ہے۔ اور جو اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیم کو ہر جگہ آشکار کر رہے ہیں۔ مدراس میں رونق افروز ہونگے۔ اور اپنے معرکۃ الآرا لیکچروں سے تشنگان حق کی پیاس بجھائیں گے۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کی شخصیت مدت سے قرآن کریم کے انگریزی مترجم اور ایک اعلیٰ درجہ کے عالم کی حیثیت سے مشہور اور معروف ہو رہی ہے اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بھی ایک زمانہ سے یورپ کے مذہبی اخلاقی اور روحانی استاد کی شکل میں اُفق شہرت پر تابندہ ستارہ کی طرح چمک رہے ہیں۔ یہ دو ہستیاں مسلمانانِ جہان کے لئے مایۂ ناز ہیں۔ اگر مسلمانانِ مدراس اور دیگر اہالیانِ شہر ان ہر دو بزرگواروں کی زیارت کے لئے مضطرب اور بیقرار ہو رہے تھے۔ تو وہ حق بجانب تھے۔ جس طرح گل رعنا کی شانِ دلربائی کو بڑھانے کے لئے زمین نے نوکِ خار بھی پھوٹ آتی ہے۔ اور گلچین کے ہاتھوں کو زیبائشِ گل سے مستفیض ہونے سے پہلے کانٹا بھی اپنی دلخراش ہستی کا ثبوت دے لیتا ہے۔ اسی طرح جہاں انتہائے شوق دید میں اتنی آنکھیں منت کش انتظار ہو رہی تھیں وہاں چند ایک انسان منہ چڑھانے۔ ماتھے پر بل ڈالے ابرو پر چین کئے۔ غم اور خون میں پڑے سسک بھی رہے تھے۔ اور اپنے اندرونی بغض۔ عناد اور دشمنی کو قرطاسِ بیاض پر لا کر اپنی اندرونی سفلی جذبات کو ادبی رنگ دیکر ہر ایک کے ہاتھوں تک پہنچا چکے تھے۔

الغرض مخالفت بھی کچھ کم نہ تھی۔ تاہم ۷ا۔ فروری کا دن مدراس پبلک کے لئے ایک خاص دن تھا۔ تمام شہر کی گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں اگر کوئی تذکرہ تھا تو یہی تھا قہوہ خانوں۔ ہوٹلوں اور دیگر نشستگاہوں اور مجلسوں میں کوئی داستان چھڑ رہی تھی۔ تو انہی دونوں بزرگوں کی آمد کا قصہ تھا۔ دس بجے کے قریب گاڑی نے سنٹرل سٹیشن پر پہنچنا تھا۔ مگر لوگ پہلے ہی سے ریلوے اسٹیشن پر موجود تھے۔ جن سے تمام پلیٹ فارم پُر ہو گیا۔ اور ایک تل رکھنے کی جگہ نہ رہی۔ اس وقت لوگوں کے دلوں میں کیا جوش تھا۔ کیا کیا ولولے تھے۔ کس اخلاص اور محبت نے انہیں بیخود کر رکھا تھا۔ اگر یہ باتیں کسی کو معلوم کرنی ہوتیں تو صرف ان متجسس نگاہوں کو دیکھتا جو بار بار اٹھتی تھیں اور دور سے آنیوالی گاڑی کے دھواں کو دیکھنے کے لئے بے صبر ہو رہی تھیں۔ آخر گاڑی آئی اور ٹھہر گئی۔ تمام لوگ دوڑ کر ان دو پیاری اور محبوب شکلوں کے استقبال کے لئے بڑھے۔ جو آہستگی سے گاڑی سے اُتر کر نہایت خندہ پیشانی سے ہر ایک سے معانقہ کرنے لگے۔ اور بغلگیر ہو کر انما المومنون اخوۃ کا ثبوت دینے لگے۔ بڑی شان اور تزک سے استقبال ہوا۔ بڑے اعلیٰ اور بلند اخلاق کا اظہار رہا۔ محبت اور یگانگت کے حیرت کن تاثرات کے نہایت شاندار اور دلفریب نظارے ہوئے۔ سب بھائیوں سے مل کر ہمارے دونوں بزرگ مع اپنے رفقاء کے موٹروں پر سوار ہو کر یہاں کے رئیس اعظم جناب ملنگ احمد پادشاہ صاحب بی۔ اے کے دولتکدہ پر تشریف لے آئے۔

یہاں پادشاہ موصوف نے اپنے تمام بھائیوں کے لئے اپنی شاندار کوٹھی کو نہایت خوبی اور عمدگی سے سجایا ہوا تھا۔ وہاں انہیں اُتارا۔ اور شکرِ ایزدی بجا لائے کہ خدا نے اس بنگلہ کو مبلغین اسلام کی موجودگی سے بقعۂ نور بنا دیا ہے۔ اور اہل خانہ کو میزبانی کا فخر عنایت کیا ہے۔ چونکہ دوسرے دن جناب مولوی صاحب عارضۂ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ اس لئے سلسلۂ تقاریر کی ترتیب میں دیر ہو گئی۔ تاہم ۲۰۔ فروری بروز جمعہ کو حضرت خواجہ صاحب کا لیکچر لال ہال مدراس میں مشتہر کر دیا گیا۔ تمام لوکل پرچوں کے ذریعے پبلک کو مطلع کر دیا گیا۔ لیکچر کا وقت ۵ بجے مقرر ہوا۔ اور صدر جلسہ عالی جناب جسٹس عبد الرحیم صاحب مقرر ہوئے۔ لوگوں کا شوق دن بدن بڑھ رہا تھا۔ اور رات دن بنگلہ پر جو شہر سے دو تین میل کے فاصلے پر واقع ہے ہجوم رہتا تھا۔ آخر ۲۰۔ فروری آ گئی۔ اور لوگوں کا اشتیاق اور بھی تیز ہونے لگا۔ لیکچر کا مضمون "مذہب فطرت" تھا۔

ہال ۳ بجے ہی لوگوں سے بھرنا شروع ہو گیا۔ اور ۴ بجے تک اتنا ہجوم ہو گیا۔ کہ خود منتظمین کے لئے جائے نشست نہ تھی۔ بہت سے لوگ سیڑھیوں پر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں کے کثیر اجتماع سے خوب شور ہونے لگا۔ بہت سے جلیل القدر اصحاب تو پہلے ہی سے پہنچ چکے تھے۔ طالب علم۔ تجار۔ وکیل۔ بیرسٹر۔ اڈیٹر وغیرہ سب ہی قسم کے لوگ تھے۔ مگر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے احباب کو واپس واپس جانا پڑا۔

ٹھیک ۵ بجے جناب جسٹس عبد الرحیم صاحب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور ملنگ احمد پادشاہ صاحب مع چند اور احباب کے ہال میں وارد ہوئے۔ بلند چیرز سے ہال گونج اٹھا۔ اور سب استادہ ہو کر آداب بجا لائے۔ صدر جلسہ نے مختصر مگر نہایت مدلل اور عمدہ پیرایہ میں دو کنگ مشن اور اس کے عظیم الشان کاموں کا تذکرہ کیا۔ خواجہ صاحب کی دینی خدمات بیان کیں۔ اور اسلام کے متعلق جو یورپ اور دیگر ممالک میں غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں اُنکے بدنتائج سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ اس کے بعد خواجہ صاحب کھڑے ہوئے جن پر ایک اور زبردست چیرز ہوئی۔ آپ نے قرآن شریف کی آیات تلاوت فرما کر انگریزی میں لیکچر دینا شروع کیا لیکچر کے شروع ہوتے ہی ایک خاموشی کا عالم چھا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہال میں سوائے خواجہ صاحب کے دوسرا کوئی انسان موجود نہیں ہے۔

آپ نے 'دین فطرت' پر ایک عجیب ڈھنگ سے بحث کی۔ اور اسلام کے تقدس اور رعب کو ایسا دلپذیر ثابت کر دیا۔ کہ حیران ہوں اسکو کس طرح ظاہر کروں۔ پہلے آپ نے حاضرین کی صحیفۂ قدرت کی طرف توجہ مبذول کی۔ اور بتایا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ہر وقت اور ہر آن شاہراہ ترقی پر گامزن ہو رہا ہے۔ مادہ گوناگون مدارج ترقی طے کرتا ہوا رنگا رنگ کی اشکال میں فتبارک اللہ احسن الخالقین کا راگ الاپ رہا ہے۔ مگر مواليد قدرت کی یہ سب ترقیاں ایک سلسلۂ قانون کی مرہون ہیں۔ جو ایک نظام اور ترتیب کے ماتحت رکھکر ان کی نشو ونما کر رہا ہے۔ دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ جو ترقی نہ کر رہی ہو۔ اور دنیا کی کوئی ترقی ایسی نہیں۔ جو کسی قانون کے ماتحت نہ ہو رہی ہو۔ پس ہر ایک کائناتی ذرہ کی ترقی کا راز اطاعت متوالیہ میں مضمر ہے۔ یعنی قدرت کی ہر ایک شے کا مذہب یا اُسکی ترقی کی راہ پابندئ قانون ہے۔ اسی کو عربی میں لفظ اسلام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسلام کہتے ہیں قانون کی اطاعت اور فرمانبرداری کو۔ لہٰذا ہر شجر و حجر۔ ہر لعل و گوہر۔ ہر پرند اور چرند۔ غرضیکہ تمام مخلوقاتِ خداوندی کا مذہب مذہب اسلام ہے۔ اس مفہوم کو قرآن کریم ان الدین عند اللہ الاسلام کے الفاظ سے ادا کرتا ہے۔ انسان بھی چونکہ قدرت کا ایک جزو ہے لہٰذا اس کا مذہب بھی اسلام ہی ہو سکتا ہے۔ پہلے اس کی حیوانی زندگی کو مطالعہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کا وہ حصہ جس کا تعلق ارادہ اور تعقل سے نہیں اپنا وہی مذہب رکھتا ہے جو نیچر کی دوسری مخلوقات کا ہے۔ یعنی قانون کی پابندی انسان کی جسمانی زندگی سے اسی طرح ظہور پذیر ہو رہی ہے جس طرح درخت اور پہاڑ وغیرہ سے۔ مثلاً آنکھ دیکھنے سے۔ کان سننے سے۔ زبان چکھنے سے اور ہاتھ چھونے سے کبھی بیزار نہیں ہوتے۔ اور اپنے اپنے حلقۂ کار میں خوب مصروف ہیں۔ اب انسان کی اخلاقی اور روحانی زندگی کو زیر فرمان قانون لانے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ کیونکہ یہاں انسان کا عقل و ارادہ بھی کام کرتا ہے۔ اور چونکہ عقل انسانی میں غلطی کا احتمال ہے اس لئے خداوند تعالیٰ نے کوئی دستور العمل مقرر ہوتا ہے۔ جو انسان کی اخلاقیات اور روحانیات کی اصلاح کرتا رہتا ہے۔ یہ دستور العمل ہر زمانہ میں ہر قوم کے پاس حسب حالات اور ضروریات آیا اور اسکو لانیوالے خدا کے برگزیدہ نبی ہوئے۔ جو کبھی آدم کی شکل میں ظاہر ہوئے کبھی موسیٰ اور عیسیٰ بن کر آئے کبھی کرشن جی اور بدھ مہاراج جیسے مقدس ناموں سے موسوم ہوئے۔ اور بالآخر تمام نسل انسانی میں وحدت قائم کرنے اور شریعت کی تکمیل اور اتمام بنانے کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاندار شخصیت میں ظہور پذیر ہوئے۔ جن کے بعد نہ کسی شریعت کی ضرورت رہی اور نہ کسی نبوت کی۔

الغرض خواجہ صاحب کا لیکچر ایک جادو تھا۔ جو برق کی طرح طبیعتوں میں جذب ہو رہا تھا۔ حاضرین خوشی اور جوش سے پھولے نہیں سماتے تھے۔

انگریزی لیکچر کے بعد بعض احباب کی تحریک پر خواجہ صاحب نے اس کا اُردو ترجمہ بھی سُنا دیا۔ جس سے حاضرین اور بھی زیادہ محظوظ ہوئے۔ لیکچر کے ختم ہونے کے بعد انگریزی اخبار "ہندو" کے اڈیٹر نے نہایت پُرزور الفاظ میں لیکچر کی تعریف کی اور خواجہ صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ اور اسلام کی وسعت اور رفعت کا اعتراف کیا

اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ حاضرین کی لیکچر کے بعد یہ حالت تھی۔ کہ سب کے سب سراسیمہ وار خواجہ صاحب کی طرف دوڑے آئے۔ مصافحہ کرنے لگے۔ اور ہر طرف سے تعریف کی آوازیں آنے لگیں

لوگ ان مولویوں سے اپنی بیزاری ظاہر کرنے لگے۔ جو ہر نیک تحریک اور ہر نیک کام اور ہر نیک شخص کی مخالفت اپنا فرض جانتے ہیں۔

اب اتوار کو وکٹوریا ہال میں جو لال ہال سے بھی بہت بڑا ہے خواجہ صاحب کا دوسرا لیکچر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس کی مفصل کیفیت آئندہ سپرد قلم کی جائیگی۔

آخر میں تمام قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب کی فوری صحت کے لئے دعا بدرگاہ الٰہی ہوں کیونکہ ان کے لیکچر کے لئے بھی یہاں کے لوگ بہت شائق ہو رہے ہیں۔ والسلام والاکرام۔

اعلان فسخ بیعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب مولانا صاحب مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ۱۹۱۵ء میں میاں صاحب کو حق پر سمجھ کر اُنکی بیعت میں داخل ہوا۔ اور آج تک مبایعین میں داخل رہا۔ لیکن اس ۴ یا ۵ سال کے عرصہ میں بندہ نے بہت مرزا صاحب کی تحریرات کا مطالعہ کیا۔ اس کے بعد میں نے میاں صاحب کی "حقیقۃ النبوۃ" اور "القول الفصل" کو بغور نظر دیکھا بمقابلہ اس کے آپ کی کتاب "النبوۃ فی الاسلام" کو مطالعہ کیا۔ مجھے اسی دن سے یقین ہو گیا کہ مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز حقیقی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور میں حقیقی طور پر اسمہ احمد کا مصداق آنحضرت محمد رسول اللہ صلعم کو سمجھتا ہوں۔ میں آنحضرت ؐ کے مقابلہ میں اولیا قبل اور مجددوں کو کوئی نسبت نہیں دیتا۔ اور کسی طور سے اُن کو برابر نہیں سمجھتا۔ میاں صاحب مرزا صاحب کو "ذکر الٰہی" صفحہ میں اُن کو برابر کہتے ہیں۔ جو کہ سراسر قانون اسلام اور مرزا صاحب کی تحریرات کے خلاف ہے۔

میں میاں صاحب کو مسئلہ کفر و اسلام میں سراسر غلطی پر سمجھتا ہوں۔ اور میرا ایمان ہے کہ سوائے تشریعی نبیوں کے انکار کے اولیاء اللہ کا انکار کرنیوالا ہرگز دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ جیسے کہ مرزا صاحب "تریاق القلوب" کے صفحہ پر فرماتے ہیں:۔ "لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم و محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ و مخاطبہ سے سرفراز ہوں۔ انکے انکار سے کوئی کافر نہیں بن سکتا۔"

میں آج میاں صاحب کی بیعت کے فسخ کا اعلان کرتا ہوں۔ مہربانی فرما کر ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ - چہارشنبہ ۲۸ - جنوری سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۶

تجدید عہد ایفاء عہد

حضرت امیر ایدہ اللہ کی دوسری تقریر

جو

آپ نے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ۲۷ دسمبر ۱۹ء کو فرمائی

(سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار نمبر (۵))

میری آج کی تقریر کا مضمون "تجدید عہد ایفاء عہد" اس سے کیا مراد ہے؟ کیا آپ نے کوئی عہد کیا تھا؟ جس کا ایفاء آپ کے ذمہ تھا؟ ہاں! جب آپ اس سلسلہ میں داخل ہوئے - آپ نے یہ عہد کیا تھا کہ

ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھینگے

ہم اپنے معاملات دینی، دنیوی میں قال اللہ وقال الرسول کے پابند ہوں گے - اور اتباع رسم ورواج وہوا وہوس سے کنارہ کش ہو کر قرآن مجید اور حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کریں گے۔

یہ وہ عہد ہے جو آپ نے احمدی ہو کر کیا۔ لیکن باوجود اس عہد کے ہماری کوتاہی پر یہ شہادت ہے کہ گذشتہ سال جلسہ کے موقعہ پر اس عہد کی تجدید کی ضرورت پیش آئی۔ چنانچہ ایک تحریر لکھی گئی۔ جس پر آپ صاحبان نے دستخط ثبت کئے اور اقرار کیا کہ ہم ہر امر میں قرآن و حدیث کی اتباع کریں گے۔ یہ اس پرانے عہد کی تجدید تھی۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ برائے خدا اپنے دلوں میں غور کر کے دیکھو۔ کہ آیا اس اقرار کے بعد - اس تجدید عہد کے بعد

تمہارے اندر کیا تبدیلی واقع ہوئی؟

کیا تم نے اپنے تمام معاملات میں قرآن مجید کے احکام کے مطابق عمل کیا۔ کیا تم نے رسم ورواج کے مقابلہ میں احکام خداوندی کو مقدم سمجھکر ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کی؟ جس نے ایسا نہیں کیا وہ خوب یاد رکھے کہ اس کی حالت اُن لوگوں کی سی ہے - جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - قالوا سمعنا وھم لا یسمعون - جو عہد کر کے اسے توڑ دیتے ہیں - جن کی زبانیں تیز ہیں مگر دل مُردہ - اگر تم کی قوم اس عہد کو پورا نہ کرو - تو

بتاؤ! پھر تمہاری خصوصیت کیا ہوئی؟

اور عام مسلمانوں اور تمہارے درمیان مابہ الامتیاز کیا ہوا؟ اور تم نے احمدی بنکر اور ایک امام وقت کی بیعت کر کے کیا فائدہ حاصل کیا؟ یاد رکھو! کہ اگر تم نے احمدی ہو کر بھی اپنی طبیعتوں کے اندر کوئی انقلاب پیدا نہیں کیا تو تم نے

احمدیت سے کچھ بھی حاصل نہیں کیا

میں کہتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں۔ کہ جبتک تم اُس اقرار کو جو تم نے احمدی ہو کر کیا - پورا نہیں کرو گے - اور اس قرآن کو اپنا دستور العمل نہیں بناؤ گے - تو تمہاری زندگیوں میں کوئی نمایاں خصوصیت پیدا نہیں ہوگی اور ہرگز نہیں ہوگی۔ میں جانتا ہوں کہ تم میں سے بعض افراد ایسے ہیں جو قرآن مجید پر عمل کرتے اور اسلامی احکام پر دل وجان سے فدا ہیں۔ لیکن یاد رکھو! کہ محض بعض افراد کی مستثنا کچھ حقیقت نہیں رکھتی جب تک کہ کل جماعت کی جماعت اس راہ پر قدم نہ مارے - اس لئے ضرورت ہے کہ میں

آج پھر تم سے اس عہد کی تجدید کرا دُوں

اور اس عہد کو [illegible] لوں لیکن اس کے ساتھ ہی میں اس قدر بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ابھی ہمارے سامنے حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب نے حضرت [illegible] کا ایک قول بیان کیا ہے کہ ان ذلمت [illegible]

[illegible] وقت یہی کرتا [illegible] تو [illegible] دوں [illegible] تو مجھے سیدھا کر دو۔ [illegible] عورت [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] صاحب [illegible] تو [illegible] اور [illegible] کی [illegible] سب [illegible] کرتا ہوں کہ

تم خدا کے لئے اپنے اندر جرأت پیدا کرو

اور اگر میں کوئی غلط بات کہوں تو بلا خوف میری تردید کر دو لیکن اگر غلط نہ ہو تو خدا کے لئے اقرار کرو اور اس عہد پر قائم ہو جاؤ جس پر حضرت مسیح موعود نے آپکو قائم کیا تھا۔

یاد رکھو کہ بدترین انسان وہ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں اور کرتے نہیں۔ یا کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں ایک دہریہ جو اخلاص رکھتا ہے بہتر ہے ایک مسلمان سے جو مُنہ سے سب کچھ مانتا ہے مگر عمل کچھ نہیں کرتا۔ ومن الناس من یقول اٰمنا ...... وما ھم بمؤمنین ۝

اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو مُنہ سے کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں مگر حقیقتاً عمل میں ایسے ثابت نہیں ہوتے۔

پس اگر تم بھی مُنہ سے تو کہتے ہو کہ ہمارا اس قرآن پر ایمان ہے۔ لیکن عمل نہیں کرتے تو

کچھ اس آئت کے جو میں نے پڑھی ہے مصداق تم ہی ہو!

"ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار" کی وعید کو نہ بھلا دو۔

افسوس ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کا مطالعہ نہیں کرتے۔ ہم اپنے اعمال کا محاسبہ نہیں کرتے - اپنے دُنیوی کاروبار میں منہمک رہتے ہیں۔ اور غور نہیں کرتے کہ ہمارا قدم کس طرف جا رہا ہے۔ اور جب تک ہم ایسا نہیں کرتے ہمارا ایمان کا دعویٰ ہمیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ پس میں آپ صاحبان سے جو یہاں موجود ہیں پوچھتا ہوں کہ آیا آپ کا اس قرآن پر ایمان ہے؟

کیا آپ اس کو کلام الٰہی یقین کرتے ہیں؟

(ہاں ہاں کی آوازیں) اگر اس پر آپ کا ایمان ہے اور اسکو آپ کلام الٰہی یقین کرتے ہیں تو میں آپ سے کھڑے ہو کر یہ عہد لینا چاہتا ہوں کہ کیا آپ اس قرآن کو اپنا دستور العمل بنا لینگے؟ کیا تمام رسوم ورواج کو اس قرآن کے احکام کے بالمقابل ردّی کی طرح پھینک دینگے؟ اور اپنی تمام عادات واخلاق وخصائل اس قرآن کی تعلیم کے مطابق بنانے کی کوشش کریں گے؟

(ہاں ہاں کی آوازیں!)

یہ قرآن اس لئے نازل نہیں ہوا - کہ تم اس کو گھروں کے اندر الماریوں میں بند کر رکھو - یہ اس لئے نازل ہوا ہے کہ

اس پر عمل کرو

افسوس کہ قرآن مجید پر عمل اُٹھ گیا۔! اگر قرآن ہمارے گھروں میں پڑھایا جاتا ہے تو اس لئے نہیں کہ اس پر عمل کیا جائے۔ بلکہ اس لئے کہ ثواب حاصل ہو۔ یہ کیفیت محض ہمارے گھروں کی ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کی یہی حالت ہے مسلمانوں کے بچے ہو کر قرآن سے ایسے ناواقف ہوتے ہیں کہ رونا آتا ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ ان کے لئے کیا کیا نصائح ہیں اور انکو کن کن احکام کی پابندی ضروری ہے - اس لئے میں نے جہاں آپ سے قرآن پر عمل کرنے کا اقرار لیا ہے ایک اور اقرار آپ کے بچوں کے متعلق لیتا ہوں کہ

کیا آپ اپنے نابالغ بچوں لڑکیوں اور لڑکوں کو قرآن با ترجمہ پڑھائیں گے؟ کیا اُن کو قرآن مجید کے احکام سے خبردار کر کے اُن نصائح پر عملدرآمد کرانے کی کوشش کریں گے جو قرآن کے اندر ہیں؟

(ہاں! ہاں! ضرور! ضرور!)

میرے ان لفظوں کو پھر سُن لو - اور غور سے سُن لو کہ آج آپ نے وعدہ کیا ہے - کہ آپ اپنے اخلاق وعادات اور اپنے تمام معاملات میں جو آپکو اپنے دوستوں - دشمنوں - افسروں اور ماتحتوں - ماں باپ بہن بھائی اور رشتہ داروں کے ساتھ پیش آئیں

آپ اس قرآن کو دستور العمل بنائیں گے!

اور اپنے بچوں کو بھی اس قرآن کا ترجمہ پڑھا کر ان کو اسلامی تعلیم سے واقف کریں گے۔

یہ عہد آج پھر آپ نے کیا ہے! خداوند تعالیٰ آپکو اس عہد پر قائم رکھے۔ (آمین! آمین!)

[illegible] کہ جس خلوص سے تم نے یہ عہد باندھا ہے - خدا تمکو اس عہد کے پورا کرنے کی بھی توفیق بخشے (آمین آمین کی آوازیں)

میں آپ سب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس قرآن پر عمل کریں گے - تو یہی ایک بات

آپ کو تمام دُنیا کا مرکز بنا دے گی اور صحابہ کی طرح تم تمام دُنیا کے محبوب بن جاؤ گے

دیکھو ہمارے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک بیکس انسان تھے - جن کے پاس کوئی طاقت نہیں تھی۔ آپ نے ان بکریوں کو کیا سے کیا بنا دیا! وہی اونٹوں کے چرواہے عرب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے دُنیا کے ہادی ورہنما بن گئے۔

غرض تم اپنے اندر کمالات پیدا کرو - پھر کسی چیز کے ملنے کی توقع کرو - یہ قرآن مجید صرف آخرۃ کے وعدے ہی نہیں دیتا بلکہ یہ دُنیا کے حسنات بھی دیتا ہے - پس اگر تم اپنے اس عہد کو پورا کرو گے اور قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بناؤ گے تو خدا تم کو دونوں قسم کے حسنات سے متمتع فرمائیگا - دینی بھی اور دنیوی بھی۔

اب میں چند ایک اور موٹے موٹے وعدے آپ سے لینا چاہتا ہوں - آپ جانتے ہیں کہ قرآن مجید میں نماز کی کسقدر تاکید ہے - اس حکم کو بار بار دُہرایا گیا۔ اور کسی حالت میں بھی نماز ترک کرنے کی اجازت نہیں دی۔ یہی کہ حکم ہے کہ اگر تم دشمن سے برسر جنگ ہو تو نصف نصف کر کے نماز ادا کرو۔

خود حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل کو دیکھو کہ کسی حالت میں بھی آپ نے نماز ترک نہیں کی۔ غرض

نماز اسلام کا ایک نہایت ضروری رُکن

ہے اور سفر - حضر - بیماری - مصیبت - جنگ کی حالت میں بھی اس کے چھوڑنے کی اجازت نہیں - مگر ہاں اس حکم میں آسانیاں ضروری رکھی گئی ہیں۔ اگر تم کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر ہی پڑھ لو - جب تک تمہارے ہوش وحواس قائم ہیں تم کو کسی طرح سے نماز سے رہائی نہیں مل سکتی۔ یاد رکھو کہ نماز کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔

نماز مسلمانوں کی کامیابی کی جڑھ ہے

کیا پرحکمت الفاظ ہیں اذان کے حی الی الصلوٰۃ حی الی الصلوٰۃ حی الی الفلاح حی الی الفلاح یعنی نماز کی طرف آؤ - نماز ہی تمہاری کامیابی کا ذریعہ اور سبب ہے۔ غرض جب تک تم نماز پر کاربند نہیں ہوگے۔ تم کو کوئی نیکی نہیں مل سکتی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی راحت نماز میں ہی دیکھتے تھے - بلال کو جب اذان کا حکم دیتے تو فرماتے ارحنا یا بلال - اے بلال ہمیں راحت پہنچاؤ - تو کیا تمہارے قلوب کو اس بات سے راحت نہیں پہنچتی جس سے نبی کریمؐ کے قلب کو راحت پہنچتی تھی۔

میں بار بار تاکید کرتا ہوں کہ نماز کو وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرو - پہلے پہل بعض کام بطور تکلف کے کرنے پڑتے ہیں - عقیدہ اور عمل دو الگ الگ چیزیں ہیں اوّل الذکر کے لئے دلائل اور شرح صدر کی ضرورت ہے اور مؤخر الذکر کے لئے تکلیف اور مشقت کی حاجت ہے۔ کسی کام پر عمل پیرا ہونے میں پہلے پہل ضرور تکلیف محسوس ہوتی ہے - لیکن پھر مداومت سے یہ تکلیف مبدّل براحت ہو جاتی ہے دیکھو ایک آوارہ لڑکے کو جب تعلیم پر لگایا جاتا ہے تو کیسا تعلیم اسکو تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ لیکن پھر عادت ہو جانے سے وہ تکلیف جاتی رہتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور بارہ سال کی عمر میں سختی سے کام لینے کا ارشاد فرمایا ہے نیک عمل پر مجبور کرنا بڑی بات نہیں۔ پس میں جہاں ایک طرف خود آپ کو **نماز** باقاعدہ وقت پر اور باجماعت ادا کرنے کی ہدایت کرتا ہوں وہاں ساتھ ہی یہ نصیحت بھی کرتا ہوں کہ آپ اپنے بچوں کو نماز پڑھانے کی طرف متوجہ ہوں - میں آپ کو تکلیف دیتا ہوں - کہ آپ کھڑے ہو کر یہ اقرار کریں کہ

آپ خود وقت پر باقاعدہ باجماعت نماز ادا کریں گے اور اپنے بچوں کو بھی نماز پڑھائیں گے

(اس پر تمام حاضرین کھڑے ہو گئے اور سب نے بآواز بلند اس عہد پر کاربند ہونے کا وعدہ کیا)

نماز کے بعد اسلام کا دوسرا عظیم الشان رکن زکوٰۃ

جلد ۷ | مقام بیت المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۹ جمادی الثانی ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۳ - مارچ ۱۹۲۰ء | نمبر ۶۴

کلام الامام امام الکلام

در معرفت انسان کامل مظہر حق تعالیٰ

گذشتہ سے پیوستہ

امام وقت ہماں پہلوان میدان است
کہ تیغ بر سر و سر پیش آشنا باشد
چساں تو قدر شناسی خصائل مرداں را
کہ خصلتت ہمہ چوں خصلت نسا باشد
جہان و جاہ جہان نزد شاں چناں ہیچ است
کہ پیش چشم تو یک خس نہ بوریا باشد
قمر مقابلہ با روئے شاں تیارد کرد
کہ نور او ز خور ایں نور از خدا باشد
بحضرت صمدی آبروئے دارند
دعائے گریہ شاں خارق السما باشد
بدست ہفت فلک مثل شاں نمی بینم
اگرچہ ہر فلکے چشمۂ ضیا باشد
رہد ز صحبت شاں جذبہ ہائے تاریکی
دمد ز گلشن شاں آنچہ دلکشا باشد
ہزار جہد کنی زر نگردد ایں مس نفس
مگر بدستے شاں کہ کیمیا باشد
اگر تو خود بگریزی وگرنہ ممکن نیست
کہ سایۂ کرم شاں ز تو جدا باشد
غبار حرص و ہوا را ابزیر پا بکنند
کہ ترک دوست ز بہر ہوا جفا باشد
مرا مربی من زیں گروہ خود کردہ است
سجیۂ کہ نہ حد ش نہ انتہا باشد
دو چشمہ فلق بہ بلند چو ماہ پر تو من
[illegible] نہ پیر [illegible] رہنما باشد

جواہر ریز

(اقوال زرین حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ)

عجائبات قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے ۔

تمام نیکیوں کی مدار صبر پر ہے ۔

دوسرے کے بھید کو محفوظ رکھنا امانت اور اُسے مشہور کرنا خیانت اور مشکوک چیزوں سے بچنا دیانت ہے ۔

علم ایک کامل رہنما ہے ۔

گناہوں سے نادم ہونا بھی گناہوں سے معافی مانگنا ہے ۔

مشورہ موجب تقویت ہے ۔

بیکار آدمی شیطان ہے ۔
فقر ایمان کی زینت ہے ۔

خندہ پیشانی ایک قسم کی نیکی اور ترشروئی عیب ہے ۔ جہل وبال اور توفیق ایزدی طالعمندی اور اقبال ہے ۔

صبر ایمان کی چوٹی اور سخاوت آدمی کی زینت ہے ۔

معافی ایک بڑی نیکی ہے ۔

بردباری اخلاق کی زینت ہے ۔ خیانت جھوٹ کی رفیق ہے ۔ حرص رنج کی سواری ہے ۔ لالچ مصیبت کی کنجی ہے ۔ کامیابی گنہگار کی شفیع ہے ۔ گونگا ہونا جھوٹ بولنے سے اچھا ہے ۔

ادب بہترین کمالات ۔ اور صدقہ افضل عبادت ہے ۔

لوگوں کو جن چیزوں کی واقفیت نہیں ہوتی ۔ اُن کے مخالف ہوتے ہیں ۔

وفائے عہد بزرگوں کی صفت ہے ۔ اور عہد شکنی کمینوں کی فضیلت ہے ۔
کشادہ دلی سے پیش آنا پہلی نیکی اور لالچ اول درجہ کی بُرائی ہے ۔
سنجیدگی بُردباری کا نتیجہ ہے ۔ اور تواضع علم کا ثمرہ ہے ۔
سچائی دین کا لباس اور [illegible] کا ثمرہ ہے ۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ تازہ خط آمدہ مدراس ۔ بظاہر ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اب خدا کے فضل سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں لیکن کسی قدر نقاہت ابھی باقی ہے اور اسوجہ سے لیکچر دینے کے قابل نہیں ۔ عنقریب آپ مراجعت فرمائیں گے ۔

حضرت خواجہ صاحب مدظلہ العالی ابھی کچھ اور دن مدراس میں ہی قیام فرمائیں گے ۔ ۲۰ فروری ۱۹۲۰ء کو ۶ بجے وکٹوریا پبلک ہال میں آپکا ایک انگریزی لیکچر زیر صدارت سر سی ۔ پی رام سوامی صاحب بی ۔ اے ۔ بی ۔ ایل ۔ ایف ۔ ایم ۔ یو League of faith a message from Islam. پر ہونے والا تھا جسکی مفصل رپورٹ موصول ہونے پر انشاء اللہ درج اخبار کیجائیگی۔

جناب احمد ملنگ بادشاہ صاحب بی ۔ اے ۔ جن کا ذکر خیر کئی ایک دفعہ ہم انہی کالموں میں کر چکے ہیں اور جنہیں بکمال بردو بزرگان ملت کی بیز باتی کا فخر حاصل ہے دل وجان سے ہمارے مقاصد کی کامیابی کے لئے کوشاں ہیں ۔ جزاہ اللہ احسن الجزا ۔

مدراس میں اگرچہ بہت کچھ مخالفت کا اظہار بھی ہو رہا ہے لیکن آخر اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت سے یہ تبلیغ بہت عمدہ نتائج مترتب کریگی ۔ اور امید ہے کہ خداوند کریم ہماری مساعی کو شرف قبولیت بخشکر کامیابی عطا فرمائیگا۔

فیروز پور میں مباحثہ ۔ احباب حضرت میر مدثر شاہ صاحب اور حضرت مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی کے فیروز پور تشریف لیجانے کی خبر کسی گذشتہ اشاعت میں پڑھ چکے ہیں ۔ معلوم ہوا ہے کہ وہاں ۲۹ ۔ فروری کو محمودیوں سے ایک مباحثہ کی ٹھہر گئی ۔ فریق ثانی کیطرف جناب حافظ روشن علی صاحب مناظر تھے ۔ غیر احمدی اصحاب کا خاصہ اجتماع ہو گیا تھا حضرت میر مدثر شاہ صاحب نے مسئلہ نبوت مسیح موعودؑ پر ایک نہایت پُر اثر اور زبردست تقریر کی ۔ اور حضرت مولوی مبارک علی صاحب نے موقعہ بموقعہ آپکو حضرت مسیح موعودؑ کے حوالجات در بارہ نبوت سے امداد دی ۔

دوسری طرف سے جناب حافظ روشن علی صاحب خود تقریر کے لئے پلیٹ فارم پر نہیں آئے بلکہ انہوں نے بابو فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک دفتر میگزین کو تقریر کے لئے کھڑا کیا ۔ بابو صاحب موصوف نے جو کچھ بیان کیا اور جو دلائل اپنے دعوے کی تائید میں پیش کئے ۔ اُن پر ہمیں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں حاضرین جلسہ نے خود اندازہ لگا لیا ہوگا کہ کون فریق اپنے ہاتھ میں معقول دلائل رکھتا ہے اور کون محض بے بنیاد اور بے اصول باتوں پر ہاتھ پاؤں مارتا ہے ۔ بہر حال حاضرین جلسہ پر میر مدثر شاہ صاحب کی تقریر کا بہت اثر ہوا ۔ فالحمد للہ علی ذالک ۔

ممکن ہے کہ رپورٹ آئندہ پرچہ میں مفصل حالات سے ہم ناظرین کو مطلع کریں ہر ہفتہ واری لیکچر ۔ ہفتہ واری لیکچروں کا مفید سلسلہ جاری ہے گذشتہ شنبہ [illegible] جناب مولوی [illegible] صاحب کا ایک نہایت عمدہ [illegible]

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کیلئے ماسٹر فقیر اللہ صاحب پبلشر نے گلزار محمدی سٹیم پریس لاہور میں باہتمام شیخ گلزار محمد صاحب پرنٹر چھپوا کر دفتر پیغام صلح سے شائع کیا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مؤرخہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۶۴

ایک صدی کی حیرت انگیز ترقی

(کوئی کیسٹ)

نور افشاں لدھیانہ اپنی ۲۷۔ فروری سنہ ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں زیر عنوان بالا رقمطراز ہے۔ کہ :۔

"تمام دنیا کی مروجہ زبانوں میں سے ۵۵۰ زبانوں میں بائیبل کا ترجمہ ہو چکا ہے ....

مسیحی مذہب کے مخالفوں کے لئے یہ بات کیسی مضبوط دلیل ہے۔ کہ بائیبل خدا کا کلام تمام دنیا کے لئے ہے ....

اور کونسا مذہب ہے کہ اس طرح سے باوجود سخت مخالفت کے اس قدر دنیا میں پھیلا ہو ....

بائیبل کی پیشینگوئی سب سے زیادہ اس پچھلی صدی میں پوری ہو رہی ہے سنہ ۱۸۰۰ء سے سنہ ۱۹۰۰ء تک ....

خداوند یسوع کی بادشاہت تمام ملکوں میں پھیل رہی ہے"!

ایڈیٹر صاحب نور افشاں نے عبارت بالا میں بائیبل کا ۵۵۰ زبانوں میں ترجمہ کیا جانا عیسائی مذہب کی صداقت کی ایک دلیل قرار دیا ہے۔ کہ باوجود لوگوں کی مخالفت کے یہ مذہب اسقدر دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ اور یہ کہ عیسائی مذہب کے پیرو دنیا کے تمام ستون میں ...

ہمارے معزز ایڈیٹر کو غور کرنا چاہئے۔ کہ اول تو بائیبل کا غیر زبانوں میں ترجمہ کیا جانا کوئی دلیل صداقت نہیں۔ کیونکہ بغیر متن یا اصل عبارت کے محض تراجم کا ہونا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ ہندوستان میں انجیل کے اردو تراجم کا جو حشر ہو رہا ہے وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں۔ آج سے بیس سال پیشتر جو ترجمہ شائع ہوا۔ وہ کئی امور میں موجودہ تراجم انجیل سے مختلف ہے۔ پھر حال ہی میں جو ریوائزڈ ایڈیشن معہ نوٹوں کے شائع ہوئے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ پرانے تراجم میں مترجموں نے کئی آیات کی ایزادی کی ہوئی ہے۔ جو اصل نسخہ یونانی میں نہیں پائی جاتیں۔ یہی حال دوسرے تراجم کا ہو سکتا ہے۔ پس ایسے تراجم جن میں اس قدر مقام اور جو اس قدر اصل متن سے مختلف ہوں۔ اُن کا اشاعت پذیر ہونا فخر کا باعث نہیں۔

انجیل کی اشاعت کا جہاں تک سوال ہے وہ اسیوقت ترقی پذیر ہوئی۔ جبکہ یورپین اقوام کی ملکی دستبرد شروع ہوئی لیکن اس ترقی اشاعت کے ساتھ جو دہریت یورپ کے مسیحی لوگوں میں پھیل گئی ہے۔ اس سے غالباً نور افشاں ناواقف نہیں۔ جاہل اقوام تو کسی رسوخ کے ذریعہ اسے پڑھ لیتی ہوں گی۔ مگر سمجھدار اقوام انجیل اور اس کی تعلیم کو فارغ خطی دے چکی ہیں۔ اور محض برائے نام مسیحی کہلائے جانے کی مستحق ہیں۔ ہمارے خیال میں جتنی زیادہ اشاعت انجیل کی ہوگی اتنی ہی جلدی مسیحی مذہب کے کچے اور بودے اعتقادات کا پردہ فاش ہوتا جائیگا۔

باوجود انجیل کی اتنی اشاعت ہونے کے اور باقاعدہ کوششوں کے قرآن کریم کی اشاعت کے برابر پھر بھی وہ کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ مسلمانوں میں حساب کتاب رکھنے کا کوئی باقاعدہ محکمہ قائم نہیں۔ تاہم اگر کوئی شخص صرف ایکسال میں صرف ہندوستان ہی کے مختلف مطابع میں چھپنے والے قرآن کریم کا اندازہ لگائے۔ تو اُسے معلوم ہو جائیگا کہ کس حیرت انگیز ترقی سے قرآن کی اشاعت ہو رہی ہے۔ اور یہ ترجموں کے ذریعہ سے نہیں جو زیادہ قابل اعتبار نہیں ہوتے ان میں اکثر ترجمہ کرنے والے کے خیالات کا عکس پایا جاتا ہے۔ بلکہ قرآن کریم اپنی اصلی زبان میں انجیل سے ہزار گنا زیادہ ہر سال چھپتا اور شائع ہوتا ہے۔ اور باوجود عیسائی مشنریوں کی سخت مخالفت کے دنیا کے قریباً ہر قطعہ میں جہاں ایک بھی مسلمان ہے پہنچا ہوا ہے۔

سنہ ۱۸۰۰ء سے سنہ ۱۹۰۰ء تک کا زمانہ اباطل کے زور کا تھا۔ اب انشاء اللہ موجودہ صدی بتلا دے گی کہ الباطل کہاں تک الحق کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

اخبار عام کی نگہ غلط انداز

"اخبار عام" ملک کے اُن دیرینہ اور وقیع اخبارات میں سے ہے جس کو خادم ملک و قوم ہونے کا بجا فخر حاصل ہے اور ہم بوجہ اس کی دیرینہ خدمات اور صلح جو پالیسی کے ہمیشہ اسکو عزت کی نگاہ سے دیکھتے رہے ہیں۔ اور جہاں تک ہمیں علم ہے ہمارے تعلقات اس سے ایک بڑی حد تک بہت اچھے رہے ہیں لیکن ہمیں ۲۶ رفروری سنہ ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں ایک نوٹ زیر عنوان "مسلمانوں کو شہد کے پردہ میں زہر دیا جاتا ہے"! ایڈیٹوریل کالمز میں پڑھکر نہایت افسوس ہوا۔ کہ ایسا اخبار جو ہندوستان کی متحدہ قومیت کا آرگن ہے۔ اس طرح سے ایک مذہبی جماعت کی دل آزاری کرتا ہے۔ چنانچہ اصل عبارت حسب ذیل ہے :۔

"امرتسر کے مشہور محب الوطن اسلامی لیڈر مولانا ثناء اللہ صاحب اپنے اخبار "اہل حدیث" کی تازہ اشاعت میں لکھتے ہیں کہ :۔ "برادران اسلام کو معلوم ہے کہ چند مرزائی صاحبان ولایت گئے ہوئے ہیں۔ جو ظاہراً تو اشاعت اسلام کا دم بھرتے ہیں۔ مگر حقیقت میں قادیانی مشن کی اشاعت و تبلیغ کر رہے ہیں۔ جس سے سادہ لوح مسلمان اُن کے اس فعل کو بہ نظر استحسان دیکھتے ہیں مگر اس شہد میں زہر مرزائیت و الحاد کا ملا کر نادان و ناواقف مسلمانوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ بلکہ ان کا مال بھی کھاتے ہیں اور اُن کو سیدھا راستہ بھی نہیں بتاتے"!

ہم نے "اہلحدیث" کے جنوری اور فروری کے تمام پرچے بنظر تعمق دیکھے ہیں۔ اور ہمیں کوئی ایسی عبارت نظر نہیں آئی۔ بلکہ ایک جگہ برعکس اس کے مولینا "اہل حدیث" نے ظاہر کیا ہے کہ وہ ہمارے مشن کے مخالف نہیں بلکہ ممد ہیں اور کسی جگہ انھوں نے مسلمانوں کو اس میں امداد دینے کی ترغیب دی ہے۔

ہم حیران ہیں۔ کہ "اخبار عام" نے کیونکر یہ عبارت جناب مولوی صاحب "اہلحدیث" کی طرف منسوب کر دی۔ کیا ہم یہ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ معزز ایڈیٹر صاحب کے ہی تراوش قلم کا نتیجہ ہے۔ لیکن انہوں نے منسوب مولوی ثناء اللہ صاحب کیطرف کر دیا ہے۔ لیکن ہمیں امید نہیں کہ ایڈیٹر صاحب اس فاش غلطی کے مرتکب ہوئے ہوں۔ ممکن ہے کہ ایڈیٹوریل عملہ میں سے کسی صاحب کی جودت طبع کا نتیجہ ہو۔ اور ممکن ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی بجائے کوئی اور صاحب ہوں جنکو غلطی سے مولوی ثناء اللہ صاحب سمجھ لیا گیا۔

بہرحال یہ نوٹ اخبار کے ایڈیٹوریل کالمز میں چھپا ہے اور اس لئے ایڈیٹر صاحب "اخبار عام" اس کے ذمہ وار اور جوابدہ ہیں۔ اور اس لئے ہم انہی سے مخاطب ہو کر عرض کرتے ہیں کہ انہوں نے اس نوٹ میں سخت ناپاک اتہامات ایک مذہبی جماعت پر لگائے ہیں۔ اور ہم اُن سے .... باادب عرض کرتے ہیں کہ اس طرح حذف و اقعہ۔ غلط واقعات کو ایک دینی جماعت کی طرف منسوب کر دینا۔ جو تدین، دیانت اور امانت میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ وقائع نگاری کے خلاف ہے۔ اور آپ ایسے معزز اخبار کی شایان شان نہیں۔

اول تو یہ عبارت مولوی ثناء اللہ صاحب نے کسی پرچہ "اہلحدیث" میں لکھی نہیں۔ اور اگر بالفرض انھوں نے یا کسی اور نے ایسا لکھ بھی دیا ہو تاہم آپ جانتے ہیں کہ ان لوگوں سے ہمارے تعلقات کیسے ہیں اور وہ ہماری کسی بات کو جو خواہ کیسی ہی راستی اور نیکی پر مبنی ہو کبھی پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ ع

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است

پس اُن کا قول آپ نے کیونکر صحیح اور قابل اشاعت سمجھکر اپنے اخبار میں درج کیا۔ کیا آپ کو یقین کامل ہے کہ ہم ایسے ہی خائن ہیں کہ لوگوں سے مال لیکر ہم کفر اور الحاد کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور کیا ہم ایسے ہی ظالم ناخدا ترس ہیں کہ خوف خدا کو بجائے سیدھی راستہ دکھانے کے اُن کو غلط راستہ بتاتے ہیں۔ اور دنیا میں اسلام کی بجائے خبث اور دجل اور کفر پھیلاتے ہیں۔

اگر آپ کو یا آپ کے کسی فرضی مولوی ثناء اللہ جیسے محب الوطن کو یقین ہے کہ ہم لوگوں کو شہد کے پردہ میں زہر دیتے ہیں تو اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ذرا تکلیف گوارا فرمائیں۔ اور انگلستان جاکر دیکھیں۔ یا کم از کم جو لوگ انگلستان سے آئے ہیں اُن سے ہی دریافت کریں۔ کہ آیا ہم وہاں اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یا کفر کی؟

آیا ہم خدائے واحد حیّ و قیوم کو منواتے ہیں یا کسی بت کو؟ آیا ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار لوگوں سے لیتے ہیں۔ یا کسی اور کی؟ اور آیا ہم قرآن مجید کو کتاب الٰہی پیش کر کے اُس کی تعلیم پر چلنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ یا کسی اور کتاب کی؟ اور کیا جس قدر نو مسلم اس وقت تک حلقہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ وہ انہی اعتقادات کو مانتے ہیں یا نہیں جو اہل سنت والجماعت مسلمانوں کے ہاں مسلمہ ہیں۔ اور کیا وہ اس طرح عبادات نماز روزہ وغیرہ بجالاتے ہیں یا نہیں۔ جس طرح کہ تمام روئے زمین کے مسلمان۔ اس طرح سے گھر بیٹھے بٹھائے ایک ایسے مشن کو جو خالصاً دین اسلام کی تبلیغ کر رہا ہو بد نام کر کے مسلمانوں کو اسکی امداد سے روکنا مناسب نہیں۔

مسلم ایسوسی ایشن امریکہ سے
ہندوستانی طلبہ کو صنعتی تعلیم کی دعوت

ہم مسلمانان ہند کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہم معدودے چند مسلمانان مقیم امریکہ نے قومی خدمت کے لئے اس جگہ مسلم ایسوسی ایشن کی بنیاد ڈالی ہے۔ جس کے اہم مقاصد قوم میں صنعتی تعلیم کو ترقی دینا اور اشاعت اسلام کے سامان پیدا کرنا۔ نیز امریکہ میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دور کرنا ہے۔ اس لئے ہم قلیل التعداد جماعت آپ کی امداد کے بھی منتظر ہیں۔ کیونکہ اسوقت جو مصائب اسلامی اُفق پر نظر آتے ہیں۔ اُنکے تدارک کا انتظام ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ اور رشتہ اخوت اسلامی کا عملی ثبوت اس وقت پیش نظر ہے۔ اور قوم کو قعر مذلت سے اوج ترقی پر پہنچانا بندگان قوم کے ہاتھ میں ہے جو کہ قوم کو قوم اصلی معنوں میں بنا سکتے ہیں اس لئے ہم اپنی ہمت کے مطابق اپنے اس فرض کو سرانجام دینے کی سعی کرتے ہیں اور طلباء ہند کو مژدہ دیتے ہیں کہ جو طلباء قومی خدمت کو اپنا فرض جانیں۔ اور اعلیٰ صنعتی تعلیم کو امریکن یونیورسٹیوں میں حاصل کرنا چاہیں ہماری ایسوسی ایشن لائق مسلمان اور پابند دین طلباء کو جو کہ اسلامی خدمت کا وعدہ کریں امریکہ میں اعلیٰ تعلیم کے لئے وظائف کا اعلان کرتی ہے۔ اس لئے مندرجہ ذیل درخواست کی خانہ پری کر کے کسی پروفیسر کالج کی تصدیق کروا کر ایسوسی ایشن کو ارسال کریں۔

درخواست بخدمت مسلم ایسوسی ایشن امریکہ۔ ایل سنٹر وکیلافورنیا۔ نام طالب علم۔ ولدیت۔ جائے سکونت عمر۔ ڈاک خانہ۔ ضلع۔ صوبہ۔ کونسا امتحان پاس۔ کس درجے۔ کس سال۔ اب تعلیم جاری ہے یا نہیں۔ کس کالج میں جاری ہے۔ کب تعلیم چھوڑ دی ہے۔ کونسا کورس امریکہ میں لینے کا ارادہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ بعد فراغت تعلیم اسلامی دنیا کی خدمت حسب منشا مسلم ایسوسی ایشن کرونگا۔ دستخط طالب علم۔ اور ساتھ ہی اپنے چہرہ کا فوٹو ارسال کریں۔ تاکہ ایسوسی ایشن سہولت سے کام لے سکے۔

(غلام محمد پریزیڈنٹ مسلم ایسوسی ایشن۔ عنایت خان سکریٹری۔ مہرالدین خزانچی)

کل درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں :۔
مہرالدین۔ مسلم ایسوسی ایشن آف امریکہ۔ پی۔ او۔ بکس ۱۱۔ کلیکسکو کیلفورنیا۔ یو۔ ایس۔ اے

انفلوانزا

اہالیان ملک کو ڈاکٹر رستم علی صاحب انچارج سول ہسپتال مالاکنڈ کا بہت مشکور ہونا چاہئے کہ آپ نے ایک نہایت مفید رسالہ "انفلوئنزہ" پر طبع فرما کر انکو اس موذی اور مہلک مرض سے بچنے کے اسباب سے واقفیت دلائی ہے۔ اور اس مرض کے مریضوں کے لئے مجرب نسخے بھی درج کئے ہیں۔ رسالہ نہایت مفید ہے ہمارے خیال میں ہر ایک ہندوستانی کو اسکا مطالعہ ضروری ہے کیونکہ انفلوانزا کی وارداتیں عموماً سننے میں آتی رہتی ہیں۔ ۲؍ کے ٹکٹ بھیجنے پر مصنف سے مل سکتا ہے۔

نامۂ وو کنگ

چند مختصر اور ضروری نوٹ

بائیبل کی فروخت فارس میں "مسلم ورلڈ" کا ایک مسیحی نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ فارس کی اسلامی سلطنت میں سال ۱۹۱۷ء میں بائیبل کے تیس ہزار نسخے فروخت ہوئے۔ زمانہ جنگ سے پیشتر وہاں بائیبل کی سالانہ اشاعت نو ہزار تھی۔ ان کے علاوہ عہدنامہ جدید و عتیق کے علیحدہ علیحدہ فارسی نسخے بھی بہت سے فروخت ہوئے۔ اس کے بعد نامہ نگار لکھتا ہے کہ:-

"گورنمنٹ ایران نے شہر طہران میں وہاں کی ملکی زبان میں اناجیل چھپوانے کی اجازت دے دی ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ مسلمان علماء کا اب بہت حد تک پہلا قوی اور ضرر رساں اثر لوگوں پر نہیں رہا۔ اور ایران کے افسران بالادست اور با اثر لوگ اب اس بات کو سمجھتے جاتے ہیں کہ بائیبل ہی ایک کتاب ہے جو ان کی قوم کے لئے مفید ثابت ہوگی"

چہ خوش بی کوچو ہوں کی خواب وہ کتاب جو اپنی ترقی یافتہ قوموں پر بھی اپنے اثر کو قائم نہ رکھ سکی۔ جس کے اصولوں کو عملاً چھوڑنا اس کے پیرووں کی ترقی کا موجب ہوا۔ اسکو اس قوم کے لئے مفید سمجھا جائے۔ جس کی اپنی کتاب حکیم تمام تہذیب و ترقیات کی رہنما اور عملاً قوموں کی ترقی کا موجب ثابت ہوئی ہے۔ اور اب بھی ہوسکتی ہے۔ اگر اس کے اصولوں کو ماننے کے ساتھ عملاً بھی مسلمان ان پر کار بند ہوں۔ گورنمنٹ ایران نے اگر بائیبل کو چھپوانے کا حکم دیا۔ اگر اسلامی ممالک میں بائیبل کی فروخت سے مسیحی مبلّغین کی جیبیں سیم و زر سے پُر ہو رہی ہیں۔ تو انہیں مسلمانوں کا ممنون کا ممنون ہونا چاہئے۔ اور اس کتاب مجید کا مرہون احسان جس نے اپنے پیرووں کو اس قدر رواداری کی تعلیم دی ہے ہیں اسلام کی اس مضبوط چٹان کے اوپر کھڑا کیا۔ کہ جہاں سے باد مخالف کا کوئی جھونکا اُن کے قدموں کو ڈگمگا نہیں سکتا۔ بلکہ اور بھی انہیں مضبوط بنا دیتا ہے۔ سورج کو کیا خوف ہے۔ کہ اس کرۂ سماویہ میں جہاں سے وہ دنیا جہان کو روشن کرتا ہے کچھ چھوٹے چھوٹے ستارے بھی موجود ہیں۔ ان ستاروں اور خود چاند کی بھی موجودگی سورج کی فوقیت ہی کو ثابت کرتی ہے۔ اس کی روشنی کو ماند نہیں کرسکتی۔ بلکہ وہ اس کے سامنے آکر خود ہی ماند ہو جاتے ہیں۔

ٹرکی میں مسیحی مشن کی تیاریاں پچھلے دنوں اخبارات میں ایک مسیحی کانفرنس کے انعقاد کی خبر شائع ہوئی تھی۔ جس کا مقصد واحد مشہور دشمن اسلام پادری زویمر کے زیر ہدایت ٹرکی کے اندر مسیحی مشن کے قیام کی تجاویز پر غور کرنا تھا۔ "مسلم ورلڈ" کے جنوری نمبر میں ان تجاویز کو نقل کیا گیا ہے جو اس کانفرنس میں پیش اور پاس ہوئیں۔

یہ کانفرنس ۲۳ سے ۲۷ جون ۱۹۱۹ء کی درمیانی تاریخوں میں ایشیائے کوچک کے شمالی حدود اندر میں منعقد ہوئی جہاں بقول "مسلم ورلڈ" دو مہر سے علاقوں کے بھی بہت سے نمائندے موجود تھے۔ تجاویز حسب ذیل ہیں:-

(۱) ہماری رائے میں اب وقت آگیا ہے کہ ہر ایک مشنری مرکز میں مسلمانوں کے اندر براہ راست مشنری کام کرنے کے لئے کم از کم ایک مرد اور ایک عورت کی فوری رہائش کے لئے دعوت دی جائے۔

(۲) ہم ریورینڈ ایس۔ ڈبلیو جنٹل کیکٹ، اور سی ایل ایم اے ایس کا دو سو پچاس پونڈ کے اس عطیہ کے لئے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جو انہوں نے مسلمانوں میں کام کرنے کے لئے دیا ہے۔ اور اس عطیہ کو البستان کی وادی میں کُردوں کے اندر کام کرنے پر صرف کریں گے۔

(۳) ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ پراٹسٹنٹ کلیسا مسلمانوں کے اندر کام کرنے میں بہت ہوشیار اور سمجھدار ہے اور اسلئے ہم کلیساؤں کو اس بارہ میں ان کی ذمہ داری یاد دلاتے اور [illegible] کرتے ہیں۔

(۴) ہم اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ جہاں کہیں ممکن ہے مسلمانوں میں سے آئے ہوئے عیسائیوں کے گروہ بنائے جائیں۔ جو دوسروں کو ہدایت دینے (بالفاظ دیگر گمراہ کرنے۔ راقم) کے لئے کسی نظام اور کلیسا کے ساتھ اپنے تعلق کا پتہ نہ لگنے دیں۔ اور اس قسم کی اشکال اور صورتیں اختیار نہ کریں۔

(۵) ہمارے خیال میں اناجیل اور تبلیغی کلیساؤں کا غیر تنوی طرز اور طریق عمل ترک نہیں ہونا چاہئے۔ خواہ اناجیل کی اصل تعلیم کا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ راقم)

(۶) ہم اس مشن میں مناسب کتابوں کی اشاعت کے انتظام کی تائید کرتے ہیں جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے اندر اناجیل کی صداقت کو پھیلانے کے کام آئیں۔

(۷) ہم بائیبل سوسائیٹیوں سے یہ اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کے اندر مفت تقسیم کرنے کے لئے بائیبل کی بہت سی کاپیاں عطا کریں۔

(۸) ہم اس بات کے حق میں ہیں کہ مشن کے ہر ایک مرکزی مقام میں مسلمانوں کے لئے ایک کلب قائم ہونی چاہئے۔

(۹) ہم مسلمانوں کی اس خواہش کو کہ ترکی زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ ہو۔ اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ اور اس خواہش کو پورا کرنا ہمارے لئے خوشی کا موجب ہوگا۔

یہ ہیں وہ تدابیر جو ٹرکی کی اسلامی سلطنت کے اندر مسیحیت کو پھیلانے کے لئے کی گئی ہیں کس قدر قابلیت انکے ایک ایک لفظ سے ٹپک رہی ہے۔ بالخصوص آخری فقرے خاص غور کے قابل ہیں۔ مسلمانوں کو قرآن کریم کے ترکی ترجمہ کی ضرورت ہے اس ضرورت کو پورا کرنا کام تو خود مسلمانوں کا ہی تھا۔ لیکن انہوں نے چونکہ نہیں کیا۔ یا اگر کیا (جیسا کہ سنتے ہیں کہ ابھی پچاس ہی سال ہوئے ہیں۔ قرآن کریم کا ایک ترجمہ ترکی زبان میں ہوا تھا) تو اب دستیاب نہیں ہوتا۔ اس لئے اب مسیحی مشن اسکو پورا کریگا۔ یعنے یوں کہئے کہ ہمارے شہد کے اندر زہر ملا کر پھر ہم کو ہی نگلوایا جائیگا۔ اللّٰھم اعوذ بك من فتنة المسيح الدجال۔

یہ ہے مسلمانوں کی غفلت کا نتیجہ۔ لیکن ہمارا ایمان ہے کہ یہی دجالی کوششیں ہی آخرکار مسلمانوں کی بیداری۔ مذہبی پاسداری اور اسلام کی عظمت و رفعت کا موجب ہوں گی۔ ہندوستان میں مسیحیت کی پیدا کی ہوئی ہلچل اگر مسیح موعود کے ظہور کا موجب ہوئی ہے جس نے مسلمانوں کو "[illegible] باز گردند" کا مصداق بنایا۔ اور جس کا اثر خود مسیحیت کے گھر میں سات ہزار میل پر توحید انہی کی نوک رشتہ تیں لیکر پہنچ چکا ہے۔ تو انشاء اللہ وہ وقت بھی آنے والا ہے۔ جب وہی دجالی کارروائیاں اسلامی ممالک کے اندر "پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد" کا موجب ہوں گی۔ اور دجال نمک کی طرح پگھل کر رہ جائیگا۔

کتابی جنگ جنگ یورپ کے ہولناک تاثرات نے جہاں اور بہت سے مختلف قسم کے جنگ دنیا میں برپا کئے ہیں تجارتی جنگ۔ اسباب خوراک کی بہم رسانی کی جنگ۔ آدمیوں کی کمی کو پورا کرنے کی جنگ۔ عورتوں اور مردوں کی جنگ (یعنی مقدمات طلاق کی کثرت) وغیرہ وغیرہ۔ وہیں ایک علمی اور کتابی جنگ بھی اس وقت یورپ میں برپا ہے۔ جرمنی۔ فرانس۔ امریکہ اور انگلستان چاروں ممالک کے وہ بڑے بڑے جرنیل جو میدان جنگ میں کچھ نہ کچھ دیکھ آئے ہیں۔ اسوقت علمی میدان میں زور آزمائی کر رہے ہیں۔ اور جنگی محاذات پر ضخیم کتابیں لکھ کر شائع کر رہے ہیں۔ یورپ والوں کو ایسا موقعہ خدا دے کتب فروشوں کی تو گویا قسمت ہی کھل گئی ہے۔ یہ مصنفین کو یہ فائدہ ہے کہ کتب فروش ان کو حق تصنیف دیکر کتاب کو لے لیتے اور خود چھپوا لیتے ہیں۔ اس سے انکو کتابیں لکھنے میں فارغ البالی ہو جاتی ہے۔ اور حیرت ہے کہ ایک ہی قسم کے مضامین پر کتابیں شائع ہوتیں اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جاتی ہیں۔

آجکل جس کثرت کے ساتھ یہ کتابیں یہاں کے فوجی افسر لکھ رہے ہیں۔ اس کا پورا اندازہ اور فہرست تیار کرنا تو مشکل ہے۔ مگر ان میں ذیل کے چند ایک نام اسوقت ہمارے سامنے بھی ہیں۔ جو صرف عراق عرب۔ فلسطین اور یروشلم وغیرہ اور وہاں کے حالات جنگ پر لکھی گئی ہیں۔

(۱) *Jerusalem, Its redemption and future* یروشلم۔ اس کی آزادی اور مستقبل۔ یہ ۲۲۷ صفحات کی کتاب بہت سے امریکن لوگوں کے قلم سے نوایکر کرسچن سپرلڈ پبلشنگ کمپنی کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے۔

(۲) *A Pilgrim in Palestine* فلسطین کا ایک زائر جنرل ایلنبی کے یروشلم کو فتح کرنے کے بعد ایک شخص نے پیدل مقامات مقدسہ کا سفر کیا۔ اُس کا حال ۲۵۱ صفحات کے اندر لکھا ہے۔

(۳) *War in the Cradle of the World Mesopotamia* "جنگ دنیا کے گہوارہ (میسوپوٹامیہ) میں" ۳۱۲ صفحات مصنف *Eleanor Franklin Egan.*

(۴) *Round about Jerusalem.* یروشلم کے گرد و نواح میں مصنف *J.E. Wright* ۲۷۷ صفحات۔

(۵) *British Campaigns in the Near East. 1914-1918.* مصنف *Edmund Dane* نامہ نگار ویسٹ منسٹر گزٹ۔ صفحات ۲۳۱۔

(۶) *Jerusalem.* ڈان سوین ہیڈن صفحات ۴۰۰۔

ان کے علاوہ ایک کتاب آجکل جنرل ٹاؤن شنڈ کے قلم سے *My Campaign in Mesopotamia* کے عنوان سے باقساط شائع ہو رہی ہے۔ اور بہت سی اس قسم کی کتب اس سے پہلے نکل چکی ہیں۔

جنرل ٹاؤن شنڈ اپنی کتاب میں جنگی واقعات زیادہ تر اپنی بریت کے لئے لکھ رہے ہیں جو ترکوں کے ہاتھ میں قید رہنے کی وجہ سے اور اسکے بعد محکمہ جنگ کے سرد مہرانہ برتاؤ کے باعث انہیں کرنی پڑی ہے۔

یہ تمام کتابیں صرف فلسطین اور عراق کے متعلق ہیں۔ اور بہت سی اور بھی ابھی ہونگی۔ لیکن ان کے علاوہ جنگ کے دوسرے تمام محاذات پر بھی بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اور بہت کچھ لکھا جا رہا ہے۔ باوجودیکہ خود دوران جنگ میں بھی ٹائمز اور دوسرے اخبارات اور کتب فروش کتابی صورت میں جنگ کی بسیط تاریخ شائع کرتے رہے ہیں۔

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ یورپ کو لٹریچر کے پیدا کرنے کا کس قدر شوق اور کتنی اسکی قدر ہے۔ کیا ہندوستان اس کا کوئی جھلکتا سا نظارہ بھی دکھا سکتا ہے؟ ماقیدا سد (دوست محمد از ووکنگ انگلستان)۔

رسیداتِ زر

فہرست چندہ جماعت پشاور معرفت جناب نذر علی صاحب

نام	مد	رقم
خان بہادر حاجی میاں کریم بخش صاحب	برائے اشاعت اسلام امریکہ / ووکنگ مشن	[illegible]
میاں فضل الٰہی صاحب	" "	[illegible]
میاں فضل خالق صاحب	" "	[illegible]
شیخ غلام محی الدین صاحب	برائے عام اشاعت اسلام	[illegible]
مستری رمضان صاحب	"	[illegible]
مولوی غلام حسن خان صاحب سب رجسٹرار	"	[illegible]

عام اشاعت اسلام [illegible] — برائے ووکنگ مشن [illegible] — میزان کل [illegible]

فہرست چندہ جماعت شملہ معرفت شیخ [illegible] الدین صاحب کمپاؤنڈر بابت ماہ فروری ۱۹۲۰ء

نام	رقم
بقایا گذشتہ ماہ بذمہ سکریٹری صاحب	[illegible]
مولانا مولوی عبد الرحمٰن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	[illegible]
شیخ عبد الحق صاحب سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ	[illegible]
شیخ محمد لطیف صاحب کلرک کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	[illegible]
شیخ اسلام الدین صاحب ریڈر گورنمنٹ سنٹرل پریس	[illegible]
شیخ عبد العزیز صاحب ڈائرکٹر جنرل آف آرڈیننس سٹورز	[illegible]
جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب بقایا مد زکوٰۃ	[illegible]
جناب شیخ [illegible] الدین صاحب کمپاؤنڈر	[illegible]

میزان کل [illegible] — بابت چندہ ماہواری [illegible] — مد زکوٰۃ [illegible]

کلام مسعود

یا رسول اللہ اب اپنا گلستاں دیکھ لے

(از جناب سید مسعود شاہ صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بوں)

یا رسول اللہ اب اپنا گلستاں دیکھ لے
اس بہار حسن میں اب باد سوزاں دیکھ لے

تھی جہاں باد سحر اب ہے وہاں آہ جگر
اور بجائے ابر تر واں چشم گریاں دیکھ لے

جس جا تھے گلہائے وفاق اب ہیں وہاں خار نفاق
غائب ہے بوئے اتفاق اشجار نالاں دیکھ لے

ہیں قمریں سب بے زباں اور بلبلیں بے خانماں
طوطی ہے اب گریہ کناں اور بوم خنداں دیکھ لے

ہے اڑ گئی بوئے وفا باقی ہے سب جور و جفا
اب گیدڑوں نے دبا لیا شیروں کا ساماں دیکھ لے

پژمردہ گلہائے چمن ہیں خار اُن پر خندہ زن
اے خیر شاہ زمن! حالت پریشاں دیکھ لے

باد خزاں کا زور ہے اور چشم نرگس کور ہے
ہر اک طرف سے شور ہے آ جور دوراں دیکھ لے

سنبل کے سر پر تیغ ابتلا پڑا ہے جاں بلب
آتے نظر ہیں گرگ سب جائے غزالاں دیکھ لے

اب تو آتا ہے نظر یہ وقت ہجراں دیکھ لے
دل سے شعلہ آگ کا آنکھوں سے طوفاں دیکھ لے

تیرے میخانے کے جو تھے مست اے پیارے نبی
اشک میگوں انکے اب ۔ اوق افشاں دیکھ لے

مانند قاع کربلا اب بن گئی ہر ایک جا
مقتول از دست جفا دیں ہی تیرا یاں دیکھ لے

وہ چادریں احرام کی وہ عزتیں اسلام کی
باقی ہیں اب وہ نام کی اب جسم عریاں دیکھ لے

بیکس ترا ہے آج دیں ۔ پرواہ مسلم کو نہیں
غفلت میں ہی سویا کہیں ہر اک مسلماں دیکھ لے

گلشن جو تھا اسلام کا بھیڑوں نے اسکو کھا لیا
بہر خدا حالت ذرا پیارے نگہباں دیکھ لے

آہ! اس امت کو اے نبیوں کے سلطاں دیکھ لے
کینہ و بغض و حسد ہر اک میں پنہاں دیکھ لے

کامیابی کا سبق تو نے دیا تھا جو ہمیں
بھول بیٹھے ہیں اُسے یہ آج ناداں دیکھ لے

غیر نہیں مسلم کہیں آپس میں یہ کافر بنیں
ڈوب کر کیوں نہ مریں ایسے مسلماں دیکھ لے

کھا لیا دیں کو ہے بنکر سانپ انکی زلف نے
دن کی پیری نے کیا اسلام ویراں دیکھ لے

آجکل افسوس ہے اغیار پر بے فائدہ
اپنے گھر کے ہوئے ہیں دشمن جاں دیکھ لے

آتش کینہ سینہ اُن کا جلتا ہے سدا
بو رہے ہیں کھیت میں یہ تخم بریاں دیکھ لے

کفر کا ہے تیر ان کے ہاتھ میں پکڑا ہوا
کاٹتے ہیں رات دن تیرا گلستاں دیکھ لے

کہدیا دنیا کو کافر جھٹ خلافت مل گئی
مل گئے تمغے ترا چھوڑا جو داماں دیکھ لے

رہنما بنتے ہیں خود گم ہوگئے سیدھی راہ سے
پیر بنتے ہیں یہ کر کے دیں کا نقصاں دیکھ لے

گالیاں دیکر بزرگوں کو بنے تواب یہ
میر صاحب ہوگئے خواہ ہو نہ ایماں دیکھ لے

سروری ہمکو ملے خواہ چھوڑنا دیں کو پڑے
ہیں اسی منصب پہ ہم دیں رات نازاں دیکھ لے

کام میں دیں کے بین آتے ہم شغالوں کیطرح
بن رہے ہیں خواہ مخواہ شیر بیاباں دیکھ لے

اے خدا اب ہوگئی حالت پریشاں دیکھ لے
فضل کی آنکھوں سے اب ہمکو تو رحماں دیکھ لے

کرتے ہیں ہر دم دعا ہمکو تو دے پھر گل بنا
امت کا اپنی مصطفٰے پھر سبز بستاں دیکھ لے

اپنے چمن میں سو نسو آویں نظر سب لالہ رو
اپنا گل لا تقنطو ہر اک مسلماں دیکھ لے

زیر درختاں آب جو ہو پھر وہی گلشن کی بو
بلبل بشاخ آرزو پھولوں کا داماں دیکھ لے

بن جائیں ہم سب شعلہ رو جل جائیں کانٹے تند خو
کاٹی ہوئی اپنی عدو ہر بیخ و بنیاں دیکھ لے

نعرہ ہو پھر وہ حیدری ہو جائیں کو جوں کنکری
دنیا کی خشکی اور تری پھر زور شیراں دیکھ لے

اے پیارے رب العٰلمیں اے مالک عرش بریں
دنیا کو پھر زیر نگیں ۔ اپنا سلیماں دیکھ لے

کام اپنے سب محمود ہوں دنیا میں ہم موجود ہوں
ہر صف میں مسعود ہوں ہر جن و انساں دیکھ لے

بیعت کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

آج میں مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر احمد کی بیعت میں داخل ہو کر اپنے اُن تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں گرفتار تھا ۔ اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ میں دس شرائط بیعت کا پابند رہنے کی کوشش کرونگا ۔ اور جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا ۔ دین کو دنیا پر مقدم کرلوں گا ۔ اور اشاعت اسلام میں حسب تجویز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بقدر استطاعت کوشش کرتا رہونگا ۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ۔ آمین!

خاکسار ۔ جلال الدین ولد کریم بخش ذات کلیرل ساکن سہرا ہلی ضلع حصار ۔ حال ملازم بمقام بنگلہ فاضلکا ۔

اقتباسات

مریخ سے باتیں

سائنس کی دنیا میں حیرت انگیز انکشافات ہو رہے ہیں ۔ اور تار کے سلسلہ پیغام رسانی کی دریافت کی بدولت دیگر ستاروں کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کا اتفاق جاری ہے ۔ حال ہی میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ بے تار کے برقی آلوں میں لندن ۔ نیویارک اور دیگر مقامات میں وقتاً فوقتاً بعض عجیب و غریب آوازیں سننے میں آتی ہیں اور بعض غیر مانوس اشارے مشاہدہ میں آتے ہیں جو ہماری اس دنیا سے کوئی تعلق نہیں رکھتے اور ان آوازوں اور اشاروں کے دوران میں بعض حروف بکثرت سنے جاتے ہیں ۔ ابھی تک کسی جگہ ان حروف کی مدد سے کوئی خاص پیغام سمجھ میں نہیں آیا ۔ مگر یہ حیرت کا مقام ہے کہ لندن اور نیویارک میں یہ حروف ایک ہی وقت سنائی دیتے ہیں اور جو آوازیں ان سے پیدا ہوتی ہیں وہ بھی یکساں ہوتی ہیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ آوازیں کسی ایسے بعید مقام سے آتی ہیں جو لندن اور نیویارک کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ دور واقع ہے ۔ اگرچہ ابھی تک ان آوازوں کے مخرج کا کوئی ثبوت نہیں ملا ۔ مگر یہ بات صاف ظاہر ہے کہ یہ آوازیں کسی بعید مقام پر بعض عناصر میں قدرتی تصادم کے باعث پیدا ہوتی ہیں اور ان آوازوں کو چاند اور مریخ سے ہی منسوب کیا جا سکتا ہے ۔

امریکہ کے ایک مشہور ہیئت شناس پکرنگ نامی نے چاند میں زندگی کے آثار کے متعلق مضمون لکھ کر علمی دنیا میں حیرت پیدا کردی ہے ایک اور مشہور کیمیا دان پروفیسر ساڈے نے بھی یہی لکھا ہے کہ چاند میں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں ۔ پروفیسر لوول نے بھی اپنی دوربین کے ذریعہ مشاہدہ کیا ہے کہ مریخ میں بھی آبادی کی حس و حرکت پائی جاتی ہے ۔ مریخ کی سطح پر بعض نہریں نظر آتی ہیں ۔ مگر ان کی بابت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ طبعی اثرات کا نتیجہ ہیں جس طرح امتداد زمانہ کے ساتھ انسانی تعمیرات میں تغیرات پیدا ہوتے رہتے ہیں ۔ اسی طرح ان کے نقشہ میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے ۔ اگر یہ نہریں کسی اور ہستی کی تعمیر کا نتیجہ ہوں تو اس بات کا یقین ہے کہ وہاں تعمیر کرنیوالی ہستیاں بھی ضرور ہوں گی ۔ کیونکہ معمار کے بغیر عمارت کھڑی نہیں ہو سکتی ۔ جبکہ مریخ میں ایسی بڑی نہریں پائی جاتی ہیں جن کے سامنے ہماری دنیا کی نہریں بلحاظ وسعت و طوالت ہیچ ہیں تو یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ان نہروں کے بنانیوالے لوگ دیگر ستاروں کے ساتھ باتیں کرنے کے لئے بعض آلات کی ساخت میں ضرور مصروف ہوں گے ۔

پروفیسر ساڈے نے "سائنس اور زندگی" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ریڈیم کے متعلق تجربات کرتے ہوئے انہوں نے یہ بات معلوم کی ہے کہ ہمارے ارد گرد کے ذرات میں قوت و حرکت پائی جاتی ہے جس وقت اس قوت پر قابو پانے کا راز کھل گیا انسان کو لامحدود طبعی طاقت حاصل ہو جائیگی ۔ طبعی سائنس کی بدولت جہاں تک خوراک اور ایندھن کا سوال ہے اسکے متعلق کشمکش زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا ۔ کیونکہ نئے علمی معلومات کے باعث طاقت و قوت اور حرکت و حرارت میسر ہو گئی ہے ۔ (حق)

ایک جدید دریافت

پہلے تو جب کبھی کسی شخص کا خون بہ جائے تو اس کے جسم میں کسی تندرست کا خون پہنچانے سے مریض کی جان بچائی جاتی تھی ۔ مگر اب ایک فرانسیسی ڈاکٹر نے معلوم کیا ہے کہ سمندر کا پانی خون کے صمغ عربی اور سمندری نمک ملا کر شرائین میں داخل کر دیا جائے تو نتیجہ ایک ہی ہوگا ۔ (از وکیل)

اعلان نکاح

۲۱ ۔ فروری ۱۹۲۰ء بعد از نماز عصر میاں محمد دین ملازم دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا نکاح مسماۃ امۃ اللہ بنت میاں عبداللہ مرحوم قادیانی کے ساتھ بالصدریہ مہر ... [illegible]

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اخبار الحکم ۲۱- فروری سنہ ۱۹۲۰ء میں مسئلہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان کے ماتحت میں حضرت اقدس کی ایک ڈائری شائع ہوئی ہے۔ راقم مضمون نے حضرت سید محمد احسن صاحب اور دیگر "منکران نبوت مسیح موعود" سے استدعا کی ہے۔ کہ وہ اس ڈائری پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

ہم راقم مضمون کی اس استدعا کو پورا کرنا چاہتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیا اس سے اُن کے اعتقادات کی تصدیق ہوتی ہے یا ہمارے کی

ڈائری کے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

محمد احسن صاحب فاضل

یوسف صاحب کا

ایک خط آیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" میں لکھا ہے کہ اس میں نبوت کا دعوے کیا ہے۔ تم اب مقلد ہوگئے اس لئے میں تم سے ملاقات کرنی نہیں چاہتا۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ اس خط کا مفصل جواب اُن کو لکھ دیا جائے تاکہ تبلیغ ہو جائے۔ فرمایا کہ تعجب کی بات ہے کہ لوگ اسکو دعوے جدید کہتے ہیں براہین میں دیکھے الہامات موجود ہیں جن میں نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ چنانچہ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ اور جری الله فی حلل الانبیاء [illegible] کرتے۔ اور پھر افسوس یہ نہیں سمجھتے کہ ختم [illegible] خود

[illegible] ہم نبوت کا

[illegible] جو مسیح اسرائیل کو آسمان سے اتارتے ہیں۔ ہمارے نزدیک کوئی دوسرا تو آیا ہی نہیں بلکہ خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔"

راقم مضمون غور کریں کہ عبارت بالا سے کیا ثابت ہوتا ہے کیا اس سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت مطلق مستقلہ ثابت ہوتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس کا کافی ثبوت یہ ہے کہ حضرت اقدس کے حکم کے مطابق جو اشتہار غلطی کے ازالہ" میں حضرت سید محمد احسن صاحب نے تحریر فرمایا۔ اس کا مطلب ومفہوم محض اسی قدر تھا کہ یہ جزوی نبوت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض اتباع سے ملی ہے۔ اگر اس عبارت کا کچھ اور مطلب ہے۔ تو صاحب مسیح موعودؑ کو چاہئے تھا کہ وہ حضرت سید محمد احسن صاحب کی تحریر جو انہوں نے اس غلطی کے ازالہ پر بطور تفسیر لکھی اسکو غلط قرار دیتے۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اسکو صحیح تسلیم کیا۔

پس آپ نے ثبوت کس بات کا دیا۔ اور اس سے آپ کے دعوے کو کیا تقویت پہنچی۔ بلکہ ڈائری کے الفاظ تو آپ کے عقیدہ کو دھکے دے رہے ہیں۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ:۔

"تعجب کی بات ہے کہ لوگ اسے دعوے جدید کہتے ہیں"

یعنی اشتہار غلطی کے ازالہ میں کوئی نیا دعوے نہیں کیا گیا بلکہ وہی پرانا دعوے ہے۔ اور اس میں دربارۂ نبوت کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی گئی۔ یہ حضرت اقدس کی تازہ شہادت ہے ہمارے عقائد کی تائید میں ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے اس غلطی کے ازالہ سے

کسی جدید نبوت کا دعوے نہیں کیا۔ بلکہ اسی دعوے کا اظہار کیا ہے۔ جو کہ شروع میں آپ نے کیا۔ مگر آپ لوگ یہ مانتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے غلطی کے ازالہ والے اشتہار سے پہلے دعوے نبوت نہیں کیا۔ اور غلطی کا ازالہ پہلا اشتہار ہے۔ جس میں آپ نے اپنے دعوئی نبوت کو پیش کیا۔ پس اُس عبارت سے آپ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ یہ تو آپ اُلٹے ملزم ہیں۔ ع

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

خاکسار۔ محمد شفیع سانالوی۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

ایک عجیب تفسیر

حامیان نبوت مسیح موعودؑ کی طرف سے جو نئے نئے نکتہ فات اظہار ہوتا رہتا ہے وہ نہایت حیرت انگیز اور علمی دنیا میں ایک نہایت ہی عجیب العقول ہوتے ہیں۔

اخبار الحکم ۲۱/۲۸ فروری میں حکیم محمد الدین صاحب گوجرانوالہ کا ایک مضمون "امت محمدیہ میں نبوت" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس میں آپ نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی کی ایک عجیب وغریب تفسیر فرمائی ہے۔ آجتک تو تمام علماء ربانی اور مفسرین اسلام یہی تفسیر کرتے آئے ہیں۔ کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ دین حقہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے اور شریعت تکمیل ہوچکی ہے اور چونکہ شریعت تکمیل ہو چکی ہے۔ اس وجہ سے کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں رہی۔ اور یہی معنے حضرت اقدس کو بھی مسلم تھے۔ لیکن ہمارے نئے فاضل حکیم صاحب موصوف اس سے اجرائے نبوت ثابت کرتے ہیں۔

"اعلیٰ ترین مقام قرب میں سے 'نبوت النبی' ہے۔ سو وہ بھی اس دین پر پورے [illegible] حاصل ہوجائیگی اور خدا کی نعمت تم پر پوری کی جائے گی۔"

ناظرین غور فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ وہ نعمت پوری ہوگئی اتممت علیکم نعمتی لیکن حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ خدا کی نعمت تم پر پوری ہو جائے گی۔ قطع نظر اس کے اگر اتممت علیکم نعمتی سے مراد امت محمدیہ میں نبوت کا اجرا ہے تو مقام تعجب ہے کہ تیرہ سو سال میں صرف ایک ہی شخص اس نعمت کو حاصل کر سکا۔ اور وہ بھی کئی سال تک اُمید وار رہ کر۔ اچھا اتمام نعمت ہو رہا ہے۔

کیوں صاحب! کیا حضرت سے پہلے بھی کوئی شخص پورے طور دین پر چلا ہے یا نہیں۔ اگر چلا ہے تو اسکو نبوت کیوں نہ ملی۔ اور اگر ابھی نہیں چلا تو یوں کہئے۔ کہ ساری امت خیر و برکت ہی محروم گئی۔ خاکسار محمد شفیع سانالوی۔

مُحی الملۃ والدین حضور نظام کی علم دوستی

اعلیٰ حضرت نظام دکن کی علم دوستی ایک حقیقت نفس الامری بن گئی ہے۔ اور اسی وجہ سے چند ہفتے ہوئے۔ کہ حضور ممدوح کو حامی العلوم کے قابل فخر خطاب پیش کئے جانے کی تجویز اخبارات میں شائع کی گئی تھی۔ جو نہایت مناسب اور موزون تھی۔

حال ہی میں حضور نظام نے اپنی علم دوستی کا ایک تازہ ثبوت دیا ہے۔ آپ علوم قدیمہ کی سرپرستی کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور ایک تازہ فرمان کے ذریعہ سے ایک جدید صیغہ درستگی تالیف وتصنیف کھولنے کا حکم نافذ فرمایا ہے جو ایک نہایت ہی مبارک، مستحسن اور قابل تعریف کام ہے۔ نقل فرمان حسب ذیل ہے:۔

"میں دیکھتا ہوں کہ ہماری بہت سی علوم کی کتابیں بہت ہی خراب کاغذ پر چھپی ہوتی ہیں اور اُن کی لکھائی بھی چنداں درست نہیں ہے اس کے علاوہ ان میں اغلاط کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ جن کی صحت ازبس ضروری ہے لہٰذا کم ازکم ایک لاکھ روپیہ کے مصارف سے ہماری ریاست میں ایک جدید صیغہ قایم کیا جائے جس کا نام صیغہ درستگی تالیف و تصنیف رکھا جائے۔ اور ہندوستان سے مختلف علوم و فنون میں کامل دستگاہ رکھنے والوں کو بلوا کر ملازم رکھا جائے۔ یا اُجرت سے کام لیا جائے۔ اور ان کے توسط سے جن کتب میں غلط لکھے ہیں۔ یا معرکتہ الآراء مسائل یا مضامین جو شرح طلب ہوگئے ہیں۔ اُن کی صحت کرائی جائے اور حاشیئے لکھوائے جائیں۔ اور بعد صحت ان کو اچھے کاغذ پر طبع کرا کے علاوہ ہندوستان کے بڑے بڑے مطابع یا کتب خانوں کو قیمت پر دے دیئے جائیں۔ تاکہ پبلک اس سے فائدہ اُٹھائے اور قدیم علوم و فنون کی بے وقعتی جو دستبرد زمانہ سے ہو رہی ہے۔ اور جو صفحہ ہستی سے معدوم ہو رہے ہیں۔ اور پھر ایک [illegible] محفوظ ہو جائیں۔ میرا یہ حکم جریدہ غیر معمولی میں شائع کیا جائے۔ اور دوسرے سربرآوردہ اخبارات میں شائع کرنے کے لئے اس کی ایک ایک نقل روانہ کردی جائے۔ تاکہ اس کارروائی سے پبلک بے خبر نہ رہے۔"

مُراسَلات

سعدی اَبشوئے لوحِ دل از نقشِ غیرِ حق

علمے کہ راہِ حق ننماید جہالت است

حق الیقین

مولوی عبید اللہ صاحب بسمل کی اس کتاب پر پہلے بھی ایک آرٹیکل میں میں نے نظر کی تھی۔ فی الواقعہ مولوی صاحب نے پوری مولویت اس کتاب کی تالیف میں صرف کردی ہے اور یحرفون الکلم عن مواضعہ کے مطابق اپنے اسلاف کے نقش قدم پر پورا قدم انھوں نے رکھا ہے۔ اگر دنیا میں ایسی تاویلوں کا نام تفسیر القرآن و حدیث رکھا جائے۔ تو دنیا سے امان اُٹھ جائے۔ میں کہتا ہوں۔ دنیا میں ایسے زندیق اور ملحد لوگ بھی گذرے [illegible] جنہوں نے قرآن اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] بنایا۔ اور ایسی ہی رکیک تاویلوں سے اپنی مطلب براری کی دیکھو! ایک شخص نے اپنا نام لا رکھا۔ اور حدیث لا نبی بعدی کو اپنے اوپر چسپاں کیا۔ ایک دوسری عورت نے کہا۔ لا نبی بعدی حدیث میں ہے۔ لا نبیۃ بعدی تو نہیں۔ پس میں نبیۃ ہوں۔

پس یہ ہیں ان زنادیق، ملحدین کی تفاسیر جو وہ کرتے تھے۔ اگر کچھ نمونہ ایسی تفاسیر کا دیکھنا چاہو۔ تو شیعہ تفاسیر کی سیر کرو۔ ان فرعون وهامان وجنودهما سے مراد ابوبکر و عمر اور اُن کے متابعین ہیں۔ جو قیامت صغریٰ رجعت میں زندہ کئے جائینگے۔ و ان له معيشة ضنكا اسکی تفسیر میں شیعہ مفسرین در افشانی فرماتے ہیں۔ کہ قیامت صغرٰے یعنے رجعت میں شیعوں کی خوراک گوبر ہوگی۔

پس مولوی عبید اللہ صاحب ایسی تفسیر کرنے پر خوش نہ ہوں۔ یہ یہود اور ملحدین اور زندیقوں کی طرح تحریف معنوی ہے۔ خیر یہ تو جدا بات ہوئی۔ مگر یہ کس قسم کی دیانتداری ہے۔ کہ نقل روایات میں انسان سارق ثابت ہو۔ کس قدر شرم کی بات ہے۔ اس مولوی کے لئے جو نقل روایت اور اقوال میں خیانت اور سرقہ کا مرتکب ہو۔ کم ازکم یہ لعنت کا داغ تو اپنے چہرہ پر نہ لگایا ہوتا۔ میں حیران ہوں۔ کہ تمہارا ضمیر بھی تم کو اس ملعونہ کارروائی پر ملامت نہیں کرتا۔

مولوی صاحب کی سرقہ کارروائی ملاحظہ کرو:۔

تفسیر صافی، جس کا حوالہ مولوی عبید اللہ صاحب نے اپنی کتاب "حق الیقین" کے صفحہ [illegible] پر لکھا ہے۔ اس میں۔ حدیث حسب ذیل الفاظ میں درج ہے۔ فی المناقب عن النبیؐ قال انا خاتم الانبیاء و انت یا علی خاتم الاوصیاء وقال امیر المؤمنین ختم محمد الف نبی و انی ختمت الف وصی الخ (صفحہ [illegible] تفسیر صافی)

اور مولوی عبید اللہ صاحب نے حدیث بدیں الفاظ نقل کئے ہیں:۔ فی المناقب عن النبی صلی الله علیه وسلم قال انا خاتم الانبیاء و انت یا علی خاتم الاولیاء

مولوی صاحب کی [illegible] کارروائی ملاحظہ ہو۔ بجائے خاتم الاوصیاء کے مولوی صاحب نے خاتم الاولیاء لکھکر اپنا اُلّو سیدھا کرلیا ہے۔

اب ارباب فہم پر واضح ہو۔ کہ مولوی عبید اللہ صاحب نے کیوں یہ کارروائی کی۔ یہ اس لئے تاکہ جیساکہ خاتم الاولیاء کے معنے ولیوں کا ختم کرنیوالا کے نہیں۔ اسی طرح خاتم الانبیاء کے معنے نبیوں کا ختم کرنیوالا کے نہیں۔ مگر وصی کا لفظ اس تاویل کا متحمل نہیں تھا۔

کیونکہ وصی اسکو کہتے ہیں۔ جس کو نبی اپنا وصی مقرر کرے۔ اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اس لئے علی خاتم الاوصیاء [illegible] کیونکہ جب نبوت ختم ہوگئی۔ تو وصایت بھی ختم ہوگئی۔ اگر نبی آوے تو وہ ضرور اپنا وصی مقرر کریگا۔ تو چونکہ علی خاتم الاوصیاء ہیں تو پھر کوئی نبی بھی نہیں آسکتا۔ اگر وصایت علیؑ پر ختم نہ ہو۔ تو ضرور نبی بھی آویں گے۔ کیونکہ یہ لازم ملزوم ہیں۔ کیونکہ شیعہ اصول کے مطابق ہر نبی پر فرض ہے۔ کہ وہ اپنا وصی مقرر کرے۔

اس حالت میں ہم لوگ ان مولوی صاحبان کی علمی فضیلت

تازہ ترین خبریں

خلافت ڈیپوٹیشن لنڈن میں

ہندوستانی مسلمانوں کی ڈیپوٹیشن کا پہلا گروہ ۲۶ فروری کو لنڈن میں پہنچ گیا ہے۔ وہاں کے مسلمانوں نے اور طلبائے یونیورسٹی نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا۔ ممبران ڈیپوٹیشن فوراً حضور مجسٹی آف کامنز دار العلوم میں تشریف لے گئے جہاں انہوں نے ترکی بحث کو بڑی توجہ سے سنا۔

ترکوں کو قسطنطنیہ سے نکال دینے کے متعلق مسٹر مانٹیگو کے خیالات

لنڈن ۲۵ فروری - اخبار ایوننگ سٹینڈرڈ کے ایک قائم مقام کے ساتھ انٹرویو کے دوران میں مسٹر مانٹیگو نے لارڈ رابرٹ سیسل کے اس مضمون کا جواب دیتے ہوئے جس میں انہوں نے ترکی گورنمنٹ کو قسطنطنیہ سے ترکوں کا لے لیا جانا جنگ کا ایک ضروری نتیجہ ہوتا ہے۔ تو بہ حیثیت ہندوستانی ہونے کے صلح کے پریزیڈنٹ کے میں کہتا ہوں۔ کہ ہمیں ہندوستانیوں کو ترکی کے خلاف جنگ میں حصہ لینے کے لئے نہیں کہنا چاہئے تھا۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ ہندوستان کی خدمات جنگ کو مدنظر رکھتے ہوئے دنیا کا کوئی ملک ہندوستان سے بڑھکر اس بات کا مستحق نہیں ہے کہ اس معاملہ کے متعلق اس کی خواہشات پر غور کیا جائے۔ اور

اور تمام ہندوستان میں تمام لوگوں کو جنہوں نے اس معاملہ کے متعلق رائے ظاہر کی ہے خواہ وہ کسی قوم یا مذہب کے کیوں نہ ہوں۔ یہ یقین ہے۔ کہ پایہ خلافت میں مداخلت کیا جانا ہندوستان کے بیرونی اور اندرونی امن کے لئے نہایت لازمی ہے۔ ہندوستانی وفد صلح نے ایک آرمینین ریاست کے بنائے جانے یا عراق عرب اور فلسطین میں عربوں کے ترکوں کی حکومت سے آزاد کئے جانے کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ کسی قوم کو قسطنطنیہ پر ایسا اچھا حق حاصل نہیں ہے۔ جیسا کہ ترکوں کو حاصل ہے۔ جو اس شہر کی کثیر ترین آبادی کا حصہ ہیں۔ اس لئے ہمیں ترکوں اور ایک بین الاقوامی حکومت کی تاریخی مثالیں ایسی کامیاب نہیں ہوئی ہیں کہ جس سے یہ امر یقینی ہو جائے کہ یہ حکومت ترکوں کی حکومت سے بہتر ہوگی۔ اس وقت جبکہ ترک ایشیائے کوچک میں یورپین اثر سے دور آوارہ پھر رہے ہوں گے۔ اس حالت کی نسبت جبکہ قسطنطنیہ میں اس کا یورپ کے ساتھ تعلق قائم رہیگا۔ آرمینیوں کے قتل عام کو روکنا زیادہ آسان نہ ہوگا۔ مسٹر مانٹیگو نے کہا کہ حال میں جو افواہیں پھیلائی گئی تھیں کہ ترکی کو تباہ کیا جائیگا اور اپنے پایہ تخت سے محروم کیا جائیگا۔ یہ آرمینیوں کے حال کے قتل عام کے اصلی بواعث میں سے ایک تھیں۔

سمرنا میں قابل اعانت مظلوم مسلمان

برٹش سوسائٹی ہلال احمر کے پریزیڈنٹ آنریبل سید امیر علی صاحب کے دستخط سے مراسلت ذیل چیپہ اخبار میں شائع ہوئی ہے کہ سمرنا اور ایشیائے کوچک کی مسلمان آبادی کے مصائب کے متعلق کہ اکثر اوقات ایک عینی شاہد کی طرف سے برٹش سوسائٹی ہلال احمر کو موصول ہوتے ہیں۔ دلائت مذکورہ کے مسلمانوں بالخصوص بچوں میں فاقہ کشی۔ برہنگی دبے برگ رلوائی سے ہولناک نتائج کا رونما ہو رہا ہے۔ گاؤں کے گاؤں ویران ہو گئے ہیں۔ کھیت اجڑ گئے ہیں اور بکثرت لوگ جن کی تعداد ایک اور دو لاکھ کے مابین اندازہ کی جاتی ہے خانماں برباد ہو گئے ہیں۔ اور ناقابل بیان تکالیف کا شکار بن رہے ہیں۔ مسٹر ہربرٹ جنہوں نے جنگ بلقان کے ایام میں قسطنطنیہ میں برٹش ہلال احمر کی امداد رسانی کا انتظام کیا تھا تحریر کرتے ہیں کہ سمرنا میں امداد کی ضرورت نہایت شدید ہے۔ مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مصائب سے صدہا آدمی بھوکے مر رہے ہیں اب تک ان کی امداد و اعانت کی مطلق کوشش نہیں ہوئی۔ میں ادھر جانے اور وہاں اس بات کی تحقیق کرنے پر آمادہ ہوں کہ کہاں تکلیف و مصیبت پھیلی ہوئی ہے۔ نیز جس طرح میں تھریس و مقدونیہ میں کرتا رہا ہوں اسی طرح امداد تقسیم کرتا رہا ہوں۔ سمرنا میں بھی جو اس وقت مصیبت زدوں کی دستگیری اور امداد کرنے میں مجھے تامل نہ ہوگا بہرکیف

انہیں اس وقت امداد کی احتیاج ہے سمرنا کے لوگ نہایت سخت تر تکلیف و ہولناک مصائب کے ہدف بن رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان کی فوری اعانت کی جائے گی۔

مختصر یہ کہ ان کی امداد بلا توقف ہونی چاہئے۔ قابل اعانت خانماں برباد وں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ چونکہ دستگیری اور امداد کی نہایت اشد ضرورت تھی۔ لہٰذا برٹش سوسائٹی ہلال احمر نے صیغہ خارجہ کے توسط سے آٹھ سو پونڈ ان مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کے لئے مسٹر ڈینو کو بھیجدئے ہیں۔ بنا بریں سوسائٹی آپ کے اخبار کے ذریعہ سے تمام مخیر اصحاب سے اپیل کرتی ہے کہ وہ قوم اعانت براہ راست سوسائٹی کے خزانچیوں مسرز کوٹس اینڈ کمپنی ۴۴۰ سٹرینڈ ڈبلیو سی۔ لنڈن کو بھیجنی چاہئیں۔

سوسائٹی مذکور کی یہ اپیل امید ہے کہ ہندوستان میں موثر ثابت ہوگی۔ ایسے مصائبین کی معاونت سے بڑھکر کوئی امر واجب اجر جزیل نہیں ہو سکتا۔

حجاز میں کوئی انگریزی فوج نہیں

گورنمنٹ نے اس افواہ کی تردید میں ایک سرکاری اطلاع شائع کی ہے کہ شریف مکہ کی امداد کے لئے حجاز میں انگریزی باقاعدہ فوج مقیم رہی ہے۔ اور بتلایا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ جنوری۔ فروری اور مارچ ۱۹۱۹ء میں بہت سے ہندوستانی مسلمان افسروں اور سپاہیوں کو شریف مکہ کی دعوت پر شرکت حج کی اجازت دیگئی تھی یہ لوگ حج کرکے عرصہ سے حجاز سے واپس جا چکے ہیں اور ان کی آخری پارٹی ۲۲ مارچ ۱۹۱۹ء کو جدہ سے سویز کو روانہ ہوگئی تھی۔ ممکن ہے کہ جبکہ احرام باندھنے سے پیشتر یہ لوگ حجاز میں فوجی وردی پہنے ہوئے پہنچے تھے۔ اس سے یہ بے بنیاد افواہ پیدا ہوئی ہو۔ لیکہ یہ لوگ بغیر اسلحہ کے تھے۔ جنہیں یہ سفر میں پیچھے چھوڑ آئے تھے۔

جوڈیشل و اگزیکٹو اختیارات کی علیحدگی

حضور وائسرائے کی قانونی کونسل میں آنریبل سر ولیم ونسنٹ نے بجواب استفسار تسلیم کیا کہ ملک میں کثرت رائے جوڈیشل و اگزیکٹو اختیارات کی مزید تقسیم کی تائید میں ہے۔ لیکن گورنمنٹ کیطرف سے یہ اعتراف بہت دیر کے بعد ہوا ہے۔ حالانکہ اس بارہ میں عام رائے کا میلان عرصہ سے ظاہر و نمایاں تھا۔ آنریبل موصوف نے مزید برآں کہا کہ گورنمنٹ کو اس میں شبہ نہیں کہ سکیم اصلاحات کے مطابق جدید گورنمنٹ مسئلہ ہذا پر جلد غور کریگی۔ لیکن سوال ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ اب تک کیوں اس ضروری اصلاح پر عملدرآمد سے قاصر رہی۔ تیس سال ہوئے۔ جبکہ آرڈ ڈفرن نے علیحدگی اختیارات کو حسن انتظام کا موجب تسلیم کیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ ایسی اہم اصلاح پر تا حال عملدرآمد نہ ہوا۔ اور اب بھی اسے مستقبل کی جدید اصلاح یافتہ کونسل پر چھوڑا جاتا ہے۔

جلد ۷ | مدینۃ المسیح لاہور یکشنبہ مورخہ ۱۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۷ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۶۵

کلام الامام امام الکلام

درمعرفتِ انسانِ کامل مظہرِ حق تعالیٰ

(گذشتہ سے پیوستہ)

بزرگو نشانہائے صدق ہمہ ہائم
بشرط آنکہ بصیر امتحان‌ہا باشد
فلک قریب زمیں غرق بارش برکات
کجاست طالبِ حق تا یقیں فزا باشد
کجا دلے کہ درو خشیت خدا باشد
کجاست مردم چشمیکہ باحیا باشد
بجاہ و منصب دُنیا منازاے ہُشیار
کہ ایں تنعم و عیشت نہ دائما باشد
چو خواب بگذرد ایں وقت خوش کہ میداری
طمع مدار کہ ایں حال را بقا باشد
نماز میکنی و قبلہ را نمیدانی
ندانمت چہ غرض زیں نمازہا باشد
زدیدہ خوں بچکاند سماع قصۂ حشر
بشرط آنکہ بدل خشیت خدا باشد
بنفس تیرہ تمنائے وصل او ہیہات
رسد ہماں بخدا کو ز خود فنا باشد
قدم بمنزل رہ‌ماناں بنہ کہ جز ایں
جہان و کار جہاں جملہ ابتلا باشد
چہ جائے خواب خوش و امن و عیش و عافیت است
ہنگ مرگ چو ہر لحظہ در قفا باشد
کشاد کار بدل بستن است در محبوب
چہ خوش کسیکہ گرفتار او رہا باشد

(باقی دارد)

جواہر ریز

(از حضرت مسیح موعود)

(بسلسلہ اشاعت مورخہ یکم فروری ۱۹۲۰ء)

سورۂ فاتحہ قرآن شریف کا باریک نقشہ

وہ رحمٰن ہے۔ بدون عمل عامل کے اپنا فضل کرتا ہے پھر مالکیت یوم الدین جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے بامراد کرتی ہے۔ دُنیا کی گورنمنٹ کبھی اس امر کا ٹھیکہ نہیں لے سکتی کہ ہر ایک بی اے پاس کرنیوالے کو ضرور نوکری دیگی۔ مگر خدا اور خدا تعالیٰ کی گورنمنٹ کامل گورنمنٹ اور لا انتہا خزائن کی مالک ہے۔ اسکے حضور کوئی کمی نہیں۔ کوئی عمل کرنیوالا ہو۔ وہ سب کو فائز المرام کرتا ہے۔ اور نیکیوں اور حسنات کے مقابلہ میں بعض ضعفوں اور سستیوں کی پردہ پوشی بھی فرماتا ہے۔ وہ تواب بھی ہے اور ستیر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہزارہا عیب اپنے بندوں کے معلوم ہوتے ہیں مگر وہ ظاہر نہیں کرتا۔ ہاں ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ بیباک ہوکر انسان اپنے عیبوں میں ترقی پر ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی حیا اور پردہ پوشی سے نفع نہیں اُٹھاتا۔ بلکہ دہریت کی رگ اُس میں زور پکڑتی جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ اس بیباک کو چھوڑا جائے۔ اسلئے وہ ذلیل کیا جاتا ہے۔ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کو محمد حسین کی نسبت الہام ہوا کہ اس میں کوئی عیب ہے۔ اُس نے چاہا کہ وہ ظاہر کردیں مگر انھوں نے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ کی حیا مانع ہے۔ پھر انھوں نے اسکی نسبت ایک رویا میں دیکھا کہ اسکے کپڑے پھٹ گئے ہیں چنانچہ اب وہ رویا پوری ہوگئی۔

غرض میرا مطلب تو صرف یہ تھا کہ رحیمیت میں ایک خاصہ پردہ پوشی کا بھی ہے۔ مگر اس پردہ پوشی سے پہلے یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی عمل ہو۔ اور اس عمل کے متعلق اگر کوئی کمی یا نقص رہ جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی رحیمیت سے اُس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت میں فرق یہ ہے کہ رحمانیت میں فعل اور عمل کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ مگر رحیمیت میں عمل اور فعل کو دخل ہے۔ لیکن کمزوری بھی ساتھ ہی ہے۔ خدا کا رحم [illegible] کہ پردہ پوشی کرے۔ اسی طرح مالک یوم الدین وہ ہے [illegible] اصل مقصد کو پورا کرے خوب یاد رکھو کہ یہ امہات الصفات روحانی طور پر خدا نما تصویر ہیں۔ ان پر غور کرتے ہی معًا خدا سامنے ہو جاتا ہے۔ اور روح ایک لذت کے ساتھ اچھل کر اسکے سامنے سربسجود ہو جاتی ہے۔ چنانچہ الحمد للہ سے جو شروع کیا گیا تھا۔ تو غائب کی صورت میں ذکر کیا ہے۔ لیکن ان صفات اربعہ کے بیان کے بعد معًا صورت بیان تبدیل ہوگئی ہے کیونکہ ان صفات نے خدا کو سامنے حاضر کردیا ہے۔ اس لئے حق تھا اور فصاحت کا تقاضا تھا کہ اب غائب نہ رہے۔ بلکہ حاضر کی صورت اختیار کیجائے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ ۴ مارچ بوقت ظہر دہلی سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ آپ اب خدا کے فضل سے تندرست ہیں لیکن ابھی نقاہت باقی ہے۔

گذشتہ خطبہ جمعہ آپ ہی نے پڑھا۔ نماز جمعہ کے بعد آپ نے مدراس کے متعلق کچھ کوائف بیان فرمائے۔ فرمایا کہ مدراس میں ہمارے کئی ایک مخلص احباب ہیں جو دل سے ہمارے عقائد سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ اور مالی امداد دینے کے لئے تیار ہیں۔ ایک صاحب نے ساڑھے چار ہزار اور ایک دوسرے نے ہزار ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ ابھی دوسرے احباب بھی چندہ دینگے۔ امید ہے کہ ایک معقول رقم فراہم ہو جائیگی۔ پھر فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ روپیہ کی وجہ سے ہمیں دقت پیش نہ آئیگی اگر دقت پیش آئی تو آدمیوں کی وجہ سے آئیگی۔

فرمایا ضرورت ہے کہ ہمارے احباب علم دین حاصل کرکے ملک میں پھیل جائیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کو دور دور تک پہنچانے کا بہتیہ کرلیں۔ مدراس میں مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ تم ایک نیک کام کی تحریک میں لوگوں کو حصہ لینے سے کیوں روکتے ہو۔ ایک شخص نے کہا تمہارے عقائد درست نہیں ہیں۔ میں نے کہا ثابت تو کرو کہ ہمارا ایک عقیدہ بھی خلاف اسلام ہے۔ ایک نے کہا کہ تم نزول ابن مریم کے منکر ہو۔ میں نے جواب دیا کہ کیا ہم نزول ابن مریم کو نہیں مانتے جن کا عقیدہ ہے کہ وہ نازل ہوکر فوت بھی ہوگیا۔ اسکے بعد آپ نے اپنے دوستوں کو علم دین حاصل کرنے اور تبلیغ کی تاکید مزید کی۔

حضرت خواجہ صاحب کے جو لیکچر مدراس میں ہوئے مفصل کوائف آنے پر درج اخبار کئے جائینگے۔

جناب مولوی مصطفیٰ خان صاحب کا تار ماریشس سے خیر و عافیت کا موصول ہوا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مبارکباد: ہمارے پُرانے مخلص دوست جناب مرزا عبدالکریم صاحب تاجر [illegible] اپنے ایک تازہ مراسلہ میں یہ مژدہ سناتے ہیں کہ خدا وند کریم نے آپکو پلیٹھا فرزند نرینہ عطا فرمایا جس کا نام عبدالحمید رکھا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو عمر دراز بخشے اور اسکو اپنا محبوب بنا دے۔ آمین

مہمان خانہ کو وسعت دینے کے لئے لائبریری راجہ منظور الٰہی صاحب کے مکان میں منتقل کردی گئی ہے۔

مدراس میں ہماری کامیابی سُن کر بحکم بہت سٹپٹایا ہے اور اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ فوراً سمجھا کر پیغامی اپنا زہریلا اثر پھیلانے میں وہاں کوشاں ہیں۔ افسوس ہے ان لوگوں کی حالت پر۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے ماسٹر فقیر اللہ صاحب پبلشر نے گلزار محمدی سٹیم پریس لاہور میں [illegible] چھپوا کر دفتر پیغام صلح [illegible] سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ - یکشنبہ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۲۰ء نمبر ۶۵

حضرت خواجہ صاحب کا لیکچر مدراس میں

مدراس کے مشہور و معروف انگریزی اخبار "ہندو" نے حضرت خواجہ صاحب کے لیکچر کے متعلق جو مضمون شائع کیا ہے۔ ذیل میں اُس کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

اسلام پر ایک لیکچر

خواجہ کمال الدین صاحب نے جو شمالی ہندوستان کے رہنے والے اور آجکل یہاں مدراس میں تشریف فرما ہیں۔ گذشتہ شام کو لالی ہال میں "مذہب فطرت" پر ایک فاضلانہ لیکچر دیا۔ ہال شہر کے مسلمان شرفاء سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا چند ہندو معززین کو بھی لیکچر سننے کی خواہش کشاں کشاں لے آئی تھی۔ آنریبل سیٹھ یعقوب حسن صاحب خان بہادر سیٹھ لال جی مال جی۔ آنریبل جسٹس عبدالرحیم صاحب۔ مسٹر جمال محمد فائز الرحمٰن - عبدالرحمٰن ستار صاحب - زین العابدین صاحب۔ ایس کستوری رنگا آئر - ادرسی راجہ گوپال چاریہ بھی تشریف فرما تھے۔

آنریبل سر عبدالرحیم صاحب نے بحیثیت صدر فاضل لیکچرار کا تعارف حضار مجلس سے نہایت ہی موزون الفاظ میں کرایا۔ اور فرمایا کہ خواجہ کمال الدین صاحب ایک مشہور معروف مسلم مشنری بزرگ ہیں۔ جنہوں نے اسلامی جھنڈا برٹش سلطنت کے قلب یعنی سرزمین لنڈن میں گاڑا ہے۔ اسلام کی اشاعت کا کام جو انگلستان میں کر رہے ہیں۔ نہایت شاندار ہے۔ ہمیں اُن کا نہایت ہی ممنون اور شکر گذار ہونا چاہئے کہ انہوں نے اس قدر لمبے سفر کی زحمت گوارا کر کے اہل مدراس کو اپنے بیش بہا مذہبی معلومات سے متمتع فرمانے کا تہیہ فرمایا ہے۔ . . . .

. . . . جہالت اور تعصب کا پردہ جو اہل انگلستان نے اسلام . . . . . . کے درخشندہ چہرہ پر ڈال رکھا ہے۔ لوگوں کے وہم میں بھی نہیں آسکتا . . . .

. . . . اسلام کے متعلق ان کا علم ویسا ہی ہے جیسا کہ ازمنہ متوسط کے عیسائیوں کا تھا۔ اسواسطے اہل انگلستان کو جن کا تعلق مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے۔ اسلام کے متعلق صحیح حالات کا پہنچانا ہندوستانی مسلمانوں اور انگریزوں کے حق میں نہایت ہی ضروری تھا۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے خواجہ کمال الدین صاحب کے مشن کا کام نہایت ہی اہم اور مفید معلوم ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب نے مذہبی معاملات کو نہایت ہی وقیق نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ اور کوئی شخص اس بات میں اُن کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا . . . . . اور بلاشبہ جو کچھ وہ آج فرمائینگے۔ نہایت دلچسپ اور دلپسند ہوگا۔

صاحب صدر کے الفاظ کے بعد خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنا لیکچر قرآن مجید کی چند آیات کی تلاوت سے شروع کیا۔ اور فرمایا کہ صحیفۂ قدرت کے کسی ایک ورق کو اُلٹو اور پڑھو۔ تو آپکو اُس کی ہر سطر میں موٹے حروف میں انسانی ترقیات کے واسطے یہی اصول اور قواعد نظر آئینگے۔ ہر ایک ذرّہ اپنے اندر ایسی صفات رکھتا ہے۔ جو ایک خاص وقت میں عالم وجود میں آکر ایک خاص شکل اختیار کر لیتی ہیں ہر جگہ اور ہر وقت مادہ اور روح بغیر ایک انچ پیچھے ہٹنے کے ترقی کرتے رہتے ہیں یہ بات تمام ارتقائی حالتوں میں نمایاں معلوم ہوتی ہے۔ کائنات کا ہر ایک ذرّہ اس بات کا جو حال ہی میں ماہرین سائنس کے علم میں آئی ہے شاہد ہے مختلف ارتقائی درجات میں ذرات عالم خواہ کچھ ہی ہوں۔ قانون قدرت کی مضبوط آہنی زنجیروں میں نہایت ہی مضبوطی سے جکڑے ہوئے ہیں اور وہ ان قواعد کی حدود سے (جیکے اندر ہی رہ کر وہ اپنی ہستی کا نشوونما دیکھتے ہیں) ادھر اُدھر نہیں ہو سکتا

اور یہ تمام رہنما اور قوانین کئی صدیاں گذریں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب سمجھ لئے تھے۔ اسلام کے معنے قوانین قدرت کی پوری پوری تابعداری کے سوا اور کچھ نہیں۔ جو مذہب فطرت کے تابع ہیں . . . . . . قوانین سے موسوم ہوتے ہیں۔

پھر نابل لیکچرار نے کچھ دیر عیسائیت پر بحث کی اور بتایا کہ یہ بات کس قدر مہمل اور مضحکہ خیز ہے کہ انسان پیدائشی گنہگار ہے اور کہ یہ کاملیت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اور دُنیا میں ایک ناکمل ہستی ہے۔ آپ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور قرآن شریف سے ثابت کیا کہ ہر ایک انسان معصوم پیدا ہوتا ہے۔ خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان۔ عیسائی ہو یا یہودی۔ اور تمام وہ خصوصیات اپنے اندر رکھتا ہے جو اُسے ایک اعلیٰ درجہ کا کامل انسان بنا سکتی ہیں۔ اسکی حقیقت نہایت ہی درست اور واضح طور سے قرآنی آیات اور موجودہ انکشافات سے ثابت کی اور بتایا کہ انسانی ترقیات کا دائرہ نہایت ہی وسیع ہے۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ انسان غلطی نہیں کرتا۔ مگر ہاں اگر انسان قوانین قدرت کے ماتحت اپنے آپکو رکھنے کا خوگر کرے تو اس کی ترقی یقینی ہے۔

مکمل آزادی کا دستور العمل جو نسل انسانی کو دیا گیا۔ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے وہ خدا کا آخری رسول مانتا ہے۔ عطا کیا۔ اس سوال کا جواب کہ اسلام کیا ہے۔ کہاں سے آیا۔ وہ اپنے کسی آئندہ لکچر میں بتائینگے۔ لکچرار نے کہا کہ میں مذاہب عالم کا ایک ناچیز طالب علم ہوں۔ اور میں نے ہر ایک کتاب کا خواہ وہ کسی مذہب کی تھی نہایت محنت سے اور کچھ سیکھنے کی خواہش سے مطالعہ کیا ہے۔ اور اس نتیجہ کی بنا پر جس پر میں پہنچا ہوں۔ آپ حضرات کی خدمت میں بتانا چاہتا ہوں۔ اور یقین دلاتا ہوں کہ میں تمام دوسرے مذاہب میں وہ وسیع القلب ہونے کی اور سادہ اور فطرت کے مطابق تعلیم جو اسلام میں پائی جاتی ہے معلوم کرنے سے قاصر رہا ہوں۔ صرف اسلام ہی ہے جس نے تمام دوسرے مذاہب سے روا داری اور اُن کے بانیوں کی عزت کرنا سکھائی ہے۔ اس کے بعد خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر کا ملخص اردودان حضرات کی خاطر اردو میں سنایا۔

فاضل لیکچرار کو مسٹر کستوری رنگا آئر نے اُٹھ کر شکریہ کا ووٹ پیش کیا اور کہا کہ اس دہریت اور مادہ پرستی کے دور میں مذہب پر کچھ کہنا ان لوگوں کے لئے جو لیکچرار کے ہم مذہب نہیں ہیں کوئی دلچسپی نہیں رکھ سکتا تھا۔ مگر انکی پُر از معلومات اور مفید تقریر نے ہمارے دلوں میں ایک خاص خیال اسلام کے متعلق پیدا کر دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمام سامعین فاضل لیکچرار کے طرز بیان کی عمدگی اور فصاحت و بلاغت کے قائل ہونگے۔

مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتفاق کیونکر ہو سکتا ہے؟

ذوالفقار لاہور ہندو مسلمانوں کے اتفاق پر لکھتا ہوا اس بات کا خواہاں ہے کہ "جب تک اہل اسلام شیعہ و سُنی و دیگر مذاہب اسلامیہ کا اختلاف محو نہ کریں گے ان کا اتفاق اتفاق کرنا، ایک ہو جاؤ، ایک ہو جاؤ رٹے جانا مہمل الفاظ اور بے معنے فقرات سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا"۔ ہماری دانست میں بات معقول اور نہایت اہم ہے۔ مگر جس امر یعنی تعزیہ داری میں شمولیت یا اُسکے جواز کا قائل ہونے پر اتفاق کی بنیاد ہمارا ہمعصر رکھنا چاہتا ہے وہ ہماری دانست میں ناواجب ہے۔

ہندو مسلمانوں کے اتفاق میں کسی فریق نے اپنے خصوصی عقائد نہیں چھوڑے اسی طرح اگر مسلمان بھی باہمی اتفاق کی طرف قدم اُٹھائیں تو جس حد تک اُنکا اتفاق ہو سکتا ہے ہو جانا ضروری ہے مثلاً مسلمانوں کے حملہ فرقے - خدا - کتاب - پیغمبر - توحید - نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ و دیگر اصول اسلام پر متفق ہیں اس لئے جو شخص ان امور پر ایمان رکھتا ہے اُسے مسلمان سمجھیں - اور فروعات میں اُسے اپنے خصوصی عقائد کا پابند رہنے دیں۔ شیعہ صاحبان تعزیہ نکالنا اچھا سمجھتے ہیں سمجھیں دوسرے مسلمان ایسے مواقع پر انکی مخالفت نہ کریں آپس کے اختلاف کو محبت اور دلائل سے نہایت احسن طریقہ پر ایک دوسرے کے سامنے پیش کریں۔ کسی فرقہ کی کسی خاص رسم یا جلسہ کے وقت طوفان مخالفت اُٹھانے سے باز رہیں۔ ایک دوسرے کے بزرگوں کو علانیہ حقارت سے یاد نہ کریں

کلمہ گوؤں اور اہل قبلہ کی تکفیر سے خواہ وہ کسی فرقے کے ہوں باز رہیں۔ بلکہ جو شخص کسی مسلمان پر فتویٰ تکفیر میں پیشدستی کرے اُسے بائیکاٹ کر دیں ؎

مسلمانوں کے وعدے پورے کرو ورنہ مسٹر مانٹیگو مستعفی ہو جائینگے

اخبارات راوی ہیں کہ "مسئلہ ٹرکی کے متعلق انگلستان کے سیاسی حلقوں میں اسقدر شدید ہیجان پھیل گیا ہے اور حالت اس قدر خطرناک ہو گئی ہے کہ سیاسی مبصرین و مدبرین اسکی نظیر گذشتہ پنجسالہ جنگ کی تاریخ میں کبھی نہیں پاتے۔ ملک کے ہر حصہ میں عظیم الشان جلسے منعقد کئے جا رہے ہیں۔ جن میں ٹرکی کے خلاف زہر اُگلا جا رہا ہے مخالفین ٹرکی کی رائے میں مسٹر لائڈ جارج نے حامیان ٹرکی کے مطالبات کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ اور اس اطاعت کے لئے وہ مسٹر موصوف کی وزارت کی گالی گلوچ اور طعن وتشنیع سے خبر لے رہے ہیں یہ علی الاعلان بیان کیا جاتا ہے کہ وزارت مذکور نے قوم کو دھوکا دیا ہے۔ معاصر "سٹیٹسمین" کلکتہ کا نامہ نگار خصوصی لنڈن سے بذریعہ برقی پیام مطلع کرتا ہے کہ دوسری طرف یہ حالت ہے کہ مجلس اعلیٰ (سپریم کونسل) کے فیصلہ کو پلٹ دیا گیا۔ تو مسٹر مانٹیگو غالباً اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جائینگے۔ اور عجب نہیں کہ منازعات یہاں تک طول کھینچیں کہ پارلیمنٹ کا ایک عام انتخاب لازمی ہو جائے ؎

ٹرکی کے مستقبل پر ولایت کے اخبارات کی پرجوش اور سنسنی خیز رائیں

لنڈن سے تازہ آمدہ تار مظہر ہیں کہ ولایت میں ٹرکی کے مستقبل پر اخبارات میں مختلف المعنے پرجوش مضامین اور لیڈنگ آرٹیکل شائع کئے جا رہے ہیں جن میں چند برگزیدہ اخبارات کی رائیں حسب ذیل ہیں:-

لنڈن ٹائمز۔ صاحب وزیر اعظم کا وعدہ جنوری ۱۹۱۸ء دراصل کوئی وعدہ نہیں بلکہ وہ صرف ترکوں کے لئے ایک پیشکش تھی۔ اور اگر اسے وعدہ کہا جاتا ہے تو اسے کیونکر پورا کیا جائے گا۔

مارننگ پوسٹ:- اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے دانشمندانہ کاروائی یہی ہے کہ ٹرکی میں ایک نئی عمدہ گورنمنٹ قائم کی جائے۔

ڈیلی ٹیلیگراف:- ہوس آف کامنز میں ٹرکی کے مستقبل کی بحث نے اس مسئلہ کو باہر بھی چھیڑ دیا ہے اور جو لوگ مشرقی حالات سے ذاتی طور پر واقف ہیں وہ صلح کانفرنس کے فیصلہ کی متفقہ طور پر تائید کرتے ہیں۔ مگر ناواقف لوگ پارٹی پر حملہ کر رہے ہیں اتحادی طاقتوں نے اس مسئلہ کے حل کا صحیح جواب دیدیا ہے جو مشرق و مغرب میں اُن کی لہر پھیلا دیگا۔

ڈیلی میل:- مسٹر لائڈ جارج کا بیان ناقابل تسکین ہے اور صاحب وزیر اعظم نے ٹرکی اور اس کے متعلق اپنے خیالات میں تبدیلی کرنے میں غلطی کی ہے۔

ڈیلی ایکسپریس:- ہم اتحادیوں کی پالیسی کے ساتھ حرف بحرف اتفاق کرتے ہیں۔

ڈیلی ہیرلڈ:- سلطان ٹرکی کو ضرور قسطنطنیہ میں رکھنا چاہئے مگر سٹریٹس کا انتظام ضرور بین الاقوامی ہونا چاہئے ؎

ایک مبارک نکاح

۵ مارچ ۱۹۲۰ء بعد از نماز جمعہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کی وکالت اور درخواست پر ایک مختصر عربی خطبہ کے بعد ظہور حسین فرزند جناب محمد حسین صاحب بٹوارمی بھاگووال ضلع سیالکوٹ کا نکاح زہرہ بی بی دختر جناب سید فقیر شاہ صاحب سب انسپکٹر حال ال آن آفیسر سیالکوٹ کے ساتھ سات سو مہر پر پڑھا بعد ازاں دعا کی گئی کہ خدا مند کریم یہ قران السعدین دُلہا دلہن اور اُنکے والدین کے لئے بہت سی برکتوں اور سعادتوں کا موجب ہو خدا تعالیٰ سعادت مند اور نیک بخت اولاد عطا فرمائے جو والدین کے آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ حاضرین کی خاطر مدارات کی گئی اس مسرت انگیز تقریب پر مبلغ ـــــ روپیہ کی مجموعی رقم ہر دو بزرگواروں نے

نامۂ ووکنگ

چند مختصر اور ضروری نوٹ

چوہوں کے خلاف جہاد خدا کی دوسری مخلوق کی طرح چوہے بھی دُنیا کے ہر حصہ اور طبقہ میں موجود ہیں۔ جہاں جہاں دُنیا میں انسان نے اپنے کھانے اور پیٹ پالنے کے لئے کوئی سامان جمع کیا ہے۔ وہیں خدا کی یہ چھوٹی سی مخلوق بھی اپنا حصہ بٹانے کے لئے آموجود ہوتی ہے۔ انہیں دوائیوں سے ہلاک کرو۔ زہریں دو۔ پنجروں میں پکڑ پکڑ کر مارو۔ بلی جیسے دشمن اُنکے پیچھے چھوڑ ا۔ غرض لاکھ جتن کرو۔ اُس کی نسل میں بجائے کمی کے ہمیشہ اضافہ ہی ہوتا جائیگا۔

انگلستان کو بھی خدا کی اس چھوٹی سی مخلوق نے بہت پریشانی میں مُبتلا کر رکھا ہے۔ جس سے تنگ آکر آخر یہاں کے مدبرین کو اس کے خلاف بھی اعلان جنگ بلکہ اعلان جہاد *Crusade* کرنا پڑا۔ اور اسکو مارنے اور ختم کرنے کے لئے تمام وہ ذرائع استعمال کئے۔ جو بڑے سے بڑے سائنسدان کے ذہن آسکتے ہیں۔ لیکن نتیجہ سوائے ناکامی کے اور کچھ نہیں۔

اس ناکامی کا ذکر لنڈن کے سکول آف ٹراپیکل ڈیزیز کے لیکچرر ڈاکٹر ایل ڈبلیو سیمبون نے حال ہی میں اپنے لیکچر کے دوران میں کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ "مجھے چوہوں کے خلاف جہاد عام کی کامیابی پر کوئی ایمان نہیں۔ تجربوں سے بارہا ثابت ہوچکا ہے۔ کہ چوہوں کا استیصال عملاً ناممکنات سے ہے۔ اس چھوٹے سے جانور کا قتل و غارت اس کے پسماندگان کے اور بڑھنے کا موجب ہوتا ہے۔ اور اس کی نسل کو حیرت انگیز طور پر ترقی ہوتی ہے ہم صرف اسی قدر کرسکتے ہیں۔ کہ اپنی کوٹھڑیوں۔ منڈیوں۔ مالگداموں اور دوسری پبلک عمارات *Rat proof* بنائیں۔ یعنی ایسی جن کے اندر چوہا نہ پیدا ہوسکے۔ سامان خوراک کو باقاعدگی اور حفاظت کے ساتھ رکھنے روٹی وغیرہ کے بچے ہوئے ٹکڑوں اور اسی قسم کی ضائع چیزوں کو جلا دینے۔ ان جگہوں کو مسمار کردینے سے جہاں چوہے پناہ ڈھونڈھ لیں اور ایسی کاریگریوں سے جو اسکی وہاں رسائی نہ ہونے دیں۔ ویسا ہی مکان میں کنکریٹ کا بہت زیادہ استعمال۔ تار کے جال اور دھات کی چادر یقیناً اس کی تعداد میں کمی پیدا کریگی"

ڈاکٹر موصوف نے اسکے ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے۔ کہ ہمارے قدیم بزرگ اس ننھے سے دشمن سے جان چھڑانے کے لئے اسکے دشمنوں کی حفاظت کرتے اور چوہے کھانے والے سانپ سے کام لیتے تھے۔ صحت کے حفظ ماتقدم اور دکھوں سے بچانے والی دوائیوں دونوں اشیاء کے لحاظ سے ہمارے قدیم بزرگ ہم سے بہت بڑھ چڑھ کر تھے"

دیکھئے ڈاکٹر صاحب کا بتایا ہوا علاج کتنے لوگوں کو میسّر آتا اور کہاں تک مفید ثابت ہوتا ہے۔ یا سائنس کی تازہ اور جدید شراب اپنی تمام رنگ آمیزیوں اور عجیب وغریب تاثرات کے بعد پھر پرانی ہی بوتلوں میں ڈالی جاتی ہے اور لوگ اپنے اباؤ اجداد کی پیروی میں چوہے کھانے والے سانپ ڈھونڈھنے جاتے ہیں؟

چوہے کے چمڑے سے کام لو اسی کش مکش اور جہاد کے دوران میں ایک شخص کو ایک عجیب تدبیر سُوجھی ہے۔ وہ ٹائمز میں بڑے زور سے یہ مشورہ دیتا اور پوچھتا ہے۔ کہ:-

"کیا اس وقت جبکہ دُنیا بھر میں چمڑے کی بہت کچھ کمی ہوگئی ہے۔ یہ ممکن نہیں۔ کہ چوہوں کے چمڑوں سے اُن چیزوں کے بنانے کا کام لیا جائے جن کے لئے وہ کام دے سکیں۔ اگر ایسی کوئی منڈی قائم ہوجائے جو ان چمڑوں کی بہم رسانی کا کام کرے تو یہ چوہوں کے مارنے کی ایک اچھی ترغیب ہوگی"

نامہ نگار نے یہ بھی بتایا ہے۔ کہ

"یہ چمڑے ایک منافع بخش تجارت کا کام دینگے۔ اور ان سے اعلےٰ درجہ کے بوٹ اور دستانے بن سکیں گے"

یہ سب کچھ ہے لیکن یہ نہیں بتایا۔ کہ جن بیماریوں کے احتمال سے اس حقیر سے مخلوق کی تباہی کی فکر دُنیا پر حکومت کرنے والی قوم کو لاحق ہے۔ وہ بہت سے مُردہ چوہوں کے ایک جگہ جمع ہونے اور ان کے چمڑے اُتارے جانے سے آیا پیدا نہ ہونگی"

بہر حال دیکھئے زمانہ اور دولت کی روز افزوں حرص و آز ابھی کیسی کیسی تجارتیں دکھاتا ہے۔ اور سفید چمڑے پر فخر کرنے والوں کے ہاتھوں کے اوپر اور کپنیوں کے اندر چوہوں کی کھالیں کب نظر آتی ہیں۔

ترکوں کے فرضی مظالم ترکوں کو یورپ سے نکالنے کے لئے آرمینیوں وغیرہ پر اُن کے فرضی مظالم کی جو فہرست یورپ اور امریکہ کے پولیٹکل اور پادریانہ حلقوں میں بنائی گئی ہے اسکو اب انگریز ہمدردان اسلام پر اثر ڈالنے اور اُنہیں مسلمانوں کے مخالف کرنے کے لئے فلموں کی شکل میں تماشوں کے اندر پیش کیا جانے لگا ہے۔

ایک اسی قسم کا تماشا لیگ آف نیشنز کی کمیٹی کے زیر اہتمام آجکل لنڈن میں دکھایا جارہا ہے۔ جس میں ارمنی عورتوں اور بچوں کے برہنہ جسم ترکوں کے مظالم کا تختۂ مشق بنا کر دکھائے جاتے ہیں اس فلم کا نام *Auction of souls.* "روحوں کا نیلام" ہے اور عجیب بات ہے کہ لیگ آف نیشنز کی کمیٹی کے سرکردہ ممبروں کی جن میں سے مسٹر لائیڈ جارج وزیر اعظم بھی ہیں منظوری سے یہ دکھایا جانے لگا ہے۔

اس فلم کا اعلان جس وقت ٹائمز میں ہوا۔ مولینا مولوی صدر الدین صاحب امام مسجد ووکنگ نے برطانوی مسلمانوں کی طرف سے ہوم گورنمنٹ کو ایک چٹھی لکھی کہ ایسے فلم کی نمائش حکماً بند کردی جائے جو فرضی ہونے کے علاوہ برطانیہ عظمےٰ کی مسلمان رعایا کے جذبات کو خطرناک ٹھیس لگانے والی ہے۔

ایسا ہی مسٹر ایم۔ ایچ۔ اصفہانی نے بھی مسلم لیگ کی طرف سے ریپریزنٹیشن کیا۔ لیکن بے سُود!

لیگ آف نیشنز نے اپنی پیدائش کے روز اول ہی میں یہ کارہائے نمایاں ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کا مصداق ہے۔ کیا یہی وہ دُنیا کے مستقل امن کی زبردست چٹان ہے جس پر مسٹر لائیڈ جارج اور دوسرے وزرائے برطانیہ ایک نئے مستقبل کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں۔ کیا اسی اخوت انسانی کو ابوت الہٰی کے ماتحت دُنیا میں قائم کرنے کی اپیل کلیسائے مسیحیت سے کی گئی ہے۔

جس کی پیدائش یہ ہے۔ اُس کی جوانی اور نشو ونما کا حال معلوم!

خاکسار دوست محمد از ووکنگ انگلستان۔

قومی خدمت کا بہترین موقعہ

ہم خرما و ہم ثواب

بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں اینگلو ورنیکلر مڈل سکول کے لئے مندرجہ ذیل سٹاف کی یکم اپریل ۱۹۲۰ء سے ضرورت ہے۔ درخواستیں سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام آئیں۔

سلسلہ کے گریجویٹ اور انڈر گریجویٹ اور تجربہ کار انٹرنس پاس شدہ بھی درخواستیں بھیج سکتے ہیں تنخواہ حسب لیاقت خاطر خواہ دی جائے گی۔

- سینئر انگلو ورنیکلر ۔ ۱
- جونیئر انگلو ورنیکلر ۔ ۱
- سینئر ورنیکلر ۔ ۲
- جونیئر ورنیکلر ۔ ۲
- ٹریننگ کلاس پاس شدہ ۔ ۳

محمد حسین شاہ آنریری سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تضمین

بر غزل حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

از جناب علمی

موج الفت نے طبیعت مری حیراں کردی — جوشش عشق نے حالت بھی پریشاں کردی
سخت مشکل تھی مگر تو نے ہی آساں کردی — ای محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کردی

تو مراد دل عشاق ہے اور سب ہیں مرید — ایک تو ہی ہے دو عالم کیلئے جو ہے مفید
ہے تری فتنہ نوازی سے مجھے بھی امید — ذرہ را تو بیک جلوہ کنی چوں خورشید
اے بسا خاک کہ تو چوں مہ تاباں کردی

جس طرف جاؤں ہوں سنتا ہوں ترا افسانہ — اہل عالم کے دلوں میں ہے ترا کاشانہ
عقل کل بھی ہے تری شمع کا اک پروانہ — ہوشمندان جہاں را تو کنی دیوانہ
اے بسا خانۂ فطنت کہ تو ویراں کردی

تیرے ہی بل پہ تو قائم ہے یہ دین و دنیا — تیرے ہی دم سے ہے عالم میں یہ سب شور بپا
کیں تری وجہ سے عشاق نے جانیں بھی فدا — جان خود کس نہ دہد بہر کس از صدق و وفا
راست ایں است کہ ایں جنس تو ارزاں کردی

خلد کی جاں ہے واللہ ترا باغ حرم — جسمیں رکھتا نہیں مٹ سکے مزار قدم
مجھے مدہوش کیا ہے یہ ترا خاص کرم — تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

یہی مدہوشی پہ قربان کروں ہشیاری — سو توانائی سے بڑھکر ہے یہ لاچاری
کافی دنیا میں ہر اک دل ہو ترا آزاری — ای تپ عشق بیا نیز بکن غمخواری
کافر استی مگرم مرد مسلماں کردی

تری گرمی سے ہر اک جان ہوئی سوز گداز — تیری ہستی سے ہے یہ سلسلہ راز و نیاز
سلسلہ ہے ترا ناز کہ سہی تری نیاز — ہمہ جا شور تو بینم چہ حقیقت چہ مجاز
سینۂ مسلم و مشرک ہمہ بریاں کردی

انتظار و غم و افسوس کو توڑے سب بند — اپنی پیاری سے لگایا ہے ہمارا پیوند
شکر ای بار خدا تونے کیا ہے خورسند — آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

(از الحکم)

لمعات

صادق میں تین علامتیں ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ اُس کی عبادت میں حلاوت اور شیرینی ہوتی ہے۔ دوسری مخلوق اُس سے ڈرتی اور اُس کا رعب مانتی ہے۔ تیسری اُسکی کلام میں ملاحت ہوتی ہے۔

رسول مقبولؐ نے فرمایا کہ تم امر اور نہی عن المنکر کرو۔ اور اگر ایسا نہ کروگے۔ تو خداوند تعالےٰ تم میں سے بُرے آدمیوں کو تمہاری نیکیوں پر مقرر کردیگا اور پھر نیک آدمی خواہ کتنی دعائیں کریں خدا قبول نہیں کریگا۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ دعا کرنے سے پہلے تم نیکی کا حکم اور نہی عن المنکر کرو۔ ورنہ تمہاری دُعا قبول نہیں کی جائے گی۔

رسول مقبولؐ نے فرمایا کہ مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ سوال کیا گیا کہ مسلمان اپنے نفس کو کیونکر ذلیل وخوار کرتا ہے۔ فرمایا اس طرح کہ جسکے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اُس کا مقابلہ کرے۔ اور آپؐ نے فرمایا۔ جب کوئی دیکھے کہ فلاں کام کی مجھ میں طاقت نہیں۔ تو صبر کرے۔ اور امید وار رہے کہ خداوند کریم کوئی دوسری صورت پیدا کرے گا۔

خداوند کریم نے حضرت لقمان علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے کہ انھوں نے اپنے لڑکے کو یہ نصیحت کی کہ پابندی شرع کا حکم کر۔ اور جو چیزیں ممنوع ہیں اُن سے منع کرو۔ اور اس کام کے کرنے پر جو تکلیف اور مصائب تمکو پہنچیں اُن پر صبر کر۔

آنحضرت صلعم نے ابوہریرہ رض سے فرمایا کہ اے ابوہریرہ رض شریعت کی پابندی کا حکم کر۔ اور ممنوعات سے منع کر۔ اور اس رستہ میں تجھے تکلیف پہنچے تو صبر کر۔

توکل کے تین اقسام ہیں:- توکل۔ تفویض۔ تسلیم۔ توکل ابتدائی درجہ ہے۔ تفویض اعلےٰ اور تسلیم درمیانی۔ توکل مومن کی صفت ہے اور تسلیم اُنکی جو خدا کے ولی تھے۔ اور تفویض خاص الخواص کی۔

کہ تم درجہ کا لفظ دکھاؤ۔ جس پر **مولوی صاحب** نے فرمایا کہ تم لفظوں پر نہ اڑو۔ اور معنوی بحث پر آؤ۔ لیکن **پنڈت صاحب** ایسے حواس باختہ ہوئے کہ اصل بحث کی طرف آنا ہی نہیں چاہتے تھے۔ آخر **مولوی صاحب** نے تنگ آکر کہا کہ پنڈت صاحب اگر آپ کو جواب نہیں آتا۔ تو آپ کہہ دیں۔ کہ مجھے جواب نہیں آتا۔ تاکہ میں دوسرا پہلو اختیار کر دوں۔ جس پر صدر جلسہ نے اٹھکر کہا کہ **مولوی صاحب** آپ کسی اور مسئلہ پر گفتگو کریں۔ تو کر سکتے ہیں اسپر مولوی صاحب نے بیٹھکر سلسلہ رشتہ پر کاش لی۔ اور نیوگ کے مسئلہ کو تلاش کرنے لگے۔ لیکن اسی اثناء میں میاں غلام رسول قاضی نے اٹھکر توحید کی بابت سوال کیا۔ اور مادہ و روح کی ازلیت و ابدیت کو خداوند تعالےٰ کے ساتھ مابہ الاشتراک بتلایا۔ جس کا جواب پنڈت صاحب نے یہ دیا۔ کہ مالک خداوند پاک کی ایک صفت ہے۔ اگر ہم مادہ کو ازلی و ابدی نہ مانیں تو خداوند کی صفت مالکیت نہیں رہتی۔ آخر پنڈت صاحب کی تقریر کے بعد صدر جلسہ نے وقت کے اختتام کا آرڈر دے دیا۔ اور بحث ختم ہوئی۔ فقط

راقم یکے از حاضرین جلسہ۔

فراق رفیق و درخواست جنازہ غائب

کل نفس ذائقۃ الموت۔ وما تدری نفس بای ارض تموت۔ وما تدری ای ارضک امر فی غیرھا

۲۵۔ جون ۱۹۱۸ء کو میں میانوالی سے تبدیل ہو کر فیروز پور بحیثیت افسر خزانہ گیا۔ میرے ساتھ دو ملازم تھے۔ ایک ان میں سے نہایت مخلص و وفادار اور تجربہ کار احمدی مسمی فقیر احمد ساکن یارحسین زیدہ ضلع مردان کا رہنے والا تھا پچھلے انفلوانزا میں بیمار ہو کر قضائے الٰہی سے ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو فوت ہو گیا۔ **فانا للہ وانا الیہ راجعون**

میری تبدیلی جب فیروز پور سے کیمبل پور ہونے لگی تو میں نے اس کی قبر کو جو کچا قراں کے قبرستان میں تھی پختہ بنوا کر اس کے سر پر مفصلہ ذیل کتبہ سنگ مرمر نہایت اعلےٰ خوش خط لکھا ہوا لگوا دیا۔

کتبہ کی عبارت مفصلہ ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتبہ

از غلام محمد خان۔ ایم۔ اے۔ احمدی ساکن میانوالی

G. M. K.

افسر خزانہ فیروز پور

در یادگار ملازم و رفیق خود

المتوفی فقیر محمد احمدی ساکن یارحسین داخلی زیدہ ضلع مردان

اللھم اغفر لہ وارحمہ وادخلہ الجنۃ۔

تاریخ وفات فقیر محمد المعروف فقیرو ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء

جزائے مردا	فقیرو
بغربت داخلش	[illegible] تاد

چونکہ اب میں اس رفیق سے جدا ہو کر کیمبل پور آگیا ہوں۔ لہٰذا تمام احمدی احباب سے درخواست ہے کہ اس کا جنازہ غائب اپنے اپنے مکان پر پڑھکر مرحوم کی روح کو ثواب پہنچا دیں۔

الملتمس

غلام محمد۔ احمدی۔ افسر خزانہ کیمبل پور۔

توسیع اشاعت

اخبار کی توسیع اشاعت پر ناظرین کرام پوری توجہ مبذول فرما کر حتی الوسع خریدار پیدا کر کے اجر عظیم کے مستحق ہوں! منیجر پیغام صلح

مباحثہ فیروز پور

مبائعین میاں محمود احمد صاحب کے ساتھ

آج بتاریخ ۲۸۔ فروری ۱۹۲۰ء بر مکان میرزا ناصر علی صاحب پلیڈر فیروز پور ایک مباحثہ ہمارے اور مبائعین جناب میاں محمود احمد صاحب کے درمیان حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے مسئلہ نبوۃ کے متعلق بوقت تین بجے بعد از دوپہر بشرائط ذیل واقعہ ہوا۔ کہ پہلے فریقین یکے بعد دیگرے ایک گھنٹہ تک اپنے اپنے دعاوی پیش کریں اور بعد ازاں بالترتیب ان تقریروں پر سوالات یا اعتراضات پیش کئے جائیں یعنی پہلے پانچ منٹ ایک فریق اپنے سوالات یا اعتراض فریق ثانی پر کرے اور دوسرے پانچ منٹ میں دوسرا فریق ان سوالات کی تردید کر کے اپنے سوالات پیش کرے۔

اور یہ سلسلہ ایک مناسب وقت تک بہ اتفاق رائے فریقین جاری رکھا جائے۔ چنانچہ اس قرارداد کے مطابق بحث ساڑھے چھ بجے شام تک شروع رہی۔ سامعین میں چند غیر احمدی مگر اجتماعی طور پر صاحب علم اور ذی شعور اصحاب بھی شامل تھے۔ پہلے خان صاحب منشی فرزند علی صاحب پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ فیروز پور نے حسب شرائط اپنے دعوے دربارہ نبوت حضرت صاحب کو آنجناب کی اپنی ذاتی تحریرات اور تصنیفات کے کثیر التعداد حوالہ جات سے ثابت کرنے کی سعی بلیغ کی۔ کہ حضرت مرزا صاحب انبیاء سلف کی مانند نبی ہیں۔ اور آپ کی اور دیگر نبیوں کی نبوۃ ایک ہی قسم کی ہے۔ اگر فرق ہے تو وہ محض ذریعہ حصول یا طرز اکتساب میں ہے۔ پہلے انبیاء کی نبوت کسی سابق نبی کی اتباع کی شرط سے مشروط نہ تھی۔ اور ان تمام کا تعلق اللہ تعالےٰ جلشانہ کے ساتھ براہ راست بلا استفادہ کسی دیگر نبی کے ہوتا تھا۔ لیکن فی زمانہ نبوت اسکو میسر آسکتی ہے جو فنا فی الرسول ہو کر اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہو۔ مختصراً حضرت صاحب کو بعد میں بروزی۔ مجازی امتی نبی تسلیم کیا۔ اور کہا کہ اس قسم کی نبوت کا دروازہ تا قیامت جاری رہیگا۔ "حضرت صاحب کو ایک طرف تو ماننا کہ آپ بروزی۔ ظلی۔ مجازی نبی ہیں اور ساتھ ہی دوسری طرف یہ کہنا کہ آپ نفس نبوت کے لحاظ سے سابق انبیاء کی مانند نبی ہیں بذات خود ایک نا سمجھ اور درحقیقت لایعنی مسئلہ ہے" قطع نظر اس کے خان صاحب کی تقریر اور سوالات اور اعتراضات کا مغز یہ ہے کہ آپ نے اپنے ادعا کی سچائی اور علی الحق ہونے کی تصدیق میں حضرت صاحب کی تحریرات کے بیکران کو حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ کی دو تین سطور کی تنگ آبنائے سے گذار کر حقیقت کے وسیع اور بے پایاں میدان پر بکلی پانی پھیر دیا۔

ہماری طرف سے میر مدثر شاہ صاحب گیلانی نے نہایت وسیع اور بلیغ پیرایہ میں حضرت صاحب کی جملہ کلام از قسم تقریر و تحریر میں کما حقہ اور من کل الوجوہ تطبیق دیکر آپ کے دعوے نبوت کو از حد وضاحت اور صراحت بیان فرمایا اور معرض بحث میں ہر ایک تنقیح طلب نقطہ کی تشریح حضرت صاحب کی ذاتی تحریرات اور تصنیفات سے قطعی فیصلہ کن صورت میں کر کے سامعین کے قلوب کو اپنے طرز استدلال اور سحر بیانی سے مسخر کر لیا۔ اور داد و تحسین کا مزین سہرہ زیب دستار فرمایا۔ آپ نے روز روشن کی طرح (دوران تقریر میں بوقت بحث) ثابت کر دیا۔ کہ ظلی، بروزی، مجازی اور امتی نبی محدث ہی ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ حضرت صاحب متعدد در متعدد بار اپنی نبوت کو حقیقی نبوت کے اسم سے موسوم نہ کر کے بلکہ اس سے انکار کر کے اپنی طرف صرف ظلی۔ بروزی یا مجازی نبی یعنی محدث منسوب فرماتے رہے اور ایک صاحب بصیرت و فرزانگی جو معدن علم سے نصیب ور ہے۔ استعارہ اور مجاز کو حقیقت اور اصلیت سے نسبت نہیں دے سکتا۔ طریق حصول یا وجہ اکتساب کہ فلاں نبوت کن حالات اور شرائط کے ماتحت میسر آئی ہے۔ ایک سوال ہی اور ہے۔ امر متنازعہ فیہ تو یہ ہے کہ آیا حضرت صاحب نفس نبوت کے لحاظ سے دیگر انبیاء کی طرح ہیں یا کہ نہ۔ جب حضرت صاحب کو سابق نبیوں کی طرح نبوت کا حقیقی درجہ میسر تھا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کی نبوت کے ساتھ ایک میں تین اور تین میں ایک کی طرح قیود کی پابندی رکھی جاتی ہے۔ جب دو اشخاص کے پاس چیز ایک ہی ہے اور وہ چیز ایک شخص کو حقیقی نبوت کے مفہوم تام کے ساتھ نبوت کے جلیل القدر منصب پر رفعت کا اعزاز و افتخار بخشتی ہے۔ تو بلا ریب دوسرا شخص بھی اسی مفہوم تام کے ساتھ حقیقی اور مستقل نبی کہلانے کا استحقاق رکھتا ہے۔ مگر واضح رہے۔ کہ چونکہ حضرت جانتے تھے کہ آپ کی نبوت اور سابق انبیاء کی نبوت میں نفس نبوت کے لحاظ سے ایک عظیم الشان فرق تھا۔ اور محض لفظ نبی کا اشتراک تھا۔ اسیواسطے بعثت سے لیکر تا دم واپسیں مخالفین کے اعتراضات اور کفر کے فتاوے کے ازالہ میں اپنی نبوت کی نفی فرما کر لفظ نبی کے ساتھ ظلی بروزی۔ مجازی اور امتی الفاظ کی شمولیت کر کے اس سے مراد محدثیت لیتے رہے۔ اور یہ تمام ایسا خدا کے حکم کی تحت میں کرتے رہے۔ مخالفین کا اعتراض یہ تو نہ تھا۔ کہ آپ کی نبوت کا طرز اکتساب ایسا ویسا کیوں تھا۔ یا آپ ظلی بروزی مجازی نبی کیوں بننے کا دعوے فرماتے تھے۔ بلکہ وہ کفر کے تمام فتوے تو اس بنا پر تھے۔ کہ آپ داعی نبوت ہیں۔ ظلی، بروزی، مجازی نبوت کی اصطلاحات کا علم ہی کس شخص کو تھا۔ کہ آیا وہ کیا چیز ہے۔ شاہ صاحب نے اس قدر تقریر کے بعد دیگر سوالات کے معقول جوابات کے علاوہ صفحہ ۳۹۱ کی عبارت کو جس پر خان صاحب نے ہمہ تن زور دیا تھا۔ صفحہ ۳۹۰ کی عبارت سے ربط دیکر ایک شرح لبیط کے ساتھ اور مطمئن طور پر محققانہ انداز سے پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا کہ اس صفحہ کی وہ چند سطور کو اگر حضرت صاحب کے رشتۂ تحریر (جو عجائب الغرائب لولوئے شاہوار اور دُر ہائے مکنون سے منسلک تھے۔) میں آویزاں کیا جائے۔ تو ان میں بھی دیگر دُرہائے نایاب کی سی موزونی، چمک دمک بعجلت تمام نمودار ہو کر ظلمت توہمات سے مطلع قطعاً صاف نظر آتا ہے

قصہ کوتاہ فیصلہ کے متعلق اپنی رائے لیس انداز کر کے ہم تحریر کئے دیتے ہیں کہ غیر احمدی احباب کی متفقہ رائے ہمارے برحق ہونے کی حمایت میں رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

خدا لعالی کا شکریہ } اللہ تعالےٰ جلشانہ کے فضل و کرم سے یہ مباحثہ طرفین میں ہرگز کسی قسم کی دل آزاری اور کبیدہ خاطری کا باعث نہ ہوا۔ اور ہر دو جماعت نے اپنی تبدیلی خیالات کے علاوہ دیگر غیر احمدی برادران کو بھی اپنے اپنے ادعا کے اظہار سے اطلاعاً ان سے مستفید فرمایا۔ علاوہ ازیں ہم میرزا ناصر علی صاحب کے بھی تہ دل سے ممنون و مشکور ہیں کہ آپ کے حسن انتظام سے ہرگز کسی قسم کی تکلیف و زحمت پیش نہ آئی ٭

(از طرف)

جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فیروز پور ٭

تازہ ترین خبریں

لنڈن کا اخبار ٹائمز فوجی تخمینہ کی تقریر پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وسطی مشرق میں مالی سال آئندہ میں افواج کی تخفیف موہوم معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہاں عربوں میں بے چینی پھیل رہی ہے۔ اور ترکوں کی قوم پرست جماعت زور پکڑ تی جارہی ہے۔ نیز بالشویکوں کا بھی خطرہ ہے اسکے خیال میں اگر جنگی دفتر کو عراق عرب میں ہوائی جہازوں۔ ٹینکوں اور مسلح موٹر کاروں کے ذریعہ سے اقتدار رکھنا ہے تو بہتر ہے کہ پہاڑی علاقے چھوڑ کر میدانی علاقہ پر ہی قبضہ رہنے دیا جائے۔

مسٹر چرچل نے دار العوام میں بیان کیا۔ کہ اگر ممکن ہوا۔ تو عراق عرب پر ہوائی بیڑے کے ذریعہ سے اقتدار رکھنے کی سکیم مرتب کی جائیگی۔ اور وزارت اسے منظور کر لے گی۔ اس ہوائی بیڑے کا افسر اعلےٰ عراق عرب میں کمانڈر انچیف مقرر کیا جائیگا۔

دار العوام میں آئرلینڈ کے متعلق ہوم رول کا مسودہ قانون ۲۵۔ جنوری گذشتہ کو رسمی طور پر پیش کر کے پڑھا گیا۔

دار العوام میں سر جان ریس نے شراب کی تیاری بہم رسانی اور فروخت پر کی بندشوں کو جو جنگ کی وجہ سے عائد کی گئی تھیں دور کرنے کی تجویز پیش کی۔ لیڈی آسٹر نے اسکی تردید میں نہایت اعلےٰ پایہ کی تقریر کی۔ جسے عام ممبران نے نہایت قبولیت کی نظر سے دیکھا۔ اور دیر تک چیرز دیتے رہے۔ یہ تحریک ناکامیاب رہی۔

ایم لونگا رہی سابق پریزیڈنٹ فرانس۔ کمیشن معاوضہ کے پریزیڈنٹ مقرر ہوئے ہیں۔

سپریم کونسل نے سوویت گورنمنٹ روس کے ساتھ

تجارت کے مسئلہ پر بحث کی اور فیصلہ کیا۔ کہ کواپریٹو سوسائٹیوں کی معرفت سوویٹ گورنمنٹ کے ساتھ تجارتی تعلقات پھر قائم کر دیا جائے۔

ہنگری کے حکام اعلیٰ بالشویکوں کی مدد سے صلحنامہ کو منسوخ کرنے کی خفیہ کوشش کر رہے ہیں۔ اور وہ اس بات کے منتظر ہیں۔ کہ اتحادیوں میں بعض مشکلات کے بڑھ جانے پر صلحنامہ قابل عملدرآمد نہ رہے۔

جرمنی نے حال ہی میں ایک ڈاک کا جہاز ہالینڈ کی ایک کمپنی کو دیا ہے۔ جو ایمسٹرڈم پہنچگیا ہے۔ فرانس کے اخبار اس پر شور مچا رہے ہیں۔

ٹمو لیک واقع آئرلینڈ میں ۵۰ اور ۸۰ کے درمیان مسلح اشخاص کے گروہ نے کانسٹیبلوں کی بارک پر حملہ کیا۔ ڈاکوؤں نے آتشیں اسلحہ اور بمب استعمال کئے۔ کانسٹیبلوں کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ لیکن صبح کیوقت حملہ آوروں کے تین آدمی ہلاک اور ایک زخمی پایا گیا۔ نیز دو زخمی ڈاکو بھاگ لے گئے۔

مسئلہ ایڈریاٹک کے متعلق مسٹر لائیڈ جارج اور موسیو الیلنڈ نے مسٹر ولسن کو جواب دیتے ہوئے اپنی ۹ دسمبر کی تجویز کو واپس لے لیا ہے۔ اور اُسے مدعو کیا ہے کہ وہ اٹلی اور یوگو سلاف گورنمنٹ کو تاکید کریں کہ وہ پہلی تجویزوں پر خط تنسیخ کھینچکر متفقہ طور پر آپس میں قطعی فیصلہ کریں اگر آپس سے قابل حل فیصلہ نہ ہوا تو عہدنامہ کی شرائط کو قطعی متصور کیا جائیگا۔ البانیہ کے متعلق اُسے جواب دیا ہے کہ اگر اس پر دوبارہ غور کیا جائے۔ تو اہل البانیہ کی سلف گورنمنٹ کے متعلق خواہشات پوری ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یوگو سلافیہ گورنمنٹ کو ایڈریاٹک تک پہنچنے کے لئے سقوطری کے علاقہ میں جگہ ملنی چاہئے۔

جرمن وزیر ہر انز برجر نے استعفا دے دیا ہے۔

پاؤنیر کا خاص نامہ نگار لکھتا ہے کہ انگلستان و فرانس کے تعلقات میں کسی قدر کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کا آغاز شام میں فرانسیسی مشکلات سے ہوا ہے۔ جس میں روسی پالیسی کے متعلق باہمی اختلاف نے اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔ پھر مجرمان جنگ کی فہرست کے بارہ میں کچھ غلط فہمی ہوتی ہے۔

متفرق خبریں

پنجاب پبلسٹی کمیٹی لاہور نے سکیم اصلاحات کی منظوری پر جو حضور ملک معظم کی طرف سے اعلان شاہی نافذ ہوا ہے۔ اس کی یادگار تازہ رکھنے کے لئے کالج۔ ہائی سکول۔ مڈل سکول زنانہ و مردانہ طلباء کے لئے ۱۹۔ انعام مقرر کئے گئے ہیں۔ جو سب سے عمدہ نظمیں اس بارہ میں لکھینگے نقد انعامات کے علاوہ بہترین اردو نظموں کے لئے پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے دو سندات بھی ملینگی۔ اسی طرح پنجابی بہترین نظم کے لئے ایک سند دی جائے گی۔ تمام نظمیں ۱۵۔ مارچ ۱۹۲۰ء تک دفتر پنجاب پبلسٹی کمیٹی لاہور میں پہنچ جانی چاہئیں۔ سکریٹری صاحب اُن کا فیصلہ کریں گے۔

مسٹر آر۔ ایل ہمنتھ آنر۔ وکیل تجویز نے ایک نیا آلہ ایجاد کیا ہے جو خشکی پر چلنے والی گاڑیوں، ہوائی جہازوں اور سمندری جہازوں میں بآسانی لگ سکتا ہے۔ انجن چلانے والا شخص اُس کے ذریعہ رفتار کو جس قدر چاہے محدود کر سکتا ہے موجد کے خیال میں اس آلہ کی مدد سے جہازوں کی رفتار ایک ہزار میل فی گھنٹہ تک ہو سکتی ہے۔ جس پر زیادتی کی بھی امید ہے۔ ایندھن۔ کوئلہ تیل اور گیس استعمال ہو سکتی ہے پیٹنٹ کرا لینے کے بعد موجد اسکو ظاہر کریگا۔

بمبئی اور کراچی کے درمیان جو ہوائی ڈاک کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ سرکار نے اسکے بند کر دینے کا فیصلہ کیا ہے ۹۔ مارچ کے بعد ہوائی ڈاک بند ہو جائے گی۔

۲۵۔ فروری کو حضور وائسرائے کی زیر صدارت امپیریل کونسل نے چار مسودات قانون پاس کئے اول صوبجات کے قانون دیوالہ کا مسودہ۔ (۲) دخانی جہازوں۔ (۳) مردم شماری۔ (۴) محاصل تجارت۔

۲۶۔ فروری۔ لارڈ صاحب بہادر پنجاب۔ ہنڈی گھیب تشریف لے گئے۔ جہاں ۲۷ کو سرداران علاقہ نے خیر مقدم کا ایڈریس پیش کیا۔

لائل پور میں نرخ گندم چھ فی من اور فیروز پور میں نخود چھ فی من کے حساب سے فروخت ہو رہے ہیں۔

۲۵۔ فروری صبح جمرود کے مقام پر سرحدیوں نے سرکاری کیمپ پر حملہ کیا۔ ایک آدمی کا نقصان اٹھا کر واپس ہو گئے۔

۲۴۔ فروری کو وزیریوں نے تھل کوہاٹ ریلوے گاڑی کو پٹری سے اتارنے کی ناکام کوشش کی۔ سٹیشن تھل سے ۵ میل کے فاصلہ پر لائن کو اکھاڑ دیا۔ لیکن محافظ دستہ نے بروقت دیکھ لیا۔ اور گاڑی بچ گئی۔

محسودی لوگ ڈیرہ جات کالم کی پکٹوں پر برابر گولیاں چلاتے رہتے ہیں۔ ۲۵۔ ۲۶ کی رات جنڈولہ کے قریب اُن کے دو آدمی ہلاک ہو گئے۔ اور ایک زخمی ہوا۔ محسودی جرگہ کا پیغام آیا ہے کہ وہ سرکاری رائفلیں جرمانہ اور قبائلی رائفلیں لا رہے ہیں۔

گوجرانوالہ کی کواپریٹو سوسائٹی نہایت مفید کام کر رہی ہے۔ اپنے جملہ ممبران کو ہر ایک چیز تھوک کی نرخ پر بہم پہنچاتی ہے جس سے غرباء کی تکالیف بہت کم ہو رہی ہیں۔

کانگریس کمیٹی کی رپورٹ فسادات چھپ رہی ہے۔ جو بہت طویل ہوگی۔ اور اندازاً آٹھ روپیہ فی کاپی لاگت آئے گی۔

راجہ صاحب کوچین نے اُن تمام پابندیوں کو اٹھا دیا ہے۔ جو اچھوتوں کی پبلک سڑکوں اور راستوں پر چلنے کے متعلق تھیں۔ اچھوت لوگ آئندہ سرکاری اور پبلک سکولوں میں بچے داخل کرا سکیں گے۔ اس قانون پر عمل نہ کرنے والے اہلکاروں کو سزا دیجائیگی۔

سرکار نے لاہور میں مختلف مقامات پر ارزاں نمک کی دوکانیں کھولدی ہیں۔

ریفارم سکیم کی جدید اصلاحات کے نفاذ کے سلسلہ میں دیہاتی زمینداروں کے حقوق کی حفاظت اور حصول کے لئے ایک جلسہ ۱۳۔ مارچ ۱۹۲۰ء کو کوٹھی ریاست فرید کوٹ لاہور میں ہوگا۔

پنجاب میں مندرجہ ذیل علاقہ جات پلیگ زدہ قرار دیئے گئے ہیں تحصیل ہائے رہتک و لدھیانہ۔ گوجرانوالہ۔ جہلم۔ پنڈ دادنخان تحصیل راولپنڈی۔ سمندری۔ تحصیل ملتان۔ قصبہ شجاع آباد تحصیل خانیوال اور ریاست پٹیالہ۔

یکم مارچ کو امرتسر میں زیر صدارت مسٹر بالمکند بھاٹیہ وکیل میونسپل کمشنر ایک بھاری جلسہ ہوا۔ جس میں امرتسر کے باشندگان کی طرف سے حضور وائسرائے بہادر و حضور لاٹ صاحب بہادر کی خدمت میں بذریعہ تار غلام حسین و دیگر دو ملزمین (جنہیں پھانسی کی سزا کا حکم ملا ہوا ہے) پر رحم کئے جانے کی درخواست کی گئی۔ والنٹیروں نے ہزارہا لوگوں کے دستخط میموریل پر کرائے۔ آنریبل مسٹر شاستری نے بھی بڑی خوشی سے دستخط کر دیئے۔ اور ہر طرح امداد کا وعدہ دیا۔ ۳ ہزار کے دستخط بھیجے جا چکے ہیں۔ قریباً دس ہزار کے اور بھیجے جائیں گے۔

صوبجات متحدہ (یو۔ پی) کا صدر مقام الہ آباد سے لکھنؤ کو منتقل کئے جانے کی افواہ اُڑ رہی ہے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے نے عرصہ ایک سال سے اپنے ملازمین کے لئے غلہ کی ارزاں دوکانیں لاہور، راولپنڈی۔ سکھر۔ کوئٹہ اور کراچی میں کھول رکھی تھیں اب سہارنپور۔ فیروزپور اور بھٹنڈہ میں بھی کھول دی ہیں۔

دیگر ممالک کی اسلامی خبریں

ولایت میں قسطنطنیہ میں ترکی گورنمنٹ کو رہنے کی اجازت دینے کے متعلق بدستور مخالفت جاری ہے۔ لارڈ برائس اس بارہ میں سخت مخالفت کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ یہ خیال محض سیاسی عذر ہے کہ قسطنطنیہ سے سلطان اور گورنمنٹ عثمانیہ کو تبدیل کرنے سے مسلمانان ہند کے مذہبی جذبات کو صدمہ پہنچیگا۔ قسطنطنیہ کوئی مقدس شہر نہیں ہے۔

اخبار ٹائمز میں مسٹر جینٹ ممبر پارلیمنٹ نے حضور وائسرائے ہند کے جواب وفد خلافت ۱۹۔ جنوری پر نکتہ چینی کی ہے کہ اس میں ترکوں کی ناانصافی اور ماتحت رعایا پر ظلم کرنے سے باز رہنے کی مسلمہ ناقابلیت کا ذکر نہیں کیا۔ اور کہ اگر گورنمنٹ ہند مسلمانوں کو ترکوں کی حکومت کا حقیقی مفہوم بتلا دیتی تو یہ لوگ ترکوں کے ساتھ اتنی ہمدردی کا اظہار نہ کرتے۔ اور کہ خلافت ڈیپوٹیشن جو ولایت آ رہا ہے اس کے سامنے معاملہ کا دوسرا پہلو پیش کر دیا جائے۔

سر جارج روس کیپل سابق چیف کمشنر صوبہ سرحدی نے قسطنطنیہ کے معاملہ کے بارہ میں تلبیہ شائع کی ہے کہ اگر اس ایجی ٹیشن کو کامیابی ہو گئی۔ تو ہندوستان میں اس کا بہت برا اثر پڑیگا۔ چونکہ یہ خیال غلط ہے کہ ہندوستان سے کوئی خطرہ نہیں اور یا یہ کہ قسطنطنیہ مسلمانوں کا مقدس شہر نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ترکوں کے خلاف قسطنطنیہ سے بوریا بستر باندھنے کی پالیسی پر عمل کیا گیا تو مسلمان اسکو وعدہ خلافی سمجھیں گے اور اسکی عالمگیر طور پر نہایت سخت مخالفت ہوگی۔ اس لئے ہندوستانی لوگوں کی پر جو ہمارے بہترین دوست ثابت ہوئے ہیں ہمدردی کے ساتھ غور کرنا چاہئے۔

رائیٹ آنریبل سید امیر علی صاحب نے لکھا ہے کہ ۵۰ سال سے ایسی نازک صورت نہیں پیدا ہوئی تھی جیسی کہ اب ہے۔ انگلستان میں جو مجنونانہ اور وحشیانہ ایجی ٹیشن جاری ہے اُس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ فریقین میں زبردست نفرت اور دشمنی کے شعلے بھڑک اٹھینگے۔ موجودہ شورو غل وزیر اعظم کے وعدہ ۵۔ جنوری ۱۹۱۸ء کے وقت اٹھنا چاہئے تھا۔ یہ امر برٹش روایات کے خلاف ہے کہ اسوقت تو اس کا فائدہ حاصل کر لینا اور موقعہ نکل جانے پر اس کے ایفاء سے انکار کرنا ترکوں سے قسطنطنیہ چھیننے کے جتنے بہانے پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ سب نامعقول ہیں۔ ترکوں کے ماتحت یونانی، یہودی، ارمنی پھلے پھولے ہیں۔ اسمیں شک نہیں۔ کہ ترکوں نے بغاوت کو نہایت سختی سے دبایا ہے۔ لیکن باغیوں کے ساتھ ہر ایک قوم یہی سلوک کرتی ہے۔ ترکوں کو اپنی اصلاح کا ذرہ بھی موقع نہیں دیا گیا۔ طرابلس میں ارمنیوں کی قتل عام کی خبریں ناقابل اعتبار ہیں۔

ہائی کمشنران مقیم قسطنطنیہ کو ارمینیوں کے قتل عام کی خبروں کی تصدیق نہیں ہوئی یہ یار لوگوں کی سراسر بنا وٹ معلوم ہوتی ہے۔

مسٹر مانٹیگو نے اخبار ایونگ سٹینڈرڈ کے قائمقام مدیر سے قسطنطنیہ کے بارہ میں کہا کہ اگر ترکوں سے قسطنطنیہ چھین لینا جنگ کا لازمی نتیجہ ہو تو میں صلح کانفرنس کے نمائندہ ہند کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ ہمیں ہندوستان کو ترکی کے خلاف شریک جنگ ہونے کی دعوت نہ دینی چاہئے تھی۔ ہندوستان کی جنگی خدمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے دنیا کا کوئی ملک بھی اس بات کا مستحق نہیں کہ اس معاملہ میں اسکی خواہشات کا خیال رکھا جائے جسقدر ہندوستان کا۔ ہندوستان کے جملہ لوگوں نے اظہار رائے کیا ہے کہ مرکز خلافت میں دست اندازی کرنا ہندوستان کے اندرونی و بیرونی امن کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ہندوستان کے نمائندگان صلح نے کبھی آرمینیا کی ریاست قائم کئے جانے یا عراق عرب شام عرب اور فلسطین ترکوں کے ہاتھ سے مخلصی حاصل کرنے کی مخالفت نہیں کی۔ کسی قوم کا قسطنطنیہ پر اس قدر حق نہیں ہے جسقدر ترکوں کا کیونکہ وہاں ترکی آبادی سب سے زیادہ ہے۔ اگر ترک ایشیا کوچک میں آوارہ گردی کرتے رہینگے۔ تو آرمینیوں کے قتل عام کو روکنا آسان نہ ہوگا۔

میں کہتا ہوں کہ آرمینیوں کا قتل عام اسی سبب سے ہوا کہ عام افواہیں ترکی کو پامال کرنے اور قسطنطنیہ سے محروم کئے جانے کی اُڑ رہی تھیں۔

باب عالی نے اپنے حکام کو بذریعہ تار کونسل اعلیٰ کے فیصلہ دربارہ قسطنطنیہ سے مطلع فرما کر تاکید کی ہے۔ کہ غیر مسلم آبادی پر حملوں کی روک تھام کی تدابیر اختیار کریں کیونکہ انہیں ایذا دینا ترکی کے لئے مضر ہوگا۔

قرونِ اولیٰ کی مسلمان

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دشمن سے برسرِ پیکار ہیں سرفروشانِ اسلام بڑھ بڑھ کر میدانِ جنگ میں اپنی جانیں اسلام کے مذبح پر قربان کر رہے ہیں۔ حضرت خود کھڑے یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ اتنے میں ایک نوجوان لڑکا حضرت کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا ہے۔ سلام بجالاتا ہے جھولی میں کچھ کھجوریں حضرت سے بھولے پن سے پوچھتا ہے کہ اگر اس میدان میں جان بحق تسلیم ہوں تو کیا ملیگا؟ حضرت فرماتے ہیں کہ جنت۔ جھولی کی کھجوریں وہیں پھینک دیتا ہے۔ اور خوشی سے اچھلتا ہوا میدانِ کارزار میں جا دھمکتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے۔

ایک ضعیف بڑھیا جس کے رگ و ریشہ میں اسلام کی عصبیت کا خون دوڑ رہا ہے حضرت رسالت پناہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہے کہ اُس کے چاروں جگر گوشوں کو حضور شرف شہادت ہونے کی اجازت بخشیں۔ حضرت اُسکی ضعیفی اور اس جذبۂ ترحم کی اقتضا سے جس کا اظہار حسن لطیف سے آپ ہمیشہ فرماتے تھے۔ انکار فرماتے ہیں۔ وہ اصرار کرتی ہے۔ حضرت پھر انکار فرماتے ہیں۔ اس پر مزید اصرار کرتی ہے۔ حضرت صرف ایک کے لئے شرفِ قبولیت بخشتے ہیں وہ آگے بڑھتا میدان میں شہید ہو جاتا ہے۔ بڑھیا دوسرا لختِ جگر پیش کرتی ہے بارگاہِ رسالت سے پروانۂ قبولیت ملتا ہے۔ جاتا ہے اور جامِ شہادت پیتا ہے۔ ضعیفہ تیسرا پیش کرتی ہے۔ حضرت متامل ہیں۔ اصرار کرتی ہے۔ عرض قبول ہوتی ہے۔ وہ بھی جاتا ہے۔ اور شہادت سے مشرف ہوتا ہے۔ اب چوتھا اور آخری۔ ضعیفہ کی پیری کا سہارا۔ بڑھاپے کا عصا۔ گھر کا چراغ۔ آنکھوں کا نور۔ پیش کیا جاتا ہے۔ سراپا رحم نہیں مانتا۔ بار بار انکار کرتا ہے۔ لیکن ضعیفہ کا اشتیاق جنون اختیار کرتا ہے۔ چاہتی ہے کہ جو کچھ مال و متاعِ دنیا میں کمایا۔ وہ اس رستہ میں قربان کر دے۔ ؎

میں کھو کے تیری راہ میں سب حاصلِ دُنیا
سمجھا کہ کچھ اس سے بھی سوا میرے لئے ہے

آخر چوتھا لڑکا بھی میدان میں جا کر صفِ شہدا میں جگہ لے لیتا ہے۔ کیا اس پر اس ضعیفہ نے جس کے چار نورِ عین آنکھوں کے سامنے آناً فاناً ڈھیر ہو گئے۔ آہ و بکا کی ہے چیختی یا چلاتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہاں خوشی کے آنسو بہا کر اپنے محسن و آقا سے مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ الحمد للہ آج میری کوکھ سبز ہو گئی۔ کہ میرے چاروں بیٹے محمد رسول اللہ کے قدموں پر قربان ہو گئے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ فداہ امی و ابی۔ ایک موقعہ پر میدان میں نہیں پر آ رہے ہیں۔ دشمن موقعہ غنیمت سمجھ کر پے در پے تیروں کی بوچھاڑ پھینکتے ہیں۔ صحابہ کو معلوم ہوتا ہے تو فوراً اکٹھے ہو جاتے ہیں اپنے آقا کے اردگرد سینہ سپر کھڑے ہو جاتے ہیں اور آپکو درمیان میں لے لیتے ہیں۔ اور تمام تیروں کو اپنے جسموں پر برداشت کرتے ہیں۔ لیکن اپنے مولے کو ایک تیر لگنے نہیں دیتے۔

برادران ان حیرت انگیز حالات کو دیکھو اور غور کرو کہ ان تمام کے پیچھے کیا راز ہے؟ وہ کونسی چیز ہے جو ایک نوجوان لڑکے کو شہادت پر آمادہ کرتی ہے؟ وہ کیا طاقت ہے کہ اسکو کشاں کشاں میدانِ جہاد میں سر کٹوا دینے پر طیار کرتی ہے۔ وہ کیا راز ہے کہ ایک لڑکا۔ ایک نوجوان لڑکا۔ اس عمر میں جبکہ عموماً سینے دنیوی امنگوں سے لبریز ہوتے ہیں۔ اپنی جان پر کھیل جاتا ہے۔ وہ کھجوریں جو اسکی قوتِ لا یموت ہیں۔ انکو یک لخت زمین پر پھینک دیتا ہے۔ اور خوشی خوشی جامِ شہادت نوش کر لیتا ہے۔

وہ کیا شے ہے جو ضعیفہ کو اپنے چاروں نور العینین کو سر کٹوا دینے کے لئے حضرت رسالت پناہ کے حضور میں پیش کرتی ہے اور باوجودیکہ حضرت انکار فرماتے ہیں وہ اصرار کرتی ہے۔ اور آخر جب چاروں کام آ جاتے ہیں تو خدا کا شکر بجا لاتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ آج میری زندگی کا مقصد مل گیا اور میری کوکھ سبز ہو گئی کہ میرے چاروں بیٹے محمدؐ پر قربان ہو گئے۔

برادران وہ کیا چیز ہے جو صحابہ کی جماعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِردگِرد ایک روئیں دیوار بن کر کھڑا ہونے کی تحریک کرتی ہے وہ تیروں کی بوچھاڑیں اپنے جسموں پر برداشت کرنے کے لئے سینہ سپر ہو جاتے ہیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تیر بھی لگنے نہیں دیتے۔

دوستو! غور کرو۔ وہ کیا چیز ہے جو یہ سارے کام کرا رہی ہے۔ وہ کیا شے ہے کہ یہ عجیب و غریب کرشمے دکھا رہی ہے پھر غور کرو اور دیکھو کہ وہ عجیب و غریب چیز کامل ایمان وہ مستحکم اور مضبوط ایمان ہے جس میں لغزش نہیں۔ یہ سب دلفریب اور حیرت انگیز کرشمے اسی ایمان کے ہیں۔ اس پاک گروہ کو جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوا یہ دولت بوجہ اکمل ایمان ملی تھی۔ اس لئے انہوں نے ویسے ایسے محیر العقول کام کر دکھائے کہ اقوامِ دنیا میں اسکی نظیر ملنی مشکل ہے۔

وہ کوئی جسم میں نہ زیادہ مضبوط نہیں تھے کوئی زیادہ قوی ہیکل نہیں تھے۔ اُن کے قویٰ عام انسانوں جیسے تھے۔ لیکن اُن کے اندر ایک عظیم الشان طاقت مخفی تھی۔ اور وہ **ایمان** تھی یقین اور یہی عرفان تھا۔

اللہ! اللہ! ایک لڑکا۔ ایک چھوٹی عمر کا لڑکا۔ جبکہ اُسکو کہا گیا کہ جنت ملے گی۔ تو فوراً اس کے حصول کے لئے اپنی جان دے دیتا ہے۔ اللہ اکبر! ایک بڑھیا۔ ایک ضعیف بڑھیا۔ حالانکہ اُس کو رعشہ بھی تھا۔ لیکن چونکہ وہ ایمان، یقین اور عرفان کی دولت سے بہرہ اندوز ہوئی تھی۔ اپنے چاروں بیٹے کٹوا دیتی ہے۔ اور اس پر خوشی کے آنسو بہاتی ہے۔ یہ کیوں۔ اس لئے کہ اُسکو یقین تھا۔ کہ میرا یہ ایثار بہت بڑے بڑے افضالِ ربانی کا جاذب ہو گا۔ اور اس کے صلہ میں وہ اور اُس کے بیٹے جنت المادے میں حیاتِ ابدی حاصل کریں گے۔

مُراسلات

سِیرُوا فی الارض

وہ گنتے تھے یکساں سفر اور حضر کو
گھر اپنا سمجھتے تھے وہ بحر و بر کو (حالی)

(علاقہ امب)

حال ہی میں جب میرے دوست سید غلام مصطفےٰ صاحب بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور برائے معاینہ سکولز ریاست امب تشریف لیجانے لگے تو مجھے اپنا مونس راہ بنا کر لے گئے۔ ایام سفر بڑے لطف سے کٹے اور یاد سفر اب تک مزہ دیتی ہے۔ چند واقعات ناظرین کی ضیافتِ طبع کے لئے قلمبند کرتا ہوں تاکہ وہ بھی اس مزہ میں شریک ہو سکیں۔ ریاست امب ایبٹ آباد کے شمال و مغرب میں واقع ہے اسکی آبادی برٹش انڈیا کے ایک ضلع کی آبادی کے برابر ہوگی۔ رعایا عام طور پر مسلمان ہے اور والی ریاست جو نواب بہادر کے خطاب سے ملقب ہیں خود حنفی المذہب ہیں۔ علاقہ قدرتی طور پر دو حصوں میں منقسم ہے ایک دریائے اٹک کے اس طرف کا ملک جس میں انگریزی سیاسی اثر موجود ہے۔ دوسرا دریا کے پار کا ملک جس میں نواب صاحب بہادر پورے طور پر متصرف ہیں اور یہ غیر علاقہ گنا جاتا ہے۔ ریاست امب میں تین مشہور مقامات دربند۔ شیر گڑھ اور امب ایک دوسرے سے فاصلہ پر واقع ہیں جہاں پہنچنے کے لئے گھوڑے یا خچر یا پیدل سفر کرنا پڑتا ہے ہری پور ریلوے اسٹیشن سے سات میل کے بعد تانگہ کی سڑک ختم ہو جاتی ہے۔ یہاں سے دربند ایک دن کا راستہ ہے۔ راستہ ایسے پہاڑوں سے ہو کر گزرتا ہے جو بڑے سرسبز اور شاداب ہیں۔ شفاف پانی کی ندیاں تیزی سے بہتی ہوئی قدم قدم پر ملتی ہیں۔ اور گھوڑے کی سواری ایسے راستوں پر قدرتی معلوم ہوتی ہے۔ راستہ پُر امن ہے کسی چور یا ڈاکو کا کوئی کھٹکا نہیں۔ ایک تنہا عورت اور ایک مال سے لدا ہوا سوداگر بےخوف و خطر اس راستہ پر قدم مارتا چلا جاتا ہے کسی کی کیا مجال کہ عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے یا کوئی سوداگر کے مال کو چھو سکے۔

• دربند دریائے اٹک کے کنارہ پر واقع ہے اور نواب صاحب عموماً یہیں قیام رکھتے ہیں اور انہوں نے یہیں پر اپنے بہت سے محلات بنائے ہیں۔ ایک بڑی مسجد زیر تعمیر بھی ہے گویا کہ دربند ریاست کا دار الخلافہ ہے۔ یہ مقام کسی صنعت کے لئے مشہور نہیں۔ مگر بسبب لکڑی کی بڑی منڈی ہونے کے سوداگران چوب دور دراز کے ممالک سے یہاں آ کر جمع ہو جاتے ہیں اور لاکھوں کا بیوپار ہوتا ہے۔ ریاست کو لکڑی کے محصول سے ایک معقول رقم وصول ہوتی ہے۔ دربند میں جناب نواب صاحب نے حال ہی میں ایک مڈل سکول کھولا ہے۔ جہاں ریاست کے بچے علم حاصل کرتے ہیں۔ مدرسہ کی عمارت عین لب دریا خوشنما تعمیر کی گئی ہے طلبائے مدرسہ فی الحال ہیاسی کے قریب ہیں اور اس تعداد کا جلد ترقی کر جانا اغلب ہے۔ کیونکہ صیغہ تعلیم ایک قابل اور ہمدرد سکرٹری کے ہاتھوں میں ہے۔

شہر کی آبادی کا ایک ثلث ہندوؤں کا ہے۔ مگر اس نسبت سے زیادہ کی تعداد میں ہندو لڑکے مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں۔ حکامِ ریاست ہندوؤں کی خاطر یہاں تک ملحوظ رکھتے ہیں کہ مدرسہ میں کبھی ایسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جن سے ان کے مذہبی احساسات کو صدمہ نہ پہنچے۔ طلبائے مدرسہ دربند کی جسمانی صحت نہایت عمدہ تھی۔ عام طور پر خوش پوش تھے ان کے چہروں سے ذہانت ٹپکتی تھی۔ امتحان کے نتیجوں کے متعلق تحقیق کی بیصبری اسبات کی دلیل تھی کہ وہ تعلیم میں دلچسپی لیتے ہیں۔ آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ ایک عجیب بات یہ تھی کہ معائنہ کے وقت شہر سے بہت سے لوگ مدرسہ میں آ جمع ہوتے تھے اور سٹاف مدرسہ کے کاموں کے متعلق نہایت سنجیدگی سے رائے دیتے تھے۔ ریاست کے بہت سے یتیم بچے پچھلے سال درسگاہ میں حصولِ تعلیم کے لئے لائے گئے ہیں یہ سب جناب نواب صاحب کے محل میں رہتے ہیں اور وہیں سے ان کو کھانا کپڑا ملتا ہے۔ مدرسہ میں تعلیم مفت ہے اور دینیات کی پڑھائی کا انتظام لائق مولویوں کے سپرد ہے۔ دربار نواب صاحب سے لازمی تعلیم کے احکام صادر ہو چکے ہیں جن پر عنقریب عملدرآمد ہونے والا ہے۔

دربند میں ہم ریاست کے خاص مہمان خانہ میں ٹھہرائے گئے جسکی ایرانی قالینیں صحنِ گلشن کا لطف دیتی تھیں۔ یہاں سے نصف دن کی گھوڑے کی سواری کے بعد ہم شیر گڑھ پہنچے۔ یہ مقام دربند سے زیادہ سرد ہے اور یہاں کے برف سے لدے ہوئے پہاڑوں کا سماں آنکھوں کو لطف دیتا ہے۔ نواب صاحب جب موسم گرما میں عموماً یہاں منتقل ہو جاتے ہیں تو اچھی خاصی رونق ہو جاتی ہے۔

شیر گڑھ میں ایک پرائمری مدرسہ ہے جس میں طلبا کی تعداد پچیس سے کچھ زائد ہے۔ مدرسہ کے لئے ضروری عمارت کی منظوری نواب صاحب کی سرکار سے ہو چکی ہے۔ انشاء اللہ جب اصلاحات عمل میں لائی جائینگی تو مدرسہ کا جلد ترقی پذیر ہونا ضروری ہے۔ یہاں پر ایک اسلامی کتب خانہ اور ایک مدرسہ صنعت و حرفت کی تجاویز زیر غور ہیں۔ خدا کرے جلد پھلیں پھولیں اور اپنے نتائج سے والی ریاست اور اہالیان ریاست کی عزت اور خوشحالی کا باعث ہوں۔ آمین۔

نواب صاحب کل قابل زراعت زمینوں اور جنگلوں کے واحد مالک ہیں۔ انہوں نے تمام زمینیں اپنی رعایا پر تقسیم کر رکھی ہیں جو اسکے صلہ میں ہر وقت ملک کی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے مسلح رہتے ہیں۔ ہر ایک کنبہ کا فرض ہے کہ ہمیشہ اپنا ایک فوجی خدمات کے قابل آدمی دربار میں حاضر رکھے گویا رعایا کے ہر فرد کو ہر سال میں دو یا تین ماہ کے لئے سپاہی کے فرائض ادا کرنے ہوتے ہیں۔ ریاست میں مالیہ اور محصول برائے نام ہے۔ اشیاء خوردنی انڈیا سے بہت ارزاں ہیں۔ چنانچہ آجکل بہم عمدہ گھی تین پاؤ کے حساب سے بکتا ہے۔ اسی طرح باقی اشیاء بھی سستی ملجاتی ہیں۔ لوگ سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ دیسی موٹے کپڑے پہننے میں جو ان کی عورتیں گھروں میں تیار کرتی ہیں۔ عورتیں مردوں کا ہر کام میں ہاتھ بٹاتی ہیں یہاں تک کہ پہاڑوں میں دور دور تک ریوڑوں کے پیچھے چلی جاتی ہیں۔ پٹھان عورتیں باعصمت اور دلیر ہوتی ہیں اور اپنے حقوق کی خود نگہبانی کرتی ہیں۔

ریاست میں فقیر نام کو بھی نہیں مگر وقتاً فوقتاً پنجاب سے پیشہ ور گداگر یہاں پہنچ جاتے ہیں۔

عدالتوں میں مقدمہ دائر کرنے کے لئے کسی کورٹ فیس کی ضرورت نہیں قاضیوں کے فیصلے شرع کے مطابق ہوتے ہیں۔ مگر سننے میں آیا ہے کہ شیخ ملی ایک اسرائیلی مقنن کا رواج بھی پٹھانوں میں رائج ہے۔

زمین کی وراثت کا قاعدہ جو اس مقنن نے قرار دیا ہے۔ قوم کی طبائع کے موافق ہونے کے زیادہ تر محبوب ہے۔ شیخ ملی نے تمام ملک قبیلوں پر تقسیم کر دیا ہے۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کے مقررہ حصہ پر کسی وقت میں بھی تا قیامت قبضہ حاصل نہیں کر سکتا۔ ہر قبیلہ مجاز ہے کہ طاقتور ہونے پر دشمن سے اپنا دبایا ہوا ملک واپس لے لے۔ ایک وقت معینہ کے بعد ہر قبیلہ کی زمین اسکے افراد کے درمیان ادل بدل کر دیجاتی ہے۔ اس طرح آسانی سے ایسے کنبوں کے آپس کے تعلقات کشیدہ ہو گئے ہوں ایک دوسرے سے الگ جا کر بس سکتے ہیں البتہ اس رواج میں بہت سے نقائص بھی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ قاتل برخلاف شرع اسلامی وارث ٹھہر سکتا ہے اور اسی وجہ سے بعض شریر النفس لوگ اپنے بیگناہ رشتہ داروں کا خون مال کے لالچ سے بہا دیتے ہیں۔ کاش پٹھان قوم قرآن کریم کے قابلِ فخر کتاب یعنی یٰبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے آپ کو قیدِ نفس سے

آزاد کرے اسلامی شجر طیبہ کے زندگی بخش میووں سے فلدرا انعایت

بال بکشا و صفیر از شجر طوبی زدن
حیف باشد چو تو مرغی کہ اسیر قفسی

انشاء اللہ اگر موجودہ والی کا یدراللہ سایہ فلک پیر رہا اور ان کی تعلیم میں دلچسپی بڑھتی رہی اور جناب سید صاحب کے مرتب شدہ نظام تعلیم پر عمل ہوتا رہا تو وہ دن دور نہیں کہ ملک سے جہالت کا فور ہو کر روشنی کا دور دورہ شروع ہو اور یہ تعلیمی ترقی والی ریاست کی زیادہ استحکام اور مضبوطی کا باعث ہوگی اسلئے سب مسلمان دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ جناب نواب کو عمر دراز عطا فرمائے آمین۔

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

خاکسار
سید مصطفیٰ کامل

ہندوستان کی خبریں

۲۔ مارچ بوقت ۴ بجے شام۔ لاہور۔ بیرون موچی دروازہ کثیر التعداد ہندو و مسلمانوں کا خلافت کے متعلق جلسہ زیر صدارت للہ گوردھن داس ہوا جس میں کئی علماء بھی شریک ہوئے۔

اخبار وطن لاہور اب نئے اویٹر صاحب کی اڈیٹری میں قومی خدمات کا وعدہ دیتا ہے۔ اور یقین ہے کہ جو پالیسی اب اُسے آئندہ کام کرنے کی شائع کی ہے اس پر کاربند ہیگا ہم تہ دل سے نئے اڈیٹر صاحب کا خیر مقدم کرتے ہیں اور برادران اسلام سے اُن کی امداد کرنے کی درخواست کرتے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ "وطن" کے اس دور جدید کو ملک و قوم کے لئے مبارک کرے۔

۲۸ فروری کو صوبہ بنگال کی خلافت کانفرنس کا جلسہ زیر صدارت مولوی ابوالکلام آزاد ٹاؤن ہال کلکتہ میں ہوا پنجابی لیڈروں کے علاوہ بنگال کے اکثر سرکردہ ہندو و مسلمان شریک ہوئے جس میں مولوی عبدالباری صاحب کی تحریک اور مسٹر شوکت علی کی تائید سے ذیل کا ریزولیوشن پاس ہوا:۔

"ہندوؤں اور مسلمانوں کی یہ کانفرنس جس میں ہر طبقہ اور ہر رائے کے لوگ شامل ہیں ترکی کی اسلامی سلطنت کے متعلق کنٹربری کے اسقف اعظم مسیحی پادریوں اور مدبروں کے رویہ پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے نہایت زور سے تمام ذمہ وار حکام پر اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اگر مذہبی شعار اور اسلامی مقامات کے خلاف ترکی کے صلحنامہ کا فیصلہ کیا گیا اور خلیفۃ المسلمین کے علاقہ کو ایسی حالت میں نہ رکھا گیا جس حالت میں یہ علاقہ قبل از جنگ تھا۔ تو مسلمان اسلامی احکام کی پابندی کے لئے برطانیہ کے ساتھ اپنے وفادارانہ تعلقات کو منقطع کرنے پر مجبور ہونگے۔ اور خلیفہ اسلام کے دشمنوں کے خلاف ہر طریق پر خلیفۃ المسلمین کی امداد کرنا ان کا فرض ہوگا۔

بمبئی خلافت کمیٹی کے پریزیڈنٹ میاں محمد چھوٹانی نے بھی وزیر ہند و وزیر اعظم کو اس مطلب کا تار بھیجا ہے کہ قسطنطنیہ پر ترکوں کی حکومت کی بحالی کے خلاف جو ایجی ٹیشن برپا ہو گیا ہے۔ اس سے مسلمانان ہندوستان میں اضطراب پیدا ہو رہا ہے اور اگر آپ اس ایجی ٹیشن سے متاثر ہو کر ایجی ٹیشن کرنے والے اشخاص کے مطالبہ کو تسلیم کر لینگے۔ تو اس سے صرف مسلمانان ہند کی دل آزاری ہی نہیں ہوگی۔ بلکہ اس سے تمام مسلمانان عالم کو آزردہ کیا جائیگا۔ اور ایسے خطرناک نتائج برآمد ہونگے۔ جن کی بابت پیشگوئی کرنا ممکن ہے۔

اسی طرح گذشتہ خلافت کانفرنس کے صدر آنریبل مسٹر بھرگری نے بھی اسی مضمون کا تار وزیر ہند کی خدمت میں بھیجا ہے۔

خلافت کانفرنس نے ۱۹ مارچ کو خلافت کا دن مقرر کیا ہے مگر راجہ محمود آباد صاحب نے خواہش ظاہر کی ہے کہ سر آغا خان سے ۱۷۔ مارچ کو مشورہ لینے کے لئے بمبئی میں سرکردہ بزرگان قوم حاضر ہوں تاکہ سر آغا خان جو حال ہی میں ولایت سے آئے ہیں تازہ حالات بیان کر سکیں۔ اور پھر مناسب کارروائی کی جاوے۔

انجمن ترقی لتعلیم امرتسر نہایت مفید کام کر رہی ہے۔ جس کی امداد سے کئی غریب مسلمان اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔

گذشتہ ۱۵ لغایت ۲۸ رکو اس کا سالانہ جلسہ نہایت کامیابی سے ہوا۔ صدر جلسہ نے دس ہزار روپیہ نقد عطیہ اور بیت المال تعلیمی کے سرمایہ میں چھ ہزار روپیہ بطور قرض حسنہ دیا۔ جلسہ کے کل چندہ کی مقدار ۳۳ ہزار تھی۔ اس کے علاوہ نظام حیدر آباد دکن نے نہایت فیاضی سے اڑھائی سو ماہوار کا عطیہ ۵ سال کے لئے مرحمت فرمایا۔

مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن کا ایک خاص جلسہ ۲۲۔ مارچ سنہ ۲۰ء کو بمقام دہلی قیام گاہ آنریبل خان بہادر نواب سید نواب علی صاحب چودھری پر ہونا قرار پایا ہے تاکہ امور متنازعہ کا گورنمنٹ ہند سے آخری فیصلہ کر کے مسلم یونیورسٹی کے لئے چارٹر حاصل کرنے کی کارروائی کی جائے۔

بیرونی ممالک کی اسلامی خبریں

سر آغا خان نے ٹائمز آف انڈیا بمبئی کے نامہ نگار سے بیان کیا کہ ترکی کے بارے میں ہمیں مسٹر مانٹیگو پر کامل اعتماد رکھنا چاہئے۔

سلطان تیمور بن فیصل والئ مسقط:۔ ۳۔ مارچ کو سیاحت ہند کے لئے روانہ ہونگے۔ اور دہلی میں وائسرائے ہند سے ملاقات کرنے کے بعد بیگم صاحبہ بھوپال کے ہاں ٹھہرینگے۔

بمبئی کی فوجی سروس ایسوسی ایشن کے آنریری سکرٹری نے ترکوں کو قسطنطنیہ سے نکالے جانے کے خلاف اظہار کو تار دیا ہے۔

گذشتہ ایام میں ترکوں نے قسطنطنیہ سے ۵۵ میل شرق استمد کو اتحادی فوجوں کے منتقل کئے جانے پر مزاحمت کی دھمکی دی۔ لیکن برطانی جنگی جہازوں کے آجانے پر مزاحمت سے باز رہے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ ۲۲۔ مارچ کو پیرس میں ترکی عہدنامہ ترکوں کے حوالے کر دیا جائیگا۔

قسطنطنیہ کے ۱۲ پادریوں نے کنٹربری کے اسقف اعظم سے بذریعہ تار اپیل کی ہے۔ کہ آپ ترکوں کے قسطنطنیہ سے کامل اخراج میں ہماری مدد کریں۔ جسکے جواب میں اس نے کہا ہے کہ وہ اور دیگر انگریزی پادری اور لیڈر ان قبل ازیں برٹش گورنمنٹ سے اس بارہ میں اپیل کر چکے ہیں اور وہ یقین دلاتا ہے کہ چرچ آف انگلینڈ ہر ممکن مدد دینے کو تیار ہے۔

نیویارک امریکہ کے بشپ نے بھی کنٹربری کے اسقف اعظم کا بمقصد امریکن بشپوں کی طرف سے بذریعہ تار اس بات کا شکریہ ادا کر رکھا ہے۔ کہ وہ ترکوں کے قسطنطنیہ سے اخراج کی صلیبی جنگ کا قافلہ سالار ہے۔ جس کے جواب میں انہوں نے امریکہ سے اس امید کا اظہار کیا ہے کہ وہ مظلوم مشرقی اقوام کی حفاظت کا بوجھ برداشت کریگا۔

ترکی وزارت مستعفی ہو گئی ہے اور مارشل عزت کو نئی وزارت قائم کرنے کا کام سپرد کیا گیا ہے اس سے ترکی کے معاملات زیادہ پیچیدہ ہو گئے ہیں۔ کیونکہ مارشل عزت انور پاشا اور قومی پارٹی کا زبردست حامی ہے اسلئے موجودہ حالات میں اسکی تعیناتی خاص اہمیت رکھتی ہے۔

یہ یقین کیا جاتا ہے کہ اگر سرکاری رپورٹوں سے اسبات کی تصدیق ہوگئی کہ آرمینیوں کے قتل عام کی خبریں صحیح ہیں تو فوراً اتحادی افواج وہاں بھیجدی جائینگی نیز ارمینیوں کو ہتھیار دیدیئے جائینگے۔ اور آئندہ کے خطرہ کے سدباب کے لئے ترکی جنڈرآرمی کے اعلےٰ افسر آئندہ اتحادی مقرر کئے جائینگے۔

قسطنطنیہ کے سربرآوردہ یورپینوں نے برطانیہ کو اطلاع دی ہے کہ ترکی حکومت عہدنامہ صلح کو ہرگز قبول نہ کریگی اور قومی پارٹی کا رویہ اس خیال سے کہ قسطنطنیہ ترکوں کے پاس رہیگا۔ سخت ہو رہا ہے۔

آرمینیا کے قتل عام کے بارہ میں وزیر اعظم نے کہا کہ یہ معاملہ اتحادیاں۔ گورنمنٹ برطانیہ اور برٹش نمائندہ متعینہ قسطنطنیہ کے مابین زیر غور ہے۔ اس لئے اس بارہ میں کوئی بیان اسوقت دینا نامناسب ہے۔

مسٹر اسکوئتھ کے مفصل اطلاع مانگنے پر وزیر اعظم نے کہا کہ گورنمنٹ برطانیہ و دیگر اتحادی نمائندے اس بارہ میں سخت متفکر ہیں چونکہ انکے پاس قتل عام کی بہت سخت اطلاعات پہنچی ہیں اس لئے اتحادی کانفرنس نے اس معاملہ پر بہت غور و خوض کر کے اپنے فیصلہ کی اطلاع اپنے نمایندگان

کو قسطنطنیہ بھیجدی ہے۔

موجودہ صورت میں اس فیصلہ کا شائع کرنا نامناسب ہے چونکہ ہدایت آنے پر موقوف ہے لیکن گورنمنٹ موقعہ کی نزاکت سے بخوبی واقف ہے اور قلیل اقوام کی حفاظت کے لئے جہانتک اس سے ممکن ہے سخت کارروائی کر رہی ہے۔

لیگ آف نیشن یونین کی کونسل نے ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ قسطنطنیہ اور آبنائے کی حکومت لیگ آف نیشن کے سپرد کر دی جائے۔

خلافت ڈیپوٹیشن معہ سر ولیم ڈیوک و دیگر افسران انڈیا آفس ۲۔ مارچ کی شام کو مسٹر فشر سے ملے جس نے تپاک سے اُن کا خیر مقدم کیا اور نہایت غور سے انکی باتوں کو سنا۔ ڈیپوٹیشن نے بیان کیا کہ مسلمانوں کے مذہبی نقطۂ خیال سے اگر ترکوں سے صلح نہ ہوئی۔ تو نتیجہ خطرناک ہوگا۔ ڈیپوٹیشن نے اس بات کا اظہار کر دیا کہ وہ کسی قسم کا دباؤ ڈالنا نہیں چاہتے۔

سر ولیم ڈیوک کی معرفت مسٹر فشر نے چند سوالات دریافت کئے۔

آخر پر مسٹر فشر نے ڈیپوٹیشن کے معتدل رویہ کی بہت تعریف کی۔ جس کے جواب میں ڈیپوٹیشن کے ممبران نے بھی متانت اور تحمل سے انکی عرض معروض کو سننے کے لئے مسٹر فشر کا شکریہ ادا کیا۔

مسٹر فشر نے کہا کہ وزیر اعظم عنقریب اُن سے ملاقات کریگا۔ جسکے بعد سپریم کونسل اُن کی عرض سنیگی۔ غالباً کل اس معاملہ کی مفصل روئیداد شائع ہو جائیگی۔

بنگال اور بمبئی کے یورپین ایوان تجارت کی طرف سے وائسرائے کی خدمت میں چٹھی بھیجی گئی ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اصلی دلی جذبات دربارہ صلح ترکی کو مدنظر رکھا جائے کیونکہ انہوں نے اپنے ہم مذہبوں کو شکست دینے میں ہماری مدد کی ہے۔

آذربائیجان کی گورنمنٹ نے برٹش گورنمنٹ کے اس مطالبہ کو پورا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جس میں نوری پاشا اور خلیل پاشا کی حوالگی مطلوب تھی۔ وجہ یہ کہ یہ امر مہمان نوازی کے قانون کی خلاف ورزی میں داخل ہے۔ اتحاد پارٹی کے سرکردہ جو ترکوں کے ہمدرد ہیں۔ خلیل پاشا کے ساتھ گہرا تعلق رکھ رہے ہیں۔

عراق عرب میں انگریزوں نے ۱۳ لیونٹ عربوں کی لیوی کی بھرتی کرنی منظور کی ہے جو برٹش افسروں کی ماتحت ہونگی۔ جن میں ۶۷۔ افسر اور ۲۲۶۸ آدمی ہونگے۔ اور جن میں سے قریب نصف سوار ہونگے۔ اسکے علاوہ دو نئے لیونٹ بنانے زیر غور ہیں یہ انتظام اس لئے کیا جا رہا ہے کہ وہاں کی انگریزی افواج میں کمی کی جائے۔

اس وقت برطانیہ کلاں کے بیٹل کروزر۔ ولائٹ کروزر۔ دو فلاٹیلا لیڈر۔ ۸ تارپیڈو بوٹ اور ۱۲ سب میرین زیر تعمیر ہیں۔

جلد ۷ | بینت المسیح لاہور یکشنبہ مورخہ ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۶۷

کلام الامام امام الکلام

در معرفت انسان کامل مظہر حق تعالیٰ

(گذشتہ سے پیوستہ)

زہے خجستہ زمانے کہ سوئے ما آئی
زہے نصیب تو گر شوق و التجا باشد
چہ جورہا کہ تو بر نفس خود کنی ہیہات
ہزار حیف برین فطنت و ذکا باشد
چہ حاجت ست کہ رنجے کشی بتالیفات
کہ امتحان دعاگو ہم از دعا باشد
بروئے یار کہ ہرگز نہ رہ تلبسے خواہم
مگر اعانت اسلام مدعا باشد
سیاہ باد رخ بخت من اگر بدلم
دگر غرض بجز از یار آشنا باشد
رہ خلاص کجا باشد آں سیہ دل را
کہ با چنیں دل من در پئے جفا باشد
چو سیل دید ما ہیچ سیل و طوفان نیست
بترس زیں کہ چنیں سیل پیش ما باشد
زآہ زمرۂ ابدال باید ت ترسید
علی الخصوص اگر آہ میرزا باشد

سرکہ سرشن شد دل و جان و درون از ضررش
کس با شاہ بسر بردن دے در صحبتش
چہ بہ دنیا چوں شب تار و زوال ابر سیاہ
آفتاب رہنما یک ساعتے در صحبتش

مگر چو ہر کسے [illegible] وارد
مطابق آن نسبت کہ از [illegible] دارد

جواہر ریزے

سورہ فاتحہ قرآن شریف کا باریک نقطہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

تو غرض یہ ہے کہ قانون قدرت میں قبولیت دعا کی نظیریں موجود ہیں اور ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ اس کے زندہ نمونے بھیجتا ہے۔ اسی لئے اس نے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا تعلیم فرمائی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا منشاء اور قانون ہے۔ اور کوئی نہیں جو اسکو بدل سکے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا سے پایا جاتا ہے کہ ہمارے اعمال کو کامل اور اتم کر۔ ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر تو اشارۃ النص کے طور پر اس سے دعا کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ صراط مستقیم کی ہدایت مانگنے کی تعلیم ہے۔ لیکن اس کے سر پر ایاک نعبد و ایاک نستعین بتا رہا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یعنی صراط مستقیم کے منازل کے لئے قوی سلیم سے کام لیکر استعانت الٰہی کو مانگنا چاہئیے۔ پس ظاہری اسباب کی رعایت ضروری ہے۔ جو اسکو چھوڑتا ہے وہ کافر نعمت ہے۔ دیکھو! یہ زبان جو خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ اور عروق و اعصاب سے اسکو بنایا ہے اگر ایسی نہ ہوتی تو ہم بول نہ سکتے۔ ایسی زبان دعا کے لئے عطا کی جو قلب کے خیالات اور ارادوں کو ظاہر کر سکے۔ اگر ہم دعا کا کام زبان سے نہ لیں تو ہماری شور بختی ہے۔ بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جائیں تو وہ یکدفعہ ہی کام چھوڑ بیٹھتی ہے۔ یہ رحیمیت ہے۔ ایسا ہی قلب میں خضوع خشوع کی حالت رکھی اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں ودیعت کی ہیں۔ پس یاد رکھو۔ اگر ہم ان قوتوں اور طاقتوں کو معطل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں تو یہ دعا کچھ بھی مفید اور کارگر نہ ہوگی کیونکہ جب پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا۔ تو دوسرے سے کیا نفع اٹھائیں گے۔ اس لئے اھدنا الصراط المستقیم سے پہلے ایاک نعبد بتا رہا ہے کہ ہم نے تیرے پہلے عطیوں اور قوتوں کو بیکار اور برباد نہیں کیا۔ یاد رکھو! رحمانیت کا خاصہ یہی ہے کہ وہ رحیمیت سے فیض اٹھانے کے قابل بنا دے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے جو ادعونی استجب لکم فرمایا یہ نری لفاظی نہیں ہے۔ بلکہ انسانی شرف اسی کا متقاضی ہے۔ مانگنا انسانی خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا جو قائل نہیں وہ ظالم ہے۔ دعا ایک ایسی سرور بخش کیفیت ہے کہ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں کن الفاظ میں اس لذت اور سرور کو دنیا کو سمجھاؤں۔ یہ تو محسوس کرنے ہی سے پتہ لگیگا۔ مختصر یہ کہ دعا کے لوازمات سے اول ضروری یہ ہے کہ اعمال صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں۔ کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمال صالحہ سے کام نہیں لیتا۔ اور دعا کرتا ہے۔ وہ گویا خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ تو بات یہ ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا میں یہ مقصود ہے کہ ہمارے اعمال کو کامل اور اتم کر اور پھر یہ کہکر صراط الذین انعمت علیہم اور بھی صراحت کر دی کہ ہم اس صراط کی ہدایت چاہتے ہیں۔ جو منعم علیہ گروہ کی راہ ہے۔ اور مغضوب گروہ کی راہ سے بچا۔ جن پر بد اعمالیوں کی وجہ سے عذاب الٰہی آ گیا۔ اور الضالین کہکر یہ دعا تعلیم کی کہ اس سے بھی محفوظ رکھ۔ کہ تیری حمایت کے بدوں بھٹکتے پھریں۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر اور دیگر بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت ہیں

الحمد للہ ہمارا اپنا **مطبع مسلم احمدیہ پریس** جاری ہوگیا اسوقت احباب کے ہاتھوں میں جو پرچہ ہے وہ اسی پریس کا چھپا ہوا ہے

مبارک۔ میرزا عبد الغفور بیگ صاحب احمدی محرر رجسٹری بٹالہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو عمر دراز بخشے اور اس کو نیک چلن اور پکا مسلمان خادم دین بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

جناب میرزا صاحب موصوف نے اسی خوشی پر مبلغ پانچ روپیہ اشاعت اسلام فنڈ میں مرحمت فرمائے ہیں

جزاہ اللہ احسن الجزا!

احباب بدوملہی کی مساعی آخر بار ور ہوئیں۔ یکم اپریل ۱۹۲۰ء سے وہاں پر ایک انگلو ورنیکلر مڈل سکول کھولے جانے کی تجویز ہو چکی ہے۔ سکول کی مالی حالت نہایت اطمینان بخش ہے۔ اور امید ہے کہ یہ سکول جلدی ترقی کرکے ہائی بن جائے گا۔ سلسلہ کے تعلیم یافتہ احباب کے لئے قومی خدمت کا بہت اچھا موقعہ ہے۔

ہمارے احباب کو چاہئے کہ فوراً درخواستیں سکریٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمت میں بھیجیں تنخواہ حسب لیاقت خاطر خواہ دی جائیگی۔

نامہ نگاران! سکریٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فیروز پور! آپ کا مضمون زیر عنوان مباحثہ فیروز پور گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔

نامہ نگار از دہلی! ... آپ محمودیوں کے اس طرز عمل پر صبر سے کام لیں۔ اخبار میں آپ کا نوٹ شائع [illegible]

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے ماسٹر [illegible] صاحب پبلشر نے مسلم احمدیہ [illegible] پریس میں چھپوا کر دفتر پیغام صلح سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۰ء نمبر ۶۶

حضرت خواجہ صاحب کا دوسرا لیکچر مدراس میں

(مدراس کے مشہور و معروف انگریزی اخبار ہندو سے ترجمہ کیا گیا)

خواجہ کمال الدین صاحب نے جن کی فصیح اور شاندار تقریر نے مدراس کی پبلک میں زندگی کی ایک لہر دوڑا دی ہے مورخہ ۲۲ فروری اتوار کو وکٹوریا ہال میں "انگلستان میں تبلیغ اسلام" کے موضوع پر اردو میں تقریر فرمائی آنریبل مسٹر یعقوب حسن صاحب کرسی صدارت پر متمکن تھے صاحب صدر نے ووکنگ مشن اور اس کے بانی کا حاضرین سے تعارف کراتے ہوئے اس مسئلہ کے سیاسی پہلو پر نظر ڈالی اور اسلام کے اصولوں کی غلط فہمی کا جو غبار یورپ کے افق ذہن پر اندھیرا کئے ہوئے ہے اس کے دور کرنے کی اہمیت پر بڑا زور دیا۔ صاحب صدر نے پھر وہاں کے نو مسلموں کی خدمات دینی کا تذکرہ گن گن کر کیا۔ خصوصاً مسئلہ خلافت کے ضمن میں مسٹر محمد مارماڈیوک پکتھال کا جو اپنی ان تھک کوششوں اور جوش کے ساتھ مغربی دنیا میں اسلام کے سچے اصول پیش کر رہا ہے اور جس کی وجہ سے وہ تمام اسلام کی تحسین کا مستحق ہے

لیکچر بعد ازاں خواجہ صاحب لیکچر کے واسطے کھڑے ہوئے اور نعروں اور چیرز سے ہال گونج اٹھا۔ انہوں نے قرآن شریف کی چند آیات کی تلاوت کی۔ اور مسلمانوں کی موجودہ تکلیف کا کچھ عرصہ تک ذکر کیا انہوں نے فرمایا کہ تمام مسلمان صحیح طور پر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مسئلہ خلافت کے تصفیہ میں ان کی آئندہ زندگی کا راز سربستہ ہے۔ اگر خلافت کو برقرار نہیں رکھا جائیگا تو اس سے مسلم نظام کی بنیادیں متزلزل ہو جائینگی اور بنی نوع انسان کی ترقی میں اسلام اپنا اثر ڈالنے میں ایک ضروری جزو نہیں رہیگا۔ لیکن انہوں نے حاضرین کو یقین دلایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ہمارے ساتھ وعدے ہیں اور (اس کے وعدے ٹل نہیں سکتے) کہ مسلمانوں کے اماکن مقدسہ ہمیشہ مسلمان شہنشاہوں کے قبضہ میں ہی رہینگے۔ اگر ترک کسی وقت مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے خادم نہیں رہتے (اور سوال یہ ہے کہ آخر کار ترک کون ہیں؟) تو کوئی اور بادشاہ خواہ وہ جارج پنجم ہی ہو۔ یا اس کا ہم پلہ طاقتور والی ملک ہو۔ اسلام کی نعمت سے مالا مال ہوگا جو ان مقامات کی خدمت پر مامور ہوگا۔ کیا ترک پہلے عیسائی نہ تھے؟ اور کیا وہ اسلام کے نہائت خوفناک دشمن نہ تھے؟ کیا انہوں نے مسلمانوں کی سلطنتوں کو تاخت و تاراج نہیں کیا تھا؟ اور مسلم یونیورسٹیوں، اسلامی نظم و تمدن کو برباد نہیں کیا تھا۔؟ لیکن اسلام کے اعلےٰ اصولوں کے آگے مسلمانوں کے فاتح بالآخر سرنگوں ہوئے۔ جنہوں نے اسلام قبول کیا اور مقامات مقدسہ کے خدمتگذار ہو گئے۔ کیا تاریخ اپنا اعادہ نہیں کرتی؟ اگر کسی قسم کی بدظنی ہے تو وہ مسلمانوں کی خواب غفلت پر ہے جس سے ابھی انکو ہوش نہیں آئی۔ وہ اپنی کاہلی کے طلسم کو توڑ دالیں اور نو زائیدہ زندگی میں حلقہ کار کی طرح ڈالیں۔ وہ قرآن کریم کے خزانہ کو کھولیں اور اسکے موتیوں کو تمام عالم میں بکھیر دیں۔ اور دنیا کو بتائیں کہ قرآن کریم کس قسم کی تہذیب کی تعلیم دیتا ہے اور اسلام کونسی جمہوریت سکھاتا ہے۔

اس کے بعد لیکچرار نے انگلستان میں اپنے نو سالہ عمل کے کچھ حالات بیان فرمائے۔ اور عیسائیوں کے لغو اور بے بنیاد الزام کا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے۔ ابطال کیا اور اسکے ساتھ ہی افریقہ میں اشاعت اسلام کی طرف اشارہ کیا جہاں تلوار تو بڑی چیز ہے نشتر سے بھی کام نہیں لیا جاتا اور جہاں .... حکومت کی مدد کے باوجود عیسائی مشنریوں کو سخت ناکامی ہوئی ہے پھر خواجہ صاحب نے عیسائیوں کے طفلانہ مضحکہ آمیز اعتراض کا ذکر کیا۔ کہ اسلام صرف وحشی لوگوں کے مناسب حال ہے اور یہ کہ وہی اسکو جلدی قبول کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے حاضرین سے سوال کیا آیا انگریز وحشی ہیں؟ اگر وہ ایسے نہیں تو پھر کس طرح وہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان تین سو انگریز نو مسلموں میں سے زیادہ تر اعلےٰ طبقہ کے لوگ ہیں جو اعلےٰ تعلیم و تمدن کے مالک ہیں جو لا ابالی عیسوی فلسفہ "تثلیث" جو کہ علم ریاضی کو بھی بٹہ لگانے والے ہے۔ وہ بہت زود رائے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ سکا۔ اگرچہ عیسائی مشنری یہ فخریہ تسلیم کیا کرتے ہیں کہ بعقیدہ اپنی پر پیچ اور الجھی ہوئی نوعیت کے سبب سے خاص امتیاز رکھتا ہے اگر ہندوستان میں چوہڑے اور دیگر رذیل قومیں نہ ہوتیں جنہوں نے غربت سے تنگ آکر عیسائیت قبول کی۔ تو ہندوستان کی مسیحی مشنوں کی کامیابی کا راز کھل جاتا

خواجہ صاحب نے آگے چل کر مسلمانوں کے اندرونی اختلافات کا ذکر کر کے بیان فرمایا۔ کہ جبتک اسلام کے اصول ایک ہیں۔ اور اسی طرح سے بتمام و کمال مسلمان ان پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ تب تک اسلام میں اس قسم کی کوئی فرقہ بندی نہیں کہلا سکتی جس طرح کہ عیسائی مذہب میں ہے۔ .... مسلمان ایک ہی خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایک ہی پیغمبر کی اطاعت کرتے ہیں۔ ان کا ایک ہی قرآن ہے۔ نماز اور دوسری عبادات بھی وہ ایک ہی طریق پر ادا کرتے ہیں۔ انکا ایک ہی مذہب ہے۔ تو پھر ان میں تفرقہ کیسا۔ فروعی معاملات میں رائے کا اختلاف ہوگا۔ جو زندگی کو زیادہ مفید اور اس سے بڑھ کر زیادہ دلچسپ بنانے کے لئے ازحد لابدی بلکہ ضروری ہے۔

بعد ازاں انہوں نے حاضرین جلسہ کی توجہ کو اہل یورپ کی اس معقولی رنگ لئے ہوئے بیداری کی طرف مبذول کرایا جو وہ مذہب میں بھی اختیار کر رہے ہیں۔ موجودہ کلیسیا عقل اور سمجھ کو قطعاً مذہب کے میدان میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دیتا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا ہے کہ وہ خود اپنی بنیادوں پر آن گرا ہے اور ہر متنفس ایک عالمگیر مذہب کی تلاش میں ہے جس کی بنا معقولیت پر ہو۔ ایسا مذہب اسلام ہے اور یہ ضرور یورپ میں پھیلکر رہیگا۔

لیکچر کے اختتام پر جناب صدر کھڑے ہوئے جنہوں نے خواجہ صاحب کی عظیم الشان خدمات کا جو انہوں نے اسلام اور انگلستان میں مسلمانوں کی کیں شکریہ ادا کیا۔ اور انگلستان رہ کر ووکنگ مشن کی سرگرمی کا عینی مشاہدہ بیان فرماتے ہوئے جلسہ کی کارروائی کو ختم کیا بعد ازاں اعلان کیا گیا۔ کہ ۲۵ فروری بدھ وار کو خواجہ صاحب زیر صدارت مسٹر سی۔ پی۔ رام سوامی ایر گوکھلے ہال میں "جلسہ مذاہب اور پیغام اسلام" پر لیکچر دیں گے۔

اسلام کے متعلق لالہ لاجپت کی رائے

۵۔ مارچ شام کے ۷ بجے بریڈلا ہال میں جو ینگ مین ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ہندو مسلمانوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا تھا جس میں لالہ لاجپت رائے صاحب نے اپنی تقریر کی دوران میں اسلام کے متعلق جن خیالات کا اظہار فرمایا اسے ہم ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

میں مذہب اسلام سے انس رکھتا ہوں اور اسکی تعلیم کے بعض حصوں کو عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور اسلام کے پیغمبر کو دنیا کے بڑے مہا پرشوں میں سے سمجھتا ہوں۔ آپ کی سوشیل اور پولیٹیکل تعلیم کا مداح ہوں اور اسلام کا بہترین رنگ وہ ہے جو حضرت عمر رض کے زمانہ میں تھا۔ مسلمانوں کو ہندوستان سے باہر ضرور جانا چاہئے۔ اور وہاں جاکر یہ بھی بتانا چاہئے۔ کہ وہ ہندوستان کی پولیٹیکل ترقی کے لئے ویسے ہی خواہشمند ہیں جیسے کہ ہندو۔ اور ہندو مسلمان سلف گورنمنٹ چاہتے ہیں اور ان اعتراضات کا رد کریں جو اسلام پر ناواقفیت کی وجہ سے کئے جاتے ہیں۔

مسلمانوں کے سوشیل، اکنامک اور پولیٹیکل اصول چونکہ بہت اعلےٰ ہیں۔ لہٰذا وہاں جانے اور ان اصول کو پیش کرنے میں تامل نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ موجودہ وقت میں جن اصولوں پر کام کر کے دنیا زندہ رہ سکتی ہے۔ وہ اسلام میں موجود ہیں۔

اخبار اہلسنت والجماعت کو جواب

امرتسر کے اخبار اہل سنت والجماعت نے فیصلہ محمد و احمدیہ کو تبلیغ" کے عنوان سے چند اعتراضات حضرت مسیح موعود کے بارے میں کئے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے بارہ میں ہم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار موصوف سے کچھ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ وہ متانت سے انکا جواب دیں گے۔

(۱) کیا مسیح موعود جو آسمان سے آئیگا وہ امام حسین سے افضل ہوگا۔ یا کم درجہ؟

(۲) کیا کسی ایک احمدی نے بھی خواہ وہ کسی فریق سے تعلق رکھتا ہو ایڈیٹر صاحب کے سامنے یہ اعتقاد ظاہر کیا ہے کہ قرآن مجید حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے منہ کی بات ہے۔ یا مرزا صاحب خدا کے فرزند اور خدا کو ان سے نکلا ہوا مانتے ہیں یا وہ وجود ملائکہ کے منکر ہیں۔

(۳) کیا مسیح جو آسمان سے نازل ہونگے۔ وہ بعض انبیاء سے افضل ہوں گے یا سب سے کم درجہ؟

(۴) کیا مسیح جو آسمان سے نازل ہونگے۔ وہ خلیفۃ المسلمین و مسیح موعود نہ ہونگے؟

(۵) کیا معراج جسمانی کے منکر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اور وہ دائرہ اسلام کیا ہے جس کے ماننے سے ایک کافر مسلمان ہو سکتا ہے یا مسلمان اس سے باہر نکل جاتا ہے؟

لدھیانہ میں اسلامی اور مسیحی کشمکش

لدھیانہ کے زنانہ مشنری ہسپتال کے لئے بعض مکانات لینے حاصل کرنے کی تجویز ہو رہی ہے جن میں کئی ایک بزرگوں کے مکانات کے علاوہ ایک قدیم مقبرہ اور مسجد بھی ہے۔ مسلمان نہیں چاہتے۔ کہ ان کے ایسے مقدس مقامات مشنریوں کو دیدیئے جائیں۔ اندیشہ ہے کہ یہ معاملہ مذہبی بن کر زیادہ پیچیدہ نہ ہو جائے یقین ہے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب مسلمانان لدھیانہ کے میموریل کو شرف قبولیت بخشے گی۔ اور اگر ہسپتال کا بڑھانا ہی مقصود ہے۔ تو شہر سے ذرا فاصلہ پر نئی عمارات کے لئے انتظام کر دے گی۔ یہ ضروری نہیں، کہ خواہ مخواہ کسی قوم کا دل دکھایا جائے۔

چودھویں صدی کے علماء کا نمونہ

اخبار "اہل سنت والجماعت" احمدیہ مسجد لنڈن کے متعلق ایڈیٹر وکیل کو جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ:-

"اگر ہم اس کو تسلیم کرلیں تو گرجا یا مندر کا بنوانا جو سخت ذمی اقوام کا عبادت گاہ ہے شرعاً منع نہیں۔ مگر ان گمراہ مرزائیوں کو مسجد بنانے کا اور پھر اس میں مدد دینے کا کہیں حکم نہیں۔ اگر یہ جائز ہے تو مسجد ضرار جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ اس کے متعلق کیوں حکم ہوا۔ کہ اسکو گرا دو۔ گرجاؤں یا مندروں پر مرزائیوں کی مسجد کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ اور مذہبی احکام سے عدم واقفیت کا عدم ثبوت"

(اہل سنت یکم مارچ ۱۹۲۰ء)

ایسے ہمدردی بھائیوں کی موجودگی میں حامیان اسلام کو کسی باہر کے دشمن کی ضرورت نہیں۔ غالباً ایسے ہی علماء کے وجود سے مسلمانوں میں اتفاق قائم کیا جا سکتا ہے ہمیں قادیانی فریق یا دیگر مسلمانوں سے کتنا ہی اختلاف ہو مگر ایسے کلمات کا شائع کرنا ایک مسلمان عالم کے لئے قابل شرم خیال کرتے ہیں۔

ہندو مسلم کے اتحاد کی خاطر ہم اہل سنت وقعت ...

فنجی کے بارہ میں دار العوام میں بیان کیا گیا ہے کہ صرف ایک ہی دفعہ اسوقت کام بند کرنیوالوں پر گولی چلائی گئی جبکہ وہ پل کو تباہ کر رہے تھے - اور مختصر دستہ پولیس کو نرغہ میں آ جانے کا خطرہ تھا - ایک سٹر زنگر مارا گیا - ورنہ عام طور پر سٹرائک ختم ہو گیا ہے - اور سرکاری و ہندوستانی کمشن اس بارہ میں تحقیقات کر رہی ہے -

سمالم استحادی صیغہ خارجیہ کے وزراء ایک نیا انگریزی اٹالین انتظام ایشیا کے بارہ میں کر رہے ہیں -

جرمن بے زار کے حق میں کو جلا وطنی میں لینے کے لئے اتحادی سفراکی کونسل غور کر رہی ہے ؛

آئرلینڈ کے سن فینوں نے ... ناسلو کے مجسٹریٹ مسٹر فرینک شا ٹیلر کو گولی کا نشانہ بنایا -

وائینا میں ایک نئی متعدی مرض پھیل رہی ہے - جو زور شور سے اور گرد بڑھتی جا رہی ہے - اس میں درد دیجوانی اول ہوتی ہے - اور بعد از اں معدہ کی خرابی ونیز سخت بخار میں لاحق ہو جاتے ہیں -

ہنگری کا عہد نامہ ملتوی ہو گیا ہے - اٹلی ... تجویز کی کہ ... وسلو ... رومانیا - اور یوگوسلاویا کی سرحدیں ہنگری کے مطالبہ کے موافق درست کر دی جائیں ؛

جرمن ایسٹ افریقہ کا نام آئندہ کے لئے ٹنگن یکا مقرر کیا گیا ہے -

امریکہ کا بحری بیڑہ ایام صلح میں ۱۴۰۹ جہازوں پر مشتمل ہوگا - جو جنگ سے ماقبل کی نسبت ڈیڑھ گنا زائد ہے ؛

لوکل خبریں

گذشتہ صلح کی خوشنودی منانے کے موقعہ پر سرکاری عمارات پر روشنی کرنے پر پنجاب میں ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا -

امرتسر میں میڈیکل سکول یکم اکتوبر ۱۹۲۰ء سے کھلنے والا ہے ؛

جیل خانوں میں فوج کے لئے کمبل تیار کرنے کا کام بند ہے -

پنجاب میں مارشل لا کی عدالتوں کے کئے ہوئے جرمانے اور فیصلوں کی مقدار ۵۵ ہزار روپیہ ہوتی ہے

موجودہ چھ انکم ٹیکس مقرر کرنے کی ایجنسیوں کی تعداد گیارہ تک پنجاب میں کر دی جائیگی -

پنجاب کے تیرہ ڈپٹی کمشنروں کے لئے شارٹ ہینڈ رائیٹروں (مختصر نویسوں) پر گیارہ ہزار سات سو روپیہ خرچ ہو رہا ہے ؛

لاہور سنٹرل کالج کے کھیلنے کی گراؤنڈ حاصل کرنے پر دو لاکھ روپیہ خرچ کیا جائیگا ؛

پنجاب میں سرکاری عمارات کا گذشتہ فسادات کے دوران میں سوا لاکھ روپیہ کا نقصان پہنچا تھا ؛

نئی کونسل کی عمارات جو ریفارم کونسلوں اور دفاتر کیلئے بنائی جائینگی - اُن پر ڈیڑھ روپیہ خرچ کیا جائیگا ؛

پبلسٹی پر آئیندہ سال میں ۱۸ لاکھ ۴۳ ہزار خرچ کیا جائیگا

جاوا کی گورنمنٹ حصار کے کیٹل فارم سے ایک بہت بڑی تعداد مویشیوں کی خرید نے والی ہے ؛

امرتسر و لاہور کی پولیس کے لوکل الاؤنسوں پر ۵۱ ہزار روپیہ زائد خرچ ہوا ؛

مغلپورہ (لاہور) کی ٹیکنیکل انجنیرنگ ... والی انسٹیٹیوٹ کے لئے آئیندہ سال دو لاکھ روپیہ خرچ کیا جائے گا ؛

زراعتی آلات وغیرہ محکمہ زراعت نے فوجی محکمہ کو بوشہر (ایران) میں استعمال کرنے کے لئے فروخت کئے ہیں

پنجاب ... سرکاری سیمنٹ فیکٹری کے لئے گورنمنٹ نے ایک سیمنٹ اکسپرٹ کو ملازم رکھا ہے ؛

ریفارم سکیم کے انتظام کے لئے آئیندہ سال ایک لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ زائد منظور کیا گیا ہے ؛

ورنیکولر تعلیم کے لوکل بورڈ کو آئیندہ سال ایک لاکھ ۲۷ ہزار روپیہ کی زائد امداد دی جائیگی - زنانہ تعلیم کے ایک لاکھ اور ... سکول بنانے کے لئے ۴ لاکھ روپیہ کی امداد دی جائیگی - ... کی ترقی کے لئے نصف لاکھ کی امداد دی جائیگی ؛

پنجاب میں اسوقت کسی شخص کا داخلہ بند نہیں - صرف چھ اخبارات کی بندش باقی ہے ؛

اس ماہ کے آخر حیوانات کا شمار و اعداد مکمل ہو جائیگا

ملتان کے سپیشل ٹریبونل نے مختلف دفعات تعزیرات ہند کے ماتحت ۶ ہندو - ۸ مسلمان اور ایک مہتر کو سزا دی تھی ؛

۱۹۱۴ء کا اعلان پنجاب میں بیگار کی بندش کے بارہ میں ابھی تک منسوخ نہیں ہوا - اس لئے افسران کو دوران دورہ میں اشیاء بہم پہنچانے کے معاملہ پر غور کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے ؛

گذشتہ اپریل کے فسادات کے قیدیوں میں سے ۱۴۴۲ سرکار نے اب تک رہا کر دیئے ہیں - ۱۸۴ ... ضمانت پر رہا ہوئے - ۲۲ ... کے اعلان رحم پر ... کل ۱۸۲ ... رہا ہوئے اور ... ابھی تک جیل میں ہیں - ... ہیں ...

ضلع اٹک کے ... میں جنوری ... ۵۰۶ - ... دسمبر سے نصف فروری تک ... کی ہر ممکن کوشش کی ؛

لوری بارہ و ... کی نئی آبادی میں ... کھولے جائیں گے - اور چیچا وطنی ... اور تلمبہ میں سرکاری تار گھر کھولے جائینگے - چیچا وطنی اور میاں چنوں وادکاڑہ میں ہسپتال ابھی کھولے جائیں گے نئی سڑکوں کی جو اس علاقہ میں بنائی جائینگی لمبائی ۱۲ سو میل ہوگی - لوکل بورڈ بیز کو اس کالونی میں گاڑیوں کے کاموں پر خرچ کے لئے دو لاکھ دس ہزار چار سو اٹھاون روپے کی امداد سال رواں میں دی گئی تھی ؛

۶ مارچ کو ڈیرہ جات کالم نے محسودیوں کے بڑے شہر کانی گرام پر قبضہ کر لیا - قدرے مزاحمت ہوئی ہیں گاؤں سے پرے پکٹ قائم کرتے ہوئے ہمارے ۵ آدمی نقصان ہوئے - محسود کوشش کر رہے ہیں کہ دانا وزیریوں سے امداد حاصل کریں - اور ۴ مارچ کو ایک ہزار کا لشکر شکئی سے کانی گرام کے لئے روانہ ہوا ہے - شاہ دولہ والی ایک توپ توڑ ڈالی گئی ہے - اور اس کے کچھ آدمی ۴ مارچ کے دا اؤں پر ہوائی حملہ کے دوران میں مار ڈالے گئے ہیں

بلوچستان میں ڈاکوؤں اور ملیشیا کے بھاگے ہوئے سپاہیوں کی کچھ ٹولیوں نے ژوب کے علاقہ میں سرگرمی دکھائی - ۲۹ فروری کو انہوں نے ہماری ملیشیا کی ایک پارٹی پر جبکہ وہ شیخ لوپوسٹ سے فورٹ سنڈیمن کو لوٹ رہی تھی - مخالفت کی اور ۵ مارچ کو ایک فوجی موٹر کار پر ہندوبائی لورالائی کی سڑک پر حملہ کر کے ڈرائیور کو مار ڈالا گیا کمان افسر وزیرستان فورس نے حبلہ انتظام کی بہت تعریف کی ہے - کہ زخمیوں اور سپاہیوں کی بڑی خبر گیری کی جاتی ہے - اور ہر ایک انتظام تسلی بخش ہے ؛

انور پاشا برلن میں : ٹائمز کو برلن سے خبر ملی ہے کہ انور پاشا بڑے دن سے برلن میں موجود ہے وہ ہوائی جہاز کے ذریعہ روس کو جانے کا ارادہ رکھتا ہے - اور افغانستان میں شورش پیدا کرنے کے لئے اپنی خدمات سوویٹ گورنمنٹ کے سامنے پیش کرے گا -

جمال پاشا بھی برلن میں ہے اور طلعت پاشا بھی جرمنی میں ہی پناہ گزین ہے ؛

مفید کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں

مسیح موعود حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب کی تازہ تصنیف ہے جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خصوصیات پر مفصل بحث کی گئی ہے - جیسے مسیح ابن مریم کے دوبارہ نزول کی حقیقت کو قرآن و حدیث سے واضح کیا گیا ہے اور حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی مسیحیت و مجددیت اور آپ کی پیشگوئیوں پر قرآن و حدیث سے روشنی ڈالی گئی ہے - سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیقات کرنیوالوں کو اس کتاب کا مطالعہ ازبس ضروری ہے - **قیمت** مجلد ۱۲ بے جلد ۱۰

نماز مصنفہ مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی - اے - اس رسالہ میں فاضل مصنف نے کل مسائل نماز سلیس زبان میں بیان کئے ہیں بچوں کے لئے نہایت مفید ہے - **قیمت** ۱۰

زکوٰۃ مصنفہ مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی - اے - اس رسالہ میں کل مسائل متعلقہ زکوٰۃ مذکور ہیں ہر مسلمان کے پاس یہ رسالہ ہونا ازبس ضروری ہے - **قیمت** ۳

تربیت مصنفہ مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی - اے - اس رسالہ میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے لازمی قواعد نہایت خوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں ہر مسلمان کے گھر میں اس رسالہ کا ہونا ضروری ہے ؛ **قیمت** ۰۶

نماز مترجم اردو - **قیمت** ۱

آیت اللہ جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے حضرت مسیح موعود سے مباہلہ کرنے سے فرار کا مفصل ثبوت ہے .... **قیمت** ۰۲

مرآۃ الحقیقہ تازہ تصنیف حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم - اے ایل ایل - بی - بجواب میاں محمود احمد صاحب کی کتاب "حقیقۃ الامر" جس میں محمودی مغالطہ اندازیوں اور عملی عقائد کی ہو بہو تصویر کھینچی گئی ہے - **قیمت** ۵

ملفوظات احمدیہ حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد صاحب کی معرکتہ الآراء تقاریر کا مجموعہ ہے جنکو سلسلہ کی اخبارات سے ایک کتاب کی شکل میں شائع کیا گیا ہے - ان تقاریر میں مسائل دینیہ پر نہایت عمدگی سے روشنی ڈالی گئی ہے - اور بڑے سے بڑے اہم مسائل کو صاف سلیس زبان میں سلجھا دیا گیا ہے - مذہبی نقطۂ نگاہ سے یہ کتاب نہایت قیمتی ہے - اور جو لوگ مذہبی معلومات میں ترقی کرنا چاہتے ہیں ان کو یہ کتاب ضرور مطالعہ کرنی چاہئے - قیمت ... مجلد

براہین نیرہ حصہ اول معروف بہ زندہ و کامل الہام :- اس میں یہ دکھایا ہے کہ قرآن ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے - جس میں تہذیب تمدن کے کامل قوانین موجود ہیں اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے - کل مذاہب دیگر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقی بحث کی گئی ہے ؛ **قیمت** ۱۴

شناخت مامورین مصنفہ حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب - اس رسالہ میں مامورین کی شناخت اور ملہمین کے الہامات پر بادضاحت لکھا گیا ہے ہر ایک محقق کو اس کا مطالعہ ضروری ہے ؛ **قیمت** ۰۲

وید سائنس اس میں مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی نے ویدوں کے عمیق مطالعہ سے اس کے سائنس کے ادعا کا پول ظاہر کر دیا ہے قیمت ۰۲

ملنے کا پتہ - دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ؛

جلد ۷ | مدینۃ المسیح لاہور پنجشنبہ مورخہ ۲۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۶۸

کلام الامام امام الکلام

زندہ خدا کی تعریف

جس سوز میں ہیں اُس کیلئے عاشقوں کے دل
اتنا تو سوز ہم نے نہ دیکھا کباب میں
جامِ وصال دیتا ہے اُس کو جو مر چکا
کچھ بھی نہیں ہے فرق یہاں شیخ و شاب میں
ملتا ہے وہ اُسی کو جو وہ خاک میں ملا
ظاہر کی قیل و قال بھلا کس حساب میں
ہوتا ہے وہ اُسی کا جو اُس کا ہی ہوگیا
ہے اُس کی گود میں جو گرا اُس جناب میں
پھولوں کو جاکے دیکھو اُسی سے وہ آب ہے
چمکے اُسی کا نور مہ و آفتاب میں
خوبوں کے حسن میں بھی اُسی کا وہ نور ہے
کیا چیز حسن ہے وہی چمکا حجاب میں
اُس کی طرف ہے ہاتھ ہر اک تارِ زلف کا
ہجراں سے اُسکے رہتی ہے وہ پیچ و تاب میں
ہر چشمِ مست دیکھو اُسی کو دکھاتی ہے
ہر دل اُسی کے عشق میں ہے التہاب میں
جن مورکھوں کو نامُوں پہ اُسکے یقیں نہیں
پانی کو ڈھونڈتے ہیں عبث وہ سراب میں
قدرت سے اُس قدیر کی انکار کرتے ہیں
بکتے ہیں جیسے غرق کوئی ہو شراب میں
دل میں نہیں کہ دیکھیں وہ اُس پاکذات کو
ڈرتے ہیں قوم سے کہ نہ پکڑیں عتاب میں
ہم کو تو اے عزیز دکھا اپنا وہ جمال
کب تک وہ مُنہ رہیگا حجاب و نقاب میں

جواہر ریزے

سورہ فاتحہ قرآن شریف کا باریک نقشہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

ایک اور بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس جگہ لف و نشر مرتب ہے۔ اول الحمد للہ اللہ مستجمع جمیع صفات کاملہ ہر ایک خوبی کو اپنے اندر رکھنے والا اور ہر ایک عیب اور نقص سے منزہ۔ دوم رب العلمین سوم الرحمٰن چہارم الرحیم پنجم ملک یوم الدین۔ اب اس کے بعد جو درخواستیں ہیں وہ ان پانچوں کے ماتحت ہیں۔ اب سلسلہ یوں شروع ہوتا ہے ایاک نعبد یہ فقرہ الحمد للہ کے مقابل ہے یعنی اے اللہ تو جو ساری صفات حمیدہ کا جامع ہے اور تمام بدیوں سے منزہ ہے تیری ہی عبادت کرتے ہیں مسلمان اس خدا کو جانتا ہے جس میں وہ تمام خوبیاں جو انسانی ذہن میں آسکتی ہیں موجود ہیں۔ اور اس سے بالاتر اور بالاتر ہے کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسانی عقل اور فکر اور ذہن خدا تعالےٰ کی صفات کا احاطہ ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے۔ ہاں تو مسلمان ایسے کامل الصفات خدا کو مانتا ہے تمام قومیں مجلسوں میں اپنے خدا کا ذکر کرتے ہوئے شرمندہ ہو جاتی ہیں اور انہیں شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً ہندوؤں کا خدا جو انہوں نے مانا ہے اور کہا ہے کہ ویدوں سے ایسے خدا کا ہی پتہ لگتا ہے جب اُسکی نسبت وہ یہ ذکر کریںگے کہ اُس نے دُنیا کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا۔ اور نہ اُس نے روحوں کو پیدا کیا ہے۔ تو کیا ایسے خدا کے ماننے والے کے لئے کوئی مفر رہ سکتا ہے جب اُسے کہا جائے کہ ایسا خدا اگر مرجائے تو کیا حرج ہے کیونکہ جب یہ اشیاء اپنا وجود مستقل رکھتی ہیں اور قائم بالذات ہیں۔ پھر خدا کی زندگی کی اُن کی زندگی اور بقا کے لئے کیا ضرورت ہے۔ جیسے ایک شخص اگر تیر چلائے اور وہ تیر ابھی جا ہی رہا ہو کہ اُس شخص کا دم نکل جائے۔ تو بتاؤ۔ اُس تیر کی حالت میں کیا فرق آئیگا۔ ہاتھ سے نکلنے کے بعد وہ چلانیوالے کے وجود کا محتاج نہیں ہے۔ اسی طرح یہ ہندوؤں کے خدا کیلئے اگر یہ تجویز کیا جائے۔ کہ وہ ایک وقت مرجائے تو کوئی ہندو اُس کی موت کا نقصان نہیں بتا سکتا۔ مگر ہم خدا کے لئے ایسا تجویز نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اللہ کے لفظ سے ہی پایا جاتا ہے کہ اس میں کوئی نقص اور بدی نہ ہو۔ ایسا ہی جبکہ آریہ مانتا ہے کہ اجسام اور روحیں انادی ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جب تمہارا یہ اعتقاد ہے۔ پھر خدا کی ہستی کا ثبوت ہی کیا دے سکتے ہو اگر کہو۔ کہ اُس نے جوڑا جاڑا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جب تم پرانو اور پرکرتی کو قدیم سے مانتے ہو۔ اور ان کے وجود کو قائم بالذات کہتے ہو۔ تو پھر جوڑنا جاڑنا تو اُونیٰ فعل ہے وہ جڑ بھی سکتے ہیں۔ اور ایسا ہی جب وہ یہ تعلیم بتاتے ہیں کہ خدا نے وید میں مثلاً یہ حکم دیا ہے۔ کہ اگر کسی عورت کے ہاں اپنے خاوند سے بچہ پیدا نہ ہو سکتا ہو۔ تو وہ کسی دوسرے سے ہم بستر ہوکر اولاد پیدا کرلے۔ تو بتاؤ۔ ایسے خدا کی نسبت کیا کہا جائیگا؟ یا مثلاً یہ تعلیم پیش کی جائے۔ کہ خدا کسی اپنے پریمی اور بھگت کو ہمیشہ کیلئے مکتی یعنی نجات نہیں دیسکتا بلکہ نجات دینے کے وقت اُسکو ضروری ہوتا ہے کہ مکتی یافتہ انسانوں کو پھر اُسی تناسخ کے چکر میں ڈالے۔ یا مثلاً خدا کی نسبت یہ کہنا کہ وہ کسی کو اپنے فضل و کرم سے کچھ بھی عطا نہیں کر سکتا بلکہ ہر ایک شخص کو وہ ملتا ہے۔ جو اُس کے اعمال کے نتائج ہیں۔ پھر ایسے خدا کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے غرض ایسا خدا ماننے والے کو سخت شرمندہ ہونا پڑیگا۔

(باقی آئندہ)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے حال ہی میں ایک نیا ٹریکٹ تصنیف فرمایا ہے جو سلسلہ میں نئے داخل ہونیوالوں کے لئے نہایت قیمتی نصائح پر مشتمل ہے۔ اگرچہ یہ ٹریکٹ آپ نے محض نو مبائعین کے لئے لکھا ہے لیکن ہم سلسلہ احمدیہ کے ہر احمدی بھائی کے لئے فائدہ مند ہوگا۔

حضرت میر مدثر شاہ صاحب ضلع فیروزپور کے مختلف مقامات میں دورہ کر رہے ہیں۔

مقام مدکی میں آپ کا ایک مناظرہ ایک مولوی عبدالحق صاحب لدھیانوی سے ہوا جس میں تائید ایزدی سے میر صاحب موصوف کو کامیابی حاصل ہوئی۔

اس مباحثہ کی مفصل رویداد ناظرین کی دلچسپی کے لئے اشاعت آئندہ میں ہم درج کریں گے۔

حضرت صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب و مولوی احمد رسول صاحب کابلی چند دنوں کے لئے بعض دینی اغراض کے ماتحت بنوں تشریف لے گئے ہیں۔

جناب صدیق حسن صاحب مبلغ بیجاپور سرگرمی سے اپنے کام میں مصروف ہیں آپ کا تازہ خط مظہر ہے کہ مشن کا کام دن بدن ترقی کرتا جاتا ہے اس لئے ایک اور آدمی کی ضرورت ہے۔ اس مشن کو زیادہ مضبوط بنانے کی تجویز انجمن کے زیر غور ہے۔

نامہ نگاران!

نامہ نگار رسالہ نگلہ ۸۲۸ - ۲ کی مرسلہ رقم صہ موصول ہوئے پیسہ اشاعت اسلام فنڈ میں دیدیے جائینگے لیکن آئندہ آپ ایسی رقوم براہ راست منیجر اشاعت اسلام کے نام ہی ارسال فرمایا کریں۔

مسلم احمدیہ پریس میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۔ پنجشنبہ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۰ء نمبر ۶۸

زمزمۂ اتحاد

حضرت خواجہ صاحب کا تیسرا لیکچر مدراس میں

(مدراس کے مشہور و معروف انگریزی اخبار ہندو سے پیغام صلح کے لئے ترجمہ کیا گیا)

خواجہ صاحب کا دوسرا لیکچر "لیگ مذاہب اور پیغام اسلام" پر وکٹوریہ پبلک ہال میں ۵ - مارچ کی شام کو ہوا - ہال ہندوؤں اور مسلمانوں سے بھرا ہوا تھا - مسٹر سی - پی - رام - سوامی آئر صدر جلسہ قرار پائے - انہوں نے لیکچر کے شروع ہونے سے پہلے فرمایا کہ وہ اسکو اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں کہ ان کو ہندوستان کی دو بڑی قوموں کی متحدہ جلسہ کی صدارت پیش کی گئی ہے - ان کے خیال میں ہندو اور مسلم اتحاد اب عملی جامہ پہن چکا ہے - اور سرعت سے ترقی کر رہا ہے - یہ اتحاد دونوں قوموں کی دلی خواہش کا نتیجہ ہے اور کسی خاص فرد کو اس کا ذمہ وار ٹھہرانا واقعات کے بالکل خلاف ہے - اگرچہ یہ بات بلا تامل کہی جا سکتی ہے کہ مہاتما گاندھی ضرور ان قابل قدر انسانوں میں سے ہیں - جنہوں نے اس اتحاد کے مبارک پودہ کی نشو و نما میں اپنی پوری طاقت صرف کی ہے -

بعد ازاں صاحب صدر نے فرمایا - کہ مذہب اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے اپنے پیروؤں کو اللہ تعالےٰ کی عظمت اور اس کی رضا جوئی کی راہوں پر چلایا ہے اور پیغمبر اسلام کی اس تعلیم سے بنی نوع انسان کے معلومات میں ایک بڑا اضافہ ہوا ہے" ۔

لیکچر اس کے بعد خواجہ صاحب لیکچر کے لئے کھڑے ہوئے - آپ نے فرمایا - آج سے تیرہ سو برس پیشتر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کل بنی نوع انسان کے لئے ایک برادری میں منسلک ہونے کا پیغام دنیا میں لائے تھے - مخلوقات کا اختلاف دراصل کوئی بری چیز نہیں ہے کہ جس کے مٹانے کی کوشش کی جائے - جو لوگ صحیفہ قدرت کا مطالعہ کرتے ہیں - وہ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ یہ اختلاف ہی ترقی کی روح رواں ہے - یہی امر جب انسان پر عائد کرتے ہیں - تو دیکھتے ہیں کہ اگر طبائع انسانی میں اختلاف نہ ہو - تو ترقی فوراً رک جائے - چنانچہ تقسیم عمل کا قاعدہ جو مہذب دنیا میں رائج ہے - اس بات کا کافی ثبوت ہے - اور دنیا کی ترقی اس وقت تکمیل کو پہنچیگی جب دنیا کے تمام شہری اپنے فرائض کو باہم اس طرح بانٹ لیں گے - جس طرح کہ ایک کنبہ کے بہت سے افراد سہولیت کی غرض سے اپنے گھر میں کیا کرتے ہیں - مذہب بھی ایسے ہی تمدن کا حامی ہے - اس نے انسان کے حیوانی جذبات کو اخلاق میں تبدیل کر کے ان کو روحانی نظام کے ماتحت کیا ہے - اس لئے ہم کہتے ہیں کہ دنیا میں مختلف مذاہب کا پایا جانا ہی اس کی ترقی کی دلیل ہے - اس اختلاف مذاہب میں ایک نظام پیدا کرنے کے لئے سات باتیں ضروری اور قابل توجہ ہیں

اول - ایک منبع ہدایت یا جڑ -

دوئم - شاخیں -

سوئم - شاخوں کا اپنی اصل جڑ سے دائمی تعلق -

چہارم - ایک شاخ کا دوسری شاخ کی آزادی کا احترام

پنجم - ایک شاخ دوسری شاخ کی ممد -

ششم - ایک دوسرے کے نقصان سے پرہیز -

ہفتم - اشتراک

کیا یہ تمام مختلف اجزا ایک بڑے اور قوی ہیکل درخت کو دو بہشت کذائی نہیں دیتے - جس کی وجہ سے وہ درخت کے نام سے موسوم ہو سکے - ؟

پس سیاسی یعنی جسمانی یا اخلاقی یعنی روحانی ترقی کے مدارج اعلےٰ پر پہنچنے کے لئے ان سات بڑے اصولوں کے اوپر قدم مارنا ہوگا - دنیا ایک بڑی رفتار سے اتحاد کی طرف بڑھ رہی ہے - کانفرنسوں - کانگرسوں - اور مجالس کا بین الاقوامی کا قائم ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قلب انسانی ایک عالمگیر برادری کی تڑپ اپنے اندر رکھتا ہے - ہاں اگر کوئی بات لیگ آف نیشنز (مجلس بین الاقوامی) کی کامیابی میں شبہ پیدا کرتی ہے تو وہ یہ ہے کہ شاید اس کی صحیح اصولوں پر بنیاد نہ رکھی جائے - اگر ایک مشروطہ ایک جزو بنی نوع انسان کو تقسیم شدہ بنی نوع انسان کی دائمی غلامی میں رکھنے کی غرض سے قائم کیا جاتا ہے - تو اس کی بنیاد بجائے مضبوط چٹان پر قائم کرنے کے ریت پر رکھی جاتی ہے - اور ایسی مجلس یقیناً ایک عالمگیر صلح کا پیش خیمہ نہیں قرار دی جا سکیگی -

قرآن پاک کے نزول سے پہلے کوئی مذہب اس خیال کا حامل نہیں کر سکتا تھا - اس کے سوائے دوسرا مذہب بھی خدا کی طرف سے ہو سکتا ہے - اس تنگ ظرفی کا شکار دنیا مدتوں رہی - اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب بھی بہت سے انسان اس نوک نشتر سے خون آلودہ ہیں - خدا تو اپنے بندوں کے ساتھ کبھی ناانصافی روا نہیں رکھتا - اور جب تقسیم جسمانی میں غریب و امیرا سکے سامنے برابر ٹھیرے تو اس کی شان سے بعید ہے کہ روحانی نعماء کی تقسیم میں تفریق جائز رکھے - محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس بڑی تاریکی کو دنیا سے دور کرنے پر مامور کئے گئے - تو وہ بھی تنگ ظرفی کی تاریکی تھی - چنانچہ اس کا پہلا پیغام - الحمد للہ رب العلمین ٥ الرحمن الرحیم ٥ ملک یوم الدین ٥ جو دنیا کو ملا وہ ایک عالمگیر اتحاد کا بیج تھا -

اس پیغام نے ہر انسان کا جسمانی اور روحانی برکات کے سرچشمہ یعنی الہام سے مستفید ہونا پیدائشی حق قرار دیا ہے - اب اگر کوئی کینہ ور انسان قرآن پاک کی تعلیم کو ظلم اور تعدی کا سبق دینے والی قرار دے تو یہ الزام محض بے بنیاد ہوگا - ایسے نکتہ چینوں کو چاہئے کہ کتاب پاک سے کوئی ایسی آیت نکالکر پیش کریں جس سے لوگوں میں بغض و تعصب پیدا ہونے کا مفہوم ادا ہوتا ہو -

اسلام انبیاء میں کوئی تفریق نہیں کرتا - مسلمان ہر الہامی کتاب پر خواہ وہ محمد صلعم پر نازل ہوئی یا کرشن پر - ایمان رکھتا ہے -

فاضل مقرر نے یہاں پر دلائل سے ثابت کیا کہ قرآن پاک کی تعلیم سات مندرجہ بالا اصول سے مخالف نہیں پڑتی - اور یہ بھی بیان کیا کہ انہوں نے مختلف مذاہب کی کتب مقدسہ حصول سچائی کی غرض سے مطالعہ کی ہیں - اور باوجود اس کے کہ ان میں بعد کی ملائی ہوئی بعض بے ربط آیات موجود ہیں - لیکن بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتب مقدسہ بہت سی خوبیوں کی جامع ہیں -

اسلام سب سے ضروری تعلیم جو اپنے پیروؤں کو دیتا ہے اور جس کو ان کا انتہائی مقصد قرار دیتا ہے وہ ان کا اپنی تمام قوی جسمانی کو بنی نوع انسان کی خدمت میں لگانا ہے - اور اگر ایک مسلمان صرف اپنی نشو و نما میں منہمک ہو جاتا ہے - تو گویا وہ اپنی امانت میں جو اسکو اللہ نے سپرد کی تھی خائن ٹھیرتا ہے -

تنگدلی اور تنگ ظرفی کا زمانہ اب ہو چکا - ہندوستان والوں کو چاہئے کہ اپنی مذہبی جنگ و جدل کی پرانی داستان بھول جائیں - اور اپنے فرائض کو پہچانیں اور ایک خداوند تعالےٰ کی پرستش کے لئے "لیگ مذاہب" بنائیں - ایک قوم دوسری قوم کے انبیاء کو اللہ کے بھیجے ہوئے برحق تسلیم کرلیں - جس کا حیرت انگیز نتیجہ انشاء اللہ یہ ہوگا کہ مسلم اور ہندو اتحاد مضبوط چٹان پر قائم ہو جائیگا - اور ایک دوسرے کے انبیاء کو راستباز انسان مان لینا کسی قوم کے لئے ہرج کی بات بھی نہیں ہے -

ہندو اور مسلمان مدتوں ہندوستان میں امن و چین سے رہے ہیں - جب جسمانی اتحاد ممکن ہے تو روحانی اتحاد کیوں ناممکن ہو سکتا ہے ؟ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ "لیگ مذاہب" کا رکن بننے کے ساتھ تبدیلی مذہب بھی لازمی ہوگی - کیونکہ اس اتحاد کی غرض صرف ایک دوسرے کی ہمدردی ہوگی - اور دنیا کا کوئی مذہب اس بات سے نہیں روکتا -

مدراس مذہبی سرگرمیوں کے لئے مشہور ہے - اور مسز بیسنٹ کا احسان کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا جو انھوں نے مذہبی تعصب کے قلع قمع کرنے میں ملک پر کیا ہے - اب میدان اس بات کے لئے صاف پڑا ہے کہ اس پر لیگ مذاہب کی ایک شاندار اور دلکش عمارت کھڑی کی جائے -

اس لیگ یا پنچائت کا رکن ہونے کے لئے سب انبیاء مثلاً موسیٰؑ - عیسیٰؑ - رامچندرؑ - کرشنؑ - بدھ - محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے مرسل تھے - تمام کتب مقدسہ برحق ہیں - اور قرآن آخری الہامی کتاب ہے اور یہ کہ آئندہ کسی مذہب پر بے جا تہمت نہ لگائی جائے -

آخر میں جناب مقرر نے حاضرین کو یقین دلایا کہ کم از کم ہندوستان کے آدھے مسلمان نہ صرف حضرت کرشن اور رامچندر جی کو سچے پیغمبر تسلیم کرینگے بلکہ وہ گائے کی قربانی سے دست بردار ہو جائینگے -

حضرت خواجہ صاحب کے لیکچر کے اختتام پر مسٹر سی - پی - رام - سوامی آئر نے فرمایا - کہ اسلام نے عرب روح سے اپنے کو کبھی علیحدہ نہیں کیا - یہ روح اپنے تخیل میں عرب کے وسیع ریتلے میدانوں کی طرح دور دور دراز حد تک پہنچکر دائرہ افق سے جا ملی ہے - مگر ساتھ ہی اس کا عملی نتیجہ نخلستانوں کی شکل میں جگہ بجگہ ظاہر ہے - تمام تاریخ اسلامی ان دو قابل قدر خصوصیات کی تصویر ہے - پیغمبر اسلام ایک باعمل انسان اور بڑے مدبر تھے - ان کی سچائی کی پیاس کو سوائے وحی الٰہی اور کوئی چیز نہ بجھا سکی - انہوں نے اپنی قوم کو اپنی زندگی میں مہمل فلسفہ کی تعلیم کبھی نہیں دی - بلکہ مصیبت اور دکھوں کے مقابلہ میں سینہ سپر رہنے کا اصول ان کی زندگی کا جزو بنا دیا - اسلام نے ہمیشہ تحمل (برداشت) کی تلقین کی ہے - اور وہ ہمیشہ عالمگیر اتحاد کا حامی رہا ہے -

"اُپنشد" میں تحریر ہے کہ سچائی دنیا کے لئے ایک ہے جس کو دانا لوگ مختلف طریقوں میں بیان کرتے - الہام ہر قوم کو اسکے خیالات و عادات کے موافق ہوا کرتا ہے - اور خدا تک پہنچنے کے لئے مختلف راستے ہیں -

جناب صاحب صدر نے آگے چلکر فرمایا کہ جناب خواجہ صاحب کے لیکچر سے اسلام کے متعلق بہت سے شکوک رفع ہو گئے ہیں - اور لیکچرار صاحب خاص طور پر قابل شکریہ ہیں کہ انہوں نے ہندو مسلم اتحاد پر پوری پوری روشنی ڈالکر حاضرین کو محظوظ کیا ہے -

اس کے بعد مسز بیسنٹ صاحبہ نے لیکچرار صاحب کے لئے شکریہ کا ووٹ تجویز کیا اور جلسہ برخاست ہوا ؂

زبان سے اچھی بات کہہ - اور جہاں تک ہو سکے نیک کام کیا کر - آدمی کا کلام اسکی فضیلت کی دلیل اور اسکے کام اسکی عقل کا نشان ہیں ؂

لوگوں کو بھلے کام کرنے کا امر کر اور خود بھی نکو کردار رہ - اور ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ اوروں کو بھلے کام بتلائے - اور خود ان سے جی چرائے اگر ایسا ہوا - تو اس کا وبال پیش آئیگا اور خدائے عز و جل کی ناخوشی کا باعث ہوگا ؂

غضب اور غصہ کی حالت میں برد بار - اور وحشت اور خوف کے وقت صابر - اور طلب روزی میں شریعت کے مجوزہ قانون کا پابند اور تابعدار رہ ؂ (حضرت علیؓ ابن ابیطالبؓ)

نامۂ ووکنگ

امریکہ اور اسلام

ترکوں کے فرضی مظالم کی داستان ایک فلم کی صورت میں

جنگ یورپ کے گذشتہ ہولناک واقعات نے مادیت اور تہذیب جدید کا جو بھیانک نظارہ دنیا کو دکھایا ہے سائنس اور علوم کے زیر سایہ دنیا کو متواتر پانچ سال تک تباہی و بربادی کا جو نقشہ دیکھنا پڑا ہے تاریخ انسانی کا وہ ایک انتہا درجہ کا تاریک ترین صفحہ ہے کہ جو بیسویں صدی کی عیسائیت کی تہذیب کے چہرہ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک کلنگ کا ٹیکہ بن کر رہے گی

لوگ کہتے ہیں کہ جنگ ختم ہو گیا۔ اور تہذیب جدید کے یہ تاریک صفحات اپنی تمام شکل و صورت کے ساتھ پلٹائے جا چکے۔ اب امن کا دور دورہ ہے اور لیگ اقوام کی پری یا دیوی فرشتۂ امن بنکر امن و اتحاد کے جان آفرین مژدہ سے دنیا کو دوبارہ زندہ کرنے آئی ہے۔

لیکن میں کہتا ہوں۔ نہیں۔ تلواروں کی جھنجھناہٹ۔ توپوں اور ہوائی جہازوں کی گولہ باری۔ انسانوں کا قتل و غارت اور بیشمار بچوں کا بے باپ اور عورتوں کا بے خاوند ہونا اگرچہ موقوف ہو گیا لیکن اس کا ایک تتمہ ابھی باقی ہے۔ جس کا انکشاف اگر کرنا ہو۔ تو لنڈن کے البرٹ ہال کی تاریکی تمہیں اس کا پتہ دیگی۔ "آکشن آف سولز" یعنی "روحوں کے نیلام" اس فلم کا نام ہے۔ جو اس ہال کے اندر ہر روز رات کے وقت متحرک تصاویر کی شکل میں دکھایا جاتا ہے۔ یہ فلم کیا ہے؟ لیگ اقوام کا ایک تاریک ترین مرقع۔ وہ لیگ اقوام جس کو قوموں کے باہمی اتحاد کی مضبوط چٹان پر کھڑا کیا گیا۔ جس کے قیام کی سب سے پہلی غرض یہ بتائی گئی کہ اخوت انسانی کے زرین اصول کو اس کے ذریعہ سے ترقی دی جائے۔ آج وہی لیگ اقوام کم از کم اس کی وہ ماتحت کمیٹی (لیگ آف نیشنز یونین) جو لنڈن میں وزرائے برطانیہ اور دیگر اولو العزم انسانوں کے زیر سایہ قائم ہے۔ البرٹ ہال میں اس فلم کے ذریعہ سے اس اخوت انسانی کو علی الاعلان ٹھیس لگاتی ہے۔

کہتے ہیں کہ امریکہ نے دوران جنگ میں کوئی سفارت قسطنطنیہ میں اس غرض سے بھیجی۔ کہ وہ سلطان المعظم سے ارمینیوں کی آزادی کی درخواست کرے۔ اس سفارت نے وہاں جا کر کیا کیا۔ اسے کسی طرح سے یہ ٹکا جواب دربار خلافت سے دیا گیا۔ کہ ٹرکی اپنے انتظامات اور رعایا کی آپ ذمہ دار ہے۔ اور وہ وہی کرے گی جسکو وہ اپنے نزدیک بہترین سمجھے اس میں کسی کو مداخلت کی ضرورت نہیں۔ تب ناکامی سے ان ارکان سفارت نے اس پر کشیدہ سازش کی۔ کہ ہمیں اپنی افواج کو روس کے ساتھ ملا کر ٹرکی پر حملہ آور ہونا چاہیئے۔ جسکو باب عالی کے کسی خادم نے بھی کان لگا کر سنا۔ اور اس کا نتیجہ نہ صرف ان ارکان سفارت کی قید کی صورت میں ظاہر ہوا۔ بلکہ ارمنی ولائت کے گورنر کو بلا کر یہ حکم نامہ بھی اسے دیا گیا۔ کہ آرمینیوں کا استیصال اور انہیں خارج البلاد کر دیا جائے۔ اور ارمنی افواج سے اسلحہ لے لئے جائیں۔

اس حکم کا ملنا تھا کہ گویا ترک سپاہیوں اور افسروں کی دہشت و بربریت اپنا پورا رنگ دکھانے لگی۔ نہ صرف ننھے ننھے بچوں کو قتل و غارت عورتوں کو بے خانمان اور مردوں کو نشانہ بندوق بنا کر ہی انہوں نے انہی خاصی انسانی قربانگاہ قائم کر دی۔ نہ صرف عورتوں اور بچوں کے جمِ غفیر کو گھروں سے نکال نکال کر کئی دن کے بھوکے اور پیاسے ریتلے میدانوں میں اس طرح سے جا پھینکا گیا کہ گویا میدان حشر ان کے لئے قائم ہے۔ بلکہ انہی ترک افسروں نے خوبصورت ارمنی لڑکیوں کو ان کے خاندان کی حفاظت کے وعدہ پر ان کے والدین سے لینا چاہا۔ لیکن "باغیرت" ارمنی والدین اس پر راضی نہ ہوئے۔ اور اپنے ہم قوموں کے ساتھ جلا وطن اور قتل و ذلالت کی سختیوں ہی کو ترجیح دی۔ تاہم نا دل کے ہیرو ترک کے شہوانی خیالات کہاں دب سکتے تھے مگر وہ خود باایں ہمہ ساز و سامان اور جبر و تعدی کے باغیرت ارمنی کی لخت جگر پر قابض نہ ہو سکا۔ تو دو سال بعد ازاں میں کسی کرد کے ہی وہ ہاتھ پڑگئی۔ اور اس نے ربیبی لالچ میں اور اس وجہ سے بھی کہ اس کا اسلام اُسے کا فروں کے ساتھ اسی طرح سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے زبردستی وہاں سے بیچا کر اپنے آقا نے دولتمت موٹے پاشا تک پہنچایا۔ اور وہاں سے پھر اُسے جودت پاشا گورنر آرمینیا کے محل میں پہنچایا گیا۔ کہ وہی اس ناول کا اصلی ہیرو اور لڑکی کا خواہشمند تھا۔ اس جگہ اس لڑکی سے درخواست ہوتی ہے۔ کہ وہ ہمارے ہیرو کی حرموں میں شامل ہو جائے۔ جسکو وہ بعد مجبوری اس شرط پر منظور کرتی ہے کہ اُس کے خاندان کی حفاظت کی جائے۔ جسے اس کا وعدہ دیا جاتا ہے۔ لیکن عجب تماشا۔ اسی میں اس کا ایک دوسرا ارمنی عاشق آتا ہے۔ اور اُسے وہاں سے نکال لے جاتا ہے۔

ایک اور موقعہ پر ان سب ارمنی عورتوں اور بچوں کو کشتیوں کے اندر بھر کر دریا میں لے جایا جاتا ہے۔ کشتیاں بھر جاتی ہیں۔ اور حکم ہوتا ہے کہ بچوں کو نکال کر دریا میں پھینکدو حکم کی تعمیل نہایت شدت کے ساتھ کی جاتی ہے۔ اور غریب الوطن ماؤں کی گود کو باوجود ان کے چیخنے اور چلانے کے خالی کر کے بچوں کو دریا میں پھینکدیا جاتا ہے کہیں عورتوں اور بچوں کو آگ لگا دی جاتی ہے یہ اور اسی قسم کے بہت سے ہولناک نظارے اس فلم میں جو امریکہ کی ایجاد ہے۔ اور نام نہاد امریکن سفارت کے افسر کے بیان کردہ داستان کی بنا پر بنائی گئی ہے۔ دکھائے جاتے ہیں۔ تاکہ لوگ اس پرانے خیال پر اور پختہ ہو جائیں کہ مذہب اسلام انسان میں وحشیانہ اخلاق پیدا کرتا ہے۔ اور لوگوں اسلام کے ساتھ دلوں میں نفرت بڑھے۔ تاکہ انگلستان کے لوگوں کی رائے اگر تھوڑی بہت بھی ترکوں کے حق میں ہو۔ اگر کوئی حق پسند انسان پریذیڈنٹ ولسن کے نام نہاد چودہ اصولوں میں سے ایک کو ٹرکی کی سلامتی کی ضمانت قرار دے۔ اور سب سے بڑھکر خود برطانیہ عظمیٰ کے وزیر اعظم کے اس جنتی وعدہ کو جو ۵ جنوری ۱۹۱۸ء کو دیا گیا تھا۔ برطانوی قوم کی قومی رواداری اور اصول انصاف کا معیار سمجھے۔ تو ترکوں کے فرضی مظالم کی یہ ہولناک تصویر اس کے خیالات کو بدلکر ان کے اخراج کا اسے زبردست حامی بنا دے۔

اس حقیقت کا ایک اور ناگوار پہلو بھی ہے جس وقت اس فلم کا اعلان اخبارات میں ہوا۔ مولینا مولوی صدر الدین صاحب امام مسجد ووکنگ نے اسی وقت ایک چٹھی بطور پروٹسٹ برطانوی مسلمانوں کی نیابت میں ہوم سکریٹری کو لکھی۔ ایک اور پروٹسٹ مسٹر ایم ایچ اصفہانی نے بھی مسلم لیگ لنڈن کی طرف سے اسکے پریزیڈنٹ ہونے کی حیثیت میں کیا۔ لیکن بے فائدہ۔

یہ ہے لیگ اقوام کی اقوام پرستی۔ جسکو پورا کرنے کے لئے امن و اتحاد کے پیغامات دنیا کو سنائے گئے اور ایسے ایسے عظیم الشان اتحادی قلعے خیالات کی بلند آزمینیوں میں تعمیر کئے گئے۔ جن کو کوئی قومی بغض و تعصب مسمار نہ کر سکے۔ لیکن۔ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

ترک جن کی شرافت کا اعتراف اور تو اور خود برطانوی افواج کو بھی دردانیال کی عظیم الشان مہم میں کرنا پڑا۔ اور عین ان دنوں میں جبکہ خود اپنے ہم مذہب دشمن پر بھی بیتابی جہازوں کی غرقابی کا الزام عائد کر کے اس پر نفرین بھیجی جاتی تھی انگلستان کے اخبارات نے بہانگ دہل "شریف ترک" کے ان اخلاق کی تعریف کی۔ جو میدان جنگ میں ان سے ظاہر ہوئیں۔ وہ ترک جس نے جنگ بلقان کے موقعہ پر ایڈریانوپل کے محاصرہ کے دوران میں جب دیکھا کہ محصورین کے پاس سامان ختم ہو چکا ہے۔ تو باوجود یکہ مارشل لا کے ماتحت رعایا شہر کے غیر مسلم اور مسلمان طبقے اپنے بچے کھچے سامان خورش کو ان لوگوں کے ساتھ جن کے پاس کچھ نہ تھا۔ بانٹ کر کھانے کے ذمہ دار تھے۔ لیکن شیخ الاسلام کے حکم کے ماتحت غیر مسلم آبادی کو اس حکم سے آزاد کر کے صرف مسلمانوں ہی پر یہ پابندی ڈالی کہ وہ اپنے ہم وطن غیر مسلموں کو اپنے سامان سے مدد دیں کیونکہ اسلامی قواعد جنگ اسی کے متقاضی ہیں اس ایسے شریف ترک کا یہ نقشہ امریکہ میں ڈھل کر لیگ اقوام کی یونین کے ذریعہ سے دنیا میں پیش ہو۔ مغربی تہذیب کے لئے باعث شرمندگی سے سمرنا میں یونانیوں نے کوئی ہزار ترکوں کو تہ تیغ کیا۔ اور ایک لاکھ کو بے خانمان۔ سو اس کا کوئی ذکر نہیں آتا۔ اور نہ اسکے خلاف عیسائی دنیا میں کوئی صدائے احتجاج بلند ہوتی ہے مگر ترکوں کے فرضی مظالم اور مسلمانوں کے فرضی وحشیانہ پن کی کیا کیا داستانیں ایجاد ہوتی ہیں۔

خدا کی زمین کذب و بہتان۔ مکر و فریب اور بیگناہوں اور مسلموں پر ظلم و ستم سے اب بھر چکی ہے اور وقت ہے کہ یہ پیمانہ اب چھلک کر کوئی ایسا طوفان بے تمیزی کھڑا کر دے۔ جو مغربی تہذیب کے ان نام نہاد ٹھیکیداروں کو تا بے چند کو کیسوں اور رکھکر کا مصداق بنا دے۔ ع

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

خاکسار۔ دوست محمد۔ از ووکنگ انگلستان

قرآن مجید کا ترجمہ تلگوی زبان میں

ذیل میں ہم ایک خط کا اقتباس جو ہمیں علاقہ مدراس کے ایک علم دوست ہندو جنٹلمین کی طرف سے موصول ہوا درج کرتے ہیں جیسا کہ اس خط سے معلوم ہوتا ہے۔ صاحب موصوف نے قرآن مجید کا تلگوی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ مسلمانوں کے لئے کسقدر غیرت کا مقام ہے۔ کہ دوسرے مذہب کے لوگ تو قرآن کریم کا ترجمہ کریں۔ اور خود مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ دوسروں کو تو کیا تبلیغ قرآن کریں گے۔ وہ خود اپنے بچوں کو بھی قرآن پڑھنے اور قرآن کی تعلیم پر عمل کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتے بہرحال اس مکتوب کا ترجمہ یہ ہے:۔

66. High Road
E-gmore (Madras)
20th Feborary. 1920.

بخدمت جناب خواجہ کمال الدین صاحب و جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ مسلم مشنری۔

پیارے صاحبان! میں آپ کو قرآن مجید کے تلنگوئی ترجمہ کی چار جلدیں بھیجتا ہوں جو میں نے ابھی ابھی شائع کیا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ اُن کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔

مجھے اس ترجمہ کی اشاعت کی کئی برسوں سے خواہش تھی۔ اور اس لئے میں نے سیل۔ راڈول پامر اور نیز مرزا فضل الہ آبادی اور ڈاکٹر حکیم خان کرنالی کے تراجم مطالعہ کئے ہ

حال ہی میں مجھے آپ کا ترجمہ مسٹر ایم بادشاہ صاحب۔ بی۔ اے۔ سیکنڈ لائن بیچ مدراس سے دستیاب ہوا ہے۔ میں نے آپ کے ترجمہ کو اُن سب میں سے اعلیٰ پایا۔ اور آپ کے نوٹ بھی نہایت قیمتی اور قابل قدر ہیں۔ انہی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اسلام سکھاتا ہے۔ میں نے قرآن مجید کا ترجمہ تلنگوئی زبان میں بطور نمونہ کیا ہے۔ اور دیکھنا چاہتا ہوں کہ پبلک اسکو کس نگاہ سے دیکھتی ہے۔

میں خوشی سے کہتا ہوں کہ ایک ہندو جنٹلمین نے اور ایک تلنگوئی دان مسلمان نے لکھا ہے کہ وہ میرے اس کام کو بہت وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ کا صادق

M. Venkata Ratnam.

لمعات

عبادت کیا ہے

جب انتہا درجہ کی محبت ہو جب انتہا درجہ کی امید ہو انتہا درجہ کا خوف ہو۔ سب عبادت میں داخل ہے غیر اللہ کی عبادت کا اتنا ہی مفہوم نہیں ہے کہ سجدہ کیا جائے۔ نہیں بلکہ اس کے مختلف مدارج ہیں اگر کوئی مال سے انتہا درجہ کی محبت کرتا ہے۔ تو وہ اُس کا بندہ ہوتا ہے۔ خدا کا بندہ وہ ہے جو خدا کے سوا اور چیزوں کی حد اعتدال تک رعایت کرتا ہے اسلام میں محبت۔ امید منع نہیں ہے۔ مگر ایک حد تک ہ

(مسیح موعودؑ)

پردہ اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جائے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لئے پڑے۔ اُن کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے۔ وہ بیشک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔ (مسیح موعودؑ)

مساوات مساوات کے لئے عورتوں کی نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی ہے۔ اور نہ انکو منع کیا گیا ہے کہ نیکی میں مشابہت نہ کریں۔ اسلام نے یہ کب بتلایا ہے۔ کہ زنجیر ڈال کر رکھو۔ اسلام شہوات کی بنا کو کاٹتا ہے۔ (مسیح موعودؑ)

اشاعت مذہب میرے نزدیک اشاعت مذہب کا بہترین طریق یہی ہے۔ کہ وہ مذہب اپنی خوبیوں اور حسن کی وجہ سے خود ہی (اندر) چلا جائے۔ اور اس کے لئے بیرونی کوشش نہ کرنی پڑے۔

عمدہ تعلیم اور کامل نمونہ جو اس تعلیم کی عمدگی کا زندہ ثبوت ہوتا ہے۔ وہی اشاعت کا بہترین طریق ہے۔ (مسیح موعودؑ)

بعثت کی غرض میں خدا تعالے پر ایسا ایمان پیدا کرانا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالے پر ایمان لاوے۔ وہ گناہ کی زہر سے بچ جائے۔ اور اُسکی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی ہو جائے۔ اُس پر موت وارد ہوکر ایک نئی زندگی اُسکو ملے۔ گناہ سے لذت پانے کی بجائے اُس کے دل میں نفرت پیدا ہو۔ جس کی یہ صورت ہو جائے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے خدا کو پہچان لیا ہے۔

ترقی تدریج ہوتی ہے انسان ایک دم میں ہی ترقی نہیں کر لیتا۔ بلکہ دُنیا میں قانون قدرت یہی ہے کہ ہر شئے تدریجی طور پر ترقی کرتی ہے۔ اس سلسلہ سے باہر کوئی شئے ہو نہیں سکتی۔ ہاں ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ آخر سچائی پھیلے گی۔ اور پاک تبدیلی ہوگی۔ (مسیح موعودؑ)

تعدد ازدواج کی ضرورت (۱) عدم موافقت ہے اور طلاق کا موقع نہیں (۲) عقم۔ (۳) حمل اور اس پر ارضاع کی مدت دراز۔ اور علاوہ براں مرد تناسلی مزاج ہے۔ (۴) کثرت تولد بنات بعض بلاد و خاندانوں میں۔ (۵) پولٹیکل مصالح اور سیاست کی ضرورت۔ (۶) عورتیں غالبًا ۵۰ برس کے بعد قابل نسل نہیں رہتیں۔ خلاف مردوں کے کہ وہ ۹۰ برس تک ہمارے ملک میں قابل ہیں۔ (۷) قدرتًا عورت مرد انسانی نسل میں جوڑا پیدا نہیں ہوتے۔ (۸) مشاہدہ کثرت زنا جن بلاد میں تعدد ازدواج جائز نہیں۔ (۹) وقوع قتل ازدواج ایسے بلاد میں بضرورت محبت کسی اور سے۔ (۱۰) عورتوں کو ممکن نہیں کہ ایک سال میں مرد کے لئے کئی لڑکے جن دیں اور مردوں کو ممکن۔ (۱۱) قدرت نے توالد تناسل میں عورت کو بہ نسبت مرد کے بہت بوجھ رکھا ہے۔ اور اولاد کے منافع میں قریبًا دونوں شریک ہیں۔

یہ اسباب کثرت ازدواج کی ضرورت کے ہیں۔ (نورالدینؓ)

الہام جب تم سُنو کہ کسی کو الہام ہوتا ہے تو پہلے اُسکے الہامات کی طرف مت جاؤ۔ الہام کچھ شے نہیں۔ جب تک کہ انسان اپنے تئیں شیطان کے دخل سے پاک نہ کرلے۔ اور بیجا تعصبوں اور کینوں اور حسدوں اور ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی بات سے اپنے آپ کو صاف نہ کرلے۔ (مسیح موعودؑ)

مراسلات

ولایت اور نبوت اور شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانیؒ

(از کتاب مبدا و معاد)

آپ کی کتاب مبدا و معاد سے ہم اُردو میں ترجمہ کرکے لکھتے ہیں۔ تاکہ فائدہ اور انتفاع اُن کا وسیع ہو۔

فرماتے ہیں:- ولی کو جو کمال حاصل ہوتا ہے۔ اور جس درجہ پر وہ ترقی کرتا ہے۔ اپنے نبی متبوع کے طفیل ہے۔ اگر نبی کی متابعت نہ کرتا۔ تو ایمان کب اُسکو ملتا۔ اور مدارج عالیہ تک کب اُس کی رسائی ہوتی اگر اسکو کوئی جزئی فضیلت فضائل جزئیہ سے حاصل ہو جائے۔ جو نبی کو حاصل نہ تھی۔ یا کوئی خاص درجہ درجات عالیہ سے اُس کو حاصل ہو جو نبی نہ رکھتا تھا۔ تو نبی کو اس فضیلت جزئی اور درجہ خاص سے نصیب کامل حاصل ہے۔ اس لئے کہ اس ولی کو بوجہ اتباع کے یہ درجہ حاصل ہوا ہے۔ اور اتباع سنت کا وہ نتیجہ ہے۔ پس بہرحال نبی کو بھی اس کمال سے بہرہ کامل حاصل ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا۔ لیکن ولی کو اس کمال کے حصول میں سبقت ہے اور اس درجہ پر وہ واصل ہونے میں تقدم ہے۔ اور اس قسم فضیلت ولی کو نبی پر جائز سمجھا گیا ہے کیونکہ یہ جزئی فضیلت ہے جس کو فضیلت کلی پر کچھ مداخلت نہیں۔ اور یہ جو صاحب فصوص الحکم (محی الدین ابن عربی) نے فرمایا۔ خاتم الانبیاء علوم و معارف از خاتم الولایت اخذ مے کند۔ یہ بات بھی اسی نکتہ معرفت کی طرف راجع ہے جس میں اس فقیر کو امتیاز بخشا گیا ہے۔ اور یہ امر سراسر موافق شریعت ہے فصوص الحکم کے شراح نے ناحق تکلفات سے کام لیا ہے جس کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ انہوں نے حقیقۃ الامر کو نہیں سمجھا۔ اور اسی واسطے وہ تکلفات اور تاویلات کی طرف مائل ہو گئے۔

منشاء امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس دلیل لانے سے یہ ہے کہ چونکہ سنت کا قیام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ تو ایک سنت اور اجر تو قیام سنت کا ہوا۔ پھر جو بھی اسپر عمل کریگا اس کا اجر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال میں لکھا جاویگا۔

میں کہتا ہوں۔ اس صورت میں کس قدر مضاعف در مضاعف اجر کی مورد اور محل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات ہوگی۔ امام ممدوح فرماتے ہیں کہ چونکہ اتباع کنندہ کو ایک قسم کا تقدم جزئی ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ اس سنت پر عمل نہ کرتا۔ تو اس کا اجر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف عود نہ کرتا۔ یعنے اس دوسرے اجر کے مورد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تب ہوئے جبکہ متبع نے اس سنت سنیہ پر عمل کیا۔

پھر فرماتے ہیں کہ محی الدین ابن عربی کے اس کلام میں بھی جو اوپر نقل ہوا یہی نکتہ معرفت ہے۔ ترقیات اور مدارج برزخیہ کا بھی عجیب عالم ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔ ولی کی ولایت نبی متبوع کی ولایت کا ایک جزو ہے۔ ولی کو جو درجات عالیہ بھی حاصل ہوں نبی متبوع کے درجات عالیہ کا بہرحال جزو ہی ہونگے۔ جزو خواہ کس قدر عظمت بھی پیدا کرے بہرحال کل سے کمتر ہی رہیگا۔ کیونکہ الکل اعظم من الجزء ایک قضیہ بدیہیہ ہے۔

وہ احمق ہی ہوگا جو جزو کی بزرگی دیکھ کر کل سے اسکو افزوں سمجھے کیونکہ کل بھی وجوہ اس جزو اور دیگر اجزاء کے مجموعہ کا نام ہے۔

میں کہتا ہوں صوفیاء کرام میں اس مسئلہ پر نزاع اور بحث ہے۔ الولایۃ افضل من النبوۃ۔ صاحب فصوص نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ ہر ایک نبی کی ولایت اپنی نبوت سے افضل ہے۔

میں کہتا ہوں۔ ولایت قرب الٰہی کا نام ہے اور نبوۃ ایک منصب ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک حوض ہے اوپر سے اُس میں پانی گرتا ہے پھر حوض سے پانی جاری ہوکر کھیت سیراب ہوتے ہیں۔

بہرحال صاحب فصوص نے یہ امر تسلیم کیا ہے کہ ولی کی ولایت اپنی نبی متبوع کی ولایت سے افضل نہیں ہوسکتی۔ البتہ بحث طلب یہ امر رہ جاتا ہے کہ آیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے بعض اولیاء بعض سابقہ انبیاء سے افضل ہوسکتے ہیں یا نہ۔

صاحب فصوص اور جناب مجدد الف ثانی کا کلام اس طرف مشعر ہے کہ ایسا ہوسکتا ہے

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجدد صدی چہاردہم اپنے آپ کو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے افضل قرار دیتے ہیں۔ اور میرا مسلک بھی یہی ہے کہ اس اُمت کے بعض علماء ربانی سابقہ انبیاء سے افضل ہوسکتے ہیں۔ بلحاظ ولایت اور قرب کے نبوت (منصب) میں یہ توازن صحیح نہیں ہوسکتا۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

خاکسار۔ میرزا اند علی از پشاور

مجلس کلیسا ہند

گذشتہ فروری کی ۲۲ سے ۲۵ تک کلکتہ میں ایک نہایت اہم مجلس کلیسائے پراٹسٹنٹ کی شاخ چرچ آف انگلینڈ کی منعقد ہوئی جس میں سوائے مدراس کی کلیسا کے باقی جملہ ہند۔ برما و سیلون کی کلیساؤں کے پادری جمع ہوئے۔ صوبجات کے ۱۳ بشپوں کے علاوہ جن میں سے ایک ہندوستانی تھا ۷۶ ڈیلیگیٹوں میں سے ۶۴ شامل جلسہ ہوئے۔ ان لوگوں میں سے ۴۱ یوروپین اور ۲۳ ہندوستانی تھے۔ ان میں مختلف شعبوں کے آدمی اعلیٰ سرکاری ملازمین سے لیکر مشن سکول کے استاد تک شامل تھے۔ اس مجلس کا خاص مقصد کلیسائے ہند۔ برما و سیلون کے معاملات کو سلجھانے کے لئے ایک کونسل کا تقرر تھا۔ پہلی تجویز بشپوں کی طرف سے بمبئی کے بشپ نے مندرجہ ذیل پیش کی۔ بعد چونکہ قدیم الایام سے یہ مسلمہ امر ہے کہ ایمانیات و اصولوں کے خاص اختیارات اور خاص امتیازات و رسومات پادریوں کو تفویض شدہ ہیں اس لئے اس خاص معاملہ میں حقوق دربارہ ایمانیات و اصولات جو ان سے تعلق رکھتے ہیں وہ اپنے طور پر سلجھانے کے اختیارات رکھتے ہیں اور انکے علاوہ بعض معاملات پادریوں اور عوام کی متفقہ سعی سے طے ہوسکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اِن فقرات میں سے پہلے فقرہ پر بڑی شدومد سے بحث ہوئی اور دو دفعہ کارروائی کو ملتوی کرنے اور بشپوں کی طرف سے تصحیح شدہ عبارت پیش کرنے پر ختم ہوئی اور پادریوں و دیگر لوگوں نے محسوس کرلیا کہ اگر صوبجات کی کونسل کو فی الحقیقت ایک کارآمد مجلس بنانا ہے۔ تو پادریوں کی خاص مجلس کی ضرورت ہرگز نہیں بشپوں کا زور اسی پر تھا کہ ایمانیات و اصولات کے خاص معاملات میں سوائے پادریوں کے کسی کو دخل دینا مناسب نہیں۔ مگر فریق مخالف اس بات پر مصر تھا کہ جو اجلاس پادریوں کے ۴۰ سال سے ہوتے رہے ہیں وہ کلیساء کے تمام رواج کے خلاف اور ہندوستانی کلیساء کی خوشحالی میں رکاوٹ کا باعث ہوئے ہیں اور چونکہ ہندوستان کے بڑے پادری بہت بے قاعدگی سے مقرر ہوتے ہیں اسلئے ان کا ایسے معاملات میں عام لوگوں اور کم درجہ کے پادریوں سے آزادانہ کارروائی کرنا ناواجب ہے اس امر کی قریبًا ہر ایک ممبر نے تائید کی۔ اس لئے جب بمبئی کے بشپ کی اصل تحریک پر ووٹ لئے گئے تو یہ ایک بڑی زبردست مخالفانہ میجاریٹی سے شکست یاب ہوئی اس لئے اس پر مزید بحث پیر سے منگل کی دوپہر تک ہوتی رہی اور پھر بدھ کی صبح تک بھی۔ اس پر بڑے پادریوں نے اپنی خاص مجلس میں

ایمانیات و اصولات کے معاملات پر فیصلہ کرنے کے موقعہ پر اسیسروں کا اپنا منظور کیا۔ جسے بڑے پادریوں نے ایک بڑی رعایت سمجھا۔ مگر دوسرے لوگوں نے پادریوں کی خاص مجلس کے خلاف اعتراضات کی بناء پر اسے کتفی نہ سمجھا۔ اصل بناء اس مسئلہ کی اس بات پر تھی کہ ہندوستان میں کلیسیاء کی حالت اُس وقت تک بہتر نہیں ہو سکتی جب تک کہ صحیح معنوں میں مذہبی مجلس قائم نہ ہوگی بڑے مباحثہ کے بعد بشپوں کو اپنے خاص ایمانی و اصولی معاملات کو اپنے آپ ہی سلجھانے کے خاص اختیارات سے دست بردار ہونا پڑا۔ اسلئے انہوں نے تسلیم کر لیا کہ ایسے معاملات میں وہ بغیر اسیسروں کی رائے کے خود مختارانہ کارروائی نہ کریں گے۔

یہ زندہ قوموں کی کارروائیاں ہیں کہ وہ انہیں اصولوں پر کاربند ہو رہے جا رہے ہیں جو اسلام نے تعلیم دیئے تھے۔ کیا مسلمانوں کو خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ کا وہ خطبہ یاد نہیں رہا۔ جبکہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں خدا اور رسول کے خلاف کہوں تو مجھے سیدھا کر دینا۔ مگر اب مسلمانوں کی جہالت کا یہ حال ہے کہ ایک کلمہ گو۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند۔ اصولی اسلام کو ماننے والا محض فروعی یا متشابہات مسائل کی بناء پر دین و دنیا سے غافل علماء کے فتووں کی بناء پر کافر بنا دیا جائے۔ تو اسے کوئی نہیں پوچھتا کہ کیوں ایسا کیا گیا۔ بلکہ سب کے سب اُن کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں بہتر ہے کہ مسلمان دوسری قوموں سے سبق لیں۔ اور اپنی اصلاح کر لیں ورنہ زمانہ تھپڑ مار کر اُن کو جگائیگا۔ یا ہمیشہ کے لئے سلا دیگا۔

(منظور الٰہی)

مسلمان کی جامع تعریف

اس وقت مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے اخبارات و رسائل شائع ہو رہے ہیں جن میں تقریباً ہر فرقہ اپنے آپکو مسلمان و نیز اہل سنت و الجماعت سمجھتا ہے۔ اور باقی فرقوں کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کسی شخص نے ہندو مذہب کی جامع و مانع تعریف بذریعہ اخبارات دریافت کی تھی جس پر ہمارے مسلمان اخبارات کو بہت مضحکہ کی سوجھی تھی۔ مگر خود اُن کی اپنی روش کا کا یہ حال ہے کہ اُن کے خود ساختہ دائرہ اسلام کی حقیقت ایک معمہ ہو رہی ہے۔ شیعوں کے نزدیک اہل سنت و الجماعت کا فرمؤخر الذکر کے نزدیک اول الذکر ہیں و علی ہذا القیاس ایک دوسرے کو کافر اور مشرک قرار دیتے ہیں۔ ایک بے تعصب شخص اگر مسلمان کی جامع تعریف جسے ہر فرقہ تسلیم کرے دریافت کرنا چاہے۔ تو یہ سخت دشوار ہے۔

مسلمان کی تعریف کے علاوہ اہل سنت والجماعت کا ایک اور معمہ اسلام میں آجکل علماء نے پیدا کر رکھا ہے۔ اہل حدیث اور احمدی بھی اپنے آپکو اہل سنت والجماعت میں داخل کرتے ہیں مگر اُن کے مخالف مسلمان کہتے ہیں کہ نہیں تم باہر ہو۔ ہم ہی اس نام کے مستحق ہیں۔ اس لئے مسلمان فرقوں کے جملہ اخبارات و رسالہ جات کے اڈیٹران سے التماس ہے کہ

(۱) وہ مسلمان کی ایسی جامع تعریف کریں۔ جس تعریف کے ماتحت ہر ایک فرقہ اس شخص کو مسلمان سمجھے جس پر وہ تعریف صادق آسکے۔

(۲) اہل سنت والجماعت کی جامع تعریف کی جائے۔ جس تعریف کے ماتحت اس شخص کو اہل سنت والجماعت سمجھا جائے جس پر وہ تعریف صادق آسکے۔

اخبار "اہل حدیث"، "الفقیہ"، "اہل سنت والجماعت" امرتسر کا معاند ماہواری پرچہ، "ذوالفقار"، "اصلاح" و دیگر مسلمان مذہبی پرچے خصوصاً مخاطب ہیں۔

(منظور الٰہی)

مُلّاں آں باشد کہ چپ نشود

جناب ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم۔ کل میری نظر سے ایک پرچہ "الفضل" کا گذرا۔ اس میں لفظ "قادیانی" مولوی محمد علی صاحب کے نام کے ساتھ کسی اخبار میں چھپا ہے۔ اس پر الفضل بہت کچھ گھبرا رہا ہے۔

بیچارا الفضل بھی ایڈیٹر صاحب عقریب ہی بیعت ہے مجبور ہے کوئی ہوا نہ ہونے پر بیان اصطلاحات کوئی نہ کوئی اشتعال انگیز لیتا ہے ماشاء اللہ دنیا جہان کی آپ کو آنی ہی تحقیقات ہیں۔ ہندوستان کے اکثر صوبہ جات کے لوگ قادیانی کو احمدی کا مترادف پاتے ہیں۔ جیسے پنجابی لوگ احمدیوں کو مرزائی کہہ یا کرتے ہیں ان لفظوں کے اشتہارات دیکھا جا سکتا ہے۔ ان میں احمدی یا مرزائی کی بجائے بیجا قادیانی مذہب پایا گیا ہے اگر الفضل اپنے کسی ہندوستانی خریدار سے دریافت کرے۔ تو اُسے اپنی غلطی کا بہ آسانی سے ذہنی ہونے کی عقلمندی کا ثبوت ملجائیگا۔ اگر ایک پنجابی کسی احمدی کو مرزائی کہے۔ تو کون عقلمند یہ خیال کریگا۔ کہ وہ احمدی قادیان سے منتقل ہے۔ اسی طرح احمدیوں کو قادیانی یعنی قادیان کے رہنے والے سے منتج کرنا انہیں قادیان کا باشندہ نہیں بنا دیتا۔ جن معنوں سے مخالف ہمیں مرزائی یا قادیانی کہتا ہے۔ یا بعض دفعہ خود ہمارے بھائی اپنے آپ کو مرزائی کہہ دیتے ہیں۔ ان معنوں کی رو سے ہر ایک احمدی مرزائی اور قادیانی ہے عنقریب ہم الفضل کے پرچوں سے حوالہ جات پیش کریں گے۔ جہاں قادیانی کا لفظ احمدیت کا مترادف استعمال کیا ہوا ہے

مسیح کی خلافت کے بارہ میں ہم حضرت صاحب کے حوالہ جات سے روشنی ڈال چکے ہیں اگر الفضل میں کچھ دیانت باقی ہے تو وہ سارا مضمون نقل کرکے تبصرہ کرے۔ (منظور الٰہی)

تنسیخ وصیت

اِس اخبار کے ذریعہ سے میں اعلان کرتا ہوں کہ قریباً آٹھ نو برس پہلے جو وصیت میں نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں کی تھی منسوخ سمجھی جائے۔ اور انجمن مذکور کا حق نہیں ہوگا کہ میرے بعد میرے ورثاء سے آج کی تاریخ سے پہلی کی کسی وصیت کی بناء پر میری جائداد سے کسی قسم کا مطالبہ کریں۔

المعلن:۔
تیمور اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور
مورخہ ۷ مارچ ۱۹۲۰ء

گواہ شد:۔
عبد الرحیم پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور 7-3-20

گواہ شد:۔
محمد شفیع پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور 7-3-20

رسید زر

فہرست چندہ ماہوار جماعت احمدیہ لائلپور بابت دسمبر ۱۹۱۹ء و جنوری ۱۹۲۰ء
(معرفت بابو محمد حسین صاحب سب پوسٹ ماسٹر)

اسمائے گرامی چندہ دہندگان		دسمبر ۱۹۱۹ء	جنوری ۱۹۲۰ء
شیخ مولا بخش صاحب آڑھتی		للعه	للعه
بابو فضل قادر صاحب زراعت کالج		ےعه	ےعه
میلا بخش صاحب کالونی ہوس		عا	عا
بابو محمد حسین صاحب سب پوسٹ ماسٹر		[illegible]	[illegible]
شیخ میاں محمد صاحب فلور ملز		ے	ے
شیخ الٰہ بخش صاحب عرائض نویس	بقایا [illegible]	۸	۸
شیخ نذر محمد صاحب خزانچی		عه	[illegible]
عملہ کارخانہ فلور ملز		[illegible]	[illegible]
شیخ میاں مولا بخش صاحب کارخانہ روئی		ے	ے
حاجی مبارک دین صاحب		[illegible]	[illegible]
بابو الٰہی بخش صاحب زراعتی کالج		[illegible]	[illegible]
مستری مہر دین صاحب۔ برائے اشاعت اسلام		[illegible]	
میزان		[illegible]	[illegible]
میزان کل		[illegible]	

بعد وضع خرچ بیمہ ۶ر = [illegible] روپیہ

آیندہ مردم شماری

سنہ ۱۹۲۱ء میں ہندوستان کی مردم شماری ہونے والی ہے۔ عیسائی تمام مشن کھول کر نیچ قوموں کو اپنے ساتھ ملا کر اپنا اعداد و شمار بڑھا رہے ہیں آریہ لوگ کاٹھیاواڑ و دیگر علاقہ جات میں اپنی طرف سے زور لگا کر اُن کو آریہ بنا رہے ہیں۔ مگر آہ افسوس اکثر مسلمانوں کی نام نہاد انجمن ہائے حمایت اسلام، تائید اسلام و ندوۃ العلماء خواب غفلت میں پڑی سو رہی ہیں۔

کاش کہ مسلمان اپنی جمود کی حالت کو چھوڑ کر جدوجہد سے کام لیں اور اپنی ہمسایہ اقوام کو نور اسلام سے منور کر دیں۔ علماء کو مختلف علاقہ جات میں فوراً بھیجا جائے اور نیچ اقوام کو دائرہ اسلام میں داخل کیا جائے۔ اُن اقوام پر واضح کر دیا جائے کہ جو اخوت اور مساویانہ حقوق اُن کو اسلام دے سکتا ہے۔ وہ کوئی دوسرا مذہب ہرگز نہیں دے سکتا۔

ہمارے احمدی احباب اور خصوصاً ہمارے مبلغ و مشنری جنوبی ہند و مما لک متوسط کاٹھیاواڑ و دیگر علاقہ جات میں سنہ ۱۹۲۰ء کے اندر اپنی تمام توجہ نیچ اقوام کو دائرۂ اسلام میں لانے پر مبذول کریں۔ تو یہ امر بڑی برکات کا موجب ہو سکتا ہے۔

جنوبی ہند میں برہمن اور غیر برہمن کا جھگڑا ہے جسے اشاعت اسلام کے ذریعہ ہمیشہ کے لئے مٹایا جا سکتا ہے۔

مرداں بکوشید و جامۂ زناں نہ پوشید
(منظور الٰہی)

میں پہلے کون تھا!

میں ریاست نابھہ کا پیدا شدہ ہوں اور جنم ایک سکھ خاندان کا ہے۔ میرے پڑداد کا نام جین سنگھ تھا۔ میرے دادے کا نام کھڑک سنگھ اور میرے والد ماجد کا نام شام سنگھ تھا۔ میرے والد گورمکھی کے بڑے ماہر تھے۔ لیکن علم کا رُخ اور طرف ہو گیا اور میرے والد بجائے ایک سکھ رہنے کے ایک سادھو گلاب داس نامی کے جو آپکا ہمعصر تھا۔ اور جس کی کتاب "گلاب چمن" نامی ابتک موجود ہے) چیلے ہو گئے اور وچار ساگر۔ بھرتی ہری وغیرہ کتب پڑھ کر پکے ویدانتی (ہمہ اوست) ہو گئے۔ اور بجائے شام سنگھ کے باوا شام داس کے نام سے مشہور ہوئے اور میرا نام بھی تبدیل کر دیا۔ یعنی میرا سکھ نام جو پیارا سنگھ تھا۔ اس کی بجائے پیارے لال کر دیا گیا۔ اور اُن کی حیات تک میرا یہی نام رہا۔

اسی سادھو پنے میں بہت عرصہ پھرتے پھرتے میرے والد پٹیالہ جا پہنچے۔ وہاں اُن دنوں عیسائیوں کا نیا زور تھا۔ اُن سے مڈبھیڑ ہوئی۔ لیکن چونکہ عیسائی سب مباحثہ میں کھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور ایک "ہمہ اوستے" کو جیت لینا تو اُن کو بہت آسان ہے۔ نہیں جیت سکتے تو ایک واحد ہی کو۔ اور "ہمہ اوست" کا قائل تو ایک مسیح ہی کو نہیں بلکہ تمام کائنات کو ہی مسیح مانتا ہے۔ پس اتفاق ایسا ہوا۔ کہ میرے والد اُن کے ہار گئے۔ اور بجائے ویدانتی کے ایک مسیحی ہو گئے اور مرتے دم تک مسیحی رہے۔ آپ نے ریفارم پریسبٹیرین مشن میں ڈاکٹر چارلی سکاٹ صاحب کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا۔ اُن دنوں ڈاکٹر صاحب مرحوم کی ریاست پٹیالہ میں جو قدر و منزلت تھی وہ ارباب پٹیالہ پر مخفی نہیں ہے زمانہ کے انقلاب کو دیکھو۔ کہ ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادہ مسٹر ولسنٹ سیموئیل سکاٹ آجکل پٹیالہ میں عجب کس مپرسی کی حالت میں ہیں۔

قصہ کوتاہ میرے والد کی تنخواہ مقرر کر کے سنام کا علاقہ تبلیغ کے لئے دیا گیا۔ اور مجھ کو ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے پاس رکھا۔ اور میرا نام جان گلبرٹسن رکھا (ڈاکٹر صاحب جب ولایت گئے تھے۔ وہاں ان کا ایک دوست تھا اُس کا یہ نام تھا۔ اُس کی یاد میں آپنے میرا یہ نام رکھا) ۔ آپ مجھ کو بہت پیار کیا کرتے تھے۔ اور اکثر مجھ کو اور اپنے لڑکے ولسنٹ کو گود میں اُٹھایا کرتے تھے

اور آپ کی یہ وجہ ہم دونوں کو انگریزی پڑھایا کرتی تھیں لیکن سب سے پہلا علم جو مجھکو پڑھایا گیا تھا وہ گورمکھی تھا جو میرے والد نے گھر پر پڑھایا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد جب مشن پر اور خصوصاً اس خاندان پر زوال کا دور شروع ہوا۔ تو مجھکو اور میرے ایک بھائی کو (جو اس عیسائیت میں ہی پیدا ہوا تھا) آرپی مشن سکول رڑکی میں تعلیم کے لئے بھیجدیا گیا۔ وہاں گورنمنٹ سکول میں انگریزی مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ قضائے الٰہی انہی دنوں میرے والد کو ایک عارضہ لاحق ہوا جس میں کئی سال تک مبتلا رہے اور آخر اسی میں فوت ہوئے۔ جب بیماری شروع ہوئی اور ایک دو ماہ تک تنخواہ بند رہی۔ تو مشن والوں نے (جو ڈاکٹر صاحب کے جانشین تھے) نہایت بیدردانہ سلوک کیا اور وہ یہ کہ میرے والد کی تنخواہ بند کردی۔ اب لاچار گھر کا سنبھالنا میرے سر آن پڑا۔ مجبوراً میں نے سلسلہ تعلیم کو منقطع کر کے ٹھلسٹڈ ارلیز سے انسٹیٹیوٹ میں ملازمت کرلی۔ قریباً دو تین سال کے بعد میری تبدیلی بہادل نگر کو ہوگئی اور اسی اثنا میں میرے والد بعارضہ اسی ملک بقا ہوئے ہم اسوقت آپ کی اولاد سے تین بھائی تھے (جو الحمدللہ اب تک ہیں) لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ وفات کے موقعہ ہم دونوں بڑے بھائیوں میں سے کوئی گھر پر نہ تھا۔ چھوٹا بھائی جو گھر پر تھا۔ وہ بالکل بچہ تھا۔ متعلقہ ڈسٹ مشن کی طرف کا ایک اور عیسائی گیندلال نامی بھی سنام میں قرار دکھا۔ لیکن ہم سے قریب ۱½ میل کے فاصلے پر ایسے شہر کے دوسرے سرے رہتا تھا۔ خیر کسی کو کہہ سن کر لاش کے پاس بٹھا کر میری والدہ دو مرتبہ اُس عیسائی کی طرف گئی۔ لیکن وہ ایسا ہمدرد نکلا۔ کہ پاس آکر نہ بیٹھا۔ ایک دن رات لاش گھر میں پڑی رہی۔ آخر شہر کے ڈاکٹر نے کہا کہ اگر کوئی انتظام لاش کے باہر لے جانے کا نہیں ہوسکتا تو ہم سرکاری طور سے انتظام کر دیتے ہیں (اس سرکاری انتظام کو آپ سمجھ لیں کہ کیا ہوتا ہے) اسوقت محلہ کے مسلمانوں کچھ خوف خدا کر کے کہا کہ آخر ہم اہل کتاب ہیں اسکی تجہیز و تکفین ہم کرینگے۔ لہٰذا اپنے طریق سے انہوں نے لاش کو لیجا کر دفن کیا۔ ایسی مصیبت کی حالت میں مسلمانوں کے ان اخلاق کو دیکھکر میری والدہ تو اپنے دل سے اُسی وقت مسلمان ہوگئی۔ مگر اُس نے کسی سے ظاہر نہ کیا۔ مع روز بعد میں بھی گھر پہنچا۔ اور دو تین روز ٹھیر کر پھر اپنے کام پر واپس چلا گیا۔ اس واقعہ نے میری والدہ کے دل پر اسلامی اخلاق اور ہمدردی کا گہرا اثر ڈالدیا۔ اور ساتھ ہی عیسائیت کی طرف سے انقباض پیدا کردی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چندماہ کے بعد مجھے خبر پہنچی کہ تیری والدہ اور اس کے ساتھ تیرے دونوں بھائی مسلمان ہوگئے۔ اس خبر کا پڑھنا تھا کہ میرے دل کو پژمردگی ہوگئی اور تین روز برابر یہ حالت رہی کہ نہ کام کی سدھ اور نہ بھوک کا احساس شب و روز روتا تھا۔ اور جناب مسیح سے دُعا کرتا تھا کہ اے خداوند مسیح یہ کیا ہوگیا۔ اے خداوند مسیح یہ کیا ہوگیا۔ اسوقت یسوع مسیح پر میرا ایمان نہایت پختہ تھا۔ لیکن یہ کیا ایمان تھا کہ مسیح کی محبت میں ایسا سرشار ہوا کہ اسکو انسان سے خدا کا بیٹا خیر اس صدمہ عظیم کے سبب سے دل ایسا اُچاٹ ہوا کہ یکدم ملازمت چھوڑ کر گھر پہنچا۔ والدہ اور بھائیوں سے ملا لیکن اس ملنے نے تفرقہ کا خیال اور بھی زیادہ کردیا۔ آخر سب کو فی امان اللہ کہکر شہر سے باہر ہوا۔ دل کی یہ حالت تھی کہ کسی طرح بھی تسلی نہ پکڑتا تھا۔ نہ ملازمت کو دل چاہتا تھا اور نہ کسی طرف طبیعت لگتی تھی۔ آخر دل میں خیال آیا کہ نابھہ کو چلا جاؤں۔ وہاں میرے رشتہ دار جو ابھی تک سکھ تھے موجود تھے۔ چنانچہ میں وہاں گیا۔ اور بھائیوں اور دیگر سن رسیدہ رشتہ داروں سے ملا۔ باپ دادا کا نام بتایا۔ وہ سب نہایت اخلاص اور مہربانی سے پیش آئے گو کبھی تو جانتا ہی تھا۔ اُن سب نے مجھکو مجبور کیا کہ تم ذرا گرنتھ پڑھو تو سہی۔ اُن کے کہنے پر میں نے گرنتھ صاحب کو پڑھنا شروع کیا اور ایک سنگ ستاد سے بہت سا حصہ باقاعدہ پڑھا۔ ایک گونہ تسلی حاصل ہوئی توحید کی تعلیم سے ایسا مزہ آیا۔ کہ تثلیث سے تسلی بیزاری ہوگئی آخر الامر جھٹکا کر انہوں نے جاں کلبرٹسن سے پیارا سنگھ بنایا بہت عرصہ تک سکھوں کا گرنتھی رہا۔ بہت پاٹھ کئے۔ اور بہت آنند پڑھائے۔ لیکن جوں جوں گرنتھ میں زیادہ علم ہوتا گیا۔ اور نیز سکھوں سے سابقہ پڑتا گیا تو توں توں توحید کا وہ خاص مزہ جو پہلے آیا تھا۔ اب کچھ کڑواہٹ آمیز (جس کا ذکر پھر کسی وقت کروں گا) معلوم دینے لگا۔ جسے کہ دل میں ایک امتلا پیدا ہوگیا اور طبیعت مجبور کرنے لگی۔ کہ اب اسے اُلٹ دیا جائے۔ نتیجہ کا اچھا ہے (باقی آئندہ)

خاکسار محمد یوسف۔ مبلغ

احمدیہ بلڈنگس لاہور

عالم اسلام

برطانی بیڑہ قسطنطنیہ میں

برطانی بیڑہ جو قسطنطنیہ میں ہے۔ اب دو جنگی سکواڈرنوں کے برابر ہے۔ اس میں ۹ جنگی جہاز شامل ہیں۔

جرنیل ٹاؤنشنڈ ترکوں کے حامی ہیں

جرنیل ٹاؤنشنڈ نے ایک کتاب عراق کی جنگ میں اپنے حصہ کے متعلق چھپوائی ہے۔ اس میں ایک خط شائع ہوا ہے۔ جو جرنیل موصوف نے وزیر ہند کو عارضی صلح کے بعد لکھا تھا اس میں وہ قسطنطنیہ کے ترکوں کے پاس رہنے کی حمایت کرتے ہیں۔ اور تجویز کرتے ہیں۔ کہ اس کی بندرگاہ آزاد ہو اور دردہ دانیال بین الاقوامی تصرف میں دیدیا جائے۔ وہ قفقاز کو جنگ کے شہروں کا ترکوں سے لینا مفید نہیں سمجھتے۔ اور اس امر کے حامی ہیں کہ آرمینیا میں ایک برطانی پریزیڈنٹ ہو۔ جو لوگوں پر ظلم نہ ہونے دے۔ آپ کو آرمینیوں سے ہمدردی ہے مگر آپ تسلیم کرتے ہیں کہ ارمنی ہر وقت ترکوں کے خلاف برطانیوں اور روسیوں سے سازباز کرتی رہتی ہے۔

مقتولین آرمینیا کی تعداد

ایک سوال کے جواب میں وزیر اعظم برطانیہ نے پارلیمنٹ میں بیان کیا۔ کہ تازہ ترین تخمینہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ مارش میں ۱۵ ہزار ارمنی قتل ہوئے۔ آپ نے خیال ظاہر کیا کہ ان اعداد میں ان پناہ گزینوں کی تعداد بھی شامل ہے جو طوفان برف میں تباہ ہوئے۔

جدید ترکی وزارت

قسطنطنیہ کی اطلاع مظہر ہے کہ صالح پاشا سابق وزیر بحریہ کو وزیر اعظم کا کام سپرد کیا گیا ہے۔ ان کی وزارت غیر جانبدار رنگ کی ہوگی۔ جیسے کہ پہلی وزارت تھی۔

معاہدہ صلح کب تیار ہوگا

امید ہے کہ ترکی معاہدہ صلح ۳۰ مارچ تک ہوگا۔ آپ نے کہا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ معاہدہ پر دستخط کرنے سے مشرق میں امن قائم ہو جائے گا۔

دارالخلافہ کہاں ہے

ٹائمز کو ایک صاحب نے خط لکھا ہے کہ ترکی کی سلطنت کا کاروبار آجکل قسطنطنیہ میں نہیں ہوتا۔ بلکہ انگورا یا سیواس میں ہوتا ہے۔ اور اتحادیوں کو صلح کرنے سے قبل مصطفےٰ کمال کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔

لارڈ کرزن ترکوں کی حمایت میں

لارڈ کرزن نے کہا کہ برطانیہ کی طاقت ہی میں یہ بات نہیں ہے کہ سلیشیا میں کی ترکی افواج سے اسلحہ لئے جائیں قتل کے متعلق جو کارروائیاں کی گئی ہیں آپ نے انکی تفصیل بتائی اور کہا کہ سلیشیا کی آبادی ۷ لاکھ ۳۰ ہزار ہے۔ اس میں سے ۵ لاکھ ۴ ہزار مسلمان ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ علاقہ ترکوں سے چھین لیا جائے امید ہے کہ فرانس ان علاقوں کی قلیل التعداد اقوام کی حفاظت کرنے کا بوجھ اٹھا سکیگا۔

ارمنی مظلوم نہیں ہیں:۔ لارڈ کرزن نے کہا کہ شمالی ارمنی کے لوگ خطرہ میں نہیں ہیں میں یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوں کہ اہل آرمینیا ایسے معصوم نہیں جیسے کہ وہ سمجھے جاتے ہیں انہوں نے بارہا بلا وجہ نہایت سخت خونخوار وسفاکانہ حملے کئے۔ کانفرنس صلح کا ارادہ تھا کہ آرمینیا کی ایک ایسی سلطنت بنائی جائے جس میں زیادہ تعداد آرمینیوں کی ہو۔ جس کی سرحدوں کی حفاظت ہو سکے اور جسکی سرحد سمندر سے ملحق ہو۔ اگر ان کو اسلحہ مل گئے تو وہ اپنی حفاظت کرسکینگے۔ اور اگر کوئی سلطنت ذمہ داری نہ لے تو ان کو انجمن الاقوام کے ماتحت کردینا مناسب ہوگا۔

قسطنطنیہ ترکوں کے پاس رہے:۔ لارڈ کرزن نے کہا کہ قسطنطنیہ کے مستقبل کا معمہ سب سے زیادہ پیچیدہ مسئلہ ہے آجتک ایسا زیادہ پیچیدہ مسئلہ کبھی پیش نہیں آیا۔ تمام ہندوستان کے مسلمان چاہتے ہیں یہ شہر سلطان المعظم کے پاس رہے نہ صرف اس لئے کہ وہ خلیفہ ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ خلافت اور خدا رکا نشان ہیں قسطنطنیہ پر قبضہ دائمی رہیگا۔ کلکتہ کے انگریزی اخبار کا نامہ نگار خاص لنڈن سے تار دیتا ہے کہ ولایتی اخبار ڈیلی ایکسپریس کو بالوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ چونکہ آرمینیا اور سلیشیا میں از سر نو قتل عام ہوئے تھے اور بحر لیں میں یونانیوں پر ترکوں نے حملہ کیا تھا اس لئے اتحادیوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ قسطنطنیہ پر قبضہ کریں۔ اور جب تک ترک قتل عام کے اصل مجرموں کو سزا دینے اور مناسب معاوضہ نہ دیں۔ اتحادی قسطنطنیہ پر قابض رہیں۔

اسکندرونہ میں جنگ:۔ امریکہ سے مدد مانگی گئی۔ لنڈن ۱۱ مارچ۔ سلیشیا کے حالات زیادہ اہم اور نازک ہورہے ہیں اسکندرونہ کے علاقہ میں ترکی قوم پسندوں اور فرانسیسیوں کے درمیان ایک طرح سے حالت جنگ ہے۔

دمشق کی حالت نازک:۔ نیم سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ دمشق کی سیاسی حالت نازک ہے امیر فیصل نے شامی کانگریس منعقد کی ہے جو یہ ارادہ کر رہی ہے کہ ملک کی کامل خود مختاری اور اسکی بادشاہت کا اعلان کردے۔ یہ یقینی سمجھا جاتا ہے کہ امیر کو غالباً مجبور کیا جائیگا کہ یہ مطالبات منظور کرے۔

مسئلہ خلافت

طلبائے اسلامیہ کالج لاہور نے ۱۵ مارچ کو بوقت ½۹ بجے ایک جلسہ منعقد کیا۔ کالج سٹاف کا ایک حصہ شریک جلسہ تھا اس میں خلیفۃ المسلمین کو قسطنطنیہ سے خارج کرنے پر صدائے احتجاج بلند کی گئی۔

جلسہ خلافت پانی پت:۔ جناب لقاء اللہ صاحب سیکرٹری خلافت کمیٹی پانی پت بذریعہ تار پیغام صلح کو اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں ۱۵ مارچ کو ہندو مسلمانوں کا ایک اجتماعی عظیم الشان جلسہ خلافت منعقد ہوا جس میں صدر جلسہ جناب مولینا کفایت اللہ صاحب مفتی دہلوی تھے۔ مقررین جلسہ میں سے جناب جمہارشما سچکوانرین صاحب۔ مولینا احمد سعید صاحب وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن شریف سے شروع کی گئی۔ اور کلکتہ کانفرنس کے ریزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے یہ تجویز پاس کی گئی۔ کہ ۱۹ تاریخ کو پانی پت اور نواح میں ہڑتال کی جائے۔ اور روزہ رکھا جائے۔ حاضرین کی تعداد پانچ چھ ہزار تک تھی۔

خلافت کانفرنس میرٹھ:۔ مسٹر محمد حسین صاحب بیرسٹر میرٹھ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ وہاں صوبہ متحدہ کی خلافت کانفرنس کا اجلاس ہونیوالا ہے۔ جس میں ہر خلافت کمیٹی کے نمائندے شریک ہوں گے۔ اجلاس ۱۱ مارچ کو ہوگا۔ تمام نامور علمائے کرام اور مسلم لیڈروں نے شمولیت کا وعدہ کیا ہے۔

گوجرانوالہ میں جلسہ خلافت:۔ گذشتہ اتوار کو گوجرانوالہ میں ایک کامیاب جلسہ خلافت ہوا۔ ملک لعل خاں صاحب اور سید حبیب شاہ صاحب ایڈیٹر "سیاست" نے تقاریر کیں۔

سجادہ نشینان و زمینداران پنجاب کے ایک وفد نے حضور وائسرائے کی خدمت میں خلافت کی تائید پر ایڈریس دیا۔ حضور وائسرائے نے جواب ہمدردانہ دیا ہے۔

بہار خلافت کانفرنس:۔ صوبہ بہار میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ چھپرہ۔ گیا۔ دربھنگہ۔ مونگیر وغیرہ کے ذی اقتدار اصحاب محض شرکت جلسہ میں رونق افروز تھے۔ صدر جلسہ مولینا شاہ رشید الحق صاحب تھے۔ آپ کی آمد کا شور بلند ہوتے ہی حاضرین جلسہ نے جوش مسرت میں "اللہ اکبر" کے پرزور نعرے لگانے شروع کئے۔ شاہ محی الدین پھلواری۔ شاہ حبیب الحق پٹنہ۔ شاہ نورالحسن۔ شاہ حسین شاہ۔ عبدالحمید۔ محمد سجاد گیا۔ نواب سرفراز حسین خاں۔ مسٹر فدای احمد۔ نواب صاحب محمد اسمٰعیل۔ آنریبل نورالحسن۔ مسٹر شامی کے۔ بی۔ دت۔ رائے برج لال۔ ڈاکٹر محمود۔ مسٹر سی ایس رائے سید محمد اشرف۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب وغیرہ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں

صدر جلسہ جناب مولینا شاہ رشید الحق صاحب کی افتتاحی تقریر کا ایک ایک لفظ سوز و گداز سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے دوسرے اصحاب نے پرجوش تقریریں کیں۔ اور ریزولیوشن پاس ہوا کہ ۱۹ مارچ کو ہڑتال کی جائے۔ اور تمام کاروبار بند کردیا جائے۔

زہ دلائل قرآنی نہ ہوئے۔ بلکہ بقول شخصے ہر مثل کا مصداق ہو۔
پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند۔

ہمارے اُستاد ایک قصہ پیر اور مرید کا بیان فرماتے تھے۔ کہ ایک پیر تھا اور اُس کا ایک مرید تھا۔ کوئی شخص صاحب غرض پیر صاحب کی ملاقات کے لئے آیا۔ اتفاقاً اس شخص کی ملاقات اول اُس مرید سے ہوگئی۔ مرید نے پیر صاحب کی بہت سی کرامات اور خوارق اس نو وارد شخص کے آگے بیان کئے۔ منجملہ اُس کے کہا۔ کہ رات کیوقت ہمارے پیر صاحب عرش معلے پر جاکر خواب کرتے ہیں۔ غرض کہ وہ شخص پیر صاحب سے ملاقی ہوا۔ اور دوران گفتگو میں کہا کہ جناب ہر رات عرش معلے پر جاکر سوتے ہیں۔ پیر نے کہا ہرگز نہیں۔ میں ایک عاجز بندہ اور انسان ہوں۔ عرش معلے پر کس طرح جاکر سوتا ہوں۔ اور یہ اتہام ہے۔ جو میری طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اس شخص نے واپسی کے وقت مرید صاحب سے آکر کہہ دیا کہ حضور پیر صاحب تو اس سے انکار کرتے ہیں جو آپ کہتے ہیں۔ چالاک اور مچلے مرید نے ارید بول اُٹھے۔ پیر صاحب کسر نفسی سے کہتے ہیں۔

پس میاں صاحب کا یہ فرمانا کہ حضرت صاحب نبوت کے مدعی تھے اور وہ جانتے تھے کہ وہ واقعی نبی ہیں۔ مگر وہ اپنے مریدوں میں اسکی تاویل کر دیتے تھے۔ اور اسکو کبھی بروزی اور ظلی اور مجددیت سے تعبیر کرتے تھے۔ اور میاں صاحب اُسوقت اور اب بھی اس راز کو سمجھتے تھے۔ کہ حضرت صاحب کسر نفسی کر رہے ہیں۔ میاں صاحب کا یہ کہنا اور پیر صاحب کے اُس مرید کا یہ کہنا بالکل باہم مشابہ ہے۔ مگر اہل حق جانتے ہیں کہ وہ مرید سچا اور نہ میاں صاحب سچے۔ یا دوسری صورت یہ ہے کہ یہ انکشاف اب بعد وفات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میاں صاحب کو ہوا ہے گر افسوس جو بات غیر احمدی اُسوقت سمجھے گئے تھے اور کہتے تھے کہ خبر دار اے لوگو! یہ شخص مدعی نبوت ہے اور تاویل کے ذریعہ اصل بات اور دعوے پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ وہی بات میاں صاحب نے اب سمجھی یا اب کہدی گویا جس بات کا گمان غیر احمدی جناب مرزا صاحب کے متعلق رکھتے تھے میاں صاحب نے اُنکے گمان کی تصدیق کر دی۔ کہ واقعی تمہارا گمان سچا ہے۔ ولقد صدق علیھم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المومنین۔ ذالک ظن الذین کفروا ... ظن الذین یفترون علی اللہ الکذب ... ان تتبعون الا الظن ... ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔

ان لوگوں کا حال جو میاں صاحب یا اُن کے مرید قرآن کو صرف زبان تک لاتے ہیں اور تمام احادیث صحاح اور ثابتہ سے انکار کرتے ہیں یہ صرف چالبازی اور دھوکہ کا روائی ہے۔ ورنہ وہ احادیث جو بارہ سو سال سے لکوک و کروڑ ہا علماء نے روایات کے نقد میں اگر صحیح اور متواتر ثابت ہیں کس طرح قابل ترک اور ورد کئے جا سکتی ہیں۔ ہماری طرف سے ایسے لوگوں کے لئے وہی تو ہے جو خود مسیح موعود فرماتے ہیں۔ ؎

کیوں چھوڑتے ہو یارو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اُس ... کو

درحقیقت قرآن کریم کو موم کا ناک بنا کر سیاق و سباق کو بالائے طاق رکھ کر جو معانی کرتے ہیں۔ اس میں کبھی یہ کامیاب ہرگز نہیں۔ صرف ظاہر پرست اور کم علم فرومایہ اشخاص کو دھوکہ میں رکھنا چاہتے ہیں جن کو علم دین پر کافی اور پورا احاطہ نہیں۔ ورنہ وہی آیتیں جو یہ پیش کرتے ہیں۔ علاوہ علمی مباحث کے جو ان پر ہو سکتے ہیں۔ خود ان کے مسلمات سے ان پر حجت ہیں۔ جن دلیل کے مقدمات ناتمام ہوں۔ اور باہم متناقض ہوں۔ وہ حجت کس طرح ہو سکتی ہے۔

میں ایک مثال پیش کرنی سمجھتا ہوں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں۔ یہ آیت یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم، فرضاً بموجب اُنکے استدلال کے اس سے اجراء نبوت ثابت ہے مگر ساتھ ہی یہ انکو مسلم ہے کہ نبوت غیر تشریعی جاری ہے اور نبوت تشریعی ختم اور بند ہے۔ اور آیت پیش کردہ سے اس پر دلالت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور باید کہ ختم نبوت تشریعی پر قرآن سے دلیل پیش کریں۔ ورنہ آیت اپنی منطوق میں تشریعی اور غیر تشریعی پر مفصل اور ممیز نہیں۔ اگر اس سے جاری ہونا نبوت کا مراد لیا جاویگا۔ تو ضرور اس کے ہمراہ شریعت کا جاری ہونا بھی سمجھا جاویگا۔ اور یہ خود فریق مخالف کو مسلم نہیں۔ پس اس سے حجت لانا ناتمام دلیل ہے۔ اور تناقض سے خود مسلمات خصم میں پس جب تک جرح مدفوع نہ ہو۔ دلیل مستحکم نہیں۔ یہی حال ہے اور تمام آیات قرآنی کا جو وہ پیش کرتے ہیں۔

پھر اگر ہم احادیث کو بالکل ترک کر دیں تو مسیح موعود کا دعویٰ اور ثبوت کسی کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ قرآن کسی مسیح کے آنے کی خبر نہیں دیتا۔ اور نہ اس کا ماننا ضروری قرار دیتا ہے۔ اگر قرآن ہی سے دلیل پیش کرنی ہے تو ہم سوال کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت قرآن سے ثابت کریں۔ کسی آیت قطعی الدلالت سے جو اپنی منطوق میں اور کسی چیز کی محتاج ہو۔ ورنہ ... اور انکا میدان وسیع ہے۔ پھر دیکھا جاتا ہے کہ جب فدر شریف رسالہ مصر شام افریقہ عرب وغیرہ ممالک میں تبلیغ کے لئے ارسال ہوئے اس میں محدثیت کا دعویٰ پیش کیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد کوئی تردید اس کی عربی رسائل کے ذریعہ نہیں کی گئی۔ اور نہ دعویٰ نبوت مستقلہ پیش کیا گیا۔ کسی نے کہا۔ الاستفتاء پیش کیا گیا ہے۔ میں نے کہا۔ اسی پر فیصلہ کرلو۔ اس میں تو وہی نبوت جزئی اور مجازی کا دعویٰ ہے۔ جو پہلے پیش کیا گیا ہے۔ وسمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ یہ تو تردید نہیں۔ بلکہ تائید ہے سابقہ دعویٰ کی۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

خاکسار۔ نذر علی۔ از پشاور۔

میں پہلے کون تھا!

(گزشتہ سے پیوستہ)

سکھی کی حالت میں میں بہت اچھی حالت میں تھا۔ جہاں کہیں جاتا بحیثیت ایک گرنتھی سنگھ ہونے کے سکھ صاحبان میری بڑی مان پرستشا (تعظیم و تکریم) کرتے تھے۔ اچھے سے اچھے کھانوں سے میری دعوتیں کی جاتی تھیں۔ اکثر پاٹھوں پر علاوہ اناج کپڑا وغیرہ کے (جو گرنتھ صاحب کی بھینٹ چڑھتی تھی) ایک معقول رقم بھی ہاتھ آتی تھی۔ اور گرنتھی چھٹنے کی تو ہمیشہ ہی سوچ رہتی تھی۔ میرے رشتہ دار میرے پر نہایت مہربان تھے۔ بایں ہمہ مجھے اطمینان قلب حاصل نہ تھی میری جس وستو کے پراپت کرنے کی تھی وہ وہاں مفقود تھی یعنی وہ توحید جو ایک اونکار کے شبد میں کچھ جھلک مارتی تھی اس کا عملی ثبوت سکھوں میں بالکل موجود نہ تھا۔

یہاں اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر سکھ کوئی عمل خلاف تعلیم گرنتھ صاحب کرتے تھے تو پڑے کرتے تم نے اس تعلیم کو کیوں چھوڑا۔ سو واضح ہو کہ اول تو یہ بات ہی ناممکن تھی کہ میں سکھ رہوں۔ اور انکی طرح گرنتھ صاحب کو سجدہ نہ کروں کیونکہ خود گرنتھی تو گرنتھ صاحب کو سجدہ نہ کرتا۔ تو کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ وہ مجھ کو اپنے میں شامل رہنے دیتے وہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتے تھے کہ میں سکھ رہوں۔ اور گرنتھ کو سجدہ نہ کروں۔ دوسرے گرنتھ صاحب میں بعض مقامات پر توحید کے خلاف تعلیم دیکھی۔ جس کا ذکر انشاء اللہ آگے آئیگا۔

اپنی ابھلاکھا (خواہش) کو پورا ہوتا نہ دیکھ کر سکھی کو بھی ترک کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اور اب کسی سچے مذہب کی تلاش کا خیال پیدا ہوا۔ عیسائیت سے تو پہلے ہی دل بیزار ہو چکا تھا خیال آیا۔ کہ اب اسلام کو کیوں نہ دیکھا جائے۔ شاید یہی وہ جہاز ہو جو سنسار ساگر سے پار اُتار کر شہنشاہ عالم کے دیس میں جا داخل کرے۔ لیکن اسی اثناء میں یہ تجربہ بھی ہوگیا تھا کہ کسی مذہب کی اصلیت کو اُس کی دھرم پستک میں دیکھنا چاہئے اس لئے قرآن شریف کو پڑھنے کا عزم کیا۔ لیکن چونکہ عربی سے بے بہرہ تھا اس لئے کسی مولوی کے قدم پکڑنے چاہے اور اس خیال سے اکثر علمائے اسلام اور فقرائے کرام سے ملنے جلنے لگا۔ لیکن غرض پوری ہوتی نہ دیکھی جس سے ملتا وہ یہی ہدایت کرتا کہ مسلمان ہو کر قرآن کریم کو پڑھو اگر پھر بھی اسکی تعلیم کو اپنی غرض کے خلاف پاؤ۔ تو آپ کو اختیار ہے کہ چھوڑ دو۔ اور ساتھ ہی انہوں نے اسلام کے موٹے موٹے اصول بھی مجھے سمجھائے۔ قصہ کوتاہ مالیر کوٹلہ جاکر مشرف باسلام ہوا۔ وہاں سے مفتی صاحب ... نے دو کتابیں نماز کے متعلق عنایت فرمائیں۔ ان کو خوب پڑھا۔ اور نماز پنجگانہ کا پابند ہوا قرآن کریم کے پڑھنے کا کئی بار مختلف اشخاص سے پربند کیا لیکن وکثر اُن کی عدیم الفرصتی کی وجہ سے محروم ہی رہا۔ ان میں سے مولینا عبداللہ صاحب سنامی اور مولوی اکبر شاہ صاحب سنامی اور مولوی نذیر احمد صاحب سنامی اور صوفی فضل حق بیگ صاحب سامانوی میرے اُن استادوں میں سے خاص ہیں۔ اور مولوی نور احمد اور صوفی فضل حق صاحب کے ساتھ تو میں بہت عرصہ رہا ہوں ان ہر دو اصحاب کے ساتھ اکثر مزاروں پر جانے اور قوالی وغیرہ سننے کا اتفاق ہوا۔ اور مجھے کھٹکا ہوگیا تھا۔ کہ سب دا یہ مذہب بھی ترک کرنا پڑے کیونکہ اس مزار یا قبر پرستی کو میں شرک سمجھتا تھا۔ اور اسی اثناء میں قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے سے بھی مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ یہ قبر پرستی خلاف تعلیم قرآن پاک ہے لیکن کھٹکا یہ امر کا تھا۔ کہ کہیں سکھوں کی طرح ان مسلمانوں کی بیر اداگی میں مسلمانوں کی نظروں میں ذلیل ہو کر اسلام سے بھی خارج نہ کر دیا جاؤں لیکن چند ہی دنوں میں یہ اندیشہ دور ہوگیا کہ اکثر علماء قبر پرستی کے خلاف ہی تھے۔ مولوی صاحب اور صوفی صاحب کے بعد مولوی عبداللہ صاحب کی خدمت شروع کی وہ اچھے عالم شخص تھے۔ اور اکثر مولود شریف کیا کرتے تھے مجھے گانے کا شوق تو شروع ہی سے تھا۔ عیسائیوں میں رہا تو زبان بھی گانا سکھوں میں رہا وہاں بھی گانا۔ اب مسلمانوں میں جو آیا تو وہاں بھی قوالی اور نعت خوانی کا چرچا۔ مگر قوالیوں سے چونکہ نعتیں کسی قدر اچھی تھیں۔ اس لئے مولینا عبداللہ صاحب کے ہمراہ ساتھ جاکر جہاں کہیں مولود ہوتا نعتیں پڑھا کرتا۔ لیکن یہاں بھی مجھے دال میں کالا دکھائی دیا یعنی ایک تو یہ لوگ نعتیں ایسی پڑھتے تھے۔ جو سراسر شرک کا نمونہ ہوتی تھیں۔ اور دوسرے ولادت نبی کریم کے ذکر کے وقت یہ سمجھ کر کہ حضرت کی روح یہاں تشریف لاتی ہے کھڑے ہو جاتے تھے۔ مجھے یہ امر نہایت ناگوار معلوم دیا۔ کہ ایک روح کو سرب بیاپک مانتے ہیں مجبور دنوں تو خاموش رہا۔ آخر نہ رہا گیا۔ مولوی عبداللہ صاحب سے کہا کہ یہ امر مطابق شریعت ہے۔ یا خلاف شریعت۔ فرمایا اس میں میں اپنی رائے دیتا ہوا شرماتا ہوں۔ اور مجھے ایک کتاب دیکر کہا کہ اگر آپ اس کتاب کو پڑھیں تو آپ کو خود ہی خبر ہو جائیگی کہ اسلام کی خالص تعلیم کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی انکے یہ بھی یاد رکھیں کہ اس کتاب کے مصنف پر کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے اس جملہ نے اور بھی اشتیاق پیدا کیا کہ میں اسکو پڑھوں اور دیکھوں کہ ایک حامی اسلام کو کافر کیوں کہا جاتا ہے کتاب مجھ میں لی۔ نام دیکھا تو تقویۃ الایمان مؤلفہ مولوی اسمٰعیل صاحب لکھا تھا۔ خیر مولوی صاحب کی فرمائش پر اور شوق تلاش حقیقت اسلام سے کتاب کو خوب پڑھا۔ اس میں ان تمام بدعات مثلاً مولود۔ قبر پرستی۔ شادی کے موقعہ کا باجا رسوم وغیرہ کو بدعت کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور توحید کو اتنا واضح کیا ہے کہ پیر بخش یا سالار بخش یا محمد بخش وغیرہ ناموں کا رکھنا بھی خلاف شریعت بتلایا ہے حتےٰ کہ حضرت اقدس رسول کریم کی شان مبارک کو ذات باری کی شان سے مقابلہ کرتے ہوئے ٹھیک وہی درجہ دیا ہے۔ جس کے وہ ذات باری کے مقابلہ میں مستحق تھے۔ اور یہی ایک وجہ تھی کہ جس پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ لیکن جہاں تک میں نے اس کتاب کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ پکے موحد اور سچے مسلمان اور حضرت صلعم کو تمام دنیا سے بڑھکر مرتبہ دینے والوں میں سے ایک تھے جس کا ثبوت آپکی کتاب مذکورہ کے دوسرے پہلو یعنی کلمہ طیبہ کے حصہ ثانی سے بخوبی ظاہر ہے۔ (باقی دارد)

خاکسار محمد یوسف مبلغ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

کلام مسعود

(از جناب سید مسعود شاہ صاحب مسعود۔ جموں)

سچ بتا ظلم میں ذرا وہم وگماں ہے کہ نہیں — ظلمت جور وستم تجھ پہ عیاں ہے کہ نہیں
تیرے منہ پر سدا ہی ہیں ابھی نہ لفظیں — تجھکو ان کو پایا سا تیرے امان ہے کہ نہیں
تجھکو فیروز نے صنم دیکھکے کیوں ہے حیرت — تیرے دل میں بھی صنم کوئی نہاں ہے کہ نہیں
دیکھ آئے فصل بہار ہے ہیں بلبلان غافل — تیری امید کے گلشن میں خزاں ہے کہ نہیں
عزم توحید جو آقا نے تجھے تھا بخشا — تیری کیتی میں بتا اب بھی رواں ہے کہ نہیں
تو نے گرنا ہی ہے سیکھا کہ سنبھلنا بھی کچھ — اس سنبھلنے کیلئے تجھ میں وہ جاں ہے کہ نہیں
ناوک انداز نہ تھے کہ ذرہ بھی ہے تو — دل تیرا اب بھی وہ تیر آہ و فغاں ہے کہ نہیں
دردمندی تجھے جس شعلے نے سکھلائی تھی — آج بھی سینے میں کچھ اسکا دھواں ہے کہ نہیں

جسم تیرے میں وہ اب پہلی سی جاں ہے کہ نہیں — اس ضعیفی میں بھی کچھ تاب و تواں ہے کہ نہیں
اس تجارت میں جو لاکرتا ہی کچھ سوچ کے دیکھ — آج کے سود میں کل تجھکو زیاں ہے کہ نہیں
یاد ہے تجھکو پہلے کبھی دنیا میں اپنی عزت — اس کے کھونے میں بھی کچھ کا فرق گماں ہے کہ نہیں
دیکھکر کملی تیری سارا جہاں تھا عاشق — کوئی اب شامل کہ تجھے بھی قدرداں ہے کہ نہیں
وجد میں عرش فلک آتے تھے جس سے کیدم — جوش ان اب بھی تیری ہوت اذاں ہے کہ نہیں
جس سے حیران فصیحان عرب تھے ہوتے — وہ فصاحت تری اور حسن بیاں ہے کہ نہیں

جس امانت کے تری پوڑھے تھے حامل مسعود
کون اب اس کے اٹھانے کو جواں ہے کہ نہیں

تین صفتیں ایسی ہیں۔ کہ جس شخص میں موجود ہوں وہ کامل الایمان ہے۔ (۱) جب راضی اور خوشی ہو تو خوشی میں آکر کوئی بُرا کام نہ کرے۔ (۲) جب ناخوش ہو تو ناخوشی کے باعث حق سے باہر نہ ہو جائے (۳) جب قدرت پائے تو کسی سے کوئی چیز نہ لے جو اُسکی نہ ہو۔ (از نصائح حضرت علی)

عالم اسلام

امیر فیصل شام کا بادشاہ اعلان کیا گیا:۔ لنڈن ۱۱ مارچ ایسوسی ایٹڈ پریس کے ایک نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ کو بیروت سے خبر ملی ہے کہ ۸ مارچ کو سیرین کانگریس منعقدہ دمشق نے اعلان کیا ہے کہ سیریا (شام) ایک مختار حکومت ہے اور امیر فیصل کی ۹ مارچ کو ملوکی بادشاہت کی رسم ادا کی جائیگی۔ اس سلطنت میں فلسطین، لیبانن اور شمالی عراق شامل ہونگے۔

خلافت کے متعلق تقریریں کرنے کے خلاف مقدمہ:۔ الہ آباد میں مسٹر حمید احمد کے خلاف ان کی خلافت کے متعلق بعض تقریروں کی وجہ سے جو مقدمہ چل رہا ہے۔ اس میں آپ نے اپنے تحریری بیانات میں ظاہر کیا ہے کہ میں نے جو تقریریں کی تھیں وہ ایک نہایت اہم اور مقدس مذہبی فرض کو بجا لانے ہوئے اور نہایت نیک نیتی سے اس غرض سے کی تھیں کہ خلافت اور ترکی سوال اور اسلام کے احکام کے مطابق اسلام کے مقامات مقدسہ کے قبضہ کے متعلق سوال کا منصفانہ اور مناسب فیصلہ کرایا جائے آپ نے گواہان صفائی کی ایک طویل فہرست داخل کی ہے جس میں سید ظاہر احمد لکھنؤ، حکیم اجمل خان دہلی، ڈاکٹر انصاری، ڈاکٹر کچلو، مسٹر گاندھی اور مسٹر فضل الحق کلکتہ شامل ہیں مقدمہ ۸ اپریل تک ملتوی کیا گیا ہے۔

ترک سلاطین اور مذہبی رواداری:۔ ترکوں کی غیر اقوام اور غیر ... کے بارہ میں بہت کچھ مطعون کیا جاتا ہے حالانکہ یہ ان پر صریحاً اتہام ہے چنانچہ اخبار ایشیا میں جو ایشیا تک سوسائٹی نیویارک کا پرچہ ہے مسٹر ہربرٹ اڈنبرگز کا ایک مضمون چھپا ہے کہ جس کے دوران میں وہ ترکوں کی بدنام حکومت کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"ترکوں کی حکومت کی نسبت سچی بات یہ ہے کہ جن سلاطین نے سلطنت عثمانیہ کی بنیاد رکھی اور اسے وسعت دی انہوں نے ماتحت رعایا کی نسبت غیر معمولی تحمل و بردباری کا ثبوت دیا۔ حالانکہ ایسی رواداری اس زمانہ میں یورپ میں مفقود تھی۔ اگر وہ عیسائیوں کو مستاصل یا خارج کرنا چاہتے۔ تو آج سلطنت عثمانیہ میں کئی ملین عیسائی موجود نہ ہوتے۔ اگر مال و جان کی غیر محفوظیت کی وجہ سے عیسائیوں کے لئے زرعی یا تجارتی مشاغل کا اختیار کرنا غیر ممکن ہوتا۔ تو قلمرو عثمانیہ میں عیسائی ایسی تجارتی خاندانوں کے مالک اور ترکی سلطنت کی تجارتی و صنعتی زندگی میں ایسا نمایاں اور غالب حصہ لیتے نظر نہ آتے؟ عیسائیوں کا قلع قمع یا انکو خارج کرنے کے بجائے (جیسا کہ کنعان سے بنی اسرائیل کو خارج کیا گیا یا جس طرح ہمارے بزرگ جبکہ وہ انگلستان میں آئے یا بعدہٗ امریکہ کو نقل مکان کرنے پر عمل پیرا ہوئے) ترکوں نے سرزمین کے عیسائی عناصر کو جن میں وہ بحیثیت قوم کے آئے تھے۔ نہ صرف تسلیم کیا بلکہ بہت کچھ آزادی بھی عطا کی اگر اس حسن سلوک کی وجہ دریافت کی جائے تو اس کا سراغ ترکوں کی طبیعت اور طریق حکومت میں ملیگا"

ترک شاید آج غیر اقوام سے اسی حسن سلوک کا خمیازہ بھگت رہے ہیں جس طرح فرڈیننڈ و ازبیلا کے زمانہ میں مسلمانوں میں ہسپانیہ میں سلوک ہوا۔ اگر ترک بھی غیروں سے ویسا ہی برتاؤ کرتے تو آج ترکی میں مسلمانوں کے سوائے دوسری قوم دکھائی نہ دیتی۔

خلافت ڈیپوٹیشن وزیر اعظم کی خدمت میں:۔ حضور والیسرائے ہند کو اطلاع ملی ہے کہ صاحب وزیر اعظم نے ۱۷ مارچ کو خلافت ڈیپوٹیشن کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ امید ہے کہ ممبران خلافت ڈیپوٹیشن اپنے مقاصد وزیر اعظم انگلستان کے ذہن نشین کرنے میں کامیاب ہو نگے۔ اور ان کے جانے سے مسئلہ خلافت کو ضرور اس قدر معقول فائدہ پہنچیگا کہ خلافت ڈیپوٹیشن کے تمام مطالبات منظور کئے جائینگے:۔

قسطنطنیہ کو روانگی سپاہ:۔ فرانس اور غالباً اٹلی بھی قسطنطنیہ کو بدستور ترکوں کے تحت میں دیکھنا چاہتے ہیں مگر انگلستان میں کچھ اور ہی حالت دکھائی دے رہی ہے غرضیکہ انگلستان و فرانس میں کچھ رقابت کے بھی آثار پائے جاتے ہیں پیرس کا ۹ مارچ کا تار مظہر ہے کہ وہاں کے اکثر بہرو ... اخبارات کو ایک چٹھی کا حکم قسطنطنیہ کو برٹش سپاہ کی روانگی کے متعلق انگلستان و فرانس کے مابین غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایم ... روانگی سپاہ کو اس بنا پر حق بجانب ٹھہراتے ہیں کہ برطانیہ کا باکو کے مسلم کے تیل کے رسل و رسائل کے تحفظ اور براہ باطوم و طریبزنڈ بحری راستہ کی آزادی اور رومانیہ کے پیٹرولیم کے مناسب منفعت کے لئے تشویش ہونا بے جا نہیں۔ اور اس بات پر خاص زور دیا گیا ہے کہ ۱۹۱۴ء میں برٹش اعانت فرانس کی سلطنت نوآبادیات کو بچانے اور السیس ولورین کی واپسی کا باعث ہونگی۔ یا انگلستان مصر پر قبضہ رکھنے کو اس لئے ضروری سمجھتا ہے کہ وہ ہندوستان کا دروازہ ہے عراق عرب کی طرف کبھی ہندوستان کو معرض خطر میں سمجھتے اور بنا برین عراق عرب پر تسلط کی تحریک کرتے ہیں۔ ایم برو نے قسطنطنیہ کو برٹش سپاہ کی روانگی کو کبھی خاص مفاد کے لحاظ سے مناسب ظاہر کیا ہے۔ لیکن برٹش وسیع سلطنت کے کسی نہ کسی فائدہ کے لئے دنیا کا کونسا حصہ و ملک ہے جس پر تسلط و تصرف کی ضرورت نہیں بتائی جا سکتی۔ ساتھ ہی یہ امر بھی غور طلب ہے کہ برطانیہ پر پہلے ہی سے وسیع قلمرو کی بہت سی ذمہ واریاں عاید ہیں جنکو کما حقہٗ ملحوظ رکھنا ہی اس کے لئے مشکل ہو رہا ہے۔ ان پر مزید ملکی ذمہ داریاں کا اضافہ کرتے جانا کہاں تک موزون ہو سکتا ہے انہی وجوہ پر قبل ازیں بعض مآل اندیش انگریز اہل الرائے عراق عرب کو برٹش حکم فرمائی میں لینے کی تحریک سے مدلل طور سے اختلاف کر چکے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ:۔ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کا سالانہ جلسہ بمقام شہر ملتان بتاریخ ۹-۱۰-۱۱ اپریل میں ہوگا۔ طعام اور قیام کا انتظام اصحاب ملتان کی ہمت سے مفت ہوگا۔ بسترہ ہمراہ لانا ضروری ہے پس جو صاحب شرکت کا ارادہ رکھیں وہ یکم اپریل تک حکیم خدابخش صاحب سکرٹری انجمن اہلحدیث ملتان شہر محلہ قالین بافان کی خدمت میں اطلاع کر دیں۔

ضرورت رشتہ:۔ ایک احمدی نوجوان لڑکی کی ضرورت ایک احمدی کے لئے ہے جس کی عمر ۳۰ سال رنگ گورا قوم پٹھان پیشہ دوکانداری، اوسط آمدنی ... ماہوار خط و کتابت معرفت ایڈیٹر پیغام صلح۔

رسید زر

فہرست زر چندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

(معرفت شیخ الہ دین صاحب کمپاریٹر بابت مارچ ۱۹۲۰ء)

نام	روپیہ	آنہ	پائی
مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ ہیڈ کلرک برانچ	۲۴	۰	۰
شیخ عبدالحق صاحب سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام	۵	۰	۰
بابو تاج دین صاحب دفتر امپوریل سوسائٹی شملہ	۴	۰	۰
معرفت شیخ عبدالحق صاحب اگزیمنر آفس شملہ	۵	۰	۰
شیخ اسلام دین صاحب ریڈر گورنمنٹ سنٹرل پریس	۴	۰	۰
شیخ عبدالعزیز صاحب آرڈیننس ڈیپارٹمنٹ شملہ	۲	۰	۰
شیخ محمد لطیف صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	۳	۰	۰
شیخ الہ دین صاحب کمپاریٹر گورنمنٹ سنٹرل پریس	۱	۰	۰
میزان کل	۴۷	۰	۰

کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں!

جمع قرآن اس کتاب میں جمع قرآن کے متعلق تمام تاریخی واقعات کو نہایت تحقیقات سے لکھا گیا ہے۔ اور جو اعتراضات حفاظت قرآن مجید پر غیر مذاہب کیا کرتے ہیں ان کا رد کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر منگانا کے صفحات قرآنی کی حقیقت بھی الم نشرح کی گئی ہے۔ حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ فاضل مصنف کی نہایت ہی محنت کا نتیجہ ہے۔ قیمت ۱۲؍

نکات القرآن قرآن مجید کے پہلے پانچ پاروں پر تفسیری نوٹ ہیں جن میں زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے فاضل نے لطیف تفسیر کی ہے۔ ملک کے نامور اخبارات زمیندار وغیرہ نے اس پر بہت اچھے ریویو کئے ہیں۔ قیمت ...

القول المجدد فی تفسیر اسمہ احمد اس میں فاضل حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہوی نے میاں محمود احمد صاحب کے عقائد دربارہ پیشگوئی اسمہٗ احمد اور نبوت حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اور مسئلہ کفر و اسلام کی براہین نیرہ کے ساتھ تردید کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعود جزوی نبی ہیں انکے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ قیمت ۱۰؍

عسل مصفےٰ اس کتاب میں حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کی مفصل اور مبسوط بحث ہے یہ کتاب قابل دید ہے جو مسلمان کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام و مہدی علیہ السلام کی آمد کے متعلق تحقیقات کرنا چاہتا ہو وہ اس کتاب کو منگا کر مطالعہ کرے اس میں بڑے قیمتی معلومات کا ذخیرہ پائیگا۔ یہ دو ضخیم جلدوں میں ہے۔ قیمت ہر دو جلد ...

منیجر دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

دوڑو! خریدو! جلد لو!

ہمارے پاس ایک ثائر پمپ عرصہ ایک سال کے اندر کا بنا ہوا ہے۔ اور بہت ہی تھوڑے عرصہ کا مستعملہ موجود ہے۔ جسکے ہر دو سلنڈر پانچ پانچ انچ ڈائمیٹر کے ہیں اور اسکے ساتھ تین انچ ڈائمیٹر کی ۲۵ فٹ پائپ اور ایک فٹ بال بھی موجود ہے۔ آگ بجھانے کی ضرورت کیلئے یا بیلر انجن میں پانی بھرنے کیلئے یا دو تین بیگہ روزانہ آبپاشی کرنے کے لئے اگر کسی صاحب کو ضرورت ہو۔ تو پتہ ذیل سے خط و کتابت کریں:۔

نواب محمد سعید الدین خان سامانہ ریاست پٹیالہ محلہ امام گڑھ

تاریخ اسلام

مؤلفہ منشی غلام نادر صاحب ...

... یہ دعویٰ ہے کہ اردو زبان میں ایسی شاندار اور دلچسپ تاریخ اسلام آجتک نہیں لکھی گئی۔

پیارے نبی کے پیارے حالات

حبیبی اقراؤ شرح مرحم

پارہ اول قرآن مجید ... قیمت ایک روپیہ ...

عمر پاشا: ۲ جلد حجم ۵۰۸ صفحات۔ روس و روم کی لڑائی۔ قیمت ...

کونٹ آف مانٹی کرسٹو۔ موتیوں کا جزیرہ:۔ چار ضخیم جلدیں ... صفحے قیمت کامل ...

ملنے کا پتہ:۔ منشی فیض علی مینجر تاریخ اسلام چاپ بلڈنگس لاہور

منشی فیض علی مینجر تاریخ اسلام برانڈرتھ روڈ چاپ بلڈنگس لاہور

جلد ۷ | مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۳ رجب المرجب ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۲۰ء | نمبر ۷۰

کلام الامام امام الکلام

مرثیہ

(اس زمانہ کے مجدد کی زبان سے)

بیکس شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست

ہر طرف سیل ضلالت صد ہزاراں تن ربود
حیف بر چشمیکہ اکنوں نیز ہم ہشیار نیست

اے خداوندان نعمت ایں چنیں غفلت چرا ست
بیخود از خوابید یا خود بخت دین بیدار نیست

اے مسلماناں خدارا یک نظر بر حال دیں
آنچہ می بینیم یا رب حاجت اظہار نیست

آتش افتاد است در رخت و بخت و بنیاد یقیں
دیدنش از دور کار مردم دیندار نیست

ہر زماں از بہر دیں در خون دل من مے تپد
محرم ایں درد ما جز عالم اسرار نیست

آنچہ بر ما مے رود از غم کہ داند جز خدا
زہر مے نوشیم لیکن زہرۂ گفتار نیست

ہر کسے غمخوار مے ہست اہل و اقارب می کند
اے دریغ ایں بیکسے را ہیچ کس غمخوار نیست

خون دیں بینم روان چوں کشتگان کربلا
اے عجب ایں مردماں را ہیچ آں لہ دار نیست

حیرتم آید چو بینم بذل شاں در کار نفس
کایں ہمہ جود و سخاوت در رہ دادار نیست

ایکہ داری قدرت ہم عزم تائید اتحاد دیں
لطف کن ما را انظر بر اندک و بسیار نیست

بیں کہ چوں در خاک مے غلطد وجود ناکساں
آنکہ شل او بزیر گنبد دوار نیست

اندریں وقت مصیبت چارۂ ما بے کساں
جز دعائے امداد و گریۂ اسحار نیست

اے خدا ہرگز مکن شاداں دل تاریک ما
آنکہ ادرا فکر دین احمد مختار نیست

اے برادر تیغ روز ایام عشرتہا بود
دور ایشاں عیش و بہار گلشن و گلزار نیست

جواہر ریزے

سورہ فاتحہ قرآن شریف کا بار یک نقشہ

(بسلسلہ اشاعت ۱۸ مارچ ۱۹۲۰ء)

... عیسائی بھی جب یہ بحث کریں گے کہ ہمارا خدا یسوع ہے اور پھر اسکی صفت وہ یہ بیان کریں گے کہ یہودیوں کے ہاتھوں سے اس نے ماریں کھائیں۔ شیطان اُسے آزماتا رہا۔ بھوک اور پیاس کا اثر اس پر پڑتا رہا۔ آخر ناکامی کی حالت میں پھانسی پر چڑھایا گیا۔ تو کون دانشمند ہو گا جو ایسے خدا کے ماننے کے لئے طیار ہو گا۔ غرض اسی طرح پر تمام قومیں اپنے مانے ہوئے خدا کا ذکر کرتی ہوئی شرمندہ ہوتی ہیں مگر مسلمان کبھی اپنے خدا کا ذکر کرتے ہوئے کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو خوبی اور عمدہ صفت ہے۔ وہ اُنکے مانے ہوئے خدا میں موجود اور جو نقص اور بدی ہے اس سے وہ منزہ ہے جیسا کہ سورۃ الفاتحہ میں اللہ کو تمام صفات حمیدہ کا موصوف قرار دیا ہے۔ تو الحمد للہ کے مقابل ایاک نعبد ہے اسکے بعد رب العالمین۔ ربوبیت کا کام ہے تربیت اور تکمیل جیسے ماں اپنے بچے کی پرورش کرتی ہے اسکو صاف کرتی ہر قسم کے گند اور آلائش سے دور رکھتی ہے۔ اور دودھ پلاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ وہ اس کی مدد کرتی ہے۔ اب اس کے مقابل میں پہلے ایاک نستعین پھر الرحمٰن ہے جو بغیر خواہش بدون درخواست اور بغیر اعمال کے اپنے فضل سے دیتا ہے۔ اگر ہمارے وجود کی ساخت ایسی نہ ہوتی تو ہم سجدہ نہ کر سکتے۔ اور رکوع نہ کر سکتے اس لئے ربوبیت کے مقابلہ میں ایاک نستعین فرمایا۔ جیسے باغ کا نشوونما پانی کے بغیر نہیں ہوتا۔ اسی طرح پر اگر خدا کے فیض کا پانی نہ پہنچے تو ہم نشوونما نہیں پا سکتے درخت پانی کو چوستا ہے۔ اس کی جڑ دور ہی دور جاتے اور سوراخ ہوتے ہیں۔ طبعی میں یہ مسئلہ ہے کہ درخت کی شاخیں پانی کو جذب کرتی ہیں ان میں قوت جاذبہ ہے۔ اسی طرح پر ہم وجود میں ایک قوت جاذبہ ہوتی ہے جو خدا کے فیضان کو جذب کرتی ہے اور چوستی ہے۔ پس الرحمٰن کے بالمقابل اھدنا الصراط المستقیم ہے۔ یعنی اگر اسکی رحمانیت ہمارے شامل حال نہ ہوتی اگر یہ قوی اور دل نہیں تو نے عطا نہ کی ہوتیں تو ہم اس فیض سے کیونکر بہرہ ور ہو سکتے۔

ہدایت رحمانیت الٰہی سے ملتی ہے۔ پس اھدنا الصراط المستقیم الرحمٰن کے بالمقابل ہے۔ کیونکہ ہدایت پانا کسی کا حق تو نہیں ہے بلکہ محض رحمانیت الٰہی سے یہ فیض حاصل ہو سکتا ہے اور صراط الذین انعمت علیھم۔ الرحیم کے بالمقابل ہے۔ کیونکہ ان کا ورد کرنیوالا رحیمیت کے چشمہ سے فیض حاصل کرتا ہے اور اس کے یہ معنے ہیں کہ اے رحیم خاص سے دعاؤں کے قبول کرنیوالے

ان رسولوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں کی راہ ہمکو دکھا۔ جنھوں نے دعا اور مجاہدات میں مصروف ہو کر تجھ سے انواع و اقسام کے معارف اور حقائق اور کشوف اور الہامات کا انعام پایا۔ اور دائمی دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ سے معرفت تامہ کو پہنچے ✽

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے فیروزپور تشریف لیجانے اور وہاں سے واپس آنے کی اطلاع ہم گذشتہ اشاعت میں دے چکے ہیں۔ فیروزپور کے قریب ایک موضع مصریکالہ ہے۔ احباب فیروزپور کی فہمائش پر آپ لغرض لیکچر وہاں تشریف لے گئے۔ لیکن افسوس کہ متعصب ملانوں نے اس لیکچر سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اور عین دوران لیکچر میں جو مسئلہ وفات مسیح ابن مریم پر تھا۔ شور مچانا شروع کر دیا۔ تاکہ غیر احمدیوں پر کہیں اثر نہ پڑ جائے۔ اور طرح طرح کے اتہامات حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بیان کئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے اُن کو ہر طرح سے سمجھایا۔ اور قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے وفات مسیح پر روشنی ڈالی۔ اور اس کے بالمقابل اُنکے دلائل در بارہ حیات مسیح کا مطالبہ کیا۔ لیکن افسوس کہ ملانوں نے ایک نہ سنی۔ مگر دوسرے غیر احمدی سمجھ گئے۔ کہ اُن کے مولویصاحبان کے پاس حیات مسیح پر کوئی دلیل نہیں۔ محض باتیں ہی باتیں ہیں۔ اور افسوس ہے مولویصاحبان کی عقل پر کہ نہ تو خود ایک بات سمجھے ہوئے ہوتے ہیں اور جب دوسرا سمجھائے تو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے

مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۲۰ء مطابق ۱ جمادی الثانی ۱۳۳۸ ہجری ہمارے سلسلہ کے مشہور و معروف حکیم رحیم بخش صاحب کی صاحبزادی حمیدہ بیگم کا نکاح عزیز ولی محمد صاحب ولد ... صاحب ساکن گوندہ تحصیل قصور ضلع لاہور کے ساتھ مبلغ یکہزار (دلت ۱۰۰۰) روپیہ مہر پر ہوا ✽

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ چونکہ فیروزپور تشریف لیگئے ہوئے تھے خطبہ نکاح جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب بیٹیالوی نے پڑھا۔ خداوند کریم یہ نکاح دو لہا دلہن اور دونکے والدین کے لئے بہت سی برکتوں اور سعادتوں کا باعث کرے اور صالح اولاد عطا فرمائے جو والدین کے لئے قرۃ العین کی مصداق ہو۔ آمین!

ضرورت رشتہ:- ایک احمدی نوجوان لڑکی کی ضرورت ایک احمدی کیلئے جس کی عمر ۳۰ سال رنگ گورا قوم پٹھان پیشہ دوکانداری اوسط آمدنی ۵۰ روپیہ ماہوار۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر پیغام صلح

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر مینیجر دفتر پیغام صلح سے شائع ہوا ✽

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ ۔ چہارشنبہ مورخہ ۲۴ ۔ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۷۰

مسلم ہائی سکول لاہور

مسلمانوں کو دین کے لئے ہدایت ہے کہ اطلبوا العلم ولو کان بالصین ۔ طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ ۔ اس زمانہ میں بالخصوص جس قدر اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے وہ ہر روشن پر روشن ہے ۔ مسلمانوں کے تنزل اور انحطاط کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان میں سے علم کا شوق اٹھ گیا ۔ طلب علم جو مسلم مرد اور مسلمہ عورت کا فرض قرار دیا گیا تھا اس کے لئے جد و جہد سعی و کوشش باقی نہ رہی اور تعلیم کے نہ ہونے سے مسلمان اُن اخلاق فاضلہ سے معرا ہو گئے جو کسی وقت ایک مسلم کے امتیازات خصوصی شمار ہوتے تھے ۔

ہندوستان کے مسلمانوں نے جن میں جناب سرسید مرحوم و مغفور کا نمبر سب سے اول ہے ۔ گو کچھ دیر کے بعد ہی سہی تعلیم کی ضرورت کو محسوس کیا اور متعدد مقامات پر سکول اور مدرسے جاری کئے ۔ جن میں مسلمانوں کے بچے زیور تعلیم سے مزین ہو کر نکلتے ہیں ۔ مسلم ہائی سکول بھی انہی قومی سکولوں میں سے ایک ہے ۔ جس کی غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کے بچے علوم و فنون سے بہرہ ور ہو کر قومی فلاح و بہبود کا موجب ہوں ۔ [illegible] ۔ سکولوں پر چند ایک امتیازی خصوصیات حاصل ہیں جن کا مجمل ذکر ذیل کے ایک مضمون میں کیا گیا ہے جو مسلم ہائی سکول کے ایک طالب علم عاشق حسین خان صاحب نے ہمیں بغرض اشاعت ارسال فرمایا ہے ۔ طالب علم موصوف ایک غیر احمدی ہیں ۔ جیسا کہ انہوں نے خود اپنے مضمون میں ظاہر فرمایا ہے ۔ اور اس وجہ سے ہمیں یقین ہے کہ اُن کی رائے زیادہ قابل قدر سمجھی جائیگی ۔ (ایڈیٹر)

اپریل ۱۹۱۷ء کو لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے مسلم ہائی سکول قائم کیا گیا ۔ جو بتبرک اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخوبی جاری ہے ۔ دو سال اس مدرسہ نے نہایت کامیابی کے ساتھ گذارے ۔ اب یہ تیسرا سال ہے ۔ میرے زمانہ طالب علمی کو بھی اس سکول میں یہ تیسرا برس گذر رہا ہے ۔ میں ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے جس کے چھ سات گھنٹے ہر روز یہاں گذرتے ہیں اور جو گذشتہ دو سال سے یہاں موجود ہے سکول کے حالات سے بہ نسبت کسی اور شخص کے زیادہ واقف ہو سکتا ہوں ۔ اس لئے میری ہر بات اور ہر قول حقیقت پر مبنی ہو گا ۔

سکول کو تعلیمی لحاظ سے ۔ اخلاقی لحاظ سے یا مذہبی نقطۂ نظر سے آپ دیکھیں تو یقیناً ہر پہلو سے اسکو اعلیٰ پائینگے ۔ پراسپیکٹس کے دیکھنے سے آپ کو معلوم ہو جائیگا ۔ اور تجربہ سے آپ پر بخوبی واضح ہو جائیگا ۔ سکول [illegible] میں وہ وہ قابل اساتذہ کام کرتے ہیں جن کی قابلیت اور لیاقت نے آدمی آ [illegible] میں ملتے مشکل ہیں بلکہ شاید [illegible] کبھی ہوتا ۔

جناب مولانا مولوی صدر الدین صاحب پرنسپل جس پایہ کے بزرگ ہیں وہ آپ جانتا ہے جن جانفشانی سے وہ سکول اور مسلمانوں کے بچوں کی بہتری کے لئے کوشش کر رہے ہیں وہ اظہر من الشمس ہے ۔ دوسرے مدارس میں آپ مشکل سے دو یا تین گریجوایٹ دیکھینگے ۔ مگر یہاں بہ اگر دیکھیں کئی گریجوایٹ صاحبان کام کرتے ہیں ۔ ٹریڈ اور [illegible] زیادہ بات یہ ہے کہ صرف تعلیم ہی کا اتنا خیال نہیں رکھا جاتا ۔ بلکہ کوشش اس امر کی طرف کی جاتی ہے کہ یہاں ایک طالب علم ہنر میں فرسٹ ڈویژن میں پاس کرتا ہے ۔ وہاں اسکے اخلاق بھی فرسٹ ڈویژن کے قابل ہونے چاہئیں ۔ اگر وہ اپنے ہم جنسوں میں بیٹھکر اپنی تعلیمی کامیابی پر فخر کرتا ہے ۔ تو اُس کو اس طرف سے بھی مطمئن رہنا چاہئیے کہ اُس کے اخلاق بھی ایسے نہیں جن پر کوئی شخص نکتہ چینی کر سکے ۔ یہی ہے صرف ایک بات جو سکولوں میں ضروری ہونی چاہئیے ۔ مگر نہیں ہوتی ۔ مسلم سکول بجائے اس کے کہ کوئی ایم ۔ اے یا بی ۔ اے حاصل کرے یہ دیکھ لیتا ہے کہ آیا اس کے اخلاق اس لائق ہیں یا نہیں جن سے طلباء فائدہ اٹھا سکیں ۔ اور وہ مدارس جو ایسا قیمتی وجود ہے یا نہیں جو دوسروں کو بھی اپنی اخلاقی خوبی سے گرویدہ کر سکے ۔

مغربی روکو جو سر عت کے ساتھ ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گئی ہے اور جو نوجوان مسلمان طلباء کے متزلزل مذہبی خیالات کے لئے سم قاتل کا اثر رکھتی ہے ۔ روکنے کی بے حد کوشش کی جا رہی ہے ہر روز صبح بلا ناغہ حدیث شریف کا درس سارے اسکول کے سامنے دیا جاتا ہے ۔ اور بتایا جاتا ہے کہ تم کیا تھے اور کیا ہو گئے ہو ۔ اسلام کی کیا شان تھی ۔ اور اب تمہارے ہاتھوں میں آ کر وہ کیا ہو گئی ہے اب قومی ، ملکی اور مذہبی ترقی صرف تمہارے ہی ساتھ وابستہ ہے ۔ وہ آنیوالی نسلیں تم ہی ہو جن کے مبارک ہاتھ اسلام کے خزاں رسیدہ پودے کو از سرِ نو ہرا کریں گے اور وہ اسلام کے نور کی شعلیں تمہارے ہی قلوب میں روشن ہونگی جو کل زمانہ کی آنکھیں خیرہ کر دینگی ۔

حضرات ! یہی ہیں وہ فقرات ، یہی ہیں وہ کلمات اور یہی ہیں وہ اسباق جو آجکل کے نوجوان طالب علموں کے دلوں میں مذہبی جوش پیدا کر سکیں ۔ اور ان کے ہاتھوں اسلام کا کوئی عظیم الشان کام انجام پا سکے ۔ اس مذہبی اور تعلیمی کام کے علاوہ بچوں کی صحت کا پورا انتظام کیا جاتا ہے ۔ سکول اور بورڈنگ ہوس کے رہنے والے طلباء کی رہائش کا انتظام شہر سے باہر کھلی اور ہوادار کوٹھیوں میں کیا گیا ہے ۔ وہ طالب علم جو لاہور سے باہر کسی اور جگہ سے آ کر بورڈنگ ہوس [illegible] اعلیٰ پیمانہ پر کیا گیا ہے ۔ جو اُن کی جسمانی اور روحانی صحت کے لئے بے حد مفید ہے ۔

آخیر میں میں احمدی بزرگوں سے عموماً اور چونکہ میں غیر احمدی ہوں ۔ اس لئے غیر احمدی حضرات کی خدمت میں خصوصاً یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ اُن کے بچے دینی اور دنیوی تعلیم سے سرفراز ہو کر نکلیں ۔ اُن کے دلوں میں اسلام کی محبت کا سرچشمہ پھوٹ بہے اور اُن کے قلوب میں قومی درد پیدا ہو جائے تو انکو مسلم ہائی سکول لاہور سے زیادہ اچھی تعلیم گاہ کہیں نہیں مل سکتی +

حالات موجودہ میں ہماری جماعت کا طرزِ عمل

اسوقت جبکہ دنیائے اسلام میں بالعموم اور ہندوستان میں بالخصوص ان واقعات کی وجہ سے جو یورپ کی مہیب جنگ کے خاتمہ پر رونما ہوئے ہیں ایک عام تشویش بے چینی اور ہیجان بپا ہے ۔ اور مختلف حلقوں میں طرح طرح کے خیالات کا اظہار ہو رہا ہے ہم یہ چند سطور اپنی جماعت کی اطلاع کے لئے لکھنا پسند کرتے ہیں کہ باقتضائے حالات حاضرہ میں ان کا قدم ایک نہایت صحیح اور درست مسلک پر ہونا چاہئیے ۔ ایسا نہ ہو کہ حالات سے متاثر ہو کر وہ اس مسلک کو چھوڑ دیں جس پر چلنے کے لئے ہمارے امام [illegible] تعلیم دی تھی ۔ و الد ماجد حضرت مسیح موعودؑ نے ارشاد فرمایا ہے اور اس نصب العین کو نظر انداز کر دیں جو اُس برگزیدہ بارگاہ الٰہی نے خداوند تعالیٰ سے اطلاع پا کر ہم پر ظاہر کیا اور جس کی طرف ہمارے موجودہ امیر ملت حضرت سیدنا مولانا محمد علی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز توجہ دلاتے رہتے ہیں ۔ ہمارا مسلک کیا ہے اور ہمارا طرز عمل تمام حالات کے اندر کیا ہونا چاہئیے ۔ اس سے ہماری جماعت کو بخوبی واقفیت ہے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ۔ ہمارا نصب العین یہی ہے کہ ہم صلح اور آشتی کے ساتھ اکناف عالم میں تبلیغ و اشاعت اسلام کریں ۔ اسی غرض کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے ہماری جماعت کو طیار کیا ۔ پس ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ہر حالت کے اندر رہ کر امن اور محبت کے ساتھ اس کام میں لگے رہیں ۔ ہم اپنی پوری توجہ کو اسی ایک امر پر مبذول رکھیں اور اسی ایک امر کو اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ سمجھیں ۔ ہمارا تمام زور اور ہماری تمام طاقت اسی طرف صرف ہونی چاہئیے اگر ایسا نہ ہوگا تو پھر وہ کام جو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے ایک برگزیدہ کے ذریعہ سے ہمارے سپرد کیا ہے ۔ وہ ادھورا رہ جائے گا اور ہم اسکے جوابدہ ہونگے ۔

پس میں تمام احمدی بھائیوں سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ حالات حاضرہ کے تاثرات سے محفوظ رہیں اور ان کو یاد رکھنا چاہئیے کہ قومی کام جو بھی ہوں وہ جائز حدود کے اندر اندر ہونے چاہئیں ۔ اسی امر کی طرف بار بار حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اپنے خطبات میں جماعت کو توجہ دلا چکے ہیں اور اسکے متعلق چند ماہ ہوئے ایک مبسوط اعلان بھی آپ نے شائع فرمایا تھا ۔ یقین ہے کہ اس اعلان کے مضمون کو ہمارے احباب نے بھلا نہیں دیا ہوگا ۔ اس اعلان میں بھی حضرت ممدوح الصدر نے اس امر کو واضح فرمایا تھا کہ ہمارا کام اشاعت اسلام ہے اور اسی کی طرف ہماری تمام توجہ صرف ہونی چاہئیے اور ملکی معاملات میں پڑ کر اپنے نصب العین کو خیرباد نہیں کہدینی چاہئیے اور حاکم و محکوم کے تعلقات کے متعلق بھی آپ نے روشنی ڈالی تھی کہ کیسے ہونی چاہئیں ۔ چنانچہ اس اعلان میں جو ۲۴ ۔ اگست سنہ ۱۹۱۹ء کو شائع ہوا آپ فرماتے ہیں ۔

"پس تعلقات ملکی میں ہمارا اصول حاکم وقت کی فرمانبرداری اور اسکے ساتھ وفاداری ہو ۔ جو کوئی شخص حکام وقت کے خلاف خفیہ سازش کرتا ہے یا علی الاعلان بغاوت کا اظہار کرتا ہے ۔ ہمارا اسکے ساتھ کوئی تعلق نہیں ۔ یہ قرآن کریم کے خلاف ہے جو شخص ایسے لوگوں سے تعلق رکھتا ہے میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ ایسے شخص کا ہماری جماعت سے کوئی تعلق نہیں"

پھر آپ فرماتے ہیں ۔

"میں اپنے دوستوں سے پھر درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس عظیم الشان مقصد کی راہ میں کسی بات کو حائل نہ ہونے دیں اور اپنی ساری توجہ صرف اسی ایک کام پر لگائیں ۔ معاملات ملکی سے بالخصوص اپنے آپ کو کلیۃً علیحدہ رکھیں ۔ کیونکہ جو شخص ان میں پڑیگا اسکی توجہ بھی زیادہ تر ادھر چلی جائیگی اور وہ اپنے اصل مقصد سے بالکل الگ ہو جائیگا ۔ ایسا شخص ہماری سلسلہ کی اغراض میں معاون نہیں ہو سکتا بلکہ وہ اصل مقصد کو اپنے وجود سے نقصان پہنچاتا ہے ۔"

حضرت امیر کے ان صاف صاف اور صریح الفاظ کے بعد ہمیں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری جماعت کے احباب ان نصائح پر کاربند رہیں گے اور اپنے قدموں کو تمام لغزشوں سے محفوظ رکھیں گے ۔

"صداقت"

. . . . یہ خبر اخباری دنیا میں نہایت مسرت سے سنی . . . . جائیگی ۔ کہ کلکتہ کا مشہور و معروف " اخبار صداقت " جو اپنی بے لاگ اور آزادانہ پالیسی کے لحاظ سے واقعی علم بردار صداقت ہے ۔ اب پنجاب کے دار الخلافہ لاہور سے جلوہ نمائی کرنے والا ہے لیکن اس کی اشاعت بجائے روزانہ کے سر دست ہفتہ میں دو بار ہو گی ۔

" صداقت " کے متعلق ہمارا کچھ لکھنا آفتاب کو شمع دکھانا ہے ۔ جن احباب کو اس کے مطالعہ کا شرف رہا ہے وہ ہماری رائے کے ساتھ متفق ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ " صداقت " اخباری دنیا میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے ۔ اور ہمیں اس کے کہنہ مشق تجربہ کار ایڈیٹر چوہدری غلام حیدر خان صاحب کی ذات سے امید ہے کہ صداقت دور جدید میں دور اول کی نسبت زیادہ آب و تاب سے شائع ہوگا ۔ کیونکہ ع " نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول "

ہم اپنے پرانے ہمعصر کی انتظار میں دیدہ شوق بچھائے ہوئے ہیں ۔ اور اُس کو بڑی خوشی سے خیر مقدم کہتے ہوئے اُس کی کامیابی کے خواہاں ہیں ۔

منیجر صداقت لاہور کے پتہ سے منگائیں !

مسلم اینگلو ورنیکلر مڈل سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ

یہ انگریزی سکول زیر اہتمام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور یکم ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء سے کھولا جائیگا ۔ اس میں بڑی خصوصیت یہ ہوگی کہ اخراجات تعلیم طلباء حتی المقدور کم ہونگے ۔ اس کے ساتھ ایک دار الاقامۃ بھی ہوگا ۔ جس میں بچوں کی اخلاقی ۔ جسمانی اور تعلیمی حالت کا پورے طور سے خیال رکھا جائیگا ۔ سکول نہایت ہوادار اور فراخ جگہ میں ہوگا ۔ جو صحت کے لئے بہت مفید ہے ۔ انشاء اللہ ۔ عنقریب یہ سکول ہائی بن جائیگا ۔ اس لئے تمام مسلمان صاحبان کیلئے یہ نادر موقعہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم کیلئے یہاں بھیجیں ۔ (انشاء اللہ) ۔ ہیڈ ماسٹر مسلم مڈل سکول

بدوملہی ضلع سیالکوٹ

روئیداد مباحثہ مدکی

مناظرہ مابین میر مدثر شاہ صاحب

اور

پادری عبدالحق صاحب لدھیانوی

خاکسار اور مولوی غلام قادر صاحب بغرض تبلیغ موضع مدکی ضلع فیروزپور میں گئے تھے۔ وہاں پہنچکر مختلف اوقات میں مولوی صاحب موصوف اور خاکسار نے وعظ اور تقریریں کیں اور عوام پر یہ ظاہر کیا کہ حضرت مرزا صاحب نے بعین چودھویں صدی کے سر پر بموجب حدیث نبوی مجددیت اور امامت کا دعوےٰ کیا ہے۔ نہ کہ نبوت کا بلکہ آنحضور نے جا بجا اپنی کتابوں میں واضح کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کاذب اور کافر ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے چند حوالجات سنا ئے گئے جن کا بہت اچھا اثر لوگوں پر ہوا۔ ایک مولوی صاحب اُٹھے پہلے تو اُس نے دلائل اور مضمون کی بہت تعریف کی۔ مگر آخر پر ایک فتوےٰ پیش کیا اور لوگوں کو سنایا کہ ان کے برخلاف مولویوں کا یہ فتوےٰ ہے۔ اس پر ایک اور مولوی صاحب نے اٹھکر کہا کہ جب خود مرزا صاحب نبوت کا دعویٰ نہیں کرتے جیسا کہ اُن کی کتب سے بتلایا گیا ہے تو پھر اُن کی طرف اس دعویٰ کو منسوب کرنا خلاف انصاف ہے۔ میں نے اپنی تقریروں کے اثناء میں الوہیت مسیح اور کفارہ مسیح کے متعلق بھی کچھ بیان کیا تھا۔ کیونکہ عیسائی لوگ بھی ایک معقول تعداد میں موجود تھے۔ اُن کی طرف سے بابو نند لعل صاحب مدرس مشن سکول مدکی نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم ان اعتراضات کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں جواب سننے کے لئے تیار ہوں۔ مگر بابو صاحب نے کہا کہ کوئی اور صاحب جواب دینگے۔ اور اس کے لئے کوئی تاریخ مقرر کی جائے۔ بابو صاحب نے ۸۔ مارچ مقرر کی۔ خیر میں بغرض تبلیغ باہر چلا گیا۔ اور ۷۔ مارچ کی شام کو پھر مدکی پہنچ گیا۔ ۸۔ مارچ کی شام کو پادری عبدالحق صاحب مشنری لدھیانہ پہنچ گئے۔ اور ان سے درخواست کی گئی۔ کہ پہلے شرائط مباحثہ طے کی جائیں اور تجویزہ امر کہ جس پر بحث ہو۔ میں نے دو شرائط پیش کیں:-

(۱) میں جو بات پیش کروں گا۔ اُس کا دعویٰ قرآن شریف سے پیش کروں گا۔ اور اُس دعویٰ کی تائید میں دلائل اور ثبوت معقولی بھی قرآن شریف سے پیش کروں گا۔ البتہ اُسکی تفصیل کروں گا۔ اور پھر صحیفۂ عالم سے بھی نظائر پیش کرونگا اور اسی طرح پادری صاحب بھی دعویٰ اور ثبوت محقولی انجیل اور بائبل سے پیش کرینگے اور صحیفۂ عالم سے نظائر بھی دیں گے۔

(۲) مسیحی مذہب پر اعتراض کیا جائیگا وہ قرآن شریف سے کیا جائیگا۔ اور میں صرف اسکو پیش کرنیوالا ہونگا۔ اور اس اعتراض کے دلائل بھی قرآن شریف سے پیش کرونگا۔ اس طرح پادری صاحب بھی مذہب اسلام کے برخلاف جو اعتراض کریں۔ وہ اپنے دماغ سے نہیں کرینگے بلکہ بائبل سے کرینگے۔ اور اعتراض کے دلائل بھی اپنی کتاب سے پیش کریں گے۔

اس پر یوں گفتگو ہمارے درمیان شروع ہوئی:-

پادری صاحب:- بائبل کوئی مناظرانہ کتاب نہیں ہے اس لئے میں ان شرائط کو قبول نہیں کرسکتا بلکہ صرف نجات کا راستہ بتانے والی کتاب ہے۔

میں:- آپ کس غرض کے لئے یہاں تشریف لائے ہیں۔

پادری صاحب:- بحث اور مناظرہ کے لئے۔

میں:- پس آپ مناظرہ کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔

پادری صاحب:- کیوں۔

میں:- اس لئے کہ بائبل بقول آپ کے کوئی مناظرانہ کتاب نہیں۔ اگر مناظرہ کرینگے تو آپ بائبل کی تعلیم سے قدم باہر رکھیں گے اگر آپ بائبل کے پیرو ہیں تو اسکی پیروی کریں۔ نہ کہ اپنی خواہشات کی۔ پس آپ کا اس وقت مناظرہ کرنا بائبل کی پیروی نہ ہوگی بلکہ اپنے نفس کی۔

پادری صاحب:- چلو میں آپ کی خاطر پہلی شرط کو مان لیتا ہوں۔ مگر دوسری شرط کو نہیں مانتا کیونکہ مذہب اسلام بائبل کے بعد ہوا ہے۔ اس لئے بائبل مذہب اسلام کے برخلاف کوئی اعتراض نہیں کرتی۔

میں:- جب بائبل اسلام پر اعتراض نہیں کرتی تو میرے خیال میں آپ اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے کیونکہ اس صورت میں آپ کا ہر ایک اعتراض اپنے نفس سے ہوگا نہ کہ بائبل سے۔

پادری صاحب:- میں صرف پہلی شرط مانتا ہوں دوسری ہرگز نہیں مانتا۔ آپ مجھکو خواہ مخواہ پابند کرتے ہیں تاکہ میں اسلام پر اعتراض نہ کروں۔

میں:- کیا بائبل کی تعلیم موجودہ زمانہ کے لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہے یا نہیں۔

پادری صاحب:- ضرور بالضرور۔

میں:- جب ہے تو پھر اُس میں ان مشکلات کا ذخیرہ اور ان بیماریوں کا علاج چاہئے جو اس زمانہ میں پیدا ہوئی ہیں۔ اور اگر اُس میں اس زمانہ کی بیماریوں کا علاج نہیں تو معلوم ہوا کہ بائبل کی تعلیم اس زمانہ کے لئے نہیں جس میں ہم ہیں بلکہ صرف اُس زمانہ کے لئے ہے جس میں حضرت مسیح تھے۔ پس ایسی تعلیم کی آپ اشاعت کیوں کرتے ہیں جو ہمارے لئے نہیں۔ بقول آپ کے بیماری تو موجود ہے مگر اس کا علاج آپ کی کتاب میں نہیں۔

پادری صاحب:- میں صرف شرط اول کو مانوں گا۔

میں:- چلو صاحب میں شرط اول ہی پر بحث کروں گا۔ اور دوسری کو چھوڑتا ہوں۔

شرائط کے طے ہونے کے بعد ۹۔ مارچ بوقت ۱۰ بجے دن کو مباحثہ قرار پایا۔ امر زیر بحث الوہیت مسیح تھا۔ پادری صاحب نے نصف گھنٹہ تقریر کی۔ پادری صاحب نے کتاب مقدس سے بہت سے حوالجات پیش کئے جن میں بقول اُن کے حضرت مسیح نے خدائی کا دعوےٰ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ مسیح کہتے ہیں کہ میں عین خدا ہوں۔ میں مجسم خدا ہوں۔ میں ازلی ہوں۔ میں بناء عالم سے پیشتر کا ہوں میں حضرت ابراہیم سے پہلے سے ہوں۔ میں خود خدا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد پادری صاحب نے یہ بتایا کہ حضرت مسیح نے مُردے زندہ کئے۔ پھر قرآن شریف سے چند آیات پڑھ کر یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ حضرت مسیح فوت نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ ان کو قرآن شریف آیۃ اللہ اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہتا ہے۔ اُن کی والدہ کو صدیقہ اور اُس کے بیٹے کو غلام زکی کہتا ہے مسیح ایسا ہونا چاہیئے۔ نہ کہ وہ جو ہمیشہ دائم المریض اور مرض ذیابیطس میں مبتلا تھا۔ اور لوگوں سے علاج کرواتا پھرتا تھا۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

اس کے بعد مجھے نصف گھنٹہ تقریر کے لئے دیا گیا۔ میں نے بیان کیا کہ مجھے خوشی ہوئی کہ پادری صاحب مکرم نے بائبل سے حضرت مسیح کے خدا ہونے اور مُردوں کے زندہ کرنے وغیرہ کے دعوے بلا تکلف پیش کئے۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ پادری صاحب نے بموجب شرط مسلمہ ان دعاوی کا ثبوت معقولی با دلیل بائبل سے پیش نہیں کیا۔ مثلاً حضرت مسیح کا یہ کہنا کہ میں عین خدا ہوں یہ مجرد دعوےٰ ہے جس پر دلیل ندارد۔ یا یہ کہ میں مجسم خدا ہوں ایک دعوےٰ ہے۔ دلیل ندارد۔ یا یہ کہ میں بناءِ عالم سے اور حضرت ابراہیم سے پیشتر ہوں۔ ایک دعویٰ ہے۔ جس پر کوئی دلیل نہیں۔ اسیطرح پادری صاحب کا یہ ظاہر کرنا۔ کہ حضرت مسیح نے مردے زندہ کئے ایک دعوےٰ ہے۔ جس پر کوئی دلیل نہیں۔ پادری صاحب دعوے کے اوپر ایک اور دعوے کرتے رہے مگر افسوس بتائید دعوے بائبل سے حسب شرط مسلمہ و مقبولہ خود ایک دلیل بھی پیش نہ کر سکے۔

میں نے کہا کہ اگر کوئی شخص اسوقت یہ کہدے کہ میں عین خدا ہوں۔ یا مجسم خدا ہوں۔ یا بناءِ عالم سے اور حضرت ابراہیم سے پیشتر کا ہوں۔ یا دس سال ہوتے ہیں کہ میں نے ایک لاکھ مردوں کو زندہ کیا تھا جن میں پچاس ہزار لڑکے اور پچاس ہزار لڑکیاں تھیں۔ بعض اُن میں مسلمان اور بعض ہندو۔ وغیرہ وغیرہ تھے تو کیا پادری صاحب اسکو بھی خدا قبول کرلیں گے۔ اور اگر ایسے ان دعاوی کو بلا دلیل قبول نہیں کریں گے۔ تو پھر میں تعجب کرتا ہوں کہ حضرت مسیح کے دعاوی کو بلا دلیل کس طرح قبول کرتے ہیں۔ جہاں تک دعاوی کا سوال ہے وہ شخص اور حضرت مسیح ہم پلہ حیثیت رکھتے ہیں۔ یا اگر اس وقت ایک شخص یہ دعوے کردے کہ زمین و آسمان کو میں نے بنایا ہے بلکہ حضرت مسیح کو بھی میں نے پیدا کیا تھا۔ تو کیا پادری صاحب ایسے دعوے کو بلا کسی ثبوت کے مان لیں گے یہی حال حضرت مسیح کا ہے۔ آپ نے ایک شرط کو تو پورا کیا یعنی بائبل سے کوئی بھی ثبوت پیش نہیں کیا۔ اگر پادری صاحب چاہیں تو میں بھی اس مجلس اور مجمع میں ویسے دعاوی کرسکتا ہوں جو پادری صاحب کے خدا نے کئے۔ بلکہ یہ بھی دعویٰ کروں کہ میں نے فلاں زمانہ میں مسیح سے زیادہ مُردوں کو زندہ کیا اور فلاں زمانہ میں بہت سے عجائبات کام کئے۔ تو کیا پادری صاحب مجھکو بھی مان لینگے۔ باقی رہا ثبوت سو جب پادری صاحب اپنے خدا کے دعاوی کا ثبوت دیںگے تو میں بھی دونگا۔ اور اگر وہ ثبوت نہ دینگے تو میں بھی نہ دوں گا۔ پادری صاحب نے خدا بننے کا بہت سہل راستہ تجویز نکالا ہے۔ خیر اس کے بعد میں نے حسب شرط مسلمہ حضرت مسیح کی الوہیت کی تردید میں یہ آیت قرآنی تلاوت کی۔

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ٥ (مائدہ)

حضرت مسیح صرف رسول ہے اور کچھ نہیں وہ کوئی انوکھا رسول نہیں اس سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔ وہ ایک ماں سے پیدا ہوا جو راستباز تھی۔ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو ہم کس طرح کھلی کھلی دلیلیں بیان کرتے ہیں مگر پھر دیکھو کہ یہ کس طرح جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔

اس آیت میں یہ بتایا کہ تم کہتے ہو کہ حضرت مسیح نجات دینے کے لئے آیا تھا۔ بتلاؤ کہ اُس سے پہلے نجات دینے کے لئے دُنیا میں خدا آتے رہے یا رسول۔ اگر پہلے خدا آتے رہے تو مسیح بھی خدا ہوگا۔ اور اگر رسول آتے رہے تو پھر حضرت مسیح بھی رسول ہوگا نہ کہ خدا۔ حضرت مسیح خدا کس طرح ہوسکتا ہے جبکہ وہ ماں کے پیٹ میں پرورش پاتا رہا اور رحم مادر میں وہی غذا کھاتا رہا۔ جو تمام انسانوں کے بچے کھاتے ہیں پھر اسی طریق اور طور سے پیدا ہوا جس طرح تمام بچے پیدا ہوتے ہیں حضرت مسیح کی ماں کا ذکر کیا تو اس لئے کیا کہ تا ظاہر ہو کہ جو ایک عورت کے رحم سے پیدا ہو وہ خدا نہیں ہوسکتا۔ اور دوسرا اس لئے کہ لکھا ہے اول کر دنیا میں گناہ عورت لائی۔ یعنی حوا۔ بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیونکر پاک ٹھہرے!!

(ایوب کی کتاب۔ ۲۵ : ۴)

اہل اسلام کے اعتقاد کے رُو سے انسان فطرتاً نیک ہے اور پھر انبیاء تو اعلےٰ درجہ کے نیک اور معصوم ہوتے ہیں اسی طرح حضرت مسیح بھی معصوم ہیں۔ لیکن بر دستے لیکن بروئے حوالہ کتاب مقدس جو اوپر لکھا گیا ہے ثابت ہوتا ہے کہ جو عورت سے پیدا ہو وہ پاک نہیں ہوسکتا پس جب کتاب مقدس کے رو سے مسیحوں کا خدا بھی پاک نہیں کیونکہ جیسا کہ ظاہر ہے اور جیسا کہ وہ خود مانتے ہیں کہ وہ ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اس لئے خدا ہونا تو ایک طرف رہا وہ نیک بھی ثابت نہیں ہوتا۔ میرے دوست پادری صاحب تو مسیح کو خدا کے قدوس ثابت کرتے تھے۔ لیکن بروئے حوالہ کتاب مقدس وہ ایک نیک کار انسان بھی ثابت نہیں ہوسکتے۔ ہم تو حضرت مسیح کو پاک اور معصوم اور خدا کا پیارا یقین کرتے ہیں مگر عیسائیوں کی اپنی کتاب انکو ایک اچھا آدمی ہونے سے بھی گراتی ہے۔ چہ جائیکہ خدا

کَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ۔ عجیب خدا ہے کہ وہ بغیر کھانے کے زندہ نہیں رہ سکتا کیا خدا ایسا ہوا کرتا ہے یہ تو انسانی صفت ہے نہ کہ خدائی۔ پھر اگر غور سے دیکھا جائے تو کھانے کے ساتھ بول و براز ضروری ہے۔ پس بول و براز ایک پلیدی اور نجاست ہے جو انسان سے خارج ہوتی ہے۔ مگر خداوند تعالےٰ کی ذات قدوس اس سے منزہ اور مبرا ہے۔ کہ اُس سے ایسی نجاست نکلے۔ کھانے کی ضرورت یا بھوک اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ انسان کا بدل ما یتحلل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو طعام اور غذا کی ضرورت نہیں کہ جس سے پورا

کیا جاتا ہے۔ پس اگر حضرت مسیح خدا تھے۔ تو کم از کم خدائی کی کوئی بات تو اُن میں پائی جانی چاہئے تھی۔ نہ کوئی زمین بنائی نہ آسمان۔ نہ کوئی آدمی پیدا کیا۔ نہ کوئی جن۔ نہ مکھی پیدا کی۔ نہ کوئی پسو۔ . . . .

بلکہ خود انسانوں کی طرح پیدا ہوا۔ ماں کا دودھ پیتا رہا۔ پہلے چھوٹا تھا۔ پھر انسانوں کی طرح اُس کا قد بڑھتا گیا۔ پہلے اُس کی ہڈیاں کمزور اور نازک تھیں پھر انسانوں کی طرح وہ آہستہ آہستہ مضبوط ہو گئیں۔ اس پر وہ تمام عوارض آئے جو انسانوں پر آتے ہیں پس کیا یہ تمام باتیں دلالت نہیں کرتیں اس بات پر کہ وہ خدا نہیں۔ بلکہ صرف انسان ہے طعام اور اغذیہ کو مہیا کرنے کے لئے کارخانہ عالم کے تمام عناصر اور پاورز مل کر کام کرتے ہیں تب ایک دانہ تیار ہوتا ہے پس جو کھانے کے بغیر بچ نہیں سکتا۔ وہ سورج کا محتاج۔ چاند کا محتاج۔ ہواؤں کا محتاج۔ پانی کا محتاج۔ بلکہ زمیندار اور کاشتکار کا محتاج ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ ترکھان اور لوہار کا محتاج جو آلات کشاورزی بناتا ہے۔ وہ بیل اور اونٹ کا محتاج ہے جو ہل چلاتا ہے۔

الغرض کھانا کھانے والا نہایت محتاج اور نہایت کمزور ہے۔ جو خود اس قدر محتاج ہے وہ دوسرے کی حاجت روائی کو کیونکر دور کر سکتا ہے حقیقت در حقیقت کے کند بیدار۔

یہ ہے خلاصہ اُن دلائل کا جو خود قرآن شریف نے ابطال الوہیت مسیح کے متعلق بیان کی ہیں اب پادری صاحب کا فرض ہے کہ اول تو بائبل سے حضرت مسیح کے خدا ہونے کے دلائل پیش کرے اور پھر اُن دلائل قرآنی کی تردید کرے۔ جن کو خود قرآن شریف نے پیش کیا ہے۔

اب میں کسی قدر انجیل سے بحث کروں گا۔ پادری صاحب نے بلا شک بائبل سے بتایا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے خدائی دعویٰ کیا ہے۔ مگر اس قسم کے خدا تو بائبل میں بہت سے دکھائی دیتے ہیں یہودی حضرت مسیح پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم انسان ہو کر خدائی کا دعویٰ کرتے ہو حضرت مسیح نے اُن کو جو جواب دیا وہ یہ ہے:۔

"کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو۔ جبکہ اُس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔ تو کیا تم اُس شخص سے جسے باپ نے مخصوص کر کے دنیا میں بھیجا۔ کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے۔ اس لئے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں"۔ (یوحنا ۱۰: ۳۵ تا ۳۷)

دیکھو اس عبارت میں حضرت مسیح نے لفظ ابن اللہ اور لفظ خدا کی خود تشریح کر دی۔ یعنی یہ کہ جن معنوں میں کتاب مقدس میں پہلے بزرگوں کو خدا یا ابن اللہ کہا گیا ہے۔ انہی معنوں میں میں بھی اپنے آپ کو ابن اللہ کہتا ہوں۔ بلکہ پہلے بزرگوں نے تو اپنے آپکو خدا کہا۔ اور میں نے صرف ابن خدا کہا۔ اگر میں نے کفر کہا تو تمہارے پہلے بزرگوں نے بھی کفر کہا۔ اور اگر اُن کا کہنا کفر نہیں۔ تو میرا کہنا بھی کفر نہیں۔

ایک اور حوالہ پیش کیا ہے۔

"میں نے تو کہا کہ تم الٰہ ہو۔ اور تم سب خدا تعالےٰ کے فرزند ہو" (زبور ۸۲: ۶)

اس میں سب نیکوکاروں کو خدا اور فرزند خدا کہا گیا ہے۔ پس اگر بائبل پر جاتا ہے تو ایک خدا دنیا میں نہیں آیا۔ بلکہ لاکھوں کہا خدا آئے۔ تو پادری صاحب کو چاہئے کہ ان سب کو خدا مانیں۔

پھر میں نے یہ پیش کیا کہ خدا تعالےٰ کو عالم الغیب ہونا چاہئے۔ مگر حضرت مسیح عالم الغیب نہیں جیسا کہ لکھا ہے

"یسوع نے فی الفور اپنے میں معلوم کر کے کہ مجھ میں سے قوت نکلی۔ اس بھیڑ میں پھر کر کہا کس نے میری پوشاک کو چھوا۔ اُس کے شاگردوں نے اُسے کہا تو دیکھتا ہے کہ بھیڑ تجھ پر گری پڑتی ہے۔ پھر تو کہتا ہے مجھے کس نے چھوا۔ اس نے چاروں طرف نگاہ کی تاکہ جس نے یہ کام کیا اُسے دیکھے" (مرقس ۵: ۳۰ تا ۳۲)

الفاظ تو ظاہر ہیں کہ نیا یسوع کے خدا کو اتنا بھی علم نہ ہوا کہ اُسے کس نے چھوا۔ اپنے شاگردوں سے پوچھتا ہے کہ بتلاؤ مجھے کس نے چھوا۔ وہ کہتے ہیں۔ صاحب آپ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ لوگوں کی انبوہ میں کس طرح پتہ لگ سکتا ہے کہ آپکو کس نے چھوا۔ جب آپکو پتہ نہیں لگا۔ جسے چھوا گیا۔ تو ہمیں کیا پتہ لگ سکتا ہے۔ یا شاید شاگردوں کا یہ منشا ہو کہ جب خدا کو پتہ نہیں لگا۔ تو انسانوں کو کیونکر لگ سکتا ہے اور پھر یہ خوب فقرہ ہے کہ مجھ میں سے قوت نکلی۔ گویا اُسوقت خدا کمزور اور کم طاقت ہو گیا۔ اور یہ سب کچھ ایک عورت کے چھونے سے ہوا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کونسی طاقت تھی۔ جو ایک عورت کے محض چھونے سے نکل گئی۔ اگر وہ عورت سامنے آجاتی تو معلوم نہیں کہ کیا واقعہ پیش آتا۔ کیا عجب کہ دنیا سے ہی رخصت ہو جاتے۔

ایک اور حوالہ:۔

"اور جب صبح کو پھر شہر میں جاتا تھا تو اسے بھوک لگی اور انجیر کا ایک درخت راہ کے کنارے دیکھ کر اُس کے پاس گیا اور پتوں کے سوا اس میں کچھ نہ پاکر اُسے کہا کہ آئندہ تجھ میں کبھی پھل نہ لگے۔ اور انجیر کا درخت اُسی دم سوکھ گیا" (متی ۲۱: ۱۸-۱۹)

یہ الفاظ بھی ظاہر ہیں کہ حضور والا کو اتنا علم بھی نہ تھا کہ آیا انجیر کے درخت کو پھل لگا ہے یا نہیں۔ ہم ادنےٰ مزاک کے زمیندار اور دہقانی بھی اتنا علم رکھتے ہیں کہ یہ موسم کسی پھل کا ہے یا نہیں۔ مگر مسیحی خدا اتنا بھی علم نہیں رکھتا پھر اُلٹی بات یہ دیکھو کہ پھل کے موسم کا علم تو نہ ہو اور اُلٹی بد دعا اثر دکھائی دیتا ہے۔ انجیر کے درخت کو قصور سے اپنا اور کھو یا جاتا ہے ایک درخت پر۔

چنانچہ اس کے آگے لکھا ہے کہ:۔

"شاگردوں نے یہ دیکھ کر تعجب کیا اور کہا کہ یہ انجیر کا درخت کیونکر ایک دم میں سوکھ گیا"

(متی ۲۱: ۲۰)

خوش عقیدہ مرید ہوں تو ایسے ہی ہوں۔ انجیر کے درخت میں جب پھل پہلے ہی سے نہ تھا تو وہ تو خود سوکھا ہوا تھا مگر پیر کہتا ہے کہ دیکھو میری بددعا سے سوکھ گیا اور سیدھے سادے مرید کہہ اُٹھتے ہیں کہ ہاں حضرت جی واقعی سوکھ گیا حالانکہ ہم تو اس کے خلاف مشاہدہ کرتے ہیں کہ موسم میں انجیر کے ساتھ برابر پھل ہوتا ہے۔

ایک اور حوالہ

"لیکن اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا۔ مگر صرف باپ"

(متی ۲۴: ۳۶)

خوب خدا ہے کہ جس دن اُس نے جزا سزا دینی ہے اس کا اسے علم ہی نہیں تو وہ جزا اور سزا کس طرح دیگا۔ بالفرض اگر ایک منکر الوہیت مسیح اُس دن یہ کہہ دے کہ میں تو آپ کو مانتا تھا۔ کہ آپ خدا ہیں تو ایسے خدا کو کس طرح پتہ لگیگا کہ یہ سچ کہتا ہے یا جھوٹ۔ کیونکہ جب اُسکو بڑی بڑی چیزوں کا علم نہیں تو اُسکو انسان کے دلی خیالات کا کیونکر علم ہو سکتا ہے

پھر حضرت مسیح خود اپنے نیک ہونے سے انکار کرتے ہیں:۔

"اور دیکھو ایک شخص نے پاس آکر اُس سے کہا کہ اے اُستاد میں کونسی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اُس نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بات کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے" (متی ۱۹: ۱۶)

دیکھو اس میں مسیح اپنے نیک ہونے سے انکار کرتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ نیک ایک ہی ہے۔ یعنی خدا۔ جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے میں نے ان الفاظ کی بجائے پرانی انجیل میں یہ پڑھا تھا کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ نیک کوئی نہیں بجز باپ کے یعنی خدا۔ مگر افسوس ہے کہ اس جگہ میرے پاس پرانی انجیل نہیں۔

خدا تعالےٰ تو راستباز ہے۔ مگر حضرت مسیح کا ماجرا سُنئے:۔

"اسوقت اُس نے شاگردوں کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتانا کہ یہ مسیح ہے" (متی ۱۶: ۲۰)

کیا ایسا کمزور خدا ہو سکتا ہے اس کا مطلب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اگر لوگ میری بابت دریافت کریں تو انکو یہ نہ کہنا کہ یہ مسیح ہے۔ خدا ایک کمزوری دکھاتا ہے۔ اور پھر دوسروں کو اس کمزوری کی ترغیب دیتا ہے۔

خیر اس کے بعد میں نے قرآن شریف سے ان آیتوں کا جواب دیا۔ جنکو پادری صاحب نے حضرت مسیح کی الوہیت کے ثبوت میں پیش کیا تھا۔ یہ کہ مسیح کلمۃ اللہ ہے پادری صاحب کے خیال میں شاید صرف حضرت مسیح کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے۔ ان کو معلوم ہو کہ دنیا میں اس قدر کلمات ہیں۔ کہ ان کو کوئی گن نہیں سکتا۔ ولو کان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ۔ (۳۱: ۲۷)

قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا ۵ (۱۸: ۱۰۹)

ہر دو آیات بالا کا ماحصل یہ ہے کہ زمین کے اوپر جس قدر درخت ہیں اگر اُن کی قلمیں بنائی جائیں اور جس قدر سمندر ہیں اُن کو سیاہی بنا دیا جائے اور اس کے بعد سات سمندر اور بھی مدد کریں اور پھر سب لکھنا شروع کر دیں تو یہ سب کچھ ختم ہو جائیگا مگر کلمات اللہ ختم نہ ہونگے۔ کیا ہی عظیم الشان خدا ہے قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ پادری صاحب ایک کلمات اللہ پیش کرتے ہیں۔ مگر یہاں اس قدر کلمۃ اللہ ہیں جن کا شمار انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔

پھر پادری صاحب نے کہا کہ مسیح آیت اللہ ہے انکو معلوم رہے کہ زمین و آسمان آیات اللہ سے پُر ہیں۔

وکاین من آیۃ فی السموات والارض یمرون علیہا وھم عنہا معرضون۔ (۱۲: ۱۰۵)

اور زمین اور آسمان میں بہت سی آیتیں ہیں جن پر کہ یہ گذرتے ہیں مگر اُن سے اعراض کرتے ہیں۔ پادری صاحب ایک مسیح کو آیۃ اللہ کہتے ہیں۔ یہاں زمین و آسمان آیات اللہ سے پُر ہیں۔

پادری صاحب نے کہا کہ مسیح روح اللہ ہے۔ قرآن شریف میں روح اللہ کا لفظ ہرگز نہیں۔ انہوں نے غلط کہا ہے۔ البتہ اُن کو روح منہ کہا گیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ یہود نے اُن کو ناپاک روح قرار دیا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ

"لوگوں نے جواب دیا کہ تجھ میں تو بدروح ہے" (یوحنا ۷: ۲۰)

چونکہ یہود نے اُن کی ولادت کے متعلق الزام لگایا۔ اسلئے بطفیل حضرت نبی کریم صلعم عیسائیوں پر اور اُنکے خدا پر یہ احسان کیا گیا کہ اس میں شیطانی روح نہیں بلکہ خدائی روح ہے یعنی پاک روح ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اوروں میں خدائی روح نہیں۔ بلکہ سب میں خدائی روح ہے۔ پادری صاحب کو علم ہو کہ قرآن شریف کی یہ طرز ہے کہ جس قسم کا اعتراض یا الزام کسی نبی پر لگایا گیا ہو۔ تو وہ اس اعتراض اور الزام کو دور کرتا ہے۔ اور اسکے مقابلہ میں ایک صفت کو پیش کرتا ہے مثلاً حضرت ابراہیم پر الزام لگایا گیا تو قرآن شریف نے اُن کو صدیقا نبیا کہا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے انبیاء صدیق نہیں۔ بلکہ سب صدیق ہیں۔ چونکہ حضرت ابراہیم پر کذب کا الزام تھا۔ اس لئے اُن کو صدیق کہکر کذب کی تردید کر دی۔ حضرت سلیمان پر کفر کا الزام لگایا گیا۔ تو قرآن شریف نے وما کفر سلیمان کہا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف سلیمان کافر نہیں بلکہ سب انبیاء کافر نہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام خدائی روح نہیں رکھتے تھے بلکہ سب میں خدائی روح ہے۔ چونکہ حضرت مسیح کو ناپاک روح کہا گیا تھا۔ اس لئے روح منہ یا روح القدس کہکر ناپاکی کے الزام کو دور کیا ورنہ سب میں خدائی روح ہے۔ جیسا کہ فرمایا قل الروح من امر ربی یعنی ہر روح تیرے رب کے امر اور حکم سے مخلوق ہوئی ہے۔ نہ کہ خود بخود۔ پس دنیا میں جسقدر ارواح ہیں وہ سب کے سب خدا کے امر سے پیدا ہوئے ہیں جماعت صحابہ کے متعلق فرمایا۔ وایدھم بروح منہ یہ سب خدائی روح رکھتے تھے۔ نہ کہ صرف ایک مسیح افسوس ہے کہ تنگی وقت کی وجہ سے میں روح کے متعلق زیادہ بیان نہ کر سکا۔ ورنہ قرآن شریف کی کئی اور آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر بشر کے اندر خدا تعالیٰ اپنی روح نفخ کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے۔ واذ قال ربک للملئکۃ انی خالق بشرا من صلصال من حما مسنون فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سجدین ۵ (۱۵: ۲۸) یعنی تیرے رب نے ملائکہ کو کہا کہ میں سڑے ہوئے کیچڑ کی کھنکھناتی مٹی سے بشر کو پیدا کرنے والا ہوں اور جب میں اسکو درست کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں۔ تو تم سب اُس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔

صرف حضرت آدم ہی مٹی سے نہیں بنایا گیا۔ بلکہ کل انسان مٹی سے بنائے گئے ہیں۔ اور صرف حضرت آدم ہی میں نفخ روح نہیں کیا گیا۔ بلکہ ہر آدم میں نفخ روح کیا جاتا ہے اور صرف حضرت آدم کو ملائکہ سجدہ نہیں کیا کرتے بلکہ ہر آدم کو ملائکہ سجدہ کرتے ہیں تمام عناصر عالم کے محافظ اور موکل ہیں سب انسان کی تابعداری اور خدمتگذاری میں مصروف ہیں الغرض نفخ روح صرف حضرت مسیح میں نہیں ہوا بلکہ حضرت مسیح

کی طرح ہر انسان میں روح الٰہی نفخ کیا جاتا ہے۔ اسی واسطے انسان خلیفۃ اللّٰہ ہے کہ وہ دُنیا کی تمام چیزوں پر حکومت کرتا ہے۔ الغرض میں نے اپنی تقریر کو ختم کیا۔ پھر دس دس منٹ اور پانچ پانچ منٹ کے وقفہ پر فریقین کا مباحثہ شروع ہوا۔ پادری صاحب ہر دفعہ یہی کہتے رہے کہ میں نے مسیح کی الوہیت کو بائیبل سے ثابت کر دیا ہے۔ مگر کیا کروں مولوی صاحب مانتے نہیں۔ اور میں اُن کی زبان کو تو بند نہیں کر سکتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور میں اپنے وقت میں بار بار یہی کہتا تھا کہ پادری صاحب نے مسیح کی خدائی کے دعاوی بائیبل سے پیش کئے ہیں مگر ان دعاوی کے اثبات میں کوئی دلیل بائیبل سے پیش نہیں کی۔ بلکہ پادری صاحب قیامت تک بائیبل سے کوئی دلیل نہیں پیش کر سکیں گے۔ پادری صاحب لاچار ہو گئے۔ بائیبل کی طرف تو وہ رخ ہی نہ کرتے تھے۔ البتہ منطق کی طرف دوڑ کر چلے جاتے تھے۔ اور بائیبل کی کمزوری کو چھپانے کے لئے منطقی دلائل منقطع دلائل شروع کر دیتے تھے۔ مگر میری طرف سے اخیر تک یہی مطالبہ رہا۔ کہ حسب شرط مقبولہ پادری صاحب حضرت مسیح کی خدائی کا ثبوت اور دلیل بائیبل سے پیش کریں۔ مگر افسوس کہ پادری صاحب برخلاف معاہدہ دعویٰ تو بائیبل سے پیش کرتے ہیں اور ثبوت اس کا جا کر منطق سے دیتے ہیں۔ حالانکہ اُن کے منطقی ثبوت بھی نہایت کمزور اور بودے تھے۔ پادری صاحب کو منطق کے متعدد الفاظ اور چند مقررہ اصطلاحات یاد تھیں اور ہر دفعہ اُن کا تکرار کر دیتے تھے مگر بائیبل کی طرف جانا اُن کے لئے محال نظر آتا تھا۔ میں نے بار بار کہا کہ اگر ایک ہزار کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہو۔ کہ ایک عورت سے ایک پرندہ پیدا ہوا تھا اور ایک پرندہ سے ایک اونٹ۔ تو کیا اس لئے کہ یہ عجیب واقعہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ پادری صاحب اسکو قبول کریں گے۔ اور ثبوت کی ضرورت نہ سمجھیں گے۔ اور اگر بلا ثبوت اس واقعہ کو قبول نہ کریں گے تو میں کس طرح یہ قبول کر لوں کہ انیس سو سال ہوتے ہیں کہ ایک عورت کے پیٹ سے خدا پیدا ہوا تھا۔ اور صرف اس لئے مان لوں کہ ایک کتاب میں یہ قصہ لکھا ہوا ہے۔

میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ اثنائے بحث میں اور اُس سے قبل پادری صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے حق میں بہت سے ناپاک کلمات مُنہ سے نکالے۔ پہلے تو پادری صاحب نے یہ چالاکی کی کہ جب لوگوں کا ایک بڑا مجمع دیکھا تو مجھے مخاطب کر کے کہا کہ میں تو آپ سے بحیثیت مسلمان مباحثہ نہ کروں گا۔ بلکہ بحیثیت مرزائی۔ کیونکہ علمائے اسلام نے مرزا صاحب اور اُن کے مریدوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ اس لئے آپ مسلمانوں کی طرف سے وکیل نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ کافر ہیں نہ کہ مسلمان۔ اس لئے آپ بحیثیت مرزائی بحث کریں۔ میں نے کہا کہ آپ مسیحی نہیں۔ کیونکہ مسیحیوں کے جو نشانات انجیل میں حضرت مسیح نے بیان کئے ہیں وہ آپ میں نہیں پائے جاتے۔ اس لئے آپ بحیثیت عیسائی بحث نہیں کر سکتے۔ بلکہ آپ بروئے فتوےٰ مسیح ایماندار نہیں۔

پادری صاحب کا اعتراض میں تسلیم کرتا ہوں کہ بعض علماءِ زمانہ نے حضرت مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ لیکن کیا پادری صاحب کو معلوم نہیں کہ فریسیوں اور فقیہوں اور علماءِ زمانہ نے اُن کے خدا پر بھی کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ اور اسکو صاف طور سے کہا کہ تو کفر بکتا ہے۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب کو علمائے زمانہ نے کافر کہا تو آپ کے خدا کو علمائے زمانہ نے پکا کافر قرار دیا۔ اگر حضرت صاحب کے برخلاف فتوےٰ کفر صحیح ہے تو میں کہتا ہوں کہ آپ کے خدا کے برخلاف فتوےٰ کفر صحیح ہے۔ اور اگر آپ کے خدا کے برخلاف فتویٰ کفر غلط ہے تو میں کہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کے برخلاف بھی فتوےٰ کفر غلط ہے۔ اب رہی پادری صاحب کی اپنی حیثیت۔ سو پادری صاحب اپنے خدا کے قول کے بموجب عیسائی ثابت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جو علامات اور نشانات عیسائیوں کے مقرر کئے گئے ہیں یعنی یہ کہ:-

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا۔ تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائیگا اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی" (متی ۱۷: ۲۰)

پس یہ علامت پادری صاحب میں نہیں۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ ان میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔ پادری صاحب بحیثیت عیسائی بحث نہیں کر سکتے۔ بلکہ بحیثیت بے ایمان اور کافر۔ پادری صاحب کو اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو دکھائی دیتا ہے مگر اپنی آنکھ کا شہتیر دکھائی نہیں دیتا۔

پھر انجیل مرقس میں ایمان والوں کی یہ نشانیاں لکھی ہیں:-

"ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہوں گے کہ وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے۔ نئی نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھا لیں گے۔ اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے۔ کچھ ضرر نہ پہنچیگا وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے۔ تو اچھے ہو جائیں گے۔" (مرقس ۱۶: ۱۷)

کیا یہ علامات پادری صاحب بتلا سکتے ہیں اور اگر نہیں بتا سکتے۔ تو پھر ان کے بے ایمان ہونے پر اُن کے خدا کا فتوےٰ موجود ہے۔

اس پر میں نے چوہدری محمد صاحب نمبردار سے جو منڈی کے ایک معزز شخص ہیں پوچھا کہ کیا آپ ہم کو کافر سمجھتے ہیں یا مسلمان۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اس پر پادری صاحب نے فوراً اُن سے یہ پوچھا۔ کہ آپ مرزا صاحب کے مرید ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میں مرید نہیں ہوں۔ جب یوں بھی پادری صاحب کامیاب نہ ہو سکے تو پھر یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ مرزا صاحب نے پیغمبری اور نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ بلکہ مرزا صاحب نے دعوےٰ خدائی کیا ہے۔ بلکہ یہ دعوےٰ کیا ہے کہ میں نے زمین و آسمان بنایا۔ اور میں اس پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ حضرت مرزا صاحب نے نہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ اور نہ میں اُن کو نبی مانتا ہوں۔ اور نہ خدائی کا دعوےٰ کیا ہے۔ مگر اس میں بھی پادری صاحب کی مطلب براری نہ ہوئی۔ تو پھر یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ مرزا صاحب نے حضرت مسیح کو بڑی گالیاں دی ہیں۔ بلکہ مولوی صاحب نے بھی بڑی گالیاں دی ہیں۔

پادری صاحب کا اصل مدعا یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ بعض ناواقف لوگوں کو ہمارے برخلاف بھڑکائیں۔ اور کسی طرح بحث ٹل جائے۔ وہ اپنی کمزوری کو کبھی تو منطق کے پردہ کے پیچھے چھپانا چاہتے تھے اور کبھی حضرت صاحب اور مجھ پر جھوٹے الزامات کے نیچے۔ ورنہ مسئلہ الوہیت مسیح میں ان باتوں کا کیا تعلق تھا۔

خیر خدا تعالےٰ کے فضل سے بحیر و خوبی ختم ہوا۔ حاضرین کا ایک بڑا مجمع تھا۔ جس میں مسلمان۔ عیسائی۔ ہنود۔ اور سکھ وغیرہ موجود تھے۔

خاکسار۔ مدثر شاہ۔ ۱۹۲۲ء

ترکی کی قسمت کا فیصلہ
اور ہمارا نوحہ

غریباں را دل از بہر تو خون است
دل خویشاں ہمہ از کین چون است

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ

وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

[illegible] لگ رہی تھی لب بام [illegible]
[illegible] گزری جگر انتظار [illegible]

[illegible] وہ ممالک [illegible] دنیا میں اسلامی ممالک کہلانے کا حق مخصوص رکھتے تھے۔ وہ ممالک جہاں کا ذرّہ ذرّہ اسلامی شان و شوکت [illegible] ہے وہ ممالک جن سے عظیم الشان اسلامی روایات وابستہ ہیں۔ وہ ممالک جہاں سے آفتاب اسلام نے پوری چمک سے طلوع کیا۔ اور جس کی نورریز شعاعوں نے تمام یورپ کو چکا چوند کر دیا۔ وہ ممالک جہاں اربعہ دل کھول کے رسا او را پر گہرا پر ہیگا راس سرزمین پر قیمتی مطالبہ کیا گیا وہ ممالک جہاں اسلام گو دنیا میں کھیلا پا آنکھوں پر بٹھایا اور عزت کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔ وہ ممالک [illegible] پرستاران توحید۔ غازیان دین متین کا مسکن [illegible] ہے اور وہ ممالک جہاں شریعت غرّاے مصطفوی نے استحکام پکڑا۔ آہ

(ش) قافلہ اسلام کا اب واں سے ہوتا ہے رواں

لِيَبْكِ عَلَى الْإِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاكِيًا

وہ قوم جو پانچ سو سال تک دشمنان اسلام کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر خدمت و حفاظت دین متین اور عظمت و سطوت اسلامیہ کے لئے سر بکف رہی۔ وہ قوم جس کی شجاعت و مردانگی کا لوہا تمام یورپ نے مانا۔ وہ قوم جس کی تلوار کی ضرب نے شیر دل کا پتہ پانی کیا۔ وہ قوم جس نے بہادران یورپ میں صف اول میں جگہ لی۔ وہ قوم جس سے اسلام کی شان و شوکت اور جس سے اسلامی دنیا میں اقتدار قائم تھا۔ وہ قوم جس نے راہ خدا میں ہر گوشہ میں خون بہا کر دکھایا۔ وہ قوم جس نے تیس کروڑ مسلمانوں کے قبلہ و کعبہ کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں وقف کر دیں اور کروڑوں روپیہ پانی کی طرح بہا دیا۔ وہ قوم جو حضرت ختم المرسلین فخر الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی [illegible] کی وارث تھی وہی قوم آج صفحہ ہستی سے مٹتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آہ یہ کیسے اندوہناک الم افزا اور روح فرسا واقعات ہیں۔

کیسا بھیانک نظارہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک رہی سہی سلطنت جو تیس کروڑ مسلمانوں کے مرکز کی سلطنت تھی تختۂ دنیا سے مٹ جائے آج اس غم میں ایک دل ہی مجروح نہیں۔ آج ایک گھر ہی ماتم کدہ نہیں بلکہ ساری دنیائے اسلام سوگوار ہے اور روئے زمین کے چپہ چپہ پر صف ماتم بچھی ہوئی ہے۔ اس تازہ زخم نے پرانے زخموں کو پھر ہرا کر دیا۔ آج اندلس کی یاد پھر تازہ ہو گئی۔ پنج غرناطہ کی تباہی آنکھوں میں پھر گئی اور انقلاب زمانہ نے ثابت کر دکھایا کہ

یہاں ہر ترقی کی غایت یہی ہے
سرانجام ہر قوم و ملت یہی ہے
سدا سے زمانہ کی عادت یہی ہے
طلسم جہاں کی حقیقت یہی ہے

بہت یاں ہوئے خشک چشمے اُبل کر
بہت باغ چھانٹے گئے پھول پھل کر

کہاں ہیں وہ اہرام قومی کو بانی
کہاں ہیں وہ ترکان زابلستانی
گئے پیشداد اور کیانی
سنا کر ہی سب کو دنیائے فانی

لگا و کہیں کھوج کلدانیوں کا
بتا و پتہ کوئی ساسانیوں کا

یہ ہمارا غم و اندوہ کوئی اچنبھا چیز نہیں یہ ایک قدرتی اور فطرتی جذبہ ہے جو بے اختیار ایسے صدمہ کے وقت اپنا اثر دکھاتا ہے اور انسان خود روتا اور دوسروں کو رُلاتا ہے مگر وہ خدا جو سلطنتوں کا حقیقی مالک اور بادشاہ ہے وہ ایسے واقعات پر ہم کو ایک ازلی قانون تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ کی طرف متوجہ کر کے فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ کی رہنمائی کرتا ہے اور درحاصل جب ہم واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو ایسے صدمات کے بعد ایک حیرت انگیز انقلاب تاریخی اوراق میں پاتے ہیں یہ وہی ترک ہیں کہ جن کے مٹنے کا ہم کو اور تمام اسلامی دنیا کو آج سخت صدمہ ہو رہا ہے۔ وہ کسی زمانہ میں اسلام کو مٹانے کے لئے چینی تاتار سے اُٹھے اور انھوں نے اس شہر کی جس کو دار السلام اور عروس البلاد کہا جاتا تھا اینٹ سے اینٹ بجا دی اور اس عظیم الشان مقر سلطنت کو جو پانچ سو سال سے زیادہ عرصہ تک چلا آتا تھا۔ بنیاد سے اکھیڑ پھینکا اس انقلاب عظیم اور حادثہ فاجعہ کے وقت بھی بڑے بڑے تجربہ کار اور جہاندیدہ [illegible] کے پاؤں متزلزل ہو گئے اور سعدی علیہ الرحمۃ ایسا صوفی منش بزرگ ضبط سے انتہا ہو گیا۔

آسماں را حق بود گر خون ببارد بر زمیں
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنیں

مگر کس کو معلوم تھا کہ یہی دشمنان اسلام بالآخر اسلام کا جوا اپنے کندھوں پر رکھ کر اسلام کی علمبرداری کریں گے اور اسکی خدمت کو اپنا فخر اور اپنی جانوں کو اس کی راہ میں قربان کرنے والے ہوں گے اور دنیا میں ختم الرسل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خادم کہلائیں گے۔ پس اگر تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے تو ممکن نہیں کہ اسی قسم کے واقعات صفحہ عالم پر عود نہ کریں اور وہی جنہوں نے اسلامیوں کو تاخت و تاراج کیا ہے۔ وہی حلقہ بگوش اسلام ہو کر اسکی عظمت کے علمبردار بنجائیں پس مسلمانو! گھبراؤ نہیں اور غمگین نہ ہو کیونکہ یہ وقت بھی ایک دن آنا تھا۔ لیکن اللہ تعالےٰ بہتر سامان پیدا کرے گا۔ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۝

عالمِ اسلام

قسطنطنیہ پر اتحادیوں نے قبضہ کر لیا:- تازہ ترین تار مظہر ہے۔ کہ قسطنطنیہ پر اتحادی فوجوں نے قبضہ کیا۔ بروقت قابض ہونے اتحادی فوجوں کے شہر میں بالکل خاموشی تھی۔ تمام اتحادی دستوں نے جن میں ایک دستہ ہندوستانی سپاہیوں کا بھی تھا شہر پر قبضہ کر لیا۔

اتحادی سپاہ:- قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کے لئے اتحادی سپاہ شہر میں داخل ہو گئی۔ ایک جنگی جہاز نے چار ہزار برّی و بحری سپاہی قسطنطنیہ میں اُتار دیئے۔ استنبول پر اسلحہ جات کی ایک ٹرین اُتاری گئی۔ ایک جنگی جہاز اُسکودر اور ایک جنگی جہاز باسفورس میں اُتارا گیا۔ ایسے مزاحمین کی کچھ تعداد جو اتحادی سپاہ کے مزاحم ہوئے۔ بزور گرفتار کر لئے گئے۔ جن میں ۱۰ فوجی ڈویژن کا کمانڈر بھی ہے۔

[illegible]

جدید نظامی ترتیب کے متعلق اعلان:- برلن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ۱۶۔ مارچ کے دن کیبنٹ کا نظام مکمل ہو گیا اور مسٹر ہر جیف چانسلر ہر وان سکاٹ وزیر جنگ و ہر گنز وزیر مال مقرر کئے گئے۔

امیر فیصل کی پیرس میں طلبی:- ایک برقی پیغام مظہر ہے۔ کہ امیر فیصل کو صلح کانفرنس کے متعلق بازگشت کرنے کے لئے پیرس میں طلب کر لیا گیا ہے۔ امیر فیصل پیرس میں جا کر صلح کانفرنس کے متعلق اپنی پوزیشن کا اظہار کرے گا۔

ہیگن میں سخت لڑائی:- ہیگن میں فوجی سپاہ اور مزدوروں کے مابین سخت لڑائی ہوئی۔ سپاہ نے ۳۰ آدمیوں کی ہلاکت اور ۷ آدمیوں کے زخمی ہونے کے بعد مزدوروں کا محاصرہ کر لیا۔ مزدوروں میں ۲ ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

اتحادیوں کا تازہ اعلان:- اتحادی ذمہ دار حکام کی طرف سے شہر پر قابض ہونے کے بعد اعلان کیا گیا کہ امن عامہ کو ملحوظ رکھ کر اتحادی قبضہ عمل میں لایا گیا ہے۔ قبضہ کرنے کے وقت افسران دولت عثمانیہ سے کچھ پرخاش نہیں کی گئی لیکن عثمانی معاملات میں ہر قسم کی نگرانی لازمی سمجھی گئی ہے۔

سابق وزیر جنگ سلطنت عثمانیہ گرفتار کئے گئے:- اتحادی فوج نے قسطنطنیہ پر قابض ہونے پر جن مزاحم ہونے والے اشخاص کو گرفتار کیا ہے۔ ان میں جمال پاشا سابق وزیر جنگ۔ جاوید پاشا چیف آف سٹاف۔ اور ایک شہزادہ کا نام قابل ذکر ہے۔

سرحد کی خبریں

ایسوسی ایٹڈ پریس کا خاص نامہ نگار کانی گورم سے ۷ ماہ حال کی تار میں مظہر ہے کہ درجات کے دستہ فوج نے آج کانی گورم تک پیشقدمی کی۔ اور اس وقت دریا کے مقابل پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔ محسودی پایۂ تخت کا محاصرہ کر کے اس کے چاروں طرف ہماری چوکیاں قائم کر دی گئی ہیں۔

موضع کانی گورم میں قریب قریب کوئی متنفس باقی نہیں رہا ہے۔ اور ہمارے دستہ فوج کے یہاں پہنچنے پر جو تھوڑی بہت مزاحمت ہوئی وہ ان حملہ آوروں کی جانب سے عمل میں آئی۔ جو اطراف کی پہاڑیوں میں مقیم ہیں۔

محسودی علاقہ کے پایۂ تخت کو تباہ و برباد کرنے کی کارروائی میں محض اس وجہ سے تاخیر ہو رہی ہے۔ کہ اہل قبائل کو اطاعت اختیار کرنے کا ایک آخری موقعہ دیا جائے خود شہر مذکور تمام سپاہیوں کے لئے خارج از حدود قرار دیا گیا ہے۔

جنرل منرو کا مراسلہ:- ہز ایکسیلنسی کمانڈر انچیف بہادر ہند نے جنگ افغانستان کے متعلق گذشتہ سال کی مفصل کارروائیوں پر ایک مراسلہ شائع کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک موقع پر تین لاکھ چالیس ہزار سپاہی اور ایک لاکھ اٹھاون ہزار جانور اس مہم کے سرانجام میں مصروف رکھے گئے تھے۔ پنجاب کے ہنگاموں کے باوجود ہماری اجتماع افواج کی کارروائی سپاہیان متعلق کی سرگرم کارگذاری کے باعث مقررہ وقت سے قبل تکمیل کو پہنچی۔

متفرق خبریں

جرمنی میں معرکہ خیز انقلاب:- معزول قیصر کو برسر اقتدار لانے کے لئے برلن میں عظیم انقلاب بپا ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر کیپ کے پریس ایجنٹ نے رائٹر کے ایک نامہ نگار کو مطلع کیا ہے کہ جرمنی میں بالشویکی ازم روز افزوں بڑھ رہا ہے۔ ابتدائی حالات کو ضبط میں لانے کے لئے جدید انتظامی سرگرمیاں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ مخالفین جدید گورنمنٹ کی طرف سے اس امر کا اعلان کیا گیا ہے کہ تاوقتیکہ جدید گورنمنٹ ریٹائر نہ ہو جائے۔ وہ آخری لمحہ تک سٹرائیک پر اڑے رہیں گے۔ اس کے متعلق انقلابی پارٹی نے سٹرائیک کے خطرہ کو محفوظ رکھ کر کئی احکام جاری کئے ہیں۔

انقلابی پارٹی کو اپنی بندوقوں پر ناز ہے:- انقلابی پارٹی نے اعلان کیا ہے۔ کہ اُسے اپنی پولیٹیکل شاطرانہ چالوں پر نہ فخر ہے نہ ناز ہے۔ وہ تیر و تلوار اور تیغ و سنان سے کام لیگی۔ سوموار کے روز برلن کی کوچہ بندی کی لڑائی میں اٹھارہ شہری جاں بحق تسلیم ہوئے۔ بوقت ضرورت انقلاب پسند جوان قتل و خون سے ہرگز پرہیز نہ کریں گے۔

ملازمان پروشیا ریلوے سٹرائیک کر دینگے:- سٹٹگارٹ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ہر برٹ اور ہر کیپ کے مابین کوئی بنائے فساد نہیں بلکہ جدید قبضہ قومی اقتدار اور دوستان حکومت و مزدوروں کے مابین شروع ہوا ہے۔ ہر کیپ نے جرمن مزدوروں کو متحد کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ پروشیا ریلوے کے ملازمان لوکوموٹو نے ہر کیپ کے ریٹائر ہونے تک سٹرائیک کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ لیکن ریلوے کے ملازمان نے آٹھ دن تک ہڑتال کرنے کی تجویز کی ہے۔

سٹرائیک اعلےٰ پیمانہ پر ہو گی:- ملازمان سیکسن ریلوے کی پیروی کرتے ہوئے وائمبرگ ریلوے کے ملازموں نے بھی سٹرائیک بولدی۔

کئی جگہ خونریزی ہو رہی ہے:- ڈوسلڈارف۔ ڈورٹمنڈ و ہیل میں سپاہ اور ملازموں و مزدوروں کے مابین کئی لڑائیاں ہوئیں۔ ڈورٹمنڈ میں سخت خونریزیوں کے بعد موخر الذکر شہر پر قابض ہو گئے۔ جانبین سے کئی ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ سٹرنوسک کا زور بڑھ رہا ہے۔ کسی پروفیشنل سپاہی کو وزیر جنگ مقرر کیا جائیگا۔

جرمن وزیر کا تازہ اعلان:- مسٹر ہر گوچ وزیر جرمنی نے اعلان کیا ہے کہ ہر کیپ کا اقتدار جرمن کے کچھ حصہ اور جرمن مشرقی کا محدود ہے۔ اور اس کی تیز روی ابھی کمی ہو گئی ہے مغربی اور جنوبی جرمنی و سیکسن کی باقاعدہ فوج نے قومی اسمبلی کی وفاداری پر رہنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ ہرگز روگردانی نہ کرینگے۔

سٹرائیک کے متعلق خونریزی:- جرمنی میں عام سٹرائیک زوروں پر ہے ہر جگہ کام رکا پڑا ہے فوجوں اور سٹرائیکروں کے درمیان کثرت سے لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ ڈسلڈارف میں اسی معرکہ میں اس وقت تک ۵۹ موتیں ہو چکی ہیں ہیمبرگ کا تازہ اعلان رقمطراز ہے۔ کہ گلی کوچوں میں محافظ دستہ اور عوام الناس میں معرکہ ہوا۔ اس میں ۱۷ آدمی ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

معزول قیصر کا موجودہ انقلاب سے کچھ تعلق نہیں:- وزیر اعظم جرمنی نے بیان کیا ہے۔ کہ معزول قیصر جرمنی نے گورنمنٹ کو اس امر کی ضمانت دی ہے کہ وہ موجودہ پولیٹیکل ہلچل سے سخت پرہیز ہے۔ اُسے ہالینڈ کی پولیٹیکل دنیا سے استعمالانہ دوستی رکھنے کی ضرورت نہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ قیصر یوٹرچ کے صوبہ میں بود و باش اختیار کریگا اور گورنمنٹ اُس کے لئے مناسب جائے رہائش کی تجویز کرے گی۔

انقلاب جرمنی پر اتحادی بیدار ہو رہے ہیں:- پیرس میں کونسل سفارت میں جرمنی کی موجودہ ہلچل پر غور و خوض کرنے کے لئے ایک میٹنگ منعقد کی گئی۔ انسدادی تدابیر پر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے۔

شمالی فرانس میں کئی اموات:- شمالی فرانس میں ایک جدید بیماری سے کئی آدمی لقمہ اجل ہو چکے ہیں اس بیماری کا حملہ ہوتے ہی درد شروع ہو جاتا ہے اور پھر عضو مخصوص میں درد شروع ہو کر مریض سو جاتا ہے سوتے سوتے جان بحق ہو جاتا ہے۔

اتحادی افسروں کی بےعزتی کرنے والوں کی سزا دہی کا مطالبہ:- خبر ہے کہ سفارت گاہ لنڈن کے ایک اجلاس میں جرمنی سے اس امر کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ اتحادی افسروں پر حملہ کرنے والوں کی وہاں جرمنی پر نوٹس لیا جا کر معاملہ کو فوراً صاف کیا جائے سفیروں نے اس ضمن میں جرمنی کے نام مختصر اطلاع شائع کی ہے کہ مجرموں کو فوراً کیفر کردار کو پہنچایا جائے۔

مسٹر کیپ کے پانچ دن کے جدید نظام کے دوران میں برلن میں سینکڑوں آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔

ہندوستان کی خبریں

کلکتہ:- منگلوار کی نیم شب کو کلکتہ کی مشہور گلی "مالنگا" نامی کے ایک مکان میں مادہ آتش گیر کے پھٹنے کا حادثہ وقوع میں آیا۔ مکان کے بالائی حصہ میں ایک نوجوان معہ اپنے بال بچوں کے سکونت پذیر تھا۔ اور مکان کے نچلے حصہ میں جن نوکروں کی رہائش تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حادثہ ہوا۔ مکان میں چاروں طرف زہریلی ہوا پھیل گئی۔ اور ۷ نوکر ہلاک ہو گئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ہلاکت آمیز حادثہ گیس کی ایک نالی پھٹنے سے وقوع میں آیا۔ چونکہ مکان کے پیچھے سے گذر رہی تھی۔ دس سے سو سال پیشتر بھی ایک ایسا ہی حادثہ یہاں واقعہ ہوا تھا اور اسی طرح گیس کی نالی پھٹی تھی۔

الہ آباد میں فورٹ روڈ کے نزدیک دو انگریز افسروں کپتان فیری و لفٹننٹ فوسٹر پر چار ہندوستانیوں نے لاٹھیوں سے حملہ کیا۔ دونوں آفیسر بائیسکل پر سوار تھے۔ اور آہستہ آہستہ جا رہے تھے۔ ان چار آدمیوں میں سے ایک نے کپتان فیری پر لاٹھی سے حملہ کیا۔ اور صاحب موصوف کو بائیسکل کے ساتھ زمین پر گرا دیا۔ لفٹننٹ فوسٹر نے کپتان فیری کی مدد کرنے کو قدم بڑھایا ہی تھا۔ کہ باقیماندہ سہ اشخاص نے اُن پر حملہ کر دیا۔ عین اسوقت قلعہ سے ایک میجر صاحب نکلے حملہ آور لفٹننٹ فیری کو خاک میں لوٹتا چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ حملہ آور ابھی تک لاپتہ ہیں۔ پولیس برسر تفتیش ہے۔

فہرست نو مبائعین

میاں طفیل محمد صاحب ساکن جموں

امام الدین صاحب ہیڈ محرر ضلع فیروز پور

کرم الٰہی صاحب ہیڈ کلرک

چراغ الدین صاحب نائب مدرس

غلام حسین صاحب کلرک بغداد

اہلیہ بی بی اہلیہ منشی محمد بخش صاحب ضلع لائل پور

عزیز بیگم بنت منشی محمد بخش صاحب

نور بیگم بنت منشی محمد بخش صاحب

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب شیخ عبد الرحمٰن خان صاحب بی اے منصف درجہ دوم مظفر گڑھ

نمبر مقدمہ ۲۵۰

کھاکر داس بالغ و کشن ریم نابالغ بسر پرستی کھاکر داس بہاوہ خود پسران گوردھاری رام اقوام ہنجہ سکنہ کوٹ سادات تحصیل سنانواں پیشہ دوکانداری۔ مدعیان

بنام

میاں غلام حیدر و الٰہی بخش پسران میاں غلام علی اقوام قریشی سکنہ موضع شیخ عمر۔ تحصیل سنانواں۔ مدعا علیہم

دعوےٰ مالیتی ۱۱ روپے بروئے تمسک اصل معہ سود

ہرگاہ مدعی نے حاضر عدالت ہو کر بیان حلفی دیا ہے۔ کہ مدعا علیہم دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتے ہیں لہذا بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم بتاریخ ۸۔ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی اور پیروی مقدمہ نہ کریں گے۔ تو ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

تحریر ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

آج بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

حاصل ہوتی ہے۔ مگر کوئی ایسا گرو نظر نہیں آتا۔

عاجز: - دیکھو خدا نے ہمکو کسی حالت میں مجبور نہیں رکھا۔ گرو کی شناخت کے لئے بھی کھلے طور پر بیان کر دیا ہے۔ فرماتا ہے اِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ یعنی گرو کامل کی شناخت یہ ہے کہ وہ جو کچھ بولے خدا سے الہام پا کر بولے۔ اور وہ زمانہ بڑے تنگی ہوں کا ہو۔ اور اُس کا کام دھرم کو ادھرم پر غالب کرنا ہے۔ یہی بات گیتا میں بھی لکھی ہے۔ وہ گرو خدا کا مظہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ سری کرشن جی نے فرمایا ہے "جب دھرم پر ادھرم غلبہ حاصل کرے۔ تو میں خود کسی کی شکل میں نمودار ہوتا ہوں" اس کلیوگ میں بھی وہی اوتار آیا ہے۔ جس کا میں یوگی ہوں۔ مجھکو میرے مرشد کامل نے لقاء اللہ تک پہنچا دیا ہے۔ آپ میرے ساتھ تھوڑے دن رہو۔ آپ کو بھی اُس تیز (جوہر) کا درشن ہو جائیگا۔

پنڈت: یہاں ہماری ایک سوسائٹی ہے روزانہ ۹ بجے سے شروع ہوتی ہے۔ امید ہے کہ آج آپ ضرور تشریف لائینگے۔

خاکسار۔ صدیق حسین۔ مسلم مشنری۔ بیجاپور۔

ایک خط مسئلہ خلافت پر

یہ خط ہمارے ایک احمدی بزرگ نے اپنے کسی دوست کو تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ یہ مسئلہ خلافت پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس لئے ناظرین کے فائدہ کے لئے درج ذیل کرتے ہیں (ایڈیٹر)

مکرم معظم جناب بابو صاحب!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ گرامی نامہ وصول ہوا۔ یاد آوری کا نہایت مشکور ہوں۔ یہ خیال کہ آپ کے گوشہ دل میں میری بھی کہیں جگہ ہے میرے لئے موجب مسرت ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کا ٹریکٹ دربارۂ خلافت میں نے پڑھا۔ اور خوب غور سے پڑھا۔ مجھے تو اُس میں کوئی بات خلاف قرآن و حدیث و مسیح موعود نظر نہیں آئی۔ بلکہ مولوی صاحب نے تو تمام ٹریکٹ میں یہ التزام رکھا ہے۔ کہ قرآن و حدیث کے حوالجات بار بار پیش کئے ہیں۔ جناب دوبارہ غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ تمام ٹریکٹ کا خلاصہ نہایت مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے۔ پس آپ کے وارث یا تو نبوت اور بادشاہت دونوں کے وارث ہونگے اور یا ان میں کو ایک کے۔ اس وراثت کا نام خلافت ہے۔ پہلی مثال خلفائے راشدین کی ہے۔ جو نبوت اور بادشاہت دونوں کے وارث تھے۔ ان کے بعد خلافت دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ ایک بادشاہت کے وارث ہوئے۔ وہ بھی خلیفہ کہلائے۔ اُن کی وراثت بھی خلافت ہے۔ اور دوسرے نبوت کے وارث ہوئے۔ وہ بھی خلیفہ کہلائے اُنکی وراثت بھی خلافت ہے۔ انہی کو مجددین اور امام اور اولیا کے لقب سے ممتاز کیا گیا۔ چونکہ نبوت عین مذہب کو پیش کرتی ہے اور روحانیت سے تعلق رکھتی ہے یعنی ایمانیات۔ اعمال، تزکیہ نفس معرفت الٰہی اس کا مقصود ہے۔ اس لئے نبوت کی خلافت کے انکار سے جاہلیت کی موت لازم آتی ہے۔ یعنی اُن تمام برکات سے انسان محروم رہ جاتا ہے جو ایک نبوت کا وارث دنیا کو فیض بخشتا ہے۔ مگر بادشاہت کی خلافت کا روحانیت اور ایمانیات سے تعلق نہیں۔ بلکہ اس کا کام محض تمکین دین اور اسلامی مرکز کی حفاظت ہے۔ کیونکہ جو مذہب تمام دنیا کے لئے ہے اور تمام زمانوں کے لئے ہے اُس کی بقا کے لئے اُس کا مرکز مضبوط اور محفوظ ہونا نہایت ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے ساتھ بادشاہت بھی دی۔ ورنہ نبوت کے لئے بادشاہت ضروری چیز نہیں۔ بادشاہت اسی لئے تھی۔ کہ دین کی تمکین اور مرکز کی حفاظت ہو۔ پس بادشاہت مذہب کا تو جزو نہیں مگر مذہب کی حفاظت کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔ اسی لئے نبوت کی خلافت کے ساتھ بادشاہت کی خلافت بھی ساتھ ساتھ چلتی ہے گو بادشاہت کی خلافت کے انکار سے کسی انسان کے مذہب یا اعمال پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جیسا کہ نبوت کی خلافت کے انکار سے پڑتا ہے۔ مگر باایں ہمہ بادشاہت کی خلافت مرکز کی حفاظت اور تمکین دین کے لئے اس قدر ضروری ہے کہ قرآن و حدیث نے خود اس کا ذکر کر کے گویا مذہب کا ایک جزو بنا دیا۔ اگرچہ اس جزو کا اثر عقائد اور اعمال پر نہیں پڑتا۔ مگر پولیٹیکل طور پر مذہب کی حفاظت کے لئے از بس ضروری ہے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہئے کہ سنہ ۱۹۱۲ء میں مولوی محمد علی صاحب نے یا کسی اور شخص نے کیا کہا۔ ہمیں تو قرآن و حدیث سے غرض ہے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ مسیح موعودؑ کو بھی قرآن و حدیث کی بنا پر ہی مانا ہے پھر جو کچھ مولوی محمد علی صاحب نے آپ سے ۱۹۱۲ء میں فرمایا۔ وہ لفظ لفظاً صحیح ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ "اسلام کو کوئی طاقت زیر نہیں کر سکتی" یہ بالکل سچ ہے کہ "در اصل مسلمانوں نے خدا کو چھوڑ دیا ہے۔ خدا نے انکو چھوڑ دیا۔ نام کے مسلمان رہ گئے ہیں" ترکوں پر ہی نہیں۔ بلکہ کثیر حصہ مسلمانوں پر یہی فقرہ عائد ہوتا ہے ترکوں کی بار بار شکست یہ ظاہر کرتی ہے کہ اُن میں صحیح اسلام نہیں رہا۔ مگر بادشاہت کی خلافت کے لئے ضروری نہیں کہ اُس کے وارث نبوت کی خلافت کی طرح کامل طور پر متقی ہوں۔ اُن کا کام تو اسلامی مرکز کی حفاظت اور چوکیداری ہے۔ چوکیداری کے لئے کامل متقی ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ حفاظت اور پہرہ کی مضبوطی اُس کا کام ہے۔ اگر ایک چوکیدار متقی ہو۔ مگر بزدل اور کمزور ہو۔ اور چور کا مقابلہ نہ کر سکتا ہو۔ تو وہ حفاظت اور چوکیداری کے لئے موزوں نہیں پس بادشاہ خلیفہ کا کام محض اسی قدر ہے کہ وہ مذہب کے مرکز کی پولیٹیکل طور پر حفاظت کرے۔ جو نبوت کے خلیفہ کا کام ہے وہ خود مذہب کی حفاظت اور اشاعت کرے۔ خلفائے بنو امیہ اور بنو عباسیہ میں بہت کم خلیفہ گذرے ہیں۔ جو کامل طور پر متقی تھے مگر سب کے سب خلفائے اسلام مسلمہ طور پر مانے جاتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ مرکز کے چوکیدار اور محافظ تھے۔

پس حفاظت کے لئے مضبوط چوکیدار کی ضرورت ہے اسی لئے شاہ حجاز خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اُسے عیسائیوں نے بنایا۔ اور اُس کی حیثیت ہندوستان کی ایک ریاست سے بڑھکر نہیں پس آزاد اور خود مختار اور ایک مضبوط سلطنت کی ضرورت ہے۔ مرکز کی حفاظت کے لئے۔ اس کا نام بادشاہت کی خلافت ہے۔ جو ابتک ترکوں کے ہاتھ میں تھی اور آئندہ اللہ تعالےٰ جانتا ہے کس کے ہاتھ میں ہوگی۔

کسی شہر کا زید یا بکر کے پاس ہونا کسی سچائی یا سچی تعلیم پر کیا اثر ڈال سکتا ہے۔ آخر خود آنحضرت صلعم کے زمانہ میں اکیس برس مکہ کفار کے ہاتھ میں رہا۔ پھر اسلام اُس وقت بھی دنیا میں سچا تھا۔ جیسا کہ بعد فتح مکہ کے تھا۔ ہاں حفاظت کا سوال رہ جاتا ہے کہ اس سچائی اور سچی تعلیم کی حفاظت سے جس کا قیام قیامت تک منظور ہو۔ ضروری ہے۔ کہ اس کا مرکز بھی پولیٹیکل طور پر محفوظ ہو۔ اس لئے ہمارا ایمان ہے۔ کہ خدا اپنے وعدہ کے مطابق بمضمون اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ اسلام کی حفاظت کریگا۔ عربوں سے خلافت لے لی گئی۔ اور کفار نے اُس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تو انہی کا فرترکوں کو ہی مسلمان بنا کر مرکز کا محافظ بنا دیا۔ عجب نہیں کہ یورپ کی قومیں ہی مسلمان ہو کر اس مرکز کی محافظ بن جائیں۔ مگر حالات موجودہ میں تو ترک ہی مرکز کے محافظ تھے۔ اور وہی ایک اسلامی سلطنت اسوقت تک ہے جو حفاظت کر سکتی ہے۔ آگے جو خدا کو منظور ہو۔

آخر میں میں مسیح موعودؑ کے بھی خیالات عرض کئے دیتا ہوں۔ آیت استخلاف کے متعلق فرماتے ہیں۔

"اب غور سے دیکھو کہ اس آیت میں بھی مماثلت کی طرف صحیح اشارہ ہے اور اگر اس مماثلت سے مماثلت تام مراد نہیں سو کلام عبث ہوا جاتا ہے۔ کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا۔ اور نہ صرف تیس برس تک۔ اور صدہا خلیفے روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے نہ صرف چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ"

پھر فرماتے ہیں:۔

"اور اب تک بھی حرمین شریفین ترکوں کی ہی حفاظت کے نیچے خدا نے رکھی ہوئی ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالےٰ نے دو گروہ رکھے ہوئے ہیں۔ ایک ترک (دوسرے سادات) ترک ظاہری حکومت اور ریاست کے حقدار ہوئے۔ اور سادات کو فقر کا مبدا قرار دیا گیا۔ چنانچہ مجھے نے فقر اور روحانی فیض کا مبدا سادات کو ہی ٹھہرا دیا ہے۔ اور میں نے بھی اپنے کشوف میں ایسا ہی پایا ہے۔ دنیا کا عروج ترکوں کو ملا ہے"!

یہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء کی تقریر ہے۔ جب بقول میاں صاحب حضرت مسیح موعود کا عقیدہ اپنی نبوت کی نسبت تبدیل ہو چکا تھا کیونکہ ایک غلطی کا ازالہ اس سے پہلے نکل چکا تھا۔ حضرت صاحب نے جب کہیں سلطان روم کی خلافت کی مخالفت کی ہے وہاں اسی خلافت نبوت یا روحانی خلافت کی مخالفت کی ہے مطلب یہ کہ سلطان روم نبوت کی خلافت کا وارث نہیں۔ اصل یہ ہے کہ مسلمانوں کے دماغ میں عام طور پر خلافت کا مسئلہ آجکل کچھ ایسا گول مول اور مشتبہ ہو رہا ہے کہ وہ خلافت ظاہری کا اور باطنی میں امتیاز نہ کر کے سلطان روم کو خلیفہ روحانی کہہ دیتے ہیں جو سراسر شرع اور عقل دونوں کے خلاف ہے چنانچہ حضرت صاحب کی خلافت انکی مقابل میں جو نبوت کی خلافت تھی نسبت سے کم عقل مولویوں نے سلطان روم کی خلافت کو پیش کیا جس کی تردید از بس ضروری تھی اور وہاں پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ اُس کی خلافت آسمانی اور روحانی نہیں بلکہ زمینی یعنے ظاہری ہے۔

امید ہے اگر آپ دوبارہ مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹ خلافت اسلامیہ کو پڑھینگے تو حقیقت آپ پر منکشف ہو جائیگی بالخصوص اُس کے صفحہ ۱۳ کو ضرور پڑھیئےگا۔ جہاں صاف لکھا ہے۔ کہ "حکومت دنیوی کے علم بردار تو بادشاہ ہوئے اور منصب روحانیت کو ائمہ دین اور بڑے بڑے مصلحین نے سنبھالا"۔ والسلام۔

مسلمانان آسٹریلیا

سید مصطفےٰ کامل صاحب ہماری جماعت مبلغین کے ایک سربر آوردہ ممبر ہیں۔ آپ نے ہماری استدعا پر پیغام صلح کی قلمی اعانت کا وعدہ فرمایا ہے اور ایک قابل قدر مضمون جو درج ذیل ہے برغرض اشاعت مرحمت فرمایا ہے ہم شاہ صاحب موصوف کی اس توجہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور امید ہے کہ آپ اس قبیل کے مفید عام مضامین کا سلسلہ جو مسلمانان عالم کے حالات پر مشتمل ہو جاری رکھیں گے (ایڈیٹر)

آسٹریلیا ایک بڑا جزیرہ ہے جو دنیا کے مغرب میں واقع ہے اور بلحاظ اپنی وسعت کے براعظم کہلاتا ہے۔ ایشیا سے اٹھارہ سو میل افریقہ سے چالیس سو میل اور جنوبی افریقہ سے آٹھ ہزار پانچسو میل کے فاصلہ پر واقع ہے اندرون ملک میں پہاڑ ہیں۔ تمام ملک میں کوئی بڑا دریا نہیں ملتا۔ صرف چند چھوٹے چھوٹے دریا ساحل کے قریب بہتے ہیں۔ زمین زرخیز ہے اور بڑے بڑے جنگل ملک کو ڈھانپے ہوئے ہیں۔ آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے سردیوں میں نہ زیادہ سردی اور گرمیوں میں نہ زیادہ گرمی پڑتی ہے۔ وبائی بیماریوں سے ملک بالکل محفوظ ہے اور لوگ عام طور پر لمبی عمریں پاتے ہیں۔ گندم۔ مکی۔ روئی۔ کھانڈ اور تمباکو کی کاشت عام طور پر ہوتی ہے اور میوہ جات کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔

اٹھارہویں صدی کے آخر میں جب لوگ یورپ سے یہاں آکر آباد ہونے لگے تو انہوں نے اصل باشندوں کو جو سیاہ فام تھے یا تو گولی کا نشانہ بنا دیا یا جنگلوں اور پہاڑوں میں بھگا دیا۔ اہل فرنگ کے پہنچنے کے ساتھ ہی چین جاپان اور ہندوستان سے لگ کئی لاکھ کی تعداد میں ملک میں آموجود ہوئے۔ شروع شروع میں چونکہ یوروپین لوگوں کو ملک کو آباد کرنے کے لئے غیر یوروپین لوگوں کی بھی ضرورت تھی۔ اسلئے انہوں نے ان لوگوں سے تعلقات اچھے رکھے مگر اب جبکہ ملک کافی طور پر آباد ہو چکا ہے اور غیر یوروپین مزدوروں کی ضرورت نہیں رہی تو بدقسمتی سے آپس کے دوستی کے تعلقات دشمنی میں تبدیل ہوتے جاتے ہیں اور کوئی دقیقہ غیر یوروپین لوگوں سے ملک کو صاف کرنے کا اٹھا رکھا نہیں جاتا۔ جب ایک طرف حکومت کا نشہ اور طاقت کا گھمنڈ ہو اور دوسری طرف غلامی کی ذلت اور ضعف کا یقین ہو تو اس صورت میں شہریت کے فرائض بالا ئے طاق رکھ دئے جاتے ہیں اور درندوں کی طرح پنجے پھاڑ کر کمزوروں کا تعاقب کیا جاتا ہے۔ کمزور قوم کی پے در پے ذلتوں کی وجہ سے اخلاق بھی گر جاتے ہیں اور جب ملک میں پرندوں کیلئے تو سر چھپانے کی لئے جگہ ہوتی ہے مگر اس بیچاری قوم کو پناہ کے لئے بھی کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا تو وہ مایوس ہو کر شاہراہ ترقی پر قدم مارنے سے رک جاتی ہے اور رفتہ رفتہ کی ہلاکت اور نکبت میں گھر جاتی ہے۔ بجائے اسکے کہ غالب قوم اپنے ہمسایہ قوم کی بےبسی پر دو آنسو بہائے وہ اسپر طعنہ زنی شروع کر دیتی ہے اور اسکی جہالت اور ادبار کی ڈراؤنی شکلیں بنا کر گوری دنیا پر پیش کرتی ہے اور نہایت بیباکی سے دنیا پر ظاہر کرتی ہے کہ کالی قوم کرہ ارض پر بوجھ ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِى الْاَبْصَارِ

تاریخ کا ایک عبرت خیز واقعہ پہلے ہمارے سامنے موجود ہے کہ آج بھی امریکہ قوم کے اصلی باشندوں پر مظالم کی زندہ تصویریں ہیں جو ساحلی جنگلوں اور پہاڑوں میں دردناک منظر پیش کر رہی ہیں۔ اب موجودہ زمانہ گورے اور کالے کا سوال اس قوم کا دوسرا کا واضح ثبوت ہے۔

ہاں! مگر کسی قوم کا چہرہ ایسے بدنما واقعات سے صاف اور بے داغ ہے تو وہ عرب ہے۔ اسکی تہذیب یہ خاص خصوصیت ہے کہ [illegible]

کہ دوسری اقوام کو بغیر ان کے تباہ و برباد کرنے کے اپنے اندر جذب کر لے اپنے لئے خداوند تعالیٰ کی طرف سے یہ قوم آخری دین کی حامل ہو کر اور وراثت اس پیغام کے ساتھ ساری دنیا کو ایک ہی سلک میں منسلک کر دیا۔

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب ز روم
ز خاک مکہ ابو جہل این چہ بو العجبی است

اس اسلامی تہذیب نے گورے اور کالے کی شناخت کو مٹا کر ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین کو معیار شرف ٹھہرایا۔

گورے اور کالے کا تباہ کن سوال تمام نو آبادیوں میں اپنا زہریلا اثر پھیلا رہا ہے جسکی وجہ سے قوموں میں آپس کا بغض روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ ہمارا اس مضمون سے قومی تعصبات کو بیان کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ اگر گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل والا معاملہ ہے۔

اسلئے نفس مضمون کی طرف رجوع کرتے ہوئے یہ عرض کرتا ہوں کہ آسٹریلیا میں جب پہلے پہل یورپ سے نو آباد آنے لگے تو ہندوستان وغیرہ سے مسلمان کئی ہزار کی تعداد میں اس نو آبادی میں آباد ہونیکی غرض سے وہاں پہنچے چونکہ ملک کو آباد کرنا مقصود تھا اسلئے گوروں کو کالوں سے کوئی تعرض نہ ہوا مگر جب ملک کو یورپین نو واردوں نے ترقی کرتے دیکھا تو ان کو کالے لوگوں کو ملک سے بدر کرنیکی سوجھی لہذا ایسے قوانین رائج کئے گئے جن سے یہ لوگ نہ کوئی تجارت کر سکتے ہیں اور نہ کوئی باعزت پیشہ اختیار کر سکتے ہیں۔ اس قانونی شکنجے سے سوائے جاپانیوں کے کوئی ایشیائی قوم نہ بچ سکی کیونکہ صرف یہی ایک قوم تھی جسکی حمایت پر ایک مضبوط طاقت تھی۔

اب ان مسلمانوں کی جمعیت بکھرنی شروع ہوئی ہزاروں واپس اپنے ممالک کو لوٹ آئے۔ ہزاروں وہیں گمنامی میں مر گئے۔ اب بچے کھچے صرف تین ہزار رہ گئے ہیں۔ عام طور پر یہ لوگ جنگل کاٹنے یا اونٹ چلانے کا کام کرتے ہیں اور ملک میں بکھرے ہوئے ہیں۔ صرف سڈنی اور اڈیلیڈ جو آسٹریلیا کے دو بڑے شہر ہیں ان کی سو یا ڈیڑھ سو کی جماعت رہتی ہے ورنہ یہ لوگ خانہ بدوش پھرتے ہیں۔ قانون انکو اپنے ملک سے شادی کر کے بیوی ساتھ لانیکی اجازت نہیں دیتا آسٹریلیا میں ان کے لئے ممانعت کا اگرچہ کوئی قانون نہیں مگر عملاً ان کے لئے شادی کرنا بند ہے کیونکہ دوغلے بچے جو پیدا ہوتے ہیں ان کو گوری آبادی نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور قابل تعجب یہ بات ہے کہ اگر بچے جو پیدا ہوتے ہیں وہ نوجوان ہو کر عیسائی کہلاتے ہیں۔

جب مسلمان شروع شروع میں اس ملک میں پہنچے تو بہت کچھ مذہبی احساس لیکر گئے تھے چنانچہ انہوں نے تین مساجد مختلف جگہوں پر تعمیر کیں اور ان میں آجتک بھی ایک آدھ نمازی آکر اللہ کے لئے سجدہ ہو جاتے ہیں ورنہ اکثر یہ مساجد ویران پڑی رہتی ہیں مدبرین ملک کا خیال ہے کہ دس سال کے اندر اندر موجودہ غیر یورپین نسل ختم ہو جائیگی۔ پھر ان اسلامی عبادت خانوں کا جو حشر ہوتا ہے وہ یقین ہے۔

ان حالات کے پڑھنے کے بعد اب جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا مسلمانوں کو خاموش بیٹھ جانا چاہئے اور اس گھڑی کا انتظار کرنا چاہئے جبکہ آخری اسلامی نشان اتنے بڑے عظیم سے مٹ جائے یا اس مریض جان بلب میں کوئی امید باقی بھی ہے؟

علاج جو سمجھ میں آتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ ملک کی گوری آبادی میں ایسے لوگ پیدا کئے جائیں جو ایشیائی اقوام سے ہمدردی رکھتے ہوں اسکے لئے ضروری ہے کہ چند دردِ دل رکھنے والے مسلمان جو علم اور اخلاق کے زیور سے آراستہ ہوں آسٹریلیا میں پہنچیں۔ وہ نہ صرف اسلام کی خوبیاں لوگوں سے بیان کریں بلکہ اپنے اسلامی بھائیوں کو بھی اسلام سے آگاہ کریں اور مسلمان بچوں کی تعلیم کو اپنے ہاتھ میں لیں تو اسلام بچ سکتا ہے۔ پچھلے چند سالوں میں ڈاکٹر بوس اور ٹیگور کی تصانیف امریکہ میں حیرت انگیز نتائج پیدا کرنے میں کامیاب ہوئی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوں؟

متفرق

انور پاشا

(۲۷ مارچ) مسائل ترکی کے متعلق ایک نامہ نگار انگلش مین لکھتا ہے کہ انور پاشا کو جب معلوم ہوا کہ اس کی چھوٹی سی سلطنت کو خاتمہ ہو گیا ہے۔ تو قوم پرست ترکوں کے خلاف اس نے بالشویکوں سے امداد طلب کی۔ اور جب اس کوشش میں ناکامی ہوئی۔ تو ایک پناہ گزین اور سازشی کی حیثیت سے روپوش ہو گیا۔ لوگ اسکو سلطان ترکی بنائے جانے کی تجویز پیش کر گئی۔

اس خبر پر انگلش مین سوال کرتا ہے کہ گورنمنٹ نے کیوں جرمن شاہ پسندوں اور بالشویکوں کے منصوبوں کو پیدا ہونے دیں رکھا۔ اور ہندوستان میں خلافت ایجی ٹیشن کو اس قدر بڑھنے دیا۔ ترکی میں جو کچھ ہو رہا ہے ہندوستان کے عوام اس سے بے خبر ہیں۔ تمام واقعات لوگوں کے سامنے اس طرح پیش کئے جائیں کہ پھر جلسے منعقد کر کے اشتعال انگیز تقریریں کرنے کا کوئی عذر نہ ہو سکے۔ وہ لکھتا ہے کہ گورنمنٹ کو ایک بیان تیار کر کے تمام دیسی اخبارات کے ذریعہ اسکو شائع کرنا چاہئے۔

جرمن انقلاب کی حقیقت

ائتلاف جان:۔ (کوپن ہیگن۔ ۱۹۔ مارچ) برلن سے ۱۹ مارچ کا تار مظہر ہے کہ ۱۵ مارچ کے کشت و خون میں ایک سو آدمی مارے گئے اور دو سو زخمی ہوئے۔ اس کے علاوہ مضافات میں ایک ٹاؤن ہال کے باہر پندرہ افسروں کو مار ڈالا گیا۔

کیل پر مزدوروں کا قبضہ

ہیمبرگ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ مزدوروں نے کیل پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور فوجیں پیچھے ہٹ گئی ہیں۔ میونک سے اطلاع ملی ہے کہ نورمبرگ میں پولیس کی چوکی کو تباہ کرنے کی کوشش میں ۳۲ آدمی ہلاک اور پچاس زخمی ہو گئے۔ اور اس جگہ پولیس اور فوج نے اقتدار کلی حاصل کر لیا ہے ایک ہزار سات سو انقلاب پسند ملاحوں نے مکانات سے سپاہیوں کے ایک دستہ پر فائر کئے۔ اور کئی پیادہ سپاہی مارے گئے۔ برنا سکی کا دستعفیٰ منظور کر لیا گیا ہے۔

لیپزگ پر کمیونسٹ قبضہ

کمیونسٹ جماعت نے مردوں کی خونریز لڑائی کے بعد الیسن پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور تین سو آدمی جاں بحق ہوئے۔

برلن کی حالت

جرمنی کی حالت بہت نازک ہے۔ کیونکہ کمیونسٹ مزدوروں کو گورنمنٹ کے خلاف ہڑتال رکھنے کی ترغیب دے رہے ہیں برلن کے کئی علاقوں میں چند دن کے اندر وہاں کمیونسٹ گورنمنٹ کی قائمی کا اندیشہ ہے۔ باور اور ایبرٹ کی گورنمنٹ برلن میں واپس نہیں اور اس وقت وہاں کوئی لیڈر موجود نہیں ہے۔

لیپزگ پر ہوائی تاخت

لیپزگ میں لڑائی جاری ہے۔ ایک فوجی ہوائی جہاز نے شہر پر بم گرائے۔ اور کمیونسٹ جماعت نے ایک ہوائی جہاز کو زمین پر گرا دیا۔

برٹش سفارت خانہ پر بم

اس وقت تک لارڈ کلمرناک معہ اپنے رفیقوں کے برلن میں بالکل محفوظ ہیں۔ لیکن سفارت خانہ میں دو دن سے آٹا۔ اور روشنی کا انتظام نہیں رہا۔ اور سفارت خانہ کے باہر ۱۸ مارچ کو ایک بم پھٹا۔ لیوڈن ڈارف کو ہر باور نے نیشنل اسمبلی میں اس بغاوت کا محرک قرار دیا تھا۔ اور اسکو سزا دینے کا اعلان کیا تھا۔ چنانچہ لیوڈن ڈارف خوفزدہ ہو کر مفرور ہو گیا ہے۔

مزدوروں کا مطالبہ

مزدوروں کی انجمن نے جس میں تمام پولیٹیکل جماعتیں شامل ہیں۔ اپنے مطالبات گورنمنٹ کے روبرو پیش کر کے کیپ کے معاونین کو سزا دینے۔ رسل و رسائل کی بحالی۔ سلح ایجنسیوں کا انتظام کرنے اور کوئلہ و کانوں کی کانوں کو مشترکہ ملکیت بنانے اور ناسکی کے مستعفی ہونے کی درخواست کی ہے۔

ہڑتال کا خاتمہ

(برلن ۲۰ مارچ) گورنمنٹ نے مزدوروں کے مطالبات کو منظور کر کے انہیں بہت رعائتیں دے دی ہیں۔ اور عام ہڑتال کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

ہیمبرگ کے واقعات

(ہیمبرگ ۲۰۔ مارچ) افواج کو خونریزی کے بغیر غیر مسلح کیا گیا ہے۔ اور ملاحوں نے تین کروزوں پر سفید جھنڈے لگا دیئے ہیں۔

برلن کا محاصرہ

(برلن ۲۰۔ مارچ) امپیریل پریذیڈنٹ نے جو ہدایت شائع کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برلن اور برینڈنبرگ کے صوبہ کا محاصرہ ہو گیا ہے۔ پولیس کو مجرم کارروں کی تلاشی کا اختیار دیا گیا ہے۔ اور بغیر لائسنس کے رکھنے والے اشخاص کو گولی سے ہلاک کر دیا جائیگا۔ غیر معمولی فوجی عدالتیں قائم کی گئی ہیں۔

جرمنی کی حالت

جرمنی کے متعلق مسٹر چرچل نے کہا کہ وہاں کی حالت نقطۂ خیال سے نہایت تشویش انگیز ہے۔ گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہونی چاہئے کہ ماڈریٹ جرمن گورنمنٹ کو اپنی ہستی قائم رکھنے میں ہر پہلو سے مدد دے۔ تاکہ جرمنوں کو خوشحالی اور فارغ البالی از سر نو حاصل کرنے کا موقع حاصل ہو۔

آئرلینڈ میں لارڈ میئر کا قتل

(لنڈن ۲۰۔ مارچ) مسلح اور نقاب پوش آدمیوں کی ایک جماعت نے ۲۰۔ مارچ کو ایک بجے کے وقت کارک کے لارڈ میئر کے مکان میں گھس گئے اور انہیں پستول سے ہلاک کر ڈالا۔ اور اس کے بعد ڈاکو موٹر میں سوار ہو کر رفو چکر ہو گئے۔

لنڈن ۲۲۔ مارچ۔ لارڈ رابرٹ سسیل کے سوال پر دار العوام میں مسٹر میکفرسن نے بیان کیا۔ کہ مجھے لارڈ میئر مذکور کے قتل کی بابت کوئی مزید خبر نہیں ملی۔ مگر قتل کے متعلق شہادت فراہم کرنے کے لئے لارڈ میئر کے مکان میں دیکھ بھال کی گئی تھی۔

حالات سرحد

(کابل گورم ۲۰۔ مارچ) آج آخری دن ہے۔ جبکہ محسودوں کو دو سو گورنمنٹ رائفلیں ہمارے حوالے کر دینی چاہئیں۔ بہت سے قبائل کے باشندے جتنی تعداد میں رائفلوں کی حاصل کر سکتے ہیں۔ یا جتنی وہ کہتے ہیں کہ ان کو مل سکی ہیں۔ لیکر آ رہے ہیں۔ لیکن یہ تعداد دو سو سے بہت کم ہے۔ اور ان میں سے بھی بعض اس قدر ناکارہ ہیں کہ قطعاً کسی مصرف کی نہیں۔ ان کو بغور دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ کبھی اتفاق سے ناکارہ نہیں ہوئیں۔ بلکہ ان کو دیدہ دانستہ بیکار کیا گیا ہے۔ ایک قبیلہ نے اقرار کیا تھا کہ ہم سات رائفلیں پہنچا دینگے۔ لیکن انہوں نے ان میں سے ایک بھی نہیں پہنچائی۔ جب اُن سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ ہمارے آدمی ڈاکہ مارنے گئے ہوئے ہیں اس لئے ہم رائفلیں نہیں پہنچا سکتے۔ ملک پوری کوشش کر رہے ہیں کہ رائفلیں حاصل کر کے ہمارے حوالے کر دیں۔ لیکن جو رائفلیں پر قابض ہیں وہ دینے سے انکار کرتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کابل گورم برباد ہوتا ہے یا نہیں کیونکہ شرائط سنا دی گئی ہیں مہلت بیت گئی ہے۔ ابھی حملہ نہیں ہوا لیکن رائفلوں سے بھی بیش قیمت خدمت قبائل نے یہ سر انجام دی ہے کہ جو ہوا باز کل شاہ پور میں اترنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ اُسے محسودوں نے جنڈولہ میں بحفاظت واپس دے دیا ہے۔

جلد ۷ | یوم الاشاعت لاہور چہار شنبہ مورخہ ۱۰ رجب المرجب سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۷۲

کلام الامام امام الکلام

دینی ولولہ

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دل میں آتا ہے مرے سو سو ابال
آنکھ تر ہے دل میں میرے درد ہے
کیوں دلوں پر اس قدر یہ گرد ہے
دل ہوا جاتا ہے ہر دم بے قرار
کس بیاباں میں نکالوں یہ بخار
ہو گئے ہم درد سے زیر و زبر
مر گئے ہم پر نہیں تم کو خبر
آسماں پر غلغلہ اک جوش ہے
کچھ تو دیکھو گر تمہیں کچھ ہوش ہے
ہو گیا دیں کفر کے حملوں سے چور
چپ رہے کب تک خداوند غیور
اس صدی کا بیسواں اب سال ہے
شرک و بدعت سے جہاں پامال ہے
بدگماں کیوں ہو خدا کچھ یاد ہے
افترا کی کب تلک بنیاد ہے
وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس
لعنتی ہوتا ہے مرد مفتری
لعنتی کو کب ملے یہ سروری

جواہر ریزے

سورۂ فاتحہ قرآن شریف کا باریک نقشہ

گذشتہ سے پیوستہ

غرض ابھی اس روش اور طریق پر اسوقت ہمارے مخالفوں نے بھی قدم مارا ہے اور میری تکذیب اور ایذا دہی میں انہوں نے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا یہاں تک کہ میرے قتل کے فتوے دیئے اور طرح طرح کے حیلوں اور مکروں سے مجھے ذلیل کرنا اور نابود کرنا چاہا۔ اگر خدا تعالےٰ کے فضل سے گورنمنٹ برطانیہ کا اس ملک پر راج نہ ہوتا تو یہ مدت سے میرے قتل سے دل خوش کر لیتے مگر خدا تعالےٰ نے ان کو ان کی ہر مراد میں نامراد کیا اور وہ جو اس کا وعدہ تھا۔ کہ واللّٰہ یعصمک من الناس وہ پورا ہوا۔

غرض اس دعا میں غیر المغضوب کا فقرہ مسلمانوں کے ایک گروہ کی اس حالت کا پتہ دیتا ہے۔ کہ وہ مسیح موعود کے مقابل مخالفت اختیار کریگا۔ اور ایسا ہی الضالین سے مسیح موعود کے زمانہ کا پتہ لگتا ہے کہ اس وقت صلیبی فتنہ کا زور اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچ جائیگا۔ اسوقت خدا تعالےٰ کی طرف سے جو سلسلہ قائم کیا جائیگا وہ مسیح موعود ہی کا سلسلہ ہوگا۔ اور اسی لئے احادیث میں مسیح موعود کا نام خدا تعالےٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت کاسر الصلیب رکھا ہے کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ ہر ایک مجدد فتن موجودہ کی اصلاح کے لئے آتا ہے۔ اب اسوقت وہ کے لئے سوچو تو کیا معلوم نہ ہوگا۔ کہ صلیبی نجات کی تائید میں قلم اور زبان سے وہ کام لیا گیا ہے کہ اگر صفحات عالم کو ٹٹولا جاوے تو باطل پرستی کی تائید میں یہ سرگرمی اور زمانہ میں ثابت نہ ہوگی اور جبکہ صلیبی فتنہ کے حامیوں کی تحریریں اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچ چکی ہیں اور توحید حقیقی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت و عزت اور حقانیت اور کتاب اللہ کے منہاج اللہ ہونے پر ظلم اور زور کی راہ سے حملے کئے گئے ہیں تو خدا تعالےٰ کی غیرت کا تقاضا نہیں ہونا چاہیئے کہ اس کا سر الصلیب کو اس زمانہ میں نازل کرے ؟ کیا خدا تعالےٰ اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کو بھول گیا ؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے وعدے سچے ہیں اس نے اپنے وعدہ کے موافق :۔

دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے۔ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا مگر خدا تعالےٰ اسکو ضرور قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا۔

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں چاہو تو قبول کرو۔ چاہو تو رد کرو۔

مگر تمہارے رد کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ خدا تعالےٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہیگا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے پہلے سے براہین میں فرما دیا ہے صدق اللّٰہ ورسولہ وکان وعداً مفعولاً۔

بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام

دو معزز خواتین کا قبول اسلام

خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے تبلیغ اسلام کا کام روز افزوں ترقی پر ہے۔ اور انگریز نو مسلمین کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

اس ہفتہ میں دو معزز خواتین نے اسلام کے اقرار نامے لکھ کر بھیجے یہ ایک بہت معزز اور بلند طبقہ خاندان کی لیڈیاں ہیں۔ ایک کا نام مس گلیڈس میکنا مرہے۔ اور دوسری کا مس لوئیس میکنا مرہ۔ خوب سمجھدار اور عمر رسیدہ خورتیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں اسلام پر مستحکم کرے۔ اور خدمات دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!!

کل ۳ مارچ ۱۹۲۰ء کو مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی اے بھی تبلیغ اسلام کے لئے لاہور سے یہاں تشریف فرما ہوئے فالحمد للّٰہ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے پاک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ وہ سرزمین تثلیث میں توحید کا علم زیادہ شان کے ساتھ بلند ہو۔ آمین۔

خاکسار۔ دوست محمد از ووکنگ انگلینڈ۔

اخبار احمدیہ

مشن بیجا پور: ۔ جناب صدیق حسن صاحب مسلم مشنری بیجاپور تحریر فرماتے ہیں کہ گذشتہ جمعہ کو ایک ہندو چھتری جس کا نام ڈورگیا تھا مشرف باسلام ہوا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

عمر ۱۹ سال کی ہے۔ ہونہار نظر آتا ہے جب اسلامی لباس پہنایا گیا۔ تو ایک پرانا مسلمان نظر آیا۔ خدا تعالیٰ اسکو روحانی لباس بھی مبارک کرے۔ آمین! اسلامی نام عبد الرحمٰن رکھا گیا۔

سب احباب استقامت کے لئے دعا فرمائیں :۔

میں ۳۰۔ اپریل سے کچھ عرصہ کے لئے باہر جاتا ہوں میرے بعد اخبار کا کام زیادہ قابل ہاتھوں میں ہوگا۔ انشاء اللہ قلیل عرصہ میں ہی واپس ہو کر اپنے کام پر حاضر ہو جاؤنگا۔
(ایڈیٹر)

تصحیح :۔ ۲۱۔ مارچ کے پیغام صلح میں اکابر قوم کا ریویو کرتے ہوئے غلطی سے کتاب ملنے کا پتہ احمدیہ ہوسٹل لاہور

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس میں باہتمام ... صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

ہوئے کہتے ہو ۔ جس کی ظل حمایت میں کروڑ ہا اہل قبلہ زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ اور جس کی حفاظت کے نیچے خدا تعالےٰ نے اپنے مقدس مکانوں کو سپرد کر رکھا ہے "

کیوں الفضل صاحب! یہ وہی کافر خارج از دائرۂ اسلام سلطان روم تو نہیں ۔ جو احمدیت کا دشمن ہے؟ دیکھئے ہوا سی دشمن احمدیت کو حضرت صاحب کیا لکھ رہے ہیں ۔

پس یہ ہے حقیقت اس سلطان روم کی جس کی نسبت الفضل "ہیچ ہیچ" لکھ لکھ کر اپنے اخبار کے کالم سیاہ کر رہا ہے ۔
(محمد یسین ۔ داتوی)

لمعات

مسلمان کے معنے ہیں ۔ مہذب ، آراستہ و پیراستہ ، نیک نمونہ ، ہر عیب سے بچا ہوا ۔ ہر عیب سے دوسرے کو بچانے والا صلح و آشتی سے زندگی بسر کرنے والا ۔ آپ صورت ۔ دوسرے کے لئے خوبصورتی کا موجب ۔ جس کے ہاتھ و زبان سے دوسرے محفوظ ہوں ۔ خدا تعالےٰ کا فرمانبردار ۔ (نورالدین) الحکم جلد ۲

اسلام میں یہ ایک خصوصیت ہے کہ انسان کو غمگین نہیں ہونے دیتا ۔ مسلمان اگر مسلمان بنیں ۔ تو انہیں کیا غم ۔ مگر وہ بنیں بھی ۔ استغفار کرتے رہا کرو ۔ کہ پہلی برائیوں کے بدنتائج سے بچے رہو ۔ اور آیندہ بدیوں کے ارتکاب سے ۔ (نورالدین)

ہماری شریعت ، اعتقادات صحیحہ ، اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ کا مجموعہ ہے ۔ اور پھر ایسی آسان کہ لا یکلف اللّٰہ نفسًا الا وسعھا ۔

بڑے بدبخت ہیں وہ جو اپنے بیوی بچے کے آرام کے لئے دین برباد کرتے ہیں عزیزوں رشتہ داروں سے برخوردار ہونا محض مولےٰ کریم کے فضل پر منحصر ہے ۔

سست نہ بنو ۔ اللہ تعالےٰ حصول دنیا منع نہیں فرماتا ۔ بلکہ حسنت الدنیا کی تعلیم فرماتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ نہیں چاہتا کہ انسان بیدست و پا ہو کر بیٹھ رہے ۔ بلکہ اس نے صاف فرمایا ہے ۔ ولیس للانسان الا ما سعیٰ ۔ (نورالدین)

مال کا اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے ۔ (مسیح موعود)

دنیا کو مقصود بالذات نہ بنا لو ۔ بلکہ دین کو مقصود بالذات ٹھہراؤ ۔ دنیا اس کے لئے بطور خادم و مرکب ہو ۔ دولتمندوں سے بسا اوقات ایسے کام ہوتے ہیں کہ غریبوں اور مفلسوں کو وہ موقع نہیں ملتا ۔ (مسیح موعود)

دولتمند اور متمول لوگ دین کی خدمت اچھی طرح کر سکتے ہیں اس لئے خدا تعالےٰ نے ومما رزقنھم ینفقون متقیوں کی صفت کا ایک جزو قرار دیا ہے ۔ یہاں مال کی کوئی خصوصیت نہیں ہے ۔ جو کچھ اللہ نے کسی کو دیا ہے ۔ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے ۔ (نورالدین)

جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شے ہے اور اس آیت میں لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے ۔ (مسیح موعود)

میں نے قرآن شریف سے آتشک کی مرض کا علاج تجویز کیا ہے اور پھر اس میں مجھے کامیابی ہوئی ۔ ایسے مریض کے لئے میں نے شہد و تم کے دودھ کی کابلی جو کے ساتھ گولیاں بنوا کر دیں اور پھر جب پیاس لگتی تھی تو گرم گرم پانی پلاتا تھا آخر اس مریض کو بفضلہ تعالیٰ آرام ہو گیا اور تصدیق ہو گئی کہ وہ نسخہ اصلاح ہی کا ذریعہ ہے ۔ (نورالدین)

انسان کے نطفہ میں عادات ، اخلاق ، کمالات ، کا اصل ہوتا ہے ۔ والدین کے ایک ایک برس کے خیالات کا اثر انکی اولاد پر پڑتا ہے جتنی بد اخلاقیاں بچوں میں ہوتی ہیں وہ والدین کا اثر ہوتا ہے ۔ پس خود نیک بنو ۔ اخلاق فاضلہ حاصل کرو ۔ تا تمہاری اولاد نیک ہو ۔ الولد سر لابیہ میں یہی بھید ہے ۔ اولاد والدین کے اخلاق ، اعمال عقاید کا آئینہ ہوتی ہے ۔ (نورالدین)

ایک ضروری اطلاع

(۱) باتباع ریزولیوشن نمبر ۳ جو مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن کے جلسہ منعقدہ ۲۹ ۔ مارچ ۱۹۱۹ء میں منظور ہوا ۔ سکالرشپ کمیٹی جو ایسوسی ایشن نے مقرر کی ہے اس نے تجویز کیا ہے کہ مسلم یونیورسٹی فاؤنڈیشن فنڈ سے ۳ وظیفے ہر سال یورپ میں اعلیٰ تعلیم کی تکمیل علم حیوانات و نباتات (بیالوجی) و علم حکمت (فزکس) اور علم ریاضی اور علم تاریخ میں کرنے کی غرض سے دیئے جاویں ۔

(۲) یہ وظائف قابل مسلمان گریجویٹس کو دیئے جا سکتے ہیں جب ان کو واقعی دلچسپی ان مضامین سے ہو ۔ جو وہ لینا چاہتے ہیں نیز ان لوگوں کو وظائف دیئے جا سکتے ہیں جو ایسے مضامین کے بطور پروفیسر کے کسی جگہ کام کرتے رہے ہیں ۔

(۳) ایسے وظائف کے واسطے درخواستیں آنریری سکرٹری مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن علیگڈھ کے پاس ۳۰ اپریل ۱۹۲۰ء تک آ جانا چاہئیں ۔ اور ذیل کے امور کے متعلق مفصل اطلاع درخواستوں میں درج کی جاویں ۔

(۱) سائل کی تاریخ پیدائش و مقام ۔

(۲) نام اور پیشہ سائل کے باپ کا ۔

(۳) ایک مفصل بیان سائل کی تعلیمی حالات کا جن میں پورے امتحانات ان امتحانات کے جن میں کامیابی ہوئی اور امتیازات حاصل کئے اور جو کام کیا سب درج کئے جاویں ۔

(۴) ایک تحریر اس بارہ میں ہو کہ امیدوار کیا کیا مضمون لینا تجویز کرتا ہے ۔

(۵) تحریر دربارہ مالی حالات سائل ۔

۴ ۔ ہر درخواست کے ساتھ ذیل کے شامل ہونا چاہئیں :۔

۱ ۔ مصدقہ نقل میٹریکولیشن یا اسکول لیونگ کے امتحان کے سرٹیفیکٹ کی ۔

۲ ۔ مصدقہ نقول چال چلن اور دیگر سرٹیفیکٹ ، و اسناد کی ۔

۳ ۔ طبی سرٹیفیکٹ جس سے جسمانی صحت امیدوار کی معلوم ہو کہ باہر جا کر تعلیم حاصل کر سکتا ہے ۔

۴ ۔ ایک تحریری اقرار اس امر کا ہو کہ اگر سائل کو وظیفہ دیا جاویگا ۔ تو میعاد وظیفہ کے دوران میں وہ محض اسی مضمون کی تعلیم جاری رکھیگا جس کے لئے اسکو وظیفہ دیا گیا ہے بحالت دیگر اس کا وظیفہ مسدود کر دیا جاویگا اور جسقدر رقم اس نے وصول کی ہے وہ اسکو واپس کرنا ہوگی ۔ اگر وہ قانون یا کسی دوسرے مضمون کی تعلیم کی جو اسکی اصلی تعلیم کے متعلق نہیں ہے کوشش کرے گا ۔

(۵) امیدواران جو کسی کالج کے ممبر ہیں انکو اپنی درخواستیں اپنے پرنسپل کے ذریعہ سے بھیجنا چاہئیں ۔ اور جو کسی کالج کے ممبر نہیں ہیں انکو ان صاحبان کے ذریعہ سے بھیجنا چاہئیں جن کی ماتحتی میں وہ کام کرتے ہیں ۔

(۶) جو امیدوار منظور کرلئے جاوینگے انکو ایک مناسب رقم ابتدائی مصارف کیواسطے ، اور دوسرے درجہ کا پاس سفر یورپ کیواسطے اور جب بعد تکمیل تعلیم کے واپس آئینگے تو واپسی کا واپس دیا جاویگا ۔

(۷) امید کی جاتی ہے کہ امیدواران بھی انتظام کے مطابق جو ان کی تعلیم کے لئے کیا جاویگا ۔ کام کرینگے ۔ اور ان انتظامی قواعد کی پابندی کریں گے جو ایسوسی ایشن اس بارہ میں نافذ کرے ۔

(۸) امیدواران کو وہ روپیہ جو انہوں نے وصول کیا ہے واپس کرنا ہوگا ۔ اگر وہ قابل اطمینان ترقی اپنی خواندگی میں نہ کریں گے یا افسران یونیورسٹی ان کے چال چلن کو نہ پسند کریں گے ۔

(۹) منتخب شدہ امیدواران کو اقرارنامہ پر دستخط کرنا ہوں گے جس کی رو سے وہ پابند ہوں گے کہ ایم ۔ اے ۔ او ۔ کالج علیگڈھ یا مسلم یونیورسٹی میں (اگر اس وقت تک قائم ہو جاوے) یورپ سے اپنی واپسی پر بطور سینیر اسٹاف کے پروفیسر کی ملازمت کرینگے ۔ اور ان کی تنخواہ اور ترقی اور دیگر حقوق انہیں قواعد کے مطابق ہونگے جو سینیر اسٹاف کے ممبران کے واسطے مقرر ہیں ۔

(۱۰) امیدواران کو اس قرارداد سے بھی اقرارنامہ لکھنا ہوگا ۔ کہ وہ ماہوار قسط سے اپنی آمدنی سے ۱۵ فیصدی رقم اپنی واپسی پر وہ یونیورسٹی فنڈ میں ادا کریں گے ۔ اگر کالج یا علیگڈھ یونیورسٹی کو ان کی ملازمت کی ضرورت نہ ہوگی ۔

(۱۱) اس بارہ میں اگر کوئی مزید امر دریافت طلب ہو تو آنریری سکرٹری مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن علیگڈھ سے دریافت کیا جاوے ۔

سید محمد علی
آنریری سکرٹری ۔
مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن علیگڈھ ۔

ہر اسلام میں پہلے کون تھا

(گذشتہ سے پیوستہ)

اُنہی دنوں میں سنام میں آریہ سماج کا ۔ دن شروع ہوا ۔ یہ لوگ خواہ مخواہ ہر ایک کو چھیڑتے جھاڑتے تھے ۔ مجھے بھی ان کے مذہب کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا ۔ ستیارتھ پرکاش کو بھی کا دیکھا ۔ قریباً سب مذہبوں پر حملے کئے ہوئے پائے لیکن یہ کوئی ایسی بڑی بات مجھکو معلوم نہیں دی کیونکہ ہر ایک شخص اپنے مذہب کی صداقت بیان کرتے وقت دوسرے مذاہب کے نقائص بیان کرتا ہے لیکن بڑی اگر تھی تو یہ بات تھی کہ بعض مذاہب پر بیجا حملے کئے ہیں سب مذاہب سے تو مجھکو کوئی حقیقی واقفیت حاصل نہ تھی ۔ تاہم جن مذاہب سے کچھ واقفیت تھی ۔ اُنکے بارے میں کم از کم اتنا اندازہ تو میں ضرور لگا سکتا تھا کہ فلاں اعتراض ان پر عائد ہو سکتا ہے یا کہ نہیں مثلاً سکھ مذہب کے بارہ میں سوامی جی لکھتے ہیں کہ گورو نانک جی سنسکرت نہ جانتے تھے ۔ یہ تو مجھے بھی علم نہ تھا ۔ (اور نہ اب تک ہے) کہ گورو نانک جی سنسکرت جانتے تھے یا نہیں لیکن اس دعویٰ کی جو دلیل بیان فرمائی ہے کہ اگر گورو صاحب سنسکرت جانتے ہوتے تو "بیھے" لفظ کو "بھو" کیوں لکھتے ۔ اسی سے ہی ثابت ہو گیا ۔ کہ سوامی جی نے گرنتھ کو غور سے نہیں پڑھا کیونکہ جپجی میں تو محض ایک مرتبہ یہ لفظ آیا ہے ۔ لیکن آسا کی وار میں جہاں کئی مرتبہ یہ لفظ آیا ہے ۔ وہاں "بیھے" اور "بھو" دونوں صورتوں میں استعمال ہوا ہے اور وہ یوں ہیں :۔

سلوک

بھے وچ پون وہے صد واؤ	بھے وچ چلہہ لکھ دریاؤ
بھے وچ اگن کڈھے ویگار	بھے وچ دھرتی دبی بھار
بھے وچ اند پھرے سر بھار	بھے وچ راجا دھرم دوار
بھے وچ سورج بھے وچ چند	کوہ کروڑی چلت نہ انت
بھے وچ سدھ بدھ سر ناتھ	بھے وچ آڈانے آکاس
بھے وچ جودھ مہابل سور	بھے وچ آوہ جاوہ پور
سگلیا بھو لکھیا سر لیکھ	نانک نربھو نرنکار سچ ایک

نانک نربھو نرنکار ہو کیتے رام رواں

اس شبد سے معلوم ہوا کہ گورو صاحب کو "بیھے" اور "بھو" دونوں شبد آتے تھے ۔

پھر سوامی جی نے لکھا ہے کہ گرنتھ میں یہ تک لکھی ہے ۔ کہ
وید پڑھت برہما مرے ۔ چاروں وید کہانی ۔
سنت کی مہما وید نہ جانے ۔ برہم گیان اپ پر شور

پھر اس پر اعتراض کیا ہے کہ اگر برہما مر گیا ۔ تو کیا گورو نانک زندہ رہے ۔ وغیرہ ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گورو نانک جی نے ویدوں کی بالکل تردید کی ہے ۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا مذکورہ بالا اشعار گورو نانک جی کے اپنے ہیں یا نہیں ۔ واضح ہو کہ پہلا شعر (وید پڑھت برہما مرے چاروں وید کہانی) یہ تو تمام گرنتھ ہی میں مجھکو نہیں ملا ۔ ممکن ہے کسی اور سکھ یا آریہ کہانی کو ملا ہو ۔ اور باقی کے دو شعر بھی سری گورو ارجن کی کلام ہے نہ کہ نانک جی کی ۔

اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس پرکار کے لغو اعتراضات پڑھکر میں ستیارتھ پرکاش اور آریہ سماج کی نسبت کیا گمان کر سکتا تھا ۔ یہی نہ کہ جس مذہب کا گرو جھوٹا ۔ وہ مذہب بھی جھوٹا ۔ لیکن تاہم اسلام کے متعلق جو اعتراضات تھے ان کے جوابات کو بھی جاننا اپنا فرض سمجھا اور اسی دھن میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے کتب تردید آریہ مثل "ترک اسلام" "حق پرکاش" "بجواب ستیارتھ پرکاش" ۔ تبر اسلام ، الخطاب الاسلام ، حدوث مادہ ، حدوث روح ، تناسخ چکر ، دیانند کا علم و عقل وغیرہ منگوائیں ۔ اور نیز ایک رسالہ اہلحدیث کا مذہب بھی منگوایا اور اہلحدیث بھی اپنے نام جاری کرا لیا ۔ پھر کیا تھا ایک کافی سٹاک اسلام کی تائید اور ہندو ازم کی تردید کا میرے پاس ہو گیا ۔ کتاب اہل حدیث کا مذہب پڑھکر تقویۃ الایمان سے جو تقویت ایمان کو پہنچی تھی ۔ اس کی محکم بنیاد دل میں مستقیم ہو گئی ۔ پھر کیا تھا ۔ اپنے اُستاد مولوی عبد اللہ صاحب کو صاف کہدیا ۔ کہ اگر آپ بر دئے شریعت قیام مولود کو بدعت سمجھتے ہیں پھر کیوں اسکو ترک نہیں کرتے کچھ شرما کر جواب دیا کہ میں اب تک تو روپیہ کے لالچ میں ایسا کرتا

عالم اسلام

ترکی وزارت پھر ٹوٹی

صالح پاشا کی وزارت مستعفی ہو گئی ہے۔ اور داماد فرید پاشا سے کہا گیا ہے کہ وہ اور وزارت مرتب کریں۔

محمد علی کی انگریزوں کو تنبیہ

وزیر اعظم سے ملاقات کے بعد اتوار کو مسٹر محمد علی نے مسجد ووکنگ کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ آج حالت ترکی کے متعلق نئی اور حیرت انگیز باتیں لینے والے ہیں۔ جو طاقت اسلام کو پامال کرنا چاہتی ہے اسے خبردار ہو جانا چاہئے کیونکہ وہ کل خود ہی پامال ہو جائیگی۔ اور حق اسکو کچل دے گا۔

اگر برطانیہ ترکوں سے لڑا

مسلم حق کے طلبگار ہیں۔ اور انہیں مسٹر لائڈ جارج یا اسلحہ کی نمائش نہیں کچل سکتی۔ مسلمانوں کو گفتگو کی آزادی حاصل ہونی چاہئے ... انکار کیا گیا ہے ان سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے مطالبات کو اعتدال پر لائیں۔ لیکن یہ نہیں ہوسکتا ان کی خواہش ہے کہ خلیفہ کے پاس دینوی طاقت رہے۔ وہ ترک اور ان کے ہم مذہبوں کی مدافعت میں گفتگو کرنے کا حق چاہتے ہیں۔ اگر خلیفہ آرمینیوں یا یہودیوں اور دوسروں کا قاتل ہے۔ تو وہ اسے خلیفہ نہیں مانینگے اور جس طرح انہوں نے اسکو خلیفہ بنایا ہے۔ وہ اس کو معزول بھی کر دیں گے۔ انگلستان ترکوں سے لڑیگا تو مسلمان ترکوں کے لئے لڑیں گے۔ (یہ خبر پیغام سول اخبار میں غلط شائع ہوئی تھی)۔

مسٹر اسکوئتھ اور مسئلہ خلافت

برطانی پارلمنٹ کے دارالعوام میں سابق وزیر اعظم مسٹر اسکوئتھ نے کہا کہ میں نے وفد خلافت سے ملاقات کی ہے اور میں اس رائے پر پہنچا ہوں کہ قسطنطنیہ کا مستقبل مسلمانوں کے لئے دوسرے درجہ کی اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن اگر ان علاقوں پر جن میں مسلمانوں کے مقامات مقدسہ ہیں اور جو پہلے ترکوں کے ماتحت تھے کسی عیسائی سلطنت کی بالواسطہ حکومت ہوئی تو مسلمانان ہند اس کارروائی کو خوف اور حقارت کی نظر سے دیکھیں گے۔ آپ نے کہا کہ یہ دعوے ناقابل قبول ہے۔ کہ چونکہ سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین ہیں۔ لہذا ان سے کسی قسم کا تعارض نہ کرنا چاہئے۔

مسٹر لائیڈ جارج کا جواب

وزیر اعظم نے جواب میں کہا کہ اگر یہ ثابت ہو گیا کہ سلطان المعظم قسطنطنیہ میں بیٹھ کر شام کے حکام سے احکام کی تعمیل نہیں کرا سکتے۔ تو اتحادی اپنی حالت پر از سر نو غور کریں گے۔ مگر مجھے امید ہے کہ صورت حالات ... اتحادیوں کا تصرف قسطنطنیہ مفید ثابت ہو رہا ہے۔ مگر ابھی اس کے نتائج کے متعلق پیشین گوئی نہیں کی جا سکتی۔

آرمینیا کا قتل عام

آرمینیا کے قتل عام کے متعلق وزیر اعظم نے کہا کہ ہم فوجی دباؤ زیادہ آزادی سے ترکوں پر ڈال سکتے ہیں مگر اناطولیہ کی افواج کی روانگی کا ذمہ نہیں لے سکتے۔ لازم ہے کہ ارمن اور ایریوان ریاست کے لوگ اپنی آزادی کی حفاظت خود کریں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ چالیس ہزار کی فوج بآسانی تیار کر سکتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو برطانیہ اس فوج کو مسلح اور ساز و سامان سے لیس کرنے پر تیار ہے۔

انخلائے بغداد کی تجویز

عراق عرب کے متعلق مسٹر لائیڈ جارج نے کہا کہ بغداد اور موصل کو انگریز چھوڑ دیں گے۔ تو غلطی کریں گے۔ موصل مشرق کے تمام ممالک سے زیادہ ترقی کر سکتا ہے برطانیہ کا تحفظ اس کے لوگوں کو ترقی کرنے کا موقعہ دے گا۔ ترکوں کے ظالمانہ جور سے عراق کو نکالنے میں اسقدر رقم خطیر صرف کرکے اس علاقہ کو چھوڑ دینا اور سازشیوں کے حوالے کر دینا ایک ناقابل مدافعت حماقت ہوگا۔ آپ نے کہا کہ چونکہ ترکی صلح نہیں ہوئی۔ اہل برطانیہ ابھی عراق کا محافظ نہیں مگر برطانیہ عراق اور موصل کا محافظ بننے کا ضرور مطالبہ کریگا۔ عراق کے لوگ خود اپنی حکومت کا کام کریں گے۔ برطانیہ انکو مشورہ دیگا۔ مسلح کر دیگا۔ اور مدد دیگا۔ لیکن عراق کی حکومت عربوں کے ہاتھ میں ہوگی۔

پریزیڈنٹ ولسن کی رائے

پریزیڈنٹ ولسن ایک نوٹ اتحادیوں کو بھیجنے والے ہیں جس میں ترکوں کو قسطنطنیہ سے نکال دینے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ ان کی رائے میں قسطنطنیہ کی حکومت کو نہ ملنا چاہئے جب تک کہ روس بحث مباحثہ میں حصہ لینے کے قابل نہ ہو جائے۔

امرتسر میں جلسہ خلافت

امرت سر کے ہندو مسلمانوں کا ایک بہت بڑا جلسہ ہوا۔ رنگون اور حیدرآباد کے مجسٹریٹوں کی روش کے خلاف آواز بلند کی گئی جنہوں نے مقامی کارکنان خلافت کی زبانیں بند کر دی تھیں۔ اور قصور کے مسٹر مارسٹن کی اس حرکت پر اظہار نفرت کیا گیا کہ انہوں نے خلافت کے اشتہار پھاڑ ڈالے اور ان کی ان حرکات کو مذہبی مداخلت ... قرار دیکر دیسرائے سے درخواست کی گئی کہ وہ ان واقعات کی تجدید کے انسداد کا بندوبست کریں ... مسلمانوں کی حسیات کا لحاظ ... میں ہندی وفد خلافت لندن کی اس تجویز سے اتفاق کیا گیا کہ آرمینیا کے قتل عام کی تحقیقات ... غیر جانبدار کمیشن ... مسلم لیگ اور مرکزی خلافت کمیٹی کے نمائندے بھی موجود ہوں۔ (از سیاست)

سہارنپور میں طاعون

خبر آئی ہے کہ ... غازی آباد اور مظفر گڑھ کے اضلاع میں طاعون کی کثرت ہے۔

اگر تم آزادی چاہتے ہو

تو انقلاب و کانگریس کے سابق ایڈیٹر مولانا عارف ہسوی کا

جدید اخبار

حریت

پڑھو جو عنقریب دہلی سے نکلنے والا ہے۔

حریت: ہندو مسلم اتحاد، مسئلہ خلافت، مکمل ہوم رول اور تمام ملکی و ملی تحریکوں کا نہ صرف حامی بلکہ پورا پورا محافظ ہوگا۔

حریت خوف اور ڈر کو ہمیشہ اپنے دل میں ایک لمحہ کے لئے جگہ نہ دیگا۔

حریت کے مضامین تہلکہ ڈالدینے والے اور آزادی پیدا کرنے والے ہوں گے۔

حریت کی آواز ہمیشہ حق و صداقت کے لئے بلند ہوگی۔

حریت کے پیر مضبوط کرو۔ حریت تمہیں اپنے پیروں پر کھڑا ہونا سکھا دے گا۔

حریت ہندوستان کے ہر شہر اور ہر قصبہ کے اخبار فروشوں کے پاس ملے گا۔

قیمت فی پرچہ آدھ آنہ

چندہ

سالانہ ۱۲ روپے ششماہی ۶ روپے سہ ماہی ۳ روپے ماہوار ۱ روپیہ

مینیجر حریت دہلی

رسید زر

فہرست چندہ جماعت پشاور معرفت میر زا اللہ علی صاحب

میاں شہاب الدین صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر برائے اشاعت بلاد غربیہ ۵ روپے

جناب شاہ زمان صاحب ۲ روپے

شیخ فضل کریم صاحب ۲ روپے

محمد رمضان صاحب ۲ روپے

بہاء الدین صاحب ۲ روپے

خلیل خان صاحب ۲ روپے

قیمت رسالہ ہائے بعثت مجددین

غلام حسن خان صاحب تحصیلدار ۔ بلاد غربیہ

نذر علی صاحب عرائض نویس

میزان کل

بابو محمد الٰہی صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر ریلوے درہ خیبر نوشکی لائن برائے اشاعت اسلام معرفت عبدالرحمٰن صاحب وزیر آباد

مفید کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں

ترجمۃ القرآن انگریزی مصنفہ حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل ایل۔ بی

انگریزی زبان میں ترجمہ قرآن شریف معہ عربی متن۔ فٹ نوٹوں میں نہایت لطیف تفسیر کی گئی ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ انگلستان اور ہندوستان کے مشہور اہل قلم نے اس ترجمہ کے متعلق نہایت عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے۔ یہ ترجمہ دو ایڈیشنوں میں چھاپا گیا ہے۔ قسم اول انڈیا پیپر پر نہایت خوبصورت چمڑے کی جلد ... روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ قسم دوم نہایت مضبوط ولایتی کاغذ ... روپیہ محصول ڈاک۔

نوٹ:۔ ایک نسخہ پر انڈیا پیپر ... محصولڈاک ... کر دیتا ہے

جمع قرآن اس کتاب میں جمع قرآن کے متعلق تمام تاریخی واقعات کو نہایت تحقیقات سے لکھا گیا ہے اور ... حفاظت قرآن مجید پر غیر مذاہب کیا کرتے تھے ان کا رد کیا گیا ہے ... کے مصحفات قرآنی کی حقیقت بھی ... کی گئی ہے حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ فاضل مصنف کی نہایت ہی محنت کا نتیجہ ہے قیمت ۱۲؍

نکات القرآن قرآن مجید کے پہلے پانچ پاروں پر تفسیری نوٹ ہیں۔ جن میں زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے فاضل نے لطیف تفسیر کی ہے ملک کے نامور اخبارات زمیندار وغیرہ نے اس پر ریویو کئے ہیں۔ قیمت ... ۷ ... ۷ ... ۱۰ ... ۷

درثمین مکمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام اردو و فارسی کی نظمیں جو اب تک شائع ہو چکی ہیں ایک جگہ جمع کی گئی ہیں۔ قیمت ... جلد ۱۱؍ مجلد ۱۵؍

القول المجدد فی تفسیر اسمہ احمد اس میں فاضل مصنف حضرت مولینا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے میاں محمود احمد صاحب کے عقائد دربارہ پیشگوئی اسمہ احمد اور نبوت حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اور مسئلہ تکفیر اہل اسلام کی براہین ... کے ساتھ تردید کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسمہ احمد کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جزوی نبی ہیں۔ ان کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ قیمت ۱۰؍

عسل مصفیٰ اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کی مفصل و مدلل بحث ہے یہ کتاب قابل دید ہے جو مسلمان کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مہدی علیہ السلام کی آمد کے متعلق تحقیقات کرنا چاہتا ہے وہ اس کتاب کو منگا کر مطالعہ کرے اس میں بڑے قیمتی معلومات کا ذخیرہ پائیگا۔ قیمت ہر دو جلد ...

مرقاۃ الیقین سوانحعمری حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب جسکو انہوں نے خود لکھوایا۔ نہایت عجیب و دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت ۹؍

پتہ:۔ **دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور**

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبدالرحمٰن خان صاحب بی اے منصف درجہ دوم مظفر گڑھ

نمبر مقدمہ ۱۸۸

ڈیون رام ولد ... ذات چاولہ سکنہ لیہ ضلع مظفر گڑھ

بنام

غلام حمید شاہ ولد غلام شاہ ذات سید معتوق اللہ سکنہ ... حاجی شاہ تحصیل لیہ ... ذات چاولہ سکنہ لیہ

دعوے بالعوض بروئے دستاویز

مقدمہ مندرجہ بالا میں درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا گیا ہے کہ مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۰ء کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ نہ کریگا۔ تو اسکے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی۔

آج بہ ثبت دستخط میرے و مہر عدالت جاری کیا گیا۔

تحریر ۲۴ مارچ ۱۹۲۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۲۰ء نمبر ۱۰۷

خطبۂ جمعہ

۱۹ - مارچ ۱۹۲۰ء

(از حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ اعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا لعب ولھو و زینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد، کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فتریٰہ مصفراً ثم یکون حطاماً، وفی الاٰخرۃ عذاب شدید و مغفرۃ من اللہ ورضوان، وما الحیٰوۃ الدنیا الا متاع الغرور۔ سابقوا الیٰ مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا کعرض السماء والارض اعدت للذین اٰمنوا باللہ ورسلہ، ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا۔ ان ذالک علی اللہ یسیر۔ لکیلا تأسوا علیٰ ما فاتکم ولا تفرحوا بما اٰتٰکم واللہ لا یحب کل مختال فخور الذین یبخلون ویأمرون الناس بالبخل ومن یتول فان اللہ ھو الغنی الحمید۔ (سورہ حدید)

ایک سرسری نظر — مضمون رکوع پر۔ دنیا کی زندگی کیا شے ہے؟ یہاں سے شروع کیا ہے اس رکوع کو۔ وہ لہو ولعب ہے وہ زینت ہے اور ایک دوسرے پر فخر کرنے کا ذریعہ۔ وہ مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا۔ پھر فرمایا کہ دنیا کی زندگی کی مثال بارش کی ہے کہ جس سے روئیدگی نکلتی ہے۔ اور بہت بھلی معلوم ہوتی ہے لیکن پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ روئیدگی زرد پڑ جاتی ہے اور پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اس کے بعد فرمایا کہ آخرۃ میں عذاب شدید ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ محض عذاب دینے والا نہیں۔ بلکہ وہ غفور الرحیم بھی ہے۔ اور اس کی مغفرت بھی حاصل ہوسکتی ہے فرمایا سابقوا الیٰ مغفرۃ من ربکم یا اگر تم ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہو تو وہ دنیا کے مال ومتاع اور اولاد اور اس کی زینت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر حاصل نہیں ہوسکتی بلکہ وہ اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف سبقت لیجانے میں حاصل ہوسکتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمان کی وسعت کے برابر ہے۔ یہ دنیا کے چھوٹے چھوٹے ملک اور شہر کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ ہم تم کو ایک ایسی جنت کی طرف بلاتے ہیں جس کی وسعت آسمان اور زمین پر محیط ہے لیکن یہ کس کو حاصل ہوسکتی ہے۔ فرمایا الذین اٰمنوا باللہ ورسلہ۔ وہ جو کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے۔ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور یہ نہ سمجھو کہ ہم ایسا فضل کرنے پر قادر نہیں ہیں نہیں بلکہ ہم فضل عظیم کے مالک ہیں۔ پھر فرمایا کہ ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا۔ یاد رکھو کہ دنیا کی زندگی میں تم پر مصیبتیں پہنچتی رہینگی۔ لیکن کوئی مصیبت ایسی نہیں کہ جو کتاب کے اندر موجود نہ ہو قبل اس کے کہ وہ مصیبت وارد ہو۔ ان ذالک علی اللہ یسیر۔ یہ بات اللہ پر آسان ہے اور مصیبت کا کتاب کے اندر ذکر کرنا ہم پر مشکل نہیں۔ ایسا ہم نے کیوں کیا؟ اس غرض سے کہ لکیلا تأسوا علیٰ ما فاتکم۔ کہ مصیبت کے وارد ہونے پر تم افسوس کرنے نہ بیٹھ جاؤ کہ فلاں چیز ہم سے کیوں فوت ہوگئی ولا تفرحوا بما اٰتٰکم اور نہ جب کوئی چیز ملے تو اس پر اترانے لگو۔

ان آیات میں مضامین تو بہت سے ہیں لیکن اس وقت میں صرف ایک آیت ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

اس آیت میں کتاب سے کیا مراد ہے — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک مصیبت جو دنیا میں آتی ہے یا یہ کہ تم مسلمانوں پر آتی ہے وہ اس کے آنے سے پیشتر "کتاب" کے اندر موجود ہے۔ وہ کونسی کتاب ہے۔ جس کے اندر وہ مصیبت موجود ہے اُسے لوح محفوظ کہہ لو۔ خدا کی تقدیر کہہ لو۔ وہ کتاب اللہ تعالیٰ کے قوانین کا وہ اندازہ ہے کہ جو ایسا کریگا وہ یہ پھل پائیگا۔ اور جو ایسا کریگا۔ وہ یہ نتیجہ بھگتیگا۔ یہ اسی قوانین کی کتاب ہے یہی خدا کے مقرر کردہ قوانین اسکی تقدیر ہیں۔

مصائب کا ذکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے — مگر ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ اس آنیوالی مصائب کا اپنی کتاب میں ذکر کر دیا ہے۔ ایک دعوے ہی دعوے سمجھا جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بعض مصائب کا ذکر خود حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فرما دیا ہے تاکہ یہ شہادت ہو اس امر کی کہ خدا کے علم میں وہ تمام باتیں موجود ہیں۔ جو دنیا میں مسلمانوں پر بعد میں آنیوالی ہیں اور اس سے کیا غرض ہے۔ یہی لکیلا تأسوا علیٰ ما فاتکم تاکہ تم اس چیز پر جو تم سے فوت ہوگئی افسوس کرنے نہ بیٹھ جاؤ۔

ہماری قوم پر جس قدر عظیم الشان واقعات گذرتے رہے ہیں ان سب کا ذکر قرآن مجید و احادیث میں موجود ہے اور یہ بات ایک مسلمان کے ایمان کو از سر نو زندگی بخشنے والی ہے گویا وہ تیرہ سو سال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو دیکھ لیتا ہے کہ وہ تمام باتیں جو آپ کی زبان مبارک سے نکلیں حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔ اور اگر صرف ان تمام پیشگوئیوں کو ترتیب کے ساتھ جمع کیا جائے تو ایک تاریخ مسلمان قوم کی تیار ہو سکتی ہے۔

فتح قسطنطنیہ کے متعلق دو حدیثیں — ابھی کل کا ذکر ہے کہ دو احادیث میری نظر سے گذریں۔ ایک حدیث میں ہے کہ الملحمۃ الکبریٰ و فتح القسطنطنیۃ فی سبعۃ اشھر یعنی الملحمۃ الکبریٰ - فتح قسطنطنیہ . . . . سات مہینے میں ہوگا۔ الملحمۃ الکبریٰ کے کیا معنے ہیں۔ وہی گریٹ وار (یعنی جنگ عظیم)۔ دوسری حدیث میں جو اس کے ساتھ ہی ہے وارد ہے کہ چھ سال میں ہوگا پہلی حدیث میں سات مہینے ہے اور دوسری میں چھ سال ہے۔ مورخین رحمہم اللہ تعالیٰ کا ایمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پر کیسا تھا۔ کہ وہ بظاہر متضاد حدیثیں ہیں۔ جب انکی صحت بلحاظ روایت پہنچگئی۔ ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں بعض اللہ نہیں کیا۔ گویا ان کو ایمان تھا۔ کہ دونوں باتیں کسی نہ کسی رنگ میں پوری ہونیوالی ہیں۔ شارحین کو ان دونوں احادیث کو جو بظاہر متضاد معلوم ہوتی ہیں تطبیق دینے میں مشکل پیش آئی ہے۔ لیکن انہوں نے ایسی تشریح کی ہے جس کی آج واقعات نے تصدیق کر دی ہے۔ یعنی یہ کہ اس جنگ کے اختتام اور فتح قسطنطنیہ پر سات ماہ صرف ہونگے۔ اور اس کے ابتداء اور فتح قسطنطنیہ میں چھ سال ہونگے۔ اور آخر ان پیشگوئیوں کے وقوع نے بتا دیا کہ دونوں حدیثیں درست ہیں۔ کیونکہ الملحمۃ الکبریٰ کو شروع ہوکر اس کے انجام تک چھ سال لگے۔ اور پھر ولایت میں صلح نامے پر قسطنطنیہ کی فتح میں سات مہینے صرف ہوئے اور جو الفاظ حضرت نبی کریم کی زبان سے نکلے تھے وہ پورے ہوگئے غور کرو۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ فتح قسطنطنیہ کے اندر دو پیشگوئیاں بیان فرماتی ہیں۔ ایک یہ کہ قسطنطنیہ مسلمانوں کے قبضہ میں آئیگا۔ اور دوسری یہ کہ پھر ان کے ہاتھوں میں سے نکل بھی جائیگا۔ خدا جانتا ہے کہ حالات کیا صورت پکڑیں۔ اور موجودہ صورت کب تک رہے لیکن اس وقت تک جو حالات ہیں وہ اس پر دال ہیں کہ فتح قسطنطنیہ واقع ہو چکا ہے۔ کیونکہ غیر مسلموں کا دخل و تصرف وہاں ہو چکا ہے۔ اور اسکو فتح کے لفظ کے سوائے اور کس لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اگر خدا کے علم میں مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت ہے۔ تو اسے وہی بہتر جانتا ہے مگر میرے نزدیک جب سلطان اور اس کی وزراء کا اقتدار کامل اس شہر پر نہ رہا۔ تو یہی فتح ہے۔ دعا تو ہماری یہی ہے کہ اس حالت کو اللہ تعالیٰ جلد دور کر دے مگر واقعات آئندہ کا علم خدا ہی کو ہے۔ ہم تبھی ان احادیث پر نظر ڈالتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ تیرہ سو سال کے واقعات کس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہو بہو بیان فرما دیئے۔

۱۹۱۴ء سے جو جنگ عظیم کی ابتدا ہے ۲۸ جون ۱۹۱۹ء تک چھ سال ہوتے ہیں اور پھر قسطنطنیہ کی فتح کو اوپر سے سات مہینے لگتے ہیں یوں چھ سال والی پیشگوئی بھی صحیح ثابت ہوتی ہے اور دوسری طرف صلح کے ماننے سے جو ایک رنگ میں خاتم جنگ ہوا۔ اس سے موجودہ حالت کے پیدا ہونے تک سات ماہ لگے۔ اور وہ لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی پورے ہوگئے۔

یہ پیشگوئیاں ایک مسلمان کے ایمان کو کس قدر تازہ کرنیوالی ہیں۔ ان میں جو جو مصائب مسلمانوں پر آنیوالی ہیں۔ ان سب کا حال کھول کر بیان کر دیا ہے۔ یہ کیوں لکیلا تأسوا علیٰ ما فاتکم تاکہ کسی چیز کے ضائع ہونے پر تم افسوس کرنے بیٹھ جاؤ۔ اور ہو جب سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ فتح نہیں ہے۔ خداوند کریم کی طرف سے کہ مسلمان یہ خیال نہ کریں کہ ان مصائب سے اسلام صفحۂ ہستی سے مٹ جائیگا۔ بلکہ ان سے یہ غرض ہے کہ ان مصائب کے بعد آخر کار دین کو غلبہ حاصل ہوگا۔ چنانچہ گذشتہ واقعات بھی اس امر کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ جب کبھی کوئی بڑی مصیبت اسلام پر آئی اس کے بعد اسلام کو ایک حیرت انگیز غلبہ نصیب ہوا۔ تاتاریوں اور مسلمانوں کا معاملہ اس امر کی ایک بین نظیر ہے جس طرح پر احادیث میں ان آخری زمانہ کے فتنوں کا ذکر ہے۔ اسی طرح ترکوں کے فتنہ کا بھی ذکر ہے اور وہاں یہ لفظ ہیں۔ کہ آخری حملہ میں ترک مسلمانوں کا بالکل استیصال کر دینگے۔ اور جزیرہ عرب کے ساتھ ملا دینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور دار الخلافہ سلطنت بغداد کو تباہ کر کے انہوں نے اسلامی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ مگر آخر وہی ترک اسلام قبول کر کے اسکی عظمت و جبروت کے علم بردار ہوئے۔ اور ان کے ذریعہ سے اسلام کی سطوت و شوکت کا پھر وہی عالم نظر آنے لگا۔ گویا آنیوالی مصیبت کی خبر میں یہ تسلی مخفی تھی کہ پھر تم پہلے کی زمانہ بلکہ پہلے سے بڑھکر زمانہ شان و شوکت کا نظر آئیگا۔ آج بھی اسلام پر دکھ اور مصیبت کا وقت آیا ہے ہمارا ایمان ہے کہ اسلام پر ایک ایسا وقت آئیگا کہ دنیا میں اس کا غلبہ ہو جائیگا۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ لا تأسوا علیٰ ما فاتکم آج تم افسوس میں اپنا وقت ضائع نہ کرو اور رنج اور غضب سے مت بھر جاؤ۔ خداتعالیٰ کی ان مصائب کے بھیجنے میں کوئی حکمت ہے اور بڑی عظیم الشان حکمت ہے

خدا مصیبت کیوں بھیجتا ہے — خدا مصیبت کیوں بھیجتا ہے؟ اس نے اپنا قانون خود بیان فرمایا ہے۔ فرماتا ہے الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی خوش قسمت وہ ہیں جو مصیبت کے وقت یہ کہتے ہیں کہ ہم اس کے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے۔ کہ ہمکو مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرنا چاہیئے۔ اس کی تائید قرآن کریم کی دوسری آیت سے ہوتی ہے فرماتا ہے اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون واللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ ہم لوگوں پر اس واسطے مصائب بھیجتے ہیں کہ وہ تضرع کریں۔ تو معلوم ہوا کہ مصائب کے آنے کی اصل غرض یہ ہے۔ تاکہ انسان خداتعالیٰ کی طرف رجوع کریں اس کے آگے گڑگڑائیں اور تضرع کریں۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں کیوں اس قدر مصائب بھیجے ہیں کیا وہ اُن کا نام صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتا ہے کیا وہ اُن کو نیست و نابود کرنا چاہتا ہے۔ نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ان پر مصائب بھیج رہا ہے۔ سنو وجہ یہ کہ مسلمانوں کی قوم وہ قوم ہے جسکو اُس نے مخلوق کی بہتری کے لیئے اور لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے لئے پیدا کیا تھا۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس یعنی تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہو۔ اور وہ فائدہ کیا ہے تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ اچھی باتیں بتانا۔ بری باتوں سے روکنا۔ لیکن جب تمہاری یہ حالت ہوگئی کہ تم نے اپنے فرائض کو پس پشت ڈال دیا۔ اور بجائے اس کے کہ تم خلق خدا کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تم خود خدا سے دور ہوگئے تو پھر مصیبت کا آنا ضروری تھا تاکہ تم پھر خدا کی طرف رجوع کرو۔ مسلمان دنیا کے وارث نہیں بن سکتے جب تک کہ وہ خدا کی طرف رجوع نہ کریں۔ اور رجوع کے لئے ضروری ہے کہ مصائب آئیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ ان کا قاعدہ ہے کہ جب اسکو ہنو ز اللہ پے در پے الٹی تقلیں ملتی جاتی ہیں تو وہ اسکو مصیبت کا مزا

یہ خطبہ آپ نے ۱۹ مارچ کو فرمایا۔ اور میں یہ خبر موصول ہوگئی کہ قسطنطنیہ پر اتحادیوں کا قبضہ ہوگیا ہے۔

اسکے ساتھ ہم یہ بھی دعا مانگتے ہیں کہ خداوند تعالے ہم کو راست گوئی کی توفیق بخشے اور اخیر میں خالصاً للہ ایک اور نصیحت بھی ہم تم کو کرنا چاہتے ہیں کہ دیکھو ماو شما کے طعنوں سے متاثر ہو کر کسی کام کی بنیاد نہ رکھا کرو بلکہ ہر امر معروف کی بنیاد تقویٰ اور خشیت اللہ پر رکھی جانی چاہئے اور یہی طریق کامیابی اور فلاح کا ہے ورنہ بار در کھو کہ ایسے تمام کاموں کا وہی انجام ہوگا جو ترجمہ قرآن کا ہوا۔ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَلْبَابِ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالے عنہ

حضرت اسامہ بن زید اُن بزرگ صحابہ میں سے ہیں جن کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عزیز رکھا کرتے تھے اور جن پر خاص عنایات نبوی کی بارش رہتی تھی۔ آپ کی والدہ حضرت ام ایمن تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ تھیں۔ آپ کی ولادت مکہ میں واقعہ ہجرت سے تقریباً سات آٹھ سال پہلے بیان کی جاتی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لیگئے تو حضرت اسامہ بھی اپنے باپ کی معیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے جہاں حضرت اسامہ حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی طرح رہتے۔ چنانچہ مؤرخین نے لکھا ہے کان عند کبعض اھلہ۔ حضرت نبی کریم آپ پر نہایت شفقت اور مہربانی فرماتے تھے۔ آپ کو حضرت اسامہ سے اسقدر محبت تھی کہ باپ اپنے حقیقی بیٹوں سے نہیں کرتے۔ حضرت رسالت مآب آپ کی ہر طرح سے ناز برداری فرماتے تھے اور اکثر آپ کو کھلانے کے لئے باہر میدانوں میں لیجاتے۔ حضرت امام حسن بھی عموماً ہمراہ ہوتے۔ آپ دونوں کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا یعنے اے خداوند میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کر۔ بعض وقت حضرت نبی کریم حضرت اسامہ کی طرف جذبہ محبت میں دیکھتے اور فرماتے کہ اگر اسامہ لڑکی ہوتی تو اسکو زیور پہناتا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت اسامہ گر پڑے۔ پیشانی پر چوٹ آنے سے خون جاری ہوگیا۔ حضرت کریم بنفس نفیس اپنے لب مبارک سے اسامہ کا خون چوستے اور پھر محبت سے یہی الفاظ فرماتے کہ اگر اسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسکو پہناتا اسکو سنوارتا اسکو قیمتی بنا دیتا۔ بالغ ہونے پر حضرت نبی کریم نے آپ کی شادی زینب بنت حنظلہ کے ساتھ کر دی۔ لیکن بعض واقعات کے پیش آجانیسے حضرت اسامہ نے طلاق دیدی۔ حضرت نبی کریم کو جب یہ معاملہ معلوم ہوا تو آپ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں فرمایا۔ مَنْ دَلَّهُ عَلَى الْوَضِيئَةِ الْعَيْنَيْنِ فَاَنَا صِهْرُهٗ جو شخص اسامہ کی کسی خوش شکل عمدہ آواز والی عورت کی طرف کرے گا تو میں اسکا خسر ہونگا۔ صحابہ میں سے ایک نعیم سمجھ گئے کہ اشارہ میری طرف ہے۔ کھڑے ہو کر عرض کی کہ جو کچھ ارشاد نبوی ہو قبول ہے اور اپنی لڑکی حضرت اسامہ کے نکاح میں دیدی۔ ابراہیم بن اسامہ جو جنگ میں شہید ہوئے اسی عفیفہ کے بطن سے تھے۔ اسکے بعد آپ نے متعدد بیویاں کیں جن سے متعدد لڑکے لڑکیاں تولد ہوئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اٹھارہ سال کی عمر میں فوج کی افسری کا عہدہ عطا فرمایا۔ اور کئی ایک موقعوں پر آپ پر اعتماد کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ایک اسلامی لشکر کے متعلق معلوم ہوا کہ اسکے علم بردار خالد بن ولید مقرر کئے گئے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں نے اس عہدہ کے لئے اس شخص کو کیوں نہیں چنا جسکا باپ راہ خدا میں سر کٹوا گیا۔

حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں بحیرہ عرب کے ساحلی علاقہ جات میں رومیوں کے ایک مرکزی مقام پر لشکر کشی کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس غرض سے ایک لشکر تیار کیا جس میں بڑے بڑے صحابی بھی شامل کئے گئے تھے۔ اس لشکر کا امیر آنحضرت صلعم نے حضرت اسامہ کو ہی مقرر فرمایا چونکہ ابھی آپ ایک نوعمر نوجوان ہی تھے اور آپ کے ماتحت جو بڑے بڑے تجربہ کار اور معمر صحابی تھے اسلئے لشکر میں اس قسم کی باتیں ہونے لگیں کہ آنحضرت صلعم نے ایک چھوٹی عمر کے نوجوان کو امیر بنا دیا ہے۔ جب آنحضرت صلعم کو ان باتوں کا علم ہوا تو منبر پر چڑھکر فرمایا۔

اِنْ تَطْعَنُوْا فِیْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ کُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِیْ اِمَارَةِ اَبِیْهِ مِنْ قَبْلُ وَایْمُ اللّٰهِ اِنْ کَانَ لَخَلِیْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ کَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ بَعْدَهٗ فَاُوْصِیْکُمْ بِاُسَامَةَ خَیْرًا

ترجمہ اسکا یہ ہے کہ تم اسامہ کی قوم کو جانے دو کیونکہ مجھے میری جان کی قسم ہے کہ تم لوگ اسکی امارت پر اسی طرح طعن کر رہے ہو جسطرح لوگوں نے اسکے باپ کی امارت پر طعن کیا تھا اور حالانکہ یہ سب کہ وہ بھی امارت کے قابل ہے اور اسکا . . . باپ بھی۔ اسامہ اور اسکا باپ میرے نزدیک علاوہ فاطمہ کے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ پس میں وصیت کرتا ہوں کہ تم اسامہ سے نیک اور اچھا سلوک کرو۔ یہ ارشاد نبوی سنتے ہی سب صحابہ پر رقت طاری ہوگئی اور سب نے سر تسلیم خم کر دیا اور وادی میں اکٹھے ہو کر پڑاؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ اجتماع ابھی ہوا ہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت علالت کی خبر فوج میں پہنچی حضرت اسامہ حضور کے پاس چلے گئے دیکھا کہ حضرت صلعم پر غشی طاری ہے۔ جب ہوش آیا تو دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور حضرت اسامہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ اس سے میں سمجھا کہ آپ میرے لئے دعا فرماتے ہیں۔

اس سے تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت صلعم رحلت فرما گئے جس سے صحابہ میں عجیب سراسیمگی پھیل گئی۔ حضرت اسامہ حضرت صدیق اکبر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ جس وقت مجھے کا حکم ہوا تھا اسوقت حالت اور تھی لیکن اب حالت اور ہے ممکن ہے کہ اسوقت عرب ہی باغی ہوجائیں اسلئے جانیکی بجائے یہاں کا انتظام مقدم ہے۔ لیکن حضرت ابو بکرؓ نے یہ جواب دیا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوا تھا وہ ہی بحال رہیگا۔ ہاں! اگر حضرت عمرؓ کو تم یہاں چھوڑ جاؤ تو مناسب ہے۔ حضرت اسامہ کی طرف روانہ ہوئے اور خدا کی نصرت اور تائید سے مظفر و منصور واپس آئے اور بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ پڑا صحابہؓ کا بیان ہے کہ اس فوج سے زیادہ صحیح وسالم آجتک کوئی فوج واپس نہیں آئی۔ لیکن جہاں ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اسقدر عزیز رکھتے تھے اور آپ سے بچپن سے ہی اسقدر محبت کا اظہار فرماتے تھے۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دینی معاملات پر کبھی درگذر نہیں فرماتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قریش کی کسی عورت نے چوری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جرم ثابت دیکھ کر حد جاری کرنے کا حکم نافذ فرمایا۔ قریشوں نے اس خیال سے کہ اسمیں سخت ہتک عزت ہوئی مشورہ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کے لئے حضرت اسامہ کو بھیجا۔ حضرت اسامہ نے سفارش کی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف جواب دے دیا کہ اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ کہ تم خدا کی حد میں سفارش نہ کرو اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے جو قومیں تباہ ہوئیں وہ اسوجہ سے کہ اگر کوئی عالی خاندان کا چوری کرتا تو اسکی پردہ پوشی کرتے اور چھوڑ دیتے لیکن جو کوئی کمزور کرتا تو اسکو سزا دیتے اور خدا کی قسم کہ اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے گی تو میں اسکا ہاتھ کاٹ دونگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ نے مدینہ سے ہجرت کر کے ایک مقام وادی القریٰ میں سکونت اختیار کی لیکن بعد میں آپ پھر مدینہ میں چلے آئے اور آخر ۵۴ ہجری میں وہیں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

مراسلات

ایک مکالمہ

آج مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۰ء کو ایک تصوف کی سوسائٹی کے پریزیڈنٹ سے جو برہمن ہیں۔ ملاقات ہوئی۔ ان سے جو مکالمہ ہوا۔ درج ذیل ہے۔

عاجز۔ مہاراج میرا تو ایمان ہے کہ اگر انسان نیک صفات کے احساسات اپنے اندر رکھے۔ مگر جب تک شریعت کا پابند نہ ہو نجات نہیں پا سکتا۔

پنڈت۔ نجات دینے والا جب اپنا ہو جائیگا۔ تو پھر نجات کا سوال ہی کیا۔

عاجز:۔ پھر کیا یقین آپ کو آپ کے احساسات میں یقیناً خدا ہی سمایا ہوا ہے ممکن ہے کوئی بلا کا سمائی ہو۔ اور آپکو دھوکا لگا ہو۔

پنڈت:۔ میرا مطلب کہنے سے یہ ہے کہ وید اور گیتا وغیرہ کے پڑھنے سے خدا نہیں ملتا۔ بلکہ اس سے ملاقات کرانیوالا زندہ انسان ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ کتابیں ظاہر شریعت ہیں جب تک باطن شریعت سے واقفیت حاصل نہ ہو۔ تب تک نجات نہیں۔ وید درحقیقت یہ کتابیں نہیں ہیں۔ بلکہ وید کی کہاوتیں ہیں۔ وید جن پر نازل ہوا۔ انہوں نے اسکو اپنی سمجھ کے موافق لکھ دیا۔ ورنہ جو نازل ہوا۔ وہ حقیقت یہ نہیں ہے کیونکہ اس کا تعلق غیر مخلوق سے ہے۔

عاجز:۔ پھر عجیب بات معلوم ہوتی ہے ایک بات آپ کے دل میں پیدا ہو۔ اور آپ اس کو تحریر میں نہ لاسکو۔ مجھے تو اب تک کوئی بات دل کی ظاہر کرنے میں کبھی دقت نہیں ہوئی۔ خیر اس پر میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ویدوں میں جو باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ وہ ہدایت کی ہیں یا منزل ہیں۔

پنڈت:۔ ضرور وید دل کی باتیں خدا تک پہنچانیوالی ہوتی ہیں۔ مگر پھر بھی ایک انسان کی ضرورت ہے۔

عاجز:۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ شریعت کی پابندی نجات کے لئے ضروری ہے۔ کوئی شخص دنیا بھر کی بدمعاشیاں کرے۔ اور یہ دعوے کرے کہ اس کا تعلق خدا سے ہے۔ یہ ناقابل قبول ہے۔

پنڈت:۔ ہاں دنیا میں خدا نے مختلف دھرم بنائے ہیں۔ ہر ایک قوم کے لئے ایک ایک علیحدہ شریعت ہے۔ ہر ایک اپنی اپنی شریعت کا پابند ہے۔

عاجز:۔ خدا کی تو ایک ہی شریعت ہے۔ میں ویدوں سے لیکر قرآن کریم تک دیکھتا ہوں۔ شریعت میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا۔ بھلا فرمائیے۔ آپ کی قوم میں خاوند مرجائے تو عورت کا ستی ہونا بتایا گیا ہے وہ ویدوں میں کہاں ہے کیا یہ ان لوگوں کے ہاتھوں کا کام نہیں۔ اس کے علاوہ اور ایک قوم ہے جسکو ہم مارگی کہتے ہیں۔ اس میں تو عورتوں کی شرمگاہ کی پرستش کا رواج ہے۔ کیا یہ کسی الہامی کتاب میں ہے؟ غرض ایسی ہی باتیں ہیں۔ جو لوگوں کی ایجاد کردہ ہیں یہ مصیبت اسوجہ سے پڑی کہ جیسے جیسے جدید احکام کی انسان کو ضرورت لاحق ہوتی گئی ویسے ویسے خدا کے اوتار آتے رہے۔ اور جدید احکام لایا کرتے تھے۔ جنہوں نے ان کو مانا وہ ہدایت پر رہے۔ اور جنہوں نے انکار کیا۔ مجبوراً ایک علیحدہ شریعت بنانی پڑی جو انکی گمراہی کا باعث ہوئی۔ کیونکہ انسان انسان کا خالق نہیں اس وجہ سے اس کی قوت مستورہ سے ناواقف ہے۔ لہٰذا حسب ضرورت قومی قانون بنانے سے عاجز ہے۔ اللہ پاک خالق کل شی ہے ہماری ہدایت کے لئے وہی قانون بھیجنے کے لئے سزاوار ہے قرآن کریم میں اللہ پاک نے فرمایا ہے۔ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى۔ اللہ ہی کی شریعت شریعت ہے باقی تمام ضلالت ہے۔ پھر میں اپنے اصل مطلب پر آتا ہوں۔ جب تک آپ کا ایمان پر قائم نہ ہو۔ تب تک الوہیت کے محسوسات اندھیرے میں پڑے ہیں۔ آپ کا ایمان اتنا ہی ہوگا۔ کہ خدا ہونا چاہئے۔ جس وقت تک اس ذات پاک سے گفتگو نہ ہو۔ تمہارا ایمان کامل نہیں۔ اس تعلق کی مثال ایک شخص کے مکان کے بند دروازہ کی ہے۔ کہ جب آواز دی جائے تو جواب نہ ملے۔ تو دروازہ کے بند ہونے کی نسبت گمان ہوگا۔ کہ کوئی حکمت عملی سے بند کر لیا گیا ہے۔ جب آواز دینے پر جواب ملے تو یقین کامل ہوگا

پنڈت:۔ یہ بات تو ٹھیک ہے۔ یہ بات گرو سے ہی

ماصل ہو تی ہے۔ مگر کوئی ایسا گرو نظر نہیں آتا۔

عاجز :- دیکھو خدا نے ہمکو کسی بات میں مجبور نہیں رکھا۔ گرو شناخت کے لئے بھی کھلے طور پر بیان کر دیا ہے۔ فرماتا ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنی گرو کامل کی شناخت یہ ہے کہ وہ جو کچھ بولے خدا سے الہام پاکر بولے۔ اور وہ زمانہ بڑے گنا ہوں کا ہو۔ اور اس کا کام دھرم کو ادھرم پر غالب کرنا ہے۔ یہی بات گیتا میں بھی لکھی ہے۔ وہ گرو خدا کا مظہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ سری کرشن جی نے فرمایا ہے "جب دھرم پر ادھرم غلبہ حاصل کرے۔ تو میں خود کسی کی شکل میں نمودار ہوتا ہوں" اس کلیوگ میں بھی وہی اوتار آیا ہے۔ جس کا میں یوگی ہوں۔ مجھکو میرے مرشد کامل نے لقاء اللہ تک پہنچا دیا ہے۔ آپ میرے ساتھ تھوڑے دن رہیں۔ آپ کو بھی اُس تتو (جوہر) کا درشن ہو جائیگا۔

پنڈت :- یہاں ہماری ایک سوسائٹی ہے روزانہ رات ۹ بجے سے شروع ہوتی ہے۔ امید ہے کہ آج آپ ضرور تشریف لائینگے۔

خاکسار۔ صدیق حسین۔ مسلم مشنری۔ بیجاپور۔

ایک خط مسئلہ خلافت پر

یہ خط ہمارے ایک احمدی بزرگ نے اپنے کسی دوست کو تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ یہ مسئلہ خلافت پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس لئے ناظرین کے فائدہ کے لئے درج ذیل کرتے ہیں (ایڈیٹر)

مکرم معظم جناب بابو صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ گرامی نامہ وصول ہوا۔ یاد آوری کا نہایت مشکور ہوں۔ یہ خیال کہ آپ کے گوشہ دل میں میری بھی کہیں جگہ تھی میرے لئے موجب مسرت ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کا ٹریکٹ دربارہ خلافت میں نے پڑھا۔ اور خوب غور سے پڑھا۔ مجھے تو اس میں کوئی بات خلاف قرآن و حدیث و مسیح موعود نظر نہیں آئی۔ بلکہ مولوی صاحب نے تو تمام ٹریکٹ میں یہ التزام رکھا ہے۔ کہ قرآن و حدیث کے حوالجات بار بار پیش کئے ہیں۔ جناب دوبارہ غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ تمام ٹریکٹ کا خلاصہ نہایت مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے۔ پس آپ کے وارث یا تو نبوت اور بادشاہت دونوں کے وارث ہونگے اور یا ان میں کو ایک کے۔ اس وراثت کا نام خلافت ہے۔ پہلی مثال خلفاء راشدین کی ہے۔ جو نبوت اور بادشاہت دونوں کے وارث تھے۔ ان کے بعد خلافت دو حصوں میں منقسم ہوگئی۔ ایک بادشاہت کے وارث ہوئے۔ وہ بھی خلیفہ کہلائے۔ اُن کی وراثت بھی خلافت ہی۔ اور دوسرے نبوت کے وارث ہوئے۔ وہ بھی خلیفہ کہلائے انکی وراثت بھی خلافت ہے۔ انہی کو مجدد دین اور امام اور اولیا کے لقب سے ممتاز کیا گیا۔ چونکہ نبوت عین مذہب کو پیش کرتی ہے اور روحانیت سے تعلق رکھتی ہے یعنی ایمانیات۔ اعمال تزکیہ نفس معرفت الٰہی اس کا مقصود ہے۔ اس لئے نبوت کی خلافت کے انکار سے جاہلیت کی موت لازم آتی ہے۔ یعنی اُن تمام برکات سے انسان محروم رہ جاتا ہے جو آپ نبوت کا وارث دنیا کو فیض بخشتا ہے۔ مگر بادشاہت کی خلافت کا روحانیت اور ایمانیات سے تعلق نہیں۔ بلکہ اس کا کام محض تمکین دین اور اسلامی مرکز کی حفاظت ہے کیونکہ جو مذہب تمام دنیا کے لئے ہے اور تمام زمانوں کے لئے ہے اُس کی بقا کے لئے اس کا مرکز مضبوط اور محفوظ ہونا نہایت ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے ساتھ بادشاہت بھی دی۔ ورنہ نبوت کے لئے بادشاہت ضروری چیز نہیں۔ بادشاہت اسی لئے تھی۔ کہ دین کی تمکین اور مرکز کی حفاظت ہو۔ پس بادشاہت مذہب کا تو جزو نہیں۔ مگر مذہب کی حفاظت کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔ اسی لئے نبوت کی خلافت کے ساتھ بادشاہت کی خلافت بھی ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ گو بادشاہت کی خلافت کے انکار سے کسی انسان کے مذہب یا اعمال پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جیسا کہ نبوت کی خلافت کے انکار سے پڑتا ہے۔ مگر باایں ہمہ بادشاہت کی خلافت مرکز کی حفاظت اور تمکین دین کے لئے اس قدر ضروری ہے کہ قرآن و حدیث نے خود اس کا ذکر کر کے گویا مذہب کا ایک جزو بنا دیا۔ اگرچہ اس جزو کا اثر اعتقاد یا اعمال پر نہیں پڑتا۔ مگر پولیٹیکل طور پر مذہب کی حفاظت کے لئے بس ضروری ہے۔ پس اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہئے

کہ ۱۹۱۴ء میں مولوی محمد علی صاحب نے یا کسی اور شخص نے کیا کہا۔ ہمیں تو قرآن و حدیث سے غرض ہے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ مسیح موعودؑ کو بھی قرآن و حدیث کی بنا پر ہی مانا ہے پھر جو کچھ مولوی محمد علی صاحب نے آپ سے ۱۹۱۲ء میں فرمایا۔ وہ لفظ لفظ صحیح ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ "اسلام کو کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی" یہ بالکل سچ ہے کہ "درحقیقت مسلمانوں نے خدا کو چھوڑ دیا ہے۔ خدا نے انکو چھوڑ دیا۔ نام کے مسلمان رہ گئے ہیں" ترکوں پر ہی نہیں بلکہ کثیر حصہ مسلمانوں پر یہی فقرہ عائد ہوتا ہے ترکوں کی بار بار شکست یہ ظاہر کرتی ہے کہ اُن میں صحیح تقوےٰ نہیں رہا۔ مگر بادشاہت کی خلافت کے لئے ضروری نہیں۔ کہ اُس کے وارث نبوت کی خلافت کی طرح کامل طور پر متقی ہوں۔ اُن کا کام تو اسلامی مرکز کی حفاظت اور چوکیداری ہے۔ چوکیداری کے لئے کامل متقی ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ حفاظت اور پہرہ کی مضبوطی اُس کا کام ہے۔ اگر ایک چوکیدار متقی ہو۔ مگر بزدل اور کمزور ہو۔ اور چور کا مقابلہ نہ کر سکتا ہو۔ تو وہ حفاظت اور چوکیداری کے لئے موزوں نہیں۔ پس بادشاہ خلیفہ کا کام محض اسی قدر ہے کہ وہ مذہب کے مرکز کی پولیٹیکل طور پر حفاظت کرے۔ پر نبوت کے خلیفہ کا کام ہے وہ خود مذہب کی حفاظت اور اشاعت کرے۔ خلفائے بنو امیہ اور بنو عباسیہ میں بہت کم خلیفہ گذرے ہیں۔ جو کامل طور پر متقی تھے۔ مگر سب کے سب خلفائے اسلام مسلمہ طور پر مانے جاتے ہیں اسوجہ سے کہ وہ مرکز کے چوکیدار اور محافظ تھے۔

پس حفاظت کے لئے مضبوط چوکیدار کی ضرورت ہے اسی لئے شاہ حجاز خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اُسے علیا نیوں نے بنایا۔ اور اس کی حیثیت ہندوستان کی ایک ریاست سے بڑھکر نہیں پس آزاد اور خودمختار اور ایک مضبوط سلطنت کی ضرورت ہے۔ مرکز کی حفاظت کے لئے۔ اس کا نام بادشاہت کی خلافت ہے۔ جو اب تک ترکوں کے ہاتھ میں تھی اور آئندہ اللہ تعالےٰ جانتا ہے کس کے ہاتھ میں ہوگی۔

کسی شہر کا زید یا بکر کے پاس ہونا کسی سچائی یا سچی تعلیم پر کیا اثر ڈال سکتا ہے۔ آخر خود آنحضرت صلعم کے زمانہ میں کئی برس مکہ کفار کے ہاتھ میں رہا۔ پھر اسلام اُس وقت بھی ویسا ہی سچا تھا۔ جیسا کہ بعد فتح مکہ کے تھا۔ ہاں حفاظت کا سوال رہ جاتا ہے کہ اُس سچائی اور سچی تعلیم کی حفاظت سے لئے جس کا قیام قیامت تک منظور ہو۔ ضروری ہے۔ کہ اس کا مرکز بھی پولیٹیکل طور پر محفوظ ہو۔ اس لئے ہمارا ایمان ہے۔ کہ خدا اپنے وعدہ کے مطابق بلحوائے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون۔ اسلام کی حفاظت کریگا۔ .. عربوں سے خلافت لے لی گئی۔ اور کفار نے اُس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تو انہی کا فرترکوں کو ہی مسلمان بناکر مرکز کا محافظ بنا دیا۔ عجب نہیں کہ یورپ کی قومیں ہی مسلمان ہوکر اس مرکز کی محافظ بن جائیں۔ مگر حالات موجودہ میں تو ترک ہی مرکز کے محافظ تھے۔ اور وہی ایک اسلامی سلطنت اسوقت تک ہے جو حفاظت کر سکتی ہے۔ آگے جو خدا کو منظور ہو۔

آخر میں میں مسیح موعودؑ کے بھی خیالات عرض کئے دیتا ہوں۔ آیت استخلاف کے متعلق فرماتے ہیں۔

"اب غور سے دیکھو کہ اس آیت میں بھی مماثلت کی طرف صحیح اشارہ ہے اور اگر اس مماثلت سے مماثلت تام مراد نہیں تو کلام عبث ہوا جاتا ہے۔ کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا۔ اور نہ صرف تیس برس تک۔ اور صدہا خلیفے روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے نہ صرف چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ"

پھر فرماتے ہیں :-

"اور اب تک بھی حرمین شریفین ترکوں کی ہی حفاظت کے نیچے خدا نے رکھی ہوئی ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں اللہ تعالےٰ نے دو گروہ رکھے ہوئے ہیں۔ ایک ترک اور دوسرے سادات۔ ترک ظاہری حکومت اور ریاست کے حقدار ہوئے۔ اور سادات کو فقر کا مبدا قرار دیا گیا۔ چنانچہ معین الدین نے فقر اور روحانی فیض کا مبدا سادات کو ہی ٹھیرا دیا ہے۔ اور میں نے بھی اپنے کشوف میں ایسا ہی پایا ہے۔ دنیا کا عروج ترکوں کو ملا ہے"

یہ ۱۷ نومبر ۱۹۱۲ء کی تقریر ہے۔ جب بقول میاں صاحب حضرت مسیح موعود کا عقیدہ اپنی نبوت کی نسبت تبدیل ہوچکا تھا کیونکہ ایک غلطی کا ازالہ اس سے پہلے نکل چکا تھا۔ حضرت صاحب نے

جہاں کہیں سلطان روم کی خلافت کی مخالفت کی ہے۔ وہاں اسی خلافت نبوت یا روحانی خلافت کی مخالفت کی ہے اسلئے کہ سلطان روم نبوت کی خلافت کا وارث نہیں۔ اصل یہ ہے کہ مسلمانوں کے دماغ میں عام طور پر خلافت کا مسئلہ آجکل کچھ ایسا گول مول اور مبہم ہو رہا ہے۔ کہ وہ خلافت ظاہری اور باطنی میں امتیاز نہ کرکے سلطان روم کو خلیفہ روحانی کہہ دیتے ہیں۔ جو صریحاً شرع اور عقل دونوں کے خلاف ہے چنانچہ حضرت صاحب کی خلافت ملکی مقابل میں جو نبوت کی خلافت تھی بہت سے کم عقل مولویوں نے سلطان روم کی خلافت کو پیش کر دیا جس کی تردید از بس ضروری تھی اور وہاں پر حضرت صاحب نے فرما دیا کہ اس کی خلافت آسمانی اور روحانی نہیں بلکہ زمینی یعنے ظاہری ہے۔

امید ہے اگر آپ دوبارہ مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹ خلافت اسلامیہ کو پڑھینگے تو حقیقت آپ پر منکشف ہو جائیگی بالخصوص اُس کے صفحہ ۲۰ کو ضرور پڑھیئگا۔ جہاں صاف لکھا ہے کہ "حکومت دنیوی کے علمبردار تو بادشاہ ہوئے اور منصب روحانیت کو ائمہ دین اور بڑے بڑے مصلحین نے سنبھالا" د والسلام

مسلمانان آسٹریلیا

سید مصطفےٰ کامل صاحب ہماری جماعت مبلغین کے ایک سربراوردہ ممبر ہیں۔ آپ نے ہماری استدعا پر پیغام صلح کی قلمی اعانت کا وعدہ فرمایا ہے اور اپنا ایک قابل قدر مضمون جو درج ذیل ہے بہ غرض اشاعت مرحمت فرمایا ہے ہم شاہ صاحب موصوف کی اس توجہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور امید ہے کہ آپ اس قبیل کے مفید عام مضامین کا سلسلہ جو مسلمانان عالم کے حالات پر مشتمل ہو جاری رکھیں گے (اڈیٹر)

آسٹریلیا ایک بڑا جزیرہ ہے جو دنیا کے مغرب میں واقع ہے اور بلحاظ اپنی وسعت کے براعظم کہلاتا ہے۔ ایشیا سے اٹھارہ سو میل افریقہ سے ... سو میل اور جنوبی افریقہ سے آٹھ ہزار پانچ سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے اندرون ملک میں پہاڑ ہیں۔ تمام ملک میں کوئی بڑا دریا نہیں ملتا۔ صرف چند چھوٹے چھوٹے دریا ساحل کے قریب بہتے ہیں۔ زمین زرخیز ہے اور بڑی بڑی جنگل ملک کو ڈھانپے ہوئے ہیں۔ آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے سردیوں میں نہ زیادہ سردی اور گرمیوں میں نہ زیادہ گرمی پڑتی ہے۔ وبائی بیماریوں سے ملک بالکل محفوظ ہے اور لوگ عام طور پر لمبی عمریں پاتے ہیں۔ گندم۔ مکی۔ روئی۔ کھانڈ اور تمباکو کی کاشت عام طور پر ہوتی ہے اور میوہ جات کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔

اٹھارہویں صدی کے آخر میں جب لوگ یورپ سے یہاں آکر آباد ہونے لگے تو انہوں نے اصل باشندوں کو جو سیاہ فام تھے یا تو گولی کا نشانہ بنا دیا یا جنگلوں اور پہاڑوں میں بھگا دیا۔ اہل فرنگ کے پہنچنے کے ساتھ ہی چین جاپان اور ہندوستان سے لوگ کئی لاکھ کی تعداد میں ملک میں آموجود ہوئے۔ شروع شروع میں چونکہ یوروپین لوگوں کو ملک کو آباد کرنے کے لئے غیر یوروپین لوگوں کی بھی ضرورت تھی۔ اسلئے انہوں نے ان لوگوں سے تعلقات اچھے رکھے مگر اب جبکہ ملک کافی طور پر آباد ہو چکا ہے اور غیر یوروپین مزدوروں کی ضرورت نہیں رہی تو بدقسمتی سے آپس کے دوستی کے تعلقات دشمنی میں تبدیل ہوتے جاتے ہیں اور کوئی دقیقہ غیر یوروپین لوگوں سے ملک کو صاف کرنے کا اٹھا رکھا نہیں جاتا۔ جب ایک طرف حکومت کا نشہ اور طاقت کا گھمنڈ ہو اور دوسری طرف غلامی کی ذلت اور ضعف کا یقین ہو تو اس صورت میں شہریت کے فرائض بالائے طاق رکھ دیئے جاتے ہیں اور درندوں کی طرح پنجے جھاڑ کر کمزوروں کا تعاقب کیا جاتا ہے۔ کمزور قوم کی پے در پے ذلتوں کی وجہ سے اخلاق بھی گر جاتے ہیں اور جب ملک میں پرندوں کیلئے تو سر چھپانے کی لئے جگہ ہوتی ہے مگر اس بیچاری قوم کو پناہ کے لئے بھی کوئی ٹھکانا نہیں رہتا تو وہ مایوس ہوکر شاہراہ ترقی پر قدم مارنے سے رک جاتی ہے اور صد رہ کی ہلاکت اور نکبت میں گھر جاتی ہے۔ بجائے اسکے کہ غالب قوم اپنے ہمسایہ قوم کی بہتری کی پروا کرتی ہو وہ اس پر طعنہ زنی شروع کر دیتی ہے اور اسکی جہالت اور ادبار کی ڈراونی شکلیں بنا کر گوری دنیا پر پیش کرتی ہے اور نہایت بیباکی سے دنیا پر ظاہر کرتی ہے کہ کالی قوم کوئی بوجھ ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

تاریخ کا ایک عبرت خیز واقعہ پہلے ہمارے سامنے موجود ہے آج بھی اس قوم کے اصلی باشندوں کی زندہ تصویریں ہمارے سامنے جنگلوں اور پہاڑوں میں دردناک منظر پیش کرتی ہیں۔ ہمارا موجودہ زمانہ کا گورے اور کالے کا سوال اس قوم کا دوسرا ثانی کا ادعا ہے۔

ہاں! اگر کسی قوم کا چہرہ اتنے بدنما داغوں سے صاف ہو تو وہ مذہب ہے۔ اسکی مذہب پر دا ... اپنے اندر رکھتی ہے۔

کہ دوسری اقوام تو پیغمبران کی تباہی وبربادی کرنے کے اپنے اندر جذب کرلے اسلئے خداوند تعالےٰ کی طرف سے یہ قوم آخری دین کی حامل ٹھہری اور اسے اس پیغام کے ساتھ ساری دنیا کو ایک ہی سلک میں منسلک کردیا ہے۔

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب ز روم
ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بو العجبی است

اس اسلامی تہذیب نے گورے اور کالے کی شناخت کو مٹا کر مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ کو معیار شرف ٹھہرایا۔

گورے اور کالے کا تباہ کن سوال تمام نوآبادیوں میں اپنا زہریلا اثر پھیلا رہا ہے جسکی وجہ سے قوموں میں آپس کا بغض روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ ہمارا اس مضمون سے قومی تعصبات کو بیان کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ "اگر گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل" والا معاملہ ہے۔

اسلئے نفس مضمون کی طرف رجوع کرتے ہوئے یہ عرض کرتا ہوں کہ آسٹریلیا میں جب پہلے پہل یورپ سے نوآباد آنے لگے تو ہندوستان وغیرہ سے مسلمان کئی ہزار کی تعداد میں اس نوآبادی میں آباد ہونے کی غرض سے وہاں پہنچے چونکہ ملک کو آباد کرنا مقصود تھا اسلئے گوروں کو کالوں سے کوئی تعرض نہ رہا مگر جب ملک کو یورپین نوواردوں نے ترقی کرتے دیکھا تو ان کو کالے لوگوں کو ملک سے بدر کرنیکی سوجھی ایسے قوانین رائج کئے گئے جن سے یہ لوگ نہ کوئی تجارت کر سکتے ہیں اور نہ کوئی باعزت پیشہ اختیار کر سکتے ہیں۔ اس قانونی شکنجے سے سوائے جاپانیوں کے کوئی ایشیائی قوم نہ بچ سکی کیونکہ صرف یہی ایک قوم تھی جسکی حمایت پر ایک مضبوط طاقت تھی۔

اب ان مسلمانوں کی جمعیت بکھرنی شروع ہوئی ہزاروں واپس اپنے ممالک کو لوٹ آئے۔ ہزاروں وہیں گمنامی میں مر گئے۔ اب بچے کھچے صرف تین ہزار رہ گئے ہیں۔ عام طور پر یہ لوگ جنگل کاٹنے یا اونٹ چلانے کا کام کرتے ہیں اور ملک میں بکھرے ہوئے ہیں۔ صرف سڈنی اور اڈیلیڈ جو آسٹریلیا کے دو بڑے شہر ہیں ان کی سو یا ڈیڑھ سو کی جماعت رہتی ہے ورنہ یہ لوگ خانہ بدوش پھرتے ہیں۔ قانون انکو اپنے ملک سے شادی کرکے بیوی ساتھ لانیکی اجازت نہیں دیتا۔ آسٹریلیا میں ان کے لئے ممانعت کا اگرچہ کوئی قانون نہیں مگر عملاً ان کے لئے شادی کرنا بند ہے کیونکہ دوغلے بچے جو پیدا ہوتے ہیں ان کو گوری آبادی نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور قابل تعجب یہ بات ہے کہ اکثر بچے جو پیدا ہوتے ہیں وہ نوجوان ہو کر عیسائی کہلاتے ہیں۔

جب مسلمان شروع شروع میں اس ملک میں پہنچے تو بہت کچھ مذہبی احساس لیکر گئے تھے چنانچہ انہوں نے تین مساجد مختلف جگہوں پر تعمیر کیں اور ان میں آج تک بھی ایک آدھ نمازی آکر اللہ کے لئے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں ورنہ اکثر یہ مساجد ویران پڑی رہتی ہیں

مدبرین ملک کا خیال ہے کہ دس سال کے اندر اندر یہ وہ غیر یورپین نسل ختم ہو جائیگی۔ پھر ان اسلامی عبادت خانوں کا جو حشر ہونا ہے وہ یقینی ہے۔

ان حالات کے پڑھنے کے بعد اب جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا مسلمانوں کو خاموش بیٹھ جانا چاہئے اور اس گھڑی کا انتظار کرنا چاہیے جبکہ آخری اسلامی نشان اس براعظم سے مٹ جائے یا اس مریض جاں بلب میں کوئی امید باقی بھی ہے؟

علاج جو سمجھ میں آتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ ملک کی گوری آبادی میں ایسے لوگ پیدا کئے جائیں جو ایشیائی اقوام سے ہمدردی رکھتے ہوں اسکے لئے ضروری ہے کہ چند دردِ دل رکھنے والے مسلمان جو علم اور اخلاق کے زیور سے آراستہ ہوں آسٹریلیا میں پہنچیں۔ وہ نہ صرف اسلام کی خوبیاں لوگوں سے بیان کریں بلکہ اپنے اسلامی بھائیوں کو بھی اسلام سے آگاہ کریں اور مسلمان بچوں کی تعلیم کو اپنے ہاتھ میں لیں تو اسلام بچ سکتا ہے۔ پچھلے چند سالوں میں ڈاکٹر بوس اور ٹیلور کی تصانیف امریکہ میں حیرت انگیز نتائج پیدا کرنے میں کامیاب ہوئی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوں؟

متفرق

انور پاشاہ۔ (۲۷ مارچ) مسائل ٹرکی کے متعلق ایک نامہ نگار انگلش مین لکھتا ہے کہ انور پاشا کو جب معلوم ہوا کہ اس کی چھوٹی سی سلطنت کو خاتمہ ہونیوالا ہے۔ تو قوم پرست ترکوں کے خلاف اس نے بالشویکوں سے امداد طلب کی۔ اور جب اس کوشش میں ناکامی ہوئی۔ تو ایک پناہ گزین اور سازشی کی حیثیت سے روپوش ہو گیا۔ وہاں اسکو سلطان ٹرکی بنائے جانے کی تجویز پیش کر گئی۔

اس خبر پر انگلش مین سوال کرتا ہے کہ گورنمنٹ نے کیوں جرمن شاہ پسندوں اور بالشویکوں کے منصوبوں کو پردۂ راز میں رکھا۔ اور ہندوستان میں خلافت ایجی ٹیشن کو اس قدر بڑھ جانے دیا۔ ٹرکی میں جو کچھ ہو رہا ہے ہندوستان کے عوام اس سے بے خبر ہیں۔ تمام واقعات لوگوں کے سامنے اس طرح پیش کئے جائیں کہ پھر جلسے منعقد کر کے اشتعال انگیز تقریریں کرنے کا کوئی عذر نہ ہو سکے۔ وہ لکھتا ہے کہ گورنمنٹ کو ایک بیان طیار کر کے تمام دیسی اخبارات کے ذریعہ اسکو شائع کرنا چاہیئے۔

جرمن انقلاب کی حقیقت

اتلاف جان: (کوپن ہیگن - ۱۹ - مارچ) برلن سے ۱۹ مارچ کا تار مظہر ہے کہ ۱۶ مارچ کے کشت وخون میں ایک سو آدمی مارے گئے اور دو سو زخمی ہوئے۔ اس کے علاوہ مضافات میں ایک ٹاؤن ہال کے باہر پندرہ افسروں کو مار ڈالا گیا۔

کیل پر مزدوروں کا قبضہ

ہیمبرگ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ مزدوروں نے کیل پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور فوجیں پیچھے ہٹ گئی ہیں۔ میونک سے اطلاع ملی ہے کہ نورمبرگ میں پولیس کی چوکی کو تباہ کرنے کی کوشش میں ۲۰ آدمی ہلاک اور ۳۰ زخمی ہو گئے۔ اور اس جگہ پولیس اور فوج نے اقتدار کلی حاصل کر لیا ہے ایک ہزار سات سو انقلاب پسند والے مکانات سے سپاہیوں کے ایک دستہ پر فائر کئے۔ اور کئی پیادہ سپاہی مارے گئے۔ ہرنا سکی کا استعفیٰ منظور کر لیا گیا ہے۔

... پر کمیونسٹ قبضہ

کمیونسٹ جماعت نے دو دن کی خونریز لڑائی کے بعد ایلبن پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور تین سو آدمی جاں بحق ہوئے۔

برلن کی حالت

جرمنی کی حالت بہت نازک ہے۔ کیونکہ کمیونسٹ مزدوروں کو گورنمنٹ کے خلاف ہڑتال رکھنے کی ترغیب دے رہے ہیں برلن کے کئی حلقوں میں چند دن کے اندر وہاں کمیونسٹ گورنمنٹ کی قائمی کا اندیشہ ہے۔ باؤر اور ایبرٹ کی گورنمنٹ برلن میں واپس نہیں اور اس وقت وہاں کوئی لیڈر موجود نہیں ہے۔

لیپزگ پر ہوائی تاخت

لیپزگ میں لڑائی جاری ہے۔ ایک فوجی ہوائی جہاز نے شہر پر بم گرائے۔ اور کمیونسٹ جماعت نے ایک ہوائی جہاز کو زمین پر گرا دیا۔

برٹش سفارت خانہ پر بم

اس وقت تک لارڈ کلمرناک معہ اپنے رفیقوں کے برلن میں بالکل محفوظ ہیں لیکن سفارت خانہ میں دو دن سے آٹا اور روشنی کا انتظام نہیں رہا۔ اور سفارت خانہ کے باہر ۱۸ مارچ کو ایک بم پھٹا۔ لیوڈن ڈارف کو ہرباور نے نیشنل اسمبلی میں اس بغاوت کا محرک قرار دیا تھا۔ اور اسکو سزا دینے کا اعلان کیا تھا۔ چنانچہ لیوڈن ڈارف مخدوش ہو کر مفرور ہو گیا ہے۔

مزدوروں کا مطالبہ

مزدوروں کی انجمن نے جس میں تمام پولیٹیکل جماعتیں شامل ہیں۔ اپنے مطالبات گورنمنٹ کے روبرو پیش کرکے کیپ کے معاونین کو سزا دینے۔ امن وامان کی بحالی۔ مسلح ایجنسیوں کا انتظام کرنے اور کوئلہ کی کانوں کی کانوں کو مشترکہ ملکیت بنانے اور نا سکی کے استعفیٰ ہونے کی درخواست کی ہے۔

ہڑتال کا خاتمہ

(برلن ۲۰ مارچ) گورنمنٹ نے مزدوروں کے مطالبات کو منظور کرکے انہیں بہت رعائتیں دے دی ہیں۔ اور عام ہڑتال کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

ہیمبرگ کے واقعات

(ہیمبرگ ۲۰- مارچ) افواج کو خونریزی کے بغیر ہی غیر مسلح کیا گیا ہے۔ اور ملاحوں نے تین کروزجہازوں پر سفید جھنڈے لگا دیئے ہیں۔

برلن کا محاصرہ

(برلن ۲۰- مارچ) امپیریل پریذیڈنٹ نے جو اعلان شائع کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برلن اور برانڈنبرگ کے صوبہ کا محاصرہ ہو گیا ہے۔ پولیس کو موٹر کاروں کی تلاشی کا اختیار دیا گیا ہے۔ اور بغیر لائسنس اسلحہ رکھنے والے اشخاص کو گولی سے ہلاک کر دیا جائیگا۔ غیر معمولی فوجی عدالتیں قائم کی گئی ہیں۔

جرمنی کی حالت

جرمنی کے متعلق مسٹر چرچل نے کہا کہ وہاں کی حالت فوجی نقطۂ خیال سے نہایت تشویش انگیز ہے۔ گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہونا چاہیئے کہ ماڈریٹ جرمن گورنمنٹ کو اپنی ہستی قائم رکھنے میں ہر پہلو سے مدد دے۔ تاکہ جرمنوں کو خوشحالی اور تاریخ البدلی از سر نو بحال کرنے کا موقع حاصل ہو۔

آئرلینڈ میں لارڈ میئر کا قتل

(لنڈن ۲۰- مارچ) مسلح اور نقاب پوش آدمیوں کی ایک جماعت نے ۲۰- مارچ کو ایک بجے کے وقت کارک کے لارڈ میئر کے مکان میں گھس گئے اور دروازے پستول سے ہلاک کر ڈالا۔ اور اس کے بعد ایک موٹر میں سوار ہو کر رفوچکر ہو گئے۔

لنڈن ۲۲- مارچ۔ لارڈ رابرٹ سسیل کے سوال پر دارالعوام میں مسٹر میکفرسن نے بیان کیا۔ کہ مجھے لارڈ میئر مذکور کے قتل کی بابت کوئی مزید خبر نہیں ملی۔ مگر قتل کے متعلق شہادت فراہم کرنے کے لئے لارڈ میئر کے مکان میں دیکھ بھال کی گئی تھی۔

حالات سرحد

(کابل گورنمنٹ ۲۰- مارچ) آج آخری دن ہے جبکہ محسودوں کو دو سو گورنمنٹ رائفلیں ہمارے حوالے کرنا چاہئیں بہت سے قبائلی کہتے ہیں کہ شرائط سے جتنی تعداد رائفلوں کی حاصل کر سکتے ہیں۔ یا جتنی وہ کہتے ہیں کہ ان کو مل سکی ہیں۔ لیکر آرہے ہیں لیکن یہ تعداد دو سو سے بہت کم ہے۔ اور ان میں سے بھی بعض اس قدر ناکارہ ہیں کہ کبھی کسی مصرف کی نہیں۔ ان کو بغور دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اتفاق سے ناکارہ نہیں ہوئیں۔ بلکہ ان کو دیدہ دانستہ بیکار کیا گیا ہے۔ ایک قبیلہ نے اقرار کیا تھا۔ کہ ہم سات رائفلیں پہنچا دینگے۔ لیکن انہوں نے ان میں سے ایک بھی نہیں پہنچائی۔ جب ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ ہمارے آدمی ڈاکہ مارنے گئے ہوئے ہیں اس لئے ہم رائفلیں نہیں پہنچا سکتے۔ ملک پوری کوشش کر رہے ہیں کہ رائفلیں حاصل کرکے ہمارے حوالے کر دیں۔ لیکن جو رائفلوں پر قابض ہیں وہ دینے سے انکار کرتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کابل گورنمنٹ برباد ہوتا ہے یا جو شرائط شائع کی گئی ہیں مہلت ختم ہو گئی ہے۔ ان پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ لیکن رائفلوں سے کہیں بیش قیمت خدمت قبائل نے یہ سرانجام دی ہے کہ جو ہوا باز کل شاہپور میں اترنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ اسے محسودوں نے جنڈولہ میں بحفاظت واپس دے دیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ دوشنبہ مورخہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۶۹

خطبۂ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ

(۱۲ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء)

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ و الرسول ان کنتم تؤمنون باللہ و الیوم الاٰخر ذٰلک خیر و احسن تاویلا ۝

آجکل مذہب کی غرض و غایت کو لوگوں نے بالکل فراموش کر دیا ہے۔ اور یہ سمجھ رکھا ہے کہ مذہب چند جھگڑوں کا نام ہے۔ بالخصوص مسلمانوں نے تو اس زمانہ میں بالکل چند فروعی جھگڑوں کا نام ہی مذہب تجویز کر رکھا ہے لیکن مذہب اصل میں کیا شے ہے؟ وہ کن باتوں پہ چلنے اور کس طریق عمل کا نام ہے۔ مسلمان ان باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

اسلام نے ان تمام جھگڑوں کو جو مسلمانوں میں عقائد کے متعلق پیدا ہوں۔ یا دوسرے مذاہب کے ساتھ ہوں۔ حل کرنے کا ایک نہایت سہل طریق بتا دیا ہے۔ چنانچہ غیر مذاہب کے ساتھ تنازعات کا حل اس طرح سے فرمایا کہ یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواءٍ بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیئاً و لا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ ۝ اس آیت میں اللہ تعالیٰ غیر مذاہب کے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ تم ایک بات کی طرف تو آجاؤ یعنی توحید باری تعالیٰ کی طرف جو ہمارے مذہب کا اصل الاصول ہے۔ اور اس امر مشترک کو تو قبول کرو۔ حالانکہ اس کے بعد یعنی توحید باری تعالیٰ کے بعد بھی کئی ایک جھگڑے اور تنازعات باقی رہ جاتے ہیں لیکن ایک اصل الاصول بتا کر باقی کا ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ وہ سب اس اصل پر ہی حل ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید کو پڑھو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ تمہیں غیر مذاہب سے جو جھگڑے ہیں وہ بہت کم ہیں بمقابلہ اُن اصولوں کے جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ قومیں کس طرح ترقی اور کس طرح زوال پذیر ہوتی ہیں۔ کونسی راہ پہ چلنا کامیابی دیتا ہے اور کونسی پہ چلنا ناکامیابی اور حرمان کا موجب ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے یہی باتیں تقریباً بار بار دہرائی ہیں۔ اور باقی جھگڑوں کو بمقابلہ ان باتوں کے بہت کم جگہ دی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ان جھگڑوں کا بالکل ذکر ہی نہیں کیا۔ کیوں نہیں۔ اصولی رنگ میں جتنے جھگڑے ہیں ان سب کا ذکر ہے۔ لیکن ان کو جگہ کم دی ہے۔ ہاں زیادہ تر طریق عمل کی ہدایت کی ہے۔ کہ کن باتوں سے تم دین و دنیا میں کامیاب ہوگے۔ اور کن سے خائب و خاسر۔ کن سے تم جنت الخلد کے وارث ہوگے اور کن سے عذاب آخرت کے مستحق ٹھیرو گے۔

اس وقت مسلمانوں کے اندر باہم جھگڑے ہیں۔ لیکن ان جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک سہل راہ بتا دی ہے۔ اور اگر ایک انسان بغض اور عداوت سے خالی ہو کر قرآن مجید کی بتائی ہوئی راہ کو اختیار کرے تو فیصلہ تک آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ وہ کیا راہ ہے جو قرآن مجید نے ان جھگڑوں کو فیصلہ کرنے کے لئے بتائی ہے۔ وہ یہ ہے فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ و الرسول۔ یعنے اے مسلمانو! اگر تم میں کوئی جھگڑا آ پڑا ہو جائے تو تم اسکو قرآن مجید سے پیش کرو۔ اور اس سے اس کا فیصلہ تلاش کرو۔ اور قرآن مجید کے بعد پھر رسول کو دیکھو کہ وہ اس امر کے متعلق کیا حکم دیتا ہے۔

میں نے خود اس پر عمل کر کے دیکھا ہے کہ قرآن کریم کی بتائی ہوئی راہ پر چلنے سے تمام جھگڑے حل ہو جاتے ہیں اس سے واپس آتے ہوئے مجھے فیروز پور ٹھیرنا پڑا۔ وہاں اس پرانے مسئلہ یعنی نبوت مسیح موعود پر بحث تھی۔ میں نے اُن لوگوں کو کہا کہ دیکھو اگر ہم یہ طریق اختیار کریں کہ چند اقوال تم پیش کر دو اور چند اقوال ہم پیش کریں تو اس سے ہم کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکیں گے۔ اور جن لوگوں نے ایسا طریق اختیار کیا ہے۔ وہ کبھی بھی حقیقت کو نہیں پہنچے۔ ہمیں بنیاد قائم کرنی چاہئے۔ کوئی اصول ہونا چاہئے۔ کیونکہ اصول ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو فرع پر روشنی ڈالتا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ و الرسول۔ ایک نے کہا کہ کیا حضرت صاحب حکم نہیں ہیں کہ ہم ان اقوال کو قرآن و حدیث کے پیش کریں۔ میں نے کہا حکم تو ہیں۔ لیکن اسی حکم کے متعلق ہی جھگڑا پڑا ہوا ہے۔ کہ آیا اس کی اس عبارت سے کیا مراد ہے۔ پس ہم کو اس حکم خداوندی کے بموجب قرآن و حدیث میں سے ہی فیصلہ طلب کرنا چاہئے۔ اور دیکھنا چاہئے کہ قرآن مجید و حدیث اس مسئلہ میں کیا کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں دیکھو وہاں موجود ہے ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم و لٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور لفظ خاتم النبیین کے معنے تمام امت تیرہ سو سال سے یہی کرتی آئی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں یہ تو ایک دلیل ہے ختم نبوت پر۔ آیت خاتم النبیین۔ لیکن جو حیثیت قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور نہ کسی نبی کی ضرورت ہے۔ یہ یقینی بات ہے۔ کہ اگر تمام انبیاء چراغ ہیں جو اندھیرے میں مختلف گھروں کو روشن کرتے ہیں تو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک آفتاب ہیں۔ کیوں؟ یہ اس وجہ سے کہ تمام انبیاء کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے فلاں نبی کو فلاں قوم کی طرف بھیجا اور فلاں کو فلاں کی طرف۔ اور اسیطرح مختلف زمانوں میں مختلف قوموں کے اندر ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا رہا۔ اندھیری رات میں تمام گھروں کو روشن کرنے کے لئے ایک ہی چراغ کافی نہیں ہوتا۔ اس لئے الگ الگ نبی کی ضرورت پیش آئی۔ غرض یہ ایک حیثیت ہے انبیاء کی کہ وہ گویا اندھیری رات میں اپنی اپنی قوموں کو روشنی دیتے ہیں مگر سب کے آخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آتے ہیں وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ پس آپ تمام دنیا کے لئے رسول ہیں۔ آپ پر آفتاب کی مثال بالکل صادق آتی ہے۔ آپ نے تمام عالم کو روشن کر دیا۔ اب الگ الگ نبیوں کی ضرورت نہیں۔ یہ وہ حیثیت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو قرآن مجید نے پیش کی ہے۔ اور جو کافی ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ اب آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ ابھی کل یہاں ذکر ہو رہا تھا۔ کہ کسوف آفتاب کیوقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ڈر جاتے تھے۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ بلا شبہ یہ بھی سچ ہے۔ کہ خدا کا عذاب کبھی کسی رنگ میں آجاتا ہے۔ اور کبھی کسی رنگ میں۔ اسیوجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آندھیوں اور بارشوں کے آنے پر بھی خائف ہو جایا کرتے تھے۔ اور انبیاء کا طریق ہے۔ ہر کہ عارف تر است ترساں تر۔ لیکن اس کی تہ میں ایک بڑی حقیقت ہے ظاہر ہے کہ کسوف کی حالت میں آفتاب کی روشنی کٹ جاتی ہے وہ دراصل جاتی نہیں رہتی۔ بلکہ ہمارے اور آفتاب کے درمیان کوئی ایسی چیز حائل ہو جاتی ہے۔ جس سے روشنی مخلوق تک نہیں پہنچ سکتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھبرانے اور خائف ہونے کی یہ وجہ تھی کہ مبادا وہ روشنی جو اُس کی آفتاب رسالت سے پہنچ سکتی ہے وہ رک جائے۔ غرض حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک آفتاب ہیں۔ اور آپ کا آفتاب ہونا ہی اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا

اب پھر اسی آیت خاتم النبیین کو لو۔ ایک تو اس کے یہ معنے ہیں کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ دوسرے معنے یہ کئے جاتے ہیں کہ آپ کی مُہر سے نبی بنا کریں گے۔ اب یہاں پھر جھگڑا پیدا ہوتا ہے کہ کونسے معنی صحیح ہیں۔ اس لئے اس لفظ خاتم النبیین کے معنے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ہی تلاش کرو۔ غور کرو کہ جنکو کچھ اختیارات دیئے جاتے ہیں اسکو ان اختیارات کا علم بھی دیا جاتا ہے۔ اگر خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آپکی مُہر سے نبی بنا کریں گے۔ تو اس کا علم سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا جانا ضروری تھا۔ اور سب سے پہلے آپ ہی مستحق تھے اس امر کے کہ آپکو اس کا علم دیا جاتا۔ لیکن کثرت سے بلکہ تواتر سے احادیث وارد ہیں۔ جن میں خاتم النبیین کے معنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کئے ہیں کہ آپ پر نبوۃ ختم ہو گئی ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس کے بالمقابل کسی کمزور سی کمزور بلکہ کسی وضعی حدیث میں بھی یہ معنے نہیں پائے جاتے کہ آپ کی مُہر سے نبی بنا کریں گے۔ پس یہ کس قدر ظلم ہے کہ وہ معنے جو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کئے اُنکو تو چھوڑ دیا جائے اور اپنے پاس سے ایک الگ معنے گھڑ لئے جائیں۔

سات حدیثیں تو صرف صحاح ستہ کی ہیں جن میں مختلف پیرایوں میں خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کے بیان فرمائے گئے ہیں منجملہ ان کے ایک مشہور ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوۃ کو ایک قصر سے تشبیہ دیکر فرمایا کہ وہ بالکل مکمل ہو چکا ہے اس میں صرف ایک اینٹ کی کسر رہ گئی تھی اور وہ آخری اینٹ میں ہوں۔ پھر دوسری جگہ فرمایا۔ کہ میرے کچھ نام ہیں۔ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے پیچھے کوئی نبی نہیں۔ پھر فرمایا کہ لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ پھر حضرت علیؓ کو فرمایا۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی یعنی میری نسبت تم سے ایسی ہے جیسی موسیٰ کی ہارون سے لیکن فرق یہ ہے کہ ھارون تو نبی تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پھر فرمایا لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنی نبوۃ میں سے سوائے مبشرات کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔

غرض اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طریقوں سے بیان فرمایا ہے کہ آپ کے بعد سلسلہ نبوت منقطع ہے۔ اگر کسی حدیث سے خاتم النبیین کے یہ معنے مل جائیں کہ آپ کے بعد آپ کی مُہر سے نبی بنا کریں گے۔ تو بلا شبہ ہم اُن لوگوں کو سچا مان لیں گے۔ لیکن اگر یہ معنے کسی حدیث میں نہیں ہیں۔ تو پھر ایسے معنوں پہ اصرار کرنا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معنوں کے خلاف ہوں کس قدر ظلم کی بات ہے۔

خیر یہ ایک جھگڑا ہوا۔ اور جھگڑے کو لے لو۔ اس کے حل کرنے کا آسان سے آسان طریق یہی ہے۔ کہ اول قرآن کریم سے۔ پھر حدیث سے اسے حل کیا جائے۔ مسلمانوں کے تمام اندرونی اختلافات اس اصول پر آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ میں نے بیان کیا تھا کہ امت محمدیہ کو جو وعدہ خلافت کا دیا گیا تھا۔ وہ دونوں قسم کی خلافت ہے یعنی ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ اور وہ وعدہ قیامت تک کے لئے ہے۔ اس پر ان لوگوں نے جن کا کام ہی نکتہ چینی ہے اعتراض کرنا شروع کر دیا۔ کہ یہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف کہا ہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں تو حضرت صاحب نے ترکوں کو بہت برا بھلا لکھا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے حضرت صاحب کی بات کو سمجھا نہیں۔ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب ترک کی خلافت کے دشمن تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک شخص حسین کامی ایک ترکی سفیر قادیان میں حضرت صاحب کے پاس گیا تھا۔ حضرت قدس نے اسکو سمجھایا کہ ترکی سلطنت میں بعض عمائد ایسے ہیں جو غدار ہیں اور وقت پر بے وفائی کرینگے۔ لیکن کیا یہ آپ نے دشمنی سے کہا تھا۔ ہرگز نہیں! یہ ایک ہمدردی کی بات تھی۔ کیا جب کسی کے نقائص سے اسکو مطلع کیا جاتا ہے۔ تو اس سے دشمنی اور عداوت ہوتی ہے۔ نہیں بلکہ آپ نے جو کچھ فرمایا از رہِ ہمدردی فرمایا۔ اور اس سے آپکی غرض اصلاح تھی نہ کہ کسی عداوت اور دشمنی کا اظہار۔ اور جو عبارت حضرت مسیح موعودؑ کی یہ لوگ پیش کرتے ہیں اس کے اخیر میں لکھا ہوا ہے کہ میری خلافت آسمانی ہے نہ کہ زمینی۔ دیکھو! حضرت صاحب بھی خلافت کو دو حصوں میں تقسیم فرماتے ہیں آسمانی خلافت کے وہ خود مدعی تھے اور زمینی خلافت کے مقتدا یہ ترک ہی تھے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس ایک اور دلیل ہے حضرت صاحب کی ایک کتاب ہے۔ ”نشان آسمانی“ اس میں آپ نے نعمت اللہ ولی کا قصیدہ درج فرمایا ہے اس قصیدہ کا آخری شعر ہے ”ترک عیار مست بے نگرم۔ خصم او در خمار مے بینم“ آپ نے اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ترک کی سلطنت ضعیف ہو جائیگی۔ (اور یہ بھی لکھا ہے کہ عیار مقام ذم میں نہیں مقام مدح میں ہے جس کے معنے ہشیار کے ہیں) پھر آپ لکھتے ہیں کہ حدیثوں میں بھی آیا ہے کہ مہدی کے وقت ترک کی سلطنت ضعیف و کمزور ہو جائیگی اور عرب میں الگ حکومت قائم کئے جانے کی تجویزیں کی جائینگی۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں:-

اور اُن کے دوسرے رفقاء کی قابلیت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے فلاں الہام میں ہے۔ انت منی وانا منک ۔ انت منی بمنزلۃ اولادی۔ وغیرہ۔

یہ صاحبانِ عقل و بینش غور نہیں کرتے کہ اولیاء اللہ کے الہامات کشوف وغیرہ یا کسی مذہبی عقیدہ کی بنیاد نہیں رکھی جاتی۔ یہ سب مبشرات ہیں جن کا سلسلہ امت محمدیہ میں جاری ہے اور مبشرات کی تفسیر خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے کہ ھی الرؤیا الصالحۃ۔ کہ یہ مبشرات رؤیا صالحہ ہوتی ہیں۔

یاد رکھو کہ کسی بزرگ کے الہامات کشوف سب رؤیا صالحہ کی سمت میں ہوتی ہیں اور جو امر ہے وہ سب تاویل طلب ہوتا ہے۔ ... ان لوگوں نے گذشتہ بزرگان و اولیائے کرام کی تاریخ پر نظر نہیں ڈالی۔ اور یا ڈالی ہے تو عداوت میرزا صاحب کی مخالفت نے اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ تعجب ہے کہ منصور فنا فی اللہ ہو کر اگر انا الحق پکارا تھے تو جائز۔ لیکن میرزا صاحب اگر انا نبی کہدیں تو ناجائز اور کفر ہو جاتا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی اگر کہیں میں ہی آدم ہوں میں ہی نوح اور میں ہی ابراہیم اور موسیٰ ہوں تو سب جائز ... لیکن اگر میرزا صاحب اپنے آپکو عیسےٰ کہیں تو ناجائز اور کفر۔

شبلی اگر اپنے آپ کو رسول اللہ کہے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر میرزا صاحب اپنے آپ کو رسول یا نبی کہدیں تو کفر لازم آجاتا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

دمبدم روح قدس اندر معین میدمد

....

نیز ع من نمیگویم انا الحق یار میگوید بگو، کہیں تو کوئی اعتراض نہیں لیکن اگر یہی بات میرزا صاحب کہدیں تو غلط بلکہ اغلط ٹھیر جاتی ہے۔ صوفیاء اگر اپنے آپ کو اطفال اللہ کہہ لیں تو اُن کو شراحیت اسلام کے خلاف نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن میرزا صاحب کو اگر خدا بمنزلۃ اولادی کہہ دے تو کفر اور شرک لازم آجاتا ہے! ؎

الا لہ ساغر گیرد نرگس مست و بر ما نام فسق
داد می دارم لیے یارب کرا داور کنم

ریویو

"اکابر قوم" جناب مولوی اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کا نام نامی علمی دُنیا میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ ایک اعلےٰ درجہ کے علمی مذاق کے بزرگ ہیں۔ شعر و سخن میں مبدء فیاض نے آپ کو ایک نہایت سلجھی ہوئی طبیعت عطا فرمائی ہے۔ تاریخ و علم ہیئت اور دیگر علوم شرقیہ میں آپ کو کمال دستگاہ ہے۔ جن احباب کو رسالہ "عبرت" جو نجیب آباد سے آپ کی ادارت میں شائع ہو کر خلق سے خراج تحسین وصول کرتا رہا دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوگا اور جن احباب کی نظر سے پیغام صلح سالنامہ کے پرچے گذرے ہوں کے وہ ہماری اس رائے سے متفق ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ کہ علمی دُنیا میں جناب خان صاحب موصوف کا وجود مغتنمات کا حکم رکھتا ہے۔ اور بقول ع "نکو رو تاب مستوری ندارد" آپ اپنے افاضات سے کسی نہ کسی رنگ میں ملک و قوم کو بہرہ اندوز فرماتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے ایک نیا رسالہ "اکابر قوم" کے نام شائع کیا ہے۔ اس میں آپ نے اکابر قوم یعنے علماء و مشائخ، امرا و فقرا کے حالات ایک نہایت حسن طریقہ میں بیان فرمائے ہیں۔ اور اس سے آپ کی غرض یہ ہے کہ کسی طرح یہ طبقہ جو قوم کے لئے بمنزلہ دل و دماغ کے ہے اپنے نقائص سے مطلع ہو کر اپنی اصلاح کر سکے .... اس رسالہ میں جناب خان صاحب موصوف نے نہایت نیک نیتی سے اُن تمام نقائص کا جو اس طبقہ کے گلے کا ہار ہو رہے ہیں بیان کئے ہیں اور نقائص کا اظہار اصلاح کی غرض سے کرنا یہ امر بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں ہی داخل ہے۔ جو ہر مومن مسلمان ... قوم و ملت کا فرض ہے اور ہم خوش ہیں کہ جناب خان صاحب موصوف اس فرض سے سبکدوش ہونے میں بہت حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔

رسالہ کی لکھائی چھپائی بہت اعلےٰ ... لیکن سب سے دلکش چیز اس رسالہ کی "زبان" ہے اور یہ ایک

ایسا امر ہے۔ جو خاں صاحب ایسے انشا پردازوں کا ہی حصہ ہے۔ قیمت ۱۲؍ ... احمدیہ ہوسٹل لاہور کے پتہ پر مصنف موصوف سے طلب فرما دیں۔

مولوی مصطفیٰ خانصاحب کے خط میں سے کچھ

برادر مکرم نے جو خط جہاز سے روانہ کیا تھا اس میں سے مندرجہ ذیل اقتباس ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہے :-

جہاز کی کیفیت عجیب ہے۔ یوں سمجھئے کہ ایک بڑی کوٹھی ہے جس میں بہت سے کمرے نیچے اوپر بنے ہیں غسلخانے۔ پاخانے، سونے کے کمرے، کھانے کے کمرے، مطالعہ کے کمرے نہایت لطیف اور کرسیاں، گدیوں سے سجے ہوئے۔ غرض بلکہ ہر ایک قسم کا سامان عیش و نشاط موجود ہے۔

مجھے جہاز پر سوار ہو کر دو دن کے بعد دو ... کسی قدر تکلیف سی متلی ہوئی۔ دو ایک قے بھی ہوئیں۔ اسکے بعد آرام ہوگیا۔ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ کہ نواب محمد علی صاحب کے صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب بھی اسی جہاز میں سفر کر رہے ہیں۔ اُنکے ساتھ ایک ماسٹر مولوی عزیز الدین صاحب بھی ہیں جو بیچارے بڑے سیدھے سادے آدمی ہیں۔ ہم تینوں نے ایک جھنڈی بنالی ہے۔ اکٹھے بیٹھکر باتیں کرتے رہتے ہیں اور اتفاق کی بات ہے کہ جب طبیعت خراب ہوتی ہے۔ تب بھی ہم تینوں کی اکٹھی ہی ہوتی ہے۔ ہم تینوں نے کھانے کا علیحدہ انتظام کیا ہے۔ یعنی جہاز والوں سے کچا سامان لے لیتے ہیں۔ اور ایک مسلمان آدمی ہے جو جہاز پر نوکر ہے پکواتے ہیں۔ وہ ہمیں ہندوستان کی طرح کھانا پکا دیتا ہے۔ دس روپیہ اسکو دینے کا اقرار کیا ہے۔

جہاز والوں سے کھانے کے لئے ہر ایک قسم کی چیز ملجاتی ہے۔ گوشت بمبئی سے برف میں رکھکر لائے ہیں سبزیاں بھی ساتھ ہیں۔ برف بھی موجود ہے۔ میوے بھی دیے جاتے ہیں ہم لوگ شوربا بہت کھاتے ہیں۔ گو کبھی اور مٹر بھی گوشت میں ڈلوا لیتے ہیں۔ میں اکثر روٹی ہی کھاتا ہوں۔ ہندوستانی مسافر ہم کو دیکھکر رشک کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے خوب انتظام کر رکھا ہے۔ اور ہم سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں بھی یہی کھانے کھلاؤ۔ چنانچہ آج شام دو ہندوستانی مسلمانوں کی ہمارے ہاں دعوت ہے۔

میرے سونے کے کمرے میں دو اور مسافروں کے بستر ہیں ایک نوجوان دو سال کے لئے پڑھنے کے واسطے جارہا ہے۔ اس کی شادی کو ہوئے صرف چھ ماہ گذرے ہیں۔ دوسرا شخص ایرانی ہے۔ جو علاج کے لئے جارہا ہے۔ کیونکہ معدہ ٹھیک نہیں۔

بستر ہمیں جہاز کی طرف سے ملے ہوئے ہیں۔ نیچے گدیلا، ایک گرم کمبل، چادر اور سرد کمبل ہے۔ اسی کمرے میں منہ ہاتھ دھونے کے لئے پانی کا نلکا ہے۔ نہانے کے لئے علیحدہ غسلخانے ہیں۔ نوکر گرم پانی، سرد پانی جیسا مانگو مہیا کر دیتے ہیں۔ کمرے کے نوکر علیحدہ ہیں جو بستر کرتے ہیں نہلانے کے نوکر علیحدہ جو پانی مہیا کرتے ہیں تولیہ صابون غرض سب کچھ جہاز والوں کی طرف سے ہے۔

جہاز میں حجام کی دوکان بھی ہے۔ میں نے کل حجامت بنوائی بال کٹوائے۔ تو اس نے ڈیڑھ روپیہ لیا۔ اس کے بعد چونکہ میرے سر میں درد تھا۔ اُس نے کہا کہ میں آپ کے سر "شامپو" کرتا ہوں۔ میں نے کہا وہ کیا ہے۔ وہ بھی کرو۔ اُس نے ایک دوائی جیسی میرے سر میں ڈالکر خوب سر ملا۔ جس سے جھاگ اٹھی۔ اور تمام میل نکل گئی۔ پھر اُس نے تولیہ سے صاف کر دیا۔ تو میرے بال بالکل نکھر گئے۔ اس کا اُس نے ایک روپیہ اور لیا۔ مگر اس کا سر کو ملنا نہایت مزیدار تھا۔ کپڑے دھونے کا انتظام بھی ہے۔ مگر استری نہیں ہوسکتے۔ صرف گھر کی طرح کپڑے صابون میں دھو دیتے ہیں۔ مگر تو کپڑا ... لینے ہیں۔

ہم لوگ جہاز کی چھت پر کرسیاں بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ انگریز لیڈیاں بچے سب وہاں ہی ہوتے ہیں۔ ہر ایک کی کرسی اپنی اپنی ہوتی ہے۔ رات کو علی العموم انگریز اور لیڈیاں چھت پر ناچ کرتے ہیں۔ باجا بجاتے ہیں۔ مگر میں نے دیکھنا پسند نہیں کیا۔ یہ ناچ یہ ہوتا ہے کہ ایک لیڈی ایک انگریز کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالکر ناچتی ہے۔ اسکے ساتھ باجا بجاتے ہیں۔ مجھے تو اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

ولائیت و نبوت

امام ربانی مجدد الف ثانی

بعد از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الانبیاء است علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات تکمیلات ابوالانبیاء حضرت عیسےٰ وموسیٰ را علیہما الصلوٰۃ والتسلیمات اگرچہ از مقام تجلی ذات نصیب تمام ... قدر المرتبۃ والاستعداد۔ قال اللہ سبحانہ تعالےٰ خطاباً لموسیٰ علیہ واصطنعتک لنفسی ای لنفسی وحضرۃ عیسیٰ روح اللہ است وکلمۃ اوست سبحانہ وکثیر المناسبت است بآں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اما حضرت ابراہیم را علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود آنکہ در مقام تجلی صفات است اما حبیب الہٰ را است شان خاص کہ پیغمبر را در مقام تجلی ذات میسر شدہ است۔ حضرت ابراہیم را در مقام تجلی صفات حاصل گشتہ است مع التفاوت والاستعداد بینہما۔ پس باین اعتبار او از حضرت عیسےٰ و موسیٰ افضل است و حضرت عیسےٰ از حضرت موسیٰ افضل است۔ در رتبہ او فوق حضرت موسیٰ است و حدید البصر است دانا قدر النظر۔ بعد از ایشان حضرت نوح است و مقام حضرت نوح در مقام صفات ہرچند بالاتر از مقام ابراہیم است۔ اما حضرت ابراہیم را در آں مقام شان خاص است و حدت النظر است کہ دیگرے را نیست لیکن اولاد کرام ایشان را از آں مقام نیز نصیب است بہ تبعیت نوح علیہ و حضرت آدم بعد از حضرت نوح است علی نبینا وعلی جمیعہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ ھذا ما علمنی ربی والھمنی بفضلہ وکرمہ والعلم عند اللہ سبحانہٗ ۔
(رشحہ مبدا و معاد)

مجددین اور ملہمین کی تعلیقات میں بھی اختلاف اور فرق ہوتا ہے۔ جس قسم کی تجلی خود مجدد پر نازل ہو۔ اور جس رنگ میں وہ خود رنگین ہو۔ اُسی آئینہ میں اسکو مراتب انبیاء کا انعکاس ہوتا ہے۔ امام ربانی خود جمالی کیفیات سے مصبوغ تھے۔ اور اس میں شک نہیں کہ جمال اصل اور حقیقی ہے۔ جلال مستعار اور ضرورت داعیہ پر ظہور کرتا ہے

وسعت رحمتی کل شیٔ، سبقت رحمتی علی غضبی

امام مجدد حضرت عیسیٰ کو حضرت موسیٰ پر افضل قرار دیتے ہیں اور حضرت عیسیٰ جمالی نبی تھا۔ اور آخر میں اشارہ کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کی اولاد کو بہ برکت اتباع جمال و جلال ملتا رہتا ہے اور یہ اس فیض کے وارث اتباعاً ہو جاتے ہیں۔ اور امت محمدیہ میں بوجہ ختم نبوت مثیل انبیاء آتے رہتے ہیں جو مظاہر جمال و جلال ہوتے ہیں۔ اور صحابہ کرام اسم محمد کے مظاہر تھے جو جلالی نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور اس کے بعد بھی جلال محمدی کا ظہور کثرت سے رہا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ اسم احمد کے ماتحت مظہر جمال خلفائے آنحضرت صلعم سے آویں جو اُن انبیاء بنی اسرائیل کے مثیل ہوں جو جمالی انبیاء تھے۔ چنانچہ یہ حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ پس اس زمانہ میں بھی ایک مجدد تشریف لایا جو اسم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت مظہر جمال تھا۔ اور حضرت عیسیٰ کا مثیل تھا۔ جو ایک جمالی نبی تھے۔ مگر ابنائے دُنیا نے اُس کی آواز پر لبیک نہ کی۔ اگر ایک طرف اس کی منادی پر کسی نے کان نہیں دھرا۔ تو دوسری طرف خود اُس کے ماننے والوں نے غلو سے کام لیا۔ اور اُسکو اصلی نبی ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی۔

مجھکو میاں صاحب اور اُن کے مریدوں پر اس لئے تعجب آتا ہے کہ وہ جناب مسیح موعود علیہ السلام کے نبی ثابت کرنے میں جب مدعی کی اپنی کتابوں میں کامیاب نہیں دیکھتے تو کہتے ہیں ہم قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔ اسکے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ مدعی کو وہ دلائل قرآن مستحضر نہ تھے۔ جو اگرچہ ہمکو بھی اُسوقت تو معلوم نہ تھے۔ مگر اس کی وفات کے بعد ہم نے قرآن میں تدبر کرنے سے وہ دلائل نکالے ہیں اب یہ ایسی نامعقول بات ہے۔ جسکے بیہودہ ہونے پر عقل و نقل شاہد ہے جو شخص جس دعوے کا مدعی ہو اور خود ملہم ہو خدا سے علم لدنی پاتا ہو اسکو قرآن سے وہ دلائل نہ خود معلوم ہوں نہ خدا اُس کو

جلد ۷ | مدینۃ المسیح لاہور مورخہ ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۸ ہجری المقدس مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۶۶

کلام الامام امام الکلام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

در معرفت انسان کامل مظہر حق تعالیٰ

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہزار شکر کہ من روئے یارِ خود دیدم
چشیدم آں ہمہ کاں لذت لقا باشد

دماغ و کبر ہمہ سنگ است دیں شکنم
من ایستادہ ام اینک دگر کجا باشد

چو مصدر انور و تاباں ہمی فشانم نور
دگر کجا و چنیں قدر نے کرا باشد

ز کارہا کہ کنم و نشاں کہ بنمائم
شود کہ ہمہ کارم از خدا باشد

شود نہ در چمن من ہزار گل بشگفت
گر از طلب بنشینی عجب خطا باشد

تو عمر خواہ و صبوری کہ آں زماں آید
کہ جلوۂ خور ما دافع اسے باشد

گرہ ز دل بکشا کار ما ز ہوش نگر
کہ عقل صاف دہندت چو دل صفا باشد

مزاج سشد کہ بماتم نشستہ نالاں
کہ موسمے ست کہ ہم مرغ در نوا باشد

ز فکر تفرقہ باز آ کہ موسمے آمد
کہ اجتماع ہمہ اہل و اتقیا باشد

ارادۂ ازلی ایں زماں و وقت آورد
تو چیستی کہ نہ تو رد ایں قضا باشد

مرو بہ بے خردی نزد ماب یا و نشیں
کہ ظل اہل صفا موجب شفا باشد

مقیم حلقۂ ابرار باش روزے چند
مگر عنایت قادر گرہ کشا باشد

جواہر ریزے

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

سورۂ فاتحہ قرآن شریف کا باریک نقشہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

پس اس دائرہ کی تکمیل کے تقاضا نے مخاطب کی طرف منہ پھیرا۔ اور ایاک نعبد و ایاک نستعین کہا۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ ہاں ایاک نعبد میں ایک قسم کا تقدم زمانی ہے کیونکہ جس حال میں محض اپنی رحمانیت سے بغیر ہماری دعا اور درخواست کے ہمیں انسان بنایا۔ اور انواع و اقسام کی نعمتیں اور نعمتیں عطا فرمائیں اس وقت ہماری دعا نہ تھی۔ بلکہ محض اس کا فضل ہمارے شامل حال نہ تھا اور یہی تقدم ہے۔ میں پھر بیان کرتا ہوں۔ اور یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رحم دو قسم کا ہوتا ہے۔ اول رحمانیت دوسرا رحیمیت کے نام سے موسوم ہے۔ رحمانیت تو ایسا فیضان ہے کہ جو ہمارے وجود اور ہستی سے بھی پہلے شروع ہوا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے ہمارے وجود سے بیشتر ہی زمین و آسمان۔ چاند و سورج اور دیگر اشیاء ارضی و سماوی پیدا کی ہیں۔ جو سب کی سب ہمارے کام آنیوالی ہیں۔ اور کام آتی ہیں دوسرے حیوانات بھی اُن سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر وہ جبکہ بجائے خود انسان ہی کے لئے مفید ہیں اور انسان ہی کے کام آتے ہیں تو گویا مجموعی طور پر انسان ہی ان سب سے فائدہ اٹھانے والا ٹھیرا۔ دیکھو جسمانی امور میں کیسی اعلیٰ درجہ کی غذائیں کھاتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کا گوشت انسان کے لئے ہے مگر نیچے اور ہڈیاں کتوں کے واسطے جسمانی طور پر تو کسی حد تک حیوان بھی شریک ہیں۔ مگر روحانی لذات میں جانور شریک نہیں پس یہ دو قسم کی رحمتیں ہیں۔ ایک وہ جو ہمارے وجود سے پہلے ہی عطا ہوئی ہیں۔ اور دوسری وہ جو رحیمیت کی شان کے نمونے ہیں اور وہ دعا کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ اور اُن میں ایک فعل کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کو بیان کر دیا جائے۔ کہ قانون قدرت میں ہمیشہ دعا کا تعلق ہے۔ آجکل کے نیچری طبع لوگ جو علوم حقہ سے محض بے خبر اور ناواقف ہیں۔ اور ان کی ساری تگ و دو کا نتیجہ یورپ کے طرز معاشرت کی نقل اُتارنا ہے۔ دعا کو ایک بدعت سمجھتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے متعلق کچھ مختصر سی بحث کی جائے۔

دعا کی فلاسفی دیکھو ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب اور بیقرار ہو کر دودھ کے لئے چلاتا ہے اور چیختا ہے تو ماں کی پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا۔ لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اُسکی چیخیں دودھ کو جذب کر لاتی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں ... نہیں کرتی

ہیں۔ اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہنچی۔ فوراً دودھ اُتر آیا ہے۔ جیسے بچہ کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اُسکے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے۔ اور اسکو کھینچ لاتی ہے اور میں اپنی تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیت دعا کی صورت میں آتا ہے۔ میں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آجکل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اسکو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں۔ تو یہ صداقت دنیا سے کچھ نہیں سکتی۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ میں قبولیت دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ (باقی باقی)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت ہیں

کوائف مدراس:۔ مدراس سے حضرت خواجہ صاحب کے ایک لیکچر کی روئداد ہمیں موصول ہوئی ہے جس کا ترجمہ ہم انشاء اللہ اشاعت آیندہ میں ہدیۂ ناظرین کرام کرینگے۔ جناب ممدوح کے لیکچروں نے مدراس پبلک میں عام دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ اور وہاں کے وسیع انگریزی اخبارات بڑی دلچسپی سے ان تقاریر کا ذکر کر رہے ہیں۔ جناب حافظ محمد حسن صاحب بی۔اے۔ اور خواجہ عبدالغنی صاحب تا وصول رپورٹ جنوبی ارکاٹ کے ضلع میں کام کر رہے ہیں آپ لکھتے ہیں کہ وہاں کی مستورات نے بھی چندہ میں حصہ لیا ہے۔ اور اپنے زیوروں تک دریغ نہیں کی۔ خداوند کریم ان سب کو جزائے خیر دے۔

جلسہ تعلقہ ترکویلور:۔ یہاں پر جناب حافظ محمد حسن صاحب بی۔اے کے دو لیکچر انگریزی میں ہوئے۔ ان لیکچروں کا اعلان تامل زبان میں بذریعہ اشتہار کیا گیا تھا جسکا ترجمہ درج ذیل کرتے ہیں۔

"حضرات! ہماری سبھا کے زیر اہتمام جناب حافظ محمد حسن صاحب بی۔اے۔ مسلم مشنری جو کہ پنجاب کے دار الخلافہ لاہور سے تشریف لائے ہیں جارج ٹیمپل ہال میں مندرجہ ذیل مضامین پر بزبان انگریزی لیکچر فرمائینگے ہر مذہب و ملت کے احباب کی خدمت میں مودبانہ التماس ہے کہ از راہ کرم وقت مقررہ پر شریک جلسہ ہو کر ممنون فرمائیں

تفصیل لیکچر

۳۔ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء بروز بدھ بوقت ۷ بجے شام } "اتحاد اہل ہنود و مسلم"

۴۔ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء بروز جمعرات بوقت ۷ بجے شام } "تعلیمات اسلام"

المشتہر سکریٹری M. S. Badmanabayyar

بتاؤ کہ اس عرصہ میں تم میں سے کتنوں نے علم دین حاصل کیا اور کتنے اس قابل ہوگئے کہ دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے نکل جائیں علم دین حاصل نہیں ہوتا جبتک انسان ایک بچہ کی طرح نہ ہو جائے جو الف۔ بے سے شروع کر کے روز بروز دیکھو مزید علم حاصل کرتا جاتا ہے پھر کہتا ہوں کہ جب میں حالات کو دنیا میں دیکھتا ہوں اور پھر ان حالات کو جو یہاں ہیں تو سخت متوحش ہوتا ہوں کہ ضرورت ہزاروں آدمیوں کی ہے اور یہاں آدمی بہت ہی کم ہیں۔ برادران! علم دین کے بغیر تم کسی کو قائل نہیں کر سکتے یاد رکھو تم علم دین نہیں حاصل کر سکتے جب تک کہ تم اپنے آپ کو مار نہ دو اگر ہمارے نوجوان آج چھ سال کے عرصہ میں ایک ایک دو دو صفحے قرآن مجید اور حدیث کے اپنے اوپر لازم کر لیتے تو کسقدر علم وہ حاصل کر لیتے میں پھر کہتا ہوں کہ علم سیکھو اور اسکو دنیا میں پھیلاؤ اور حضرت ابوبکرؓ کے الفاظ کو یاد رکھو کہ اگر تم جہاد چھوڑ دو گے تو تم ذلیل ہو جاؤ گے اور جہاد نہیں ہو سکتا جبتک کہ انسان اپنے تمام آسائش و آرام کو الوداع نہ کہدے۔ علم کے حاصل کرنے کے لئے تم ایسے بنجاؤ جیسے مدرسہ کے طالب علم۔ اگر دل میں عشق اور محبت ہو تو تمام مشکلات ہیچ ہیں۔ آہ! کتنے نوجوان ہیں جنہوں نے سنما cinema میں وقت بھی گنوایا اور روپیہ بھی ضائع کیا۔ گپ بازی میں رات کے بارہ بارہ بج جائیں تو پرواہ نہیں لیکن علم دین کے حاصل کرنے کے وقت دوسرے کام نکل آتے ہیں۔ پھر یہ بھی کہدیتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث جانتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم یقیناً نہیں جانتے۔ علم ادھورا کس کام کا ہوتا ہے پورا علم ہی کچھ فائدہ دے سکتا ہے پس تم کو میں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ کیسی رکاوٹیں درپیش ہوں تم علم دین کے حاصل کرنے سے مت رکو۔ اگر تمہاری زندگی کا مقصد علم دین ہو تو پھر کسی کا مرنا جینا بھی تمہارے راستہ میں حارج نہیں ہونا چاہیے۔

ایک معترض کو جواب

پیسہ اخبار ۱۱ر فروری ۱۹۳۰ء میں کسی شخص نے "مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے جواب دیں" کے عنوان سے ایک نصف کالم کا مضمون لکھا ہے۔ جو غلط بیانیوں سے پر ہے۔ نہ معلوم مضمون نویس نے کس غرض کے لئے غلط بیانی کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب نے چند ایسے حوالجات اشتہارات میں درج کئے۔ "جنکو مرزا صاحب نے بعد میں خود منسوخ کیا" بہتر یہ تھا کہ جس اشتہار یا اعلان کا حوالہ بھی دیدیا جاتا۔ اور سب سے عمدہ بات ہوتی اگر مرزا صاحب کی اصل عبارت ہی نقل کر دیجاتی۔ کہ میں اپنے دعوئے مجددیت اور محدثیت کو منسوخ کر کے نبوت کا اعلان کرتا ہوں حالانکہ اسکے خلاف حضرت مرزا صاحب کا کھلا کھلا اعلان موجود ہے کہ:۔

"جس نبوت کا دعوے کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔"

پھر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

وسمیت نبیًا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ " (ترجمہ) اور میرا نام اللہ تعالےٰ کی طرف سے نبی رکھا گیا مجاز کے طریق پر نہ علی وجہ الحقیقۃ

ان حوالہ جات سے گروہ غالی کا یہ دعوےٰ بھی ٹوٹ جاتا ہے کہ مرزا صاحب قرآن کے کسی حوالہ کے ماتحت نبی ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف میں آیت خاتم النبیین موجود ہے۔ اور اسپر مرزا صاحب خود فرماتے ہیں:۔

"خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی" (ایک غلطی کا ازالہ)

بروز کی حقیقت کو مرزا صاحب نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۵۹ پر واضح کر دیا ہے۔ جہاں بایزید بسطامی قدس سرہٗ کے کلمات کا حوالہ دیا ہے۔ کہ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں ہی آدمؑ ہوں۔ میں ہی شیثؑ ہوں۔ میں ہی نوحؑ ہوں۔ میں ہی ابراہیمؑ ہوں۔ میں ہی موسیٰ ہوں۔ میں ہی عیسیٰ ہوں۔ میں ہی محمدؐ ہوں صلی اللہ علیہ وسلم۔ و علی اخوانہ اجمعین"

رہا چندہ وصول کرنے اور اپنی جیب پر کرنے کا اعتراض۔ یہ تو وہاں موزوں ہو سکتا ہے۔ جہاں آمد و خرچ کا کوئی حساب نہ ہو۔ پیری مریدی کا سلسلہ جاری ہو۔ جو آیا پیر صاحب کا نذرانہ اور کسی کا حق نہیں۔ کہ حساب دریافت کرے۔ اگر ہمیں کوئی محض خدا کی رضا کے لئے چندہ دیتا ہے۔ تو اس کا بدلہ اُسے خدا دیگا۔ قریباً جملہ ارکان انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کاروباری اور ملازم پیشہ آدمی ہیں اور آنریری کام کر رہے ہیں۔ کسی کا ایک پیسہ بھی اپنی ذات پر خرچ کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ اشتہار بازوں نے نہ کبھی ہمیں چندہ دیا اور نہ ہم اُن سے کسی نیکی کی امید رکھ سکتے ہیں۔

مذاکرۂ علمیہ

مسئلہ وفات و نزول ابن مریمؑ

(از قلم جناب مولوی محمد یسین صاحب الکوی)

ناظرین کرام و علمائے عظام کی خدمت میں پہلے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ میرے اس مضمون کی اشاعت سے یہ مطلب نہیں ہے کہ میں یہ مضمون شائع کر کے کسی پر اپنی علمیت جتاؤں۔ کیونکہ من آنم کہ من دانم۔ اور نہ ہی اس کی اشاعت سے کسی ذی علم شخص کی تذلیل مطلوب ہے (العیاذ باللہ) میرا مطلب صرف یہ ہے کہ اس بے ثبوت۔ بے دلیل۔ بے بنیاد، نامعقول عقیدہ حیات مسیح نے اسلام اور اہل اسلام کو بہت ہی نقصان پہنچایا اور پہنچا رہا ہے۔

صرف یہی ایک عقیدہ حیات مسیح ابن مریم عیسائی مذہب کے لئے ایک ستون ہے۔ ورنہ عیسائی مذہب کے ثبوت کے لئے اور کوئی بھی ایسی دلیل نہیں ہے کہ جن سے عیسائی مذہب ایک منٹ کے لئے بھی دنیا میں قائم رہ سکے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم (سورۂ آل عمران) جس کا اصل مطلب یہ ہے کہ اللہ وہی ہے جو زندہ موجود ہے۔ اس آیت میں صریحاً عقیدہ حیات مسیح کا رد ہے۔ مگر بعض مفسرین کے لکھنے پر کہ مسیح زندہ آسمان پر موجود ہے عیسائیوں نے اس سے فائدہ اٹھا کر یہ کہدیا کہ دیکھو اگر مسیح خدا نہیں تو اور کیا ہے۔ جو اب تک زندہ ہے۔ اس پر لاکھوں مسلمان ربنا المسیح کہکر اسلام سے مرتد ہوگئے اور ابھی اس ارتداد کی روز افزوں ترقی ہے۔ خصوصاً اس جنگ میں جسقدر اسلامی ملک یورپین طاقتوں کے قبضہ میں آئے۔ پادریوں نے اُن مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے ہزاروں پادری تبلیغ تثلیث کے لئے بھیجنے کا انتظام کر دیا ہے۔

دلائل کی رُو سے یہ حیات مسیح کا عقیدہ تو بے بنیاد تھا ہی مگر اب تو اس چھ سالہ عالمگیر جنگوں نے بھی اسے غلط بلکہ اغلط ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ روایات میں نزول مسیح ابن مریم کا جو وقت بتایا گیا ہے۔ وہ وقت گذر گیا ہے۔ اگر مسیح زندہ ہوتے تو وہ ضرور ان مصائب شدیدہ کے وقت مسلمانوں کی امداد کے لئے آہی جاتے مگر ان کا اسوقت تک نہ آنا اس بات کی صریح دلیل ہے کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔ اگر زندہ ہیں تو اب مانع کیا ہے۔ کچھ تو بتاؤ۔ ؎

جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑے صنم تیرے ایسے پیار پر

اسلامی عقائد کوئی خیالی یا بازیچۂ طفلاں نہیں ہیں۔ بلکہ اسلام کے ہر ایک عقیدہ اور حکم کی بنیاد دلائل قویہ یقینیہ صریحیہ پر ہے۔ نہ ظنیات اور توہمات اور روایات بے ثبات اور خیالات متضاد پر۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے۔ کہ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے؟ کہ مسیح زندہ بجسدِ عنصری آسمان پر چلے گئے ہیں اور وہی آخر زمانہ میں نازل ہوں گے۔ ہرگز نہیں۔

بعض مفسرین نے آیت یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ۔ اور آیت ما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبّہ لھم سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ مسیح زندہ موجود ہیں لیکن اس عقیدہ کی نسبت آیات کریمہ مذکورہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ نہ لفظاً اور نہ معناً۔

تفسیر ابن جریر میں لکھا ہے انی متوفیک و رافعک الیّ فتوفاہ و رفعہ الیہ صفحہ ۱۵۳ مطبوعہ مصر جلد ۳۔ جس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مسیح کو وفات دے کر اپنی طرف اٹھا لیا۔ پھر اس کے آگے لکھا ہے۔ نختلف اھل التاویل فی معنی الوفات۔ اب ایک کہتا ہے۔ کہ متوفیک کے معنے ممیتک ہیں۔ دوسرا لکھتا ہے کہ متوفیک ای قابضک بالجسم۔ تیسرا کہتا ہے۔ کہ متوفیک من الدنیا ولیس بوفات موت۔ چوتھا کہتا ہے۔ متوفیک من الارض۔ پانچواں کہتا ہے متوفیک ورافعک واحدٌ۔ اور چھٹے حضرت عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں۔ متوفیک ممیتک۔ اب اس کے بعد ابن اسحاق اور وہب بن منبہ عیسائی نو مسلم جو مصلوبیت مسیح کے قائل ہیں کہتے ہیں کہ مسیح تین گھنٹہ تک مرے رہے۔ اور ایک اور عیسائی نو مسلم کہتا ہے۔ نہیں سات گھنٹے مرے رہے۔ پھر

زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ جیسے کہ موجودہ اناجیل باطلہ میں لکھا ہے دیکھو معالم التنزیل وغیرہ۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ مصلوبیت مسیح مفسرین کے نزدیک کوئی عیب نہیں ہے۔ اب مسلمان بھائی یہ بتائیں کہ اسلامی عقائد کی بنیاد ایسی ہی روایات متعارضہ اور تاویلات رکیکہ کی بنا پر ہے۔ اگر کسی سابقہ مفسر کے غلط ترجمہ سے انکار کرنا کفر ہے یا غلطی ہے تو بتاؤ کہ خود انہیں مترجمین اور مفسرین کی نسبت کیا فتوے دو گے۔ جو ایک دوسرے کی ایسی صریح مخالفت کر رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ اختلاف مفسرین تاویل کی بنا پر ہے نہ کہ ترجمہ کی رو سے۔ پس کسی مفسر کی نامعقول تاویل سے انکار کفر ہے اگر ہے تو بھلا کیا آیات کے ترجمہ میں مفسرین کا اختلاف ہے پھر کون مسلمان ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ہمیں یہ ایمان رکھنا چاہئے۔ کہ تمام مسلمان مفسرین قابل تعظیم و تکریم ہیں کسی ایک کی نسبت بھی بد ظنی جائز نہیں ہے۔ البتہ ان روایات ضعیفہ کی تحقیق ہے جن میں کذابین اور وضاعین موجود ہیں۔ ایسا ہی بل رفعہ اللہ الیہ کی تفسیر میں ایک راوی کہتا ہے کہ مسیح صلیب پر چڑھائے گئے تھے۔ مگر وہ بقتول مصلوب نہیں ہوئے۔ خود بخود صلیب پر ہی فوت ہو گئے (تفسیر معالم التنزیل)

دوسرا کہتا ہے مسیح کا کوئی حواری مسیح کا ہمشکل بن گیا تھا اور لوگوں نے اُسی کو مسیح سمجھکر قتل کر ڈالا۔ کوئی کہتا ہے کہ یہودیوں کا سردار جب حالات میں مسیح کو گرفتار کر کے صلیب دینے کے لئے لایا تھا۔ وہی مسیح کا ہمشکل بن گیا تھا اور مسیح آسمان پر تشریف لے گئے اور وہی یہودی سردار نے مسیح سمجھکر قتل کر ڈالا۔ کوئی کہتا ہے کہ مسیح کے قتل سے ملک میں بغاوت کا اندیشہ تھا۔ اس لئے افسر نے کسی اور کو پکڑ کر صلیب دیدی۔ اور چونکہ عوام کو پہچانتے نہ تھے اسلئے یہی مشہور ہو گیا۔ کہ مسیح قتل ہو گیا۔

یہ سب تو ہمات جو اوپر نقل کئے گئے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گذرنے کے چھ سو سال بعد لکھے گئے ہیں۔ جو نہ تو کسی آیت کا ترجمہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور نہ ہی کسی حدیث نبوی کا۔ اور نہ ہی کسی معتبر تاریخ سے ثابت ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا ہے کہ آدم تا ادھر امر کی تکمیل عملی یا اعتقادی کے لئے رکاوٹ ہے اسکو بوضاحت بیان کردے قولہ تعالیٰ:۔ و انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون۔ (نحل) وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ (نحل) ان آیات کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام وہ امور جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے مفصل بیان فرمائے ہیں جن کی تفصیل خود کتب احادیث کے ابواب معینہ میں موجود ہے۔ پس اگر قرآن شریف میں کہیں رفع جسمانی مسیح کا ذکر ہے تو بتاؤ۔ احادیث نبویہ میں بھی کوئی رفع جسمانی مسیح ابن مریم کا کوئی باب ہے اگر ہے تو کس کتاب میں۔ اس کا پتہ دو۔ کم از کم اس باب سے وہی صحیح احادیث نقل کر دو۔ جن سے حیات و رفع جسمانی مسیح ثابت ہو جائے۔

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس پر یہ سوال ہے کہ کیوں نہیں۔ اس کا اور کوئی جواب ہو سکتا ہے۔ نہیں بجز اسکے کہ رفع جسمانی کا ذکر قرآن کریم میں ہی نہیں ہے۔ اب جو لوگ کہتے ہیں کہ رفع جسمانی مسیح کا ذکر قرآن شریف میں ہے تو اس کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہواً یا عمداً اس عظیم الشان اختلافی مسئلہ کے بیان کرنے سے پہلو تہی کر کے خلق خدا کو اختلاف ہی میں رکھنا پسند کیا۔ اور یا وہ ان آیات کا جن میں رفع مسیح کا ذکر ہے، معنے ہی نہیں سمجھے۔ (العیاذ باللہ)

بعض لوگ یہ کہدیتے ہیں کہ جن صحابہ نے رفع جسمانی مسیح بیان کیا ہے۔ تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سنا ہو گا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ پھر ان راویوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے الفاظ کیوں بیان نہیں فرمائے مثلاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نزول مسیح کی حدیث کے بیان کے بعد فرمایا ہے۔ فاقرءوا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کیا وجہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ جیسے صحابی جو اکثر اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے تھے۔ اپنا اجتہاد دو خلاف قراءت ابی بن کعب (قبل موتھم) سے سناتے ہیں مگر اس بارہ میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہیں سناتے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ ابن مریم بجسد عنصری آسمان پر

قرن اولیٰ کے مسلمان

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دشمن سے برسرِ پیکار ہیں فرزندانِ اسلام بڑھ بڑھ کر میدانِ جنگ میں اپنی جانیں اسلام کے ذبیح پر قربان کر رہے ہیں۔ حضرت خود کھڑے یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ اتنے میں ایک نوجوان لڑکا حضرت کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا ہے۔ سلام بجا لاتا ہے۔ جھولی میں کچھ کھجوریں ہیں۔ حضرت سے کھڑے کھڑے پوچھتا ہے کہ اگر اس میدان میں جان بحق تسلیم ہوں تو کیا ملیگا؟ حضرت فرماتے ہیں کہ جنت۔ جھولی کی کھجوریں وہیں پھینک دیتا ہے اور خوشی سے اچھلتا ہوا میدانِ کارزار میں جا دھمکتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے۔

ایک ضعیف بڑھیا جس کے رگ و ریشہ میں اسلام کی عصبیت کا خون دوڑ رہا ہے حضرت رسالت پناہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہے کہ اس کے چاروں جگر گوشوں کو حضور مشرف بشہادت ہونے کی اجازت بخشیں۔ حضرت اُسکی ضعیفی اور اس جذبۂ ترحم کی اقتضا سے جس کا اظہار حسنِ لطیف سے آپ ہمیشہ فرماتے تھے۔ انکار فرماتے ہیں۔ وہ اصرار کرتی ہے۔ حضرت پھر انکار فرماتے ہیں۔ اس پر پھر اصرار کرتی ہے۔ حضرت صرف ایک کے لئے شرفِ قبولیت بخشتے ہیں وہ آگے بڑھتا میدان میں شہید ہو جاتا ہے۔ بڑھیا دوسرا لخت جگر پیش کرتی ہے بارگاہِ رسالت سے پروانۂ قبولیت ملتا ہے۔ جاتا ہے اور جامِ شہادت پیتا ہے۔ ضعیفہ تیسرا پیش کرتی ہے۔ حضرت متامل ہیں۔ اصرار کرتی ہے۔ عرض قبول ہوتی ہے۔ وہ بھی جاتا ہے۔ اور شہادت سے مشرف ہوتا ہے۔ اب چوتھا اور آخری۔ ضعیفہ کی پیری کا سہارا۔ بڑھاپے کا عصا۔ گھر کا چراغ۔ آنکھوں کا نور۔ پیش کیا جاتا ہے۔ سراپا رحم نہیں مانتا۔ بار بار انکار کرتا ہے۔ لیکن ضعیفہ کا اشتیاق شہادت اچھلتا ہے۔ چاہتی ہے کہ جو کچھ مال و متاع دنیا میں کمایا۔ وہ اس رستہ میں قربان کر دے۔

> میں کھو کے تیری راہ میں سب حاصلِ دنیا
> سمجھا کہ کچھ اس سے بھی سوا میرے لئے ہے

آخر چوتھا لڑکا بھی میدان میں جاکر صفِ شہدا میں جگہ لے لیتا ہے۔ کیا اس پر اس ضعیفہ نے جس کے چار نور عین اس کی آنکھوں کے سامنے آناً فاناً ڈھیر ہو گئے۔ آہ و بکا کرتی ہے چیختی یا چلاتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ خوشی کے آنسو بہا کر اپنے محسن و رزاق سے مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ الحمد للہ آج میری کوکھ سبز ہو گئی کیونکہ میرے چاروں بیٹے محمد رسول اللہ کے قدموں پر قربان ہو گئے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ فداہ امی و ابی۔ ایک موقعہ پر میدان میں دشمنوں پر آ رہے ہیں۔ دشمن موقعہ غنیمت سمجھکر پے در پے تیروں کی بوچھاڑ پھینکتے ہیں۔ صحابہ کو معلوم ہوتا ہے تو فوراً اکٹھے ہو جاتے ہیں اپنے آقا کے اردگرد سینہ سپر کھڑے ہو جاتے ہیں اور آپکو درمیان میں لے لیتے ہیں۔ اور تمام تیروں کو اپنے جسموں پر برداشت کرتے ہیں۔ لیکن اپنے مولا کو ایک تیر لگنے نہیں دیتے۔

برادران، ان حیرت انگیز حالات کو دیکھو اور غور کرو کہ ان تمام کے نیچے کیا راز ہے؟ وہ کونسی چیز ہے جو ایک نوجوان لڑکے کو شہادت پر آمادہ کرتی ہے؟ وہ کیا طاقت ہے کہ اسکو کشاں کشاں میدانِ جہاد میں سر کٹوا دینے پر تیار کرتی ہے۔ وہ کیا راز ہے کہ ایک لڑکا۔ ایک نوجوان لڑکا۔ اس عمر میں جبکہ عموماً سینے دنیوی امنگوں سے لبریز ہوتے ہیں اپنی جان پر کھیل جاتا ہے۔ وہ کھجوریں جو کسی نے تحفہ دی تھیں انکو یکلخت زمین پر پھینک دیتا ہے۔ اور خوشی خوشی جامِ شہادت نوش کر لیتا ہے۔

وہ کیا شے ہے جو ضعیفہ کو اپنے چاروں نور العین کو سر کٹوا دینے کے لئے حضرت رسالت پناہ کے حضور میں پیش کرتی ہے اور باوجودیکہ حضرت انکار فرماتے ہیں وہ اصرار کرتی ہے۔ اور آخر جب چاروں کام آجاتے ہیں تو خدا کا شکر بجا لاتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ آج میری زندگی کا مقصد مل گیا اور میری کوکھ سبز ہو گئی کہ میرے چاروں بیٹے محمدؐ پر قربان ہو گئے۔

برادران وہ کیا چیز ہے جو صحابہ کی جماعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد ایک روئیں دیوار بن کر کھڑا ہونے کی تحریک کرتی ہے وہ تیروں کی بوچھاڑیں اپنے جسموں پر برداشت کرنے کے لئے سینہ سپر ہو جاتے ہیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تیر بھی لگنے نہیں دیتے۔

دوستو! غور کرو۔ وہ کیا چیز ہے جو یہ سارے کام کرا رہی ہے۔ وہ کیا شے ہے کہ یہ عجیب و غریب کرشمے دکھا رہی ہے پھر غور کرو اور دیکھو کہ وہ عجیب و غریب چیز کامل ایمان وہ مستحکم اور مضبوط ایمان ہے جس میں لغزش نہیں۔ یہ سب دلفریب اور حیرت انگیز کرشمے اُسی ایمان کے ہیں۔ اس پاک گروہ کو جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوا یہ دولت بدرجہ اکمل ایمان ملی تھی۔ اس لئے انہوں نے ایسے ایسے محیر العقول کام کر دکھائے کہ اقوامِ دنیا میں اسکی نظیر ملنی مشکل ہے۔

وہ کوئی جسم میں نہ زیادہ مضبوط نہیں تھے کوئی زیادہ فزیکل نہیں تھے۔ اُن کے قوے عام انسانوں ایسے تھے۔ لیکن اُن کے اندر ایک عظیم الشان طاقت مخفی تھی۔ اور وہ ایمان تھی یقین اور یہی عرفان تھا۔

اللہ! اللہ! ایک لڑکا۔ ایک چھوٹی عمر کا لڑکا۔ جبکہ اُسکو کہا گیا کہ جنت ملےگی۔ تو فوراً اس کے حصول کے لئے اپنی جان دے دیتا ہے۔ اللہ اکبر! ایک بڑھیا۔ ایک ضعیف بڑھیا۔ حالانکہ اُس کو دھکا بھی گیا۔ لیکن چونکہ وہ ایمان، یقین اور عرفان کی دولت سے بہرہ اندوز ہوئی ہوئی تھی۔ اپنے چاروں بیٹے کٹوا دیتی ہے۔ اور اس پر خوشی کے آنسو بہاتی ہے۔ یہ کیوں۔ اس لئے کہ اسکو یقین تھا کہ میرا یہ ایثار بہت بڑے بڑے افضالِ ربانی کا جاذب ہوگا۔ اور اس کے صلہ میں وہ اور اس کے بیٹے جنت الماوےٰ میں حیاتِ ابدی حاصل کریں گے۔

مراسلات

سیروا فی الارض

> وہ گنتے تھے یکساں سفر اور حضر کو
> گھر اپنا سمجھتے تھے وہ بحر و بر کو (حالی)

(علاقہ امب)

حال ہی میں جب میرے دوست سید غلام مصطفےٰ صاحب بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور برائے معاینہ سکولز ریاست امب تشریف لیجانے لگے تو مجھے اپنا مونس راہ بنا کر لے گئے۔ ایام سفر بڑے لطف سے کٹے اور یادِ سفر اب تک مزہ دیتی ہے۔ چند واقعات ناظرین کی ضیافتِ طبع کے لئے قلمبند کرتا ہوں تاکہ وہ بھی اس مزہ میں شریک ہو سکیں۔ ریاست امب ایبٹ آباد کے شمال و مغرب میں واقع ہے اسکی آبادی برٹش انڈیا کے ایک ضلع کی آبادی کے برابر ہوگی۔ رعایا عام طور پر مسلمان ہے اور والی ریاست جو نواب بہادر کے خطاب سے ملقب ہیں خود حنفی المذہب ہیں۔ علاقہ قدرتی طور پر دو حصوں میں منقسم ہے ایک دریا کے اسطرف کا ملک جس میں انگریزی سیاسی اثر موجود ہے۔ دوسرا دریا کے پار کا ملک جس میں نواب صاحب بہادر پورے طور پر متصرف ہیں اور یہ غیر علاقہ گنا جاتا ہے۔ ریاست امب میں تین مشہور مقامات دربند۔ شیر گڑھ اور امب ایک دوسرے سے فاصلہ پر واقع ہیں جہاں پہنچنے کے لئے گھوڑے یا خچر پر یا پیدل سفر کرنا پڑتا ہے ہری پور ریلوے اسٹیشن سے سات میل کے بعد تانگہ کی سڑک ختم ہو جاتی ہے۔ یہاں سے دربند ایک دن کا راستہ ہے۔ راستہ ایسے پہاڑوں سے ہو کر گذرتا ہے جو بڑے سر سبز اور شاداب ہیں۔ شفاف پانی کی ندیاں تیزی سے بہتی ہوئی قدم قدم پر ملتی ہیں۔ اور گھوڑے کی سواری ایسے راستوں پر قدرتی معلوم ہوتی ہے۔ راستہ پُرامن ہے کسی چور یا ڈاکو کا کوئی کھٹکا نہیں۔ ایک تنہا عورت اور ایک مال سے لدا ہوا سوداگر بےخوف و خطر اس راستہ پر قدم مارتا چلا جاتا ہے۔ کسی کی کیا مجال کہ عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے یا کوئی سوداگر کے مال کو چھو سکے۔

دربند دریائے اٹک کے کنارہ پر واقع ہے اور نواب صاحب عموماً یہیں قیام رکھتے ہیں اور انہوں نے یہیں پر اپنے بہت سے محلات بنائے ہیں۔ ایک بڑی مسجد زیر تعمیر بھی ہے گویا کہ دربند ریاست کا دار الخلافہ ہے۔ یہ مقام کسی صنعت کے لئے مشہور نہیں۔ مگر بسبب لکڑی کی بڑی منڈی ہونے کے سوداگران چوب دور دراز کے ممالک سے یہاں آکر جمع ہو جاتے ہیں اور لاکھوں کا بیوپار ہوتا ہے۔ ریاست کو لکڑی کے محصول سے ایک معقول رقم وصول ہوتی ہے۔ دربند میں جناب نواب صاحب نے حال ہی میں ایک مڈل سکول کھولا ہے جہاں ریاست کے بچے علم حاصل کرتے ہیں۔ مدرسہ کی عمارت عین لبِ دریا خوشنما تعمیر کی گئی ہے طلباءِ مدرسہ فی الحال پچانوے کے قریب ہیں اور اس تعداد کا جلد ترقی کر جانا اغلب ہے۔ کیونکہ صیغہ تعلیم ایک قابل اور ہمدرد سکرٹری کے ہاتھوں میں ہے۔

شہر کی آبادی کا ایک ثلث ہندوؤں کا ہے۔ مگر اس نسبت سے زیادہ کی تعداد میں ہندو لڑکے مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں۔ حکامِ ریاست ہندوؤں کی خاطر یہاں تک ملحوظ رکھتے ہیں کہ مدرسہ میں کوئی ایسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جن سے ان کے مذہبی احساسات کو صدمہ نہ پہنچے۔ طلباءِ مدرسہ دربند کی جسمانی صحت نہایت عمدہ تھی۔ عام طور پر خوش پوش تھے ان کے چہروں سے ذہانت ٹپکتی تھی۔ امتحان کے نتیجوں کے متعلق تحقیق کی بصیری اسبات کی دلیل تھی کہ وہ تعلیم میں دلچسپی لیتے ہیں۔ آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ ایک عجیب بات یہ تھی کہ معائنہ کے وقت شہر سے بہت سے لوگ مدرسہ میں آ جمع ہوتے تھے اور سٹاف مدرسہ کے کاموں کے متعلق نہایت سنجیدگی سے رائے دیتے تھے۔ ریاست کے بہت سے یتیم بچے پچھلے سال درسگاہ میں حصولِ تعلیم کے لئے لائے گئے ہیں یہ سب جناب نواب صاحب کے محل میں رہتے ہیں اور وہیں سے ان کو کھانا کپڑا ملتا ہے۔ مدرسہ میں تعلیم مفت ہے اور دینیات کی پڑھائی کا انتظام لائق مولویوں کے سپرد ہے۔ دربار نواب صاحب سے لازمی تعلیم کے احکام صادر ہو چکے ہیں جن پر عنقریب عملدرآمد ہونے والا ہے دربند میں ہم ریاست کے خاص مہمان خانہ میں ٹھہرائے گئے جسکی ایرانی قالینیں صحنِ گلشن کا لطف دیتی تھیں۔ یہاں سے نصف دن کی گھوڑے کی سواری کے بعد ہم شیر گڑھ پہنچے۔ یہ مقام دربند سے زیادہ سرد ہے اور یہاں کے برف سے لدے ہوئے پہاڑوں کا سماں آج تک آنکھوں کو لطف دیتا ہے۔ نواب صاحب جب موسم گرما میں عموماً یہاں منتقل ہو آتے ہیں تو اچھی خاصی رونق ہو جاتی ہے۔

شیر گڑھ میں ایک پرائمری مدرسہ ہے جس میں طلبا کی تعداد پچیس سے کچھ زائد ہے۔ مدرسہ کے لئے ضروری عمارت کی منظوری نواب صاحب کی سرکار سے ہو چکی ہے۔ انشاء اللہ جب اصلاحات عمل میں لائی جائیں گی تو مدرسہ کا جلد ترقی پذیر ہونا ضروری ہے۔ یہاں پر ایک اسلامی کتب خانہ اور ایک مدرسہ صنعت و حرفت کی تجاویز زیرِ غور ہیں۔ خدا کرے جلد یہ ملیں پھولیں اور اپنے نتائج سے والی ریاست اور اہلِ ریاست کی عزت اور خوشحالی کا باعث ہوں۔ آمین۔

نواب صاحب کل قابلِ زراعت زمینوں اور جنگلوں کے واحد مالک ہیں۔ انہوں نے تمام زمینیں اپنی رعایا پر تقسیم کر رکھی ہیں جو اسکے صلہ میں ہر وقت ملک کی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے مسلح رہتے ہیں۔ ہر ایک کنبہ کا فرض ہے کہ ہمیشہ اپنا ایک فوجی خدمات کے قابل آدمی کو فوج میں حاضر رکھے گویا رعایا کے ہر فرد کو ہر سال میں دو یا تین ماہ کے لئے سپاہی کے فرائض ادا کرنے ہوتے ہیں۔ ریاست میں معاملہ اور محصول برائے نام ہے۔ اشیاء خوردنی انڈیا سے بہت ارزاں ہیں۔ چنانچہ آجکل یہاں عمدہ گھی تین پاؤ کے حساب سے بکتا ہے۔ اسی طرح باقی اشیا بھی سستی مل جاتی ہیں۔ لوگ سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ موٹے موٹے کپڑے پہنتے ہیں جو ان کی عورتیں گھروں میں تیار کرتی ہیں۔ عورتیں مردوں کا ہر کام میں ہاتھ بٹاتی ہیں یہاں تک کہ پہاڑوں میں دور دور تک ریوڑوں کے پیچھے چلی جاتی ہیں۔ پٹھان عورتیں باعصمت اور دلیر ہوتی ہیں اور اپنے حقوق کی خود نگہبانی کرتی ہیں۔

ریاست میں فقیر نام کو بھی نہیں مگر وقتاً فوقتاً پنجاب سے پیشہ ور گداگر یہاں پہنچ جاتے ہیں۔

عدالتوں میں مقدمہ دائر کرنے کے لئے کسی کورٹ فیس کی ضرورت نہیں قاضیوں کے فیصلے شرع کے مطابق ہوتے ہیں۔ مگر سننے میں آیا ہے کہ شیخ ملی ایک اسرائیلی مقنن کا رواج بھی پٹھانوں میں رائج ہے۔

زمین کی وراثت کا قاعدہ خاص مقنن نے قرار دیا ہے۔ قوم کی طبائع کے موافق ہونے کے زیادہ مرغوب ہے۔ شیخ ملی نے تمام ملک قبیلوں پر تقسیم کر دیا ہے۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کے مقررہ حصہ پر کسی وقت میں بھی قانوناً تسلط حاصل نہیں کر سکتا۔ ہر قبیلہ مجاز ہے کہ علاقہ فتح ہو سکے۔ دشمن سے اپنا دبایا ہوا ملک واپس لیلے۔ ایک وقت معینہ کے بعد ہر قبیلہ کی زمین اسکے افراد کے درمیان ادل بدل کر دی جاتی ہے۔ اسطرح آسانی سے ایسے کنبے جن کے آپس کے تعلقات کشیدہ ہو گئے ہوں ایک دوسرے سے الگ جا کر بس سکتے ہیں البتہ اس رواج میں بہت سے نقائص بھی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ قاتل برخلاف شرع اسلامی وارث ٹھہر سکتا ہے اور اسی وجہ سے بعض شریر النفس لوگ اپنے بیگناہ رشتہ داروں کا خون مال کے لالچ سے بہا دیتے ہیں۔ کاش پٹھان قوم قرآن کریم کے قابلِ فخر کتاب یعنی یٰبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے آپ کو قیدِ مقنن سے

آزاد کر کے اسلامی شجر طیبہ کے زندگی بخش میووں سے فائدہ اٹھائے

بالِ بکشا و صفیر از شجر طوبیٰ زن
حیف باشد چو تو مرغی کہ اسیر قفسی

انشاء اللہ اگر موجودہ والی کا یہ ظلِ مبارک ملک پر رہا اور ان کی تعلیم میں دلچسپی بڑھتی رہی اور جناب نیر صاحب کے مرتب شدہ نظام تعلیم پر عمل ہوتا رہا تو وہ دن دور نہیں کہ ملک سے جہالت کا فور ہو کر روشنی کا دور دورہ شروع ہو اور یہ تعلیمی ترقی والی ریاست کی زیادہ استحکام اور مضبوطی کا باعث ہوگی اسلئے سب مسلمان دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ جناب نواب کو عمر دراز عطا فرمائے آمین۔

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

خاکسار
سید مصطفیٰ کامل

ہندوستان کی خبریں

۲۔ مارچ بوقت ۴ بجے شام۔ لاہور۔ بیرون موچی دروازہ کثیر التعداد ہندو و مسلمانوں کا خلافت کے متعلق جلسہ زیر صدارت لالہ گوردھن داس ہوا جس میں کئی علماء بھی شریک ہوئے۔

اخبار وطن لاہور اب نئے ایڈیٹر صاحب کی ایڈیٹری میں قومی خدمات کا وعدہ دیتا ہے۔ اور یقین ہے کہ جو پالیسی اب اسے آیندہ کام کرنے کی شائع کی ہے اسپر کاربند رہیگا ہم تہ دل سے نئے ایڈیٹر صاحب کا خیر مقدم کرتے ہیں اور برادران اسلام سے اُن کی امداد کرنے کی درخواست کرتے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ "وطن" کے اس دورِ جدید کو ملک و قوم کے لئے مبارک کرے۔

۲۸ فروری کو صوبہ بنگال کی خلافت کانفرنس کا جلسہ زیر صدارت مولوی ابوالکلام آزاد ٹاؤن ہال کلکتہ میں ہوا پنجابی لیڈروں کے علاوہ بنگال کے اکثر سرکردہ ہندو و مسلمان شریک ہوئے جس میں مولوی عبدالباری صاحب کی تحریک اور مسٹر شوکت علی کی تائید سے ذیل کا ریزولیوشن پاس ہوا:۔

یہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی یہ کانفرنس جس میں ہر طبقہ اور ہر رائے کے لوگ شامل ہیں ترکی کی اسلامی سلطنت کے متعلق کنٹربری کے اسقف اعظم یعنی پادریوں اور مدبروں کے رویہ پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے نہایت زور سے تمام ذمہ وار حکام پر اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اگر مذہبی شعار اور اسلامی مطالبات کے خلاف ترکی کے صلحنامہ کا فیصلہ کیا گیا اور خلیفۃ المسلمین کے علاقہ کو ایسی حالت میں نہ رکھا گیا۔ جس حالت میں یہ علاقہ قبل از جنگ تھا۔ تو مسلمان اسلامی احکام کی پابندی کے لئے برطانیہ کے ساتھ اپنے وفادارانہ تعلقات کو منقطع کرنے پر مجبور ہونگے۔ اور خلیفہ اسلام کے دشمنوں کے خلاف ہر طریق پر خلیفۃ المسلمین کی امداد کرنا ان کا فرض ہوگا۔

بمبئی خلافت کمیٹی کے پریزیڈنٹ میاں محمد چھوٹانی نے بھی وزیر ہند و وزیر اعظم کو اس مطلب کا تار بھیجا ہے کہ قسطنطنیہ پر ترکوں کی حکومت کی بحالی کے خلاف جو ایجی ٹیشن برپا ہوگیا ہے۔ اس سے مسلمانان ہندوستان میں اضطراب پیدا ہو رہا ہے۔ اور اگر آپ اس ایجی ٹیشن کو متاثر ہو کر ایجی ٹیشن کرنے والے اشخاص کے مطالبہ کو تسلیم کر لینگے۔ تو اس سے صرف مسلمانان ہند کی دل آزاری ہی نہیں ہوگی۔ بلکہ اس سے تمام مسلمانان عالم کو آزردہ کیا جائیگا۔ اور ایسے خطرناک نتائج برآمد ہونگے۔ جن کی بابت پیشگوئی کرنا ممکن ہے۔

اسی طرح گذشتہ خلافت کانفرنس کے صدر آنریبل مسٹر بھرگری نے بھی اسی مضمون کا تار وزیر ہند کی خدمت میں بھیجا ہے۔

خلافت کانفرنس نے ۱۹ مارچ کو خلافت کا دن مقرر کیا ہے مگر راجہ محمود آباد صاحب نے خواہش ظاہر کی ہے کہ سر آغا خان سے ۱۴۔ مارچ کو مشورہ لینے کے لئے بمبئی میں سرکردہ بزرگان قوم حاضر ہوں تاکہ سر آغا خان جو حال ہی میں ولایت سے آئے ہیں تازہ حالات بیان کر سکیں۔ اور پھر مناسب کارروائی کی جاوے۔

انجمن ترقی تعلیم امرتسر نہایت مفید کام کر رہی ہے جس کی امداد سے کئی غریب مسلمان اعلےٰ تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔

گذشتہ ۵ و ۲۸ رکو اس کا سالانہ جلسہ نہایت کامیابی سے ہوا۔ صدر جلسہ نے دس ہزار روپیہ نقد عطیہ اور بیت المال تعلیمی کے سرمایہ میں چھ ہزار روپیہ بطور قرض حسنہ دیا۔ جلسہ کے کل چندہ کی مقدار ۳۳ ہزار تھی۔ اس کے علاوہ نظام حیدر آباد دکن نے نہایت فیاضی سے اڑھائی سو ماہوار کا عطیہ ۵ سال کے لئے مرحمت فرمایا۔

مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن کا ایک خاص جلسہ ۲۲۔ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء کو بمقام دہلی قیام گاہ آنریبل خان بہادر نواب سید نواب علی صاحب چودھری پر ہونا قرار پایا ہے تاکہ امور متنازعہ کا گورنمنٹ ہند سے آخری فیصلہ کر کے مسلم یونیورسٹی کے لئے چارٹر حاصل کرنے کی کارروائی کی جائے۔

بیرونی ممالک کی اسلامی خبریں

سر آغا خان نے ٹائمز آف انڈیا بمبئی کے نامہ نگار سے بیان کیا کہ ترکی کے بارے میں ہمیں مسٹر مانٹیگو پر کامل اعتماد رکھنا چاہئے۔

سلطان تیمور بن فیصل والی مسقط:۔ ۳ مارچ کو سیاحت ہند کے لئے روانہ ہونگے۔ اور دہلی میں والسرائے ہند سے ملاقات کرنے کے بعد بیگم صاحبہ بھوپال کے ہاں ٹھہرینگے۔

بمبئی کی فوجی سروس ایسوسی ایشن کے آنریری سکرٹری نے ترکوں کو قسطنطنیہ سے نکالے جانے کے خلاف اخبارات کو تار دیا ہے۔

گذشتہ ایام میں ترکوں نے قسطنطنیہ سے ۵۵ میل شرق اسمد کو اتحادی فوجوں کے منتقل کئے جانے پر مزاحمت کی دھمکی دی۔ لیکن برطانوی جنگی جہازوں کے آجانے پر مزاحمت سے باز رہے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ ۲۲۔ مارچ کو پیرس میں ترکی عہدنامہ ترکوں کے حوالے کر دیا جائیگا۔

قسطنطنیہ کے ۱۲ پادریوں نے کنٹربری کے اسقف اعظم سے بذریعہ تار اپیل کی ہے۔ کہ آپ ترکوں کے قسطنطنیہ سے کامل اخراج میں ہماری مدد کریں۔ جسکے جواب میں اس نے کہا ہے کہ وہ اور دیگر انگریزی پادری اور لیڈر وں نے قبل ازیں برٹش گورنمنٹ سے اس بارہ میں اپیل کر رکھی ہے اور وہ یقین دلاتا ہے کہ چرچ آف انگلینڈ ہر ممکن مدد دینے کو تیار ہے۔

نیویارک امریکہ کے بشپ نے بھی کنٹربری کے اسقف اعظم کا بمقصد امریکن بشپوں کی طرف سے بذریعہ تار اس بات کا شکریہ ادا کر رکھا ہے۔ کہ وہ ترکوں کے قسطنطنیہ سے اخراج کی صلیبی جنگ کا قافلہ سالار ہے۔ جس کے جواب میں اس نے امریکہ سے اس امید کا اظہار کیا ہے کہ وہ مظلوم مشرقی اقوام کی حفاظت کا بوجھ برداشت کریگا۔

ترکی وزارت مستعفی ہوگئی ہے اور مارشل عزت کو نئی وزارت قائم کرنے کا کام سپرد کیا گیا ہے اس سے ترکی معاملات زیادہ پیچیدہ ہوگئے ہیں۔ کیونکہ مارشل عزت انور پاشا اور قومی پارٹی کا زبردست حامی ہے اسلئے موجودہ حالات میں اسکی تعیناتی خاص اہمیت رکھتی ہے۔

یہ یقین کیا جاتا ہے کہ اگر سرکاری رپورٹوں سے اثبات کی تصدیق ہوگئی کہ آرمینیوں کے قتل عام کی خبریں صحیح ہیں تو فوراً اتحادی افواج وہاں بھیجدی جائینگی نیز آرمینیوں کو ہتھیار دیدیے جائینگے۔ اور آئندہ کے خطرہ کے سدباب کے لئے ترکی جندرمی کے اعلیٰ افسر آیندہ اتحادی مقرر کئے جائینگے۔

قسطنطنیہ کے سربرآوردہ یورپینوں نے برطانیہ کو اطلاع دی ہے کہ ترکی حکومت عہدنامہ صلح کو ہرگز قبول نہ کریگی اور قومی پارٹی کا رویہ اس خیال سے کہ قسطنطنیہ ترکوں کے پاس رہیگا۔ سخت ہو رہا ہے۔

آرمینیا کے قتل عام کے بارہ میں وزیر اعظم نے کہا کہ یہ معاملہ اتحادیاں۔ گورنمنٹ برطانیہ اور برٹش نمایندہ متعینہ قسطنطنیہ کے مابین زیر غور ہے۔ اس لئے اس بارہ میں کوئی بیان اسوقت دینا نامناسب ہے۔

مسٹر اسکوتھ کے مفصل اطلاع مانگنے پر وزیر اعظم نے کہا کہ گورنمنٹ برطانیہ و دیگر اتحادی نمایندے اس بارہ میں سخت متفکر ہیں چونکہ انکے پاس قتل عام کی بہت سخت اطلاعات پہنچی ہیں اس لئے اتحادی کانفرنس نے اس معاملہ پر بہت غور و خوض کر کے اپنے فیصلہ کی اطلاع اپنے نمایندگان کو قسطنطنیہ بھیجدی ہے۔

موجودہ صورت میں اس فیصلہ کا شائع کرنا نامناسب ہے جو کہ ہدایت آنے پر موقوف ہے لیکن گورنمنٹ موقعہ کی نزاکت سے بخوبی واقف ہے اور قلیل اقوام کی حفاظت کے لئے جہاں تک اس سے ممکن ہے سخت کارروائی کر رہی ہے۔

لیگ آف نیشن یونین کی کونسل نے ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ قسطنطنیہ اور آرمینیا کی حکومت لیگ آف نیشن کے سپرد کر دی جائے۔

خلافت ڈیپوٹیشن معہ سر ولیم ڈیوک و دیگر افسران انڈیا آفس ۲۔ مارچ کی شام کو مسٹر فشر سے ملے جس نے تپاک سے اُن کا خیر مقدم کیا اور نہایت غور سے انکی باتیں سنیں۔ ڈیپوٹیشن نے بیان کیا کہ مسلمانوں کے مذہبی نقطۂ خیال سے اگر ترکوں سے صلح نہ ہوئی۔ تو نتیجہ خطرناک ہوگا۔ ڈیپوٹیشن نے اس بات کا اظہار کر دیا کہ وہ کسی قسم کا دباؤ ڈالنا نہیں چاہتے۔

سر ولیم ڈیوک کی معرفت مسٹر فشر نے چند سوالات دریافت کئے۔

آخر پر مسٹر فشر نے ڈیپوٹیشن کے معتدل رویہ کی بہت تعریف کی۔ جس کے جواب نے ڈیپوٹیشن کے ممبران نے بھی متانت اور تحمل سے انکی عرض معروض کو سننے کے لئے مسٹر فشر کا شکریہ ادا کیا۔

مسٹر فشر نے کہا کہ وزیر اعظم عنقریب اُن سے ملاقات کریگا۔ جسکے بعد سپریم کونسل اُن کی عرض سنیگی۔ غالباً کل اس معاملہ کی مفصل روئیداد شائع ہو جائیگی۔

بنگال اور بمبئی کے یورپین ایوان تجارت کی طرف سے وائسرائے کی خدمت میں چٹھی بھیجی گئی ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اصلی دلی جذبات دربارہ صلح ترکی کو مدنظر رکھا جائے کیونکہ انہوں نے اپنے ہم مذہبوں کو شکست دینے پر ہماری مدد کی ہے۔

آذربائیجان کی گورنمنٹ نے برٹش گورنمنٹ سے اس مطالبہ کو پورا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جس میں انوری پاشا اور خلیل پاشا کی حوالگی مطلوب تھی۔ وجہ یہ کہ یہ امر مہمان نوازی کے قانون کی خلاف ورزی میں داخل ہے۔ اتحاد پارٹی کے سرکردہ جو ترکوں کے ہمدرد ہیں خلیل پاشا کے ساتھ گہرا تعلق رکھ رہے ہیں۔

عراق عرب میں انگریزوں نے ۱۳ لوینٹ عربوں کی لیوی کی بھرتی کرنی منظور کی ہے جو برٹش افسروں کی ماتحت ہونگی۔ جن میں ۹۷۔ افسر اور ۲۲۸۹ آدمی ہونگی۔ اور جن میں سے قریب نصف سوار ہونگے۔ اسکے علاوہ دو اور لوینٹ بنانے زیر غور ہیں یہ انتظام اس لئے کیا جا رہا ہے کہ وہاں کی انگریزی افواج میں کمی کی جائے۔

اس وقت برطانیہ کلاں کے بیٹل کروزر۔ ۹ لائٹ کروزر۔ دو فلاٹلا لیڈر۔ ۸ ٹارپیڈو بوٹ اور ۱۲ سب میرین زیر تعمیر ہیں۔

جلد ۷ | مدینۃ المسیح لاہور یکشنبہ مورخہ ۱۴ رجب المرجب سنہ ۱۳۳۸ ہجری المقدس مطابق ۴ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۷۳

کلام الامام امام الکلام

محض قصوں سے بشر کوئی نہ ہو طوفاں سے پار

ہے غضب کہتے ہیں اب وحی خدا مفقود ہے

اب قیامت تک ہے اس امت کا قصوں پر مدار

یہ عقیدہ برخلافِ گفتۂ دادار ہے

پر اُتارے کون برسوں کا گلے سے اپنے ہار

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم

اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

گوہرِ وحیِ خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر

اِک یہی دیں کے لئے ہے جائے عزّ و افتخار

یہ وہ گُل ہے جس کا ثانی باغ میں کوئی نہیں

یہ وہ خوشبو ہے کہ قرباں اُس پہ ہو مشکِ تتار

یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسماں کے در کھلیں

یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں روئے نگار

بس یہی ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح ہے

بس یہی اِک قصر ہے جو عافیت کا ہے حصار

ہے خدا دانی کا آلہ بھی یہی اسلام میں

محض قصوں سے بشر کوئی نہ ہو طوفاں سے پار

ہے یہی وحیِ خدا عرفانِ مولیٰ کا نشاں

جس کو یہ کامل ملے اُس کو ملے وہ دوستدار

واہ رے باغِ محبت موت جس کی رہ گذر

وصلِ یار اُس کا ثمر پر ارد گرد اُس کے ہیں خار

ایسے دل پر داغِ لعنت ہے ازل سے تا ابد

جو نہیں اُس کی طلب میں بیخود و دیوانہ وار

جواہر ریزے

از اخبار الحکم ۱۱ مئی سنہ ۱۸۹۹ء

والدہ کی تعظیم پہلی حالت انسان کی نیک چلنی کی ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنی کیلئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف منہ کرکے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آ سکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور وہ اُن کی زیارت نہیں کر سکتے۔ صرف اپنی والدہ کی خدمتگزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو اسلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویس کو یا مسیح کو۔ یہ ایک عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ اُن سے ملنے کو گئے تو اویسؓ نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اس قدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی۔ ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بُری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہونگے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے۔ اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کرکے اسکو ماننا نہیں چاہتا۔ تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے۔ ایسے نمونے سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے۔ اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے ہیں۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا اور رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے۔ ورنہ اختیار ہے۔ ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔

عربی سیکھو انگریزی پڑھو میں یہ بھی اپنی جماعت کو نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ وہ عربی سیکھیں۔ کیونکہ عربی کی تعلیم کے بغیر قرآن کریم کا مزا نہیں آتا۔ پس ترجمہ پڑھنے کے لئے جو ضروری ہے مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا عربی زبان کو سیکھنے کی کوشش کریں۔ آجکل تو آسان آسان طریق عربی پڑھنے کے نکل آئے ہیں۔ قرآن شریف کا پڑھنا جبکہ ہر مسلمان کا فرض ہے پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ عربی زبان سیکھنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور ساری عمر انگریزی اور دوسری زبانوں کے حاصل کرنے میں کھو دی جائے۔ مگر یہ بات بھی یاد رکھو کہ چونکہ استحکام گورنمنٹ نے ایک قومی گورنمنٹ کی صورت اختیار کرلی ہے اس لئے قومی گورنمنٹ کی زبان بھی ایک قومیت کا رنگ رکھتی ہے۔ پس ضروری ہوا اپنے مطالب و اغراض کو حکام کے پورے طور پر ذہن نشین کرنے کے لئے انگریزی پڑھو تاکہ تم گورنمنٹ کو فائدہ اور مدد پہنچا سکو۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کا ایک لیکچر "ہماری مشکلات اور ان کا حل" کل مورخہ ۳ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کو انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر ہوا۔ حاضرین جلسہ پر لیکچر ایک خاص اثر اور حالت وجد طاری کئے ہوئے تھا۔ متعدد بار اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوتے تھے۔ کچھ آنکھیں پُرنم تھیں تو کچھ دلوں پر رقت طاری تھی۔ لیکچر کے نوٹ لے لئے گئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ کسی آئندہ اشاعت میں درج کر دیا جائیگا۔

کرنال سے حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تشریف لائے اور دو دن قیام فرماکر ایک شادی کی تقریب پہ امرتسر تشریف لے گئے۔

مولانا سید مدثر شاہ صاحب اور مولوی غلام قادر صاحب بدستور ضلع فیروزپور میں اپنی تبلیغی کوششوں میں سرگرم ہیں۔

حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسےٰ اپنے تبلیغی مشن پر ایک لمبے عرصے کے لئے واپس جانیوالے ہیں۔

بھیرہ ضلع شاہپور کی جماعت کے نہایت سرگرم ممبر میاں شمس الدین صاحب خیاط بروز دو شنبہ مورخہ ۳۰ مارچ کو فوت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے اور اُن کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

احباب اُن کا غائبانہ جنازہ پڑھیں۔

اس ہفتہ میں ڈاکٹر غلام محمد صاحب بار اخبار کرم سے اور سید عبد الجبار شاہ صاحب [illegible] میاں محمد صاحب وزیرآباد اور شیخ نور احمد صاحب ایبٹ آباد سے۔ شیخ خدابخش صاحب جج مردان سے اور کچھ اور دوست مختلف مقامات سے تشریف لائے۔

مولانا مولوی احمد صاحب جماعت تبلیغی [illegible] سرگرم

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۱۳۷

ختم نبوت

(کمیونیکیٹڈ)

اخبار الفضل مورخہ ۱۸-مارچ ۱۹۲۰ء میں ایک مضمون زیر عنوان ”عقیدہ نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ“ منشی خادم حسین صاحب کا شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جو مدعیان نبوت ابن صیاد اور مسیلمہ کذاب ظاہر ہوئے باوجودیکہ بلا شک و شبہ کاذب و مفتری تھے۔ اور اُس وقت دُنیا میں اُنکی کوئی ضرورت نہ تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے دعاوی کو سُن کر فوراً انکار نہیں فرماتے بلکہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں اس حسن ظن اور حسن اعتقاد کا کوئی ٹھکانا نہ ہے۔ جو خود رسول صلعم نے خاص اپنے زمانہ کے ادعائے نبوت کرنے والوں کے بارہ میں دکھلایا“ اور کہ اگر نبی کریم صلعم زندہ ہوتے“ اور میرزا صاحب (یعنی حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا معاملہ آپ کے حضور پر نور میں پیش کیا جاتا اور سب مخالف مولوی جمع ہو کر شکایت کرتے کہ حضرت یہ شخص آپکو نبی تو مانتا ہے۔ مگر ساتھ ہی خود نبوت غیر تشریعی کا مدعی بھی ہے تو ایمان سے بتلاؤ۔ کہ رسول کریم صلعم کیا ارشاد فرماتے آیا وہی کچھ فرماتے جیسے کہ غیر احمدی مخالفین بلا سوچے سمجھے جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ ہم خاتم النبیین ہیں اور لا نبی بعدی فرما چکے ہیں۔ بایں ہمہ جو کوئی کسی قسم کی نبوت کا دعوےٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ مفتری ہے۔ دجال ہے مسیلمہ کذاب ہے یا جیسے کہ اپنے زمانہ کے دجال اور مسیلمہ کذاب کے بارہ میں ارشاد ہوا تھا کہ ”امنت باللّٰہ ورسلہ“ لیکن جن دو حدیثوں سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے۔ درحقیقت اُن سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ ایک حدیث میں تو یہ ہے کہ ابن صیاد نے جب آپ کو کہا کہ اتشھد انی رسول اللّٰہ یعنے کیا آپ شہادت دیتے ہیں کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ امنت باللّٰہ ورسلہ یعنی میں ایمان لایا خدا پر اور اُس کے رسولوں پر۔ اس میں ابن صیاد کی نبوت کا آپ نے کوئی اقرار نہیں فرمایا اور نہ جیسا کہ اُس کا سوال تھا۔ آپ نے اُس کے رسول ہونے کی شہادت دی ہے۔ بلکہ اس کے دعوے کو رد کیا ہے۔ اس طرح پر کہ اسکو رسولوں میں داخل نہیں فرمایا ورنہ ساتھ یہ لفظ بھی ہوتے کہ وانت منھم۔ یعنی آپ بھی رسولوں میں سے ہو۔ یا آپ صرف یہ فرما دیتے کہ نعم یعنی ہاں۔ جس سے یہ مطلب صاف نکل آتا۔ کہ میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ تم بھی رسول ہو حدیث کے الفاظ کا مطلب ایسا صاف ہے۔ کہ کسی نے اُس کے خلاف آجتک نہیں کہا۔ اور نہ یہ رائے ظاہر کی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے ابن صیاد کے دعوے کو تسلیم کیا تھا۔ بلکہ سب شارحین حدیث یہی کہتے چلے آئے ہیں کہ ابن صیاد کے بارہ میں آنحضرت صلعم کو تردد تھا۔ کہ وہ دجال معہود ہے یا نہیں اور احادیث بھی اسی کی مؤید ہیں۔ آپ کا اُس کے رسول ہونے پر ایمان لانا چہ معنے دارد۔ چنانچہ مظاہر حق جلد چہارم صفحہ ۲۶۳ پر بعد ترجمہ الفاظ حدیث کے فائدہ میں لکھا ہے۔ کہ یعنی میں ایمان لایا اللہ کے رسولوں پر۔ اور تو اُن میں سے نہیں پس اگر تو اُن میں سے ہوتا تو البتہ میں تجھ پر ایمان لاتا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب مسیلمہ کذاب کے دو ایلچی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو فرمایا اتشھدان انی رسول اللّٰہ یعنی کیا تم دونوں شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو انہوں نے جواب میں کہا نشھد ان مسیلمۃ رسول اللّٰہ۔ یعنی ہم شہادت دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ اس پر حضور پاک نے فرمایا۔ امنت باللّٰہ ورسولہ لو کنت قاتلا رسولا لقتلتکما۔ یعنی ایمان لایا میں اللہ پر اور اسکے رسول پر اگر میں ایلچی کو قتل کرنا جائز جانتا۔ تو تم دونوں کو قتل کر ڈالتا جس کا مطلب صاف ظاہر ہے۔ کہ میں چونکہ اللہ کا سچا رسول ہوں تم دونوں جو جھوٹے مدعی نبوت کا پیغام لائے ہو۔ ایسے شریر مل کی سزا تو یہی تھی کہ اُن کو قتل کیا جاتا۔ لیکن ایلچی ہونے کی وجہ سے اُن کو قتل کر دینا جائز نہیں۔ اس میں یہ کہاں ہے کہ میں مسیلمہ کی نسبت حسن ظن رکھتا ہوں۔ یا میرا اُس کی نسبت حسن اعتقاد ہے یا یہ کہ میں اُس کی رسالت کا منکر نہیں بلکہ معترف ہوں۔ اور اُس کے رسول اللہ ہونے پر ایمان لاتا ہوں اگر آپ کا مسیلمہ کی نسبت حسن ظن ہوتا تو آپ اُس کے قاصدوں کو واجب القتل کیوں فرماتے۔

واہ! منشی خادم حسین آپ نے تو حد کر دی۔ کہ حضرت نبی کریم صلعم کو ایسا خالی از نور فراست سمجھا۔ (نعوذ باللہ) کہ آپ صادق اور کاذب میں گویا فرق کرنا نہ جانتے تھے۔ حالانکہ آپ ایک مومن سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ صادق اور کاذب میں فرق کر سکے۔ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللّٰہ۔ یعنی آپ فرماتے ہیں کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہے۔ اگر یہی اُسوہ حسنہ آپ نے حضرت نبی کریم صلعم کا پیش کیا۔ تو مجھو کے مدعیان نبوت کی تو خوب بن آئے گی۔ یعنے جب آپ کے نزدیک حضرت نبی کریم صلعم نے ابن صیاد اور مسیلمہ کذاب جیسے مدعیان نبوت کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ تو اب بھلا اُمت میں سے کسی کی کیا مجال ہے کہ کسی مدعی نبوت کے صدق و کذب کی پڑتال کرے بلکہ چاہیئے کہ جس کے مُنہ سے دعویٰ نبی اور رسول ہونے کا نکلے فوراً اُس پر ایمان لائے۔ خواہ وہ جھوٹا ہی ہو۔

آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو

خدا جانے آپ کی عقل کہاں گئی۔ آپ اتنا نہیں سوچتے کہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے اپنے سچے نبی ہونے پر ایمان لانے کا یہ ضروری نتیجہ تھا۔ کہ آپ کسی دیگر مدعی نبوت کو جو آپ کے وقت میں ہو یا بعد میں جھوٹا قرار دیں۔ اور ایسا ہی آپ نے کیا۔ چنانچہ ہر دو مدعیان نبوت کو جن کا پہلے ذکر آ چکا ہے۔ آپ نے نہ صرف جھوٹا قرار دیا۔ بلکہ اُن کو واجب القتل بھی جانا۔ اگرچہ دیگر وجوہ اُنکے قتل کئے جانے کے مانع ہوئے ایسا ہی آپ نے تو صاف الفاظ میں فرما دیا کہ لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور فرمایا کہ میں نبوت کے قصر کی آخری اینٹ ہوں۔ اور فرمایا کہ میرے بعد تیس کذاب ہونگے۔ جن میں سے ہر ایک دعوے کریگا کہ میں نبی اللہ ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلعم کی تعلیم اور آپ کا اُسوہ حسنہ یہ ہے کہ تمام مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کو کاذب اور کافر جانیں اور مسیلمہ کذاب کا بھائی قرار دیں۔ چنانچہ خود حضرت امامنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس عقیدہ کی بار بار تاکید فرمائی چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ :-

”فلا حاجۃ لنا الی نبی بعد محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقد احاطت برکاتہ کل الازمنۃ“ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۲)

یعنی ہم کو کسی نبی کی بعد حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی حاجت نہیں ہے۔ اور خود اپنی نسبت مکفرین کے اعتراضوں اور افتراؤں کے جواب میں فرماتے ہیں :-

”ما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین“ (حمامۃ البشریٰ)

یعنی یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں نبوت کا دعوے کر کے اسلام سے نکل کر کافروں میں جا ملوں۔

پھر فرماتے ہیں :-

فلا تظن یا اخی انی قلت کلمۃ فیہ رائحۃ ادعاء النبوۃ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹۶)

یعنی اے بھائی تو ظن مت کر کہ میں نے کبھی کوئی ایسا کلمہ کہا ہو جس سے دعوے نبوت کی بو آتی ہو۔

ومعاذ اللّٰہ ان ادعی النبوۃ بعد ما جعل اللّٰہ نبینا وسیدنا محمدن المصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خاتم النبیین۔ یعنی میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں دعوے نبوت کا کروں بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنایا۔

ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ :-

”سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں (ازالہ اوہام؟)

ایسا ہی فرماتے ہیں کہ :-

”اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا ...... ہاں محدث آئیں گے اور اُن میں سے میں ایک ہوں“ (دین الحق صفحہ ۱۳)

اور بھی اسی قسم کے بہت سے حوالے ہیں۔ اختصار کے لئے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ منشی خادم حسین کو چاہیئے کہ ایسے گندے عقیدہ سے توبہ کریں۔ کہ نعوذ باللہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کذاب کو سچا نبی اور رسول خدا کا مانتے تھے۔ اور اپنا توبہ نامہ اخبار الفضل میں شائع کر دے۔

اسلام کے خلاف عیسائی مشنریوں کی جد و جہد

اسلام کی نوجوان نسل سے مایوس ہو کر اب پادری صاحبان اس کوشش میں ہیں۔ کہ مسلمان دنیا کے ۲ کروڑ بچوں پر اپنا اثر محبت اور انجیل کی تعلیم کے ذریعہ سے ڈالیں۔ اس لئے جس طرح وہ اب نوجوان مسلمانوں سے مایوس ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کی روز پیدائش سے ہی ایسی تعلیم و تربیت کریں۔ کہ عیسویت ہمیشہ کے لئے ہم سے مایوس ہو جائے۔ متعصب پادریوں کا رسالہ ”مسلم ورلڈ“ لکھتا ہے کہ بہت سے اسلامی ممالک میں یسوع مسیح حضرت عیسےٰ کے نام سے مشہور ہے۔ جہاں کچھ عرصہ پہلے اس کی پرستش ہوا کرتی تھی۔ بقول ڈاکٹر پیل وسط ایشیا کے ممالک عیسویت کے لئے چیلنج اور ذلت کا موجب ہیں۔ کیونکہ عیسویت کے عروج میں انجیل کی منادی ترکستان تک اور تبت سے چین تک ہوتی رہی ہے۔ اور عیسوی گرجے ایشیا کوچک سے منگولیا تک آباد رہے ہیں۔ اور کہ جہاں اب مسلمانوں کی دفاعی ... عیسوی جماعتیں ہوا کرتی تھیں۔ عیسائیت کے لئے تو خیر جو خود بھی ایک انسان کا پجاری مذہب ہے۔ یہ امور کیا شرم کا باعث ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ آخر توحید کے سامنے تثلیث سرنگون ہو کر ہی رہیگی شرم تو اُن توحید کے نام لیواؤں کے لئے ہے جن کے باپ دادوں نے توحید کا جھنڈا سپین، پرتگال، جنوبی فرانس، اٹلی و آسٹریا وغیرہ کے ممالک میں اپنے خون بہا کر گاڑا تھا۔ اور جہاں لاکھوں مسلمان موجود تھیں مگر اب وہاں توحید کا ایک بھی نام لیوا نظر نہیں آتا۔ اب وقت ہے کہ مسلمان خواب غفلت کو چھوڑیں۔ اپنے موجودہ بھائیوں کی جہاں جہاں بھی وہ عیسویت کا شکار ہو رہے ہیں خبر لیں۔ اور ساتھ ہی اس کے توحید کا جھنڈا اُن ممالک میں گاڑنے کی کوشش کریں جو اسلام کی تعلیم سے محض بے خبر ہیں۔ یورپ عیسائیت سے بیزار ہے۔ عیسائیت کا اثر صرف رسم کے طور پر اُن لوگوں میں رہ گیا ہے۔ ہمت کرو تمہاری تھوڑی سی کوشش سے دُنیا میں اسلام کا نام چمک اُٹھیگا۔ جو مسلمان بھی یورپ میں جائے خواہ وہ سیر کے لئے جائے۔ یا تعلیم کے لئے۔ انگلینڈ میں جائے یا فرانس میں غرضیکہ جہاں کہیں جائے یہ اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ تبلیغ اسلام میں فرق نہ کریگا ہم معمولی کوشش سے بھی تم بہت کچھ کر سکتے ہو۔ یورپین یونیورسٹیوں کے مسلمان طلباء اپنے ہم سبق طلباء و اساتذہ کے سامنے اسلام کو احسن طریق پر پیش کر سکتے ہیں اور دُنیا میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ ہماری اتنی بھی کوشش عیسائیت کا طلسم گرانے کے لئے بہت کافی ہو سکتی ہے۔

آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس جو برادران کشمیری میں تعلیم و حرفت کے لئے آٹھ سال سے بڑی کوشش کر رہی ہے۔ اپنا سالانہ اجلاس ۲۴-۲۵ اپریل کو لاہور میں کریگی۔ امید ہے کہ جملہ مسلمانان عملاً اس میں مدد دیں گے۔ مسلمانوں کو اُبھارنا اور اُن میں تعلیمی و صنعتی ترقی کی کوشش کرنا نہ صرف کشمیری مسلمانوں کا بلکہ جملہ مسلمانوں کا خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں۔ فرض ہے۔ کشمیری کانفرنس کو دیگر ہمدردان

وما تقرب الی عبد المؤمن بمثل اداء ما افترضت علیہ و لا یزال عبد المؤمن یتنفل حتی احبتہ ومن احببتہ کنت لہٗ سمعًا و بصرًا و یدًا و مویدًا

پس جس طرح بیٹا اپنے وجود کو اپنے باپ سے بطور ورثہ پاکر بضعۃ منہ کہلاتا ہے اسی طرح سے بطور مجاز نہ از روئے حقیقت مؤمن اپنے وجود کو خدا سے حاصل کرتا ہے۔

دوسری حدیث میں اس حقیقت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کنت رجلہ التی یمشی بھا و یدہ التی یبطش بھا ولسانہ الذی ینطق بہ وقلبہ الذی یعقل بہ ان سألنی اعطیتہ وان دعانی اجبتہ۔ یہ حدیث گویا تفسیر ہے ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی کی ورنہ علۃ العلل ہونے کے لحاظ سے تو خدا ہر شخص کے فعل کی علت ہے۔ اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص۔

اگر آپ نے حضرت مرزا صاحب کے کسی الہام کو شیطانی کہدیا۔ تو تو بھی آپ کے مذہب کی رو سے حضرت صاحب کی صداقت پر حرف نہیں آ سکتا۔ آپ تو نعوذ باللہ تمام انبیاء پر شیطانی الہام کا ہونا مانتے ہیں۔ معالم۔ خازن درمنثور، حسینی وغیرہ اپنی رہنما تفاسیر سے مشورہ کرکے بتلائیے تو ان شفاعتھن لترتجٰی کا الہام کس پر ہوا تھا؟

پہلے آپ نے انجام آتھم کے صـ۲۷ـ کی بنا پر اعتراض کیا تھا۔ یعنی حضرت مرزا صاحب کا مامور ہونا۔ امین ہونا۔ جو کچھ آپ کہیں اس پر ایمان لانا اور آپ کے دشمن کا جہنمی ہونا یہ سب باتیں مستلزم نبوت نہیں۔ اسکو آپ نے خود جواب الجواب صـ۳ـ میں تسلیم کرلیا ہ

(۶)

آنچہ داد است ہر نبی را جام

داد آں جام را مرا بتمام

آپ جواب میں فرماتے ہیں کہ

"ہر ایک مسلمان کو جام اسلام دیا گیا ہے۔ پھر میرزا صاحب کی کیا خصوصیت"

ماسٹر صاحب! مشکل تو یہی ہے کہ اسلام موجود ہے مگر پھر بھی بہت کم لوگ اس سے حصہ پاتے ہیں اس شعر کی شرح خود حضرت صاحب سے سنئے۔

آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست ۔۔۔ بادۂ عرفان ما از جام اوست

ما از و نوشیم ہر بے کہ ہست ۔۔۔ زو شدہ سیر آب سیرابے کہ ہست

یہ جام معرفت (مکالمہ مخاطبہ الہیہ) بلاشبہ خدا کے فضل سے ہی نصیب ہوتا ہے نہ کسی کے اپنے ہنر سے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ہ

(۷)

لہٗ خسف القمر المنیر وان لی۔ غسا القمران المشرقان اتنکر

ماسٹر صاحب! اس کا جواب میں دے چکا ہوں۔ اس شعر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ مقصود نہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صداقت میں شق القمر کا معجزہ دکھایا اور حضور صلعم ہی کی پیشگوئی سے مہدی موعود کے لئے خسوف و کسوف شمس و قمر نشان مقرر ہوا۔ اس میں مرزا صاحب کی فضیلت کی کوئی بات نہیں۔ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ اس شعر سے پہلے حضرت صاحب کے یہ اشعار ہیں؂

اتزعم ان رسولنا سید الورٰی۔ علی زعم شانئہ توفی ابتر

فلا والذی خلق السماء لاجلہ۔ لہٗ مثلنا ولد الٰی یوم یحشر

وانا ورثنا مثل ولد متاعہٗ۔ فای ثبوت بعد ذالک یحضر

(ترجمہ) اے مخالف کیا تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے رسول سید الورٰی (معاذ اللہ) ابتر فوت ہوگئے۔ اس کی قسم جس نے آسمان کو اسی کی خاطر پیدا کیا۔ ایسا ہرگز نہیں۔ ہماری مانند قیامت تک اس کی اولاد جاری ہے۔ اور ہم نے بیٹوں کی مانند اس کی وراثت کو پایا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کونسا ثبوت پیش کیا جائے۔ ان اشعار کے ہوتے ہوئے میں نہیں سمجھتا کہ کون غبی سے غبی انسان کہہ سکتا ہے کہ میرزا صاحب نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے فضیلت کا دعویٰ کیا ہے۔

(۸)

"خدا تعالےٰ چونکہ لیس کمثلہ شیء ہے لہذا خواب میں کوئی شخص اپنے آپکو خدا نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ واجب الوجود ہستی ممکن الوجود ہستی میں تنزل کرکے انسان کو خدا نہیں بنا سکتی۔ اس کے لئے کوئی شرعی سند ہونی چاہیئے"

ماسٹر صاحب! افسوس ہے کہ آپ معمولی امور صاف سیدھی باتوں پر خواہ مخواہ اڑ بیٹھتے ہیں۔ بھلا غور تو فرمائیے کہ اب خواب دیکھنے کے لئے بھی شرعی دلیل تلاش کرنی پڑیگی اب جو شخص خواب دیکھے وہ سب سے پہلے شرعی سند تلاش کرے اگر سند ملگئی تو خیر خواب شرعی ہوگئی۔ اور اگر بدقسمتی سے کسی کو اپنی خواب کی شرعی سند نہ ملی تو وہ یا تو خواب کو کسی طرح واپس کرے یا یہ سمجھ لے کہ مجھکو خواب آئی ہی نہیں کیونکہ اسکی شرعی سند جو کوئی نہیں۔ اور اگر اس بے شرعی سند والی خواب کو کسی بھول چوک سے بیان کرے تو قطعی کافر کا خطاب پائے۔

میں نے آپ سے ایسے شخص کے بارے میں جو لیس کمثلہ شیء کو کسی شے کی شکل دیکھے فتوے طلب کیا تھا۔ افسوس ہے کہ آپ نے اس کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ سنیئے! لیس کمثلہ شیء اور واجب الوجود شے کی شکل اور ممکن الوجود یوں خواب میں نظر آیا کرتا ہے۔

(۱)- رأیت ربی فی صورۃ شاب لہٗ وفرۃ (طبرانی فی السنۃ عن ابن عباس ونقل عن ابی زرعۃ انہٗ قال ھو حدیث صحیح)

(۲) رأیت ربی فی المنام فی صورۃ شاب موفر فی الخضر علیہ نعلان من ذھب وعلی وجھہ فراش من ذھب (طبرانی فی السنۃ عن ام طفیل)

(۳) رأیت ربی فی حظیرۃ من الفردوس فی صورۃ شاب علیہ تاج یلتمع البصر۔

(۹)

"انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول لہٗ کن فیکون اے مرزا تیرا یہ مرتبہ ہے .... الخ

اس کے متعلق میں کہہ چکا ہوں کہ یہ حضرت صاحب کی زبان سے خدا تعالےٰ کی تعریف میں ہے۔ کٹ حجتیوں سے فائدہ؟

"اے مرزا اب تیرا یہ مرتبہ ہے" ذرہ ہو تو دکھاؤ یہ کہاں لکھا ہے؟ دوسرے رنگ میں جواب چاہتے ہو۔ تو سنو! امت محمدیہ کے درخشاں گوہر کیا فرماتے ہیں۔ ایک لوائی ارفع من لوائے محمد۔ دوسرا۔ سبحانی سبحانی ما اعظم شانی۔ تیسرا۔ لیس فی جبتی الا اللہ۔ چوتھا۔ بطشی اشد من بطش اللہ۔ پانچواں۔ خضنا بحرًا وقفت الانبیاء علی ساحلہ۔ چھٹا۔ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ہ

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم

جنید و شبلی و عطار ہم مست

(۱۰)

"یریدون ان یروا طمثک پر پھر وہی مہذبانہ گفتگو کی ہے اور حضرت صاحب کو صاحب حیض وصاحب فرج کہکر دل خوش کیا ہے"

ماسٹر صاحب! معاف فرمائیے آپ اس کوچہ سے باوجود باین سن و عمر بہت بے خبر ہیں۔ قرآن کریم کے محاورے میں نہ صرف آپ صاحب فرج بلکہ صاحب فروج ہیں۔ والذین ھم لفروجھم حٰفظون ہ آپ سے پہلے بہت سی قوموں نے استعارہ اور مجاز کو حقیقت سمجھکر سخت ٹھوکر کھائی ہے فی الواقع نہ کسی مرد کو حیض آتا ہے اور نہ کوئی بچہ جنتا ہے مگر یہ تو فرمائیے۔ کہ مؤمن مردوں کے لئے کیا خدا کے ہاں عورتوں کی ہی مثالیں رہگئی تھیں۔ کیا مردوں میں کوئی آج تک ایسا ہوا ہی نہیں کہ جس نے اپنے فرج کی حفاظت کی ہو اگر ایسا ہی ہے تو خود قرآن کریم کا نتا من القانتین میں قانتین کو مذکر لاکر مؤمن مردوں کے برابر مریم کو کیوں قرار دیتا ہے۔ میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ نفخنا فیہ من روحنا میں فیہ کی ضمیر مذکر کیوں ہے اس کا آپ نے جواب نہیں دیا۔ مومنوں کو مریم سے کن باتوں میں تشبیہ ہے اس کے لئے قرآن کریم آپ کا محتاج نہیں ہے وہ خود امرأۃ فرعون اور مریم کی انہی باتوں کا اس جگہ ذکر کرتا ہے جس میں اُن کو تشبیہ ہے یعنی عصمت و عفت اور کلام الٰہی (نفخ روح) کا اس پر نازل ہونا کلمات الہیہ اور رسالات ربی کی قولی اور عملی تصدیق پس انہی امور میں مریم کے ساتھ مومنین کو مشابہت تامہ اور کاملہ ہے کہ وہ اپنے فرج کی حفاظت کرتے ہیں۔ والذین ھم لفروجھم حافظون ہ ان میں نفخ روح یعنی کلام الٰہی پھونکا جاتا ہے اس کا نام صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اطفال اللہ کا پیدا ہونا ہے۔ ان پر جو کلام اترتا ہے وہ حیض کی طرح فاسد نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالےٰ کا مصفا کلام تمام قسم کے شیطانی وسوسوں سے پاک ہوتا ہے۔ اسی نفخ روح اور کلام الٰہی کے نزول کی نسبت سے مومنوں کو ابن مریم کا نام بھی ملتا ہے

حضرت میرزا صاحب کی زبان سے یہ بات اوپری معلوم ہوتی ہے۔ تو سنو یہی آواز درگاہ اجمیری سے بھی بلند ہو رہی ہے؂

روح قدسی گرمدد کردے بزادے درجہاں

ہر دور روزے مریم ایام عیسےٰ دگر

دمید روح قدس در معین مسیح صفت

بہ بیں کہ مردہ دلاں را چگونہ حی کردم

دمیدم روح القدس اندر معینے مے دمد

من نمے دانم کہ من چوں عیسیٰ مریم شدم

(دیوان خواجہ معین الدینؒ)

اسی مطلب کی دوسری بحر سننی ہو تو یوں سنو۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید

دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

اب رہا آپ کے مولوی صاحبان کا اعلان اور اس کا جواب آپ پہلے مہربانی کرکے ان مولوی صاحبان کے دستخط معہ اعلان کا فوٹو شائع کریں۔ ہمیں شبہ ہے کہ ان میں سے بعض مولوی صاحبان آپ کے اس اعلان سے متفق نہیں۔ اور نہ آپ نے اس اعلان کے شائع کرنے سے پیشتر ان سے دستخط کرائے ہیں بلکہ اکثر مولوی صاحبان کو علم تک بھی نہیں۔ (نامہ نگار)

آرمینیا اور سمرنا

تازہ ولایتی ڈاک سے ٹائمز کے جو پرچے پہنچے ہیں ان میں بہت سے خطوط ترکی مظالم کی بابت مندرج ہیں قسطنطنیہ کا ایک نامہ نگار آرمینی بستیوں کی تباہی کا دردناک مرقع کھینچتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ یہ تمام حالات اسکو ایک آرمینی مفرور سے معلوم ہوئے ہیں اس میں شک نہیں مگر آرمینیا میں ایسے واقعات پیش آئے ہیں اور چنانچہ انکی تردید ترکی سفرائے پیرس نے کبھی نہیں کی۔ مگر باوجود ان سنسنی خیز خبروں کے اتحادیوں کی طرف سے کوئی کمیشن واقعات کی اصلیت دریافت کرنے کے لئے ابھی تک مقرر نہیں ہوئی ان تمام مظالم کی اطلاعیں صرف ایک ذریعہ تک رہا ہے۔ جن کی تائید سرکاری طور پر نہیں کی گئی۔ اور نہ ہی اس بات کا ثبوت بہم پہنچایا جاچکا ہے کہ واقعی یہ ستم ترکوں نے ڈھائے ہیں۔

بلکہ ترکوں کے خلاف آرمینی مظالم کی خبریں مشہور کرکے لوگوں کو ابھارا جاتا ہے۔ تو سمرنا میں یونانی مظالم کا جو اس نے ترکی آبادی پر توڑے ہیں کیوں ذکر نہیں کیا جاتا؟ ایک پمفلٹ اسلامک انفارمیشن بیورو لنڈن سے ہمیں ملا ہے جو پرمانینٹ بیورو آف دی ٹرکش کانگریس لیوزن کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس پمفلٹ میں یونانی مظالم جولائی ۱۹۱۹ء سے تفصیل وار ذکر کئے گئے ہیں اور مظلوم آبادی کے خطوط اور یاد داشتیں اور ترکی حکام اور ترکی فوجی کمیشن کی رپورٹیں و مساجد جو یونانیوں کے ہاتھوں سے بے حرمت ہوئیں۔ بلبنال جو معادی گئیں جانیں جو تلف ہوئیں ان سب کی فہرستیں پمفلٹ میں درج کی گئی ہیں یہ پمفلٹ یونانی سنگدلی اور خونخواری کی ایسی ہیبتناک تصویر کھینچتا ہے جو صفحہ تاریخ سے کبھی مٹ نہیں سکتی۔

اتحادیوں نے ایک کمیشن یونانیوں کے سمرنا میں اترنے کے بعد کے واقعات کی تحقیقات کے لئے مقرر کی تھی جنکی رپورٹ ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔ مسٹر ہربرٹ نے جب پارلیمنٹ میں اس کے متعلق دریافت کیا تو مسٹر بونرلا نے یہ کہکر ٹالدیا کہ رپورٹ کی اشاعت سمرنا کے فیصلہ میں بہت سی پیچیدگیاں پیدا کردیگی پارلیمنٹ میں اس کے متعلق جو سوال و جواب ہوئے وہ خالی از دلچسپی نہیں ہیں۔

مسٹر ہربرٹ:- کیوں ممبران پارلیمنٹ کو وہ اطلاع نہیں دی جاتی جسکو سمرنا میں ہر فرد جانتا ہے۔

مسٹر بونرلا:- مجھے اس کی کوئی اطلاع نہیں کہ سمرنا میں رپورٹ کی اشاعت کی گئی۔

لفٹنٹ کرنل مرفے:- جبکہ واقعات کے متعلق غلط فہمی پھیل رہی ہے۔ تو اسی صورت میں رپورٹ شائع کرکے اصلی واقعات پر روشنی ڈالنی چاہیئے۔

مسٹر بونرلا:- کیونکہ رپورٹ کی اشاعت سمرنا کے فیصلہ میں پیچیدگیاں پیدا کردیگی اس لئے گورنمنٹ نے یہی فیصلہ مناسب سمجھا ہے۔

ایبرل ونٹرٹن:- کیا مسٹر بونرلا کو معلوم ہے کہ ان واقعات

کی اسلامی دُنیا میں زور وشور سے اشاعت ہو رہی ہے۔
مسٹر لویڈ لالی:- اگر مسلمان جھوٹی خبریں پھیلا رہے ہیں۔ تو ہمیں بھی رپورٹ کے متعلق مناسب اشاعت کرنی ہوگی۔
مسٹر گورڈ:- پارلیمنٹ کے ممبروں کے پاس بہت سی ایسی خبریں پہنچ چکی ہیں۔ مگر صحیح واقعات کا اندازہ کرنا ان کے لئے مشکل ہو رہا ہے۔
مسٹر لویڈ لالی:- خیر اگر گورنمنٹ اب اپنا فیصلہ بتا چکی ہے سمرنا کی قسمت کا فیصلہ سپریم کونسل کے ہاتھوں میں پڑ چکا ہے اس گفتگو سے کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ اگر رپورٹ شائع ہوگئی۔ تو یونان کے لئے باعث ننگ و عار ہوگی۔ ان انکشافات کے کھلنے پر بھی سمرنا یونانیوں کے حوالے کیا جانا ہے تو پیسٹم نہیں تو اور کیا ہے؟ یورپین مدبر ترکی مظالم کی تو زور شور سے اشاعت کرتے ہیں مگر یونانی مظالم کی خبریں مدت سے دبا رہے ہیں۔ کیا ان سے ان لوگوں کی تائید نہیں ہوتی جن کا یہ خیال ہے کہ مسیحی مذہبی تعصب کی عینک لگا کر ترکی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں۔
(سرپرسٹ فیض کالی)

لمعات

بدظنی بہت بری چیز ہے۔ انسان کو بہت سی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے۔ اور پھر بڑھتے بڑھتے یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ انسان خدا پر بدظنی شروع کر دیتا ہے۔ (مسیح موعود)

ہماری جماعت کے واعظ دور و دراز ملکوں میں پہنچیں۔ اور کلام حق کی تبلیغ کریں۔ صحابہ کرام کس طرح دور و دراز ملکوں میں پھیل گئے تھے۔ (مسیح موعود)

جانوروں کی زندگی دیکھو۔ کہ منفعتیں ان سے لی جاتی ہیں۔ اور ان کو ذبح کیا جاتا ہے۔ پس جو انسان خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کرتا ہے۔ اسکی زندگی کی ضمانت نہیں رہتی۔ (مسیح موعود)

مولوی نورالدین صاحب کی اپنی لڑکی کو بعد نکاح نصیحت۔ اپنے مالک، رازق اللہ کریم سے ہر وقت ڈرتے رہنا اور اسی کی رضامندی کا ہر دم طالب رہنا۔ اور دعا کی عادت رکھنا۔ نماز اپنے وقت پر پڑھنا۔ اور منزل قرآن کریم کی بقدر امکان۔ (الحکم جلد ۳ ۳۲ ؁ کالم ۳)

سفر میں روزہ۔

مسلمان بننا آسان نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اسلام کا نمونہ جب تک اپنے اندر پیدا نہ کرو۔ مطمئن نہ ہو۔ یہ صرف چھلکا ہی چھلکا ہے۔ اور چھلکے پر خوش ہو جانا دانشمند کا کام نہیں ہے۔ لکھا ہے کہ کسی یہودی کو ایک مسلمان نے کہا۔ کہ تو مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا کہ صرف نام پر خوش نہ ہو جا۔ میں نے اپنے لڑکے کا نام خالد رکھا تھا اور شام سے پہلے ہی اسکو دفن کر آیا۔ پس حقیقت کو طلب کرو۔ نرے ناموں پر راضی نہ ہو جاؤ۔ (مسیح موعود)

ایک شخص نے قرض سے مخلصی کے لئے دعا کے عرض کی آپ نے فرمایا۔ استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سبک ہونے کے لئے یہ طریق ہے۔ (مسیح موعود)

ایک شخص نے حصول اولاد کے لئے دعا کے واسطے عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ استغفار بہت کرو۔ اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اولاد بھی دیدیتا ہے۔ یاد رکھو یقین بڑی چیز ہے۔ جو شخص یقین میں کامل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ خود اسکی دستگیری کرتا ہے۔ (مسیح موعود)

میری ہمیشہ یہ آرزو ہے۔ کہ ہماری جماعت ایسی ہو کہ خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھے۔ اپنے اندر ایک ایسی تبدیلی پیدا کریں۔ کہ گویا وہ ایک نئی دُنیا کے انسان ہوں اور جب جماعت ایسی حالت پر پہنچیگی۔ تو پھر خوارق العادت ہوگی پس ہر ایک تم میں سے نیا انسان بننے کی کوشش کرے۔ کیونکہ تم نے ایک مسیح کو قبول کیا ہے۔ (مسیح موعود)

طبابت پر پورا بھروسہ کر لینا شرک ہے۔ محض ہمدردی اور خیر خواہی اور نیک نیتی کی راہ سے بیماروں کا علاج کرنا چاہئے۔ اس طرح برکت زیادہ ہوتی ہے۔ نیک نیت کے ورثہ شفا ہے۔ خدا نیک نیت کے ساتھ ہے صرف اپنی دانائی پر ڈاکٹر کو بھروسہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ چاہئے کہ بیماروں کے حق میں دعا کرے مگر جو خاص مشکلات اور سخت مرضوں میں مبتلا ہوں ان کے واسطے نام لے کر خاص طور پر دعا کرے۔ (مسیح موعود)

مراسلت

فائل نمبر

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبر و ذراعاً بذراع حتیٰ لو دخلوا جحر ضب تبعتموہم قیل یا رسول اللہ الیہود والنصاریٰ۔ قال فمن۔ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ صد چہارم باب تغیر الناس فصل الاول)

ترجمہ۔ ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا۔ کہ البتہ پیروی کرو گے تم ان لوگوں کے طریقوں کی بالشت بہ بالشت۔ دست بدست جو تم سے پہلے گئے یہاں تک کہ اگر گئے ہونگے وہ سوسمار کی سوراخ میں تم بھی انکی پیروی کرو گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ہم سے پہلے) یہود و نصاریٰ ہیں۔ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ نہیں تو اور کون ہیں۔ روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے۔ متفق علیہ ہے۔

اب ایک طرف تو یہ حدیث ہے۔ اور دوسری طرف قرآن مجید سورۃ فاتحہ میں اس دُعا پر زور دیتا ہے کہ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین ۵ ابو حیان امام اثیر الدین بحر المحیط میں فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مغضوب علیہم یہودی ہیں اور ضالین نصاریٰ ہے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ امت محمدیہ میں دو گروہوں کا ہونا لازمی امر ہے۔ اور یہ مماثلت پیدا ہو نہیں سکتی۔ جب تک کہ ایسے حالات نہ پیدا ہو جائیں۔ اور ایسے حالات تب ہی پیدا ہو سکتے ہیں۔ جب کوئی مثیل مسیح ہو۔ کہ امت محمدیہ میں سے مدعی ہو کیونکہ مماثلت تامہ ایک مثیل مسیح کو چاہتا ہے۔

یہودیوں کے جرائم۔ مسیح کی تکذیب۔ نہ صرف تکذیب۔ بلکہ سولی پر مارنے کی ناپاک کوشش تاکہ مسیح ناصری کو ملعون ثابت کریں حضرت مریم پر ناپاک الزامات۔ وغیرہ وغیرہ۔

نصاریٰ کے جرائم۔ مسیح اور آپ کی والدہ حضرت مریم کو درجہ انسانی سے بڑھا کر خدا بنا لینا۔ اور خالق ماننا۔ وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ مطابق حدیث نبی کریم صلعم مماثلت یہود و نصاریٰ سے اس امت کے لئے ضروری تھی۔ لہٰذا یہ ضروری تھا۔ کہ مثیل مسیح بھی پیدا ہو۔ جس کا وجود اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے از بس ضروری تھا۔ چنانچہ مطابق فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مثیل مسیح پیدا ہوئے اور معاً ایک جماعت نے مماثلت یہود پوری کرنی شروع کر دی۔ اور ہر ممکن ذرائع سے مسیح محمدی کو مسلمانوں نے ایسی تکالیف دیں اور تکذیب کرنی شروع کر دی جیسا کہ یہودیوں نے مسیح ناصری کی توہین و تکذیب کی۔

اب ضروری تھا کہ اس حدیث کا دوسرا حصہ بھی پورا ہو۔ سو وہ آپ کی وفات کے بعد یعنی مسیح محمدی کی وفات کے بعد آپ کی جماعت کے ایک حصہ نے اسے پورا کرنا شروع کر دیا۔ وہاں تو مسیح ناصری کے مریدوں نے انہیں نبی کے درجہ سے اٹھا کر خدا بنا دیا۔ اور یہاں مسیح محمدی کو ان کے بعض مریدوں نے آپ کو مجددیت کے درجہ سے اٹھا کر نبی بنا دیا۔ حالانکہ جب مسیح ناصری کا خدا ہونا ناممکنات سے ہے۔ ویسا ہی مسیح محمدی خاتم نبوت کی دیوار آہنی کھیا ند کر نبی بنا ناممکن بلکہ محال ہے۔ کیا ہمارے دوست اس پر غور فرمائیں گے۔ اور غور کریں گے۔ کہ ایسا تو نہیں کہ ان کا قدم مماثلت بنصاریٰ کے پورا کرنے کی طرف اٹھ رہا ہو؟

اطلاع

خریداران اخبار بوقت خط و کتابت نمبر حیث خریداری سے صحیح طور پر تحریر فرما دیا کریں تاکہ تعمیل میں سہولت ہو۔ منیجر پیغام صلح

تحقیق الادیان

حالات سکھ مذہب

(از قلم محمد یوسف صاحب نو مسلم احمدیہ بلڈنگس لاہور)

اس مذہب کے مکمل حالات جاننے کے لئے مندرجہ ذیل تین امور کو مد نظر رکھنا ضروری ہے:-

(۱) شری گورو نانک دیو جی مہاراج کا مذہب کیا تھا از روئے گرنتھ صاحب۔

(۲) آپ کے بعد دوسرے گوروؤں نے کہاں تک مطابقت کی از روئے گرنتھ صاحب۔

(۳) موجودہ سکھ مذہب از روئے کتب دیگر ماسوائے گرنتھ صاحب و از روئے طریق و اطوار و رسم و رواج سکھاں ان ہر سہ نکات کو ہم ساتھ ساتھ بیان کرتے جائیں گے۔ جس سے مقابلہ کرنیوالے کو آسانی رہے۔

اس مذہب کے سب سے پہلے گورو سری گورو نانک دیو جی مہاراج تصور کئے جاتے ہیں۔ لیکن تاوقتیکہ گرنتھ صاحب کو نہ پڑھا جائے یہ اندازہ لگانا کہ فی الواقع فی زمانہ کے سکھ صاحبان شری گورو نانک دیو جی مہاراج کے چیلے کہلانے کے مستحق ہیں یا نہیں۔ بڑا مشکل امر ہے۔

شری گورو جی سمت ۱۵۲۶ بکرم کاتک شدی پورنماشی کو پنجاب کے علاقہ بار کے موضع رائے بھوئے کی تلونڈی عرف ننکانہ صاحب میں بعہد بابر بادشاہ پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام کالو رائے ویدی کھتری تھا اور آپ کی والدہ کا نام ترپتا جی تھا۔ آپکی ولادت سند گھرانے میں ہوئی تھی۔ لیکن جیسا کہ آپ کے اقوال سے ظاہر ہے آپ ہنود کے اس خیال سے جو ذاتوں ورنوں کے بارے میں ہے بالکل مخالف تھے۔ یعنی ہنود کے ہاں جو برہمن، کھتری، ویش، شودر، چار ورن کہے جاتے ہیں۔ ان میں برہمن ذات کی سب سے زیادہ عزت و توقیر کی جاتی ہے۔ اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ روح اعمال حسنہ کی جزا میں مختلف جونوں میں سے ہو کر انسانی قالب میں۔ اور پھر انسانوں میں گھومتی ہوئی برہمن ذات کے قالب میں آ جاتی ہے۔ اور روح کی ترقیات کا بزعم ایشاں یہ دہ درجہ ہے۔ جس سے پرے صرف خدا بننا باقی رہ جاتا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) اور برعکس اسکے شودر کو ایسا ذلیل سمجھا جاتا ہے کہ الامان! برہمن کی قدر اور شودر کی ذلت ذیل کے اسناد سے ظاہر ہے:-

در بارۂ برہمن

(۱) دُنیا کا جس قدر مال و دولت ہے سب برہمن کا ہے (منو سمرتی)

(۲) برہمن خواہ عالم ہو خواہ جاہل بڑا دیوتا ہے۔ "

(۳) برہمن اگر چوری کرے تو راجہ اسکو سزا نہ دے۔ (کپل) "

(۴) برہمن بدچلن بھی پرستش کی لائق ہے۔ (خوب)... (منو سمرتی)

(۵) اس راجہ کا راج نشٹ ہو جاتا ہے جس کے راج میں برہمن بے استری سوتا ہے۔ (وید)

در بارہ شودر

(۱)- اگر شودر پنچ گویہ کو پی لے تو جہنمی ہو جائے (پنچ گویہ کا نسخہ بڑا ہی عجیب ہے۔ کیسی ہی ناپاکی ہو۔ روحانی خواہ جسمانی۔ پیا نہیں اور پوتر ہوا نہیں۔ لو ہم آپکو بھی یہ متبرک نسخہ بتائے دیتے ہیں جس کے استعمال کی شودر کو اتنی تاکید سے ممانعت کی گئی ہے۔ لو لکھ لو! گوبر ایک ماشہ۔ گائے کا پیشاب ۲ ماشہ۔ گھی ۴ ماشہ دودھ ۸ ماشہ۔ دہی ۸ ماشہ)... (وشنو سمرتی)

(۲) شودر کا اناج کھانیوالا برہمن سات جنم کتا اور نو جنم سؤر اور آٹھ جنم گدھا بنتا ہے...... (یہ وہ اندھیر نگری کا۔ فی زمانہ جتنے برہمن مرتے ہیں۔ سب کا یہی حال ہوتا ہوگا۔ تب ہی تو باوجود بار بار مروائے جانے کے کتوں کی تعداد دن بدن بڑھتی ہے)

(۳) شودر کو عقل نہ سکھائے۔ نیکی کی نصیحت نہ کرے۔ اور نہ ہی کوئی طریق عبادت بتائے۔ جو بتائیگا۔ وہ دوزخی ہوگا۔ (وششٹ سنگھتا)

(اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ آج برہمن شودروں سے عقل سیکھ رہے ہیں)

شری گورو نانک دیو جی مہاراج اس مذکورہ بالا تعلیم قطعی متفق نہ تھے۔ آپ برگز ان ذاتوں ورنوں کے اختلاف کو اعمال سابقہ کا نتیجہ نہیں مانتے تھے۔ بلکہ اسکے

... بے ہیں کہ:

(۱) ਫਕੜ ਜਾਤੀ ਫਕੜੁ ਨਾਉ
ਸਭਨਾ ਜੀਆ ਇਕਾ ਛਾਉ

(۲) ਆਤ ਸੁੰਦ੍ਰ ਕੁਲੀਨ ਚਤੁਰ ਮੁਖ ਗਿਆਨੀ
ਧਨਵੰਤ। ਮ੍ਰਿਤਕ ਕਹੀਏ ਨਾਨਕਾ
ਜਾਂ ਪ੍ਰੀਤ ਨਹੀਂ ਭਗਵੰਤ ॥

(۳) ਜਾਤ ਵਰਨ ਕੁਲ ਸਹਸਾ ਚੂਕਾ
ਗੁਰਮਤ ਸਬਦ ਬੀਚਾਰੀ ॥

(۴) ਅੱਗੇ ਜਾਤ ਨ ਜੋਰ ਹੈ ਅਗੇ ਜੀਉ
ਨਵੇ॥ ਜਿਨ ਕੀ ਲੇਖੈ ਪਤ ਪਵੈ ਚੰਗੇ
ਸੇਈ ਕੇ ॥

اُردو:-

(۱) پھکڑ ذاتی پھکڑ ناؤں سبھناں جیہاں اِکا چھاؤں ...... (وار سری راگ محلہ ۱)

(۲) ات سُندر کلین چتر مکھ گیانی دھنونت مرتک کہیے نانکا جاں پریت نہیں بھگونت

(۳) جات ورن کل سہسا چوکا گورمت شبد وچارے۔ (سارنگ محلہ ۱۔)

(۴) اگے جات نہ جور ہے اگے جیو نوے۔ جنکی لیکھے پت پوے چنگے سیئی کے ...... (جپ جی صاحب)

ترجمہ

(۱) فضول ہے ذات پات کا گمان اور فضول ہے دھنی ناموری کا گمان۔ تمام مخلوق کے سر پر ایک ہی سایہ ہے۔

(۲) خواہ کیسا ہی کوئی خوبصورت۔ عالی نسب۔ ہوشیار۔ عالم فاضل یا دولتمند کیوں نہ ہو۔ اگر خدا سے محبت نہیں رکھتا۔ تو اُسکو مُردہ سمجھو۔

(۳) مرشد کی ہدایت پر عمل کرنے سے ذاتوں اور ورنوں کا سب وہم و گمان دُور ہو گیا۔

(۴) یوم آخرۃ میں ذات کا کچھ خیال نہ کیا جائیگا۔ اور نہ ہی کسی کا زور چل سکیگا۔ بلکہ جو مقبول بارگاہ الٰہی ہوں گے۔ وہی اچھے گنے جائیں گے۔

کیا یہ سب وہی تعلیم نہیں جو آج سے ۱۳ سو برس بیشتر اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اپنے بندوں کو بدیں الفاظ ارشاد فرمائی:-

فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساءلون ۔

یعنی جب حساب کا دن ہو گا۔ تو کسی کی حسب و نسب کا کچھ خیال نہ کیا جائیگا۔

پھر ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ:-

ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم۔ یعنی اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمالوں کو دیکھتا ہے"

ساغر تریں ہو یا مٹی کا ہو اک ٹھیکرہ
تُو نظر کر اسپہ جو کچھ اسکے اندر ہو بھرا

کاش! میرے سکھ بھائی سمجھیں کہ گورو جی مہاراج کس تعلیم کے مؤید تھے۔ ہنود کے یا اسلام کے۔

تازہ ترین خبریں

(از روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲ اپریل ۱۹۲۰ء)

ہالینڈ میں اضطراب:- سرحد کے متصل جرمن کمیونسٹوں اور گورنمنٹ کی سپاہ میں سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ حکام شرقی ضلع کو سپاہ بھیج رہے ہیں۔ ایمسٹرڈم کے اخبارات اس بات پر مخالفانہ نکتہ چینی کر رہے ہیں کہ دریا کو سرنگوں سے صاف کرنیوالا ایک جرمن جہاز فرون سوزنڈ ائڈرزی میں گشت لگا رہا ہے۔ مگر کسی نے اُسکو نہیں للکارا۔

ایک اخبار لکھتا ہے کہ متحدہ سلطنتیں اگر ہالینڈ کی نسبت یہ شک کریں کہ وہ جرمن ولیعہد کو ویرنگن سے نکال لے جانے کے متعلق جرمن صیغہ بحری کی مساعی کی تائید کر رہا ہے تو اُن کا ایسا اشتباہ بیجا نہ ہو گا۔

پرنس آف ویلز کی سیاحت:- رائیٹر کا نامہ نگار جو جہاز رینون پر ہے اطلاع دیتا ہے کہ جہاز مذکور بارباڈوس پہنچ گیا ہے۔ جبکہ جہاز بندرگاہ کے قریب تھا۔ ایک ملاح ...... سمندر میں گر پڑا۔ اور باوجود بچانے کے ہر ممکن کوشش کے جانبر نہ ہو سکا۔ خود پرنس آف ویلز اس کے نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ اس کے سوا آپ کی سفر میں اور کوئی حادثہ واقع نہیں ہوا۔

مشرقی افریقہ کا روپیہ:- مسٹر امیری نے ہوس آف کامنز میں استفسارات کے موقعہ پر بتایا۔ کہ ادائیگی قرض کے اغراض سے مشرقی افریقہ کا فلورن بمنزلہ روپے کے تصور کیا جائیگا۔

جرمن وزارت:- مجلس وزارت نے محنت پیشہ لوگوں کی فیڈریشن کے دباؤ سے استعفا دیدیا ہے۔ سٹیٹ گارٹ سے گورنمنٹ کی مراجعت کے بعد سے فیڈریشن مذکور سخت بے چینی کا اظہار کر رہی ہے۔ مجلس کے ایک کنارہ کش ہونیوالے ممبر نے ظاہر کیا ہے کہ مصالحانہ پارٹیاں سلسلہ اتحاد و اتفاق کو قائم رکھینگی۔ مزید براں محنت پیشہ طبقہ کو جدید کیبنٹ کی ترتیب میں اظہار رائے کا خصوصیت سے موقعہ دیا جائیگا۔

جدید کیبنٹ:- داعدائیٹرشنی مصالحانہ وزارت کے ممبروں کی نسبت پیشینگوئی شائع کی ہے۔ کہ فلاں فلاں چانسلر فلاں وزیر خارجہ وغیرہ وغیرہ بن گے۔

روہر کی حالت:- نیم سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جرمن گورنمنٹ نے متحدہ سلطنتوں سے علاقہ روہر سے افواج پہنچنے کی مکرر اجازت طلب کی ہے۔ سردست یہ درخواست نا منظور ہوتی نظر نہیں آتی۔

سُرخ بولشیوک:- ایک ملاقات کے دوران میں ہر سکٹ آ...... برلن نے ظاہر کیا ہے۔ کہ علاقہ روہر کی حالت سخت مخدوش ہے۔

بیلفیلڈ میں وزراء اور کاریگروں کے مابین جو نامہ و پیام ہو رہا تھا۔ اُس میں کامیابی نہیں ہوئی۔

روہر میں سُرخ سپاہ بولشویکوں کے مشابہ ہے جو اچھی طرح ساز و سامان سے آراستہ اور بخوبی مسلح ہے اور اپنے جنگی تجارب کو کام میں لا رہا ہے۔

بحری سرنگوں کو صاف کرنیوالا جہاز:- سمندر سے سرنگوں سے صاف کرنے والے جس جہاز کا ذکر کیا گیا تھا وہ ائڈرزی میں گشت لگا رہا ہے۔ یہ اس بیڑہ جہازات جو بحر شمالی میں سرنگوں کی صفائی میں مصروف تھا۔ علیحدہ ہو کر چلا آیا ہے۔ اسکے متعلقین نے جہاز کو بیچنے کی کوشش کی۔ مگر پولیس کے پہنچنے پر بھاگ گئے۔ تاہم ملاح گرفتار ہو گئے۔

برازیل میں سٹرائک:- عام سٹرائک سے یہاں ریلوے سروس مفلوج ہو گئی ہے۔

سٹرائک کنندگان غیر سٹرائک کنندگان پر حملہ کر رہے ہیں اور سیکوریٹی کی گاڑیوں پر حملہ کرنے کے علاوہ لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہیں کئی فسادات وقوع میں آئے بہت سی گرفتاریاں بھی ہوئیں۔ گورنمنٹ سخت تجاویز اختیار کرنے کی دھمکی ہوتی ہے

پرنس آف ویلز کی سیاحت:- ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار لنڈن رقمطراز ہے۔ اس وقت اور موسم بہار کے مابین پرنس آف ویلز کا پروگرام نہایت وسیع ہے موجودہ سیاحت سے واپس آتے ہی انہیں سفر ہندوستان کے لئے تیار رہنا پڑیگا۔ غالباً وہ دسمبر سے پہلے ہندوستان کی سیاحت پر روانہ ہوں گے۔ مسٹر مانٹیگو اُن کے ہمراہ نہ جائینگے۔ کیونکہ اعلے طبقات میں ایسی مثال پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھی جاتی کیونکہ نہ تو ولیعہد کے والد اور بابان کے دادا کے پرنس آف ویلز کے زمانہ میں مجلس وزارت انگلستان کا کوئی ممبر سیاحت ہند میں ان کے ہمرکاب تھا۔ اودسٹاف کا انتخاب ہنوز نہیں ہوا۔ لفظ ہذا پرائیوٹ ہال یا شملہ کے بجائے آخری الفاظ محل بکنگم سے لکھے جائینگے۔ کسی نوجوان کو جو یورپ و ہندوستان کے کوائف سے بخوبی آگاہی رکھتا ہو۔ اس عہدہ پر مامور کیا جائیگا۔ کیونکہ خود پرنس بھی نوجوان ہیں۔ جس طرح پرنس کسی پولیٹیکل پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے۔ ویسا ہی ان کا مشیر بھی پارٹی پالیٹکس سے بالاتر ہونا چاہئے۔

ہندوستان کی خبریں

ہائیکورٹ پنجاب کا ہندوستانی چیف جسٹس:- خوشی کی بات ہے کہ مسٹر جسٹس شادی لال صاحب ہائیکورٹ پنجاب کے مستقل چیف جسٹس مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ اگرچہ اس سے پہلے ہندوستان کی دیگر ہائیکورٹوں کیطرح پنجاب میں بھی سر پرتول چندر چیٹرجی اور مسٹر جسٹس میاں محمد شاہ دین مرحوم قائمقام چیف جسٹس مامور ہو چکے ہیں مگر اول الذکر کے قائمقام چیف جج مقرر ہونے کا گزٹ تک نہ ہوا۔ البتہ میاں صاحب مرحوم مہینوں تک چیف ججی کے فرائض حسن و خوبی سے سرانجام دیتے رہے تاہم رائے بہادر جسٹس شادی لال صاحب پہلے ہندوستانی ہیں جو ہندوستان کے ہائیکورٹ کے مستقل چیف جسٹس مامور ہوئے ہیں۔ اور یہ اور بھی خوشی کی بات ہے کہ صوبہ پنجاب کو اس کا سب سے پہلے فخر حاصل ہوا۔ کہ یہاں کے چیف کورٹ کے ہائیکورٹ بنتے ہی ایک ہندوستانی بالاستقلال چیف جسٹس مامور ہوا۔ ساتھ ہی ہز آنر سر ایڈورڈ میکلیگن لفٹنٹ گورنر پنجاب کا شکور ہونا واجب ہے جن کی سفارش سے یہ تقرر عمل میں آیا۔ فی الواقع ہز آنر سر میکلیگن نے اپنی معدلت گستری اور پبلک خواہشات کو مدنظر رکھنے سے تھوڑے ہی عرصہ میں رعایا کے دلوں میں گھر کر لیا ہے امید ہے۔ کہ دیگر ہائیکورٹوں میں بھی اسی طرح ہندوستانیوں کو مستقل چیف جسٹس مقرر کیا جائے گا۔

کارخانہ مدراس المعروف بہ لائیکس آئرن فونڈری کے چھ سو زیادہ آدمیوں نے ایک کاریگر کی موقوفی اور نیز اضافہ اجرت کے لئے سٹرائک کر دی ہے۔

سرحد پر تادیبی کارروائیاں:- فرانٹیئر کے وزیریوں میں کچھ بے چینی پائی جاتی تھی۔ مسٹر ...... نامی ...... کو انہوں نے نقصان پہنچایا۔ ۲۰ مارچ کو شیرانی نامی گاؤں پر ہوائیہ یورش ہوئی۔ یہ مدا خیلیوں کا خاص مرکز ہے جو حال میں ہماری شرائط کی عدم قبولیت کا بہت کچھ میلان ظاہر کر چکے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہوائیہ یورش کا خاطر خواہ اثر ہوا۔

سرحد کے محسودی حالت بدستور ہے۔ اکے دکے چھاپوں کے سوا کسی مزاحمت و مقابلہ کی خبر نہیں آئی۔ قبیلہ کے اکثر حصص اسلحہ فراہم کرکے حوالہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں چنانچہ ۲۸ و ۲۹ مارچ کو ۱۷ سرکاری اور ۴۳ قبائلی رائفلیں ایک لیوس بندوق اور (۱۷۰) روپے حوالے کئے گئے۔ یوں تا حال حوالہ کردہ رائفلوں کی تفصیل یہ ہے۔ سرکاری ۱۴۴۔ قبائلی ۱۱۷۔ لیوس ۲

افغانی سازش:- حاجی عبدالرزاق شاہ دولہ اور دیگر افغان قسمت آزما ہنوز وزیریوں سے ساز باز میں مصروف ہیں مگر انکی مساعی کامیاب نہیں ہوئیں۔ اور وہاں قبائل اُن سے تنگ آ گئے ہیں ان کی موجودگی صرف اس لئے برداشت کی جا رہی ہے۔ کہ سازشیان مذکور کو وقتاً فوقتاً روپیہ و سامان جنگ پہنچتا رہتا ہے جسے وہ وزیریوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

رسید زر

فہرست چندہ جماعت وزیر آباد معرفت محمد جان صاحب

بابت اخیر مارچ ۱۹۲۰ء

نام معطی	چندہ ماہوار	زکوٰۃ فنڈ
جناب حافظ غلام رسول صاحب	لعہ	عہ
جناب محمد جان صاحب	لے	وعہ
جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب	۱۲/-	
میزان	۱۲/-	للعہ
میزان کل ۶۳/۲/۰	۱۲/-	

ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ ۔

جلد ۷ | لاہور چہار شنبہ مورخہ ۱۷ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ ہجری مطابق ۷ - اپریل ۱۹۲۰ء | نمبر ۷۴

کلام الامام امام الکلام

چھوڑ کر دنیائے دوں کو ہم نے پایا وہ نگار

جس طرح تو دُور ہے لوگوں سے میں بھی دور ہوں
ہے نہیں کوئی بھی جو ہو میرے دل کا رازدار
نیک ظن کرنا طریقِ صالحان قوم ہے
لیک سو پردے میں ہوں اُن سے نہیں ہوں آشکار
بیخبر دونوں ہیں جو کہتے ہیں بد یا نیک مرد
میرے باطن کی خبر اُن کو نہیں اک ذرہ وار
ابنِ مریم ہوں مگر اُترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار
ملک سے مجھکو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام
کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار
تاج و تختِ ہند قیصر کو مبارک ہو مدام
اُن کی شاہی میں میں پاتا ہوں رفاہِ روزگار
مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار
ملکِ روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دُنیا میں گذرے ہیں امیر و تاجدار
داغِ لعنت ہے طلب کرنا زمیں کا عزّ و جاہ
جس کا جی چاہے کرے اس داغ سے وہ تن فگار
کام کیا عزت سے ہمکو شہرتوں سے کیا غرض
گر وہ ذلت سے ہو راضی اُس پہ سو عزت نثار
ہم اُسی کے ہو گئے ہیں جو ہمارا ہو گیا
چھوڑ کر دنیائے دوں کو ہم نے پایا وہ نگار

جواہر ریزے

گورنمنٹ اور ہم

از اخبار الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۸ء

ہمارا سب کاروبار دینی ہے۔ اور دنیا اور اُسکے تعلقات اور تکلفات سے ہم بالکل جُدا ہیں۔ گویا ہم دُنیاداری کے لحاظ سے قتل کردہ کے ہیں ہم محض دین کے ہیں اور ہمارا سب کارخانہ دینی ہے۔ جیسا کہ اسلام میں ہمیشہ بزرگوں اور اماموں کا ہوتا آیا ہے اور ہمارا کوئی نیا طریق نہیں بلکہ لوگوں کے اُس اعتقادی طریق کو جو کہ ہر طرح سے اُن کے لئے خطرناک ہے دُور کرنا اور اُن کے دلوں سے نکالنا ہمارا اصل منشاء اور مقصود ہے۔ مثلاً بعض نادان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غیر قوموں کے لوگوں کی چیزیں چُرا لینا جائز ہے۔ اور کافروں کا مال ہمارے لئے حلال ہے اور پھر اپنی الانفسانی خواہشوں کی خاطر اسکے مطابق حدیثیں بھی گھڑ رکھی ہیں۔ پھر وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسٰےؑ جو دوبارہ دنیا میں آنیوالے ہیں تو اُن کا کام لاٹھی مارنا اور خونریزی کرنا ہے۔ حالانکہ جبر سے کوئی دین دین نہیں ہو سکتا غرض اسی قسم کے خوفناک عقیدے اور غلط خیالات ان لوگوں کے دلوں میں پڑے ہوئے ہیں جنکو دور کرنے کے واسطے اور پُرامن عقائد اُن کی جگہ قائم کرنے کیواسطے ہمارا سلسلہ ہے جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے کہ مصلحوں کی اور اولیاء اللہ کی اور نیک باتیں سکھانے والوں کی دنیادار مخالفت کرتے ہیں ایسا ہی ہمارے ساتھ بھی ہوا ہے۔ اور مخالفوں نے غلط خبریں محض افترا اور جھوٹ کے ساتھ ہمارے برخلاف مشہور کیں یہاں تک کہ ہمکو ضرر پہنچانے کیواسطے گورنمنٹ تک غلط رپورٹیں کیں کہ یہ مفسد آدمی ہیں۔ اور بغاوت کے ارادے رکھتے ہیں۔ اور ضرور تھا کہ یہ لوگ ایسا کرتے کیونکہ نادانوں نے اپنے خیر خواہوں یعنی انبیاء اور اُن کے وارثین کے ساتھ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایسا ہی سلوک کیا ہے۔ مگر خداتعالےٰ نے انسان میں ایک تمیز کی رکھی ہے اور گورنمنٹ کے کارکن ان لوگوں کو خوب جانتے ہیں چنانچہ کپتان ڈگلس صاحب کی دانائی کی طرف خیال کرنا چاہئے کہ جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے میری نسبت کہا کہ یہ بادشاہ ہونے کا دعوٰے کرتے ہیں اور اشتہار اُنکے سامنے پڑھا گیا۔ تو اُس نے تڑی دیر کی ہے یہ جانا کہ یہ سب ان لوگوں کا افترا ہے۔ اور ہمارے مخالف کی کسی بات پر توجہ نہ کی کیونکہ اس میں شک نہیں کہ انوار الاسلام وغیرہ دوسری کتب میں ہمارا لقب سلطان لکھا ہوا ہے مگر یہ آسمانی سلطنت کی طرف اشارہ ہے اور دنیوی بادشاہت سے ہمارا کچھ سروکار نہیں ایسا ہی ہمارا نام حکم عادل بھی ہے جس کا ترجمہ اگر انگریزی میں کیا جائے تو گورنر جنرل ہوتا ہے اور شروع سے یہ سب باتیں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں موجود ہیں کہ آنیوالے مسیح کے یہ نام ہیں۔ یہ سب ہمارے خطاب کتابوں میں موجود ہیں اور ساتھ ہی ان کی تشریح بھی موجود ہے کہ یہ آسمانی سلطنتوں کا اصطلاحیں ہیں۔ اور زمینی بادشاہوں سے ان کا تعلق نہیں ہے اگر ہم شر کو چاہنے والے ہوتے تو ہم جہاد وغیرہ سے لوگوں کو کیوں روکتے اور درندگی سے ہم مخلوقات کو کیوں منع کرتے۔ غرض کپتان ڈگلس صاحب عقل سے اِن سب باتوں کو پا گیا۔ اور پورے پورے انصاف سے کام لیا اور دونوں فریق میں سے ذرہ بھی دوسرے فریق کی طرف نہیں جھکا۔ اور ایسا نمونہ انصاف پروری اور دادرسی کا دکھلایا کہ ہم بدل خوشنود ہیں کہ ہماری گورنمنٹ کے تمام معزز حکام ہمیشہ اسی اعلےٰ درجہ کے نمونہ انصاف کو دکھلاتے رہیں۔ جو نوشیروانی انصاف کو بھی اپنے کامل انصاف کی وجہ سے ادنےٰ درجہ کا ٹھیراتا ہے اور یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے کہ کوئی اس گورنمنٹ کے پُرامن زمانہ کو بُرا خیال کرے اور اسکے برخلاف منصوبہ بازی کی طرف اپنا ذہن لے جاوے۔ حالانکہ یہ ہمارے دیکھنے کی باتیں ہیں کہ سکھوں کے زمانہ میں مسلمانوں کو کس قدر تکلیف ہوتی تھی صرف ایک گائے کے اتفاقاً ذبح کئے جانے پر سکھوں نے چھ سات ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا تھا۔ اور دینی کی اس طرح پر سدّ و رکھتی کہ ایک شخص مسمّی کے شاہ ۔۔۔ تھا اکثر دعائیں مانگتا تھا کہ ایک دفعہ صحیح بخاری کی زیارت ہو جائے اور دُعا کرتا کرتا رو پڑتا تھا۔ اور زمانہ کے حالات کی وجہ سے نا اُمید ہو جاتا تھا۔ آج گورنمنٹ کے قدم کی برکت سے وہی صحیح بخاری چار پانچ روپے میں ملجاتی ہے اور اس زمانہ میں لوگ اس قدر دُور جا پڑے تھے کہ مسلمان جیکا نام خدا بخش تھا اپنا نام خدا سنگھ رکھ لیا تھا۔ بلکہ اس گورنمنٹ

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ اور دیگر بزرگانِ سلسلہ بخیر و عافیت ہیں

ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ اقوام جرائم پیشہ چوروں کو قطب بنانے میں نہایت سرگرمی سے مشغول ہیں۔ آپ کے اسوۂ حسنہ سے متاثر ہو کر اکثر جرائم پیشہ نہ صرف صلوٰۃ موقوتا کے پابند ہو گئے ہیں بلکہ اکثر باالالتزام نماز تہجد میں شامل ہوتے ہیں قرآن کریم کے درس میں باقاعدہ حصہ لیتے ہیں۔ سینکڑوں سلک سلسلہ میں منسلک ہو چکے ہیں اور اکثر بہت قریب آگئے ہیں۔

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ - چہارشنبہ - مورخہ ۷ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء - نمبر ۱۴۷

چند حقیقتیں

(۲)

(بسلسلہ اشاعت ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء)

ہم دیکھتے ہیں کہ اس عسر اور تنگی کے زمانہ میں جبکہ دنیوی مال و متاع سے کچھ بھی اپنے پاس نہیں۔ اسوقت باوجود اس بات کے کہ قوم نے آپ کو طرح طرح کے لالچ دیکر آپکو آپ کے فرض منصبی سے ہٹانا چاہا۔ مگر آپ نے جواب دیا۔ تو یہی کہ نہ مجھے کسی دنیوی حکومت کی ضرورت ہے اور نہ مال اور دولت کی۔ بلکہ اگر آفتاب اور ماہتاب میرے دائیں بائیں طرف رکھدئے جائیں۔ تو بھی میں اپنے کام سے رُک نہیں سکتا۔ آپ کو خود غرض بتانے والے غور کریں۔ کہ ایک دنیادار اور دنیا کے طالب کے لئے اس سے بہتر موقعہ اپنی غرض کو پورا کرنے کے لئے کونسا ہو سکتا تھا۔ کہ قوم کی قوم آپ کو اپنا سردار بنانے کو تیار ہے مگر آپ نے یہی فرمایا کہ میں اپنے فرائض منصبی کو کسی دنیوی لالچ سے اگر کہو کہ چھوڑ دوں تو چھوڑ نہیں سکتا۔ یہ تو عسر کے زمانہ کی کیفیت ہے اور اسوقت کا ذکر ہے کہ آپ دنیاوی جاہ و حشم سے بالکل خالی تھے۔ لیکن جب **انا فتحنا لك فتحا مبينا** کا وقت آیا۔ اور جب دولت کے ڈھیر کے ڈھیر آپ کے قدموں پر آکر گرے اور جب سینکڑوں لونڈیاں اسلامی لشکر کے ہاتھ لگیں تو اسوقت بھی ہم آپکو دیکھتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹی کو ایک لونڈی کی درخواست پر فرماتے ہیں کہ نماز میں فرضوں کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ باوجود فاتح عظیم ہونے کے آپ کی زندگی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ آپ کا وہی لباس ہے جو پہلے تھا۔ وہی خوراک ہے۔ جو پہلے تھی۔ غرضیکہ جیسا کہ آپ نے تنگدستی کی حالت میں اور عسر کے وقت میں دنیا کی چیزوں پر لات ماردی اسی طرح جب خود دولت و حشمت آپ کے قدموں پر آکر گری تو اسوقت بھی آپ نے اس سے کنارہ ہی کیا۔ اور عسر یسر دونوں حالتوں میں اپنے تئیں دنیوی اغراض سے بے لوث و لایم ثابت کردیا۔ اور جو کلمہ **الفقر فخری** آپ نے حالت عسر میں فرمایا تھا۔ حالت یسر میں بھی اس پر کاربند رہ کر اپنے تئیں صادق القول ثابت کردیا۔

آپ ہر پہلو سے کامل تھے برادران! آپ کے ہر فعل میں آپ کی کاملیت کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ عابد، اور خدا کے پرستار ہیں۔ تو اسقدر کہ ساری ساری رات خدا کے حضور کھڑے رہتے ہیں اور کثرت قیام سے آپ کے پاؤں سوج جاتے ہیں۔ آپ مستقل مزاج ایسے ہیں۔ کہ باوجود اس بات کے کہ کوئی دقیقہ آپ کی ہلاکت میں فروگذاشت نہیں کیا جاتا۔ مگر آپ اپنے فرض منصبی سے ذرا پیچھے نہیں ہٹتے۔ آپ صادق ہیں تو ایسے کہ دشمنوں کے نرغہ میں ننگی تلواروں میں گھر جاتے ہیں تو اسوقت بھی فرماتے ہیں۔ کہ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ اور صابر اور شاکر ہیں تو اسقدر کہ آپ پر پتھر پڑتے ہیں۔ بدن زخمی ہوجاتا ہے پنڈلیوں سے خون جاری رہتا ہے۔ مگر آپ ہیں کہ کبھی بے صبری کا کلمہ زبان سے نہیں نکلتا۔ بلکہ ہر دکھ اور ہر تکلیف پر الحمد للہ الحمد للہ ہی فرماتے ہیں۔ خدا کی مخلوق پر آپ ایسے شفیق ہیں۔ اور اُن کی ہدایت کے لئے ایسے پیاسے ہیں کہ جب پیشانی مبارک پر دشمن پتھر مارتا ہے۔ اور آپکا ماتھا زخمی ہوجاتا ہے۔ اور چہرہ خون سے تر ہوجاتا ہے۔ اسوقت فرشتہ حاضر ہوکر کہتا ہے کہ اگر تو کہے تو یہی پہاڑ تیرے دشمنوں پر گراکر انہیں چکنا چور کردیا جائے۔ تو آپ جواب دیتے ہیں۔ کہ نہیں نہیں میں یہ نہیں چاہتا۔ بلکہ میری خواہش تو یہ ہے کہ ان کو ہدایت مل جائے۔ ابولہب کی شریر بیوی جنگل سے لاکر کانٹے آپ کے رستہ میں بچھا دیتی ہے۔ تا کہ جب رات کے وقت تم اندھیرے میں نکلے تو اُسکو چبھ جائیں۔ مگر آپ جہاں ایک طرف اپنے کانٹے اپنے پاؤں سے نکالتے۔ وہاں دوسرے لوگوں کے لئے رستہ کو صاف کردیتے۔

آپ شجاع ہیں تو اس قدر کہ جب اور تو اور علیؓ جیسے جری پہلوان دشمن کے مقابل میں نکلتے ہوئے جھجکتے ہیں آپ تن تنہا دشمن پر حملہ آور ہوتے ہیں اور سب کو بھگا دیتے ہیں۔

اب ایک غور کرنے والا دماغ اس بات کو سوچے کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء و رسولوں سے

ہمارے نبی کریم صلعم اور دوسرے انبیاء بڑھ چڑھ کر ہیں۔ کیونکہ واقعات بتلا رہے ہیں کہ دوسرے انبیاء کو اپنے اخلاق دکھلانے کا موقعہ ملا ہی نہیں جیسا کہ ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کی ساری کتاب پڑھ جاؤ۔ تو معلوم ہوگا کہ آپ کو اپنا عفو اور رحم دکھلانے کا بہت کم اتفاق پڑا۔ ہاں آپ کی جلالی صفت اور قہری صفت تو بیشک واضح ہے۔ لیکن آپ کی تلوار کی بہادری اور شجاعت مردانہ بے شک ہمیں نظر آتی ہے۔ لیکن یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپ کو کبھی اخلاق رحم و عفو نصیب ہوئے ہوں ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ اور اسی طرح بڑے بڑے عظیم الشان نبی گذرے ہیں۔ وہ آپ کے سامنے کسی نہ کسی پہلو میں اور کسی نہ کسی شق میں ضرور کمی رکھتا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی لے لو۔ کہ باوجود اس بات کے کہ ایک اولو العزم اور ایک عظیم الشان نبی ہیں مگر ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح آپکو اپنے اخلاق کے اظہار کا موقعہ نہیں ملا۔ اور آپکو ایسی کامیابی دیکھنی نصیب نہیں ہوئی جس پر پورا پورا اقتدار پاکر آپ کو رسول اللہ صلعم کی طرح اپنے دشمنوں کو معافی دینے کا موقعہ ملتا۔ مگر ہمارے حضرت چونکہ سب سے افضل اور اکمل تھے اس لئے آپ نے تمام انسانی صفات اور کمالات کو کامل کر کے دکھایا کسی انسانی صفت اور کسی انسانی خلق کو آپ نے ادھورا نہیں چھوڑا۔ کیا بلحاظ خاوند ہونے کے۔ کیا بلحاظ باپ ہونے کے۔ کیا بلحاظ کمانڈر انچیف ہونے کے۔ غرضیکہ سب میں آپ کامل ہی کامل نظر آتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی کے خاوند نہیں ہیں کہ ہم اُن کے اخلاق اُن کی ازدواج سے دیکھ لیں مگر ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تو نو بیویاں ہیں اور آپنے اپنے طرز عمل سے ثابت کردیا کہ **عاشروهن بالمعروف** کے کیا معنے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو تلوار کبھی ہاتھ میں پکڑی ہی نہیں کہ ہم انکی شجاعت کو دیکھ لیں۔ مگر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بڑے بڑے معرکوں میں بڑے بڑے سپہ سالاروں سے لڑے اور آپ نے اپنے طریق عمل سے ثابت کردیا۔ کہ آپ درحقیقت شجاع ہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسی کامیابی کہاں نصیب ہوئی کہ ہم اُن کی کامیاب اور بامراد زندگی پر مُہر لگا دیں۔ مگر افسوس ہے اس قوم پر جو اپنے تئیں حضرت عیسیٰؑ کا متبع بتاتی ہوئی اُنکو ایک پیغمبر کی حیثیت سے بڑھا بڑھا کر خدا خدا پکارتی ہے۔ اُن کے نزدیک ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو کہ کامل مکمل ہر طرح ہر پہلو اور ہر رنگ میں ہیں وہ تو نعوذ باللہ منصب نبوت کے شایاں نہیں۔ مگر حضرت عیسےٰؑ جو خود فرماتے ہیں کہ میں اُس کا (محمد صلعم کا) عکس ہوں وہ میرا ظہور ہے۔ میں دردِ تھا وہ تسلی ہے۔ میں کا ہش کی تصویر تھا وہ کمال کی آیت ہے۔ میں سر تن زخم تھا وہ سراسر مرہم ہے۔ اُن کو خدائی کے رتبہ تک پہنچا گئے ہیں۔ معلوم نہیں کہ وہ کونسی خصوصیت ہے جو اُن کو خدائی کا مستحق ٹھہراتی ہے۔ اس خوفناک عقیدہ کے ماننے والے کوئی ایک یا دو شخص نہیں ہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں ہیں۔ اس سے بڑھکر آسمان کے نیچے کونسا ظلم ہوسکتا ہے کہ ایک انسان کو خدا بنایا جائے۔ اس سے زیادہ خوفناک کونسی خطا ہوسکتی ہے کہ خدا کی خدائی میں کسی کو شریک کیا جائے۔ اسی کی نسبت ہی قرآن شریف بڑے پرزور الفاظ میں فرماتا ہے:۔

تكاد السموات يتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ان دعوا للرحمن ولدا

یعنی اس ظلم عظیم سے جو مسیح کو خدا کا بیٹا بنایا جاتا ہے نزدیک ہے کہ آسمان اور زمین پھٹ جائیں۔ اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں۔

اے صاحبان! انسان کو خدا کہنے والی قوم اب دنیا کے تقریباً تمام حصوں میں پھیل گئی ہے۔ پس درحقیقت ہماری بڑی غلطی ہوگی کہ ہم جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام کہلاتے ہیں۔ ہم جو کہ توحید کو اپنی جانوں اور اپنے مالوں سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں اور ہم جو کہ **کنتم خیر امۃ اخرجت للناس** کا تمغہ زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ اور جو کہ قرآن جیسی کامل دینی کتاب کے حامل ہیں۔ ہم اس فتنہ کے زمانہ میں اپنے پیارے دین اور اپنی پیاری توحید کی حفاظت نہ کریں۔ اور اپنے پیارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے وہ انتہام نہ اٹھائیں جو دشمن آپ پر کھو پتے ہیں۔ کیا کسی غیور مسلمان کا حوصلہ پڑ سکتا ہے کہ اس کے باپ سے زیادہ شفیق اور ماں سے زیادہ مہربان نبی پر حملے کئے جائیں۔ اور وہ خاموش رہے۔ کیا کسی باحمیت مسلمان کی زبان بتیس دانتوں کے اندر اپنے نبی کی توہین سنکر بھی ٹھہری رہ سکتی ہے۔؟

صحابہؓ کے ایثار اور قربانیاں عزیزان! یہ توحید جو ہم تک پہنچی ہے اسکو ہمارے نبی صلعم کے صحابہؓ نے اپنے خون سے سینچا تھا۔ انہوں نے اپنے گھر بار چھوڑے۔ دنیا کے لذائذ اور دنیا کے نعماء پر لات ماری۔ اپنی عورتیں بیوہ چھوڑیں۔ اپنے بچے یتیم چھوڑے۔ مگر دین کو نہ چھوڑا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ چھوڑا پر نہ چھوڑا۔ عزیزان! اس سے بڑھکر قربانی کسے کہتے ہیں کہ اپنی جانیں دیدیں اپنا مال دے دیا۔ اور اپنی اولادیں اس راہ میں وقف کردیں جن کی مذہبی حمایت اور مذہبی جوش کی انتہا کن الفاظ میں بیان کی جائے۔ کہتے ہیں کہ جب لڑائی میں حضرت جعفرؓ کا ایک ہاتھ جس میں رسول اللہ کا جھنڈا پکڑا ہوا تھا۔ کٹ گیا۔ تو آپ نے فوراً دوسرے ہاتھ سے جھنڈے کو پکڑ لیا۔ جب وہ بھی کٹ گیا۔ تو پھر ہاتھوں کی بجائے ٹھڈی اور زخمی بازوؤں سے ہی اُسکو تھامے رکھا۔ اور گرنے نہ دیا۔ کیونکہ جھنڈے کا گرنا شکست کی علامت ہے۔ اور آخر کار ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جب جعفرؓ کے سر پر تلوار پڑی اور آپ شہید ہوکر نیچے گر پڑے تو اسوقت بھی جھنڈے کو نہیں چھوڑا۔ پہلے ایک ہاتھ۔ اور پھر دوسرا ہاتھ جھنڈے کی نذر کر گئے جان تو کبھی اس راہ میں فدا کردیتے ہیں۔ مگر اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ اسلام کا جھنڈا نیچے گر جائے۔ آپ مرتے مرتے اسکو ایسا مضبوط پکڑتے ہیں کہ مُردہ ہونے کی حالت میں بھی نہیں چھوڑتے۔ ایسی مثالیں کوئی ایک یا دو نہیں۔ بلکہ سینکڑوں ہیں۔ ایک دفعہ ایک بڑھیا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے تین بیٹے حضور کی نذر کرتی ہے۔ حضرت کمال رحم سے فرماتے ہیں کہ چونکہ مجھے دنیا میں انہیں بیٹوں کا سہارا ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ یہ لڑائی میں جائیں مگر آخر کار حضرت بڑھیا کے اصرار سے مان لیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ جب تینوں کے تینوں لڑکے لڑائی میں یکے بعد دیگرے مارے گئے۔ تو اس بڑھیا نے کہا کہ یا رسول اللہ آج میری مراد پوری ہوگئی آج میری کوکھ ٹھنڈی ہوگئی۔ اور آج میری عمر بھر کی کمائی پھل لے آئی۔ کہ میرے تینوں ہی بیٹے تیرے رستہ پر قربان ہوگئے۔ صاحبان! دنیا میں لڑائیاں کبھی ہوتی ہیں اور جان نثاریاں بھی کی جاتی ہیں مگر وہ جان نثاریاں نام کی خاطر۔ دولت اور شہرت کی خاطر کی جاتی ہیں مگر صحابہ کی قربانیاں محض دین کی خاطر تھیں ان میں دنیوی لالچ کی بو بھی نہیں تھی۔ عزیزان! وہ پاک گروہ تو اپنا مشن پورا کرکے کوچ کر گیا۔ وہ صف تو اب اٹھ گئی وہ پاک جماعت خدا کے ہاں عزت و آبرو پاکر سرخرو ہوگئی۔ (باقیدارد)

نامۂ ووکنگ

ضروری اور دلچسپ نوٹس

منشرات سے نجات کا واحد ذریعہ "دین اسلام" کے عنوان سے ایک کتاب ایک انگریز مسٹر جی ولیمز ہیری نے حال ہی میں لکھی ہے۔ جس پر ۸ فروری سنہ ۱۹۲۰ء کے "سنڈے ٹائمز" نے ایک مختصر سا ریویو لکھا اور بتایا ہے کہ "مسٹر موصوف نے یہ مدبرانہ اور رہنمائی کرنے والی کتاب ایک ایسے مضمون پر لکھی ہے جو بہت سے مغربی قلوب کی خیالات آفرینیوں سے پامال ہو چکا ہے۔"

"دین اسلام" کی بابت ٹائمز یہ تعریف کرنے کے بعد کہ "یہ ایک تحریک ہے جو تمام دنیا کے مسلمانوں کو قومی تفریقات کو برطرف کرکے ایک سلک اخوت میں منسلک و متحد کر دیتی ہے" اور ان کے ساتھ ہی موجودہ اسلامی سیاسی مسائل کا ذکر کرنے اور یہ بتانے کے بعد کہ "اگر خلافت کو اپنا مرکزی مقام بدلنا بھی پڑے۔ تو بھی اسلام کے اصول اور معتقدات ایک متحدہ طاقت کا رنگ زائل نہیں کر سکتے" آخر میں اس کے متعلق اپنے خیالات کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور ٹائمز لکھتا ہے کہ:-

"مسٹر ہیری اس روحانی دین اسلام کو پوری عزت اور قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور انکی رائے میں مسلم عقیدہ ہی ایک عقیدہ اور مذہب ہے جو ایک مسلمان کے لئے سزاوار اور لائق شرف ہے۔"

اس سے بڑھکر چند اور لفظ اسلام کے ساتھ ان کی عقیدت اور اُن کی قدرشناسی کو نمایاں کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"امریکن پراٹسٹنٹ مشن عیسائیت کی حمایت میں بڑی بلند آہنگی کے ساتھ اس بات کا شاکی ہے کہ افریقہ میں بالخصوص ہمارے منتظمین نوآبادیات عیسائی مشنوں کو وہ امداد نہیں دیتے۔ جو عیسائی گورنمنٹوں پر دینی لازمی ہے۔ لیکن اصل چیز جو ایک افریقی کو تباہ اور برباد کرتی ہے۔ وہ شراب ہے۔ اور مسٹر ہیری کا دعویٰ ہے کہ "اسلام ہی ایک مذہب ہے جو شراب سے بکلی احتراز پر زور دیتا ہے۔ اور یہی ایک ایسی راہ ہے۔ جس پر چلکر ایک افریقی شراب سے بچ سکتا ہے۔"

ٹائمز نے اس زبردست دعوے کو نقل کرکے اپنی طرف سے یہ ریمارک دیا ہے کہ "یہ جواب بحث کو بالکل ختم کر دینے والا تو نہیں۔ البتہ یہ ایسی اہمیت ضرور رکھتا ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا"

یہ ہے اس حقیقت نفس الامری کا اقرار۔ جسکو اسلام نے تیرہ سو برس پہلے دنیا کی نجات کا موجب سمجھا اور بتایا اور دعویٰ کیا ہے کہ آج بھی اسلام ہی اس اور ایسے ہی قائم کردہ اصولوں پر عمل کر کے دنیا امن کا نقشہ دیکھ سکتی ہے امریکہ کی مثال اس بارہ میں شاہد عادل ہے۔

بہر حال مسٹر ہیری کا یہ کھلا اعتراف حقیقت اور اسلام کی قدرشناسی قابل تحسین ہے اور لائق شکریہ۔

اللہ تعالیٰ انہیں بھی اسلامی اخوت کے اس سلسلہ میں منسلک ہونے کی توفیق دے۔ آمین!!!

تاجر اور بوچر مشرق اور بالخصوص ہندوستان میں تو بعض خاص خاص پیشے اور سبھی رتبے خاص اقوام یا نچلے درجہ کے لوگوں کے لئے مخصوص ہیں۔ اور اعلیٰ طبقہ کے لوگ ان کو ہاتھ بھی لگانا اپنی ہتک سمجھتے ہیں کچھ یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے کہ ان کاموں اور تجارتوں کی عملی شکل ایک حد تک گھنونی ہوتی ہے۔ جسکی وجہ سے اعلیٰ طبقہ کے لوگ اس میں حصہ نہیں لیتے اس خاص وجہ یا ہتک کے سوال کو نظر انداز بھی کرکے ایک حد تک یہ فائدہ مند ہی معلوم ہوتا ہے کہ غربا کے ہاتھ میں بھی خاص خاص تجارتوں سے بہترین سبیل معاش کی کوئی صورت ہو۔ لیکن مغرب کا یہ حال نہیں یہاں ایک اعلیٰ سے اعلیٰ شخصیت اور حیثیت کا آدمی بھی ہر ایک ویسی تجارت کرتا ہے۔ جسکو ہمارے امرا اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ مثلاً ہمارے ہندوستان میں کونسا آنریری مجسٹریٹ بوچر کہلانا پسند کریگا۔ لیکن یہاں ووکنگ میں ایک آنریری مجسٹریٹ جو جسٹس آف پیس کہلاتا ہے بوچر بھی ہے۔ یہ نہیں کہ مزا نوکروں ہی سے وہ کام لیتا ہو۔ بلکہ خود اپنے ہاتھ سے بھی وہ کام کرتا اور گوشت بناتا ہے۔ اور مزا یہ کہ جسٹس آف پیس کے ساتھ بوچر کہلاتا ہے۔ بلکہ دوکان پر خود بورڈ آویزاں کر رکھا ہے۔ "مسٹر ہارٹ بوچر" اور آگے چلئے۔ لنڈن کے سیوائے ہوٹل میں بعض ممبران پارلیمنٹ اور ارکان سلطنت ایک بوچر کی دعوت کرتے۔ اس کے شکریہ سے بھری ہوئی تقریریں کرتے اور اس کا جام صحت پیتے ہیں۔ اس لئے کہ اس نے جنگ کے اندر گوشت سے افواج کو پورے طور پر سیر رکھا۔ کہتے ہیں کہ پورے بیاس ملین ٹن گوشت اس نے دوران جنگ میں حاصل کیا اور اسکو میدان جنگ میں پہنچایا۔ اسی وجہ سے متحدہ افواج کے سپاہی دوسری پیپلز سنڈیکیٹ اور سامان حرب کے ختم ہو جانے کے باوجود گوشت کی کمی کے بھی شاکی نہیں تھے نہ صرف جنگ میں بلکہ اس کے بعد بھی اس لیڈر کی کوششیں گوشت کے متعلق فائدہ کا موجب ہوئیں۔ اور معاہدہ صلح کے دن سے آج تک گوشت کی Zanehendale [illegible] کی قیمت ایک شلنگ تین پنس فی پونڈ تھی۔ آج وہ گھٹ کر ساڑھے دس پنس رہ گئی ہے۔ اور اس لیڈر نے بورڈ آف ٹریڈ (ایوان تجارت) کو جو مشورہ دیا ہے اس سے اور بھی کم ہو کر نو پنس رہ جائیگی"

جانتے ہو یہ لیڈر کون ہے؟ لفٹنٹ کرنل سر ٹامس بی رابنسن سابق ایجنٹ جنرل کوئنز لینڈ۔

ایسے ذی وجاہت اور بڑے بڑے امرا کو بھی ایسی ایسی تجارتوں میں حصہ لینا ہی شاید اس باہم آویزی کا موجب ہے جو آئے دن لیبر پارٹی اور ان صاحب ثروت دعجاہ کے درمیان رہتی ہے۔ کیونکہ اول الذکر کے ہاتھ میں سوائے لوگوں کی نوکریاں کرنے اور صبح سے شام تک محنت سے چند ٹکے بنانے کے (جو کسی طرح کے بھی اُنکے گزارہ کے لئے مکتفی نہیں) اور کوئی راہ نہیں رہجاتی۔ روپیہ کی نہر امرا اور ذی وجاہت لوگوں کے گھروں میں بہتی ہے اور غربا صرف اس نہر کو جاری رکھنے کے کام کرتے ہیں۔ اگر یہ امرا آج اپنی بڑی بڑی آبائی جائدادوں یا سرکاری عہدوں کی آمدنیوں پر قناعت کرلیں اور غربا کے لئے تجارت کا رستہ کھلا چھوڑ دیں تو لیبر اور Millionaire صاحبان مال کی باہم آویزی آج ختم ہو جائے ✦

کثرت جرائم اور اسکے اسباب سال حال کے شروع میں لنڈن کی میٹرو پولیٹن پولیس کی رپورٹ اس خوش خبری کو لیکر شائع ہوئی تھی کہ جرائم کی کثرت روبتنزل ہے اور گذشتہ سالوں کی نسبت سنہ ۱۹۱۹ء میں خاص قسم کے جرائم مثلاً ظلم و ستم میں خاص کمی ہوئی ہے۔ اگرچہ بعض دوسری قسم کے جرائم میں زیادتی بھی نظر آتی ہے لیکن اس رپورٹ کو شائع ہوئے ابھی شاید ہی کوئی دن گذرا ہو کہ بعض تازہ ہولناک واقعات نے عامتہ الناس میں ایک سنسنی پیدا کر دی جنہیں بڑے ڈاکوں پر ڈاکہ زنی اور آتش زنی کے بعض دوسرے واقعات کا ذکر کرنے کے بعد ٹائمز لکھتا ہے کہ کمشنر میٹروپولیٹن پولیس جس نے سات کانسٹبلوں کو اس لئے موقوف کر دیا ہے کہ انہوں نے صبح بہت سویرے اپنی متعینہ جگہوں کو بے حفاظت چھوڑ دیا اس نے اعلان کیا ہے کہ "جرائم جو ظلم و ستم کا رنگ رکھتے ہیں۔ میٹروپولیٹن پولیس ڈسٹرکٹ میں بہت عام ہو گئے ہیں"

۱۵۔جنوری سنہ ۱۹۲۰ء تک دو مہینہ کے جو اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ صرف لنڈن ڈسٹرکٹ میں ان دو مہینوں کے اندر ۲۶ گرفتاریاں ڈاکہ زنی کی وجہ سے عمل میں آئیں ۴۸ گھروں میں نقب زنی کی وجہ سے ۱۵۰ دکانوں کے اندر نقب زنی کی وجہ سے۔ ۱۹ چوری کے الزام میں اور ۲۵ زیادہ سخت چوریوں کے جرم میں۔ ان میں سے ایک ملزم کئی کئی سخت الزامات میں گرفتار ہوئے۔ مثلاً ۱۰ ملزمین تین سو سے زائد دوکانوں میں نقب زنی کے مرتکب تھے اور ایک اکیلا ملزم ۲۸ اسی قسم کے الزامات میں گرفتار ہے

صرف لنڈن ہی میں نہیں پیرس سے بھی اسی قسم کی بلکہ اس سے بڑھکر خطرناک جرائم کی خبریں آرہی ہیں راہ چلتوں کو پکڑ لینا اور دو مکوں کی ضرب یا ریوالور کا نشانہ بناکر اس کا کیسہ خالی کرلینا ایک معمولی بات ہے ان واقعات کی اہمیت شاید پیرس کے ایک بڑے عہدہ دار کے اس بیان سے واضح ہو سکے جو لکھتا ہے کہ "جنگ کے بعد لوگ ریوالوروں اور چاقوؤں سے زیادہ آسانی کے ساتھ کھیلنے لگ گئے ہیں"

سنما اور اخبارات جرائم کی اصلی وجہ ہیں کثرت جرائم کی اس تفصیل سے زیادہ شاید یہ بات دلچسپی کے ساتھ پڑھی جائے کہ جرائم کے اسباب میں سب سے بڑے اسباب سنما اور اس کے بعد اخبارات قرار دیئے گئے ہیں۔ یوں تو جرائم کے مرتکب زیادہ تر فوجیوں سے فارغ شدہ لوگوں کو پایا جاتا ہے۔ جن کو کسی دوسرے کام کو حاصل کرنے سے انکار اور اپنی کوششوں میں ناکام رہیں اور با کام کی رغبت ہی نہیں رہی لیکن جرائم کی طرف نوجوانوں کی رغبت کہا جاتا ہے۔ اور خود ٹائمز اس کا ہم نوا ہے کہ سنما کی وجہ سے ہے جہاں ایسے ایسے جرائم کی تصاویر دکھائی جاتی ہیں نوجوان وہاں سنسنی خیز واقعات کی تصاویر دیکھتے ہیں ایک شخص کسی کے گھر میں نقب لگاتے یا بنک میں ڈاکہ مارتے ہوئے دیکھ لیتے ہیں اور اس سبق کو اس لئے بھی قابل سمجھتے ہیں۔ کہ یہ اُن کی شہرت اور ناموری کا موجب ہوگا کیونکہ جہاں ایسا خطرناک جرم کسی نے کیا۔ فوراً اخباروں میں مع تصاویر اسکی تفصیلات چھپ گئیں۔ اور سنما میں بڑے ہی انسان اس بہادرانہ فعل کو دیکھکر عش عش کرنے لگے۔

ٹائمز نے تو صرف سنما ہی کا ذکر کیا ہے۔ لیکن سنٹرل کریمنل کورٹ میں اس کثرت جرائم کا ذکر کرتے ہوئے جسٹس ڈارلنگ نے اخبارات کو بھی اس کے اسباب میں شریک بتایا ہے ایسا ہی جج ایتھرے جونز نے صاف طور پر کہا کہ "اس میں کوئی شک نہیں کہ جرائم کی متعدد مرض زیادہ تر اخبارات نے پھیلائی ہے۔ لوگ جرائم کی سنسنی خیز تفصیلات کو اخبارات میں پڑھتے ہیں۔ جس کا کمزور دلوں اور کم عقلوں پر یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی بڑے ہی بہادر لوگ ہیں۔ جن کے ایسے کارنامے شائع ہوئے ہیں ہمیں بھی اُن کی پیروی کرنی چاہئے"

یہ خیال کہ لوگ بہادری کے کارنامے سمجھکر پیروی کی کوشش کرتے ہیں۔ چاہے صحیح نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک بڑی بات کی تفصیلات بڑا ہی اثر پیدا کرتی ہیں۔ ناولوں کو دیکھ لو۔ کیسے کیسے عبرت خیز پیرایوں میں لکھے جاتے ہیں۔ لیکن ان میں جن باتوں کو بیان کیا جاتا ہے وہ کوئی اچھا اثر تو پیدا نہیں کرتیں۔ ہمارے خیال میں یہ بھی اس کا بڑا سبب ہو سکتے ہیں ✦

کیا ہمارے ہندوستان کے اخبارات اور دوسرے ذی ہوش اصحاب مغرب کے ان تجارب سے فائدہ اٹھاکر ایسے اسباب (ناول۔ سنما یا تھیٹر وغیرہم) کے سد باب کی طرف متوجہ ہوں گے؟

قسطنطنیہ کا فیصلہ لارڈ برائیس اور سر جارج روس کیپل قسطنطنیہ کے ترکوں کے پاس رہنے کا جو فیصلہ صلح کی سپریم کونسل میں بے لاگ فرانسیسی اثر و اقتدار نے کرایا ہے اس نے انگریزی عیسائی حلقوں میں سخت بے چینی اور اضطراب پیدا کر دیا ہے ایک میموریل جس پر بڑے بڑے پادریوں، بہت سے ارکان سلطنت اور لارڈوں اور پروفیسروں وغیرہ کے دستخط ہیں۔ مسٹر لائڈ جارج کو کلیسا کی طرف سے بھیجا گیا ہے اس کے علاوہ ایک لارڈ برائیس نے ایک مضمون ڈیلی ہیرلڈ میں لکھا ہے جس میں ان دو باتوں پر بالخصوص زور دیا ہے۔

(۱) قسطنطنیہ مسلمانوں کا کوئی مقدس مقام نہیں۔

(۲) لارڈ موصوف کو تحقیقات سے یہ معلوم ہو گیا ہے۔ کہ ہندوستان میں ٹرکی کے خلاف فیصلہ ہونے سے کوئی ہلچل نہیں پھیل سکتی۔ ہمارے ناظرین سر جارج روس کیپل سابق کمشنر صوبہ سرحدی کے نام سے خوب واقف ہوں گے۔ انہوں نے لارڈ برائیس کے جواب میں ایک زبردست مضمون ۲۴ فروری کے ٹائمز میں لکھا ہے اور ہندوستان کی ہلچل کے متعلق ذکر کرتے ہوئے یہ صاف بتایا ہے کہ "لارڈ برائیس کو موجودہ ہندوستان کا علم نہیں۔ چھ کروڑ غیر مسلح مسلمانوں کا غیر مرتب ہجوم جو کسی نظام کے ماتحت نہیں بیشک کوئی فوجی خطرہ نہ ہو۔ لیکن دشمنی کا بیج اُن کے دلوں میں بویا جا سکتا ہے اس کے علاوہ ایک اقرار اور عہد کو توڑنے کے لئے یہ ایک

نہائت بودی دلیل ہے۔ اور وہ نتائج ہماری نظروں سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ جو اپنے گھر کے دروازہ کے اندر کے بعض دشمنوں کی طاقت کے اندر ہی اندر کام کرنے سے پیدا ہوسکتے ہیں!"

رہا یہ کہ قسطنطنیہ مسلمانوں کا مقدس مقام ہے یا نہیں۔ سر جارج رائکھاہے کہ "۔۔۔ ان کے بہترین جج مسلمان ہیں نہ کہ ہم۔ قسطنطنیہ اس قدر صدیوں سے اسلامی سلطنت کا دار الخلافہ چلا آتا ہے کہ پوپ کی روم کے ساتھ وابستگی سے بہت بڑھ کر وہ خلافت کی قرار گاہ کا استحقاق رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کا جاتے رہنا دنیوی طاقت پر ایک مُہلک ضرب ہوگی۔ جو خلیفہ یعنی سلطان کے لئے ضروری ہے"

سر جارج کا یہ بیان اور بھی اہمیت رکھتا ہے کہ "دوران جنگ میں ہندوستانی مسلمان سخت سے سخت حالات میں بھی مضبوط اور اپنی اطاعت شعاری اور وفاداری میں ثابت قدم رہے۔ اور ہر طریق سے ہماری امداد کی۔ شائد اس خیال سے بھی کہ ٹرکی کی قسمت کا فیصلہ کرتے وقت اُنکی خدمات کو ملحوظ رکھا جائیگا۔ بعضوں کو کچھ شبہ بھی پیدا ہوگا۔ اور مجھے اُن کو یقین دلانے میں سخت مشکل اٹھانی پڑی۔ لیکن وزیر اعظم کے اس اعلان نے کہ "ہم ٹرکی کو ایشیائے کوچک اور تھریس کے مشہور مقامات سے محروم کرنے کے لئے جنگ نہیں کر رہے" تمام شبہات کا ازالہ کردیا۔ کیونکہ اس بیان کی جو ایک مقدس عہد سمجھا جاتا تھا۔ خوب اشاعت کی گئی۔ اور اسے آخری فیصلہ سمجھا گیا۔"

سر جارج آگے چلکر لکھتے ہیں۔ کہ "اس موسم خزاں سے پہلے ہندوستان سے واپس ہوتے ہوئے میں نے شمال مغربی صوبہ کے ہر ایک ذی وجاہت مسلمان کو خیر باد کہی۔ اور رستہ میں پنجاب اور بمبئی میں اور بھی بہت سے مسلمانوں سے ملا۔ ان سب نے آئندہ ترکی فیصلہ کے متعلق بے چینی کا اظہار کیا اور اسے اپنی قوم کی آئندہ قسمت کا فیصلہ قرار دیا۔"

سر جارج لکھتے ہیں کہ "یہ جذبہ عام ہے۔ اور یہ بالکل لوگوں کے سب کے اپنے ہی دلوں کا نقشہ ہے کسی تحریک اور ایجی ٹیشن کا نتیجہ نہیں اگر اب Bag and baggage پالیسی ترکی کے بوریا بستر بند کروانے کی راہ کو اختیار کیا گیا۔ تو یقیناً اسے عہد شکنی پر محمول کیا جائیگا۔ اور کل دُنیا میں نہائت بُری طرح سے اسپر نفرت کا اظہار ہوگا۔ یقیناً ان لوگوں کی اپیلیں جنہوں نے اپنے آپ کو سلطنت برطانیہ کی حکومت میں ہمارا بہترین دوست ثابت کیا۔ کم از کم ہمدردانہ طور پر غور کئے جانے کی مستحق ہیں!!"

آخر میں مسلمانوں سے اپنی واقفیت ان الفاظ میں ثابت کی ہے کہ "میں ہندوستانی مسلمانوں کے جذبات کا تھوڑا بہت علم رکھنے کا دعویٰ کر سکتا ہوں۔ کیونکہ تیس سال سے زیادہ عرصہ تک میں اُن کے اندر رہا ہوں۔ اور بہتوں کے ساتھ میری خوب واقفیت اور تعلقات رہے ہیں۔ اور گیارہ برس تک ایک مسلمان صوبہ پر مسلمان افسروں کے توسط سے میں نے حکومت کی ہے"

سر جارج روس کیپل کے علاوہ ایک زبردست مضمون مسٹر مارنیمن سابق ایڈیٹر بمبئی کرانیکل نے بھی ڈیلی ہیرلڈ میں لکھا ہے اور نہائت زبردست دلائل اور چیلنج کے ساتھ لائیڈ جارج کو دبایا ہے۔ دیکھئے ان سب باتوں کا لارڈ موصوف پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اور انکی بہم پہنچائی واقفیت اُنہیں کیا کام دیتی ہے ❊

امرتسر اور سر مائیکل اوڈوائر

ہنٹر کمیشن کے سامنے جنرل ڈائر کے اس بیان نے کہ سر مائیکل اوڈوائر سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب نے تار کے ذریعہ اس کے مظالم کو سراہا اور اس طریق عمل کو منظور کیا تھا۔ ٹائمز کو کچھ نکتہ چینی پر مائل کیا۔ اس پر سر مائیکل اوڈوائر نے دہلی سے بیٹھے ہوئے ایک چٹھی لکھی۔ اور ٹائمز کو بتایا۔ کہ یہ بالکل غلط ہے کہ میں نے کوئی تار جنرل ڈائر کو دی تھی۔ تو میرے سکرٹری نے مجھ سے آکر کہا کہ اس کے اس طریق عمل کو ہمیں منظور کرنا چاہئے اور اس پر اظہار تحسین ہونا چاہئے۔ اسکو میں نے بھی تسلیم کیا اور میرے سکرٹری نے ٹیلیفون کردی۔

ٹائمز نے اس چٹھی کو چھاپنے کے ساتھ ایک زبردست ایڈیٹوریل لکھا ہے۔ اور زوردار الفاظ میں اس پر جرح کی ہے۔ وہ کہتا ہے سر مائیکل اوڈوائر نے خود تار دی۔ یا اُن کے سکرٹری نے اس کی رضامندی سے ایسا پیغام بھیجا۔ اس میں فرق کیا پڑگیا اور سر مائیکل اوڈوائر کیونکر ذمہ داری سے سبکدوش ہوگئے

اسی پر ایک اینگلو انڈین مسٹر ایچ بیچی نے بھی ایک چھوٹی سی مراسلت لکھی ہے اور بتایا ہے کہ "میں خود ہنگامہ کے وقت موقعہ پر موجود تھا۔ اور انتظامات کی بحالی میں میرا بھی حصہ ہے

اور پارلیمنٹ کو امرتسر کے قتل عام اور دوسری شرمناک کارروائیوں کے متعلق کوئی فیصلہ کرنا چاہئے۔

مسٹر موصوف نے سر مائیکل اوڈوائر کی مراسلت کو غلط بیانیوں سے بھرا ہوا بتاتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ ۱۰ر اپریل ۱۹۱۹ء کے بعد امرتسر میں عام طور پر کوئی ہلچل نہ تھی۔ حتیٰ کہ ۱۳ اپریل ۱۹۱۹ء کا دن وہ تھا جب وہاں کے باشندوں کا قتل عام کیا گیا۔ باوجود اس کے سر مائیکل اوڈوائر نے اسکو "کھلی بغاوت" قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے "باغی گروہ امرتسر کے عظیم الشان شہر پر قابض تھے"۔ نامہ نگار کے نزدیک یہ واقعات کو علانیہ بگاڑ کر پیش کرنا ہے اور ایسا ہی اس کے نزدیک سر اوڈوائر کا یہ بیان بھی غلط ہے کہ "امرتسر کے لوگ قانون شکن اور دھوکہ باز ہیں" انہوں نے ببانگ بلند اس بات کی شہادت دی اور "اس بڑے شہر اور عام طور پر پنجاب سے اپنی زندگی بھر کی واقفیت" کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ میں اس زندگی بھر کے تجربہ اور واقفیت کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ "دوآبہ کے باشندے دوسرے صوبوں کے باشندوں سے زیادہ آسانی کے ساتھ قابو میں آجانیوالے اور سب سے زیادہ مطیع و فرمانبردار واقعہ ہوئے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ جرائم کے اعداد و شمار میری اس بات کی تائید کریں گے!"

مسٹر موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ سر مائیکل اوڈوائر نے اُن باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا کہ ۱۰ر اپریل کے ہنگامہ کی صحیح کیفیت کا وائسرائے کو پتہ دینے کے لئے انہوں نے کیا راہ اختیار کی۔ اور تمام واقعات کے متعلق وہ خاموش ہیں۔ جو برطانوی پبلک کی ان باتوں سے بکلی بے خبری کا موجب ہوئے۔ جو فی الحقیقت امرتسر اور لاہور ان کی لفٹنٹ گورنری کے زمانہ میں (جسے انہوں نے ۲۰ مئی کو چھوڑا) واقعہ ہوئیں!"

دیکھئے سر اوڈوائر ان کا کیا جواب دیتے ہیں۔

مسٹر بیچی کا بیان اور اہل پنجاب بالخصوص امرتسر کی وفاشعاری کا اعتراف بہر حال قابل شکریہ ہے ❊

خاکسار۔ دوست محمد از ووکنگ انگلینڈ

عرب پر پادریوں کی نظریں

رسالہ "مسلم ورلڈ" لکھتا ہے کہ "تمام شمالی افریقہ عیسائی تھا جس کے تمام گرجے اسلام نے برباد کر دیئے۔ جنوبی مصر عیسائی تھا۔ نجران۔ یمن۔ سکوترہ۔ عرب سے مسلمانوں نے عیسویت کو اُکھاڑ کر پھینکدیا ہے۔ اور اُن علاقہ جات میں اب مصلوب کی کوئی زندہ یادگار نہیں رہی۔ اس لئے موجودہ نسل کی موجودگی میں اسلامی دنیا کا عیسائی بنانا ہمارا سب سے ضروری فرض ہونا چاہئے۔ جب تک کہ وہ دون فتح نہ کیا جائے دیگر سرحدات پر کامل فتح نہیں ہو سکتی"

مطلب صاف ہے کہ جب تک عرب کا ملک عیسائیت اختیار نہ کرے۔ دیگر اسلامی ممالک میں کامل اشاعت عیسویت کی نہیں ہو سکتی۔ اب یہ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ متعصب پادریوں کے اس چیلنج کو جو انہوں نے ڈنکے کی چوٹ تمام اسلامی دنیا کو دیا ہے۔ قبول کرکے یہ ثابت کردکھائیں کہ اس دون کا قلعہ بھی ناقابل تسخیر ہے۔ جیسے فرنچ قوم نے جرمن افواج کے متواتر حملوں کے باوجود وردون کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اسی طرح سے اس گئی گذری حالت میں بھی مسلمان عیسائی مذہب کا قدم عرب کی سرزمین پر نہ لگنے دینگے مگر اس چیلنج کا قبول کرنا زبانی جمع خرچ کا کام نہیں۔ بلکہ مقابلہ اُس دشمن اسلام سے ہے۔ جس کی پشت پناہ پر کئی کروڑ روپے کے خزانے اور بیشمار عربی لٹریچر اپنے مذہب کی تائید میں مفت بکھیرنے کے لئے موجود ہے۔ مسلمان اگر زیادہ نہ کریں۔ تو صرف اس زمانہ کے مجدد حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کی بنا پر۔ جس کے مسیحا نفس پر ہی اس زمانہ میں اسلام کی حیات ہے۔ عیسویت کی تردید میں چھوٹے چھوٹے رسالے عربی ٹائپ میں چھپوا کر عرب کے جملہ بندرگاہوں پر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کردیں قافلوں کے ذریعہ سے وہ خود اندرون ملک میں پھیل جاوینگے۔

وفات مسیح کا مسئلہ اسلام کے لئے زندگی اور عیسویت کے لئے موت کا موجب ہے۔ اس حربہ کو عیسائیت کے مقابلہ پر کبھی نہ چھوڑو۔

خط وکتابت کرتے وقت نمبر چٹ خریداری اور اپنے پورے ایڈریس سے صاف صحیح عبارت میں لکھیں کہ تعمیل میں سہولت ہو

مینیجر پیغام صلح

لمعات

لذاتِ دُنیا تو ایک قسم کی ناپاک حرص پیدا کرکے طلب اور پیاس کو بڑھا دیتی ہیں۔ استسقاء کے مریض کی طرح پیاس نہیں بجھتی۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہوجاتے ہیں۔ پس یہ بیجا آرزوؤں اور حسرتوں کی آگ بھی منجملہ اُسی جہنم کی آگ کے ہے جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں لینے دیتی بلکہ اسکو ایک تذبذب اور اضطراب میں غلطاں پیچاں رکھتی ہے ❊ (مسیح موعودؑ)

دو چیزوں کے باہم تعلق اور رگڑ سے ایک حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح پر انسان کی محبت اور دُنیا اور دُنیاکی چیزوں کی محبت کی رگڑ سے الٰہی محبت جل جاتی ہے اور دل تاریک ہوکر خدا سے دُور ہوجاتا اور ہر قسم کی بیقراری کا شکار ہوجاتا ہے ❊ (مسیح موعودؑ)

مسلمانوں کی کاہلی اور سستی کے اسباب

(۱) علماء و مشائخ جو دینی امام و رہبر تھے وہ خود اعمال میں سست اور بے عمل ہیں۔ اُن کے بُرے نمونے کا بُرا اثر قوم پر پڑا ❊

(۲) امرا جن کا اثر دوسرے درجہ پر قوم پر پڑتا ہے اُنکی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اُن کی بدعملی۔ بداخلاقی کا اثر عوام پر پڑا۔

(۳) تمام اختلاف جو مسلمانوں میں ہے اُس نے لوگوں کو حیران اور ناکارہ کردیا ہے۔ امر حق پہنچنے کے لئے مشکلات کا سامنا ہے

(۴) ہر شخص یہی خیال کرتا ہے کہ جو کچھ اُس نے سمجھا ہے وہی کافی ہے۔ کسی دوسرے کی تحقیقات اس کے مقابل لاشے ہے اس لئے اس خیال نے دوسروں سے استفادہ اور استفاضہ میں روک پیدا کردی ہے جس سے قومی ترقی میں روک پیدا ہوگئی ہے

(۵) مذہب کی ضرورت ہی نہیں سمجھی جاتی۔

(۶) اگر مذہب کی ضرورت قدرے سمجھی جاتی ہے تو صرف عوام کے لئے۔ اور پھر مذہب کو چند مصالح قومی کا نام دیا جاتا ہے ❊

(۷) پُرانے آدمی ایام جاہلیت کا نمونہ اور نئی روشنی سے بالکل محروم ہیں ❊

(۸) سزا کی پرواہ نہیں۔ کہتے ہیں نجات ضرور ہوگی۔ غیر منقطع سزا نہیں ہوگی ❊

(۹) مذہب پر یقین تام نہیں۔

(۱۰) مزاج و عادت میں شرارت ہے ❊ (نور الدین)

شہوت کے مقابلہ میں اگر انسان عفت سے کام نہ لے تو مندرجہ ذیل گناہوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

(۱) بدنظری۔ (۲) آنکھوں کی خیانت۔ (۳) آنکھوں کا زنا۔ (۴) زبان کا زنا۔ (۵) کانوں کا زنا۔ (۶) اعضاء کا زنا جس میں علق و لواطت۔ زنا شامل ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسا شہوت پرست انسان۔ جریان۔ ضعف قوت انسانیہ و حیوانیہ و طبیعیہ کا شکار ہو جاتا ہے۔ فکر۔ رنج۔ غم۔ کم ہمتی۔ کم حوصلگی۔ پھر سوزاک۔ آتشک۔ موت اولاد۔ جذام۔ اور پھر قتل اس کے نتائج ہیں۔ اور جعلنا عالیھا سافلھا کا بڑا بھاری موجب یہی ہوتا ہے۔

ہاں اسی بدنظری کے سوشل بدنتائج۔ نکاح بلا ولی۔ سخت بدنامی۔ اولاد پر بداثر۔ اسقاط بھی ہوتے ہیں۔ جب یہ حال ہے تو پھر خدا کی سُنو:۔

فلا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا ❊ (نور الدین)

وعظ کا منصب ایک اعلیٰ درجہ کا منصب ہے اور وہ گویا شانِ نبوت اپنے اندر رکھتا ہے بشرطیکہ خداترسی کو کام میں لایا جائے۔ (مسیح موعودؑ)

یہ بالکل سچی بات ہے کہ قول کی طرف قائل کی طرف مت خیال کرو۔ اس طرح پر انسان سچائی کے لینے سے محروم رہ جاتا ہے اور اندر ہی اندر ایک عجب و نخوت کا بیج پرورش پاجاتا ہے کیونکہ یہ اگر صرف سچائی اور صداقت کا طالب ہے تو پھر دوسروں کی عیب شماری سے اسکو کیا غرض ❊ (مسیح موعودؑ)

طبیب کے لئے جیسا ضروری ہے کہ تشخیص عمدہ طور پر کرے۔ اسی طرح پر وعظ کے منصب کا یہ فرض ہے کہ وعظ دینے سے پہلے اُن لوگوں کی امراض کو مدنظر رکھے جن میں وہ مبتلا ہیں ❊ (مسیح موعودؑ)

وعظ کہنے والا اپنے اندر خاص قسم کی اصلاح کا موقع پالیتا ہے کیونکہ لوگوں کے سامنے یہ ضروری ہوتا ہے کہ کم از کم اپنے عمل سے

پنج ککار " کچھ - کڑا - کرپان - کنگھا - کیس" کو نجات کے لئے ضروری سمجھنا ایک فضول عقیدہ ہے اس سب پر طرہ یہ کہ گرنتھ صاحب میں بجائے حکم کے پانچ ککار کے اعلےٰ رکن کیسوں کی تردید موجود ہے۔ دیکھو سری کبیر جی اپنے شلوکوں میں لکھتے ہیں

شلوک

[illegible]

اُردو

کبیر پریت اک سیو کئے آن دبدھا جائے
بھاوے لانبے کیس کر بھاوے گھر ڑ منڈائے

کبیر جی فرماتے ہیں کہ ایک خدا سے محبت کرنے سے دو مسرے تمام شک رفع ہو جاتے ہیں خواہ کوئی لمبے کیس زلفیں رکھے اور خواہ گھرڑ منڈائے یعنی استرا پھروالے کبیر سری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج گرنتھ صاحب میں فرماتے ہیں کہ:۔ شلوک

[illegible]

اُردو

تیرتھ کوٹ کئے اشنان دیئے بہو دان مہا برت دھارے
دیس پھرو کر کھیں تپو دھن کیس دھرے نہ ملے ہر پیارے

ترجمہ:۔ گنگا - جمنا - گیا وغیرہ تیرتھوں پر کروڑہا اشنان کرنے اور وہاں بہت کچھ دان دینے سے اور ایکادشی - پنچ منگلواری - کردا وغیرہ برت رکھنے سے اور مختلف اقسام کے لباس فقیرانہ پہن کر خانہ بدوشوں کی طرح دیس بدیس پھرنے سے اور دھونی وغیرہ تپسیا کرنے سے اور کیس رکھنے سے اے میرے پیارے بھائی خدا نہیں ملتا - بلکہ اس کے ملنے کا طریقہ یوں فرمایا کہ:۔

[illegible]

سب سن لو میں سچ کہتا ہوں کہ جس نے خدا سے محبت کی۔ اُس نے اُسکو پایا۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ اپنے کلام مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے کہ والذین امنوا اشد حبا للہ۔

تازہ ترین خبریں

آیرلینڈ میں کشت وخون

ایک مجسٹریٹ کا قتل

لنڈن - الڈ ربین ایلن بل کا قتل نواں قتل ہے جو ۲۰ جولائی سے ڈبلن میں ہو چکے ہیں - ان میں ۶ مقتولین ملازمان پولیس تھے مسٹر بل کا سن ستر برس تھا۔

جب ٹریم گاڑی جس میں مقتول سوار تھا - ایسی جگہ پہنچی جہاں کوئی آدمی نہ تھا - تو ان قاتلوں نے جو گاڑی سے باہر تھے گاڑی کے تار کھینچ لئے - اسکے ساتھ ہی جو قاتل گاڑی کے اندر بیٹھے ہوئے تھے مقتول پر جھپٹ پڑے - مسٹر بل ہکا بکا سا ہو گیا - قاتل اُسے کھینچکر سڑک پر لے گئے - اور فوراً اُسے قتل کر دیا گیا - باقی مسافروں نے ڈر کر مزاحمت نہ کی۔

لنڈن - دیوان عام میں مسٹر بونرلا نے بیان کیا کہ ۸ - اشخاص نے ٹریم گاڑی روک لی - اور مسٹر ایلن بل کو شارع عام میں قتل کر ڈالا - مقتول قلعہ ڈبلن میں ریزیڈنٹ مجسٹریٹ اور مشہورہ مجالس کی تحقیقاتی کمیٹی کے صدر تھے۔

ایک نانبائی کا قتل

لنڈن - ایک نانبائی کا دروازہ نصف شب کو زور سے کھٹکھٹایا گیا - نانبائی نے دروازہ کھولا - تو دو آدمیوں نے اُسے گولی کا نشانہ بنا ڈالا - اس کی ہمشیرہ پادری کی تلاش میں جا رہی تھی - تو اُسے بھی گولی لگ گئی۔

لنڈن - ٹومس اوورا اپنے مکان واقع ٹھرلس میں گولی سے ہلاک کر دیا گیا۔ قاتل مسلح تھے - مگر اُنکی شخصیت معلوم نہیں

پارلیمنٹ کے ایک ممبر کی گرفتاری

مسٹر گنٹ ممبر پارلیمنٹ ڈبلن میں گرفتار ہوا ہے۔

پولیس کی بارکوں پر حملہ

لنڈن - نصف شب کے قریب ایک سو مسلح اشخاص بمقام ٹکبرین پولیس کی بارکوں پر حملہ آور ہوئے - اُنہوں نے بندوقیں اور پٹرول کے بم استعمال کئے - اور بارکوں کے کچھ حصے اڑا دیے لیکن حملہ آوروں کو دو گھنٹہ کی لڑائی کے بعد پسپا کر دیا گیا۔ دو کانسٹبل زخمی ہوئے۔

دو اور حملے

لنڈن - آئرلینڈ میں پولیس کی بارکوں پر دو اور حملے ہوئے - اول تو ٹولیو ... میں بارکوں پر بم پھینکے گئے - اور اُنہیں برباد کیا گیا - مگر ... کوئی نقصان ... نہیں ہوا۔

دوم مسلح اشخاص کی ایک جماعت ... بارکوں ... اور پٹرول بم تھے - ... پولیس نے بندوقوں اور ... حملہ آوروں کو ... گھنٹہ کی لڑائی کے بعد ... کر دیا۔

ایک حاکم شہر پر حملہ

ایک سو اشخاص مسٹر الورن کے مکان پر حملہ آور ہوئے جو شہر گالوے کے حاکم اعلےٰ ہیں - اُن کی ... ہتھکڑیاں ڈالدی گئیں - پھر اُنہیں کھینچکر ایک تالاب پر لیگئے - مگر جب اُنہوں نے ایک خاص زمین حوالہ کرنے کا وعدہ کیا تو اُنہیں چھوڑ دیا گیا۔

بحری تار کاٹ ڈالے

مسلح اشخاص ایک دستہ جزیرہ ویلنشیا میں اُترا - جو بحر اوقیانوس کے بحری تاروں کا آخری سٹیشن ہے حملہ آوروں نے محافظ گارڈ کو مغلوب کر لیا - کچھ بندوقیں چھین لیں۔ اور بحری تار کاٹ ڈالے۔

نقدی پر چھاپا

آئرلینڈ کی گریٹ سدرن ویسٹرن ریلوے کا تنخواہ تقسیم کرنے والا آفیسر ڈھائی ہزار پونڈ لئے ہوئے جا رہا تھا - اُسکی گاڑی ٹمرک سے ۸ میل کے فاصلے پر بمقام کلونمل روک لی گئی - حملہ آوروں کی تعداد پچاس تھی اور وہ تبدیل ہیئت کئے ہوئے تھے - حملہ آور نقدی لیکر چنپت ہوئے۔

بلفاسٹ پر پولیس کا چھاپہ

لنڈن - فوجی اور پولیس کی جمعیت نے ملکر بمقام بلفاسٹ ایک بڑا چھاپا مارا - جس سے گولی - بارود اور سن فین کتابوں کی عظیم مقدار ہاتھ لگی۔

ایک اور قتل

لنڈن - مسٹر ٹامس ڈوائر اپنے مکان واقع ٹھرلس میں گولی سے ہلاک کر دیا گیا - قاتل نقاب پوش تھے - اُنھوں نے مصنوعی ڈاڑھیاں لگائی ہوئی تھیں - اور چہروں پر سیاہی ملی ہوئی تھی - وہ دروازہ توڑ کر رات کو خوابگاہ میں جا گھسے اور جونہی مقتول ہاتھ میں شمع لئے ہوئے دروازے میں نمودار ہوا - اُسے گولی مار دی گئی۔

تقریباً اُسی وقت قرب وجوار میں ایک غریب محافظ قانون کے مکان پر بم پھٹا جس سے مکان کو سخت نقصان پہنچا - لیکن اتلاف جان نہیں ہوا۔

۷۰ سن فینوں کی گرفتاری

لنڈن - لنڈنڈری سے ۴۰ میل کے اندر اندر شب کو سن فینوں کی گرفتاری عمل میں آئی - جس سے لنڈنڈری جیلخانہ ۷۰ سن فینوں سے بھر گیا - یہ قیدی نظاہرہ کرتے تھے جمہوری گیت گاتے تھے اور کھڑکیاں توڑتے تھے - ناچار جیل خانہ کے احاطہ میں فوج کلہ اور توپوں کے ساتھ متعین کر دی گئی - قیدیوں میں مسٹر جی ... ف سوینی ممبر پارلیمنٹ بھی تھے۔

کوائف ٹرکی

اطالیہ کے خیالات

روما - ایوان وزارت میں سنفیوریٹی نے بیان کیا کہ میں اس بات کا حامی ہوں کہ ترکوں کو قسطنطنیہ میں رہنے دیا جائے اور خلافت کا احترام کیا جائے - انہوں نے یہ بھی کہا کہ اطالیہ ٹرکی یا ایشیائے کوچک میں کوئی علاقہ لینے کا خواہشمند نہیں وہ صرف اس بات کا طلبگار ہے کہ آبنائے کے انتظام میں اور ایشیائے کوچک کی خام پیداوار کے انصرام میں اسے بھی شریک کیا جائے - مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مشتعل کرنا ٹھیک نہ ہوگا۔

سنفیوریٹی نے ایوان سے پوچھا کہ آیا یہ بیان پسندیدہ ہے یا نہیں - اس پر مقرر کی بہت تحسین و آفرین ہوئی۔

انطاکیہ پر عربی جھنڈا

لنڈن - قاہرہ کا ایک تار بنام ٹائمز مظہر ہے کہ ایک عرب دستے نے ایک خونریز معرکے کے بعد جس میں پچاس فرانسیسی مقتول ہوئے - انطاکیہ پر قبضہ کر لیا عربی جھنڈا بلند کرنے کے بعد عربی دستہ انطاکیہ سے چلا گیا۔

ٹرکی صلحنامہ

اخبار لیڈر الہ آباد کو اپنے لنڈن کے نامہ نگار سے معلوم ہوا ہے کہ ٹرکی صلحنامہ کا متوقعہ مسودہ ... تک مکمل ہو جائیگا۔

برطانوی جمعیت پر عربوں کا حملہ

... بغداد ... نامہ نگار ... کو تار بھیجا ہے کہ ایک مختصر سی جمعیت جس میں ... برطانوی افسر تھے حال ہی میں ... سے مغرب کی طرف ... کر رہی تھی مگر تمام احتیاطوں کے باوجود ڈیڑھ سو میل کے فاصلے پر بمقام ... عربی قبیلہ ... پر حملہ آور ہوا - فوجی کیمپ لوٹ لیا گیا - فوجی جمعیت نے ... ایک برطانوی افسر خفیف طور پر مجروح ہوا - ۱۲ عرب مقتول ہوئے - فوجی جمعیت اپنا کام ختم کر کے محافظ دستے کے ہمراہ واپس آگئی۔

اتحادیوں کی مخالفت نہ کیجائے

قسطنطنیہ - ایک پارلیمنٹری کمیشن انا طولیہ کی طرف گیا ہے کہ مصطفےٰ کمال سے کہے کہ وہ اتحادیوں سے مخاصمت اور عیسائیوں کا قتل چھوڑ دے اور جہاں تک جلد ممکن ہو اپنے ہتھیار ڈالدے۔

بالعموم غالباً اس کمیشن کی واپسی کا انتظار کریگا اور اس سے پہلے ہائی کمشنر کے اس مطالبہ کا جواب نہ دیگا کہ بالعالی کو سرکاری طور پر قوم پرستوں کی تحریک سے اپنی علیحدگی جتانی چاہئے۔

امریکہ کا نقطۂ خیال

واشنگٹن - ٹرکی صلحنامہ کی گفت وشنید کے متعلق امریکہ کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے اس میں یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ مشرقی تھریس کا وہ حصہ جو حلقہ قسطنطنیہ کے باہر ہے یونان کو ملنا چاہئے مگر ادرنہ اور قرق کلیسیا اور اس کا نواحی علاقہ بلغاریہ کے حوالے کیا جائے - حدود آرمینیا اس طور قائم کرنی چاہئیں کہ ارمنوں کے تمام جائز دعاوی پورے ہو جائیں خصوصاً سمندر تک آسانی سے راہ ملنے کے متعلق ٹرابزون آرمینیا کو دیا جائے - اور ٹرکی کو چاہئے کہ عراق عرب - عرب - فلسطین اور شام بغرض تصفیہ بڑی بڑی سلطنتوں کے ہاتھ میں دیدے۔

ہندوستان کی خبریں

احمد آباد کے پارچہ بافی کے کارخانوں میں مزدوروں نے مطالبہ کیا کہ انکی اجرت تیس روپیہ ماہوار تک بڑھا دی جائے اور یومیہ کارکردگی کے اوقات ۱۰ گھنٹے کر دیئے جائیں۔ مالکان کارخانجات نے یہ مطالبات منظور نہیں کئے - جس پر کاریگروں نے مقاطعہ کر دیا - مسٹر گاندھی کاریگروں کی رہنمائی کرینگے۔

پچھر کے ذریعہ پر گذشتہ دو سالوں سے جو سرکاری نگرانی قائم تھی - یکم اپریل سے اٹھ گئی ہے۔

مدراس میں ایک شخص مسمی گوپالن نے جو مسٹر سی پی رام سوامی ایر کا موٹر ڈرائیور ہے - وہاں کی ملٹری گزیٹڈ پولیس کے ایک افسر مسمی ... پر اذیت جسمانی پہنچانے اور حملہ کرنے کا استغاثہ کیا تھا - عدالت میں ملزم نے مستغیث سے معافی مانگ لی - ملزم رہا کر دیا گیا۔

خاصہ دراز پر ٹیلیفون کے ذریعہ بات چیت کے سلسلے کو ترقی دی جا رہی ہے گورنمنٹ - لکھنؤ - الہ آباد کانپور نینی تال اور بڑے بڑے تار گھروں ڈاکخانوں اور ریلوے سٹیشنوں پر ٹیلیفون کے سلسلے قائم کر رہی ہے جس سے پبلک مستفید ہو سکیگی۔

حکیم محمد اجمل خان صاحب دہلی نے اپنے تمام سرکاری اعزاز اور خطاب گورنمنٹ کو واپس کر دیئے ہیں یعنی قیصر ہند کا طلائی تمغہ - دربار تاجپوشی انگلستان وہندوستان کے ۲ نقرئی تمغے - اور حاذق الملک کا خطاب شامل تھا - ان کے علاوہ اُنہوں نے درباریوں کی فہرست میں سے بھی اپنا نام خارج کرا لیا ہے۔

جلد ۷ | لاہور یکشنبہ مورخہ ۱۲ رجب المرجب سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۷۵

کلام الامام امام الکلام

لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کردی

ہمہ مجموع دو عالم تو پریشاں کردی
ہمہ عشاق تو سرگشتہ و حیراں کردی

ذرّہ را تو بیک جلوہ کنی چوں خورشید
اے بسا خاک کہ تو چوں مہ تاباں کردی

وہ چہ اعجاز نمودی کہ بیک جلوۂ فیض
دیر رفتن بہ رہِ آمدن آساں کردی

ہوشمندانِ جہاں را تو کنی دیوانہ
اے بسا خانۂ فطنت کہ تو ویراں کردی

جان خود کس ندہد بہر کس از صدق و صفا
راست ہیست کہ ایں جنس تو ارزاں کردی

بر تو ختم است ہمہ شوخی و عیاری دنا
ہیچ عیار نباشد کہ تو نالاں کردی

ہر کہ در حجرت افتاد تو بریاں کردی
ہر کہ آمد بر تو شاد تو گریاں کردی

تا تہ دیوانہ شدم ہوش بیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

اے تپ عشق بایزد کہ بدیں خونخواری
کافرے استی مگرم مرد مسلماں کردی

ہمہ جا شور تو بینم چہ حقیقت چہ مجاز
سینۂ مشرک و مسلم ہمہ بریاں کردی

آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

جواہر ریز

گورنمنٹ اور ہم

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہم یہ کہ دیکھنا چاہیئے کہ لوگ کس طرح عقائد حقہ سے پھر گئے ہیں۔ ہزار ہا کتاب اسلام کے خلاف شائع ہوئی اور کئی لاکھ آدمی عیسائی ہو گئے ہیں ہر ایک بات کے لئے ایک حد ہوتی ہے۔ اور خشک سالی کے بعد جنگل کے حیوان بھی بارش کی امید میں آسمان کی طرف منہ اٹھاتے ہیں۔ آج ہزد سو برس کی دھوپ اور امساک باران کے بعد آسمان سے بارش اتری ہے اب اس کو کوئی روک نہیں سکتا برسات کا جب وقت آگیا ہے تو کون ہے جو اسکو بند کرے۔ یہ ایسا وقت ہے کہ لوگوں کے دل حق سے بہت ہی دور جا پڑے ہیں۔ ایسا کہ خود خدا پر بھی شک ہو گیا ہے۔ حالانکہ تمام اعمال کی طرف حرکت صرف ایمان سے ہوتی ہے مثلاً سم الفار کو اگر کوئی شخص طباشیر سمجھ لے تو بلا خوف و خطر کئی ماشہ تک کھا جاویگا۔ مگر یقین رکھتا ہوں کہ یہ زہر قاتل ہے تو ہرگز اسکو منہ کے قریب بھی نہ لائیگا۔ حقیقی نیکی کیواسطے یہ ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو۔ کیونکہ مجازی حکام کو یہ معلوم نہیں کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے اور پس پردہ کس کا کیا فعل ہے۔ اور اگرچہ کوئی زبان سے نیکی کا اقرار کرے۔ مگر اپنے دل کے اندر وہ جو کچھ رکھتا ہے اسکے لئے اسکو ہمارا ذرہ کا خوف نہیں۔ اور دنیا کی حکومتوں میں سے کوئی ایسی نہیں جس کا خوف انسان کو رات میں اور دن میں اندھیرے میں اور اجالے میں خلوت میں اور جلوت میں ویرانے میں اور آبادی میں گھر میں اور بازار میں ہر حالت میں یکساں ہو۔ پس درستی اخلاق کیواسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت میں اسکے نگران اور اس کے اعمال اور افعال اور اس کے سینہ کے بھیدوں کی شاہد ہے کیونکہ دراصل نیک وہی ہے جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو اور جس کا دل اور باہر ایک ہے وہ زمین پر فرشتہ کی طرح چلتا ہے ہر ایک ایسی گورنمنٹ کے نیچے نہیں کہ وہ نفس اخلاق کو پا سکے۔ تمام نتائج ایمان سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ سانپ کی سوراخ کو پہچان کر کوئی انگلی اس میں نہیں ڈالتا جیسے ہم جانتے ہیں کہ ایک مقدار سٹرکنیا کی قاتل ہے تو ہلاکت اس کے قائل ہونے پر ایمان ہے۔ اور اس ایمان کا نتیجہ ہے کہ ہم اسکو منہ نہیں لگائیں گے۔ اور مرنے سے بچ جائیں گے۔ اور تقدیر یعنی دنیا کے اندر تمام اشیاء کا ایک اندازہ اور قانون کے ساتھ چلنا اور ٹھہرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ اس کا کوئی مقدر یعنی اندازہ باندھنے والا ضرور ہے۔ گھڑی کو اگر کسی نے بالارادہ نہیں بنایا تو وہ کیوں اس قدر ایک باقاعدہ نظام کے ساتھ اپنی حرکت کو قائم رکھکر ہمارے واسطے فائدہ مند ہوتی ہے۔ ایسا ہی آسمان کی گھڑی کہ اس کی ترتیب اور باقاعدہ اور باضابطہ انتظام یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ بالارادہ خاص مقصد اور مطلب اور فائدہ کے واسطے بنائی گئی ہے۔ اس طرح انسان مصنوع سے صانع کو اور تقدیر سے مقدر کو پہچان سکتا ہے۔ (باقی دارد)

بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام

مسٹر پکتھال کی اہلیہ صاحبہ کا قبول اسلام

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس ہفتہ اللہ تعالے کے فضل و کرم سے ایک اور انگریز خاتون داخل حلقہ اسلام ہوئیں۔ یہ خاتون مسٹر مارمڈیوک پکتھال کی اہلیہ ہیں۔ مسٹر مارمڈیوک کو تو اسلام قبول کئے ہوئے کوئی دو سال کا عرصہ ہو گیا۔ اور اس عرصہ میں انہوں نے اسلام کی جو خدمات کی ہیں۔ مسائل اسلامیہ بالخصوص ٹرکی کے مسئلہ میں انہوں نے تحریری و تقریری جو کچھ جد و جہد کی ہے اس سے ہندوستان کے اکثر مسلمان واقف ہیں آجکل بھی وہ ان اسلامی کاموں ہی میں اپنے وقت کا کثیر حصہ صرف کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا مکرمی و مخدومی خواجہ کمال الدین صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد وہ لنڈن مسلم ہوس میں جمعہ کی امامت بھی کراتے رہے ہیں۔ لیکن خاوند کی ان اسلامی خدمات اور سرگرمیوں کے باوجود اس آزاد ملک میں بیوی کا بھی اس کا ہم خیال اور ہم عقیدہ ہونا ضروری نہیں۔ نہ ہی یہ ہوتا ہے کہ کسی مرد کے مسلمان نہ ہونے سے اسکی عورت کو قبول اسلام کی جرات نہ ہو یہی وجہ ہے کہ مسٹر پکتھال کی اہلیہ صاحبہ کے قبول اسلام کے اعلان کی مسرت آج ہمیں حاصل ہوئی ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ ووکنگ مسلم مشن کے نو مسلمین کس قدر کافی عرصہ تک تحقیقات اور غور و فکر کرنے کے بعد مسلمان ہوتے ہیں۔ اور ان کے دلوں پر اسلام کا کس قدر زبردست اثر قائم ہو سکتا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالے خاتون موصوفہ کو اپنے خاوند کی طرح خادم دین اسلام بنائے۔ اور وہ دوسروں کے لئے نیک نمونہ ثابت ہو۔ آمین!

رسید زر

فہرست چندہ جماعت پشاور معرفت میرزا اندر علی صاحب

مولوی غلام حسن خان صاحب سب رجسٹرار علیہ ۔ بابو برکت اللہ صاحب برائے اشاعت اسلام بلاد غربیہ صہ ۔ مستری نیاز محمد صاحب ...

مسلمان اور اہلسنت والجماعت کی تعریف

امرتسر کے اخبار اہلسنت والجماعت کے دفتر سے ایک کارڈ موصول ہوا جس میں اڈیٹر صاحب نے مسلمان کی تعریف سے تو قطعاً چشم پوشی کی ہے اور اہلسنت والجماعت کی لمبی چوڑی تعریف کے لئے ہمیں اپنے اخبار کے متعدد پرچوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ان کی اس تکلیف کے ہم شکر گذار ہیں۔ امید ہے کہ وہ مسلمان کی بھی کوئی جامع تعریف ہمیں بتائیں گے۔ جس تعریف کے ماتحت ایک غیر مذہب کا آدمی مسلمان کہلانے کا مستحق ہو اور مسلمانوں کے جملہ فرقے اسے مسلمان سمجھیں۔

اہلسنت والجماعت (بقول اڈیٹر صاحب) اہلسنت وہ ہے جو ما انا علیہ واصحابی کے طریق پر ہو۔ وہ ائمہ اربعہ و مذاہب اربعہ و محدثین اور ان کا اتباع ہے۔ پھر (بقول اڈیٹر صاحب) نیچری مرزائی۔ چکڑالوی۔ بہائی۔ جہمیہ۔ معتزلہ۔ روافض و خوارج نکل گئے۔ کیونکہ یہ مذاہب ما انا علیہ واصحابی کے طریق پر نہیں ہیں۔ بہت خوب۔ لیکن کیا اڈیٹر صاحب ان فرقوں کو اہلسنت والجماعت سے نکالکر اسلام سے بھی نکالتے ہیں یا انھیں مسلمان سمجھتے ہیں۔ مگر غیر سنت والجماعت؟ یہ امر تشریح طلب ہے۔

اسکے علاوہ ما انا علیہ واصحابی کے ماتحت مسلمانوں کے یہ فرقے بھی جنھیں اڈیٹر صاحب اہلسنت سے خارج کرتے ہیں۔ اسی طریق پر چلنے کے مدعی ہیں جس پر آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہؓ چلتے تھے۔ کوئی ایک بھی اسبات کا مدعی نہیں کہ وہ آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کے خلاف کسی دوسری راہ پر گامزن ہو رہا ہے۔ جیسے آپ کا دعویٰ ہے۔ ویسے ہی دوسروں کا بھی ہے۔ نفس دعویٰ میں فرق نہیں۔ رہی یہ بات کہ آپ نے ما انا علیہ واصحابی کو ائمہ اربعہ و مذاہب اربعہ و محدثین میں محدود کر دیا۔ اور انہوں نے قرآن و حدیث وسنت پر قدم مارنے کو ما انا علیہ واصحابی کی تعریف کے نیچے لا رکھا۔ مذاہب اربعہ کی پیروی کا تو یہ حال ہے کہ ایک امام کسی چیز کو حلال یا مکروہ قرار دیتا ہے تو دوسرا اسے حرام کہتا ہے اور اگر اتباع کی طرف دیکھا جاوے تو جن عقائد و رسوم کے پابند ہو کر وہ مدعیان اہل سنت والجماعت ہیں۔ ان کا نام و نشان بھی حضرت نبی کریمؐ آپ کے صحابہؓ اور ائمہ کے اسوۂ حسنہ میں نہیں ملتا۔ جب عملاً یہ حال ہے تو وہ لوگ اہل سنت والجماعت کہلانے کے ہرگز مستحق نہیں۔ اہل سنت والجماعت وہی ہوگا جو ما انا علیہ واصحابی کا نمونہ ہو نہ کہ گور پرست۔ پیر پرست اور مشرکانہ عقائد و رسوم کے پابند لوگ۔

ہمارے مدعیان اہلسنت والجماعت کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی شخص آمین بالجہر کہدے تو وہ لٹھ لیکے پڑتے ہیں جیسے غیر مذاہب کے لوگ [illegible]

مسلمان آریہ صاحبان کی تعلیمی ہمت سے سبق لیں

آریہ سماج کی کوشش سے اسوقت ان کے چار کالج موجود ہیں اپنی قوم کی تعلیمی ترقی کی طرف ان کی اسقدر توجہ ہے کہ وہ اپنے مال اور ہمت کو صرف کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ لاہور۔ جالندھر۔ کانپور۔ کے کالجوں کے علاوہ اب انہوں نے راولپنڈی میں بھی ایک کالج کھولنے کا تہیہ کر لیا ہے جسکے لئے ایک لاکھ کا چندہ بھی جمع ہو گیا ہے۔ اسکے خلاف مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ جس صوبہ میں انکی کثرت آبادی ہے وہاں ان کا ایک ہی کالج ہے وہ بھی قلت آمد کے سبب مالی مشکلات میں مبتلا رہتا ہے اور اسکے مختلف شعبے ترقی نہیں کر سکتے۔ آبادی کے لحاظ سے صرف پنجاب ہی کے صوبہ میں مسلمانوں کے متعدد کالج ہونے چاہئیں۔ افسوس ہے کہ مسلمان دیگر اقوام کی تعلیمی ترقی سے کچھ بھی سبق حاصل نہیں کرتے۔ کیا برادران وطن کی یہ علمی جد و جہد علم بردار ان اسلام کے حق میں احساس و حمیت پر تازیانہ بار نہ ہوگی۔

مولوی عبد القادر غزنوی

مولوی عبد القادر غزنوی جنہوں نے حضرت امیر کے ہاتھ پر گذشتہ دنوں بیعت توبہ کی تھی۔ اور اقرار کیا تھا کہ وہ صرف احمدیت کی تبلیغ کرینگے اور مولوی عبد اللہ صاحب تیماپوری کے خیالات کی اشاعت نہ کرینگے اور حضرت امیرؒ کی معروف امر میں اطاعت کرینگے افسوس ہے کہ انہوں نے اپنے اقرار اور عہد کو پورا نہیں کیا۔ ایک دفعہ جب ان کو سفر خرچ دیا گیا تو وہ تبلیغ کے لئے روانہ ہوئے پھر جب دوبارہ کوئٹہ کی طرف ان کو بھیجا گیا تو سنا ہے کہ وہ پشاور پہنچ گئے ہیں۔ لہذا ان کے متعلق یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا مبلغ نہ سمجھا جاوے اور نہ احباب سلسلہ ان سے کوئی تعلق رکھیں۔

مسلم مڈل سکول بدوملی اور ہمارے احباب کا فرض

ہمارے احباب کو مبارک ہو کہ اللہ تعالے نے آج ہمیں اس پاک اور نیک ارادے میں کامیاب کیا جو گذشتہ ایک سال سے ہمارے احباب بدوملی و گرد و نواح کے قلوب میں جاگزین تھا۔ چند آدمیوں نے ایثار و قربانی کا بلحاظ مال و جان وہ ثبوت دیا جو حقیقت میں ایک زندہ قوم کی زندہ علامت کہی جا سکتی ہے اور خدا کا خاص فضل ہو کہ اسنے ان کی کوششوں کو تھوڑے ہی عرصہ میں بار آور کیا۔

آج محض اللہ تعالے کے فضل سے بدوملی جیسے قصبہ میں ہماری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک مسلم اینگلو ورنیکلر مڈل سکول کھولا ہے جس پر ہم اپنے احباب کو جسقدر مبارکباد دیں کم ہوگی۔ اور ہمارا خیال ہے کہ یہ سکول انشاءاللہ تعالے مسلمانوں کی فلاح و بہبودی کے لئے ایک زبردست آلہ اور مسلمانوں کی ترقی کا ایک زینہ ثابت ہوگا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ لوگوں کی ذرا سی توجہ سے یہ ہائی سکول بن جائے گا۔ آپ کو خوشخبری کے طور پر کچھ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے احباب بدوملی نے (۵۰) کنال زمین سکول مذکورہ بالا کے نام قصبہ مذکور سے باہر انتقال کرادی ہے۔ جس میں کہ سکول بورڈنگ و مسجد کے تعمیر کرنے کا ارادہ ہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالے ان کو اس مقصد اعلیٰ میں کامیاب فرماوے۔ نیز بلحاظ چندہ جمع کرنے کے ان اصحاب نے اسقدر وسعت قلب ایثار قربانی۔ فراخدلی اور بلند حوصلگی سے کام لیا ہے۔ جس کو واقعی طور پر زندگی کا ایک نشان کہنا چاہیئے۔ جس کا اعتراف خود لاہور کے بعض ہندو اخبارات و کشمیری میگزین نے کسی گذشتہ اشاعت میں کیا تھا۔ ان میں خاص طور پر چودہری غلام حیدر خان صاحب۔ چودہری سرافراز خان صاحب۔ سید میر عابد علی شاہ صاحب۔ چودہری محمد عطاءاللہ خان صاحب۔ چودہری سید احمد خان صاحب۔ چودہری غلام قادر خان صاحب قابل ذکر ہیں۔ ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے کہ خدا تعالے ان اصحاب کو اس پاک ارادے میں کامیاب فرمائے اور اس کار خیر کے لئے تا دیر سلامت رکھے جس کو کہ وہ اپنے دلوں میں لئے ہوئے ہیں۔ ان اصحاب نے رقم زائد از پانچ ہزار روپیہ خزانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں داخل کرادی ہے۔ اور اب ان کا ارادہ ہے کہ عمارت کی فکر کی جاوے۔ چنانچہ انہوں نے تہیہ کر لیا ہے کہ عنقریب ہم سب اکٹھے ہو کر باہر نکل جائیں۔ اور اسلام کی خاطر گداگری کریں۔ اور عمارت کے لئے انشاءاللہ تعالے ایک سال کے اندر انتظام کر دینگے۔ جزاہم اللہ فی الدارین خیرا۔ آپ سب صاحبان دعا فرماویں کہ خدا تعالے ان کو اس نیک ارادہ میں ضرور کامیاب فرماوے۔ مجھے یقین ہے اگر ہماری جماعت میں چند آدمی بھی اس قسم کے پیدا ہو جاویں تو آج تمام قومی ضروریات کے آئے دن کے رونے دور ہو جاویں جہاں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم دیگر امور دینیہ کی طرف توجہ کریں۔ اور اس میں شریک ہوں وہاں یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے جد و جہد کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔

احمدی احباب کو خاص طور پر مبارک ہو کہ علاوہ مسلم ہائی سکول لاہور کے ان کی ایک اور تعلیمی درسگاہ قائم ہوئی ہے جس میں کہ دینی و دنیوی تعلیم سے مسلمان طلباء کو خصوصاً اور دیگر طلباء کو عموماً بہرہ ور کیا جائے گا۔ بدوملی ایک خاص بارونق مشہور تجارتی قصبہ ہے اور دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے اور عنقریب مدرسہ کی زمین کے پاس ریلوے اسٹیشن بننے والا ہے جس سے کہ آمد و رفت میں بہت آسانی ہو جائیگی اور بہت بھاری تجارتی منڈی ہوگی۔

مکان کے لحاظ سے فی الحال چودہری صاحبان نے پورے ایثار و قربانی سے کام لیکر اپنا مکان خالی کر دیا ہے۔ مکان نہایت وسیع اور ہوادار ہے۔ سکول و بورڈنگ موجودہ صورت میں مہیا ہوں گے۔ جب تک کہ سکول کی اپنی عمارت نہ بنجاوے چودہری غلام حیدر خان صاحب کی قومی خدمات خاص طور پر قابل تذکرہ ہیں۔ اور انہوں نے اس کار خیر میں ایک نمایاں حصہ لیا ہے۔ وہ نہایت ہی استقلال اور تندہی سے اس نیک کام کو سرانجام دینے میں دن رات مشغول ہیں۔ خدا تعالے ان کو اسکا اجر دیوے طلباء بکثرت داخل ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ سکول خدا تعالے کے فضل سے اس حالت تک پہنچ جائے گا کہ اپنے پاؤں پر آپ کھڑا ہو سکے۔ فی الحال چونکہ کام شروع ہی ہوا ہے اور تمام سامان وغیرہ تیار ہو رہا ہے۔ اسلئے اسوقت تمام احباب اس کار خیر میں ضرور شریک ہوں اور عمارت کی تعمیر کی تحریک کے وقت ہمارے سب احباب کو اس ضروری دینی کام میں شامل ہو کر عند اللہ ماجور ہوں۔ سٹاف کا نہایت اعلیٰ اور خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے۔ تعلیمی۔ اخلاقی۔ دینی لحاظ سے طلباء کی ذہنی تربیت کا خاص طور پر خیال رکھا جائے گا۔ اسلئے ہمارے احباب کا یہ نصب العین ہونا چاہیئے کہ جو تعلیمی مصارف کی زیادتی کی آئے دن شکایات کرتے رہتے ہیں۔ اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے یہاں بھیجیں۔ یہاں مصارف حتی المقدور بالکل کم ہونگے جیسا کہ عموماً دیہات کی زندگی میں ہوتا ہے چنانچہ پرائمری کے حصہ میں ہم نے فیس مدرسہ و داخلہ بالکل معاف کر دی ہے اور مڈل کے حصہ میں سرکاری سکولوں سے چوتھا کم۔ بورڈنگ ہوس کا انتظام تسلی بخش کر دیا گیا ہے۔ جس میں کہ ارکان اسلام کے پورا پورا پابند کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ نیز علاوہ بچوں کو یہاں بھیجنے کے ہمارے احباب کا فرض ہے کہ حتی الامکان مالی طور سے بھی مدد دے کر ثواب دارین حاصل کریں یہ ایک اور اہم کام ہماری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ اسلئے ہمارا سب کا یہ فرض ہے کہ ہم انجمن کو دل کھولکر چندہ دیویں تاکہ وہ تمام ضروری امور دینیہ جو انجمن کے زیر اہتمام ہیں احسن طور پر سرانجام پا سکیں۔

تمام احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ دعا فرماویں کہ ہم سب کو ایسے نیک کاموں میں حصہ لینے کی توفیق دیوے اور اس سکول کو ترقی کے اعلیٰ معراج تک پہنچاوے۔ اور یہ بات خدا تعالے کے افضال سے ہرگز ہرگز بعید نہیں۔ والسلام

نثار اللہ۔ ہیڈ ماسٹر
مسلم اینگلو ورنیکلر مڈل سکول۔ بدوملی۔ ضلع سیالکوٹ

قرآن و انجیل کی اشاعت کا تقابل

گذشتہ ایام میں لدھیانہ کے عیسائی اخبار نور افشاں نے انجیل کی اشاعت کے متعلق فخریہ لکھا تھا۔ کہ کیا کسی مذہب کی کوئی کتاب اس طرح سے اور اس کثرت کے ساتھ شائع ہوئی ہے؟ نہیں۔ ایک بھی نہیں"۔ یہ شرف صرف بائبل ہی کو ملا ہے"۔ یہ ایک دعوے تھا جس کی دلیل کوئی نہیں دی گئی تھی۔ صرف مشنری رپورٹوں کی بنا پر عیسائی صاحبان کا غلط خیال پر جمے ہوئے ہیں کہ انجیل سب سے زیادہ شائع ہوتی ہے۔ مگر ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کا کوئی باقاعدہ مشنری سلسلہ ایسا نہیں جو اشاعت قرآن کا حساب کتاب رکھے تاہم جس کثرت سے قرآن شریف صرف پنجاب میں شائع ہوتا اور بکتا ہے اگر اسی کا حساب کتاب رکھا جاوے تو انجیل کی عالمگیر اشاعت اسکے مقابلہ میں ہیچ ہو سکتی ہے۔ ہم نے کشمیری بازار لاہور کی صرف چار بڑی دکانوں سے قرآن شریف مکمل اور اسکے مختلف پاروں کی فروخت کا تخمینہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ صرف گذشتہ سال میں ۱۵ لاکھ کے قریب بکری ہوئی ہے۔ یہ صرف ایک شہر کے ایک بازار کی چند دکانوں کا تخمینہ ہے اگر وہ ہوبہو کہ مختلف مطابع اور کتب فروش۔ قرآن شریف مکمل۔ مترجم اور اسکے متفرق پاروں کی چھپوائی اور فروخت کا سالانہ حساب شائع کر دیا کریں تو بیشک داعیان مسیحیت کی آنکھیں کھلجائیں۔ قرآن شریف کے مقابل پر انجیل کی اشاعت کیا حقیقت رکھتی ہے۔ ابھی اسلامی ممالک مصر ترکی۔ عرب۔ ایران افغانستان کا کوئی حساب ہی نہیں۔

اسلام سے ناواقفیت کا ثبوت

قادیانی کسی "قومی رپورٹ" کی بنا پر خواجہ صاحب کے ایک فقرہ "میں یہ نہیں کہتا کہ آپ مسلمان ہو جائیں" پر بدالت خود بڑا بھاری اعتراض کیا ہے۔ چونکہ ہمارے پاس ابھی تک اس قسم کی کوئی "قومی رپورٹ" نہیں آئی۔ تاہم قرآن کتاب کے ماننے والوں کا اس فقرہ پر اعتراض کرنا سخت تعجب کا موجب ہے۔ جس میں یہ آیت موجود ہو۔ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواءٍ بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون ٥ اور پھر اس قوم کے نام لیوا جس کے دو جب العزت اور فخر اسلام بزرگ نے ہندوؤں کی قوم کے سامنے پیغام صلح پیش کیا۔ شاید اللہ تعالے اور حضرت مسیح موعودؑ کو معاذ اللہ کوئی سیاسی غرض اہل کتاب و ہندوؤں سے ہوگی۔ بہتر ہے کہ اسلام کے نام لیوا اس قسم کی تنگ خیالی کو چھوڑ دیں۔

منقولات

سامان علم

ہمارے محترم دوست مولوی فاضل حکیم عرشی صاحب نے حال میں اپنے وطن کے طلبۂ مدرسین کے سامنے یہ نہایت مفید خیالات ظاہر فرمائے تھے جو اب ہمیں قلمبند کر کے بھیجے ہیں۔

ہر کام کے سرانجام پانے کا کچھ نہ کچھ سامان ہوتا ہے جس پر اس کام کا پورا ہونا موقوف ہوتا ہے۔ جیسے تجارت کا سامان ہے۔ سرمایہ حساب دانی اور کاروبار کا تجربہ اور جیسے سفر کا سامان ہے رخصت ضروری۔ زادِ راہ۔ اسی طرح علم حاصل کرنے کے بھی خاص سامان ہیں جن پر تحصیل علم موقوف ہے اور ان میں چھ چیزیں شامل ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان چھ چیزوں کو دو شعروں میں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ موزون کیا ہے۔

الا لا تنال العلم الا بستة ٭ سانبئک عن مجموعها ببیان
ذکاء و حرص و اصطبار و بلغة ٭ و ارشاد استاد و طول زمان

یعنی چھ چیزوں کے بغیر علم حاصل نہیں ہو سکتا (۱) ذہن (۲) شوق (۳) جفاکشی (۴) وجہ معاش (۵) فیض استاد (۶) عمر کا ایک حصہ۔

۱۔ ذہن ذہن ایک دماغی طاقت ہے جو پیدائشی ہوتی ہے۔ اگر پیدائش سے یہ طاقت نہ ہو تو پھر اسکی بنا و ڈالنے کے لئے کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی جس طرح پیدائشی اندھے کی آنکھوں میں بینائی اور پیدائشی بہرے کے کانوں میں شنوائی پیدا ہونی ناممکن ہے۔

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ذہن کی طاقت پہلے کی نسبت بڑھ جائے جس طرح ورزش اور کثرت سے جسمانی طاقت بڑھ سکتی ہے۔ اسی طرح دماغی طاقتیں اپنی خاص کسرت کی بدولت بڑھ سکتی ہیں۔ جسمانی طاقت کے متعلق ہمارا مشاہدہ ہے کہ مثلاً ایک آدمی پچھلے سال جس مگدر کو بآسانی اٹھا بھی نہیں سکتا تھا ایک برس کی کسرت سے اسکے بازوؤں میں وہ بل پیدا ہو گیا ہے کہ اسکی جوڑی کو اچھی طرح سے ہلا رہا ہے اسی طرح ذہن بھی اپنی مخصوص ورزش سے بہت کچھ ترقی کر سکتا ہے۔

ذہن کی ورزش مطالعہ اور حصول علم ہے۔ کتاب پڑھنے والے کے سامنے صرف حروف کی شکلیں ہوتی ہیں جنکو وہ پہچانتا ہے اور ترتیب دیکر ایک عبارت کی شکل میں پڑھ سکتا ہے مگر اس عبارت سے جو کچھ مراد ہے جو مطلب نکلتا ہے اور جس گہری بات کی طرف اشارہ ہے اسکے سمجھنے کے لئے بہت کچھ غور اور فکر کی ضرورت ہے آخر وہ اسی طرح غور و فکر کرتا کرتا اپنے دماغ میں ایسی قابلیت اور مہارت پیدا کر لیتا ہے کہ جو بات پہلے گھنٹوں میں سمجھ میں نہ آسکتی تھی اب پڑھی اور فوراً سمجھ میں آئی۔ اعداد کو دیکھا اور فوراً حساب کی گتھی سلجھائی منطقی دلائل کے مقدمات پر نظر کی اور معاً نتیجہ پر جا پہنچے اور ذہن کی طاقت بڑھ جانے کی حالت میں یہ باتیں اسکے لئے ایسی ہی آسان ہو جاتی ہیں جس طرح ایک پہلوان کے لئے دو من جوڑی ہلانا۔

بخلاف اس کے جس شخص نے ذہن کی ورزش نہیں کی کتابیں نہیں پڑھیں۔ مطالعہ نہیں کیا اسکا ذہن پوری عمر کو پہنچ کر بھی اسی کمزوری سادگی اور جامدیت کی حالت میں رہتا ہے جیسے پیدائش کے وقت تھا۔ اگر اس سے پوچھو کہ سو میں سے سینتیس روپے خرچ کئے باقی کتنے رہے تو منہ تکتا رہیگا مگر ایک فورتھ پرائمری کا دس سالہ لڑکا تڑاق سے بتا دیگا کہ تریسٹھ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس لڑکے کا ذہن کسرت کرتے کرتے ایسا طاقتور ہو گیا ہے کہ وہ مبادی سے نتائج تک ایک ہی جست میں جا پہنچتا ہے اور اس چہل سالہ مرد کا ذہن پیدائشی جہالت پر ہی ہے جس میں اس سرعت سے جست و خیز اور نقل و حرکت کرنیکی سکت نہیں۔

جو طلبہ کتابیں پڑھتے ہیں مگر غور نہیں کرتے۔ بات بات پر بتانے والے کا منہ تکتے ہیں۔ خود نہیں سوچتے۔ سبق کا مطالعہ نہیں کرتے گویا ذہن کی کسرت نہیں کرتے۔ اسلئے ان کا ذہن ترقی نہیں کر سکتا باعلم ہو کر بھی ان کا دماغ ایک جاہل کے دماغ کی طرح جامد اور ٹھوس رہتا ہے۔

آج کل مدارس کی ابتدائی جماعتوں سے لیکر کالج کی اعلیٰ کلاسز تک کے طلبہ کے اندر ترجمول۔ فرہنگوں اور شروح و حواشی سے کام چلانے کا بہت رواج ہے جنکے نقلیں سے ہم کہ یہ چیزیں طلبہ کے دماغی اٹھان کے لئے زہر قاتل ہیں۔ جو طلبہ اپنے روزانہ اسباق کی تیاری کا دارو مدار ان ہی فرہنگوں پر رکھتے ہیں اور ان کلید کے فقیروں کو اپنی کامیابی کا ضامن سمجھتے ہیں اور اپنے دماغی غور و خوض سے کام نہیں لیتے وہ اپنے ادراکی ذہن کو معطل کر رہے ہیں ان میں دماغی ترقی اور ذہنی بلند پروازی پیدا ہونیکی کچھ امید نہیں ہو سکتی۔

ترجمے اور فرہنگ کی کلید کے فقیر صرف اسی سرمایہ علمی کے وارث ہوتے ہیں جو ان فرہنگوں کے اندر محدود ہے۔ اس سے زیادہ مادۂ علمی پیدا کرنے کا ان کے پاس سامان نہیں ہوتا۔ جب ان سے کوئی ایسا سوال کیا جائے گا جو ان کتابوں سے باہر ہو تو انکو بغلیں جھانکنی پڑیں گی کیونکہ اسکے جواب کے لئے ذہنی پرواز کی ضرورت ہے اور وہ ذہن کے پرندے کو حرکت میں لانا جانتے نہیں۔

ذہین طلبہ میں بھی ایک بڑا عیب ہے کہ وہ اپنے ذہن پر مغرور ہو جاتے ہیں اپنا تعلیمی کام روز کا روز نہیں کرتے کیونکہ ان کو اپنے ذہن کا گھمنڈ ہوتا ہے پلا مطالعہ سبق پڑھتے ہیں اور پڑھے ہوئے سبق کو دوبارہ ایک نظر پھر نہیں دیکھتے ان کو یقین ہوتا ہے آزمائشی امتحان سے تین روز پہلے سرسری نظر سے سب تیاری کر لیں گے مگر ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر چند وہ اس سرسری تیاری سے سر کہ امتحان میں ہار رہنے سے بچ جائیں لیکن ایسی ناقص تیاری سے ایسی اور ہوری طالبعلمی سے ان میں علمی مادہ پیدا ہونا محال ہے۔ ایسا مطالعہ اور یہ کتاب خوانی حرف نقش بر آب ہے جس سے صرف امتحان کے دن کا ہی کام چل سکتا ہے کوئی پائیدار قابلیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ میں کہا کرتا ہوں کہ کم محنت ذہین سے محنتی غبی اچھا ہے کیونکہ اس ذہین کا سرمایہ علم ناپائدار اور بے بنیاد ہے اور اس غبی کا سرمایہ پائدار اور مستقل ہے۔

اکثر لڑکوں نے خرگوش اور کچھوے کی مثل پڑھی یا سنی ہوگی جنھوں نے کچھ فاصلے تک باہم دوڑ میں مقابلہ کرنیکی شرط باندھی تھی۔ خرگوش کو اپنی سبک رفتار ہونے پر ناز تھا وہ اثنائے راہ میں یہ سوچ کر سو گیا کہ کچھوا ابھی بہت پیچھے آرہا ہے تھوڑی دیر میں اٹھ کر اس سے پہلے منزل پر جا پہنچوں گا۔ ادھر کچھوا لگاتار چلتا رہا اور آخر خرگوش کے سوتے سوتے اس سے پہلے منزل مشروط پر جا پہنچا۔ ذہین کم محنت اور غبی محنتی کا مقابلہ بالکل اس خرگوش اور کچھوے کا مقابلہ سا ہے کہ بازی آخر محنتی ہی جیت لیتا ہے اگرچہ غبی ہو۔

اگر بہرہ رکھتے ہو تم ہوش سے
بچو بچو اس خواب خرگوش سے

۲۔ شوق سامان علم میں سے دوسری چیز شوق ہے اور یہ ذہن سے بھی بڑھ کر زیادہ ضروری ہے۔

اگر ذہن نہ ہو تو خود شوق ہی طالب علم کی دشوار گزار منزلوں کو آسان کر دیتا ہے اور طالب علم کو حصول مقصد پر کامیاب بنا کر چھوڑتا ہے۔ بخلاف اسکے اگر ذہن ہی ذہن ہے اور شوق نہیں تو علم کا حاصل ہونا ممکن ہے۔ کیونکہ شوق کے بغیر آدمی کسی کام پر توجہ کرتا ہی نہیں خواہ وہ کیسا ذہین کیوں نہ ہو سکا ذہن بھی شرارہ ریز خاکستر ہے جو دب دبا کر بجھ جائے گا۔

شوق کے لئے پیاس کی مثال موزوں ہے۔ جب مسافر کو پیاس لگتی ہے تو اپنا راستہ چھوڑ کر کوئیں کی طرف جاتا ہے اسی طرح جب آدمی کو علم کا شوق ہوتا ہے تو علم کی طرف مائل ہوتا ہے۔ غیر شائق سے یہ امید نہیں کہ علم کا طالب ہو جیسے سیراب سے پانی کی طلب غیر متوقع ہو۔

جس طالب علم کو علم پڑھنے کا شوق ہے اسکا مدرسے جانا ایسا ہی ہے جیسے ایک تشنہ لب آدمی کسی پنگھٹ پر پانی پینے کے لئے جاتا ہے۔ اس طالب علم کو مدرسے میں سبق پڑھنے سے وہی راحت اور لطف میسر ہوتا ہے جو پیاسے کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی پیکر ہوتا ہے۔

بخلاف ان کے جو طلبہ علم پڑھنے کا شوق نہیں رکھتے اور سرپرستوں کے حکم سے بستہ باندھے مدرسے حاضر ہوتے ہیں ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کو قطعاً پیاس نہیں ہے مگر اسے جبراً کوئیں پر بیجا کر پانی پلایا جا رہا ہے۔ لہذا ظاہر ہے کہ وہ وہاں کس ناخوشی سے جائے گا۔ کس بیعت سے پانی پئے گا اور اس سے اسکی صحت پر کیا اثر پڑے گا۔

جن طلبہ کے دل علم کے شوق سے خالی ہیں اور وہ مارے باندھے مدرسے حاضر کئے جاتے ہیں۔ ان کے صرف جسم مدرسے میں حاضر ہوتے ہیں۔ دل حاضر نہیں ہوتے۔ انکے جسم مدرسے کے بنچوں پر کتابیں آگے رکھے بیٹھے ہیں مگر انکے دل بازار کے چوک میں۔ کنکوے بازوں کے میدان میں کبوتر بازوں کی ٹولی میں۔ بٹیر بازوں اور مرغ بازوں کے معرکہ میں مصروف تماشا ہیں اور چونکہ علم کا محل خاص دل ہے دل سے خالی قالب میں علم نہیں سما سکتا اسلئے ان لڑکوں کا علم پڑھنا محال ہے۔ استاد کی تعلیم جب اثر کر سکتی ہے کہ دل ملتفت ہو طبیعت مائل ہو اور شوق غالب۔

وسعت میدان ارادت بیار
تا بزند مرد سخن گوے گوے

قلت شوق۔ یا روایت شوق یا گمراہی شوق کا مرض طلبہ کے لئے ایک خطرناک مرض ہے جس میں ان کی حالت نہایت قابل رحم ہوتی ہے اور خود میں نے طالب علمی میں ایسی انقباض کی حالتیں اپنے اوپر وارد ہوتی دیکھی ہیں کہ باوجود دل کو علم پڑھنے اور محنت کرنے کے نتائج معلوم ہیں مگر پھر بھی دل ہے کہ کتاب کی شکل سے کوسوں بھاگتا ہے

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی

اس مرض میں مبتلا ہونے والے کی طبیعت پر غور کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ علم کی بجائے کسی دوسری چیز کا شوق اسکے دل پر غالب ہے جو علم کے شوق کو اسکے سینے میں گھسنے نہیں دیتا۔

قاعدہ ہے کہ جس گھونسلے پر ایک چیل کا قبضہ ہے وہاں ایک طوطے کا مقدور نہیں کہ داخل ہو سکے۔ اگر اس میں طوطے کو داخل کرنا مقصود ہے تو پہلے چیل کو نکال باہر بنایا جائے اسیطرح علم کا طوطا اسی سینہ کو اپنا آشیانہ بنا سکتا ہے جس میں کسی برے شوق کا کوا یا چیل جاگزین نہ ہو جس طالب علم کو کوئی بیہودہ شوق ہو تو پہلے اسکو چھڑوایا جائے پھر اسکو علم کا شوق ہو سکتا ہے۔

۳۔ جفاکشی سامان علم میں سے اب تیسری چیز کی باری آتی ہے جس کا نام اصطبار یا جفاکشی ہے کوئی چیز جس قدر زیادہ قیمتی ہوتی ہے اسیقدر زیادہ اسکے حصول میں مشکلات اور تکالیف کا سامنا پڑتا ہے۔ موتی ایک بیش بہا چیز ہے مگر اسکے حاصل کرنے کے لئے سمندر میں غوطے کھانے پڑتے ہیں۔ الماس بہت ہی قدر کی چیز ہے۔ مگر اسکی تلاش میں ہزاروں من پتھر الٹنے کی ضرورت ہے۔

علم کا درجہ بیش قیمت موتی اور گراں قدر الماس سے بھی بڑھ کر ہے اسلئے اسکے حاصل کرنے میں اور بھی زیادہ مصائب جھیلنے پڑتے ہیں۔ سفر۔ ترک وطن۔ خویش و اقارب سے جدائی۔ فاقہ۔ تنگی۔ اغیار کی ناز برداری۔ بے آرامی۔ شب بیداری۔ یہ وہ منزلیں ہیں جن کے طے کئے بدون مقصد علم تک پہنچنا مشکل ہے۔ جس طالب علم میں ان مصائب کے برداشت کرنیکی ہمت نہیں وہ ہرگز دولت علم حاصل نہیں کر سکتا۔

تا شانہ صفت سر ننہی در تہ ارہ
ہرگز بسر زلف نگارے نرسی

یعنی جس طرح ایک کنگھی آرہ سے سینکڑوں زخم کھانے کے بعد اپنی جفاکشی کی بدولت اس انعام و قبولیت کی مستحق ہو جاتی ہے کہ بیگمات اس سے اپنے عنبریں بال سنوارنے کا کام لیں۔ اسی طرح جب تک تم مصائب کے آرہ کے آگے اپنا سر تسلیم خم نہ کرو گے کسی اعلیٰ رتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ایک زمانہ تھا کہ جبکہ نہ سڑکیں اور ریل بنی تھی نہ ڈاک اور تار کا انتظام تھا اسوقت علم کے شایق وطن اور عزیزوں کو چھوڑ کر دور دراز شہروں میں جا نکلتے تھے مدتوں نہ طالب علم کو اپنے گھر والوں کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا تھا نہ گھر والے اسکی خبر سن سکتے تھے مگر وہ اپنے شوق علم میں ہجر اقارب۔ بے وطنی۔ فاقہ و محتاجی سب کچھ بخوشی برداشت کرتا تھا۔ اور کوئی مشکل کوئی مصیبت اس کے شوق کو کم اور اسکی طلب کو دھیما نہیں کر سکتی تھی اسی شوق کامل اور طلب صادق کا نتیجہ ہے کہ آخر ایسے لوگ آسمان فضیلت کے آفتاب بنکر چمکتے تھے۔

اب تو سرکار کی عنایت سے یہ مشکلات بڑی حد تک رفع ہو گئی ہیں ریلوے کے ذریعہ سے طالبعلم گھنٹوں اور پہروں کے اندر اپنے وطن میں آجا سکتا ہے۔ ڈاک اور تار کی بدولت اپنے گھر والوں کو نامہ و پیام بھیج سکتا ہے علم کی عام اشاعت اور اسکے سہل الحصول بنانے کیلئے جابجا مدرسے قائم کئے گئے ہیں اور طالب علم کے رہنے سہنے کے لئے بورڈنگ ہاؤس بنائے گئے ہیں ایسی آسانیوں کے ہوتے ہوئے اگر طالب علم پڑھنے میں سستی کریں تو حیف صد حیف۔

باقی آئندہ

ایڈیٹر: فاضل مقرر نے صدر جلسہ نے شاندار الفاظ میں تائید کرتے ہوئے کہا۔ ہمارے نزدیک شوق ایک ایسی چیز ہے جو سامان علم کے مذکورہ چھ ارکان کی جان ہے اگر شوق ہو تو سب کچھ ہو یا یوں کہو کہ جس کے ہوتے کسی چیز کی ضرورت نہیں جس طالب علم کو علم کا [illegible] ذوق ہوگا وہ ذہن کی کمی [illegible] محنت کے ذریعے کامیاب ہو جائے گا وہ [illegible] طلب [illegible] آسانی برداشت کر لیگا وہ وجہ معاش کی بھی چنداں پرواہ نہ کرے [illegible] قوت لایموت پر ہی خوشی و خرمی سے گزارہ کر لیگا۔ ایسے طالب علم پر استاد بھی مہربان [illegible] رہتا ہے۔ [illegible] طالب علم بوجہ کثرت شوق کے اوقات [illegible] بھی زیادہ [illegible] کریگا۔

یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے۔

جلد ۷ | لاہور چہارشنبہ مورخہ ۲۴ رجب المرجب ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۲۰ء | نمبر ۷۶

کلام الامام امام الکلام

شد نگاہِ لطفِ حق بر عالمِ تاریک و تار

اندر آں وقتیکہ دُنیا پُر ز شرک و کفر بود
ہیچکس را خوں نشد دل جز دلِ آں شہریار
ہیچکس از خبثِ شرک و درجس بُت آگہ نشد
ایں خبر شد جانِ احمد را کہ بود از عشق زار
کس چہ میداند کہ ازاں نالہ ہا باشد خبر
کاں شفیعے کرد از بہر جہاں در کنجِ غار
من نمیدانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے
کاندر آں غارے درآورد ش حزین و دلفگار
نے ز تاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مُردن غم نہ خوفِ کژدم و نے بیم مار
کشتۂ قوم و فدائے خلق و قربانِ جہاں
نے بجسمِ خویش میلش نے بنفسِ خویش کار
نعرہ ہا پُر درد میزد از پئے خلقِ خدا
شد تضرع کار او پیشِ خدا لیل و نہار
سخت شورے بر فلک افتاد زاں عجز و دعا
قدسیاں را نیز شد چشم از غمِ آں اشکبار
آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش
شد نگاہِ لطفِ حق بر عالمِ تاریک و تار
در جہاں از معصیتہا بود طوفانِ عظیم
بود عالم از شرک عصیاں کور و کر دیر و دیار
ہیچ وقتے نوحِ دُنیا بود پُر از ہر فساد
ہیچ دل خالی نبود از ظلمت و گرد و غبار
مر شیاطیں را تسلط بود بر ہر روح و نفس
پس تجلی کرد بر روحِ محمد کردگار

جواہر ریزے

اسلام

(۱) بعد حمد و صلوٰۃ۔ میں عبد اللہ الاحد الصمد احمد ولد میرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم (جو مؤلف کتاب براہین احمدیہ ہوں) حضرت خداوند کریم جل شانہٗ و عزّ اسمہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اکثر حصہ اپنی عمر کا تحقیق دین میں خرچ کر کے ثابت کر لیا ہے کہ دُنیا میں سچا اور منجی من اللہ مذہب دین اسلام ہے (سرمہ آریہ چشم ص۱۹۶)

(۲) واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میری یہ حالت ہے کہ میں صرف اسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں اور دوسرے مذاہب کو باطل اور سراسر دروغ کا پتلا خیال کرتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہ رہے ہیں (از آئینہ کمالات اسلام ص۲۷۵)

(۳) مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ (از اربعین ص۳)

(۴) بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ (از اربعین ص۳)

(۵) جو شخص دُنیا کے بُت سے رہائی پائے اور دل اُسکی اور بہی لذت کا طالب ہو۔ وہ صرف قصوں والے مذہب پر خوش نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس سے کچھ تسلی پا سکتا ہے ایسا شخص محض اسلام میں اپنی تسلی پائیگا۔ (از حقیقۃ الوحی ص۱۷۹)

(۶) دوسرے مذاہب میں صرف انسانی کوششیں پیش کی جاتی ہیں مگر اسلام میں خود خدا تعالیٰ ہر ایک زمانہ میں اپنی انا الموجود کی آواز سے اپنی ہستی کا پتہ دیتا ہے۔ جیسا کہ اس زمانہ میں بھی وہ مجھ پر ظاہر ہوا۔ پس اس رسول پر ہزار درود سلام اور برکات جس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو شناخت کیا۔ (از چشمہ مسیحی ص۷)

(۷) پہلے نبی ایک ایک قوم کے لئے آیا کرتے تھے اور اُسی قدر سکھلایا کرتے تھے۔ جو اُسی قوم کی استعداد کے اندازہ کے موافق ہو اور جن تعلیموں کی وہ لوگ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ وہ تعلیمیں اسلام کی اُنکو نہیں بتلاتے تھے۔ اس لئے ان لوگوں کا اسلام ناقص رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان دینوں میں سے کسی دین کا نام اسلام نہیں رکھا گیا۔ مگر یہ دین جو ہمارے پاک نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت دنیا میں آیا اس میں تمام دُنیا کی اصلاح منظور تھی اور تمام استعدادوں کے موافق تعلیم دینا مدنظر تھا۔ اس لئے یہ دین تمام دینوں کی نسبت اکمل اور اتمّ ہوا۔

اور اسی کا نام بالخصوصیت اسلام رکھا گیا۔ اور اسی دین کو خدا نے کامل کیا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا ۔ یعنی آج میں نے دین کو کامل کیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کیا۔ اور میں راضی ہوا کہ تمہارا دین اسلام ہے۔ (از ست بچن ص۱۴۶)

اخبار احمدیہ

ایک مبارک نکاح:- ہمارے احباب نہایت مسرت سے یہ خبر سنیں گے۔ کہ ہمارے مکرم بھائی شیخ عبدالعلی صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر سرگودھا کا نکاح بعوض حق مہر پانچ ہزار روپیہ زینت النساء خاتون بنت جناب بابو صفدر جنگ صاحب انسپکٹر پولیس پنشنر سے ۴ اپریل ۱۹۲۰ء کو ہوا۔ خطبہ نکاح حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے پڑھا۔ جو نہایت بسیط اور پُر از معارف تھا۔ اللہ تعالےٰ باعث خیر و برکت کرے۔

ڈاکٹر اسید علی خانصاحب ویٹرنری اسسٹنٹ حال ہی میں سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ آپ نے سوا سو کے قریب غیر مذاہب کی کتب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی لائبریری کے لئے مرحمت فرمائی ہیں۔ وہ سو کتابیں اور عطا فرماتے ہیں نقد چندہ کی فراہمی کے لئے بھی بہت کوشش کر رہے ہیں علاوہ ازیں اپنے حلقہ اثر میں احمدیت کی تبلیغ میں بھی مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنکی مساعی جمیلہ کو قبول فرماوے اور اپنے دین کی نصرت کرنیوالوں کے ساتھ ہو۔ آمین!

مولوی فضل حق صاحب اوکاڑہ کے قریب بستی اقوام جرائم پیشہ کی دینی تعلیم اور تربیت کے لئے تشریف لے گئے ہوئے ہیں مولوی صاحب تو صرف بھی ہمارے سلسلہ میں بے نظیر شخصیت کے بزرگ ہیں انجمن کی لائبریری کے لئے انہوں نے کئی سو روپیہ کی کتابیں مرحمت فرمائی ہیں۔ آپ کو قرآن کریم اور حدیث کی تبلیغ و اشاعت کا خاص جوش ہے۔ صلوٰۃ و صوم اور دیگر ارکان اسلام کی پابندی کی تلقین کرنے کے لئے آپ لوگوں کے گھروں میں اور باہر کھیتوں میں خود تشریف لے جاتے ہیں۔ اور وعظ و نصیحت کرتے رہتے ہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز معہ دیگر بزرگان سلسلہ عالیہ بفضلہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں۔ اور اشاعت اسلام میں شب و روز ساعی۔

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

گوشوارہ بقایا فاضلہ صیغہ جات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء

صیغہ	مد کلاں	آخر سال گذشتہ						حساب ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء						حساب سال رواں						کل بقایا فاضلہ اخیر جنوری سنہ ۱۹۲۰ء					
		بقایا			فاضلہ			آمد			خرچ			بقایا			فاضلہ			بقایا			فاضلہ		
		روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی
ترجمۃ القرآن	ترجمۃ القرآن انگریزی							۹۱۰	۱۲	۰	۱۱۶	۷	۳	۱۶۲۴	۰	۶									
	اردو													۲۲۰	۰	۰									
میزان ترجمۃ القرآن		۵۰۹۸	۱	۶				۹۱۰	۱۲	۰	۱۱۶	۷	۳	۱۹۴۴	۰	۶				۷۰۴۲	۲	۰			
تصنیف و تالیف					۲۹۶۳	۴	۳	۳۱۰	۴	۱	۲۶	۱۲	۶				۳۴۴	۱۱					۴۳۰۷	۱۵	۳
صدقات		۱۲۱۸۰	۹	۰				۴۹	۱	۰	۱۶۸	۱۱	۰				۳۲	۱۲	۶	۱۳۹۰	۱۲	۶			
اغراض عام	چندہ عطیہ جات وغیرہ							۱۲۳۹	۴	۳	۳۵۱۲						۴۶۹	۳	۱						
	اخبار							۱۰۰	۰	۰	۱۴۲	۸	۶				۴۶۶	۱	۳				۱۵۴۰		
	مسلم ہوسٹل							۱۰۶	۳	۰	۲۲۲	۱۱	۰				۴۵۱	۶	۶						
	بستی اقوام جرائم پیشہ							۳۱۴	۱۲	۳	۳۰۹	۰	۰	۵	۱۳	۶									
میزان اغراض عام		۴۷۲۹	۱۲	۵				۱۴۶۰	۱۳	۶	۴۲۳۷	۱	۶				۱۳۸۰	۱۵	۰	۳۳۴۸	۱۳	۵			
مستقل فنڈ		۷۹۱۶	۱۳	۷				۴۳۸	۱۲	۰				۳۸۰۷	۵	۶				۱۰۷۲۴	۳	۱			
اشاعت بلاد غیر	دوکنگ مسلم مشن							۹۶	۱۳	۰	۵۷۵	۸	۰				۴۵۸	۱۱	۰						
	عطیہ جات وغیرہ							۷۱۹۳	۷	۰				۱۱۷۶۳	۱	۳									
میزان اشاعت بلاد غیر		۲۹۲۱	۸	۰				۷۲۹۰	۵	۰	۵۷۵	۸	۰	۱۱۳۰۴	۶	۳				۱۳۲۲۵	۱۴	۳			
رسالہ جات	اسلامک ریویو							۱۲۰۳	۱۴	۰	۷۶	۰	۳	۱۱۲۷	۳	۹									
	اشاعت اسلام							۱۹۳۷	۸	۶	۳۵۱	۸	۳	۱۵۸۶	۰	۳									
میزان رسالہ جات								۳۱۴۰	۱۴	۶	۴۲۷	۸	۶	۲۷۱۳	۳	۰				۲۷۱۳	۴	۰			
تعلیم	مسلم ہائی سکول							۱۲۰۴	۷	۳	۱۵۰۲	۱۰	۶	۲۵۵۶	۹	۰									
	مدرسہ بدوملہی													۱۲۰۶	۰	۶									
میزان تعلیم					۹۵۷۶	۰	۹	۱۲۰۴	۷	۳	۱۵۰۲	۱۰	۶	۳۷۶۲	۹	۶							۵۸۱۳	۷	۳
امانت		۴۷۴۹	۳	۰				۲۲۴۸	۱۳	۶	۷۰۰۰	۰	۰	۴۴۹۷	۱۳	۶				۹۲۴۶	۱۵	۶			
پیشگی					۴۱۰	۰	۰	۱۲۴۰	۰	۰	۱۳۷۰	۰	۰				۲۳۹۵	۰	۰				۲۴۰۵	۰	۰
میزان کل		۳۶۸۴۵	۱۴	۰	۱۳۹۴۵	۵	۰	۱۸۸۳۶	۱۲	۳	۱۶۱۳۴	۱۳	۳	۲۷۰۲۹	۷	۳	۴۲۵۳	۶	۶	۴۸۶۹۹	۰	۹	۱۳۰۲۶	۶	۶

دستخط محاسب سید طفیل حسین

سر آنریبل لفٹننٹ گورنر کی تقریر

۶-اپریل کو پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے آخری اجلاس میں سر آنر نے الوداعی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ گذشتہ چند ماہ سے یہ صوبہ آزادی تقریر و تحریر سے مستفیض رہا ہے دوران جنگ میں دیگر حصص ممالک کی طرح اس صوبہ پر بھی خاص قیود عاید تھیں۔ اب کامل آزادی ہے اور یہ عظیم تبدیلی بعض حالتوں میں نہایت نمایاں طور پر عمل میں آئی ہے۔

یہ تبدیلی اپنی نوعیت میں اس قابل ہے کہ اس کا خیر مقدم کیا جائے۔ جب تک اس سے امن صوبہ معرض خطر میں نہیں پڑتا۔ میں جانتا ہوں کہ عوام میں خاصکر تعلیم یافتہ جماعتوں میں یہ خواہش نہیں پائی جاتی کہ انتظام میں کوئی خلل واقع ہو۔ بلکہ حفظ امن کے لئے ایک مثبت خواہش کے آثار نمایاں ہیں لیکن ہم امن عامہ کے لئے ذمہ وار ہیں اور ہمیں مستقبل کی طرف دیکھنا ہے۔ اس کے متعلق ہم تشویش سے خالی نہیں بعض اشخاص کسی ایک یا دوسرے معاملہ میں دلی احساس رکھتے ہیں اور اجتماع عام میں اس قسم کی تقریریں کرتے ہیں۔ جس کا اگر انسداد نہ ہوا۔ تو وہ شدید صورت میں رونما ہو گی بعض لوگ گذشتہ زمانہ میں کسی شکایت یا ضرر کی وجہ سے اپنے آپ کو درست یا غلط طور پر آزردہ سمجھتے ہیں اور اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اس کی یاد تازہ رکھی جائے۔ حضرات! میں آپ سے اور ان سے جنکو صوبہ پنجاب کی بہبودی مقصود ہے اور جو یہاں رہتے ہیں درخواست کرتا ہوں کہ وہ صوبہ کے لئے امن کی ضرورت کو مد نظر رکھیں۔ ہم منافرت اور جوش کو پیدا کرنے والے کام چاہتے ہیں ان کو مشتعل کرنا نہیں چاہتے ہم افراد اور جماعتوں کے درمیان اعتماد کو دوبارہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری آئندہ گورنمنٹ میں عوام کا بہت سا عنصر ہو گا۔ اور ہم عوام سے چاہتے ہیں کہ وہ اس میں شرکت عمل سے کام لیں چند حوصلہ شکن حالات کے باوجود مجھے یقین ہے کہ اس معاملہ میں حالات بہت حد تک رو بہ اصلاح ہو گئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ ہمیں حتے الامکان کوشش کرنی چاہئے کہ ایسی بات سے احتراز کریں جو بالغ ترقی ہو یا جس سے گذشتہ یاد تازہ ہوتی ہو۔ اس صوبہ کے لوگوں کے رفاہ کے لئے ضروری ہے کہ یہاں یکجہتی اور امن ہو۔ لوگ خود اس کی خواہش رکھتے ہیں اور آج آپ سے الوداع ہوتے ہوئے میں کہدوں گا کہ آپ انتہائی طاقت کے ساتھ امن کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہیں۔

ضروری اعلان

مسلم ہائی سکول لاہور کا داخلہ

مسلم ہائی سکول لاہور کا داخلہ یکم اپریل سے شروع ہے بیرونی احباب کو چاہیئے کہ اس قومی سکول میں اپنے بچوں کو ضرور داخل کردیں۔ اور ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالے کے فضل سے سکول کا سٹاف بہترین ہے۔ صرف سیکنڈری ڈیپارٹمنٹ میں آٹھ گریجویٹ ہیں جن میں تین بی۔اے۔بی۔ٹی ہیں۔ ایک استاد ایم۔اے ہیں جنہوں نے امسال بی۔ٹی کا امتحان دیا ہے۔ جس میں انشاء اللہ وہ کامیاب ہو نگے۔ ایک ایم۔ایس۔سی۔ ہیں علاوہ اس کے قرآن مجید حافظ فضل احمد صاحب سکول میں پڑھاتے ہیں جو کہ خود اعلے درجہ کے متقی ہیں۔ نمازیں بھی باجماعت وہی پڑھاتے ہیں۔ علاوہ عربی کے دینیات پڑھایا جاتا ہے۔ جس میں حدیث کی چھوٹی درسی کتابیں شامل ہیں۔

سکول شہر سے کافی فاصلے پر ٹھنڈی سڑک کے متصل سکلوڈ روڈ پر نہایت وسیع و پر فضا کوٹھیوں میں واقع ہے۔ بورڈنگ ہوس کا انتظام بفضلہ تعالے نہایت اعلے ہے۔ لڑکوں کی پڑھائی کی نگرانی اچھی طرح سے ہوتی ہے۔ ان کے چال چلن کا خیال رکھا جاتا ہے۔ تمام نمازیں باجماعت پڑھتے ہیں۔ کھانا ملکر کھاتے ہیں اسلامی آداب سکھلائے جاتے ہیں۔ بورڈنگ ہوس میں علاوہ سکول کے ہر روز علی الصبح درس قرآن مجید ہوتا ہے معمولی خرچ سکول و بورڈنگ ہوس کا قریب بیس روپیہ ماہوار ہے۔

چونکہ سال کا ابتدا ہے۔ اس لئے جہاں تک جلد ممکن ہو طلباء کو سکول میں داخلہ کے لئے بھیجنا چاہئے۔

(نوٹ) احمدی کم استطاعت اصحاب کے لئے حضرت امیر قوم کی تحریک پر ایک خاص وظیفہ فنڈ ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے مقرر کیا ہے۔ تاکہ ہمارے ہونہار بچے دینی اور دنیوی تعلیم حاصل کرسکیں اور آئندہ دینی خدمت کے قابل ہوں اور اپنے لئے معاش بھی حاصل کرسکیں۔

خاکسار میرزا یعقوب بیگ - ایل-ایم-ایس۔ مینیجر مسلم ہائی سکول لاہور۔

آئندہ خلافت کانفرنس دہلی

گذشتہ خلافت کانفرنس میں جو ریزولیوشن پاس ہوئے ہیں ان پر عمل پیرا ہونیکے طریقوں پر غور کرنے کیلئے ایک اور زور شور کی خلافت کانفرنس دہلی میں ۱۸-اپریل کو منعقد ہونیوالی ہے کام کرنے والوں کی ایک انجمن بنائی جائے گی جس ممبر صرف وہی لوگ ہوں گے جو یہ عہد کریں گے کہ دل و جان سے اس کام میں کوشش کریں گے۔

اس کانفرنس کے استقبالی سکرٹری ان مسٹر تاج الدین اور مولوی عارف ہسوی صاحبان ہیں جو ہر شخص کو شرکت کانفرنس کی دعوت دیتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۷۶

چند حقیقتیں

(۵)

حضرت عیسیٰ کے آنے سے ختم نبوۃ کی مُہر ٹوٹتی ہے

عزیزان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان ہے کیونکہ اس سے آپکی ختم نبوت کی مُہر ٹوٹتی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ امتی ہوکر آئیں گے تو اس کے باطل ہونے میں بھی کوئی شک نہیں کیونکہ اوّل تو اللہ تعالیٰ کسی کی نبوت نہیں چھینا کرتا۔ پھر دوسرے یہ کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کرسکتا؟ کہ آپکی امت میں عیسےٰ کی صفت کے لوگ پیدا کردے۔ کیا رسول اللہ کی قوت قدسی ایسی ہی ناکارہ ہے (نعوذ باللہ) کہ وہ حضرت عیسےٰ کی صفات کے لوگ پیدا نہیں کرسکتی۔ کیا ہمارے نبی صلعم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کم ہیں۔ کہ اُنکی امت میں تو درجنوں نبی آئیں مگر ہمارے حضرت صلعم کی اُمّت میں ایسے لوگ پیدا نہ ہوسکیں اور اخیر زمانہ کی اصلاح کے لئے اُسی پُرانے عیسےٰ علیہ السلام کو بلایا جاوے۔

خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عام خلفاء کی نسبت نیکثرون خلفائی ایک طرف اور خاص حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت اماما منکم منکم دوسری طرف فرماکر ظاہر کردیا ہے کہ قیامت تک آپ کی متبع سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو آپ کے قائمقام ہوکر آپ کے دین کی حفاظت کریں گے۔ برخلاف دوسرے انبیاء کے کہ اُن کی اُمّتوں میں الٰہی برکات محدود زمانہ تک رہ کر پھر ایسی مٹ گئیں کہ نشان تک نہیں۔ اُن کی شریعتیں اُنکی تعلیمیں کچھ عرصہ تک پھل لاکر پھر ایسی مرجھا گئیں کہ قابل سوختن ہوگئیں۔ مگر ہمارے حضرت صلعم کی تعلیم کے درخت کو خدا تعالیٰ نے ایسا محفوظ رکھا ہے کہ اپنے موسم پر پھل لاتا ہے کیونکہ جہاں ایک بھی اس دین میں خرابی پیدا ہوتی ہے تو جھٹ اس کی اصلاح کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام کو مجددیت کا جامہ پہناکر اللہ تعالیٰ نے بھیجدیتا ہے۔ تاکہ جو خلل آپکی اُمّت میں واقع ہوگیا ہے۔ اُسکو رفع کردے۔ غرضکہ سب کے چشمے خشک ہوگئے مگر آپ کا چشمہ قیامت تک جاری ہے۔ اور آپ کی حکومت روز آخر تک مسلّم ہے اور کوئی نہیں کہ جو اس میں دست اندازی کرے۔ اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اس زمانہ میں بھی

اس زمانہ میں جو آیا وہ آپکا ہی خلیفہ تھا

آپ کا ایک خلیفہ آیا۔ وہی جس نے آپ کی عزّت کو دُنیا میں قائم کیا وہی جس نے آپ کی شان کو دوبالا کردیا۔ اس کے دل کو اس سوز نے کباب کردیا تھا۔ اور اُس کے جگر کو اس غم نے کھالیا تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی جاتی ہے علانیہ کو کام فرماتے ہوئے اور دعا کے تیر کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے آپ ایک دشمن رسولؐ کو یوں للکارتے ہیں

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بُرّان محمدؐ

بڑے بڑے کڑے مرحلے تھے۔ جن میں وہ ذرا نہیں جھجکتا تھا۔ دشمنوں کی دشمنیاں اُس پر اثر نہ کرسکیں اور مخالفوں کی مخالفتیں اُس کا کچھ بگاڑ نہ سکیں اگر رسول اللہ کے خلیفہ تھے۔ تو انہیں کے اخلاق اپنے ساتھ لیکر آئے تھے اس خوف کے زمانہ میں کہ تمام دُنیا آپ کی جانی دشمن ہے اور آپ کے خون کی پیاسی ہے

آپ کس استقلال سے فرماتے ہیں:۔

بکار دین نہ ترسم از جہانے
کہ دارم رنگ ایمان محمدؐ

پھر آپ کے دشمنوں کو چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں؂

چہ ہیبتہا بدادند ایں جواں را
کہ نا ید کس بمیدان محمدؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سُن کر آپ کا دل قابو سے نکل جاتا۔ اور سخت بیقرار ہوجاتے اپنے محبت بھرے الفاظ میں آپ کی غلامی کا اظہار کرکے خوش ہوتے اور آپ کے تذکرہ حسن و احسان کو مایۂ زندگی سمجھتے۔

تفرقہ کس کی طرف سے؟

۲۰ اپریل کے وکیل میں ایک صاحب محمد ضیاء الدین خان دانشمند نے نہایت دانشمندانہ طریق پر مسلمانوں کو فرقہ آرائیوں سے باز آنے کی نصیحت کی ہے۔ مگر ساتھ ہی ہم پر بھی یہ چوٹ کردی ہے کہ "مرزائی مسلمان اہل سنت کے ساتھ نماز پڑھنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ رشتہ حرام سمجھتے ہیں" پہلا امر جس کی طرف ہم توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں یہ ہے کہ ہمارا نام مرزائی رکھنا تہذیب سے بعید ہے ہم لقب نام احمدی مسلمان ہیں۔ دوم نماز کے بارے میں ہمارے امام کا صریح حکم ذیل میں موجود ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ جو سنیک اور سنی ہوں رشتہ ناطہ کرنا ہمارے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے ہرگز حرام قرار نہیں دیا۔ بلکہ آپ نے اپنی زندگی میں ڈاکٹر رشید الدین صاحب کی لڑکی کی جو میرزا محمود احمد صاحب بانیٔ فرقہ محمودیہ کی سالی تھی ایک غیر احمدی سے جو ابھی تک غیر احمدی ہے نکاح کی اجازت دی اور حضرت مولوی نور الدین صاحب رضؓ نے وہ نکاح پڑھا۔ حضرت مرزا صاحب کے اس طرز عمل کے خلاف جو کوئی بھی کرے۔ وہ عنداللہ قابل مؤاخذہ ہے اور پھر حضرت مرزا صاحب پر اس بارہ میں جو اعتراض کرے وہ تعصب سے کرتا ہے۔ نماز کے بارہ میں ذیل کا فتوٰے اخبار بدر جلد ۸ نمبر ۷-۸-۹ مورخہ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۸ء ملاحظہ ہو:

کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز ہوسکتی ہے؟ ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء کو ایک صاحب علاقہ بلوچستان نے حضرت اقدس کی خدمت میں خط لکھا کہ "آپ کا ایک مرید نور محمد نام میرا دلی دوست ہے وہ بڑا نمازی ہے نیکو کار ہے۔ سب اُس کی عزّت کرتے ہیں۔ ہمہ صفت موصوف ہے۔ خلیق شخص ہے۔ دیندار ہے۔ اس سے ہمکو آپ کے حالات معلوم ہوئے تو ہمارا یہ عقیدہ ہوگیا کہ حضور بڑے ہی خیر خواہ امت محمدیہ و مداح جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ آپ کو جو بڑے نام سے یاد کرے وہ خود بُرا ہے مگر باوجود ہمارے اس عقیدہ و خیال کے نور محمد مذکور ہمارے ساتھ باجماعت نماز نہیں پڑھتا۔ اور نہ جمعہ پڑھتا ہے۔ اور وجہ یہ بتلاتا ہے کہ غیر احمدی کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی۔ آپ اُسکو تاکید فرمائیں کہ وہ ہمارے پیچھے نماز پڑھ لیا کرے۔ تاکہ تفرقہ نہ پڑے کیونکہ ہم آپ کے حق میں بُرا نہیں کہتے"

یہ اس خط کا اقتباس اور خلاصہ ہے۔ اس کے جواب میں اسی خط پر حضرت نے عاجز کے نام تحریر فرمایا:۔

"جواب میں لکھیں کہ چونکہ عام طور پر اس ملک کے مُلّاں لوگوں نے اپنے تعصب کی وجہ سے ہمیں کافر ٹھیرایا ہے اور فتوے لکھے ہیں اور باقی لوگ اُنکے پیرو ہیں۔ پس اگر ایسے لوگ ہوں۔ کہ وہ صفائی ثابت کرنے کے لئے اشتہار دیدیں۔ کہ ہم ان مکفر مولویوں کے پیرو نہیں ہیں تو پھر اُن کے ساتھ نماز پڑھنا روا ہے۔ ورنہ جو شخص مسلمانوں کو کافر کہے وہ آپ کافر ہوجاتا ہے۔ پھر اُسکے پیچھے نماز کیونکر پڑھیں۔ یہ تو شرع شریف کی رُو سے جائز نہیں ہے"

ہمارے امام کا یہ فتوے کسی شرع کا محتاج نہیں۔ اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ قوم میں اتفاق ہو تو فتاوے کفر دینے والے مُلّانوں کی خبر لیں۔ یا اُنکو بائیکاٹ کریں۔ ابھی تک تو مسلمانوں کے علماء کا یہ حال ہے کہ ہماری جماعت کے خلاف ذرا سی بھی بات ہو بلغیر ہم سے دریافت کئے اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب دیکھے سنت بہانہ کی بنا پر فتوے کفر پر دستخط کردیتے ہیں۔ ہماری طرف سے نماز اکٹھی پڑھنے میں ذرا عذر نہیں۔ اگر کچھ رکاوٹ ہے تو زبانی جمع خرچ کرنے والے مسلمانوں کی طرف سے ہے جو کہتے اور لکھتے تو بہت ہیں۔ مگر عملاً اتفاق کی طرف قدم نہیں اُٹھاتے۔

نام نہاد مسلمانوں کا ہم سے سلوک

۵ - اپریل کو الفقیہ امرتسر میں کسی شخص نے دفتر سے پوچھا ہے کہ "کسی احمدی، مرزائی، سے برتاؤ رکھنا جائز ہے" اس کا جواب حامی اسلام خیر خواہ قوم کشتیٔ اسلام کے ناخدا یعنی الفقیہ کے ذریعہ شائع ہوا ہے۔ دانشمند صاحب اور ہر ایک درد دل رکھنے والے مسلمان کے لئے قابل غور ہے۔ مفتی صاحب جواب دیتے ہیں:۔

"مرزائیوں کے ساتھ برتاؤ ہرگز جائز نہیں برتاؤ سے محبت پیدا ہوتی ہے جو اُن سے برتاؤ رکھیگا۔ وہ انہیں میں سے شمار ہوگا و من یتولھم منکم فانہ منھم"

اور سنیئے مفتی صاحب فرماتے ہیں:۔

"کہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کو شہید کہنا۔ ہرگز جائز نہیں کہنے والا سخت گنہگار ہے"

اور خود بدولت کی تہذیب کا یہ حال ہے کہ ایک مسلم بزرگ کے نام کو ادب کے ساتھ کبھی یاد نہیں کرسکتے۔

قادیان کا ایک خوشامدی اخبار

جو کئی پہلو بدل چکا ہے اور جس طرف سے کچھ امید مطلب برآری ہوتی ہے وہی پہلو اختیار کرلیتا ہے۔ گویا مذہب کو ایک کھیل ہنسی کا تماشا بنا رکھا ہے کہ دُنیا کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کے لئے جو چاہا تھیلے سے نکال لیا۔ مرحوم الحق دہلی کے پڑھنے والے اس شخص کی عادت کو خوب سمجھتے اور جانتے ہیں اس کی یہی تحریریں جو وہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بزرانہ اخبار شائع کرچکا ہے مجبور کرکے صرف "دین الحق" نام کتابیں بہی تمام جماعت احمدیہ کے سابق مذہب کا پورا پورا آئینہ ہے جس کا اکثر حصہ اب بھی موجود مگر ہی لنبین کی مہربانی سے منسوخ ہوچکا ہے۔ اس لئے اس کا دوسرا ایڈیشن نکالنا دشوار ہوگیا ہے۔ اپنی ان ترانیوں اور شیخیوں کی بدولت یہ شخص اور صیانہ میں مخالفین کے مقابلہ پر کئی غریبوں کا مالی نقصان پہنچا چکا ہے۔ مگر میں لنبین کی درگاہ میں عزت و نمود کی خاطر آپ اکثر ہم پر کبھی مہربانی کیا کرتے ہیں۔ کیملا صاحب آپ کو نبوت مسیح موعودؑ کا اُس وقت خیال کیوں نہ آیا جب آپ نے بذریعہ دین الحق یہ شائع کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود مدعی نبوت کو کافر اور کاذب فرماتے ہیں اور صحابہؓ کا خاکہ آپ کو لکھا۔ آپ نے محمودی فرقے کی بہتات پر اپنی صداقت کا معیار رکھا ہے جن کی تعداد تو لنبیوں اور پیر جماعت علی شاہ کے مریدوں کے برابر بھی نہیں۔ بہتر ہوتا کہ نبی ماننے والے دس ہزار مریدوں کی آپ فہرست مع پتہ شائع کردیں۔ جو کہ چھ سال کے عرصہ میں گمراہ ہوا ہے۔ زبانی دعوے کوئی چیز نہیں۔ اخبار کی فہرستوں کا یہ حال ہے۔ کہ خدا بخش ضلع سیالکوٹ نے بیعت کی۔ اب جاؤ سارے ضلع کے خدا بخش دیکھتے پھرو۔ جو لوگ اتنا ڈرتے ہیں کہ اپنے مریدوں کے پتے بھی شائع نہیں کرسکتے تاکہ اُنکی سچائی پرکھی جائے اُنکی لفاظیوں پر کیا یقین ہوسکتا ہے۔ ہم اسی پر قناعت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جب تبلیغی لوگ ایک لاکھ کی تعداد میں مانگے تو نہ ملے مگر آسمان سے آپ کو پانچ ہزار سپاہی کا وعدہ دیا گیا اس لئے ہم پانچ ہزار خادمان دین پر قناعت کریں گے اور حضرت مسیح موعودؑ کی طرح کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ پڑھیں گے۔

(محمودی نظارت رپورٹر کی خبر ہے)

(۴) "واقعات حاضرہ میں اُن کا قدم ایک نہایت صحیح اور درست مسلک پر ہونا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ حالات سے متاثر ہو کر وہ اس مسلک کو چھوڑ دیں" ایڈیٹر الفضل جیسا سیاست دان اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ جو شخص اپنی جماعت کو مندرجہ بالا الفاظ میں نصیحت کرے اُسکی نسبت یہ سمجھنا چاہئے۔ کہ اُس نے پہلے ضرور جماعت کو اسکے خلاف تعلیم دی ہو گی جب ہی تو اسکو نصیحت کی ضرورت پڑی (حضرت میاں صاحب ایڈیٹر الفضل کی یہ قیمتی تنقید نوٹ کر رکھیں اور کبھی جماعت کو کوئی نصیحت نہ کریں کیونکہ اس کا مطلب بالعکس سمجھا جاتا ہے)

(۵) جو شخص اپنی ذاتی یا قومی مصیبت پر اظہار تاسف کرے وہ ایڈیٹر الفضل کے نفسیاتی نکتہ معرفت سے فی الحقیقت جوش و خروش میں اندھا ہوتا ہے اور اس کا مقصد لوگوں کو اشتعال دلانا ہوتا ہے۔

(۶) اگر کسی مضمون میں غلطی رہ جائے اور اخبار کا ایڈیٹر اس کی کسی طرح اصلاح کر دے تو ایڈیٹر الفضل کی فہم و فراست کے لحاظ سے وہ مضمون یقیناً حکومت وقت کے خلاف ہو گا۔ اور اُسکی اصلاح ایڈیٹر کی روسیاہی کا باعث ہو گی۔ (اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان میاں الفضل کی اس نکتہ نوازی کے مشکور ہوں اور نوٹ کریں)

(۷) اندلس کی یاد اور غرناطہ کی تباہی اگر کسی مسلمان کے زخم کو ہرا کر دے (اور کون بے غیرت مسلمان ہے کہ جس کے دل پر ان تباہی خیز اور ماتم انگیز واقعات کا اثر نہیں ہوتا۔ سوائے اسکے کہ جس کی فطرت مسخ ہو چکی ہو) تو ایڈیٹر الفضل کی انوکھی منطق کی رو سے اس غم واندوہ کا اظہار حقیقت میں طبائع کو مشتعل کرنا ہوتا ہے۔ محمودی نقطہ نگاہ سے یہ ہے ہماری دو رنگی چال کہ ہم ایک طرف تو اسلامی ممالک کی بربادی اور تباہی پر نوحہ کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنی جماعت کو اُن حالات حاضرہ سے متاثر ہونے کی تلقین کرتے ہیں اور وہ حالات حاضرہ از اطراف و اکناف کی دو خطرناک راہیں ہیں۔ ایک اگر چند ناعاقبت اندیش جوشیلے ایکسٹریمسٹوں کی ہے۔ تو دوسری پرانے ... کی منافقوں اور جھوٹے خوشامدیوں کی ٭

تثلیث کی تبلیغ

عیسوی دُنیا اپنے مذہب کی تبلیغ میں کس قدر کوشش اور جدوجہد سے کام کر رہی ہے۔ اس کا اندازہ ذیل کے اقتباسات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ وہ قوم کہ جس کو غیر اقوام کی طرف جانے سے منع کیا گیا تھا۔ اور اپنے مذہب کی اشاعت کو بنی اسرائیل کے سوا اور لوگوں میں جناب مسیح نے خود بچوں کی روٹی کتوں کے آگے پھینکنے کے لطیف استعارے سے بیان کیا تھا۔ وہ قوم اس سرگرمی سے اپنے مذہب کی اشاعت میں مشغول ہو۔ اور وہ مذہب کہ جسکے قیام کا مقصد وحید یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر ہی قرار دیا گیا تھا۔ نہ صرف اپنے فرض کی ادائیگی بلکہ اُس کی شناخت سے بھی غافل ہے یا لیت قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا۔

کیا ان واقعات کو پڑھکر کہ کس طرح عیسائی مذہب اسلام کے (نعوذ باللہ) کھا جانے پر تُلا بیٹھا ہے مسلمانوں کی رگ حمیت جوش میں نہ آئیگی اور ہر ایک مسلمان اپنے اپنے حلقۂ اثر میں تبلیغ اسلام کے فرض کو ادا کرنے کی کوشش نہ کریگا۔ برادران قوم یہ وقت ہے کہ ہم اپنے فرائض اور ذمہ واریوں کو شناخت کریں اور حفاظت اسلام اور تبلیغ اسلام کے لئے مردانہ وار نکل کھڑے ہوں ٭

۳۱ سال میں ایک لاکھ تیس ہزار

باوجود جنگ اور ہندوستان کی اندرونی بے چینی کے ہمارا مشن بدستور کام کرتا رہا ہے خصوصاً ہندوستان کے چھ کروڑ اچھوتوں کے اندر جو کہ نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں جنوبی ہند کے اندر صرف ایک مشن ذریعے گذشتہ ۳۱ سالوں کے اندر ایک لاکھ تیس ہزار اچھوت عیسائی ہوئے اور اب انکے عیسائی بننے کی اوسط پیاس ہزار سالانہ ہے اور اگر محنت اسی طرح ہوتی رہی تو اوسط میں بہت ترقی ہو جائے گی ٭ (از آریہ گزٹ)

عیسائیوں کا میڈیکل مشن

صرف پروٹسٹنٹ عیسائیوں نے جو میڈیکل مشن جاری کر رکھے ہیں اُن کا حال مندرجہ ذیل نقشہ سے معلوم ہو سکیگا۔ یہ نقشہ "دُنیا بھر کے عیسائی مشنوں کے حالات" کے سلسلے میں تیار کیا گیا ہے۔

نام ملک	غیر ملکی ڈاکٹر: مرد	غیر ملکی ڈاکٹر: عورتیں	[illegible]	[illegible]	[illegible]
افریقہ	۱۰۲	۱۵	×	۲۲۸	۸۵
جاپان	۸	۱	۲۰	۷	۱۰
کوریا	۲۴	۹	۱۲	۲۴	۲۲
چین	۲۷۰	۸۱	۲۱۲	۳۱۸	۲۷۵
ہندوستان	۱۱۲	۱۵۹	۱۵۱	۳۷۶	۱۱۳
ایران	۱۳	۷	۱	۱۸	۱۰
عرب	۴	۴	×	۸	۵
ٹرکی و سیریا	۴۸	۱۰	۱۸	۵۱	۳۵
لنکا	۱	۲	۲	۹	۴

وہ جگہ جہاں ابھی عیسائی نہیں پہنچے

مشنری ریویو میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ ایشیا کے اندر وہ کونسی جگہ ہے جہاں ابتک عیسائی نہیں پہنچے۔ ایک نقشہ دیکر بتلایا گیا ہے کہ ساری دنیا پر عیسائیوں کا جھنڈا پہنچ چکا ہے۔ لیکن (۱) منگولیا۔ (۲) مشرقی ترکستان۔ (۳) تبت۔ (۴) نیپال۔ (۵) بھوٹان میں مسیحی اشاعت کا کام ابھی شروع نہیں ہوا۔ ان پانچوں کا رقبہ ۲۴ لاکھ ۳۶ ہزار ۳ سو ۱۱ مربع میل ہے۔ جس میں ڈیڑھ کروڑ انسان رہتے ہیں۔ مضمون نگار لکھتا ہے کہ ان علاقوں میں اب بھی ستر مشنری رہتے ہیں۔ لیکن ابھی کوئی پھل نہیں ملا۔ اب ان علاقوں کے لئے خاص مشن بنایا گیا ہے۔

ایک مشنری لہاسا میں بلایا گیا

تبت میں مدت سے ایک ڈاکٹر مشنری مسٹر اے۔ ایل۔ شیلٹن رہتا تھا۔ اور وہاں کے بیماروں کی دوائی دارو کرتا رہتا تھا۔ آخر چین اور تبت والوں میں جنگ چھڑی۔ اور یہ مشنری میدان جنگ میں پہنچا۔ اور زخمیوں کا علاج کرتا رہا۔ خدا نے اُسے موقعہ دیا۔ کہ وہ عیسیٰ کی خدمت کر سکے۔ اسی اثنا میں اس نے دونوں کے درمیان صلح کرا دی۔ واپسی پر تبت کے جنرل نے لہاسہ میں اس ڈاکٹر کی خدمات کی رپورٹ کی۔ جسپر ڈاکٹر شیلٹن کو لہاسہ میں بلایا گیا۔ اور وہاں اُسے پریکٹس کرنے کی اجازت دیدی گئی۔ اور اب تبت میں عیسائیت کے لئے دروازہ کھل گیا ہے ٭ (کرسچین ینگ پیپلس)

برہما میں ۱۵ ہزار عیسائی ہو گئے

برہما میں کلینگ کے اندر گذشتہ ۲۴ سالوں میں پندرہ ہزار برہمی عیسائی ہو گئے۔ پہلے یہاں کوئی عیسائی نہیں ہوتا تھا۔ لیکن آخر ایک پونگی بودھ پر عیسائیت کے اثر ڈالے گئے جو بڑا اثر والا تھا۔ آخر وہ عیسائی بن گیا۔ اور پھر گاؤں کا گاؤں عیسائی ہو گیا۔ اب یہ پونگی پرچار کا کام کر رہا ہے۔ اور اس وقت تک پانچ سو برہمیوں کو عیسائی بنایا جا چکا ہے ٭

جون ۱۹۲۱ء سے پہلے ایک کروڑ عیسائی بنائے جائینگے

میتھوڈسٹ چرچ کی جو کانفرنس "اوہیو" میں ہوئی تھی۔ اس میں تمام حالات حاضرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے گیارہ کروڑ بیس لاکھ روپیہ اکٹھے کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور یہ وعدہ دیا گیا کہ جون ۱۹۲۱ء تک عیسائیوں کی تعداد میں ایک کروڑ کا اضافہ ہو جائیگا۔ اس اولوالعزمی پر قربان!

انجیل کا ترجمہ نئی زبانوں میں

بودھوں کے لئے ستی کی انجیل کا ترجمہ پالی زبان میں ہو کر شائع ہو گیا ہے اس سے بودھ صاحب بہت جلد ہماری طرف جھکیں گے۔ سیام کے اندر ایک مشنری عورت نے کاموز زبان میں انجیل کا ترجمہ کروایا ہے۔ جو چھپ رہا ہے۔ (آریہ گزٹ)

قادیان کا حاسد اخبار

حضرت امیر قوم اور میرزا نذر علی صاحب کے مضامین کو اپنی حاسدانہ نگاہ سے ..... اختلاف قرار دیتا ہے ....

.... مگر جس گروہ کا لیڈر یہ عقیدہ رکھے۔ کہ اہم مذہبی اصول میں اختلاف رکھکر اس کی بیعت کی جا سکتی ہے۔ اُس کے حاسد پیرو اگر شیشوں کے مکان میں رہکر دوسروں پر پتھر پھینکیں تو کہاں تک وہ دوسروں کی زد سے بچ سکتے ہیں۔

محمودی فرقے کے بانی کا یہ مسلمہ اور شائع شدہ مذہب ہے کہ نبوت مسیح موعود۔ تکفیر مسلمانان وغیرہ اہم عقائد ایمانیات میں ایک شخص اس سے اختلاف رکھکر بیعت کر سکتا ہے۔ تو دوسروں کے اختلافات تلاش کرکے اُس کے حاسد پیروؤں کا دخل دینا کہاں تک مناسب ہے ٭

گذشتہ ایام میں حضرت امیر قوم کے نام کے ساتھ قادیانی کا لفظ دیکھکر قادیانی حاسد بہت جل گیا تھا اب ۹ ۲- مارچ ۱۹۲۰ء کے اخبار صفحہ پر اخبار اشاعۃ الشری کا سوال بدیں الفاظ نقل کرتا ہے۔ "قادیانیوں کا منشاء کیا ہے" امید ہے کہ حاسد اس امر کی خود ہی تشریح کر دے گا۔ کہ یہاں قادیانی کن معنوں میں مخالف نے استعمال کیا ہے ٭

آریہ گزٹ نے قادیان کے ایک اخبار کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "کیا وہ ان الفاظ کو لکھتے ہوئے قرآن شریف کو بھی بھول گئے۔ جس میں گائے کے گوشت کو بیماری کا موجب بتایا گیا ہے" ہم حیران ہیں کہ جن مذہبی اخبارات کے اڈیٹر ایک دوسرے کے مذہب سے اتنی بھی واقفیت نہیں رکھتے۔ وہ دوسروں کے مذہبی جذبات کا کہاں تک صحیح اندازہ کر سکتے ہیں۔ ہم اڈیٹر آریہ گزٹ کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ قرآن شریف میں ہرگز ہرگز گائے کے گوشت کو بیماری کہیں بھی نہیں لکھا ٭

مسٹر محمد علی کی چٹھی

مسٹر محمد علی نے لنڈن ٹائمز میں اس مطلب کی ایک چٹھی چھپوائی ہے کہ ترکوں پر ارمینیوں کے قتل عام کا جو الزام لگایا جاتا ہے جبتک وہ الزام ان کے خلاف ثابت نہ ہو جائے تب تک انہیں سزا نہیں ملنی چاہئے۔ تمام مہذب گورنمنٹوں کا دستور ہے کہ جب تک کوئی جرم کسی کے خلاف ثابت نہ ہو جائے۔ ملزم کو سزا نہیں دیجاتی۔ ترکوں کے اس الزام کے متعلق ایک آزاد اور با اختیار کمیشن سے تحقیقات کرائی جائے علاوہ ترکی کے روس کے آرمینیا میں آسودگیت اور کئی قسم کے اثرات بھی کام کر رہے تھے۔ پیسہ اخبار بھی بار بار لکھ چکا ہے اور مسٹر جارج وزیر اعظم برطانیہ نے خود تسلیم کیا ہے کہ ترکوں کے الزام کی کسی ناجانبدار کمیشن نے ابتک تحقیقات نہیں کی۔ پس جو اصول قانون ایک کمینہ کمینہ ملزم کے حق میں بلا ثبوت جرم قائم نہیں کر سکتا تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک عظیم الشان قوم کے حق میں وہی اصول قانون کیوں نہ عمل میں لایا جائے ٭

پنجاب کی لاثانی مالی سرسبزی

بارہ برسوں کے آغاز میں پنجاب کے کل خزانوں میں دو کروڑ ۵۶ لاکھ ۷۵ ہزار ۲ سو روپے بچت میں موجود تھے۔ مالی سنہ رواں میں کل آمدنی کا اندازہ چھ کروڑ ۴۷ لاکھ ۵ ۳ ہزار روپے لگایا گیا ہے۔ انتہائی آمدنی آجتک پنجاب کو کسی سال بھی ابتدائے عملداری برٹش گورنمنٹ سے کبھی بھی نہیں ہوئی خرچ تخمیناً ۷ کروڑ ۴۳ لاکھ ۴۵ ہزار روپے جو آمدن سے ۹ لاکھ ۱۹ ہزار روپے زیادہ کیا گیا ہے۔ پھر بھی گورنمنٹ پنجاب کے پاس ۳۱- مارچ ۱۹۲۱ء کو ایک کروڑ ۶۸ لاکھ ۵۶ ہزار بچت رہیگی ٭

"مسٹر تیر مسز فاطمہ کے برقعہ میں"

ہمارے محمودی دوست بھی بڑے مزے کے آدمی ہیں۔ برادرم دوست محمد صاحب نے اپنے کسی گذشتہ خط میں یہ لکھا تھا

مذاکرۂ علمیہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(از رشح قلم جناب اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ صرف ملکوں کا فتح کر لینا اور دوسری قوموں کو زیر کر لینا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ اور اسلام نے ہرگز اسکو خوبی قرار نہیں دیا۔ ملکوں کا فتح کر لینا کوئی زیادہ مشکل کام نہیں۔ ہر ایک خونخوار اور اُجڈ آدمی بھی کسی مہذب و شریف آدمی پر پہلی فتح حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اس فتح کو باقی رکھنا اور مفتوح ممالک میں اسلام اور خداشناسی اور خدا پرستی کا شائع کرنا اور نورِ اسلام سے ملکوں کو منور کرنا اصل کام اور اہم کام ہے اسلام کی اصل غرض تو توحید پر مخلوق کو قائم کرنا اور خدا پرست بنانا ہے۔ اس وسیع اسلامی دنیا کو جو نئی نئی مسلمان فتحمندوں کے ذریعہ اسلام کے حلقۂ حکومت میں داخل ہوئی تھی، نہایت ہی سخت ضرورت تھی۔ کہ وہ پھر ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کا زمانہ دیکھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ذریعے دُنیا کی اس ضرورت کو پورا کیا۔ اور اُن کو پہلی صدی کا مجدد بنایا۔ جنہوں نے خلفاء کا بہترین نمونہ دنیا کو دکھایا

(۳) کس قدر حیرت کا مقام ہے۔ کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضؓ کے ایک نہایت روشن کارنامہ کو تاریک ترین بنا کر دکھایا اور باغ فدک کے معاملہ میں ملزم ٹھہرایا جاتا ہے۔ غالباً یہ اعتراض کوتاہی نظر اور ناواقفیت کے سبب پیدا ہوا ہے۔

اصل واقعہ اس طرح ہے کہ باغ فدک کی آمدنی حضور نبی کریم صلعم کے زمانہ میں بنو ہاشم کی ضروریات میں صرف ہوتی تھی۔ حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کے زمانہ میں بھی وہی حالت قائم رہی۔ حضرت عثمان غنی رضؓ کے زمانہ میں فدک اور بعض دوسری جائداد پر مروان بن حکم کا قبضہ و تصرف ہو گیا اور پھر منتقل ہوتے ہوتے باغ فدک حضرت عمر بن عبدالعزیز کے قبضہ میں در آتا پہنچا بنی امیہ نے اپنے دورِ حکومت میں لوگوں کی جائدادوں پر قبضہ کر لیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضؓ نے تمام مغصوبہ جائدادیں اُن سے چھین چھین کر حقداروں کو واپس کرائیں۔ اور اس واپسی کا سلسلہ اول اپنی ذات اور خاندان سے شروع کیا۔ چنانچہ عرب اور مدینہ کے واقف کار اور دیندار لوگوں کو جمع کر کے مشورہ کیا اور بعد مشورہ یہی طے فرمایا کہ فدک کو اُسی پورانی حالت میں لوٹا دیا جائے۔ جیسا کہ وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کے زمانہ میں تھا۔ چنانچہ انہوں نے فوراً اپنا قبضہ اُس پر سے اُٹھا لیا اور مسلمانوں کے عام بیت المال کے محکمہ کو سپرد کر دیا۔ اس صاف اور پاک اور قابل ستائش طرزِ عمل کو بھی موجب الزام اور باعث ملامت ٹھہرانے میں میرے دوست نے بڑی جرأت سے کام لیا ہے۔

(۴) سچے خادمانِ ملت کے ساتھ سختی کا برتاؤ ذاتی اغراض کی بناء پر کیا۔ اس الزام کی دلیل میں صرف یہ خیالی بات بیان کی جاتی ہے۔ کہ محمد بن قاسم کو خلیفہ سلیمان نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے مشورہ سے واپس بُلایا تھا۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ دلیل نہیں بلکہ ایک دعویٰ ہے جو خود محتاج دلیل ہے یہ دونوں اعتراض ناقابلِ التفات اور سراسر بے بنیاد ہیں۔ لہٰذا صرف اسی قدر اشارہ کافی ہے کہ سلیمان کبھی کبھی حضرت عمر بن عبدالعزیز سے مشورہ لیا کرتا تھا اور وہ عموماً ایسا مشورہ دیا کرتے تھے۔ جو خلیفہ سلیمان کی خواہش کے اکثر خلاف مگر اسلام اور تقویٰ کے عین موافق ہوتا تھا۔ اُن کے مشوروں میں خلق خدا کی بہتری اور خلیفہ کے کبر و نخوت کی شکست شامل ہوتی تھی۔ سلیمان خود حجاج بن یوسف ثقفی سے عبدالملک ہی کے عہدِ خلافت میں سخت ناراض تھا اور اُس کے ظلم و تشدد کو بہت ہی بُرا سمجھتا تھا۔ جیسا کہ تمام تاریخوں میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ عبدالملک کی وفات کے بعد سلیمان نے جو کام سب سے پہلے کیا وہ حجاج اور اُسکے خاندان کے لوگوں کا معزول کرنا اور زیر مواخذہ لانا تھا۔ اُس وقت تک حضرت عمر بن عبدالعزیز کو وہ مرتبہ کہاں حاصل تھا جو اس حجاج و محمد بن قاسم کے واقعہ کے بہت دنوں بعد حاصل ہوا کہ اُن سے امورِ سلطنت میں مشورہ لیا جانے لگا۔

جس شخص نے کہ خلیفہ مقرر ہو جانے کے بعد اپنے سب سے پہلے خطبہ میں لوگوں سے کہا کہ مجھکو میری مرضی کے خلاف خلیفہ بنایا گیا ہے۔ میں اس منصب خلافت کو چھوڑتا ہوں تم اور کسی کو خلیفہ منتخب کر لو۔ اور پھر لوگوں کے سخت اصرار سے اس منصب پر قائم رہ کر اپنے تمام عیش و راحت کو خاک میں ملا دیا۔ کمل کے کپڑے پہنے اور اپنے جسم کو مخلوق خدا کی راحت رسانی میں گھلا دینے میں مطلق باک نہیں کیا جسکو دنیا میں عدل و انصاف کے پھیلانے کی یہاں تک فکر لاحق تھی کہ خلیفہ ہونے کے بعد دُنیا داروں کی طرح ایک بھی رات عیش و راحت کی میسر نہیں ہوئی۔ جس نے عدل اور شرع کے مقابلہ میں اپنی تمام قوم تمام خاندان اور رشتہ داروں کی مخالفت اور ناراضی کو ایک پر کاہ کے برابر بھی وقعت نہیں دی۔ اُس کی نسبت ذاتی اغراض کا لفظ بہت ہی عجیب اور نہایت عجیب ہے۔

(۵) حضرت عمر بن عبدالعزیز کی نسبت رفض کا الزام جو میرے دوست نے لگایا ہے اسپر غور کرو۔ اور اس حقیقت پر غور کرو کہ خوارج جو بنی امیہ کے عہد میں اب تک برابر باعث تکلیف چلے آتے تھے۔ اور بار بار خروج کر کے گوشمالی پاتے تھے انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عدل اور نیکی سے خود بخود متاثر ہو کر آپس میں فیصلہ کیا کہ اس نیک خلیفہ کے مقابلہ میں اب مخالفت کا علم بلند نہیں کرنا چاہئے۔ خوارج کی جماعت کے نمائندوں کو خلیفہ نے اپنے پاس بُلا بُلا کر اُنکے مطالبات سے اُن سے افہام و تفہیم کی۔ اور انکو کسی قسم کی تکلیف نہیں دی۔ ایسے شخص کو رفض سے متہم کرنا کوئی عقل تجویز نہیں کر سکتی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ایک جماعت صرف اسی پر مطمئن نہ ہو کر کہ انہوں نے اُن ناشائستہ الفاظ کو جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں کہے جاتے تھے خطبہ سے نکال کر یہ آیت داخل کی کہ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ یہ خواہش کرتی تھی کہ گذشتہ خلفائے بنی امیہ پر لعنت کی جائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس خواہش کو پورا نہیں کیا۔ وہ کسی پر بھی لعنت کرنے کو ضروری نہ سمجھتے تھے۔ اگر اسی کا نام رفض کی حمایت ہے تو بڑا ہی مبارک ہے رفض اور بڑی ہی مبارک ہے رفض کی حمایت۔ کاش ساری دُنیا عمر بن عبدالعزیز رضؓ جیسے حامیانِ رفض سے آباد ہو جائے۔

(۶) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضؓ کو کن امور کی بناء پر مجدد مانا گیا۔؟

(۱) خلافت راشدہ کا بہترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا

(۲) خلیفہ یا بادشاہ قوم و ملت کا خادم ہوتا ہے۔ اور اسکو ذاتی طور پر دوسروں سے کوئی فائق حاصل نہیں ہوتا۔ اس سخت حزین اور تلخ ترین حقیقت کو کامیابی کے ساتھ سچا کر کے دکھایا۔

(۳) خاندان بنی امیہ کے بیجا کبر و غرور اور ظلم و تعدی کو مٹا کر دُنیا کو اس تاریکی سے نجات دی کہ شاہی قوم فوق العادت طاقت و عزت و استحقاق کی وارث ہوا کرتی ہے

(۴) حکومت اور زہد و اتقا جمع ہو سکتے ہیں اس کا بہترین ثبوت بہم پہنچایا۔

(۵) دُنیا کا سب سے بڑا حکمران جسکی حدود سلطنت کم از کم ملک سندھ اور ریگستان راجپوتانہ سے لیکر ہسپانیہ اور کوہ پیرینیز تک وسیع ہوں تو وہ ایسی عظیم الشان سلطنت پر کامیابی کے ساتھ حکمرانی کر سکتا ہے اور کسی پر کوئی شخص جبر و تعدی کی مطلق جرأت نہیں کر سکتا درانحالیکہ وہ رفیع المنزلت حکمران کمبل کا کرتہ جسکے مونڈھوں پر پیوند لگے ہوئے ہوں پہنکر ساری ساری رات خوف الٰہی سے گریہ و زاری میں بسر کرتا اور صرف قرآن کریم اور سنت نبوی کو قانون نافذ الفرمان سمجھتا ہے۔

(۶) دُنیا کے اتنے بڑے وسیع رقبہ پر حکومت کرنے والا کوئی ایک حکمران اور ایسا متبع قرآن و سنت جبکہ نہیں پیش کیا جا سکتا تو کیوں نہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضؓ کو خلفاء اور حکمرانان اسلام میں مجدد مانیں۔

میں نے مندرجہ بالا سطور قلمبرداشتہ اور نہایت عجلت میں لکھی ہیں۔ جبکہ میرے سامنے کتب تاریخ کا کوئی ذخیرہ موجود نہ تھا۔ تاریخ ابن خلدون میرے پاس تھی۔ لیکن میں نے اُسکو بھی ہاتھ تک نہیں لگایا یہ چند باتیں قوت حافظہ کی بناء پر لکھی گئیں۔ اسی لئے حوالے نہیں دے سکا۔ لیکن مجھکو یقین ہے کہ نفس مطلب غلط نہیں ہے۔ کسی دوسری فرصت میں اسپر مزید بھی بہت کچھ اضافہ ہو سکیگا۔ والسلام۔ وما توفیقی الا باللہ۔

مراسلات

واقعاتِ حاضرہ کو سُلجھانے کی راہ

راقم الحروف عرصہ چار ماہ سے ہندوستان کے مختلف صوبوں کا دورہ کر رہا ہے اور اس سفر میں مختلف مذاق کے لوگوں اور مختلف مذاہب و ملل کے پیرو دُں کے حالات سے آگاہی حاصل کر رہا ہے۔ میں نے اپنی قوم یعنی مسلمانوں کے جو حالات خوب غور سے مطالعہ کئے ہیں اور جو تجارب مجھے مختلف مقامات کے دیکھنے سے حاصل ہوئے ہیں ان کی بناء پر میں مسلمانانِ ہند کے مستقبل کو شاندار بنانے کے لئے اپنے شخصی نقطۂ خیال سے ایک طریقِ عمل پیش کرتا ہوں اور قارئین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس پر نہایت ہی ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں کہ یہ کہاں تک قابلِ قبول اور لائق عمل ہے۔

(۱) پہلی بات جو دوران سفر میں میرے قلق اور اضطراب کی ایک دوامی وجہ بنی رہی یہ ہے کہ مسلمان مذہب سے گو الفت اور محبت رکھتے ہیں۔ اور اگرچہ اس کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر ان کو نہ تو مذہب کی علت غائی معلوم ہے اور وہ نہ اس حقیقت سے واقف ہیں۔ جو مذہب کی روح رواں ہے۔ اُن کے نزدیک تسبیح کے دانوں کے محدود و شمار اور چند تر رہ الفاظ کو زبان سے مقررہ اوقات میں دُہرا دینا اور قبور پیرانِ طریقت کے سامنے ناصیہ فرسائی کرتے رہنا اور اُن کے جیب تمنا کو گوہرِ مقصود سے پُر کرنا یا کسی دزاد بر روپڑں پیروں کو کھچا ور کرنا مذہب کی اعلیٰ خدمت اور ... کی حقیقی پابندی ہے قرآن کریم کے معانی اور مطالب کو سمجھنا درکنار خالی تلاوت بھی مفقود ہے۔ قرآن کریم کو ایک اعلیٰ درجہ کے اخلاقی قوانین کا مجموعہ جس کی ترتیب و ترکیب خود احدیت مآب کی ستائش ہے نہیں گردانا جاتا۔ بلکہ ایک ایسا مقدس صحیفہ سمجھا جاتا ہے جو عدالت میں جج کو یقین دلانے کے لئے حلف اور قسم کی مستقبلی کا کام دیتا۔ جس سے شہادت کو صحیح کیا جاتا ہے۔

(۲) عوام الناس کو مذہب سے بے اعتنائی ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ مذہب سے ایک خاص وابستگی رکھتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سب کو الفت ہے قرآن کو سب کے لئے آسمانی صحیفہ ہے۔ مگر افسوس کہ دینِ فطرت یعنی اسلام کی اصلی تصویر اُن کے سامنے نہیں اور وہ ایک نہایت زبون اور بد نما سر تا پیر مذہب جسکو ملاؤں کی تخریع طبائع نے تیار کیا ہے۔ پوج رہے ہیں۔ چند ایک رسمیات اور اباطیل ہیں جنہوں نے حلقوں میں طوق ڈالے ہوئے ہیں چند ایک لغویات اور ہزلیات ہیں جنکو اصلیت سمجھا جا کر مستحسن قرار دیا جا رہا ہے ان سب افسوسناک واقعات کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جو مذہب کو سکھانے والے اور قبلہ و کعبہ کہلانے والے ہیں

(۳) مگر با ایں ہمہ واقعات حاضرہ کی شدت انگیزی اور طوفان خیزی نے عوام الناس کے قلوب کو بھی متاثر کر دیا ہے۔ بڑے پیٹوں کی ... پوری کرنے کے بعد از دیاد آماس کے لئے خارجی جلد پر ہاتھ پھیرنے والے ملاؤں نے جس منافقت اور بزدلانہ رویہ کا ثبوت دیا ہے اس سے لوگ ان سے بیزار ہوتے جا رہے ہیں ایک طرف تو وہ پبلک کو یہ کہکر دھوکہ دیتے ہیں کہ جابجا مطالبات مذہبی بھی گورنمنٹ کی رگِ خشم کو بھڑکا دیتے ہیں۔ جبکے جیتے جلتے شعلوں میں زبانِ شکایت وا کرنیوالے جھلس دیئے جا سکتے ہیں۔ دوسری طرف گورنمنٹ سے اس طرح غدارانہ سلوک کرتے ہیں کہ لوگوں کے صحیح جذبات کو پوشیدہ میں اُبلتا دیکھتے ہیں مگر یہ جرأت نہیں کرتے کہ حکومت کے سامنے من و عن سب کچھ بیان کر دیں اور مذہبی آزادی کی حمایت میں آواز احتجاج بلند کریں۔ مثلاً مسئلہ خلافت ایک مذہبی مسئلہ تھا جو اسوقت مسلمانانِ عالم کا ایک متفقہ اور مسلّم مسئلہ ہے۔ مگر ہندوستان کے مشیرانِ اقتدار

اعلان فسخ بیعت

ہیں ایک ماہ کا عرصہ ہؤا جماعت میاں صاحب میں داخل ہو چکا ہوں۔ مگر جب اخبار پیغام صلح و دوسرے مختلف رسائل و کتاب النبوۃ فی الاسلام کا مطالعہ کیا۔ مگر اب بعد تحقیق کے یہ معلوم ہؤا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور والی حق پر ہے حقیقۃ النبوۃ و القول الفصل کو بغور نظر مطالعہ کیا مگر اس میں حضرت مسیح موعودؑ کے مذہب کو خلاف پایا اور حضرت مرزا صاحب ہرگز حقیقی نبی نہیں تھے۔ صرف مجدد و محدث بروزی نبی تھے۔ اِسْمُہٗ اَحْمَد کے مصداق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور نہ میرزا صاحب کے انکار سے کوئی کافر ہو سکتا ہے۔ پس اب میرا مذہب وہی ہے جو آپ کا ہے۔ اور آج اعلان کرنے کے لئے طیار ہوں۔ کہ آپ بالکل حق پر ہیں۔ اور قادیانی جماعت کا عقیدہ باطلہ ہے۔ اور محض ضد میں ہیں*

خاکسار۔ میاں غلام محمد
چنیوٹ۔ ضلع جھنگ۔

تازہ ترین خبریں

انگلستان و فرانس کا کامل اتفاق

پیرس - ۱۲ - اپریل۔ معلوم ہؤا ہے کہ فرانس فرینکفورٹ اور ڈرمسٹڈ کو خالی کرنے کے ساتھ ہی ہمبرگ اور بناؤ سے بھی اپنی سپاہ ہٹا لیگا۔

سان ریمو میں دول متحدہ کی جو کانفرنس ہونیوالی ہے اس میں سب سے پہلے جرمنی کی اس درخواست پر غور کیا جائیگا۔ جو اس نے سپاہ کو منتشر و منتہا کرنے کی میعاد میں تین ماہ کی توسیع کے لئے کی ہے۔

فرانس زیادہ تر قصبات تک اپنے قبضہ کو محدود رکھنے کی کوشش کریگا۔ اور یہاں سے بھی اپنی سپاہ کو اسوقت واپس کر لینے پر رضامند ہے۔ جبکہ علاقہ رُوہر میں جرمن سپاہ معمولی حالت پر آ جائیگی۔

پیرس ۱۳ - اپریل۔ ایم ملیرینڈ نے آج ایوان میں برٹش و فرنچ تعلقات پر تقریر کرتے ہوئے معاہدہ کی دفعات ۴۲ و ۴۴ کا حوالہ دیا۔ کہ متحدہ سلطنتیں ان کو فرانس کے تحفظ کے خیال سے نہائت ضروری تصور کرتی ہیں۔

ایم ملیرینڈ نے بلجیم کی کارروائی کی تعریف کی۔ یہ بلجیم کی نسبت فرانس کی محبت و احترام کو بڑھا رہا ہے۔

انگلستان و فرانس کے مابین غلط فہمی کے خدشہ کو ایم ملیرینڈ نے ناقابل التفات بتا کر کہا باہمی تبادلہ خیالات کے بعد لنڈن اور پیرس کے مجلس وزارت میں کامل اتفاق ہو گیا ہے اور وہ ہنوز دیگر اہم امور کے تصفیہ کے لئے جن کا جرمنی و دنیا میں ہکو سامنا ہو رہا ہے۔ باہمی اتفاق کو نہائت ضروری ہی تسلیم کرتے ہیں*

ایم ملیرینڈ سے ملاقات

لنڈن ۱۳ - اپریل - ایم ملیرینڈ نے پیرس میں ایک ملاقات کے دوران میں اس امر پر زور دیا کہ حال کے تازہ خفیف اختلافات سے انگلستان اور فرانس کے گہرے اتحاد میں مطلق فرق نہیں آیا۔ اور کہ جو فرانس رائن کے سامنے کنارے پر ہے لہذا وہ جرمنی کو اچھی طرح سے جانتا ہے۔ مزید براں معاہدہ ورسیلز کی پوری تعمیل اور ماورائے بحر کے بہت سے مسائل کے حل کے لئے ایم ملیرینڈ نے اتحاد کو نہائت ضروری بتایا۔

فرانس جرمنی کی امداد پر تیار ہے مگر موخر الذکر کو پہلے تعمیل معاہدہ کی نسبت رضامندی کا اظہار کرنا چاہیئے ابتک جرمنی نے فوج کو غیر مسلح کرنے مجرمان جنگ کی بابت کارروائی کرنے۔ کوئلہ اور ہوائی اتواپ وغیرہ کے متعلق بہت کم توجہ کی ہے۔ مزید براں فوجی دولہ ہنوز جرمنی میں موجود ہے۔

ایم ملیرینڈ نے آخر میں کہا۔ کہ جرمن قصبات پر تصرف و تسلط پر آخرش انگلستان و فرانس میں اتفاق ہو گیا ہے کسی قسم کے برے جذبات باقی نہیں رہے۔ لارڈ ڈربی سفرا کی کانفرنس میں اپنی جگہ لینے والے ہیں۔ اور باہمی اتحاد ویسا ہی مکمل ہے۔ جیسا کہ سابق میں تھا*

آئرلینڈ کے پولیٹکل قیدی آج چھوڑ دیئے گئے جو سٹرائک سے قریب المرگ تھے :- لنڈن ۱۳ - اپریل ہوس آف کامنز میں مسٹر بونر لا نے مسٹر کلنس کے جواب میں کہا کہ آئرلینڈ میں جہاں قتل عام ہو رہا ہے ہمیں لوگوں کی جانوں کی حفاظت کے لئے شبہ پر گرفتاری ضروری ہیں گورنمنٹ ایسے طریقہ کو جاری رکھنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ مگر یہ کارروائی منتہی ہوگی۔ اگر قیدیوں کو اس وجہ سے رہا کر دیا جائے کہ وہ کھانا کھانے سے انکار کریں۔ ان حالات میں خودکشیاں بہت افسوسناک ہونگی لیکن یہ اثر پیدا کرنا کہ پولٹیکل کارروائی سے ہوس آف کامنز فیصلہ میں تغیر کر سکتا ہے۔ اغلب ہے کہ اس سے خطرہ بڑھ جائے۔

لنڈن ۱۳ - اپریل۔ ماونٹ جائے جیل خانہ میں بھوک سے بڑھتے جانے سے فوجی امداد بمقدار اور ٹینکوں اور مسلح کاروں کے بڑھا دی گئی ہے۔ اور خاردار تار لگا دیئے ہیں ہوس آف کامنز میں التوا کی تحریک پر پولٹیکل قیدیوں کے سلوک کے خلاف اعتراض کے طور پر آئرلینڈ کے اٹارنی جنرل نے بیان کیا کہ جزیرہ کے جنوب اور مغرب میں سٹرائک عام ہے لیکن شمالی آئرلینڈ میں نہیں۔

غرب سے جنوب کو ریل معطل ہے لیکن کریٹ و بیلن بلجو پر حالت حسب دستور ہے۔

ڈاک خانہ کے ملازموں کی ایک بڑی تعداد نے ہڑتال کر دی ہے۔ لیکن ڈبلن میں کئی ڈاکخانے کھلے ہیں۔ معمولی طور پر ڈبلن پایہ تخت آئرلینڈ میں کاروبار بند ہیں۔ اور ہوٹلوں اور دکانوں کی بڑی تعداد بند ہے۔ امید ہے کہ آج شام کے مباحثہ (پارلیمنٹ) سے حالت سلجھ جائے گی*

آئرلینڈ میں خلاف توقع مظاہرہ طول پکڑ جاتا ہے۔ ریلوے اور دیگر ذرائع آمد و رفت قطعاً مسدود ہیں ڈبلن کے بازار بیکار لوگوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ملازمان ڈاک خانہ نے نہ صرف ڈاک خانہ کے دروازے بند کر رکھے ہیں اور ساتھ ہی بند رکھنے پر مصر بھی ہیں۔

قیدیوں کو لنڈن جیل میں منتقل کرتے وقت لوگوں نے پولیس پر پتھر برسائے۔ آخر فوج معہ مسلح موٹر کار کے طلب کرنی پڑی۔ ۴۰ فائر کئے گئے۔ دو شخص نہائت زخمی ہوئے*

اسلامی خبریں

مسٹر محمد علی اور دیگر خلافت وفد کے ممبر لنڈن سے پیرس پہونچ گئے*

. . . .

مغربی اناطولیا میں حالات اصلاح پذیر ہو رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یوسف عزت پاشا نے جو ایک نیشنلسٹ کمانڈر ہے اناطولیہ روڈ کی اطاعت کر لی ہے جو کہ مخالف پارٹی کا کمانڈر ہے جس نے بروسا اور بندر ... پر قبضہ بھی کر لیا ہے۔ نیشنلسٹ نے اپنے ہیڈ کوارٹر انگورا سے سیواس کو منتقل کر لئے ہیں*

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مصطفیٰ کامل کے اثر سے نیشنلسٹ باہر نکل رہے ہیں*

رائٹ آنریبل سید امیر علی نے قسطنطنیہ کے متعلق برطانوی اعلیٰ کونسل کے فیصلہ کو یاد دلاتے ہوئے کہا کہ اس فیصلہ کے خلاف کارروائی برطانوی ہر دلعزیزی کو سخت نقصان پہنچائیگی۔ اور برطانیہ کے انصاف کی روایات پر پانی پھیر دیگی۔

قسطنطنیہ اور تھریس سے ترکوں کو نکال دینے کا فیصلہ انسانیت اور انصاف کے خلاف ہے کیونکہ کسی شخص کو اس کے بیانات لئے بغیر مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ترکوں کے مظالم کی داستانیں سب فرضی ہیں یہودی ہسپانیہ سے بھاگ کر ان کے ملک میں پناہ لیا کرتے تھے عیسائی رعایا کو ہر طرح مذہبی آزادی حاصل تھی۔ پھر آپ نے قسطنطنیہ اور تھریس کے متعلق برطانوی وزیر اعظم کا وعدہ یاد دلاتے ہوئے کہا جس طرز عمل کی اب خواہش کی جاتی ہے اسے دنیائے اسلام وعدہ شکن خیال کرے گی۔

خلیفۃ المسلمین کی توہین کرنا اور اسے لشکر و سیاسیت اس کے دار الخلافہ سے نکال دینا یہ مذہب اسلام کی توہین کر...

ہندوستان اور افغانستان میں دوستانہ تعلقات پر غور کرنے والی کانفرنس کا پہلا اجلاس منصوری کے سوائے ہوٹل میں ۱۶ - اپریل کو منعقد ہؤا۔ محمود بیگ طرزی اور مسٹر ڈوب میں نہائت دوستانہ گفتگو ہوئی*

اشتہار بہ عدالت خان محمد فلاور خان صاحب بہادر مہتمم خزانہ منصف درجہ اول ضلع بنوں صوبہ سرحدی

مقدمہ ۲۸ نمبری دیوانی

دوکان دشن داس و جمن لال وانقہ شہر بنوں بذریعہ دشن داس ولد کانشی رام کھتری سکنہ بنوں - مدعیان

بنام

رلیا رام - لہر راج - گوردواس پسران دیوان یال ذات سیٹھی سکنائے چک ۱۳ تحصیل و ضلع سرگودہا مدعاعلیہم

دعوے دلا پانے مبلغ 893/14/3

بیان حلفی مدعی سے ثابت ہؤا ہے کہ تم مدعاعلیہم تعمیل سمنات سے گریز کرتے ہو اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ۲۴ اپریل ۱۹۲۰ء بوقت ۱۰ بجے صبح حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ خود کرو۔ ورنہ تمہاری غیر حاضری میں مقدمہ کی کارروائی یکطرفہ تمہارے برخلاف عمل میں آویگی اور مقدمہ یکطرفہ سماعت ہو کر فیصلہ ہوگا*

آج بتاریخ یکم اپریل ۱۹۲۰ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا*

دستخط (انگریزی) منصف درجہ اول بنوں

اشتہار بہ عدالت خان محمد فلاور خان صاحب بہادر مہتمم خزانہ منصف درجہ اول ضلع بنوں صوبہ سرحدی

مقدمہ ۹۵ نمبری دیوانی

گنیش داس ولد چودھری لال چند ذات چھابڑہ سکنہ شہر بنوں مدعی

بنام

رلیا رام - لہر راج - گوردواس پسران دیوان یال ذات سیٹھی سکنائے موضع چک ۱۳ تحصیل و ضلع سرگودہا

دعوے دلا پانے مبلغ سما دلیت

بنام رلیا رام لہر راج گوردواس پسران دیوان یال ذات سیٹھی سکنائے چک ۱۳ تحصیل و ضلع سرگودہا - مدعاعلیہم -

بیان حلفی مدعی سے ثابت ہؤا ہے کہ تم مدعاعلیہم تعمیل سمنات سے گریز کرتے ہو۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ۲۴ اپریل ۱۹۲۰ء بوقت ۱۰ بجے صبح حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ خود کرو۔ ورنہ تمہاری غیر حاضری میں مقدمہ کی کارروائی یکطرفہ تمہارے برخلاف عمل میں آویگی اور مقدمہ یکطرفہ سماعت ہو کر فیصلہ ہوگا*

آج بتاریخ یکم اپریل ۱۹۲۰ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا*

دستخط انگریزی منصف درجہ اول ضلع بنوں

اشتہار از عدالت خان محمد فلاور خان صاحب بہادر مہتمم خزانہ منصف درجہ اول ضلع بنوں صوبہ سرحدی

مقدمہ ۹۶ نمبری دیوانی

منزل داس ولد چودھری لعل چند ذات چھابڑہ سکنہ شہر بنوں مدعی

بنام

رلیا رام لہر راج - گوردواس پسران دیوان یال ذات سیٹھی سکنائے موضع چک ۱۳ تحصیل و ضلع سرگودہا مدعاعلیہم

دعوے دلا پانے مبلغ 45/11/6 روپیہ

بنام رلیا رام - لہر راج - گوردواس پسران دیوان یال ذات سیٹھی سکنائے موضع چک ۱۳ تحصیل و ضلع سرگودہا

بیان حلفی مدعی سے ثابت ہؤا ہے کہ تم مدعاعلیہم تعمیل سمنات سے گریز کرتے ہو اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ بتاریخ ۲۴ - اپریل ۱۹۲۰ء بوقت ۱۰ بجے صبح حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ خود کرو۔ ورنہ تمہاری غیر حاضری میں مقدمہ کی کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی اور مقدمہ یکطرفہ سماعت ہو کر فیصلہ ہوگا*

آج بتاریخ یکم اپریل ۱۹۲۰ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت جاری کیا گیا*

دستخط انگریزی منصف درجہ اول ضلع بنوں۔

جلد ۷ | بلڈنگ احمدیہ لاہور یکشنبہ مورخہ ۵ شعبان سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۲۵ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۷۹

کلام الامام امام الکلام

عشقِ تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیرخوار
یا نبی اللہ جہاں تاریک شد از کفر و شرک
وقت آں آمد کہ بنمائی رخِ خورشید وار
بینم انوارِ خدا از روئے تو اے دلبرم
مست عشق روئے تو بینم دل ہر ہوشیار
اہل دل فہمند قدرت عارفاں دانند حال
از دو چشم شیراں پنہاں خورِ لطف النہار
ہر کسے دارد سرے با دلبرے اندر جہاں
من فدائے روئے تو اے دلستانِ گلعذار
از ہمہ عالم دل اندر روئے خوبت بستہ ام
بر وجودِ خویشتن کردم وجودت اختیار
زندگانی چیست جاں کردن براہِ تو فدا
رستگاری چیست دربندِ تو بودن صید وار
تا وجودم ہست خواہد بود عشقت در دلم
تا دلم در دوران خوں دارد بتو دارو مدار
یا رسول اللہ بر دیت عہد دارم استوار
عشقِ تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیرخوار
ہر قدم کاندر جنابِ حضرتِ بیچوں روم
دیدمت پنہاں معین و حامی و نصرت شعار
ور دو عالم نسبتے دارم بتو از لبس بزرگ
پرورش دادی مرا خود ہچو طفلے در کنار
یاد کن وقتیکہ درکشفم نمودی شکل خویش
یاد کن ہم وقت دیگر کامدی مشتاق وار
یاد کن آں لطف و رحمہا کہ با من داشتی
واں بشارتہا کہ میدادی مرا از کردگار
(باقی دارد)

جواہر پریزہ

اللہ تعالےٰ

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۴) اے سننے والو سنو! ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور وہ اب بھی بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے۔ اسکے تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطل نہیں۔ اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں اور اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقان حمید نے کھولا ہے۔ (از رسالہ الوصیت ص۹)

(۵) اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بُلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ۔ اور جو لوگ پورے زور سے اس کی طرف دوڑتے ہیں انکے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔ سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ (از حقیقۃ الوحی ص۲۸)

(۶) وہ خدا نہایت ہی وفادار خدا ہے۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اسپر ایمان لائے۔ ہم نے اسکو شناخت کیا۔ تمام دُنیا کا وہی خدا ہے اسکے سوا کوئی خدا نہیں۔ نہ آسمان میں نہ زمین میں ... کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جسکو ہم نے پایا۔ کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جسکو ہم نے دیکھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اسکے آگے کوئی بات انہونی نہیں مگر وہی جو اُس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے۔ ... ہمارے خدا میں بیشمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اُس کے ہوگئے ہیں ... کیا بدبخت وہ انسان ہے جسکو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُسکو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے ملے۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کریگا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائیگا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے۔ تا لوگ سُن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں۔ تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔
(از کشتی نوح صفحہ ۱۸-۱۹-۲۰)

(۷) اس مذہب (یعنی اسلام) کی خداشناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اگر تمام مذہبوں کی کتابیں نابود ہو کر ان کے سارے تعلیمی خیالات اور مقولات بھی محو ہو جائیں۔ تب بھی وہ خدا جسکی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے آئینہ قانون قدرت میں صاف صاف نظر آئیگا۔ اور اس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر ایک ذرہ میں چمکتی ہوئی دکھائی دیگی۔ غرض وہ خدا جس کا پتہ قرآن شریف بتلاتا ہے اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں رکھتا بلکہ موافق آیت کریمہ الست بربکم قالوا بلیٰ۔ کے ہر ایک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اس کا حکم بردار ہے۔ اسکی طرف جھکنے کے لئے ہر ایک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے۔ اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں اور یہ ایک بڑی دلیل ہے۔ اس بات پر کہ وہ ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اسکی طرف جھکنے کے لئے تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے۔ وہ بلاشبہ اسی کی طرف سے ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف نے اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان من شیء الا یسبح بحمدہ۔ یعنی ہر ایک چیز اسکی پاکی اور اسکے محامد بیان کر رہی ہے۔ (باقی دارد)

اخبار احمدیہ

قبول اسلام۔ (ناٹنگھم) مبارک ہو مسٹر نیو ادہگ کا صاحبزادہ دونوں خدا کے فضل سے مسلمان ہو گئے۔ صاحبزادہ نہایت قابل اور عمر رسیدہ شخص ہے اور خود مسز نیو Mius mean ایک اعلےٰ تعلیم یافتہ اور خاندانی بیڈی ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بفضلہ تعالےٰ بخیریت ہیں۔

خواجہ جمال الدین صاحب انسپکٹر مدارس جموں اپنے فرائض منصبی پر واپس تشریف لے گئے۔

مولوی محمد حسن صاحب مدرس مسلم ہائی سکول کے برادر حقیقی مولوی محمد حسین صاحب فوت ہوگئے انا للہ و انا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ مولوی محمد حسن صاحب اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمادے، اور مرحوم کو مغفرت۔ احباب مولوی صاحب مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

میرزا خدابخش صاحب باہر تبلیغ کے لئے تشریف لیگئے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بمبئی کا مرسلہ کسی دوسری جگہ چھپ رہا ہے۔ وہاں ہفتہ وار جلسے شروع ہوگئے ہیں۔ باقی انجمنیں بھی باقاعدہ ہفتہ وار ہی جلسے کر کے مختصر رپورٹ بھیجا کریں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر نے مسلم احمدیہ برقی پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں چھپوا کر شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۲۰ء نمبر ۷۹

جادلھم بالتی ھی احسن

دعوت الی الحق

شاید تمدن و تہذیب آج جس زیب و زینت اور آرائش و زیبائش کیساتھ رونق افروز ہوئی ہے اس سے پیشتر بھی اسی سج دھج اور طمطراق کے ساتھ بارہا غلغلہ انداز عالم ہو چکی ہے۔ اور شائد بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ کلدانیوں۔ بابلیوں اسوریوں اور اہل سبا کے عہد رعنائی میں اس کا جوبن اس سے زیادہ پھٹا ہوا تھا حسن و جمال کے اندر شوخی و شرارت کی تمام ادائیں پیدا ہو چکی تھیں نگار خانۂ عالم میں کوئی زینت کی چیز نہ تھی کہ جس سے اس حسن عالمتاب کی آرائش میں کام نہ لیا گیا ہو علمائے اثریات ہمیں بتاتے ہیں کہ کائنات عالم کے اندر جس قدر حیرت انگیز قدرتی طاقتیں مخفی تھیں کلدانی سائینسدانوں نے ان سب سے کام لینا سیکھ لیا تھا خوبی و رعنائی کے تمام وسائل کی فراوانی نے ایک عالم کو سرکش بنا دیا اور مدنیت انسانی کے عدیم المثال ارتقاء نے مادہ پرست دُنیا کی نگاہ میں خدا اور اس کی مخلوق میں کوئی حدِ فاصل باقی نہ رکھی۔ وہ خداوندِ عالم کی مخلوق کہلانا تو بجائے خود اپنے خدا کو بہتر سے بہتر شکل میں بنا لینا مشکل نہ سمجھتے تھے۔ اُنکے بادشاہ خدائے رحمٰن کے بندوں کی گردنیں اپنے آگے جھکواتے تھے۔ ملکوں اور قوموں پر کبھی جبر و استبداد سے دستِ تطاول دراز کرتے تھے اور کبھی ان کی تعلیمی تمدنی اور اخلاقی بہبودی کے بہانہ سے حکومت کا طوق اُن کی گردنوں میں پہناتے تھے۔ اور اپنے آئین استبداد کے خلاف کسی کی کچھ بھی سماعت نہ کرتے تھے۔ خدائے واحد لاشریک کی غلامی سے نکل کر لوگ ان شیطانی طاقتوں اور انسانی قوتوں کے آگے سربسجود ہوتے تھے۔ خدا کا دیا ہوا ملک اور مال جبر و تعدی سے چھین لینا اپنے آئین اخلاق کے خلاف نہ سمجھتے تھے۔ خداوند عالم دُنیا کے اس استکبار اور استبداد سے غافل نہ تھا۔ وہ خدا جو کہ صداقت کا پروردگار اور باطل کا سر کچلنے والا ہے اس طاغی اور سرکش قوم سے ایک اوّاہ اور حلیم انسان کو پیدا کر دیتا ہے وہ اس تمدن و تہذیب کے طلسم زار میں قدم بڑھاتا ہے اور ما ھٰذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون کی ایک ہیبتناک آواز سے ان جبابرۂ شیطانی کو برسر تخت لرزا دیتا ہے انسانی قوتوں اور شاہی طاقتوں کی کوئی ہیبت سی ہیبت قوت بھی اس کے دل کو اوّاہ اور حلیم ہونے کے باوجود ایک لحظہ کے لئے بھی مرعوب نہیں کر سکتی۔ ابد تاللہ لاکیدن اصنامکم کا الٹیمیٹم دیتے ہی ضرب یمین کے ایک ہی وار سے ان دجاجلۂ شیطانی کے شاہی معبودوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے اس خدا کے فرستادہ اور برگزیدہ خلیفہ کے خلاف دنیا وی بادشاہتوں طاقتوں اور قدرتوں کا غیض و غضب بھڑکتا ہے۔ مگر وہ خدا جو صداقت کو باطل پر ہمیشہ غالب کرتا ہے مخالفت کی ان تمام آتش افشانیوں کو سرد کر دیتا ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی کلدانی تمدن اور تہذیب کے تمام قصبے رفعت اور بلندی کے آسمان سے گر کر چور چور ہو جاتے ہیں اور زمانے کا زبردست ہاتھ ان کو اس طرح سے نابود کر دیتا ہے کہ آج علمائے اثریات قیاسی اور نظری دلائل کے سوا اور کوئی چیز نہیں کہ جو انکی ہستی پر شہادت دے سکے۔

اسی طرح اہل سبا کے تمدن و تہذیب کا ذکر یا تو قرآن کریم میں علم برداران تمدن کے درس بصیرت کے لئے مذکور ہے یا خداوند عالم کی کتاب کی تصدیق کے لئے علمائے اثریات کی تصنیفات میں۔ واقعات عالم کی ان خاموش مگر نہایت زبردست شہادتوں میں قانون قدرت کے ایک اٹل اصل الاصول کی طرف اشارہ ہے۔ کہ تاج شاہی اور تخت حکومت نے تمدن کی فراوانی کے دلوں میں ہمیشہ غرور کیا ہے اور خداوند واحد لاشریک کی مخلوق کو اس سے برگشتہ کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ جبر و تعدی سے اپنی حکومت کے گھمنڈ میں زیردستوں اور نہتوں پر ظلم کیا ہے۔

ہمیں اس نازک وقت میں مایوس ہونے کی بجائے ان دجاجلۂ شیطانی کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اور اُسوۂ ابراہیمی کو مدنظر رکھتے ہوئے اوّاہ اور حلیم ہو کر باطل کے سر کو ضرب یمین کے ساتھ پاش پاش کرنا چاہئے ٭

ترکوں میں مشنریوں کی جدوجہد

اب جبکہ ترکوں کی سلطنت کو عیسویت کا گھن کھا رہا ہے۔ عیسائی مشنری اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح ترکوں کو مذہبی طور پر بھی نیچا دکھایا جائے۔ اور ان میں مختلف طریقوں سے عیسائیت پھیلائی جائے امریکن پادری تو زیادہ زور اس امر پر دیتے ہیں کہ خواہ کسی علاقہ میں ترکوں کی آبادی زیادہ بھی ہو۔ تاہم اُن کو حاکم کی بجائے سابق عیسائی رعایا کا محکوم بنا دیا جائے۔ اُن کا خیال ہے۔ کہ لیگ آف نیشن اس بارہ میں مفید ثابت نہ ہوگی۔ کیونکہ اس کا اثر لوگوں کے مذہب اور خیال پر ہرگز نہ پڑیگا۔ اگر اس مسئلہ کا حل ہو سکتا ہے تو صرف اس طرح سے کہ خواہ کسی طرح ہو۔ ترکی کے مسلمانوں کو عیسائی بنا لیا جائے۔ اور چونکہ مشرقی کلیسا کے عیسائی خود بگڑے ہوئے ہیں اس لئے اُن سے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی مدد حاصل ہونا دشوار ہے۔ بدیں وجہ امریکن پادری ہی اس ذمہ واری کو قبول کریں کیونکہ وہ عرصہ سے ترکی سلطنت میں کام کرتے رہے ہیں۔ سلطنت ترکی کی عام رضامندی کی بنا پر عیسائی امریکہ کا خاص حصہ ہے۔ ایشیا اور افریقہ میں دو صد ملین مسلمان بکھرے ہوئے ہیں۔ جو ان براعظموں میں عیسویت کی اشاعت میں سخت روک ہیں۔ اور صدیوں سے یہ لوگ عیسویت سے لاپرواہی کرتے رہے ہیں۔ اس لئے عیسویت اب اپنے فرض سے زیادہ عرصہ تک غفلت نہیں کر سکتی۔ بغیر اپنے مستقبل کو ان براعظموں میں خطرہ میں ڈالنے کے۔ چونکہ اس ملک کے ساتھ دو ہزار سال کی عیسائی تاریخ اور گرجوں کو خاص تعلق ہے اس لئے یہ سخت جدوجہد قریب مشرق میں زور شور سے جاری رکھنی چاہئے۔ اور امریکن پادریوں کو مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے خاص کوشش کی ضرورت ہے۔

اسوقت عثمانی ترکی خواندہ آدمیوں کی تعداد قریباً دس ملین ہے جس میں البانیا اور دیگر یورپین مسلمان اور کم از کم ایک ملین عیسائی بھی شامل ہیں۔ جن میں عیسویت کی اشاعت کے لئے ترکی زبان میں اناجیل و دیگر کتب کا ترجمہ ہو چکا ہے ۱۸۱۸ء سے آجتک اناجیل کے ہزارہا نسخے ترکی زبان میں فروخت ہو چکے ہیں۔ گو نتیجہ کچھ ظاہر نہیں ہوا تاہم عیسائی پادریوں نے اپنی کوششوں کو بند نہیں کر دیا بلکہ اسی سرگرمی اور اس سے بہت بڑھکر ہمت سے کام کر رہے ہیں۔ اور سکولوں میں بچوں کو پڑھانے کے لئے کافی ذخیرہ کتب تیار کرنے کی فکر میں ہیں۔ پادریوں کی ان کوششوں کے مقابلہ پر دُنیا کے مسلمان اس امر سے آجتک ناواقف ہیں کہ ترکوں۔ مصریوں اور عربوں نے عیسائیوں کو مسلمان بنانے اور اُن میں اپنا لٹریچر پھیلانے میں یا اُن کے اعتراضات کے معقول جوابات دینے کے لئے کیا کوششیں کی ہیں برخلاف اس کے پادریوں کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک لوگ قرآن شریف کے ترکی ترجمہ کے لئے بھی پادریوں کا منہ تک رہے ہیں۔ یہ واقعات نہایت افسوسناک ہیں۔ اور مسلمانوں کی خاص توجہ کے لائق ہیں۔ ہندوستان میں کئی ایسے بزرگ موجود ہوں گے جو ترکی و عربی زبانوں میں اردو اور انگریزی سے ترجمہ کر سکتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ایسے بزرگ ہمت سے کام لیں۔ اگر اور کچھ نہیں کر سکتے۔ تو ہمیں چند مفید کتب کا ترجمہ کرنے میں مدد دیں۔ جو ترکی، مصر اور عرب میں شائع کی جا سکیں۔ ہندوستان کے مسلمان اپنے بھائیوں کے مذہب کو بچانے کے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ پادریوں کے مقابلہ کے لئے انفرادی کوششیں زیادہ مفید نہیں ہو سکتیں۔ اسکے لئے اجتماعی کوشش درکار ہے۔ اسوقت ہماری انجمن اس کام کو اپنی ہمت کے مطابق کر رہی ہے مگر زمانہ کی ضرورت اس سے زیادہ وسعت کو چاہتی ہے۔ اس لئے وہ تمام مسلمان جو اشاعت اسلام کے کام دلچسپی رکھتے ہیں وہ انجمن کے ساتھ متحد ہو کر کوششیں کریں۔ ایک خاص شعبہ انجمن کی زیر نگرانی ترجمہ کا بنایا جاوے۔ اور چند مفید کتابیں ہندوستان۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے اپنے تنخواہ دار مسافر کتب فروشوں کے ذریعہ سے لاگت پر فروخت کیا جائے یہ کام دینی اور دنیاوی ہر دو طرح سے مفید اور بابرکت ہوگا۔ خاص کتب جن کا ترجمہ سب زبانوں میں کیا جائے ذیل کے مضامین پر ہونی چاہئیں۔ (۱) اصول و تعلیم اسلام نہایت سہل اور دلچسپ طریق پر (۲) تعلیم اسلام کی سادگی اور اسلامی اخوت کا عامی اور عملی مقابلہ دیگر مذاہب سے۔ (۳) تہذیب اسلامی اور اُس کے عملی نمونے اسلامی تاریخ سے دلچسپ واقعات (۴) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تعلیم دی گئی اُس کا ہر پہلو حضرت نبی کریم صلعم کے اُسوہ حسنہ میں برخلاف مسیح کے جو دُنیا کے سامنے کوئی نمونہ اپنی تعلیم کا نہ دکھا سکا۔ (۵) حضرت مسیح ع کے بارہ میں قرآنی تعلیم (۶) وفات مسیح ع از روئے قرآن و اناجیل و واقعات تاریخ۔ (۷) ترجمہ قرآن شریف و اگر مکمل ترجمہ جلد شائع نہ ہو سکے تو مختلف مضامین پر قرآنی تعلیم یعنی اصول و نواہی اسلام۔ (۸) ترجمہ نماز معہ ترجمہ دعاہائے قرآنی و احادیث۔ (۹) الوہیت و کفارہ مسیح کی تردید قرآن شریف و کتب مقدسہ و عقلی دلائل کی بنا پر ٭

روئداد جلسہ افتتاحیہ احمدیہ مسلم یونین کمیٹی شاخ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بتاریخ ۱۱-اپریل ۱۹۲۰ء بوقت ۷ بجے شام زیر صدارت جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب مکان انجمن میں منعقد ہوا حاضرین کی تعداد قریباً ستر اشخاص تھی۔ چودھری مبارک علی صاحب نے تلاوت قرآن کریم کے بعد نظم حضرت مسیح موعود پڑھکر سنائی۔ بعدازاں مولوی عبداللہ صاحب وکیل ریاست کشمیر مشنری انجمن نے اپنا لیکچر اشاعت اسلام کی اہمیت پر شروع کیا جو کہ کامل ایک گھنٹہ میں ختم ہوا۔ لیکچرار نے حاضرین کو یہ بھی بتلایا کہ آجتک جو نقصان اسلام اور مسلمانوں کو ہوا اور جو ہو رہا ہے اس کا بڑا باعث مسلمانوں کی فرقہ بندی اور تکفیر بازی ہے۔ اس لیکچر کے بعد مولوی فضل کریم صاحب بی۔ اے مسلم مشنری امریکہ نے مختصر تقریر اشاعت اسلام پر کی۔ اور اخیر پر صاحب صدر نے اختتامی تقریر فرمائی۔ اور حاضرین میں میرزا محمود صاحب مشہور بابی مشنری اور ایک دو اصحاب امت بابیہ کے موجود تھے۔ ایک بابی صاحب نے فارسی زبان میں شکریہ ادا کرتے ہوئے دین بابیت کی طرف اشارہ کیا۔ اور میرزا محمود صاحب از قادیانی بابی نے اُردو میں ترجمہ کیا۔ بابی صاحبان کے شکریہ کا جواب مولوی عبداللہ صاحب مسلم مشنری نے فارسی زبان میں دیا اور بتلایا کہ قرآن کریم جیسی کتاب کے ہوتے ہوئے اب کسی ہدایت یا شریعت کا دعویٰ کرنا ہی بیفائدہ ہے۔ اس کے بعد دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ جلسہ اگرچہ افتتاحیہ تھا لیکن نہایت کامیاب رہا اور سامعین نہایت متاثر ہوئے جلسہ میں یہ بھی اعلان ہوا کہ اسی طریقہ پر ہر اتوار کو کارروائی ہوا کریگی۔ امید ہے کہ انجمن کے لیکچروں کا سلسلہ تبلیغ میں کامیاب سلسلہ ثابت ہوگا ٭

آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا سالانہ اجلاس

آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا سالانہ اجلاس بمقام لاہور بتاریخ ۲۴-۲۵-اپریل ۱۹۲۰ء بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہوگا۔ امید ہے کہ مندرجہ ذیل بزرگان قوم اپنے اپنے مواعظ حسنہ اور پُر جوش نظموں سے مستفیض فرمائیں گے :-

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ مولینا مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ مولینا مولوی سید عطاء اللہ صاحب امرتسری۔ پروفیسر خلیفہ عبدالحکیم صاحب ایم اے۔ خواجہ غلام الحسنین صاحب بیرسٹرایٹ لاء لاہور۔ شیخ دین محمد صاحب ایم۔ اے۔ وکیل ہائیکورٹ گوجرانوالہ۔ حکیم الہ یار صاحب جوگی قومی شاعر ابوالمعانی مولینا تاج الدین احمد صاحب تاج سابق ایڈیٹر اخبار ...... پروفیسر ...... صاحب ایم۔ اے۔ و دیگر مقتدر و معزز مشہور لیکچرار بھی تشریف لائیں گے۔

مراسلات

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی

(حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کے قلم سے)

یہ تو فیصلہ ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اور وہ ہرگز دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے اور احادیث کی بنا پر آنے والے مسیح سے مراد کوئی امت محمدیہ کا مسیح ہی ہو سکتا ہے لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اگر وہ دعوےٰ کرے کہ میں نبی ہوں۔ تو آیا وہ جھوٹا ہوگا یا سچا؟ ہم اس کا جواب یہی دینگے کہ وہ سچا مسیح موعود نہیں ہو سکتا جو نبوت کا دعویٰ کرے کیونکہ اس سے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک اور تکذیب اور اہانت ہی نہیں بلکہ قرآن کریم کی بھی اس سے تکذیب اور اہانت اور ہتک لازم آتی ہے۔

آنحضرت صلعم کے بعد کسی کے رسول اور نبی ہونے سے اسلام جھوٹا ہو جاتا ہے اور نبی کریم کے خاتم النبیین ہونے کا بھی کوئی ثبوت نہیں ملتا

یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی بھی رسول جو نبی ہو بغیر شریعت اور کتاب کے نہیں آتا۔ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء اور رسولوں کی آمد مان لی جائے۔ تو شریعتیں اور کتابیں بھی آنی ماننی پڑینگی کیونکہ دونوں باتیں لازم ملزوم ہیں۔ لیکن ہمیں یہاں یہ دکھانا مقصود ہے کہ اگر بالفرض غیر تشریعی نبی ہونے کا بھی کوئی دعوےٰ کر دے تو کیا ایسا دعوےٰ کرنیوالا رسول اللہ صلعم کی ہتک اور اہانت اور توہین کرنیوالا ہوگا یا عزت کرنے والا۔؟ ہم کہتے ہیں اگر کوئی ایسا دعوےٰ کرنے والا ہوگا۔ تو وہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور اہانت کرنیوالا ہوگا۔ نہ عزت کرنیوالا۔ کیونکہ اس طرح ماننا پڑتا ہے کہ رسول کریم صلعم کے بعد بھی اور نبی کی ضرورت باقی ہے۔ اور قرآن اور حدیث کہتے ہیں کہ رسول کریم صلعم کے بعد کسی قسم کے نبی کی کوئی ضرورت نہیں۔

امت محمدیہ کی اصلاح کی ضرورت

اسلام میں مجدد آتے رہے اور بڑے بڑے بزرگ اسی لئے لوگوں سے بیعت لیتے رہے کہ انہوں نے اپنے عمل سے دکھایا۔ کہ قرآن کریم میں بڑی اصلاح کی قوت ہے۔ اور وہ ہر زمانہ میں ہر ایک کی جو اسکی تعلیم پر کاربند ہو۔ اور اسکو اپنا دستور العمل بنا دے۔ اصلاح کر سکتا ہے۔ مجددین نے اپنے تمام اعمال میں قرآن اور حدیث سے موافقت و مطابقت کر کے دکھائی۔ اور لوگوں کو اپنے پاک نمونہ سے قرآن اور حدیث پر عمل کرنے کی رغبت دلائی۔ اور اس طرح بگڑی ہوئی امت کی اصلاح ہوتی رہی۔ ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے۔ اور آئندہ بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو مجدد اور امام اور اولیاء اللہ کے نام سے موسوم ہونگے۔ جب ان مجددین سے ۱۳ سو برس تک برابر اصلاح امت کی ہوتی رہی۔ تو ایسے مصلحین کے علاوہ نبی کی کیا ضرورت۔ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت کے بگڑنے کے وقت ایسے مصلحین کی جو مجدد کہلاتے ہیں ضرورت ہے جو تیرہ سو برس سے برابر آتے ہیں۔ ان کو تو ہم بھی مانتے ہیں لیکن اگر رسول اللہ صلعم کی امت ان سے بگڑ سکتی ہے کہ بغیر نبی کے آنے کے اسکی اصلاح نہیں ہو سکتی تو اس امت میں اور دوسرے نبیوں کی امت میں کوئی فرق نہ رہا۔ پھر اسکو خیر امۃ کہکر کیوں پکارا گیا یہ لفظ خود بتلا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے بعد آپ کی امت قیامت تک ایسی نہیں بگڑ سکتی۔ کہ اسکے لئے کسی ایسے مصلح کی بھی کبھی ضرورت ہو جو نبی ہو کر آئے۔

اگر خدا کے علم میں اس امت کا بگڑنا ایسا ہی ہوتا جیسا کہ پہلی امتیں بگڑی تھیں تو ضرور خدا تعالیٰ اپنی کتاب قرآن مجید میں آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کی خبر دیتا جیسطرح اُن نبیوں کی معرفت ان کی کتابوں میں اُن کے بعد کسی نہ کسی نبی کے آنے کی خبر موجود ہے۔

اگر آپ کی امت ایسی بگڑ سکتی ہے کہ آپ کی لائی ہوئی شریعت اور قرآن کو کسی زمانہ میں جا کر بے اثر اور ناقص ثابت کر سکتی ہے۔ اور اس وقت کوئی اس پر عمل کر کے مومن یا مسلمان نہیں بن سکتا۔ تو پھر آیت خاتم النبیین کے وہ معنے باطل لینے درست نہیں ہو جاتے ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۲۷ پر کئے ہیں کہ:-

"آپ کی توجہ روحانی اور آپ کی طاعت بدرجہ اتم انسان کو کسی نبوت کا ذوق پہنچا سکتی ہے۔"

اور فرمایا ہے کہ یہی معنے اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔

ہم مانتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے بعد آپ کی امت بگڑ سکتی ہے اور شریعت کے احکام پر عمل بھی چھوڑ سکتی ہے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین اور خاتم الرسل ہیں اور قیامت تک سارے ملکوں اور سارے زمانوں کے لئے واحد نبی ہونے کا یہی تو ثبوت اور یہی تو کمال ہے کہ آپ کی امت میں جو بگاڑ پیدا ہوتی ہیں ان کے دور کرنے والا بھی کوئی امتی ہی ہے۔ آپ ہی کی اطاعت اور پیروی سے پیدا ہو جاتا ہے اور وہ باوجود غیر نبی ہونے کے قرآن اور حضرت نبی کریم کی پیروی کی برکت سے اصلاح کا وہ کام کر سکتا ہے جو نبی کیا کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کو جس قدر نبی بتایا ہے اور جس قدر رسول کریم صلعم سے خدا کے وعدے ہیں ان کا تقاضا تو یہی ہونا چاہئے کہ آپ ہی قیامت تک ہر انسان کی ہدایت اور اصلاح کا سامان رکھنے والے نبی ہوں اور قیامت تک کوئی بھی آپ کے تخت نبوت اور رسالت پر قدم نہ رکھنے پائے۔ نہ یہ کہ دھڑا دھڑ نبیوں کو بھیجنا شروع کر دے۔ اور قرآن اور اسلام کا پہلے نبیوں کی شریعتوں اور کتابوں کی طرح تختہ ہی الٹ دے۔ اور ہر دفعہ ایک نیا نبی ایک نیا اسلام اور ایک نیا قرآن ہی بنا تا رہے اور ایک امت ایسی پیدا کر دے جس کو محمد رسول اللہ کی نبوت اور رسالت سے کوئی واسطہ ہی نہ رہے۔ اگر واسطہ ہو بھی۔ تو صرف اتنا جتنا کہ پہلے نبیوں کی نبوت اور رسالت سے مسلمانوں کو واسطہ رہ گیا ہے یعنی صرف انکے نبی ہونے کی تائید میں اس کتاب سے خبر بتلانے کے لئے۔ نہ عمل کرنے کے لئے۔ اسی لئے تو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپکو مبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً فرما کر سورج قرار دیدیا تا جس طرح سورج سے دنیا ہمیشہ کے لئے روشن ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلعم کی نبوت اور رسالت یعنی قرآن کریم کی ضیاء سے ہمیشہ روشن ہے۔

خدا تعالیٰ نے اسی لئے آپ کی امت کا زیادہ خیال رکھا۔ اور آج سے کسی وقت بھی آوارہ نہ چھوڑا اور نہ کسی نبی کو بھیجکر اس کا اپنے دفتر سے نام کاٹا۔ تا یہ امت ہمیشہ تک اس کے کہنے کے مطابق ھو سمّٰکم المسلمین کی مصداق رہے۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ امت رسول اللہ صلعم پر کوئی ایسا زمانہ کبھی بھی آیا۔ جبکہ خدا نے اس کا کوئی بھی خیال نہ رکھا ہو۔ پس اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل رسول ہیں تو ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی امت کی حفاظت جس طرح اور جس وعدہ کے مطابق پہلے تیرہ سو سال تک کرتا چلا آیا ہے اسوقت اور آئندہ بھی اسی طرح کرتا رہے۔ نہ کہ ایک نبی کو بھیجکر قرآن کریم کو بھی جس کے متعلق اس کا فرمان ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ منسوخ فرما دے اور ھو سمّٰکم المسلمین کی جگہ اس امت کا نام سمّٰکم الکافرین رکھ دے۔

جس حالت میں قرآن کریم خود یہ منصب اپنے لئے لیتا ہے۔ کہ اُس کی آیتوں کے مقابل کسی دعوے پر ایمان نہ لایا جائے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ فبای حدیث بعدہ یؤمنون اور فرماتا ہے۔ قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ اور فرماتا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً اور فرماتا ہے ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان اور فرماتا ہے۔ انزل الکتاب بالحق والمیزان۔ اور فرماتا ہے انہ لقول فصل۔ اور فرماتا ہے لاریب فیہ پھر بعد اس کے کون ایسا مومن ہے کہ قرآن کریم کو ہی اپنا امام اور حکم اور حضرت نبی کریم ہی اپنا رسول اور نبی قیامت تک نہ سمجھے۔ کیا کوئی بھی مومن بالقرآن مرزا صاحب کے کسی الہام کو اس آیت فبای حدیث بعدہ یؤمنون کے بعد وحی نبوت مان سکتا ہے؟ کیا مرزا صاحب کی اطاعت ذآیۃ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کی موجودگی میں اُن کے رسول یا نبی ہونے کی حیثیت میں جب تک قرآن کے اس حکم کو منسوخ کرے یا ردّ نہ کرے کر سکتا ہے؟ کیا یہ ایمانداری ہوگی کہ ہم خدا تعالیٰ کے ایسے فرمودہ پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہم ایمان لاتے ہیں تو ہمارا ضروری یہ مذہب ہونا چاہئے کہ قرآن کے بعد کوئی وحی نبوت نہیں۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے افسوس ہے کہ مرزا صاحب کبھی بقول محمودیوں کے بازور نبی بن جاتے کہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہر ایک امر میں اطاعت کرتے تھے۔ اور شریعت کے کسی جملہ کے سامنے اپنے الہام کی کچھ بھی حقیقت نہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ "آج عید ہے خواہ کرو یا نہ کرو" کا الہام جسوقت ہوا تو لوگوں نے پوچھا کہ ہم روزہ چھوڑ دیں تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ ہم ظاہر شریعت پر عمل کرینگے۔ کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ مرزا صاحب نے مجددین امت سے بڑھ کر کیا کام کیا۔ اور مجددین امت اور اولیاء اللہ امت سے بڑھکر کونسی ایسی اصلاح امت کی آکر کی۔ جو امت کا ایک مجدد نہیں کر سکتا تھا بلکہ نبی سے ہی وہ ہو سکتی تھی۔ اگر مسلمان کہلانے والوں نے نمازیں چھوڑ دی ہیں اور زکوٰۃ کو ترک کر دیا ہے۔ اور اسی طرح شریعت کے دوسرے احکام کو چھوڑ دیا ہے۔ تو کیا ان باتوں کی اصلاح مجدد سے نہیں ہو سکتی۔ کہ کسی نبی کی ضرورت ہے۔

ہاں اگر مسلمان کسی وقت ایسے بگڑ سکتے ہیں کہ اُن کی اصلاح مجدّد سے نہ ہو سکتی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجددوں کے آنے کی نہیں بلکہ نبیوں کے آنے کی اجازت دیتے۔ یہ مجددوں کا سلسلہ کیوں جاری ہوا کیا اب جونکہ نبی آیا۔ اب آئندہ اصلاح کے لئے ہمیشہ نبی ہی آیا کریں گے۔ مجدّد نہیں آئینگے۔ یا کبھی مجدد آکر اصلاح کرینگے۔ اور کبھی نبی۔ مگر یہ کیا ظلم ہے کہ قرآن یا حدیث سے اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جاتا ہے۔ ہم تو مجددوں کے آنے کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ تم نبیوں کے آنے کی حدیث ہی پیش کردو۔ مگر یاد رکھو کہ مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ جو صحیح مسلم میں آیا ہے وہ تمہارے مفید مطلب نہیں ہے صحیح ترمذی میں اسی نواس بن سمعان کی حدیث نقل ہوئی ہے اور اس میں وہی الفاظ ہیں جو مسلم کی حدیث میں نقل ہوئے ہیں۔ مگر ان میں نبی اللہ کا لفظ مطلق نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی اللہ کا لفظ الحاقی ہے۔ کسی راوی نے تعظیماً عیسےٰ کے لفظ کے ساتھ نبی اللہ لگا دیا ہے۔ اور اس کے الحاقی ہونیکا ثبوت یہ بھی ہے کہ احادیث متواترہ صحیحہ مرفوعہ متصلہ میں لا نبی بعدی آیا ہے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ نبی کریم صلعم یہ بھی فرما دیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ بھی فرما دیں کہ میرے بعد عیسےٰ نبی اللہ آئیگا۔ اگر ہو سکتا ہے تو دنیا کے کسی طبقہ میں اگر کوئی حدیث ایسی ہو جس میں مسیح موعود کے لئے نبی اللہ کا لفظ آیا ہو تو پیش کرو۔ اور ہم سے فی حدیث مبلغ کا انعام لو۔ اور یہ کہنا کہ رسول کریم صلعم کی امت سے نبی آسکتا ہے۔ اپنی بیہودگی کا ثبوت دینا ہے۔ اور قرآن اور حدیث کے علاوہ ایک نیا مذہب بنانا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اسلام میں نبی آسکتا ہے کیونکہ اس طرح رسول کریمؐ کی عزت ہے کیونکہ دنیا میں اسی انسان کی بڑی عزت سمجھی جاتی ہے جسکے ماتحت بڑے بڑے درجہ کے انسان ہوں تو ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی امت سے نبی ہونے کا دعوےٰ کرے۔ تو اس میں رسول کریمؐ کی سخت ہتک اور بے ادبی اور اہانت ہے کیونکہ آپ خود فرماتے ہیں۔ "خدا تعالیٰ نے مجھے یہ فضیلت دی ہے کہ مجھے آخری نبی بنایا ہے۔ اور قیامت میں ساری مخلوق میری طرف ہی شفاعت کے لئے رجوع کرے گی" مگر یہ نبی کریمؐ نے کہیں نہیں فرمایا کہ مجھے اس لئے فضیلت دی گئی ہے کہ میرے ماتحت کئی نبی ہوں گے۔ کسی جھوٹی اور وضعی حدیث میں بھی نہیں پایا جاتا کہ میں اپنی امت کے لئے فخر کروں گا۔ کہ دوسرے انبیاء کے امتیوں میں مجدد اور مصلح تو ہوتے رہے لیکن اگر کوئی نہیں ہوا تو نبی نہیں ہوا۔ اور میری امت میں نبی ہوئے جن کی کثرت کی وجہ سے میں افضل النبیین بنایا۔ کہیں قرآن یا حدیث میں یہ لکھا ہوا نہیں اور نہ کسی صحابی یا تابعی یا کسی ملہم یا اولیاء نے یہ کہیں فرمایا ہے۔ کہ رسول اللہ کی عزت اور عظمت تب ہی بڑھ سکتی ہے جب آپ کی امت میں سے نبی ہوں

ورنہ صرف آپ کے اکیلے قیامت تک نبی رہنے سے نہ آپکی کوئی عزت ہے نہ عظمت۔ اگر کوئی احمق لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیّین لما وسعہما الا اتباعی کو سند لیکر یہ کہے کہ رسول اللہ نے یہ دعوے کیا کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو ان کے لئے سوائے اسکے چارہ نہ تھا کہ میری اطاعت کرتے۔ اور اس دعویٰ کا ثبوت تبھی ہوتا کہ رسول کریم صلعم کی امت میں سے اسی درجہ اور رتبہ کا انسان بھیجا جاتا۔ جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ کا درجہ رکھتا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ صلعم کے دعوے کو سچا ثابت کرنے کے لئے کہ موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کرتے ضروری تھا کہ ایک شخص کو آپ کی امت میں سے کھڑا کیا جاتا جو اُن کے درجہ پر پہنچکر یہی کہتا کہ محمد صلعم کا غلام ہوں اور اُن سے ایک قدم دُور ہی میرے لئے ہلاکت اور تباہی ہے۔ تو یہ بھی ضروری تھا۔ کہ آپکے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیئے آپ کی امت میں پہلے کسی کو موسیٰ ع کی طرح صاحب شریعت ہونے کا درجہ دیا جاتا اور اُسکو علیحدہ ایک کتاب الشریعۃ بھی حضرت موسیٰ کی طرح دیجاتی اور وہ باوجود اسکے تابع شریعت محمدی ہوتا، اور آپ کے امتی ہونے کی وجہ سے اپنی کتاب اور شریعت سے کوئی غرض نہ رکھتا بلکہ آپ کی پیروی سے غرض رکھتا۔ اسی طرح آپ کی امت میں پھر کسی کو عیسیٰ علیہ السلام کی طرح صاحب کتاب نبی ہونے کا درجہ دیا جاتا اور وہ باوجود براہ راست نبی ہونے کے پھر تابع شریعت محمدی ہوتا کیونکہ اس حدیث میں یہ تو نہیں بتلایا گیا کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو میرے واسطہ سے وہ نبی بنتے اسلئے وہ میرے تابع ہوتے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ موسیٰ اور عیسیٰ بھی میرے زمانہ میں میری اتباع کرتے" یہ حدیث تو بالواسطہ نبوت ملنے کے سوال کو ہی ہمیشہ کے لئے اڑاتی ہے اور صاحب شریعت نبی اور صاحب کتاب اور براہ راست انعام پانے کا رستہ (بموجب استدلال اُن لوگوں کے جو اس حدیث سے بعد آنحضرت صلعم نبی آنا نکالتے ہیں) کھولتی ہے۔

اب ہم نے یہ دکھانا ہے کہ وہ شخص جس کی طرف اس زمانہ میں دعوے نبوت منسوب کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ نبوت کا دعویدار تھا۔ اس نے رسول کریمؐ کے بعد کسی کے نبی کہلانے میں رسول کریم صلعم کی عزت سمجھی ہے یا ہتک وہ خود کہتا ہے کہ:۔

"اُس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک ہے"
(الوصیت صلا)

اس زمانہ میں اسلام کی جو حالت ہو رہی ہے اس سے ظاہر ہے کہ اسپر تباہی آرہی ہے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ کیطرف سے کسی مجدد کا آنا ضروری تھا۔ مگر سوائے اسکے اور کوئی شخص ایسا نہیں نظر آتا جس نے ایسا دعوےٰ کیا ہو کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں۔ اب اگر وہ بھی سچا نہیں بلکہ اس کو یہ جھوٹا ہے کہ رسول اللہ کے بعد کسی امتی کا نبی کہلانا رسول اللہ کی ہتک ہے تو یہی کہا جائیگا کہ بجائے اسکے کہ خدا تعالیٰ ایسی نازک حالت میں اسلام کی کسی مجدد سے مدد کرتا اُس نے بھیجا تو ایسے کو بھیجا جو رسول اللہ صلعم کے بعد قرآن اور حدیث کا اہل ہی نہیں تھا۔ اور نبوت کی حقیقت کو بھی نہیں سمجھتا تھا جو کہتا تھا خلاف اسلام ہی کلمہ منہ سے نکالتا تھا۔ جب رسول کریمؐ کی عزت اس سے ہوتی تھی۔ تو اس نے اسکو ہتک کیوں کہا۔ اور کیوں ایسا کہا کہ رسول اللہ کے بعد کسی کا نبی کہلانا نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک ہے شاید وہ قرآن کا علم نہیں جانتا ہوگا۔ جو اس زمانہ کے بے علم قاضی اور گدی نشین جانتے تھے۔ یہ مجدد بھی چودھویں صدی کا عجیب مجدد ہے کہ امریکہ میں ایک شخص ڈوئی نامی اُٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ وہ فوراً اُسکے خلاف آواز اُٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ تو کذاب ہے رسول اللہ صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ تا قیامت بند ہے اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ ہاں رسول اللہ صلعم کی طفیل مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل ہو سکتا ہے مگر وہ نبوت نہیں وہ صرف کثرت مکالمہ ہے۔ ہاں اگر مجازی نبوت اسکو کہہ لیں تو حرج نہیں مگر یہ مجازی نبوت یعنی مکالمہ الٰہیہ کا شرف کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی سے ہی مل سکتا ہے۔ حضرت صاحب کے الفاظ تو یہ ہیں :۔

"ان النبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلعم .....

صاابقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ .....
وسمیت نبیًا من اللہ علی طریق المجاز
لا علی وجہ الحقیقۃ"

پس اسکی تحریروں کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کیا لکھتے ہیں آیا رسول کریمؐ کے بعد نبیوں کا آنا لکھتے ہیں یا نبی کہلانا رسول کریمؐ کی ہتک مانتے ہیں:۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اُن لوگوں کی آنکھیں کھولے جنہوں نے ایک غیر نبی کو نبی مان کر اسلام کے چولے کو تن سے اُتار دیا اور اس بات کی اُنہیں توفیق دے کہ خلاف اسلام ان عقائد کو چھوڑ کر اُس سچے اسلام میں داخل ہو جائیں جس میں مسیح موعود بھی داخل تھا۔ وہ مسیح موعود کے کسی رشتہ دار کی رشتہ داری اور تعلق کو درمیان میں لیکر ان دشمن اسلام عقائد کو اختیار نہ کریں۔ جن سے رسول کریمؐ کی ہتک ہوتی اور قرآن کریم کی حکومت دنیا سے اُٹھتی ہے۔ ان عقائد کو اختیار کریں۔ جن سے رسول کریم صلعم کی عزت اور عظمت کا ثبوت ملے تاکہ دنیا میں قرآن اور رسول کریم صلعم کی عزت اور عظمت اور رسالت اور نبوت قائم ہو۔

تازہ ترین خبریں

قانون طلاق

لنڈن ۱۵ اپریل۔ مسٹر اے رنڈل نے ہوس آف کامنز میں ایسی قانون سازی کی تائید میں ریزولیوشن پیش کیا جو کمیشن طلاق کی کثرت رائے کی سفارشات کے مطابق طلاق کے پانچ نئے وجوہ بھی تسلیم کرتی ہو۔ یعنی چھوڑ کر چلے جانا مسلسل تشدد و تظلم۔ سجز اری۔ ناقابل صحت دیوانگی اور حبس دوام کی بنا پر بھی طلاق واقع ہو سکے۔ مسٹر رونالڈ نے طلاق میں مساوات مدنظر رکھنے کی تائید میں اور قانون میں ایسے تغیرات کے خلاف جو شادی کی دوامی صورت کو ضعیف کرتے ہوں ریزولیوشن پیش کیا جو ۱۴۴ ووٹوں کے مخالف ۱۹۱ ووٹوں کے پاس ہوا۔ لیڈی اسٹر نے ریزولیوشن کی مخالفت کی۔

مدرسہ عربی دیوبند

مسٹر مانٹیگو نے ہوس آف کامنز میں یہ جواب استفسار بیان کیا۔ کہ عربی سکول دیوبند کے متعلقین میں سے ایک شخص غدارانہ سازشوں سے پہلے دجسے حکام حجاز نے گرفتار کر لیا اور آخرش مالٹا میں نظر بند کیا گیا) روز شخص مذکور کی روانگی کے بعد سے جہاں تک مجھے علم ہے عربی مدرسہ دیوبند کے متعلق سازشانہ تبلیغات کی کسی شکایت کی رپورٹ نہیں ہوئی۔ بنا بریں اس مدرسہ کو بند کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

پرنس آف ویلز کی سیاحت ہند

الہ آباد۔ ۱۵-اپریل۔ پایونیر کو معلوم ہوا ہے کہ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز تقریباً اواخر دسمبر میں ہندوستان پہنچیں گے اور غالباً اس ملک میں ان کا قیام تین ماہ تک ہوگا۔ توقع کی جاتی ہے کہ حضور ممدوح فروری ۱۹۲۱ء میں دہلی میں نئی مجلس قانون سازی ہند کا افتتاح فرمائینگے

اسلامیہ ہائی سکول امرتسر

کہا جاتا ہے کہ چرچ مشن ہائی سکول کی مختلف جماعتوں کے دو سو طلباء نے مشنری مدرسہ چھوڑ دیا اور انجمن اسلامیہ امرتسر نے اسے اسلامیہ سکول ہیڈ ماسٹر مسٹر انیس مکریڈہ کو ایسا کیا ہے کہ جو طلبا ڈسچارج سارٹیفکیٹ لائیں۔ اُن کو اسلامیہ سکول میں لے لیا جائے۔ اس طرح بہت سے داخل کئے گئے ہیں۔

بمبئی میں ایرانی علماء اور سوداگروں نے ایک جلسہ منعقد کرکے لکھنؤ کے علمائے شیعہ کے اس فتویٰ کی تردید کی ہے جو آخر الذکر اصحاب نے مسئلہ خلافت کے متعلق چند یوم پیشتر صادر کیا تھا۔ یہ اپنے سُنّی بھائیوں کا ساتھ ہر طرح دینے کو تیار رہیں۔

بیت المقدس میں مارشل لاء کا اعلان کیا گیا لیکن عمدہ پہرے چوکی کے باوجود ۵ اپریل کو دو شنبہ اور سہ شنبہ کو یہودیوں اور مسلمانوں میں تنازع ہو گیا چند آدمی دونوں جانب سے مارے گئے مجروحین کی تعداد اتلاف ۲۵ ہے۔

کلکتہ کے شیعہ سوداگروں نے بھی لکھنؤ کے علماء شیعہ کے خلاف دیگر مسلمان بھائیوں کا ساتھ دینے اور غیر مسلمانوں کو مقامات مقدسہ سے اخراج کے ریزولیوشن پاس کئے۔

بعض شیعہ حضرات اور مسئلہ خلافت

سر آغا خان۔ رائٹ آنریبل مسٹر امیر علی۔ مسٹر جناح۔ آنریبل سید رضا علی۔ اور سردار صاحب محمود آباد نے مسئلہ خلافت میں مسلمانوں کی جو خدمات کی ہیں وہ درجہ بدرجہ لائق صد آفرین و تحسین ہیں۔ شیعہ صاحبان من حیث الکل مسلمانوں کے ساتھ ہیں لیکن جس طرح احمدی فرقہ کا محدود ہی حصہ اس مسئلہ میں حکام وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہندکا ہمنوا نہیں۔ اسی طرح بعض خطاب پرست شیعہ راجاؤں نے بھی صدائے مخالفت بلند کی ہے۔

آہ! کسقدر رنج کی بات ہے کہ ہندو تو اس جائز مطالبہ میں کہ مسلمانوں کے مقدس مقامات مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہیں اور جزیرۃ العرب پر اغیار کا بالواسطہ یا بلا واسطہ ہرگز تصرف نہ ہو۔ کہ یہ شرع اسلام کے صریح احکام کے خلاف ہے مسلمانوں کے ساتھ ہوں اور مخالف ہوں تو کون؟ وہ جن کا خدا۔ جن کا رسول۔ جن کا کعبہ۔ جن کا قبلہ اور جن کا قرآن وہی ہے جو عامۃ المسلمین کا ہے۔ ارے نام لو تو سید الشہداء کی تقلید کا جس مقدس ہستی نے سر دے دیا۔ اور ایک نااہل کو خادم بیت اللہ ماننا گوارا نہ کیا۔ اور مخالفت کرو اس تحریک کی۔ کہ گنبد خضرا کے محافظ غیر مسلم نہ ہوں۔ تف ہے ایسی سمجھ پر۔ کیا مقامات مقدسہ میں کربلائے معلےٰ شامل نہیں۔ تو کیا تم مسلمانوں سے علیحدہ رہکر یہ کہنا چاہتے ہو۔ کہ جہاں شہید اکبر کی مقدس ہڈیاں ہیں ان پر اغیار قابض رہیں اگر یہی تمہارا مطلب ہے تو۔ ع

سجھے ہم سے خدا سمجھے ..... (سیاست)

آئرلینڈ میں سٹرائک

لنڈن ۱۲-اپریل۔ آئرلینڈ میں جس قدر سٹرائک کا اندیشہ رہا تھا۔ اس سے زیادہ سخت ثابت ہو رہی ہے ایک دن کی بجائے یہ اسوقت تک جاری رہیگی۔ جبتک قیدی رہا نہ ہو جائیں۔ ریلوے اور دیگر بار برداریاں تقریباً معطل پڑی ہیں۔ ڈبلن کے بازار بیکاروں سے بھرے پڑے ہیں چھٹی رسانوں نے ڈاکخانوں کے دروازے بند کر دیئے ہیں جس کو وہ کھولنے نہیں دیتے۔ انہوں نے ٹیلیگراف میں مزاحمت نہیں کی۔ بلفاسٹ اور شمالی آئرلینڈ کی ٹریڈ یونینوں نے تحریک سٹرائک کی پرواہ نہیں کی۔

لنڈن ۱۴-اپریل آج لنڈنڈری میں سن فن قیدیوں کا چھڑانے کا اقدام ہوا۔ ہجوم نے پولیس پر پتھر برسائے۔ جب سنگینوں سے ۱۲ حملے گئے سنگ باری جاری رہی۔ فوج ایک زرہ پوش کار کے ساتھ طلب کی گئی۔ جس نے ۴۰ کارتوس چلائے۔ دو سویلین زخمی ہوئے۔

برٹش تجارت

لنڈن ۱۳-اپریل۔ ہوس آف کامنز نے ماورائے بحر تجارت کو از سر نو قائم کرنے کی غرض سے گورنمنٹ کو دو کروڑ ساٹھ لاکھ پونڈ کے کریڈٹ مصرف کرنے کا اختیار دیا ہے مسٹر ڈبلیو سی برج مین نے کہا کہ جو ممالک جنگ میں کچلے گئے ہیں اُن کی امداد مناسب ہے۔ یوں برٹش تجارت کو فائدہ پہنچیگا اور ہم اپنے تجارتی فوائد کو مختلف ممالک پر وسعت دے سکیں گے اور کہ ممالک متحدہ نے بھی ایسا ہی ایک ارب ڈالر کا انتظام کیا ہے۔ کریڈٹ مذکور صرف برٹش فرموں تک محدود ہوگا۔ اور بڑے بڑے بنکوں کے ذریعہ سے کارروائی کی جائیگی۔ ابتک صرف تھوڑی سی رقم زیادہ تر پارچہ بافی۔ آہن۔ فولاد۔ ربڑ۔ چرم۔ اور برقی اشیاء کے لئے دی گئی ہے۔

بولشویک روبل نوٹ

مسٹر مانٹیگو نے لفٹننٹ کرنل جونز کے استفسار کا جواب دیتے ہوئے ہوس آف کامنز میں کہا کہ سرکاری طور پر انہیں اس بات کا علم نہیں کہ تازہ آرڈیننس و ہدایت کے مطابق جو روبل نوٹ ہندوستان کے خزانوں میں رکھوائے گئے ہیں۔ اُن کی کل مالیت کیا ہے؟ بولشویک تعلیمات کے انسداد کے لئے گورنمنٹ ہند مستعدی سے کام لے رہی ہے۔

مواعظ

دل کو نرم کرنیوالی باتیں

نصائح اور حقیقی تصوّف

اگر انسان زمانۂ حال کے صوفیوں اور سجادہ نشینوں کے حالات میں بامعان نظر غور کرے تو زمانہ رسالت مآبؐ اور صحابہ کرام رضؓ کے واقعات میں اور ان میں بعد المشرقین نظر آویگا صحابہ کرام سے بڑھ کر صوفیا کون ہو سکتے ہیں۔ مگر اسوقت کا تصوف یہ تھا۔ کہ لوگوں کو نصیحت کی جاتی۔ اور اُن کو ایسی باتیں سنائی جاتیں جن سے دل نرم ہوں۔ اور دُنیا اور مافیہا اُنکی نظروں میں خس و خاشاک کے برابر بھی وقعت نہ رکھیں اور عاقبت اور خدا کی لقاء اور محبت کا دھیان ہر وقت رہے اور گریہ و بکاء و سوز و گداز کی حالت طاری رہے۔ اس تصوف حقیقی کی بنیاد خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی اور صحابہؓ نے اس پر عمل کیا۔ اور محدثین رحمہم اللہ نے اُن احادیث کو جو اس حقیقی تصوف کے متعلق زبان فیض ترجمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وقتاً فوقتاً صادر ہوئیں۔ جمع فرمایا۔ اس جگہ میں چند ایک احادیث کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) عن ابن عباسؓ۔ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو نعمتیں خدا کی عطا کردہ ہیں جن سے بہت لوگ فریب کھائے ہوئے ہیں۔ (یعنی گھاٹے میں ہیں) ایک صحت اور دوسری فارغ البالی۔ (بخاری)

میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن حمید میں فرمایا ہے۔ کہ ان الانسان لیطغیٰ ان راٰہ استغنیٰ۔ جب انسان کو صحت اور فارغ البالی ہوتی ہے جو دُنیا داری کی نشانی ہے تو انسان خدا کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے۔

(۲) مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے۔ لوگو! دُنیا کی مثال بمقابلہ آخرۃ کے ایسی ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنی انگلی دریا میں ڈالے پھر دریا سے اپنی انگلی نکالے پھر دیکھے کہ اس کی انگلی دریا سے کیا لیکر واپس ہوئی ہے (مسلم)...... یعنی جتنا پانی انگلی پر دریا میں ڈالنے سے لگ جاتا ہے۔ اُتنی حقیقت بھی یہ دُنیا بمقابلہ آخرۃ کے نہیں رکھتی۔ یعنی آخرۃ کی مثال ایک دریا کی سی ہے۔

(۳) حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک کان کٹے بکری کے مرے ہوئے بچّے پر سے گذرے۔ اور فرمایا کہ تمہارے سے کون چاہتا ہے کہ یہ بکری کا مرا ہوا بچّہ اسکو ایک درہم پر مل جائے۔ صحابہ کرام رضؓ بولے ہم تو ذرا سی چیز کے بدلے بھی اسکو نہیں چاہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے خدا کی کہ جیسا تمہارے نزدیک یہ بکری کا بچّہ ذلیل ہے یہ دنیا خدا کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (مسلم)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ فرمایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ دُنیا مؤمن کے لئے جیلخانہ ہے۔ اور کافر کے لئے بہشت ہے۔ (مسلم)

(۵) حضرت عمر بن عوف رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تم پر فقیری آنے سے نہیں ڈرتا۔ لیکن مجھے تم پر دُنیا کے فراخ ہونے کا خوف ہے۔ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فراخ ہوئی تھی۔ پھر تم اس میں رغبت کرنے لگو۔ جیسا کہ پہلوں نے اس میں رغبت کی تھی پھر دُنیا نے جیسا کہ پہلوں کو ہلاک کر دیا تمکو بھی ہلاک کر دے۔

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ نقل کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ یا الٰہی آل محمد کی روزی بقدر قوت لا یموت کر دے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ بقدر کفاف یعنی بقدر کھانے پینے کے کر دے۔ (سادات میں اس دعا کا اثر پایا جاتا ہے مگر افسوس کہ انہوں نے قناعت کے پہلو کو چھوڑ دیا)۔

(۷) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مسلمان ہو گیا اور اُسے کھانے پینے کے موافق رزق دیا گیا اور اُس نے خدا کے دیئے ہوئے پر قناعت کی اُس نے عذاب الٰہی سے نجات پائی۔

(۸) حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بندہ کے مال میں برکت نہیں دی جاتی۔ تو اُسے پانی اور مٹی میں لگا دیتا ہے۔ یعنی خدا کے رستہ میں جو انفاق نہیں کرتے اُن کا مال مکانات کے بنانے میں صرف ہو جاتا ہے۔ بڑے اونچے اونچے مکانات بنا لیتے ہیں۔

(۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ فرمایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دُنیا اُن لوگوں کا گھر ہے جن کا آخرۃ میں گھر نہیں اور اُن لوگوں کا مال ہے جن کا آخرۃ میں مال نہیں۔ اور اِسے وہی جمع کرتا ہے جس کی عقل نہیں۔

(۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ جس وقت آدمی مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں تو نے کیا عمل آگے بھیجے اور لوگ کہتے ہیں کیا مال چھوڑ گیا۔

(۱۱) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں اگر وہ تجھ میں ہوں تو دُنیا کے ہونے نہ ہونے کا تجھ پر کچھ خوف نہیں۔ (۱) ایک امانت کی حفاظت (۲) دوسری راست گفتاری۔ (۳) تیسری نیک خلقی۔ (۴) چوتھی اکل حلال (بیہقی فی شعب الایمان)

(۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک پردہ تھا۔ جس پر جانوروں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اسے ہٹا دے یا کھول دے کیونکہ جب میں اسے دیکھتا ہوں تو مجھے دُنیا یاد آجاتی ہے۔

میں کہتا ہوں یہ تو انبیاء کا حال ہے۔ وائے بر حالِ ما!

چیست دُنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں محال است و خیال است و جنوں

وقس علیٰ ہذا۔ یہ اور اسی قسم کی صدہا امثال زمانہ نبوتؐ اور زمانہ صحابہ کرام رضؓ میں تصوف حقیقی کی ملتی ہیں۔ اور یہ تمام احادیث میں مفصل مذکور ہیں۔ مگر لوگ ہیں کہ اُن کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ اور تصوف مخترعہ صوفیائے دُنیا پرست کے دلدادہ ہیں اور اس میں بھی دنیا ہی انکے مد نظر ہے۔ خاکسار نذر علی از پشاور۔

تحقیق الادیان

حالات سکھ مذہب

(بسلسلہ اشاعت مورخہ اپریل سنہ...)

اوتار:۔ ہنود کے ہاں ایک عقیدہ اور بڑا زبردست عقیدہ بلکہ تمام ہنود کا مدار یہ ہے۔ کہ جب کبھی دنیا میں اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے یا جب کبھی کسی بندۂ خدا کو کسی شریر ظالم سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو خدا کسی جسمانی شکل میں............ تولد ہو کر یا بغیر تولد ہی کوئی مجسم صورت اختیار کرکے دُنیا کی اصلاح کرتا یا اس بھگت (عابد) کی تکلیف کو رفع کرتا ہے۔ جیسا کہ ہنود کی معتبر و مستند کتاب شری بھگوت گیتا میں ارجن کے پرتی سری کرشن جی کا قول ہے۔ کہ:۔

"ہے ارجن یہ جوگ جو میں تجھکو کہتا ہوں یہ میں نے پہلے سورج دیوتا کو بھی سکھلایا تھا۔"

سوال ارجن: آپ تو اب ہوئے ہیں اور سورج پرانا (قدیم) ہے آپ نے اُس کو کب سکھایا؟

جواب:۔ تیرے اور میرے بہت جنم گذر چکے ہیں۔ لیکن تجھکو خبر نہیں۔ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ میں آتما ہوں۔ غیر فانی ہوں۔ مگر جب کبھی ضرورت ہوتی ہے۔ تو مجسم شکل میں مولود ہوتا ہوں۔

نتیجہ یہ کہ خدا کے مجسم ہونے کو اوتار کہتے ہیں اور یہ اوتار اُن کے ہاں دو قسم کے مانے گئے ہیں۔ ایک اُنشا اوتار۔ دوسرے انس اوتار۔ انشا اوتار اسکو کہتے ہیں جس میں سولہ کلاں (طاقتیں) مجتمع ہوں اور اس قسم کے اوتار تین مانے جاتے ہیں۔ یعنی برہما۔ وشنو اور شیو۔

اور انس اوتار اسکو کہتے ہیں کہ جس میں طاقت کلاں پوری نہ ہوں بلکہ کم ہوں۔ ۹ ہوں یا ۵ ہوں۔ یا کچھ اور کم و بیش۔ اور اس قسم کے اوتار دس مانے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ مچھ، کچھ، بیراہ، نرسنگھ، باون، پرسرام، رامچندر، کرشن۔ بدھ۔ اور کلکی۔

خیر یہ اوتاروں کا مضمون بذات خود ایک وسیع ہے یعنی یہ بتانا کہ کون کون اوتار کس کس موقع اور کس کس طرح پیدا یا ظاہر ہوئے۔ اگر احباب میں سے کسی نے شوق ظاہر کیا تو انشاء اللہ ان کے مکمل حالات چھاپے جاویں گے لیکن اسوقت ہمارا مطلب صرف اسقدر ہے کہ گورو نانک دیو جی مہاراج کا ان اوتاروں کے بارے میں کیا عقیدہ تھا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

(۱) حکم اپائے دس اوتار۔ دیو دانو اگنت اپار
مانے حکم سو درگہ پیجے۔ ساچ ملائے سما لیندا

(۲) ایشر برہما دیوی دیوا۔ اندر تپے مُنی تیری سیوا
جتی ستی کیتے بن باسی۔ انت نہ کوئی پائیندا

(ماروسولہے۔ محلہ-۱-)

(ترجمہ) - ۱ - حکم سے پیدا ہوئے دس اوتار اور دیو مانو بیشمار۔ جو کوئی اس کے حکم کو سمجھ لیوے اور مان لیوے وہ قبول درگاہ ہوتا ہے۔ سچ کے ساتھ مل کر سما جاتا ہے۔

(۲) ایشر (وشنو) برہما۔ دیوی۔ دیوتا۔ اندر تپے۔ مُنی (رشی مُنی وغیرہ) سب تیری خدمت کرنیوالے ہیں یہ سب اور کتنے ہی جتی (محصن = خواہشات شہوانی سے بچے رہنے والے) ستی (سائتھ مرنیوالے) بن باسی (آبادی کو ترک کرکے جنگلوں میں گوشہ نشینی کرنیوالے) ہوئے ہیں۔ لیکن تیرا انت نہیں پا سکتا

(بھا وارستہ دخترح)

(۱) ان اشعار میں ہنود کو نصیحت ہے کہ تم جنکو خدا مجسم کے نام سے موسوم کرتے ہو۔ وہ خدا نہ تھے بلکہ خدا کے حکم سے پیدا ہوئے۔ محکوم خدا تھے۔ اور محکوم کہیں حاکم کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور جو کوئی احکام الٰہی کو مان لیتا ہے وہی مقبول بارگاہ ہوتا ہے۔ اور واصل حق ہو کر فنا فی اللہ کے مرتبہ کو پہنچتا ہے۔

(۲) اے خدا یہ تمام دیوی دیوتے اوتار وغیرہ تیرے خادم ہیں اور خادم مخدوم کے برابر کبھی نہیں ہو سکتا۔ تیری ذات کا کسی کو بھید نہیں آیا۔

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

مایا موہے سب دیوی دیوا کال نہ چھوڑے بن گرو کی سیوا

(گوڑی۔ محلہ-۱)

(ترجمہ) خواہشات نفسانی نے محبوس کر رکھے ہیں سب دیوی دیوتا وغیرہ - مرشد صادق کی خادمی اختیار کئے بغیر خوف عذاب دور نہیں ہوتا۔

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

دیوی دیوا پوجئے بھائی کیا مانگوں کیا دیہہ
پاہن نیر پکھالئے بھائی جل مہ بوڈہ تیہہ

(سورٹھ۔ محلہ-۱- اشٹپدی)

(ترجمہ) اے بھائیو۔ دیوی دیوتوں کو میں کیونکر پوجوں (معبود بناؤں) کیا میں اُن سے مانگوں اور کیا وہ مجھے دے سکتے ہیں؟ اے بھائیو! یہ تو گویا پتھر کو پانی میں تیرانا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پانی پتھر کو بجائے کنارے لگانے کے اُلٹا ڈبو دیتا ہے۔

اے میرے بزرگو ذرا غور کرو کہ کیا نفیس تعلیم و دلکش فرمائی ہے یہ تعلیم قرآن پاک میں سے اخذ کردہ ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:۔ قل اندعوا من دون اللہ ما لا ینفعنا ولا یضرنا ونرد علیٰ اعقابنا بعد اذ ھدٰنا اللہ (انعام ۹ رکوع)

(ترجمہ):۔ کہدے کیا ہم سوائے اللہ کے اُن کو پکاریں جو نہ نفع دے سکیں ہمکو اور نہ ضرر۔ اور جب اللہ نے ہدایت دے دی ہو۔ اسکے بعد پھر کفر کی طرف لوٹ جاویں؟

پھر شری گورو نانک دیو جی مہاراج ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ

نارد سارد سیوک ترے۔ تربھون سیوک وڈہ وڈ یرے
سبھ تیری قدرت۔ توں سر سر داتا سبھ تیرا کارن کینا ہے

(مارو سولہے - محلہ-۱-)

(ترجمہ) نارد مُنی (ہنود کا مشہور رشی)، سارد (سرستی علم کلام کی مالک دیوی) یہ سب اے خدا تیرے ہی خادم ہیں اور تین بھون (موجودات ارض و سماوی) کے جو بزرگ ترین ہیں وہ بھی سب تیرے ہی خادم ہیں۔ وہ سب تیری قدرت کا ظہور

ہیں۔ تُو سب کا داتا ہے۔ یہ تمام اسباب و علل بتیرے رہی کئے ہوئے ہیں۔ زمین اور آسمان کی کوئی جاندار یا بیجان چیز تیری مانند نہیں ہوسکتی۔ یہی وہ نظارہ ہے۔ جو لیس کمخلہ شئ کے مجمل الفاظ میں ایک وسیع پیمانہ پر نظر آتا ہے۔
پھر فرماتے ہیں:۔

رہ گی۔ برہما۔ وشنو بسر ورا۔ رہ گی سگل سنسارا
ہری پد چین بھئے سے کتے۔ گور کا شبد و یچارا

(راگ گوجری)

(ترجمہ) برہما بشن۔ مہیش جو تین بڑے دیوتا انسانی اوتار مانے جاتے ہیں رہ گی ہیں یعنی اگر ان کی سوانح کو دیکھا جاوے تو کسی نہ کسی روحانی یا جسمانی مرض میں مبتلا ضرور پائے جاتے ہیں۔ اور سب عالم مریض ہے۔ اس مرض سے آزاد وہی لوگ ہیں جنہوں نے مرشد کے قول پر غور کرکے واحد خدا کی قدر و منزلت کو سمجھ لیا ہے۔ اور جان لیا ہے کہ خلق الانسان ضعیفا۔ یعنی انسان فطرتاً کمزور واقع ہوا ہے۔ اس کمزوری سے بری فقط خدا ہے۔ اور یہ کمزوری نسیان ہے۔ جیسا کہ گورو نانک صاحبؒ بھی اس مفہوم کو دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

"سبھلن اندر بھلے کو۔ ابھل گورو کرتار"

یعنی تمام مخلوق مرض نسیان میں مبتلا ہے۔ فقط ایک خدا ہے۔ جو اس مرض سے پاک ہے۔
اسی طرح گورو نانک صاحبؒ کی تعلیم اوتار پرستی کی تردید سے بھری پڑی ہے۔ (باقی پھر)

خاکسار۔ محمد یوسف۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

رسیدِ زر

فہرست زکوٰۃ از جماعت احمدیہ لاہور چھاؤنی معرفت بابو محمد حسین صاحب

نام	روپے	آنے	پائی
(۱) قاضی ثناء اللہ صاحب	۵۰	۰	۰
(۲) قاضی مظفر علی صاحب	۱۰	۰	۰
(۳) قاضی محمد عثمان علی صاحب	۵	۰	۰
(۴) بابو محمد حسین صاحب	۶	۰	۰
میزان کل	۷۱	۰	۰

تازہ ترین خبریں

لنڈن۔ دو پادریوں کے گھسنے کی وجہ سے لنڈنڈری میں بلوہ کی تجدید کی روک تھام ہوگئی۔ ان پادریوں نے مخدوش علاقوں سے فوج کو رات پڑے واپس بلا لیا۔ انہوں نے ہاتھوں میں چھڑیاں پکڑ کر سڑکوں پر گذرگاہوں پر گشت شروع کر دی۔ ان لوگوں کو ادہر ادہر کسی جستجو میں پھر رہے تھے۔ نہایت زور سے واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ آج صبح ڈبلن میں ایک جاسوس کو گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ اور وہ اسی وقت مر گیا۔

قسطنطنیہ کے لئے امدادی فوج

یہ نیم سرکاری اطلاع سان ریمو سے آئی ہے کہ کونسل نے اس بات کا کلیتہً فیصلہ کر دیا ہے کہ آبنائے کو بین الاقوامی بنا لیا جائے۔ اور قسطنطنیہ میں اتحادیوں کی امدادی فوج رکھی جائے۔ اتحادیوں کے ماہران افواج بحریہ و بریہ کل جلسہ کرکے ترکی پر اقتدار کو منظم کرنے پر غور کریں گے۔

ترکی پر فوجی دباؤ ڈالنے کی تجویز

لنڈن ۲۱۔اپریل (سان ریمو) دول متحدہ کی مجلس شوریٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ ترکی مالیات کی نگرانی کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ اس پر بری اور بحری افواج کے اہل الرائے نمائندوں نے کہا کہ مجوزہ عہدنامہ کی شرائط کا منوانا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ خصوصاً اناطولیا کے علاقہ میں جہاں کثیر التعداد ترکی دستہ ہائے فوج ابھی تک گرم پیکار ہیں ان شرائط کی تعمیل نہ کرائی جا سکے گی۔
خیال کیا جاتا ہے کہ مجوزہ عہدنامہ کی تعمیل کرانے کے لئے غالباً بین الاقوامی فوجی دباؤ ترکی پر ڈالنا ضروری ہوگا۔
برطانیہ نے جتنی تجاویز پیش کیں وہ سب کی سب بلا اختلاف منظور کرلی گئیں۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ گیلی پولی پر دول متحدہ کا قبضہ ہو جائیگا عہدنامہ صلح میں جو ۱۰ مئی کو بمقام پیرس ترکوں کے حوالے کیا جائیگا۔ اس قبضہ کی گنجائش رکھ لی گئی ہے۔ اور دوسری بری اور بحری فوجی تدابیر بھی اس میں درج ہونگی جن پر برطانوی، فرانسیسی اور دوسری اقوام کے امیرالبحر اور جرنیل غور کر رہے ہیں۔

قسطنطنیہ یورپین افواج کی مستقل گرفت میں

لنڈن ۲۱۔اپریل (پیرس) سان ریمو میں دول متحدہ کی مجلس شوریٰ کے اس قطعی فیصلہ کا نیم سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ دردانیال اور باسفورس کی حیثیت بین الاقوامی کر دی جائیگی۔ اور دول متحدہ کی بحری اور بری فوجوں کے مبصر کل اس غرض سے جمع ہوں گے کہ ترکی پر فوجی قبضہ کرنے کی عملی تدابیر کا نظام مرتب کریں۔

مصطفےٰ کمال پاشا کی افواج کی فاتحانہ پیش قدمی

لنڈن ۲۱۔اپریل (قسطنطنیہ) معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمعیت جو انزاوار کی قیادت میں ملت پرستان ترکی کے خلاف جد و جہد کر رہی ہے بروصہ پر قبضہ نہیں کر سکی۔ بلکہ اُسے بڑی سخت شکست ہوئی۔ اور کئی توپیں بھی فریق مخالف نے اس سے چھین لیں۔ اب یہ ہزیمت خوردہ جمعیت فوجی کمک کے انتظار میں شالک کے مقام پر جمع ہو رہی ہے۔

برطانیہ کی حزب العمال کا فیصلہ

لنڈن ۲۰۔اپریل۔ حزب العمال (مزدوری پیشہ جماعت) کی مجلس انتظامی نے اپنی ایک قرارداد کے ذریعہ سے علاقہ رہیں کالی افواج سے کام لئے جانے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے اور ظاہر کیا ہے۔ کہ کالے رنگ کے سپاہیوں کو یورپ میں لاکر لڑانا اہل یورپ کی تذلیل و رسوائی کا باعث ہے۔ اور اس وجہ سے اور بھی خطرناک ہے کہ کالے رنگ کے حبشی سپاہی جبراً بھرتی کئے جاتے ہیں۔ حزب العمال کی مجلس انتظامی نے گورنمنٹ سے بزور درخواست کی ہے کہ یورپ سے کالوں کے واپس بلائے جانے کا انتظام کیا جائے۔

حالات سرحد

گذشتہ ہفتہ میں خیبر میں زیادہ تر لنڈی کوتل اور جمرود کے نواح میں کبھی کبھی چھپ کر گولیاں چلائی جاتی رہی ہیں کسی نقصان جان کی کوئی اطلاع نہیں آئی۔ ضلع پشاور میں چھاپوں کی کثرت بھی کم ہوگئی ہے۔
توچی وزیری، داوڑ اور جرہا نے تسلی بخش طریق پر دیتے جا رہے ہیں۔ البتہ کابل خیل متمرد ہیں۔ کابل خیل جاڑوں میں سیل اور بنوں کے درمیانی علاقے میں آ بستے ہیں۔ اور گرما میں افغانستان میں برسر کے علاقے میں چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے اب تک ہماری شرائط پر عمل کرنے کی بہت کم کوشش کی ہے کیونکہ اب وہ براہ خوست جانا شروع کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ تعمیل سے بچ جانے کی امید کرتے ہیں۔

صحافت ہند گورنمنٹ کے نقطۂ نظر سے ممالک متحدہ کی سالانہ انتظامی رپورٹ

گورنمنٹ کی سالانہ انتظامی رپورٹ بابت ۱۹-۱۹۱۸ء میں مندرجہ ذیل دلچسپ شمار و اعداد شائع کئے گئے ہیں:۔ اس سال ۲۴۲۹ کتب مختلف مضامین کی شائع ہوئیں۔ مذہبی کتب کی اشاعت میں سال گذشتہ کی نسبت کمی واقع ہوئی۔
سناتن دھرمی ہندو اور مسلمان نہایت ملائم طریق پسند کرتے ہیں اور اپنے متنازعہ فیہ مسائل پر نہایت رواداری استعمال کرتے رہے آریہ سماج کی جنگجویانہ سپرٹ میں کمی کی کوئی علامت نظر نہیں آئی۔
سال زیر رپورٹ میں اس صوبہ سے ۳۵۹ اخبارات و رسائل نکلتے رہے ہیں ۵۲ انگریزی ۱۳۴ اردو میں اور ۱۴۰ ہندی میں۔ پانچ نئے اخبار جاری ہوئے۔ اور ۴ پرانے بند ہو گئے۔
مسلم اخبارات کی روش بحیثیت مجموعی وفادارانہ اور طمانیت بخش رہی اور ترکی کی حرکات ان کا خاص مضمون رہا۔ اتحادیوں کے اقوال کو انکے افعال کے ساتھ مطابقت کرنے پر زور سے توجہ دلائی گئی۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبدالرحمٰن خان صاحب منصف درجہ دوم مظفر گڑھ
نمبر مقدمہ ۱۶۶۵
چودہری ہوا رام ولد لوکو رام ذات پوربو سکنہ راسپور تحصیل مظفر گڑھ

بنام

غلام محمد معروف غلامی ولد میرن ذات پہوڑ سکنہ لوالسوابیں تحصیل مظفر گڑھ پیشہ کاشتکاری مدعاعلیہ
دعوےٰ مالاعث بروئے تمسک

مقدمہ مندرجہ بالا میں رپورٹ سمن و بیان حلفی مدعی سے پایا گیا ہے کہ مدعاعلیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے اسواسطے بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ اگر مدعاعلیہ بتقرر پیشی ۱۰۔مئی ۱۹۲۰ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو کارروائی یکطرفہ اسکے خلاف عمل میں لائی جائے گی۔ ۱۳۔اپریل ۱۹۲۰ء
آج بثبت دستخط درو بروے ہمارے و مہر عدالت سے جاری کیا گیا ہے۔

دستخط منصف صاحب
مترجم انگریزی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ چہارشنبہ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۲۰ء نمبر ۸۰

خطبۂ جمعہ

(مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۲۰ء)

(فرمودہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ)

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ۔

اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عسی اللہ ان یجعل بینکم و بین الذین عادیتم منھم مودۃ ؕ و اللہ قدیر ؕ و اللہ غفور رحیم ۝ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم ؕ ان اللہ یحب المقسطین ۝ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین و اخرجوکم من دیارکم و ظاھروا علیٰ اخراجکم ان تولوھم ۚ و من یتولھم فاولٰئک ھم الظٰلمون ۝

قرآن کریم کے متعلق دو افراط اور تفریط کے پہلو لئے ہوئے دو طرح کے مسلمان ہیں۔ ایک تو وہ جو خیال کرتے ہیں کہ تمام مسائل پیش آمدہ جن سے ہم کو شب و روز واسطہ پڑتا ہے سب قرآن مجید میں بالتفصیل موجود ہیں یہ افراط کی طرف جانے والی جماعت ہے۔ اور دوسرا گروہ وہ ہے کہ جو قرآن کریم کو محض عبادات کی کتاب سمجھتا ہے۔ اور یہ خیال کرتا ہے کہ اسکو تمدن معاشرت اور سیاسیات وغیرہ سے تعلق نہیں۔ یہ دونوں افراط اور تفریط کی راہیں ہیں۔ قرآن کریم اور دیگر مذاہب کی کتابوں میں یہ عظیم الشان فرق ہے کہ دوسرے مذاہب کی کتابوں میں صرف عبادات کے متعلق تعلیم پائی جاتی ہے لیکن ایک موٹی نظر سے دیکھنے والا بھی معلوم کرلیتا ہے کہ کوئی مذہب جو صرف اللہ تعالےٰ سے ہی تعلق کی راہ بتلاتا ہے اور عبادات کے ہی طریق سکھلاتا ہے اور انسانوں کے متعلق تعلقات کی راہ نہیں بتلاتا تو ایسا مذہب تو ادھورا مذہب بھی کہلانے کا مستحق نہیں۔ جو انسان کے معاملات گھر کے متعلق ہدایات دشمنوں اور دوستوں سے سلوک کے متعلق جو کتاب تعلیم نہیں دیتی وہ کامل کتاب کیسے کہلا سکتی ہے دوسری قوموں کے ساتھ ہمارے تعلقات کیسے ہوں۔ والدین اور رشتہ داروں کے حقوق اولاد پر اور اولاد کے فرائض اپنے والدین اور رشتہ داروں کے متعلق کیا کیا ہیں اور دوسرے پیش آمدہ حالات کے متعلق کوئی عیسائی انجیل سے۔ یہودی توریت سے۔ اور ہندو ویدوں سے نہیں تلاش کرسکتا۔ مگر قرآن کریم ان تمام تعلقات کو صراحت کے ساتھ بیان کرتا ہے لیکن ان تعلیمات کو کوئی شخص اپنی عقل اور دماغ کو خرچ کئے بغیر قرآن کریم سے نہیں حاصل کرسکتا بلکہ جسطرح ایک دانا آدمی چراغ کی مدد سے اصل مقامات کا پتہ لگا لیتا ہے اسی طرح قرآن کریم کے اندر وہ اصول اور وہ روشن ہدایات موجود ہیں۔ جن کی مدد سے پیش آمدہ حالات کی تاریکی دور ہو کر انسان کو ایک صحیح راہ مل جاتی ہے۔ پس قرآن کریم میں سیاست تمدن۔ معاشرت سب کچھ ہے مگر ایک اصول کے رنگ میں۔

قرآن کریم نے دوسرے لوگوں کو جن کے ساتھ ایک مسلم کو واسطہ پڑتا ہے دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک تو وہ جو مسلمانوں کے ساتھ جنگ نہیں کرتے اور اُن کو اُنکے وطن سے نہیں نکالتے اور نہ اُن کو صرف مسلمان ہونے کی وجہ سے دکھ اور تکلیف دیتے ہیں اور دوسرے وہ جو کہ ان کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور انکو اُن کے گھروں سے نکال دیتے ہیں اور مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم کرتے ہیں۔ اول گروہ کے متعلق فرمایا لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم ان کے ساتھ نیکی کرو۔ ان کو مشکلات میں مدد دو۔ اور اُنکے ساتھ انصاف کا معاملہ کرو۔ اس لئے ایک ذمی پر ایک مسلم حکومت احسان کے رنگ میں مال خرچ کرسکتی ہے ایسے لوگوں نے تمہارا کوئی حق نہیں کھویا۔ اُن سے عدل اور انصاف کا معاملہ کرو۔ غرض جیسا کہ وہ تمہارے ساتھ سلوک کرتے ہیں تم بھی ان کے ساتھ ویسا ہی کرو۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو تمہارے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ تم اُن کے ساتھ جنگ کرو۔ انکو اپنے دوست دلی مت بناؤ۔ اور یگانگت کے تعلقات اُن کے ساتھ مت رکھو ٭

یہ خوب یاد رکھو۔ کہ قرآن کریم اصول کی کتاب ہے وہ تمام احکام اور قواعد کو اصولی رنگ میں بیان کرتا ہے۔ اس لئے بہت سے لوگ جو ان دو گروہوں کے سوا ہیں وہ مسلمانوں کے ساتھ اپنے تعلقات کے لحاظ سے کم و بیش انہی دو گروہوں کی ذیل میں آجاتے ہیں اور اپنے تعلقات کی نسبت سے ہی ویسے ہی سلوک کے مستحق ہیں جس حد تک وہ ایک یا دوسرے گروہ کے اندر شامل ہوں۔

موجودہ حالت کی بابت پوچھا جاتا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ میں نہایت صفائی کے ساتھ جواب دینا چاہتا ہوں پہلے ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے۔ کہ حالات موجودہ کیا ہیں دوسری قوم کے ساتھ اپنے تعلقات بنانے کے لئے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ اُنکے خیالات ہماری نسبت کیا ہیں قبل اسکے کہ ہم کسی دوسری قوم سے اپنے تعلقات کا فیصلہ کرسکیں اول ہمارے متعلق اُنکے خیالات کا جاننا ضروری ہے مثلاً اس ملک ہند میں ہماری حیثیت یہ ہے کہ انگریز ہم پر حاکم ہیں اور ہم اُن کے محکوم ہیں۔ وہ بادشاہ ہیں ہم اُن کی رعایا ہیں۔ یہ ہمارا اُنکے ساتھ ملکی تعلق ہے لیکن انگریزی قوم کا مذہب عیسائیت ہے جو ہمارے مذہب کے مخالف ہے اسلام اور عیسائیت دو ایسے مذہب ہیں جو ایکدوسرے کے مقابلہ میں دُنیا میں فوقیت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور کل دُنیا کو اپنے جھنڈے تلے لینا چاہتے ہیں۔ پس اس حیثیت سے تو ہم مسلمان ہیں اور انگریز عیسائی۔ ہمارا اُنکے ساتھ مقابلہ بھی ہے۔ اُن کی کوشش ہے کہ سب عیسائی ہو جائیں۔ ہماری کوشش ہے کہ سب مسلمان ہو جائیں۔ وہ ہمارے مذہب کے مخالف ہیں۔ اور ہم اُنکے مذہب کے مخالف ہیں گویا ہم میں اور اُن میں تعلق بھی ہے اور اختلاف بھی ہے۔ پھر عیسائیت کے ساتھ ہمارا سب سے قریبی تعلق بھی ہے جس کی نسبت قرآن کریم خود فرماتا ہے و لتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصٰریٰ ؕ ذٰلک بان منھم قسیسین و رھبانا و انھم لا یستکبرون ۝

مسلمانوں کے ساتھ اقرب فی المودت نصاریٰ ہیں۔ کیونکہ اُن میں قسیس اور راہب لوگ ہیں گویا قریب تر ہونے کی وجہ بھی بتادی۔ راہب لوگ دُنیا کی خواہشات سے الگ تھے۔ اور خوف خدا کی عبادت اُنکے مدنظر تھی۔ اور مسلمان بھی ایک خدا کو یاد کرنیوالی قوم ہے۔ اس لئے دونوں میں قرب مودت ہوا۔ لیکن قرآن شریف نے اس مذہب کی دوسری حالت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا و ھم یحسبون انھم یحسنون صنعا ۝ اُن کی یہ حالت اس پہلی حالت سے مختلف ہے اب اُن کی وہ پہلی حالت بدل کر صرف دُنیا طلبی اور دُنیا پرستی رہ گئی ہے اور اُن کی تمامتر کوششیں دُنیا کمانے میں صرف ہو رہی ہیں۔ اسلام دُنیا پرستی سے دُور رہنا سکھاتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج ہم عیسائیوں کو مسلمانوں سے اقرب فی المودۃ نہیں پاتے۔ رہبانیت کی بجائے اب اُن میں سوائے دُنیا طلبی زر و دولت۔ وسعت ملک گیری کی ہوس کے اور کچھ نہیں رہ گیا۔ اور اگر کبھی طلب رضائے الٰہی میں افراط کی راہ پر تھیں تو آج طالب دُنیا ہونے کے دوسری حد پر ہیں اور حد درجہ کے دنیا پرست ہو جانے کی وجہ سے اسلام کے سخت ترین دشمن یہی اقوام ہیں اس افراط و تفریط کے مقابلہ میں اسلام ایک میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔ نہ تو وہ مظلوم رہبانیت کی تعلیم دیتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر عبادت میں لگ جاؤ۔ نہ دُنیا پرستی سکھاتا ہے بلکہ دونوں کے درمیان ایک راہ اعتدال اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ وہی قرآن جو ایک موقعہ پر دُنیا کے اموال کی بہت سخت مذمت کرتا ہے دوسرے موقعہ پر مال کی حفاظت کرنا بھی سکھاتا ہے۔ و لا تؤتوا السفھاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیٰما ۝ اپنے مالوں کو جو تمہارے قیام کا باعث ہیں، کم عقل لوگوں کے سپرد نہ کرو۔ پھر اس پر بھی بس نہیں بلکہ مال کی حفاظت کے متعلق نہایت تفصیل کے ساتھ قواعد بیان کرتا ہے پس قرآن کریم ایک طرف تو مال کی حفاظت کے عملی طریق خود تعلیم کرتا ہے۔ اور دوسری طرف اسکو معبود بنالینے سے روکتا ہے اور اس محنت سے جمع شدہ مال کو خدا کی راہ میں چھوڑنے کی بھی تعلیم دیتا ہے۔ اور تقسیم وراثت کے اصولوں کو بیان کرکے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کا بھی حکم دیتا ہے پھر دُنیا میں رہتے ہوئے مال کی حفاظت اور خرچ کے طریق بتاتا ہے ٭ موجودہ حالات میں جن کے ہم محکوم ہیں وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہمارا مذہب اسلام پر غالب آجائے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اُن کے مذہب پر غلبہ پالیں۔ پس ہم ایک طرف تو اُنکے محکوم ہیں اور دوسری طرف اُن کے مذہب کے مخالف اور دشمن ہیں۔ دنیوی رنگ میں ہم اُن کے ماتحت ہیں اور دینی حیثیت سے ہم اُنکے بالمقابل اور مخالف ہیں اس لئے جس قدر کوشش دینی رنگ میں ہمارے خلاف کی جائے اُس کا مقابلہ کرنا ہمارا ضروری فرض ہے۔

اسوقت بڑا سوال جو مسلمانوں کے دلوں کو بے چین کر رہا ہے۔ وہ خلافت اسلامی پر حملہ ہے۔ مسلمانوں کے یورپین اقوام سے کچھ مطالبات ہیں یعنی یہ کہ اسلام کے مرکز عرب کو ایک طاقتور مسلمان حکومت کا حصہ رہنے دیا جائے۔ اور اس سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے نہ کئے جائیں جسکو مرکز اسلامی کے محافظ ہونے کی وجہ سے خلافت کا حق حاصل ہے۔ بظاہر ان مطالبات کے پورا ہونے کی کوئی توقع نہیں۔ مگر اسلام کی ملکی طاقت کو توڑنے سے بڑھکر ایک اور امر ہے۔ عیسائیت محض ملکی غلبہ پر مطمئن نہیں بلکہ اُس کا آخری مقصد دُنیا کو عیسائی بنانا ہے۔ یہاں تک کہ پادریوں کی نظریں عرب پر لگی ہوئی ہیں کہ اس اسلامی مرکز کے اندر عیسائیت پھیلائی جائے۔

ہمیں بھی اس کے خلاف کوشش کرنی چاہئے اگر ہمارا مذہب صرف دنیوی طاقت کو حاصل کرنے کے لئے ہی تھا تو بیشک ہمیں اب کمرہمت توڑ دینی چاہئے۔ اور اگر ہمارا کام دینی کام تھا۔ تو ہمیں آج بھی جبکہ ہماری دنیاوی طاقت کا خاتمہ ہوچکا ہے۔ عیسائیت کے خلاف کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس کا مقابلہ پوری قوت سے کرنا چاہئے۔ کیونکہ مسلمان حکومتوں کے بعد بھی ہمارے سامنے وہی کام ہے۔ اس ملک میں بیشک مسلمان محکوم ہیں اور اس حکومت کو مسلمانوں نے خود انتخاب نہیں کیا بلکہ اُنکو کمزور پاکر کوئی دوسری قوم حاکم ہوگئی ہے۔ اگر مسلمانان ہند کے اندر اسقدر طاقت نہ رہے کہ وہ اپنی حکومت کو ہندوستان میں قائم رکھ سکیں تو وہی مسلمان قوت بازو سے کسی دوسری اسلامی حکومت کو کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں لیکن جہاں ایک طرف ہم مسلمانوں کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ رہیں اسی طرح ہمارا فرض ہے کہ دوسری سلطنت کو بھی یہ مشورہ دیں کہ یہ طریق اُنکے حق میں اچھا نہیں۔ سلطنت کی مضبوطی کا انحصار اس محبت پر ہے جو محکومین کے دلوں میں پیدا کی جائے نہ وسعت سلطنت پر۔ مسلمانوں کے مطالبات کی اسوقت محض اس لئے پرواہ نہ کرنے سے کہ ان میں دنیوی طاقت نہیں یقیناً دلوں میں ایک ایسا تنفر پیدا ہوگا۔ جس کا علاج نہ ہوسکیگا۔ اور ایسی صورت میں ایسے ہی لوگ ہونگے جو حد اعتدال سے نکل جائیں۔

غرض ہمارا مقابلہ مذہب کے رنگ میں ایک طاقتور قوم سے ہے۔ دوسری طرف ہماری دنیوی حالت ایک کمزوری اور ضعف کی حالت ہے۔ لیکن دینی رنگ میں ایک بہت بڑی طاقت کے مالک ہیں۔ جس قدر طاقت ہمارے پاس ہے اس سے تو کام لینے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ اور جسکی طاقت نہیں جسکے حاصل کرنے پر اتنا زور دیا جاتا ہے کہ دوسرا پہلو بالکل فراموش کردیا گیا ہے۔ ہماری حالت اس وقت ماسبق کی ہے ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سے سبق لینا چاہئے۔ کہ کس طرح آپ نے انہی حالات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ جن حالات میں مصلحت الٰہی نے آپ کو رکھا۔ پس پیش کے حالات کو نظر انداز کردینا عقلمندی کا کام نہیں۔

ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ کوئی قوم غیر اقوام میں سے ہماری حقیقی خیر خواہ نہیں ہے۔ ہر ایک قوم اپنی بہتری چاہتی ہے۔ جس طرح سے ہم عیسائیت کی بیخکنی

مُواسات

دل کو نرم کرنیوالی باتیں

نصائح اور حقیقی تصوّف

اگر انسان زمانۂ حال کے صوفیوں اور سجادہ نشینوں کے حالات میں بامعان نظر غور کرے تو زمانہ رسالت مآبؐ اور صحابہ کرام رضہ کے واقعات میں اور ان میں بعد المشرقین نظر آویگا صحابہ کرام سے بڑھکر صوفیاء کون ہو سکتے ہیں۔ مگر اسوقت کا تصوف یہ تھا۔ کہ لوگوں کو نصیحت کی جاتی۔ اور اُن کو ایسی باتیں سنائی جاتیں جن سے دل نرم ہوں۔ اور دُنیا اور مافیہا اُنکی نظروں میں خس و خاشاک کے برابر بھی وقعت نہ رکھیں اور عاقبت اور خدا کی لقاء اور محبت کا دھیان ہر وقت رہے اور گریہ و بکاء و سوز و گداز کی حالت طاری رہے۔ اس تصوف حقیقی کی بنیاد خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی اور صحابہؓ نے اس پر عمل کیا۔ اور محدثین رحمہم اللہ نے اُن احادیث کو جو اس حقیقی تصوف کے متعلق زبان فیض ترجمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وقتاً فوقتاً صادر ہوئیں۔ جمع فرمایا۔ اس جگہ میں چند ایک احادیث کا ذکر کرتا ہوں:۔

(۱) عن ابن عباسؓ۔ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو نعمتیں خدا کی عطا کردہ ہیں جن سے بہت لوگ فریب کھائے ہوئے ہیں۔ (یعنی گھاٹے میں ہیں) ایک صحت اور دوسری فارغ البالی۔ (بخاری)

میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن حمید میں فرمایا ہے۔ کہ انّ الانسان لیطغیٰ ان راٰہ استغنیٰ۔ جب انسان کو صحت اور فارغ البالی ہوتی ہے جو دُنیاداری کی نشانی ہے تو انسان خدا کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے۔

(۲) مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے۔ لوگو! دُنیا کی مثال بمقابلہ آخرۃ کے ایسی ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنی اُنگلی دریا میں ڈالے پھر دریا سے اپنی اُنگلی نکالے پھر دیکھے کہ اُس کی اُنگلی دریا سے کیا لیکر واپس ہوئی ہے (مسلم)...... یعنی جتنا پانی اُنگلی پر دریا میں ڈالنے سے لگ جاتا ہے۔ اُتنی حقیقت بھی یہ دُنیا بمقابلہ آخرۃ کے نہیں رکھتی۔ یعنی آخرۃ کی مثال ایک دریا کی سی ہے۔

(۳) حضرت جابر رضہ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک کان کٹے بکری کے مرے ہوئے بچے پر سے گذرے۔ اور فرمایا کہ تمہارے سے کون چاہتا ہے کہ یہ بکری کا مرا ہوا بچہ اُسکو ایک درہم پر مل جائے۔ صحابہ کرام رضہ بولے ہم تو ذرا سی چیز کے بدلے بھی اسکو نہیں چاہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے خدا کی کہ جیسا تمہارے نزدیک یہ بکری کا بچہ ذلیل ہے یہ دنیا خدا کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (مسلم)

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ فرمایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ دُنیا مؤمن کے لیے جیلخانہ ہے۔ اور کافر کے لیئے بہشت ہے۔ (مسلم)

(۵) حضرت عمر بن عوف رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تم پر فقیری آنے سے نہیں ڈرتا۔ لیکن مجھے تم پر دُنیا کے فراخ ہونے کا خوف ہے۔ جیساکہ تم سے پہلے لوگوں پر فراخ ہوئی تھی۔ پھر تم اُس میں رغبت کرنے لگو۔ جیساکہ پہلوں نے اُس میں رغبت کی تھی پھر دُنیا نے جیسا کہ پہلوں کو ہلاک کر دیا تمکو بھی ہلاک کر دے۔

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ یا الہیٰ آل محمد کی روزی بقدر قوت لایموت کر دے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ بقدر کفاف یعنی بقدر کھانے پینے کے کر دے۔ (سادات میں اس دعا کا اثر پایا جاتا ہے مگر افسوس کہ انہوں نے قناعت کے پہلو کو چھوڑ دیا)۔

(۷) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مسلمان ہو گیا اور اُسے کھانے پینے کے موافق رزق دیا گیا اور اُس نے خدا کے دیئے ہوئے پر قناعت کی اُس نے عذاب الٰہی سے نجات پائی۔

(۸) حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بندہ کے مال میں برکت نہیں دی جاتی۔ تو اُسے پانی اور مٹی میں لگا دیتا ہے۔ یعنی خدا کے راستہ میں جو انفاق نہیں کرتے اُن کا مال مکانات کے بنانے میں صرف ہو جاتا ہے۔ بڑے اونچے اونچے مکانات بنا لیتے ہیں۔

(۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ فرمایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دُنیا اُن لوگوں کا گھر ہے جن کا آخرۃ میں گھر نہیں اور اُن لوگوں کا مال ہے جن کا آخرۃ میں مال نہیں۔ اور اِسے وہی جمع کرتا ہے جس کی عقل نہیں۔

(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ فرماتے۔ جس وقت آدمی مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں تو نے کیا عمل آگے بھیجے اور لوگ کہتے ہیں کیا مال چھوڑ گیا۔

(۱۱) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں اگر وہ تجھ میں ہوں تو دُنیا کے ہونے نہ ہونے کا تجھ پر کچھ خوف نہیں۔ (۱) ایک امانت کی حفاظت (۲) دوسری راست گفتاری۔ (۳) تیسری نیک خلقی۔ (۴) چوتھی اکل حلال (بیہقی رہ فی شعب الایمان)

(۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک پردہ تھا۔ جس پر جانوروں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اسے ہٹا دے یا کھولدے کیونکہ جب میں اسے دیکھتا ہوں تو مجھے دُنیا یاد آجاتی ہے۔

میں کہتا ہوں یہ تو انبیاء کا حال ہے، وائے بر حالِ ما!

چیست دُنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں محال است و خیال است و جنوں

وقس علیٰ ہذا۔ یہ اور اسی قسم کی صدہا امثال زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ کرام رضہ میں تصوف حقیقی کی ملتی ہیں۔ اور یہ تمام احادیث میں مفصل مذکور ہیں۔ مگر لوگ ہیں کہ اُن کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ اور تصوف مخترعہ صوفیائے دُنیا پرست کے دلدادہ ہیں اور اس میں بھی دنیا ہی انکے مدنظر ہے۔ خاکسار نذر علی از پشاور۔

تحقیق الادیان

حالات سکھ مذہب

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء)

اوتار:۔ ہنود کے ہاں ایک عقیدہ اور بڑا زبردست عقیدہ بلکہ تمام ہنود کا مدار یہ ہے۔ کہ جب کبھی دُنیا میں اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے یا جب کبھی کسی بندۂ خدا کو کسی شریر ظالم سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو خدا کسی جسمانی شکل میں .. .. نزول ہو کر یا بغیر نزول ہی کوئی مجسم صورت اختیار کر کے دُنیا کی اصلاح کرتا یا اس بھگت (عابد) کی تکلیف کو رفع کرتا ہے۔ جیساکہ ہنود کی معتبر و مستند کتاب سری بھگوت گیتا میں ارجن کے پرتی سری کرشن جی کا قول ہے۔ کہ:۔

"ہے ارجن یہ جوگیان میں تجھکو کہتا ہوں یہ میں نے پہلے سورج دیوتا کو بھی سکھلایا تھا"

سوال ارجن: آپ تو اب ہوئے ہیں اور سورج پُراتن (قدیم) ہے آپ نے اُس کو کب سکھایا؟

جواب:۔ تیرے اور میرے بہت جنم گذر چکے ہیں۔ لیکن تجھکو خبر نہیں۔ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ میں آتما ہوں غیر فانی ہوں۔ مگر جب کبھی ضرورت ہوتی ہے۔ تو مجسم شکل میں موجود ہوتا ہوں۔

نتیجہ یہ کہ خدا کے مجسم ہونے کو اوتار کہتے ہیں اور یہ اوتار اُن کے ہاں دو قسم کے مانے گئے ہیں۔ ایک اُنسا اوتار۔ دوسرے انس اوتار۔ انسا اوتار اسکو کہتے ہیں جس میں سولہ کلاں (طاقتیں) مجتمع ہوں اور اس قسم کے اوتار تین مانے [illegible]

اور انس اوتار اسکو کہتے ہیں کہ جس میں سولہ کلاں پوری نہ ہوں بلکہ کم ہوں۔ ۹ ہوں یا ۵ ہوں۔ یا کچھ اور کم و بیش۔ اور اس قسم کے اوتار دس مانے جاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:۔ مچھ، کچھ، بیراہ، نرسنگھ، بامن، پرسرام، رامچندر، کرشن۔ بدھ، اور کلکی۔

خیر یہ اوتاروں کا مضمون بذات خود ایک وسیع ہے یعنی یہ بتانا کہ کون کون اوتار کس کس موقع اور کس کس طرح پیدا یا ظاہر ہوئے۔ اگر احباب میں سے کسی نے شوق ظاہر کیا تو انشاء اللہ ان کے مکمل حالات چھاپے جاویںگے لیکن اسوقت ہمارا مطلب صرف اسقدر ہے کہ گورو نانک دیو جی مہاراج کا ان اوتاروں کے بارے میں کیا عقیدہ تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

(۱) حکم اُپائے دس اوتارا۔ دیو دانو اگنت اپارا
ماتھے حکم سو درگہ پیجے۔ ساچ ملائے سمائیندا

(۲) ایشر برہما دیوی دیوا۔ اندر تپے مُنی تیری سیوا
جتی ستی کیتے بن باسی۔ انت نہ کوئی پائیندا

(مارو سولہے۔ محلہ۔ ۱۔)

(ترجمہ) ۔ ۱۔ حکم سے پیدا ہوئے دس اوتار اور دیو دانو بیشمار۔ جو کوئی اس کے حکم کو سمجھ لیوے اور مان لیوے وہ قبول درگاہ ہوتا ہے۔ سچ کے ساتھ مل کر سما جاتا ہے۔

(۲) ایشر (وشنو) برہما۔ دیوی۔ دیوتا۔ اِندر تپے۔ مُنی (رشی مُنی وغیرہ) سب تیری خدمت کرنیوالے ہیں یہ سب اور کتنے ہی جتی (محصن یعنی خواہشات شہوانی سے بچے رہنے والے) ستی (صاحب صدق) بن باسی (آبادی کو ترک کر کے جنگلوں میں گوشہ نشینی کرنیوالے) ہوئے ہیں۔ لیکن تیرا انت نہیں پا سکتا

سچا وارسکھ (شرح)

(۱) ان اشعار میں ہنود کو نصیحت ہے کہ تم جنکو خدا مجسّم کے نام سے موسوم کرتے ہو۔ وہ خدا نہ تھے بلکہ خدا کے حکم سے پیدا ہوئے۔ محکوم خدا تھے۔ اور محکوم کبھی حاکم کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور جو کوئی احکام الٰہی کو مان لیتا ہے وہی مقبول بارگاہ ہوتا ہے۔ اور واصل حق ہو کر فنا فی اللہ کے مرتبہ کو پہنچتا ہے۔

(۲) اے خدا یہ تمام دیوی دیوتے اوتار وغیرہ تیرے خادم ہیں اور خادم مخدوم کے برابر کبھی نہیں ہو سکتا۔ تیری ذات کا کسی کو بھید نہیں آیا۔

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

مایا لوبھے سب دیوی دیوا۔ کال نہ چھوڈے بن گرو کی سیوا

(گوڑی۔ محلہ ۔ ۱)

(ترجمہ) خواہشات نفسانی نے محبوس کر رکھے ہیں سب دیوی دیوتا وغیرہ۔ مرشد صادق کی خادمی اختیار کئے بغیر خوف عذاب دور نہیں ہوتا۔

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

دیوی دیوا پوجئے بھائی کیا مانگوں کیا دیہہ
پاہن نیر پکھا لیئے بھائی جل مہنہ بوڈہ تیہہ

(سورٹھ۔ محلہ ۱۔ اشٹپدی)

(ترجمہ) اے بھائیو۔ دیوی دیوتوں کو میں کیونکر پوجوں (معبود بناؤں) کیا میں اُن سے مانگوں۔ اور کیا وہ مجھے دے سکتے ہیں؟ اے بھائیو! یہ تو گویا پتھر کو پانی میں تیرانا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پانی پتھر کو بجائے کنارے لگانے کے اُلٹا ڈبو دیتا ہے۔

اے میرے بزرگو ذرا غور کرو۔ کہ کیا نفیس تعلیم رد شرک میں فرمائی ہے یہ تعلیم قرآن پاک ہی سے اخذ کردہ ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ:۔ قل أندعوا من دون اللہ ما لا ينفعنا ولا يضرنا ونرد على أعقابنا بعد إذ هدانا الله (انعام ۹ رکوع)

(ترجمہ):۔ کہدے کیا ہم سوائے اللہ کے اُن کو پکاریں جو نہ نفع دے سکیں ہمکو اور نہ ضرر۔ اور جب اللہ نے ہدایت دے دی ہو۔ اسکے بعد پھر کفر کی طرف لوٹ جاویں؟

پھر سری گورو نانک دیو جی مہاراج ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ

ناردسارد سیوک تیرے۔ تربھون سیوک وڈہ و ڈیرے
سبھ تیری قدرت۔ تو سِر سِر داتا سب تیرا کارن کینا ہے

(مارو سولہے۔ محلہ۔۱۔)

(ترجمہ) نارد منی (ہنود کا مشہور رشی) سارد (سرستی دیوی کلام کی مالک دیوی) یہ سب اے خدا تیرے ہی خادم ہیں۔ اور تین بھون (موجودات ارض و سماوی) کے جو بزرگترین ہیں وہ بھی سب تیری ہی خادم ہیں۔ وہ سب تیری قدرت کا ظہور

ہیں۔ تو سب کا داتا ہے۔ یہ تمام اسباب دعلل تیرے ہی کئے ہوئے ہیں۔ زمین اور آسمان کی کوئی جاندار یا بیجان چیز تیری مانند نہیں ہو سکتی۔ یہی وہ نظارہ ہے۔ جو لیس کمثلہ شئی کے مجمل الفاظ میں ایک وسیع پیمانہ پر نظر آتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:۔

(گوڑی محلہ ۱)

ردگی۔ برہما۔ وشنو بسر ورا۔ ردگی سگل سنسا را
ہری پد چین بھئے سے کتے۔ گور کا شبد وبچارا

(ترجمہ) برہما بشن۔ مہیش جو تین بڑے دیوتا النانی اوتار مانے جاتے ہیں روگی ہیں یعنی اگر ان کی سوانح کو دیکھا جاوے تو کسی نہ کسی روحانی یا جسمانی مرض میں مبتلا ضرور پائے جاتے ہیں۔ اور سب عالم مریض ہے۔ اس مرض سے آزاد وہی لوگ ہیں جنہوں نے مرشد کے قول پر غور کرکے واحد ملا کی قدر و منزلت کو سمجھ لیا ہے۔ اور جان لیا ہے کہ خلق الانسان ضعیفا۔ یعنی انسان فطرتاً کمزور واقع ہوا ہے۔ اس کمزوری سے بری فقط خدا ہے۔ اور یہ کمزوری نسیان ہے۔ جیسا کہ گورو نانک صاحبؒ بھی اس مفہوم کو دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

"بھلن اندر سبھ کو۔ ابھل گورو کرتار"

یعنی تمام مخلوق مرض نسیان میں مبتلا ہے۔ فقط ایک خدا ہے۔ جو اس مرض سے پاک ہے۔

اسی طرح گورو نانک صاحبؒ کی تعلیم اوتار پرستی کی تردید سے بھری پڑی ہے۔ (باقی آئندہ)

خاکسار۔ محمد یوسف۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

رسید زر

فہرست زکوٰۃ از جماعت احمدیہ لاہور چھاؤنی معرفت بابو محمد حسین صاحب

نام	روپیہ	آنہ	پائی
(۱) قاضی ثناء اللہ صاحب	٥٠	٠	٠
(۲) قاضی مظفر علی صاحب	١٠	٠	٠
(۳) قاضی محمد عثمان علی صاحب	٥	٠	٠
(۴) بابو محمد حسین صاحب	٦	٠	٠
میزان کل	٧١	٠	٠

تازہ ترین خبریں

لنڈن۔ دو پادریوں کے آگھسنے کی وجہ سے لنڈنڈری میں بلوہ کی تجدید کی روک تھام ہوگئی۔ ان پادریوں نے مخدوش علاقوں سے فوج کو رات پڑے واپس بلا لیا۔ انہوں نے ہاتھوں میں چھڑیاں پکڑ کر سڑکوں پر گذرگاہوں پر گشت شروع کردی۔ انسان لوگوں کو ادہر ادہر کسی جستجو میں پھر رہے تھے۔ نہایت زور سے واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ آج صبح ڈبلن میں ایک جاسوس کو گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ اور وہ اسی وقت مر گیا۔

قسطنطنیہ کے لئے امدادی فوج

یہ نیم سرکاری اطلاع سان ریمو سے آئی ہے کہ کونسل نے اس بات کا کلیتہً فیصلہ کر دیا ہے کہ آبنائے کو بین الاقوامی بنا لیا جائے۔ اور قسطنطنیہ میں اتحادیوں کی امدادی فوج رکھی جائے۔ اتحادیوں کے ماہران افواج بحریہ و بریہ کل جلسہ کرکے ترکی پر اقتدار کو منتظم کرنے پر غور کریں گے۔

ترکی پر فوجی دباؤ ڈالنے کی تجویز

لنڈن ۲۱۔ اپریل (سان ریمو) دول متحدہ کی مجلس شوریٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ ترکی مالیات کی نگرانی کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ اس پر بری اور بحری افواج کے اہل الرائے نمائندوں نے کہا کہ مجوزہ عہدنامہ کی شرائط کا منوانا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ خصوصاً اناطولیا کے علاقہ میں جہاں کثیر التعداد ترکی دستہ ہائے فوج ابھی تک گرم پیکار ہیں ان شرائط کی تعمیل نہ کرائی جا سکے گی۔

خیال کیا جاتا ہے کہ مجوزہ عہدنامہ کی تعمیل کرانے کے لئے غالباً بین الاقوامی فوجی دباؤ ترکی پر ڈالنا ضروری ہوگا۔

برطانیہ نے جتنی تجاویز پیش کیں وہ سب کی سب بلا اختلاف منظور کرلی گئیں۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ گیلی پولی پر دول متحدہ کا قبضہ ہو جائیگا عہدنامہ صلح میں جو ۱۰ مئی کو بمقام پیرس ترکوں کے حوالے کیا جائیگا۔ اس قبضہ کی گنجائش رکھ لی گئی ہے۔ اور دوسری بری و بحری فوجی تدابیر بھی اس میں درج ہونگی جن پر برطانی۔ فرانسیسی اور دوسری اقوام کے امیر البحر اور جرنیل غور کر رہے ہیں۔

قسطنطنیہ یورپین افواج کی مستقل گرفت میں

لنڈن ۲۱۔ اپریل (پیرس) سان ریمو میں دول متحدہ کی مجلس شوریٰ کے اس قطعی فیصلہ کا نیم سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ دردانیال

اور باسفورس کی حیثیت بین الاقوامی کردی جائیگی۔ اور دول متحدہ کی بحری اور بری فوجوں کے ماہر کل اس غرض سے جمع ہوں گے کہ ترکی پر فوجی قبضہ کرنے کی عملی تدابیر کا نظام مرتب کریں۔

مصطفےٰ کمال پاشا کی افواج کی فاتحانہ پیش قدمی

لنڈن ۲۱۔ اپریل (قسطنطنیہ) معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمعیت جو انزاوار کی قیادت میں ملت پرستان ترکی کے خلاف جدوجہد کر رہی ہے بروصہ پر قبضہ نہیں کر سکی۔ بلکہ اسے بڑی سخت شکست ہوئی۔ اور کئی توپیں بھی فریق مخالف نے اس سے چھین لیں۔ اب یہ ہزیمت خوردہ جمعیت فوجی کمک کے انتظار میں شالک کے مقام پر جمع ہو رہی ہے۔

برطانیہ کی حزب العمال کا فیصلہ

لنڈن ۲۰۔ اپریل۔ حزب العمال (مزدوری پیشہ جماعت) کی مجلس انتظامی نے اپنی ایک قرارداد کے ذریعہ سے علاقہ رہر میں کالی افواج سے کام لئے جانے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے اور ظاہر کیا ہے۔ کہ کالے رنگ کے سپاہیوں کو یورپ میں لاکر لڑانا اہل یورپ کی تذلیل و رسوائی کا باعث ہے۔ اور اسوجہ سے اور بھی خطرناک ہے کہ کالے رنگ کے حبشی سپاہی جبراً بھرتی کئے جاتے ہیں۔ حزب العمال کی مجلس انتظامی نے گورنمنٹ سے بزور درخواست کی ہے کہ یورپ سے کالوں کے واپس بلائے جانے کا انتظام کیا جائے۔

حالات سرحد

گذشتہ ہفتہ میں خیبر میں زیادہ تر لنڈی کوتل اور جمرود کے نواح میں کبھی کبھی چھپ کر گولیاں چلائی جاتی رہی ہیں کسی نقصان جان کی کوئی اطلاع نہیں آئی۔ ضلع پشاور میں چھاپوں کی کثرت بھی کم ہوگئی ہے۔

توچی وزیری رائفل اور جرمانے تسلی بخش طریق پر دیتے جا رہے ہیں۔ البتہ کابل خیل منتشر ہیں۔ کابل خیل جاڑوں میں کھتل اور بنوں کے درمیانی علاقے میں آبستے ہیں۔ اور گرما میں افغانستان میں برسال کے علاقے میں چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے اب تک ہماری شرائط پر عمل کرنے کی بہت کم کوشش کی ہے کیونکہ اب وہ براہ خوست جانا شروع کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ تعمیل سے بچ جانے کی امید کرتے ہیں۔

صحافت ہند گورنمنٹ کے نقطۂ نظر سے

ممالک متحدہ کی سالانہ انتظامی رپورٹ:۔ گورنمنٹ کی سالانہ انتظامی رپورٹ بابت سنہ ۱۹-۱۸ء میں مندرجہ ذیل دلچسپ شمار و اعداد شائع کئے گئے ہیں:۔ اس سال ۳۲۹ کتب مختلف مضامین کی شائع ہوئیں۔ مذہبی کتب کی اشاعت میں سال گذشتہ کی نسبت کمی واقع ہوئی۔

سناتن دھرمی ہندو اور مسلمان نہایت ملائم طریق پسند کرتے ہیں اور اپنے متنازعہ فیہ مسائل پر نہایت رواداری استعمال کرتے رہے آریہ سماج کی جنگجویانہ سپرٹ میں کمی کی کوئی علامت نظر نہیں آتی۔ سال زیر رپورٹ میں اس صوبہ سے ۳۵۹۔ اخبارات و رسائل نکلتے رہے ہیں۔ ۵۲۔ انگریزی ۱۳۴ اردو میں اور ۱۴۰ ہندی میں۔ پانچ نئے اخبار جاری ہوئے۔ اور ۱۴ پرانے بند ہو گئے۔

مسلم اخبارات کی روش بحیثیت مجموعی وفادارانہ اور اطمانیت بخش رہی اور ترکی کی حکایت ان کا خاص حصہ رہا۔ اتحادیوں کے اقوال کو انکے افعال کے ساتھ مطابقت کرنے پر زور سے توجہ دلائی گئی۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبدالرحمن خان صاحب منصف درجہ دوم مظفرگڈھ
نمبر مقدمہ ۱۸۶۵

چودہری سوارام ولد لوکورام ذات پوڑ ساکن سامپور تحصیل مظفرگڈھ

بنام

غلام محمد معروف غلامی ولد میرن ذات بھوڑ ساکن لوالسوالہ تحصیل مظفرگڈھ پیشہ کاشتکاری مدعاعلیہ

دعوے مالیتی ... بروئے تمسک

مقدمہ مندرجہ بالا میں رپورٹ سمن و بیان حلفی مدعی سے پایا گیا ہے کہ مدعاعلیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے اسواسطے بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ اگر مدعاعلیہ بتقرر پیشی ۱۰۔ مئی سنہ ۱۹۲۰ء کو حاضر عدالت ہذا ہوکر جوابدہی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو کارروائی یکطرفہ اسکے خلاف عمل میں لائی جائے گی۔ ۱۳۔ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء

آج بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت سے جاری کیا گیا ہے۔

دستخط منصف صاحب

مفید کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں!

حقیقۃ المسیح از روئے قرآن و بائیبل ایک عیسائی کے سوالات کا جواب مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی امیر جماعت احمدیہ۔ قیمت ۲/

احمدیہ موومنٹ اس میں بانی سلسلہ عالیہ کی زندگی کے نہایت ہی ضروری واقعات درج ہیں جو کہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی نے اپنے سنہ ۱۹۰۶ء کے ریویو آف ریلیجنز سے لکھے ہیں:

- دی فونڈر ۱ قیمت ۵/
- دی ڈاکٹرن ۲ قیمت ۵/
- دی فلیسی ۳ قیمت ۵/
- دی سیلیٹ ۴ قیمت ۱۵/

مسیح موعودؑ یہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کی تازہ تصنیف ہے جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خصوصیات پر مفصل بحث کی گئی ہے جیسے مسیح ابن مریم کے دوبارہ نزول کی حقیقت کو قرآن و حدیث سے واضح کیا گیا ہے اور حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی مسیحیت و مجددیت اور آپ کی پیشگوئیوں پر قرآن و حدیث سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیقات کرنیوالوں کو اس کتاب کا مطالعہ از بس ضروری ہے مجلد ۱۲/ غیر مجلد ۸/

نماز مترجم اردو۔ قیمت ۵/

آیت اللہ جس میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے حضرت مسیح موعودؑ سے مباہلہ کرنے سے فرار کا مفصل ثبوت ہے۔ قیمت ۲/

مرأۃ الحقیقۃ تازہ تصنیف حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل ایل۔ بی بجواب میاں محمود احمد صاحب کی کتاب "حقیقۃ الامر" جس میں محمودی مغالطہ اندازیوں اور اصلی عقائد کی ہوبہو تصویر کھینچی گئی ہے قیمت .... [illegible]

ملفوظات احمدیہ حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد صاحب کی معرکۃ الآراء تقاریر کا مجموعہ ہے جنکو سلسلہ کی اخبارات سے لیکر کتاب کی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ ان تقاریر میں مسائل دینیہ پر نہایت عمدگی سے روشنی ڈالی گئی ہے اور بڑے بڑے اہم مسائل کو صاف سلیس زبان میں سلجھا دیا گیا ہے۔ مذہبی نقطۂ نگاہ سے یہ کتاب نہایت قیمتی ہے۔ اور جو لوگ مذہبی معلومات میں ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ انکو یہ کتاب ضرور مطالعہ کرنی چاہئیے۔ قیمت مجلد ۱۲/ بے جلد ۱۰/

ستہ ضروریہ مباحثہ رامپور کے پورے پورے حالات درج ہیں۔ قیمت ۲/

صیانۃ الناس شرح الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ قیمت ۲/

سوانح ابدال مراسلت مابین شیخ محمد حسین بٹالوی و جناب مولینا سید محمد احسن صاحب امروہوی کے مکمل حالات درج ہیں۔ قیمت ۲/

ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل الہامی زبان: یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے۔ اپنی نوع کی پہلی کتاب اردو و انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے اس میں یہ دکھلایا گیا ہے۔ کہ زبان عربی سب زبانوں کی ماں ہے جو الہامی طور پر آدم اوّل کو سکھلائی گئی قیمت ۱۲/

براہین نیرہ حصہ اوّل معروف بہ زندہ و کامل الہام۔ اس میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ قرآن کریم ایک کامل اور ناطق الہامی کتاب ہے جس میں تہذیب و تمدن کے کامل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔ کل مذاہب دیگر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقی بحث کی۔ قیمت ۱۲/

ویدک سائنس یا وید بھگوان کا علمی لیکچر۔ مصنفہ مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت۔ اس میں ویدک سائنس کی اصلیت پر مدلل ثبوت سے وید کی پردہ دری کی ہے۔ قیمت ۲/

پتہ: دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور!

جلد ۷ | مقام اشاعت (لاہور) چہارشنبہ مورخہ ۲۲ شعبان المبارک ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۲۰ء | نمبر ۸۴

کلام الامام امام الکلام

دلائل صداقت مسیح موعود و تبلیغ عام

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذو المنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کر دیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار
کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار
تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعت قرب و جوار
کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار
دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے مرے حاجت برار
اے مرے یار یگانہ اے مری جاں کی پناہ
بس ہے تو میرے لئے مجھ کو نہیں تجھ بن بکار
میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار
اے فدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دل
میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار
ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثل طفل شیرخوار

جواہر ریزے

ملائکہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲) پس اصل بات یہ ہے کہ جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اُسکی گرمی و روشنی زمین پر پھیل کر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر ایک چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے اسیطرح روحانیات سماویہ خواہ انکو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہیں یا دساتیر اور وید کی اصطلاحات کے موافق ارواح کواکب سے انکو نامزد کریں یا نہایت سیدھے اور موحدانہ طریق سے ملائک اللہ کا اُنکو لقب دیں۔ درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرارگیر ہے اور بحکمت کاملہ خداوند تعالیٰ زمین کی ہر ایک مستعد چیز کو اسکے کمال مطلوب تک پہنچانے کے لئے یہ روحانیات خدمت میں لگی ہوئے ہیں۔ ظاہری خدمات بھی بجا لاتے ہیں اور باطنی بھی۔ جیسے ہمارے اجسام اور ہماری تمام ظاہری قوتوں پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر ستاروں کا اثر ہے۔ ایسا ہی ہمارے دل اور دماغ اور ہماری تمام روحانی قوتوں پر یہ سب ملائک ہماری مختلف استعدادوں کے موافق اپنا اپنا اثر ڈال رہے ہیں۔ جو چیز کسی عمدہ جوہر بننے کی اپنے اندر قابلیت رکھتی ہے وہ اگرچہ خاک کا ایک ٹکڑا ہے یا پانی کا ایک قطرہ جو صدف میں داخل ہوتا ہے یا پانی کا وہ قطرہ جو رحم میں پڑتا ہے وہ اُن ملائک اللہ کی روحانی تربیت سے لعل اور الماس اور یاقوت اور نیلم وغیرہ یا نہایت درجہ کا آبدار اور وزنی موتی یا اعلیٰ درجہ کے دل اور دماغ کا انسان بن جاتا ہے۔ (از توضیح مرام صفحہ ۱۲)

قرآن شریف

(۱) اب قرآن شریف اور دوسری الہامی کتابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں اگر ہر ایک طرح کے خلل سے محفوظ بھی رہتیں پھر بھی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تھا کہ کسی وقت کامل تعلیم یعنی قرآن مجید ظہور پذیر ہوتا۔ مگر قرآن شریف کے لئے اب یہ ضرورت درپیش نہیں کہ اس کے بعد کوئی اور کتاب بھی آوے کیونکہ کمال کے بعد اور کوئی درجہ باقی نہیں۔ ہاں اگر یہ فرض کیا جائے کہ کسی وقت اصول حقہ قرآن شریف کے وید اور انجیل کی طرح مشرکانہ اصول بنائے جائینگے اور تعلیم توحید میں تبدیل اور تحریف عمل میں آویگی۔ یا اگر ساتھ اسکے یہ بھی فرض کیا جاوے کہ کسی زمانہ میں وہ کروڑہا مسلمان جو توحید پر قائم ہیں وہ بھی پھر طریق شرک اور مخلوق پرستی کا اختیار کرلینگے۔ تو بیشک ایسی صورتوں میں دوسری شریعت اور دوسرے رسول کا آنا ضروری ہوگا۔ مگر

دونوں قسم کے فرض محال ہیں۔ قرآن شریف کی تعلیم کا محرف مبدل ہونا اس لئے محال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون (سورۃ الحجر جزو ۱۴) یعنی اس کتاب کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ رہینگے۔" (از براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۱)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں۔ کل حضرت نے نہایت پُرجوش خطبہ کہ جو جماعت کو نصائح پر مشتمل تھا پڑھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اشاعت آئندہ میں شائع ہو جائیگا۔ حضرت امیر ۹ یا ۱۰ مئی کی شام کو شملہ تشریف لیجائینگے۔ اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہو۔ اور جلد بخیریت واپس تشریف فرما ہوں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جنکو ایسے وجود کی صحبت میسر ہوتی ہے۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم باجود الاجواد و انا اجود ولد آدم و اجودھم من بعدی رجل عالم ینشر علمہ

حضرت خواجہ صاحب اور دیگر بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت خدمات اسلام میں ساعی ہیں

گذشتہ جمعرات کو جناب ماسٹر یعقوب خان صاحب بی اے بی ٹی کا لیکچر مسئلہ الہام پر انگریزی میں ہوا۔ سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب بی اے بی ٹی صدر جلسہ تھے۔ لیکچر از سرتاپا فلسفیانہ اور محققانہ شان لئے ہوئے تھا۔ لیکچر کے بعد حافظ محمد حسن صاحب نے نہایت زبردست نقد اور تعقب کیا جس کا جواب فاضل لیکچرار نے نہایت شرح اور بسط کے ساتھ دیا۔ اور خاتمہ پر حضرت خواجہ صاحب نے مختصر ریمارک کئے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مولوی فضل کریم خان صاحب بخیریت تمام ۶ مئی کو ووکنگ پہنچ گئے ہیں۔

اعلان فسخ بیعت جہانگیر خان صاحب منیجر سنگر مشین کمپنی سیالکوٹ اپنے ایک طویل مگر نہایت مدلل مضمون میں، اعلان فسخ بیعت کرتے ہیں۔ اور حضرت محمودیہ کے مکر و حیل اور ریشہ دوانیوں کا نہایت تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت اسکو ہدیہ ناظرین کیا جائیگا۔

حضرت مولوی صدر الدین صاحب بخیر و عافیت ۸ مئی کو بمبئی پہنچ گئے ہیں انشاء اللہ العزیز کل تک لاہور آجائینگے

مولوی عبد الحق صاحب حضرت امیر کے ساتھ شملہ تشریف لے گئے ہیں۔

ادارت کا کام بدستور حافظ محمد حسن صاحب [illegible]

محمد [illegible] انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر نے احمدیہ مسلم پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں چھپوا کر شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ چہارشنبہ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۰ء نمبر ۸۳

تعدد ازدواج

(۴)

جن لوگوں نے تاریخ عالم کا فلسفیانہ نگاہ سے مطالعہ کیا ہے۔ اُن سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ جس طرح مادی اجسام اپنے ماحول کے تاثرات سے اثر پذیر ہوتے ہیں اور صفحۂ عالم پر جسقدر تغیرات شب و روز ہوتے رہتے ہیں انکی تہ کے نیچے یہی اصول کام کر رہا ہے۔ کہ ہر ایک شئے اپنی ساتھ کی چیز پر اثر انداز ہوتی رہتی ہے۔ اور کوئی چیز دُنیا میں پیدا نہیں ہوتی۔ مگر اس کا وجود اُن اشیاء کے مادہ سے ہی تیار رہتا ہے۔ کہ جو اُس کی جائے پیدائش کے اردگرد موجود ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں جس طرح مختلف قسم کی ہوائیں اُن اشیاء کو اپنے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔ اسی طرح روحانیات اور اخلاقیات کی سرزمین میں بھی خیالات اور اعتقادات ہمیشہ اپنے ماحول سے متأثر ہوتے رہتے ہیں۔ اور اُن پر مختلف ملل و مذاہب اور اقوام کے خیالات کی آندھیاں چلتی رہتی ہیں کہ جنکے دوران میں اکثر اوقات ایک عقلمند سے عقلمند انسان بھی متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور ان خیالات کے طوفان و طغیان کا نتیجہ ہی وہ جدید تحریکیں ہوتی ہیں جنکو ریوالونگ موومنٹس (Revolving movements) کہا جاتا ہے۔ یہ جدید تحریکیں یا مذاہب عموماً دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ کہ جو اپنے ڈھانچ تک کو از سرِ نو ترتیب دیتے ہیں۔ اور دیگر وہ کہ جو پُرانے ڈھانچ پر صرف گوشت تیا چڑھا لیتے ہیں۔

(۵)

ہندو مذہب بلاشبہ اکثر مذاہب عالم سے قدیم مذہب ہے لیکن جس قدر یہ قدیم ہے۔ اسی قدر اس پر زمانہ کے خیالات کی آندھیاں بھی بکثرت چل چکی ہیں۔ اور آج اسکی یہ حالت ہے۔ کہ وہ اپنی اصلی شکل و صورت سے بھی ناآشنا ہو گیا ہے تعدد ازدواج کے متعلق بہت سے رشیوں اور بزرگان دین ہنود کا عملی نمونہ گذشتہ اشاعت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ آج منوسمرتی سے جو منو جی مہاراج کے افادات میں سے ہے۔ اور وید کے بعد شریعت کی نہایت مستند کتاب ہے کچھ حوالجات پیش کر کے پھر باقی سمرتیوں اور دیگر مقدس لٹریچر پر ایک سرسری نظر دوڑا کر آخر میں اساس ملت وید مقدس کی طرف توجہ کی جائیگی۔ اس مضمون کا مقصد خدا شاہد ہے کسی کا دل دُکھانا قطعًا مدنظر نہیں۔ صرف ہندو مسلم اتحاد کو مضبوط کرنے کے لئے مذہبی نقطۂ نگاہ سے ایک عملی کوشش ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو اس طرح باقی متنازع فیہ مسائل پر بھی نظر کیجائیگی وان ارید الا الاصلاح۔

مدھپا یا اسادھو ورتا چہ پرتی کولا چہ
با بھویت ددیا دھتا وا ادھیوتیویا ہنسرا ارتھ
گھنی چہ سروَدا ۔ (منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۸۰)

لفظی ترجمہ (مدھپا) نشہ پینے والی (اسادھو ورتا) بُرے چلن والی (چ) اور (پرتی کولا) خاوند کا خلاف کرنیوالی (چ) اور (یا) جو (بھویت) ہووے (ویادھتا) بیمار۔ (ہنسرا) دُکھ دینے والی (چ) اور (سروَدا) ہمیشہ (ارتھ گھنی) دولت کا نقصان کرنیوالی ہو تو (ادھیوتیویا) دوسرا بیواہ کرنا چاہیئے۔

منوجی اس شلوک میں صاف حکم دیتے ہیں کہ مسکرات کا استعمال کرنیوالی بد افعال۔ خاوند کا خلاف کرنیوالی بیمار یا دُکھ دینے والی بیوی ہو۔ اور ہمیشہ دولت کا نقصان کرنیوالی ہو تو اس پر دوسری بیوی کرنی چاہیئے۔

وندھیا اشٹمے ادھی ویدھیا ابدے دشمے
تو مرت پرجا ایکا دشے استری جننی
سدیہ تو اپریا وادِنی ۔ (شلوک ۸۱)

لفظی ترجمہ:۔ (اشٹمے) آٹھویں۔ (ابدے) برس میں (وندھیا) بانجھ استری کا انتظار کرکے (مرت پرجا) جسکی اولاد مر جاتی ہو تو۔ (دشمے) دسویں برس میں (استری جننی) لڑکیاں پیدا کرے تو۔ (ایکا دشے) گیارھویں برس میں (دلتو) اور جو (اپریہ وادِنی) نالائق الفاظ بولنے والی ہو تو۔ (سدیہ) جلدی ہی (ادھیویدیا) دوسری شادی کرے۔

بانجھ کی حالت میں آٹھ برس اور اولاد مر جاتی ہو تو دس برس۔ اور اگر صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوں۔ (الیس الذکر کالانثیٰ؟ آریہ دوستو کہاں ہو) تو گیارھویں برس اور جو خوش کلام نہ ہو۔ تو فوراً ہی دوسری شادی کرنی چاہیئے۔

یا روگنی سیات تو ہتا سمپنا چ۔ ایو شیلتہ
سا انوگیا پیا ادھیو یتویا نا اومنیہ چہ
کرہچت ۔

(یا) جو عورت (روگنی) بیمار (ہتا) خیرخواہ (شیلتہ سمپنا سیات) بامروت ہو تو (سا) اُس عورت سے (انوگیا پیا) اجازت لیکر (ادھیوتیویا) دوسری شادی کرنی چاہیئے۔ الخ

جو عورت بیمار ہو۔ مگر ساتھ ہی اس کے بامروت اور خیرخواہ ہو تو اس کی اجازت سے دوسری شادی کرنی چاہیئے۔

ادھی وِنا تو یا ناری نرگچھیت رُوشتا
گرہات سا سدیہ سنرودھو یا تیاجیا
وا کل سندھو ۔ (شلوک ۸۳)

(یا) جو (ادھی وِنا) عورت دوسرے بیاہ سے ناخوش ہوکر (رُوشتا) خفا ہوکر (گرہات) گھر سے (نرگچھیت) نکل جاوے (سا) اسکو (سدیہ) جلدی (سنرودھویا) باندھکر روکنا چاہیئے۔ (وا) یا (کل سندھو) خاندان یعنی والدین وغیرہ کے پاس (تیاجیا) چھوڑ دینا چاہیئے۔

جو عورت دوسری شادی کے سبب ناخوش ہوکر گھر سے نکل جاوے۔ اسکو جلدی دست بدست دگرے و پابدست دگرے والدین کے گھر چھوڑ دینا چاہیئے (شلوک ۸۵)

براہمن۔ چھتری اور ویش یہ سب اپنی ذات برادری اور غیر ذات برادری کی عورتوں سے شادی کریں تو اُن عورتوں کے درجے کی فضیلت۔ عزت اور مکان بلحاظ ادنےٰ اور اعلےٰ ذات کے ادنےٰ اور اعلےٰ ہونے چاہئیں

شلوک ۱۲۲۔ ایک شخص کی دو زوجہ ہیں اور چھوٹی زوجہ سے لڑکا پیدا ہوا۔ اور بڑی زوجہ کے پیچھے ہوا۔ پس اس مقام پر تقسیم وراثت کس طرح کرنی چاہیئے۔ اسکو اگلے شلوک میں کھولیں گے۔

شلوک ۱۲۳:۔ پہلی شادی سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے۔ وہ ایک اعلےٰ بیل کا حصہ لیوے۔ اور باقی بھائی ترتیب وار ایک دوسرے سے چھوٹا بیل حصہ لیویں۔

شلوک ۱۲۴:۔ بڑی عورت میں پہلے لڑکا پیدا ہوا ہو تو پندرہ گائے اور ایک بیل (یعنی ایک بیل پندرہ گئوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔ یہاں بھی تعدد ازدواج رکھا ہے۔ اور خوبی یہ ہے کہ اس استعارہ کو کہ جس طرح بیل گئوؤں کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کرتا ہے اسی طرح مرد استریوں کو ۔ ۔ ۔ کرے۔ خود وید میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر) اس کے بعد چھوٹی عورت میں جو لڑکے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ اپنی والدہ کی شادی کے سلسلہ سے تفضیلت پاکر باقی گایوں کا حصہ لیویں۔

تعدد ازدواج صرف ادنےٰ ذاتوں میں ہی نہیں بلکہ برہمنوں میں بھی جائز ہے۔ ملاحظہ ہو شلوک:۔ ۱۴۹ ترتیب وار جب چاروں ذاتوں کی عورتیں برہمن کے گھر میں ہوں اور اُن عورتوں سے جو لڑکے پیدا ہوں۔ اُن کے حصص کی تقسیم کو آگے کہیں گے۔

شلوک نمبر ۱۵۰ کھیت۔ گائے۔ بیل۔ گھوڑا وغیرہ۔ سواری۔ زیور اور مکان وغیرہ میں سے ایک ایک اعلےٰ حصہ لیکر برہمنی کے لڑکے کو زیادہ حصہ دے کر باقی کی تقسیم آگے لکھے کے مطابق کرے۔

شلوک نمبر ۱۵۱۔ برہمن سے برہمنی کا لڑکا تین حصہ لیوے۔ کھتر انی کا لڑکا دو حصہ لیوے اور ویشیہ (تجارت پیشہ) کا لڑکا ۱½ حصہ لیوے اور شودر کا بیٹا ایک حصہ لیوے۔

شلوک ۱۵۲۔ خواہ جو طریق آگے کہینگے۔ اس کے موافق دھرم کے جاننے والے تمام دولت کے دس حصے کر کے از روئے دھرم کے تقسیم حصہ کی کریں!

شلوک ۱۵۳۔ برہمنی کا بیٹا چار حصہ کھتری کا بیٹا تین حصہ۔ ویشیہ کا بیٹا دو حصہ۔ اور شودرا عورت کا بیٹا ایک حصہ لیوے۔

شلوک ۱۵۴۔ برہمن۔ چھتری اور ویشیہ ان تینوں ذاتوں کی عورتوں میں برہمن سے بیٹا پیدا ہوا ہو یا نہ ہوا ہو لیکن از روئے دھرم کے شودر عورت کے بیٹے کو دسویں حصہ سے زیادہ نہ دیویں۔

شلوک ۱۹۸۔ برہمن کے گھر میں چار مل ذاتوں کی عورتیں بیویاں ہوں۔ اور اُن میں سے برہمنی لڑکی رکھتی ہو۔ اور اور دونوں کی عورتیں ابتر اور بیوہ ہوں۔ اور اُن کو کسی طرح باپ نے کچھ مال دیا ہو۔ تو اُن عورتوں کی وفات کے بعد برہمنی کی لڑکی اس دولت کو قبضہ میں لیوے۔

شلوک ۱۸۳۔ ایک آدمی کے چار پانچ زوجہ ہوں اُن سب میں سے ایک کا بیٹا ہو۔ تو اُس کے ہونے سے سب بیویاں بیٹے والی کہلاتی ہیں۔ اس بات کو منوجی نے کہا ہے۔

ان تمام حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ شارع ملت منوجی مہاراج کے مذہب میں کثیر الازدواجی قطعًا ممنوع نہیں۔ بلکہ اس کے لئے صاف صاف ہدایات پائی جاتی ہیں۔ منوجی سے بڑھکر اور کون آئین مذہب اور رموز شریعت سے واقف ہو سکتا ہے۔ یہ وہ عظیم الشان انسان ہے کہ جس کے ابرو کے چشم کے اشارہ پر ہندو دُنیا ہمیشہ ہمیشہ چلتی رہی ہے۔ اور یہ وہ بزرگ ترین رشی ہے۔ کہ جس کی اطاعت سے ہندو دھرم باپن دوارانی سن دھرم کبھی آزاد نہیں تھا۔ اور نہ ہوگا۔

نادان ہے وہ انسان کہ جو ویدک دھرمی ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور پھر منوسمرتی سے راہ مفر اختیار کرتا ہے۔ (باقی۔ باقی)

النظر لاہور میں "دائرۃ الاصلاح" نام ایک انجمن قائم ہوئی ہے۔ جس کی غرض مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں باہمی اتفاق و اتحاد کی تلقین اور غیر اسلامی رسم و رواج کی بیخکنی کرنا ہے اس انجمن کی طرف سے ایک رسالہ بعنوان "شیر و شکر" شائع کیا گیا ہے۔ شیعہ سُنی اسلام کے دو بڑے فرقوں میں قیام اتفاق کے لئے عملی کوشش کی گئی ہے۔ اور مختصر سے رسالہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم و ائمہ عظام کی رشتہ داریاں صحیح اسناد سے ثابت کی گئی ہیں۔

یہ رسالہ انجمن مذکور سے ½ کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک بھیجنے سے مفت مل سکتا ہے۔

ریویو رسالہ موسومہ "تائید غیبی" جو معمولی کاغذ کے ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہمارے پاس بغرض ریویو بھیجا گیا ہے۔ یہ مولانا راشد الخیری دہلوی کی جدید تصنیف ہے۔ علامہ موصوف کا نام نامی پہلے ہی سے اسقدر شہرت علمی دُنیا میں حاصل کر چکا ہے کہ وہ مزید تعریف و توصیف کا محتاج نہیں۔ یہ رسالہ بطرز ناول لکھا گیا ہے اور سپین میں مسلمانوں کے عہد کی یاد کو تازہ کرتا ہے گو ہمارے خیال میں عشق و تعشق کے رنگ میں قومی اور تاریخی واقعات کا قلمبند کرنا اخلاقی اور دینی رنگ میں فائدہ رساں نہیں لیکن اس میں مطلق کلام نہیں۔ کہ رسالہ زیر تبصرہ علمی پہلو سے ادب کی جان ہے۔ اور اس فاصل امر کے ثبوت کے لئے علامہ موصوف کا اسم گرامی ہی کافی ضمانت ہے۔

لکھائی چھپائی اعلےٰ درجہ کی ہے۔ باایں ہمہ قیمت صرف ۸ر ہے۔

مصنف مذکور سے مل سکتا ہے!

عہدِ شباب کی لغزشیں

نادان انسان اگر اپنے روزانہ تجربہ اور مشاہدہ کا تجزیہ کرے۔ تو اس پر نہایت آسانی سے منکشف ہو جائیگا کہ اس کی بیشتر زندگی بھول کی بربادیوں اور حقائق سے تغافل میں گزری ہے جس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنے رجحانات اور لغزشوں پر ایک دلفریب پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اپنے چند خوبصورت مزاجی کی وجہ سے وہ خیال کرتا ہے کہ لوگوں پر اس کی عادات نامعلوم و مخفی رہتی ہیں اور عقیدت کم ہوگی اُن کو چھپانے کی سعی کرتا رہتا ہے۔ مگر عہدِ شباب کی تلخیاں آخر اپنا اثر چہرے پر نمایاں کر دیتی ہیں اور جلباب خفا کی ہزار درتہیں بھی انکو مخفی نہیں کرسکتیں۔

"الفضل" کی متعدد اشاعتوں میں نہایت بلند آہنگی اور جذبہ انگیز طراریوں کے ساتھ اس امر پر زور دیا گیا کہ میرزا نذر علی صاحب نے حضرت امیرؓ کے دلائل متعلقہ خلافت ترکی کو توجیہات و تاویلات بعیدہ قرار دیا ہے۔ اس پر اخبار پیغام صلح میں ان کو بدیں الفاظ چیلنج دیا گیا تھا۔ "ہم چیلنج دیتا ہوں ایڈیٹر الفضل اور انکے شہداء کو وہ ثابت کریں کہ مولانا نذر علی صاحب نے یہ فقرہ کہ "میں ان توجیہات اور تاویلات بعیدہ کو تسلیم نہیں کرتا" حضرت امیرؓ کے دلائل کی نسبت لکھا ہے اور بتلائیں کہ لفظ "ان" کا مشار الیہ کہاں ہے؟"

اس کے جواب میں الفضل نے بجز ہر دلعزیز حضرت خلافت مآب کی نورانی شمع کی روشنی سے بذریعہ اقتباس انوار کرکے بہت سے دلائل قاطعہ پیش کئے ہیں۔ جو ضیافت طبع کے لئے ہدیۂ ناظرین ہیں۔

میرزا نذر علی صاحب نے حضرت امیرؓ کے دلائل کو توجیہات اور تاویلات بعیدہ قرار دیا ہے۔ اسکی پہلی دلیل یہ ہے:-

(۱) پیغام کا ایڈیٹر نیا ہے اور چند ہی دنوں سے ایڈیٹری کی کرسی پر رونق افروز ہوا ہے۔

(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ اُس نے ایک طول طویل اور دُور از مطلب تمہید لکھکر ناکام اور بیہودہ کوشش کی ہے

(۳) تیسری دلیل یہ ہے (جو شاید برہانِ عرشی کہلانے کی مستحق ہے) کہ میرزا نذر علی صاحب کا فقرہ نقل کرنے کی جرأت نہیں کی۔

(۲)

نتیجہ

چونکہ یہ تین زبردست دلائل ہیں۔ اوّل یہ کہ ایڈیٹر پیغام نیا ہے دوسرے یہ کہ اُس نے ناکام اور بیہودہ کوشش کی ہے۔ اور تیسرے یہ کہ اُس نے نذر علی صاحب کا فقرہ نقل نہیں کیا ہے۔ لہٰذا ہم پیغام کے نوآموز ایڈیٹر صاحب کے کہنے پر مان لیتے ہیں۔ کہ مولانا نذر علی صاحب نے یہ فقرہ "ان تاویلات بعیدہ اور توجیہات باطلہ کے لئے استعمال کیا ہے کہ جو محمودی اور شیعہ حضرات خلافت فاسدہ کو ثابت کرنے کے لئے آیت استخلاف کی بنا پر پیش کرتے ہیں" (یعنی یہ فقرہ مولانا نذر علی صاحب نے حضرت امیرؓ کے دلائل کی نسبت استعمال نہیں کیا۔ بلکہ شیعان اولے اور شیعان اُخریٰ کے دلائل کی نسبت استعمال کیا ہے) نتیجہ کے ان الفاظ میں الفضل کے اس فقرہ نے ہمیں بڑا لطف دیا کہ ہم "پیغام کے نوآموز ایڈیٹر صاحب کے کہنے پر مان لیتے ہیں" کوئی سمجھے آج اُن کے جذبۂ لطیف میں بڑا ہی ہیجان پیدا ہو گیا ہے کہ تمام عمر کی ضد کو چھوڑ کر اس قدر مہربان ہو رہے ہیں کہ ہمارا کہنا تک ماننے کو تیار ہیں۔ ایسی نوآموزی خدا کرے سب کو نصیب ہو جو بات تو منوا لے۔

جانِ عالم: یہ کہنا ماننا ہم پر احسان نہیں۔ لاعلمی
یہ عالمِ شباب کی شوخی ہے جو تمہیں سوا رہی ہے ؎

شوخی جوشِ شباب دلتو بہ شبہائے وصال
پردۂ شرم و حیا را از میاں خواہد کشید
نہ چھوٹ پڑتے اور نہ عرق جبیں سے تر بتر ہوتے!

(۳)

کیا سچ مچ الفضل نے ہماری بات کو مان لیا۔ آخر اُسکی خودداری اور خود نمائی نے یہ کیسے گوارا کر لیا کہ ہمارے جیسے نوآموزوں کی بات کو مان لیں۔

حضرات! یہ بالکل سچ ہے۔ اور نہایت خوش قسمتی ہے کہ وہ مان گئے۔ مگر مزید تسلی کے لئے اور کچھ قدر اپنی بات کی پیچ کی وجہ سے صرف ایک بات ہم سے پوچھنا چاہتے ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:- "لیکن اس کے ساتھ ہی (یعنی مان لینے کے باوجود ہم یہ بھی پوچھتے ہیں کہ اگر یہ فقرہ بقول تمہارے (مان لینے کے بعد یہ بے رُخی خودداری پر دال ہے۔ ایڈیٹر) محمودی اور شیعہ حضرات کی ان توجیہات کے متعلق استعمال کیا گیا ہے۔ جو وہ خلافت فاسدہ کو ثابت کرنے کے لئے آیت استخلاف کی بنا پر پیش کرتے ہیں تو کیوں فقرہ کے مشارٌ الیہ مولوی محمد علی صاحب نہیں ہو سکتے۔ کہ وہ بھی سلطانِ ترکی کو آیت استخلاف کے ماتحت دینی خلیفہ قرار دیتے ہیں"

ہم حیران ہیں کہ ایڈیٹر الفضل نے اس فقرہ کو حرف استدراک سے شروع کر کے پہلے فقرے کا کیونکر مستثنیٰ قرار دے لیا۔ سوال یہ تھا کہ میرزا نذر علی صاحب نے کہاں دلائل حضرت امیرؓ کو توجیہات و تاویلات بعیدہ لکھا ہے۔

جواب میں آپ نے تسلیم کر لیا کہ نہیں لکھی۔ اور ہم نے محمودی شمع کی روشنی میں بیٹھکر جھوٹ لکھا۔

اب اس پر اپنی طرف سے دلیل پیش کرنا رہا۔ حالانکہ ہم نے تمہاری طرف سے دلیل طلب نہیں کی۔ بلکہ مرزا نذر علی صاحب کے الفاظ طلب کئے تھے۔ کہ چونکہ میرزا نذر علی صاحب نے محمودیوں اور شیعوں کے دلائل کو توجیہات و تاویلات بعیدہ لکھا ہے۔ تو اسی بنا پر حضرت امیرؓ کے دلائل پر بھی یہ الفاظ صادق آسکتے ہیں۔ یہ تمہاری من گھڑت ہے جسکو ہمارے سوال سے کوئی تعلق نہیں تاہم ہم آپ کی خاطر اس کا جواب دے دیتے ہیں۔

کہ محمودی اور شیعہ حضرات آیت استخلاف سے اپنی اپنی روحانی خلافت ثابت کرنے میں توجیہات اور تاویلات بعیدہ سے کام لیتے ہیں۔ اور حضرت امیرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری حیثیت یعنی بادشاہت کے خلیفے مقامات مقدسہ کے حافظوں کو قرار دیتے ہیں۔

(۴)

میں نے یہ لکھا تھا۔ کہ مولانا نذر علی صاحب نے اگر کہا ں آیت استخلاف کے ماتحت خلافت ترکی کا انکار کیا ہے تو روحانی خلافت کا انکار کیا ہے۔ نہ سلطنت کی خلافت کا۔ اور خادم الحرمین الشریفین ہونے کا۔ یہ یاد رہے کہ مولانا نذر علی صاحب حضرت امیرؓ کے خیالات سے متفق ہیں۔ کہ آیت استخلاف کی خلافت کا ایک حصہ روحانی (مجدد دین اور مصلحین) ہے اور دوسرا بادشاہت اسلامیہ محافظ حرمین الشریفین ہے۔

اس سے صاف طور پر ثابت ہے۔ کہ مولانا نذر علی صاحب کے نزدیک آیت استخلاف والی خلافت دو شعبوں میں تقسیم ہوگئی تھی۔ اسی آیت استخلاف والی خلافت کا ایک شعبہ تو یہ مجددین اور مصلحین کو ملا اور دوسرے شعبہ کے حقدار (بقول میرزا نذر علی صاحب جسمانی یا دنیوی خلافت کے علمبردار) محافظ حرمین الشریفین ٹھہرے۔ اور یہی حضرت امیرؓ کا مذہب ہے۔ اور اسی کے ساتھ اتفاق ظاہر کرتے ہوئے مولوی نذر علی صاحب نے صاف لکھا ہے کہ "حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کا مضمون پڑھکر میں نہایت ہی مسرور ہوا۔ اور الحمدللہ جیسا کہ میری تحقیقات تھی بالکل وہی خیال امیر المومنین کا بھی ہے۔ یہ بالکل صحیح نقل و عقل ہر دو سے ثابت ہے کہ امیر شام کے عہد سے جبکہ امام حسین علیہ السلام نے خلع از خلافت کر دیا تھا۔ خلافت دو شعبوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ روحانی خلافت اور جسمانی یا دنیوی خلافت۔

پس نہ تو حضرت امیرؓ کے نزدیک ترکی خلافت آیت استخلاف کی روحانی خلافت کے ماتحت ہے۔ اور میرزا نذر علی صاحب کے نزدیک البتہ آیت استخلاف کے ماتحت خلافت کے دوسرے شعبہ کی حقدار ترکی خلافت ہے اور یقیناً ہے اور اسی کو مولانا نذر علی صاحب جسمانی یا دنیوی خلافت کہہ رہے ہیں۔

ہم حیران ہیں کہ الفضل باوجود اسکے کہ ہماری بات کو مان گیا ہے۔ پھر اپنی ضد پہ اس قدر کیوں مصر ہے۔ سچ ہے ؎

عاشق کا بانکپن نہ گیا بعد مرگ بھی
تختے پہ غسل کے جو لٹایا اکڑ گیا

(۵)

میرزا نذر علی صاحب نے اپنے کسی مضمون میں لکھا کہ .... "مجھکو میاں صاحب اور اُن کے مریدین پر اس لئے تعجب آتا ہے۔ کہ وہ جناب مسیح موعود علیہ السلام کے نبی ثابت کرنے میں جب مدعا کی اپنی کتابوں میں کامیابی نہیں دیکھتے تو کہتے ہیں ہم قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔

اور حضرت امیرؓ نے اپنے کسی خطبہ میں فرمایا۔ میں نے فیروز پور میں ان لوگوں (یعنی مبائعین) کو کہا۔ کہ اللہ تعالے کا حکم ہے کہ فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول۔ ایک نے کہا کہ کیا حضرت صاحب حکم نہیں ہیں کہ ہم ان اقوال کو قرآن و حدیث پر پیش کریں۔ میں نے کہا حکم تو ہیں لیکن وہی حکم ہے جس کے متعلق ہی جھگڑا پڑا ہوا ہے کہ آیا اس کی عبارت سے کیا مراد ہے۔ پس جھگڑا اور حکم خداوندی کے بموجب قرآن و حدیث ہی سے فیصلہ طلب کرنا چاہئے۔*

ایڈیٹر الفضل فرماتے ہیں کہ ان دونوں عبارتوں میں اختلاف ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔"

ان دونوں عبارتوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں نکلتا۔ کہ محمودی حضرات اس مخصوص الوضع وحید الفطرت اور عجیب الصنعت پنجابی برتن (لُٹیا) کی طرح کسی پہلو قرار نہیں پکڑتے۔ (۱) اگر ایک جگہ انکو قرآن کریم کی رو سے فیصلہ کے لئے بلایا جاتا ہے۔ تو مسیح موعودؑ کی کتابوں کی طرف لڑھک پڑتے ہیں اور اگر دوسری جگہ اُن کو کتب مسیح موعودؑ کی رو سے تصفیہ کی دعوت دی جاتی ہے تو قرآن کی طرف پھسل پڑتے ہیں۔ اور مقصد صرف مناظرہ سے گریز کرنا ہوتا ہے۔

(۲) فیروزپور میں اگر اُن کو فیصلہ قرآنی کی طرف بلایا جائے۔ تو کتب مسیح موعودؑ سر پر اٹھا لاتے ہیں۔ اور اگر پشاور میں ان کو کتب مسیح موعودؑ کی طرف بلایا جائے تو قرآن پر مصر ہوتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ اس پنجابی برتن کا رُخ نہ فیروزپور کی طرف ہے اور نہ پشاور کی طرف۔ بلکہ تمام دنیا کے برتنوں کے بالمقابل اُس کا انداز خصوصی یہ ہے کہ یہ درحقیقت کسی طرف کا نہیں۔ اور پھر سب طرف لڑھک جاتا ہے۔

(۶)

اب آخر میں ہم مولانا نذر علی صاحب کی عبارت کو پیش کرکے ایڈیٹر الفضل کو پھر چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اگر اپنے دعوے میں سچا ہے تو دکھلائے کہ کہاں مولانا نذر علی صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے دلائل کو توجیہات اور تاویلات بعیدہ لکھا ہے۔ میں اپنے اس مطالبہ کو نہیں چھوڑونگا۔ جبتک کہ تم صاف صاف الفاظ میں یہ اقرار نہ کرلو۔ کہ جو کچھ ہم نے الفضل کے دو تین نمبروں میں اسکے متعلق لکھا ہے وہ جھوٹ لکھا ہے۔ میرزا نذر علی صاحب کی اصل عبارت یہ ہے:-

"یہاں تک کہ گدی نشینوں کے خلیفے بھی اپنے آپکو آیت استخلاف کا مصداق سمجھنے لگے ہیں۔ میں نے خود رسالہ صوفی کے ایک نمبر میں دیکھا ہے کہ سید جماعت علی شاہ علی پوری کی خلافت پر ایک شخص نے آیت استخلاف سے استدلال کیا تھا۔ اور قادیان کے خلیفہ کا استدلال تو مشہور ہی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وہ احتیاط اور ان کی یہ تو ہیں۔

ایک اور گروہ بھی ہے۔ جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بادشاہ سمجھتا ہے اور اُن کی موجودگی میں حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو روحانی خلیفہ قرار دیتا ہے۔ شیعہ صاحب اور اہلسنت سے بعض اصحاب کرام۔ جیسا کہ ایک شیعہ مجتہد لکھتا ہے کہ:-

انّ علیًّا .... الخ ... خلاصہ کلام یہ ہے کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام علوم باطنی و روحانی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ اور حضرات شیخین ذوی النورین علوم ظاہری و ترویج شرائع نبوی کے قائم کرنے والے اور پھیلانے والے تھے۔ اور ظاہری خلفاء بشکل شہنشاہ تھے۔

قال عمرؓ لولا علیٌّ لهلك عمر۔ انا مدینة العلم وعلیٌّ بابها۔ انا دار الحکمة وعلیٌّ بابها۔

میں ان توجیہات و تاویلات بعیدہ کو تسلیم نہیں کرتا۔"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ میرزا نذر علی صاحب نے توجیہات اور تاویلات بعیدہ کا فقرہ محمودی اور شیعہ حضرات کی خلافت فاسدہ کے بیجا دلائل کے لئے استعمال کیا ہے۔ اور میاں الفضل اس کو حضرت امیرؓ کے دلائل پر چسپاں کر رہے ہیں۔ جس کا ذکر سیاق و سباق عبارت میں قطعاً نہیں۔

یہ ہیں میاں محمود احمد صاحب کی نظارت مفتریات کے کارنامے۔

ان ضعیف النظر قاصرات الطرف ہستیوں سے کوئی پوچھے کہ کیا یہی درس روحانیت ہے کہ جو تم کو نظارت تبلیغ و اشاعت کے بلند سقف ہال میں مقام محمود کے سٹیج پر سے دیا جاتا ہے؟

…… حادثۂ نمائش

جناب میاں صاحب کے ملازم مفتی محمد صادق صاحب نے لنڈن سے اپنی کارگذاری کی رپورٹ میں "الفضل" میں ایک نہایت ہی قابل مسرت بات شائع کرادی تھی کہ لنڈن میں عید کے دن دنیا کی تمام قومیں مسجد احمدیہ (کسی انگریز کا کمرہ کرایہ) میں جمع ہوئیں اور فوٹو گرافر بلائے گئے۔ اور نمازیوں کا فوٹو لیا گیا وغیرہ۔ مختصراً۔

مفتی صاحب کی اس تحریر سے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ لنڈن کے انگریز شاید سب کے سب مسلمان ہو چکے ہیں اور لنڈن میں محمودیوں کی کوئی عظیم الشان مسجد بھی ہے۔ جس کی وسعت غالباً کئی میلوں میں ہوگی۔ جس کے اندر کئی قومیں سما سکتی ہیں۔ اس خبر سے محمودی کیمپ میں واہ واہ کے جس قدر نعرے بلند ہوئے وہ تو ہونے ہی تھے۔

اس کے بعد جناب مولوی دوست محمد خان صاحب جب تبلیغ اسلام کے لئے لنڈن پہنچے تو مفتی صاحب کے نمازیوں کا وہ فوٹو حسن اتفاق سے مولوی دوست محمد صاحب کے ہاتھ آگیا۔ جس کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مفتی صاحب کے الفاظ "کل قومیں جمع ہوئیں" سے مراد ان کلمات کے حروف کی تعداد تھی۔ اس فوٹو میں اتنے ہی آدمیوں کی فوٹو ہوگی جتنے کہ ان الفاظ کے حروف ہیں۔ اس پر مولوی دوست محمد خان صاحب نے ناصحانہ رنگ میں لکھا کہ مفتی محمد صادق صاحب بے فائدہ اڑھائی نفر لیکر الگ نماز عید پڑھنے کی تکلیف کرتے ہیں ووکنگ کیوں نہیں آجایا کرتے۔ مختصراً۔

اس پر اخبار الفضل قادیان اپنے محمودی مبلغین کی پردہ دری سے گھبرا کر آگ بگولا ہو کر بہت کچھ دُر افشانی کے بعد لکھتا ہے کہ ہماری جماعت وہاں اتنی ہی تو نہیں ہے بلکہ بھی ہے۔ لیکن اسپر سوال یہ ہے۔ کہ مفتی جی تو لکھتے ہیں۔ کہ سب قومیں جمع ہوئیں۔ کیا سب قوموں کا فوٹو ایسا ہی ہوا کرتا ہے جس میں صرف سات آٹھ ہی ناک دکھائی دیں۔ لفظ سب قومیں جمع ہوئیں پر غور کرو۔

اسکے علاوہ اور سنئے!

جناب میاں صاحب فرماتے ہیں دو سو کے قریب اسوقت انگلستان کے باشندے مسلمان ہو چکے ہیں اور لاکھوں اسلام سے تعصب چھوڑ بیٹھے ہیں۔ الفضل مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۱۹ء اور رسالہ مستقبل ترکی" میاں صاحب کے اس قول یا دعویٰ کی تردید اور تکذیب میں اب خود مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ "لنڈن میں میرے ہاتھ پر ستر کے قریب عیسائی انگریزوں نے اسلام قبول کیا" الفضل مورخہ ۱۵-اپریل ۱۹۲۰ء۔

پھر اس کی تکذیب اور تردید میں چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔اے۔ مبلغ مذہب محمودیہ فرماتے ہیں:۔

انگلستان میں ہمارے ساتھ انگریز ستر کی تعداد سے زیادہ ہیں۔

الفضل مورخہ ۱۵-اپریل ۱۹۲۰ء سیال صاحب کے لفظ ساتھ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ستر کی تعداد میں ان کے ساتھی غیر مسلم انگریز بھی شامل ہوں گے۔ ورنہ یوں لکھنا چاہئے تھا کہ ہمارے ذریعہ ستر سے زائد انگریز مسلمان ہوئے ہیں۔ چونکہ محمودی مبلغین کی کوئی بات اول غلط سے پاک نہیں ہوتی اس لئے مجھے یہ اشتباہ پیدا ہوا ہے۔ پھر مسٹر سیال کے اس ستر کے دعوے کی تردید میں خود الفضل نے لنڈن کی کل جماعت محمودیہ کے چندہ کی تعداد دیتے ہوئے اس کل کائنات امت محمودیہ کی تعداد ۱۶ نفر شائع کی ہے اور ان نو مسلموں کی فہرست میں مولوی عبدالمحی عرب کو بھی داخل کیا ہے اور مسٹر ابراہیم۔ مسٹر محمد شنکر۔ مسٹر محمد اسمعیل۔ مسٹر حسین بھی غالباً عبدالمحی جیسے نو مسلم ہوں گے۔ جن کا ذکر اس فہرست ۱۶ نفری میں ہے۔ (الفضل ۱۹ فروری ۱۹۲۰ء)

مسٹر سیال نے یہ بھی لکھا ہے کہ "ووکنگ میں اشاعت اسلام کا کام بند ہے" اب جن لوگوں کے پاس ووکنگ کا اسلامی رسالہ اسلامک ریویو ماہوار برابر پہنچتا ہے وہ سیال صاحب کی صداقت شعاری کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

پھر ایک لطیفہ بھی قابل غور ہے جماعت محمودیہ لنڈن کے ۱۶ کی فہرست ۱۱ نفری تھا دیگر مولوی عبدالمحی صاحب عرب کو ان ۱۲ بچوں کو قرآن شریف پڑھانے کی وجہ سے پروفیسری کا خطاب دیا گیا ہے۔ تاکہ دنیا سمجھے کہ عبدالمحی واقعی کوئی بہت بڑے پایہ کا عالم ہے یہ ہیں محمودی مبلغین کے ہتھکنڈے۔ جن کی بنا پر اپنے نادان دام افتادوں کی جیبیں خالی کر رہے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خاکسار۔ محمد یسین دالوی۔

مولوی حاجی نور احمد صاحب لبنہ کا جواب

آیت ویکلم الناس فی المہد وکہلا سے ثابت ہے کہ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ کیونکہ زمانہ کہل پچاس سال تک ہے اور مسیح ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر چلے گئے۔ مختصراً۔

الجواب۔ مفسرین نے زمانہ کہولت کی ابتدا۔ ۳۰ سال سے قرار دی ہے۔ اور انتہا پچاس تک۔ اور احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا پر ایک سو بیس سال رہے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی توفی فیہ لفاطمۃ رض ...... اخبرنی ان عیسی ابن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ رواہ طبرانی وحاکم مستدرک اور یہی عقیدہ حضرت ابوبکر صدیق رض خلیفہ راشد مہدی وقت کا تھا۔ جیسا کہ مناجات صدیق میں لکھا ہے ؎

ابن موسیٰ ابن عیسیٰ ابن یحییٰ ابن نوح
انت یا صدیق عاصی تب الی المولی الجلیل

پس پیغمبر خدا اور آپ کے خلفاء کے فیصلہ کے بعد کسی روایت کو مقدم کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ امید ہے کہ مولانا مولوی حاجی نور احمد صاحب وفات مسیح کو تسلیم فرما دیں گے۔ خاکسار۔ محمد یسین از دالہ۔

مراسلات

مسلمانوں کی کامیابی کی راہ

دنیائے اسلامی کا موجودہ انحطاط جس قدر دلخراش ہے اس سے بڑھ کر سبق آموز ہے۔ جس انتہائی بے بسی و بیکسی کا آج ہمیں سامنا ہے تاریخ عالم اس کی نظیر شاید ہی پیش کر سکے۔ وہ اماکن مقدسہ جن کی حرمت وعظمت شیر مادر کے ساتھ ہر مسلم قلب میں جاگزین ہے۔ اس وقت روزِ روشن میں ہماری آنکھوں کے سامنے دستِ راہزن کا شکار بن رہی ہیں وہ بغداد جو صدیوں ہماری تہذیب کا مرکز رہا۔ وہ قسطنطنیہ جو ایک زمانۂ دراز تک ہماری عظیم الشان عالمگیر مملکت کا پایۂ تخت رہا۔ اور سب سے بڑھکر خدا کا وہ پہلا گھر جس پر تصرف کے لئے خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رض نے ناقابل برداشت صعوبتیں اٹھائیں اور اپنا پاک خون گرایا۔ آج مغربی تہذیب کی زود بازیوں کا تختۂ مشق بن رہے ہیں۔ یہ کھلے واقعات ہیں جنکے سامنے چشم عبرت بند کرنا مزید شوریٔ قسمت کا موجب ہوگا۔

جن مصائب کا پہاڑ آج ہماری گردنوں پر ٹوٹ رہا ہے۔ فی الحقیقت اس کے ذمہ وار ہم خود ہیں کون نہیں جانتا۔ کہ اس عالم اسباب میں اللہ تعالیٰ کی حکیم ذات نے جملہ نتائج بعض اسباب کے ساتھ وابستہ کر دئیے ہیں کامیابی کے لئے راہیں مخصوص کر دی ہیں اور وہ شخص منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ جو صحیح راہ پر قدم زن ہوتا ہے۔ وہ صراط مستقیم جس پر جادہ پیما ہو کر انسان فائز المرام ہو سکتا ہے۔ کیونکر ملے۔ ایک سوال ہے۔ جو اس وقت ہر ایک مسلم کے لئے دماغ سوز ہونا چاہئے۔

ہر ایک مسلم کا فرض ہے۔ کہ اپنی بساط کے مطابق اپنا ناخن تدبیر سے موجودہ پیچیدگیوں کی عقدہ کشائی میں کوشش کرے اہل عقل پر بالخصوص یہ ذمہ واری عائد ہوتی ہے کہ اس راستہ کی حد و کشی کریں جو قعر ذلت سے معراج عزت پر پہنچا سکے۔ چنانچہ ایسے اصحاب نظر آتے ہیں۔ گو وہ معدودے چند ہی ہیں۔ جو اس ذلت کو محسوس کرتے ہوئے کسی صحیح نسخہ کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور ان کی کوششیں قابل احترام ہیں۔ مگر بدقسمتی سے جو تجاویز وہ اپنی تفکر وتدبر سے پیش کرتے ہیں ان میں حقیقت تنکوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے جنکو کوئی ڈوبتا ہوا لائف بلٹ (سلامتی کی پیٹی) سمجھکر پکڑ لیتا ہے۔ ان کی مثال ذھب اللہ بنورھم کی تصدیق ہے۔ کیونکہ باایں ہمہ علم وحکمت انہوں نے اپنی محدود القویٰ عقل کو اپنا ناخدا سمجھا۔ اور حقیقی نور کو جو ظلمت سے نکالنے کا ایک ہی معتبر ذریعہ ہے قابل توجہ نہ سمجھا۔

عقل انسانی سے بلند تر ایک اور آنکھ ہوتی ہے جو دنیاوی گرد و غبار کی آلودگی سے مجلیٰ اور نور سماوی سے منور ہوتی ہے۔ زمین کے تأثرات سے بالاتر۔ اور لہذا حقائق اشیاء تک پہنچنے میں دوربین ہوتی ہے۔ الہی نور سے روشنی پاکر وراء الوراء اسرار کو بے نقاب کرتی ہے۔ جہانتک عقل محض کی پرواز ناممکن ہوتی ہے۔ اہل اسلام کی راہنمائی کے لئے ہر صدی کے سر پر اللہ تعالے ایک ایسے شخص کو کھڑا کر دیتا ہے جو اپنی چشم حقیقت بین سے اپنے معاصرین کے لئے وہ راستے تجویز کرتا ہے جو حالات وقت کے لحاظ سے منزل مقصود پر پہنچنے کا ایک ہی ذریعہ ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ راستے لوگوں کی موہوم کشائش کے مطابق نہیں ہوتے اس لئے قدیم سے یہی سنت رہی ہے کہ ایسے انسان کی سرتوڑ مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔

اس صدی کے لئے بھی اسی قانون الہی کے ماتحت ایک انسان منصب امامت کے لئے مامور ہوا۔ بانگ دہل آپ نے اس شاہراہِ کامیابی کی طرف اہل اسلام کو دعوت دی۔ جس کے ساتھ اس زمانہ میں قضا و قدر نے عروج کو وابستہ کر رکھا ہے۔ ہر ممکن پیرایہ میں اپنی خوابیدہ قوم کو ہلا ہلا کر جگایا۔ اور سمجھایا کہ اب قدرت نے ترقی اہل اسلام کے لئے ایک ہی راستہ مقدر کر رکھا ہے یعنی اشاعت اسلام مگر افسوس! مسلمانوں نے اس ناصح مشفق کی ہمدردانہ آواز کو بنگاہ حقارت دیکھا۔ انواع واقسام کے حجاب پیدا ہوئے۔ جو اس آسمانی نور کی آب وتاب دیکھنے میں حائل ہوئے۔ کہیں خود پسندی سدِ راہ ہوئی۔ کہیں انانیت باطلہ علماء دنیا پرست نے جن کی ظلمتِ قلب اب ایک حقیقت مسلمہ ہو چکی ہے۔ گوناگون افتراء باندھے۔ اور حیلے تراشے تا ان کے دستار عظمت اور جبۂ تقدس کا سکہ عوام کے قلوب پر قائم رہے۔ غالباً یہی وہ طبقہ ہے جو آغاز دورِ انحطاط سے عامۃ الناس کی گمراہی و ضلالت کا بڑی حد تک موجب رہے ہیں۔ فی الحقیقت یہی وہ نام نہاد حاملین اسفار کتب ہے۔ جن کی تمثیل قرآن کریم نے کوئی بڑی قابل فخر نہیں دی۔ یہی وہ گروہ ہے جو قرب قیامت کے علامات میں سے روایات صحیحہ کے مطابق ایک روشن علامت ہیں۔ مولینا ابوالکلام آزاد نے ان حضرات کا جو خاکہ کھینچا ہے۔ اس کا اعادہ اس جگہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

"سانپ اور بچھو ایک سوراخ میں جمع ہو جائینگے لیکن علماء دنیا پرست کبھی ایک جا اکٹھے نہیں ہو سکتے کتوں کا مجمع دیکھیے تو خاموش رہتا ہے۔ لیکن ادھر قصاب نے ہڈی پھینکی اور ادھر انکے پنجے تیز اور دانت زہر آلود ہو گئے۔ یہی حال ان سگان دنیا کا ہے۔ ساری باتوں میں متفق ہو جاسکتے ہیں لیکن دنیا کی ہڈی جہاں سڑ رہی ہو۔ وہاں پہنچکر اپنے پنجوں اور دانتوں پر قابو نہیں رکھ سکتے۔ ان کا سرمایۂ ناز علم حق نہیں ہے۔ جو تفرقہ مٹاتا اور اتباع سبل متفرقہ کی جگہ ایک ہی صراط مستقیم پر چلاتا ہے بلکہ یکسر علم جدل وخلاف ہے۔ نفس پرستی انکی سخافت کو خمیر دیتی۔ اور دنیا طلبی کی آگ انکی نفسانیت کے بخارات کو اور زیادہ تیز کرتی رہتی ہے۔ فساق و فجار خرابات میں بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کی تندرستی کا جام صحت پیتے ہیں اور چور اور ڈاکو مل جلکر رہزنی کرتے ہیں۔ مگر یہ گروہ خدا کی مسجد اور زہد و عبادت کے صومعہ وخانقاہ میں بیٹھکر بھی متحد و یکدل نہیں ہو سکتا۔ اور ہمیشہ ایک دوسرے کو درندوں کی طرح چیرتا پھاڑتا اور پنجہ مارتا رہتا ہے بیک وقت دل میں محبت کے ترانے اور پیار

جرمن سیم و زر کے وہ طالب ہوئے لیل و نہار
چھوڑ کر حبل متیں جو ہیں کشا رجیل لعیں
راندۂ درگاہ ربّی یس ہوئے مردود و خوار
تارک حکم حدیث مصطفیٰ خیر الورےٰ
نفس ظالم کے ہوئے تابع ہیں علما بدشعار
کفر کے فتووں کی دُھن میں ہے یہی اب مشغلہ
کلّ مؤمن اخوۃ سے سخت نفرت اور عار
کہتے ہیں مسلم کی طاقت انحصار سلطنت
موجب ذلّت مسلماں۔ عدم حکم و اقتدار
غلط ہے بالکل خیال اُن کا محض لغو و فضول
ہاں اشاعت دین حق سے سلطنت ہے پائدار
موجب تسخیر عالم ہے اشاعت دین حق
استقامت پائے مسلم ہے اسی سے اُستوار
پکڑو قرآن و حدیث مجتبےٰ خیر الورےٰ
عالم دنیا پہ کردو! راہِ حقہ آشکار
حربہ کاری ہاتھ مسلم میں فقط قرآن مجید
موجب فتح دو عالم ہے یہی حربہ بکار
مردِ میداں بن کے نکلو۔ پھینکدو جامہ زناں
بس فتح کی راہ یہی ہے بس سمجھ پروردگار

تازہ ترین خبریں

جرمن ہوائی جہازوں کا خاتمہ

نیم سرکاری طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ حسب معاہدہ صلح آج سے جرمن فوجی ہوائی جمعیت کو کام سے برطرف کر دیا جائیگا۔

مبنشر نے رقمطراز ہے کہ دول متحدہ کا ارادہ ہے کہ تمام ہوا گھروں اور جہازوں کو غارت کر دیں ایک ہینگر اور ایک کارخانہ ہوائی جہاز رہ جائے۔ جو بین الاقوامی ہوائی محکمہ کے کام آئینگے ✦

مکسیکو میں انقلاب

لنڈن ۷ مئی۔ واشنگٹن کے اخبارات رقمطراز ہیں کہ پریزیڈنٹ کرنزا روز افزوں بغاوت اور وسیع انقلاب سے گھبرا کر مکسیکو شہر سے ویرا کروز کی طرف بھاگ گیا ہے ✦

فلسطین کی حکومت

لنڈن ۶ مئی۔ تحریک یہودیوں کے ایک سرکردہ موسیو ریبزان کا بیان ہے۔ کہ جبتک ہر لعزیز نیابت کا رواج نہ ہو جائے فلسطین کی حکومت ہائی کمشنر کے ماتحت ہوگی۔ آج سے چھ ہفتہ بعد سے سول انتظام شروع ہو جائیگا ✦

ڈسلڈورف پر قبضہ

برسلز ۷ مئی۔ ڈنکفرٹ کا پیغام مظہر ہے کہ ڈسلڈورف کے قرب و جوار میں ریشٹوہر اور سُرخ افواج کے درمیان لڑائی ہوئی۔ سُرخ پسپا کر دیئے گئے۔ اُن کے دس آدمی کھیت رہے۔ ایک دستہ کا تعاقب کیا گیا سارے دستہ نے برطانوی علاقہ میں پناہ لی۔ ڈسلڈورف میں سکوت کا عالم ہے۔ مگر فسادات کا خطرہ ہے۔ ریشٹوہر نے البرفلڈ اور شیر پر قبضہ کر لیا ہے ✦

انتہا پسند لیڈر گرفتار

پیرس ۶ مئی۔ انتہا پسند لیڈر ایم لورلیوٹ حکومت کے امن کے خلاف سازش کے جرم میں گرفتار کیا گیا۔ یہ شخص حال ہی میں مغرب میں نمائندہ سوویٹ مقرر کیا گیا تھا ✦

مسٹر ہارنیمن اور پارلیمنٹ میں سوالات

لنڈن ۵ مئی۔ دارالعوام میں مسٹر ڈبلیوڈن کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مسٹر مانٹیگو نے فرمایا کہ گورنمنٹ ہند کا بیان ہے کہ مسٹر ہارنیمن کی معاودت ہند کو امن عامہ کے لئے مناسب نہیں خیال کرتی۔ اُن کا خیال ہے کہ ان کو اس بات کا اطمینان نہیں کہ اس مسئلہ کو گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ بمبئی کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ جب وہ مناسب سمجھیں مسٹر ہارنیمن کو واپس بلائیں۔

ترکی معاہدہ صلح

جواب کے لئے ایک ماہ کی تاریخ پڑگئی

پیرس ۹ مئی۔ سفیروں کی کانفرنس نے فیصلہ کیا ہے کہ ترکی وفد کو معاہدہ صلح کا جواب دینے کے لئے ایک ماہ کا عرصہ دیا جائے۔ معاہدہ صلح ۱۱ مئی کو ان کے حوالہ کر دیا جائیگا ✦

قاہرہ میں اقدام قتل حسین بے پر حملہ

قاہرہ ۹ مئی۔ آج ایک موٹر گاڑی پر بم پھینکا گیا۔ اس میں حسین بے وزیر سوار تھے۔ انکو کوئی نقصان نہیں پہنچا گاڑی چلانے والے کو کچھ معمولی سا زخم آیا۔ ایک طالب علم جو پاس کھڑا تھا زخمی ہو کر ہلاک ہو گیا۔ دو اور طالب علموں کو کچھ معمولی زخم آئے ہیں۔ اُن کو شبہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے ✦

مکسیکو میں انقلاب

لریدو ۷ مئی۔ مکسیکو کے باغیوں نے قومی ریلوے کو کاٹ ڈالا ہے۔ اور سرحد سے ساٹھ میل جانب جنوب برقی تاروں کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔

نیویارک کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ۵۰۰ باغی سپاہی جو آنزر سے مکسیکو شہر کی طرف کوچ کرتے آرہے ہیں۔

واشنگٹن ۱۲۰۰ امریکی افواج کے سپاہی اس لئے کے دستے پہنچا دیئے گئے ہیں کہ مکسیکو وقت پڑنے پر کام آئیں۔

غیر معدقہ رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنرل ہل نے مکسیکو شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور کرنزا کی افواج بھاگ گئی ہیں اہل امریکہ متوطن الپاسو اور مکسائز اس رپورٹ پر یقین کرنے کو تیار نہیں۔

سپا کانفرنس

جرمنی مہلت کا ملتجی ہے

برسلز ۸ مئی۔ ایک تار مظہر ہے کہ جرمنی نے جو سپا کانفرنس کے التوا کے لئے درخواست کی تھی۔ اور جسکی اطلاع دیجا چکی ہے وہ ان وجوہات پر مبنی ہے کہ بار وزارت کی میعاد ۱۰ جون کو ختم ہونے کو ہے۔ اس لئے تاوان جنگ کے لئے جرمنی کو حوالے کر دینا قرین انصاف نہ ہوگا۔ ماہران سیاست کو انتخاب کنندگان سے ملنے کے حسن سپا کانفرنس کی ذمہ داریاں خطرہ میں نظر آتی ہیں کیونکہ کانفرنس صیغہ جات کے تصفیہ کے لئے جرمنوں کی بیانات طلب کریگی ✦

اہل پولینڈ اور اہل رومانیہ کا معاہدہ اتحاد

کوپن ہیگن ۹ مئی۔ بوڈاپسٹ سے اطلاع آئی ہے کہ رومانیہ جبکہ فوجی تیاریوں میں مصروف ہو رہا ہے

اطلاع آمدہ از برلن مظہر ہے کہ موسیو اویرسکو وزیر اعظم رومانیہ وارسا گیا ہے۔ تاکہ روس کے خلاف اہل پولینڈ اور اہل رومانیہ کے معاہدہ اتحاد پر گفت و شنید کرے ✦

مسٹر اشفاق علی مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی کی طرف سے حسب ذیل برقی پیغام بھیجتے ہیں:۔ "مسئلہ خلافت نے مسلمانوں میں شوق شہادت کا جو گہرا جذبہ پیدا کر دیا ہے اس کا اندازہ اس دل کے ہلا دینے والے واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ جو کراچی کے ایک اسلامی نیو الشتر مولوی علی محمد صاحب کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ یہ صاحب جیکب آباد سندھ کی خلافت کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔ کانفرنس میں محمد حسین صاحب مرحوم جو کراچی کے محلہ کھاوا کے رہنے والے تھے۔ شامل تھے۔ پر جوش اور ولولہ انگیز تقریریں ہو رہی تھیں۔ ایک مرتبہ جب اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا۔ تو محمد حسین صاحب کے قلب پر اس نے بجلی کا کام کیا۔ اور وہ جان بحق ہو گئے۔ مبارک ہیں وہ مسلمان جنہیں ایسا انجام نصیب ہو۔ اور رحمت ہو اُنکی روح پر" زمیندار

مستحکم مقامات پر قبضہ

لنڈن ۹ مئی قسطنطنیہ۔ ترکی محبان وطن لغا کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں۔ انہوں نے پاعنی پر قبضہ کر لیا ہے۔ جہاں سے قلعوں کے اس رقبہ پر زد پڑتی ہے جو دردانیال کے دہانے پر واقع ہے۔

انہوں نے چناق پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ جہاں ایک برطانی فوج مقیم ہے

اس کے علاوہ محبان وطن بندرمہ پر متصرف ہو گئے ہیں۔ جہاں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے بڑی بڑی توپوں کی باڑھ نصب کر دی ہے ✦

وفد خلافت انگلستان میں

لنڈن ۸ مئی۔ جناب آنریبل ابو القاسم صاحب ممبر مجلس وضع قوانین بنگال لنڈن میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اور وفد خلافت میں شامل ہو گئے ہیں۔ جو کل پیرس کو روانہ ہو جائے گا ✦

وفود خلافت کے لئے پروانہ ہائے راہداری کی درخواست

مرکزی خلافت کمیٹی کا خاص تار زمیندار کے نام :۔

مرکزی خلافت کمیٹی نے حضور وائسرائے کی خدمت میں یہ استدعا کی تھی۔ کہ سمرنا کے امدادی فنڈ کے ارکین اور شام و حجاز اور عراق عرب کے وفود کے لئے راہداری کے پروانے عطا فرمائے جائیں۔ اس کے جواب میں سکریٹری صاحب گورنمنٹ ہند۔ مرکزی خلافت کمیٹی کو اطلاع دیتے ہیں کہ آپ کی درخواستیں بغرض صدور احکام وزیر ہند کی خدمت میں بھیجدی گئی ہیں ✦ ۴۴

مفید کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں!!

ترجمۃ القرآن انگریزی قسم اعلیٰ جو آٹھ ماہ سے ختم ہو چکا ہوا تھا۔ قریباً اسّی کا پیاں اس کی حال ہی میں ووکنگ سے پہنچی ہیں۔ جن احباب کو ضرورت ہو وہ جلد بذریعہ وی پی طلب فرمادیں یا قیمت پیشگی بھیجکر منگوالیویں۔ تیسری صورت میں تعمیل نہ ہو سکیگی ✦

ہدیہ فی نسخہ عمـ۱۶ روپیہ۔ خرچ پیکنگ و ڈاک عمـ

ٹیچنگز آف اسلام یعنی اُس لیکچر کا انگریزی ترجمہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فلسفہ اسلام پر پانچ سوالوں کے جواب میں ایک بڑے مذہبی جلسہ پر دیا تھا اسلام پر نہایت اعلےٰ درجہ کے قیمتی خیالات کا مجموعہ ہے۔ جس میں قرآن شریف سے اسلامی تعلیم پیش کی گئی ہے اور بڑے بڑے فلاسفروں نے اسکے سامنے سر جھکا یا ہے۔ اسلام کی تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ ۱؎

النبوۃ فی الاسلام جو حضرت مولٰینا مولوی محمد علی صاحب امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ کی مشہور تصنیفات میں سے ایک مدلّل کتاب ہے۔ قریب الاختتام ہے۔ جن احباب کو ضرورت ہو جلد طلب فرمادیں۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کے لئے بہت انتظار کرنا پڑیگا۔ قیمت عـ۲ مجلد عـ۲؎

مقام حدیث جو قریباً ڈیڑھ سو صفحہ کی کتاب ہے عنقریب چھپکر دفتر میں آنے والی ہے نہایت ہی قابل قدر تصنیف ہے۔ جس میں اہل قرآن کا مدلّل اور فیصلہ کن جواب ہے۔ علاوہ ضرورت حدیث کے صداقت حدیث جمع حدیث اور تنقید حدیث پر مفصّل مضامین ہیں ہر ایک شخص جسے آنحضرت صلعم اور ان کے اقوال کے ساتھ محبت اور تعشق ہے وہ اس کی کم از کم ایک کاپی ضرور خریدے۔ مناسب ہوگا کہ جملہ احباب اپنے نام پہلے سے درج رجسٹر کرا دیویں۔ تاکہ کتاب اُن کی خدمت میں عین وقت پر پہنچ سکے۔ قیمت اندازاً دو روپے تک ہوگی۔ (عـ۲)

سیرۃ خیر البشر جو اپنی قسم کی ایک نرالی تصنیف ہے اور چھپ رہی ہے۔ جو لوگ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بالعزیز کی تحریر دلپذیر سے واقف ہیں اُنکے آگے اسکی تعریف کی حاجت نہیں اس میں نہایت عمدہ طرز پر آنحضرت صلعم کی سوانح عمری اور آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بالآخر یہ بتایا گیا ہے کہ آپ ہر پہلو سے مخلوق کے لئے خیر تھے مناسب ہوگا۔ کہ احباب پہلے ہی سے اپنے نام درج رجسٹر کرا دیں تاکہ کتاب اُنہیں عین وقت پر پہنچ سکے۔

(نوٹ) احباب آرڈر دیتے وقت یا نام رجسٹر درج کراتے وقت مجلد یا غیر مجلد ضرور لکھدیا کریں تاکہ تعمیل میں توقف نہ ہو۔

مشورہ

چونکہ اکثر کتب ہمارے پاس روپے سے اوپر کی قیمت والی ہوتی ہیں اور بعض روپے سے کم قیمت کی لیکن ایسی ضروری کہ جن کو احتیاط سے رکھنے کی بہت ضرورت ہوتی ہے اس لئے بہت اچھا ہوگا۔ کہ سب احباب ہم سے کتب مجلد ہی طلب فرمایا کریں جس سے ہمیں یہ فائدہ ہوگا کہ ہم اُنکے مجموعہ پر سب کتب مجلد کرا لیا کریں گے۔ اس طرح وہ خوب محفوظ رہیں گی اور جس سے ہمارے احباب کرام کو یہ فائدہ ہوگا۔ کہ انہیں الگ طور پر ایک ایک کتاب مجلد نہ کرانی پڑیگی اور اس صورت میں اُنکو خرچ میں بھی کفایت ہوگی ✦

مینیجر بکڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

مسٹر محمد علی اور امیر فیصل کے سفیر

۴۴

مسٹر محمد علی نے قیام پیرس کے زمانہ میں امیر فیصل کے سفیر نوری پاشا سعید سے ملاقات کی تھی اب امیر فیصل مسلمانان ہندوستان کے حقیقی جذبات سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ اب وفد خلافت کو ترکی نمائندگان صلح سے ملنے جلنے کا موقع دیا جائیگا۔

اڑیسہ میں قحط

کلکتہ ۱۱ مئی۔ حکومت بہار و اڑیسہ نے کمشنر اڑیسہ کے اس خیال کی تائید کی ہے۔ کہ اس چھوٹے سے رقبہ کے لئے سردست قحط کا اعلان کرنے کی ضرورت نہیں۔

حکومت مذکور نے ۱۵ ہزار روپیہ برائے امداد قحط زدگان ڈسٹرکٹ بورڈ کے حوالہ کر دیا ہے ۶ ہزار سے زائد قحط زدہ اشخاص کو سرکاری امداد مل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آزادہ روہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا
مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا	مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم	ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست	بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام	دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن	جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام	ہر نبوت را بروشد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست	زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و الہامے بود	آں از خود از خدا ہاں جامے بود

ہفتہ میں دو بار
یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا
مذہب

ما از و یابیم ہر نور و کمال	وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست	ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و از خبرہائے معاد	ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد
ایں ہمہ از حضرت احمد ست	مورد آں مستحق لعنت ست
معجزات او ہمہ حق اند و راست	منکر آں مورد لعن خداست
معجزات انبیائے سابقین	آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست	ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یکقدم دوری ازاں روشن کتاب	نزد ما کفر است و خسران و تباب

سالانہ قیمت (لعہ)
ششماہی لعہ سہ ماہی عہ طلباء سالانہ للعہ

جلد ۷ | بنتہ المسیح لاہور | چہارشنبہ مورخہ ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۲۰ء | نمبر ۸۶

کلام الامام امام الکلام

دلائل صداقت مسیح موعودؑ

(گذشتہ سے پیوستہ)

عزت و ذلت یہ تیرے حکم پر موقوف ہیں
تیرے فرماں سے خزاں آتی ہے اور بادِ بہار
میرے جیسے کو جہاں میں تو نے روشن کر دیا
کون جانے اے مرے مالک ترے بھیدوں کی سار
تیرے اے میرے مربی کیا عجائب کام ہیں
گرچہ بھاگیں جبر سے دیتا ہے قسمت کے ثمار
ابتدا سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ و بار
اس میں میرا جرم کیا جب مجھ کو یہ فرماں ملا
کون ہوں تا رد کروں حکم شہ ذی الاقتدار
اب تو جو فرماں ملا اُس کا ادا کرنا ہے کام
گرچہ میں ہوں بس ضعیف و ناتوان و دلفگار
دعوتِ ہر ہرزہ گو کچھ خدمت آساں نہیں
ہر قدم میں کوہِ ماراں ہر گذر میں دشت خوار
چرخ تک پہنچے ہیں میرے نعرہائے روز و شب
پر نہیں پہنچی دلوں تک جاہلوں کے یہ پکار
قبضۂ تقدیر میں دل ہیں اگر چاہے خدا
پھیر دے میری طرف آ جائیں پھر بے اختیار
گر کرے معجز نمائی ایک دم میں نرم ہو
وہ دلِ سنگیں جو ہووے مثل سنگِ کوہسار
ہائے میری قوم نے تکذیب کر کے کیا لیا
زلزلوں سے ہو گئے صدہا مساکن مثلِ غار

(باقی آئندہ)

جواہر ریزہ

قرآن شریف

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۷) سنو - خدا کی لعنت اُن پر جو دعوے کریں کہ وہ قرآن کی مثل لاسکتے ہیں - قرآن کریم معجزہ ہے جسکی مثل کوئی جن و انس نہیں لاسکتا - اور اُس میں وہ معارف اور خوبیاں جمع ہیں جنہیں انسانی علم جمع نہیں کرسکتا - بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اسکی مثل اور کوئی وحی بھی نہیں اگرچہ رحمان کی طرف سے اسکے بعد اور کوئی بھی ہو اسلئے کہ وحی رسانی میں خدا کی تجلّیات ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا تعالےٰ کی تجلی جیسی کہ خاتم الانبیاء پر ہوئی ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ کبھی پیچھے ہوگی - اور جو شان قرآن کی وحی کی ہے - وہ اولیاء کی وحی کی شان نہیں - اگرچہ قرآن کے کلمات کی مانند کوئی کلمہ انہیں وحی کیا جائے اسلئے کہ قرآن کے معارف کا دائرہ سب دائروں سے بڑا ہے - اور اس میں سارے علوم اور ہر طرح کی عجیب اور پوشیدہ باتیں جمع ہیں - اور اسکی دقیق باتیں بڑے اعلےٰ درجہ کی گہرے مقام تک پہنچی ہوئی ہیں اور وہ بیان اور برہان میں سب سے بڑھکر ہے اور سب سے زیادہ اس میں عرفان ہے اور وہ خدا کا معجز کلام ہے جسکی مثل کانوں نے نہیں سنا اور اسکی شان کو جن و انس کا کلام نہیں پہنچ سکتا (الہدیٰ صفحہ ۱۲ و صفحہ ۱۳)

(۸) یاد رہے کہ دُنیا میں صرف قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کی طرف سے معجزہ ہونے کا دعوےٰ پیش ہے اور بڑے زور سے یہ دعوےٰ پیش کیا گیا کہ اسکی خبریں اور اسکے قصے سب غیب گوئی ہے اور آئندہ کی خبریں بھی قیامت تک اسمیں درج ہیں اور وہ اپنی فصاحت بلاغت کے رو سے بھی معجزہ ہے (چشمہ مسیحی صفحہ)

(۹) قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے موسیٰ کے معجزہ سے بڑھکر اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶)

(۱۰) اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے - جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائینگے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھینگے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا - نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن (کشتی نوح)

(۱۱) میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جو تمہاری ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں دی ہیں - سب سے اوّل قرآن ہے ... سو تم ہوشیار رہو - اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ - میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص

قرآن کے سات سَو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے (کشتی نوح)

رسیدِ زر

چندہ از احباب علاقہ شیخوپورہ معرفت میرزا خدا بخش صاحب } صماہللعہ ۵۴۲

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب مورخہ ۱۵ - مئی ۱۹۲۰ء بعد دوپہر بخیریت تمام شملہ پہنچ گئے - گاڑی دیر سے پہنچی اور موسلا دھار بارش بھی شروع ہو گئی - تاہم ریلوے اسٹیشن پر استقبال کنندگان کا بہت ہجوم تھا - تمام دوستوں سے ملاقات کے بعد آپ چھوٹا شملہ کی طرف روانہ ہوئے اور مہری ولا میں فروکش ہوئے جس کو ٹھی میں سال گذشتہ انتظام کیا گیا تھا ۔

مولوی فضل کریم خان صاحب بی - اے جو کچھ عرصہ حضرت امیر اور حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں بیٹھکر علوم دینیات سے بہرہ اندوز ہوتے رہے تھے وہ عازم سرزمین مغرب تھے اور اُنکی روانگی کی خبر ناظرین کرام کو ہو چکی ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے وہ مع الخیر بخوبی مسجد ووکنگ پہنچ گئے ہیں - تمام دوست دعا فرماویں کہ جس مولا کریم کے راستہ میں جہاد کرنے کے لئے وہ کالے سمندر پار گئے ہیں وہاں وہ اپنے حصول مُدعا میں کامیاب ہوں - اور اُن کے قلم سے اور زبان سے اسلام کو بڑی کامیابی نصیب ہو اور اُنکے لئے جو قعرِ ذلت و گمراہی میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ چراغ ہدایت ثابت ہوں ۔

حضرت مولوی صدر الدین صاحب دو دن لاہور میں قیام فرما کر سیالکوٹ تشریف لے گئے ہیں ۔

ہمارے دوست حافظ محمد حسن صاحب بی - اے - چند یوم کی رخصت لیکر اپنے گھر جا رہے ہیں ۔

اخبار کی کاپیاں پریس میں جا رہی تھیں جبکہ خبر پہنچی - کہ حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب سیالکوٹ سے واپس تشریف لے آئے ہیں - اور حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بھی آج مورخہ ۱۷ - مئی صبح کی گاڑی میں شملہ سے اُن سے ملاقات کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں ۔

احباب کرام کی خدمت میں کئی دفعہ عرض کیا جا چکا ہے کہ توسیع اشاعت اخبار کے لئے آپ خاص درد دل میں پیدا کریں کیونکہ یہ ایک قومی پرچہ ہے - ہر چند اس کے لئے ایک ایک دو دو خریدار مہیا کریں (منیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ چہارشنبہ مورخہ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۸۶

اہل امریکہ کی سطح ذہنی

دماغ انسانی کی ترکیب فطرتی اس نہج پر رکھی گئی ہے۔ کہ وہ اندرونی جذبات کے یک لخت مشتعل ہو جانے پر تعدیل و توازن کو کھو دیتا ہے۔ اعصاب دماغی کے ارکین اعلےٰ خوابیدہ ہو کر تحت شعور کے قبضۂ اقتدار میں آجاتے ہیں اور عالم تخیل اُلٹ کر شکل معکوس اختیار کر لیتا ہے۔ مدرکہ کے قائمقام اضطرار انگیزی اور مدبرہ کی بجائے شوریدہ سری اپنا سکہ آجماتی ہے۔ جذبات کی اشتعال پذیری کا یہ حیرتناک نظارہ عالم خواب کے منظر سے پوری مشابہت رکھتا ہے خواب میں ایک بزدل۔ ڈرپوک انسان شیر ببر کے مقابلہ پر اڑ جاتا ہے۔ اور ایک دلاور سپاہی ایک ننھے پرندے کے سُریلے نغموں سے لرز اٹھتا ہے۔ ایک شرمیلی، باعصمت، شریف دوشیزہ لڑکی جو کسی غیر ملائم فعل کے تصور سے ہی دریائے شرم میں غرق ہو جاتی ہے سوتے ہوئے وہ وہ حرکات کر جاتی ہے۔ کہ پیرس کی مشاطگی قربان ہو ہو جائے۔

الغرض جب عقل اور شعور پر جذبات کا پورا تسلط ہو جاتا ہے۔ تو انسان کو حیوان سے ممتاز کرنیوالا ایک ہی عنصر یعنی عقل اسفل السافلین میں گر کر اپنی قوت اور طاقت کو کھو بیٹھتا ہے۔ اور جہل مرکب انسان سے حیوانی حرکات صادر کرانے لگ جاتا ہے۔ نفسیات کا یہ مسلمہ نکتہ انسانوں کی انفرادی زندگیوں سے ہی ماخوذ نہیں ہے۔ بلکہ یہ حالات اقوام سے بھی منتج ہے۔ ایک قوم جب کسی کارجی تہیجات کے ماتحت اپنے قومی جذبات میں تلاطم پیدا کر لیتی ہے۔ تو اس کا دماغ نہ صرف صحیح رائے قائم کرنے اور واقعات عالم سے صحیح نتائج مترتب کرنے سے ہی قاصر ہو جاتا ہے۔ بلکہ قدم قدم پر شرمناک غلطیوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ نہ ان غلطیوں کو محسوس کرتا ہے اور نہ اپنی آئندہ روش میں کسی تبدیلی کے پیدا کرنے کا روادار بنتا ہے۔

تاریخ بیشمار ایسے واقعات پیش کرتی ہے۔ جبکہ قوموں نے اپنی زندگیوں کو ورطۂ ہلاکت میں محض اس لئے ڈالدیا کہ وہ جذبات کی مہیجوگئیں اور حس مشترک کے فیصلہ سے جن میں تمام محسوسات منقوش ہوتے ہیں انحراف کیا۔ سلطنت روما اگر تباہ ہوئی تو اسی وجہ سے۔ مغلیہ خاندان قعر مذلت میں گرا تو اسی باعث سے۔

موجودہ زمانہ میں بھی بہت سی قومیں بظاہر ایسی معلوم ہوتی ہیں۔ کہ ان کے اقبال کا پرندہ فلک الافلاک کی سیر کر رہا ہے۔ اور وہ عروج کی اس بلند چوٹی پر کھڑی ہیں کہ جہاں سے زیادہ رفعت شاید احاطۂ انسانی میں نہیں ہے۔ مگر ظفرمندی اور فیروزمندی نے ان کی قومی ترکیب عنصری میں ایسے زہریلے جذبات پیدا کر دیئے ہیں۔ کہ اعتدال اور ادراک دونوں معرض خطر میں ہوگئے۔ تکبر، نخوت، طمع اور حرص کے سفلے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں۔ اور اُن کے اٹھتے شعلوں میں دوراندیشی، انصاف اور شرافت جھلس دیئے جا رہے ہیں قوائے قومی ایسے مہیب کارناموں کی سرانجام دہی کے لئے مستعد ہو رہے ہیں کہ جن کی ابجد ہی آفات و آلام کے حروف تہجی سے بنائی گئی ہے۔ تہور اور شجاعت اس درجہ بڑھ گئے ہیں کہ خدا کی خدائی اور کارکنان قضا و قدر کی صوابدید سے انکی لڑائی ہول میں ٹھکرا دینے کے قابل ہوگئے ہیں۔ کائنات عالم کا ایک ایک ذرہ زبان بنکر اُنکو ایسے مخلیج افعال سے باز رہنے کی ہدایت کرتا ہے۔ مگر صمٌ بکمٌ۔ عمیٌ کے الہامی الفاظ انہی سرمدی حقیقت کی تشریح کر رہے ہیں۔ کہ شوخی و شرارت۔ ظلم و تعدی۔ جلادی سفاکی کی فوجی افواج حکمت و دانائی۔ عقل و بینائی کے قلعہ پر بیباکانہ حملے کر رہی ہیں۔ مگر یہ تو حالت ہے اُن قوموں کی۔ جنکو نشۂ کامرانی نے مخمور کر رکھا ہے۔ اور جو وسعت ارضی و سماوی کو اپنے دامن حرص و ہوا کے لئے وقف جانتے ہیں

مگر اس زمانہ میں نئی دُنیا میں بسنے والی ایک ایسی قوم ہے جسکو نہ تو ہنوز کسی جنگ میں نمایاں فتح حاصل ہوئی ہے۔ اور نہ ہی اُس کے افراد نے میدان جنگ میں خون کی ندیاں بہائی ہیں اس کے بازوؤں میں طاقت ہے۔ اسکے سینہ میں زور ہے اسکے کارخانوں میں توپیں تیار ہوتی ہیں۔ بندوقیں بنتی ہیں۔ بارود مرتب ہوتا ہے۔ اُس کی تجارت کو خوب فروغ ہے۔ اُسکے محلوں میں دولت اور ثروت کی فراوانی۔ زیب و زیبائش کی عروس نازنین پر عیش و عشرت کو مچلنے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ تمام خارج سے تہیجات کہتے ہیں۔ جو قومی دل و دماغ پر اثر فگن ہو رہے ہیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہے۔ کہ دماغ میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے اور ایسے مضحکہ خیز واقعات اس سے سرزد ہو رہے ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے۔ کہ یہ وہی امریکہ ہے جسکو حکمت و فلسفہ کا منبع - علوم و فنون کا مرکز۔ سائینس اور طب کا مخزن کہا جاتا ہے۔ اگر جنگ نے اُس کے بدن سے خون کے فوارے نہیں چھوڑے۔ تو اُس کے قوائے دماغی کا ضرور خون کر دیا ہے۔

امریکہ کی موجودہ مدہوشی اور بدمستی کو ملاحظہ کرنا ہو۔ تو اُس کا وہ نادری حکم مطالعہ کیجئے۔ جسکے رُو سے ہر وہ شخص جو تعدد ازدواج کا حامی ہے۔ اور اس اصول پر ایمان رکھتا ہے سرزمین امریکہ میں داخل ہونے سے رد کر دیا گیا۔ اور مفتی محمد صادق صاحب جو اہل امریکہ کو تعدد ازدواج کے فلسفہ سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں نظر بند کر دیا گیا ہے۔

کہا جاتا ہے۔ کہ مہذب اور متمدن طبقہ میں اپنے خیالات سے دوسروں کو متاثر کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے اغیار کو قائل کیا جائے۔ مگر اس بدقسمت اور بدنصیب قوم کو کیا کہئے۔ جو صدائے حق کو سننے سے ایسی بیزار ہے۔ کہ اپنے کانوں میں روئی ٹھونسنے کی بجائے بولنے والے کی زبان کاٹنے پر آمادہ ہو رہی ہے اگر اہل امریکہ کو تعدد ازدواج سے ایسی ہی بیزاری ہے اور اُنکو یقین ہو چکا ہے۔ کہ یہ مسئلہ تہذیب اور شائستگی کا منافی ہے تو پھر اُنہیں کیا پرواہ ہے۔ اگر اُن کے گھر ایک چھوڑ ایک لاکھ مبلغین چلے جائیں۔ اور اُنکی مضبوط دیواریں کو توڑنے کی کوشش کریں۔ تو اُنکو چاہئے کہ عام اجازت دے دیں اور اپنے خیالات سے مسلمانوں کو بھی متاثر کر دیں نہ کہ ایسا ڈریں اور دیکھیں کہ ایک واحد انسان کی آواز تمام ملک کے حق میں غیر مفید جانیں۔ حکومت امریکہ کو اندیشہ ہے کہ اگر ایک بھی مسلمان کو تبلیغ کی اجازت دی گئی۔ تو نہ صرف تعدد ازدواج کی حقیقت بے نقاب ہو کر انسان کو مسخر کر لے گی۔ بلکہ کئی دوسرے پاکیزہ اصول اسلامی اُن میں رائج ہو کر مسیحیت کا قلع قمع کر دیں گے۔

جنگ گذشتہ کی ہنگامہ آرائیوں نے جہاں کئی ایک قوموں کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر عبرت کے نقوش لوح دل پر ثبت کر دیئے ہیں۔ وہاں ان خودپسندوں اور خود سروں کو عارضۂ خودنمائی میں بھی مبتلا کر دیا ہے۔ جنکی تجارت کے فروغ اور صنعت و حرفت کی چمک نے چار اطراف عالم سے سیم و زر کو فراہم کر کے انہیں سونے کے لئے نرم بستر، اوڑھنے کے لئے عمدہ کپڑے اور کھانے کے لئے نفیس کھانے مہیا کر دیئے ہیں۔ اہل امریکہ پر اس جنگ نے یہ اثر کیا ہے۔ کہ اُسکی نظروں میں اب تمام وہ اصول جن پر عمل پیرا ہونا نہیں چاہتے۔ غیر شائستہ اور غیر مہذب ہو گئے ہیں۔ خدا کے بیشک ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جائیں۔ اُسکے حصے بخرے تین اجزا میں بیشک تقسیم ہو جائیں۔ تمام نوع انسان کو فطرتاً بدمعاش، گندہ، گنہگار۔ ڈاکو، رہزن، قزاق، زانی، کذاب، حاسد، چغلباز، غرضیکہ تمام افعال شنیعہ کا مرتکب بیشک گردانا جائے۔ خدا کے ایک حصہ کو جس کا نام ابن اللہ رکھا جاتا ہے۔ بیشک صلیب کی حرام موت سے فنا ہو جانا تسلیم کرا لیا جائے۔ چند ایک الفاظ کو رٹ لینے اور وہمی رسمیات ادا کر لینے سے بار عصیاں سے نجات حاصل کرنے کا سہل طریقہ بیشک ایجاد کر لیا جائے۔ اور ان باطیل کو شائستگی اور تہذیب کی معراج تسلیم کیا جاوے مگر ساتھ ہی ایک خدا کے پرستار رسل۔ توحید کے شیدائیوں۔ دعوت عمل و دیگر دُنیا کو بیکاری سے نکال کر شاہراہ ترقی پر لا نیوالوں سوسائٹی کی بداخلاقیوں اور بے خوانیوں کو روکنے کیلئے جائز تعلقات زوجیت قائم کرنے کے مدعیوں کو بدتہذیب، ناشائستہ، گندہ، ناتراش، وحشی اور درندے کہہ کہہ کر کوسا جانا بھی داخل تہذیب سمجھا جاتا ہے۔ کیا ان تمام واقعات سے وہی نفسیات کا نکتہ کہ قومی دماغ اختلال پذیر ہو کر خیالات میں ایسا انتشار پیدا کر لیتا ہے کہ فہم و فراست۔ ہوش و حواس سب جواب دے جاتے ہیں۔ غور کرنیوالوں کو ذہن نشین ہو رہا ہے

یہ ایک دیوانگی ہے۔ جو اہل امریکہ کے سر میں سودائے خام پیدا کئے ہوئے ہے۔ یہ ایک جنون ہے جو آج دُنیا کی مصیبتوں سے نہایت ہی تنگ آئے انسانوں کو خواہ مخواہ اُلجھنے پر مجبور کر رہا ہے۔ مگر امریکہ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مسلمانوں کا خدا نہایت زوردار الفاظ میں قوموں کے اس سفیہانہ اور سفلانہ طرز عمل کا نقشہ کھینچتا ہے۔ اور ساتھ ہی قلب مسلم کو نہایت پرسکون اور تسلی آمیز الفاظ سے تسکین دیتا ہے۔ فرماتا ہے۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون ○ اس آیت کی عملی تفسیر سے ایک دفعہ دُنیا لذت گیر ہو چکی ہے۔ اب دوبارہ حقیقت الم نشرح ہوا چاہتی ہے +

عمل اور نکتہ چینی

مشاغل کے لحاظ سے نوع انسان کی دو ہی قسمیں ہو سکتی ہیں: ایک وہ جو صحیح فطرت لیکر دُنیا میں آئے ہیں اور دل میں سچا درد اور تڑپ رکھتے ہیں اور کسی نہ کسی طریق سے بنی نوع انسان کی خدمت میں منہمک رہتے ہیں۔ یہ گروہ اہل عمل ہے وہ ہر وقت کسی نہ کسی نہج پر کوئی نہ کوئی مفید کام کرتا رہتا ہے۔ اسے دوسرے کے عیوب کو تاڑنے اور اغیار کو لعن طعن کرنے کی فرصت ہی نہیں ہوتی۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو غفلت اور سستی کی شراب پی کر بدمست ہو رہا ہے اور عالم مدہوشی میں بہکی ہوئی باتیں کرتا رہتا ہے۔ یہ نکتہ چین گروہ ہے جو خود تو کچھ نہیں کرتا مگر دوسروں کی خوردہ گیری اپنا اہم فرض جانتا ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں تنزل اور انحطاط کی وجہ سے جہاں اول الذکر گروہ کی قلت ہے وہاں موخر الذکر کی نہایت فراوانی ہے۔

انگلستان میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے جوش اور خلوص سے وہاں کے نیک فطرت انگریزوں میں اسلام کی ایک گہری محبت پیدا ہو چکی ہے اور بہت حد تک پادریوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو چکا ہے۔ اسلام آہستہ آہستہ سعید روحوں کو تسخیر کر رہا ہے۔ چنانچہ کئی ایک انگریز اس الحاد اور دہریت سے بھری ہوئی سرزمین میں کمال اخلاقی جرأت سے کام لیکر حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں اور اسوقت مسلمانان عالم کے ساتھ اُنکے غم و الم میں شریک ہیں مگر افسوس کہ ہمارے یہاں کے بعض بھائیوں کو ان نیک اور پاک ہستیوں میں بھی عیب ہی عیب نظر آتے ہیں اور اُن کا قبول اسلام اُن کی نگاہوں میں کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

سید عبدالسلام صاحب ندوی اخبار "اہلحدیث" مورخہ ... رشی میں ایک مضمون بعنوان "قادیانی مشن" شائع کراتے ہیں۔ جس میں وہ قادیانیوں کی اس لغو اور بیہودہ حرکت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں جو اُن سے انگلستان میں خلافت عثمانیہ کے خلاف ایک یادداشت چھپوا کر ممبران پارلیمنٹ تک پہنچانے میں سرزد ہوئی ہے۔ سید صاحب کی یہ تنقید نہایت صحیح اور واجب ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے بھائیوں کی اس ناعاقبت اندیشانہ کارروائی کے خلاف سختی سے نوٹس لیں۔ مگر افسوس کہ غصہ اور خفگی کے عالم میں اُنہوں نے ان نومسلم انگریزوں پر بھی آوازے کسے ہیں جنکو خواجہ صاحب نے دولت اسلام سے مالا مال کر دیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ وہاں کے مسلمان انگریز تحریک خلافت میں بالکل حصہ نہیں لے رہے اور اُنکی تحریک خلافت میں عدم اشتراک کو وہ ہماری کمزوری پر محمول کر کے ہمیں اُن کے ضمیروں کا رازدان قرار دیتے ہیں۔ اول تو ہم صاف صاف کہتے ہیں کہ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کے رو سے کوئی متنفس دوسرے کے افعال کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ نہ ہم یہاں کے سات آٹھ کروڑ مسلمانوں کی باطنی کوائف کے رازدان ہیں اور نہ ہی وہاں کے نومسلموں کی روشن ضمیری کے ٹھیکیدار ہیں۔ البتہ اتنا کہدینا نہایت ضروری جانتے ہیں کہ ان توحید کے شیدائیوں اور خدائے واحد کے پرستاروں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کے خلاف سید عبدالسلام صاحب کے اس مضمون سے سخت غلط فہمی پھیل سکتی ہے اسلئے واقعات کو ہم الم نشرح کر دینا ضروری جانتے ہیں

لہٰذا ہم عرض کر دیتے ہیں کہ وہاں کے تمام نومسلم زن و مرد مسلمانوں کے ساتھ ہر معاملہ میں شامل ہیں۔ خلافت کے متعلق جتنے جلسے ہوتے ہیں وہ اُن میں شامل ہوتے ہیں۔

تقریریں سنتے ہیں۔ اپنے لیڈروں کی امداد کرتے ہیں جس طرح یہاں سارے مسلمان نہ خطیب ہیں نہ مضمون نگار۔ وہاں بھی سب کے سب نہ لیکچرار ہو سکتے ہیں نہ ادیب۔ اُنکے نمائندے بہت [illegible] زور و شور سے کام کر رہے ہیں۔ حضرت مولینا محمد مارما ڈیوک پکتھال ہی ایک ایسا با برکت اور مقدس وجود ہے جس کی ادارت میں اسوقت مسلم آوٹ لک نکل رہا ہے کہ اس کا ہم پلہ ہمیں تو کم از کم ہندوستان کیا عالم اسلامی میں کوئی نظر نہیں آتا۔ اس کی قدر سیٹھ جو ہانی جانتے ہیں یا مولوی محمد علی صاحب جو اپنی آنکھوں سے اُن کے حیرت انگیز کارنامے دیکھ رہے ہیں۔ پروفیسر لیون بھی اس طرح سرگرم کار رہیں۔ ڈڈلے رائٹ کا قلم معجز نگار اپنی خدمات اسلام کے لئے وقف کر چکا ہے۔ عبداللہ جوزف کے جوش اور خلوص کی شہادت تو اسلامک ریویو کے کالم دینگے۔ مسٹر شیلڈرک خالد نے خلافت عثمانی کی حمایت میں حال ہی میں ایک مضمون زیب رقم کیا ہے خود سید سلیمان صاحب ندوی اپنے پیر سلیمانی میں جو "خطیب" مورخہ ۲۰ اپریل میں شائع ہوا ہے۔ دوسرے مضمون کے متی طب اول گو سید عبد السلام صاحب ہیں انہیں نو مسلم انگریزوں کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "چند مسلمان انگریز بھی سچے دانہ سلامی ہیں" اور حقیقت میں یہ چند مسلمان اپنے بھائیوں کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ جس طرح ہندوستان میں چند ایک مسلمان جد و جہد کر کے مسلمانان ہند کی نمائندگی کا حق ادا کر رہے ہیں۔

کیا ہم یہاں کے کام کرنے والوں کو انگلیوں پر نہیں گن سکتے۔ باقی رہی نکتہ چینی۔ سو یہ بیکاروں کا مشغلہ ہے وہ کرتے رہینگے۔ ہم نے حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے۔ سوچنے والے سوچیں۔ اور غور کرنیوالے تدبر کریں۔

امید ہے کہ مدیر "اہل حدیث" اپنے نو مسلم بھائیوں کے متعلق جو غلط فہمیاں انہیں کے پرچہ میں پھیلائی گئی ہیں دُور کرنے کی کوشش کرینگے۔ بھائیوں کی حمایت میں آواز بلند کرنا تعلیم اسلامی کے عین مطابق ہے ❊

اسلام میں مساوات

(از قلم جناب اقبال شیدائی مسلم مشنری)

مغربی مدعیانِ تہذیب کئی صدیوں کے غور و تفکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہر ایک انسان خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو۔ گورا ہو یا کالا۔ زرد ہو یا سرخ۔ نسل انسانی کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے ان تمام حقوق کا جائز وارث ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے روز ازل سے اُسے دے رکھے ہیں۔ اور اُن کا غصب کرنیوالا ظالم اور جہنمی ہے۔ یورپ کا ہر وہ شخص جو اپنے آپکو مسیح علیہ السلام کے گلے میں شمار کرتا ہے اس بات کا مدعی اور دعوےٰ دار ہے کہ مساوات اور حریت کا سبق نسل انسانی کو اُس نے ہی پڑھایا۔ اور کہ صرف مسیحیت ہی دُنیا میں اس مساوات کو قائم رکھ سکتی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا دعوےٰ ہے جو ثبوت کا محتاج ہے آجتک تو کوئی مسیحی اس بات کو اپنے عمل سے ثابت نہیں کر سکا۔ اور نہ ہی اُن کا اُستاد یا "خدا کا بیٹا" اپنے الفاظ کو اگر کہیں وہ ہیں۔ کوئی عملی جامہ پہنا سکا۔ دُنیا کے دکھانیکو یہ الفاظ کہ عیسائی دُنیا ہی نظام عالم کو قائم و برقرار رکھنے کیلئے اصول مساوات کو ترویج دے رہی ہے۔ کہے جا رہے ہیں۔ مگر کوئی شخص چند لمحوں کے لئے مسیحی اقوام کے قول و عمل کا مطالعہ و تقابلِ نظر سے کرے تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیگا۔ کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور۔ اور دکھانے کے اور ہیں۔ وہ شاید سوائے عیسائیوں کے کسی اور کو انسان نہیں سمجھتے اور یہی لئے وہ لوگ جو مسیح کو دنیا کا نجات دہندہ تصور نہیں کرتے مساوات سے محروم ہیں۔ اس بات کا ثبوت انجیل سے ہمیں ملتا ہے جس جگہ کہ "خدا کا اکلوتا بیٹا" ایک سامری عورت کو جو یہودی الاصل تھی۔ اور جو برکت ڈھونڈنے آئی تھی مخاطب کرتا ہے کہ بچوں کی روٹی کتوں کو نہیں دی جاتی۔ یعنی مسیح کی اپنی قوم کے حقوق دوسری قوموں سے کہیں ارفع و اعلےٰ ہیں۔ جب اُستاد کی یہ تعلیم ہو تو اُسکے شاگرد کیوں اس تعلیم پر عامل نہ ہوں ❊

اگر ہندوستان کی اندرونی حالت کو بھی بغور ملاحظہ کریں تو وہاں بھی یہ نشان پائے جائینگے۔ اور مذہب میں امیر و غریب کا نمایاں فرق نظر آئیگا۔ اور یہ بات اللہ کے گھر میں یعنی مندر جائیں" تو خوب دیکھی جا سکتی ہے۔ اس مالک کون و مکان کے حضور میں جہاں امیر و غریب کی کوئی تمیز نہیں ہے یہ مغربی تہذیب دنیاوی فرق مراتب کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے ہیں ❊

رومن کیتھولک فرقہ میں تو مذہبی پیشواؤں کو عجیب و غریب رتبہ حاصل ہے وہ خدا کے قریبی رشتہ دار بن جاتے ہیں۔ اور جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ انہیں یہ بھی حق حاصل ہوتا ہے کہ گنہگاروں کے گناہ چند سنہری دروپہلی سکوں کے بدلے بخش سکتے ہیں۔ اور خود جو کچھ بھی کریں خواہ وہ کس قدر مخرب اخلاق ہو۔ جائز ہے۔ اس قسم کی صدہا اور باتیں ہیں جو اُنکی حریت و مساوات کی ڈینگوں کے ثبوت میں سم قاتل کا حکم رکھتی ہیں اور اُن کے اس دعوے کا تار و پود بکھیرنے کے لئے کافی ہیں۔

پیشتر اسکے کہ میں اپنے اصل مضمون کی طرف رجوع کروں مناسب خیال کرتا ہوں کہ چند الفاظ ہندو مذہب کی نسبت بھی عرض کروں کہ کہاں تک وہ حریت و مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے تعلیم یافتہ ہندو بھی جنہیں یورپ کی شاگردی کا فخر حاصل ہے یہ بات ببانگ دہل کہتے ہیں کہ مساوات اُن کا مذہب ہے۔ اور اسکو وہ اپنے مذہب سے ثابت کرنے کی کوشش بھی کیا کرتے ہیں مگر علم تاریخ کا مبتدی بھی جانتا ہے کہ ہندوازم نے تو مساوات کی جڑیں ہی کاٹ کر رکھدی ہیں۔ وہاں تو بعض انسانوں کو انسانیت سے ہی خارج سمجھا جاتا ہے۔ اور نسل انسانی کے بعض طبقوں کو تو اسقدر بڑھایا ہے کہ اُنکے رتبہ تک پہنچنے کا خیال تک بھی دل میں لانا گناہ کبیرہ ٹھہرایا ہے وہ بڑا اسفنن سنوجی جس پر تمام ہندو قوم کو ناز ہے انسانوں کو چار گروہوں پر منقسم کرتا ہے اور طبقہ اول کو وہ بڑائی اور بزرگی عطا کرتا ہے کہ طبقہ چہارم کا کوئی انسان خواہ وہ کتنا ہی پارسا اور نیک کیوں نہ ہو۔ اُس کی خاکِ پا تک کو چھونے کے قابل نہیں۔ اور اگر خدانخواستہ اُس کے کان میں کوئی لفظ بھی اس پاک کتاب کا جسے وید مقدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے پڑ جائے تو اُسکے کانوں میں سیسہ یا کوئی اور دھات پگھلا کر ڈالدی جائے اور اسکی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے۔

درمیانی دو طبقوں کا درجہ بھی پہلے طبقہ سے کسی حالت میں برابر نہیں ہو سکتا۔ طبقہ چہارم کے ہاتھ سے چھوئی ہوئی کوئی چیز اس قابل نہیں رہتی کہ اوپر کے تین طبقے کھا سکیں۔ تو کیا وہ مذہب جو یہ تعلیم دیتا ہو۔ اس بات کا مدعی ہو سکتا ہے کہ مساوات و حریت کا پرچار اُس کا اصلی مدعا و منشاء ہے۔ اگر ہے تو ثبوت پیش کیا جائے۔

اب میں اس مذہب فطرت کی طرف سعید الفطرت اور سلیم الطبع حضرات کی توجہ منعطف کرتا ہوں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ کہاں تک اسلام انسانی حقوق حریت و مساوات کی تلقین کرتا ہے اور اُسکے معلم اول صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تعلیم پر خود کہاں تک عمل کیا۔ اور اُسکے متبعین نے کیا نمونے چھوڑے۔ پھر میں حضرات ناظرین کرام کے عدل و انصاف پر چھوڑ دونگا۔ کہ اپنا فیصلہ نہایت سچائی اور نیک نیتی سے دیں۔ کہ ان تینوں مذاہب میں سے کونسا مذہب حریت و مساوات کی صحیح تعلیم دیتا ہے۔ اور کس مذہب کے پیروؤں نے کس حد تک اسپر عمل کیا۔

میں نے عیسائیت اور ہندوازم پر نہایت مختصر الفاظ میں کہا ہے کیونکہ مجھے پورا یقین ہے کہ ناظرین کرام میں کوئی ایسا فرد واحد نہیں ہوگا۔ جسے ان ہر سہ مذاہب سے کم و بیش واقفیت نہ ہوگی۔ جب دُنیا کے بسنے والے ظالم و جفا کار ہو گئے جب وہ انسانی حقوق کو غصب کرنیوالے ہو گئے جب زبردست زیردست کے فطرتی ازلی اور جائز حقوق کو پامال کرنے لگے اور دُنیا میں کوئی ایسا قانون نہ رہا۔ کہ اُنکو ظالموں اور جابروں کے دست ظلم سے بچا سکے تو یکایک اس خدائے ذوالجلال کی غیرت کو حرکت ہوئی۔ اُس نے اپنے غریب اور عاجز بندوں کی یاوری کے لئے ایک ایسے سلیم الفطرت انسان کو لوگوں کے حقوق کی نگہداشت کے لئے کھڑا کیا۔ جس نے اپنی آواز کو نسل انسانی میں مساوات کو قائم کرنے کے لئے بلند کی جابر و ظالم انسان اُس کے دشمن ہو گئے۔ اور طرح طرح کے منصوبے اُسکی جان لینے کیلئے کئے۔ مگر اس عظیم الشان ہستی کے پائے ثبات کو لغزش نہ ہوئی اور وہ اپنی کوششوں میں ہمیشہ منہمک رہا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک انسان کو اس سے پہلے وہ رتبہ دیا جا چکا ہے جس نے مساوات کی عمارت کی بنیادوں کو ہلا دیا ہے۔ ممکن ہے کہ اُسکے متبع کبھی اسکو اس زندگی کے بعد اس سے برابر یا زیادہ کوئی مرتبہ نہ دیویں۔ تو اس نے خدا کے الفاظ میں یہ صدا دی کہ "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" یعنی میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ بحیثیت انسان مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں۔ میں ایک عاجز بندہ ہوں۔ ہاں فرق صرف اتنا ہے کہ میں مساوات کا معلم ہوں۔ اور خدا کے احکام تم تک پہنچانے والا ہوں اور بس۔

اگر اس کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو ایک بات بھی ایسی نہیں ملے گی۔ جس میں مساوات کی تعلیم میں کوئی نقص واقعہ ہو۔ جنگوں میں وہ خود ایک سپاہی کے دوش بدوش دشمنان حریت و مساوات سے لڑتے تھے۔ جنگ خندق میں وہ خود کدال لیکر خندق کو کھودتے تھے۔ اگر وہ یہ عملی سبق نہ دیتے۔ تو وہ مساوات کا مسئلہ کوئی حقیقت نہ رکھتا۔ ہر ایک غریب سے غریب انسان کی خبر گیری کرتے تھے۔ اس کے غم میں شریک ہوتے تھے۔ اُس کی خوشی میں اپنی خوشی سمجھتے تھے۔ دشمن کو بھی انسانی حقوق سے محروم نہ کرتے تھے۔ وہ دوسری قوم کو کتوں سے تشبیہ نہ دیتے تھے۔ امیر و غریب کی کوئی تمیز نہ کی جاتی تھی۔ بلکہ اُن کے لئے یہ دستور العمل قرار دیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے سب بھائی بھائی ہیں۔ کسی میں کوئی فرق نہیں۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ ایک شودر زہد و عبادت سے خدا کا برگزیدہ ہو سکتا ہے اور بہشت کا وارث ہو جاتا ہے۔ خدا کے گھر میں امیر و غریب کی عیسائیوں کی طرح کوئی تمیز نہیں وہاں تو محمود و ایاز ایک ہو جاتے ہیں۔ محتاج و غنی میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اور یہ وہ سبق ہے۔ جس پر تیرہ صدیاں گذرنے کے بعد بھی اسی طرح عمل کیا جاتا ہے جس طرح کہ اُس معلم اول کے زمانہ میں کیا جاتا تھا۔

غرضیکہ اس نے اپنے پیروؤں کو وہ عملی نمونہ دیا کہ دُنیا انگشت بدندان رہ جاتی ہے۔ بلکہ وہ دیکھتی ہے کہ ادنےٰ بدوی اٹھ کر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما جیسے با جبروت انسانوں کو روک دیتا ہے۔ کہ جب تک فلاں شک کو رفع نہ کیا جائے۔ تمہاری بات نہیں سنی جا سکتی۔ اور اسکے آگے وہ سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ اور اس کا شک رفع کئے بغیر کوئی بات نہیں کہتا۔ خلیفہ خود کہتا ہے کہ اگر میں کوئی ایسی بات کہوں جو حق و صداقت، حریت و مساوات پر مبنی نہ ہو۔ تو ہرگز نہ سُننا۔

ہر ایک انسان کو رائے دینے میں پوری پوری آزادی ہے کیونکہ یہ حق فطری ہے۔ جس سے کسی کو محروم کرنا بعید ظلم ہے۔ خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ جب یروشلم کے سفر میں جاتے ہیں تو راستہ میں آدھا سفر نوکر کو اونٹنی پر سوار کرتے ہیں اور آدھا سفر خود سوار ہوتے ہیں۔ کیا یہ سبق سعید الفطرت انسان کے لئے کافی نہیں کہ اس سے نمونہ لے۔ غلامی کو اسلام نے جڑوں سے اکھاڑ پھینکا۔ لوگوں کو کہدیا کہ دیکھو غلام بھی تمہاری طرح انسان ہیں۔ ان کو وہی کھانے کو دو جو تم خود کھاتے ہو۔ وہی پہننے کو دو جو تم خود پہنتے ہو۔ غرضیکہ وہی سلوک کرو جو تم اپنے آپ سے روا رکھتے ہو۔ ورنہ یاد رکھو۔ جہنم ان لوگوں کے لئے تیار ہے جو ظالم ہیں۔

وہ لوگ جو خواہ مخواہ اسلام کو مطعون کرتے ہیں کہ اسلام مساوات و حریت کا دشمن ہے غور کریں اور موجودہ مدعیان حریت و مساوات کے طرز عمل کو ملاحظہ فرماویں کہ کہاں تک وہ صحیح ہیں۔

میں دوسرے وقت پر باقی مضمون کو چھوڑتا ہوں۔ انشاء اللہ اسلام میں مساوات کو زیادہ واضح طور پر بیان کرنے کی کوشش کرونگا ❊

مسئلہ خلافت اور امیر افغانستان

مولانا عبد الباری کا خط سردار محمود طرزی کے نام

مولانا عبد الباری نے حسب ذیل خط سردار محمود طرزی کی خدمت میں روانہ کیا ہے :-

اخبارات کے نام آپ کا یہ پیام کہ اعلیٰحضرت امیر صاحب افغانستان کا خلافت کے متعلق کوئی دعوےٰ نہیں۔ اس سے وفادار مسلمانوں کو جو اس معاملہ میں بعض شر انگیز اطلاعات سے بہت پریشان ہو گئے تھے۔ بہت کچھ اطمینان ہوا۔ سُنی مسلمانوں نے شاہان عثمان کو برسوں اور صدیوں سے خلیفہ تسلیم کر رکھا ہے۔ اس لئے وہ خلافت کے مسئلہ کو اٹھانے پر تیار نہیں۔

انگریزوں کو خواہ مخواہ سلام نہ کیا جائے :- بریلی میں پچھلے دنوں ایک پبلک جلسہ زیر صدارت مولانا عبد الودود منعقد ہوا جس میں اتفاق رائے سے یہ ریزولیوشن پاس ہوا۔ اور حاضرین نے اس ریزولیوشن پر عمل پیرا ہونے کا عہد کیا کہ آئندہ سے کوئی ہندوستانی کسی انگریز کو خواہ مخواہ سلام نہ کرے ❊

اعلان فسخ بیعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت سیدنا مولینا حضرت امیر قوم سلمہ اللہ تعالےٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بندہ قریباً دس سال سے سلسلہ حقہ میں داخل ہے۔ اور جناب میاں صاحب کی بیعت میں بھی داخل تھا۔ جبکہ ہماری سنگر مشین کمپنی نے ایک برانچ شیخ مولابخش صاحب کے کاروبار کے بالکل سامنے کھولی۔ جس پر مجھے مقرر کیا گیا۔ اور مبائعین دوستوں نے مجھے خوب سمجھا دیا کہ شیخ مولابخش سے ہرگز نہ بولنا۔ خیر میں اس نصیحت کے ماتحت شیخ صاحب سے بالکل بات نہ کرتا تھا۔ مگر چونکہ میں شیخ صاحب کے سامنے تھا۔ اسواسطے میں ہمیشہ اُنکی بحث غیر احمدیوں اور مبائعین سے سُنتا رہتا تھا۔ ایک دن ہمارے مبلغ محمد امین پٹھان مبائع شیخ صاحب سے بحث کر رہے تھے۔ اور قریباً دو سو آدمی جمع ہو گئے ہوئے تھے اور شیخ صاحب نے مبلغ صاحب کا دلائل سے ناک بند کیا ہوا تھا۔ اور سارا مجمع محمد امین مبلغ کو ملامت کر رہا تھا مجھ سے رہا نہ گیا۔ اور میں اپنے مبلغ صاحب کی امداد کیواسطے وہاں پہنچگیا۔ جب میں نے گفتگو اور دلائل سُنے۔ اور شیخ صاحب ہر ایک بات پر حضرت صاحب کی تحریریں پیش کرتے۔ اور ایسے سچے اعتراض کرتے کہ ہمارے مبلغ صاحب سے ایک بات بھی بن نہ آئی۔ اور مجھے یقین کامل ہوگیا۔ کہ مبائعین بالکل غلطی پر ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کے مذہب اور اعتقاد سے بہت دُور جا پڑے ہیں اور یہی کمزوری مبائعین کی تھی۔ کہ مجھے شیخ صاحب سے گفتگو کرنے اور بولنے چالنے تک منع کر دیا تھا۔ تو چونکہ دلائل ہی سے انسان مر جاتا اور دلائل ہی سے زندہ ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ شیخ صاحب کے دلائل سے مبلغ مبائعین مر گیا تھا۔ اسواسطے اُس نے ایک بڑی ناجائز حرکت کی وہ یہ کہ ایک آدمی میاں اللہ رکھا صاحب نے بڑے انصاف کی بات کی کہ مبلغ صاحب آپ سے کوئی بات نہیں بن پڑتی۔ یونہی آپ ادھر اُدھر کی باتیں کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعود ؑ کے ایک دو شعر مبائعین کے اعتقاد کے برخلاف سُنائے۔ اس پر مبلغ صاحب نے اُس کو ایک سوٹا مار دیا۔ خیر شیخ مولابخش صاحب کی عقلمندی اور دور اندیشی سے مبلغ صاحب بچ گئے۔ اور فوراً جلسہ برخاست کر دیا گیا۔ مگر میں صداقت سے لبریز ہو گیا۔ اور راستی میرے اندر گھر کر گئی۔ اور میں نے شیخ صاحب کے پاس آنا اور سمجھنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالےٰ شیخ صاحب کو جزائے خیر دیوے۔ انہوں نے نہایت شفقت سے مجھے سمجھایا ہے۔ اور حوالے بتلائے ہیں۔ یہانتک کہ میری بالکل تسلی ہوگئی۔ کہ مبائعین جو شیخ صاحب کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ سچے ہیں کیونکہ شیخ صاحب کا وجود مبائعین کے لئے زہر قاتل ہے۔ اللہ تعالےٰ شیخ صاحب کی صحت رکھے اور زیادہ توفیق دیوے۔ جنہوں نے مجھے اس ضلالت کے گڑھے سے نکالا۔ شیخ صاحب گو عمر رسیدہ بزرگ ہیں۔ مگر اُن کے دلائل بڑے زبردست ہیں جنکے آگے مبائعین نہیں ٹھیر سکتے۔ کیونکہ لٹریچر احمدیہ کی کامل واقفیت رکھتے اور بڑا تیز حافظہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ صاحب نے احمدیہ لٹریچر کو حفظ کیا ہوا ہے۔ ذرا ذرا سی بات بھی بغیر حوالہ حضرت مسیح موعود ؑ کی تحریر کے نہیں کرتے۔

خیر شیخ صاحب کی بدولت مجھے واقفیت ہوگئی اور اپنے بھائی شیر خان صاحب سے جو میاں صاحب کے بڑے جوشیلے مُرید ہیں۔ بحث کرتا رہا۔ مگر بالکل تسلی نہ ہوئی اور میرے ایک سوال کا بھی تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔ آخر مبائعین کو خبر ہوئی۔ تو مولوی فیض الدین صاحب مبائع میرے پاس آئے۔ اور کہا کہ ہم تمکو سمجھا دینگے۔ میں نے کہا آئیے جب میں نے سوال کیا تو مولوی صاحب بڑا شور مچانے لگ گئے اور کچھ جواب نہ دے سکے اور چلے گئے۔ جتنی دفعہ مولوی صاحب تیاریاں کر کے آئے اسی طرح واپس چلے گئے۔ پھر مہر غلام حسین صاحب مبائع دو دفعہ خاص طور پر میرے پاس بھیجے گئے۔ پھر مسٹر عزیز الدین صاحب جو تبلیغ کیواسطے ولایت گئے ہیں اُنکو میں نے کہا کہ آپ ولایت تبلیغ کرنے جاتے ہیں مجھے یہاں سمجھا لو۔ تو کہنے لگے۔ مجھے فرصت نہیں ہے۔

الغرض تمام مبائعین باری باری میرے پاس آئے۔ مگر سب سے پہلے یہ شرط کر لیتے۔ کہ شیخ مولابخش یہاں نہ آویں۔ جسکو میں منظور کر لیتا۔ منشی عبد اللہ صاحب ..... جو بڑے گرم طبیعت کے ہیں اور منشی عبد اللہ صاحب محرر چونگی۔ اور قاضی محمد یوسف صاحب تو میرے بڑے پُرانے دوست ہیں جس روز کوئی چھٹی ہوتی وہ تمام دن میرے پاس ہی رہتے۔ اور مجھے سمجھاتے کہ اسکے معنے یہ ہیں۔ اور اُسکے معنے یہ ہیں۔ فلاں کتابیں منسوخ ہیں اور فلاں ناسخ ہیں جب ناسخ میں سے سوال کئے۔ تو کہیں اسکے معنے اور ہیں۔

آخر میری تسلی نہ ہوئی۔ اور یقین کامل ہوگیا کہ مبائعین کے پاس حق بالکل نہیں ہے۔ صرف گلے پڑا ڈھول بجا رہے ہیں۔ اور لطف یہ کہ اگر سو مبائعین سے آپ پوچھیں تو سو ہی اعتقاد ہوگا۔ لیعنی ہر ایک کا جُدا جُدا اعتقاد ہے مگر احمدیوں کا سب کا ایک ہی اعتقاد ہے

پھر مجھے شیخ صاحب نے آپ کی معرکۃ الآرا تصنیف[1] الموسومہ بہ "النبوۃ فی الاسلام" دی۔ سبحان اللہ آپنے وہ کام کیا ہے کہ سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ کی انسائیکلو پیڈیا بنا دی ہے۔ اس کا مطالعہ کیا۔ تو اب تو مبائعین مجھے بھی شیخ صاحب کی طرح گالیاں دیتے ہیں۔

میں نے اعلان فسخ بیعت جناب کی خدمت میں لکھا۔ یہ تحریر میں نے رکھ لی تھی کہ جناب میاں صاحب کی آمد آمد کی خبر شروع ہوئی۔ اور بڑی دھوم دھام سے مبلغ تمام ضلع میں لوگوں کو جلسے کی دعوت دیکر لانے چلے گئے۔ میں نے سوچا کہ جناب میاں صاحب تشریف لا رہے ہیں اور اُن کا مضمون سنہری چھپا ہوا ہے:۔

پہلا مضمون "دعاوی حضرت مسیح موعود ؑ"

دوسرا مضمون "آئندہ تمام دنیا کا مذہب اسلام ہوگا"

سُنہری چھپے ہوئے ہیڈ بل دیکھکر طبیعت کو کچھ تسکین ہوئی۔ کہ میاں صاحب کا مضمون تو میرے مطلب کا ہے اور سُنہری چھپا ہوا ہے۔ ضرور صاحبزادہ صاحب حضرت صاحب کے دعوٰے نبوت کو اگر اُنہوں نے کیا ہے تو خوب کھول کر بیان کریں گے۔ جیسا کہ "القول الفصل" کے صفحہ ۲۵ پر بڑی دلیری سے لکھا ہے کہ "حضرت مسیح موعودؑ کے دعوٰے اور آپکے درجے کے متعلق سوال ہو تو ہم مجبور ہونگے کہ بتلا دیں کہ آپ کا آخری درجہ نبی بلکہ اس سے بھی بڑھکر ......

مگر افسوس صد افسوس کہ جناب میاں صاحب نے ہرگز مسیح موعود ؑ کی نبوۃ اشارۃً نہ کنایۃً بھی ذکر نہیں کیا۔ اگر دعوٰے نہیں کیا۔ تو یہ کہا کہ تیرہ سو سال میں ولی اللہ ہوتے رہے ہیں جنہوں نے دین اسلام کی خدمت کی ہے۔ اور ہندوستان میں اسلام پھیلایا۔ اسی طرح اس زمانے میں احمد صلعم کے غلام کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا۔ اور اُس کے ذریعے دین اسلام کی خدمت کرائی

جب ذکر کیا تو یہی ذکر کیا کہ ادنےٰ غلام محمد رسول اللہ کا اور خادم دین اسلام۔ اور خوشی کا مقام ہے کہ مسیح موعود ؑ کی صداقت میں یہ ثبوت بھی پیش کیا۔ کہ دیکھو لنڈن میں ووکنگ مشن میں سینکڑوں انگریز مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہے۔

گو ہمارا آپس میں کتنا ہی اختلاف ہو مگر وہ احمدی ہیں میں نے کہا سبحان اللہ۔ شکر ہے کہ میاں صاحب نے ووکنگ مشن کا نام لیا ہے۔ حالانکہ لیکچر سے دو تین روز ہی پہلے میاں صاحب کے مشہور مرید قاضی محمد یوسف صاحب نے کہا تھا۔ کہ ووکنگ مشن نے کوئی مسلمان نہیں بنایا خطبہ جمعہ میں اپنی جماعت کو اتفاق اور اتحاد پر وعظ کر رہے تھے۔ تو فرمایا۔ کہ جب تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا تو اسکے غلام (غلام احمد) سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے۔ یہ سُن کر میں نے سوچا کہ سبحان اللہ ادھر خلافت میں تو تمام دنیا کو بڑے زور شور سے چیلنج دیا ہوا ہے کہ کوئی محمد رسول اللہ صلعم کا نام احمد ثابت کر دے۔ اور اب یہ فرماتے ہیں کہ احمد کے غلام سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے۔

[1] جس پر شیخ صاحب نے ہر جگہ نوٹ کئے ہوئے ہیں

قصہ کوتاہ خطبہ جمعہ میں اور اپنے پہلے لیکچر میں جو دعاوی مسیح موعود ؑ پر تھا۔ نبوت کا ذکر نہیں کیا۔ دوسرا لیکچر تھا "آئندہ تمام دنیا کا مذہب اسلام ہوگا"۔ اس لیکچر کے شروع کرنے سے پہلے میرے بھتیجے عمر خان نے ایک خط لکھکر قاضی محمد یوسف مبائع کے ہاتھ میاں صاحب کو دیا۔ جس میں یہ لکھا چونکہ میں بھی اسوقت میاں صاحب ہی کا مرید تھا۔ (فرمیاں صاحب کے فتوے کے ماتحت اپنے والد مرحوم کا جنازہ چونکہ انہوں نے حضرت صاحب کی بیعت نہیں کی ہوئی تھی اسواسطے ہم دونوں بھائیوں نے جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ صوم وصلوٰۃ کے پورے پابند تھے۔ اور تہجد خوان بھی تھے۔ اس پر میرے بھتیجے نے جو وہ بھی غیر احمدی کا ہے میاں صاحب کو ایک خط لکھا جسکی نقل درج ذیل ہے:۔

کھلی چٹھی بنام میاں محمود احمد صاحب

عرصہ قریباً دو ماہ ہوا۔ کہ میرے دادا صاحب قضاء الٰہی سے فوت ہو گئے۔ میرے دو حقیقی چچا صاحبان شیر خان و جہانگیر خان آپ کے مرید ہیں۔ انہوں نے اپنے والد صاحب کا چونکہ صوم وصلوٰۃ کے پورے پابند تھے جنازہ نہیں پڑھا۔ اور سامنے کھڑے رہے۔ تمام برادری نے مرحوم بزرگوار کا جنازہ پڑھا۔

ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ آپ نے بڑی جرأت سے اپنے باپ کا جنازہ تو نہیں پڑھا۔ مگر کیا آپ ان کا ورثہ تو نہیں لینگے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ارشاد ہے کہ کافر کا ورثہ مومن نہیں لے سکتا۔ اور مومن کا ورثہ کافر نہیں لے سکتا۔ حدیث متفق علیہ ہے لیعنی مسلم اور بخاری دونوں نے روایت کی ہے۔ پھر ایک اور حدیث جسکو مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی اپنی حواشی شریفہ میں نقل کرتے ہیں کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا کیونکہ روایت ہے کہ ابو طالب مر گیا اور اُس نے چار بیٹے چھوڑے۔ ایک حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔ دوسرے حضرت جعفرؓ۔ یہ دونوں مسلمان تھے۔ تیسرے عقیل اور چوتھے طالب یہ دونوں کافر تھے۔ نبی کریم صلعم نے عقیل اور طالب کو ابو طالب کی وراثت دلائی۔ اور حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کو ورثہ نہ دلائی۔

ایک اور حدیث ہے۔ کہ امام احمد اور ابو داؤد اور دارمی نے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے دو مختلف مذہبوں والے آپس میں ایکدوسرے کا وارث نہیں ہوتے۔ اس حدیث کے اصل راوی عبد اللہ بن امرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں

اب میرا سوال آپ کی خدمت میں یہ ہے۔ اور آپکو خدا تعالےٰ کی قسم ہے میرے سوال کا جواب صاف لفظوں میں دیں۔ اور اس میں دورنگی اور اینچا پیچی نہ ہو۔

سوال یہ ہے کہ قرآن شریف اور صحیح حدیث اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی جو نفس نبوت میں حضرت خاتم النبیین صلعم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے برابر ہو۔ آسکتا ہے جس کے نہ ماننے سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاوے۔

کیا مرزا صاحب ایسے نبی ہیں جن کے انکار سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور کیا کوئی نص صریح قرآن شریف اور صحیح حدیث اس کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں؟ آپ کے لیکچر کا مضمون یہ ہے۔ "آئندہ تمام دنیا کا مذہب اسلام ہوگا" اسواسطے پیشتر اس کے کہ آپ اپنا مضمون شروع کریں۔ اس سوال کا جواب جو کہ کفر و اسلام کا بڑا اہم مسئلہ ہے نہایت صفائی سے روشنی ڈالیں تاکہ پہلے ہمکو پتہ لگ جاوے کہ اصل اسلام کیا ہے۔ جو آئندہ تمام دُنیا کا مذہب ہوگا۔ کیا وہی اسلام ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین لائے اور قرآن شریف میں ارشاد ہوا۔ جو شخص تم کو السلام علیکم کہے اُسکو یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو اور حدیث شریف متفق علیہ میں ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے۔ وہ کفر ان دونوں میں سے ایک پر پڑتا ہے ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ اپنے اہل قبلہ کی تکفیر مت کرو۔ یا یہ آپ کا کھپا دینے والا مذہب جو اسلامی وحدت کو پاش پاش کرتا ہے۔ اور قطع رحمی پر فخر کرتا ہے۔ جو آپ نے پیش کیا ہے جیسے آپ نے لکھا ہے کہ جیسے ایک غیر احمدی کا فرض ہے۔ کہ جب تک وہ بیعت میں داخل نہ ہو مسیح موعود اور اُس کے متبعین کو مسلمان نہ سمجھے ایسا ہی ایک احمدی کا

فرض ہے کہ جو مسیح موعود کی بیعت میں نہیں اُسے مسلمان نہ سمجھیں۔ اگر یہ ہی اسلام ہے۔ جس پر عمل کرکے میرے ہردو چچا صاحبان نے اپنے والد کا جو ارکان اسلام کے پورے پابند تھے۔ تہجد خوان بھی تھے۔ جنازہ نہیں پڑھا۔ اصل اسلام ہے تو مہربانی کرکے میرے چچا صاحبان کو یہ حکم بھی دیویں کہ وہ اپنے والد کا ورثہ بھی متذکرہ بالا حدیث کے ماتحت ہرگز نہ لیویں۔ اور وہ ورثہ مجھے ملے کیونکہ میں بزرگوار مرحوم کا پوتا ہوں۔ اور اُنکو پکا اور سچا مسلمان یقین کرتا ہوں۔

ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ کہ جنازہ تو اس لئے نہیں پڑھا۔ کہ اُنکو کافر سمجھتے تھے۔ اور کافر کا ورثہ ہڑپ کر جاویں۔ مسلمانوں سے بہت بعید بات ہے۔

اس خط کا جواب میاں صاحب نے ہرگز نہیں دیا۔ حالانکہ لیکچر کے دوران میں کئی دفعہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کو میں نے کہا کہ میاں صاحب نے اس خط کا جواب نہیں دیا۔ اُنکو کہو جواب دیویں۔ جب اور جتنی دفعہ میں نے جواب کا مطالبہ کیا۔ حافظ صاحب یہی کہتے رہے۔ کہ ابھی دیتے ہیں۔ ذرا صبر کرو۔ ابھی جواب دیویں گے۔ کرتے کرتے میاں صاحب اپنا لیکچر ختم کرکے صبح چلے بھی گئے۔ مگر جواب نہ دیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون ۝

اب بذریعہ اخبار پھر میاں صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ میرے اس مطالبہ کا جواب خود دیں اور میری فہم کا خیال رکھیں۔ اور جواب خود دیویں۔ کسی اخبار نویس سے نہ دلوائیں۔ کہیں وہ شاید نہ لکھدیں کہ مولوی فیض الدین صاحب نے جو ایک مکفر اور مکذب کا جنازہ بھی پڑھا اور اُنکی ورثہ بھی لے لی ہے۔ کیونکہ ایک غلطی سے دوسری غلطی کی اصلاح نہیں ہوا کرتی۔ والسلام۔

جہانگیر خان مینجر سٹار سٹیشن کمپنی سیالکوٹ۔

تازہ ترین خبریں

یورپ اور ٹرکی

شرائط صلح

شملہ ۱۳ مئی۔ شرائط صلح پیرس میں ٹرکی سفرا کے حوالے کردی گئی ہیں ان شرائط کا سرکاری خلاصہ بغرض اطلاع عام شائع کیا جاتا ہے۔

عہدنامہ فیما بین ٹرکی و دول متحدہ تیرہ مضمون پر مشتمل ہے حصہ اول میں مجلس اقوام کے باہمی معاہدہ کا اعادہ کیا گیا ہے حصہ دوم کا تعلق سرحدات سے ہے اور حصہ سوم میں سیاسی قراردادوں سے بحث ہے۔

حصہ دوم۔ سرحدات

(۱) مغربی سرحد۔ ٹرکی کی مغربی اور یورپین سرحد چیٹالجہ سے شروع ہوکر کلکا تیا پر ختم ہوتی ہے کہ یہ دونوں مقامات اس میں شامل ہیں۔ ایڈریانوپل۔ کرک کلیسا۔ اسکی بابا اور جیلونشلیجہ علاقہ یونان میں آگئے ہیں۔

(ب) مشرقی سرحد۔ طرابزان۔ ارض روم۔ بطلیس۔ اور وان کی ولایات میں ٹرکی اور آرمینیا کی حد فاصل کے تعین کا مسئلہ صدر جمہوریہ امریکہ کے ثالثانہ فیصلہ پر چھوڑ رکھا جائیگا۔ ٹرکی آرمینیا اور دوسرے متعاہدین کو یہ فیصلہ منظور ہوگا۔ اور اسکے علاوہ وہ اُن شرائط کے تسلیم کرنے پر بھی رضامند ہونگے۔ جو آرمینیا کی آزاد و خودمختار سلطنت کو کوئی ایسا علاقہ دیئے جانے کے متعلق تجویز کریں جس سے آرمینیا سمندر تک پہنچ سکے۔

(ج) جنوبی سرحد۔ جنوبی سرحد دریائے جیحون کے دہانہ سے شروع ہوکر بوزانٹی۔ ادانیہ۔ عین تاب۔ اُرفا اور جزیرہ ابن عمر تک پہنچیگی مگر یہ تمام مقامات ٹرکی رقبہ میں شامل نہ ہونگے۔ اور وہاں سے چل کر ایران کی سرحد پر بمقام نجد داغ ختم ہو جائے گی۔

حصہ سوم۔ سیاسی قراردادیں

(۱) قسطنطنیہ ترکی حکومت کے حقوق و حیثیت حاکمانہ میں کوئی تبدیلی نہ کی جائیگی۔ البتہ یہ حق محفوظ رکھا جاتا ہے۔ کہ اگر ٹرکی نے نیک نیتی سے شرائط صلح پر عمل نہ کیا تو اس دفعہ میں ترمیم کردی جائے گی۔

(ب) باسفورس اور دردانیال۔ تمام وہ دریائی علاقہ جو باسفورس کے دہانہ بحیرہ اسود اور دردانیال کے دہانہ دردانیال کے درمیان واقع ہے نیز وہ بحری رقبہ جو ان دہانوں سے تین میل کے اندر پھیلا ہوا ہے اور نیز ساحلی علاقہ کا وہ حصہ جو ضروری سمجھا جائے دول متحدہ کے ایک کمیشن کے زیر انتظام ہوگا۔ اس کمیشن کے فرائض میں یہ بات داخل ہے کہ یہ سمندر جنگ اور صلح دونوں حالتوں میں اقوام عالم کی جہاز رانی کے لئے کھلے رہیں۔

عدالتی اختیارات کے استعمال کا یہ طریقہ ہوگا۔ کہ ترکی رقبہ کے اندر جن اقوام کی رعایا کو جنکو ٹرکی میں ترجیحی حقوق حاصل نہیں ہیں اور نیز ترکی رعایا کو اپنے مقدمات ترکی عدالتوں میں دائر کرنے ہونگے۔ یونانی رقبہ کے اندر یونانی عدالتیں ہوں گی۔ اور ان اقوام کی رعایا کیلئے جنہیں ٹرکی میں ترجیحی حقوق حاصل ہیں۔ قونصلی عدالتیں ہونگی ✦

(ج) کردستان۔ اس عہدنامہ کے نفاذ کی تاریخ سے چھ مہینے کے اندر اُن علاقوں کے لئے جو دریائے فرات کے مشرق کی طرف واقع ہے اور جس کی آبادی کا جزو غالب کردوں سے مرکب ہے مقامی حکومت خود اختیاری کی ایک تجویز کا مسودہ مرتب کیا جائیگا۔ مسودہ کی ترتیب ایک کمیشن کے سپرد ہوگی۔ جسکے اراکین کو فرانسیسی، اطالوی اور برطانوی سلطنتیں نامزد کریں گی۔ اس کمیشن کے اجلاس قسطنطنیہ میں منعقد ہونگے۔ کردستان کی اس مقامی حکومت خود اختیاری کی تجویز میں اسیریائی اور کالدیائی مذہب کے پیرووں اور دوسری مختلف النسل قلیل التعداد جماعتوں کے حقوق کی حفاظت کی بھی پوری پوری گنجائش رکھی جائیگی اور اس غرض کی تکمیل کے لئے کردی۔ ایرانی، اطالوی، فرانسیسی اور برطانوی نمائندوں کا ایک مخلوط کمیشن مقرر کیا جائیگا۔ تاکہ امور مابہ النزاع پر بحث کرنے کے بعد صحیح فیصلہ کرے۔ لیکن اگر عہدنامہ ہذا کی تاریخ نفاذ سے ایک سال کے اندر اہل کردستان مجلس اقوام کی کونسل کے سامنے قابل اطمینان عذرات کی بناپر بہت زور پیش کریں۔ کہ اُن کو ٹرکی حکومت سے آزاد کردیا جائے۔ اور اگر کونسل مذکور کو خیال ہو کہ یہ لوگ اپنے ملک کا انتظام آپ کرنے کے اہل ہیں اور اس بناپر سفارش کرے۔ کہ ٹرکی حکومت کی قید سے انہیں آزاد کردیا جائے۔ تو ٹرکی پہلے ہی سے اس بات پر اپنی رضامندی کا اظہار کرتا ہے۔ کہ کونسل کی سفارش پر عمل کریگا۔ اور جو حقوق اور اختیارات اُسے کردستان پر حاصل ہیں۔ اُن سے دست کش ہوجائے گا۔ البتہ ایسی دستکشی کی جزئیات کے بارہ میں ایک جداگانہ معاہدہ ٹرکی اور خاص خاص دول متحدہ کے درمیان جن کے دستخط عہدنامہ ہذا پر ثبت ہیں۔ سپرد قلم کیا جائیگا۔ اگر یہ دستکشی عمل میں آئے (اور جب کبھی بھی عمل میں آئے) اور اُس حصہ کردستان کے کرد باشندے جو اس وقت تک ولایت موصل میں شامل ہے یہ خواہش ظاہر کریں۔ کہ جدید التر کیب آزاد و خودمختار کردستان میں شامل کرلئے جائیں تو بڑی بڑی دول متحدہ کی طرف سے اسپر کوئی اعتراض وارد نہ ہوگا۔

(د) ایڈریانوپل۔ چونکہ یہ شہر مذہباً۔ نسلاً اور لساناً گرد و نواح کے رقبہ کی آبادی سے مغائر واقع ہوا ہے لہٰذا یونان ایک جداگانہ معاہدہ میں ایسی دفعات کے لئے گنجائش نکالنے پر رضامند ہے۔ جو اس شہر کے باشندوں کے حقوق کی حفاظت کیلئے ضروری ہو۔

(ہ) فلسطین۔ عراق عرب اور شام۔ فلسطین۔ عراق عرب۔ اور شام عارضی طور پر خود مختار سلطنتیں تسلیم کی جاتی ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ جب تک یہ سلطنتیں اپنے پاؤں پر کھڑی ہونے کے قابل نہ ہوں۔ اُس وقت تک دیورپ کی) حکمبردار قوتوں سے امداد اور انتظامی مشورہ حاصل کیا کریں۔ اور اُن کی طرف سے اس مضمون کا استدعا پیش ہو کہ ہمیں ایسی امداد اور ایسا مشورہ مطلوب ہے۔

فلسطین کی حکمبردار طاقت کا فرض ہوگا کہ حکومت برطانیہ نے تاریخ ۲ نومبر سنہ ۱۹۱۷ء جو اعلان یہودیوں کے قومی وطن کی بنا رکھنے کے متعلق کیا تھا۔ اُس پر عمل درآمد کرے۔

(و) حجاز۔ حجاز کی حیثیت بطور ایک آزاد اور خودمختار حکومت کے تسلیم کی جاتی ہے اور شاہ حجاز اس بات کا ذمہ لیتا ہے کہ ہر ملک کے اسلامی حجاج کے لئے مکہ اور مدینہ کی زیارت بے روک ٹوک اور آسان کردی جائے گی ✦

(ز) مصر اور سوڈان۔ ٹرکی اُن تمام حقوق اور اختیارات سے دست بردار ہوتا ہے جو اُسے مصر پر حاصل تھے۔ برطانیہ ٹرکی کو اُس قرضہ کی تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش کرتا ہے جو ٹرکی نے خراج مصر کی کفالت پر لیا تھا۔ ٹرکی رعایا کے وہ افراد جو ۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء کو مصر میں مستقل طور پر سکونت پذیر تھے۔ مصری قومیت کے حقوق حاصل کرلینگے۔ اور ترکی رعایا نہ رہیں گے۔ جزیرہ قبرس کے الحاق کی اس عہدنامہ کی رو سے توثیق کی جاتی ہے۔

(ح) تونس اور مراکش۔ تونس اور مراکش پر فرانس کو سیادت و حمایت کے جو حقوق حاصل ہیں انہیں ٹرکی تسلیم کرتا ہے۔

(ط) جزائر بحیرہ ایجین اور طرابلس۔ ٹرکی اُن تمام حقوق و مراعات سے دست بردار ہوتا ہے جو اُسے جزائر ایجین اور طرابلس پر حاصل تھے۔

(ی) جزائر ڈوڈیکانیز (اثنا عشر)۔ جزائر ڈوڈیکانیز متبوضہ اٹلی کے تمام حقوق و اختیارات سے ٹرکی بحق اٹلی دستکش ہوتا ہے۔

(ک) اُن تمام تصفیات اور معاہدات عمومی کو بھی ٹرکی تسلیم کرتا ہے جو دول متحدہ اور اجنبی حکومتوں کے درمیان ہوئے ہیں کہ وہ یا تو پہلے سے قائم ہیں۔ اور یا عہدنامہ ہذا کی رو سے قائم ہوئی ہیں۔ ان تصفیات یا معاہدات میں جو سرحدات متعین کی گئی ہیں۔ انہیں بھی ٹرکی تسلیم کرتا ہے۔

حصہ چہارم

نامسلمانوں کے حقوق کی حفاظت

قلیل التعداد جماعتوں کی حفاظت۔ تمام وہ اشخاص جو یکم نومبر سنہ ۱۹۱۴ء سے پہلے نامسلمان تھے۔ نامسلمان ہی سمجھے جائینگے تاوقتیکہ وہ اپنی آزادی حاصل کرکے دین اسلام کے قبول کرنے کی ضروری رسوم ادا نہ کریں۔ مجلس اقوام مخلوط کمیشن مقرر کریگی۔ جسکے روبرو مصیبت زدہ اشخاص یا ان کے اہل و عیال یا اعزہ و اقارب اپنی شکایات پیش کریں گے۔

قانون جائداد لاوارث بابت سنہ ۱۹۱۵ء منسوخ کیا جاتا ہے۔ ٹرکی مخلوط کمیشنوں کے فیصلہ کی تعمیل کا ذمہ لیتا ہے پولینڈ وغیرہ کے ساتھ جو معاہدات قلیل التعداد جماعتوں کے حقوق کے متعلق کئے گئے ہیں وہی ان قلیل التعداد جماعتوں کے حقوق کی بنیاد ہیں جن کا تعلق ٹرکی کے ساتھ ہے ✦

حصہ پنجم

بحری بری اور ہوائی فوج

ٹرکی کو جن مسلح افواج کے رکھنے کا حق حاصل ہوگا۔ انکی تفریح ذیل میں کی جاتی ہے :—

(ا) سلطان المعظم کی فوج رکاب۔ اسکی تعداد سات سو سے زیادہ نہ ہوگی۔

(ب) جنڈرمہ قلیل التعداد نامسلمان جماعتوں کی حفاظت اور اندرونی امن وامان کے قیام کے لئے۔

(ج) خاص فوجیں جن سے جنڈرمہ کو کمک پہنچائی جاسکے اور سرحدات کا قبضہ بالآخر برقرار رکھا جائے۔

شق ب اور شق ج۔ میں جن افواج کا ذکر کیا گیا ہے اُنکی مجموعی تعداد پچاس ہزار سے متجاوز نہ ہوگی۔

ٹرکی بیڑے میں صرف سات ایک سلوپ کے جہاز اور چھ تارپیڈو کشتیاں ہوں گی۔ اس کے علاوہ کسی بحری۔ بری۔ ہوائی فوج یا طیاروں کا رکھنا ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ جس قدر جنگی جہاز ترکی بحری قلعوں میں بند ہیں اُن کی آخری حوالگی کا اعلان کیا جاتا ہے۔

دول متحدہ کا ایک کمیشن ان دفعات کی تعمیل کی نگرانی کرے گا ✦

حصہ ششم

اسیران جنگ اور قبور

اسیران جنگ کی مراجعت وطن کے لئے ہر ممکن آسانی پیدا کی جائے گی جس زمین پر اتحادی سپاہیوں کی قبریں واقع ہیں اس کی ملکیت اٹلی۔ برطانیہ اور فرانس کی حکومتوں کے نام منتقل کی جائے گی ✦

حصہ ہفتم

تعزیرات

ٹرکی حکومت اُن تمام اشخاص کو جو جنگ کے قوانین و آئین کی خلاف ورزی کے ملزم ہیں۔ دول متعلقہ کے سپرد کردے گی۔ تاکہ ملزمین کے مقدمات کی سماعت اس سلطنت کی فوجی عدالتوں میں جن کی رعایا کے کسی شخص کے خلاف ارتکاب جرم کیا گیا ہو۔ ملزمین کو بغرض صفائی اپنی مرضی کے وکلاء کے انتخاب کا حق حاصل ہوگا گورنمنٹ ٹرکی ان اشخاص کی حوالگی کا بھی ذمہ لیتی ہے جو قتل عام کے واقعات کے ذمہ دار قرار پائیں گے۔ اور ان کی سپردگی ضروری ہوگی ✦

حصہ ہشتم۔ مالیات

جنگ سے پیشتر ترکی حکومت پر کوئی ۱۴۳ ملین قرضہ تھا۔ اور جنگ کے بعد ۴۰۰ ملین کا اندازہ کیا گیا ہے عثمانی حکومت کے قرضے کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جنگ سے پیشتر حکومت ٹرکی اسکو تسلیم کرتی تھی۔ کہ مالی نگرانی کی سخت ضرورت ہے اور اب تو اس کی ضرورت اور بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ ٹرکی کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں قرضہ پیش از جنگ کے ایک حصہ کا بار اُن حکومتوں پر جن کا قیام ٹرکی کی قطع و برید سے جدیداً عمل میں آیا ہے۔ اور مفوضہ علاقجات پر ڈالا جائے گا۔

عہدنامہ ہذا میں ایسی دفعات بھی موجود ہیں جن سے ٹرکی کو مالی کمیشن میں مشورہ دینے کا حق حاصل ہے اور یہ گنجائش بھی رکھی گئی ہے کہ جب حکومت اپنے فرائض کا سرانجام کرچکے تو کمیشن کا خاتمہ کردیا جائے ✦

حصہ نہم۔ اقتصادیات

دول متحدہ کی رعایا کے اشخاص کو اور ان کمپنیوں کو جن کے حقوق کی محافظ دول متحدہ ہیں۔ جو رعایتیں ۲۹۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء سے پہلے حاصل تھیں۔ بلا کم و کاست پھر دی جائینگی۔ تاکہ انہیں بھی حقوق ترجیحی حاصل ہو جائیں۔ جو ابتداءً حاصل تھے۔ دول متحدہ کی رعایا کے اشخاص اور اُن کمپنیوں کو جن کے حقوق کی محافظ دول متحدہ ہیں۔ جو رعایتیں ترکی حکومت یا ترکی مقامی حکام نے ۲۹۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء سے پیشتر ان علاقوں میں دی تھیں جو ٹرکی سے علیحدہ کرلئے گئے ہیں ان پر کسی نئی انتظامی حکومت کی مہر ثبت قائم کی جائیگی وہ اپنے حاصل کردہ حقوق سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے رہیں گے اور جو وعدے اُن سے کئے گئے ہیں اُن کا ایفا عمل میں آئیگا یا

دول متعاقدہ اُن کے مساوی اقرارات ان سے کریں گی۔ لیکن دول المتعلقہ اپنے لئے اس حق کو محفوظ رکھتی ہیں کہ اگر وہ اس قسم کے اقتصادی حقوق کے برقرار رہنے کو مصالحہ عامہ کے خلاف سمجھیں تو اُن میں سے ہر ایک حکومت ایسے حقوق کو خود خرید لے۔ یا ایسے حقوق میں کمی کر دے۔ اور اس کا راجبی معاوضہ ادا کر دے +

حصہ دہم
ہوائی جہاز رانی

دول متحدہ کے ہوائی جہازوں کو ٹرکی فضا سے گذرنے اور زمین پر اُترنے کی آزادی حاصل ہوگی +

حصہ یازدہم
ریلوے۔ بندرگاہیں۔ آبی گذرگاہیں

مندرجہ ذیل بندرگاہیں بین الاقوامی قرار دی جاتی ہیں۔ اور یہ گنجائش رکھی جاتی ہے۔ کہ ہر بندرگاہ میں جداگانہ آزاد قومی رقبے معین ہوں۔ اسکندرونہ۔ بصرہ۔ باطوم۔ قسطنطنیہ۔ ویدی فاج حیفہ۔ حیدر پاشا۔ سمرنا۔ طربزون۔

حصہ دوازدہم
مزدوروں کے متعلق

ٹرکی اُس بین الاقوامی معاہدہ کو تسلیم کرتا ہے جو جماعت مزدوران کے متعلق ہوا ہے۔

حصہ سیزدہم
متفرقات

ٹرکی اس امر کا بھی ذمہ لیتا ہے کہ وہ آثار قدیمہ کے متعلق ایک نیا قانون جاری کرے گا۔ اس کے متعلق اس نے خاص خاص شرائط کو تسلیم بھی کر لیا ہے +

وائسرائے کا پیغام
مسلمانانِ ہند کے نام

شملہ ۱۴ مئی۔ وائسرائے ہند نے مسلمانانِ ہند کے نام ذیل کا پیغام بھیجا ہے جو گزٹ ہند کی غیر معمولی اشاعت میں بغرض اطلاع عام درج ہوا ہے۔

آج وہ فیصلہ جو دول متحدہ کی مجلس عالیہ نے تجویز کیا ہے دُنیا کو سُنا دیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ تمام ممالک کے مسلمانوں کی شکایتوں پر نہایت حزم و احتیاط کے ساتھ غور کرنے کے بعد تجویز کیا گیا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ مجلس عالیہ نے بنا یہ فیصلہ تجویز کرنے سے پہلے ان گذارشات کا حتی الامکان خیال رکھا ہے۔ جو ملک معظم کی ہندوستانی مسلم رعایا کی طرف سے کی گئی تھیں۔ میری گورنمنٹ نے شرائط صلح کے خلاصے کے ساتھ ایک بیان بھی شائع کیا ہے۔ جس میں بڑے بڑے امور کے فیصلوں اور اُن کی وجوہ جواز کی تصریح کی گئی ہے جن ممالک نے برطانیہ عظمٰے اور اس کے اتحادیوں کے خلاف جنگ کی ہے۔ ان کے ساتھ تصفیہ صلح میں جن اعلےٰ اصول کے ماتحت سلوک کیا گیا ہے۔ ٹرکی کے فیصلے بھی انہی اعلےٰ اصول کے ساتھ مطابقت کلی رکھتے ہیں۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ اس فیصلے میں بعض ایسی شرائط موجود ہیں جن میں سے مجھے خطرہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو رنج پہنچیگا۔ ٹرکی کا فیصلہ ہونے میں ایک سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ اس طویل تاخیر سے آپ بید پریشانی و تردد میں مبتلا رہے ہیں۔ اگرچہ وہ تاخیر ناقابل تدارک تھی۔ لیکن میں ہمیشہ آپ کی خاطر فکرمند رہا ہوں۔ آج آپ پر آزمائش و ابتلا کا وقت ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کو حوصلہ افزائی اور ہمدردی کا ایک پیغام بھیجوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس پیغام سے آپ کو مزید تقویت حاصل ہوگی۔

سلطنت کی ضرورت کے زمانے میں آپ نے اپنے بادشاہ اور اپنے ملک کی استمداد کا شاندار جواب دیا۔ اور انصاف و انسانیت کے جس اعلےٰ نصب العین کے لئے دول متحدہ نے تلوار اٹھائی تھی۔ اس کے حصول میں آپ نے بہت بڑا حصہ لیا۔ اب وہ سلطنت جس کے آپ بھی ایک جزو ہیں، اس نصب العین پر نہایت استحکام سے قائم ہے۔ اور سیاسی ترقی اور مادی خوشحالی کا ایک عظیم الشان مستقبل مسلمانانِ ہند کے سامنے ہے جنہیں گذشتہ معینتاً جنگ سے پہلے حکومت برطانیہ کے ماتحت ہمیشہ سے مکمل مذہبی آزادی میسر رہی ہے برطانیہ عظمٰی نے ٹرکی کے ساتھ ہمیشہ مضبوط رشتہ محبت و مودت قائم رکھا ہے۔ اور مجھے اعتماد ہے کہ اس نئے معاہدے کے سرانجام پانے پر وہ پرانی دوستی از سرِ نو زندہ ہو جائیگی اور زمانہ ماضی کی طرح مستقبل میں بھی ایک نئی حکومت ٹرکی امید و قوت سے لبریز ہو کر دین اسلام کا ستون عظمت بن جائیگی مجھے اعتماد ہے کہ اس خیال سے آپ کو تقویت پہنچیگی۔ اور آپ صبر و رضا اور حوصلے کے ساتھ اپنی وفاداری کو اسی طرح درخشاں اور بے داغ رکھیں گے۔ جس طرح وہ کئی نسلوں سے چلی آرہی ہے۔

خدا شہنشاہ کو سلامت رکھے!

دستخط چمز فورڈ۔ وائسرائے و گورنر جنرل ہند +

ٹرکی شرائطِ صلح اور حکومتِ ہند
سرکاری تصریحات

"گورنمنٹ ہند نے ٹرکی شرائط صلح کا ضروری ملخص گزٹ ہند کی ایک غیر معمولی اشاعت مورخہ ۱۴ مئی میں شائع کر دیا ہے جو اسی پرچہ میں اوپر نقل کیا جاچکا ہے۔ ان شرائط کی ضمن میں حکومت ہند نے جو تصریحات کی ہیں وہ بھی قابل ملاحظہ ہیں۔ ان کا ترجمہ بھی ذیل میں نذرِ ناظرین ہے"۔

مسلمانانِ ہند کے جذبات کا سرکاری احترام

مسلمانِ ہند کو اس فیصلہ کے متعلق خواہ کتنا ہی افسوس ہو۔ لیکن انہیں یہ سُنکر مطمئن ہونا چاہیئے۔ کہ اس فیصلہ میں ان کی معروضات کا ایک بڑی حد تک لحاظ کیا گیا ہے۔

۱۹۔ جنوری گذشتہ کو ہز ایکسلنسی وائسرائے نے وفدِ خلافت کو جواب دیتے ہوئے ان کارروائیوں کا تذکرہ کیا تھا۔ جو وزیر ہند اور خود انہوں نے مشارکہ سے کر اس وقت تک اختیار کی تھیں اور جن کے طفیل مسلمانانِ ہند کے جذبات بالخصوص وہ جذبات جو مقامات مقدسہ حجاز اور مستقبل قسطنطنیہ کے متعلق ہیں ملک معظم کی گورنمنٹ تک پہنچائے گئے تھے۔ نیز اس بات کا پورا انتظام کیا تھا کہ دول متحدہ کی مجلس عالیہ میں مسلمانوں کی معروضات کی شنوائی ہو

اس کے بعد آل انڈیا خلافت کانفرنس کے نمائندوں کو حکومت ہند کی طرف سے ہر ایک سہولت بہم پہنچائی گئی کہ وہ اپنی عرضداشت وزیر اعظم برطانیہ کے پیش کر سکیں۔ اور اس بارے میں مسلمانانِ ہند کے احساسات کی طاقت و قوت اکثر مراسلات کے ذریعہ سے جو وزیر ہند کی خدمت میں روانہ کئے گئے ملک معظم کی حکومت کے ذہن نشین کر دی گئی ہے۔

وزیر اعظم نے وفد خلافت کو جواب دیتے ہوئے مسلمانان ہند کو یقین دلایا تھا کہ ان کا معاملہ بڑے زور سے پیش کیا گیا ہے اور اس پر نہ صرف برطانی نمائندوں نے بلکہ دول متحدہ کی مجلس عالیہ نے گہرا غور و خوض کیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمانان ہند کی معروضات نے آخری فیصلہ پر بہت کچھ اثر ڈالا سب جانتے ہیں کہ انگلستان اور امریکہ میں ایک بڑی زبردست جماعت کی یہ رائے تھی کہ ٹرکی کا پایۂ حکومت قسطنطنیہ سے ایشیائے کوچک کو منتقل کر دیا جائے۔ لیکن یہ مشورے اس لئے نظر انداز کر دیئے گئے کہ مسلمانانِ ہند ان کے سخت مخالف تھے۔ پس مسلمانان ہند کو مطمئن ہونا چاہیئے۔ کہ اُن کے احساسات کی پاسداری کی وجہ سے قسطنطنیہ بچا لیا گیا ہے۔ اور اُسے بحیثیت دار الحکومت عثمانیہ برقرار رکھا گیا ہے +

ٹرکی اور برطانیہ کی دوستداری

اس کے بعد گورنر جنرل با جلاس کونسل اس الزام کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ کہ برطانیہ کی حکمت عملی سابق میں ہمیشہ ٹرکی کی مخالف رہی ہے یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ اس قدیم دوستداری کا تذکرہ جو ان دونوں سلطنتوں میں ہے تحصیل حاصل ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ برطانیہ نے جنگ کریمیا میں ٹرکی کا ساتھ دیا۔ اور اس کے بعد بھی قلمروئے عثمانیہ کی سلامتی کے لئے کوشاں رہی۔ ٹرکی نے جرمن اثر و رسوخ کے ماتحت اور انجمن اتحاد و ترقی کے اشاروں پر چل کر جس قدر اشتعال انگیز کارروائی اور اس موقع پر برطانیہ نے جس قدر درگذر کیا۔ اس کی تشریح حکومت ہند کی سرکاری اطلاع مجریہ اکتوبر ۱۹۱۴ء میں ہو چکی ہے ٹرکی ہی نے برطانیہ عظمٰے کے ساتھ اپنی روایتی دوستداری توڑنے میں پہل کی۔ وزیر اعظم نے وفد خلافت کو جو جواب دیا تھا۔ اس میں انہوں نے صاف صاف کہہ دیا تھا۔ کہ جب جنگ چھڑی تو برطانیہ اور روس کے درمیان کسی قسم کا معاہدہ نہ تھا۔ جس سے ٹرکی کو نقصان پہنچتا۔ حقیقت یہ ہے کہ برطانیہ یہی کوشش کرتا رہا کہ ٹرکی کو جنگ میں شامل ہونے سے روکے۔ اُسے یہ پختہ یقین دلایا گیا کہ اگر ٹرکی غیر جانبدار رہے گا۔ تو صلحنامہ کے وقت کوئی ایسی شرط نہ کی جائے گی جس سے ٹرکی کی خود مختاری یا سلامتی پر کوئی زد پڑے۔ بلکہ ایسی شرائط کی جائیں گی۔ جو ٹرکی کے اقتصادیات کے موافق اور مفید مطلب ہوں۔ لیکن ان تمام تصریحات کے باوجود ٹرکی نے سخت ٹھوکر کھائی۔ اور وہ اپنے قدیم حلیف کے خلاف جرمنی کی حمایت میں جنگ میں کود پڑا +

مسئلہ خلافت

از بس ضروری ہے۔ کہ مسئلہ خلافت کے بارے میں حکومت کا جو رویہ ہے۔ اس کے متعلق کوئی غلط فہمی نہ ہو۔ حکومت ہند پھر اس امر کا اعادہ کرنا چاہتی ہے۔ کہ خلافت کا مسئلہ مسلمانوں سے متعلق ہے۔ اور مسلمان ہی اس کا تصفیہ کر سکتے ہیں۔ گورنمنٹ اس میں مداخلت نہ کریگی۔ لیکن گورنمنٹ اس خیال کو تسلیم نہیں کر سکتی جو آجکل ظاہر کیا جارہا ہے کہ آل عثمان کی خلافت دنیاوی اقتدار کے لحاظ سے تیرہ صدیوں سے اسی حالت پر قائم چلی آتی ہے۔ اور مسلمانان ہند پر اس کی دنیوی حیثیت سے اطاعت گذاری واجب ہے یہ نظریئے ایسے ہیں جو تاریخی حقائق کے برعکس ہیں۔ گذشتہ تیرہ صدیوں میں خلافت کے دنیاوی اقتدار نے بہت کچھ نشیب و فراز اور مد و جزر دیکھا ہے کسی زمانے میں اس کا سکہ تمام اس قلمرو میں چلتا تھا۔ جو عربوں کے زیر نگین تھی۔ اور اس وقت عرب حکومت اپنے معراج کمال پر پہنچی ہوئی تھی۔ اس کے برعکس جب خلیفۂ اسلام مصر کے مملوکی خاندان کے ماتحت مسلمانوں کا محض ایک مذہبی پیشوا رہ گیا۔ تو خلافت کا دنیوی اقتدار دو صدیوں بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت تک سٹا رہا۔ پھر جب خلافت خاندان عثمانیہ کی طرف منتقل ہو گئی۔ تو خلیفہ کا دنیوی اقتدار قلمرو عثمانیہ کی وسعت کے لحاظ سے کم و بیش ہوتا رہا۔ لیکن خلافت کا اصل مغز اور منشا جُوں کا توں رہا۔ اور نہ اب قلمرو عثمانیہ کی حدود کے موجودہ تغیر و تبدل سے اس پر کچھ اثر پڑ سکتا ہے۔ اور جہانتک مسلمانان ہند کا تعلق ہے اس دعوے کا بھی کوئی تاریخی ثبوت نہیں کہ مفہوم خلافت میں وہ ارادت و عقیدت بھی شامل ہے جو مسلمانان ہند کو دنیاوی حیثیت سے سلطان ٹرکی کے ساتھ ہو۔ اس قسم کی دو رخی عقیدت مندی ان آئینی اصول کے منافی ہوگی جو تمام حکومتوں کے مدار علیہ ہیں۔

یہ خیال بھی غلط ہے کہ یہ جنگ مذہبی جنگ تھی۔ اور شرائط صلح مذہبی اعتقادات کی رو سے وضع کی گئی ہیں۔

امر اول تو آج سے ۵ سال پہلے ہی مسلمانوں نے تسلیم کر لیا تھا۔ یہ جنگ مسیحی سلطنتوں کے مابین تھی اور ٹرکی کے شمول نے جو مسیحی سلطنت کے ساتھ عمل میں آیا۔ رہا سہا شک و شبہ بھی دور کر دیا۔

امر دوم کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ مجلس صلح نے تمام خود مختار سلطنتوں پر یکساں اصول عاید کئے ہیں مسلم اور مسیحی سلطنتوں میں کوئی تمیز روا نہیں رکھی گئی۔ آسٹریا ہنگری کی قلمرو کا دو تہائی حصہ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور تین چوتھائی آبادی چھین لی گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ٹرکی کے نقصانات شدید ہیں۔ مگر وہ آسٹریا ہنگری کے نقصانات سے کم ہیں اور اگرچہ یہ بھی صحیح ہے کہ ٹرکی کی حکومت ان علاقوں تک محدود کر دی گئی ہے۔ جہاں ترکی آبادی کا عنصر غالب ہے۔ مگر مسلمانان ہند کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اُن کے ہم مذہب عربوں کی خود مختاری سابقہ قلمرو عثمانیہ کے باقیماندہ حصے میں بدستور سابق قائم ہے اور جو رقبے مسلم حکومت کے اثر سے خارج کئے گئے ہیں وہ آرمینیا۔ تھریس اور سمرنا کے علاقے ہیں جن کا رقبہ نسبتاً تھوڑا تھوڑا ہے اور جن میں ما قبل جنگ کے اعداد و شمار کے لحاظ سے غیر مسلم آبادی زیادہ تھی +

لاہور میں باغیانہ مجالس کے حکم امتناعی سے پیشتر انتباہ

درج ذیل سرکاری اطلاع شائع کی گئی ہے:-

پچھلے دنوں عام جلسوں میں جس سخت لہجہ میں تقریریں کی جاتی رہی ہیں اُس کی طرف سے حضور لفٹننٹ گورنر بہادر اس امر کی طرف توجہ منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ باغیانہ مجالس کے لئے قانون امتناعی پنجاب میں ابتک نافذ ہے۔ مگر اس ایکٹ کا کسی علاقے میں اسوقت تک نفاذ نہیں کیا جاسکتا۔ جبتک اس ایکٹ کے رو سے اس علاقہ کو اس قابل نہ قرار دیا جائے۔ حضور لفٹننٹ گورنر بہادر اس بات کے متمنی ہیں کہ اسکو کسی اشد ضرورت کے سوائے مزید کارروائی کی ضرورت نہ پڑے۔ لہٰذا حضور لفٹننٹ گورنر بہادر پبلک سے استدعا کرتے ہیں کہ پبلک اور وہ حضرات جو پبلک جلسوں میں تقریر کرتے ہیں سرکاری حکام سے مل جل کر کام کریں۔ تاکہ عام جلسوں میں نہایت لطیف معتدل الفاظ استعمال کئے جایا کریں۔

حضور لفٹننٹ گورنر بہادر یہ ایزاد کرنا چاہتے ہیں کہ اگر اس ایکٹ کا نفاذ ضروری خیال کیا گیا تو اسوقت تک اس کا نفاذ نہ کیا جائیگا جبتک کہ ہڑتال کیلئے تمام مظاہرے نہایت باامن طریقے سے کئے جا چکے

جلد ۷ | بلڈنگ احمدیہ لاہور | یکشنبہ مورخہ ۴ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۲۰ء | نمبر ۸۷

کلام الامام امام الکلام

دلائل صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

شرط تقویٰ تھی کہ وہ کرتے نظر اس وقت پر
شرط یہ بھی تھی کہ کرتے صبر اور کچھ دن قرار
کیا وہ سارے مرحلے طے کر چکے تھے علم کے
کیا نہ تھی آنکھوں کے آگے کوئی راہ اختیار
دل میں جو ارمان تھے وہ دل میں ہمارے رہ گئے
دشمن جاں بن گئے جن پر نظر تھی بار بار
ایسے کچھ بگڑے کہ اب بننا نظر آتا نہیں
آہ کیا سمجھے تھے ہم اور کیا ہوا ہے آشکار
کس کے آگے ہم کہیں اس دردِ دل کا ماجرا
ان کو ہے ملنے سے نفرت بات سننا در کنار
کیا کہوں کیونکر کروں میں اپنی جاں زیر و زبر
کس طرح میری طرف دیکھیں جو رکھتے ہیں نقار
ہر طرف ظاہر ہوئے ہیں فضل حق سے معجزات
دیکھنے سے جن کے شیطاں بھی ہوا ہے دلفگار
پر نہیں اکثر مخالف لوگوں کو شرم و حیا
دیکھ کر سو سو نشاں پھر بھی ہے توہیں کاروبار
صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار
دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار
اے مرے پیارے فدا ہو تجھ پہ ہر ذرہ مرا
پھیر دے میری طرف اے سارباں جگ کی مہار
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
خاک میں ہوگا یہ سر گر تو نہ آیا بن کے یار

(باقی دارد)

جواہر یہ

قرآن شریف

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۲) قرآن شریف معقولی رنگ میں اور آسمانی نشانوں کے رنگ میں نہایت سہل اور آسان طریق سے خدا تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اس میں ایک برکت اور قوت جاذبہ ہے جو خدا کے طالب کو دمبدم خدا کی طرف کھینچتی اور روشنی اور سکینت اور اطمینان بخشتی ہے اور قرآن شریف پر سچا ایمان لانے والا فلسفیوں کی طرح یہ ظن نہیں رکھتا کہ اس پر حکمت عالم کا بنانے والا کوئی ہونا چاہئے۔ بلکہ وہ ایک ذاتی بصیرت حاصل کر کے اور ایک پاک رویت سے مشرف ہو کر یقین کی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے کہ فی الواقع وہ صانع موجود ہے۔ اور اس پاک کلام کی روشنی حاصل کرنے والا محض خشک معقولیوں کی طرح یہ گمان نہیں رکھتا کہ خدا واحد لاشریک ہے بلکہ صدہا چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ جو اس کا ہاتھ پکڑ کر ظلمت سے نکالتے ہیں واقعی طور پر مشاہدہ کر لیتا ہے کہ درحقیقت ذات اور صفات میں خدا کا کوئی بھی شریک نہیں اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ عملی طور پر دنیا کو دکھا دیتا ہے کہ وہ ایسا ہی خدا کو سمجھتا ہے اور وحدت الٰہی کی عظمت ایسی اس کے دل میں سما جاتی ہے۔ کہ وہ الٰہی ارادہ کے آگے تمام دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح بلکہ مطلق لاشے اور سراسر کالعدم سمجھتا ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱)

کلمہ طیبہ

(۱) ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے۔ (ازالہ اوہام حصہ اول ص۱۳۷)

(۲) جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے اس وقت تک کہ نابود ہو جائے خدا کا قانون قدرت یہی ہے کہ وہ توحید کی ہمیشہ حمایت کرتا ہے جتنے نبی اس نے بھیجے سب اسی لئے آئے تھے کہ تا انسانوں اور دوسری مخلوقوں کی پرستش دور کر کے خدا کی پرستش دنیا میں قائم کریں اور ان کی خدمت یہی تھی کہ لا الٰہ الا اللہ کا مضمون زمین پر چمکے جیسا کہ وہ آسمان پر چمکتا ہے سو ان سب میں سے بڑا وہ ہے جس نے اس مضمون کو بہت چمکایا۔ جس نے پہلے باطل الہوں کی کمزوری ثابت کی اور علم اور طاقت کی رو سے ان کا ہیچ ہونا ثابت کیا۔ اور جب سب کچھ کر چکا تو پھر اس فتح نمایاں کی ہمیشہ کے لئے یادگار یہ چھوڑی کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس نے بے ثبوت دعوے کے طور پر لا الٰہ الا اللہ نہیں کہا۔ بلکہ اس نے پہلے ثبوت دیکر اور باطل کا بطلان دکھلا کر پھر لوگوں کو اس طرف توجہ دی کہ دیکھو اس خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ جس نے تمہاری تمام قوتیں توڑ دیں اور تمام شیخیاں نابود کر دیں۔ سو اس ثابت شدہ بات کو یاد دلانے کے لئے ہمیشہ کے لئے یہ مبارک کلمہ سکھلایا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (مسیح ہندوستان میں ص۴۳)

ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ایک سعید، دوسرا شقی ہوتے ہیں

دیکھو میں محض للہ مختصر طور پر چند باتیں سناتا ہوں بہری نصیحت اچھی نہیں اور زیادہ باتوں کی حاجت نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے نیک اور پاک فطرت عطا فرمائی ہے اور جن کی استعدادیں عمدہ ہیں وہ بہت باتوں کے محتاج نہیں ہوتے اور ایک اشارہ ہی سے اصل مقصد اور مطلب کو سمجھ لیتے اور بات کو پا لیتے ہیں۔ ہاں جو لوگ اچھی فطرت اور عمدہ استعداد نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور قدرت پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ وہ تو اپنی ہی اغراض کی پیروی کرتے ہیں وہ ایسی پستی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں کہ اگر سب انبیاء علیہم السلام اکٹھے ہو کر ایک ہی وعظ کے ممبر پر چڑھ کر نصیحت کریں۔ انہیں تب بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یہی وہ سر ہے کہ ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ہو گئے ہیں ایک وہ جس کا نام سعید رکھا ہے اور دوسرا وہ جو شقی کہلاتا ہے دونوں فرقے وعظ و نصیحت کے لحاظ سے یکساں طور پر انبیاء علیہم السلام کے سامنے تھے اور اس پاک گروہ نے کبھی کسی سے بخل نہیں کیا پورے طور پر حق نصیحت ادا کیا۔ جب سعید کے لئے دلیہی کا اشتقا کے لئے۔ مگر سعید قوم کان رکھتی تھی جس سے اس نے سنا۔ آنکھیں رکھتی تھی جن سے دیکھا۔ دل رکھتی تھی جس سے سمجھا۔ مگر اشقیا کا گروہ ایک ایسی قوم تھی جس کے کان نہ تھے۔ جو سنتی۔ اور نہ آنکھیں تھیں۔ جن سے دیکھتی۔ نہ دل تھے جس سے سمجھتی۔ اسی لئے وہ محروم رہی۔ (باقی دارد)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ دو دن لاہور میں قیام فرما کر پھر شملہ تشریف لے گئے۔ اور حضرت مولوی صدر الدین صاحب سیالکوٹ کو تشریف لیگئے۔ جہاں آپ کا ارادہ ہے کہ تمام ماہ رمضان المبارک تدریس کریں گے حضرت امیر کی جگہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب خطبہ جمعہ فرماتے ہیں۔

مولوی محمد یعقوب خان صاحب بھی ایک ہفتہ کرنال رہ کر واپس تشریف لے آئے ہیں۔

احمدیہ بلڈنگس میں دیگر ہر طرح سے خیریت ہے اور تمام کاروبار بدستور جاری ہیں۔

کل بزرگان سلسلہ خدا کے فضل سے بخیر و عافیت مشاغل دینی میں مصروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۸۷

تصادم عظمے

(۱)

قرون اولیٰ سے لیکر آج تک جب کبھی مشرق ومغرب کی سیاست وتہذیب میں تصادم ہوا ہے جب کبھی ان دونوں براعظموں کے درمیان بحیثیت مجموعی فلسفہ وعلوم نے ایکدوسرے کے ساتھ ٹکر کھائی ہے۔ جب کبھی ملک گیری کی ہوس نے مظفر ومنصور افواج نے سمندر کی لہروں کی طرح ایک براعظم سے دوسرے کی جانب کمزوروں کو خس وخاشاک کی طرح آگے آگے اٹھائے ہوئے سبزہ زار عل اور گلشنوں اور دل کو ویرانہ وجنگل بنا دیا ہے۔ جب کبھی ظلم وجفا اور نمرودیت وفرعون مزاجی کی استبدادی طاقتوں کو توڑنے کے لئے حق نے اپنا ہاتھ دکھا کر مظلوموں کو سفاکوں کے پنجہ آہنین سے چھڑا کر ان جفاکیشوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے جب کبھی مادہ پرستی کی اندھی طاقتوں نے دودھارا خنجر لیکر روحانیات کی لطیف اور سلیم فطرت کو خون فشاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ تب سے تاریخ ہمیں ان عظیم الشان ٹکروں کے مہیب اور دل کو ہلا دینے والے منظر بحیرۂ اسود وبحیرۂ روم کے درمیان آبنائے کے گرد وپیش دکھاتی ہے ٭

(۲)

آج سے اڑھائی ہزار سال پیشتر سرزمین فارس کی شاداب وادیوں کے رہنے والوں نے علم تہذیب کا پھریرا دنیا میں لہرایا تھا۔ مگر رفتہ رفتہ خود مختار کج کلاہوں نے تمام بڑھتے ہوئے جوش کو اپنے اندر اسفنج کی سی جاذب طاقت کے ساتھ جذب کر لیا اور ساری کل کو جس کے مختلف پرزوں کی روح رواں علوم وفنون کے ماہرین تھے۔ ان کو اپنا دست نگر بنا کر اپنے مرکز کے گرد چلانا شروع کر دیا۔ حتےٰ کہ ایشیا کے وسیع میدانوں میں بھی ان کا دم گھٹنے لگا۔ اور یونان کی اٹھتی ہوئی قوت کو وہ حسد کی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ اور تہیہ کر لیا کہ اپنے فیل نما پاؤں میں اس لپٹنے کو مسل ڈالیں۔ بڑے بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ شاہ ایران نے آبنائے باسفورس کو عبور کیا۔ ان رستم واسفندیار کے جانشینوں نے اس چھوٹے سے ملک سے بھی خراج وصول کرنا چاہا۔ اور ان کی خاطر نے کبھی گوارا نہ کیا۔ جس میں ایرانی گھوڑے دوڑ رہے ہوں وہاں کوئی اور بھی سر اٹھا کر آزادی سے اور خودداری سے زندگی بسر کرے۔ مگر جسے دنیا میں رہنا پسند ہے تو اسے کیانی بادشاہوں کی خوشی کے لئے زندہ رہنا چاہیئے۔ تاکہ وہ فراغت کی گھڑیوں میں بیٹھکر نخوت وغرور کے نشہ میں چاپلوس اور خوشامدی درباریوں کے حلقہ میں یہ تذکرہ کریں۔ کہ ہم نے دنیا بھر میں کسی کو آزاد رہنے نہیں دیا سب کو اپنا غلام بنالیا ہے اور کہ ما بدولت کا سکہ کونے کونے میں رائج ہے۔ مگر دنیا کی فطرت راستی پر ہے۔ قانون قدرت یہی ہے کہ آگ میں ہاتھ ڈالنے والا اپنا ہاتھ جلا لیتا ہے۔ اور زہر کھانے والا اپنے آپکو ہلاک کرتا ہے۔ انجیل لاکھ مرتبہ کہے کہ انسان فطرتاً راستی پر نہیں ہے مگر قدرت کے صحیح اصول جو صحیح فطرت کے متقاضی وضع ہوئے ہیں۔ ستمگاری کو کچھ عرصہ مہلت دے دیں۔ مگر اس کو باقی نہیں رہنے دیتے۔

الغرض یونان کے ان ابرار نے اپنے گھروں کی ڈیوڑھیوں کو قدم غیر سے محفوظ رکھنے کے لئے اور اپنے علم وہنر کے تحفظ کی خاطر اپنے کیل کانٹے درست کئے۔ بیڑا جو تھا اس کو بھی نقل وحرکت دی اور قومی غیرت نے ایک ایک بچے کو سراب بنا دیا۔ بحیرہ ایجیئن لالہ گون بن گیا۔ اور ٹوٹے ہوئے ایرانی جہاز اس کثرت سے تیرا کئے کہ کئی روز تک کشتی وہاں گذر نہ سکتی تھی ٭

مقدونیان کے ایک مہونہار سپوت سکندر اعظم نے وہ کام کیا جس سے ہر کہ ومہ واقف ہے ٭ (باقیدارد)

ابھی بہت کچھ باقی ہے

کچھ عرصہ ہوا ہم لاہور میں ایک بازار سے گذر رہے تھے یکایک کانوں میں باجوں اور شہنائیوں کی سریلی آواز پڑنے لگی۔ نزدیک پہنچے تو دیکھا کہ سامنے سے باجہ نوازوں کی دو رویہ صف بندی بڑے طمطراق سے باقاعدہ فوجی انداز کے ساتھ گامزن ہے تعداد میں یہ پلٹن پچاس آدمیوں سے کم نہ تھی۔ معاً خیال گذرا کہ جس جلوس کا پیش خیمہ اس کروفر سے گذر رہا ہے وہ دیکھنے کے قابل ہوگا۔ اتنے میں اصلی منظر نمودار ہوا۔ جس کی دید سے بے اختیار ہنسی آگئی۔ تمام رستہ گیر بھی کو ئی حیران میں کوئی پھبتیاں اڑاتے ہیں۔ عجیب برات تھی باجہ نواز تو پچاس سے ایک نفر کم نہ ہوگا۔ مگر براتی پورے تین اشخاص سے نہ ایک ادھر نہ ایک ادھر۔ اور پیچھے میاں دولہا گھوڑے پر سوار آرہے ہیں۔ جن کے اوپر ایک سرخ رنگ کا دوپٹہ جو سلمہ ستارہ سے مزین ہے اوڑھا ہوا ہے۔ ان کے ہاتھ حنا سے خوب سرخ ہیں۔ لگام کو بمشکل قابو کئے ہوئے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ انھوں نے محض دو دفعہ اس سے پیشتر سواری کا حظ اٹھایا ہوگا اور اگر چابکدست سائیس کی کوششیں خدا نخواستہ بیہودہ جائیں تو کئی ایک حادثات اس شاندار سوار کے سر تھوپے جاتے۔ خراماں خراماں اور کلیلیں کرتے کرتے دفعتہ کسی غیر مانوس آواز سے وہ دلدل ایک نقرہ بھرا اور میاں دولہا کے چہرہ پر سے پھولوں کا سہرا عجیب پر پیچ الجھن کھاتا ہوا ایک طرف ہوا جس سے اس بزم آرا چہرہ مبارک پر نظر پڑی۔ ماتھے اور چہرہ کی جھریاں صاف بتا رہی تھیں کہ پچاس کا سن ہوگا۔ گو تمام ساز وسامان اور شوق وذوق کسی نوجوان کی شوخی طبع کا نتیجہ ہونا چاہیئے تھا۔ مگر دل جوان ہونا چاہیئے۔

طبیعت گھبرا گئی کہ کہیں یہ خواب کا معاملہ نہ ہو مگر عالم محسوسات نے اس طرف جانے نہ دیا۔ اور تمام سوانگ کی حقیقت ایک واقف حال کی زبانی منکشف ہوئی جنہوں نے بتایا کہ ذی استطاعت صاحب ہیں۔ دو شادیاں آگے کر چکے ہیں۔ مگر شومئی قسمت سے کوئی لخت جگر نظر نہیں آتا تھا۔ جو بڑھاپے میں سہارا ہو۔ اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہو اور اتنے اندوختہ کا مالک ہو۔ جسے انہوں نے کئی سالوں کی محنت شاقہ سے جمع کیا ہے۔

دریا پر ایک جھونپڑی میں سائیں صاحب بیٹھتے ہیں بڑے اللہ والے ہیں انہوں نے بتایا تھا کہ اللہ کریم تمہاری مراد پوری کریگا۔ اور برات جو لے جاؤ تو تین براتی ہوں اور عمر کے جتنے سال ہیں اتنے ہی طوطیوں نقارہ والے باجہ نواز ہوں اہل حال نے معرفت کے اس نکتہ اور اس باریک رمز کو سمجھ کر خوب لطف اٹھایا ہوگا۔ دوسرے۔ گھر کے پاس ہی ایک پنڈت صاحب پتری قسمت دیکھا کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی اس تجویز کو بڑا پسند کیا۔ اور زائچہ کے حساب سے ستاروں اور برجوں کا ٹھیک ٹھیک جائزہ لیکر حیرت میں آگئے کہ کس طرح ایک مست لنگوٹی بند نے عالم غیب سے ایک بدیہی حقیقت کو آشکارا کیا ہے۔ اس وقت سے انکا معمول ہوگیا ہے کہ صبح ومسا دریا پر تو جایا ہی کرتے تھے۔ اب سائیں صاحب کے چرنوں میں بیٹھکر اشیر باد ضرور لیکر آتے ہیں۔ اور اسی دن سے جھونپڑی کے اردگرد ہر اتوار ایک اچھا خاصہ جمگھٹا ہوتا ہے جیسے کوئی باقاعدہ میلہ ہو۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ اور لوگوں نے بھی وہاں سے بہت فیض حاصل کیا ہے ٭

لاہور ریلوے سٹرائک

ایجنٹ صاحب محکمہ ریلوے نے مختلف اوقات پر بذریعہ اشتہار اعلان کر کے کوشش کی ہے کہ معاملہ کچھ سلجھ جاوے۔ ہڑتال کنندگان کا جوش بھی اتر جاوے اور بغیر دام کے کام بھی چل جاوے۔ مگر ان کی اس روش سے صاف طور پر ترشح ہوتا ہے کہ قبل از ہڑتال ایسے ہی حربے التوا اور ٹال مٹول کے استعمال کر کے ملازموں سے بے اعتبار کھو بیٹھے ہیں جس کی وجہ سے وہ زبانی اب ایک بات بھی ماننے پر تیار نہیں۔ بلکہ اس کا اثر اب لاہور سے باہر بھی ہونا شروع ہو گیا ہے ٭

ایک اعلان میں تھا کہ "ہڑتالیوں کو ہڑتال کرنے کے عوض کوئی سزا نہ دی جائیگی ... اور وہ مزدور کام پر واپس آجائیں گے ... تنخواہ ... کے متعلق ... ان کے مطالبات پر ہمدردانہ غور کیا جائیگا"

مگر جواب ترکی بہ ترکی ہڑتالیوں نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ سب سے پہلے " نارتھ ویسٹرن ریلوے ایسوسی ایشن کو جائز تسلیم کیا جاوے "...... جن ملازموں کی تنخواہیں پچاس روپیہ ماہوار سے زیادہ ہیں انہیں پچاس فیصدی اور جن کی تنخواہیں پچاس سے کم ہیں انہیں ۷۵ فیصدی ترقی یکم اپریل ۱۹۲۰ء سے دیجاوے ...... مسٹر ملر کو اعزاز کے ساتھ ان کے عہدہ پر بحال کیا جائے ... ضلع راولپنڈی کے ملازمین کو سرحدی اضلاع کے ملازمین میں شمار کیا جاوے۔ اور جو خاص فوائد اور مراعات ضلع کوئٹہ کے ملازمین کو حاصل ہیں انہیں بھی دینے چاہئیں ٭

۱۴۔ مئی کو سر جارج بارنس ممبر ایگزیکٹو کونسل وائسرائے بہادر مسٹر کنگ کمشنر لاہور۔ لالہ لاجپت رائے۔ مسٹر ایم۔ اے خان۔ مسٹری معراج الدین مستری کرم الٰہی مستری کارتا پرشاد ومستری رام اوتار صاحبان دفتر کمشنر لاہور میں گفت وشنید کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ تاکہ گورنمنٹ اور پبلک کو جو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس کے رفع کرنے کے لئے جلد ترین تدابیر اختیار کی جاویں مگر اس گفت وشنید میں کوئی کامیابی نہ ہو سکی طرفین نے پوری کوشش کی کہ اپنی جگہ سے نہ ہلیں مگر بے سود۔

یہ سنا جاتا تھا کہ بہت سے ہڑتالی کام پر جانا چاہتے تھے مگر ایسوسی ایشن کی طرف سے سنگین پہرہ لگا رہتا تھا جو کسی کو کارخانوں کی طرف جانے نہیں دیتا تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے مسٹر ایم اے خان جنرل سکریٹری کے بیانات قلمبند کئے اور استفسار فرمایا کہ بغیر اطلاع افسران مجاز پہرہ اور باقاعدہ چوکیاں چہ معنے دارد۔

اور حکم صادر فرمایا۔ کہ پہرہ فی الفور ہٹا دیا جاوے۔ لیکن پھر بھی چند اخلاقی جرأت رکھنے والے بااصول تیرہ چودہ کاریگروں کے سوائے کوئی اس طرف منہ نہ کرتا تھا۔

" افسران ریلوے بدستور موٹروں پر ہڑتالیوں کے پاس گئے۔ لیکن منت سماجت اور خوف وغیرہ کا خاک بھی اثر نہ ہوا۔ کام پر جانے والے وہی آدمی ہیں جو ہڑتال میں شامل ہی نہیں ہوئے تھے" اور ساتھ صاحب ایجنٹ بہادر کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ " میں نے ۹ مئی کو ایک نوٹس جاری کیا تھا۔ جس میں یہ بات درج کی گئی تھی۔ کہ ورکشاپ کھولی جائیں گی۔ اور اگر ملازمین کام پر فی الفور واپس آگئے۔ تو انہیں سابقہ تنخواہ پر بحال کر دیا جائے گا"......

میں چاہتا ہوں کہ تمام ملازم اچھی طرح یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ جو ہڑتالی ۱۷ مئی کے دن یا اس سے پہلے کام پر واپس آجائیں گے۔ انہیں اسی تنخواہ پر واپس لے لیا جائیگا جس تنخواہ پر کہ انہوں نے کام چھوڑا تھا مگر جو ہڑتالی ۱۷ تاریخ یا اس سے پہلے کام پر واپس نہ آجائینگے اس اثناء میں انکی جگہ اور ملازم رکھنے کی ضرورت پیش آئی تو وہ برخاست کر دیئے جائینگے

ایسے اعلانوں سے جن میں وعدوں کا تو نام ونشان نہیں وعیدیں ہی ہیں بھلا اس آزادی اور حریت کے زمانے میں ہر متنفس خودداری اور مساوات کے نشے سے مخمور ہونا چاہتا ہے نقار خانہ میں طوطی کی آواز سنانا تحصیل حاصل ہے۔ ایجنٹ صاحب بہادر ہڑتال کے سانپ کو بھی مارنا چاہتے ہیں اور لاٹھی توڑنی بھی منظور نہیں۔ غریب مزدور جو صبح سے شام تک آگ کے سامنے کام کریں جنہیں تن بدن کی ہوش نہیں۔ سفید کپڑے انکے واسطے عنقا کا حکم رکھتے ہوں۔ کارخانوں کے دھوئیں اور راکھ سے ہر آن سیاہی کی گھٹائیں چڑھی ہوئیں اور سچ مشینوں کا تیل سونے پر سوہاگے کا اثر رکھتا ہو۔ تنخواہ وہ میسر جو ایسے ارزانی کے دنوں میں مقرر ہوئی تھی جب گیہوں روپے کے بیس تیس سیر بکا کرتے تھے۔ جنہوں نے زمانہ ایسا دیکھا ہوا تھا۔ جب ہر شخص استطاعت رکھتا تھا کہ ایک گائے بھینس اپنے گھر میں رکھے۔ اور خالص گھی اور دودھ استعمال کرے۔ کھلا لاتوں کے بھوت باتوں سے کب ماننے لگے ٭

اختلاف رائے اور قادیانی توہمات

توہم پرست انسان بہت ہی بدقسمت ہے۔ وہ کبھی ظلمات سے نجات نہیں پاتا۔ اس میں آزادیٔ رائے کا مادہ مفقود ہو جاتا ہے کورانہ تقلید سے زنگ کی بصیرت زائل ہو جاتی ہے قرآن کریم میں جناب الٰہی کا ارشاد ہے اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمٰت الی النور والذین کفروا اولیاؤھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات ۔ اس آیت کی تفسیر بجائے مضمون بالتفصیل یہ ہے کہ بجز جناب الٰہی مومن کا کوئی بھی ولی یا متولی نہیں اور نہ کسی کو سوائے خدا تعالےٰ کے مومن کے اعتقاد پر تسلط اور قبضہ ہے اور چونکہ مومنین کے اعتقاد پر صرف الٰہی تسلط اور خداوندی قبضہ ہے۔ تو وہ الٰہی اسباب ہدایت اور سامان رشد کو علی وجہہا استعمال کرتے ہیں حواس صحیحہ اور عقل سلیمہ اور دین کو ایک دوسرے کا مؤید بناتے ہیں۔ ایسے مومن جب کسی سوال پر غور کرتے ہیں یا کسی قسم کا شبہ یا اعتراض پیدا ہوتا ہے تو الٰہی تسلط سے انکے قلوب پر دلائل صحیحہ کا نور پیدا ہو کر انکو ظلمت سے نکال دیتا ہے۔ ان الذین اتقوا اذا مسھم طٰئف من الشیطٰن تذکروا فاذا ھم مبصرون ۔ اس کائنات میں توہم تو حواس سے خوض آیا تو پیدا کرتا ہے۔ فنون معقولات میں عقل کے استعمال سے روشنی حاصل ہوتی ہے اور جہاں یا تو اللہ کا نور اگر خود انسان کو مجلے نور ہوتا ہے بخلاف اس کے کافر کے اولیاء طاغوت ہیں۔ انکے نفوس و قلوب پر معبودان باطلہ کا تسلط ہے۔ جس سے انکے قوائے عقلیہ کمزور اور حواس کند ہو جاتے ہیں جب کوئی معقول سوال پیش آتا ہے۔ اور دل تحقیق کی طرف توجہ کرتا ہے تو فوراً اس خفیف شعاع

. . . .

. . . .

. . . .

اپنے مرشد کے خلاف رائے ظاہر کروں تو مجھ پر وہ غیب سے کوئی آفت نمودار ہوگی۔ یا میرے اعمال حبط ہو جائیں گے۔ وہ یقین کرتا ہے کہ مجھ سے صدہا درجہ بڑھکر اہل بیت کا فہم مسلم ہے پس مجھے تقلید عمیاء میں مبتلا رہنا باعث نجات ہوگا۔ بالخصوص جبکہ قلب کی کمزوری اور غلبہ توہم سے یہ بھی فرض کیا گیا ہو کہ میرا پیشوا مظہر شئیا کان اللہ نزل من السماء مصلح موعود مظہر قدرت ثانی وغیر ذالک من الخرافات ہے ایسے مقلدوں کا دل و دماغ خزینہ توہمات ہوتا ہے۔ وہ عموماً نظر صحیح اور عقل صریح کو استعمال نہیں کر سکتے۔ وہ بیچارے مذہبی معاملات میں مجبور ہیں کہ باوجود اختلاف عقیدہ اپنے معبود سے بیعت کرکے ہنسی اڑا جاکر ہیں انکے قلوب پر بیجا کسب سے تعصبات کا غبار پیدا ہوکر روشنی کی جگہ ظلمت آجاتی ہے۔ کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون۔ کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون۔ نیز متعدد قرآنی آیات موجود ہیں جن کا منشاء یہی ہے کہ مومنین کے اعتقاد اور قلب پر محض اللہ تعالیٰ کی ہی ولایت ہے سورۃ الشوریٰ ام اتخذوا من دونہ اولیاء۔ فاللہ ھو الولی وھو الولی الحمید۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون اللہ من اولیاء۔ قل اغیر اللہ اتخذ ولیا۔ ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب۔ و کفی باللہ ولیا۔

اس ولایت الٰہیہ کے علاوہ قرآن کریم میں ایک اور ولایت کا تذکرہ بھی موجود ہے کہ مومن بھی اللہ کا ولی ہوتا ہے۔ یا بعض مومن بعض کے اولیاء ہوتے ہیں پس اگر یہ تمام اقسام ولایت ایک وجہ سے مستعمل ہوں تو اس طرح شرک فی التوحید لازم آئیگا لہٰذا ہر ایک معنی کو بلحاظ موصوف استعمال کرنا پڑیگا۔

مومنوں کی ولایت کے بارہ میں ارشاد ہوتا ہے الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ الذین امنوا وکانوا یتقون۔ ان اولیاؤہ الا المتقون۔

بعض مومن بعض کے اولیاء ہیں۔ ان الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک بعضھم اولیاء بعض۔ والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ ویطیعون اللہ ورسولہ۔

بمقابلہ ولایت الٰہی جو مومنین کے شامل حال ہے کفار پر طاغوت و شیطان کی ولایت ہے۔ انما ذٰلکم الشیطٰن یخوف اولیاءہ ۔ فقاتلوا اولیاء الشیطٰن ۔ انھم اتخذوا الشیٰطین اولیاء ۔ والذین کفروا بعضھم اولیاء بعض ...... ان تمام آیات قرآنیہ پر غور کرنے سے

ظاہر ہوتا ہے کہ ولایت الٰہیہ ایسی صفات خاصہ ہے جس میں کوئی دوسرا اللہ تعالےٰ کا شریک نہیں۔ وہی خدائے یگانہ ہی ملجا و ماویٰ اور عباد کا متولی ہے جس نے تمام منافع۔ اعضاء۔ قویٰ و حواس۔ اسباب پیدا اور خلق فرمائے۔ یہ ولایت الٰہیہ بہ تمام مطلقہ ہے ولایت خاصہ الٰہیہ مومنین کے لئے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی عنایت توفیق۔ الہام۔ خیر روحانی و جسمانی و ایمان بالرسل حاصل ہو۔ ولایت مومنین ۔ ایمان۔ تقویٰ کا اہم ہدایت ہے اور باہم مومنین کی ولایت یہ ہے کہ امور مشترکہ اعمال صالحہ مجاہدہ میں تعاون و تناصر پر عمل درآمد کریں۔

پس اگر ان امتیازات کو حذف کرکے ولایت الٰہیہ میں کسی معبود باطل کو کہ عام اس سے کہ وہ معبود فرعون اور وہمی مصلح موعود ہو۔ یا کوئی عالم متعمم یا کوئی جبہ پوش سجادہ نشین آر کوئی شخص شریک گردانتا ہے تو یقیناً ایسا شخص شرک فی التوحید میں گرفتار ہے مومن کا خاصہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا بلا دلیل کوئی دینی اعتقاد اور اجتہاد میں ایسا تصرف نہیں کرتا کہ وہ آزادی سے اپنی رائے بھی ظاہر نہ کرسکے اطاعت رسول کوئی جدا گانہ نہیں من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کی آیت نے اس بحث کو ختم کردیا ہے۔

تعجب کا مقام ہے کہ قرآن کریم شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیکر کو رانہ تقلید کی بیخ و بن کو اکھیڑ رہا ہے۔ لیکن تقلید عمیاء کے دلدادہ منکر ہو رہے ہیں کہ مسائل دینیہ میں کیوں آزادی رائے کا اصول استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً بفرض محال اگر مولوی نذر علی صاحب نے مسئلہ خلافت میں مولوی محمد علی صاحب سے اختلاف کیا تو نتیجہ یہ کہ لاہوری لا مذہب ہیں قلوبھم شتی وغیرہ کے مورد ہیں۔

اعجاز خلافت اور برکات وحدت انتظام جماعت اور تائیدات خارق عادت کا ثبوت مشاہدہ کرنا ہو تو یہ واقعہ کافی ہے کہ اگر قادیانیوں سے حلفی شہادت کا مطالبہ ہو تو ساری مقدس جماعت اور سرمایہ گروہ ارشاد ولا تکتموا الشھادۃ کو دریا برد کر دیتا ہے ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ مسئلہ خلافت میں مابین خیر الامۃ محمد علی و نذر علی اختلاف ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو کس کی رائے وزن دار ہے۔ سوال صرف اسقدر ہے کہ کسی کو امیر بنا کر کیا یہ ضروری ہے کہ تمام خیالات کی تقلید ہو۔ اور کوئی شخص مقابلہ اسکے اظہار رائے نہ کر سکے ہرگز نہیں! کسی امیر اور وزیر کو ہمارے قلوب پر ایسا تسلط نہیں کہ نعوذ باللہ ہم زمرۂ مشرکین میں داخل ہوں۔

عام طور پر ہمیں کو ایک اور بیماری بھی لاحق ہے وہ یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود کے استدلات یا مسائل اجتہادیہ میں کوئی شخص اختلاف رائے ظاہر کرتا ہے تو فوراً جوش میں آکر اسکو احمدیت سے خارج کیا جاتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ مسیح موعود حکم ہیں۔ اگر حکم کے معنے یہی ہیں جو کہ تم نے سمجھے ہیں تو خدارا یہ تو بتاؤ کہ اس اصلی حکم مطلق کو کب معزول کیا گیا جس کی نسبت قرآن کریم کا یہ ارشاد ہے فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم واذا تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والی الرسول

بے شک حضرت مسیح موعود حکم ہیں مگر مطلق نہیں بلکہ چند محدود تنازعات کے لئے بطور حکم تشریف لائے تھے اور فیصلہ کرکے واپس تشریف لیگئے۔ دیکھو ستارہ قیصرہ صفحہ ۱۰۔ اہل مسلمانوں میں دو عیب بیان کئے۔ دین کے لئے تلوار ہے۔ خونی مسیح کا انتظار۔ مجھے خدا نے اس لئے بھیجا کہ ان غلطیوں کو دور کر دوں۔ اور قاضی یا حکم کا لفظ جو مجھے عطا کیا گیا وہ اسی فیصلہ کے لئے ہے (یعنی نہ کسی دوسری بات کے لئے) ایضاً۔ میں بحیثیت حکم جھگڑا کرنے والوں میں فیصلہ کرتا ہوں۔ نیز دیکھو ریویو آف ریلیجنز جنوری ۱۹۰۷ء قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے۔ پس جو معنے حکم کے حضرت مرزا صاحب نے خود فرمائے اُن کے رو سے ہمارا ایمان ہے کہ وہ حکم یعنے تائید حق کرنیوالے ہیں۔ ورنہ قرآن کریم کی اصطلاح میں اُن کو مطلق حکم اعتقاد کرنا صریح شرک فی النبوت والرسالت ہے

مسائل غیر متنازعہ یا نصوص بینہ کے وہ مطلق حکم نہیں ہیں کیا وہ حکم ہو کر خدا تو نہیں؟ ذرا فہم اور تدبر سے کام لو۔

وما علینا الا البلاغ ❋

محمد عبد اللہ وکیل ریاست کشمیر از بمبئی۔

نوٹ: اگر یہ کہو کہ وہ ایک پہلو سے حکم اور ایک پہلو سے نہیں تو یہ امر مسلم ہے۔ اور بحث کا خاتمہ ہو جاتا ہے ❋

ایک اور مامور

الفضل مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۲۰ء کو پڑھو۔ حضرت فضل عمر ارشاد فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ اور مامور کھڑا کردے۔ جو جماعت میں ایک نئی روح پھونک دے۔ گویا حضرت میاں صاحب سادہ لوح معتقدین کو کسی اور مامور اور مہدی کا منتظر کرانا چاہتے ہیں۔ لیکن جب میاں صاحب کے مرید ان دعویٰ کر رہے ہیں۔ کہ حضور فضل عمر ہی مصلح موعود ہیں۔ اور خود مرزا بشیر الدین بذریعہ سکوت اس دعویٰ کی تصدیق کر رہے ہیں۔ تو اب مزید انتظار کی ضرورت کیا ہے اور اگر حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے لئے امیدواری کے رجسٹر میں نام درج کرانا مقصود ہے۔ تو یہ علیحدہ سوال ہے۔ ہم اگر نیک نیتی سے جماعت قادیان کو کسی اور مامور کی ضرورت ہے۔ تو ہم بلا تنخواہ دو قابل بزرگوں کو پیش کرکے ناظر طلب کرتے ہیں بلکہ اُن میں سے کسی کو انتخاب فرمایا جاوے۔

حضرت مولوی عبیداللہ صاحب بسمل پوری و جناب مولوی ظہیر الدین صاحب اروپی۔

مناسب تو یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے دنیا میں آکر مولوی محمد احسن امروہوی اور مولوی غلام حسن پشاوری کا اور محمد علی وغیرہم کو منافق وغیرہ بنا کر ارتداد کا ٹھپہ لگا دیا اور باقی جو جماعت مقدسہ مطہرہ تھی اور جس میں جان تھی وہ بلا روح ہے تو اس مقدس جماعت کو نہ تو نئے روح جدید کی امید رکھنی چاہئیے اور نہ جدید مامور کی۔ بلکہ ربنا آتنا یذھبکم ویات بخلق جدید۔ اور اصلاح پر حسن کرم اور جہان پاک۔ تمام پھوٹ اور تفرقہ جو مصلح موعود کے وجود سے پیدا ہوا ہے مٹ جائیگا۔ اور اشاعت اسلام میں کوئی روک پیدا نہ ہوگی۔

چوہدری مبارک علی۔ از بمبئی۔

کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔

(رسالہ انجام آتھم صفحہ ۲۷)

وہ وہی لوگ ہیں جو پیدائشی پاک ہیں اور انکی فطرت میں عصمت ہے۔ انہی کا نام نبی اور رسول اور پیغمبر ہے۔

(رسالہ ست بچن صفحہ ۸۶)

لیکن افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام معصوم ہونے کا دعوےٰ ہے۔

(رسالہ کرامات الصادقین صفحہ ۵)

اخبار صداقت

اپنی ترتیب و تہذیب۔ تحریر و تنوع کے لحاظ سے ہندوستان میں پہلا ہفتہ وار اخبار جو دارالاقبال بھوپال سے بہت جلد شائع ہونے والا ہے۔

(۱) نہایت آزادی و سنجیدگی کے ساتھ مسائل حاضرہ پر تبصرہ کرنا۔

(۲) دُنیا کے بہترین سیاسی و علمی لٹریچر کو پیش کرنا۔

(۳) تنوع مباحث کے لحاظ سے پبلک کے لئے نہایت دلچسپ مواد فراہم کرنا۔

(۴) صاحبان ذوق کے لئے خاص ادب کا وہ نمونہ پیش کرنا جو اس سے قبل کسی ہفتہ وار اخبار نے بہم نہیں پہنچایا۔

(۵) عام نقد و تبصرہ اقتباس و التقاط کو بہترین طریقے سے بروئے کار لانا۔

یہ ہیں وہ صداقت کے مقاصد جو غالباً اہلِ ہند کافی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور جن کی تکمیل ملک کے ایک ایسے مشہور اور فاضل ادیب کے سپرد کی گئی ہے۔ جو دنیائے علم و ادب میں غیر معمولی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ قیمت مندرجہ ذیل ہوگی:۔ سالانہ للعہ ششماہی ۲ سہ ماہی ۱ (فی پرچہ)

المشتہر

مینیجر اخبار صداقت بھوپال اسٹیٹ

" جلے دل کے پھپھولے "

اخبار الفضل مطبوعہ امئی سنہ ۱۹ء میں ایک مضمون بعنوان " کھلا خط بنام جناب مولوی محمد علی صاحب وکیل " شائع ہوا ہے۔ راقم خط قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری ہیں اس میں دعوےٰ کیا گیا ہے کہ حضرت مولانا موصوف باوجود اس شکایت کے کہ قادیانی جماعت مسئلہ نبوت کے متعلق فیصلہ کی طرف نہیں آتی۔ دعوت فیصلہ دیئے جانے پر بھی متوجہ نہیں ہوتے۔ مضمون نگار کا منشا یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ مولانا موصوف فیصلہ کرنے سے گریز کرتے ہیں اور اُن کے پاس دلائل نہیں ہیں جن سے وہ حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت کو توڑ سکیں بقول نامہ نگار۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب خاکی ہیں کہ مسائل متنازعہ فیہ بالخصوص دربارۂ نبوت قادیانی جماعت آنجناب سے ازروئے کتاب اللہ قرآن مجید فیصلہ نہیں کرتے خود قاضی صاحب کو حضرت امیر کے اس اصول سے اتفاق ہے۔ لیکن باوصف متفق الخیال ہونے کے بمسطریں " جلے دل کے پھپھولے " نکالنے میں صرف کی گئی ہیں۔ بظاہر ان سطور کو حضرت امیرؓ کی تائید کا لبادہ پہنایا گیا ہے لیکن غائر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آتش مخالفت نے قاضی صاحب کو بے چین اور مضطرب الکیفیت بنا دیا ہے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں:-

" جناب مولوی صاحب! اگر یہ امر درست ہے۔ تو درحقیقت یہ غلطی ہے کہ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی طرف بلایا جائے۔ اور آپ جیسے محقق اور آزاد طبع انسان کو ان تحریرات کا پابند سمجھا جاتا ہے "

آگے چل کر لکھتے ہیں:-

" جناب مولوی صاحب اگر آپ حضرت احمد نبی اللہ علیہ السلام کو نبی اور رسول یقین کرتے تو بیشک آپ پر حضرت صاحب کی تحریرات حجت ہو سکتی تھیں مگر جب آپ حضرت مسیح موعود نبی اللہ کو نبی نہیں مانتے ...... تو آپ پر ایک غیر نبی کا کلام کیونکر حجت ہو سکتا ہے "

خدا جانے اس مسلمہ اصول کی تکرار در تکرار سے الفضل کے فاضل نامہ نگار کا کیا مقصد ہے؟

مسئلہ نبوت کے متعلق جس شرح و بسط سے پہلے لکھا جا چکا ہے اور حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے جو تحریرات اپنے عقیدہ کی تائید میں شائع کی ہیں۔ وہ ممکن ہے کہ قاضی صاحب موصوف کی نظر سے نہ گذری ہوں۔ اس لئے اُن کو لازم ہے کہ اوّل وہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کی تصنیفات کو مطالعہ فرمائیں۔ ہمارے خیال میں فیصلہ کا بہترین طریق تحریری ہی ہو سکتا ہے۔ زبانی مباحثوں سے بہت کم فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ قاضی صاحب حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے مدعی ہیں۔ اس لئے اپنے دعوے کے اثبات کے لئے اُن کو لازم ہے کہ وہ قرآن کریم اور احادیث نبوی صلعم سے حوالجات پیش کریں۔ اس کے بعد اگر مناسب ہوا تو حضرت امیرؓ کا کوئی خادم جناب قاضی صاحب کی تشفی کر دے گا۔ اخبارات کے کالموں کو اس مباحثہ کے لئے وقف کرنا درست نہ ہوگا۔ بلکہ علیحدہ رسائل کی شکل میں ان کا شائع کرنا انسب ہے۔ اس طرح قاضی صاحب کی قابل لحاظ باتوں کا جواب انشاء اللہ تعالےٰ بذریعہ ایک الگ رسالہ کے دیا جائے گا ❊

مسجد کی تکمیل کے بعد مہاراجہ گوالیار کی افتتاحیہ تقریر

معزز حاضرین جلسہ! پیشتر اس کے کہ میں اس پرستش گاہ کا افتتاح کی جرأت کروں۔ میں آپ سب صاحبان پر اپنا دلی عقیدہ ظاہر کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ ایسا پاکیزہ اور مقدس کام کرنا انسان کی طاقت سے اسوقت تک باہر ہے جب تک کہ اللہ تعالےٰ کا حکم نہ ہو۔ لہٰذا اُس پاک پروردگار کا نام لیکر میں اس مسجد کی رسم افتتاح کو انجام دیتا ہوں۔ اور اسی کے حکم سے اس مسجد کا نام " احمد شفیع " کی مسجد رکھتا ہوں (نعرہ سبحان اللہ)

صاحبان! مجھے اس موقعہ پر ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ میں اس مسجد کی تعمیر کے متعلق چند واقعات مختصر طور پر آپ کے سامنے پیش کروں۔ اور میں فخر کے ساتھ اس بات کو ظاہر کرتا ہوں۔ کہ اس مسجد کا تعلق میرے وفادار رفیق افسر منشی احمد شفیع کوتوال مرحوم کی ذات سے ہے۔ جس نے میرے زمانہ ابتدائے حکمرانی میں مجھے پولیس کا کام سکھلایا۔ اور ہر صورت سے اس کام کے متعلق مدد دی تھی۔ اور اس لئے اس نیک کام میں شرکت کا موقعہ ملنے پر مجھے دلی مسرت اور اطمینان حاصل ہوا ہے۔ احمد شفیع نے مرنے سے قبل مجھ سے کہا تھا کہ میں نے اپنی تنخواہ میں سے ایک رقم بچا رکھی ہے اور مجھ سے درخواست کی تھی کہ اس رقم سے میں ایک مسجد کسی ایسے مقام پر بنوا دوں جہاں مسافروں اور غریبوں کو آرام و آسائش میسر آوے اور خداوند تعالےٰ کو یاد کرنے کا انہیں موقع ملے۔ احمد شفیع نے اپنی اس آخری تمنا کے پورا کرا دینے کی ذمہ داری مجھ پر رکھی۔ اور میں نے اسے خوشی سے قبول کیا۔ چنانچہ ایک عرصہ تک یہ مسئلہ میرے زیر غور رہا جب سوال تعمیر ملک پارک کا اٹھا اُس وقت میں نے اپنی ذمہ داری پر اس جگہ کو کئی پہلوؤں سے مسجد کے لئے مناسب و موزوں خیال کیا اور یہاں اسکی بنیاد ڈالنا قرار دیا ❊

صاحبان آپ کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ پرستش گاہوں کے لحاظ سے اس پارک میں قریب قریب سب مذہب ریپریزنٹ ہیں۔ اور میں اس بات کو صرف لشکر کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام ریاست کے لئے نیک فال خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ اس کا نتیجہ عام لوگوں میں مذہبی تنگ خیالی سے غیر تعصبی کی صفت پیدا کرنا ہوگا۔ جس کی دینی و دنیاوی دونوں ترقیوں کے لئے ضرورت ہے۔

صاحبان! آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے دو تین سال پہلے آپ سے عرض کیا تھا۔ کہ ہم سب کو خواہ اہل اسلام ہو یا اہل ہنود ہو ایک ہی جگہ جانا ہے۔ (نعرہ سبحان اللہ) مجھے یہ دیکھ کر تقویت ہوئی کہ آپ نے میرے ان الفاظ کو تسلیم کیا اور کہ اگرچہ ہر مذہب کا راستہ جدا گانہ ہے تاہم منزل مقصود سب کی ایک ہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ میری اس بات کو بھی مانیں گے کہ چاہے اہل اسلام ہو۔ یا اہل ہنود یا کسی دیگر مذہب کے ہوں۔ وہ سب ایک اسی پروردگار کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ جس کے مختلف نام ہیں۔ (نعرہ سبحان اللہ)

مجھے خوشی ہے کہ آپ نے میری یہ بات بھی تسلیم کی۔ اور مجھے یقین ہے کہ جو کچھ میں آپ کی خدمت میں ادب سے عرض کرتا ہوں۔ اسے آپ اپنے دل سے تسلیم کریں گے نہ کہ میری وجہ سے ایسی صورت ہوتے ہوئے میرا یہ امید رکھنا غیر واجب نہیں ہے کہ اس پارک میں مختلف مذہب کے لوگ اپنی اپنی عبادت گاہوں میں معبود کی عبادت اپنے اپنے مذہب و عقیدہ کے مطابق کرینگے۔ اور کسی جھگڑے فساد کی نوبت نہ آنے دینگے۔ اس کام کے کرنے میں میں لیڈر تو ضرور بنا ہوں۔ مگر اس کام کو پورا کرنے کی ذمہ داری سب مذہب والوں کی ہے اور یہ بات آپ سب کو یاد رکھنی چاہئے۔ آپ میرا مقصد سمجھ لو اور وہ یہ ہے کہ آپس میں ایک بن کر رہو۔ باہمی اتحاد ہو سب اپنے مذہب کے مطابق مذہبی زندگی بسر کریں۔ اور بھائیوں کی طرح رہیں۔ مذہب یہ نہیں سکھلاتا کہ آپس میں جوتی پیزار ہو۔ اور جھیڑ خوانی کے ایسے ذرائع قائم رہیں۔ کہ ادھر ایک نے گھنٹہ بجایا۔ اور اُدھر دوسرے نے ڈنڈا اٹھایا۔ اگر مندر والے مسجد کے اندر گھنٹہ بجائیں اور مسجد والے مندر کے اندر جا کر اذان دیویں تو یہ نہایت نامناسب اور ناعاقبت اندیشی کی باتیں ہیں۔ طرز عمل ایسا اختیار کرنا چاہئے کہ جیسا شہر میں پڑوسیوں کا باہمی برتاؤ نظر آتا ہے یعنے کہ ایک اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے اور دوسرا اپنے گھر میں پوجا کرتا ہے۔ مگر ان دونوں میں کبھی لڑائی نہیں ہوتی بھائیو! تم نماز پڑھتے ہو تو کس کی اور پوجا کرتے ہو تو کس کی؟ جب سب کچھ ایک ذات پاک کے لئے کیا جاتا ہے تو پھر لڑائی جھگڑوں سے کیا حاصل ہے ساری دنیا کا پیدا کرنے والا اور دنیا بھر کے حکمرانوں کا حکمران جب ایک قادر مطلق ہے تو مذہب کی آڑ میں اُسکے پیدا کئے ہوئے بندوں کا لڑنا جھگڑنا میری رائے میں گناہ کی حد تک پہنچتا ہے (نعرہ سبحان اللہ)

.... صاحبان میں اس تقریر کو ختم کرنے سے پہلے آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ آج کی نماز میں اس غریب احمد شفیع کی روح کے لئے دعائے خیر کریں۔ جس کی بدولت یہ دن دیکھنے کو ملا ہے ❊ (روزانہ اخبار عام)

مہاتما ملر پر یورپین ریلوے انسپکٹر کا حملہ

ہمیں ایک معتبر ذریعہ سے خبر ملی ہے کہ مہاتما ملر امرتسر ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر براجمان تھے کہ ایک ملعون اور کمینہ دو انسپکٹر ریلوے نے ان سے احاطہ اسٹیشن سے باہر نکل جانے کو کہا۔ جس پر مہاتما ملر نے اپنا اول درجہ کا ٹکٹ دکھلا کر کہا کہ وہ تحصیلیت مسافر پلیٹ فارم پر گاڑی کا انتظار کرنے کے مجاز ہیں۔ فرعون مزاج اور کمینہ انسپکٹر نے اُنہیں سخت و سُست کہتے ہوئے اُن پر حملہ کر دیا۔ جس پر امرتسر کے جملہ ملازمین ریلوے جا بجا طور پر برانگیختہ ہو گئے۔ لیکن متحمل مزاج۔ بردبار۔ منکسر المزاج اور نیک دل ملر نے ان کو باز رکھا اور کہا۔ کہ اسکو جو چاہے کرنے دو۔ نہ میں خود ہاتھ اٹھاؤں گا۔ اور نہ تمہیں ہاتھ اٹھانے کی ترغیب دوں گا۔

یہ ہے ستیہ آگرہ۔ کیا ایسے یورپین بزدل ان ناپاک کرتوتوں سے مہاتما ملر کی عزت پر بٹہ لگا سکتے ہیں۔ اور اُن کے فدائیوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ امرتسر کی تمام ریلوے سٹاف مہاتما ملر کی بیش از بیش مداح بن گئی ہے ❊ (اخبار عام)

ریلوے ملازمین کو زبردستی کام پر لیجانے کی ناپاک کوشش

ہمیں محسن داس ۳۰۷۲۱ لوکو شاپ نمبر ۷ کی ایک چٹھی موصول ہوئی ہے جس کا اقتباس ناظرین کے لئے جہاں دلچسپی کا باعث ہوگا وہاں یہ بھی ظاہر کر دیگا کہ افسران ریلوے کن ناپاک کوششوں سے ملازمین کو کام پر لے جانے کے درپے ہیں۔

۱۱- مئی- ۳ بجے کے قریب میں اپنے کوارٹر کو جا رہا تھا۔ راستہ میں لوکو شاپ کے بالمقابل ریل کے پھاٹک کے نزدیک دو انگریز اور ایک پنجابی لڑکا دس بارہ سال کا کھڑے تھے۔ لڑکے نے میری طرف اشارہ کر کے ان انگریزوں کو کہا کہ یہ بھی سیل شاپ کا ملازم ہے۔ اس پر ایک صاحب بہادر نے دوڑ کر مجھے پکڑ لیا۔ میں نے ہر چند مخلصی کی کوشش کی لیکن بے سود۔ آخر مجھے پھاٹک پر لے گئے۔ اور مجھے اندر لے جانا چاہا جس سے میں نے قطعی انکار کر دیا۔ میں نے اپنا نام بتلا دیا۔ لیکن نمبر نہ بتلایا۔ اس پر خزانچی نے رجسٹر سے میرا نام دیکھ کر للعہ روپیہ میری تنخواہ کے نکال کر رجسٹر پر خود میرے دستخط ثبت کر دیئے میں نے تنخواہ لینے سے انکار کر دیا۔ جس پر رقم مذکورہ میری جیب میں زبردستی ڈال دی گئی۔ میں نے اس خاطر رقم لے لی کہ میرے نام کے آگے دستخط کئے جا چکے ہیں مبادا میں اس سے بھی بعد میں محروم نہ رہوں۔ ازاں بعد پھر مجھے کام پر چلنے کے لئے کہا گیا۔ میں نے کہا کہ میری جان چاہے نکال لو۔ لیکن میں کام پر ہرگز نہ جاؤں گا ❊ (اخبار عام)

ایک لارڈ اپنی دھوبن پر ریشہ خطمی ہو گئے

چند سال ہوئے ولایت کے ایک لارڈ اپنی دھوبن کو اُڑا لے گئے۔ اور سال بھر اسکے ساتھ جہاز پر گلچھرے اُڑائے۔ جب یہ حاملہ ہوئی۔ تو واپس آئے اور اس کے شوہر سے بذریعہ عدالت طلاق حاصل کی۔ خود نکاح کیا۔ اور مہینہ کھر کے اندر اندر لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے بعد کوئی اولاد نہ ہوئی۔ جب لڑکا جوان ہوا تو لنڈن کی عدالت عالیہ سے درخواست کی گئی کہ اس لڑکے کو لارڈ کی جائز اولاد قرار دیا جائے

وہ جسے مذہب حرامی کہے۔ ولد الحلال کیسے ہو سکتا ہے لیکن عدالت نے اس بنا پر لڑکے کو ولد الحلال اور جائز وارث قرار دیا کہ اس کی ماں خاوند سے علیحدہ ہو کر ایک سال لارڈ کے پاس رہی اور پہلے شوہر سے نہیں ملی۔..........

... عدالت بھول گئی۔ کہ نکاح سے قبل کا تعلق ایک بیاہتا عورت سے ناجائز ہوتا ہے۔ اور اُس وقت کی اولاد نطفۂ حرام ہوتی ہے ❊ (روزانہ اخبار عام)

بھوانی ضلع حصار میں بیگار موقوف

بھوانی میں بیگار اور رسد کے متعلق پولیس کے خلاف پبلک کو جو شکایات تھیں انکی رفع داد کے لئے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس و ایک انسپکٹر اور سب انسپکٹر کے ولش ہو دیالہیں لیڈروں سے ملاقات کرنے آئے انہوں نے طریقہ بیگار کی بے ضابطگی کو تسلیم کر کے وعدہ کیا کہ آئیندہ سے ضروری اشیاء بازار سے خریدی جایا کریں گی۔ اور پبلک کو تکلیف نہ دیجائیگی۔ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ پولیس کے ایک کانسٹیبل نے چماروں پر بہت زیادتیاں کیں۔ اور انہیں بلا پیٹا۔ افسران مذکور نے وعدہ کیا کہ ہم اُسکو سزا دیں گے۔ اعلےٰ افسران پولیس کا یہ رویہ بہت اطمینان بخش ہیں ❊ (اخبار عام)

بڑھ جائینگے۔ تو بہت جلد تبریز پر قابض ہو جائینگے۔ بہت سے ذی عزت اصحاب تبریز سے طہران بھاگے آ رہے ہیں اور شہر میں عام طور پر بھاگ پڑ جائے گی۔ لیکن ایک حکم امتناعی جاری کیا گیا ہے۔

اجناس کی گرانی کی وجہ سے تجارت قریباً بند ہو چکی ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ اگر بولشیوکوں نے پیش قدمی نہ بھی کی تو شہر میں کسی نہ کسی وقت سوویٹ تو ضرور ہی قائم کر دی جائے گی۔

امریکہ کا مشہور ازرق ریش

لنڈن ۲۰ مئی۔ نیو یارک کا ایک تار مظہر ہے کہ وائس نے جسکو امریکہ میں ازرق ریش کہتے ہیں اس امر کا اقبال کر لیا ہے۔ کہ اس نے ۴۲ عورتوں سے شادی کی اور ان میں سے پانچ کو مار ڈالا۔

ترکی شرائط صلح اور حکومت ہند

(گذشتہ سے پیوستہ)

برطانی مواعید کی خلاف ورزی نہیں ہوئی

شملہ ۱۷ مئی۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مجوزہ فیصلہ ان مواعید کے منافی ہے جو وزیر اعظم برطانیہ نے اپنی تقریر مورخہ جنوری ۱۹۱۸ء میں کئے تھے اور جس میں انہوں نے کہا تھا

"ہم نے اس لئے تلوار ہاتھ میں نہیں پکڑی کہ ہم آسٹریا ہنگری کو نیست و نابود کر دیں۔ یا ترکی کو اسکے دار الحکومت یا ایشیائے کوچک اور تھریس کے زرخیز اور مشہور علاقوں سے جن میں زیادہ تر ترکی النسل آبادی ہے محروم کر دیں"

لیکن وزیر اعظم کا یہ فقرہ ذیل کے فقرے کے ساتھ ملا کر پڑھنا چاہئے

"ہم یہ نہیں چاہتا کہ ترکی حکومت کو ان علاقوں میں قائم نہ کیا جائے جو ترکی النسل لوگوں کا وطن مالوف ہیں نیز ہماری خواہش ہے کہ ترکی حکومت اپنا مستقر قسطنطنیہ میں ہی رکھے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ بحیرہ روم اور بحیرہ اسود کے درمیان بحری راستہ بین الاقوامی اختیار اور قبضہ میں ہو۔ اور اسے غیر جانبدار بنا دیا جائے اور ہماری رائے میں عرب آرمینیا۔ عراق۔ شام۔ اور فلسطین اپنی اپنی جداگانہ قومی حکومتوں کے مستحق ہیں"

چنانچہ جو شرائط صلح اب شائع ہوئی ہیں وہ اس وعدے کو پورا کرتی ہیں۔ کیونکہ ترکی النسل اشخاص کے وطن مالوفہ جن میں ان کی کثرت ہے ترکی کے پاس ہی چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ اور تھریس اور سمرنا کے وہ حصے جو ترکی سے الگ کئے گئے ہیں ان کے ساتھ بلحاظ اصول قومیت سلوک روا رکھا گیا ہے اور یہی اصول دوسرے صلحناموں میں بھی ملحوظ رکھے گئے ہیں۔

مجلس عالیہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ترکوں کو ان اقوام پر جنکی کثرت ہے حکمرانی کا کوئی حق حاصل نہیں۔ چنانچہ اقوام مذکورہ کو اپنی قومی حکومتوں کے ساتھ جو سمرنا اور تھریس میں قائم ہیں شامل کر دینا چاہئے۔

جنگ سے قبل مسلم آبادی نسبتاً تھوڑی تھی ۱۹۱۴ء و ۱۹۱۵ء میں ترکی حکومت نے غیر مسلم آبادی کو ان علاقوں سے چن چن کر جلا وطن کر دیا۔ اس لئے آبادی کے موجودہ اعداد و شمار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم تھریس میں اُن غیر مسلموں کو ترکی حکومت کے ماتحت نہیں رکھ سکتے۔ وہ قطع دائرہ جس میں قسطنطنیہ واقع ہے اور جہاں ترکی آبادی کا جزو غالب ہے ترکی کے پاس ہی چھوڑ دیا گیا ہے۔

تھریس کے باقی ماندہ حصہ میں ۱۹۱۳ء میں یونانی آبادی کی کثرت تھی۔ اس لئے اُسے یونان کے ساتھ ملحق کر دیا گیا ہے اس میں شک نہیں کہ ایڈریانوپل (ادرنہ) میں ترکی جزو غالب ہے لیکن یہ ایک ترکی جزیرہ ہے جو قسطنطنیہ کے قطع دائرہ سے جدا ہو گیا ہے۔ ان کے بیچ میں ایک ایسا علاقہ حائل ہے۔ جس میں یونانی آبادی کا عنصر غالب ہے۔ اس قسم کے جزیرے کو ارد گرد کی اقالیم سے جس میں وہ گھرا ہوا ہو جدا کرنا غیر ممکن ہے۔ اس لئے مجلس صلح کے عالمگیر اصول کے مطابق ادرنہ کو تھریس کا حصہ تصور کر لیا گیا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ ایڈریانوپل میں ایک مقامی حکومت خود اختیاری قائم کی جائیگی۔ اور ترکی آبادی کے غلبہ کی مناسب نیابت بھی ہوگی۔

اسی طرح سمرنا میں آبادی کا جزو غالب یونانی اور ارمنی ہیں لیکن وہاں جو رقبہ ترکی حکومت سے منتقل کیا گیا ہے۔ وہ نہایت محدود کر دیا گیا ہے۔ تاکہ اس کا جداگانہ انتظام حکومت ہو سکے اسپر ترکی کو شہنشاہی حقوق حاصل ہوں گے۔ اضلاع متعلقہ بالآخر سمرنا کا حصہ ہوں گے۔ اور آزاد رہیں گے۔ ترکی کو وہاں تا مدت کی اجازت ہوگی۔ اور ترکی آبادی کے جزو قلیل کے لئے ایک خاص محکمہ قائم ہوگا۔

ان وجوہ کو شرح و بسط سے بیان کرنا ضروری ہے جن کی بناء پر دول متحدہ مجبور ہیں کہ بحیرہ روم اور بحیرہ اسود کی درمیانی آبنائے کو بین الاقوامی اختیار میں دیدیں اور اسے غیر جانبدار بنا دیں ۱۹۱۴ء میں یہ آبنائے جرمنی کے لئے کھلی تھی۔ اور برطانیوں کے لئے بند۔ جس کا تباہ کن نتیجہ یہ ہوا کہ اس عظیم جنگ میں خونریزی اور مصائب و آلام کا سلسلہ دراز ہو گیا۔ دنیا کا یہ عظیم بحری راستہ آئندہ تمام کی آزاد تجارت کے لئے کھلا رہنا چاہئے۔

ترکی مالیات کا انتظام

بین الاقوامی مالی ذمہ داریوں کے تحفظ کیلئے ترکی کے مالیات پر کسی قسم کا انتظامی دباؤ رکھنا کوئی نئی تجویز نہیں کیونکہ عثمانی قرضہ کے انتظام کی خاطر برسوں سے ایسی ہی کارروائی ہوتی چلی آئی ہے۔ اور اب چونکہ عثمانی قرضہ ۱۶ کروڑ پونڈ سے بڑھ گیا ہے۔ اور پچاس کروڑ پونڈ کے لگ بھگ جا پہنچا ہے مذکورہ بالا انتظام کی ضرورت اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ ترکی علاقہ کمتر ہو گیا ہے اس لئے جو جدید ریاستیں ترکی میں سے نئی قائم ہوگئی ہیں وہ اور اُن کے ساتھ ترکی کا چھینا ہوا علاقہ ماقبل جنگ قرضہ کا متناسب حصہ اپنے ذمہ لیگا۔ ترکی کے لئے اس قسم کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے کہ وہ مالی کمیشن میں مشورہ دے سکے اور جب ترکی کا قرضہ بے باق ہو جائے تو وہ اس کمیشن کو موقوف کر سکے۔

ترکی افواج کی تخفیف

ترکی کی بحری اور بری فوج کے متعلق جو شرائط ہیں اُن پر رائے زنی کی ضرورت نہیں۔ ترکی فوج کی تخفیف ان انتظامات کے رو سے عمل میں آئی ہے جو دیگر متخاصم سلطنتوں کے بارے میں کئے گئے ہیں ترکی کے پاس جنگ سے پیشتر کوئی کارآمد بحری جمعیت نہ تھی چنانچہ اس حالت کو اب بھی برقرار رکھا گیا ہے۔

عربستان کی خودمختاری

مسلمانان ہند کے نزدیک اہم تر شرائط وہ ہیں جو ترکی کے سابقہ قلمرو کے اُن حصص کے متعلق ہیں جہاں اُن کے عرب ہم مذہبوں کا عنصر غالب ہے۔ عربستان کی قطعی خودمختاری تسلیم کر لی گئی ہے۔ پشتہا پشت سے عرب ترکی بدنظمی کا خمیازہ بھگت رہے ہیں عرب آبادی ترکی سے خودمختار ہو گئی ہے اور اس نے حصول خودمختاری کے لئے اتحادی افواج کے دوش بدوش جان لڑائی ہے۔ اس لئے اب یہ خواہش کرنا نامناسب ہے کہ اتحادی اسے پھر ترکی حکومت کا حلقہ بگوش بنا دیں۔ جیسا کہ وزیر اعظم وفد خلافت سے کہہ چکے ہیں کہ عربوں کو خودمختاری سے محروم رکھنا اور وہ بھی اس لئے کہ وہ ترکوں کے ہم مذہب ہیں سراسر بے انصافی ہے۔

وزیر اعظم نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم عیسائی ممالک میں انہیں اصول سے کام لے رہے ہیں جو عربستان میں برتے جائیں گے ترکی حکومت کو عرب پر جبریہ قائم کرنا ایک ایسی بات ہے کہ جو عیسائی اقوام پر بھی عائد کرنے میں ہمارے وہم وگمان میں نہیں آ سکتی بطرلطف یہ ہے کہ عرب بھی اس کے متمنی نہیں۔

حکمبرداریوں کی وجوہ

کردستان کے بارے میں جہاں حکومت خود اختیاری کا حق عارضی طور پر تسلیم کیا گیا ہے نیز ان علاقوں کے متعلق جن میں فلسطین اور عراق اور شام شامل ہیں اور جن کی حکمبرداریاں مجلس صلح نے برطانیہ اور فرانس کو سونپ دی ہیں اسی قسم کے امور ملحوظ رکھے گئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا ہر سہ نظائر میں حکمبرداریاں خاص مقصد و منشا سے اور ایک عارضی مدت کے لئے منظور کی گئی ہیں اگر ان علاقوں میں قومیت کا اصول فوراً ہی عائد کر دیا جائے تو وہاں سوائے بدنظمی اور بغاوت کے، اور کچھ نظر نہ آئیگا۔ حکمبردار دول اپنے انتظامی مشورہ اور امداد سے اسوقت تک مقامی باشندوں کو مستفید کریں گے۔ جس وقت تک کہ وہ خارجی امداد کے بغیر حکمرانی کے قابل ہو سکیں۔ ان انتظامات سے اسلام کو کوئی ضعف نہ پہنچیگا۔ اور وہ دو بڑی سلطنتیں جنہیں یہ حکمبرداریاں ملی ہیں۔ ان کی قلمرو کے اندر دنیا کی مسلم آبادی کا بہت بڑا حصہ آباد ہے جس سے اس بات کی ضمانت ہو سکتی ہے کہ ان علاقوں کی مسلم رعایا کے حقوق اور اغراض و فوائد کی پوری پوری نگہداشت کی جائے گی۔

اماکن مقدسہ اسلام

عرب عراق اور فلسطین میں تمام مقدس مقامات اسلام واقع ہیں جن سے مسلمانوں کا گہرا تعلق ہے۔ جس وقت جنگ شروع ہوئی۔ تو اتحادیوں نے اقرار صالح کیا تھا کہ مقامات متبرکہ کی عزت برقرار رکھی جائیگی چنانچہ ملک معظم کی افواج نے ان علاقوں پر قبضہ کر کے جن میں اماکن مقدسہ واقع تھے۔ اس اقرار کو لفظاً و معناً پورا کر دیا۔ اسکے علاوہ ایسی تدابیر عمل میں لائی گئی ہیں کہ ان مقامات کی حرمت قطعاً برقرار ہے شہر یروشلم پر حملہ نہیں ہوا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے بلکہ جس وقت غنیم کے خلاف میدان کی جنگی کارروائیوں میں اس مقام کو منقطع کر دیا گیا۔ تو شہر نے بلا مزاحمت اطاعت قبول کر لی سہولت مقامات مقدسہ کی تحریم و تکریم کے لئے پوری پوری تدابیر اختیار کی گئیں۔ اور فاتح برطانی جرنیل شہر میں جو عیسائیوں اور مسلمانوں کے نزدیک یکساں طور پر واجب التعظیم ہے پاپیادہ داخل ہوا۔

عراق عرب کے اسلامی معابد بدستور سابق اپنے مسلم متولیوں کے ہاتھ میں ہیں کربلائے معلیٰ اور نجف کے مقامات مقدسہ پر ہرگز حملہ نہیں ہوا۔ اور نہ ہماری سپاہ نے وہاں کوئی جنگی کارروائی کی۔ وہاں کے باشندوں نے ملک معظم کی افواج کی اعلیٰ رواداری اور مروت کا اعتراف کیا۔ یروشلیم کی طرح بغداد پر بھی بلا مزاحمت قبضہ ہوا۔ اور نہ کسی مقدس مقام پر حملہ کیا گیا۔ بغداد کا قبضہ بھی میدان کی جنگی کارروائیوں کا نتیجہ تھا۔

عراق عرب کے مقامات مقدسہ ایک ایسے نامور مسلم کی تحویل میں ہیں جس سے یقین ہوتا ہے کہ اُن کی حرمت و عظمت پورے طور پر قائم رہے گی۔

حجاز میں بھی برطانی افواج نے کوئی جنگی کارروائی نہیں کی یہ افواہیں سراسر بے بنیاد ہیں کہ مکہ (معظمہ) اور مدینہ (منورہ) میں برطانی افواج داخل ہوئیں یہ مقامات کلیتہً عربوں کے قبضہ میں ہیں۔

مسئلہ آرمینیا

اب صرف آرمینیا کے بعض اضلاع جو متصلہ جمہوریہ آرمینیا میں ترکی بدنظمی کی وجہ سے شامل کر دیئے گئے ہیں اور نیز اس علاقہ میں اصول قومیت کے اطلاق کا معاملہ رہ جاتا ہے ارمنوں پر قتل و خون اور جلائے وطنی کی صورتوں میں جو بے رحمیاں کی گئی ہیں ان میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ بے تعلق اور مستند گواہوں نے ان واقعات کی تصدیق کر دی ہے اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ سنہ ۱۹۱۵ء میں ۶ لاکھ ارمن ہلاک ہوئے اس کے علاوہ ان ترکی نمائندوں نے جو ترکی گورنمنٹ کی طرف سے پیرس میں گئے تھے۔ واقعات مذکورہ کو تسلیم کیا تھا۔ ان کا عذر صرف یہ تھا۔ کہ انجمن اتحاد و ترقی جو اس وقت برسر اقتدار تھی اس قتل عام کی محرک ہے۔

حوصلہ افزا کلمات

ترکی شرائط صلح ان تصریحات میں گورنر جنرل باجلاس کونسل نے ملک معظم کی گورنمنٹ کی طرف سے کچھ نہیں کیا! گورنر جنرل باجلاس کونسل نے ان اطلاعوں کی بناء پر جو اُنہیں حاصل ہوئیں شرائط صلح کی تشریح کی اس حد تک کوشش کی ہے جس حد تک ان کا اثر مسلمانان ہند کے احساسات پر پڑتا ہے۔ انہوں نے تمام واقعات بلا کم و کاست بیان کر رہے ہیں اُنہیں اس بات کا علم ہے کہ تصریحات زیر بحث کے باوجود ترکی کی شرائط صلح سے مسلمانان ہند کا دل ضرور دکھیگا اس لئے اُنہیں اپنے ترکی ہم مذہبوں کے مصائب و آلام صبر و رضا کے ساتھ برداشت کرنے کو دل قوی کر لینا چاہئے۔ حالت ایسی ہے جو ایک صاف نگاہ کی طالب ہے اور اس عزم صمیم کی مقتضی ہے کہ ماضی کے کھنڈر پر مستقبل کی بہتر عمارت تعمیر ہو سب سے بڑھکر دنیا کو امن و امان اور خیر کی ضرورت ہے لہذا تمام آدمیوں کو یہی مقصد سامنے رکھ کر کام نیکی کرنا نہایت ضروری ہے جو لوگ اس نازک وقت میں مذہبی جذبات مشتعل کر رہے ہیں۔ وہ نہ صرف ہندوستان بلکہ بنی نوع انسان کے دشمن ہیں۔

امرتسر میں جلوس

مورخہ ۱۸ مئی کو امرتسر میں بلر صاحب اور ان کے سٹرائیک والوں کا بڑا بھاری جلوس نکلا۔ اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ امرتسر میں سٹرائک کرنے والوں کی امداد کے لئے بہت سا چندہ جمع کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب

آزادہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

پیغام صلح

ہفتہ میں دو بار
یکشنبہ و چہار شنبہ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت
للعہ

جلد ۷ | مدینۃ المسیح لاہور چہار شنبہ مورخہ ۷ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۶ مئی سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۸۸

کلام الامام امام الکلام

دلائل صداقت مسیح موعود علیہ السلام

فضل کے ہاتھوں سے اب اسوقت کر میری مدد
کشتئ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
میرے سقم و عیب سے اب کیجئے قطع نظر
تا نہ خوش ہو دشمن دیں جس پہ لعنت کی مار
میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہو گیا زار و نزار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
کیا سلائیگا مجھے تو خاک میں قبل از مراد
یہ تو تیرے پر نہیں امید اے میرے حصار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار
قوم میں فسق و فجور و معصیت کا زور ہے
چھا رہا ہے ابر یاس اور رات ہے تاریک و تار
ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اب میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار
اب نہیں ہیں ہوش اپنے ان مصائب میں بجا
رحم کر بندوں پہ اپنے تا وہ ہوویں رستگار
کس طرح نپٹیں کوئی تدبیر کچھ بنتی نہیں
بے طرح پھیلی ہیں یہ آفات ہر سو ہر کنار
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آمرے اے ناخدا
آ گیا ہے قوم پر وقت خزاں اندر بہار
نور دل جاتا رہا اور عقل موٹی ہو گئی
اپنی کجرائی پہ ہر دل کر رہا ہے اعتبار

جواہر ریزے

ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ایک سعید دوسرا شقی ہوتے ہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

مکہ کی مٹی ایک ہی تھی جس سے ابو بکر رضی اللہ اور ابو جہل پیدا ہوئے مکہ وہی مکہ جہاں اب کروڑوں انسان ہر طبقہ اور درجہ کے دنیا کے ہر حصہ سے جمع ہوتے ہیں۔ اسی سرزمین سے یہ دونوں انسان پیدا ہوئے۔ جن میں سے اول الذکر اپنی سعادت اور رشد کیوجہ سے ہدایت پا کر صدیقوں کا کمال پا گیا۔ اور دوسرا شرارت جہالت بیجا عداوت اور حق کی مخالفت میں شہرت یافتہ ہے۔

یاد رکھو کمال دو ہی قسم کے ہوتے ہیں ایک رحمانی دوسرا شیطانی۔ رحمانی کمال کے آدمی آسمان پر ایک شہرت اور عزت اسی طرح شیطانی کمال کے آدمی شیاطین کی ذریت میں شہرت پاتے ہیں غرض ایک ہی جگہ دونوں تھے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کچھ فرق نہیں کیا جو کچھ حکم اللہ تعالیٰ نے دیا وہ سب کا سب یکساں طور پر سب کو پہنچا دیا۔ مگر بد نصیب بد قسمت محروم رہ گئے اور سعید ہدایت پا کر کامل ہو گئے۔ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے بیسیوں نشان دیکھے اور انوار و برکات الٰہیہ کو مشاہدہ کیا۔ مگر ان کو کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔

اب ڈرنے کا مقام ہے

کہ وہ کیا چیز تھی۔ جس نے ابو جہل کو محروم رکھا؟ اس نے ایک عظیم الشان نبی کا زمانہ پایا۔ پچھلے نبی ترستے گئے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آخر تک ہر ایک کی تمنا تھی مگر انہیں وہ زمانہ نہ ملا۔ اس بدبخت نے وہ زمانہ پایا جو تمام زمانوں سے مبارک تھا۔ مگر کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اس سے صاف ظاہر ہے اور خوف کا مقام ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ دیکھنے والی آنکھ نہ دے سننے والا کان نہ ہو۔ اور اسکے سمجھنے والا دل نہ ہو کوئی شخص کسی نبی اور مامور کی باتوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اصل یہی ہے کہ سرشت میں دو حصے ہوتے ہیں ایک وہ لوگ ہیں جنکے قوے عمدہ ہیں اور وہ سعادت اور رشد کے پا جانے کے لئے مستعد اور یوں بھرے ہوئے ہوتے ہیں جیسے ایک عطر کا شیشہ لبریز ہوتا ہے۔ بتی اور تیل سب کچھ موجود ہوتا ہے صرف ایک ذرا سی آگ کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ ایک ادنیٰ سی تحریک اور رگڑ سے روشن ہو اٹھتی ہے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ وہ تھا۔ جس کی فطرت میں سعادت کا تیل اور بتی پہلے سے موجود تھی اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم نے اسکو فی الفور متاثر کر کے روشن کر دیا۔ اس نے آپ سے کوئی بحث نہیں کی کوئی نشان اور معجزہ نہ مانگا۔ معاً سن کر صرف اتنا ہی پوچھا کہ کیا آپ نبوۃ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ تو بول اٹھے کہ آپ سب گواہ رہیں میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔

یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ سوال کرنیوالے بہت کم ہدایت پاتے ہیں۔ ہاں حسن ظن اور صبر سے کام لینے والے ہدایت سے پورے طور پر حصہ لیتے ہیں اس کا نمونہ ابو بکر اور ابو جہل دونوں موجود ہیں۔ ابو بکر رضہ نے مجادلہ نہ کیا اور نشان نہ مانگے۔ مگر اسکو وہ دیا گیا۔ جو نشان مانگنے والوں کو نہ ملا۔ اُس نے نشان پر نشان دیکھے۔ اور خود ایک عظیم الشان نشان بنا۔ ابو جہل نے حجت کی اور مخالفت اور جہالت سے باز نہ آیا۔ اس نے نشان پر نشان دیکھے مگر دیکھ نہ سکا آخر خود دوسروں کے لیے نشان ہو کر مخالفت ہی میں ہلاک ہوا۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ جن کی فطرت میں نیکیاں ہیں انہیں زیادہ گوئی کی ضرورت نہیں وہ ایک ہی بات سے مطلب پر پہنچ جاتے ہیں۔ ان کے دل میں ایک روشنی ہوتی ہے وہ مناد کی آواز کے سنتے ہی منور ہو جاتے ہیں اور وہ الٰہی قوت جو انکے اندر ہوتی ہے اس آواز کو سنکر جوش میں آ جاتی ہے اور نشو و نما پاتی ہے جن میں یہ قوت نہیں رہتی وہ محروم رہکر ہلاک ہو جاتے ہیں یہی طریق شروع سے چلا آیا ہے۔ اب ہر شخص کو خوف کرنا چاہئیے کہ اگر کسی زمانہ میں اصلاح کے لئے مامور پیدا ہوتا ہے تو جو لوگ اپنے اندر اس مامور کے لئے قبولیت اور ایمان کا رنگ پاتے ہیں وہ مبارک ہیں لیکن جو اپنے دل میں کذب پاتا ہے اور دل ماننے کی طرف رجوع نہیں کرتا اسکو ڈرنا چاہئیے کہ یہ انجام بد کے آثار ہیں۔ اور محرومی کے اسباب۔ (باقی دارد)

رسید زر

فہرست چندہ جماعت گوجرانوالہ بذریعہ قاضی محبوب عالم صاحب

نام	رقم
منشی امام الدین صاحب چندہ مارچ اپریل للعہ۔ اشاعت اسلام	[illegible]
قاضی محبوب عالم صاحب ... چندہ مارچ و اپریل ... سکول فنڈ۔ رفاہ فنڈ	[illegible]
اہلیہ منشی نواب خان صاحب ... چندہ مارچ	[illegible]
میاں ... الدین صاحب ... زکوٰۃ	[illegible]
میاں نظام الدین صاحب چندہ مارچ ...	[illegible]
منشی خدا بخش صاحب پٹواری ... زکوٰۃ	[illegible]
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر حسن علی صاحب چندہ مارچ ... زکوٰۃ	[illegible]
میاں ... الدین صاحب خلف میاں ... الدین صاحب زکوٰۃ	[illegible]
اہلیہ صاحبہ قاضی محبوب عالم صاحب۔ زکوٰۃ	[illegible]
چوہدری محمد ... صاحب ...	[illegible]

میزان کل للعہ

احمدیہ مسلم پرنٹنگ پریس ... صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ چہارشنبہ مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۲۰ء نمبر ۸۸

تصادم عظمیٰ

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۳)

جب روما کی شاندار سلطنت اس قدر وسیع ہوگئی کہ اگر ایک طرف مغرب میں تو برطانیہ کی سرزمین پر اطالیہ کا پرچم لہراتا تھا۔ تو اس کے مقابل سمت مشرق میں ایشیائے کوچک شام۔ فلسطین سے پرے تک عمال رومان سلطنت کے نام پر مالیہ وصول کرتے تھے۔ شمال میں آسٹریا جنوبی روس و جرمنی وغیرہ ممالک اس آسمانی شہر کی غلامی کا دم بھرتے تھے اور علیٰ ہذا القیاس جانب جنوب افریقہ کے تمام ممالک جو بحیرہ روم کے ساتھ ساتھ جبل الطارق سے موجودہ نہر سویز تک پھیلے ہوئے ہیں ان میں شاہان اطالیہ کا سکہ رائج تھا۔ یہ حالت تیسری صدی عیسوی میں تھی۔ مگر دوربین نگاہوں نے اسوقت بتا دیا اور اُن کی پیشگوئی درست ہو کر رہی۔ یعنی روما کی وسعت ہی اس کی کمزوری اور آخرکار اس کے زوال اور تنزل کا باعث ہوئی۔ جب سلطنت اسقدر بڑھ گئی۔ تو اصلی بانیان کی سادگی بھی ساتھ ہی یکقلم معدوم ہوگئی۔ جمہوریت کی مضبوط بنیاد پر اس کے ستونین نے حکومت کے عالیشان قصر کو تعمیر کیا تھا۔ مگر طاقت عوام کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ اور اس کی جگہ شخصی اقتدار نے طرح ڈالی۔ حتےٰ کہ بار امانت ایسے نا اہل اور بدکردار لوگوں کے کندھوں پر جا گرا جن کا ایک نمونہ شہنشاہ نیرو تھا۔ معاملہ نے وہی صورت اختیار کر لی جسے حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ یوں بیان کرتے ہیں ع

طوق زریں ہمہ در گردنِ خرے بینم

انسانی عرض داشت کی کیا وقعت اور مظلوموں کی دادرسی اور شنوائی کیا معنے۔ مال اور جان کی بھی کوئی قیمت نہ رہی اور اس سفاک ضحاک صفت بادشاہ نے ایک دفعہ ایک بلند پہاڑی پر ایک ایسے محفوظ مقام سے جہاں سے وہ اردگرد کے تمام مناظر کو اس طرح دیکھ سکتا ہو۔ جیسے کوئی شخص ہتھیلی پر کوئی چیز رکھ کر آسانی سے اس پر غور پرداخت کر سکے اس نے حکم دیا کہ شہر روم کو یکسر آگ لگا دی جائے۔ اور بادشاہ سلامت اپنے ابناء شہر کو جلتے دیکھ کر بچوں اور عورتوں کو شعلوں کی لپیٹ کے حوالہ ہوتے اور بے زبان مویشیوں اور غریب چارپایوں کو چولھے سے نکل کر بھاڑ میں جلا گلتے اور گرتے دیکھ کر خوش ہوتے۔ غلامی کا یہ زور کہ اس شہر روم میں ایک دفعہ تجویز ہوئی تھی۔ کہ غلاموں کے واسطے جنہیں وہ پایہ انسانیت سے گری ہوئی مخلوق سمجھتے تھے۔ علیحدہ قسم کا لباس تیار کیا جائے۔ اسکے علاوہ کسی اور قسم کا لباس پہننے کے مجاز نہ ہوں۔ گنتی لی گئی۔ تو اعداد و شمار سے معلوم ہوا۔ کہ آزاد لوگوں کی بجائے اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے اسواسطے یہ بیم لاحق ہوا کہ مبادا وہ اپنی طاقت کو محسوس کر کے آئندہ کسی خطرہ کا باعث ثابت ہوں۔

جن قہرمان صفت انسانوں کے ہاتھوں اشرف المخلوقات کی یہ درگت بنے۔ تو خدائے واحد و جبار جس نے خود فرمایا۔ کہ ہم نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا کیا۔ ایسے قلق انگیز واقعات سے اسکے عرش کا پایہ کانپ جاتا ہے مگر اسی کتاب میں اس نے یہ قانون بھی بتا دیا کہ وہ مہلت دیتا ہے۔ تا کہ کسی وقت حق و نور کی چنگاری اُٹھکے دارغ معصیت کو جلا دے۔ الا دیر گیرد سخت گیرد

(باقی آئندہ)

شمالی امریکہ میں طلباء کا اجتماع

کچھ عرصہ ہوا۔ یونیورسٹی متعلمین و معلمین کا ایک عظیم الشان جلسہ جس میں چالیس مختلف ممالک کے چھ سو کالجوں سے ۷۵۰۰ طلباء مسائل تبلیغ کا مطالعہ کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ شمالی امریکہ میں منعقد کیا گیا۔ میدان کارہیں اس تحریک کی ایک نسل گذر گئی ہے۔ اور اس کی طفیل آٹھ ہزار مسیحی مشنری اطراف و اکناف دنیا میں بھیجے جا چکے ہیں "ایک ہی نسل میں تمام دنیا کو مسیحی کر لینا" یہ اس تحریک کا نصب العین ہے۔ کیسا بلند دعوےٰ ہے۔ مگر یہ خالی الفاظ تک محدود نہیں۔ اور جہاں ایک طرف اس سے قربانی و ایثار کا مادہ پیدا ہو گیا ہے۔ دوسری طرف کلیسا میں زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی ہے۔ ہندوستان، جاپان، چین سے بھی تین سو طلباء شریک تھے۔ اور ہر ممکن کوشش کی گئی۔ کہ اس تحریک کو بین الاقوامی بنا دیا جاوے۔ کینیڈا کے بعض کالجوں میں سے ایسے طلبا بھی تھے جنہوں نے میدان کارزار میں بڑے کارہائے نمایاں کئے تھے اور ایک ایسا شخص بھی تھا۔ جس نے اپنے نازک ہاتھ تو خون آلود نہیں کئے تھے مگر جو گولہ بارود پہنچانے۔ اکل و رزش کا سامان مہیا کرنے پر مامور تھا اور یہ سب قبیل جنگ سے فارغ ہو کر تسخیر دُنیا کے لئے اب دوسرے ہتھیاروں سے اپنے آپکو لیس کر رہا ہے۔ جلسہ میں سب کے سب مقررین نے خاص طور پر طلباء کو ان کی لامحدود طاقتوں کا اندازہ کرا کر اس بات پر زور دیا کہ دنیاء عالم کی تمام ترقی کی جڑ ہیں صرف مذہب عیسائیت کے خوشگوار پانی سے سیراب ہو سکتی ہیں مشنریوں کی تعلیمی سرگرمی کے متعلق ایک ناطق فیصلہ یہ کیا گیا۔ کہ مختلف سلطنتیں چونکہ اب محکمہ تعلیم کی طرف زیادہ توجہ کرنے لگ پڑی ہیں۔ اسواسطے بجائے کثیر حصہ کو تعلیم دینے کے اور تعداد کو نظرانداز کرتے ہوئے چیدہ عنصر اعلےٰ کی طرف توجہ منعطف کی جائے اور یہ تنبیہ خصوصاً اس وجہ سے ہوا ہے کہ مشنری لوگوں کے واسطے دروازے بند ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ جس کی تائید ڈاکٹر زویمر کے الفاظ سے یوں ہوئی کہ اسلامی دنیا بڑی شدت کے ساتھ مشنریوں کا سدباب کرنے پر ضد سے اڑی ہوئی ہے۔

عبدالکریم لافنس

ناظرین کرام کسی قریب کی اشاعت اخبار میں مسٹر لافنس کے مشرف باسلام کی خبر پڑھ چکے ہونگے۔ صاحب ممدوح وہاں کی ایک بڑی سوسائٹی کے صدر انجمن ہیں اور بوجہ اپنی تبحر علمی اور ذاتی وقار کے ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں ذیل میں ہم اُنکے ایک خط سے جو انہوں نے جناب مولانا مولوی صدرالدین صاحب کو لکھا تھا۔ چند سطور ترجمہ کر کے اس غرض کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیش کرتے ہیں کہ کیا یک اسلام جیسی نعمت عظمیٰ سے مالامال ہو کر کس قسم کا تبلیغی جوش نہیں بلکہ تبلیغی جنون سلیم الفطرت ہستیوں کو ہو جاتا ہے مقام عبرت ہے ان مسلمانوں کے لئے جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے۔ اور بغیر اکتساب کے یہ دولت اُنکو مل گئی۔ مگر وہ اس کی قدر نہیں کرتے۔ اس ذمہ داری کو محسوس نہیں کرتے کہ ان کا بھائی انسان خطرہ کی طرف جا رہا ہے وہ چوراہے میں اس نشان کو نہیں دیکھتا جس پر لکھا ہوا ہے "خطرہ" مگر وہ پڑھ نہیں سکتا۔ اور اندھا دھند جانے جاتے تیرہ و تار و عمیق کھڈ میں جا پڑتا ہے۔ کیا وہ نعمت عظمےٰ کا کفران نہیں کرتے اُن کے دامن برکت کے موتیوں سے پُر ہیں۔ اُن کی جیبیں ہیروں اور لعلوں سے اٹی ہوئی ہیں۔ مگر کیا وہ جوہری بننا نہیں چاہتے۔ کیا وہ دیکھتے ہیں کہ ایک اندھا جا رہا ہے رستہ میں کنواں ہے جس میں وہ گرنے کو ہے۔ اگر وہ سکوت رفتیار کر کے پڑا دیکھے اور غریب اندھا کوئیں میں گر جائے تو کیا اس نے قتل کا ارتکاب نہیں کیا

یا زبر خواں آں سبق کو خلق را از یاد رفت

مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۰ء

مخدومی مولوی صدرالدین صاحب!

............کس خوشی کے ساتھ میں اس کیفیت کا اظہار کروں۔ جو مجھے گذشتہ شب (Quarterly menkasmeeting) میں پچھلے اتوار کی ووکنگ کی سیر کے حالات و واقعات سُنانے میں حاصل ہوئی۔ منتظمان مجلس نے مجھے کافی وقت تقریر کرنے کو دیا۔ جس کے بعد حاضرین میں سے بلیسیوں نے خواہش ظاہر کی کہ آئندہ کسی تاریخ اُن کو اپنی ہمراہی میں ووکنگ لے چلیں بلکہ بعض نے تو اصرار کر کے پختہ وعدے لے لئے۔ میں بخوشی انتظام اس مرکز کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک گشت لگاؤں گا۔ اور اسلام کے خوشنما چہرہ کو جس بے باکی سے بدنما کر کے ایک بھوت کی مانند اسے وہاں بنا رکھا ہے۔ ان دھبوں کو دھو کر عامۃ الناس کے سامنے اس کی اصلی تجلی اور حیثیت میں رونما کرونگا۔ اگرچہ یہ امر مجھ پر اظہر من الشمس ہو چکا ہے۔ میری دعا ہے کہ مجھے اس خدمت میں اور اس فرض کی انجام دہی میں توفیق عنایت ہو۔ تاکہ میں شاہراہوں پر اور چوراہوں میں اس خوشخبری کو سناتا پھروں .... اے۔ جے۔ لافنس۔

"اعلان حق ثانی"

از حکیم سیف الدین صاحب فیروزپور

مجھکو اس رسالہ کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس میں بسم اللہ ہی غلط ہے۔ تعجب ہے۔ جس کی بنیاد ہی کج ہو۔ اس پر دیوار کیسے سیدھی آویگی۔

حکیم سیف الدین صاحب نے قرآن کریم سے تین آیات لکھ کر اُن پر تین اصول قائم کئے ہیں :-

۱۔ ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ...... الخ

۲۔ عالم الغیب فلا یظہر علے غیبہ ...... الخ

۳۔ ما نرسل المرسلین الا مبشرین ...... الخ

پس نبی وہ ہے (۱) جسکو شرف کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل ہو (۲) وہ امورات جہہ کے متعلق جو انذار و تبشیر کے متعلق ہوں۔ خبر دے۔ (۳) اللہ تعالیٰ نے اس کا نام نبی رکھے۔

اب حکیم صاحب سے سوال یہ ہے۔ کہ یہ تین اصول ان تین آیتوں سے کس طرح ثابت ہیں یہ تو اُن کا دعوےٰ یا انکا خیال ہے۔ ثبوت کہاں ہے۔ حکیم صاحب نے یہ اس طرح سے کہ گویا ان آیتوں سے یہ امور بالکل ثابت ہیں۔

حکیم صاحب کے اس استدلال کی مثال بعینہ اسطرح ہے کہ کوئی کہے خدا عرش پر ہے۔ اور اس کے آگے لکھدے الحمد للہ رب العالمین ٭ اس جگہ مجھکو ایک اہلحدیث اور ایک صوفی کے مناظرہ کا قصہ یاد آیا۔ بیان کرتے ہیں کہ اکثر اوقات اہلحدیث صوفیوں کو تنگ کرتے تھے۔ اتفاقاً ان صوفیوں کے پیر صاحب شہر میں دورہ کرتے ہوئے آ گئے۔ صوفی لوگ اہلحدیث کے پاس دوڑے گئے کہ ہمیشہ تم ہمکو تنگ کرتے ہو۔ اب ہمارے پیر صاحب تشریف لائے ہیں اُنکے ہمراہ مناظرہ اور بات چیت کر لو۔ غرضیکہ ایک کٹے وہابی صاحب پیر صاحب کے پاس چلے گئے۔ پیر صاحب مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے بہت دیر گذر گئی اب پیر صاحب کچھ بات نہیں کرتے آخر وہابی صاحب نے خود ہی اتباع سنت اور احادیث رسول اللہ اور نذر و نیاز غیر اللہ پر ایک مبسوط تقریر معہ دلائل اور براہین بیان کی پیر صاحب نے مراقبہ سے سر اٹھا کر سورۃ قل اعوذ برب الناس اخیر تک پڑھدی۔ مریدین پیر صاحب بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے دیکھا کیسے جواب دیدیا غرضیکہ تھوڑے وقفہ سے پھر وہابی صاحب نے تقریر معہ دلائل و براہین بیان کی۔ پیر صاحب نے پھر مراقبہ سے سر اٹھا کر قل اعوذ برب الفلق پڑھدی اور مراقبہ میں غرق ہو گئے۔ پیر صاحب کے مریدوں نے سبحان اللہ واہ واہ کے آوازے بلند کئے۔ آخرالامر اہلحدیث صاحب تنگ آ کر کہ یہ تو کوئی جنگلی آدمی پکڑ لائے گئے ہیں اور یہاں بٹھائے گئے ہیں مجلس سے رخصت ہوئے۔ جب مجلس اغیار سے خالی پائی گئی تو بعض سمجھدار مریدین پیر صاحب کو خیال گذرا کہ آخر پیر صاحب نے اس وہابی کی تقریر اور دلائل کا جواب کیا دیا سوال از آسمان و جواب از ریسماں کا معاملہ تھا تو آپس میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ آخر ایک طرار گستاخ مرید بول اٹھا حضرت آپ جواب کو نہیں سمجھے پہلے جب وہابی صاحب نے تقریر کی تو پیر صاحب نے سب تقریر سُنکر قل اعوذ برب الناس پڑھدی اس میں اسکو جواب دیدیا کہ تو شیطان ہے۔ دوسری تقریر کے سُننے پر جواب دیا کہ ہم صوفی لوگ مریخ اور زحل کی پالیسی کے لوگ ہیں دشمن وغیرہ سے ہمکو کیا غرض ہم بحث نہیں کرتے ٭

تو ہمارے حکیم سیف الدین صاحب کی تقریر بھی قریب قریب اسی کے مشابہ ہے حکیم صاحب سے مقدم مطالبہ یہ ہے کہ وہ ان تینوں آیتوں سے وہ تین اصول ثابت کر دیں جب وہ ان کا ثبوت پیش کریں گے تب ہم بھی اس پر نظر کریں گے اور اہل حق محققین دیکھ لیں گے

یعنی انسان کو چلنے قانون بنا دینے والا اللہ ہی ہے۔ اگر اس حقیقت کو نظر انداز کر کے اسی طور پر قانون بنانا چاہئے تو خدا کو گمراہ کر دینا پڑتا ہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا کہ کسی قوم میں عبادات کچھ ہیں اور شریعت کچھ ہے در حقیقت سچ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی فرمودہ ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ہماری نجات کے لئے سب سے بڑی فکر یہ ہونی چاہئے کہ اعمال جن پر انسان چلکر خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ وہ کہاں سے مل سکتے ہیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں سوائے قرآن کریم کے پورے طور پر کسی الہامی کتاب میں نہیں ملتے۔ بیشک تم تمام دنیا چھان مارو۔ ہر طرف سے مایوسی کا جواب ہی ملیگا۔ صرف قرآن کریم ہی پکار کے کہتا ہے۔ میں الا کافۃ للناس ہے اور میری ہی شان میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔

حوالدار۔ یہ کیوں نہ کرنا چاہیئے۔ کہ خدا کی دی ہوئی عقل سے کام لیکر تمام مذاہب کی کتب سے اپنی پسندیدہ باتیں انتخاب کر لیں۔؟

عاجز۔ پھر کیں وہ کہنا ہے انسان کی بنائی ہوئی کہلائیگی اور اس میں غلطی کا احتمال ہے اور وہ ضروریات زمانہ کے بدلنے کے ناکارہ ثابت ہوگی پھر وہ ناقابل عمل ہو جائیگی۔ مثلاً ہم تمام پھولوں سے مٹھاس لیکر ایک شربت بنا کر رکھیں تو اس کا قوام تھوڑے ہی دنوں میں بگڑ جائیگا۔ برخلاف اس کے وہی مٹھاس خدا کے وحی کی بنا پر مکھیاں جمع کرتی ہیں جسکو ہم شہد کہتے ہیں تو اس کا قوام بگڑتا نہیں۔ یہی بین فرق خدا کے قانون اور انسان کے بنائے ہوئے قانون کا ہے ویدوں میں اللہ پاک نے فرمایا تھا۔ کہ مرد کے مرنے کے بعد عورت دوسرا نکاح کرے۔ اور یہ قانون کبھی بگڑنے والا نہیں۔ برخلاف اسکے کہ ضرورت زمانہ نے برہمنوں کو یہ مجبور کیا تھا کہ عورت کو مرد کے ساتھ جلایا جائے۔ اب اس کا نام باقی نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ کے قانون نے اپنا غلبہ کیا۔ ستی کی رسم تو درکنار اب برہمن لوگ عورت کو بیوہ بھی بٹھانا نہیں چاہتے۔ پونے میں ان برہمنوں نے [illegible] کی رسم نکالی ہے یہ کوئی نیا قانون نہیں ہے بلکہ ابتدا سے نازل کیا ہوا قانون ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک روز ایسا آئیگا کہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ قانون کو تمام دنیا ڈھونڈنا شروع کریگی۔

حوالدار: آپ کی ان باتوں میں کوئی شک نہیں ہے۔ اب رات زیادہ ہو گئی ہے آپ کے بھی کھانے کا وقت ہو گیا ہوگا۔ میں پولیس صاحب کے ساتھ دورہ جاتا ہوں۔ بعد واپسی آپ سے ایک دن سالم اپنی تحقیقات کے واسطے رکھونگا۔

صراط مستقیم

(از قلم خلیفہ عبد الحکیم کاتب)

ہے تمہیں کچھ شرم! اس الزام پر
خندہ زن ہے کفر۔ جو اسلام پر
بے بصیرت بے بصر ایسے ہوئے
نظر تک پڑتی نہیں اس دام پر
خواہشات نفس کے زندان میں
ہو گئے محبوس [illegible] و دام پر
کیسے منہ موڑا رہ اسلام سے
کیا لگایا بٹہ ہے اس نام پر
رکھدیا قرآن کو بالائے طاق
کچھ نہ سوچا عاقبت انجام پر
جب نہ مانا تم نے فرمان نبیؐ
پس ملی ذلت تمہیں اس کام پر
کچھ کرو خوف خدا دل میں ذرا
کیوں ہو نازاں زینت اجسام پر
خوب رویان جہاں زیر زمیں
تھا جنہیں نازاں اپنے قصر و بام پر
حق نے بتلادی تمہیں سیدھی سی راہ
کامیابی ہاں مگر اقدام پر
دل میں ہو خوف خدا حب رسولؐ
موجب غلبہ ہے ہر اقوام پر
خوب محکم پکڑو قرآن و حدیث
ہے فلاحیت کی راہ اس کام پر

مراسلے

ہر کلمہ گو مسلمان کو دعوت اتحاد

(گذشتہ سے پیوستہ)

حبل سے کیا مراد ہے۔ مفردات راغب میں ہے واستعیر للوصل ولکل ما یتوصل بہ الی شیء اور اسی میں حبل اللہ کے معنے ہیں۔ ھو الذی معہ التوصل بہ الیہ۔ یعنی حبل اللہ سے مراد وہ ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کو پہنچ سکتے ہیں اور حضرت ابن مسعود سے یہ روایت ہے کہ حبل اللہ سے مراد قرآن ہے۔

قرآن شریف پر ایمان لانا یہی نہیں کہ ہم مسلمانا صرف اسکے منجانب اللہ ہونے کا اقرار کریں۔ بلکہ اس پر حقیقی ایمان یہ ہے۔ کہ قرآن کریم میں جس قدر اوامر و نواہی ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ مسلمان ہو کر اگر انسان کامیاب حکومت کرنا چاہے تو محض اسی صورت میں کر سکتا ہے کہ قرآن عظیم کی فرمودہ ہدایات پر عامل ہو۔ بیشک دنیا اور دین لازم ملزوم ہیں اور مسلمان کے لئے لازم ہے کہ دونوں کو مضبوطی سے پکڑے اور دونوں میں فلاح اور بہبودی اور سعادت حاصل کرے۔ لیکن عراق عرب کے مسلمانوں کی حالت نہایت افسوسناک ہے۔ مساجد تو وہاں عظیم الشان ہیں اور حکومت بھی صدہا سال سے چلی آرہی ہے۔ آبادی کا جزو غالب بھی مسلمان ہی ہیں لیکن وہاں کوئی دینی جوش و خروش نہیں۔ درس و تدریس کے سلسلے مفقود ہیں تعلیم بھی ناپید ہیں۔ نہ صرف دینی بلکہ دنیوی بھی۔ علماء کا قحط ہے اور یہ حالت انقلاب کے بعد کی ہی نہیں۔ بلکہ ترکی زمانہ میں بھی یہی حالت تھی۔ کم و بیش بھی اگر کوئی بات عراق عرب یا اس طرف کے ممالک اسلامیہ کی آج باقی ہے۔ تو عظیم الشان مقابر اور ان میں عظیم الرفعت سونے والے انسان رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اے عزیزو! اپنی حالت پر غور کرو۔ جو مصیبت ہم پر آئی ہے وہ خود اپنی ہی بد عملی سے آئی ہے اللہ تعالیٰ نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ اکثر اوقات مسلمان احکام الٰہیہ کی بجا آوری سے غافل ہیں۔ فریضہ نماز تک لا پرواہ ہیں۔ ممکن ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ حضرات اس روشنی کے زمانہ میں اور موجودہ مصیبت سے خلاصی پانے کے لئے نماز کو ایک مضحکہ خیال فرمائیں لیکن یہ ان کی غلطی ہے۔ نماز ایک عظیم الشان حقیقت ہے جس سے انسان فواحش کے کرنے سے رک جاتا ہے۔ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر۔ نماز سے اوقات کی پابندی سکھانا مقصود ہے۔ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔

اسی طرح صدہا فوائد اس ایک فریضہ اسلامیہ کے عمدہ ادا پر مترتب ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کا یہ ایک عظیم وسیلہ ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو بہت دور سمجھ رکھا ہے۔ اور ہم طرح طرح کے نفسانی خیالات میں منہمک اور مستغرق رہتے ہیں۔ اور ان راستوں اور علاجوں کی پرواہ نہیں کرتے کہ جن پر عمل پیرا ہونے سے انسان ان اوقات ابتلائیہ میں نجات حاصل کر سکتا ہے۔

ہم نے صرف مادی قوموں کی تقلید میں ایجیٹیشن ایک خاص رنگ میں سیکھ لیا ہے۔ یہاں ہم دیگر ہمسایہ اقوام کی معیت حاصل کرنے کی خاطر ہر ایک قربانی کرنے کو موجود ہیں اور کر رہے ہیں وہاں ہم اپنے جسم و جان کے اعضائے رئیسہ یعنی مسلمان بھائیوں کے افتراق کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ عداوت اور مخالفت کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر بنانے کے درپے ہیں۔ مسلمانوں میں کئی ایک فرقے ہیں لیکن سب کے سب اللہ اور قرآن کریم پر متفق ہیں۔ اصل کے لحاظ سے تو سب متحد ہیں۔ لیکن فروع کے اعتبار سے کچھ ناقابل حقیقت اختلافات پڑ گئے ہیں۔

مسئلہ خلافت میں سوائے معدودے چند کے قریباً کلہم متفق اللسان ہیں۔ سب سے بڑا مخالف خلافت کا جناب میاں محمود صاحب کی جماعت کو گنا جاتا ہے۔ لیکن ہم تو ان کی جماعت کے جس فرد سے ملے۔ ہم نے ان کو ترکوں کا حقیقی غمخوار پایا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ میاں محمود صاحب کی توجہ کو اس طرف مبذول نہیں کیا جاتا۔ اور کیوں ان کو صلح اور آشتی کے ساتھ یہ پیغام نہیں دیا جاتا کہ ترک آخر مسلمان ہیں۔ اور اماکن مقدسہ میں اسلامی سلطنت کا قیام ضروری ہے اور اسے کسی نہ کسی رنگ میں ضرر اسلامی سیاست کو ضرر پہنچتا ہے۔ پس آپ بھی اس معاملہ میں کم از کم اسلامی اخوت کا ثبوت دینے کے لئے مسلمانوں کا ساتھ دیں۔ ہم آپکو مجبور نہیں کرتے کہ آپ سلطان روم کو خلیفۃ المسلمین ضروری یقین کریں۔ مگر تو اتنا کہ اماکن اسلامیہ پر ایک مسلمان سلطنت کے قیام کو ضروری بتانا آپ کا بھی فرض ہے۔ کیونکہ اس ذریعہ سے اسلامی شوکت کا اظہار مقصود ہے اور ابتدائے ایام اسلامی سے ان لوازم میں حکومت اسلامی کا قیام برابر چلا آرہا ہے۔ لیکن اگر ایک طرف میاں محمود صاحب کے طرز عمل پر شکایت کی جا سکتی ہے تو دوسری جانب مسلمان بھائیوں نے ان کے مقدس باپ پر دشنام دہی اور [illegible] بازی سے اپنے اخلاق حمیدہ کو نہایت ہی بدنما دھبہ لگایا ہے۔ اور عوام کی شکایت تو فضول ہے۔ بڑے بڑے علماء فحش زبانی کرنے اور مغلظات دینے کو باعث صد فخر اسلام خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے عملی نمونہ سے اس مزعومہ سعادت میں داخل ہوتے ہیں۔

ستوں چشم بد دور ہیں آپ دین کے
نمونہ ہیں خلق رسول امین کے

محمودی تو خیر مسلمانوں سے بعید التعلق سمجھے جائیں۔ لیکن لاہوری احمدیہ جماعت کو لیجئے۔ کہ انہوں نے دلائل بیّنہ سے حضرت مرزا صاحب کی مجددیت کو ثابت کر دیا ہے اور براہین حقہ سے ختم نبوت کا منصب اعلیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو کامل طور پر تفویض کر کے حضرت میرزا صاحب کو نبی تسلیم نہیں کیا۔ گویا یہ جماعت وصل کے لئے عامہ مسلمانوں سے اقرب ہے۔ لیکن یہاں ہماری قدرشناسی اور روشن ضمیری کا یہ حال ہے کہ اس جماعت کو ساتھ گلے ملنے کی بجائے مزید در مزید انقطاع اور انفصال کے درپے ہیں۔ ہم نے خود اس جماعت کے اصحاب سے بلکہ اپنی تشفی کر لی ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک کو اور خصوصاً حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب کو ترکوں سے کس قدر ہمدردی ہے۔

پس اگر ہمارے دانشمند حضرات اسلام کے مختلف فرقوں میں اگر اس وقت وصل اور ملاپ کی کوشش کریں۔ تو نہایت ہی بہترین موقعہ ہے اگر ہماری آرزوؤں کی تکمیل کیلئے ہندوؤں سے ملاپ ضروری ہے۔ تو خود مسلمانوں میں قطع و برید کیوں غیر ضروری ہو گئی۔ بالفرض ہمارے فروعی اختلافات اگر دور نہیں ہو سکتے۔ تو کیا کسی واحد اسلامی مسئلہ میں جس میں شریک ہونے سے ہمارے مخصوص دینی عقائد کو کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو۔ ہمارا آپس میں اتفاق کر لینا کیوں ایک قبیح امر سمجھا جاتا ہے۔ پس توقع ہے کہ ہم آپس میں صلح اور صفائی سے رہیں۔ اور ہزار ہا انسانوں کے واجب الاحترام بزرگ کو گالیاں دیکر خواہ نخواہ انکے دلوں کو صدمہ نہ پہنچائیں ہر ایک دین میں بزرگ اور مجدد ہوتے ہیں حضرت میرزا صاحب کا مجدد ہونا کیوں مذموم نظر آیا ہے

اب لیجئے۔ اس امر کو کہ بجائے حقیقی علاج کرنے کے کیوں ہم غیر ضروری طریقوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ہم پر یہ شدید مصیبت کا وقت ہے ہم نے کابل کی ہجرت کو مقدم خیال کر لیا ہے۔ لیکن حقیقی ہجرت یعنی گناہوں سے ہجرت کرنا اور دینی زندگی کا اختیار کرنا ہم نے قبول نہیں کیا۔ اے عزیزو! بیشک تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کی ریس کرتے ہو۔ اور حضور صلعم کا نمونہ ہی بہترین طور پر قابل تقلید ہے۔ لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ لیکن حضور صلعم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے جب ہجرت کا زمانہ آیا تو ہجرت مقامی سے ہجرت عصیان پہلے ہی کر چکے تھے۔ غرض سب سے اول گناہوں سے ہجرت ضروری ہے اور وہی وقت ہوتا ہے کہ جب انسان نفسانی آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ یا تو اسی ملک میں آسانیاں بہم پہنچا دیتا ہے یا کسی دوسرے ملک میں رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے رفقائے کرام کی ہجرت پر غور کرو۔ ہم نے خوب غور سے دیکھا ہے کہ ہمارے وہ رہبران قوم جو قومی سٹیجوں پر اسلامی خلافت کے سوال کو ثابت کرنے کے لئے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے ہیں۔ جب نماز کا موقع آتا ہے تو چپکے سے موقع پر کھسک جاتے ہیں۔ (باقی پھر)

بنی انسان کو چلنے قانون بنا دینے والا اللہ ہی ہے۔ اگر اس حقیقت کو نظر انداز کر کے اسی طور پر قانون بنانا چاہئے تو خود کو گمراہ کر دینا پڑتا ہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا کہ کسی قوم میں عبادات کچھ ہیں اور شریعت کچھ ہے درحقیقت یہ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی ذریعہ ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ہماری نجات کے لئے سب سے بڑی فکر یہ ہونی چاہئے کہ اعمال میں انسان جیکہ خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ وہ کہاں سے مل سکتے ہیں۔ میں تمہارا سچ سچ کہتا ہوں سوائے قرآن کریم کے پورے طور پر کسی الہامی کتاب میں نہیں ملتے۔ بیشک تم تمام دنیا چھان مارو۔ ہر طرف سے مایوسی کا جواب ہی ملیگا۔ صرف قرآن کریم ہی پکار کے کہتا ہے۔ میں الا کافۃ للناس ہے اور میری ہی شان میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔

نوالدار - یہ کیوں نہ کرنا چاہئے کہ خدا کی دی ہوئی عقل سے کام لیکر تمام مذاہب کی کتب سے اپنی پسندیدہ باتیں انتخاب کر لیں۔

عاجز - پھر تو وہ کتاب [illegible] ہوئی کیا ہوگی اس میں غلطی کا احتمال ہے اور وہ ضرورت زمانہ کے ساتھ بدلنے کا باعث ثابت ہوگی پھر وہ ناقابل عمل ہو جائیگی۔ مثلاً ہم ہندو بھائیوں سے [illegible] ان کا توام کتنوں کی وجہ [illegible] برخلاف اس کے وہی مسائل خدا کے وحی کی بنا پر [illegible] جنکو ہم شہد کہتے ہیں۔ [illegible] یہی بین فرق خدا کے قانون اور انسان کے بنائے ہوئے قانون کا ہے ویدوں میں اللہ پاک نے فرمایا تھا۔ کہ مرد کے مرنے کے بعد عورت دوسرا نکاح کرے۔ اور یہ قانون کبھی بگڑنے والا نہیں برخلاف اسکے کہ ضرورت زمانہ نے برہمنوں کو یہ مجبور کیا تھا کہ عورت کو مرد کے ساتھ جلایا جائے۔ اب اس کا نام باقی نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ کے قانون نے اپنا غلبہ کیا۔ ستی کی رسم تو درکنار اب برہمن لوگ عورت کو بیوہ بھی بٹھانا نہیں چاہتے [illegible] میں ان برہمنوں سے پوچھتا ہوں [illegible] یہ کوئی نیا قانون نہیں ہے بلکہ [illegible] ترک کیا ہوا قانون ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] آ جائیگا کہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ قانون کو تمام دنیا [illegible] رجوع کریگی۔

نوالدار - آپ کی ان باتوں میں کوئی شک نہیں ہے۔ اب رات زیادہ ہوگئی ہے آپ کے بھی کھانے کا وقت ہوگیا ہوگا۔ میں پولیس صاحب کے ساتھ دورہ جاتا ہوں۔ لیکن واپسی پر آپ سے ایک دن سالم اپنی تحقیقات سے واسطے رکھونگا۔

صراط مستقیم

(از قلم خلیفہ عبد الحکیم کاتب)

ہے تمہیں کچھ شرم اس الزام پر
خندہ زن ہے کفر جو اسلام پر
بے بصیرت بے بصر ایسے ہوئے
نظر تک پڑتی نہیں اس دام پر
خواہشات نفس کے زندان میں
ہو گئے محبوس قرض و دام پر
کیسے منہ موڑا رہ اسلام سے
کیا لگایا بٹہ ہے اس نام پر
رکھدیا قرآن کو بالائے طاق
کچھ نہ سوچا عاقبت انجام پر
جب نہ مانا تم نے فرمان نبی
پس ملی ذلت تمہیں اس کام پر
کچھ کرو خوف خدا دل میں ذرا
کیوں ہو نازاں زینت اجسام پر
خوب رویان جہاں زیر زمیں
تھا جنہیں نازا اپنے قصر و بام پر
حق نے بتلادی تمہیں سیدھی سی راہ
کامیابی ہاں مگر اقدام پر
دل میں ہو خوف خدا حب رسول
موجب غلبہ ہے ہر اقوام پر
خوب محکم پکڑو قرآن و حدیث
ہے فلاحیت کی راہ اس کام پر

مراسلات

ہر کلمہ گو مسلمان کو دعوت اتحاد

(گذشتہ سے پیوستہ)

حبل سے کیا مراد ہے۔ [illegible] واستعیر للوصل ولکل ما یتوصل بہ الی شئی اور راغب میں حبل اللہ کے معنے ہیں۔ ھو الذی معہ التوصل بہ الیہ۔ یعنی حبل اللہ سے مراد وہ ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہیں اور حضرت ابن مسعود سے یہ روایت ہے کہ حبل اللہ سے مراد قرآن ہے۔

قرآن شریف پر ایمان لانا یہی نہیں کہ ہم مان لیں صرف اسکے منجانب اللہ ہونے کا اقرار کریں۔ بلکہ اس پر حقیقی ایمان یہ ہے کہ قرآن کریم علیہ [illegible] اور اس پر عمل کیا جائے۔ مسلمان ہو کر اگر انسان کامیاب حکومت کرنا چاہے تو محض اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ قرآن عظیم کی زمودہ ہدایات پر عامل ہو۔ بیشک دنیا اور دین لازم ملزوم ہیں اور مسلمان کے لئے لازم ہے کہ دونوں کو مضبوطی سے پکڑے اور دونوں میں فلاح اور بہبودی اور سعادت حاصل کرے۔ لیکن عراق عرب کے مسلمانوں کی حالت نہایت افسوسناک ہے۔ اساجد تو وہاں عظیم الشان ہیں اور حکومت بھی صدہا سال سے چلی آ رہی ہے۔ آبادی کا جزو غالب بھی مسلمانوں کا ہی ہیں لیکن وہاں کوئی دینی جوش و خروش نہیں۔ درس و تدریس کے سلسلے مفقود ہیں۔ تعلیم گاہیں ناپید ہیں۔ نہ صرف دین بلکہ دنیوی بھی۔ علماء کا قحط ہے۔ اور یہ حالت انقلاب کے بعد ہی نہیں۔ بلکہ ترکی زمانہ میں بھی یہی حالت کم و بیش تھی اگر کوئی بات قابل ذکر ہے یا ان کے ممالک اسلامیہ کی تاریخ باقی ہے۔ تو عظیم الشان مقابر اور ان میں عظیم الرفعت سونے والے انسان رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اے عزیزو! اپنی حالت پر غور کرو۔ جو مصیبت تم پر آئی ہے وہ خود اپنا ہی بد فعلی سے آئی ہے اللہ تعالیٰ نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ [illegible] مسلمان احکام الٰہیہ کی بجا آوری سے غافل ہیں فریضہ نماز تک ادا نہیں۔ ممکن ہے کہ ہماری تعلیم یافتہ [illegible] مصیبت سے نجات پانے کے لئے نماز کو ایک فضول خیال فرمائیں لیکن یہ ان کی غلطی ہے۔ نماز ایک عظیم الشان حقیقت ہے جس سے انسان فواحش کے کرنے سے رک جاتا ہے۔ ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔ نماز سے اوقات کی پابندی سکھانا مقصود ہے۔ ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔

اسی طرح صدہا فوائد اس ایک فریضہ اسلامیہ کے عمدہ آمد پر مترتب ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کا یہ ایک عظیم وسیلہ ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو بہت دور سمجھ رکھا ہے۔ اور ہم طرح طرح کے نفسانی خیالات میں منہمک اور مستغرق رہتے ہیں۔ اور ان راستوں اور علاجوں کی پرواہ نہیں کرتے کہ جن پر عمل پیرا ہونے سے انسان ان آفات و ابتلاؤں میں نجات حاصل کر سکتا ہے۔

ہم نے صرف مادی قوموں کی تقلید میں ایجیٹیشن ایک خاص رنگ میں سیکھ لیا ہے۔ یہاں ہم دیگر ہمسایہ اقوام کی معیت حاصل کرنے کی خاطر ہر ایک قربانی کرنے کو موجود ہیں اور کر رہے ہیں وہاں ہم اپنے جسم و جان کے اعضائے رئیسہ یعنی مسلمان بھائیوں کے افتراق کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ عداوت اور مخالفت کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر بنانے کے درپے ہیں۔ مسلمانوں میں کئی ایک فرقے ہیں لیکن سب کے سب اللہ اور قرآن کریم پر متفق ہیں۔ اصل کے لحاظ سے تو سب متحد ہیں۔ لیکن فروع کے اعتبار سے کچھ ناقابل حقیقت اختلافات پڑ گئے ہیں۔

مسئلہ خلافت میں سوائے معدودے چند کے قریباً کلھم متفق اللسان ہیں۔ سب سے بڑا مخالف خلافت کا جناب میاں محمود صاحب کی جماعت کو گنا جاتا ہے۔ لیکن ہم تو ان کی جماعت کے جس فرد سے ملے۔ ہم نے اس کو ترکوں کا حقیقی غمخوار پایا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ میاں محمود صاحب کی توجہ کو اس طرف مبذول نہیں کیا جاتا۔ اور کیوں ان کو صلح اور آشتی کے ساتھ یہ پیام نہیں دیا جاتا کہ ترک آخر مسلمان ہیں۔ اور اماکن مقدسہ میں اسلامی سلطنت کا قیام ضروری ہے اور اسی کسی تقلیس رنج سے ضرور اسلامی سیاست کو صدمہ پہنچتا ہے۔ پس آپ بھی اس معاملہ میں کم از کم اسلامی اخوت کا ثبوت دینے کے لئے مسلمانوں کا ساتھ دیں۔ ہم آپکو مجبور نہیں کرتے کہ آپ سلطان روم کو خلیفہ المسلمین ضروری یقین کر لیں۔ مگر اتنا کہ ازان اسلامیہ پر ایک مسلمان سلطنت کے قیام کو ضروری بتانا آپ کا بھی فرض ہے کیونکہ اس ذریعہ سے اسلامی شوکت کا اندیا مقصود ہے اور ابتدائے ایام اسلامی سے ان نواح میں حکومت اسلامی کا قیام برابر چلا آ رہا ہے۔ لیکن اگر ایک طرف میاں محمود صاحب کے طرز عمل پر شکایت کی جا سکتی ہے تو دوسری جانب مسلمان بھائیوں نے اُن کے مقدس باپ پر دشنام دہی اور [illegible] بازی سے اپنے اخلاق حمیدہ کو نہایت ہی بدنما دھبہ لگایا ہے۔ اور عوام کی شکایت تو فضول ہے۔ بڑے بڑے علماء فحش زبانی کرنے اور مغلظات دینے کو باعث صد فخر اسلام خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے عملی نمونہ سے اس مزعومہ سعادت میں داخل ہوتے ہیں۔

ستون چشم بد دور ہیں آپ دین کے
نمونہ ہیں خلق رسول امین کے

محمودی تو خیر مسلمانوں سے بعید التعلق سمجھے جائیں۔ لیکن لاہوری احمدیہ جماعت کو دیکھئے۔ کہ انہوں نے دلائل بینہ سے حضرت مرزا صاحب کی مجددیت کو ثابت کر دیا ہے اور براہین حقہ سے ختم نبوت کا منصب اعلیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو کامل طور پر تفویض کر کے حضرت مرزا صاحب کو نبی تسلیم نہیں کیا۔ گویا یہ جماعت دوسروں کے لئے عامہ مسلمانوں سے اقرب ہے۔ لیکن یہاں ہماری قدرشناسی اور روشن ضمیری کا یہ حال ہے کہ اس جماعت کے ساتھ گلے ملنے کی بجائے مزید در مزید انقطاع اور انفصال کے درپے ہیں۔ ہم نے خود اس جماعت کے اصحاب سے بلکر اپنی تشفی کر لی ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک کو اور بالخصوص حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب کو ترکوں سے کس قدر ہمدردی ہے۔

پس اگر ہمارے دانشمند حضرات اسلام کے مختلف فرقوں میں اگر اس وقت وصل اور ملاپ کی کوشش کریں۔ تو ہمارا یہی بہترین موقعہ ہے۔ اگر ہماری آرزوؤں کی تکمیل کیلئے ہندوؤں سے ملاپ ضروری ہے۔ تو خود مسلمانوں میں قطع و برید کیوں غیر ضروری ہوگئی۔ بالفرض ہمارے فروعی اختلافات اگر دور نہیں ہو سکتے۔ تو کیا کسی واحد اسلامی مسئلہ میں جس میں شریک ہونے سے ہمارے مخصوص دینی عقائد کو کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو۔ ہمارا آپس میں اتفاق کر لینا کیوں ایک قبیح امر سمجھا جاتا ہے۔ پس موقع ہے کہ ہم آپس میں صلح اور صفائی سے رہیں۔ اور ہمارا انسانوں کے واجب الاحترام بزرگ کو گالیاں دیکر خواہ مخواہ انکے دلوں کو صدمہ نہ پہنچائیں ہر ایک دین میں بزرگ اور مجدد ہوئے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا مجدد ہونا کیوں مذموم نظر آیا ہے۔

اب لیجئے۔ اس امر کو کہ بجائے حقیقی علاج کرنے کے کیوں ہم غیر ضروری طریقوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ہم پر یہ شدید مصیبت کا وقت ہے ہم نے کابل کی ہجرت کو مقدم خیال کر لیا ہے۔ لیکن حقیقی ہجرت یعنی گناہوں سے ہجرت کرنا اور دینی زندگی کا اختیار کرنا ہم نے قبول نہیں کیا۔ اے عزیزو! بیشک تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کی ریس کرتے ہو۔ اور حضور صلعم کا نمونہ ہی بہترین طور پر قابل تقلید ہے ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ لیکن حضور صلعم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے جب ہجرت کا زمانہ آیا تو ہجرت مقامی سے ہجرت عصیان پہلے ہی کر چکے تھے۔ غرض سب سے اول گناہوں سے ہجرت ضروری ہے اور وہی وقت ہوتا ہے کہ جب انسان نفسانی آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ یا تو اسی ملک میں آسائیاں بہم پہنچا دیتا ہے یا کسی دوسرے ملک میں رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے رفقائے کرام کی ہجرت پر غور کرو۔ ہم نے خوب غور سے دیکھا ہے کہ ہماری وہ ہیرا فوم جو قومی سٹیجوں پر اسلامی خلافت کے سوال کو ثابت کرنے کیلئے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے ہیں۔ جب نماز کا موقع آتا ہے تو چپکے سے موقع پر کھسک جاتے ہیں۔

(باقیہ سعد)

مغل بادشاہوں کے زمانہ میں طاعون کا زور

(از قلم جے - آر - رائے - لاہور)
(گذشتہ سے پیوستہ)

آصف خان مرحوم نے ایک عجیب واقعہ بیان کیا ہے جو اعظم خان ولد عبداللہ خان کے گھر میں دیکھنے میں آیا تھا - اس کا یہ بھی بیان ہے کہ اس معاملہ کی خوب تحقیقات کی گئی ہے - ایک دن میں نے ایک چوہے کو گھر کے صحن میں شرابی کی طرح دوڑتے دیکھا اور بدحواس سا معلوم ہوتا تھا - میں نے ایک باندی سے کہا کہ اس چوہے کی دُم پکڑ کر اُسے بلی کے سامنے ڈالدو - بلی نے چوہے کو دیکھا اور مارے خوشی کے اچھلی - اور اُسے جا پکڑا - مگر پھر فوراً اُسے پھینک دیا - گویا اُسے سخت نفرت پیدا ہوگئی ہے رفتہ رفتہ ایسی علامات ظاہر ہونے لگیں کہ جس سے وہ بیمار معلوم ہونے لگی اور دمبدم حالت بگڑنے لگی - مجھے خیال آیا کہ تریاق فاروق دیا جائے جب بلی کا مُنہ کھولا گیا تو اُسکی زبان اور تالو اور اندر کا حصہ بالکل سیاہ تھا - تین روز تک اُسے سخت تکلیف رہی چوتھے دن اچھی ہوگئی - اسکے بعد باندی کے بدن پر ایک چھالا نمودار ہوا اسے سخت بخار اور بے چینی سے بیحد تکلیف ہوئی اس کا رنگ پہلے زرد سا تھا - پھر سیاہ ہوگیا - ہوتے ہوتے بخار انتہا کے درجہ پر پہنچ گیا - اس وجہ سے اس کا سانس بہت تیزی سے چلنے لگا - اور وہ بہت کمزور اور بے چین ہوگئی پانچ سات روز تک اسکی یہی حالت رہی پھر وہ مرگئی - میں نے محلہ کو معہ خدام کے چھوڑ دیا اور باغ میں ڈیرا لگا لیا - وہاں پر چلے جانے کے بعد کسی کے پھوڑا نہیں نکلا - اس کا متعدی اثر ایسا زبردست تھا کہ اگر کوئی تندرست آدمی مریض کو پانی دینے جاتا تو وہ بھی اس میں مبتلا ہو جاتا - آخر کار سب لوگوں کو اسکی اصلیت معلوم ہوگئی - اسلئے لوگ پرہیز کرنے اور بچنے لگے - اسی سال یعنی تاجپوشی کے دسویں برس ہندوستان کے کئی حصوں میں پلیگ زور شور سے نمودار ہوگئی - یہ پنجاب کے پرگنہ سے نمودار ہوئی اور بڑھتے ہوتے لاہور میں پہنچ گئی - ہزاروں ہندو اور مسلمان مرگئے پھر دوابہ میں نمودار ہوئی جو گنگا اور جمنا کے درمیان واقع ہے - تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ مورخوں ڈھول اور بڑے اکثروں کے خیال میں اس قسم کی وبا پہلے کبھی نہیں پھیلی تھی" اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ جس وبا کا ذکر جہانگیر نے کیا ہے وہ علامات سے طاعون معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہمارے زمانہ کی طاعون کی علامات اس وبا سے بہت گہری مشابہت رکھتی ہیں -

اقبال نامہ کا مصنف نواب معتمد خان تھا جو جہانگیری فوجوں کا بخشی تھا - وہ لکھتا ہے کہ جب وبا نمودار ہوتی ہے - تو چوہے بلوں سے نکلکر باہر آ جاتے اور دیوانہ وار دوڑتے پھرتے ہیں اور دیواروں سے سر پٹک پٹک کر مرجاتے ہیں اگر اسی علامت سے مشتبہ ہوکر لوگ گھروں سے باہر نکل جائیں اور باہر جنگل میں ڈیرے لگالیں تو وہ بچ جاتے ہیں ورنہ گاؤں کے گاؤں صاف ہوجاتے ہیں - یہ پلیگ ایسی سخت ہے کہ اگر مردہ یا اُسکے کپڑے کو کوئی چھوئے - تو وہ بھی اس وبا میں مبتلا ہوجاتا ہے - ہندوؤں پر اس وبا کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے - کشمیر میں ایک درویش تھا - اسکا دوست پلیگ سے مرگیا تو اس نے اسکی میت کو غسل دیکر کفنا دیا دوسرے دن وہ بھی اس مرض میں مبتلا ہوکر مرگیا جس گھاس پر مردہ کو نہلایا گیا تھا - جب ایک گائے نے اُسے چرا تو وہ بھی مرگئی - اور جب کتوں نے گائے کی نعش کو کھایا تو وہ بھی مرگئے - ہندوستان کا کوئی حصہ اس پلیگ سے محفوظ نہ رہا - یہ آٹھ برس تک پھیلی رہی" ؛ اس بیان سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وبا ہمارے زمانہ کی پلیگ سے مختلف نہ تھی - پادری ایڈورڈ ٹیری سر ٹامس رو کے مذہبی ہادی اور انگریزی سفارت کے ہمراہ تھے انہوں نے احمد آباد میں پلیگ پھیلنے اور آٹھ دس انگریزوں کے مرنے کا ذکر کیا ہے - جو علامات بیان کی ہیں وہ طاعون سے مشابہ ہیں خفی خان نے اپنے منتخب اللباب میں ۱۲۹۱ھ میں وبا پھیلنے کا ذکر کیا ہے - یہ وبا بہت قسم کی تھی - جیعدت سے ہو جاتی تھی اسکی علامات سے ظاہر ہے کہ یہ ہمارے طاعون سے مختلف تھی تاریخ بہادر شاہ میں جو ۱۱۲۱ھ میں لکھی گئی تھی - شاہی سپاہ نے جو جنگل میں ہمت کرکے کوہستان پر حملہ کرنیکو گئی تھی وبا ظاہر ہوئی - بعد سینکڑوں سپاہیوں کے مرنے کا ذکر پایا جاتا ہے یہ اقتباسات کافی ہیں کہ جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں پلیگ بہت بار نمودار ہوکر ہزاروں لاکھوں جانوں

کی بربادی کا موجب ہوتی رہی +

موجودہ وبا چین سے ۱۸۹۶ء میں آئی تھی - اور شہر بمبئی میں نمودار ہوئی - ماہ اکتوبر میں سرکاری طور پر اسکی ہستی تسلیم کی گئی تو لوگ حواس باختہ ہوکر چاروں طرف بھاگ گئے اور اپنے ساتھ پلیگ کے جراثیم بھی لیتے گئے - جس سے کراچی - پونہ - شولاپور احمد نگر اور ہبلی میں بھی طاعون نمودار ہوگیا - بعد ازاں ملک کے اور حصوں میں جا نکلا - اب یہ ہندوستان کی مستقل لعنت ہے اس سے ۱۸۹۶ء اور ۱۹۱۰ء کے درمیان سارے ہندوستان میں ۹۸ لاکھ بیاسی ہزار آدمی مرگئے جن میں سوا (۱۳۴) لاکھ دیسی ریاستوں کے لوگ تھے - قرین قیاس ہے کہ پندرہ یا بیس فی صدی اموات کی اطلاع سرکار کو نہیں ملی اور اگر ان میں چار سال کی اموات بھی داخل کردی جائیں تو شمار سوا کروڑ تک پہنچ جاتا ہے - جو بیس سال کے عرصہ میں ایک شاندار سلطنت تاراج ہوگئی ہے اس کا اثر ہماری صنعت و حرفت پر پڑا رہا ہے اور قومی دولت کے وسیلہ پر سخت قسم کی روک پڑ گئی ہے - دولت پیدا کرنیوالے آدمی مرتے ہیں - اب تجربہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صفائی اور ٹیکہ سے طاعون کا علاج ہوتا ہے اس سے ستر فیصدی بیمار چنگے ہو جاتے ہیں اور بے ٹیکہ صرف تیس فیصدی زندہ بچتے ہیں - اگر چوہے مرتے ہی گھر سے باہر نکل جاؤ اور کھلے میدان میں جا رہیں - تو پلیگ کا اثر نہیں ہوتا - گویا صفائی سے پلیگ کا ضرر اثر نہیں ہوتا - اس لئے گھر اور بستیاں پاک و صاف رہنی چاہئیں کہ جس سے ہر قسم کے امراض کی روک تھام ہو جاتی ہے - اور ٹیکہ بہتر ہے - یورپ نے اپنے کو حفظان صحت سے پاک کردیا ہے کیا وجہ ہے کہ اہل ہند ان آفتوں سے رستگاری حاصل نکریں اس لئے ملک و قوم کی خیرخواہی کا خیال کرکے ہمیں طاعون کا قلع قمع کرنا چاہئے +

تازہ ترین خبریں

ایران پر بالشویکوں کا حملہ
تبریز کی ہندوستانی سپاہ خطرے میں

لنڈن - ۲۰ مئی - ایران پر بالشویکوں کے حملے کے متعلق ٹائمز رقمطراز ہے کہ شمالی ایران میں مدافعت کا کوئی سامان نہیں - گذشتہ موسم گرما میں ایران کو بیس لاکھ پونڈ کا جو قرضہ دیا گیا تھا وہ اب سے بہت پہلے خرچ ہوچکا ہوگا - برطانی افسر اس غرض سے بھیجے گئے ہیں کہ ایران کی مقامی افواج کا نظم و نسق از سر نو درست کریں - لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ ابھی اس بارے میں کوئی عملی کارروائی شروع کی گئی ہو وزیر اعظم ایران میں بیمار ہیں اور اُن کے ہمعصر کسی کام کے نہیں - اس اثناء میں بالشویکوں کی کثیر التعداد سپاہ سرحد کو عبور کر آئی ہے -

ٹائمز یہ سوال کرتا ہے کہ تبریز میں برطانی افسروں کی ماتحتی میں جو قلیل ہندوستانی فوج ہے اس کا کیا حشر ہوگا - اور خود ہی کہتا ہے کہ اس کا بھی وہی حال ہوگا - جو اسفہان میں فرانسیسیوں کی مختصر جمعیت کا ہوا ہے

حملہ کا پہلے ہی سے احتمال تھا

لنڈن - ۲۰ مئی - ریوٹر کو برطانی حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ انزلی سے برطانی فوج کی واپسی خالصتاً احتیاطی تدبیر ہے اور سپاہ کی سلامتی کے متعلق کسی قسم کا فکر و اندیشہ نہیں یہ سپاہ عراق عرب کی میدانی فوج کے ایک دستہ پر مشتمل ہے -

کوئی جدید فوجی حالت رونما نہیں ہوئی - کیونکہ بالشویک جب سے باکو میں پہنچے ہیں بحیرہ خزر پر مسلط رہے ہیں اس بات کا احتمال مدت سے تھا - کہ بالشویک انزلی کی سمت میں حملہ آور ہونگے تاکہ ان دس چھوٹے چھوٹے جہازوں پر قبضہ کرلیں جو ڈینکن کے بیڑہ سے متعلق ہیں +

شورش آئرلینڈ
دو سار جنٹوں پر گولیوں کا وار

لنڈن - ۲۰ مئی - مڈرک میں پولیس کے دو سار جنٹوں پر گولیاں چلنے کے بعد کثیر التعداد فوج اور پولیس نے بازاروں پر قبضہ کرلیا اہل شہر نے دن کی کھلی امداد اور آوازے کسے - بیان کیا جاتا ہے

مفید کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں !!!

ترجمۃ القرآن انگریزی: اطلاع اپنے احباب اور دیگر شائقین کی خوشخبری کے لئے شائع کیا جاتا ہے کہ ترجمۃ القرآن قسم اعلےٰ جو چھپنے آٹھ ماہ سے ختم ہوچکا ہوا تھا - جس کی قریباً (۵۰۰) کاپیاں اب عنقریب ہی پرسوں تک سے ہیں پہنچی ہیں - اس لئے جن احباب کو ضرورت ہو وہ جلد بذریعہ وی پی طلب فرما دیں یا قیمت پیشگی بھیجکر منگوالیں بصورت دیگر تعمیل نہ ہو سکے گی ؛

ہدیہ فی نسخہ عہ روپیہ - خرچ پیکنگ و ڈاک عہ +

ٹیچنگز آف اسلام یعنی اس لیکچر کا انگریزی ترجمہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فلسفہ اسلام پر پانچ سوالوں کے جواب میں ایک بڑے مذہبی جلسہ پر دیا تھا - اسلام پر ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے قیمتی خیالات کا مجموعہ ہے - جس میں قرآن کریم اسلام کی تعلیم پیش کی گئی ہے اور بڑے بڑے فلاسفروں نے اسکے سامنے سر جھکا دیا ہے - اسلام کی تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے قیمت مجلد عہ

المبوۃ فی الاسلام جو حضرت امیر ایدہ اللہ کی مشہور تصنیفات میں سے ہے قریب الاختتام ہے - جن احباب کو ضرورت ہو جلد طلب کریں ورنہ دوسری ایڈیشن کے لئے بہت انتظار کرنا ہوگا - قیمت عہ مجلد عہ ؛

مقام حدیث جو قریباً ڈیڑھ سو صفحہ کی کتاب ہے عنقریب چھپ کر دفتر میں آنیوالی ہے یہ نہایت ہی قابل قدر تصنیف ہے جس میں اہل قرآن کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے علاوہ ضرورت حدیث کے صداقت حدیث - جمع حدیث اور تنقید حدیث پر مفصل مضامین ہیں ہر ایک شخص جسے آنحضرت صلعم اور آپ کے اقوال کے ساتھ محبت اور تعشق لگا تا منظور ہے وہ اس کی کم از کم ایک کاپی خریدے مناسب ہوگا کہ جملہ احباب اپنے نام پہلے سے درج رجسٹر کرادیں - تاکہ کتاب اُن کی خدمت میں عین وقت پر پہنچ سکے - قیمت اندازہ ۱۲ روپے تک ہوگی

سیرۃ خیر البشر جو اپنی قسم کی ایک نرالی تصنیف ہے عنقریب چھپ کر آنیوالی ہے - جو لوگ حضرت امیر ایدہ اللہ یا اُن کی تحریر سے واقف ہیں اُن کے پاس اس کی تعریف کی کوئی حاجت نہیں - اس میں نہایت عمدہ طرز پر آنحضرت صلعم کی سوانحعمری اور آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے - اور بالآخر یہ بتایا گیا ہے - کہ آپ ہر پہلو سے مخلوق کے لئے خیر تھے اس کے لئے بھی مناسب ہوگا - کہ سب احباب اپنے نام پہلے سے درج رجسٹر کرادیں - تاکہ انہیں کتاب عین وقت پر پہنچ سکے -

نوٹ: سب احباب آرڈر دیتے وقت یا نام رجسٹر کراتے وقت مجلد یا غیر مجلد ضرور لکھا کریں تاکہ ہمیں کتاب کے بھیجنے میں کوئی غلطی نہ ہو سکے +

مشورہ

چونکہ اکثر کتب ہمارے پاس روپے سے اوپر کی قیمت والی ہوتی ہیں اور بعض جو روپے سے کم قیمت کی ہوتی ہیں وہ بھی ایسی ضروری کہ جن کی احتیاط سے رکھنے کی بہت ضرورت ہوتی ہے اس لئے بہت اچھا ہوگا کہ سب احباب ہم سے کتب مجلد ہی طلب فرمایا کریں - جس سے ہمیں یہ فائدہ ہوگا کہ ہم اُن کے بھیجنے سے پیشتر سب کتب مجلد کرالیا کرینگے - جس سے وہ خراب نہ ہوں گی اور ہمارے احباب کرام کو یہ فائدہ ہوگا - کہ انہیں الگ طور پر ایک کتاب مجلد نہ کرانی پڑے گی - جس سے کہ خرچ بھی کافی زیادہ پڑتا ہوگا ؛ (مینیجر)

پتہ: دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

کہ ایک مقام پر فوج یا پولیس نے مجمع پر گولیاں چلائیں - جن سے ایک شخص ہلاک اور کئی زخمی ہوئے مؤخرالذکر میں ایک بڑھیا اور ایک بچہ بھی شامل ہے -

ڈبلن سے مسند آئرلینڈ میں ایک نیا شگوفہ پھوٹنے کی خبر آئی ہے

سن فینروں کے ڈاکے

لنڈن ۲۱ مئی - آئرلینڈ میں ہنوز آتشزدگیوں اور ڈاک گاڑیوں کو روک لینے کی وارداتوں کا سلسلہ جاری ہے گذشتہ شب ڈبلن میں ایک سرکاری اطلاع شائع ہوئی تھی - جس میں مذکور ہے کہ اسلحہ تباہ و برباد کرنے کی نیت سے متعدد پولیس کی بارکوں اور فوجی جھونپڑوں پر حملے ہوئے ہیں دو عدالتوں کی عمارتیں جلادی گئی ہیں نقاب پوش اشخاص نے ٹھٹھرین اور لمرک میں ڈاک کی گاڑیاں روک لیں ڈاکوؤں نے بیش قیمت اشیاء اور سرکاری ڈاک پر قبضہ کرلیا ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۳۸

قُلْ یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ

آزادہ ہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا ۔ مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم ۔ ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست ۔ بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام ۔ دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن ۔ جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام ۔ ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست ۔ زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود ۔ آں نہ از خود از ہماں جائے بود

ہفتہ میں دوبار
یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء کا مذہب

ما از دیاریم ہر نور و کمال ۔ وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست ۔ ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک وز خبرہائے معاد ۔ ہرچہ گفت آں سیّد العباد
ایں ہمہ از حضرت احدیت است ۔ منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست ۔ منکر آں مورد لعن خداست
معجزات انبیائے سابقین ۔ آنچہ در قرآں بیاید ش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست ۔ ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب ۔ نزد ما کفر است و خسران و تباب

سالانہ قیمت (دیٹے)
ششماہی ... طلباء سے سالانہ ...

جلد ۷ | [illegible] لاہور ۔ یکشنبہ مورخہ ۱۱ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۳۰ مئی سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۸۹

کلام الامام امام الکلام

دلائل صداقت مسیح موعودؑ

(گذشتہ سے پیوستہ)

جس کو ہم نے قطرۂ صافی تھا سمجھا اور تقی
غور سے دیکھا تو کیڑے اسمیں بھی پائے ہزار
دُوربینِ معرفت سے گند نکلا ہر طرف
اس وبا نے کھا لئے ہر شاخ ایماں کے ثمار
اے خدا بن تیرے ہو یہ آبپاشی کس طرح
جل گیا ہے باغ تقوے دیں کی ہے اب اک مزار
تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ فتنہ کا قدم بڑھتا ہے ہر دم سیل وار
اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہوگیا ہے بے نشان
اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آوے بہار
کیا کہوں دُنیا کے لوگوں کی کہ کیسے سو گئے
کس قدر ہے حق سے نفرت اور ناحق سے پیار
عقل پر پردے پڑے سو سو نشاں کو دیکھکر
نور سے ہو کر الگ چاہا کہ ہو ویں اہل نار
گر نہ ہوتی بدگمانی کفر بھی ہوتا فنا
اس کا ہووے ستیاناس اس سے بگڑے ہوشیار
بدگمانی سے تو رائی کے بھی بنتے ہیں پہاڑ
پر کے اک ریشہ سے ہو جاتی ہے کوؤں کی قطار
حد سے کیوں بڑھتے ہو لوگو کچھ کرو خوفِ خدا
کیا نہیں تم دیکھتے نصرت خدا کی بار بار
کیا خدا نے اتقیاء کی عون و نصرت چھوڑ دی
ایک فاسق اور کافر سے وہ کیوں کرتا ہے پیار
ایک بدکردار کی تائید میں اتنے نشاں
کیوں دکھاتا ہے وہ کیا ہے بدکنوں کا رشتہ دار

جواہر ریزے

ہر نبی اور مامور کیوقت دو فرقے ہیں ایک سعید دوسرے شقی ہوتے ہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

یقیناً سمجھ لو۔ اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ جو حق کے قرائن و دلائل دیکھکر نہیں مانتا اور حسن ظن اور صبر سے کام نہیں لیتا ۔ اور تلاش رد میں رہتا ہے عمدہ سے عمدہ نشان اور قوی سے قوی دلائل اس کے پیش کئے جاتے ہیں مگر وہ اُنکو دیکھکر سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا ۔ بلکہ رد کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ تو اُسکو ڈرنا چاہئے کہ یہ اشقیا والی عادت ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے اس جماعت نے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا جب انھوں نے اللہ تعالےٰ کا پیام سُنا ۔ اور مامور من اللہ کی آواز اُن کے کان میں پہنچی وہ مخالفت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور فکر معکوس اور بخل و بیجا عداوت کی وجہ سے اسکی تردید کی فکر میں لگ گئے ۔ پھر اسی پر بس نہیں کی۔ انسان چونکہ ترقی کرتا ہے دوستی ہو یا دشمنی آخر بڑے بڑے مقابلوں اور ناپاک منصوبوں تک نوبت پہنچکر ہلاکت کی گھڑی آجاتی ہے۔

ایسا ہی حال پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔ ایک گروہ نے ایمان میں وہ ترقی کی کہ بکریوں کیطرح خدا کے حکم پاکر ذبح ہو گئے ۔ اور کچھ پرواہ نہیں کی کہ بیوی بچوں کا کیا حال ہوگا۔ اُنکو کوئی ایسی شراب محبت پلائی گئی کہ لاپرواہ ہوکر جانیں دے دیں ۔ یہ تصرف اس نظارہ کے وقت معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح پر انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی

یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا راضی ہو جاتا ہے یہ تو صرف پوست ہے ۔ مغز تو اسکے اندر ہے اکثر قانون قدرت یہی ہے کہ ایک چھلکا ہوتا اور مغز اسکے اندر ہوتا ہے ۔ چھلکا کوئی کام کی چیز نہیں ہے ۔ مغز ہی لیا جاتا ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں مغز رہتا ہی نہیں اور مرغی کے ہوائی انڈوں کی طرح نہ زندگی ہوتی ہے اور نہ سفیدی جو کسی کام نہیں آسکتے اور ردی کیطرح پھینکدئے جاتے ہیں ہاں ایک دو منٹ تک کسی بچہ کے کھیل کا ذریعہ ہو تو ہو اسیطرح پر وہ انسان جو بیعت اور ایمان کا دعوے کرتا ہے۔ اگر وہ اُن دونوں باتوں کا مغز اپنے اندر نہیں رکھتا تو اسے ڈرنا چاہئے کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ اُس ہوائی انڈے کی طرح ذرا سی چوٹ سے چکنا چور ہوکر پھینکدیا جائیگا۔

اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعوے کرتا ہے اُسکو ٹٹولنا چاہئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جبتک مغز پیدا نہ ہو ایمان محبت۔ اطاعت ۔ بیعت۔ اعتقاد ۔ مریدی اسلام کا مُدعی سچا مُدعی نہیں ہے یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکا کی کچھ بھی قیمت نہیں خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں موت کس وقت آجاوے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ مرنا ضرور ہے ۔ پس نرے دعوے پر ہرگز کفایت نہ کرو۔ اور خوش نہ ہوجاؤ ۔ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں جبتک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں ہوکر نہ نکلے وہ انسانیت اور اصل مقصد کو پا نہیں سکتا۔

انسان اصل میں انسان سے لیا گیا ہے یعنی جس میں دو حقیقی اُنس ہوں ۔ ایک اللہ تعالےٰ سے دوسرا بنی نوع کی ہمدردی سے۔ جب یہ دونوں اُنس اس میں پیدا ہوجاویں اسوقت انسان کہلاتا ہے ۔ اور یہی وہ بات ہے جو انسانیت کا مغز کہلاتی ہے اور اسی مقام پر انسان اولوالالباب کہلاتا ہے جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں ۔ ہزار دعوے کرو ۔ اور دکھاؤ ۔ مگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس کے نبی اور فرشتوں کے نزدیک ہیچ ہے۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تمام انسان نمونہ کے محتاج ہوتے ہیں اور وہ نمونہ انبیاء علیہم السلام کا وجود ہوتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر تھا کہ درختوں پر کلام الٰہی لکھا جاتا ۔ مگر اُس نے جو پیغمبروں کو بھیجا اور انکی معرفت کلام الٰہی نازل فرمایا ۔ اس میں سِر یہ تھا کہ تا انسان جلوہ الوہیت کو دیکھے جو پیغمبروں میں ہوکر ظاہر ہوتا ہے پیغمبر الوہیت کے مظہر اور خدا نما ہوتے ہیں ۔ پھر سچا مسلمان اور معتقد وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر ہے صحابہ کرام رضہ نے اس راز کو خوب سمجھ لیا تھا ۔ اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہوئے اور کھوئے گئے ۔ کہ ان کے وجود میں اور کچھ باقی رہا ہی نہیں تھا جو کوئی ان کو دیکھتا تھا ۔ ان کو محویت کے عالم میں پاتا تھا ۔ پس یاد رکھو کہ اس زمانہ میں بھی جب تک وہ محویت اور وہ اطاعت میں گمشدگی پیدا نہ ہوگی جو صحابہ کرام رضہ میں پیدا ہوئی تھی مریدوں ۔ معتقدوں میں داخل ہونے کا دعوے تب ہی سچا اور سچا ہوگا ۔ اور یہ بات اچھی طرح پر اپنے ذہن نشین کر لو ۔ کہ جب تک یہ نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ تم میں سکونت کرے اور خدا تعالےٰ کے آثار تم میں ظاہر ہوں ۔ اُس وقت تک شیطانی حکومت کا عمل دخل موجود ہے۔

نومبایعین

مفصلہ ذیل اصحاب حضرت امیرؒ کے ہاتھ پر بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں خداوند کریم استقامت بخشے۔

(۱) علی بخش ولد محمد بخش خانساماں ڈاکبنگلہ ڈیرہ ضلع گوپی پور
(۲) منشی رحمت خان صاحب محرر کنسٹبل علاقہ ۲۵۶ چوکی ڈیرہ ۔ ۔

احمدیہ مسلم پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ناشر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۳۰ مئی سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۸۹

تصادم عقائد

(۴)

جس باغ کے مالی کا یہ حال ہو کہ وہ گلستان آج نہیں تو کل اُجڑا اُس کی بلبلیں کہاں اور اپنا نشیمن بنا لیتی ہیں۔ اُسکی کیا ریاں عرصہ دراز سے آبیاری کے پڑی رہتی ہیں۔ اسکے پھول اپنی اصلی خوش نما نکہت نہیں لاتے اور برگ و بار کی حالت دل افسردگی مایوسی و دحشت کا سماں دکھاتی ہے

اسی دور میں مذہب عیسائیت نے وہاں جڑیں پکڑنی شروع کیں۔ اور جس طرح کئی مذاہب اپنے اولین ایام میں ایک ہیجان پیدا کر دیتے ہیں پرانی وضع و قطع کو اور بوسیدہ بنیادوں کو متزلزل کرتے ہیں۔ اس سوسائٹی میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور نظام سلطنت میں ایک خاص تغیر ظہور پذیر ہونے لگتا ہے۔ یہی شاہ رومانی بجائے کلیسیا کی حکومت کے آگے سرنگون ہونا اپنا فرض مذہبی خیال کرنے لگے۔ گرجا کی ٹکسال سے نکلے ہوئے احکام اُنکے واسطے کھرے دام تھے۔ اور اُن کا یہ زعم کہ حضرت مسیح علیہ السلام بہشت و دوزخ کی دونوں چابیاں پطرس کے حوالہ کر گئے ہیں جس کا جانشین نسلاً بعد نسلاً کلید برداری کے لئے مقرر ہو جاتا ہے۔ وہ اس گدی نشین کو جو عقبےٰ میں اُن کے لئے دوزخ کے دروازے بند کر دیگا اور رحمت کے کھلے چھوڑ دیگا۔ اپنا حقیقی سہارا دُنیا میں سمجھنے لگ گئے۔ اور اس طور حکومت کے اندر ایک اندر حکومت پیدا ہو گئی۔ یہ چوتھی صدی عیسوی کے اخیر سنین کی حالت تھی۔ سلطنت کی بگڑتی ہوئی حالت کو برقرار کرنے کے لئے ایک خط شمالاً جنوباً بحیرہ ایڈریاٹک میں سے ذہنی طور پر کھینچ لیا گیا۔ اور اس جدید حد بندی سے سلطنت دو حصوں میں منقسم کر دی گئی۔ ایک مشرق کی اور ایک اس کے مغرب کی۔ شاہ قسطنطین ۳۳۰ء میں مشرقی حکومت کا والی مقرر ہوا۔

یہ اعظم ایشیاء کے مغربی ممالک سب کے سب غلہ کی بہم رسانی کیا کرتے تھے۔ اور اُن سے ورے دیگر ممالک کے لوگ بھی رومی لوگوں کو اپنا تہذیب و تمدن کا نمونہ تصور کر کے ان کی تقلید کرتے تھے۔ مگر سلطنت کی ایسی کمزور حالت دیکھکر خونخوار قبائل جو اطراف و اکناف پہاڑوں اور دشتوں میں مکین تھے۔ اپنے حملوں اور لوٹ مار سے پُرامن زمیندار ادن کے دلوں میں سراسیمگی پھیلانے لگے تو اس وقت نئے شہنشاہ نے بائزنیٹیم کو دارالخلافہ بنایا جو اس کے نام پر موسوم ہوا۔ بحیرہ مارمورا کی جغرافیائی حیثیت کو وہ خوب سمجھتا تھا اور اسکی سپاہیانہ نظر نے حق انتخاب کی داد دی۔

(۵)

جس طرح شاہ قسطنطین نے دیگر ذرائع کو کام میں لا کر نئے دور دورہ کی بنیاد ڈالی۔ اس کی زمانہ شناسی نظر اس نئے گروہ نصرانیہ کو او جھل نہ ہونے دیا۔ اپنی ملکی اغراض کی خاطر ان لوگوں کو اُس نے اپنا ہتھیار بنانے کی ٹھانی۔ اُن کے معبدوں کی حفاظت حکومت نے اپنے ذمہ لی۔ افسر اور عمال ان پر جو رو تشدد روا رکھتے تھے اُن کا زاویہ نگاہ بھی بدل دیا گیا اور اسکی بجائے رافت و تلاطف نے جگہ لی۔ حتیٰ کہ بادشاہ سلامت کی اصنام پرستی کے معبد میں ریہ[illegible] اور دیگر کئی ہزار دیوی دیوتاؤں کی تصویروں کے ساتھ حضرت مریم اور حضرت مسیح کی تصاویر بھی معلق کی گئیں۔ مورخ گرانٹ لکھتا ہے کہ "قسطنطین کے ٹھیک مذہبی خیالات کا معلوم کرنا مشکل ہے اُس کے دل میں مذہب اور نام پرستی و اصنام پرستی کی صداقت کا کچھ شائبہ موجود تھا۔ تو مدبرانہ حیثیت میں اُس نے کلیسا کی طاقت کو تاڑ لیا تھا اور بائبل کے تاریخی واقعات نے اس یقین کو اور بھی راسخ کر دیا تھا۔ سو جہ سے اُس نے باہمدگر یا سخت بٹانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کلیسیا کی کونسل کا ایک دفعہ صدر بن بیٹھا۔ اور شاہی نشانات میں مسیحی نشان بھی ایزاد کر دیئے گئے"

اور نام پرستی میں اپولو دیوتا سورج کی پوجا ایک خاص امتیاز رکھتی تھی۔ نئے سمجھوتے کے مطابق گرجا کا رُخ جانب طلوع آفتاب کر دیا گیا۔ اور طلوع و غروب پر عبادت شروع ہوئی۔ گرجا کے اندر "آسٹر" بھی اس ترکیب سے بنایا گیا کہ جناب پادری صاحب وعظ و خطبہ میں اپنا قبلہ رو جانب مشرق ہی رکھیں۔ سوفسطیائی طرز کے دلدادہ جن کی گھٹی میں حقیقی نور کے عدم کی وجہ سے عجیب توہمات تعلیمات دیتی آئی تھیں۔ سورج کی عبادت وہ کرتے تو تھے مگر فاطر کو یہ منظور تھا کہ کسی طریق سے اس کا ظہور ان کے جسم پر بھی نمایاں رہے۔ اور ان کی ندرت نوازی نے اس معمہ کا یوں حل کیا سمجھا کہ سر کو بالکل منڈوا دیا جائے۔ اور اسکے پایہ کے معتقدین تو ہر وقت اپنی چندیا صاف اور چمکدار بناتے تھے۔ طبقۂ نسوان میں سے بتول یا راہبہ بھی جو دُنیاوی آرائش کو خیرباد کہہ کر معبدوں میں جا گزین ہوتی تھیں وہ بھی اس زیب و زینت کو خیرباد کہہ دیتیں۔ اس رسم جاہلیت کو عیسائی لوگوں نے قبول کر کے عام رواج بخشا۔ جس کی یادگار رومن کیتھولک راہبوں اور بتول عورتوں میں پیہم جاری ہے۔ گو اب سارے سر کی صفائی کی جگہ چوٹی میں ایک دائرہ کی شکل میں بال کتروائے جاتے ہیں مگر طبقہ اناث بدستور اس پر قائم ہے۔ اور مسیح کی سر مونڈھی بجیٹرین کو رواتی تقلید پر ڈالی ہوئی ہیں۔

(۶)

مذہب میں اور عبادات میں تغیر و تبدل کر کے اور اپنی دنیاوی وجاہت و غلبہ سے اس تبدیلی کو کامیاب صورت دیکر اُس نے سلطنت کی بنیاد مستحکم و استوار کر لی لیکن خدا تعالےٰ کے فرستادہ احکام میں دست اندازی کرنا اور اس کے رسول کے پہنچائے ہوئے قوانین کو توڑ مروڑ کر کو ترے کو دراج ہنس کے پروبال سے زیب و زینت دیکر خوبصورت شکل پیدا کر لینا گو مضحکہ انگیز ہے مگر اس سے بدرجہا بڑھکر مہلک ہے جس کے جراثیم اپنا اثر دکھا کر اچھے بھلے کو بیمار کر کے اندر ہی اندر اسے کھلا کھلا کر پرورش کرتے ہیں تو ہم پرستی اور خرافات کے نوزائیدہ بچہ میں دیوی دیوتاؤں کے دلچسپ و دلاویز قصوں کی سجدول تجاپیاں کیسی رہیں اور خدائے واحد کی تعلیم وحدانیت بھی مذہبی مباحثات کی مجالس بڑے زور و شور سے قائم کی گئیں۔ اور قدرتاً ہونی چاہئے تھیں اور متلاشیان حق کے دو گروہ جو اتھانیسیا اور آریینیا کے نام سے مشہور ہیں اس بات کی کافی شہادت ہیں کہ کس شد و مد کے ساتھ وہ اس معجون مرکب کا قوام درست کرنا چاہتے تھے۔ باوجود ان ساری کوششوں کے صورت معاملات بدتر سے بدترین ہوتی گئی ظاہر طور پر امن و امان ہو گیا۔ مگر قلبی سکون و اطمینان شاذ کالعدم کا مصداق بنا۔ اور جب دلی تو ازن قائم نہ رہے جب قلب انسانی ہی ٹھیک کام نہ کرے۔ اور اپنے فرائض کو انجام دینے سے قاصر ہو تو فاسد خون سارے جسم کو زہر آلود کر دے گا۔ جس کا نتیجہ اپنا اثر دکھا کر رہتا ہے۔

ہندوستان کا آئندہ وائسرائے

موجودہ وائسرائے لارڈ چیمسفورڈ بہادر اپریل سنہ ۱۹۲۱ء میں اپنے عہدے سے سبکدوش ہوں گے اسوقت تک اُن کی جانشینی کے لئے لارڈ سلیبورن۔ لارڈ ڈونفورڈ لارڈ ہنٹنگٹن۔ لارڈ ومیوٹن۔ لارڈ ہیگ اور ڈیوک آف نارتھمبرلینڈ کے نام لئے گئے ہیں جن میں سے کئی ایک نے تو انکار کر دیا ہے اور کئی نے امیدواری سے انکار کیا ہے۔ معزز ہمعصر کلکتہ نے اسی سلسلہ میں مسٹر مانٹیگو۔ لارڈ ولنگڈن۔ لارڈ رانلڈشے اور سر جارج لائڈ کا بھی ذکر کیا ہے۔

ان تمام ناموں میں مسٹر مانٹیگو کا ایک ایسا نام ہے جسے یقیناً ہندوستانی معتدل پسند کریں گے۔ لیکن لارڈ کرزن۔ لارڈ ملنر جیسے حضرات سے تو توقع نہیں کہ وہ اسکو گوارا کریں اور ادھر تنگ خیال اینگلو انڈین اخبار بھی شائد پلیش نہ کریں

ولایتی اخبارات کا خیال ہے کہ شائد مسٹر مانٹیگو خود بھی وزارت خزانہ کو وائسرائیلٹی پر ترجیح دیں۔ لارڈ ولنگڈن کو گو ہندوستانیوں کی خواہشات سے ہمدردی ہے مگر چونکہ انہوں نے اپنے دور حکومت میں کبھی عملی جامہ پہنانے کی کوشش نہیں کی بعض لوگ ان سے کسی بھلائی کی توقع نہیں رکھتے۔ لارڈ رانلڈشے نے ابھی اپنی کسی اعلےٰ تدبر کا ثبوت نہیں دیا۔ سر جارج لائڈ ابھی تو وارد ہیں۔ گو انہوں نے شروع میں تو معقول طریق حکومت اختیار کیا تھا۔ مگر بعد میں خیالات میں کچھ تغیر ہوا۔ تاہم اُنکی بابت انکے بقیہ آئندہ طرز عمل کو دیکھکر سوچا جا سکتا ہے۔

چونکہ ہندوستان کے لئے آئندہ کسی ایسے وائسرائے کی ضرورت ہے جو اس بددلی اور بے چینی کو اپنے معتدل طرز عمل سے رفع کر سکے۔ جو لارڈ چیمسفورڈ بہادر نے طرز حکومت سے پھیل چکی ہے۔ اس لئے ہمارے خیال میں اگر

سر ایڈورڈ میکلیگن بالقابہ

کو جنہوں نے اس تھوڑے سے عرصہ میں پنجاب میں سر مائیکل اوڈوائر کی جابرانہ [illegible] کو ایک حد تک کم کرنے کی اپنے طرز عمل سے کوشش فرمائی ہے۔ ہندوستان کا وائسرائے مقرر فرمایا جاوے تو نہایت موزون ہوگا۔

لاہور میں ریلوے ہڑتال

لاہور میں ریلوے ہڑتال ترقی پر ہے حتیٰ کہ اب لاہور کراچی وزیر آباد۔ گوجرانوالہ تک بھی اس کا اثر ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ ۵۵ ہزار مزدور ہڑتالی ہیں۔ لاہور میں ہڑتالی پورے امن سے ملا گذار رہے ہیں۔ کانگریس کی طرف سے ایک سب کمیٹی کام کر رہی ہے مگر ابھی کارروائی اب تک عام نہیں ہوئی۔ ہمعصر "بندے ماترم" لکھتا ہے کہ ۱۹ ماہ حال کو پنجاب کونسل کے ممبروں کا ایک وفد بسرکردگی خان بہادر میاں فضل حسین لاٹ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس نے سٹرائک کے متعلق ایک تحریری یادداشت پیش کی جس میں سٹرائک کی ہسٹری اور وجوہات بیان کرتے ہوئے ہڑتالیوں اور محکمہ ریلوے کے متعلق متنازعہ فیہ امور میں حسب ذیل سفارش کی ہیں (الف) سردست نارتھ ویسٹرن ریلوے ایسوسی ایشن کو عارضی طور پر تسلیم کر لیا جائے۔ ایسوسی ایشن والے اس بات کو ماننے پر تیار رہیں کہ اسکی ممبری کا حق صرف ان لوگوں کو ہو۔ جو ۲۵ اپریل تک ریلوے ملازم تھے۔ بشرطیکہ ایسوسی ایشن کو اپنے ملازم و افسر تنخواہدار مقرر کرنے میں پوری آزادی ہو۔ (ب) ایسوسی ایشن کو یہ حق ہوگا کہ اپنے ممبروں کی طرف سے ہر قسم کی عرضداشت اور خط و کتابت مناسب الفاظ میں کر کے گورنمنٹ سے فیصلہ حاصل کرے۔ گو پہلی کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ گو قانوناً اس کی صفائی درست ہو۔ مگر گورنمنٹ بنظر ترحم معاف کر سکتی ہے یہ بھی لکھا ہے کہ چونکہ افسران ریلوے نہ تو ہڑتال ختم کرا سکے اور نہ پوری گاڑیاں چلانے میں کامیاب ہوئے۔ جس سے عوام سخت نقصان اور تکلیف میں ہیں۔ اسلئے عوام کو حق ہے کہ وہ گورنمنٹ سے اس ہڑتال کے جلد ختم کرانیکا مطالبہ کریں ہماری رائے میں گورنمنٹ کا کوئی محکمہ بھی ایسا خود مختار نہ ہونا چاہیئے جو عوام ساتھ کی پرواہ نہ کرے (ج) اختتام ہڑتال پر حسب تجویز سر جارج بارنس ایک کمیٹی قائمقامان ملازمان ریلوے کی قائم ہو اس معاملہ پر غور کرے۔ اگر یہ کمیٹی موجودہ ایسوسی ایشن باقاعدہ قرار دے یا بعد ترمیم و تنسیخ کو منظور ہو تو فبہا۔ ورنہ جو اس کا فیصلہ ہو اسپر عملدرآمد کیا جاوے۔

ہمارے خیال میں ممبران کونسل کی یہ عرضداشت نہایت معقول ہے۔ اگر اس پر بھی گورنمنٹ یا حکام ریلوے نے توجہ نہ کی تو نہ صرف عوام کو ہڑتالیوں سے ہمدردی ہوگی۔ بلکہ ہڑتالیوں کو مالی امداد بہم پہنچانی بھی ضرور ہوگی۔ اور کوئی عجب نہیں کہ ریلوے کا سارا سٹاف مکمل ہڑتال کر دے جسکی وجہ سے گاڑیوں کی آمد و رفت بالکل بند ہو جائے۔

بجلی کی مدد سے سچ جھوٹ کی پہچان

لنڈن یونیورسٹی کے مشہور سائنسدان ڈاکٹر والر نے بجلی کی مدد سے ایک ایسا آلہ تیار کیا ہے۔ جس کی بدولت یہ شناخت ہو سکتی ہے کہ آدمی سچا بیان دے رہا ہے یا جھوٹ تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ جب کسی انسان کو ارتکاب جرم کی جگہ کا نظارہ کرایا جاتا ہے۔ تو اس کے دماغ پر ایک خاص اثر پڑتا ہے اور اس کے جھوٹ بولنے کی حالت میں اعصاب سے جھوٹ بولنے کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ اس آلہ کی بدولت مقدمات کی تحقیقات میں بہت آسانی ہو جائے گی۔

بلادِ غربیہ میں تبلیغِ اسلام

الوداعی جلسہ

بموقعہ روانگی مولینا مولوی صدر الدین صاحب

اور

شش انگریز مرد اور خواتین کا قبولِ اسلام

مکرمی ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ گذشتہ سے پیوستہ ہفتہ ایک قابل انگریز مسٹر ڈاکٹر کے قبولِ اسلام اور اسلامی نکاح کے ساتھ تقریب تزویج کا ذکر مفصل کر چکا ہوں۔ اس کے بعد اگلے ہفتہ یعنی ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کو مولینا مولوی صدر الدین صاحب کے عزمِ ہندوستان کی وجہ سے الوداعی جلسہ یہاں ہوا۔ انگریز مرد اور خواتین کا بہت بڑا مجمع تھا۔ جو سب لنڈن اور گرد و نواح سے تشریف لائے تھے۔ یہ مجمع اخوت اور محبت کے تعلقات کا ایک دلنشین نظارہ پیش کرتا تھا۔ اس پر مسجد کے احاطہ کا رنگ اور بھی دل خوش کن تھا۔ اور مولینا موصوف کی تیرہ ماہ کی جدوجہد کا ایک کھلا ثبوت۔ احاطہ میں چاروں طرف نہایت خوبصورت اور رنگا رنگ کے گل بوٹے ایک عجیب بہار دکھاتے ہیں۔ پھر مسجد کے پیچھے پچاس پھلدار درخت جو موسم پر ناسپاتیوں کی ایک بہت بڑی تعداد پیدا کرتے ہیں۔ اور مولینا موصوف کی پہلی سہ سالہ جدوجہد کا جسم پرور پھل ہیں۔ اس مجمع کے دلوں میں اپنے ایمان کی قدر و منزلت کو دوبالا کر رہے تھے۔ مکان کی مرمت اور صفائی بھی مولینا موصوف کے حسن انتظام کا ایک کھلا ثبوت تھا۔ اس سے بھی زیادہ خوشی کی بات ان ۲۵-۳۰ نفوس کا اسلام میں داخل ہونا ہے جو مولینا موصوف کے روحانی اور تبلیغی کارناموں کا نتیجہ ہیں۔ خود اس جلسہ میں بھی ایک قابل انگریز خاتون کا قبولِ اسلام مجمع کی خوشی کو دوبالا کر رہا تھا۔ یہ خاتون مسٹر لافلس (پریذیڈنٹ سپریچولسٹ چرچ جن کا ذکر پہلے مفصل ہو چکا ہے) کی سکریٹری ہیں۔ انہوں نے مجمع میں اٹھکر اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا۔ ان کا اسلامی نام حمیدہ رکھا گیا۔

اس کے علاوہ چھ کس اور بھی اسی ہفتہ میں مسلمان ہوئے جن کے نام حسب ذیل ہیں:-

(۱) مسٹر جیکو۔ اسلامی نام خیر الدین
(۲) مسز بروز Mrs Burrows اور دو صاحبزادیاں
(۳) یعنی فلس Phillis اور
(۴) فرینسس Francis
(۵) مسز نٹال Nattal اسلامی نام حسینہ۔
(۶) مسز لوگرود۔ مسٹر لوگرود جو سنہ ۱۹۱۷ء میں مسلمان ہوئے تھے۔ ان کی اہلیہ۔

جلسہ مسجد میں ہوا۔ سب سے پہلے مولینا صدر الدین صاحب نے مختصراً اسلام کی تعلیمات کو پیش کیا اور رخصت ہونے سے پہلے ان تعلیمات اور اسلام کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنانے کی وصیت کی۔ آپ کے بعد لارڈ ہیڈلے بالقابہ نے آپ کی تبلیغی کوششوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کے بخیریت وطن مالوف پہنچنے کی دعا کی۔ ایسا ہی ڈاکٹر ایم۔ ایچ لیون۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ایچ۔ ڈی۔ نے بھی قابل قدر ریمارکس کئے۔ جس کے بعد مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی۔ اے نے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے ارشاد نبوی کے ماتحت مولینا موصوف کے اتنی دور آنے اور تبلیغی کوششوں میں اس قدر سرگرمی سے حصہ لینے پر شکریہ کا ووٹ پیش کیا۔ جو مسٹر سلطان سلاچ کی تائید اور اتفاق رائے سے پاس ہوا۔ اور جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔

اسی دن شام کی چائے کا انتظام ووکنگ کے نومسلم خاندان نے صرف کثیر کے ساتھ کیا۔ بہت سے مختلف قسم کے لوازمات کے علاوہ ایک بڑا سا کیک انہوں نے پیش کیا۔ جس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم منقوش تھا۔ آج ۲۲۔ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کو مولینا موصوف ووکنگ سے روانہ ہونے والے ہیں۔ کل صبح ساڑھے سات بجے لنڈن کے وکٹوریہ اسٹیشن سے مارسیلز روانہ ہو جائینگے اور جس وقت یہ خط ناظرین کے ہاتھوں میں ہو گا۔ آپ اپنے وطن مالوف میں پہنچ چکے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے۔ آمین! والسلام

خاکسار۔ دوست محمد از ووکنگ انگلستان

نومسلمین انگلستان اور خلافت

مکرمی ایڈیٹر صاحب روزنامچہ وکیل السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کے روزنامہ "وکیل" میں آپ نے "عبد المجید بشید صاحب" از قصور کی ایک مراسلت بعنوان "لارڈ ہیڈلے کہاں ہیں" شائع کی ہے۔ اور انجمن احمدیہ کو توجہ دلائی ہے کہ وہ بتائے کہ نومسلمین انگلستان نے خلافت کے برقرار رکھنے کے لئے کیا کچھ جدوجہد کی ہے اور اگر نہیں کی۔ تو خدا سے ڈرے۔ اور ان کا بیان اشتہار کو بذریعہ تار مطلع کرے۔ کہ وہ اب تک کس انتظار میں ہیں۔"

پیشتر اس کے کہ اس کا جواب عرض کیا جائے اور ان کوششوں اور جدوجہد کو آشکارا کیا جائے۔ جو اس موقع پر نومسلمین انگلستان سر انجام دے رہے ہیں۔ میں اصولاً ایک بات میاں عبد المجید صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں وہ فرماتے ہیں کہ:-

"یہ موقع ان نومسلمین کے صداقت اسلام کے اظہار کا بہترین موقع ہے"

کیا اس فقرہ سے ان کی یہ مراد ہے کہ اگر خلافت کے ہنگام میں نومسلمین انگلستان حصہ نہ لیں۔ تو انہیں سچا مسلمان نہ سمجھا جائیگا اور آئندہ انہی کو سچا مسلمان سمجھا جائے گا۔ جو ترکوں کی خلافت کے متعلق جدوجہد میں لگ جائے ورنہ وہ سچا مسلمان نہیں۔؟

مجھے اور تمام انجمن احمدیہ کو ترکی خلافت سے اس مصیبت سے جو اسے پیش آئی ہے۔ پوری ہمدردی ہے اور ہر ایک مسلمان کو ہونی چاہئے۔ لیکن کیا یہ اسلام کا کوئی ایسا اہم ترین مسئلہ ہے کہ محض اسی پر ہمارے دین و ایمان کی بنیاد ہے اور اس کے بغیر ہم مسلمان نہیں رہ سکتے؟ یوں تو کوئی بات ہے۔ جیسے آج لوگوں نے دین کی بنیاد نہیں بنا لیا۔ کس قدر اختلافی اور فروعی مسائل ہیں جو آج علماء فرقوں کے نزدیک ایک مسلمان کا مدار ایمان نہیں ٹھہر چکے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ اسلام جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے قوت قدسی رکھنے والے انسان کے تربیت یافتوں کے ساتھ بھی ابتداء میں اس قدر رعایت برتاؤ کیا کہ تدریجاً انہیں احکام شریعت کا مکلف ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ ایک وہ بھی وقت تھا۔ کہ شرابیں پی کر نمازوں میں جا شامل ہوتے تھے۔ جس پر لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ کا حکم نازل ہوا۔ لیکن شراب کی قطعی حرمت پھر بھی ایک عرصہ بعد جا کر ہوئی۔ آیا وہ اسلام اب اس قدر سخت ہو گیا ہے کہ آج اگر ایک ایسی قوم کے افراد جن کا تمدن اور معاشرت جن کی عادات اور خیالات صدیوں سے مختلف چلے آتے ہیں جنکو ابتداء سے اسلام اور مسلمانوں بالخصوص ترکوں کے متعلق زہر کی گھٹی پلائی جاتی ہے۔ اگر اس قوم میں سے کچھ لوگ اسلام کے اصولوں کو مان کر۔ جنکو منجانب اللہ یقین کر کے کلمہ طیبہ پڑھیں۔ تو وہ مسلمان نہیں سمجھے جائینگے جب تک کہ ترکوں کی خلافت کے لئے جدوجہد نہ شروع کر دیں۔ اور اپنے تمام ان خیالات کو جن کا اسلامی اصولوں پر کوئی اثر نہیں خیرباد نہ کہیں؟

مجھے ہمیشہ ہندوستانی مسلمان کے طریق عمل پر حیرانی اور تعجب آتا ہے۔ کہ کیوں وہ ایک تازہ مسلمان سے اس کمال کی توقع رکھتے اور ان پر وہ جرح و قدح کرتے ہیں جو خود صدیوں کے مسلمان ہونے کے باوجود انکے اندر موجود نہیں اور نہ وہ خود اس جرح و قدح پر پورے اتر سکتے ہیں ترکوں کی سلطنت اور خلافت سے نومسلمین انگلستان کو ہمدردی ہونی چاہئے اور ہے۔ جیسا کہ میں آگے چلکر ان کی اس جدوجہد کو آشکارا کرونگا۔ لیکن کیا وہ نومسلمین یہ سوال نہیں کر سکتے۔ کہ اس مصیبت کو جس کا اب رونا رویا جاتا ہے پیدا کرنے والے کون ہیں۔ کیا ہندوستانی مسلمان ہی اس کا اصل موجب نہیں؟ قرآن کریم کے الفاظ پر غور کرو۔ اور اپنے آپ پر انہیں چسپاں کر کے دیکھو۔ فرماتا ہے۔ جو کس قدر صفائی کے ساتھ فرد قرارداد جرم مسلمانوں پر لگاتا ہے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنفُسَكُم مِّن دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ ۝ ثُمَّ أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِن يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ (البقر ۸۴-۸۵)

ترجمہ - اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ اپنی (قوم) کا خون نہ بہاؤ گے۔ اور نہ اپنے لوگوں کو گھروں سے نکالو گے تم نے اقرار کیا اور تم گواہ ہو۔ پھر تم ہی وہ ہو کہ اپنے لوگوں کو قتل کرتے ہو۔ اور ایک فریق کو ان کے گھروں سے نکالتے ہو۔ اور گناہ اور سرکشی سے خلاف کوشش کرتے ہو۔ اور اگر وہ قید ہو کر آتے ہیں تو پھر تم فدیہ دیتے ہو۔ حالانکہ تم پر تو انہیں ان کے گھروں سے نکالنا ہی حرام تھا۔ کیا کتاب الٰہی کے ایک حصہ کو مانتے ہو۔ اور دوسرے کا کفر کرتے ہو پس اس شخص کی کیا سزا ہے جو ایسا کرے۔ سوائے اس کے کہ دنیا میں اسے رسوائی نصیب ہو۔ اور قیامت کے دن وہ شدید ترین عذاب میں دھکیلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے غافل نہیں جو تم کرتے ہو۔"

شاید بعض لوگ کہدیں کہ یہ آیت تو یہود کو ملزم ٹھہراتی ہے۔ میں کہوں گا بیشک! لیکن اگر خود تم بھی یہود کی مشابہت اختیار کرو۔ اگر تم بھی ارشاد نبوی کے مطابق نعل بالنعل اور بالشت بہ بالشت انہی کے قدم بقدم چلنا شروع کر دو۔ تو تم یہود سے بڑھکر اس الزام کے نیچے آتے اور اس سزا کے مورد ٹھہرتے ہو۔ جو خدائی قانون نے مقرر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی خاص قوم سے کوئی دشمنی اور مسلمانوں سے کوئی خاص لگاؤ نہیں۔ اس کے قانون سب کے لئے ایک ہیں۔ اور بالخصوص قرآن کریم نے یہود کو مجرم ٹھہرا کر تمہیں متنبہ کر دیا کہ تم ان حرکات سے بچے رہو۔ پھر بھی اگر تم انہی کے مرتکب ہوتے ہو تو قانون الٰہی تو بدل نہیں سکتا۔ اس اجمال کی تفسیر کی ضرورت نہیں عراق عرب فلسطین اور دردانیال کے ترکی خلافت کے خلاف ہونے کی اسکی تفصیل کے لئے کافی ہیں۔

تعجب ہے کہ خود پشتہا پشت کے مسلمانوں اور ترکی خلافت کے دلدادوں کا خود اپنے ہاتھ سے توپ و تلوار سے خلافت کو مسمار کرنا اور ترکوں کی ہلاکت میں حصہ لینا تو محل اعتراض نہ ہو۔ لیکن انگلستان کے نومسلمین کی آواز اگر ترکوں کی حمایت میں ان کے کانوں تک نہ پہنچے۔ تو ان کی صداقت اسلام میں فرق آ جائے۔

میں اپنے ان برادران ملت کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اسکو چھوڑ دو کہ کبھی آپ نے کیا کیا۔ اور اب کیا کر رہے ہیں۔ ایک نومسلم اور بالخصوص انگلستان کے نومسلم کو ذرا فراخ نظری کے ساتھ آپکو دیکھنا اور جانچنا چاہئے۔ یہ لوگ کوئی ہماری کسی امداد کے محتاج نہیں۔ کہ یہ سمجھا جائے کہ جس طرح عیسائی مشنری ادھر ادھر سے بھیڑوں کا ایک غول اکٹھا کر لیتے ہیں۔ ان کو بھی ہم نے کچھ دے دلا کر جمع کر لیا ہے۔ بفضل خدا اسوقت تک جتنے مسلمان ہوتے ہیں وہ سب اپنی اپنی جگہ معقول گذر اوقات رکھتے ہیں اور علمی قابلیت بھی ہم میں بہتوں سے بڑھکر رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کی صداقت اسلام میں تو کسی قدر شبہ ہی کرنا حماقت میں داخل ہے۔ اور نہ اس کی انکو ضرورت ہے۔ کہ اپنی صداقت کا اظہار کسی خاص طریقہ سے کریں۔ ہاں اپنی اپنی جگہ۔ جو جس بات کو ضروری اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے مناسب سمجھتا ہے کرتا ہے۔ لارڈ ہیڈلے بالقابہ نے اگر آج تک ترکی خلافت کے متعلق جدوجہد میں حصہ نہیں لیا۔ تو کیا اس سے ان کی وہ کوشش بھی قابل قدر نہ سمجھی جائیگی جو لنڈن میں ایک مسجد ہندوستانی مسلمانوں کی وفاداری کی یادگار میں گورنمنٹ کی طرف سے بنائے جانے کے لئے انہوں نے کی ہے لارڈ موصوف اس کوشش میں گذشتہ دو تین سال سے لگے ہوئے ہیں۔ اور باوجود ہم گورنمنٹ کے تو عدم ہمکاری

جوابات کے ان کی ہمت اور عزم میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔ پھر کیا یہ کوئی تھوڑی سی بات ہے۔ کیا لندن میں اگر ایک اسلامی مسجد بن جائے۔ تو یہ اس ملک میں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق اکثر غلط فہمیوں کے دور ہونے اور اُن سے ایک گہری محبت کا موجب نہ ہوگی۔ جو آئندہ چل کر ان مصائب کا قلع قمع کر دیگی جو اسوقت مسلمانوں کو پیش آ رہی ہیں؟ اس کو ہندوستانی مسلمان ممکن ہیں نہ سمجھ سکیں۔ لیکن ہم جن کو خدا کے فضل سے یہاں ووکنگ میں ایک چھوٹی سی مسجد ملی ہوئی ہے۔ اس کی اہمیت کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اس لئے جب یہ بھی بہر حال ایک نیا سا کام ہے اور ایک شخص اپنی ہمت کو سنشش صرف کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ تو کیا وہ اس کی صداقت اسلام کا ایک کھلا ثبوت نہیں؟

میاں عبد المجید صاحب کا خیال ہے کہ لارڈ موصوف اگر خلافت کے متعلق کوشش کریں تو مسلمانوں کو بہت فایدہ ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ لارڈ موصوف کی کوشش تو پھر بھی ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے طرفدارانہ سمجھی جائیگی مسٹر مانٹیگو وزیر ہند نے باینہمہ اثر و رسوخ اور سخت جد و جہد جو پھل پایا۔ اور اس کا جو اثر ہوا۔ وہ کہاں تک فایدہ بخش ہے؟ اس لئے جو کام جس سے ہو سکتا ہے وہی اُس سے لینا چاہیئے۔

باقی میاں عبد المجید صاحب نے مسٹر مارماڈیوک پکتھال کا نام اور مسٹر کی سیاست کے متعلق ان کی تقاریر تو اکثر اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ مسٹر موصوف کون ہیں کیا انگلستان کے نومسلموں میں سے ایک نہیں؟ کیا اسی انجمن احمدیہ کے جد و جہد کا ایک پھل نہیں۔ جسکو میاں عبد المجید صاحب خدا کا خوف دلاتے ہیں۔ کیا مسٹر موصوف اور ان کے علاوہ بعض دیگر نومسلمین مسٹر محمد علی کے درست رہے نہیں بنے رہے۔ اور اپنی امداد کا کوئی دقیقہ اٹھا رکھتے ہیں؟ پھر مسٹر خالد شیلڈرک ۔ ڈاکٹر ہنری لیون ۔ ایم۔ بی۔ ایچ۔ ڈی۔ اور بعض دیگر نومسلم مرد اور خواتین یہی نومسلمان یہاں سے ہیں۔ جن پر میاں عبد المجید کو شکایت ہے۔ حالانکہ اکثر یہ نومسلم لیڈر اور تحریرات انکی زبان اور قلم سے میں یہاں سن اور پڑھ چکا ہوں۔ پھر تعجب کہ میاں عبد المجید صاحب کس بات کے لئے انجمن احمدیہ کو خدا کا خوف دلاتے ہیں۔ اس نے خدا کا خوف کیا اور جان و مال سے انگلستان جیسے ملک میں اسلام کا علم بلند کرنے کی سعی کی۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ یہی ایک کام ہے جس سے ہم پھر اپنے کھوئے ہوئے اقتدار کو رفتہ رفتہ حاصل کر سکتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اس کام اور ان پاک کوششوں کو بعض اس وہم سے کہ یہاں کے نومسلمین ترکی خلافت کے لئے کوشش نہیں کرتے۔ نظر حقارت سے دیکھا جائے۔ لیکن اس کا الزام کس کو دیا جائے مسلمانوں کی قسمت ہی شاید آج ایسی واقع ہوئی ہے کہ کوئی بھلی بات ان کو بھلی معلوم نہیں دیتی ؎

درکوئے نیک نامی مارا گذر نہ دادند
گر تو نمے پسندی تغییر کن قضارا

عبد الحق ۔ ووکنگ ۔

مسلمانوں کے ایمان اور اسلامی محبت کا امتحان

ماہ رمضان المبارک یتار کا مہینہ ہے ہمیں ہر سچے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ نہایت سادہ خوراک کھائے اور بیہودہ اخراجات میں سے روپیہ بچا کر راہِ خدا میں صرف کرے اسوقت دنیائے اسلام پر سخت مصیبت چھائی ہوئی ہے دشمنان اسلام نے اسلام کی تباہی اور بربادی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ ایسے نازک وقت میں ہر سچے اور باایمان مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ماہ رمضان المبارک میں نہایت سادہ خوراک استعمال کرے سحری اور افطار وغیرہ پر بہت کم خرچ کرے اور اپنے ضروری اخراجات میں سے روپیہ بچا کر خلافت فنڈ میں جمع کرے لہٰذا مسلمانوں اور خصوصاً ایماندار عورتوں اور بچوں سے التجا ہے کہ وہ ماہ رمضان المبارک میں پرتکلف کا کھانا بالکل نہ کھائیں بلکہ صرف نہایت سادہ خوراک کھائیں اور خلافت و مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے اپنی خوراک میں سے روپیہ بچا کر اپنے ایمان اور اسلامی محبت کا ثبوت دیں۔

جمعۃ الوداع ۱۸ جون سے لیکر ۱۵ رمضان تک یعنی ۵ جولائی تک تمام ہندوستان میں یکساں روپیہ جمع کیا جائے اور عید کے موقع پر بھی اس فرض منصبی کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ بچوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی عیدیوں کو خوشی کے ساتھ راہِ خدا میں صرف کریں۔ خدا سب کو توفیق بخشے۔ آمین!

الملتمسین:- میاں محمد حاجی جان محمد چھوٹانی ۔ مرزا علی محمد خان ۔ مولانا شوکت علی

مذاکرہ علمیہ

فنائے عالم

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

ایک درویش کا سونے سے لکھنے والا قول دلوں کو ہلا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ "دنیا سے محبت کرو۔ اور ضرور کرو۔ لیکن ایسی کرو جیسی مسافر شب باشی کی حالت میں کسی سرائے میں باہم ایکدوسرے سے کیا کرتے ہیں"۔ کیا معقول الفاظ ہیں۔ فنائے عالم کے وسیع نقشہ کو چند محدود الفاظ میں ادا کر دکھایا۔ یعنی مسافر جب سفر میں ہوتا ہے۔ تو اسکو بہت سی مصائب اور تکالیف کا سامنا ہوتا ہے۔ گھر کی سی راحت ہرگز میسر نہیں ہوتی۔ کھانے پینے سونے جاگنے، عبادت کے ادا کرنے، قضائے حاجت وغیرہ وغیرہ۔ حوائج ضروریہ کو بپابندی اوقات سرانجام دینا اسکے اختیار سے جاتا رہتا ہے۔ راستہ کی تکالیف یعنی اگر کچا راستہ ہے تو پیادہ یا سوار چلنے میں تکلیف ضرور اٹھانی پڑتی ہے۔ اگر رتھ یا بہلی یا ریل وغیرہ ہو تو تمام دن بیٹھے رہنا۔ اس سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ جب تک کہیں منزل کرتا ہے۔ تو ہر وقت یہ خیال رہتا ہے کہ کہیں کوئی اسباب چرا کر نہ لیجائے یا کوئی چیز اپنی بیخبری سے گم نہ ہو جائے۔ اگر راستہ کو نہیں پہچانتا تو راہ سے بھٹک جانے کا خطرہ ہے اور پھر یہ بھی خطرہ ہے کہ یہ راستہ پُر خطر تو نہیں کوئی درندہ تو اس راستہ میں نہیں پڑتا یا کوئی راہزن تو یہاں تاک لگائے نہیں بیٹھا۔ اگر جہاز میں ہے تو جہاز کے ڈوب جانے کا خطرہ ہر وقت دامنگیر رہتا ہے۔ ریل میں بھی بے فکر نہیں رہ سکتا بعض اوقات کسی گاڑی میں تیل نہ دیئے جانے سے آگ لگ کر بہت نقصان ہوتا ہے یا بعض اوقات لوکو مینجر کی بے احتیاطی سے کوئی ٹوٹی گاڑی لگ جاتی ہے تو اثنائے راہ میں بڑا صدمہ پہنچاتی ہے۔ بعض اوقات گاڑیاں ٹکرا جاتی ہیں یا کسی دشمن کے کرشیطانی سے لائن اکھیڑ دی جاتی ہے جس سے بہت جانیں تلف ہو جاتی ہیں بعض اوقات دریا کے پل پر سے گاڑی کے گر جانے کا خطرہ دل کو پاش پاش کر دیتا ہے غرض بہرکیف ؎

ہوتے ہیں بہت رنج مسافر کو سفر میں
راحت نہیں ملتی کوئی دم آٹھ پہر میں
سو شغل ہوں پر دھیان لگا رہتا ہے گھر میں
پھرتی ہے سدا شکل عزیزوں کی نظر میں
شاقِ غمِ فرقت دلِ نازک پہ گراں ہے
اندوہِ غریب الوطنی کاہشِ جاں ہے
گو راہ میں ہمراہ کبھی ہو۔ راحلہ و زاد
جاتی نہیں افسردگیِ خاطرِ ناشاد
جب عالمِ تنہائی میں آتا ہے وطن یاد
ہر گام پہ دل مثلِ جرس کرتا ہے فریاد
اک آن غم و رنج سے فرصت نہیں ہوتی
منزل پہ کبھی آرام کی صورت نہیں ہوتی
ہمراہ سفر میں ہو اگر حامی و ناصر
منزل پہ کمر کھول کے سوتے ہیں مسافر
جب ہو سفر خوف پریشانیِ خاطر
شب جاگتے ہی جاگتے ہو جاتی ہے آخر
ہر طرح مسافر کے لئے رنج و تعب ہے
رہ جائے پسِ قافلہ تھک کر تو غضب ہے
دکھ دیتے ہیں اک ایک قدم پاؤں کے چھالے
منزل پہ پہنچنے کے بھی پڑ جاتے ہیں لالے
ہاتھوں سے اگر بیٹھ کے کانٹوں کو نکالے
ڈر ہے کہ نہ بڑھ جائیں کہیں قافلہ والے
درماندوں کے لینے کو کبھی آتا نہیں کوئی
تھک کر کبھی جو بیٹھ رہے تو اٹھاتا نہیں کوئی

الغرض اگر جوں توں کر کے ان تکالیف کو برداشت کرتا بھی گیا۔ تو مفارقت عزیزان ایک ایسی مصیبت ہے جو کبھی دل کو چین لینے نہیں دیتی۔ جب یہ حب وطن زیادہ جوش مارتی ہے۔ تو بے اختیار اس کے منہ سے نکل جاتا ہے کہ ؎

نہ ہم نفس ہے نہ ہے کوئی غمگسار وطن
وطن کی یاد ہے غربت میں یادگار وطن
قفس میں بھول نہ صیاد رکھ تسلی کو
عزیزان سے ہیں آنکھوں کو میری خار وطن

آخر اس حالت میں بعض اوقات ایسا مدہوش اور اندوہگین ہو جاتا ہے۔ جس مقصود کے لئے گھر سے نکلا تھا۔ اسکو بھول کر حب وطن کے درد سے چلا اٹھتا ہے۔ کہ ؎

دردِ غربت کی بھی آخر کوئی حد ہے کہ نہیں
ہو نہ سرگرم تپش اے دلِ ناشادِ وطن
لے ہی جائیگا کبھی بہر خدا یادِ وطن
پھر دکھائیگا زمانہ ہمیں جُبا دِ وطن
سرگذشتِ دلِ آزردہ کہیں کیا سجّود سے
ہم عزیزوں سے جدا ہیں نہ اُفتادِ وطن
لکھ کے یاروں نے نہ دو حرف کا پرزہ بھیجا
اے صبا تو ہی سُنا دے ذرا رودادِ وطن

عزیزو درحقیقت وطن ایک ایسی چیز ہے کہ جس کی جُدائی موت سے بدتر ہے کسی کو موت نہ دی کالا پانی دے دیا۔ دیکھ ہی جاتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

حبِ وطن از ملکِ سلیماں خوشتر
خارِ وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی مے کرد
میگفت گدا بودن کنعاں خوشتر

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ مسافر کی مصیبت دُنیا کی سب مصیبتوں سے بڑا درجہ رکھتی ہے۔ اور پھر یہ بھی مسلمہ اصول ہے کہ جس قدر مصیبت کا درجہ بڑھیگا اسی قدر یاد الٰہی بھی زیادہ ہوگا۔ جیسا کسی نے کہا ہے کہ ؎

دُکھ میں سمرن سب کریں سکھ میں کرے نہ کوئے
سکھ میں جو سمرن کریں دُکھ کا ہے کو ہوئے

یعنی مصیبت میں تو سب قاضی الحاجات کو یاد کرتے ہیں۔ لیکن آرام و آسائش کے گھنٹوں میں کوئی اسکو یاد نہیں کرتا۔ اس لئے شاعر کہتا ہے کہ اگر آرام کی حالت میں خدا کو یاد رکھیں تو کبھی مصیبت کا سامنا ہی نہ کرنا پڑے۔ اور اگر بقضائے الٰہی کوئی مصیبت آ بھی جائے تو بسبب اللہ والے ہونے کے وہ اس مصیبت کو ہی راحت سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا کہ ۔

إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ مسافر بوجہ تنہائی اور خیال اقارب اور خطرات سفر کے ہر وقت اور ہر حالت میں خدا ہی کو اپنا ہمدم رفیق اور کارساز جانتا ہے۔ اس لئے وہ جب کبھی کسی سرائے میں شب باش ہوتا ہے تو تمام مسافروں کو اپنا سا مصیبت زدہ بے یار و مددگار سمجھ کر خوف الٰہی سے اور بھی ہمدردی سے اُن سے محبت کا سلوک کرتا ہے۔ لیکن اس محبت کو عارضی یعنی چند لمحوں کی جانکر ہمیں اتنا فرق نہیں ہوتا کہ اپنے وطن کی محبت دل سے بھول جائے۔ اس عارضی محبت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بہت سے گناہوں سے بچا رہتا ہے۔ اس لئے درویش کا یہ قول کہ دُنیا سے محبت ایسی کرو جیسی کہ مسافر رات کو سرائے میں ایکدوسرے سے کرتے ہیں۔ یعنی تم دُنیا کو ایک سرائے سمجھکر اسکے چند روزہ اہل کو مسافر سمجھکر اُس سے عارضی محبت کرو۔ اور حقیقی محبت اپنے وطن یعنی قرب الٰہی میں ہی لگا دو۔ دراصل تمہارا وطن مالوف بھی قرب الٰہی ہے جیسا قرآن کریم فرماتا ہے کہ كُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ یعنی اے بنی آدم تم عدم محض تھے۔ اللہ تعالےٰ نے تم کو اپنی قدرت کاملہ سے عالم ہستی میں لایا پھر ایک اور جگہ فرمایا۔ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ ۔ یعنی انتہا ہر ایک چیز کی تیرے رب پر ہوتی ہے۔ خیر بہرکیف درویش کا کلام مختصر اور پُر معنی ہے دنیا کی بے ثباتی اور عارضی تعلقات کو ایک وسیع حد تک ادا کر دیا۔ لیکن واہ رے قرآن کریم اور صد آفرین اُس بشر صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کی معرفت یہ آیا جو تمام دُنیا کے کسی عالم فاضل، عاقل، عابد، زاہد، ولی، قطب، مجدد، پیغمبر کے کسی ایک اعلےٰ سے اعلےٰ جائز قول کو لے لو قرآن کریم میں اسکے مقابلہ میں اس سے بدرجہا بڑھ چڑھ کر پاؤگے۔ مثلاً درویش کے اس قول کو دیکھئے کہ کس خوبی سے استقرار دُنیا اور اسکے عارضی تعلقات کو بیان کیا ہے۔ لیکن اسی کے بالمقابل ذرا قرآن کریم کے ایک نہایت مختصر اور ذو معنی جملہ کو بھی سن لو فرماتا ہے۔ إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۔ یعنی دنیا کی زندگی کا مزہ چند روزہ ہے اور ہمیشہ رہنے کا گھر تو آخرۃ ہی ہے۔ درویش نے اپنے کلام میں محض دنیا کی محبت کو عارضی کہا تھا اور دارِ قرار کو بیان نہیں کیا۔ گو اسکے مضمون سے دارِ قرار کا احال

متعلق ذمہ لینے سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ حالانکہ موقعہ یہ ہے کہ حکومت عالیہ کی تمام کوششیں بتمام اُن فرائض کو پوری ایمانداری اور غیر جنبہ داری سے سرانجام دینے میں صرف ہوں۔ جو ترک کی طرف اور اُن دول کی جانب سے ان پر عاید ہوتے ہیں جنہوں نے عہدنامہ صلح پر دستخط کئے ہیں ❖

نمبر ۴
عثمانی تاروں پر اتحادی قبضہ

منجانب ہز ایکسلنسی صفا بے
بطرف نظارت ہائی کمشنران فرانس، انگلستان و اطالیہ
نمبر ۲۱۲۱۹/۸۹ مورخہ ۱۷ مارچ۔

جس وقت سے اتحادی دستے استنبول کے محکمہ ڈاک اور تار کے دفاتر پر قابض ہوئے ہیں مرکزی حکومت اور صوبوں کی درمیان برقی پیام رسانی کا سلسلہ منقطع ہے ظاہر ہے کہ اگر اس قسم کا انقطاع تعلق ہے کہ ایک غیر معین مدت تک طول کھینچا تو ہمیں سخت تکالیف کا سامنا ہوگا۔ اس لئے یور ایکسیلنسی سے استدعا کی جاتی ہے کہ فوج کے اعلےٰ افسروں کو جن کی نگرانی میں عثمانی تار گھر ہے ہدایت کی جائے۔ کہ قسطنطنیہ سے جو سرکاری تار بھیجا جائے یا جو تار موصول ہو۔ اُسے نہ روکا جائے۔

نمبر ۵
نہتے عثمانی سپاہیوں اور باجہ والوں پر حملہ

منجانب ہز ایکسلنسی صفا بے۔
بخدمت برطانی ہائی کمشنر
نمبر ۲۱۲۲۰/۱۴۰ مورخہ ۱۷۔ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

کل صبح ۱۰ بجے پچاس برطانی سپاہیوں کا ایک دستہ اس مقامی چوکی پر پہنچا۔ جس پر کچھ ترک فوجی سنتری متعین ہیں یہ چوکی دسویں ڈویژن کی قیام گاہ میں شاہزادی باشی کے مقام پر واقع ہے برطانی سپاہیوں نے تُرک سنتری پر اچانک حملہ کردیا مؤخر الذکر نے شور و غل مچایا تو ترک عسکری جو اس مقام پر مامور تھا۔ بھاگا ہوا آگیا۔ مگر برطانی دستہ کے کمان افسر نے ریوالور سے اس پر فائر کئے۔ اور وہ زخمی ہو کر گرا۔ اسکے بعد برطانی سپاہی سونے کے کمرے میں داخل ہوگئے اور جو تُرک سپاہی ابھی تک بستروں پر پڑے ہوئے تھے اُن پر گولیاں چلانے لگے زیادہ دیر گذرنے نہ پائی تھی کہ متعدد ہندوستانی سپاہی بھی پہنچ گئے اور باڑھ مارنے میں شریک ہوئے۔ عثمانی سپاہیوں میں سے تین شہید اور سات مجروح ہوئے۔ مندرجہ بالا ترک سپاہیوں میں سے کسی نے بھی گولیوں کا جواب تُرکی بہ تُرکی نہ دیا۔

ایک طرف خوابگاہ میں تو یہ ہنگامہ برپا تھا دوسری طرف پندرہ برطانی سپاہی باجہ والوں کے کمرے میں جا گھسے مؤخر الذکر کو برآمدے میں صف بستہ کرکے انگریز افسر نے اپنے سپاہیوں کو ان پر فائر کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ تُرک سارجنٹ نے عُذر کیا کہ ہم معمولی باجہ والے ہیں ہمارے پاس کوئی اسلحہ نہیں۔ نہ ہمارے پاس مدافعت کے کوئی وسائل ہیں۔ مگر اسکی کون سُنتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تین باجہ والے شہید اور دو مجروح ہوئے باقیماندہ باجہ والے یا تو زمین پر گرے یا بھاگ کر بچ گئے۔

اس کے علاوہ لفٹنٹ نائیل آفندی جو اس فوجی قیام گاہ کے کمان افسر تھے۔ نیز ارسلان آفندی سکرٹری اور بکر ذکی آفندی سکرٹری جو دوسری منزل پر سوئے ہوئے تھے۔ انہیں بھی برطانی سپاہی گرفتار کرکے اس مکان میں لے گئے۔ جو سابق میں جنداِرمہ کے کمان افسر کا صدر مقام تھا۔ اور جو سلطان بایزید کی مسجد کے بالمقابل واقع ہے۔ عثمانی سپاہیوں سے جو اسلحہ چھینے گئے تھے وہ سبھی اس مکان میں لیجا کر جمع کردئے گئے مجھے یہ افسوسناک واقعہ یور ایکسلنسی کے علم میں لانا پڑا۔ اس سے آپ خود ہی برطانی افسروں کے رویہ کا اندازہ کر سکیں گے۔ اور مجھے توقع ہے کہ آپ ایسی تدبیر اختیار کریں گے جن سے اس قسم کے واقعات کا سد باب ہو جائے

نمبر - ۶
عثمانی شہزادہ اور شاہزادی سے ناگفتہ بہ سلوک

منجانب ہز ایکسلنسی صفا بے۔
بطرف نظارت ہائی کمشنران دول متحدہ۔
نمبر ۲۱۲۲۱/۸۲ مؤرخہ ۱۷۔ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

میں ایک نہایت افسوسناک واقع یور ایکسلنسی کے علم میں لانا چاہتا ہوں جو کل قسطنطنیہ میں ظہور پذیر ہوا۔ حالانکہ ایسا واقع اس اعلان کے منافی ہے۔ جو تینوں ہائی کمشنروں نے اسی روز شائع کیا تھا۔

ہز ہائنس شاہزادہ توفیق آفندی جو شاہی خاندان سے ہیں اور ان کی بانو نے محترمہ کو برطانی افسر گرفتار کر کے ایک انگریزی جنگی جہاز پر لے گئے تھے اور اگرچہ آج صبح انہیں رہا کر دیا گیا ہے مگر حکومت عثمانیہ کی راہ میں اس واقع کے ذریعہ سے اعلےٰ حضرت سلطان المعظم کے شاہی حقوق پر ایک سخت حملہ کیا گیا ہے حالانکہ عظیم دول متحدہ نے صاف طور پر کہا تھا۔ کہ سلطان المعظم کے خاندان کا احترام کیا جائیگا۔

باب عالی اس واقع پر جس کا جواز ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا احتجاج کئے بغیر نہیں رہ سکتا ❖

نمبر ۔ ۷
پارلیمنٹ کے ممبروں کی جبریہ گرفتاری

منجانب ہز ایکسلنسی صفا بے۔
بطرف نظارت ہائی کمشنران دول متحدہ
نمبر ۲۱۲۲۲/۸۳ مورخہ ۱۷۔ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

میں یور ایکسلنسی کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ دار المبعوثین کے احتجاج کے باوجود حسین رؤف بے اور واصف بے گذشتہ شب ۸ ½ بجے زبردستی گرفتار کر لئے گئے۔ اور ان کی گرفتاری مجلس وضع آئین کے ایوان میں برطانوی سپاہیوں کے ہاتھوں عمل میں آئیں۔

عثمانی پارلیمنٹ کے رکن محمود پاشا بھی اپنے مکان میں گرفتار کر کے لے گئے۔ اور ان کی گرفتاری کے حالات نہایت ناگوار اور افسوسناک ہیں

یور ایکسلنسی اس بات کو تسلیم کریں گے۔ کہ اس قسم کی کارروائیوں سے پارلیمنٹ کے ممبروں کی سلامتی کا مسلمہ دستور غط ربود ہو جاتا ہے۔ حالانکہ تمام ممالک میں اس کا پورا پورا احترام کیا جاتا ہے ❖

ان کارروائیوں کے خلاف احتجاج کرنا حکومت عثمانیہ کا فرض ہے ان سے رائے عامہ پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور ملک میں افسوسناک نتائج پیدا ہوتے ہیں ❖

نمبر ۸
سلسلہ رسل و رسائل کا انقطاع

منجانب ہز ایکسلنسی صفا بے۔
بطرف نظارت ہائی کمشنران فرانس، اطالیہ و برطانیہ کلاں
نمبر ۲۱۲۴۴/۹ مورخہ ۱۸۔ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

چونکہ انگلستان فرانس اور اطالیہ کے ہائی کمشنروں کی سرکاری اطلاع میں جو ۱۶ مارچ کو دار الخلافہ کے اخبارات میں شائع کرائی گئی تھی۔ چوتھے جملے کے اخیر پر لکھا گیا ہے کہ سلطان المعظم کی بارگاہ سے جو احکام صادر ہوں ان کی متابعت ہر شخص پر فرض ہے۔ اس لئے باب عالی کا خیال ہے کہ یہ تجویز اسی صورت میں قابل عمل ہوسکتی ہے جبکہ استنبول کے حکام اور ایشیائے کوچک کی ولایتوں کے درمیان سلسلہ رسل و رسائل کا سلسلہ قائم ہو جاوے لیکن جب سے قسطنطنیہ پر فوجی قبضہ ہوا ہے ملک کے اندرونی حصہ کے ساتھ ڈاک اور تار کا سلسلہ بالکل منقطع ہو گیا ہے۔

اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ اگر واقعات پیش آمدہ کی کوئی سرکاری تشریح نہ کی گئی تو قلمرو عثمانیہ کے ایشیائی صوبوں میں سخت بے چینی اور جوش پھیل جائیگا جو ہائی کمشنروں کی توقعات کے بالکل خلاف ہوگا۔ اس لئے کہ ان صوبوں کو اس فوجی قبضہ کی وسعت اور نتائج سے آگاہی نہ ہوگی اور مبالغہ آمیز افواہیں پھیل جائینگی جن کی اشاعت ایسے حالات میں بڑی سُرعت سے ہوجایا کرتی ہے۔ ایشیائی ولایتوں کے ساتھ ڈاک اور تار کے ذریعہ سے سلسلہ رسل و رسائل کی فوری تجدید اس لئے بھی حکومت عثمانیہ کے نزدیک ازبس ضروری ہے کہ قسطنطنیہ میں جو فیصلے یا تجاویز امن عامہ کے لحاظ سے ضروری متصور ہوں صوبوں میں انکی تعمیل کرائی جائے۔ اس امر کا یقین کرتے ہوئے کہ یور ایکسلنسی پیش کردہ امور کو جو امکانات اور احتمالات کے صحیح اندازے اور قیاس سے پیدا ہوئے ہیں حق بجانب تصور کریں۔ سلطان المعظم کی حکومت آپ کی بیحد شکر گذار ہوگی اگر آپ ازراہِ عنایت افسران متعلقہ کو ہدایت فرمادینگے۔ کہ سلسلہ رسل و رسائل کو فوراً بحال کردیا جاوے ورنہ حکومت عثمانیہ ان نتائج کی ذمہ دار نہ ہوگی۔ جو بابِ حکومت اور صوبوں کے مابین تعلقات نامہ و پیام کے منقطع ہو جانے سے پیدا ہوسکتے ہوں۔ امید ہے کہ آپ اس معاملہ پر ضرور توجہ فرمائیں گے ❖

نمبر ۹
خلیفۃ المسلمین کی تذلیل

منجانب ہز ایکسلنسی صفا بے
بخدمت ہائی کمشنر برطانیہ۔

نمبر ۲۱۲۴۵/۹۲ مورخہ ۱۸۔ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ دول متحدہ کے فوجی حکام نے احکام صادر کئے ہیں۔ قسطنطنیہ میں ترک سپاہ کے ہتھیار چھین لئے جائیں۔

یور ایکسلنسی سے پوشیدہ نہیں کہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم ہر جمعہ کو شہر کی ایک مسجد میں ادائے نماز کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ یہ مذہبی نوعیت کی تقریب ہے۔ اور روایات کا تقاضا ہے کہ جس راستہ سے سلطان المعظم گذریں اس راستہ پر سپاہ ان کا فوجی احترام بجالائے۔

اگر اس سرکاری اطلاع کے منشا کے بموجب جو تینوں ہائی کمشنروں نے دار الحکومت کے اخبارات میں شائع کرائی تھی ائتلاف ثلاثہ کی عظیم دول اعلیحضرت سلطان المعظم کے تمام حقوق کا احترام کرنا چاہتی ہیں تو ضروری ہے کہ اس سپاہ کے پاس ہتھیار رہنے دئے جائیں تو عام طور پر اسلامی ملک کی تقریب پر دود ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ خلیفہ کے اختیارات یا حقوق میں کسی قسم کی دست اندازی سے اہل اسلام کے محبوب ترین عقائد کو سخت صدمہ پہنچیگا

چونکہ کل جمعہ ہے اس لئے میں یور ایکسلنسی سے ملتمس ہوں کہ فوجی حکام کو ہدایت کردیجائے کہ مذکورہ بالا سپاہ سے ہتھیار نہ لئے جائیں۔ تاکہ اسلامی ملک کی رسم مقدس رواج کے مطابق عمل میں آئے ❖

نمبر ۔ ۱۰
برقی سلسلہ کا انقطاع

منجانب ہز ایکسلنسی صفا بے
بخدمت ہائی کمشنران برطانیہ، فرانس اور اطالیہ
نمبر ۲۱۲۶۴/۹۷ مورخہ ۲۱ - مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

میں نے اپنے مراسلہ نمبری ۲۱۲۱۹ مؤرخہ ۱۷ مارچ میں یور ایکسیلنسی سے گذارش کی تھی کہ دار الحکومت اور صوبوں کی درمیان سرکاری تاروں کی آمد و رفت کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔ چنانچہ اب پانچ روز سے محکمہ داخلہ کو نہ تو کوئی تار پہنچا ہے۔ نہ اس کی کوئی ہدایت صوبوں کے عاملوں کے نام بھیجی جا سکتی ہے۔

میں اس امر کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ حکومت عثمانیہ ایسی حالت میں سخت بے چین ہو رہی ہے ان انتظامی مشکلات سے قطع نظر کرکے جو اس انقطاع تعلقات سے پیدا ہونگی میں یور ایکسلنسی کی توجہ ایک فوری نتیجہ کی طرف مبذول کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس کا سدباب کرنا حکومت عثمانیہ اور دول متحدہ ہر دو کے نزدیک فائدہ مند ہے حقیقت میں اب تو قسطنطنیہ پر فوجی قبضہ اور اس کے متعلقہ واقعات کا علم جھوٹی سچی افواہوں کے ذریعہ سے صوبوں کو ہوگیا ہوگا۔ غالباً یہ افواہیں یا تو خلاف واقع ہونگی یا قطعاً بے بنیاد۔ اس لئے ازبس ضروری ہے کہ حقیقت حال کے انکشاف سے اس قسم کی افواہوں کو روکا جائے۔ کیونکہ یہی سکون و ضبط اور امن و امان کا تقاضا ہے ❖

میں ایک مرتبہ پھر یور ایکسلنسی سے درخواست کرتا ہوں کہ حکام متعلقہ کو فوراً ہدایت کردی جائے۔ کہ ترکی اور عثمانی حکام کے مابین آزادی کے ساتھ برقی پیامات کا سلسلہ قائم ہو جائے۔ تاکہ صوبوں میں رائے عامہ کو مطمئن کرایا جائے۔ اور صوبوں کے عاملوں کو احکام بھیجے جاسکیں۔ اور یہ معلوم کیا جا سکے کہ صوبوں میں کیا کچھ واقعات پیش آرہے ہیں ❖ (از زمیندار)

رسید زر

چندہ ماہواری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرگودھا بذریعہ [illegible] خان صاحب

نام	بابت	رقم
چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب افسر آبادی	بابت مارچ	[illegible]
شیخ عبدالعلی صاحب سپرنٹنڈنٹ	بابت مارچ و اپریل	[illegible]
قاضی سمیع اللہ صاحب افسر ایگریکلچرل	" "	[illegible]
میرزا عنایت اللہ صاحب کورٹ انسپکٹر	" "	[illegible]
نعمت خان صاحب جمعدار مفتشر	" "	[illegible]
منشی عطا محمد صاحب انجنیئر گنیش کاٹن مل	" "	[illegible]
شیخ محمد حسین صاحب ٹھیکیدار سجان کاٹن مل	" "	[illegible]
متفرقات	" "	[illegible]
میاں علم دین صاحب پنجاب کاٹن مل	" "	[illegible]
مولوی محمد صدیق صاحب نقل نویس	" "	[illegible]
جناب الہ دتہ صاحب اسسٹنٹ ایگریکلچرل		[illegible]
بعد وضع خرچ باقی ([illegible])	میزان	[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۰ء نمبر ۸۱

خطبہ جمعہ

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ)
مورخہ ۲ اپریل ۱۹۲۰ء

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ ثم قست قلوبکم من بعد ذالک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ ط و ان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھار و ان منھا لما یشقق فیخرج منہ الماء و ان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ و ما اللہ بغافل عما تعملون ۰ (البقرہ)
الم یأن للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ و ما نزل من الحق و لا یکونوا کالذین اوتوا الکتٰب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم و کثیر منھم فٰسقون ۰ اعلموا ...

یہ آیات قرآن کریم میں دو الگ الگ موقعوں پر وارد ہوئی ہیں۔ پہلے موقعہ پر بظاہر یہودیوں کو خطاب ہے۔ لیکن دوسرے موقعہ پر صاف طور پر مسلمانوں کو مخاطب فرمایا ہے۔ ان دونوں آیات میں انسان کی اس حالت کا ذکر ہے جسکو قساوۃ قلبی یا سخت دلی کی حالت سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جہاں یہودیوں کو خطاب کیا ہے۔ وہ بھی میرے نزدیک در اصل مسلمانوں کو ہی خطاب ہے اور یوں تو سارے قرآن مجید میں اس کی نصائح اور اس کی تعلیم اس کے اوامر و نواہی۔ اس کی پیش روانداز اور گذشتہ کے حالات کے اندر مسلمانوں کی حالت کا ہی نقشہ کھینچا دیکھتا ہوں اگر کچھ شبہ ہو سکتا تھا۔ تو قرآن کریم نے اسکو بالکل یہاں صاف کر دیا۔ کہ اگر ایک جگہ یہودیوں کی قساوۃ قلبی کا نقشہ کھینچا۔ تو دوسری طرف مسلمانوں کو اس حالت پر پہنچنے سے متنبہ فرمایا۔ یہود کے متعلق فرمایا کہ ثم قست قلوبکم من بعد ذالک تمہارے دل سخت ہو گئے اور ایسے سخت کہ پتھروں کی طرح ہو گئے۔ بلکہ فرمایا کہ او اشد قسوۃ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔ انسان کا دل اس کی زندگی کا مرکز ہوتا ہے۔ جب یہ مرکز ہی نہ ہو۔ اور اس کی حرکت ایک سیکنڈ کے لئے بھی بند ہو جائے۔ تو موت یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دل پتھر کی طرح ہو گئے۔ کیا جب دل پتھر کی طرح ہو جائے تو انسان زندہ رہ سکتا ہے ہرگز نہیں پس وہ قوم جس کا ان آیات میں ذکر ہے وہ اسکی مردگی کی حالت کا نقشہ ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ جو رؤف الرحیم ہے تسلی کے طور پر فرماتا ہے کہ اگر دل پتھر بھی ہو جائیں تو بھی تم دیکھتے ہو کہ پتھر میں سے پانی کی نہریں نکل پڑتی ہیں۔ اور پھر وہ پانی دوسروں کی زندگی کا موجب ہو جاتا ہے اسی طرح بالفرض اگر تمہارے دل پتھر کی طرح سخت ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی روحانیت کا پانی ان میں سے ٹپک سکتا ہے۔ غرض بنی اسرائیل کے دلوں کی کیفیت کا حال بیان فرمایا ہے کہ ان کے دل ایک زمانہ کے گذرنے پر اس طرح کے ہو گئے۔

دوسرے موقعہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الم یأن للذین اٰمنوا ..... الخ

اس میں مسلمانوں کی توجہ اس طرف دلائی ہے کہ وہ خدا کے ذکر کے سامنے جھک جائیں اور جو حق آسمان سے اُترا ہے اسکو قبول کریں۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو کتابیں دی گئیں۔ اور باوجود اس کے کہ ان کتابوں کے اندر ان کی زندگی کے سامان موجود تھے۔ اُن کے دل پتھر کی طرح سخت ہو گئے۔ اور زندگی کی روح اُن میں سے نکل گئی۔ جس طرح پہلے موقعہ پر تسلی دی کہ باوجود دلوں کے پتھر ہو جانے کے اُن میں سے پانی نکل سکتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی ایک خوش خبری دی کہ مایوس نہ ہوں خدا کے اندر طاقت موجود ہے کہ وہ مُردہ کو زندگی بخش سکتا ہے۔ کیونکہ اسکے بعد فرمایا اعلموا ان اللہ یحی الارض

بعد موتھا۔ یہ نقشہ جو قرآن کریم نے کھینچا ہے۔ آیا اسکے اندر کوئی غرض بھی ہے؟ کیا آج ہم اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ نہیں دیکھ رہے۔ کیا واقعات حاضرہ ان حالات کی تصدیق نہیں کرتے کہ مسلمانوں کی حالت ایک جمود کی حالت ہے آج اُن کے دلوں کی کیفیت سخت سنگدلی کی حالت ہے۔ آج اُنکے دلوں پر کوئی بات اثر نہیں کرتی۔ مصائب چھوٹی سے لیکر بڑی تک اُن پر وارد ہو رہی ہیں۔ طرح طرح کی تکالیف اور رنجوں کے وہ نشانہ بنے۔ لیکن حال یہ ہے کہ اُن کے دل کی حالت کا نقشہ نہیں بدلا۔ الا ما شاء اللہ۔ حالانکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مصائب کے آنے کی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں لیکچر اور تقریریں کی جاتی ہیں۔ اور بڑے زور و شور سے کی جاتی ہیں۔ ہنسنا اور رولانا واعظوں کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ شعرا اپنی جادو بیانی سے بڑی بڑی محفلوں کو گرما دیتے ہیں۔ جن پر واہ واہ کے نعرے بلند کئے جاتے ہیں۔ لیکن اگر پوچھو کہ دل پر ایک مفید اثر ہو جو عملی حالت میں ایک تغیر پیدا کر دے۔ وہ کہاں ہے۔ مسلمان شعر پڑھ پڑھ کر تو خوش بہت ہوتے ہیں۔ مرثیہ سُن سُن کر بہت آنسو بہاتے ہیں کیا یہ حالات کچھ تسلی بخش ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں! شعر سے ہم سو خوش ہوں۔ لیکن جب دل پر اثر نہیں جب عملی حالت میں کوئی تغیر نہیں تو شعروں سے خوش ہونا کیا فائدہ دے سکتا ہے؟

میں کہتا ہوں کہ احیائے قوم کے لئے دلوں میں ایک تغیر عملی رنگ میں ایک تبدیلی پیدا کرنے کے لئے بڑے بڑے نکات کی ضرورت نہیں۔ بہت باریکیاں اور رموز و اسرار کی حاجت [illegible] تو چند موٹی باتیں ہیں جن پر عمل کرنے کی ضرورت [illegible] افسوس ہے کہ ان موٹی موٹی باتوں کی طرف مسلمانوں کو توجہ نہیں ہوتی اور وہ ایسی باتوں کی طرف اپنی ہمت کو صرف کر رہے ہیں۔ جن سے کچھ حاصل نہ وصول۔

وہ موٹی موٹی باتیں جن پر عمل پیرا ہونے سے قوم کے اندر زندگی کی روح پیدا ہو سکتی ہے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر بیان کی جائیں تو اُن پر اُنکے دلوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ درحقیقت یہ اسی کیفیت کا نقشہ ہے کہ دل پتھر ہو گئے ہیں اُن میں سے زندگی کی روح نکل چکی ہے۔ خود ایک بات منہ سے کہتے ہیں لیکن دلوں میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ زبان سے اللہ اکبر کے نعرے لگانا اور دل میں اثر کا مفقود ہونا کس قدر قابل افسوس امر ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ قوم اس حالت پر تو نہیں پہنچ چکی۔ کہ جن کے منہ سے اللہ اکبر کا کلمہ نکلنا ان کو ملزم قرار دے رہا ہو۔ منہ سے اللہ اکبر تو کہہ دیتے ہیں لیکن دل کے اندر اس کلمہ کی اس قدر بھی عزت نہیں جتنی کہ ایک حاکم کی ہوتی ہے۔ دُنیا کے ادنیٰ اور ادنیٰ مفاد دُنیا کے لہو و لعب اور دُنیا کے رسم و رواج ان لوگوں کی آنکھ میں الا ما شاء اللہ خدا کے احکام کی نسبت زیادہ وقعت رکھتے ہیں۔ بتاؤ کہ پھر اللہ اکبر کے نعرے کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ مسلمانوں کی یہ حالت صرف ایک جگہ ہی نہیں۔ بلکہ اس سرے سے لیکر اس سرے تک یہی کیفیت ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اُنکے دل پتھر کی طرح سخت ہیں جن میں کوئی بات اثر نہیں کرتی۔ سب کچھ سُنتے ہیں بلکہ جانتے ہیں نیز اپنے نفس پر دُکھ وارد ہوتے دیکھ چکے ہیں۔ مصیبتوں کی چکی میں پیسے جا چکے ہیں مگر عملی حالت میں کیفیت ایک قوم کے پھر بھی کچھ تغیر نہیں چند افراد سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک قوم کی کثرت ایک رنگ میں رنگین نہ ہو۔ یہ حالت قوم کی جمود اور سخت دلی کی ہے۔ کہ وہ جانتے ہیں پھر عمل نہیں کرتے۔ قوموں کی جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو اس سے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہی قوموں کی موت کا زمانہ ہوتا ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا خواہ جمود اور مُردگی کی حالت بھی ہو تو خدا تعالیٰ پھر زندہ کر دے گا۔ تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ قومیں بنتی ہیں لیکن پھر وہ مر بھی جاتی ہیں اور ایسی مر جاتی ہیں کہ پھر اُن میں جان نہیں آتی۔ اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے صفحہ دنیا سے مٹ جاتی ہے۔ لیکن اسلام جو دُنیا کا آخری مذہب ہے وہ اس وجہ سے زندہ ہے کہ جب قوم کی قوم پر حالت مُردگی طاری ہو جائے تو خدا تعالیٰ اس میں ایک اور قوم کو لا داخل کرتا ہے۔ مگر اس کے لئے بھی ضرورت ہے کہ کوئی جماعت احیاء اور اشاعت کے لئے کھڑی ہو جائے۔

بنی اسرائیل میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوئے۔ ساری قوم کی یہی حالت تھی کہ اُن میں سے زندگی کی روح نکل چکی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے اللہ تعالیٰ نے ایک نیا سلسلہ کھڑا کر دیا۔ بنی اسرائیل میں بہت سے نبی آئے ہیں لیکن کسی نبی کا سلسلہ سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اسوقت موجود نہیں کیونکہ وہ سلسلہ مُردہ قوم میں سے لیکر ایک نئی زندگی کے ساتھ کھڑا کیا گیا تھا۔ جو حالت بنی اسرائیل کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھی وہی حالت آج مسلمانوں کی ہے۔ ہمارے حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایسے وقت میں ہی مثیل مسیح بناکر مبعوث فرمایا۔ پہلے پہل جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب مجددیت عطا کیا تو چونکہ لوگ آپ کے اتقاء آپ کے اندر ریاضت اور علم اور حمایت اسلام کے حالات سے واقف تھے۔ لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اُنکی بیعت قبول کریں مگر آپ نے فرمایا کہ مجھے خدا نے بیعت لینے کا حکم نہیں دیا۔ یہ امر اس شخص کی نیک نیتی خلوص اور اس کے صدق پر مُہر لگاتا ہے۔ کہ جب لوگ آپ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور بیعت کر لینے کی درخواست کرتے ہیں تو آپ انکار کر دیتے ہیں۔ لیکن جب خدا کا حکم آگیا کہ اصنع الفلک باعیننا۔ تم ایک نئی جماعت طیار کرو۔ اسوقت آپ نے نئی جماعت کی بنیاد ڈالی۔ لوگ کہتے ہیں کہ پہلے مجددین نے کیوں جماعتیں طیار نہیں کیں۔ میں کہتا ہوں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ پہلے مجددین کے وقت میں وہ جمود کی حالت نہ تھی جو اس وقت ہے۔ وہ طال علیھم الامد کی حالت جو اب ہے دوسرے مجددوں کے زمانہ میں نہ تھی دوسرے مجددین رحمہم اللہ تعالیٰ کو ایک الگ جماعت بنانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ وہ آئے اور اپنا کام کر کے چلے گئے لیکن آج جبکہ قوم مر چکی ہے اور اپنے اصل فرائض سے غافل ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے ذریعہ سے زندگی پیدا کرنا چاہتا ہے مسلمانوں کی حالت جمود سب پر ظاہر ہے ہندوستان ہو یا ایران یا دوسرے ممالک جہاں دیکھو ایک عام مُردگی اور جمود کی خطرناک حالت طاری ہے دوسری قوموں کو دیکھتے ہو کہ وہ کس طرح بڑھتی جاتی ہیں اُنکے اندر وہ تمام آثار پائے جاتے ہیں جن سے وہ زندہ کہلاتی ہیں لیکن ایک مسلمانوں کی وہ قوم ہے کہ دن بدن پستی کی طرف اُن کا قدم جا رہا ہے۔ دو پودے جو پہلو بہ پہلو لگائے جائیں۔ اُن میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مقابلہ کی وجہ سے ایکدوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اس قوم کی حالت پر کس قدر افسوس ہے کہ وہ پودوں سا احساس بھی اُن کے اندر نہیں رہا۔ اپنی ہمسایہ قوموں کو بڑھتے دیکھتی ہے پھر بھی اس کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ اس کے اندر وہ احساس ہی نہیں۔ دعوے کرتے ہوئے تو خدا جانے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ لیکن عمل پوچھو تو خاک بھی نہیں۔ اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ قوم میں زندگی کی روح نکل چکی ہے۔ اس مُردگی کی حالت میں اللہ تعالیٰ اپنا ایک مجدد مبعوث فرماتا ہے۔ وہ مجدد کیا کرتا ہے وہ ایک جماعت الگ طیار کرتا ہے۔ تاکہ ایک زندہ جماعت بن جائے۔ اور دوسروں کو اپنی طرف کھینچ کر اُن میں زندگی کی روح پھونک دے۔ زندہ چیز کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وہ دوسری قوموں کو اپنی طرف کھینچنے کی کشش رکھتی ہے لیکن مُردہ چیز ایسی کشش نہیں رکھتی۔ زندہ چیز دوسری قوموں کو اپنے میں جذب کر لینے پر قادر ہوتی ہے لیکن مُردہ چیز اس پر قادر نہیں ہوتی۔ پس اس جماعت کو بنانے کی اللہ تعالیٰ کی یہی غرض ہے کہ تم خود زندہ ہو کر دوسروں کو اپنے میں جذب کر کے اُن میں زندگی کی روح پھونک دو۔ تم اب ایک زندہ قوم کی حیثیت میں ہو۔ لیکن یہ خوش ہونے کی جگہ نہیں فکر کا مقام ہے۔ تم کو اپنی حالت پر فکر کرنا چاہئے کہ تمہارے اندر کوئی بیماریاں تو نہیں ہیں اور یہ یاد رکھو کہ جسم کا بیمار حصہ بیماری کے اجزاء کو جذب کرتا ہے۔ اور صالح حصہ صالح اجزاء کو کھینچتا ہے ایک بیمار حصہ کو اگر صالح غذا بھی دی جائے تو وہ صالح غذا بھی اس کے لئے زائد بیماری کا موجب ہو گی لیکن اگر تندرست حصہ کو ایک صالح غذا دی جائے۔ تو وہ غذا اسکے مزید نمو اور پرورش کا باعث ہو گی۔ اسی طرح میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تم خود بیمار رہو تو پھر یاد رکھو کہ جو باہر سے تمہارے اندر داخل ہو گی وہ بجائے نئی زندگی حاصل کرنے کے اپنے اندر زیادہ خرابیاں پیدا کر لیگی۔ اور اس کا باعث تم ہی ہو گے۔ جماعت یا قوم کا وہ حصہ جو اس مقام پر ہو۔ جو مرکز کا حکم رکھتا ہے۔

ہوں یا ظاہری۔ وہی لوگ ہیں جو متقی اور ایماندار ہیں"
اس پر الفضل لکھتا ہے کہ چونکہ ترکی خلیفہ حیات مسیح کا مشرکانہ عقیدہ رکھتا اور حضرت مسیح موعودؑ کا منکر ہے اس لئے وہ متقی و ایماندار یا بالفاظ الفضل عقائد صحیح و اعمال صالحہ نہیں رکھتا بلکہ فاسق ہے۔ بہت خوب! یہ نتیجہ جناب والا نے اپنی سمجھ سے نکالا ہے یا حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم سے؟

اول تو قابل غور تو یہ ہے کہ ہماری جماعت کی طرف سے سلطان روم اور اُن کے وزراء پر تبلیغ احمدیت ہی نہیں ہوئی جو کہ ہمارا فرض اولین تھا۔ اور اگر کچھ معمولی سی خبر اُسے پہنچی بھی ہو تو اُسکی طرف سے مخالفت یا موافقت کا کچھ اظہار نہیں ہوا۔ پھر ایسی صورت میں کسی کے ایمان پر فتوےٰ لگانا ایک خدا ترس مومن کا کام نہیں۔ دوم اُسی فلسفہ کے بارہ میں جیسے حیات مسیح کا عقیدہ رکھنے اور انکار مسیح موعودؑ کے باعث مشرک اور فاسق قرار دیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں:-

وکذالک اجد طریق سلطان الروم باقا۔
واذا نیہ والرجوا ان لا یتخلف ظنی فیہ۔
ولا شک ان اذکارخیرہ فی العرب ماثرہ۔
ومحامدہ علی الالسن دائرۃ فندعوا
لہ ونظن الخیر۔ فان بلادہ محفوظۃ
عن المضیر وھو علی خیر کما نسمع من
الروایات وما لا نفھم من امورہ فناول
وانما الاعمال بالنیات۔ وعلیھا مدار الجزا
والمکافات ونری انہ تجری علی یدہ
حسنات کثیرۃ و ھو خادم الحرمین
ونور اللہ عیناہ ببرکۃ ھذہ العینین
وللدین حمامۃ الخ (لجۃ النور صفحہ ۹۳)

اسی طرح انھوں نے بیں سلطان روم کی تعریف کی ہے باوجود اس کے کہ وہ بقول الفضل مشرک اور فاسق ہے۔ اگر وہ متقی ایماندار جنکو کار نہ تھا۔ تو اس قدر بڑھ کر تعریف محض خوشامد پر مبنی ہو سکتی ہے۔ جو مامور من اللہ سے بعید ہے۔

اسی طرح حضرت صاحب نے خواجہ غلام فرید صاحب کی باوجود ان امور کی موجودگی کے بڑی تعریف کی ہے اور اُسے مومن اور روشن ضمیر قرار دیا ہے۔ رہا ترکوں کا تنزل اور تباہی کی طرف جانا۔ سو یہ امر ایک احمدی کے لئے حیرت کا نہیں ہے۔ کیونکہ کا ملین بعض دفعہ بطور ابتلا آتی ہیں اور بعض دفعہ تابعین کی کمزوریوں کے باعث لیڈر ناکامیاب رہ جاتا ہے۔ جیسے حضرت موسےٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ اپنے تابعین کی کمزوریوں کے باعث ابتلا میں پڑے۔ سلطان روم کی کمزوری و مصیبت کا باعث بھی حضرت مسیح موعودؑ نے اُسکے بعض ارکان کا خیانت پیشہ ہونا قرار دیا ہے (لجۃ النور) نہ کہ اسکے ذاتی ایمان کی کمزوری۔

الفضل کو ذرا وسعت نظر سے کام لینا چاہئے۔ اور دوسروں کے ایمان پر حملہ کرنے سے پہلے اپنے ایمان کی خبر لینی چاہئے۔

خندہ زن ہے کفر اس اسلام پر

اس عالم آشوبی کے زمانہ میں جبکہ دُنیا نے اسلام خصوصیت سے ایک نہایت پُر خطر بربادی اور ہلاکت کے ابتلاؤں کی تختۂ مشق بن رہی ہے۔ خلافت و بادشاہت اسلامیہ کا ٹمٹماتا ہوا چراغ اپنی آخری حد کو پہنچ چکا ہے۔ مسلمانوں کی لاشوں اور کٹے ہوئے سروں کے سہارے ارض مقدس کی بلندیوں پر تثلیث کا جھنڈا بلند کیا جا رہا ہے۔ صلیبی دُنیا اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے پر تُلی بیٹھی ہے۔ ہمارے قومی اور مذہبی مصائب و آلام ناقابل برداشت حد تک پہنچ چکے ہیں۔ اے مسلمانو! اس انتہائی درد و کرب کی گھڑیوں میں خدارا اس پر بھی غور کرو۔ کہ ان تمام آفات و آلام کے درندوں کو مسلمانوں کا وجود نوچ کھانے کے لئے کس نے دعوت دی ہے۔ آہ! ہمارے اندر کونسی مرض پیدا ہو گئی ہے کہ دشمن گدھ ہمیں قریب المرگ سمجھکر پنجۂ آز دراز کر رہا ہے۔

یاد رکھو کہ ہماری تمام بربادیوں اور ناکامیوں کے نیچے ایک ہی اور صرف ایک ہی فساد ہے اور وہ مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کی باہمی پیکار ہے۔ اختلاف بلا شبہ دُنیا سے مٹایا نہیں جا سکتا۔ یہ مت سمجھو کہ دُنیا پر کبھی ایسا سراب آسا زمانہ بھی آئیگا کہ جبکہ کل کے کل فرقے مٹ کر ایک ہی مذہب باقی رہ جائیگا۔ دُنیا میں نہ کبھی ایسا ہوا۔ اور نہ ہوگا قطعاً غلط ہے کہ کبھی کل کے کل اہل حدیث حنفی ہو جائینگے یا کل کے کل شیعہ سنی ہو جائینگے۔ یا کل حنفی شیعہ یا اہلحدیث ہو جائینگے۔ پس اس سراب آسا امید سے ہاتھ دھوکر اس پر غور کرنا چاہئے کہ اختلافات کو قائم رکھتے ہوئے بھی ہماری اصلاح اور فلاح کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی اختلاف تھا۔ اور وہ اختلاف بھی کچھ کم اختلاف نہ تھا۔ مگر با ایں ہمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اختلاف کو رحمت فرمایا۔ اس اختلاف کو رحمت کہنے کی اصل وجہ یہی تھی کہ صحابہ رضہ محض فروعی اختلافات کیوجہ سے ایکدوسرے کی تکفیر و تضلیل نہیں کرتے تھے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ اسوۂ حسنہ ہماری تمام خانہ جنگیوں اور پیکار آرائیوں کا ایک ہی علاج ہے کہ ہر ایک کلمہ گو مسلمان کو خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو اسلامی حقوق سے اُسکو محروم کرنے کی کوشش نہ کریں اور نہ ظلم و ستم سے اُسکی تکفیر اور تضلیل کے درپے ہوں باہمی مشترک اور متحد اغراض و مقاصد میں ایک دوسرے کے ممد اور معاون ہوں۔ ہم میں سے جن لوگوں نے (میاں محمود احمد صاحب قادیانی اور دیگر متشدد دین علماء خصوصیت سے مخاطب ہیں) مسلمانوں کی تکفیر کی ہے اور جس کا کسی قدر خمیازہ وہ قصور اور امرتسر کے فسادات میں اٹھا چکے ہیں۔ اور آئندہ اس سے بڑھ کر اٹھانے کی امید کی جاسکتی ہے۔ خدارا ان مصائب اور آلام کی گھڑیوں میں اسلام پر رحم کریں۔ اور باہمی تکفیر اور تضلیل سے باز آکر مشترک اور متحدہ اغراض میں مسلمانوں کا ساتھ دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کی نصرت کرنے والوں کے ضرور ساتھ ہوگا۔

وما علینا الا البلاغ

ملیشیا میں عیسائیت کی تبلیغ

ملیشیا اس حصہ کا نام ہے۔ جو جزیرہ نما ملایا اور ایسٹ انڈیز پر مشتمل ہے۔ جس میں ذیل کے بڑے بڑے جزیرے ہیں:- نیوگائنا، بورنیو، سماٹرا، جاوا، اور سلیبیس۔ اس حصہ ملک کی جملہ آبادی ۴۰ ملین سے کچھ اوپر ہے جس میں سے ۳۷ ملین صرف مسلمان ہیں۔ جزیرہ نما ملایا۔ بورنیو کا شمالی حصہ۔ نیوگائنا کا مشرقی حصہ حکومت انگلشیہ کے ماتحت یا اُس کی حفاظت میں ہے۔ مجمع الجزائر کا باقی حصہ عملاً ہالینڈ کی عملداری میں ہے۔ جسے ڈچ ایسٹ انڈیز یا نیدرلینڈز انڈیا کہتے ہیں مختلف حکومتوں کے ماتحت مسلمانوں کی آبادی بلحاظ مختلف جزائر حسب ذیل ہے:-

جاوا اور مدورا میں	۲۹۶۷۲۵۵۷
سماٹرا	۳۲۷۵۰۰۰
بورنیو	۹۸۵۴۴۰
سلیبیز	۶۴۰۰۰۰
ملکا و متعلقات	۷۰۸۵۳
ریاؤ و متعلقات	۹۳۴۳۴
بلی ٹن	۳۴۲۰۰
امبوئنا و متعلقات	۷۱۲۰۴
ترنائے۔ نیوگائنا و متعلقات	۱۰۸۲۴۰
تمور و متعلقات	۳۴۶۵۰
بلی اور لومبک	۳۶۸۴۱۸
میزان کل	۳۵۳۰۸۹۹۶

زیر حکومت انگلشیہ

سٹریٹ سٹلمنٹ	۲۵۸۷۹۱
فیڈریٹ ریاستہائے ملایا	۴۲۰۸۴۰
ان فیڈریٹڈ ریاستہائے ملایا تخمینہ	۷۵۸۰۶۰
برٹش نارتھ بورنیو "	۱۵۰۰۰۰
سراوک "	۱۵۰۰۰۰
میزان کل	۱۷۳۷۶۹۱

زیر حکومت سیام

سیامی ریاستہائے ملایا۔ تخمینا	۱۱۵۰۰۰

میزان اعظم ۳۷۱۶۱۶۸۷

زبانوں کی تقسیم کے لحاظ سے قریباً ۱۶ ملین لوگ جاوی زبان بولتے ہیں جو سب سے زیادہ بولی جاتی ہے۔ پھر سنڈانی جو مغربی جاوا کی زبان ہے ۱۰ یا ۱۱ ملین لوگوں کی زبان ہے۔ ملایا زبان کے بولنے والے مسلمان تمام ساحلی علاقہ اور ہر جزیرہ کے دریاؤں کے کنارہ پر پائے جاتے ہیں۔ اور یہ اس علاقہ کی لنگوا فرینکا ہے اور یہ زبان ۵ ملین سے زائد لوگوں کی مادری زبان ہے۔ جو جزیرہ نما ملایا۔ سماٹرا۔ ریاؤ۔ بنکا۔ بلی ٹن اور بورنیو و جاوا کے کئی حصوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ قریباً دو ملین لوگ مدوری زبان بولتے ہیں۔ پھر ذیل کی زبانوں میں سے قریباً نصف ملین کے قریب ہر ایک کے بولنے والے مسلمان موجود ہیں۔ یعنی اچینی بگیس۔ مکاسر۔ بٹک۔ ان کے علاوہ اور زبانیں بھی مسلمان بولتے ہیں۔ مگر اُن کی تعداد کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جزیروں کی تقسیم کے لحاظ سے تعداد زبانوں کی یہ ہے:-

جاوا میں	۳	زبانیں	بولی جاتی ہیں
جزیرہ نما ملایا میں	۴	"	"
سماٹرا میں	۱۳	"	"
چھوٹے جزائر میں	۱۸	"	"
سلیبیس میں	۲۶	"	"
ڈچ بورنیو میں	۹	"	"
برٹش بورنیو میں	۹۹	"	"
کل میزان	۱۷۲	"	"

ان زبانوں میں سے نصف کے قریب مسلمان بولتے اور سمجھتے ہیں۔

تعلیم ڈچ گورنمنٹ کی طرف سے ان علاقہ جات میں ۷۹۵۹ سکول ہیں جن میں ۶۹۹۷۶۳ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ اور ان میں سے قریباً ۶ لاکھ مسلمان ہیں۔ برٹش گورنمنٹ کی طرف سے ۱۹۶ ملایا سکول کھلے ہوئے ہیں جن میں ۳۰ ہزار طلبا زیر تعلیم ہیں جو قریباً سارے مسلمان ہیں۔ دیگر ریاستہائے ملایا میں بہت کم سکول ہیں۔ ملائی زبان کو پڑھ سکنے والے بہ نسبت جاوی و سنڈانی کے بہت زیادہ ہیں۔ قریباً تمام اخبارات ملائی زبان میں شائع ہوتے ہیں اور ڈچ انڈیز میں بہت سے ملائی اخبارات رومن حروف میں شائع ہوتے ہیں جنھیں چینی اور مسلمان بہت کثرت سے مطالعہ کرتے ہیں۔ دیگر اسلامی ممالک کی نسبت ان علاقوں کے خواندہ مسلمانوں کی اوسط بہت زیادہ ہے۔ لیکن عورتیں بہت کم پڑھی ہوئی ہیں۔

عیسائیوں نے ان علاقوں کی قریباً ہر زبان میں اپنی مذہبی کتب کا ترجمہ کر لیا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ وحشی قبائل کی زبانوں میں بھی ان کی بہت سی کتب موجود ہیں۔ مسلمان صرف عربی زبان میں لکھی ہوئی کتب کا مطالعہ کر سکتے ہیں رومن یا دیسی زبانوں میں لکھی ہوئی کتب بہت کم پڑھ سکتے ہیں۔ ڈچ اور انگریزی ہر دو علاقہ جات میں پادری لوگ اشاعت عیسویت کا کام تن دہی سے کر رہے ہیں۔ عیسائی پادری اس کوشش میں ہیں کہ مذہب اسلام کے خلاف خاص طور پر زبردست کتابیں مسلمانوں کے لئے ملائی زبان میں عربی حروف میں لکھی جاویں۔ عیسائی پادریوں کی اس جد و جہد کے مقابلہ پر اپنے بھائیوں کے ایمان کو بچانے کے لئے ہمارا کیا فرض ہے ہر ایک سمجھدار مسلمان سمجھ سکتا ہے۔ ملائی زبان میں جس کثرت سے بھی ہو سکے تردید عیسویت کا مصالحہ جمع کر دیا جاوے اور ان علاقہ جات میں پہنچایا جاوے۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں اشاعت اسلام و تبلیغ اسلام کے بہت سے مواقع دیئے ہیں ہمت کرکے اُن سے فائدہ حاصل کرنا چاہئے بے ہمتی سے کچھ نہیں بنتا۔ (محمد منظور الٰہی)

رسید زر

چندہ ماہواری بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء از جماعت احمدیہ لاہور چھاؤنی معرفت بابو محمد حسین صاحب

حکیم الطاف علی صاحب .... [illegible]
قاضی مظفر علی صاحب .... [illegible]
بابو محمد حسین صاحب .... [illegible]
بابو نبی بخش صاحب .... [illegible]
قاضی ثناء اللہ صاحب .... [illegible]
قاضی محمد عثمان علی صاحب .... [illegible]
قاضی عبدالعزیز صاحب .... [illegible]
قاضی عبدالواحد صاحب۔ توپ خانہ .... [illegible]
میاں نبی بخش صاحب .... [illegible]
قاضی محمد لقمان صاحب .... [illegible]

اھدنا الصراط المستقیم

مجاہر خلافت پر ایک اچٹتی ہوئی نظر

ہم پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
اک طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

قیس سگ لیلی کی پابوسی میں گو ہر مقصود کھو بیٹھا فرہاد نے مرگ شیریں کی افواہ پر جان قربان کر دی - یہ عیرت کی وجہ سے بے نیل مرام رہا - اور وہ لینت طبع کے مارے مراد کو نہ پہنچا - دولت عثمانیہ کے مجوزہ حشر کے خوف سے یہی حالات مسلمانان ہندپر وارد ہیں - ایک فریق کی بے نفسی نے صلح کا نفرنس کی پالیسی میں ناکامی کا منہ دیکھا - دوسرے کی خود داری ترکی کی موت پر زندگی سے بیزار ہے - اس میں کلام نہیں کہ جذبہ محبت سے دونوں مملو ہیں - صرف طریق مجاہرہ میں اختلاف ہے۔

جب تک کہ خلافت کی نعمت ہم در جا کے نزاذ میں آ دیزاں رہی - دنیا نے اسلام کی تنگ تکی بندھی رہی : اب خون کا پلڑا جھک جانے پر چھوٹا بڑا امیر و غریب محبت اسلام میں از خود رفتہ ہو گیا ہے - اسی دارفتگی کے عالم میں ہمارے پولٹیکل ڈاکٹروں نے زور وشور سے اپنے اجتہاد کی تلقین شروع کی ہے۔

اطاعت کا متوالا طبقہ بیابندی قانون آئینی ایجی ٹیشن کی ہدایت کرتا ہے - حالانکہ نافذ الوقت قوانین کے رو سے آئین اور ایجیٹیشن ضدین کا حکم رکھتے ہیں - جن کا اجتماع عملاً محال ہے - پہلے تو تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۲۴ (الف) دم مارنے کی اجازت نہیں دیتی - پھر قانون مطابع جنبش قلم کی آزادی روا دار نہیں بعدہ قانون تحفظ ہند نے لوگوں کے لبوں پر مہر خاموشی لگا رکھی ہے - آخراً رولٹ بکیٹ کے عواقب ان سب کے نتائج سے متمم ثابت ہوئے ہیں - واللہ اعلم کونسا قانون ایجی ٹیشن کے جواز کا فتوے دیتا ہے - اور بیابندی قانون اس ایجی ٹیشن کی ہیئت کیا ہے ؟ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ قانون بلاشبہ ربڑ کا کھلونا ہے - جسکی تنگی اور فراخی حاکم وقت کی فطری تنگ نظری اور وسیع النظری کے تابع ہے چنانچہ اسکی ماہیت کو سر مائیکل اوڈوائر اور سر ایڈورڈ میکلیگن کے جداگانہ دور حکومت نے کھول کر بتا دیا ہے لیکن اس کی کبھی حد ہے کوئی نیک سے نیک حاکم کبھی رعایا کی خاطر قانون کو اتنا ڈھیلا نہیں کر سکتا - کہ وہ ٹوٹ جائے - پس آئینی ایجی ٹیشن ایک آئینی گورکھ دھندا ہے جو نتیجہ سے خالی اور معنے بے معنی ہے - آئینی ایجی ٹیشن کی تقریر کیمیائی کے بعد ایجی ٹیشن کا عنصر مخالف اگر علیحدہ کیا جائے - تو آئین کا منشاء صرف یہ ہے - کہ بن پڑے تو بیت اللہ شریف لندن میں اور حجر اسود پیرس میں تصور کرو - لیکن

کیا ملا عرض مدعا کر کے - بات بھی کھوئی التجا کر کے

طفل تسلی کے طور پر یہ یقین بھی دلایا جاتا ہے کہ آئینی حدود کے اندر رہ کر اس قدر سخت ایجی ٹیشن ہو سکتا ہے کہ جس کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی - یہ ٹھیک ہے - لیکن کہاں ؟ یورپ اور امریکہ میں جہاں مزدور سے لیکر تاجر تک سلطنت میں حصہ دار ہے - ہمیں بتایا جائے کہ ہندوستان میں جہاں کا باشندہ بقول لندن ٹائمز امپیریل پالیسی کے متعلق ہدایت دینے کا حق نہیں رکھتا کس قسم کی ایجی ٹیشن ممکن ہے - اور اس کا ثمرہ کیا ہے ؟ اور نہیں تو مقابلہ کر کے دیکھ لو - برطانوی پبلک کے جذبات ایجی ٹیشن نے شوریدہ سر آرمینیوں کے غیر مستحق قتل پر سلطان کے شاہی خیالات کو پاش پاش کر دیا لیکن تمہارے متفقہ مجاہرین اور تظاہرین پر بھی بے وست و پا رعیت کے حقوق سے ناواقف - رنگنے والا ڈائر ہنوز اسی طمطراق سے جرنیلی کی کمان کر رہا ہے - ہم نا سمجھتے ہیں کہ انگریزوں میں رنگنے والے کو ہی ڈائر کہتے ہیں۔

ان پیش پا افتادہ واقعات کی روشنی میں ایجی ٹیشن کو مشعل راہ بنانا بڑی ہی کوتہ نظری ہے - فی الجملہ یہ چیز ہمارے مناسب حال نہیں ہے - اسکی کامیابی کے تمام راستے مسدود ہیں - دوسرا

ﻫ معلوم ہوا ہے کہ جنرل ڈائر بالمقدر سے بعزم ولایت روانہ ہو گیا ہے

کے لئے وقف ہیں - پس منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے خدا توفیق دے - تو صراط الذین انعمت علیھم پر چلنے کا سامان کرو - اور ولا الضالین پر آمین کہو -

مذکورہ بالا جماعت کے بالمقابل دوسرا فریق بھی ہے جو اسلامی حیات کی بقا حریت پر حکام کے ساتھ تمام سیاسی اور اقتصادی تعلقات کو خیرباد کہنے پر تلا ہوا ہے انہوں نے تجاویز ذیل پر عمل پیرا ہونے کا عزم بالجزم کر لیا ہے۔

(۱) تمام سرکاری خطابات اور آنریری عہدوں سے علیحدگی اختیار کر لی جائے - (۲) تمام فوجی اور پولیس والے نوکریاں چھوڑ دیں - (۳) ٹیکس اور دیگر سرکاری واجب الادا رقم کی ادائیگی سے انکار کر دیا جائے - (۴) انگریزی اسباب کو بائیکاٹ کر دیا جائے۔

قرارداد اول مجوزین کے نزدیک ہلکی سی ہے - مگر بعض حاملین کے لئے جن میں کے - بی - سی - آئی - ای - کے - سی - ایس - آئی وغیرہ دردس نشانات سے زیادہ عزیز ہیں ناخن سے گوشت چھوڑانا سہل اور خطابات کا چھوڑنا مشکل ہے - یہ جنس گرامی مفت یا بلا قیمت نہیں ملتی جیسا کہ عام خیال ہے - اس کا حساب دنیا سے نرالا ہے - رواج تو ہے کہ "جیسا مال ویسا دام" مگر اس بیوپار میں "نہ جیسا گا یک دیسی قیمت" بعض اصحاب قومی مفاد کے معاوضہ میں یہ نعمت حاصل کرتے ہیں بعض کو ضمیر فروشی کے معاوضہ میں ملتی ہے - بعض کو زر خطیر خرچ کرنا پڑتا ہے - اور بعض ایسے بھی ہیں جنہیں گھر بیٹھے پہنچ جاتی ہے - اب قومی اور ملکی جذبات کی آبدروزی پر سبکبار تو جلدی سبکدوش ہو رہے ہیں - مگر اشادہ طبقہ کی حمیت اور جاہ طلبی میں تکرار ہو رہی ہے - جن بزرگوں کو اس سراب سے سیراب ہونے کی ابھی تشنگی ہے - انکی بابت ابھی کچھ کہا نہیں جاتا - پھر بھی کما حقہ تنقید کرنے سے پہلے امور ذیل تنقیح طلب ہیں - (۱) تعلیمی ڈگریاں ، صنعتی ڈپلومے ، اور قانونی لائسنس وغیرہ کس مد میں جا ٹھیرینگے - (۲) قومی تعلیم گاہوں کے چارٹرڈ کا کیا حشر ہو گا - (۳) سرکاری تعلیم گاہوں میں قومی بچوں کی تعلیم کی نسبت ملت اور حرمت کا فیصلہ کن کن اصولوں پر کیا جائیگا ؟ میری رائے ناقص میں یہ وزہ کذا اشتن و ریخ دغم کے استیلا کا نتیجہ ہیں ؟

تجویز ۲ متعلقہ پولیس اور فوجی قواعد سے استصواب کئے بغیر پاس کی گئی ہے - ان صیغوں کے ملازمان پر جو حکمانہ پابندیاں عاید ہیں - ان کا لحاظ کرکے یہ بیل منڈھے چڑھتی نظر نہیں آتی - علاوہ ازیں تبرِ حکومت میں دستہ کا کام دینا - رعایا کے اعمالنامے مرتب کر کے سلطنت کے کان بھرنا جنہی لوگوں کے فرائض منصبی میں داخل ہو - انکو اعلے "معیار کے امتحان میں ڈالنا بوالعجبی نہیں تو اور کیا ہے ؟ اگرچہ اسی زمستان میں چند جوا مرد بڑے نبے ہیں پھر بھی مصلحت "خاک انداز تو دہ کاہ بردار" کا مشورہ دیتی ہے۔

تجویز ۳ وضع کرتے ہوئے اندوہ و ملال کے جذبات مدبر پر غالب آ گئے ہیں جو لوگ "جامہ فرام دامن ازکجا آرم" کے مصداق ہیں انکو بیت سنیت کا جواب مل جائیگا لیکن اور ذی حیثیت طبقہ اسکی تعمیل سے کیونکر عہدہ برآ ہو سکتا ہے ؟ ٹیکس گذار اور مالگذار اگر ادائیگی سے انکار کرینگے تو خزانہ کی شکم پری کے لئے سرکاری مطالبہ انکی جائداد پر چھاپہ مار یگا اور ایسے ادا ئیگی معمولی ادائیگی سے بدتر ہو گی۔

تجویز ۴ اگر نقار خانہ میں طوطی کی آواز بنکر نہ رہ گئی - تو عملی میدان میں یقیناً کامیابی کا مبارک اور پرتاثیر قدم یہی ہے ولایتی مال کی ارزانی اور نفاست یہی دو چیزیں ہیں جو اس تجویز کے عملدرآمد میں سنگ راہ ہوئیں - لیکن قدرت نے خود ان کا کسی حد تک استیصال کر دیا ہے - اُدھر گرانی ولایتی مال کے گلوگیر ہے - اِدھر ہندوستانی مصنوعات نفاست میں قدم بڑھا رہی ہیں - ایسے امید افزا حالات میں اس سے تغافل کرنا افسوسناک غلطی ہو گی ‬

مندرجہ صدر تجاویز کے فاموش مقابلہ کی دھیمی سی آواز بھی سنائی دیتی ہے - مگر ہیولے کا نہ سر نظر آتا ہے نہ پاؤں - اگر یہ کسی عملی اور ممکن تجویز پر مشتمل ہے - تو بسر و چشم ورنہ بظاہر تو اسکی مراد یہ پائی جاتی ہے - دور کالی رات ہو اور اندھیری کوٹھڑی میں انسان ٹھنڈا ٹپ کر دینے مقابل کو عالم تصور میں فاصلہ پر کھڑا کرے پھر نہتہ چڑھ چڑھ کر گھورے اور گنگنی آواز میں کوستے دے دے کر جی ٹھنڈا کرے اور بس !

کسی پچھلے پرچے خلافت کمیٹی کا پروگرام تجویز کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا کہ لیڈروں کے اختلاف رائے کی وجہ سے ملک مبہوت و حیران ہو رہا ہے - بلاشبہ ایسا ہے لیکن محض اختلاف رائے حیرانی کا موجب نہیں - بلکہ ورطۂ حیرت میں ڈالنے والا یہ واقعہ ہے کہ جس قدر تجویزیں پاس ہوئی ہیں ان میں ثقاہت سلامتی اور امکان کی کمی ہے - اسی غرض سے مجھے تبصرۂ اچٹتی سی نظر ڈالنے کی جرأت ہوئی ہے۔

اس قومی مصیبت کی زد سے بچ نکلنے کے لئے پبلک جلسوں کے پاس شدہ ریزولیوشن کافی نہ ہونگے - کیونکہ وہاں حاضرین کے حوصلہ پر محرکین اور مؤیدین کی تقریروں میں قدرتاً جوش بھر جاتا ہے اور سامعین بجائے اسکے کہ سوچ سمجھکر کوئی رائے قائم کریں جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں - تقریر ختم اور ریزولیوشن پاس - یہ معاملہ ایک معمولی معاملہ نہیں - بلکہ امر و امور کا تنازعہ ہے جو قوم کے فنا اور بقا پر حاوی ہے - بقول شبلی مرحوم -

حکومت پر زوال آیا تو پھر نام و نشاں کب تک
چراغ کشتۂ محفل سے اٹھے گا دھواں کب تک

لہٰذا ضروری ہے کہ ماہرین سیاست اور علمائے شریعت گوشۂ تنہائی میں سر جوڑ کر بیٹھیں اور فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ کے سایہ میں احتیاط کے ساتھ ایسے راستہ کی داغ بیل لگائیں - جو فقد فاز فوزاً عظیماً کے دروازہ سے جا ملے۔

اھدنا الصراط المستقیم - آمین ! (از دکیل)

سردار محمود طرزی کی تقریر جامع مسجد منصوری میں

"افغانی وفد کے ارکان نماز جمعہ ادا کرنے کیلئے جامع مسجد لنڈو بازار میں تشریف لائے بعد نماز جمعہ رئیس وفد جناب سردار محمود طرزی صاحب وزیر خارجہ افغانستان نے ایک تقریر بزبان فارسی ارشاد فرمائی جسکو مولوی محمد سعید صاحب نے بزبان اردو بیان کیا - جناب وزیر صاحب خارجہ افغانستان نے اس بات پر زور دیا کہ مسلمانوں کو ہرگز مایوس نہ ہونا چاہئے بلکہ خدا پر بھروسہ رکھنا چاہئے کیونکہ اس کا وعدہ سچا ہے اور اللہ تعالےٰ اسلام کی مدد کریگا - جناب محمود طرزی صاحب نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ امیر افغانستان غازی امان اللہ خان صاحب خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نے موجودہ افغانی وفد اس غرض سے بھیجا ہے کہ اس بات کا مطالبہ کیا جائے کہ مقامات مقدسہ اسلام کسی غیر مسلم کے زیر اثر نہ رہنے پائیں - نیز مسئلہ خلافت میں دست اندازی غیر مسلموں کی طرف سے نہ ہو۔

حاضرین پر وزیر خارجہ افغانستان کے ان کلمات کا بیحد اثر پڑا - اور سب خوش اور مسرور ہو گئے اور خلافت اور مقامات مقدسہ کے لئے اور حکومت افغانستان کے مظفر و منصور ہونے کیلئے سب نے خلوص دل سے دعا کی۔

اس سے پہلے ہمیں صرف اسقدر معلوم تھا کہ وفد کا مقصد برٹش اور افغان گورنمنٹوں میں رابطہ اتحاد پیدا کرنا ہے لیکن یہ تقریر کچھ اور ظاہر کرتی ہے ممکن ہے رابطہ اتحاد کی بنیاد خلافت کے تحفظ پر رکھی جائے جیسا کہ امیر امان اللہ خان صاحب کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہے :-

امیر امان اللہ خان صاحب کی تقریر

امیر حبیب اللہ خان صاحب مرحوم کی برسی کے موقعہ پر امیر امان اللہ خان نے جو تقریر کی اسمیں آپنے عالم اسلامی کی موجودہ پریشان کن حالت کا بھی ذکر کیا اور فرمایا کہ دولت عثمانیہ نہایت غم انگیز حالت میں گرفتار ہے دول یورپ چاہتے ہیں کہ خلافت اسلامی باقی نہ رہے اگرچہ امریکہ علیحدہ رہنا چاہتا ہے اور فرانس اختلاف کر رہا ہے آپنے فرمایا یقین نہیں کہ انگریز ایسا عزم مصمم رکھتے ہوں کیونکہ انہیں افغانستان کی دوستی کی تمنا ہے اور افغانستان کی دوستی اس صورت سے ممکن نہیں۔

امیر ممدوح نے اعلان کیا کہ مسئلہ خلافت عثمانیہ کے اپنی خواہش کے مطابق طے نہ ہونے پر مسلمانان ہند ہجرت کا ارادہ رکھتے ہیں افغانستان اپنی تمام وسعت کے ساتھ حاضر ہے کہ ایسے مہاجرین کو جو فی سبیل اللہ ہجرت کا ارادہ رکھتے ہیں قبول کرے کیونکہ یہ ایک مذہبی مسئلہ ہے - امیر صاحب نے فرمایا میں نے برٹش گورنمنٹ کو لکھا ہے کہ خلیفہ کا کسی کی حمایت میں ہونا اور ہمارے مسئلہ خلافت میں کسی صورت سے دخل دینا کوئی مسلمان گوارا نہیں کر سکتا - آپنے یہ بھی فرمایا کہ عالم اسلامی کی ترقی اور زندگی عالم اسلامی کی فداکاری پر منحصر ہے - اور امان اللہ راہ اسلام میں جان دینے کے لئے ہمیشہ حاضر ہے ‬ (از دکیل)

بلّی کی طرف سے چوہے کو پیغامِ اتحاد

(از ڈاکٹر محمد اقبال)

اخبار میں یہ لکھتا ہے لنڈن کا پادری
ہم کو نہیں ہے مذہبِ اسلام سے عناد
لیکن وہ ظلم ننگ ہے تہذیب کے لئے
کرتے ہیں ارمنوں پہ جو تُرکانِ بدنہاد
مُسلم بھی ہوں حمائتِ حق میں ہمارے ساتھ
مِٹ جائے تا جہاں سے بنائے شر و فساد
سُن کر یہ بات خوب کہا شاہ نواز نے
بلّی چوہے کو دیتی ہے پیغامِ اتحاد

تازہ ترین خبریں

محمودی بالشویک اپریل سنہ ۱۹۱۹ء میں جن لوگوں کے کام و دہن غازی الوز ہے کے محمودی ہو جانے پر بہرہ اندوز حلاوت ہو چکے ہیں ان کو مضراب طرب طبلِ عشرت پر بلند کرنی چاہیئے۔ کیونکہ میاں محمود احمد صاحب نے لیکچر سیالکوٹ میں خطیبانہ بلند آہنگی کے ساتھ اس امر کا بڑے تحدی کے ساتھ اعلان کر دیا کہ مجھے ایک معتبر افسر کی زبانی اطلاع ملی ہے کہ روس کی مملکت میں بہت سے روسی احمدی ہیں۔ اور موجودہ انقلاب سلطنت کے بعد بالشویک حکومت کے ماتحت نہایت مطمئن ہیں اس خبر فرحت اثر پر محمودی جس قدر شادیانے بجائیں کم ہیں۔

اذا کان رب البیت بالطبل ضاربا۔
فلا تلمن الاولاد فیه علی الرقص

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اُنہوں نے میاں محمود احمد صاحب کی بیعت بھی کی ہے۔ یا نہیں۔ اگر نہیں کی تو احمدی کیسے؟ فاسق ہوئے اور کل انبیاء کے منکر اور کافر ٹھہرے۔

مسٹر محمد علی کا پیغام

بمبئی ۲۲-اپریل۔ وفد خلافت کے سرگروہ مسٹر محمد علی کی طرف سے آنریبل چھوٹانی مرکزی خلافت کمیٹی کے صدر کو حسب ذیل پیغام موصول ہوا ہے:۔

ہم نے سان ریمو میں کونسل العالیہ کے صدر برطانی، فرانسیسی اطالوی وزرائے اعظم اور جاپانی سفیر کو ایک زبردست بیان بذریعہ تار روانہ کیا ہے۔ جس میں زور دیا گیا ہے کہ کوئی قطعی فیصلہ کرنے سے پیشتر وفد خلافت کے مطالبات کی پھر شنوائی ہونی چاہیئے۔ ہم نے ۲۰ تاریخ کو سان ہاش کے ہوٹل میں ایک زبردست جلسہ کیا جس میں شہر کے بڑے بڑے لوگ شامل تھے۔

صدر جلسہ

فرانس کے سابق وزیر مال اور ماہر اقتصادیات ڈپٹی جولس ہوش جلسے کے صدر ہوئے۔ آپ نے کہا کہ ہندوستان نے دنیا کو شائستگی اور تہذیب سکھانے میں بہت بڑا حصہ لیا ہے جس کے عوض دُنیا کے ذمے یہ فرض ہے کہ اس کے لئے آزادی ضمیر حاصل کرے۔ موسیو کھائیسن فرانسیسی ہند کے ڈپٹی نے ایک زبردست تقریر کی جس میں اسلامی اخوت اور ہند کی روحانیت کی تشریح کی اور ہندوستانی اور مسلم جذبات کے اشتراک کی شہادت دی۔ اور پارلیمنٹری اور حکومت کے حلقوں کی طرف سے پوری مدد کا وعدہ کیا۔

پیرس کے ڈپٹی موسیو ہنری میتھ نے ہندوستانی بہادروں کے کارناموں کو یاد کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہندوستانی سپاہیوں نے کبھی اپنے خون کو روپیہ کے عوض نہیں بیچا۔ آپ نے کہا۔ کہ فرانس کا دل ابتک خون چکاں ہے لیکن تاہم وہ نوجوان ہے۔ جب کچھ ہندوستانی سپاہیوں نے آڑے وقت میں فرانس کی مدد کی۔ اسکے بعد کسی نے فرانس سے فضول اپیل نہیں کی۔ اور اب حتی الامکان ہندوستان کے لئے مدد دیگا۔

موسیو ملہا سابق چیف سکرٹری حکومت الجیریا نے کہا کہ جنگ میں بھی فرانس ترکی قوم کا دوست رہا۔ کیونکہ وہ اب تک حکومت الجیریا کے مسلمانوں کا ممنون اور ان کا دوست ہے۔ جو ہندوستانی وفد خلافت کے جذبات میں پورے طور پر شریک ہیں۔ اور آپکی نہائت زور سے تائید کی۔

لیکا کومیر وکیل نے مسٹر سید حسن کی تقریر کی تشریح کی جس میں سید حسن نے ہندوستان اور مشرقی نازک حالت کی تفصیل بیان کی تھی۔ ہیٹوولن کے مسلمانوں نے بیان کی تقریر کا مذہبی وجوہ

سے ترجمہ کیا۔ حاضرین ہماری تقریروں سے بیحد متاثر ہوئے۔ کرنل لیمم ناش ترکی جنداریہ کے سابق منتظم۔ ایڈیٹر پلیپولری موسیو لانگرٹ۔ ڈپٹی لوفن اور اخبارات کے بہت سے نمائندے موجود تھے۔ ان کے علاوہ ترکی خواتین۔ چینی۔ روسی اور دیگر مسلمان بھی شریک تھے۔ داخلہ ٹکٹوں کے ذریعے تھا۔

مسٹر حمید احمد کا معاملہ

مسٹر حمید احمد نے جنہیں مجسٹریٹ الہ آباد نے مسئلہ خلافت پر تقریر کرنے کی بناء پر چلکہ دخمانت داخل کرنے کا حکم دیا تھا۔ یا عدم ادائیگی کی صورت میں سزائے قید کا حکم سنایا تھا۔ جیل خانے پر آمادگی ظاہر کی ہے لہذا انہیں ایکسال کے لئے جیل بھیجدیا گیا ہے۔

مرزا بشیر الدین محمود احمد سے قطع تعلق

بخدمت جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی سلمہ بعد از دعا وسلام واضح باد۔ کہ خاکسار نے آپکے ہاتھ پر ۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۱۵ء کو بیعت کی تھی۔ بہت مدت تک آپکے مضامین وخطبات کو غور سے پڑھا لیکن افسوس کہ مجھ کوئی مدعا کی جھلک نمودار نہ ہوئی۔ نیز اس اثناء میں آپ کا مدرسہ پر سخت قلق پیدا ہوا۔ کہ ایک طرف آپ اسلام کا وعظ فرماتے ہیں تو دوسری طرف محض اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے اسلام کو جڑ سے اکھیڑ لینے کے درپے ہیں۔ میں اسی تذبذب کی حالت میں تھا۔ کہ آپکا پیغام پہنچا کہ نئی ریفارم سکیم چونکہ نامنظور ہو چکی ہے لہذا کوشش کرنی چاہیئے کہ قادیانی پارٹی کا خلیفہ کونسل کی ممبری پر نامزد کیا جائے سو گورنمنٹ کو خوش کرنے کیواسطے ہر ایک مرید کو تاکید کی جاتی ہے کہ مسئلہ خلافت سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کردیں تاکہ سرکار خوش ہو کر آپکو کونسل کا ممبر مقرر فرمادے اور آپکے چھوٹے بھائی کو قادیان کا آنریری مجسٹریٹ بنادے۔

اس موقعہ پر جبکہ برادران ہنود وعیسائی بھی مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کرتے اور مسئلہ خلافت عثمانیہ کو اپنا خاص مسئلہ سمجھ رہے ہیں تو ایک ایسی جماعت کو جو اپنے آپکو مسلمان کہلاتی ہے ایک اتنے بڑے معاملہ میں الگ رہنا نہایت افسوسناک فعل ہے جبکہ آپ نے اسلام کے احکام کو پس پشت ڈالکر صرف کونسل کی ممبری اور آنریری مجسٹریٹی کی خاطر مسلمانوں کے خیالات اور جذبات سے بے اعتنائی اختیار کرلی ہے میری خودداری یہ گوارا نہیں کرتی کہ میرا شمار آئندہ آپکی پارٹی میں کیا جائے۔ لہذا بندہ آپکی بیعت سے دستبردار ہوتا ہے۔ آئندہ میرے نام مختلف رسالہ جات نہ روانہ کئے جائیں۔ اور نہ ہی مجھ سے قادیانی فنڈ کے لئے چندہ مانگا جائے۔ میرا آئندہ آپکی مشن سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

بندہ نے پچھلے سال اکتوبر کے مہینہ آپکی خدمت میں مبلغ ایکسو پچاسی روپے سات آنے برائے اشاعت اسلام فنڈ ارسال کئے تھے۔ مہربانی کرکے یہ رقم سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی کے نام بھیجکر مشکور فرمائیں۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری گاڑھی کمائی کا پیسہ اسلام کی بیخکنی اور خلافت کی پامالی پر خرچ کیا جائے۔ چونکہ یہ مضمون پبلک سے تعلق رکھتا ہے لہذا اخبار آفتاب میں شائع کیا جاتا ہے میں ہوں آپکا پرانا مرید مستری عمر بخش انجن ڈرائیور۔ بقلم خود از کوہاٹ۔ (آفتاب)

منصوری کی افغانی کانفرنس کا التوا

شملہ ۲۶-اپریل۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ منصوری کی افغان کانفرنس میں باہمی گفتگو کا سلسلہ عارضی طور پر ملتوی کر دیا گیا ہے "تاکہ ہر دو گورنمنٹوں کے قائمقام مناسب ہدایات حاصل کرسکیں۔ چنانچہ مسٹر ڈوب اسی وجہ سے اندنوں شملہ میں ہیں شملہ سے ۲۴-اپریل کی ایک خبر مظہر ہے کہ افغانی سرحد پر کچھ خاص سرگرمی پائی جاتی ہے۔ قوم کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ چک مانی سے افغانوں کی تین کمپنیاں پہاڑ کی پہاڑی پر اپنے پرانے مورچوں میں جم گئی ہیں۔ ایک افغان چوکی جو ایک سو افراد پر مشتمل ہے رندی ساری میں متعین ہو گئی ہے۔ یہ مقام بائیوار کوپل سے جنوب کی طرف اندازاً پانچ میل ہماری حدود کے اندر واقعہ ہے۔ قوم کے پولٹیکل ایجنٹ کو ہدایت کی گئی ہے کہ مقامی افغان افسروں سے گفت و شنید کرکے مطالبہ کرے کہ یہ چوکی خط دیوار مند سے پیچھے ہٹ جائے۔

امریکہ کے خلاف ایک اجتماع عظیم:۔ ۲۵-اپریل کی شام کو بیرون موچی دروازہ لاہور مسلمانوں کا ایک جلسہ زیر صدارت ڈاکٹر [illegible] منعقد ہوا کہ امریکہ کی اس [illegible] کے خلاف کہ جسکی رُو سے امریکہ میں تبلیغ اسلام رد کرنے کی کوشش کی گئی ہے [illegible]

اشتہار مجریہ عدالت خان محمد دلاور خان صاحب بہادر مہتمم خزانہ منصف درجہ اول بنوں

مقدمہ ۱۱۲ نمبری دیوانی

غلام حیدر ولد غلام محمد ذات اعوان سکنہ حال بنوں حال ملازم ریلوے اسٹیشن بنوں۔ مدعی

بنام

مسماۃ بڈھی زوجہ غلام حیدر مدعی بنت پہلوان وپہلوان ولد سلطان ومسماۃ جگی زوجہ پہلوان اقوام جٹ سکنان ماڑی ضلع میانوالی مدعا علیہم

دعوے اعادہ حقوق زناشوئی بدعا علیہا ۱

دلاپانے بوعدہ انتقاعی دوامی بنام مدعا علیہم ۲ و ۳

دریافت کیا گیا کہ مدعا علیہم ۲ و ۳ زوجہ مدعی کو مدعی کے پاس آنے اور بطور زوجہ گذارہ کرنے سے روکتے ہیں بیان حلفی مدعی سے ثابت ہوا ہے۔ کہ تم مدعا علیہم تعمیل سمنات سے گریز کرتے ہیں اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ بتاریخ ۱۳ مئی سنہ ۱۹۲۰ء بوقت ۱۰ بجے حاضر عدالت ہذا ہوکر جوابدہی مقدمہ خود کرو۔ ورنہ بصورت تمہاری غیر حاضری میں مقدمہ کی کارروائی یکطرفہ تمہارے برخلاف عمل میں آویگی۔ اور مقدمہ یکطرفہ سماعت ہوکر فیصلہ ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۳-اپریل سنہ ۱۹۲۰ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت جاری کیا گیا۔ دستخط انگریزی۔

رسید زر

چندہ اشاعت اسلام جماعت احمدیہ پشاور معرفت میرزا مظفر علی صاحب

میاں احمد حسن صاحب عکار، مظفر خان صاحب ڈاکٹر صمہ
حافظ عبد الرحیم صاحب صمہ، محمد رمضان صاحب صمہ
اُستاد صاحب گل عمر، مشال خان صاحب سے ۲
قاضی عبد الخالق خان صاحب سے، احمد گل صاحب ۲
میزان کل ۔۔ جنس مئی ۱۱، کل ۳۲

تصحیح رسید زر جماعت شملہ جو مورخہ ۱۱-اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کو شائع ہوئی اس میں جناب مخدوم محمد اشرف صاحب بی-اے کی رقم بجائے (۸۹) روپیہ درج ہوئی۔ وہ دراصل (۰۰-۸-۸۹) ہے

(۲) جناب مخدوم محمد اشرف صاحب نے رقم متذکرہ بالا جماعت دہلی سے وصول فرمائی ہے۔ رسید میں یہ درج کرنا سہواً رہ گیا ہے۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبد الرحمن خان صاحب منصف درجہ دوم [illegible]

نمبر مقدمہ ۵۸۸ دیوانی

موہن رام ولد تیجو رام ذات چاولہ سکنہ [illegible] گوہ مانی [illegible] پیشہ دوکانداری مدعی

بنام خوشن شاہ ولد فضل شاہ ذات کھوکھر سکنہ [illegible] ضلع ڈیرہ غازیخان وتلسی رام ولد [illegible] سکنہ گوہ مانی تحصیل سنانواں پیشہ دوکانداری۔ مدعا علیہم

دعویٰ دلاپانے مبلغ [illegible] روپے

مقدمہ مندرجہ بالا رپورٹ و بیان حلفی مدعی سے پایا گیا ہے کہ تعمیل سمن سے عمداً گریز کر رہا ہے۔ اسلئے بذریعہ اشتہار حکم دیا گیا کہ اگر مدعا علیہ ۱ بتقرر پیشی ۲۱ مئی سنہ ۱۹۲۰ء کو حاضر عدالت ہوکر جوابدہی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو مدعا علیہ ۱ کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

تحریر ۱۰-اپریل سنہ ۱۹۲۰ء

آج بثبت دستخط روبروئے ہمارے و مہر جاری کیا گیا ہے۔

مہر عدالت۔ دستخط انگریزی

جلد ۷ | لاہور چہارشنبہ مورخہ ۱۵ شعبان المعظم سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۵ مئی سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۸۲

کلام الامام امام الکلام

اے طالبانِ دولتِ ظلِ ہما یہی ہے

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

مجھکو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

وہ دلستاں نہاں ہے کس رہ سے اسکو دیکھیں
ان مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے

باطل سبھی ہیں جنکے اس دیں سوا ہیں وہ منکر
پیارا اے اندھیرے والو دل کا دیا یہی ہے

دُنیا کے سب دُکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں
آخر ہوا یہ ثابت دار الشفا یہی ہے

سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف میں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے

دنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اسکو یارو آبِ بقا یہی ہے

اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے

جب کھل گئی سچائی پھر اسکو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

جو ہو مفید لینا جو بد ہو اس سے بچنا
عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے

ملتی ہے بادشاہی اس دیں سے آسمانی
اے طالبانِ دولت ظلِ ہما یہی ہے

سب دیں ہیں اک فسانہ شرکوں کا آشیانہ
اس کا جو ہے یگانہ چہرہ نما یہی ہے

جواہر ریزے

اللہ تعالیٰ

(گذشتہ سے پیوستہ)

سو جیسا کہ معمار کے مر جانے سے ضروری نہیں ہوتا کہ جس قدر اُس نے اپنی عمر میں عمارتیں بنائی ہوں وہ ساتھ ہی گر جائیں۔ ایسا ہی یہ بھی ضروری نہیں کہ ہندوؤں کے پرمیشر کے مر جانے سے کچھ بھی صدمہ دوسری چیزوں کو پہنچے کیونکہ وہ اُن کا قیوم نہیں جو چیز قدرت کے سہارے سے پیدا نہیں ہوئی وہ اپنی بقا میں بھی قدرت کے سہارے کی محتاج نہیں۔ اگر قیوم ہوتا۔ تو ضرور ان کا خالق بھی ہوتا۔ کیونکہ جو چیزیں پیدا ہونے میں خدا کی قوت کی محتاج نہیں۔ وہ قائم رہنے میں بھی اسکی قوت کے سہارے کی حاجت نہیں رکھتیں اور عیسائیوں کے اعتقاد کے رُو سے بھی اُن کا مجسم خدا قیوم الاشیاء نہیں ہو سکتا کیونکہ قیوم ہونے کے لئے معیت ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ عیسائیوں کا خدا یسوع اب زمین پر نہیں کیونکہ اگر زمین پر ہوتا تو ضرور لوگوں کو نظر آتا جیسا کہ اُس زمانہ میں نظر آتا تھا۔ جبکہ پیلاطوس کے عہد میں اُس کے ملک میں موجود تھا۔ پس جبکہ وہ زمین پر موجود نہیں تو زمین کے لوگوں کا قیوم کیونکر ہوا اور آسمان سو وہ آسمانوں کا بھی قیوم نہیں کیونکہ اُس کا جسم تو صرف چھ سات بالشت کے قریب ہوگا پھر وہ سارے آسمانوں پر کیونکر موجود ہو سکتا ہے تا اُن کا قیوم ہو لیکن ہم لوگ جو خدا تعالیٰ کو رب العرش کہتے ہیں تو اُس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ جسمانی اور جسم ہے اور عرش کا محتاج ہے۔ بلکہ عرش سے مراد وہ مقدس بلندی کی جگہ ہے جو اِس جہان اور آنیوالے جہان سے برابر نسبت رکھتی ہے اور خدا تعالیٰ کو عرش پر رہنا درحقیقت اِن معنوں سے مترادف ہے کہ وہ مالک الکونین ہے اور جیسا کہ ایک شخص اونچی جگہ بیٹھکر یا کسی نہایت اونچے محل پر چڑھ کر یمین و یسار نظر رکھتا ہے ایسا ہی اِس سے استعارہ کے طور پر خدا تعالیٰ نے بلند سے بلند مقام پر تسلیم کیا گیا ہے۔ جس کی نظر سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔ نہ اِس عالم کی اور نہ اُس دوسرے عالم کی۔ ہاں اس مقام کو عام سمجھوں کے لئے اوپر کی طرف بیان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ درحقیقت میں سب سے اوپر ہے۔ اور ہر ایک چیز اُسکے پیروں پر گری ہوئی ہے تو اوپر کی طرف سے اُسکی ذات کو مناسبت ہے۔ مگر اوپر کی طرف وہی ہے جسکے نیچے دونوں عالم واقع ہیں اور وہ ایک انتہائی نقطہ کی طرح ہے۔ جس کے نیچے سے دو عظیم الشان شاخوں کی دو شاخیں نکلی ہیں اور ہر ایک شاخ ہزارہا عالم پر مشتمل ہے۔ جن کا علم بجز اُس ذات کے کسی کو نہیں۔ جو اس نقطۂ انتہائی پر مستوی ہے جس کا نام عرش ہے۔ اِس لئے ظاہری طور پر بھی وہ نقطہ علیحدہ بلندی جو اوپر کی سمت میں اس انتہائی نقطہ میں متصور ہو۔ جو دونوں عالم کے اوپر ہے۔ وہی عرش کے نام سے عند الشرع موسوم ہے۔ اور یہ بلندی باعتبار جامعیت ذاتی باری کی ہے۔ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ وہ مبدء ہے ہر ایک فیض کا اور مرجع ہے ہر ایک چیز کا۔ اور مسجود ہے ہر ایک مخلوق کا۔ اور سب سے اونچا ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور کمالات میں ورنہ قرآن فرماتا ہے کہ وہ ہر ایک جگہ ہے جیسا کہ فرمایا۔ اینما تولوا فثم وجہ اللہ جدھر منہ پھیرو اُدھر ہی خدا کا منہ ہے اور فرماتا ہے ھو معکم اینما کنتم۔ یعنی جہاں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور فرماتا ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ یعنی ہم انسان سے اُس کی رگِ جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔

(از ست بچن صفحہ ۱۵۱ تا ۱۵۵)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب سفر کلکتہ وغیرہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

حضرت ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر غلام محمد صاحب دینی مہم کو سَر کر کے واپس لاہور پہنچ گئے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے دین کے خادموں کے ساتھ ہو!

گذشتہ جمعرات کو احمدیہ مسجد میں مبلغین کے ہفتہ واری اجلاس میں مولانا اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی کا مسئلہ الہام پر ایک نہایت لطیف اور پُر از معارف لیکچر ہوا گو خان صاحب کو کافی طور پر تیاری کا موقعہ نہ ملا تھا تاہم خان صاحب موصوف نے اس کو بدرجہ غایت سلاست اور اپنی خداداد طلیق اللسانی سے ادا کیا۔ لیکچر کے خاتمہ پر ماسٹر یعقوب خان صاحب حافظ محمد حسن صاحب اور مصطفٰی کاملی صاحب بی اے نے مختصر ریمارک کئے۔

جمعۃ المبارک کو جنرل کونسل کا اجلاس تھا احباب شمولیت کے لئے دُور دُور سے تشریف لائے تھے۔

حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ مدراس سے اپنی تازہ رپورٹ میں خوشخبری سناتے ہیں کہ ایک نہایت مقتدر صاحب آمیو تاجر چرم اور ایک مولوی صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ - چہارشنبہ مورخہ ۵ مئی ۱۹۲۰ء نمبر ۸۲

خطبہ جمعہ

(فرمودہ حضرت امیرایدہ اللہ بنصرہ العزیز)
(مورخہ ۲۳ - اپریل ۱۹۲۰ء)

اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا

مذہب کی بنیا اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی پر ہے اور مذہب کی غرض اللہ تعالیٰ تک انسان کو پہنچانا ہے یا مخلوق کا خالق کے ساتھ تعلق پیدا کر دینا ہے - اللہ تعالیٰ خالق ہے اور بشر مخلوق - وہ غیر محدود ہے اور انسان محدود دونوں میں ہمکلامی کس طرح ہو سکتی ہے؟ غیر محدود محدود کے کیونکر بات کرے - ہم انسان ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں اس لئے کہ ہم ایک ہی قسم میں داخل ہیں خدا تعالیٰ جو سب سے بلند ہے کس طرح انسان کا ہمکلام ہو سکتا ہے - قرآن کریم نے جہاں تمام اصول مذہب کو واضح کر کے بتایا ہے - الہام کو جو تمام مذاہب کی بنیاد ہے کیونکر چھوڑ سکتا تھا - اس آیت کے اندر جو میں نے شروع میں تلاوت کی ہے اس کے اندر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلام کی حقیقت کو کھول کر بتایا ہے - آیت کے آخر میں علیٌّ حکیم فرما کر یہ بتایا - کہ وہ بیشک انسانوں سے بہت بلند ہے مگر اس کی حکمت کا یہ تقاضا ہے کہ وہ انسان سے ہمکلام ہو کیونکہ اگر مخلوق اور خالق میں کلام نہ ہوتا - تو خالق کا ہونا کبھی معلوم نہ ہوتا

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کیساتھ ہمکلامی

خالق کی ہستی پر گواہ ہے - یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں زمین و آسمان کی طرف یعنی بے جان مخلوق کی طرف بھی وحی کا ذکر ہے - بان ربک اوحیٰ لہا اور اوحیٰ فی کل سماء امرھا - شہد کی مکھی یعنی ایک جاندار مخلوق کی طرف وحی کا ذکر بھی ہے - اوحیٰ ربک الی النحل - ملائکہ کی طرف وحی کا بھی ذکر ہے یوحی ربک الی الملائکۃ اور انسانوں کی طرف وحی کا بھی ذکر ہے - مگر یہ سب وحی الٰہی کے الگ الگ رنگ ہیں اور ہر مخلوق کی طرف وحی اس کے مناسب حال ہے یہ اشارہ ہے اس طرف کہ خالق و مخلوق میں تعلق ایک نہ ایک وحی کو چاہتا ہے مگر یہاں اس وحی کا ذکر ہے جو انسان کو دوسری مخلوق سے ممتاز کرتی ہے - فرمایا - وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا - اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ تین طرح پر کلام کرتا ہے - وما کان فرما کر حصر کر دیا ہے کہ ان تین صورتوں کے سوا اور کسی طرح خدا کا کلام کرنا قطعاً غلط ہے - خدا کا روبرو کلام کرنا اور لکھی ہوئی تختیوں کا نازل ہونا ان اقسام میں داخل نہیں اور اس لئے قابل تسلیم نہیں ان میں سے سب سے پہلی قسم کلام کو وحی کہا ہے - وحی لغت میں اشارہ سریعہ کو کہتے ہیں یعنی تیزی کے ساتھ اشارہ کرنا قرآن کریم کی اصطلاح میں وحی کا لفظ زیادہ وسیع معنے میں بھی استعمال ہوا ہے مگر یہاں لغوی معنے ہی مراد ہیں - یعنی تیزی کے ساتھ دل کے اندر کچھ کلام ڈال دینا - اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے دل کے اندر کوئی نیک بات ڈال دیتا ہے - کیونکہ وہ قدوس ہے - وہ نیکیوں کا سرچشمہ ہے - اس لئے اس کی طرف سے جو بات ڈالی جاویگی وہ نیک ہی ہوگی

خدا کی طرف سے بدی کا خیال نہیں آسکتا

جو نیک بات دل کے اندر آ جائے یہ بھی وحی ہے جو لوگ وحی خفی پر اعتراض کرتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں اگر غور و فکر سے کام لیں تو یہی پہلا مرتبہ وحی کا ہے - جب رسول کے دل کے اندر ایک بات ڈالی جاوے تو وحی خفی کہلاتی ہے کیونکہ وہ کلام متلو نہیں ہوتا -

دوسری قسم کا کلام جسکو من وراء حجاب یا پردے کے پیچھے سے ہونے سے تعبیر کیا گیا ہے اس میں خواب، کشف، آنکھ سے تحریر کا نظر آ جانا یا کوئی آواز سن لینا، الہام یا الفاظ کا زبان پر جاری ہو جانا، یہ سب باتیں من وراء حجاب کے اندر آ جاتی ہیں اس دوسرے مرتبہ کو من وراء حجاب اس لئے کہتے ہیں کہ خواب وغیرہ تعبیر طلب ہوتے ہیں - پس سچی خواب کا آ جانا بھی خدا کا کلام ہے -

تیسرا مرتبہ یرسل رسولا فرمایا - یہ سب سے بڑا اور اعلےٰ مرتبہ ہے جو انبیاء و رسل سے خاص ہے - رسولا پر تنوین عظمت کی ہے اس مرتبہ میں خدا کے رسول پر جبرئیل کلام لیکر نازل ہوتا ہے اور یہ کلام نہایت محفوظ ہوتا ہے گویا کہ اس کے ارد گرد پہرے لگے ہوئے ہوتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا - یہ من وراء حجاب سے بلند تر مرتبہ ہے - اور اعلےٰ سے اعلےٰ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا یہی ہے

قرآن کریم کے شروع میں جہاں ایمان کا ذکر کیا وہاں یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک کے بعد فرمایا وبالاخرۃ ھم یوقنون - گویا خدا کے وحی پر ایمان سے آخرت پر یقین پیدا ہوتا ہے - اور آخرۃ پر یقین سے ہی اعمال حسنہ کی قوت پیدا ہوتی ہے - کیونکہ آخرۃ پر یقین یہی ہے - کہ انسان کو اعمال کی جزا اور سزا پر یقین ہو - خواہ وہ جزا اور سزا اسی وقت ملنے والی ہو - یا سو سال بعد ملے اور خواہ ہزار سال بعد ملنے والی ہو -

آج یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے

کہ ہر فعل کا اثر ہوتا ہے - اور ہر عمل کا ایک نتیجہ ہے یہاں تک کہ ہمارے اعمال کے نتائج اس دنیا میں بھی ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں - ایک نسل انسانی جب ایک اچھا یا برا کام کرتی تو اس کا اثر آئندہ نسل پر بھی پڑتا ہے - جو درخت پہلوں نے لگائے - ہم انکے سایہ کے نیچے بیٹھتے ہیں اور انکے پھل کھاتے ہیں - جو ہم لگاتے ہیں دوسرے انکے سایہ میں بیٹھیں گے - اور انکے پھل کھائیں گے - اس سے معلوم ہوا - کہ اعمال کی جزا و سزا کا سلسلہ بہت وسیع ہے - لیکن جب یہ سلسلہ اسقدر وسیع نظر آ رہا ہو - کہ ہمارے اعمال کا اثر دوسروں پر بھی جا پڑتا ہے تو کیا خود کرنیوالا ہی اسکے نتائج سے محروم یا الگ رہ سکیگا؟ یہ ہو نہیں سکتا - کہ ہمارے ایک عمل کا اثر دوسروں پر تو جا پڑے اور ہم پر خود نہ پڑے - پس ہر فعل کا ایک نتیجہ ہے خواہ وہ اس دنیا میں ظاہر ہو یا آئندہ انہی آئندہ ظاہر ہونے والے نتائج کو ہم جنت یا دوزخ کہتے ہیں -

مگر اعمال کی جزا و سزا پر وحی پر ایمان لائے بغیر یقین نہیں ہو سکتا اور بدی ہمیشہ جزا سزا پر ایمان نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہے - اگر آگ پر یقین ہو کہ وہ ہاتھ کو جلا دینے والی ہے - تو کوئی شخص اس میں ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کرے گا - اگر یہ یقین ہو کہ اس بل کے اندر سانپ ہے تو کوئی شخص اس کے اندر انگلی ڈالے گا - اچھے اعمال ہمیشہ جزا و سزا پر یقین سے اور برے اعمال شک سے پیدا ہوتے ہیں - ایمان اگر دل سے ہو تو انسان ہرگز بدی نہیں کر سکتا - اسی طرح سے اگر قرآن کریم پر ایمان ہو تو اسکے خلاف نہیں کر سکتے -

یقین کامل ہونا چاہئے

یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اگر انسان اسکو سمجھے کہ یہ باتیں خدا تعالیٰ نے ہی اتاری ہیں تو پھر اسکے خلاف کرے - پس وحی الٰہی پر یقین جان اعمال حسنہ کی ہے اس لئے ہمیں یہ یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے انسان ہمکلام بھی ہوتا ہے - قرآن کریم نے اس سوال کے جواب میں کہ یہ کس طرح پتہ چلے کہ وحی ضرور ہوتی ہے - دو زبردست دلائل دیئے ہیں - ایک تو وما نزل من قبلک اور ان امۃ الا خلا فیہا نذیر کے مختلف ممالک

اور زمانوں اور قوموں میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں کہ جو رسول ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں - اگرچہ ان کی نسبت بہت سے بے سروپا خیالات اور عقیدے منسوب ہیں اور ان کی تعلیمات میں از حد تحریف ہو چکی ہے تاہم انکی زندگی میں کئی باتیں مشترک طور پر پائی جاتی ہیں مثلاً ایک یہ کہ انکو کسی قسم کا دنیاوی لالچ نہیں ہوتا - دنیا کی حرص و آز سے محفوظ ہوتے ہیں - دنیا کی کشش سے بچ جانا یہ انکی ایک صفت ہے اور یہ کوئی آسان امر نہیں ہے - اور دوسری یہ کہ انکو یہ دھن لگی ہوئی ہوتی ہے کہ وہ مخلوق خدا کو ادنےٰ مرتبہ سے اعلےٰ مرتبہ پر پہنچائیں - اور انکو اعلےٰ درجہ کے اخلاق پر قائم کریں - یہ دونوں صفات ان سب رسولوں میں مشترک پائی جاتی ہیں اور تیسری یہ کہ لوگوں کو بلند مقام پر پہنچانے کے لئے کامیابی انہی لوگوں کو ہوتی ہے -

فلسفی کبھی کسی گری ہوئی قوم کو اٹھانے میں کامیاب نہیں ہوتے

ادنےٰ لوگوں کو اٹھا کر اعلےٰ بنا دینا یہ صرف انہی لوگوں کا کام ہے - اور پھر ان لوگوں کا مختلف زمانوں قوموں اور مختلف ممالک میں اس طرح پیدا ہو کر ایک ہی دعوےٰ کرنا اس امر کی زبردست شہادت ہے - اگر ایسا نہ ہوتا تو امر نبوت مشتبہ رہتا اس لئے تمام زمانوں ملکوں اور قوموں میں نبی بھیجے - تاکہ کسی کو شبہ نہ رہے - کیا آج سے پانچ ہزار سال پیشتر اور کیا چار ہزار سال پیشتر اور کیا دو ہزار سال پیشتر ایک ہی قسم کے لوگوں کا پیدا ہونا اتفاقی نہیں ہو سکتا - تمام قوموں اور ملکوں میں انبیاء کے آنے کو تسلیم کرنا اس لئے قرآن کریم نے ضروری ٹھہرایا - کہ اس سے وحی الٰہی پر شہادت اور ایمان پیدا ہوتا ہے - پس وحی الٰہی کے حق ہونے پر یہ پہلی زبردست شہادت ہے جسکی طرف قرآن کریم نے توجہ دلائی ہے

دوسری زبردست دلیل وحی الٰہی کے حق ہونے پر اس آیت سے ملتی ہے جس میں اقسام مکالمہ الٰہی کا ذکر ہے ان اقسام میں کلام الٰہی کی دوسری قسم وہ ہے کہ جس کا تعلق ہر ایک انسان سے ہے کیونکہ اگر وحی صرف انبیاء سے مخصوص ہوتی اور ہر ایک انسان کو اس سے کچھ حصہ نہ ملتا تو اس پر یہ اعتراض ہو سکتا تھا کہ یہ جوہر فطرت انسانی کے اندر موجود نہیں - کسی خاص انسان میں کیونکر پیدا ہو سکتا ہے - اس اعتراض کو دور کرنے کے لئے قرآن کریم وحی الٰہی کی دوسری قسم کو جو ہر شخص کے اندر موجود ہے بطور شہادت پیش کرتا ہے -

دوسری قسم کی کلام اپنے بیشتر حصہ کے لحاظ سے خواب یا رویاء ہے اور یہ بتانے کو کہ اس قسم کا کلام کم و بیش ہر انسان کے ساتھ ہو جاتا ہے - قرآن شریف نے خود ہی مختلف قسم کی نظیریں پیش کی ہیں - مثلاً قرآن کریم میں انبیاء کے خواب کا بھی ذکر ہے - جیسے حضرت ابراہیم کا رویاء اور آنحضرت صلعم کا وہ رویا جس کا ذکر سورہ بنی اسرائیل میں ہے - اور وہ رویاء جس کا ذکر سورہ فتح میں ہے اور ایک ایسے شخص کا رویاء جو ابھی نبی نہیں ہوا یعنے حضرت یوسف ؑ - پھر اس کے ساتھ دو معمولی آدمیوں کے خواب اور ایک بادشاہ کا خواب جو مشرک ہیں ان کے خوابوں کا بھی ذکر ہے - مقصود یہ تھا کہ اس قسم کی ہمکلامی ہر انسان کی فطرت کے اندر موجود ہے پس جہاں پہلی دلیل کے دنیا کے رہنماؤں کی نظیریں اور انکی ہمکلامی کی شہادت پیش کی دوسری قسم کی شہادت انسان کے اندرونی جوہر سے دی اور بتا دیا کہ اصل جوہر مومن و کافر دونوں کے اندر موجود ہاں روشنی اور دھندلے دو رنگ ہیں جن میں مومن اور کافر کے خواب کی مثال پائی جاتی ہے - روشنی ایک ہی اور وہی ہے - مگر تاریکی کے سبب روشنی صاف نظر نہیں جس طرح کہ سورج کے آگے ابر آ جانے سے روشنی دھندلی ہو جاتی ہے - قرآن کریم انسان کی فطرت کی شہادت کو بار بار بطور دلیل پیش کرتا ہے جیسا کہ اس موقعہ پر کیونکہ اگر ایک چیز انسان کی فطرت کے اندر ہی نہیں تو پھر اس کا ذریعہ بھی کوئی نہیں - اس سے ہم یہ دلیل بھی لیتے ہیں کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے غلط ہے - کیونکہ جو چیز فطرت کے اندر موجود ہو اسی کا ظہور ممکن ہے - اگر فطرت کے اندر گناہ ہے تو پھر انسان گناہ سے کبھی پاک نہیں ہو سکتا - اور اگر فطرت کے اندر نیکی اور

مراسلات

ملتِ بابیہ ایران و اُمّتِ محمودیہ قادیان

ہمیشہ اندرونی دشمنانِ اسلام کی کوشش رہی ہے کہ مذاہبِ باطلہ کے خیالات فاسدہ کو مواد دینیہ اسلام کے عقائد میں داخل کریں چنانچہ یہ طریقہ اختیار کر کے معتقدات اسلام کو اباحت و ثنیت - پیر پرستی وغیرہ سے مکدر کیا گیا پھر جیسے جیسے فرقہ بندی ہوتی گئی - ذاتی اور سیاسی اغراض کو مدنظر رکھ کر قرآن کریم کی تحریف اور وضع احادیث باطلہ کا سلسلہ شروع ہوا - اور اسی خطرہ سے بچانے کے لئے حضور سید کائنات ایک صحابی پر ناراض بھی ہو گئے تھے - جبکہ وہ توریت سن رہا تھا - یا پڑھ رہا تھا -

کچھ عرصہ ہوا کہ ایران میں ایک نیا فرقہ اسلام کا دشمن پیدا ہو گیا ہے - اس فرقہ کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم منسوخ اور اسلام باطل اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت بیکار ہو گئی ہے اور امر الٰہی سے تمام شریعت اسلام محو ہو گئی ہے - یمحوا اللّٰہ ما یشاء و یثبت قرآن مجید سے بہتر کتاب اقدس ہے جو کہ حضرت بہاء اللہ نے مخلوق کے لئے نازل کی اس فرقہ کا نام بابیہ یا بہائیہ ہے اس جماعت نے اپنا دعوے ثابت کرنے کے لئے کثیر آیات قرآنیہ سے استدلال کیا - اور ایک انبار احادیث کا پیش کر کے اپنا علم کلام مدون کیا - یہ فرقہ اسلام اور قرآن کریم کی تعلیمات کو اب دنیا کے لئے مضر خیال کرتا ہے - اس فرقہ کا اہم مسئلہ جو کہ اس مذہب کا بنیادی پتھر ہے یہ ہے کہ ختم نبوت کے مفہوم میں امت اسلامیہ کو غلطی ہوئی ہے - ختم کے معنے بند ہونے کے نہیں [illegible] مطالع مختلفہ میں نمودار ہوتی ہے - بلحاظ [illegible] کوئی فرق نہیں - لا نفرق بین احد من رسلہ - جس حقیقت ربوبیت نے محمدی جامہ پہن کر شریعت اسلام وضع کی تھی - اسی حقیقت نے کامل طور پر باب اور بہاء اللہ میں بروز کر کے شریعت بیان اور اقدس کو نازل کیا ہے -

یہ خلاصہ ہے اس ایرانی مذہب کا جو کہ اسلام کو درہم برہم کرنے کے لئے محمودیت سے پہلے سرزمین ایران سے نمودار ہو چکا ہے - اور حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب کی طرح جناب [illegible] عباس آفندی بہاء اللہ کا خلیفہ بلا فصل اس مذہب کا مروج ہے - بیان کیا جاتا ہے - کہ عیسائی ممالک میں اس مذہب کی تبلیغی کوشش کامیاب ہوئی ہے - اور عیسائی اس جدید فرقہ کے حامی اور مددگار ہیں - اور اس حمایت کی وجہ بجز عداوت اسلام اور کچھ بھی نہیں ہے - چنانچہ فاضل حسین قلی و اغستانی اپنی کتاب معتقدات البابیہ میں لکھتا ہے - کہ و ہذہ الضلیل من ہذہ الفرقۃ اعتنمہا الفرنک فرصۃ علی ضعف الاسلام - لان الفرنک ظنوا بانہم اعداء دین المسیح والدولۃ المسیحیۃ ہم الاسلام - پھر لکھا ہے کہ ولاجل ذالک احتیہم الفرنک واعانوہم فی الحکومات مثل دولۃ البہیۃ الروس علانیۃ وساعدوہم علی الاسلام حتی طبع کتبہم الفراطیون وترجمہا بلسان الروس مثل کتاب الاقدس -

غور کے ساتھ اگر واقعات پر غور کی جائے - تو محمودیہ مذہب کا تولد اور نشو ونما اسی بابی علم کلام اور خیالات کا نتیجہ ہے جن قرآنی آیات کو بابی علماء نے محرف کر کے اپنے مذہب کی بنیاد بنایا ہے - محمودی علماء نے وہی الفاظ نقل کر کے اپنے مذہب کے اصول قائم کئے ہیں - چنانچہ بذریعہ پیغام صلح پہلے بتایا گیا ہے کہ آیت یا بنی آدم اما یاتینکم ویلقی الروح من امرہ - اور معنی خاتم النبیین ولا نبی بعدی کتاب الیقان اور الفرائد کی نقل ہے - آج ناظرین کے سامنے ایک اہم استدلال محمودیوں کا پیش کیا جاتا ہے - وہ یہ ہے کہ انجمن قادیان نے تفسیر شائع ہوئی ہے کہ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ہم یوقنون خلاصہ یہ کہ بالآخرۃ سے مراد مسیح موعود کی وحی ہے - یہ استدلال علمائے محمودیہ نے کہاں سے لیا ؟ اور کس طرح بہاء اللہ کا لباس تا موزون مسیح موعود کو پہنایا - میں اصل عبارت بابی کتاب کی نقل کرتا ہوں - ملاحظہ ہو کتاب بحر العرفان صفحہ ۱۴۱ :-

برائے منکرین ظہور اعظم ہمیں یک آیت کافی است - کہ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ہم یوقنون - یعنی کسانیکہ ایمان آوردہ اند بآنچہ کہ فرو فرستادہ شدہ بسوئے تو از ادا مرد نواہی و بآنچہ فرستادہ شد قبل از تو و آنچہ نازل شود بعد از تو یعنی در آخر زمان - موقن شوند - در حق چنیں اشخاص میفرماید اولئک علی ہدی من ربہم واولئک ہم المفلحون ۞ [illegible] آدمی میشوند ہزار و دویست سی و پنج یا سنہ تولد حضرت باب -

اس سے محمودی علماء نے حضرت میرزا صاحب کو احمد قادیانی بنانے کے لئے بلفظہ اس استدلال کو اخذ کیا ہے - لیکن حساب ابجد کو چھوڑ دیا کہ یہ سن تولد مسیح موعود نہیں ہے ۞

اگر ایسے استدلال صحیح ہوتے تو مثیل مسیح موعود یہ دلائل نظر انداز نہ فرماتا - اگرچہ علمی طور پر پھر بھی قابل نظر ثانی ہوتی یہ خیال بھی بابیوں سے ہی اخذ کیا گیا ہے کہ نفس نبوت میں کوئی فرق نہیں - اور یہ بھی بابیوں کا پس خوردہ ہے کہ احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں - لیکن ان مسائل پر پھر کبھی عرض کروں گا - بہر حال محمودی علماء کو مذہب باطلہ کے اصول اختیار کرنے کے وقت بجائے خود بھی صحت و عدم صحت کا امتحان فرمانا چاہئے - ورنہ مذہب بہائیہ پوری سلسلہ ظہیریہ - کے علاوہ اور بھی بہت سے سلاسل پیدا ہو جائیں گے -

اصولاً یہ دونوں سلسلے یعنی بابی اور محمودی اکثر مطابق ہیں - بابیوں نے بھی اسلامی عداوت میں عیسائیوں کی ہمدردی حاصل کی - اور محمودیوں نے مسلمانوں سے مخالفت کر کے عیسائیوں کے پاس ہر دلعزیز بننا چاہا - لیکن مذہب بابیہ سے اسلام اور مسلمانوں کو چنداں خطرہ نہیں جتنا کہ مذہب محمودیہ سے ہے - کیونکہ محمودیت اسلام اور احمدیت کا لباس پہن کر منافقین دین کے مطلب وہا ایسے خیالات کو اچھی بیلٹر بچوں میں داخل کر رہی ہے - اور تدریجی طور پر احمدیت اور اسلام کا ستیاناس ہو رہا ہے - اور بابیت کے خصوصیات بھی بہ نسبت محمودیت بہت معقول اور دلچسپ ہیں -

(۱) بابی تاویلات ایسی نہیں کہ یدعوا الی الاسلام اور اسمہ احمد کی غیر معقول تاویل کر کے دنیا کے تمام علماء کو رہنمائی کے لئے مدعو کریں ۞

(۲) اسمہ احمد میں بابیوں کی تاویل میں یہ تکلف نہیں کہ غلام احمد کو غلام نہ رہنے دیں ۞

(۳) بطور نمونہ بمقابلہ علمائے محمودیہ بابیوں کی تاویلات یہ ہیں منافقین نے باب کو مفسد اور عذاب سمجھا - باطن پر غور نہیں کی حالانکہ قرآن کریم میں ہے لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ وظاہرہ من قبلہ العذاب -

چونکہ قرآن کے بعد انسان کامل پر البیان کا نزول مقدر تھا - لہٰذا قرآن فرماتا ہے الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان - علمہ البیان ۞

چونکہ قائم سید علی محمد ہے لہٰذا قرآن میں حمعسق - ق قائم - س سید - ع علی - م - محمد -

چونکہ ہر ایک قوم کی شریعت کا زمانہ مقرر ہے لہٰذا قرآن فرماتا ہے - لکل امۃ اجل -

(۴) محمودی فرماتے ہیں کہ آنحضرت کا کمال اسی میں ہے کہ مسیح موعود بھی افضل الرسل ہو - بابی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اسی میں ہے کہ وہ کمال آنحضرت میں محدود نہ ہو - بلکہ وہ قادر مطلق باب اور بہاء اللہ میں بہتر ظہور کر سکتا ہے - ختم نبوت میں ظہور الٰہی کو محدود کرنا شرک ہے - ان الشرک لظلم عظیم ۞ یہ نمونہ ہے بابی حقائق اور محمودی معارف کا - ناظرین ذرا غور فرمائیں کہ اسلام اور مسلمانوں پر کیسا ادبار اور مصیبت کا زمانہ آ گیا - یہ محمودی قوم وہی ہے جن میں مسیح موعود خدمت اسلام کے لئے مامور ہوا تھا - اور آج یہ قوم کس باریکی کے ساتھ اسلام کا بیڑا غرق کر رہی ہے - فخلف من بعدہم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشہوات فسوف یلقون غیا ۞

نے سر دگر گوں بگرید دیدۂ اہل دین

بر [illegible] المسلمین

بعد مدتہا پئے تائید دین مصطفےٰ

از سما ورق دیا فی آمد امام المتقین

از وجود ش قوتے پیدا شد اندر دین حق

شد کمال الدین مؤید از پئے تائید دین

مظہر علم محمد مصدر نور علی

خادم قرآن و سنت احسن المتکلمین

ایں ہمہ نواب و خلفائے مسیحائے زماں

آشکارا غور دیں کردند اندر صدر دیں

لیک در اندک زمانے آں قضیہ دیگر فتاد

از غلو دا نسرائے حلقۂ متشددین

آں عزیز من کہ نامش بود محمود سعید

با جواناں ہمنوا شد کرد ما را دل حزیں

گرچہ ما را نسبت اہل بیت ہم اندر سر است

لیک زا اوّل عشق احمد ہست در دل جاگزیں

یک غلام حضرت احمد ندارد ہمسری

در نبوت ہم رسالت با جناب شاہ دین

ایں بروز و استعارہ ایں ہمہ ظل و مجاز

کے شود محمد وہم از ایں قبیل و قال مبطلین

اے خدا زود آ و برما آب نصرت را ببار

یا مرا بردار یارب زیں مقام آتشیں

خاکسار - محمد عبد اللہ وکیل ریاست کشمیر - از بمبئی ۞

محمودی اور اہل اسلام

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وقتاً فوقتاً ضرورتوں کے ماتحت محمودی مذہب کا پہلو بدلتا رہتا ہے - دو رنگی، تقیہ، نفاق، چالبازی وغیرہ امور کی اس مذہب میں کافی گنجائش ہے - ایک طرف تمام دنیائے اسلام کو سوائے مریدین میاں صاحب کے کافر اور خارج از دائرہ اسلام بتایا جاتا ہے - دوسری طرف جب مفتی صاحب کے ساتھ اہل امریکہ ناروا سلوک کرتے ہیں - تو اخبار الفضل ۱۲ - اپریل میں مفتی صاحب کا معاملہ تمام مسلمانوں کے لئے قابل توجہ سوال بنتا ہے - اس موقعہ پر اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے پھر دوبارہ تمام غیر احمدی مسلمان ہو جاتے ہیں - اور مفتی صاحب کا معاملہ تمام اسلامی دنیا کے لئے باعث رنج ہو جاتا ہے - اسی طرح اگر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب فرقہ بندی سے احتراز کرتے ہوئے خالص اسلامی تعلیم پیش کرتے ہیں تو قادیان میں قیامت قائم ہوتی ہے کہ خالص اسلامی تعلیم کا پیش کرنا کچھ بھی نہیں جب تک احمد نبی اللہ کو نہ منوایا جائے - دوسری طرف اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو بتلایا جاتا ہے - کہ خلیفۃ المسیح نے مفتی صاحب کو امریکہ میں اسلامی تعلیم پیش کرنے کے لئے مبعوث کیا - کیا مسلمان احمد نبی اللہ منوانا اسلامی تعلیم یقین کرتے ہیں - ہرگز نہیں ! یہ عقیدہ یعنی دنیا میں احمد نبی اللہ قادیانی نبی منوانا اسلامی دنیا کے نزدیک خالص کفر اور الحاد ہے - پھر یہ کیسا منافقانہ طریق ہے کہ خلیفۃ المسیح نے محض مفتی صاحب کو تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا - جب مسلمانوں پر مصیبت آئی اور خلافت کا سوال پیش ہوا - تو دنیائے اسلام میں مخالفت کرنے والا اور دنیائے اسلام کا بدخواہ محمودی فرقہ اور اُن کا خلیفہ رہا - مولوی محمد علی صاحب نے دربارہ خلافت جب مسلمانوں کی تائید کی تو قادیان سے صفحات کے صفحات سیاہ ہو گئے - لیکن اب بوجہ ضرورت بتلایا جاتا ہے - کہ مفتی صاحب کو اس لئے روانہ کیا کہ اہل امریکہ کا تعصب دور ہو کر اُن سے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کی جائے - یقولون بافواہہم ما لیس فی قلوبہم یا تو محمودی مذہب کے خلیفہ نے عموماً سیاسیات سے بیزاری ظاہر کی - یا اب یہ حالت ہے کہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ مفتی صاحب کو اس لئے امریکہ بھیجا گیا ہے کہ امریکہ مسلمانوں کا بنکر اُن کی مشکلات سیاسی لحاظ سے حل کرے - العجب ثم العجب - کونسے مسلمان وہی جو خارج از دائرہ اسلام ہیں -

ایک طرف خلیفہ قادیان کسی سیاسی تحریک میں دخل نہیں دیتا دوسری طرف الفضل کے یہ الفاظ خود توجہ کے قابل ہیں جو کہ الفضل سے نقل کئے جاتے ہیں " جہاں مسلمانوں میں یہ خیال پیدا

نے اسلام میں تعدد ازدواج کا مسئلہ ایک استثنائی قاعدہ ہے کہ جو بعض مجبوریوں کی وجہ سے قابل عمل ہوتا ہے - لیکن محمودی عقائد کی رو سے یہ ایک فرض ہے کہ جس کا ادا کرنا اسکے ترک سے اولےٰ ہے - (ایڈیٹر)

ہوگیا۔ کہ سلطنتیں مسلمانوں کو سیاسی طور پر ستا رہی ہیں وہاں یہ بھی یقین کرلیں گے۔ کہ عیسائی سلطنتیں ہم سے صرف ہمارے ملک ہی نہیں چھیننا چاہتیں۔ بلکہ ہمارے مذہب کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اور اس خیال کا مسلمانوں میں پیدا ہونا ایسا خطرناک ہوگا۔ جسکی کوئی حد ہی نہیں۔" ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ محمودی مذہب درپردہ سیاسی تحریکوں سے ہرگز الگ نہیں ہے۔ لہذا ہر سیاسی تحریک سے بیزاری ظاہر کرنا کسی سیاسی مصلحت پر مبنی ہے ۔

لالہ ساغر گیر و نرگس مست بر ما نام فسق

(۳) خداتعالیٰ کی فعلی شہادت نے ثابت کیا کہ مفتی صاحب کی اندرونی حمایت کیا ہے۔ اگر تعدد ازدواج اسلام کا مسئلہ تھا تو اسکی اشاعت سے توبہ کر کے بھی اجازت نہیں ملتی۔ کیوں۔ اس میں کیا راز ہے۔ ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولےٰ سے گندوں کو

اگر مفتی صاحب کو اشاعت اسلام کی غرض تھی تو تعدد ازدواج کو اسلام کا مسئلہ کیوں تسلیم کیا۔ کیا قرآن کریم میں الا تعدلوا فواحدۃ کا پاک اصول موجود نہیں کیوں نہ اسی سوال کو حل کیا۔ اور اپنے خلیفہ کے تعدد ازدواج کا میلان مدنظر رکھکر اس اعتراض کو تسلیم کرکے نقصان پہنچایا۔ یہ امر بھی محتاج تصدیق ہے کہ مفتی صاحب کو بوجہ مسئلہ تعدد ازدواج روکا گیا۔ کیونکہ امریکہ میں بہائی مذہب کی اشاعت ہوتی ہے حالانکہ اس مذہب میں تعدد ازدواج کا مسئلہ موجود ہے۔ نہ معلوم کہ مفتی صاحب کی یہ شکایت کس حد تک درست ہے۔

یہ ضرور ہے کہ مسلمان اخبار امریکہ میں اشاعت اسلام کے سوال پر غور کریں۔ لیکن ساتھ ہی اسپر غور کریں۔ کہ کیا ایک محمودی مبلغ جو کہ عملاً لا الٰہ الا اللہ احمد نبی اللہ کی تعلیم کے لئے مامور ہے۔ وہ ہندوستان کا مسلم مشنری ہے؟

اسی اخبار میں محمودیوں کا نفاق ثابت کرنے کے لئے ایک اور واقعہ قابل توجہ ہے۔ منشی خادم حسین ایک گندہ مضمون لکھکر مسیلمہ کذاب کی نبوت کی تصدیق کرتا ہے۔ جس پر پیغام صلح نے ملامت کی۔ الفضل منشی خادم حسین کی طرف سے معذرت کرتا ہے۔ کہ منشی خادم حسین کے مضمون کا روئے سخن غیر احمدیوں کی طرف تھا۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ محمودیوں کا مذہب ذات الوجہین ہے۔ عذر نامعقول ثابت میکند الزام را۔

الفضل نے اس پر بھی شور مچایا کہ مضمون خلافت میں جناب مفتی نذر علی صاحب نے حضرت امیرؓ سے کیوں اختلاف رائے کیا۔ اور قلوبھم شتّٰی کا فتویٰ سنایا۔ دراصل جب عقل ماری جاتی ہے۔ تو ایسے فتوے لگائے جاتے ہیں۔ یہاں نہ کوئی پوپ ہے۔ نہ کوئی گدی نشین۔ اور نہ اس اصول پر کوئی مرید ہے کہ دل میں اعتقاد مخالف رکھکر پیر کی بیعت کریں۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو نفاق اور دورنگی سے نجات دے۔ آمین!!

خاکسار۔ مومن حسین سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بمبئی

میاں محمود کی رؤیاءِ نامسعود

ہمارے میاں صاحب کی ذات ستودہ صفات جملہ کمالات کبریٰ کی جامع ہے۔ آپ سالانہ اجتماع پر تو خصوصیت سے کسی نہ کسی علمی مضمون پر حقائق و معارف کے دریا بہایا ہی کرتے ہیں لیکن درمیان میں بھی جب کبھی اپنے رخ انور سے پردہ ہٹا لیتے ہیں تو آفتاب علم و عقل شرمندہ ہوکر پس پردہ چھپ جاتا ہے۔ شاید یہ الفاظ کسی کو ناگوار گذریں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کا تبحر علمی کسی دنیاوی مقیاس و میزان کا کبھی بھی شرمندۂ احسان نہیں ہوا۔ اور ہو بھی کیونکر سکتا ہے جبکہ آپ کی ذات بابرکات ایک مصلح اعظم کی حیثیت سے معنون ہے۔ اگر جملہ علوم و فنون کی نقد و صلاح آپ سے ظہور پذیر نہ ہو تو معاذاللہ تمام انبیائے عالم کی پیشگوئی میں نہ صرف رخنہ بلکہ شقاق عظیم واقع ہو جائے۔ (آپ کا وجود دنیا و جہان کے لئے اس قدر ضروری اور لابد ہے کہ آپ خود اپنی زبان مبارک سے فرما چکے ہیں کہ میرا انکار مسیح موعودؑ کا انکار ہے۔ نعمت اللہ ولی کا انکار ہے۔ اور مسیحیا نے بنی اسرائیل کا انکار ہے۔ فیاللعجب) حال ہی میں آپ نے محل خلافت کے بارِ گراں کو سیالکوٹ کی طرف جنبش دینے سے پیشتر ایک رؤیا دیکھا۔ اور خود ہی اس کی بے نظیر تعبیر بھی بیان فرمائی ہے۔ خواب کو اپنی تعبیر سے جو نسبت ہوتی ہے اسکو اس رؤیا و تعبیر میں تلاش کرنا اپنی حماقت کا اظہار کرنا ہے۔ متقدمین فن کی کتابوں میں اس کا تجسس و تفحص بیہودگی سے خالی نہیں۔ اس لئے کوئی عامی اور پیغامی اس تعبیر پر نفرد و تعقب کی تکلیف نہ اٹھائے رؤیاء حضرت میاں صاحب کی ہے اور تعبیر بھی انہی کی لسان فیض ترجمان سے جو ماشاء اللہ خود حقیقۃ الرؤیاء کے نہ صرف مجدد بلکہ موسس ہیں۔

رؤیاء فرمایا کہ "میں نے دیکھا ایک مکان ہے جو شرقاً غرباً بنا ہوا ہے۔ اس میں کچھ لوگ ہیں جو ہماری جماعت کے ہیں۔ اور وہ زمین پر سر رکھے ہوئے ہیں۔ ایک اور آدمی بھی ہے مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ اسکو سجدہ کر رہے ہیں مجھے ان پر سخت غصہ آیا۔ مگر میں نے دیکھا کہ وہ گال زمین پر رکھکر آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک کشتی سی اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کشتی میں حضرت مسیح موعودؑ ہیں۔ اور وہ کشتی نیچے اتری۔ مگر حضرت صاحب کا پتہ نہ لگا۔ تو میں گھبرا کر جلدی سے گھر کو گیا۔ کہ شاید والدہ کو ملنے حضرت صاحب گئے ہوں۔ میں والدہ کے پاس گیا اور بے اختیار میں رو پڑا۔ اس لئے کہ **شاید حضرت صاحب مجھ پر ناراض ہیں۔** جو مجھے نہیں ملے۔ میں نے والدہ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ میں تو خود انہیں دیکھ رہی تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ دراصل یہ خواب ہے۔ پھر میں نے کہا کہ ادھر۔ اب مجھے معلوم ہوا۔ پھر میں اسکی تعبیر کرنے لگا۔

تعبیر:- (۱) یہ کہ میں کسی ایسی زبان میں کتاب لکھونگا جس میں مجھکو مشق نہ ہوگی۔
(۲) میں کوئی ایسی بے نظیر تقریر کرونگا۔ جو بہت ہی بے نظیر ہوگی۔
(۳) خداتعالیٰ آسمان سے اسلام کی سچائی کے لئے کوئی زبردست نشان نازل کرے گا"

تعبیر کی تعبیر (۱) خوش نصیبت یہ تعابیر ثلاثہ میاں صاحب کی کل زندگی کے اعمال کبرے کا خلاصہ ہیں۔ آپ نے ہمیشہ ایسی کتابیں لکھی ہیں کہ جن میں آپکو قطعاً مشق نہ تھی۔ اور نہ آپ انکے لکھنے کے اہل تھے۔ حقیقۃ النبوۃ۔ حقیقۃ الرؤیاء وغیرہ"
(۲) آپ کی تقاریر ہمیشہ بے نظیر ہی رہی ہیں نہ ماضی میں اسکی نظیر ملسکتی ہے۔ اور نہ مستقبل میں ملیگی۔ عربی لفظ شتّٰی (ذوا مرھم شتّٰی بینھم) پنجابی لفظ شور (غوغا) سے مشتق ہے۔ بھلا کس نے بتایا ہوگا!
(۳) اسلام کی سچائی کا نشان بیشک آپ کے گھر میں نازل ہوا مگر آپ اس سے محروم رہے (کیونکہ مسیح موعودؑ کی کشتی نیچے اتری۔ مگر آپ کو حضرت صاحب کا پتہ نہ لگا۔ اور نہ آپ اس کشتی پر سوار ہوئے۔ بلکہ جناب نوح کی طرح حضرت صاحب آپ سے ناراض ہو گئے۔ دیکھو اصل رؤیاء)

هذا علومکم التی من اصلها۔ عاد یتمونا یا اولی العرفان!

لے نقل مطابق اصل۔ ۱۲
لے میاں چراغ الدین صاحب رئیس محمودیان لاہور کے ہاں اسی پر بڑا جشن اور شیرینی تقسیم ہوئی تھی۔ ۱۲
ستے محمودی۔

قادیان کا اصلی مذہب

جوں جوں زمانہ گذرتا ہے ہمارے احباب قادیان کے پرانے اور اصلی عقائد خود بخود روشن ہوتے چلے جاتے ہیں۔ میں نے ایک اعلان میں جماعت احمدیہ کے سات مصنفین کا مذہب تھوڑے دن ہوئے دکھایا تھا۔ کہ صریح الفاظ میں انہوں نے مخالفین سلسلہ کے مقابل پر سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد یہ تسلیم کیا ہے کہ حضرت صاحب نے دعوئے نبوت کبھی نہیں کیا۔ اور لفظ نبی صرف لغوی معنے کے لحاظ سے محض بمعنے محدث استعمال کیا۔ حالانکہ سنہ ۱۹۰۱ء میاں صاحب کے نزدیک حضرت صاحب کے تبدیلی دعوے کی تاریخ ہے۔ اب اسی ذیل میں ایک اور مولانا صاحب کی کتاب ملی ہے۔ یعنی کتاب "الهدیۃ السعدیہ" جو مولوی غلام نبی صاحب کی تصنیف ہے۔ جو مصر تشریف لے گئے تھے اور زبان عربی میں انہوں نے لکھی ہے۔ یہ بھی سنہ ۱۹۱۰ء کے بعد کی ہے۔ اور امید ہے اسقدر شہادت مولوی صاحب خود بھی ادا کر دیں گے۔ یہ کتاب الهدیۃ مکالمہ فیما جری بین الوهابی والاحمدی ہے۔ یعنی ایک اہلحدیث اور ایک احمدی کا مکالمہ۔ اسکے شروع میں ہی صفحہ ۲ پر ہے۔ انه جعل السلسلة المحمدية على حذو السلسلة الموسوية فى اصلاح الدين والدنيا لكن لاصلاح السلسلة الموسوية فى الدين كانوا انبياء و فى السلسلة المحمدية اولياء وعلماء - یعنی خداتعالیٰ نے سلسلہ محمدیہ کو دین و دنیا کی اصلاح کے بارہ میں سلسلہ موسویہ کے مقابل پر رکھا ہے لیکن دین کے معاملہ میں سلسلہ موسویہ کی اصلاح کے لئے انبیاء تھے اور سلسلہ محمدیہ میں اولیاء اور علماء ہیں۔ پھر صفحہ ۱۶ پر لکھا ہے۔ قال الوهابی امامکم یدعی النبوة لانه يقول اوحی الی قال الاحمدی ذالك ظن فاسد۔" اہلحدیث نے کہا۔ تمہارا امام نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ احمدی نے کہا یہ ظن فاسد ہے"!

آج بھی لوگ حضرت میرزا صاحب پر دعویٰ نبوت کا اعتراض کرتے ہیں کیا مولوی غلام نبی صاحب آج بھی انکو یہی جواب دیتے ہیں کہ یہ ظن فاسد ہے۔ یہ آواز کہاں سے نکلے۔ آج تو وہ دعویٰ جو اعتراض کے طور پر دشمن مرزا صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ قادیان والے خود انکی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ اور جس طرح پہلے مسیحؑ کے دشمنوں نے حضرت عیسٰیؑ کو ملعون کہا تو غالی پیروؤں نے بھی اس لعنت کو قبول کرلیا۔ آج وہ دعوے جنکے کرنیوالے پر خود مرزا صاحب نے لعنت بھیجی ہے میاں محمود انکی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ فانا للہ وانا الیه راجعون۔

پھر اسی صفحہ پر ہے۔ ونبینا محمد علیه الصلوٰۃ والسلام خاتم الانبیاء لا یاتی بعدہ نبی۔ لا من العرب ولا من الیهود ولا من العجم۔ لا جدید ولا قدیم ولا نحن البابیة حق ولا اعتراض علی احد اذا کان المسلمون هم الذین فتحوا النبوة بابًا بعدہ علیه الصلوٰۃ والسلام۔" اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں آپکے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ عرب سے نہ یہود سے نہ عجم سے نہ نیا نہ پرانا ورنہ بابیوں کا دین سچا ہے اور کسی اور پر کیا اعتراض جب مسلمان ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھولدیں۔" آہ! آج یہ لفظ کیوں انہی مولوی صاحب کے منہ سے نہیں نکلتے۔ کیا آج میاں صاحب کے عقیدہ کے رُو سے اس تحریر کی روشنی میں بابی مذہب سچا ہوگیا یا نہیں؟ کاش اس جماعت کے اہل دل غور کریں کہ وہ چند سال میں کہاں سے کہاں تک گئے ہیں۔ آج کس طرح دروازہ نبوت کا کھل گیا؟ کہ ایک نہیں میاں صاحب کی تحریک کی رُو سے ہزاروں نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آسکتے ہیں۔

پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۲۳ پر ہے۔ فالفرق بین الانبیاء وغیرهم الا تخصصهم بالوحی المتلو بعد الاشتراك لهم فی الرؤیا والوحی الالهامی والكشفی...... وما نات واحدا غیر المسیح اد فی شرف الوحی الالهامی والكشفی -" پس انبیاء اور انکے غیر میں کوئی فرق نہیں مگر وحی متلو کے ساتھ ان (انبیاء) کا خاص ہونا بعد اس کے کہ پہلے رؤیا اور وحی الہامی اور کشفی میں اشتراک ہوتا ہے...... پس سوائے مسیح (موعود) کے کسی اور کا نام لو۔ جسکو وحی الہامی اور کشفی دی گئی ہو"!

اس عبارت میں صاف مانا ہے کہ انبیاء پر وحی متلو نازل ہوتی ہے جو غیر نبی پر نہیں ہوتی اور پھر حضرت مسیح موعود کے متعلق صاف اقرار کیا ہے۔ کہ ان کی وحی صرف وحی الہامی اور کشفی تھی۔ نہ وحی متلو۔ مگر اب تو میاں صاحب کی صحبت میں سب کچھ بدل گیا۔ اور غالباً وحی متلو بھی بن گئی ہوگی۔ کاش یہ لوگ کچھ خدا کے خوف سے کام لیتے۔ میری تحریر میں ایک جگہ لفظ نبی کے آجانے پر انہوں نے اسقدر شور مچایا۔ مگر میں نے انکے سات مصنفین کی تحریروں سے دکھایا کہ لفظ نبی کا استعمال ان سب نے صرف بمعنے محدث کیا تھا۔ اور کبھی کسی شخص نے فی الواقع حضرت مسیح موعودؑ کو نبی نہیں مانا۔ اور اب یہ انہیں مصنف کی شہادت ہے۔ مگر افسوس کہ سوائے دو کے جنہوں نے صفائی سے میاں صاحب کی غلطی کا اعلان کردیا۔ یعنی حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب اور میرزا خدابخش صاحب۔ باقی سب خاموش بیٹھے ہیں اور شہادت حقہ ادا کرنے سے گونگے ہو گئے ہیں۔

پاکیزگی ہے اور اصل فطرت یہی ہے۔ تو پھر انسان پاکیزگی بھی حاصل کر سکتا ہے۔ پس عیسائی مذہب جو فطرت کو گنہگار بتا کر پھر پاکیزگی کی راہ تجویز کرتا ہے خود اپنی تردید کرتا ہے۔ غرض

سچا خواب انسانی فطرت کے اندر موجود ہے۔

اس لئے کوئی انسان نہیں کہ جسکو کبھی نہ کبھی سچا خواب نہ آ جاتا ہو۔ یہ سچ ہے کہ اکثر لوگوں کو پریشان خواب بھی آتے ہیں مگر جس طرح تاریکی کے اندر روشنی نمودار ہو تو وہ اپنا اثر انسان کی طبیعت پر چھوڑ جاتی ہے۔ اسی طرح سچی خواب بھی انسان پر اپنا اثر چھوڑتی ہے۔ اس کا فوراً اثر بیٹھتا ہے غرض قرآن کریم نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہمکلام ہونیکے ثبوت میں دو شہادتیں پیش کی ہیں ایک فطری اور دوسری سماعی۔ عالم میں یہ احسان ہے قرآن کریم کا تمام مذاہب پر کہ وہ نہ صرف اللہ تعالےٰ کی ہمکلامی کو منواتا ہے بلکہ اس کے دلائل بھی پیش کر دیتا ہے۔ ویدوں میں کیا ثبوت اور دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے ساتھ کلام کرتا ہے انجیل والوں کے پاس بھی کوئی ثبوت نہیں۔ مولوی صدرالدین صاحب نے موجودہ اناجیل کے غیر الہامی ہونے پر ایک دلچسپ کتاب لکھی ہے۔ اناجیل خود یہ کہتی ہیں کہ ہم الہامی نہیں۔ لوقا کی انجیل کے شروع میں لکھا ہے کہ

"چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں۔ جس طرح سے انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنیوالے تھے۔ ہم سے روایت کی۔ میں نے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کر کے تیرے لئے اے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھوں تاکہ تو ان باتوں کی حقیقت کو جن کی تو نے تعلیم پائی ہے جانے"

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ لوقا نے اسکو تھیوفلس کی خاطر اسکو لکھا اور خود لوقا کو یہ خیال دوسروں کی رقابت سے پیدا ہوا یعنی چونکہ لوگوں نے حالات کو لکھا ہے اس لئے ہم بھی لکھ دیں۔ بلکہ اس میں تو لوقا نے پہلی انجیلوں کو بھی رد کر دیا کہ وہ سنی سنائی لکھی گئی ہیں صحیح نہیں اور میں انکو از سر نو صحیح طور پر دریافت کر کے لکھتا ہوں۔ پس

اناجیل حقیقت میں وحی نہیں کیا روشنی ڈالینگی جو خود وحی نہیں بلکہ انسان کا کلام ہے۔

اگر الہام الٰہی کی شہادت فطرت انسانی کے اندر نہیں۔ تو تم اسکو کس طرح سے معلوم کر سکتے ہو۔ بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ خواب صرف خیالات ہوتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ خواب کا نظارہ خارجی ہوتا ہے کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ کوئی شخص خواب میں کسی اپنے مردہ عزیز یا دوست کو یا کسی خاص نظارہ کو دیکھنا چاہتے ہیں اور باوجود کوشش کے بھی خواب میں اسکو نہیں دیکھ سکتے۔ جس سے صاف طور پر ثابت ہے کہ خواب پر خیالات کا اثر بہت کم ہوتا ہے خواب اپنے تصرف اور اختیار کی چیز نہیں۔ اس سے بڑھکر الہام میں انسان کا اپنا تصرف اور بھی کم ہو جاتا ہے ہمارے بعض ملہمین نے جو دل میں کوئی فقرہ پڑ جانے اور خیال کو بھی الہام سمجھ لیا ہے۔ تو درست نہیں۔

الہام کی حالت وہ ہے

جب انسان اپنے اختیار میں نہیں بلکہ کسی دوسرے کے قبضہ اختیار میں ہوتا ہے۔ اور الہام کے وقت انسان بالکل بے قابو ہو جاتا ہے۔ اور اس دنیا سے اس کا تعلق منقطع ہوتا ہے اس سے زیادہ شدت اس وحی میں ہوتی ہے جو انبیاء پر ہوتی ہے سو خواب ہمکلامی کا ادنےٰ مرتبہ ہے اور بیج کی مثل ہے۔ اور وحی اعلےٰ مرتبہ اور درخت کی صورت ہے۔ اور یہ تینوں صورتیں کلام الٰہی پر یقین کو پختہ کرنے کے لئے بطور شہادت ہیں تاکہ انسان کو کامل یقین ہو کہ اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق کے ساتھ کلام کر سکتا ہے خواب سے بلند تر مرتبہ الہام کی مثالیں بھی ہمیشہ موجود رہتی ہیں گو یا وہ دونوں ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ اولیاء کی وحی کا نام بھی رویا ہے۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات و قالوا ما المبشرات یا رسول اللہ قال الرؤیاء الصالحۃ تو بہت سے بیوقوف لوگوں نے الہام ہونے سے انکار کیا ہے۔ مگر پھر بھی اولیاء کو الہام ہونا مانتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ جن کو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نصیب تھا اسلامی شہروں میں آج سوئے ہوئے ملتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنے وجود سے الہام کی صداقت پر شہادت دیں کیونکہ گو الہام

من وراء حجاب میں

داخل ہے۔ اور جبرئیل اس کلام کو لیکر نہیں آتا۔ مگر پھر بھی بلحاظ اپنی شدت کے اور بلحاظ دنیا سے قطع تعلقی کے الہام کو انبیاء علیہم السلام کی وحی سے تشابہ ہے اسی حقیقت کی طرف حضرت مسیح موعود نے لوگوں کو توجہ دلائی۔ گو زمانہ چونکہ اس حقیقت سے دور پڑ چکا تھا۔ اس لئے بہت لوگوں کو اس سے ٹھوکر لگی۔ مگر

حضرت صاحب کا احسان ہے

کہ انہوں نے اس حقیقت کو کھول دیا۔ اسلام کی بنیاد انجیل کی طرح خیالات پر نہیں۔ بلکہ کلام الٰہی پر ہے اور کلام الٰہی کے منکرین پر اتمام حجت کا آخری طریق یہی ہے۔ کہ اس کا عملی ثبوت کسی شخص کی زندگی میں ملے۔ اور کوئی راہ بتاتا ہو۔ کہ اس راہ پر چل کر تم بھی اس سرچشمہ تک پہنچ سکتے ہو اس کے بغیر مذہب کی تبلیغ نہیں ہو سکتی۔

آریہ گزٹ کے دو سوالوں کا جواب

(۱)

آریہ گزٹ مورخہ ۲۲ اپریل سنہ حضرت خواجہ صاحب کے متعلق رقم طراز ہے کہ "خواجہ صاحب مدراس میں پہنچے اور مسٹر سی۔ پی۔ راماسوامی آئر کی زیر صدارت آپ کا ایک لیکچر ہوا۔ لیکچر میں کس قدر خلاف اسلام باتیں تھیں۔ ان کا ذکر آج ہم کرنا نہیں چاہتے لیکن دو باتوں کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں"

دنیا میں اگر کوئی بدترین گناہ ہو سکتا ہے تو وہ شاید اس سے بڑھکر نہیں ہو سکتا۔ کہ ہم کسی معزز انسان پر خطرناک اتہام لگائیں۔ اور پھر اس کا ثبوت کوئی نہ دیں۔ میں ایڈیٹر آریہ گزٹ کو چیلنج دیتا ہوں کہ خواجہ صاحب کے لیکچر میں جس قدر خلاف اسلام باتیں تھیں وہ مہربانی کر کے ان کو پیش کرے۔ ورنہ اس سیاہ جھوٹ سے پرائشچت (توبہ) کرے۔ بشرطیکہ اُن کا ایشور اس خطرناک پاپ کے معاف کرنے پر قادر بھی ہو۔ ورنہ عدم صورت معافی میں ابد الآباد تک کسی گیدڑ اور لومڑی کا جنم بھگتنے کے لئے کمر ہمت کس لے۔

(۲)

اس کے بعد جن دو باتوں کے متعلق آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہیں (۱) کہ جب شروع دنیا سے خدا دنیا میں الہامی کتابیں بھیجتا رہا۔ تو قرآن شریف پر پہنچکر خدا کا الہام کیوں ختم ہو گیا۔

(۲) جب قرآن شریف کے ماننے والوں میں اختلاف ہے۔ تو لیگ آف فیتھ (مذاہب کی متحدہ جماعت) بنانے سے مختلف مذاہب میں کیونکر صلح ہو سکتی ہے۔

پہلے سوال کا مختصر جواب یہ ہے (مفصل جواب کسی آئندہ مستقل صحبت میں دیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس جواب کے مطالعہ کے بعد ایڈیٹر آریہ گزٹ اس مسئلہ پر کچھ شکوک پیش کرنے کی جرأت کریں تو) کہ مسئلہ الہام کے متعلق اسلامی عقیدہ کی آریہ گزٹ کو شاید اطلاع نہیں کہ اسلام شروع دنیا سے پرلے (قیامت) تک الہام کے سلسلے کو جاری مانتا ہے اور اس کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں آریوں کے ایشور کی طرح صرف ایک منتر تھے جنکو لفظاً اور معناً مکرر اور سہ کرر بیان کرنے کے سوا چارہ نہ تھا۔ سام وید کے صرف ۵۸ یا ۷۲ منتر (باختلاف روایت) بیان کر کے ویدک ایشور کا باقی ۱۵۰۰ کے قریب رگوید کے ہی منتروں کو رٹ دینا اسکے مبلغ علم کا بدیہی ثبوت ہے (مفصل پھر سہی)

(۳)

(۱) یہ اعتراض کہ قرآن شریف کیوں خاتم الشرائع ہے۔ اس کا جواب اس سوال پر منحصر ہے کہ شریعت کی ضرورت کیوں ہے؟ کیا ضرورت ہے کہ انسان کو کوئی الٰہی قانون دیا جاوے؟

لازماً آپ یہی جواب دینگے۔ کہ انسان اپنی عقل سے خدا کی مرضی یا انسانی روح کی حقیقی فلاح و بہبود کے جو قوانین ہیں انکو وضع نہیں کر سکتا۔ جو خالق ہے وہی اپنی مخلوق کو ان قوانین کے علم تک پہنچانے کے صحیح اصولوں سے واقف ... صاف ہو گئی ... ضرورت اور جس جگہ نسل انسانی کو اس تعلیم کی ضرورت ہو۔ اسی وقت اور اسی جگہ یہ تعلیم انکو دی جاوے کسی شے کا محض قدیم ہونا اور شروع دنیا کی ہونا ہمارے مقصد مطلب نہیں ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ اس وقت وہ ہماری ضرورت کو پورا کرتی ہے یا نہیں۔ وید شروع دنیا کی کتاب ہے۔ ہوا کرے دنیا میں ایک اور ایک کا نتیجہ جس طرح ۲ ہوتا ہے اسی طرح وید کا چند ہزار سال سے ادھر کا ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں)

جب اس کی تعلیم ایک معمہ ہے اور کسی مذہبی مسئلہ کو صاف الفاظ میں بیان کرنے سے قطعاً قاصر ہے اور اس کے انکشافات عجیبہ اور انکشافات غریبہ کے لئے نہ صرف رشیوں بلکہ مہرشیوں کی آئے دن ضرورت پڑتی رہتی ہے اور خیر سے باوجود اس کے کہ وید کو کروڑ دل برس کی نازل شدہ کتاب سمجھا جاتا ہے۔ مگر شارحین وید کی تنگنائی اور ناسامعدت کا یہ حال ہے کہ چاروں ویدوں کا کوئی مکمل بھاش (ترجمہ) کسی مہرشی تک سے بھی نہیں ہو سکا (سائن بھاشیہ آریہ کے نزدیک مردود ہے) جب ہندوستان کا یہ حال ہے۔ کہ جس میں وید بھگوان کا آنا رہا ہوا اور دیگر ممالک میں تو (ملیچھوں نے) وید کا نام تک کبھی نہیں سنا۔ دنیا میں نیک لوگ ہوئے۔ اور قوموں نے اخلاقی اور مذہبی حیثیت سے بہت بڑی ترقی کی اور ان نیک اور مہاتما لوگوں میں سے وہ بھی ہوئے (مہاتما بدھ وغیرہ) جنہوں نے ویدوں کو انسانی ہدایت و رشد کی لٹیا ڈبونے والی کتاب کہا۔ تو ان وجوہات کے ہوتے ہوئے ویدوں کے دنیا میں آنے سے نہ آنا ہی بہتر تھا۔ اور یہی وجوہات ہیں کہ جو ایک کامل اور زندہ الہام کی ویدوں کی موجودگی میں ضرورت ثابت کر رہی ہیں۔

شریعت کے لحاظ سے الہام قرآن کریم پر ختم ہو گیا اس لئے کہ اس کی شریعت کا مقابلہ دنیا کی کوئی کتاب نہیں کر سکتی۔ اگر کسی کو دعوےٰ ہو۔ تو مرد میدان بن کر سامنے آئے۔ نہ زبان ہلائے اور جواب پائے۔

ہاں نیک لوگوں کا اللہ تعالےٰ کے ساتھ جو تعلق ہے اسکو ثابت کرنے کے لئے بطور انعام (جس کے ان کو محبت ہو) اس سے کلام بھی لازمی ہے۔ ورنہ دوسرے لوگوں میں اور ان میں مابہ الامتیاز کیا ہے)

الہام کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے۔ اور یہی اور صرف یہی الہام اُن کے صدق مذہب پر دال بھی ہے اگر کسی ست جگ کے زمانے میں اللہ تعالےٰ نے ویدک رشیوں سے کلام کر کے انکے قرب التعلق کا اظہار کیا ہے۔ تو آج اسلام اس قرب تعلق کا زندہ ثبوت پیش کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

(۴)

دوسری بات جو آپ نے پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ قرآن شریف کے ماننے والوں میں اختلاف ہے اس لئے مذاہب کی متحدہ جماعت سے کیا فائدہ"

کسی کتاب کے ماننے والوں کا باہمی اختلاف من کل الوجوہ مٹایا نہیں جا سکتا۔ یہ بالکل سچ ہے کہ اختلاف کا وجود ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ وہ دنیا میں کونسی کتاب ہے جسکے ماننے والوں میں اختلاف نہیں۔ لیکن اختلاف اور خلاف دو الگ الگ مفہوم کے الفاظ ہیں اور یہی دونوں لفظ اسلام اور دیگر مذاہب میں حد فاصل ہیں اسلام میں اختلاف ہے غیر مذاہب میں اختلاف نہیں۔ بلکہ ہر ایک مذہب کا ایک فرقہ دوسرے فرقے کے اصولاً خلاف ہے۔ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ جو قرآن کریم کو خدا کی کتاب اور اس کے رسول کو رسول برحق اور خدا کو ایک نہ مانتا ہو مگر اسکے مقابل کیا ہندو مذہب کو پیش کرتے ہو؟ کہ جو خدا کا منکر ہے وہ بھی ہندو۔ جو ویدوں کو دھورت اور بھانڈوں کا کلام سمجھتے ہیں وہ بھی ہندو۔ جو ایک خدا مانتے ہیں وہ بھی ہندو! جو تینتیس کروڑ مانتے ہیں وہ بھی ہندو!

اتحاد کی ہمیشہ اصولوں میں ضرورت ہوتی ہے فروعی اختلافات کیا خود آریہ سماج میں کم ہیں۔ بالآخر میں ان چند سطور کے لکھنے پر اپنے ہندو دوستوں

سے مُعذرت خواہی کرتا ہوں کہ اگر انہیں ان الفاظ میں کوئی سختی معلوم ہو تو وہ مجھے معذور سمجھیں۔ کیونکہ یہ ایک در پردہ دشمن کا جواب ہے اور اس کے لکھنے کے لئے مجھے آریہ اور غیر آریہ دونوں کی طرف سے مجبور کیا گیا ہے ✦

بالشویک تحریک

سیاست کے اساسات اور قواعد میں یہ بات داخل سمجھی جاتی ہے کہ واقعات کو جہاں تک ممکن ہو سکے معروف عن الظاہر کر کے پیش کیا جائے۔ تاکہ حصول مدعا میں آسانی سے کامیابی ہو۔ گذشتہ دنوں بالشویک تحریک کے متعلق ایک استفتاء علمائے کرام کے پاس بھیجا گیا تھا۔ کہ جس میں بالشویک تحریک کو زیادہ خطرناک ثابت کرنے کے لئے نہایت رنگ آمیزی سے کام لیا گیا تھا۔ بالشویک تحریک پر دفعہ ۸ اور ۹ کے ماتحت یہ لکھا گیا تھا کہ انہوں نے

(۸) عقد نکاح کی قیود کو یکسر مٹا دیا ہے۔ اور بچوں کو اموال کی طرح حکومت کی ملکیت قرار دیا گیا ہے۔ تولید نسل کے لئے حرام و حلال کی حدود کو مٹا دیا گیا ہے۔

(۹) عورتوں کے ذاتی حقوق کو بالکل پامال کر دیا گیا ہے مثل دیگر منقولہ جائداد کے عورتوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے انہیں اپنی ذات پر خود کوئی اختیار نہیں۔ جہاں اس تحریک کا دور دورہ ہو۔ وہاں عورتوں کی عصمت اور جان معرض خطر میں ہوتی ہے۔

حالانکہ انکے متعلق اب مندرجہ ذیل حالات شائع کئے گئے ہیں :-

شادی اور نکاح کے معاملہ میں جو بولشوسٹ لوگوں کا طرز عمل ہے۔ اُس کے متعلق حال ہی میں ایک دلچسپ اطلاع موصول ہوئی ہے جسکو "کنٹمپو ریری" نے زیر عنوان "شوویٹ قانون شادی و ازدواج" شائع کیا ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے :-

کہ صرف وہ شادیاں جن کا باقاعدہ اندراج رجسٹروں میں ہو چکا ہے۔ شادی شدہ لوگوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کی نگہداشت کرینگی۔ وہ نکاح جو مذہبی رسم ورواج سے کر لیا گیا ہو۔ ذیقین پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں کرتا جبتک کہ اسکو سرکاری رجسٹر میں درج نہ کر لیا گیا ہو۔ ایسی شادی کا مقامی رجسٹری آفس میں اندراج نہایت ضروری ہے۔ مناسب زمانۂ نکاح مردوں کے لئے اٹھارہ سال اور عورتوں کے لئے سولہ سال کی عمر ہے۔ تعدد ازدواج کی اجازت نہیں کیونکہ اگر ذیقین میں سے ایک فریق کسی اور متنفس سے شرائط نکاح طے کر چکا ہے تو وہ کسی دوسرے شخص کو شرف زوجیت نہیں بخش سکتا۔ طلاق کا مسئلہ آسانی سے واجب العمل ہو سکتا ہے۔

اگر میاں بیوی دونوں رضا مند ہو جائیں تو بھی طلاق ہو سکتی ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی اظہار نارضامندی کرے تو بھی رشتہ نکاح ٹوٹ سکتا ہے۔

قانون تولید کی بنیاد صحت ولدیت پر ہے۔ یعنی جائز اور ناجائز ولدیت کا کوئی لحاظ نہیں۔ جسکے نطفہ سے کوئی پیدا ہوا ہو۔ وہی اس کا باپ ہے۔ وہ بچے جو جائز نکاح سے پیدا نہیں ہوئے۔ انہیں حقوق کے مالک ہیں جنکے مالک جائز پیدائش کے بچے ہیں۔ اور بیوی کے تمام اخراجات کا ذمہ دار خاوند ہے۔ اور بچہ کی تربیت کا بھی وہ کفیل ہے"

کوئی پوچھے ایسے استفتاء سے فائدہ؟ کہ جس میں واقعات غلط بیان کئے گئے ہوں۔ بلکہ اس طرح تو باقی الزامات بھی جو بالشویکوں پر لگائے جاتے ہیں مشتبہ ہو جاتے ہیں۔

پوپ اعظم کا بُت قسطنطنیہ میں

خبر ہے کہ اسلام کے مرکز یعنی مقام خلافت قسطنطنیہ میں پوپ اعظم کا سنگین بُت نصب کیا جا رہا ہے کہتے ہیں۔ کہ سلطان المعظم، ولیعہد ٹرکی، دیگر شہزادگان، خدیو مصر، اور عام مسلمانوں نے بھی چندہ دیا ہے۔

ولایت کے اخبارات کا بیان ہے کہ پوپ کا بُت کھڑا کرنے کی تحریک ترکی اخبارات نے شروع کی تھی۔ بُت کا جو نقشہ تیار کیا گیا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا داہنا ہاتھ اوپر کو اُٹھا ہوا ہوگا۔ گویا پوپ لوگوں پر اپنی گوناگون برکات کی بارش کر رہا ہے۔ بُت سنگ مرمر کا ہوگا۔ اور سنگ خارا کے ایک چبوترہ پر کھڑا ہوگا۔ اسکے نیچے کچھ اس قسم کی عبارت کندہ کی جائیگی۔

"یہ اُس مقدس ہستی کی یادگار ہے۔ جس کا فیض تمام اقوام عالم پر بلا لحاظ مذہب و قومیت یکساں رہا ہے"!

یہ وہ پوپ ہے جو طرابلس میں اٹلی کی خونابہ فشانی پر خدائی منظوری کی مہر لگاتا ہے۔ اور جس نے اسلام کے خلاف مسیحی اقوام کی ہمیشہ پیٹھ ٹھونکی ہے۔

بایں ہمہ مقام خلافت میں اُس کا بُت خود خلیفۃ المسلمین کی امداد و اعانت سے کھڑا کیا جاتا ہے۔ کیا یہ اسلام اور ترکوں کی بے تعصبی کی ایک اور دلیل نہیں؟ کیا مسیحی اقوام بھی کوئی اس قسم کی نظیر پیش کر سکتی ہیں؟ ہمارا خیال ہے اور یہ خیال غیر اغلب معلوم نہیں ہوتا۔ کہ آرمینیا وسیلیشیا کے قتل عام کی کہانی محض اس حسد کیوجہ سے تراشی گئی ہے جو مسیحی اقوام میں ترکوں کی اس دریا دلی کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے ✦

شب برات اور آتشبازی

شب برات سر آگئی اور آتشبازی کی تیاریاں زور و شور سے ہو رہی ہیں بعض مقامات میں آتشبازی معمولی پٹاخوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ مگر بعض منچلے ان دنوں میں سال بھر کی کمائی آگ کی نذر کر دیتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ مسلمان بالاتفاق اس موقعہ آتشبازی موقوف کر دیں۔ عام اقتصادی وجوہ کے علاوہ اسکے حسب ذیل وجوہ خاص طور پر قابل لحاظ ہیں :-

(۱) دنیائے اسلام کی عالم آشوب حالت اس قسم کے اظہار مسرت کی اجازت نہیں دیتی۔

(ب) جشن صلح میں مسلمانوں نے عام طور پر حصہ نہیں لیا۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ اب وہ خود ایسا موقعہ پیدا کریں ✦

ہمیں امید ہے کہ مسلمان اس تحریک کو لبیک کہیں گے اور نہ صرف خود ہی اس موقعہ پر آتشبازی سے اجتناب کریں گے۔ بلکہ اپنے احباب و اقارب کو بھی اس سے باز رکھنے کی کوشش کریں گے ✦

مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی

کلکتہ ۲۳ اپریل، (خاص برقی پیغام بنام وکیل) آل انڈیا مرکزی خلافت کمیٹی کی کونسل کی جو نشست ۱۱ اپریل کو بمبئی میں منعقد ہوئی تھی پبلک اس کی کارروائی کو معلوم کرنے کی بہت مشتاق ہوتی جاتی ہے۔ کارروائی کی نسبت بعض اخبارات میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ مولانا ابوالکلام آزاد دوسرے وفد کے ہمراہ انگلستان جا رہے ہیں۔ مگر یہ غلط ہے۔ اُن کا انگلستان کو روانگی محض اس جدید سکیم سے متعلق ہے۔ جس کا فیصلہ ہو رہا ہے۔ پبلک میں غلط فہمی پیدا ہونے کی زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ اخبارات میں اب مفصل کارروائی شائع نہیں کی گئی۔ جو حسب ذیل ہے۔

۱۱ اپریل کو یہ سوال زیر غور لایا گیا کہ وائسرائے کی طرف سے جواب موصول ہونے پر کیا طریق عمل اختیار کیا جائیگا۔ اس پر مہاتما گاندھی نے ایک سبجیکٹ کمیٹی تجویز کی جو تین ممبروں پر مشتمل تھی۔ مہاتما گاندھی۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولانا شوکت علی۔ اور قرار پایا۔ کہ اس کا اجلاس ۱۲ تاریخ کو ہر معاملہ پر غور کرے۔ سبجیکٹ کمیٹی نے کونسل کے ممبران کے روبرو اپنی آخری رپورٹ پڑھ کر سنا دی۔ جو تمام و کمال بالاتفاق منظور کر لی گئی۔ اور حسب ذیل ہے۔

صورت حال کے تمام پہلوؤں پر پورا پورا غور کرنے کے بعد کمیٹی مذکور عدم شرکت عمل کے نتیجہ پر پہنچی ہے

عدم شرکت عمل اس وقت تک اختیار نہ کیا جائیگا جب تک شرائط صلح ٹرکی کا سرکاری طور پر اعلان نہ ہو جائے۔ اور وفد کے ذریعہ ہز میجسٹی کی حکومت پر شرائط صلح ظاہر کرنے کی درخواست کا جواب موصول ہو کر میعاد مقررہ ختم نہ ہو جائے [illegible] کو دور کرنے ہندو مسلمانوں کی صحیح آرزو کو واضح کرنے کے لئے منظوری فلائیرا ئے بہادر کے ایک وفد انگلستان جائیگا۔ جس میں مہاتما گاندھی۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور جن لوگوں کو وہ اپنے ساتھ لے جانا چاہیں گے۔ شامل ہوں گے۔ انکو یہ ہدایت کی جائیگی کہ ایک ماہ سے زیادہ وہاں نہ ٹھہریں۔ ان کی غیر حاضری کے ایام میں عدم شرکت عمل کے اصول کی انتہا درجہ تک تلقین کی جائیگی۔ کیونکہ ہندوستان کے لئے یہی ایک چارۂ کار ہے۔ اور باقاعدہ نظام قائم کیا جائیگا۔ جو عدم شرکت عمل کو جہاں ضروری ہوگا۔ جاری کریں گے۔ مزید کارروائی کے مطابق وفد کا انگلستان بھیجا جانا قطعی طور پر ملتوی کر دیا گیا ہے۔ لیکن مہاتما گاندھی اور انکی جماعت صرف اس لئے روانہ ہوگی۔ کہ صاف الفاظ میں حکومت کے آگے آخری اور فیصلہ کن پیغام کی وضاحت کر دے۔

مولانا ابوالکلام آزاد جب سے بمبئی سے کلکتہ آئے ہیں سخت بیمار رہیں۔ اور ۲۰ تاریخ تک روانہ نہیں ہو سکتے ✦ (وکیل)

مُسلم ہائی سکول لاہور

مسلم ہائی سکول کو جاری ہوئے صرف تین چار سال ہوئے۔ اس عالم شیر خوارگی میں جو ترقی کیا بلحاظ اخلاق اور کیا بلحاظ تعلیم کی ہے۔ وہ انسپکٹر صاحب کی رائے سے ظاہر ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ یہ سکول تمام اخلاقی پہلو اور تعلیم کے لحاظ سے باوجود شیر خوارگی ہونے کے بڑی ترقی پر ہے۔ اور اسکے استاد نیکدل اور خوش اخلاق اور محنتی اور مستعد۔ جنکی دلی آرزو یہ ہے کہ مسلمانوں کے بچے تمام پہلو سے نیک دین اور دنیا دونوں کے لئے ایک نمونہ بن کر دنیا میں ایک مبلغ اسلام کی حیثیت میں جا کر سابقین کے اقدام پر قدم مار کر فاتح اور مظفر اور منصور بنیں۔ سو محض خدا تعالے کا فضل ہے۔ کہ اس دفعہ ہمارے سکول کے طلباء ۲۰ میں سے ۱۳ کامیاب ہوئے۔ (۶۵ فیصدی) مڈل سکول سکالرشپ میں چھ لڑکے ہمارے شامل ہوئے۔ خدا کے فضل سے چھ ہی وظیفہ لیکر آئے۔ ایک لڑکا سب سے فرسٹ رہا (جسکو ۵ روپیہ وظیفہ ملا۔ یہ ہے حالت تعلیم۔ اور تین لڑکے ہائی سکول سکالرشپ میں گئے جن کا نتیجہ ابھی تک نہیں نکلا۔ امید ہے کہ خدا کے فضل سے کوئی نہ کوئی لے ہی آئے گا ✦

محمد حسن از مسلم ہائی سکول لاہور

سالانہ جلسہ اہلحدیث کانفرنس

کانفرنس ہذا کا اول سالانہ جلسہ بمقام شہر ملتان بتاریخ ۹ تا ۱۱ اپریل بڑی خیر و خوبی سے ہوا۔ صدر جلسہ جناب مولوی عبدالرحمن صاحب بیرسٹر ریاست بہاولپور تھے۔ جناب مولوی رحیم بخش صاحب پریذیڈنٹ ریاست اور نواب خدا بخش صاحب ممبر کونسل ریاست بہاولپور بھی ایک وقت تشریف لائے۔ علاوہ مواعظ حسنہ کے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے۔

(۱) یہ جلسہ گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہے کہ مولوی عبدالحی گوجرانوالوی جو ملتان جیل میں آجکل اسیر ہیں مثل دیگر اسیران مارشل لا کے بغیر کسی شرط کے رہا کر دیئے جائیں۔

(۲) یہ جلسہ گورنمنٹ کو وعدہ مندرجہ رپورٹ روئلٹ کمیٹی یاد دلا کر عرض کرتا ہے کہ حجاز عرب اور عراق عرب سے اپنا قبضہ اٹھا لے اور حسب وعدہ وزیر اعظم برطانیہ ٹرکی کی سلطنت کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائے۔ نہ پہنچنے دے۔

خاتمہ پر اعلان کیا گیا کہ آئندہ جلسہ شہر سیالکوٹ میں [illegible]

(ابو الوفاء ثناء اللہ آنریری جنرل سکریٹری آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس)

ایک نیا مذہب

جرمن کے ایک چھوٹے سے شہر فاکن برگ میں ایک نیا مذہب پیدا ہوا ہے اور لوگ اس جدید مذہب میں اس سرعت کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں کہ باقی اہل شہر نے جرمن گورنمنٹ کے حضور اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ اس مذہب کے پیروؤں کا نہ صرف یہ دعوے ہے کہ روح القدس کے ساتھ ان کا مستقل تعلق ہے بلکہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ان پر مُردہ رشتہ داروں کی ارواح حاضر ہوتی ہیں۔ خصوصاً شہر فاکن برگ کی بہت سی بیوائیں کہتی ہیں کہ وہ اپنے مُردہ خاوندوں سے خوب اچھی طرح ملاقی ہو چکی ہیں ✦

صیغہ	آمد											خرچ										
	مدکلاں	مدخورد	رقم مدخورد			رقم مدکلاں			رقم صیغہ			مدکلاں	مدخورد	رقم مدخورد			رقم مدکلاں			رقم صیغہ		
			پائی	آنہ	روپیہ	پائی	آنہ	روپیہ	پائی	آنہ	روپیہ			پائی	آنہ	روپیہ	پائی	آنہ	روپیہ	پائی	آنہ	روپیہ
	قیمت کھال قربانی	۰	۰	۰	۰	۰	-	۱					وظائف مدرسہ	۰	۰	۱۹						
	امداد از گورنمنٹ		۰	۰	۰	۰	۹	۴۶۲														
	مدرسہ بدوملہی		۰	۰	۰	۰	۰	۷۰۰														
امانت		۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۳۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۵۸۶
پیشگی			۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۶۳۰			۰	۰	۰	۰	۰		۳	۲	۶۰۶۳
میزان									۹	۰	۲۱۸۱۲									۳	۸	۱۳۶۴۸

خاکسار فقیر اللہ عفی عنہ قائمقام محاسب

گوشوارہ بقایا فاضلہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

صیغہ	مدکلاں	آخر سال گذشتہ						بابت ماہ مارچ ۱۹۲۰ء						حساب سال رواں						بقایا فاضلہ آخر ماہ مارچ ۱۹۲۰ء					
		بقایا			فاضلہ			آمد			خرچ			بقایا			فاضلہ			بقایا			فاضلہ		
		پائی	آنہ	روپیہ	پائی	آنہ	روپیہ	پائی	آنہ	روپیہ	پائی	آنہ	روپیہ	پائی	آنہ	روپیہ	پائی	آنہ	روپیہ	پائی	آنہ	روپیہ	پائی	آنہ	روپیہ
ترجمۃ القرآن	ترجمۃ القرآن انگریزی	-	۰	۰	۰	۰	۰	۹	۶	۴۶۱۲	۱	۳	۲۰۲	۵	۱۲	۸۶۸۵									
	ترجمۃ القرآن اردو													۰	۰	۲۲۰									
میزان ترجمۃ القرآن		۷	۱	۵۰۹۸				۹	۶	۴۶۱۲	۱	۳	۲۰۲	۵	۱۲	۸۹۰۵				۱۱	۱۳	۱۴۰۰۳			
تصنیف و تالیف					۳	۴	۳۹۶۳	۷	۱۵	۲۵۹	۵	۱	۱۱۶۴				۲	۱۲	۲۲۸۴				۵	۰	۴۲۴۸
صدقات		۰	۹	۱۳۳۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۳۳	۹	۱۴	۱۲۷	۰	۰	۰	۳	۱۲	۱۰۶	۹	۱۲	۱۳۲۰			
اغراض عام	چندہ عطیہ جات وغیرہ		۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۱	۲۰۰۳	۷	۴	۲۶۶۹				۳	۱۵	۲۹۳۴						
	اخبار							۳	۳	۱۸۹	۴	۱۲	۳۵۶				۹	۹	۱۳۸۲						
	مسلم ہوسٹل							۰	۰	۱۱۵	۰	۶	۱۹۸				۰	۳	۶۵۲						
	بستی اقوام جرائم پیشہ							۰	۱۵	۱۸	۰	۱۰	۳۱۰				۶	۱۵	۳۱۸						
میزان اغراض عام		۵	۱۲	۴۷۲۹				۳	۱۳	۲۳۲۶	۳	۱	۲۵۳۵				۶	۱۱	۵۲۸۸				۱	۱۵	۸۵۸
مستقل فنڈ		۷	۱۳	۷۹۱۶				۹	۸	۹۳۰۸	۰	۰	۰	۹	۸	۹۵۷۶				۳	۶	۱۶۴۹۳			
اشاعت بلاد غیر	ووکنگ مسلم مشن							۰	۰	۱۰۵۴	۰	۲	۵۱۲	۰	۰	۰	۶	۳	۴۷۵						
	عطیہ جات وغیرہ							۰	۰	۵۵۷	۰	۸	۲۹	۳	۱	۱۳۱۴۳									
میزان اشاعت بلاد غیر		۰	۸	۲۹۲۱				۰	۰	۱۶۱۱	۰	۱۰	۵۴۱	۹	۲	۱۲۱۹۹				۹	۱۰	۱۵۰۹۰			
رسالہ جات	اسلامک ریویو							۰	۸	۷۳۵	۹	۱۵	۹۶	۰	۸	۷۳۳									
	اشاعت اسلام							۷	۱۵	۵۸۶	۰	۴	۱۷۰	۰	۸	۱۰۱۴									
میزان رسالہ جات								۷	۷	۱۳۲۲	۹	۳	۲۶۹	۰	۰	۱۶۷۸				۰	۰	۱۶۴۸			
تعلیم	مسلم ہائی سکول							۰	۱۳	۳۷۷	۹	۳	۱۲۱۹	۰	۹	۱۴۳۳									
	مدرسہ بدوملہی							۰	۰	۷۰۰	۰	۰	۰	۶	۰	۳۷۰۶									
میزان التعلیم					۹	۰	۹۵۷۶	۰	۱۳	۲۱۷۷	۹	۳	۱۲۱۹	۶	۹	۵۲۲۹	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۳	[illegible]	۴۲۴۹
امانت		۰	۲	۴۷۴۹				۰	۰	۳۲۰	۰	۰	۵۸۶	۶	۱۳	۶۵۴				۶	۱۵	۵۲۰۳			
پیشگی					۰	۰	۴۱۰	۰	۰	۶۳۰	۳	۲	۶۰۶۳	۰	۰	۰	۳	۲	۸۰۳۳			۰	۳	۲	۸۴۶۳
میزان کل		۰	۱۴	۲۶۸۸۵	۰	۵	۱۳۹۴۵	۹	۰	۲۱۸۱۲	۳	۸	۱۳۶۴۸	۱۱	۱۴	۳۸۴۸۳	۲	۹	۱۵۸۱۶	۳	۱۱	۵۵۰۶۰	۰	۹	[illegible]

خاکسار فقیر اللہ عفی عنہ - قائمقام محاسب

تازہ ترین خبریں

الہ آباد - ۲۷ - اپریل پاونیر کے نام خاص ولائتی تار مظہر ہے کہ مارننگ پوسٹ کے خاص نامہ نگار قسطنطنیہ کے بیان کے مطابق قوم پرستوں کے مقابلہ جدید ترکی گورنمنٹ کی کمزوری اب صاف طور پر واضح ہوگئی ہے - اس نے نیشنلسٹوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے تین وسائل پر بھروسہ کیا تھا (۱) مذہبی پہلو سے قوم پرستوں کو مطعون کرنا (۲) نیشنلسٹوں کے مخالف لیڈر انزاور کو گورنر جنرل تسلیم کرنا - (۳) اور متحدہ سلطنتوں کی فوجی اعانت پر اعتماد - مگر یہ تینوں صورتیں ناکام ثابت ہوئیں - اور اس بارہ میں امیدیں بے نیل مرام ہوئیں اور انزاور کو شکست فاش ہوئی - اب قوم پرستوں کے مقابلہ پر کوئی بڑا لشکر نہیں رہا - اور متحدہ سلطنتوں کی اعانت صرف ساحلی اقطاع کے کاروبار کے انصرام تک محدود ہے - قوم پرستوں کی طاقت گھٹنے کی بجائے بڑھی جاتی ہے سقوطری کی فوجی پولیس نیشنلسٹوں سے ملگئی ہے - مذہبی مخالفانہ فتاوے کا جواب مصطفےٰ کمال پاشا نے خود اپنی گورنمنٹ قائم کرنے سے دیا ہے اور اس نے اعلان کیا ہے کہ میرا مدعا سلطان اور گورنمنٹ کو بیرونی اثر و اقتدار سے نکالنا ہے -

قوم پرستوں کے تمام دکمال بہ نسبۃ میں جدید گورنمنٹ کیلئے انتخاب عمل میں آیا ہے - سمرنا کی حالت بھی تقریباً ایسی ہی ہے البتہ اس قدر فرق ضرور ہے کہ وہاں قوم پرستوں کو متحدہ سپاہ گھیرے ہوئے ہے

ایڈریانوپل کی فوجی گورنمنٹ نے ایک اعلان شائع کر کے ظاہر کیا ہے کہ امپیریل (سلطانی) احکام اور شیخ الاسلام کے فتاوے کذب صریح ہیں - جو اجانب کے زیر اثر نافذ کئے جاتے ہیں کہا جاتا ہے کہ تھریس یونان کو دیا جائیگا -

ہمارا مذہبی عزم یہ ہے کہ سلطان کو آرمینیوں کے ہاتھوں سے نکالیں اور قتل و غارت ہمارا مدعا نہیں - فتوے میں جو کچھ ظاہر کیا گیا ہے - قوم پرستوں کا مقصد اس سے بالکل مختلف و جداگانہ ہے -

چیف کمشنر صوبہ دہلی نے گورنمنٹ ہند کی منظوری سے تین ماہ کے لئے دہلی میں مفسدانہ جلسوں کے امتناع کا قانون مروج کر دیا ہے - چنانچہ اعلان ہوا ہے کہ ایکٹ مذکور کی دفعہ ۴ کے مطابق کسی ایسے موضوع یا مسئلہ کے استحکام یا بحث کے لئے پبلک جلسوں کا انعقاد جس سے فساد یا پبلک میں جوش و خروش پھیلنے کا احتمال ہو خواہ کسی تحریری یا مطبوعہ شئے کا جو کسی ایسے امر سے تعلق رکھتی ہو اظہار یا تقسیم ناجائز ہوگا تاوقتیکہ اس قسم کے جلسہ کے انعقاد کی اطلاع تین روز پیشتر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی کو دیکر اسکی تحریری اجازت نہ حاصل کر لیگئی ہو -

معجزہ ہجرت - دہلی ۲۹ - اپریل - کارکنان خلافت کی کانفرنس کے توجہ دلانے سے مسلمانوں نے امام جامع مسجد دہلی کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا ہے - کیونکہ [illegible] خطاب شمس العلماء کی واپسی کا مطالبہ کیا گیا تھا جسے انہوں نے نہیں مانا - گذشتہ جمعہ کو امام مذکور کی عدم موجودگی [illegible] میں ان کے لڑکے کو مسجد سے نکل جانے پر مجبور کیا گیا اور مولوی [illegible] نے نماز پڑھائی - اس بارہ میں [illegible] مسٹر آصف علی صاحب کی صدارت سے مسلمانوں [illegible] قرار پایا کہ امام جامع مسجد سے آخری مرتبہ بذریعہ [illegible] شمس العلماء سے دست برداری کے لئے کہا جائے [illegible] کے لئے چندہ کی اپیل کو سرگرمی سے لبیک کہا گیا - [illegible] ایم غلام محمد عزیز سکرٹری خادم المہاجرین نے [illegible] کو ہجرت کرنے کی تحریک کی - ۱۲ آدمیوں نے ہجرت کرنے کے لئے اپنے نام لکھوائے -

مسٹر اینڈریل کی ایک ہندو لڑکی سے شادی

مسٹر جارج ایس ارنڈیل متعلق مسز بیسنٹ کی سوسائٹی مدراس نے بمبئی میں مدراس کی ایک برہمن لڑکی مس کملا نیلکنٹھ شاستری سے سول شادیوں کے رجسٹرار کے سامنے شادی کی -

سررشتہ تعلیم مدراس کے ماتحت سرویس کے [illegible] نے اعداد و شمار کے لئے میموریل بھیجکر اضافہ [illegible] سے کم از کم سو روپے تنخواہ اور مدت ملازمت کے تناسب سے ترقیاں عطا کئے جانے کی استدعا کی ہے -

جلد ۷ | مندرجہ المسیح لاہور یکشنبہ مورخہ ۱۹ شعبان المبارک ۱۳۳۸ھ مطابق ۹ مئی سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۸۳

کلام الامام امام الکلام

اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے
سو سو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بلا کر
مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے
کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے
یہ سب نشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے زندہ
اے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے
اس میں جو پاک بندے اک دن لوٹیں گے
جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے
پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی
لیکن سیہ دلوں کا شیوہ سدا یہی ہے
افسوس سب و توہین سب کا ہوا ہے پیشہ
کس کو کہوں کہ اس میں ہر رزہ درا یہی ہے
احوال کیا کہوں میں اس غم سے اپنے دل کا
گویا کہ ان غموں کا مہماں سرا یہی ہے
دل پھٹ گیا ہمارا تحقیر سنتے سنتے
غم تو بہت ہیں دل میں پر جاں گزا یہی ہے
دنیا میں گرچہ ہوگی سو قسم کی برائی
پاکوں کی ہتک کرنا سب سے برا یہی ہے
غفلت سے غافلوں کو روتے رہے ہیں مرسل
پر اس زماں میں لوگو نوحہ نیا یہی ہے
ہم بد نہیں ہیں کہتے ان کے مقدسوں کو
تعلیم میں ہماری حکم خدا یہی ہے
ہم کو نہیں سکھاتا وہ پاک بد زبانی
تقویٰ کی جڑ یہی ہے صدق و صفا یہی ہے

جواہر ریزے

ملائکہ

(۱) ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ایک بندھا ہوا قانون قدیم سے ہمارے افاضہ کے لئے چلا آتا ہے کہ ہم کسی دوسرے کی توسط سے ہر ایک فیض خدا تعالیٰ کا پاتے ہیں۔ ہاں اس فیض کے قبول کرنے کے لئے اپنے اندر قوٰے بھی رکھتے ہیں۔ جیسی ہماری آنکھ روشنی کے قبول کرنے کے لئے ایک قسم کی روشنی اپنے اندر رکھتی ہے اور ہمارے کان بھی ان اصوات کے قبول کرنے کے لئے جو ہوا پہنچاتی ہے۔ ایک قسم کی حس اپنے اعصاب میں موجود رکھتے ہیں لیکن یہ تو نہیں کہ ہمارے قویٰ ایسے مستقل اور کامل طور پر اپنی بناوٹ رکھتے ہیں کہ انکو خارجی معینات اور معاونات کی کچھ بھی ضرورت اور حاجت نہیں۔ ہم کبھی نہیں دیکھتے کہ کوئی ہماری جسمانی قوت صرف اپنے ملکہ موجودہ سے کام چلا سکے۔ اور خارجی ممد و معاون کی محتاج نہ ہو۔ مثلاً اگرچہ ہماری آنکھیں کیسی ہی تیز بین ہوں۔ مگر پھر بھی ہم آفتاب کی روشنی کے محتاج ہیں اور ہمارے کان کیسے ہی شنوا ہوں۔ مگر پھر بھی ہم اس ہوا کے حاجتمند ہیں۔ جو آواز کو اپنے اندر لپیٹ کر ہمارے کانوں تک پہنچا دیتی ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ صرف ہمارے قوٰے ہماری انسانیت کی کل چلانے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ ضرور ہمیں خارجی ممدوں اور معاونوں کی حاجت ہے مگر قانون قدرت ہمیں بتلا رہا ہے۔ کہ وہ خارجی ممد و معاون اگرچہ بلحاظ علت العلل ہونے کے خدا تعالیٰ ہی ہے۔ مگر اس کا یہ انتظام ہرگز نہیں ہے کہ وہ بلا توسط ہمارے قویٰ اور اجسام پر اثر ڈالتا ہے۔ بلکہ جہاں تک ہم نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں اور جس قدر ہم اپنے ذہن اور سوچ سے کام لیتے ہیں صریح اور صاف اور بدیہی طور پر ہمیں نظر آتا ہے کہ ہر ایک فیضان کے لئے ہم میں اور ہمارے خداوند کریم میں علل متوسطہ ہیں جن کی توسط سے ہر ایک قوت اپنی حاجت کے موافق فیضان پاتی ہے پس اسی دلیل سے ملائک اور جنات کا وجود بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ ہم نے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ خیر اور شر کے اکتساب میں صرف ہمارے ہی قویٰ کافی نہیں۔ بلکہ خارجی ممدات اور معاونات کی ضرورت ہے۔ جو خارق عادت اثر رکھتے ہوں مگر وہ ممد اور معاون خدا تعالیٰ براہ راست اور بلا توسط نہیں بلکہ بتوسط لطیف اسباب ہے۔ سو قانون قدرت کے ملاحظہ نے قطعی اور یقینی طور پر ہم پر کھول دیا کہ وہ ممدات اور معاونات خارج میں موجود ہیں۔ گو ان کی کنہ اور کیفیت ہمکو ... معلوم ہے کہ وہ نہ براہ راست خدا تعالیٰ ہے۔ اور نہ ہمارے ہی قویٰ ہیں اور ہمارے ...

ہی سکتے ہیں۔ بلکہ وہ ان دونوں قسموں سے الگ ایسی مخلوق چیزیں ہیں جو ایک مستقل وجود اپنا رکھتی ہیں۔ اور جب ہم ان میں سے کسی کا نام داعی الی الخیر رکھیں گے۔ تو اسی کو ہم روح القدس یا جبرائیل کہیں گے۔ اور جب ہم ان میں سے کسی کا نام داعی الی الشر رکھیں گے۔ تو اسی کو ہم شیطان اور ابلیس کے نام سے موسوم کریں گے۔ ...... افسوس ان لوگوں کی حالت پر جو فلسفہ باطلہ کی ظلمت سے متاثر ہو کر ملائک اور شیاطین کے وجود سے انکار کر بیٹھتے ہیں اور بینات اور نصوص صریحہ قرآن کریم سے انکار کر دیا۔ اور نادانی سے بھرے ہوئے اعتراض کے گڑھے میں گر پڑے۔ (از آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۸۶ تا ۸۹)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بخیریت ہیں۔

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایک شادی کی تقریب پر کلانور تشریف لے گئے ہیں۔

وفات حسرت آیات۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب کا خورد سال بچہ افسوس ہے کہ ایک لمبی بیماری کے بعد فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولوی صاحب کو نعم البدل عطا فرمادے۔

آج بتاریخ یکم مئی سنہ مسلم ہائی سکول لاہور کے تمام اساتذہ و طلباء کی مجلس میں جناب مولانا مولوی صدرالدین صاحب کے لڑکے کے فوت ہو جانے کی نہایت رنجدہ خبر پر اساتذہ اور طلباء نے پر حسرت الفاظ میں اظہار ملال و افسوس کیا اور مولانا ممدوح کیلئے دعا کی گئی کہ خدا تعالیٰ انکو نعم البدل اور اس صدمہ پر صبر عطا فرمائے۔ نیز تجویز ہوئی کہ اس ریزولیوشن کی ایک نقل مولانا کے مکان پر روانہ کر کے ان کے رشتہ داروں سے ہمدردی کا اظہار کیا جائے۔ دستخط سید غلام مصطفیٰ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول)

ایک اور عظیم الشان انسان کا قبول اسلام۔ کہتے ہیں کہ خدا اپنے خاص بندوں کیلئے بڑا غیور ہوتا ہے چوہدری فتح محمد سیال نے ووکنگ مشن کو طعنہ کیا دیا کہ (اب ووکنگ میں کام بالکل بند ہے) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے دروازے کھول دئے ہر ہفتہ نہایت معزز اور مقتدر ہستیاں حلقہ بگوش اسلام ہو رہی ہیں۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب کا تازہ خط آمدہ از ولایت بہت بڑی خوشخبری لایا ہے مسٹر ای جی لافلش جو سپرچوئلزم مذہب کے لیڈر ہیں اور نہایت قابل لیکچرار ہیں مسلمان ہو گئے ہیں۔ انکو خود تبلیغ اسلام کا بہت شوق ہے ان کی سیکرٹری صاحبہ بھی عنقریب اسلام قبول کرنے والی ہیں۔ ان حضرات کے قبول اسلام سے گویا ایک مشن علیحدہ تبلیغ اسلام کا قائم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے خادموں کے ساتھ ہو!

تلاش رشتہ۔ ایک نوجوان لڑکے کے لئے جسکی عمر ۱۹ سال ہے اور ... ماہوار ... کا کام کرتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۹ مئی سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۸۳

تعدد ازدواج اور مذاہب عالم

(۱)

انسانی عقل و دانش کی فریبندگی اور مخادعت کی داستان بڑی ہی طولانی ہے مگر اس کا اکثر حصہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فریق مخالف کے سراپا کا منظر نہایت بھیانک اور مکروہ دکھلانے میں سعی بلیغ کرتا ہے۔ اور اپنے مقصود اور محبوب کے حسن و احسان کے تذکار میں والہانہ غلو اور اغراق سے کام لیتا ہے۔ اور بدقسمتی سے دنیا میں بہت کم سر ہیں کہ جو اس نشۂ باطل سے سرگراں نہیں۔ مدعیان خلق عظیم اور علمبرداران تمدن و تہذیب با ایں ہمہ ادعاء تہذیب نفس اس فریب عقل اور فتنۂ دانش کے اچھے تلامذہ ثابت ہوئے ہیں۔ علم و تہذیب کے یہ مجسمے جب مادہ کو وزن کرنے کے لئے مقیاس و میزان ہاتھ میں اٹھاتے ہیں تو کاغذ اور اس پر لکھے ہوئے الفاظ کا وزن علیحدہ علیحدہ بتلا دیتے ہیں۔ پر ان کی روحانیات کی قسطاس داڈگون تین مساوی الوزن وجودوں کا تول ان میں سے ایک کے وزن سے رتی برابر زیادہ نہیں بتلاتی۔ ویل للمطففین الخ

علمائے اثریات جب واقعات عالم پر تاریخی حیثیت سے بحث کرتے ہیں تو ہزارہا سال کی تاریخی کڑیاں بغیر کسی قسم کے افتراق اور تقدیم و تاخیر کے باہم منسلک کر دیتے ہیں۔ مگر خدائے باپ اور اس کے اکلوتے بیٹے کی عمر میں ایک ساعت ایک لمحہ تک کا فرق معلوم نہیں کر سکتے ذالک مبلغھم من العلم۔

(۲)

اسلام کا آج سب سے بڑا گناہ یورپین نقطۂ نگاہ میں تعدد ازدواج ہے۔ انگلستان اور دیگر بلاد یورپ میں اس مسئلہ کو نہایت مکروہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے منظر کو نہایت بھیانک دکھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گذشتہ دو تین صدیوں سے ہر ممکن ذریعہ سے اسکو وحشت اور بربریت کی یادگار مشہور ثابت کرنے کی کوشش برابر جاری رہی ہے۔

یورپ کی اندھی تقلید کے سبب بعض اس ملک کے مذاہب بھی اس مسئلہ کی بناپر اسلام کو مطعون کرتے رہتے ہیں ان دجاجلۂ ابلیسیہ کے آئین اخلاق میں تو انسانی عفت و عصمت کے چاک کی خون آلود داستانیں جذبات انسانی کے تہیج اور طغیانی کے خوفناک عواقب اور نتائج مطلقاً معیوب اور مکروہ نہیں پر تعدد ازدواج سے بڑھکر کوئی گناہ نہیں۔ انسانی نفس نے ہمیشہ انسان کو چاہ ضلالت میں گرایا ہے۔ اور اس سے وہ کچھ کرایا ہے کہ جو شاید جانوروں سے بھی ممکن نہ ہو پر سب سے قابل ملامت وہ مذہبی گروہ ہے کہ جو مذہب کی آڑ میں تمام قسم کے مکروہ افعال کا فتوے دیتا ہے اور یہی وہ فرقہ ابلیسیہ ہے کہ جسکے اندر دسائس نفوس کی بہترین مثالیں پائی جاتی ہیں۔ مذہب تاں خدا کی ہدایت اور رشد کی راہ بتلاتا ہے کہ زمانہ کی حرامکاریوں کے طریق سے منتبس کرنا اور تقویٰ و پاکیزگی کی راہوں کو زمانہ کے خون سے چھوڑ دینا اس فرقۂ ضالہ کے اعمال کبریٰ میں سے ہے۔

(۳)

ہندو مذہب اور تعدد ازدواج اصولاً ہر ایک مذہب اپنی کتاب مقدس اور مذہبی روایات کا پابند ہے۔ کسی مذہب کے جواز یا عدم جواز پر فتوے لگانے سے پیشتر ہمیں ان دونوں سے استصواب کر لینا نہایت ضروری ہے۔ گذشتہ دنوں لاہور کے ایک مذہبی جلسہ میں صاحب صدر کو ایک ہندو دوست نے دوران جلسہ میں یہ چیلنج دیدیا کہ آپ نے ہندو مذہب پر تعدد ازدواج کا الزام لگایا ہے ہمیں اس مضمون پر بحث کے لئے آپکو چیلنج دیتا ہوں۔ چونکہ وہ جلسہ کوئی مذہبی مناظرہ کی مجلس نہ تھی اس لئے معزز صدر نے اس کا مختصراً نہایت معقول جواب دیدیا۔ لیکن یہ مسئلہ حل نہ ہو سکا۔ کہ آیا تعدد ازدواج ہندو مذہب کی رو سے جائز ہے یا ناجائز۔ سب سے پہلے میں مذہبی روایات کو لیتا ہوں:-

(۱) کشیپ رشی جو وید کے اکثر سوکتوں کا مصنف ہے اسکی دو بیویاں تھیں۔ ایک کا نام دتی اور دوسری کا نام ادتی تھا

(۲) شری کرشن جی مہاراج کے والد واسدیو نے سات عورتوں سے ایک ہی وقت میں شادی کی تھی سب سے چھوٹی یعنی دیوکی کے بطن سے کرشن جی پیدا ہوئے۔

(۳) وسیجے ایک بہت بڑے رشی گذرے ہیں اُن کی ایک دو نہیں بلکہ سو بیویاں تھیں۔ اُنکی ایک بیوی کے بطن سے گردن رشی پیدا ہوئے۔

(۴) مہرشی یاگیہ ولکیہ جن کا درجہ ویدک رشیوں میں بہت بلند ہے ان کی دو بیویاں تھیں۔ کاتیاینی اور میتریئی۔ ان دونوں عورتوں کے علم و فضل کی ہندو اور آریہ قوم انکار مداح ہے۔ (دیکھو برہدارنیا کا اپنشد ۴ ۲ و ۵ ۴)

(۵) شری کرشن جی نے خود متعدد عورتوں سے شادی کی۔ سناتن دھرمی تو ان کی ہزاروں بیویاں بتلاتے ہیں تاہم روایات نظرانداز کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

(۶) راجہ دشرتھ کی تین رانیاں تھیں۔ کوشلیا کیکئی اور سومترا۔ ان تینوں رانیوں سے چار لڑکے۔ شری رامچندر جی۔ بھرت جی لکشمن جی۔ اور سترگن جی پیدا ہوئے۔

(۷) راجہ پانڈو کی دو بیویاں تھیں۔

(۸) کوروں کے باپ دھرت راشٹر کی متعدد بیویاں تھیں۔

(۹) ارجن جی کی دروپدی کے علاوہ تین اور عورتیں تھیں۔

(۱۰) خود شارع ملت منوجی مہاراج کی دس بیویاں تھیں (دیکھو ستیارتھی سنگھتا - ۱ ۵/۸) (باقی۔ باقی)

خطبہ جمعہ

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ)

(مورخہ ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء)

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا و انتم مسلمون ٥ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً...... الی.... ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون ٥

حدیث شریف میں قرآن کریم کی نسبت حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا انھا ستکون فتنۃ قلت ما المخرج منھا یا رسول اللہ قال کتاب اللہ فیہ نبا ما قبلکم و خبر ما بعدکم و حکم ما بینکم ھو الفصل لیس بالھزل من ترکہ من جبار قصمہ اللہ و من ابتغی الھدیٰ فی غیرہ اضلہ اللہ و ھو حبل اللہ المتین و ھو الذکر الحکیم و ھو الصراط المستقیم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک عظیم الشان فتنہ دنیا میں ہوگا۔ میں نے کہا کہ اس سے بچنے کی کیا راہ ہے اے رسول اللہ (صلعم) فرمایا اللہ کی کتاب قرآن۔ اس قرآن کے اندر اطلاع ہے تم سے پہلے لوگوں کی (اور وہ سب خبریں تمہارے حال پر چسپاں ہیں) اور اس میں خبریں ہیں جو تم سے بعد ہونیوالی ہیں (یعنی جو کچھ تم پر پڑنے والا ہے وہ اس میں مذکور ہے) اور جو امور تمہارے درمیان ہوں۔ اُن کا فیصلہ بھی اس میں ہے اس میں کوئی باطل بات نہیں جو اسکو کسی ظالم کے خوف سے چھوڑ دیگا۔ اللہ تعالے اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا اور جو اسکے سوا کسی سے ہدایت طلب کرے۔ اللہ اسکو ناکام کریگا۔ اور وہ اللہ کا حبل متین ہے اور خدائے حکیم کا ذکر ہے اور یقیناً وہی صراط مستقیم ہے۔"

پس چاہئے کہ ہر ایک مسلمان اپنے فرائض کو ادا کرے اور تمام [illegible] بحبل اللہ جمیعاً اللہ تعالیٰ کے رسے قرآن کریم کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ جس قدر فتنے آج مسلمانوں پر پڑے ہیں۔ اُن کے تین علاج قرآن کریم نے بتلائے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہر ایک شخص اپنے فرائض کو ادا کرے۔ اور سب ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہو جیسا کہ فرمایا۔ اتقوا اللہ حق تقاتہ۔ مگر فرداً فرداً ادائیگی فرائض ہی کافی نہیں جبتک کہ اسکے ساتھ اجتماع و اتحاد قومی نہ ہو۔ اسلئے جہاں اتقوا اللہ کی تعلیم دی۔ وہیں دوسری ضرورت اجتماع و اتحاد قومی بتائی:-

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

اس اتفاق کی راہ بھی خود ہی بتلائی کہ تمام فروعی باتوں کو نظرانداز کرکے قرآن کریم کو مضبوط پکڑ لو۔ اس اتفاق اور اتحاد کی برکات کی مثال میں عرب کو پیش کیا واذکروا اذ کنتم اعداءً فالف الخ کہ عرب جس کے تمام اجزا ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنیوالے تھے کس طرح اتفاق اور اتحاد سے بھائی بھائی بن گئے۔ اسی قرآن کی بدولت وہ اجزا جو ریت کے ذروں کی طرح بکھرے ہوئے تھے ایک پہاڑ کی طرح مستحکم ہو گئے۔ مگر اپنی اپنی جگہ نماز روزہ ادا کرتے اور اجتماع قومی پیدا نہ ہوتا تو کبھی کامیاب نہ ہوتے اس لئے دوسرا علاج قومی اتفاق اور اتحاد بتایا ہے۔ یہ دونوں علاج بھی فتنوں سے نکلنے کے لئے کافی نہیں تھے اس لئے ایک تیسرا علاج ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون ٥ بتایا کہ دعوت الی الاسلام اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیوالا ایک گروہ تم میں رہے۔ اور انہی کو کامیاب گروہ بتایا۔ مسلمانوں نے اس وقت دعوت الی الاسلام چھوڑ رکھی ہے۔ یہی کامیابی کی راہ تھی۔ جسکو انہوں نے چھوڑ دیا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کر دیا۔ یہ علماء کا کام تھا۔ گروہ اس سے بیگانہ بن بیٹھے۔ وہ علماء جو نبیوں کے وارث تھے۔ العلماء ورثۃ الانبیاء اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

جس طرح انبیاء کا کام دعوت و تبلیغ ہوتا ہے اسی طرح علماء کا کام دعوت الی الاسلام تھا۔ ان کا یہ کام تھا کہ خود اچھے راہ پر چلتے۔ اور قوم کے سامنے اچھی باتیں پیش کرتے۔ کہ اس میں تمہاری بھلائی ہے۔ قوم کے اندر کوئی برائی دیکھتے تو انہیں متنبہ کرتے کہ اس کا انجام اچھا نہیں۔ مگر انھوں نے اس کام کو ترک کر دیا۔ اسی کی ذمہ واری اب ہم لوگوں نے اپنے سر پر لی ہے۔ اور دعوت الی الاسلام کو اپنا خاص کام قرار دیا ہے۔ مگر اس دعوت الی الاسلام میں

کامیابی حاصل کرنے کے لئے

باقی دو باتوں پر بھی عمل لازمی ہے۔ انکو ہم ترک نہیں کر سکتے۔ دعوت الی الاسلام۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بہت بڑے کام ہیں۔ جس طرح یہ کام بڑے ہیں اسی طرح یہ بڑی بڑی قربانیوں کو چاہتے ہیں۔ لیکن جب بڑے مقام پر کھڑا ہو کر کوئی شخص قربانی نہیں کرتا تو اس کے لئے ذلت بھی انتہا درجہ کی ہوتی ہے۔ علماء کو ایک طرف انبیاء کے وارث کہا۔ مگر دوسری طرف علماء کو ہی شرّ من تحت ادیم السماء بھی قرار دیا۔ یعنی بدترین مخلوق۔

جس قدر بلندی سے کوئی شخص گرتا ہے۔ اسی قدر پستی میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح یہ علماء نہایت بلند مقام سے گر کر علماءھم شرّ من تحت ادیم السماء کے مصداق ہو گئے۔ اس لئے تمکو اس ٹھوکر سے بچنا چاہئے۔ اور بڑی بڑی قربانیوں کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اور اپنے آپ کو کامل طور پر قرآن و حدیث کی اتباع میں لگا دینا چاہئے یہ پرواہ نہ کرو کہ

ہم تھوڑے ہیں

دنیا میں جب کبھی کوئی انقلاب ہوتا ہے تو اسی طرح ہوتا ہے کہ ایک چھوٹی سی جماعت ایک اعلٰے نمونہ کو لیکر باہر نکل آتی ہے اور یہی دوسروں کے لئے کشش کا موجب ہو جاتی ہے مگر جب قوم کی حالت خراب ہو تو جو لوگ باہر سے آتے ہیں ان پر بھی اس کا اثر پڑ جاتا ہے۔ جماعت کی مثال ایک درخت کی مثال ہے جس طرح سے ایک درخت زمین سے ہوا سے دھوپ سے اور اجزا لیکر انکی اصلاح کرکے اپنے قالب میں ڈھال لیتا ہے۔ اسی طرح ایک قوم کی بنیاد جب درست ہو تو وہ دوسروں میں سے اپنے حسب منشاء اجزا کو لیکر انکو اپنے قالب میں ڈھال لیتی ہے۔ جب سوسائٹی کی

بھی ترکوں کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ بالشویکوں نے روس میں کیا ہے۔ ہم کو ہر روز یہ بتلایا جاتا ہے۔ کہ یہ پالیسی جو جرمنی کے معاملات کے متعلق تھی نا کام ثابت ہوئی کہ وہ وہ طریقہ جو جرمنی سے ہوا اسکو درست کر سکتا ہے۔ صرف یہی ہے کہ اسکو اپنا کیا بتایا جائے۔ اور گزشتہ ر[illegible] پر عمل کیا جائے۔ لیکن کیوں ہم عثمانی حکومت کے ساتھ رافی نامہ نہیں کر لیتے۔ اور کیوں جرمنی کے ساتھ نرم دلی کا برتاؤ کرتے ہیں دونوں ہمارے دشمن تھے۔ بلکہ جرمنی اپنے سہمیتیں کے زور سے انتہا درجہ کا خطرناک اور دونوں سے زیادہ سنگدل تھا۔ اگر اعتدال سیاسی دانشمندی کی کسوٹی ہو تو بہتر ہوگا۔ کہ اسکو قسطنطنیہ کے بارہ میں استعمال کریں بہ نسبت برلن کے قتل عام کی بابت پوچھو تو ہم ہندوستان کے وفد خلافت سے اس امر میں اتفاق رائے رکھتے ہیں کہ بیشتر اسکے کہ ہم کوئی خطرناک تجویز عمل میں لائیں۔ ہم کو پہلے تحقیقات کا کام کریں۔ جن سے جدال وقتال کا بخوبی اندازہ ہو جائے۔ اور ذمہ داریاں ٹھیک طور سے قرار دیجا سکیں بالشویک پر قتل عام کا الزام لگایا جاتا ہے اور انکے دوستوں کو اس [illegible] خیال رہتا ہے کہ بیشتر اسکے کہ ہم فیصلہ کی طرف دوڑیں سب سے اول شہادتوں کی چھان بین کرنی چاہیے۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا سلطان بلحاظ لینن کی نسبت کم کرنا چاہیے! نہیں ہم کھلے دل سے اس پالیسی کو مشتبہ سمجھتے ہیں ترکی فیصلہ گمبیڈ سٹون کے پہلے دو ہر انے سے حاصل ہو سکتا ہے اسکے لئے نا عاقبت انگریزوں کی طرف سے علیحدگی اور ان واقعات کا تسلیم کرنا ہے جنکو نظر انداز کرنے سے سلطنت خطرے میں پڑ جائیگی۔ ہم اس بات کا پھر اعادہ کرتے ہیں کہ ترکوں کو آئندہ کیلئے علیحدہ نہیں چھوڑ دینا چاہیے۔ اور کہ یہ ملک خاص طور پر اپنے تجربہ سے اس قابل ہو گیا ہے کہ عثمانی نظم ونسق کو اپنے ہاتھ میں لے ہم ان خاص مفاد کو جو فرانس کو ٹرکی میں حاصل ہیں۔ نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اور ہم خیال کرتے ہیں کہ انکی حفاظت ہو سکتی ہے۔ اگر اتحادی ترکی ساحل پر قابض ہوں۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جغرافی نقطۂ خیال سے ترکوں کو ایک ایسا پوزیشن حاصل ہے کہ برطانیہ عظمیٰ اسکو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ کیونکہ کسی یورپی طاقت کی دستبرد کی صورت میں وہ برطانوی مفاد کی حفاظت میں ایک مضبوط حد فاصل کا کام دے سکتے ہیں۔ (از وکیل)

مارشل لا کے ایام میں عورتوں کی بےعزتی و بیحرمتی

سماۃ بلوچن کا بیان: ایام مارشل لا میں میں دیگر عورتوں کے ساتھ گرفتار کر کے تھانہ میں بھیجی گئی۔ انہوں نے ہمیں کہا۔ کہ بڑے کا ٹوٹا ہوا مال ہمیں دیدو۔ [illegible] رکھی اور رانی کو بھی یہی کہا گیا۔ ہم سب کے ساتھ بہت بُرا سلوک روا رکھا گیا۔ مجھے ..... اُتارنے کے لئے کہا گیا۔ اور پولیس کے دباؤ سے میں نے ایسا کر دیا۔ میری بہن اقبالن کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا۔ پولیس کے تمام آدمی اس پر ہنستے اور کھلی اُڑاتے تھے۔ ۱۰ بجے رات کو ہمیں گھروں کو جانے کی اجازت دی گئی۔ لیکن صبح کے ۷ بجے ہمیں پھر بلایا گیا یہ عمل پانچ دن تک برابر جاری رہا۔ کئی دفعہ ہماری ..... کی جگہوں میں چھڑیاں دھکیلی جاتی تھیں۔ ہم سب کو بیدوں سے پیٹا جاتا تھا۔ اور ہر وقت بُرا بھلا کہا جاتا تھا۔ اسکے بعد ہم سے مفصلہ ذیل رقوم لیکر ہمیں گھروں کو جانے کی اجازت دی گئی۔ بلوچن ۴۰ روپیہ رانی ۳۰ روپیہ رکھی ۲۰ روپیہ اقبالن ۔ [illegible] اور میری بہن نیروزہ نے ۱۰ روپیہ (نوٹ) بلوچن کا مندرجہ بالا بیان رانی [illegible] اور رکھی کو پڑھ کر سنایا گیا۔ اور انہوں نے تسلیم کیا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے انہوں نے بھی اپنے انگوٹھے ثبت کر دیئے ؛

دھن دیوی کا بیان: میرا گھر کوری شاہ کوچہ میں متصل کوروالا کنواں ہے۔ میں بیوہ ہوں اور میرا صرف ایک بچہ ہے۔ میں اور میرا بچہ دونوں بیمار تھے۔ جب میں ڈاکٹر کے پاس سے واپس آئی۔ تو جرنیل معہ فوج کے بازار میں آیا۔ ہمارے گھر میں کوئی تیسرا آدمی موجود نہ تھا۔ جو ہمیں پانی ہی مہیا کرتا۔ ہمارے گھر میں چاول تو تھے۔ لیکن دودھ نہ تھا۔ آٹھ روز ہم نے پانی کے بغیر گذار دیئے۔ جب ہمارا اسباب آخر کیا تو ہمارے سامنے سوال یہ تھا کہ ہم پانی کیونکر حاصل کریں۔

رات کے وقت تو مارشل لا تھا اور دن کے وقت وہاں فوجی سپاہی رہتے تھے۔ ایک دن میں اور ایک اور خاتون پانی لانے کے لئے کنوئیں پر گئیں۔ فوجی سپاہی ہمارے پیچھے دوڑے۔ اللہ ہم برتن کنوئیں پر چھوڑ کر گھروں میں آگھسیں ؛

(عام)

مُذاکرۂ علمیہ

چند غیر مسلم احباب کے چند سوالات کے جوابات

سوال۔ قرآن میں لکھا ہے وفی السّماء رزقکم وماتوعدون۔ یعنی تمہارا رزق آسمان میں ہے اور باقی جن جن خوش نما چیزوں کے وعدے دیئے گئے ہیں وہ بھی آسمان میں ہی ہیں۔ حالانکہ ہر ایک رزق زمین سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ ورنہ بتاؤ۔ آسمانی رزق پکا لکایا کس نے کھایا۔ کس کو ملا۔ مختصراً ؛

الجواب: آپ نے خود ہی غلط ترجمہ کر کے خود ہی اس پر اعتراض کر دیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ پہلے آپ اس آیت کا ترجمہ کسی قرآن دان سے سمجھ لیتے۔ اور اعتراض کی تکلیف نہ اُٹھاتے۔

یہاں آیتہ مذکورہ میں سماء سے مراد آسمان نہیں ہے بلکہ عمدہ بارش (مینہ) ہے۔ بارش ہی سے زمین سے ہر ایک رزق پیدا ہوتا ہے۔ اگر بارش نہ ہو۔ تو نہ غلہ۔ نہ چارہ۔ نہ جانور۔ خشک سالیوں کے واقعات دنیا پر پوشیدہ نہیں ہیں۔ مفسرین نے بھی یہاں سماء کے معنے بارش کے لکھے ہیں۔

عن الضحاک فی قولہ وفی السّماء رزقکم قال المطر (صفحہ تفسیر ابن جریر جلد ۲۶) دیکھو حسان بن ثابت شاعر النبیؐ نے بھی سماء کے معنے نبی کریم صلعم کے سامنے بارش کے کئے ہیں جیسے کہ ایک شعر میں لکھا ہے ؎

دیارٌ من بنی الحسحاس قفرٌ
تعفیہا الروامس والسّماء

ایسا ہی عرب کے ایک اور شاعر نے بھی لکھا ہے ؎

اذا سقط السّماء بارض قوم
رعیناہ وان کانوا غضابا

ایسا ہی قرآن شریف کی ایک دوسری آیت میں آیا ہے وجعلنا من الماء کل شیءٍ حیٍّ اور فقرہ وما توعدون سے پہلی آیت میں یوم ہم علی النار یفتنون اور آیت انّ المتقین فی جنّٰت وعیون جن کے یقینی ہونے پر بدیں الفاظ قسم کھائی گئی ہے۔ فورب السّماء والارض انہ لحق۔ پس جس طرح بارش سے رزق کی پیدائش یقینی اور چشم دید ہے اسی طرح نعماء جنت حور وغلمان کے وعدے بھی یقینی اور سچے ہیں۔ یہاں آیت وفی السّماء رزقکم تو وعدہ جنت کی تصدیق پر ایک گواہ کے ہے۔ فتدبّر۔

سوال۔ انّ المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللّٰہ احدًا۔ اس پر اعتراض یہ ہے۔ کہ جب سب مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں تو مسجد الحرام کے لئے کونسی خصوصیت ہے۔ جس کی طرف نماز میں منہ کر کے پڑھی جائے۔

الجواب: یہاں پر ہمارے مہربان مہاشہ [illegible] صاحب نے آیتہ کے غلط ترجمہ کی بنا پر اعتراض کر دیا ہے۔ ورنہ یہاں آیت مذکورۃ میں مساجد سے مراد نماز ہی ہے۔ جیسے کہ آیات ذیل میں مسجد سے مراد نماز ہی ہے اقیموا وجوھکم عند کل مسجدٍ اور آیت یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجدٍ (سورہ اعراف رکوع ۳)

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سب مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں یعنی ہر ایک مسجد خدا ہی کی عبادت کے لئے ہی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے بجز اس ایک مسجد مکہ کے اور کسی مسجد کو مسجد حرام قرار نہیں دیا۔ اور جو خصوصیت اس مسجد مکہ کے لئے قرار دی گئی ہے اور کسی مسجد کے لئے نہیں ہے۔ غور کرو آیات ذیل پر۔ لمسجدٌ اُسّس علی التقوٰی من اوّل یومٍ احقّ ان تقوم فیہ۔ (سورہ توبہ) لتدخلنّ المسجد الحرام (توبہ) فولّ وجہک شطر المسجد الحرام (بقرہ) ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام (بقرہ) [illegible] ۱۶ جگہ خاص مسجد مکہ کو مسجد حرام کہا گیا ہے۔ مگر باقی دنیا کی کسی مسجد کو مسجد حرام کا خطاب نہیں دیا گیا اور اسکی ایک یہ خصوصیت بتائی گئی ہے کہ مسجد مکہ سب دنیا کی مساجد سے پہلے کی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ خدا کا منشا یہ ہے کہ مشرق اور مغرب۔ جنوب اور شمال کے سب باشندے ایک طرف نماز پڑھنے کی وجہ سے متفق اور ہم عقیدہ رہیں۔

سوال ۳۔ قرآن شریف میں لکھا ہے اللّٰہ الذی خلق سبع سمٰوٰتٍ ومن الارض مثلہنّ (سورہ طلاق) خدا وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور انہیں کی مثل سات زمینیں۔ اس پر سوال یہ ہے۔ کہ تمام اسلامی ممالک کے مدارس میں جو کرۂ زمین بنا ہوا استعمال ہوتا ہے۔ اس میں زمین ایک ہی جزو قرار دی گئی ہے۔ پھر اس ایک جزو پر سات کا لفظ کیونکر جائز ہو سکتا ہے اور بلحاظ ہفت اقلیم ہونے کے بھی اس ایک کرۂ ارض کو سات زمینیں کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ ارض کا لفظ ان سب اقالیم پر حاوی ہے۔ مختصراً۔

الجواب ۳۔ قرآن شریف نے جب اس ایک کرۂ ارض کو بلحاظ ہفت اقالیم ہونے کے سات زمینیں نہیں قرار دیا۔ تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم قدرت الٰہی کو اپنی تاویلات سے صرف اس زمین اور آسمان کے اندر محدود کریں۔ میں تو سات آسمانوں کے اندر بصورت ذیل تسلیم کرتا ہوں جن پر قرآن شریف کے صریح الفاظ گواہ ہیں۔ دیکھو نقشہ مندرجہ ذیل :-

یہی صورت ہے تب ہی تو خدا تعالیٰ نے فرمایا یتنزّل الامر بینہنّ لتعلموا انّ اللّٰہ علٰی کل شیءٍ قدیر وانّ اللّٰہ قد احاط بکل شیءٍ علمًا۔ ان سات زمینوں پر خدا کا یکساں حکم نازل ہوتا ہے اور ان سب آسمانوں اور زمینوں پر اللہ تعالیٰ کا علم حاوی ہے اور اسی کے مطابق ایک صحیح اور مستند حدیث میں ہے۔ جو نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ انّ اللّٰہ خلق سبع ارضین فی کل ارضٍ آدم کآدمکم ونوحٌ کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وموسٰی کموسٰکم وعیسٰی کعیسٰکم ونبیٌّ کنبیّکم۔ اب اگر ان سب انبیاء کا وجود اسی کرۂ ارض میں تسلیم کیا جائے۔ جس میں امریکہ اور ہندوستان ہے تو پھر یہ حدیث بالکل غلط ٹھیرتی ہے کیونکہ یہ کبھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ اس کرۂ ارض کے کسی گوشہ پر کوئی اور آدم ہمارے آدم جیسے اور محمد ہمارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسے گذرے ہوں۔ بعض علما نے حدیث مذکورہ میں کاف تشبیہہ کا قرار دیکر اس حدیث کی یہ تفسیر کی ہے کہ ان باقی ارضین میں ان انبیاء کے مثیل گذرے ہیں لیکن یہ تفسیر بوجوہات مجھے پسند نہیں ہے اول یہ کہ آیۃ قرآن میں یتنزّل الامر بینہنّ آیا ہے جس سے صریح پایا جاتا ہے کہ باقی ارضین کے انبیاء بھی اس زمین کے انبیاء کی طرح مستقل براہ راست نبی ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کرۂ ارض کے کسی گوشہ پر اگر کوئی اور محمد گذرا ہوتا ہے تو اسکے بعد اس کی امت کا بھی پتہ ہوتا۔ اور اسکی امت میں خلفاء اور اولیاء بھی ہوتے۔ اور بقول عقیدہ فرقہ محمودیہ نبوۃ ابھی تو ختم نہیں ہے۔ پھر اب تک ان سات زمینوں میں امریکہ میں نبی کیوں نہ پیدا ہوا۔ کہ امریکہ کے نبی محمد کے بعد سلسلہ نبوۃ یا خلافت ختم ہو گیا جہاں تبلیغ اسلام کے لئے محمودی مبلغ کو جانا پڑا۔ اور کیا وجہ ہے کہ امریکہ کے آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد کا کوئی صحیفہ موجود نہیں۔ اور نہ ہی اُن کی قبروں کا نام ونشان ہے فتدبّروا !؛

خاکسار۔ محمد یمین دانوی

مُراسلات

خلافت کیلئے یوم الدعا

قل اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیٔ قدیر (قرآن شریف)

"اے اللہ ملک کے مالک - جسکو تو چاہے ملک بخشدے - اور جس سے چاہے ملک چھین لے - جس کو چاہے - عزت دے - اور جس کو چاہے ذلت دے - ہر قسم کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے - بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے"

دنیا کا عظمت [illegible] تاریخ کی [illegible] کے انقلاب [illegible] سلاطین کے عزل و نصب کا [illegible] انگیز نظارہ دنیا کے پیش نظر ہو چکا ہے - آغاز جنگ کے ساتھ ہی شاہ بلجیم کو مسند حکومت سے الگ ہونا پڑا اور جرمنی کے عظیم الشان فتوحات کے نہ رکنے والے سیلاب کے آگے شاہ موصوف کو بھی بھاگتے ہی بنی - اور اس نے جاکر انگلستان میں پناہ لی - اسی طرح شاہان سرویہ - مانٹی نیگرو کو اپنے آبائی تاج و تخت سے مفارقت اختیار کرنی پڑی اور ایک طویل عرصہ تک ممالک غیر میں پناہ گزین ہونا پڑا - ہمیں کوئی بتائے - کہ وہ کون طاقت تھی - کہ جس کے احکام کے ماتحت مذکورہ بالا انقلابات و تغیرات واقع ہوئے - جنگ کا پانسہ آخر پلٹا - اور مغلوب غالب ہو گئے - جرمنی جس کے زبردست اور کوہ شکن حملوں نے دنیا کی عظیم ترین طاقتوں کی بنیادیں ہلا دی تھیں - ایسا گرا - کہ اس کی تباہی اور ذلت میں کسر نہ رہی - ذرا اُس کی حالت پر غور کرو - کون روس ہے جو تمام دنیا کا بلحاظ وسعت کے پانچواں حصہ ہے - اور جس کی وسعت کے اندر ایک دنیا سمائی ہوئی ہے - کہاں ہے آج زار روس! وہ جس کی شوکت و عظمت کے آگے سب بڑی بڑی حکومتیں بلرزہ میں تھیں - اور جس کی سعیت کو ممتنعات میں سے سمجھا جاتا تھا - سلطنتوں کے تغیرات اور تبدلات حکم الٰہی کے ماتحت وقوع پذیر ہوتے ہیں اس میں شک نہیں - کبھی سلطنت معرض زوال میں آتی ہے - [illegible] حکومت مٹ جاتی ہے لیکن اللہ تعالےٰ اپنی صفات علیمیت اور حکمت کے ماتحت حکومتوں اور حکمرانوں کو بدلتا رہتا ہے -

بقولہ تعالےٰ :- نحن خلقنٰھم و شددنا اسرھم و اذا شئنا بدلنا امثالھم تبدیلا (سورہ دہر)

حقیقت یہ ہے - کہ جرمنی کی عظیم طاقت اور قوت کے مقابلہ میں کسی دوسری سلطنت کے ٹھہرنے یا فتح پانے کی ہرگز توقع نہ تھی - کیونکہ ہر میدان میں ہر حریف کو اُس نے نیچا دکھایا - جس طرف اسکی افواج نے حرکت کی - ان علاقوں کو تہس نہس کر دیا - لیکن یہ سب توقعات آخر باطل ثابت ہوئیں - اور دنیا کا جنگی دیوتا بالآخر مغلوب ہوا - اور ایک عاجز اور بیکس انسان کی طرح ہالینڈ میں اقامت اختیار کی - تاج و تخت سے اسکو علیحدہ کیا گیا -

ان سب انقلابات سے ایک عاقل انسان اندازہ لگا سکتا ہے - کہ ملوک و سلاطین کا عروج و زوال اور اُسکا کمال اور اضمحلال سب اللہ کریم کے ہاتھ میں ہے - ٹرکی کو اس عظیم ترین جدوجہد میں ناقابل تلافی صدمہ اٹھانا پڑا - نہایت وسیع علاقے اسکی سلطنت سے الگ ہو گئے - اور اب یہاں تک نوبت پہنچی ہے - کہ قسطنطنیہ پر بھی فوجی قبضہ کرنے اور ترکی حکومت کے وہاں سے اخراج کی تدبیریں کی جا رہی ہیں - جنگ کے ختم ہونے کے بعد نئے سرے سے دنیا میں فتنہ - اور جنگ و جدل کی بنیادیں ڈالدی گئی ہیں - دنیا میں رہی سہی اسلامی سیادت کا مظہر ترکی حکومت ہی باقی ہے اور مسلمان سچا طور پر سلطان المعظم کو خلیفۃ المسلمین تصور کرتے ہیں اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی ارادت اور عقیدت حضرت سلطان المعظم سے وابستہ ہے - اسوقت تمام دنیائے عیسائیت مسلمانوں کو صرف اس جرم پر کہ وہ خدائے واحد کے پرستار ہیں مٹانے پر تلی ہوئی ہے - اور کوشش کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا جاتا - مسلمانوں میں جوش اور غصہ کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے - کیونکہ مذہب اسلام اُس کی محبوب ترین شئے ہے اور وہ سب کچھ گنوا کر بھی اسکو اپنے ہاتھ سے نہیں دینا چاہتے - یہی انکا اولین اور آخرین اثاثہ ہے - لیکن ہمارا [illegible] اس وقت مسلمانوں [illegible] ہے - حکومت کا ضعف یا اس کا ہاتھوں سے نکل جانا اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہے - مصیبت گناہ سے پیدا ہوتی ہے - اور خشوع اور خضوع اور اللہ تعالےٰ کی جناب میں عجز و انکساری سے دعائیں کرنے سے دُور ہو جاتی ہے - مسلمانوں پر اس وقت نہایت شدید مصائب آ رہی ہیں - ہر جانب سے اُن کو تشویش آمیز خبریں پہنچ رہی ہیں - دول فرنگیہ اسلام کے مٹانے پر آمادہ اور کمر بستہ ہیں - لیکن مسلمانوں کا اسوقت وارفتہ اور پریشان ہوکر اللہ کریم کے سامنے نہ گڑگڑانا جلتی آگ پر تیل ڈالتا ہے - کیونکہ مصیبت کا آنا ہی اس امر کا صریح اشارہ الٰہیہ ہوتا ہے - کہ ذات صمدیت مآب کے سامنے تضرع اور الحاح کیا جائے - اور اس کے ساتھ ہی دین کی راہوں پر قدم مارنے کی کوشش کی جاوے - خلافت کے معاملہ میں مسلمان کئی طریقوں سے غم و غصہ کا اظہار کر رہے ہیں - ہڑتالوں کی صورت میں - کاروبار کے بند کرنے کی صورت میں - ملازمتوں سے علیحدہ ہونے کی صورت میں - میرے خیال میں یہ سب طریق تقویٰ کے خلاف ہیں - کاروبار ہم بند کیوں کریں - اور ملازمتوں سے الگ ہوکر اپنے آپ کو اور اپنے اعزہ و اقارب کو خاص تکلیف میں کیوں ڈالیں ملک ہمارا ہے - اور ملکی روپیہ کا حاصل کرنا ہمارا حق ہے - لیکن اگر ملازمتوں سے لوگ صرف اس لئے الگ ہوتے ہیں - کہ وہ سیاسی مجالس میں ملازم سرکار رہتے ہوئے شریک نہیں ہو سکتے - تو اس شدید مصیبت کے وقت ان معمولی امور کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے - بلکہ ملازم سرکار ہوکر بھی ٹرکی کی اعانت کو اپنا خاص حق سمجھنا چاہئے - کیونکہ ہماری ہمدردی خلیفۃ الاسلام سے دکھاوے یا مصنوعی نہیں - بلکہ بفضلہ تعالےٰ قدرتی اور دلی ہے - اور کسی صورت میں بھی ہم اس سے جدا نہیں ہو سکتے - اس لئے سب سے بڑی ضرورت اس موقع پر دعا ہے - ہمیں مناسب ہے - کہ ہفتہ میں ایک بار یا مہینہ میں دو بار یا کم ازکم ایکبار ہی ہم اپنے اپنے شہروں میں خاص دعا کے لئے جمع ہوں اور ہمارا کوئی فرد خورد ہو یا کلاں حتے المقدور غیر حاضر نہ رہنے پائے - اوّل علمائے عظام اپنے مواعظ سے حاضرین کو خلافت سے بیش از بیش ہمدردی اور اعانت کی تلقین فرمائیں - اس کے بعد نہایت خشوع اور تضرع سے حضرت باری تعالےٰ کی درگاہ میں گریہ و نالہ سے دعا فرمائیں - اور یہ سلسلہ دعا کا فرداً فرداً ہر شخص اپنی نمازوں میں جاری رکھیں - لیکن اس خاص دن کو یوم الدعا کہا جائے اللہ کریم نے حضرت یونس ؑ کی امت کی مصیبت اور تکلیف کو اپنی رحمت سے امن میں بدل دیا تھا - اسی طرح مسلمان اگر عالمگیر طور پر اس طریق سے فائدہ اٹھائیں - تو امید ہے بفضلہ تعالےٰ اپنی تمام مرادیں حاصل کریں گے - اور اللہ تعالےٰ ایسے اسباب حسنہ پیدا فرمادے گا - کہ اعدائے ملت زبون اور خوار ہوں گے - اور مسلمان پہلے سے بڑھ کر تمام عالم میں حکمران نظر آئینگے - خلافت کمیٹیوں کو اس طرف توجہ کرنا لازم ہے - علمائے وعظ و نصیحت سے ایک عام [illegible] کی تحریک پیدا ہو جاویگی - اور قرآن اور احادیث سے اپنے مسلمان بھائیوں کی اعانت کو ثابت کیا جائے اور موجودہ صورت حالات کی تائید میں دینی حوالجات لوگوں کو سنائے جائیں - تاکہ خوف و ہراس کی جگہ دلیری اور شجاعت عود کر آئے - اور مسلمان حق نماؤں کو شک کرنے سے منصب حکومت سے گرائے گئے ہیں - اس دین کو مستحکم پکڑنے سے اپنی ماضی کی عظیم الشان شوکت کو حاصل کریں -

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ؎

خاکسار - احقر العباد - غلام حسن

تصوّف کی بیاری تعصب کے رنگ میں

تعصب کو سمجھے ہیں ہم جزو دیں

جہنم کو سمجھے ہیں خلد بریں

سبحان اللہ! تعصب بھی بڑی بلا ہے - یہ دوسروں کی صفات کو بھی عیوب کی شکل میں دکھا دیتا ہے - آج ایک اشتہار کسی رجسٹرڈ "انجمن تبلیغ و اشاعت اسلام" کے دفتر سے میرے گھر موصول ہوا - نام پڑھ کر تو مجھے از حد مسرت حاصل ہوئی - کہ ماشاء اللہ اب مسلمان بیدار ہو گئے ہیں اور سجادہ نشین حضرات کی توجہ بھی اشاعت اسلام سے اہم کام کیطرف منعطف ہو گئی ہے - لیکن چند ایک سطور پڑھ کر انہی شیدایان اسلام کے تصوّف کو تعصب کے رنگ میں رنگین پاکر طبیعت منغض ہو گئی - کہ یہ دو متضاد باتیں یکجا کیسے جمع ہو گئیں مجھے سمجھ نہیں آتی - کہ جس انجمن کی بنیاد تعصب پر رکھی گئی ہو اسکی آئندہ ترقی کی کس حد تک توقع رکھ سکتے ہیں - خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا - لکھتے ہیں کہ :- "تبلیغ اسلام کے لئے ہندوستان میں کئی انجمنیں قائم ہیں - لیکن ہم نہایت آزادی کے ساتھ یہ کہنے کے لئے تیار ہیں - کہ اُن کی موجودگی اسلام کے لئے ذرا بھی مفید نہیں" - اس میں تو شک نہیں کہ بہت سی انجمنیں اسلام کی تائید اور حمایت کے نام سے ہند میں موجود ہیں - لیکن بمصداق ع

برعکس نہند نام زنگی کا فور

اپنے فرائض سے بے بہرہ ہیں - لیکن مشتہر صاحب سے کوئی پوچھے کہ صاحب! جس انجمن کے اراکین کی کارکردگی اور خدمات کا ایک زمانہ رطب اللسان ہے اُسکو بھی اس قاعدہ کلیہ کے نیچے کر دینا تعصب نہیں تو اور کیا ہے - شاید آپ کہیں کہ میں نے اُنکی بابت کہیں سُنا نہیں ہے - تو یہ اگلی سطور سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپکو انجمن کا علم تو ہے - لیکن تعصب کا پردہ درمیان میں حائل ہے - جو کہ آپ کو اس کی خدمات اسلام کی بینائی سے معذور رکھتا ہے - تحریر فرماتے ہیں:-

"اُن انجمنوں میں جو مبلغ یا واعظ مقرر ہیں اُن کا کام یہی کہ انجمن کی جانب سے طلبی پر باہر بھیجے جاتے ہیں - جب یہ حضرات جلسوں میں پہنچتے ہیں - تو اپنی نمود و شہرت کے لئے سب سے زیادہ اُن کو فکر ہوتی ہے - رٹن کھانے اُنکی زبانوں کو مجرب بنا دیتے ہیں - اور اُنکی تقریریں مخالفین اسلام کے متعلق نہایت تحقیدار ہوتی ہیں کبھی آریوں پر وار کر دیا کبھی عیسائیوں پر آوازہ کس دیا - کبھی سکھوں کو بُرا بھلا کہہ دیا - کبھی کسی اور فرقہ کی خبر لی" -

میرے خیال میں اس قسم کے لوگ اسلام پر اسکو بزور شمشیر پھیلانے کے حملے کی ابتدا کراتے ہیں - اور اس کی حمایت کرتے ہیں - شاید ایڈیٹر صاحب (میرے مخاطب ایڈیٹر رسالہ "صوفی" ہیں جو کہ اس انجمن کے سکرٹری اور اس اشتہار کے مشتہر ہیں) کو گذشتہ واقعات یاد نہیں - اُنکو علم ہوگا - کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ امی وابی) نے ابتداء میں مکی زندگی میں ہرگز تلوار نہیں اٹھائی بلکہ جب مدینہ میں ہجرت کر جا چکے بعد بھی کفار مکہ نے اُن کا تعاقب نہ چھوڑا - تو مطابق آیۃ کریمہ: خذوا واحذرکم الخ مدافعانہ کارروائی شروع کی - یہی معاملہ بعینہ یہاں بھی نظر آتا ہے مشنری پادریوں اور آریوں نے اسلام پر بیجا الزامات و غلط اتہامات لگا کر اسلام کے منور چہرے کو لوگوں کے روبرو دھندلا کرکے دکھلانا چاہا - اور اسلام پر حملے پر حملہ کرکے ہمارے ہی بھائیوں کو صراط مستقیم سے گمراہ کرنا شروع کر دیا تو ضرورت اس امر کی پیش آئی - کہ مدافعت کارروائی شروع کی جاوے بلکہ اُن کے [illegible] [illegible] جارحانہ کارروائی بھی جاری رہی ہے - سکرٹری صاحب انجمن مذکور اس کام کو قبیح خیال کرتے ہیں - [illegible]

خود غلط ٹھہراتے ہیں - خود بھی مصداق لِمَ تقولون ما لا تفعلون کے ہوکر اسی مسلک پر چل کھڑے ہوتے ہیں اور اپنی نمود دکھلانے کے لئے ایک ایسی انجمن کی تحقیر شروع کر دیتے ہیں کہ جس کی خدمات اسلام اظہر من الشمس ہیں ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ہاں آپ کو اس بات پر اعتراض ہے کہ دوسرے مبلغ و واعظ مرغن و چرب نوالہ کھانے کے لئے کام کرتے ہیں - تو اب دیکھو ہیں گے کہ آپ کے گریجویٹ مبلغ بھی کیا کام کیا کریں گے۔ کیا اپنا ایک نقشہ خوراک د diet table کسی شہر میں پہنچنے سے پہلے بذریعہ ٹیلیگرام بھیجدیا کریں گے - کہ ہمارے معالج یعنی ایجنوم کی طرف سے فلاں فلاں کھانا کھانے کی فہمائش ہو چکی ہے۔ فلاں کھانا ہماری تقریر میں تھدار کر دیگا - یہ ممنوع ہے۔ فلاں کھانا ہماری زبان میں خشکی پیدا کر دیگا - اس کی اجازت ہے۔ اگر ایسا ہوا - تو یہ تکلف میں داخل ہوگا۔

آگے چلکر رقمطراز ہیں "تبلیغ و توعیظ کا ہندوستان میں یہ عالم ہے - جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے - اس پر طرہ یہ ہے کہ مبلغین اپنی قوت تبلیغ صرف کرنے کے لئے ہندوستان کو کافی نہیں سمجھتے - اور انگلستان و امریکہ کے میدان اشاعت کو تاکتے ہیں .... جب ہندوستان میں فیصدی نوے مسلمان محتاج تبلیغ و توعیظ ہیں (معلوم نہیں یہ گدی نشین کس مرض کی دوا ہیں - ناقل) تو پھر مبلغین و واعظین اسلام کے لئے یورپ و امریکہ جانا جنون نہیں تو اور کیا ہے"

مکرم سکریٹری صاحب انجمن تبلیغ و اشاعت اسلام! اگر آپ اپنے دائرۂ معلومات کو ذرا اور وسیع کریں تو معلوم ہو جائیگا - کہ اس بارہ میں بھی ایک حد تک آپ ذمہ وار ٹھہرتے ہیں - جو مبلغ ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے گئے - آپکو معلوم ہوگا کہ وہ کس گروہ سے تعلق رکھتے تھے - وہ ایک ایسے سلسلہ میں سے تھے - جو آپ کے اور آپکے ہمخیال مسلمانوں کے زعم باطل میں کافر - دجال - مفتری وغیرہ وغیرہ کے پیرو تھے - اُن کے لیکچر تو آپ لوگ سننا بلکہ سننے دینا تک گوارا نہ کر سکتے تھے اور دوران لیکچر میں شور مچا دیا کرتے تھے - اور بیچارے بھولے بھالے مسلمانوں کے کانوں تک اُن کی آواز پہنچنے نہ دیتے تھے۔ میں اب خیال کرتا تھا کہ اب لوگوں کے دلوں سے جہالت اور تعصب دور ہو گئے ہیں لیکن میرا خیال غلط نکلا - ابھی تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی - ایدہ اللہ بنصرہ امیر جماعت احمدیہ فیروزپور کے نزدیک ایک گاؤں سمری والہ میں لوگوں کے اصرار کیوجہ سے تشریف لے گئے - تو جاہل اور متعصب ملانوں نے شور مچانا شروع کر دیا - یہ مسلمانوں کی جس حالت پر دلالت کرتا ہے اس کا اندازہ آپ خود لگا لیں -

ممالک غیر میں مبلغین کے جانے سے آپ یہ اندازہ نہ لگالیں کہ ہم ڈر کے مارے ہندوستان میں تبلیغ نہیں کر رہے - ایک مشن مستقل بمبئی میں - اور ایک بیجاپور مدراس میں قائم کیا گیا ہے - ابھی کل پرسوں کا ذکر ہے - کہ مبلغین کا ایک گشتی مشن چند ماہ مدراس میں گشت لگاکر اور خدا کے فضل سے اسلام پر سے بہت سی غلط فہمیاں دُور کر کے واپس آیا ہے - علیٰ ہذا القیاس آپ خیال نہ فرمائیں کہ میں آپ کے اس نیک مشن کی مخالفت کر رہا ہوں - حاشا وکلا - میرا یہ ہرگز منشا نہیں - میں اس ظلمت اور جہالت کے زمانہ میں آپ کی اس للٰہ کوشش کو بنظر استحسان دیکھتا ہوں - اور اسکو مسلمانوں کی بیداری پر محمول کرتا ہوں - ہماری انجمن کی طرف سے کئی بار اعلانات شائع ہوتے رہے - کہ تعصب کو دُور کر کے یکجہتی پیدا کر کے جمیع اہل اسلام کو اس نیک اور اہم کام میں شریک ہو کر کام کرنا چاہیئے - آپ تجربتہً کچھ مدت کے لئے دیکھ لیں کہ اگر اہل اسلام متفقہ کوشش سے اس اہم کام کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں - تو کیا نتیجہ نکلتا ہے ؎

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن یارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانائے ہشیارے

افسوس کی جگہ ہے آواز اُٹھی - مگر مثل حباب پھر بیٹھ گئی میرے خیال میں اب وقت آگیا ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود مجدد صدی چہاردہم رحمۃ اللہ علیہ کے الہام ؎ "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد" کی صداقت ظاہر ہو اور مسلمان اپنے نشیب و فراز کو دیکھیں - اور اُن میں وہ جوش اور تڑپ اسلام کی پیدا ہو جو حضرت مسیح موعود ان میں پیدا کرنا چاہتے تھے ؛

آخر میں دُعا ہے - کہ اللہ تعالےٰ آپ اس للٰہ کوشش کو بار آور کرے - اور آپ کے دل سے تعصب دُور کر کے متفقہ کوشش کرنے کی طاقت عنایت فرمائے آمین ثم آمین - آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین - والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم ؛

خاکسار - عبداللہ خان از چک ۔۔۔ ضلع لائل پور -

ریلوے ملازمین کا ایک عظیم الشان جلسہ

جمعرات بوقت ۶ بجے شام کے موچی دروازہ کے باہر باغ میں جلسہ منعقد ہوا تھا - اتنے میں معلوم ہوا کہ لوکو شاپ کے سات آٹھ ہزار ملازمین نے ہڑتال بول دی ہے جس پر کیرج شاپ اُن کے استقبال کے لئے دہلی دروازہ کی طرف روانہ ہوگئی - لیکن جلوس بہت آگے نکل گیا تھا - اسلئے وہ جلوس بہت آگے نکل گیا تھا - اس لئے وہ جلوس کی واپسی کا انتظار کرنے لگے - اور جب جلوس اکبری دروازہ کے باہر پہنچا اور کارروائی جلسہ شروع ہونے لگی - تو کیرج شاپ کے ملازمین بھی آ شامل ہوئے -

مہاتما ملرو کی تقریر

میری غریب فوج - تم ۔۔۔ اور ہمدردی کی زندہ مثال قائم کرنے کے لئے میدان ۔۔۔ اتر آئے ہو - انصاف کا حصول ہمارا سب سے افضل ہمارا فرض ہے دنگہ فساد سے ہمیں مطلقاً غرض نہیں - ہڑتال کا خیال بھی نہیں - ہڑتال کے اصل موجب افسران ہیں جنہوں نے ہم پر طرح طرح کے مظالم روا رکھے - اور ہمارے ساتھ کبھی انصاف نہیں کیا -

لوکو والو! ابھی شیڈ کو سلام کردو - (ملازمین نے شیڈ کو سلام کر دیا) اور ہر روز موچی دروازہ کے باہر آرام کرو -

مستری جمیل سنگھ اور مستری کرم الٰہی

اتفاق اور یکجہتی کی تلقین کی - اور کہا کہ سب بھائی اپنے اپنے مذہبی عقائد کے مطابق اس امر کی قسم کھالیں کہ جبتک ہم کامیاب نہیں ہو جاتے - ہم ہرگز پیچھے نہیں ہٹیں گے -

تازہ ترین خبریں

سلیشیا کے عیسائی

لنڈن - ۲۸ - اپریل سلیشیا کے عیسائیوں نے جو ایرانیوں یونانیوں - شامیوں - اور جیکو باٹیوں پر مشتمل ہیں مشترکہ طور پر متحدہ سلطنتوں کے اس ارادے پر کہ ان کا ملک باوجود تازہ کشت و خون کے ٹرکی کے حوالہ کر دیا جائے - اعتراض کیا ہے - مارش میں جو بیس ہزار عیسائی ظاہر کرتے ہیں کہ ترکوں کو سلیشیہ کی واپسی متحدہ سلطنتوں کے تمام مواعید کے خلاف ہوگی ؛

البانیہ کی آزادی

لنڈن ۲۹ - اپریل - ہوس آف لارڈز میں لارڈ ڈیگلٹن نے ایک سوال پوچھتے ہوئے سرویوں اور یونانیوں کے حملہ کی نسبت البانیوں کے خوف کی طرف اشارہ کیا تھا - اور متحدہ سلطنتوں سے اس بات کا یقین چاہا تھا کہ ۱۹۱۳ء میں البانیا کی جس آزادی کی ذمہ واری کی گئی تھی اس میں فرق نہ آنے پائے - لارڈ کرا فورڈ نے بجواب کہا کہ جس قسم کی یورش کی طرف اشارہ کیا گیا ہے - سپریم کونسل اسکی متحمل نہ ہوگی - اور نہ ایسے حملہ کو مسئلہ البانیہ کے تصفیہ کی اجازت دیگی - تاہم اس اثنا میں مزید یقین دلانا غیر ممکن ہے -

روس و اٹلی میں قرارداد

کوپن ہیگن - ۲۹ - اپریل - لٹوینوف اور الا لونی قائم مقاموں کے مابین ایک قرارداد پر دستخط ہوئے ہیں جس کے سوائے فریقین کے ملکی و فوجی قیدی دو ماہ کے اندر اپنے اپنے وطن کو بھیج دیئے جائیں گے ؛

پرنس آف ویلز کا دورہ

راٹو روا - ۲۸ - اپریل - سٹرائک کنندگان کی یونین نے شاہی پارٹی کو نگلمینڈ میں واپس لے جانے پر آمادگی ظاہر کی ہے - تین سو ملاح (آکٹس دریاہی) واپس آرہے ہیں لیکن شاہی پارٹی گورنمنٹ و سٹرائکروں کے مابین نامہ و پیام کے درمیان میں یہاں کا قیام کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ پرنس ۔۔۔ پروگرام پر عمل پیرا ہونا چاہتے ۔۔۔

ہیں طوفانی موسم بہتر ہوتا جاتا ہے - جس سے نادر من غیر وغیرہ کے اندر دعا مون میں اشاعت وبا کا خطرہ کم ہو گیا ہے -

خطاب شمس العلما سے دستبرداری

(دہلی ۳ - اپریل) امام مسجد دہلی نے مقامی مسلمانوں کے اس وفد کی خواہش کے مطابق جو گذشتہ شام کو اُن کے پاس آیا تھا - خطاب شمس العلما سے دستبردار ہونا قبول کر لیا ہے - اس پر گذشتہ جمعہ کی نماز مسلمانوں نے اس کے پیچھے پڑھی ؛

پولس مینوں کو سزا یابی

(کلکتہ ۳۰ - اپریل) سب ڈپٹی مجسٹریٹ سیرامپور نے دو پولس مینوں کو جن کا نام بلبیر سنگھ اور ہیرا نند مصر تھا - حبس بیجا و زد و کوب کے جرم میں ایک ماہ قید سخت کی سزا دی - کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک معزز بنگالی کو جو رفع شب کو اپنے گھر واپس آرہا تھا - بلا وجہ حراست میں رکھا اور زدوکوب کیا - مجسٹریٹ نے جرم ثابت پاکر مذکورہ بالا سزا دی -

سرحدی کوائف

(الہ آباد - ۳۰ - اپریل) پایونیر کا سرحدی نامہ نگار رقمطراز ہے کہ گذشتہ ہفتہ کی سرکاری مراسلت سے منکشف ہوتا ہے کہ سرحد کے افغان حکام کی مستعدی صرف تنگ ساہر تک محدود نہیں رہی - بلکہ خیر دجان ایک قزاق گروہ ہے جس نے پچھلے سال جنگ افغانستان میں ہمیں سخت تکلیف دی تھی - چمن - بلوچستان سے کچھ برٹش رعایا بھی بھگالی گئی ہے - نیز ہوا ہے میں برٹش سرحد کے اندر دیدہ و دانستہ ایک افغان دستہ متعین کیا گیا ہے - تعجب تو یہ ہے کہ یہ حادثات ایسے وقت میں ظہور میں آئے - جبکہ منصوری میں افغان ڈیلیگیٹ ہمارے قائم مقاموں سے باہمی غلط فہمیاں رفع کرنے کی غرض سے باہم گفتگو میں مصروف تھے - سرحد کے مذکورہ صدر حادثات ۔۔۔ کہ تنگ ساہر میں نادر خان کی کارروائیوں میں شامل ۔۔۔ مقامی افغان حکام کی اعانت کے بغیر وقوع میں نہیں آسکتے - مگر یہ بمشکل خیال میں آسکتا ہے کہ امیر کی منظوری سے موجودہ وقت میں یہ حرکات جو ہندوستان میں امیر کے ڈیلیگیٹوں کے ہاتھوں کو کمزور کرنے والی ہیں اول تو یہ کہ امیر اپنے سرحدی حکام سے چنداں لگاؤ نہ رکھنے کے باعث ان پر اقتدار نہیں رکھ سکتا - یا بعض افغان عہدہ دار ذاتی اغراض سے کانفرنس منصوری کے اجلاس کے دوران میں سردار محمود خان طرزی پر ایسی حرکات سے حرف لانا چاہتے ہیں - نامہ نگار پایونیر بذات خود مؤخر الذکر قیاس کی طرف مائل ہے - اور کہ منصوری سے جو کچھ مسموع ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ سردار موصوف نے افغانستان کو بہتر مستفید کرنے کی دلی خواہش ظاہر کی ہے ؛

نادر خان کا اثر و رسوخ

پایونیر کا سرحدی نامہ نگار رقمطراز ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ نادر خان نہ صرف سپاہ جلال آباد کا کمانڈر ہے بلکہ لشکر افغانستان کا سپہ سالار بھی ہے - بنابریں وہ وزیر صیغہ خارجیہ (سردار محمود طرزی) کے برابر یا کم از کم اس کے قریب قریب خوبی اثر و رسوخ ۔۔۔ ہو سکتا ہے افواہ ہے کہ نادر خان منصوری کانفرنس کے ڈیلیگیٹ ۔۔۔ اعلےٰ ہونے کا خواہشمند تھا - اس آرزو میں ناکام رہنے کے بعد اس کا سردار محمود طرزی کی سفارت کو بے نیل مرام رکھنے کی کوشش پر آمادہ ہونا تعجب خیز نہیں - ایک دوسرے کے خلاف افغانوں کی سازش کی کہانیاں ممکن ہے - کہ وقیع نہ ہوں - لیکن جب ان سازشوں کا ہم پر اثر پڑتا ہو - تو انکو بالکل نظر انداز کر دینا غیر ممکن ہے - (نامہ نگار)

متوقع ہے - کہ افغان ڈیلیگیٹ منصوری میں جو خیالات ظاہر کر رہے ہیں - ان کے خلاف سرحد پر افغانوں کی عملی کارروائیوں کا لفافہ افغان ڈیلیگیٹوں کے نوٹس میں لاکر یہ امر بھی ان کے ذہن نشین کیا جائیگا - کہ گورنمنٹ ہند کے صبر و تحمل کی بھی آخر ایک حد ہے ؛

جلد ۷ | مندرجہ لاہور چہارشنبہ مورخہ ۱۴ ماہ رمضان المبارک ۱۳۳۸ہجری مطابق ۲ جون سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۹۰

کلام الامام امام الکلام

دلائل صداقت مسیح موعود علیہ السلام

(گذشتہ سے پیوستہ)

کیا بدلتا ہے وہ اب اس سنت و قانون کو
جس کا تھا پابند وہ از ابتدائے روزگار
آنکھ گر پھوٹی تو کیا کانوں میں بھی [illegible] گیا
کیا خدا دھوکے میں ہے اور تم ہو بیدار ازدوار
جس کے دعوے کی سراسر افترا پر ہے بنا
اس کی یہ تائید ہو پھر جھوٹ سچ میں کیا نکھار
کیا خدا بھولا رہا تم کو حقیقت مل گئی
کیا رہا وہ بے خبر اور تم نے دیکھا حال زار
بدگمانی نے تمہیں مجنون و اندھا کر دیا
ورنہ تھے میری صداقت پر براہیں بیشمار
جہل کی تاریکیاں اور سوء ظن کی تند باد
جب اکٹھی ہوں تو پھر ایماں اڑے جیسے غبار
زہر کے پینے سے کیا انجام جز موت و فنا
بدگمانی زہر ہے اس سے بچو اے دیں شعار
کانٹے اپنی راہ میں بوتے ہیں ایسے بدگماں
جن کی عادت میں نہیں شرم و خشیت و اصطبار
یہ غلط کاری بشر کی بدنصیبی کی ہے جڑھ
پر مقدر کو بدل دینا ہے کس کے اختیار
سخت جاں ہیں ہم کسی کے بغض کی پروا نہیں
دل قوی رکھتے ہیں ہم دردوں کی ہے ہمکو سہار
جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار
ہے سر راہ پر مرے وہ خود کھڑا مولی کریم
پس نہ بیٹھو میری راہ میں اے شریران دیار

(باقی آئندہ)

جواہر ریزے

ہر نبی اور رسول کے وقت دو فرقے ایک سعید دوسرا شقی ہوتے ہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

شیطان جھوٹ۔ ظلم۔ جذبات غول۔ طول امل۔ ریا اور تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے۔ اس کے بالمقابل اخلاق فاضلہ صبر محویت۔ فنا فی اللہ۔ اخلاص۔ ایمان۔ فلاح۔ یہ اللہ تعالے کی دعوتیں ہیں۔ انسان ان دونوں تجاذب میں پڑا ہوا ہے پھر جس کی فطرت نیک ہے اور سعادت کا مادہ اس میں رکھا ہوا ہے وہ شیطان کی ہزار دعوتوں اور جذبات کے ہوتے ہوئے بھی اس فطرت رشید، سعادت اور سلامت روی کے مادہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا ہے اور خدا ہی میں اپنی راحت تسلی اور اطمینان کو پاتا ہے۔ مگر ہر چیز کے لئے نشان ضرور ہوتے ہیں جب تک اس میں وہ نشان نہ پائے ہیں وہ معتبر نہیں ہو سکتی۔ دیکھو دواؤں کی طبیب شناخت کر لیتا ہے۔ بنفشہ۔ خیار شنبر۔ تربد میں اگر وہ صفات نہ پائے جائیں۔ جو ایک بڑے تجربہ کے بعد ان میں متحقق ہوئے ہیں تو طبیب ان کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے۔ اسی طرح پر ایمان کے نشانات ہیں۔ اللہ تعالے نے انکو بار بار اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ جب ایمان انسان کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو اسکے ساتھ ہی اللہ تعالے کی عظمت یعنی جلال۔ تقدس۔ کبریائی۔ قدرت اور سب سے بڑھ کر لا الہ الا اللہ کا حقیقی مفہوم داخل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالے اس کے اندر سکونت اختیار کرتا ہے اور شیطانی زندگی پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور گناہ کی فطرت مر جاتی ہے اس وقت ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اور وہ روحانی زندگی ہوتی ہے۔ یا یہ کہو کہ آسمانی پیدائش کا پہلا دن وہ ہوتا ہے جب شیطانی زندگی پر موت وارد ہوتی ہے اور روحانی زندگی کا تولد ہوتا ہے جیسے بچے کا تولد ہوتا ہے۔ اللہ تعالے نے سورۃ الفاتحہ میں اس تولد کی طرف ایماء فرمایا ہے الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم۔ ملک یوم الدین یہ چار دن صفات اللہ تعالیٰ کی بیان کی گئی ہیں۔ یعنی وہ خدا جس میں تمام محامد پائے جاتے ہیں کوئی خوبی سوچ اور خیال میں نہیں آسکتی۔ جو اللہ تعالیٰ میں نہ پائی جاتی ہو۔ بلکہ انسان کبھی بھی ان محامد اور خوبیوں کو جو اللہ کریم میں پائی جاتی ہیں کبھی بھی شمار نہیں کر سکتا جو خدا اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہی کامل اور سچا خدا ہے اور اسی لئے قرآن الحمد للہ سے شروع فرمایا ہے۔

دوسری قوموں اور کتابوں نے جس خدا کی طرف دنیا کو دعوت کی ہے وہ کوئی نہ کوئی عیب اپنے اندر رکھتے ہیں کسی کے کان نہیں۔ کوئی گونگا ہے۔ کوئی کچھ۔ غرض کوئی نہ کوئی عیب اور روگ موجود ہے۔ مثلاً عیسائیوں نے جسکو خدا بنا رکھا ہے سوچنے والا انسان سوچ سکتا ہے کہ اگر یہ ۱۹۰۰ برس کی مدت

ان کے اس خیال اور ڈھکوسلا پر نہ گذر گئی ہوتی تو کچھ بھی ان کے ہاتھ میں نہیں تھا۔ اب صرف ایک بیہودہ بات کی کہ ۱۹۰۰ برس سے یہ مذہب چلا آتا ہے کوئی دلیل مسیح کی خدائی کی نہیں ہے مسیح کو خدا بنانے والوں کو باوجود اس فلسفہ دانی کے شرم آجاتی۔ اگر سوچتے کہ کیا کبھی عورت کے پیٹ سے ...

...... ضعیف و ناتواں مسیح جو کھانے پینے کا محتاج پاخانہ اور پیشاب کی حاجتوں کا پابند تمام انسانی حوائج کا اسیر اور محتاج ہو خدا ہو سکتا ہے؟ صرف اتنی ہی بات ہے کہ پرانی بات ہو کر انہوں نے قائمقام دلیل کے بنائی ہے۔ جیسے ہندوؤں کے خیال میں گنگا کے پانی میں ست اور برکت خیالی طور پر رکھی ہوئی ہے۔ حالانکہ وہ ایک معمولی دریا ہے۔ جس میں مینڈک کچھوے اسی طرح موجود ہیں جیسے اور دریاؤں میں۔ اور نہ اس میں مردوں کی ہڈیاں ڈالی جاتی ہیں۔ اب اگر ایک ہندو سے اسکی دلیل پوچھیں تو وہ یہی کہیگا کہ میرے دل میں دلیل ہے میں بیان نہیں کر سکتا رہا ہی .... آریوں نے جو پرمیشر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک مستری اور کاریگر سے بڑھ کر نہیں۔ کیونکہ بجز جوڑنے جاڑنے کے خالقیت کے اعلے جوہر سے وہ بے بہرہ ہے۔ روح اور ذرات عالم پر اس کا کوئی تصرف نہیں کیونکہ اس نے انکو پیدا ہی نہیں کیا۔ وہ کبھی اپنے بندوں کو نجات نہیں دے سکتا۔ کیونکہ پھر سارا کارخانہ ہی بگڑتا ہے۔ اور ہاتھ سے جاتا رہتا ہے وہ اپنے کسی مخلص بندہ کی دعا ہی نہیں سن سکتا۔ اور نہ کسی کو وہ اپنے فضل سے کچھ دے سکتا ہے کیونکہ جو کچھ وہ کسی کو دیتا ہے اس کے ہی کرموں کا پھل ہوتا ہے غرض ہر قوم اور کتاب نے جیسا خدا پیش کیا ہے۔ اسکو دیکھکر شرم آجاتی ہے۔ یہ فضیلت اور فخر اسلام ہی کو ہے کہ اس کا ماننے والا کبھی شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ اس نے کامل خدا کا پلہ پکڑا ہے۔ اور کامل ہی کے حضور جائیگا۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے۔ پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے عظیم الشان احسان فرمایا۔ اگر آپ کا وجود باجود دنیا میں نہ آتا تو رام رام کہنے والوں کی طرح بہت سے جھوٹے اور بیہودہ اینٹ پتھر وغیرہ معبود بنائے جاتے۔ اللہ تعالے کا بے انتہا شکر ہے کہ نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان احسانوں کے معاوضہ میں ملا کہ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ہ (باقی آئندہ)

استدعا

ولی محمد صاحب جموں سے لکھتے کہ ان کا بیٹا تاج دین عرصہ ڈیڑھ ماہ سے پاگل ہو کر پاگل خانہ میں ہے جمیع احباب کی خدمت میں بصد عجز و نیاز التجا ہے کہ للہ سب احباب خاص توجہ سے اپنی نمازوں میں خشوع دل سے انکی صحت کیلئے دعائیں مانگیں۔ خدا اپنا [illegible]

احمدیہ مسلم پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس [illegible] اللہ صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ چہارشنبہ مورخہ ۲ جون سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۹۰

مسلمانوں کی موجودہ حالت کے اسباب اور اُن کا علاج

یہ امر کہ گذشتہ بارہ سو سال تک مسلمان ترقی کی حالت میں رہے اور اب تیرھویں صدی میں اُن میں تنزل شروع ہوا اور یہ گرتے گرتے آخر آج اُس درجہ میں پہنچ گئے ہیں کہ جس کو کمزوری کا انتہائی درجہ کہنا چاہئے - بالکل واضح ہے اسکے لئے شہادت میں پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مسلمانوں نے ترقی کی - اور مسلمان آج گری ہوئی حالت میں ہیں امر واقعہ ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

سوال جو غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ تنزل کی مرض اِس قوم میں کس طرح پیدا ہوئی - اس کے اسباب کیا ہیں اور آیا اس مہلک مرض کا کوئی علاج بھی ہے ؟ مختلف خیالات کے لوگ مختلف اسباب بیان کرتے ہیں۔ جو مخالف ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس مذہب نے تلوار سے ترقی کی۔ جب تلوار انکے ہاتھ سے جاتی رہی یہ گر گئے۔ اِن دشمنان اسلام کے ساتھ ہاں میں ہاں ملانے والے بعض ناعاقبت اندیش ناواقف مسلمان بھی جو نادان دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ اسلام پر تیرھویں کا زمانہ بہت نازک آئیگا۔ خروج دجال ہوگا جو کہ ہر ایک بلندی پر دخل پا جائیگا۔ مسلمانوں کی عملی حالت بہت کمزور ہو جاویگی اس وقت ایک مہدی ظاہر ہوں گے۔ جو کہ بذریعہ تلوار کل دُنیا کو تسخیر کریں گے - اور کہ چودھویں صدی کا زمانہ خیر و برکت کا زمانہ ہوگا۔ جس میں اسلام ترقی کریگا۔

ایک دوسرا گروہ ہے جو کہتا ہے کہ اسلام بذریعہ تلوار کے پھیلنے کا جو الزام ہے وہ بالکل غلط ہے۔ مکہ میں جب سخت تکالیف کا سامنا تھا - اور جبکہ مسلمانوں کو اپنا گھر بار چھوڑ کر باہر بھاگنا پڑتا تھا - اور اُنہیں کوئی طاقت نہ تھی اسوقت جو مسلمان ہوتے تھے وہ کسی تلوار کے خوف سے ہوتے تھے؟ پھر حبشہ میں جب نجاشی بادشاہ مسلمان ہوگیا جیسا کہ تاریخی شہادتیں واضح کرتی ہیں تو وہ کس شمشیر کے خوف سے مسلمان ہوا۔ پھر مدینہ منورہ میں جو انصار کا گروہ پیدا ہوا تو کس طاقتور ہستی کے خوف سے مسلمان ہوا ۔ الغرض ان دشمنان اسلام کے خلاف اسلام کی ابتدائی تیرہ سالہ تاریخ شاہد موجود ہے ہاں اسلام نے باوجودیکہ اسوقت نوشیروان کے زمانہ جیسی ایرانی سلطنت موجود تھی۔ اور رومی امپائر دوسری طرف اپنی زور دکھا رہی تھی ایک جہالت اور ریگستان کے غیر مہذب گوشہ سے نکل کر کمزور اور جاہل لوگوں میں وہ پاک تبدیلی پیدا کر دی کہ بڑی بڑی زبردست سلطنتوں اور طاقتوں کو اس کے سامنے سر نگوں کرنا پڑا۔

الغرض وہ واقعات ان دشمنان اسلام نے اس گندہ الزام اور نادان دوست مسلمانوں کے اُن کی تائید میں خیالات کی تردید کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ اسلام دنیا میں اپنی روحانی قوت سے ہی اُبھرتا رہا ہے اور اس پہلو میں مسلمانوں کے کمزور ہونے سے یہ گرتا رہا ہے اور اب بھی جو اس کا تنزل ہے اس لئے ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کو چھوڑ دیا قرآن کے احکام کی پرواہ نہیں۔ سنت نبوی سے غفلت اختیار کی۔ ایمان کمزور ہو گئے۔ ورنہ قرآن اور اسلام وہی ہے جس نے قیصر و کسریٰ جیسی طاقتور سلطنتوں کو اپنی روحانی قوت کے آگے سرنگوں کر دیا۔ اسلام کمزور نہیں ہے۔ مسلمان کمزور ہیں جنہوں نے کہ اسلام کو چھوڑا ہوا ہے خدا کا وعدہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ حق ہے آج مسلمانوں نے اسلام سے تعلق قطع کر لیا۔ مسلمان اپنی حفاظت سے دور جا پڑے ۔ اب اگر مسلمان اسلام سے اپنا رشتہ نہایت مضبوط کرلیں ۔ تو اب بھی یہ ہوائی جہاز ونیا اور دریائی جہازوں کے بیڑے اور بڑی بڑی توپیں رکھی کی رکھی رہ جاویں - اسلام کا خدا زندہ خدا ہے - اُسکے وعدے زندہ ہیں ۔ وہ خدائے پاک جس نے ایک چار سال کے قلیل عرصہ میں یورپ کو تہ و بالا کر دیا - جرمن اور روس جیسی متکبر سلطنتوں کو تحت الثریٰ میں گرا دیا اسکے آگے کیا مشکل ہے کہ وہ اور کچھ نہ کر جاوے مسلمانوں سے وعدہ ہے اور میرا ایمان ہے کہ سچا وعدہ ہے وعد اللہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات لیستخلفنھم...... الخ اللہ تعالے کا وعدہ ہے اور بالکل سچا وعدہ ہے کہ وہ اُن مومنوں کو جو کہ نیک اعمال بجا لائیں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بناتا رہیگا ۔لیکن چونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روحانی اور جسمانی بادشاہ تھے ۔ اس لئے آپ کے خلیفہ دو ہی قسم کے ہو سکتے ہیں۔ (۱) ایک روحانی (۲) دوسرے جسمانی۔ روحانی خلیفہ تو مجدد ہو سکتے ہیں جنکے متعلق حدیث ہے۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا کہ ہر ایک صدی کے سرے پر اللہ تعالے ایک مومن کو مبعوث کیا کریگا - جو کہ تجدید دین کیا کریگا۔ لیکن دنیاوی یا جسمانی خلافت آپ کی ان لوگوں کی ملتی رہی جو کہ اللہ کے فضل سے ملک عرب اور مقدس مقامات پر بادشاہ رہے کیونکہ یہی وہ ملک ہے جس پر کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال سے پہلے حکمران تھے - اور یہ اس لئے ضروری تھا کہ وہاں چونکہ مسلمانوں کا مرکز ہے اور خانہ کعبہ ہے اور مقدس مقامات ہیں - اور کسی کا دخل نہ ہونا یا دے چنانچہ اللہ تبارک و تعالے نے یہ خدمت گذشتہ چھ صد سال سے ترکوں سے لی - اور اس مقام مقدس کی خاطر لاکھوں جانیں اس قوم نے ہر صدی میں قربان کر دیں اور اس طرح سے اُن کا حق ہو گیا کہ وہ مسلمانوں کے لئے جسمانی خلیفہ مانے جائیں ۔ اور مسلمانوں کو اُن سے اُلفت اور محبت ہو۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آج اُن مقامات مقدسہ پر ایک باغی مسلمان نے فتنہ پیدا کر دیا۔ اور اپنے بادشاہ سے سرکشی اور بغاوت اختیار کی اور اس طرح اسلام سے قدم باہر مارا۔ اور بد عملی کی وجہ سے نیک اعمالی کی شرط سے باہر ہو گیا ۔ اور اس طرح خلافت کا مسئلہ جس کا وعدہ اللہ تعالے نے دیا ہوا تھا ۔ سخت خطرہ میں ہو گیا اسکے ساتھ ، تو وہ نصاریٰ کے اثر کے ماتحت وہ ہو گیا ۔ اور اُس نے خفیہ سازشیں مسلمانوں کے خلاف کیں ۔ اور نیز جیسا کہ اب مسٹر ملبی کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف عرب کے ایک تھوڑے سے حصہ پر ہی تسلط رکھتا ہے ۔ اور وہ بھی کسی دوسری قوم کی مدد سے یا یمن اور دوسرے علاقہ عربستان کے اس کے زیر اثر نہیں ہیں ۔ اور اس لئے وہ خلیفہ کہلانے کا حق نہیں رکھتا ایسے کمزور باغی بے ایمان کا جو نصاریٰ کے اثر کے ماتحت کام کر رہا ہو۔ خلیفہ اپنے کو اور مقامات مقدسہ کا غصب کر لینا بتاتا ہے کہ وعدہ خداوندی تو سچے ہیں لیکن اصل نقص جو واقعہ ہو گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اگر مسلمان ہیں تو زبان سے ہیں ۔ ہمارے اعمال نیک نہیں ہیں ۔ اور اس قرآن کریم اور حدیث شریف تائید کرتے ہیں۔ قرآن میں ایک زمانہ کے متعلق جو کہ آج کل کے حالات کے ساتھ چسپاں ہوتا ہے آیا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت باری تعالے کے حضور عرض کریں گے۔ یا رب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجورا ۔ اے میرے رب میری اس قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا ۔ اب ظاہر ہے کہ قرآن تو ہمارے گھروں میں موجود ہے اس کا مطلب صاف ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غرض ایسا کہنے سے یہ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ یعنے اعمال صالح بجا نہیں لاتے۔

اور کہ اصل سبب مسلمانوں کے اس طرح گر جانے کا اور خلافت کے متعلق اس فتنہ کے پیدا ہونے کا صرف ایک یہ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے اُنکے اعمال صالح نہیں رہے ۔ مسلمانوں کے پاس آج سے پہلے سلطنتیں موجود تھیں۔

لیکن باوجود ان کے یہ گرتے گرتے تنزل کے تحت الثریٰ میں جا پہنچے - پس ہمارے وہ بھائی جنکو خونی مہدی کی خواہیں آ رہی ہیں اپنی خواب غفلت سے بیدار ہوں اور سمجھیں کہ تمہارے اس تنزل کی مرض کا سبب طاقت کا نہ ہونا نہیں ہے بلکہ وہ اسلام سے تمہاری غفلت ہے جسکو چھوڑ کر باوجود بڑی بڑی بادشاہتوں کے تم گر رہے ہو - ظاہر ہے اسلام اپنی روحانی طاقت سے دنیا میں اُبھرا اور اسی سے اب اُبھر سکتا ہے - ہم جانتے ہیں کہ ترکوں کا حق ہے کہ انہیں خلافت اسلامیہ دی جاوے اور ایسے بے ایمان نفس پرست محسن کش انسان سے جو کہ اپنے بادشاہوں کا باغی ہے اور اسلام کے دشمنوں سے ساز باز لگا کر اسلام کو تباہ کرنا چاہتا ہے - ایک دم کے لئے وہاں نہ رہنے دیا جاوے - لیکن برادران! یہ ایک تازیانہ ہے جو اللہ تبارک و تعالے نے تمہیں لگایا ہے تاکہ تم خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ ۔ اور اپنے مرض کا اصل علاج سوچو ۔ اور اس پر عمل کرو ۔ اور وہ یہی ہے کہ تم قرآن پر عامل بن جاؤ

ہم یہ نہیں کہتے کہ اس کے لئے جد و جہد نہ کرو ۔ ڈیپوٹیشن نہ بھجواؤ - جلسہ نہ کرو ۔ سب کچھ کرو ۔ کیونکہ یہ تمہارے دین اور ایمان کا سوال ہے - مگر سب سے پہلے عامل قرآن کریم بن جاؤ - دیکھو ! ایسے نازک زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بموجب وعدہ کے مجدد کا آنا ضروری تھا ۔ چنانچہ وہ آیا ۔ اور چونکہ جنگ نصرانیت سے ہونیوالا تھا ۔ مسیح لقب پا کر دُنیا میں مبعوث کیا گیا ۔ اُس نے بھی جو علاج اس تنزل سے بچنے کا بتایا وہ بھی یہی ہے کہ قرآن کریم کے عامل بن جاؤ ۔ دین کے لئے دنیا کو قربان کر دو ۔ عجز اور انکساری سے اسلام کا عملی نمونہ دنیا میں دکھاؤ ۔ پھر تم ہی ہو کہ کامیاب ہو جاؤ گے۔

یورپ میں بڑے بڑے نصرانیوں کا اسلام لانا ثابت کرتا ہے کہ اسلام آج تلوار سے ترقی نہیں کر سکتا ۔ اور اس کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ ہم مسلمان ۔ مسلمان بن جائیں یا ایھا الذین اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون پس اے مسلمان بھائیو ! اے اسلام کے فدائیو ! اگر تم اسلام کی ترقی چاہتے ہو ۔ تو کل بری رسومات اور عادات کو چھوڑ کر قرآن کو اپنا رہنما بناؤ ۔ کہ اسی میں تمہاری ترقی کا راز ہے ۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

اے مسلمانو اللہ تعالے کے حبل یعنی قرآن کریم کو مضبوطی سے پکڑ لو ۔ اور تفرقہ چھوڑ دو " تو اگر آگ کے گڑھے پر بھی کھڑے ہو گے تو اللہ تعالے تمکو بچا لیگا ۔

اتفاق اور اتحاد کے برکات سے کون انکار کر سکتا ہے اور تفرقہ کے نقصانات سے کون ناواقف ہے ۔ انسان تو ایک سمجھدار ہستی ہے چھوٹے چھوٹے جانور یہاں تک کہ معمولی چڑیا کو بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک بلی اُس کے گھونسلے پر حملہ کرنا چاہتی ہے ۔ تو وہ شور مچا دیتی ہے اور اُس کے ساتھ اس کی کل ہم جنس شامل ہو جاتی ہیں ۔ یہاں تک کہ کوئی نہ کوئی اُن کا ہمدرد کھڑا ہو کر اُن کو اس نقصان سے بچا لیتا ہے ۔ اور اگر اس آواز پر کوئی تحریک وہ پیدا نہ کر سکیں ۔ تو آخر اپنے ننھے بچوں سے اس خونخوار دشمن کا جو بہت طاقتور ہے سر نوچنے لگتی ہیں ۔ اور اپنی جان پر کھیل جانے سے بھی فرق نہیں کرتیں ۔ ان کا اس طرح اکٹھے ہو کر شور مچانا بتاتا ہے کہ وہ اتفاق اور اتحاد کی طاقت کا کہاں تک اعتراف کرتی ہیں اور یہ نظارہ تو ہم آئے دن دیکھتے ہیں کہ اگر ایک کوا پکڑ لیا جاوے تو کل شہر کے کوے آہستہ آہستہ جمع ہو کر اسکے چھوڑانے کے لئے آسمان کو سر پر اُٹھا لیتے ہیں اور بعض اوقات ایسی سختی سے اپنے ہم جنس کے دشمن پر حملہ کرتے ہیں کہ اسکو اپنی پڑ جاتی ہے ۔ اور آخر اس مجموعی طاقت کے سامنے اسے سر خم کرنا پڑتا ہے اور وہ انکے ہم جنس کو چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے ۔

پھر جن لوگوں نے بھیڑوں اور بکریوں یا دیگر جانوروں کے گلوں کو جنگلوں میں چرتے دیکھا ہے ۔ ان کو کئی بار اس امر کا مشاہدہ کرنا ہوتا ہے کہ جہاں کوئی غیر دشمن اُن کو نظر آیا ۔ وہ سب بھاگ کر اکٹھی ہو جاتی ہیں اور مختلف سمتوں سے بھاگ کر جہاں اُن کا سردار یا مالک ہوتا ہے جمع ہو جاتی ہیں اور واویلا مچا دیتی ہیں یہاں تک کہ یا وہ دشمن ڈر کر بھاگ جاتا ہے ۔ یا کوئی اس سے زبردست طاقتور ہستی اُن کی مدد کیلئے آ کھڑی ہوتی ہے ۔

پارشل لا کا شوق

ہمیں ایک طویل مراسلہ جناب محمد عزیز اللہ صاحب سیتا پور مدراس کی طرف سے موصول ہوا ہے جن میں انہوں نے ایک کامیاب مباحثہ کی روئداد قلمبند فرمائی ہے۔ مسئلہ زیر بحث "حضرت صاحب کی نبوت" تھا۔

محمودیوں کے مولوی حکیم خلیل احمد صاحب نے قرآن اور حدیث سے بحث کرنے سے انکار کرنے کے بعد چند حوالے "حقیقۃ الوحی" اور "ایک غلطی کا ازالہ" سے حضرت صاحب کی نبوت کے ثبوت میں پیش کئے۔ جن کے جواب میں حکیم مرہم عیسیٰ صاحب نے حضرت صاحب کی کتب سے عام اصول بیان کیا کہ حضرت صاحب کئی ایک جگہ فرماتے ہیں کہ آپ حقیقی نبی نہیں بلکہ مجازی نبی ہیں اور نبوت کا سلسلہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔

آخر میں صاحب مراسلہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب حکیم خلیل احمد صاحب سے حضرت صاحب کی تصنیف شدہ کتب سے ایسا حوالہ مانگا گیا۔ جہاں یہ ظاہر کیا گیا ہو کہ "میں نبی اور رسول ہوں"۔ تو وہ دم بخود رہ گئے۔

اس مراسلہ میں محمد عزیز اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ فریق مخالف کی طرف سے مباحثہ کے لئے جو بعض شرائط پیش کی گئیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جیتا ہوا پچھاڑے ہوئے کو بازار میں کوڑے لگائے۔ شاید حکیم خلیل احمد صاحب کی نظر سے پنجاب کے بدنصیب لوگوں کے بیانات نہیں گذرے۔ ورنہ وہ ایسی جرأت نہ کرتے۔ ہم جناب حکیم صاحب کو مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ خدا سے استغفار چاہیں۔ اور پھر کہیں ایسے کلمات اپنے منہ سے نہ نکال بیٹھیں۔

کیا ہمیں حکیم صاحب بتا سکتے ہیں کہ کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا حضرت صاحب نے ایسی شرط مباحثہ کے لئے پیش کی تھی؟

مہاتما گاندھی کا کھدر بھی تبرک ہو گیا

مہاتما گاندھی کے آشرم میں کھدر کا ذخیرہ جمع تھا۔ جب اس کی فروخت کے متعلق اشتہار شائع ہوا۔ تو اسکی مانگ کے نہ صرف ہندوستان سے بلکہ بلوچستان۔ سنگاپور اور عدن سے آرڈر موصول ہوئے۔ جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ موجودہ کھدر ہاتھوں ہاتھ بک گیا۔ پبلک کی اس دلچسپی پر مہاتما گاندھی نے اسکو مبارکباد دی ہے اور اپنے اخبار ینگ انڈیا میں تحریر فرمایا ہے کہ

"ہندوستان کی قدیم خانگی صنعت۔ جس کی وجہ سے کروڑوں عورتیں اپنے فرصت کے اوقات میں چرخہ کاتتی تھیں۔ اور اسی قدر مرد کپڑا بُنا کرتے تھے۔ اگر زندہ ہو گئی تو ملک بھر میں خاموشی اور مؤثر انقلاب پیدا ہو جائیگا۔ اور کروڑہا بیکس غریب چرخہ اور کھڈی کی وجہ سے پیس ڈالنے والی غریبی سے نجات پا جائیں گے"

اڑیسہ میں خوفناک قحط

مسٹر ٹھاکر ممبر سرونٹ آف انڈیا سوسائیٹی تحریر فرماتے ہیں کہ ضلع پوری کی ڈیڑھ لاکھ آبادی خوفناک قحط کا شکار ہو رہی ہے۔ ایک سال سے یہ بیچارے قحط زدہ گھاس اور بھوسی پر گذارہ کر رہے ہیں۔ سرکاری امداد جو آجکل ان کو مل رہی ہے وہ ضرورت سے بہت کم ہے۔ بھوک اور پیاس سے کم از کم پندرہ سو نفوس اب تک اس دنیا کو خیرباد کہہ چکے ہیں۔

ایک لاکھ روپیہ کے چندہ کے لئے پبلک سے درخواست کی گئی ہے۔ بابو جگ بندو سہنا پلیڈر پوری کے نام رقوم بھیجی جا سکتی ہیں۔

قابل توجہ ناظرین اخبار

ایک غیر مسلم محقق کے لئے اخبار پیغام صلح اور رسالہ اسلامک ریویو کے جاری کرانے کی اشد ضرورت ہے جس بزرگ کو خدا نے توفیق دی ہے وہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھے اس غیر مسلم بھائی کو فائدہ ہو خواہ نہ ہو بلیسوں اصحاب سکے ذریعہ سے رسالہ اور اخبار کو دیکھ پڑھ سکینگے۔ گویا یہ اخبار اور رسالہ بطور...

نامہ ووکنگ

انگلستان کا قانون طلاق اور پارلیمنٹ میں اس پر دلچسپ مباحثہ

انگلستان کے قانون طلاق اور اس کے نقائص پر قبل ازیں وقتاً فوقتاً روشنی ڈالی جا چکی ہے چند دنوں سے *Matrimonial Causes Bill* "قانون وجوہات ازدواج" کے نام سے یہ قانون پھر دیوان عام (ہاؤس آف کامنز) میں ہے۔ اس کی بعض ترمیمات پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی ہاؤس کی طرف سے بیٹھی ہوئی ہے۔ جس کا اجلاس گذشتہ ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کو سوا چار بجے شروع ہوا۔ کمیٹی کی روئداد ایک نہایت دلچسپ بحث پر مشتمل ہے جو یہاں کے اہل الرائے اصحاب کے ان خیالات کو آشکارا کرتی ہے جو اپنے مذہبی اصولوں کے بالخصوص مسئلہ طلاق میں وہ رکھتے ہیں۔ اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ اسلام کے اصول کس قدر پختہ اور قابل قدر ہیں۔ کہ آخر دنیا کو طوعاً و کرہاً انہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ خواہ وہ اسکو سمجھیں۔ یا نہ سمجھیں۔

اس بحث کا خلاصہ ناظرین "پیغام صلح" کے لئے امید ہے۔ کہ دلچسپی اور فائدہ کا موجب ہوگا۔ جو حسب ذیل ہے:-

موجودہ قانون میں وجوہات طلاق

سب سے پہلی اور سب سے دلچسپ بات جو اس بحث میں قابل نوٹ ہے۔ وہ وجوہات طلاق پر نکتہ چینی ہے شاید اس سے قبل کسی مضمون میں میں یہ بتا چکا ہوں کہ انگلستان کے موجودہ قانون طلاق میں مرد کے لئے بیوی کو طلاق دینے کی ایک ہی وجہ کافی قرار دی گئی ہے یعنی عورت کی زناکاری۔ لیکن عورت کے لئے مرد کی زناکاری کے علاوہ اس کی طرف سے ظلم کا ہونا بھی وجہ طلاق میں ضروری ٹھہرایا گیا ہے۔ یہ دو وجوہ جب تک اکٹھی نہ ہوں۔ کوئی عورت طلاق حاصل نہیں کر سکتی۔

لارڈ چانسلر کا بیان کہ ایک ہی وجہ طلاق جاہلیت کا ثمرہ ہے

پیش شدہ قانون میں وجوہات کے ضمن میں اس پر بھی غور کیا گیا ہے کہ کیوں صرف ایک زناہی کو طلاق کی وجہ قرار دیا جائے۔ اور اس کے بغیر کسی حالت میں طلاق جائز نہ قرار دی جائے۔ ہاؤس آف کامنز میں قانون کی دوسری خواندگی کے وقت لارڈ چانسلر نے اس پر ایک تقریر کی اور اس میں بتایا کہ یہ صرف ایک زناہی کا وجہ طلاق ہونا اور محض اسی ایک وجہ کو ازدواجی تعلقات کے انقطاع کا موجب ٹھہرانا بالکل خلاف فطرت سخت تکلیف دہ اور قدیم زمانہ جاہلیت کا ایک ثمرہ ہے اور کم از دواجی تعلقات دونوں میاں بیوی کی باہمی رضامندی سے بھی قطع ہو سکتے ہیں۔ جبکہ فریقین ایک دوسرے سے تھک کر بیزار ہو جائیں۔

آرچ بشپ آف کنٹربری کا بیان کہ یہ خود جناب مسیح کی ایجاد ہے

کمیٹی مذکور میں آرچ بشپ آف کنٹربری نے لارڈ چانسلر کے اس بیان پر نکتہ چینی کی اور بتایا کہ "جس بات کی لارڈ چانسلر نے اپنے بیان میں تردید کی ہے۔ وہ قدیم زمانہ جاہلیت کا ثمرہ ہونے کے بجائے خود ہمارے لارڈ (خداوند) سے ہمیں پہنچی ہے۔ اس بارہ میں جو الفاظ متی کی روایت سے ہم تک پہنچے ہیں وہ یہ ہیں "جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے۔ وہ اس سے زنا کراتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے۔ وہ زنا کرتا ہے"

اس حوالہ کو پیش کرکے آرچ بشپ صاحب نے کہا۔ کہ "ہم ایک آزاد ملک میں رہتے ہیں اور انفرادی طور پر ممکن ہے کہ ہم اس تعلیم کو رد کر دیں۔ مگر یہ کوئی ایسی بات نہیں جو کلیسیا کی خرابی اور اس میں اور باتوں کے مل جانے کے ایام میں آ داخل ہوئی ہو۔ بلکہ یہ تعلیم بانی مذہب تک پہنچتی ہے"

آرچ بشپ آف کنٹربری کے یہ الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں لارڈ چانسلر کے اس بیان کا کوئی جواب نہیں کہ یہ تعلیم خلاف فطرت اور ناقابل تقلید ہے۔ بلکہ خود بھی انفرادی طور پر خود اسکو رد کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ہاں کہا تو یہ کہ یہ جناب مسیح کی اپنی دی ہوئی تعلیم ہے۔ ممکن ہے۔ یہ صحیح ہو۔ بعد اس وقت کے لئے جب یہ تعلیم دی گئی۔ اسی کی ضرورت ہو۔ لیکن بعد کے حالات اور فطرت انسانی کے مقتضائے حقیقی جب اس کو رد کرتے ہیں تو کیوں اسکو چھوڑ نہیں دیتے اور اسلام کی حقیقی فطری تعلیم کو قبول نہیں کرتے۔

لارڈ چانسلر کا معقول جواب

لارڈ چانسلر نے آرچ بشپ آف کنٹربری کو اس موقعہ پر جو معقول جواب دیا وہ فطرت کے انہی تقاضاؤں کا جو اس تعلیم کے غیر فطری ہونے پر شاہد ہیں۔ ایک صحیح حوالہ ہے کہ "اپنی تقریر میں جس بات کی طرف انہوں نے اشارہ کیا تھا۔ وہ ان لوگوں میں جن کا یہ خیال ہے کہ رشتہ ازدواج صرف زناہی کی بنیاد پر منقطع ہو سکتا ہے اور ان میں جو کہتے ہیں کہ دوسری وجوہات پر بھی شادی فسخ ہو جانی چاہیئے۔ ایک بنیادی فرق کا بتانا تھا۔

انہوں نے ان خیالات کو تقریر کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ "رشتہ ازدواج کی پابندیوں کا انقطاع ایک ایسے شخص کی طرف جو جسمانی خرابیوں اور گناہوں سے ملوث ہے۔ اکثر حالات میں بہ کم نقصان دہ خطرناک ثابت ہوا ہے۔ بہ نسبت دوسرے مختلف قسم انقطاعات کے جن کی انہوں نے متعدد مثالیں بھی دی تھیں۔ اس شخص کو لو۔ جو شراب خواری میں اپنے آپ کو کھو چکا ہے اور سالہا سال تک ہر رات اپنی عورت کے ساتھ شدید وحشیانہ سلوک اور ظلم کرتا ہے۔ اور اس کا مقابلہ کرو اس شخص سے جو محض جسمانی نقائص یا گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔ میرے (لارڈ چانسلر) کے نزدیک دوسرا شادی کے بنیادی تعلقات کے توڑنے میں مؤخر الذکر سے بہت بڑھا ہوا۔ اور زیادہ خطرناک ثابت ہوا ہے اور جب ایک قسم کے حالات میں رعایت دی گئی ہے تو دوسری قسم کے حالات میں بھی ملنی چاہئیں"

لارڈ چانسلر کے اس جواب سے امید ہے۔ آرچ بشپ صاحب کو سمجھ آ گئی ہوگی۔ کہ محض حلال و تنسیخ کا نام لے دینے سے آج کام چلنا مشکل ہے۔ بالخصوص ان جگہوں پر جہاں عقل سلیم فطرت صحیحہ بلکہ واقعات پیش آمدہ اس کی تائید کے لئے موجود ہوں۔

معلقہ تین سال تک پھر طلاق

اسی قانون میں ایک اور بھی وجہ طلاق قرار دی گئی ہے وہ کسی شخص کا تین سال تک اپنی عورت کو چھوڑے رکھنا یا میاں بیوی کا تین سال تک ایک دوسرے کو ترک کئے رکھنا ہے اسکو بھی مجوزہ قانون کا منشا ہے کہ طلاق کی وجوہات میں سے قرار دے دیا جائے اور ان حالات میں طلاق دینے سے دریغ نہ کیا جائے۔

لارڈ پارمور *Parmoor* نے مجوزہ قانون کی اس دفعہ پر تقریر کرتے ہوئے یہ بتایا کہ غرباکی آسانی اور جنسی تناسب کو برابر کرنے کے لئے اس میں ایسی ترمیم ہونی چاہئے۔ جس سے فوری قانونی اثر پیدا ہو سکے۔ یہ صحیح ہے کہ سکاٹلینڈ میں چار سالہ رضامندانہ انقطاع تعلقات سے طلاق ہو جاتی ہے لیکن اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں آبادی کے تناسب کے لحاظ سے انگلستان سے دگنی طلاق کی وارداتیں ہوتی ہیں اور پینتالیس سالہ غیر شادی شدہ عورتوں کو اگر ملحوظ رکھا جائے تو ناجائز ولادت کا تناسب تعداد انگلستان کی طرح بہت بڑھا ہوا ہے"۔ ان حالات کو مدنظر رکھکر لارڈ پارمور انقطاع تعلقات سے طلاق اور اپنی مرضی پر طلاق کی دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہ کر سکے"

وائی کونٹ فنلے *Viscount Finlay* نے لارڈ پارمور کے اس بیان کی تردید کرتے ہوئے بتایا کہ لارڈ پارمور کے اعداد و شمار کردہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور سکاٹلینڈ کی بہت ہی برے رنگ میں انہوں نے تصویر کھینچی ہے۔ وائی کونٹ کے نزدیک انقطاع تعلقات سے طلاق رضامندانہ طلاق نہیں۔ نہ اس کے برابر ہے زنا اور انقطاع تعلقات کی وجوہات کے سوائے جنسی تمام وجوہ کو وہ خارج کر دینے کے لئے تیار ہیں

سکاٹش طریق کے مطابق ایک راہ قائم کرنا تمام معقول ترین آدمیوں کے اطمینان کا موجب ہوگا۔ اور یہ ایک ایسی راہ ہے جسکو اختیار کئے بغیر چارہ نہ ہوگا۔

"از دوست محمد از ووکنگ انگلینڈ"

اقتباسات

امیر امان اللہ خان غازی کا فرمان

مہاجرین ہند کے لئے

(۱) جو شخص افغانستان میں آنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ وہ پشاور میں، سرحد پر افغانستان کا رعیت نامہ (پروانہ راہداری) حاصل کرے۔ جونہی وہ افغانستان کی سرزمین میں داخل ہوگا۔ اس کے حقوق افغانستان کی رعیت کی مانند سمجھے جائینگے اور ہر وقت سے وہ شرع شریف کا پابند اور افغانستان کے قوانین کا تابع و محکوم قرار دیا جائیگا۔

(۲) جو شخص افغانستان کی سرزمین میں داخل ہونگے اور دولت افغانستان کی اطاعت قبول کریں گے۔ ان میں سے مجرد کو چھ جریب اور عیالدار کو آٹھ جریب زمین مزروعہ دی جائیگی۔ نابالغ بچوں اور بے شوہر لڑکیوں کو زمین نہیں دی جائے گی۔

(۳) جب تک ان کی فصل تیار نہ ہو جائے۔ ہر بالغ کو پانچ سیر (کابلی) ماہوار۔ اور ہر نابالغ کو ۷ سالہ کی عمر سے ایام بلوغ تک تین سیر (کابلی) آٹا حق مہمان کے طور پر دیا جائے گا۔ لیکن جب ان کی فصل تیار ہو کر کٹ جائے۔ تو حق مہمان بند کر دیا جائیگا۔

(۴) جس شخص کو زمین دی جائے گی۔ اُسے پہلے سال فی جریب ۶ سیر گیہوں بیج کے طور پر اور فی جریب پانچ روپے نقد بیل خریدنے کے لئے بطور تقاوی دیئے جائیں گے۔ یہ نقد و جنس و تقاوی تین سال کی مدت گذر جانے کے بعد آئندہ تین سال میں بالاقساط وصول کیا جائیگا۔

(۵) مہاجرین ہندی کو جو زمین دی جائیگی اس کا مالیہ تین سال تک معاف رہیگا۔ چوتھے سال سے نظام نامہ مالیہ کے قواعد کے مطابق زر مالیہ وصول کیا جائے گا۔

(۶) مہاجرین ہندی افغانستان کے مصالح ملکی کے بغیر سیاسی کاموں میں حصہ نہ لے سکیں گے۔

(۷) جو اشخاص تعلیم یافتہ ہوں گو یا کوئی ہنر جانتے ہونگے اور سلطنت افغانستان ان کی خدمات ملازمت کو ضروری سمجھیگی۔ انہیں ان کی حسب منشاء ملازمت پر قائم کیا جائیگا۔ اور بقدر لیاقت تنخواہ علیحدہ دیجائیگی۔ باقی اشخاص جو نوکری یا کوئی اور دستکاری کرنا چاہیں تو انہیں اختیار ہے۔

(۸) پہلے پہل جب مہاجرین ہندی سرزمین افغانستان میں داخل ہوں گے ان کے قیام گاہ اسلام کے امور سرحدی کا دفتر ایک ماہ سے دو ماہ تک جبل السراج پر رہیگا اس کے بعد سلطنت کی مصلحت کے مطابق جہاں لازم ہو گا۔ انہیں زمینیں دے دی جائینگی۔ ان کے گذارے کے مطابق مکانات سرکاری عمارتوں میں دیئے جائیں گے اور اگر قلعہ نہ ہوگا۔ تو دو عمارت بنا دی جائیگی۔

نوٹ:- ایک جریب = ½ ۴ کنال
ایک سیر کابلی = ½ ۷ سیر

(زمیندار)

ہڑتالی کیا چاہتے ہیں

ہم ناظرین کی واقفیت و ان کی یاد تازہ کرنے کے لئے ذیل میں وہ مطالبات درج کرتے ہیں جو کہ ریلوے کے ہڑتالیوں نے ایک میموریل کی صورت میں صاحب وزیر ہند کے سامنے پیش کی ہیں۔ یہ مطالبات ایک چھپی ہوئی چٹھی کی صورت میں ہیں۔ جن کے نیچے ہر ایک ہڑتالی نے فرداً فرداً اپنے دستخط کئے ہیں۔ انہی مطالبات کا ہم اپنے کل کے پرچہ پر ذکر کر چکے ہیں جنکے منظور نہ ہونے کی صورت میں ہڑتالی کسی صورت میں بھی کام پر جانے کو تیار نہیں۔

(۱) براہ مہربانی نارتھ ویسٹرن ریلوے ایسوسی ایشن کو تسلیم کر لیا جائے اور اسے وہ تمام سہولتیں دی جائیں جو اس قسم کی دیگر انجمنوں کو حاصل ہیں۔ معاملات کے متعلق تمام بات چیت بوساطت جنرل سکرٹری اور ممبران ایسوسی ایشن کے منتخب کردہ چیف ڈیلیگیٹوں سے ہو جو کہ ملازمان ریل کے حقیقی قائمقام ہیں۔ نہ کہ ان اشخاص کے ذریعہ جنکو افسران ریل منتخب کریں۔

(۲) براہ مہربانی نارتھ ویسٹرن ریلوے میں مصالحتی بورڈ کی سکیم کو رواج دیا جائے۔

(۳) قانون معاوضہ کاریگران (ورکمین کمپنسیشن ایکٹ) نافذ کیا جائے۔

(۴) جہاں تک نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ملازمان کے حالات ملازمت کا تعلق ہے وہاں تک ان پر سول سروس ریگولیشنز کا تمام و کمال اطلاق ہو۔

(۵) نارتھ ویسٹرن ریلوے میں جن لوگوں کو روزانہ شرح سے اُجرت دیجاتی ہے ان کی ماہوار تنخواہ مقرر ہو۔ اور انکو مستقل ملازمت کے تمام حقوق اور فوائد عطا کئے جائیں۔

(۶) آٹھ گھنٹے کا کام۔ تمام دن کا کام شمار ہو۔ اس کے علاوہ جتنے گھنٹے اتوار اور تعطیلات کے روز کام کیا جائے۔ وہ "اوور ٹائم" کے طور پر بجرا دیا جائے۔

(۷) ممنونی تیاریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے نئی شرح تنخواہ جو منظور کی گئی ہے بالکل ناکافی ہے۔ اس لئے ہم اسے منظور نہیں کر سکتے۔ براہ مہربانی ان لوگوں کے لئے جو ۱۹۱۶ء میں سو روپیہ سے زیادہ تنخواہ پاتے ہیں۔ ۷۵ فیصدی اور جو سو سے کم پاتے ہیں ان کے لئے سو فیصدی اضافہ منظور کیا جائے اور یہ ترقی یکم اپریل ۱۹۱۹ء سے شما(ر ہو)۔

(۸) تمام ملازمان ریل جن پر گذشتہ سال کے فسادات پنجاب میں شبہ کی بناء پر سرسری عدالتوں میں مقدمہ چلایا گیا تھا۔ یا جن کو برخاست کیا گیا تھا۔ یا بلا مقدمہ چلائے ہی کوئی سزا دی گئی تھی وہ سب اعلان شاہی کی رو سے بحال کئے جائیں۔ اور یہ اُن کے لئے نقصان کا موجب نہ ہو نیز ماہ جنوری ۱۹۲۰ء کی سٹرائک کے تمام شکار براہ مہربانی بحال کئے جائیں۔ اور اُنہیں اُن کے پہلے حقوق عطا ہوں۔ اور جیسا کہ حکام نے سمجھوتہ اور وعدہ میں وعدہ کیا تھا۔ یہ امر اُن کے لئے کسی نقصان کا باعث نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ یہ سٹرائک حکام کی لاپرواہی اور عدم توجہی کی وجہ سے ہوئی تھی۔ جبکہ انہوں نے سٹرائک سے پہلے ملازمان کی کثیر التعداد درخواستوں اور عرضداشتوں کے سامنے بہت بے پروائی کی تھی۔

(۹) ہمارے یونین لیڈر مسٹر ملر کو باعزت بحال کیا جائے کیونکہ انہوں نے غریب مصیبت زدہ ملازمان ریل کے لئے بہت تکلیف برداشت کی ہے۔ اور جس بہانہ پر انہیں برخاست کیا گیا ہے وہ نہایت بھدا ہے۔

(۱۰) راولپنڈی کا تمام ضلع کوئٹہ کی طرح سرحدی ضلع سمجھا جائے۔

(۱۱) مندرجہ بالا درخواست ایک مہینے کے اندر اندر منظور کی جائے۔ بصورت دیگر سائلان اس امر کے لئے مجبور ہونگے۔ کہ کام چھوڑنے کا آخری ذریعہ اختیار کریں کیونکہ ان کے بہت سی درخواستیں اور عرضداشتوں کا ابھی تک کوئی نتیجہ نہیں۔ (بندے ماترم)

بمبئی میں مسلمانوں کا جلسہ

ترکی کی شرائط خلاف انصاف ہیں:- بمبئی ۲۹ مئی بروز شنبہ۔ سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی کے زیر اہتمام میاں محمد چھوٹانی کے زیر صدارت بمبئی کے مسلمانوں کا ایک عام جلسہ ترکی شرائط صلح کے خلاف اظہار ناراضگی کرنے کے لئے ہوا۔ صدر جلسہ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ترکی کو جو شرائط پیش کی گئی ہیں وہ اسلامی شرع اور انصاف اور مساوات کے اصولوں کے سراسر خلاف ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ کہ ترکوں کے ساتھ انہی اصولوں کے مطابق سلوک کیا گیا ہے۔ جنکے مطابق جرمنی اور آسٹریا کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ترک خود بخود شریک جنگ نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ اپنی حفاظت کی خاطر ایسا کرنے کے لئے مجبور ہو گئے تھے۔ مجھے امید ہے کہ ترکی کو جو شرائط پیش کی گئی ہیں وہ کسی صورت سے فیصلہ قطعی نہیں سمجھی جائیں گی۔

ترک اشتراک عمل کی تحریک:- مسلمانان ہند کے نزدیک خلافت کا سوال ایک مذہبی سوال ہے اس لئے جب تک شرائط ہمارے مذہبی جذبات کے مطابق نہ ہوں اسوقت تک باہمی کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا ترک اشتراک عمل کی تحریک پر عملدرآمد کرنا چاہیے۔ اس کا پہلا کام یہ ہے کہ خطابات و اعزازات واپس کر دیئے جائیں اس کے بعد دوسری کارروائی یہ ہوگی کہ گورنمنٹ کی سول ملازمتوں سے استعفے دیدیئے جائیں۔ اگر ان دونوں صورتوں میں ناکامی ہوئی تو پھر آل انڈیا خلافت کمیٹی کا نفرنس مدعو کرنے کی ضرورت ہوگی تاکہ اس تحریک کو ترقی دینے کے وسائل پر غور کیا جائے"

آنریری مجسٹریٹی سے استعفا:- اپنی تقریر ختم کرنے سے پیشتر صدر جلسہ نے اعلان کیا کہ میں اظہار ناراضگی کے طور پر آنریری مجسٹریٹی سے استعفا دیدیا ہے۔

حکام سندھ کے خلاف اظہار ناراضگی:- اسکے بعد جلسہ میں ترکی کی شرائط صلح کے خلاف اظہار ناراضگی کے ریزولیوشن پاس کئے گئے ایک ریزولیوشن حکام سندھ کے خلاف اظہار ناراضگی کیا گیا۔ کہ وہ خلافت کی تحریک کو دبانے کے لئے زیادتیاں کرتے ہیں۔ ایک ریزولیوشن میں مولانا فاخر اور مسٹر حمید احمد کی تعریف کی گئی۔ انہوں نے خلافت کی تقریروں کے متعلق ضمانت مہیا کرنے کی نسبت جیل میں جانا پسند کیا۔ ایک ریزولیوشن اس مطلب کا پاس کیا گیا کہ تمام صوبوں اور ضلعوں کی خلافت کمیٹیاں ماہ رمضان میں چندہ جمع کریں۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس

سب کمیٹی کی رپورٹ پر بحث

ہر حصہ ملک کے قائمقاموں کی شرکت:- الہ آباد یکم جون۔ اخبار انڈیپنڈنٹ کے نامہ نگار نے بنارس سے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس کے متعلق حسب ذیل تفصیلی حالات ارسال کئے ہیں

کمیٹی کا اجلاس بڑی رات تک ہوتا رہا۔ یہ اجلاس آج صبح کے سات بجے سے لگاتار ہو رہا ہے۔ حاضرین بہت بڑی تعداد میں موجود تھے۔ جن میں تمام صوبوں اور مدراس کے قائمقام بھی تھے۔ اجلاس کے صدر آنریبل پنڈت موتی لال نہرو تھے۔ حاضرین میں سے مسز بیسنٹ مسٹر گاندھی۔ مسٹر تلک۔ پنڈت مدن موہن مالوی۔ مسٹر سی آر داس۔ لالہ لاجپت رائے۔ لالہ ہرکشن لال۔ لالہ دنیچند بابو بپن چندر پال۔ مسٹر رنگا سوامی آئینگر۔ آنریبل مسٹر کھاپرڈے مسٹر جمنا داس۔ دوارکا داس۔ مسٹر سینت مورتی۔ مسٹر جیرام داس مسٹر دولت رام۔ پنڈت گوکرن ناتھ مصر۔ ڈاکٹر کچلو۔ ڈاکٹر انصاری اور مسٹر یعقوب حسن کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں

کانگرس سب کمیٹی کی رپورٹ منظور کر لی گئی:- فسادات پنجاب کے متعلق کمیٹی کی رپورٹ پر پوری طرح سے غور کیا گیا اور سرگرم بحث ہوئی کمیٹی نے کانگرس سب کمیٹی کی رپورٹ منظور کر لی۔ سب کمیٹی کی کثرت رائے کی رپورٹ پر اظہار ملامت کیا گیا۔ گورنمنٹ ہند اور وزیر ہند کے مراسلوں پر بھی سخت ناراضگی کا اظہار کیا گیا۔

مسئلہ خلافت:- ترکی کی شرائط صلح پر اظہار ناپسندیدگی کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ مسئلہ خلافت سے جو صورت معاملات پیدا ہو گئی ہے۔ اس پر غور کرنے کے لئے کانگرس کا ایک خاص اجلاس مدعو کیا جائے۔

ترک اشتراک عمل:- کانگریس کے خاص اجلاس میں سب کمیٹی کی رپورٹ اور قانون اصلاحات کے قواعد انتخاب پر بھی بحث کی جائیگی۔ نیز اس امر پر غور کیا جائیگا۔ کہ بعض مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے موثر طریق ترک اشتراک عمل کی پالیسی اختیار کی جائے۔ کانگرس کے خاص اجلاس کی دعوت مسٹر سی۔ آر۔ داس نے کلکتہ میں دی جو منظور کر لی گئی۔ کمیٹی کا اجلاس ابھی تک ہو رہا ہے۔ اور اسکے سامنے طویل پروگرام ہے۔ (از بندے ماترم)

غیر ممالک میں جانیوالے ہندوستانی طلبہ

الہ آباد - ۳۰ مئی۔ صوبجات متحدہ کی طلبہ کی مشیر کمیٹی کی رپورٹ مظہر ہے کہ ۱۰۰ سے زیادہ طالب علموں نے امریکہ اور جاپان کے تعلیمی حالات کی نسبت معلومات دریافت کیں۔ ۳۰ طالب علم غیر ممالک میں تعلیم پانے کے لئے روانہ ہوئے۔ زیادہ لڑکے انجنیری۔ ڈاکٹری [illegible] اور صنعت و حرفت کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے۔ واپسی پر انکو معقول تنخواہوں کے عہدے مل سکیں گے۔ (بندے ماترم)

اسلامی ممالک کی خبریں

شاہ ایران کی واپسی:- شملہ ۳۰ مئی۔ بغداد سے خبر آئی ہے کہ شاہ ایران ۲۸ مئی کو بغداد سے ایران کو واپس چلے گئے۔ یورپ میں موسم سرما گزارنے کے بعد ان کی صحت عراق عرب کی سخت گرمی کا بہت خراب اثر پڑا روانگی کے وقت ان کی حالت بہتر تھی۔

سردار نصر اللہ خان کا انتقال پر ملال۔ لنڈن ۲۸ مئی۔ لنڈن میں خبر موصول ہوئی ہے کہ سابق تاجدار افغانستان کے برادر عزیز نصر اللہ خان اس دنیا سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے ہیں۔

سردار کوچک سرگروہ احرار ایران۔ ایران میں حب وطن اور ملت پرستی کی تحریک سردار کوچک کی سرکردگی میں دن بدن زور پکڑ رہی ہے سردار ممدوح نے مصمم عہد کیا ہے کہ جب تک اپنے وطن مقدس یعنی ایران کو اغیار کے عمل ودخل سے نجات نہ دلا دینگے اسوقت تک سر کے بال نہ ترشوائیں گے۔

پچھلے دنوں بندرگاہ انزلی کی فتح کا تار جو جناب ریوٹر نے بھیجا تھا اسکے متعلق خبر ہے کہ سردار کوچک نے بولشویکوں کی امداد سے یہ عظیم فتح حاصل کی تھی بولشویک ایرانی محبان وطن کو بے شمار زر و مال سے مدد دے رہے ہیں۔

اتحاد افغانستان و بخارا۔ بخارا کی جدید آزاد حکومت نے اعلان کیا ہے کہ ہر ضرورت کے وقت بخارا کی فوجیں دولت عالیہ افغانستان کے جھنڈے تلے جمع ہونگی اور جان و مال سے امداد دی جائیگی۔

بولشویک ترکستان میں۔ بولشویک ترکستان کے علاقہ میں مردم شماری اور اسلحہ شماری کر رہے ہیں تاکہ مسلح اشخاص کی تعداد معلوم ہو جائے۔ ترکستان خیوا اور ماوراء النہر کے ممالک نے مکمل آزادی کے عوض میں موسیو لینن (بولشویک لیڈر) کی سیادت قبول کر لی ہے۔

متفرقات

لاسلکی ٹیلیفون کے ذریعہ سے خبر رسانی:- لنڈن ۲۹ مئی۔ اب نامہ نگاروں کے بیانات لاسلکی ٹیلیفون کے ذریعے سے بھیجے جا رہے ہیں۔ جو تاریخ اخبار نویسی میں پہلا واقعہ ہے۔ اخبار ڈیلی میل شہر چیمسفرڈ سے اس قسم کے بیانات کامیابی کے ساتھ وصول کر رہا ہے۔

لارڈ فرینچ کی شہری آزادی چھن گئی۔ لنڈن ۲۹ مئی۔ لنڈنڈری کی کارپوریشن نے ۱۹ موافق اور ۱۴ مخالف رایوں سے یہ ریزولیوشن منظور کیا ہے کہ لارڈ فرینچ کا نام ان اشخاص کے زمرہ میں سے خارج کر دیا جائے جنہیں شہر کی آزادی مل چکی ہے۔

آرمینیا کی حکمبرداری نامنظور:- لنڈن ۲۷ مئی۔ واشنگٹن سنیٹ کے معاملات خارجہ کی کمیٹی نے ۱۱ موافق اور ۴ مخالف رایوں سے مسٹر ولسن کی تجویز دربارۂ حکمبرداری آرمینیا نامنظور کر دی ہے۔

قرارداد صلح کی نامنظوری۔ لنڈن ۲۷ مئی۔ نیویارک مسٹر ولسن نے جمہوریہ کی قرارداد صلح کو مسترد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ جرمنی کے ساتھ اس قسم کی صلح کرنے سے ریاستہائے متحدہ کی بہادری اور وقار پر ایک نہ مٹنے والا دھبہ لگیگا۔

پریزیڈنٹ نے عہدنامہ ورسیلز کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ عہدنامہ کو مسترد کرنے سے ریاستہائے متحدہ نے عملاً اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ وہ علیحدہ ہو کر اپنے جداگانہ اغراض ومقاصد کی نگہداشت کرنا چاہتا ہے۔

کنیڈا معاوضہ جنگ کا طلبگار ہے:- لنڈن ۲۸ مئی۔ کنیڈا نے جرمنی سے ایک ارب ستاسی کروڑ دس لاکھ ڈالر کا معاوضہ طلب کیا ہے۔ جس میں ساڑھے آٹھ کروڑ ڈالر مصارف کا ۱۱ ڈولنس تین کروڑ بیس لاکھ ڈالر ہیلی فیکس کے دھماکے کا معاوضہ اور تین کروڑ دس لاکھ ڈالر کا نقصان شامل ہے جو ناجائز طریق حرب سے عمل میں آیا۔

خونریز لڑائی۔ لنڈن ۲۹ مئی۔ پولینڈ کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ڈوینا میں خونریز لڑائی جاری ہے دشمن ڈوینا اور پریپت کے درمیان مسلسل حملے کر رہا ہے۔ دیگر مقامات کی طرح یہاں بھی تمام حملہ آوروں کو پسپا کر دیا گیا ہے۔

دورانزو پر اطالوی قبضہ۔ ۲۹ مئی۔ اخبار جرنل کو زیورچ سے معلوم ہوا ہے کہ متعدد اطالویوں کے وہاں قتل ہو جانے کے باعث شہر کا انتظام اطالیوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔

مدینہ میں ہم پر کیا گزری

۷۵ ہزار کے بھوک سے مر گئے

انور پاشا رسول کے قدموں میں:- (ایک صاحب بلائے ہندی مہاجر کے قلم سے):- آپ کیا پوچھتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں ہم پر کیا گذری ہم نے وہ دیکھا جو قلم کی زبان پر نہیں آ سکتا۔ دو برس تک ایسے ایسے عجیب نظارے آنکھوں کے سامنے آئے اور چلے گئے جو بچپن میں کہانیوں کے اندر سنا کرتے تھے جنگ یورپ شروع ہوئی ترک اس میں شریک ہوئے یہ خبریں رفتہ رفتہ مدینہ منورہ میں آتی تھیں مگر ہمارے خواب وخیال میں کبھی نہ تھا کہ یہاں بھی اس کا کچھ اثر پہنچے گا۔ رفتہ رفتہ گرانی شروع ہوئی اور غربا تکالیف اٹھانے لگے۔ اسی زمانہ میں مشہور ہوا کہ انور پاشا یہاں آتے ہیں۔ علما ومشائخ نے استقبال کی تیاریاں شروع کیں اور آخر وہ دن بھی آگیا اور انور پاشا مدینہ پہنچے۔

انور پاشا کس طرح حاضر دربار ہوئے:- میں آپکو بتانا چاہتا ہوں کہ اس یورپین صورت ترک آدمی نے مدینہ میں آکر میرا دل چھین لیا جس وقت وہ ریل سے اترا باب عنبری کے سامنے علماء ومشائخ اور تمام اعیان مدینہ صف بستہ کھڑے تھے۔ اکہرا چھریرا جوان داڑھی گھٹی ہوئی مونچھیں آدھی منڈی اور آدھی چڑھی ہوئی ٹوپی اور شاندار فوجی وردی۔ ریل سے قدم اتارتے ہی اس نے خدا کے حضور پہلے ہاتھ باندھ لیئے اور گردن حرم کی طرف جھکا دی کسی سے مصافحہ نہ کیا۔ کسی کی طرف آنکھ نہ اٹھائی یہ معلوم ہوتا تھا۔ ایک غمگین قیدی ہے جو رہائی کی فریاد کرنے کو کسی بہت بڑے بادشاہ کی خدمت میں جا رہا ہے۔ اسوقت ایک بڑا موثر منظر تھا۔ چاروں طرف خرقے اور عمامے نظر آتے تھے انور گردن جھکائے ہاتھ باندھے کرچ کمر میں لٹکائے آہستہ آہستہ آگے چلتا تھا۔ اور پیچھے تمام اہل مدینہ اور علماء ومشائخ چپ چاپ چل رہے تھے۔

ترکوں کے سب سے بڑے مشہور آدمی جنہیں مسلمانوں کے نپولین ثانی کی یہ ادا کلیجوں کو پاش پاش کیئے دیتی تھی کہ وہ اپنے آقا محمد رسول اللہ صلعم کے دربار میں غلاموں اور بیکسوں کی طرح ڈرا ہوا اور سہما ہوا جا رہا تھا۔

مدینہ میں میری حاضری سالہا سال سے ہے مگر ایسا نظارہ کبھی نہ دیکھا تھا تاریخوں میں بڑے بڑے بادشاہوں کی حاضری مدینہ کے حالات پڑھ چکا ہوں مگر اس چشم دید کیفیت کے سامنے کسی قصہ کا اثر مجھ پر اتنا نہ ہوا تھا۔

جب انور پاشا باب السلام پر پہنچے جھک گئے اور چوکھٹ پر سر رکھ دیا کرچ کمر سے نکال کر وہاں ڈال دی اور زار وقطار رونے لگے۔

اس کے بعد حرم میں داخل ہوئے اور وہاں بھی انہوں نے جالی کے سامنے بہت ادب و عاجزی سے بوسہ دیا اور روتے رہے۔ سلام سے فارغ ہونیکے بعد وہ اپنے قیام گاہ پر گئے اور سب لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور چار ہزار اشرفیاں غرباء کی خوراک کے لیئے مرحمت فرمائیں ترکی عملہ ایک عرصہ تک اس قسم کی روٹیاں غربا اور محتاجوں کو تقسیم کرتا رہا۔

جمال پاشا بھی اس کے بعد زیارت کو آئے تھے وہ خوب مضبوط اور دوہرے جسم کے آدمی ہیں۔ ادھیڑ عمر ہے اور داڑھی خشخاشی ہے انہوں نے چار ریل کی گاڑیاں غلہ سے بھری ہوئی غربا میں تقسیم کرائیں۔

شریف کی بغاوت:- شریف مکہ کی بغاوت کا کسی کو علم نہ تھا جب انور پاشا مدینہ میں آئے ہیں تو شریف کا بیٹا امیر فیصل استقبال کے لیئے پلیٹ فارم پر موجود تھا۔ اور نہایت ادب واحترام سے انور پاشا کے پیچھے پیچھے چلتا تھا۔

یکایک جب شریف کی بغاوت مشہور ہوئی تو مدینہ میں بڑی گھبراہٹ پھیل گئی۔ فخری پاشا نے انتظامات شروع کیئے اور مہاجرین میں بعض مشتبہ لوگ گرفتار کر لیئے گئے۔ اور بعض کو مشورہ دیا گیا کہ وہ دمشق چلے جائیں۔ چند عمارتیں مسمار کرا دی گئیں۔ باب عنبری بھی توڑ دیا گیا۔ جو اسٹیشن کے قریب شہر کا بڑا دروازہ تھا۔

تبرکات وجواہرات کی روانگی۔ ایک رات اسی گھبراہٹ کے زمانہ میں چھ سات ترک افسر چپ چاپ مدینہ کی گلیوں میں داخل ہو کر اور حرم شریف کے اندر جا کر انہوں نے تمام قدیمی تبرکات اور روضہ شریف کے جو جواہرات اور سونے کی وہ بھاری بھاری زنجیریں جن میں فانوس لٹکائے جاتے ہیں نکال نکال کر اور اتار اتار کر جمع کیئے۔ شیخ الحرم خود موجود تھے۔ ایک جوہری کو بھی حاضر کیا گیا تھا جو جواہرات کی قیمت آنکتا جاتا تھا۔

حضرت عثمان رض کا اصلی قرآن شریف جو انکی شہادت کے وقت زیر تلاوت تھا۔ اور جس پر ان کے خون کے قطرے بھی گرے تھے اور جو آج تک مدینہ کے خزانہ میں تھا۔ وہ بھی تبرکات کے ساتھ لیا گیا اور اس اسباب تاریخی کو جس میں چند لعل لاکھوں روپے کی قیمت کے تھے کئی صندوقوں میں بھرا گیا۔ ان پر مہریں لگائی گئیں۔ اور راتوں رات استنبول کی طرف روانگی ہو گئی۔

صبح مقابلہ کی خبریں سننے میں آئیں کہ شریف کی فوج آگئی ہے فخری پاشا نے دس کوس آگے بڑھکر استحکام تیار کیئے تھے۔ وہاں نہ دور دور تک سے مقابلہ ہونے لگا۔

روضہ منورہ پر ہوائی جہاز:- اسی زمانہ جنگ میں ایک دن ایک ہوائی جہاز روضہ منورہ کے اوپر آیا اور اس نے کئی بم گرانے چاہے ہم سب لوگ نہایت پریشان تھے اور دل میں کہتے تھے کہ یا اللہ دیکھیئے اب کیا دیکھنے میں آئیگا۔ [illegible] کا لشکر بھیجا تھا۔ یہاں تو کچھ بھی نہیں اور دشمن سر پر آگیا ہے۔ مگر حیرت ہوتی تھی کہ جہاز سے بم گرتے معلوم ہوتے ہیں مگر نیچے نقصان کسی چیز کا نہیں ہوتا۔ بم نہ کسی عمارت پر گرے اور نہ کسی آدمی پر۔ حالانکہ جہاز خاص روضہ کے اوپر منڈلا رہا تھا اور تاک تاک کر گنبد شریف پر بم گرانے کی کوشش کرتا تھا۔

اسی اثناء میں ترکوں کے ہوائی جہاز آگئے اور انہوں نے چاروں طرف سے اس جہاز پر حملہ کر دیا۔ ترکی جہازوں کو دیکھکر یہ جہاز ایسا دم دبا کر بھاگا کہ بے اختیار ہنسی آتی تھی۔

لڑائی نے طول کھینچا اور خوراک کی دقتیں بڑھنے لگیں تو فخری پاشا نے تمام مہاجرین اور باشندگان مدینہ کو دمشق چلے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ چالیس ہزار آدمی رفتہ رفتہ ریلوں میں بٹھا کر دمشق بھیجدیئے گئے۔

ایام محاصرہ میں یہ حالت تھی کہ بھوک کے مارے بڑے بڑے شریف گھرانوں کی عورتیں سوکھی روٹیاں ملنا پر ڈھونڈتی پھرتیں کیونکہ روٹی کسی وقت کو بھی نہ ملتی تھی۔ ترکوں نے یہ بندوبست کیا تھا کہ جو شخص محنت کرے۔ اسکو پکی پکائی روٹی دی جائے جن کے پاس ہزار ہا اشرفیاں تھیں وہ ایک ایک روٹی کے محتاج تھے۔ اور مجبوراً گورنمنٹ کے ہاں مزدوری کرنے جاتے تھے۔

ترکوں نے رعایا کے ساتھ بڑی ہمدردی کی یہ روٹیاں وہ ترکی فوج کے حصہ میں سے کاٹ کر رعیت کو دیتے تھے۔ اور مٹی مقصود کا ایک پیمانہ نکال رکھا تھا۔ تاکہ لوگ مصیبت کی حالت سے [illegible] ہو جائیں۔ آخر رفتہ رفتہ سب لوگ دمشق پہنچ گئے اور مجھے بھی انہیں کے ساتھ بھیجدیا گیا مگر ترکوں نے دمشق پہنچکر بھی مشکل وقت میں مدینہ اور حرم کے عہدہ داروں کی تنخواہیں جاری رکھیں بلکہ ڈبل خرچ دیا چنانچہ مجھکو بھی ۴۸ اشرفی ماہوار ملتی تھی۔

لیکن جب دمشق ترکوں کے ہاتھ سے نکل گیا تو اسی ہزار باشندگان ومہاجرین مدینہ پر بڑی مصیبت کھانے اور ضروریات زندگی کی پڑ گئی اور اسی ہزار میں سے **۷۵ ہزار بھوک سے مر گئے** پانچ ہزار بھی یوں بچے کہ فاتح قوم نے ان کی مدد کی۔ چنانچہ مجھکو بھی انگریز افسروں نے ۴۸ اشرفی ماہوار دینا جاری رکھا اور دیگر عہدہ داروں کے وظائف بھی برقرار رہے

انگریزوں کو تعجب تھا کہ ترک اتنا زیادہ خرچ مدینہ میں کیونکر کر سکتے تھے قصہ مختصر انگریزوں نے ہمارے ساتھ بہت شریفانہ برتاؤ کیا اور بڑی مہربانی سے جہازوں میں سوار کر کے ہمکو جدہ پہنچا دیا جہاں سے ہم شریف صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنے عہدوں کی اسناد دکھائیں جنکی بناء پر ہماری نوکریاں بحال کر دیگئیں مگر خرچ کے لیئے ایک پیسہ نہ ملا۔

شریف صاحب کے چار بیٹے ہیں دو ایک ماں سے۔ اور دو دوسری ماں سے۔ ایک والدہ کے دو لڑکے امیر فیصل اور امیر علی ہیں۔ اور دوسری ماں سے ایک لڑکا امیر عبداللہ ہے۔ اور ایک ابھی حال میں پیدا ہوا ہے جس کا نام غازی رکھا گیا ہے۔

دمشق میں ہم سنتے تھے کہ ہندوستان میں بڑا ہیجان پھیل گیا ہے ہندو مسلمان خلافت کے لیئے ایک ہو گئے ہیں اور سخت ہنگامے ہو رہے ہیں اس پر عربی اخبارات میں بڑے بڑے مضامین ہندی مسلمانوں کی دلیری اور حب اسلام کے شائع ہوتے تھے مگر میں دل سے باتیں کیا کرتا تھا کہ دور کے ڈھول اس ملک میں کیسے سہانے معلوم ہوتے ہیں ورنہ اپنے ملک کی حالت کو میں اچھی طرح جانتا ہوں

میں نہیں چاہتا کہ شام کے موجودہ حالات کے متعلق کچھ لکھوں کیونکہ مجھکو مدینہ منورہ میں زندگی بسر کرنی ہے البتہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ انقلاب کی ابتدائی تکلیف کے بعد جو جو نئی تبدیلیاں وہاں دکھا رہی ہے اس کے نتائج مسلمانوں کے لیئے برے نظر نہیں آتے زمانہ جو کروٹ بدلتا ہے اسکے پہلو میں اسلام کی بہتری کے آثار دیکھتا ہوں ملک شام سے آپکو بے توقع نہ رہنا چاہیئے آپکو جو کچھ سنایا جاتا ہوگا۔ حالات ایک حد تک اسکے برعکس ہیں اور اسلام کی بہبودی ہر جگہ بسرعت تمام ابھر رہی ہے۔

ہم مسلمانوں میں یہ غلطی اب تک موجود ہے کہ ہم بیرونی مسلمانوں کی ترقی کی امید لگایا کرتے ہیں بہتر ہے اس عادت کو مدت ہوئی ترک کر دیا اور شام کی مذکورہ توقعات ذاتی مشاہدہ کے نتائج میری خیال میں یہ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ چہار شنبہ مورخہ ۹ جون سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۹۲

اسلام میں سخاوت

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضٰعف لمن یشاء واللہ واسع علیم ۝

(مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال خدا کی راہ میں جیسے مثال ایک دانہ کی کہ اگیں اس میں سات بالیں اور ہر بال کے ساتھ سو دانے ہوں اور دگنا کرتا ہے واسطے جس کے چاہے اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے)۔

صدقات کی تین نہایت بالشان مصلحتیں

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رض نے دریافت کیا۔ "اسلام کیا ہے؟" آپ نے جواب میں فرمایا "سچ بولنے اور صدقات دینے کا نام اسلام ہے" اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ خیرات دینا اسلام میں کس قدر ضروری ہے۔ قرآن کریم کی وہ آیات جو صدقات کے متعلق ہیں صاف طور پر بتلاتی ہیں کہ اسلام میں صدقات کا طریق تین نہایت بالشان مصلحتیں اپنے اندر رکھتا ہے:-

اول۔ تا کہ مسلمانوں میں قربانی کا مادہ پیدا ہو۔ اور انکے دل بخل سے پاک صاف ہو جائیں۔ اور وہ مفاد ذاتی پر مفاد ملی کو ترجیح دینا سیکھیں۔

دوم۔ قوم کی دولت اسکے افراد میں برابر تقسیم ہوتی رہے کیونکہ اگر دولت قوم کی چند شخصوں ہی میں محدود رہ جائے تو اس سے قوم کی کل کے تمام پرزے درست طریقے پر نہیں چل سکتے۔ اور اس کا خطرناک نتیجہ قوم کی تباہی ہوتا ہے دنیا کی آجکل کی ساری بے چینی کی بڑی وجہ یہی دولت کا عقدہ لاینحل ہے۔ "جس کو سرمایہ اور مزدوری" کے نام سے عام طور پر موسوم کیا جاتا ہے اور چونکہ عیسائی دنیا کے پاس ایسے مذہبی قوانین ہیں جس سے دولت خود بخود افراد قوم میں تقسیم ہوتی رہا کرے۔ اس لئے جب تک وہ اسلامی طریق پر عمل پیرا نہ ہوگی۔ اسکو وہ اندرونی امن اور چین نصیب نہیں ہو سکتا۔ جس کے سایۂ عاطفت میں اسلامی دنیا صدیوں سے زندگی بسر کر رہی ہے۔ رسول خدا (فداہ امی وابی) نے واضح الفاظ میں اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا "خیرات و صدقات ہر مسلمان پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت فرض ہیں اور صدقات امراء سے لیکر غربا کی نذر کر دیئے جائیں"۔ یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ قوم کے غریب افراد کیسے حکم خداوندی سے سبکدوش ہوں۔ اس کا حل انشاء اللہ ہم آگے چل کر بتائیں گے۔

تیسری غرض صدقات کی یہ ہے کہ غریب لوگ کبھی اپنی مفلسی کو اپنے لئے لعنت نہ خیال کرنے لگ جائیں کیونکہ جب ایک طرف امراء پر فرض قرار دیا گیا کہ وہ اپنی دولت اپنے غریب بھائیوں پر بانٹیں اور ان کو اس پر باعث طعنہ نہ بنائیں تو دوسری طرف یہ بتا دیا کہ صدقات کے مستحق کون لوگ ہو سکتے ہیں۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے متعلق فرمایا "الفقر فخری" غریبی میرا فخر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایسا قول ہے جو بیکسوں اور محتاجوں کے زخموں کے لئے مرہم کا کام دیتا ہے اور ایسی روشنی کی مانند ہے جو بدقسمت بجھے ہوئے دلوں کی تاریکی دور کرتی ہے۔

صدقات کی اقسام

اسلام میں صدقات کی دو قسمیں ہیں ایک زکوٰۃ دوسری صدقات

ہر وہ مسلمان جو ایک مقررہ مقدار مال کا [illegible] وہ صاحب زکوٰۃ کہلاتا ہے اور اسے فرضاً مال کی آمدنی پر اڑھائی فیصدی زکوٰۃ اپنے غریب اقربا۔ یتیموں۔ حاجت مندوں تنگدستوں اور مسافروں پر خرچ کرنے پڑتے ہیں۔

اسلامی حکومت کے زمانہ میں ایک بیت المال ہوتا تھا جس میں عمال حکومت لوگوں سے سال میں ایک دفعہ زکوٰۃ وصول کر کے جمع کرتے تھے۔ اور پھر اس بیت المال سے روپیہ مختلف ضروریات کے لیے صرف کیا جاتا تھا۔ مثلاً غلاموں کی آزادی خریدنے۔ جنگی قیدیوں کا فدیہ دینے۔ مساجد۔ مدرسے۔ سرائیں۔ شفاخانے۔ سڑکیں۔ تالاب تعمیر کرنے کوئیں کھودنے۔ غریب۔ بیمار اور زخمی لوگوں کی مدد کرنے وغیرہ ایسے امور جنکی تکمیل قوم کی انفرادی کوششوں کی بجائے مجموعی طور پر آسانی سے ہو سکتی ہے۔ اس لئے ایک ایسے نظام کی حکم خداوندی کے ماتحت بنیاد رکھی گئی جو ہر طرح مکمل اور اتم ہے۔ اس نظام نے ان کٹھن مسائل کو ہمیشہ کے لئے آسان کر دیا۔ جو یورپ کے گلے کا ہار ہو رہے ہیں۔ اور جنکی وجہ سے بہت سی قیمتی جانیں ہر سال اندرونی کشمکشوں کا شکار ہوتی ہیں آئے دن یورپ کی حکومتوں میں جو انقلاب واقع ہوتے ہیں انکی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ قوم کے پاس بوڑھے۔ اپاہج لوگوں اور بیکاروں کے لئے کوئی انتظام نہیں اگر ایک طرف قوم کے بہت سی افراد کی زندگی کی گھڑیاں بے بسی اور مفلسی سے گذرتی ہیں تو دوسری طرف چند لاکھ پتی اور کروڑ پتی بیوپاری کی نذر ہوتے ہیں۔ ہر ایک شخص کی شرافت کا معیار صرف زر ہے یہاں تک کہ ایک بیچاری دوشیزہ اپنی غربت کی وجہ سے خاوند نہیں ڈھونڈ سکتی۔ غربت ایسے ملکوں میں ایک لعنت سمجھی جاتی ہے یہانتک کہ خدا کے گھروں یعنی کلیساؤں میں بھی بیچارہ غریب عمر بھر پادری صاحب کے قریب جگہ نہیں پا سکتا اس لئے وہ اپنی تعلیم مذہبی سے عاری رہتا ہے اور شاید اسی وجہ سے پادری صاحبان کے نزدیک وہ آخرت کے عذاب کا بھی مستحق ٹھہرتا ہے۔

اسکے برخلاف اسلام میں اندھوں غریبوں تک کے لئے دربار خداوندی سے نبی کریم (فداہ ابی وامی) کو سفارش پہنچی کہ ان میں اور امراء میں کوئی تمیز روا نہ رکھی جائے۔ ممکن ہے کہ آج بھی اس گئے گذرے زمانہ میں ایک شاہ کو ایک گدا کے پہلو مسجد میں کھڑے دیکھکر ایک عیسائی کا دل پگھل جاتا ہوگا۔

ہنٹر کمیٹی کی رپورٹ

ہنٹر کمیٹی کی لمبی چوڑی رپورٹ کے ساتھ ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند اور مسٹر مانٹیگو سکرٹری آف ہند کی مراسلات شائع ہو چکے ہیں۔ مدتوں تک پبلک اس رپورٹ کی نہایت بے چینی کے ساتھ منتظر رہی۔ بڑی بڑی امیدیں اس رپورٹ کے ساتھ وابستہ کی گئی تھیں۔ خیال تھا کہ اس رپورٹ سے ہزارہا مارشل لاء کے بیگناہ مظلوموں کے آنسو پونچھے جائیں گے۔ اور آئندہ کے لئے انصاف پسند اہل برطانیہ اس بات کا سدباب کر دینگے۔ کہ غریب ہندوستانی کبھی ایسے قانونی شکنجہ میں یکا یک گرفتار نہ کئے جائیں۔ اور یہ امید بھی وزراء برطانیہ سے کی جاتی تھی۔ کہ پچھلے مارشل لاء کے زمانہ میں جن بعض انگریزی اور ہندوستانی افسروں نے نہایت ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک مردوں۔ عورتوں۔ اور بچوں کے ساتھ روا رکھا تھا۔ انکو منصفانہ سزائیں دیجائینگی۔ مگر یہ سب آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔ بیچارے ہندوستانیوں کی ایک سال کی لگاتار چیخ و پکار یوں ہی اکارت گئی۔

ہمیں افسوس سے اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ مدبرین برطانیہ نے ایک نہایت عمدہ موقع اپنے کھوئے ہوئے وقار کو دوبارہ ہندوستانیوں کے دلوں میں قائم کرنے کا ضائع کر دیا ہے۔ بجائے اس کے رپورٹ کی اشاعت سے دلوں کے زخم پھر ہرے ہو گئے ہیں۔ اور حاکم اور محکوم کی آپس کی مغائرت بڑھ گئی ہے۔ اور اس بات کا یقین ملک سے بالکل اٹھ گیا ہے۔ کہ انگریزی قوم دوسری اقوام سے زیادہ انصاف پسند واقع ہوئی ہے۔

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کرینگے فریاد
وہ بھی کمبخت تیرا چاہنے والا نکلا۔

کالا پانی

ہمارے معزز ہمعصر "بندے ماترم" نے ایک مضمون بھائی پرمانند ایم اے کی قلم سے شائع کیا ہے۔ جس میں گورنمنٹ سے استدعا کی گئی ہے۔ کہ آئندہ وہ قیدیوں کو انڈیمان بھیجنے کی بجائے ہندوستان ہی میں ان کو اپنے اپنے صوبوں میں رکھے۔ اور اس امر کی تائید میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کئے ہیں:

(۱) جزائر کی آب و ہوا سخت مضر صحت ہے۔

(۲) جزائر کے غیر آباد ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ پہ اس کا بڑا بھاری ناجائز مالی بوجھ پڑتا ہے۔

(۳) زبان کی دقت۔

(۴) بجائے اصلاح کے مجرم یہاں اپنے جرائم میں غایت درجہ ترقی کر جاتے ہیں۔

(۵) خلاف قدرت بد اخلاقی بسرعت سے پھیل رہی ہے۔ پنجابی۔ پشاوری۔ اور سندھی اس بد اخلاقی کی مرض کو بمبئی مدراس۔ برہما۔ ممالک متحدہ کے لوگوں میں پھیلانے کا باعث ہوتے ہیں۔

نو آبادیوں کی ہندی باشندوں پر ظلم

مسٹر سی۔ الف۔ اینڈریوز کے مراسلات آجکل اخبارات میں زور و شور سے شائع ہو رہے ہیں جن میں ان مظالم کو کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ جو مشرقی افریقہ، جنوبی افریقہ، فجی اور دیگر نو آبادیوں کی گوری آبادی ہندوستانی باشندوں پر روا رکھی ہے۔ فجی میں ہندوستانیوں پر مارشل لا جاری ہے ان کا گھروں سے نکلنا بند ہو گیا ہے۔ سڑکوں پر پانچ آدمیوں سے زیادہ مل کر چل نہیں سکتے۔ عورتیں محبوس ہیں۔ ایک گھر میں سات سے زیادہ کا رہنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

ہم گورنمنٹ عالیہ ہند کی توجہ ان مظلوموں کی فوری اعانت اور دستگیری کے واسطے مبذول کراتے ہیں۔

مسز رابنسن کا قبول اسلام

مولوی دوست محمد صاحب ووکنگ انگلینڈ سے ایک اعلان تحریر فرماتے ہیں۔ جو ہدیہ ناظرین کرام ہے۔

الحمد للہ کہ اس ہفتہ ایک اور خاتون کے قبول اسلام کی خوشخبری احباب کرام کو سنانے کی توفیق اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصیب ہوئی ہے

مسز رابنسن ایک اچھی فہمیدہ اور با اصول خاتون ہے ہم سے اور ہمارے میاں صاحب کے بھیجے ہوئے مبلغین سے بھی وہ پہلے واقفیت رکھتی ہے ابھی چند دن ہوئے۔ کہ چودھری فتح محمد صاحب سیال کا سرکلر انہوں نے بھیجا جس میں اس ایڈریس کی نقل شائع کی گئی تھی۔ جو میاں صاحب کی طرف سے ٹرکی کے متعلق سر ایڈورڈ میکلیگن لفٹنٹ گورنر پنجاب کو دیا گیا ہے۔ اس خاتون نے لکھا کہ یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو یہ لوگ اپنے آپکو پولیٹیکل معاملات سے علیحدہ قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف انہی معاملات میں دخل بھی دیتے ہیں اسکے ساتھ ہی خاتون موصوفہ نے ہم سے دریافت کیا۔ کہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے کیا کچھ نہیں کرنا پڑیگا۔ یعنی کوئی خاص رسوم ادا کرنی پڑینگی یا کیا؟ مولوی مصطفےٰ خان صاحب نے انہیں جواب میں لکھا کہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے کوئی رسوم اختیار کرنی نہیں پڑتیں۔ اسلام دراصل ایک فطری مذہب ہے۔ اور چند عالمگیر اصولوں اور اعتقادات پر مشتمل۔ ایک خدا پر ایمان اور تمام انبیاء پر ایمان یہ اسلام کا سب سے بڑا اصول ہے اور یہی وہ اصول ہے۔ جو عالمگیر اتحاد کا موجب ہو سکتا اور فطرت کے عین مطابق ہے۔

اس کے ساتھ ہی خاتون موصوفہ کو اسلام پر ضروری چھوٹی چھوٹی کتابیں بھیجی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل و کرم ہے کہ انہوں نے ان کو پڑھ کر حلقہ اسلام میں داخل ہونا ضروری سمجھا۔ اور ڈیکلریشن اپنے ہاتھ سے لکھکر بھیجدیا۔ فالحمد للہ۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں استقامت بخشے اور دین کے لئے مفید بنائے۔

نامۂ ووکنگ

انگلستان کا قانونِ طلاق اور پارلیمنٹ میں اس پر دلچسپ مباحثہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

انقطاعِ تعلقات اور طلاق میں آئرلینڈ اور انگلینڈ کا مقابلہ

آرچ بشپ آف یارک اور بشپ آف ناروچ نے بھی اس دفعہ پر جرح و قدح کی جن میں سے اول الذکر بالخصوص سننے کے قابل ہے۔ آرچ بشپ موصوف نے لارڈ چانسلر کے اس بیان کو کہ ہزاروں لوگوں پر انقطاعِ تعلقات کی رعایت کا اثر پڑا ہے مبالغہ آمیز بتایا۔ اور کہا کہ میں اس بات کو کبھی نہیں مانتا کہ اس قدر ... عورتوں کی کثیر تعداد اس سے متاثر ہو کر شادی کی اس رعایت سے (اگر یہ تسلیم ہو) فائدہ اٹھانا چاہیں گی۔ خود سکاٹلینڈ میں جہاں انقطاعِ تعلقات کو وجہ پر طلاق کی رعایت دی گئی ہے اس شہادت سے جو رائل کمیشن کے سامنے دی گئی ہے یہ ظاہر ہے کہ شہر بالخصوص گلاسگو کی ادنیٰ آبادیوں میں جہاں علیحدگی اور انقطاعِ تعلقات نہایت شرمناک نتائج اختیار کر چکے ہیں وہاں بھی عورتیں طلاق کی خواہشمند نہیں ہوئیں۔

خود ججان عدالت کے ایک کلرک کی شہادت ہے کہ اس نے انگلینڈ اور ویلز کے ججوں کے کلرکوں سے یہ دریافت کیا۔ کہ آیا احکامِ علیحدگی کی بداخلاقی کا موجب ہوئے ہیں یا نہیں۔ اس سوال کے ۱۴۱ جوابات میں سے ۱۰۷ نفی میں آئے یعنی صرف ۳۴ جواب ایسے تھے جن میں احکامِ علیحدگی کو بداخلاقی کا موجب قرار دیا گیا تھا۔ ان اعداد و شمار کی بنا پر آرچ بشپ موصوف نے اس بات کا انکار کرتے ہوئے "طلاق بربنائے انقطاعِ تعلقات" سے اہل سکاٹلینڈ کی شادیاں غیر منضبط ہو گئی ہیں اور وہ قائم شدہ نہیں۔ ساتھ ہی اس بات کا اقرار کیا۔ کہ شادی سے پیشتر بھی ازدواجی بداخلاقیوں کی وہاں بہت کثرت ہے لیکن سکاٹلینڈ میں "طلاق بربنائے انقطاعِ تعلقات" کا قانون پاس ہوئے ۴۰۰ برس ہو چکے ہیں۔ اور یہ ایسے وقت میں پاس ہوا تھا جب وہاں شادی کے بنیادی مسائل پر بہت زیادہ دور رس بحث مباحثہ پیدا ہو گیا تھا۔ باہمی علیحدگی کی رعایت کے ساتھ بعض اور بھی وجوہات ہیں جو ایسے وقت میں پیدا ہوئیں۔ جب شاید انگلینڈ سے بھی زیادہ اور وسیع ترین خرابیاں واقعہ ہو چکی ہیں" اس پر آرچ بشپ صاحب کے نزدیک سکاٹلینڈ میں اس قسم کے حالات میں انقطاعِ تعلقات کو طلاق کی وجوہات میں شمار کرنا اور ایک ایسے قانون کی اجازت دینا جو ۴۰۰ سال تک جاری رہ چکا ہو بالکل مختلف بات ہے"

پس آرچ بشپ صاحب نے اس بات پر زور دیا کہ اگر یہ قانون انگلینڈ میں بھی پاس ہو گیا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مقدمات طلاق کی تعداد یقیناً بڑھ جائیگی اور ممکن ہے کہ ججوں کی تعداد اس حد تک بڑھانی پڑے کہ ہائی کورٹ کی سخت روایات بھی ملحوظ نہ رہیں"

مقدمات طلاق کے بڑھ جانے کا یقین دلاتے ہوئے آرچ بشپ صاحب غالباً گلاسگو کی ان ادنیٰ آبادیوں کو بھول گئے جن کا حوالہ آپ قبل ازیں دے کر بتا چکے ہیں کہ وہاں طلاق بربنائے انقطاعِ تعلقات کی رعایت ہونے کے باوجود اور انقطاعِ تعلقات کی کثیر وارداتیں ان میں ہونے کے باوجود وہاں کی عورتیں طلاق کی خواہشمند نہیں۔

چائے کے بعد اور رات کے ڈنر کے درمیانی وقت میں عیسائیت کو نہ چھوڑو

اس تمام بحث میں سب سے زیادہ دلچسپ ریمارک ڈیوک آف نارتھمبرلینڈ کا ہے کمیٹی کا اجلاس چار بجے شروع ہوتا تھا۔ اور رات کھانے کے وقت تک رہتا تھا اور ظاہر ہے کہ اس دوران میں یہ جو کچھ تجاویز ہوئیں عیسائیت کے یقیناً مخالف ہیں۔ اس لئے ڈیوک آف نارتھمبرلینڈ نے کیا ہی سچا کہا کہ

"چار بجے اور ڈنر کے وقت کے درمیانی وقفہ میں عیسائیت سے علیحدہ ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں۔"

لیکن ڈیوک موصوف کو یہ یقین کس طرح سے ہو گیا کہ بانیٔ اسلام نے تہذیبِ جدید کے برخلاف فطرتِ انسانی سے نکل کر ... کے دو ہزار سال پہلے کے قوانین کے پابند ہوتے ہیں انگلستان کی رات دن کی تمام زندگی کو دیکھ لو۔ ناجائز ارتکابات اور بداخلاقیوں کو چھوڑ کر جہاں تہذیب کا لازمی جزو نہیں فطرت صحیحہ کا متبع انہیں پاؤ گے۔ اور انسانی زندگی کا ماحول ہی یقیناً فطرت کی اتباع پر ہے۔ اس کو اسلام نے تیرہ سو برس پہلے تعلیم کیا۔ اور اسی کی طرف طوعاً و کرہاً دنیا عمل کرتی ہے اور کرے گی۔

اہل انگلینڈ کے خطرات اور سکاٹلینڈ سے اختلاف

ڈیوک آف نارتھمبرلینڈ نے یہ بھی کہا کہ سکاٹلینڈ میں علیحدگی اور انقطاعِ تعلقات کی بنا پر طلاق سولہویں صدی سے رائج ہے۔ اسے اس ملک میں ایسے وقت میں جب ہر ایک نظام اور اختیارات و مسائل خواہ وہ کتنے ہی مقدس ہیں۔ زیر بحث لائے جا رہے ہیں۔ رائج کرنا ایک بالکل مختلف صورت ہوگی۔ وزیر اعظم کا بیان ہے کہ بعض خاص جماعتوں سے سوسائٹی کو خطرات لاحق ہیں۔ ایسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ دو قسم کے مقاصد اپنے سامنے رکھتے ہیں ایک تو پرائیویٹ جائداد سے لوگوں کو علیحدہ کرنا ہے اور دوسرا شادیوں سے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ یہی دو چیزیں سوسائٹی کے بنیادی پتھر ہیں۔ یہ سب کچھ سہی لیکن سوال یہ ہے کہ ان برائیوں کا کیا علاج ہوگا۔ جو محض انقطاعِ تعلقات اور عدم طلاق سے پیدا ہوتی ہیں اور کیا سکاٹلینڈ میں سولہویں صدی سے اس قانون کا رائج ہونا اس کی عیسائیت سے اس علیحدگی کا موجب نہیں۔ جس کا خطرہ ڈیوک موصوف کو ہوس آف کامنز کی کمیٹی میں چار بجے اور ڈنر ٹائم کے درمیانی وقفہ میں لاحق ہو گیا۔

تین سالہ انقطاعِ تعلقات وجہِ طلاق قرار پائی

اس تمام بحث کا آخری نتیجہ کیا ہوا؟ لارڈ پارمور نے جو ترمیم پیش کی کہ تین سالہ انقطاعِ تعلقات کو وجہِ طلاق قرار دیا جانا قانون سے نکال دیا جائے۔ وہ ۸۵ ووٹوں کے بالمقابل لارڈ موصوف کے حق میں صرف ۳۵ ہونے کی وجہ سے مسترد ہو گئی۔ اور تین سالہ انقطاعِ تعلقات وجہِ طلاق قرار پا گئی۔

ایک خرابی کا احتمال اور اس کا علاج

یہاں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ اسی بحث کے دوران میں لارڈ بک ماسٹر ... نے ناجائز سمجھوتہ اور طلاق کا ذکر کرتے ہوئے ایک شخص (غالباً لارڈ ریچ وڈ) کا حوالہ دیا۔ کہ اس نے اخبارات میں لکھا ہے کہ اس نے محض اس طرح سے طلاق حاصل کی۔ کہ عورت کو اپنے ساتھ ہوٹل میں لے گیا۔ اور دونوں نے اکیلے ایک کمرہ میں رات بسر کی۔ اور حالانکہ در حقیقت کوئی زنا کا ارتکاب ہم دونوں نے نہیں کیا تھا لیکن اپنی اصل بیوی سے چھٹکارا پانے کے لئے اس سمجھوتہ کو زنا کی دلیل ٹھہرا کر طلاق حاصل کر لی۔ لارڈ بک ماسٹر نے کہا کہ اس قسم کا کوئی علاج نہیں اور کوئی دو مرد و عورت آپس میں تعلق قائم کرنے کے لئے اس بات کا انتظار نہیں کر سکتے۔ کہ تین سال تک پہلے یا بیوی سے علیحدہ رہیں۔ اور پھر طلاق کی ڈگری لیکر آپس میں آزادانہ ملیں۔ وہ دونوں بغیر محرم اپنے آپ کو میاں بیوی ظاہر کر کے کسی ہوٹل میں کمرہ لے سکتے ہیں۔ اور کوئی ضرورت نہیں کہ وہ رات کو کوئی شرمناک حرکت کریں۔ محض مطالعہ یا تاش وغیرہ میں رات بسر کر سکتے ہیں۔ اور اسی کو زنا کی دلیل ٹھہرا کر طلاق لے سکتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ یہ خرابی بیشک پیدا ہو سکتی ہے لیکن اس کا علاج کیا اسلام کا وہ قانون نہیں جو تین سال کی بجائے صرف چار ماہ علیحدگی کو موجب طلاق ٹھہراتا ہے۔

والذین یؤلون من النساء اربعۃ اشھر

دوست محمد از ووکنگ انگلینڈ

توسیعِ اشاعت

کے بارہ میں ہمیشہ احباب کی خدمت میں التماس کی جاتی ہے۔ اور احباب موجودہ وقت گرانی سامان متعلقہ اخبار وغیرہ سے بخوبی واقف ہیں کہ خرچ کثیر کی محتاج ہے۔ لہذا خریداروں کی توسیع میں سعی فرما دیں۔ (مینیجر)

اسلام ایک عالمگیر ملت ہے

(پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ ایم۔ اے۔ سی۔ آئی۔ ای کے خیالات)

اسلام کا پیغام صرف اہل عرب ہی کے لئے مخصوص نہیں تھا۔ بلکہ تمام دنیا جہان کے لئے یہ ایک سلسلۂ سرچشمۂ ہدایت تھا۔ توحید الٰہی کا اقتضا یہی تھا کہ تمام نسل انسانی کو ایک ملت واحدہ بنا دیا جائے۔

اسلام کے اس عالمگیر دعوے نے جو تمام افراد اور تمام اقوام کو دعوت حق دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مقدس گرامی ناموں میں عملی شکل اختیار کی جو آنحضور نے وقتاً فوقتاً اپنی مبارک زندگی میں ۶۲۸ء کے قریب قریب کل بادشاہان عالم کو لکھے۔

شہنشاہ ہرقل کو اسی سال ایک نامہ جو تبلیغ اسلام پر مشتمل تھا لکھا گیا۔ اسی طرح شاہ ایران۔ والئے یمن۔ خدیو مصر اور سلطان ابی سینیا کو اسلام کے دعوتی خطوط ارسال کئے گئے۔

ہرقل کے خط کی عبارت یہ تھی:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ۔ جو اللہ کا نبی اور بندہ ہے۔ ہرقل قیصر روم کی طرف یہ نامہ لکھتا ہے:۔ السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ فاما بعد۔ میں تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام قبول کر لو۔ اور خدا کے ہاں تمہیں دگنا اجر ملیگا۔ اگر تم اسلام سے انحراف کرو گے تو تمہاری رعیت کے گناہوں کا بوجھ بھی تمہارے کندھوں پر رہیگا۔ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسے دین کی طرف جو ہمارے تمہارے دونوں کے لئے نہایت ہی موزوں ہے۔ اور وہ کیا ہے؟ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی اور کی پرستش حرام سمجھینگے۔ اور ہم اسکی جناب احدیت مآب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کریں گے۔ اور ہم ما سوا کو خدا کہکر نہیں پکاریں گے۔ اس لئے اگر اہل کتاب! تم ہماری اس دعوت کو ٹھکرا دو اور انکار کرو۔ تو تم گواہ رہو کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں اور ہمارا مذہب خالص اسلام ہے"

یہ دعوت شاید اس وقت کے مخاطبین کو مہمل اور لایعنی معلوم ہوتی ہو۔ مگر زمانۂ آئندہ نے اس کے عظیم الشان معانی نہایت شاندار الفاظ میں دنیا پر ظاہر کئے اور ماننے والوں نے جوش کے ساتھ اسلام کو قبول کیا۔ ان خطوط سے اسلام کے عالمگیر ہونے کا عملی ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم کی چند آیات قابل غور ہیں۔ جن کا ترجمہ ہم ذیل میں دیتے ہیں:۔

"قرآن کریم ایک صداقت ہے جو تمام مخلوقات کیلئے ایک آگاہی ہے۔ اور تھوڑے ہی زمانہ میں تم اس کے پیغام سے باخبر ہو جاؤ گے" (سورہ نمبر ۳۸۔ آیات ۸۷-۸۸)

"یہ کتاب ہے اس چیز کے لئے جو زندہ ہے۔ ایک آگاہی اور قرآن مبین ہے اور کفار کے خلاف لازماً انصاف کے ساتھ فیصلہ ہو کر ہی رہیگا" (سورہ نمبر ۳۶ آیت ۶۹-۷۰)

"ہم نے تم کو رحمۃً للعالمین بنا کر بھیجا ہے" (سورہ نمبر ۲۱ آیت ۱۰۷)

"مبارک ہے وہ ذات جس نے الفرقان اپنے بندے پر نازل کیا۔ تاکہ وہ اس کے ساتھ عالمین کی ہدایت کرے" (سورہ ۲۵ آیت ۱)

"ہم نے تمہیں کافۃ للناس بنا کر بھیجا تاکہ تم نذیر بھی ثابت ہو۔ اور بشیر بھی" (سورہ نمبر ۳۴۔ آیت ۲۷)

"اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنا رسول دین اور ہدایت کے ساتھ اس غرض سے مبعوث فرمایا ہے تاکہ وہ تمام ادیان عالم پر اس کو غالب کر دکھائے۔ ہاں یہ بات مشرکین کو کڑوی ہو گی"

اس خطرناک مصیبت اور یاس کی ساعت میں جبکہ قریش مکہ نہایت سختی اور ضد سے خدا کے برگزیدہ نبی کی مخالفت کر رہے تھے۔ جبکہ پیغمبر خدا کے متبعین کو راہ حق سے برگشتہ کرنے کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں دی جا رہی تھیں۔ جبکہ بعض ڈر کے مارے اپنی جانوں کی حفاظت اسی میں جانتے تھے کہ مخالفین اسلام سے دور کسی ملک میں ہجرت کر جائیں۔ عین دکھ اور مصیبت۔ ناامیدی اور یاس۔ شدید خطرہ اور خوف کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو

یہ وعدہ سُنایا کہ "وہ دن آنیوالا ہے جبکہ ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے" (سورہ ۱۶- آیت ۸۹)

تعجب ہوتا ہے کہ ایسے کھلے کھلے احکام کی موجودگی میں بعض لوگ اسلام کے عالمگیری دعوے کا انکار کرتے ہیں- اور کہتے ہیں کہ بانیٔ اسلام کے ذہن میں دعوتِ اسلام عام نہ تھی۔ بلکہ عرب کے لئے مخصوص تھی۔ مثلاً مسٹر ولیم میور لکھتے ہیں:-

"یہ خیال کہ اسلام کی دراثت تمام دنیا ہے بہت بعد کا خیال ہے۔ اور یہ خیال محمدؐ کے دماغ میں اگرچہ حدیثوں میں بہت سی پیشگوئیاں بھی موجود ہیں بہت دھندلا سا تھا اس کے لئے تو دُنیا ملک عرب تک محدود تھی- اور اسی کے لئے یہ نجات مقدر تھی۔ شروع سے لیکر اخیر تک قرآن اہل عرب ہی کو مخاطب کرتا ہے۔ اور کسی دوسری قوم سے خطاب نہیں کرتا- ایک عالمگیر مذہب کا بیج تو بیشک بو دیا گیا تھا مگر اس کا پھوٹ نکلنا اتفاق کا منت کش ہے۔ نہ کہ ارادہ اور عزم کا" اسی طرح کٹیانی نے بھی جو اسی خیال کا سب سے آخری حامی ہے۔ غلط بیانی سے کام لیا ہے"

اسلام کے اس دعوے کی تصدیق کہ یہ تمام ممالک اور اقوام کے لئے ایک دستور العمل لایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہانِ مبارک سے بولے ہوئے بعض الفاظ سے اعجازی رنگ میں ہوتی ہے۔ مثلاً آنحضرت صلعم نے حضرت بلالؓ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ "وہ ابی سینا کا ثمر اولین ہے اور شعیب کو "یونان کا ثمر اولین"، فرمایا۔ سلمان فارسی جو مدینہ میں ایک عیسائی غلام تھا- سن ہجری کے پہلے ہی سال اسلام قبول کر چکا تھا۔ پس اسلامی فتوحات کا تخیل بھی ابھی داعوں میں پیدا نہیں ہوا تھا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے طرزِ عمل سے ثابت کر دیا کہ اسلام ملک اور قوم کی امتیازات سے بلند ہے اور اس کا دائرۂ عمل ہرگز ہرگز ملک عرب تک محدود نہیں ہو سکتا۔

ہم ذیل میں مسلم مشنریوں کا تمام اقوام کی طرف ارسال کئے جانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں- اس سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو جائیگا۔ کہ حقیقت میں اسلامی صداقتیں تمام دُنیا کو اپنے حلقۂ اثر میں لانا چاہتی تھیں۔

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے رفقاء کو صبح کے وقت بلایا- نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد حسب معمول کچھ وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے۔ پھر وہ اپنے دوستوں کی طرف متوجہ ہوئے- اور بعضوں کو ایک سمت روانہ کیا اور بعضوں کو دوسری جانب۔ اور روانگی سے پیشتر انہیں حسب ذیل ہدایات کیں:-

"اپنے کاروبار میں اللہ اور اسکے بندوں سے بدمعاملگی نہ کرنا۔ کیونکہ ہر وہ شخص جس کے ذمے تمام بنی نوع انسان کی بہبودی کر دی گئی ہو۔ اگر اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے- تو جنت کا مستحق نہیں ہو سکتا- جاؤ اور عیسےٰ بن مریم علیہم السلام کے حواریوں کی طرح نہ بن جانا۔ کیونکہ وہ صرف اُن لوگوں کے پاس جاتے تھے- جو اُنکے قرب و جوار میں سکونت پذیر تھے۔ اور ان سے بے اعتنائی اختیار کرتے تھے- جو دور دراز ممالک میں رہتے سہتے تھے"

اسلام کے عالمگیر ہونے کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کا دعویٰ ہے۔ کہ یہ مذہب خدا کی طرف سے تمام انسانوں کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ اور محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین بھیجکر پھر اُسے اپنے اصلی شان و شوکت میں دُنیا پر ظاہر کیا ہے۔ اور یہی مذہب مختلف نبیوں کے ذریعہ مختلف اوقات میں دنیا پر ظاہر ہوتا رہا"

مذکورہ بالا مضمون ہم نے پروفیسر آرنلڈ کی کتاب "تبلیغ اسلام" سے لفظی ترجمہ کیا ہے۔ اور اس سے مقصد ہمارا یہ ہے کہ غیر مذاہب کے اصحاب خصوصاً عیسائی بیجا اعتراضات کی بجائے اسلام کی خوبیوں سے آگاہ ہونا سیکھیں اور خالی الذہن ہو کر اسلامی صداقتوں پر غور و خوض کرنے کی عادت ڈالیں۔

ہم انشاء اللہ وقتاً فوقتاً آزاد خیال انگریزوں کی آراء سے قارئین کو آگاہ کرتے رہینگے۔ تاکہ مسلمانوں کے لئے تقویتِ ایمان ہو- اور غیروں کو سوچنے کا موقعہ ملے۔

محمد حسن مسلم مشنری-

اطلاع - خط و کتابت کے وقت نمبر چٹ خریداری سے صحیح پتہ سے آگاہ کیا کریں کہ تعمیل میں آسانی ہو (مینیجر)

اسلام اور اصلاح حکومت

"حکومت جمہور ملک کی طاقت کا نام ہے"

اسلام نے کس نوع کی سلطنت قائم کی تھی- اس سوال کے جواب دینے کے لئے ہمکو مختلف طرزِ سلطنت کا حال جاننا چاہئیے۔ اہل سیاست نے سلطنت کی مختلف قسمیں قائم کی ہیں۔

(۱) شخصی بے قانونی وہ سلطنت ہے جس میں بادشاہ ورثتاً مالک ہوتا ہے۔ وہاں کوئی قانون نہیں ہوتا - بادشاہ کی زبان قانون ہوتی ہے- بادشاہ کے اختیارات غیر محدود ہوتے ہیں مثلاً سلطنت افغانستان۔

(۲) شخصی قانونی وہ سلطنت ہے جس میں بادشاہ ورثتاً مالک سلطنت ہوتا ہے- وہاں کچھ قدیم قواعد و رسوم یا کچھ قوانین ہوتے ہیں- اور مشتہر ہوتے ہیں جن پر زیادہ تر عملدرآمد ہوتا ہے۔ لیکن بادشاہ ان قواعد و رسوم اور دستور کی پابندی پر بالکل مجبور نہیں ہوتا - جیسے سلطنت چین۔

(۳) دستوری وہ سلطنت ہے جس میں گو بادشاہ ورثتاً مالک سلطنت ہوتا ہے لیکن اسکے اختیارات بالکل محدود ہوتے ہیں قوانین مرتبہ پر عمل ہوتا ہے ایک مجلس مشورہ (پارلیمنٹ) ہوتی ہے جو قوانین تجویز کرتی ہے- بادشاہ اُسکے مشورہ پر کاربند ہوتا ہے- جیسے سلطنت انگلستان اور یورپ کی عام سلطنتیں۔

(۴) جمہوری وہ سلطنت ہے۔ جس میں کوئی بادشاہ نہیں ہوتا- ایک مدت معینہ کے لئے ملک کا لائق ترین شخص ملک کا پریسیڈنٹ بنایا جاتا ہے جسکو کوئی شاہانہ امتیاز نہیں ہوتا۔ قائمقامان رعایا کے ذریعہ یہ پریسیڈنٹ قوانین اور امور سلطنت کا کثرت آراء سے فیصلہ کرتا ہے مثلاً امریکہ اور فرانس کی جمہوری سلطنت۔

اس تفصیل کے بعد ہر شخص بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے کہ اسلام کی سلطنت جمہوریت پر مبنی تھی۔ عام جمہوری سلطنتوں میں فرق یہ ہے کہ موجودہ جمہوری سلطنت ہر کام میں رعایا اور پبلک کی رائے کی پابند ہے۔ لیکن اسلامی سلطنت کو بہ ترتیب احکام الٰہی (قرآن مجید) اور احکام رسالت (احادیث) کے موجود ہوتے وقت پبلک رائے کی کوئی ضرورت نہ تھی اگر قرآن مجید اور نیز احادیث نبویؐ میں کسی واقعہ کے متعلق کوئی حکم نہ ملتا تو اہل حل و عقد کی رائے پر عمل ہوتا۔ لیکن ان کے باہمی اختلاف کا فیصلہ کثرت رائے پر نہ تھا بلکہ احکام الٰہی یا احکام نبویؐ کی قربت اور مشابہت پر جس فرقہ کی رائے قرآن مجید یا احادیث کے احکام و قوانین سے زیادہ مشابہ اور قریب تر ہوتی اسکو ترجیح دیجاتی۔ اسلامی حکومت کے ان اصول کا بیان خود قرآن مجید نے کر دیا ہے،

یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ و الرسول (سورۃ النساء)	مسلمانو! خدا (قرآن مجید) اور رسول (احادیث) اور اپنے اہل الرائے لوگوں کی اطاعت کرو- اور اگر تم لوگ کسی بات میں جھگڑا کرو تو اسکو خدا اور رسول (قرآن و حدیث) پر پیش کرو -

بعض لوگ اولی الامر کے معنے بادشاہ لیتے ہیں لیکن یہ سخت غلطی ہے قرآن مجید میں یہی لفظ ایک دوسری جگہ بھی آیا ہے- جہاں بادشاہ کے معنے قطعاً نہیں بن سکتے۔

و اذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ و لو ردوہ الی الرسول و الی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم	اگر اُن کے پاس امن یا خوف کی بات آتی ہے تو اسکو پھیلا دیتے ہیں اور اگر وہ رسول اور اپنے اہل الرائے لوگوں کے سامنے اسکو پیش کرتے تو اُن میں سے جو لوگ بات سمجھتے ہیں وہ اس کو جانتے ،

ظاہر ہے کہ رسول اللہؐ کی موجودگی میں کسی بادشاہ یا سلطان کا وجود نہ تھا ، جو لوگ بات سمجھتے اس کا مفہوم خود بتلا رہا ہے کہ اس سے اہل الرائے مراد ہے ،

خیر یہ ایک درمیانی بحث تھی- اوپر کی آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت کی بنیاد بہ ترتیب چار چیزیں ہیں:-

(۱) قرآن مجید۔

(۲) احادیث نبویؐ

(۳) ملک و قوم کے اہل الرائے و ارباب حل و عقد

(۴) بصورت اختلاف آراء اس جانب کی ترجیح جو احکام قرآن و احادیث سے زیادہ مناسب اور مشابہ ہو- کیونکہ کثرت رائے میں صواب رائے کا ہونا کچھ ضروری نہیں ہے۔

اب ہم کو یہ بتانا چاہئے کہ جمہوری سلطنت کی خصوصیات کیا ہیں- اور وہ اسلام کی خلافت میں کہاں تک پائے جاتے ہیں جمہوریت کے حسب ذیل خصوصیات ہیں:-

(۱) پریسیڈنٹ جسکو اسلام کی اصطلاح میں **خلیفہ یا امام** کہتے ہیں- اس کا تقرر کسی خاص خاندانی وراثت کی بناء پر نہ ہو۔ بلکہ اس کا انتخاب عام قوم کی رائے سے ہو

(۲) ملک کے اہل الرائے اصحاب کے مشورہ سے امور سلطنت انجام پائیں۔

(۳) عام افراد پر خلیفہ کو کوئی ترجیح نہ ہو۔

تاریخ اسلام کا غور سے مطالعہ کرو۔ کیا موجودہ جمہوریت کی کوئی ایسی خصوصیت بھی ہے جو اسلامی خلافت میں موجود نہ تھی؟

انتخاب یہ دنیا کو معلوم ہے کہ خلفائے راشدین میں سے کسی کا تقرر حق وراثت یا خاندانی اثر پر نہیں ہوا- حضرت ابو بکرؓ قبیلۂ تیم کے تھے- حضرت عمرؓ کا قبیلہ عدی تھا- حضرت عثمانؓ خاندان امیہ میں سے تھے۔ حضرت علیؓ ہاشمی تھے۔ حضرت عمرؓ نے صاف فرما دیا ہے:-

لا خلافۃ الا عن مشورۃ　خلافت صرف باہمی مشورہ سے طے ہو سکتی ہے۔

حضرت عمرؓ کو جب ایک شخص نے مشورہ دیا کہ اپنے بعد وہ اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کو خلیفہ بنائیں تو آپ نے اسکو خاموش کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے مرتے وقت خلافت کے لئے جب اشخاص ستہ کا نام لیا- تو اسکے ساتھ اسکی بھی تصریح کر دی کہ میرے بیٹے کا خلافت میں کوئی حصہ نہیں ہے وراثت کا ذکر چھوڑو۔ خلافت کے لئے آقا اور غلام کی بھی قید نہ تھی۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ اگر ابو حذیفہ کا آزاد شدہ غلام سالم زندہ ہوتا- تو میں خلافت کے لئے اس کا انتخاب کرتا

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خلفائے راشدین میں سے ہر ایک کا انتخاب قوم کی عام رائے سے ہوا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب بنو ساعدہ کی نشستگاہ میں حضرت عمرؓ کی تحریک اور مہاجرین و انصار کی تائید سے ہوا- حضرت عمرؓ کا انتخاب حضرت ابو بکرؓ کی تحریک اور اہل الرائے مسلمانوں کی پسندیدگی سے ہوا۔ حضرت عثمانؓ کا انتخاب اہل مدینہ کی رائے سے ہوا۔ حضرت علیؓ کا انتخاب اہل مصر و اہل مدینہ کی تجویز سے ہوا- واقعۂ تحکیم میں حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کی معزولی بھی قوم ہی کی رائے سے ہوئی تھی۔

تو خلفائے راشدین کے بعد یہ زرین اصول مسلمانوں سے بالکل چھوٹ گیا۔ لیکن اس کا ایک حصہ باقی رہا - یعنی بیعت بیعت کے یہ معنے ہیں کہ تمام ملک کے لوگ بجبر یا برضا اپنے اپنے شہر کے گورنروں کے سامنے خلیفہ کو خلیفہ تسلیم کرنے کا اقرار کریں۔ اور اس کی اطاعت کا وعدہ کریں۔ سلطنت کے بڑے عہدہ دار مثلاً وزراء، قاضی، شیخ الاسلام، سپہ سالار افواج، حکام ملک خود خلیفہ کے سامنے آ کر اطاعت اور فرمانبرداری کا عہد کریں۔ دولتِ امویہ۔ دولت عباسیہ۔ اور اکثر اسلامی سلطنتوں کے خلفاء اور بادشاہ کے لئے تخت نشینی کے وقت ہمیشہ بیعت لی جاتی تھی۔ شاہان روم میں خلافت کی حیثیت سے رسماً ابتک یہ طریقہ جاری ہے۔

ہمارے یہاں فقہا اور متکلمین نے خلافت کی جو شرطیں قرار دی ہیں۔ اُن سے بھی کسی قدر انتخاب خلیفہ کے مصلح پر روشنی پڑتی ہے۔ گو انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی انتخاب خلافت کو اصول قرار دیکر لکھا ہے قاضی ماوردی المتوفی سنہ ۴۵۰ ہجری کا لکھتے ہیں:-

الامامۃ تنعقد بوجھین احدھما باختیار اھل العقد و الحل و الثانی بعھد الامام من قبل (الاحکام السلطانیہ ص۴)	خلافت چند طریقوں سے منعقد ہوتی ہے ایک تو اہل الرائے لوگوں کے انتخاب سے دوسرے یہ کہ خلیفۂ سابق خود اپنا کسی کو اپنا جانشین بنا جائے

علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں،

و تنعقد الامامۃ بطرق احدھا بیعۃ اھل الحل و العقد من العلماء و الرؤساء و وجوہ الناس	خلافت چند طریقوں سے منعقد ہوتی ہے ایک یہ کہ علماء، سرداران اور معززین (ملک) قوم بیعت کریں۔

اس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ اسلام میں خلیفہ کا انتخاب بالکل قوم کی رائے پر موقوف

ــــــــــــــــــــ

ـــ کنز العمال جلد تیسری صفحہ ۱۲۹۔

ـــ طبقات ابن سعد صفحہ ۲۴۸ جزو ثالث قسم ثالث۔

الہ آباد کا جلسہ خلافت

عدم تعاون کی قرارداد

نہایت پرسکون اور مدلل مباحثہ کے بعد عدم تعاون کے متعلق مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔

یہ جلسہ ان چار مدارج کے مطابق جنہیں مرکزی خلافت کمیٹی منظور کر چکی ہے عدم تعاون کی تحریک کی تصدیق کرتا ہے اور مندرجہ ذیل اصحاب کی ایک سب کمیٹی مقرر کرتا ہے جسے یہ اختیار ہے کہ اپنی مدد کے لئے اور حضرات کو بھی شامل کرے۔ اس سب کمیٹی کا یہ فرض ہے کہ بغیر مزید تاخیر کے اس تحریک کو عملی جامہ پہنائے۔ اراکین کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

مہاتما گاندھی۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولوی محمد علی۔ مسٹر احمد حاجی صدیق کھتری۔ مولانا شوکت علی۔ ڈاکٹر کچلو۔ مولانا حسرت موہانی۔

جلسہ [illegible] قرارداد [illegible]

ترکی شرائط صلح پر صدائے احتجاج

آل انڈیا مرکزی خلافت کمیٹی کا یہ جلسہ ترکی شرائط صلح کے خلاف [illegible] صدائے احتجاج بلند کرتا ہے اور [illegible] بالصراحت اظہار کرتا ہے کہ [illegible] قانون شریعت کے خلاف ہیں اور ان میں علی الاعلان ان وعدوں کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ جو تاج برطانیہ کے ذمہ دار وزراء و عہدہ داران نے کئے تھے۔ مزید برآں یہ جلسہ اعلان کرتا ہے کہ جن شرائط سے مسلمانوں کے مذہبی قوانین کی ضروریات کا سر انجام نہ ہو اور وہ ناقابل تنسیخ مطالبات پورے نہ ہوں۔ جن کا اعادہ مرکزی خلافت کمیٹی بار ہا کر چکی ہے۔ ان شرائط پر مسلمانان ہند ہرگز مطمئن نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا جلسہ اس امر پر زور دیتا ہے کہ اہل ہند کے قیام امن [illegible] علیہا ان کی خاطر شرائط صلح میں مندرجہ بالا وعدوں اور اسلامی مطالبات کے مطابق ترمیم کی جائے۔

ہز اگزالٹڈ ہائینس حضور نظام کا فرمان

یہ جلسہ ہز اگزالٹڈ ہائینس حضور نظام حیدر آباد کی توجہ اس فرمان کی فوری منسوخی کرانے کی اجازت چاہتا ہے جو پچھلے دنوں حضور نظام نے نافذ فرمایا ہے۔ اور جس میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ریاست کی حدود میں کوئی جلسہ خلافت منعقد نہ ہونے پائے۔ یہ جلسہ حضور نظام دکن کی خدمت میں علماء کی یہ رائے پیش کرتا ہے۔ کہ یہ حکم امتناعی قوانین شریعت کے خلاف ہے لہٰذا نظر ثانی کا محتاج ہے۔

سودیشی کی تحریک

اس جلسہ کی رائے میں سودیشی کی تحریک پورے خلوص کے ساتھ شروع کر دینی چاہئے۔ اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی جائے۔ جس میں اصحاب ذیل شریک ہوں۔

مسٹر چھوٹانی۔ مہاتما گاندھی۔ مولانا حسرت موہانی۔ ڈاکٹر کچلو۔ مولوی مظفر علی خان۔ آغا صفدر حسین۔ سید عبداللہ عارف۔ حکیم یوسف شریف۔ سیٹھ تاج الدین۔ مسیح الملک۔ لالہ شنکر لال۔ مولانا سید سلیمان۔ مولانا شوکت علی۔ سیٹھ عمر سبحانی۔ عبدالواحد۔ احمد حاجی صدیق کھتری۔ ظہیر احمد۔ ڈاکٹر نور محمد۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولوی اکرم خان۔ مولوی منیر الزمان۔ اور مسٹر یعقوب حسین

اسلامی خبریں

احرار اسلام اور بولشویکوں کا معاہدہ

ٹائمز آف لنڈن کا خاص نامہ نگار طہران سے بذریعہ پیغام برقی اطلاع دیتا ہے۔

طہران۔ ۷ جون۔ [illegible] کے اخبارات نے پچھلے دنوں ایک فوجی عہد نامہ کا مضمون شائع کیا ہے۔ جو روس کی بولشویک گورنمنٹ اور مصطفےٰ کمال پاشا کی حکومت احرار اسلام کے مابین قرار پایا ہے۔

اس عہد نامے میں دس دفعات شامل ہیں۔ ۱- احرار اسلام دول متحدہ کی ان شرائط کے تسلیم کرنے سے قطعاً انکاری ہیں جن کا مقصد یہ ہو کہ ترکوں کے اقتدار و سلطنت میں زوال آ جائے۔ قسطنطنیہ کا علاقہ ترکوں ہی کے زیر تسلط رہے گا۔ [illegible] آزاد رہیگی۔ دردانیال اور باسفورس کے استحکامات مسمار کر دیئے جائینگے۔ اگر ایسا موقعہ آ جائے کہ ترکی کو دول متحدہ کے خلاف مدافعانہ جنگ کرنی پڑے تو روسی بولشویک ترکی کو اخلاقی امداد دیں اور ہر طرح سے امداد دینگے۔ روس ممالک اسلامی کی آزادی اور حکومت خود اختیاری کی حمایت کرے گا۔

اس عہد نامے پر جن مسلمان نمائندوں کے دستخط ثبت ہیں نہایت وثوق سے اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ اپنے اپنے ممالک میں وہی طرز حکومت رائج کرینگے۔ جو بولشویکوں نے روس میں قائم کی ہے۔ احرار اسلام نے یہ کام اپنے ذمہ لیا ہے کہ جو لوگ بولشویک گورنمنٹ کے خلاف غداری کر کے ترکی میں پناہ گزین ہو جاتے ہیں۔ انہیں بولشویکوں کے حوالے کر دیں گے (۵) ترکی افواج موصل کے مقام پر۔ اور ترکی ارمنی سرحد پر فوجی کارروائی شروع کریں گی۔

اس معاہدہ پر حکومت عثمانیہ اور اعلیٰحضرت سلطان المعظم کی منظوری لی جائیگی۔ اس کی میعاد فی الحال تین سال مقرر کی گئی ہے۔ آذر بائیجان کی حکومت جمہوریہ بھی اس معاہدہ میں شامل ہوگی۔ اس عہد نامے پر بولشویک گورنمنٹ کی طرف سے سفارت خارجیہ روس کے نمائندگان چیچرین [illegible] اور [illegible] نے اور ترکی کی طرف سے [illegible] شمس الدین بیگ۔ توفیق [illegible] اور [illegible] بیگ نے دستخط کئے ہیں۔

آخر الذکر اصحاب اپنے آپکو آذربائیجان کے بھی نمائندے ظاہر کرتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے یورپین طفلس اور باکو سے نکل نکل کر باطوم کو جا رہے ہیں۔ بولشویکوں نے جارجیہ اور آرمینیا کو الٹیمیٹم دیئے تھے۔ جن میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ ان علاقوں میں بولشویکوں کی حکومت قائم کی جائے اور پناہ گزین حوالے کر دیئے جائیں۔ اب تک انہوں نے بولشویکوں کے مطالبات تسلیم نہیں کئے لیکن امید نہیں کہ یہ شیوۂ انکار دیر تک قائم رہ سکے۔ (لنڈن ٹائمز)

ترکی صدر اعظم کا عزم پیرس

لنڈن ۱۳ مئی۔ قسطنطنیہ۔ صدر اعظم ترکی ہفتہ کے اخیر پر یہاں سے عازم پیرس ہوں گے۔ اور صلح نامے کے بارے میں حکومت ترکی کا جواب ہمراہ لے جائیں گے۔

فلسطین بدوؤں کے پے در پے حملے

لنڈن ۲ جون۔ یروشلم سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ غاسیلی میں بدوؤں کے پے در پے حملوں نے ہمیں مجبور کیا ہے۔ کہ ہندوستانی طلایہ گرد فوج کے ذریعہ سے مویشی کی حفاظت کی جائے۔

عراق عرب

بغداد میں خفیف فسادات

لنڈن ۱۳ مئی۔ سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ ۲۷ مئی کو ایک شورش پسند شخص کی گرفتاری پر بغداد میں خفیف فسادات رونما ہوئے لیکن اب پھر امن قائم کر دیا گیا ہے۔ ہماری ایک زرہ پوش موٹر پر جس کا پہیہ ٹوٹ گیا تھا۔ گولیاں چلیں جن کے جواب میں کچھ گولیاں ہم نے بھی چلائیں۔ کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔

متفرق خبریں

آیرلینڈ میں شورش کی ترقی

آیرلینڈ میں جرائم کی روزانہ فہرست میں کوئی کمی نظر نہیں آتی آتشزدگی اور چھاپے نمایاں صورت میں جاری ہیں۔ السٹر کی یونین کونسل نے ایک خاص جلسہ میں اس تجویز کو رد کر دیا ہے جس کے ذریعے دو جگال مونگھم اور کیون کو السٹر پارلیمنٹ میں ہوم رول بل کے ماتحت شامل کرنے پر زور دیا جا رہا تھا۔

لنڈن ڈری جماعت نے ۱۷ ووٹوں کے مقابلے میں ۱۹ ووٹوں کے ساتھ ایک تجویز پاس کی ہے جس کی رو سے لارڈ فرنچ کا کام فریمین (آزاد آدمی) کی حکومت سے خارج کر دیا گیا ہے۔

کارک اور لمرک کے درمیان کل لاک کی پولیس بارکوں پر گذشتہ رات حملہ کیا گیا۔ اور جلا دی گئیں۔ دو پولیس مین زندہ جلا دیئے گئے اور ایک شہری بھی زخمی ہوا۔

تفصیل سے معلوم ہوا ہے کہ کل لاک کا حادثہ خاص طور پر ہولناک قسم کا تھا۔ قلعہ گیر سپاہ نے اطاعت سے انکار کر دیا چار سو آدمیوں کے گروہ نے بندوقوں اور ریوالوروں [illegible]

گولیاں برسائی اور چھت پر پٹرول ڈالنا شروع کر دیا مدافعین شعلوں سے حمارت کے ایک کونے میں دھکیل کر پانچ چھ گھنٹے تک ضبط کرنے کے بعد آخر انہوں نے ہتھیار ڈال کر حملہ کیا۔ خبر ہے کہ دو حملہ آور قتل اور بہت زخمی ہوئے۔

روس کا تجارتی وفد

لنڈن ۳۱ مئی۔ آج موسیو کراسین نے برطانی و روسی تجارتی تعلقات کی تجدید کے متعلق مسٹر لائیڈ جارج سے پہلی مرتبہ ملاقات کی۔ مسٹر بونر لا۔ لارڈ کرزن۔ اور مسٹر ہارن بھی موجود تھے۔

ہندوستان کی خبریں

حکومت پنجاب کی سرکاری اطلاع

شملہ ۳ جون۔ پنجاب گورنمنٹ نے یہ سرکاری اطلاع شائع کی ہے کہ بعض اخبارات میں پچھلے دنوں سید حبیب ایڈیٹر سیاست کی ایک مراسلت بنام ڈپٹی کمشنر لاہور شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے بیان کیا ہے۔ کہ حاکم مذکور نے انہیں اور تین اور ایڈیٹروں کو برسر عدالت بدمعاش کہا معلوم ہوا ہے کہ یہ بیان غلط ہے۔ ڈپٹی کمشنر لاہور نے اڈیٹروں پر یہ ظاہر کیا تھا۔ کہ ان کے اخبارات میں پولیس کی بے عنوانی کے متعلق جو غیر مصدقہ خبر درج ہوئی تھی۔ وہ بالکل غلط تھی یہ تیسرا موقعہ تھا کہ لاہور کے اردو اخبارات میں پولیس کے متعلق اس قسم کے غلط اور بے سروپا بیانات شائع کئے گئے۔ ڈپٹی کمشنر نے اس بات کو واضح کیا۔ کہ آئندہ مناسب تحقیقات کئے بغیر ایسی اطلاعات ہرگز شائع نہ کی جائیں جس سے پولیس اور عوام دونوں کے مقاصد کو نقصان پہنچتا ہے اسی اسی بارے میں آپ نے ایڈیٹروں کی ذمہ داری کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک ایسی جماعت [illegible] جس کے حسن انتظام پر عوام کی سلامتی کا انحصار ہو دیدہ دانستہ جھوٹی خبریں وضع کرنا اور مشہور کرنا "بدمعاشی" ہے یہ لفظ ان ایڈیٹروں کے حق میں استعمال نہیں کیا گیا تھا جو اس وقت موجود تھے۔

کراچی۔ کیرج لوکو اور ٹریفک کے بارہ سو سفر کرنے والے ملازمین نے ۲۴ گھنٹے کا نوٹس دیا ہے کراچی میں ایک ہفتہ کے اندر اندر مکمل ہڑتال ہو جائے گی۔

لاہور۔ سب ہڑتالی ثابت قدمی سے اپنے مطالبات پر قائم ہیں۔ ایجنٹ ریلوے کے نوٹس کی میعاد گذر چکی ہے کوئی ملازم کام پر واپس نہیں گیا۔ صورت معاملات غیر متبدل ہے۔

جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کی ہڑتال ختم

بمبئی ۳۱ مئی۔ جی۔ آئی۔ پی ریلوے کے کارخانوں کے تقریباً بارہ ہزار ملازموں کی ہڑتال عملاً ختم ہو گئی ہے آج صبح متنگا میں ملازمین حسب معمول آئے۔ اور کارخانوں میں داخل ہوئے۔ لیکن کام شروع کرنے کی بجائے خاموش ادھر ادھر ٹہلتے رہے آخر انہوں نے اپنا مطلب ظاہر کیا اور کہا کہ جو مراعات ہمارے لئے منظور کی گئی ہیں ان کے متعلق ایک اشتہار جاری کر دیا جائے۔ چنانچہ جب ان کے حسب منشا اشتہار لکھ کر لگا دیا گیا۔ تو انہوں نے باقاعدہ کام شروع کر دیا

حکومت پنجاب کا چیف سکرٹری

مقامی معاصر ٹریبیون سے معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جے پی ٹامسن وسط جون میں رخصت سے واپس آنے پر اپنے عہدہ چیف سکریٹری پنجاب کا چارج لیں گے۔ مسٹر فرنچ کچھ عرصہ کے لئے جائنٹ سکرٹری رہیں گے۔ پنجاب کے گذشتہ فسادات میں مسٹر ٹامسن سر مائیکل اوڈوائر کے دست راست تھے۔ اور اس لئے مسٹر موصوف کی واپسی کوئی خوش گوار خبر نہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہز آنر سر ایڈورڈ میکلیگن جیسے دور اندیش اور بیدار مغز حاکم نے ایک ایسے افسر کو اپنا مشیر بنانا گوارا کیا ہے جس نے رعایا کے جذبات کی توہین اور دل آزاری میں اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ ممکن ہے کہ مسٹر ٹامسن نے سر مائیکل اوڈوائر اور جنرل ڈائر کے نفرت انگیز کارناموں کے نتائج سے عبرت حاصل کر لی ہو۔

وزیر آباد کے ریلوے ہڑتالیوں کا اظہار وفاداری

وزیر آباد ۵ جون۔ وزیر آباد کے ریلوے ہڑتالیوں کا عام جلسہ حضور شہنشاہ معظم کے یوم ولادت کی تقریب پر حضور ممدوح اور سلطنت برطانیہ سے نہایت عمیق احساسات وفاداری کا اظہار کرتا ہے۔

مراسلات

بابے نے مکہ پھیرا

(از قلم جناب محمد یوسف صاحب نومسلم)

موجودہ سکھ مذہب کے محض منصوبہ بانی سری گورو نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب افسانہ سکھوں میں مشہور ہے کہ جب آپ مکہ شریف میں تشریف لے گئے تھے تو بوقت شب خانہ کعبہ کی جانب پاؤں کر کے سو گئے۔ جیون نام مجاور آیا اور بات ماد کر کہا کہ یہ کون ہے جو خانہ کعبہ کی طرف پاؤں کر کے سو رہا ہے۔ اور گورو صاحب کے پاؤں کا رخ دوسری طرف کو کر دیا۔ لیکن جونہی پاؤں کا رخ دوسری طرف کو ہوا تو دیکھا گیا ہے کہ خانہ کعبہ بھی ساتھ ہی ساتھ پھرتا جاتا ہے اور جدھر بابے کے قدم مبارک ہوتے ہیں ادھر ہی کو ہوتا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اگر ذرا بنظر تعمق سوچا جائے۔ تو یہ محض ناممکن امر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص قطعہ زمین اس طرح گھوم جائے لیکن اس خیال کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم اس وقت صرف سکھ صاحبان کی کتابوں سے ہی اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔ تاکہ منصف مزاج ایسے لغو عقیدہ سے قطع تعلق کر لیں۔ اور صراط مستقیم کے سالک بن جاویں۔

اول تو مجاور کا جیون نام رکھنا ہی بتلا رہا ہے۔ کہ یہ افسانہ محض کسی پنجابی کی من گھڑت ہے۔ کیونکہ عرب میں جیون نام ہی کوئی نہیں۔ علاوہ ازیں سکھوں کی معتبر کتاب کہ جس میں سب سے اول یہ قصہ درج ہوا۔ بھائی بالا والی جنم ساکھی ہے۔ حالانکہ بالا مکہ میں گورو صاحب کے ساتھ نہ تھا۔ مردانہ تھا۔ جو گورو صاحب کی حیاتی میں ہی راہی ملک بقا ہو چکا تھا۔

اب اگر ساکھی ہی یہ ثابت کر دیوے کہ میں صحیح نہیں ہوں تو اس قصہ کے صحیح یا غلط ہونے کا بھی ساتھ ہی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اس ساکھی کے شروع میں یہ لکھا ہے کہ "یہ ساکھی سمت ۱۵۹۲ بکرمی میں گورو انگد دیو جی نے بھائی بالے کی زبانی پیڑے موکھے سے لکھوائی"۔ حالانکہ سمت ۱۵۹۲ میں سری گورو نانک جی بقید حیات تھے آپ سمت ۱۵۹۶ میں پرلوک سدھارے ہیں۔ اور ایک ساکھی میں تحریر سمت ۱۵۸۰ بتایا ہے۔ حالانکہ سمت ۱۵۸۰ میں گورو انگد جی بھی خدمت بابرکت میں نہیں آئے تھے۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

پھر آگے لکھا ہے کہ جب بالے کو پتہ لگا کہ انگد نامی کوئی شخص گورو نانک صاحب کا جانشین قرار پایا ہے تو وہ ان کے ملنے کو گیا۔ تو گورو انگد جی نے سوال کیا کہ:۔
"بھائی سکھا توں کتھوں آیا ہیں۔ تے ہوندا کون ہیں۔ تاں بالے ہتھ جوڑ کر اردا س کیتی۔ گورو جی میں تاں جٹ بیٹا ہوندا ہاں۔ اتے گوت سندھو ہے ناؤں بالا ہے اتے وطن رائے بھوئے دی تلونڈی دا ہے"
گورو جی:۔ بھائی سکھا تو سکھ کس دا ہیں اور تینوں گورو کون ملیا سی۔؟
بالا:۔ جی میں گورو نانک جی دا سکھ ہاں۔
گورو جی:۔ بھلا تیں بالا تو گورو نانک جی ڈٹھا سی؟
بالا:۔ گورو جی۔ میں تو گورو نانک ستے ورھے ویکھا سی
.......اب اس سوال و جواب سے ہم کیا نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ یہی نہ کہ نہ بالے کو گورو انگد کے اور نہ گورو انگد کو بالے کے حالات سے کچھ واقفیت تھی ہر دو آپس میں بالکل اجنبی معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ ایک ہی گورو کے چیلے۔ اور بہت عرصہ ایک ہی ساتھ اکٹھے رہے بتلائے جاتے ہیں۔ اور گورو انگد قریب دس سال کے عرصہ تک گورو نانک کے ساتھ رہے ہیں۔ جس کی بالے کو بھی خبر نہیں کہ گورو نانک کے سکھوں کا سرتاج اور دس سال تک گورو نانک کے ہمرکاب رہنے والا۔ گورو انگد بھی کوئی شخص ہے۔ تو بھلا وہ گورو نانک کی سوانح کیونکر لکھ سکتا ہے۔

اور دوسری طرف گورو انگد کے سوالوں کا بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ بالا گورو نانک کے ساتھ نہ تھا ورنہ آپ کو اسکے حالات سے ناواقفی نہ ہوتی۔

پھر آگے چلکر اسی ساکھی میں یوں مذکور ہے۔ کہ:۔
"سمت ۱۵۲۶ کاتک شدی پورن ماسی کالو ویدی کے گرہ (گھر) آن اوتار دھاریا۔ چتر بھج (چار بازوؤں والا جیسا کہ ہندو دیوتاؤں کا مانا جاتا ہے) روپ دکھایا۔ ماتا پتا نے سمجھا تیار کہ کل جگ وچہ آپ نرنکار نے اوتار لیا ہے۔ بدھاتا ماتا برہمنی کا روپ دھار کر آئی اور آن سری گورو جی کے چرن پہ سے پھر اٹھاسی ہزار دیوتیاں سمیت پرتھوی بھی آئی۔ نمسکار کیا۔ ماتا پتا کو واکس بانی ہوئی۔ کہ یہ میرا ہی روپ ہے۔ میں ہی نانک روپ دھارن کیا ہے۔ میرے میں اور اس میں بھید نہ جانو۔"
(ترجمہ) سمت ۱۵۲۶ کاتک شدی پورن ماشی کے دن کالو ویدی کے گھر آکر خدا نے جنم لیا (نعوذ باللہ من ذالک) چار بازوؤں والی شکل دکھائی۔ والدین نے سجدہ کیا۔ کہ کل جگ میں خود خدا نے جنم لیا۔ قسمت یا تقدیر (جو بزعم ان کے کوئی مجسم جاندار شے ہے) نے برہمن کی شکل اختیار کر کے آکر سجدہ کیا۔ پھر اٹھاسی ہزار دیوتوں کے ہمراہ زمین نے بھی آکر سجدہ کیا (لاحول ولا قوۃ) والدین کو الہام الٰہی ہوا کہ یہ ہی میری شکل ہے۔ میں نے ہی یہ شکل یعنی یہ نانک اختیار کی ہے مجھ میں اور اس میں ذرہ فرق نہ جانو"

یہ تمام عبارت ایسی ہے کہ جس سے اس ساکھی کی صداقت صاف کھل جاتی ہے۔ کیونکہ خود گورو نانک جی گرنتھ صاحب میں جو اوصاف باری تعالٰے کے بیان فرماتے ہیں وہ بالکل اس ساکھی والے مضمون کے برعکس ہے۔ فرمایا

الکھ اپار اگم اگوچر۔ نا تس کال نہ کرما۔
جات اجات اجونی سمبھو نا تس بھاؤ نہ بھرما
ساچے سچیار وٹہو کربان۔ نا تس روپ ورن نہیں ریکھیا ساچے سبد نیسان۔ نا تس مات پتا سُت بندھپ۔ نا تس کام نہ ناری۔
اکل نرنجن اپر پرمپر سگلی جوت تمہاری .....
.... سورٹھ محلہ (۱)

ترجمہ۔ الکھ (لکھنا سے رہت) نا دکھائی دینے والا اپار (پاراوار سے رہت) لازوال، غیر انتہا۔ ابدی۔
اگم (گمت سے رہت) اگوچر (گوچرا سے رہت) } قوت ادراک و حواس سے } نہیں جانا جاسکتا
نا تس (نہیں ہے اسکو) کال (موت)
نہ کرما (نہ بندش افعال) اجات (کوئی ذات اسکی نہیں) اجونی (دنیا کے جو اجسام و اشکال ہیں وہ کسی کی صورت اختیار نہیں کر سکتا) سمبھو (سویم بھو) خود ہست)
نا تس بھاؤ نہ بھرما (نہیں اسکو بھاؤ۔ کسی شئے کا ڈر) اور نہ بھرما۔ (کسی غائب شئے کا ڈر) اس ساچے سچیار (صادق القول) وٹہو (اوپر کو) میں قربان جاؤں۔
نا تس روپ ورن نہیں ریکھیا۔ (نہیں ہے اس کی کوئی شکل نہ ورن نہ ریکھیا (خط و خال) ساچے سبد نیسان (مرشد صادق کے ذریعہ اس کا پتہ لگتا ہے۔
نہیں اسکی مات (ماں) پتا (باپ) سُت (بیٹا) بندھپ (رشتہ دار) نہیں اسکو کام (شہوت) نہ ناری (کوئی عورت ہے اس کی) اکل (کسی کل خاندان کا نہیں) نرانجن (خواہشات دنیاوی سے پاک) لا انتہا ہے۔
اے ایسی اوصاف والے خدا یہ تمام عالم تیرا ہی مظہر ہے
جس خدا کو گورو نانک اوصاف مذکورہ سے متصف بتلاتے ہیں اس کو بالا کی مبہم تحریر اور فانی ثابت کرتی ہے
ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

پھر اسی ساکھی میں آگے چلکر لکھا ہے کہ گورو نانک جی نے جنیو (زنار) پہنا۔ حالانکہ خود گورو نانک کا کلام اس زنار بندی کے خلاف ہے۔ جیسا گرنتھ میں آپ فرماتے ہیں
" تگ کپاہوں کتئے باہمن وٹے آئے۔ کُہہ بکرا رن کھایا سب کو آکھے پائے۔
ہوئے پرانا سٹئے بھی پھر پائیے ہور۔ نانک تگ نہ تُٹئی جے تگ ہووے جور۔
یعنی زنار کپاس سے کاتا ہوا دھاگا ہے۔ جسکو برہمن بٹا چڑھاتا ہے۔ پھر بکرا ذبح کرکے اس رسم کو ادا کیا جاتا ہے۔ جب پرانا ہو جاتا ہے تو پھینک دیا جاتا ہے اور دوسرا پہننے کی ضرورت پڑتی ہے۔ نانک جی کہتے ہیں کہ اگر ایسا دھاگہ جس میں طاقت ہو تو یہ ٹوٹے ہی کیوں۔ یہ رسم بیجا فضول ہے۔
اب معلوم ہو گیا ہوگا کہ خود واقعات اور اقوال نانک جی اس ساکھی کو باطل ثابت کرتے ہیں لہٰذا "بابے نے مکہ پھیرا" والا قصہ بھی اسی طرح ایک بے بنیاد اور لغو قصہ ہے۔ جو اس ساکھی میں درج ہے اور پھر اسی ساکھی کی بنا پر دیگر کتب مثل ساکھی ملن مکھ دو اسال بھائی گورداس میں لیا گیا
اس ساکھی میں سرے سے اخیر تک صدہا خرافات بکھرے پڑے ہیں۔ جن کو چیدہ و لائق سکھوں نے بھی لغو تسلیم کیا ہے۔ ہم انشاء اللہ بشرط زندگی پھر کبھی اس ساکھی پر کچھ لکھیں گے۔

اقتباسات

خاندان خلافت کی بے حرمتی

قسطنطنیہ میں ارشل لا کے نام پر جو زیادتیاں خاندان شاہی کے ساتھ روا رکھی گئی ہیں اور جس طرح خاندان خلافت کی ایک شہزادی کی بے حرمتی کی گئی ہے اس سے نہ صرف اسلامی دنیا ہی نہیں بلکہ منصف مزاج غیر اسلامی دنیا میں بھی غم و غصہ کی ایک لہر پیدا ہو گئی ہے۔

ہمارا خیال تھا کہ ڈاکٹر اور فرینک جالس جیسی ہستیاں انگریزی قوم میں سوء اتفاق سے پیدا ہو گئی ہیں اور یہ انگریزی تہذیب کا ایک مسخ شدہ نمونہ ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی ہستیوں کی تعداد محدود نہیں ہے۔ اور اگر ایک طرف ان کے ناقابل رشک کارنامے پنجاب میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ تو دوسری طرف قسطنطنیہ میں تمام تہذیب یورپ کی آنکھوں کے سامنے بھی برابر نظر آ سکتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ فعلاً یورپ اور بالخصوص انگریزی قوم کی حقیقی روح نے واقعہ مذکورہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہوگا۔ لیکن اگر یورپ کی تہذیب ایسے خانہ سوز و جگر گداز واقعات کو [illegible] خاطر کے ساتھ دیکھ سکتی ہے تو اس کا جس قدر بھی ماتم کیا جائے تھوڑا ہے۔

خاندان خلافت کی بے حرمتی مسلمانوں کے لئے نہایت صبر آزما ہے۔ اور گو مسلمان بے بس اور مجبور ہیں مگر ان کے دل کو خون رونے سے کون روک سکتا ہے۔؟

ہمارا جی چاہتا ہے کہ اس موقعہ پر یورپ کے ضمیر سے اپیل کریں۔ مگر اس قسم کی اپیل ہماری نادانی کا ایک ثبوت ہوگی! (زمیندار)

مذہبی جھگڑے

رائے بریلی کے حنفی اور اہلحدیث باشندوں میں "آمین" پر جھگڑا ہو رہا ہے اور مقدمہ مسٹر اسسٹنٹ جوڈیشل کمشنر لکھنؤ کی عدالت میں پیش ہے فریقین کے وکلاء دھواں دھار تقریریں کر رہے ہیں۔ اور دونوں فریق پورا جوش دکھا رہے ہیں

حال ہی میں حنفیوں اور اہلحدیث کے مابین میر پور میں مباحثہ ہوا۔ وہاں بھی معاملہ طول کھینچ رہا ہے۔ اور اخبارات میں گرما گرم بحث جاری ہے۔

یہ مناظر نہایت افسوسناک ہیں اور مسلمانوں کے لئے درجہ باعث شرم ہیں۔ علمائے امت جن کا فرض ہے کہ مسلمانوں کو باہم ملائیں بھائی کو بھائی سے جدا کر رہے ہیں اور قوم میں انتشار اور تفرقہ پیدا کر رہے ہیں کیا وہ حالات زمانہ سے متاثر نہیں ہوئے کیا انکو دیگر اقوام کی ترقیوں کو دیکھکر بھی اپنی اصلاح کا خیال نہیں آتا؟ ہمیشہ علماء کا فرض ہے کہ وہ اپنے کم فہم بھائیوں کو اس قومی مصیبت سے نکالنے کی کوشش کریں (ہمدم)

جسٹس رؤف مستقل جج ہو گئے

حضور ملک معظم نے آنریبل جسٹس خانبہادر سید محمد عبدالرؤف بیرسٹر ایٹ لا کو جو سوقت ہائیکورٹ لاہور میں بطور ایک زائد جج کے کام کر رہے ہیں اس جگہ کے لئے ہائیکورٹ مذکور کا مستقل جج مقرر کیا ہے۔ جو آنریبل مسٹر جسٹس شادی لال کے چیف جسٹس کے عہدہ پر فائز ہونے کی وجہ سے خالی ہو گئی تھی۔

ایک انگریز بدھ مذہب کا مبلغ: کولمبو میں جہاں ایک انگریز مسٹر آرنلڈ نامی کو بدھ مذہب کا راہب بنایا گیا ادائے رسوم میں بیشمار سنگھالی بدھ اور یورپین شامل تھے۔ مسٹر آرنلڈ نالابار بدھ مذہب کی اشاعت و تبلیغ کے لئے انگلستان جا رہے ہیں۔

جلد | یکشنبہ مورخہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۱۳ جون ۱۹۲۰ء | نمبر ۹۳

کلام الامام امام الکلام

دلائل صداقت مسیح موعود علیہ السلام

آسماں بارد نشاں الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار
اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار
اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار
اے مکذب کوئی اس تکذیب کا ہے انتہا
کب تلک تو خوئے شیطاں کو کریگا اختیار
ملت احمد کی مالک نے جو ڈالی تھی بنا
آج پوری ہو رہی ہے اے عزیزانِ دیار
گلشن احمد بنا ہے مسکن بادِ صبا
جس کی تحریکوں سے سنتا ہے بشر گفتار یار
ورنہ وہ ملت وہ رہ وہ رسم وہ دیں چیز کیا
سایۂ فگن جس پہ نورِ حق نہیں خورشید وار
دیکھ کر لوگوں کے کینے دل مرا خوں ہو گیا
قصد کرتے ہیں کہ ہو پامال دُرِّ شاہوار
ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اک بلندی کی طرف
وہ بلاتے ہیں کہ ہو جائیں نہاں ہم زیرِ غار
نورِ دل جاتا رہا اک رسم دیں کی رہ گئی
پھر بھی کہتے ہیں کہ کوئی مصلحِ دیں کیا بکار
راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسماں گاتا نہیں
وہ ارادے ہیں کہ جو ہیں برخلافِ شہریار
تاشے مارِ آستیں وہ بن گئے دیں کے لئے
وہ تو فربہ ہو گئے پر دیں ہوا زار و نزار
ان غموں سے دوستو خم ہو گئی میری کمر
میں تو مر جاتا اگر ہوتا نہ فضلِ کردگار

مسٹر محمد علی کی معرکۃ الآراء تقریر

پیرس میں

مسٹر محمد علی کی وہ تقریر جو انہوں نے پیرس کے ایک نہایت عظیم الشان جلسے میں ۲۰ اپریل کو اکابر سلطنت اور مدبرین سیاست کے رو برو کی:۔

جناب صدر، با محترم خواتین اور معزز حاضرین!
میں معافی چاہتا ہوں کہ مجھے اتنی زبانوں سے واقفیت نہیں ہے جتنی کہ شاید مجھے بحیثیت ایک اس قوم کا فرد ہونے کے جو ایک یورپین قوم کے تابع ہے ہونی چاہئے تھی۔ میں نے علاوہ اپنی مادری زبان اور چند ہندوستانی اور مشرقی زبانوں کی انگریزی پڑھی ہے لیکن اب میں یہ دیکھتا ہوں کہ اگرچہ میں انگلستان کے احباب کے درمیان ہوں لیکن میری انگریزی کچھ زیادہ مفید ثابت نہیں ہوئی۔ خواتین اور حضرات! ہم کو سات کروڑ مسلمانوں اور ۲۵ کروڑ دیگر مذاہب کے لوگوں نے جنکو مسلمانوں کے ساتھ دلی ہمدردی ہے ہندوستان کا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے ان سب کی طرف سے اور نیز اپنی طرف سے میں نہایت خلوص کے ساتھ آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے کمال مہربانی اور نہایت فراخدلی سے اس قدر قلیل عرصہ کی اطلاع پر اس جلسہ میں شرکت فرمائی۔

فرانس کی انسانیت اور شرافت

فرانس تمام دنیا میں وسیع ہمدردی اور انسانیت کے لئے مشہور رہا ہے اور کسی صورت میں بھی ہمارے لئے فرانس سے راست بازی اور انسانی ہمدردی کی التجا کو لیبک کہنے کی امید رکھنا بیجا نہ ہوتا لیکن ہمارے سپاہی جو آپ کی ضرورت کے وقت یہاں آئے تھے اور جو خطرات اور مصائب جنگ میں آپ کا ہاتھ بٹا کر اب واپس گئے ہیں آپ کی شکر گذاری اور نیک نیتی کی نہایت خوشگوار یادگار لیکر یہاں سے لوٹے ہیں اور یہ قدرتی امر ہے کہ ہم فرانس کے نیکدل باشندوں سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے مذہب کے نہایت ضروری احکام اور ہماری قوم کے نہایت عزیز جذبات کا لحاظ رکھینگے۔ فرانس جس نے اس جنگ میں اسقدر نقصان برداشت کیا ہے اور جو باوجود فتح کے اب بھی سخت مشکلات میں مبتلا ہے۔ ہمارے ان کروڑ ہا ہم مذہبوں اور ہم وطنوں کے ساتھ خوب ہمدردی کر سکتا ہے جو ابھی خوفناک مصائب اور جانکاہ تفکرات کا شکار رہے ہیں اور جن کو دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہو گئی ہے۔

مذہب کی آزادی

خواتین اور حضرات! ہم یہاں ٹرکی یا ترکوں کی نمایندگی کرنے نہیں آئے ہیں ہم صرف اپنے اور اپنے ملک یعنے ہندوستان کے نمایندہ ہیں۔ جب ترک یہاں آئینگے تو وہ اپنا معاملہ خود آپکے سامنے پیش کرینگے مگر ہم جو آج آپ کے سامنے حاضر ہوئے ہیں۔ تو ترکوں کے معاملہ کو پیش نہیں کرتے ہیں ہم صرف مسلمانوں اور ان ہمدردانِ ملک کا مسئلہ پیش کرتے ہیں جو اس مسئلہ میں مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ ہمارا معاملہ یہ ہے:۔

اور یہاں آپ سے صرف یہ کہنے آئے ہیں کہ آپ ہمارے لئے صرف ایک چیز چھوڑ دیں اور وہ ایک چیز وہ ہے جو تمام ممالک اور تمام ذرائع سے زیادہ عزیز ہے یعنی ہمارے ضمیر کی آزادی (چیئرز) ہم فرانس والوں کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ آپ ہمیں بچائیں اور ہمارا روحانی تقدس قائم رکھنے میں ہماری مدد کریں (چیئرز)

بقاءِ خلافت

جو بات ہمیں یہاں لائی ہے وہ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں محض ترکی مسئلہ نہیں ہے ۔ وہ ایک ہندوستانی، الجیریا اور تونس کا مسئلہ نہیں ہے وہ بقاءِ خلافت کا مسئلہ ہے خلافت دنیا میں پرستارانِ توحید کے لئے ... ضروری چیز ہے دنیا کے مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت ... امیر المومنین نائب اور خلیفہ رسول مانتی ہے اس ... ایک جزو لازم یہ ہے کہ جناب امیر المومنین یعنی خلیفہ کے قبضے میں کافی ملک اور کافی بحری اور بری ذرائع اور کافی آمدنی کے وسیلے ہوں۔ مگر یہ کس لئے؟ ملک گیری کے لئے نہیں۔ لامذہب ٹرکی کی حفاظت کے لئے بلکہ صرف ایمان کی حفاظت کے لئے۔ اس کام کے لئے وہ دنیا میں مسلمانوں کے سردار ہیں۔ اور جب کبھی دنیا کے کسی گوشہ میں مسلمانوں کا ایمان خطرے میں ڈالا جائے تو کم از کم معتقد کو وہ یہ تو کہنے کے قابل ہوں کہ خبردار تو بیکار نہیں جا سکتا" (چیئرز)

اعتقادات اسلامیہ کے مرکز

یہی ہمارے مطالبات کا جزوِ اعظم ہے۔ اسکے علاوہ ہمارا ایک اور مطالبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ چند ممالک ہیں جو ہمارے اعتقاد کے مرکز مقامی ہیں جیسا کہ خلافت ہمارے ایمان کا مرکز ہے ان مقامات کو ہم "جزیرۃ العرب" کہتے ہیں۔ شاید آپ کو اس اصطلاح کے سمجھنے میں کچھ دقت ہو۔ اس متبرک خطے کو جو ہمارے اعتقاد کا مقامی مرکز ہے اور ہمیشہ سے رہا ہے۔ ہم جزیرہ کہتے ہیں اور یورپ کے جغرافیہ دان جزیرہ نما۔ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرماتے وقت مسلمانانِ عالم کو ایک وصیت فرمائی اور ایک بہت بڑی ذمہ داری اُن کے کندھوں پر رکھتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی زمین کے اس ایک مقام میں ایمان کی اس متبرک پناہ گاہ میں غیر مسلم کا قبضہ نہ ہونے دو۔

جزیرۃ العرب کی وجہ تسمیہ

جزیرہ نماء عرب کی حدود آپ کو معلوم ہیں مگر یہ سمجھنے کے لئے کہ اس عرب کو جسے آپ جزیرہ نما کہتے ہیں ہم جزیرہ کس طرح کہتے ہیں یہ جاننا ضروری ہے کہ جیسے اس کی تین طرف بحیرہ روم۔ بحیرہ قلزم۔ بحیرہ ہند۔ اور خلیج فارس ہیں اسی طرح چوتھی طرف بھی وہ دریائے دجلہ و فرات سے محیط ہے۔ اس لئے جزیرہ نمائے عرب کے علاوہ اس میں عراق عرب اور شام اور فلسطین بھی شامل ہیں۔ تیرہ سو برس سے زیادہ سے یہ مقامات قطعی طور پر مسلمانوں کے قبضے میں چلے آئے ہیں اور اب بھی قطعی اسلامی قبضہ ان پر چاہتے ہیں اسوجہ سے نہیں کہ عراق عرب میں ہم کو تیل کی تلاش ہے جیسا کہ مسٹر لائڈ جارج کو موصل میں ہے۔ بلکہ اسوجہ سے کہ ہم پیغمبرانِ عالم کے مقاماتِ ولادت

احمدیہ اسلامیہ سٹیم پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۱۳ جون سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۹۳

اسلام میں سخاوت

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسراف سے اسلام نے منع کیا ہے

اسلام بخالت کی مذمت کرتے ہوئے جب مسلمانوں کو اپنے اموال اہل حاجت اور فقرا پر خرچ کرنے کی تاکید کرتا ہے تو اسکے ساتھ ہی ادائے حق میں اسراف سے منع کرتا ہے جیسے فرمایا۔ ولا تجعل یدک مغلولۃ الیٰ عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوما محسورا ۝ اپنا ہاتھ اپنی گردن میں نہ باندھ (یعنی بخالت نہ کرو) اور نہ اسکو پورا کھولدو۔ (یعنی اسراف نہ کرو) اکہ حقیر اور ذلیل ہو جاؤ“ اسلام نے اس باب میں نہایت معتدل طریقہ اختیار کیا ہے۔ وہ دیگر مدعیان روحانیت مذاہب کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اپنا تمام سرمایہ فقیروں کو دیکر خود فقیر بن جاؤ۔ پھر فرمایا۔ ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو ۝ لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ خرچ کریں۔ کہدے کہ جو حاجت سے زیادہ ہو“۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام بخل و اسراف کے درمیان میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔

اسلام بھیک مانگنے کے خلاف ہے

اسلام بھیک مانگنے کے سخت خلاف ہے۔ قرآن کریم نے مستحقین صدقات کی ایک یہ نشانی بھی قرار دی ہے کہ وہ لپٹ کر نہیں مانگتے اور بس دستور پر عامل جو بیسوں گداگر آپکو بازاروں اور کوچوں میں ملتے ہیں۔ وہ دراصل خیرات وصول کرنے کے ہرگز حقدار نہیں ٹھہر سکتے۔ چنانچہ ایسے پیشہ ور گداگروں کو ناپسند فرماتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایسے لوگوں کے چہرے بے رونق ہونگے۔

ایسے تندرست اور محنت مزدوری کے قابل لوگوں کو اسلام نے خیرات دینے سے منع کیا ہے چنانچہ ایک دفعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں دو تندرست و توانا سائل حاضر ہوئے آپ نے اُن کو محروم لوٹا دیا۔ ایک اور موقعہ پر ایک سائل آپ سے سوال کرنے کے لیے آیا۔ آپ نے اس کا کمبل بیچکر اسکو جنگل سے لکڑیاں لانے کے لیے رسی خرید دی۔

یورپ نے تو ان گداگروں سے تنگ آکر حکماً اُن کو گداگری کو روک دیا ہے۔ مگر کیا اسکو مرض کا علاج سمجھنا چاہیے؟ اگر آج یورپ کی گلیوں میں گداگروں کی صدائیں کانوں تک نہیں پہنچتیں تو اس سے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہاں کوئی آدم زاد تنگدستی اور بیکسی کے ہاتھوں طرح طرح کے دکھ نہیں اٹھا رہا؟ ایسا خیال کرنا صریحاً دنیا کے تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف ہے۔ بلکہ اس انسانی فیصلہ کے پردے میں وہی اسراف ستم ظریفی کر رہا ہے جس کا اسلام نے ہر معاملہ میں اعتدال مدنظر رکھکر تدارک کیا تھا اس غلط قانون نے اگر ایک طرف ذی دولت کے ثمرات و فوائد صرف امرائے قوم تک محدود کرکے ناقابل اور کمزور انسانوں کو موت کے منہ میں جھونک دیا ہے۔ تو دوسری طرف ان اکابر قوم کو اس روحانی لذت سے محروم کر دیا ہے جو اُنکو ایک محتاج کا ہاتھ بٹانے سے حاصل ہوتی تھی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

خدا کی راہ میں کیا خرچ کرنا چاہیے؟ خداتعالےٰ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون ۝ ہرگز نیکی کو نہیں پا سکو گے۔ حتیٰ کہ محبوب ترین چیز اسکی راہ میں خرچ کرو“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حکم فرمایا کہ ہر مسلمان خیرات دے تو صحابہ کبار رضی اللہ عنہم متعجب ہوئے اور انہوں نے پوچھا کہ مسلمان اگر ایسا مفلس ہو کہ اسکے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ [illegible] مزدوری کرے اپنا پیٹ بھی پالے اور دوسروں کو بھی [illegible] کرے۔ اگر [illegible] کمانے کے ناقابل ہو۔ تو اس صورت میں [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ [illegible] مسلمانوں [illegible] کی مدد [illegible]

اگر اسکے بھی ناقابل ہو۔ تو اس صورت میں وہ دوسروں کو نیکی کی ترغیب دے۔ پھر بھی صحابہ نے یہ دریافت فرمایا کہ اگر وہ ایسا بھی نہ کر سکے تو اس کے جواب میں فرمایا۔ کہ اگر وہ بنی نوع انسان کو ستانے سے پرہیز کریگا۔ تو یہی اسکی خیرات ہوگی“

بھائی کے ساتھ بشاش چہرہ سے پیش آنا نیکی ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نیکی ہے بھولے ہوئے کو راہ بتانا نیکی ہے۔ اور اندھے کا ہاتھ پکڑنا نیکی ہے۔“ سب سے عمدہ اور احسن وہ خیرات ہے جو پسینے کی کمائی سے دی جائے“

مندرجہ بالا آیات اور احادیث اسلام کی اس وسعت کا ثبوت دیتی ہیں جس کی وجہ سے وہ سوسائٹی کے ہر فرد کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ اہل دولت اور فقرا دونوں کو اپنی نیکیوں کی وجہ سے آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کا مستحق ٹھہراتا ہے۔

غیر مسلم بھی زکوٰۃ کے مستحق ہیں

اسلامی صدقات کی ثمرات و فوائد صرف فقرائے اہل اسلام تک محدود نہیں ہیں بلکہ غیر مسلم بھی ان سے متمتع ہو سکتے ہیں قرآن کریم کے ارشاد پاک کان الناس امۃ واحدۃ نے تمام بنی انسان کو ایک کر دیا ہے۔ ارشاد ہے۔ یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثیٰ وجعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ط ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر ۝ اے لوگو ہم نے تم کو ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ سے پیدا کیا اور پھر تمکو قبیلوں اور کنبوں پر تقسیم کیا۔ تاکہ تم تمام ایکدوسرے کو پہچانو۔ تحقیق تم میں سے زیادہ خدا کے نزدیک معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ نیک کردار ہے۔ اللہ تعالےٰ جاننے والا خبردار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اللہ قد اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ وفخرھا بالاباء انما ھو مومن تقی وفاجر شقی للناس کلھم بنو ادم وادم من تراب (ترمذی) خدا نے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادوں پر فخر کرنا تم سے دور کر دیا ہے۔ آدمی یا مومن اور پرہیزگار ہے یا بدکردار اور شقی ہے تم سب آدم کے بیٹے ہو۔ اور آدم مٹی سے ہے ہیں۔

ایک اور موقعہ ارشاد فرمایا۔ ” خدا کی تمام مخلوق اُسکے کنبہ کی طرح ہے اور وہ شخص خدا کا سب سے پیارا ہے جس سے خدا کی مخلوق کو زیادہ بھلائی پہنچتی ہے“

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ان آیات کا مفہوم مندرجہ ذیل اشعار میں یوں بیان فرمایا ہے ؎

بنی آدم اعضائے یک دیگرند ۔ کہ در آفرینش ز یک جوہر اند
چو عضوے بدرد آورد روزگار ۔ دگر عضوہا را نماند قرار

مندرجہ بالا بحث پر نظر کرنے کے بعد ناظرین کرام کو صرف تاریخ کی ورق گردانی سے بلکہ دُنیا کے چپہ چپہ سے اس بات کی گواہی ملے گی۔ کہ مسلمانوں نے ہمیشہ ان احکام الٰہی پر قدم مارا۔

پشاور سے کلکتہ تک چلے جاؤ راستے میں سرائیں۔ کنوئیں۔ تالاب سڑک کے دو رویہ درخت۔ باغات۔ نہریں۔ اس بات کا زندہ ثبوت ہیں کہ مسلمان جس ملک میں گئے۔ اُسکو اپنا وطن بنا کر رہے۔ اُنہوں نے (آجکل کے فاتحوں کے برخلاف) مفتوح ممالک کو اجاڑنے کی بجائے بسانے کی کوششیں کیں۔

جس قوم کی ماضی تو نمایاں ہو۔ مگر حال یوں بدحال ہو تو اسے ہر صاحب عقل و فہم فوری نتیجہ نکال سکتا ہے کہ وہ قوم ضرور اپنے صراط مستقیم سے بھٹک گئی ہے۔

اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کے تبلیغی۔ تعلیمی۔ سیاسی۔ اخلاقی تمام کام ادھورے پڑے ہیں ان کا ایک ناصح مشفق ان سے یوں مخاطب ہے: ؎

اگر دست عطا در تربیت اسلام بکشائید
ہم از بہر شما ناگہ ید قدرت شود پیدا
ز بذل مال در راہش کسے مفلس نمیگردد
خدا خود سے شود نا صر اگر ہمت شود پیدا

فقد بر

پارسی بچوں کی سخاوت

مہاتما گاندھی اپنی دوسری قسط یا تیجہ اور روپے کی اپیل کے متعلق [illegible] کے لیے روانہ کرتے وقت اپنے انگریزی اخبار ینگ انڈیا میں تحریر فرماتے ہیں کہ ” ان رقوم میں سے جو اس قسط کے لیے وصول ہوئیں۔ دسیلنڈ ہائی سکول پورٹ ڈکس کا عطیہ سب سے زیادہ قابل ذکر ہے۔ یہ عطیہ اس صندوقچی سے نکالکر بھیجا ہے جو ہر پارسی سکول میں خیرات جمع کرنے کی غرض سے رکھی جاتی ہے۔ طلباء۔ مدرسین۔ اور باقی ملازمین وقتاً فوقتاً حسب توفیق اس صندوقچی میں خیرات ڈالتے رہتے ہیں۔ [illegible] اساتذہ سکول ان کو [illegible] کرنے کے لیے مجبور نہیں

کرتا۔ تاہم کوئی دقیقہ انکو اسکی ترغیب دینے کے لیے اُٹھا نہیں رکھا جاتا۔

کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ انجمن اشاعت اسلام کے دفتر اور اسکول اس نیک مثال کی تقلید کریں گے؟

اُڑلیسہ کے قحط زدوں کیلئے سخاوت کی ضرورت

مسٹر ٹھاکر ممبر انجمن خدام ہند پونہ کی اُڑلیسہ قحط کے متعلق دوسری رپورٹ شائع ہو گئی ہے۔ جس میں اُنہوں نے اُن لوگوں کی حالت زار کا درد ناک نقشہ کھینچا ہے جو بھوک پیاس کا شکار ہو رہے ہیں۔

ہم اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جب کبھی قحط اس بد نصیب ملک پر آئے۔ جن میں ریلیف (مدد) کا کام ہمیشہ ہندو صاحبان نے کیا۔ اور چندہ کا زیادہ حصہ بھی انہی لوگوں سے وصول ہوا۔ برخلاف اسکے مسلمان اپنے فرض منصبی میں ہمیشہ سستی ہی کرتے رہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان بھی مسٹر ٹھاکر کا ہاتھ بٹانے کے لیے اُڑلیسہ تشریف لے جائیں ورنہ بعد میں انکو یہ شکایت ہوگی کہ مسلمان یتیم بچے عیسائی وغیرہ بنائے گئے۔ تاریخ اسلام اس بات کی شاہد ہے کہ چین کی مسلمان آبادی جسکی تعداد آج کروڑوں تک پہنچی ہے زیادہ تر ان یتیم بچوں سے بنی ہوئی ہے جنکو مبلغین اسلام قحط کے زمانوں میں ان کے والدین سے پرورش کی خاطر خرید لیتے تھے۔ اور جو عمدہ تربیت اور حسن سلوک کی بدولت نوجوان ہو کر مذہب اسلام قبول کر لیتے تھے۔

ہندوستانی عیسائیوں کا تخیل

مسٹر منی لال صاحب ایم اے ایل ایل بی بیرسٹرایٹ لاء

اُن فرزندان ہند میں سے ہیں۔ جنکے بے نفس کاموں نے اہل ملک کو گرویدہ بنا لیا ہے۔ آجکل آپ اور آپ کی اہلیہ صاحبہ فجی میں ہندوستانیوں کی شکایات کو گورنمنٹ سے رفع کرانے میں موثر کوشش کر رہے ہیں۔ مسٹر منی لال اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ قابل افسوس بات یہ ہے کہ فجی کے حکام پولیس نے ہندوستانی عیسائیوں کے سکھانے پر ہندوستانی مردوں اور عورتوں پر وہ مظالم کئے جو ہندوستان میں عام طور پر پولیس کیا کرتی ہے۔

اسی خط میں صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ ہندوستانی عیسائی اور اُنکے پادری صاحبان حکومت سے اپنے ہموطنی ہندوستانیوں کے خلاف ہمیشہ زہر اُگلتے رہتے ہیں جن کی وجہ سے حالات سے بجائے سدھرنے کے ایسے نا قابل تمیز ہو گئے ہیں کہ بیچارے ہندوستانی ملک کو خیرباد کہنے پر تیار ہیں بشرطیکہ اُنکے لیے صرف جہازوں کا انتظام کر دیا جائے جن کا کرایہ وہ خود دیں گے۔

ہم تو آجتک یہی خیال کرتے رہے کہ ہندوستان میں لوگ عام طور پر دنیاوی اغراض کے لیے عیسائی ہو جاتے ہیں۔ مگر اب ہمیں اس انکشاف سے سخت تعجب ہوا ہے کہ عیسائی صاحبان انجیل کی مندرجہ ذیل تعلیم کے پورے طور پر پابند ہیں۔

”یہ ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ میں زمین پر امن قائم کرنے آیا ہوں میں امن قائم کرنے نہیں آیا بلکہ تلوار لیکر آیا ہوں میں اسواسطے آیا ہوں کہ انسان کو اسکے باپ سے مخالف اور جدا کردوں۔ بیٹی کو ماں کا دشمن بنا دوں اور بہو کو ساس سسر سے الگ کردوں۔ اور انسان کے دشمن اسی کے گھر والے ہیں“

کیا مارشل لاء کے مظالم کا سلسلہ بند ہو گیا؟

مندرجہ ذیل اپیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مارشل لاء کے مظالم کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے اسلئے ہم اپنے رحمدل اور فیاض لفٹنٹ گورنر سے نہایت ادب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کا فوری انسداد فرمائیں۔ ” ابھی ہمیں یہ غم انگیز دردناک خبر پہنچی ہے کہ ہمارے عزیز غلام علی عرف گاما کو جو مارشل لاء کا قیدی ہے نہایت بیدردانہ طور پر تازیانے لگائے گئے ہیں جبکہ مارشل لاء کے تمام قیدیوں سے عموماً اور گاما سے خصوصاً ذاتی خصومت رکھی جاتی ہے جسکی وجہ نا معلوم ہے۔ ہمیں لاہور کے جیل میں مارشل لاء کے قیدیوں کی حالت نہایت خوفناک ہے۔ ہم نہایت ادب سے گذارش کرتے ہیں کہ اس معاملہ کی فوری اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے ہم یہ شکایت جناب لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں بھی پیش کر رہے ہیں۔ سخت تکالیف و مصیبت اُٹھانے کے بعد بھی ہم مسٹر ایڈورڈ میکلیگن کی فیاضی و رحمدلی پر پورا پورا اعتماد رکھتے ہیں اور گورنمنٹ سے التجا کرتے ہیں کہ ان شکایات کا فوراً ازالہ کیا جائے [illegible] ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ مارشل لاء کے قیدیوں کے ساتھ جن میں سے [illegible] بھی [illegible]

اسلامی ممالک کی خبریں

ٹرکی: شرائط صلح پر غور و تدبر کے لئے مزید مہلت:۔ لنڈن ۶ جون۔ قسطنطنیہ دول متحدہ کے ہائی کمشنروں نے باب عالی کو اطلاع دی ہے کہ مجلس صلح نے شرائط صلح پر غور و تدبر کے لئے دو ہفتہ کی مزید مہلت دی ہے۔

مصر۔ زاغلول پاشا کا عزم لنڈن:۔ لنڈن ۵ جون قاہرہ۔ نیشنلسٹ لیڈر زاغلول پاشا نے اعلان کیا ہے کہ وہ لنڈن جا رہے ہیں۔ جہاں وہ مستقبل مصر کے متعلق گفت و شنید کریں گے کیونکہ ان کو توقع ہے کہ کوئی قابل اطمینان تصفیہ ہو سکتا ہے۔

عراق عرب۔ تیل کے چشمے برطانیہ کے قبضہ میں:۔ لنڈن ۷ جون۔ اخبار ڈیلی ایکسپریس رقمطراز ہے:۔ کہ گورنمنٹ نے عراقی تیل کے چشموں سے دست بردار ہونے کی تجاویز مسترد کر دی ہیں۔ اور اس طرح سے قلمرو تیل کی [illegible] خود مختار [illegible] کی ہے۔

عراق عرب میں قومی حکومت۔ [illegible] ۶ جون [illegible] سر ایے۔ ٹی ولسن سول کمشنر نے ۲ جون کو عراق عرب کے متعلق شعیہ ایک معظم کی گورنمنٹ کی حکمت عملی کے متعلق ایک نہایت اہم بات کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے ایک مجلس وضع آئین و قوانین منعقد کرنے کی تجویز کی ہے تاکہ عراق عرب کا آخری نظام آئینی کا مسئلہ اس کونسل میں پیش [illegible] اس وقت تک ہماری خواہش یہ ہے کہ عرب پریذیڈنٹ [illegible] ایک کونسل آف سٹیٹ قائم کریں جب وہ مجلس قانونی منعقد ہو جائے۔ اس کے بعد ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس مجلس کے پورے مسئلے پر بحث کرنے کی اجازت [illegible] گورنمنٹ کی یہ خواہش ہے کہ جہاں تک جلد ہو سکے۔ [illegible] قومی حکومت قائم کر دی جائے۔

عراق عرب عراق عرب میں حملہ آوروں کو نقصان پہنچنے کے [illegible] لوٹ مار کی کاروائیاں دریائے بالائی زات پر زیادہ [illegible] ہو گئی ہیں۔ لیکن حملہ آوروں نے ۲۲ مئی کو موصول کے جنوب میں ایک انگریزی سپاہ [illegible] جس سے ۳ جانیں ہلاک اور مجروح ہوئیں۔

شام۔ شام میں فرانسیسی دستے علاقہ [illegible] کے اندر [illegible] کے خلاف فوجی کاروائی کر رہے ہیں۔ جنہوں نے حال ہی میں ستر سپاہی قتل کر ڈالے تھے اور فرانسیسی علاقہ کے [illegible] شام علاقے میں لوٹ مار مچا دی تھی۔ غلطی سے [illegible] علاقہ میں ایک موضع پر گولہ باری ہوئی اور اسی پر قبضہ کر لیا گیا تھا۔ لیکن فرانسیسی کمانڈر نے وعدہ کیا ہے کہ آئندہ اس غلطی کا اعادہ نہ ہوگا۔ دریائے جارڈن کے سمت کے مغرب کی طرف فرانسیسی دستے کی شدید مزاحمت ہوئی اور ۲۵ مئی تک [illegible] [illegible] علاقے میں [illegible] اور واپس نہیں آنا چاہتے۔

اسلامبول کی فتح اور اس کا سقوط

الجزیرہ [illegible] الوالاحدی:۔ افغانی معاصر اتحاد مشرقی اپنی اشاعت مورخہ ۱۰ رمضان المبارک میں حسب ذیل رقمطراز ہے:۔ ماسکو کا ایک لاسلکی پیام مظہر ہے کہ غازی انور پاشا اسلام پرست لشکر کی معیت میں بحیرہ مارمورا کے سواحل پر قابض اور متمکن ہو گئے اور انہوں نے وہاں برطانیہ کے دو جنگی جہاز غرق کر دیئے۔ اس کے بعد وہ اپنی افواج کو جہازوں پر سوار کر کے یورپین کنارے پر قسطنطنیہ کے نواح میں جا اترے جہاں شدید جنگ ہوئی انگریزی فوج مقیم اسلامبول کو کامل شکست ہوئی۔ غازی انور پاشا [illegible] دارالخلافہ پر قابض ہے اس کے بعد انگریزوں نے لاسلکی پیام کے ذریعہ سے کمک مانگی اور برطانی جنگی جہازوں نے گولہ باری شروع کر دی۔ احرار اسلام دشمن کی کثرت کی وجہ سے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے۔ انگریز دوبارہ اسلامبول پر قابض ہو گئے [illegible] احرار اسلام سمندر کو عبور کر کے [illegible] واپس چلے آئے۔

انور پاشا نے اپنی کمک کے لئے ستر ہزار کی فوج مقیم حجاز طلب فرمائی۔

شاہ حجاز اور امیر نجد

لنڈن ۱۰ جون۔ دارالعوام میں مسٹر بانرلا نے جواب دیتے ہوئے [illegible] کیا کہ [illegible] امیر نجد کے درمیان جنگ [illegible] انہیں بد دیانتی اور کوئیاں [illegible] نہیں [illegible]

ان فرمانرواؤں کے لئے وظیفہ کا سوال زیر غور ہے۔

متفرق خبریں

بالشویک فوجیں طہران میں

لنڈن ۷ جون۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے اطلاع دیتا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے تو نصف خانہ کو اطلاع ملی ہے کہ بالشویک فوجیں طہران میں داخل ہو گئی ہیں۔

لیکن رائٹر کے نامہ نگار کو لنڈن کے ایرانی سرکاری حلقے میں دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ یہ خبر بالکل غلط ہے کیونکہ قسطنطنیہ سے جو اطلاع موصول ہوئی ہے وہ [illegible] کی ہے لیکن طہران سے جو تار آج ملا ہے۔ اور جس پر ۳ تاریخ درج ہے وہ مظہر ہے کہ ساحلی علاقہ کی طرف سے بالشویکوں نے کوئی پیشقدمی نہیں کی۔

سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ حکومت ایران کی درخواست پر جمعیت الاقوام کی کونسل کا ایک جلسہ ۱۱ جون کو لنڈن میں منعقد ہوگا۔ تاکہ اس معاملہ میں غور کرے کہ بالشویک فوجوں نے ایران میں جو کاروائی کی ہے۔ اُن کے متعلق کیا تدابیر عمل میں لائی جائیں۔ شاہزادہ فیروز ایران کی طرف سے اس کونسل میں خاص نمائندہ مقرر کیا گیا ہے۔ شہزادہ فیروز نے بیان کیا کہ شاہ ایران ۳ جون کو طہران میں داخل ہوئے۔ جہاں تیس ہزار آدمیوں کے مجمع نے شاہ سے اپنی وفاداری کا اعلان کیا اور موجودہ حکومت کے متعلق اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔

انزلی میں بالشویکی فوجیں

لنڈن ۴ جون۔ پیرس۔ دفتر خارجہ کو معلوم ہوا ہے کہ بالشویک انزلی میں برابر فوجیں اتار رہے ہیں۔

بالشویکوں کے سیاسی نمائندے کا سوال

لنڈن ۳ جون۔ ٹائمز کو معلوم ہوا ہے کہ ماسکو میں ایرانی وفد بھیجنے کا سوال سر دست زیر غور ہے۔ لیکن سوویٹ روس نے ایران سے درخواست کی تھی کہ موسیو میٹوف کو طہران میں سیاسی نمائندہ کی حیثیت سے سمجھا جائے اس پر ایران نے جواب دیا کہ میٹوف خوشی سے طہران میں آ سکتا ہے لیکن حکومت اسے اس وقت تک سرکاری طور پر تسلیم نہ کرے گی۔ جب وقت تک دوسری دول سوویٹ کو تسلیم نہ کریں۔

روس اور ایران کے تعلقات

لنڈن ۳ جون ٹائمز کا نامہ نگار مقیم طہران رقمطراز ہے کہ چیچرن نے ایران کے اس اعتراض کا جو انزلی کے قبضہ کے متعلق کیا گیا تھا۔ جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ واقعہ انزلی کے خوشگوار تصفیہ سے ایران اور روس کے مابین تعلقات قطعی خود مختاری کے اصول پر قائم کرنے میں مدد ملے گی۔

روس۔ خطرناک بغاوتیں

لنڈن ۲ جون۔ مستند طور پر معلوم ہوا ہے کہ جنوبی روس میں کاشتکاروں نے خطرناک بغاوتیں کی ہیں۔ جو خونریز لڑائی کے بعد فرو کی گئی ہیں۔ صدہا کاشتکار قتل ہو گئے ہیں اور متعدد گاؤں تباہ ہو گئے ہیں۔

مقامی حکومت کے انتخابات

لنڈن ۶ جون۔ آئرش مقامی حکومت کے انتخابات میں بجز شمالی مشرقی السٹر اور ضلع لنڈنڈری کے سن فینرز کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی ہے آئرلینڈ میں ضلع دار کونسلوں کا بیشتر حصہ اب کلیتہً سن فینرز سے بھرا پڑا ہے۔ السٹر میں وہی حالت ہے جو پہلے تھی۔ باستثنا اس کے کہ ٹائرون میں جہاں یونینیسٹ ممبروں کی صرف ایک ممبر کی زیادتی سے اکثریت حاصل تھی۔ اب وہاں دو ممبروں کی کمی سے انہیں اقلیت حاصل ہے۔

ڈیڑھ سو برطانی ہوائی جہازوں کی تباہی

لنڈن ۷ جون۔ تازہ ترین نمونے کے ڈیڑھ سو ہوائی جہاز آتش زدگی سے تباہ ہو گئے ہیں۔ یہ ہوائی جہاز [illegible] ہوابازی کے مدرسہ میں اپنے شیڈ کے اندر رکھے ہوئے تھے۔ نقصان کا اندازہ ڈھائی لاکھ پونڈ کیا جاتا ہے۔ تحقیقات جاری ہے۔

بالشویکوں کی عمومی جارحانہ کاروائی

لنڈن ۷ جون۔ دریائے پرپیٹ اور دریائے نیپر کے مابین بالشویکوں کا ایک عمومی حملہ شروع ہو گیا ہے۔ پولینڈ والوں کو [illegible] پیچھے دھکیل دی گئی ہیں لیکن ابھی تک پرپیٹ [illegible] چند [illegible] نہیں [illegible] فوج [illegible] پسپا کر دیئے گئے ہیں۔

ہندوستان کی خبریں

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن قبلہ

یہ خبر تمام اطراف و اکناف ہند میں بے انتہا مسرت سے سنی جائے گی۔ کہ حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی رہا ہو کر ہندوستان کی طرف آ رہے ہیں۔ یقین ہے کہ ۸ جون کو ساحل ہندوستان اُن کے قدوم مقدس لزوم سے مشرف ہوگا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مہاجرین کے قافلے

ہمعصر اتحاد مشرقی اپنی اشاعت مورخہ ۱۰ رمضان المبارک میں رقم طراز ہے کہ مہاجرین کا قافلہ سوم بسرکردگی میرزا [illegible] ساکن [illegible] کابل پشاور اور قافلہ چہارم بسرکردگی حاجی معراج الدین ساکن لاہور اور قافلہ پنجم طلبا مدارس [illegible] بصدارت عالی جاہ محمود اکبر خان بتواریخ یکم رمضان۔ ۵ رمضان اور ۶ رمضان المبارک جلال آباد میں پہنچے اور عازم کابل ہو گئے۔

انجمن حمایت اسلام لاہور

اور دولت خداداد افغانستان کا تعلیمی عطیہ

مسلمانوں کو مولوی محمد فاضل صاحب میر منشی سفارت و ترجمان ہیئت مذاکرات دولت عالیہ افغانستان کا شکرگذار ہونا چاہئے۔ جن کی تحریک پر جناب علامہ محمود بیگ طرزی ناظر خارجیہ افغانستان نے اس سالانہ عطیہ کو جو جناب امیر شہید امیر حبیب اللہ خان طاب ثراہٗ اسلامیہ کالج لاہور کو دیا کرتے تھے۔ اور جو جنگ عظیم کے سیاسی عقدوں کی وجہ سے کھٹائی میں پڑ گیا تھا از سر نو جاری کر دیا ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ جتنا عطیہ در جب الادا ہے وہ یکمشت دے دیا جائے اور آئندہ باقاعدہ سال بسال انجمن حمایت اسلام لاہور کو پہنچا دیا جائے۔

کونسل میں کیسے ممبر ہونے چاہئیں:۔ نواب حاجی اسمٰعیل خان صاحب اس ضروری سوال پر بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ: "تمام دوسری جماعتوں کو دل توڑ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ مسلمان ممبران وہ نہ ہوں جو خاص دیندار نہ ہوں بلکہ وہ دین و ملت پر ہر ایک قربانی پر طیار رہیں۔ تاکہ کونسلوں میں مذہب اور قوم کی سچی حمایت ہو سکے جسکے بغیر نقصان پہنچیگا ہم کو اس کی ضرورت ہے کہ روشن ضمیر اور واقف حال علماء کو کونسلوں میں بھیجا جائے مگر نہ ایسے جو شمس العلماء وغیرہ پر دین و ایمان کو قربان کر دینے والے بے حمیت اور بے غیرت ہوں۔ یا جو کہ کونسل میں جانے کو اپنے رشتہ داروں کی سفارش کا ایک ذریعہ قرار دیں۔ الغرض جدید کونسلوں میں صوبوں کی ہوں یا امپیریل کچھ دیندار عالموں کا ہونا لازم ہے سوائے علماء کے اہل دل مسلمان جو منتخب کئے جائیں۔ وہ ایسے ہوں جو خدا سے ڈرتے ہوں۔ جھوٹ بولنے اور ذاتی غرضوں کو قومی کاموں کی آڑ میں نکالنے کو بدترین خصلت اور ذلیل ترین عادت جانتے ہوں جو غوغا اس زمانے میں ہو رہا ہے۔ اس سے ایسا غدار اور بے ایمان لوگ کھل گئے ہیں۔ پس اس تجربہ کو پیش نظر رکھکر انتخاب کرنا چاہیئے"

ریلوے سٹرائیک

ریلوے سٹرائیک بروز جمعرات ختم ہو گئی۔ سنا گیا ہے کہ ریلوے والوں کے مطالبات گورنمنٹ نے بہت حد تک مان لئے ہیں۔ اس کامیابی پر سٹرائیک کنندگان ہر طرح مبارکباد کے مستحق ہیں۔

خلافت ڈیپوٹیشن کی سرگرمیاں

فرانس میں ٹرکی کی حمایت:۔ مسٹر محمد علی نے جو خلافت ڈیپوٹیشن لیکر یورپ کو گئے ہوئے ہیں مسٹر محمد چھوٹانی کو تار دیا ہے کہ تقریباً فرانسیسی اخبارات ٹرکی شرائط صلح پر نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ پارلیمنٹ فرانس اور سینیٹ میں اتفاق رائے سے مطالبہ کیا گیا کہ ان شرائط صلح پر نظر ثانی کی جائے۔ گورنمنٹ نے درخواست کی کہ اس معاملہ کو ملتوی کیا جائے۔

حالات امید افزا ہیں:۔ مسٹر شوکت علی کو مسٹر محمد علی کی طرف سے حسب ذیل تار موصول ہوا ہے۔ "۲۷ مئی کو مسٹر [illegible] کی مدد سے جلسہ ہوگا۔ اسکے بعد [illegible] ایک اور جلسہ ہوگا۔ ۲۸ مئی کو لندن جاؤنگا۔ ۵ جون تک [illegible] لندن میں جلسہ کا انتظام کرونگا۔ فرانس اور اٹلی عداوت خیز ٹرکی کو دبانے کے خلاف ہیں انگلستان کی آبادی کا ایک حصہ [illegible] بات کے خلاف ہے۔

بقیہ مضمون از صفحہ اول: - اور ان کے رہنموں کے آرزومند ہیں (ملبند چیئرز)

آسمانی امانت

زیادہ تر یہ مقامات غیر زرخیز اور ناقابل زراعت ہیں پیشتر اسکے کہ مسٹر لائیڈ جارج کو وہاں تیل کے کنوئیں ہاتھ لگیں وہاں دیگر ذرائع بھی کچھ معقول نہ تھے مگر جب پہلی مرتبہ انکی محبت ہمارے دلوں میں پیدا ہوئی۔ تو جب بھی وہ ہم کو عزیز تھے۔ نہ اس وجہ سے کہ وہ سرسبز و شاداب تھے۔ یا وہاں معدنی کانیں تھیں بلکہ اس لئے کہ وہ خدا کی دی ہوئی سلطنت کا مرکز تھے اور ان میں پیغمبر پیدا ہوئے تھے اور ہم جو اپنے آپکو عیسائیوں یا یہودیوں سے غیر نہیں سمجھتے۔ اور جو حضرت مسیح۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کے اصلی وارث ہیں۔ کیونکہ آدم علیہ السلام سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک تمام پیغمبروں کو مانتے ہیں یہی کہتے ہیں کہ خدا کی زمین کے اس حصہ کی محافظت سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایسا کرنے میں ہم اس امانت میں خیانت کے مرتکب ہونگے۔ جو اللہ تعالےٰ نے محض اپنا فرمانبردار سمجھکر ہمارے سپرد کی تھی

مقامات مقدسہ کا تحفظ

اس خطہ جزیرۃ العرب میں اسلام کے تین بڑے مقامات مقدسہ ہیں۔ یعنی مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ اور بیت المقدس۔ بیشک بیت المقدس ہم کو اسی قدر عزیز ہے جس قدر عیسائیوں اور یہودیوں کو۔ ہم بھی اسکو مقدس سمجھتے ہیں اور ہم نے ہمیشہ بیت المقدس کو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے بھی ایک متبرک امانت سمجھا ہے۔ اور کسی قسم کے اختلاف و منافرت کا کبھی اظہار نہیں کیا۔ ان تین متبرک حرموں کے علاوہ عراق عرب میں نجف اشرف کربلا معلے۔ سامرہ کاظمین شریفین اور بغداد ہماری متبرک زیارت گاہیں ہیں۔ اور یہ سب احکام اسلام کے بموجب ہمیشہ خلیفہ کے زیر حفاظت رہنے چاہیئے۔ بس ہمارے یہی تین مطالبات ہیں:۔

(۱) خلافت کے ٹکڑے نہ کئے جائیں اور خلیفہ حفاظت دین کے لئے کافی دنیاوی اقتدار حاصل ہو۔

(۲) عرب میں قطعی اسلامی تصرف ہو۔ اور کوئی محافظ یا اعلےٰ نگران اس پر نہ ہو۔

(۳) خلیفہ جس طرح ابتک کلید بردار مقامات مقدسہ رہے ہیں اب بھی رہیں۔

محض حفاظت دین مقصود ہے

خواتین اور حضرات! آپ کو یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہمارے مطالبات بہت ہی مختصر ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم تمام دنیا کے مالک بننا چاہتے ہیں جیسا کہ ایک فرانسیسی اخبار نویس نے ہمارے مطالبات پر بحث کرتے ہوئے بتانا چاہا تھا۔ ہم اتنی بڑی قوت نہیں چاہتے جتنی فرانس۔ جرمنی یا انگلستان کو حاصل ہے بلکہ ہم تو صرف اتنی طاقت کے متمنی ہیں جس سے ہم اپنے دین کی حفاظت کر سکیں اور اس کے لئے تھوڑا سا ملک محض اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے ہیں ہمارے مطالبات کا خلاصہ یہ ہے کہ وہی حالت برقرار رکھی جائے جو جنگ سے پہلے تھی ہم ان سیاسی تغیرات کو بھی کالعدم کرنا نہیں چاہتے جن سے غیر ترکی قوموں کی خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی یا یہودی۔ نہ صرف حفاظتِ جان و مال مقصود ہے بلکہ جن سے حکومت خود اختیاری کا بھی موقع ملتا ہے۔

غیر مسلموں کی شرکت

ہم جو ہندوستان سے آئے ہیں جانتے ہیں کہ ایک قلیل جماعت کیلئے اپنے حقوق کی حفاظت کرانا کس طرح ممکن ہے؟ کیونکہ ہم خود ایک ایسی جماعت کے افراد ہیں۔ اپنے حقوق کی حفاظت کر لینے کے بعد ہم نے ہندوستان کی آزادی کے لئے اپنے ہمدردان ملک کے پہلو بہ پہلو کشمکش جاری رکھی ہے اور آج ہندو مسلمان۔ پارسی سب کے سب اس مسئلہ میں بھی شریک ہیں جو محض ایک مذہبی مسئلہ ہے یعنی مسئلہ خلافت۔ اسلئے ہم خود کسی طرح عیسائیوں کے لئے۔ آرمینیا یہودیوں کے لئے فلسطین اور شام اور عراق عرب میں خود اختیاری حکومتیں قائم ہونے دیکھنا ناگوار نہیں سمجھ سکتے۔ عرب ہمارے ہم مذہب اور دینی بھائی ہیں ہم یہ نہیں چاہتے۔ کہ عربوں کو حکومت خود اختیاری حاصل کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ اور ہم جو خود ایک محکوم قوم ہیں۔ یہ نہیں چاہتے۔ کہ کوئی اور قوم محکوم ہونے کی ذلت اٹھائے۔ اور اسکو اپنے معاملات کے انتظام میں کوئی دخل نہ ہو۔

اہل ہند صلح تسلیم نہ کریں گے

ہمارا دعوےٰ یہ ہے کہ جنگ عظیم کے مقابلہ کی جنگ کبھی نہیں ہوئی ایسے خونناک واقعات کبھی عرصہ شہود میں نہیں آئے یا ایسے ہتھیار کبھی کام میں نہیں لائے گئے۔ اتنی مخلوق کبھی قتل و غارت نہیں ہوئی۔ اختتام پذیر ہوگئی ہے اور اسکو ختم ہوئے بھی مدت ہوگئی ہے۔ ایسی مہیب جنگ کے بعد یہ امید کرنا بالکل بجا ہے کہ لوگ جنگ سے اکتا جائیں گے۔ مگر آج جبکہ جرمنی کے ساتھ صلح کئے ہوئے ایک سال گذر گیا جس سے یورپ کو خطرہ تھا۔ اور اب کسی کو نہیں۔ آج ہم کیا حالت دیکھتے ہیں؟ مخلوق پر ابھی امن کی حکومت کا دور دورہ نہیں ہوا۔ آج لوگوں کے دلوں میں امن و سکون نہیں ہے اگر آپ فتح کے نشے میں سرشار ہوکر وہ فتح جو ہندوستانی سپاہیوں (مسلمان سپاہیوں) کی مدد سے آپکو حاصل ہوئی ہے ان لوگوں سے جو جنگ میں آپ کے شریک تھے۔ آج یہ کہتے ہیں کہ جاؤ۔ صلح میں تم ہمارے شریک نہیں تم نے اور تم نے جنگ کو بچایا۔ لیکن آج صلح تم نہیں کر دے۔ اور خصوصاً وہ صلح جو ہم چاہتے ہیں۔ تو خواتین اور حضرات! آپ سے یہ کہدینا میرا ناگوار فرض ہے۔ اور میں ان بیش کروڑ لوگوں کی طرف سے آپ سے کہتا ہوں۔ جن کے احساسات و جذبات کا آپ کو بالکل اندازہ نہیں ہے کہ یہ لوگ بلا استثناء مرد و عورت تمام متفق ہوکر اس صلح کو ہرگز نہیں مانیں گے (بلند چیئرز)

ناتوانوں کے ضمیر پر جبر نہ ہونا چاہئیے

میرے دوست مسٹر سید حسین آپکو ہندوستان کی موجودہ حالت بتائیں گے جب آپ ان کو سن لینگے تو آپکو معلوم ہوگا کہ آپ نے ابھی جنگ کے سبق کا مطالعہ ختم نہیں کیا ہے اور آپ ابھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ اب ہم کو اس کتاب کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ برخلاف اس کے آپ کو معلوم ہوگا کہ دنیا آج ایک غار پر کھڑی ہے اور شاید ایک اور مہیب تر جنگ کے کنارے پر ہے۔ اس فتح کے زمانہ میں آپ کو معلوم ہونا چاہئیے کہ صلح کی فتوحات بھی جنگ کی فتوحات سے کچھ کم قابل ستائش نہیں ہوتیں۔ آپکو معلوم ہونا چاہیئے اور سچا مذہبی اعتقاد دنیاوی قوت سے زیادہ مضبوط ہے آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ غنیمت میں بڑے بڑے علاقے حاصل کر لینا کافی نہیں ہے۔ لوگوں کو یہ یقین دلانا ضروری ہے کہ آپ ان کے مذہبی احساس کا لحاظ رکھتے ہیں۔ اور نیز یہ کہ آپ بڑے اور قوی ہونے کی وجہ سے چھوٹوں اور کمزوروں کے ایمان پر جبر نہیں کر سکتے۔ اگر آپ ہمارے لئے زمین کو آزاد چھوڑ دیں تب ہی اور صرف اسی صورت میں آپ کو امن حاصل ہو سکتا ہے۔ (بلند اور دیرپا چیئرز)۔

دول متحدہ کے مواعید

میرے دوست آپکو بتائیں گے کہ وہ لوگ جو آج سان ریمو میں دروازے بند کئے بیٹھے ہیں مگر یہ خیال کرتے ہیں کہ تین یا چار آدمی اکٹھے بیٹھکر اس طرح اقوام عالم کی قسمتوں کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ تو وہ بہت بڑے مغالطے میں ہیں۔ لوگوں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ وہ ہرگز اس صلح کو منظور نہ کرینگے۔ جو اُن کے ضمیر کے خلاف ہو۔ اور ان کے ایمان کے بالکل منافی ہو۔ اور جو ان وعدوں سے مختلف ہو جو انگلستان۔ فرانس اور روس کی طرف سے اُن سے کئے گئے تھے۔ وہ وعدے یہ تھے۔ کہ:۔ (۱) اس جنگ میں مذہبی مسائل درپیش نہ ہونگے۔ (۲) مسلمانوں کے مقامات مقدسہ حملہ اور مداخلت سے بری رہینگے (۳) مسلمانوں کے مذہبی فرائض کا احترام کیا جائیگا۔ (۴) سلطنت اسلامیہ کے ترکی حصص پر ترکی اقتدار رہیگا۔ اور باقی کے لئے حفاظت جان و مال کی ذمہ داری اور حکومت خود اختیاری کا موقع دیا جائیگا

اگر یہ وعدے پورے نہ ہوئے اور اگر بدقسمتی سے کوئی حادثہ ہندوستان میں پیش آیا جو مجھے کہنا پڑتا ہے کہ ناممکن نہیں۔ تو فرانس اور اٹلی دونوں کے لئے اس مصیبت سے بچنا مشکل ہو جائیگا اگرچہ حادثات ہندوستان میں شروع ہوں مگر وہ ختم ہندوستان میں نہیں ہوں گے۔

ایک پیش آنے والا خطرہ

خواتین اور حضرات! نہ آپکو معلوم ہے اور نہ ہم پیشگوئی کر سکتے ہیں کہ مشرق میں صورت حالات کا اونٹ کس کروٹ بیٹھیگا لیکن مشرق میں آپ کی بڑی ذمہ داریاں ہیں اور میرے خیال میں آپ کے مفاد کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ آج اس طرف توجہ کریں کیونکہ ابھی وقت ہے اور ہم آپ سے دوستانہ طریق پر دوستانہ آگاہی پہنچانے آئے ہیں کیا یہ ضروری اور مناسب نہیں ہے کہ ایک دوست پیش آنیوالے مہلک خطرات کے موقع پر دوسرے دوست کے پاس جاکر اسکو پہلے سے مطلع کر دے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اپنے ہی فائدے کے لئے حتی الوسع اپنی حکومت کا پورا اثر ڈال کر ایک اور پیش آنیوالی جنگ کو روک لیں گے۔ جس کے لئے آج یورپ کبھی تیار نہیں ہے۔

لیکن اس سے زیادہ ہم امید کرتے ہیں کہ انگلستان کے دوست کی حیثیت سے آپ اپنے دوستانہ تعلقات سے کام لیکر انگلستان کو بھی آگاہ کر دیں گے۔ اور کہدیں گے کہ اس کو ایک حقیقی نہ کہ خیالی خطرہ پیش آنے والا ہے۔

اہل ہند کے دلوں کی تسخیر

اس وقت میں صرف اتنا ہی عرض کرونگا۔ اور مجھے خوف ہے کہ میں نے پہلے ہی ایک ناآشنا زبان میں اتنی دیر بول کر آپ لوگوں کو تکلیف میں رکھا ہے۔ میں بصد شکریہ ادا کرتا ہوں مجھے اچھی طرح خیال ہے کہ ایک فرانسیسی ہی نے یہ لکھا ہے کہ انسان آزاد پیدا ہوا تھا۔ لیکن وہ ہر جگہ پابہ زنجیر ہے اگر آج مخلوق پابزنجیر ہے تو مجھے امید ہے کہ کوئی فرانسیسی ہی اسکو توڑیگا ایک وہ وقت تھا کہ فرانسیسی ہندوستان میں کشور کشائی کی امید سے عازم مشرق ہوئے تھے۔ لیکن اگر ہندوستانیوں کو دراصل مفتوح قوم کہا جا سکتا ہے تو یہ فتح ایک اور ہی قوم کی قسمت میں تھی۔ آج موقع ہے آپ اگر ارض ہند کو نہیں تو اہل ہند کے قلوب کو تسخیر کر سکتے ہیں۔

وفد افغانستان

سرکاری گفت وشنید: - بیفوری ۵ جون منصہ ذیل سرکاری اطلاع شائع کی گئی کہ ایک ماہ سے زیادہ مدت کی تعطیل کے بعد برطانی اور افغانی نمایندوں کے درمیان پھر سرکاری گفت و شنید شروع ہوگئی ہے واقعات مرتکا جو اس تعطیل کا فوری سبب تھے دونوں حکومتوں کے درمیان کچھ مدت پہلے قابل اطمینان طور پر تصفیہ ہو چکا ہے لیکن افغان نمایندوں نے اس بات پر زور دیا کہ برطانیہ اپنی سرحدی حکمت عملی میں چند حقوق کو ہمارے حق میں رعایت رکھے اس امر پر بہت اختلاف رائے رہا۔

افغان نمایندے بالخصوص سردار علی محمود بیگ طرزی اس نکتہ پر ایسے جوش سے بحث کرتے تھے کہ غیر سرکاری گفت و شنید بہت طول پکڑ جاتی تھی پھر علانیہ تعطیل بھی شائع نہیں کیا گیا کیونکہ اس عرصہ میں دونوں گورنمنٹوں کے نمایندوں کے اکثر غیر سرکاری جلسے منعقد ہوتے رہتے تھے جنمیں امید کیجاتی ہے کہ طرفین کے نمایندوں نے ایکدوسرے کی حکومتوں کے نقطہ ہائے خیال کو اس قدر زیادہ سمجھ لیا ہوگا۔ کہ محض رسمی جلسوں کے ذریعے سے اتنی صحیح معلومات حاصل نہ ہو سکتیں اس امر کی توقع کرنے کی کافی وجوہ موجود ہیں کہ جو امور فی الحال زیر بحث ہیں ان پر بہت جلد جلد فیصلہ ہو جائیگا اور عنقریب دونوں حکومتوں کے پاس اتنا مواد جمع ہو جائیگا۔ جس کی مدد سے وہ ایک مستقل قرارداد کی تشکیل کر سکیں گے۔

آنریبل مسٹر ڈابس اور علامہ سردار محمود طرزی: - بیفوری ۹ جون آنریبل مسٹر ڈابس نے حضور ملک معظم کے یوم ولادت کی تقریب پر ایک ضیافت دی جس میں افغان نمایندے بھی موجود تھے نہایت تپاک آمیز تقریریں کی گئیں مسٹر ڈابس نے وفد افغانی کے صدر اور اراکین کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے کہا کہ گذشتہ دو ماہ کے عرصہ میں برطانی نمایندوں نے افغانی نمایندوں سے اچھی طرح واقفیت حاصل کر لی ہے اور میں یہ ضرور کہونگا کہ ہم اُن سے جتنے بھی واقف ہوتے گئے ہیں انکی قدر و وقعت ہمارے دلوں میں زیادہ جاگزین ہوتی گئی ہے۔ نمایندگان افغانستان اپنے ملک کی محبت میں مستغرق ہیں انکی خواہش ہے کہ افغانستان کا نام اقوام عالم کے درمیان بلند اور اسکی آزادی۔ عزت اور خوشحالی برقرار رہے ان تمام مقاصد میں ہم سب ان سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں جس عزت جاں نثارانہ عقیدت کے ساتھ وہ اپنے ذی ہمم نوجوان امیر کو دیکھتے ہیں اسکے متعلق ہمارا خیال ہے کہ انکی حکمت عملی بعض اعتبارات سے غلطی پر مبنی ہے یہ ہو سکتا ہے کہ ہم انکی بعض گذشتہ کارروائیوں پر نکتہ چینی کریں لیکن ہم انکی قابلیت اور انکی غیر متزلزل ثبات قدم کی تعریف کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔

مسٹر ڈابس نے اپنی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وفد افغانی کا صدر وہ شخص ہے جو اخبار نویس کی حیثیت سے مشہور ہے جو سراج الاخبار کے اوراق میں برطانیہ پر ایسی آتشین نکتہ چینی کیا کرتا تھا۔ جس سے برطانی سالہا سال تکلیف اٹھاتے رہے ہیں۔ اور جسکے متعلق نہیں توقع تھی کہ اسے اپنے ملک کا اعزاز کا پرجوش اور سرگرم حامی پائینگے۔ سردار طرزی نہ صرف ایک فاضل مدبر سیاسی ہیں بلکہ خلاف توقعات نہایت خلیق اور مہذب اوضاع و اطوار کے آدمی ہیں۔ سرکاری طور پر خواہ وہ ہندوستان سے ہماری دوستی کی حیثیت سے یا دشمن کی حیثیت سے لیکن غیر سرکاری لوگوں کے دلوں میں انکی یاد نہایت مسرت کے ساتھ قائم رہیگی۔ سردار محمود طرزی نے جام صحت کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ایکدوسرے کے ہمسایہ ہونے کے باوجود ہمیں انگریز اصحاب کے متعلق بہت کم واقفیت حاصل تھی لیکن آپ حضرات کے درمیان دو مہینے کی مدت بسر کرنے سے یہ مقصد حاصل ہو گیا مسٹر ڈابس جنکی دوستی کی ہوا ہمارے دلوں میں بیحد وقعت جاگزین ہے اور وہ اپنی فرزانگی تدبیر سیاسی نادر تہذیب و اخلاق میں یگانہ روزگار ہیں۔ مسٹر ڈابس نے سراج الاخبار کے سلسلہ مضامین کے متعلق جو شکایت کی ہے وہ بالکل درست ہے اگر اس اخبار کے قوم

جلد ۷ | احمدیہ بلڈنگس لاہور چہارشنبہ مورخہ ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۳۸ہجری المقدس مطابق ۱۶ جون ۱۹۲۰ء | نمبر ۹۴

کلام الامام امام الکلام

دلائل صداقت مسیح موعود علیہ السلام

گذشتہ سے پیوستہ

اِس تپش کو میری وہ جانے کہ رکھتا ہی تپش
اس الم کو میرے وہ سمجھے کہ ہے وہ دلفگار
کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
مہر و مہ کی آنکھ غم سے ہوگئی تاریک و تار
مفتری کہتے ہوئے ان کو حیا آتی نہیں
کیسے عالم ہیں کہ اُس عالم سے ہیں یہ برکنار
غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے
وہ ہمارا ہوگیا اُسکے ہوئے ہم جاں نثار
میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار
اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہُوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار
پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار
دشمنو! ہم اُسکی رہ میں مر رہے ہیں ہر گھڑی
کیا کروگے تم ہماری نیستی کا انتظار
سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کرکے مجھ پہ وار
کیا کروں تعریف حسن یار کی اور کیا لکھوں
اک ادا سے ہوگیا میں سیل نفس دوں سے پار
اس قدر عرفاں بڑھا میرا کہ کافر ہوگیا
آنکھ میں اُس کی کہ ہے وہ دور تر از صحن یار
اُس رُخ روشن سے میری آنکھ بھی روشن ہوئی
ہوگئے اسرار اُس دلبر کے مجھ پہ آشکار

جواہر ریزے

بسلسلہ اشاعت ۹ جون سنہ ۱۹۲۰ء

اِنّی رَسُولُ اللہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا

جب تک روح القدس کی خاص تائید نہ ہو یہ کام نہیں نکل سکتا رسول اللہ میں وہ ساری قوتیں اور طاقتیں رکھی گئی تھیں جو محمدؐ بنا دیتی ہیں تاکہ وہ بالقوہ باتیں بالفعل میں بھی آجاویں اس لئے آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ اِنّی رسول اللہ الیکم جمیعًا ایک قوم کے ساتھ جو مشقت کرنی پڑتی ہے۔ تو کس قدر مشکلات پیش آتی ہیں۔ ایک خدمتگار شریر ہو تو اُس کا درست کرنا مشکل ہو جاتا ہے آخر تنگ اور عاجز آکر اُسکو بھی نکال دیتا ہے لیکن وہ کس قدر قابل تعریف ہوگا جو اُسے درست کرے۔ اور پھر وہ تو بڑا ہی مرد میدان ہے۔ جو اپنی قوم کو درست کر سکے۔ حالانکہ یہ بھی کوئی بڑی بات نہیں مگر وہ جو مختلف قوموں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا۔ سو چو تو سہی کس قدر کامل اور زبردست قویٰ کا مالک ہوگا۔ مختلف طبیعت کے لوگ مختلف عمروں۔ مختلف ملکوں۔ مختلف خیال۔ مختلف قوتے کی مخلوق کو ایک ہی تعلیم کے نیچے رکھنا۔ اور پھر ان سب کی تربیت کرکے دکھلا دینا اور وہ تربیت بھی کوئی جسمانی نہیں بلکہ روحانی تربیت خداشناسی اور معرفت کی باریک سے باریک باتوں اور اسرار سے پورا واقف کرا دینا۔ اور نری تعلیم ہی نہیں بلکہ عامل بھی بنا دینا یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ دُنیا کے لئے اجتماع بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ ان میں ذاتی مفاد اور دنیوی لالچ کی ایک تحریک ہوتی ہے مگر کوئی یہ بتلائے کہ محض اللہ کے لئے پھر ایسے وقت میں کہ اُس بلالی نام سے کل دُنیا ناواقف ہو۔ اور پھر ایسی حالت میں کہ اُس کا اقرار کرنا دُنیا کی تمام مصیبتوں کو اپنے سر پر اٹھا لینا ہو۔ کون کسی کے پاس آسکتا ہے؟ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف بُلانے میں عظیم الشان **قوت جذب** کی نہ ہو کہ بے اختیار ہو ہو کر دل اس طرف کھینچ آویں۔ اور وہ تمام تکلیفیں اور بلائیں اُن کے لئے محسوس اللذات اور مدرک الحلاوت ہو جاویں۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت کی طرف غور کرو تو پھر کیا روشن طور پر معلوم ہوگا۔ کہ آپ ہی اس قابل تھے کہ محمدؐ نام سے موسوم ہوتے اور اس دعوے کو جیسا کہ زبان سے کیا گیا تھا۔ کہ اِنّی رسول اللہ الیکم جمیعًا اپنے عمل سے بھی کرکے دکھا دیتے چنانچہ وہ وقت آگیا کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجًا اس میں اس امر کی طرف صریح اشارہ ہے کہ آپ اُس وقت دُنیا میں آئے جب دین اللہ کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اور تمام گیر تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ اور نہ گئے اُس وقت کہ جب تک اس نظارہ کو دیکھ نہ لیا کہ یدخلون فی دین اللہ افواجًا۔ جب تک اسکو پورا نہ کر لیا۔ نہ تھکے۔ نہ ماندہ ہوئے۔ مخالفوں کی ملامتیں۔ اعداء کی سازشیں اور منصوبے قتل کرنے کے مشورے۔ قوم کی تکلیفیں۔ آپ کے حوصلہ اور ہمت کے سامنے سب ہیچ اور بیکار تھیں اور کوئی چیز ایسی نہ تھی۔ جو اپنے کام سے ایک لمحہ کے لئے بھی روک سکتی! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُس وقت تک زندہ رکھا۔ جب تک کہ آپ نے وہ کام نہ کر لیا جس کے واسطے آئے تھے یہ ایک ستر ہے۔ کہ خدا کی طرف سے آنے والے جھوٹوں کی طرح نہیں آتے۔ اسی طرح پر آپ کی **صدق نبوت** پر آپکی زندگی سب سے بڑا نشان ہے۔ کوئی ہے جو اس پر نظر کرے! آپکو دُنیا میں ایسے وقت پر بھیجا کہ دُنیا میں تاریکی چھائی ہوئی تھی اور اسوقت تک آپ کو زندہ رکھا کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کی آواز آپکو نہ آگئی اور فوجوں کی فوجیں اسلام میں داخل ہوتی ہوئیں آپ نے نہ دیکھ لیں۔ غرض اسی قسم کی بہت سی وجوہ ہیں جن سے آپکا نام **محمدؐ** رکھا گیا۔ (باقی دارد)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت تمام شملہ میں ہیں اور ہر اتوار کو درس قرآن شریف فرماتے ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب کو وقتاً فوقتاً پرانے عارضہ سے تکلیف ہو جاتی ہے چند یوم ہوئے آپ براستہ جموں سیر کشمیر کے لئے تشریف لیگئے ہیں۔ امید ہے وہاں کی خوشگوار آب و ہوا آپ کی رہی سہی تکلیف کو دور کر دیگی۔ احباب دعا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس اتوار کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ختم قرآن کریم ہوا۔

وفات حسرت آیات:۔ بابو غلام محی الدین صاحب تین ماہ کی طویل بیماری سے تکلیف اٹھا کر ۲۷ سال کی عمر میں ۱۲ ماہ جون کو صبح ۶ بجے کے قریب اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم حضرت صاحب کے اولین مریدین میں سے تھے اور خدمت اسلام کی تڑپ سینہ میں رکھتے تھے۔ آپکی ملکی عمر خدمت دین حقہ میں وقف تھی۔

آپ پشاور کالج میں اکوئنٹنٹ کے عہدہ پر ممتاز تھے اور اپنے دنیاوی کاروبار سے فارغ ہو کر ہر وقت اس دُھن میں لگے رہتے تھے۔

ایسے بزرگان کی پاک زندگی سب نوجوانوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے غفران میں جگہ دے۔ اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جن کے ساتھ اُن کے تاسف میں ہمیں کمال ہمدردی ہے۔

احباب جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

احمدیہ مسلم پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں [illegible] صاحب پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ چہارشنبہ مورخہ ۱۶ر جون ۱۹۲۰ء نمبر ۹۴

مسلم ز دست ارمناں فریاد

اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

یورپین تہذیب مشرقی افتاد طبیعت سے کچھ ایسی مغائر واقع ہوئی ہے کہ بیچارے سادہ لوح مشرقی کے لئے اس کی کرشمہ آرائیاں نت نئے حیلہ بازیوں اور نظر فریبیوں کا سامان تحیر پیدا کرتی رہتی ہیں۔ کچھ عرصہ سے یورپ کے اصطلاحات سیاسی کے آسمان پر ایک دُمدار ستارہ بنام پراپیگنڈا طلوع ہوا ہے۔ اس ستارہ کی درخشندگی کمال جامعیت اور ہمہ گیری کے لئے خاص شہرت رکھتی ہے۔ ہم مشرقیوں کی زبان بھی ابھی تک اس کے ادائے مفہوم کی متحمل نہیں ہوسکی۔ پراپیگنڈا کا مفہوم بس یہی سمجھئے کہ اپنے حصول مدعا کے لئے اپنے جواز مدعا کی ہر ممکن طریق پر اشاعت کرنا۔ من مانے حیلے تراش کر دشمنوں کے سر چپک دینا۔ اُن کی مفروضہ کمزوریوں کو کمال بلند آہنگی کے ساتھ طشت ازبام کرنا۔ غرضیکہ اس تحریک کی اشاعتی سرگرمی میں حق و باطل کی تمیز بھی روا نہ رکھنا ہی کمال فن سمجھا جاتا ہے۔

ایک عرصہ سے ترکی مغربیوں کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا تھا۔ اور وہ اسی اُدھیڑ بن میں غلطاں رہتے تھے۔ کہ کہیں موقع ملے تو اس کا خاتمہ کردیا جائے۔ چنانچہ ایک چوتھائی صدی پہلے ہی سے ہندوستان میں انگریزی کتب مدرسیہ میں ایسے فقروں سے ہندوستانیوں کو روشناس کرایا جاتا تھا۔ "ترکی مرد بیمار ہے" اسکو یورپ سے بستر بوریا لپیٹ کر نکل جانا چاہئے"۔

یہ سب کچھ اُسی تعدرس تحریک اشاعتی کی خلمکاریاں تھیں۔ لیکن سب سے زیادہ خوفناک الزام مفروضہ مظالم آرمینیا ہیں۔ جن کے لئے آج ترک وہ شریف ونجیب فرزند اسلام موردِ عتاب دگرفتار بلا ہے۔

یہ غو غائے بے تمیزی تو ایک مدت سے بلند تھا اور آجتک اس تحریک اشاعتی کی نظر عنایت سے ترکوں نے اتنے ارمنوں کو خواب سرمدی میں سُلا دیا۔ جتنے شائد کبھی ایک وقت میں روئے زمین پر اُن کی آبادی بھی نہیں ہوئی ہوگی۔ اسی تحریک اشاعتی کے ضمن میں تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے۔ امریکہ سے ایک متحرک تصاویر کی فلم بنام "مسلمانِ امراء" تیار ہو کر انگلستان پہنچی تھی۔ جس میں دکھایا گیا تھا کہ کس طرح ترک ارمنوں کو پیوند خاک کر رہے ہیں۔

اسی سلسلہ تحریک اشاعتی میں ایک ارمن صاحب دوڑے دوڑے پچھلے دنوں لنڈن پہنچے۔ کہ صاحب مسلمانوں کی ترکتازیوں سے ہمیں بچائیے۔ ہم تو اُن کے جور و ستم سے مرمٹے انگریز بھائی ہماری خاطر اتنا تو کریں۔ کہ صوبہ کرباگ مسلمانوں کے سیاسی تصرف میں نہ رہنے دیا جائے۔ اور ان ارمن صاحب نے نہ صرف ارمنوں کی مظلومیت اور مسلمانوں کی ظالمانہ اور جانستاں چیرہ دستیوں کا مرثیہ پڑھکر بزعم خویش اُنکی نامرادیوں کے چہرہ سے نقاب اٹھا دیا۔ بلکہ کمال جرأت کے ساتھ شمار و اعداد کی الٹ پھیر میں یہ بھی ثابت کردیا کہ کرباگ کی آرمنی آبادی اسلامی آبادی سے کہیں زیادہ ہے حالانکہ یہ ایک سفید جھوٹ تھا۔ جب یہ سب معاملات روزنامہ "گریفک" میں شائع ہوا تو افسوس پہنچے تو مقام مسرت ہے کہ مغرب کے ظلمت آباد تعصبات سے نور راستبازی کی ایک چمک اٹھی۔ اور اُس نے قارئین "گریفک" کے سامنے عروس واقعات کے دلفریب چہرہ سے پردہ اٹھاکر اُنکی ناآشنائے حقیقت آنکھوں کو چندھیا دیا۔

"ارمنی اور مسلمان"

اخبار "گریفک" مورخہ ۱۲ر فروری کی اشاعت میں ایک مضمون زیر عنوان "کرباگ کے ارمنی" ایک ارمنی شخص مگران نزارین کی اطلاعات کی بناء پر شائع کیا گیا تھا۔ تو پھر اس سے یہ بھانپ لینا کہ یہ ارمنی تحریک اشاعتی کارستانی ہے۔ کوئی انوکھا اجتہاد نہ ہوگا۔ مگر میں اب بصد افسوس اس امر کا اظہار کرنے پر مجبور ہوا ہوں کہ یہ تحریک سراسر غلط ہے۔

علاقہ کرباگ کی تاریخ۔ جغرافیہ اور قدرتی پیداوار کی فراوانی کی بابت تو مجھے کچھ غرض نہیں کرنا۔ لیکن چونکہ نزارین کی سماحت لنڈن کا مقصد مجلس صلح سے بزور یہ استدعا کرنا ہے۔ کہ کرباگ کو سیاسی طور پر بجائے جمہوریہ آذربائیجان میں شامل کرنے کے جو ایک مسلمان سلطنت قائم کی گئی ہے حکومت آرمینیا میں اسکو مدغم کیا جائے۔ اس بارہ میں ارمنی صاحب نے جو شمار و اعداد متعلقہ آبادی درج کئے ہیں وہ سراسر غلط ہیں۔ اسواسطے مجھے خاص طور پر اس معنی خیز معمہ کو بے نقاب کرنا ہے۔

بقول نزارین کرباگ میں ۱۹۸۰۰۰ ارمنی اور ۸۰۰۰ تاتاری آباد ہیں۔ مگر تفقاز کے ایک عیسائی پروفیسر صاحب جو اس نواح کے واقعات کے متعلق ایک مستند شخصیت گنے جاتے ہیں اُنہوں نے ایک تازہ مضمون میں یہ ثابت کیا ہے کہ کرباگ کی موجودہ آبادی ۲۱۵۰۰۰ مسلمان اور صرف ۱۷۰۰۰ ارمنوں پر مشتمل ہے۔ لیکن اس قدر بیشمار تعداد میں ارمنوں نے معصوم مسلمانوں کو تہ تیغ کر ڈالا ہے کہ اب پروفیسر ممدوح کی اعداد و شماری صحت پر بھی نکتہ چینی ہوسکتی ہے۔

باقاعدہ ارمنی فوجیں آج کرباگ کے مسلمان دہقانوں کے خلاف جنگ کر رہی ہیں اور اس خونریزی کے لئے جو اس وقت تک جاری ہے۔ صرف ارمنی ہی ذمہ دار ہیں اور قابل ملامت و لعنت ہیں۔ اگرچہ برطانوی ارباب حل و عقد نے صوبہ کرباگ کو ایسے وقت تک آذربائیجان کے نظم و نسق کے ماتحت رکھا تھا۔ جب تک مجلس صلح اس کی آئندہ حیثیت کا فیصلہ نہ کرے۔ مگر ارمنی لیڈروں اور اشتعال دہندگان نے ایک عرصہ دراز تک مسلمانوں کے اقتدار کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ اور ارمنی لوگوں کو ہر ممکن حیلہ سے حکومت آذربائیجان کے برخلاف اکسایا ہے۔ اس مسلسل اور باقاعدہ ایجیٹیشن اور اشتعال کا نتیجہ بسا اوقات مناقشات اور لڑائی ہوا۔

گذشتہ ماہ نومبر میں تفلس میں آذربائیجان اور ارمنی حکومتوں کے مابین ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے تھے۔ اس سے یہ قرار پایا کہ تمام جنگ و جدل ختم ہو جائے اور فریقین مجلس صلح کے فیصلہ کا انتظار کریں۔ حکومت آذربائیجان نے ایمانداری کے ساتھ معاہدہ پر عمل کیا۔ اور اپنے فوجی دستے زنجیزور سے ہٹالئے۔ مگر اس کے ساتھ فوراً ہی ارمنوں نے کمال روباہ بازی کے ساتھ مسلمان گاؤں پر حملہ کردیا۔ اور بڑی بےدردی سے بیگناہ کسانوں کو قتل کردیا۔ حتےٰ کہ چند ہی ہفتوں میں چالیس مسلمان گاؤں سے زیادہ اُنہوں نے تباہ کر ڈالے۔

آذربائیجان ایک عرصہ دراز تک کمال صبر کے ساتھ ان مصائب کو جھیلتا رہا لیکن حکومتوں کے صبر و سکون کی آخر کوئی حد بھی ہوا کرتی ہے۔ اب ۲۲ر مارچ کو ارمنوں نے مسلمانوں کے نوروز بہرام تیوہار کا فائدہ اٹھاکر اور نیز اس امر سے دلیر ہو کر کہ آذربائیجان حکومت کا ایک معمولی ناقابل التفات دستہ فوج امن قائم کرنے کے لئے اس صوبہ میں موجود ہے انہوں نے دوبارہ وہاں حملہ کردیا۔ ابتک تو وہاں کے مسلمان دہقان اپنی بساط کے مطابق مقابلہ کرتے تھے۔ مگر مجھے ایک مستند ذریعہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حکومت آذربائیجان نے وہاں کی غریب اور بےبس مسلمان آبادی کی مدد کے لئے باقاعدہ فوج روانہ کی ہے جنہیں عیسائی ہمسایہ تباہ و غارت کرنے کے لئے ہر وقت آستین چڑھائے ہوئے تھے۔

ارمنوں کا سلسلہ تحریک نہایت ہی اعلےٰ ہے اور وہ ان موجودہ جھگڑوں میں اپنے نقصانات کو امریکہ انگلستان فرانس میں اپنا اُلّو سیدھا کرنے اور مطالبات اراضی کو پیش کرنے میں استعمال کریں گے۔ لیکن ہم تفقاز میں بیٹھے ہوئے جانتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے اور برطانوی پبلک جسقدر جلد ان حالات سے واقفیت حاصل کرے۔ اتنا ہی بہتر ہے"۔

احمدی نوجوانان

اس پُر آشوب زمانہ میں جبکہ ادبار و نکبت کی تاریک گھٹائیں مطلع اسلام پر چھائی ہوئی ہیں۔ جبکہ ظلمت و تنزل کی گھٹاٹوپ آندھیوں نے ہم میں سے بہتوں کو صحیح رستہ سے دُور جھٹکا دیا اور ہم میں سے وہ بھی تھے۔ جو صراط مستقیم پر گامزن تھے لیکن ڈگمگاتے تھے اور ہر وقت شاہراہ سے دُور جا پڑنے کے خطرہ میں مبتلا تھے۔ اُسوقت حضرت میرزا صاحب اللہ تعالےٰ کی طرف سے نور ہدایت لیکر جلوہ افروز ہوئے۔ گم گشتگان راہ اس مشعل کی ضیا پاشی سے ہدایت پکڑنے لگے۔ اور کمزوروں ناتوانوں کو ثبات و استقامت نصیب ہوئی۔ مگر مصائب و آلام جنہوں نے مسلمانوں کو ادھ مؤا کر دیا ہوا تھا۔ اور اُن کی اخلاقی حالت اس قدر گر چکی تھی کہ ارباب بست و کشاد کی خیانت زبان زد عالم اسلام تھی۔ چاروں طرف یہ شہرہ تھا کہ ان لوگوں نے دُنیائے دُون کے واسطے اور صرف اپنی ذاتی وجاہت کی غرض سے بڑے بڑے حقوق حوالہ اغیار کر دیئے۔ ان کے حوصلے اتنے پست ہو چکے تھے اور اُن کی اپنی فطرت اس طرح پر مسخ ہو گئی تھی۔ کہ کفار کی تقلید کو ہی وہ آئندہ ترقی کا راز سمجھنے لگ گئے اور وہ اس اسلامی حقیقت سے کوسوں دور جا پڑے۔ کہ ہر جگہ دیانت و صیانت ہی شجر ترقی کی آبیاری کرتی ہے اور نقض عہد و پیمان پر نئی دُنیا کے قصر کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی مگر مادی قوتوں کی دلفریبی نے اُنکی آنکھوں کو چندھیا دیا جو اصول مسلمانوں کی ہستی و بقا کے واسطے رازدان فطرت نے آج سے تیرہ سو برس پہلے بتائے تھے۔ اُنکو اُنہوں نے بھلا دیا اور وہ نظم و نسق کی سلک جس میں منسلک کر کے ہماری ایک جداگانہ ہستی دُنیا میں قائم کی تھی۔ ان لوگوں نے اسکو توڑ کر اپنی جمعیت کے شیرازہ کو منتشر کرنے کی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ حتےٰ کہ رفتہ رفتہ اسلامی سلطنتیں دُنیا سے معدوم ہونے لگیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے قوانین اٹل ہیں اور وہ ہماری فلاح اور بہبودی کے لئے وقتاً فوقتاً ہماری کمزوریوں کو دیکھ کر اپنے برگزیدہ بندگان بھیجتا رہتا ہے۔ تاکہ ہم حبل المتین کو مضبوط پکڑ لیں۔ اس صدی کے مجدد نے مسلمانوں کے اصلی کام کیطرف یعنی اعلاءِ کلمۃ اللہ کی طرف ہماری توجہ منعطف کرائی اور اس فرض منصبی کو جسے ہم بھول بیٹھے تھے۔ اسکی یاد تازہ کراکر ہمیں بتایا کہ تبلیغ اسلام ہی فقط ہماری مشکلات کو حل کرسکتی ہے۔ جسکے واسطے لازمی اور اشد ضروری ہے کہ ہم اپنے اخلاق کو درست کریں۔ اگر ہم مانگ کر اور گداگری کرکے کوئی حصہ سلطنت لے لیں۔ یا فرض کرلیا جائے دُنیا ہمیں ایک بڑی سلطنت کی مالک بھی بنا دے۔ تو جبتک اخلاق فاضلہ کا فقدان ہم میں ہے۔ اسوقت تک ہم اس حکومت کو اپنے قبضہ میں رکھنے کے قابل ہی نہیں اور دُور و نزدیک وہ ہم سے جاتی رہیگی۔ ان اہم کاموں کے سرانجام دینے کے لئے جو سوائے کسی غیر معمولی طاقت کے پورے نہیں ہوسکتے حضرت مرزا صاحب نے خاص طور پر نوجوانوں کو ذمہ داری سپرد کی ہے جسطرح وہ فرماتے ہیں۔

> بکوشید اے جواناں تا بدیں ردنق شود پیدا
> بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

آئے دن ہم سنتے اور پڑھتے ہیں کہ مغرب میں مشنری کاموں کے لئے سکولوں اور کالجوں کے طلباء کا اجتماع ...... ہوتا رہتا ہے جسمیں سینکڑوں کی تعداد میں نہیں بلکہ ہزاروں ہونہار مذہب عیسائیت کے پرچار کے لئے اپنے آپکو حوالہ کلیسا کرتے ہیں گو اس تحریک کا دوسرا پہلو بھی ہے یعنے مشنری لوگوں کے قدم القدم خطرناک سیاسی چالیں بھی بعض اوقات رونما ہوئی ہیں اور موجودہ زمانہ کے تجربہ نے تو بڑی حد تک اس بات کو الم نشرح کردیا ہے تاہم ایسے اصولوں کو رواج دینے کے لئے اور ایسے مذہب کی اشاعت کے لئے جسے ان ممالک کا کثیر حصہ آبادی چھوڑ کر آغوش دہریت میں قرار پا رہا ہے۔ وہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھر نکلے ہیں۔ ہم انہیں دشوار گزار رستوں میں دیکھتے ہیں جہاں وہ کمال تسکین کے ساتھ جا رہے ہیں۔ وہ سرد آب و ہوا کے رہنے والے افریقہ دبیکانیر کی باد سموم برداشت کرتے ہیں وہ عمیق جنگلوں اور بنوں میں نئے لوگوں کی تلاش میں اور انجیل کے احکام پہنچانے کے لئے گھس جاتے ہیں اور وحشی درندوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔ ہمالیہ کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں پر وہ پھر نکلتے ہیں۔ خواہ اُنکے اعضاء شل ہو جائیں مگر وہ ایک اصول کو اصول سمجھکر جان کو جوکھوں میں ڈال کر ہزار رنج و محن کے باوجود سب کچھ کرتے ہیں۔

بقیہ مضمون بر صفحہ ۹

مولوی محمد ظہیر الدین صاحب

مولوی صاحب ممدوح نے حضرت امیر قوم ایدہ اللہ العزیز کی خدمت میں اپنی تبدیلی عقائد کا ایک خط لکھا ہے۔ اللہ تعالے سے دعا ہے کہ انہیں اسی پر استقامت بخشے۔ (ایڈیٹر)

مکرمی حضرت مولوی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) پچھلے دنوں میں سیالکوٹ میں تھا۔ چونکہ قادیانی عقائد سے رجوع کر چکا ہوا تھا۔ اس لئے قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کے ایک مضمون کو پڑھکر مجھے تحریک ہوئی کہ قاضی صاحب موصوف جو آپکو حضرت مسیح موعود کے دعوئے نبوت پر مقابلہ کے لئے بلاتے ہیں بہتر ہو جو میری ہی قاضی صاحب کے دلائل سے استفادہ حاصل کرلوں۔ اس وقت میں نے پیغام صلح میں شائع کرنے کے لئے ایک مختصر سا مضمون لکھا۔ لیکن لفافہ میں بند کر لینے کے بعد مجھے خیال آیا کہ بجائے پیغام صلح کے دفتر میں بھیجنے کے اگر آپ کی خدمت میں ہی وہ مضمون بھیجدوں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ چونکہ وہ مضمون بصورت خط نہیں ہے اور نہ ہی آپ کی خدمت میں روانہ کرنے کی غرض سے لکھا گیا تھا۔ اس لئے کسی قسم کا القاب یا آداب وغیرہ ان اوراق میں نہیں ہیں۔

(۲) میں آج کل گوجرانوالہ میں ہوں اور کل یا پرسوں تک انشاء اللہ اپنے گاؤں موضع اروپ میں واپس چلا جاؤنگا۔

(۳) میرا اس بات پر محکم یقین تھا کہ حضرت مسیح موعود دل میں یہی یقین رکھتے تھے۔ کہ جناب حضرت محمد رسول اللہ پر نبوت ختم نہیں ہوئی۔ اور سلسلۃ المرسلین منقطع کوئی نہیں ہوا اور یہ کہ شریعت اور ہدایت بھی قرآن کریم پر ختم نہیں ہوئی اور قرآن کریم ان معنوں میں کامل اکمل کتاب نہیں کہ اسکے بعد دنیا کی ہدایت کے لئے کوئی شریعت یا احکام یا اوامر یا نواہی خدا کی طرف سے نازل ہی نہ ہونگے۔ نیز یہ بھی میرا یقین تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نفس نبوت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو فی الحقیقت نبی اللہ اور رسول اللہ یقین کرتے تھے۔ اور اپنی وحی کو وحی نبوت یقین رکھتے تھے اور اپنی وحی کو شریعت اللہ کتاب قرار دیتے تھے۔ اور یقین رکھتے تھے کہ قرآن کریم کے بعد اب دنیا کی نجات اس وحی کی اتباع اور اطاعت پر منحصر ہے جو خدا کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل ہوئی اور میرا یقین تھا کہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون۔ اور اسی نقطہ خیال سے میں قادیانی پارٹی کے خاص خاص جوشیلے ممبروں کو جو بار بار حضرت مسیح موعود کو احمد جری اللہ۔ احمد نبی اللہ۔ احمد رسول اللہ لکھتے رہتے تھے اپنے دل سے کافر سمجھتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک طرح سے ما انزل اللہ کے منکر تھے۔ اور صاف اقرار کرتے تھے کہ محمد رسول اللہ کے بعد نبی اللہ تو آگیا۔ لیکن قرآن کریم کے بعد شریعت نہیں آئی اور نہ ہی مسیح موعود کی وحی ما انزل اللہ میں داخل ہے گویا وہ شریعت کو منقطع مانتے تھے۔ مگر نبوت کو منقطع نہ مانتے تھے

انہیں عقاید کے ساتھ میرا یہ بھی عقیدہ تھا۔ کہ مشکلات کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود حکمت عملیوں سے کام لیتے رہے۔ اور اپنی وحی کو وحی ولایت منوا کر یا اپنے آپکو فلسفی جدید مجازی طریق پر نبی منوا کر دراصل اپنی ایک جماعت تیار کرنا چاہتے تھے۔ اور بقدر برداشت آہستہ آہستہ اپنے آپکو صحیح معنوں میں نبی اللہ اور رسول اللہ بلکہ خاص احمد رسول اللہ منوانا چاہتے تھے۔ اور اپنے آپکو احمد کا ادنیٰ خادم اور ادنیٰ غلام منوانا یا مجازی نبی منوانا یہ سب حکمت عملیاں تھیں۔ فی الحقیقت وہ اپنے آپکو احمد رسول اللہ اور آیت اسمہ احمد کا واحد مصداق یقین کرتے تھے۔

لیکن پچھلے دنوں میرے دل میں نہایت زور سے یہ خیال اٹھا کہ حضرت مسیح موعود شروع سے بیکا خیتک اقرار کرتے رہے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین پر سلسلۃ المرسلین منقطع ہوگیا۔ اور نبوت ختم ہوگئی۔ اور قرآن اور شریعت محمدیہ کے بعد کوئی کتاب اور شریعت نہیں۔ قرآن خاتم الکتب ہے اور اپنے آپکو نبی اور رسول جو منوایا تو اس طریق سے کہ خدا نے یہ الفاظ ان کے حق میں بطور مجاز اور استعارہ کے بولے ہیں۔ پر ایک بات کے سمجھنے کا کبھی ایک دقت ہوتا ہے۔ بار بار میرے دل میں یہ ایک زور سے یہ سوال اٹھنے لگا کہ جسکو میں سچے دل سے رسول اور نبی یقین کرتا ہوں۔ وہ فرماتا ہے کہ میرے حق میں خدا نے جو رسول اور نبی کے الفاظ بولے ہیں وہ بطور مجاز کے ہیں۔

کیا مسیح موعود نے جھوٹ بولا؟ کیا مسیح موعود نے خدا کی طرف غلط بات منسوب کی؟ غرضیکہ ان سوالات پر سیاہی سی پیدا ہوگئی۔ اور ایک سخت کشمکش اور گھبراہٹ پیدا ہوا اور میری زبان بند سی ہوگیا۔ اور میں نے اسی وقت اپنا سابقہ عقیدہ ترک کر دیا۔

اس پر میں نے مناسب سمجھا کہ صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب کی تصنیفات کو بھی پھر مطالعہ کروں۔ ممکن ہے کہ اس بارہ میں کوئی تسلی بخش بات خدا نے ان کو سمجھا دی ہو چنانچہ میاں صاحب موصوف کی کتاب حقیقۃ النبوت میں لفظ مجازی کی تشریح کو بغور پڑھ گیا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح سے یہ پتہ ملے کہ

خدا نے جو حضرت مسیح موعود کو نبی اور رسول بطور مجاز کے کہا ہے تو میاں صاحب موصوف اسکے کیا معنے لیتے ہیں لیکن کچھ بھی اور اور نہ ملی۔ عام لوگ ایک غلط اصطلاح پر قائم تھے۔ یا مسیح موعود کچھ نہ مانتے نبوت کی غلط تعریف کر دی ہے ان امور کو میرے سوال سے کچھ تعلق نہ تھا۔ لوگوں کا غلطی کرنا یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا غلطی کرنا یہ امر دیگر ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ خدا بھی غلطی کر سکتا ہے۔

مسیح موعود فرماتے ہیں کہ خدا نے جو ان کو نبی اور رسول کہا ہے وہ تو بطور مجاز کے ہے۔

نبی کو نبی کہنا مجاز نہیں ہوسکتا۔ غیر نبی یا ولی کو یا محدث کو نبی کہنا بطور مجاز ہوسکتا ہے۔

لہٰذا انقطاع نبوت کا عقیدہ قائم رہا۔ اور اسی پر حضرت مسیح موعود نے وفات پائی۔ میں ان کے خلاف قدم مارنے کو گناہ عظیم یقین کرتا ہوں۔ مفصل پھر عرض کروں گا سردست میرے متعلق اعلان کروادیں کہ میں اپنے غلط عقائد پر کسی صورت میں قائم نہیں رہ سکتا ہوں۔ سخت کمزور ہوں۔ غلطی پر قائم رہنا۔ استغفر اللہ ربی۔ (۳۰-۶-۴)

وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

(از قلم مولوی محمد یمین صاحب از دانہ)

(۱) لکن:- معنے اس کے استدراک کے ہیں یعنے وہ اپنے مابعد کے لئے اپنے ماقبل کے حکم کے برخلاف حکم ثابت کرتا ہے۔ اور اسواسطے یہ ضرور ہے کہ اس کے پہلے ایسا کلام ہونا چاہئے کہ جو اسکے مابعد کے مناقض ہو۔ جیسا ماھذا ساکن لکن متحرک۔ یا اسکے مابعد کے ضد ہو۔ جیسا ما ھذا ابیض لکنہ اسود۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ کبھی استدراک کے لئے آتا ہے اور کبھی تاکید کے لئے۔ اور یہ بسیط ہے اور فراء کہتا ہے کہ یہ ترکیب ہے لکن ان سے۔ پس ہمزہ تخفیف کے لئے گرایا گیا۔ لکن ہوگیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ لا ان ان سے مرکب ہے اور کاف اس میں زائد ہے اور بعض کے نزدیک اسکی اصل ان ہے اور کاف اور لام دونوں زائد ہیں۔ اور قول اللہ جل شانہ کا لکنا ھو اللہ ربی کہتے ہیں اس میں لکنا کی اصل لکن انا ہے۔ پس الف کو حذف کرکے دونوں نون میں ادغام کر دیا لکن ساکنۃ النون جو لکن ثقیلہ سے مخفف ہے دو طرح پر ہے متصل کلام مرکب واقع ہوگا تو لا حرف ابتدا ہے صرف معنے استدراک کو مفید ہوگا عاطفہ نہ ہوگا۔ واؤ کے ساتھ متصل ہو یا نہیں۔ اور بعض کے نزدیک اگر واؤ کے ساتھ مستعمل ہوگا۔ تو اس صورت میں عاطفہ ہوگا۔ اگر اس کے متصل مفرد ہو تو لا عاطفہ ہے لیکن دو شرطوں کے ساتھ ایک تو یہ کہ اسکے پہلے نفی ہو یا نہیں۔ اور دوسرے یہ کہ واؤ کے ساتھ مقترن نہ ہو۔ انتہی بلفظ منتہی الارب تحت لفظ لکن۔ اور مغنی اللبیب مؤلفہ شیخ جمال الدین ابن ہشام انصاری صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶۔ مطبوعہ مصر۔

عنوان پر آیت میں نے خود لکھدی ہے کفر نوٹ کئے گئے۔ منتہی الارب کی اس عبارت میں خلاصہ مطلب میرا یہ ہے کہ حرف لکن جب تین معنوں پر استعمال ہوسکتا ہے تو کیوں ہر جگہ لوگ اسکو استدراک کے لئے قرار دیتے ہیں۔ دوئم آیۃ زیر بحث میں جب نفی جسمانی ابوت کی ہے تو اثبات بھی جسمانی ابوت کا چاہئے۔ نہ کہ روحانی کا۔ جب جسمانی ابوت کا اثبات نہیں ہوسکتا۔ تو یہ بھی استدراک کے لئے نہیں ہوسکتا سوئم۔ جب نحویوں نے استدراک کے لئے یہ شرط لگادی ہو کہ لکن کے ماقبل و مابعد تناقض ہو۔ اور یہاں اس کے ماقبل اور مابعد کوئی تناقض ہی نہیں ہے۔ اس آیت میں دو باتوں کا ذکر ہے۔ ایک یہ کہ محمد زید کا باپ نہیں ہے دوسرے یہ کہ محمد رسول اللہ ہے ان میں تناقض ہی کیا ہے۔ جس کے لئے لکن کو استدراک کیلئے قرار دیا جاوے۔

روحانی ابوت یا نبوت یہ صوفیا کی ذوقی باتیں ہیں جنکے ماننے کے لئے نہ تو کوئی مکلف ہوسکتا ہے اور نہ قرآن شریف کی کوئی آیت ان خیالات کی متحمل ہے۔ قول الصوفی لیس بحجۃ مسلم بات ہے۔

(۱) ما کان محمد ابا احد من رجالکم

(۲) ولکن رسول اللہ

(۳) وخاتم النبیین۔ (الاحزاب)

اس آیت کا صحیح اور مختصر شان نزول صرف اتنا ہے کہ زید بن حارث جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صرف منہ بولے بیٹے نے اپنی منکوحہ بی بی زینب کو بہ سبب ناسازی طلاق دیدی اور بعض مجبوریوں کی وجہ سے خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے زینب سے نکاح کر لیا۔ لیکن اسوقت عرب میں منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ وہ اس کی بیوی حقیقی بہو تصور ہوتی تھی۔ اس لئے اس ذہنی بہو سے انکے ذہنی یا خیالی خسرے کسی مطلقہ یا بہو کا نکاح ناجائز سمجھا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس نکاح پر اعتراضات اور چہ میگوئیاں ہونے لگیں جن کی تردید میں اللہ تعالےٰ نے آیت مذکورہ بالا نازل فرمائی فقرہ ۱ میں صرف یہ بتایا ہے کہ تم میں سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کا بھی باپ نہیں ہے۔ اس لئے نہ زید ان کا بیٹا اور نہ زید کی بیوی ان کی بہو۔ تمہارے اعتراضات اور خیالات بہت غلط ہیں۔ اور

فقرہ ۲ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کے جواز پر آپ کی رسالت کو پیش کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ اس رسول اللہ نے جو کچھ کیا ہے خدا تعالےٰ کے اس حکم ما کان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ کے موافق کیا ہے۔ اور

فقرہ ۳ میں بطور تحدی یہ بتایا گیا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ فعل تا خاتمہ دنیا تک جاری اور جائز ہی رہیگا۔ اور کوئی نبی اسکے بعد آنیوالا نہیں تو کبھی اس حکم کو منسوخ کرکے کسی منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا قرار دے سکے۔

اہل عرب کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ تمام مشرکانہ افعال و اقوال کو دین ابراہیمی سمجھتے تھے اور یہ بھی ان کا یقین تھا کہ مطابق اس دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام ربنا وابعث فیھم رسولا منھم..... (الخ) کے عرب میں ایک عظیم الشان رسول آنیوالا ہے۔ لیکن اللہ تعالے نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی خاتم النبیین کا خطاب دے کر کفار مکہ وغیرہ کی آیندہ کی امیدوں کا خاتمہ کر دیا

خلاصہ مطلب یہ کہ جس طرح محمودی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد بھی باب نبوت کھلا سمجھتے ہیں اسی طرح کفار عرب بھی نبی کریم صلعم کے مبعوث ہونے کے بعد بھی باب نبوت کھلا یقین کرتے تھے۔ اور جس طرح آج محمودی ہزار انبیاء کی آمد کے قائل ہیں اسی طرح کفار مکہ بھی انبیاء کی آمد کے منتظر تھے اسی وجہ سے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ مدعیان نبوت پر لاکھوں عرب ایمان لاتے رہے۔

محمودی علماء محض اپنی خود غرضی کے لئے آیت مذکورہ میں حرف لکن کو استدراک کے لئے قرار دیکر آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کی یوں تحریف کرتے ہیں کہ بیشک محمدؐ کسی کا جسمانی باپ تو نہیں ہے لیکن رسول اللہ ہے یعنے روحانی باپ ہے اور نبیوں کی مُہر ہے اس کی مُہر سے نبی بنکر آتے رہا کریں گے۔ گویا لفظ خاتم النبیین میں آئندہ نبیوں کی آمد کے لئے پیشگوئی ہے۔ دیکھو کتاب "حق الیقین فی تفسیر خاتم النبیین" مولفہ مولوی عبید اللہ صاحب۔ انوار خلافت۔ القول المحمود وغیرہ۔ تحریرات متفرقہ فرقہ محمودیہ۔ حاجت حوالہ نہیں۔ لیکن یہ محمودی علماء کی ایسی فاش غلطی یا تحریف ہے جسکو ادنے سے ادنے طالب علم بھی سمجھ سکتا ہے۔ حرف لکن استدراک کے لئے تو تب ہو جبکہ حرف لکن کے ماقبل اور مابعد کے جملوں میں آپس میں کچھ تناقض اور اختلاف ہو۔ دیکھو! کتاب مغنی اللبیب میں بحث حرف لکن اور منتہی الارب زیر لغت لکن جیسا کہ ما ھذا ساکنا لکنہ متحرک۔ یا اس کے ضد کے خلاف ہو۔ جیسا کہ ما ھذا ابیض لکنہ اسود۔ وغیرہ۔ لیکن یہاں پر جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم اور رسول اللہ میں کوئی تناقض نہیں ہے۔ اس لئے یہاں حرف لکن قطعاً استدراک کے لئے نہیں ہو سکتا۔

دوسرے۔ من رجالکم میں صرف بڑے لوگ مخاطب کئے گئے ہیں۔ اس میں یہ نہیں بتایا گیا کہ محمدؐ اپنی اولاد ابراہیم طاہر۔ قاسم۔ عبد اللہ۔ مطہر۔ رقیہ۔ زینب۔ ام کلثوم۔ فاطمہ۔ حسن حسین رضی اللہ عنہم وغیرہ کی بھی اب نہیں ہیں بعض مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ یہ اسوقت نابالغ تھے اس لئے رجال کی تعریف میں یہ نہیں آسکتے اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اَبْ کہلانے کے لئے اولاد کی بلوغت شرط نہیں ہے نیز آیت مباہلہ میں خود خدا تعالیٰ نے نبی کریم صلعم کو اپنے جسمانی اولاد کا جسمانی باپ قرار دیا ہے قولہ تعالیٰ۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم الخ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ نبی کریم جسمانی بیٹے ہیں۔ مگر محمودی کہتے ہیں کہ آیت ما کان محمد ابا احد.... الخ میں من کل الوجوہ نبی کریم جسمانی باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے کیسا لغو اور پوچ اور محض جاہلانہ خیال ہے۔ کیا مندرجہ بالا آٹھ ذکور و اناث کس کی اولاد تھی اور نبی کریمؐ کی کنیت ابو القاسم کیوں مشہور ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی ابوت کا مسئلہ تو اللہ تعالے نے اسی سورۂ احزاب میں پہلے رکوع میں یوں فیصلہ کر دیا ہے۔ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم و ازواجہ امھاتھم۔ اور یہ مسلم امر ہے کہ ماں کا خاوند باپ ہی ہوا کرتا ہے۔ تعجب ہے کہ لکن کے پہلے تو نفی جسمانی ابوت کی ہے اور استدراک روحانی کا یہ کیا لطیفہ ہے اس کے علاوہ ہر ایک نبی امت کا روحانی باپ ہی ہوتا ہے بلکہ ہر ایک مرشد اپنے مرید کا روحانی باپ کہلاتا ہے۔ بیشک نحویوں نے لکھا ہے کہ حرف لکن استدراک کیلئے آتا ہے مگر یہ بھی تو لکھا ہے کہ حرف لکن تاکید اور عطف کے لئے آتا ہے کما فی قولہ تعالیٰ۔ (۱) اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سوّٰک رجلاً لکنا ھو اللہ ربی ولا اشرک بربی احداً ٥ (کہف)

(۲) رسلاً مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل وکان اللہ عزیزاً حکیماً لکن اللہ یشھد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ والملئکۃ یشھدون ٥ (النساء) اور جب یہی حرف لکن واؤ کے ساتھ استعمال ہو تو وہاں عطف کے لئے ہوتا ہے جیسے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے (۳) واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون ٥ یعنی یہی کافر مفسد بھی ہیں اور بے شعور بھی (۴) الا انھم ھم السفھاء ولکن لا یعلمون۔ یعنی یہی کافر سفہاء بھی ہیں اور نادان بھی ہیں۔

علاوہ ازیں یہ محمودی ترجمہ ازروئے واقعات بھی غلط بلکہ اغلط نکلا۔ وہ اس طرح کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم کے بعد اب تک مطابق ترجمہ محمودیہ کوئی نبی دنیا پر نہیں آیا اور حضرت مرزا صاحب جنکو اُن کی وفات کے چھ سال بعد محض اجراء خلافت کے لئے نبی بنایا جاتا ہے۔ وہ خود متنازعہ فیہ ہیں اور متنازعہ فیہ دوسرے کسی متنازعہ فیہ امر کے لئے بطور دلیل یا گواہ کے کبھی نہیں ہو سکتا۔ نہ شرعاً۔ نہ قانوناً۔ اسلئے حضرت مرزا صاحب کا وجود بغرض ثبوت نبوت بطور نمونہ پیش کرنا۔ اگر جہالت نہیں تو شرارت ضرور ہے۔

پس محمودی ترجمہ کیا بلحاظ سیاق و سباق آیۃ مذکورہ اور کیا بلحاظ قواعد عربیہ اور کیا بلحاظ واقعات ہزار سالہ غلط بلکہ اغلط ہے۔

دوسرا جواب مفسرین متقدمین رح نے جو اس آیۃ ما کان محمد.... الخ کی تفسیر کی ہے وہ یہ ہے کہ:-

اختلف القرأ فی قرأۃ قولہ وخاتم النبیین فقرأ ذٰلک قرأ الامصار سوی الحسن وعاصم بکسر التاء من خاتم النبیین بمعنی انہ ختم النبیین ذکر ان ذٰلک فی قرأۃ عبد اللہ (ابن مسعود) ولکن نبیا ختم النبیین فذٰلک دلیل علی صحتہ قرأۃ من قرأ بکسر التاء بمعنی انہ الذی ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیھم وقرأ ذٰلک فیما یذکر الحسن وعاصم خاتم النبیین بفتح التاء بمعنی انہ آخر النبیین الخ....

تفسیر ابن جریر صفحہ ۱۱- جلد ۲۲- مطبوعہ مصر۔

تشریح (۱) لفظ خاتم کا مادہ ختم جسکے معنے تمام یا آخر کے ہیں۔ اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ کسی لفظ کے معنے اس کے اصل مادہ کے خلاف کرنے جائز نہیں جبتک کہ سیاق و سباق اور قرائن قوی موجود نہ ہوں۔ اور آیت زیر بحث میں کوئی قرینہ لفظ خاتم کے معنے مُہر کرنے کا موجود نہیں ہے اس لئے یہاں خاتم کے معنے مُہر صحیح نہیں ہو سکتے۔ (۲) کتب لغت میں جس طرح خاتم کے معنے مُہر کے لکھے ہیں ویسے ہی اسکے معنے آخر اشیاء کے بھی لکھے ہیں۔ اس لئے بلحاظ لغت بھی یہاں خاتم کے معنے ختم ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ مُہر کے لئے یہاں کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔ (۳) لفظ خاتم کی دوسری قرأت خاتِم بالکسر تاء کے ساتھ ہے جو لفظ خاتَم کے لئے بطور تفسیر کے ہے۔ (۴) حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کی قرأۃ یوں ہے ولکن نبیا ختم النبیین اس قرأۃ میں لفظ خاتم کو اُس کے اصلی مادہ ختم کے رسم الخط میں ہی لکھا اور پڑھا گیا ہے۔ جسکے صریح معنے ختم نبوت کے ہی ہو سکتے ہیں۔ (۵) نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ القرآن یفسر بعضہ بعضاً اس لئے ہمیں اس بات پر ایمان لانا چاہئے کہ ختم کی دوسری قرأت تاء بالکسر اور نبیا ختم النبیین کو لفظ خاتم کی تفسیر صحیح یقین کرے۔ (۶) جن علماء نے بلحاظ لغت خاتم کے معنے مُہر کے لئے ہیں اس کا نتیجہ بھی انہوں نے یہی نکالا ہے کہ باب نبوۃ مسدود ہو کر اُس پر تا ابد مُہر لگ چکی ہے۔ اس لئے نبی کریمؐ کے یوم بعثت کے بعد جس نے دعویٰ نبوت کیا اُسے کذاب ہی قرار دیا ہے۔ جیسے کہ مسیلمہ کذاب اسود عنسی وغیرہ (۷) خود محمودی فرقہ کی کتابوں اور تحریروں میں لکھا ہے کہ نبوت تشریعی ختم ہے۔ اور اثبات میں یہی آیت خاتم النبیین پیش کر دیتے ہیں اور ان کی یہ منافقانہ حرکت بھی میرے دعوے ختم نبوت کے لئے شاہد عادل ہے۔

قاضی محمد یوسف لکھتے ہیں کہ میرا مطالبہ محض قرآن کلام اللہ سے ہے۔ کسی کلام البشر (احادیث رسول اللہ) سے نہیں۔ ص۱۳۔ اس بارے میں فیصلہ احادیث الرسول سے نہیں ص۱۵ حضرت مسیح موعودؑ تو اپنے ترجمہ کی تائید میں کفار مکہ کے اشعار بھی نقل کرتے ہیں اور تفسیر ابن جریر میں تو ہزاروں جگہ حل لغات القرآن کے لئے سبعہ معلقہ کے اشعار نقل کئے گئے ہیں تدبر۔

خدا نے ذوالجلال کی قسم مجھے ہرگز اس بات پر یقین نہیں رہا۔ کہ آپ لوگوں کا مسیح یا پیشوا نے لئے یا اُسکی کتاب قرآن شریف پر بھی ایمان ہے۔ لیکن چونکہ آپ نے بظاہر قرآن مجید سے مطالبہ کیا ہے اس لئے میں نے آپ کا جواب قرآن شریف سے ہی لکھا ہے۔ اگر آپ لوگوں کا نبی کریم صلعم پر ایمان ہوتا تو آپ یہ کبھی نہ لکھتے کہ ختم نبوت کا اعتقاد آل فرعون کا اعتقاد ہے۔ سب دنیا جانتی ہے کہ ختم نبوت کا اعتقاد اہل اسلام نے کس سے سیکھا اور وہ کون تھا جس نے لا نبی بعدی کا اعلان دیا!

پس آپ کا اس کے خلاف یہ اعلان کرنا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ایک فرعونی اعتقاد ہے۔ یہ اگر آپ کا نبی کریمؐ کی ذات خاص پر حملہ نہیں تو اور کیا ہے۔ ایک طرف دین محمدیؐ کی بیخکنی کر رہے ہو اور دوسری طرف اتباع نبوی کی لاف وگزاف۔ اگر یہ مار آستین والا معاملہ نہیں تو اور کیا ہے۔ آمدم برسر مطلب۔ مانا کہ آپ احادیث الرسول کا فیصلہ نہیں مانتے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل زبان ہونے سے انکار نہیں کر سکتے۔ اسلئے میں چند نقرات نبی کریمؐ کی زبان دُر افشان سے بحیثیت آپ کے اہل زبان اور اہل لغت ہونے کے نقل کرتا ہوں۔

ناظرین غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم اور اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔ مگر محمودی کہتے ہیں کہ ہمیں کسی کلام البشر (احادیث الرسول) کا فیصلہ منظور نہیں۔ اور باوجود اس ارتداد صریح کے پھر بھی دعوئے مسلمانی ہے ...... تدبر۔

حضرت محمد عربیؐ نے آیت خاتم النبیین کے معنے ختم ہی کے کئے ہیں۔ اور کسی جگہ اصحابؓ نے خاتم کے معنے قادیان میں کارخانہ نبی سازی کھلنے کے نہیں کئے۔ اگر کہیں کئے ہیں تو وہ روایت پیش کریں۔ ہم مانتے کو تیار رہیں گے۔ لیکن ایسا کہ آیت قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے معارض نہ ہو اور بلحاظ تنقید الرجال بھی بے نقص ہو۔

وہ کلمات محمدیہ جن میں خاتم کے معنے ختم ہی کے گئے ہیں یہ ہیں

(۱) عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً طھوراً وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون (رواہ مسلم)

اس روایت میں ختم بمعنے آخر النبیین ہی کے ہے کیونکہ اس سے پہلے یہ فقرہ ارسلت الی الخلق کافۃ بطور دلیل اور تفسیر کے ہے۔ جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ پہلے انبیاء خاص خاص قوموں کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں قیامت تک سب دنیا جہان کے لئے رسول ہوں جسکی مفصل تشریح روایت ذیل میں موجود ہے۔

(۲) وعن ابی امامۃ الباھلی .... انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم الخ ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال وخروج عیسے۔ اب بھی یہ کہنا کہ خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین نہیں ہیں اگر صریح ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

(۳) وعن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر۔ یہاں بھی خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین کے ہی ہو سکتے ہیں۔ لا غیر۔

(۴) وعن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔ متفق علیہ مشکوۃ المصابیح۔

اس روایت میں لفظ عاقب ذو معنے ہے ہر سردار کا نائب۔ اگلے لوگوں کا ان کے پاس میں نائب۔ اور خلیفہ پیچھے کرنیوالا وغیرہ۔ منتہی الارب بلفظ عاقب)

اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے العاقب الذی لیس بعدہ نبی سے اس کی تفسیر اور تعیین کر دی کہ یہاں عاقب کے اور کوئی معنے نہیں

(۵) عن العرباض بن ساریہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی عند اللہ خاتم النبیین (مشکوۃ) یہاں بھی خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین ہی کے ہو سکتے ہیں۔ نہ مُہر کے۔

(۶) مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون بحسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی روایۃ انا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ متفق علیہ مشکوۃ)

اس روایت میں آیت خاتم النبیین کی ایسی شرح و مفصل تفسیر کر دی گئی ہے جس میں کچھ بھی اشتباہ یا تردد باقی نہیں رہتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف فرما دیا ہے کہ اب محل نبوت ختم شد۔ اب اس میں کسی اور نبی کے لئے گنجائش ہی نہیں رہی۔ قادیانی نبی سازوں کو چاہئے کہ اب اپنے خود ساختہ انبیاء کو اپنے گھروں میں رکھیں۔

جس طرح قرأ قرآن شریف خاتم کی تاء کو بالکسر و بالفتح پڑھتے رہے۔ اسی طرح مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع گلزار محمدی میں خاتم کی تاء پر فتح و کسرہ دونوں لکھے ہیں تاکہ ناظرین کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہاں تاء خواہ مکسور ہو یا مفتوح ہو۔ خاتم کے معنے آخر ہی کے ہوں گے۔

جیسا کہ مجمع بحار الانوار میں لفظ خاتم کے نیچے لکھا ہے

یفتح تائہ ویکسر اور کھیں لکھا ہے بالفتح اسم ای الختم دبالکسر اسم فاعل۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ خاتَم اور خاتِم نبی کریم ﷺ کے اسماء صفاتیہ میں سے ہیں جیسے ماشر۔ ماحی۔ عاقب پس خاتم کے معنی بہر حالت آخری کے ہونگے۔ نہ کہ مُہر کے۔ کیونکہ مُہر کوئی صفت نہیں ہے بلکہ وہ اسم آلہ ہے جسے کافر و مسلمان یکساں استعمال کرتے ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان مسجدی هذا آخر المساجد۔ منقول از اخبار الفضل قادیان بروایت ابھی ختم نبوت پر ایک بین ثبوت ہے۔ نبی کریم کی اس مسجد کے بعد سیلمہ کذاب، اسود عنسی وغیرہ مدعیان نبوۃ پیدا ہوئے مگر ان میں سے کسی کی مسجد مسجد نبوی نہیں کہلا سکی۔

خود قادیان میں حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود مجدد الوقت جناب مرزا صاحب کی زندگی میں اور آپ کے حکم سے بڑی مسجد اور چھوٹی مسجد کے ساتھ نیا حصہ مسجد کا تیار ہوا مگر مسجد نبوی نہ کہلا سکا۔ آپ کے بعد باہر میدان میں ایک نئی الگ مسجد تیار ہوئی۔ اور چاہئے تو یہ تھا کہ اس مسجد کو مسجد نبوی کہا جاتا مگر یہ بجائے مسجد نبوی کے مولینا مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کے نام سے موسوم ہو کر مسجد نور کہلاتی ہے ممکن ہے کہ اب مرزا صاحب کے الہامات کی قلمی کاپی کے نیچے کے حاشیہ میں فلاں فلاں الہامات کے درمیان کوئی الہام ایسا نکل آیا کہ مرزا صاحب نے الہام الٰہی سے فلاں مسجد و مسجد نبوی لکھا ہے اور فلاں فلاں صحابیین مخلصین نے اس وقت بھی حضرت صاحب کی زبانی سنا تھا کہ فلاں مسجد مسجد نبوی ہے۔ جیسا کہ آیتہ اسمہ احمد کی نسبت واللہ باللہ ثم تاللہ کہہ کر گواہیاں دی جاتی ہیں۔

تیسرا جواب قاضی یوسف نے اپنے چیلنج کے مد پر حضرت مرزا صاحب کو بشارت و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا حقیقی مصداق قرار دے کر مرزا صاحب کو نبی کریم ﷺ کے ظہور سے ۵۰۰ سال پہلے کا رسول اللہ مان لیا ہے۔ اور یہ مسلّم بات ہے کہ جن انبیاء علیہم السلام کا ذکر قرآن شریف میں ہو چکا ہے وہ سب صاحب شریعت رسول تھے اور ان میں سے ہر ایک رسول کا قول متعلق امور دینیہ شریعت ہے اور اس سے انکار کرنے والے از روئے شریعت اسلام پکے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس لئے اب میں قاضی صاحب کے مسلمہ احمد رسول اللہ کی تصانیف سے چند حوالے لکھتا ہوں۔ جن میں مرزا صاحب نے خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین کئے ہیں۔

(۱) ان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین الخ ضمیمہ حقیقۃ الوحی ۔ ۶۴

(۲) واما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقد امنا بانقطاعہا من یوم نزل فیہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۔ توضیح المرام صفحہ ۱۱

پھر فرماتے ہیں کہ "دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیۃ کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے۔" (مکتوب مندرجہ اخبار الحکم ۲۹ جلد ۲ ۔ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

اسکے علاوہ سینکڑوں جگہ مرزا صاحب کی تحریرات میں خاتم النبیین لکھا ہوا موجود ہے۔ جس پر مرزا صاحب نے اپنا ایمان اور اعتقاد قرار دیا ہے۔ پس مرزا صاحب کی ایسی بین تحریرات کے ہوتے ہوئے مرزا صاحب کی کسی ذوقی بات کو لیکر اس بیّن اصول اور ارکان اسلام کی تردید کرنا اور ختم نبوت کے اعتقاد کو آل فرعون کا اعتقاد قرار دیکر خود لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کہنے والے اور آپ کی امت کو آل فرعون قرار دینا اگر صریح بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔ جاؤ دنیا میں لوگوں سے پوچھو کہ ختم نبوت کا اعلان پہلے کس نے کیا۔ اس جہالت اور حماقت کی بھی کوئی حد ہے۔ کہ ایک طرف تو مرزا صاحب کو احمد رسول اللہ بنایا جاتا ہے اور پھر ختم نبوت کے اعتقاد کی وجہ سے آپ کو آل فرعون کے زمرہ میں داخل کر لیا جاتا ہے مرزا صاحب تو منکرین ختم نبوت کو کافر اور اسلام سے علیحدہ قرار دیا کریں اور قاضی صاحب قائلین ختم نبوت کو آل فرعون بناتا ہے۔ اب محمودی خود فیصلہ کر کے بتا دیں کہ آپ کے احمد رسول اللہ سچے یا قاضی القضات محمد یوسف جی سچے ؎

وضمات الدهر قد ضلوا فقد بانت ضلالتهم
فباعوا الدین بالدنیا فما ربحت تجارتهم

مراسلہ

ہر کلمہ گو مسلمان کو دعوتِ اتحاد

(از قلم جناب بابو غلام حسن صاحب)

سلسلہ اشاعت گذشتہ

پھر ہم نے سنا ہے کہ بعض علماء ان بے نمازوں کے طریق کو جائز قرار دیتے ہیں انسان کو مجاہد قرار دیکر انکو اوروں پر فضیلت اور فوقیت دیتے ہیں۔ جو ڈر اور خوف سے اللہ تعالیٰ کی عبادت بجا لاتے ہیں کیا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے اپنی تائید میں کوئی نظیر پیش کر سکتے ہیں۔

افسوس ہمارے علماء کے طرز عمل پر۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔ قل ارأیتکم ان اتٰکم عذاب اللہ او اتتکم الساعۃ اغیر اللہ تدعون ان کنتم صادقین ۝ بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء وتنسون ما تشرکون ۝ ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذنٰہم بالبأساء والضراء لعلہم یتضرعون ۝ فلولا اذ جاءہم بأسنا تضرعوا ولکن قست قلوبہم وزین لہم الشیطان ما کانوا یعملون ۝

ترجمہ:۔ کہہ اے پیغمبر (صلعم) کیا دیکھا ہے تم نے اپنے تئیں اگر آوے تمہارے پاس عذاب اللہ کا یا آوے تمکو قیامت کیا غیر خدا کے کسی کو پکارو گے۔ اگر ہو تم سچے۔ بلکہ اسی کو پکارو گے۔ پس کھولدیگا جو کچھ بلاتے ہو طرف اس کی۔ اگر چاہے۔ اور بھول جاؤ گے جو کچھ شریک مقرر کرتے ہو۔ اور تحقیق بھیجے ہم نے طرف امتوں کی پہلے تجھ سے یعنی پیغمبر پس پکڑا ہم نے ان کو ساتھ فقر اور مرض کے تا کہ وہ عاجزی کریں۔ پس کیوں نہ جس وقت آیا اُن کے پاس عذاب ہمارا۔ عاجزی کی۔ ولیکن سخت ہو گئے دل اُن کے اور زینت دی واسطے ان کے شیطان نے جو کچھ تھے کرتے"

مندرجہ بالا آیات الٰہی سے ثابت ہو گیا۔ کہ مصیبت اور تکلیف کا ابتلا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس لئے آتا ہے۔ کہ بندے اپنے مالک کے سامنے عاجزی کر کے اُس کے غصے کو دور کریں اور بجائے نزول عذاب کے نزول رحمت کے حقدار بنیں۔

موجودہ عالمگیر عذاب کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے۔ وان من قریۃ الا نحن مہلکوہا قبل یوم القیامۃ او معذبوہا عذاباً شدیداً کان ذالک فی الکتاب مسطوراً ۝ پس اے میرے بھائیو! غور کرو عذاب الٰہی کی طرف کہ وہ کس طرح خوفناک صورت اختیار کر رہا ہے۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ اسلام بالآخر کامران ہوگا اور کفر اور شرک زیر ہو جائیں گے۔ لیکن اے عزیزو اگر ہم اپنے فسق و فجور کی وجہ سے رد کر دیئے گئے تو ہم کو سچی مسرت کبھی نصیب نہ ہو سکیگی۔ پس

حقیقی ہجرت جس کی اسوقت

شدید ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ تقوے اور دینداری کی سچی راہیں اختیار کی جائیں اور بیجا جوش و خروش کو ترک کر دیا جائے۔ یہ ایک ہنگامی جوش ہے کاش کہ تقوے اس جوش کی بجائے اختیار کیا جائے اور دین کی پیروی کو جو کہ ترک کر دی گئی ہے از سر نو حاصل کیا جائے۔ یونس علیہ السلام کی امت کی طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عجز اور ادب اختیار کیا جائے۔ اور تذلل اور عاجزی اور مسکنت کو اپنا شیوہ بنا کر اس جناب باری عز اسمہٗ میں شب و روز جھک جائیں۔ اور گردن عبودیت اس کے سامنے ڈال دیں اور اُس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ صادقہ کا واسطہ ڈال کر زاری اور الحاح کریں۔ بجائے لیکچر بازی کے پبلک کو اپنے اوساق کے خلل یا اور غلطیوں اور سہل انگاریوں سے واقف کریں اور اُن کو نصیحت کریں کہ خالق العباد کے سامنے عجز کا وطیرہ اختیار کرنا اور انابت کے ساتھ اُس کی طرف جھک جانا۔ عذاب الٰہی کو ٹال دیتا ہے۔ ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم۔ علماء کو لازم ہے کہ وہ اسلام میں باہمی تفریق ڈالنے کی بجائے مسلمانوں کے دلوں میں اپنی دردناک حالت کا احساس پیدا کریں۔ اور ایک زبردست پروگرام کے ذریعہ اپنے کام کا تعین کریں۔ افسوس کہ فرصت کی قیمتی اور بیش بہا اور نادر گھڑیاں ضائع کی جا رہی ہیں اور جواہرات کو کوڑیوں کے مول بلکہ مفت کھویا جا رہا ہے۔ ہم نے تو یہی دیکھا ہے کہ لوگوں کو خلافت کے معاملہ میں بیشک ملال ہے لیکن یہ کوشش نہیں کرتے کہ مسجدوں کو نمازوں میں زاری اور عاجزی کریں۔ اور اپنی دردناک آواز دل سے اور گریہ اور بکا سے عرش کو ہلا دیں۔ اور اپنے آپ کو حقیقی رنگ میں مظلوم ثابت کریں۔ نہ صرف قول سے بلکہ عملاً فعل سے بھی۔ اور عبادات اسلامی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔ اور اس سے توفیق حسنہ کی التجا کریں۔ کہ وہ دنیا اور عقبےٰ میں سعادت کے بہترین مواقع ہمیں عطا فرمائے

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

اے عزیزو! تم لاکھ ہی کوشش کر کے امریکہ کے در پر جبہ فرسائی کرو۔ فرانس کے سامنے وفود در وفود لے جاؤ۔ انگلستان کی پبلک کو اپنا مؤید بنانے کی کوشش کرو۔ اٹلی کے سامنے جبین نیاز رکھ دو۔ لیکن یاد رکھو کہ حقیقی نصرت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف جھکنے سے ہی حاصل ہوگی

واتخذوا من دون اللہ اٰلہۃ لعلہم ینصرون لا یستطیعون نصرہم وہم لہم جند محضرون ۝

ترجمہ اور پکڑے انہوں سوائے خدا کے معبود۔ شاید وہ مدد کئے جاویں۔ نہیں کر سکیں گے مدد اُن کی اور وہ واسطے ان کے لشکر ہیں حاضر کئے گئے "

اتمام حجت کے لئے تم وفود تو روانہ کر چکے ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے تم نے وہ عاجزی نہیں کی۔ جو عذاب کے آنے پر کی جاتی ہے۔ اس موقعہ پر لازم ہے کہ مسلمان ہرگز ترک نماز کے مرتکب نہ ہوں۔ اور فتنہ و فساد ملک میں ہرگز نہ ڈالیں بلکہ اپنا پہلا نصب العین یہ قرار دیں کہ ہم خلق کی بجائے اب خالق سے التجا کریں گے۔ اور اسکے دروازے پر جھک کر اس قدر گریہ و بکا کریں گے۔ کہ ضرور ہے کہ اسکی غیرت کو جوش آ جائے اور وہ جو کہ آسمان پر ہے اپنی زمینی مخلوق پر رحم فرمائے۔

اے لوگو! ہر شہر میں جمعہ کے روز ہفتہ میں ایک دن تم جمع ہوتے ہو۔ ویسے دن بھر میں پانچ دفعہ اپنی اپنی مساجد میں تم کو اکٹھے ہونے کا موقع ملتا ہے۔ سب مل کر آپس میں عہد کر لو۔ کہ ہم میں سے کوئی مسلمان ایسا نہ رہیگا جو نماز نہ پڑھیگا۔ کوئی مسلمان منہیات شرعی کے نزدیک پھٹکنے نہ پائے گا۔ اور اگر کوئی شخص احکام الٰہیہ سے سرکشی کریگا تو اس کے والدین یا عزیز یا اہل محلہ اسکو ہر طرح سے سمجھائیں گے۔ قوی امید ہے کہ اگر خلوص دل سے لوگ برائی کے راستوں سے اجتناب کریں۔ اور اپنے اندر خالص اسلامی رنگ پیدا کر لیں۔ تو اللہ تعالیٰ جو کہ خیر التوابین ہے۔ اور خیر الناظرین ہے۔ ضرور رحم سے اور کرم سے کام لے گا۔ اور اپنے بندوں پر پھر پہلے کی طرح مہربان ہو کر انکو دنیوی اور دینی انعامات سے بہرہ اندوز فرمائے گا

اے مسلمانو! اپنے اس شدید غم کے وقت اللہ تعالیٰ کی آواز کو سنو اور غور کرو۔ ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ قرآن شریف تو تمہارے ساتھ غلبہ دینے کا وعدہ فرماتا ہے بشرطیکہ تم مومن ہو۔ پس ہمارا محکوم ہونا اور زیر ہونا اس امر کی صریح علامت ہے کہ ہم میں سے تقوے کی راہیں گم ہو گئی ہیں اور ہماری قوم کا جزو غالب ایمان کی محکم چٹان پر قائم نہیں ہے۔ افسوس ہم نے باہمی رواداری اور اخوت کے اصول کو بالکل پاش پاش کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اہل کتاب کو دعوت دیتا ہے۔ کہ آؤ تم مسلمان ملکر توحید الٰہی کے معاملہ میں یگانگت اختیار کرو۔ اور خلقت کو خدائے واحد کی طرف پکارو۔ جب کہ اسلام نے غیر مذہب کے ساتھ اس قدر رواداری اور رعایت کا سلوک کیا ہے تو یگانوں سے کیا وہ عناد اور کینہ اور بغض اور عداوت کا سبق دیگا؟ ہرگز نہیں! دنیا میں اگر کسی مذہب نے قومیت کو مٹا کر ابیض و اسود کو اپنے دامن میں پناہ دی ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔ اگر کسی مذہب کی بنیاد حقیقی طور پر اخوت پر ہے تو وہ یہی مقدس اسلام ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم نے تمام مسائل میں بھی افتراق و نفاق کا رویہ اختیار کر رکھا ہے اور ہر موقع و بے موقع اپنی دریدہ دہنی کا ثبوت دینے کے لئے تیار نظر آتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

مضمون آمدہ از صفحہ دویم :-

حضرت مرزا صاحب نے اس بار امانت کے متکفل ہونے کے لئے ایک جماعت تیار کی اور پھر اس جماعت کے نوجوانوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ تمہاری سعی بلیغ سے اور تمہاری جانبازیوں سے رو رفتہ ملت میں نئے سرے سے رونق ہوگی۔ اور آیندہ بہار اور اسکی چہل پہل بہت حد تک تمہاری عرقریزیوں کا نتیجہ ہوگی۔

جب سامنے مصیبتوں کا اتنا بڑا پہاڑ کھڑا ہے تو کیا یہ کام آرام سے پورا ہو سکیگا۔ یا فرہاد کی کوہکنی اسکو کاٹ کر وہاں سے نہر عاذب جاری کرے گی۔ کیا خس کی ٹٹیاں اور بجلی کے پنکھے کی روح افزائیاں اس دکھ کو ٹالنے کے واسطے ممد ہونگی۔ کیا باغات اور چمنستان کی سیر اور سیر گشت ہمارے حصول مدعا میں معاون ہوگی اور کس حد تک۔ کیا دنیا کی دولت اور وہ بھی ہمارے حصہ میں شاذ کالعدم کا حکم رکھتی ہے۔ اس کی محبت محض ہمارے واسطے کافی ہے کیا تھوڑی سی تکلیف ہمیں اگر برداشت کرنی پڑے تو ہمارے حوصلوں کو پست کردیگی اور اگر اکل و نوش میں کوئی معمولی بے قاعدگی ایک ضروری فرض کی سرانجام دہی میں واقع ہو جاوے تو کیا ہم اس فرض کو بھی ترک کردیں : ع　دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند

ہم نے دنیا میں بڑے بڑے کام کرنے ہیں جس کے واسطے لازمی ہے کہ ہم کوہکن کی طرح نہ کسی ناصح کو سنیں اور نہ کسی مشفق کی باتوں کی پرواہ کریں۔ بلکہ یہی خیال ہو کہ باتیں کرنے سے وقت ضائع ہوگا۔ اور ہم نے تھوڑے عرصہ بعد یہاں سے نہر جاری کرنی ہے۔ قیس کی مانند دشت و بیابان کو چھان مارنا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ جب تک صحراؤں کی تنہائیوں کی زحمت کشی کی طاقت ہم نہیں دکھائیں گے۔ خواہ ہماری بیرونی حالت کیسی ہی خراب و خستہ ہو۔ مجنوں وار بستی میں رہنا نصیب ہو یا نہ ہو۔ تب تک ہم کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ لیکن دھن یہی رہنی چاہئے۔ ع

یہ ضروری ہے حجاب رخ لیلیٰ نہ رہے

تازہ ترین خبریں

نارتھ ویسٹرن ریلوے سٹرائک کا خاتمہ

کیرج اینڈ ویگن لوکوموٹیو ورکس ریلوے۔ پاور ہوس ریلوے پولیس اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کے دوسرے سررشتوں کے آدمی جو ماہ اپریل کے آخر سے سٹرائک پر تھے پنجشنبہ کی صبح کو اپنے اپنے کام پر حاضر ہو گئے۔

اس سے ایک روز پہلے شام کو حسب ذیل سرکاری اطلاع شائع ہوئی تھی

(۱) لاہور کے دو اصحاب مسٹر رام بھجدت چودھری اور لالہ متھرا داس پوری ایجنٹ صاحب نارتھ ویسٹرن کی خدمت میں حاضر ہو کر ملتجی ہوئے کہ سٹرائک کی طوالت کی وجہ سے پبلک بڑی تکلیف میں ہے اسلئے اس کا جلد خاتمہ ہونا چاہئے۔ ایجنٹ صاحب نے اپنی شرائط مجریہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۲۰ء میں کچھ ترمیم کرنے پر رضامندی ظاہر کی جن پر دوران مباحثہ میں غور کیا گیا۔

(۲) کمشنر صاحب کے دفتر میں ۱۲ مئی کو جو جلسہ ہوا تھا اسکے بعد جو سرکاری اطلاع شائع ہوئی تھی۔ اور جو شرائط اس میں درج تھیں وہ برقرار رہینگی۔ اور اس اعلان کے فقرہ ۱۲ کو اس طرح پڑھنا چاہئے :-

ترمیم شدہ فقرہ :- ایجنٹ صاحب ان کو اسی تنخواہ پر بحال کرنے کے لئے آمادہ ہیں جو سٹرائک سے پہلے وہ لیتے تھے۔ لیکن چونکہ بعض ...... اسامیاں جو سٹرائک کنندگان نے خالی کی تھیں دوسرے آدمی ان پر مستقل طور پر مقرر ہو چکے ہیں ایسی صورت میں وہ سٹرائک کنندگان کو جو کام پر حاضر ہو جائینگے اسی قسم کی اسامیوں پر اور اسی تنخواہ پر انہیں حقوق کے ساتھ مقرر کردینگے۔ بشرطیکہ وہ کسی حالت میں کسی شخص کو اسکی اصلی اسامی پر بحال نہ کرسکیں۔ یہ شرط لاہور والوں اور باہر والوں پر یکساں حاوی ہے ایجنٹ صاحب چندان شخصوں کو بھی مناسب ملازمت دلانے کی کوشش کرینگے۔ جن کو لاہور کے باہر کے اضلاع کے افسروں نے کہدیا ہے کہ وہ مقرر نہیں کئے جا سکتے"

(۳) یہ لازمی ہے کہ آدمی بلا تاخیر اپنے کام پر اپنے اپنے مقامات پر حاضر ہو جائیں لیکن یہ شرائط کسی ایسے آدمی پر حاوی نہ ہونگی۔ جو دوشنبہ کی صبح یعنی ۱۴ جون تک تاخیر کسی معقول وجہ کے بغیر اپنے کام پر حاضر ہو جائے اس سے یہ امر بخوبی عیاں ہے کہ سٹرائک کنندگان کو سزا دینے کا کوئی ارادہ نہیں ہے مگر بونس (انعام) کے متعلق قواعد صاف ہیں۔ لیکن اس کی ضبطی کے خلاف جنرل مناسب اپیل کرنے سے کوئی امر مانع نہیں ہے۔

(۴) چیف آڈیٹر صاحب نے بھی اپنے سٹاف کے متعلق ان شرائط پر رضامندی ظاہر کی ہے۔

(۵) مذکورہ بالا ہر دو اصحاب نے سٹرائک کنندگان کے بڑے ڈیلیگیٹوں کی کمیٹی کے سامنے ان شرائط کی توضیح کردی ہے۔ جس نے ان شرائط کی منظوری کا ریزولیوشن پاس کیا ہے اور اغلب ہے کہ ۱۱ جون کو سٹرائک کنندگان کی بڑی تعداد کام پر حاضر ہو جائیگی :-

(دستخط)
الیف۔ اے ہیڈو۔ ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے۔
۹ جون سنہ ۱۹۲۰ء

لالہ متھرا داس پوری۔
پنڈت رام بھجدت چودھری۔

جالندھر کا مقدمہ اسلحہ

مسٹر مانٹیگو نے وعدہ کیا کہ اس معاملہ کی تحقیقات کی جائیگی جس میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جالندھر نے قانون اسلحہ کے رو سے لائسنس کی تجدید سے اس بنا پر انکار کردیا تھا کہ سائلین نیشنل کانگریس کے اجلاس میں شامل ہوئے تھے۔

جنرل ڈائر کا بیان صفائی

(لنڈن ۸ ـ جون) مسٹر چرچل نے دارالعوام لنڈن میں بیان کیا۔ کہ کمانڈر انچیف ہند نے جنرل ڈائر کو افواج سے سبکدوش کرنے کے متعلق سفارش کی تھی۔ مگر جنرل ڈائر نے مزید بیان پیش کرنے کے لئے درخواست کی۔ جس پر آرمی کونسل نے ابتدائی بحث کے بعد جنرل ڈائر کو مزید تحریری بیان پیش کرنے کی اجازت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

عراق عرب کی حاکمیت داری

(لنڈن ۸ ـ جون) ٹائمز ایک افتتاحیہ مضمون میں لکھتا ہے کہ عراق عرب کی حکمرداری کا فیصلہ صرف پارلیمنٹ کرسکتی ہے کیونکہ وہاں اخراجات کثیر ہونگے۔ وہ لکھتا ہے کہ موجودہ حساب سے عراق عرب اور ایران پر ہمارے اخراجات غالباً ۵ کروڑ پونڈ سالانہ ہونگے۔ اور اگر کہیں حدود ملک کے اندر یا حدود پر اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ تو بہت آسانی سے یہ مصارف اور بھی بڑھ سکتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ گورنمنٹ اس خیال سے عراق عرب میں مستقل طور پر بھاری فوج رکھے ہوئے ہے۔ کہ یہ مفتوحہ ملک ہے لیکن برٹش خزانہ اس قدر سالانہ صرف برداشت نہیں کرسکتا۔

لینن اور ہندوستان

(لنڈن ـ ۷ جون) ایک بالشویک اخبار نے ان پیامہائے تار کو شائع کیا ہے۔ جو ہندوستان کے انقلاب پسندوں اور لینن کے مابین آئے گئے ہیں۔ اس میں درج ہے :-

"ہندوستانی سوویٹ روس کے شکر گزار اور مداح ہیں خاصکر ان کوششوں کے لئے جو اس نے آزادی ہند کے لئے کی ہیں۔

لینن نے اس کے جواب میں اظہار مسرت کیا ہے کہ سوویٹ اصولوں اور سرمایہ داروں کے خلاف جنگ کو ہندوستانی پسند کرتے ہیں۔ جن کی آزادی کی خواہش کو روس بڑے شوق سے دیکھ رہا ہے۔ اس پیغام کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ "آزاد ایشیا سلامت رہے"

واقعۂ پشاور

ایک سوال کے جواب میں مسٹر مانٹیگو نے دارالعوام لنڈن میں بیان کیا کہ مقامی حکام پشاور سے برٹش افسر کی بیوی کو اٹھا لے جانے والے اشخاص کو قرار واقعی سزا دینے کی فکر میں ہیں

طہران میں سکون

(لنڈن ۸ جون) طہران کا ایک تار راوی ہے کہ وہاں کامل سکون طاری ہے اور بالشویکوں کے قبضہ کرنے کا سردست کوئی اندیشہ نہیں ہے لنڈن ۷ ـ جون خبر آئی ہے کہ ایران کے حریت پسند لوگوں نے ۱۸ جون کو روس کی قنصل گاہ کا محاصرہ کرلیا۔ اور ایرانی بالشویکوں کے حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا بالشویک قنصل وسٹراف نے انکار کیا اور ہجوم پر کلدار توپیں لگا دیں۔ اس پر احرار ایران ایک توپ لے گئے اور نامہ و پیام کے لئے قنصل کو مجبور کیا۔ بعد میں وسٹراف نے خودکشی کرلی۔ اس کے جانشین نے ابھی تک پناہ گزینوں کو حوالہ نہیں کیا۔ وسٹراف دوران جنگ میں طہران سے بدر کیا گیا تھا۔ اسوقت سے وہ بالشویکوں اور ترکوں کو برطانیہ کے خلاف برانگیختہ کرتا ہے۔

یہودیوں کی کانفرنس

(لنڈن ـ ۷ جون) فلسطین کی آبادکاری اور مالی امداد کے متعلق لنڈن میں ۴ جولائی کو یہودیوں کی کانفرنس منعقد ہوگی جس میں یہودیوں سے ۲½ کروڑ پونڈ کے فنڈ کے لئے اپیل کیا جائیگا۔

کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں۔ مفید

ترجمۃ القرآن انگریزی اپنے احباب اور دیگر شائقین کو خوش خبری ہو کہ قسم اعلیٰ جو پچھلے آٹھ ماہ سے ختم ہو چکا ہوا تھا اس کا قریباً اسی کا بیان اب حال ہی میں دوکنگ سے ہمیں پہنچی ہیں اس لئے جن احباب کو ضرورت ہو وہ جلد تر بذریعہ وی پی طلب فرمادیں۔ یا قیمت پیشگی بھیجکر منگوالیں۔ بصورت دیگر تعمیل نہ ہوسکیگی۔ ہدیہ فی نسخہ ۱۲ خرچ پیکنگ وڈاک ایک روپیہ ...... (عہ)

ٹیچنگز آف اسلام یعنی اس لیکچر کا انگریزی ترجمہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فلسفہ اسلام پر پانچ سوالوں کے جواب میں ایک بڑے مذہبی جلسہ پر دیا تھا۔ اسلام پر نہایت اعلیٰ درجہ کے قیمتی خیالات کا مجموعہ ہے جس میں صرف قرآن شریف سے اسلامی تعلیم پیش کی گئی ہے اور بڑے بڑے فلاسفروں نے اسکے سامنے سر جھکایا ہے اسلام کی تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ قیمت مجلد عہ

النبوۃ فی الاسلام جو حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی تصنیفات میں سے ایک بے نظیر کتاب ہے۔ جن احباب کو ضرورت ہو جلد طلب کرلیں ورنہ دوسری ایڈیشن کیلئے بہت انتظار کرنا ہوگا۔ قیمت ۱۲ مجلد عہ

مقام حدیث جو قریباً ڈیڑھ سو صفحہ کی کتاب ہے عنقریب چھپکر دفتر میں آنیوالی ہے یہ نہایت قابل قدر تصنیف ہے جس میں اہل قرآن کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے علاوہ ضرورت حدیث کے۔ صداقت حدیث۔ جمع حدیث اور تنقید حدیث مفصل مضامین ہیں۔ ہر ایک شخص جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اقوال کے ساتھ محبت اور عشق دکھانا منظور ہو وہ اسکی کم از کم ایک کاپی خریدے اسلئے مناسب ہوگا۔ کہ جملہ احباب اپنے نام پہلے سے درج رجسٹر کرادیں تاکہ کتاب اُن کی خدمت میں وقت پر پہنچ سکے قیمت تخمیناً عہ

سیرۃ خیر البشر جو اپنی قسم کی ایک نرالی تصنیف ہے لکھی جا رہی ہے جو لوگ حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریر سے واقف ہیں اُن کے پاس اسکی تعریف کی حاجت نہیں اس میں نہایت عمدہ طرز پر آنحضرت صلعم کی سوانحعمری اور آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بالآخر یہ بتایا گیا ہے۔ کہ آپ ہر پہلو سے مخلوق کے لئے نمونہ تھے۔ اس کیلئے بھی بہت مناسب ہوگا کہ سب احباب اپنے نام پہلے سے درج رجسٹر کرادیں۔ تاکہ انہیں کتاب عین وقت پر پہنچ سکے۔

نوٹ :- سب احباب آرڈر دیتے وقت یا نام رجسٹر کراتے وقت مجلد یا غیر مجلد ضرور لکھا کریں۔ تاکہ ہمیں کتاب کے بھیجنے میں کوئی غلطی نہ ہوسکے۔

مشورہ

چونکہ اکثر کتب ہمارے پاس روپے اوپر کی قیمت والی ہوتی ہیں اور بعض جو روپے سے کم قیمت کی ہوتی ہیں وہ بھی ایسی ضروری کہ جن کی احتیاط سے رکھنے کی بہت ضرورت ہوتی ہے اس لئے بہت اچھا ہوگا۔ کہ سب احباب ہم سے کتب مجلد ہی طلب فرمایا کریں جس سے ہمیں یہ فائدہ ہوگا۔ کہ ہم اُن کے بھروسہ پر سب کتب مجلد کرالیا کرینگے جس سے وہ خراب نہ ہونگی۔ اور ہمارے احباب کرام کو یہ فائدہ ہوگا۔ کہ انہیں الگ طور پر ایک ایک کتاب مجلد نہ کرانی پڑیگی جس سے کہ خرچ کی بھی کفایت ہوگی (مینجر)

مینجر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ناظرین کرام کی اطلاع کے لئے عرض ہے۔ کہ :-

حریت پریس کی مطلوبہ دوہزار کی ضمانت داخل کردیگئی ہے۔ اب انشاء اللہ پہلا پرچہ ۹ جون کو شائع ہو جائیگا۔ اور بدستور سابق شان سے باقاعدہ اسکی اشاعت شروع ہو جائیگی۔

پہلا نمبر ۸ صفحات پر نکلے گا۔ جس میں مشہور اہل قلم حضرات کے مضامین مسئلہ خلافت کے متعلق ہونگے چونکہ عملہ کی ایک ماہ کی بیکاری کی وجہ سے تقریباً آٹھ سو روپیہ کا نقصان دفتر کو برداشت کرنا پڑا ہے اسلئے بطریق امداد پہلا نمبر چار آنے (۴؍) کو فروخت کیا جائیگا۔

دفتر روزنامہ "حریت" دہلی
سے مل سکتا ہے۔

جلد ۷ | مقام اشاعت احمدیہ بلڈنگس لاہور یکشنبہ مورخہ ۲ شوال ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۲۰ جون ۱۹۲۰ء | نمبر ۹۵

کلام الامام امام الکلام

دلائل صداقت مسیح موعود علیہ السلام

(گذشتہ سے پیوستہ)

قوم کے لوگو! اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
کیا تماشا ہے کہ میں کافر ہوں تم مومن ہوئے
پھر بھی اس کافر کا حامی ہے وہ مقبولوں کا یار
کیا عجیبی بات ہے کافر کی کرتا ہے مدد
وہ خدا جو چاہئے تھا مومنوں کا دوستدار
اہل تقویٰ تھا کرم دین بھی تمہاری آنکھ میں
جس نے ناحق ظلم کی رہ سے کیا تھا مجھ پہ وار
بے معاون میں نہ تھا تھی نصرت حق میرے ساتھ
فتح کی دیتی تھی وحی حق بشارت بار بار
پر مجھے اس نے نہ دیکھا آنکھ اُسکی بند تھی
پھر سزا پا کر لگا یا سر و دنبالہ دار
نام بھی کذاب اُسکا دفتروں میں رہ گیا
اب مٹا سکتا نہیں یہ نام تا روز شمار
اب کہو کس کی ہوئی نصرت جناب پاک سے
کیوں تمہارا متقی پکڑا گیا ہو کر کے خوار
پھر ادھر بھی کچھ نظر کرنا خدا کے خوف سے
کیسے میرے یار نے مجھ کو بچایا بار بار
قتل کی ٹھانی شریروں نے چلائے تیر مکر
بن گئے شیطاں کے چیلے اور نسل ہونہار
پھر لگایا ناخنوں تک زور بن کر اک گروہ
پر نہ آیا کوئی بھی منصوبہ اُنکو سازوار
ہم نگینوں ان کی دجّال اور بے ایماں ہوئے
آتش تکفیر کے اُڑتے رہے پیہم شرار

جواہر ریزے

اِنّی رَسُولُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا

(گذشتہ سے پیوستہ)

پھر آپ کا ایک اور نام بھی رکھا گیا۔ وہ "احمد" ہے چنانچہ حضرت مسیح نے اسی نام کی پیشگوئی کی تھی۔ مبشرًا برسولٍ یأتی من بعدی اسمہٗ احمد یعنی میرے بعد ایک نبی آئیگا جس کی بشارت دیتا ہوں اور اُس کا نام احمد ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو اللہ تعالیٰ کی حد سے زیادہ تعریف کرنے والا ہو۔ اس لفظ سے صاف پایا جاتا ہے اور سچی بات بھی یہی ہے کہ کوئی اسی کی تعریف کرتا ہے جس سے کچھ لیتا ہے۔ اور جس قدر زیادہ لیتا ہے اسی قدر زیادہ تعریف کرتا ہے۔ اگر کسی کو ایک روپیہ دیا جاوے تو اسی قدر تعریف کریگا اور جس کو ہزار روپیہ دیا جاوے وہ اسی انداز سے کریگا غرض اس سے واضح طور پر پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے سب سے زیادہ خدا کا فضل پایا ہے۔ در اصل اس نام میں ایک پیشگوئی ہے کہ یہ بہت ہی بڑے فضلوں کا وارث اور مالک ہوگا۔ پھر آپ کے مبارک ناموں میں ایک سر یہ ہے کہ محمد اور احمد جو دو نام ہیں ان میں دو جُدا جُدا کمال ہیں۔ محمد کا نام جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے جو نہایت درجہ تعریف کیا گیا ہے۔ اور اس میں ایک معشوقانہ رنگ ہے کیونکہ معشوق کی تعریف کی جاتی ہے پر اس میں جلالی رنگ ہونا ضروری ہے مگر احمد کا نام اپنے اندر عاشقانہ رنگ رکھتا ہے کیونکہ تعریف کرنا عاشق کا کام ہے وہ اپنے محبوب و معشوق کی تعریف کرتا رہتا ہے اس لئے جیسے محمد محبوبانہ شان میں جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے اسی طرح پر احمد عاشقانہ شان میں ہو کر غربت اور انکساری کو چاہتا ہے۔ اس میں سر یہ تھا کہ آپ کی زندگی کی تقسیم دو حصوں پر کر دی گئی۔ ایک تو مکّی زندگی جو تیرہ برس کے زمانہ کی ہے اور دوسری زندگی ہے جو مدنی زندگی ہے اور وہ دس برس کی ہے۔ مکہ کی زندگی میں اسم احمد کی تجلّی تھی اسی وقت آپ کی دن رات خدا تعالیٰ کے حضور گریہ وبکا اور طلب استعانت اور دعا میں گذرتی تھی۔ اگر کوئی شخص آپ کی اس زندگی کے بسر اوقات پر پوری اطلاع رکھتا ہو تو اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ جو تضرع اور زاری آپ نے اس مکی زندگی میں کی ہے وہ کبھی کسی عاشق نے اپنے محبوب و معشوق کی تلاش میں کبھی نہیں کی اور نہ کر سکیگا۔ پھر آپ کی تضرع اپنے لئے نہ تھی بلکہ یہ تضرع دنیا کی حالت کی پوری واقفیت کی وجہ سے تھی۔ خدا پرستی کا نام و نشان چونکہ مٹ چکا تھا۔ اور آپ کی روح اور خمیر میں اللہ تعالیٰ نے ایمان رکھکر ایک لذت اور سرور آچکا تھا۔ اور فطرتاً دنیا کو اس لذت اور محبت سے سرشار کرنا چاہتے تھے اُدھر دنیا کی حالت کو دیکھتے تھے تو اُن کی استعدادیں اور فطرتیں عجیب طور پر واقع ہو چکی تھیں۔ اور بڑے مشکلات اور مصائب کا سامنا تھا۔ غرض دنیا کی اس حالت پر آپ گریہ وزاری کرتے تھے اور یہانتک کرتے تھے کہ قریب تھا کہ جان نکل جاتی۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کرکے فرمایا ہے لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مؤمنین۔ یہ آپ کی متضرعانہ زندگی تھی۔ اور اسم احمد کا ظہور تھا۔ اُسوقت آپ ایک عظیم الشان توجہ میں پڑے ہوئے تھے اس توجہ کا ظہور مدنی زندگی۔ اور اسم محمد کی تجلی کے وقت ہوا۔ جیساکہ اس آیت سے پتہ لگتا ہے۔ واستفتحوا وخاب کلّ جبّار عنید ○

(باقی دارد)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ شملہ میں بخیریت ہیں اور درس کا سلسلہ بدستور جاری ہے حضرت خواجہ صاحب کی اہلیہ بہت بیمار ہیں احباب اُن کی صحت کے واسطے دعا فرماویں۔

احمدیہ بلڈنگس میں نماز عید الفطر بروز شنبہ قائم ہوئی جب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے خطبہ فرمایا۔ جس میں آپ نے اسلامی دُنیا کی موجودہ مشکلات کو دُور کرنے کا اصلی طریقہ جو ہمیں قرآن کریم سکھلاتا ہے اس کی یاد دلائی۔ مقامات مقدسہ خلیفۃ المسلمین سے چھینے جا رہے ہیں اور نااہلوں کے سپرد ہو رہے ہیں۔ قرآن کریم کا ہمارے ساتھ وعدہ ہے کہ اس کے محافظ متقی لوگ ہوں گے۔ تو کیا وہ لوگ متقی ہیں۔ کیا تمام دُنیا کے مسلمان اُن کو نیک و پاک سمجھتے ہیں۔ یا خائن و غدار اور باغی؟ اس واسطے ہم اس بات سے ناامید نہیں کہ یہ اماکن مقدسہ حوالہ اغیار ہونگے جن پر نہ ہمیں اعتماد ہے اور نہ خس و خاشاک کی طرح اُن کی عزت ہمارے دل میں ہے۔ ہمیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے یہ تازیانہ ہے۔ کاش کہ مسلمان تقوے اختیار کریں اور قرآن کریم کے احکام کو اپنا دستور العمل بنا دیں تاکہ خداوند تبارک و تعالیٰ ان مصائب کو دُور کرے۔!

چونکہ مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ ماہ جون کو جمعۃ الوداع اور عید الفطر کی تعطیلیں تھیں اسواسطے اشاعت اخبار میں تاخیر ہوگئی۔

خاکسار (ایڈیٹر) کی والدہ مکرمہ بقضائے الٰہی فوت ہوگئی ہیں احباب سے درخواست ہے کہ نماز جنازہ غائب پڑھیں۔

احمدیہ مسلم پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ... پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۲۰ء نمبر ۹۵

اعلیٰحضرت محی الدین والملت حضور نظام اور مسئلہ خلافت

اعلیحضرت محی الملت والدین ہز اگزالٹیڈ ہائینس میر عثمان علی خان شہریار دکن کی آستان ابد قرار کے ساتھ بیکس بے بس خانماں برباد مسلمانان ہند کو اخوت و استنان۔ عقیدت اور شکر آمیز ارادت کے جو گوناگوں جذبات صادقہ وابستہ کئے ہوئے ہیں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ حضور اقدس نظام عالی مقام کی ذات گرامی خراب آباد ہند کے مطلع حکومت پر ایک کوکب درخشندہ اور اختر تابندہ کا حکم رکھتی ہے جسکی درخشندگی اور تابندگی آسمان ہندوستان میں گذشتہ عظمت و اقتدار اسلامیہ کی یاد عزیز کو تازہ کرتی ہوئی ہماری روحوں کے لئے سامان بیتابی و بالیدگی بہم پہنچاتی رہتی ہے اس تاریخی اور سیاسی حیثیت پر حضور انور کی دستار افتخار میں احترام و احیائے شعائر و علوم اسلامی کے طغرائے امتیاز نے مسلمانوں کو دولت آصفیہ کا حلقہ بگوش اور دعاگو بنا رکھا ہے۔ بندگان عالی کے گوناگوں احسانات و نوازشات کا بار گراں مسلمانان ہند پہلے ہی محسوس کر رہے تھے۔ لیکن جامعہ مبارکہ عثمانیہ کے قیام نے کہ ملت بیضا کی روایات روشنی کی تجدید کی بہترین توقعات اسی سے وابستہ ہیں یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ مسلمانان ہند حضور ممدوح کے بار منت و احسان سے ہرگز ہرگز سبکدوش نہیں ہو سکتے نہیں جذبات اسلامیہ سے مجبور ہو کر مسلمانان ہند نے اس تنزل و انحطاط کے زمانہ میں ان نوازشات کے اعتراف احسانمندانہ کے طور پر حضور انور کو محی الملت والدین کے قابل رشک لقب اسلامی سے یاد کرتے ہوئے عہد اسلامیہ کی گذشتہ روایات تابناک کو زندہ کر دکھایا۔

محی الملت والدین شہریار دکن کو بنا بریں اسلامیان ہند کا قافلہ سالار سمجھا جاتا ہے۔ اور برطانوی ارباب حکومت نے اس نکتہ کو خوب سمجھ لیا ہے کہ مسلمانان ہند حضور نظام کے فرمان واجب الاحترام کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کے لئے ہر وقت آمادہ و تیار ہیں۔ اسلامیان ہند کو ابتک اس فرمان مبارک کا مضمون یاد ہے۔ جس کے ذریعہ حضور ممدوح نے مسلمانان ہند کو دوران جنگ میں کہ سلطنت برطانیہ ایک جان فرسا اور ہوش ربا کشمکش حیات میں مصروف تھی ایک محبوبانہ انداز دلنواز میں حکومت برطانیہ کی ہر ممکن اعانت کی تلقین کی تھی۔ مسلمانان ہند نے اس ایمائے خسروی کے امتثال کے لئے اپنے آپ کو بدل و جان تیار پایا۔ اور ارباب بینش سے مخفی نہیں کہ مسلمانان ہند کے قلوب پر اس اعلان مبارک کا اثر جناب لائیڈ جارج کے خود غرضانہ مواعید و اعلانات سے کہیں زیادہ گہرا اور کارگر ثابت ہوا۔

لیکن جب وہ جنہیں اپنی توپوں اور گولوں پر ناز تھا وہ جو زمین و آسمان کو تہ و بالا کر ڈالنے کے لئے اٹھے تھے۔ اور وہ جنہیں ایک تہذیب نو کے قصر دلفریب کی بنیادوں کو استوار کرنے کا دعویٰ تھا۔ مفتوح و مغلوب ہو گئے۔ اور انکے ساتھ ہی بلایں دیچارہ ترک کہ چار سو سال سے اسلام کی خاطر سر بکف رہا ہے ترک وہ پاکباز اور سرفروش خادم و مجاہد اسلام بھی یورپ کے دام حرص و آز میں گرفتار ہو چکا۔ تو دول یورپ کی ایمانداری اپنی شان حقیقی میں آشکارا ہونے لگی۔ جب بلند بانگ اعلانات کی تشریحات و تاویلات خفائے عالم میں سمع خراشی مسلم کے لئے آمادہ ہو کر [illegible] تو مسلمانان ہند کے دل میں بھی مسلمانان عالم کی طرح [illegible] کی تخریب و تذلیل کے متعلق گوناگوں خطرات جاگزین ہونے اور [illegible] سے نکل چکا تھا۔ تو انہیں یہ احساس [illegible] فسانہ بر انداز نہیں بنکر گلشن اسلام [illegible] سایہ دار کو اپنی ناعاقبت اندیشی کے نامعقول [illegible] واقعات مابعد نے ان خطرات

کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور خلافت اسلامیہ وعدہ خلافیوں اور احسان فراموشیوں کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھائی جانے لگی۔ تو ہندوستان میں بے بسی اور بیقراری کی آگ مشتعل ہو گئی۔ اور بیکسوں اور بے بسوں سے وہ شور و غوغا بلند ہوا جو ایک آخری شاندار اسلامی سلطنت کے تہ و بالا ہو جانے پر کوئی غیر معمولی اندازہ کھانا نہیں سمجھنا چاہئے تھا لیکن۔ ع۔ اس گھر کو آگ لگ گئی اپنے چراغ سے۔ جو بر محل اور صحیح تقدیر مسلمانان ہند کے دل میں جائز طور پر جاگزین ہو چکا ہے وہ اُن کی آئندہ نسلوں کو بھی صدیوں تک عرق انفعال اور رشک ندامت میں غرق کئے رکھے گا۔

بہر حال برطانوی ہند کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی اسلامی ریاستیں بھی اس رقص بسمل کا تماشا دیکھتی رہیں اور اعلیٰ حضرت شہریار دکن بھی اس جذبہ سے متاثر ہوئے بغیر کیونکر رہ سکتے تھے۔ اور حضور والا نے وزیر ہند کی خدمت میں اپنے خیالات کا خاکہ پیش کر دیا۔ اور مسلمانان ہند کے مطالبات کو اپنے طریق تاجدارانہ میں گوش گذار کر دیا۔ مسلمانان ہند اور قافلہ سالار اسلامیان ہند کی جداگانہ نیابتوں اور سفارشوں کا جو المناک حشر ہوا قلم میں طاقت نہیں کہ ان کی ناکامی و نامرادی کی روئیداد صفحہ قرطاس پر رقم کر سکے۔ اگر جگر کی خونابہ نشانی ناسور کی تراوش اور داغہائے جگر کی نمائش صفحہ قرطاس پر کی جا سکتی ہے۔ تو پھر اندوہ و الم اور اس رنج و تاسف کا نقشہ کھینچنا بھی ممکن ہے۔ دگرنہ نہیں۔

مسلمانان ہند جن کے لئے روسیاہی اور ندامت لکھی جا چکی ہے عالم اسلام کے آخری قصر سطوت و شوکت کی بنیادوں کو متزلزل ہیں دیکھکر تمام مسلمانان عالم کی طرح آتش زیر پا ہو رہے ہیں اور کشتی اسلام کو گرداب بلا میں ڈگمگاتی دیکھکر ساحل نجات کے طلبگار نالہ و شیون بلند نہ کریں تو کیا کریں۔

وہ دنیاوی سلطنتوں کے عارضی فیصلہ سے ابھی بددل نہیں ہوئے اُن کا حق و صداقت کی حمایت میں آواز اٹھانا ہی اس امر کی کافی دلیل ہے کہ باطل دیر و زود ذلیل و خوار ہو کر رہیگا۔ لیکن کیا اس ایمان پرور اپنی کوشش سے دستبردار ہو جائیں۔

حضور نظام کی اسلامی رعایا نے بھی بقدر استطاعت تحریک خلافت میں حصہ لیا۔ لیکن شرائط صلح کی اشاعت سے کچھ عرصہ پہلے سرکار عالی کی طرف سے جب ایک زبان مبارک کے ذریعہ مجالس خلافت کے انعقاد پر کچھ قیود و بندشیں عاید کی گئیں۔ تو حلقۂ عوام میں عجیب سرگوشیاں شروع ہو گئیں لیکن وہ جنہیں بارگاہ خداوندی سے سوء ظنی اور بدگمانی کی نعمت عطا نہیں ہوئی۔ انہیں یقین واثق تھا کہ بندگان عالی کی یہ کارروائی خالی از حکمت نہیں ہے۔ اور کیا ان قیود اور بندشوں کی حقیقی ذمہ وار حضور نظام کی ذات گرامی ہی ہے۔ واقعات مابعد نے بھی انہیں دونوں خیالوں کی تائید کی۔ لیکن شرائط صلح کی اشاعت کے بعد سرکار عالی کی حکومت ابد قرار کی روشنی نے ایک تشویشناک صورت معاملات پیدا کر کے ارباب بصیرت پر اُن تمام موانع و مشکلات اور مجبوریوں کو عالم آشکارا کر دیا ہے۔ جو ہندوستانی ریاستوں میں میر عثمان خان جیسے اسلام پرست حکمران کو پیش آ سکتے ہیں۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے۔ مسلمانان ہند گراموفون کے اس ریکارڈ کو سُن کر جس میں قافلہ سالار اسلامیان ہند کی آواز انتہائی آ رہی ہے۔ ہرگز تسکین پذیر نہیں ہوئے۔ شقی ازلی ہے وہ جو میر عثمان خان کی اسلام پرستی پر حرف لانا جائز سمجھتا ہو اور بدگمانی رکھتا ہو کہ اجلاس خلافت کے انعقاد کے احکام امتناعی شیدایان اسلام کی نظر بندی اور اخراج۔ خود فراموشانہ اور سرفروشانہ سرگرمی و جانبازی سے خدام اسلام کی ملازمت سرکار سے برطرفی حضور ممدوح کے لئے باعث سوہان روح نہ ہوئی ہوگی۔ مسلمانان ہند نے حکومت سرکار عالی سے اُن فرامین مبارک پر نظر ثانی کرنے کی استدعا کے ساتھ ظاہر کر دیا ہے۔

لیکن محی الملت والدین کی مساعی جمیلہ کے لئے ابھی آئینی راہیں کھلی ہیں۔ اور ہم نہایت ادب سے نظام عالی مقام کی بارگاہ معلیٰ میں بوساطت آل انڈیا مرکزی خلافت کمیٹی ایک تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں جو [illegible] سد باب اور سرفروشان ملت کے لئے بھی [illegible] اس میں جانسوز بجلیاں کو ندرہی ہیں جنہیں اسلام کے قصر عالی شان سے ملت سوز شعلے لپکتے ہوئے نظر آ رہے ہیں باعث تسکین ہو سکے گی۔

اعلیٰ حضرت محی الملت والدین کے معروضات پر اگر دولت برطانیہ

کے وزیر ہند نے وہ نظر التفات روا نہیں رکھی جو حضور انور کی ذات گرامی کا حق جائز تھا۔ اور اگرچہ دولت برطانیہ کو دنیا بایں وجہ کوئی بڑی اخلاقی قوت کا مظہر نہ بھی سمجھے تو اعلیٰحضرت محی الملت والدین کی راہ اسلام میں جان نثاری اور جانبازی کا یہ آخری مرحلہ نہ ہونا چاہئے۔ ضرورت ہے کہ نہایت قریبی فرصت میں مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی کے علماء کا ایک مقتدر وفد اعلیحضرت حضور نظام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر با ادب یہ استدعا کرے کہ حضور انور اس فیصلہ کو آخری نہ تصور فرما کر اپنی خسروانہ مساعی کو جاری رکھتے ہوئے اپنی زیر سرکردگی مسلم حکمرانان ہند کا ایک وفد لیکر براہ راست حضور ملک معظم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ دکھڑا سناویں۔ امید قوی ہے کہ علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال اور ہر اسلامی ریاست ہند کا والی حضور انور کی معیت میں اس اڑے وقت میں خدمت اسلام تصور کرتا ہوا فوراً روانہ ہو جائیگا۔ اگر ضرورت سمجھی جائے تو تمام والیان ریاست کی خدمت میں ہر قسم کے وفد فوراً روانہ کر دیئے جائیں۔

جب مسلمان والیان ریاست کا ایک سربرآوردہ وفد زیر سرکردگی نظام عالی مقام لنڈن پہنچیگا تو دُنیا اخوت اسلامی کا نقشہ اپنی آنکھوں دیکھ لیگی اور حاسدان بد باطن کو معلوم ہو جائیگا کہ اس وقت اسلام میں شاہ و گدا مضطرب ہو رہے ہیں اور یقیناً ملک معظم وفد کی حیثیت کو نظر انداز نہ کر سکینگے۔

ہنٹر کمیٹی کی رپورٹ

بمبئی ۱۵ ؍ جون۔ آل انڈیا ہوم رول لیگ کی شاخ بمبئی کے پریذیڈنٹ مسٹر محمد علی جناح نے ذیل کا برقی پیغام وزیر ہند کے نام بھیجا ہے :-

ہنٹر کمیٹی کی اکثریت کی رپورٹ کے متعلق آل انڈیا ہوم رول لیگ کی شاخ بمبئی کی کونسل کا خیال ہے کہ یہ رپورٹ سر مائیکل اوڈوائر اور وائسرائے کی سخت غیر منصفانہ اور ناجائز حمایت کی دستاویز ہے جنرل ڈائر کے سفاکانہ جرم پر محض اظہار ملامت کر دینا بالکل ناکافی ہے۔ یہ کونسل حضور ملک معظم کی گورنمنٹ کو متنبہ کرتی ہے کہ جن عہدہ داروں کے خلاف جرم پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے ان کے متعلق نہایت بیدلی سے کارروائی کی گئی ہے۔

جب تک جرائم مرتکبہ کے متعلق سخت کارروائی نہ کی جائے گی۔ اس وقت تک آئندہ رحیمی حکومت کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ صورت معاملات پیدا ہو رہی ہے۔ یہ صورت حالات مسئلہ پنجاب کی ناانصافیوں سے اور بھی زیادہ ہو گئی ہے اگر دونوں غلطیوں کا مداوا مناسب وقت کے اندر اندر نہ کیا گیا تو اصلاحات کا عمل خطرے میں پڑ جائے گا۔ حضور شاہزادہ ویلز کا خیر مقدم مشتبہ ہو جائیگا۔ اور لوگ تحریک عدم تعاون میں شریک ہو جائیں گے۔

فلسطین

برطانی پالیسی کا اعلان

لنڈن ۱۳ ؍ جون۔ سر ہربرٹ سیموئل نے اپنی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ فلسطین میں کامل مذہبی آزادی بحال رکھی جائیگی۔ متبرک مقامات متعلقہ مذاہب کے معتقدین کی نگرانی میں رہیں گے۔ ملک میں شہری انتظام فوراً بحال کر دیا جائیگا اعلیٰ عہدے برطانی حکام کو ملیں گے دوسرے عہدے مقامی آبادی کو بلا امتیاز مذہب دیئے جائینگے امن و امان استقلال سے قائم کیا جائیگا۔ ملک کی اقتصادی ترقی میں سرگرم کوشش کی جائیگی یہودیوں کا قومی مسکن بنانے کی تجاویز عمل میں لائی جائینگی۔ سڑکیں ریلیں بندرگاہیں اور بجلی کی طاقت بہم پہنچانے کا انتظام کیا جائیگا۔

اراضی اعلیٰ طور پر کاشت ہوں گی۔ بنجر زمینیں قابل زراعت بنائی جائیں گی۔ جنگلات کا انتظام کیا جائے گا۔

ملیریا کا استیصال ہو گا۔ شہروں اور دیہات میں صنعت و حرفت کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ اور باہر سے آکر بسنے والے لوگوں کو سہولت بہم پہنچائی جائے گی۔

(ماخوذ از زمیندار)

اسلام اور اصلاح حکومت

(سلسلہ اشاعت مورخہ)

مشاورت فی الامر | جمہوریت کی دوسری خصوصیت یہ ہے۔ کہ امورِ سلطنت ملک کے اہل رائے اصحاب کے مشورہ سے انجام پائیں۔ اس نقطۂ بحث پر ہمیں زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں قرآن مجید نے خود اس کا فیصلہ کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اسلام کے اعتقاد میں بالکل معصوم ہیں انکو بھی خدا نے باہمی مشورہ کا حکم دیا ہے

وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ (آل عمران)

اور کام میں اُن لوگوں سے مشورہ لے اور جب عزم کرے تو خدا پر بھروسہ کر

خدائے پاک نے مسلمانوں کی تعریف ان اوصاف کے ساتھ کی ہے۔

والذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم ومما رزقنٰھم ینفقون ہ (شوریٰ)

اور جو لوگ خدا کا حکم قبول کرتے ہیں نماز پابندی سے پڑھتے ہیں اور جن کا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے اور جو ہم نے انکو دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

ان دو آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے تمام عام معاملات باہمی مشورہ سے طے ہونے چاہئیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کی قابل ہے کہ اسلام نے مشورہ دستوری کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ یہ موخر الذکر آیت جس سورۃ میں واقع ہے اس کا نام ہی اُس نے سورۃ شوریٰ قرار دیا ہے ؛

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رض کا شوریٰ کے متعلق کیا طرز عمل تھا۔ اس کا جواب احادیث ذیل سے معلوم ہوگا ؛

عن عبد اللہ بن عمرؓ کتب ابوبکر الصدیق الیٰ عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاورنا فی الحرب فعلیک بہ (کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۶۳)

عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عمرو بن العاصؓ کو لکھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں ہم لوگوں سے مشورہ کرتے تھے۔ تم بھی ایسا کرو۔

اس حدیث سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ دونوں کا طرز عمل معلوم ہوتا ہے۔

عن ابن شھاب کان عمر بن الخطاب اذا نزل الامر المعضل دعا الفتیان فاستشارھم یبتغی حدۃ عقولھم ہ (کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۶۳)

ابن شہاب سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو کوئی مشکل امر پیش آتا تھا۔ تو نوجوانوں کو بلا کر اُن سے رائے طلب کرتے تھے۔ تاکہ اُن کی ذکاوت کی پیروی کریں

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علاوہ ہر امر اہم میں لوگوں سے مشورہ لیتے تھے۔ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شروع ہی سے نوجوانوں کو امورِ سیاست میں غور و فکر کرنے کا عادی بناتے تھے۔

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ خلفائے راشدین رض کو جب کوئی مشکل درپیش ہوتی تھی یا کسی اہم امر کا فیصلہ مطلوب ہوتا تھا تو منادی الصلوٰۃ جامعۃ کہکر اعلان کرتا تھا۔ تمام مسلمان مسجد نبوی میں آکر جمع ہوتے تھے۔ اکابر صحابہؓ خاص طور سے شریک مجلس ہوتے تھے۔ خلیفہ منبر پر چڑھ کر حمد و نعت کے بعد ایک مختصر تقریر میں حاضرین کے سامنے مسئلہ پیش کرتا تھا۔ اہل الرائے لوگ باری باری سے تقریریں کرتے تھے اور آخر میں اس کا فیصلہ ہوتا تھا۔ اس قسم کے مجالس میں جو واقعات طے ہوئے اگر تفصیل کے ساتھ ان کو بیان کیا جائے تو بحث بہت طویل ہو جائیگی۔ اسلئے ہم صرف واقعات کے اجمالی اشارات پر اکتفا کرتے ہیں

عہدِ رسالت ۔ اذان ۔ تکذیب واقعۂ افک ۔ فدیۂ اسیران جنگ بدر ۔ جنگ احد میں مدینہ سے باہر نکلکر لڑنا غزوۂ خندق میں مدینہ میں محصور ہو کر لڑنا وغیرہ۔

عہد خلافت راشدہ ۔ ترتیب قرآن مجید۔ جنگ اہل ارتداد ، جنگ شام ، مجوسیوں سے جزیہ لینے کی بحث ، عراق و شام کے ملک کو فوج کی جاگیر میں دینے کی بحث ، نہاوند کی لڑائی میں حضرت عمرؓ کی شرکت کی بحث ، بعض عمال اور گورنروں کا تقرر ، سپہ سالاروں کا انتخاب ، تقسیم غنیمت ، فوج کی تنخواہ سنہ ہجری کا تعین ، غسل جنابت بغیر انزال کی بحث ، دفاتر کی ترتیب ، حربی ملک میں داخل ہونے کی بحث ، غیر قومی تجارت پر محصول ، جنگ افریقہ ،

عدم ترجیح | جمہوریت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ بادشاہ یا پریسیڈنٹ کو عام افراد قوم پر ترجیح اور امتیاز نہ ہو۔ یہ خصوصیت اسلام میں جس قدر نمایاں ہے۔ وہ یقینا کہ آج امریکا اور فرانس کی جمہوری سلطنتوں میں بھی پیدا نہیں ہے واقعات کی ضرورت نہیں خلفائے راشدین کی مجامع عامہ کی تقریریں۔ اُن کی زبان کے نکلے ہوئے فقرے غیر قوموں کی بادشاہ پرستی کے مقابلہ میں سفرائے اسلام کی گفتگو میں یہ تمام تصریحات ہمارے دعوے کی دلیلیں ہیں۔ حضرت ابوبکر **صدیق** رض نے اپنی خلافت کے وقت جو سب سے پہلی تقریر کی اس کے بعض فقرے یہ ہیں

یا ایھا الناس قد ولیت امرکم ولست بخیرکم ..... ایھا الناس انا متبع ولست بمبتدع فان احسنت فاعینونی وان زغت فقوّمونی (ابن سعد قسم اول جزء ثالث۔ ص ۱۲۹)

لوگو! میں تمہارا خلیفہ مقرر ہوا ہوں گو میں تم سے بہتر نہیں ہوں لوگو! میں پیرو ہوں۔ کوئی نئی بات کرنے والا نہیں ہوں۔ ٹھیک کام کروں۔ تو مجھے مدد دو۔ اور اگر میں کج ہوں تو مجھے سیدھا کرو۔

فتح شام کے بعد ایک مجلس شوریٰ میں ایک مسئلہ میں جب اختلاف آرا ہوا۔ حضرت عمر **فاروق** رض نے طویل خطبہ پڑھا۔ جس کے چند الفاظ یہ ہیں

فانی واحد کاحدکم ..... ولست ارید ان تتبعوا ھذا الذی ھوی۔ (کتاب الخراج قاضی ابو یوسف ص ۱۵)

کیونکہ میں بھی تم میں سے ایک کے برابر ہوں ..... میرا یہ منشا نہیں کہ میں جو چاہتا ہوں اسکو آپ لوگ بھی مان لیں

حضرت عمر رض نے ایک موقعہ پر لوگوں سے کہا

اخبرکم بما یستحل لی منہ حلتان حلۃ فی الشتاء وحلۃ فی القیظ. وما احج علیہ واعتمر من الظھر وقوتی وقوۃ اھلی کقوت رجل من قریش لیس باغناھم ولا بافقرھم ثم انا بعد رجل من المسلمین یصیبنی ما اصابھم (ابن سعد جزء ثالث قسم اول ص ۱۹۸)

میں خود بتاتا ہوں کہ بیت المال سے مجھے کتنا لینا جائز ہے دو جوڑے کپڑے ایک جاڑے اور ایک گرمی کا اور ایک سواری جس پر حج اور عمرہ ادا کروں اور قریش کے ایک متوسط الحال آدمی کے اخراجات طعام کے برابر اپنے اور اہل عیال کے لئے اخراجات طعام اسکے بعد میں معمولی مسلمان کے برابر رتبہ رکھتا ہوں۔ جو اُن کا حال ہوگا۔ وہ میرا حال ہوگا۔

حضرت **معاذ بن جبل** ایک بڑے پایۂ کے صحابی ہیں۔ روم کے دربار میں وہ سفیر بنکر گئے تھے۔ رومی سرداروں نے قیصر کے جاہ و جلال اعزاز و اختیارات سے انکو مرعوب کرنا چاہا۔ یہاں مسلمانوں پر دوسرا رنگ چھایا ہوا تھا۔ حضرت معاذ نے اسکے مقابلہ میں امیر عرب کے اختیارات کی جن الفاظ میں تصویر کھینچی۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

وامیرنا رجل منا ان عمل فینا بکتاب دیننا وسنۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اقررناہ علینا وان عمل بغیر ذالک عزلناہ عنا وان ھو سرق قطعنا یدہ وان زنا جلدناہ وان شتم رجلا منا شتمہ کما شتمہ وان جرحہ اقادہ من نفسہ ولا یحتجب منا ولا یتکبر علینا ولا یستاثر علینا فی فیئنا الذی افاءہ اللہ علینا وھو کرجل منا (فتوحات ازدی ص ۲۵ کلکتہ)

ہمارا سردار ہم میں کا ایک فرد ہے اگر ہمارے مذہب کی کتاب اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم انکو اپنا سردار باقی رکھیں۔ اور اگر ان کے سوا وہ کسی اور چیز پر عمل کرے تو ہم اُسکو معزول کر دیں۔ اگر وہ چوری کرے تو ہاتھ کاٹیں اور اگر زنا کرے تو سنگسار کریں۔ اور اگر وہ کسی کو گالی دے تو وہ بھی اُسکو اسی طرح گالی دے۔ اگر وہ کسی کو زخمی کرے۔ تو اُس کا بدلہ دینا پڑے۔ ہم سے چھپکر پردہ میں نہیں بیٹھتا۔ ہم سے غرور نہیں کرتا۔ مال غنیمت میں اپنے کو ہم پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ وہ ہم میں ایک معمولی آدمی کا رتبہ رکھتا ہے۔

ان الفاظ کو غور سے پڑھو۔ اور پھر پڑھو۔ کیا اس سے واضح تر الفاظ میں جمہوریت کی حقیقت ظاہر کی جا سکتی ہے۔؟ کیا حکومت عام کی اس سے بہتر توضیح ہو سکتی ہے ؟ ؟ (المندوہ)

اطلاع ۔ احباب کرام کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ خط و کتابت کرتے وقت چٹ خریداری کا نمبر ضرور دیا کریں کہ تعمیل میں سہولت ہو ؛ (مینیجر)

اُمتِ رسول کریم صلعم کی شان

(از قلم خلیفہ عبد الحکیم کاتب)

اُمّت ہو اُس نبی کی ! پیارا ہے جو خدا کا
دُنیا میں اے عزیزو! پھر ڈر ہے کس بلا کا
صدہا مصیبتوں کا آماجگاہ ہوئے کیوں ؟
مطلق نہیں ہے دِل میں کچھ شوقِ اقتدا کا
قرآن پاک سے جب مہجور ہو گئے تم
پھر آگیا زمانہ صدرنج و ابتلا کا
فرمانروائے عالم کا فخر تم کو حاصل
تھا عزّ و فخر اُمّت اُس شاہِ انبیا کا
تابع نبیؐ کے تھے جو سو جان و دل سے قربان
تھا محویت میں خاصہ ایثار او وفا کا
حُبِّ حبیبِ صادق میں دل گداز و بریاں
مقصود عین حاصل اللہ کی تھا رضا کا
تم میں نہیں رہے ہیں آثارِ اُمتی جب
ذلت نصیب ہردم پردہ پھٹا حیا کا
بے باک ہوگئے ہو۔ دِل سنگ ہو گئے ہیں
تقویٰ نہیں رہا ہے۔ نہ ڈر ہے کچھ خُدا کا
ہے صورتِ رہائی آفات سے عزیزو!
کیجیو قبول دل سے فرمانِ کبریا کا
گر آنحضور صلعم کے اُمّتی بنو گے
ہرگز نہیں ہے تم کو پھر ڈر کسی بلا کا
دشمن ذلیل و رسوا برباد ہو مٹینگے
ہوگا جو حکم نافذ اللہ کی قضا کا
سب تفرقے مٹا دو ! بن جاؤ بھائی بھائی
حقا یہی طریقہ ہے نصرتِ خُدا کا
وطنِ خودی کو چھوڑو ملکِ صلح کو دوڑو
ہجرت کا راہ یہی ہے رستہ ہے یہ ھُدیٰ کا

ریویو

"پنجاب سنٹرل ٹریڈنگ کمپنی لاہور کے زیر اہتمام تاریخی ادبی ، صالحان سلف کی مختلف سوانح عمریاں اور دیگر نہایت دلچسپ اور مفید کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ گلدستہ نظم اُن کی تازہ ترین اشاعت اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ جو اپنی لکھائی چھپائی اور کاغذ کی نفاست سے بہت مرغوب طبع ہے۔ اخلاقی ادبی ، قومی نظموں کا مجموعہ مرتب کرنے میں کمپنی نے حق انتخاب کی داد دی ہے تمام مشہور شعراء جو اس وقت ہندوستان کے افق پر درخشندہ نجوم کی طرح روشن ہیں اُن کے پاکیزہ خیالات کے چمنستان سے چن چن کر واقعی ایک گلدستہ تیار کیا گیا ہے اور پھر ۸؍ معہ محصول ڈاک قیمت بھی کوئی زیادہ نہیں رکھی گئی ؛

. . . .

رسید زر

فہرست زر چندہ جماعت پشاور معرفت میرزا نذر علی صاحب

(۱)	شیخ ہدایت اللہ صاحب	؏
(۲)	ڈاکٹر نظام الدین صاحب ...	؏
(۳)	مستری میاں محمد تقی صاحب	؏
(۴)	غلام حسن خان صاحب تحصیلدار	؏
(۵)	مستری عبد العزیز صاحب	؏
(۶)	محمد رمضان صاحب	؏

میزان کل للعہ

فیس منی آرڈر ۔ ؏

توسیع اشاعت

احباب کرام توسیع اشاعت اخبار کا ہمیشہ خیال مد نظر رکھکر حتے الوسع کوشش فرما کر ایک ایک دو دو خریدار پیدا کر کے اس قومی پرچہ کی امداد میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں ؛

مراسلات

ہر کلمہ گو مسلمان کو دعوت اتحاد

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از قلم شیخ غلام حسن صاحب)

اللہ تعالیٰ نے جنت اور اہل جنت کا یہ نشان مقرر کیا ہے کہ وہاں لغو اور کذب نہ سنا جائیگا۔ اور مومنین لغو اور بیہودہ باتوں سے محترز رہتے ہیں پس ہم مسلمان ہو کر کس طرح گوارا کر سکتے ہیں کہ اپنے اخصب الامین کے خلاف عملدرآمد شروع کریں۔ اور وہ چیز جس کی امید پر ہم دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں اسکو اس عالم میں اپنے غیر مطبوع طرز گفتار و کردار سے اپنے اوپر حرام کریں مشرکوں کی مجلس میں جا کر تو ہم محض حصول اتفاق کے لئے شرک کی باتیں سنکر خاموش رہ سکتے ہیں۔ لیکن وائے افسوس کہ خود مسلمانوں سے یہ سنکر کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمان پر نہیں گئے۔ بلکہ طبعی موت سے فوت ہو گئے۔ ہم نعل در آتش ہو جاتے ہیں۔ اور غصہ سے بیتاب ہو کر ہم میں تحمل اور وقار باقی نہیں رہتا۔ اور اسقدر فحش گالیاں اپنی زبانوں پر لاتے ہیں کہ جن کے سننے کی کوئی شریف انسان تاب نہیں لا سکتا

پیارے حضرات! تم کو بڑا غصہ حضرت میرزا صاحب کے دعوے پر ہے کہ انہوں نے اپنے آپکو مجدد اور مسیح موعود کے رنگ میں پیش کیا۔ آپ کی توجہ صرف ایک امر کی طرف منعطف کرائی جاتی ہے۔ آپ نمازوں میں ہر رکعت کے اندر سورۃ الفاتحہ پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگتے ہیں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم خود قرآن شریف ہمیں بتاتا ہے کہ منعم علیہ گروہ میں نبی اور صدیق اور شہداء اور صالحین شامل ہوتے ہیں۔ پھر الحمد شریف ہم نے خود نہیں بنائی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو سکھائی ہے اور خود ہی فرمایا ہے کہ اسکو نمازوں میں پڑھو۔ سبع المثانی اسی کو قرار دیا ہے اور تکرار اور مشتملین کے متعلق بھی اس کا بہ قرآن عظیم کی نعمت کا خطاب دیا جاتا ہے۔ پس کیا یہ کوئی معمولی نعمت ہے۔ کیا آپ کے نزدیک یہ صرف زبانی پڑھنے ہی کے لئے ہے۔ لیکن اسپر وہ انعامات مترتب نہیں ہوتے۔ جس کی تفصیل قرآن عظیم کے اندر آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر نعوذ باللہ یہ الزام آتا ہے کہ اس نے ہمیں ایسی دعا کیوں سکھائی۔ کہ جو خشک ٹہنی کی طرح بے ثمر ہے۔ لیکن یہ ہمارا اپنا ہی اندھا پن ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے افضال کو خشک شاخ کی طرح قرار دیتے ہیں۔ جس صورت میں انبیاء بھی منعم علیہ گروہ میں شامل ہیں اور ہم ہر نماز کی ہر ایک رکعت میں منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کے لئے دعا کرتے ہیں تو پس نبوت کی نعمت کا اثر باطل نہیں ہو سکتا وہ شخص جس میں قدرت نے نبوت کے خصائص کا حصہ دیا ہے وہ ان عظیم الشان انعامات سے کیونکر محروم رہ سکتا ہے۔ ہم نے تسلیم کیا۔ کہ نبوت کا دروازہ مسدود ہے لیکن خود آخر الزمان نبی صلعم نے فرمایا۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ نبوت سے مبشرات باقی ہیں۔ اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری ہے اور کبھی ختم نہیں ہو سکتا جب تک لوگ منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کے لئے دعائیں مانگتے رہیں گے ان کو ان کی استعداد کے بموجب منعم علیہ گروہ میں سے حصہ دیا جائیگا۔

اگر کسی شخص میں صدیقیت کے خصائص ہیں تو وہ صدیق کے مراتب عالیہ سے حصہ پائیگا۔ شہادت کے حقدار شہید اور صالحیت کے موزون صلاحیت کے وارث بنائے جائینگے لیکن نبوت کا دروازہ قطعی طور پر چونکہ بند ہو چکا ہے اس لئے نبوت کے نشانوں میں سے مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ باقی ہیں اور اس گرامی پایہ شخص کو اللہ تعالیٰ اخبار غیبیہ سے بھی اطلاع بخشتا ہے۔

میرا مقصد صرف یہ ہے کہ انسانوں کو انکی استعداد اور قابلیتوں کے مطابق اخبار غیبیہ میں سے کچھ نہ کچھ حصہ دیا جاتا ہے حضرت مرزا صاحب مرحوم کے حالات زندگی پر لبثت نیکم عمراً افلا تعقلون کے ماتحت غور و خوض کرنا ضروری ہے۔

نیز متعلق شہادتوں نے اس امر کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ حضرت میرزا صاحب کامل المجاہدہ اور عظیم المرتبت انسان تھے۔ انہوں نے بار ربانی کی راہوں کو حاصل کرنے کے لئے بہت بڑی کوششیں کیں۔ اور اپنی نفسانی آلائیشوں کو کلیتہً پاک کر کے مقبول بارگاہ الٰہی بن گئے۔ مخالفوں کے مقابلہ پر خود انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ کہ اے پروردگار۔ اگر تو مجھے فاسق اور فاجر سمجھتا ہے تو مجھے تباہ کر دے اور زمرۂ اغیار کو خوش و خرم اور مسرور بنا دے۔ یہ دعائیں ابتدائی زمانہ کی ہیں۔ لیکن ان کے بعد وہ ایک کثیر عرصہ تک زندہ رہے اور دنیا میں پورے طور پر قائز المرام ہو کر طبعی وفات سے ہم آغوش ہوئے۔ یہ واقعات سرسری نہیں۔ بلکہ ان پر اگر کوئی عاقل جس قدر بھی غور کرے کم ہے۔ ایک عاجز انسان یکہ و تنہا ہوتے ہوئے اپنی نصرت کا اعلان کرتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ صلحاء اور علماء اور فضلاء کی جماعت کثیر ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے بد دعائیں کی جاتی ہیں۔ لیکن وہ عظیم الشان جو عاقبت الامور میں اپنی کامیابی کا دعویٰ بیانگ دہل بلند کرتا ہے۔ اپنے مخالفوں کی ذلت کے سامنے اپنی صریح کامیابی ملاحظہ کرتا ہے اور افواج در افواج لوگوں کو اپنی بیعت میں لیتا ہے اور صالح اور نکوکار اور پاکباز انسانوں کی ایک جماعت عظیم پیدا کر لیتا ہے۔ کہ خود جنکے شدید ترین مخالفین کی زبان سے جن کے اتقاء اور کمال علم و فضل کی داستانیں سنی جاتی ہیں لیکن بایں ہمہ تعصب نے ان کو ایسا اندھا کر دیا ہے۔ کہ جب موقعہ شہادت کا آتا ہے۔ تو اس شخص کے مخالفین سے ملکر انکی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ اور اس طریق سے صداقت کا خون کرنے میں ذرا نہیں جھجکتے۔

اے عزیزو! اگر تم میں کوئی اس قدر دلیر ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے والے کو گرفت الٰہی سے محفوظ اور مصئون تصور کرتا ہے۔ تو اسکو لازم ہے کہ وہ بھی اس قسم کا دعوےٰ کرے اور پھر دیکھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو وہ کس قدر قریب اور اسرع الحاسبین پائیگا۔ پس مطلب یہ ہے کہ الہام اور وحی کے معاملہ میں اور جزوی اور ظلی نبوت کے اعتبار سے جو درحقیقت مجددیت ہی کا رنگ رکھتی ہیں کوئی شخص اللہ کریم پر افترا کر کے ہرگز نہیں بچ سکتا۔ اور خصوصاً اس صورت میں کہ اسکے دعاوی کے مقابل میں تمام مسلمانوں میں ضلالت پھیلنے کا اندیشہ ہو۔ حضرت میرزا صاحب کے مخالفین حضرت موصوف کے چند الہامات کو ان کی تکفیر اور تذلیل کا موجب گردان رہے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کا حضرت میرزا صاحب کو بمنزلہ اولاد قرار دینا۔ وغیرہ وغیرہ لیکن افسوس ہے۔ کہ خود یہی الہامات ان کی کامل صداقت کا نتیجہ ہیں اور اگر وہ غلط کار اور کاذب ہوتے تو اس قدر زیرک اور دانا ہوتے ہوئے ایسے اعتراض طلب الہامات کو ہرگز شائع نہ فرماتے۔ کیونکہ وہ صریح جانتے تھے۔ کہ لوگ ان پر سخت معترض ہونگے اور اس میں بظاہر ملہم کی کمزوری اور اس کا کذب نظر آتا ہے۔

لیکن یاد رہے کہ مرزا صاحب کی صداقت کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہے کہ وہ اپنے اس قسم کے الہامات کو جو بجائے ان کو عزت دینے کے مخالفین کی نظروں میں گرا رہے ہیں۔ شائع کرنے سے رک نہیں سکے۔ لیکن مخالفین کو اس میں سخت دھوکہ لگا ہے۔ وہ ان الہامات کی بناء پر ان کو نصاریٰ سے مماثلت دیتے ہیں۔ کہ میرزا صاحب بھی اللہ تعالیٰ کی اولاد ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے نصاریٰ انجیل میں جہاں کہیں خداوند کے فرزند کا ذکر آیا ہے علانیہ اسکو واقعی معنوں میں ایسا ہی یقین کرتے ہیں۔ لیکن حضرت میرزا صاحب ان تمام الہامات کو الٰہی معارف اور استعارات سے تشبیہہ دیتے ہوئے اپنے آپکو اس ذات صمدیت مآب کا ایک عاجز بندہ یقین کرتے ہیں۔ اور توکل الٰہی کی ایک کامل مثال ہیں۔ کہ اس قدر شدید در شدید مخالفتوں میں بھی انہوں نے یقین الٰہی کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ یہی ہے حقیقی معرفت جسکو بدنصیبی سے ہمارے مسلمان بھائی ضلالت تصور کرتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

امیر امان اللہ خان کے نام متمکن افغان ہندو رعایا کی عرضداشت

(۱) چونکہ بعض اشخاص بعض ہندوؤں کو جبراً مسلمان کرتے ہیں اس لئے اس باب میں حکم صادر ہو کہ اب سے حکام اسکو روک دیں۔
(۲) مذہبی معاملات مثلاً میراث و نکاح کے بارہ میں اجازت دی جائے کہ ہم اپنے دھرم شاستر کے مطابق فیصلہ کیا کریں۔
(۳) ہندو عورتیں زیارت کے لئے نہیں جا سکتیں امید کہ بارگاہ ہمایونی سے اجازت ملے گی کہ وہ آزادانہ اپنی زیارتوں کے لئے جایا کریں۔
(۴) اگر ہمارے عبادت خانے ویران ہو جائیں تو اس کی اجازت دی جائے کہ حسب قرارداد سابق ہم آباد کر سکیں۔
(۵) اگر کوئی گائے بیمار ہو جاتی ہے تو ہم اپنے مذہب کے مطابق اسکو ذبح نہیں کرتے۔ بلکہ چھوڑ دیتے ہیں کہ خود چر جائے بعض آدمی دیہاتوں میں ایسی گایوں کو اپنی حالت پر نہیں چھوڑتے۔ امید ہے کہ ان لوگوں کو تنبیہہ کی جائیگی کہ ہندوؤں کو رنج نہ دیں۔
(۶) دستار اور لباس کے بارہ میں سابقہ ممانعت موجود ہے۔ اور چونکہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ فرق پیدا کر دیتا ہے اسلئے امید ہے کہ یہ ممانعت معاف کر دیجائیگی
(۷) ہندوؤں کو اجازت دی جائے۔ کہ وہ جس جگہ چاہیں زمین خرید سکیں۔
(۸) محصولات وغیرہ ہندوؤں سے دفتری قوانین کیمطابق مسلمانوں کے برابر لئے جائیں
(۹) جس وقت کوئی عورت مسلمان ہو جاتی ہے تو اس کے شوہر کو لوگ مجبور کرتے ہیں کہ وہ بھی مسلمان ہو جائے۔ اور اگر کوئی مرد مسلمان ہو جاتا ہے تو اسکی عورت مجبور کی جاتی ہے۔ کہ مسلمان ہو جائے۔ ایسے لوگوں کو تنبیہہ کی جائے کہ ایسا نہ کریں۔
(۱۰) جس وقت کسی ہندو کا لڑکا کہ اس کا باپ زندہ ہے۔ برضا و رغبت مسلمان ہو۔ تو وہ اپنا ذاتی مال ثبوت کے بعد اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے۔ ہماری استدعا ہے کہ لوگ اس کے ماں باپ کے مال کو اس کا مال کہکر اس کے حوالے نہ کریں کیونکہ اس کا وہ حقدار نہیں ہے
(۱۱) بعض ہندو جو مسلمان ہو جاتے ہیں ناحق میراث کا دعوے کر کے اپنے دوسرے بھائیوں سے حق طلب کرتے ہیں حکام اس مسئلہ میں ممانعت کر دیں کہ وہ اس کا مطالبہ کریں۔
(۱۲) جو ہندو کہ اندرون افغانستان سے باہر اور باہر سے اندرون ملک آمد و رفت کرنا چاہے اسکو آزادانہ آمد و رفت کی اجازت دی جائے۔
(۱۳) جس وقت کسی ہندو کے گھر کو چور لوٹ لے جائیں۔ تو مسلمانوں کے گھروں کی مانند عدالتی محکمے اسکی تحقیقات کریں
(۱۴) چونکہ دار السلطنت کابل کے تمام ہنود کے واسطے مدارس کلاں سلطنت کی طرف سے قائم کئے گئے ہیں تاکہ ہماری قوم کا ہر ایک شخص اپنے بچوں کو داخل کرے کہ وہ اپنے مذہبی علوم اور دیگر علوم حاصل کر کے صاحب علم بنیں۔ یہ سب شاہانہ نوازش ہے۔ مگر ہم استدعا کرتے ہیں کہ تعلیم لازمی نہ ہو۔ بلکہ جب کوئی طالب علم اپنے باپ کا پیشہ اختیار کرے تو وہ مختار سمجھا جائے۔

اس عرضداشت کے جواب میں جو احکام ہمایونی صادر ہوئے وہ نمبروار حسب ذیل ہیں:-

احکام ہمایونی

(۱) حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی شخص کسی ہندو کو جبراً مسلمان نہ کرے۔ اور اگر ثابت ہو گا کہ اسکے حق میں کسی نے ناحق گواہی دی تھی۔ تو گواہ مذکور کو پانچسو روپیہ جرمانہ اور تین سال قید کی سزا دی جائے گی۔
(۲) منظور ہے۔
(۳) اجازت ہے کہ جس وقت تمہارے دھرم سالے ویران ہو جائیں۔ تو حسب قرارداد سابق ان کو آباد کرو۔
(۴) اجازت ہے کہ آزادانہ وہ جہاں جانا چاہیں۔ جائیں (۵) حکم دیا جاتا ہے کہ آج کے بعد کوئی مزاحم نہ ہوگا گائیں کھلی چھوڑی جائیں کہ وہ خود چر جائیں۔ اگر کوئی اس باب میں مجبور کرے۔ تو ایک سو روپیہ جرمانہ لیا جائے گا۔ (۶) جس قسم کی دستار اور [illegible] کردہ پہنتے ہیں پہنیں۔ (۷) جو ہندو رعایائے افغانستان سے ہو وہ جہاں چاہے زمین خرید سکتا ہے۔ (۸) محصولات وغیرہ مسلمانوں کے برابر لئے جائیں۔ (۹) اگر کوئی مرد یا عورت اپنی رضا و رغبت سے مسلمان ہوں۔ تو شوہر یا اسکے عیال اسکو مجبور نہ کریں۔ (۱۰) [illegible]

کے ساتھ اس مسئلہ پر عمل ہو۔ تاکہ حق تلفی نہ ہو اور اسکے عزیز و اقربا کو تکلیف نہ پہنچے ۔ (۱۱) اگر برادر ہائے مذکور کا باپ فوت ہوگیا ہو اسکے بعد ان میں سے کوئی مسلمان ہو جائے اور باپ کا مال تقسیم نہ ہو چکا ہو تو شرعی ترکہ کے اصول اسکے مطابق وہ اپنا حصہ لیگا۔ اور اگر باپ کے فوت ہونے سے پہلے اس کا کوئی ایک لڑکا مسلمان ہو جائے اور اسکے بعد باپ فوت ہو تو وہ میراث کا حقدار نہ ہوگا۔ (۱۲) حسب قواعد مذکور سب کے سب آزاد ہیں کہ جہاں چاہیں جائیں اور آئیں اور مملکت افغانستان میں دیوان نرسخن داس اور دیگر معزز ین ہنود ان کی خبر گیری کریں (۱۳) حکم دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے حقوق کی مانند ہنود کے مال اور حقوق کے بارے میں سارے محکمے غمخواری عمل میں لائیں اور نہ صرف چوری کے مال ہیں۔ بلکہ ہندوؤں کے حقوق کے دعاوی میں انصاف اور مساوات کے ساتھ تحقیقات کی جاوے۔ (۱۴) ترقی بغیر علم کے حاصل نہیں ہو سکتی اگرچہ مابدولت کو علم ہے کہ چند سال کے بعد تم نادم اور پشیمان ہوگے۔ پھر بھی چونکہ تمہاری ہی خواہش ہے۔ اس لئے بغیر تمہاری مرضی کے فوجی اور ملکی مدارس میں حکماً وہ داخل نہ کئے جائیں گے ۔

اس کے علاوہ حسب ذیل امتیازات حکومت کی طرف سے دولت علیہ افغانستان کی ہندو رعایا ہندوؤں کے لئے مابدولت عطا کرتے ہیں :۔

(۱) اب سے پہلے ان ہندوؤں کے لئے جو مسلمان ہو جاتے تھے بعض خلعت اور نقدی انعامات مقرر تھے۔ لیکن مذہب اسلام میں اس قسم کے اصول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف خود اسلام کی حقانیت اور انصاف مؤثر ہے۔ لہٰذا اب سے اس قسم کے انعامات ممنوع قرار دیئے جاتے ہیں تاکہ اس سے ہندوؤں میں نفرت پیدا نہ ہو۔ (۲) بعض اوقات جنگ وجدل کے موقع پر جاہلوں کی طرف سے ہندوؤں کو ناگوار گالیاں دی جاتی ہیں۔ جس سے ان کے مذہب پر حملہ ہو جاتا تھا عدالتی محکموں اور کوتوالی کو چاہیئے کہ جس طرح مسلمانوں کے حق میں اس بات کو ممنوع قرار دیتے ہیں ہندوؤں کے حق میں بھی اپنے انتظامی احکام سختی کے ساتھ استعمال کریں۔ اور مقررہ جرمانہ ملامت وصول کریں ۔ (۳)۔ الف۔ افغانستان کی ہندو رعایا کی فلاح کے خیال سے ان کا پورا جزیہ نصف کر دیا گیا ہے۔ جو اشخاص ۱۲ روپیہ پختہ دیتے تھے۔ ان سے (۶) روپیہ اور جو ۶ روپیہ دیتے تھے ان سے ۳ روپیہ اور جو ۳ روپیہ دیتے تھے۔ ان سے ۱/۸ روپیہ جزیہ اب مقرر کیا گیا ہے ۔ (ب) اگر گذشتہ سالوں کے جزیہ کی رقم خود ہندوؤں کے ذمہ باقی ہے تو وہ بحال رکھی اور اگر عملہ اور اجارہ دار کے ذمہ ہے تو وہ وصول کیجائیگی۔ (۴) جلال آباد۔ غزنی اور قندھار میں ہندوؤں سے ایک ایک شخص مجلس شوریٰ میں داخل کئے جائیں گے چنانچہ کابل میں انتخاب عمل میں آچکا ہے

مذکورہ بالا تمام احکام گورنران اور حکام عمل میں لائیں ۔ تاریخ ۱۲۔ ماہ حمل سنہ ۱۲۹۹ ہجری شمسی۔ (ایرانیان ہند)

اسلامی ممالک کی خبریں

عراق عرب کے تیل کے کنوئیں

لنڈن ۴۔ جون) مسٹر چارلس ایڈورڈ کو جواب دیتے ہوئے مسٹر لائیڈ جارج نے بیان کیا کہ عراق عرب کے تیل کے کنوئیں کی قیمت کا کوئی تخمینہ نہیں کیا جا سکتا۔ مگر عراق کے تمام فوجی و مالی وسائل سے فائدہ اٹھا کر اخراجات کو پورا کیا جائیگا ۔

عدن میں مشکلات

لنڈن ۴۔ جون۔ آج اخبار ٹائمز شمالی عدن کی خطرناک حالت کے متعلق لوگوں کی توجہ مبذول کراتے ہوئے مظہر ہے کہ یہ بالکل ظاہر ہے کہ امام صنعا کا مقصد ہمارے زیر سیادت علاقہ پر قبضہ کرنا ہے۔ اس قسم کی تبدیلی عدن میں ہماری پوزیشن کو ناقابل برداشت بنا دے گی۔

اخبار ٹائمز اس امر پر زور دیتا ہے کہ گورنمنٹ کو اپنی مجوزہ پالیسی کا فوراً اعلان کر دینا چاہیئے۔ اخبار مذکور بیان کرتا ہے کہ امام صنعا نے ہمارے زیر سیاست علاقہ پر حملہ کر دیا ہے۔ اور وہاں پہاڑی قلعے تعمیر کر رہا ہے۔ اس نے ہمارے زیر سیادت علاقہ کے سرداروں کو اپنی اطاعت قبول کرنے کے لئے طلب کیا ہے۔ وہ ایک شدید و معروف سردار و ...

گفت و شنید شروع کر دی ہے لیکن وتالا کے امیر برطانیہ نے دلیل کی ہے کہ وہ اپنے وعدے پورے کرے جو اس پر عائد ہوتے ہیں۔ مسٹر ہارمسورتھ نے دارالعوام میں سٹرپا مرکو جواب دیتے ہوئے کہا کہ شاہ حجاز امیر نجد سے برسر جنگ تھا۔ اور مکہ خارجہ اُن کو سامان حرب اور توپوں سے مدد نہیں دے رہا ہے اور اُن کے وظیفے کا سوال زیر غور ہے ۔

ایران پر بیرونی حملہ کا خطرہ

لنڈن ۷۔ جون - ایران کے وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ ایران میں ہر طرح امن و سکون ہے یہ صحیح ہے کہ بالشویکی سپاہ سرحد ایران میں گھس آئی تھی لیکن ایک حصہ اس کا پیچھے ہٹ گیا ہے۔ ایران میں کوئی ایرانی بالشویک نہیں بہر حال بیرونی حملہ کا خطرہ ہے۔ جو نہ صرف روس کی طرف سے ہے۔ بلکہ ترکی جماعت احرار کی طرف سے ہے ۔

مکران کی بندرگاہ افغانوں کو دیدی جائے

بالشویک نے افغانوں کو بندرگاہ اور ملک کے بعض حصے دینے کا سبز باغ دکھایا ہے اس کا جواب ہمکو یہ دینا چاہیئے کہ مکران کی بندرگاہ اور اس سے ملحق علاقہ بلوچستان انکو دیدیں۔ اور کچھ جہاز بھی ان کو دیئے جائیں تاکہ وہ بالشویک سے قطع تعلق کر لیں۔ اور ہندوستان کی سرحد پوری طرح محفوظ ہو جائے افغان ترقی کے شوق میں بے چین ہیں دانشمندی یہ ہے کہ ان کے جذبات ترقی کو اپنا حریف نہ بنایا جائے۔ بلکہ کچھ دیکر ان کی دوستی حاصل کر لی جائے ۔

مصر ۔ وزیر اعظم پر بم

لنڈن ۱۲ جون۔ قاہرہ۔ آج صبح وزیر اعظم کو بم کے ذریعہ سے ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی جو ناکام رہی ۔

حملہ کی تفصیل

لنڈن ۱۲ جون - قاہرہ ریوٹر کے نامہ نگار کے نمایندے کے ساتھ ملاقات کے دوران میں وزیر اعظم نے بیان کیا۔ کہ میں موٹر میں سوار ہو کر دفتر کی طرف آ رہا تھا کہ راستہ میں ایک طاقتور بم موٹر پر پھینکا گیا۔ جس سے موٹر چلانے والا اور دو راہ گیر زخمی ہو گئے۔ حملہ آور بھاگ اٹھا اور اسکے پیچھے ایک پولیس والا بھی ہو لیا۔ حملہ آور نے مؤخر الذکر کو پستول کی دو گولیاں بھی ماریں۔ مگر اس نے تعاقب جاری رکھا۔ آخرکار حملہ آور ایک مکان میں گھس گیا۔ جہاں سے اسے گرفتار کر لیا گیا۔ وزیر اعظم کو کسی قدر صدمہ پہنچا تھا۔ مگر وہ برابر کام کرتے رہے۔ انہوں نے اپنا بچاؤ محض قدرت کی مداخلت سے منسوب کیا ہے ۔

متفرق خبریں

فرانس اور برطانیہ میں شکر رنجی

لنڈن ۱۲ جون۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیم پیرس موصل کے تنازعہ کی طرف توجہ مبذول کراتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ قضیہ ان مسائل میں سے ہے جو برطانی و فرانسیسی دوستی کے حلق میں زہر چکانی کر رہے ہیں۔ وقت ہے کہ اس قسم کے متنازعہ مسائل کی فہرست مرتب کی جائے۔ ہر ملک کے کم از کم مطالبات قلمبند کئے جائیں اور سنہ ۱۹۱۶ء کی قرار دادوں کے مطابق ایک عمومی مفاہمت کی کوشش کیجائے۔

غازی انور پاشا

طہران ۱۲ مئی ایک معتبر ذریعہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ غازی انور پاشا باکو پہنچ گئے ہیں۔ تقریباً پچاس ہزار روسیوں اور تاتاریوں کا مخلوط لشکر جارجیا اور باطوم پر حملہ آور ہونے کے لئے مجتمع ہو رہا ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا کے ساتھ جا کر شریک ہو جائے۔

حکومت ایران کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ باکو میں جو بیرونی و فود مقیم تھے۔ وہ باستثناء وفد ایرانی نظر بند کر دیئے گئے ہیں۔ (ٹائمز)

ایک فاضل ہندوستانی خفیہ پولیس کے پنجے میں

بنارس - ۱۲ جون - ایک مشہور عالم روحانیات اور تحریک خلافت کا سرگرم حامی مصیبت میں گرفتار ہے مقامی خفیہ پولیس روز مرہ اس کے گھر پر پہرہ دیتی ہے اس کا نام ڈاکٹر بیر بدھن ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کے جرائم صرف یہ ہیں کہ وہ امریکہ ہو آئے ہوئے ہیں ایک مرحوم کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ اور ترقی پذیر خیالات کے آدمی ہیں۔ وہ اس قسم کی ناقابل برداشت قیود سے تنگ آ گئے ہیں اور زندگی سے بیزار ہو کر ہندوستان کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ جانے کا ارادہ کر رہے ہیں ۔ (از زمیندار)

ایران اور برطانی وزراء

لنڈن ۱۱۔ جون۔ آج وزراء کا ایک جلسہ ڈاؤننگ سٹریٹ میں منعقد ہوا۔ وزیر اعظم کرسی صدارت پر تھے۔ اس میں ایران کی صورت معاملات پر غور و خوض کیا گیا ۔

جنوبی افریقہ سے ہندوستانیوں کی واپسی

لنڈن ۱۱۔ جون۔ کیپ ٹاؤن دارالمبعوثین کے متحدہ ایوان میں وزیر داخلہ نے کہا کہ ایک افسر مقرر کر دیا گیا ہے اور کچھ پابندیاں بھی نرم کر دی جائینگی۔ جس سے ہندوستانیوں کی واپسی کے متعلق ایشیاٹک کمیشن کی عارضی رپورٹ کے مطابق سہولتیں بہم پہنچینگی۔

برطانی نقصان جان

لنڈن ۱۲ جون ایک سرکاری اطلاع متعلقہ عراق عرب مظہر ہے کہ تل عفر میں جو لوگ کام آئے ہیں ان میں میجر جے ای بارلو برطانی پولیٹکل آفیسر اور لی سٹوارٹ لفٹنٹ سٹو رامہ بھی شامل ہیں ۔

جلد ۷ | منبئہ المسیح لاہور مورخہ ۵ شوال ۱۳۳۸ ہجری المقدس مطابق ۲۳ جون ۱۹۲۰ء | نمبر ۹۶

کلام الامام امام الکلام

دلائل صداقت مسیح موعود علیہ السلام

گذشتہ سے پیوستہ

اب ذرا سوچو دیانت سے کہ یہ کیا بات ہے
ہاتھ کس کا ہے کہ رد کرتا ہے وہ دشمن کا وار
کیوں نہیں تم سوچتے کیسے ہیں یہ پردے پڑے
دل میں اٹھتا ہے مرے رہ رہ کے اب سو سو بخار
یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نہ تمہارے مکر کی
خود مجھے برباد کرتا وہ جہاں کا شہریار
پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اٹھ جائے اماں پھر سچے ہوویں شرمسار
اسقدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جسکی تائیدیں ہوئی ہوں بیشمار
آفتاب صبح نکلا اب بھی سوتے ہیں یہ لوگ
دن سے ہیں بیزار اور راتوں سے کرتے ہیں پیار
روشنی سے بغض اور ظلمت پہ وہ قربان ہیں
ایسے بھی شپّر نہ ہونگے گرچہ تم ڈھونڈو ہزار
سر پہ اک سورج چمکتا ہے مگر آنکھیں ہیں بند
مرتے ہیں بن آب وہ اور در پہ نہر خوشگوار
طرفہ کیفیت ہے اُن لوگوں کی جو منکر ہوئے
یوں تو ہر دم مشغلہ ہے گالیاں لیل و نہار

جواہر ریزے

اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ سنت اللہ ہے کہ مامورمن اللہ ستائے جاتے ہیں مشکل پر مشکل اُن کے سامنے آتی ہے نہ اس لئے کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔ بلکہ اس لئے کہ نصرت الٰہی کو جذب کریں یہی وجہ تھی کہ آپؐ کی مکی زندگی کا زمانہ مدنی زندگی کے بالمقابل دراز ہے چنانچہ مکہ میں تیرہ برس گذرے اور مدینہ میں دس برس جیساکہ اس آیت سے پایا جاتا ہے ہر نبی اور مامور من اللہ کے ساتھ یہی حال ہوا ہے کہ ادائل میں دکھ دیا گیا ہے۔ مکار۔ فریبی۔ دغا باز اور کیا کیا کہا گیا ہے۔ کوئی برا نام نہیں ہوتا جو ان کا نہیں رکھا جاتا وہ نبی اور مامور ہر ایک بات کی برداشت کرتے اور دکھ کو سہ لیتے ہیں لیکن جب انتہا ہو جاتی ہے تو پھر بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے **دوسری قوت** ظہور پکڑتی ہے۔ اسی طرح پر رسول اللہ صلعم کو ہر قسم کا دکھ دیا گیا ہے۔ اور ہر قسم کا برا نام آپکا رکھا گیا ہے آخر آپ کی توجہ نے زور مارا۔ اور وہ انتہا تک پہنچی۔ جیسا استفتحوا سے پایا جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوا۔ **وخاب کل جبار عنید** تمام شریر دل اور شرارتوں کے منصوبے کرنیوالوں کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ توجہ مخالفوں کی شرارتوں کے انتہا پر ہوتی ہے کیونکہ اگر اول ہی ہو تو پھر خاتمہ ہو جاتا!! مکہ کی زندگی میں حضرت احدیت کے حضور گرنا اور چلانا تھا اور وہ اس حالت تک پہنچ چکا تھا کہ دیکھنے والوں اور سننے والوں کے بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے مگر آخر مدنی زندگی کے جلال کو دیکھو کہ وہ جو شرارتوں میں سرگرم اور قتل اور اخراج کے منصوبوں میں سرگرم رہتے تھے سب کے سب ہلاک ہوئے اور باقیوں کو آپکے حضور عاجزی اور منت کے ساتھ اپنی خطاؤں کا اقرار کرکے معافی مانگنی پڑی حضرت **عمر** رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے دیکھو کس قدر فائدہ پہنچا۔ ایک زمانہ میں یہ ایمان نہ لائے تھے اور چار برس کا توقف ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ خوب معلوم سمجھتا ہے کہ اس میں کیا سِر تھا۔ **ابوجہل** نے تلاش کی کہ کوئی ایسا شخص تلاش کیا جاوے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کو قتل کرے۔ اسوقت حضرت عمر رضہ بڑے بہادر اور دلیر مشہور تھے اور شوکت رکھتے تھے انہوں نے آپس میں مشورہ کرکے رسول اللہ صلعم کے قتل کا بیڑا اٹھایا اور معاہدہ پر حضرت عمر رضہ اور ابوجہل کے دستخط ہو گئے اور قرار پایا کہ اگر عمر قتل کر آدیں تو اس قدر روپیہ دیا جاوے۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت ہے کہ وہ عمر رضہ جو ایک وقت رسول اللہ صلعم کو شہید کرنے کے لئے جاتے ہیں دوسرے وقت وہی عمر رضہ اسلام میں ہو کر شہید ہوتے ہیں وہ کیا عجیب زمانہ تھا! غرض اسوقت یہ معاہدہ ہوا کہ میں قتل کرتا ہوں۔ اس تحریر کے بعد آپؐ کی تلاش اور تجسس میں لگے۔ راتوں کو پھرتے تھے کہ کہیں تنہا مل جائیں تو قتل کر دوں۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ آپؐ تنہا کہاں ہوتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ نصف رات گذرنے کے بعد خانہ کعبہ میں جاکر نماز پڑھا کرتے ہیں حضرت عمر رضہ یہ سنکر بہت ہی خوش ہوئے۔ چنانچہ خانہ کعبہ میں آکر چھپ رہے جب تھوڑی دیر گذری تو جنگل سے لا الٰہ الا اللہ کی آواز آتی ہوئی معلوم ہوئی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی آواز تھی اس آواز کو سنکر اور یہ معلوم کرکے کہ وہ ادہر ہی کو آرہی ہے حضرت عمر رضہ اور بھی احتیاط کرکے چھپے اور یہ ارادہ کر لیا کہ جب سجدہ میں جائینگے تو تلوار مار کر سر مبارک تن سے جدا کر دوں گا۔ آپؐ نے آتے ہی نماز شروع کر دی۔ پھر اسکے آگے کے واقعات خود حضرت عمر رضہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے سجدہ میں اس قدر رو رو کر دعائیں کیں کہ مجھ پر لرزہ پڑنے لگا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلعم نے یہ بھی کہا کہ سجد لک روحی وجنانی۔ اے میرے مولےٰ میری روح اور میرے دل نے بھی تجھے سجدہ کیا حضرت عمر رضہ کہتے ہیں کہ اُن دعاؤں کو سن سن کر جگر پاش پاش ہوتا تھا۔ آخر میرے ہاتھ سے ہیبت حق کی وجہ سے تلوار گر پڑی۔ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حالت سے سمجھ لیا کہ یہ سچا ہے اور ضرور کامیاب ہو جائیگا۔ مگر نفس امارہ برا ہوتا ہے جب آپؐ نماز پڑھکر نکلے میں پیچھے پیچھے ہو لیا۔ پاؤں کی آہٹ جو آپؐ کو معلوم ہوئی۔ رات اندھیری تھی آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ عمر۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے عمر نہ تو رات کو پیچھا چھوڑتا ہے اور نہ دن کو! اسوقت مجھے رسول اللہ صلعم کی روح کی خوشبو آئی اور میری روح نے محسوس کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بد دعا کرینگے میں نے عرض کیا یا حضرت بد دعا نہ کریں۔ حضرت عمر رضہ کہتے ہیں کہ وہ وقت اور وہ گھڑی میرے اسلام کی تھی یہاں تک کہ خدا تعالےٰ نے مجھے توفیق دی کہ میں مسلمان ہو گیا۔ اب سوچو کہ اس تضرع اور دعا میں کیسی تلوار تھی۔ کہ جس نے عمر رضہ جیسے انسان کو جو قتل کے لئے معاہدہ کرکے آتا ہے اپنی ادا کا شہید کر لیا۔ اسی توجہ اور دعا کی میں ایسی تلوار ہوتی ہے جو سیف و سنان سے بڑھکر کام کرتی ہے غرض وہ زمانہ آنحضرت صلعم کی مکی زندگی کا اسم **احمد** کے ظہور کا زمانہ تھا۔ اس لئے مکہ میں عاشقانہ رنگ کا جلوہ دکھا یا اپنے آپ کو خاک میں لا دیا اور سب قسم کی موتیں اپنے آپ پر وارد کر لیں۔ اللہ تعالےٰ کے سوا اس جوش و وفا۔ تضرع اور دعا۔ بکا کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا ان موتوں کے بعد قوت وہ زندگی آپ کو ملی کہ ہزاروں لاکھوں مُردوں کے زندہ

احمدیہ مسلم پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور ... صاحب سپرنٹنڈنٹ و پرنٹر چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ چہارشنبہ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۲۰ء نمبر ۹۶

(کمیونیکیٹڈ) احمدی اور میدان عمل (کمیونیکیٹڈ)

اضطراب میں ہر ترقی کا راز مضمر ہے ایک مشہور انگریزی مقولہ ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جس نے اپنی حالت کذائی پر قناعت کی اسپر حالت جمود کا بتدریج تسلط ہو جاتا ہے۔ اسکی ترقی مسدود اور نشوونما محدود ہو جاتی ہے۔ برعکس اسکے جس میں اپنی حالت موجودہ کی کمزوریوں اور نقائص کا احساس ہو۔ طبعاً اسکے اندر ایک طاقت متحرک ہوتی ہے جو اسکو چین نہیں لینے دیتی۔ تاوقتیکہ اس حالت ادنےٰ سے قدم اوپر نہ اٹھائے۔ اس طرح وہ ترقی کے مدارج طے کرتی ہوئی اپنے معراج کو پالیتی ہے۔ اضطراب کا لازمی نتیجہ جد و جہد ہے۔ اور جد و جہد ہی زندگی کا نام ہے۔ زندگی کی لمبائی اسکے طولانی سالوں مہینوں اور دنوں سے نہیں پائی جاتی۔ بلکہ ان کارناموں کے عمق سے جو انسان اسکے اندر پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے اس جد و جہد کے لحاظ سے جو انسان اپنی زندگی میں کر سکے کوئی زندگی فی الحقیقت دراز و مختصر کہلا سکتی ہے۔ الغرض اس کارخانۂ عالم میں اضطراب زندگی کا اور طمانیت موت کا مترادف ہے۔

واقعات عالم حقیقت کی صداقت پر مہر تصدیق لگاتے ہیں صفحات تاریخ اس پر شاہد ناطق ہیں کتنی قومیں ہیں جو آغاز حیات سے عروج و تنزل کے مد و جزر کا تختۂ مشق رہی ہیں۔ قوم یہود کی زندہ مثال ہمارے سامنے ہے۔ یہ وہ قوم ہے جس نے اپنی ذلیل حالت کو محسوس کیا تو جسمانی اور روحانی بادشاہت کے وارث ہوئے مگر جب آغوش خود بینی میں طمانیت گزین ہوئے اور سمجھنے لگے کہ نحن ابناء اللہ و احبائه اس آن سے ان کا تنزل شروع ہوا۔ اور اس حالت زار تک انکو پہنچایا جو تا حال اہل اسلام کا بھی نہیں ہوا۔

جغرافیہ دانوں کا ایک متفقہ اصول ہے کہ جس خطۂ زمین میں دست قدرت نے زیادہ فیاضی سے کام لیا ہے۔ زمین سرسبز ہے بارشیں کثرت سے ہوتی ہیں۔ پیداوار عمدہ ہے۔ وہاں کے باشندے لازماً مستعد ہوشیار اور جفاکش نہیں ہوتے اور ترقی کے گھوڑ دوڑ میں ان اقوام کے بالمقابل پیچھے رہ جاتے ہیں جن کے لئے قدرت نے سامان زیست اس افراط سے بہم نہیں پہنچائے۔ اور اسواسطے انہیں اپنی ہستی برقرار رکھنے کے لئے انواع و اقسام کے جد و جہد کرنے پڑتے ہیں

ان تمام مشاہدات کے پس پردہ جو حقیقت مصروف کار ہے وہ وہی اضطراب و اطمینان کا اصول ہے اسلامی دنیا کے موجودہ انحطاط کے اسباب کا لب لباب یہی عدم اضطراب ہے۔ بادۂ طمانیت میں اس قدر سرشار ہیں کہ وہ تغیرات عالم کی غیر مشفقانہ تھپیڑیں بھی انکی خواب گراں کی خرخراہٹ بند کرنے میں ناکام ثابت ہو رہی ہیں۔ خوش اعتقادی کی حقیقت پوش عینک اتار کر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ یہی ایک کیڑا ہے۔ جو اسلامی شجر کو اندر ہی اندر کھوکھلا کئے جا رہا ہے۔ تاریخ اسلامی اور تاریخ یہود کا ایک سرسری مقابلہ کرنے سے یہ امر پوشیدہ نہیں رہتا۔ کہ کس طرح مسلمان یہود کے عین قدم بقدم چل رہے ہیں۔ قرآن حمید نے حضرت خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جناب موسیٰ علیہ السلام سے بالکل سچی تشبیہ دی ہے۔ ہر دو اقوام کا کمزور حالت سے معراج ترقی تک پہنچنا اور اسکے بعد رو بانحطاط ہونا قرآن کی صداقت پر واقعات کی مضبوط مہر ہے اس زمانۂ تنزل میں بدقسمتی سے مشابہت کے پہلو اور بھی زیادہ مطابقت رکھتے ہیں۔ کون قدم ہے جو راہ معصیت پر قوم یہود نے اٹھایا۔ مگر نام نہاد اہل اسلام کا دامن اس سے پاک ہو۔ قعر مذلت میں سرنگون جن آلائشوں میں غلطاں و پیچاں نظر آتے ہیں اس کا بالتفصیل تذکرہ محتاج یک دفتر ہے جس کا اعادہ شاید دلخراش ہو۔ مگر ایک اجمالی نظر سے دیکھئے تو پیر پرستی، مولوی پرستی، قبر پرستی۔ زر پرستی، وجاہت پرستی، شہوت پرستی رسومات پرستی، تقلید پرستی اور بلفظ واحد ذات پرستی، الغرض کونسی پرستی ہے جو ہم بدنام کنندگان مذہب توحید میں نہیں پائی جاتی۔ ہاں اگر کوئی پرستی اپنی عدم موجودگی کے لحاظ سے ہمارے اندر ممتاز نظر آتی ہے تو اللہ پرستی، حق پرستی ہے۔ اور تکمیل مشابہت کے لئے جیسے یہود بزعم خود ابناء اللہ و احبائه بن بیٹھے تھے۔ مسلمان بھی اللہ تعالےٰ کے اٹل قوانین کو خالہ جی کا گھر سمجھ بیٹھے ہیں۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم (خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جو اپنے حالات میں اصلاح نہ پیدا کرے) کا قرآنی قانون راہنمائی کے لئے موجود۔ مگر چشم بصیرت وا ہونے پائے تو دیکھ سکیں۔ اپنے اعمال پر آن واحد کے لئے غور نہیں کرتے اور بڑی طمانیت سے یہ غلط خیال سر میں بدقسمتی سے سمایا ہوا ہے کہ ہم خدا کے برگزیدہ ہیں ہم پر ضرور نظر التفات ہوگا۔ اس خوش خیالی نے اپنی دلفریب لوری سے ایسی میٹھی نیند سلا رکھا ہے کہ اب باین ہمہ زد و کوب گردش بد نے میں نہیں آتے۔ مردے از غیب بروں آید و کارے بکند۔ ایک مہدی اور مسیح اس ڈوبتی کشتی کو بچا کر امن و سلامتی کے بندرگاہ میں پہنچا دیگا۔ یہ ایک امید موہوم ہے جسکو عقل سلیم دھکے دیتی ہے۔ آخر اسکو ایک جماعت کی امداد سے ہی یہ سب کچھ کرنا پڑے گا۔ کیا یہی پرستاران بتان دنیا ہی اس کا ساتھ دینے کے لئے مقدر ہو سکتے ہیں۔ جن میں ایثار نفس حمیت دین حب قوم۔ اتحاد۔ اتفاق۔ خلوص۔ غرض کوئی اخلاقی جوہر اگر بجلی کی روشنی سے بھی تلاش کیا جائے تو نہیں مل سکیگا۔ این خیال است و محال است و جنون۔ یہ وہ حقائق ہیں۔ جو ہر ایک مسلمان کے لئے بے شک دل خراش تو ضرور ہیں مگر ان کا اخفاء مزید شومئی قسمت کا باعث ہوگا۔ مسلمانوں کی کامیابی کی ایک اور **فقط ایک راہ** ہے جو قضا و قدر نے اس زمانہ میں مقدر رکھا ہے۔ خلاف منشاء قدرت کوئی لاکھ سر پٹکتا رہے۔ ناممکن محض ہے کہ کامیابی کا منہ دیکھ سکے۔ خوش اعتقادی سے تو ہمیں بحث نہیں۔ کیونکہ اس رنگ میں تو سب کچھ ہی ممکنات میں سے ہے۔ دیواروں کے گھوڑے بن سکتے ہیں کسی پیر جی یا فقیر جی کی جنبش ابرو سے دشمن کا گھر تباہ و برباد ہو سکتا ہے۔ مگر اب زمانہ ایسے یا در ہوا خیالات سے مسلمانوں کو پکار پکار کے غیر مسحور کرنا چاہتا ہے۔ کاش کہ مسلمان واقعات کی حقیقت آموز آواز کو آویزۂ گوش بنا دیں خدا شاہد ہے اگر ہم مسلمانوں کے متعلق ان حقائق کو بے نقاب کرتے ہیں۔ تو محض از راہ ہمدردی مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ تعالےٰ کے سچے پرستار اور زہد و تقوےٰ میں عدیم المثال ہیں۔ مگر افسوس وہ آٹے میں نمک کی حیثیت بھی نہیں رکھتے اور قومی فلاح کے لئے معدود سے چند افراد کالمعدوم کا حکم رکھتے ہیں۔

الغرض کامیابی کی جو راہ ازل سے مقدر ہو چکی ہے وہ اٹل ہے اس کے سوائے عالم اسباب میں ہر ایک سہارا ایک تنکے سے زیادہ مفید نہیں ہو سکتا ؎

> کسے کہ سایۂ بال ہماش سود نداد
> بیا بیا مش کہ دو روزے بہ ظل ما باشد

مسیح موعود ؑ کی پاک دامن سے وابستگی کے سوائے اور کوئی سبیل نجات خیال خام سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ یہی ایک کشتی نوح ہے۔ خواہ حاسدین لاکھ بک بک کیوں نہ کرتے جائیں۔ جو مغربی و جاہلیت کے متموج طوفان میں سلامتی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ یہی حق ہے اور پورا ہو کر رہیگا ولو کرہ الکافرون۔

ہاں ہمارا روئے سخن آج اُن مسلمانوں سے ہے۔ جنہوں نے اس کشتی کی طرف رُخ کر لیا ہے۔ خداوند تعالےٰ رب العالمین ہے۔ یہودی نصرانی، ہندو، مسلمان۔ احمدی۔ غیر احمدی اس کی نگاہ میں یکساں حیثیت رکھتے ہیں سب پر یکساں اُسکے فضل کی بارش ہوتی ہے۔ جس کے بغیر ایک لمحہ بھی زندگی محال ہوتی ہے۔ کہنا اور کرنا دو جداگانہ حقیقتیں ہیں۔ اور یاد رکھنا چاہئے۔ کہ کوئی پھل نہیں لگتا۔ مگر اعمال کے اشجار کو۔ کہنے کو تو ہر ایک اللہ تعالےٰ سے اپنے لئے خاص ہی رشتہ تجویز کرتا ہے۔ کہنے اور کرنے میں ایک وسیع خلیج ہے۔ جسکو عبور کئے بغیر نتائج کے لئے چشم براہ رہنا اس شخص کی مثال ہے جو کاشت کئے بغیر فصل کا امیدوار رہے۔ مسیح موعود ؑ سے جو جناب خاتم النبیین صلعم کے ادنےٰ غلام کی حیثیت سے مبعوث ہو کر آئے۔ نام نہاد تعلق کیا مفید ہو سکتا ہے جب خود جناب رسالت مآب کے ساتھ اسی قسم کا تعلق کچھ مفید کارنہ ہو سکا۔ احمدی احباب تو خدا کے فضل [illegible] کہتے ہیں انکو چاہئے کہ اس حقیقت کو ایک آن واحد کے لئے بھی نظر انداز نہ کریں جو ابتداء سے قوموں کے لئے بادۂ مدہوشی کا کام دیتی رہی ہے۔ اور بالآخر اُن کی موت کا باعث ہوئی ہے۔ میں اس امر سے ناآشنا نہیں ہوں۔ کہ احمدی قوم میں مذہب اسلام کے لئے ایک خالص جوش ہے۔ ایثار کا مادہ ان میں مقابلۃً بہت زیادہ ہے یہ مختصر سی قوم وہ خدمت اسلام دے رہی ہے جو بڑی بڑی قوموں کے لئے باعث ناز ہو سکتی ہے مگر باایں ہمہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس قوم کی توجہ ان کمزوریوں کی طرف مبذول کرائیں جن کا تدارک فوری ضروریات میں سے ہے کسی فرد واحد یا قوم کی حقیقی ہمدردی اسکو اسکے عیوب سے واقف کرانا ہوتا ہے تا ان نقائص کو دور کر کے کمال اعلےٰ کو حاصل کر سکے۔ محاسن پر طول طویل گفتگو دل خوش کن تو ضرور ہے مگر کچھ زیادہ مفید کار نہیں ہو سکتی۔

سب سے اول ہم بکمال ادب احمدی قوم کی یہ اہم ترین فروگذاشت پیش کرینگے۔ جو خود وطن مالوف ملک ہندوستان میں تبلیغ حق کے بارے میں ہمیں نظر آتی ہے۔ بلاد غیر میں انکی ساعی جمیلہ جسقدر قابل مسرت ہیں اپنے وطن میں ابنائے جنس کی فلاح کی طرف سے بے توجہی اس سے بڑھکر قابل افسوس ہے۔

برادران اسلام کی حالت زار جس انتہائی درجے تک پہنچ چکی ہے کون ہے جس کا دل اسے دیکھکر پاش پاش نہ ہوتا ہو۔ کیا احمدی قوم کا مقدس ترین فرض یہ نہیں ہے کہ سب سے اول اپنی پوری طاقت محنت اور دولت ان کی اصلاح پر صرف کریں۔ ایک مشہور انگریزی مقولہ ہے کہ خیرات گھر سے شروع ہوتی ہے ہم پر سب سے اول اپنے مسلمان بھائیوں کا حق ہے کہ انکی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں "مسلمان را مسلمان باز کردند" تو حضرت مسیح موعود ؑ کا اولین مشن تھا۔ مگر افسوس یورپ کے مرغان خوش رنگ کے شکار میں ہم اس قدر منہمک ہوئے کہ اپنی دوسری ذمہ واریوں کو یکقلم فراموش کر بیٹھے۔ کیا اصول قرب کی تبلیغ کے لئے بھی کوئی کالے گورے کا امتیاز روا رکھا جا سکتا ہے کیا ہندوستان کے مرغان سیاہ رنگ اس قابل نہیں کہ ہم انکے لئے سرگرداں ہوں۔ ہندوستان میں ایک عظیم الشان میدان ہے جس میں ہم نے تا حال کوئی قابل فخر کام نہیں کیا۔

ہندوستان میں تبلیغ حق کے علاوہ ایک اور ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے جو کسی طرح کم ضروری نہیں ہے عامۃ المسلمین کی تعلیمی خدمات میں ہم نے ابتک کوئی حصہ نہیں لیا۔ ہمیں اس خیال سے ہرگز اتفاق نہیں کہ تعلیمی خدمت ہمارے حلقۂ کار سے باہر ہے۔ درحقیقت تعلیم پر ہی ہمارے خیالات کی اشاعت و تبلیغ کا دار و مدار ہے اگر موجودہ نسل کی اصلاح کے لئے تبلیغ کی ضرورت ہے تو آئندہ نسلوں کی صحیح تربیت کے لئے سکولوں اور کالجوں کا کھولنا اس سے بڑھکر ضروری ہے بڈھے طوطے کو پڑھانے کی دقت تو ایک ضرب المثل کی شکل اختیار کر چکی ہے بڑی عمر میں طبیعت راسخ ہو جاتی ہے۔ جس قسم کی نیک و بد سیرت بننی ہوتی ہے بن چکتی ہے اخلاق انکی لوح فطرت پر نقش فی الحجر کی مانند ثبت ہو جاتے ہیں اور پھر ان کا مٹانا اور انکی جگہ اور پیدا کرنا کوہ کندن سے بھی مشکل ہوتا ہے زمانۂ طفولیت ہی وہ زمانہ ہے جس میں طبیعت ہر قسم کے تاثرات کی قبولیت کی صلاحیت رکھتی ہے اور درحقیقت کسی قوم کی ترقی کی امیدیں اگر وابستہ ہو سکتی ہیں۔ تو طبقۂ نونہالان کے ساتھ ہو سکتی ہے جب کبھی کوئی مصلح ربانی کسی قوم میں کھڑا ہوتا ہے اسکی صدا پر سب سے اول لبیک کہنے والے نوجوان ہی ہوتے ہیں اور اشد مخالفین وہی بڈھے طوطے جن کے دماغ کے حلقے اسقدر محدود ہو چکے ہوتے ہیں کہ نئے حالات دنیا کے ساتھ مطابقت کا مادہ ان میں باقی نہیں رہتا۔ یونان کے معلم توحید حضرت سقراط نے اپنے پاکیزہ خیالات کے لئے اسی طبقہ کو منتخب کیا اور اسی الزام پر زہر کا پیالہ نوش کرنا پڑا کہ وہ یونان کے نوجوانوں کو آبائی مذہب سے برگشتہ کرتے تھے۔ اس طبقہ کی حقیقی عظمت کا احساس نہیں ہوا اور اس لئے انکی تربیت کی اہمیت کو ہم نے نظر انداز کر رکھا ہے۔

اسکے علاوہ میدان عمل کے اور بہت سے حصے ہیں جن سے کنارہ کش رہنے کے لئے ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ اگر مذہب اعمال انسان کے ہر شعبہ کے لئے ایک جامع قانون ہے تو کامل مذہب کا پیرو زندگی کے ہر شعبہ میں ایک بہترین نمونہ ہونا چاہئے اور یہی فی الحقیقت معراج کمال ہے جس پر ہر مسلمان کو پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حقوق العباد کے اور کئی ایک پہلو ہیں۔ جنکی طرف ہم نے کوئی توجہ نہیں کی۔ قحط زدگان کی امداد سے زیادہ اہم شاید ہی کوئی فرض انسانی ہو۔ مگر کتنے احمدی ہیں جنکو یہ علم بھی ہے کہ آجکل ہندوستان میں کس کس جگہ قحط پڑا ہے یا وہاں کے

نامۂ ووکنگ

ضروری اور مختصر نوٹس

ایسٹر پر چند ضروری خیالات

ایسٹر اور اس کا تعلق حالات حاضرہ سے

۱۰ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کے ابتدائی ایام ایسٹر کی وجہ سے انگلستان میں ایک خاص کیفیت رکھتے تھے لنڈن اور دوسرے بڑے بڑے شہروں کے لوگ دیہات اور دور کی کم آباد جگہوں کی خاموشی کا لطف لینے کے لئے چلے گئے۔ اور دیہات کے شائقین سیر و تفریح کو لنڈن جیسے بڑے بڑے شہروں کی سیر کا اچھا موقعہ ہاتھ آیا۔ کئی ایک ساحل سمندر پر چلے گئے۔ اور ایسٹر کے دن جو تعطیلات کی وجہ سے کاروبار سے فراغت اور ایک حد تک کاہلی کے دن ہوتے ہیں خوشی و خرمی سے گذر گئے۔

اس موقعہ پر اخبارات نے بھی ایسٹر پر کئی ایک مضامین لکھے اور اپنے اپنے رنگ میں اس موقعہ کی اہمیت کو بیان کیا۔ انہی میں سے ایک مضمون مسٹر ہوریشو باٹم لے ایڈیٹر "جان بل" کا لکھا ہے۔ جو ۴ - اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کے سنڈے پکٹوریل میں شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کا عنوان "The Risen Christ" "مسیح جو آسمان پر چڑھ گیا" اس مضمون میں مسٹر موصوف نے مسیح ؑ کے صعود الی السماء کے واقعہ کو موجودہ حالات پر چسپاں کرنا چاہا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ:-

"میں اس پرانی داستان کو موجودہ حالات سے مطابق کرنا چاہتا ہوں۔ اور اسے وہ رنگ دینا چاہتا ہوں جو تمام معتقدات کے مردوں اور عورتوں اور بے اعتقاد لوگوں کے لئے بھی قابل قبول ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اس کو خوش آئند جذبہ یا جیسا کہ میں اسکو ترجیح دیتا ہوں مسیح کی سپرٹ میں پڑھیں۔ میرے نزدیک گذشتہ چند سالوں میں ان واقعات کی جو ایسٹر سے متعلق ہیں ہمارے حالات سے ایک خاص مماثلت پیدا ہوگئی ہے کیونکہ جب یسوع کا ذکر کرتا ہوں اور پوری عزت اور دلی خلوص کے ساتھ ذکر کرتا ہوں۔ تو اس وقت میں صرف کسی تاریخی شخصیت کا ذکر نہیں کرتا۔ بلکہ اس بے غرضانہ محبت اور قربانی کے زبردست جذبہ کا ذکر کرتا ہوں جو ..... جان کی صورت میں ظہور پذیر ہوا۔ اس کے ساتھ میں جنگ کو انسانیت کا ایک جذبہ سمجھتا ہوں۔ اور میں کہتا ہوں کہ ان خون آلود سالوں میں تمام اقوام کا نیکدل مردوں اور عورتوں نے ایک صلیب کے آگے اپنے سروں کو جھکایا۔ وہی صلیب جس پر کہ مسیح کو مصلوب کیا گیا"

آگے چلکر مسٹر موصوف نے صلیب کے بعد مسیح کے جی اٹھنے اور صعود الی السماء کو جنگ کے بعد کے حالات پر چسپاں کیا ہے اور اسے قوم کی زندگی اور عروج کا نشان بتایا ہے۔

یہ خیالات آفرینی ایلا تو بہت ہی دلخوش کن ہے۔ لیکن واقعات اس کی کہاں تک شہادت دیتے ہیں۔ ایسے بڑے بڑے تمدنی اور اقتصادی حالات کو نا کیجئے جو آج برطانوی قوم کی زندگی اور موت کا سوال بن چکے ہیں۔ اس کا رونا آئے دن اخبارات میں رویا جاتا ہے۔ اور حالت دن بدن بد سے بدتر ہے۔ معلوم نہیں ان حالات میں مسیح ؑ کے صعود الی السماء کے واقعہ کو کسی فرضی قومی عروج کا نشان قرار دینا کہانتک صحیح ہے۔ اسکو بھی چھوڑ دیجئے۔ سوال یہ ہے کہ اس جنگ یورپ میں جسکو مسٹر ہوریشو باٹم لے واقعہ صلیب مسیح سے مشابہت دیتے ہیں۔ صلیب دینے والا کون تھا اور کس کو صلیب دیگئی کیا انگلستان یا اتحادیوں کی عیسائی افواج کی طرح جرمن بھی عیسائی نہیں۔ کیا وہ بھی اپنی مصائب اور جنگ میں اپنے جگر پاروں کے کشت و خون کو مسیح ؑ کی مصلوبیت سے مشابہت نہیں دے سکتے؟

مسیح علیہ السلام کا صعود الی السماء اناجیل سے ثابت نہیں

اس سے بھی بڑھ کر سوال یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کے صعود الی السماء کو اناجیل سے کہاں ثابت کیا جا سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ لوقا اور مرقس کی اناجیل پر اس فرضی واقعہ کا دارو مدار ہے کہ اول الذکر کے متعلق بائیبل کے شارح علی الاعلان اس بات پر متفق ہیں کہ آسمان پر اٹھا لئے جانے کے الفاظ بعد کی دستبرد ہے۔ ملاحظہ ہو Peake's Commentary on the Bible کے یہ الفاظ۔

"The words 'and was carried up into heaven' are omitted in some of the best MSS."

یہ الفاظ کہ "اور آسمان پر اٹھایا گیا" بعض مستند ترین نسخوں میں پائے نہیں جاتے۔

رہی مرقس کی انجیل۔ اسکی ۱۰ آخری آیات جن میں صعود الی السماء کا ذکر ہے۔ خود موجودہ اناجیل کے اندر فٹ نوٹ میں بعد کی ملاوٹ قرار دی گئی ہیں دیکھو انجیل مرقس کا آخری فٹ نوٹ نمبر ۹ - جس میں صاف بتایا گیا ہے کہ آیات ۹ - ۲۰ تک کی بجائے اصل نسخوں میں کچھ اور عبارت ہے۔ اور جو عبارت نقل کی گئی ہے۔ اس میں صعود کا قطعاً ذکر نہیں۔

پس مسیح علیہ السلام کے صعود الی السماء کے واقعہ کی بنیاد کہاں ہے؟ اور جب بنیاد کوئی نہیں۔ تو اس پر ایمان کا دارو مدار رکھنا اور کسی فرضی قومی عروج کا نشان قرار دینا محض خیالات بے حقیقت تصویر کھینچنا نہیں تو کیا ہے۔

لیکن عیسائی تو اب اسکے اتنے قائل نہیں۔ جتنا مسلمانوں نے اسکو ایمانیات میں سے قرار دے رکھا ہے۔ اور تعجب یہ ہے کہ ان کا بھی سارا زور آکر اناجیل پر ہی پڑتا ہے۔ حالانکہ اناجیل میں اس کی بنیاد ہی کوئی نہیں۔

اس بارہ میں بلکہ مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت اور دوسرے اہم واقعات پر مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے خوب شرح و بسط کے ساتھ اپنی ایک تازہ تصنیف میں روشنی ڈالی ہے۔ اور اس میں خود اناجیل کی عبارات اور شارحین اناجیل کے بیانات سے ثابت کیا ہے۔ کہ یہ تمام باتیں جو عیسائی مذہب کا بنیادی پتھر ہیں۔ صداقت کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتیں بلکہ خود شارحین اناجیل کے بیانات اور اناجیل کی اندرونی شہادات کے رو سے اناجیل کا الہامی ہونا بھی ثابت نہیں۔ یہ کتاب انگریزی میں Are the Gospels ---- Revealed [illegible] کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ اردو میں بھی عنقریب اس کا ترجمہ ہونے کی امید ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

غرض جس بات کو ایسٹر کی بنیاد قرار دیا جاتا ہے۔ مسیح ؑ کا مردوں میں سے زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ جانا جب وہی ثبوت نہیں تو اس تقریب کو منانے کے کیا معنے؟

ایسٹر ایک ہی مقررہ دن ہو

ایسٹر کے متعلق یہ بات شاید زیادہ دلچسپی کے ساتھ پڑھی جائے کہ اس موقعہ پر لنڈن چیمبر آف کامرس (دیوان تجارت) کی طرف سے لارڈ ڈیسبورو نے ایک ضروری ریزولیوشن پیش کیا۔ جس کا یہ مدعا تھا کہ ایسٹر کی تقریب کو اس قدر لمبا کرنا اور کلینڈر میں ہر سال اس کی تاریخیں بدلتے رہنا بہت کچھ موجب تکلیف ہے۔ اس سے قانونی اوقات میں ہرج واقع ہوتا ہے سکولوں اور کالجوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ تجارتی آدمیوں اور تعطیلات منانے والوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے لارڈ موصوف بقول "ایوننگ نیوز" ایک Puritan عیسائی کے اس نقطۂ نگاہ کو ملحوظ رکھکر ایسٹر محض جاہلانہ بت پرستی کا ایک بقیہ ہے اور پرانے جاہل بت پرستوں کا تہوار موقوف نہیں کرنا چاہتے۔ نہ ہی وہ ایک غیر عیسائی بت پرست کی طرح اس خیال سے اسے بند کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ بعض عیسائیوں کا تہوار ہے۔ اور اسے منانا نہیں چاہئے۔ بلکہ وہ کلینڈر میں سال بھر میں ایک دن ایسٹر کے لئے مقرر کر دینا چاہتے ہیں۔ جو کبھی بھی بدل نہ سکے"

ایسٹر عیسائی تقریب نہیں

"ایوننگ نیوز" کے یہ الفاظ کیا بتاتے ہیں۔ کیا ان سے صاف طور پر یہ پتہ نہیں لگتا۔ کہ اور تو اور خود عیسائی بھی ایسٹر کو عیسائیت کی کوئی تقریب نہیں سمجھتے۔ ان میں ایسا فرقہ موجود ہے۔ جو اسکو جاہل بت پرست اقوام میں سے آیا ہوا قرار دیتے ہیں۔

"ایوننگ نیوز" کے اس فقرہ سے فائدہ اٹھا کر ہمارے انگریز نومسلم دوست مسٹر خالد شیلڈ ریک نے ایک زبردست مضمون اسی موضوع پر لکھا ہے۔ اور تاریخ کی فیصلہ کن روشنی میں یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ نہ صرف ایسٹر بلکہ تمام عیسوی تقریبات یعنی کرسمس وغیرہ بھی عیسائیت سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتیں۔ اور ان کا اصل مخرج و منبع پرانے زمانے کے جاہل اور بت پرست قومیں ہی ہیں۔

کلیسائے انگلستان کے لئے تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اس قسم کے خیالات خود پادریوں کی طرف سے آئے دن شائع ہوتے ہیں۔ اور پھر کلیسا کے پلیٹ فارم پر سے ان کو ایک اور رنگ دیکر بھی پیش کر دیا جاتا ہے۔ کیا کریں۔ آخر ملازمت ہے [illegible]

کام اندیشہ ہیں ان باتوں کو کیا دخل؟ لیکن سوال یہ ہے کہ ہندوستانی عیسائی ان خیالات کو کیا سمجھتے ہیں اور کس طرح سے ان کو دل ہی دل میں غلط قرار دیکر اپنے دین اور ایمان کا مدار ان تقریبات پر رکھتے ہیں۔ ممکن ہے عیسائی معاصر "نور افشاں" ہی اپنی مشرقی کرنوں سے مغرب کے ان تاریک خیالات کو روشن کر سکے۔

مسجد ووکنگ میں مولوی مصطفیٰ خان صاحب کے لیکچر

مولوی مصطفیٰ خان صاحب کی مع الخیر ولایت پہنچنے کی خبر ہمارے احباب سن چکے ہیں اسوقت تک مولوی صاحب کے تین لیکچر متواتر ہر اتوار کو مسجد ووکنگ میں ہوئے ہیں۔ ان تینوں کے عنوان حسب ذیل ہیں:-

(۱) عالمگیر مذہب کی خصوصیات۔

(۲) اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے۔

(۳) مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔

یہ تینوں لیکچر مولوی صاحب موصوف نے نہایت خوبی کے ساتھ دیئے۔ آپ کا انداز اس قدر زبردست اور جوشیلا تھا۔ اور دلائل ایسے مضبوط تھے۔ کہ جس سے ایک خاص اثر حاضرین پر تھا۔

ان لیکچروں کے علاوہ اسلامک ریویو کی ادارت بھی مولوی صاحب موصوف ہی کے ذمہ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر لنڈن میں نماز جمعہ کا پڑھانا ہے۔

وعظ اور نصیحت

(از قلم جناب میرزا اندر علی صاحب)

آج میں سید عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تحفہ سبحانی سے جو ترجمہ ہے اُن کی اصل کتاب عربی فتح الربانی کا - ایک مجلس ذکر کرتا ہوں تا کہ اہل دل اصحاب اس سے محظوظ ہوں۔ و ھو ھذا:-

ساتویں مجلس سترہویں ماہ شوال سنہ ۵۴۵ھ

اتوار کے روز مسافر خانہ میں آپ نے فرمایا:-

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد وافرغ علینا صبرًا و ثبت اقدامنا و کثر عطائک لنا و ارزقنا توفق الشکر علیہ

اے قوم صبر کر۔ دُنیا کل کی کل آفات اور مصائب ہے راحت اور خوشی نہایت کم۔ کوئی نعمت نہیں مگر اس کے ساتھ نقمت ہے۔ کوئی عیش نہیں مگر اس کے ہمراہ رنج ہے کوئی فراخی نہیں مگر ساتھ ہی اس کے تنگی ہے۔ دنیا کو اپنی زندگی دیدے۔ اور اس سے اپنا نصیبہ شرع کے حکم کے موافق لو وہ دوا ہے اس کی جو کچھ دنیا سے لیا جاوے۔ اے غلام جب تو مرید ہووے تو شرع کے حکم سے اپنی قسمت لے اور جب تو خاص صدیق ہووے۔ تو امر کے بموجب اور جب تو فانی اور خدا سے ملا ہوا اور مقرب ہووے تو خدائے عز و جل کے ہاتھ جو تجھے دے لے لے۔ آخر حکم کرنے والا تجھے حکم کرے گا اور منع کریگا۔ اور فعل تیرے دل کو حرکت دیگا۔

خلقت کی تین قسمیں ہیں۔ عام۔ خاص۔ خاص الخاص۔ عامی وہ متقی مسلمان ہے جو شرع کو ہاتھ میں لیتا ہے اور شریعت کو لازم پکڑتا ہے اور اس سے جدا نہیں ہوتا خدا کے فرمودہ پر عمل کرتا ہے جو یہ ہے۔ و ما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نھاکم عنہ فانتھو۔ جب یہ اس میں کامل ہو جاوے۔ اور شریعت پر ظاہر و باطن میں عمل کرے تو نورانی دل والا بن جاتا ہے۔ اس سے دیکھتا ہے۔ پس جب کوئی شئے شرع کے ہاتھ سے لیتا ہے

تو اس کا دل اس سے غنی اور حق عزّ وجل کے الہام کو طلب کرتا ہے کیونکہ اس کا الہام ہر ایک شے میں عام ہے فرمایا خدائے عزّ وجل نے۔ فالھمھا فجورھا و تقوٰیھا۔ پس اس کا دل متقی اور خدائے عزّ وجل کے الہام کو دیکھتا ہے۔ اسکی علامت ظاہر امر کا لینا ہے جس طرح کہ جو کچھ اس کے امکان میں ہے وہ خدا کا ملک اور اس کے ہاتھ میں ہے وہ اسکی چیز ہے۔ پھر وہ ترقی پاتا ہے اور اس کے دل کا نور روشن ہوتا ہے اور جو کچھ اس امر میں خدا کے پاس ہے اُسے دیکھتا ہے۔ مگر یہ شرع پر عمل کرنے سے فارغ ہونے کے بعد ایمانی قوت اور توحید کے ساتھ ملزوم ہے۔ جب دل دنیا اور خلق سے نکل جاوے اور اس کے بیابانوں اور دریاؤں سے عبور کر جاوے۔ پس اسوقت اس کی صبح ہوتی ہے۔ اور نور ایمان۔ نور قرب الٰہی۔ اور نور عمل اور نور صبر اور نور تحمل اور اطمینان حاصل ہوتا ہے یہ کل ثمرہ حقوق شرع ادا کرنے اور اس کی تابعداری کی برکت سے ہے۔ لیکن ابدال وہ خاص الخاص ہیں جو شرع سے فتوے حاصل کر کے پھر اللہ عزّ وجل کے امر اور فعل اور تحریک اور الہام کو دیکھتے ہیں۔ اور ان تینوں کے سوائے اور لوگ ہلاک در ہلاک سقم در سقم۔ حرام در حرام۔ دین کے سر کا درد۔ دل کی سختی جسم میں مرض سل کی طرح ہیں

اے قوم وہ تمہیں بلاؤں میں مبتلا کرتا ہے تاکہ دیکھے کہ تم کیا کرتے ہو۔ آیا ثابت قدم رہتے ہو یا بھاگ جاتے ہو۔ آیا تصدیق کرتے ہو یا جھٹلاتے ہو۔ جس نے تقدیر کی موافقت نہ کی۔ وہ تو نرمی کیا جاتا ہے۔ اور نہ موافقت جو اُس کے حکموں پر راضی نہ ہوا۔ وہ اُس سے راضی نہیں۔ جس نے عطا نہ کی۔ اُس پر عطا نہیں کی جاتی۔ جس نے ایا زت نہ کی۔ سوار نہیں کیا جاتا۔

اے جاہل کیا تو چاہتا ہے۔ کہ اُس کے ارادہ کو تغیر کر دے اور بدلے۔ کیا تو دوسرا خدا ہے۔ تاکہ اللہ عزّ وجل تجھ سے موافقت کرے۔ بلکہ اس کا عکس کر تو ثواب پاوے گا۔ اگر تقدیر میں نہ ہو تو جھوٹے دعوے نہ پہچانتا۔ گو ہر تجربے کے وقت ظاہر ہوتا ہے تو اپنے نفس سے ایسا انکار کر۔ جیسا وہ خدائے عزّ وجل سے کرتا ہے۔ جب تو اپنے نفس کا منکر ہوگا۔ تو دوسرے کا بھی ہو سکیگا۔ ایمانی قوت کے بعد منکرات زائل ہوں گے۔ اور اس کے ضعف کی مقدار پر قدم جما دیں گے۔ اور تو اُن کو زائل نہ کر سکیگا۔ ایمان کے قدم وہ ہیں جو شیاطین الانس والجن سے ملنے کے وقت قائم رہتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو بلاؤں اور آفتوں کے نازل ہونے کے وقت ثابت رہتے ہیں۔ تیرے ایمان کے قدم ثابت نہیں۔ پس ایمان کا دعوے چھوڑ دے۔ سب کو بُرا جان۔ اور ان سب کے خالق سے محبت رکھو الخ ؛

التفسیر

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون ۵ (سورہ مائدہ ر۔ ۸)

"مومنو! تمہارا دوست تو صرف اللہ ہے اور اس کا رسول۔ اور وہ مومن جو اپنی نمازوں کو قائم رکھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ مفروضہ ادا کرتے رہتے ہیں۔ اور وہ ہمیشہ خدا کے آگے عاجزی کرتے رہتے ہیں اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول اور ان مومنوں سے دوستی کریگا۔ تو بیشک وہ خدائی گروہ میں داخل ہو جاویگا۔ اور خدا کا گروہ ہی ہمیشہ غالب رہتا ہے"

آیت عنوان مافوق وہ آیت ہے جو تشیع کے ہاں خلافت بلافصل علی مرتضیٰ علیہ السلام پر نص قطعی ہے اور یہ ایک بڑی زبردست اور جڑ کی دلیل ہے جو وہ اہل سنت والجماعت کے بالمقابل پیش کرتے ہیں اور انکے متکلمین کو اس پر بڑا ناز اور فخر ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تشیع کے علماء نے بڑی اُڑان نی فرمائی ہے۔ اور جیسا کہ ان کا قاعدہ ہے کہ تفسیروں کے حوالے نام لے کر گن جاتے ہیں تاکہ سامعین پر ایک رعب اور اثر قائم ہو جاوے۔ اور مخاطبین تصور کریں۔ کہ جب اتنی بڑی بڑی تفسیروں میں یہ لکھا ہے۔ تو وہ کس طرح جھوٹ ہو سکتا ہے مگر میں نے تشیع کے مفسرین اور متکلمین کو اس معاملہ میں بڑا دروغگو اور چالاک پایا ہے اول تو چند تفسیروں کے نام لیکر اُس کے آگے وغیرہ کا فقرہ بھی جوڑ دیتے ہیں۔ تاکہ سامع سمجھے کہ اور تفسیروں میں بھی ایسا ہی ہے۔ دوئم جتنی تفسیروں کے نام اُنہوں نے لکھے ہوتے ہیں بعض میں بالکل اس قول کا وجود ہی نہیں پایا جاتا۔ سوئم۔ بعض مفسرین کا یہ اصول ہے کہ اس آیت کے متعلق جتنے قول یا روایتیں مل سکیں بلا لحاظ جرح وتعدیل وتحقیق موضوع وصحیح وضعیف وغیرہ اُس جگہ درج کر دیتے ہیں۔ امامیہ مفسرین اور اقوال ترک کر کے صرف اپنے مطلب والی روایت کو لیکر تفسیر شماری شروع کر دیتے ہیں۔ چہارم۔ بعض مفسرین اگرچہ سب روایتیں اس آیت کی تفسیر کے ماتحت درج کر دیتے ہیں مگر صحیح اور مرجح روایت کو ممیز کر دیتے ہیں تشیع نقل روایت اور حوالہ کے وقت اس امر یا اشارہ مرجح بالدلیل کو جو اس مفسر نے اپنی تفسیر میں جتلایا ہوتا ہے نظر انداز اور حذف کر جاتے ہیں تاکہ مخاطب عامی اس سے بے خبر رہے۔ پنجم۔ مفسرین تشیع کا اصول ہے کہ بتائید مذہب خود ادنے اشارہ بھی کہیں پا دیں۔ تو جھٹ بلا تحقیق اسکو درج کر دیتے ہیں خواہ وہ قول کتنا ہی عقل اور نقل میں ضعیف۔ شاذ اور معلل ہو۔ بلکہ ہر قسم رطب ویابس جس سے تائید مذہب ہو (دیکھو مقدمہ تفسیر عمدۃ البیان ص۳)

ششم۔ ہمیشہ مشترکہ اور عام آیتوں سے امامت بلافصل علی علیہ السلام ثابت کرتے ہیں اور چونکہ آیت اپنے عموم پر قائم ہوتی ہے بغیر ملانے کسی موضوع اور ضعیف روایت کے اپنی مطلب براری اُس سے نہیں کر سکتے۔ اس لئے ضرور کوئی ضعیف روایت اس کے ہمراہ بطور تفسیر آیۃ جوڑ کر اُس کا نام بڑی بے شرمی سے برہان اور نص قرآن رکھتے ہیں۔ اور یہ کس قدر غلط استدلال ہے۔ جبکہ قرآن اپنے منطوق میں کسی روایت یا حدیث کا محتاج ہے اور بغیر ملانے حدیث کے مقصد پر دلالت اس سے پیدا نہیں ہوتی تو ظاہر ہے کہ اس کا نام نص قرآن رکھنا سفاہت اور ابلہ فریبی ہے یہ تو حدیث سے استدلال ہوا نہ کہ قرآن سے۔

ہفتم۔ اکثر فضائل کی احادیث ہمراہ آیت قرآنی ضم کر کے اس سے بڑا بھاری اور اعتقادی مسئلہ امامت ثابت کرتے ہیں۔ اور اس اصل کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ جو اُن کے اور اہل سنت ہر دو کے ہاں مسلم ہے۔ احادیث الفضائل یتسامح فیھا عند اھل العلم۔ جب فضائل اور مناقب کی احادیث خود محک امتحان پر کبھی نہیں کسی گئیں۔ اور اُن میں تسامح واقع ہوا ہے تو اس سے مسئلہ امامت جو ایک اصول کا مسئلہ عند التشیع ہے کس طرح وہ ثابت کرتے ہیں۔

ہشتم۔ ایک بڑا دھوکہ متکلمین تشیع کا جو عوام اہل سنت کی نگاہ میں وقیع دکھائی دیتا ہے یہ ہے کہ تشیع کتب احادیث اہلسنت سے ایک حدیث موافق مطلب خود نکال کر پیش کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ دیکھ لو۔ یہ حدیث تمہاری کتب میں درج ہے۔ جس سے ہمارا مدعا ثابت ہے۔ بیشک یہ تشیع کی مخدوعہ کارروائی ایسی خطرناک ہے۔ جس کے اندفاع میں اہل سنت کے بڑے بڑے اکابر عاجز دکھائی دیتے ہیں الا ماشاء اللہ۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ ہر فرعونے را موسائے۔ امام ابن تیمیہ حرانی کا وجود اپنے وقت میں ایسا ہی ثابت ہوا اور اُس نے محقق اہل علم کے لئے ایک ایسی راہ پیدا کر دی جس پر بعد ازاں جس جس اہل حق نے قدم رکھا۔ وہ کامیاب ہوا اور ابطال باطل میں اُسکو دقت پیش نہ آئی۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں اکثر اقتباسات ہم نے اُن کی کتاب "منہاج السنۃ" سے شامل کر دیئے ہیں۔ جیسا کہ آگے چلکر دلائل اور تحقیقات سے معلوم ہوگا۔

الغرض ہم اصل مطلب کی طرف عود کرتے ہیں۔ کہ یہ دلیل الزامی کہ فلاں حدیث اہل سنت کی فلاں کتاب میں لکھی ہے معقول دلیل نہیں کیونکہ اگر ایسی دلیل کو اہل تشیع پر اسطرح رد کریں کہ تمہاری فلاں کتاب میں ایسا لکھا ہے۔ تو اسوقت حضرات امامیہ اس اعتراض کو اس طرح رد کرتے ہیں کہ حدیث کی صحت اور عدم صحت پر بحث شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ ہمارا یہ دعوے نہیں۔ کہ ہماری کتابوں کی تمام احادیث صحیح ہیں بلکہ اُن میں ہر قسم کی احادیث مندرج ہیں پس استدلال کی صحت کے لئے حدیث کی صحت اول قابل ہوگی۔ پس یہی دلیل اہل سنت کی کتابوں کے متعلق ان کے بالمقابل ضرور قابل حجت ہوگی۔ جسکو وہ ہمیشہ نظر انداز کرتے ہیں کیونکہ اہل سنت کا بھی یہ دعوے نہیں کہ حدیث کی سب کتابیں قابل احتجاج ہیں۔ بلکہ سب سے مقدم صحت حدیث کا التزام ضروری ہے۔

نہم۔ جب کبھی کوئی فریق شیعہ خواہ سنی کوئی حدیث پیش کرے۔ اسکو اُن امور کی قیود اور پابندی لازم ہوگی۔ جو اس فریق محققین محدثین نے اپنی احادیث کے متعلق قواعد وضوابط بطور اصول مقرر کئے ہوئے ہیں یعنی وہ حدیث انہی اصول مقررہ کے ماتحت قابل پذیرائی ہوگی۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک حدیث تو اہلسنت کی کسی کتاب حدیث سے پیش ہو۔ اور وہ شیعہ اصول کے رو سے پرکھی جائے یا اُن قواعد مقررہ اہل سنت سے اغماض کی جائے جو انہوں نے متعلق احادیث مقرر فرمائے ہوئے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک حدیث بخاری کی اعلیٰ پایہ کی حدیث ہے۔ اور جس کی صحت ثابت ہو چکی ہے اور تنقید میں آ چکی ہے اسکو ایک غیر معروف حدیث سے باطل اور نسخ کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ سید حامد حسین صاحب نے جو شیعہ مجتہد لکھنو تھے۔ اکثر جگہ ایسا کیا ہے اور حال میں ایڈیٹر اصلاح صاحب جو تنقید البخاری کی مضامین لکھ رہے ہیں اُن کا بھی یہی حال ہے۔ اور یہ بڑا قبیح طریق استدلال کا ہے۔ بیشک تشیع تو تقیہ کی آڑ میں پناہ گزین ہو جاتے ہیں۔ مگر اہل سنت اس منافقت کی طرف مائل نہیں وہ قوی اور ضعیف، صحیح وسقیم کے اصول کی تتبع کرتے ہیں اور ہر ایک حدیث کو اصولوں کے ماتحت قبول کرتے ہیں اور قرآن کریم تمام کے لئے محک ہے۔

تشیع ایک جرح بھی کرتے ہیں۔ اور اس جرح کا موقعہ اُن کو زمانہ فیج اعوج اور زمانہ دجالیت کے بعض برائے نام علماء اہل حدیث کے اقوال اور طرز عمل سے مل گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ تم نے خود ان کا نام صحاح ستہ یا صحیحین وغیرہ رکھا ہوا ہے اور ہم نے اپنی کسی حدیث کی کتاب کا یہ نام نہیں رکھا۔ پس تم اپنے قول تسلیم سے پکڑے جاتے ہو اس کا جواب شیخ عبدالحق نے مقدمہ مشکوٰۃ المصابیح میں دیا ہے۔ اور صحیح جواب اس کا یہ ہے۔ کہ جب علمائے فن نے جرح اور تعدیل کے اصول مقرر کر دیئے۔ تو کسی خاص کتاب کی صحت اور عدم صحت پر بحث اصولاً باقی نہ رہی ہر حدیث انہی اصول پر پرکھی جائیگی۔ خواہ صحاح ستہ کی حدیث یا ماسوا انکے۔ میں نے اُس بحث کو جو درمیان حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی محمد حسین ہوئی تھی۔ دیکھا ہے۔ مولوی محمد حسین بحث میں بار بار اس بات پر زور دیتے کہ آیا آپ صحیح بخاری کی کسی حدیث کو موضوع کہتے ہیں۔ پس محدثین موجودہ کے مسلمات نے یہ موقع تشیع کو دیا۔ جبکہ اُنہوں نے احادیث البخاری میں غلو اور افراط کا پہلو اختیار کیا ہے۔ حالانکہ بات بالکل صاف تھی۔ جب خود محققین اہل حدیث نے بخاری کی احادیث پر تنقید کی ہے تو یہ امر تشیع کو دلیل الزامی میں مفید نہ ہوگا۔ کہ تم اُس کا صحیح بخاری نام رکھتے ہو۔ کیونکہ یہ نام اُس کا بطریق تغلیب کے ہوگا۔ صحیحین کی قدر سو اس احادیث پر اعتراض ہوئے ہیں جن میں بخاری کی ایسی احادیث ہیں اور اسی قدر راوی ہیں۔ جن میں کلام کیا گیا ہے ؛

شریف باپ کا شریف بیٹا

لنڈن ٹائمز کا نامہ نگار مقیم قاہرہ ۸ مئی کو حسب ذیل اطلاع دیتا ہے:۔

"شاہی جمعیت پرواز نے امیر عبداللہ کے اعزاز میں فن ہوائی کے قابل تعریف کرشمے دکھائے ایک ایروپلین میں امیر موصوف کی عکسی تصویر لی گئی۔ امیر موصوف ہوائی پرواز سے نہایت محظوظ ہوئے۔ بالخصوص جبکہ انکے دو عہدہ داروں نے تھوڑی دیر تک ہوائی سفر کیا سلطان معظم نے امیر کو شاہی دعوت دی جس نے بعد ازاں لارڈ اور لیڈی النبی کے ساتھ چائے پینے کی عزت حاصل کی"

امیر عبداللہ شریف مکہ کا دوسرا بیٹا اور عراق عرب کا بادشاہ ہے جو برطانیہ کی نگرانی میں حریت اور آزادی کا خواب دیکھنا چاہتا ہے علیٰ ہذا یکدفعہ نہیں ہزار دفعہ ہر طرح کی ایروپلین میں چڑھے عکسی تصویر اترواوے اور فاتح بیت المقدس کے ساتھ چائے پیئے لیکن وہ ہرگز اس خلافت کے حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوگا جس کا وہ اپنے گھرانہ

[illegible] حقدار سمجھتا ہے دنیائے اسلام اسکے باوا کو سلطان اعظم خلیفۃ [illegible]

مراسلات

ہر کلمہ گو مسلمان کی دعوت اتحاد

(از قلم شیخ غلام حسن صاحب)

(گزشتہ سے پیوستہ)

یہ عاجز ابھی اسقدر لکھنے پایا تھا۔ کہ میری توجہ ایک چودرقہ مطبوعہ اعلان کی طرف مبذول کرائی گئی۔ یہ اعلان سکریٹری صاحب انجمن احمدیہ لدھیانہ کی طرف سے ہے اور اس پر ۲۶ اپریل ۱۹۲۰ء کی تاریخ ثبت ہے۔ مولوی عطاء اللہ صاحب مرتدی کی خلافت سے اشتہار لکھا گیا ہے۔ اس اعلان میں صفحہ ۳ کی حسب ذیل عبارت میری توجہ کو خاص طور پر اپنی طرف جذب کرتی ہے۔ مسئلہ خلافت کے متعلق جناب میاں محمود احمد صاحب کی رواداری بھی قابل توجہ ہے۔ میاں صاحب نے مسلم کانفرنس لکھنؤ کی دعوت شمولیت جلسہ کے جواب میں ۱۸ ستمبر ۱۹۱۹ء کو ایک نہایت ہی زبردست اور مدلل مضمون لکھکر کانفرنس مذکور اور ہندوستان کے دوسرے حصص میں شائع کیا۔ آپ کی اس تحریر سے چند اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"میرے نزدیک اس جلسہ (مسلم کانفرنس لکھنؤ) کی بنیاد اوّل یہ ہونی چاہئے کہ ایک مسلمان کہلانیوالی سلطنت کو کہ جسکے سلطان کو مسلمانوں کا ایک گروہ خلیفہ بھی سمجھتا ہے۔ مٹا دینا یا ریاستوں کی حیثیت دینا ایک ایسا فعل ہے جسے ہر ایک فرقہ جو مسلمان کہلاتا ہے ناپسند کرتا ہے اور اس کا خیال بھی اُس پر گراں گذرتا ہے"

پھر فرماتے ہیں:۔

"جماعت احمدیہ ترکوں کی سلطنت سے ہر طرح ہمدردی رکھتی ہے۔ کیونکہ باوجود اختلاف عقیدہ رکھنے کے ان کی ترقی سے اسلام کے نام کی عظمت ہے۔"

مندرجہ بالا اقتباسات اس امر کے لئے بہت کافی ہیں کہ ترکی سلطنت کے ہمدردوں میں میاں صاحب کی جماعت کو بھی شامل کر لیا جائے۔ افسوس ہے کہ کیوں علماء نے ان سطور کی طرف توجہ نہیں کی۔ اگر میاں صاحب خلافت کے رنگ میں ترکی حکومت کی تائید نہیں کرتے۔ تو آخر اسلامی اخوت سے مجبور ہیں۔ کوئی رنگ ہی سہی۔ ہم کو لازم ہے۔ کہ اُن کے اس قدر اعلان کو غنیمت سمجھیں اور اُن کو بھی حامیان سلطنت اسلامیہ کے زمرہ میں شامل کیا جائے۔ غرض ہمارا مطلب یہ ہے کہ جہاں برادران ہنود نے اس معاملہ میں ہمارا ساتھ دیا ہے۔ وہاں کوئی کلمہ گو باقی نہ رہنا چاہئے۔ ہر کلمہ گو کو اپنے ساتھ شامل کر لینا چاہئے۔ اور میاں صاحب نے جس معاملہ میں اشتراک عمل کا ثبوت دیا ہے اُن کی قدردانی کرنا لازمی بات ہے۔

غرض ہمارا مقصد یہ ہے کہ جملہ فرقہائے اسلامی کو ایک مرکز پر جمع کیا جائے۔ اور فروعی اختلافات کے ہوتے ہوئے بھی ان کا یکجا ہونا کوئی ایسی بات نہیں جو بعید از قیاس ہے۔ بلکہ ایسا واقعہ ہونا بہت ہی قریب الوقوع ہے اور ضرور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ضرور ایسا ہو کر رہیگا صرف شرط یہ ہے کہ مسلمان تنگدلی کو ترک کرکے باہمی اتفاق اور اتحاد سے کام لیں۔

مسلمانوں میں سب سے اہم مسئلہ اس وقت خلافت کا درپیش ہے اور تمام قوم کی توجہ اب اسی جانب مبذول ہے۔ مسلمانوں کا مقتدر طبقہ اس تحریک میں شمولیت سے مجتنب رہتا ہے۔ گو ان کو بھی ویسی ہی ہمدردی خلافت سے ہے جیسی کہ ہر ایک مسلمان کو۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کے مختلف دینی فرقے اس معاملہ میں مختلف الرائے سمجھے جا رہے ہیں حالانکہ ان کو بھی اسلامی سلطنت کے زوال پر رنج و غم ہے اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی ہے۔ علماء اسلامی کثرت سے اس تحریک میں شامل نہیں ہیں۔ غرض یہ مسلمہ امر ہے کہ گو معنوی رنگ میں ہر ایک مسلمان کو ترکی سلطنت سے ہمدردی اور ہوا خواہی ہے۔ لیکن بظاہر یہ ہمدردی فروعی اختلافات کی وجہ سے مخالفت کی شکل اختیار کر رہی ہے۔ حالانکہ دانشمندی اور معاملہ فہمی سے کل اور جملہ مسلمانوں کا اس معاملہ میں اتفاق ہو سکتا ہے۔ آؤ ہم غور کریں کہ وہ جماعت جسکے ہاتھوں میں خلافت کا معاملہ ہندوستان میں چل رہا ہے۔ حقیقت میں اپنے بڑھے ہوئے جوش کے مقابلہ میں کسی دوسرے انسان کی پروا نہیں کرتے۔ اور انہوں نے کامل اسلامی اتحاد کی معاملہ کو ترک کر دیا۔ پہلے ان کا فرض تو ہونا چاہئے تھا کہ وہ [illegible] اور [illegible] کی شدید مخالفت [illegible] میں شریک ہو جاتے۔

کابل کی ہجرت کا مسئلہ [illegible] ہے۔ خود اس خیال میں رہ کر وہ اپنے دین کی زیادہ خدمت کر سکتے بلکہ کیا ممکن ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ اپنی رعایا کو [illegible] کی اجازت دے۔ کہ وہ اسکے ملک سے نکل کر مخالفین سے ملجائیں۔ کس قدر تعداد ہجرت کر سکتی ہے۔ کیا مسلمان کلہم اس ملک سے نکل سکتے ہیں کیونکہ سب کو ہی ترکوں سے ہمدردی ہے لیکن اس ہمدردی سے ہم نے تو جہاں تک ہے یہ مطلب کبھی نہیں سمجھا۔ کہ ہم کو برٹش گورنمنٹ سے بر سر فساد یا بغاوت ہو جانا چاہئے۔ ہم کو صبر و تحمل سے کام لینا ضروری ہے۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ کا سبق خیال فرمائے کہ ہمارے مخاطب کس حد تک اپنی قربانی پر زور سے زور دیا گیا ہے اور کیا ان کا مطلب یہ سمجھ کر جناب باری میں استغفار گریہ کیا ہے کہ ان کو [illegible] نشستی اور تسلی نصیب ہوئی۔ یاد رکھو جب تک ہم ان راہوں اختیار نہ کریں گے۔ جو ہم سے پہلے قرون اولیٰ کے مسلمان اور انکے نمونہ پر چلنے والے اختیار کر چکے ہیں۔ ہماری کامیابی محال ہے ہم کو لازم ہے کہ ہم اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کریں۔

میں بفضل خدا آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بہت جلد اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تنگی اور مصیبت کو آسانی سے بدل دے گا۔ کیونکہ مشکلات کا آسان کرنیوالا اُس کے سوا کوئی نہیں۔ انگریز مذہباً اسلام کے خلاف ہیں لیکن حکومت کے اعتبار سے ابھی ان سے ملکر ہم کو ان سے گذارہ کرنا ہے اور کوئی مسلمان بھی غدار یا باغی نہیں۔ بلکہ دل سے قیام امن کا حامی ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم مقتدر گروہ اور جماعت علماء کو بھی اپنے ساتھ شامل کریں۔ اور بیجا جوش و خروش اور ہیجان پیدا کرنے کی بجائے اور جوشیلی لیکچروں میں ہجرت کا سبق دینے کی بجائے اول گناہ سے ہجرت کا عالمگیر اعلان کیا جائے کہ اے روئے زمین کے مسلمانو! خدا وند تو اب اور رحمان کے آگے تذلل سے گر جاؤ اور نمازوں کو قائم کرو۔ اور احکام قرآنی پر پورے طور پر عمل کرو کذب اور دغا سے کنارہ کشی اختیار کرو۔ غرض خداترسانہ زندگی بسر کرو۔ پس آپ یقین فرمالیں کہ وہ خداوند جو ہواؤں کو اپنے حکم سے چلاتا ہے مصیبت اور تنگی کی ہواؤں کی بجائے ہم پر رحمت اور لطف و کرم کی ہوائیں چلانے کا حکم فرمائیگا ہم بیشک خیر الامت ہیں لیکن ہم نے قرآن اور اسکی تعلیم کو چھوڑ دیا ہے۔ قرآن شریف پر غور کرنا ترک کر دیا ہے۔ کلام رحمٰن کو طوطے کی طرح پڑھ لیتے ہیں۔ اس کے مفہوم اور مقصد عالیہ پر اطلاع نہیں پاتے۔ اور نہ عوام کے لئے ان مواقع کے حصول کی کوشش کرتے ہیں ہم کو کیا لازم ہے کہ ہم صرف دکھاوے کے طور پر مجاہدات کریں۔ ہم کو ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم گریہ و بکا سے عرش تک کو ہلا دیں۔ اور سوائے ہستی رحمٰن کے کسی کے سامنے نہ جھکیں۔ انگریزوں کو کس نے حکومت بخشی ہے۔ کیا وہی خدا تمہاری دعاؤں سے بے خبر رہیگا۔ تم یوم الدعا مقرر کرو۔ اور علاوہ جمعہ کے تمام شہر کے مسلمان ننگے سر ہو کر بارگاہ معلیٰ میں کم از کم مہینہ میں دو بار جمع ہوں۔ اور ایک وسیع میدان میں اکٹھے ہو کر تذلل اور عجز اور انکساری سے اللہ تعالیٰ سے التجائیں کریں اور کم از کم دو گھنٹہ تک قرآن خوانی اور وعظ کے بعد سجدات بجا لائیں۔ اور ایک کافی عرصہ تک دعا کرتے رہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بیکسوں کی آواز کو نہ سنیگا

یہ عاجز ہر ایک مسلمان کلمہ گو کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اس جانب متوجہ ہوں۔ اور خلافت کمیٹیاں بھی اس طرف غور کریں کہ آیا مصائب کے وقت نجات کا راستہ کیا ہے ہم فی الحقیقت بیدست و پا ہیں اور ممکن ہے کہ ہماری زبردست دعاؤں سے اللہ کریم گورنمنٹ برطانیہ کی ہمدردی کو ہماری جانب منتقل فرمائے۔ میں ہر کلمہ گو کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ میری اس عاجزانہ درخواست کو رد نہ فرمائیں۔ اور کم از کم تین ماہ تک دعا کا عالمگیر سلسلہ قائم رکھیں۔ لیکن یاد رہے کہ کسی بھی فرقے کی تکفیر نہ کی جائے۔ بلکہ احمدی اور حنفی اور شیعہ اور اہل حدیث ہر ایک فرقہ دعا کے لئے اپنے امام کو لیکر میدان میں نکلے۔ اور اپنے اپنے لوگوں کے سامنے علماء دعا کے فوائد کی عظمت بیان فرمائیں۔ اور بعد میں سجدہ میں پڑ کر اور قیام کی صورت میں ہر ایک فرقہ سجانی شوکت اسلامی کے لئے دعا فرمائیں منتہی گروہ سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ بھی شامل ہوں۔ کیونکہ دینی مجالس میں شمولیت سے انکو قطعاً انکار نہ ہوگا۔ مجالس وعظ میں کوئی کلمہ ایسا نہ کہا جائے کہ جس سے گورنمنٹ کی تحقیر مقصود ہو یا امن عامہ میں خلل کا اندیشہ ہو۔ مسلمانوں کو یہی لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہی عرض کریں کہ تو ہی ہمارا آخری سہارا ہے۔ تو ہم پر اپنے حبیب اللہ نبی الامی صلوٰۃ علیہ کی طفیل رحم فرما۔

یہ بھی لازم ہے کہ بچوں تک کو ان مجالس وعظ میں شامل کیا جائے [illegible] اس وقت اپنے اپنے محلے کی مسجد میں جمع ہو کر دعا کریں۔

غرض اے میرے مسلم بھائیو! پسند میری اس تاس پر غور کرو۔ کہ آیا اس میں میری کوئی خود غرضی ہے۔ میں آپ سے [illegible] کا طالب ہوں۔ یاد رکھو کہ ملک کے امن میں مخل مت بنو۔ اور امن پسند مسلم کی طرح دونوں کو لبیک کرو۔ آپ لوگ محکوم ہیں زیردست ہیں زیردستی اور محکومیت اللہ تعالیٰ سے عاجزی کا اظہار کرنے میں اور قبولیت دعا میں بہت ہی ممد ہیں پس اپنی حالتوں کو سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرکے مندرجہ بالا طریقہ پر عمل کرو۔ اور اس قلیل عرصہ میں جبکہ تم نے خدائے تواب کے سامنے کامل تذلل اور عاجزی کا اظہار کیا۔ تو اُس کے فضل سے رحمت اور اطمینان کی علامات ملاحظہ کر لو گے۔ اس سلسلہ کو جہاں تک ہو سکے جاری رکھو۔ لیکن عہد کر لو۔ کہ ایک اسلامی فرقہ دوسرے کے خلاف کچھ نہ کہیگا۔

اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو۔ اور وہی ہمارا کارساز حقیقی ہے۔ والسلام۔

اخبار احمدیہ

مولوی عبدالحق صاحب (سابق ایڈیٹر) شملہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں سو اسلئے خاکسار کم وبیش ڈیڑھ ماہ فرائض ادارت اخبار سرانجام دیکر . . . . رخصت ہوتا ہے۔ خاکسار ابوالحسن

مسلم مڈل سکول بدوملہی خدا کے فضل سے خوب چل رہا ہے دو تین ماہ کے عرصہ میں ۱۴۰ کے قریب طلباء ہو گئے ہیں۔ مدرسہ میں دینیات و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے۔ علاوہ سکول کے حافظ فضل احمد صاحب ہر روز صبح کے وقت درس قرآن مجید عام لوگوں کو دیتے ہیں۔ قاضی ثناء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر تجربہ کار ہیں اور خوب اپنے کام میں محو ہیں لوگوں میں تعلیم کے لئے دلچسپی پیدا ہو رہی ہے"

تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ایک نیک نہاد افسر "یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائیگی۔ کہ حال ہی میں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ملک محمد عطاء اللہ خان صاحب تحصیلدار تبدیل ہو کر آئے ہیں۔ یہ باشندگان تحصیل مذکور کی بہت ہی خوش نصیبی ہے کہ آپ ایک نہایت شریف، متدین۔ انصاف پسند افسر واقع ہوئے ہیں۔ اعلیٰ اخلاق کے مسلمان ہیں

ہم بہت مشکور ہیں کہ ہماری استدعا پر آپ نے مسلم اینگلو ورنیکلر مڈل سکول بدوملہی کا جو تحصیل مذکور میں واقع ہے ملاحظہ فرمایا۔ اور نہایت طمانیت کا اظہار فرما کر بہت ہی محظوظ ہوئے۔ ہمیں پوری توقع ہے کہ یہ قومی سکول جو خدا کے فضل سے امسال ہی اُن کی تحصیل میں قائم ہوا ہے۔ اُنکی نظر التفات وعنایت سے دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے گا۔ اور ہم پورے وثوق سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ باشندگان تحصیل مذکور کے لئے عموماً اور سکول مذکور کی فلاح و بہبودی کے لئے خصوصاً کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔ اس لئے حکام بالا دست سے ہماری دلی التجا ہے کہ آپ کو تادیر اس تحصیل میں رکھیں اور آپ کو اس سے اعلیٰ عہدہ پر ممتاز فرما دیں

خاکسار ثناء اللہ ہیڈ ماسٹر مسلم اینگلو ورنیکلر مڈل سکول بدوملہی۔

بالشوازم اور ہندوستان

لنڈن ۱۴-جون) انڈیا آفس کا بیان ہے کہ بالشویک ہندوستان میں بے چینی پیدا کرنے کی از حد کوشش کر رہے ہیں اور انکے کامریڈ ایشیا میں بالشویکی تحریک کی اشاعت میں مصروف ہیں تاشقند میں اس مقصد کیلئے ایک خاص محکمہ ہے۔ روس کی حدود کے باہر بھی رعایا کو یورپین گورنمنٹوں کے خلاف حتے الامکان بھڑکایا جاتا ہے جو سرمایہ داری اور بادشاہ پرستی کو پسند کرتی ہیں۔ برطانیہ کو خاص

تسخیر کیف

بالشویکوں کا ادعائے فتح

وارسا۔۱۴۔جون۔ پولینڈ کی ایک سرکاری اطلاع راوی ہے۔کہ ڈوینا اور ایرپرلیسینا کے مابین پول پسپا شدہ غنیم کا تعاقب کر رہے ہیں۔ اس خبر کی تصدیق ہوگئی ہے کہ بالشویکوں کی بعض فوجوں کو جرمن افسر لڑا رہے ہیں یہ فوج پولک کی سمت میں پسپا ہو رہی ہے اور باقاعدہ طور پر سڑکوں اور پلوں کو تباہ اور دیہات کو جلا رہی ہے بالشویک ڈویژن کا بالشویک ڈویژن کا باقی حصہ ابتری کے ساتھ پیچھے ہٹ رہا ہے۔

اخبار آبزرور کو خبر ملی ہے۔کہ پولینڈ والوں نے کیف کو خالی کر دیا ہے۔کیونکہ بالشویک آگے بڑھ آئے تھے۔ اور اندیشہ تھا۔کہ وہ انکی راہ گریز مسدود کر دیں گے۔ بالشویکوں نے کروسٹن کیف ریلوے لائن کو مغرب کی سمت میں کاٹ دیا ہے اور کیف کے جنوب مغرب میں فیسٹاف پر قبضہ کر لیا ہے جو اس علاقہ میں نہایت اہم ریلوے جنکشن ہے۔

بالشویکوں کا بے تار کا پیام مظہر ہے کہ کیف کو خالی کرنے سے پہلے پولینڈ والوں نے شہر کے بڑے بڑے مقامات کو تباہ کر دیا۔جن میں گرجا اور ریلوے سٹیشن بھی شامل ہے۔

(وارسا۔۱۴۔جون) ایک سرکاری اطلاع راوی ہے کہ پولینڈ والوں نے نیپر کے پلوں کو توڑ کر کیف کو خالی کرنا شروع کر دیا ہے انخلا نہایت باضابطگی کے ساتھ ہو رہا ہے۔غنیم نے پولینڈ والوں کی عقبی فوج پر حملہ کیا تھا۔مگر سخت نقصان کے ساتھ پسپا ہوا۔

وارسا۔۱۴۔جون) اہل پولینڈ کی ایک اطلاع راوی ہے کہ دشمن نے ہمارا محاذ توڑنے کی غرض سے بے سود حملے کئے۔ ایک ہزار بالشویکوں نے نیپر کو عبور کیا۔لیکن ان میں سے صرف ۲۰۰ بچ کر جا سکے۔ اکثر واپس جاتے ہوئے ڈوب گئے۔ یوکرین کے علاقہ میں پولینڈ کی فوج ایک منصوبہ کے مطابق نہایت باقاعدگی سے پسپا ہو رہی ہے۔ (لندن۔۱۴۔جون) اہل پولینڈ کے ذریعہ سے جو خبریں آئی ہیں وہ تصدیق کرتی ہیں کہ بالشویکوں نے کیف کو از سر نو فتح کر لیا ہے۔ان کے رسالے اچانک پولینڈ والوں کی صفوں میں سے نکل گئے۔ اور جیٹومیر میں ایک ہاسپٹل جلا دیا۔اور ۶۰۰ زخمی پول ہلاک کر دئیے۔

جمہوریہ امریکہ کی صدارت

ریپبلکن امیدوار

لنڈن۔۱۳۔جون) امریکن صدارت کے معاملہ میں جب دسویں بار ووٹ لئے گئے۔ تو اس کا حسب ذیل نتیجہ [illegible] ہارڈنگ ۶۹۲۔ ووڈ ۱۵۶۔ لوڈن ۱۱۔غرضیکہ سینیٹر ہارڈنگ صدارت کے لئے جمہوری امیدوار کی حیثیت میں منتخب کیا گیا ہے۔ وہ ریاست اوہیو کا سابق لفٹننٹ گورنر ہے۔اور اس وقت اوہیو سٹار اخبار کا مالک ہے۔ اور چند صنعتی کارخانوں کا حصہ دار۔

مالٹا کو سلف گورنمنٹ کا عطیہ

لنڈن ۱۴۔جون) فیلڈ مارشل۔ لارڈ پلومر نے ایوان مشاورت میں مالٹا کی جدید گورنمنٹ کی توضیح کرتے ہوئے بیان کیا۔کہ اس کا نظام ترکیبی شمالی آئرلینڈ۔جنوبی افریقہ اور ہندوستان کی طرح ہوگا۔

آئندہ مالٹا میں انگریزی سرکاری زبان قرار دیگئی ہے۔ گو اطالوی کو انگریزی کے ساتھ مساوی درجہ دیا گیا ہے۔

گورنمنٹ پنجاب عنقریب اس معاملہ پر استصواب رائے عامہ کریگی۔کہ اہم تجارتی مرکزوں میں سرکاری خزانوں میں کس طرح عملدرآمد ہونا چاہئے۔

۱۷ تاریخ کو مسٹر جے۔ پی ٹامسن رخصت سے واپس آکر پنجاب گورنمنٹ کے عہدہ چیف سکریٹری پر متمکن ہونگے۔ اور مسٹر فریخ خاص ڈیوٹی پر متعینات کئے جائینگے۔

معلوم ہوا ہے۔کہ پنجاب میں انکم ٹیکس کے انتظام میں اہم تبدیلیاں ہونیوالی ہیں۔ کمشنر کے ماتحت ایک جداگانہ محکمہ انکم ٹیکس مرتب کیا جائیگا۔ اور معاملہ افسران اضلاع کو تخمینہ لگانے کے کام سے سبکدوش کر دیا جائیگا۔

البانوی فوج کو شدید شکست

(روما۔۱۳۔جون) ٹرسیٹ کا ایک پیام ناقل ہے۔کہ وہاں سخت ہنگامہ ہوا۔ اور لوگوں نے البانیہ کے خلاف فوج بھیجے جانے پر سخت اظہار ناپسندیدگی کیا۔ آخر فوج نے ہنگامے کو فرو کر دیا۔۱۴۔جون کی خبر ہے۔کہ ولونا پر البانوی حملہ کو شدید نقصانات کے ساتھ پسپا کر دیا گیا ہے۔ اب حالت نازک نہیں رہی۔ اطالوی فوج نے دوران پیش قدمی میں بہت سے قیدی گرفتار کئے۔ اور دو سو البانوی سپاہیوں کو ہلاک کیا۔

مسٹر محمد علی کا تار

لنڈن ۱۷۔جون۔ عید مبارک۔ اب تو انگلستان میں بھی نہایت وثوق سے امید کی جاتی ہے کہ معاہدہ صلح ترکی واپس لے لیا جائیگا۔ انشاءاللہ تعالے ہندوستان کے لیڈروں کا حوصلہ ایثار اور استقلال کام آئیگا۔ اور فتح حاصل ہوگی۔ خلافت کا اقتدار حاکمانہ قائم رہیگا۔ اور جزیرۃ العرب میں کسی غیر قوم کا دخل نہ ہو سکیگا۔ نہایت استقلال کے ساتھ اعتماد پر قائم رہو اور تار کے ذریعہ اطلاع دو کہ ہمارا عزم غیر متزلزل ہے۔

ایجنٹ "ریلوے" اخبار کا دعویٰ اسسٹنٹ لوکو افسر پر۔

لبد التسلیم راقم صاحب مصنف مدرجہ عدم ملتان۔ ایک مقدمہ بعنوان "محمد اسمٰعیل مدعی بنام مسٹر جے سلو مسٹر مدعا علیہ" دائر ہوا ہے مدعی ایک اخبار فروش ہے۔ اس کا دعوے ہے کہ ۲۵ مئی ۱۹۲۰ء کو ۱۰ بجے صبح ڈی سی ایل او آفس کے سامنے کی سڑک پر اخبار فروخت کرتا ہوا جا رہا تھا۔ اسسٹنٹ لوکو آفس کا دفتر کھلا تھا مدعا علیہ نے جو کہ اسسٹنٹ لوکو آفسر ہیں آواز دیکر دفتر کے اندر مدعی کو بلایا۔ مدعی اندر گیا۔ اندر جانے پر مدعا علیہ نے اخبار "ریلوے" کے پرچہ جات مدعی سے لیکر رکھ لئے اور واپس طلب کرنے پر مدعی کو زدوکوب کیا۔ اور دھکے دے کر باہر نکالدیا۔ مدعی نے مبلغ [illegible] کا دعوے بتفصیل ذیل دائر کیا ہے۔ بابت قیمت پرچہ جات اخبار ۳ بابت ہرجانہ مارپیٹ بیس روپیہ۔

ترکی وفد صلح

لنڈن ۱۸۔جون۔ طولون۔ ترکی نمائندگان صلح کا وفد آج یہاں پہنچ گیا ہے۔

عراق عرب۔ تل فار کا واقعہ

لنڈن ۱۶۔جون۔ دارالعوام میں آبرے ہربرٹ نے سوال کیا۔کہ آیا جب تک ہماری حکمت عملی کا صاف صاف اعلان نہ ہو جائیگا۔ اس وقت تک عراق عرب میں اس قسم کے واقعات جیسے کہ تل فار میں رونما ہوئے ہیں پیش آتے رہیں گے۔

مسٹر چرچل نے کہا کہ ہاں اس وسیع رقبے کے مختلف حصوں میں ان واقعات کے ظہور پذیر ہونے کا احتمال ہے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ قبائل کو دم دلاسہ سے خاموش کر دیں۔

شورش آئرلینڈ۔ سن فینروں نے میموں کی چوٹیاں کاٹ کر جلا دیں۔

لنڈن ۱۸۔جون۔ سن فینروں نے جو تعداد میں سولہ تھے۔ دو نوجوان خاتونوں پر کیسل ٹاؤن راک کے قریب حملہ کیا اور اُن کے سر کے بال کاٹ دیئے۔ کیونکہ ان خاتونوں نے دو فوجی افسروں کی اپنے مکان میں خاطر تواضع کی تھی۔ بعد ازاں اس جماعت نے فوجی افسروں پر حملہ کیا۔ انکے موٹر کار کو جلا دیا۔ اور ان خاتونوں کے بالوں کو آگ کی نذر کر دیا۔

لنڈن ۱۸۔جون۔ ایک سو سن فینروں نے [illegible] ٹاؤن کے تھانہ پر جو آئرلینڈ کے شمال میں واقعہ ہے بندوقوں اور دستی بموں سے حملہ کیا۔ ایک درجن پولیس کے سپاہیوں نے جم کر مقابلہ کیا۔ اور بموں سے حملہ آوروں کو پسپا کیا۔ کئی حملہ آور اس معرکہ میں زخمی ہوئے۔

سیاسی قیدیوں کا جلسہ

کلکتہ۔ جون۔ اعلان کیا گیا ہے کہ تمام سابق نظربندوں اور سیاسی قیدیوں کا عام جلسہ ۲۷۔جون کو بروز شنبہ ہینگٹن سکوئر میں منعقد ہونیوالا ہے۔جس میں یہ لوگ اپنے متعلق تمام مسائل پر بحث مباحثہ کرینگے۔ مثلاً آئیندہ کام کی ممکن صورتیں کیا ہو سکتی ہیں مفلسی کا سوال کیونکر حل کیا جائے۔وغیرہ

عدن میں مشکلات

لنڈن ۱۷۔جون۔ آج اخبار ٹائمز شمالی عدن کی خطرناک حالت کے متعلق لوگوں کی توجہ مبذول کراتے ہوئے مظہر ہے۔کہ یہ بالکل ظاہر ہے کہ امام صنعا کا مقصد ہمارے زیر سیادت علاقہ پر قبضہ کرنا ہے اس قسم کی تبدیلی عدن میں ہماری پوزیشن کو ناقابل برداشت بنا دے گی۔ اخبار ٹائمز اس امر پر زور دیتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کو اپنی موجودہ پالیسی کا فوراً اعلان کر دینا چاہئے۔ اخبار مذکور بیان کرتا ہے کہ امام صنعا نے ہمارے زیر سیاست علاقہ پر حملہ کر دیا ہے۔

کوریا میں جاپانی فوج پر حملہ

کوریا کے دو ہزار بدمعاشوں نے دریائے تومن پر جاپانی فوج پر حملہ کیا۔ اس کے بعد وہ پسپا ہو کر چین کی حدود میں چلے گئے۔ جاپانیوں نے ان کا تعاقب کیا اور ۳۰۰ کو مار ڈالا۔ جاپانیوں کا نقصان جان ۲۶ ہوا۔ جاپانی کمانڈر نے چینی علاقہ میں داخل ہونے کی ضرورت ظاہر کی ہے۔

امریکہ میں ۱۶۔جون کو ڈولتھ میں ۵ ہزار آدمیوں کے ہجوم نے تین حبشیوں کو اس بنا پر اینٹ پتھروں سے مار ڈالا کہ انہوں نے ایک گوری عورت پر حملہ کیا تھا۔

مفید کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں!

جمع قرآن اس کتاب میں جمع قرآن کے متعلق تمام مذہبی دلائل کو نہایت تحقیقات سے لکھا گیا ہے اور جو اعتراضات لفظاً تلفظ قرآن مجید پر غیر مذاہب کیا کرتے تھے۔ اُن کا رد کیا گیا ہے۔ دلکش سنگانا کے صفحات قرآنی کی حقیقت بھی واضح تشریح کی گئی ہے۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل ایل۔بی۔ فاضل مصنف کی نہایت ہی محنت کا نتیجہ ہے۔ **قیمت** ۱۲

نکات القرآن قرآن مجید کے پہلے پانچ پاروں پر تفسیری نوٹ ہیں جن میں زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے فاضل نے لطیف تفسیر کی ہے۔ ملک کے نامور اخبارات زمیندار وغیرہ نے اس پر بہت اچھے ریویو کئے ہیں۔
قیمت ۶ ۔ ۷ ۔ ۱۰ ۔ ۷

درثمین مکمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام اردو اور فارسی کی نظمیں جو اب تک شائع ہو چکی ہیں ایک جگہ جمع کی گئی ہیں۔ **قیمت** بے جلد ۱۱ مجلد ۱۵

القول المجدد فی تفسیر اسمہٗ احمد اس میں فاضل مصنف حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہوی نے میاں محمود احمد صاحب کے عقائد دربارہ پیشگوئی اسمہٗ احمد اور نبوت حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اور مسئلہ کفر و اسلام کی براہین نیرہ کے ساتھ تردید کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جزوی نبی ہیں اُن کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ **قیمت** ۱۰

عسل مصفیٰ اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کی مفصل و مدلل بحث ہے۔ یہ کتاب قابل دید ہے جو مسلمان کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مہدی علیہ السلام کی آمد کے متعلق تحقیقات کرنا چاہتا ہو وہ اس کتاب کو منگا کر مطالعہ کرے۔ اس میں بڑے قیمتی معلومات کا ذخیرہ پائیگا یہ دو ضخیم جلدوں میں ہے۔ **قیمت** ہر دو جلد [illegible]

مرقاۃ الیقین سوانحعمری حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب اعظم رح جسکو انہوں نے خود لکھوایا نہایت عجیب اور دلچسپ کتاب ہے۔ **قیمت** [illegible]

النبوۃ فی الاسلام تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی۔ اس میں نبوت۔ رسالت۔ محدثیت۔ مجددیت اور حضرت میرزا صاحب مسیح موعود کی نبوت پر اصولی بحث کی گئی ہے قرآن اور حدیث اور حضرت میرزا صاحب کی کتب سے ثابت کیا ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہوگئی اور میرزا صاحب نبی نہیں محدث ہیں۔ **قیمت** بے جلد [illegible] مجلد [illegible]

غلامی غلاموں اور لونڈیوں کے بارہ میں اسلام کے وہ اصول جو قرآن شریف نے بیان کئے ہیں اُن سے ثابت کیا گیا ہے کہ مخالفین کے اعتراضات صداقت سے خالی ہیں۔ **قیمت** ۴

عصمت انبیاء عصمت انبیاء کو قرآن کریم سے ثابت کیا گیا ہے اور مخالفین جو جو الزامات انبیاء پر لگاتے ہیں اُن کو قرآن کریم ہی سے رد کیا گیا ہے۔ **قیمت** ۹

رسالہ مسلمانوں کا رویہ ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کیطرف انگریزی میں۔ اس میں فاضل مصنف نے مسلمانوں کی ہمدردی اور وفاداری عموماً اور احمدی جماعت کی ہمدردی اور وفاداری خصوصاً برٹش گورنمنٹ کے ساتھ از روئے قرآن کریم ثابت کی ہے۔ **قیمت** ۱

فتح اسلام از تصنیفات مسیح موعود امام الوقت مجدد مئی چہاردہم حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دعاوی کے دلائل میں **قیمت** ۵

توضیح المرام " " **قیمت** ۵

رسالہ تحفۃ المتقین اس میں فاضل مصنف نے آیت ھدی للمتقین کی تفسیر خصوصاً اور دیگر چند آیات قرآنی کی تفسیر عموماً بحوالہ کتب حنفیہ لکھی ہے۔ **قیمت** [illegible]

صحیفہ آصفیہ اس میں فاضل مصنف نے حضور نظام دکن کو حضرت میرزا صاحب مسیح موعود کے دعوے کی تبلیغ کی ہے۔ **قیمت** ... ۲

بنگال کی دلجوئی اس میں اُس زبردست پیشگوئی کا ذکر ہے جو حضرت میرزا صاحب مسیح موعود نے تقسیم بنگال کی بابت کی ہے۔ انگریزی میں ۱ اُردو میں ۱

ملنے کا پتہ:
دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

جلد ۷ | مدینۃ المسیح لاہور مورخہ ۹ شوال ۱۳۳۸ ہجری المقدس مطابق ۲۷ جون ۱۹۲۰ء | نمبر ۹۷

کلام الامام امام الکلام

دلائل صداقت مسیح موعود علیہ السلام

(گذشتہ سے پیوستہ)

پر اگر پوچھیں کہ ایسے کاذبوں کے نام لو
جن کی نصرت سالہا سے کر رہا ہو کردگار
مردہ ہو جاتے ہیں اسکا کچھ نہیں دیتے جواب
زرد ہو جاتا ہے منہ جیسے کوئی ہو سوگوار
انکی قسمت میں نہیں دیں کیلئے کوئی گھڑی
ہو گئے مفتون دنیا دیکھ کر اس کا سنگار
جی چرانا راستی سے کیا یہ دیں کا کام ہے
کیا یہی ہے زہد و تقوی کیا یہی راہ خیار
کیا قسم کھائی ہے یا کچھ پیچ قسمت میں پڑا
روز روشن چھوڑ کر ہیں عاشق شبہائے تار
انبیاء کے طور پر حجت ہوئی ان پر تمام
انکے جو حملے ہیں ان میں سب نبی ہیں حصہ دار
میری [illegible] جو کہیں کہیں سے وہ سب پر آتا ہے
چھوڑ دیں گے کیا وہ سب کو کفر کر کے اختیار
مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر
یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار
ساٹھ سے کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی
سال ہے اب تیسواں دعوی پہ از روئے شمار
تھا برس چالیس کا میں اس مسافر خانہ میں
جبکہ میں نے وحی ربانی سے پایا افتخار
اس قدر یہ زندگی کیا افترا میں کٹ گئی
پھر عجب تر یہ کہ نصرت کے ہوئے جاری بحار
ہر قدم میں میرے مولی نے دیئے مجھ کو نشاں
ہر عدو پر حجت حق کی پڑی ہے ذوالفقار

جواہر ریزے

اِنِّی رَسُولُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا

(گذشتہ سے پیوستہ)

پس اس مکی زندگی اور عاشقانہ ظہور کے بعد جو اسم احمد کی تجلی تھی۔ دوسرا دور آپ کی جلالی زندگی اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا معشوقانہ شان میں ہوا جبکہ مکہ والوں کی دشمنی کی انتہا ہو چکی اور دعاوی اور سلوک کی حد ہو گئی تا لکار مخالفوں کی عداوت حد سے بڑھ کر بیت اللہ سے نکال دینے کا باعث ہوئی اور اسپر بھی بس نہ کی بلکہ تعاقب کیا اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ تکلیف دہی اور ایذا رسانی کا باقی نہیں رکھا تو آپ مدینہ تشریف لائے۔ اور پھر حکم ہوا کہ مدافعت کی جاوے اللہ تعالے کی غیرت نے جوش مارا۔ اور جلال الہی نے اسم محمد کا جلوہ دکھانے کا ارادہ فرمایا جس کا ظہور مدنی زندگی میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں آنے کی غرض و غایت تو صرف یہ تھی۔ کہ دنیا پر اس خدا کا جلال ظاہر کریں جو مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ ہو چکا تھا اور اسکی جگہ باطل اور بیہودہ معبودوں بتوں اور پتھروں نے لے لی تھی اور یہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ اللہ تعالی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جمالی اور جلالی زندگی میں جلوہ گری فرماتا اور اپنے دست قدرت کا کرشمہ دکھاتا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل نمونہ اللہ تعالے کی رضا حاصل کرنے اور محبوب الہی بننے کا ہے۔ اس اللہ تعالے نے صاف الفاظ میں فرمایا۔ کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ یعنی انکو کہدو کہ تم اگر چاہتے ہو کہ محبوب الہی بن جاؤ اور تمہارے گناہ بخشدیئے جاویں تو اسکی ایک ہی راہ ہے کہ میری اطاعت کرو۔

کیا مطلب کہ میری پیروی ایک ایسی شے ہے جو رحمت الہی سے ناامید ہونے نہیں دیتی۔ گناہوں کی مغفرت کا باعث ہوتی اور اللہ تعالے کا محبوب بنا دیتی ہے اور تمہارا یہ دعوے کہ ہم اللہ تعالے سے محبت کرتے ہیں اسی صورت میں سچا اور صحیح ثابت ہوگا۔ کہ تم میری پیروی کرو۔

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے کسی خود تراشیدہ طرز ریاضت و مشقت اور جپ تپ سے اللہ تعالے کا محبوب اور قرب الہی کا حقدار نہیں بن سکتا انوار و برکات الہیہ کسی پر نازل نہیں ہو سکتیں۔ جبتک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کھویا نہ جاوے۔

اور جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گم ہو جاوے اور آپ کی اطاعت اور پیروی میں ہر قسم کی موت اپنی جان پر [illegible]

پروا نہ کرے۔ اسکو وہ نور ایمان محبت اور عشق دیا جاتا ہے جو غیر اللہ سے رہائی دلا سکتا ہے اور گناہوں سے رستگاری اور نجات کا موجب ہوتا ہے۔ اسی دنیا میں وہ ایک پاک زندگی پاتا ہے اور نفسانی جوش و جذبات کی تنگ و تار قبروں سے نکالدیا جاتا ہے اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی یعنی میں وہ مردوں کو اٹھانے والا ہوں جسکے قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں۔ غرض یہ ہے وہ علوم جو مدار نجات ہیں یقینی اور قطعی طور پر بجز اس حیات کے حاصل نہیں ہو سکتی جو بتوسط روح القدس انسان کو ملتی ہے اور قرآن شریف کی یہ آیت صاف طور پر اور پکار کر دعوے کرتی ہے کہ وہ حیات روحانی صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ملتی ہے اور وہ تمام لوگ جو بخل اور عناد کی وجہ سے نبی کریم م کی متابعت سے سرکش ہیں وہ شیطان کے سایہ کے نیچے ہیں اس میں اس پاک زندگی کی روح نہیں ہے وہ بظاہر زندہ کہلاتا ہے لیکن مردہ ہے جبکہ شیطان انکے دل پر سوار ہے۔ افسوس انکو موت یاد نہیں یہ موت کیا دور ہے جس کی پچاس سن کی عمر ہو چکی ہے اگر وہ زندگی پائیگا۔ تو دو چار برس اور پائیگا۔ یا زیادہ سے زیادہ دس برس اور آخر مرنا ہوگا۔ موت ایک یقینی شے ہے جس سے ہرگز کوئی بچ نہیں سکتا۔ (باقی دارد)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ شملہ میں بخیریت ہیں عید کے موقعہ پر حضور نے ایک نہایت پر اثر جماعت کو نصائح پر مشتمل خطبہ پڑھا۔ اسکے نوٹ لے لیے گئے ہیں۔ انشاء اللہ کسی آئیندہ اشاعت میں ہدیۂ ناظرین ہوگا۔ اسکے بعد منشی عبدالحکیم صاحب نے ایک نہایت دردناک تقریر پڑھی اور جماعت کی غیرت اور حمیت کو اپیل کرتے ہوئے تعلیم قرآن پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کی۔ نماز عید حضرت امیر کی کوٹھی کے وسیع میدان میں ہی ادا کی گئی تھی۔ نماز اور خطبہ کی روحانی دعوت کے بعد کھانے کی دعوت کا بھی تمام شملہ کی جماعت کے لئے حضرت کی طرف سے ہی انتظام کیا گیا تھا

شملہ میں درس قرآن مجید ہر روز تو قریباً چار رکوع تک ہوتا ہے۔ یہ درس قرآن کریم کے عشاق کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے شملہ کئی ایک معزز حضرات اس میں شامل ہوتے ہیں بعض اوقات اسکے متعلق اعتراضات اور موشگافیوں کا سلسلہ نہایت دلچسپ طوالت اختیار کر لیتا ہے تمام اعتراضات اور نکتہ چینیوں کا جواب کفر شکن اور طمانیت بخش دیا جاتا ہے۔ درس کا سلسلہ تین تین چار چار گھنٹے تک جاری رہتا ہے۔ افسوس ہے کہ ان جواہر ریزوں کو اکٹھا کرنے کا انتظام ابھی تک نہیں ہو سکا۔ شاید تفسیر القرآن کی اردو اشاعت اس حرمان کا مداوا ہو سکے۔

سیرت خیر البشر تمام و کمال کاتب صاحب کی قلم کاری سے سرخرو ہو کر مطبع کی سنگساز ی کے سپرد ہو چکی ہے۔

تفسیر القرآن کا غذ کی بے رغبی کے سبب رکی پڑی ہے کیا عجب [illegible]

احمدیہ مسلم پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام [illegible] صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۷ یکشنبہ مورخہ ۲۷ جون ۱۹۲۰ء نمبر ۹

مسئلہ ترکیہ اور امت محمودیہ

تا فضل و علم بینی بے معرفت نشینی
یکنکتہ ات بگویم خود را مبیں کہ رستی

ظاہر کائنات تا سر پا اعمال و افعال اور ان کے نتائج و عواقب کا [illegible] مرتب کیا گیا ہے اور انسانی علم و عقل عبارت ہے اس سلسلہ کی علل اور تعلقات کی دریافت سے ایک حیوان اور فلسفی میں اگر کوئی نمایاں فرق ہے تو وہ یہی ہے کہ حیوان کی نظر شے کے ظاہری جسم تک محدود ہے اور فلسفی اس شے کی علت اور پھر اس علت کی علت کو الیٰ حد النہائیتہ دریافت کر لیتا ہے۔ ایک ہی سیب اور پھول کو ایک خوردسالہ بچہ۔ ایک گنوار اور فلسفی دماغ انسان دیکھتا ہے مگر ہر ایک اپنی ذہنی قابلیت اور علمی استعداد کی نسبت سے مختلف خواص اور نتائج تک پہنچتا ہے۔ یہ عواقب اور نتائج ہی اس کی علمی حیثیت پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی معیار ہوتے ہیں۔ ع

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اس معیار کو ذہن میں رکھ کر ایک جماعت کے امام نہیں بلکہ مہبط الٰہ العالمین کان اللہ نزل من السماء کی اکلوتی نمود ہز ہولینس خلافت مآب میاں محمود احمد صاحب کی مسئلہ خلافت پر ندرت نوازیوں [illegible] آپ کی ذات بابرکات جن فیوضات عمیمہ اور حسنات [illegible] کی حامل ہے اس کی پایاں پیمائی اگر کسی عامی اور بیچمدانی کی قلم کشی سے ناممکن ہے۔ تو خود محمودی مالیہ اور ماعلیہ کے بستہ بردار بھی اس ظل الظلیل کی اتھاہ تک پہنچنے سے قطعاً قاصر ہیں۔ حال ہی میں آپ نے مسئلہ ترکیہ پر اپنے اظہار خیالات کی تکلیف گوارا فرمائی ہے اور [illegible] اندازے سے اپنے نور عقل کا ثبوت دیا ہے۔

(۳)

ترکی تجزیہ اور تقسیم کی شرائط یا معاہدہ ترکیہ کی تنظیم اور بافت اتحادی کارگاہ نے کب شروع کی اور نیم تن درزندگی کی تہ میں نیم تن درگور کے علل اور آثار کیا کیا تھے ان پر بحث و نظر کرنا اس وقت ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ تاہم رفع التباس کے لئے ایک امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ترکی تجزیہ اور تقسیم کے متعلق جو کچھ ظہور پذیر ہوا ہے وہ از سرتاپا اسی کے مطابق ہے جو ۱۹۱۵ء کے اتحادیوں کے باہمی خفیہ معاہدات سے ثابت ہے۔ جو اسی زمانہ میں مانچسٹر گارڈین میں شائع ہو گئے تھے اور آج اتحادیوں نے صرف اس ریکارڈ کو ساؤنڈ بکس کی وساطت سے بآواز بلند دنیا کو سنا دیا ہے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے اور کوئی شخص سوائے اس کے کہ جسکو دنیا کی ہوا و ہوس اور تقدس فروشی نے بے بصیرت نہ کر دیا ہو۔ اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اس قدر ذہن نشین کر دینے کے بعد ہم اپنے اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

الفضل مورخہ ۷ جون ۱۹۲۰ء نے معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ کے زیر عنوان میاں صاحب کے ایک مضمون کی صرف اس قدر اقتباس کی ہے کہ " ۳۰ مئی کو صرف چند گھنٹوں میں تحریر فرمایا اور راتوں رات چھپوا کر صبح الہ آباد بھجوا دیا" خود نفس مضمون صرف چند ذاتی فخر و مباہات کے نشر و اعلان کے سوا اپنے اندر کوئی معنے نہیں رکھتا۔ الہ آباد کی خلافت کانفرنس کر لینے سلام مسنون کے "اے احباب کرام" کے الفاظ سے مخاطب کیا ہے مجھے یاد پڑتا ہے کہ مرزا خدا بخش صاحب کے [illegible] خواجہ حسن نظامی کی نسبت [illegible] ہمارے بزرگ کا ہتھا کہ

ہو گیا تھا۔ جس پر ایڈیٹر الفضل بہت برہم بلکہ سیخ پا ہو گیا تھا نہ معلوم حضرت خلافت مآب کان اللہ نزل من السماء یوسف موعود اور مفضل عمر کے اس مجمع کفار کو (نقل کفر کفر نباشد) اپنے کرام اور بزرگ بنا لینے سے ایڈیٹر الفضل کے دل پر کیا کچھ نہ گذری ہوگی۔ اور زبان حال سے یا لیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا کی شان پیدا ہو گئی ہوگی وائے الفضل کہ جسے اپنے ایک مخالف کے منہ سے بھی کسی کافر کو بزرگ سننا گوارا نہ تھا۔ آج اپنے پیر و مرشد کے منہ سے مجمع کفار کے لئے بزرگ کا خطاب سننا پڑا۔ اے کاش وہ اس ذلیل اور رسوا کر دینے والی گھڑی سے پیشتر دنیا سے رخصت ہو گیا ہوتا۔ اس کے بعد میاں صاحب نے اپنے کسی گذشتہ مشورہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لوگوں کے اس مشورہ پر عمل پیرا نہ ہونے کے خطرناک عواقب اور نتائج کو ایک ایک کر کے تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور اس مشورہ کی جو غالباً پنجابی لفظ شور سے مشتق ہے حضور ممدوح نے اس قدر اہمیت جتائی ہے کہ گویا آپ نے اسکو ملاء اعلےٰ کی کسی کانفرنس سے سن پایا ہے۔ اور جس کی پاداش میں بدقسمتی سے مسلمانوں پر مصائب و نوائب کی بارش شروع رہی۔

(۴)

بیچوں تو نارمینی سرتا بپا لطافت پیکے نشاں ندادہ ایزد دنیا فریدہ

سرگشتۂ زار الہٰی کے اس آخری کسان کی شورا شوری (مشورہ) پر کان نہ دھر کر مسلمانان عالم نے جو بادیہ شوری اور بے حاصلی حاصل کی ہے اسکی پہلی فصل میاں صاحب کے الفاظ میں اس طرح بیان ہوئی ہے کہ "اگر میرا مشورہ اسوقت تسلیم کیا جاتا تو (الف) احمدیہ جماعت کو خلافت کے مسئلے کے متعلق اپنے خیالات کے اظہار کی کوئی ضرورت پیش نہ آتی۔

(ب) اور وہ (جماعت احمدیہ) ترکوں کے لئے انصاف کا جائز طور پر مطالبہ کرنے میں اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ شامل ہو سکتی تھی۔

ہز ہولینس خلافت مآب نے پہلی فصل کی ان دو شقوں میں جو الفاظ رقم فرمائے ہیں ان سے مندرجہ ذیل نتائج کا استنباط ہوتا ہے۔

اول چونکہ میاں صاحب کے مشورہ پر مسلمانوں نے کان نہیں دھرا لہٰذا احمدی خلافت کے معاملہ میں مسلمانوں کے خلاف اظہار خیالات کرتے ہیں۔ اس دعوے کی صداقت منحصر ہے اس بات پر کہ اس مشورہ سے پیشتر احمدیوں نے خلافت ترکیہ کے خلاف کچھ نہ لکھا ہو۔ اور یہ مشورہ میاں صاحب نے ستمبر گذشتہ میں دیا تھا۔

پس اس سے صاف ثابت ہے کہ میاں صاحب کے اس مشورہ پر عمل پیرا نہ ہونے سے پیشتر احمدیوں نے ترکی خلافت کے خلاف کبھی اظہار خیالات نہیں کیا۔ قطع نظر اس سے کہ میاں صاحب اپنے اس دعوے میں صادق ہیں یا نہیں (حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے کہ محمودیوں نے اس سے پیشتر خلاف نہیں لکھا) یہ امر بالبداہت میاں صاحب کی عبارت سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود اور مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ اور خود میاں صاحب نے بھی گذشتہ ستمبر سے پیشتر خلافت ترکیہ سے انکار اور اس پر اظہار خیالات کی ضرورت پیش آئی۔ ضرورت پیش آئی تو کس کو؟ اسی اختلاف کے ماتحت دینی اور دنیاوی تخت خلافت کے واحد ٹھیکہ دار کو۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

فصل اول کی دوسری شق بھی قابل غور ہے کہ میاں محمود کی روحانی سیر حاصلی۔ تقویٰ اور کمال تقدس ادنےٰ سے ادنےٰ اسلامی تعلیم سے بھی کس قدر بے نیاز ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ اور کس شان سے قرآن کریم کی مایۂ ناز تعلیم پر سفیدی کی ہنڈیا [illegible] دیتے ہیں کہ اور وہ جماعت (جماعت محمودیہ) ترکوں کے لئے انصاف کا جائز طور پر مطالبہ کرنے میں اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ شامل ہو سکتی تھی اس شق میں ترکی خلافت زیر بحث نہیں۔ بلکہ ترکوں کے لئے صرف انصاف کا جائز طور پر مطالبہ کرنا ہے۔ مگر چونکہ میرا مشورہ قبول نہیں کیا گیا اس لئے ہم ترکوں کے لئے انصاف کا جائز طور پر مطالبہ کرنے میں بھی دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ شریک نہ ہونگے۔ تف ہے۔

ایسی مسلمانی و دینداری اور قرآن دانی پر کہ جس میں تعاونوا علی البر والتقویٰ کی صریح خلاف ورزی کی جا رہی ہو۔ خصوصاً جبکہ اہل ہنود تک باوجود ترکوں کو خلیفہ نہ تسلیم کرنے کے اس آیت پر عمل کر رہے ہوں۔ (محمودیو پانی لے لو ڈوب مرو)

دوسرا نقصان عظیم الشان جو مسلمانوں کو ہز ہولینس خلافت مآب کے مشورہ پر عمل نہ کرنے سے پہنچا اس کی حقیقت انہی کی زبان فیض ترجمان سے اس طرح پر بیان ہوئی ہے کہ "اگر اس وقت میرا مشورہ قبول کر لیا ہوتا تو شیعہ صاحبان کو جو کروڑوں کی تعداد میں ہیں علی الاعلان اس تحریک سے اظہار برأت کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اور وہ بھی دوسرے بھائیوں کے ہمزبان ہو کر اس مسئلہ کے متعلق اپنے ہمدردی کا اظہار کر سکتے تھے۔

افسوس ہے کہ خلافت مآب نے یہاں بھی صداقت کو خیرباد کہہ دیا اور اپنے مشورہ پر الوالعزمی کی شان کا نکھار لگاتے ہوئے دو دفعہ کو از سرتاپا غلط بیان کیا۔ یہ صریح جھوٹ ہے کہ کروڑوں شیعوں نے مسلمانوں کے ساتھ اس معاملہ میں اظہار ہمدردی نہیں کی صرف نہایت قلیل تعداد نے کہ جو محمودیوں کی طرح خوشامدیوں پر مشتمل ہے۔ اس سے کسی قدر انحراف کیا تھا۔ مگر بعد میں ان میں سے بھی اکثر رجوع کر چکے۔ ہاں یاد آ گیا۔ شاید شیعان اولیٰ اور آخرے کی مماثلت کے سبب یہ خیال ذہن مبارک میں آ گیا ہوگا۔ (لطیفہ شیعان اولےٰ میں سے بعض یؤمنون بالغیب سے امام مہدی غائب پر ایمان لانا مراد لیتے ہیں اور شیعان آخرے کلہم بالآخرۃ ھم یوقنون سے مہدی مسعود کی وحی پر یقین مراد لیتے ہیں۔ شیعان اولے اور آخرے میں کیسی عجیب مناسبت ہے) مگر شیعان اولے پھر بھی آپ سے اچھے نکلے۔

میاں صاحب اگر اپنے اس سفسطے میں سچے ہیں اور مقام محمود کی لاج انہیں رکھنی منظور ہے تو کروڑوں شیعوں کے جو علی الاعلان اظہار برأت کیا ہے اسکو پیش کریں۔ ورنہ یہ سمجھا جائیگا کہ حوض کوثر کی جو تلچھٹ آپ کے حصے میں آئی ہے اس میں سوائے شورا شوری اور غلط اندازی کے کچھ نہیں

(۵) از دوستی تو دست شد ملامت عاشقاں

پیراہن صبوری ولیشان دریدہ

خاندان رسالت کے چشم و چراغ کے مشورہ پر گوش برآواز نہ ہونے کے سبب تیسرا نقصان جو مسلمانوں کو پہنچا ہے اسکی تعبیر خود مہبط الوہیت نے اس طرح رقم فرمائی ہے کہ "اگر اس وقت میرا مشورہ قبول کر لیا جاتا تو عربوں کو اسوقت جبکہ حالات زمانہ سے متاثر ہو کر پھر وہ حکومت ترکیہ سے صلح رکھنے پر آمادہ ہو رہے تھے۔ اور انکی ہمدردی کا جوش انکے دلوں میں موجزن تھا یہ اعلان نہ کرنا پڑتا کہ خلافت صرف قریش کے لئے مخصوص ہے اور وہ باوجود مخالفت کے ترکوں کی ہمدردی میں اپنی آواز بلند کر سکتے تھے۔ کیونکہ پچھلے دنوں سے یورپ کی بعض طاقتوں سے انکو بعض شکایات پیدا ہو گئی ہیں اور وہ ایک حد تک ترکوں سے صلح رکھنے پر تیار رہتے"

میاں صاحب کا مشورہ خدا جانے عزازیل کی زنبیل سے حاصل کر لیا گیا تھا۔ دنیا میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جو کچھ رونما ہوا۔ صرف اسی کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہوا۔ اگر آپ کے مشورہ پر عمل ہوتا تو عرب کلہم خلافت کا حقدار قریش کو نہ ٹھیراتے۔ یہ ایسی لغو اور مہمل بات ہے کہ گویا عربوں نے میاں صاحب کے مشورہ پر عمل ہوتا نہ دیکھ کر ہی خلافت قریش کا نعرہ بلند کر دیا حالانکہ انکے مشورہ کا پہلا فقرہ ہی انکے ادعا کے خلاف ہے کہ سلطان ترکی کیونکہ مسلمانان کے نزدیک خلیفہ ہیں۔ جائے حیرت ہے کہ عربوں کے دلوں میں حالات زمانہ کے تاثر اور بعض یورپین حکومتوں سے [illegible] دیکھنا انہیں ان بعض یورپ کی حکومتوں میں سے کہیں کسی کا نام نہ آ جائے۔ یہ بزدلی اور کمزوری کی حد ہے کہ کلمہ حق کے کہنے میں بھی محمودی نظارت علیہ کے گول کرہ کا عکس پڑ جاتا ہے۔ شکایات پیدا ہو جانے کے سبب ترکوں سے ہمدردی میں آواز بلند کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں مگر جونہی انکو بے تار کی برقی کے ذریعہ سلطنتی خلافت کانفرنس کے میاں محمود کے مشورہ پر عمل نہ کرنے کی خبر پہنچ جاتی تو وہ ساری کی ساری ہمدردی اور جوش انکا دور ہو جاتا اور وہ بعض یورپین حکومتوں کے دست تعدی کے تطاول کو اپنے لئے سایۂ رحمت سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اللہ رے اس محمودی مشورہ شوری اور عمل عباد کی شان (کیونکہ مشورہ لفظ شورا سے مشتق ہے۔ دیکھو محمودی علم و دانش کی لمبی چھلانگ ہی تشحید الاذہان)

باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را

له لفظ شوری پنجابی لفظ شور (غوغا) سے مشتق ہے یہ خلافت مآب کے علمی انکشافات میں سے ادنےٰ نکتہ ہے جو تشحیذ میں شائع ہو چکا ہوا ہے۔

له ہلیئے کہ آپ کو عقیدہ کی رو سے وہ مجمع مسلمانوں کا نہیں بلکہ کفار کا مجمع تھا۔

ملازمت دولت آصفیہ

مدیر زمیندار کی سبکدوشی

پچھلے دنوں معزز معاصر زمیندار میں صدر اعظم دولت آصفیہ کی طرف سے ایک فرمان بنام مولوی ظفر علی خان صاحب شائع ہوا تھا جس کی رو سے دولت آصفیہ نے مولوی صاحب موصوف کو کہ سرکار آصفیہ کے سررشتہ ترجمہ میں بمشاہرہ ساڑھے چھ سو روپیہ ماہوار ملازم تھے۔ پنجاب میں تحریکات سیاسی میں نمایاں حصہ لینے اور ترجمہ کے کام میں بے جا غفلت برتنے کی پاداش میں ملازمت سے سبکدوش کر دیا ہے۔ اسی قسم کا ایک حکم مسٹر اختر علی خان صاحب کہ وہ بھی اسی سلسلہ میں دو سو روپیہ ماہوار پر ملازم تھے موصول ہوا تھا۔

ہم نے بدیں خیال کہ خدام ملت کو خدا جانے ابھی کیا کچھ دیکھنا ہے رسمی رنج و ہمدردی کے اظہار کو ضروری نہ خیال کرتے ہوئے خاموشی ہی سے کام لیا۔ ورنہ کون انصاف پسند مسلمان ہے جو مولوی صاحب موصوف کی خدمات اسلامی کے احسانمندانہ اعتراف کے طور پر طبعاً ان کے نقصان میں اُن سے اظہار ہمدردی کے لئے تیار نہ ہو۔ لیکن اب جبکہ دہلی اور لکھنؤ سے اس معاملہ پر اظہار خیال ہو چکا ہے ضروری ہوا کہ ہم بھی اس کے متعلق کچھ سپرد قلم کریں۔ اس پر بھی شاید ہم خاموشی ہی کی زبان سے نوائے دلگداز پیدا کرتے لیکن دہلی و لکھنؤ کے نقاشان حقیقت نگار نے صرف تصویر کے ایک پہلو ہی پر اپنی قلمکاریاں نچھاور کر کے دوسرے کو شاید ہمارے لئے ہی اٹھا رکھا ہے۔

بلا شک و شبہ ساڑھے آٹھ سو روپیہ ماہوار کا نقصان بذات خود ایک مصیبت ہے۔ جس میں ہمیں مولوی صاحب موصوف سے دلی اور گہری ہمدردی ہے۔ تحریک خلافت کو ایک تحریک سیاسی ہی تسلیم کیجئے۔ اور ترجمہ کے کام میں بے جا غفلت کو بھی تھوڑی دیر کے لئے درست اور ناقابل تلافی جرم یقین کر لیجئے۔ لیکن کیا پردۂ زرنگاری کی آڑ میں بیٹھے ہوئے معشوق ہماری خاطر اسی عقدہ کو تو حل فرما دیں گے کہ وہ ایک سو پچیس روپیہ ماہوار کہ مولوی صاحب موصوف کو حسن خدمات کے صلہ میں دولت آصفیہ کی طرف سے اس سے پہلے عطا ہوا کرتے تھے کس طرح ترجمہ کی غفلت ہی میں چھن گئے۔ زمیندار کے دور اول میں مولوی صاحب نہ تو ترجمہ کیا کرتے تھے۔ کہ اس میں غفلت ہو سکتی اور نہ انہیں تحریکات سیاسی میں حصہ لینے کی پاداش میں معتوب درگاہ ہونا پڑا۔

جناب سید علی امام صدر اعظم دولت آصفیہ کی ذات سے مسلمانوں کی بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ مسلمانوں کا تفکر اور تدبر اگر اب کام نہ آیا تو پھر کس کام کا۔

اطراف و اکناف ملک میں یہ حکم یقیناً غلط فہمیوں اور بدگمانیوں میں زیادتی کا باعث ہو گا لیکن ہمیں امید واثق ہے کہ میر عثمان علی خان کی جوادو فیاض سرکار کو جس وقت خیال آیا کہ مولوی صاحب موصوف اگرچہ اُن کے "فرق مبارک کے تصدق میں" ساڑھے چھ سو روپیہ ماہوار ملازم تھے مگر بلا شک و شبہ وہ جامعہ عثمانیہ کے لئے حسن محفل کا حکم رکھتے تھے۔ اور اگر نظام عالی مقام کی سرکار ابد قرار نے مولوی صاحب موصوف جیسے یگانہ روزگار کی خدمات سے جامعہ عثمانیہ کو ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا۔ تو یقیناً نہ صرف جامعہ عثمانیہ کو اپنے نشوونما کے ابتدائی مدارج میں ایک ناقابل تلافی صدمہ پہنچیگا۔ بلکہ ہندوستان کی آئندہ نسلیں ایسے ادبی جواہر ریزوں کو نہ پا سکیں گی۔ جن سے اپنے دامن مراد کو مالا مال نہ کر لینا ایک قومی و ملکی نقصان ہو گا۔ جس کی تلافی کے لئے شاید ہندوستان ایک عرصہ تک کوئی بدل پیدا نہ کر سکے گا۔

ہمیں امید واثق ہے کہ میر عثمان علی خان جیسا علم دوست اور علم پرور تاجدار اپنے عزیز ترین تحریک یعنی جامعہ عثمانیہ کو دیر تک مولوی صاحب موصوف کی خدمات سے محروم نہ رہنے دے گا۔

ایک فیروزپوری

چند کھری باتیں

اهدنا الصراط المستقيم ٥ صراط الذين انعمت عليهم لا غير المغضوب عليهم ولا الضالين ٥

پانچ وقت جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتے ہیں تو یہ دعا بلا ناغہ مانگتے ہیں کہ اللہ ہمیں سیدھا رستہ دکھا۔ اُن لوگوں کا رستہ جن پر تو نے اپنے انعام کئے نہ کہ اُن کا جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔ اور نہ گمراہ لوگوں کا۔ اکثر مفسروں نے مغضوب سے مراد یہود قوم کو لیا ہے جنہوں نے تفریط کی راہ اختیار کی اور کونوا قردة خاسئين کے مصداق ٹھیرے۔ اور ضالین سے مراد عیسائیوں کے گروہ کو لیا ہے جنہوں نے افراط کو یہاں تک پکڑا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الوہیت کے درجے تک پہنچا دیا اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو یہاں تک بھڑکایا کہ یہ کپکپا دینے والی آیات نازل ہوئیں۔ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا ٥ لقد جئتم شيئا ادا ٥ تكاد السموات يتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ٥ ان دعوا للرحمن ولدا ٥ وما ينبغي للرحمن ان يتخذ ولدا ٥

سو ہر مسلمان پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے افراط اور تفریط دونوں رستوں سے بچائیو۔ اور صراط مستقیم پر چلائیو۔ مگر یہ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ دعا مانگ چھوڑنے اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہنے سے صراط مستقیم کا رستہ کہیں انسان کو مل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! انسان اپنے افعال اور اعمال کا خود ذمہ وار ہے اور اپنی تقدیر خود بناتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو ہاتھ پاؤں۔ آنکھ ناک۔ کان۔ منہ زبان اس لئے عطا فرمائے ہیں۔ کہ اُن سے کام لے نہ کہ اُن کو عضو معطل قرار دے۔ چنانچہ اسی کی طرف قرآن کریم ایک جگہ اشارہ فرماتا ہے۔ لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها اولئك كالانعام بل هم اضل ٥ اولئك هم الغفلون ٥

یعنی دل ہے۔ اُس سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے۔ آنکھیں ہیں اُن سے دیکھنے کا کام نہیں لیتے۔ کان ہیں اُن سے سننے کا کام نہیں لیتے۔ کیا مطلب؟ سوچنا۔ دیکھنا اور سننا تو ہر کوئی ہے۔ مگر یہاں مراد باطل اور حق میں تمیز کرنے سے ہے۔ یعنی وہ حق بات کو سنتے ہیں مگر اُس پر غور نہیں کرتے۔ اور صراط مستقیم کو دیکھتے ہیں مگر اُس پر قدم زن نہیں ہوتے۔

حقیقت میں صراط مستقیم پر چلنا کوئی خارجی کا گھر نہیں۔ انسان کو متنبہ رہنا پڑتا ہے اور ہوشیاری سے کام لینا پڑتا ہے۔ ورنہ خطرہ ہوتا ہے۔ کہ کہیں اس بال رو ڈسے پاؤں نہ پھسل جائے۔ اور وہ مع بیتاغ نہ ہو جائے۔ اگر انسان صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مد نظر رکھے۔ اور اس کے احکام پر پورے طور سے کاربند رہے۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ منزل مقصود تک بغیر کسی خوف و خطر کے نہ پہنچ جائے۔ ہاں راستے میں کوئی تکلیف پہنچے۔ تو اسے خوشی سے برداشت کرے کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے امتحان لیتا ہے۔ کہ آیا یہ انسان ثابت قدم بھی ہے یا نہیں۔ اور مجھ پر صدق دل سے بھی ایمان رکھتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں آیا ہے۔ يا ايها الذين امنوا استعينوا بالصبر والصلوة ٥ ان الله مع الصابرين ٥ ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون ٥ ولنبلونكم بشيء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرين ٥ الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون ٥ اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون ٥

جو لوگ اس کسوٹی پر کھرے نکل آئے۔ وہ بازی لے گئے

اور رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ کا سرٹیفکٹ حاصل کر گئے۔

نی زمانتا ہم دیکھتے ہیں کہ افراط اور تفریط دونوں پہلو نہایت زور و شور پر نظر آتے ہیں۔ اپنی جماعت ہی کی حالت کو دیکھ لو۔ ایک طرف غیر احمدی صاحبان ہیں جن میں سوائے معدودے چند روشن خیال اشخاص کے باقی سب تفریط کے پہلو کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ امام زمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر طرح طرح کے الزام لگانے اور ان کو برا بھلا کہنے گویا اُن کا شیوہ ہو گیا ہے۔ ان میں ایک ممتاز ہستی شیر پنجاب صاحب کی ہے۔ جن کو اب القاء تو ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ صرف الہام کی کسر باقی ہے۔ سو وہ بھی چند دنوں میں ہو۔ مگر ساتھ ہی آپ کی طراری اور منہ پھٹ ہونے کی شان میں اکبر گورگانی مرحوم کیا ہی خوب کہہ گئے ہیں ؎

زباں تیزی میں اُن کی اُسترے سے بھی زیادہ ہے
مجھے ڈر ہے اُڑا دیں نہ کہیں چڑے مسلمانی

ان صاحب نے غیر احمدیوں میں ہر دلعزیزی حاصل کرنے کے لئے یہی ایک وطیرہ اختیار کر لیا ہوا ہے کہ مرزا صاحب کو خوب پانی پی پی کر کوسا جائے۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث کے ہر پرچے میں "قادیانی مشن" کی سرخی کے تحت میں بہت کچھ لن ترانی کی جاتی ہے۔ ہاں بھائی! سچ ہے۔ بیکار بیٹھے رہنے سے تو یہی بہتر ہے کہ کچھ نامۂ اعمال ہی سیاہ کرتے رہیں۔ بقول شبلی مرحوم ؎

کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

مگر وہ وقت قریب آ رہا ہے جب اِن سب کو معلوم ہو جائیگا کہ انکی کوششیں اُس مکان سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں جو کہ ایک ریت کے ٹیلے پر بنایا گیا ہو اور جسکو ہوا کا ایک جھونکا یا زلزلے کا ایک خفیف جھٹکا گرا کر خاک میں ملا دیگا۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ مگر دنیا نے اُسے قبول نہیں کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ اُسکو قبول کریگا۔ اور زور آور حملوں سے اُس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا"

(الہام مسیح موعود ع م)

مگر باوجود ان باتوں کے ہم اُن کو کہیں گے کہ اپنی زبان کو جس مصرف میں چاہو لاؤ۔ مگر جب ایسا موقعہ آ جائے کہ اسلام پر بیرونی حملے کا ڈر ہو۔ اور اُس کی ہستی معرض خطر میں پڑ جائے۔ اور دشمنان دین چاروں طرف سے متحد ہو کر آ جائیں تو بللہ ان آپس کے جھگڑوں کو ترک کر کے اپنے دین اسلام کی حفاظت کی خاطر کمربستہ ہو جاؤ۔ اور دشمنوں کو دندان شکن جواب دو۔ اگر تم اپنے قلعہ کے شگافوں اور منہدم شدہ فصیل کو اپنی لاشوں سے پاٹنے کی بجائے اُلٹا ڈائنامیٹ سے اُڑا دینے کی کوشش کرو گے تو تمہارا دین میں نام و نشان کبھی نہ رہیگا ؎

ڈر ہے کہ کہیں نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اُسے دور زماں میٹ رہا ہے

اب دوسرے گروہ کو لیتے ہیں جو کہ افراط کا پہلو اختیار کئے ہوئے ہے۔ وہ گروہ مبائعین میاں محمود احمد صاحب کا ہے اگر غیر احمدیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کے فتوے لگائے۔ اور ملعون و دجال (نعوذ باللہ) کہا تو ان حضرات نے اُن کو حقیقی نبی کے رتبے پر پہنچا دیا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی مسیح ناصری سے کامل تشبیہ کو ثابت کر دکھایا ہم یہاں کسی بحث مباحثے میں نہیں پڑنا چاہتے گذشتہ چھ سات سال یہی کشمکش لگی رہی اور تو تو میں میں کے سوائے کشیدگی کے بڑھنے کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ ہاں جو طالب ہدایت ہیں۔ اور حق کے متلاشی ہیں وہ حق کی طرف خود بخود ہی کھچے آتے ہیں اور چشمۂ صافی سے سیراب ہوتے ہیں۔ مخالف ہزار کوشش کریں اور ہماری راہ میں روڑے اٹکانے کی کوشش کریں مگر آخر کو جاء الحق وزهق الباطل - ان الباطل كان زهوقا - والی بات ہوتی ہے۔ ہمارے حق پر ہونے کی دلیل ہماری روز افزوں ترقی ہے جماعت دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے خدا کا فضل شامل حال رہا تو انشاء اللہ وہ دن دور نہیں ہے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو سچ کر دکھائیں گے "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد" عمارت کی بنا تو پڑ گئی ہے چشم دور بین اسکو خوب دیکھ سکتی ہے مگر جب تک دیواریں نہ اونچی ہو لیں گی تب تک عوام

دشمنوں کے ہی میں رہیں گے ؎

اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

میاں صاحب کی خدمت میں ہم اتنی التماس کریں گے کہ چاہے آپ اپنے عقائد میں ہم سے اختلاف رکھیں اور ہمیں بُرا بھلا کہیں۔ اور ہماری صاف اور سچی باتوں کو بھی شرارت اور بیانا کی کہیں۔ (جیساکہ حضرت امیر کے خط کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا تھا) مگر خدا کے لئے اس مقصد اور غرض کو نظر انداز نہ کریں۔ جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مقدس جماعت کی بنیاد رکھی تھی آپ اسلام کو از سر نو زندہ کرنے آئے تھے اور آپ کی اصل غرض اشاعت اسلام تھی۔ چنانچہ اس غرض کو ہمیں فراموش نہیں کر دینا چاہئے۔ میاں صاحب کا اپنا شعر ہے ؎

مرگ بستر پہ پیٹتی ہے جیسے ماں کوئی

حالت یہ اپنی قوم کے یوں پیٹتا ہوں میں

مگر آپ کے تعامل سے تو یہ بات ظاہر نہیں ہوتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بقول شاعر ؎

کچھ ہم کھینچے کھینچے رہے کچھ ہم کھینچے کھینچے

اس کشمکش میں ٹوٹ گیا رشتہ چاہ کا

مگر بے ادبی معاف۔ زیادتی سراسر آپ کی طرف سے ہوئی ہے۔ خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط۔ جب کبھی اپنی جماعت کا کوئی معاملہ درپیش ہو یا اشاعت اسلام اور تحفظ اسلام کا مسئلہ آڑے آئے۔ تو ہمیں ایک ہوکر کام تاکہ دشمن کو ہمیں الگ الگ کرکے زک دینے کا موقعہ ہاتھ نہ آئے۔ دو بیلوں اور شیر کی کہانی تو قریباً ہر بچے کو پرائمری کتابوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ اور سب کو علم ہے ؎

ز اتفاق مگس شہد مے شود پیدا

خدا چہ لذت شیریں دراتفاق نہاد

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں آپس میں خانہ جنگی ہو رہی تھی۔ کہ قیصر روم نے یہ موقع تاڑ کر کہ عرب تو آپس میں ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے ہیں۔ چلو لگے ہاتھ کچھ علاقہ ہی فتح کرلو۔ چڑھائی کردی۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے قیصر روم کو لکھ بھیجا۔ کہ خبردار ہماری سلطنت میں قدم رکھنے کی کبھی جرأت نہ کیجیو! ہم چاہے آپس میں ایک دوسرے کو غلطی پر سمجھکر حق کی خاطر جھگڑ رہے ہوں۔ مگر دشمن اسلام کے مقابلے میں ہم سب ایک ہیں اور پہلا جرنیل جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے تمہارے مقابلے میں نکلیگا۔ وہ میں ہوں گا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ قیصر روم دبے پاؤں واپس لوٹ گیا۔ یہ ہے وہ نمونہ جس کی ہمیں تقلید کرنی چاہئے۔ کاش کہ کوئی اس کو سمجھے اور اس پر غور کرے۔ ؎

خدمت دین کا تو بعض رکیں ہیں کھو بیٹھے ہو وقت

اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

آخر میں ہم اپنی جماعت کے بعض افراد کو بھی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ ان کو خبردار رہنا چاہئے کہ صراط مستقیم پر سے پاؤں نہ پھسل جائے

اگر راستے کے ایک طرف افراط کا تباہ کن پہاڑ کھڑا ہے جس سے ٹکر کھاکر سر پاش پاش ہوجاتا ہے تو دوسری طرف تفریط کی خوفناک غار ہے۔ جس میں گرا ہوا کوئی صحیح سلامت نہیں نکلتا۔ بعض اشخاص اتفاق اور اتحاد کے اتنے مداح نظر آتے ہیں کہ ان کو مطلقاً خیال نہیں رہتا کہ حد فاصل کہاں رہ گئی۔ اور رفتہ رفتہ اپنے اصولوں کو ہاتھ سے چھوڑتے جاتے ہیں جیسے غیر احمدیوں کو خوش کرنے کے لئے ان کے پیچھے نماز پڑھ لینا۔ اول تو بغیر تحقیق کئے ہوئے کہ آیا وہ حضرت صاحب کو کافر سمجھتے ہیں یا نہیں۔ اور اگر کافر بھی سمجھتے ہوں تو اعلان نہیں کرتے۔ فتویٰ کفر علمایان ہند نہیں کیا ہوتا۔ غرضیکہ ان معاملات میں بڑا پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کے ابتلا کا باعث ہوجائے۔ جب انہوں نے حضرت صاحب کو مسیح موعود مانا ہے تو انکے دعاوی حقہ کا دبے منہ سے کیوں اقرار کرنا!

بعض ایسے لوگ بھی ہو لیتے ہیں جو کہ یہ کہہ کر اپنا پیچھا چھوڑا لیتے ہیں کہ جی ہم حضرت صاحب کو سب کچھ مانتے ہیں مگر ہم اس بات میں فیصلہ نہیں کرسکتے کہ آیا وہ واقعی حقیقی نبی تھے یا نہیں۔ یا واقعی انہوں نے اس کا دعوےٰ کیا ہے یا نہیں۔ یہ منافقین کا گروہ ہے جو کہ جہنم کے درک اسفل میں ڈالے جائیں گے۔ یہ لوگ چمگادڑ کی طرح دونوں طرف اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں جو کہ ناممکن ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ ایک فیصلہ کو پہنچیں اور اس پر ثابت قدم رہیں۔ پہلے اسکے کہ موت آکر اُن کی اس نامعقول زندگی کا خاتمہ کردے۔

آخر میں ہم اپنی جماعت سے اپیل کرتے ہیں کہ للّٰہ ان فضول جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ اپنے مقصد کو سامنے رکھ کر فی سبیل اللہ قدم زنی کرو ؎

اے قوم من بخدمت قرآں کمر ببند

زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

دیکھو تو حضرت صاحب کو اسلام کا کتنا درد تھا آپ کی ایک ایک تحریر ایک ایک شعر سے آنسو ٹپکتے ہیں۔ جو کہ اسلام کی حالت زار پر بہائے گئے ہیں۔ لوگو! یہ بے بہا موتی ہیں یہ خاک میں نہ ملنے پائیں۔ اُن کی قدر کرو۔ ایک دن آئیگا۔ جبکہ لوگ اسکو ڈھونڈینگے اور نہ پائیں گے۔ ان آنسوؤں کو اپنے چلوؤں میں لے لو اور آب زمزم سمجھکر پی جاؤ۔ کہ تم میں بھی خدمت اسلام۔ اشاعت اسلام۔ محبت اسلام کی تڑپ پیدا ہو۔ تم دین کو دنیا پر مقدم کرسکو۔ اور حقیقت میں فلا تموتن الا وانتم مسلمون کے مصداق ٹھیرو۔ قربانی کی زندہ مثالیں تمہارے سامنے موجود ہیں۔ انہوں نے دنیاوی جاہ و جلال پر لات ماری۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کی عزت و شہرت اور محبت کو اتنا بڑھایا کہ دُنیا کے چاروں کونوں میں جا پہنچی۔ اللہ تعالےٰ اپنے سچے۔ مخلص اور نیک بندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولےٰ سے گندوں کو

کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

مگر جن کے دل میں ذرہ بھی کھوٹ اور دُنیاداری ہو۔ یا ریاکاری ہو۔ اُن کا بھانڈا ایک دن ضرور پھوٹ کر رہیگا۔ اور خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ٹھہریں گے۔

آخر میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُن اشعار سے مضمون کو ختم کرتے ہیں جس میں آپ نوجوانان قوم کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہیں کیونکہ انہی پر قوم کی آئندہ ترقی منحصر ہوتی ہے۔ کاش کہ اُن کے دل میں ویسی ہی تڑپ پیدا ہو۔ جو کہ آپ کے دل میں تھی۔ ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا

بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اگر امروز فکر عزت دیں در شما جوشد

عنایات خدا اللہ رتبت و عزت خود پیدا

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ

قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

اقتباسات

شہزادہ ویلز جلیانوالہ باغ کے درشن کریں

ہمعصر ہندو مدراس میں لالہ جانکی ناتھ سہائے کی ایک چٹھی شائع ہوئی ہے۔ انہوں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ولیعہد سلطنت برطانیہ شہزادہ ویلز جو کہ آئندہ موسم سرما میں ہندوستان میں تشریف لانیوالے ہیں۔ پنجاب کا دورہ کرتے ہوئے جب امرتسر پہنچیں تو سب سے زیادہ مہربانی آمیز اور عمدہ ترین کام جو وہ کرسکتے ہیں وہ یہ ہے۔ کہ وہ جلیانوالہ باغ کے درشنوں کو جائیں جہاں کہ گذشتہ سال بیساکھی کے متبرک دن بے گناہوں کا بیدریغ قتل عام کرکے ہنوں (جرمنوں) پر گوئے سبقت لے جائی گئی ہے اور سلطنت برطانیہ کے نیک نام کو ذبح کیا گیا ہے۔ اس سے صرف غیض و غضب میں بھرے ہوئے پنجاب ہی کو کچھ تسلی نہ ہوگی۔ بلکہ گذشتہ جنگ میں اپنے پیارے بادشاہ کی خدمت میں قابل فخر نیکنامی حاصل کرنے کے بعد پانچ دریاؤں کی بہادر سرزمین پر جو دل دہلا دینے والے واقعات رونما ہوئے ہیں ان سے صدمہ کھائی ہوئی تمام ہندوستانی قوم کو بھی کچھ اطمینان ہوگا یہ ملاقات گو ایک طرف اہل ملک کے زخموں پر اسی طرح مرہم رکھنے والی ہوگی۔ تو دوسری طرف شہزادہ ممدوح کو بھی ایسا ہر دلعزیز بنا دیگی جس سے تمام دنیا کے مغرور ترین بادشاہ بھی ان سے رشک کریں گے۔ کیونکہ شاید ایسا کوئی ہندوستانی نہ ہو جو کہ شہزادہ ممدوح کے اس طرز عمل سے متاثر نہ ہو۔ شہزادہ ویلز کے بزرگ ہنری دوئم نے بھی اپنے نااہل ملازموں کے گناہوں کے مقتول بیکٹ کی قبر پر جاکر اسی طرح کفارہ کرکے اپنے آپ کو رعایا میں ہر دلعزیز کیا تھا۔ اس لئے اگر شہزادہ ویلز اپنے والد بزرگوار کے ملازموں کے گناہوں کے کفارہ کے طور پر وہی طرز عمل اختیار کریں گے۔ تو ملک میں عام اطمینان کی ایک سبیل پیدا ہو جائیگی۔ ہمیں لالہ جانکی ناتھ سہائے کی اس تجویز سے اس حد تک تو اتفاق ہے۔ کہ اگر شہزادہ ویلز نے یہ طرز عمل اختیار کیا تو وہ ملک میں بہت ہر دلعزیز ہو جائیں گے اور اُن کی اس ہمدردی کو عام طور پر اطمینان کی نظروں سے دیکھا جائیگا۔ لیکن اس بارہ میں ہمیں شک ہے کہ آیا وہ پنجاب کے ان زخموں کو اس مرہم سے مندمل کرسکیں گے یا نہیں۔ جن پر کہ اُن کی برطانی رعایا کے متکبر اور فرعون مزاج افراد اب بھی ہمدردی اور انصاف کا مرہم رکھنے کی بجائے برابر نمک۔ نہیں نہیں بلکہ سرخ مرچ چھڑک رہے ہیں نہ معلوم انہیں اپنے اس طرز عمل سے سلطنت برطانیہ کے لئے کیا بہتری نظر آتی ہے۔ (از ہندے ماترم)

کونسلوں میں داخل ہوجاؤ لیکن خاموش بیٹھے رہو

مسٹر یعقوب حسن کا مشورہ

مسٹر یعقوب حسن نے تحریک عدم معاونت میں شامل ہو کر ہر قسم کے سرکاری اعزاز کو خیرباد کہہ دیا ہے۔ اب آپ نے لیڈران قوم کو یہ مشورہ دیا ہے کہ کونسلوں میں داخل ہو کر خاموش ناظر کی طرح بیٹھے رہو۔ پرنس آف ویلز بہادر شہنشاہ معظم کے نام پر جدید کونسلوں کا افتتاح فرمائیں گے۔ اور ہر نیا ممبر پرنس آف ویلز کے سامنے وفاداری کی قسم کھائیگا اگر مسئلہ خلافت کا تسلی بخش فیصلہ نہ ہوا۔ تو مسٹر یعقوب حسن کہتے ہیں کہ کوئی ممبر وفاداری کا حلف نہ اٹھائے۔

مسٹر بپن چندر پال کی رائے

اگر کونسل کا نیا ممبر حلف اٹھانے سے انکار کردے تو عملی طور پر اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ وہ کونسل کی کارروائی میں شریک نہیں ہوسکتا۔ اس دقت کو رفع کرنے کے لئے مسٹر بپن چندر پال کی رائے ہے کہ قوم پرستوں کو کافی تعداد میں کونسلوں میں شامل ہونا چاہئے اس لئے نہیں کہ ریفارم سکیم کامیاب ہو۔ بلکہ اس لئے کہ ریفارم سکیم ناکامیاب بنایا جائے خاموش بیٹھے رہنے کے بجائے وہ نہایت معروف انداز سے گورنمنٹ کے سامنے سنگ راہ حائل کریں جس سے گورنمنٹ کی کل ساکن ہو جائے۔ (از ہوم رول)

روس سے صلح نہ کرو لیکن تجارت کرو

مسٹر لائڈ جارج نے دارالعوام میں روسی معاملات کے متعلق جو تقریر کی۔ اُس کا ماحصل یہی کہ روس سے صلح نہ کرو لیکن تجارت کرو پولیٹیکل طور پر گورنمنٹ برطانیہ نے روسی بالشویکوں کی تصویر جو دُنیا کے سامنے پیش کی ہے وہ شیطان سے بھی زیادہ سیاہ رُو ہے لیکن انکے باوجود روس کے ساتھ تجارتی تعلقات قایم کرنے کا خواہشمند ہے۔ ناظرین کو اس عجیب و غریب نظارہ پر حیرت زدہ نہیں ہونا چاہئے۔ روس یورپ کا خرمن ہے۔ وہاں کی گیہوں سے یورپ کے لوگ پرورش پاتے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کو خام اجناس کی شدید ضرورت ہے اسی لئے اس نے مناسب سمجھا ہے کہ انکو حاصل کرنے کے لئے روس سے تجارتی تعلقات قائم کئے جائیں۔ مسٹر لائڈ جارج کی رائے میں تجارتی تعلقات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ برطانیہ روس کا دوست ہے۔ کیونکہ ترکی نے رومانیہ میں جبر و تشدد کیا۔ اس کے باوجود برطانیہ ترکی کے ساتھ تجارت کرتا رہا۔ لیکن انکی منطق اس حقیقت کی روشنی میں کس قدر ناقص ہے کہ جس گورنمنٹ کو آپ نے تسلیم ہی نہیں کیا کیا تجارتی تعلقات کے بارہ میں اس کے عہد و پیمان کو آپ تسلیم کرلیں گے اگر تسلیم کرینگے تو اس گورنمنٹ کی پولیٹیکل ہستی کو تسلیم نہ کرنا سیاسی شعبدہ گری ہے۔ (از ہوم رول)

مراسلات

سال گذشتہ میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کا قیام

(از جے۔ آر۔ رائے - لاہور)

اس بات کا بہت کم لوگوں کو گمان ہوگا۔ کہ گزشتہ سال کے دوران میں کس قدر کمپنیاں مشترکہ سرمایہ سے قائم ہوئی ہیں اور اس کا اثر ملک کے اقتصادیات پر کیسا پڑیگا اس کا گمان بہت کم لوگوں کو ہوگا۔ مگر جو لوگ ملک کے حالات کو بچشم غور دیکھتے اور رفتار زمانہ کی جانچ کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ سال سے عجیب وغریب جوش پیدا ہوگیا ہے۔ اہل زر اس فکر میں ہیں اپنا اور اپنے ہم وطنوں کا روپیہ ایسے کاموں میں لگایا جائے کہ جس سے ذاتی منفعت حاصل ہونے کے سوائے ملک کو بھی نفع پہنچے۔ ملک کی اقبالمندی کی ترقی کرے اور یورپ اور امریکہ کی طرح فارغ البال اور خوش و خرم نظر آئے۔ یہ جوش جو صنعت وحرفت کے کارخانوں کے اجرا میں ظاہر ہو رہا ہے لاثانی ہے اس ملک کی تاریخ سابقہ اس سے محض ناآشنا ہے۔ اس جوش کے دو اسباب محرک سمجھے جاتے ہیں

(۱) دوران جنگ یورپ میں یہ امر بخوبی ظاہر ہوگیا کہ ہندوستان غیروں کا بُری طرح محتاج ہے جب ہماری ضروریات جو سب کی سب غیر ممالک سے آیا کرتی تھیں آنا بند ہوگئیں۔ تو بڑی تکلیف ہوئی۔ ہم بڑے بے بس اور لاچار تھے۔ غیرتمند اہل سرمایہ اور سنگدل بہی خواہان ملک نے یہ ٹھان لی کہ اس کلنک کو دور کر دیا جائے۔ چنانچہ جب یورپ میں امن وسکون ہوگیا۔ تو دولتمند سوداگروں نے مشترکہ سرمایہ سے کارخانے کھولنے شروع کر دیے۔ یہ پچھلے سال کے اپریل کا واقعہ ہے پھر ماہ بماہ جوش بڑھتا ہی چلا گیا۔ گو اب وہ قدرے دھیما ہونا شروع ہوگیا ہے۔ مگر تو بھی ہر مہینے ساٹھ ستر اسی کارخانے کھل جاتے ہیں۔ گو پچھلے سال ان کا اوسط سو سے اوپر ہی تھا۔

(۲) جن کمپنیوں اور کارخانوں کو فوجی ضرورت کا مال بہم پہنچانے کا ٹھیکہ ملا ہوا تھا اُن کے منافع عظیم سے بھی اہل سرمایہ کے دلوں میں یہ ہوس پیدا ہوگئی کہ وہ کوئی کارخانہ قائم کر کے مستفید ہوں۔ (۳) بعض دور اندیش سوداگروں اور سرمایہ داروں کا یہ بھی گمان ہے کہ یورپ کی صنعت وحرفت کئی برس تک سنبھال نہ ہوگی۔ اور دُنیا کی ضروریات پہلے سے بھی زیادہ ہونگی۔ اس وجہ سے اب کارخانے قائم کر کے دُنیا کی منڈیوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس قسم کی وجوہات سے مشترکہ سرمایہ کے کارخانے اور کمپنیاں قائم کرنے کا انوکھا جوش اور ولولہ ہر کہیں پیدا ہوگیا ہے اور اس کی کامیابی پر ہماری آئندہ کی خوشحالی اور ہندوستان کی سابقہ عظمت کی بحالی کی توقع ہوسکتی ہے۔ ان کارخانوں کی بدولت ہندوستان غیروں کی غلامی سے آزاد ہوجائیگا ہماری ضروریات اسی ملک میں پیدا ہوا کرینگی ہم آئندہ جنگ وجدل کے دوران میں کسی قسم کی بے آرامی کے شکار نہ ہونگے۔ مہذب قوموں کے دلوں میں ہماری عزت وحرمت پہلے سے دہ چند ہو جائیگی علاوہ ازیں ان کارخانوں کی کامیابی سے آپ اپنی حسن لیاقت اور انتظامی قابلیت کا زبردست ثبوت دیکر اپنے کو سلف گورنمنٹ کی لائق ثابت کریں گے۔ کیونکہ قوموں کی حکومتی صلاحیت ان کی صنعت وحرفت کے کارخانوں کی حسن انتظامی سے ہی ثابت ہوا کرتی ہے۔ جس قوم کے افراد اپنے پرائیویٹ کارخانے اعلٰے خوبی سے چلا سکتے ہیں وہ غیروں پر حکومت کرنے کی ہر طرح اہل ہے۔ جیسے برطانیہ۔ فرانس۔ امریکہ وغیرہ ہیں۔ اگر ان کے کارخانے خوش انتظامی اور خوش معاملگی کا نمونہ ہیں تو اُن کے حکومتی آئین بھی اور قوموں کے لئے ہادی اور نمونہ ہیں۔ اور واقعی بات یہ ہے کہ انگریزوں نے اپنی حکومتی قابلیت کو سارے جہان پر بخوبی ثابت کردیا ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے نئے کارخانے نہایت اہم ہیں اور ہمارا استقبال ان ہی پر موقوف ہے۔

سنہ ۱۹۲۰-۱۹ء میں تمام ہندوستان میں (۲۰۶) کارخانے جاری ہوئے تھے۔ اور ان کا مجموعی سرمایہ پونے تین ارب روپیہ ہے۔ یہ جوش اپریل ۱۹۱۹ء میں نمودار ہونا شروع ہوا تھا۔ چار ماہ کے اندر ایک سو سترہ کارخانے (۳۸) کروڑ روپے سرمایہ سے قائم ہو چکے تھے۔ ماہ ستمبر میں سب سے زیادہ جوش ظاہر کیا گیا ایک سو تیرہ کمپنیاں مشترکہ سرمایہ کی ۸۴ کروڑ روپے سرمایہ سے قائم ہوگئیں۔ اور کسی مہینے میں اتنی تعداد کارخانوں کی معرض وجود میں نہ آئی تھی گو اکتوبر کے کارخانوں کا سرمایہ اور مہینوں سے زیادہ تھا۔ مگر شمار سو کے قریب رہا۔ اس طرح نومبر کا مہینہ دس کروڑ سرمایہ سے کرنانی جہاز ران کمپنی اور ہمالہ کمپنی پندرہ کروڑ کے سرمایہ سے جاری ہوئی۔ اتنے بڑے سرمایہ کی کمپنیاں اس سے پہلے اس ملک میں کبھی جاری نہیں ہوئی تھیں۔ البتہ تین سال پہلے ٹاٹا کا بینک بارہ کروڑ کے سرمایہ سے کھلا تھا۔ جو اس ملک کی تاریخ میں لاثانی واقعہ ہے۔ اور اس سے کئی برس پہلے ٹاٹا آئرن ورکس بھی ڈیڑھ کروڑ کے سرمایہ سے جاری ہوئے تھے۔ یعنی ٹاٹا خاندان کی کوشش اور سرپرستی سے جتنے کارخانے جاری ہوئے وہ بڑے سرمایہ کے تھے۔ لیکن رائے بہادر سیٹھ رام لال جی کرنانی سرسرلو اس کی کوششوں سے ایسے ہی بھاری سرمایہ کی ایک زبردست کمپنی قائم ہوگئی ہے اگر اپریل اور مئی گذشتہ کے جاری شدہ کارخانے بھی شامل کرلیے جائیں تو اُن کا شمار ہزار گیارہ سو کے درمیان ہو جاتا ہے اور یہ لاثانی واقعہ ہے۔ بارہ چودہ مہینے میں کبھی اتنے کارخانے جاری نہیں ہوئے اور نہ سوا تین ارب روپیہ سرمایہ لگایا گیا تھا۔ ایک بات غور طلب ہے۔ کارخانوں کا دارومدار بنکوں پر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ملک میں کئی بڑے بڑے بنک کئی کئی کروڑ سرمایہ سے جاری ہوگئے ہیں تاکہ جب ضرورت ہو بنکوں سے روپیہ لیکر کام چلایا جائے اس کے علاوہ بیمہ کمپنیاں بھی جاری ہوگئی ہیں جن کا سرمایہ بہت بھاری ہے اور یہ صنعت وحرفت کے کارخانوں کی ہستی کے لئے زبردست رکن ہیں ان سے بھی کارخانے ضرورت کے وقت روپیہ مانگ لیا کرتے ہیں اس وجہ سے بنک اور بیمہ کمپنیاں صنعتی کارخانوں کی ہستی کے لئے لازمی ہیں۔ اور یہ بھی وجود میں آگئی ہیں اور یہ ایک طرح سے کامیابی کی ضمانت مزید ہے۔ جو لوگ ملک کی خوشحالی اور بہتری کے لئے کارخانے جاری کر رہے ہیں انہوں نے بنکوں کی ضرورت کو بھی محسوس کرلیا ہے اور اس کا بندوبست کردیا یونین بنک آف انڈیا پانچ کروڑ کے سرمایہ سے اور ایک جیرج بنک سات کروڑ کے سرمایہ سے اور باقی بنک پچاس لاکھ روپیہ سے لیکر تین چار کروڑ سرمایہ تک کے جاری ہوگئے ہیں۔ کارخانے بھی ہر قسم کے سامان بنانے کے لئے قائم ہو رہے ہیں۔ تاکہ ملک ہر قسم کے سامان بنانے کے قابل ہو جائے۔ اور غیروں سے خریدنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔ جہازوں کی ضرورت تجارتی مال ڈھونے کے لئے بے حد ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنا مال تیار کرکے بیرون کے جہازوں میں اٹھوائیں گے۔ تو ہمیں بہت خسارہ رہتا ہے۔ برطانیہ کے جہازوں کو محصول سے کروڑوں روپے سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے اور کئی لاکھ آدمی روزی پاتے ہیں۔ اور اس وجہ سے یہ امر موجب مسرت ہے کہ کئی بڑے بڑے کارخانے جہاز رانی کے لئے مخصوص ہو رہے ہیں۔ کرنانی جہاز ران کمپنی کلکتہ دس کروڑ کے سرمایہ سے قائم ہوگئی ہے۔ دس بڑے بڑے جہاز مال ڈھونے کے لئے منگائے جائیں گے۔ اینگلو انڈیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی بارہ کروڑ کے سرمایہ سے قائم ہوئی ہے۔ اور جہاز ران کمپنیاں ان سے ہلکے سرمایہ سے جاری کی گئی ہیں۔ کوئی پچاس لاکھ سے کوئی کروڑ ڈیڑھ کروڑ سے۔ کوئی تین اور پانچ کروڑ سرمایہ سے قائم ہوئی ہیں تاکہ اس پہلو سے ملک غیروں کا محتاج نہ رہے۔ اور تجارتی مال ڈھونے کا محصول بھی اس ملک میں رہے اور ہزاروں آدمیوں کی روزی حاصل ہو جہاز ران کمپنیوں کے ساتھ جہاز سازی کا کام بھی فروغ پکڑے گا۔ اس سے اور بھی زیادہ نفع پہنچیگا۔ اور ملک کی غریب آبادی کے لئے خاطر خواہ وسیلہ روزگار بہم پہنچیگا۔

مگر آپ کو اس انوکھے جوش کا خاطر خواہ اندازہ نہیں ہوسکتا۔ تاوقتیکہ آپ کو پچھلے سالوں کی اولوالعزمیوں کا حال معلوم نہ ہو۔ پہلے پہل انگریز سرمایہ داروں نے کارخانے قائم کئے تھے۔ اور اُن کی دیکھا دیکھی ہندوستانیوں نے بھی کارخانے قائم کرنے شروع کرائے۔ پچھلے پچاس ساٹھ برس میں سنہ ۱۹۱۸ء تک (۲۶۸۶) کارخانے قائم ہوئے تھے۔ اور ان کا مجموعی سرمایہ (۹۹) کروڑ ۹ لاکھ روپیہ تھا۔ اس رقم سے کئی گنا زیادہ ہزار گیارہ سو کارخانوں میں چودہ ماہ کے اندر لگا دیا گیا۔ یعنی ایک ارب روپیہ تو پچاس ساٹھ برس میں لگایا گیا اور سوا یا ساڑھے تین ارب روپیہ بارہ چودہ مہینوں میں صرف کیا گیا۔ یہ لاثانی واقعہ ہے شاید اور ملکوں کی تاریخ بھی اس قسم کی نظیر بہم نہیں پہنچا سکتی۔ پچیس ستائیس سو کے درمیان مشترکہ سرمایہ کے کارخانے نصف صدی کے دوران میں قائم ہوئے تھے۔ مگر سال سوا سال میں ہزار گیارہ سو کے درمیان جاری کئے گئے۔ اگر اسی طرح جوش رہے۔ تو تین سال میں ستائیس سو کارخانے کئی ارب روپیہ کے سرمایہ سے کھل جائینگے۔ مگر جوش کچھ کم ہوگیا ہے۔ اپریل گذشتہ میں ۹۷ کارخانے پونے اٹھارہ کروڑ روپیہ کے سرمایہ سے کھولے گئے حالانکہ سنہ ۱۹۱۹ء کے اسی مہینے میں ۹۳ کارخانے پونے دو کروڑ روپیہ کے سرمایہ سے جاری ہوئے تھے۔ اس سے یہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ اب ہماری بھاری سرمایہ سے کارخانے جاری کرنے کا عام خیال ہے اور بڑا زبردست ہے۔ اس سے ملک کو نفع عظیم پہنچنے کی توقع ہوسکتی ہے۔

سنہ ۱۹۱۷ء کے اعداد وشمار کے رو سے کاٹن ملز (۱۹۲) ہیں۔ اور ان کا سرمایہ ۱۷ کروڑ سات لاکھ روپے تھا۔ پٹسن کے کارخانے ۵۴ تھے اور ان کا سرمایہ دس کروڑ ۱۳ لاکھ ۹۶ ہزار روپے تھا۔ اُون ریشم وغیرہ کے ۲۶۔ اور کپاس اور پٹسن کے پریس ۱۲۹ تھے۔ کاغذ سازی کے کارخانے پانچ۔ چاول صاف کرنے کے ۲۴۔ آٹا پیسنے کے ۲۸۔ لکڑیاں چیرنے کے ۸۔ متفرق ۱۳ تھے۔ چینی بنانے والے ۱۸۔ شورہ کشی کے پانچ۔ روپیہ کا لین دین کرنے والے ۵۸۴ تھے جن کا کل سرمایہ دس کروڑ ۱۹ لاکھ ۹۴ ہزار روپے تھا۔ بیمہ کمپنیاں ۱۲۱ ہیں۔ جن کا سرمایہ ۱۵ لاکھ ۵۸ ہزار روپے تھے۔ جہازران کمپنیاں ۲۳ تھیں جن کا سرمایہ ایک کروڑ ۴۴ لاکھ ۴۲ ہزار روپے تھا۔ ریلوے اور ٹرام کمپنیاں ۵۶ تھیں اور ان کا سرمایہ تیرہ کروڑ اٹھارہ لاکھ ۴۲ ہزار روپے تھا۔ کتابیں شائع کرنے کے ۸۷ تھے۔ چاء کے ۲۸۶۔ کوئلہ کی ۱۲۸ تھیں جن کا سرمایہ پونے سات کروڑ روپے تھا اور کمپنیاں (۶۷۰) تھیں۔ اور ان کا سرمایہ چودہ کروڑ ۱۲ لاکھ ۲۳ ہزار روپے تھا۔ اس بیان سے ظاہر ہوگیا ہوگا کہ موجودہ جوش بالکل لاثانی ہے اور اتنا روپیہ اتنے قلیل عرصہ میں کبھی نہیں لگایا گیا۔

کیا یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ صنعت وحرفت اور تجارت سے قومیں اقبالمند اور مالامال بنا کرتی ہیں۔ پرانے زمانہ سے قطع نظر اس وقت مغرب کی قوموں کی خوشحالی اور دولتمندی ان صنعت وتجارت کے وسیلہ سے ہے۔ جس میں وہ رات دن مصروف رہتی ہیں۔ اگر اس میں کوئی شبہ ہو۔ تو ہم جاپان کی مثال پیش کرتے ہیں۔ جو ساٹھ ستر سال کے عرصہ میں دُنیا کی ایک زبردست طاقت بن گیا ہے۔ اس کی تجارت چند برس میں کہیں سے کہیں جا پہنچی۔ اور اس سے اس نے اس قدر مال و دولت بہم پہنچا لیا ہے

سنہ ۱۸۹۲ء میں جاپان کی تجارت آمدنی ایک کروڑ اسی لاکھ پونڈ تھی۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں یہ آٹھ کروڑ ہوگئی۔ اور سنہ ۱۹۱۳ء میں تیرہ کروڑ۔ مگر سنہ ۱۹۱۸ء میں چالیس کروڑ لاکھ ہوگئی۔ اور ہندوستان سے بھی بڑھ گئی۔ ہندوستان قدیم زمانہ میں سونے کی چڑیا کیوں بنا ہوا تھا۔ اور دُور ونزدیک اس کی بے قیاس دولت کے افسانے کیوں مشہور تھے۔ اس کا اصلی سبب یہ تھا کہ ہندوستان کی بیش قیمت اور نفیس دستکاریاں سارے جہان میں قدر وقبولیت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ کالے کوسوں سے سوداگر آتے اور ان چیزوں کو شوق سے خرید کر لے جاتے اور غیر ممالک میں فروخت کر کے مالا مال ہو جاتے۔ صنعت وتجارت کی بدولت دُنیا کی دولت کھچ کر ہندوستان آگئی تھی۔

جب یہ صنعت وتجارت برباد ہوگئی تو ہندوستان ادبار و فلاکت میں مبتلا ہوگیا۔ اگر اب ملک کو دولتمند اور خوشحال بنانا چاہتے ہو۔ تو صنعت وحرفت اور تجارت کو ترقی دو کارخانے جو اب قائم ہو رہے ہیں۔ ان کی بدولت ملک کو بھاری نفع پہنچیگا۔ بشرطیکہ کام ایمانداری اور حب وطن کو مدنظر رکھ کر کیا جائے۔ اس وجہ سے سب گروہوں کا اتحاد اور یکجہتی ضروری ہے۔

تازہ ترین خبریں

سکھوں کا عدم تعاون:- فضل آباد ضلع گوجرانوالہ میں سکھوں کا ایک بڑا بھاری جلسہ ہوا جس میں مہاراجہ پٹیالہ آنریبل سندر سنگھ مجیٹھیہ۔ آنریبل سردار بہادر گجن سنگھ اور دیگر کئی سکھوں کو اس الزام میں کہ انہوں نے سر مائیکل اڈوائر کے یادگاری فنڈ میں چندہ دیا۔ برادری سے خارج کیا گیا۔ اور قرار پایا کہ آئندہ اُن کے ناموں کے ساتھ سردار یا بھائی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ نیز یہ بھی تجویز ہوئی کہ معاملہ زمین سرکار کو دینے کی بجائے آئندہ پولیٹیکل قیدیوں کے بیوی بچوں کے گذارہ کے انتظام میں صرف کیا جائے۔ اور سکھ اسوقت فوج میں بھرتی نہ ہوں۔ جب تک کہ اُن کے بھائیوں کو رہا نہ کیا جائے۔

کئی اصحاب نے اصلاحات کے متعلق بھی تقریریں کیں۔ ہمعصر لائل گزٹ لکھتا ہے کہ مہاراجہ پٹیالہ نے سر مائیکل کے یادگاری فنڈ میں چندہ نہیں دیا۔ بلکہ فوجی یادگار کے لئے دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسلمین کی تخت سے دستبرداری

انگلستان کے اخبار مارننگ پوسٹ کا نامہ نگار قسطنطنیہ لکھتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم اُن کے ولیعہد وزیر اعظم اور دیگر وزراء نے حلف اٹھائے ہیں کہ اگر اتحادیوں نے سمرنا اور تھریس لے لیا تو سلطان المعظم ولیعہد وزراء سب تخت اور عہدوں سے دست بردار ہو جائیں گے۔

سندھ کے پانچ آدمیوں نے کرسی نشینی اور تین آدمیوں نے دوسری ممبریوں اور اسناد خوشنودی سے دستبرداری کرلی۔ **مسٹر** جان محمد جونیر بیرسٹر نے سب سرکاری اعزازات سے استعفے دے دیا۔ جس پر حکام نے اُن کی بیشمار زمینوں کو پانی دینا بند کر دیا ہے۔ جس کی بندش سے پانسو آدمیوں کو فاقہ کشی کرنی پڑے گی۔

مولانا عبد الباری کا نظام عمل:- مولانا عبدالباری لکھتے ہیں کہ جو فیصلے الہ آباد کے گذشتہ جلسہ میں علمائے کرام کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد کئے گئے ہیں۔ میرا نظام عمل آئندہ انہی فیصلوں پر مبنی ہوگا۔ (۱) بدیشی تحریک کی اشاعت مذہبی نقطہ خیال سے لازمی ولابدی قرار دی گئی ہے کیونکہ اس سے دشمنان اسلام کو سخت اقتصادی نقصان پہنچیگا۔ (۲) خلافت کمیٹی کی ہدایات کے مطابق تحریک عدم تعاون کو ترقی دیجائیگی۔ (۳) اگرچہ ہجرت عین فرض نہیں ہے لیکن آخری تدبیر کے طور پر اسے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے ان امور کے علاوہ فی الحال اور کسی تحریک کو ہماری طرف سے نہ سمجھا جائے۔

مہاجرین ہند کا آٹھواں قافلہ جو ۹ ۲ر رمضان کو روانہ ہوا تھا۔ اس میں ۷۴ مسلمان تھے۔

جو مہاجرین ہندوستان سے کابل کو روانہ ہو رہے ہیں۔ اُنکی امداد میں اعلیٰ حضرت امیر افغانستان نے مبلغ تیس ہزار روپے عطا فرمائے ہیں۔

غازی انور پاشا اور ۵۰ ہزار کا لشکر:- ٹائمز ایک معتبر ذریعہ سے لکھتا ہے کہ انور پاشا باکو پہنچ گئے ہیں جنکے ساتھ ۵۰ ہزار روسیوں اور تاتاریوں کا ایک مخلوط لشکر ہے جو بارجیا اور باطوم پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہو رہا ہے جو مصطفےٰ کمال پاشا کے ساتھ شریک ہوں گے۔ باکو میں ایرانی وفد کے سوا باقی وفود نظر بند کر لئے گئے ہیں۔

ڈیلی میل لنڈن راوی ہے کہ امید ہے کہ دو ہفتہ تک انگریز باطوم خالی کر دیں گے۔

ہلال صلیب کے سامنے کبھی سرنگون نہ ہوگا:- قسطنطنیہ میں ۱۳ مئی کو ایک عام جلسہ ہوا۔ جس میں مجوزہ غیر منصفانہ شرائط صلح کی مخالفت کر کے کہا گیا کہ ہلال صلیب کے سامنے کبھی سرنگون نہ ہوگا۔

ترکی شرائط صلح پر ایرانیوں کا غصہ:- عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ ایرانیوں کو ترکوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ ویسٹ منسٹر گزٹ ۱۳ مئی اس کی تردید کرتا ہے جس میں ایرانی سوسائٹی لنڈن کے سیکرٹری ملک نے ایک مختصر مگر پُر زور تحریر میں ترکی شرائط صلح کے خلاف نہایت زبردست صدائے احتجاج بلند کی ہے اور لکھا ہے کہ اس میں ہندوستانی۔ ایرانی اور ترک سب ہم آہنگ و ہمخیال ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ یورپ سے ترکوں کے اخراج کے بعد ممکن ہے۔ کہ حالت دگرگون ہو جائے۔

ہماری رائے میں اس وقت اتحادیین کے لئے بہترین پالیسی یہی ہے کہ وہ معاملات کو حد سے نہ بڑھنے دیں اور اس قضیہ کو منصفانہ طریق پر یہیں ختم کر دیں۔

ڈیلی میل کا نامہ نگار ۸ مئی کو بیت المقدس سے بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے۔ کہ چار ہزار دو لاعربوں نے ۲۵ مشین گنوں اور دو میدانی توپوں سے بیروت کے ضلع مرجاس میں فرانسیسیوں پر حملہ کیا۔ فرانسیسی سپاہ عربوں کے مقابلہ میں اگرچہ دسواں حصہ تھی۔ اور اس کا بھاری نقصان ہوا۔ مگر عربوں کا اُن سے بھی زیادہ تھا۔ حالت خطرناک ہے اور پناہ گزین (زیادہ عیسائی) سعید (جو بیروت سے ۱۳ میل ہے) میں جوق جوق آ رہے ہیں۔ عربوں نے مواضعات پر آگ برسائی۔ فلسطین کی سرحد کے قریب جو برطانی چوکی ہیں۔ ان پر بھی حملہ کیا گیا۔ ایک افسر زخمی ہوا لڑائی جاری ہے۔

مصطفےٰ کمال کا حملہ:- ۱۰ اپریل فرانسیسی رسالوں کا ایک دستہ اور پیادہ پلٹن قلعہ عرفہ پر قابض تھا۔ مصطفےٰ کمال پاشا کی فوج نے اس پر حملہ کیا جس سے فرانسیسی فوج سخت نقصان کے ساتھ شہر کو چھوڑ دینے پر مجبور ہو گئی۔ ایک تہائی فوج جسکی تعداد سات سو تھی۔ اور ان میں دو سو فرانسیسی تھے تباہ ہو گئے۔

۱۸۔ اپریل۔ مصطفےٰ کمال پاشا کی فوج نے سویلین دروازوں کے شمال جنوب میں بغد اور ریلوے لائن کو بالکل خراب کر دیا ہے یہاں جنگ بھی ہوئی۔ چند اطالی مزدور جو وہاں کام کر رہے تھے۔ مار ڈالے گئے۔ اور بقیہ گرفتار کر لئے گئے۔ بادشاہ موصوف نے حامیان علاقہ اونا طولیہ میں بھی سرگرم پیکار ہیں۔

مصطفےٰ کمال کا استقلال۔ ۲۱۔ اپریل سنہ ۲۰ء کے ایوننگ نیوز میں ذیل کے فقرات چھپے ہیں جو مصطفےٰ کمال کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں:-

اپنے اخبار میں لکھ دیں۔ کہ جو کچھ یہ ہو رہا ہے اس کے قصوروار اتحادی ہیں۔ میں نے اور میرے احباب نے تہیہ کر لیا ہے کہ جبتک جسم میں خون کا ایک بھی قطرہ باقی ہے اسلام کے لئے اس اسلام کے لئے جو قدیم سے چلا آتا ہے "سینہ سپر رہیں"

باکو سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں ان سے بالشویکوں اور مصطفےٰ کمال کے باہمی تعلقات پر قابل توجہ روشنی پڑتی ہے خبر ہے کہ بیس آدمیوں کی ایک جماعت انزلی کو جا رہی تھی۔ سپاہ احمر نے ان کو اس غرض سے گرفتار کر لیا ہے۔ کہ انجمن اتحاد و ترقی کے جو ممبر اس وقت مالٹا میں نظر بند ہیں ان سے ان کا مبادلہ کیا جائیگا۔ ڈیلی ٹیلیگراف ۷ مئی سنہ ۲۰ء۔

مسٹر ہلر کا پیغام ہندوستان کی تمام مزدوری پیشہ اقوام کے نام:- ہندوستان کے تمام مزدوری پیشہ افراد سے خواہ وہ سرکاری یا غیر سرکاری ملازم ہوں یا زمیندار پیشہ۔ نہایت عاجزانہ التماس ہے کہ وہ اپنی مزدوری پیشہ جماعت کی ہمدردی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوستان کے ہر ایک شہر اور ہر ایک قصبہ میں زبردست جلسے کریں اور بذریعہ ریزولیوشن ٹریڈ یونین کے تمام جائز مطالبات اور ان کی یونین کو تسلیم کروائے جانے کا پر زور مطالبہ کریں۔

ترکی احرار کی پیش قدمی لنڈن ۲۲۔ جون۔ ترکی احرار کی ایک حملہ آور جمعیت نے اسمد ریلوے لائن کے قریب چینری کی پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا۔ اور جو ہندوستانی فوج انہیں وہاں سے نکالنے کے لئے آگے بڑھ رہی تھی۔ اس پر شدید گولہ باری کی۔ مگر نشانہ بازی صحیح نہ تھی۔ ترکی احرار کو جلد ہی منتشر کر دیا گیا۔ ستائیس احرار شہید ہوئے۔ برطانیہ کے ۴ آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔

عبداللہ شاہ عراق عرب:- لنڈن ۲۲ جون۔ ڈیلی اکسپریس رقمطراز ہے کہ برطانی کابینہ نے عراق میں ایک عرب سلطنت قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ غالباً پہلا بادشاہ عراق عرب امیر عبداللہ پسر شاہ حجاز ہوگا۔ عراق میں برطانی فوج چار سال تک مقیم رہے گی۔ یہاں تک کہ وہاں ملکی فوج اور پولیس مرتب ہو جائے۔

فلسطین۔ خونریز ہنگامے:- لنڈن ۲۲ جون۔ بیروت سے ٹائمز کے نام ایک پیام مظہر ہے کہ ایک یہودی دستہ فوج بحیرہ مردار اور جریکو کی طرف بھیجا گیا۔ جہاں ہنگامے پھوٹ پڑے ہیں۔ ہندوستانی فوج کو کمک پہنچانے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ایک برطانی پولیٹیکل افسر اور چند یہودی اور ہندوستانی مجروح ہوئے ہیں۔ عرب بھاگ گئے ہیں۔

جنگ افغانستان اور تمغائے فتح:- لنڈن ۲۲ جون دار العوام میں کرنل ییٹ کے جواب میں مسٹر چرچل نے کہا کہ جو سپاہ ۱۹۱۹ء کی جنگ افغانستان میں شریک تھی وہ تمغائے فتح کی مستحق نہیں۔ اس لئے حقیقت

مفید کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں!

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول یہ جلد براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے اس میں حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کی حقانیت براہین نیرہ اور دلائل قاطعہ کے ساتھ ثابت کی ہے اور مخالفین اسلام کے الزامات جو اسلام اور بانیٔ اسلام پر لگاتے ہیں بڑے زور سے تردید کی ہے اور منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کے لئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ اسکو شائع کیا۔ قیمت مجلد ولایتی کاغذ ۔۔ بے جلد ۔۔
دیسی کاغذ مجلد ۔۔ بے جلد ۔۔

اظہار النصائح فی رد المخزیات والفضائح: میاں محمود احمد صاحب کے رسالہ القول الفصل / انوار خلافت پر تنقید مصنفہ حضرت سید محمد احسن صاحب فاضل امروہوی۔ قیمت ۵/

حدوث مادہ ایک آریہ کے ساتھ بحث و مباحثہ۔ جس میں مادہ کا حادث ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۵/

احمد مجتبیٰ میاں محمود احمد صاحب کے اس عقیدہ کی تردید کہ احمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نہ تھا۔ قیمت ۴/

ویدک سائنس یا وید بھگوان کا علمی نتیجہ۔ مصنفہ مولوی عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت۔ اس میں ویدک سائنس کی اصلیت پر مدلل اثبات سے وید کا پردہ فاش کیا ہے۔ قیمت ۲/

حقیقۃ المسیح از روئے قرآن کریم و بائیبل ایک عیسائی کے سوالات کا جواب مصنفہ حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ قیمت ۲/

مسیح موعود اس میں باہمی اختلاف کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ یہ حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب کی تازہ تصنیف ہے جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خصوصیات پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ جیسے مسیح ابن مریم کے دوبارہ نزول کی حقیقت کو قرآن و حدیث سے واضح کیا گیا ہے۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی مسیحیت و مجددیت اور آپ کی پیشگوئیوں وغیرہ پر قرآن و حدیث سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیقات کرنیوالوں کو اس کتاب کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ قیمت مجلد ۔۔ بے جلد ۔۔

آیت اللہ جس میں ثناء اللہ امرتسری کے حضرت مسیح موعود سے مباہلہ کرنے سے فرار کا مفصل ثبوت ہے۔ قیمت ۲/

مرأۃ الحقیقہ تازہ تصنیف حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی بجواب میاں محمود احمد صاحب کی کتاب "حقیقۃ الامر" جس میں محمودی مغالطہ اندازیوں اور اصلی عقاید کی ہو بہو تصویر کھینچی گئی ہے۔ قیمت ۴/

الملفوظات الاحمدیہ جلد اول۔ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب کی معرکۃ الآراء تقاریر کا مجموعہ ہے جن کو سلسلہ کی اخبارات سے لیکر کتاب کی شکل میں شائع کیا گیا ہے ان تقاریر میں مسائل دینیہ پر نہایت عمدگی سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور بڑے بڑے اہم مسائل کو صاف سلیس زبان میں سلجھا دیا گیا ہے۔ مذہبی نقطۂ نگاہ سے یہ کتاب نہایت قیمتی ہے۔ اور جو لوگ مذہبی معلومات میں ترقی کرنا چاہتے ہیں انکو یہ کتاب ضرور مطالعہ کرنی چاہئے۔ قیمت مجلد ۔۔ بے جلد ۔۔

سنہ ضروریہ مباحثہ رامپور کے پورے پورے حالات درج ہیں ۱/

صیانۃ الناس شرح الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام قیمت ۲/

سواء السبیل در رسالت مابین شیخ محمد حسین بٹالوی و جناب مولینا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی کے مکمل حالات ۲/

دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جلد ۸ | بنت المسیح لاہور مورخہ شوال سنہ ۱۳۳۸ ہجری المقدس مطابق ۳۰ جون سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۹۸

کلام الامام امام الکلام

دلائل صداقت مسیح موعود علیہ السلام

(گذشتہ سے پیوستہ)

نعمتیں وہ دیں میرے مولیٰ نے اپنے فضل سے
جن سے ہیں معنیٔ اَتممتُ علیکم آشکار
سنا یہ بھی ہو جاتی ہے اوقات ظلمت میں جدا
پر رہا وہ ہر اندھیرے میں رفیق و غمگسار
اس قدر نصرت تو کاذب کی نہیں ہوتی کبھی
گر نہیں باور نظیریں اس کی تم لاؤ دوچار
پھر اگر ناچار ہو اس سے کہ دو کوئی نظیر
اس مہیمن سے ڈرو جو بادشاہ ہر دو دار
یہ کہاں سے سن لیا تم نے کہ تم آزاد ہو
کچھ نہیں تم پر عقوبت گر کرو عصیاں ہزار
نعرۂ اَنّا ظلمنا سنت ابرار ہے
زہر منہ کی مت دکھاؤ تم نہیں ہو نسلِ مار
جسم کو مل مل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزد کردگار
اپنے ایماں کو ذرا پردہ اٹھا کر دیکھنا
مجھ کو کافر کہتے کہتے خود نہ ہوں از اہل نار
گر حیا ہو سوچ کر دیکھیں کہ یہ کیا راز ہے
وہ مری ذلت کو چاہیں پا رہا ہوں میں وقار
کیا بگاڑا اپنے مکروں سے ہمارا آج تک
اژدہا بن بن کے آئے ہو گئے پھر سوسمار
اے فقیہو عالمو مجھ کو سمجھ آتا نہیں
یہ نشان صدق پا کر پھر یہ کیں اور یہ نقار
صدق کو جب پایا اصحاب رسول اللہ نے
تھے لٹل و جان و تن بڑھ بڑھ کے کرتے تھے نثار

جواہر ریز

اِنّی رسول اللہ الیکم جمیعاً

(گذشتہ سے پیوستہ)

میں دیکھتا ہوں کہ لوگ روپیہ پیسہ کے حساب میں ایسے غلطاں و پیچاں رہتے ہیں کہ کچھ حد نہیں۔ مگر عمر کا حساب کبھی بھی نہیں کرتے۔ بدبخت ہے وہ انسان جسکو عمر کے حساب کی طرف توجہ نہ ہو۔ سب سے ضروری اور حساب کے لائق جو شئے ہے وہ تو عمر ہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موت آ جائے اور یہ حسرت لیکر جائے کہ کوچ کرے۔ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسے بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔ جہنم کی زندگی بھی یہیں ہی سے شروع ہو جاتی ہے جب انسان حسرت کے ساتھ مرتا ہے تو بہت بڑے جہنم میں پڑتا ہے جب دیکھتا ہے۔ ہیضہ، طاعون، محرقہ، خفقان یا کسی اور شدید مرض میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو موت سے پہلے ... وارد ہو جاتی ہے جو دل اور روح کو فرسودہ کر دیتی ہے۔ ... وہ بھی حسرت ہوتی ہے۔ بعض امراض ایسے ہیں کہ دو منٹ بھی دم نہیں لینے دیتے اور جھٹ پٹ کام تمام کر دیتے ہیں جس نے ایک دن بھی مطالعہ کیا کہ میں مرنیوالا جانور ہوں تو اس عذاب سے بچنے کے فکر میں ہوا۔ جو انسان کو حسرت کے رنگ میں لے جا لیتا ہے۔ ہمارے عزیزوں میں سے ایک کو قولنج ہوئی آخر پیشاب بند ہو کر سیاہ رنگ کی ایک قے ہوئی اور اسکے ساتھ ہی گردن لٹک گئی۔ اسوقت کہا کہ اب معلوم ہوا کہ دنیا کچھ چیز نہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ہم سب جو اسوقت یہاں موجود ہیں سال آئندہ بھی ضرور ہوں گے بہت سے ہمارے دوست جو پچھلے سال موجود تھے آج نہیں ہیں۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ اگلے سال ہم نہ ہونگے اسی طرح اب کون کہہ سکتا ہے کہ ہم ضرور ہونگے۔ اور کسکو معلوم ہے کہ مرنے والوں کی فہرست میں کس کس کا نام ہے بس بڑا ہی مورکھ ہے اور نادان ہے وہ شخص جو مرنے سے پہلے خدا سے صلح نہیں کرتا۔ اور جھوٹی برادری کو نہیں چھوڑتا۔

انسان کو ہلاک کرنیوالی چیزوں میں سے ایک بدصحبت بھی ہے۔ دیکھو ابوجہل خود تو ہلاک ہوا مگر اور بھی بہت سے لوگوں کو لے مرا۔ جو اسکے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے۔ اسکی صحبت اور مجلس میں بجز استہزا اور ہنسی ٹھٹھے کے اور کوئی ذکر ہی نہ تھا۔ ان ھٰذا لشیٔ یراد لیا یہ دو کا مذاق ہی ہے۔

اب دیکھو اور بتلاؤ کہ وہ جسکو وہ بکا مذاق اور ٹھٹھا کہ جاتا ... ہے یا کسی اور کا بھی

ابوجہل مر گیا اس پر لعنت کے سوا کچھ نہ رہا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند کو دیکھو کہ شب و روز بلکہ ہر وقت درود پڑھا جاتا ہے۔ اور ۹۹ کروڑ مسلمان اس کے غلام اور خادم موجود ہیں۔ اگر اب ابوجہل پھر آتا تو آکر دیکھتا کہ جسکو کبھی مکہ کی گلیوں میں پھرتا دیکھتا اور جسکی ایذا دہی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھتا تھا۔ اسکے ساتھ جب ۹۹ کروڑ انسانوں کے مجمع کو دیکھتا تو حیران رہ جاتا۔ اور یہ نظارہ ہی اسکو ہلاک کر دیتا یہ ہے ثبوت آپؐ کی رسالت کی سچائی کا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہ ہوتا۔ تو یہ کامیابی نہ ہوتی۔ اس قدر کوششیں اور منصوبے آپؐ کی عداوت اور مخالفت کے کئے گئے مگر آخر ناکام اور نامراد ہونا پڑا۔ اس ابتدائی حالت میں جب چند آدمی آپؐ کے ساتھ تھے کون دیکھ سکتا تھا۔ کہ یہ عظیم الشان انسان دنیا میں ہوگا۔ اور ان مخالفوں کی سازشوں سے صحیح و سلامت بچکر کامیاب ہو جائیگا۔ مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی عادت اسی طرح پر ہے۔

کہ انجام خدا کے بندوں کا ہی ہوتا ہے

قتل کی سازشیں۔ کفر کے فتوے۔ مختلف قسم کی ایذائیں اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی ہیں اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ یہ شریر کافر اپنے منہ کی پھونکوں سے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو کامل کرنیوالا ہے۔ کافر برا مناتے رہیں۔ (باقیدارد)

مولود مسعود

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے فللہ الحمد سبحانہ علی ھذا الانعام۔ فاللہ تعالیٰ یبقیہ بالعز والاقبال و یشرقہ فی فلک الفضل والکمال ویرینا من نسلہ ابدال والرجال

زخبر راحت افزائے شنیدہ
کہ فرزندے نرینہ تن حمیدہ
بہ کاشانہ امیرؔ از فضل ربّی
ہم از کرمش عطا شد نور دیدہ
الٰہی عمر خضرش کن عنایت!
زعلم معرفت لذت چشیدہ
مبارک! مبارک! مبارک!

ثانی ہوئی ہیں۔ ازالہ مرض جسمانی و نیز روحانی کے لیئے دعا ہائے شفا کر رہا ہوں۔ وکفیٰ باللہ شہیداً۔

مسئلہ حسب ذیل عرض ہے اس کا جواب ہو ۵ یوم تک۔

مسئلہ پہلا مسئلہ اول لانبی بعدی حدیث متفق علیہ اس کا جواب آپ لوگ یا دیگر صوفیاء کرام یہ دیتے ہیں کہ مراد اس سے نبی تشریعی ہے۔ یہ جواب کافی وشافی نہیں ہے۔ جس پر دو مسائل شرعیہ متفرع کیے جاویں جو صاحبزادہ صاحب نے اپنی اوائل کے رسائل میں لکھے ہیں یا اب لکھیں۔ کیونکہ اُن کے اس اقرار سے ثابت ہوا کہ لفظ نبی کا عام ہے شارع اور غیر شارع نبی کے لیئے اور محققین علمائے ربانین کا وہی مذہب اس اقرار سے ثابت ہو گیا کہ لفظ رسول اللہ خاص ہے جو شارع نبی کو کہتے ہیں اور یہ مسئلہ ہر کہ ومہ کا مسلمہ ہے کہ نفی عام کی مستلزم نفی خاص کو ہوتی ہے۔

نفی عام کی مستلزم نفی خاص کی بالضرور ہوتی ہے

جیسا کہ حیوان اور انسان۔ پس میرزا صاحب نہ ہی شارع نبی ہوئے اور نہ غیر شارع۔ اور حضرت عائشہ رضہ کا قول بھی حجت شرعیہ نہیں ہو سکتا۔ اور جس بناء پر وہ قول تھا۔ اُسکو خود حضرت مسیح موعودؑ اپنے قول مندرجہ براہین کے ساتھ فرما چکے ہیں۔ اگر وہ بنا صحیح تسلیم کی جاوے

اگر بنیاد قول عائشہ رضہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی جو براہین میں ہے تسلیم کی جاوے۔ تو تمام سلسلہ احمدیہ ہاتھ سے جاتا ہے

تو تمام سلسلہ احمدیہ پر پانی پھرا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی تو بناء ہی ٹھیک نہیں۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود کا قول مندرجہ براہین بموجب سلسلہ احمدیہ کے صحیح نہیں رہا اور آیات مندرجہ سورہ جمعہ بھی مثبت ادعائے نبی حضرت کی نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ

سورہ جمعہ میں ہرگز ہرگز دو نبیوں کا ذکر ہی نہیں۔ کما یدھن علیہ سیاق الکلام

وہاں پر دو نبیوں کا ہرگز ذکر ہی نہیں صرف ایک نبی کا ذکر ہے جس کی تعلیم آخرین کو بھی قیامت تک پہنچتی ہے۔ ایسی تاویلات ابعیدہ سے یہ مسئلہ دشوار ثابت نہیں ہو سکتا۔ بجز اس کے کہ کسی مجدد کی ظلیت ثابت ہو۔

ذکر دوستاں را نا ہے نداشم
کہ خواندم در دلبستان محمدؐ

جیسا کہ حضرت اقدسؑ کا الہام بھی اس بارہ میں ہے "فتبارک من علّم وتعلّم" حضور صاحب کے احادیث متفق علیہا جو کثرت سے وارد ہیں اس مسئلہ کو رد کر رہی ہوں۔ پس اُسکو کس کا قول یا

کتاب وسنت جس مسئلہ کو بزور رد کر رہی ہوں اس کا ثبوت قول یا الہام سے نہیں ہو سکتا

الہام ثابت کر سکتا ہے بینوا و توجروا!

میاں صاحب کے ادعائے "نبی" سے جو حضرت صاحب کی نسبت لگایا گیا ہے۔ اُس سے اس قدر مفاسد اسلام میں پیدا ہوئے ہیں جن کا کوئی انتہا نہیں ہے۔

لزوم مفاسد کثیرہ کا حضرتؑ کے ادعائے نبی سے

منجملہ اُن کے یہ کیا فساد برپا ہوا کہ خود بعض احمدیوں نے اس قدر غلو کیا کہ مسیح موعودؑ کو خاتم النبیین سمجھنے لگے۔ اور بعض غیر احمدیوں نے یہاں تک ادعائے نبی کیا ہے۔ اور یہاں تک نوبت پہنچا دی ہے کہ شریعت اسلام کو ہی منسوخ قرار دے دیا ہے۔ نعوذ باللہ منہ علیٰ ہذا القیاس مفاسد اخریٰ۔

حضرت اقدسؑ نے انہی مفاسد کی وجہ سے ہرگز ہرگز ادعائے نبی نہیں کیا۔ جہاں کہیں لفظ نبی کا کسی وجہ یا اعزازی خطاب

سمیت بنیاؐ مجازاً

وغیرہ سے آگیا تھا۔ اس میں تاویلات فرماتے رہے۔ یاد رہے کہ نبی چیز دیگر ہے۔ جیسے سب سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جہاد واقع ہوا۔ اور بعض خلفائے راشدین کے عہد میں بھی جہاد واقع ہوا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے بطور تشبیہ

بطور تشبیہ کے مجازاً نام ہے

کسی کا نام نبی رکھا گیا۔ تو وہ چیز سے دیگر ہے۔ شتّان بینہما۔

ہمارا عقیدہ ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ بموجب کتاب وسنت کے حضرت خاتم النبیین کے بعد مجدد بھی آ دیگے محدث بھی آویگے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ میں یہ سب عہدہ موجود تھے۔ لیکن بعد حضرت خاتم النبیین

سوائے نبی کے مرسل۔ ملہم وغیرہ امت میں آتے رہیں گے

کے کوئی نبی نہیں آ ئیگا۔ اور سر اس میں یہ ہے کہ لفظ نبی مشتق ہے نبأ سے جس کے معنے خبر کے ہیں اور جس قدر اخبار زمانہ ماضی کی اور اپنی زمانہ بعثت سے قیامت تک کے اخبار اور قیامت سے لیکر ابد الآباد کی اخبار خاتم النبیین صلعم نے بیان فرمائے ہیں۔ اگر تمام انبیائے ماضیین کی اخبار کو جمع کیا جائے اور تمام ملہمین امت کی اخبار بھی جمع کی جاویں۔ تو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی اخبار کے مقابلہ میں وہ سب کی سب عشر عشیر بھی نہیں ہو سکتیں۔ رحدیث اس پر دال ہیں۔ اس لئے

ہمارا عقیدہ ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اسم نبی زائل بعد نبینا صلعم۔ چنانچہ یہ لفظ نبی کا آپؐ کے لیئے مانند علم کے ہو گیا ہے جیسا کہ القول المجید میں ثابت کر دیا گیا ہے۔ فتذکروا لا تکن من الغافلین۔

حضرت کو متکلمین اور متصوفین سے خطاب کرنا پڑا تھا بمقتضائے حال جواب دیئے

واضح ہو کہ حضرت میرزا صاحب کو متعدد مخالفین مختلفین کے جواب دینے کی ضرورت واقع تھی اس واسطے کہ ہر سخن وقتے وہر نکتہ مقامے دارد۔ ان کے مضامین متعدد واقع ہوئے۔ جو مقتضائے حال کے بموجب آپ نے عمل فرمایا

کسی صحابہ کا قول یا حضرت کا قول مخالف کتاب وسنت حجت نہیں

پس چونکہ حضرت اقدسؑ نہ آپ کے نزدیک شارع ہیں نہ ہمارے نزدیک۔ لہذا خود حضرتؑ کا قول بھی حجت شرعیہ نہ ہو گا۔ اور اُن کے مقاصد میں سے ایک یہ مقصد بھی تھا۔ کہ دفع تکفیر کی جاوے۔ وعلیٰ ہذا دیگر مقاصد یہ مسئلہ نہ کچھ مناظرہ ہے نہ مباحثہ۔ بڑے ٹھنڈے دل کے ساتھ کتاب وسنت سے جواب دیا جائے۔ نہ اقوال اور الہامات سے۔ کیونکہ آپ شارع نہیں تھے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب توجہ کریں

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب! بعد سلام مسنون کے آج میں نے ایک ورق اہل حدیث مورخہ ۵۔ جون ۱۹۲۰ء جس میں آپ کا امروہہ میں تشریف لانا لکھا ہے اور کچھ مقادلہ جو درمیان خاکسار کے ماہ ذوری سنہ حال میں ہوا تھا دیکھا اور اُسکو مؤکد بحلف بھی کیا گیا ہے۔ مجھے یہ تعجب بھی ہوا کہ جناب نے اُس پر حلف کس غرض سے لکھا ہے عرض ہے کہ ؎

حفظت شیئاً وغابت عنك اشیاءُ

اس لیئے اولاً چند امور دریافت طلب ہیں متعلقہ اسی جلسے کے کہ اُن کو بھی اپنے اخبار میں شائع فرما دیجئے بعدہٗ خاکسار بھی کچھ عرض کریگا۔

الاول۔ اسی عرصہ میں بمقابلہ آریوں کے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب مراد آباد و دیوبندی بھی یہاں پر تشریف لائے تھے۔ جنکو امروہہ والوں نے اپنا شیخ الاسلام زعم کر لیا تھا۔ اور ہمارے عزیز حضرت محترم مولوی عبدالحق صاحب لاہوری کا آریوں کی جوابدہی کے لئے بھی بلائے گئے تھے۔ مزعومی شیخ الاسلام نے یہ حکم نافذ فرمایا کہ حضرت مولوی عبدالحق صاحب بایں وجہ کہ وہ احمدی ہیں ہمارے جلسوں میں ہرگز شریک نہ ہو سکیں گے۔ کیونکہ وہ کافر ہیں (اس تمہید کو خواہ آپ شائع فرمائیں یا نہ فرمائیں) غرض جب آپ خاکسار کے غریب خانہ پر آئے۔ تو میں نے آپ کو واسطہ فی المناظرہ گردانکر بڑے زور سے آپ کی معرفت مزعومی شیخ الاسلام کو دعا دی حضرت میرزا صاحب مغفور کے بارہ میں مناظرہ کا پیغام دیا کہ آپ مسئلہ متنازعہ فیہا میں جس طرح پر چاہیں مباحثہ کر لیویں۔ آپ اس پیغام کو لیکر اُن کے پاس گئے انہوں نے آپ کو کیا جواب دیا۔ اور آپ نے اُنکے عذر کی نسبت اُن سے کیا کہا تھا۔ یہ امر ضروری الاشاعت ہے۔

الثانی۔ آپ نے امروہہ میں کسی سے یا کسی اور جگہ احمدیوں کے اختلاف کے بارہ میں یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ میرزا محمود احمد جو ادعائے نبوت کا حضرت میرزا صاحب کی طرف اسناد کرتا ہے وہ سب صحیح ہے محمودیوں کی طرف سے میں مناظرہ کر سکتا ہوں۔ متعدد یا ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تھا یا نہیں؟

الثالث۔ برخوردار سید محمد یعقوب نے اسی جلسہ میں یہ بھی ذکر کیا تھا۔ کہ آپ نے بمقام دہلی حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت کے خلف نماز جماعت میں اقتدا کیا تھا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا کہ نعم۔ انکار نہیں کیا یہ صحیح ہے یا غلط۔

الرابع۔ اس سے پچھلے سال جب آپ امروہہ میں آئے۔ اور خاکسار کے پاس بھی تشریف لائے تو میں نے کسی تقریب سے آپ سے کہا کہ آپ ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے تو آپ نے جواباً فرمایا تھا کہ میں آپ کی ہر ایک کتاب کا ایک ایک حرف دیکھ لیتا ہوں۔ اور مجھکو تو سب یاد ہیں۔ یہ جواب صحیح ہے یا نہیں۔ والسلام

خاکسار محمد احسن عفی اللہ عنہ از امروہہ۔ ۱۰ جون ۱۹۲۰ء

میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب سی آئی ڈی

مولوی ظفر علی خان صاحب میاں محمود احمد صاحب کو سی۔ آئی۔ ڈی کا خطاب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:۔

مسٹر مرزا بشیر الدین محمود جن کی کلوخ اندازی سے ہمارے عزیز دوست مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کا سر بھی باوجود احمدیت کے سودائی ہونے کے مجروح ہونے سے نہیں بچ سکا۔ اب "الفضل" کا گوپیا لئے ہوئے ہماری طرف متوجہ ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی لہولہان کریں اور سب سے زیادہ ثقیل سنگ فلاخن جو آپکی رہبانہ حکمت عملی نے ہمارے لئے تجویز کیا ہے۔ وہ شاید وہی گراں وزن پتھر ہے جو سررشتہ سی آئی۔ ڈی کے مقدس شمارہ سے آپنے بصیغہ لغتہ اللہ مستعار لیا ہے۔

یہ حربہ کچھ نیا نہیں ہے۔ پہلے بھی قادیان نے اسے اپنے حریفوں کے خلاف استعمال کیا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے مسٹر مرزا ایک چھوٹے سے ڈھیلے پر اکتفا فرماتے تھے اب یہ غلہ ایک بڑا بھاری پتھر ہو گیا ہے جسکی جھجھوڑ سا ضرب سے کاسہ سر کے ٹکنا چور ہونے کا خطرہ ہے

جن دنوں ہم نے ستارہ صبح جاری کیا اور مسیطر مرزا کی "خلافت" پر چند زبردست اعتراض کئے تو آپ سے کچھ جواب تو بن نہ پڑا کیونکہ دلائل دندان شکن تھے۔ اپنی قدیم عادت کے مطابق روتے اور چلاتے ہوئے سر مائیکل اوڈوائر کے آستانہ پر ناصیہ فرسائی کرنے گئے کہ "اُول اُول اُول! دیکھیئے حضور ظفر علی خان ہمیں مارتا ہے" سر مائیکل پہلے ہی ہم پر خار کھائے بیٹھے تھے۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ بھڑ کر ہمارے پیچھے پڑ گئے۔ اور کہنے لگے کہ تو ہو اس کا بھی یہ منہ ہے کہ ہمارے وفادار ازلی ونمک خواران سرکار کے منہ آئے۔ ہم ابھی اس زبان دراز کا ناطقہ بند کئے دیتے ہیں۔ چنانچہ سررشتہ سی۔ آئی۔ ڈی کی شاخ مطبوعات کی وساطت سے ہمیں حکم ملا کہ اگر تم نے مسٹر مرزا بشیر الدین محمود کو چھیڑا تو تمہاری زبان عرضۂ مقراض سنسر بن جائیگی۔" ہم نے بہتیرا ہی کہا کہ "اجی صاحب یہ تو مذہبی جھگڑے ہیں انہیں سیاسیات سے کیا تعلق۔ آپ کیوں اس بیچ میں ٹانگ اڑاتے ہیں اور مسٹر مرزا کو تو تنک اور ہمیں سیندور کھلاتے ہیں؟" لیکن ہماری ایک نہ سنی گئی اور ہمیں طوعاً وکرہاً مسٹر مرزا پر اعتراض کرنے سے سر مائیکل اوڈوائر کی سرکار کے حکم سے رکنا پڑا۔

مسٹر مرزا نے جب سے قادیان کی گدی سنبھالی ہے ان کا یہ قاعدہ چلا آیا ہے کہ جب مخالفین کے دلائل کا جواب اُن سے کچھ نہیں بن پڑتا تو اوچھے ہتھیاروں پر اتر آتے ہیں اور سرکار کو اپنی وفاداری اور مخالفین کی غداری کا یقین دلا کر اپنا اُلو سیدھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہم اس واقعہ کو نہیں بھولے کہ جب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے دلائل وبراہین کا مسٹر مرزا اور اُنکے چیلے چانٹے کچھ جواب نہ دے سکے اور قادیانیوں کو لاہوریوں کے مقابلہ میں بغلیں جھانکنی پڑیں تو مولوی محمد علی صاحب کی منطق کا آخری جواب مسٹر مرزا کی طرف سے یہ پیش ہوا کہ مولوی محمد علی اور اُنکے ساتھ کے لاہوری احمدی باغی ہیں انہوں نے آج تک سرکار کو رنگروٹ نہیں دیئے۔ انہوں نے ایک دمڑی کوڑی بھی سرکار دولتمدار کی جنگی امداد کے لئے جیب سے نہیں نکالی۔ حالانکہ ہم سرکار کے ایسے خیرخواہ ہیں کہ بہبول رنگروٹ اور ہزاروں روپے کا چندہ دیکر ترکی کی شکست اور اسلام کی تباہی میں حصہ لیا!

سی آئی۔ ڈی سے معذرت

ہم سررشتہ سی۔ آئی۔ ڈی سے عذرخواہ ہیں کہ افتتاحیہ سطور میں جہاں جہاں سی آئی ڈی کے الفاظ لکھے گئے ہیں اُن سے محکمہ سی آئی ڈی فی نفسہ مقصود نہیں کیونکہ اصولاً تو یہ محکمہ نہایت ایماندار ہے اور یہ امر اسکے فرائض میں داخل ہے کہ جو کچھ دیکھے یا سنے صاف صاف بلا کم وکاست اس کی اطلاع حکام کو کر دیے سی آئی ڈی کا یہ کام نہیں ہے کہ یونہی کسی راہ چلتے بھلے مانس کا مخالف کا وظیفہ خوار بنا کر گورنمنٹ کو اس سے بدگمان کر دے۔ مسٹر مرزا کو سی آئی ڈی لکھنے سے ہماری مراد سی آئی۔ ڈی کے ان بددیانت لوگوں سے ہے جو اپنے اصول سے گرے ہوئے ہیں اور حکومت کو غلط اطلاعات پہنچا کر اہل ملک کو نقصان پہنچاتے اور گورنمنٹ کو دھوکا دیتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ سی۔ آئی۔ ڈی میں تو ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو درد دل رکھتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں سندھ کے

نامہ و نگار

ضروری اور دلچسپ نوٹس

امریکہ اور بندش شراب

امریکہ میں بندش شراب کا قانون دُنیا کے لئے موجب حیرت و استعجاب بن چکا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ ایک عیسائی ملک کا جس کا کہ شراب جزو زندگی بن چکی ہو اس سے قطعاً ترک جانا موجب حیرت ہی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ جہاں قانون سازوں نے میخواروں کو شکنجہ دار و گیر میں لانے کی راہ نکالی ہے۔ وہیں شراب پینے اور بنانے والے بھی اس کی مختلف ترکیبوں اور قانونی حدود سے بچکر اسے استعمال کرنے کی راہ جانتے اور کرتے ہیں نیک گل [illegible] کا ایک پروفیسر مسٹر لیٹسن لیکاک نے سنڈے پکٹوریل کے ایک تازہ پرچہ میں اس پر خوب وضاحت سے روشنی ڈالی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ ہوٹلوں میں کس طرح سے علانیہ ایسے ایسے رنگ میں شراب اڑائی جاتی ہے کہ جیسے قانون کا کوئی اثر نہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ باوجود مجرمین کی ایک بہت بڑی فوج بن جانے اور جیلخانوں کے جاسوسوں کی کثرت ہونے کے پھر بھی ہوٹلوں میں پچاس قسم کی شراب فہرست اشربہ پر لکھی ہوتی ہے۔ ایل شمپین، واسپیری ناک، ڈرانڈ لین کاک ٹیلز اور ایسے ایسے اور مختلف نام اُنہوں نے گنوائے ہیں۔ جو ہوٹلوں کی فہرست میں لکھے ہوئے ہیں۔ ایک فیشنیبل پارٹی کسی ہوٹل میں شام کا ڈنر کھانے جاتی ہے۔ اور (chemist) خدمتگار سے اس کی اس بات پر بحث ہوتی ہے کہ کیلیفورنیا کا گریپ جوس Grape Juice لیا جائے یا کیمبلیبری پورٹ۔ آخرکار اول الذکر کا انتخاب ہوتا ہے۔ اور اس کی بوتلیں ایک ٹوکری میں لائی جاتی ہیں۔ نامہ نگار کا بیان ہے کہ اس گریپ جوس کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اسکو کافی مقدار میں پی لیں تو اس کا اثر اُن کے دماغ میں جا پہنچیگا۔ اسی طرح سے ایک Temperance [illegible] ہے۔ اسکو بوتل میں ڈال کر خوب مضبوطی کے ساتھ کاک لگا دیا جاتا ہے۔ اور بوتل کو تار سے باندھ دیا جاتا ہے ورنہ خطرہ ہے کہ اس کا جوش بوتل کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کردے۔

نامہ نگار کا دعوےٰ ہے کہ اگر اس کا تجزیہ کیا جائے تو اس کا نصف [illegible] ہوگا۔ نہ صرف ہوٹلوں میں ہی شراب استعمال ہوتی ہے بلکہ کاروں پر لیجائی جاتی ہے۔ جہازوں پر مہیا کی جاتی ہے ساحل سمندر پر بکتی ہے۔ پہاڑوں کے اوپر وہ موجود ہے۔ اور ساٹھ لاکھ مربع میل کی زمین پر بڑے بڑے موٹے لفظوں میں اس کا اشتہار دیا جاتا ہے۔

ممالک متحدہ کی ایک ریاست [illegible] کے متعلق لکھا ہے کہ اگر کوئی ریاست ایسی ہے جس کا حاکمانہ طرز مزاج اس سے زیادہ متعصب واقع ہوا ہو جہاں آزادی اس سے زیادہ سختی کے ساتھ سلب کی جاتی ہو جہاں مذہب کا نام [illegible] پردہ [illegible] سے بڑھانے میں زیادہ جرأت کے ساتھ لیا جاتا ہو تو وہ یہی [illegible] ہے۔ لیکن [illegible] یہ حال ہے۔ [illegible] علانیہ [illegible] شراب [illegible] تحویل [illegible] جاتا ہے ایک شخص اٹھتا ہے اور بادشاہ کا جام صحت تجویز کرتا ہے۔ جس پر شراب کی بوتلیں کی بوتلیں اڑ جاتی ہیں پھر میزبان اپنے مہمانوں کو بتاتا ہے کہ ہم میں فلاں صاحب اونٹاریو کی مجلس ممانعت شراب کے ممبر موجود ہیں وہ بندش شراب کے قانون پر تقریر کرینگے۔ چنانچہ وہ صاحب (جو مجلس بندش شراب کے بنیادی ممبر ہیں) اٹھتے ہیں۔ اور ممانعت شراب کی تائید میں مضحکہ خیز باتیں کہتے ہیں جس پر خوب مضحکہ اڑتا ہے اور بعد میں میزبان پھر مہمانوں سے کہتا ہے۔ کہ لیجئے صاحب! اب اپنے گلاس کو پھر پُر کیجے چنانچہ غٹا غٹ گلاس چڑھتے ہیں کسی اور کو ریورنڈ ڈاکٹر [illegible] کے نام سے اٹھایا جاتا ہے جو اس بات پر اظہار مسرت کرتا ہے کہ [illegible] نے انوار کی سپرپر کو بتا کو پینے والے لڑکوں کے خلاف پولیس کی کافی مدد کی ہے اور اسوقت کا متوقع ہے جب لڑکے اتوار کی صبح یا تو سنڈے سکول میں حاضر ہوں۔ یا جیل میں لیجائے جائیں

دونوں میں سے ایک بات ہونی چاہئے۔ اسکو پرواہ نہیں۔ کہ کونسی ہو اور کونسی نہ ہو۔

ان حالات کو منکشف کرتے ہوئے نامہ نگار لکھتا ہے کہ آج صبح کے پرچوں میں پڑھا ہے کہ کینیڈا سے تین بڑے آدمی سکاٹلینڈ کے عوام بندش شراب [illegible] کی مدد کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ وہ یقیناً بڑے ہوں گے۔ گو اُن کا نام آجتک نہیں سنا۔ ان کو "فیلڈ سیکرٹریز" کا نام دیا گیا ہے" نامہ نگار انگلستان کو متنبہ کرتا ہے۔ کہ اگر برطانیہ [illegible] کوئی اخلاقی لہر حرکت کرنے لگے۔ تو سمجھنا چاہئے۔ کہ یہ ان فیلڈ سیکرٹریوں کی جلائی ہوئی روشنی ہے۔ لیکن مجھے اہل کینیڈا کی طرف سے یہ کہدینا چاہئے کہ اگر یہ "فیلڈ سیکرٹری" کچھ سر ہنے لگیں تو ہم بہت خوش ہوں گے۔ اگر انہیں ہمیشہ کے لئے وہیں رکھ لیا جائے"

یہ داستان ہے اس ممانعت شراب کی جو امریکہ میں ہوئی ہے۔ اور جس کے اثر سے آیندہ دس برس میں برطانیہ کے بھی خشک ہو جانے کی توقع کی جاتی ہے۔ مانعین شراب کی جدوجہد میں تو کوئی کلام نہیں۔ اس جدوجہد میں اُن کو جسمانی تکالیف کا بھی جو سامنا کرنا پڑا وہ لائق تحسین ہی ہے۔ لیکن اس ساری داستان کو پڑھکر اور بالمقابل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کو دیکھکر انسان محو حیرت رہ جاتا ہے کہاں سلطنت اور سیاست کا زور اور اس کا یہ نتیجہ اور کہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہان مبارک سے نکلے ہوئے لفظ۔ جو آج بھی اپنا اثر دکھاتے ہیں۔ اور اس زور سے دکھاتے ہیں۔ کہ مہذب دنیا کے اہل دانش و بینش کو علانیہ اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ آج اگر کوئی چیز افریقہ کے وحشیوں تک کو شراب سے بچا سکتی ہے۔ وہ اسلام ہے۔ نہ کہ عیسائیت!

(دیکھو دراتھیں بیری کی کتاب بین اسلام) اللّٰھم صل علی محمد و علیٰ آل محمد ؛

برطانیہ میں گوشت

شاید بہت لوگوں کو ہندوستان میں یہ معلوم ہو کہ سر زمین انگلستان جہاں اور گوناگوں خصوصیات کے لحاظ سے معزز و ممتاز ہے۔ وہاں ایک بہت بڑا شرف بھی اسے حاصل ہے۔ کہ گوشت جیسی چیز بلکہ تمام ہی قسم اشیائے خوردنی کے لئے اسے بیرونی ممالک کا دست نگر رہنا پڑتا ہے۔ اندرون ملک میں پیداوار اسقدر کم ہے۔ کہ وہ آبادی کے دس فیصدی کے لئے بھی بمشکل مکتفی ہو سکے۔ یہی حال گوشت کا ہے بہت کم مقدار انگریزی گوشت کی میسر آسکتی ہے دوکانوں کی دکانیں جاکر ٹٹول مارو۔ سوائے بیرونی اور Colonial گوشت کے اور کچھ میسر نہیں آئیگا۔ بالخصوص بھیڑ کا گوشت تو تازہ اور اندرون ملک کا شاذ و نادر ہی ملتا ہے۔ تمام لوگوں کا گذارہ عام طور پر باہر کے مہینوں کے پڑے ہوئے گوشت پر ہے۔ اس حقیقت کا اندازہ شاید ذیل کے اعداد و شمار بہترین طریق پر کراسکیں۔

سمتھ فیلڈ سے شائع ہونے والے اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ Colonial meat نوآبادیوں سے آیا ہوا گوشت جو اس ملک میں جمع ہے۔ اور جو ابھی آسٹریلیا میں برآمد کے لئے پڑا ہوا ہے اور دوسری جگہوں سے جو آیا ہوا ہے۔ وہ سب کا سب چار لاکھ ٹن کی مقدار کو پہنچتا ہے۔ تمام گوشت گورنمنٹ کی ملکیت ہے۔ اور ۳۰ جون سنہ ۲۰ء تک جو سرکاری ٹھیکہ کی میعاد کا آخری دن ہے جانور مارنے سے یہ مقدار چار لاکھ بیالیس یا پچاس ٹن تک پہنچ جائیگی۔

اس وقت برطانیہ کے اندر چھ ہزار ٹن فی ہفتہ کے حساب سے گوشت آرہا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ۳۰ جون کے بعد بیرونی ممالک اور نوآبادیات جانور مارنے سے ہاتھ اٹھالیں۔ تو آیندہ اٹھارہ مہینوں کے لئے خود ملک کے اندر کافی ذخیرہ جمع ہو جائیگا۔

ان اعداد و شمار سے واضح ہے کہ مہذب دُنیا کی چوٹی کے ملک کی حالت سامان اغذیہ کے متعلق کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ گورنمنٹ کو اس تجارت میں بہت بڑا فائدہ ہے اور شاید اسی فائدہ کے لئے خود گھر کا تازہ گوشت جو ہوتا بھی ہے باہر بھیجدیا جاتا ہے +

اشیاء خوردنی کا ضائع ہونا

گورنمنٹ کو یہ سخت فائدہ پہنچانا مدنظر ہے کہ اس کی خاطر تمام سامان خوراک کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ بعض اوقات اشیائے خوردنی کا ذخیرہ پڑے پڑے اسقدر گل اور سڑ جاتا ہے کہ مجبوراً انہیں سستے داموں بیچنا پڑتا ہے اور پھر یہ چیزوں کی ردی کتوں اور سوروں کے آگے ڈالی جاتی ہے اخبارات شاکی ہیں کہ تھوڑا عرصہ ہوا۔ ہزار ٹن بیکن ناقابل خوراک ہو جانے کی وجہ سے ایک سو ایک سو چالیس پونڈ ٹن کے نقصان پر بیچا گیا۔ مٹن (بھیڑ کا گوشت) کی بہت بڑی مقدار محض اس لئے برباد کردی گئی۔ کہ وزارت خوراک کو یہ ضد تھی۔ کہ جس قیمت پر اسے خریدا ہے۔ اس سے کم پر بیچا نہیں جا سکتا اسی ضد میں وہ کھانے کے ناقابل ہو گیا۔ اور برباد کر دیا گیا۔

گزشتہ سے پیوستہ ہفتہ انجیروں اور دیگر بہشتی میوہ جات کو انسانی استعمال کے ناقابل پاکر پانسو نیلام میں کسی سوروں کے چرواہے کے پاس بیچا گیا۔

چیزوں کی نگہداشت کا خرچ

ان چیزوں پر قبضہ رکھنے والے بالفاظ دیگر ان کی نگہداشت کرنے والے کس قدر تنخواہیں حاصل کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ یا لوگوں کا کسقدر خرچ اٹھتا ہے۔ وہ ذیل کے اعداد و شمار سے واضح ہے:۔

۱۴۳۷ - آدمیوں کا کل سٹاف وزارت خوراک کا ہے۔ ایک ہزار پونڈ فی یوم اُن کی تنخواہوں کی میزان ہے۔ جس کی سالانہ رقم ۳۶۵۰۰۰ پونڈ بنتی ہے۔

ان حالات میں ملک کی اقتصادی حالت خراب نہ ہو اور لوگ شور و غوغا نہ مچائیں۔ تو کیا ہو؟

مسئلہ نبوت پر ایک خط

(از حضرت سید محمد احسن صاحب فاضل امروہوی)

بخدمت والاحضرت نواب صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ برخوردار سید محمد یعقوب کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب سے مسئلہ مختلف فیہا میں میں بھی گفتگو کر سکتا ہوں۔ اے حضرت نواب صاحب نعشہ اللہ عن شرور ادا خر الزمن۔ خاکسار آپکا بہت ہی ممنون احسان ہے آپ کا تو ذکر ہی کیا ہے اگر آپ کے ادنےٰ ملازمین میں سے بھی کوئی صاحب اس مسئلہ مختلف فیہا کا جواب شافی و کافی عنایت فرمائیں تو بشرط حیات و رفاقت مرض زمن کے قادیان چلنے کو میں طوعاً و کرہاً طیار ہوں۔ میں کیا کروں کہ کچھ تو عوارض

موانع شدیدہ قادیان جانیکے

لاحقہ جو زمن ہو گئے ہیں اور ضعف پیرانہ سالی مانع شدید ہیں اور سخت مانع روحانی وہ امور ہیں جو متواتر رویائے صادقہ ہوتے ہیں اور بڑے موانعات سے یہ مانع ہے کہ کتاب و سنت اور مذہب مسیح موعودؑ سخت موانع ہو رہے ہیں۔ جن کو بتدریج عرض کرونگا۔ اور میں مناظرہ کرنا بھی نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس بارہ میں رسائل متعددہ اور بڑی بڑی کتابیں اور اشتہارات کثیرہ شائع ہو چکے ہیں۔ اور کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اس لئے میں نے اب یہ تدبیر سوچی ہے کہ وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت والا میں بتدریج جس میں نہ جناب کو کچھ تکلیف ہو۔ اور نہ صاحبزادہ صاحب کو تکلیف و تصدیعہ واقع ہو۔ اور نہ چنداں تبغایدہ ضرر نزاع پیدا ہوے۔ اور نہ زیادہ وقت ضائع ہو۔ اندک اندک مختصر طور پر کچھ دریافت کیا جاوے۔ آپ یا صرف صاحبزادہ صاحب اس کا جواب تحریر فرماتے رہیں۔ جب تک کہ اللہ تعالےٰ کی مشیت میں ہو اگر میں اُن جوابوں کو شافی اور کافی حسب ادلہ یقینیہ شرعیہ کے پاؤنگا۔ تو پھر مجھ کو بجز موت اور شدت مرض مرسن کے کوئی عذر مانع نہ ہوگا۔ کیونکہ میں تو دل سے آپ کا اور صاحبزادہ صاحب کا دوست دلی اور صادق محب ہوں اور جب سے خبر ہوئی ہے کہ حضرت میرزا صاحب کی اہلیہ صاحبہ [illegible] بسبب امراض لاحقہ کے دہلی تشریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد یکشنبہ مورخہ ۶ جون سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۹۱

خطبۃ الجمعہ

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)
(۲۸ مئی سنہ ۱۹۲۰ء بمقام شملہ)

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ الخ

پچھلے خطبہ میں میں نے بتایا تھا کہ تکلیفوں اور مصیبتوں میں قرآن کریم نے ایک ہی ذریعہ صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد اور استعانت طلب کرنا بتایا ہے۔ صبر کی ایک مثال کا بھی ذکر کیا تھا۔ صبر کے معنے یہ ہیں کہ انسان مضبوطی کے ساتھ ایک اصول پر قائم ہو کر دنیا کی کل مشکلات اور تکالیف اس کے قدم کو آگے بڑھنے سے ہٹا نہ سکیں بلکہ انکی موجودگی میں مردانہ وار آگے بڑھے اور اس کے قدم میں قطعاً لغزش نہ پیدا ہو۔ صبر کا تقاضا یہی ہے کہ کل دنیا کے مقابلہ کو ہیچ سمجھے۔ کل دنیا کے جبار حاکموں، دشمنوں اور ظالم لوگوں کی قطعاً پرواہ نہ کرے اور یہ سمجھے کہ ہر چیز اسکے آگے سر جھکانے کے لئے بنائی گئی ہے۔ یہ ایک نہایت بلند مقام ہے۔ جس کی طرف قرآن کریم نے یہ کہکر اشارہ کیا ہے کہ زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو ہم نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے گویا انسان ان سب کے اوپر ہے پھر انسانوں کو بھی باہمی مساوات سکھائی۔ یہاں تک کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان انسان کے منہ سے جنکے مقابلہ میں سب لیتر ہیچ ہیں۔ قل انما انا بشر مثلکم کہلوا کر بتا دیا کہ جو کچھ ایک انسان نے کیا وہ دوسرا بھی کر سکتا ہے اور کوئی بات نہیں جو ایک انسان کو میسر آگئی ہو تو دوسرا یہ خیال کرے کہ مجھے میسر نہیں ہو سکتی۔

کسی بڑے سے بڑے انسان کو بھی بحیثیت انسان ہونے کے کوئی فضیلت نہیں۔ بلکہ تمام نسل انسانی مساوات کا درجہ رکھتی ہے اور باقی تمام دنیا کی اشیاء اسکے نیچے اور ماتحت ہیں۔ جب یہ خیال انسان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے کہ دنیا کی تمام چیزیں میری محکوم ہیں اور انسان ہونے کے لحاظ سے میں نہ ان سب پر حاکم ہوں بلکہ ہر ایک اس چیز کو حاصل کر سکتا ہوں جسے بڑے سے بڑے انسان نے حاصل کیا۔ تو اس کے دل میں اس خیال سے ایک قسم کا غرور اور تکبر ہو سکتا ہے۔ اسکو دور کرنے کا علاج بھی اسلام نے رکھا ہے۔ اگر ایک طرف صبر کی تلقین دے کر یہ بتایا کہ دنیا کی تمام چیزیں انسان کے سامنے ہیچ ہیں اور اس کا مقام سب سے بلند ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی صلوٰۃ کی ہدایت فرما کر یہ بھی بتا دیا کہ انسان خود بھی ایک نہایت ہی بیکس اور ضعیف ہستی ہے۔

صلوٰۃ درحقیقت عاجزی کرنے اور گرنے کا ہی نام ہے۔

گویا جس قدر انسان کو بلند کیا تھا اسی قدر اسکو گرنے کی تعلیم دی ہے اور بتایا ہے کہ اس دنیا کی اشیاء کے سوا ایک اور ہستی ہے۔ کہ جس کے سامنے اسکو کمال درجہ کی عاجزی کرنی چاہئے پھر اس کے لئے ایک دو دفعہ گرنا کافی نہیں بلکہ دن میں کئی بار اس کے حضور میں گرنے کی تاکید ہے۔ تاکہ کسی وقت بھی انسان دنیا کی چیزوں پر متصرف اور مالک ہونے کے خیال سے تکبر اختیار نہ کرے اس بار بار گرنے کا نام صلوٰۃ ہے۔ پھر کوئی حکم قرآن کریم کا انسان کی زندگی پر اس طرح پر حاوی نہیں ہے کہ جس طرح نماز حاوی ہے۔ حج، روزہ اور زکوٰۃ سب کے لئے الگ الگ موقع ہیں جو اپنے وقت پر سال میں ایک ایک دفعہ ادا کرنے پڑتے ہیں۔ مگر نماز کے لئے ہر روز اور وہ بھی ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ کم سے کم پانچ دفعہ اپنے کاروبار کو چھوڑ کر رجوع کرنا پڑتا ہے اور نماز ہی ہے جو ایک ہی دن میں بار بار کئی دفعہ ادا کرنی پڑتی ہے اور کسی دن کسی وقت بھی اس سے غفلت کرنا جائز نہیں رکھا اس لئے اسکو انسان کا معراج بھی قرار دیا ہے۔ ایک طرف اگر انسان کو کل کائنات کا حاکم قرار دیا ہے تو دوسری طرف اسکو اس قدر جھکنے اور عاجزی کرنے کی اور بار بار جھکنے اور عاجزی کرنے کی تاکید کی ہے۔ تاکہ اگر ایک طرف وہ اپنے بلند مقام کو دیکھتا اور اس پر کھڑا ہوتا ہے تو دوسری طرف پستی کی حالت کو بھول نہ جائے۔ درحقیقت دونوں امر مل کر ہی اچھی ہوتی ہیں۔ نماز کی تاکید کرتے ہوئے اس آئیت میں جو میں نے پڑھی۔ قرآن شریف نے لفظ حافظوا استعمال کیا ہے جو مفاعلہ کے باب سے ہے اور یہ باب دو کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے کہنا ہم ایک دوسرے کی حفاظت کرو۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ مومن کو تو حکم ہوا کہ نماز کی حفاظت کرے اس کے اوقات ارکان وغیرہ کی پابندی کرے خضوع خشوع سے اسے ادا کرے۔ مگر آیا مفاعلہ کا دوسرا پہلو بھی اس میں ہے؟ یقیناً ہے۔ اور اس لئے قرآن شریف نے لفظ محافظت استعمال فرمایا ہے۔

جو مومن نماز کی حفاظت کرتا ہے

نماز اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اور نماز کی حفاظت یہ ہے کہ وہ اسے ہر قسم کی برائیوں سے بچاتی ہے جیسا کہ خود قرآن شریف فرماتا ہے۔ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے حافظوا استعمال فرمایا ہے۔

اور پھر اسی حفاظت کا ذکر کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا کہ اگر خوف کی حالت ہو اور ایک جگہ ٹھہر کر نماز نہیں پڑھ سکتے۔ تو پیدل چلتے چلتے یا سواری کی حالت میں ہی پڑھ لو۔ کس قدر تاکید شدید ہے۔ اس قدر خوف ہو کہ انسان ایک جگہ ٹھہر بھی نہیں سکتا۔ پھر بھی نماز کو نہ چھوڑے پیدل چل رہا ہو۔ اسی حالت میں پڑھ لے۔ بشرطیکہ ٹھیر نہیں سکتا۔ گھوڑے پر سوار ہو۔ ریل پر ہو اسی طرح پڑھ لے۔ اس قدر تاکید سے یہ بتایا ہے۔ کہ تمہاری کامیابی کا راز اسی میں مضمر ہے۔ اسکے بغیر تم کامیابی کو حاصل نہیں کر سکتے۔ سفر۔ حضر۔ کہیں بھی ہو تم اسکو ادا کرو۔

افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اس کی پابندی کو ترک کر دیا ہے۔ دنیا میں ذلیل ہو گئے۔ مگر اب بھی خدا کے سامنے جھکنے کو اپنی ذلت سمجھتے ہیں۔ فضول عذر کرتے ہیں وقت نہیں ملتا۔ بھلا جس وقت ریل میں سوار ہوتے ہیں اس وقت کون سا شغل ہوتا ہے۔ کتنے مسلمان ہیں کہ جو اس میں اپنے وقت کو بیٹھے گذار دیتے ہیں مگر نماز نہیں پڑھ سکتے۔ بہت سے لوگ تو اس خیال سے ریل میں نماز نہیں پڑھتے۔ کہ لوگ کہیں گے کیا فضول کام کر رہا ہے۔ اور اس سے انکی خفت ہوگی۔ اگر مسلمان ایسے وقت میں نماز کو ادا کرنے کی عادت ڈالیں۔ تو اس کا بہت اچھا اثر لوگوں پر پڑتا ہے۔ بڑے بڑے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ایسے موقعوں پر ایک مسلمان کی نماز کا بہت اثر انکے دلوں پر ہوا ہے۔ اور انھوں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر کسی مذہب کا تعلق خدا تعالےٰ کے ساتھ ہے تو وہ مذہب اسلام ہی ہے۔

پھر سفر میں نماز کے لئے ہر طرح کی سہولتیں میسر ہیں۔ پانی نہ ملے تو تیمم کرو۔ کھڑے نہ ہو سکو تو بیٹھکر پڑھ لو۔ قبلہ کی طرف رخ نہ کر سکو تو جدہر رخ ہو۔ ادھر ہی ادا کرو۔ فان خفتم فرجالاً او رکباناً۔ دشمن کا خوف ہو تو سوار یا پیدل چلتے چلتے اشارہ سے پڑھ لو۔ ایسی ایسی سہولتیں دینے سے مطلب یہ ہے کہ اسکی پابندی نہایت ضروری ہے

جس طرح تمام دنیا کے بالمقابل صبر کو سکھایا۔ اسی طرح صلوٰۃ کو بھی سکھایا۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو۔ کہ جب تک تم اس کی پابندی نہیں کرتے تم دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتے آجکل مسلمان کیوں کامیابی حاصل نہیں کرتے اسکی وجہ یہی ہے کہ صبر اور صلوٰۃ دونوں کو چھوڑ رکھا ہے دوسری قومیں بلاشبہ اپنے مذہب کو چھوڑ کر ترقی کر سکتی ہیں۔ مگر تم قرآن کریم کو چھوڑ کر کچھ نہیں بن سکتے۔ اس کے بغیر مسلمانوں کی قوم نہیں بن سکتی۔ ان مذاہب کی منشاء سے اسلام کا منشاء بہت بلند ہے۔

اس لئے اب میں اپنی اس چھوٹی سی جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ نماز کے ارکان کی پابندی کریں اسکو وقت پر ادا کریں اور باجماعت ادا کریں۔ قرآن کریم نے ایاک نعبد میں جمع کا صیغہ لاکر یعنی ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ یہ ارشاد کیا ہے کہ نماز درحقیقت اکیلے کی نہیں بلکہ بنائی ہی جماعت کے لئے گئی ہے۔ جماعت میں بہت سی خوبیاں ہیں۔ اس جمعہ کو ہی دیکھ لو۔ کہ کس قدر فائدہ ہے دوست آپس میں ایکدوسرے کے ساتھ ملتے ہیں اور ایک دوسرے کو مل کر کس قدر خوشی ہوتی ہے۔ اس سے آپس میں اس قدر تعلق اور محبت پیدا ہوتی ہے اس لئے میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم روپیہ کمانے اور روٹی کو اپنی غرض مت بناؤ۔ کماؤ اور کھاؤ۔ مگر ان باتوں کو اپنی زندگی کی غرض مت بنا لو۔ خدا سے تعلق پیدا کرو۔ نماز باجماعت سب سے ضروری ہے۔ جہاں کہیں تم رہتے ہو۔ نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرو۔

غرض قرآن کریم نے اگر ایک طرف انسان کو بلند سے بلند مقام پر بٹھایا ہے تو دوسری طرف اسکو خدا کے حضور ادب سے کھڑے ہونا۔ جھکنا۔ گرنا اور سر رکھ دینا بھی سکھایا ہے تاکہ انسان تکبر سے مغرور نہ ہو جائے۔

دوسری قومیں جب بلندی پر پہنچتی ہیں تو تکبر کرتی ہوئی مخلوق خدا پر ظلم کرتی ہے۔ مگر رسول اللہ نے صحابہ کرام میں تمام اعلےٰ درجہ کے اخلاق پیدا کر دیئے تھے ایک طرف ان کی ہمتیں اس قدر بلند تھیں کہ دنیا کی تمام طاقتیں ان کے سامنے ہیچ تھیں۔ ایک شخص چار ہزار فوج لیکر مصر کو فتح کرنے نکل جاتا ہے۔ دوسرا دس ہزار سے ایران کی سلطنت کو نیچا دکھانے کی ہمت بلند رکھتا ہے۔ مگر اس بلند ہمتی کے باوجود دلوں میں کبر نہیں۔ غرور نہیں مخلوق خدا پر ظلم نہیں۔ ان کے حقوق کی رعایت ہے۔ نرمی اور محبت کا سلوک ہے مفتوح قوم کو ذلیل کرنے کی فکر نہیں۔ بیدست و پا بنانے کی راہیں نہیں سوچتے۔ آج فاتح قوموں کو دیکھو کس طرح مغلوب قوم کی جڑیں کاٹنے پر تل جاتی ہیں۔ اس لئے کہ فتح کے ساتھ کبر پیدا ہو جاتا ہے مگر قرآن کریم نے مسلمانوں میں دونوں حالتیں پیدا کر دی تھیں۔ اس نے قوت اور غلبہ کے باوجود رحم اور نرمی کا سلوک کرتے تھے۔ ایک راہب اپنی کوٹھڑی میں ان اعلےٰ درجہ کے اخلاق کو پیدا نہیں کر سکتا جس طرح ایک مسلمان دنیا میں رہتا ہوا کر سکتا ہے۔ کیونکہ راہب میں صرف ایک ہی خلق مسکنت اور فروتنی کا پیدا ہوتا ہے اور وہ بھی تعلقات دنیا منقطع ہونے کی وجہ سے ناتمام اور ناقص۔

غرض نماز صبر کے ساتھ مل کر اعلےٰ درجہ کے اخلاق انسان کے اندر پیدا کرتی ہے۔ مگر نماز کا اصل منشا کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔ جب تک اسکو باجماعت ادا نہ کرو۔ باجماعت نماز کے تعہد میں کوئی بڑی بات نہیں۔ بیس یا سو قدم گھر سے نکل کر چلنا ہوتا ہے۔ دوستوں کو خوش کرنے کے لئے کتنی کتنی دور چلے جاتے ہو۔ اور خدا کی راہ میں تکلیف برداشت کرنی پڑے تو اس سے بہتر کیا ہے اسکی عادت ڈالو۔ وقت پر نماز کی ادائگی باجماعت نماز سے ہی ہو سکتی ہے دس بیس سو دو سو قدم نکل کر بھی جانا پڑے تو بھی جا کر نماز باجماعت ادا کرو۔ نماز کو وقت پر ادا کرنا پابند اوقات بنا دیتا ہے۔ جو شخص ایک دوست کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اسکو ملنے چلا جاتا ہے وہ خدا کی خوشنودی کے لئے نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے کیوں نہیں نکلتا۔

شرائط صلحنامہ ترکی پر مسٹر اینڈریوز کا اظہار ناراضگی

صلحنامہ ترکی کی شرائط پر راسخ الخیال مسٹر اینڈریوز نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اظہار ناراضگی کیا ہے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ جب مسٹر لائیڈ جارج نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ ایشائے کوچک اور تھریس کے علاقے جہاں ترکی آبادی بکثرت ہے نہ چھوڑے جائینگے۔ تو کم از کم میں نے یہ نہیں سمجھا تھا کہ ترکی شہر ایڈریانوپل کو جس کی کثیر التعداد آبادی ترکوں کی ہے اور جو یورپین ترکی میں دوسرے نمبر کا شہر ہے یونان کے حوالہ کر دیں گے نہ کبھی یہ میرے خیال میں گذرا تھا کہ قسطنطنیہ کے سامنے ایک چھوٹے سے قطع زمین کو قائم رکھنے کے یہ معنے لئے جائینگے۔ کہ تھریس کے متعلق وعدوں کو پورا سمجھ دیا گیا ہے۔ ایشائے کوچک کے متعلق میں آرمینیا کو آزادی دیا جانا اس وعدے کے مطابق سمجھتا ہوں مگر یہ میرے خیال میں نہیں آتا کہ سمرنا مرکزی علاقہ اور ایشائے کوچک کی ریلوں کا مرکز کس

مارشل لا کا شوق

ہمیں ایک طویل مراسلہ جناب محمد عزیز اللہ صاحب مینا پوسہ مدراس کی طرف سے موصول ہوا ہے جس میں انہوں نے ایک کامیاب مباحثہ کی روئداد قلمبند فرمائی ہے۔ مسئلہ زیر بحث "حضرت صاحب کی نبوت" تھا۔

صوفیوں کے مولوی حکیم خلیل احمد صاحب نے قرآن اور حدیث سے بحث کرنے سے انکار کرنے کے بعد چند حوالے "حقیقۃ الوحی" اور "ایک غلطی کا ازالہ" سے حضرت صاحب کی نبوت کے ثبوت میں پیش کئے۔ جن کے جواب میں حکیم مرہم عیسی صاحب نے حضرت صاحب کی کتب سے عام اصول بیان کیا کہ حضرت صاحب کئی ایک جگہ فرماتے ہیں کہ آپ حقیقی نبی نہیں بلکہ مجازی نبی ہیں اور نبوت کا سلسلہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔

آخر میں صاحب مراسلہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب حکیم خلیل احمد صاحب سے حضرت صاحب کی تصنیف شدہ کتب سے ایسا حوالہ مانگا گیا۔ جہاں یہ ظاہر کیا گیا ہو کہ "میں نبی اور رسول ہوں" تو وہ دم بخود رہ گئے۔

اس مراسلہ میں محمد عزیز اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ فریق مخالف کی طرف سے مباحثہ کے لئے جو بعض شرائط پیش کی گئیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جیتا ہوا ہارے ہوئے کو بازار میں کوڑے لگائے۔ شاید حکیم خلیل احمد صاحب کی نظر سے پنجاب کے بدنصیب لوگوں کے بیانات نہیں گذرے۔ ورنہ وہ ایسی جرأت نہ کرتے۔ ہم جناب حکیم صاحب کو مخلصاً مشورہ دیتے ہیں کہ وہ خدا سے استغفار چاہیں۔ اور پھر کہیں ایسے کلمات اپنے منہ سے نہ نکال بیٹھیں۔

کیا ہمیں حکیم صاحب بتا سکتے ہیں کہ کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا حضرت صاحب نے ایسی شرط مباحثہ کے لئے پیش کی تھی؟

مہاتما گاندھی کا کھدر بھی تبرک ہو گیا

مہاتما گاندھی کے آشرم میں کھدر کا ذخیرہ جمع تھا۔ جب اُس کی فروخت کے متعلق اشتہار شائع ہوا۔ تو اسکی مانگ کے نہ صرف ہندوستان سے بلکہ بلوچستان۔ سیلگری اور عدن سے آرڈر موصول ہوئے۔ جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ موجودہ کھدر نا کافی ثابت ہوا۔ پبلک کی اس دلچسپی پر مہاتما گاندھی نے اسکو مبارکباد دی ہے بعد اپنے اخبار ینگ انڈیا میں تحریر فرمایا ہے کہ "ہندوستان کی قدیم خانگی صنعت۔ جس کی وجہ سے کروڑوں عورتیں اپنے فرصت کے اوقات میں چرخہ کاتتی تھیں۔ اور اسی قدر مرد کپڑا بُنا کرتے تھے۔ اگر زندہ ہو گئی تو ملک بھر میں خاموشی اور مؤثر انقلاب پیدا ہو جائیگا۔ اور کروڑہا بیکس غریب چرخہ اور کھڈی کی وجہ سے میں ڈالنے والی غریبی سے نجات پا جائیں گے"

اڑیسہ میں خوفناک قحط

مسٹر ٹھاکر ممبر سرونٹ آف انڈیا سوسائیٹی تحریر فرماتے ہیں کہ ضلع پوری کی ڈیڑھ لاکھ آبادی خوفناک قحط کا شکار ہو رہی ہے۔ ایک سال سے یہ بیچارے قحط زدہ گھاس اور بھوسی پر گذارہ کر رہے ہیں۔ سرکاری امداد جو آجکل ان کو مل رہی ہے وہ ضرورت سے بہت کم ہے۔ بھوک اور پیاس سے کم از کم پندرہ سو نفوس اب تک اس دنیا کو خیرباد کہہ چکے ہیں۔

ایک لاکھ روپیہ کے چندہ کے لئے پبلک سے درخواست کی گئی ہے۔ بابو جگ بندو بھنا پلیڈر پوری کے نام رقوم بھیجی جا سکتی ہیں +

قابل توجہ ناظرین اخبار

ایک غیر مسلم محقق کے نام اخبار پیغام صلح اور رسالہ اسلامک ریویو کے جاری کرانے کی اشد ضرورت ہے۔ جس بزرگ کو خدا نے توفیق دی ہے وہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھے۔ غیر مسلم بھائی کو فائدہ ہو خواہ نہ ہو لیکن اس کے ذریعہ سے [illegible] شدہ سکیں گے کہ اخبار اور رسالہ [illegible]

نامہ ووکنگ

انگلستان کا قانون طلاق اور پارلیمنٹ میں اس پر دلچسپ مباحثہ

انگلستان کے قانون طلاق اور اس کے نقائص پر قبل ازیں وقتاً فوقتاً روشنی ڈالی جا چکی ہے چند دنوں سے *Matrimonial Causes Bill* "قانون وجوہات ازدواج" کے نام سے یہ قانون ہیر ہاؤس آف لارڈز (ہوس آف کامنز) میں ہے۔ اس کی بعض ترمیمات پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی ہوس کی طرف سے بیٹھی ہوئی ہے۔ جس کا اجلاس گذشتہ ۲۰ اپریل سنہ کو سوا جاسکے شروع ہوا۔ کمیٹی کی روئداد ایک نہایت دلچسپ بحث پر مشتمل ہے جو یہاں کے اہل الرائے اصحاب کے ان خیالات کو آشکارا کرتی ہے جو اپنے مذہبی اصولوں کے بالخصوص مسئلہ طلاق میں وہ رکھتے ہیں۔ اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ اسلام کے اصول کس قدر پختہ اور قابل قدر ہیں۔ کہ آخر دنیا کو طوعاً و کرہاً انہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ خواہ وہ اسکو سمجھیں۔ یا نہ سمجھیں۔

اس بحث کا خلاصہ ناظرین "پیغام صلح" کے لئے امید ہے کہ دلچسپی اور فائدہ کا موجب ہوگا۔ جو حسب ذیل ہے:-

موجودہ قانون میں وجوہات طلاق

سب سے پہلی اور سب سے دلچسپ بات جو اس بحث میں قابل نوٹ ہے۔ وہ وجوہات طلاق پر نکتہ چینی ہے شاید اس سے قبل کسی مضمون میں میں یہ بتا چکا ہوں کہ انگلستان کے موجودہ قانون طلاق میں مرد کے لئے بیوی کو طلاق دینے کی ایک ہی وجہ کافی قرار دی گئی ہے یعنی عورت کی زناکاری۔ لیکن عورت کے لئے مرد کی زناکاری کے علاوہ اس کی طرف سے ظلم کا ہونا بھی وجوہ طلاق میں ضروری ٹھہرایا گیا ہے۔ یہ دو وجوہ جب تک اکٹھی نہ ہوں۔ کوئی عورت طلاق حاصل نہیں کر سکتی۔

لارڈ چانسلر کا بیان کہ ایک ہی وجہ طلاق جاہلیت کا ثمرہ ہے

پیش شدہ قانون میں وجوہات کے ضمن میں اس پر بھی غور کیا گیا ہے کہ کیوں صرف ایک زناہی کو طلاق کی وجہ قرار دیا جائے۔ اور اس کے بغیر کسی حالت میں طلاق جائز نہ قرار دی جائے۔ ہوس آف کامنز میں قانون کی دوسری خواندگی کے وقت لارڈ چانسلر نے اس پر ایک تقریر کی اور اس میں بتایا کہ یہ صرف ایک زناہی کا وجہ طلاق ہونا اور محض اسی ایک وجہ کو ازدواجی تعلقات کے انقطاع کا موجب ٹھہرانا بالکل خلاف فطرت سخت تکلیف دہ اور قدیم زمانہ جاہلیت کا ایک ثمرہ ہے اور کم از دواجی تعلقات دونوں میاں بیوی کی باہمی رضامندی سے بھی قطع ہو سکتے ہیں۔ جبکہ فریقین ایک دوسرے سے تھک کر بیزار ہو جائیں۔

آرچ بشپ آف کنٹربری کا بیان کہ یہ خود جناب مسیح کی ایجاد ہے

کمیٹی مذکور میں آرچ بشپ آف کنٹربری نے لارڈ چانسلر کے اس بیان پر نکتہ چینی کی اور بتایا کہ "جس بات کی لارڈ چانسلر نے اپنے بیان میں تردید کی ہے۔ وہ قدیم زمانہ جاہلیت کا ثمرہ ہونے کے بجائے خود ہمارے لارڈ (خداوند) سے ہمیں پہنچی ہے۔ اس بارہ میں جو الفاظ متی کی روایت سے ہم تک پہنچے ہیں وہ یہ ہیں "جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے۔ وہ اس سے زنا کراتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے۔ وہ زنا کرتا ہے"

اس حوالہ کو پیش کر کے آرچ بشپ صاحب نے کہا۔ کہ "ہم ایک آزاد ملک میں رہتے ہیں اور انفرادی طور پر لیکن ہم اس تعلیم کو رد کر دیں۔ مگر یہ کوئی ایسی بات نہیں جو کلیسا کی خرابی اور اس میں اور باتوں کے رل جانے کے ایام میں آ داخل ہوئی ہو بلکہ یہ تعلیم بانی مذہب تک پہنچتی ہے"

آرچ بشپ آف کنٹربری کے یہ الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں لارڈ چانسلر کے اس بیان کا کوئی جواب نہیں کہ یہ تعلیم خلاف فطرت اور ناقابل تقلید ہے۔ بلکہ خود بھی انفراداً ا ز خود اسکو رد کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ہاں کہا تو یہ کہ یہ جناب مسیح کی اپنی دی ہوئی تعلیم ہے۔ ممکن ہے۔ یہ صحیح ہو۔ اور اس وقت کے لئے جب یہ تعلیم دی گئی۔ اسی کی ضرورت ہو۔ لیکن بعد کے حالات اور فطرت انسانی کے مقتضائے حقیقی جب اس کو رد کرتے ہیں تو کیوں اسکو چھوڑ نہیں دیتے اور اسلام کی حقیقی فطری تعلیم کو قبول نہیں کرتے۔

لارڈ چانسلر کا معقول جواب

لارڈ چانسلر نے آرچ بشپ آف کنٹربری کی اس موقعہ پر جو معقول جواب دیا۔ وہ فطرت کے انہی تقاضوں کا جو اس تعلیم کے غیر فطرتی ہونے پر شاہد ہیں ایک صحیح حوالہ ہے کہ اپنی تقریر میں جس بات کی طرف انہوں نے اشارہ کیا تھا۔ وہ ان لوگوں میں جن کا یہ خیال ہے کہ رشتہ ازدواج صرف زناہی کی بنیاد پر منقطع ہو سکتا ہے اور ان میں جو کہتے ہیں کہ دوسری وجوہات پر بھی شادی فسخ ہو جانی چاہئے۔ ایک بنیادی فرق کا بتانا تھا۔

انہوں نے ان خیالات کو تقریر کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ رشتہ ازدواج کی پابندیوں کا انقطاع ایک ایسے شخص کی طرف جو جسمانی خرابیوں اور گناہوں سے ملوث ہے اکثر حالات میں بہ کم نقصان دہ خطرناک ثابت ہوا ہے۔ بہ نسبت دوسرے مختلف قسم انقطاعات کے جن کی انہوں نے متعدد مثالیں بھی دی تھیں۔ اس شخص کو لو۔ جو شراب خواری میں اپنے آپ کو کھو چکا ہے اور سالہا سال تک ہر رات اپنی عورت کے ساتھ شدید وحشیانہ سلوک اور ظلم کرتا ہے۔ اور اس کا مقابلہ کرو اس شخص سے جو محض جسمانی نقائص یا گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔ میرے (لارڈ چانسلر) کے نزدیک اول الذکر شادی کے بنیادی تعلقات کے توڑنے میں مؤخر الذکر سے بہت بڑھا ہوا۔ اور زیادہ خطرناک ثابت ہوا ہے اور جب ایک قسم کے حالات میں رعایت دی گئی ہے تو دوسری قسم کے حالات میں بھی ملنی چاہئیں"

لارڈ چانسلر کے اس جواب سے امید ہے۔ آرچ بشپ صاحب کو سمجھ آ گئی ہوگی۔ کہ مزا خداوند مسیح کا نام لے دینے سے آج کام چلنا مشکل ہے بالخصوص ان جگہوں پر جہاں عقل انسانی فطرت صحیحہ بلکہ واقعات پیش آمدہ اس کی تردید کے لئے موجود ہوں۔

معلقہ تین سال تک پھر طلاق

اسی قانون میں ایک اور بھی وجہ طلاق قرار دی گئی ہے وہ کسی شخص کا تین سال تک اپنی عورت کو چھوڑے رکھنا یا میاں بیوی کا تین سال تک ایک دوسرے کو ترک کئے رکھنا ہے اسکو بھی مجوزہ قانون کا منشا ہے کہ طلاق کی وجوہات میں سے قرار دے دیا جائے اور ان حالات میں طلاق حاصل کرنے سے دریغ نہ کیا جائے۔

لارڈ پارمور Parmoor نے مجوزہ قانون کی اس دفعہ پر تقریر کرتے ہوئے یہ بتایا کہ غربا کی آسانی اور جنسی تناسب کو برابر کرنے کے لئے اس میں ایسی ترمیم ہونی چاہئے۔ جس سے فوری قانونی اثر پیدا ہو سکے۔ یہ صحیح ہے کہ سکاٹلینڈ میں چار سالہ رضامندانہ انقطاع تعلقات سے طلاق ہو جاتی ہے لیکن اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں آبادی کے تناسب کے لحاظ سے انگلستان سے دگنی طلاق کی وارداتیں ہوتی ہیں اور پینتالیس سالہ غیر شادی شدہ عورتوں کو اگر ملحوظ رکھا جائے تو ناجائز ولادت کا تناسب تعداد انگلستان کی طرح بہت بڑھا ہوا ہے"۔ ان حالات کو مدنظر رکھکر لارڈ پارمور انقطاع تعلقات سے طلاق اور اپنی مرضی پر طلاق کی دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہ کر سکے"

وائی کونٹ فنلے Viscount Finlay نے لارڈ پارمور کے اس بیان کی تردید کرتے ہوئے بتایا کہ لارڈ پارمور کے اعداد و شمار کردہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور سکاٹلینڈ کی بہت ہی برے رنگ میں انہوں نے تصویر کھینچی ہے۔ وائی کونٹ کے نزدیک انقطاع تعلقات سے طلاق رضامندانہ طلاق نہیں۔ نہ اس کے برابر ہے زنا اور انقطاع تعلقات کی وجوہات کے سوائے باقی تمام وجوہ کو وہ خارج کر دینے کے لئے تیار ہیں

سکاٹش طریق کے مطابق ایک راہ قائم کرنا تمام معقول ترین آدمیوں کے اطمینان کا موجب ہوگا۔ اور یہ ایک ایسی راہ ہے جسکو اختیار کئے بغیر چارہ نہ ہوگا +

(دوست محمد از ووکنگ انگلینڈ)

اقتباسات

امیر امان اللہ خان غازی کا فرمان

مہاجرین ہند کے لئے

(۱) جو شخص افغانستان میں آنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ وہ پشاور میں یا سرحد پر افغانستان کا رعیت نامہ اور پروانہ راہداری حاصل کرے۔ جونہی وہ افغانستان کی سرزمین میں داخل ہوگا۔ اس کے حقوق افغانستان کی رعیت کی مانند سمجھے جائینگے اور اسوقت سے وہ شرع شریف کا پابند اور افغانستان کے قوانین کا تابع و محکوم قرار دیا جائیگا۔

(۲) جو شخص افغانستان کی سرزمین میں داخل ہوں گے اور دولت افغانستان کی اطاعت قبول کریں گے۔ انہیں سے ہر ایک کو کچھ جریب اور عیالدار کو آٹھ جریب زمین مزروعہ دی جائیگی۔ نابالغ بچوں اور بے شوہر لڑکیوں کو زمین نہیں دی جائے گی۔

(۳) جب تک ان کی فصل تیار نہ ہو جائے ہر بالغ کو پانچ سیر (کابلی) ماہوار۔ اور ہر نابالغ کو جو سات سال کی عمر سے لیکر سن بلوغ تک تین سیر (کابلی) آٹا حق مہمان کے طور پر دیا جائے گا۔ لیکن جب ان کی فصل تیار ہو کر کٹ جائے۔ تو حق مہمانی بند کر دیا جائیگا۔

(۴) جس شخص کو زمین دی جائے گی۔ اُسے پہلے سال فی جریب ۶ سیر گیہوں بیج کے طور پر اور فی جریب پانچ روپے نقد بیل خریدنے کے لئے بطور تقاوی دیئے جائیں گے۔ یہ تقاوی و تقاوی تین سال کی مدت گذر جانے کے بعد آئندہ تین سال میں بالاقساط وصول کیا جائیگا۔

(۵) مہاجرین ہندی کو جو زمین دی جائیگی اس کا مالیہ تین سال تک معاف رہیگا۔ جو تھے سال سے نظام نامہ مالیہ کے قواعد کے مطابق زر مالیہ وصول کیا جائے گا۔

(۶) مہاجرین ہندی افغانستان کے مصالح ملکی کے بغیر سیاسی کاموں میں حصہ نہ لے سکیں گے۔

(۷) جو اشخاص تعلیم یافتہ ہوں گو یا کوئی ہنر جانتے ہونگے اور سلطنت افغانستان انکی خدمات ملازمت کو ضروری سمجھیگی۔ انہیں انکی حسب منشاء ملازمت پر فائز کیا جائیگا۔ اور لیاقت تنخواہ علیحدہ دی جائیگی۔ جو اشخاص جو نوکری یا تولی اور دستکاری کرنا چاہیں۔ انہیں اختیار ہے۔

(۸) پہلے پہل جب مہاجرین ہندی سرزمین افغانستان میں داخل ہوں گے۔ ان کے قیام گاہ اور ان کے امور ضروری کا دفتر ایک ماہ سے دو ماہ تک جبل السراج پر رہیگا اس کے بعد سلطنت کی سہولت کے مطابق جہاں لازم ہوگا۔ انہیں زمینیں دے دی جائینگی۔ ان کے گزارے کے مطابق مکانات سرکاری عمارتوں میں دیئے جائیں گے اور اگر قلعہ نہ ہوگا۔ تو در عمارت بنا دی جائیگی۔

نوٹ:- ایک جریب = ۴ ½ کنال
ایک سیر کابلی = ۷ ½ سیر
(زمیندار)

ہڑتالی کیا چاہتے ہیں

ہم ناظرین کی واقفیت و ان کی یاد تازہ کرنے کے لئے ذیل میں وہ مطالبات درج کرتے ہیں جو کہ ریلوے کے ہڑتالیوں نے ایک میموریل کی صورت میں صاحب وزیر ہند کے سامنے پیش کی ہیں۔ یہ مطالبات ایک چھپی ہوئی چٹھی کی صورت میں ہیں۔ جن کے نیچے ہر ایک ہڑتالی نے فرداً فرداً اپنے دستخط کئے ہیں۔ وہی مطالبات کا ہم اپنے کل کے پرچہ پر ذکر کر چکے ہیں جنکے منظور نہ ہونے کی صورت میں ہڑتالی کسی صورت میں بھی کام پر جانے کو تیار نہیں۔

(۱) براہ مہربانی نارتھ ویسٹرن ریلوے ایسوسی ایشن کو تسلیم کر لیا جائے اور اسے وہ تمام سہولتیں دی جائیں جو اس قسم کی دیگر انجمنوں کو حاصل ہیں۔ مصالحت کے متعلق تمام بات چیت بوساطت جنرل سکرٹری اور ممبران ایسوسی ایشن کے منتخب کردہ جیف ڈیلیگیٹوں سے ہو جو کہ ملازمان ریل کے حقیقی قائمقام ہیں۔ مذکورہ انجمن کے ذریعہ جنکو انتخاب ان میں منتخب کریں۔

(۲) براہ مہربانی نارتھ ویسٹرن ریلوے میں مصالحتی بورڈ کی سکیم کو درج دیا جائے۔

(۳) قانون معاوضہ کاریگران (ورکمین کمپنسیشن ایکٹ) نافذ کیا جائے۔

(۴) جہانتک نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ملازمان کے حالات ملازمت کا تعلق ہے وہاں تک ان پر سول سروس ریگولیشنز کا تمام و کمال اطلاق ہو۔

(۵) نارتھ ویسٹرن ریلوے میں جن لوگوں کو روزانہ شرح سے اُجرت دیجاتی ہے ان کی ماہوار تنخواہ مقرر ہو۔ اور انکو مستقل ملازمت کے تمام حقوق اور ذرائع عطا کئے جائیں۔

(۶) آٹھ گھنٹے کا کام۔ تمام دن کا کام شمار ہو۔ اس کے علاوہ جتنے گھنٹے زائد اور غیر معمولی وقت کے اندر کام کیا جائے۔ وہ "اوور ٹائم" کے طور پر ادا کیا جائے۔

(۷) تمدنی تبدیلیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے نئی شرح تنخواہ جو منظور کی گئی ہے بالکل ناکافی ہے۔ اس لئے ہم اسے منظور نہیں کر سکتے۔ براہ مہربانی ان لوگوں کے لئے جو سنہ ۱۹۱۴ء میں سو روپیہ سے زیادہ تنخواہ پاتے ہیں۔ ۷۵ فیصدی اور جو سو سے کم پاتے ہیں ان کے لئے سو فیصدی اضافہ منظور کیا جائے اور یہ ترقی یکم اپریل سنہ ۱۹۱۹ء سے شمار

(۸) تمام ملازمان ریل جن پر گذشتہ سال کے فسادات پنجاب میں شبہ کی بناء پر سرسری عدالتوں میں مقدمہ چلایا گیا تھا۔ یا جن کو برخاست کیا گیا تھا۔ یا بلا مقدمہ چلائے ہی کوئی سزا دی گئی تھی وہ سب اعلان شاہی کی رو سے بحال کئے جائیں۔ اور یہ اُن کے لئے نقصان کا موجب نہ ہو نیز ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کی سٹرائک کے تمام شکار براہ مہربانی بحال کئے جائیں۔ اور انہیں ان کے پہلے حقوق عطا ہوں۔ اور جیسا کہ حکام نے سمجھوتہ اور وعدہ میں وعدہ کیا تھا۔ یہ امر ان کے لئے کسی نقصان کا باعث نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ یہ سٹرائک حکام کی لاپرواہی اور عدم توجہی کی وجہ سے ہوئی تھی۔ جو کہ انہوں نے سٹرائک سے پہلے ملازمان کی کثیر التعداد درخواستوں اور عرضداشتوں کے ساتھ برتی تھی۔

(۹) ہمارے یونین لیڈر مسٹر ملر کو باعزت بحال کیا جائے کیونکہ انہوں نے غریب مصیبت زدہ ملازمان ریل کے لئے بہت تکلیف برداشت کی ہے۔ اور جس بہانہ پر کہ انہیں برخاست کیا گیا ہے وہ نہایت بھدا ہے۔

(۱۰) راولپنڈی کا تمام ضلع کوئٹہ کی طرح سرحدی ضلع سمجھا جائے۔

(۱۱) مندرجہ بالا درخواست ایک مہینے کے اندر اندر منظور کی جائے۔ بصورت دیگر سائلان اس امر کے لئے مجبور ہونگے۔ کہ کام چھوڑنے کا آخری ذریعہ اختیار کریں۔ کیونکہ ان کے بہت سی درخواستیں اور عرضداشتوں کا ابھی تک کوئی نتیجہ نہیں۔ (بندے ماترم)

بمبئی میں مسلمانوں کا جلسہ

ٹرکی کی شرائط خلاف انصاف ہیں:- بمبئی ۲۹ مئی بروز شنبہ۔ سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی کے زیر اہتمام میاں محمد چھوٹانی کے زیر صدارت بمبئی کے مسلمانوں کا ایک عام جلسہ ٹرکی کی شرائط صلح کے خلاف اظہار ناراضگی کرنے کے لئے ہوا۔ صدر جلسہ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ٹرکی کو جو شرائط پیش کی گئی ہیں وہ اسلامی شرع اور انصاف اور مساوات کے اصولوں کے سراسر خلاف ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ کہ ٹرکوں کے ساتھ انہی اصولوں کے مطابق سلوک کیا گیا ہے۔ جنکے مطابق جرمنی اور آسٹریا کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ترک خود بخود شریک جنگ نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ اپنی حفاظت کی خاطر ایسا کرنے کے لئے مجبور ہو گئے تھے۔ مجھے امید ہے کہ ٹرکی کو جو شرائط پیش کی گئی ہیں وہ کسی صورت سے فیصلہ قطعی نہیں سمجھی جائیں گی۔

ترک اشتراک عمل کی تحریک:- مسلمانان ہند کے نزدیک خلافت کا سوال ایک مذہبی سوال ہے اس لئے جب تک شرائط ہمارے مذہبی جذبات کے مطابق نہ ہوں اسوقت تک باہمی کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ ترک اشتراک عمل کی تحریک پر عملدرآمد کرنا چاہیئے۔ اس کا پہلا کام یہ ہے کہ خطابات اعزازات واپس کر دیئے جائیں۔ اس کے بعد دوسری کارروائی یہ ہوگی کہ گورنمنٹ کی سول ملازمتوں سے استعفے دید یئے جائیں۔ اگر ان دونوں صورتوں میں ناکامی ہوئی تو پھر آل انڈیا خلافت کمیٹی کا نفرنس مدعو کرنے کی ضرورت ہوگی تاکہ اس تحریک کو ترقی دینے کے وسائل پر غور کیا جائے۔"

آنریری مجسٹریٹی سے استعفا:- اپنی تقریر ختم کرنے سے پیشتر صدر جلسہ نے اعلان کیا کہ میں اظہار ناراضگی کے طور پر آنریری مجسٹریٹی سے استعفا دیدیا ہے۔

حکام سندھ کے خلاف اظہار ناراضگی:- اسکے بعد جلسہ میں ٹرکی کی شرائط صلح کے خلاف اظہار ناراضگی کے ریزولیوشن پاس کئے گئے ایک ریزولیوشن حکام سندھ کے خلاف اظہار ناراضگی کیا گیا۔ کہ وہ خلافت کی تحریک کو دبانے کے لئے زیادتیاں کرتے ہیں۔ ایک ریزولیوشن میں مولانا فاخر اور مسٹر حمید احمد کی تعریف کی گئی۔ انہوں نے خلافت کی تقریروں کے متعلق ضمانت دینے کی نسبت جیل میں جانا پسند کیا۔ ایک ریزولیوشن اس مطلب کا پاس کیا گیا، کہ تمام محلوں اور مضافات کی خلافت کمیٹیاں ماہ رمضان میں چندہ جمع کریں۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس

سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ پر بحث

ہر حصہ ملک کے قائمقاموں کی شرکت:- الہ آباد یکم جون۔ اخبار انڈیپنڈنٹ کے نامہ نگار نے بنارس سے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس کے متعلق حسب ذیل تفصیلی حالات ارسال کئے ہیں

کمیٹی کا اجلاس بڑی رات تک ہوتا رہا۔ یہ اجلاس آج صبح کے سات بجے سے لگاتار ہو رہا ہے۔ حاضرین بہت بڑی تعداد میں موجود تھے۔ جن میں تمام صوبوں اور شہروں کے قائمقام بھی تھے۔ اجلاس کے صدر پنڈت موتی لال نہرو تھے۔ حاضرین میں سے مسز بیسنٹ مسٹر گاندھی۔ مسٹر تلک۔ پنڈت مدن موہن مالوی۔ مسٹر سی آر داس۔ لالہ لاجپت رائے۔ لالہ ہرکشن لال۔ لالہ دنیچند بابو بپن چندر پال۔ مسٹر رنگا سوامی آئینگر۔ آنریبل مسٹر کھاپرڈے مسٹر جینا داس۔ دوارکا داس۔ مسٹر سینہ مورتی۔ مسٹر جیرام داس مسٹر دولت رام۔ پنڈت گوکرن ناتھ مصر۔ ڈاکٹر کچلو۔ ڈاکٹر انصاری اور مسٹر یعقوب حسن کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں

کانگرس سب کمیٹی کی رپورٹ منظور کر لی گئی:- فسادات پنجاب کے متعلق کمیٹی کی رپورٹ پر پوری طرح سے غور کیا گیا اور سرگرم بحث ہوئی کمیٹی نے کانگرس سب کمیٹی کی رپورٹ منظور کر لی۔ ہنٹر کمیٹی کی کثرت رائے کی رپورٹ پر اظہار ملامت کیا گیا۔ گورنمنٹ ہند اور وزیر ہند کے مراسلوں پر بھی سخت ناراضگی کا اظہار کیا گیا۔

مسئلہ خلافت:- ٹرکی کی شرائط صلح پر اظہار ناپسندیدگی کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ مسئلہ خلافت سے جو صورت معاملات پیدا ہو گئی ہے۔ اس پر غور کرنے کے لئے کانگرس کا ایک خاص اجلاس مدعو کیا جائے۔

ترک اشتراک عمل:- کانگرس کے خاص اجلاس میں ہنٹر کمیٹی کی رپورٹ اور قانون اصلاحات کے قواعد انتخاب پر بھی بحث کی جائیگی۔ نیز اس امر پر غور کیا جائیگا۔ کہ بعض مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے موثر طریق ترک اشتراک عمل کی پالیسی اختیار کی جائے۔ کانگرس کے خاص اجلاس کی دعوت مسٹر سی۔ آر۔ داس نے کلکتہ میں دی جو منظور کر لی گئی۔ کمیٹی کا اجلاس ابھی تک ہو رہا ہے۔ اور اسکے سامنے طویل پروگرام ہے۔ (از بندے ماترم)

غیر ممالک میں جانیوالے ہندوستانی طلبہ

الہ آباد۔ ۳۰ مئی۔ صوبجات متحدہ کی طلبہ کی مشیر کمیٹی کی رپورٹ مظہر ہے کہ ۱۰۰ سے زیادہ طالب علموں نے امریکہ اور جاپان کے تعلیمی حالات کی نسبت معلومات دریافت کیں۔ ۳۰ طالب علم غیر ممالک میں تعلیم پانے کے لئے روانہ ہوئے۔ زیادہ لڑکے انجنیری۔ ڈاکٹری تجارت اور صنعت و حرفت کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے۔ واپسی پر انکو معقول تنخواہوں کے عہدے مل سکیں گے۔ (بندے ماترم)

اسلامی ممالک کی خبریں

شاہ ایران کی واپسی:۔ شملہ ۳۰ مئی۔ بغداد سے خبر آئی ہے کہ شاہ ایران ۲۸ مئی کو بغداد سے ایران کو واپس چلے گئے۔ یورپ میں موسم سرما گزارنے کے بعد ان کی صحت عراق عرب کی سخت گرمی کا بہت خراب اثر پڑا۔ روانگی کے وقت ان کی حالت بہتر تھی۔

سردار نصر اللہ خان کا انتقال پر ملال۔ لنڈن ۲۹ مئی لنڈن میں خبر موصول ہوئی ہے کہ سابق تاجدار افغانستان کے برادر عزیز نصر اللہ خان اس دنیا سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے ہیں۔

سردار کوچک سرگروہ احرار ایران۔ ایران میں حب وطن اور ملت پرستی کے تحریک سردار کوچک کی سرکردگی میں دن بدن زور پکڑ رہی ہے۔ سردار ممدوح نے مصمم عہد کیا ہے کہ جب تک اپنے وطن مقدس یعنی ایران کو اغیار کے عمل ودخل سے نجات نہ دلا دینگے اسوقت تک سر کے بال نہ ترشوائیں گے۔

پچھلے دنوں بندرگاہ انزلی کی فتح کا تار جو جناب ریوٹر نے بھیجا تھا اسکے متعلق خبر ہے کہ سردار کوچک نے بولشویک کی امداد سے یہ عظیم فتح حاصل کی تھی۔ بولشویک ایرانی محبان وطن کو بے شمار روپیہ مال سے مدد دے رہے ہیں۔

اتحاد افغانستان و بخارا۔ بخارا کی جدید آزاد حکومت نے اعلان کیا ہے کہ بوقت ضرورت کے وقت بخارا کی فوجیں سلطنت عالیہ افغانستان کے جھنڈے تلے جمع ہونگی اور جان ومال سے امداد دی جائیگی۔

بولشویک ترکستان میں۔ بولشویک ترکستان کے علاقہ میں مردم شماری اور اسلحہ شماری کر رہے ہیں تاکہ مسلح اشخاص کی تعداد معلوم ہو جائے۔ ترکستان خیوا اور ماوراء النہر کے ممالک نے مکمل آزادی کے عوض میں موسیو لینن (بولشویک لیڈر) کی سیادت قبول کر لی ہے۔

متفرقات

لاسلکی ٹیلیفون کے ذریعہ سے خبر رسانی:۔ لنڈن ۲۹ مئی اب نامہ نگاروں کے پیامات لاسلکی ٹیلیفون کے ذریعہ بھیجے جا رہے ہیں۔ جو تاریخ اخبار نویسی میں پہلا واقعہ ہے۔ اخبار ڈیلی میل شہر چیمسفرڈ سے اس قسم کے پیامات کامیابی کے ساتھ وصول کر رہا ہے۔

لارڈ فرنچ کی شہری آزادی چھین گئی۔ لنڈن ۲۹ مئی لنڈنڈری کی کارپوریشن نے ۱۹ موافق اور ۱۰ مخالف رایوں سے یہ ریزولیوشن منظور کیا ہے کہ لارڈ فرنچ کا نام ان اشخاص کے زمرہ میں سے خارج کر دیا جائے جنہیں شہر کی آزادی مل چکی ہے۔

آرمینیا کی حکمبرداری نامنظور:۔ لنڈن ۲۷ مئی واشنگٹن سنیٹ کے معاملات خارجہ کی کمیٹی نے ۱۱ موافق اور ۴ مخالف رایوں سے مسٹر ولسن کی تجویز دربارہ حکمبرداری آرمینیا نامنظور کر دی ہے۔

قرارداد صلح کی نامنظوری۔ لنڈن ۲۷ مئی نیویارک مسٹر ولسن نے جمہوریہ کی قرارداد صلح کو مسترد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ جرمنی کے ساتھ اس قسم کی صلح کرنے سے ریاستہائے متحدہ کی بہادری اور وقار پر ایک نہ مٹنے والا دھبہ لگیگا۔

پریذیڈنٹ نے عہدنامہ ورسیلز کے متعلق اپنی رائے ظاہر نہیں کی۔ عہدنامہ کو مسترد کرنے سے ریاستہائے متحدہ نے عملاً اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ وہ علیحدہ ہو کر اپنے جداگانہ اغراض ومقاصد کی تکمیل کرنا چاہتا ہے۔

کنیڈا معاوضہ جنگ کا طلبگار ہے:۔ لنڈن۔ ۲۸ مئی۔ کنیڈا نے جرمنی سے ایک ارب ستاسی کروڑ دس لاکھ ڈالر کا معاوضہ طلب کیا ہے۔ جس میں ساڑھے آٹھ کروڑ ڈالر مفارقت کا الاؤنس تین کروڑ بیس لاکھ ڈالر ہیلی فیکس کے دھماکے کا معاوضہ اور تین کروڑ دس لاکھ ڈالر کا نقصان شامل ہے جو ناجائز طریق حرب سے عمل میں آیا۔

خونریز لڑائی۔ لنڈن ۲۹ مئی۔ پولینڈ کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ڈوینا میں خونریز لڑائی جاری ہے دشمن ڈوینا اور [illegible] کے درمیان مسلسل حملے کر رہا ہے۔ [illegible] کی طرح یہاں بھی تمام حملہ آوروں کو پسپا کر دیا گیا ہے۔

دورازو پر اطالوی قبضہ۔ ۲۹ مئی۔ خارجی [illegible] سے معلوم ہوا ہے کہ متعدد اطالویوں کے وہاں قتل ہو جانے کے باعث شہر کا انتظام اطالیوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔

مدینہ میں ہم پر کیا گزری
۷۵ ہزار بھوک سے مر گئے

انور پاشا رسول کے قدموں میں:۔ (ایک صاحب بائے مہندی مہاجر کے قلم سے):۔ آپ کیا پوچھتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں ہم پر کیا گزرا جو دیکھا جو ظلم کی زبان پر نہیں آسکتا۔ دو برس تک ایسے ایسے عجیب نظارے آنکھوں کے سامنے آتے اور چلے گئے جو بچپن میں کہانیوں کے افسانوں کی طرح لگتے۔ جنگ یورپ شروع ہوئی ترک اس میں شریک ہوئے یہ خبریں مدینہ منورہ میں آتی تھیں مگر ہمارے خواب وخیال میں بھی نہ تھا کہ یہاں بھی اس کا کچھ اثر پہنچے گا۔ رفتہ رفتہ گرانی شروع ہوئی اور نوبت تکلیف اٹھانے تک پہنچی اسی زمانہ میں مشہور ہوا کہ انور پاشا یہاں آنے والے ہیں۔ علماء و مشائخ نے استقبال کی تیاریاں شروع کیں اور آخر وہ دن بھی آگیا اور انور پاشا مدینہ میں آئے۔

انور پاشا کس طرح حاضر دربار ہوئے:۔ میں آپکو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ یورپین صورت کے آدمی نے مدینہ میں آکر میرا دل چھین لیا جس وقت وہ ریل سے اترا۔ باب عنبری کے سامنے علماء ومشائخ اور تمام اعیان مدینہ صف بستہ کھڑے تھے۔ گورا چٹا جوان داڑھی گھٹی ہوئی مونچھیں آدھی منڈی اور آدھی چڑھی ہوئی ٹوپی اور شاندار فوجی وردی۔ ریل سے قدم اتارتے ہی اس فدائے رسول نے ہاتھ باندھ لئے اور گردن حرم کی طرف جھکا دی کسی سے مصافحہ نہ کیا۔ کسی کی طرف آنکھ نہ اٹھائی یہ معلوم ہوتا تھا۔ ایک غمگین قیدی ہے جو رہائی کی فریاد کرنے کو کسی بہت بڑے بادشاہ کی خدمت میں جا رہا ہے۔ اسوقت ایک بڑا موثر منظر تھا۔ چاروں طرف خوشی اور سامنے نظر آتے تھے انور گردن جھکائے ہاتھ باندھے کرچ کمر میں لٹکائے آہستہ آہستہ آگے چلتا تھا۔ اور پیچھے تمام اہل مدینہ اور علماء ومشائخ چپ چاپ چل رہے تھے۔

ترکوں کے سب سے بڑے مشہور آدمی جنہیں مسلمانوں کے نپولین ثانی کی یہ ادا کلیجوں کو پاش پاش کئے دیتی تھی کہ وہ اپنے آقا محمد رسول اللہ صلعم کے دربار میں غلاموں اور بیکسوں کی طرح فدا ہوا اور سہما ہوا جا رہا تھا۔

مدینہ میں میری حاضری سالہا سال سے ہے مگر ایسا نظارہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ تاریخوں میں بڑے بڑے بادشاہوں کی حاضری مدینہ کے حالات پڑھ چکا ہوں مگر اس چشم دید کیفیت کے سامنے کسی قصہ کا اثر مجھ پر اتنا نہ ہوا تھا۔

جب انور پاشا باب السلام پر پہنچے جھک گئے اور جو کرچ پر تیکلا کرچ کمر سے نکال کر وہاں ڈال دی اور زار وقطار رونے لگے۔ اس کے بعد حرم میں داخل ہوئے اور وہاں بھی انہوں نے جالی کے سامنے بہت ادب وعاجزی سے بوسہ دیا اور روتے رہے۔ سلام سے فارغ ہونیکے بعد وہ اپنے قیام گاہ پر گئے اور سب لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور چار ہزار اشرفیاں غرباء کی خوراک کے لئے مرحمت فرمائیں ترکی عملہ ایک عرصہ تک اس قسم کی روٹیاں غرباء اور محتاجوں کو تقسیم کرتا رہا۔

جمال پاشا بھی اس کے بعد زیارت کو آئے تھے وہ خوب مضبوط اور دوہرے جسم کے آدمی ہیں۔ ادھیڑ عمر ہے اور داڑھی خشخاشی ہے انہوں نے چار ریل کی گاڑیاں غلہ سے بھری ہوئی غرباء میں تقسیم کرائیں

شریف کی بغاوت:۔ شریف مکہ کی بغاوت کا کسی کو علم نہ تھا جب انور پاشا مدینہ میں آئے ہیں تو شریف کا بیٹا امیر فیصل استقبال کے لئے پلیٹ فارم پر موجود تھا۔ اور نہایت ادب واحترام سے انور پاشا کے پیچھے پیچھے چلتا تھا۔

یکایک جب شریف کی بغاوت مشہور ہوئی تو مدینہ میں بڑی کھلبلی پھیل گئی۔ فخری پاشا نے انتظامات شروع کئے اور مہاجرین میں بعض مشتبہ لوگ گرفتار کر لئے گئے اور بعض کو مشورہ دیا گیا کہ مکہ ومشق چلے جائیں۔ چند عمارتیں مسمار کرا دی گئیں۔ باب عنبری بھی توڑ دیا گیا۔ جو اسٹیشن کے قریب شہر کا بڑا دروازہ تھا۔

تبرکات وجواہرات کی روانگی۔ ایک رات اسی گھبراہٹ کے زمانہ میں چھ سات ترک افسر چپ چاپ مدینہ کی گلیوں میں داخل ہو کر حرم شریف کے اندر جا کر انہوں نے تمام قدیمی تبرکات اور مدینہ شریف کے جواہرات اور سونے کی وہ بھاری بھاری زنجیریں جن میں فانوس لٹکائے جاتے ہیں نکال نکال کر اور اتار اتار کر جمع کئے۔ شیخ الحرم خود موجود تھے۔ ایک جوہری کو بھی حاضر کیا گیا تھا جو جواہرات کی قیمت آنکتا جاتا تھا۔

حضرت عثمان رضی کا اصلی قرآن شریف جو شہادت کے وقت زیر تلاوت تھا۔ اور جس پر اُن کے خون کے قطرے بھی گرے ہیں وہ آج تک مدینہ کے خزانہ میں تھا [illegible] ساتھ لیا گیا [illegible] جن میں چند لعل لاکھوں کی قیمت کے [illegible]

گئیں۔ اور سلطان رات استنبول کی طرف روانگی ہو گئی۔

صبح مقابلہ کی خبریں مدینہ میں آئیں کہ شریف کی فوج آگئی ہے فخری پاشا نے دس کوس آگے بڑھ کر استحکامات تیار تیار کئے تھے۔ وہاں بدو دروشوں سے مقابلہ ہونے لگا۔

روضہ منورہ پر ہوائی جہاز:۔ اسی زمانہ جنگ میں ایک دن ایک ہوائی جہاز روضہ منورہ کے اوپر آیا اور اس نے وہاں بم گرانے چاہے ہم سب لوگ نہایت پریشان تھے اور دل میں کہتے تھے کہ یا اللہ دیکھئے اب کیا دیکھنے میں آئیگا۔ ابرہہ کا لشکر بھیجا تھا۔ یہاں تو کچھ بھی نہیں اور دشمن سر پر آگیا ہے۔ مگر حیرت ہوتی تھی کہ جہاز سے بم گرتے معلوم ہوتے ہیں اور نقصان کسی چیز کا نہیں ہوتا۔ بمب نہ کسی عمارت پر گرے اور نہ کسی آدمی پر۔ حالانکہ جہاز خاص روضہ کے اوپر منڈلا رہا تھا اور تاک تاک کر گنبد شریف پر بمب گرانے کی کوشش کرتا تھا۔

اسی اثناء میں ترکوں کے ہوائی جہاز آگئے اور انہوں نے چاروں طرف سے اس جہاز پر حملہ کر دیا۔ ترکی جہازوں کو دیکھکر یہ جہاز ایسا دُم دبا کر بھاگا۔ کہ بے اختیار ہنسی آتی تھی۔

لڑائی نے طول کھینچا اور خوراک کی دقتیں بڑھنے لگیں تو فخری پاشا نے تمام مہاجرین اور باشندگان مدینہ کو دمشق چلے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ چالیس ہزار آدمی رفتہ رفتہ ریلوں میں بیٹھا کر دمشق بھیجدئے گئے۔

ایام محاصرہ میں یہ حالت تھی کہ بھوک کے مارے بڑے بڑے شریف گھرانوں کی عورتیں مٹی کی ٹوکریاں ملنا پر ڈھوتی تھیں کیونکہ روٹی کسی وقت کو بھی نہ ملتی تھی۔ ترکوں نے یہ بندوبست کیا تھا کہ جو شخص محنت کرے۔ اسکو ٹکیا لی روٹی دی جائے جن کے پاس ہزاروں اشرفیاں تھیں وہ ایک ایک روٹی کے محتاج تھے۔ اور مجبوراً گورنمنٹ کے ہاں مزدوری کرنے جاتے تھے۔

ترکوں نے رعایا کے ساتھ بڑی ہمدردی کی یہ روٹیاں وہ اپنی فوج کے حصہ میں سے کاٹ کر رعیت کو دیتے تھے۔ اور مٹی ڈھونے کا ایک بہانہ نکال رکھا تھا۔ تاکہ لوگ مصیبت کی حالت سے خبردار ہو جائیں۔ آخر رفتہ رفتہ سب لوگ دمشق پہنچا دیئے گئے اور میں بھی انہیں کے ساتھ بھیجدیا گیا مگر ترکوں نے دمشق پہنچکر بھی اس مشکل وقت میں مدینہ اور حرم کے عہدہ داروں کی تنخواہیں جاری رکھیں بلکہ ڈبل خرچ دیا چنانچہ مجھکو بھی ۴ اشرفی ماہوار دیتے رہے۔ لیکن جب دمشق ترکوں کے ہاتھ سے نکل گیا تو اسی ہزار باشندگان ومہاجرین مدینہ پر بڑی مصیبت کھانے اور ضروریات زندگی کی پڑ گئی اور اسی ہزار میں سے **۷۵ ہزار بھوک سے مر گئے۔** پانچ ہزار بھی یوں بچے کہ فاتح قوم نے ان کی مدد کی۔ چنانچہ مجھکو بھی انگریز افسروں نے ۴ اشرفی ماہوار دینا جاری رکھا۔ اور دیگر عہدہ داروں کے وظائف بھی برقرار رہے

انگریزوں کو تعجب تھا کہ ترک اتنا زیادہ خرچ مدینہ میں کیونکر کر سکتے ہیں قصہ مختصر انگریزوں نے ہمارے ساتھ بہت شریفانہ برتاؤ کیا اور بڑی مہربانی سے جہازوں میں سوار کر کے ہمکو جدہ پہنچا دیا جہاں سے ہم شریف صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنے عہدوں کی اسناد دکھائیں جنکی بناء پر ہماری نوکریاں بحال کر دیگئیں مگر خرچ کے لئے ایک پیسہ نہ ملا۔

شریف صاحب کے چار بیٹے ہیں دو ایک ماں سے۔ اور دو دوسری ماں سے۔ ایک والدہ کے دو لڑکے امیر فیصل اور امیر علی ہیں۔ اور دوسری ماں سے ایک لڑکا امیر عبداللہ ہے اور ایک ابھی حال میں پیدا ہوا ہے جس کا نام غازی رکھا گیا ہے۔

دمشق میں ہم سنتے تھے کہ ہندوستان میں بڑا ہیجان پھیل گیا ہے ہندو مسلمان خلافت کے لئے ایک ہو گئے ہیں اور سخت ہنگامے ہو رہے ہیں اس پر عربی اخبارات میں بڑے بڑے مضامین مسلمانوں کی دلیری اور حب اسلام کے شائع ہوتے تھے مگر میں ان سے باتیں کیا کرتا تھا۔ کہ دور کے ڈھول اس ملک میں کیسے سہانے معلوم ہوتے ہیں ورنہ اپنے ملک کی حالت کو میں اچھی طرح جانتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ شام کے موجودہ حالات کے متعلق کچھ لکھوں کیونکہ مجھکو مدینہ منورہ میں زندگی بسر کرنی ہے البتہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ انقلاب کی ابتدائی تکلیف کے بعد جو جو نئی تبدیلیاں قدرت دکھا رہی ہے اس کے نتائج مسلمانوں کے لئے بڑے نظر نہیں آتے زمانہ جو کروٹ بدلتا ہے اسکے پہلو میں عالم کی بہتری کے آثار بھی ملک شام سے آپ کو بے توقع نہ رہنا چاہئے اگر وہ کچھ سنا یا دیکھا جاتا ہوگا۔ حالات ایک حد تک دیکھنے سے بالکل [illegible] ہیں اور اسلامی بہبودی ہر جگہ نسبت تمام انحصار ہے۔

ہم مسلمانوں میں یہ غلطی ابھی تک موجود ہے کہ ہم ہیروں کی مسلمانوں کی ترقی کی امید لگایا کرتے ہیں [illegible] ترک [illegible] اور شام کی مذکورہ توقعات ذاتی مشاہدہ کے نتائج [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۴ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۱

فاتحۃ السنۃ الثامنۃ

پیغام صلح کا سال ہشتم

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ۰ والحمد للہ الذی لا نشکر نعمتہ الا بنعمتہ ولا تنال کرامتہ الا برحمتہ والحمد للہ الذی جعلنا من خیر امۃ اخرجت للناس یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویؤمنون باللہ ۰ والحمد للہ الذی اکمل لنا دیننا واتم علینا نعمتہ ورضی لنا الاسلام دینا ۰ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ الذی ختم بہ الانبیاء وجاء بالبینٰت والھدٰی وھدی بہ الاولیاء والاتقیاء حتی ارتفع دین اللہ غایۃ الارتفاع والاعتلاء بحیث صار اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء ۔

دنیا کی مثال ایک عظیم الشان کشت زار کی سی ہے کہ جس میں فرزندان آدم اپنے گوناگوں اعمال اور افعال کے بیج لیکر داخل ہوتے ہیں ۔ اور تاریخ عالم فی الحقیقت ہدایت و صلاح امم اور ضلالت کبریٰ کی باہمی آویزش کی داستان ہے ۔ صفحۂ ارض پر صدہا قسم کے ادیان و ملل کے بیج بوئے جاتے ہیں اور بانیان مذاہب مختلف اغراض و مقاصد اور تمناؤں کے ساتھ انکی آبیاری کرتے ہیں اور اس معمورۂ عالم کے اندر کھاری اور میٹھے دونوں طرح کے سمندر ساتھ ساتھ چلتے ہیں ۔ شہد اور نیش بالکل قریب قریب لیٹے ہیں پھول اور کانٹے کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہے پھر قدرت کی ان تمام اشیاء و فطرت کے اندر تنازع للبقا کی ایک زبردست جد و جہد کا مادہ موجود ہے ہر ایک چیز جسے جامۂ ہستی عطا کیا گیا اپنی حفظ و بقا کے لئے فطرتاً ایک عجیب قسم کی کش مکش میں گرفتار ہے سمندر کی مچھلیوں سے لیکر بڑے بڑے حیوانات اور پھر اشرف المخلوقات کی روزانہ تگ و دو اور ساعی کی واحد غرض تنازع للبقا کے سوا اور کچھ نہیں الغرض جمادات نباتات اور حیوانات بلکہ تمام معنویات خیالات و اعتقادات میں بھی یہ باہمی جنگ جاری ہے ۔ یہ باہمی کشاکش اور پیکار لازماً ایک حصۂ کائنات کی ہستی پر فنا طاری کرتی ہے ۔ اور ایک حصہ کو باقی رکھتی ہے ۔ شب و روز زندگی کے ہر ایک لمحے میں کائنات ہستی کی ہر ایک نوع حفظ و بقا کے لئے دوسری کے ساتھ برسر جنگ ہے جو اپنے قانون انتخاب طبیعی کے ایک زبردست قانون کے ماتحت یا تو باقی رکھی جاتی ہے یا صفحۂ ہستی سے نیست کر دی جاتی ہے قانون ارتقا کی یہ نہایت اہم نوع انتخاب طبیعی قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کے ماتحت اپنا عمل ہمیشہ جاری رکھتا ہے واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض جو چیز جب تک یہ استعداد اپنے اندر رکھتی ہے کہ وہ نافع الخلائق ہو اس وقت تک اسکو باقی رکھا جاتا ہے اور جب وہ صرف مضر اور نقصان رساں ہستی کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے تو انتخاب طبیعی کا زبردست ہاتھ اسکو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیتا ہے ۔ فاطر السمٰوات والارض کا یہ زبردست اور اٹل قانون ہے کہ جس سے راہ مفر کسی کے لئے میسر نہیں ۔

(۲)

کم و بیش نصف صدی کا عرصہ گزرتا ہے کہ سلسلہ احمدیہ کا مبارک شجر اس زمانے کے حقیقی باغبان مجدد دوران حضرت مسیح موعود نے اپنے مبارک ہاتھوں سے لگایا ۔ اس سلسلہ کے قیام کا مقصد و منتہا اشاعت اور ترویج تعلیم اسلام تھی ۔ انکی تمام تر زندگی کے ایام کا محور صرف یہی مبارک نصب العین تھا وہ زندہ رہے تو اسی کی خاطر اور مرے تو اسی کی راہ میں اور انکی زندگی آج اسلام کی راہ میں کام کرنے والوں کے لئے مشعل ہدایت ہے ۔ اسلام اگر زندہ رہ سکتا ہے ۔ اور لیقیناً رہیگا ۔ تو صرف اسی کی بدولت کہ نقش قدم پر چلکر ۔ آج ارتقاء اسلام اور اعتلاء اسلام کے لئے ... ایک ہی دروازہ کہ جسکو اس نے کھولا ... کے حصول کے لئے کھولا گیا ہے ۔ اسلام ایک ایسا ... کہ جس کی تمام ... کے جھونکوں اور بارش کے زور سے اپنی جڑ ... اصلھا ثابت" اسکی جڑ ... اس کی طرح اسکی شاخوں کو بھی تمام جہان پر پھیلنا چاہئے ۔ آج عالم آشوبی کے زمانے میں ... مگر اسی کے ... گر اسی کے حل طلب ہیں ۔ دنیا ... انقلابوں ... اپنے مقصد تک ... پر ... کے لئے اپنا سر چھپانے کی جگہ آج اسلام کے سوا اور کہیں نہیں ۔ یہی مذہب ہے جو ... سب کا ۔ مگر دنیا دیکھ رہی ہے کہ تخت و تاج کے غرور نے ... اقوام کے لئے بھیڑوں سے بھیڑئیے بنا دیا ۔ اسلام کا اسلام ہی صرف امن اور مذہبی آزادی کا مبشر اول ہے ۔ مسلمانوں نے جہاں حکومت کی ہے وہاں مذہبی آزادی کی بے نظیر مثالیں موجود ہیں ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت صدیوں تک رہی مگر اس عہد حکومت میں مسلمانوں کے اعداد و شمار کو دیکھو ۔ تو حیرت ہوتی ہے کہ ان مسلمانوں کے علاوہ کہ جو ہندوستان کے باہر سے آئے نو مسلموں کی تعداد کوئی وقعت نہیں رکھتی مسلمانوں کے دار الخلافہ کے ارد گرد آج بھی ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ ہے ۔ برخلاف اسکے عیسائیت اور دیگر مذاہب نے جہاں جہاں کچھ مدت حکومت کی ہے غیر مذاہب کا نام و نشان تک نہیں ۔ بدھ مذہب اس ہندوستان میں پیدا ہوا اور اس نے بڑے تزک و احتشام کے ساتھ یہاں حکومت کی مگر آج آریہ ورت میں کسی بدھ کا نام و نشان تک نہیں بلکہ بھارت ورش کی تاریخ سے اسکے وجوہات پوچھو ۔ ترک آج کیوں مصیبت میں گھرے ہوئے ہیں اسکی وجہ حد سے زیادہ مذہبی آزادی کے سوا اور کچھ نہیں ۔ اگر وہاں اس وسعت قلبی کو حد اعتدال کے اندر رکھا جاتا ۔ اور اشاعت و تبلیغ اسلام کا ذرہ برابر بھی انتظام ہوتا ۔ تو آج انکو یہ مصیبت کے دن نہ دیکھنے پڑتے ۔ پس اسلام کی زندگی اگر مقدر ہے تو وہ اشاعت اسلام کے سوا اور کسی ذریعہ سے ممکن نہیں اور اگر دنیا اپنی گم شدہ امن و سلامتی کو واپس لا سکتی ہے تو صرف بگوش اسلام ہو کر ۔ مسیح موعود دنیا میں آیا اور اسکی آواز تمام عمر زندگی بھر یہی رہی ۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں ۔ بلکہ اپنی تعلیم اور صداقت کے زور سے دنیا میں وہ شوکت و عزت حاصل کر سکتا ہے ۔ کہ جو کسی اور ذریعہ سے مقدور نہیں مسلمانوں کی تمام تر مشکلات اور مصائب کا نہیں بلکہ تمام نسل انسانی کے دکھوں اور دردوں کا علاج اشاعت و ترویج اسلام کے سوا اور کچھ نہیں دنیا کے حقیقی مرض کی تشخیص ہو چکی اور اس کے درد کا مداوا تجویز ہو چکا اب صرف اسکا استعمال باقی ہے ۔

(۳)

دنیا اپنے وحشت اور بربریت کے عہد میں خونخوار ہتھیاروں اور جنگی پہلوانوں کے ساتھ ممالک کو تہ و بالا کرتی تھی ۔ آج تہذیب کی فراوانی کے دنوں میں قلوب کی وادیوں پر وساوس کے لشکر چڑھائے جاتے ہیں حضرت مسیح موعود کو جیسے خداوند عالم نے ان دجاجلۂ شیطانی کی بیخ کنی کے لئے مامور کیا تھا ۔ انہوں نے اس عظیم الشان کام کے لئے ایک جماعت کو تیار کیا جسکی تاسیس کا مقصد وحید اشاعت و تبلیغ اسلام قرار دیا ۔ دنیا اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتی کہ اس مختصر عرصہ میں میدان عمل میں جو کام احمدیت نے کیا ہے وہ دوسرے کروڑ ہا مسلمانوں کی کسی جماعت کو کرنا نصیب نہیں ہوا ۔ اور اسکے جو خوشگوار نتائج پیدا ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں ان سے کبھی انکار نہیں کیا گیا ۔ مگر بدقسمتی سے خود اس کام کرنے والی جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا ۔ اور ان میں سے ایک حصۂ کثیر نے راہ غلو اختیار کر کے اور اس طریق عمل کو یکسر چھوڑ دیا ۔ کہ جس پر مسیح موعود نے انکو قائم کیا تھا جماعت احمدیہ کے اس باہمی تفرقہ کی وجہ سے اس کام کرنیوالی جماعت کے قوائے عمل پر بہت برا اثر پڑا ۔ اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جماعت کے اندر کام لئے جو جوش اور ہیجان حضرت مسیح موعود کی زندگی میں موجود تھا اس میں اکثر جا بجا ضعف واقع ہو گیا اور دوسری طرف عام مسلمانوں کے اختلال جذبات نے قومی مذاق میں خطرناک فساد برپا کر دیا ہے اور جس طرح بعض مہلک امراض کے دوران میں لوگ تقویت بخش اور جزو بدن ہونے والی غذاؤں سے متنفر ہو کر محض چاشنی دار غذاؤں پر جھک پڑتے ہیں اسی طرح آج مسلمان قبل از وقت سیاسی ہیجان پیدا ہو جانے کی وجہ سے اپنے ارتقاء اور اعلاء کے حقیقی اسباب سے یکسر منہ موڑ بیٹھے ہیں ۔ قومیں بلند آہنگ دعاوی اور دھواں دھار تقریروں ، خطیبانہ بلند آہنگیوں اور جذبات قومی بھڑکانے والی خطرناک ہیجان پیدا کر دینے والی ... سے ترقی کے بام رفیع پر نہیں پہنچ سکتیں بلکہ قومیں اپنے افراد کے اعلیٰ ذہنی اور اخلاقی قابلیتوں سے ترقی کرتی ہیں ۔ اور اگر ان خام حالت میں سوء اتفاق سے غلبہ سیاست میسر بھی آ جائے تو قوم اپنی ذہنی اور اخلاقی کمزوریوں کی وجہ سے اس کا استعمال نہایت خطرناک طریق پر کر کے اسکو بہت جلد اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھتی ہے پس اس سے پیشتر کہ تم حیات سیاسی کو حاصل کرو اس کے برمحل استعمال اور قابو میں رکھنے کی قابلیت اپنے اندر پیدا کرو ۔ اور یہ قابلیت پیدا ہو نہیں سکتی کہ جب تک تم قرآن کریم اور تعلیم اسلام کو اپنی مشعل راہ نہ بناؤ مسلمانوں کی اخلاقی حالت کس قدر گری ہوئی ہے ۔ اس پر بحث دلنظر کا یہ وقت نہیں اسلام میں اور دیگر اقوام میں ایک بین فرق ہے ۔ دیگر اقوام اپنے مذہب کو خیر باد کہکر بھی تمدن و تہذیب میں ترقی کر سکتی ہیں ۔ مگر مسلمان جب تک اسلام کا جوا اپنی گردن پر قبول نہ کریں قطعاً ترقی نہیں کر سکتے ۔ الغرض مسلمانوں میں قبل از وقت سیاسی ہیجان نے ان کو اپنی اندرونی اصلاح سے یکسر غافل کر دیا ہے اور آج جو شخص ان کے نقائص اور عیوب کی طرف ان کی توجہ دلاتا ہے ۔ وہ شخص خود ہی متکلم و مخاطب دونوں کے فرائض ادا کرتا ہے ۔ اور لوگ اپنے سوء مرض کے سبب اس پر متوجہ نہیں ہوتے ۔ قوم کی اس بے حسی اور مردنی کی حالت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اسکے اندر زندہ اقوام کے افراد کو داخل کیا جائے جو قوم کے لئے بمنزلہ قوت دینے والے اجزاء کے ثابت ہوں پس اشاعت اسلام ایک مبارک مقصد ہے کہ جو مسلمانوں کی تمام تر بیماریوں کا ایک ہی مداوا ہے ۔

(۴)

سلسلہ احمدیہ کی تاسیس کی علت غائی صرف اشاعت و تبلیغ اسلام ہی تھی ۔ جسکو سلسلہ کی باہمی مشاجرت نے سخت صدمہ پہنچایا ۔ اور بالآخر اس اصول کی خاطر ایک حصہ جماعت کو قادیان کی پر پریشانہ سنقبت سرائی اور سجادۂ غلو و اعتزاق کی دو کان آرائی سے منہ موڑ کر علیحدہ ہونا پڑا کسی پیر اور دنیاوی حکومتوں کے خطاب کردہ نہیں بلکہ خود خداوند عالم کے برگزیدہ الفاظ سے خطاب کردہ "پاک ممبروں" نے حضرت مسیح موعود کی قائم کردہ اساس کو اپنے دائرہ عمل کا محور بنا لیا ۔ حضرت صاحب نے اپنی آخری گھڑیوں میں ہندوستان کے مختلف دیار و ملل میں مذہبی رواداری اور جذبۂ تحمل کو پیدا کر کے اشاعت اسلام کے لئے رستہ صاف کرنے کی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف مذاہب کو مخاطب کر کے ایک پیغام لکھا ۔ اور کیا شان الٰہی ہے کہ اس پیغام کو ... کر کے ... دیکھا ۔ کہ جو اسکو اپنی تمام تر کوششوں کا مرکز بنانے والے تھے ۔ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد اس پیغام کے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے لاہور کے پاک ممبروں نے اس اخبار پیغام صلح کو جاری کیا ۔ اس اخبار کا نصب العین کسی گدی کا قیام اور خلافت فاسدہ کا ڈھونگ نہ تھا ۔ بلکہ اس کا اجراء فی الحقیقت مسیح موعود کے مبارک ہاتھوں ہوا ۔ اور خود حضور نے ہی گویا اس کا مقالہ افتتاحیہ پیغام صلح کے نام سے لکھا ۔ پیغام صلح کو اپنے یوم بعثت سے ہی ان مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ۔ کہ جو ہر پیغام حق کی تبلیغ کے لئے پیش آیا کرتی ہیں ۔ اس کی ہفت سالہ زندگی اس امر پر شاہد ناطق ہے کہ اس صدائے حق کی مخالفت میں کس قدر زور لگایا گیا اور اس شجرۂ طیبہ کو نقصان پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی مگر الحمد للہ کہ ترکیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء کے الٰہی وعدہ کے مطابق یہ لفضلہ ہر رنگ میں محفوظ رہا ۔

دنیاوی حکومتوں کی جلالت و جبروت کو بارہا اس کے اور اسکے مربیوں کے خلاف جوش دلایا گیا اور کبھی خلافت و نیابت الٰہی کے زعم میں سراپردۂ جلال کی نمود کی گئی لیمزقنکم ... خدا جانے کیا کیا انت ستشت وعید کی رعد آسا نمائش کی گئی ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ دشمن ناکام اور نامراد رہا ۔

(۵)

اخبار کا دائرہ عمل

اخبار کے اجراء کی غرض تجارت نہیں ورنہ متواتر اور پے در پے نقصانوں کی وجہ سے اخبار کا زندہ رہنا ممکن نہ تھا اس کا مقصد وحید ہدایت و اصلاح امت یا دعوت اسلام ہے ۔ ایک سال کے اندر قطع نظر اس کے اس کے بہت سے کالم سلسلہ کے اندرونی تشدیدہ کی نظر ہوئے

(بقیہ مضمون برصفحہ ۵ کا)

معہود موصوف نے اپنی طرف سے اپنا حاشیہ چڑھا دیا ہے۔ کہ عراق عرب کی حکومت انگریز ملازم ہے کہ کفالت میں ہے۔ گویا اس ٹیکس کے ذمہ دار انگریز ہیں ؎

مقدمہ بازی کی خوفناک تیزرفتار ۱۹۱۹ء

اعداد ذیل سے معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں کس قدر عقدِ ذی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور جو شخص دن رات پالٹکس میں سرگرداں ہیں اور جو لیڈر اپنے ملک کی اخلاقی حالت سے عمداً بے خبر ہیں۔ وہ کس قدر ظلم اپنے ملک پر کر رہے ہیں۔ رپورٹ سنہ ۱۹۱۹ء سے ظاہر ہے کہ تمام ہندوستان میں ۳۳ لاکھ ۵ ہزار ۳۷۲ دیوانی دعوے دائر ہوئے جن کی مالیت ۳۰ کروڑ ۵۲ لاکھ ایک ہزار ۵۸۴ روپیہ تھی۔ اُن میں سے قریباً تین لاکھ دعوے دس روپیہ اور سوا دو لاکھ دعوے پچاس روپیہ کی مالیت کے تھے۔ کل دعوؤں پر ۷۲ فیصدی دعوے سو روپیہ سے کم مالیت کے تھے متذکرہ صدر اعداد بتاتے ہیں کہ ہندوستانی اپنا کروڑوں روپیہ اور بیش قیمت وقت چھوٹے چھوٹے مقدموں پر کس بیدردی بلکہ ناعاقبت اندیشی سے صرف کرتے ہیں۔ کیا یہ معمولی مقدمات پنچایت سے فیصل نہیں ہو سکتے ؟ -

ترک ایک زندہ رہنے والی قوم ہے اور زندہ رہیگی

اخبار خوان حضرات کو معلوم ہے کہ یورپ کا مرد بیمار (ٹرکی) جب سنہ ۱۹۱۴ء میں شامل جنگ ہوا تھا تو ہر طرف سے آوازیں آتی تھیں کہ یہ تو سب سے کمزور ہے اسکی موت آگئی ہے۔ مگر آج جنگ کو ختم ہوئے قریباً دو سال ہو گئے۔ ٹرکی کے ساتھیوں میں سے جرمنی آسٹریا بلغاریہ سب خاموش ہیں۔ مگر ترک باوجود ضعف و قلت وسائل کے شمشیر بکف ہیں اور ہر چند اتحادیوں نے اسکے دارالخلافہ پر دباؤ ڈال رکھا ہے پھر بھی آزاد ترک کچھ نہ کچھ کر رہے ہیں۔ مصطفےٰ کمال پاشا جعفر طیار پاشا۔ غازی انور پاشا اناطولیہ بھر میں اسمرقند میں دشمنوں کی سرکوبی کر رہے ہیں اور اُن کی بیدار قدمیاں فرانسیسیوں اور دوسری طاقتوں کو شکست دے رہی ہیں۔ ان سب واقعات کو جمع کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ ترک ایک زندہ قوم ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ زندہ رہے گی بلکہ ترکوں کے ساتھیوں کا زخم کھا کر خاموش ہو جانا اور ترکوں کا اب تک مقابلہ کئے جانا ثابت کرتا ہے کہ ترک بڑی بہادر اور شجاع قوم ہے ؎

ترکوں کا جتنا نقصان ہوا عربوں کی بیوفائی سے ہوا

ایسی بہادر اور ایسی شجاع قوم کا عبرت انگیز حشر ہوا۔ اس میں مزید کوئی راز ہے۔ مکہ کا اخبار "القبلہ" اس راز کو اس طرح آشکارا کرتا ہے کہ ہم اہل عرب نے خونخوار جنگ میں دخل دیا۔ ہم نے دول متحدہ (انگریز وغیرہ) کی خاطر اپنے عزیز فرزندوں کو مروایا۔ ہم نے ان کے ساتھ ملکر ترکوں کو نقصان پہنچایا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ دول متحدہ نے ستر سے زیادہ دفعہ ہمیں بالاستقلال آزاد کرانے کا وعدہ کیا جو ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ عرب اب اپنی بے وفائی پر رو رہے ہیں ؎

بیس لاکھ سے زیادہ آدمیوں کا چالان

سنہ ۱۹۱۹ء کی رپورٹ مقدمہ بازی سے ایک اور حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ سال زیر ریویو سنہ ۱۹۱۹ء میں پولیس نے تمام ہندوستان میں بیس لاکھ ۳۷ ہزار ۱۷ آدمیوں پر مقدمہ چلایا۔ جن میں ۹ لاکھ ۴۳ ہزار ۵۰۸ آدمی رہا کر دئے گئے۔ اور ۹ لاکھ ۸۷ ہزار ۱۲۸ آدمیوں کو سزا ملی۔ گویا یوں سمجھنا چاہئے کہ ۴۶ فیصدی اشخاص بیقصور تسلیم کئے گئے۔ اور جن میں ۴۵ فیصدی کو سزا ملی۔ ان میں بھی خدا جانے کس قدر بیگناہ

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس قدر آدمیوں کو ہر سال بلا کسی قصور کے حیران اور زیر بار رہنا پڑتا ہے۔ بلکہ بعض حالات میں حوالاتوں کی صعوبات بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں ؎

ایک ٹرکی خاتون میدان جنگ میں

اخبار ڈیلی ایکسپریس کے نامہ نگار مسٹر پرسیوال فلپس نے قسطنطنیہ سے ایک ترکی خاتون خالدی ادیب خانم کی جنگی سرگرمیوں کا حال اخبار مذکور کو ارسال کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹرکی میں صورت حال ابتدا میں قدر ناخوشگوار ہو گئی ہے کہ نہ صرف مرد بلکہ عورتیں تک سرفروشی کے لئے کمر ہمت باندھ کر نکل کھڑی ہوئی ہیں اور اسلام کی عظمت و حرمت اور اپنی قومی عزت و خود داری پر اپنی جان قربان کر دینا چاہتی ہیں۔ نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ خالدی خانم اب خود میدان جنگ میں آگئی ہیں۔ اور خاتون موصوفہ نے تنہا پندرہ روز کے اندر بارہ ہزار رنگروٹ مصطفےٰ کمال پاشا کی فوج میں داخل کرائے ہیں۔ خاتون موصوفہ نے بہت زبردست اثر پیدا کر لیا ہے۔ اور وہ اناطولیہ میں عام انقلاب کی کوشش میں لگی ہوئی ہیں خانم صاحبہ مذہب کی دلدادہ ہیں۔ اور آپ کا عقیدہ ہے۔ کہ مذہب سے الگ ہو کر مسلمان صفحۂ دنیا پر زندہ نہیں رہ سکتے۔ جب یونانیوں نے ترکوں پر مظالم کی انتہا کر دی۔ تو وہ گھر سے باہر نکل پڑیں۔ اور مسلمانوں کو جمع کر کے کہنے لگیں کہ میں مجبور ہو گئی ہوں۔ اور اب مجھ میں طاقت صبر باقی نہیں رہی چنانچہ آج دن سے برابر یہ باہمت خاتون ملک و ملت کی عزت بچانے کی کوشش میں مصروف ہیں ایک مسلمان جس کے قلب میں ذرہ برابر بھی جوش ایمانی ہے۔ وہ اس غیور و شجیع خاتون کی ہمت کا حال پڑھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس دیندار و قوم پرست خاتون نے اپنے اس مردانہ طریق عمل سے جو شاندار مثال قائم کی ہے اُس کا یقیناً ٹرکی کی آبادی پر بہت گہرا اثر پڑا ہوگا۔ گو ترک و عرب خواتین کی شرکت جنگ کا یہ واقعہ کوئی نیا نہیں ہے اور اسلام کے ابتدائی عہد کی تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ احد و بدر میں برابر خواتین عرب نے شرکت کی ہے۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کارناموں سے کوئی تاریخدان ناواقف نہیں ہو سکتا۔ حضرت خولہ و حضرت زبیدہ اور نیز دیگر خواتین عرب کی جرأت و شجاعت کے واقعات سے بھی تاریخ کے صفحات بھرے ہوئے ہیں۔ اور طرابلس کی عرب کی لڑکی فاطمہ بنت [illegible] جو حال کے برطانوی حملہ کے ایام میں پیش آیا تھا۔ ابھی لوگوں کے ذہن میں تازہ ہے۔ نیز گیلی پولی پر انگریزی فوجیں اُترنے کے زمانہ میں تین ترکی خواتین نے کئی شب تک اپنی گولیوں سے متعدد سپاہیوں کو زخمی کیا تھا ؎ (اخبار مدینہ)

ترکی کیا تھی کیا رہ گئی

لنڈن کے اخبار کرانیکل کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ سترھویں صدی میں ترکی کے ماتحت ایشیا، افریقہ اور یورپ کی ۲۰ لاکھ مربع میل زمین تھی اور یورپ میں اس کی سلطنت کی حدود تمام ترنا و دارالحکومت آسٹریا ہنگری، تک پھیلی ہوئی تھی۔ گذشتہ صدی کے اوائل میں یونان نکلا۔ اور اس کے سرویا۔ رومانیہ۔ بلغاریہ اور مانٹینگرو نکل گئے۔ اب ترکوں سے اس کے تمام مقبوضات افریقہ اور یورپ چھین لئے گئے ہیں۔ اور ایشیا میں اس کی سلطنت بہت کم ہو گئی۔ یہاں تک کہ موجودہ صلح کی رو سے ترکی کے پاس ۲۰ لاکھ مربع میل میں سے صرف ایک سو ایک میل علاقہ رہ جائیگا (نوزائن)

ہندوستان میں ریلگاڑیوں کے پلیٹونکے مخصوص درجے اڑادیئے جائیں

ہندوستان میں جو احساس ہو رہا ہے وہ عام طور پر نہایت مبارک ہے ناظرین کو معلوم ہے کہ ریلوے گاڑیوں میں یورپینوں کیلئے اور تھوڑے درجوں میں یوریپنوں اور یوریشینوں کے لئے درجے مخصوص کر دیئے جاتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہندوستانی مسافر تو ان درجوں میں سخت تنگی اور تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ لیکن یورپین اور یوریشین اسی قدر کرایہ دے کر آرام سے ایک تمام درجہ میں دو چار آدمی سفر کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات ایک ہی سفر کرتا ہے۔ اور کسی ہندوستانی کی طاقت نہیں ہے کہ اس درجہ میں وہ سوار ہو سکے حال ہی میں ایک ہندوستانی نے حضور وائسرائے کو درخواست بھیجی ہے۔ اور حکام ریلوے کے اس طرز عمل کو دیدے ہی اپنے وطن میں ہندوستانیوں کی توہین و ذلت ظاہر کیا ہے اور لکھا ہے اگر گورنمنٹ نے توجہ نہ کی تو ہمیں خاموش مقابلہ سے کام لینا پڑیگا۔ واقعی جب ہمارے اپنے ہی ملک میں ہمارے اپنے ہی گھر میں غیروں کے ہاتھوں اس طرح ہماری توہین ہو تو افریقہ یا دیگر ممالک غیر میں جو کچھ ہمارے ساتھ ہو اس پر تعجب ہی کیا ہے۔ (کشمیری گزٹ)

ایک موچی کا بھانجہ جو آج انگلستان کا وزیراعظم ہے

مسٹر لائڈ جارج وزیراعظم انگلستان جن کی جنگ جویانہ شہرت طلبی اور جہان کشایانہ ہوس رانی آج کسی تعریف کی محتاج نہیں ہے۔ ایک معمولی دیہاتی سکول ماسٹر کے لڑکے اور ایک موچی کا بھانجہ ہیں۔ اخبار حق" ان کے غیر معمولی رعب و داب کا تو تسلیم کرتا ہے لیکن یہ بھی لکھتا ہے کہ آپ میں عام مدبروں کی طرح تمکنت اور سکون نہیں ہے

مسیحی سرگرمیاں

انجیل کے نشر و اشاعت کے لئے مسیحی دنیا میں متعدد و ہیڈ قوت مجلسیں اور انجمنیں بھی قائم ہیں منجملہ انکے ایک انجمن کا نام برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائیٹی ہے۔ سال گذشتہ میں صرف ایک انجمن نے انجیل کے نسخے حسب ذیل تعداد میں مختلف اقطاع عالم میں شائع کئے:- جاپان ۸۰۰۰۰ ہندوستان ۱۲۲۵۰۰۰ چین ۳۰۰۰۰۰ میدان جنگ میں ۹۰۰۰ برازیل ۱۴۰۲۵۰۰۰ یہ تقریباً ڈیڑھ کروڑ نسخے اس نے صرف ایک سال کی مدت میں شائع کئے۔ لیکن اگر آغاز قیام سے اس انجمن کی رفتار عمل کا حساب لگایا جائے تو اب تک ۳۰ کروڑ سے زائد تعداد میں صرف یہ انجمن اپنے صحیفہ مقدس کی اشاعت کر چکی ہے ؎

یہ کارنامہ متعدد و متحد المقصد انجمنوں میں سے صرف ایک کے ہیں ان کی مدد سے مجالس کے مجموعی کارناموں کی غیر محدود وسعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا تثلیث پرستوں کی حیرت انگیز قوت عمل کی یہ داستان بھی اہل توحید کے ولولۂ عمل کو حرکت دینے میں ناکام رہیگی ہلال کا بدر کامل بننا صرف اس کی حرکت پر موقوف ہے لیکن اگر اس سے استعداد حرکت سلب ہو گئی ہے تو اس براۓ نام روشنی صلیب کو ماند نہیں کر سکتی ؎

ساتھ ہی مسیحی اصحاب سے بھی بصد ادب استفسار ہے۔ کہ جس انجیل کی وہ لاکھوں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں اشاعت فرما رہے ہیں آیا یہ وہ صحیفۂ مقدس ہے جس میں خونریزی ہر صورت میں بدترین معصیت قرار دیا گیا جس میں دنیوی جاہ و حشم، دولت و ثروت کی انتہائی مذمت کی گئی ہے۔ اور جس کی ایک ایک سطر حلم و عفو، ایثار و بے نفسی کی تعلیمات سے لبریز ہے۔ یا اسکی آیات سے یہ سب عناصر خارج کر دیئے گئے ہیں۔ ؟

عجائب عالم کی فہرست میں اس واقعہ کو سب سے اوپر جگہ دینا چاہئے۔ کہ جو مذہب دنیا کو رہبانیت کی تعلیم دینے اور کشت و خون بلکہ غیظ و غضب حسد و عناد کی بیخ کنی کے لئے دنیا میں آیا آج اسی کے پیرووں نے حکومت و تجارت کو قبلۂ مقصود بنا لیا ہے۔ مال و دولت کی پرستش شروع کر دی ہے۔ اور جنگجوئی، سفاکی و خونریزی کے لحاظ سے تاریخ انسانی میں ایک بالکل عجیب باب کا اضافہ کر دیا ہے ؎ (از معارف)

بالشویکوں کی کشتی کی چیرہ دستی:۔ لنڈن ۲۵ جون
پریس فیرو رڈ کو معلوم ہوا ہے کہ بالشویکوں کی توپ بردار کشتی نے حال ہی میں استارت پر گولہ باری کی۔ دہشت انزلی اور استارت میں صورت حالات اور بگڑ گئی ہے:

بالشویکی تحریک کی نشر و اشاعت:۔ بالشویک کثیر التعداد تعقبات تیں لے آئے ہیں جن میں باکو کے ایرانی بھی شامل ہیں یہ لوگ بالشویکی تحریک پھیلا رہے ہیں اور دہشت کی ناامید سوویٹ حکومت کو اسلحہ اور سامان حرب بہم پہنچا رہے ہیں:

شیعہ مسلمان اور خلافت اسلامیہ:۔ الہ آباد ۲۹ جون
آنریبل سید رضا علی صاحب نے ترکی شرائط صلح کے معاملے میں شیعہ مسلمانوں کے جذبات کے متعلق حضور وائسرائے کی خدمت میں پیغام بھیجا ہے کہ ترکی کی قسمت اور اسلام کے مقامات مقدسہ پر غیر مسلم قبضہ و تسلط کے متعلق جو فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس سے شیعہ مسلمان بے تعلق نہیں ہیں۔ بلکہ انہوں نے بھی اپنے سنی بھائیوں ہی کے برابر رنج و اندوہ الحق ہے۔ براہ کرم مہاتما گاندھی کی چٹھی پر بہت احتیاط سے غور و خوض کیجیئیگا:

ایک پادری کی چوری اور سینہ زوری:۔ کلکتہ ۲۸ جون
سینٹ ٹیمز کے گرجا کے پادری بنو بری کو کلکتہ کی پولیس نے گرفتار کر لیا۔ اور آج سالدہ کے مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا پادری صاحب پر بددیانتی اور گرجا کے سرائے میں دس ہزار کے غبن کا الزام ہے۔ ملزم نے مطالبہ کیا۔ کہ چونکہ وہ برطانی رعایا سے ہے لہٰذا اس کے مقدمے کی سماعت کسی یورپین مجسٹریٹ کی عدالت میں ہونی چاہیئے۔ چنانچہ یہ درخواست منظور کر لی گئی۔ اور مقدمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ علی پور کی عدالت میں منتقل کیا گیا:

دہلی۔ ۲۹ جون۔ مولانا احمد سعید صاحب سکرٹری خلافت کمیٹی دہلی دیرہ دون کے ایک مذہبی جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے مدعو کئے گئے تھے۔ لیکن جب وہاں پہنچے۔ تو انہیں قانون تحفظ ہند کے ماتحت ایک حکم دیا گیا جس میں انہیں ضلع دیرہ دون کی حدود کے اندر داخل ہونے سکونت اختیار کرنے یا رہنے کی ممانعت کی گئی

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبدالرحمن خان صاحب منصف درجہ اول مظفر گڈھ
نمبر ۲۲۰۹

ہندو خاندان مشترکہ تلسہ سنگھ۔ تارا سنگھ سیہہ سنگھ۔ بذریعہ تلسہ سنگھ ولد بھولا سنگھ۔ سمید سنگھ نابالغ ولد تلسہ سنگھ اقوام چوہان راجپوت سکنائے موضع برمار غربی تحصیل سانواں۔ مدعیان

بنام

نورن ولد سلطان خان ذات سنجرا سکنہ برمار غربی تحصیل سانواں
جندو خان ولد مبارک خان ذات دسنگاہ سکنہ دریالی
مدعا علیہم۔

دعوے دلا پانے [illegible] روپیہ بر دے ہنڈی

بمقدمہ مندرجہ بالا حسب درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا گیا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۲ جندو خان تعمیل سے عمداً گریز کرتا ہے اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ ۲۰ جولائی سنہ ۲۰ء کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی
آج بثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت جاری کیا۔ ۹ جون سنہ ۲۰ء

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبدالرحمن خان صاحب منصف درجہ اول مظفر گڈھ
نمبر ۲۲۲۴

وسایا ولد سلطان ذات لڈ سکنہ موضع راہدو تحصیل سانواں ننیدار مدعی

بنام

سماۃ صاحب زوجہ الہ بخش۔ الہ بخش۔ محمد بخش۔ بڈھا پسران رانجھا قوام کھیڑ دون سکنائے کہیڑہ تحصیل سانواں۔ محمد بخش ولد مقصود شاہ ذات سید کبری۔ سکنہ کبری۔ تحصیل سانواں۔ مدعا علیہم
دعوے دخلیابی بذریعہ وراثت

بمقدمہ مندرجہ بالا حسب درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا گیا ہے کہ ماسوائے مدعا علیہ نمبر ۴ باقی مدعا علیہم تعمیل سمن سے گریز کرتے ہیں اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہم بتاریخ ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ کریں۔ ورنہ بعدم حاضری انکے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی۔ ۱۲ جون سنہ ۱۹۲۰ء
آج بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت جاری کیا گیا ہے:

[illegible]

فہرست زر چندہ جماعت احمدیہ پشاور بمعرفت میاں نذر علی صاحب

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	جناب مثال خان صاحب	[illegible]
۲	" محمد ابراہیم صاحب	[illegible]
۳	" شاہزمان صاحب	[illegible]
۴	" محمد حسین صاحب	[illegible]
۵	" عبدالحنان صاحب	[illegible]
۶	" میرزا اغذر علی صاحب	[illegible]
۷	" شربت علی صاحب	[illegible]
۸	" مستری رمضان صاحب	[illegible]
۹	" دلاور خان صاحب	[illegible]
۱۰	" مستری جان محمد صاحب کی	[illegible]
۱۱	" مولوی غلام حسن خان صاحب	[illegible]
۱۲	" فضل خالق صاحب	[illegible]
۱۳	" مدثر شاہ صاحب	[illegible]
۱۴	" بابو ہدایت صاحب	[illegible]
۱۵	" امام الدین صاحب	[illegible]
۱۶	" میرزا غلام صمدانی خان صاحب	[illegible]
۱۷	" عبدالاکبر خان صاحب	[illegible]
۱۸	" محمد عباس صاحب	[illegible]
۱۹	" قاضی صاحب [illegible]	[illegible]
۲۰	" لعل شاہ [illegible]	[illegible]
۲۱	" ڈاکٹر [illegible]	[illegible]
۲۲	" بابا [illegible]	[illegible]
۲۳	" بہادر دین صاحب	۲ . .
۲۴	" رمضان علی صاحب	۲ . .
۲۵	" ملک تھتو صاحب	۱ . .
۲۶	" ملک عبدالکریم صاحب	۱ ۴ .
۲۷	" فضل قادر صاحب	۱ . .
۲۸	" کریم شاہ صاحب	[illegible]
۲۹	" لعل شاہ صاحب برق	۱ . .
۳۰	" پیر محمد صاحب	۱ . .
۳۱	" مستری عبدالعزیز صاحب	۲ ۸ .
۳۲	" عبدالرحمن صاحب	۱ ۸ .
۳۳	" ڈاکٹر نظام دین صاحب	۴ . .
۳۴	" ڈاکٹر محمد یوسف صاحب	۳ . .
۳۵	" خلیل الرحمن صاحب	۱ ۴ .
۳۶	" عبدالمجید صاحب	. ۴ .
۳۷	جناب فضل خالق صاحب۔ اشاعت اسلام	۲۰ . .
۳۸	" قاضی عبدالخالق صاحب	۱ . .

میزان کل ۴۲ . .
بتفصیل ذیل:۔ فطرانہ۔ عید فنڈ۔ چندہ اشاعت۔ تعمیر منی آرڈر
۹ [illegible]

اطلاع

وہ قدرتی اکسیر اعظم جو خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل و حکمت سے ہر ایک ذی روح کے ہر ایک دکھ درد کے لئے پیدا کی ہے۔ اور جسے اطباء سلاجیت کہتے ہیں۔ ایک سیر اصلی بمد اشاعت اسلام ایک دوست کے عطا کی ہے میرے پاس بمد امانت موجود ہے جس صاحب کو ضرورت ہو۔ وہ براہ راست سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے اس کی خریداری کا فیصلہ کر لے۔ اور جیسا جناب سکرٹری صاحب مجھے لکھیں گے تعمیل کرونگا۔ اس کے علاوہ ایک سیر میرے اپنے پاس بھی بغرض فروخت موجود ہے۔ نرخ فی تولہ ایک روپیہ (عہ) ہے

المشتہر:۔
محمد یٰسین از مقام داتہ۔ مانسہرہ
ضلع ہزارہ

ایک چمار کے سامنے جس طرح دست بستہ کھڑے ہیں اسی طرح ایک بادشاہ کے سامنے کھڑے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ انسان نیچ اور اونچ بلحاظ روحانیت کے ہے۔ روحانیت کا دوسرا نام خدا کا دھرم ہے۔ جس نے خدا کے دھرم کو پکڑا وہ اونچ ہوا۔ اور جس نے خدا کے دھرم کو چھوڑا وہ نیچ ہوا۔ اس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ لِلّٰہِ العِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ یعنی عزت صرف اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور مؤمنوں کے لئے۔ مؤمنوں سے مطلب کیا ہے۔ مومن خدا کے دھرم پر چلنے والے کو کہتے ہیں۔ اگر آپ تم خدا کا دھرم اختیار کرو۔ تمہاری عزت کی جائے گی۔ خواہ تم چماری پیشہ کرو۔ خواہ ڈھوری پیشہ کرو۔ خواہ تم بکری کا ہی گوشت کھاؤ۔ خواہ تم گائے کا گوشت کھاؤ۔ تو پھر کوئی نیچ تمہیں نہیں کہیگا اور تمکو بیجا ہتیا کوئی نہیں کریگا۔ اگر تم میرے بھائی بننے پر کسی برہمن یا سنگ بت نے تمکو اپنے نل یا ڈولی سے پانی لینے کو روکا تو اس پر مقدمہ چلا کر سزا دلانا میرا ذمہ ہے۔ تم ان معاملات سے بے فکر رہنا۔

اسلام سوائے مسلمانوں کے باقی تمام دھرم والوں کو نیچ اس وجہ سے کہتا ہے کہ وہ لوگ خدا کے دھرم پر نہیں چلتے۔ حتٰے کہ اپنے نبیوں کی تعلیم سے بھی دور جا پڑے ہیں مثلاً برہمنوں کو لے لو۔ ان میں کثرت سے بت پرستی پائی جاتی ہے باوجودیکہ وے عاملان وید کہلاتے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ ویدوں سے بت پرستی کی تعلیم نہیں دکھا سکتے۔ ویدوں میں جگہ جگہ مورتی پوجا کا کھنڈن ہے اور باقی دوسرے ہندوؤں سے پوچھو کہ سری کرشن جی نے جو تمہارے بھگوان مانے جاتے ہیں۔ گیتا میں کہاں مورتی پوجا کی تعلیم لکھی ہے۔ برخلاف اسکے میں ایک شلوک گیتا سے پڑھتا ہوں۔ جس سے سری کرشن جی کی تعلیم کا اس سے پتہ لگتا ہے:۔

"دیوتاؤں کو پوجا کرنے والا دیوتاؤں میں فنا ہوگا۔ باپ دادا کا پوجا کرنے والا باپ دادا میں فنا ہوگا۔ بھوت پلا کا بھجن کرنے والا بھوت پلا میں فنا ہوگا۔ میرا (اللہ واحد) پوجا کرنے والا اللہ واحد میں فنا ہوگا۔" (ادھیائے ۹)

اب کہتے ہیں جو اس تعلیم پر کاربند ہیں۔ اور عیسائیوں کی طرف دیکھو۔ باوجودیکہ عیسیٰ علیہ السلام خود کو ابن آدم ابن آدم کہتے رہے اور جو ابنیت عیسیٰؑ کی خدا تعالےٰ سے ہے اس ابنیت کو حاصل کرنے والے ہم تمام ہو سکتے ہیں چنانچہ عیسےٰ نے انجیل میں بھی لکھا ہے۔ اب یہ گمراہ قوم ہے کہ ایک انسان کو خدا بنالیا اور محض چرچوں میں مورتیاں بنالی ہیں۔

غرض کوئی قوم دنیا میں نہیں ہے جو خدا تعالےٰ کے دھرم پر چلتا ہے سوائے مسلمانوں کے۔ ان کے پاس آنحضرت صلعم کے زمانہ کی توحید ہی توحید چلی آتی ہے۔ اب تمہارے لئے سوائے اسلام کے کوئی دھرم ایسا نہیں ملیگا جو تم کو جانور سے انسان بنائے اور انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنائے:

بندہ صدیق حسن مسلم مشنری بیجاپور۔

تازہ ترین خبریں

عراق عرب:۔ لارڈ ملز نے اس بات پر زور دیا کہ عراق عرب میں کثیر التعداد فوجوں کی ضرورت صرف اس لئے نہیں کہ وہاں مقامی طور پر دنگے ہو رہے ہیں بلکہ اس لئے کہ شرقی شام اور ایران میں برہمیانہ تحریک جاری ہے۔ سوڈان کی حفاظت کا خرچ دس لاکھ اور بیس لاکھ پونڈ سالانہ کے بین بین ہے۔ حالانکہ وہ علاقہ عراق سے عظیم تر اور زیادہ ناقابل گذر ہے اور اس کی سرحدات کی حفاظت بھی مشکل ہے اسی لحاظ سے میرے خیال میں ایک صد سال تک عراق کی حفاظت کا خرچ سوڈان کے خرچ سے متجاوز نہ ہوگا اسکے علاوہ صلح ہو جانے کے بعد عراقی فوج میں معتدبہ تخفیف ممکن ہو سکیگی۔ لیکن اگر صلح نہ ہوئی تو مشرق میں کسی مقام پر کثیر التعداد فوج رکھنی پڑے گی:

عراق عرب کے تخلیہ کی دھمکی:۔ لارڈ اسنگٹن نے مایوسی کے لہجہ میں کہا کہ تخفیف مصارف کی کوئی امید نہیں دلائی گئی اور اگر کوئی تخفیف جلد عمل میں نہ آئی۔ تو ملک اس بات پر اصرار کرے گا۔ کہ عراق عرب کو بالکل خالی کر دیا جائے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - چہارشنبہ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۲۰ء نمبر ۲

مذہب ایک جذبۂ فطرتی ہے

دُنیا میں اختلافات

کائنات عالم کی گوناگونی اور موجوداتِ جہان کی بوقلمونی پیکرِ حیات کو رنگا رنگ کی خلعت پہنا کے ایک ایسی عروسِ دلفریب بنائے رکھتی ہے۔ کہ ہر نظر جو اس پر پڑتی ہے خیرہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور ہر نگاہ جو اس پر گرتی ہے چند معیار کر کے ٹھٹک جاتی ہے۔ اشیاء میں اختلافِ خصائص۔ وضع میں فرقِ صور طبائع میں تبائن امتزاج دیکھکر عقل حیران ہو جاتی ہے۔ چیزوں کے رنگ ہیں تو جُدا جُدا۔ قد و قامت ہیں تو الگ الگ۔ عالمِ کونی سے نیچے عالمِ انسانی میں آؤ۔ تو بھی وہی اختلاف نظر آئیگا۔ مزاجوں میں۔ زبانوں میں۔ خیالوں میں۔ ارادوں میں۔ ظاہری ہیئت میں۔ جسم کی بناوٹ میں۔ ترکیب بدنی کے ایک ایک جُزو اور جُزو کی ایک ایک فرع میں اختلاف ہی اختلاف نظر آتا ہے۔ پس عظیم الشان کارخانۂ عالم کے ان لاتعداد اختلافی پُرزوں کو دیکھکر بے اختیار زبان سے یہ الفاظ نکل جاتے ہیں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

کثرت میں وحدت

ان تمام اختلافات اور کثرت کی تہ میں اگر نظرِ تعمق ڈالی جائے تو ایک وحدت نظر آئیگی۔ جو ایک نہایت ہی چھوٹے ناقابلِ التفات ذرّہ سے لیکر دُنیا کے بڑے بڑے اجرامِ فلکی تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہ ایک سلسلہ ہے جس کی مضبوط زنجیروں میں جمادات، نباتات، حیوانات، غرضیکہ کل موجودات محکم جکڑے ہوئے ہیں۔ کُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ایک ہی قانون ہے جو سب چیزوں پر حکمرانی کرتا ہے۔ اسی قانون کی فرمانبرداری میں ہمیشہ آب کا رازِ حیات مضمر ہے اور اسی قانون کی خلاف ورزی کرۂ ہوائی میں اُڑنے والے پرندوں کی ہلاکت کا باعث ہو جاتی ہے۔ زمین کے قوائے نمو پیاسی بیج کی پرورش میں ساعی ہونگے۔ جسکو اس قانون کا ادب ملحوظ ہے۔ گھرے ہوئے بادلوں سے گرنے والی بارش اسی کسان کی کھیتی کی آبیاری کرے گی۔ جس نے پہلے ہی سے اس قانون کی صدا کو لبیک کہہ لیا ہو گا۔ پس اس تمام کثرت۔ اس تمام اختلاف۔ اس تمام فرق میں ایک وحدت ہے۔ ایک یگانگت ہے۔ ایک اشتراک ہے۔ جسکے قبضۂ قدرت میں ہر ایک مخلوق ہے۔ اس میں کہیں مستثنیات کا نام و نشان نہیں۔ اس کے وجود سے کوئی جگہ خالی نہیں۔

فطرتِ کونی

پس مختلف الکیفیت اور مختلف الہیئت چیزوں میں کسی امر میں یکجہتی۔ کسی معاملہ میں اشتراک کسی طرز کا اتحاد اور کسی رنگ میں وحدت کا موجود ہونا جتلاتا ہے کہ اس فضائے کون و مکان میں ایک ہی قسم کی فطرت جلوہ گر ہے جسکو کسی ایک ہی فاطر نے پیدا کیا ہے۔ اور یہ فطرت ایسی ہے جو چیزوں میں ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ ان کی صورتیں بیشک بدلتی رہیں۔ ان کی خاصیتوں میں تغیر ہوتا رہے انکی اپنی چھوٹی سی زندگی میں انقلابات عیاں ہوتے رہیں مگر فطرتِ کونی کی جلوہ آرائیاں ہمیشہ ایک ایسے فاطر کی خبر دیتی رہتی ہیں۔ جو قادرِ مطلق بھی ہے اور احکم الحاکمین بھی، صانع کون و مکان بھی ہے اور ربوبیت عالم کا واحد ذمہ دار بھی۔ اگر ماسوائے انسان کے کسی ایک اور مخلوقِ الٰہی میں طاقتِ گویائی ہوتی۔ تو ہوا کا ہر جھونکا جو عین حدت اور گرمی میں سُرور بخش ثابت ہوتا ہے۔ ہمیں حمدِ الٰہی گاتا نظر آتا۔ اور ہمارے کان اٹھتے طوفانوں، گرجتے بادلوں۔ چمکتی بجلیوں۔ چلتے پانیوں۔ صحرا کی تپتی ریتوں اور جھلستی لوؤں، جنگل کے خوش نما پودوں، گلشن کے خوش رنگ پھولوں، پہاڑوں کے خوش منظر آبشاروں، درختوں پر چہچہانے والے پرندوں، جنگل کے گرجتے درندوں، جھونپڑوں میں غریب بسنے والوں، محلوں میں خواب ناز میں سونے والوں۔ لباسِ فاخرہ میں کسی نازنین کے چمکتے حسن، کسی شوریدہ سر کے پہلو میں تڑپتے دل میں، غرضیکہ ہر جگہ اور ہر آن میں ایک شور سنتے جس میں نغمۂ توحید کے مختلف سرود ہوتے اور ہمارا روح ہمیشہ مناجات باریتعالے سے لذت گیر رہتا۔ مگر ایزدِ بیچون نے مصلحتِ الٰہی اسی میں رکھی ہے۔ کہ دُنیا کی تمام چیزوں کو باوجود انکی ظاہری سطوت و شوکت انسان کے ماتحت رکھا اور دُنیا کی تمام مخلوقات میں صرف انسان ہی کو طاقتِ گویائی بخشی تاکہ وہ کائناتِ عالم کا نمائندہ بنکر اس فطرتی کونی کو جو ذرّہ ذرّہ میں ودیعت ہے زبان سے ظاہر کرے۔ اور اپنے اندر اس فطرت کو اور بھی زیادہ مضبوط کرتا رہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ اسی لئے اس کی شان میں فرمایا۔ اور سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَمِيعًا کہکر موجوداتِ عالم میں اس کا مقام بھی بتا دیا۔

فطرتِ انسانی

جب انسان تمام چیزوں کا نچوڑ ہے تو وہ فطرت اس کی ہو گی۔ وہ تمام کائنات کی فطرت کا نچوڑ ہو گی۔ تہذیب کے دورِ جدید سے پہلے پہلے جب ممالک اور اقوام ایک دوسرے سے الگ تھلگ پڑے تھے۔ جب ایک خاص حصّہ کے رہنے والے اپنے آپ کو تمام دنیا تصور کرتے تھے۔ جب ایک قوم کے خیالات ایک خاص حالات کے ماتحت ایک خاص آب و ہوا کے زیر اثر ایک خاص شکل اختیار کر چکے تھے۔ جب ظاہری بناوٹ کے اختلاف کے ساتھ ساتھ قوموں کے اخلاقی اور روحانی معتقدات بھی مختلف ہو چکے تھے۔ جب دُنیا میں اس اختلاف نے مختلف مذاہب اور ادیان کی بنیاد ڈال رکھی تھی تو اس وقت یہ دھوکا لگ سکتا تھا۔ کہ کیا فطرتِ انسانی مکان اور زمان کے اختلاف سے مختلف ہو رہی ہے؟ مگر یہ احتمال فوراً دور ہو گیا جب قوموں نے ایک دوسرے کو پہچاننا شروع کیا۔ جب آمد و رفت کے سلسلے وسعت پذیر ہونے لگے۔ جب باہمی رابطہ و اتحاد بڑھنے لگا۔ خیالات میں بیشک اختلاف تھا۔ عقائد بھی ضرور جُدا جُدا تھے۔ مگر اس تمام کثرت میں وہی وحدت موجود تھی۔ جو خاصۂ عالم ہے۔ یعنی یہ کہ عبادت کے مختلف طریقوں اور پرستش کی مختلف طرزوں کے باوجود ہر قوم، ہر ملت، ہر مذہب کسی نہ کسی رنگ میں ایک خالقِ اکبر کا قائل نظر آیا جو پیدا بھی کرتا ہے اور پالتا بھی ہے۔ نالبعداری پر جزا مترتب کرتا ہے تو نافرمانی کے صلہ میں سزا بھی تجویز کرتا ہے۔ جس کی ذات میں جہاں بیحد قدرت و غضب ہے وہاں بیحد رحم و الطاف بھی ہے۔ جہاں وہ جیرہ دستوں کو تباہ کر کے لوحِ دل پر عبرت کے نقوش ثبت کرتا ہے۔ وہاں صابروں کو صبر کے بدلے بیحد عنایات بھی عطا کرتا ہے۔ غرضیکہ پرستشِ خالق انسان میں ایک جذبۂ فطرتی ہے جو افریقہ کے صحرا نشینوں میں بھی موجود ہے۔ اور یورپ کے مسند نشینوں میں بھی۔ جو جاہل کُندۂ ناتراش کو بھی توفیقِ عمل دیتا ہے اور علامۂ دہر فاضلِ اجل سے بھی نیک کام لیتا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جو قرآن کریم نے بیان کی۔ مذہب وہ مذہب ہے جس کی شہادت فطرتِ انسانی دے۔ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○ جس طرح دُنیا کے ہر گوشہ کی ماں بچہ کی محبت سے سرشار ہوتی ہے جس طرح دنیا کے ہر کونہ کا باشندہ فطرتاً آزادی کا طالب ہوتا ہے اسی طرح دنیا کے تمام انسان جذبۂ مذہبی سے لبریز ہیں۔ اور جس طرح اللہ تعالے نے دُنیا کے تمام بنی نوع انسان پر اپنے فضل و کرم کی بارشیں یکساں عنایت کی ہیں اسیطرح اس کے روحانی فیوض بھی یکساں انسانوں کے شامل حال رہے پس قرآن کریم کی یہ خبر کہ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ۔ کہ دنیا کی تمام قوموں میں ہمارے ہادی اور نبی ہماری طرف سے ہدایت لیکر آتے رہے یہ ایک ایسی صداقت ہے جس میں کچھ شک و شبہ نہیں۔ پس اس تعلیم کے خلاف جو تعلیم دنیا ... جو کسی ایک خاص کتاب کو کسی خاص قوم کی ملکیت قرار دیتے ہوئے اُسکو برگزیدہ قرار دیتا ہے۔ اور نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ کی پکار کرتا ہے وہ جادۂ مستقیم سے بھٹک رہا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ۔ جو تعلیم کہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اور جو فطرتِ انسانی کے منافی ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول نہیں۔ (باقی آئندہ)

اخلاقیات پہلے یا سیاسیات

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان ایک ہی وقت مختلف مخصوصوں میں پھنسا رہتا ہے۔ اور اُسے ایک ہی وقت مختلف فرائض ادا کرنے ہوتے ہیں۔ اسے دیکھکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک عبد ہے جسے خداوند کی پرستش کرنی ہے۔ وہ ایک باپ ہے جو اولاد کی پرورش کی نازک ذمہ داریاں اپنے پر عائد کئے ہوئے ہے۔ وہ ایک خاوند ہے جسے بیوی کے جائز مطالبات پورے کرنے ہیں۔ وہ ایک بھائی ہے جسے چھوٹے بھائی پر شفقت کرنی ہے۔ اور بڑے کا فرمانبردار رہنا ہے۔ وہ ایک شہری ہے جسے قانون کی خلاف ورزی سے ہمیشہ گریز کرنا ہے۔ وہ ایک تاجر ہے جسے معاملاتِ تجارت بوجوہ احسن سُلجھانا ہے۔ غرضیکہ ایک فردِ بشر کی زندگی متعدد ذمہ داریوں سے لبریز ہوتی ہے۔ مگر ان تمام ذمہ داریوں کی اہمیت پر بحث کرتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان کا سب سے پہلا اور ضروری فرض یہ ہے کہ وہ خوشنودیِ باریتعالے کا طالب رہے۔

اسی طرح اصلاحاتِ قومی میں مصلحین کے سامنے متعدد کام ہیں جو انہوں نے کرنے ہیں۔ کہیں افرادِ ملت کو زیورِ علم سے مالا مال کرنا ہے۔ کہیں انہیں اپنی پیدائشی آزادی کا احساس کرانا ہے۔ کہیں ان کی تجارت کو فروغ دینا ہے۔ کہیں اُن سے سیاسی جدوجہد کرانی ہے۔ کہیں اُنہیں اخلاقی تعلیم دینی ہے۔ اب ہم اگر ان تمام باتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے انکی اہمیت پر بحث کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ لیڈرانِ قوم کا سب سے اہم فرض اپنی قوم کے اخلاق کو درست کرنا ہے۔ اس سیاسی جدوجہد کے زمانہ میں لوگ اپنے اخلاق کو درست کرنا بالکل بھول گئے۔ ہماری اخبارات ہیں تو ان میں سیاسی مضمونوں کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ ہمارے لیکچروں میں۔ ہمارے خطبوں میں۔ ہماری تقریروں میں۔ ہماری تحریروں میں۔ سیاسیات ہی سیاسیات ہیں۔ ہم تعلیم پاتے ہیں تو اس لئے کہ علم کے زور سے اپنے حقوق اجنبی قوموں سے لے سکیں گے۔ تجارت کرتے ہیں تو اسلئے کہ مقابلہ میں ہم کسی سے پیچھے نہ رہیں۔ اور چونکہ یہ سب باتیں یورپ کی مہذب قوموں میں پائی جاتی ہیں۔ اسلئے ہم آسانی سے انکی تقلید کرنے لگ جاتے ہیں۔ مگر اخلاقیات کا وہاں بھی فقدان ہے اور یہاں بھی اسکی جستجو ندارد۔

پس مصلحینِ قوم کو لازمی ہے کہ جہاں وہ سیاسی جدوجہد میں پوری طرح سے سرگرم ہیں وہاں اس حقیقت سے ناآشنا نہ ہو جائیں کہ قوم کی اخلاقی زندگی اصل چیز ہے۔ اگر اخلاق نہیں تو قوم نہیں۔ اور اخلاق نہیں آتے جب تک مذہب کی پوری پابندی نہ ہو۔

ہم اپنے احمدی بھائیوں سے بالخصوص التجا کرتے ہیں کہ اُن کے لئے اخلاقی میدان بالکل صاف ہے اور جس طرح گذشتہ سالوں میں اُنہوں نے اپنے بھائیوں کی اخلاقی حالت کو درست کرنے میں سرفروشانہ محنتیں کی ہیں اسی طرح اپنی مساعی جاری رکھیں اگر انہوں نے اخلاقیات میں کامیابی حاصل کر لی۔ تو حقیقت میں انہوں نے قوم اور مُلک کی سب سے بڑی خدمت کی۔ ان کو چاہیئے۔ کہ ہمیشہ جب کبھی موقعہ ملے۔ اپنے دوستوں میں۔ آشناؤں میں۔ اجنبیوں میں۔ دیہات کے جاہل لوگوں میں۔ سکول کے طالب علموں میں۔ تاجروں اور کاریگروں میں امانت۔ دیانت۔ صداقت۔ ہمدردئ بنی نوعِ انسان اور خدا پرستی کی تلقین کرتے رہیں۔

جو انڈین کرنسی کمیٹی کی سفارشوں کے مطابق ہیں خاص طور پر اس لئے ضروری ہو گئی ہیں کہ ساورن ناجائز طور پر برطانوی ہند کی خشکی کی سرحد کی طرف سے ہندوستان میں لائے جاتے ہیں تاکہ سرکاری خزانوں اور کرنسی آفسوں سے زر مبادلہ وصول کیا جائے۔

گورنمنٹ ہند نے اعلان کیا ہے۔ کہ پونڈ کی بازاری نرخ میں کمی ہو جانے کی وجہ سے ۲۴-جون اور مابعد کی تاریخوں میں صاحب وزیر ہند کے نام جو ہنڈیاں ہندوستان میں فروخت کی کی جائینگی۔ ان کا نرخ فی روپیہ ایک شلنگ $11\frac{19}{32}$ پنس درستی ہنڈی کے لئے اور ایک شلنگ $11\frac{11}{16}$ پنس مبادلی کے لئے ہوگا۔ یہ وہ نرخ ہے جو اس وقت رائج ہوگا جبکہ پونڈ کی قیمت سونے کی قیمت سے متناسب ہو جائیگی اس نرخ پر ۱۰ لاکھ پونڈ کی فروخت ۲۴-جون اور اسکے بعد تا اطلاع ثانی ہفتہ وار ہوا کریگی۔

(شملہ ۲۱-جون ۱۹۲۰ء) پنجاب پبلسٹی کمیٹی لاہور۔

اقتباسات

عراق عرب پر برٹش قبضہ

عراق عرب پر برٹش قبضہ کے متعلق ان دنوں برطانوی پارلیمنٹ اور انگلش اخباروں میں بڑے زوروں کے ساتھ بحث ہو رہی ہے۔ ایک طرف مسٹر اسکوئتھ سابق وزیر اعظم انگلستان مصر ہیں کہ عراق عرب سے برٹش فوج جلد واپس بلالی جائے۔ اور ملک کا یہ حصہ اہل ملک کے لئے خالی کردیا جائے۔ ورنہ اس کا نتیجہ بہت ہی ناگوار ہوگا۔ دوسری طرف مسٹر لائیڈ جارج مصر ہیں کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا ہے۔ اس سے برطانوی مفاد کو سخت نقصان پہنچیگا۔ اس اختلاف و مخالفت کی اصلی وجہ یہ ہے۔ کہ آج کل برٹش گورنمنٹ کے اکثر ارکین وہ لوگ ہیں جو موجودہ سیاسی اصطلاح میں حکومت پسند اور دولت مند تاجر کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کا اصول یہ ہے۔ کہ دنیا کے ہر حصہ پر برطانیہ کی حکومت اور اس کا اقتدار جماد یا جائے۔ اور کھیر تجارت کے وسیلہ سے ملک اور اہل ملک کا خون چوسا جائے۔ مگر یہ حضرات اپنے ارادوں کو فصیح و بلیغ الفاظ اور مغالطہ و مغسطہ آمیز بیان کے پردہ میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ قبضہ عراق کے متعلق برطانی وزیر اعظم نے برطانوی سیاسی منطق کے جن قضایا و نتیجات سے استدلال کیا ہے۔ اس کا مطالعہ ہندوستانیوں کے لئے علی العموم اور مسلمانوں کے لئے علے الخصوص دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

دنیا کو یہ معلوم ہے کہ مسٹر لائیڈ جارج دولت برطانیہ کے وزیر اعظم ہیں۔ جو دنیا کی سب سے بڑی اسلامی حکومت ہے۔ پس مسلمان رعایا کی فلاح و بہبودی کا لحاظ رکھنا اُن کا اولین فرض منصبی ہے۔ مسٹر لائیڈ جارج غالبا اسی بناء پر ارشاد فرمارہے ہیں کہ عراق کا تخلیہ ممکن نہیں ہے۔ اگر آج ہم وہاں سے اپنا قبضہ ہٹالیں تو وہاں خانہ جنگی شروع ہو جائیگی۔ اور برطانیہ کی پیاری مسلمان رعایا آپس میں کٹ مریگی۔ بھلا یہ باتیں مسٹر لائیڈ جارج کو کب برداشت ہوسکتی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اس خالص ہمدردی کے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمادیا کہ مناسب وقت پر میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ کس قدر جلد سلطنت خود اپنے اخراجات کا متحمل ہوسکے گی" یعنی مسٹر موصوف اہل برطانیہ کو یہ اطمینان دلا رہے ہیں کہ سالانہ تین ملین پونڈ کی رقم ہمیشہ صرف کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ بلکہ مستقبل قریب میں عراق عرب میں برٹش حکومت کے برکات اس درجہ ہمہ گیر ہو جائینگی۔ کہ اسوقت وہاں کے عرب خود مقامی اخراجات کے لئے کسی کے محتاج نہیں رہیں گے۔ اسوقت وہاں برطانوی سرمایہ داروں اور مزدوروں کو وہی زرین موقع حاصل ہو جائیگا جو آج ہندوستان میں ان کو حاصل ہے۔ (ماخوذ از زمانہ)

ترکوں کا عدیم النظیر اتحاد

ترکوں کی تمام سیاسی جماعتوں نے اپنے اختلافات کو مٹا دیا ہے اور وہ شرائط صلح کی مخالفت میں اپنی متحدہ طاقت سے پورا کام لینا چاہتے ہیں۔ باوجود احتساب کی سخت بندش کے ترکی اخبارات، شرائط صلح کے خلاف عام رائے کے اظہار کا فرض انجام دے رہے ہیں "صباح" جو گورنمنٹ کا سب سے موثر اخبار ہے۔ ایک اشاعت میں لکھتا ہے کہ اب قوم کے لئے تین راستے ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ وہ شرائط صلح پر دستخط کردے اور بغیر خاموش مقابلہ شروع کردے۔ دوسرا یہ کہ ایک مہینہ کی جو مہلت اُسے ملی ہے۔ اس سے پورا کام لے یعنی شرائط صلح کی سختی کے خلاف تمام دنیا سے اپیل کرے۔ اور تیسرا یہ کہ شرائط صلح کے منظور کرنے سے صاف انکار کردے۔ تلوار ہاتھ میں لے اور دشمن کی جان لیکر اپنی جان دے دے۔

وزیر اعظم تھریس اور سمرنا کے متعلق شرائط صلح میں ترمیم کرانے کے لئے اپنی پوری کوشش کر رہا ہے مجھے آج رات ایک سرکاری ذریعہ سے یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ سلطان کی فوج کے نام حکم جاری کیا گیا ہے۔ کہ جہاں کہیں وہ ترکی قوم پسندوں سے برسرپیکار رہیں۔ لڑائی بند کردیں۔ رات کے وقت اسلامبول میں ایک وسیع پیمانہ پر اشتہارات چسپاں کر دیئے گئے ہیں جن پر رانا طولیہ کے مسلمانوں کے دستخط ہیں۔ اشتہارات میں اس جدید حکمت عملی کا اظہار کیا گیا ہے۔ کہ تمام اسلامی دنیا میں اس نعرہ کی گونج پیدا کیجائے کہ اتحادیوں کا معاہدہ دراصل اسلام پر مسیحیت کا حملہ ہے۔

سلیشیا اور قفقاز سے آج رات کو جو خبر موصول ہوئی ہے وہ زیادہ تشویش انگیز ہے۔ بیروت کا ایک تار مظہر ہے کہ فرانسیسیوں کی تین ہزار فوج کی ناکامی کے بعد جو عیسائی آبادی کی امداد اور انطاب کی فوج کو کمک پہنچانے کے لئے فلیس سے روانہ ہوئی تھی۔ عین طاب کی حالت زیادہ مخدوش ہو گئی ہے آخرالذکر مقام سے دس میل کے فاصلہ پر فرانسیسیوں اور ترکی قوم پسندوں کی ایک بہت بڑی جمعیت کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ چونکہ ترکی قوم پرستوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اس لئے فرانسیسیوں کو فلیس کی طرف پسپا ہونا پڑا جہاں وہ گھر گئے ہیں۔ "ڈیلی ایکسپریس"

مصر اور ٹرکی

ٹرکی معاہدہ میں ایک شرط یہ ہے کہ وہ مصر پر برطانیہ کے سیاسی اقتدار کو تسلیم کرے۔ یہ شرط یورپین ڈپلومیسی کا ایک نمونہ ہے۔ اگر ہم غلطی پر نہیں ہیں تو ٹرکی نے ۱۹۱۴ء میں پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے رو سے مصر کو آزاد کردیا تھا۔ پھر معاہدہ میں اس شرط کے کیا معنی؟ لیکن اسکی تشریح برطانیہ کے اقتدار پسندوں کی اس حکمت عملی سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اپنے سیاسی سلحہ خانہ میں ایک نئے ہتھیار کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ مصر کو اپنی آزادی کے دعوے سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا جائے۔ انگلستان مصر کی آزادی کے متعلق ترکی پارلیمنٹ کے ایکٹ کو کیسے تسلیم کرسکتا ہے۔ وہ تو مصر پر ترکی اقتدار کی وراثت حاصل کرنے کا خواہشمند ہے۔ (صداقت)

اسلامبول کے قوم پرست فداکار

ترکی گورنمنٹ کے دعوید اسلامی پولیس نے پچھلے دنوں قوم پرستوں کی ایک خفیہ جماعت کا پتہ چلایا ہے۔ جو قوم پرستوں کے مسلمہ لیڈر مصطفےٰ کمال پاشا کے پاس اسلامبول کے پناہ گزینوں کو بھیجنے کا فرض انجام دیتی تھی۔ پولیس نے خفیہ جماعت کے سرکردہ آدمیوں کو گرفتار کرلیا ہے۔ جب سے اتحادیوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کیا ہے۔ کثیر التعداد آدمی جنہیں باغیوں سے ہمدردی ہے قسطنطنیہ سے بھاگ رہے ہیں۔ خفیہ جماعت کے ممبران تمام گھروں کو جانتے ہیں جن پر "خطرہ سے محفوظ ہے" کا نشان لگا دیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے ہر قسم کے بھیس بدل لیتے ہیں۔ اناطولیہ میں خاص خاص مقامات پر پناہ گزینوں کے لئے گھوڑے بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ (صداقت)

ہندوستان کی گرانی کا مسئلہ

ہندوستان کی موجودہ بد امنی اور بے چینی کے بہت سے اسباب قرار دیئے جاسکتے ہیں مگر سب سے بڑا سبب دنیا کی وہ ہیبتناک اقتصادی ہل چل ہے جس نے انسان کے تمدن اور معاشرت کے شیرازہ کو درہم برہم کر دیا ہے۔ جب تک آٹا۔ دودھ۔ گھی کپڑا اور دوسری چیزیں ارزاں تھیں لوگ اپنی حالت پر مطمئن اور قانع تھے انہوں نے کبھی اس سوال پر غور نہ کیا کہ ہندوستان کی زراعتی اور معدنی پیداوار اور دیگر خام اشیاء ہندوستان سے باہر کہاں جاتی ہیں۔ اور ان کا کیا اثر ہوتا ہے انہوں نے کبھی اس بات پر توجہ نہ کی۔ کہ جو قوانین سرکاری کونسلوں میں پاس کئے جاتے ہیں ان کے حقوق اور آزادی پر کیا اثر پڑتا ہے۔ انہیں کبھی اس بات کا خیال نہ آیا کہ جو تعلیم انہیں دی جاتی ہے وہ کہاں تک اُن کے دل و دماغ کو روشن کرتی ہے اس جہالت یا لاعلمی یا بے پرواہی کی سوائے اس کے اور کیا توجیہہ ہوسکتی ہے کہ ہندوستانیوں میں من حیث القوم اپنی پستی اور ذلت کا کوئی احساس اور سوائے شکم پری کے اُن کا کوئی نصب العین نہ تھا۔ (صداقت)

تھریس میں مسلمانوں کی جنگی تیاریاں

اخبار ڈیلی میل ۱۷ مئی کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ:-

کل ایڈریا نوپل میں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا جس میں ایک مقتدر مقرر نے یہ تحریک پیش کی۔ والنٹیروں سے خواہش کیجائے کہ وہ یونان سے جنگ کرنے کے لئے طیار رہیں جلسہ میں مشرقی تھریس کے تمام علاقے جو جدید ٹرکی معاہدہ کے رو سے یونان کی ملکیت قرار دیا جانیوالا ہے۔ دو سو ڈیلیگیٹ شریک ہوئے لوگوں میں جوش بہت زیادہ پھیل رہا ہے۔

اخبار سنڈے ایکسپریس اپنی ۱۶ مئی کی اشاعت میں لکھتا ہے تھریس میں جعفر طیار پاشا اور اس کے سرگرم افسروں کی کوشش سے مسلمانوں کا جوش انتہائی درجہ تک پہنچ گیا ہے تمام بڑے بڑے دیہات میں باقاعدہ جلسے منعقد کئے گئے ہیں اور وزیر اعظم فرانس ٹرکی اور بالخصوص برطانیہ کے ہائی کمشنروں کے نام صدائے احتجاج کے برقی پیغامات بھیجے گئے ہیں۔ ہر گاؤں ایک کپتان یا لفٹنٹ کے ماتحت ہے۔ جسے ایڈریانوپل کی مرکزی کمیٹی کے مرتبہ دستور العمل کے مطابق کام کرنا پڑتا ہے کسانوں کے پاس ایک قومی نشان دکھائی دیتا ہے۔ جس پر "آزاد تھریس فوج" کے الفاظ درج ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایڈریانوپل کی باقاعدہ فوج سے تین رجمنٹیں اس غرض سے روڈوسٹو بھیجی گئی ہیں۔ کہ وہ یونانیوں کی مدافعت کے لئے وہاں کی فوجی جمعیت کو تقویت پہنچائے۔ ایڈریانوپل میں کثیر التعداد بلغاری فوجی وردی میں دکھائی دیتے ہیں۔ جعفر طیار اس بات پر خاص توجہ کر رہے ہیں اور وہ یونانیوں کے مقابلہ میں بلغاریہ کے دیہاتی باشندوں سے پورا کام لیں۔ (صداقت)

افغانستان میں نوٹ کا اجراء

چونکہ رعایا دولت افغانستان کی فلاح و بہبود کا ہمیشہ خیال ہے اس لئے امور تجارت و اندرونی معاملات کو ترقی دینے کے لئے نوٹ بنانے کی تجویز منظور کی جاتی ہے۔ یہ نوٹ ایک روپیہ۔ پانچ روپیہ۔ پچیس روپیہ۔ پچاس روپیہ اور ایکسو روپیہ کے ہوں گے۔ بہ نگرانی عالیجناب رضا بیگ خان انجنیر مشین خانہ میں نوٹ طیار ہوں گے۔ انجنیر صاحب موصوف کے امتحان کے بعد ان پر میرزا محمد خان ناظر مالیات اور غلام حیدر خان جرنیل خزانجات کی مہریں ڈالی جائینگی جو خاص اسی غرض سے طیار کی گئی۔

اس لئے دولت افغانستان کی تمام نائبین حکومت حکام کارپرداز۔ دفتری۔ خزانہ دار۔ تاجر معاملہ دار اور رعایا کو حکم دیا جاتا ہے کہ ان نوٹوں کو دولت افغانستان کے دیگر مروجہ سکوں کے مانند سمجھیں۔ اگر کوئی شخص تجارتی محصول اور سرکاری بقایا کے عوض ان نوٹوں کو خزانہ میں داخل کریں تو خزانہ دار ان کو وصول کرکے ان کی رسیدیں دیں۔ اور جو لوگ کہ سلطنت کے تنخواہدار اور معاملہ دار ہیں اگر مذکورہ بالا نوٹوں کا روپیہ سے مبادلہ کرنا چاہیں تو خزانچی مندرجہ رقم کے مطابق ان کو روپیہ ادا کردے۔ لیکن تا حکم ثانی اس سلطنت سے باہر اگر افغانستان کی رعایا معاملہ داروں تاجروں اور کرایہ لینے والوں کو مذکورہ بالا نوٹ دیگی۔ تو وہ قبول نہ کئے جائینگے

ای آئی ریلوے پر نالش قریب دو لاکھ کا دعویٰ

(الہ آباد-۲۷ جون)

فیروز آباد میں ریل کے حادثہ سے جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں ان میں دنگا ریور قانونی کونسل کے مسٹر بھاکر شیو گر سنگھ بی-اے بھی ہیں۔ موخر الذکر کے رشتہ داروں نے کمپنی پر عدالت آگرہ میں نالش کی ہے کہ ٹھاکر صاحب اور اُن کے تین لڑکوں کی موت سے ڈیڑھ لاکھ کا نقصان ہوا ہے۔ نیز اُن کے دو بھانجوں کا خون بہا ۳۰۰۰۰ روپیہ کمپنی سے وصول کرلیا جائے۔ (از زمانہ)

نامہ و کونگ

ضروری اور دلچسپ نوٹس

برطانوی بچے اور قومی ترقی کا راز

کسی قوم کی ترقی و اقتدار کے مختلف ذرائع میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسکے بچوں کو شروع ہی سے اپنے قومی خصائص اور خوبیوں سے واقف کیا جائے۔ اور آیندہ نسلوں میں انہیں قوم کے بہترین افراد بنانے کی کوشش کی جائے۔

شاہراہ ترقی پر قدم رکھنے والی قوموں نے اس مقصد کے حصول کے مختلف ذرائع استعمال کئے ہیں۔ کسی نے اپنی قومی روایات اور شجاعت و بہادری کی داستانیں بچوں کو سُنا سُنا کر اُنکے دلوں میں ایک قوت و طاقت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اور کسی نے دوسروں کے مظالم کے فرضی قصوں سے قومی عصبیت کا زبردست جذبہ اُنکے دلوں میں پیدا کیا۔ غرض کلّ مولودٍ یولد علی الفطرۃ کی شان رکھنے والوں کو مختلف رنگوں سے رنگین کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور نسل انسانی میں انشقاق کی کئی وسیع خلیجیں حائل کر دی گئیں۔

اس علم و روشنی کے زمانہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ نسل انسانی اس طریق عمل سے تائب نہیں ہوئی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ اسکو ترقی دینے میں دن رات کوشاں ہے۔ یورپ کی عیسائی اقوام کیوں آئے دن ایک دوسرے سے دست بگریبان ہیں۔ وہی قومی عصبیت اس کا سبب اولین ہے جس کا ہر روز سکولوں کے اندر درس دیا جاتا ہے۔

برطانوی قوم مادر وطن سے باہر بھی مختلف علاقوں میں آباد ہے۔ اس لئے اس نے اس ذریعہ کو حدود ملک سے باہر بھی کام میں لانے کی تجویز کی ہے۔ ایک کمیٹی گورنمنٹ کی طرف سے قائم ہوکر اس بات کا فیصلہ کر چکی ہے کہ بیرونی انگریز جماعتوں کے تعلقات مادر وطن سے مضبوط کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اُنکے بچوں کی تعلیم میں گورنمنٹ نمایاں حصّہ لے۔ بچوں کے والدین کی امداد سے بھی فایدہ اُٹھایا جائے۔ لیکن اصل ذریعہ سرکاری خزانہ ہی ہو۔ اس طریق کو رائج کرنے کی سب سے پہلے جن ملکوں میں کمیٹی کو ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ وہ جنوبی امریکہ۔ چین۔ مصر اور قسطنطنیہ ہیں۔ اور اس نے سفارش کی ہے۔ کہ اُن کے ملکوں میں ضروری اسباب کی تحقیقات کے لئے فوراً کارآمد لوگوں کو بھیجا جائے۔ جو عملی کارروائی کے لئے تجاویز پیش کر سکیں +

مسلمان جس کا خمیر کسی قومی تفریق کے مادہ سے تیار نہیں ہؤا۔ جن کی ہستی کوئی ملکی حدود یا جغرافی قیود کے اندر محدود نہیں۔ جنکو اتفاق و اتحاد کا وہ بیش قیمت سبق پڑھایا گیا۔ کہ دُنیا کی بڑی بڑی قوموں نے اس سے لرزہ کھایا۔ وہ اسلام جو تمام قومی تفرقوں کو مٹا کر کل انسانوں کو ایک خدا کا کنبہ بنانے اور محض اسی کی پرستش کرانے آیا۔ افسوس اُس کے نام لیوا اپنی ہستی کے اس راز کو بھول جائیں اور جغرافی حدود سے پیدا شدہ قوموں کی اس افتراق انگیز جدوجہد کو دیکھتے ہوئے بھی انہیں عالمگیر امن و اتحاد کی تعلیم نہ دیں +

مسلمان بچوں کی تعلیم

اس میں شک نہیں کہ کسی بڑے مقصد کے حصول کے لئے اگر بچپن ہی سے اسکی تعلیم دی جائے۔ تو آئندہ چلکر وہ ضرور اپنا اثر دکھاتی اور کامیابی کو کھینچکر لاتی ہے۔

مسلمانوں کو بھی آج اپنی کامیابی کی فکر ہے۔ اور چاہتے ہیں کہ دوسری اقوام کی طرح خود بھی ایک قوم کا جامہ پہنکر شاہراہ ترقی پر گامزن ہوں۔ خدا کی شان جب سے مسلمانوں نے اس لباس کو اختیار کیا ہے وہی اُن کی ناکامی اور تنزل کا سب سے پہلا دن تھا۔ کسی نے کہا۔ ہم پہلے ہندوستانی ہیں۔ اور پھر مسلمان۔ کسی نے صرف ترک ہی کو خدا کا برگزیدہ فرزند سمجھا۔ اور اپنی تمام ترقیات بلکہ زندگی و موت کا دار و مدار محض اسی کی زندگی و موت پر منحصر سمجھا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ہندوستانیت اور ترکی سے محبّت کبھی فایدہ سے خالی نہیں۔ لیکن جس قوم کا خمیر ہی کوئی ملکی حدود سے تیار نہیں ہؤا۔ اور جسکو ہر قسم کی قومی اور انفرادی تنگ خیالیوں پر دار و مدار رکھنے سے قطعاً روک دیا گیا یہاں تک کہ اس زبردست شخصیت کے جس کو اسلام اور مسلمانوں کی ہستی کا اصل موجب کہنا چاہئے۔ اُٹھ جانے سے بھی کوئی موت اسلام پر واقعہ نہیں ہوتی۔ بلکہ صاف سُنا دیا جاتا ہے۔ الا من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ حیّ لا یموت اسکو محض ہندوستانیت یا ترکی پر دار و مدار رکھنے سے کیا کام +

سلمانوں کا اصل مقصد دُنیا کو وہ اتحاد کا سبق پڑھانا ہے جو خدائے واحد اور کل نبیوں کو ماننے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس آؤ اور اپنے بچوں کو اسی کا سبق دو۔ اُٹھو اور دُنیا میں چاروں طرف اسی کی تلقین میں لگ جاؤ۔ کہ اس میں ہندوستانیت اور ترکی کے تمام فوائد مضمر ہیں۔ کاش مسلمان اس طرف متوجہ ہوکر اصل راہ ترقی پر گامزن ہوں +

اتوار کو کوئی تجارت نہ ہو

اتوار کا دن یوں تو کبھی یورپ میں نہایت خاموشی اور سنسان سا ہوتا ہے۔ جس طرف اور جس بازار میں جاؤ۔ تمام دُکانیں بند نظر آتی ہیں۔ ہفتہ بھر کے تھکے ماندے کاروباری لوگ یا تو گھروں میں آرام سے پڑے سوتے ہیں اور یا اِدھر اُدھر سیر کو نکل جاتے ہیں۔ اگر کوئی چیز بکتی ہوئی بازار میں نظر آتی ہے تو وہ اتوار کے اخبارات ہیں۔ جن کی اشاعت ہزاروں نہیں۔ لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد تک پہنچی ہوئی ہے۔ پارلیمنٹ میں حال ہی میں ایک مسودہ قانون پیش ہؤا ہے۔ جس میں سنڈے سویری دکانوں کی قانوناً بندش کی تجویز ہے۔ کسی ممبر پارلیمنٹ نے اس اتوار کو بھی شامل کرنا چاہا ہے کہ کوئی بھی تجارت (اخباروں وغیرہ کی بھی) اس دن نہ ہؤا کرے +

سنڈے پکٹوریل کو طبعاً یہ بات ناگوار معلوم ہوئی ہے اور اس ترمیم کے پیش کرنے والوں کو اس نے لوگوں کی آزادی کی رستہ میں روڑے"کا خطاب دیا ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی مانعین شراب اور دوسرے مختلف مصلحین کو لپیٹ لیا ہے کیونکہ اسکی نظر میں یہ سب لوگوں کی آزادی میں بیجا طور پر دخل انداز ہوتے ہیں۔ وہ شاکی ہے۔ کہ جنگ میں پرشینز Prussians سے نجات حاصل کرنے کے لئے آزادی پر بندشیں ہم نے خود عاید کیں۔ ان سے تو نجات ہو گئی۔ لیکن" آزادی کے ان لٹیروں "سے جو رنگا رنگ کے لباسوں میں رونما ہوتے ہیں۔ ہمیں آجتک نجات نہیں ہوئی۔ اس لئے اُس نے اپنے ناظرین سے اپیل کی ہے کہ وہ ان لوگوں کے خلاف آواز بلند کریں۔ ورنہ اتوار کے اخباروں سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔

دیکھیئے اس اپیل کی شنوائی کہاں تک ہوتی یا پیش شدہ ترمیم کا کیا حشر ہوتا ہے۔ کہ آزادی کے پرستار اس پادریانہ جدوجہد کو بار آور ہونے دیں۔ اور اخبار بیچنے والے لڑکوں کو گرجوں کی رونق بڑھانے کا موقعہ مل سکے +

میاں بیوی الگ الگ رہیں یا چھٹی پر؟

عربی میں ایک ضرب المثل ہے زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا۔ کبھی کبھی آ۔ تا کہ محبت بڑھے۔ مغرب میں دیگر حالات پر تو شاید ہو نہ ہو۔ خانگی زندگی پر اس کا اثر نمایاں ہے۔ اور تو اور خود میاں بیوی کی محبت ایکدوسرے سے اسقدر سرد پڑ چکی ہے کہ باہمی میل ملاقات سے بھی بیزار ہیں۔ امریکہ میں کہا جاتا ہے۔ کہ اس بیزاری کے انسداد کی کوشش عربی ضرب المثل پر عمل کے ذریعہ سے کی جا رہی ہے۔ absence makes the heart grow fonder. غیر حاضری دل کی محبّت کو بڑھانے والی ہے۔ اس لئے اُن کی تجویز ہے کہ میاں بیوی کے دوسرے سے بالکل الگ الگ مکانات میں رہا کریں۔ اپنے علیحدہ علیحدہ نام رکھیں۔ اور صرف جب جی چاہے ایکدوسرے کے گھر چلے جایا کریں۔

انگلستان کے موقر اخبار کو اس تجویز سے اسوجہ سے اختلاف ہے کہ مکانات کا سوال اس پر عملدرآمد کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ پہلے ہی لوگ مکانات نہ ملنے کی وجہ سے شادیوں سے دل ہٹا چکے ہیں۔ اب میاں بیوی کے لئے دو الگ الگ مکانات کی تجویز اور بھی رُکاوٹ کا موجب ہوگی۔

پس اخبار کی رائے میں میاں بیوی کے دلوں کو گرمانے کی بہترین صورت یہ ہو سکتی ہے۔ کہ میاں بیوی اور بیوی میاں سے وقتاً فوقتاً ایک خاص مدت کی تعطیل لے لیا کریں۔ اور اس مدت میں اپنی تعطیلات کو کہیں الگ رہ کر بسر کیا کریں۔

ایک طرف تہذیب جدید کے یہ کرشمے اور دوسری طرف مشرق کا ایک اسلامی گھر جنت کا رستہ دونوں میں بیّن اور نمایاں ہے۔

عربی ضرب المثل کا اثر ہوگا۔ تو زیادہ سے زیادہ عام دوستانہ تعلقات پر۔ لیکن کیا کبھی کسی نے سُنا کہ میاں بیوی کی باہمی زندگی پر بھی اس کا اثر کبھی ہؤا ہے؟

مہذب دُنیا کے لئے موقعہ ہے کہ ان پیش آمدہ حالات میں اسلامی تمدن کو اپنا رہنما بنائے۔ کہ نری خیالات آفرینی تہذیب و تمدن کا اصل الاصول نہیں اور نہ چند دن کارآمد ہو سکتی ہے +

کوئی تہذیب مذہب کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی

شاید ہمارے مقصد کی وضاحت اس مضمون کے حوالہ سے بخوبی ہو سکے۔ جو اخبار نیشن کے ایک قابل نامہ نگار نے لکھا ہے اور اس بات پر بہت زور دیا ہے۔ کہ موجودہ مغربی تہذیب کارآمد اور مفید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ کسی مذہب کا اس میں دخل نہیں۔ نامہ نگار نے Remarque 'ریمن' کی شہادت اپنی تائید میں پیش کی ہے۔ کہ

"موجودہ تہذیب سے کوئی مذہب پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور بار آور ہو سکتا ہے"

ادنےٰ طبقہ کو چھوڑ کر اعلےٰ اور متوسط طبقہ کے لوگوں کے متعلق وہ شاکی ہے کہ اُن کی حالت بہت گری ہوئی ہے۔ "موجودہ سیاسیات اور علوم و فنون" ہی اسکی نظر میں دل کی پیاس کو بجھانے اور کسی بلند مقام پر کھڑا کرنے کا ذریعہ نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہ روحانی غربت جو لوگوں پر عام طور پر چھا رہی ہے اس کا انسداد ضروری ہے۔ نامہ نگار کا بیان ہے کہ:۔

"لوگ عام طور پر اخلاقی نظام سے قطعاً آزاد ہیں۔ اور یہ مذہب کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک مذہب ہی اخلاق و اعمال کی درستی کا موجب ہو سکتا ہے کبھی کوئی وقت دُنیا پر ایسا نہیں آیا۔ جب اس نے مذہبی اصول اور معتقدات کو چھوڑا ہو یا اطوار اور چال چلن کی درستی سے لاپرواہی اختیار کی ہو بلکہ [illegible] وانڈزورتھ کے قول کے مطابق دُنیا کبھی خدا کے بغیر زندہ نہیں رہی"

ان حالات میں اور اس حقیقت نفس الامری پر بار بار زور دینے کے بعد کہ "کوئی تہذیب مذہب کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی" نامہ نگار سوال کرتا ہے۔ کہ:۔

"کیا ہماری تباہی کے دن تو نہیں آگئے کہ تمام مادی اسباب اور ذرائع کے باوجود ہم روحانی غذا سے اسی طرح محروم رہ کر موت کا مُنہ دیکھیں گے؟ علوم اور فلسفہ صرف لوگوں کی ایک خاص جماعت پر ہی اثر کرتے ہیں۔ اور یہ بھی مذہب کی قائمقامی قطعاً نہیں کر سکتے۔ یہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا"

یہ مضمون دراصل اسی تحریک کے جواب میں لکھا گیا ہے جو عیسائیت کا لوگوں کے قلوب پر کوئی اثر نہ رہنے کی وجہ سے ایک نیا مذہب بنانے کے لئے کی گئی ہے۔ یہ نیا مذہب کن اصول و شرائع کو لیکر پیدا ہوگا؟ لوگوں کی عام رائے ان پاکیزہ اصولوں ہی کی طرف راغب ہے۔ جو فطرت انسانی کو اپیل کرنے والے ہیں۔ اور وہی اسلام ہے۔ گو یا یُوں کہنا چاہئے۔ کہ سقراطی یورپ نے دیکھا کہ تہذیب جدید زندہ نہیں رہ سکتی اور نہ روز افزوں خرابیوں سے بچ سکتی ہے۔ جب تک کہ اسلامی اصولوں کے سامنے اپنے سر کو نہ جھکائے + دوست محمد از ووکنگ انگلینڈ۔

تبادلہ سکّہ کی حالت

محکمہ فائننس کا ایک اعلان مورخہ ۲۱ رجون بدیں مضمون شائع ہؤا ہے کہ تبادلہ سکّہ کے موجودہ بازاری نرخ کی وجہ سے گورنمنٹ ہند اور صاحب وزیر ہند میں چند ہفتوں سے خط و کتابت ہوتی رہی ہے کہ اس معاملہ میں کیا کارروائی کی جائے۔ نرخ تبادلہ نہ صرف سونے کی قیمت کی نسبت سے کم ہو گیا ہے بلکہ تجارت برآمد کی امداد کی کمی کی وجہ سے دو شلنگ کی مساوات سے بھی گر گیا ہے۔ یہ مساوات اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے جبکہ سونے اور پونڈ کے نرخ میں یکسانیت پیدا ہو۔ اس مسئلہ کا مؤثر اور مستقل حل اس پالیسی سے علیحدہ نہیں ہو سکتا جو سونے کے متعلق اختیار کی جائے۔ لہٰذا گورنمنٹ بڑی مسرت سے اعلان کرتی ہے کہ ۲۱۔ جون سے درآمد طلاء اور ممالک غیر سے سونے کے سکوں کی درآمد پر جو بندش عاید تھی وہ دُور کر دیگئی ہے۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ نے ایک آرڈیننس نافذ کیا ہے کہ ساورن اور نصف ساورن تا صدور حکم ثانی جائز سکّہ نہ سمجھے جائینگے اگرچہ گورنمنٹ انہیں پندرہ روپیہ کے موجودہ تناسب سے آج کی تاریخ سے ۲۱ روز تک کی مہلت میں یعنی ۱۲۔ جولائی تک وصول کریگی۔ اس مہلت کے ختم ہونے پر برطانوی طلائی سکے کی درآمد کی بندش بھی ہٹا دی جائیگی۔ امپیریل کونسل کے آئندہ اجلاس میں گورنمنٹ اس مضمون کا مسودہ قانون پیش کرے گی۔ کہ ساورن کی قیمت ۱۰ روپیہ کے مساوی کر دی جائے۔ اسوقت ساورن پھر جائز سکّہ سمجھا جائیگا یہ تدابیر

مراسلہ

ملک ہند میں کیوں لوگ زیادہ مرتے ہیں؟

(از قلم جناب جے۔ آر۔ رائے جرنلسٹ لاہور)

جو لوگ معاملات حاضرہ سے واقف ہیں وہ اس بات کا دعوےٰ کرتے ہیں کہ ہندوستان کی شرح اموات تمام دُنیا سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ اور یہ دعوےٰ نہ تو مبالغہ پر مبنی ہے۔ اور نہ واقعات کے خلاف بلکہ صحت اور درستی پر مبنی ہے۔ کیا معنی۔ ہندوستان کی شرح اموات واقعی مہذب دنیا کے تمام ملکوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ اس بیان کی گذشتہ سال کی صحت کی رپورٹ سے بخوبی تائید ہوتی ہے ۱۹۱۹ء کی پیدائش کا سرکاری بیان کمشنر حفظان صحت نے حال ہی میں ایک رپورٹ کی صورت میں شائع کیا ہے جس سے یہ عیاں ہوتا ہے۔ کہ سال زیر رپورٹ کی اوسط فی ہزار پچاس سے بھی اوپر ہے۔ یعنی موجودہ آبادی میں سے پچاس فی ہزار یا پانچ فیصدی آدمی مر گئے۔ گویا سو آدمیوں میں سے ایک سال میں پانچ مر گئے۔ اور پچانویں زندہ بچ گئے۔

یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ اور اس سے محبان وطن کے دلوں میں ایک قسم کی تشویش پیدا ہوگئی ہے۔ کہ اگر اسی حساب سے آدمی مرنے لگے۔ تو چند سال میں صفائی ہو جائے گی۔ اور ملک اُجڑ جائیگا اور واقعی یہ بات ہے کہ دُنیا کے کسی ملک میں اتنے آدمی نہیں مرتے جتنے ہندوستان میں مرتے ہیں۔ ۱۹۱۹ء میں خلاف معمول پچاس ساٹھ لاکھ آدمی زیادہ مر گئے۔ اسوجہ سے مُردوں کی تعداد جو ۱۹۱۸ء میں ۸۷ لاکھ اور سالانہ اوسط ۸۰ لاکھ کے قریب ہے۔ پہلے سے اگر دو چند نہیں تو ڈیوڑھی اور دوگنی کے درمیان ضرور ہوگئی۔ یہ سب کچھ درست ہے۔ مگر حق اور انصاف کا تقاضا ہے کہ ان حالات اور اسباب پر بھی غور کریں کہ جن کے سبب سے شرح اموات بہت بڑھی ہوئی ہے۔ اور جس سے ۱۹۱۹ء میں اوسط خوفناک حد تک پہنچ گئی تھی۔

جو لوگ اخبارات اور رسائل پڑھتے ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ ۱۹۱۸ء کے دوسرے نصف حصہ میں جبکہ جرمنوں اور اتحادیوں کے آخری فیصلہ کن معرکے ہو رہے تھے۔ وبائی نزلہ کی دو تین لہریں آئیں۔ کہ جن سے لاکھوں آدمی ہلاک ہو گئے۔ پہلے جو ماہ اگست میں آئی۔ نزکام اور بخار تھا۔ اور یہ معمولی قسم کا تھا۔ مگر جن لوگوں کو ہوا وہ جانتے ہیں۔ کہ کئی کئی روز تک اس سے رستگاری نہ ہوئی۔ اور طبیعت میں ضعف بہت زیادہ ہوگیا۔ حتےٰ کہ کئی دن تک کام کی قابلیت پیدا نہ ہوئی۔ دوسری لہر ستمبر میں آئی تھی جو پہلی سے کچھ زیادہ سخت تھی۔ مگر ان دونوں لہروں کے دوران میں جانوں کا نقصان برائے نام ہوا۔ مگر جو لہر اکتوبر و نومبر ۱۹۱۸ء کو آئی تھی وہ قیامت خیز تھی۔ بڈھے لوگ کہتے ہیں۔ کہ ایسی مہلک وبا اس سے پیشتر کبھی نہ پھیلی تھی۔ ڈاکٹر حیران تھے کہ یہ بلا ہے۔ اس کی ماہیت ہی کا پتہ نہ لگا۔ علاج خاک ہوتا۔ مگر حکیموں اور ویدوں کا دعوےٰ ہے کہ انہوں نے اس کا علاج کیا۔ اور ساٹھ ستر فیصدی مریض صحت یاب ہو گئے۔ لیکن طبیب لوگ علاج کیا کرتے انہیں تو موقع ہی نہیں ملا۔ پہلے سر بھاری ہوا گو یا زکام ہے حلق میں کھر کھری پیدا ہو گئی۔ پھر جھٹ پٹ کھانسی ہوئی پکڑے گئے۔ اور نمونیا بن گیا۔ اگر جسم میں زندہ ہوا۔ تو مریض بچ گیا۔ ورنہ تھوڑی دیر میں چل بسا۔ حکیم اور ڈاکٹر کے آنے تک بہت لوگ چل بسے۔ اور جو بچ گئے۔ وہ مہینوں تک کمزور رہے۔ بعض کانوں سے بہرے ہو گئے۔ بعضوں کے اور اعضاء کو مستقل ضرر پہنچا۔ یہ وبائی نزلہ تھا کہ جس سے ۱۹۱۸-۱۹ء میں سرکاری بیان کے مطابق پچاس ساٹھ لاکھ ہلاک ہو گئے۔ اسوجہ سے شرح اموات بہت بڑھ گئی۔ اور مُردوں کی معمولی تعداد ڈیوڑھی سے بھی متجاوز ہو گئی۔ اس وبا کے موجد شیطان فطرت جرمن ماہر تھے۔ جنہوں نے اپنے لیڈروں کے حسب ارشاد اتحادیوں کو پامال اور عالمگیر حکومت کا خواب حاصل کرنے کے لئے جب تمام کوششیں اکارت ہو گئیں۔ تو وبائی مہلک جراثیم تیار کیے۔ کہ جن کی بدولت وہ اتحادی فوجوں کو بغیر گولہ بارود۔ توپ بندوق مغلوب کرنے کے خواہاں تھے۔ مگر وہ جراثیم بوتلوں کے اندر سے نکلے اور اپنے پالنے والوں کو ہڑپ کر لیا۔ پہلے جرمن سپاہ کا صفایا کیا۔ بعد ازاں اتحادیوں کی طرف آئے۔ ہوتے ہوتے سارے یورپ میں وبائی نزلہ سے اتنے آدمی ہلاک ہوئے۔ جتنے لڑائیوں میں کام آئے۔ جنگ یورپ کے مقتولین کا شمار ایک کروڑ کے قریب ہے۔ یورپ کی آبادی ہندوستان سے کچھ ہی زیادہ ہے۔ ہندوستان کی اکتیس کروڑ۔ یورپ کی چالیس کروڑ کے قریب تھی۔ اس وجہ سے یورپ کی اموات ہندوستان سے بھی زیادہ ہیں۔ اگر اور مہذب ملکوں کی ۱۹۱۹-۱۹ء کی حفظان صحت کی رپورٹوں پر غور کیا جائے تو شرح اموات اگلے سالوں سے ڈیوڑھا اور دوگنا ہوگا۔ اسوجہ سے یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ ۱۹۱۹ء میں ہندوستان ہی میں لوگ زیادہ ہلاک نہیں ہوئے۔ بلکہ دُنیا کے اور ملکوں کے مُردوں کے شمار میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ یہ تو ایک خاص سال کا ذکر ہے جو ہندوستان ہی کے لئے بھاری نہ تھا۔ بلکہ ساری مہذب دنیا کو نقصان پہنچا ہے۔ ہندوستان ہی کا اوسط اموات بھاری نہیں ہے۔ بلکہ یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ کے مہذب ممالک اور ایشیا کے کئی ملکوں کا اوسط بھی اسی تناسب سے زیادہ ہے۔ مگر ہندوستان کا اوسط ویسے بھی دنیا سب ملکوں سے بڑھا ہوا ہے۔ ۱۹۱۱ء میں ۷ء ۳۲ فی ہزار تھا۔ اور شرح پیدائش ۲۸ء ۳۸ تھا۔ شہروں کی شرح اموات (۱۹۱۸ء ۳۴) فی ہزار تھا۔ شہروں میں زیادہ آدمی مرتے ہیں۔ کیونکہ آب و ہوا بہت گندی ہوتی ہے۔ دیہات اوسط بہت ہلکا ہے یعنی ۳۲ء ۳۲ فی ہزار ہے۔ مگر ہندوستان کا ۹۱ فیصدی دیہات میں اور ۹ فیصدی حصہ شہروں میں رہتا ہے۔ مگر اسی سال میں دُنیا کے اور ملکوں کی شرح اموات معلوم نہیں۔ کیونکہ تازہ ترین اعداد دستیاب نہیں ہوئے۔ ہاں برطانیہ کا ۱۶ فی ہزار ہے۔ جو ہندوستان کا آدھا ہے۔ تھائنڈ ڈنمارک کا سب سے ہلکا ہے۔ یعنی ۱۲ فی ہزار۔ مگر دُنیا میں سب سے اعلےٰ نیوزیلینڈ کا اور بالا وسط آسٹریلیا جنوبی افریقہ اور کینیڈا وغیرہ برٹش نو آبادیوں کا ہے۔ امریکہ کا ۱۳ء ۲ فی صدی ہے۔ اور جاپان کا ۱۸ فیصدی۔ یورپ کے اور ممالک مثلاً آسٹریا ہنگری۔ سرویہ۔ رومانیا۔ بلگیریا۔ اٹلی ہسپانیہ۔ پرتگال وغیرہ کا اوسط شرح بیس فی ہزار سے لیکر ۲۸ فی ہزار تک علے الترتیب ہے۔ روس اور چلی (جنوبی امریکہ) کا اوسط ہندوستان کے لگ بگ تھا۔ یہ اعداد چند سال پہلے کے ہیں۔ مگر اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔ کہ پچھلے تیس سال سے یورپ اور امریکہ ملکوں کی شرح اموات میں تخفیف ہو رہی ہے مگر ہندوستان میں اس کے برعکس دیکھنے میں آتا ہے۔ یعنی یہ کہ شرح اموات بڑھ رہی ہے۔ یہ بالکل درست ہے۔ اور سرکاری رپورٹوں سے اس کی پوری تائید ہوتی ہے۔ آپ شائد پوچھیں گے۔ "یہ کیوں ہے"؟ ہندوستان کی شرح اموات کیوں اس قدر بڑھی ہوئی ہے۔ اس کے اسباب پر غور کرنا چاہیئے۔

اگر ہندوستان کی شرح اموات بڑھی ہوئی ہے یا دن بدن ترقی پر ہے۔ تو اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ ۱۸۹۶ء سے پلیگ نے ملک ہند کو اپنا مسکن بنا رکھا ہے۔ ماہروں کا خیال ہے کہ سال میں بالاوسط پانچ لاکھ آدمیوں کی ہلاکت طاعون سے ہوئی ہے۔ کسی سال زیادہ زور پکڑتی ہے اور کسی سال کم۔ سالانہ اوسط اموات کلا دس لاکھ کا ہے۔ ۱۹۱۱ء میں ۸۷ لاکھ اور کچھ ہزار مختلف اسباب سے ہلاک ہوئے تھے۔ اور ۱۲ لاکھ اوسط بچوں کی پیدائش کی ہے یعنی آبادی میں ہر سال ۱۲ لاکھ جانوں کا شمار بڑھتا ہے اگر پلیگ کے مُردوں کو گھٹا دیا جائے تو پھر اوسط میں فرق آجاتا ہے۔ اسکے سوا سو سبھی حالات پر بھی شرح اموات موقوف ہے جب بارش زور کی ہو تو عموماً یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ موسمی بخار ملیریا کا بڑا زور ہوتا ہے۔ ہیضہ بھی کبھی کبھی نازل ہوکر ہزاروں جانوں کی ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اوسط اموات سال بسال گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ ۱۹۱۸ء سے پہلے کئی بار ایسا ہوا۔ کہ شرح اموات ۲۷ فی ہزار بھی تھی۔ اور ایک مرتبہ ۳۰ فی ہزار بھی ہوگئی۔ اس کے سوا ہماری شرح اموات میں دو ایک اور باتیں بھی قابل غور ہیں۔ جن کے سبب سے یہ اس قدر بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ سالانہ مُردوں میں آدھے بچے دس سال سے نیچے عمر کے ہوتے ہیں ۱۹۱۰ء میں ۸۷ لاکھ آدمی مرے تھے اور ان میں سے آدھی یعنی ۳۹ لاکھ بچوں کی تھیں۔ ایک سال سے نیچے کے بچے سوا اُنیس لاکھ تھے۔ اور پانچ برس کے درمیان کے تیرہ لاکھ کے قریب اور اس سے آدھے پانچ اور دس برس کے بیچ تھے۔ اگر مُردوں میں آدھے بچے نہ ہوں تو اوسط شرح اموات بہت ہلکا ہو۔ ہندوستان میں بچے ۲۱۴ فی ہزار مرتے ہیں اور برطانیہ میں ۹۱ فی ہزار تھے۔ مگر اس قدر بچے کیوں ہلاک ہوتے ہیں۔ اس کا ایک سبب یہ ہے کہ صغرسنی اور بڑھاپے کی شادیاں بکثرت ہوتی ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ کچی عمر یا بڑھاپے کی اولاد طاقتور نہیں بلکہ کمزور ہوتی ہے۔ اور یہ بچے چند ماہ اور چند ہفتے زندہ رہکر چلدیتے ہیں دوسرا سبب یہ ہے کہ بیشتر بچے اور ان کی مائیں تنگ و تاریک مکانوں میں جہاں نہ تازہ ہوا اور نہ دھوپ پہنچتی ہے۔ رہتے ہیں۔ اور اس سے بھی بچے مر جاتے ہیں۔ دوسرا سبب یہ بھی ہے کہ اموات کیوں زیادہ ہوتی ہیں۔ پندرہ اور تیس سال کے درمیان عورتوں کی شرح اموات مردوں سے کہیں بڑھکر ہے۔ جس کا سبب یہ ہے کہ چھوٹی عمر میں لڑکیاں بیاہ دی جاتی ہیں۔ اور وہ بارہ۔ تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ۔ سولہ برس کی عمر میں مائیں بننے کو مجبور ہو جاتی ہیں۔ اور جب ان کے اولاد ہوتی ہے تو تکلیف برداشت کرنے کی طبعی طاقت سے محروم ہونے کے سبب سے مر جاتی ہیں۔ ایک وجہ زچہ کے مرنے کی یہ بھی ہوتی ہے کہ دایہ کو جنائی وغیرہ دستیاب نہیں ہوتی۔ اور ایک یہ بھی سبب ہے کہ ماؤں اور بچوں کو خالص دودھ گھی نہیں ملتا۔ جو خوراک کا جزو اولین ہے۔ اور ملکوں میں عورتوں کی شرح اموات ہندوستان کا ½ ہے۔ یعنی فرانس اور برطانیہ میں ۷ء ۴ فی ہزار۔ ہندوستان میں ۸ء ۱۲ فی ہزار تھیں۔

اگر عورتوں اور بچوں کو تازہ ہوا میں رہنے کا پورا موقع ملے اور کھانے کو خالص دودھ اور گھی ملے تو انکے دیہاتوں اموات کم ہو جائیں گی۔ اس کے سوا پلیگ اور وبائی امراض کا استیصال بھی لازمی ہے کہ جس سے اموات میں شرطیہ تخفیف ہو جائیگی۔ اور یہ ہمارے اختیار کی بات ہے۔ اگلے سال سے وسیع انتظامی اختیارات ہمارے سپرد ہونگے اسوقت اپنے ہموطنوں کو بے وقت موت سے بچانے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

نومبائعین

ہم سب لکھیوارگان جن کے نام بمعہ انگوٹھے نیچے درج ہیں سب گناہوں سے جن سے بچنے کا شرع شریف میں حکم ہے۔ توبہ کر کے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر احمدیّہ بیعت میں داخل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہماری توبہ قبول فرمائے۔ اور ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی استقامت عنایت فرمائے!

ضلع سیالکوٹ

(۱) تابہ ولد منا سکنہ
(۲) فجا ولد جیون　"　"
(۳) سندھی ولد دادا　"　"
(۴) اسمٰعیل ولد عبداللہ　"　"
(۵) نظام دین ولد الٰہی بخش　"　"
(۶) بوٹا ولد حشمت　"　"
(۷) مہر بخش ولد دتہ　"　"
(۸) الہ دتا ولد مندھا　"　"
(۹) مہندو ولد کونا　"　"
(۱۰) جھنڈا ولد مہرداد　"　"
(۱۱) بہادل ولد کرم دین　"　"
(۱۲) جلال ولد کرم دین　"　"
(۱۳) کھولا ولد مانک　"　"
(۱۴) محمد دین ولد کھولا　"　"
(۱۵) نبی بخش ولد دادا　"　"
(۱۶) محمدا ولد سادہ　"　"
(۱۷) دولہ ولد ہیرا　"　"
(۱۸) بہارا ولد مہندا　"　"
(۱۹) عیدا ولد بھاگ　"　"
(۲۰) نتھا ولد جواہرہ　"　"
(۲۱) حیات محمد ولد مولو　"　"
(۲۲) فجا ولد ہیال　"　"
(۲۳) جمال ولد بڈھا　"　"
(۲۴) سدہو ولد دسا　"　"
(۲۵) گھسیٹا ولد ہیرا　"　"
(۲۶) بوٹا ولد ستار　"　"
(۲۷) دینا ولد ناکر　"　"
(۲۸) گھسیٹا ولد جوایا　"　"
(۲۹) رکن دین ولد کالا　"　"
(۳۰) نبھا ولد جیون　"　"
(۳۱) سراج دین ولد قائم دین　"　"
(۳۲) محمد دین بقلم خود　"　"

جلد ۸ | مدینۃ المسیح لاہور یکشنبہ مورخہ ۲۳ شوال سنہ ۱۳۳۸ ہجری المقدس مطابق ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۳

کلام الامام امام الکلام

دلم ہر وقت قربان محمدؐ

عجب نوریست در جان محمدؐ

عجب لعلیست در کان محمدؐ

ز ظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف

کہ گردد از محبّان محمدؐ

عجب دارم دل آں ناکساں را

کہ رُو تابند از خوان محمدؐ

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم

کہ دارد شوکت و شان محمدؐ

خدا زاں سینہ بیزارست صد بار

کہ ہست از کینہ داران محمدؐ

خدا خود سوزد آں کرم دنی را

کہ باشد از عدوّان محمدؐ

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس

بیا در ذیل مستان محمدؐ

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت

بشو از دل ثنا خوان محمدؐ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش

محمدؐ ہست برہان محمدؐ

سرے دارم فدائے خاک احمدؐ

دلم ہر وقت قربان محمدؐ

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم

نثار روئے تابان محمدؐ

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند

نتابم رُو ز ایوان محمدؐ

جواہر ریزے

اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا

(گذشتہ سے پیوستہ)

اب دیکھو کہ صحابہ کو بھی نصرت دی گئی اور تو بایں کہ یہ نصرت ایسے وقت میں دیگئی جبکہ تم تھوڑے تھے۔ پس بدر میں کفر کا خاتمہ ہو گیا۔ بدر پر ایسی عظیم الشان نشان کے اظہار میں آئندہ کی بھی ایک خبر رکھی گئی تھی۔ اور وہ یہ کہ بدر چودھویں رات کے چاند کو بھی کہتے ہیں۔ اس سے چودھویں صدی میں اللہ تعالےٰ کی نصرت کے اظہار کی طرف بھی ایماء ہے۔ اور یہ چودھویں صدی وہی صدی ہے جس کے لئے عورتیں تک کہتی تھیں کہ چودھویں صدی خیر و برکت کی آئیگی۔ خدا کی باتیں پوری ہوئیں۔ اور چودھویں صدی اللہ تعالےٰ کے منشاء کے موافق اسم احمدؐ کا بروز ہوا۔ اور وہ میں ہوں جس کی طرف اس واقعہ بدر میں پیشگوئی تھی جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا۔ مگر افسوس کہ جب وہ دن آیا۔ اور **چودھویں کا چاند نکلا۔** تو اُسکو دکاندار خود غرض کہا گیا۔ افسوس اُن پر جنھوں نے دیکھا اور نہ دیکھا۔ وقت پایا اور نہ پہچانا۔ وہ مر گئے۔ جو ممبروں پر چڑھ چڑھ کر رویا کرتے تھے۔ کہ چودھویں صدی میں یہ ہوگا۔ اور وہ رہ گئے۔ جو کہ اب ممبروں پر چڑھکر کہتے ہیں کہ جو آیا ہے وہ کاذب ہے! ان کو کیا ہو گیا۔ یہ کیوں نہیں دیکھتے اور کیوں نہیں سوچتے۔ اُسوقت بھی اللہ تعالےٰ نے بدر ہی میں مدد کی تھی اور وہ مدد اذلۃ کی مدد تھی۔ جس وقت ۳۱۳ آدمی صرف سید ان میں آئے تھے اور کل دو تین لکڑی کی تلواریں تھیں۔ اور ۳۱۳ میں زیادہ تر چھوٹے بچے تھے۔ اس سے زیادہ کمزوری کی حالت کیا ہوگی اور دوسری طرف ایک بڑی بھاری جمعیت تھی۔ اور وہ سب کے سب چیدہ چیدہ جنگ آزمودہ اور بڑے بڑے جوان تھے۔ آنحضرتؐ کی طرف ظاہری سامان کچھ نہ تھا اُسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ لَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا۔ یعنی اے اللہ اگر آج تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر کوئی تیری عبادت کرنیوالا نہ رہیگا!

سنو! میں بھی یقیناً اسی طرح کہتا ہوں کہ آج وہی بدر کا معاملہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اسی طرح ایک جماعت طیار کر رہا ہے وہی بدر اور اذلۃ کا لفظ موجود ہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے کہ اسلام پر ذلت نہیں آئی؟ نہ سلطنت ظاہری میں شوکت ہے۔ ایک یورپ کی سلطنت منہ دکھاتی ہے تو بھاگ جاتے ہیں۔ اور کیا مجال [illegible] کیا حال کیا اندر نہیں ہیں؟ ہندو بھی اپنی طاقت میں مسلمانوں سے بڑھے

ہوئے ہیں۔ کوئی ایک ذلت ہے جس میں اُن کا نمبر بڑھا ہوا نہو جس قدر ذلیل سے ذلیل پیشے ہیں وہ ان میں پاؤ گے۔ بلکہ گداگر مسلمان ہی ملینگے۔ جیلخانوں میں جاؤ تو جرائم پیشہ گرفتار مسلمان ہی پاؤ گے شراب خانوں میں جاؤ کثرت سے مسلمان ہی پاؤ گے۔ اب بھی کہتے ہیں ذلت نہیں ہوئی۔ کروڑہا ناپاک اور گندی کتابیں اسلام کی رد میں تالیف کی گئیں ہماری قوم میں سے خل سید کہلانے والے عیسائی ہوکر اسی زبان سے سیدنا المعصومین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کو کوسنے لگے۔ صفدر علی اور عماد الدین وغیرہ کون تھے۔ امہات المومنین کا مصنف کون ہے؟ غرض اس قدر واویلا اور شور مچایا گیا۔ استغفر کچھ بھی نہ کر سکے پھر بھی کہتے ہیں کہ ذلت نہیں ہوئی۔ کیا تم تب خوش ہوتے کہ اسلام کا اتنا سا نام بھی باقی نہ رہتا۔ تب محسوس کرتے کہ ہاں اب ذلت ہوئی ہے!!! آہ! میں تم کو کیونکر دکھاؤں جو اسلام کی حالت ہو رہی ہے دیکھو! میں پھر کھولکر کہتا ہوں کہ یہی بدر کا زمانہ ہے اسلام پر ذلت کا وقت آ چکا ہے۔ مگر اب خدا نے چاہا ہے کہ اسکی نصرت کرے چنانچہ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسلام کو براہین اور حجج ساطعہ کے ساتھ تمام ملتوں اور مذہبوں پر غالب کر کے دکھا دوں۔ اللہ تعالےٰ نے اس مبارک زمانہ میں چاہا ہے کہ اُس کا جلال ظاہر ہو۔ اب کوئی نہیں جو اسکو روک سکے جس طرح پہلے صحابہؓ کے زمانے میں چاروں صفات کی ایک خاص تجلی ظاہر ہوئی تھی اب پھر وہی زمانہ ہے اور ربوبیت کا وقت آیا ہے۔ نادان مخالف چاہتے ہیں کہ سچ کو الگ کر دیں۔ مگر خدا کی ربوبیت نہیں چاہتی بارش کی طرح اُسکی رحمت برس رہی ہے یہ مولوی حامی دین کہلاتے ہوئے مخالفت کر کے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے نور کو بجھا دیں مگر یہ نور پورا ہو کر رہیگا۔ اسی طرح پر جس طرح اللہ تعالےٰ نے چاہا ہے یہ خوش ہوتے ہیں اور تسلیم کر لیتے ہیں۔ جب پادری اُٹھ اٹھ کر کہتے ہیں کہ تمہارا نبی مر گیا اور زندہ نبی مسیح ہے۔ اور مس شیطان سے مسیح ہی بچا ہوا ہے اور مسیح نے مردوں کو زندہ کیا۔ یہ بھی تائید کر کے کہہ دیتے ہیں کہ ہاں چڑیاں بنایا کرتے تھے۔ ایک شخص سوہدرہ سے میرے پاس آیا میں نے اُس سے پوچھا کہ مسیح جو چڑیاں بنایا کرتے تھے اب تو وہ بہت ہی ہو گئی ہونگی کیا فرق کر سکتے ہو۔ اس نے کہا ہاں مل جل گئی ہیں۔ اسی طرح پر ان لوگوں نے مسیح کو نصف خدائی کا دعویدار بنا دیا ہے۔ پھر یہی ہیں جنہوں نے دجال کی نسبت مان رکھا ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کریگا اور یہ کریگا اور وہ کریگا۔ افسوس قرآن تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تلوار سے تمام ان باطل معبودوں کو قتل کرتا ہے جن میں خدا کی صفت مانی جائیں پھر یہ دجال کہاں سے نکل آیا ہے۔ سورۃ الفاتحہ میں یہودی اور عیسائی بننے سے بچنے کی دعا تو سکھلائی کیا دجال کا ذکر خدا کو یاد نہ رہا۔ جو اتنا بڑا فتنہ تھا۔ اصل یہ ہے کہ ان لوگوں کی عقل ماری گئی اور یہ اس کے مصداق ہیں ع

یکے بر سر شاخ و بُن مے برید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ بیکشنبہ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۲۰ء نمبر ۳

مذہب ایک جذبۂ فطری ہے

ہستیٔ باری تعالیٰ

(۳)

ہم رسالہ گذشتہ میں یہ امر واضح کر چکے ہیں کہ جو بات جو ساری کائنات میں بالعموم اور نسل انسانی میں بالخصوص مشترک پائی جائے وہ فطرت کا ایک عالمگیر تقاضا ہوتی ہے۔ اور فطرت کا یہ تقاضا کسی تصنع اور تکلف پر مبنی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ایک حقیقت ہوتی ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ مختلف ممالک کی مختلف اقوام میں وقتاً فوقتاً مختلف عقائد انسانی دل و دماغ پر حکمرانی کرتے رہے۔ مگر اس سب اختلافِ عقائد میں چند باتیں مشترک پائی جاتی ہیں اور در حقیقت انہی کا مجموعہ صحیح مذہب ہو سکتا ہے صحف مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ۔

سب سے پہلی بات جو ہمیں ہر ملت و مذہب میں یکساں نظر آتی ہے اور جو چھپانے سے بھی کسی طرح نہیں چھپتی وہ ایک ذات واحد کی پرستش ہے۔ ایک صانع تعالیٰ کا اقرار ہے۔ ایک خالق جن و انس کا عقیدہ ہے۔ دریاؤں اور پہاڑوں کی پرستش۔ سورج۔ چاند اور دیگر اجرام فلکی کی عبادت۔ شجر اور حجر کی پوجا۔ غرضیکہ ہزاروں قسم کے مشرکانہ عقائد دنیا میں ہمیشہ سے موجود چلے آتے ہیں مگر ان تمام عقائد باطلہ کے پس پشت ایک احکم الحاکمین کا خیال۔ ایک ذات واحد کا تصور اور ایک حقیقی معبود کا عقیدہ برابر کام کرتا رہا ہے اور کسی طرح بھی انسانی عقل اس سے منکر نہیں ہوئی۔

ملاحدہ کا گروہ بھی ابتدائے آفرینش ہی سے چلا آتا ہے۔ مگر ان کے خیالات کا بھی بنظر تجزیہ کر لیا جائے اور ان کے عقائد اچھی طرح دریافت کر لئے جائیں تو معلوم ہوگا کہ وہ بھی کسی نہ کسی رنگ میں رب العالمین کی سطوت کے سامنے سر جھکا رہے ہیں۔ عیش و طرب۔ خوشی اور انبساط کے وقت شاید وہ منہ سے کچھ الٹے سیدھے الفاظ بھی کہہ دیتے ہوں گے۔ لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا۔ کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہوگی۔ مگر صدمہ۔ رنج۔ افسوس اور حسرت کے وقت ان کا دل بے اختیار ایک برتر ہستی۔ ایک اعلیٰ ذات کی طرف گر بگر کر جھک جاتا ہے اور جس طرح بچہ خوف و خطرہ کے وقت اپنی ماں سے لپٹ جاتا ہے۔ اسی طرح روح انسانی در حالت درماندگی خداوند قدوس کے آستانہ الوہیت پر گر جاتی ہے۔ اور فرعونیت اور انانیت کی تاریکیاں تباہ ہو کر نابود ہو جاتی ہیں۔

عقیدۂ نبوّت

جس طرح خداوند عالم کی ہستی کا اقرار فطرتاً طبع انسان میں کندہ کر دیا گیا ہے اسی طرح انسان کے اندر یہ خواہش بھی پیدا کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنیوالے سامان ربوبیت باہم پہنچانے والے۔ مہربان اور رحیم آقا سے کوئی تعلق پیدا کرے۔ وہ صفات الٰہیہ کا پرتو دیکھنے کا متمنی ہوتا ہے۔ اس کی روح ذات باری سے ایک تعلق پیدا کرنے کے لئے تڑپتی ہے۔ انسان کے تمام قوائے رب العزت سے پیوند ہونا چاہتے ہیں۔ جسم کے رگ و ریشہ سے ایک شور اٹھتا ہے اور قطرۂ ناچیز بحر ناپیدا کنار میں ملکر اپنی ہستی کھو دینا چاہتا ہے۔ مگر جسم کی آلائش اور تن خاکی کا ڈھانچہ ایک

رکاوٹ ہو جاتا ہے۔ مگر روح کی لطیف نگاہ اس رکاوٹ کو چیر کر نکل جاتی ہے۔ اور تلاش محبوب میں سرگرداں ہونے لگتی ہے۔ حتیٰ کہ جب یہ خواہش بڑھتے بڑھتے ایک خاص شکل و صورت اختیار کر لیتی ہے تو ایسے وقت جبکہ ترکیب دماغی کے عناصر اعلیٰ نیند میں آرام کر رہے ہوتے ہیں۔ روح پر ایک وجدانی عالم طاری ہوتا ہے۔ اور اس پر عجیب عجیب حقائق کھلتے ہیں۔ اور یہ حقائق استعداد انسانی کے مطابق کم و بیش ہوتے رہتے ہیں۔ جس کا دل زیادہ مصفا ہو۔ اس پر ربانی روشنی زیادہ تیزی سے ضیا فگن ہوئی۔ اور جس کا قلب کثافت نفسانی سے زیادہ بھرا رہا۔ اس نعمت سے زیادہ محروم رہا۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ نے قلب انسانی میں معرفت الٰہی حاصل کرنے کا ایک جذبہ ودیعت کیا ہے۔ وہاں اس جذبہ کی تسلی کے لئے خوارج میں سامان بھی پیدا کر دیئے ہیں۔ اور وہ الہام اور وحی الٰہی ہیں۔ جن سے کرۂ ارض پر انسان حصہ گیر رہتا ہے اس الہام اور وحی کی تکمیل نبوت کہلاتی ہے اور نبی وہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ سے اکمل اور اتم تعلق ہو۔ تاکہ وہ منشائے الٰہی کو دنیا پر ظاہر کرے۔ دنیا اگر اس سے بگڑے۔ تو وہ صبر سے کام لے۔ اسے اگر تکلیف ہو تو وہ برداشت کرے۔ وہ عوام کو معذور سمجھ کر طیش میں نہیں آتا۔ بلکہ ان پر اور بھی زیادہ رحیم ہو جاتا ہے۔ اس کی باتوں میں جہاں جوش ہوتا ہے وہاں اثر بھی ہوتا ہے۔ اس کی باتیں جتنی لوگوں کی طبع کے برخلاف ہوتی ہیں اتنی ان کی صداقت پر انہیں یقین ہوتا ہے۔ پس عقیدۂ نبوت بھی فطرت انسانی ہی کی ایک جھلک ہے۔ (باقی آئندہ)

شملہ میں آریہ سماج سے مناظرہ

شملہ آریہ سماج نے اپنے سالانہ جلسہ پر پروگرام میں شنکا سمادھان (دفع شکوک) کا وقت بھی رکھا ہوا تھا۔ جس سے فائدہ اٹھانے کے لئے سکریٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ نے آریہ سماج کے سکریٹری صاحب سے خط و کتابت کی۔ اس رسل و رسائل [illegible] کا نتیجہ ایک مناظرہ کی شکل میں نمودار ہوا۔ اور مورخہ [illegible] ماہ رواں دوشنبہ کے دن بعد از نماز مغرب مناظرہ شروع ہوا اس طرف سے خاکسار ایڈیٹر اور آریہ سماج کی طرف سے پنڈت پورنا نند جی مناظر قرار پائے۔ پنڈت صاحب موصوف سے مناظرہ کا یہ شاید پہلا ہی اتفاق نہ تھا غالباً قادیان کے آریہ سماج میں بھی انہی سے مناظرہ ہوا تھا۔ مناظرہ کا مضمون نجات (مکتی) اور اس کے سادھن تھا۔ خاکسار نے آرین مکتی اور اسلامی فلاح کی تعریف بیان کر کے دونوں کا مقابلہ کیا۔ اس پر پنڈت صاحب موصوف کو جنہیں اس مسئلہ پر مسلمانوں سے گفتگو کرنے کا غالباً پہلا ہی موقعہ ملا تھا ایک مسلمان کی زبان سے سنسکرت علم کلام کے سوتر وغیرہ سنکر غلطی سے اس سڑک پر چلے گئے کہ جس پر ساتن دھرمیوں سے مٹھ بھیڑ ہوا کرتی ہے۔ اور جیو کے نے ہونے اور انادی سانت یا سادی سانت (نجات میں روح کے خدا میں ملجانے اور ازلی وغیرہ) ہونے نہ ہونے کا جھگڑا لے بیٹھے۔ اور اپنے ہی گھر کے مسلمہ اصولوں کی بناء پر یہاں ملزم گردانے گئے۔ کہ جب تم مکتی کی تعریف [illegible] پر تحقیق بھوگتی جناب پیام سا مکتی کرتے ہو۔ یعنی مکتی (نجات) کی تعریف جب یہ ہے کہ جس سے لوگ خلاصی، رہائی اور علیحدگی حاصل کر لیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ پہلے لوگ قید تھے جبھی تو اس سے رہائی اور خلاصی پاتے ہیں۔ اسی پر پنڈت صاحب کو توجہ دلائی گئی کہ یہ نجات کی تعریف آپ کے سنگھ کی رو سے ہے نہ ہمارے مذہب کی رو سے۔

اسلام انسانی روح کو جس ارتقاء اور اعتلاء پر پہنچانا چاہتا ہے وہ لفظ فلاح کی تعریف میں بتلایا گیا ہے اور کمال روح انسان کے سامنے آرین مکتی کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس پر پنڈت صاحب پھر سناتن دھرمی ہونے کے شبہ میں پڑ گئے۔ اور وہی اعتراضات جو وہ سناتن دھرمیوں پر کیا کرتے ہیں

سکتی اس کی جیو کا ہے یا یعنک (یعنی نجات روح کا ہے یا عارضی) اور اس پر یہ دلیل قائم کی کہ نجات روح کی ذاتی صفت ہے تو وہ کبھی دور نہیں ہونی چاہیئے۔ اور اگر عارضی ہے تو نجات دائمی نہیں ہوسکتی۔ اس پر پنڈت صاحب کو پھر اسلامی عقیدہ کی توجہ دلائی گئی۔ کہ ہم نجات کو انسانی روح کے لیے اور استعداد کا خدا کی ربوبیت کے چشمہ سے پی کر ارتقاء اور اعتلاء کی منازل کو حاصل ماننے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت محدود نہیں اس لئے انسانی روح کی ترقی بھی محدود نہیں۔ (باقی آئندہ)

احباب کا شکریہ

جن احباب نے بچہ کی پیدائش پر مجھے مبارکباد کے خطوط لکھے ہیں۔ سب کا علیحدہ علیحدہ جواب دینا بہت سا وقت چاہتا ہے جو خدا چاہے تو کسی بہتر کام میں لگ سکتا ہے لہٰذا یکجائی طور پر میں اُن سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو بات بالخصوص ان خطوط میں میرے لئے سب خوشی ہے وہ ان میں احباب کی خاص دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بچہ کو دین کا خادم بنائے یہی میرے دل کی بھی تڑپ ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ میرے احباب ان دعاؤں کو جاری رکھیں گے۔ بلکہ انکو اور بھی عام کر کے جناب باری سے التجائیں کریں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے ہر نومولود کو اپنے دین کا سچا خادم بنائے۔ تاکہ جب پہلے لوگ رخصت ہوں تو اُن کی جگہ لینے والے موجود ہوں۔ آمین! محمد علی۔

بچہ کا نام محمد احمد رکھا گیا ہے۔

ایک قابل تقلید مثال

اس ہفتہ میں ہمارے مکرم شیخ مولا بخش صاحب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب اور شیخ جان محمد صاحب کے خاندان میں دو لڑکوں اور دو لڑکیوں کی شادیاں تھیں۔ حضرت مولوی صدر الدین صاحب اور حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بھی اس سنت نکاح میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے تھے۔ باہر سے ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ۔ بابو منظور الٰہی صاحب اور مولوی ظہیر الدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اس کار خیر میں شمولیت حاصل کرنے کے لئے تشریف فرما لائل پور تھے۔ شیخ صاحبان نے نہایت اعلیٰ نمونہ اسلام کا اس موقعہ پر دکھایا یعنی سنت نبوی کے مطابق الحمد ہر ایک بدرسم سے مبرا یہ نکاح ہوا ہے۔ حضرت مولوی صدر الدین صاحب نے ہر دو نکاحوں کا خطبہ پڑھا۔ اور جناب شیخ جان محمد صاحب اور شیخ اسمٰعیل صاحب نے ایک ایک ہزار روپیہ اس موقعہ پر للّٰہ اسلامی کاموں کے لئے صدقہ دیا۔ ان میں سے پانصد روپیہ فی نکاح ہے۔ ایک ہزار احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو عطا کیا اور پانصد روپیہ نئی جامع مسجد لائل پور کی تعمیر کے لئے اور ۲۵۰ روپیہ اسلامیہ ہائی سکول لائل پور کے لئے اور ۲۵۰ انجمن اسلامیہ [illegible] کے لئے عطا کیا گیا۔ اور اس طرح ایک نہایت نیک مثال مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے قائم کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ہر دو نکاحوں کو والدین کے لئے اور ان کے بچوں کے لئے اور دین اسلام کے لئے مبارک کرے۔

ایک قابل تردید غلطی

اخبار پیغام صلح مورخہ ۳۰ جون ۱۹۲۰ء نمبر ۹۹ کے صفحہ ۱ کالم اول رسیدات زر کی ذیل میں جماعت فیروزپور کا چندہ معرفت خان صاحب میاں غلام رسول خان صاحب وصول ہونا درج ہوا ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ بلکہ چندہ فی الحقیقت میرا ارسال کردہ ہے۔ اور خان صاحب موصوف کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

شیخ محمد دین جان۔

سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فیروزپور

ان کو نبی کی صحیح تعریف سے آگاہی حاصل ہوگئی اللہ نے ان کو سمجھ دے دی۔ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں تب سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اعلان کر دیا کہ:-

"نبی کے جو معنے وہ ہمیشہ سمجھتے رہتے تھے۔ وہ باطل تھے چونکہ نبی کے حقیقی معنے صرف اس قدر ہیں کہ خدا کی طرف سے خبر پانے والا۔ اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اسکو عربی میں نبی کہتے ہیں"

اس لئے جونہی کہ حضرت مسیح موعود کو اس سر الاسرار کا راز حقیقی معلوم ہوگیا انہوں نے نبی اللہ ہونے کا دعوے کر دیا۔ سچے نبیوں کی تمام علامات تو ان میں پہلے سے ہی موجود تھیں۔ اگر سنہ ۱۹۰۱ء تک فرق تھا تو صرف سمجھ کا۔ جب یہ سمجھ کا پھیر دور ہوگیا۔ اور نبی کے حقیقی معنوں کی حضرت مسیح موعود کو سمجھ آگئی۔ پھر انہوں نے اپنے آپ کو محدث کہلوانا چھوڑ دیا۔ اور علے الاعلان حکم دیا کہ ... ان کو نبی اللہ کے نام سے پکارا جائے ... کے جو معنی حضرت صاحب نے براہین حصہ پنجم میں کئے وہی توضیح مرام اور اربعین میں بھی کئے ہیں یہ محض افترا ہے کہ نبی کے صحیح معنوں سے سنہ ۱۹۰۱ء تک حضرت مسیح موعود آگاہ نہ تھے۔ (راقم) اگر کوئی مخالف مولوی وہی کچھ کہتا جو مرزا محمود احمد صاحب نے کہا تو احمدی جماعت کے باغیرت لوگ ایسے مخالف مفتری کو جہنم تک پہنچا کر چھوڑتے لیکن چونکہ میرزا محمود احمد صاحب کی طرف سے یہ بات لکھی گئی تھی۔ اس لئے اکثر لوگوں نے اپنے مرشد کا بیٹا سمجھکر انکی ہاں میں ہاں ملانی شروع کر دی۔ لیکن حق حق ہوتا ہے چنانچہ آج بہت سے ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو یہ بیان کرنے لگ گئے ہیں کہ صاحبزادہ جناب میرزا سلطان احمد صاحب سلطان القلم نے ختم نبوت کے متعلق مضمون لکھ کر جو اسلامی خدمت سرانجام دی ہے وہ ایک ایسی بات ہے جس سے یہی نتیجہ نکالنا پڑتا ہے کہ اگر میرزا محمود احمد صاحب نے اپنے باپ کے خلاف ایک نیا مذہب نکالنا چاہا ہے تو جناب میرزا سلطان احمد صاحب نے اپنے باپ کے صحیح مذہب کی تجدید کر دی ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے۔ اور بقول میرزا محمود احمد صاحب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعود نے اپنے آپکو نبی اللہ سمجھ لیا تھا اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد اپنے آپکو بطور نبی اللہ کے پیش کرنے لگ گئے تھے۔ تو چونکہ شریعت کا تمام دارومدار سمجھ پر ہوتا ہے اس لئے نتیجہ یہی نکلیگا کہ چونکہ حضرت مسیح موعود دعوے نبوت کے بعد صرف سات سال تک زندہ رہے۔ اس لئے آیت لا تقول کے بعد (نعوذ باللہ) ہلاک ہوگئے۔ پس حضرت مسیح موعود کے متعلق یا تو یہ ثابت ہوجائے کہ انہوں نے نبوت کا دعوے ۲۳ سال سے زیادہ دیر تک کیا۔ اور ہلاک نہ ہوئے۔ اور یا پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ماتحت یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انھوں نے نبوت کا دعوے کبھی کیا ہی نہیں تھا۔

بہر صورت میرزا محمود احمد صاحب کا موجودہ مذہب حضرت مسیح موعود کے بالکل خلاف ہے۔ اور جوں جوں احمدی جماعت میں تعلیم پھیلے گی۔ اور احمدیوں کو حضرت مسیح موعود کی تحریرات کا علم ہوتا جائیگا۔ توں توں اُن کے دلوں میں میرزا محمود احمد صاحب کے عقائد سے بیزاری پیدا ہوتی جائیگی۔

موجودہ حالات کے اندر جس بات نے احمدیوں کو میرزا محمود احمد صاحب کی طرف مائل کر رکھا ہے وہ وہی بات ہے جس کی وجہ سے لاکھوں لوگ بت پرستی میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اور اصنام پرستی پر زور دیتے ہیں۔

کروڑوں لوگ حضرت عیسے ابن مریم کو خدا کا اکلوتا فرزند بلکہ خدا یقین کرتے ہیں۔ اور خدا بھی ایسے عقیدہ والوں کو دنیا میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی دے رہا ہے۔ لیکن ایک مسلم یقین رکھتا ہے کہ مسیحی لوگوں کے ایسے عقائد محض مشرکانہ ہیں۔

پس یہ تین باتیں مرزا محمود احمد صاحب کے اندر بھی تین باتیں کام کر رہی ہیں:-

(۱) آبائی عزت وعظمت (۲) جہالت (۳) دنیا طلبی۔

لاکھوں بت پرست اصنام پرستی سے اس لئے باز نہیں آتے۔ کہ ان کے دلوں میں یہ یقین ہوتا ہے کہ یہ مورتیاں دراصل پرمیشور کے اوتاروں کی مورتیاں ہیں

کروڑوں بت پرست ... کا نہ عقائد ... اس لئے مبتلا ہیں

کہ اُن کے اندر علم کی کمی ہے۔ اور جہالت کے سبب سے وہ توحید اور شرک میں تمیز نہیں کر سکتے۔

کروڑہا لوگ سودان بالطل کی اس لئے پرستش کرتے ہیں کہ وہ سوسائٹی سے علیحدہ ہوکر اپنے آپ کی اور اپنے بال بچوں کی پیٹ پروری نہیں کر سکتے اور شادی غمی میں دوسروں کی ہمدردی اور امداد کے محتاج ہوتے ہیں۔ پس میرزا محمود احمد صاحب کے ساتھ جو لوگ شامل ہیں اگر آپ غور سے دیکھینگے تو معلوم ہوگا۔ کہ وہاں صداقت کا جلوہ نہیں بلکہ اغراض نفسانی کا دور دورہ ہے۔

ہزاروں لوگ موجود ہیں جو یہ بھی نہیں جانتے کہ حضرت مسیح موعود کے متعلق میرزا محمود احمد صاحب کیا لکھتے ہیں اور کہاں لکھتے ہیں۔ چنانچہ مرزا محمود احمد صاحب کا ایک مرید حضرت مسیح موعود کی مسند حب ذیل عبارت پیش کرتے ہوئے میرے دیکھنے میں آیا۔

"اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کیوں کوئی نبی نہیں آیا۔ تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راستی سے بالکل خالی ہوگیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔ (نور القرآن)۔ گویا لب لعین میاں محمود احمد صاحب ابھی تک یہ نہیں جانتے۔ کہ میاں صاحب موصوف حضرت مسیح موعود کی ان تمام تحریرات پر جو مسیح موعود کے دعاوی اور دلائل سے بھرپور ہیں۔ لیکن سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حیز تحریر میں آچکی ہیں۔ قلم نسخ کھینچکر انکو باطل قرار دے چکے ہوئے ہیں امید ہے کہ احمدی احباب غور سے کام لیں گے۔

اقتباسات

پیرجی کی کرامات

ضلع مہر گلی کے موضع پھرپھرا میں ایک پیرجی کا خروج ہوا ہے۔ آپ کا نام نامی و اسم گرامی ابو بکر صدیق ہے۔ آپ کے علم وفضل کے متعلق آپ کے مریدوں کا خیال ہے کہ آپ زبردست مولانا صاحب ہیں۔ کیونکہ آپ نے گالی باندہ کے جلسہ میں تقریر کا وعظ کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ ہم نے چالیس سندیں پڑھی ہیں کل ہندوستان میں میرے سوا اور کسی شخص کو بھی اس قدر علم حاصل نہیں ہے۔ مولوی آزاد (مولانا ابو الکلام آزاد) تاریخ نہیں جانتا ہے۔ کیونکہ اس نے تاریخ خمیس نہیں پڑھی ہے۔ میں نے مکہ معظمہ سے اس کتاب کو خرید اہے۔ پس مولوی آزاد کو "لمحات تاریخیہ" لکھنے کا کچھ استحقاق نہیں۔ پیرجی کی سرپرستی میں ایک اخبار شائع ہوتا ہے۔ اس کی ایک گذشتہ اشاعت میں موجودہ رہنمایان ہند کے متعلق بحث کرتے ہوئے انکو دو فریق میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک فرقہ ضالین مضلین کا۔ مثال کے لئے مولانا عبد الباری و مولانا ابو الکلام آزاد مدظلہما کے ناموں کا نہایت حقارت سے ذکر کیا ہے۔ اور دوسرا فرقہ ہادین مہدیین کا۔ اس فہرست میں نواب علی چودھری، مسٹر سہروردی، اور پیرجی کے چند حواریین کا ذکر کیا گیا ہے۔ مگر عنوان فہرست کو "بنگیر تابش کول سرشت" یعنی ملت اسلامیہ بنگال کا سرگروہ مشہور پیر و مرشد ... صوفی محمد ابو بکر صاحب" کے نام نامی سے زینت دی گئی ہے۔

الحاصل آپ اپنے اعتقاد اور مریدوں کے خیال کے مطابق ایک "زبردست" مولانا ہیں۔ مگر ہمارے بعض مستند احباب بوثوق بیان کرتے ہیں۔ کہ پیرجی نے مدرسہ کلکتہ کی جماعت سوئم تک ترقی کی تھی۔ مگر بوجوہ چند در چند آپ نے امتحان دینے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی۔ چونکہ آپ کو دنیا اور دنیا کے جمیع تعلقات سے سخت نفرت ہے اس لئے آپ نے دنیا کی کسی زبان کی تحصیل و تعلیم کے لئے توجہ نہیں کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روئے زمین کی کسی زبان میں بھی صحت کے ساتھ چند کلمات بولنے یا دو ایک سطر لکھنے کے الزام سے آپ کا دامن ہمیشہ پاک رہا۔

پیرجی کے زہد و اتقا کے متعلق اس قدر عرض کر دینا کافی ہوگا۔ کہ اتباع سنت کا خیال ہمیشہ ملحوظ ... آپ کا دستور رہا ہے۔ ... جب آپ نے ... کی عمر میں ذکر و عبادت

میں جدیدنا کا وقت حاصل کرنے کے لئے ایک بارہ برس کی بچی کو اپنے حبالۂ عقد میں لا یا تھا۔ اور اخبار محمدی کے ایک کاہر بین نامہ نگار نے اس فعل کو قابل افسوس قرار دیا تھا۔ اسوقت پیرجی کے اخبار میں لکھا گیا تھا۔ کہ اس نکاح سے پیر صاحب قبلہ کو خدانخواستہ لذائذ نفسانی اور حظوظ نفسانی مقصود نہیں ہیں۔ اس فعل سے ان کا مطمع نظر اور مطلب اصلی صرف احیائے سنت اور تشئید دین ہے۔ مگر "محمدی" کا نیچری اور وہابی نامہ نگار اتباع سنت اور ریاضت نفس کے مطالب عالیہ اور مدارج کمال کی حقیقت کو کب سمجھ سکتا ہے؟ اس کے بعد غایت خیرہ چشمی اور نہایت ہرزہ درائی سے پیرجی کے اس نکاح کو سرور کائنات اور ام المومنین عائشہ کے ازدواج سے تشبیہہ دی گئی۔

پیرجی کے ارشادات و ہدایات دو حصوں میں منقسم ہیں مذہبی اور سیاسی۔ مذہبی امور کے متعلق پیرجی نے جو عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں ان میں دو خصوصیت سے قابل ذکر ہیں اول مسلمانان عالم کی عام تکفیر۔ آپ کی رائے میں آجکل ہندوستان میں ایک بھی حقیقی مسلمان نہیں۔ البتہ پیرجی اور اُن کے مریدین کی جماعت اس سے مستثنا ہے منقطع ہیں تکفیر کی وجوہ کی تعیین و حصر ممکن نہیں۔ چند موبقات اور کبائر حسب ذیل ہیں:- قبر پرستی اور پیر پرستی کی مخالفت۔ شرکت عرس اور میلاد کی فرضیت سے انکار۔ مسلم لیگ، انجمن علمائے بنگالہ وغیرہا سے اتفاق اور ان کی رکنیت۔ کانگریس کی شرکت گورنمنٹ سے طلب حقوق۔ حکومت خود اختیاری کا مطالبہ۔ سودیشی تحریک کی حمایت۔ انگریزی تعلیم۔ شروانی اور پارسی کوٹ وغیرہ کا استعمال، الہلال، محمدی، اور الاسلام کی خریداری اور مطالعہ، ڈاڑھی میں کسی قسم کی تغیر و تبدیل، ڈاڑھی کے متعلق پیرجی کی رائے ہے۔ کہ جو لوگ تقصیر و تحلیق میں فرق کرتے ہیں وہ بھی ملحد فی الدین ہیں۔

دوم۔ قبر پرستی کی تبلیغ اور با ضابطہ تعلیم۔ ہندوستان کے مختلف شہروں میں یہ تعلیم جاری ہے۔ مگر پیرجی نے اپنی قوت اجتہاد سے اس فن میں ایک عجیب وغریب جدت نکالی ہے دوسرے مقامات میں جہاں قبروں کی پرستش ہوتی ہے۔ وہاں حقیقی قبریں ہوتی ہیں۔ مگر پیرجی نے جس قبر کی پرستش شروع کرائی ہے وہ ایک قبر نما مقبور ہے۔ پیرجی نے اس مکان بے مکین کے متعلق اپنے مختلف طبقات کے مریدوں کو مختلف باتیں سمجھائی ہیں۔ عوام کالانعام کو بتلایا ہے کہ یہ میری قبر ہے اور میں اس میں مدفون ہوں کا ... اس کی پرستش فرض ہے اگر تم نے اس فرض کی ادائگی میں تقصیر کی تو قیامت کے دن میں تم کو اپنے جبہ کا دامن نہ پکڑنے دونگا۔ پس تم پل صراط کے پار نہیں جا سکوگے"۔

مریدوں میں سے جن کے متعلق پیرجی کا خیال ہے۔ کہ وہ بالکل بیوقوف نہیں ہیں، اُن کو سمجھا دیا ہے کہ مجھکو خواب میں ایک ولی نے خبر دی ہے کہ اس قبر کے اندر ایک بہت بڑے ولی مدفون ہیں۔ میں خود ولی ہوں۔ اور تم کو معلوم ہے کہ ولی کا خواب جھوٹا نہیں ہوتا۔ خصوصاً ولی کے متعلق۔ علی الخصوص جب خواب دکھلانے والا بھی ولی ہو۔

عقائد نسفی میں تصریح کی ہے کہ کرامات الاولیاء حق اور میں نے بعض حواشی میں دیکھا ہے کہ وہ جاحد ھا کافر۔ پس ان میں اولیاء کبار کی کراموں یعنی کا انکار کرنا الحاد صریح اور کفر بواح کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ الہلال و محمدی کے ناظرین کے سوا اور کوئی متنفس اس کے ارتکاب کی جرأت نکریگا۔ پس ... اس قبر کی پرستش واجب ہے۔

پیرجی کی قبر پرستی کی جزئیات و تفصیلات اور انکی وسیع و مستقل مدارس کے ... مجیب اعداد و شمار کی تفصیل اگر ضرورت ہوئی تو ہم آئندہ ہدیۂ ناظرین کرینگے۔ فی الحال ہم ان کے سیاسی کارناموں کے متعلق مختصراً عرض کرنا چاہتے ہیں۔

پیرجی کی سیاسی تعلیم و تلقین کا ملخص وما حصل یہ ہے کہ "ہر اس کام کو جو ملک وملت کے لئے سود مند ہو دل و زبان سے ملعون کرو" اور گورنمنٹ بنگال کو ... سے ... کر محض ... کے جملہ احکام وارشادات پر خلوص نیت اور صدق دل سے سمعنا و اطعنا کہو۔

ان اعمال کی اشاعت و تلقین کے لئے پیرجی نے اپنی زندگی وقف کر دی ہے سودیشی زمانہ کی ابتدا سے دولت قانون کے آخر تک آپ نے اس بارہ میں جس مستعدی و تندہی ... استقلال و ... کا ثبوت دیا ہے سچ تو یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں اس کی ایک بھی نظیر نہیں مل سکتی۔ آپ شاید ... ربانی خان

جہاز کے انتظار میں ڈربن کے ڈپو میں عرصہ تک رکھا جاتا ہے اور اس قیام کے دوران میں ان کا اثاثہ خرچ ہو جاتا ہے۔ جس کے باعث وہ اپنے کنبہ کی پرورش کے لئے دوبارہ ملازمت اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہیں اپنی کمائی کا سونا اور جواہرات اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں ہے چنانچہ کمیشن نے سفارش کی ہے۔ کہ سونے کے متعلق برآمد کی پابندیوں کو حسب ضرورت کم کیا جائے۔ انہیں اپنا اثاثہ اور جواہرات وغیرہ ہندوستان کو لے جانے کی اجازت دیجائے اور ہندوستان میں پہنچنے کے بعد انکو اُن کے گھروں میں پہنچانے کا بندوبست کیا جائے۔

اٹلی کے مطالبات

بروسلز - ۶ جولائی - اخبار "سوارڈ" کو معلوم ہوا ہے۔ کہ اٹلی نے جرمن تاوان جنگ میں سے ۱۰ فیصدی حصہ قبول کرنے پر ضلع ہریکلیا پر قبضہ کا مطالبہ کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ہنگری اور بلغاریہ تاوان جنگ میں سے اسے مقدم حصہ دیا جائے۔ نیز برطانیہ عظمے اُس قرضہ کے ایک حصہ سے دست بردار ہو جائے۔ جو اٹلی کے ذمہ واجب الادا ہے۔

پرنس آف ویلز کی گاڑی کا حادثہ

پرتھ - ۶ جولائی - اخبار "ٹائمز" کا نامہ نگار پرنس آف ویلز کی ٹرین کے حادثے کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ پرنس کی گاڑی اوندھی گر پڑی۔ کہ شہزادہ موصوف کوٹھڑی میں سے نکل کر باہر آگئے اور از راہ تمسخر فرمانے لگے کہ ریلوے حکام نے ایک ایسے حادثہ کا سامان کر دیا ہے۔ جو ہمارے پروگرام میں درج نہ تھا۔ اور جس سے ایک گونہ تنوع پیدا ہو گیا ہے۔

ریاست بڑودہ کی سیاسی ترقی

بڑودہ - ۶ جولائی - ریاست بڑودہ کے دیوان صاحب نے ریاست کی پنچائتوں کی کانفرنس کے فرائض صدارت ادا کرتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ عام اکثریت کے علاوہ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب نے پچھلے سال اپنی رعایا کو مقامی امور کے انتظام و انصرام میں خود مختاری اور حقوق رائے دہندگی میں توسیع عطا کی تھی لیکن اب مقامی حکومت خود اختیاری کے متعلق اس سے بھی زیادہ رعایت دینے کے مسئلے پر غور کیا جا رہا ہے۔ اور عنقریب اس مطلب کا ایک مسودۂ قانون ریاست کی مجلس وضع آئین و قوانین میں پیش کیا جائیگا۔ دیوان صاحب نے اس امر پر افسوس ظاہر کیا۔ کہ پنچائتوں نے اتنی ترقی نہیں کی۔ جتنی سال گذشتہ اسی موقعہ پر کی تھی۔ اور اگرچہ انہوں نے روپیہ بہت خرچ کیا۔ لیکن نتائج اطمینان بخش نہیں ہیں۔

اس کے بعد دیوان صاحب نے اعلان کیا کہ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب نے مجھے بذریعہ تار حکم دیا ہے۔ کہ میں ان کی رعایا تک ان کا پیغام پہنچا دوں کہ آئندہ ریاست کا سالانہ بجٹ عوام کی رائے زنی اور تنقید کے لئے شائع کیا جایا کریگا۔ اس اعلان پر بہت زور و شور سے چیئرز ہوئے۔ کانفرنس میں اور بہت سے امور پر مثلاً پنچائتوں کی معرفت توسیع تعلیم حفظان صحت - امداد طبی - بر آمد مویشی اور انتظام امور عامہ پر بھی بحث ہوئی۔

حاجیوں کی حالت بمبئی میں

بمبئی ۸ جولائی - کثیر التعداد حاجی وارد بمبئی ہو رہے ہیں۔ اور مسافر خانے کھچا کھچ بھرے ہوئے ہیں۔ اب مزید گنجائش بالکل نہیں اور بعض حاجی تو سخت بارش میں سڑکوں کے کنارے پڑے ہوئے ہیں۔ میں نہایت زور سے اس امر کا مشورہ دیتا ہوں۔ کہ عازمان حج ہرگز بمبئی نہ آئیں۔

ان تکالیف کے علاوہ حجاز میں گرانی اشیائے خورد کا انتہا تک پہنچی ہوئی ہے۔ اس لئے جب تک کافی روپیہ اور سامان پاس نہ ہو۔ کوئی شخص حج کو جانے کی جرأت نہ کرے

(شوکت علی خادم کعبہ)

مہاتما گاندھی "خیر مقدم" کے مخالف ہیں

بمبئی ۸ جولائی - مسٹر گاندھی نے حضور شہزادہ ویلز کے متعلق اپنے اخبار "ینگ انڈیا" میں لکھا ہے۔ کہ میں موجودہ حالات میں شہزادہ ویلز کے خیر مقدم سے مقاطعہ اختیار کرونگا۔ کیونکہ بادشاہوں کا درجہ سیاسیات سے ارفع ہے اور میں حتی الامکان ہرگز اس بات کو گوارا نہیں کر سکتا کہ وزرائے سلطنت اور گورنمنٹ ہند شہزادہ صاحب کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے بطور آلہ استعمال کریں۔ میں اس کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا کم از کم میں وزرائے برطانیہ اور گورنمنٹ ہند کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی نہیں بن سکتا۔ اور اگر میں اس امر کا موقع نہیں دے سکتا۔ کہ وہ شہزادہ ویلز کی تشریف آوری کے پردے میں ہندوستان پر اپنی گرفت کو مستحکم تر کرلیں

اور دُنیا پر یہ ظاہر کرتے پھریں۔ کہ ان کے قیام ظالمانہ نظام حکومت کے ماتحت ہندوستان سر در مطمئن ہے۔ میرا وزراء سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ چونکہ ہم شہزادہ ویلز کا نہایت پر جوش استقبال کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ خلافت اور دادخواہان پنجاب کی شکایات کا تدارک کر دیں۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی جتا دینا چاہتا ہوں۔ اگر آپ نے ان امور کا کچھ تدارک نہ کیا اور اس کے باوجود بھی شہزادہ ویلز کو ہندوستان میں بھیج دیا۔ اور پھر لوگوں نے شہزادہ ویلز کی تشریف آوری یا ان کے استقبال سے مقاطعہ اختیار کیا۔ تو اس مقاطعہ کی ذمہ داری آپ ہی کے سر پر ہو گی۔

شورش آیرلینڈ

لنڈن ۵ جولائی - لارڈ فرنچ ایک تباہ کن جہاز سے کوئینز ٹاؤن میں اُترے۔ ایک مجمع نے مخالفانہ خیر مقدم کیا۔ حالانکہ ان کے ہمراہ ایک فوجی گارڈ تھی۔ مگر پھر بھی ہجوم ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور ان پر طرح طرح کے آوازے کستا رہا۔

ہولی کراس میں واقع بفرلیس میں پولیس کی بارکوں پر حملہ ہوا۔ جس میں دو سن ٹیبز ہلاک ہوئے۔

ہڑتالیوں کو انتباہ

لنڈن ۵ جولائی - مسٹر کھاکس ممبر پارلیمنٹ نے بلفاسٹ میں تقریر کرتے ہوئے ریل والوں کو ہمدردانہ ہڑتالوں کی قباحتوں سے متنبہ کیا۔ اور کہا۔ کہ ان سے حادثات وقوع میں آ سکتے ہیں۔ حزب العمال کے نمائندے سن فینروں یا بالشویکوں سے خوف زدہ نہ ہوں گے۔ (زمیندار)

قرآن کریم اس پر شاہد ہے

کہ مسلمانوں نے جو کچھ کھویا ہے۔ وہ اشاعت اسلام جیسے اہم فرض میں تساہل سے کھویا ہے۔ اور مسلمانوں کی تمام تر فلاح و بہبود اسی مقصد عظمے میں جد و جہد پر منحصر ہے اسلام کا درد اگر دل میں ہے۔ تو اشاعت اسلام اور اس کے مشن کی تبلیغ اور تکمیل میں اس کا عملی ثبوت دو۔ اپنی تمام افکار و جذبات پر اسلام کی فکر کو مقدم کرو۔ مادہ پرست تثلیث کے حامیوں پر کس قدر قربانیاں کر رہے ہیں۔ تم ہدایت و رشد انسانی کے سر چشمہ کی اشاعت میں اپنے مالوں کو قربان کرو۔ خود چندہ دو۔ اور اوروں سے وصول کر کے بھیجو۔

مجاہرۂ خلافت

مولانا مولوی صدر الدین صاحب کا مسئلہ خلافت پر بروز جمعتہ المبارک مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۲۱ء احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بعد از نماز مغرب ایک لیکچر ہوگا۔ مختلف مذاہب و ملل کے امن پسند اصحاب سے استدعا ہے۔ کہ وہ تشریف لا کر مستفید ہوں۔

سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اشتہار زیر آرڈر ۵ نمبر رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت شیخ عبدالرحمان خان صاحب منصف درجہ اول مظفر گڑھ

نمبر مقدمہ ۲۳۱۲

دسندہ - ویرہ نابالغان لیسران (امام) رمضان ولد امام بخش ذات کھوکھر
بتیجہ رام اقوام گکڑ دیپہ بسرپرستی — سکنہ موضع قریہ تحصیل مظفر گڑھ
نر بخنداس ولد لیکھو رام اقوام — پیشہ زراعتکاری
گلاب سنگھ سکنائے موضع ستی تحصیل — مدعا علیہ
مظفر گڑھ پیشہ بیوپاری مدعی

دعوئے دلا پانے مبلغ ۱۰۰ روپیہ بذریعہ تمسک

بمقدمہ مندرجہ بالا حسب درخواست مدعی رپورٹ سے پایا گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ تعمیل سمن سے انکار کرتا ہے۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ بتاریخ ۱۷ جولائی سنہ ۲۱ء کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ کرے۔ ورنہ بصورت عدم حاضری کارروائی یک طرفہ اس کے خلاف عمل میں لائی جاوے گی۔

آج بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت کے اشتہار جاری کیا گیا ہے ۲ جون سنہ ۲۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ چہارشنبہ مورخہ ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۴

حیات اجتماعیہ

کائنات عالم کا کوئی فرد دوسرے افراد سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک فرد کی زندگی دوسرے افراد کی معاونت باہمی پر منحصر ہے۔ اور آج اس تمدن و تہذیب کی فراوانی کے دنوں میں اس خیال کو وحشت اور بربریت کی یادگار تصور سمجھا جاتا ہے کہ انسان محض ذاتی حیثیت سے انفرادی طور پر تنازع للبقا میں کوشاں ہو۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام علوم و فنون اقتصادیات و سیاسیات میں ایک اجتماعی شان پیدا ہوتی جاتی ہے۔ مدنیت کے عہد طفولیت میں معاشری رقابت باہمی بیکار کی خاص وجہ تھی ہر ایک پیشہ ور اپنے دوسرے ہم پیشہ کو گویا طبعاً معاند تھا۔

تمدن و تہذیب کے ان اعضاء کا باہمی عناد نہ صرف انکی اپنی شکست و ہزیمت کا باعث ہو جاتا تھا۔ بلکہ وہ مدنیت کی ترقی میں بھی ایک سد غلیظ کا کام دیتا تھا۔ اور اس لئے چونکہ افراد کا کوئی فعل محض ذاتی فعل نہیں ہوتا بلکہ ہر انفرادی فعل ایک اجتماعی اثر رکھتا ہے۔ بعض حزب العمال کو اکثر مذاہب میں ذلیل (شودر) سمجھا گیا۔ حقارت اور نفرت کے غلیظ سے غلیظ الفاظ میں انکو یاد کیا گیا اور انسانی رشد و سعادت کے حقیقی فرزندوں کی تذلیل ہر ممکن ذریعہ سے کی گئی۔ نسل انسانی ان مصائب اور دکھوں میں گھری ہوئی تھی۔ کہ نسل انسانی کو تمام قیود اور زنجیروں سے آزاد کرنے کے لئے حریت و مساوات انسانی اور فضیلت عمل کے مبشر اول کا ظہور ہوا۔ اس نے خود سیادت دارین کی خلعت فاخرہ زیب تن کئے ہوئے معمولی مزدوروں کی طرح سر پر مٹی کی ٹوکری اٹھا کر اور خندق میں کدال اور تیشہ چلا کر دکھا دیا۔ کہ انسان کسی کام کے کرنے سے ذلیل نہیں ہوتا بلکہ ذاتی فضیلت صرف ایک ہی ذات سے خاص ہے اور انسان کو فضیلت عمل کے سوا اور کچھ نہیں دیا گیا۔

نسل انسان کے اس منجی حقیقی نے جو جماعت تیار کی اسکو انکا رب حبیب اللہ کا مژدہ سنایا اور فرمایا کہ محبت اور بغض صرف اللہ کے لئے ہونا چاہئے۔ نہ کسی اکتساب مادی کی بنا پر۔

اس سے پیشتر کہ دنیا نور اسلام سے منور ہو کسی مصلح امت اور لیڈر مذہب نے ہدایت و اصلاح امم کے لئے جماعت کے تمام اعمال و افعال اور افکار میں اجتماعی رنگ پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ہندو رتامن ہمیشہ پہاڑوں کی غاروں، دریا کے کناروں اور سنسان جنگلوں کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ انہوں نے کبھی جمع ہو کر جماعت کے رنگ میں خدا کی عبادت کی خواہش نہیں کی۔ عیسائی اور یہودی رہبان و احبار اپنی کوٹھڑیوں کا دروازہ بند کر کے تنہا بیٹھے رہے۔

اسلام دنیا میں آیا۔ اور حیات اجتماعی کا سبق ساتھ لایا۔ اس نے نہ صرف دنیوی اکتساب میں اجتماعی قوت کو لازمی قرار دیا۔ بلکہ روحانی ارتقاء و اعتلاء کے حصول کے لئے بھی ہر رنگ میں اجتماع کو لازمی قرار دیا۔ تمدن و تہذیب کی ترقی میں غیر مذاہب نے جو اساسی رخنہ ڈال رکھی تھی اسلام نے سب سے پیشتر اسی کی اصلاح کی اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جامع فقرہ میں مساوات نسل انسانی کی بشارت عظمیٰ کا سبق پڑھا دیا سجیت ذات کے تم سے بلند صرف ایک ہی ذات ہے یہاں تک کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی بحیثیت بشر تمہاری ہی طرح کا ایک انسان ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی۔ تمام قسم کے خصائص نسلی و فوق امتیازات اور معاشری اختلافات کی بنا پر اعلاء الفوق بعضہم علیٰ بعض کو یکسر ممنوع قرار دے دیا۔ بس ایک طرف تو

اسلام نے تمدنی ترقی کی روک نسلی امتیازات وغیرہ کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دیا۔ اور دوسری طرف ترقی کی رفتار کو تیز اور قوی کرنے کے لئے حیات اجتماعیہ کی بنیاد رکھدی۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ اہل عرب کے تمدن و معاشرت کا ایک اصل الاصول یہ بھی تھا کہ وہ اپنے اعمال و افعال کا خود محاسبہ کیا کرتے تھے اور اپنے معائب و محاسن کی تنقید کے لئے کسی دوسرے کے محتاج نہ تھے۔ حالات حاضرہ نتیجہ ہیں ماضی کے اکتسابات کا اور مستقبل نتیجہ ہو گا۔ حال کے اعمال و افعال کا۔ پس جو شخص اور قوم چاہتی ہے وہ آج اپنے اعمال و اکتسابات کا محاسبہ کرے۔ ولتنظر نفس ما قدمت لغد۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس تعلیم کے ساتھ دنیا میں تشریف لائے۔ اس کی مثال ایک صالح بیج کی مثال تھی۔ جسکو فاطر فطرت نے خود اپنے ہاتھوں تیار کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ کرنا پڑا وہ اس زمین کی اصلاح تھی۔ کہ جس کے سپرد وہ بیج کیا جانے والا تھا۔ ایک چٹیل یا شور حاصل زمین کی اصلاح کے لئے جو مصائب اور دکھ اٹھانے پڑتے ہیں۔ وہ سب آپ نے اٹھائے یہاں تک کہ زمین نے اپنی کھوئی ہوئی سعادت و صلاحیت کو پھر سے حاصل کر لیا۔ اور اس میں شجر اسلام اپنی پوری طاقت و قوت کے ساتھ بڑھا۔ اسکی جڑیں جس طرح زمین کے اندر دور دور تک پھیلیں اسی طرح اس کی شاخیں بھی تمام سطح ارضی پر سایہ فگن ہو گئیں۔ ذالک مثلهم في التوراة ومثلهم في الانجيل كزرع اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار وعد الله الذين امنوا وعملوا الصالحات منهم مغفرة واجرا عظيما ۝ مسلمانوں کی مثال توراۃ اور انجیل دونوں میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ جیسے زراعت کی ایک کونپل نکالتی ہے۔ پھر مضبوط ہوتی اور اپنے تنے پر کھڑی ہو جاتی ہے تو کسان کو بھی بھلی معلوم ہوتی ہے اسی طرح مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ مضبوط کر دیگا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ کفار ان پر پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں۔ اور اعمال صالح بجا لانے والے ہیں یہ وعدہ کر رکھا ہے۔ کہ وہ ان کی محافظت کریگا۔ اور ان کو اجر عظیم عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنے وعدہ کو پورا کر دکھایا۔ اور

ع۔ ساقی پلا دھول تو کانٹا نکال کے

کی ضرب المثل کو پورا کر دیا۔ اور انکو دنیا میں اسقدر مضبوط کر دیا۔ کہ آج بڑے بڑے جبابرۂ ابلیسیت بھی اس شجر عظیم کی زندگی کو گزند نہیں پہنچا سکتے۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اسلام کو دنیا میں جس قدر جلد پھیلایا ہے اس قدر جلد کسی مذہب کی اشاعت دنیا میں نہیں ہو سکی۔ اسلام کو دوسرے تمام مذاہب سے ممتاز کرنے والی ایک اور بات بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ دیگر تمام ادیان و ملل نے دین و دنیا دونوں میں ایک ہی وقت عروج حاصل نہیں کیا۔ بلکہ دیگر مذاہب نے اگر دنیا میں عروج حاصل کیا تو اپنے مذاہب کو خیرباد کہہ کر۔ اسلام ہی ایک مذہب ہے کہ جس نے دین کو ہاتھ میں لیکر مدنیت عظمیٰ کو حاصل کیا۔ اس کی وجہ درحقیقت مسلمانوں کی زبردست حیات اجتماعیہ تھی کہ ہر رنگ میں بحیثیت جماعت ملکر کام کرتے تھے۔ اور فی الحقیقت یہ اس ارشاد باری کی تعمیل تھی جو مسلمانوں کو خود خداوند عالم نے تعلیم کیا تھا۔ واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا۔

دنیا میں بہت سی شیطانی حبال ہیں۔ جو حبل اللہ پر سبقت لیجانا چاہتی ہیں۔ مگر تم اللہ تعالیٰ کی حبل (اسلام) کو مضبوط پکڑو۔ اور اس میں کسی قسم کے تفرقہ کو راہ نہ دو۔ قرون اولیٰ کے مسلمان ایک قوم تھی جس نے اس پر کما حقہ عمل کر دکھایا۔ مگر تم اے مسلمانو! جو اس وقت دنیا میں موجود ہو کیا اسی پر عمل کر رہے ہو۔ تم اپنے شبانہ روز اعمال کا محاسبہ کرو۔ اور خدارا انصاف سے سوچو۔ کہ کب تم کو شغل تکفیر نے اس آیت پر غور کرنے کی فرصت دی اور وہ زبردست حیات اجتماعیہ جو تم میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی۔ کیا وہ اب بھی تم میں موجود ہے۔ اور پھر اے احمدی قوم! تو بھی غور کر۔ کہ تجدید عہد کے باوجود عملی طور پر تو نے اپنے اخلاق و عادات اور اعمال میں دوسرے

لوگوں سے کس قدر شان امتیاز پیدا کی ہے۔ مبارک ہے وہ جو اپنے افعال و اکتسابات کا خود محاسبہ کرتا ہے۔ پیشتر اس کے کہ خداوند عالم کے حضور محاسبہ کے لئے پیش کیا جائے۔

ہر ایک شخص جب اپنے دن بھر کی تگ و دو کو ختم کر کے اپنے بستر پر لیٹے۔ تو چاہئے کہ وہ اس پر غور کرے کہ آج اس نے خدا کے لئے۔ اسلام کے لئے۔ اور اپنی جماعت کے لئے کیا کیا؟

نومبائعین

مندرجہ ذیل احباب حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ خداوند تبارک و تعالیٰ انہیں استقامت و خلوص عطا فرمادے۔ اور خدمت اسلام کی توفیق!!!

نمبر شمار	اسمائے گرامی بیعت کنندگان
۲۸۱	جناب ڈاکٹر امید علی خان صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ویٹرنری ہسپتال کوسی ضلع متھرا
۲۸۲	فیض علی خان صاحب ساکن حصاری علاقہ گڑھی حبیب اللہ خان
۲۸۳	مبارک علی صاحب نفنفنہ ہائی کلاس اسلامیہ ہائی سکول چنیوٹ ضلع جھنگ
۲۸۴	کریم اللہ صاحب ولد حبیب اللہ صاحب ساکن موضع سوتھار علاقہ گڑھی حبیب اللہ خان
۲۸۵	قدرت اللہ صاحب جاپ نمبر ۱۰۹ لین پولیس فیروزپور
۲۸۶	میاں بوٹا ولد بڈھا ذات بنیا ٹک کثمیری ساکن دیروالہ تھانہ ستراہ۔ ضلع سیالکوٹ
۲۸۷	علی بخش صاحب خانساماں۔ ڈاکخانہ بنگلہ ڈیرہ
۲۸۸	منشی رحمت خان صاحب ″ ″
۲۸۹	میرزا محمد بیگ صاحب ولد مرزا اللہ دتہ بیگ صاحب بازیگہ جلال آباد چھنی فیروزپور
۲۹۰	عنایت اللہ خان صاحب حال کنسٹبل پولیس دفتر پولیس فیروزپور
۲۹۱	فتح علی خان صاحب ولد منشی نور الدین صاحب معرفت سید مسعود شاہ صاحب۔ جہلم
۲۹۲	میر نعمت اللہ صاحب سب انسپکٹر پولیس امرتسر
۲۹۳	سید محمد یعقوب صاحب تاجر آمیور۔ معرفت حکیم مریم عیسیٰ
۲۹۴	بہادر خان صاحب ولد گرنڈ کنسٹبل پولیس تھانہ جلال آباد ضلع فیروزپور
۲۹۵	عبد اللطیف صاحب ولد احمد بخش۔ لاہور بھائی دروازہ (ظفروال سیالکوٹ)
۲۹۶	موسیٰ خان صاحب نائب لی افسر دفتر پولیس۔ فیروزپور سابق سکونت کوٹ بار رسالی ضلع جالندھر
۲۹۷	محمد شفیع متعلم ہائی کلاس نورمل مسلم ہائی سکول ڈسکہ ضلع سیالکوٹ
۲۹۸	چنن شاہ ولد سید علی شاہ۔ شہر سیالکوٹ
۲۹۹	خان صاحب غلام حسن خان صاحب تحصیلدار و میر منشی ڈپٹی کمشنری پشاور
۳۰۰	چودھری علی بخش صاحب ساکن میانوالی ضلع سیالکوٹ معرفت ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب
۳۰۱	سید عالم شاہ صاحب مدرس جک ۲ نوشہرہ
۳۰۲	منشی عبد القادر صاحب کاتب ضلع وزیر آباد

ترک شراب بدعت ہے

نور افشاں مسیحی اخبار لکھتا ہے کہ آجکل ہندوستان میں کئی ایک رو چل رہی ہیں۔ جن کے انجام عوام الناس نہیں جان سکتے۔

مثلاً شراب سے تنفر اس کے تباہ کن نتائج پر الزام جس قدر غیر ذی شعور شراب پر دیا جاتا ہے اتنا ذی شعور انسان پر نہیں دیا جاتا ہے۔ جو بے شعوری سے اس کا استعمال کرتے ہیں۔ قصور کس کا ہے کیا خدا کا جس نے انواع نعمتیں پیدا کیں۔ یا کہ بے شعور لوگوں کا؟

کسی آئندہ زمانہ میں شراب کی نسبت بلکہ انگور کے خالق کی نسبت بدگمانیاں ہوں گی۔ چنانچہ ابھی سے کوتاہ اندیش قانائے جلیل کے معجزہ پر اعتراض کرنے لگے!

اسلام میں کوئی فرقہ بندی نہیں

(از قلم جناب سید ڈاکٹر حسین بخش صاحب)

افسوس مسلمانوں نے چند فرعی و اختلافات کی وجہ سے اپنے آپ کو فرقہ بندی کی زنجیر میں اس طرح جکڑا ہوا ہے کہ دوسرے مذاہب والوں میں باوجود اصولی اختلافات کے بھی اسکی نظیر نہیں ملتی۔ ہر طرف کفر کے تیر چل رہے ہیں، غیر تو ہم کو مسلم کہیں نہیں۔ مگر آپس میں ہم ایکدوسرے کو کافر۔ عجیب نظارہ ہے فروعی اور لفظی اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کا جانی دشمن۔ شکل دیکھنے سے بیزار مسجد میں الگ نمازیں جدا۔ جس مذہب نے دُنیا میں آکر وحدت کی بُنیاد رکھی اسکا یہ حال ہے۔ اسلام وہ تھا۔ اور ہے جو اعلیٰ کو ادنیٰ کے دوش بدوش کھڑا کر کے دیتے کہ حج کے موقعہ پر سب کو ایک ہی لباس پہنا کر وحدت کا عملی نمونہ قائم کر دیا ہو۔ ہماری شومئی قسمت کہ ہم ایسے مذہب میں ہوتے ہوئے پھر فرقہ بندی کی قید میں مقید ہیں۔ مگر خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے اس دین کی حفاظت کا خود ذمہ لیا۔ اس لئے آجتک مسلمانوں میں باوجود بیشمار فرقہ ہونے کے اصولی رنگ میں کوئی اختلاف ہونے نہیں دیئے۔ سب کا خدا ایک۔ رسول ایک۔ قبلہ ایک آسمانی کتاب قرآن مجید ایک۔ کلمہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ ان میں کسی فرقہ اسلامی کو اختلاف نہیں گویا اسلام میں اصولاً کوئی فرقہ نہیں۔

میں اس جگہ اپنے تمام بھائی مسلمانوں کو ذیل کی چند آیات بینات قرآنی کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا ولا تفرقوا ....
واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانًا وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذالک یبین اللّٰہ لکم اٰیٰتہ لعلکم تھتدون۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون۔

ترجمہ: اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر پھوٹ نہ ڈالو۔ (یعنی فرقہ بندی نہ کرو) اور یاد کرو احسان اللہ اپنے اوپر۔ جب تھے تم آپس میں دشمن۔ پھر الفت دی تمہارے دلوں میں۔ اب ہو گئے اُسکے فضل سے بھائی۔ اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے پر تمکو خلاصی دی اس سے۔ اس طرح کھولتا ہے اللہ تم پر نشانیاں اپنی۔ شاید تم راہ پاؤ۔ اور چاہیئے کہ رہے تم میں ایک جماعت بلاتی نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے پسند بات کو۔ اور منع کرتی رہے ناپسند کو۔ اور وہی پہنچے مراد کو

آیات مذکورہ بالا کا مطلب صاف ہے کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ یعنی جس وقت ارشاد ربانی کے ماتحت صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین نے خدا کی رسی کو مضبوط پکڑا۔ یعنی قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنایا اور آپس کے تفرقوں کو چھوڑ دیا۔ تو اُسوقت اُن پر احسان اور انعام ربانی کیا ہوا۔ کہ اُن کی دشمنیاں محبت سے بدل گئیں اور آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ اور جس آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ اُس سے خدا نے ان کو بچا لیا۔ نتیجہ اس بیان کا یہ فرمایا۔ تاکہ تم اس سے ہدایت حاصل کرو۔ اور ایک جماعت تم میں سے ہمیشہ ایسی ہونی چاہیئے۔ جو تبلیغ اسلام کا کام کرتی رہے۔ اسی پر تمہاری فلاح منحصر ہے؟ کیا اے مسلمانو! تمہاری بہبودی اور فلاح کا راستہ خدا نے خود کھولکر نہیں فرما دیا۔ تمہاری غفلت نے قرآنی تعلیم کو پس پشت ڈالدیا۔ فرقہ بندیوں نے تمہیں آگ کے گڑھے میں جھونک دیا۔ اب اس سے نکلنے کی سوائے اسکے کوئی راہ نہیں۔ کہ تم قرآنی تعلیم کو اپنا دستور العمل بنا کر فرقہ بندی کو چھوڑ کر اشاعت اسلام کے کام میں لگ جاؤ۔ اس میں تمہاری بہبودی اور فلاح ہے اختلاف نہ کرنے کی سخت تاکید کے بعد بھی تم نے آپس میں اختلاف کرکے خدا کے عذاب کے وعید کا اپنے کو مورد ٹھہرا لیا۔ چنانچہ آگے ارشاد ربی اس طرح ہے ولا تکونوا کالذین تفرقوا من بعد ما جاء ھم البینٰت واولٰئک ھم عذاب عظیم

اور مت ہو ان کی طرح جو پھوٹ گئے۔ اور اختلاف کرنے لگے۔ بعد اس کے کہ پہنچ چکے ان کو صاف حکم اور ان کو بڑا عذاب ہے۔ یعنی واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا ولا تفرقوا کے بعد۔ اگر تم تفرقہ اور اختلاف کرو گے۔ تو اس کا نتیجہ عذاب عظیم ہے۔

کیا اے مسلمانو۔ اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو۔ کہ جب سے مسلمانوں میں اختلاف اور تفرقہ پڑا۔ ان پر طرح طرح کے عذاب نازل نہیں ہوئے۔ اور تا ہنوز اس کا سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ ادبار پر ادبار۔ سختی پر سختی۔ غرضکہ کوئی مصیبت اور ادبار نہیں جس کا خمیازہ مسلمان اُٹھا نہیں رہے۔ بایں ہمہ اگر اب بھی مسلمان آپس میں تفرقہ اور اختلاف ہی کرتے رہے تو قیامت تک اس عذاب سے رہائی ناممکن۔ اگر واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا ولا تفرقوا ارشاد ربی کے مطابق قرآنی تعلیم کو اپنا دستور العمل بنا کر آپس کے اختلافات اور فرقہ بندی کی رسی اپنی گردن سے ہٹا دیں۔ تو پھر ہمارے لئے وہی انعام ربی جو پہلوں پر ہو چکا ہے ہوگا اور ایزدی سے طیار ہے یعنی خداوند کریم اپنے فضل وکرم سے ہماری عداوتوں کو محبت میں تبدیل کر کے بھائی بھائی بنا دیگا۔ اور جس حسد اور بغض کی آگ کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔ نکال لیگا۔

خدارا مسلمانو! آؤ ایک بار اس خدا کے تجویز کردہ نسخہ کو آزماؤ۔ فروعی اختلافات کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہکر آپس میں بھائی بھائی بن کر گلے سے ملجاؤ۔ تم سب مسلمان ہو۔ مومن ہو۔ ظن المؤمنین خیرًا پر عمل پیرا ہوکر ایک دوسرے کا اعتبار کرو۔ کیونکہ دُنیا میں کوئی کام بغیر اعتبار چل نہیں سکتا۔ جتنا وقت دوسروں کی عیب چینی میں صرف کرکے نفاق کی خلیج کو زیادہ وسیع کرتے ہو۔ وہی وقت اپنے نفس کی اصلاح میں خرچ کرو۔ اور اپنے آپ کو فاستبقوا الخیرات کا مصداق ثابت کرو۔ ایک دوسرے سے نیکی کرنے میں سبقت کرو۔ جو گروہ تم میں تبلیغ اسلام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر چکا ہو۔ اس کی ہر طرح سے کفالت اور مدد کرو۔ کیونکہ خدا نے اس میں تمہاری فلاح اور بہبودی کا انحصار کیا ہے۔ اگر آپس کے نفاق اور فساد کی وجہ سے تبلیغ اسلام جیسے مفید اور بہتر کام سے اپنے آپ کو محروم کرو گے۔ تو اس کا نتیجہ سوائے خسران اور کیا ہو سکتا ہے۔

میں نے یہ چند کلمات درد دل سے لکھے ہیں۔ میں کوئی عالم یا واعظ نہیں۔ اگر اسلام کے لئے یہ تجویز کہ فرقہ بندی کو چھوڑ دیا جائے۔ مفید ہے تو بزرگان دین کی خدمت میں باادب گذارش ہے کہ اس مضمون پر روشنی ڈالیں

وما علینا الا البلاغ ۔

درود نیّری

دربار خلافت کے حضور مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر جیسے خاص مذاق کے احمدی اور سادہ سجیہ کی مدح رواں ہیں آپ کی تصنیف قابل تحمید ہے۔ جسکی بدولت درود نیّری کی تنزیل ہوئی۔

ماشاء اللہ جدت طبع ہو تو ایسی۔ نفاست ذوق کا ہو تو ایسی۔ بیان کی لاپرواہی ہو تو ایسی۔ حیا و شرم سے یکدم مستغنی ہو تو ایسی۔ حضرت کی شان اقدس میں لفظ جبرئیل نبوت موجودہ کا استعمال اگر ہو تو خلاف نہ ہوگا۔ کیونکہ لفظ نبوت کی ابوت آپ پر ختم ہے۔ اسلئے کہ انبیاء کا مربی و روح الامین مسلم ہے۔ الحال حضرت نیّر نبوت جدید کے رکن رکین ہیں۔ اس لئے موجودہ لفظ نبوت کی ابوت خلاف نہ ہوگی۔ خداوند آپ کا ہادی ہو۔

سخت افسوس اس امر پر ہے کہ دربار خلافت الّٰ بدکت کے اعدادت پر کوئی امتناعی حکم محکم کا صدور نہیں ہوا۔ جس سے ہر سمجھ اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ دربار خلافت سے اس کا اجازہ ہو چکا ہے۔

اب قابل غور یہ امر ہے کہ یہ درود کا وجود عنقریب مرئیت ثانی تک طمطراق پکڑے۔ اور بجائے اللّٰھم صل علی محمد وعلٰی آل محمد کے اللّٰھم صل علیٰ مسیح الموعود کما صلیت علیٰ محمد کی قرأت کا حکم صادر ہو۔

حضرت امام الزمان نے اس جماعت کے قیام کے لئے جو ساعی فرمائی تقلید دنیا و مافیہا کے سامنے اُن کا ماتم کیا جاتا ہے۔ کیا کہیں ۔۔

> آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد
> گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

نبوّت

اسلام میں تین چیزیں ہیں جن کا نام اسلام ہے عقائد۔ عبادت۔ اخلاق۔

عقائد۔ توحید و رسالت اصل الاصول عقائد ہیں اور ان دونوں کا ہونا عقائد اسلامی کے لئے ملزوم لازم و ملزوم ہے۔ جس کے معنے دوسرے لفظوں میں یہ ہوں گے کہ بوجہ نہ ہونے ایک کے دوسرے کا وجود قابل اعتبار نہیں۔ عموماً توحید پر تو اسلامی دُنیا مجموعی طور پر متفق ہے۔ اور اُن کی آپس کی نزاع لفظی ہے جس سے ایک دوسرے کو تکفیر ایسا نہیں کہ اس پر بحث کا قیام ہو

عقائد کی شق ثانی جو لفظ نبوت و رسالت سے موسوم ہے اس پر بھی علمائے کرام کا اب تک اتفاق قائم رہا۔ اور کسی نے لفظ نبی صراحتہً اپنے ملفوظات میں مستعمل نہیں فرمایا۔ اور نہ ضرورت بحث ہوئی۔

مگر ہمارے برادران سلسلہ کی طرف سے عین نزاعی الحدید پر اس کا قالب وجود میں آیا۔ جس سے اسلامی دنیا میں تہلکہ مچ گیا۔ اور علی الاعلان کتب و رسالہ جات کی اشاعت ہوئی۔ جس سے مخالفین سلسلہ نے الفاظ ناہنجار سے امام الزمان کی ذات پر بے رحمانہ حملے کئے ہیں۔ اس تحریر میں بحوث عنہ ہماری یہی نبوت ہے اور اسکی غرض وغایت پر بحث کی جائے گی۔

(۱) نبوت کس کو کہتے ہیں
(۲) نبوت کی غرض وغایت۔

نبوت:۔ یہ درمیان خالق و مخلوق کے واسطہ ہے۔ جس سے اوامر و نواہی خالق سے مخلوق آگاہ ہو۔ اور یہ وعدہ منجانب اللہ ہو چکا ہے۔ کہ زمین پر انسانی نفوس ان ہی کے لئے میری طرف سے نبی مجسم ہدایت ہو کر آئیں گے اور اُن کی اتباع سے تم انعامات الٰہیہ کا استحقاق حاصل کرو گے۔ ان کی ذات بابرکت سے دوسرے کامل ہوں گے اور یہ مکمل۔

نبوت کا کام بذریعہ تعلیم کتب الٰہی تلاوت آیات۔ تعلیم کتاب اور حکمت ہے۔

غرض وغایت تزکیہ نفوس ہے۔

اب مقام غور ہے کہ جس طرح ہر حیوان انسان نہیں۔ اسی طرح ہر انسان نبی نہیں۔ جو انسان نبوت کے قابل ہے اس کا علم خدا ہی کو ہے۔ کیونکہ نبوت کے قابل ہونا یا قابل کرنا یہ انسانی احاطہ سے باہر ہے۔ قرآن کریم اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ میں اسی کی طرف اشارہ فرماتا ہے اور نبوت کے لئے اسکو اولاً برگزیدہ کرتا ہے۔ اور اسکی سرشت میں ہی معبودات زمانی سے تنفر ہوتا ہے۔ چونکہ جبا م رسل بوجہ مہبط انوار الٰہی ہونے کے ارفع و منیع ہوتے ہیں۔ نیز مخلوق میں بھی ان کو گونہ امتیاز ہوتا ہے اس لئے اُنکی تربیت کے لئے ملائک مخصوص ہوتے ہیں اور وہ کفر و شرک سے ہمیشہ بچائے جاتے ہیں۔ جن امور کی وہ مامور ہوکر بیخکنی کرتے ہیں۔ وہ شروع میں ہی اس سے نفور ہوتے ہیں تاکہ مامور ہوکر مورد اعتراض نہ ہوں۔

حضرت ابراہیمؑ کے قصہ میں قرآن شریف یہی اشارہ کرتا ہے۔ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اوائل میں بُت پرست نہ ہونا یہود و نصاریٰ کے احبار و رہبان کی اطاعت سے برطرف ہونا اسی کا نتیجہ ہے۔

مجددین و محدثین اس سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ممکن ہے کہ اوائل میں ایک ایسے عقیدہ پر رہیں جو اُن کے خلاف تبلیغ ہو۔ جیسا کہ امام الوقت کے اُس کا عوام کے عقیدہ کے ہمخیال پہلے عقیدہ تھا۔ کہ مسیح علیہ السلام کی بعثت ثانیہ مقرر ہوگی۔ باوجودیکہ عوام کتب تفسیر میں قال ابن عباس انی متوفیک ای ممیتک موجود تھا۔

محققین حیات مسیح کے متعلق و باول اصحاب برابر کتابوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آزادہ رو تو ہر دو اہم اسلک آشتی صلح کل
ہرگز کبھی کسی کی عدو تو نہیں بنے

اخبار

پیغام صلح

ہفتہ میں دو بار
یکشنبہ و چہار شنبہ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت ۔ ششماہی ۔ طلباء سے ۔ للعہ

جلد ۸ | مدینۃ المسیح لاہور یکشنبہ مورخہ شوال ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۲۰ء | نمبر ۵

کلام الامام امام الکلام

ضرورتِ الہام

اے در انکار ماندہ از الہام
کردہ عقل تو عقل را بدنام
از خدا رو بخویش آوردی
ایں چہ آئین و کیش آوردی
تا نہ کس سر ز خویشتن تابد
رازِ توحید را چساں یابد
تا نہ بفرقِ نفس پا بزنی
کے بہ پاک و پلید فرق کنی
ہر کہ شد تابعِ کلامِ خدا
رست از اتباعِ حرص و ہوا
از خود و نفسِ خود خلاص شدہ
مہبطِ فیضِ نورِ خاص شدہ
ما اسیرانِ نفسِ امّارہ
بے خدائیم سخت ناکارہ
تا میاں نسبت وحیِ حق بہ رشاد
اے بسا عقدہائے ما کہ کشاد
نشود از تو کار ربّانی
آسیائے تہی چہ گردانی
تو و علمِ تو باد علمِ خدا
فرق بیّن از کجاست تا بکجا
آں یکے را نگارِ خویش بہ بر
دیگرے چشمِ انتظار بہ در
آں یکے ہم نشیں بماہ روئے
دیگرے ہرزہ گرد در کوئے
آں یکے کام یافتہ بتمام
دیگرے سوختہ بفکرتِ کام

پیغام پیرہنے

انسان ایمانی قوت سے اُن تکالیف پر جو دین حق کی تلاش میں پیش آتی ہیں غالب آسکتا ہے

ہر ایک قدم جو صدق اور تلاشِ حق کے لئے اٹھایا جاوے اسکے لئے بہت بڑا ثواب اور اجر ملتا ہے مگر عالم ثواب مخفی عالم ہے جس کو دنیادار کی آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔

بات یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالےٰ کا وجود اپنی شان کا ہونے کے تشخص اور نہاں در نہاں ہے اور اس لئے الغیب بھی اس کا نام ہے اسی طرح یہ ایمان بالغیب بھی ایک چیز ہے جو گو مخفی ہوتا ہے مگر عامل کی عملی حالت سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس زمانہ میں ایمان بالغیب بہت کمزور حالت میں ہے۔ اگر خدا پر ایمان ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ لوگوں میں وہ صدق و حق کی تلاش اور پیاس نہیں پائی جاتی۔ جو ایمان کا خاصہ ہے۔

خدا کی راہ میں سختی کا برداشت کرنا مصائب اور مشکلات کے جھیلنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جانا ایمانی تحریک سے ہی ہوتا ہے ایمان ایک قوت ہے جو سچی شجاعت اور ہمت انسان کو عطا کرتا ہے۔ اس کا نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی میں نظر آتا ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے تو وہ کونسی بات تھی جو اُنکو امید دلاتی تھی کہ اسطرح یہ ایک بیکس ناتوان انسان کے ساتھ ہو جانے سے ہمکو کوئی ثواب ملیگا۔ ظاہری آنکھ تو اسکے سوا کچھ نہ دکھاتی تھی کہ اس ایک کے ساتھ ہونے سے ساری قوموں کو اپنا دشمن بنا لیا ہے۔ جس کا نتیجہ صریح یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصائب اور مشکلات کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑیگا اور وہ ہمکو چور چور کر ڈالیگا۔ اسی طرح ہر ہم ضائع ہو جائینگے مگر کوئی اور آنکھ بھی تھی جس نے ان مصائب اور مشکلات کو ہیچ سمجھا تھا۔ اس راہ میں مر جانا اُنکی نگاہ میں ایک راحت اور سرور کا موجب تھا۔ انہوں نے وہ کچھ دیکھا تھا جو ان ظاہر بین آنکھوں کے نظارہ سے نہاں در نہاں اور بہت ہی دُور تھا۔ وہ ایمانی آنکھ تھی اور ایمانی قوت تھی۔ جو ان ساری تکلیفوں اور دکھوں کو بالکل ہیچ دکھاتی تھی۔ آخر وہ ایمان ہی غالب آیا۔ اور ایمان نے وہ کرشمہ دکھایا کہ جس پر ہنستے تھے اور جسکو ناتوان اور بیکس کہتے تھے۔ اُس نے اس ایمان کے ذریعہ اُنکو کہاں پہنچا دیا۔ وہ ثواب اور اجر جو پہلے مخفی تھا۔ پھر ایسا آشکارا ہوا کہ اُنکو دُنیا نے دیکھا اور محسوس کیا۔ کہ ہاں یہ اسی کا ثمرہ ہے۔ ایمان کی بدولت وہ جماعت صحابہؓ کی نہ تھکی۔ نہ ماندہ ہوئی۔ بلکہ قوت ایمانی کی تحریک سے بڑے بڑے عظیم الشان کام کر دکھائے۔ اور پھر کبھی کہا تو یہی کہا "جو حق کرنے کا تھا نہیں کیا"۔ ایمان نے اُنکو وہ قوت عطا کی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سر کا دینا اور جانوں کا قربان کر دینا ایک ادنےٰ سی بات [illegible] کوئی بین نتائج

نظر نہ آتے تھے۔ دیکھو کس قدر مسلمانوں نے دشمنوں کے ہاتھوں سے کیسی کیسی تکلیفیں اور مصیبتیں محض لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے بدلے برداشت کیں۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ سر دینا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ اور یا ایک یہ زمانہ ہے۔ کہ ایمانی قوت باوجود اس کے کہ مخالف اس قسم کی اذیتیں نہیں دیتے ایک عادل گورنمنٹ کے سایہ میں رہتے ہیں۔ سلطنت کسی قسم کا تعرض نہیں کرتی۔ علوم دین حاصل کرنے کے پورے سامان میسر ہیں۔ ارکان مذہبی ادا کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہے ایک سجدہ کا ادا کرنا بار گراں معلوم ہوتا ہے۔ غور تو کرو کہاں سر اور کہاں صرف ایک سجدہ! اس سے صاف ظاہر ہے کہ آج ایمان کیسا انحطاط کی حالت میں ہے اور پھر ایسی حالت میں کہ نماز کا پڑھنا اور وضو کا کرنا طبّی فوائد بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اطبّا کہتے ہیں کہ اگر کوئی سر روز منہ نہ دھوئے تو آنکھ آ جاتی ہے (آنکھ دُکھنے لگتی ہے) اور یہ نزول الماء کا مقدمہ ہے اور بہت سی بیماریاں اس سے پیدا ہوتی ہیں پھر بتلاؤ کہ وضو کرتے ہوئے کیوں موت آتی ہے حالانکہ کیسی عمدہ بات ہے منہ میں پانی ڈال کر کلّی کرنا ہوتا ہے مسواک کرنے سے منہ کی بدبو دور ہوتی ہے دانت مضبوط ہو جاتے ہیں اور دانتوں کی مضبوطی غذا کے عمدہ طور پر چبانے اور جلد ہضم ہو جانے کا باعث ہوتی ہے پھر ناک صاف کرنا ہوتا ہے ناک میں کوئی بدبو داخل ہو تو دماغ کو پراگندہ کر دیتی ہے اب بتلاؤ کہ اس میں کیا بُرائی کیا ہے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ شملہ بخیریت ہیں
حضرت مولانا صدر الدین صاحب سیالکوٹ سے مورخہ ۱۵ کو لاہور تشریف لائے

صاحبزادہ سیف الرحمٰن اور مولوی احمد گل صاحب مبلغین اور دیگر طلباء کی تعلیم قرآنی اور علمی ترقی میں نہایت سرگرمی سے ساعی ہیں۔ اس درس و تدریس نے مسجد احمدیہ میں ایک خاص رونق و شان کا اضافہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سلسلہ کے بہی خواہوں کا حامی و ناصر ہو!

جنازہ غائبانہ۔ حکیم سردار خان صاحب (برادر حکیم شاہنواز صاحب مرحوم) راولپنڈی کی اہلیہ کا ایک لمبی بیماری کے بعد انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون احباب جنازہ غائبانہ پڑھکر مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں!

مسلم ہائی سکول موسم گرما کی تعطیلات پر ہے۔ مولانا اکبر شاہ خان صاحب بھی مسلم ہوسٹل کو کم و بیش تین ماہ کے لئے معطل کر چکے ہیں۔

بزرگان ملت حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب و ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب

[illegible] لاہور میں باہتمام [illegible] اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۵

مسئلہ ترکیہ اور حضرت فضل عمر

(۹)

جو پوچھا کبھی شغل تنہائی اُن سے
کہا گنتے ہیں ہم خطائیں کسی کی

ضلالتِ استنباط و استدلال کے بیشتر علل و اسباب ہیں سے ایک قوی علت اور سبب اختلال جذبات بھی ہے انسانی احساسات اور تہیج جذبات کی فطری ترتیب اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ پہلے کسی واقعہ کی علم و اطلاع سے نفس کے اندر ایک کیفیت روحانی پیدا ہوتی ہے اور پھر اسکے بعد اسکے مفید و مضر ہونے کی احساسی کیفیت سے جذبات میں ایک ہیجان پیدا ہو کر غضب و ہمدردی وغیرہ کے آثار جسمی کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن اختلالِ جذبات کی صورت میں نفس کے اندر پیشتر سے کسی کی دشمنی یا محبت کے موجود ہونے کی وجہ سے یہ فطری ترتیب بالکل الٹ جاتی ہے اور پیشتر اسکے کہ اس کی کسی خطا و جرم یا خوبی کی اطلاع اسکو پہنچے۔ غضب و محبت کے جذبات متہیج ہو جاتے ہیں اور پھر بعد میں ان کے لئے علم و اطلاع وضع کر لی جاتی ہے ہمارے میاں صاحب بدقسمتی سے ترکی خلافت کی خیالی رقابت کا خواہ مخواہ شکار ہوئے بیٹھے ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی میاں صاحب نے لفظ خلیفہ کو اپنے نام پر پیٹنٹ کرانے کے لئے فرش سے لیکر عرش تک جو دوڑ دھوپ کی ہے اور اس غلوِ خلافت کی تطہیر و تشہیر میں جس دماغ سوختگی سے کام لیا ہے اس نے حضرت فضل عمر کے دل میں لفظ خلیفہ کے متعلق ایک وحشت پیدا کر دی ہے وہ نہیں چاہتے کہ کوئی معمولی حجام اور اکھاڑے کا پہلوان بھی ان کے بالمقابل خلیفہ کہلا سکے۔ اپنے دائرۂ سطوت و جبروت کے اندر تو انہوں نے دوسرے خلیفہ کے قتل کا فتوے بھی صادر فرما دیا۔ اور اس سوءِ فہم نے یہاں تک ترقی کی کہ حضرت امیرؒ کے لقب کا لفظ خلیفہ کے ساتھ اشتراک معنوی سمجھ کر اُن کے قتل کا فتوے بھی ایک نا بالغ کی قلم سے لکھوا دیا۔ ایسی حالت میں ترکوں کی خلافت کہ جسکو ایک دنیا تسلیم کرتی ہے میاں صاحب کو کیسے گوارا ہو سکتی تھی۔ ترکی خلافت کا غلغلہ بلند ہوتا تھا کہ میاں صاحب کے لشکر احساسات کیفیات و توقف اور تہیج جذبات کا کوئی کھٹکا نہ رہا۔ اُنکے دائرۂ علم میں کوئی بد سے بدتر الفاظ نہ تھے۔ جو ترکوں کے لئے استعمال نہیں کئے گئے۔ اور کوئی تدبیر اُنکے بس کی نہ تھی۔ جو ترکی خلافت کا رشتۂ حیات منقطع کرنے کے لئے استعمال نہیں کی گئی۔ عرب اور مقامات مقدسہ باوجود مسلمان کہلانے کے آپ نصاریٰ کی تحویل میں دیدینے کے کیوں مؤید ہیں۔ ترکوں پر آپ کی جناب سے کیوں سب و شتم کی بارش ہو رہی ہے۔ ان سب کی تہ میں خلافت کی رقابت کا کھٹکا کام کر رہا ہے اور بس۔

(۱۰)

معاہدۂ ترکیہ اور مسلمانوں کے آئندہ رویّہ (حضرت میاں صاحب نے اس عنوان کے قائم کرنے میں تجاہل عارفانہ سے کام لیا ہے۔ ورنہ انکے اپنے مسلک کی بناء پر اس عنوان کی تقدیر یوں ہونی چاہیئے تھی۔ معاہدہ ترکیہ اور جنکو دنیا مسلمان کہتی ہے اُن کا آئندہ رویّہ) کی رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں " دوسری تجویز جہاد کی ہے۔ جہاد اس ملک میں رہ کر جائز نہیں ...... اگر کہا جاوے کہ باہر جا کر پھر جہاد کریں تو اول تو اس سوال کے ساتھ پھر ہجرت کا سوال آ دیگا۔ جسے پہلے ناجائز اور ناممکن ثابت کر چکا ہوں (افسوس مسلمان مہاجرین کا ہر قافلہ آج میاں صاحب کے ضلالتِ استدلال پر باوازِ بلند شہادت دے رہا ہے)۔ دوم۔ جہاد کے لئے یہ شرط ہے کہ اس حکومت سے کیا جاوے جو اسلام کے مٹانے کے لئے مسلمانوں پر حملہ کرتی ہے اور ترکوں سے جنگ کرنے میں اتحادیوں نے ابتدا نہیں کی۔ نہ اس جنگ کی وجہ سے اسلام کو مٹانا تھی۔ پس جب تک یہ ثابت نہ کیا جاوے کہ اس جنگ کی ابتدا اتحادیوں کی طرف سے ہوئی ہے اور پھر یہ بھی کہ اتحادیوں نے ترکوں سے اس لئے جنگ کی تھی۔ کہ وہ ان کو جبراً مسیحی بنا لیں" اس جگہ میاں صاحب نے جہاد کے فرض ہونے کی شرط یہ پیش کی ہے کہ جو حکومت اسلام کے مٹانے کے لئے مسلمانوں پر حملہ کرے۔ اس کے ساتھ جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ اب ہم میاں صاحب کے ہی الفاظ میں بتلانا چاہتے ہیں کہ آیا یہ حکومتیں اسلام کے مٹانے کے لئے مسلمانوں پر حملہ آور ہوتی ہیں یا نہیں۔ ترکوں کے مستقبل پر نظر کرتے ہوئے آج سے قریباً ایک سال پیشتر آپ نے فرمایا تھا کہ

" میرا مطلب اس بات کے کہنے سے کہ ترکوں سے اس لئے نفرت کی جاتی ہے کہ وہ مسلمان کہلاتے ہیں یہ ہے۔ کہ ان ممالک کے لوگوں کو اسلام سے اسقدر بعد ہے اور آباء و اجداد سے ان کے دل میں اسلام کی نسبت اس قدر بدظنیاں بٹھائی گئی ہیں کہ وہ اسلام کو ایک عام مذہب کے طور پر خیال نہیں کرتے بلکہ ایک ایسی تعلیم خیال کرتے ہیں جو انسان کو انسانیت سے نکال کر جانور اور وہ بھی وحشی جانور بنا دیتی ہے۔ ان کے نزدیک اسلام ایسی وحشیانہ تعلیم دیتا ہے کہ اس کی موجودگی میں رحم اور انصاف دل میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ طبعاً اپنے مذہب یا اپنے خیال کے سوا ہر ایک مذہب اور عقیدہ کو غلط اور جھوٹا سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ہر مذہب کے لوگوں کا حال ہے۔ مگر اسلام کے سوا دوسرے مذاہب سے وہ ڈرتے نہیں۔ ان سے نفرت نہیں کرتے۔ وہ ان کے ماننے والوں کو غلطی خوردہ سمجھتے ہیں مگر قابل نفرت نہیں سمجھتے۔ مگر اسلام سے وہ خوف کھاتے ہیں اس کی ترقی کو تہذیب و شائستگی کے راستہ میں روک خیال کرتے ہی نہیں بلکہ خود انسانیت کے لئے اُسے مہلک یقین کرتے ہیں۔ اس لئے وہ جہاں دوسرے مذاہب کے پیرووں پر رحم کرتے ہیں اسلامی حکومتوں کو ناقابل علاج اور متعدی مریضوں کی طرح سوسائیٹی اور تہذیب کے لئے مہلک خیال کر کے اس کے مٹ جانے یا مٹا دینے کو پسند کرتے ہیں"

اور پھر فرماتے ہیں کہ:۔

" اور میں یہ دیکھتا ہوں۔ کہ مغربی ممالک میں سے جتنا کوئی مذہب زیادہ آزادی کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ اسی قدر وہ اسلام کا دشمن بن جاتا ہے کیونکہ آزادی اسے ہمدردی کی طرف مائل کرتی ہے اور اسلام کی بیخکنی میں وہ دنیا کی ہمدردی پاتا ہے"

تقاضائے سیاق عبارت یہ ہے کہ لفظ یوں ہوں:۔ مغربی ممالک میں سے جتنا کوئی ملک۔ کیونکہ مذہب تو سب مغربی ممالک کا عیسائیت ہی ہے

محمودیو! سُنتے ہو تمہارے فضل عمر آج کیا کہہ رہے ہیں۔ اُن کی طرف سے جہاد کا فتوے مل چکا اور جو شرط انہوں نے جہاد کے لئے مقرر کی تھی۔ اس شرط کا اپنی تمام حدود کے ساتھ موجود ہونا اُنہی کے اپنے الفاظ سے ظاہر ہو چکا۔

جہاد کے لئے شرط اول یہ ہے کہ " اس حکومت سے کیا جائے جو اسلام کو مٹانے کے لئے مسلمانوں پر حملہ کرتی ہے"

اس کے بالمقابل میاں صاحب کے اپنے ان الفاظ کو پڑھو " مگر اسلام سے وہ خوف کھاتے ہیں۔ اسکی ترقی کو تہذیب و شائستگی کے راستہ میں روک خیال کرتے ہی نہیں۔ بلکہ خود انسانیت کے لئے اسے مہلک یقین کرتے ہیں"

" اسلامی حکومتوں کو ناقابل علاج اور متعدی مریضوں کی طرح سوسائیٹی اور تہذیب کے لئے مہلک خیال کر کے اس کے مٹ جانے یا مٹا دینے کو پسند کرتے ہیں"

" اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ مغربی ممالک میں سے جتنا کوئی ملک آزادی کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ اسی قدر وہ اسلام کا دشمن بن جاتا ہے۔ کیونکہ آزادی اُسے ہمدردی کی طرف مائل کرتی ہے۔ اور اسلام کی بیخکنی میں وہ دنیا کی ہمدردی پاتا ہے"

اس سے زیادہ ... اور صحیح الفاظ میں جہاد کا فتوے میاں صاحب ... دے سکتے وہ خود جہاد کے لئے نکلنے کو تیار معلوم ہوتے ہیں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ محمل خلافت کا بارِ گراں مرکزِ خلافت سے منتقل نہیں کرنے دیتا۔

شملہ میں آریہ سماج سے مناظرہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

پنڈت پورنانند صاحب آریہ مناظر نے نجات کے دائمی نہ ہونے کی تردید میں آریہ سماج کا ایک پیٹنٹ اعتراض بھی پیش کیا۔ کہ جس کا شروع ہے اس کا انجام ضرور ہوگا۔ اور کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں کہ جس کا شروع تو ہو مگر اس کا انجام نہ ہو اس پر پنڈت صاحب کو اس کے جواب میں ایک اچھوتی دلیل دیگئی۔ کہ اگر اس کتاب پر جو میرے سامنے پڑی ہوئی ہے ایک نقطہ ڈالدیا جائے۔ اور اس نقطہ سے ایک خط آئندہ کی طرف کھینچا جائے تو زمانہ چونکہ آئندہ کی طرف لامحدود ہے اسلئے وہ خط لامحدود و ممتد ہو سکتا ہے اور آج اس مسئلہ کو سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ کوئی حرکت جسکو ہم شروع کرتے ہیں اگر اسکے لئے کوئی روک نہ ہو تو وہ لامحدود زمانے تک چل جائیگی۔ اور پھر وہ خدا جو نجات کے سامان پیدا کرتا ہے کیا اسکو باقی رکھنے کے لئے قادر نہیں۔ جب اُس نے اسکو پیدا کر دیا ہے تو اُس پر باقی رکھنا کوئی مشکل نہیں یہ الگ امر ہے۔ کہ آرین ایشور میں اسقدر کمزوری ہو کہ وہ اسکے باقی رکھنے پر قادر نہ ہو۔ پنڈت صاحب نے فرمایا کہ گیان (علم) جیو کا سبھاوک گن (خاصۂ ذات) ہے وہ کسی حالت میں نہیں چھوٹتا۔ اسکے جواب میں پنڈت صاحب کو کہا گیا۔ کہ یہی دلیل نجات کے دائمی ہونے کے لئے کافی سے بڑھکر ہے کیونکہ جب گیان خاصۂ ذات ہے اور نجات کا انحصار گیان پر ہے تو نہ گیان روح سے علیحدہ ہوگا نہ نجات کا خاتمہ ہوگا۔ اور اگر گیان کو خاصۂ ذات نہ بھی مانا جائے تو اس صورت میں وہ ہمارے اعمال کا ثمرہ ہوگا۔ جسکو ایشور کبھی ہم سے نہیں چھین سکتا۔ پس نجات دائمی ہوگی نہ میعادی۔ پھر علم انسانی روح کا نیچرل رائیٹ (فطرتی حق) ہے۔ اگر ایشور اس حاصل کردہ علم کو ہم سے چھین لیتا ہے تو اس سے بڑھکر کوئی ظالم نہیں (یہ سب دلائل آرین ایشور کی صفات کے لحاظ سے دئیے گئے ہیں) پس آپ فرماتے ہیں کہ مکتی اور گیان کو حاصل کر کے روح پھر کیونکر گیان شونیہ (جاہل مطلق) ہو جاتا ہے اسکے ساتھ ہی بڑے دعوے کے ساتھ پنڈت صاحب کو چیلنج دیا گیا اور چاروں وید اُنکے سامنے پیش کئے گئے۔ کہ دکھاؤ کہاں لکھا ہے کہ مکتی (نجات) میعادی ہوگی۔ بلکہ برخلاف اسکے خود سوامی دیانند جی بار بار ستیارتھ پرکاش میں مکتی کو دائمی لکھتے ہیں اور اسطرح نجات پانے کی خواہش کرتے ہیں کہ جسطرح خربوزہ بیل سے علیحدہ ہو کر پھر کبھی بیل کے ساتھ نہیں لگتا اسطرح ہم اس دنیا سے نجات پا کر پھر کبھی اس بندھن میں نہ پڑیں اور اپار سکھ کو حاصل کریں (ایسا سکھ کہ جسکی انتہا نہیں) ان حوالوں کی موجودگی میں آپ کیونکر مکتی (نجات) کو میعادی قرار دے سکتے ہیں۔ اس پر پنڈت صاحب کو وہی سوجھی جو آریہ دوستوں کو سوجھا کرتی ہے۔ یعنی مسلمانوں کے بہشت پر اعتراض کرنے شروع کر دیئے کہ وہاں حوریں ہونگی۔ غلمان ہونگے۔ شہد کی نہریں ہونگی وغیرہ وغیرہ اسکے جواب میں پنڈت صاحب کو وید سے نیک لوگوں کو استریوں (عورتوں) کے جھنڈ اور سورا (شراب) گھی۔ دہی۔ دودھ اور شہد کے حوض ملنے دکھائے گئے۔ اور بڑے دعوے کے ساتھ للکار کر کہا گیا کہ نام لو کسی بہشتی نعمت کا جس کا ذکر ویدنے نہیں کیا اسکے جواب میں یہ بودا سا جواب دیا کہ یہ چیزیں وید میں جو ملنی لکھی گئی ہیں تو یہ سورگ لوک میں ملینگی نہ مکتی خانہ میں۔ اس پر پنڈت صاحب کو پھر چیلنج دیا گیا کہ اس سورگ لوک کے علاوہ چاروں ویدوں سے اور کوئی مکتی خانہ ثابت کر کے دکھاؤ۔ نیز یہ بھی بتاؤ کہ یہ استریوں کے جھنڈ تھی۔ دہی وغیرہ کے حوض نیک اعمال کے بدلے میں ملینگے یا بد اعمالیوں کے عوض۔ اگر نیک اعمال کی جزا ہیں۔ تو جو لوگ یہی نیک اعمال کر کے مکتی خانہ میں جائینگے انکو کیوں نہیں یہ چیزیں وہاں ملینگی کچھ لوگوں کو نیک اعمال کا ثمرہ

بلادِ غربیہ میں تبلیغ اسلام

عید کا یوم سعید

انگلستان کی عید اور اتحادِ اسلامی کا ایک دلنشین منظر

ایک اور انگریز مرد اور تین خواتین کا قبول اسلام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دوسرا موقعہ ہے کہ مجھے انگلستان میں نمازِ عید پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے یوں تو دنیا کا کونسا اسلامی ملک ہے۔ یا کونسی وہ جگہ ہے جہاں مسلمان آباد ہیں اور عید کی نماز پڑھنے کا انہیں اتفاق نہیں ہوتا۔ لیکن انگلستان کی عید ان سب عیدوں پر ایک فوقیت رکھتی ہے اور قومی اتفاق اور اتحاد کی وہ شان جو دوسری جگہوں پر شاید بمشکل نظر آ سکے اس سرزمین تثلیث میں ہر آئے سال اپنا پورا جلوہ دکھاتی ہے

۱۷ جون ۱۹۴۰ء کو عید الفطر کا دن تھا کاروبار کا دن ہونے کی وجہ سے خیال یہ تھا۔ کہ بہت لوگ شاید نہ آ سکیں بلکہ بہت سے اعتذار کے خطوط بھی پہلے سے آ چکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نماز کے ہندوستانی - افریقی - مصری - ترک اور دیگر مختلف ممالک اور مختلف اقوام کے مسلمان ایک بہت بڑی تعداد میں جو دو اڑھائی سو کے درمیان تھی جمع ہو گئے۔ حاضرین میں ہندوستانی خلافت ڈیلیگیشن کے ممتاز اراکین مسٹر محمد علی صاحب بی۔ اے - آکسن - مولوی سید سلیمان صاحب ندوی اور آنریبل مولوی ابو القاسم صاحب بھی موجود تھے۔ ایسا ہی مصری ڈیلیگیشن کے صدر ہز ایکسلنسی سعد زغلول پاشا کے نائب مسٹر تکو بالی بے بھی شامل نماز تھے۔ خود ہز ایکسلنسی علالت طبع کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے۔ ان کے علاوہ نائیجیریا مغربی افریقہ کے علاقہ آلوآ کے ایک والئے ریاست Chief ... Alimma بھی مع بیٹے - سکریٹری اور ترجمان کے تشریف لائے۔ ان کے صاحبزادہ صاحب خان حکومت کا جھنڈا اُنکے سر پر لگائے ہوئے تھے۔ ایسا ہی آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب ممبر انڈیا کونسل اور دیگر بہت سے ممتاز اصحاب بھی نمازیوں کی صف میں موجود تھے۔

انگریز حاضرین میں نو مسلم کے علاوہ بہت سے قابل غیر مسلم اصحاب بھی تھے جن میں مسٹر ری کینیڈی ایڈیٹر "دی لبرل کرسچین" اور ڈاکٹر چارلس گارڈنٹ ایم اے - ڈی - ڈی کا آنریری - ایل - ایل - ڈی اور مس آلو سیٹو لنن ۔۔ سکریٹری "برٹن اینڈ انڈیا" کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں - اخبارات کے نامہ نگار اور فوٹو گرافر اور سنما والے بھی کثرت کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔

نماز عید اور خطبہ

ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے "الصلوٰۃ" "الصلوٰۃ" کی آواز کانوں میں پڑی - اور یہ تمام مختلف ممالک مختلف زبانوں کے بولنے والے اور مختلف حیثیتوں کے مسلمان جن میں شیعہ - سنی - احمدی - اہلحدیث - انگریز اور ہندوستانی سب ہی موجود تھے - باہمی اختلافات ایک دوسرے کے ساتھ شانہ بشانہ صفوں کے اندر آ کھڑے ہوئے۔

نماز امام مسجد ووکنگ مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی اے نے پڑھائی اور اس کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ تک اس اسلامی اتحاد اور اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے پر خطبہ دیا۔ حاضرین کے گوناگون اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام نے کس طرح سے ان سب کو ایک سلک اتحاد میں منسلک کر دیا ہے اور کس طرح سے ایک خدا کا سب کو پرستار بنا کر ایک عالمگیر امن و اتحاد کا پیغام دنیا کو دیا ہے۔ آپ نے اسی سلسلہ میں اسلام کی عالمگیر تعلیم کو مختصراً پیش کیا اور بتایا کہ اسلام ایک فطری مذہب ہے جن پاکیزہ باتوں کو فطرت ہمارے لئے تجویز کرتی ہے وہی اسلام کی تعلیم ہے۔ فطرت اگر خدا کا فعل ہے تو قرآن خدا کا قول - اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو تذکرہ کہا ہے جس سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ فطرت کو جگاتا - اسکو اسکی صحیح باتیں یاد دلاتا اور فطرتی قوتوں کو تقویت بخشتا اور ابھارتا ہے۔ ایسا ہی آپ نے قل یاھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم ..... الخ سے استدلال کرتے ہوئے بتایا کہ تمام مذاہب کی اگر ایک لیگ بنائی جائے اور یہ دیکھا جائے - کہ کونسی وہ باتیں ہیں جو سب میں مشترک طور پر پائی جاتی ہیں - تو وہ وہی باتیں ہونگی جن کی اسلام تعلیم دیتا ہے گویا اسلام ہی ایک مذہب ہے جس پر دنیا کی تمام اقوام اور سب مذاہب کا اتحاد ہو سکتا ہے۔

اراکین خلافت ڈیلیگیشن کی تقاریر

خطبہ کے بعد مسٹر محمد علی صاحب بی۔ اے - آکسن اور مولوی سید سلیمان صاحب ندوی اراکین خلافت ڈیلیگیشن نے بھی مختصر تقاریر کیں - جن کا موضوع مسئلہ خلافت اور ترکی عہد نامہ تھا۔ مسٹر محمد علی نے مسلمانوں کی خواہشات اور ذکر کرتے ہوئے ہز میجسٹی کی گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھا اور بتایا کہ ترکی عہد نامہ میں ترکی کو سنبھال رکھنے کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو - یہ ریزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا - اور ایسا ہی ایک دوسرا ریزولیوشن بھی جس میں سلطان کو لکھا گیا کہ ہم سب آپ کے لئے دعا کرتے ہیں - مولوی سید سلیمان صاحب نے مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی - اے کے خطبہ کے حوالے دیتے ہوئے اسلامی رواداری کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا اور ترکی کے قیام کو سلطنت انگریزی کے لئے ضروری بتایا۔

مصیبت زدگان لنکن شائر کے لئے چندہ

لنکن شائر شمالی انگلستان کے طوفان باد و باران کے ہولناک واقعات اخباروں میں شائع ہو چکے ہیں ان مصیبت زدگان کی امداد و اعانت کے ہاتھ بڑھانا انسانیت کا فرض اولین ہے ہمارے پُرجوش نو مسلم بھائی مسٹر عبد الکریم لانٹس نے مسز پول (زاہدہ) کی تحریک سے اس فرض کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی اور چندہ کے لئے اپیل کی - بعض خواتین چندہ کے لئے کٹورے ہاتھوں میں لیکر اٹھ کھڑی ہوئیں - اور اسی وقت چندہ کی ایک خاصی رقم مصیبت زدگان کے فنڈ میں داخل کرنے کے لئے جمع ہو گئی۔

عید کا دستر خوان

اس کے بعد کھانے کا وقت تھا میزیں لگ گئیں - اور ہمارے ہندوستانی نوجوانوں نے ایک لمبی قطار بنا کر ہاتھوں ہاتھ کھانا میزوں پر پہنچانا شروع کیا بہت سی نو مسلم خواتین بھی اسی قسم کے دوسرے کام ادھر اُدھر کرتی پھرتی تھیں - ان سب کی امداد قابل شکریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور خدام دین بنائے - آمین!

حاضرین کی تواضع اس وقت پلاؤ اور سینویوں وغیرہ سے کی گئی۔

قبول اسلام

یہ سب کچھ ہوا - لیکن سب سے بڑھکر ایک خوشی کی بات یہ ہوئی - کہ اس موقعہ پر ایک اور انگریز اور تین خواتین کا اضافہ اسلام میں ہو گیا یہ چاروں خوب سمجھدار اور پڑھے لکھے ہیں - اسلام کی تعلیمات اور اسکے اس دلنشین نظارہ نے ان کے دلوں پر ایک گہرا اثر کیا اور وہ بغیر اسکے نہ رہ سکے کہ اسی وقت اسلام کا اعلان کریں - ان سب کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱)	ولیم ڈیمنڈ	اسلامی نام	ولید
(۲)	رد کلف ہیری	"	رفیعہ
(۳)	مسز پیشیر	"	نسیمہ
(۴)	مسز بیل Mrs Beal.	"	کریمہ

اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت بخشے - اور انہیں اسم بامسمےٰ بنائے - آمین!

اس موقعہ پر ہم ان پرجوش نو مسلمین و نو مسلمات کا ذکر دلی تشکر و امتنان کے ساتھ کئے بغیر نہیں رہ سکتا - جو اسلام کو اپنے دوستوں اور ساتھیوں تک پہنچانے اور انہیں مسلمان بنانے کا ایک گہرا جوش اپنے دل میں رکھتے ہیں یہ چاروں نو مسلمین بھی انہی میں سے بعض کے جوش اسلام کا نتیجہ ہیں - اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور دین کے لئے بیش از بیش ہمت و جرأت عطا فرمائے - آمین!

اس جوش اسلام کی ایک اور مثال یاد آ گئی - ہمارے ووکنگ کی ایک نوجوان لڑکی آجکل ایک ضروری اپریشن کے لئے ہسپتال میں ہے وہ وہاں جاتے ہی اس فکر میں لگ گئی ہے کہ کسی طرح ہسپتال کی دایوں کو ساتھ کی بیمار عورتوں کو مسلمان کرے - اسی لئے اس نے جاتے ہی ہم سے اسلام پر چھوٹے چھوٹے رسائل مانگے - جو اُسے بھیج گئے اللہ تعالیٰ اس کی ان پاک کوششوں کو بار آور کرے - اور ہمارے نوجوانوں کو ان کی پیروی کی توفیق بخشے - آمین!

اگر ہمارے نوجوان طلباء کم از کم اپنا نیک نمونہ ہی اس ملک میں قائم کریں - تو اسلام کو بہت بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔

مسلم یتامیٰ جنگ کی امداد

اوپر ہم چارلس گارڈنٹ کا ذکر کر چکے ہیں - آپ ایک بہت پاکیزہ اور سلجھے ہوئے خیالات کے آدمی ہیں - بلکہ یوں کہنا چاہیئے - کہ عقائد کے لحاظ سے آپ بالکل مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اسلام کے اعلان کی بھی توفیق بخشے۔

ان ڈاکٹر صاحب نے سہ پہر کی چائے پر ایک مختصر تقریر کے ساتھ ایک ریزولیوشن پیش کیا - جس کا یہ منشاء ہے کہ جنگ میں جو مسلمان سپاہی کام آئے ہیں اُن کے یتیم بچوں کی امداد و اعانت کے لئے برطانیہ کی طرف سے کوئی خاص اہتمام ہونا چاہیئے - ڈاکٹر صاحب موصوف نے بتایا کہ جنگ میں کام آنے والے سپاہیوں کی اولاد کی امداد کرنا گویا سلطنت کو مدد دینا ہے اس وقت تک اس ملک کے یتامےٰ کے لئے عام طور پر چندے ہوتے رہے ہیں - لیکن مسلمان یتامےٰ کا شاید اتنا خیال نہیں رکھا گیا - اس لئے ان کا خاص طور پر بندوبست ہونا چاہیئے۔

ریزولیوشن کی تائید میں لیڈی کیتھرائن نے جو وہ بھی اس مجلس عید میں شریک تھیں - ایک مختصر تقریر کی اور ریزولیوشن باتفاق رائے پاس ہوا -

ایک اور ریزولیوشن

مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی - اے - امام مسجد نے ایک اور ریزولیوشن پیش کیا کہ "یہ جلسہ خلیفہ عبد الحسین خان صاحب - ریاست پٹیالہ کی بے وقت وفات کا اظہار افسوس اور انکے پسماندگان کے لئے اظہار ہمدردی کرتا ہے" - ریزولیوشن کی تحریک کرتے ہوئے انہوں نے بتایا - کہ خلیفہ صاحب مرحوم حال ہی میں جیل کمیشن کے ساتھ انگلستان - امریکہ - جاپان وغیرہ مقامات کا دورہ کرنے کے بعد شملہ پہنچے تھے اور رپورٹ لکھنے میں مصروف تھے - کہ ناگہان موت نے آ دبایا - مسلمانوں کی ہمدردی اور خیر خواہی وہ بہت کرتے تھے - اور قیدیوں عبادات وغیرہ کے متعلق رپورٹ میں خاص سفارشیں کی تھیں"

یہ ریزولیوشن بھی باتفاق رائے پاس ہوا -

شام کے وقت یہ دلچسپ صحبت ختم ہوئی اور مہمان شام کی گاڑیوں پر واپس گھروں کو تشریف لے گئے -

اخبارات میں تذکرہ اور تصاویر

اوپر بتایا جا چکا ہے کہ اس موقع پر اخبارات کے رپورٹر اور فوٹو گرافر اور سنما والے بھی آئے ہوئے تھے عید کے دوسرے ہی دن انکی کارگذاریاں بہت سے ممتاز پرچوں میں شائع ہو گئیں - ڈیلی مرر - ڈیلی گرافک - بلیٹن - سر ایڈورٹائزر" وغیرہ وغیرہ تمام اخبارات نے تصاویر شائع کیں اور نوٹ لکھے۔

ووکنگ ہیرلڈ نے تو جلسہ کی پوری کارروائی اور خطبہ کا خلاصہ بھی دیا - عید کے فلم بھی لنڈن کے بڑے بڑے سنما کے تھیٹروں میں پرسوں سے دکھائے جا رہے ہیں گویا یہ سعادت کا ایک اشتہار ہو گیا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور بھی بہت سے لوگوں کی ہدایت کا موجب بنائے - آمین!!!

خاکسار - دوست محمد - از ووکنگ -

رسید زر

فہرست چندہ جماعت وزیر آباد معرفت محمد جان صاحب

اسمائے گرامی	عید فنڈ	صدقۃ الفطر	چندہ جوبلی
حافظ غلام رسول صاحب اینڈ سنز	ے	ع	ے
شیخ نیاز احمد صاحب اینڈ برادرس	ے	•	•
شیخ علی محمد صاحب جموں والہ	معہ	•	•
شیخ عبد الرحمن صاحب اینڈ سنز	عہ	عہ	۱۲
چوہدری غلام حیدر صاحب	عہ	•	•
بابو بشارت احمد صاحب	عہ	•	•
بابو محمد الٰہی صاحب	عہ	عہ	•
محمد جان صاحب اینڈ سنز	عہ	عہ	ے
بابو منظور الٰہی صاحب	عہ	۱۲	•
عبد الکریم صاحب مستری معمار	۸	•	•
سیٹھ عبد الکریم صاحب	عہ	•	•
میزان	[illegible]	۱۲	۱۲

36

تازہ ترین خبریں

صدر مرکزی خلافت کمیٹی کا برقی پیغام

بمبئی ۱۲ جولائی - میاں محمد چھوٹانی صاحب صدر مرکزی خلافت کمیٹی نے ذیل کا بجری "مسٹر محمد علی - اخبار "مسلم آؤٹ لک" اور "ڈیلی ہیرلڈ" کو بھیجا ہے:-

دارالخلافہ قسطنطنیہ ترکی کے ایشیائی علاقوں سے بالکل علیحدہ و منفک کر دیا گیا ہے۔ تمام سچے محبان وطن جلاوطن کر دیئے گئے ہیں۔ اعلیحضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین اتحادیوں کے ہاتھوں اسیر ہیں۔ برطانیہ نے ترکی وزراء کو اپنی مطلب براری کا آلہ بنا رکھا ہے۔ دول متحدہ یونانی فوجوں اور برطانی جہازوں کے ذریعہ سے ترکوں کی قوم کے خلاف لڑ رہی ہیں سمرنا اور دیگر مقامات میں دہشت انگیزی کی حکایت ہے مرکزی خلافت کمیٹی اس امر کے خلاف نہایت غیظ و غضب سے پُر زور صدائے احتجاج بلند کرتی ہے۔ کہ برطانیوں اور اُن کے اتحادیوں نے حضور خلیفۃ المسلمین کو غیر دیانتدارانہ طریقوں سے بزور شمشیر مطیع کرنے کی کوششیں کی ہیں کمیٹی اعلان کرتی ہے کہ جس معاہدہ صلح میں تمام ترکی قوم کے جائز نمایندے شامل نہ ہوں - جس کی دفعات میں یہ گنجائش نہ رکھی گئی ہو کہ جن ممالک میں اماکن مقدسہ اسلام واقع ہیں - ان پر خلیفۃ المسلمین کا موثر و مکمل اقتدار قائم رہے جس سے برطانی وزیر اعظم کے وعدوں کا ایفا ہوتا ہو اور جس کی منشا الٰہی - قوانین شریعت اور روایات مقدسہ اسلام کے خلاف ہوں - وہ معاہدہ ہرگز تسلیم نہیں کیا جا سکتا ؛

مزید براں خلافت کمیٹی اس بیان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتی ہے جو اتحادیوں کے پٹھو داماد فرید پاشا نے مجوزہ شرائط صلح کے متعلق پیش کیا ہے۔ اور یہ خیال ظاہر کرتی ہے کہ خلافت کے متعلق داماد فرید پاشا کا تصفیہ اسلام کی مقدس روایات اور بنیادی عقائد کے صریح منافی ہے مسلمانوں کو ہرگز ہرگز گوارا نہیں کہ جزیرۃ العرب کے کسی حصہ پر کسی غیر مسلم کا کوئی دخل یا اقتدار ہو ؛

کمیٹی اس امر کا اعلان کرتی ہے کہ مسلمانان ہند اور اُن کے ہمخیال محبان وطن نے مصمم ارادہ کر رکھا ہے کہ ارض حجاز پر بیرونی اقتدار اور عراق عرب فلسطین اور شام پر برطانی سیادت کو نہ صرف تسلیم ہی نہ کریں گے بلکہ اس کی مخالفت بھی کریں گے ؛ (شوکت علی)

عازمان حج کو مشورہ

حکومت پنجاب کی سرکاری اطلاع: - شملہ ۱۲ - جولائی - اعلان کیا گیا ہے کہ بمبئی میں عازمان حج کے درمیان ہیضہ پھوٹ پڑا ہے ان میں سے ہزاروں وہاں رکے بیٹھے ہیں، اور اب مزید آدمیوں کی گنجائش بالکل نہیں - ان حالات میں ان لوگوں کو جو بمبئی میں مقیم ہیں جہاز پر سوار ہونے میں دیر لگ جائے گی - اور جو نئے عازمان حج وارد بمبئی ہوں گے - وہ حج کے وقت پر حجاز نہیں پہنچ سکیں گے - لہٰذا عازمان حج کو انہیں کے فائدہ کے لئے مشورہ دیا جاتا ہے - کہ وہ امسال حج کو روانہ نہ ہوں - کیونکہ وہ وقت گذر چکا ہے؛

برہما یونیورسٹی - رنگون ۱۲ جولائی مجلس وضع آئین و قوانین کے اورندہ اجلاس میں مسٹر مارک سنزلر نے برہما یونیورسٹی کا مسودہ پیش کیا - اور اسپر غور کرنے کیلئے ایک مجلس منتخبہ مقرر کر دی گئی ؛

پونڈوں کی درآمد - شملہ ۱۲ جولائی - حکومت ہند کے جریدہ غیر معمولی میں یہ اعلان شائع ہوا ہے - کہ ہندوستان میں سیورن کی درآمد پر جو امتناعی احکام آئے تھے وہ منسوخ کر دیئے گئے ہیں ؛

منصوری میں تعمیر مسجد کی تجویز

لائبریری بازار کی مسجد کی تعمیر کی منظوری دینے میں جناب میونسپل بورڈ نے نامناسب بے پروائی سے کام لیا ہے جسکے نقشہ کو دیکھکر بعض تنگدل ممبروں نے کہا کہ مسلمانان منصوری مسجد نہیں بنانا چاہتے بلکہ مصر کے منارے بنانا چاہتے ہیں یا آگرہ کا تاج محل کھڑا کرنا چاہتے ہیں اور ایسے ہی اور لاطائل عذر پیش کر کے تعمیر کے کام میں روڑے اٹکائے گئے ہیں - آخرکار مسلمانوں نے نقشہ کو ہلکا کر کے اور بعض ممبران میونسپل بورڈ کے یہ بات ذہن نشین کر کے کہ ایک مذہبی مسئلہ میں ایسی مداخلت نامناسب ہے۔ اپنی نئی درخواست کے ساتھ نقشہ کمیٹی بورڈ میں بھیجا ہے - جو ۱۲ جولائی کی میٹنگ میں پیش ہونے والا ہے۔ لائبریری کے حصہ آبادی میں ایک عالیشان مسجد کی ضرورت مدت سے محسوس ہو رہی ہے حال میں افغان ڈیپوٹیشن جو سیوائے ہوٹل میں گورنمنٹ کے مہمان ہو کر فروکش ہیں اور پرنس اسلم ڈیپوٹیشن جو ایک دوسرے ہوٹل میں مقیم ہیں ان سب کو بھی اس حصہ آبادی میں مسجد کے نہ ہونے سے تکلیف پیش آئی چنانچہ مسٹر سرور دینہ مسجد کے فنڈ میں افغان ڈیپوٹیشن نے بھی حضرت امیر افغانستان خلد اللہ ملکہ کی طرف سے دیا ہے اور یہ صاحبان بھی اپنی موجودگی میں دیکھنا چاہتے ہیں کہ کب مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جاتا ہے - امید ہے کہ صاحب چیئرمین میونسپل تعمیر کی منظوری دیکر مسلمانوں کو مشکور کریں گے - اور عمارت کے رکے ہوئے ہونے سے جو تشویش عام مسلمانوں میں موجود ہے اسکو رفع فرمائیں گے ؛

ترکوں کے غارتگر دستے: - قسطنطنیہ ۱۲ جولائی ان غارتگر دستوں کی ترقی پذیر گستاخی کی خبریں موصول ہو رہی ہیں جو آنا - ... اسفورس کے ایشیائی ساحل پر پائے جاتے ہیں ؛

اندازہ کیا گیا ہے کہ کم از کم ایک ہزار غارتگر دستے گاؤں کو لوٹ اور جلا رہے ہیں ہمارے طلایہ گردستوں سے ان کی کئی جھڑپیں ہوئی ہیں - لیکن علاقہ بہت دشوار گذار ہے اور اصلاح کی بہت کم توقع ہے۔ تاوقتیکہ رسالہ تمام علاقہ کو صاف نہ کرے ؛

بروسا پر یونانی قبضہ: - لنڈن ۱۱ جولائی قسطنطنیہ - یونانیوں نے بلا مزاحمت بروسا پر قبضہ کر لیا ہے - متحدہ احرار نے اطاعت قبول کی ؛

ترکی فوجوں سے ہتھیار چھن گئے: - ملن کے حکم سے قسطنطنیہ کی تمام فوجوں کے ہتھیار عدم ثبات کے خوف سے چھین لئے گئے ہیں ؛

عربوں اور انگریزوں کی خونریز جھڑپ - لنڈن ۱۳ - جولائی - دارالعوام میں مسٹر ارمزبی گور کے جواب میں مسٹر چرچل نے کہا کہ عربوں نے ۴ - جولائی کو رومیلیہ میں جو دریائے فرات پر واقع ہے سرکاری عمارات پر حملہ کر کے عرب گارڈ کو قتل اور ریل کو اکھاڑ دیا تھا - مرکزی مقام سے کمک بھیجی گئی تھی - اور ایک چھوٹا سا دستہ فوج رومیلیہ کی طرف روانہ کیا گیا تھا - جسے نہر کے کٹ جانے سے نقصان پہنچا - اور وہ شہر رومیلیہ تک نہ پہنچ سکا - پھر بغداد سے مزید کمک بھیجی گئی - اب فوج اور ہوائی جہاز تعزیری کارروائی کر رہے ہیں - یہ بغاوت مقامی حیثیت رکھتی ہے - اور غالباً مذہبی جوش کا نتیجہ ہے - اس کا فوری سبب یہ تھا - کہ غیر مصالح حکام نے مقامی شیخ کو گرفتار کر لیا تھا - جو اہل قبائل کو بغاوت پر ابھار رہا تھا - رومیلیہ کی قلعہ گیر فوج ابھی تک مقابلہ کر رہی ہے اور بغداد سے فوجی دستے اس کی امداد کو بھیج دیئے گئے ہیں ؛

سپا - ۱۱ - جولائی - آج صبح کانفرنس میں ترکی صلح نامہ پر بحث ہوئی - ترکی یادداشت کے جواب میں اتحادیوں کی طرف سے جو یادداشت بھیجی جائیگی - اس کا قطعی فیصلہ ہو گیا - ترکوں کو چند اہم ترمیموں کے ساتھ صلحنامہ پر دستخط کرنے ہوں گے - اتحادیوں کی یادداشت ۱۷ جولائی کو ترکوں کے حوالے ہو جائے گی - اس وقت پیرس اور لنڈن میں دونوں یادداشتوں کو شائع کر دیا جائیگا ؛

الہ آباد - ۱۳ - جولائی - پائینیر کا نامہ نگار طہران سے ۱۰ - جولائی کو ذیل کا تار بھیجتا ہے:-

بولشویک مشہد سر سے جو بحیرہ خزر پر واقع ہے - ساری تک پیش قدمی کر گئے ہیں - (سول اینڈ ملٹری گزٹ)

پولینڈ صلح پر آمادہ ہے - سپا - ۱۰ - جولائی - وفد پولینڈ کو اپنی حکومت کی طرف سے ایک یادداشت موصول ہوئی ہے کہ پولینڈ روس کے ساتھ صلح کرنے کو تیار ہے۔

مارشل فاش نے پولینڈ کے وزیر اعظم اور فوجی حکام سے آج گفتگو کی

سپا - ۱۱ جولائی - موسیو گرابسکی وزیر اعظم پولینڈ کی تقریر سننے کے بعد اتحادیوں نے سوویٹ حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ پولینڈ سے اس شرط پر عارضی صلح کرے - کہ پولینڈ والے اپنی جائز حدود کے اندر ہٹ آئیں۔ اسکے بعد تمام سرحدی ریاستوں کی ایک مجلس صلح منعقد ہو - اگر سوویٹ نے اس تجویز کو تسلیم نہ کیا - یا پولینڈ والوں پر انکی حدود کے اندر حملہ کیا تو اتحادی پولینڈ والوں کو پوری پوری مدد دیں گے ؛

مفید کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں!

جمع قرآن اس کتاب میں جمع قرآن کے متعلق تمام تاریخی واقعات کو نہایت تحقیقات سے لکھا گیا ہے اور جو اعتراضات حفاظت قرآن مجید پر غیر مذاہب والے کیا کرتے تھے اُن کا رد کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر منگانا کے مصنفات قرآنی کی حقیقت بھی الم نشرح کی گئی ہے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی فاضل مصنف کی نہایت ہی محنت کا نتیجہ ہے قیمت ۱۲ر

نکات القرآن قرآن مجید کے پہلے پانچ پاروں پر تفسیری نوٹ ہیں۔ جن میں زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے فاضل نے لطیف تفسیر کی ہے ملک کے نامور اخبارات زمیندار وغیرہ نے اس پر بہت اچھے ریویو کئے ہیں ؛

قیمت ... ۷ ... ۱۰ ... ۷ ... [illegible]

ثمین مکمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام اُردو درثمین اور فارسی کی نظمیں جو اب تک شائع ہو چکی ہیں - ایک جگہ جمع کی گئی ہیں قیمت مجلد ۱۱ر مجلد ۱۵ر

القول المجید فی تفسیر اسمہ احمد اس میں فاضل مصنف حضرت مولینا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے میاں محمود احمد صاحب کے عقاید دربارہ پیشگوئی اسمہ احمد اور نبوت حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اور مسئلہ کفر و اسلام کی براہین نیرہ کے ساتھ تردید کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسمہ احمد کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جزوی نبی ہیں اُنکے انکار سے کفر لازم نہیں آتا ؛ قیمت ۱۰ر

عسل مصفیٰ اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کی مفصل و مبسوط بحث ہے یہ کتاب قابل دید ہے جو مسلمان کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے متعلق تحقیقات کرنا چاہتا ہو - وہ اس کتاب کو منگا کر مطالعہ کرے - اس میں بڑے قیمتی معلومات کا ذخیرہ پائیگا - یہ دو ضخیم جلدوں میں ہے ؛ قیمت ہر دو جلد للعہ

مرقاۃ الیقین سوانحعمری حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب جسکو انہوں نے خود لکھوایا - نہایت عجیب اور دلچسپ کتاب ہے ؛ قیمت ......

النبوۃ فی الاسلام تصنیف حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی اس میں نبوت، رسالت، محدثیت، مجددیت اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کی نبوت پر اصولی بحث کی گئی ہے قرآن اور حدیث اور حضرت مرزا صاحب کی کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی - اور مرزا صاحب بنی بمعنے محدث ہیں ؛ قیمت مجلد ... مجلد ...

غلامی غلاموں اور لونڈیوں کے بارہ میں اسلام کے وہ اصول جو قرآن شریف نے بیان کئے ہیں اُن سے ثابت کیا گیا ہے کہ مخالفین کے اعتراضات صداقت سے خالی ہیں ۔۴ر

عصمت انبیاء عصمت انبیاء کو قرآن کریم سے ثابت کیا گیا ہے اور مخالفین نے جو جو الزامات انبیاء پر لگائے ہیں اُنکو قرآن کریم ہی سے رد کیا گیا ہے ؛ قیمت ۹ر

رسالہ مسلمانوں کا رویہ ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کی طرف انگریزی میں :- اس میں فاضل مصنف نے مسلمانوں کی ہمدردی اور وفاداری عموماً اور احمدیہ جماعت کی ہمدردی اور وفاداری خصوصاً برٹش گورنمنٹ کے ساتھ از روئے قرآن کریم ثابت کی ہے۔ قیمت ۱ر

فتح اسلام و توضیح المرام از تصنیفات مسیح موعود علیہ السلام امام الوقت مجدد صدی چہاردہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دعاوی کے دلائل میں - پانچ پانچ آنہ (۱۰ر)

رسالہ تحفۃ المتقین اس میں فاضل مصنف نے آیت ھدی للمتقین کی تفسیر خصوصاً اور دیگر چند آیات قرآنی کی تفسیر عموماً بحوالہ کتب حنفیہ لکھی ہے ۱ر

صحیفہ آصفیہ اس میں فاضل مصنف نے حضور نظام دکن کو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے دعوے کی تبلیغ کی ہے ؛ قیمت ۲ر

بنگال کی دلجوئی اس میں اس زبردست پیشگوئی کا ذکر ہے جو حضرت مسیح موعود نے تقسیم بنگال کی بابت کی ؛ قیمت اردو ۱ر انگریزی ۱ر

پتہ:- بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۲۰ء نمبر ۶

محاصرۂ خلافت

پر حضرت مولوی صدرالدین صاحب مسلم مشنری کی تقریر

کل مورخہ ۱۶ر ماہ رواں بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز جمعہ زیر صدارت مولوی ظفر علی خان صاحب حضرت مولوی صدرالدین صاحب نے مسئلہ خلافت پر احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا۔ اس تقریر کے شروع ہونے سے پیشتر صاحب صدر نے حضرت مولانا کا تعارف کراتے ہوئے ایک مختصر سی تقریر میں قابل مقرر کی قابلیت اور خدمات کا اعتراف کیا۔ حضرت مولانا نے تشہد اور تعوذ کے بعد آیۃ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصّٰلحات .... الی ..... اولٰئک ھم الفاسقون تک تلاوت کیا۔ اور فرمایا کہ یہ آیت خلافت کا سنگ بنیاد ہے کہ جس نے آج دنیا نے اسلام کو اس قدر مضمحل کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ کیا ہے اور ایسے وقت میں کیا ہے کہ جب مسلمانوں کی مختصر سی جماعت اور اس کے سردار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ اشد ترین مخالفین کفار کے دستے ان مٹھی بھر آدمیوں پر اُمڈ کر آرہے تھے۔ جبکہ چاروں طرف دشمنوں کے لشکر ہی لشکر نظر آتے تھے۔ اسوقت مسلمانوں کی حالت نہایت بے بسی اور بے حد کمزوری کی تھی کہ وہ کفار کا قطعًا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ اس بے سروسامانی اور بیکسی کی حالت میں ایک اُمّی لقبی، کملی پوش کو وعدہ دیا جاتا ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے متبعین کو خلافت اور سلطنت عطا کریں گے۔

یہ خلافت اور سلطنت کا وعدہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی بنائی ہوئی بات نہیں ہو سکتی۔ اور نہ یہ اُسکے دل کی آواز ہو سکتی ہے۔ وہ شخص کہ جسکو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہوں۔ اور چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہو۔ اس کی تمنّا سلطنت اور بادشاہت کے خواب سہانے دیکھ سکتی ہے۔ مصائب کی موجودگی میں بڑے بڑے سرکش اور حوصلہ مندوں کے پاؤں بھی لڑکھڑا جاتے ہیں۔ اور دل دہل جاتے ہیں۔

پس ایسے وقت میں سلطنت و خلافت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی تمنا نہیں ہو سکتی۔ اسوقت اردگرد کے حالات اور آثار ایسے نہ تھے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا استقلال اور حوصلہ ان مصائب کی موجودگی میں کبھی متزلزل نہیں ہوا۔ اور آپ برابر نہایت بلند آہنگی کے ساتھ اُنکے بتوں کی تردید کرتے رہے۔ اور توحید کا غلغلہ بلند کرتے رہے۔

آپ کے اس استقلال اور عزم کو دیکھکر کفاران قریش نے آپس میں مشورہ کیا۔ کہ کیونکر اس کو روکا جائے۔ کہ وہ ہمارے معبودوں کی تردید اور توہین سے باز آجائے۔ باہمی مشورہ طے ہو جانے کے بعد انہوں نے عتبہ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ عتبہ نے آپ کے حضور سرداران قریش کے پیغام کو پیش کیا۔ اور کہا کہ اگر آپ کو بادشاہی کی خواہش ہے تو ہم جنہوں نے کبھی کسی بادشاہ کے آگے سر خم نہیں کیا۔ آپ کی سلطنت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھنے کے لئے تیار رہیں۔ اور اگر آپ کے دل میں کسی عورت کی خواہش ہے تو ہم عرب کی حسین سے حسین عورت پیش کرنے کو تیار رہیں۔ اور اگر آپ کو روپیہ کی ضرورت ہے تو ہم اسکو بھی ڈھیروں کے ڈھیر حاضر کر سکتے ہیں۔ لیکن ان تمام باتوں کے عوض ہم آپ سے صرف یہ استدعا کرتے ہیں کہ آپ ہمارے معبودوں کی تردید چھوڑ دیں۔

ایسے مصیبت کے وقت میں کہ جب آپ کہ اور تمام صحابہ کرام رض کو سخت سے سخت ایذائیں دی جاتی تھیں اور اب صحابہ جلتی ہوئی ریت پر پیاسے لٹائے جاتے تھے اور ان کے مُنہ سے ، احد احد کی آواز کے سوا اور کچھ نہ نکلتا تھا ایسے پر آشوب وقت میں محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے دل میں اگر کوئی تمنا ہوتی تو اس سے بڑھکر اس کے پورا ہونے کا اور کونسا موقعہ ہو سکتا تھا۔ لوگ ہمیشہ لالچ اور دھمکیوں سے گر جاتے ہیں مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس قسم کا انسان نہ تھا۔ آپ نے عتبہ کو مخاطب کرکے فرمایا! کہ یہ تو ادنیٰ درجے کی چیزیں ہیں جو تم پیش کرتے ہو۔ اگر زمین و آسمان کی کل حکومت بھی مجھے دینا چاہو۔ تو میں اسکے مقابل توحید کے سبق کو نہیں چھوڑونگا۔

توحید کا حقیقی مقصد وحدت نسل انسانی کی تلقین ہے۔ یہ خالص انسان کے فائدہ کی ایک چیز ہے۔ ورنہ خدا ئے بزرگ و برتر اس سے بلند ہے کہ وہ غیر معبودوں کی پرستش سے گھبرا جائے۔ اسکی عزت و جلال میں تمام دُنیا کے بت پرست ہو جانے میں ذرہ برابر کمی نہیں آتی اور تمام دُنیا کی خالص عبادت اس کی جلالت و عظمت میں بال برابر زیادتی نہیں کر سکتی۔

غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نسل انسانی کی بہبودی کی خاطر اپنے ذاتی مفاد کی کبھی پرواہ نہیں کی اور اس وقت عتبہ کی تمام پیش کردہ باتوں کو نہایت حقارت سے رد کر دیا۔ اس کے بعد جب آپ مدینہ منورہ میں تشریف لیگئے تو شروع میں کہ مسلمہ کی نسبت آپ کی تکالیف دو چند ہو گئیں مدینہ کے یہود کفار مکہ اور منافقین کی اندرونی رخنہ اندازیاں باہم مل کر مسلمانوں کے خلاف کوشش کرنے لگ گئیں ایسے درد و مصائب کے زمانے میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کی نصرت و کامیابی کے وعدے دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ وعدہ کرتا ہے کہ ان کو خلافت اور سلطنت یقینًا ملے گی۔ لیکن یہ خلافت اور سلطنت اس غرض سے نہیں دی جاتی کہ محمد صلعم کو اس کی ضرورت ہے۔ اور اسکو اس کی تمنا ہے بلکہ اس کی غرض ایک اور عظیم الشان مقصد ہے۔ وہ مقصد کیا ہے۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم۔ عام طور پر یہ خیال مشہور ہے کہ صداقت یقینًا پہنچتی ہے۔ مگر میں اس کی صحت کا قائل نہیں یہ سچ ہے کہ صداقت کبھی نہ چھپنے والی چیز ہے مگر اس کا پھوٹ نکلنا سامان اور اسباب کے ساتھ وابستہ ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس صداقت تھی مگر حضور علیہ الف الف صلوٰۃ ۱۳ سال تک مکہ میں دُکھ اور مصائب اُٹھاتے رہے۔ حالانکہ اس صداقت کے پہنچنے کا وعدہ شروع میں ہی الم تر کیف فعل ربّک باصحاب الفیل میں ہی دے دیا گیا تھا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ کیا تیرے رب نے۔ کیا مطلب کہ وہ جو تیری نشوونما اور تربیت کرنیوالا ہے یعنی تیرے وجود سے شجر اسلام کو قائم اور ثابت کرنیوالا ہے۔ کیا اس نے اصحاب فیل کو جو یمن کے رہنے والے نصرانی بادشاہ کی جرار فوج تھی۔ اور جسکو ابرھہ نامی کمانڈر کے زیر کمان مکہ معظمہ کو تباہ کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس کی غرض مکہ معظمہ کی رونق اور رجوع خلق کو روک کر اپنے کنیسہ کی رونق بڑھانا تھی یہ جرنیل بڑا جرار لشکر بہت سے ہاتھیوں کے ساتھ مکہ معظمہ پر حملہ آور ہوا۔ اور شہر اور کعبہ کا محاصرہ کر لیا۔

اہل مکہ اس زنگی پہلوان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ بیچارے خائف ہوکر محصور ہو گئے۔ ایک دن جبکہ ان اصحاب فیل نے عبدالمطلب کے کچھ اونٹ پکڑ لئے۔ تو آپ ایک وفد کی صورت بناکر ابرھہ کے پاس آئے۔ ابرھہ نے مطلب پوچھا۔ تو کہا کہ آپ کے لشکریوں نے میرے اونٹ پکڑ لئے ہیں وہ واپس دلائے جائیں۔ ابرھہ اُن کی سادگی پر ہنسا۔ اور کہا کہ تمہیں اپنے اونٹوں کی فکر ہے اور ہم تو تمہارے کعبہ تک کو جڑ بنیاد سے اکھاڑنے کے لئے آئے ہیں۔ اس پر عبدالمطلب نے کہا کہ میں تو صرف اونٹوں کا مالک ہوں۔ اس لئے مجھے تو اُنہی کا فکر ہے۔ ربّ الکعبہ خود اپنے کعبہ کی حفاظت کرلیگا۔ اس لئے مجھے اسکے فکر کی ضرورت نہیں۔

عبدالمطلب نے واپسی پر آستانِ کعبہ کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ ہم میں اس تیرے بیت اللہ کو کفار کے حملہ سے بچانے کی طاقت نہیں۔ تو خود اپنے فضل سے اس گھر کی حفاظت کر۔

چنانچہ اس کے بعد اُس نصرانی لشکر کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کرکے ملیامیٹ کر دیا۔ اور اس گھر کو جو منبع صداقت اور مرجع خلائق بننے والا تھا۔ محفوظ کر دیا۔

الغرض محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ تو ایک دن میں پورا ہو سکتا تھا۔ مگر مصائب اور دکھوں میں استقلال اور جوانمردی کو دکھانا یہ سبق ہمیں کون پڑھاتا۔ ان کے لئے ضرورت نہ تھی۔ مگر ہمارے لئے اس سبق اور نمونہ کی سخت ضرورت تھی۔ ...... صحابہؓ کو جو تکالیف عرب کے وحشیوں نے دیں۔ اُن کا عشر عشیر بھی اس مہذب دنیا سے ہمکو نہیں پہنچا مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان دکھوں اور مصائب میں پڑنے کے بغیر تیار نہیں ہو سکتا انسانی جرأت اور شجاعت کے جذبات بغیر مصائب کے خام رہ جاتے ہیں۔

یہاں مارشل لا جاری ہوا اس کا اگر اور کوئی فائدہ نہیں تو یہ کیا کم فائدہ ہے کہ اس نے سینکڑوں لوگوں کو قید میں ڈال کر ان کو انسان بنا دیا۔ اور اُنکے اندر شجاعت اور جرأت کے جذبات بلند کر دیئے

الغرض دکھوں اور مصائب کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسانی روح کے بہت سے قوائے اور استعدادوں کی بہترین تربیت ہو جاتی ہے اور قومیں ان میں پڑکر اس سے زیادہ سخت تر مصائب کے جھیلنے اور اپنے مقاصد کیلئے نہایت قیمتی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔ خلافت اور سلطنت کی کیوں ضرورت ہے اسکو ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم کے جامع فقرہ میں بیان کر دیا۔ محمد رسول اللہ صلعم کے صحابہ کو کسی بات کے وجوہات اور دلائل بتلانے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ آپ کے اسقدر گرویدہ تھے کہ ہر بات کو بلا چون و چرا تسلیم کرنے کے لئے ہر وقت تیار تھے۔ وہ یہ بھی خوب جانتے تھے۔ کہ محمد صلعم کو اسکی مطلقًا تمنا نہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم کے پاس آئے مکان پر دستک دی۔ آپ کسی کام میں مشغول تھے آپکو اطلاع نہ ہوئی کیونکہ حضرت عمرؓ نے تین دفعہ دروازہ پر دستک دی اور دروازہ کھل گیا۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ آپؐ ایک موٹی چٹائی پر زمین پر لیٹے ہوئے ہیں اور چٹائی کے نشان آپؐ کے جسم مبارک پر پڑے ہوئے تھے۔ ایک کونہ میں ایک پانی کی ٹھلیا پڑی ہوئی تھی اور بس۔ حضرت عمرؓ کی آنکھوں میں یہ نظارہ دیکھکر آنسو بھر آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلعم قیصر و کسریٰ تو اپنے محلوں میں نرم سے نرم بستروں پر لیٹتے ہیں اور آپؐ یوں چٹائی پر پڑے ہوئے ہیں آپؐ نے حضرت عمرؓ کو کہا کہ میرے لئے یہ کافی ہے کہ انا .... میں اس مسافر شخص کی طرح ہوں کہ جو درخت کے سایہ تلے آرام کرنے کیلئے ٹھہر جاتا ہے وہ وہاں آرام و تنعم کے سامان جمع کرنے کی فکر نہیں کرتا۔ بلکہ تھوڑی دیر سستا کر چلدیتا ہے اگر تجھے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی ضرورت ہے تو میں تجھے اُنکی چابیاں دیدیتا ہوں

غرض سلطنت و بادشاہت آپکی تمنا نہ تھی۔ بلکہ اس کی غرض دین کی تمکین تھی کوئی مذہب بغیر تمکنت قائم نہیں رہ سکتا عزت اور عظمت کبھی بغیر سلطنت کے نہیں پیدا ہو سکتی محکوم قوموں کے اخلاق و عادات نہایت پست ہو جاتے ہیں جرأت اور دلیری کے ساتھ وہ کلمہ حق نہیں کہہ سکتے حکام کی چیرہ دستی کے سبب جھوٹ اور رشوت کا بازار ان میں گرم ہو جاتا ہے ان کے اخلاق نہایت رذیلہ اور ذمیمہ ہو جاتے ہیں

کشمیر کا واقعہ ہے کہ ہم وہاں ایک باغ پر سے گذرے تو ایک شخص نے کہا کہ اس باغ میں سے خوبانی توڑ لی جائیں اس باغ کی مالکہ دور سے دیکھ رہی تھی ہمارے سفید کپڑے دیکھکر اس پر رعب چھایا ہوا تھا کیونکہ جب ایک معمولی چپڑاسی اُنکے باغ سے مفت پھل توڑ لے جایا کرتا تھا اور وہ ڈر کے مارے کچھ نہیں کہہ سکتی تھیں تو چند سفید کپڑے پہنے ہوئے لوگوں کے سامنے وہ کیونکر بول سکتی تھیں مگر ہم نے جب مشورہ کرکے اُن خوبانیوں کی قیمت اس بڑھیا کو دی تو وہ بہت حیران اور ششدر رہ گئی کہ یہ کیسے لوگ ہیں کہ خوبانیاں لیکر قیمت بھی دیئے جاتے ہیں اسی طرح ایک تحصیلدار صاحب نے بیان کیا کہ ہم آجکل مرغ کی قیمت ادا کیا کرتے ہیں اسطرح حکام کی چیرہ دستیوں کے سبب لوگوں کے اخلاق اور محاسن تباہ ہو جاتے ہیں اور سینکڑوں قسم کی بد اخلاقیاں اُن کے اندر

کنسائیڈ کنٹری آف دیلنجیس نو لیچم میں لکھا ہے:
"اسلام دنیوی طاقتوں کی محرومی و نامرادی سے سچا ہے گزرنے کے آور ترقی کرے گا"

ولیم میور اسلام کے معنی یہ بتاتا ہے کہ

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

بیشک اسوقت ہم محروم و نامراد ہیں لیکن ہمارے پاس وہ ہے جو کسی کے پاس نہیں اور ہمارے دلوں میں اس ایمان وایقان کی روح حقیقت کارفرما ہے۔ ع

جو نظام دہر میں پیدا بھی ہے پنہاں بھی ہے

پس جن کا خیال ہے کہ اسلام روم و ایران کے تباہ ہو جانے سے مٹ جائیگا۔ اور جو سمجھتے ہیں کہ اسلام افغانستان اور دکن کی اسلامی ریاستوں کے مٹا دینے سے برباد ہو جائیگا۔ غلطی پر ہیں کہ ع

نشہ سے کو تعلق نہیں پیمانے سے

ان جذبات و معتقدات سے قطع نظر کرکے اس مسئلہ پر سیاسی روشنی میں ایک نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ صحافت مغرب کا کیا فتوے ہے؟

قسطنطنیہ کے مستقبل کا فیصلہ صرف یہی نہیں کہ مسلمانوں کے مرکز خلافت ہونے کے باعث ایک اہم مسئلہ ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ اس کا فیصلہ صلح و جنگ کا فیصلہ ہے۔ اور با مسٹر بلینٹ کے الفاظ میں پہلے سے زیادہ خونریزی و پریشان کن بے ترتیبی"

۱۹۱۳ء میں گریفک نے لکھا تھا "بعض سیاسی مسائل ایسے ہوتے ہیں جن کا غیر منفصل رہنا ہی بہتر ہوتا ہے اور انہیں مہمات مسائل میں ایک مسئلہ شرقیہ بھی ہے"

پروفیسر اسپنسر ولکنسن نے ایک موقعہ پر اثنائے تقریر میں کہا "تمام بین الملی سوال حل ہو چکتے ہیں لیکن مسئلہ مشرقیہ کا سوال غیر منفصل ہے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا کی عظیم ترین ڈپلومیسی بھی اس کے آگے مسکین ہو جاتی ہے"

"ویسٹ منسٹر" کے ایک مضمون نگار نے لکھا تھا کہ:۔
"کوئی شک نہیں اگر ترکوں کو یورپ سے نکال دیا گیا اور مسلمانوں کی یورپین حکومت کا خاتمہ ہوگیا تو ہماری حکومت وسیع ہو جائے گی۔ ورنہ ترکوں سے ان کی گذشتہ جنگوں کا انتقام کبھی لے لیا جائیگا۔ لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ کہ ترکوں کا یورپ سے نکال دیا جانا اور ہماری حکومت کا وسیع ہو جانا بہت زیادہ خونریزیوں کا باعث ہوگا"

نیو کارروکا خیال تھا کہ:۔
"مسئلہ ترکی کا حل بہت زیادہ خطرناک اور دنیا کے امن و امان کا دشمن ہے"

مسلم آؤٹ لک میں کسی فرانسیسی اخبار کا اقتباس شائع ہوا تھا کہ "ترکوں کا یورپ میں رہنا ہماری حکومتوں کے لقا و قیام کے لیے بہت زیادہ مفید ہے"

"راؤنڈ ٹیبل" میں کسی نے لکھا تھا کہ:۔
"یورپ سے ترکی حکومت کا خاتمہ کر دیا گیا تو اگرچہ عیسائی حکومتوں کی ایک خواہش پوری ہو جائیگی مگر پھر یورپ میں زندہ رہنا دشوار ہو جائیگا"

ایک اور مدبر نے مسئلہ خلافت کے حل پر مضمون لکھتے ہوئے نہایت زور سے لکھا تھا کہ
"سرویوں اور بلغاریوں، یہودیوں اور یونانیوں، جیوٹ اور ہیبسبرگ و خوں کی باہم بر ادر کشی رقابتیں اور مہلک نفرتیں اس درجہ شدید ہیں کہ بلقان کی آزادی کے بعد وہاں ایک متنفس بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اسکے زبردست اثرات سے یورپ کی کوئی سلطنت کبھی نہیں بچ سکتی۔ جو مبتلائے مصیبت نہ ہو"

مسٹر شاپ نے ایک جلسہ میں بحیثیت صدر یہ پُر زور الفاظ زبان سے نکالے تھے:۔
"ہم جس قدر مسئلہ شرقیہ کے حل کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے ہیں وہ اسی قدر زیادہ خطرناک ہوتا جاتا ہے"

اسلامک ورلڈ کے نامہ نگار نے لکھا تھا:۔
"جب کوئی شہنشاہی پردۂ الفراموش کے پیچھے جاتی ہے تو بے ترتیبیوں کی حکومت کا اعلان ہوتا ہے لہذا اس میں ایسی منتجا ویز پر وقت نہیں ضائع کرنا چاہیے۔ جو ناقابل عمل ہوں۔ اور جن کا عمل پذیر ہونا مصیبتوں کا دوسرا ہونا ہے"

یہ ان لوگوں کے خیالات ہیں جنہیں ترکوں سے کوئی ہمدردی نہیں۔ اور جنہوں نے اس مسئلہ پر کبھی غور نہیں کیا۔ کہ جب ترکوں کو ان کے وطن سے نکالا جائیگا۔ تو وہ اس اخراج و انتزاع حکومت کو کہاں تک تاب لاسکیں گے۔ اور پھر اس کا اہتمام کیا ہوگا۔ بلکہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے۔ محض ان خطرات کی بنا پر کہا ہے جو یورپ سے ترکی حکومت کے خاتمہ کے بعد باہمی تعلقات کی کشیدگیوں اور ہوسناکیوں کے باعث رونما ہو جائینگے۔ لیکن اسی کے ساتھ ان لوگوں کے خیالات پر اطلاع بھی ضروری ہے۔ جو مشرق میں ترکوں کے نفوذ اور شاہانہ اقتدار سے واقف ہیں۔ اور ان کے قوت بازو کی شجاعت و بسالت کے کارنامے بھی بارہا دیکھ چکے ہیں۔

"نیر ایسٹ" میں ایک مضمون نگار نے قیصر ولیم کے خط کا ایک فقرہ نقل کیا ہے جس کے خاص الفاظ یہ ہیں:۔
"سلطان کی عزت پر ہاتھ ڈالنے اور قسطنطنیہ کے مستقبل کا فیصلہ کرنے سے پہلے یورپ کو اپنی اندرونی حالت، باہمی تنازعات، ملک گیری کی خواہشات کے تصادم اور مسلمانان عالم کے عالمگیر اتحاد اسلامی کی الہٰی قوت، مرکز خلافت کے ساتھ ان کی عقیدت اور ترکوں کی قوت بازو اور شجاعت کا اندازہ کر لینا چاہیے"

عرصہ ہوا کہ لندن کے ایک ماہوار علمیائی رسالہ دی سینٹا نے لکھا تھا۔
"قسطنطنیہ کا سلطان صرف ایک دنیوی فرمانروا ہی کی حیثیت نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ دینی و دنیوی نقطۂ نظر سے بھی مسلمانوں کا پیشوا ہے اور اس سات کروڑ مسلمان آبادی پر بھی حکومت کرتا ہے۔ جو اگرچہ تاج برطانیہ کے زیر فرمان ہے لیکن حقیقی رعایا صرف اپنے سلطان اور خلیفۂ وقت کی ہے جس کی اطاعت ان کے ایمان کا ایک جزو ہے"

ایک منصف مزاج ایڈیٹر نے عین اسوقت جبکہ دوران جنگ میں مسئلۂ خلافت اور اماکن مقدسہ کے متعلق یورپین اخبارات میں بحث ہو رہی تھی۔ لکھا تھا:۔
"یہ مسلمانوں کا مذہبی عقیدہ ہے کہ وہ دنیا کے کسی حصہ زمین پر آباد ہوں۔ اور کسی قوم کے ماتحت۔ لیکن وہ سب ایک ہیں۔ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور سید سے باکرامت سلطان روم کے زیر فرمان۔ جنہیں دولت بنو عباس کے آخری تاجدار محمد عباسی نے تبرکات اور نشان و علم تفویض کرکے خلافت سپرد کی تھی"

اسی عالمگیر اتحاد اسلامی کی قوت سے مرعوب ڈاکٹر ولیم میور نے اپنی کتاب سیاحت اسلامی میں لکھا ہے:۔
"اگرچہ مسلمانوں کے ملکی اقتدار کا زمانہ گذر چکا ہے لیکن اس مفلسی و تہیدستی کی حالت میں بھی یورپ کی تمام طاقتیں جو قوت و اثر بروئے کار لاسکتی ہیں وہ اسلام کی روحانی قوت کے مقابلہ میں مشت غبار ہے"

مسٹر مارمیچیس نے کسی سے دوران گفتگو میں کہا تھا۔
"مسلمانوں کا خلیفہ خواہ قوی ہو یا ضعیف لیکن امیرالمومنین ہونے کی حیثیت سے وہ ۴۰ کروڑ مسلمانوں کا وزن اپنے ساتھ رکھتا ہے"

اس کے علاوہ ان مآل اندیش انگریزوں اور فرانسیسیوں کی تقریریں اور اخبارات کے مضامین بھی بے وقعت نہیں، جو انہوں نے مسلمانوں کے مطالبات پر ظاہر کئے ہیں۔ اور خود برطانوی حکومت بھی دیکھ رہی ہے کہ مسلمانان ہند کا طرز عمل کس حد تک تبدیل ہوتا جاتا ہے اور دنیا کے ہر گوشہ میں مسلمان اپنے سلطان اور امام و خلیفہ کے دنیوی اقتدار کے قیام کے لیے کیا کچھ کرنے کو آمادہ ہوتے جاتے ہیں۔

ان روشن حقائق کے باوجود اگر اتحادی مسلمانوں کے مطالبات و جذبات سے بے اعتنائی برتنے اور اپنی قائم کردہ روش پر بدستور چلے جانے کا تہیہ کئے بیٹھے ہیں تو مسلمانوں کے لیے مایوس ہونے کی پھر بھی کوئی وجہ نہیں۔ وہ خود برسر حق ہیں حق بدست ہیں۔ ان حوادث عظیمہ کی تلخی خمار غفلت کے اتارنے کے لیے ضروری تھی۔ اس سے پہلے بارہا ایسا ظہور میں آچکا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ آئندہ اس کے خلاف ظہور میں آئے۔ مایوس نہ ہو۔ اور سچے مسلمان بنو۔ دنیا کی حکومت و سلطنت تمہارے قدموں میں ہے۔ (وکیل)

ہجرت اور پنجاب گورنمنٹ

گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے ذیل کا اعلان شائع ہوا ہے:۔
"اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ کہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے پشاور کی مسجد مہابت خان کے خطیب کو چٹھی لکھی ہے کہ میں نے اپنے مریدوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ ضرور ہجرت کریں۔ پیر صاحب نے اس بیان کی تردید کی اجازت دی ہے"

پیر صاحب کے اعلان کے متعلق گورنمنٹ پنجاب نے اسقدر جو کچھ اٹھانے کی تکلیف کیوں برداشت کی؟ اخبارات میں پیر صاحب کے متعلق جو خبر شائع ہوئی تھی۔ پیر صاحب خود اس کی تردید کر سکتے تھے۔ کیا اب گورنمنٹ پیر صاحبان کے تمام کاروبار کی میجنگ ایجنسی اپنے ذمہ لینا چاہتی ہے؟ اس اعلان سے یہ شبہ درجہ یقین کو پہنچ جائیگا۔ کہ گورنمنٹ تحریک ہجرت کی مخالف ہے۔ (زمانہ)

فسخ بیعت پر ایڈیٹر الفضل کی دُکانداران گھبراہٹ

مکرم و معظم محترم من جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح زاد لطفکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ از راہ کرم مندرجہ ذیل سطور درج اخبار فرما کر مشکور فرما دیں:۔

میں تمام احمدی و غیر احمدی صاحبان کی اطلاع کے لئے مندرجہ ذیل سطور مشتہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) چونکہ میاں صاحب نے پیغمبر صلعم کی وصیت کے بموجب جزیرۃ العرب کو مشرکوں سے پاک رکھنے میں اہل اسلام کا ساتھ نہیں دیا بلکہ قبضۂ نصرانیہ کو خوشی سے دیکھا ہے۔

(۲) انجمن احمدیہ کی حالت زار جہاں کہ روزانہ ڈاک پوسٹ کرنے کے لئے روزانہ اسامی تلاش کرنی پڑتی ہے اور اکثر اوقات مناسب اسامی نہ ملنے سے ڈاک کا وقت نکل جاتا ہے۔

ان حالات سے متاثر ہو کر میں نے صاف الفاظ میں فسخ بیعت کا اعلان کر دیا۔ نہ ہی بیعت کرنے سے پہلے اور نہ ہی اب مجھے احمدیوں سے نفرت ہے۔ نہ تعصب ہے۔ نہ میں اُن کی تضحیک یا تذلیل پر خوش ہوتا ہوں۔ لیکن ایڈیٹر الفضل نے اس صاف اعلان پر جامہ سے باہر ہو کر ۱۰ رجون کے پرچہ میں مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کی ہے جس کی مناسب تردید میں نے کر دی ہے۔ لیکن اگر ایڈیٹر الفضل نے اپنی ذاتی ذمہ واری پر شرافت سے باہر ہو کر پھر اسی امر کا اعادہ کیا۔ کیونکہ شریف احمدی ایڈیٹر الفضل کے اس دُکاندارانہ طرز عمل کو پسند نہیں کرتا۔ تو احمدی صاحبان جن میں اکثر میرے معزز دوست ہیں۔ مجھے معاف رکھیں۔ میں جو کچھ لکھوں گا مجبوراً لکھوں گا۔

خاصان خدا کا یہ طریق نہیں کہ ایک شخص اُنکے حلقۂ غلامی سے آزاد ہونا چاہے۔ اُسے غصہ میں آکر کوسیں۔ اور مطعون کریں۔ بلکہ یہ دُکانداروں کا اصول ہے کہ گاہک کے ہاتھ سے نکل جانے پر اُسے مغلظات سناتے ہیں کیا ایڈیٹر الفضل اپنے موجودہ پیشوا کے طرز عمل سے نصیحت حاصل نہیں کرتا۔ جسے امرتسر میں گالیاں دی گئیں اور طرح طرح کے سخت الفاظ سے مخاطب کیا گیا۔ لیکن انہوں نے اس طرح درگذر کیا کہ گویا سُنا ہی نہ تھا۔ اور میرا صرف یہ قصور کہ میں نے صاف الفاظ میں فسخ بیعت کا اعلان کیا۔ جس کا مطلب نہ دُشنام دہی تھا اور نہ مذہبی دل آزاری۔ اس پر ایڈیٹر الفضل تمام اسلامی روایات کو پس پشت ڈال کر ٹٹ پونجئے دُکاندار کی طرح میری تذلیل پر آمادہ ہوگیا ہے۔ نہ معلوم میاں صاحب نے اس کی اس حرکت کو جو صریحاً اُنکے اپنے طرز عمل اور مقصد کے خلاف ہے اور سراسر دُکاندارانہ ہے۔ کیوں نظر انداز کر دیا ہے۔ کیونکہ الہٰی سلسلے اور الہٰی کام ایک آدمی کی کمی بیشی سے بگڑ اور سنور نہیں جاتے جس پر ایڈیٹر الفضل جیسے خدا پر بھروسہ نہیں۔ بلکہ اپنی دُکاندارانہ حالت کا احساس ہے۔ ایک آدمی کے فسخ بیعت کے اعلان پر دُکان کی آمدنی کے کم ہو جانے کے خیال سے گھبرا کر اسلامی روایات کا دشمن بن کر مغلظات جیسے کمینہ اور ذلیل کام پر اُتر آیا ہے۔

انصاف پسند اصحاب کے لئے یہ نظارہ کس قدر عبرت انگیز ہے۔ اور میں اس پر سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ آج دُنیا کا سودا نقد ہے۔ اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے۔ ایڈیٹر الفضل آئندہ جیسی کہیگا ویسی سُنیگا۔ ع

بدی را بدی سہل باشد جزا

نیازمند:۔
سید میر اسمٰعیل بقلم خود
از بدوکی۔ براستہ گکھڑ۔

نبی اور مجدّد

(از قلم جناب مولوی ظہیر الدین صاحب اروپی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ میاں محمود احمد صاحب تو صاف صاف اعلان کریں کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے نبی اللہ ہونے سے اس لئے انکار کرتے رہے کہ (نعوذ باللہ) وہ نبی کے صحیح اور اصلی اور حقیقی معنوں نا واقف تھے۔ اور نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری یقین کرتے تھے۔ لیکن میاں صاحب کے مبائعین دنیا میں حضرت مسیح موعودؑ کی وہ تحریرات پیش کرتے پھریں جو ان کے امام و مقتدا اور پیشوا میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے منسوخ ہو چکی ہوئی ہیں اور قابل حجت نہیں رہی ہیں ؛

نور القرآن کا مندرجہ بالا حوالہ جو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر ہے صاف ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے آپ کو بطور مجدد کے پیش کرتے ہیں نہ بطور نبی کے۔ اور اس سوال کو اٹھا کر کہ موجودہ زمانہ کے مفاسد کی اصلاح کے لئے کیوں کوئی نبی نہیں آیا۔ حضرت مسیح موعودؑ یہ نہیں فرماتے کہ اس زمانہ میں بھی نبی اللہ آ گیا ہے بلکہ فرماتے ہیں کہ مجدد بھیجا گیا ہے۔ اور یہ مجددیت کا دعوےٰ جس طرح ابتداء میں ہے اسی طرح سے حقیقۃ الوحی وغیرہ تصانیف میں بھی موجود ہے اور حضرت مسیح موعودؑ بار بار اپنے آپ کو بطور مجدد کے پیش کرتے ہیں کسی ایک جگہ پر بھی تو حضرت مسیح موعودؑ نے یہ نہیں لکھا کہ میں بطور مجدد کے نہیں بلکہ بطور نبی اللہ کے بھیجا گیا ہوں پھر ہم کیسے سمجھ لیں کہ نور القرآن والی عبارت منسوخ ہو چکی ہوئی ہے۔

اگر کوئی احمدی حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی ایسی تحریر دکھاوے جہاں حضرت مسیح موعودؑ نے نور القرآن کی مندرجہ بالا عبارت کا حوالہ دیکر یہ لکھا ہو کہ وہ مضمون غلط ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں بھی خدا نے بجائے مجدد کے نبی اللہ بھیجا ہے۔ تو میں ایسے احمدی کو پانسو روپیہ انعام دونگا اور اگر ایسی تحریر کہیں نہ مل سکے تو پھر خدا کے لئے کم از کم اس افترا سے باز آنا چاہئیے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنے دعوے نبوت میں تبدیلی کر لی۔ اور سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے پہلے تو اپنے آپ کو مجدد اور غیر نبی اور محدث اور ولی اللہ سمجھتے رہے تھے۔ نبی اللہ نہ سمجھتے تھے لیکن سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد نبی کے حقیقی معنوں سے آگاہ ہوکر اور یہ سمجھکر کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں پھر نبی اللہ ہونے کا دعوےٰ کر دیا تھا۔ اور سمجھ بوجھکر نبوت کا دعوےٰ رکھنے کا زمانہ (نعوذ باللہ) زیادہ سے زیادہ سات سال تھا۔

آہ! یہ کس قدر اندھیر ہے کہ میاں محمود احمد صاحب حقیقۃ الوحی کی اس عبارت کہ سمیت نبیًّا من اللہ علیٰ طریق المجاز کے یہ معنے کریں کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی تو تھے۔ مگر بغیر شریعت کے۔ لیکن جماعت چوں تک نہ کرے۔ میاں صاحب بار بار اپنے معنوں کی تائید میں یہ اصول پیش کریں کہ ابتدا میں حضرت مسیح موعودؑ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری سمجھتے تھے اور حقیقی نبی اسی کو سمجھتے تھے۔ جو شریعت بھی لا دے لیکن جب سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد ان کی غلطی رفع ہو گئی اور انکو علم ہو گیا کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں تو انہوں نے نبوت کا دعوےٰ کر دیا۔ لیکن جماعت کے لوگ

امنّا وصدّقنا کہے جاویں۔

میاں صاحب موصوف کی ایسی تاویل واقعات کے صریح خلاف ہے۔ وجہ یہ کہ شہادت القرآن توضیح مرام۔ اربعین وغیرہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے بار بار نبی کے معنے وہی لکھے ہیں۔ جو براہین حصہ پنجم میں لکھے ہیں اور کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تمام تصنیفات سنہ ۱۹۰۱ء سے بہت پہلے کی ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ میاں صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعودؑ سنہ ۱۹۰۱ء تک نبی کی صحیح تعریف نہ جانتے تھے اور نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری یقین کرتے تھے یعنی افترا پر مبنی ہے۔ اب جو احمدی باوجود یہ دیکھنے کے کہ میاں صاحب موصوف محض نفسانی اغراض کے لئے اپنی غلطی کا اقرار نہیں کرتے پھر بھی میاں صاحب کا ساتھ دے رہے ہیں۔ کس طرح سے سمجھا جاوے کہ وہ تقویٰ سے کام لے رہے ہیں۔ جو میاں صاحب نے جس بنیاد پر تمام عمارت قائم کر رکھی ہے وہی جب باطل ہے اور محض افترا ہے اور باوجود بار بار سمجھانے کے میاں صاحب اپنی بات کو ترک نہیں کرتے تو پھر کس طرح سے میاں صاحب اور ان کے مریدین کو نیک نیت سمجھا جائے؟

غلطیاں تو نبیوں سے بھی ہو جاتی ہیں لیکن غلطی پر عمداً اصرار کرنا اور عزم بالجزم سے غلطیوں پر قائم رہنا یہ حد درجہ کے خبیث لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ نہ کہ طیب لوگوں کا؟ کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ جس طرح سے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود نے صدہا نبی ایسے مانے ہیں جو شریعت نہیں لائے تھے۔ اسی طرح سے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد بھی یہ لکھا ہے کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ جس طرح سے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو بطور مجاز کے نبی اللہ منوایا ہے۔ اسی طرح سے سنہ ۱۹۰۱ء سے بعد بھی اپنے آپ کو بطور مجاز اور ظل کے نبی منوایا ہے؟ پس یہ کس قدر گناہ عظیم ہے کہ میاں صاحب کی غلطیوں پر احمدی جماعت عمداً چشم پوشی سے کام لے رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے دنیا طلبی اور جہالت نے غلبہ پا لیا ہوا ہے ورنہ بات تو صاف ہے کہ جس طرح مسیح موعود نے شروع میں اپنے آپکو مجدد اور بطور مجاز کے نبی اللہ منوایا اسی طرح اخیر میں منوایا۔ اور اپنی تمام عمر میں ایک دفعہ بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ پہلے تو وہ اپنے آپ کو مجدد اور محدث سمجھتے رہے تھے لیکن اب میں اپنی غلطی پر متنبہ ہو کر اپنے آپ کو نبی اللہ سمجھنے لگ گئے تھے۔ میاں محمود احمد صاحب کے اختراعی عقائد کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے سمجھ بوجھ کر نبوت کا دعوےٰ صرف سات سال تک کیا۔ اور نعوذ باللہ آیت لو تقوّل کے ماتحت پکڑے گئے۔ لیکن جماعت احمدیہ کے بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ وہ اندھا دھند میاں محمود احمد صاحب کے معتقد بن رہے ہیں۔ میاں صاحب موصوف کی تو یہ حالت ہے کہ ایک طرف ازالہ اوہام کی عبارت پیش کرکے اپنے مبائعین کو یہ عقیدہ سمجھاتے ہیں کہ دیکھو حضرت مسیح موعود سنہ ۱۹۰۱ء سے بہت پہلے اپنے آپکو احمد رسول اللہ یقین کرتے تھے۔ اور صاف لکھتے تھے۔

بر طبق پیشگوئی اسمہ احمد وہی اس کے مجدّد مصداق ہیں اور پھر دوسری طرف میاں صاحب موصوف انہیں مبائعین کو یہ سمجھاتے ہیں کہ ازالہ اوہام کی تصنیف کے وقت حضرت مسیح موعودؑ اپنے آپکو رسول اور نبی نہ سمجھتے تھے اور سنہ ۱۹۰۱ء تک اپنے نبی اللہ اور رسول اللہ ہونے سے انکار کرتے رہے تھے۔ اور میاں صاحب موصوف کے ایسے صریح متضاد عقائد کو دیکھتے اور سمجھتے ہوئے بھی مبائعین میاں صاحب کا خیال ہے کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے اور ایسے عزم و استقلال سے پیر پرستی کے بحر ناپیدا کنار میں مستغرق ہیں کہ بڑے بڑے بت پرستوں کو نیچا دکھا رہے ہیں۔ جو لوگ بت پرستی اور اصنام پرستی میں صدیوں سے مبتلا ہیں اور اپنی مشرکانہ حرکات کو اپنا آبائی عقیدہ اور آبائی رسم قرار دیتے ہیں وہ تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب سے انہوں نے اپنے بت کی پوجا شروع کی تب سے وہ بت دیسے کا دیسا خاموش کھڑا ہے کبھی وہ ہماری حرکت پر ناراض نہیں ہوا کبھی اس نے ہم سے بات چیت نہیں کی لیکن میاں صاحب موصوف کے مبائعین تو ہر روز ان کی باتیں کرتے ہیں اور آئے دن میاں صاحب بھی تقریر اور تحریر کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ مبائعین میاں صاحب کم از کم اتنی بھی جرأت نہیں کر سکتے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی ذات بابرکات کو میاں صاحب موصوف کے عقائد کی زد سے بچا سکیں اور میاں صاحب کی غلطیوں پر ان کو متنبہ کر سکیں۔

معلوم ہوتا ہے پیر پرستی کے کرم نے رنگ صداقت کو بالکل کاٹ دیا ہے۔ اور اب میاں صاحب موصوف کے مبائعین میں ایسی روحانی مردگی چھا گئی ہے کہ ان کو میاں صاحب کے قبیح حرکات میں بھی حسن کا جلوہ نظر آنے لگ گیا ہے ؛

(باقی آیندہ)

تحقیق الادیان

عقل کے پیچھے لٹھ

(گذشتہ سے پیوستہ)

اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم خدا کو گالیاں دیتے ہیں سو واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ کی ذات ایسی نہیں کہ جو گالیاں دینے سے ذلیل ہو جائے۔ یا تعریف کرنے سے معزز ہو جائے۔

باقی رہا یہ کہ وہ اپنے مالک کو مالک نہیں مانتے اس کی مخلوق ہونے سے انکار کرتے ہیں سو اس کا ذکر یوں فرمایا کہ

وللذین کفروا بربھم عذاب جھنم وبئس المصیر ہ یعنی جو اپنے مالک کا انکار کرتے ہیں ان کے عذاب جہنم ہے جو بہت برا ٹھکانا ہے۔

(۴) پھر ایک اور دلیل دیا کرتے ہیں کہ اگر کوئی رحیم خدا ہے تو وہ صدہا ظلم کیوں ہونے دیتا ہے۔ دیکھو حاکم نوکروں پر۔ آقا غلاموں پر۔ جانور ایک دوسرے پر ایسا ظلم کرتے ہیں کہ جان سے مار ڈالتے ہیں۔ خدا کیوں یہ سب کچھ باتیں ہونے دیتا ہے۔

الجواب:۔ انسان جو کسی فعل کو گناہ سمجھتا ہے تو محض اس لئے کہ کسی سزا دینے والے سے ڈرتا ہے۔ جب یہ لوگ کسی ملک یوم الدین کے ہی قائل نہیں تو ایکدوسرے کو مار ڈالنے والے فعل کو ظلم یا گناہ ہی کیونکر قرار دے سکتے ہیں۔ اگر چند اخلاقی یا قانونی خلاف ورزیوں کو یہ گناہ کہتے ہیں۔ تو محض اس لئے کہ لوگوں کا یا سرکار کا ان کو ڈر ہے ورنہ بذات خود ان کے نزدیک کوئی فعل گناہ نہیں۔ اگر یہ کسی برے فعل کو گناہ مان لیں۔ تو جس قانون کی رو سے اسکو گناہ مانیں گے۔ اس کے مقرر کرنے والے مقنن کو بھی ماننا پڑیگا۔ اور اگر یہ لوگ یہ کہیں کہ ہم اعتراض بقرآن خدا پر ان کے عقیدے کے مطابق کرتے ہیں یعنے خدا کے ماننے والے تو ایکدوسرے کو مار ڈالنے کے فعل کو ظلم یا گناہ کہتے ہیں۔ تو ان کا یہ اعتراض غلط ہے کیونکہ بقرآن خدا۔ خدا کو اپنا مالک سمجھتے ہیں۔ اور اس کے کسی فعل کو برا نہیں سمجھتے۔ بلکہ اسکو اپنا مالک سمجھکر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مالک اپنے ملک پر جس طرح کا تصرف چاہے کر سکتا ہے اگر کوئی شخص اپنے کوٹ کو کاٹ کر پاجامہ بنالے یا اپنے مکان کو مسمار کرکے دوسری طرز کا بنالے تو کیا کوئی عقلمند یہ کہیگا کہ اس نے بیجا کیا۔ ہرگز نہیں! مالک کو اپنی ملک پر پورا تصرف ہوتا ہے جس طرح چاہے کرے

(۵) پھر ایک یہ اعتراض بھی کیا کرتے ہیں کہ سب مذاہب کا ایک ہی خدا اور سب مذہب اپنے کو خدائی مذہب کہتے ہیں۔ پھر تعلیموں میں فرق کیوں!

الجواب:۔ بعض باتوں میں بعض مذاہب نے خود تحریف کرکے بہت سا اختلاف کر لیا ہے ورنہ عام اصولوں میں جو قدرے اختلاف کسی مصلحت ربی سے ہے اسکو نظر انداز کرکے اگر دیکھا جائے تو مقصد سب کا ایک ہی نکلتا ہے۔ مثلاً ایک باپ کے چار بیٹے ہیں۔ ایک سب سے بڑا۔ دوسرا اس سے چھوٹا۔ تیسرا اس سے۔ علیٰ ہذا چوتھا بالکل بچہ ہے۔ اب جو بڑا ہے وہ تعلیم یافتہ ہوشیار ہے۔ باپ اس کو نوکری کی ترغیب دیتا ہے اور نوکری کے صدہا فوائد بیان کرتا ہے کہ دیکھو بیٹا نوکر کی بڑی عزت ہے۔ دس روپے کے منصدی کی عزت لاکھاپتی کے برابر ہے سینکڑوں کی کاربراری ہوتی ہے دفتر جو اس سے چھوٹا ہے وہ بہت کم پڑھا نوکری کے لائق نہیں۔ تو باپ اسکو سوداگری کی ترغیب دیتا ہے اور فائدے سوداگری کے اور نقص نوکری کے بیان کرتا ہے کہ دیکھو بیٹا نوکری بیگانی تابعداری آزادی کی دشمن ہے گھر میں باپ مر رہا ہے لیکن بیٹے اس کا منہ دیکھنا نصیب نہیں۔ مثل مشہور ہے ”پیر آوعین سپنے سکھ نا ہی“ کسی نے اسی نوکری سے بیزار ہو کر کہا ہے کہ نوکری نہ کیجیے گھاس ہی کھائیے۔ برعکس اس کے سوداگری میں بڑے فائدے ہیں۔ آدمی دنوں میں لاکھاپتی ہو جاتا ہے برادری میں عزت ہوتی ہے۔ ہر وقت آزاد ہے۔ صاحب غرض خود اسکے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ جاڑا ہو یا گرمی وہ اپنے مکان میں

آرام کے ساتھ اپنے گھر کا راجا بنا بیٹھا رہتا ہے وغیرہ وغیرہ جو سمجھدار ہے اُس کو باپ علم حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور فائدے علم کے اور گھر سے باہر جانے اور اُستادوں کی ماریں کھانے کے بیان کرتا ہے کہ بیٹا باہر جانے سے نہ ڈرو۔ دوسرے لڑکے تمہارا نام ڈرپوک رکھدیں گے۔ اُستاد کی مار کا غصہ نہ کرو۔ وہ تمہاری آئندہ بہبودی کا پیش خیمہ ہے۔ کوشش اور محنت کر کے علم حاصل کرو۔ تو بڑے آدمی بن جاؤ گے۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

اور جو بچہ ہے اُسکو باپ گھر میں رہنے کی تعلیم کرتا ہے کہ دیکھو بیٹا باہر نہ جانا۔ کتا کاٹ کھائیگا۔ کوئی جانور سینگ ماریگا گھر میں کھیلا کودو۔ اور اس کی بے ادبیوں کو ناز سمجھتا ہے بظاہر سب کو تعلیم مختلف ہے لیکن کیا کوئی عقلمند اس باپ کو بیوقوف خیال کریگا۔ ہرگز نہیں! بلکہ ایسا خیال کرنیوالا خود بیوقوف سمجھا جائیگا۔ کیونکہ گو تعلیم مختلف حالتوں کے مطابق مختلف پہلوؤں سے ہے لیکن مقصد اور مدعا باپ کا یہ ہے کہ لڑکے کمانے کھانے کے قابل ہو جاویں۔ جسکو علم کی ترغیب دی تھی اُسکو چند روز بعد نوکری یا سوداگری کی تعلیم دیگا۔ جسکو باہر جانے کو منع کیا تھا اسکو چند روز بعد گھر میں رہنے سے منع کریگا۔

یہی حال تعلیم الٰہی میں ہے مگر یہ لوگ سوچتے نہیں۔ کاش! اللہ پاک ان پر رحم کرے اور یہ اپنی حالت کو سدھار لیں۔ آمین یا رب العلمین۔

لطیفہ دھوپ کے وقت سفر سے تھکا ماندہ ایک دیو سماجی کسی بڑ (بر دلے) کے درخت کے نیچے آرام کی غرض سے جا بیٹھا۔ درخت پر جو نگاہ ماری تو اُس کے چھوٹے چھوٹے پھلوں کو دیکھکر لگا کہنے کہ دنیا کی کیا عقل ماری گئی ہے کہتے اگر خدا ہے تو کیا ایسا ہی عقلمند خدا ہے کہ درخت تو اتنا بڑا اور پھل لگائے کیا ذرہ ذرہ سے۔ اس ادھیڑ بن میں تھا کہ ایک بالی (پھل) ٹوٹ کر ناک پر آگر پڑا۔ جھٹ الحمد پڑھ کے بیٹھ گیا اور بے اختیار بول اُٹھا۔ ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ اے حکیم مطلق اگر میری نافہم عقل کے مطابق اس پر بہت بڑے بڑے پھل ہوتے۔ تو میرا تو اب ایک ہی پھل میں دھندا ہو گیا تھا۔ بیشک تو نے پہلے جانا کہ اس کے سایہ میں مسافر آرام کرینگے۔ اسی لئے اس کے پھل بھی چھوٹے اور ہلکے لگائے۔ ربنا ظلمنا انفسنا۔ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین۔

تازہ ترین خبریں

اب تک یونانی ساحل سمندر کے قریب ہی رہے ہیں اور انہوں نے زیادہ تر شمال یا جنوب کی طرف پیشقدمی کی ہے مگر مشرق کی طرف اُن کی پیشقدمی صرف بچاس میل کی رہی ہے۔

اہل الرائے اشخاص کا اندازہ ہے کہ یونانیوں نے اپنی پیشقدمی کے آغاز سے لیکر اسوقت تک جس قدر اسیران جنگ گرفتار کرنے کا دعوے کیا ہے اس قدر تو ان مقبوضہ علاقوں میں ترکی احرار کی فوج کبھی موجود نہ تھی۔

پھر یونانی جس ترکی جیش کی تباہی کے دعویدار ہیں حقیقت میں اس کی نسبت خیال ہے کہ وہ جیش کسی اور مقام پر موجود ہے غالباً یونانیوں کی یہ عظیم فتح بے شمار اسیران جنگ کی گرفتاری کی طرح افسانہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی بہرنوع جو سامان حرب بقول یونانیوں کے فاتحین کے ہاتھ پڑا ہے وہ ان حقیر قیاسات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ جو ترکی احرار کے سامان حرب کے بارے میں بڑے شد و مد کے ساتھ مشہور کئے جا رہے ہیں۔

ترکی احرار کی طرف سے جو پہلی اطلاع موصول ہوئی۔ وہ "رچیلا گونڈرن" پیرس کی اشاعت میں درج ہوئی ہے۔ اس کا ایک نامہ نگار قسطنطنیہ میں مقیم ہے۔ جس کا نام لارڈ ہے۔ اس کے بے حد دلپذیر سلوں نے اسے شہرت کے خاص امتیازی درجے تک پہنچا دیا ہے۔ اس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا قیاس و اندازہ بہت صحیح ہے۔ نیز اسے مستند خبروں اور اطلاعات تک رسائی ہے۔

مصطفےٰ کمال پاشا نے ایک عریضہ سلطان المعظم کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ اور سلطان المعظم کو اپنی سرکار اعلےٰ سمجھکر اطلاع دی تھی کہ یونانیوں کی مخالفانہ سرکاری اطلاع کے باوجود لغزش احرار کی حالت اطمینان بخش ہمارے لئے امید افزا ہے۔ ہم نے تین ہزار

اسیران جنگ قید کر لئے ہیں جن میں دو جرنیل یونانی بھی ہیں۔

بیکوس پر گولہ باری۔ شہر بیکوس ابنائے باسفورس کے کنارے واقع ہے اسوقت ایشیائی شہر سقرسیا ہے۔ جہاں برطانیہ کا ہائی کمشنر قیام پذیر ہے یونانی فوجیں اس لئے اتاری گئی تھی کہ ان ترکوں کو سزا دے جنہوں نے وہاں کی یونانی آبادی کو سزا دی تھی۔ برطانی جنگی جہازوں نے بھی اس مقام پر گولے برسائے ہیں مگر وہاں جو خبریں شائع ہوئی ہیں اُن سے پایا جاتا ہے کہ حدود متحدہ کی فوجیں بعد میں وہاں سے ہٹ گئی ہیں۔ اور بیکوس کو احرار کے قبضہ میں چھوڑ آئی ہیں۔ مگر اسوقت سے جنگی جہاز ہوائی جہازوں کی شہادت کے مطابق ترکی مورچوں پر گولہ باری کر رہے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شہر سقرسیا کے باشندے اکثر اوقات گھروں سے باہر نکلکر ساحل سمندر پر آ جاتے ہیں۔ اور جہاز "آئرن ڈیوک" کی جنگ کا تماشا دیکھتے رہتے ہیں۔ یہ جہاز معرکہ جٹلینڈ میں علم بردار تھا۔ اور اب اس پر بندوقوں اور کلدار توپوں کی گولیاں پڑتی ہوئی دیکھی گئی ہیں۔

بلغاریا اور یونان کی چپقلش۔ شکاگو ٹربیون نے ذیل کا واقعہ سپرد قلم کیا ہے۔ ایتھنز کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ یونان اور بلغاریا کے درمیان آتش جنگ کے مشتعل ہونے کا اندیشہ ہے۔

"امپروس" نے جو پایہ حکومت یونان کا ایک موقر اخبار ہے لکھا تھا کہ یونانیوں اور بلغاریوں کے درمیان جنگ فی الواقعہ چھڑ گئی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بلغاریہ جس کا رویہ بظاہر امن پسند ہے درپردہ مشرقی تھریس میں ترکی احرار کو مدد دے رہا ہے۔

دس ہزار فرانسیسی سپاہ ترکوں کے نرغے میں ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ فرانسیسی فوج کی ایک جمعیت جس کی تعداد دس ہزار سے اوپر تھی اور جو شام کے بعض حصص پر قبضہ کی غرض سے بھیجی گئی تھی۔ بمقام آدنس ترکی سپاہ کے نرغے میں آ گئی ہے یہ خبر معتبر ذریعہ سے پیرس پہنچی ہے۔

جب فرانس کے صیغہ خارجہ سے ان افواہوں کی تشریح کے بارے میں کہا گیا۔ تو اس نے جواب دیا کہ ہمیں کوئی سرکاری اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ اور اگر یہ افواہیں صحیح بھی ہوں تو جمعیت مذکورہ غیر منظم باغی سپاہیوں پر مشتمل ہوگی۔ اور اس میں مصطفےٰ کمال پاشا کی فوجوں کے سپاہی شامل نہ ہوں گے۔

عراق میں عربوں کے ہنگامے۔ جنرل ڈس ڈیبالش نے ذیل کا بغدادی تار مورخہ ۸ر جولائی شائع کیا ہے

حالانکہ عربوں کو علاقہ بغداد میں خاص خاص مراعات مل گئی ہیں۔ مگر اسکے باوجود سرزمین عراق میں شورش اور ہنگامے برابر بپا ہو رہے ہیں حندیہ کو تہ تیغ کر ڈالا ہے اور باغی و سرکش قبائل نے متعدد ریلگاڑیاں پٹڑی سے اتار دی ہیں دریائے فرات کے پل کو سخت نقصان پہنچایا گیا ہے جس سے گاڑیوں کی آمد و رفت کا سلسلہ منقطع کرنا پڑا تھا۔

برطانی قبضہ کو قبول کرنیوالا مرتد ہوگا

اہل تشیع کے ایک مجتہد اعظم نے مسلمانوں کے نام یہ اعلان شائع کیا ہے۔ کہ جو شخص عراق پر برطانی قبضہ و تصرف کو قبول کریگا۔ وہ مرتد سمجھا جائیگا۔ اور اسے مشہد کی ارض مقدس میں دفن نہ کیا جائیگا۔

بغداد کا انقطاع

بیروت کی خبریں مظہر ہیں کہ سرکش قبائل کی طرف سے ریلوں اور فرات کے پلوں کو نقصان پہنچنے کے باعث بغداد کے ساتھ سلسلہ رسل و رسائل پہلے ہی منقطع ہو چکا ہے۔ اور اندیشہ ہے کہ اب دوسرے شہروں سے اس کا تعلق بالکل ہی منقطع ہو جائیگا کیونکہ باغیوں کی حرکات سے پایا جاتا ہے کہ وہ دریائی آمد و رفت میں بھی مزاحمت کے روڑے اٹکائیں گے۔

مسوپوٹیمیا میں عربوں کی بغاوت۔ لنڈن ۱۵ر جولائی۔ دارالعوام میں مسوپوٹیمیا کی بغاوت کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر چرچل نے کہا کہ فوجی کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ مگر ریلگاڑیوں کی قلت کے باعث ان میں رکاوٹ پڑ رہی ہے۔ کیونکہ ۶ ٹرینیں یا تو عربوں نے پکڑ لی ہیں یا انہیں پٹڑی سے نیچے گرا دیا ہے۔

ہندوستانی فوج نرغے میں

سماوا کی فوج اور مسوپوٹیمیا کی ہندوستانی پیدل پلٹن کا ایک دستہ منقطع ہو چکا ہے۔ مسوپوٹیمیا کی سپاہ بصرے سے امدادی دستوں کو جو دو لیا سے ۵ میل کے فاصلے پر تھے شدید نقصان پہنچا۔ بعض مقامات پر ریل کا سلسلہ درہم برہم کر دیا گیا ہے اور ایک بہت بڑے رقبے میں سخت بد امنی پھیلی ہوئی ہے۔ چھوٹی چھوٹی مقامی امدادی جماعتیں جو اب تک مدد کو بڑھتی ہیں۔ وہ اس

بد امنی کو دور نہیں کر سکیں بغداد سے بہت بڑی جمعیت اب پیشقدمی کر رہی ہے۔ اور ہمیں نے حکومت ہند کو اطلاع دی ہے کہ مزید فوج تیار رکھی جائے۔ جو ضرورت کے وقت کام آئے

مسٹر چرچل نے یہ بھی کہا۔ کہ عراق عرب میں فوجی آمد و رفت کا سلسلہ زیادہ تر دریائے فرات کی راہ سے قائم رکھا جا سکتا ہے۔ اور ریلوں کا محتاج نہیں یہ خیال کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ اگر کافی کوشش کی گئی۔ تو امن پوری طرح قائم نہ ہوگا۔

مزید بولشویکی افواج۔ لنڈن ۱۴۔ جولائی۔ ریوٹر کو ایران کے ایک ایرانی ایک سرکاری ذریعہ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ بولشویکوں نے انزلی مشہد۔ الیہ میں مزید فوجیں اُتار دی ہیں جو کوہ نور تک جا پہنچی ہیں۔ یہ پہاڑ مازندران اور طہران کے مابین واقع ہے۔ اگر ان کی کوئی موثر مزاحمت نہ ہوئی تو طہران بہت جلد ان کے رحم پر ہوگا۔

اسی ایرانی ذریعہ سے یہ مشورہ بھی دیا گیا ہے کہ برطانیہ ایران کو مدد دے۔ ایران ایک ایسی فوج تیار کر سکے۔ جو صورت حالات سے خود ہی عہدہ برآ ہو سکے۔

ٹائمز ماسکو کی مجلس منتظمین کے اس رویہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہ اس نے ایران پر حملہ کی منظوری نہیں دی۔ رقمطراز ہے کہ گورنمنٹ اس بارے میں سوویٹ حکومت سے صریح وعدے لے گی۔ کہ سوویٹ اپنے ماتحت افسروں کو قابو میں رکھیں۔ اس کے بعد بولشویکوں کی پیش کردہ شرائط پر غور کیا جائے گا۔

لنڈن ۱۴ر جولائی۔ دارالعوام میں مسٹر مانٹیگو نے کہا کہ اگر رضاکارانہ طور پر ہندوستان میں کافی دفاعی فوج حاصل نہ ہوئی۔ تو حکومت کو جبری بھرتی کا مشورہ دینے میں تامل نہ کروں گا۔

مِٹا دو تفرقے سارے بنو تم بھائی بھائی سب

(از قلم خلیفہ عبدالحکیم کاتب پیغام صلح)

خلیفہ ہیں مسیح موعود کے جب سے میاں صاحب
ہے دُنیا سے خلافت کا مٹا نام و نشاں صاحب
خلافت جب سے ملکیت ہوئی محمود احمد کی
خلیفہ ہیں بشیر الدین۔ جی ہاں! بیگماں صاحب
سجادہ نکہ خلافت کا بشاشتہ ہے تقاریر کا
نہیں حاصل کسی کو اب خلافت کی کہاں صاحب
کوئی درزی خلیفہ ہے۔ کوئی نائی خلیفہ ہے
کوئی نامی اکھاڑے کا خلیفہ پہلواں صاحب
نہ کہلاویں خلیفہ اب سلامت جان گر چاہیں!
قتل کا حکم صادر ہو چکا از قادیاں صاحب
فساد و فتنہ و شور و فغاں دُنیا میں ہر سُو ہے
نظر آتا نہیں اب تو کہیں امن و اماں صاحب
ہُوا پیدا بڑا لا ہے جہاں میں یہ خلیفہ اب
کفر بازی کا فتوے بر ملا زیب زباں صاحب
خلیفہ جو مسلمانوں کا دُنیا میں مسلّم تھا
چھینا حکم خلافت کا۔ خلیفہ ہے کہاں صاحب!
خلیفہ حال کا اب تو ہُوا حامی نصاریٰ ہے
ہُوا ہے درہم و برہم جبھی سارا جہاں صاحب
ہُوا کعبہ نصاریٰ کا مسلمانوں کا گرجا ہے
خلیفہ اب نصاریٰ ہے صریح کفر عیاں صاحب
مسلمانو! اُٹھو۔ جاگو! نہیں یہ وقت سونے کا
گلے مل کر بنو بھائی کہ ہو دیں کامراں صاحب
مِٹا دو تفرقے سارے بنو تم بھائی بھائی سب
نہیں تو ہاتھ حسرت کے ملوگے! الاماں صاحب
پکڑ مضبوط حبل اللہ کو تم بے خوف ہو جاؤ
مٹیگا صفحہ دُنیا سے عدوِ بدزباں صاحب
خدایا بن تیرے کوئی نہیں حامی و ناصر اب
کہ ہم ہیں بے سر و سامان و بیکس ناتواں صاحب
تیرا ہی خانہ کعبہ ہے ہے بیت اللہ تیرا ہی گھر
نہ ہووے دشمنِ بدکیش کا دخلِ مکاں صاحب
ذلیل و خوار ہو جاویں خدایا! دین کے دشمن
رہے اسلام کا دُنیا میں بس نام و نشاں صاحب
امیر المومنین سلطانِ اعظم روم کا یا رب
مقاماتِ مقدس کا رہے روح و رواں صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸- مورخہ ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۷

مجاہرۂ خلافت

(مولوی صدر الدین صاحب کی تقریر)

(گذشتہ سے پیوستہ)

تمکنت دین کیلئے خلافت کی ضرورت

سلطنت اور حکومت کے بغیر دین قائم نہیں رہ سکتا - اور آزادانہ طور پر اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکتا۔ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون کی حالت صرف حکومت اور سلطنت میں ہی پیدا ہوتی ہے۔ خوف و حزن کو دور کرنے کے لئے قرآن کریم نے یہاں دو چیزیں بتلائی ہیں یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ہر ایک کام صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی کرو۔ اور کسی چیز کو بھی اس کے ساتھ شریک نہ کرو حکام کی چیرہ دستی سے اس پر کیسے عملدرآمد ہو سکتا ہے کتنے لوگ ہیں جو اپنے اعمال و عبادات میں حکام کی پرواہ نہیں کرتے اکثر ایسے حکام ہیں کہ جو اپنے ماتحتوں کے سچ بولنے کی قدر نہیں کرتے بلکہ الٹا غیض و غضب میں بھر جاتے ہیں۔ اس لئے مجبوراً ماتحتوں کو جھوٹ بول کر اپنی جان چھڑانی پڑتی ہے ملازمین کی تنخواہیں اس قدر کم ہیں کہ لوگ رشوت لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں اس لئے دین کی تمکنت کے لئے قرآن کریم نے الٰہی سلطنت کا قیام لازمی قرار دیا ہے اس کے بعد فرمایا۔ ومن کفر بعد ذالک اولئک ھم الفاسقون یہاں کفر سے اللہ تعالیٰ کا کفر یا رسول اللہ صلعم کا انکار اور آخرت کو نہ ماننا مراد نہیں اور دین کو چھوڑ کر مرتد ہو جانا مراد ہے - بلکہ اس الٰہی خلافت کا کفران اور ناشکرہ پن مراد ہے۔ ایسا شخص جو اس نعمت کی قدر نہیں کرتا - وہ فاسق ہے اسکو یہ شعور نہیں کہ اس خلافت کا قیام دین کے استقرار کے لئے نہایت ضروری ہے محمد رسول اللہ صلعم نے جب مکہ معظمہ کو فتح کیا - تو آپ نے فوراً اپنی اونٹنی کی پیٹھ پر سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور خدا کے حضور عرض کیا کہ یہ سب کچھ میری کوششوں سے نہیں بلکہ تیرے فضل سے سب کچھ ہوا - اور پھر کفار مکہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم مجھ سے اپنے متعلق کیا امید رکھتے ہو - کفار نے جواب میں کہا کہ چونکہ آپ کریم ابن کریم ہیں - اس لئے ہم آپ سے کرم اور رحم کے سوا اور کوئی امید نہیں کر سکتے۔ آپ نے بھی ان لوگوں کو کہ جنہوں نے متواتر ۱۳ سال تک نہایت دردانگیز تکالیف آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام کو پہنچائی تھیں لا تثریب علیکم الیوم فرما کر ان کی تمام وحشیانہ خطاؤں سے درگذر کیا - آج یہ تہذیب فاضلہ کی مدعی اقوام ایک معمولی گورہ کے خون کے ایک قطرہ کے برابر بھی تمام ایشیا کے خون کو نہیں سمجھتیں وہ آنکھیں کھول کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اخلاق کریمانہ کو دیکھیں۔

مسلمانوں کے عزم و استقلال کی بے نظیر مثال

آنحضرت صلعم کے بعد خلافت کا سلسلہ آپ کے جانشینوں میں چلا اور مسلمانوں نے اس نظام سلطنت کے ماتحت افریقہ کو یورپ کے ایک حصہ کو فتح کر لیا - اور ادھر مغرب میں سپین تک جا پہنچے۔ مسلمانوں کی فوجیں جب سرزمین سپین پر اتر کھڑی ہوئیں - تو ابو موسیٰ مسلم کمانڈر نے تمام کشتیوں کو توڑ دینے کا حکم دیدیا - لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہا کہ یہ مسلمان کی شان نہیں ہے کہ وہ جب کسی ملک میں آگے بڑھ جائیں تو پھر ان کو واپس لوٹنے کا خیال تک بھی آئے - یہ بہادر فوج سپین کو فتح کر کے فرانس کی سرحد تک جا پہنچی - اور ابو موسیٰ فرانس کی سرزمین میں توحید کی تبلیغ کے لئے تیار ہو بیٹھے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ ملک بھی توحید کے نعمتوں سے خالی رہ جائے مگر عین اسی وقت خلیفہ بغداد کا پیغام اسکو واپسی کے لئے پہنچ گیا۔ اور اس بہادر جرنیل کو وہاں سے مجبوراً واپس ہونا پڑا۔ مسلمانوں نے اس ہسپانیہ کے ملک کے اندر اپنے تمدن و تہذیب کے اس قدر نمونے چھوڑے ہیں کہ آج بھی یورپ ان کے سامنے اپنے عجز کا اظہار کرتا ہے - میں جب برائٹن میں فوجی سپاہیوں کو دیکھنے کے لئے گیا تو وہاں قریباً ایک ڈیڑھ سو فٹ طویل عظیم الشان اسلامی طرز کے گنبذ کو دیکھ کر حیران ہو گیا اور جب اندر جا کر دیکھا تو ایک طرف لا غالب الا اللہ بڑے موٹے الفاظ میں لکھا ہوا تھا - دریافت پر معلوم ہوا کہ وہ سپین کے ایک قصر کے نمونہ پر بنایا گیا تھا - کسی مور انجینئر کو بلا کر انہوں نے اسکی نقل تیار کروا لیا - اور اس نے اس طرح اسپر لا غالب الا اللہ کو بھی نقل کر دیا - الغرض یورپ کے مغرب میں اگر ایک طرف مسلمانوں کا جھنڈا صدیوں لہرایا تو دوسری طرف مشرق میں ترکوں نے پانچ صدیوں تک یورپ کے سینہ پر حکومت کی۔

ترکوں کی اسلامی خدمات

آج مسلمانوں کی طرف سے اور اسلام کے دشمنوں کی طرف سے بھی یہ سوال کیا جاتا ہے کہ ترکوں نے اسلام کے لئے کیا کیا - مسلمانان ہندوستان کو آج مقامات مقدسہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی فکر پڑی ہے ترک ۵ صدیوں سے برابر اپنے خون سے اس کی حفاظت کرتے چلے آئے ہیں ترکوں نے ہمیشہ یورپ کی مجموعی قوت کو شکست دی ہے - اور ان کے بد ارادوں کو کبھی پورا نہیں ہونے دیا انہوں نے لاکھوں روپیہ سالانہ کعبہ کے متولیوں اور مجاوروں اور حاجیوں کے آرام کے لئے خرچ کیا ہے اور کبھی جب تک بھی وہاں سے وصول نہیں کیا بغداد اور شام کی دوسری زیارت گاہوں کے نام بڑی بڑی جاگیریں عطا کی گئی ہیں - اور مالیہ وصول کرنے میں ہمیشہ نہایت فراخدلی سے کام لیا ہے۔ اور جس قدر باقی رہ گیا اسکو معاف کر دیا ہے پھر ان لوگوں کو اسلام کی خاطر بڑے بڑے مصائب کا شکار ہونا پڑا ہے -

یورپ کی حاسدانہ چالیں

یورپ اپنے غیروں کو تباہ کرنے کے لئے صرف گولہ بارود ہی استعمال نہیں کرتا - بلکہ کتابوں اخبارات رسالوں تھیٹروں اور سنیما وغیرہ میں اس قوم کی ذلت کے ذہنی خاکے کھینچے جاتے اور سوانگ بھرے جاتے ہیں - ہر طرح سے اپنے ملک کے دلوں میں ان کی نفرت بٹھائی جاتی ہے۔ اور ملک کے ملک کو ان کا دشمن بنا دیا جاتا ہے - جرمن کے خلاف بھی گذشتہ جنگ میں ایسا ہی کیا گیا - مگر وہ چونکہ اسی میدان کا کھلاڑی تھا - اس نے بھی ان کی سیاہ تصویر دکھلانے میں کسی قسم کی کمی نہیں کی -

مسلمانوں کی تحقیر میں اہل یورپ نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا - اخباروں میں ترکوں اور مسلمانوں کے متعلق نہایت وحشیانہ نقشے کھینچے گئے - چنانچہ وہاں ایک سو برس کے بوڑھے کی تصویر شائع کی گئی - اسکے سر پر ترکی ٹوپی تھی - اس نے دونوں ہاتھ نماز کے بعد اٹھائے ہوئے تھے - اور اس کے نیچے یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ "Oh Allah give me hundred wives." "اے اللہ مجھے سو بیویاں عطا کر" جس کا مطلب یہ تھا کہ ایک مومن مسلمان نماز پڑھنے کے بعد جو اعلیٰ درجے کی دعا مانگتا ہے وہ یہ ہوتی ہے کہ اسکو خدا سو بیویاں عطا کرے۔

اور دوسری طرف عورتوں کے دل میں یہ نفرت مسلمانوں کے متعلق بٹھانی مقصود تھی - کہ ایک مسلمان کی ہر وقت یہ خواہش رہتی ہے - کہ اسکو سو بیویاں ملیں۔ اسی طرح ایک برش کا نام انہوں نے ٹرکش ہیڈ "Turkish head" رکھا ہوا ہے - یعنی ترک کا سر" ایسا ہوتا ہے - کہ جسکو دیکھ کر یورپ کے بچوں اور عورتوں کے دلوں میں ترکوں سے سخت نفرت پیدا ہو جائے۔

اسی طرح گرجے کی دعاؤں میں "Save [illegible] Turks." "اے خدا ترکوں سے ہمیں پناہ میں رکھ" یہ دعا مانگی جاتی ہے - غرض ترکوں کے متعلق وحشی بے درد انسان کا نقشہ وہاں کے لوگوں، عورتوں اور بچوں کے دلوں میں بٹھایا جاتا ہے۔

ترکوں سے نفرت دلانے کی علت غائی

اسلام نے جو عظیم الشان سبق عالمگیر اخوت انسانی کی تعلیم میں سکھایا ہے اس کا اثر اندر ہی اندر دہریوں تک کو اسلام کی طرف کشش کا باعث ہو جاتا ہے - حج کے موقعہ پر عرفات کے میدان میں جب تمام روئے زمین کی مختلف اقوام اور مختلف حیثیتوں کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور سب کے سب خواہ کوئی بادشاہ ہو یا فقیر کوئی اعلیٰ خاندان کا ہو یا ادنیٰ ایک ہی لباس زیب تن کئے ہوئے خدا کے حضور حاضر ہوتے ہیں بن سلائی کی دو چادریں پہنے ہوئے ان لاکھوں آدمیوں کا ایک عجیب نظارہ پیش کرتی ہیں -

میرے ایک دوست نے جو نہایت آزاد خیال اور مذہب سے بے نیاز شخص ہے بیان کیا کہ جب اس نے اس نظارہ کو دیکھا تو بے اختیار اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے - کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالمگیر اخوت کے نظارے کو پیدا کر کے وحدت اور مساوات نسل انسانی کا ایک حیرت انگیز نظارہ قائم کر دیا ہے - اس طرح سے انگلینڈ میں کہ جہاں غرور و مفاخرت انتہا درجے کو پہنچ گیا ہے - یہاں تک کہ اگر دو بھائیوں میں سے ایک لفٹننٹ اور دوسرا عامی گورہ سپاہی رہ جائے تو وہ قطعاً ایک میز پر کھانا نہیں کھا سکتے - یہ تو معاشرت عامہ کا حال ہے -

گرجوں کی حالت اس سے بدتر ہے لارڈوں اور دوسرے معززین کے لئے وہاں نشستگاہیں مخصوص ہوتی ہیں اور کوئی عامی انکے قریب نہیں پھٹک سکتا بر خلاف اس کے ہمارے ووکنگ میں مختلف حیثیتوں کے لوگ جب شانہ بشانہ ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں تو وہاں کے لوگ اس نظارے سے متاثر ہوتے ہیں - ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عید کے موقعہ پر جب تمام دنیا کے مختلف ممالک کے مسلمان جمع ہوئے ترکی، شامی، ایرانی، ہندی، مصری اور چینی سب مسلمان وہاں نماز پڑھنے کے لئے آئے تھے - اور سب کے سب ایک ہی صف میں پہلو بہ پہلو کھڑے ہوئے ایک جگہ اگر ایک اعلیٰ خاندان کا لارڈ کھڑا تھا - تو انکے ساتھ ہی ایک ادنیٰ سپاہی بھی شانہ بشانہ جڑا ہوا تھا انگلینڈ کے گورے اور افریقہ کے کالے سب ایک ہی صف میں کھڑے تھے۔

ہندی سپاہی اگر پہلے آنے کی وجہ سے پہلی صف میں قالینوں پر کھڑے تھے تو اکثر معزز انگریز بعد میں پہنچنے کیوجہ سے پچھلی صفوں پر تھے - میں نے جب نماز پڑھا کر سلام پھیرا تو دیکھا کہ سر آغا خان گھاس پر اپنی نماز ادا کر رہے تھے - خطبہ کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے اسی کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی اور کہا کہ دیکھو اسلام نے اپنے متبعین کے اندر کسقدر مساوات اور اخوت کا رنگ پیدا کیا ہے وہ شخص کہ جس کو جارج پنجم اپنا چچا کر کے خطاب کرتا ہے - اور جسکو بکنگھم پیلس میں خود پر تکلف دعوت دیتا ہے اسلام اجازت نہیں دیتا کہ اسکے لئے مسجد میں کوئی علیحدہ امتیازی جگہ دیجائے - بلکہ ایک ادنیٰ سپاہی پہلے مسجد میں آنے کی وجہ سے قالین پر جگہ پاتا ہے اور سر آغا خان کو اسکے پیچھے ننگی گھاس پر نماز ادا کرنی پڑتی ہے - کہ جس سے اسکے لباس کے خراب ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے اس کا لوگوں پر بہت اثر ہوا الغرض پھر جب اس کے بعد دسترخوان بچھایا گیا تو اس پر کئی عامی اور معززین سب ایکدوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔

یورپ کے سیاست دانوں کو پین اسلام کا کھٹکا خوامخواہ لگا ہوا ہے - حقیقی اور اصلی پین اسلامزم یہ ہے - کہ جس کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا - اور یہ اسی دن پیدا ہو گیا تھا - کہ جب آپکو رحمۃ للعالمین کا خطاب ملا - اور شرافت و نجابت کی تمام نسبتوں کو مٹا کر ایک اسلام اور تقویٰ کی نسبت عطا کی گئی :-

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم - تم میں سب سے معزز وہ انسان ہے کہ جو اپنی ذمہ داریوں اور حقوق کی بدرجہ غایت رعایت رکھتا ہے -

یورپ کے مدبرین کو اس کفر شکن اسلامی خصوصیت کا ہمیشہ کھٹکا رہا ہے اور اسی لئے انہوں نے اسلام کو بدنام کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا - اسی طرح سے سلطان المعظم کو اس لئے بدنام کیا جاتا ہے کہ انکو دنیائے اسلام نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اس کا خطبہ تمام دنیا کی مسجدوں میں پڑھا جاتا ہے اس لئے انکو تمام عالم اسلام کا نمائندہ قرار دیکر یہ سمجھا گیا ہے

ہوتا ہے۔ جیسا کہ کشفات حضرت صاحب سے صاف واضح ہے کہ خلافت پر امور تشت ظاہر ہوتا ہے جبکہ حامل وحی رسالت جو کر مبعوث ہوتا ہے غرض اسکی بعثت اسکی نظر ہے۔

اب ہم آپ کے مضمون پر غور کرتے ہیں۔

اخبار الحکم ۱۷۔ اگست ۱۹۱۱ء کا حوالہ بجا و صحیح ہے لیکن گذارش یہ ہے کہ حضرت اسوقت مامور تھے یا نہیں۔ اور مفہوم نبوت سے بے خبر تھے یا نہیں۔ اگر بے خبر تھے۔ تو انکی کوئی تحریر جو اپنی سابق تحریر کی نقیض ہو۔ قابل نہیں۔ والا اُن کی تحریر مسلمہ قابل التسلیم ہے۔

ہمارا اس حصہ نظم میں جو مرقوم ہے وہ مضمون حدیث یکلمون الله من غیر ان یکونوا انبیاء سے صاف واضح ہوتا ہے اور یہی شخص نبی امتی یا جزوی یا ناقص نبی کہا جا سکتا ہے اور اسی کی وحی اپنی نبی مطاع کی وحی کی تصدیق سے مستند ہوتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت صاحبؑ نے اپنے الہامات کے متعلق اعلان فرما دیا۔ کہ میں اسکو قرآن و حدیث کے مطابق کرتا ہوں۔ اگر موافق ہو تو قبول کرتا ہوں ورنہ مادۃ السعال کی طرح پھینک دیتا ہوں۔

مقام غور ہے کہ کسی نبی حقیقی نے کبھی یہ کہا کہ میں اسکو مادۃ السعال کی طرح پھینک دیتا ہوں جیسا کہ تمہارے زعمی نبی نے۔ برادرم! خدا کا خوف کر۔ اور خلق اللہ کو صراط مستقیم سے برطرف نہ کر۔ ورنہ دین حق کا مددگار ع دیگرے گیرد الخ

حضرت صاحب کا عقیدہ صاف بتلا رہا ہے کہ میں محدث ہوں۔ اور محدث مجازاً نبی ہوتا ہے نہ من کل الوجوہ وہ نبی کامل و حقیقی۔ اور نیز یہی نبوت جاریہ ہے نہ کہ نبوت تامہ۔ ملاحظہ ہو توضیح المرام صفحہ ۱۸:

"فاعلم ارشدك الله تعالى ان النبي محدث والمحدث نبي باعتبار حصول نوع من انواع النبوة وقد قال رسول الله صلعم لم يبق من النبوة الا المبشرات اى لم يبق من انواع النبوة الا نوع واحد وهي المبشرات من اقسام الرؤيا الصادقة والمكاشفات الصحيحة والوحي الذى ينزل على خواص الاولياء والنور الذى يتجلى على قلوب قوم موجع فانظر ايها الناقد البصير المفهم من هذا سد باب النبوة على وجه كلى الخ" جبکہ ایک امر کا مدعی خود دعوے نہ کرے اور اس کے متبع یہ ثابت کریں۔ تو ایسے اصحاب کی نسبت نفی شقاق بعید کے سوا کیا کہا جاوے۔

۲۳۔ مئی ۱۹۰۸ء کو مرض الموت میں جو آپ کا خط شائع ہوا ہے اس سے تحریر سابق سے انکار نہیں بلکہ صاف ظاہر ہے کہ متبع کا مقام جو خدا کی طرف سے ہے میں اس سے علیحدہ نہیں ہوں۔ فتدبر۔

حقیقۃ الوحی کا حوالہ کمال عیاری سے پیش کیا گیا ع

قربان جاؤں پیارے کیا خوب یہ ادا ہے

میرے مکرم! لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثل سنا کرتے تھے۔ الحمد للہ کہ آپ کی ذات بابرکات اس کا مجسم و مکمل نمونہ نظر آئی۔ خدا آپ کو نظر بد سے بچائے آپ نے جو حوالہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹ سے دیا ہے وہ کامل یہ ہے۔

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلعم کو خاتم بنایا۔ یعنی آپکو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ یہی معنے اس حدیث کے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے)۔"

عبارت مقوس اس لئے متروک کی گئی کہ یہ آپکے دعوے کی مخل تھی علے المخصوص الفاظ حدیث شریف۔

امام الوقت کا وجود فی الحقیقت سحاب رحمت کا ماذون الٰہی ہے کہ جس قدر امطار رحمت سے نباتات جن پر انسانی و حیوانی زندگی کا مدار ہے نشو و نما پاتی ہیں ویسی ہی قدر اشجار خبیث (جو مسموم و باعث ہلاکت و تدمیر ہیں) بھی قوت پکڑ لیتے ہیں۔ یہ خطا باران رحمت کی نہیں۔ فی الحقیقت اُن کا مادہ ہی ایسا ہوتا ہے ؎

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شور بوم خس

ولنعم ما قال علی کرم اللہ وجہہ ؎

ادی الاحسان عند الحر دینا
وعند النذل نقصانا و ذما
کماء المطر فی الاصداف درّ
وفی الفم الافاعی صار سما

احقر العباد۔ ابو الخلیل محمد علی مسلم مشنری مسلم یونین بمبئی۔

اُمتِ محمودیہ اور سُخنِ عقل

روز الست کے دن تکوین خلق کی طرح ڈالتے ہوئے خداوند عالم نے اپنے مبدء فیض سے علم و عقل کا جو لشتارہ امت محمودیہ کے نام ہبہ کیا اسکے بالمقابل تمام امم سالقہ اور غالباً لفہ کو اس کا عشر عشیر بھی عطا نہیں کیا گیا۔ وہ شمیم فضل و کمال کہ جسکی بینائی کی بادیہ پیمائی آج اس فراوانی تمدن و تہذیب کے دنوں میں بھی دُنیا کے ناممکنات میں سے ایک ناممکن امر ہے۔ صدر انجمن قادیان کے رُخ زیبا کو بے نقاب کرتے ہوئے چیف فنانشل سکریٹری صاحب قادیان نے جس شوخی اور ستم ظریفانہ چھیڑ چھاڑ سے کام لیا تھا۔ اس کا تذکرہ اخبار "پیغام صلح" کی کسی گذشتہ صحبت میں ہو چکا ہے اسوقت ہم نے اپنے محمودی دوستوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اُن کے زخموں پر مزید نمک پاشی کے خوف سے پیر ہوالنن کے اس فرمان پر صرف ایک چھچھلتی سی نظر ڈالی تھی۔ مگر محمودی حضرات کہ جنہیں اپنے یوم بین الماء والطین سے ہی جلو بھر پانی میں گر ڈوب مرنے کی تعلیم دی جا چکی ہے۔ اور جن کے سامنے عقل کی بات کہنا بھینس کے آگے بین بجانے سے کسی طرح کم نہیں۔ اس پر حد سے زیادہ بگڑ بیٹھے ہیں۔ اور صدر انجمن کے عارض زیبا کی غازہ بندی میں رنگ آمیزی کا کمال دکھاتے ہوئے خاکسار ایڈیٹر زور دیگر بزرگان سلسلہ پر بُری طرح برس پڑے ہیں۔

(۲)

مدیر الفضل اور الحکم نے تو صدر انجمن کی حالت زار پر بحث کرنے کو پتھر تلے کا ہاتھ سمجھکر نہایت دور اندیشی سے اپنے مبایعین کے سامنے زیادہ تر پورے کے لڈو پیش کرنے پر اکتفا کی ہے مگر شاہدان لپشاور ہی کے چھپن چھپا گلی اذان ایک پھکڑ نے صرف اپنے اندرونی خبث کے اظہار کو اپنی خوش فہمی سے اس مضمون کا کافی جواب سمجھ لیا ہے۔

ایسے شخص کو مخاطب کرنے کی ضرورت تو نہ تھی مگر چونکہ اس نے اپنے پیر و مرشد کی نورانی شمع سے اقتباس انوار کرکے ہم پر افترا کا الزام لگایا ہے اور لکھا ہے کہ ہم نے "کہیں حسب دستور مفتریات سے کام لیا ہے" اس محمودی پھکڑ کو آج ہم بتانا چاہتے ہیں کہ جس بات کو وہ افترا قرار دیتا ہے۔ کہ میاں صاحب نے لاکھوں کی زمین نہیں خریدی۔ یہ خود اس کا افترا ہے۔ ہم چیلنج دیتے ہیں۔ اور ڈنکے کی چوٹ چیلنج دیتے ہیں کہ اگر اس کے محولہ بالا فقرہ میں حسب دستور سے حسب دستور محمودیاں مراد نہیں۔ تو وہ ہمارے اس افترا کو ثابت کرے۔ اور میاں صاحب کی حلفیہ شہادت پیش کرے۔ پھر ہم بلکہ ہم اُسکے پیر و مرشد کے متعلق عدالتی فیصلہ پیش کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ کہ وہ ماشاء اللہ با ایں ہمہ ادعائے تفضل و تقدس اس فن (افترا) میں کیسے مشاق ہیں

میاں تم چھپن چھپا گلی میں چھپا ئے بیٹھے ہو۔ تمہیں کیا خبر ہے۔ کہ جن عدالتوں میں تمہارے فضل عمر زمینی مقدمات کے لئے پیش ہوتے رہتے ہیں انہوں نے انکے تقوے اور طہارت کے متعلق کیا کیا ریمارک کئے ہیں۔

محمودیو! تمہارے لئے ڈوب مرنے کی جا ہے کہ وہ شخص جس کے ہاتھ میں تم اپنے دین و ایمان کی رسیاں دیئے بیٹھے ہو۔ وہ مسیح موعود کی عدالت اور تقدس پر پانی پھیرتا ہوا سرکاری عدالتوں سے اپنے متعلق کیا رائے حاصل کرتا ہے۔

اس جلباب خفا کی تہوں کا نہ کھلنا ہی تمہارے لئے اچھا ہے۔ ورنہ ہمیں بھی حضرت امیر کو مجبور کرنا پڑیگا۔ کہ وہ ہمیں تمہارے فضل عمر کی پُرپیچ زلفوں کی پردہ کشائی کی اجازت دیں۔

(۳)

ہمارے مضمون کا جواب دیتے ہوئے ایڈیٹر الحکم میں تو بیگا دھری اور اسی ڈاک کے رونا نے کی سعی مقبول کرائی ہے۔ کہ جو دوائیوں کے اشتہار نہایت بلند آہنگی سے دے کر آخر میں اپنے فرضی دفاتر کے سپرنٹنڈنٹ اور چیف سپرنٹنڈنٹ اور مطبل کے ہیڈ دار وغہ جمعدار کو چوان اور سب کوچوانوں وغیرہ کے لئے ہدایات شائع کر دیا کرتا تھا۔ تاکہ ان پور کے لڈوؤں کو دیکھ کر لوگ سمجھ لیں کہ یہ تو کسی راجے مہاراجے کے ٹھاٹھ کا آدمی ہے۔ اور یوں اونچی دوکان مشہور ہو کر اس کا پھیکا پکوان بک جائے چنانچہ مدیر الحکم نے نہایت ستم ظریفی سے نظارتوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک صیغہ ڈاک خلیفۃ المسیح کا بھی ذکر کیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس صیغہ کی نظارت اور اس کے عملہ کا ذکر نہیں کیا گیا اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہم اعلان کرتے ہیں کہ حضرت فضل عمر کے صیغہ ڈاک کے ناظر اعلیٰ خود میاں بشیر الدین محمود احمد ہیں۔ اور باقی عملہ چونکہ صیغہ راز (المقول عصمت بی بی از بے چادری) پردۂ اخفاء میں ہے۔ اس لئے اس کے صرف عہدوں کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ جنرل پوسٹ ماسٹر۔ ڈپٹی پوسٹ ماسٹر اور کئی ایک اُن کے پرسنل اسسٹنٹ اور پھر سینکڑوں پوسٹ ماسٹر ہزاروں نہیں تو لاکھوں سب پوسٹ ماسٹر اور پوسٹل کلرک تو لاتعداد و لاتحصے ہیں اور یقیناً ہیں۔ مگر ڈاک کی روانگی اور ٹکٹوں کی کثرت کا حال صدر انجمن کے ناظر اعلےٰ کی زبان سے سنو:-

"۱۳۔ مارچ کو ایک سو انیس روپیہ ہم نے دکانداروں کے دینے تھے۔ اور ایک پیسہ بھی نقد ہمارے پاس نہ تھا۔ ان ایام میں ...... (یہاں کچھ اور ناگفتہ بہ بات ہوگی۔ حضرت افسر صاحب کی رپورٹ میں ناظر بیت المال نے جابجا تصرف کرکے بہت کچھ حذف کیا ہے۔ ان میں سے زیادہ قابل قدر جو بات ہے وہ یہ ہے۔ کہ ٹکٹ تو دکانداروں سے قرض نہیں مل سکتے۔ وہ تو ڈاک خانہ سے لینے پڑتے تھے۔ اور ہمارے پاس نقدی بالکل ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے میں کئی ہفتوں تک روزانہ یہ کرتا رہا۔ کہ جس قدر خطوط چندے کی تحریک یا اور غرضوں کے لئے لکھتا تھا۔ وہ جیب میں ڈال کر ...... لے آتا تھا۔ اور کبھی کسی سے اور کبھی کسی سے کہکر ٹکٹ لگوا کر ڈاک میں ڈلواتا تھا۔ بعض وقت موزوں اسامی تلاش کرنے میں ڈاک کا وقت بھی چلا جاتا تھا۔" واہ سبحان اللہ کیا اچھا محکمہ ہے۔

ان بھلے آدمیوں سے کوئی پوچھے دائیوں سے کہیں پیٹ چھپے ہیں۔ تمہاری ان نظارتوں کی حقیقت ہمیں کیا معلوم نہیں۔ خواہ مخواہ کی شیخی بگھارنے سے فائدہ۔

گلنے کی دال یاں نہیں بس خشکہ کھائیے
اے شیخ صاحب آپ نہ شیخی بگھاریئے

(زبانی باقی)

اخبار علمیہ

ڈاکٹر آگسٹس والر جو اسوقت انگلستان میں فن طبعیات کے ایک نامور عالم ہیں حال میں انہوں نے ایک آلہ ایجاد کیا ہے جسکے متعلق اُن کا دعوے ہے کہ اس کے لگا دینے سے کسی شخص کا جھوٹ نہیں چھپ سکتا۔ فرض کرو کہ ایک ملزم عدالت کے سامنے اظہار دے رہا ہے۔ اور یہ غلط بیانی کر رہا ہے کہ وہ موقع واردات پر کبھی گیا ہی نہیں ہے۔ اس وقت عدالت کو چاہئے کہ اُس کے سامنے چند نامانوس مقامات کی تصویریں پیش کرے جن میں سے ایک اس موقع واردات کی تصویر بھی ہو۔ اور وہ برقی آلہ ملزم کے ہاتھ میں لگا دیا جائے۔ اس تصویر کو دیکھکر ملزم کے نظام عصبی پر جو اثر پڑیگا۔ وہ ان اثرات سے بالکل مختلف ہوگا۔ جو دوسری تصاویر سے ہوگا۔ اور اس اختلاف اثر کے نقوش فی الفور اس آئینہ صفت آلہ میں منعکس ہو جائیں گے۔ جن کا روکنا کسی طرح امکان انسانی میں نہیں اور اس طرح فوراً جھوٹ کھل جائیگا۔ گویا اس آلہ کے رواج پا جانے کے بعد عدالتوں میں دروغ بیانی کا سد باب ہو جائے گا۔

(معارف)

مراسلات

ذرّوں سے کارخانے چلانے کی تجویز

بظاہر یہ بات بالکل مہمل معلوم ہوگی کہ ذرّے کیا۔ اور انکی کارخانے چلانے کی طاقت کیا؟ ذرّہ جو خود کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا جس کی اپنی ہستی موجودات میں ادنیٰ ترین سے ادنیٰ اور حقیر ہے۔ وہ انسان کی اقبالمندی اور خوشحالی میں کس طرح اضافہ کرسکتے ہیں؟ ذرّہ کی بیکسی اور بیمقداری کی نسبت شاعرانہ تخیل نے بہت بلندی پروازی دکھائی ہے۔ گو وہ اس کی مخفی قوت اور ماہیت سے ناواقف تھے۔ اگر کسی چیز کی بیمقداری اور کم بضاعتی کو ظاہر کرنا ہو۔ تو ہمیشہ ذرّہ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ گویا عالم میں جتنی موجودات اور اشیاء ہیں ذرّہ اُن سب میں ادنیٰ اور ناچیز ہے۔ ہر جگہ موجود ہے۔ زمین اور آسمان اسی سے مملوّ ہیں ذرّہ کی ہمہ گیری پر زور دالنے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ جہاں کچھ نہیں وہاں ایتھر ہے۔ اور اُسکے بھی ذرّے ہیں۔ عالم کا کوئی گوشہ ذرّوں سے خالی نہیں۔ ہر جگہ ذرّے ہی ذرّے ہیں گو ہمیں نظر نہیں آتے اور بہت سے ایسے بھی ہیں کہ اُنہیں آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ مگر اُن کے نہایت ادنیٰ اجزاء خوردبین سے بھی نظر نہیں آتے۔ ان کا وزن کیا گیا ہے۔ اور ان کا حجم بھی معلوم کیا گیا ہے۔

ماہران طبعیات اور کیمیاء وغیرہ ان کی ماہیت معلوم کرنے میں مصروف ہیں اور ان کی بابت نئی نئی باتیں دریافت ہو رہی ہیں۔ یہ ذرّے انسان کی بڑے کام کی چیز ہیں۔

چند سال سے جو بہت سے بڑا اور مفید کام ان سے لیا گیا ہے [illegible] یہ ہے۔ کہ مارکونی صاحب نے بے تار کی پیغام [illegible] شروع کی ہے۔ خاص آلات ہیں۔ جن سے خاص آوازیں پیدا کی جاتی ہیں۔ اور جب وہ آلات سے باہر نکلتی ہیں۔ تو ذرّے انہیں ہزاروں میل پر پہنچا دیتے ہیں۔ یہ بیسویں صدی کی سب سے بڑی اور انقلاب خیز اختراع ہے اس سے یہ امید بندھتی ہے۔ کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ذرّوں سے انسان کی روزمرّہ کی مصروفیتوں کی انجام دہی میں بہت اہم کام لیا جائیگا۔

سر آلیور لاج ماہران طبعیات کے سرتاج اور دنیا کے ممتاز ترین فلسفی نے تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ جیمز واٹ موجد انجن کی صدسالہ سالگرہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مادہ کے خواص میں قوت کے عظیم ذخائر مقفل ہیں مگر ابھی ان سے کام نہیں لیا جاسکتا۔ کیونکہ اس کا طریقہ معلوم نہیں ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ یہ طریقہ جلد معلوم نہ ہو جائے۔

ذرّوں کی قوت بہت عجیب و غریب ہے۔ اگر وسیع پیمانہ پر کام لیا جائے۔ تو کارخانوں میں کام کرنیوالوں کی حالت میں انقلاب عظیم پیدا ہو جائے۔ اول دھواں پیدا نہ ہوگا۔ جو صحت اور توانائی پر بہت بڑا اثر ڈالتا۔ کارخانے میلے نہ رہینگے۔ جیسے کہ اب ہیں۔ اس کا اثر بھی صحت پر بُرا ہوتا ہے۔ اس سے کلیں صفائی سے اور یکساں رفتار سے چلینگی۔ ہوسکتا ہے اخراج قوت سے دھماکے ہوں۔ اور سب طرح سے سالماتی قوت بہت مفید اور سستی ثابت ہوگی۔

ذرّوں کی قوت کا راز اسوقت معلوم ہوا تھا۔ کہ جب ریڈیم دریافت ہوئی تھی۔۔۔۔ ایک ذرہ کے اندر جتنی طاقت ہے اس کا اندازہ وہم و گمان سے باہر ہے۔ اگر حسب ضرورت اور حسب منشاء ذرّوں کے اندر [illegible] اور حرکت پیدا ہو سکے۔ تو ان سے اتنی قوت پیدا ہوگی [illegible] طرح سے ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ قوت مادہ کی ہر صورت [illegible] قسم میں پائی جاتی ہے۔ [illegible] ریڈیم کے خواص [illegible] مادہ ہی تک محدود نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسا ذریعہ معلوم ہو جائے کہ جس سے ذرّوں کے اندر گرداب پیدا ہوسکے۔ تو اس سے کارخانوں کو چلانے کا کام بخوبی لیا جاسکتا ہے۔

مادہ کی ایک اونس [illegible] میں جتنی طاقت ہے۔ اگر اس سے کام لیا جائے [illegible] جہاز انگلینڈ سے مریکہ [illegible] ایک اونس [illegible] تیار ہو جاتا ہے۔

اخیر میں سر الیور لاج نے مارکونی صاحب کے بے تار پیغام رسانی کا ذکر کرکے امید ظاہر کی۔ کہ ذرّوں سے کام لینے کا طریقہ بہت جلد معلوم ہو جائیگا۔

محقق رات دن اسی فکر میں ہیں کہ ذرّوں سے کام لینے کا کوئی عمدہ طریقہ معلوم ہو جائے۔ اور بلاشبہ یہ طریقہ معلوم ہو جائیگا اور اس میں زیادہ دیر نہیں لگے گی کیونکہ اسکے متعلق تازہ ترین یہ خبر ہے کہ تارپیڈو کو جو دشمن کے جہاز اڑانے کو پھینکا جاتا ہے بے تار کے آلات سے ادھر ادھر گھما سکتے ہیں۔ تارپیڈو کی دُم پیچھے بے تار کے آلات ہوتے ہیں۔ اور لب ساحل یا جہاز سے بے تار کی لہر پھینکی جاتی ہے۔ اور اسکی بدولت تارپیڈو جس طرف چاہو موڑ سکتے ہیں۔ اسے وائرلس کنٹرول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اگر ذرّوں سے تارپیڈو ادھر اُدھر جاسکتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ان سے انجن چلانے کا کام نہ لیا جائے اور یورپ اور امریکہ کا سارا کاروبار کوئلہ کی بدولت چلتا ہے انکی ساری شان اور اقبالمندی صنعت و حرفت اور تجارت سے ہے اور یہ تینوں بغیر کوئلہ کے ناممکن ہیں۔

کارخانے جہاں ہر قسم کے سامان تیار ہوتے ہیں کوئلہ سے چلتے ہیں۔ ریلوں سے مال جو سمندر کے کنارے پر پہنچتا ہے کوئلہ سے چلتی ہیں اور جہازوں سے جو تجارتی اشیاء دنیا کے ہر گوشہ اور ملک میں پہنچتی ہیں اور وہاں سے تمام اشیاء پھر یورپ اور امریکہ کے کارخانوں میں پہنچتی ہیں۔ اسی طرح تجارت اور صنعت کا سلسلہ کوئلہ سے قائم رہتا ہے

گھروں میں کوئلہ سے کام لیا جاتا ہے۔ یورپ اور امریکہ کوئلہ سے بنے۔ اگر یہ نہ ہو۔ تو اہل مغرب۔ مصر ایران اور ہندوستان سے بہتر نہ ہوتے۔

دنیا میں ایک ارب اٹھارہ کروڑ ٹن کوئلہ سالانہ پیدا ہوتا ہے جس کی قیمت ۴۲ کروڑ پونڈ ہے۔ اضلاع متحدہ امریکہ اور برطانیہ میں سب سے زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ جو دُنیا کی پیداوار سے ¾ ہے۔ باقی ¼ دنیا کے اور ممالک میں پیدا ہوتا ہے۔

اندازہ کیا جاتا ہے کہ برطانیہ کی کانوں میں ایک کھرب ۳۸ ارب ٹن کوئلہ ہے اور اس کے ختم ہو جانے کا بھی تخمینہ کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے محقق اسی فکر میں ہیں۔ کہ قوت کا کوئی نیا منبع دریافت ہو۔ کہ جس سے کام لیا جائے۔

بعض ماہروں نے مٹی کے تیل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دوران جنگ میں کئی برٹش جہاز تیل جلانے کے مقصد سے بنے تھے۔ اور تجربہ میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی تھی۔

امریکہ۔ رومانیا۔ سائبیریا۔ کاکیشیا اور ایران میں تیل بکثرت نکلتا ہے۔ یہ سوال کہ آیا تیل کے چشمے دریاؤں کے منبع کی طرح دائمی ہیں۔ تحقیق نہیں۔ تاہم تیل ختم ہو جانیکا احتمال بھی ہے۔ اس وجہ سے کبھی سمندر کی لہروں سے کام لینے کی تجویز کی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہیں۔ مد و جزر ہر روز آتے رہتے ہیں۔ سمندر کے کنارہ پر کلیں لگا کر قوت پیدا کرکے شہروں میں کام لیا جاسکتا ہے۔

ہوا کو منجمد کرکے بھی کام لیا جانے لگا ہے۔ آلات بنائے گئے ہیں۔ مگر ترکیب ایسی آسان نہیں ہے کہ اُسے تجارتی کام میں صرف کیا جائے۔

سورج کی دھوپ سے بھی کام لینے کے تجربے ہو رہے ہیں اور ان میں کامیابی ہوگئی ہے۔

ہوا کی بدولت کنوؤں سے پانی نکالنے آلات اور آٹا پیسنے کی چکیاں چلائی جاتی ہیں۔ بالفعل اس سے یہی کام لیا جاتا ہے مگر آئندہ منجمد ہوا سے اور بھی کام لئے جاتے ہیں

فن انجنیری کے ماہر سر چارلس پارسنز نے پہلے سنہ ۱۹۱۲ء اور پھر سنہ ۱۹۱۶ء میں برٹش ایسوسی ایشن کے سالانہ جلسہ میں یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ زمین کے جگر کی جو حرارت ہے اس سے کام لیا جائے۔ اور ترکیب یہ سمجھائی ہے کہ بارہ میل گہرا گڑھا کھودا جائے۔ جس پر پچاس لاکھ پونڈ خرچ ہونگے۔ اور پچاس برس درکار ہونگے۔ اس کے اندر سلسلہ وار اسٹیشن بنائے جائینگے۔ کہ جن سے حرارت قوت تبدیل کرکے کارخانے چلانے کا کام لیا جائیگا۔ تجویز تو معقول ہے۔ مگر اس میں بڑی قباحت یہ ہے۔ کہ کئی پشتیں کام کرنے والوں کی درکار ہوں گی اور کوئی سرمایہ دار پچاس برس تک انتظار نہ کریگا۔

چونکہ کوئلہ ختم ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے یورپ اور امریکہ میں بہت زور سے پیدا ہو رہا ہے کہ اس کا نعم البدل کہاں سے آئے گا پانی سے بجلی پیدا کرکے بھی کام لیا جارہا ہے [illegible]

ہمارے ہاں کوئلہ ہے مگر اعلےٰ قسم کا نہیں۔ ہر سال ڈیڑھ دو کروڑ ٹن نکلتا ہے کانیں زیادہ تر بنگال ہی میں ہیں۔ اعلےٰ قسم کے کوئلہ کی کانیں بہت تھوڑی ہیں اس وجہ سے یہ بڑی رکاوٹ ہے جس سے صنعت و حرفت کے کام نہیں ہوتے۔ ہندوستان کو برطانیہ۔ فرانس کی طرح صنعتی ملک بنانا دشوار ہے۔ ماہرین نے یہ رائے دی ہے کہ موجودہ کانوں کا کوئلہ چالیس پچاس برس سے زیادہ نہیں قائم رہیگا۔ اس لئے ہمیں قوت کے نئے وسیلہ کی تلاش ہونا چاہئے پچھلے سال سے دھڑا دھڑ کارخانے جاری ہو رہے ہیں۔ اس وجہ سے یہ سوال اور بھی اہم بن گیا ہے۔ مگر ماہرین نے کوئلہ کا نعم البدل دریاؤں کا پانی قرار دیا ہے۔ کہ جس سے استمراری منبع قوت بہم پہنچتی ہے۔

تھوڑا عرصہ ہوا۔ بمبئی میں ایک کمپنی پانی سے بجلی پیدا کرکے بمبئی میں پہنچانے کو قائم ہوئی تھی اور اس نے غربی گھاٹ میں ایک بلند مقام پر مصنوعی جھیل بنا کر بجلی پیدا کرنے کا کام شروع کر دیا۔ دوسری کمپنی پچھلے سال ٹاٹا خاندان کے زیر ہدایت نو کروڑ کے سرمایہ سے قائم ہوئی کہ نوے میل کے فاصلے سے دو ندیوں کو روک کر اور بند بنا کر بجلی پیدا کی جائے۔ اور اس سے بمبئی اور احمد آباد اور پونہ وغیرہ میں کام لیا جائے۔ اس قسم کی تجاویز سے صنعت اور حرفت کو بے حد نفع پہنچ سکتا ہے۔

ہندوستان میں دریا اور ندیاں بکثرت ہیں جہاں سے بجلی پیدا کرکے کارخانے چلانے کا کام لیا جاسکتا ہے۔ میسور کی سونے کی کانوں میں بجلی سے کام لیا جاتا ہے جو نوے میل سے آتی ہے۔ دریائے کاویری کے آبشاروں سے اور جگہ بھی بجلی پیدا کی جاتی ہے۔ پنجاب میں بہت دریا ہیں۔ جن کے وسیلہ سے بجلی کی طاقت پیدا کی جاسکتی ہے۔ کشمیر میں بہت سے نالے ہیں۔ اس بتت اور چناب اور راوی و بیاس سے کام لیا جاسکتا ہے۔ نہروں سے کام لیا جاسکتا ہے۔

اب گورنمنٹ نے ایک نئی تجویز پیش کی ہے۔ کہ [illegible] کے پاس ایک عظیم الشان بند بنا کر وہاں جھیل بنائی جائے۔ اور اس جھیل کے پانی سے روپڑ کے قریب بجلی پیدا کی جائے۔ اور پانی سے شمالی علاقہ پنجاب اور [illegible] سیراب کیا جائے۔

بجلی سے کالکا۔ انبالہ۔ لدھیانہ۔ جالندھر پہلے مستفید ہونگے۔ امرتسر۔ لاہور وغیرہ بعد ازاں۔ اس اسکیم پر دس کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ اس کی منظوری صاحب وزیر ہند سے لی جائے گی۔ بعد ازاں کام شروع ہوگا۔

اسی طرح اور جگہ بھی ایسے بند بن سکتے ہیں کہ جن سے بجلی کی طاقت کارخانوں کے لئے پیدا کی جاسکتی ہے دریائے گنگا اور جمنا کے کنارے کے شہر بجلی کی قوت سے مستفید ہوسکتے ہیں۔ اگر ان کے کناروں پر اس کا بندوبست کیا جائے۔ اس وجہ سے ہندوستان کو کوئلہ ختم ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں۔ بجلی کی قوت جو پانی سے پیدا کیجائے دائمی منبع طاقت ہے۔

(ذ۔ جے۔ آر۔ رائے۔ جرنلسٹ لاہور۔)

رسید زر

فہرست عید الفطر جماعت شملہ معرفت شیخ [illegible] الدین صاحب جمع عید فنڈ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	فطرانہ	عید فنڈ
۱	حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر قوم	[illegible]	[illegible]
۲	مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	[illegible]	[illegible]
۳	شیخ عبد الحق صاحب مہمان عارد شملہ	[illegible]	[illegible]
۴	شیخ امیر الدین صاحب کلرک ڈائرکٹر جنرل پبلک ورکس	[illegible]	[illegible]
۵	مولوی عبدالحق صاحب ایڈیٹر پیغام صلح	[illegible]	[illegible]
۶	شیخ امیر علی صاحب کلرک کامرس آفس	۱۲ر	[illegible]
۷	مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے میڈیکل برانچ	[illegible]	[illegible]
۸	بابو عبدالرزاق صاحب آفس ڈائرکٹر جنرل	[illegible]	[illegible]
۹	شیخ عبدالحق صاحب آڈیٹر انگریزی آفس ملٹری ورکس	۱۲ر	[illegible]
۱۰	شیخ عبدالعزیز صاحب آفینس سٹور	۶ر	[illegible]
۱۱	شیخ عبدالمجید صاحب میڈیکل برانچ	۴ر	[illegible]
۱۲	شیخ محمد لطیف صاحب کلرک کوارٹر ماسٹر جنرل	[illegible]	[illegible]
۱۳	چوہدری حاکم خان صاحب میونسپل بورڈ	[illegible]	[illegible]

منشی عبدالقادر صاحب خوشنویس	۸ر	عہ
۱۵۔ شیخ اللہ دین صاحب کمپوزیٹر گورنمنٹ سنٹرل پریس	۴ر	عہ
۱۶۔ شیخ اسلام دین صاحب ریڈر	۴ر	عہ
۱۷۔ صوفی شمس دین صاحب کمپازیٹر	۹ر	عہ
۱۸۔ محمد عیسیٰ ابن مریم	۴ر	۔
۱۹۔ امت اللہ	۴ر	۔
۲۰۔ عائشہ	۴ر	۔
۲۱۔ ماسٹر نور محمد صاحب دفتر ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروس	عہ	۔
۲۲۔ منشی احمد علی صاحب سارجنٹ درجہ اول۔ بابو گنج شملہ	۴ر	عہ
۲۳۔ منشی تاج دین صاحب کلرک سینٹ ایبولیس	۴ر	۔
۲۴۔ شیخ عبدالحکیم صاحب کلرک رائل ایئر فورس	۸ر	۔
۲۵۔ برادرم علی محمد صاحب ملازم امیر قوم	۴ر	۱۲ر
۲۶۔ شیخ امیر الدین صاحب کلرک ڈائرکٹر جنرل آرڈیننس	چندہ ماہوار	للعہ

ماہانہ۔ عید فنڈ۔ چندہ ماہوار } ۲ر للعہ میزان کل للعہ

۔/۔/۴۵

فہرست چندہ جماعت لائل پور معرفت بابو محمد حسین صاحب

نمبر	اسمائے گرامی	اپریل	مئی	عید فنڈ	فطرانہ
۱	حاجی مبارک دین صاحب	لہ	لہ	۔	۱۲ر
۲	بابو الٰہی بخش صاحب	لہ	لہ	۔	۔
۳	شیخ نذر محمد صاحب	۹ر	۹ر	عہ	۸ر
۴	بابو فضل قادر صاحب	ے	ے	۔	۔
۵	شیخ مولا بخش صاحب کانونی ہوس	لہ	لہ	عہ	عا
۶	شیخ میاں محمد صاحب فلور ملز	عہ	عہ	ہ	[illegible]
۷	عملہ کارخانہ فلور ملز	۴ر	للعہ	۔	۔
۸	شیخ میاں مولا بخش صاحب کارخانہ	عہ	عہ	ہ	[illegible]
۹	بابو محمد حسین صاحب پوسٹ ماسٹر	۹ر	۹ر	عہ	عہ
۱۰	شیخ مولا بخش صاحب آڑھتی	للعہ	للعہ	عہ	عہ
۱۱	شیخ اللہ بخش صاحب عرضی نویس	۸ر	۸ر	۸ر	۸ر
۱۲	شیخ میاں محمد اسمٰعیل	۔	۔	ہ	[illegible]
۱۳	ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ	۔	۔	لہ	عم
۱۴	میاں احمد دین صاحب	۔	۔	۴ر	۱۲ر
۱۵	منشی عمر حیات صاحب	۔	۔	۸ر	۸ر
۱۶	سید فضل شاہ صاحب	۔	۔	۔	۴ر
۱۷	منشی عبدالرحمن صاحب	۔	۔	۔	۴ر
۱۸	شیر خان صاحب	۔	۔	۔	۴ر
۱۹	میاں علم دین صاحب	۔	۔	۔	۱۲ر
۲۰	میاں اللہ دتا صاحب ماشکی	۔	۔	۸ر	۱۲ر
	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

میزان کل ۱۲۵/۔/۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

اجلاس عدالت جناب عبدالرحمن خان صاحب بی اے منصف درجہ اول ضلع مظفرگڑھ

نمبر مقدمہ ۱۳۸۱

ہندو خاندان مشترکہ

چمن رام ولد ہزاری رام۔ گردھاری رام ولد چمن رام۔ پسران نابالغ اندر کرہ بھگو رام بسرپرستی چمن رام قوم سیٹھ ساکنہ ڈیوالہ مدعیان

بنام

سردار خان ولد سلطان خان ذات کھوکھر ساکنہ حسن پور تحصیل مظفرگڑھ مدعا علیہ۔

دعویٰ مبلغ ۱۶۰ بروئے تمسک

ہرگاہ بیان حلفی مدعی سے ثابت ہے کہ مدعا علیہ عمداً تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ ۱۴ اگست ۱۹۲۰ء تک حاضر عدالت ہذا ہوکر پیروی نہیں کریگا تو کارروائی یکطرفہ اس کے خلاف عمل میں آئیگی۔ آج ۱۴ جولائی کو ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری ہوا

باورچی کی ضرورت

ایک تجربہ کار۔ ایماندار۔ ہوشیار۔ پنجابی طرز پر کھانا پکانیوالے کی ضرورت ہے۔ تنخواہ معقول علاوہ خوراک کے دیجاویگی۔ سال میں ۱۵ یوم کی رخصت با تنخواہ اور آمد و رفت کرایہ کے خرچ کا بندوبست درست ذمہ ہوگا۔ اعتبار کے واسطے تصدیق کے طور پر احباب جماعت میں سے شناخت ضروری ہے۔ ملازمت ترک کرنے کی

صورت میں کم از کم دو ماہ پیشتر اطلاع دینا ہوگا

المشتہر

شاہ محمد خان۔ بقلم خود 1-7-20

S. M. Khan, B.Sc (Eng)
M. S. P. Railway Engineer.
P.O. Igatpuri -
Distt Nasik
via G.I.P. Rly

تازہ ترین خبریں

(از جناب مولوی محمد عبدالغفور صاحب جائنٹ سیکرٹری خلافت کمیٹی پشاور)

جمعرات کو بتاریخ ۸ جولائی ۱۹۲۰ء مہاجرین کا ایک قافلہ بذریعہ ریل عازم کابل ہوا۔ اسی گاڑی میں دو گورے سپاہی۔ ایک برطانی افسر اور ایک برطانی سارجنٹ سوار تھا۔ گوروں نے زنانہ گاڑی والی عورتوں کو تاکنا جھانکنا شروع کیا۔ جب گاڑی امیگاچ ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو گورے ٹکٹوں کی پڑتال کے بہانہ سے زنانہ درجہ میں جا گھسے اور عورتوں کو چھیڑنے لگے۔ ایک قوی ہیکل مہاجر حبیب اللہ خان کی غیرت نے ہندوستانی عورتوں سے اس قسم کی بدسلوکی گوارا نہ کی۔ انہیں عورتوں میں بعض مہاجرین کی رشتہ دار عورتیں بھی تھیں۔ چنانچہ حبیب اللہ خان نے گوروں سے کہا کہ باہر نکل آؤ۔ آخر نوبت ہاتھا پائی تک پہنچی۔ چونکہ طرفین بے ہتھیار تھے اس لئے انہوں نے ایکدوسرے پر پتھر پھینکے۔ اتنے میں ایک اور مہاجر حبیب اللہ خان کی مدد کو آگیا۔ اور گورے دم دبا کر اپنے اسی خانہ میں گھس گئے جہاں سے نکلے تھے۔ اس ہاتھا پائی میں کسی کو جسمانی چوٹ نہ آئی۔

حبیب اللہ خان اس خیال سے کہ گورے عورتوں کو دق نہ کریں۔ زنانہ گاڑی میں سوار ہوگیا۔ اور گاڑی کی گردھی کی طرف جلدی۔ گورے انتقام کی آگ میں جل بھن رہے تھے۔ اور سمجھ رہے تھے کہ ایک ہندوستانی نے اُن سے ناقابل برداشت سلوک کیا ہے چنانچہ وہ دوڑتے ہوئے اپنے کیمپ میں گئے۔ اور ہندوستانی سپاہیوں کا ایک دستہ لے آئے۔ جو بندوقوں سے مسلح تھا۔ ان سپاہیوں نے آتے ہی ٹرین کو گھیرے میں لے لیا۔ انکے پیچھے پیچھے ایک اور مسلح دستہ فوج تھا جو ایک برطانی افسر کی ماتحتی میں تھا۔ ان سب نے مہاجر حبیب اللہ خان کی تلاش شروع کردی۔ جب گاڑی میں اس کا پتہ لگ گیا۔ تو اُسے نوک سنگین باہر نکلنے کو کہا گیا۔ حبیب اللہ خان نے پلیٹ فارم پر ابھی مشکل سے قدم رکھا ہوگا کہ اُس پر برطانی افسر اور گوروں کی طرف سے تلوار اور سنگینوں کے وار ہونے لگے۔ غریب مہاجر نہتا تھا۔ ایسی بے بسی کی حالت میں موت سامنے نظر آگئی۔ وہ پیچھے کو پلٹا کہ شائد جان بچ جائے۔ مگر پشت پر کاری زخم کھا کر گر پڑا۔ نیچے گرتے ہی اس نے ایک پتھر اٹھایا اور اپنے نامرد و بے رحم حملہ آوروں پر مارا۔

ہندوستانی سپاہیوں کا گولی چلانے سے انکار

اسکے بعد برطانی افسر نے کمال "شجاعت" کو کام میں لاکر ہندوستانی سپاہیوں کو ادھموئے مہاجر پر گولیاں چلانے کا حکم دیا۔ مگر ہندوستانی سپاہیوں نے اخلاقی جرأت سے کام لیکر جواب دیا کہ ہم اس بے رحمانہ قتل میں حصہ نہیں لیتے اور نہ ایسے شخص پر گولیاں چلاتے ہیں جو پہلے ہی دم توڑ رہا ہے۔

ہفت سالہ لڑکی کے سامنے باپ کی شہادت

اس پر گوروں نے ہندوستانی سپاہیوں کی بندوقیں چھین لیں اور غریب مہاجر پر جو خاک پر لوٹ رہا تھا۔ باڑھ ماری جس سے وہ اپنی ہفت سالہ لڑکی کی آبدیدہ آنکھوں کے سامنے جان بحق ہوگیا۔

نعش کی بے حرمتی:۔ باڑھ مارنے پر بھی گوروں کا جوش انتقام سرد نہ پڑا۔ انہوں نے نہایت وحشیانہ پن سے شہید کی لاش کو تلوار اور سنگینوں سے کچوکے دینے شروع کئے اور برطانی افسر بھلا اپنے ماتحت گوروں سے کیسے پیچھے رہ سکتا تھا۔ اُس نے لاش پر گھٹنے ٹیک کر شہید کی گردن پر بہت گہری ضرب لگائی یہ دردناک نظارہ دیکھکر ایک اور مہاجر کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ اور وہ گوروں کی طرف بڑھا۔ مگر اُسے جلدی سنگین کی ضرب سے نیچے گرا دیا گیا۔ دوسرے مہاجر کو بھی اتنے کاری زخم آئے تھے۔ کہ ایک گورہ مردہ سمجھکر چھوڑ گیا۔

پندرہ زخم۔ نعش کے طبی معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حبیب اللہ کو پندرہ زخم لگے۔ جن میں سے ۹ تلوار اور سنگین کے تھے۔ اور چھ گولیوں کے۔ سنگین کے نو زخموں میں سے چار سامنے کی طرف تھے اور ۵ پشت کی طرف۔

شہید کی نعش کو پشاور میں لانے سے پیشتر لوگ شہر میں سراسیمہ اور دیوانہ وار پڑے پھرتے تھے۔ جب جنازہ شہر میں پہنچا تو خلافت اور ہجرت کمیٹی نے جیش فداکاران کی بدولت بصد مشکل امن قائم رکھا۔ پولیس کے شفاخانے میں ایک جم غفیر جمع تھا۔ جو آخر کار نعش کو اٹھا کر خلافت کمیٹی کے دفتر میں لے آیا۔

ہڑتال:۔ دوسرے روز شہر میں مکمل ہڑتال ہوگئی۔ اور تقریباً ۸۰ ہزار ہندو اور مسلمان جنازہ کے ہمراہ قبرستان تک گئے تمام شہر پر حزن و اندوہ کی گھٹا چھا گئی۔ اور لوگوں کی اشک ریزی نے ساون بھادوں کا سماں باندھ دیا۔

ایک عام ماتمی جلسہ:۔ شام کے وقت شاہی باغ میں ایک بہت بڑا ماتمی جلسہ منعقد ہوا جس میں اس دردناک سانحہ پر اظہار رنج و نفرت کرکے یہ ریزولیوشن منظور کیا گیا کہ اسکی تحقیقات ایک باقاعدہ عدالت میں ہو۔ کیونکہ لوگوں کو فوجی عدالت پر اعتماد نہیں۔ مولوی عبدالغفور صاحب۔ لالہ امیر چند صاحب اور ایک سردار صاحب نے نہایت مؤثر تقریریں کیں جس وقت شہید مہاجر کی ہفت سالہ لڑکی کو پلیٹ فارم پر کھڑا کیا گیا۔ تو لوگ بے اختیار زار و قطار رونے لگے۔ جلسہ میں بہت بڑا جوش و خروش پھیلا ہوا تھا۔

مارننگ پوسٹ مورخہ ۲ جولائی میں قسطنطنیہ کے ایک نامہ نگار کے برقی پیغام سے ہندوستانی وفد خلافت کے اراکین کو معلوم ہوا ہے کہ یونانیوں نے ترکی ملتان و ملن کی فوج کے بیندرہ ہزار آدمیوں کو جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ بالکیسری کے سقوط کے بعد گرفتار کئے گئے تھے قتل کردیا ہے اور اس قتل کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ چونکہ وہ کسی باقاعدہ فوج کا سپاہی نہیں۔

لنڈن ۱۷ جولائی۔ دول متحدہ کی یادداشت میں جو ترکی یادداشت دربارہ صلحنامہ کے جواب میں بھیجی گئی ہے ان فقرات کی ترمیم سے انکار کیا گیا ہے۔ جو تھریس۔ سمرنا۔ شام یا آرمینیا کی حدود کے متعلق ہیں۔

الہ آباد۔ ۲۰ جولائی۔ ہمعصر پائنیر کا نامہ نگار مقیم قاہرہ رقمطراز ہے:۔ کہ جس وقت کمانڈر انچیف نے تحقیق کے مقدمے کا فیصلہ سنایا۔ اسی وقت جدید وزیر اعظم ہز ایکسیلنسی نسیم پاشا کو مار ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ آپ موٹر میں بیٹھے دفتر جا رہے تھے۔ کہ ایک بم آکر پھٹا۔ مگر آپ بچ گئے۔ شوفر اور چار رہگذر زخمی ہوئے بم چلانیوالا بھاگ نکلا پولیس والوں نے تعاقب کیا۔ اس نے پولیس والوں پر پستول سے گولی چلائی مگر گرفتار کرلیا گیا۔ یہ تو امید ہی کی جا رہی تھی۔ کہ نئے وزیر اعظم کو ہلاک کر ڈالا جائیگا۔ کیونکہ اُن کے پیشرو انقلاب پسندوں کی نظر چڑھ چکے تھے۔ علاوہ بریں جب پچھلے مہینے درولیش پاشا وزیر اوقاف پر بم پھینکا گیا۔ تو تمام بازاروں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ نسیم پاشا کو مار ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس وقت نسیم پاشا وزیر داخلہ تھے عوام کو نسیم پاشا کے وزیر اعظم ہو جانے کا گمان تک نہ تھا۔ البتہ انکو وزراء کی موجودہ نازک حالت کی اہمیت کا علم تھا۔

لنڈن ۱۸ جولائی۔ ڈیلی ٹیلیگراف رقمطراز ہے کہ:۔ برطانی یادداشت کے جواب میں جو پولینڈ کے بارے میں ہے سوویٹ حکومت نے لکھا ہے۔ گو ہم روس و پولینڈ کے تنازعہ میں کسی قوم کو مداخلت کا حقدار نہیں سمجھتے۔ لیکن اگر پولینڈ صلح کی درخواست کرے تو ہم عارضی صلح کرنے کو تیار ہیں۔

دمشق۔ ۱۵ جولائی۔ جرنیل گوارڈو نے امیر فیصل کو الٹی میٹم دیا ہے جس میں ریاک سے لیکر حلب تک ریلوے کا اہتمام حمص اور حماہ کے ریلوے اسٹیشنوں اور شہر حلب کے قبضہ فرانسیسی حکمبرداری کی منظوری اور فرانسیسی دستاویز سکوں کے چلن اور باغی مجرموں کی سزا کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اگر چار روز کے اندر یہ شرائط منظور نہ کی گئیں تو فوجی دباؤ سے منظور کرائی جائینگی۔ عوام میں بڑا جوش پھیلا ہوا ہے۔

لنڈن ۲۰ جولائی۔ گذشتہ شب دار العوام کے التواء کی تحریک پر ان خطرات کو ظاہر کرتے ہوئے جو شام میں معاندانہ کارروائیوں سے برطانی فوائد کو پہنچ سکتے ہیں۔ مسٹر ارمز بی گور نے حکومت پر سختی سے نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ مشرق وسطے میں یا دیگر مقام پر سب سے بڑھکر برطانی غرض و فائدہ بحالی امن ہے۔ اور صرف اسی سے سیاسی آزادی اور اقتصادی خوشحالی مہیا ہو سکتی ہے۔ فرانسیسی الٹی میٹم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ برطانیہ کو لامحالہ مزید برطانی سپاہ اور روپیہ کام میں لانا پڑے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۰ء نمبر ۹

کیا عیسائیت تسلی اور امن کا مذہب ہے؟

وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ
کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ (قرآن العظیم)

(۱)

"لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آویگا۔ پر اگر میں جاؤں تو میں اُسے تم پاس بھیجدونگا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائیگا" (قول المسیح)

یہ وہ الفاظ ہیں کہ جو ایک ناصرہ کے رہنے والے نے اناجیل کی رُو سے اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں نہایت دردناک لہجے میں کہے۔ اور ان الفاظ کے اندر ایک حقیقت ہے کہ جو دُنیا کے ایک عالمگیر اور لاتبدیل قانون کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ دُنیا کی ہر ایک چیز جو تمہارے سامنے آتی ہے اسکی نسبت تم یقین کرتے ہو کہ وہ ایک نہ ایک دن صفحۂ ہستی سے رخصت ہونیوالی ہے۔ تم ہر روز دیکھتے ہو کہ ایک چیز بنتی ہے۔ بگڑتی ہے۔ اور پھر فنا ہو جاتی ہے۔

جمادات میں سر بفلک پہاڑوں کے پتھر اور مضبوط سے مضبوط چٹانیں استدادِ زمانہ سے بوسیدہ اور ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل جاتی ہیں۔ اور یہی حال باقی عالم جمادات کا بھی ہے۔ عالم نباتات میں بیج سطح زمین کے نیچے اپنی اکڑ بازی کو کھو دیتا ہے۔ تو ایک لہلہاتے پودے کی شکل میں رو نما ہوتا ہے۔ ایک مقررہ مدّت اور اندازے تک نشو و نما پاتا ہے۔ اور بالآخر اپنی تمام تر وسعت اور فسحت کو حاصل کرنے کے بعد رفتہ رفتہ نابود ہو جاتا ہے۔ شاخوں پر غنچے چٹختے اور کلیاں تبسم کرتی ہیں۔ مگر ان کا یہ تبسم گویا موت کا آخری پیغام ہوتا ہے۔ کل کے کل حیوانات اور خود انسان کے جسم میں بھی یہ کون و فساد کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ جسم کے اکثر اجزا فنا ہوتے رہتے ہیں اور نئے اجزاء انکی جگہ لیتے رہتے ہیں۔ مادیات کے علاوہ یہ عمل معنویات میں بھی یکساں حیثیت سے پایا جاتا ہے۔ چاند اور ستارے سورج کو تخت سلطنت پر بٹھا کر خود غائب ہو جاتے ہیں۔ اس سے اور آگے بڑھو۔ تو خیالات و افکار بلکہ اعتقادات اور معقولات میں بھی تغیر و تفسید برابر لگی رہتی ہے۔ خیالات و افکار پیدا ہوتے ہیں اعتقادات اور معقولات کے اصول قائم کئے جاتے ہیں ان پر نقد و بحث ہوتی ہے اکثر ان میں سے مٹ جاتے ہیں۔ جدید خیالات کی آندھیاں اٹھتی ہیں۔ نئے نئے مسائل کے طوفان بلند ہوتے ہیں۔ مگر کچھ مدت کے بعد جب سکون ہوتا ہے تو مطلع صاف ہو جاتا ہے۔ مذاہب عالم میں ریلیو اٹھونگ موومنٹس (تجدیدی تحریکیں) زور و شور کے ساتھ اٹھتی ہیں مگر اکثر ناکام ہو کر بیٹھ جاتی ہیں موجودات عالم کا یہ انقلاب بڑا معنی خیز ہے۔ مگر بہت کم لوگ ہیں کہ جو اس آنے اور جانے کے فلسفے پر غور کرتے ہیں۔

(۲)

پھر اس کائنات کی ہر ایک چیز اور وضع میں ایک عظیم الشان جدو جہد اور کشمکش کا وجود پایا جاتا ہے۔ ہر ایک چیز اپنے قیام اور بقا کے لئے مقدور بھر کوشش کر رہی ہے۔ اور اپنے سے کمتر درجہ کی نوع سے برسرپیکار ہے۔ تاکہ اسکو تباہ کر کے اپنے وجود کو باقی رکھ سکے۔

کیا یہ اصلاح و فساد، رد و کد اور تباہی اور تکوین کا سلسلہ کسی حق و حکمت پر مبنی نہیں؟ اور یوں ہی اندھا دھند کسی کو مٹا دیا جاتا ہے اور کسی کو باقی رکھ لیا جاتا ہے۔ نہیں اور یقیناً نہیں! یہ جو کچھ صفحۂ عالم پر وقوع پذیر ہوتا ہے اگر غور کرو تو ایک عالمگیر اور لاتبدیل قانون اسکی تہ میں کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہر ایک وہ چیز کہ جو تباہ و برباد ہوتی ہے۔ وہ کمزور و ضعیف ہو کر تباہ ہوتی ہے۔ اور ہر وہ چیز جو باقی رکھی جاتی ہے یا اس کمزور اور ضعیف چیز کی جگہ لیتی ہے زبردست طاقتور اور مفید ہوتی ہے۔ بوسیدہ پتھر اور کمزور چٹانیں مٹی میں مل جاتی ہیں۔ کہنہ اور مردہ درخت گر کر خاک ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح حیوانات کے جسم میں سے کمزور اجزاء علیحدہ ہو کر ضائع ہوتے رہتے ہیں۔ علیٰ ہٰذا عالم معنویات میں باطل اور فاسد عقیدے ہمیشہ مٹتے رہتے ہیں اور انکی جگہ مضبوط اور صحیح خیالات و اعتقادات لیتے رہتے ہیں اسکی تشریح اور تفصیل بڑی ہی طولانی ہے اور ایک مستقل صحبت کی طالب۔ تاہم جو کچھ اصول کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ ہمارے مقصد کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

(۳)

اس ہمہ گیر قانون کو ذہن میں رکھکر کہ باطل، مضر، کمزور اور غیر مفید اشیاء دُنیا سے جاتی رہتی ہیں اور مفید۔ طاقتور اور صحیح اشیاء دنیا میں باقی رہتی ہیں۔ اور یہی چیزیں دُنیا کا قیام زینت اور رونق کا باعث ہیں۔ اسوقت تک کہ انکے اندر فقدانِ قوت اور ضعف نہ ہو جائے۔

اب جناب مسیح کے الفاظ پر غور کرو۔ آپ فرماتے ہیں:۔

(الف) "لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں۔ کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی مفید ہے" خداوند عالم کا اکلوتا فرزند اگر انسانی فلاح و بہبود کی تاسیس کیلئے ہمارے ہاں تشریف لایا تھا۔ تو پھر اس کا یہ کہنا کہ "تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے" نسلِ انسانی کی مایوسی کے لئے کافی سے بڑھکر الفاظ ہیں۔ دنیا اپنے حقیقی معراج کو حاصل کرنے کے لئے خدا سے ملنا چاہتی ہے پر خدا کہتا ہے۔ کہ میرا تم سے علیحدہ ہو جانا تمہارے لئے زیادہ مفید ہے اس سے کہ میں تمہارے ساتھ رہوں۔

اسکے بعد آپ فرماتے ہیں کہ:۔

(ب) "کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آویگا" آیت کے اس ٹکڑے میں جناب مسیح دلیل دیتے ہیں کہ میرا جانا تمہارے لئے کیوں مفید ہے۔ مسیح میں دنیا کا امن اور تسلی نہیں بلکہ دُنیا کو امن اور تسلی کے حصول کے لئے ابھی انتظار کرنا چاہئے۔ اسوقت کا کہ مسیح یہاں سے رخصت ہو۔ وہ جائینگے تو دُنیا میں امن اور تسلی کا نزول ہوگا۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

(ج) "اور وہ آکر دُنیا کو گناہ سے راستی اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائیگا" اس فقرہ میں اُس آنیوالے کا ایک عظیم الشان نشان بتایا ہے۔ کہ وہ تسلی دینے والا آکر دُنیا کو اُسکے ارتکاب گناہ کے سبب راستی اور عدالت کی رُو سے خطاکار ٹھہرائیگا۔ وہ یہ تعلیم نہیں دیگا۔ کہ گناہ تو کوئی کرے اور اسکی سزا بطور کفارہ کسی اور کو دی جائے۔

عیسائی دوستو! جناب مسیح کو رخصت ہونے دو۔ اور تسلی دینے والے کے جھنڈے تلے آؤ تو دُنیا میں امن و سلامتی اور تسلی قائم ہو سکتی ہے۔ ورنہ تم راستی اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے جاؤ گے۔ اور کفارہ تمہارے کسی کام نہ آویگا۔ مبارک ہے وہ جو خداوند کی باتوں پر یقین کرتا اور اُن پر عمل کرتا ہے۔

مینائے قادیان کی قلقل

ناقہ چلا ہے نجد میں لیلےٰ کا بے مہار
مجنوں کی بن پڑیگی اگر ساربان نہ ہو

جذبات انسانی کے ہیجان و طغیان کی داستان بڑی ہی طولانی داستان ہے۔ اسکے اندر انسان کی سبعی اور بہیمی قوتوں کے ہیجان کے خوفناک عواقب اور نتائج کے نظارے ہیں۔ تقوےٰ و طہارت انسانی کی خون آلود داستانیں ہیں۔ انسانی عفت و عصمت کے چاک کی حیاسوز داردداتیں و رسائل نفوس انسانی کی بہترین مثالیں ہیں۔ علمائے نفسیات اس حقیقت نفس الامری کے معترف ہیں۔ کہ جذبات انسانی کے دماغ سوز شعلے جب اپنی معتدل حد تفہیم سے بڑھ جاتے ہیں تو لوگ ساربانِ عقل کی تمام تر قیود اور حد بندیوں سے یکسر بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی عقل و شرافت اور اخلاقی حسیات کو خطاب کرنا متکلم و مخاطب دونوں کے فرائض خود ہی ادا کرنا ہے پھر ہمارے مربائے دوست کہ جنہوں نے حضرت محمود کے ہاتھ پر نہ صرف اپنی دین و ایمان کی گٹھا بیچ کی ہے بلکہ عقل و خرد کی تمام تر جنس کو اُسی منصب خلافت کی نذر کر چکے ہیں کیونکہ جذبات کی روک تھام میں سارباں عقل کے سنت کش ہو سکتے ہیں۔

(۲)

میخانۂ خلافت کے بادہ خواروں اور خود ساقیٔ سکران خلافت کے جمیع کمالات کبرٰیٰ اور صغرےٰ کی ثناخوانی ہمارا ہمیشہ کا وظیفہ رہا ہے۔ بلاشبہ ہم سے خطا ہوئی اور ضرور ہوئی اگر ہم نے ان قاصر الطرف ہستیوں کی مدحت سرائی میں کسی قسم کی قصر کی ہو جسکا ہمیں انکا اعتراف ہے اور جب تک خدا چاہیگا رہیگا۔ کہ عقل و خرد کے تختہ مشق پر جو گلکاریاں حضرت محمود سلمہ اللہ المعبود باعیانہ و لتصارہ نے کی ہیں اُنکی نظیر آثار ماضیہ میں تلاش کرنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔

"حقیقت و مجاز کا مفہوم بہ سر مو متفاوت نہیں"
"ہمل و برُوز اپنی تمام حیثیات میں ہمل سے کسی نہج کم نہیں"
"کل باوجود اپنی تمام تر وسعت و فسحت کے اپنے جزو سے قطعاً بڑا نہیں"

یہ تو پُرانے اور محمودی اختیارات سے ثابت شدہ اصول ہیں۔ حال ہی میں مدیر الفضل نے قادیانی لیبوریٹری (معمل) کے چند نئے اختبارات کا نشر و اعلان کیا ہے۔

"ماضی اور استقبال کی حدود بکسر متحد ہیں اور ان کے اندر قطعاً کوئی حدِ فاصل موجود نہیں"

"علت کے وجود پذیر ہونے سے پیشتر معلول ظہور پذیر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ۲۲ جولائی کا الفضل اسپر شاہد ہے مسئلہ تزکیہ کا جواب دیتے ہوئے ہمارے حسین و جمیل دوست مدیر الفضل" رقمطراز ہیں کہ "ایڈیٹر پیغام کو قدرت کیطرف سے ظاہری بدنمائی کے ساتھ دماغ بھی ردی ملا ہے" اس لئے کہ اسے اتنا بھی یاد نہیں رہا اور اگر کبھی میاں محمود احمد صاحب کو کوئی بات یاد نہ رہی ہو۔ تو کیا انکے دماغ کو بھی ردی کہہ دوگے (سر کو کھجلا کر جواب دیتا) کہ جس مجمع کو میاں صاحب نے مخاطب کیا تھا اس میں ہندو مسلمانوں کی نسبت زیادہ تھے۔

ہم اپنی ظاہری بدنمائی کو اس لوءلوء مکنون پر نثار کرتے ہوئے اسکو بتلانا چاہتے ہیں کہ واقعی ہمیں دماغ ایسا ردی ملا ہے کہ جو محمودی علم کلام کی اس الوکھی منطق کے قبول کرنے سے قطعاً عاجز ہے۔ کہ چونکہ بعد میں یہ معلوم بلکہ ثابت ہو گیا۔ کہ الہ آباد کی کانفرنس میں ہندو زیادہ تھے اس لئے سری محمود احمد جی نے جلسہ منعقد ہونے سے کئی روز پہلے اپنے مضمون میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے سلام مسنون سے شروع نہیں کیا گویا جو وجہ سلام مسنون کے ترک کی باعث ہوئی وہ بعد میں پیدا ہونیوالی تھی۔ مگر میاں صاحب کی کشفی نگاہ پہلے ہی تاڑ گئی۔ اور اس لئے بقول آب نادیدہ موزہ کشیدہ۔ سوت نہ کپاس اور میاں سے لٹھم لٹھا۔ میاں صاحب نے مسنون طریق کو ترک کر دیا

(ب) ہمارے ردی دماغ میں محمودیوں کی یہ منطق کبھی نہیں آتی کہ جس مجمع میں کثرتاً ہندو ہوں تو وہ جلسہ خواہ مسلمانوں کا ہی کیوں نہ ہو وہاں کے مسلمانوں کو بھی سلام نہ کہنا چاہئے خصوصاً جبکہ مخاطب صرف مسلمانوں کو ہی کرنا مقصود ہو (محمودیو نوٹ کر رکھو۔ کبھی لاہور کے جلسے میں اپنے پیر بھائیوں کو بھی سلام نہ کہدینا کیونکہ یہاں جلسوں میں ہندو زیادہ ہوتے ہیں)

(ج) الفضل کے متذکرہ صدر الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان تو سمجھتا ہے مگر چونکہ وہاں ہندو زیادہ تھے اس لئے ان سے علیک سلیک نہیں لی گئی اور خصوصاً اسکے ان الفاظ نے تو اسپر اور بھی صاد کر دیا۔ (ہندو) جس طرح چاہتے تھے مسلمانوں کو چلاتے تھے" چونکہ یہاں اس نے حسب سنت میاں محمود "جنکو دنیا مسلمان کہتی ہے" "جو مسلمان کہلاتے ہیں" وغیرہ وغیرہ۔ الفاظ ایزاد نہیں کئے کیا یہ عقیدہ میاں صاحب کے عقیدہ کفریہ کے خلاف نہیں ورنہ مسلمانوں کو مسلم کہنا تلبیس نہیں تو کیا ہے۔

(۳)

(الف) یہ بلاشبہ صحیح ہے کہ کسی کے محض سلام مسنون نہ کہنے سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ کہ وہ اسکو کافر سمجھتا ہے لیکن ہمارے سوال کی نوعیت اس سے علیحدہ ہے اور وہ میاں صاحب کے عقیدہ کی رو سے ہے کہ آیا میاں صاحب نے ان کو مسلمان سمجھکر سلام نہیں کیا یا کافر سمجھکر۔

(ب) ماشاء اللہ مدیر الفضل کی عالی دماغی قابل ملاحظہ ہے آپ فرماتے ہیں اور کس شرح و بسط کے ساتھ فرماتے ہیں کہ چونکہ حضرت صاحب نے جو تبلیغی مکتوب اور رسائل اپنی کتب میں شائع کئے ہیں ان میں سلام علیکم نہیں لکھی۔ اسلئے وہ غیروں کو کافر سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کہیں مدیر الفضل کے منطقی دماغ نے یہ نہ لکھوا دیا کہ چونکہ قرآن مومنوں کو مخاطب کرتا

سے ہیں اور عرب - افریقہ - شام - ایران وغیرہ اطراف عالم میں تبلیغاً بھیجے گئے ہیں - اُن میں مجددیت - محدثیت جزوی - ظلی - بروزی نبوت کی تبلیغ شائع کرکے اُنکو پہنچائی گئی ہے - اب بقول میاں صاحب جب سال ۱۹۰۱ء کو مسیح موعود علیہ السلام کا خیال پلٹا اور حقیقی نبوت کا دعوےٰ کیا - تو وہ رسائل اور کتابیں بتلائی جاویں جو ۱۹۰۱ء کے بعد حقیقی دعوےٰ نبوت کے متعلق شائع کرکے - عرب - افریقہ - شام - ایران وغیرہ ممالک میں ارسال کی گئیں - اور اگر ارسال نہیں کی گئیں - اور واقعی نہیں کی گئیں - تو العیاذ باللہ - گناہ بگردن قائل - مسیح موعود علیہ السلام فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوکر دُنیا سے نہیں گئے - اور حجت پوری نہیں کر سکے - یہ عجیب بات ہے کہ مجددیت کو تو تمام ممالک میں پھیلایا اور نبوت کو جو اُن کا اصلی منصب (بقول میاں صاحب) تھا - اُسکو شائع نہ کیا اور نہ کر سکے - بلکہ قدرت کے ہاتھوں نے دعوےٰ نبوت کے شیوع سے اُنہیں روک دیا -

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا - میاں صاحب کے مسلمات کے رُو سے یہ اعتراضات جناب مسیح موعود علیہ السلام پر وارد ہوتے ہیں - اور یہ اعتراض بھی مسیح موعود علیہ السلام کی دلیل سے ماخوذ ہو سکتا ہے - جہاں اُنہوں نے اسرائیلی مسیح کے متعلق یہ فرمایا ہے - کہ بایں وہ تبت کشمیر وغیرہ کی طرف سفر کرتے تاکہ اسرائیلی گم شدہ بھیڑوں کو اپنی تبلیغ پہنچائیں کیونکہ شام کی اطراف میں منجملہ بارہ فرقِ اسرائیل کے صرف دو فرقے اسرائیلیوں کے موجود تھے - باقی کے دس فرقے تبت کشمیر وغیرہ کی طرف آکر آباد ہو گئے تھے -

پس مسیح موعود علیہ السلام بایں کہ اپنی نبوت کی تبلیغ تمام عالم میں بین طور پر کرتے بالخصوص اُن ممالک میں جن میں پہلے کے اشتہار اور رسائل اور کتابیں - محدثیت والی جزوی نبوت کے متعلق ارسال کر چکے تھے اب تردیدی کتابیں بایں بھیجی جاتیں - اور حقیقی نبوت خود کا اعلان اُنکو پہنچایا جاتا اور یہ تو اشد ضروری اس لئے بھی تھا - کہ اس پر تمام عالم کے چالیس کروڑ مسلمان کا فر بننے والے تھے -

قاضی محمد یوسف صاحب نے اس موقعہ پر یہ بھی جواب میں کہا کہ وہ کتاب حقیقۃ الوحی اور وہ استفتاء عربی ہے میں نے کہا اس میں تو وہی نبوت پیش کی گئی ہے جو جزئی ظلی اور اصطلاحی والی نبوت ہے - اس سے تو ان لوگوں پر حجت پوری نہیں ہو سکتی - وسمّیت نبیًّا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ - وھو مسلم عند اکابر اھل السنۃ - وما نفی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ - (حقیقۃ الوحی)

غرضیکہ ان تینوں اعتراضوں کی تردید کا مبلغین میاں صاحب اور اُن کے متبعین نہیں کر سکتے - والسلام :

خاکسار نذر علی - اذیٹر در -

گذارش بخدمت اہل سادات

جناب من! خاکسار نے ایک تاریخ معہ شجرہ آباؤ اجداد سادات عظام ہندوستان لکھنی شروع کی ہے - جس میں عموماً کل سادات ہندوستان کے خاندانوں کا صحیح و مستند حال ہوگا - اس تاریخ کے لکھنے سے علاوہ اور فوائد عظیمہ کے یہ فوائد بھی مدِ نظر ہیں - کہ جن خاندانوں کے آباؤ اجداد کسی وجہ سے بلادِ مختلفہ میں جاکر آباد ہو گئے - اور اس وجہ سے اُن کے جانشینوں میں آپس کے تعلقات منقطع ہو گئے - انشاء اللہ تعالےٰ اس تاریخ کی مدد سے وہ مراسم دوبارہ پھر قائم ہو سکیں گے - دوئم کل سادات ہندوستان کی یکجا ایک جامع تاریخ ہوگی - اس لئے خاندانِ سادات کے ارکان سے التماس ہے کہ وہ اپنے خاندان کے حالات و نیز شجرہائے نسب مستند و صحیح تحریر فرماکر خاکسار کے پاس روانہ فرمادیں اور اگر کوئی ایسی تاریخ کی کتاب ہو جس میں آپ حضرات کے خاندانوں کا تذکرہ ہو تو اُسکو عاریتاً روانہ فرماکر مشکور فرمادیں بعد نقل امور ضروری واپس کر دی جائیگی :

خادم القوم :-

سید محمد یعقوب - امروہہ محلہ شاہ علی سرائے ضلع مرادآباد -

تکمیل شریعت بالغ نبوت ہے

(از قلم مولانا ابو الفضیل اسلم مشنری مسلم یونین بمبئی)

مجھے محمودی برادران کی حالت زار پر رہ رہ کر رونا آتا ہے کہ وہ اپنے زعم علمی میں کس قدر بے سر و پا کی اُڑا رہے ہیں گویا روزِ جزا کو بالکل بھول چکے - یا یہ کہو کہ جزا و سزا کا مالک و مختار اُن کا فرضی خدا وند جدید (محمود) ہے - توجہ اس عقیدہ بد کے گویا ہمارے محمودی برادران کی عقل کی مشین غرور کی شوریت سے مجسم زنگِ جہالت بن چکی ہے مگر بوجہ ضد و تعصب یہ سمجھتے نظر نہیں آتے - اخوت و ہمدردی اس امر کی متقاضی ہے کہ ہم اپنی حتی الوسع اُن کے بیدار کرنے کی سعی میں سرگرم رہیں - شاید کہ کوئی سعید روح اس سے مستفید ہو -

محمودی بھائیو! موت قریب ہے - انسان اس موت سے مرے - جو موت کہ قبل از موت ہو وہ یہ ہے، کہ اپنی خواہش نفسانی کو حیاتِ جاودانی پر نثار کر دو تاکہ مقام لقا باللہ میں پرانے قرون قرحیلین کی خلعت سے بہرہ حاصل کر سکو -

ہمارے محمودی برادر جو مولوی محمد علی صاحب کی عداوت کا بیڑا اُٹھائے ہوئے پھٹکاریاں دے رہے ہیں - کاش آنکھیں اور دل و دماغ سے کام لیں - اور اصول شرعی سے فائدہ اُٹھائیں مگر اُنکی مخبوط الحواسی دن دگنی رات چوگنی اوج کمال پر ہے چونکہ جہالت کی شوریت اُنکے مادۂ فکر و تدبر کو مجسم زنگ آلود ہونے سے بیکار کر چکی ہے اس لئے اُنکے دل و دماغ معطل ہو چکے ہیں - اور اُنکی لیاقت علمی ضلالت کے بھنور میں آ چکی ہے جنکے لئے اصلاح عمل کا کنارہ ناپید ہے ایسے وجوہات کے لئے ہدایت ہونی محال ہے بجز اسکے کہ خداوند کریم اُنکی ضرورت محسوس کرے - اور اپنے لاتبدیل قانون کو بدلا کر انبیاء کی بعثت از سر نو شروع کرے - مگر افسوس تو یہ ہے کہ وہ اپنے کلام میں ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا فرما چکا ہے - اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بھی آ چکے اور لا نبی بعدی فرما چکے - چنانچہ اُنکی اُمت میں علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مقام پر فائز المرام ہوکر اپنے کمال کا جوہر دکھا چکے -

چونکہ راست اور کج دونوں کا عالم میں ہونا ضروری ہے - نیز رحمت و رنج - گل و خار - نوش و نیش - غرضیکہ ہر جنس کا ساتھ ہے اسلئے ہمارے محمودی برادروں نے اپنی طرف سے ایک اوتار (محمود) بنایا جس نے بوجہ صغر سنی بحرِ ضلالت کی جہاز رانی کا ذمہ اُٹھایا - اُنکے اوتار نے مسلم و غیر مسلم کو کافر کہہ سنایا - امام الزمان مسیح اللہ نے تربت شاہیب الرحمۃ والرضوان نے جو سلسلہ اشاعت اسلام قائم فرمایا تھا - اور انجمن کے ذریعہ اسکی تار و پود کی اصلاح ضروری مقصود فرمائی تھی - افسوس کہ یہ عقل کے دشمن اس کی بیخکنی کے درپے ہو گئے اور انہوں نے بجائے اشاعت اضاعت کا نقشہ دُنیا کے سامنے پیش کر دیا - مرید ان ہوس گرد کی مکھیوں کی طرح نشین ہوئے اور دُنیا کی اصلاحی ہوا کو اُنکی بھنبھناہٹ نے خراب کرنا شروع کیا - غرض یہ خرابی وبا کی صورت پکڑ کر ایک جماعت کثیر کے لئے موجب ہلاکت ہوئی - جن کے سرگروہ ہمارے امام کے صاحبزادہ والا مقام ہیں جن کی ذات کے لئے ہمارے دلوں میں خاص تڑپ ہے اور خداوند احکم الحاکمین کے حضور التجا ہے کہ وہ پاک و برتر اللہ اس نونہال (محمود) کو چشمۂ ہدایت سے سیراب کرکے ذریعہ ہدایت خلق کرے تاکہ امام الزمان حشر کے میدان میں مثال و مغضوب گروہ اپنے نونہال کو نہ ملاحظہ فرمادیں آمین!

ہمارے محمودی برادر مولوی عمر الدین صاحب شملوی جو نبوت محمدی سے ناراض ہو چکے ہیں - اُنکو نئے نبی کی ضرورت ہے اسلئے اُنہوں نے موقعہ پاکر ایک نبی اپنی طرف سے تراش لیا اور اسکی ضرورت زمانہ پر ثابت کرنا چاہتے ہیں چنانچہ قبل ازیں ایک مضمون بعنوان "کیا تکمیل شریعت بالغ نبوت ہے؟" یکم جولائی کے الفضل میں حضور شائع فرما چکے ہیں جس کا جواب بفضلہ جل مجدہٗ احقر نے دیا - ۸ جولائی کے الفضل میں حضرت موصوف نے بعنوان مذکورہ شائع فرمایا - جسکے جواب میں سطور ہذا رقم کرنے کا اتفاق ہوا - خداوند کریم یہ سطور اُنکی رشد و ہدایت کا موجب رہے اور اُن کی ترقی ایمان کا فدیہ ہو - آمین!

مولوی عمر الدین صاحب محمودی تحریر فرماتے ہیں :-

"جس مسئلہ پر میں نے قلم اُٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کا یہ ایمان کہ قرآن نے چونکہ تکمیل شریعت کر دی ہے لہٰذا اب کوئی نبی نہیں آ سکتا محض غلط ہے - اور اس غلطی کی وجہ مولوی حبیب الرحمن کی عبارت کو نہ سمجھنا ہے اور یہ نہ سمجھنا بھی تجاہل عارفانہ ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ میں پہلے مضمون میں دکھا چکا ہوں - کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کھول کھول کر اس عقیدہ کا ہمیشہ ابطال کیا ہے - ہاں مولوی محمد علی صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے تو نبوۃ فی الاسلام میں شہادۃ القرآن کا جواب دیدیا ہے اسلئے کیوں اس پر غور نہیں کیا" سو بہاں قدر سے اسکے متعلق بھی عرض کرتا ہوں"

میرے محمودی بھائی کی لاف ان سطروں میں صاف بتلا رہی ہے کہ یہ اعلےٰ درجہ کے ایماندار ہیں کیونکہ سچائی کو نزدیک نہیں آنے دیتے بلکہ خود بھی نبی ہو چکے ہیں - جس کی وجہ سے ضرورت ہوئی کہ خدمت شریف میں شفقت قلبیہ عرض کیا جاوے -

محمودی بھائی تمہارا بھی ایمان ہے کہ بعد سید رسولی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہیں آ سکتا - (اور نہ ضرورت ہے) تو اب نئی نبوت کے متعلق جو حوالہ شہادت القرآن کے آپ نے مضمون اول میں نقل فرمائے وہ اعلیٰ درجہ کی ایمانداری سے نقل کیے گئے تھے - بطور لا تقربوا الصلوٰۃ - جواب میں عبارات حوالہ کی قلعی کھل چکی ہے - چنانچہ ماقبل و مابعد کے مضمون سے حضرت امام ضرورت مجدد ثابت کر رہے ہیں - صاف دکھلایا گیا ہے اور امام الوقت نے اس عقیدہ بد کی تردید ایسی صاف طور سے فرمائی ہے کہ حاجت نبی کی زمانہ حال و استقبال میں نہیں ہے - اور نہ ہوگی - قرآن کریم خاتم الکتب اور محمدؐ خاتم النبیین - نہ ضرورت کتاب نہ ضرورت نبی :

مولوی محمودی نقل فرماتے ہیں "بنی اسرائیل میں بلا کتاب نبیوں کے آنے کی تشریح - مولوی صاحب نے میرے پیش کردہ حوالہ شہادت القرآن کا یہ جواب دیا ہے کہ

اول - ان الفاظ کے معنے کہ کوئی نئی کتاب اُنکے ساتھ نہیں تھی - ہم صرف یہ کرینگے کہ وہ نئی شریعت نہیں لائے اور کتاب سے مراد یہاں ایسی کتاب لی جائیگی جس میں نئی شریعت ہو -

دوئم - مذکورہ بالا تحریر میں حضرت مسیح موعود نے رسولوں اور نبیوں کا ذکر مع ان لوگوں کے کیا ہے جو بنی اسرائیل میں نبی کے نام سے موسوم ہو جاتے تھے - مگر جنکی نبوت محض لغوی معنوں میں تھی -

سوم - یہ کہ تجدید انبیاء کے کاموں سے صرف ایک کام ہے -" (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۹۱)

محمودی بھائی - لعنۃ اللہ علی الکاذبین - حیرت ہے (الفضل کے کالموں میں) یکم جولائی کو آپ کا وجود ظاہر ہوا - مولوی صاحب کو النبوۃ فی الاسلام لکھے کتنا زمانہ ہوا - مقام غور ہے کہ آپکے یہ وساوس ابھی ظہور پذیر ہوئے - اور مولوی صاحب قبل ظہور اس کی تردید فرما چکے ہیں - تو اب آپ کے یہ الفاظ درج کرنا کیسی شرم کی بات ہے کہ "مولوی صاحب نے میرے پیش کردہ حوالہ شہادۃ القرآن کا یہ جواب دیا ہے الخ"

محمودی بھائی اس قدر وقاحت اچھی نہیں - حق کی دشمنی سے قساوت قلبی کا ظہور ضرور ہوتا ہے مگر آپ تو دو درجہ میں سبقت لے نکلے - شاباش بریں ہمت مرد افگن۔

محمودی بھائی تحریر فرماتے ہیں - امر اول کا جواب دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ مولوی صاحب نے خود اس کا جواب اپنی کتاب میں دے رکھا - اس طرح دیدیا ہے کہ "علاوہ تجدید کے حقیقی انبیاء کے سپرد کچھ اور کام بھی ہوتے ہیں اور ان کاموں میں سے ایک کام تکمیل شریعت اور تکمیل ہدایت ہے جو وہ بذریعہ کتاب کرتے ہیں جو اُن کو دیجاتی ہے - (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۹۱-۹۲)

گویا حقیقی انبیاء ضرور ایسی کتاب لاتے ہیں جو تکمیل شریعت کرتی ہے اور جواب اول میں مولوی صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ "ان الفاظ کے معنے کہ کوئی نئی کتاب اُن کے ساتھ نہیں تھی - ہم صرف یہ کرینگے کہ وہ نئی شریعت نہیں لائے۔"

اب اگر وہ نبی ایسے تھے کہ نئی شریعت نہیں لائے تھے تو پھر وہ حقیقی نبی نہ ہوئے کیونکہ حقیقی نبی اُنکے خیال میں وہ ہے جو تکمیل شریعت و ہدایت کرنیوالی کتاب لائے اور تکمیل شریعت تو تب ہی ہوگی جب نئے احکام شریعت وہ خدا سے لائے - پس ان کا پہلا جواب خود اُنکے اپنے الفاظ سے ہی باطل ہو گیا -

مولوی محمودی صاحب! آپ کی ایچا پیچی صاف بتلا رہی ہے کہ آپ من گھڑت باتیں شرعی بتانا چاہتے ہیں بمقام غور ہے جبکہ ہم لکھ درج کر چکے ہیں کہ نبی وہ جو اپنی وحی کا متبع ہو اور وحی نبی ماسبق کا اسی قدر مطیع ہوگا - جس قدر اسکی اپنی وحی تصدیق کریگی پس نبی ماسبق کی وحی کی اتباع حقیقتہً اسکی اپنی وحی کی اتباع ہے کیونکہ وہ اس وحی کے لئے مامور ہے بذریعہ وحی نبوت تو وہ مامور ہی کتاب اللہ ہے - فتدبر -

مولوی محمودی صاحب فرماتے ہیں - دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تو ان انبیاء کے لئے کتاب کی مطلقاً نفی کی ہے اور ایسی نفی ہے جو نفی لا نبی بعدی کی نفی سے بھی زیادہ سخت نفی ہے کیونکہ نفی کتاب کے ساتھ ان انبیاء کے ظہور کا مقصد بجائے تکمیل شریعت کے یہ بتایا ہے کہ "شریعت کامل تھی اُنھیں کوئی کمی بیشی نہ کرتے تھے - بلکہ محض خادموں کی طرح کمر بستہ

؎ بقول محمودیاں کان اللہ منزل من السماء -

بخدمت توریت تھے - اور مجدد شریعت موسوی تھے کیا وہ شخص جو شریعت میں کمی بیشی کرتا ہے وہ محض تجدید کرنیوالا کہلا سکتا ہے ہرگز نہیں - بلکہ وہ تو صاحب شریعت نبی ہی کہلائیگا - جس طرح حضرت مسیح موعود نے حضرت عیسےٰ کی دوبارہ آمد کی صورت میں اسپر ایک حکم شرعی کے آجانے پر بلکہ صرف اس قدر وحی پانے پر کہ جبریل یہ کہدے کہ اے مسیح تو قرآن کی پیروی کر - اسے صاحب شریعت نبی فرض کیا ہے - اور مولوی محمد علی صاحب نے بھی بارہا اس کا ذکر کیا ہے اسی طرح وہ انبیاء جو تکمیل شریعت کریں بلا شبہ صاحب شریعت نبی ہونگے - اور ان کی کتابیں شریعت کی کتابیں ہونگی اور یہ مولوی صاحب تسلیم کر چکے ہیں کہ شریعت کی کوئی کتاب ان کے ساتھ نہ تھی پس جبکہ وہ محض مجدد شریعت ہونے کے باوجود نبی تھے - تو کیوں مسیح موعود جو مجدد اعظم اور تمام نبیوں کا موعود آخر الزمان ہے نبی نہیں۔

مولوی محمودی صاحب - ذرا تعصب کی پٹی آنکھ سے اتار دو - اور دیکھو آپ کیسے صاف صاف الفاظ میں تحریر فرما چکے ہیں - مگر آخر میں آپ کا غایہ گر کے آپکو صداقت کی لائن سے گرا گیا ۔

مولوی محمودی صاحب - انما عجلة نہ فرمایئے - مولوی محمد علی صاحب کا مفہوم کچھ اور ہے - پہلے آپ یہ فرما چکے کہ لقد … کے الفاظ … یہ بتلا رہے ہیں کہ بائبل جن کی شہادت دیتی ہے - وہ نبی تھے - … اور ان میں سے بعض ایسے بھی تھے - جو نبی کے نام سے موسوم ہوئے اور منہاج نبوت کی سڑک سے گزرے ہوئے تھے - وہ حقیقتہً نبی نہ تھے - اور جو حقیقتہً نبی تھے وہ واقعی ان اوصاف سے موصوف تھے - ایمان کے پھیلانیوالے، زندہ کرنیوالے، خدا کا چہرہ دکھانیوالے۔

بات یہ ہے بعض نام کے نبی کہلانیوالے جھوٹے بھی تھے اور بعض سچے اور صادق مگر مرتبہ بالا سے قاصر تھے - آپ ناحق سیخ پا ہو گئے - عالم ہو کر - اور پھر محمودی بھی - استغفر اللہ -

محمودی برادر فرماتے ہیں - **امر سوم** کا جواب یہ ہے کہ ملائکہ شبہ انبیاء تشریعی اور غیر تشریعی ایک کام … ہیں وہ تجدید کا ایک کام ہے - لیکن یہی کام آنحضرت … اور بہت بڑا کام ہے اسکے سوا صرف کامل شریعت … یا بعض احکام شریعت لانا یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرنا ہی رہ جاتا ہے اور یہ بہت … کام صرف صاحب شریعت نبی کا ایک کام ہے - دوسرا کام تجدید شریعت ہے جو بذریعہ وحی ربانی اور بذریعہ آسمانی نشانات کے کیا جاتا ہے اگر آپ مانتے بھی تو حقیقی نبیوں کے لئے یہ کام نہ ایک … تھا بلکہ وہ تکمیل شریعت کرتے ہیں یہ ہم مان لیتے ہیں کہ یہ کام وہ نبی نہیں کرتے … جو شریعت سابقہ … ہوتے ہیں جیسے انبیاء بنی اسرائیل جن کا ذکر ہو چکا - پس آپ کی ساری تصنیع تا ان کا یہ نتیجہ کہ انبیاء کے کاموں میں سے تجدید ایک کام ہمارے لئے مضر نہیں کیونکہ انبیاء کے اندر تشریعی اور غیر تشریعی سب داخل ہیں ہاں اگر آپ یہ دکھا دیں کہ وہ انبیاء جو کوئی کتاب نہیں لائے محض مجدد شریعت موسوی تھے - ان کے بہت سے کاموں میں سے تجدید ایک کام ہے جسے اس امت کے مجدد کرتے ہیں اور وحی اور الہام جو اُن کو بغرض تجدید ہوتا ہے - وہ اس امت کے مجددوں کو نہیں ہوتا یا ہوتا ہے تو ان سے کم - تب آپ کا یہ اعتراض صحیح ہو سکتا ہے ورنہ یہ ایک تنکے کا سہارا ہے جو آپ کو لے ڈوبا - اور اب بچاؤ کی صورت یہ ہے کہ آپ حبل اللہ قرآن مجید کو پکڑ لیں - آپ کی اس بحث کا جواب کہنے کے لئے صاحب کتاب ہونا ضروری ہے - انشاء اللہ ایک مستقل صورت میں لکھوں گا۔

وما توفیقی الا باللہ ۔

محمودی بھائی ! یہ گیدڑ بھبکی کس کو سنا رہے ہو تمہاری مولویت کے خلاف ہے کیا آپ کی اس گیدڑ بھبکی سے ہم … ڈر جائینگے ہرگز نہیں !

کیا برادرم آپکو قرآن سے بھی کچھ واسطہ ہے یا حبل اللہ سے مراد محمودی شریعت ہے - صرف دکھاوے کے طور پر حبل اللہ قرآن کو گردانا ہے - مگر یقیناً آپ کو قرآن سے تعلق نہ ہونا چاہیے کیونکہ قرآن مجید تو خاتم النبیین کے لفظ سے نبوت کا دروازہ مسدود کرتا ہے - اور احادیث رسول اللہ سے بھی ایسا ہی مستفاد ہوتا ہے خود امام الزمان بھی یہی عقیدہ لیکر دنیا سے رخصت ہوئے - چنانچہ حضور کی تالیفات سے ظاہر ہے

اب آپ کے اوتار (محمود) کو سرخ سیاہی سے سب پر کفقلم خط کھینچنے کی ضرورت ناحق ہوئی ہے جس نے تو حبل اللہ قرآن سے یکدم رخ پھیر لیا - رہی احادیث ان سے کوئی واسطہ نہیں

خود امام الوقت جن کے وہ (فرضی خلیفہ) کہلاتے ہیں - انکی تحریر سے کوئی نسبت نہیں - تو اب کیا کہا جائے - واقعی یہ تنکے (محمود) کا سہارا آپکو لے ڈوبا - جس نے دنیا و دین سے بیکار کر دیا۔ واقعی آپ کے بچاؤ کی صورت یہی ہے کہ آپ اس عقیدہ سے توبہ کریں - اور خدا کے حضور گڑ گڑائیں - اور موافق قرآن و حدیث اپنا عملی نمونہ دکھائیں تو ممکن ہے کہ رحمت کا سمندر موج آپ کی ذنوبی آلائش یکدم نابود کر دے - اور خداوند کریم **فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات** کے زمرہ میں آپ کا بھی نام قائم کر دے - آمین !

برادرم ! کمالات محمدیہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ انکی امت کے علماء یعنی مجددین باوجودیکہ خلعت نبوت سے ممتاز نہ ہوں مگر کام انبیاء کے کریں - جیسا کہ حدیث **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** سے روز روشن کی طرح نمایاں ہے - جبکہ باب نبوت مسدود ہو چکا ہے اور وحی نبوت بکلی مسدود ہے - تو اب وحی نبوت کا نزول خلاف قرآن و حدیث اور خلاف اجماع امت - اور خلاف امام الوقت - تو تمہارے یہ مخترعات وساوس شیطانی کا حکم رکھتے ہیں - دیکھئے خود امام الوقت علیہ الصلوٰۃ والسلام … ہے ! جنکے آپ … سے برطرف کرتے ہیں تو یہ لغو باتیں کیسے مسلمات سے ہو سکتے ہیں -

غور کیجئے - کیا نبی اپنی وحی کو اپنے ظن کی تابع … شبہ و عدم تحقق کی وجہ سے اشاعت سے روک کر … نہیں ہوتا کیا نبی اپنی کسی وحی کو مادہ استعمال کے لقب سے بھی یاد کرتا ہے کیا نبی اپنی وحی کو کذب و الحاد و زندقہ کے قبیل … فرمایا کرتا ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں " وما انی کا صدق الہامی من الہاماتی الا بعد ان اعرضہ علی کتاب اللہ واعلم انہ کلما یخالف القرآن فھو کذب والحاد و زندقۃ فکیف ادعی النبوۃ وانا من المسلمین (حمامۃ البشریٰ ص ۷۹) - ترجمہ :- میں اپنے الہامات کو سچا نہیں جانتا - تاوقتیکہ انکو قرآن کے سامنے پیش کروں - پس جب قرآن کے مخالف معلوم کرتا ہوں تو یقین کرتا ہوں کہ وہ کذب والحاد و زندقہ ہے یعنی قابل قبول نہیں وہ مردود و مطرود ہے - پس یہ … ظاہر ہے جبکہ آپ فرماتے ہیں کہ میرے الہامات ایسے مشتبہ بھی ہوتے ہیں تو میں مسلمان ہوتے ہوئے کیسے مدعی نبوت اپنے آپکو بتاؤں - تو معلوم ہوا کہ انبیاء کے الہامات ایسے مشتبہ نہیں ہوتے تھے -

میرے پیارے محمودی بھائی ! حضور تو اپنی مرضی ظاہر فرماتے اب آپ جیسے ناخلف … انکو نبی بنانا چاہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ کے سلسلہ … تحریر حضور کے … والا کاذب … - آپ صاحب علم ہیں غور فرما دیں … آنکھیں کھولکر دیکھ لیجئے ورنہ مجھے … "…" والی عبارت لکھکر روانہ کر دوں۔

محمودی بھائی فرماتے ہیں تیسرا جواب یہ ہے کہ مولوی صاحب نے جتنا اپنا مطلب نکالنے کے لئے یہ غلط تاویل کی ہے صحیح معلوم ہوتی ہے تو افسوس کہ ان کو خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کی یہ صحیح تاویل کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی صاحب شریعت ایسا نبی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام نہ ہو ہرگز نہ ہوگا - کیوں صحیح معلوم نہیں ہوتی - **تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ** ۔

محمودی بھائی - یہ لغویات جو آپ کے دماغ میں گونج رہے ہیں انہوں نے ہی تو آپ کو صراط مستقیم سے چاہ ضلالت میں گرایا خدا آپ کو نکالے کیونکہ میرے کرم برادر ہو ۔

محمودی بھائی فرماتے ہیں **امر دوم** کا جواب یہ ہے کہ مسیح موعود نے جن انبیاء کا ذکر کیا ہے وہ وہی ہے - جن کا حسب تحریر مسیح موعود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیات **وقفینا من بعدہ بالرسل** اور **ثم ارسلنا رسلنا تترا** میں ذکر ہے - اب اگر قرآن میں نام کے نبیوں کا ہی توریت کے مجدد ہونے کی حیثیت سے آنے کا ذکر ہے تو آپ سچے - ورنہ یہ سخت خبیث عقیدہ ہے - جو آپ نے ظاہر کیا ہے کیونکہ آپ نے تو انکو جھوٹے نبی بھی قرار دیا ہے - مسیح موعود نے جنہیں ایمان کے پھیلانے اور زندہ کرنے والے اور خدا کا چہرہ دکھانے والے قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ خدا کے رسول تھے - نبی تھے اور محدث تھے - وہ سچے سچ رسول و نبی اور محدث تھے نہ کہ برائے نام لغوی نبی -

برادر محمودی تحریر فرماتے ہیں " مواہب الرحمن کی عبارت کا صحیح مطلب حضرت مسیح موعود کی اصل عبارت جس سے مولوی صاحب نے تجاہل عارفانہ کے طور پر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ تکمیل شریعت کے بعد کوئی نبی نہیں آتا حسب ذیل ہے :-

" انا مسلمون نؤمن بکتاب اللہ الفرقان ونؤمن بان سیدنا محمدا نبیہ ورسولہ وانہ جاء بخیر الادیان ونؤمن بانہ خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ الا الذی ربی من فیضہ واظہرہ وعدہ وللہ مکالمات ومخاطبات مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ وانھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ (مواہب الرحمن ص ۶۶)

ترجمہ - ہم مسلمان ہیں ہم اللہ کی کتاب قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے نبی اور رسول ہیں - اور سب دینوں سے بہتر دین کے ساتھ آئے ہیں - اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں سوائے اسکے جو آپ کے فیض سے پرورش یافتہ ہے اور آپ کے وعدہ کے مطابق ظاہر ہوا اور اس امت میں سے اپنے اولیاء کے ساتھ خدا تعالیٰ کے مکالمات و مخاطبات ہوتے ہیں اور وہ اولیاء انبیاء کا رنگ دیئے جاتے ہیں اور وہ اولیاء فی الحقیقت نبی نہیں ہیں کیونکہ قرآن نے حاجت شریعت کو پورا کر دیا ہے ۔

اس عبارت میں جملہ " فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ " بہت ہی قابل غور ہے - اور صرف اسی جملہ کی وجہ سے مولوی صاحب نے دھوکہ کھایا ہے - یا دانستہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے مولوی صاحب کے خود ساختہ اصل کے مطابق تو زیر بحث عبارت کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ " چونکہ قرآن کامل ہے - لہٰذا اس امت میں سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا "

برادر محمودی ! میں قرآن شریف میں اکثر اوقات آیت **ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ** اور نیز آیۃ **افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ واضلہ اللہ علیٰ علم وختم علیٰ سمعہ وقلبہ وجعل علیٰ بصرہ غشاوۃ** پڑھا کرتا تھا - ہائے افسوس کہ آج میں نے ایک برادر کو اس کا مصداق پایا - میرے برادرم تم نے سراسر کتمان حق سے کام لیا - اور بھائی خدا کا فرمان **ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون** پڑھتے ہوئے بھی یہ ظلم صریح کہ اپنے فضولیات میں اسقدر بڑھے کہ حد سے گذر گئے - جس عبارت سے تم حوالہ دے رہے ہو - وہ تمہارے عقائد کی جو سراسر وساوس شیطانی کہنا چاہئے کی بیخکنی کرتی ہے - چنانچہ اس عبارت کا صحیح ترجمہ معہ تحریر خاتمہ پر کیا جائیگا - جس جملہ کو آپ بحث میں قائم فرماتے ہیں - وہ " فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ " بہت ہی صاف تمہارے مدعا کے خلاف واقع ہے - کیونکہ جملہ بطور دلیل کے واقع ہے درحقیقت مولوی صاحب نے دھوکہ نہیں کھایا بلکہ آپ نے اسکے سمجھنے سے فائدہ نہیں اٹھایا - بوجہ اختلاف محمودیت کے جو سراسر گمراہی ہے

برادرم ، دنیا میں چار قسم کی مخلوق ہے - ناقص - ادنےٰ - کامل - مکمل - مبحوث عنہ نمبر ۳ و ۴ ہے - یہ گروہ منجانب اللہ مکمل ہو کر دنیا میں مبعوث ہوتا ہے - اب انکی تربیت و فیضان کے اثر سے کامل گروہ ظہور پذیر ہوتا ہے - وہ انکے بعد اپنے آپکو خلق اللہ کے سامنے بطور نمونہ پیش کرتا ہے اور بوجہ فنائیت کے اجرام میں شفافیت حاصل کرکے علے الاعلان ندا کرتا ہے

منم محمد و احمد کہ مقتدا باشد

درحقیقت یہ استغراق ہے اور یہ عین نہیں ہو سکتا - کیونکہ جب اسکو علیحدہ کیا جاوے تو یہ کوئی شے نہیں - اسی طرح مشکوٰۃ نبوۃ سے فیض پانیوالے امتی نبی کے نام سے موسوم کئے جا سکتے ہیں فی الحقیقت نبی نہیں - کیونکہ امتی اور نبی چہ معنے دارد - یہ سمجھ کا پھیر ہے ۔

خود امام الزمان کا یہی مسلک تھا - چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ :-

" **بل ھو احمد تجلی فی سجنجل آخر** " - بلکہ وہ آفتاب نبوت احمدؐ کا کمال ہے کہ پرتو فگن ہے دوسرے کے آئینہ میں - درحقیقت اس کا کمال نمونہ کمالات محمدیؐ کا ہے کہ جس کا غلام یہ رتبہ باوجود امتی ہونے کے رکھتا ہے - اسکے اصل کا کیا رتبہ ہوگا - فتدبر ۔

محمودی برادر فرماتے ہیں - مگر یہ تو قرآن کا نقص ہوا کہ وہ اپنے پیروؤں کو باوجود خود کامل بلکہ اکمل ہونے کے بھی کامل نہیں کر سکتا - اور حضرت مسیح موعودؑ نے ایسے لوگوں کو بے ایمان اندھے قرار دیا ہے جو یہ اعتقاد ظاہر کریں -

محمودی بھائی - یہ آپ کی نظر معکوس کا قصور ہے - کیونکہ احول کو دو دو ہی دکھائی دیتے ہیں ورنہ وہ ہوتا ایک ہی ہے ایسے اشخاص کو امام الزمان نے اندھے کہا ہے … لیے …

اس کی ماہیت سے بدنصیب ہوتے ہیں - ایمان یقین قلبی کا نام ہے۔ جبکہ وہ بعبارت میں ایک کو مردود کہتے ہیں - بوجہ عدم حصول رویت عینی کے تو ایسے اشخاص کو عین الیقین سے اندھے ہی رہنا پڑتا ہے - بقولہ کہ بے ایمان اور اندھے بہت ہی درست ہے - چنانچہ آپ لوگ اسی اعوریت سے زیادتی کی طرف اتنے بڑھے کہ مجدد وقت کو نبی کا خطاب دینا تو درکنار نبی بنا ہی دیا - برادر ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے - اور وہ غفور الرحیم ہے۔ ؎

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ ٭ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

محمودی برادر فرماتے ہیں - چنانچہ آپ (حضرت امام) فرماتے ہیں کہ "ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے - مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعوےٰ کیا - مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسےٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں کہ یہ کفر ہے میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو .... خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے۔ کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق حالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو" (چشمہ مسیحی ص۲۴)

بھائی محمودی صاحب! جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کا واقعی وہ مرتبہ ہے کہ ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کے سوا انسان کچھ نہیں کہہ سکتا - اور اسکے متبعین کو وہ نعمت ملتی ہے جسکی وجہ سے حضور کے خدام بنی اسرائیل کے انبیاء کرام سے تشبیہی مقام رکھتے ہیں - اور یہی ہیں یعنے حدیث نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" امم سابقہ میں اس کا نمونہ جزوی طور پر کہیں نظر آتا تھا تو یہ شاذ و نادر وجود بحکم "النادر کالمعدوم عالم شمار سے مستثنےٰ ہیں - مگر ہمارے ہادی برحق کے خدام ایسے بیشمار ہیں جو ہر ایک اپنے نبی کی محبت اور فنائیت سے ایسے ممتاز نظر آتے ہیں جن کے ہر ایک کو کالبدر فی الدجیٰ کہنا نازیبا نہیں امام الزمان کا خاص مرجع اسی کی طرف ہے فتدبر۔

محمودی برادر تحریر فرماتے ہیں - پھر آگے فرماتے ہیں کہ:۔ "یہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں - ہمارے سید مولےٰ خیر الرسل و افضل الانبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں - جبکہ کہتے ہیں کہ اس امت میں عیسےٰ ابن مریم کا مثیل کوئی نہیں آسکتا - اس لئے ختم نبوت کی مہر توڑ کر اسی اسرائیلی عیسیٰ کو کسیوقت خدا تعالیٰ دوبارہ دنیا میں لائیگا - اور اس اعتقاد سے صرف ایک گناہ نہیں بلکہ دو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں (۱) اول یہ کہ ان کو یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسےٰ نام جسکو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں - تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کرکے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت اس کے مقابل پر اگر کوئی شخص بجائے تیس برس کے پچاس برس بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے تب بھی وہ مرتبہ نہیں پا سکتا - گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کوئی کمال نہیں بخشتی" (چشمہ مسیحی ص۲۶ ...)

بھائی محمودی صاحب! اگر آپ کی عقل پر پردہ نہ پڑے تو آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ ملا لوگ جو خشک مولوی زمانہ کے ہیں اور ان پر غرور علم کی وجہ سے متکبر ہوکر جو کچھ ان بدبختوں کے دل میں آیا وہ ہی حکم شریعت ٹھہرا دیا - اور یہ نہیں جانتے کہ ہماری بکواس سے خلق اللہ گمراہ ہوگی - اسکے علاوہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوگی - ان خشک بدنصیب ملاؤں کو یہ نہیں معلوم کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا حکم صریح موجود ہے اور ان ملحدوں کو یہ بھی معلوم ہے کہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی قدیم و جدید مبعوث نہیں ہوگا - بجز اس کے کہ امت نبوی سے ایک فرد جس کے لئے و امامکم منکم کی خبر مخبر صادق سے باسناد صحیحہ موجود ہے اور وہ مثیل ابن مریم ہوگا - نہ موسوی ابن مریم یعنے وہ نسبتاً انبیائے بنی اسرائیل ہوگا - نہ نبی - یہی مفہوم ہے عبارت منقولہ امام الزمان کا - فتدبر۔

محمودی برادر فرماتے ہیں - یہاں حضرت مسیح موعود نے توریت کی پیروی سے حضرت عیسےٰ کے نبی ہونے کا ذکر کرکے اسکے مقابل پر آنحضرت صلعم کی اتباع سے نبی نہ ہو سکنے کے اعتقاد کو مولوی صاحبان (جن میں مولوی محمد علی صاحب بھی داخل ہیں) کی طرف سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک قرار دیا ہے - اور درحقیقت یہ آنحضرت صلعم

اور آپ کی کتاب کامل کی ہتک ہے - پس مولوی صاحب کے معنے کمال قرآنی کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل تسلیم ہیں"

محمودی بھائی آنکھیں بند نہ کر - ذرا حضور کی عبارت پر توجہ مبذول فرما - حضرت کے فقرات قابل غور ہیں کہ "اس لئے ختم نبوت کی مہر توڑ کر اسی اسرائیلی عیسیٰ کو کسی وقت خدا تعالیٰ دوبارہ دنیا میں لائیگا" جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نبی ختم نبوت کی مہر توڑ کر نہیں آسکتا - اور جو آئیگا وہ نبی نہیں ہو سکتا - گویا حضرت امام علیہ السلام کا یہی مذہب ہے کہ بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نبی کے آنے سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹتی ہے مگر دشمنان امام دوست ہوکر (مثل محمود اور اُن کے رفقاء نا مسعود) آپ جیسے مختر عان نبوت نے از خود نبی بنا کر قرآن کی صداقت پر دھبہ قائم کیا - اور محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کی وہ ہتک قائم کی کہ گویا وہ قابل اعتبار و اتباع نہیں نعوذ باللہ

محمودی برادر فرماتے ہیں اور ہمارے طریق پر زیر بحث عبارت مواہب الرحمٰن کے یہ معنے ہیں کہ "چونکہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کی کتاب قرآن مجید کامل کتاب ہے - اس لئے آپ کی امت میں سے ہزارہا اولیاء اللہ ہوئے - جو انبیاء کی مانند ہیں اور انہیں میں سے ایک وہ بھی ہوا ہے جو سچ مچ نبی ہے اور انبیاء بنی اسرائیل کے ایک عظیم الشان نبی عیسےٰ علیہ السلام سے بھی افضل ہے -

محمودی بھائی - ایک وہ نبی جو سچ مچ نبی ہے - کون سی وحی کا ترجمہ ہے - جو تمہارے مصنوعی خدا (محمود) نے تم پر کی - خدا کا خوف کر - اس قدر خیرگی اچھی نہیں - حضرت مثیل مسیح ہونا ہی آپ کا کمال ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل ہونے کی دلیل - آپ نے کانبیاء بنی اسرائیل میں ایک راز بیان فرمایا ہے - وہ یہ کہ آنیوالا مسیح اسرائیلی کا مثیل میری امت کے علماء کے زمرہ سے ہوگا - اور اسکے علاوہ مثیل موسیٰ اور مثیل خلیل کسی حدیث سے ثابت نہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق حضرت کے مثیل مسیح ہونے سے صریح طور پر ثابت ہوتی ہے اور نیز شان نبوت کا کمال عیاں ہوتا ہے - حضرت کی عبارت سے خباثت عقیدہ (محمودی) فاسد کی قلعی کھلتی ہے۔ ذرا شملہ کی بلندی سے نیچے آیئے - اور اپنے ذہنی خدا (محمود) کو منہ دکھائیے - شرم کی بات ہے -

محمودی برادر فرماتے ہیں "ہمارے ان معنوں کی تائید عبارت زیر بحث کے مندرجہ ذیل الفاظ سے صاف طور پر ہوتی ہے - "انہ خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ الا الذی ربی من فیضہ و اظہرہ وعدہ" اور ہمارے بیان کردہ معنوں کی رو سے آنحضرت صلعم کا ایسا کمال ثابت ہوتا ہے جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پایا جاتا - برخلاف اسکے مولوی محمد علی صاحب مذکورہ بالا فقرہ کے کچھ معنے کر ہی نہیں سکتے - اور شاید اسی وجہ سے وہ بحث میں اس فقرہ کو چھوڑ دیا کرتے ہیں - اور وہ بیچارے کریں بھی تو کیا کریں - کیونکہ الفاظ ایسے صاف ہیں کہ ملحدانہ تاویل کی گنجائش ہی باقی نہیں - اور یہ فقرہ ان کے بیان کردہ معانی کے ساتھ کسی طرح چسپاں ہوتا ہی نہیں - چنانچہ اگر جملہ لیسوا نبیین فی الحقیقۃ کو صرف مثیل انبیاء و اولیاء کے ساتھ رکھنے کے بجائے جملہ لا نبی بعدی الا الذی ربی من فیضہ و اظہرہ وعدہ کے ساتھ ہی لگایا جائے - جیسا کہ مولوی صاحب کا منشاء ہے تو اس جملہ کے یہ معنے ہونگے - کہ آنحضرت ؐ کے بعد کوئی نبی نہیں سوائے اس نبی کے جو آپ کے فیض سے پرورش یافتہ ہے اور آپ کے وعدہ کے موافق ظاہر ہوا ہے - لیکن وہ سچ مچ نبی نہیں ہے"

محمودی بھائی - لا تقربوا الصلوٰۃ کے پڑھنے والے عامل ہیں - عبارت محولہ میں نہایت ایمانداری سے کام لیا گیا ہے جیسا کہ انہ خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ الا الذی ربی من فیضہ و اظہرہ وعدہ کو درج کرکے اپنی طرف سے معنے کر دکھائے - مگر ایمانداری تو بالائے طاق رہی صاف گوئی سے منہ پھیر لیا ہے اور لگے سفید جھوٹ بولنے - بھائی صاحب عبارت مذکورہ دیکھنے سے کیا صاف بتلا رہی ہے کہ جو معنے مولوی محمد علی صاحب کے ذمہ لگا کر محمودی کر رہے ہیں - فہو کذب صریح - جملہ الا الذی ربی من فیضہ و اظہرہ وعدہ بطور استثناء کے آیا ہے - جو مبتدا ہوکر خبر کو چاہتا ہے - فہو لی خبر (محذوف) واقع ہے - اس لئے کہ (ذ بنیٰ) دلیلہ - یہ جملہ بطور تفسیر کے واقع ہے - (جب قرائن صحیح موجود ہوں - تو پھر ایسے ملحدانہ

یعنے محمودیوں کے اصلاحات سے ہیں ....

....

....

.... اسکو اختیار ہے -

محمودی برادر فرماتے ہیں - ظاہر ہے کہ یہ معنے ایسے ہیں کہ اس کا پہلا حصہ دوسرے حصہ کو باطل کر دیتا ہے - اس لئے یہ معنے غلط محض ہیں چونکہ بغیر مثال بیان کئے ہوئے لوگوں میں یہ سیدھی بات بھی سمائی ہوئی مجھے نظر نہیں آتی اس لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں جو ہو بہو مواہب الرحمٰن کی عبارت کی طرح ہے و ھو ہذا:۔

"اُس (خدا) تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں اُنکی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اسکے سب راہیں بند ہیں - تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اُسکے اندر ہیں نہ اُسکے بعد کوئی نئی سچائی آئیگی - اور نہ اُس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں - اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا - کیونکہ جس چیز کیلئے ایک آغاز ہے - اُسکے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوۃ محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے - اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق پر پہنچا دیتی ہے - اور اس کی پیروی سے خدا تعالےٰ کی محبت اور اُسکے مکالمہ و مخاطبہ کا اس سے بڑھکر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا - مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا - کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے - ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے - اور جبکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رُو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے - اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے" (الوصیت ص۱۱)

محمودی بھائی! مثال بہت اچھی ہے - مگر تمہارے مطلب سے علیحدہ سُنئے! اس سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرب خدا کے حصول کے سب ذرائع مسدود ہیں مگر جو ذریعہ قرآن مجید نے بتلائے وہ جاری ہیں - سابق انبیاء کی کتب کی اتباع کی ضرورت نہیں بجز قرآن کے - اس لئے کہ مجموعہ سب کتب کا اس میں موجود ہے - جس کی تائید فبھداھم اقتدہ سے ہوتی ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد اب کوئی نبوت نہیں - اس نبوت کے متبع بہ نسبت امم سابقہ کے انبیاء کے ہم مرتبہ ہونگے - مگر نبی نہ ہونگے - کیونکہ خاتم النبیین کی ہتک ہے اور نہ کوئی نبی کہلائیگا ہاں اگر امتی نبی کہا جائے - تو نبوت محمدیہ کی ہتک نہیں اور امتی نبی بوجہ مکالمہ و مخاطبہ کثیرہ کے نام نبوت پا سکتا ہے نہ نبوت فہو المراد -

برادرم! کیا اگر آپ کی نسبت یہ کہیں کہ آپ غیر ہیں تو آپ کی قوم شریف کہاں ہے - کیا محض نام سے نبی ہوتا ہے ہرگز نہیں - نبوت کسبی شے نہیں - نبوت وہبی ہے جو کہ موہبت الٰہیہ سے عطا ہوتی ہے -

محمودی برادر فرماتے ہیں اس عبارت سے ظاہر ہے کہ قرآن جو کامل ہے اس کا کمال یہی ہے کہ اس نے وصول الی اللہ کا ایک ایسا دروازہ کھولا ہے کہ جس سے انسان باوجود امتی ہونے کے نبوت کا درجہ پا سکتا ہے - اور یہ نبوت وہ نبوت ہے کہ جس پر تمام انبیاء علیہم السلام کا اتفاق ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت مسیح موعود فرماتے "ایسی صورت میں یہ خرابی نہیں تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے - بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی"!

محمودی بھائی! جبکہ امت محمدیہ کو انبیائے سابق کا عطا ہونے کا وعدہ مل چکا ہے - اور علمائے امت محمدیہ اس فیض سے بہرہ ور ہونگے - اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸۔ چہارشنبہ مورخہ ۴۔ اگست سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۱۰

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

آج کونسا ملک ہے جو اسلام کے غم میں سوگوار نہیں۔ کونسا شہر ہے جہاں اسلام کا ماتم نہیں۔ کونسی آنکھ ہے جو اسلام کی حالت پر آنسو نہیں بہا رہی۔ کونسا دل ہے جو اسلام کے لئے جگر کباب نہیں ہو گیا۔ مشرق سے لیکر مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک اسلام ہدف مصائب و آلام بنا ہوا ہے۔ اور مسلمانانِ عالم بالاتفاق چیخ اٹھے ہیں کہ

آج اسلام کی انتہائی مصائب کا دن ہے

آج اسلام کی کشتی اس تباہ کن بھنور میں پڑی ہے کہ جس سے نیکل کر اس کا صحیح و سلامت کنارے لگنا بجز لطف ایزدی ناممکن اور محال نظر آتا ہے۔

کیا اسلام کی ایسی دردناک مصیبت میں، کیا ایسے اندوہ و غم کی حالت میں، کیا ایسے روح فرسا الم افزا واقعات کی موجودگی میں ہر ایک مسلمان اور ہر ایک ایسے شخص کو جسکو اسلام سے کچھ بھی تعلق ہے فرض نہیں ہے کہ وہ اسلام کی تائید اپنے دینِ متین کی حمایت اور خدمت کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اور جو کچھ اس سے بن پڑتا ہے کرے اور جو جائز وسائل اسکے احاطۂ قدرت کے اندر ہیں اسلام کے لئے۔ اسلام کو مصائب و آلام سے بچانے کے لئے استعمال کرے۔

یہ امر بالکل درست اور صحیح ہے کہ اسلام کا محافظ و نگران حال خود خدائے برتر و بزرگ ہے۔ اور اس کا وعدہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ بالکل سچا ہے۔ اور درحقیقت مصائب کے واقع ہونے اور تکالیف کے وارد ہونے کی یہ غرض نہیں ہے کہ اللہ کریم اسلام کو صفحۂ دنیا سے مٹانا چاہتا ہے۔ بلکہ اسکی غرض نہایت اعلیٰ اور ارفع ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تا سوتے ہوئے بیدار، غافل ہشیار اور سست چست ہو جائیں۔ یہ حقیقت نفس الامری ہے۔ کہ اسلام پر مصائب کا پڑنا اور مشکلات کا آنا خاص مصلحت ربانی کے ماتحت ہے۔ سارے قرآن کریم کو پڑھ جاؤ تمہیں معلوم ہوگا کہ مصائب کی غرض ایک طرف تو یہ ہے کہ تا کہ انسان اور بالخصوص وہ انسان جو خیر امت میں شمار ہوتے ہیں دنیوی آلائشوں اور دنیوی علائق سے الگ ہو کر خالصاً رجوع الی اللہ کریں۔ و اخذنا اھلھا بالبأساء والضرآء لعلھم یتضرعون۔ اور پھر اسکے ساتھ ہی مصائب ڈالنے سے یہ غرض خداوندی بھی ہے کہ تا کہ وہ ان مصائب سے مومنین کا امتحان کرے اور خالص مومن اور منافق میں ایک امتیاز قایم کر کے دکھا دے۔

محض منہ سے دعوےٰ کر دینا تو آسان امر ہوتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ کون اپنے دعوےٰ ایمان میں پکا اور کون پورا اور سچا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون یعنی کیا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ وہ محض اتنی بات پر کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دئے جائیں گے۔ اور ان کو فتنہ میں نہیں ڈالا جائیگا۔ یعنی ان کا امتحان نہیں کیا جائیگا۔ کہ کون ایمان کے رستہ میں ثابت قدم ثابت ہوتا ہے۔ کس کا قدم صبر و استقلال پر پڑتا ہے۔ اور کس کا قدم لغزش کھا جاتا ہے۔

ابتدائے اسلام سے ایسے ایسے مواقع مصائب اور مشکلات کے اسلام اور اہل اسلام پر وارد ہوتے رہے۔ جن سے اہل ایمان کی آزمائش اور جانچ پڑتال ہوتی رہی۔ اور آخر بزدل منافق اور محض منہ سے دعوےٰ اسلام کرنے والے الگ ہو کر مومنین اور منافقین میں ایک امتیاز قائم ہوتا رہا۔ اور اسکے ساتھ ہی ان لوگوں کو جو خدا کے پسندیدہ دینِ متین کی خدمتگذاری اور حمایت کو اپنی ساعی کا انتہائی مقصد اور اپنی زندگی کی اعلیٰ غرض سمجھتے تھے۔ انکو بیش از پیش الطافِ خداوندی کے مورد اور مہبط اور خداوند کریم کے تقرب کی نعمتوں سے مالا مال ہونے اور خاص الطاف خداوندی سے بہرہ ور ہونے کا موقعہ ملتا رہا۔

آج بھی مسلمانوں پر وہی وقت آن پڑا ہے۔ کہ جس میں مومنین اور منافقین کا امتیاز قائم ہو سکے۔ یا دوسرے الفاظ میں آج بھی ان کے لئے میدانِ عمل کھلا پڑا ہے آج کام کا وقت ان کے سامنے ہے۔ آج ان کو خدائے برتر و بزرگ نے موقعہ دیا ہے کہ اپنے دینِ متین کی خدمت کر سکیں۔ آج وہ دن ہے کہ وہ دین جسکو وہ جان و مال سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ وہ دین جس پر ان کو فخر ہے۔ وہ دین جسکو وہ دنیا کا آخری اور بہترین دین سمجھتے ہیں۔ اور جسکو وہ ایک ہی رستہ فلاح دنیوی اور نجات اخروی سمجھتے ہیں۔

ہاں اسی دین کی خدمتگذاری کریں۔ یہ ایک ایسا موقعہ ہے کہ پھر حاصل نہیں ہوگا۔ یہ دن گذر جائینگے اور خدمت اور حمایت دین کے ارمان دل ہی میں رہ جائینگے۔

یقیناً سمجھو کہ خزاں کے دن جلدی گذر جانے والے ہیں۔ مگر یاد رکھو تمہیں پھر یہ موقعہ، ایسا نادر موقعہ، ایسا سنہری موقعہ دستیاب نہیں ہوگا۔ مسلمان کہا کرتے ہیں کہ اگر ہم فلاں نبی کے زمانہ میں ہوتے تو ہم یوں خدمتِ دین کرتے اور فدویانہ جانثاری دکھاتے۔ لیکن آج ان تمام انبیاء کے زمانے تمہارے سامنے آن موجود ہوئے ہیں۔ آج دین پر مصائب کی انتہا اور تکالیف کی غایت نہیں رہی۔ یقیناً سمجھو اور اپنی آنکھ سے دیکھ لو کہ

اسوقت اسلام مرغِ بسمل کی طرح تڑپ رہا ہے

آؤ اسکی نصرت اور تائید کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ آؤ اور اپنے جان سے زیادہ عزیز دین کی حمایت کے لئے کچھ کر کے دکھاؤ۔ کچھ غیرت اسلامی کا نمونہ پیش کرو۔ ورنہ منہ سے اسلام اسلام کہنا اور عمل سے کچھ نہ کرنا کس قدر بیحیائی ہے۔

آج اگر تلوار کی طاقت تم میں نہیں۔ نہ ہو۔ کیا تلوار ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے تم اسلام کی امداد کر سکتے ہو۔ کیا ایسے حالات میں تمہاری کامل شریعت کے اندر کچھ ایسے وسائل نہیں بتائے کہ جن سے تم موجودہ مصائب و آلام سے رہائی پا سکو؟ کیا اسلام ہمیشہ تلوار سے ہی فتحیاب ہوتا رہا ہے؟ کیا تلوار سے ہی اسلام نے دنیا کو فتح کیا تھا؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر تلوار کے نہ ہونے پر چیخنا اور چلانا کیوں۔ پھر بتاؤ کہ وہ کیا وسائل ہیں جن سے آج تم دینِ متین کی خدمت کر سکتے ہو۔ وہ کیا ذرائع ہیں۔ جن سے تمہارا دین پھر زندہ ہو سکتا ہے۔ وہ کیا اسباب ہیں کہ جن سے تم مردوں سے زندوں میں شامل ہو سکتے ہو۔ اٹھو اور اس صحیفہ کو جو تم پر آج سے تیرہ سو سال پیشتر نازل ہوا۔ اسکو بغور پڑھو۔ اسکو پڑھکر اور اس پر عمل کر کے تم سے پہلے ایک قوم دنیا میں ایسی مظفر و منصور ہو چکی ہے کہ آج تک ان کے نام کی دھاک دنیا میں پڑی ہوئی ہے۔

اس صحیفہ کو دیکھو کہ اس میں قوموں کے مردہ ہونے اور پھر ان کی زندگی کے کیا اسباب بیان فرمائے ہیں۔

غور کرو۔ اس صحیفہ آسمانی میں تمہارے پیدا کئے جانے کی کیا علت غائی قرار دی گئی ہے۔ اور تمکو آخری اور بہترین امت قرار دیکر تمہارے ذمے کیا فرض سپرد کیا گیا ہے کہ جس کی عدم ادائیگی پر و یستبدل قوما غیرکم کی تہدید اسی صحیفہ میں موجود ہے۔

تمہارے پیدا کئے جانے اور تمہارے بنائے جانے کی علت غائی کیا ہے۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

یعنے تم بہترین امت لوگوں کے لئے بنائے گئے ہو۔ تمہارا فرض ہے کہ تم دوسروں کو اس رستہ کی طرف رہنمائی کرو۔ جس پر تم خود چل رہے ہو۔ آؤ تم خلقتِ خدا کو اس چشمہ سے سیراب کرنے کی کوشش کرو جس سے تم خود سیر ہو چکے ہو اور وہ نور ہدایت وہ رشد و اتقا کی مشعل روشن کرو کہ وہ جو اندھیرے گھپ میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں وہ شاہراہ ہدایت پا سکیں۔ غرض یہ علت غائی تھی تمہارے پیدا کئے جانے کی۔ لیکن جب تم نے اس غرض کو بھلا دیا۔ تو بتاؤ پھر تمہاری دوسروں پر کیا فوقیت رہ گئی اور دوسروں پر تمہارا کیا امتیاز رہ گیا۔ غور کرو خداوند تعالیٰ نے تمکو ایک خاص غرض کے لئے بنایا مگر تم نے اس غرض کو پس پشت ڈال دیا۔ کتاب اللہ وراء ظھورھم

تم نے اس امانت خداوندی کی ہتک کی اور اس وجہ سے تم نے آج وہ دن دیکھا جس سے اللہ اور اس کے رسول نے تم کو بار بار ڈرایا تھا۔

یہ کس قدر لطف خداوندی ہے کہ جہاں ایک طرف قرآن شریف جیسی کامل شریعت بھیجکر حق و حکمت کی تمام باتیں۔ تمام امراض روحانی و جسمانی کا علاج تمام مصائب و آلام کے دفعیہ کے اسباب اس میں بالتفصیل بیان فرما دیئے۔ اور دوسری طرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی آنیوالی مصائب۔ ان کا صحیح صحیح نقشہ کھینچ دیا اور اس کے ساتھ ہی عین وقت پر اپنے ایک مامور من اللہ کو خلعتِ مجددیت سے سرفراز فرما کر تمہارے اندر بھیجدیا۔ اور اس کے دل کے اندر تمام باتیں القاء کر دیں۔ جن کی اس زمانہ میں مسلمانوں کو ضرورت تھی۔

وہ مامور من اللہ کون۔ وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ جس نے عین خطرہ کے وقت ہم کو متنبہ فرمایا کہ اٹھو خدمت دین کے لئے کمربا ندھو۔ اور دنیا پر لات مار کر حمایت دین کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

آپ نے فرمایا کہ یہی وہ خطرناک زمانہ ہے جس سے حضرت نبی کریم صلعم نے بار بار اپنی امت کو ڈرایا تھا۔ یہی وہ زمانہ ہے جس کی نسبت آپ نے فرمایا تھا کہ اس زمانہ کے فتن سے محفوظ رہنے کے لئے سورۃ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات کا تلاوت کرنا ضروری ہے۔

کیا عرض کروں کہ کس طرح اس نے سوتوں کو جگایا۔ غافلوں کو ہشیار کیا۔ ایثار و قربانی کی تعلیم دی۔ اور بار بار کہا کہ

چھوڑ دو وہ راگ جسکو آسماں گاتا نہیں!

اٹھو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے کچھ کامیکے لئے

وہ ساری عمر چیخنا چلاتا رہا۔ کہ تمہارا دین معرض خطر میں ہے۔ اسکی خبر لو۔ تمہارا مذہب برائے نام دنیا میں رہ گیا ہے اس کے لئے کچھ سامان کرو۔ تمہارا نام مٹتا جاتا ہے۔ کچھ غور کرو۔ فرمایا تم تمام ممالک میں

تبلیغ اسلام کے مقدس مشن کو لیکر

نکل جاؤ۔ اور دنیا کے لوگوں کو اسلام کے محاسن سے آگاہ کر کے انکو دعوت اسلام دو۔ کیونکہ آج طریق کامیابی یہی ہے اور فلاح دینی و دنیوی اسی میں مرکوز ہے۔

گو اس کی آواز پر کان نہ دھرا گیا۔ اور اسکی باتوں کو کسی غرض کے ماتحت سمجھا گیا۔ لیکن اب زمانہ نے خود ثابت کر دیا کہ جو کچھ اس نے کہا تھا۔ وہ درست اور بالکل درست تھا۔ اور اسکی باتیں حق و حقیقت پر مبنی تھیں اور جو تدابیر اس نے حفاظت و حمایت اسلام کے لئے قوم کے سامنے بار بار پیش کیں۔ وہ حقیقتاً بجا تھیں۔

یہ مقام مسرت ہے کہ مسلمان کچھ کچھ اپنے فرائض سے آگاہ ہو کر کچھ کچھ ہاتھ پیر ہلانے لگے ہیں۔ اور ان کے اندر دین کی حمایت اور اس کی عزت کا خیال موجزن ہوا جاتا ہے ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ ایسے حامیانِ دینِ متین کے لئے دل سے دعا کریں کہ اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم۔ اللّٰھم اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم۔

ریلوے ہڑتال کا خوفناک حشر

ہمعصر اخبار عام ۳۱ جولائی رقمطراز ہے کہ "دو ہزار پرانے ملازم برطرف کر دیئے گئے جنرل سکریٹری این۔ ڈبلیو۔ آر۔ ایسوسی ایشن لاہور نے حضور وائسرائے و لفٹنٹ گورنر کی خدمت میں مندرجہ ذیل عرضداشت بذریعہ تار روانہ کی ہے:۔

محکمہ ریل کی طرف سے دو ہزار ایسے ریلوے ہڑتالیوں کو جو سینئر ملازم تھے۔ برطرف کر دیا گیا ہے براہ مہربانی انہیں واپس لے جانے کے لئے ارشاد کیجئے۔ ایسا ہونے پر عوام الناس پر نہایاں خوشگوار اثر پڑیگا سمجھا جاتا تھا۔ کہ ریلوے ہڑتالی آخری دم تک میدان نہ چھوڑینگے۔ لیکن افسوس کہ دم خم بھی نہ رہا۔ اور کام بھی بگڑ گیا۔ ہمیں امید ہے کہ حضور وائسرائے اور ہمارے صوبہ کے فرشتہ سیرت لفٹنٹ گورنر سر ایڈورڈ میکلیگن ہڑتالیوں کی تکالیف کا سدباب کر کے مشکور اور ممنون کرینگے۔

میاں صاحب اور ان کے متبعین للّٰہ غور کریں

کشمیر براہ جموں جاتے ہوئے مجھے اس لیکچر کے بعض کو ٹیٹ سننے کا اتفاق ہوا - جو گذشتہ مئی میں صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب (قادیان) نے سیالکوٹ میں دیا۔ جس کا مضمون (اعلان کردہ) "دعاوی حضرت مسیح موعود" تھا۔ یہ سنکر بظاہر خوشی ہوئی ہے کہ میاں صاحب نے اپنے لیکچر میں ان مزعومہ دعاوی کا ذکر نہیں کیا۔ جو ۱۹۱۴ء کے بعد قادیان سے نکلے۔ نہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا ذکر کیا گیا۔ نہ یہ ظاہر کیا گیا۔ کہ وہ آیت اسمہ احمد کے حقیقی مصداق ہیں۔ نہ تکفیر برانکار دعاوی حضرت مسیح موعود پر زور دیا گیا۔

اگرچہ سننے والے اعلان کردہ مضمون پر کسی اور امر کے منتظر تھے میاں صاحب نے نہ صرف نبوت کی طرف تلمیحاً بھی کوئی اشارہ نہ کیا۔ بلکہ جب ان کے ایک جوشیلے مرید نے یاد دلایا کہ خاندان نبوت کے لئے دعا کی جاوے۔ تو آپ نے بڑے جوش کے ساتھ اس کو [illegible] ڈانٹا۔ اور ایک اور مرید نے آپ کی تائید میں کہا کہ کیسا شخص ہے جو بنے بنائے کام کو بگاڑتا ہے۔

میں نے ان باتوں پر کسی ریویو کرنے کے ارادہ سے قلم نہیں اٹھایا۔ بلکہ میں یہ خیال کرنا میاں صاحب کی شان کے مناسب نہیں سمجھتا۔ کہ انہوں نے کس پالیسی کو مدنظر رکھکر دعاوی مسیح موعود کے لیکچر میں اپنے عقاید کو ایک طرف کرکے صرف اس بات پر زور دیا۔ کہ حضرت اعلیٰ میرزا صاحب مجدد تھے۔ اور حضرت خاتم النبیین صلعم کے ایک غلام تھے۔

اس میں شک نہیں کہ میاں صاحب کا گذشتہ طریق عمل غیر احمدی دنیا کے خطاب میں الگ ہی رہا ہے۔ جو اشتہار آپ نے سندھ میں تبلیغ احمدیت کے لئے ۱۹۱۴-۱۵ء میں شائع کیا۔ اور ایسا ہی جب ایک کتاب "تحفۃ الملوک" آپ نے لکھی تو ان سب میں ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان بھائی کر کے پکارا اور حضرت صاحب کو مجدد کے طور پر پیش کیا۔

میری رائے میں میاں صاحب نے خوب سمجھ لیا ہے کہ وہ غلطی پر ہیں۔ مسئلہ نبوت حضرت میرزا صاحب بھی غلط ہے۔ اور حضرت صاحب کے صرف نہ ماننے سے کوئی کافر بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ اب انہیں یہ بھی سمجھ آگئی ہوگی کہ وہ ان کا جوش کہ جب تک ہم غیر احمدیوں کو کافر نہ کہیں وہ پاک نہیں ہو سکتے اور انہیں اور ان کے متبعین کو غیر احمدی مسلمانوں سے قطعاً کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہئے۔ آج وہ سیالکوٹ میں جاکر اور نہایت عجز و الحاح سے غیر احمدی پبلک کو ان کے ساتھ ملکر کام کرنے کی استدعا کرتے ہیں۔

اسی طرح ترکوں کے متعلق اپنے ایک پمفلٹ میں جو کہ انہوں نے لکھنؤ کے جلسہ میں تقسیم کیا۔ غیر احمدی دنیا کے ساتھ ملکر امریکہ میں اسلام پھیلانا چاہتے ہیں

یہ واقعات ہیں جن سے نہ میاں صاحب اور نہ ان کے مرید انکار کر سکتے ہیں۔ اب اگر یہ تبدیلی طریق عمل خدا نہیں ہوئی اور کسی خیال یا حکمت عملی پر مبنی نہیں۔ تو میں میاں صاحب کی خدمت میں بادب عرض کرتا ہوں کہ آخر کونسی بات ہے۔ جس کے لئے ہم آپ کی جناب میں معتوب ہیں آخر ہم بھی تو حضرت میرزا صاحب کو اسی طرح پیش کرتے ہیں۔ اور یہی ایمان بھی رکھتے ہیں

ہم اگر اشاعت اسلام میں غیر احمدی بھائیوں سے ملکر کام کرتے ہیں۔ جس کے لئے ہمیں برے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ حالانکہ جو کچھ ہوا۔ حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ہوا۔ اور عین مطابق اسلام ہوا ہے تو پھر آپ کو بھی خدا تعالےٰ نے سمجھ دیدی کہ یہی صحیح طریقہ ہے۔ البتہ ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو اس بات پر قائم رکھے۔

ہم پر جو یہ الزام تھا کہ یہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کو پیش نہیں کرتے۔ جن دعاوی پر ہمارا ایمان ہے۔ ان کے ذکر کرنے سے تو ہمیں کبھی تامل نہیں ہوا۔ لیکن جو دعاوی آپ نے متعلق نبوت حضرت میرزا صاحب پیش کئے ہیں اور جن کا ذکر کرنا آج آپ اور آپ کے مریدین کے نزدیک جزو ایمان کے برابر ہے وہ کس طرح آپ کر سکیں گے۔ جبکہ صورت ... احمدی دنیا کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں میں آپ کو ان چند سطور کی طرف متوجہ کرتا ہوں جو کہ مفتی محمد صادق صاحب نے امریکہ میں شائع کی ہیں۔ میں ان سطور کا لفظی ترجمہ حسب ذیل دیتا ہوں

"وہی ایک خدا ہے جو تمام قوموں کا اور ملکوں کا اور وقتوں کا خدا ہے جس نے اپنے فضل و کرم سے پیغمبر مقدس ہادی اور پاک مصلح بھیجے۔ انہیں سے حضرت زرتشت ایران سے۔ کنفیوشس چین سے۔ کرشنا۔ بدھ ہندوستان سے۔ ابراہیم۔ موسیٰ داؤد اور مسیح فلسطین سے۔ نبیوں کے سردار محمد عرب سے۔ اور احمد رسول آخر الزمان قادیان سے۔ خدا کی صلوٰۃ اور سلام ان سب پر ہو۔ ہمیں سب کی عزت یکساں کرنی ہے اور ان سب کو خدا کے میسنجر (پیغام لانے والے) مانتا ہے"

کیا اس عقیدہ کے پیش کرنے کے لئے آپ کیا غیر احمدیوں کو اپنے ساتھ شریک کرتے ہیں۔ اور کیا میں آپ سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا یہی آپ کا عقیدہ ہے؟ کیونکہ جو کچھ مفتی صاحب نے اسلام میں شامل ہونے کی شرائط بالا رکھی ہیں۔ وہ وہ عقیدہ ہے جو کبھی مولوی ظہیر الدین صاحب کا تھا۔ اور جس سے اب انہوں نے رجوع کیا ہے مفتی صاحب موصوف میرزا صاحب کو پہلے انگلستان میں بطور پرافٹ (پیغمبر اور پیشگوئی کرنیوالا) پیش کرتا رہا۔ لفظ پرافٹ انگریزی زبان میں ایک ایسا وسیع لفظ ہے جو خدا کے ایک ایسے نبی پر جس پر کوئی کتاب نازل ہو آتا ہے۔ اور ایسا ہی ایک پیشگوئی کرنیوالے پر خواہ منجم ہی کیوں نہ ہو۔ ایک مصلح اور ایک ریفارمر پر بلکہ کوئی نیا اور اہم امر پیش کرنیوالے پر آجاتا ہے۔

لیکن اس تحریر میں جو امریکہ میں شائع ہوئی ہے مفتی صاحب نے حضرت میرزا صاحب کے نام کے ساتھ لفظ میسنجر (Messenger) استعمال کیا ہے۔ یہ لفظ وہ ہے جو کلمہ طیبہ کا ترجمہ کرتے ہوئے لفظ رسول اللہ کے قائم مقام انگریزی میں آتا ہے۔ پھر خدا کے میسنجر (Messenger) سے مراد وہی مرسلین ہیں۔ جو خدا سے صحائف لائے۔

کیا آپ کا یہ اعتقاد ہے کہ میرزا صاحب اس جماعت میں داخل تھے۔ ؟ کیا عجیب بات ہے کہ خود یہ شخص یعنی مفتی صاحب جب فہرست انبیاء علیہم السلام دیتا ہے تو ان میں وہی نام درج کرتا ہے جن پر مقدس صحیفے نازل ہونے تسلیم کئے جاتے ہیں۔

ہاں اگر اس جماعت میں صحیفہ سے خالی ہے تو میرزا صاحب ہیں۔ میاں صاحب خدا کے لئے سوچو یہ کیا ہو رہا ہے یہ ایک نیا ظلم اسلام پر ہونے لگا ہے۔ جو حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس پر خطرناک حملہ ہے۔ اس پر اصرار نہ کرو۔ اور مفتی صاحب کی اس تحریر کی تردید کرو۔ اور اسکو لکھو کہ وہ لفظ میسنجر (Messenger) کا اپنی تحریر سے نکالدے۔ ورنہ ایک دن آپ خود بھی (الہی) اثور کے مدعی ہو جاؤ گے اور جماعت بھی آپ کے ساتھ اس ورطۂ ضلالت میں پڑ جاویگی۔

مثال کے طور پر میں آپ کو آپ کا وہ خط یاد دلاتا ہوں۔ جو کہ آپ نے ڈاکٹر محمد عمر کے بھائی محمد عثمان کو لکھا۔ اور اس میں ذیل کے الفاظ لکھے تھے۔

"نبوت کے متعلق میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سب احمدی حضرت مسیح موعود کو نبی ظلی ہی مانتے ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت صاحب کے درجہ کو اسوقت بہت گھٹا کر لکھا جاتا ہے اسلئے مصلحت وقت مجبور کرتا ہے کہ آپ کے اصل درجہ سے جماعت کو آگاہ کیا جاوے۔ ورنہ اس طرح لفظ نبی کے استعمال کو میں خود بھی پسند نہیں کرتا۔ اس لئے کہ آپ نبی نہیں تھے۔ بلکہ اس لئے کہ ایسا نہ ہو کچھ مدت بعد لوگ اس سے نبوت مستقلہ کا مفہوم نکال لیں۔ مگر یہ صرف چند روزہ بات ہے اور بطور علاج کے ہے" (پیغام صلح ۴ر اگست ۱۹۱۶ء)

میں یہ نہیں گمان کرتا۔ کہ یہ خط آپ نے کس حکمت سے لکھا ہو۔ کسوقت آپ کا یہی ایمان تھا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے نام پر نبی کا لفظ استعمال کرنا واقعی مکروہ سمجھتے ہونگے۔ لیکن یہی لفظ شیر مادر ہو گیا ہے۔

مفتی صاحب جس نے مرحوم شبلی کے سامنے یہ کہا کہ ہمارا میرزا صاحب کی نبوت اشاعت نہیں۔ جیسے کہ "بدر" ۷ر اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۹ کالم ۳ - ۱ میں لکھا ہے:-

(مولوی شبلی صاحب نے) دریافت فرمایا کہ کیا ہم لوگ مرزا صاحب مرحوم کو نبی مانتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ ہمارا عقیدہ دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنیوالا نہیں۔ نہ نیا نہ پرانا۔ ہاں مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ اور وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل۔ آپ سے فیض حاصل کرکے اس امت میں ایسے آدمی ہوتے رہے جنکو الہام الٰہی سے مشرف کیا گیا۔ اور آئندہ بھی ہوتے رہینگے۔ چونکہ حضرت میرزا صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے۔ اور الہام کے سلسلہ میں آپ کو خدا تعالےٰ سے بہت سی آئندہ کی خبریں بھی بطور پیشگوئی کے بتلائی جاتی تھیں جو پوری ہوتی رہیں۔ اسواسطے میرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنیوالے تھے۔ اور اسکو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں۔ اور احادیث میں بھی آنیوالے مسیح موعود کا نام (انہی معنوں میں) نبی رکھا اس پر مولوی شبلی صاحب نے فرمایا کہ بیشک لغوی معنوں کے لحاظ سے یہ ہو سکتا ہے اور عربی لغت میں اسکے یہی معنے ہیں۔ لیکن عوام اس مفہوم کو نہ پانے کے سبب گھبراتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں

میں نے عرض کی کہ مرزا صاحب کی نبوت کا مسئلہ ہمارے ہاں ایسا نہیں کہ شرائط بیعت میں داخل ہو۔ یا بیعت کے وقت اس کا اقرار لیا جاتا ہو۔ یا اس کا ہم وعظ کرتے پھرتے ہوں۔ ہاں جیسا کہ اوپر بیان کیا ہے ایسا ہی ہمارا عقیدہ ہے"

یہ خدا کا فیصلہ ہے کہ وہی شخص اپنے لکھے کے مخالف میرزا صاحب کی نبوت مغرب میں اشاعت کے لئے جاتا ہے یوں خدا تعالےٰ لوگوں کے اندرونے ان کے افعال سے ظاہر کر دیتا ہے

ایک وقت آپ نے لوگوں کو کہا کہ اختلاف عقیدہ سے میری بیعت کر لیں۔ آج آپ کی ہمعقیدگی آپ کے مریدین کے لئے لازمی ہو گئی۔ خود غور کرو۔ کہ ان پانچ چھ سالوں میں کس قدر نئے سے نئے رنگ بدلے جاتے ہیں۔ جو ایک دن بات کہی جاتی ہے۔ دوسرے دن اسکے خلاف کیا جاتا ہے۔

اسی مسئلہ خلافت میں اپنے طریق عمل پر غور کرو۔ اگر ترکوں کے ساتھ صلح ہونے پر آپ کے حکم سے قادیان کا مدرسہ خوشی میں بند کیا جاتا ہے اور قادیان میں چراغاں کی جاتی ہے۔ پھر لکھنؤ کے مریدین آپ کے حکم کے ماتحت خلافت عثمانیہ سے پبلک جلسہ میں انکار کرکے اس مضمون کی ریزولیوشن سول اور پاؤنیر میں چھاپنے کے لئے بھیجتے ہیں اور ان باتوں کا اعادہ انہی دنوں میں آپ کی چٹھیوں کے ذریعے آپ کے ایجنٹ لنڈن میں کرتے ہیں تو پھر آپ کس اصول پر یہاں کے خلافتی جلسوں میں شامل ہوتے ہیں

ماہ جنوری میں مولانا حضرت مولوی محمد علی صاحب کی شمولیت ڈیپوٹیشن و ابسرائے متعلقہ خلافت میں آپ کی طرف سے اس قسم کی لے دے اخبارات میں کیجاتی ہے بلکہ حضرت مولانا کے اس فعل کو ان کے احمدیت سے خارج ہونے کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر یہ صحیح اصول پر کیا جاتا ہے تو پھر کونسی نئی جوازیت پیدا ہو گئی ہے جس کے ماتحت آپ کے تین ایجنٹ جون میں الہ آباد میں جلسہ خلافت کی شرکت کے لئے آپ کے حکم سے جاتے ہیں آپ کا وہ مسئلہ کیا ہوا۔ جسکے ماتحت آپ اعلان کرتے تھے۔ کہ ہم تشدد سے اپنی احمدیت منوا لینگے۔

الغرض وہ کونسی بات ہے جس میں آخر کار آپ کو ہمارے نقش قدم پر چلنا نہیں پڑا۔ جب ہم صلح و آشتی کے ساتھ ایک امر کرتے ہیں تو آپ کے کارندوں نے آپ کی کامیابی اسی میں سمجھ رکھی ہے کہ اس امر کی مخالفت کر دی جاوے۔ آپ کی طرف سے ایسے ہمارے افعال بمنزلہ لاارتداد و منافقت قرار دئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ خدا کا احسان ہم پر ہے کہ خود آپ کو مجبوراً وہی کام کرنا پڑتا ہے

اس خواب سے ڈرو۔ جو آپ نے سیالکوٹ میں لیکچر دینے سے پہلے دیکھا کہ جس کا ذکر آپ نے حیدر آباد میں کیا۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو

آپ نے آسمان سے کشتی میں بیٹھے ہوئے اُترتے دیکھا ان کی ناراضگی - اُن کا آپ کو نہ ملنا۔ ان کا یہ کہنا کہ جماعت ایک شخص کو سجدہ کر رہی ہے۔ پھر آپ کا گھبرائے ہوئے اُن کی تلاش کرنا۔ حضرت نانی صاحبہ کے پاس جانا - اور اس میں ناکام رہنا۔ سوچو یہ خواب کیا کہہ رہا ہے۔

وہ جماعت جو بتعلیم حضرت اقدس تفقہ اور مذہبی امور میں خود محاکمہ کرنے کے قابل ہو گئی تھی - اور دوسروں کی تقلید کو ایک غیر مستحسن فعل سمجھتی تھی - اب یہی وہ امر ہے۔ جو شان امتیاز انسانیت ہے۔ اور اسی کا نام **اسلامی حریت** ہے - آج وہی جماعت آپ کی شکل میں ایک انسان کو پوج رہی ہے - مرغ باد نما کی طرح سے آپ کے الفاظ اُن کے رُخ کو پھیر دیتے ہیں۔ سمجھ نہیں آتی - کہ وہی لوگ جو کل حضرت مولانا محمد علی صاحب کی شمولیت ڈیپوٹیشن خلافت پر خطرناک طرز سے نکتہ چین تھے - وہی جو کل خلافت ٹرکی سے انکار کر رہے تھے - وہ کس طرح آپ کے اس فعل پر راضی ہو جاوینگے۔ جس کے ماتحت چودھری ظفر اللہ خان صاحب - مولوی سرور شاہ صاحب۔ سید ولی اللہ شاہ صاحب الہ آباد میں شرکت جلسہ خلافت کے لئے جاتے ہیں - اس کا یہ جواب نہیں ہو سکتا - کہ خلافت کمیٹی نے کل مسلمانوں کو جہاں دعوت دی - اس میں آپ کو بھی بلایا - جب لنڈن میں - پنجاب گورنمنٹ میں انگریزی اخبارات میں آپ نے اس خلافت سے قطع تعلق کیا تو پھر آپ کا یہ فعل کیا معنے رکھتا ہے۔ لیکن آپ کی جماعت ہے جو سر تسلیم خم کئے ہوئے ہے یہی وہ انسان پرستی ہے۔ جس سے آپ کو بذریعہ خواب ڈرایا گیا ہے۔

"فرمایا - میں نے دیکھا کہ ایک مکان ہے جو شرقاً غرباً بنا ہوا ہے۔ اس میں کچھ لوگ ہماری جماعت کے ہیں - اور وہ زمین پر سر رکھے ہوئے ہیں - ایک اور آدمی بھی ہے - مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ اسکو سجدہ کر رہے ہیں"

ہمیں بار بار حیرت آتی ہے کہ آخر کس غرض کے لئے آپ نے جماعت کو دو ٹکڑے کر دیا - جن اعتقادات یا جس ہمارے طریق عمل سے آپ کو اختلاف تھا وہی آخر آپ نے کیا -

مفتی صاحب کی مشتہرہ سطور میں ایک اور نئی بات ہے - جو ایک خدا ترس انسان کو کپکپا دیتی ہے "کیا واقعی آپ صاحب الہام ہیں - کیا واقعی آپ خدا کے مرسل ہیں - کیا واقعی خدا تعالےٰ آپ سے ہمکلام ہوتا ہے" اگر نہیں اور ایسا خیال کرنا آپ کے متعلق افترا علی اللہ ہے تو پھر ذیل کے الفاظ پر غور کرو - جو مفتی صاحب نے امریکہ میں شائع کئے ہیں - اور جن کا بیان مفتی صاحب نے اسلام میں داخل ہونے کے لئے لازمی قرار دیا ہے - وہ سطریں یہ ہیں :-

"جیسا کہ خدا زمانہ قدیم میں اپنے بندوں سے بولتا تھا - اسی طرح وہ اب بھی بولتا ہے - اور اس کی زندہ مثال محمود کے مقدس وجود میں ہے - جو مسیح موعود کا جانشین اور اسلام فی الاحمدیت ہیں - مرسل یزدانی اور راہ نما ہے - فقط آپ ہی اس برگزیدہ امت کے مامور من اللہ سردار ہیں - جن کی اطاعت ہر ایک مومن پر فرض ہے"

کیا یہ واقعی آپ کا دعوےٰ ہے - اگر آپ میں جرات نہیں - تو آپ کا یہ جواب دینا کہ میں نے تو ایسا نہیں لکھا اور آپ اس کی تردید نہ کرنا - اعانت افترا علی اللہ نہیں تو اور کیا ہے ؟

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بار بار کی تعلیم کو خوب یاد رکھو کہ کسی شخص کے چند خواب دیکھ لینے یا کوئی الہام پا لینے سے اسکو یہ حق نہیں پہنچتا - کہ وہ مکالمہ الہیہ کا مدعی ہو"

آج جو لغزت احمدیوں کے ساتھ ہندوستان میں پیدا ہو گئی ہے - خدا کے لئے بتلاؤ اس کا ذمہ وار کون ہے کیا یہ سب تکلیف جو احمدیوں کو پہنچ رہی ہے اس کے جواب دہ آپ نہیں - خیر - آج آپ کو سمجھ تو آگئی - کہ سختی اور نرمی کے معاملہ میں بھی آپ سراسر غلطی پر تھے - محض جو کچھ ہوا - آپ کی نوعمرانہ جوش [illegible]

کہ محبت اور نرمی سے دُنیا میں حق پھیلا کرتا ہے۔ اور صحیح عقائد ہی آخر کار دُنیا میں فتح پاتے ہیں۔

میں نے یہ چند الفاظ نہایت درد دل سے لکھے ہیں صرف اس لئے کہ یہ تبدیلی طریق عمل و عقائد جو آپ نے آہستہ آہستہ اختیار کی ہے۔ ممکن ہے کہ کسی صحیح سوچ بچار کا نتیجہ ہو۔ اور اللہ تعالےٰ آپکو ایک دن راہ راست پر لے آئے میں یہاں اپنے سے بچھڑے ہوئے بھائیوں کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں - کہ وہ ان باتوں پر غور کریں۔ ہم نے حضرت میرزا صاحب کو مجدد وقت اور خاتم الاولیا قبول کیا - اور اس شان سے حضرت مسیح موعود کو دُنیا میں پیش کیا۔ ہم نے مسئلہ نبوت میں ظلی نبوت سے آگے بڑھنا حضرت میرزا صاحب کو ہمیشہ افترا سمجھا - ہم نے اسلام کی اشاعت میں حضرت قبلہ حکیم الامۃ مولانا نورالدین صاحب کے حکم کے ماتحت غیر احمدیوں کے ساتھ مل کر کام کرنا اپنا فرض سمجھا - مسئلہ خلافت میں ہم نے قرآن و حدیث پر عمل کر کے خلافت کمیٹی کا ساتھ دیا - ان ساری باتوں سے میاں صاحب نے ایک وقت سخت مخالفت کی - اور آج وہ مجبوراً اس طرز عمل کو اختیار کر رہے ہیں، جس خواجہ کمال الدین کو ملعون کر رہے تھے - آج سیالکوٹ میں کہا جاتا ہے - کہ وہ ہمارا ہے اور ووکنگ مشن بھی ہمارا ہے -

اب اگر یہ حق الامر ہے تو میاں صاحب کے گذشتہ اقوال اور طرز عمل کو کس مد میں ٹھہراتے ہیں - خواجہ صاحب اگر غیر احمدیوں سے ایک مشترک امر میں ملنے سے مقہور بارگاہ میاں صاحب ہو گئے ہیں، تو آج میاں صاحب کیوں سیالکوٹ میں جا کر صلائے عام دیتے ہیں۔

اس موقعہ پر میں اس افترا کو دُور کرنا چاہتا ہوں جو خواجہ صاحب پر میاں صاحب کے خاص مریدین نے تراشا۔ اور میاں صاحب نے ہمیشہ اس پر اغماض کیا - یہ صدہا دفعہ قادیانی اخباروں میں لکھا گیا اور میاں صاحب کے خاص ایجنٹوں نے اس کی اشاعت میں اپنی کامیابی دیکھی - کہ خواجہ صاحب اشاعت احمدیت کو سم قاتل سمجھتے ہیں - یہ سراسر جھوٹ اور افترا ہے - اور میاں صاحب کو بھی علم ہے - کہ یہ افترا ہے - لیکن میاں صاحب نے اپنے اس فرض کو اپنے سر سے نہیں اُتارا - کہ جو افترا ایک بے گناہ پر اُن کی جماعت باندھ رہی ہے - اُس سے اپنی جماعت کو روکے۔

خواجہ صاحب نے اپنی ایک چٹھی میں جو حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم کی زندگی میں حکیم اجمل خان صاحب کے جواب میں لکھی یہ تحریر کیا :-

"میں یہاں کسی فرقہ کی تعلیم کو پیش نہیں کرتا - میں یہاں اشاعت فرقہ کو اسلام کے لئے سم قاتل سمجھتا ہوں - میں اس اسلام کو پیش کرتا ہوں - جو آپ اسلامک ریویو میں دیکھتے ہیں - اور جس کے ساتھ ہر ایک فرقہ کا اتفاق ہے - اور یہ وہ اسلام ہے - جو میں نے حضرت میرزا صاحب سے سیکھا۔"

ایک خدا ترس انسان کا فرض تھا کہ وہ خواجہ صاحب کے اصل الفاظ کو جماعت کے سامنے پیش کرتے - اور اگر وہ غلط ہیں - تو اُن پر جرح و قدح کرتے - نہ یہ کہ اُن پر افترا باندھا جاتے۔

کیا ان تقریروں سے یہ ظاہر نہیں ہوتا - کہ وہ احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں یعنی اس اسلام کی جو انھوں نے میرزا صاحب سے پڑھا - تاں وہ اسلام میں فرقہ جات کی بحث لانا غیر مسلم دُنیا میں اسلام کے لئے سم قاتل سمجھتے ہیں - جب ایک شخص اسلام میں کسی فرقہ کا قائل ہی نہیں - اور یہ وہ امر ہے - جو حضرت میرزا صاحب نے خود تسلیم کیا ہے - تو پھر وہ کسی فرقہ کی طرف اشارہ کر کے اپنے عقیدہ کے خلاف کیوں کرے اور وہ اشاعت فرقہ کو کیوں اسلام کے لئے سم قاتل نہ سمجھے جب نہ صرف اسلام کو اس فرقہ بندی ہی نے تباہ کیا اور آج مغرب میں عیسائیت کے لئے یہی فرقہ بندی ایک بڑی لعنت سمجھی گئی - کیا وہ اس دنیا کو یہ کہے - کہ جس بات کو تم نے اپنے مذہب میں لعنت سمجھا - وہ ہمارے مذہب میں بھی موجود ہے - آخیر میں ایک فیصلہ کن حوالہ عرض کرتا ہوں +

اخبار الحکم مورخہ ۱۷-۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء بعنوان "سٹیشن وزیر آباد اور پادری سکاٹ" رقمطراز ہے :-

پادری سکاٹ :- آپ لوگوں میں تو بہت سے فرقے ہیں -

حضرت اقدس :- مجھے تعجب ہے کہ آپ اسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ عیسائیوں میں کس قدر

فرقے ہیں - جو ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں - اور اصولوں میں بھی متفق نہیں - مسلمانوں کے فرقوں میں اگر کوئی اختلاف ہے تو فروعات اور جزئیات میں ہے - اصول سب کے ایک ہی ہیں"

مسلم ماڈل سکول بدوملہی کا پہلا سرکاری معائنہ

*ہمارے احباب کو معلوم ہے کہ بدوملہی کے بعض مقتدر اور ذی اثر اصحاب کی تحریک اور تجویز کے ماتحت وہاں پر گذشتہ اپریل سے زیر اہتمام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ایک انگریزی ماڈل سکول جاری کیا گیا ہے - جو خدا کے فضل و کرم اور احباب بدوملہی کی مساعی سے دن بدن ترقی کر رہا ہے۔

حال ہی میں اس سکول کا معائنہ جناب چوہدری پیران دتہ صاحب ایم - اے - انسپکٹر آف سکولز حلقہ لاہور نے فرمایا - اور ہم نہایت خوشی سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ جناب ممدوح سکول کی حالت کو دیکھکر نہایت محظوظ ہوئے ہیں - اور سکول کو کیا بلحاظ عملہ اور سامان کے اور کیا بلحاظ تعلیم و اخلاق کے ہر طرح سے اور ہر پہلو سے قابل تعریف ظاہر فرمایا ہے - ہم آپ کے آراء کی ایک نقل درج ذیل کرتے ہیں - اور اس کے ساتھ ہی ہم جناب چوہدری صاحب ممدوح کا شکریہ ادا کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں کہ آپ نے سکول کی رائے تک لکھتے ہوئے کمال دیانتداری حق پژوہی سے کام فرمایا ہے - اور آپ نے اُن وسیع اخلاق کا اظہار فرمایا ہے - جس کی توقع آپ ایسے قابل، نیک نیت، اور ہر دلعزیز آفیسر سے ہو سکتی تھی -

ہمیں جناب انسپکٹر صاحب بہادر حلقہ لاہور اور جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب سے قوی امید ہے کہ سکول کو جلد ولا مکان جلدی شرف منظوری عطا فرما کر احمدی جماعت کو خصوصاً اور عام پبلک کو عموماً مشکور و ممنون ہونے کا موقع عنایت فرمائیں گے۔

اخیر میں ہم جناب ہیڈ ماسٹر صاحب قاضی ثناء اللہ صاحب جن کے ہاتھوں میں انجمن نے مدرسہ کی باگ دے رکھی ہے قابل مبارکباد سمجھتے ہیں - کہ آپ کی مساعی حسن کارکردگی اور نیک نیتی سے اور آپ کے قابل عملہ کی قابل رشک کوششوں سے سکول نے تھوڑے عرصہ میں ایک حیرت انگیز ترقی حاصل کر لی ہے۔

اللہ تعالےٰ آپ کو اور آپ کے مددگاروں کو جزائے خیر دے - آمین (ایڈیٹر)

جناب چوہدری پیران دتہ صاحب - ایم - اے - انسپکٹر سکولز حلقہ لاہور مورخہ ۱۷ - جولائی ۱۹۲۰ء کو سکول متذکرہ بالا کا معائنہ فرمایا - اور بہت ہی خوش ہوئے - چنانچہ وہ رمارکس میں رقمطراز ہیں :-

"میں نے کل بموجب مینیجر صاحب کی تحریری درخواست کے انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن کے احکام کے ماتحت سکول ہذا کا معائنہ کیا - سکول گذشتہ اپریل میں کھولا گیا اور سات جماعتوں میں ۱۲۷ لڑکے ہیں - رجسٹر نہایت عمدہ طور سے رکھے گئے ہیں - اور قابل اعتبار ہیں - تقریباً تمام ضروری رجسٹرات موجود ہیں - اور ان کا اندراج نہایت احتیاط و ہوشیاری سے کیا جاتا ہے فیس حصہ مڈل میں سرکاری سکولوں کا ۷۵ فیصدی لی جاتی ہے اور پرائمری کی تعلیم مفت ہے - میں نے کوئی خاص خلاف ورزی سرکاری قوانین کی اس سکول میں نہیں دیکھی ....

مجھے بتایا گیا ہے کہ منتظمہ کمیٹی سکول ہذا (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور) کے پاس کافی روپیہ ہے - جن کے مینیجر صاحب جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور سکریٹری جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ہیں - اس کے علاوہ مقامی ممبر بھی ہیں - جن کو فائق طور پر میں اچھی طرح سے جانتا ہوں - مثلاً چوہدری عطاء اللہ خاں صاحب اور چوہدری غلام حیدر خان وغیرہ - پانچ ہزار کی رقم پہلے انجمن میں داخل کی جا چکی ہے - اور تین سال متواتر پندرہ سو روپیہ سالانہ ادا کرنے کا وعدہ ہے - اور ساتھ ہی نہایت موزون موقع پر ۵۰ کنال زمین بھی سکول کو عطا کی گئی ہے - موجودہ سکول کی عمارت نہایت عمدہ اور نہایت اعلیٰ مقام پر واقع ہے - اس کا بہت ہی خوبصورت صحن ہے اور موجودہ صورت میں طلبا کے لئے کافی جگہ ہے - اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے - کہ یہ سکول ابھی بچہ ہی ہے

اور باہر دیہات میں کھولا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خوش قسمتی ہے۔ کہ ایسا اچھا مکان مل گیا ہے۔

سٹاف میں سات اُستاد ہیں جن میں ایک دینیات پڑھاتے ہیں۔ ان میں سے ہیڈ ماسٹر صاحب۔ جے۔ اے۔ وی۔ سی [illegible] اور سید تاج حسین صاحب بی۔ اے۔ منشی فاضل اور چوہدری محمد شفیع صاحب بی۔ اے۔ فیل ہیں۔ پرائمری کے لئے ایک جے۔ وی۔ اور دوسرے مڈل پاس ٹرینڈ ہیں۔

سٹاف نہایت قابل اور موجودہ صورت میں کافی ہے۔ ڈرل ماسٹر فوراً مقرر کر لیا جائے۔ موجودہ صورت میں ڈرل ہیڈ ماسٹر صاحب اور دیگر ٹرینڈ نائبوں کے سپرد ہے۔ فٹ بال ہر روز کھیلا جاتا ہے۔ اور اُستاد کھیلوں میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔

لائبریری میں ۱۸۶ کتب ہیں جن میں سے ۱۰۶ انگریزی زبان کی اور باقی ۸۰ دوسری زبانوں کی۔ اخبارات سول اینڈ ملٹری گزٹ۔ ٹریبیون۔ زمیندار۔ وکیل۔ پیغام صلح۔ شاہباز اُردو۔ اور دیگر سلامی رسالہ جات خریدے جاتے ہیں۔

سامان مدرسہ قیمتی ۱۲۲۰ روپیہ تیار ہو چکا ہے۔ ڈیسکس، بلیک بورڈ، الماریاں، بنچ، ٹاٹ، نقشہ جات وغیرہ دیگر ضروری [illegible] کافی سے زیادہ مہیا کیا گیا ہے۔

سکول کا تمام ریکارڈ مجھے بہت ہی عمدہ معلوم ہوا۔ مستعد انتظام [illegible] اور سلسلہ تعلیم مجھے اور اخلاقی طور پر بہت ہی اعلیٰ ہے۔ [illegible] تمام مضامین کی تعلیم کو باقاعدہ اور باطریقہ پایا۔ [illegible] میں نے ایک روح اور اساتذہ میں بہت [illegible] پانچویں، چھٹی اور ساتویں کا انگریزی کا خط اس قدر اچھا ہے۔ کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ اور انگریزی گفتگو میں بہت زیادہ مشق کرائی گئی ہے۔ . . . .

. . . . . . نہ صرف باشندگان بدوملہی بلکہ گرد و نواح علاقہ کے تمام لوگ بھی مدت مدید سے ایک انگریزی سکول کی ضرورت محسوس کر رہے تھے۔ اور اس سکول میں اب وہ کافی دلچسپی لیتے ہیں۔

یہاں [illegible] میل کے نصف قطر میں کوئی انگریزی مدرسہ نہیں ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ اس نے اس اہم ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ اور یہ سکول استحقاق رکھتا ہے کہ [illegible] افزائی کی جائے۔

[illegible] مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ جنہوں نے اتنے سے قلیل عرصہ میں سکول کو اس قدر مضبوط اور اعلیٰ پیمانہ پر چلایا ہے۔ اور اس قدر جلدی نہایت عمدہ مکان کا مہیا کرنا اور بھی خوش قسمتی ہے۔

ہیڈ ماسٹر [illegible] اللہ صاحب اپنے کام میں نہایت ہوشیار ہیں۔ اور وہ سکول کے کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ اُن کے ماتحت سبھی اچھا کام کر رہے ہیں اور سید تاج حسین صاحب بی۔ اے۔ منشی فاضل کا اس سکول میں ہونا غنیمت ہے۔"

دستخط چوہدری پران ناتھ ودت۔ ایم۔ اے۔

گذارش بخدمت اہل سادات

جناب من۔ خاکسار نے ایک تاریخ معہ شجرہ آباواجداد سادات نظام ہندوستان لکھنی شروع کی ہے جس میں عموماً کل سادات ہندوستان کے خاندانوں کا صحیح و مستند حال ہوگا۔ اس تاریخ کے لکھنے سے علاوہ اور فوائد عظیمہ کے یہ فوائد بھی مدِنظر ہیں کہ جن خاندانوں کے آباؤاجداد کسی وجہ سے بلاد مختلفہ میں جا کر آباد ہو گئے۔ اور اس وجہ سے اُن کے جانشینوں میں آپس کے تعلقات منقطع ہو گئے انشاء اللہ تعالیٰ اس تاریخ کی مدد سے وہ مراسم دوبارہ پھر قائم ہو سکیں گے۔

دوئم کل سادات ہندوستان کی یکجا ایک جامع تاریخ ہوگی۔ اس لئے خاندان سادات کے ارکان سے التماس ہے کہ وہ اپنے خاندان کے حالات و نیز شجرہ ہائے نسب مستند و صحیح تحریر فرما کر خاکسار کے پاس روانہ فرما دیں۔ اگر کوئی ایسا تاریخ کی کتاب ہو جس میں آپ حضرات کے خاندانوں کا تذکرہ ہو۔ تو اس کو عاریتاً روانہ فرما کر مشکور فرما دیں۔ بعد نقل اموز ضروری واپس کر دی جائیگی۔

خادم القوم:-
سید محمد [illegible] محلہ شاہ علی سرائے
ضلع مراد آباد۔

نامۂ ووکنگ

مختصر اور ضروری نوٹس

قانون طلاق اور اسلام کی فتح

آخر کار فطرت کی زبردست آواز غالب آئی۔ انگلستان جس کا عیسائی کلیسا طلاق کو صرف ایک ہی وجہ زناکاری پر مبنی ٹھہرانے پر مُصر تھا۔ جس کی وجہ سے اور تو اور بڑے بڑے شریف گھرانوں کو بھی بے حیائی کا ٹیکہ اپنے ماتھے پر لگا کر اپنے آپ کو زناکار ثابت کرنا پڑتا تھا۔ جیسے کہ گذشتہ سال لارڈ ریڈیج کے مقدمہ میں ہم نے دیکھا۔ وہ انگلستان جہاں سے اسلامی طلاق پر آوازے کسے جاتے اور دُنیا کو کہا جاتا تھا۔ کہ اسلام نے طلاق کی وجوہات معین نہ کر کے گویا عورت کی وہ حیثیت وہی ہے۔ جو ایک فالتو اور لغو چیز کی ہوتی ہے۔ آج وُہی انگلستان فطرت کے اسی مذہب کی طرف نہ صرف رجوع ہی کرتا ہے نہ صرف ایک عامہ آواز ہی کلیسا کے مذہب کے خلاف اُٹھتی اور اتباع معقولیت کی تلقین کرتی ہے۔ بلکہ پارلیمنٹ میں بھی اس آواز کی شنوائی بصورت قانون ہوتی ہے۔ اور آخرکار وہ قانون گو اپنی پوری طاقت اور وسعت کے ساتھ نہیں لیکن پہلے سے اچھی شکل اور صورت حاصل کر کے پاس ہو جاتا ہے۔

جون ۱۹۳۰ء کا مہینہ تاریخ مذاہب میں ایک قابل یادگار مہینہ رہیگا۔ جبکہ عیسائیت کو اسلام کی معقولیت کو عملاً تسلیم کر کے قوانین شریعت کے لحاظ سے اپنی بے سروسامانی کا اعتراف کرنا پڑا ہے۔

کس زور اور شور کے ساتھ کلیسا سے آوازیں بلند ہوئیں۔ کہ طلاق کی وجوہات کی توسیع قانون مسیحیت بلکہ خداوند مسیح کے مقرر کردہ قانون کے خلاف ہے۔ کس قدر فصاحت و بلاغت کے دریا شادی کی تقدیس کو ثابت کرنے پر بہائے گئے۔ اور یہاں تک دھمکیاں دی گئیں۔ کہ طلاق یافتہ کی شادی کی رسوم کلیسا ہرگز سرانجام نہ دیگا۔ لیکن قدرت کی بنائی ہوئی فطرت کے سامنے انسانی ملمع سازیاں کہاں ٹھہر سکتی ہیں اور تو اور آرچ بشپ آف کنٹربری کو "عامہ مطالبہ کے سامنے سرتسلیم خم کرنا ضروری" قرار دینا پڑا۔

حضرات پادری کی پیش کردہ رکاوٹوں اور دھمکیوں کا ذکر کرتے ہوئے [illegible] بک ماسٹر نے ایک نامہ نگار کا کیا ہی مزیدار فقرہ دوہرایا اور یہ سوال کیا کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ سادہ اپنے مسیحیت پلیٹ کی پناہ لینے میں تو اس قدر مشکلات حائل کرتے اور بازاری زندگی کو اس قدر آسان کر دیتے ہیں۔ تاہم [illegible] سمجھنا چاہیئے کہ اس دھینگا مشتی کا جلد ہی فیصلہ ہو گیا اور سائد سے ہوئے بازاری کو اب کھر پلیٹ لیکن ترمیم شدہ پلیٹ ہی کا سایہ نصیب ہوگا۔ خواہ وہ مسیحیت کا پلیٹ ہو یا اپنی شکل و شباہت کو زمانہ قریب میں کچھ تھوڑا سا اور تبدیل کر کے اسلامی پلیٹ بن جائے۔ خدا وہ دن جلد لائے۔ آمین!!!

تعدد ازدواج کو ترجیح

ابھی تھوڑا عرصہ ہوا۔ ہم نے اخبارات میں پڑھا تھا۔ بلکہ معتبر ذرائع سے ہمیں معلوم ہوا تھا کہ اس وقت انگلستان کی حدود میں عورتوں کی تعداد مردوں سے دس لاکھ زیادہ ہے اس قدر زیادتی تعداد کا اثر ملک کی تمدنی حالت پر جو کچھ پڑ سکتا ہے وہ پڑ رہا ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی تسلیم کیا گیا تھا کہ تعدد ازدواج اس کا بہترین علاج ہو سکتا ہے لیکن کہا گیا ہے۔ لوگ اسے پسند نہیں کرتے۔ اس لئے یہی بہتر ہے کہ عورتوں کو نو آبادیات میں کثرت کے ساتھ بھیجا جائے۔ کہ وہ وہاں جا کر شادیاں کر لیں۔ لیکن اسکے خلاف آج ہم ایک اور آواز سنتے ہیں۔ میڈم سارا گرانڈ نے ایک زبردست مضمون ڈیلی سکیچ میں اس موضوع پر لکھا ہے۔ کہ طلاق کیوں آسان ہونی چاہیئے۔ مضمون کے آخر میں یہ بتلاتے ہوئے کہ اس وقت ان تمام ممالک میں جو جنگ کے اثر کے نیچے رہ چکے ہیں۔ عورتیں ایک کروڑ پچاس لاکھ کی تعداد میں مردوں سے زیادہ ہیں۔ میڈم موصوفہ نے اسکو مسئلہ ازدواج کا بہت بڑا اہم سوال قرار دیتے ہوئے ان "آزادانہ تعلقات" کے خلاف جو لوگوں نے اس سوال کو حل کرنے کے لئے تجویز کئے ہیں صدائے نفرین بلند کی ہے۔ اور یہاں تک لکھا ہے کہ :-

"ان آزادانہ تعلقات پر مجھے یقین ہے کہ عورتیں تعدد ازدواج کو ترجیح دینگی۔ اور اول الذکر کی بجائے موخر الذکر کو برداشت کر لینگی"

یہ ایک عورت کے لفظ ہیں۔ اس ملک کی عورت جہاں تعدد ازدواج کو ایک نہایت قابل نفرین چیز سمجھا جاتا اور مسلمانوں کو اس وجہ سے بھی نفرت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ وہ ضرورت کے موقعہ پر جیسا کہ اب یورپ کو درپیش ہے۔ ایک سے زیادہ بیویاں کرنی شرعاً جائز سمجھتے ہیں۔

زمانہ کی نیرنگیاں ابھی اس سے بڑھ کر بھی بہت کچھ دکھانے والی ہیں۔ اور وہ دن دُور نہیں جب ہم اسلام کے اصولوں کو من وعن طور پر عملی جامہ پہنتے ہوئے دیکھینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

آزادی۔ مغربی نقطۂ نگاہ سے

مغربی تہذیب نے آزادی کا جو معیار مقرر کیا ہے۔ ہمارے نوتعلیم یافتہ ہندوستانی نوجوانوں کو اسکے متعلق اکثر غلطی لگی رہتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ مغربی تہذیب نے عورت و مرد کو معاملات میں بالکل مختار اور آزاد قرار دیا ہے۔ ہرچند کہ اس خیال کی تائید میں بہت سے واقعات کو بطور ثبوت پیش کر سکتے اور کئے ہیں۔ لیکن میں یہی کہونگا۔ کہ آزادی کا وہ خیال جو ہمارے دل و دماغ میں سمایا ہوا ہے۔ اور جسکو ہم مغرب کے بعض واقعات کی روشنی میں اسکے دوسرے پہلو سے قطع نظر کرتے ہوئے عملی جامہ پہنانا نہ صرف جائز بلکہ ضروری قرار دیتے ہیں۔ وہ یہاں موجود نہیں۔ بالکم از کم میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اسکے بدنتائج اب اس سے رجوع کرنے پر یہاں کے اہل الرائے اصحاب کو مجبور کر دیا ہے۔

عورت و مرد میں مساوات اور یکسانیت بلحاظ فرائض ایک وقت تھا جب ضروری سمجھی جاتی تھی۔ اور اب بھی اکثر کوتاہ اندیش اس کو تہذیب کا ضروری پہلو قرار دئیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لیکن اہل الرائے اصحاب سے جا کر پوچھیں تو ان سب باتوں کو اس نظر سے نہیں دیکھتے کہ وہ بہت دل خوش کن ہیں۔ بلکہ اُن کے بُرے یا بھلے نتائج کی روشنی میں ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اُن کی رائے ہے۔ کہ یہ دخول کی عادت عورتوں کا گھروں کی چار دیواری سے باہر نکل کر یا بالفاظ دیگر انتظام خانہ داری کو چھوڑ کر دوکانوں کی سوداگری اور دفتروں کی ملازمتیں کرنا نہ صرف اخلاقاً بہت برے نتائج کو پیدا کرتا ہے۔ بلکہ نسل انسانی کی ان ضروریات پر بھی بہت بُرا اثر ڈالنے والا ہے۔ جو قدرت نے عورت سے وابستہ کی ہیں۔ یعنے پیدائش اولاد۔ بچوں کی تربیت وغیرہ۔

اسی سلسلہ میں ایک اور مسئلہ بھی قابل غور سمجھا گیا ہے اور وہ یہ کہ آیا کوئی لڑکا اور لڑکی اپنے والدین یا ماں باپ کی اجازت کے بغیر ایکدوسرے سے شادی کر سکتے ہیں؟ یا کم از کم کس عمر تک اُن کے لئے اجازت کی ضرورت ہے اور ایسا ہی شادی سے پہلے آئندہ بننے والے میاں بیوی کا باہمی اختلاط کہاں تک جائز ہے۔ مشرق کی باتیں تو مغربی علوم کی روشنی میں کہاں لائق توجہ بھی جا سکتی ہیں۔ یہاں تو حضرت آفتاب جب اپنی مشرقی کرنوں کی جلوہ افروزی کے ساتھ جلوہ فرما ہوتے ہیں۔ تو ساری تمکنت اور شان جلالی پیچھے ہی رہ جاتی ہے اور اُنہیں اپنے چہرہ کو بادلوں کی زردیوں میں چھپا کر غروب ہی ہو جانا پڑتا ہے۔ لیکن باایں ہمہ تفوق مغرب کی روشن دماغی آج کن خیالات کی حامی ہے۔ وُہی جنکو مشرق کے دقیانوسی خیالات سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ اس سے ایکدو قدم بڑھ کر یہ کہا گیا ہے۔ اور اخبارات میں اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ کوئی ۲۵ سال سے کم عمر کا لڑکا اور ۲۱ سال سے کم عمر کی لڑکی اپنے والدین کی مرضی کے بغیر شادی کرنے کی مجاز نہیں ہونی چاہیئے" اور ایسا ہی شادی سے پہلے اختلاط باہمی کو بھی اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔

کیا فدائیان مغرب اس قسم کی آواز دل کو سنکر بھی اپنی قدیم تہذیب کو قابل پذیرائی قرار نہ دینگے؟

دوست محمد از ووکنگ۔ انگلینڈ۔

ضرورت ہے

ایک بی۔ اے۔ ٹرینڈ یا کم از کم بی۔ اے۔ انگریزی اور ریاضی میں ماہر۔ ہیکلہ بی۔ ایس۔ سی یا ایف۔ ایس۔ سی کا۔ درخواستیں فوراً آئیں۔

وائیڈ ہیڈ ماسٹر صاحب [illegible]

آزاد ہر دین از رہ اسلام صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب

اخبار پیغام صلح

ہفتہ میں دو بار
یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت ۶
ششماہی ۳ سہ ماہی ۲ طلباء سے سالانہ ۴

جلد ۸ | لاہور یکشنبہ مؤرخہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۸ اگست سنہ ۱۹۲۰ | نمبر ۱۱

کلام الامام امام الکلام

رحمت رب العالمین است ایں
دین پاک است ملت اسلام
از خدا ایکہ ہست عاشق تام
زیں کہ دیں از برائے آں باشد
کہ ز باطل بحق کشاں باشد
دیں صدیقت ہست خاصۂ فرقان
ہر اصولش موثق از برہان
با براہین روشن و تاباں
مے نماید رہ خدائے لگاں
من گر امروز سیم و اشتے
آں براہیں بزر نگاشتے
اللہ اللہ چہ پاک دین است ایں
رحمت رب عالمین است ایں
آفتاب رہ صواب است ایں
بخدا بہ ز آفتاب است ایں
مے برآرد ز جہل و تاریکی
سوئے انوار قرب و نزدیکی
مے نماید بطالباں رہ راست
راستی موجب رضائے خداست
گر ترا ہست ہیچ آں دادار
بپذیرد ز خلق ہیچ مدار
چوں بود بر تو رحمت آں پاک
دیگر از لعن و طعن خلق چہ باک
لعنت خلق سہل و آسان است
لعنت آں است کو ز رحمان است

جواہر پارے

استغفار کلید ترقیات روحانی ہے

ایک شخص کو استغفار کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ استغفار کلید ترقیات روحانی ہے

۲۰ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء تفسیر سورۂ فاتحہ ابھی تک لکھنی شروع نہیں ہوئی۔ اور دن تھوڑے سے رہ گئے ہیں۔ اس پر فرمایا اب تک ہم نہیں جانتے کہ ہم کیا لکھیں۔ توکل علی اللہ اس کام کو شروع کیا گیا ہے ہم موجودہ مواد پر بھروسہ نہیں رکھتے صرف خدا پر بھروسہ ہے کہ کوئی بات دل میں ڈالی جائے یہ بات میرے اختیار میں نہیں۔ جب وہ مواد اور حقائق جن کی تلاش میں ہوں مجھے مل گئے تو پھر انکو فصیح و بلیغ عربی میں لکھا جائیگا۔ چونکہ انسانوں کو ثواب حاصل کرنے کے واسطے فکر اٹھانا چاہئے اس واسطے ہم فکر کرتے ہیں۔ آگے جب کوئی بات اللہ تعالےٰ القاء کرے خدا سے دعا مانگی جاتی ہے اور میرا تجربہ ہے کہ جب خدا سے مدد مانگی جاتی ہے۔ تو وہ مدد دیتا ہے۔

تفسیر سے پہلے جو تمہید حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھی ہے اس کے متعلق حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب نے عرض کی کہ پیر گولڑوی تفسیر نویسی سے پہلے ایک تقریر اور مباحثہ چاہتا تھا۔ سو اس تمہید میں یہ بھی ہوگا۔

حضرت سید احمد شہید اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید کا ذکر درمیان میں آیا۔ فرمایا:۔

"ان لوگوں کی نیتیں نیک تھیں وہ چاہتے تھے کہ ملک میں نماز اور اذان اور قربانی کی رکاوٹ جو سکھوں نے کر رکھی تھی دور ہو جائے۔ خدا نے ان کی دعا کو قبول کیا۔ اور اس کی قبولیت کو سکھوں کے دفعیہ اور انگریزوں کو اس ملک میں لانے سے کیا۔ یہ ان کی دانائی تھی کہ انہوں نے انگریزوں کے ساتھ لڑائی نہیں کی۔ بلکہ سکھوں کو اس قابل سمجھا کہ ان کے ساتھ جہاد کیا جاوے۔ مگر چونکہ وہ زمانہ قریب تھا کہ مہدی موعود کے آنے سے جہاد بالکل بند ہو جائے۔ اسواسطے جہاد میں ان کو کامیابی نہ ہوئی ہاں بسبب نیک نیت ہونے کے ان کی خواہش اذانوں اور نمازوں کے متعلق اس طرح پوری ہوگئی۔ کہ اس ملک پر انگریز آ گئے۔

پھر فرمایا۔ وقت دو ہوتے ہیں۔ ایک خارجی اور ایک اندرونی۔ یعنی روحانی خارجی وقت یہ ہے کہ حضرت رسول کریمؐ اور ولیوں اور بزرگوں کے کشوف نے مسیح موعود اور مہدی کا وقت چودھویں صدی بتلایا اور اندرونی یعنی روحانی وقت یہ ہے کہ نماز کی حالت یہ بتلا رہی ہے کہ اسوقت مسیح آنا چاہئے۔ دونوں وقت اس جگہ آ کر ملتے ہیں"

۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء اس جماعت کا نام احمدی رکھا جانے پر کسی نے سنایا کہ کوئی اعتراض کرتا تھا کہ یہ نیا نام ہے۔ اس پر کچھ گفتگو ہوئی۔ فرمایا:۔

"لوگوں نے جو اپنے نام کے ساتھ حنفی، شافعی وغیرہ رکھے ہیں یہ سب بدعت ہیں۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے۔ محمدؐ اور احمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم آنحضرت کا اسم اعظم محمدؐ ہے صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا اسم اعظم اللہ ہے اسم اللہ دیگر کل اسماء مثلاً حی۔ قیوم۔ رحمٰن۔ رحیم وغیرہ کا موصوف ہے حضرت رسول کریمؐ کا نام احمدؐ وہ ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود نے کیا یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ من بعدی کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلا فصل آئیگا۔ یعنی میرے اور اسکے درمیان اور کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ لفظ نہیں کہے بلکہ انہوں نے محمد رسول اللہ والذین امنوا معہ اشداء …… میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ کیا ہے جب بہت سے مومنین کی معیت ہوئی جنہوں نے کفار کے ساتھ جنگ کئے۔ حضرت موسیٰؑ نے آنحضرت کا نام محمدؐ بتلایا صلے اللہ علیہ وسلم۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ خود بھی جلالی رنگ میں تھے اور حضرت عیسےٰؑ نے آپ کا نام احمدؐ بتلایا۔ چونکہ وہ خود بھی ہمیشہ جمالی رنگ میں تھے۔ اب چونکہ ہمارا سلسلہ بھی جمالی رنگ میں ہے اسواسطے اس کا نام احمدی ہوا"

فرمایا۔ جمعہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کا دن تھا اور یہی متبرک دن تھا۔ مگر پہلی امتوں نے غلطی کھائی کسی نے شنبہ کے دن کو اختیار کیا اور کسی نے یکشنبہ کے دن کو۔ حضرت رسول کریم صلعم نے اصل دن کو اختیار کیا۔ ایسا ہی اسلامی فرقوں نے غلطی کھائی کسی نے اپنے آپکو حنفی کہا اور کسی نے مالکی اور کسی شافعی اور کسی نے شیعہ۔ مگر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے محمدؐ اور احمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اسلام کے دو ہی فرقے ہو سکتے ہیں محمدی یا احمدی۔ محمدی اس وقت جب جلال کا اظہار ہوا۔ احمدی اس وقت جب جمال کا اظہار ہوا۔

ایک شخص نے عرض کی کہ حضور میرے لئے دعا کریں کہ میرے اولاد ہو جائے۔ آپ نے فرمایا:۔

کہ استغفار بہت کرو۔ اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں اللہ تعالےٰ اولاد بھی دے دیتا ہے [illegible] ہے۔ جو شخص یقین میں کامل ہوتا ہے خدا [illegible] دستگیری کرتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - یکشنبہ مورخہ ۸ اگست سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۱۱

تبلیغ اسلام

ہم اس امر کے مخالف نہیں کہ مسلمانوں کی سیاسی اور پولٹیکل حالت کو مستحکم اور مضبوط بنانے کی سعی نہ کی جائے۔ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی دُنیوی اور سیاسی حالت زبردست ہو کیونکہ یہ امر استحکام اسلام کا مؤید اور معاون ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم اس امر کے خواہاں ہیں کہ خاص دین اور کان دین کی پابندی۔ اُن کی تبلیغ - اُن کی اشاعت کا ولولہ بھی ویسا ہی ہمارے دلوں میں موجزن ہونا چاہئے۔

ملکی حقوق کی حفاظت اور سیاسی امُور کے لئے ہم لیگیں بناتے ہیں۔ جلسے اور کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں۔ غیر ممالک میں ڈیپوٹیشن بھیجتے ہیں لیکن خالص اس غرض کے لئے - کہ اعلاءِ کلمۂ حق کیا جائے۔ ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ خلقِ خدا گمراہی میں پڑی تباہ ہو رہی ہے۔ اور ہم جنبش نہیں کھاتے - لاکھوں اور کروڑوں نفوس جہل کی تاریکیوں میں پڑے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ اور ہم پرواہ نہیں کرتے۔ بتایئے اب تک ہم نے کیا کیا؟ کس کس کو توحید کے سرچشمہ سے سیراب اور کس کس کو اشاعت کے نور سے منور کیا کس کس کو منزلِ مقصود کی طرف رہنمائی اور کس کس کو سیدھے رستہ کا پتہ دیا۔

بہت دفعہ آپس میں صلاح اور مشورے ہوئے۔ تجویزیں کی گئیں۔ ریزولیوشن پاس کئے۔ لیکن عملی رنگ میں نہ کچھ ہونا تھا نہ ہوا۔

ہم لوگ ایک آنی جذبہ کے ماتحت بہت کچھ کرگذرتے ہیں۔ زر ومال تو کیا اپنی جان بھی فدا کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں لیکن افسوس ٹھنڈے دل سے اپنے مستقبل، اپنے نفع ونقصان سوچنے کی طاقت ہم میں بہت حد تک مفقود ہے۔ ہم جلد باز اور عجلت پسند ہیں۔ چاہتے ہیں کہ جو کچھ ہو جلدی ہو۔ اور ابھی ہو۔ لیکن دُنیا میں کام کرنے کے لئے یہ ڈھنگ نہیں۔ ہمیں ایک مدبّرانہ تفکر کے بعد ایک صحیح راستہ پر قدم مارنا چاہئے۔ جس سے ہماری آیندہ کی کامیابی یقینی اور لابدی ہو۔

آج خلافت کا سوال ہم میں پیدا ہوا۔ اور مقام مسرت ہے کہ اس کے متعلق فوراً نہیں تو کم از کم کچھ عرصہ کے بعد عملی کارروائی شروع ہوگئی۔ اور جو کچھ ممکن ہو سکتا تھا کیا گیا خلافت کمیٹیاں قائم کیں۔ جلسے کئے۔ غیر ممالک میں ڈیپوٹیشن بھیجے۔ زر ومال قربان کئے۔ ہجرت کی دشوار اور مصیبتناک تکالیف برداشت کیں۔

اس میں شک نہیں۔ کہ مسئلہ خلافت بھی ایک مذہبی مسئلہ ہے اور اس کا قلب اسلام سے تعلق ہے۔ لیکن

کیا ہمارا دائرۂ عمل یہیں تک محدود ہونا چاہیے۔

میں کہتا ہوں ہم میں ایک نقص ہے۔ کہ ہم جب کوئی کام کرنے لگتے ہیں - تو یک طرفہ جھک جاتے ہیں۔ اور دوسرے ضروری پہلوؤں کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور غور نہیں کرتے کہ ہماری اصلاح کس مقام سے شروع ہونی چاہئے۔ اور اس کو بتدریج کہاں تک پہنچانا چاہیے۔ باہر کے ممالک کو چھوڑو۔ اپنے ملک کو بھی چھوڑ دو۔ خود ہمارے اپنے نفس نہایت سخت محتاج ہیں اصلاح کے۔ نہایت سخت محتاج ہیں اسلام کے قوانین اور اصولوں کے ماتحت زندگی بسر کرنے کے۔ ہمارے گھروں میں، ہمارے اہل وعیال میں ہمارے بچوں میں سخت ضرورت ہے اصلاح کی۔

میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کتنے گھر ہیں مسلمانوں کے جن میں باقاعدہ پانچوقتہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ زکوٰۃ دی جاتی ہے اور اسلامی ارکان کی پابندی کی جاتی ہے۔ الّا ماشاء اللہ

کتنے گھر ہیں جن کے بچے سات سال کی عمر میں نہیں تو بارہ سال کی عمر میں نماز کی پابندی کرتے اور قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ پڑھتے ہوں۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو اپنے گھروں میں وعظ ونصیحت کر کے اُن کو رسولؐ خدا ورسولؐ کے مطابق چلنے کی تاکید کرتے ہیں پھر کتنے ہیں جو اپنے عزیز واقارب کی اصلاح کا درد دل میں رکھتے اور پھر کتنے ہیں جو اپنے ملک کے اندر تبلیغی جد وجہد کو کام فرماتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ تم دوسری اقوام کی نکتہ چینی کرتے ہوئے اور اُن کے ظلم وستم کی داستان بیان کرتے ہوئے اپنے نفوس کو کیوں بھول جاتے ہو؟ حقیقی فلاح اور دائمی اصلاح اس طرح سے حاصل نہیں ہو سکتی اس کے حاصل کرنے کا یہ طریق ہے - کہ

اپنا اعلٰے کیریکٹر بناؤ!

اور دوسروں کے لئے ایک نمونہ قائم کرو۔ اور وہ جو گمراہ ہیں جو اسلام سے دُور یا اسلام کے متعلق بدظنیوں میں مبتلا ہیں اُن پر اسلام کے محاسن ظاہر کرو۔

یہ تمہارا سب سے بڑا اور سب سے ضروری فرض ہے جس سے تم غفلت کر رہے ہو . . . .

. . . .

. . . .

پس جس طرح آج خلافت کے لئے تمہارے اندر جوش موجزن ہے۔ اور خدا کرے کہ یہ جوش محض ایک وقتی اشتعالی نہ ہو۔ کم از کم اس سے نصف جوش تم تبلیغ اشاعت اسلام کا بھی دکھاؤ۔ اور جس طرح تم نے کمال بہادری اور غیرت کا نمونہ پیش کر کے راہِ خدا میں زر ومال کو پانی کی طرح بہا دیا۔ تبلیغ واشاعت اسلام کی راہ میں بھی بہاؤ۔ اور جس طرح آج تمہارے مہاجرین راہِ خدا میں قدم اٹھا کر اپنے وطنِ مالوف کو اپنے عزیز واقارب کو الوداع کر رہے ہیں۔

تبلیغِ اسلام کے جوش کو سینوں میں لئے ہوئے وطن کو خیرباد کہہ کر دُنیا میں نکل جاؤ۔ اور اعلائے کلمۃ الحق کرو۔

تم دیکھو گے کہ یہ کام۔ یہ مقدس کام اگر جلدی نہیں تو کچھ عرصہ کے بعد وہ اعلےٰ نتائج پیدا کریگا۔ جسکی نظیر دُنیا میں نہیں ملیگی۔ ہاں اس میں استقلال ضروری ہے۔ صبر واستقلال سے اس رستہ میں قدم اٹھاؤ۔ اور پھر دیکھو خدا سے اسلام تم سے کیا سلوک کرتا ہے۔

اشاعت اسلام کے لئے انجمنیں قائم کرو۔ قوم کو اس اہم مقصد کی طرف متوجہ کرو۔

مال کے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ مہم بھی جلدی سر ہو سکتی ہے کیونکہ اگر تمہارا ایک مشترکہ بیت المال قائم ہو جائے۔ تو اس سے تمام قومی کام بوجہ احسن انجام پا سکتے ہیں۔ پھر قوم میں سے ایسے لوگ پیدا کرنے کی کوشش کرو کہ جن میں اخلاص ہو۔ دین سے محبت ہو۔ جن میں دُنیا کی ملونی نہ ہو - اُن کو اسلام کے اصل اور خالص لٹریچر سے آگاہ کر کے دُنیا کے کونوں تک پہنچاؤ۔ اور باوجود صدہا ظاہری سامانوں کے دُعا سے کام لو کہ تمہاری کشتی کنارے پر لگ سکے - ع

مرادِ ما نصیحت بود گفتیم

"داغ ہجرت"

"داغ ہجرت" دو لفظوں کا ایک مختصر سا الہام ہے جو آج سے کئی سال پہلے اس زمانہ کے ملہم و مامور من اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خدائے علیم وبزرگ کی طرف سے نازل ہوا۔ سوائے اس علیم وخبیر کے کس کو علم تھا کہ اس الہام کے پورا ہونے کا کون سا وقت معیّن ہے اور اسکی حقیقت کب کھلنے والی ہے۔ خود حضرت مسیح موعود عم اور آپ کے رفقاء کو اس الہام الٰہی کے نزول کے وقت یہ خیال ہو گیا تھا۔ کہ شاید بعض واقعات ایسے پیش آجائیں کہ حضرت اقدس اور آپ کے متبعین کو وطنِ مالوف کو ترک کر کے کسی دوسری جگہ ہجرت کرنی پڑے۔ لیکن نہ الہام الٰہی کا یہ مقصد تھا۔ اور نہ ایسا ہوا۔ نہ حضرت اقدس یا آپ کے رفقاء نے ہجرت کی اور نہ اسکی ضرورت پڑی۔ لیکن موجودہ واقعات نے ثابت کر دیا کہ "داغ ہجرت" کے الفاظ کے اندر جو ان نصیب مسلمانوں کی الم ناک، یاس انگیز و درد افزا داستان مرکوز ہے جنہیں حال ہی میں واقعات پیش آمدہ کی بنا پر اپنے وطنِ مالوف، اپنے عزیز واقارب، اپنی جائداد واملاک کو خیرباد کر کے ایک غیر ملک کی طرف رُخ کرنا پڑا۔

درحقیقت یہ ایک امر عظیم تھا۔ جس کی طرف الہام الٰہی نے اشارہ فرمایا۔ اور یہ ایک انقلاب غیر متوقع تھا جس کی خبر قبل از وقت حضرت اقدس کو دی گئی۔ ہاں نزول الہام کے وقت اس حقیقت پر پردہ پڑا رہا۔ اور کسی کو خیال تک نہ آیا کہ

ایک وقت ہندوستان کے مسلمانوں پر آنیوالا ہے۔

کہ اُن کو اپنا عزیز وطن چھوڑنا اور "داغ ہجرت" اٹھانا پڑے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سوائے خدائے علیم کے، ان باتوں کو کون جانتا ہے۔ اُسی کے علم میں تھا کہ یہ مصیبت کا وقت بھی اس بدنصیب قوم کے مقدر میں لکھا ہے کہ جب اُن کا متاعِ دُنیوی لُٹ جائیگا۔ اُن کے حالات دگرگون اور اُن کی کیفیت ناگفتہ بہ ہو جائے گی تو اس سراسیمگی اور حیرانی میں وہ گھر بار چھوڑ کر ہندوستان سے ہجرت کر جائیں گے۔

خدا کے اس سچے مامور کی باتیں جو اس نے خدا سے علم پاکر بیان کیں۔ آج حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں خلافت ٹرکی کا کمزور ہونا - عرب میں نئی سلطنت کا قائم ہونا روس کی تباہی وغیرہ وغیرہ اور دوسرے اہم امور۔ مصائب اور تکالیف جن کا شکار مسلمانوں کو اس زمانہ میں ہونا پڑا یہ تمام باتیں اُس نے قبل از وقت خدا سے علم پاکر یا اپنے مطاع حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر بیان کیں۔ جو اب پوری ہو رہی ہیں اس لئے تاکہ دُنیا کو معلوم ہو سکے کہ وہ درحقیقت

خدا کا سچا مامور من اللہ اور مسلمانوں کا حقیقی لیڈر تھا

جہاں خدا کی نصرت وتائید کی امید اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات امت محمدیہ کی کامیابی کے متعلق ہمیں ان مصائب کے دنوں میں حضرت مرزا کا کام دینیں اور ہماری ڈھارس بندھواتی رہیں۔ وہاں ساتھ ہی اس مسیح دوراں علیہ السلام کی پیشگوئیاں جو اس نے اسلام کے متعلق دیں۔ ہمارے لئے باعث تسکین ہیں۔ اور وہ دن دُور نہیں کہ مبشر الہام کا ظہور دُنیا میں شروع ہو جائے۔

کہ بخرام وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں

برمنار بلند تر محکم افتاد

جماعت احمدیہ کے نامہ نگار صاحبان توجہ فرماویں

ہماری جماعت خدا کے فضل سے ایک تعلیم یافتہ جماعت ہے۔ اور جماعت کے موجودہ تفرقہ نے جہاں عوام کو حسب معمول پیر پرستی کے گڑھے میں گرا دیا ہوا ہے وہاں سمجھدار اور زیرک احمدیوں کو اشاعت اسلام جیسے اہم کام کی طرف بھی خصوصیت سے مائل کر دیا ہوا ہے۔ اس لئے میں جماعت احمدیہ کے مضامین نگاروں سے التماس کرتا ہوں کہ وہ خوب کوشش اور محنت سے کوئی نہ کوئی مضمون ضرور لکھتے رہا کریں۔ میاں محمود احمد صاحب اور اُن کے مبائعین خدمتِ اسلام کا دعوےٰ کرتے ہوئے جہاں ایک طرف اہل قبلہ کلمہ گو مسلمین کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنے میں مستغرق نظر آتے ہیں۔ وہاں اہلِ تثلیث مشرکین اور گروہ دجّالین کی حمایت میں بھی وہ سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ بلکہ جن جن احمدیوں نے اپنی لڑکیوں کو غیر احمدی مسلمانوں سے بیاہ دیا ہوا ہے۔ اُن پر بھی حرام کاری کروانے کا فتوےٰ لگایا جا رہا ہے۔ ایسے حالات میں ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے اہلِ قلم جہاں دیگر مذاہب کی تردید میں قلم اٹھا دیں۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد اور نیز پیر پرست طبقہ میں بھی علمی روشنی پھیلا کر جہالت کو دور کریں۔ وایڈیٹر

اطلاع خریداران اخبار خط وکتابت کے وقت بنظرِ عنایت اپنا صحیح پتہ اور نمبر حیث خریداری درج فرمایا کریں تاکہ تعمیل ارشاد میں تسہیل ہو۔ (مینجر اخبار)

خطبہ عید الفطر

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ)

الم ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ...... الی .... عظیم ۝

یہ عید کا دن ہے اور جس طرح پر بہت سی اسلامی حقیقتوں پر پردہ پڑ گیا ہے۔ اور لوگ اصل حقیقت کو فراموش کر کے صرف لفظ پرست رہ گئے ہیں۔ اسی طرح اس مسئلہ کی حقیقت کو بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اچھا کھانا اور اچھے کپڑے ملنا یہ سب کچھ اس کے اندر ہیں۔ مگر یہ عید کی اصل غرض اور مقصد نہیں اس کی اصل خوشی یہ ہے۔ کہ ایک مسلمان نے خدا تعالےٰ کے ایک حکم پر پورا پورا عمل کیا ہے اور ایک فرض کو جو اس کے ذمہ ڈالا گیا تھا۔ پورا کیا

اگر کسی نے روزہ رکھ کر صحیح مقصد کو سمجھا ہے تو اس نے عید کے مقصد کو بھی سمجھ لیا ہوگا۔ اور جس نے اس کو نہیں سمجھا۔ وہ عید کی حقیقی غرض کو بھی نہیں سمجھا۔ روزہ فی نفسہ کوئی مخصوص غرض و غایت نہیں بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ ایک اصول کی خاطر جو تکالیف اور مصائب ہمیں برداشت کرنا پڑیں اس کے پورا کرنے کے لئے انکو برداشت کرنا ہے۔ ایک لفظ جو منہ سے نکالا اور عہد جو باندھا۔ اور ایک امر جو ٹھان لیا گیا اسکو ہر صورت میں ہم نے پورا کرنا ہے۔ روزہ اگر پابندی عہد اور اصول کی خاطر چھوٹی چھوٹی اعزازوں کو قربان کرنا ہے۔ عید اس پابندی عہد اور وفائے عہد کی خوشی ہے اور اللہ تعالےٰ کے حضور اس کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ کہ ہم نے ایک اصول کی خاطر دیگر تمام قسم کی مشغولوں کو اٹھا لیا ہے۔ اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ ہم ہر ایک اصول دین کی خاطر اپنی ہر آسائش کو چھوڑنے کے لئے تیار رہیں۔ اور ہم اپنے فرض کا صرف پاس ہی نہیں کریں گے بلکہ ہم نے ہر صورت میں اسکو پورا کرنا ہے۔ اور اس کی راہ میں جس قدر دکھوں اور مصیبتوں کو اٹھانا پڑے اُن کو اٹھائیں اور یہ سب کچھ ہو۔ لِلّٰہ کی خاطر یا خدا کے لئے کریں

تمام مذاہب میں میلے اور تیوہار منائے جاتے ہیں مگر اُن میں خدا کا نام نہیں لیا جاتا۔ عیسائیوں کے ہاں بڑے دن کا بڑا تیوہار ہے۔ مگر اس میں بھی خدا کا نام نہیں لیا جاتا۔ شراب پیتے ہیں۔ اور لہو و لعب میں دن کو گزار دیتے ہیں مگر خدا کا نام نہیں لیا جاتا۔

اسی طرح اہل ہنود میں بھی دیوالی اور دسہرہ وغیرہ تیوہار ہیں مگر اُن میں بھی خدا کا ذکر تک نہیں آتا

خوشی کے وقت اکثر انسان خدا کو بھول جاتا ہے اس لئے اسلام ہی یہ سکھاتا ہے کہ خوشی کے وقت میں خدا کو نہ بھولو۔ ہاں اسلام مسلمانوں کو سکھاتا ہے کہ فرض کے پورا کرنے میں اُن کی حقیقی خوشی ہے۔

برخلاف تمام دیگر کتب کے قرآن کریم نے ابتدا میں ہی بتا دیا کہ ہدایت، فلاح اور کامیابی کو حاصل کرنیوالے وہی لوگ ہیں کہ جو اپنے فرائض کو ادا کرتے ہیں اور پھر ابتدا میں ہی اصول مذہب کو بھی بتلا دیا

دیگر مذاہب کی کتابوں میں یہ طرز نہیں پائی جاتی کہ پہلے اپنے اصول کو بیان کر دیں

قرآن کریم اور دیگر کتابوں میں

یہ ایک امتیازی خصوصیت ہے کہ اسکے ابتدا میں ہی اُن اصولوں کو کھول کر بیان کر دیا گیا ہے کہ جن کے بغیر کوئی مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ خدا تعالےٰ پر ایمان۔ ملائکہ پر ایمان رسولوں اور اُن کی کتابوں پر ایمان اور آخرۃ پر یقین یہ سب باتیں بنیاد مذہب ہیں۔ ان کے علاوہ قرآن کریم نے اس جگہ دو عملی پہلو بھی بیان فرمائے ہیں:-

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ اور مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ

یعنی قیام نماز اور انفاق یعنی خدا کا دیا ہوا خدا کے لئے خرچ کرنا۔ اس لئے کہ ایمان بغیر اعمال کے کچھ چیز نہیں

عام طور پر لوگ ایمان صرف منہ سے کسی بات کے اقرار کر لینے کا نام سمجھ لیتے ہیں۔ اور اس کے لئے یہ کافی سمجھ لیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گئے اور منہ سے کلمہ پڑھ لیا۔ قرآن کریم اس طرح کے ایمان کو کافی قرار نہیں دیتا لفظ امن کے معنے امن پایا اور امن دیا دونوں آتے ہیں اس لئے خدا تعالےٰ کا نام بھی مؤمن ہے اور مسلمان بھی خدا کے بھی مؤمن کہلاتے ہیں۔

یہ ایک اشتراک لفظی ہے۔ اللہ تعالےٰ امن دیتا ہے۔ اور ایک مؤمن امن حاصل کرتا ہے۔ وہ امن کر دینے والا اور امن لینے والا ہے۔

عیسائی مذہب میں بھی کفارہ اور تثلیث وغیرہ پر ایمان لانے کا اصول ہے۔ مگر ایک مسلمان اور ایک عیسائی کے ایمان میں فرق یہ ہے کہ اسلام منہ سے چند لفظوں کے کہہ دینے کو کوئی وقعت نہیں دیتا۔ اور عیسائی صرف کفارہ وغیرہ کا اقرار زبان سے کر لینا کافی سمجھتے ہیں۔ مگر درحقیقت منہ سے چند الفاظ کا کہہ دینا عملی زندگی پر کوئی اثر نہیں پیدا کرتا۔ اسی طرح قدامت مادہ اور تناسخ وغیرہ کا کوئی عملی پہلو ہے ہی نہیں اور نہ یہ عملی زندگی پر کوئی اثر ڈال سکتے ہیں مگر ایک مسلمان کو جن باتوں پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے ان میں سے ہر ایک کا انسان کی عملی زندگی پر نہایت گہرا اثر پڑتا ہے ۔

ایمان کی تعریف میں اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ اور عملٌ بِالْجَوَارِحِ۔ زبان کے ساتھ اقرار۔ دل سے تصدیق۔ اور اعضاء کے ساتھ عمل کر دکھانا سب کچھ شامل ہے خشک ایمان سے عمل پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور بغیر عمل کے ایمان زندہ نہیں رہ سکتا۔

صحیح بیج اور صالح زمین دونوں ہی درخت کی نشوونما کے لئے ضروری ہیں۔ زمین اگر خشک ہو۔ تو صالح بیج بھی اُس میں سڑ جاتا ہے اور خراب بیج اچھی زمین میں نشوونما نہیں پاتا۔ پس ایمان اور عمل صالح دونوں ثمرات کی پیدائش کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری میں سب بڑی بڑی باتوں کو جزوِ ایمان قرار دیا ہے۔ اور اسکے مختلف اجزاء قرار دئے گئے ہیں اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً اَعْلَاهَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِیْقِ بیان کیا گیا ہے۔ اور کہیں اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ فرمایا ہے۔ اماطۃ الاذی موذی اشیاء کا رستے سے دور کرنا اور حیا کو جزوِ ایمان قرار دینا ثابت کرتا ہے۔ کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں اس کے یہ معنے نہیں کہ اماطۃ الاذی اور حیا نہیں کرتا اس میں ایمان نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان بغیر اعمال کے درحقیقت تکمیل کو نہیں پہنچتا۔ جیسے کہ کالج میں داخلہ علمی ترقی اور کامیابی کے لئے کافی نہیں ہوتا ۔

کیا عجیب بات ہے کہ قرآن کریم نے یہاں تمام انسانوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک تو متقی جن کی نسبت اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ فرمایا۔ اور دوسرے اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور اُن کو وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ کا مستحق قرار دیا۔ کفر یہ کا فرقہ ہیں جن پر ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر ہو گیا ہو۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کے دلوں اور کانوں پر مہر لگائی جاتی ہے اور اُن کی آنکھوں پر پردے پڑ جاتے ہیں اس جگہ قرآن کریم نے تمام نسل انسانی کو دو ہی حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

پس ہر ایک شخص کو غور اور فکر سے کام لینا چاہئے کہ وہ کس گروہ میں شامل ہونے کا مستحق ہے۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ میں یا اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا میں۔

مسلمانوں کی عام حالت اس وقت یہ ہے کہ وہ ڈرانے اور نہ ڈرانے کو برابر سمجھتے ہیں۔ سو نصیحت کی باتیں کہو۔ یہ بتاؤ کہ خود اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں یہ راہ فلاح بتائی ہے۔ وقت پر شاید کچھ اثر نظر آئے مگر عملی رنگ میں کوئی تغیر نظر نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانے کے مصلح کو ایک جماعت الگ بنانی پڑی اب جب تک یہ لوگ بھی تقویٰ کی راہ پر چل کر اپنے تعلقات کو صاف نہیں کرتے ترقی نہیں کر سکتے۔

ہمیں خود ہی اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ہمارے اندر بھی وہی نقص تو نہیں کہ جو دوسرے لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ اور ہم بھی جب یقیناً جان لیں کہ فلاں بات اللہ تعالےٰ کی فرمائی ہوئی ہے تو اس پر پورے زور اور قوت کے ساتھ عمل کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں یا نہیں ؟

نیک کاموں کی طرف ہمیں دوڑنا چاہئے۔ اور اُن لوگوں کی طرح نہیں ہونا چاہئے کہ جنہوں نے ایک مجلس میں کچھ سُنا اور پھر خود ہی کہنے لگے مَاذَا قَالَ اٰنِفًا۔ اس نے کیا کہا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی مثل چارپایوں کی مثل ہے۔ چارپایہ بھی اسی طرح سُنتا ہے۔ کہ جیسے انسان سُنتا ہے۔ اُسکے کانوں کو اسی طرح ہوا کھٹکھٹاتی ہے جس طرح انسان کے کانوں کو۔ مگر انسان کو غور کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس کا سُننا حیوان کے سُننے کی طرح نہیں ہر ایک بات کو سُنو۔ اور اس پر غور کرو۔

میں نے یہ بتایا ہے کہ دل کے اندر جو کیفیت پیدا ہوتی ہے

اُس کا نام ایمان ہے

اللہ تعالےٰ پر ایمان صرف زبان سے کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ کہ جب تک اُس کا اثر دل پر نہ ہو۔ زبانی ایمان اگر ہوا تو کیا اور اگر نہ ہوا تو کیا۔ جس ایمان سے ہم نے فائدہ ہی نہیں اٹھایا۔ اس کے ہو لینے کا کیا فائدہ۔ جس طرح چشمہ میں پانی تو موجود ہو مگر اس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے تو کیا فائدہ۔ اسی طرح ایک چشمہ تمہارے اندر موجود ہے اگر اس پر عمل نہ ہو تو اُس کا ہونا نہ ہونا بے فائدہ ہے ۔

جو باتیں ایمان کی قرآن کریم نے یہاں بیان فرمائی ہیں اُن میں سب سے پہلے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ پر ایمان۔ کیونکہ وہ غیب در غیب اور نہاں در نہاں ہے۔ اور اپنی قدرتوں اور طاقتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ ان حواس ظاہر سے دیکھا نہیں جاتا۔

سب نیکیوں کی جڑ اللہ تعالےٰ پر ایمان ہے اور یہی مؤمن کا سب سے پہلا وصف ہے مگر نہ خشک ایمان۔ بلکہ وہ ایمان جو ایک نئی روح اور نئی زندگی انسان کے اندر پیدا کر دے اور اپنے مولےٰ کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کر دے۔ بلکہ

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ

کے مطابق اسے اسی رنگ میں رنگین کر دے۔

اللہ تعالےٰ پر ایمان کے ساتھ ہی اس ایمان کی اصل غرض یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ میں بیان فرما دی گویا وہ ایمان جو خدا تعالےٰ چاہتا ہے بغیر اقامت صلوٰۃ کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ منہ سے ایک بات کہہ دینے کا نام نہیں۔ بلکہ اصل غرض تو یہ تھی کہ اللہ تعالےٰ سے حقیقی تعلق پیدا ہو۔ پس یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کہہ کر یہ بتایا کہ وہ حقیقی تعلق کہ جو ایمان کی اصل غرض ہے وہ نماز سے پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ نماز کیا ہے بار بار اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنا۔ اُس کے حضور اپنے آپ کو حاضر سمجھنا اُس کی جناب میں کچھ عرض کرنا۔ ایمان باللہ ہی کوئی زندگی پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ انسان اللہ تعالےٰ کی طرف بار بار رجوع کر کے اُس سے تعلق پیدا نہ کرے۔

اگر تم ایمان کو زندہ رکھنا چاہتے ہو تو اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرو۔ اگر دنیا کی محبت اور کشش پر غالب آ کر تم خدا کے حضور حاضر ہوتے ہو تو تم ایمان دار ہو ورنہ تمہارا خدا پر کوئی ایمان نہیں۔ خدا سے تعلق پیدا کرنے کے یہ معنے ہیں کہ تم خدا کے رنگ میں رنگین ہو جاؤ۔ اللہ تعالےٰ کے اخلاق میں اپنے آپکو رنگ دو اُسکی صفات کو اپنے اندر پیدا کرو۔ مثلاً ربوبیت وہ پہلی صفت ہے جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہے۔

پس مومن کو چاہئے۔ کہ یہ خلق اپنے اندر پیدا کرے اس لئے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے ساتھ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ فرمایا۔ گویا یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ بھی بے فائدہ ہے۔ اگر یُنْفِقُوْنَ پر عمل نہیں۔ انفاق فی سبیل اللہ اقامت صلوٰۃ کا عملی ثبوت ہے۔

خود قرآن کریم فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ فرماتا ہے۔ ایسے نمازیوں پر ویل ہے کہ جن کے اندر مخلوق خدا کی ہمدردی نہیں ہے

غرض اللہ تعالےٰ پر ایمان کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ کی محبت تمام محبتوں پر غالب رہے۔ اور اسکے حصول کے ذرائع اقامت صلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ ہیں پس جو کچھ اللہ تعالےٰ نے تمکو دیا ہے اس کا برمحل استعمال کرو

یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ

میں فرشتوں پر ایمان بھی داخل ہے۔ فرشتے نیکی کے محرک ہیں پس متقی وہ ہیں جو فرشتوں کی نیک تحریکات کو قبول کرتے ہیں اور شیطان کے وساوس کو رد کرتے ہیں لوگوں کی زبان پر اللہ تعالےٰ اور ملائک کا اقرار اور شیطان کا انکار موجود تو ہے مگر اس کا عملی ثبوت جب تک نہ ہو۔ اس کا کیا فائدہ۔

غرض نیک تحریکات کو قبول کرو اور بدی کو رد کرو۔

جو شخص اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ جنت میں ہے یہ جنت چھن جاتی ہے۔ جب انسان اچھا موقعہ نیکیوں کے کرنے کا کھو دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے مومنوں کیلئے لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون فرمایا ہے کہ انہوں نے نیکی کی تحریک کو قبول کر لیا ہے۔ اور اسپر عمل بھی کیا ہے۔ اور بدی کو رد کر دینے سے دل کے اندر ایک قوت اور طاقت نیکیوں کے قبول کرنے اور بدیوں کو رد کرنے کی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جس طرح کہ ہاتھ کو بیکار رکھ چھوڑنے سے ہاتھ کمزور ہو جاتا ہے اسی طرح پر دل بھی نیکیوں کے قبول نہ کرنے سے کمزور ہو جاتا ہے اور قبول نیکی کی حرارت سے طاقتور ہو کر لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

ایمان بالملائکہ

کے بعد رسولوں پر ایمان نہایت ضروری قرار دیا گیا ہے ایمان بالرسل سے اُن کے احکام پر چلنا مراد ہے اپنے تمام تر خیالات اور افکار پر اللہ تعالےٰ کے احکام کو مقدم کرو۔ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ تم میں سے کوئی ایمان دار کہلانے کا مستحق نہیں جب تک کہ وہ مجھ سے اپنے والدین اور اولاد کی نسبت بڑھ کر محبت نہیں رکھتا۔ دنیاوی محبتوں سے بڑھکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہونی چاہئیے۔

جب تم کسی سے محبت کرتے ہو تو تم اسکی ناراضگی اور خفگی کے امورات سے بچتے رہتے ہو۔ اور اسکی رضامندی اور خوشی کے راہوں کی پیروی کرتے ہو پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے لئے انکے اسوۂ حسنہ کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ جو انکو محبوب ہے اسکو تم بھی محبوب رکھو اور جس میں ان کی رضامندی نہیں اسکو چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان

لاؤ۔ جو کچھ اُن کے اندر احکام نازل کئے گئے ہیں ان پر عمل پیرا ہو۔ ان سب باتوں کا جو انکار کرتا ہے وہ یقیناً خسارہ اٹھانے والا ہے۔ سب سے آخر آخرۃ پر ایمان کا مرتبہ آتا ہے ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ مرتب ہوتا ہے یا تو اس فعل کے کرنے سے اسکو فائدہ مدنظر ہوگا یا نقصان۔ جس طرح ایک زمیندار جو اس بات پر ایمان لاتا ہے۔ کہ اس کے بیج کے نتائج پیدا ہونے والے ہیں اور سکو انکو زمین کے اندر سپرد کر دیتا ہے۔ وہ ایک نہ ایک دن اس کا پھل کاٹ لیتا ہے۔ اسی طرح سے انسان نیک و بد اعمال کے بیج بکھیرتا رہتا ہے۔ جو یقیناً اچھا یا برا پھل لانے والے ہیں۔ ترقی یافتہ قومیں سو سو سال پہلے آئیندہ کے نتائج پر غور کرتی ہیں۔ اور اپنے مفید اور مضر اعمال کو نگاہ رکھتی ہیں گو یہ تعلیم

مسیح کی تعلیم کے خلاف ہے

کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ کل کی فکر مت کرو۔ عملاً یہ لوگ مسیح کی تعلیم کو جواب دے رہے ہیں قرآن کریم یہ نہیں کہتا کہ تم آج اور کل یا سو سال کی فکر کرو۔ بلکہ وہ بالآخرۃ ھم یوقنون بیان کرتا ہے۔ ان سب دنیاوی فکروں سے بڑھکر تم آخرۃ اور انجام کی فکر کرو۔ کہ انسان کو جو کچھ ملنے والا ہے وہ صرف عمل سے ملنے والا ہے

اللہ تعالےٰ ۔ فرشتوں ۔ رسولوں اور کتابوں پر ایمان لاؤ۔ اگر ان کو اپنا دستور عمل بنائے رہو تو تم ٹھوکر نہیں کھا سکتے۔

شفاعت حق ہے

مگر جو بدکار ہے اسکی شفاعت نہ ہوسکیگی۔ جس طرح تم جو شخص تمہارا وفادار نہ ہو۔ اس کی سفارش نہیں کرتے اور اسکو اپنے ضمیر کے خلاف سمجھتے ہو۔ تو نا اہل کی سفارش کیونکر ہوسکتی ہے

یہ باتیں ہیں کہ جن کی پابندی تم پر لازمی ہے اگرچہ تم ایک چھوٹی اور غریب سی جماعت ہو۔ مگر اگر تم ان پر عمل کر کے دکھاؤ۔ تو تم ہی

اولئٰک علیٰ ھدًی من ربھم و اولئٰک ھم المفلحون کے مصداق ٹھہر جاؤ گے ✕

اقتباسات

ممالک اسلامیہ کی جنگی خبریں

سنتے ہیں کہ ترکی شاہی خاندان کی ایک کونسل منعقد ہوئی جس میں کئی سلطانہ بھی تھیں اور صلحنامہ پر دستخط کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ چنانچہ وزارت نے اپنا استعفا واپس لے لیا۔

ہم لوگوں کی رائے کا دارومدار خبروں پر ہے اور خبروں کی بے میل صداقت یقینیاً نہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ داماد فرید پاشا جن پر غداری کا الزام لگایا جاتا ہے نیک نیتی کے ساتھ یہ باور کرتے ہوں کہ ترکی کی موجودہ حالت صلحنامہ پر دستخط ہی چاہتی ہے لیکن وزارت کا عام اصول یہ ہوتا ہے کہ جب پبلک کو اسپر اعتماد نہ رہے تو وہ شکست ہو جاتی ہے۔ اور خود استعفا دیدیتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ترکی رائے عامہ کا مرکز اناطولیہ ہے اور دیگر ممالک بھی گورنمنٹ قسطنطنیہ کو آزاد اور قابل اعتماد نہیں سمجھتے۔ ایسی صورت میں وزارت کا استعفیٰ واپس لینا وزارت کے ایٹی کیٹ (رسم ورواج کے خلاف ہے) گو وزارت کے دستخط کر دینے سے بھی اخیر کی حالت یہی رہیگی۔ لیکن موت کے فتوے پر دستخط کر دینے کی ناقابل رشک شہرت بھی داماد فرید پاشا کی وزارت کے ساتھ تاریخ میں ہمیشہ رہے گی۔ بعد مدت خبر آئی ہے کہ رومیلا کی انگریزی (کھور) فوج کے اب دم میں دم آیا ہے یعنی امدادی فوج پہنچی اور اس نے عرب دشمنوں کو جو تقریباً دو ہزار تھے پیچھے ہٹا دیا مگر بغداد کی خبر ہے کہ رومیلا کی فوج واپس ہو گئی۔ لیکن اس خبر سے بھی ایک اہم نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ کہ عرب باقاعدہ لڑائی لڑ رہے ہیں۔ یہ دو ہزار فوج تین خندقوں کی صف بنائے ہوئے تھی۔ ان کے پاس بمب کے گولے ہیں اور مشین گن توپیں ہیں۔ یہ توپیں وغیرہ ان کے پاس کہاں سے آئیں اور کتنی ہیں۔ اور پسپا ہو نیوالا دشمن کہاں لے گیا اس کا پتہ نہیں۔ اس کی بحث شروع ہو گئی ہے کہ برطانیہ عراق پر اپنا مینڈیٹ رکھے یا نہیں۔ مسٹر لائڈ جارج کہتے ہیں کہ رکھنا چاہیئے۔

یونانی فوجیں مشرقی تھریس پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں لیکن نوری پاشا بھی بارہ ہزار فوج سمیت ان کو پرے دھکیلتے ہیں ایڈریانوپل پر یا قرق کلیسا پر لڑائی ہوگی۔

چند روز سے ایران کی خبریں دینے کی جو قسم رپورٹر نے کھا رکھی ہے وہ ابھی نہیں ٹوٹی۔

سرحد کابل پر محسود وزیرں سے خاصی معرکہ آرائی رہی جس میں دیسی امدادی گروہ فوج دشمن کی مدافعت میں شریک تھی۔ ڈوگرا فوج کا نقصان ہوا دشمن کے نقصان کی تعداد ابھی معلوم نہیں ہوئی افواہ ہے کہ ۲۶ جولائی کو کابلی وفد منصوری سے افغانستان واپس ہو گا۔ یہ ابھی معلوم نہیں کہ صلح اور صفائی کے تحائف سے لدا ہوا جاتا ہے یا گو نگو سے۔ غالباً لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ مہمانداری میں صرف ہوا ہو گا۔ اس مہمانداری کا کچھ اچھا نتیجہ نکلنا چاہیئے اس وفد سے اور منصوری کانفرنس کی خبروں سے پبلک کو خاص دلچسپی اور تفریح رہی۔ اور کیوں نہ رہتی۔ ہمسایہ ملک سے صلح و جنگ کا معاملہ درپیش تھا۔

گورنمنٹ کو جلدی کوئی تسکین بخش اطلاع شائع کرنی چاہیئے۔ شام کی خبریں صریح نہیں۔ غالباً شام وفلسطین جنگ کی حالت میں ہے۔ شام میں بالشوازم پھیل رہا ہے۔ شاہ حجاز نے برطانیہ سے فرانس اور امیر فیصل کا معاملہ طے کر دینے کی خواہش کی ہے ۔ (مدینہ)

اتحادی اور بالشویکی جرمنی سی اندیشہ پولینڈ پر حملہ

پولینڈ کے متعلق حسب لفظی اُلٹ پھیر میں بالشویکوں کو ذاتی مقصود تھا تاکہ یہ پڑھے۔ جن صلح کی بات چیت پر جم جائیں اس کا جواب بہت مدنظر تھا کچھ پھینکا دیا گیا۔ لندن میں آکر کانفرنس صلح میں شرکت سے انکار۔ پولینڈ کے امور میں برطانیہ یا کسی اور اتحادی کی مداخلت سے انکار۔ جنگ کی دھمکی بالطور اگر بالشویکوں نے پولینڈ کو بالکل فتح کر لیا۔ تو وہ سیدھے جرمنی کی حدود سے مل جائیں گے۔ اور بقول مسٹر لائڈ جارج جرمنی کے لئے یہ بڑی لالچ کی بات ہوگی۔ گو ابھی جرمنی نے ناظر غیر جانبداری کا اعلان کیا ہے۔ یعنی اتحادیوں کو پولینڈ کی امداد کے لئے براہ جرمنی فوجیں بھیجنے پر رضامند نہ ہوگا۔

مسٹر لائڈ جارج فرماتے ہیں۔ کہ جرمنی اور بالشویکوں کی حد ملجانے کے یہ معنی ہونگے۔ کہ جرمنی اپنی ذمہ داریوں سے آزاد ہو جائیگا۔ جرمنی میں لاکھوں تربیت یافتہ سپاہی ہیں اور پولینڈ پر بالشویکوں کا قبضہ ہو جانے سے اتحادی ثمرات فتح سے محروم ہو جائیں گے۔ لہٰذا اتحادی لازمی طور پر پولینڈ کو تباہی سے بچانے اور براہ پولینڈ بالشویکوں کی فوج گذرنے کو روکنے کی تدابیر اختیار کریں گے۔

پولینڈ پر حملہ شروع ہو گیا۔ اور بالشویکی جرمنی شرقی سرحد سے صرف ۳۰ میل بڑھ گئے ہیں۔ پولینڈ خوب سہما ہوا ہے۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ اکیلا ہوتا۔ تو بالشویکوں سے دب کر بھی صلح کر لیتا لیکن اتحادی اُسے اپنی اغراض کے لئے ایسا کرنے نہیں دیں گے۔ اور ممکن ہے اس بیچارے کا ملک بلجیم کی طرح میدان جنگ بن جائے۔ جنگی جنگ لڑیں اور جھونپڑ کا نقصان ۔ (مدینہ)

یوروپین جنگ کے آثار

مسٹر لائڈ جارج نے اسی سلسلہ میں بیان کیا ہے کہ صبر مشکل ہے۔ اور دفاعی تدابیر پر عمل پیرا ہونے کے لئے برطانیہ اور فرانس نے پولینڈ اپنے قاصد اس غرض سے بھیجے ہیں۔ کہ پولینڈ والوں کو اپنے ملک بچانے کی تدابیر میں امداد دینے کے طریقوں کی تحقیقات کریں۔ جنرل ویگنڈ فرانس کی طرف سے وہاں جا چکے اور مارشل فوش جانیوالے ہیں لیکن اتحادیوں کو امید نہیں کہ جرمنی کے چند مدبر باوجود اپنی ایمانداری کے اس قابل ہو سکیں گے۔ کہ جرمن پبلک کو شرائط صلح کی پابندی پر آمادہ کر سکیں ۔۔۔۔ جرمنی کے پاس اب بھی نو لاکھ مسلح فوج اور ملک بھر میں بیشمار سامان جنگ پھیلا ہوا موجود ہے۔ اتحادی جرمنی سے کہہ رہے ہیں کہ وہ اپنی پارٹیوں کو حسب شرائط ہتھیار حوالے کرنے پر آمادہ کریں ۔۔۔۔ حالت خطرناک ہے۔ لہٰذا اتحادیوں نے اعلان کیا ہے کہ ستمبر تک رائفل حوالے کر دئے جائیں" لیکن ستمبر کو بھی زمانہ ہے اگر اس عرصہ میں بالشویکوں نے پولینڈ میں سے اپنا راستہ نکال لیا تو پھر شدید اندیشے ہیں کیونکہ مسٹر لائڈ جارج نے موجودہ حالت کا مقابلہ دو سال کی اس حالت سے کیا ہے جبکہ قیصر اسپا سے جہاں آجکل اتحادیوں کی کانفرنس ہو رہی ہے۔ اپنی فوج کو یہ پیغام بھیجکر روانہ ہوا تھا کہ اب دریائے سین پر جا کر دم لینا۔

مسٹر اسکویتھ نے کہا کہ اتحادیوں کو لیگ اقوام کے تخیل سے کچھ عملی دلچسپی چاہیئے۔ لیکن مسٹر لائڈ جارج نے جواب دیا کہ بالشویکی کم بخت تو لیگ اقوام کو کچھ سمجھتے ہی نہیں انہوں نے کہا کہ روس میں برطانیہ کے متعلق ایسی غلط باتیں مشہور ہیں جو صلح کو تقریباً ناممکن بنائے دیتی ہیں پولینڈ میں جس قدر بالشویکوں کا اندازہ ہے اُس سے زیادہ فوجیں ہیں لہٰذا اگر انہوں نے پولینڈ پر حملہ کیا تو بڑی ہی غلطی ہوگی۔ لیکن حملہ تو شروع ہو گیا۔ اور بالشویکوں نے چند مقام لے بھی لئے نہ معلوم روس میں برطانیہ کے متعلق کن غلط باتوں کی شہرت کی طرف مسٹر لائڈ جارج کا اشارہ ہے۔ غالباً اس کا مطلب یہ ہو کہ بالشویکی یہ سمجھتے ہوں گے کہ برطانیہ دھمکی ہی دھمکی دے رہا ہے لڑیگا نہیں یا لڑنے کی سکت نہیں لیکن اس کا جواب مسٹر لائڈ جارج نے دیدیا ہے کہ ہم تیار ہیں۔ گویا فریقین جنگ پر آمادہ ہیں ایشیا میں تو لڑائی ہو ہی رہی ہے اب یورپ میں بھی چلی اور پھر دنیا کو وہی روز بد دیکھنا نصیب ہو گا۔ (مدینہ)

ترکی عراق شام آرمینیا بالشویکی اور پولینڈ وغیرہ

ترکی وزارت مستعفی ہوگئی۔ شام میں فرانس نے جنگی کارروائی چھیڑنے کی جو پالیسی اختیار کی ہے اس پر دارالعوام میں اعتراض ہوا۔ لیکن مسٹر بونر لا نے کہا ہے کہ اگر ہم اعتراض کریں تو یہ ایسا ہی ہے کہ فرانسیسی ہماری عراق کی کارروائیوں پر اعتراض کریں۔ یعنی جب دونوں ایک کشتی میں سوار ہیں تو اعتراض کیسا۔ دارالعوام میں عراق کی حالت خطرناک ہونے پر بہت پریشانی ظاہر کی گئی لیکن مسٹر چرچل وزیر جنگ نے اطمینان دلایا کہ ہندوستان سے اور زیادہ فوجیں بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور عراق کے کمانڈر انچیف کو عربوں

تازہ ترین خبریں

بولشویک کابل میں۔ کلکتہ یکم اگست۔ جبسے کہ افغان وفد سوویٹ سے واپس لوٹ کر آیا ہے یہاں عام طور پر ان خیالات کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ گورنمنٹ ہند اور افغانستان کے درمیان صلح ہوگئی ہے۔ اور جمرود سے جلال آباد تک ریل بنائی جائیگی۔ اس اطلاع کی وجہ سے آفریدیوں اور ان کے گاؤں میں ایک عجیب کھلبلی مچ گئی ہے اور وہ سردار اعلیٰ علامہ محمود طرزی پر اس تمام ذمہ واری کو عائد کرتے ہیں سوریٹز جو بولشویکوں کے وفد کا سردار ہے اس پر بہت سے افغانوں کی نگاہیں لگی ہیں اور یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ افغانستان کے لئے اس کا وجود مضر ہے بہت سے پناہ گزین جو افغانستان پہنچ گئے ہیں وہ امیر صاحب افغانستان کے احکام کا انتظار کر رہے ہیں کہ انہیں کس مقام پر قیام کرنا چاہیئے۔ یا نکل جانا چاہیئے بہت سے دوبارہ ہندوستان آنا چاہتے ہیں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انہیں ہندوستان کی سرحد عبور کرنے کی اجازت نہیں دیجائیگی۔ درۂ خیبر میں اب تک بدستور دھاڑے پڑ رہے ہیں جس میں ہمارے آدمی مقتول و مجروح ہوئے ہیں اور خیبر کی شاہراہ پر بہت سی چوریاں عمل میں آئی ہیں (زمیندار)

یونان اور اٹلی کی جھڑپ۔ لنڈن ۲۹ جولائی۔ چونکہ ترکی نمایندے اب تک پیرس نہیں پہنچے اس لئے معاہدہ ترکی پر دستخط کئے جانے کا مسئلہ معرض تعویق میں پڑ گیا ہے۔ ممکن ہے کہ یونان اس معاہدہ پر دستخط نہ کرے کیونکہ اس معاہدہ کے رو سے جزائر اثنا عشر اٹلی کو دیئے جاتے ہیں حالانکہ اٹلی اور یونان کے معاہدہ جولائی ۱۹۱۹ء کے رو سے اٹلی کا وعدہ ہے کہ یہ جزائر یونان کو دیئے جائینگے اور ان کے عوض میں یونان اس کو ایشیائے کوچک اور بحیرہ ایڈریاٹک میں خاص خاص مراعات دیگا چونکہ اٹلی کو وہ مراعات نہیں دیگئیں۔ اس لئے اٹلی نے اس معاہدہ کو مسترد کر دیا ❊

امریکہ کا جہاز۔ امریکہ کا سینٹ لوئس نامی جنگی جہاز ۶ تباہ کن کشتیوں کی معیت میں کمک کے طور پر بھیجا گیا ہے یہ جہاز حفظ ما تقدم کے طور پر بھی کام آئیگا۔ اور ممکن ہے کہ اہل امریکہ کی جان و مال کی محافظت بھی کرے ❊

ترکی نمایندگان صلح۔ پیرس ۳۰ جولائی۔ ترکی نمائیندگان صلح معاہدہ صلح پر دستخط کرنے کے لئے ورسیلز پہنچ گئے ہیں ❊

مصطفےٰ کمال پاشا اور افواج احرار۔ قسطنطنیہ ۳۰ جولائی۔ ایک پیغام برقی مظہر ہے کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے عامل قونیہ کو قسطنطنیہ بھیجا ہے تاکہ احرار کی افواج کے منتشر کرنے کے ضمن میں باب عالی سے گفت و شنید کریں ❊

یونانیوں کی کامیابی۔ لنڈن ۲۹ جولائی۔ ایک یونانی سرکاری اطلاع مصدرہ ۲۷ جولائی سے جعفر طیار کے قید ہو جانے کی تصدیق ہوئی ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ احرار نے یونانی علاقہ سے دور بر وسہ کے مشرق میں اجتماع افواج کیا تھا۔ مگر وہ اجتماع منتشر ہو گیا ہے۔ ستر ترک شہید ہوئے اور تیس گرفتار۔ یونانیوں کے صرف چھ سپاہی مجروح ہوئے ہیں۔

ایران میں بد امنی۔ لنڈن ۳۰ جولائی۔ ایک نیم سرکاری بیان مظہر ہے کہ طہران میں مارشل لاء کا نفاذ کر دیا گیا ہے ❊

خراسان کی سرحد پر معاملات میں گڑبڑ پڑی ہوئی ہے خود و نامی ڈاکو نے اپنے صدر مقام شیروان سے لوگوں میں بندوقیں تقسیم کرنا شروع کر دی ہیں۔ اب وہ فیروزہ پہ گیا ہے جو عشق آباد کے جنوب و مغرب میں واقع ہے ❊

حالت رو بہ اصلاح ہے۔ لنڈن ۳۰ جولائی رویٹر کو ایک باوثوق ایرانی سے معلوم ہوا ہے کہ ایران کی حالت رو بہ اصلاح ہے۔

وزارت جدیدہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ مجلس مشوری کا جلسہ کیا جائے اور حکومت برطانیہ سے درخواست امداد کی جائے چنانچہ عوام میں وزارت کی حمایت پر نکل گئے ہیں۔

سرکاری افواج نے بولشویکوں کو مازندران سے باہر نکال دیا ہے معاہدہ کافی مابین دولتین برطانیہ و ایران پر اس وقت تک عملدرآمد نہ ہوگا جب تک کہ مجلس شورائے ایران اس کی منظوری نہ عطا کرے ❊

جنگ آئرلینڈ۔ لنڈن ۳۰ جولائی۔ کل بے شمار قتل و خونریزیوں کی اطلاعات موصول ہوئیں۔ سن فینرول نے ڈبلن میں بنک آف آئرلینڈ کے نزدیک پانچ فوجی سپاہیوں کے ہتھیار چھین لینے کی کوشش کی۔ تین پولیس والے اور ایک غیر مصافی ملازم مجروح ہوئے۔ بردنڈی لرک کے قریب فوجی سپاہیوں اور سن فینرول میں لڑائی ہوئی۔ ایک سپاہی گولی کا نشانہ ہوا۔ اطلاع ملی ہے کہ پانچ اور آدمی مارے گئے۔ سن فینروں نے دو لاریوں کو چھبیس سپاہیوں کی معیت میں گرفتار کر لیا۔ لاریوں پر سے سامان حرب اتار کر ان کو جلا دیا۔ سپاہیوں کو آزاد کر دیا ❊ پولیس گارڈ پر بھی کہ تمام حملہ آور بچکر نکل گئے ❊

ڈپٹی لفٹینٹ کا قتل۔ [illegible] ڈپٹی لفٹینٹ قتلع وکلو [illegible] تھے کہ گولی کا نشانہ [illegible]

بولشویک اور پولینڈ۔ [illegible] اخبار [illegible] بولشویکوں کی طرف سے پولینڈ [illegible] بیان کے مطابق [illegible] کہ فوراً بولشویک حکومت قائم کر دی جائے اور پانچ سال تک پولینڈ پر فوجی قبضہ رہے۔ ممکن ہے کہ بولشویکوں کے سرکاری مطالبات انہی اصول کے ماتحت ہوں۔

ایک جرمن اطلاع مظہر ہے کہ بولشویکوں نے پینسک کے علاوہ گرودنو پر از سر نو قبضہ کر لیا ہے۔ اور اہل پولینڈ مشرقی پروشیا کی سرحد کی طرف پسپا ہو گئے ہیں۔

پولینڈ کی تازہ ترین سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ کل محاذ پر سخت لڑائی جاری ہے۔ اور پولینڈ والوں نے بہت سے حملوں کو پسپا کر دیا ہے۔ اس اطلاع میں برودی کے تخلیہ کو تسلیم کیا گیا ہے ❊

قافلہ مہاجرین پنجاب۔ پشاور ۳۰ جولائی کو مہاجرین کا تیسرا قافلہ بسرکردگی جناب مولانا مولوی حاجی احمد علی صاحب رئیس المہاجرین لاہور عازم کابل ہوا۔ اس قافلہ میں چار ہزار مہاجرین تھے ❊ حاجی جان محمد سکریٹری ہجرت کمیٹی

مسئلہ خلافت اور سندھ۔ حیدر آباد سندھ یکم اگست بردئے قانون پولیس۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ حیدر آباد سندھ نے خلافت اور عدم تعاون کے متعلق تمام اشتہارات کی تقسیم و اشاعت کی ممانعت کر دی ہے سنٹرل خلافت کمیٹی کے اشتہارات کے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ اگرچہ ایک بااثر طبقہ نے ہڑتال کی مخالفت کی مگر ہڑتال مکمل ہوئی پیر محبوب شاہ کو جو ایک مشہور و معروف پیر ہیں زیر دفعہ ۱۲۴ تعزیرات ہند بغاوت کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ جب آپکو حیدر آباد لائے۔ اور کوتوالی کے گرد ازدحام کثیر جمع ہو گیا آپ نے حاضرین کو صابر اور شاکر رہنے اور خلافت کے لئے ہر قسم کے ایثار و قربانی کی نصیحت کی۔ کیونکہ یہ اسوہ جناب امام زین العابدین ہے۔ خدام خلافت کی شان ہیں کہ امن و امان قائم رہے بعض لیڈروں کی خدمت میں معاونت کے لئے پیغامات برقی ارسال کئے گئے ہیں۔ پیر صاحب نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ وہ جواب دعوے سے قطعی انکار کر دینگے۔ افواہیں اڑ رہی ہیں کہ ابھی اور بھی گرفتاریاں عمل میں آئیں گی ❊ (زمیندار)

تلک مہاراج کا انتقال پر ملال۔ یکم اگست کو کوئی ۱ بجے صبح یہ منحوس خبر موصول ہوئی کہ حریت ہند کے زبردست حامی۔ آزادی بیباک کے علم بردار۔ ہندوستان کے سپوت لوک مانیہ شری بال گنگا دھر تلک مہاراج کا انتقال ہو گیا۔ ایسے لائق فائق کا انتقال تمام ہندوستان کے لئے موجب اندوہ و ملال ہے جس کی تلافی مشکل ہو سکے گی ❊

یکم اگست کی ہڑتال۔ یکم اگست۔ عدم تعاون کا دن۔ پنجاب اور ہندوستان کے سب شہروں مثلاً الہ آباد۔ مدراس۔ بمبئی۔ دہلی۔ گوجرانوالہ۔ لودھیانہ لاہور وغیرہ وغیرہ میں دن بھر خاموش ہڑتال رہی سب جگہ دوکانیں بند رہیں۔ اور امن و امان کے ساتھ ہندو مسلم کے اتحاد کا ایک شاندار ثبوت صفحۂ تاریخ میں قائم رہیگا۔

کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں!

مقام حدیث

یہ نئی تصنیف حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی قریباً ڈیڑھ سو صفحات پر ختم ہوئی ہے جو حال ہی میں تیار ہو کر دفتر میں پہنچی ہے یہ نہایت قابل قدر تصنیف ہے جس میں اہل قرآن کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے۔ علاوہ ضرورت حدیث کے صداقت حدیث، جمع حدیث اور تنقید حدیث پر مفصل مضامین ہیں ہر ایک شخص جسکو آنحضرت صلعم اور آپ کے اقوال کے ساتھ محبت اور عشق منظور ہے وہ کم از کم اسکی ایک کاپی ضرور خرید فرمائیں قیمت [illegible] مجلد عہ غیر مجلد عہ

النبوۃ فی الاسلام جو حضرت امیر ایدہ اللہ کی مشہور تصنیفات میں سے ایک ہے قریب الاختتام ہے جو احباب کو ضرورت ہو جلد طلب کریں ورنہ دوسرے ایڈیشن کے لئے بہت انتظار کرنا ہوگا۔ قیمت مجلد عہ غیر مجلد عہ

مسئلہ تقدیر یہ نئی تصنیف جو حال ہی میں چھپ کر دفتر میں آئی ہے مکرم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے زور قلم کا نتیجہ ہے اس میں آپ نے تقدیر کے مسئلہ کو بڑی خوبی اور وضاحت کے ساتھ حل فرمایا ہے قیمت .... چھ آنہ (۶)

فوٹو نو مسلمین اس فوٹو کے دو حصے ہیں ایک حصہ میں مفتی محمد صادق صاحب اور ان کے مسلمان کردہ انگریزوں کی تصاویر جو عید الفطر ۱۹۱۹ء میں بمقام لنڈن جمع تھے دیگئی ہیں اور دوسرے حصہ میں حضرت خواجہ صاحب اور ان کے مسلمان کردہ انگریزوں کی تصاویر جو عید الفطر ۱۹۱۷ء میں بمقام ووکنگ جمع تھے دکھائی گئی ہیں اس مقابلہ سے اس امر پر پوری روشنی پڑتی ہے کہ کامیابی کا سہرا اللہ تعالیٰ کی رحمت کن کے شامل حال ہے۔ قیمت فی کاپی ۲ روپیہ

آر دی گوسپلز انسپائرڈ Are the Gospels inspired

ولایت سے یہ انگریزی کتاب بغرض فروخت ہمیں پہنچی ہے اس میں مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے انگریزوں کی موجودہ کتب بائیبل وغیرہ کی خوب قلعی کھولی ہے اور انکی کتاب کی اپنی ہی تحریروں سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ الہامی کتاب نہیں ❊ قیمت ... چھ آنہ ... (۶)

عسل مصفیٰ اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کی مفصل اور مبسوط بحث ہے۔ یہ کتاب قابل دید ہے جو مسلمان کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام کی آمد کے متعلق تحقیقات کرنا چاہتے ہوں وہ اس کتاب کو ضرور مطالعہ کریں اس میں بڑے بڑے معلومات کا ذخیرہ ہے۔ یہ دو ضخیم جلدوں میں ۱۵۰۰ صفحات کی کتاب ہے قیمت ہر دو جلد مجلد للعہ مکمل [illegible]

مسیح موعود اس میں باہمی اختلاف کو واضح طور پر بیان کیا ہے یہ حضرت مولنا مولوی محمد علی صاحب کی تازہ تصنیف ہے جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خصوصیات پر مفصل بحث کی گئی ہے جیسے مسیح ابن مریم کے دوبارہ نزول کی حقیقت کو قرآن و حدیث سے واضح کیا گیا ہے اور حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی مسیحیت و مجددیت اور آپ کی پیشگوئیوں وغیرہ پر قرآن و حدیث سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ سلسلہ احمدیہ کی متعلق تحقیقات کرنے والوں کو اس کتاب کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ قیمت مجلد عہ بےجلد عہ

ملنے کا پتہ دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جلد ۸ | لاہور چہارشنبہ مورخہ ۲۵ ذیقعدۃ المکرم ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۱۱ اگست ۱۹۲۰ء | نمبر ۱۲

کلام الامام امام الکلام

کسے عزت ز دنیا بر کہ سوز د رخت عزت را

[illegible]

مگر [illegible] پُر حلاوت را

[illegible]

[illegible] گرفتاران صورت را

[illegible]

[illegible] روز حسرت را

[illegible]

[illegible]

[illegible] کافر [illegible] را

[illegible]

[illegible] دولت را

[illegible]

[illegible] خلوت را

چہ دوزخہا کہ [illegible] بیدار چنیں رو ہا

بنازم دلبر خود را کہ بازم داد جنت را

چہ سوزی از ال [illegible]

اگر زور [illegible] در دستت بگرداں رزق قسمت را

[illegible] دامن پاکش

کسے عزت ز دنیا بر کہ سوز د رخت عزت را

اگر خواہی [illegible] علم خالی شو

[illegible] اسیر کبر و نخوت را

[illegible] دنیا گر [illegible]

[illegible] عشرت را

اخبار احمدیہ

(۱) حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کشمیر سے بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے ہیں۔ الحمدللہ کہ ان کی صحت نسبتاً بہت اچھی ہے۔ مورخہ ۶ اگست کو نماز جمعہ حضرت خواجہ صاحب موصوف نے پڑھائی اور خطبہ میں "ہجرت" پر ایک نہایت ہی عمدہ تقریر فرمائی جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ احمدی جماعت کو ہجرت کی اصل حقیقت پر غور کر لی چاہیئے اور حقیقی معنوں میں مہاجر الی اللہ بننا چاہیئے۔ جو شخص مال سے ہجرت نہیں کرتا وہ زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا۔ جو شخص کھانے پینے سے ہجرت نہیں کرتا وہ روزہ نہیں رکھ سکتا۔ تمام ارکان اسلام در اصل ہجرت کا سبق دے رہے ہیں اور یہی بات یہی ہے کہ جب تک ہجرت نہ ہو۔ انسان کی تکمیل ہی نہیں ہو سکتی۔ پس اصل غرض جو ہجرت میں ہے اسکو حاصل کرو۔ اس ہجرت کے ہم قائل نہیں جو آجکل ہو رہی ہے۔ بعض لوگوں نے دین کو ایک کھیل بنا رکھا ہے کئی ہجرت کے مشتاق بالکل بے نماز ہوتے ہیں اگر کہا جائے کہ نماز بھی تو پڑھا کرو۔ تو جواب دیتے ہیں کہ آجکل ہم مہاجر ہیں۔ کابل پہنچ کر پڑھ لیں گے۔ بعض داڑھی مونڈتے بھی ہجرت کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ کابل پہنچکر داڑھی رکھ لیں گے۔ ایسے تمام لوگ ہجرت کی اصلیت سے غافل ہیں۔ احمدی جماعت کے امام اور پیشوا حضرت مسیح موعود نے جس ہجرت کی تعلیم دی وہ یہی ہے کہ علائق دنیوی سے ہجرت کرنا سیکھو اور اشاعت اسلام پر کمر باندھ لو۔ جن حالات کے ماتحت آجکل اہل اسلام کابل کی طرف ہجرت کر رہے ہیں۔ ایسے حالات میں ہجرت کرنے کا کوئی حکم قرآن مجید میں موجود نہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مخالفین کی سختیوں سے لاچار ہو کر جب اپنے آپ کو قلیل التعداد اور پھر خطرات میں بے بس پایا۔ تب مجبوراً ہجرت اختیار کی اور اُن کی ہجرت میں یہ بات موجود تھی کہ جس جگہ سے انہوں نے ہجرت کی اور جس جگہ ہجرت کر کے پہنچے۔ ہر دو جگہوں میں ہجرت کا نتیجہ اچھا نکلا۔ لیکن اب تو ہند میں ہی اہل اسلام کی تعداد اس قدر کثیر ہے کہ اگر وہ باہم ملکر اشاعت اسلام میں لگ جائیں تو دنیا میں ایک تہلکہ مچا سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہندوستان میں اشاعت مذہب کی بھی کوئی رکاوٹ نہیں ہزاروں غیر مسلم بھی اہل اسلام کے حامی اور مددگار ہیں۔ اور پھر ہجرت سے نہ تو ہند میں کوئی بہتری کی امید اور نہ ہی کابل والوں کو ہماری ہجرت سے کوئی فائدہ۔ بہرصورت موجودہ ہجرت کے ہم قائل نہیں۔ اس وقت ضرورت اشاعت اسلام کی ہے۔ نہ ہجرت کی ٭

(۲) ہمارے بعض احباب باہر سے مثلاً نجیب آباد یا دات وغیرہ سے ہڑتال اور نیز ہجرت کی رپورٹیں ہمارے پاس بھیجتے ہیں۔ اُن کو واضح رہے کہ ایسی باتوں کی اشاعت کے لئے دیگر پیسیوں روزانہ پرچے ہیں۔ اگر ہم بھی ایسے امور کی اشاعت میں صفحات اخبار پُر کرنے لگیں تو پھر ہمارا اصل مقصد یعنی اشاعت مذہب مفقود ہو جاتا ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند

(۳) گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں ایک مضمون تھا جس کا عنوان ہے "میاں صاحب اور اُن کے متبعین للہ غور کریں" احمدیہ احباب اور محمودیہ احباب کی آگاہی کے لکھا جاتا ہے کہ وہ مضمون جو محمودی عقاید کے کا بکل پر یقیناً نشتر کا کام دیگا جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی طرف سے تھا۔ پہلی دفعہ غلطی سے مضمون نگار صاحب کا نام رہ گیا تھا۔

(۴) خوشی سے لکھا جاتا ہے کہ احمدیہ احباب کے اندر اشاعت اسلام کے لئے ایک جوش اور تڑپ نظر رہی ہے۔ مضمون نگاروں کو چاہیئے کہ مضمون کھلے اور خوش خط لکھکر بھیجا کریں۔ عیسائیت۔ آریہ ست کے عقائد پر بھی روشنی ڈالا کریں اور میاں محمود احمد صاحب اور اُن کے متبعین کے عقائد کو اس وقت تک زخمی کرتے جاویں۔ جو طبقہ جہلا اور پیر پرستوں بتک ستوائی ہونے لگے۔ اگر کسی محمودی کو جواب دینے کی جرأت ہو۔ تو وہ جواب ہماری طرف بھیجد و۔ ہم اپنی اخبار میں شائع کر دیا کریں گے

ورد و عکو [illegible] باید رسانید

(۵) تصحیح ضروری۔ یکم اگست کے پیغام صلح میں "اہل قبلہ پر فتوے کفر مت لگاؤ" کے ہیڈنگ کے ماتحت "ابن اثیر" کی بجائے ابن رشید چھپ گیا ہے۔ اور "بقولک" کی بجائے بقومک احباب درست کر لیں ٭

(۶) حضرت خواجہ کمال الدین صاحب ۸ اگست کو لاہور سے باہر تشریف لے گئے ٭

(۷) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب خدمات دینی میں خصوصیت سے مصروف ہیں اور ہر طرح سے خوش و خرم ہیں اسی اخبار میں آخری صفحہ پر

سفرا اور مبلغین کی ضرورت

میر اُن کی طرف سے ایک اعلان درج ہے امید ہے کہ احمدی احباب خاص توجہ سے کام لیں گے قوم کے اندر جو جمود اور سستی ہے وہ اسی صورت میں دور ہو سکتی ہے جبکہ تحریکات کو عملی جامہ پہنایا جاوے [illegible]

مسلم احمدیہ [illegible] پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸۔ چہارشنبہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۲۰ء نمبر ۱۲

حالات حاضرہ اور ہمارا مسلک

گردش افلاک کہو یا تغیرات زمانہ ہمارے مذہبی نقطۂ خیال سے خداوند عالم نے دنیا میں آجکل ایسی ارداحیں پیدا کردی ہیں۔ جن سے ہر ایک ذرہ کے اندر ایک نرالی طرز کی جنبش اور حرکت پیدا ہوگئی ہے۔ ہر قوم ہر فرقہ اور ہر گروہ یہی پکارنے لگ گیا ہے کہ موجودہ مذہبی، اخلاقی اور ملکی تغیرات دراصل ایک نہائیت ہی عظیم الشان انقلاب کا پیش خیمہ ہیں۔ ایک وقت تھا جب اہل ہند کو لفظ پالٹیکس ایک "ہوّے" کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ لیکن آجکل یہ حالت ہو رہی ہے۔ کہ بچہ بچہ ملکی جوش ملکی ہمدردی۔ آزادی مساوات حریت بلکہ ہجرت اور عدم تعاون جیسے امور میں اپنی دل بستگی کا اظہار کر رہا ہے۔ روٹی یعنی جسم پروری کے سوال نے ایسے طریق پر سر نکالا ہے اور عالمگیر قحط نے اس پیٹ پروری کے خوشہ کی ایسے نرالے رنگ میں آبیاری کی ہے جو شاہ سے لیکر گدا تک حاکم سے لیکر محکوم تک مذبذب اور پریشان نظر آتے ہیں۔

آبادی کے تین چوتھائی حصہ میں ایک ایسی لہر نمودار ہوئی ہے کہ ہر وہ شخص جو اس موج کے تھپیڑے کی چاشنی سے آشنا ہو جاتا ہے۔ بے اختیار حریت اور مساوات کا ایسا دلدادہ ہو جاتا ہے کہ انتہا پسندی کے اُبالی میں جوش کھا کر چند لمحوں میں ہی عالم بالا کی سیر کرنے لگ جاتا ہے۔ آن کی آن میں حفظ مراتب کے پاکیزہ اصولوں سے اُسے نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔ اور عالم تخیلات میں تمام اونچ نیچ پر ایک ایسا کوہ نما سہاگہ پھرتا اُسے دکھائی دیتا ہے۔ کہ گویا چند منٹوں کے لئے بادشاہ اور رعایا امام اور مقتدی بڑے اور چھوٹے عالم اور جاہل موحد اور مشرک۔ بلکہ تمام عناصر کیا باد اور کیا خاک کیا آگ اور کیا پانی۔ غرض تمام کمی بیشی کا منظر اُسے ایک ہی پلیٹ فارم پر نظر آنے لگتا ہے۔ ایسے حالات میں بعض لوگوں کا دماغ یہاں تک بگڑ گیا ہے کہ خدا کی ہستی کا اقرار بھی اُنہیں دوبھر معلوم ہوتا ہے۔ اللہ اکبر کی آواز سے اُن کی فرضی مساوات کی چادر پھٹنے لگتی ہے اور مذہبی سوسائٹیاں اُنکو زہریلے جراثیم دکھائی دیتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا کی ہستی کے اقرار کو اور مذہبی اعتقادات کو ملکی جذبات پر قربان کردو۔ مذہب جاتا ہے۔ تو جانے دو۔ لیکن اپنے ملک پر غیر ملک والوں کو حکمران نہ بننے دو۔

اس قسم کے حالات کو دیکھکر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ بحیثیت ایڈیٹر ہونے کے ناظرین پیغام صلح کی ازدیاد علمی کے لئے ایک سلسلہ مضامین شروع کروں اور حالات موجودہ میں ملکی ہمدردی کی آڑ میں مذہب اسلام پر جو حملے ہو رہے ہیں قارئین کرام کو اُن سے آگاہ کردوں۔

میں مانتا ہوں کہ ہندو مسلم اتحاد ایک نہائیت ہی مفید تحریک ہے۔ اور ملک ہند کی بہت سی بہتریوں کا انحصار محض ہندو مسلم اتحاد سے وابستہ ہے لیکن جس اتحاد سے قرآنی تعلیم کو پس پشت پھینکنا پڑے اور پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نبیوں کے سردار کی عزت اور عظمت پر حملہ کرنا پڑے۔ ایسے اتحاد کو ہمارا نہ صرف مذہب اسلام ہے بلکہ ایسے اتحاد سے ہمکو سخت نفرت ہے۔

جنگلی سانپوں اور مشغل سے تو ہم پیار کر سکتے ہیں لیکن ان منافق طبع اژدر سیرت، مار صورت انسانوں سے محبت نہیں کر سکتے۔ جو اتحاد کی آڑ میں مذہب اسلام کی بیخکنی کر رہے ہوں۔ پنجابی میں ایک ضرب المثل ہے "آپ نہ ڈبوں باہمتاں نال جہاں نہیں ڈوبے"

آجکل بعض ہندو لیڈر معل نے آریہ مت کو چھوڑا۔ ویدوں سے قطع تعلق کیا۔ بلکہ خدا کی ہستی پر بھی ہاتھ صاف کئے۔ اور اب یہ راگ گانا شروع کردیا کہ ملک کی خاطر مذہب کو قربان کردو۔ ہندوؤں کا مذہب ہی کونسا ہے جسکو وہ قربان کردیں۔ ہر وہ شخص جو ہندوستان میں بود و باش رکھتا ہے ہندو کہلوا سکتا ہے۔ ہندو کسی مذہب کا نام نہیں۔ لیکن اسلام ایک مذہب ہے جس کی بنیاد ایک نہائیت ہی پختہ چٹان پر ہے۔ اور وہ ہے خدا کی ہستی کا اقرار۔ مذہب اسلام کے اندر ایک ایسی سچی روح کام کر رہی ہے کہ اگر ہندوستان کے رہنے والوں کو اس کا علم ہو جائے تو وہ مذہب اسلام کی طرف ایسی تیزی سے جوق درجوق آنا شروع ہو جائیں کہ گویا بے اختیار ہوگئے ہیں۔

مذہب اسلام کی تعلیم مسلمانوں کو مطاع بناتی ہے۔ مطیع نہیں بناتی۔ قرآنی تعلیم کا یہ خاصہ ہے کہ وہ سلطانوں اور بادشاہتوں کو اپنا گرویدہ کرلیتی ہے۔ یہ نہیں کہ سلطنتیں اُس پر حکمران ہوسکتی ہیں۔

مسلمانوں پر آجکل جس قدر مصائب آرہے ہیں۔ وہ اس لیئے نہیں کہ وہ قرآن کریم پر چلتے ہیں بلکہ وہ اس لئے ہیں کہ انہوں نے بدقسمتی سے قرآن کریم کو چھوڑ دیا۔ یہ قرآنی تعلیم کو پس پشت پھینکنے کا نتیجہ ہے کہ وہ آج قدم قدم پر مشرکوں اور نجس قوموں کے دست نگر ہو رہے ہیں۔ ہمارا تو کلیجہ جل جاتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم جیسی کتاب کو ماننے والے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسی پاک شخصیت کے نام لیوا آج یہاں تک ذلیل ہو رہے ہیں کہ وہ اپنے افلاس کا آپ علاج بھی نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ اپنے مذہب کو اپنے ملک پر یا ہندو مسلم اتحاد پر قربان نہ کرلیں۔ اُن کو تمام ہندوستان میں ایک بھی ایسا مسلم نظر نہیں آتا جو موجودہ مصائب میں اُن کی راہنمائی کر سکے۔ اگر ان مسلموں کی امامت کے قابل کوئی ہے۔ تو وہ غیر مسلم بھائی ایک مشرک اور کافر لیکن وہ یاد رکھیں کہ اہل اسلام کی اگر ترقی ہوگی۔ تو اسکی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ وہ اپنے پاؤں پر آپ کھڑا ہونا سیکھیں۔ اور وہ اپنا ایک نظام قائم کرلیں۔ جس میں کسی غیر مسلم کا مطلقاً کوئی دخل نہ ہو۔ پھر قرآن کریم کو مضبوط پکڑ لیں۔ اگر اس کے بعد مسلمانوں کی ترقی نہ ہو۔ تو پھر خواہ کرسٹان بن جانا۔ خواہ دہریہ۔ یا آریہ سماجی۔ لیکن خدا کے لئے۔ خدا کے رسول کے لئے۔ محمد مصطفےٰ کے لئے۔ اے اہل ہند کے مسلمانوں للہ پہلے ایک نظام قائم کرکے تو دیکھو۔ مشرکوں سے ملنے کی بجائے پہلے مسلموں میں تو وحدت پیدا کرلو۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاؤ۔

یاد رکھو اور خوب یاد رکھو۔ ہجرت اور عدم تعاون میں وہ بہتری نہ ہوگی۔ جو اپنے پاؤں پر آپ کھڑے ہو کر ایک نظام قائم کرنے میں مضمر ہے۔

غیر مسلموں کو اسلامی عقائد اور اسلامی تعلیم اور اسلامی خوبیوں سے بہرہ ور کرنا بہت بہتر ہے بہ نسبت اس کے جو ہم اندھا دھند کابل کی راہ پکڑ لیں۔

خلافت کی موجودہ کشمکش کو غنیمت جانو اور ایک نظام قائم کرکے اشاعت اسلام میں لگ جاؤ۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ جن کا ایک قبلہ، ایک کلمہ، ایک کتاب، ایک ہادی ہو۔ اُن میں اتحاد نہیں ہوسکتا؟

اگر تم ایسا سمجھتے ہو۔ تو سخت غلطی کرتے ہو۔ دیکھو! یہ خدائی آواز ہے۔ کہ تمام مسلمانوں کا عنقریب پھر خدائی دین پر یقیناً یقیناً اجتماع ہوگا۔ اور بڑے بڑے بادشاہوں کو اسلام کے حضور سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔

پس ہم اس بات کی طرف آپ کو بلاتے ہیں جو قضاء قدر کے ماتحت مقدر ہو چکی ہے۔ دیکھو خدا کے ایک مامور مجسم نور نے تم کو آج سے تیس چالیس سال پہلے ندا دی۔ تم نے پرواہ نہ کی۔ اُس خدا کے پیارے نے تم کو نور اسلام کی طرف بلایا۔ پر بدقسمت مولویوں نے افتراؤں پر کمر باندھ لی اور مشہور کردیا کہ

مرزا صاحب قادیانی تو خود نبی بنتا ہے۔ وہ تو اپنی پٹڑی جماتا ہے محمد رسول اللہ صلعم اور قرآن کو تو وہ چھوڑ ہی بیٹھا ہے۔

اور تمہارے مولویوں کے ایسے افتراؤں کو باربار سنکر اُسے کہنا پڑا

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
تیرے منہ کی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

آہ! افسوس اس قدر شور و پکار پر بھی مسلمانوں کے کانوں پر جُوں نہ چلی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اب ہجرت ہوتی بھی ہے اور نہیں بھی ہوتی۔ ترک موالات اور عدم تعاون پر قدم مارنے بھی ہیں اور نہیں بھی مارنے۔ بلکہ سچ پوچھو تو نام کے مولویوں نے رہی سہی لٹیا بھی ڈبو دی۔

پس ایسے حالات میں گو بحیثیت مسلمان ہونے کے ہم اہل ہند کے مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ لیکن حقیقت میں ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہم بجائے ہجرت اور عدم تعاون کے **اشاعت اسلام** کو زیادہ مقدم سمجھتے ہیں۔ شاید کوئی کہدے کہ انگریزی راج چھوڑ کر اسلامی سلطنت میں چلے جانا اور مقامات مقدسہ کی حفاظت کرنے کی خاطر کابل میں اسلامی فوجوں میں بھرتی ہو جاتا اور اس طرح سے سلطنت یا خلافت اسلام کی حمائت کرنا یہ بھی تو دراصل خدمت اسلام ہی ہے اور ہجرت اور عدم تعاون کا نتیجہ بھی چونکہ یہی ہے کہ اسلامی دُنیا میں قوت اور وحدت پیدا ہو۔ اسلیئے جو کچھ ہجرت کے متعلق اہل اسلام کر رہے ہیں وہی صحیح ہے میں کہونگا اس بارہ میں صحت اور عدم صحت کا پتہ تو نتیجہ سے نکلے گا۔ چونکہ آجکل لوگوں کے مذاق اسقدر بگڑ گئے ہیں کہ وہ بجائے اپنا فایدہ ڈھونڈھنے کے دوسروں کا بُرا چاہتے ہیں اور بجائے اپنی بہتری چاہنے کے انگریزی قوم کو بائیکاٹ کرتے ہیں اور ہندو مسلم اتحاد میں بھی یہ مدنظر نہیں کہ ہر دو قومیں ایکدوسرے کی بہتری چاہتی ہیں۔ بلکہ اصل مقصد انگریزی قوم کو بائیکاٹ کرنا ہے جو قرآن کریم کی تعلیم کے صریح خلاف ہے اسلئے ایسے حالات میں یہ کیسے سمجھ لیا جاوے کہ ہجرت اور عدم تعاون کی اصل غرض صرف یہ ہے کہ اسلامی دُنیا میں وحدت اور قوت پیدا ہو۔ کہا جاتا ہے کہ کابل میں جاکر ہم خدمت اسلام کرینگے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا کابل میں جاکر اسلام کو پھیلاؤ گے؟ وہ کونسے اسلامی عقائد ہیں جو صرف کابل میں جاکر ہی اختیار کئے جاسکتے ہیں؟ ہند میں کس نے تم کو اشاعت اسلام سے روکا ہے۔ جو اب کابل کو مسلمان کرنے جاتے ہو؟ حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے جہاں سے ہجرت کی تھی۔ وہاں اُن کے عقاید کو جبراً روکا جاتا تھا۔ اور جس طرف انہوں نے ہجرت کی تھی وہاں اشاعت اسلام مدنظر تھا۔ اور ان کی ہجرت ہر پہلو سے مفید ہی مفید تھی۔ چنانچہ جس جگہ وہ ہجرت کر کے گئے۔ وہاں اس کثرت سے اسلام پھیلا کہ جس جگہ سے ہجرت کی تھی۔ واپس آکر وہاں بھی اسلامی جھنڈے گاڑ دیئے۔ لیکن یہاں تو اُلٹی گنگا بہ رہی ہے

کیا ہند میں اہل اسلام اسی قدر قلیل التعداد اور کمزور ہیں جس قدر صحابہ کرام رضہ تھے؟ کیا ہند میں حضرت نبی کریم صلعم کے دعاوی کے پھیلنے میں کوئی روک ہے؟ کیا قرآن کریم کی اشاعت میں کوئی رکاوٹ ہے؟ ہرگز نہیں! تو پھر موجودہ حالات میں مسلمانوں کا ہجرت ہجرت پکارنا بلکہ اندھا دھند عمل پیرا ہو جانا کیا یہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے اُسوۂ حسنہ کا تتبع ہے؟ ہرگز نہیں! پس صحیح راہ وہی ہے جو اس زمانہ کے مجدد اور راہنما حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کی۔ یعنی یہ کہ ایک نظام کے ماتحت اشاعت اسلام میں لگ جاؤ اور دنیا میں اسلامی خوبیوں کو پیش کرکے غیر مسلموں کو مسلمان بنالو۔ اور مذہب اسلام کی خاطر یعنی خدا اور اُس کے رسولؐ کی خاطر ملکوں اور قوموں بلکہ جسموں اور جانوں کو قربان کردو۔ اور ہند میں رہکر پُرامن اسلامی طریق پر اشاعت اسلام میں لگ جاؤ کہ یہی اور صرف یہی فلاح کی راہ ہے۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ اسلام کی ترقی اور غلبہ مقدر ہے لیکن اس کی راہ صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ ہم حضرت نبی کریم صلعم کے سچے غلام یعنی مجدد اعظم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عالی جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دامن کو نہائیت مضبوطی سے پکڑ لیں اور بجائے گاندھی کی جے کے

غلام احمد کی جے!

پکاریں ✤

نامۂ ووکنگ

عیسائیت ایک پادری صاحب کے نقطۂ نگاہ سے

عیسائیت جنگ کے بعد

[illegible] کا نگریس [illegible] اجلاس [illegible] بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا ہے۔ کلیسا [illegible] سے بڑے بڑے نمائندے اپنی پادریانہ شان کو لمبے لمبے جُبّوں کے ساتھ نمایاں کئے ہوئے دور دور سے چل کر آئے ہیں۔ اور اس کثرت کے ساتھ سرزمین انگلستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے [illegible] ہے کہ [illegible] یہ [illegible] حاصل نہیں ہوا۔ [illegible] پادریوں [illegible] کبھی [illegible] نہیں ہوئی۔

یہ [illegible] کیا کچھ اصلاح و ترمیم کرنے کے لئے [illegible] اُن کے [illegible] نے [illegible] کے [illegible] کر دیا ہے۔ [illegible] ایمان [illegible] ہے۔ [illegible] کا [illegible] فطرت انسانی کا مقابلہ کرتی ہے [illegible] کانگریس [illegible] گرد دل دیکھو کہ کانگریس کا گنبد [illegible] گرد دو [illegible] کھلا رہتا ہے) سے جا [illegible] کسی مخالف مسیحیت کی نہیں۔ بلکہ خود ایک پادری [illegible] ریورنڈ ڈی کینیڈی جی۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ڈی کی [illegible] موجودہ تمرات سے بہت کچھ آزردہ خاطر ہیں [illegible] انسانیت کے لئے ذرایع نجات سمجھتے ہیں۔

[illegible] پادری صاحب کا یہ ایمان خود اُن کے بیان کردہ حالات کی روشنی میں کہاں تک قابل تصدیق ہے صرف [illegible] کو ہم اُن کی زبان سے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جو مسیحیت [illegible] نے پیدا کئے ہیں۔ ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

[illegible] عام لوگوں کے خیالات کو اُنہی کی زبان قال سے [illegible] ہیں کہ:۔

"[illegible] کلیسا اپنا [illegible] اقتدار [illegible] زبردست طاقت کے ساتھ کمزور ہوتا چلا جا رہا ہے۔ وہ اپنے اس دعوے کی بنیاد [illegible] نفس الامری پر رکھتے ہیں کہ اس ملک کی [illegible] آبادی ہمارے مختلف مذہبی اختلافات [illegible] سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی۔ وہ ان دیواروں [illegible] ہماری توجہ کو کھینچتے ہیں۔ جو کلیسا کی دیواروں میں بالخصوص بیسویں صدی کے شروع سے ظاہر اور نمایاں ہو چکی ہیں۔ اور جو گذشتہ پانچ سالوں میں اور بھی زیادہ فراخ ہو گئی ہیں۔ وہ بڑے زور سے اس بات کے مدعی ہیں کہ مسیحیت کی تقریباً دو ہزار سال کی تعلیم اس کے [illegible] عالمگیر جنگ نے مسند تر [illegible] کی نظروں میں عیسائیت کے دعاوی کو بکلی ناقابل اعتبار ٹھہرا دیا ہے"

آگے چل کر مسیحیت کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"عیسائی کلیسا کی غرض و غایت عالمگیر امن اور خوشی کو قائم اور مستحکم کرنا ہے مسیحی الہیات کا نصب العین باوجود صدیوں کی [illegible] کے ہر ممکن حریف سے آگے ہی آگے ہے۔ وہ اس سادگی کے ساتھ جو تبدیل [illegible] والی نہیں ایک ایسے رستہ کے بتانے کا دعویدار ہے۔ جس پر چلکر اس کمال کو انسان حاصل کر سکتا ہے جو اُس کا منتہائے حیات ہے۔ وہ صرف رستہ ہی نہیں بتاتا۔ بلکہ انسان کا اس بڑی طاقت کے ساتھ براہ راست تعلق جوڑ دیتا ہے۔ جو صرف وہی ایک تمام خود غرضیوں سے مبرا ہے"

ان مقاصد کو پورا کرنے میں کلیسا کہاں تک کامیاب ہوا ہے وہ ہم خود انہی پادری صاحب کی زبان سے سُن لو۔ فرماتے ہیں کہ:

"کلیسا اس لئے قائم ہے کہ اس بہت بڑی طاقت کی اصلیت کو آشکارا کرے۔ لیکن کلیسا پر کلیسا اپنے [illegible] اور نصب العین کو پورا کرنے میں ناکام ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ اس کے افراد نے اس عظیم الشان طاقت کی پیروی ایسے طور سے نہیں کی۔ کہ اپنی زندگیوں سے بیرونی دُنیا پر اس کا اثر ڈال سکیں۔ کلیسائے انگلستان نے بالخصوص ریفارمیشن کے بعد لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالدی ہے۔ کہ مذہب کی غرض اور مقصد لوگوں کو یہ بتانا نہیں۔ کہ تمہیں کس طرح سے زندگی بسر کرنی چاہئے۔ بلکہ صرف اس بات کی تعلیم کرنا ہے۔ کہ انہیں کس طرح سے مرجانا چاہئے۔ عیسائیت آج صرف بعض مذہبی اصولوں پر ایمان لے آنے کا نام ہے خواہ اُن کا اثر ہماری روزانہ زندگی پر پڑتا ہو یا نہ پڑتا ہو۔ وہ علامات جن سے آج کسی شخص کے اظہار عیسائیت کو قبول کرنے کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ وہ صرف بعض معتقدات کو مان ہی لینے پر مشتمل ہیں"

ان الفاظ کو پڑھ کر ہمیں مسیح علیہ السلام کا وہ کلام یاد آ گیا جس میں اُنہوں نے کیا ہی حکیمانہ انداز سے اپنے متبعین کو سمجھایا ہے۔ کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ کیا مسیحیت کے یہ دو ہزار سالہ ثمرات اس کے دعاوی کی حقیقت کو آشکارا کرنے والے نہیں؟

موجودہ تہذیب عیسائیت اور فطرت انسانی

میں نے اوپر کہا تھا کہ پادری صاحب کی یہ آواز عیسائیت اور فطرت انسانی کا مقابلہ کرتی ہوئی چرچ کانگریس کے گنبد گردوں کے ساتھ ٹکرا ئی ہے اسکو بھی خود انہی کے الفاظ سے پڑھ لو۔ کیا ہی صاف الفاظ میں اپنی تمام تہذیب کا دارومدار محض عیسائیت پر رکھا ہے۔ اور لکھا ہے کہ۔

"ہم انگلستان میں اس آب و ہوا کے وارث ہیں۔ جو مسیحیت کے بلند ترین نصب العین سے تیار ہوئی ہو اور جو انجیل کی پندرہ صدیوں کی تعلیم کا براہ راست نتیجہ ہے۔ ہماری قانونی مجالس۔ ہمارے تمدنی معاملات پیرموومنٹ کی ترقی اور ہماری ذہنی نشوونما یہ تمام چیزیں اس تہذیب کا ایک کھلا ثبوت ہیں۔ جو "پہاڑی وعظ" کی تاثیر کا نچوڑ ہے۔ ہم ہیں جو کچھ ہیں۔ بسبب مسیحی مذہب کے جو اس سرزمین میں ہمارے سامنے ہے"

یہ تو وہ قابل فخر تہذیب ہے۔ جس کا دارومدار پادری صاحب نے مسیحیت پر رکھا ہے۔ اب اسی تہذیب کی ایک اور تعریف انہی پادری صاحب کی قلم سے سُن لو۔ اور فطرت کی اس چٹان کو دیکھو جس کے ساتھ وہ ٹکرا کر چور چور ہو رہی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"کبھی بھی تاریخ عالم کے صفحہ پر اس قدر صفائی کے ساتھ یہ سبق لکھا نہیں گیا۔ جیسا کہ آج واقعات سے لکھا جا رہا ہے۔ کہ وہ کام جو انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ اور وہ اسے کر نہیں سکتا۔ وہ اس کا محض اپنی کوششوں سے انفرادی تمدنی اور بین الاقوامی نجات حاصل کرنا ہے تہذیب کی موجودہ حالت اس اجمال کی ایک کھلی شرح ہے کبھی بھی ہمارے تمام تعلقات میں اس قدر عام اور عالمگیر خواہش عدل و انصاف کے لئے پیدا نہیں ہوئی۔ کبھی بھی طاقت اور زور کے ہتھیاروں پر اس قدر عالمگیر بے اعتباری نہیں ہوئی کبھی بھی عالمگیر اخوت کے خواب نے نسل انسانی کے خیالات پر اس قدر زبردست تسلط حاصل نہیں کیا۔ جیسا کہ آج ہے لیکن باوجود اس کے کبھی بھی انسانی خود غرضی کی طاقت اس سے زیادہ زور کے ساتھ ان سب خواہشات کے بالمقابل کھڑی نہیں ہوئی۔ جیسے کہ آج ہم دیکھتے ہیں۔ سکیم پر سکیم جو منصۂ ظہور میں آتے وقت اس بات کا وعدہ کرتی تھی کہ وہ ان بار بار کی خواہشات کو پورا کرنیوالی ہوگی فطرت انسانی کی چٹان کے ساتھ ٹکرا کر چورا چورا ہو گئی ہے"

یہ ہے موجودہ تہذیب جس پر عیسائیت کا دارومدار پادری صاحب نے رکھا۔ اور یہ ہے اس کا حشر۔ کیا اب بھی فطرت کی مستحکم چٹان کو تہذیب کی بنیاد بنانے کی کوشش نہ کی جائیگی؟ یقیناً کی جائیگی۔ بلکہ کی جارہی ہے جس کا ثبوت آئندہ ہفتہ نذر ناظرین ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ ۔

دوست محمد از ووکنگ انگلینڈ۔

خواتین احمدیہ اور اعمال صالحہ

تو جان بامستورگردی از نور

فدائیت جان اَے جان محمد

جناب شیخ عبدالحکیم صاحب سنگلوی نے جماعت احمدیہ کی خواتین کو توجہ دلائی ہے کہ وہ بھی احمدیہ لٹریچر سے واقفیت پیدا کریں۔ اور حتی المقدور دینِ اسلام کی حمایت اور اشاعت میں کوشش کریں امید ہے کہ ہمارے احمدی احباب ایسی تحریکوں کو صرف اخباری صفحات تک ہی محدود نہ رہنے دینگے۔ بلکہ خدا اور اس کے رسولؐ اور روزِ آخرۃ کی جزا سزا پر یقین رکھتے ہوئے ایسی تحریکوں کو سرسبز بنانے کی کوشش کریں گے۔ اگر تعلیمیافتہ مستورات خود کوشش کرکے اس بارہ میں مختصر طور پر مضمون لکھکر بھیجدیا کریں۔ تو انشاءاللہ زیادہ مفید ہوگا۔ بہرصورت دُعا ہے کہ خدا ایسی روحوں کو پیدا کرے۔ جو دینِ اسلام کے لئے عملاً کچھ کرکے دکھادیں۔ آمین! (ایڈیٹر)

آج کون مسلم خاتون عموماً اور احمدی مسلم خاتون خصوصاً حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضا اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضا کے نام سے ناواقف ہے۔ لیکن احمدی خواتین ہیں جو اُن کے حالاتِ زندگی سے واقف ہیں۔ اور کتنی خواتین اُنکے نقش قدم پر چلتی ہیں؟

حضرت خدیجہ رضا اُس مقدس خاتون کا نام ہے جس نے تمام مردوں اور عورتوں سے بیشتر شاہراہِ اسلام میں قدم رکھا سب سے پہلے اس سچے مذہب کو قبول کیا۔ تمام محدثین اور ارباب سیر بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں کہ سب سے اوّل جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا وہ یہی مقدس خاتون ہیں۔

حضرت فاطمہ رضا جن کا لقب زہرا ہے یہ کہدینا کافی ہوگا۔ کہ دُنیا میں سب سے بڑے باپ کی بیٹی ہیں جن پر تمام مکارم فضائل انسانی شرافت اور خوبیوں کا خاتمہ ہوگیا۔ اور اُس ماں کی بیٹی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔

اسی طرح تمام اسلامی تاریخ کو چھان ڈالو۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں پاؤ گے جس میں مسلم خواتین نے خدمتِ اسلام میں بڑا حصہ نہ لیا ہو۔ ہاں اگر کوئی زمانہ اس سے خالی ہے تو وہ یہ زمانہ ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ جس میں مسلم خواتین نے خدمتِ اسلام میں بہت کم حصہ لیا ہے۔

اے احمدی بہنو! کیا آپکو معلوم ہے کہ یہ زمانہ جو ہمیں نصیب ہوا ہے کونسا زمانہ ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے۔ جس کے دیکھنے کی خاطر اکابر اسلام ترستے چلے گئے اور یہ امیدیں دل کے اندر ہی لے گئے۔ کہ کاش کہ وہ یہ زمانہ دیکھتے اور خدمتِ اسلام میں جانیں فدا کرتے۔

یہ وہ زمانہ ہے جس میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر ہوا۔ اور آج جسکو تیس سال بھی گذر گئے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ جس وقت اسلام سخت مظلومیت کی حالت میں ہے اور سوائے ایک امید کے کوئی سہارا نہیں اور وہ ایک صدائے غیبی ہے۔ "بشنو از من کہ وقت تو نزدیک رسید دپائے محمدیاں برمنارِ بلند محکم تر افتاد"

تو کیا اے احمدی بہنو آپ اس گردش کے وقت کب تک ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہوگی۔ اور کیا آپ کسی ایسے وقت کی منتظر ہو جب اسلام کا نام لینے والے مٹ جائیں گے۔ وقتِ مصیبت ہے اور دشمنِ اسلام چارسُو سے حملہ آور ہے۔ دشمن قوی ہے اور مسلم ناتوان۔ اٹھو اور اپنی حمیت اسلامی کو جوش میں لاؤ۔ اور اپنے تھوڑے اور ناتوان احمدی بھائیوں کی مدد کو دوڑو۔ آپ دیکھتی ہو کہ آج یہی ایک جماعت ہے جو دن رات خلق اللہ کو کلمۃ الحق کی طرف بلارہی ہے۔ اور جن کی خدمت کے صلہ میں خدا پاک اُنکو **هُمُ الْمُفْلِحُونَ** کا خطاب عطا کرتا ہے اس میں تم بھی حصہ لو۔ کیونکہ تم بھی تو احمدی کہلاتی ہو تاکہ کل خدائے غفور کے آگے سرخرو ہو ورنہ یاد رہے کہ آپ میں اور غیر احمدی خواتین میں کوئی فرق نہیں۔ جن پر غفلتوں کے پردے چھائے ہوئے

ہیں کس قدر شوئی قسمت ہے کہ تم یہ خیر و برکت کا زمانہ پاؤ۔ اور پھر اس دارِ فانی سے خالی ہاتھ چلی جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں کہ جب ہمارے احمدی بھائی خدا کی راہ پر روپیہ صرف کرتے ہیں اور اپنا وقت عزیز اسلام کی خدمت میں صرف کرتے ہیں تو تمہارا دل تعجب کرتا ہے جب وہ نمازیں قائم کرتے ہیں تو تم نمازوں سے غافل رہتی ہو۔ آخر یہ غفلت کیسی۔ کیا اس دُنیا میں ہمیشہ رہو گی۔ اگر نہیں تو پھر یہ اپنے نفسوں سے عداوت کیسی کیا تم نے بوقت بیعت اقرار نہ کیا تھا۔ کہ "ہم دین کو دُنیا پر مقدم رکھیں گی" تو کیا یہ اقرار کچھ عملوں سے پورا بھی کیا یا صرف زبانی الفاظ تھے۔ لیکن نہیں آپ کو تو صرف اپنی اولاد سے ہی محبت ہے۔ اپنے چند روزہ گھر سے محبت ہے۔ اپنے زیورات اور آرائش ظاہری سے محبت ہے۔

اے احمدی بہنوں! غفلت کو چھوڑو۔ اور اپنے بھائیوں کی مدد کرو۔ جان سے، اولاد سے اور مال سے اور ان دُنیاوی آرائشوں کی بجائے پیارے دینِ حق کو اپنے دلوں میں جگہ دو۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ کل جب بادشاہ دامنِ احمد سے برکت تلاش کرینگے۔ تو اُس وقت یہ ہمارے چند پیسے کون پوچھیگا۔ آج وقت ہے اور فرصت ہے دل کو کھول کر راہِ حق میں خرچ کرلو۔ ورنہ کل اختیار نہ ہوگا اور وقتِ عزیز ہاتھ سے جا چکا ہوگا۔ اور چاروں طرف حسرت ہی حسرت ہوگی۔ یہ دنیاوی زیب و زینت اور اولاد اور مال کچھ کام نہ آئیگا۔ اپنے پیارے دین کی خاطر اولاد کو تیار کرو۔ ان کو علم کے زیور سے آراستہ کرو تاکہ کل تمہارے چلے جانے کے بعد وہ تمہارے بچے دین کی تبلیغ کرنے والے ہوں۔

وہ جس کی دُنیا منتظر تھی آیا بھی اور چلا بھی گیا۔ لیکن حیف اُس آنکھ پر جس نے اُسے نہ پہچانا۔ گھروں میں کلام پاک کی تلاوت کرو۔ نمازیں قائم کرو۔ تمہاری اولاد تمہیں دیکھکر نمازوں کی عادی ہو۔ اور بڑی ہوکر پابندِ صوم و صلوٰۃ بنے۔ اور تمہاری مرتبِ مغفرت ہو۔ اپنی نمازوں میں دردِ دل سے دُعائیں کرو۔ کہ اے الٰہی تو ہمیں اور ہمارے مردوں کو اس طوفانِ کفر سے بچا۔ اور اپنے سچے دین کی تائید کر۔ اور ہمیں توفیق دے کہ ہم تیری راہ میں جان و مال اور اولاد قربان کرکے خوشنودی حاصل کرنیوالی ہوں اور تیرے دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے والی ہوں۔ یا الٰہی ہمارے دلوں میں زر و دولت کی محبت کی بجائے اپنے سچے دین کی محبت پیدا کر۔

میں اپنے احمدی بھائیوں سے بھی التجا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ جس قدر سُستی احمدی بہنوں میں ہے اُسی قدر احمدی بھائی اس طرف سے غافل ہیں۔ وہ کیوں اپنے گھروں میں باقاعدہ نمازیں قائم نہیں کراتے اور کیوں مستورات کی تبلیغ میں سُستی سے کام لیتے ہیں۔ کیا یہ اُن کا اعلےٰ ترین فرض نہیں؟

اے ہماری احمدی بہنوں! آپ دیکھتی ہو کہ مردوں کی نسبت تمہارے پاس کافی وقت اور فرصت ہے اس کو احسن طریقہ سے خرچ کرو۔ سلسلے کی کتابوں کو مطالعہ کرو۔ تو تم دیکھو گی۔ کہ وہ دولت تمہارے گھروں میں موجود ہے۔ جس کے آگے دُنیاوی زر و زیور سب ہیچ ہیں لیکن تم اپنی عدم توجہ کے سبب اُس سے محروم ہو۔ تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ چند ایک تمہارے بھائی جو تمہیں سب سے زیادہ عزیز ہیں تمہارے دینِ اسلام کی خدمت میں سمندروں پار سفر کر رہے ہیں اُن کے لئے دُعائیں کرو۔ اُن کو مالی امدادیں دو۔ ورنہ یاد رہے تمکو دُنیا کی دولت اپنے بھائیوں سے زیادہ عزیز ہے اور تم ہرگز اُس کے نقشِ قدم پر نہیں چل رہی ہو۔ جن کی غلامی کا فخر حاصل ہے۔

مذکور ہے کہ ایکمرتبہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے تشریف لائے۔ اور حسبِ معمول حضرت فاطمہؓ کے گھر گئے۔ اُن کے یہاں ایک رنگین پردہ لٹکا ہوا تھا۔ اور ہاتھ میں اُنہوں نے دو چاندی کے کنگن پہن رکھے تھے آپؐ یہ دیکھتے ہی واپس چلے آئے۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ آپؐ کے واپس چلے آنے سے رونے لگ گئیں۔ اتنے میں آپ کا غلام حضرت ابو رافع وہاں پہنچ گئے۔ اُنہوں نے حضرت فاطمہؓ کو روتے دیکھ کر کیفیت پوچھی اُنہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے مقام پر تشریف لائے تھے۔ اور کبیدہ خاطر ہوکر واپس چلے گئے۔ نہ معلوم کیوں۔ ابو رافع نے کہا اس کنگن اور پردہ کو دیکھکر۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے اسی وقت ان دونوں چیزوں کو حضرت بلالؓ کے ہاتھ حضورؐ کی خدمت میں بھیجدیا۔ اور کہلا دیا کہ میں نے انکو صدقہ کردیا۔ آپ جسکو چاہیں دیدیں۔ آپ نے انکو بیچکر انکی قیمت اصحاب صفہ کے اخراجات میں صرف فرمائی

اے احمدی بہنوں یہ تھی حالت اُن لوگوں کی جن کے گھروں میں دینِ اسلام پیدا ہوا۔ اور جوان ہوکر دُنیا میں چمکا۔ آؤ ہم بھی اُن کے نقشِ قدم پر چلیں تاکہ اُن کی غلامی میں داخل ہوں۔

الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۝

نبی اور مجدّد

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۰ء)

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ موسم گرما میں ایک بجے دوپہر ایک پیر صاحب بدکاری کرتے پکڑے گئے تھے۔ لیکن آفرین اُنکے مریدوں پر۔ پہلے تو انہوں نے پیر صاحب کی کرتوت پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ چال چلی کہ پیر صاحب اعلےٰ مقام والے اہل اللہ ہیں۔ منزل سلوک کو طے کرنے کے لئے ملامتی طریق اختیار کر رہے ہیں۔ کیا مطلب یعنی یہ کہ اپنے نفس کو ملامت کروانے کی خاطر ایک حسینہ ماہ جبینہ سے کھلاڑیاں کر رہے ہیں۔ لیکن جب اس راہ میں بھی مریدوں کو کامیابی کا منہ نظر نہ آیا۔ تو جھٹ ایک چلتے پرزے مرید نے سمندر کے کنارے سے پہنچکر بذریعہ ڈاک پیر صاحب کے فعل بد کے راز مخفی کا یوں انکشاف کیا کہ فلاں دن ایک بجے دوپہر جبکہ ہماری کشتی ایک خطرناک بھنور میں پھنسی ہوئی بڑی طرح سے چکر لگا رہی تھی اور ہم سب سخت گھبراہٹ میں جاں بلب ہو چکے تھے دفعتاً ہاتفِ غیبی سے ایک صدا آئی اور ایک نورانی ہاتھ نمودار ہوا۔ اس ہاتھ میں ایک آلہ تھا جو دیکھتے دیکھتے عمدہ چپو کی شکل میں نظر آنے لگا۔ اور چند ٹھوکروں میں ہمارا بیڑا پار کر گیا۔ اور ہم کنارے پر جا لگے۔ اس خط کا آنا تھا۔ جو مریدوں نے آسمان کو سر پر اٹھا لیا اور کہنے لگا۔ کہ کہاں ہیں وہ معترض جو ہمارے پیر صاحب پر بدکاری کا الزام لگاتے تھے۔ وہ آئیں اور دیکھیں اور بدظنیوں سے توبہ کریں اور جھوم جھوم کر کہنے لگے ؎

آہ کیا سمجھے تھے وہ اور کیا ہوا ہے آشکار

جاہل لوگوں کو پیروں کی کرامات کے ہوش ربا واقعات پر تو پہلے ہی سے یقین تھا۔ جب چند آدمیوں اور لکھے پڑھے آدمیوں کی طرف سے انہوں نے پیر صاحب کی کرامت کو سُنا بے اختیار آمنا و صدقنا کہنے لگ گئے۔

یہی حال قادیانی پارٹی کا ہے۔ تین چار مولوی حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں تحریف کرکے یہ مشہور کر دیتے ہیں کہ میاں محمود احمد صاحب سے خدا کا قطعی اور یقینی مکالمہ ضرور ہوگا وہ مصلح موعود ہیں۔ فخرِ رُسل ہیں مسیح موعود سے بڑھکر ہیں۔ یہ ہیں۔ وہ ہیں۔ اُن کی دعاؤں کی برکت سے فلاں کا نکاح ہوگیا۔ فلاں کے ہاں بچہ پیدا ہوگیا۔ فلاں کی روزی کھل گئی۔ یہ ہوا۔ وہ ہوا۔ بس پھر تمام جہلا پیچھے لگ جاتے ہیں اور ایسی اندھی تقلید کرتے ہیں کہ ہندوستان کے تمام پیر پرستوں کے بھی کان کتر دیتے ہیں۔

اندر ہی اندر مشہور کرتے رہتے ہیں کہ تمام کلمہ گو کافر ہیں کیونکہ وہ مسیح موعود کو احمد رسول اللہ اور احمد نبی اللہ کہکر نہیں پکارتے۔ لیکن جب دوسرے لوگوں سے ملیں گے تو کہیں گے۔ کہ توبہ توبہ بھلا ہم ایسا عقیدہ رکھ سکتے ہیں۔ ہم تو سچے دل سے اشھد ان محمد رسول اللہ کی شہادت دیتے ہیں کیا ہماری اذانوں میں کبھی اشھد ان احمد رسول اللہ آپ نے سُنا؟

اندر ہی اندر کہیں گے کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ امیر جماعت احمدیہ تو مسیح موعود کی نبوت کا منکر ہے۔ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ وہ ہو یا اُس کے ہم عقیدہ احباب سب کافر ہیں۔ اُن کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق مت رکھو۔ لیکن جب پبلک میں آئیں گے تو کہیں گے۔ کہ مسیح موعود تو ایک ادنےٰ خادمِ اسلام تھا۔ وہ تو احمدؐ کا ایک ادنےٰ غلام تھا اور لاہوری لوگ بھی تو ہمارے بھائی ہیں دیکھو وہ کس قدر خدمتِ اسلام کر رہے ہیں روئے زمین پر سوائے حضرت مولوی محمد علی صاحب کے کس نے ایسی خدمت اسلام کی کہ قرآن کریم جیسی کامل اکمل کتاب کا انگریزی ترجمہ کرکے تمام دُنیا میں اشاعتِ اسلام کا بیج بو دیا۔

اندر ہی اندر جماعت میں یہ تعلیم دیں گے کہ حضرت مسیح موعود غلطیاں کرتے رہے۔ مرنے سے کچھ مدت پہلے اُن کو سمجھ آگئی تھی کہ وہ نبی اللہ ہیں اس لئے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابوں سے حجت پکڑنی غلط ہے وہ تمام تحریرات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود مدعی نبوت کو کافر اور کاذب سمجھتے تھے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کے بعد مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے تھے وہ سب کے سب منسوخ ہیں۔ لیکن جب عام لوگوں اور عام احمدیوں کو ملیں گے تو کہیں گے کہ یہ تو لاہوریوں کا افترا ہے کہ میاں محمود احمد صاحب حضرت مسیح موعود کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریرات در بارہ انکارِ نبوت پر منسوخی کا فتوےٰ دے چکا ہے بھلا میاں محمود احمد صاحب ایسا کر سکتا ہے۔ غرض احمدیہ جماعت کے کثیر حصہ میں تعلیم کی کمی ہے اور جہالت کی وجہ سے پیر پرستی رائج ہو رہی ہے۔ جوں جوں حضرت مسیح موعود کی تحریرات پھیلیں گی توں توں جماعت کو یہ سمجھ آجاوے گی۔ کہ قبر پرستی اور پیر پرستی کا اگر سخت ترین دشمن کوئی انسان گذرا ہے۔ تو وہ حضرت مسیح موعود تھے جنہوں نے پیر پرستی کو جڑ سے اکھیڑنے کے لئے بحیثیت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ادنےٰ غلام ہونے کے اپنے آپ کو حضرت امام حسینؓ سے افضل منوایا تھا۔ اور اپنے بعد مالی انتظام اور جماعت کے شیرازہ کو مضبوط باندھنے کے لئے بجائے شخص واحد کے انجمن کو مقرر کر دیا تھا۔ لیکن بعض بزدل طبع مریدوں نے صداقت سے منہ موڑ لیا اور عمداً غلط راہ پر قدم مارا۔

امید ہے کہ احمدی احباب غور سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کرینگے اور میاں محمود احمد صاحب اور اُن کے مبائعین کی غلطیوں سے اچھی طرح سے آگاہ ہوکر اُن کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کریں گے۔ اور حضرت مسیح موعود کے اس فرمان کو کہ وہ مجدد ہیں اور خدا نے اُن کو نبی اور رسول جو کہکر پکارا ہے۔ وہ بطور مجاز کے ہے۔ نہ بطور حقیقت کے اچھی طرح سے ذہن نشین کرلیں گے۔ (ظہیر الدین)

اشاعت اسلام

(از قلم خلیفہ عبد الحکیم کاتب عفی اللہ عنہ)

اے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
تجھ پر ہوا ہے فضلِ خداوندِ ذوالاکرام
تو تھی قلیل۔ نصرتِ غیبی تھی ہاں کثیر
تجھ کو ملا خدا سے ہے یہ جاہ و احترام
تیرے مخالفین جو تھے دُنیا میں صد ہزار
سب خائب و خاسر ہوئے از کارِ بد انجام
تجھ کو ہی خیرِ امّۃٍ کا ہے ملا خطاب
دشمن کو ہے یہودی لقب کا ملا انعام
ہیں انجمنیں سینکڑوں موجود ہند میں
جنہیں وصولِ زر ہی کا ہے فکر صبح شام
جن کے مبلغین بھی پھولتے ہیں در بدر
خاصے بٹورتے بھی ہیں لوگوں سے دم دمام
نعت اور قصہ خوانی میں ماہر ہیں اس قدر
سُنتے ہیں لوگ شوق سے لیکر بھی قرض و دام
لاتے ہیں پھر کے جلسوں میں زر و مال ہی وہ خوب
ہیں آرزوئیں اُن کی یہی ماحصلِ کلام

دیتے ہیں انجمن کو وہ کچھ چندۂ قلیل
سرمایہ تھا جن کا ہے اندوختہ تمام
اپنے پسینوں ہی کی کمائی ہے ان کی خاص
لے لے مزے وہ کھاتے نہیں مطلق نہیں حرام
لیکن ہے تو سچ نہ مال کی وہ انجمن
مامور حق کے ہاتھ سے جس کا ہے اہتمام
آیا تھا وہ اشاعت اسلام کے لئے
مخلوق کو پہنچا دیا اللہ کا یہ پیام
پرواہ دے نہ کی کسی نے اس پیام کی
رہبر بنے اُن کے مولوی نا اہل و عقل خام
ہمدرد و خیر خواہ کی مطلق نہ کی تمیز
ناچار خوار ہو گئے ناکام بد کلام
اے قوم احمدی ہو ستہ کمر ستار
ہشیار باشش در رہ اشاعت اسلام
دیں کو کرو مقدم دنیا پہ وہ سلوک تم
تم نے کیا ہو وقت بیعت در حضرت امام
تم سب کے سب مبلغ دین متین کے ہو
دنیا کے چار وں کونوں میں پھیر جاؤ پس تمام
نا محرمان دین کے ... طے
ہو جس میں دور ان بیان صادقہ کلام
تن من سے اور دھن سے ... تیغ سے
عالم پہ آشکار اکرو دین کا مقام
کب تک رہو گے غافل اے عاشقان دیں
دشمن نے راہ دیں میں بچھا دیا ہے دام
دیکھو بکھیر تار و پود دام کی اُدھیڑ
ہو پاش پاش دام ان کے مکر کا وہ خام
قرآن اور حدیث کے ہیں فطرتی اصول
قائم رہیں گے تا ابد بالذات ذو الکرام

ہجرت اور ہمارا سلسلہ

ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے مسلمانوں کیلئے بطور داعی الی الخیر کے مبعوث فرمایا ہوا ہے۔ چونکہ آجکل مسئلہ خلافت ہجرت ترک موالات وغیرہ کا بہت چرچا ہے اس لئے ضروری تھا کہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ اس بارہ میں اپنی رائے سے قوم کو اطلاع دیدیں۔ چنانچہ ذیل کا مضمون ہجرت کے بارہ میں اپنی قوم کی رہنمائی کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ مضمون کی تعریف کیلئے تو اسی قدر کافی ہے کہ وہ حضرت امیر قوم کا مضمون ہے البتہ قوم کو توجہ دلانے کے لئے بعض الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔ احباب کو چاہئے کہ وہ خوب غور اور تدبر سے مضمون کو پڑھیں۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی ہجرت کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنی جماعت کو رشک دلاتے ہیں کہ جس کام پر وہ مامور ہیں اس میں وہ بھی دوسروں سے سبق حاصل کر کے قربانی کرنا سیکھیں لیکن اہل اسلام کی اصل بہتری اور بہبودی ہم اشاعت اسلام میں سمجھتے ہیں۔ ہجرت میں نہیں سمجھتے۔ اسلامی جسم میں ہجرت اگر بطور پاؤں کے سمجھی جاوے۔ تو اشاعت اسلام کا کام بمنزلہ آنکھ اور دل کے ہے جسم کی سلامتی اسی میں ہے کہ تمام اعضاء اپنے اپنے رنگ میں امور مفوضہ کو سر انجام دیتے رہیں

جو مسلمان کابل میں جا کر بہ نسبت ہند میں رہنے کے زیادہ خدمت اسلام کر سکتے ہوں ان کا ترک وطن تو بھلا ایک بات ہے لیکن بھیڑ چال کے طور پر کوئی کام کرنا اہل دانش کا شیوہ نہیں۔

بہر صورت جماعت احمدیہ کی ہجرت کے بارہ میں جو رائے ہے وہ حضرت امیر قوم کے اس مضمون سے ظاہر ہے۔ (ایڈیٹر)

بعض احباب نے اس ہجرت کے متعلق جو آجکل ہو رہی ہے۔ میری رائے دریافت کی ہے۔ اس سوال کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو جو خالص ہمارے سلسلہ سے تعلق رکھتا ہے اسکے متعلق میں اس سے پیشتر اسوقت اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں جب خلافت اسلامیہ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ جمعہ کے متعدد خطبوں میں میں نے احباب کو آگاہ کر دیا تھا کہ ہمیں ان معاملہ میں جو پیش آئے والا ہے کیا روش اختیار کر لی چاہئے۔

اسلام کی عظمت و شوکت دوبارہ دنیا میں قائم ہو۔ اس کے لئے کوئی راہ اختیار نہ کی جائے اور کوئی عملی حالت پیدا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس صدی کے مجدد نے آج سے تیس سال پیشتر اسلام کو پیش آمدہ مصائب کو دیکھکر ہمیں ایک طریق پر لگا دیا۔ اور وہ طریق عمل

اشاعت اسلام

ہے۔ بہت لوگ اسکو خیال میں نہیں لاتے اور یہ تو تفصیل کا نہیں اس پر میں انشاء اللہ تعالیٰ علیحدہ رسالہ لکھوں گا۔ مگر جو بات ایک معالج روحانی نے آج سے تیس سال پیشتر کی تھی آج حد اسکے نقش تھے ہر طرف سے وہی آواز آرہی ہے کہ مسلمانوں کو اگر اپنی عزت کی زندگی دنیا میں باقی رکھنا ہے تو اسلام کی صحیح تصویر دنیا کو دکھائیں کیونکہ جس قدر غلط فہمی اور غلط بیانی دنیائے مغرب میں اسلام کے متعلق ہو رہی ہے۔ اور کسی قوم یا کسی مذہب کے متعلق نہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ اشاعت اسلام کا ایک پہلو ہے۔ کہ ہم ان غلط فہمیوں کو دور کریں جو اسلام کے متعلق پھیل رہی ہیں۔ دوسرا اور بڑا انجباری پہلو لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا ہے۔ اسلام میں یہ طاقت ہے کہ وہ سرکش سے سرکش انسانوں کو اپنے سامنے جھکا لیتا ہے مگر آج جب دنیا معقولیت کے آگے سر جھکانے کی طرف مائل ہے اور عیسائیت کا وہ طلسم ٹوٹ گیا ہے کہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں۔ اگر کوئی نقص ہے تو صرف یہ کہ لوگوں کو علم نہیں کہ اسلام کیا ہے اور مسلمان اس کام کی طرف سے سخت غفلت کی حالت میں پڑے ہیں یہاں تک کہ خود اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو اس کام کے لئے کھڑا کیا کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کے ارشاد کی تعمیل کے لئے اپنی آواز کو بلند کرے۔ اور جو لوگ اس آواز پر لبیک کہیں ان کی ایک جماعت تیار کرے۔ ہم چند لوگ ہیں جنہوں نے اس داعی کی آواز کو قبول کیا۔ اور اس مجدد کے ہاتھ پر اس اقرار کے ساتھ بیعت کی۔ کہ ہم اشاعت اسلام کو اپنی زندگیوں کا نصب العین بنائیں گے۔ اور اس کام پر اپنی ساری طاقت اور توجہ صرف کرینگے۔ پس یہ کام ہم نے خود اپنی رائے سے اختیار نہیں کیا بلکہ اسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک حکم یقین کر کے اختیار کیا ہے۔ اور جب قرآن کریم میں صراحت سے یہ حکم موجود ہے کہ تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہئے جو لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیتی رہے۔ تو اس مجدد کی آواز پر شبہ ہی کیا باقی رہ سکتا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ہم بہت تھوڑے ہیں اور ہاں سب کے سب یکساں جوش بھی اپنے اندر نہیں رکھتے اس لئے ہماری کوشش کے نتائج کسی وسیع پیمانہ پر نظر نہیں آسکتے۔ لیکن اگر مسلمان ایک قوم کی حیثیت میں اس مجدد کی آواز پر لبیک کہنے والے ہوتے تو آج ہمارے ایک مشن کی بجائے ایک ہزار مشن بھی قائم ہو جاتا اور یورپ میں بجائے تین چار ماہوار نو مسلموں کے اضافہ کے تین چار ہزار ماہوار کا اضافہ نظر آتا اور یہ کوئی چھوٹی سی کامیابی نہ ہوتی مگر کام کرنا ہے خواہ وہ دس ہی آدمی ہوں۔ اور خواہ کروڑوں مشکلات ہوں۔ ہاں یہ میں ضرور کہوں گا کہ ہماری جماعت کی توجہ اس اپنے اصل کام کو چھوڑ کر جس کا اقرار ہم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک داعی کی آواز کے جواب میں کیا ہے۔ اس کام کو چھوڑ کر جس پر اگر کوشش صرف کی جائے تو کامیابی یقینی ہے کسی دوسری طرف نہیں لگنی چاہئے۔ نیکی کے کام بہت ہیں۔ کامیابی کے لئے مختلف وسائل کو کام میں لانے کی ضرورت ہے لیکن جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ کامیابی کی جڑ ہے یہ ایک عظیم الشان جہاد ہے جسکو ہر حال میں ہم ہر وقت کر سکتے ہیں جس پر اولئک ھم المفلحون کا وعدہ خدا کی طرف سے ہے یعنی جو لوگ دعوت الی الاسلام کے کام کو کریں گے۔ وہ یقیناً یقیناً کامیاب ہوں گے مگر ایک گروہ اس میں اپنے مال سے اور اپنی قوتوں سے جہاد میں لگا رہے گا۔ تو ایک اور گروہ کی بھی ضرورت ہے جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنے عزیز و اقارب کو اپنے ملک و وطن کو چھوڑ دے۔ اور جہاد کے ساتھ ہجرت بھی کرے۔ پس اگر آج مسلمانوں کے دلوں میں ایک ولولہ ہجرت کے لئے اٹھتا ہے تو کیا اس مصلح روحانی نے ہماری ہجرتوں کے لئے پہلے سے سامان نہیں کر رکھا سب سے بڑی ہجرت تبلیغ دین کی ہجرت ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی کی ہجرت کا اصل منشاء بھی صرف یہی تھا۔ کہ تبلیغ اسلام آزادی سے کر سکیں۔ مکہ میں چونکہ تبلیغ سے روکا جاتا تھا مسلمان نہ ہونے دیا جاتا تھا۔ بجبر بت پرستی کرائی جاتی تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجرت کی اصل غرض تبلیغ دین کو آزادی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے ساتھ قائم کرنا تھا۔ جنگ ایک اتفاقی امر ہے جو بعد میں پیش آگیا۔ پس ہجرت نبوی کے نقش قدم پر ہجرت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود نے ہمیں ایک ایسا موقعہ دیا ہے جو دوسری کم ہجرتوں سے افضل ہے سوال صرف کرنے کا ہے۔ اگر عمل کی طاقت ہے تو پہلے اپنے مالوں کو قربان کر کے دکھاؤ۔ کہ کوئی ہجرت بغیر مالی قربانی کے کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اور پھر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہجرتیں اختیار کرو۔ صرف ترک وطن کا نام ہجرت نہیں۔ جوش کے ماتحت انسان بہت کام کر لیتا ہے مگر وہی جوش صحیح ہوتا ہے جو نتائج کو سوچ سمجھکر دکھایا جائے کیونکہ اس پر انسان کا قدم مضبوط ہوتا ہے۔ ورنہ بسا اوقات وقتی جوش عمل کی مشکلات کو دیکھ کر ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں پس اے برادران سلسلہ اپنی توجہ کو منتشر کر کے اصل کام کو نہ بگاڑو۔

ہاں ان مصائب میں جہاں تم دوسرے لوگوں میں بھی دین اسلام کے لئے درد اور تڑپ کا جوش دیکھتے ہو اپنے قدم کو تیز کرو۔ اور اپنی پہلی قربانیوں کو ناکافی سمجھکر پہلے سے وہ چند قربانیاں کر کے دکھاؤ۔ اور یقین کے ساتھ جان لو کہ جس قدر کام میں کمی اور نقص ہے وہ اصل میں ایثار کی کمی سے ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ اگر اپنی توجہ کو دوسرے کاموں کی طرف خواہ وہ کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں منتشر کر کے تم نے اصل کام کو نقصان پہنچایا۔ تو نہ تم صرف خلاف ورزی عہد کے ہی مرتکب ہو گے۔ اور یوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل الزام ٹھہرو گے۔ بلکہ خود دنیا بھی تمہارے اس کام کو پسند نہیں کرے گی۔ اور تم اسلام کے ایک کام کو جو کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ نقصان پہنچانے کے الزام کے نیچے ہو گے۔

رہا دوسرا پہلو کہ فی نفسہ یہ کیسا فعل ہے سو گو یہ سچ ہے کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان اور دوسری غیر مسلم حکومتوں کے کروڑوں مسلمان اسے اختیار نہیں کر سکتے۔ اور یوں عملی رنگ میں بھی یہ ایک ناممکن العمل فعل ہے۔ اس لئے وہ دار و مدار فلاح کیونکر ہو سکتا ہے اور گو یہ بھی سچ ہے کہ صحیح راہ کامیابی کی وہ ہو سکتی ہے۔ جس پر سب کے سب عمل پیرا ہو سکیں اور اس لحاظ سے بھی چند آدمیوں کا محض ہندوستان کو چھوڑ دینا ہماری کامیابی کی اصل راہ نہیں۔ نہ ان کا محض افغانستان میں چلے جانا ہی کامیابی کی منزل مقصود تک ہمیں پہنچا سکتا ہے۔ کیونکہ خود افغانستان کے لوگ بھی مشکلات سے آزاد نہیں اور گو یہ بھی سچ ہے۔ کہ اس ہجرت کے نتائج کے متعلق ابھی کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ آخر یہ تحریک کہاں تک پہنچے گی۔ اور اس سے کیا فوائد ہوں گے۔ سر دست کوئی ظنی واقعات بھی ایسے نہیں۔ جن کی بناء پر کوئی نتیجہ مترتب کیا جا سکے مگر اس سے بھی انکار نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ ایک قوم میں جس کو بالکل بے حس و حرکت سمجھا جاتا ہے ایسے آدمیوں کا موجود ہونا جو دین کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہیں قوم کی زندگی کے متعلق ایک نہایت امید افزا امر ہے۔ اور جن لوگوں نے محض ابتغاء لمرضات اللہ اس ترک وطن کو اختیار کیا ہے۔ ان کے اس فعل کو ہمیں عزت کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔ ہاں گو سات کروڑ میں سے سات ہزار کچھ بھی نہ ہوں۔ مگر فی نفسہ یہ تعداد اتنی بڑی ہے۔ کہ جس سے مسلمانوں کے دلوں کے اس رنج کا احساس دنیا کے سخت دل سے سخت دل قوموں کو ہو سکتا ہے جو آج انکو اسلام کی مرکزی سلطنت یعنی خلافت اسلامیہ کو توڑ دینے اور پاش پاش کر دینے سے پہنچا ہے۔ یہ اس قومی صدمہ کا ظاہری نشان ہے جو اپنا اثر کسی نہ کسی رنگ میں ضرور دکھائیگا اور اپنے اخلاقی اثر سے ضرور مدبرین یورپ کے اس فعل کو جو انہوں نے شوکت اسلام کے توڑنے کا کیا ہے۔ دنیا کی نظروں میں آج نہیں تو چند سال بعد ایک قابل نفرین فعل ٹھہرے گا ❊ محمد علی ۔ ہری ولا شملہ ایسٹ

توسیع اشاعت

ناظرین کرام پر یہ امر مخفی نہیں ہے کہ پیغام صلح ایک ایسا پرچہ ہے جو جماعت کو حضرت مسیح موعود مجدد زمان کے ارشادات کے ماتحت اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت اختیار کرنے اور اس کے دین متین کی حمایت و اشاعت کرنے کی ہدایت کرتا اور غیر مذاہب کے اعتراضات کی تردید کر کے اسلام کی حقانیت پر روشنی ڈالتا اور مسلمانوں کے باہمی مناقشات و تفرقات کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ افسوس کہ جماعت کے کل افراد اس پرچہ کو خرید کر امداد پر توجہ اور غور نہیں کرتے۔ اسی عدم توجہی سے اخبار کو اخراجات کثیر کی برداشت سے ہمیشہ نقصان کا سامنا ہے لہذا التماس ہے کہ جماعت کے کل احباب فرداً فرداً خود بھی خریدیں اور اپنے رفقاء و متعلقین کو بھی خریدار بنائیں اور چندہ باقاعدہ ادا کر کے عنداللہ ماجور ہو دیں ❊ (مینیجر)

سفراء اور مبلّغین کی ضرورت

ہندوستان اور بلادِ غیر میں تبلیغ اسلام اور احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے مقاصد کی نشر و اشاعت کے لئے سفراء اور مبلّغین کی ضرورت ہے جو لوگ تبلیغ و اشاعت اسلام کا دلی شوق رکھتے ہوں. اور اپنی زندگیاں اس کارِ خیر میں وقف کرنے کیلئے برضا و رغبت آمادہ ہوں اور اس عظیم الشان کام کی اہلیت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ وہ آنریری سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمت میں فوراً مفصل درخواستیں بھیجدیں ۔

احمدیہ احباب خصوصیت سے توجّہ فرماویں ۔

المشتہر
سید محمد حسین شاہ آنریری سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

فہرست ہائے رائے دہندگان

فہرستہائے رائے دہندگان کی اشاعت اور ترمیم کے متعلق رائے دہندگان کی توجہ مفصلہ ذیل امور کی طرف دلائی جاتی ہے :-

فہرستہائے رائے دہندگان ۱۴ اگست ۱۹۲۰ء کو شائع کیجائینگی اور ہر ایک ضلع کی فہرستیں اس ضلع کے معدد مقام میں خاص قانونگو انتخاب سے خریدی جاسکتی ہیں۔ جو اشخاص ایک ہی وقت ایسے حلقہ انتخاب کی فہرستیں خریدنا چاہتے ہیں جس میں ایک سے زیادہ اضلاع شامل ہیں تو وہ ایسے حلقہ انتخاب کی مجموعی فہرستیں بل کلرک دفتر صاحب ریفارم کمشنر پنجاب سول سکرٹریٹ لاہور سے خرید سکتے ہیں ۔

تاریخ اشاعت ہر ایک فہرست پر درج ہو گی۔ اور بموجب قواعد ہر تاریخ سے پچیس دن کے اندر دعاوی اور عذرداریاں دائر ہو سکتی ہیں پس ۸ ستمبر آخری تاریخ ہو گی جس پر ہر ایک شخص دعویٰ یا عذر کرسکتا ہے

فہرستہائے رائے دہندگان تمام تحصیلوں، منصفیوں، ڈاکخانوں، پٹوار خانوں اور تھانوں میں چسپاں کیجائینگی۔ اور اسکے علاوہ ڈپٹی کمشنر اور اعلیٰ حاکم دیوانی کی عدالتوں کے باہر بھی چسپاں ہونگی۔ قصباتی فہرستیں دفتر میونسپل کمیٹی اور قصبہ کی دیگر جگہوں میں بھی چسپاں ہونگی اور اسی طرح دیہاتی ڈسٹرکٹ بورڈ کے دفتروں میں بھی ۔

ہر ایک شخص کو جس کا خیال ہے کہ اسکو رائے دینے کا حق حاصل ہے چاہئے کہ وہ اپنے سب سے قریب جگہ میں جہاں فہرست چسپاں ہو جائے اور دیکھے کہ اس کا نام درج ہے یا نہیں۔ وہ دیکھیگا کہ یہ فہرستیں قوم وار حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کی گئی ہیں اور اسکو اپنا نام معلوم کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔ اسے یہ بھی چاہئے کہ دیکھے کہ کوئی ایسا شخص تو درج نہیں ہوگیا۔ جسکو فی الحقیقت رائے دینے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اگر اُسے یہ معلوم ہو کہ اس کا نام درج نہیں اور درخواست اندراج دینی ضروری ہے۔ یا کسی دوسرے شخص کے نام کا اخراج کرانا ہے تو اسکو مجوزہ نمونہ کے مطابق دعویٰ یا عذرداری کرنی چاہئے۔ نمونہ مذکور کی نقل ان قواعد میں پائی جائیگی جو ہر ایک فہرست رائے دہندگان کے ساتھ چسپاں ہیں ۔

جو شخص عذرداری کرنی چاہے تو وہ تحصیل یا بصورت قصباتی رقبہ کے کمیٹی کے دفتر میں اصالتاً یا بذریعہ مختار مجاز کرسکتا ہے ۔

بصورت عذرداری کے اس پر لازم ہوگا کہ وہ کاغذات کے دو پرت داخل کرے۔ تاکہ ایک نقل اس شخص کو بھیجی جائے جس کے نام کے اندراج پر اعتراض کیا گیا ہو ۔

اگر دعوے یا عذرداری دائر کرنے کے بعد اسکو گھر میں اُس اعلان کا منتظر رہنا چاہئے جو عوام کی اطلاع کے لئے جاری کیا جائیگا۔ اور جس سے یہ معلوم ہوگا کہ اس علاقہ کے جس میں اس کا گھر ہے دعاوی اور عذرات کس جگہ اور کس تاریخ پر سماعت کئے جائینگے۔ اُسے تاریخ متذکرہ بالا پر مقررہ جگہ پر جانا چاہئے اور اگر اسکے برخلاف عذرداری دائر کی گئی ہے اور وہ اسکی تردید کرنا چاہتا ہے۔ تو اُسے خود حاضر ہونا چاہئے اگر دعویدار یا اعتراض کنندہ حاضر نہیں ہوگا۔ یا مختار مجاز روانہ نہیں کریگا۔ تو اُس کا دعوےٰ یا عذر خارج کی جاویگا بصورت دیگر ریوائزنگ افسر عذر ترمیم کنندہ بعد سماعت فیصلہ کریگا۔ دعویدار یا اعتراض کنندہ جو ریوائزنگ افسر کے پاس حاضر ہوگا۔ اسکو چاہئے کہ تمام تحریری شہادت جس پر وہ انحصار کرتا ہے یا جسکو وہ ضروری سمجھتا ہے۔ اپنے ساتھ لائے۔ تحریری شہادت سب سے زیادہ اہم خیال کی جائیگی۔ اور ریوائزنگ افسر کوئی زبانی شہادت نہیں لیگا۔ تاوقتیکہ وہ اسکو ضروری نہ سمجھے بموجب قواعد افسر مذکور کو اختیار ہے کہ وہ ایسی زبانی شہادت لے جو اس کے روبرو پیش کیجائے اور جسکو وہ ضروری سمجھے ۔ پنجاب پبلسٹی کمیٹی لاہور۔

متفرق خبریں

اخبار نور افشاں مورخہ ۷ اگست ۱۹۲۰ء سے معلوم ہوا کہ ایک رسالہ "المسیح" عیسائیوں کی طرف سے جاری ہونیوالا ہے جس میں خصوصیت سے ہمارے قادیانی برادران کی مخالفت ہوگی چونکہ مسیح ناصری کی ذات اور حیات ممات کے متعلق تمام احمدیوں کے اصول واحد ہیں اسلئے یہ ممکن نہیں کہ مسیحی لوگ تو قادیانی اخبارات پر ناجائز حملے کریں اور ہم خاموش رہیں اور اپنے غلطی خوردہ بھائیوں کو نابود ہونے دیں۔ اس لئے التماس ہے کہ اگر مسیحی لوگ اپنے اس کرسچین میگزین کا ہمارے ساتھ تبادلہ کریں تو فبہا۔ ورنہ جب احمدی کی اس رسالہ پر نظر پڑے وہ ہمارے تک بھی پہنچانے کی کوشش کرے۔ تاکہ ایک عبد العبید اور ایک عبد اللہ میں جو فرق ہوتا ہے۔ اس سے ناظرین کو آگاہ کرسکیں۔ خدا کی قدرت ہے کہ ہمارے آپس کے تفرقہ کو دیکھ کر مردہ پرستوں میں بھی ہمارے مقابلہ کے لئے حرکت پیدا ہونے لگی ہے

اخبار اتحاد مشرقی کی وساطت سے یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ مہاجرین سندھ کا وہ قافلہ جس کے امیر نواب جان محمد صاحب رئیس سندھ تھے۔ ڈیڑھ ہزار مرد و زن کی تعداد میں جلال آباد پہنچ گیا ہے۔ ہندوستان کی طرف سے مہاجرین کا یہ تیرھواں قافلہ تھا ۔

مولوی ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر زمیندار کا ارادہ تھا کہ وہ پشاور جا کر مہاجرین کے حالات سے خود واقفیت پیدا کرلے۔ اور موجودہ شورو غل اور میاں حبیب اللہ صاحب مہاجر کے قتل کے حالات سے ذاتی طور پر آگاہی حاصل کرتے۔ لیکن جناب چیف کمشنر صاحب بہادر صوبہ سرحدی نے حکم بھیجدیا ہے کہ مولوی ظفر علی خان صاحب سردست نہ تو صوبہ سرحدی داخل ہوں اور نہ اس کے کسی حصہ میں قیام کریں ۔

ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے مولوی شوکت علی صاحب کو تار دیا جو کئی اخبارات میں شائع ہو چکا ہے یعنی یہ کہ "سنٹرل خلافت کمیٹی کی ہدایات اور منشا کے خلاف مہاجرین ہر ہفتہ ہزاروں کی تعداد میں سرحد سے پار ہو رہے ہیں۔ سرحد پر گاؤں کے گاؤں خالی ہوتے جا رہے ہیں لوگ کوڑیوں کے مول اپنی جائداد فروخت کر رہے ہیں۔ ملاں لوگ فوراً ہجرت کرنے کے متعلق فتوے دے رہے ہیں حالات بہت نازک ہیں۔ اس سیلاب کو روکنے کے لئے ہر طرح کی کوششیں ہونی چاہئیں" ۔

ایک لاکھ بارہ ہزار مہاجرین جاچکے ہیں

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ڈکہ اور دیگر اطراف سے اب تک جو مہاجرین افغانستان کو جاچکے ہیں۔ انکی تعداد ایک لاکھ بارہ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ دولت افغانستان نے مہاجرین کی خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ افغانستان سے متعدد خطوط جو مہاجرین کی طرف سے اُن کے عزیز و اقارب کے نام موصول ہوئے ہیں۔ اُن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دولت افغانستان مہاجرین کی شاندار خاطر و مدارات کرنے کے علاوہ ہر ایک مہاجر کو دو روپیہ یومیہ دے رہے ہیں ۔ (سیاست لاہور)

۹ اگست کو مسٹر تلک مہاراج کی وفات پر اظہار افسوس کرنے کی خاطر لاہور میں ہندو مسلمانوں نے بالاتفاق ایک مکمل ہڑتال کی۔ شہر کے اردگرد جگہ بجگہ بیکار لوگوں کی جھنڈیاں نظر آتی تھیں جو تاش۔ پاسنہ اور کبڈی میں مصروف تھیں۔ بعض اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ جناب تلک مہاراج دوران علالت میں بجائے پالیٹکس کے صرف مذہبی امور

مفید کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں!

مقامِ حدیث یہ نئی تصنیف حضرت امیر ایدہ اللہ کی قریباً ڈیڑھ سو صفحات پر ختم ہوئی ہے۔ جو حال ہی میں تیار ہو کر دفتر میں پہنچی ہے یہ نہایت قابلِ قدر تصنیف ہے جس میں اہل قرآن کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے علاوہ ضرورت حدیث کے صداقت حدیث، جمع حدیث، اور تنقید حدیث پر مفصل مضامین ہیں ہر ایک شخص جسکو آنحضرت صلعم اور اُن کے اقوال کے ساتھ محبت اور تعشق منظور ہے وہ کم از کم اسکی ایک کاپی ضرور خرید فرمائیے ۔ قیمت مجلد ۱۲ غیر مجلد ۱۰

النبوۃ فی الاسلام جو حضرت امیر ایدہ اللہ کی مشہور تصنیفات میں سے ہے۔ قریب الاختتام ہے جن احباب کو ضرورت ہو جلد طلب کریں۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کے لئے بہت انتظار کرنا ہوگا۔ قیمت مجلد ۲ محبلد ۲/۸

مسئلہ تقدیر یہ نئی تصنیف جو حال ہی میں چھپکر دفتر میں آئی ہے۔ مکرم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے اس میں آپ نے تقدیر کے مسئلہ کو بڑی خوبی اور وضاحت کے ساتھ حل فرمایا ہے قیمت ۶/

فوٹو نو مسلمین اس فوٹو کے دو حصے ہیں ایک حصہ میں مفتی محمد صادق صاحب اور ان کے مسلمان کردہ انگریزوں کی تصاویر جو عید الفطر ۱۹۱۹ء میں بمقام لندن جمع ہوئے دی گئی ہیں اور دوسرے حصہ میں حضرت خواجہ صاحب اور انکے مسلمان کردہ انگریزوں کی تصاویر جو عید الفطر ۱۹۱۴ء میں بمقام ووکنگ جمع تھے دکھائی گئی ہیں اس مقابلہ سے اس امر پر پوری روشنی پڑتی ہے کہ کامیابی کا سہرا اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کس کے شامل حال ہے۔ قیمت فی کاپی ۲/ رنگدار

آرڈی گوسپلز انسپائرڈ (Are the Gospels Inspired) ولایت سے یہ انگریزی کتاب بغرض فروخت ہمیں پہنچی ہے اس میں مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے انگریزوں کی موجودہ کتب بائبل کی خوب قلعی کھولی ہے اور انکی کتاب کی اپنی ہی تحریروں سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ الہامی کتابیں نہیں۔ قیمت ۱/۸

عسل مصفّٰی اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کی مفصل اور مبسوط بحث ہے۔ یہ کتاب قابلِ دید ہے جو مسلمان کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام کی آمد کے متعلق تحقیقات کرنا چاہتے ہوں وہ اس کتاب کو منگا کر مطالعہ کریں اس میں بڑے بڑے معلومات کا ذخیرہ ہے یہ دو ضخیم جلدوں میں ۱۵۰۰ صفحات کی کتاب ہے۔ قیمت ہر دو جلد مجلد للعہ مکمل ۵/۴ حصہ اول مجلد ۲/۸ حصہ دوم مجلد ۲/۱۲

مسیح موعود اس میں باہمی اختلاف کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے حضرت مولوی محمد علی صاحب کی تازہ تصنیف ہے جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خصوصیات پر مفصل بحث کی گئی ہے جیسے مسیح ابن مریم کے دوبارہ نزول کی حقیقت کو قرآن و حدیث سے واضح کیا گیا ہے اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی مسیحیت و مجددیت اور آپکی پیشگوئیوں وغیرہ پر قرآن و حدیث سے روشنی ڈالی ہے سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیقات کرنے والوں کو اس کتاب کا مطالعہ از بس ضروری ہے مجلد ۱۲ غیر مجلد ۱۰

پتہ:- دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

• پر یہی بات چیت کرتے تھے۔ اور آخری وقت میں اُن کی زبان مبارک پر بھگوت گیتا کا یہ شلوک تھا کہ "جب جب دُنیا میں دھرم کا تنزل ہوتا ہے تب تب میں سنسار میں دھرم پھیلانے کے لئے جنم لیتا ہوں"

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۶

پیغام صلح

ہفتہ میں دو بار یک شنبہ چہار شنبہ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ للعہ
قیمت ۔
ششماہی ۔
سہ ماہی ۔
طلباء سے سالانہ للعہ

ایڈیٹر محمد ظہیر الدین حکیم

جلد ۸ | مقام اشاعت لاہور چہار شنبہ مورخہ ۲۹ ذیقعد سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۱۵ اگست ۱۹۲۰ء | نمبر ۱۲

کلام الامام امام الکلام

دینی ولولہ

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دل میں آتا ہے مرے سو سو ابال
آنکھ تر ہے دل میں میرے درد ہے
کیوں دلوں پر اس قدر یہ گرد ہے
دل ہوا جاتا ہے ہر دم بیقرار
کس بیاباں میں نکالوں یہ بخار
ہو گئے ہم درد سے زیر و زبر
مر گئے ہم پر نہیں تم کو خبر
آسماں پر غلغلہ اک جوش ہے
کچھ تو دیکھو گر تمہیں کچھ ہوش ہے
ہو گیا دیں کفر کے حملوں سے چور
چپ رہے کب تک خداوند غیور
اس صدی کا بیسواں اب سال ہے
شرک و بدعت سے جہاں پامال ہے
بدگماں کیوں ہو خدا کچھ یاد ہے
افترا کی کب تلک بنیاد ہے
وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس
لعنتی ہوتا ہے مرد مفتری
لعنتی کو کب ملے یہ سروری
قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

اخبار احمدیہ

(۱) ... صاحب ... ریاست پٹیالہ کا فرزند بیمار ہے اور بہت کمزور ہو گیا ہے۔ وہ احباب سے دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔

(۲) مولوی ... بخش صاحب ڈیرہ غازی خاں سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی اہلیہ مسمات ... بی بی جو مخلص احمدی خاتون تھی فوت ہو گئی ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

(۳) شادی و نکاح۔ ایڈیٹر کے نام اس ہفتہ چار خطوط ان لوگوں کے آئے ہیں جن کی یہ درخواست ہے کہ ان کا کسی شریف گھرانے میں نکاح کروا دیا جاوے۔ اور ان کی زوجہ بننے والی عورت تمام صفات حمیدہ سے متصف ہو۔ ایسے تمام خواہشمندوں کو واضح ہے کہ نکاح کا معاملہ نہایت اہم ترین بات ہے اس لئے اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانے چاہئیں۔ اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر قدم نہ مارنا چاہئے۔ جب تک ہم کو ہر دو فریق کے صحیح صحیح حالات معلوم نہ ہو جاویں گے۔ ہم ہرگز ہرگز ایسے معاملات میں دخل نہیں دے سکیں گے۔ ایک صاحب نے لکھا ہے کہ ایک بیوی تو ان کی پہلے سے موجود ہے۔ لیکن اس امر کو ایڈیٹر صاحب اپنی ذات تک محدود رکھیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ ایسی درخواستوں والے آئندہ بہت احتیاط سے کام لیں گے۔ اور کوئی جھوٹی بات لکھ کر ہم سے یہ امید نہیں رکھیں گے کہ ہم ان کی امداد کر سکیں گے۔ جو لوگ اپنے صحیح صحیح حالات سے اطلاع دیکر رشتہ ناطہ کرنا چاہیں ان کو خط و کتابت کے لئے ٹکٹ وغیرہ اخراجات کا بوجھ ایڈیٹر اخبار پر نہیں ڈالنا چاہئے اور اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ جو صاحب ایسے امور میں جھوٹ سے کام لیں گے۔ ان کو بالآخر بہت شرمندگی اٹھانی پڑیگی۔ بہتر یہی ہے۔ کہ پہلے سے ہی صحیح صحیح حالات سے اطلاع دے دی جائے کہ برکت سچائی میں ہوا کرتی ہے نہ کہ جھوٹ میں۔

(۴) احمدی احباب کی طرف سے میرے پاس بہت سے مضمون آ چکے ہیں اشاعت آئندہ میں کوشش کروں گا۔ کہ بعض مضامین کے خلاصے اور بعض کو بتمام و کمال درج کر دوں۔ احباب کو چاہئے۔ کہ حتے الوسع مضمون کو مختصر لکھا کریں۔ تاکہ سب بھائی قومی کاموں میں حصہ لینے کا ثواب حاصل کر سکیں۔ اخبار کو قوم کا آئینہ ہونا چاہئے۔

ریویو

مسئلہ تقدیر یہ ایک خوشخط رسالہ ہے جو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ایل۔ ایم۔ ایس کی تازہ ترین تصنیف ہے۔ تقطیع ۲۲×۱۸ ہے اور ٹائٹل کے چار صفحات چھوڑ کر اڑتالیس صفحات "تقدیر" جیسے ادق مسئلہ کی گرہ کشائی سے لبریز ہیں۔ قابل مصنف نے شروع رسالہ میں مسئلہ تقدیر کی اہمیت اور علت غائی کو بیان کیا ہے۔ اور پھر اس بارہ میں لوگوں کے اندر جو غلط فہمیاں ہیں ان کا ازالہ کیا ہے۔ اور آخیر پر مسئلہ تقدیر کے متعلق بعض اعتراضات کا اندراج کر کے نہایت عمدگی سے جواب دیئے ہیں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر اس رسالہ کی عبارت مندرجہ ذیل کی طرف پبلک کو توجہ دلاتا ہوں :-

"شقاوت اور سعادت عمل کا نتیجہ ہیں۔ نہ کہ پہلے سے کوئی ایسی تحریر لکھی ہوئی ہے۔ قرآن پر تدبر کرنے سے تو یہاں تک بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے ہاتھ سے یعنی اپنے اعمال سے اپنا جنت یا اپنا جہنم بناتا ہے۔ پس خوش نصیب وہ جو اپنے ہاتھ سے اپنے لئے جنت بناتا ہے اور بڑا بد نصیب وہ جو اپنے ہاتھ سے اپنے لئے جہنم بناتا ہے جنت اور جہنم اپنے ہی عمل کا نتیجہ ہیں۔ نہ کہ پہلے سے کوئی چیز بنی ہوئی ہے۔"

انسان کے قویٰ پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو دو قسم کے قویٰ عطا ہوئے ہیں بعض قویٰ تو اس کے ارادہ کے ماتحت کام کرتے ہیں اور بعض نہیں یعنی بعض پر تو اسکو وسعت اور قدرت حاصل ہے کہ اپنے مطلب کے موافق کام لے سکے اور بعض پر یہ قدرت حاصل نہیں۔ مثلاً زبان سے بولنے کا کام تو یہ اپنے مطلب کے موافق لے سکتا ہے اس سے خواہ جھوٹ بولے یا سچ۔ اچھی بات کہے یا بری۔ مگر ذائقہ اسکے اپنے اختیار میں نہیں۔ یہ نہیں کر سکتا کہ زبان کو مجبور کر سکے کہ وہ اس کی منشا کے مطابق کڑوے کو میٹھا بتلائے یا میٹھے کو نمکین محسوس کرے۔ دل کی حرکت، معدہ کا کام، جگر کا کام وغیرہ وغیرہ سب اسکے قبضہ قدرت سے باہر ہیں۔ مگر ہاتھ کو کام میں لانا۔ آنکھ سے کان سے کام لینا اس کی مقدرت میں ہے۔ جن قویٰ پر انسان کو وسعت اور قدرت حاصل نہیں انکی ہدایت تو انکے اندر ہی موجود ہے یعنی وہ قدرت کے قوانین کے اندر خود بخود اپنا کام کر رہے ہیں اور اپنے فرائض کو ادا کر رہی ہیں۔ ان فرائض کے علم کا نام فزیالوجی ہے عند اللہ اور عند الناس انسان ان کے کام کا ذمہ دار نہیں مگر جن قویٰ پر انسان کو وسعت اور مقدرت حاصل ہے ان کے استعمال میں انسان خود ذمہ دار ہے۔"

علاوہ ازیں اس رسالہ میں قرآن کریم کی بہت سی آیات کا حل ہے اور سمجھ کر پڑھنے سے بہت سی قرآنی آیات پر مجھکو سمجھ آجاتا ہے۔ البتہ بعض نقائص بھی ہیں مثلاً قرآنی آیات کے ساتھ حوالجات موجود نہیں جو اگر پارہ کا حوالہ ہوتا تو خوب تھا۔ ... ان اللہ لیضل من یشاء کو بطور قرآنی آیت کے پیش نہ کیا جاتا بہر صورت یہ رسالہ ایک علمی رسالہ ہے اور نہایت ہی ... ہے ... اس کا مطالعہ ہر ذی علم کے لئے نہایت ضروری ہے۔ لکھوائی چھپوائی ... ہے ... جلد لگا ہوا ہے ... صاحب ...

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور با ہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پبلشر و پرنٹر چھپ کر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - یکشنبہ مورخہ ۱۵ - اگست ۱۹۲۰ء - نمبر ۱۳

آپس کی غلط فہمیاں

آپس کی غلط فہمیاں بہت جلد دُور ہو سکتی ہیں بشرطیکہ نیت یہ ہو کہ ہم نے خدا کو راضی کرنا ہے ہماری جماعت کے اندر جو اختلافات ہیں وہ کچھ ایسے نہیں ہیں جو کسی صورت میں دُور ہی نہیں ہو سکتے ۔ روک اگر ہے تو صرف یہ کہ بعض وہ لوگ جو ایک دفعہ ایک غلط بات کہکر پھر اپنی غلطی کا اقرار نہیں کر سکتے وہ کوئی نہ کوئی آئے دن ایسی راہ نکالتے رہتے ہیں جس سے جماعت کے افراد میں بغض و عداوت کی جو خلیج ہے ۔ تو وہ بڑھتی رہے بشلاً قادیان کا اخبار الفضل یا دوسرے جرائد الحکم ، فاروق وغیرہ اگر یہ شائع کر دیں ۔ کہ عنقریب لاہوری جماعت پر تباہی آنے والی ہے حضرت میاں صاحب کو عرصہ ہوا - ان کے متعلق لیمزّ قنّھم کی وحی الٰہی ہو چکی ہوئی ہے تو ایسی خبر کا عوام پر یہ اثر ہوتا ہے کہ اُن کے دلوں کو لاہوری جماعت سے ایک نفرت اور بُعد پیدا ہو جاتا ہے ۔ اور اندر ہی اندر وہ منتظر رہتے ہیں کہ کب وہ وقت آتا ہے جب حضرت محمود احمدؐ صاحب کا الہام اپنا جلوہ دکھاتا ہے ۔

عوام بیچارے کیا جانیں کہ میاں محمود احمد صاحب بھی غلطی کر سکتے ہیں یا نہیں - اُن میں تو قادیان کے لیڈر جو اثر پیدا کر دیتے ہیں اُسی کا نتیجہ ظہور میں آتا رہتا ہے ۔ عوام تو ہمیشہ بھیڑ چال کے طور پر ہوتے ہیں ۔ چند لکھے پڑھوں نے جس راہ پر چلا دیا - بس پر چلنے کے لئے وہ مجبور ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج تک دنیا میں بُت پرستی کا رواج بھی نسلاً بعد نسلاً چلا ہی آیا ہے ۔ بُت خانوں کے پجاریوں کے وجوہ معاش اور بہت سے اغراض چونکہ بُتوں کی ہستی کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں اس لئے بتوں کے پوجاری عوام کو دھوکے میں رکھتے ہیں بجائے اس کے کہ وہ یہ بیان کریں کہ یہ بُت نہ بولتا ہے نہ سکتا ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے - یہ تو سنگ مرمر کی مورتی ہے جو ایک کاریگر نے اپنے اوزاروں سے تراش کر بنائی تھی ۔ اُلٹا یہ سمجھاتے ہیں کہ اس مورتی میں کرشن جی مہاراج نے حلول کر رکھا ہے ۔ فلاں دھرماتما نے اس کی سیوا کر کے یہ سکھ پایا ۔ فلاں کے گھر میں نرینہ اولاد ہونے لگ گئی - فلاں کا ہاتھ کئی سالوں سے تنگ رہتا تھا جب سے اس نے کرشن جی مہاراج کی مورتی کے منہ بھوجن لگانا شروع کیا ۔ اور تھوڑے بہت مزدوری مزدوری اپاؤ کرنے شروع کر دئے تب سے ہر طرح سے چہل پہل ہو رہی ہے - مایا دیوی نے گویا اس کے گھر میں ڈیرا ہی آن جمایا ہے - ہر طرف سے دھن کی برکھا ہونی شروع ہو گئی ہے - پوجاریوں کی ایسی ایسی باتیں سُن کر عوام اور بھی مضبوط ہو جاتے ہیں اور اگر اتفاقاً حسب منشاء کام نکل آیا پھر تو

زہیں جُنبد نہ جُنبد گل محمد

والی بات ہو جاتی ہے ۔ لاکھ سمجھاؤ - بہتیرا سر پیٹو - وہ اپنی ضد نہ چھوڑیں گے پر نہ چھوڑیں گے ۔

چنانچہ بدقسمتی سے ہماری جماعت میں بھی پیر پرستی کا مرض سرائت کرتا جاتا ہے اور طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلا کر اُن کو اس طرح سے اندھیرے میں رکھا جاتا ہے کہ وہ بیچارے اپنے تمام نفع اور ضرر کا مالک ہی میاں محمود احمدؐ صاحب کو سمجھنے لگ گئے ہیں ان کے دلوں میں قادیانی پارٹی کے مولویوں نے میاں صاحب کی عزت ایسے طریق میں پیدا کر دی ہے کہ اب وہ کسی دوسری آواز کو سُن ہی نہیں سکتے ۔ بہتیرا سمجھاؤ - لاکھ سر پیٹو - مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے ۔ ان کا ہر دم ورد یہی ہے کہ

اس بُت کدہ سے مدہوش ہرگز نہ جائیں گے
کوچہ میں اپنے یار کے دُھونی رمائیں گے

بار بار کہا جاتا ہے کہ یہ طریق اہل حق کا نہیں ہوتا - تم لوگوں کو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ خدا نے اس غرض کے لئے کھڑا کیا تھا ۔ کہ دُنیا سے شرک بُت پرستی - پیر پرستی اور جہالت کو دور کرو - اگر تم نے ہی پیر پرستی کا وہ نمونہ دکھایا جو تمہارے عملوں سے ظاہر ہو رہا ہے تو پھر غیر احمدی پیر پرستوں کو تم کس طرح ملزم کر سکو گے ۔ لیکن میں حیران ہوں کہ اُنکے دل ایسے مُردہ ہو گئے ہیں کہ وہ آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے - پرسوں کا واقعہ ہے کہ ڈاکٹر عبد اللہ صاحب قادیانی معہ سید محمد لطیف صاحب احمدی دفتر پیغام صلح میں میرے پاس آئے - چونکہ ہر دو صاحبان میاں محمود احمدؐ صاحب کے مرید ہیں اور سید محمد لطیف صاحب تو ایسا جوش ظاہر کرتے ہیں کہ گویا وہ ادھار کھائے بیٹھے ہیں کہ ہر اُس شخص کی پگڑی اُتار کے چھوڑینگے جسکو وہ اپنے فہم میں میاں محمود احمدؐ صاحب کا مخالف تصور کر لیں گے ۔ اس لئے حسب معمول اُنہوں نے میرے ساتھ بھی چپقلش شروع کر دی - ڈاکٹر عبد اللہ صاحب اور بعض دوسرے احباب جو ہمارے فریق سے تعلق رکھتے ہیں وہ خاموشی سے سُنتے رہے ۔ گفتگو کا موضوع یہ تھا ۔ کہ میاں محمود احمدؐ صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود ۱۹۰۱ء سے پہلے لفظ نبی کا صحیح مفہوم اور صحیح معنے نہ جانتے تھے اور میاں محمود احمد صاحب کا یہ عقیدہ حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں ایک طرح سے بے ادبی اور گستاخی کرنے کی سپرٹ پیدا کرنے والا ہے اور اس عقیدہ سے لازم آتا ہے ۔ کہ حضرت مسیح موعود اپنے زمانۂ طفولیت اور شباب سے گذر کر بڑھاپے تک بھی پہنچ گئے اور ہزارہا ورق کی تصنیفات حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کی تعریف میں شائع بھی کر چکے اور ۱۹۰۱ء تک نبوت محمدیہ پر زور و شور سے مضامین لکھتے رہے اور بار بار اقرار کرتے رہے ۔ کہ یوسف موسے ہارون ذکریا علیہم السلام یہ سب کے سب خدا کے نبی تھے ۔ لیکن حقیقت یہ تھی - کہ باوجود اقرار نبوّت کے حضرت مسیح موعود ۱۹۰۱ء تک نبی کی صحیح تعریف اور صحیح معنوں سے آگاہ نہ تھے ۔ نبی کا حرف بولتے لیکن اُن کے دل میں ایک غلط مفہوم ہوتا تھا - اور وہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری خیال کرتے تھے

میرے ایسے بیان پر بجائے اسکے سید محمد لطیف صاحب اپنی غلطی کا اقرار کرتے مندرجہ ذیل تحریر لکھ لکھوا کر چھوڑ گئے - وھو ھذا :-

> حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں - کہ " پہلے میرے نزدیک نبوت کی یہ تعریف تھی - اور اب خدا کی بار بار وحی نے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا - گویا نبوت کی تعریف پر -

سید محمد لطیف احمدی - ۲/۸

> اگر حضرت مسیح موعودؑ کی کسی کتاب سے مندرجہ بالا عبارت یا اس کا مفہوم نہی نکل آوے جو آپ فرماتے ہیں - یعنی یہ کہ تعریف نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود م نے عقیدہ تبدیل کر لیا تھا تو میں آپ کو ۵ روپیہ بطور انعام دوں گا ۔ محمد ظہیر الدین ۸/۸

مندرجہ بالا تحریر جو سید محمد لطیف صاحب کی ہے - اس سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ میاں محمود احمد صاحب کی اس تعلیم نے کہ " حضرت مسیح موعودؑ ۱۹۰۱ء تک نبی کی صحیح تعریف اور صحیح مفہوم سے محض ناآشنا تھے " بھولے بھالے احمدیوں کو کس طرح چاہِ ضلالت میں ڈال رکھا ہے ۔ سید محمد لطیف صاحب نہایت وثوق سے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف یہ بات منسوب کر رہے ہیں ۔ کہ حضرت مسیح موعود م کے نزدیک باوجود صاحبِ وحی ہونے کے نبوت کی ایک تعریف تھی جو غلط تھی ۔ اس غلط تعریف نبوت کو مدنظر رکھ کر ہی حضرت مسیح موعودؑ بار بار محمد رسول اللہ صلعم کو نبی کریم - نبی کریم - ہمارے نبی کریم کہکر پکارتے رہے تھے ۔ لیکن بعد میں بار بار خدا کی وحی نے اس تعریف نبوت کو باطل قرار دے دیا ۔ اور نبی کی تعریف کے متعلق جو حضرت مسیح موعود کا پہلا عقیدہ تھا - اس پر حضرت مسیح موعود قائم نہ رہ سکے ۔ اور تعریف نبوت کے متعلق انہوں نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا ۔

میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مبلغین کا مندرجہ بالا دعوے ہمارے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ پر ایک ایسا افترا ہے - جس سے حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں بٹہ لگتا ہے ۔ اور یقین رکھنا پڑتا ہے ۔ کہ حضرت مسیح موعود باوجود یکہ ۱۹۰۱ء تک کروڑوں اور اربوں دفعہ نبی کا لفظ اپنی زبان سے نکال چکے ہوئے تھے ۔ لیکن وہ نبوت کے صحیح مفہوم اور نبی اللہ کی حقیقت سے اُس وقت محض ناآشنا تھے - لوگوں کو نبی کی حقیقت سمجھاتے تھے - مگر خود حقیقت نبوت سے غافل تھے ۔

اب ناظرین کرام خود سوچ لیں ۔ کہ قادیانی پارٹی اپنی نفسانیت کی خاطر حضرت مسیح موعودؑ کی بے ادبی کروانے پر کمر بستہ ہے یا نہیں ؟ ایک انسان خود جو چاہے عقیدہ رکھے - لیکن کسی دوسرے کی طرف غلط بات منسوب کرنا اور خصوصاً حضرت مسیح موعودؑ کی طرف - اگر یہ گستاخی نہیں تو کیا ہے ؟

کیا کوئی احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات سے یہ دکھا سکتا ہے کہ ابتدائی زمانہ کی کتابوں میں اُنہوں نے نبوت کی جو تعریف کی تھی - آخری زمانہ کی کتابوں میں اسکو غلط قرار دے کر پہلی تعریف کے خلاف کوئی اور تعریف نبوت پھر شائع کر دی تھی ؟

میں نہایت زور سے کہوں گا - کہ یہ سب قادیانی پارٹی کا افترا ہے ۔ (افترا کا لفظ اس لئے بولا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی طرف غلط بات منسوب کر کے پھر اس پر حاشیہ چڑھایا جاتا ہے ۔ اور سختی سے اصرار کیا جاتا ہے)

حضرت مسیح موعود م کی ذات مبارک ایسی غلطی سے پاک تھی - اور یہ صرف قادیانی پارٹی کا حضرت مسیح موعود م کی وحی پر حملہ ہے ۔ کہ خدا کی بار بار کی وحی نے ان کو نبوت کی صحیح تعریف سے آگاہ کر دیا تھا - اگر کوئی محمودی حضرت مسیح موعود م کی کوئی ایسی وحی بتلا دے جس میں نبوت کی تعریف ہو تو میں ایسے محمودی کو سید محمد لطیف صاحب کے ساتھ ۵ روپیہ اور انعام دے دوں گا - اور اگر ان انعامات کو محمودی فریق حاصل نہ کر سکا ۔ تو احمدی احباب کم از کم خدا کے لئے محمودی پارٹی سے اتنا تو کہدیں کہ اب وہ خدا کے لئے حضرت مسیح موعود پر غلط الزام لگانے سے باز آجاویں ۔

دیکھو حضرت مسیح موعود شروع دعوے سے لیکر اخیر تک جس طرح اپنے آپ کو ظلی بروزی مجازی نبی قرار دیتے رہے ہیں - اسی طرح سے اس امر کا بھی متواتر اور سلسلہ وار اظہار کرتے رہے ہیں کہ ایسے نبی بھی گذرے ہیں جو پہلی شریعت کی تجدید کے لئے آتے رہے اور ایسے بھی نبی ہوئے جو خود بھی شریعت لے کر آئے ۔ پس یہ کہنا کہ اپنے ابتدائی زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ نبی کے لئے یہ ضروری سمجھتے تھے - کہ وہ شریعت بھی لاوے اور آخری زمانہ میں وحی الٰہی کے بار بار سمجھانے سے یہ کہنے لگ گئے تھے - کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں ۔ یہ ایک ایسی غلطی ہے - جس کو جس قدر جلد ممکن ہو - سلسلہ احمدیہ سے خارج کر دینا چاہئے ۔

خدا کرے کہ ہماری آپس کی غلط فہمیاں جلد دور ہوں اور ہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ایسی الفت اور محبت سے پیش آنا شروع کر دیں - جو کہ ہم سب کے روحانی باپ جناب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل منشاء تھا ۔

"نبی" مشتق ہے۔ بمعنے خبر دار دہے۔ اس لئے معناً یا مجازاً لفظ "نبی" ایسے وجود کے لئے استعمال کرنا مرکزِ اسلام سے دُور نہیں کرتا۔ مگر حقیقتہً یہ گروہ اس سے علیحدہ ہیں۔ محدث ومجدد کو نہ نشا بہت نبوت سے کہتے ہیں۔ نہ کہ کانہ ھو۔ نیز نبوت وہبی شئی ہے نہ کسبی۔ موہبت کے لئے خدا کی طرف سے برگزیدہ ہوتا ہے۔ نہ کہ کسی بشر کی طرف سے۔ جبکہ نبوت عطا کرنا خدا کا کام ہے۔ تو پھر یہ کہنا کہ اتباع سے نبوت حاصل ہوتی ہے جماعت ضالہ کا کام ہے۔

محمودیوں کی نبوت فیکٹری کی مشین سے ایک نبی تیار ہوا وہ بھی ایسا نبی جو خود کو نبوت کا ظل سمجھتا ہے۔ مگر فیکٹری شریف ایسا تاتی ہے اسکو مرکزِ نبوت میں کھینچکر کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بیچارہ دوہائی دے رہا ہے کہ "لا نبی لنا تحت السماء من دون نبینا المجتبٰی (آسمان کے نیچے بجز محمد مصطفےٰ کے ہمارے لئے کوئی برگزیدہ نبی نہیں) مگر یہ عقل کے دشمن کہہ رہے ہیں کہ تم اگر توبہ ہزار بھی کرو۔ تو تمہاری توبہ بھی ہمارے حضور قبول نہ ہوگی۔ ہم تو تمہیں نبی بنا ہی چھوڑینگے۔ جیسا کہ آجکل کے ہمارے محمودی بھائیوں نے سلسلہ نبوت ہی جاری کرنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ اور نبوت فیکٹری کے کارخانہ کے مالک بنے۔

ان سب باتوں کو مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ اسلام ایسی خرافات کی اجازت دیتا ہے۔ بلکہ یہ سب ایک قسم کی بے ایمانی کی چال ہے جس سے اسلام متنفر ہے۔ اور ایسے عقیدہ کے لوگ ملحد ہیں۔ جن سے اسلام کا نام بدنام ہوتا ہے۔ پس ایسے اشخاص کے مقبوحات مخترعہ پر اسلام کی خوبی وحقیقت سے چشم پوشی کرنا نے الحقیقت چمگادڑوں کے لئے آفتاب کا سیاہ ثابت کرنا ہے۔

لہٰذا ہم اس وقت ایک اپنے مکرم حکیم محمد الدین صاحب گوجرانوالیہ کا ایک مضمون جو الحکم ۱۴ جولائی میں بعنوان "نبوت مسیح موعودؑ" شائع ہوا۔ ہدیۂ ناظرین کرام کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہم ثابت کریں گے کہ اس سقیم ازلی نے (شفاہ اللہ عن سقمہ) کس مرض مہلک میں خود کو ڈالنا چاہا ہے۔ جس سے بجز تائید ایزدی رہائی محال ہے کیونکہ بعد نبوت محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کوئی نبوت تسلیم کرنا ایسا ہے جیسا کہ دیدہ ودانستہ زہر ہلاہل نوش کرنا۔ ہمارے دل کو صدمہ ہورہا ہے کہ باوجود آفتاب صداقت کے طلوع ہونے کے بھی یہ آنکھیں بند کرکے کیوں اپنے وجودوں کو سلیم نادیدہ بنانا چاہتے ہیں۔ افسوس صد افسوس!!

اب ہم حضرت کا مضمون درج ذیل کرکے تبصرہ کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت نے حق سے کس قدر دوری اختیار کی ہے وھو ہٰذا:-

قولہ:- ۲۱ و ۲۷ فروری ۱۹۲۰ء کے الحکم میں تین چار آیات قرآنی اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے میں نے مختصراً امت محمدیہ میں نبوت کو ثابت کیا تھا۔ جسپر اخبار پیغام نے میرے ایک فقرہ کو درج کرکے دو حرف بجز فضیح کردیا ہے۔ اپنی عادت مغالطہ دہی کو پورا کیا۔ غالباً اخبار پیغام ہی کو دیکھکر آج ایک پیغامی صاحب نے پرائیویٹ خط میں بہت کچھ بکواس بکا ہے۔ جس سے اعراض کیا جاتا ہے چونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم اور فضل خاص سے ہمکو نور عطا فرماکر فہم قرآن اور حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کا صحیح مطلب سمجھا یا گیا ہے۔ مناسب خیال کیا گیا ہے کہ اسی مسئلہ کو قدرے تفصیل کے ساتھ درج اخبار کردیا جائے تاکہ پاک دل اور بے تعصب ناظرین کے لئے مفید ہو۔

اقول:- بیشک پیغامی نے بکواس کی ہوگی۔ لیکن آپ کی دفتر حکمت بھی اسی سے ظاہر ہورہی ہے کہ آپ کے اسکے لئے لفظ "بکواس" منتخب فرمارہے ہیں۔ اعراض اسی کا نام ہے بھائی محمودی ایسے ہی بزرگوار ہیں۔ شاباش!

کیا برادر نور اسی کا نام ہے جس کے حاصل ہونے سے دوسرے پر درشت الفاظی کرو۔ اسیطرح یہ کہ فہم قرآن اور حضرت اقدس کی تحریرات کے مطالب صحیحہ کے سمجھنے کے دعویدار۔ ہرگز نہیں بلکہ (گستاخی معاف) آپ تو فزادلھم رجسًا الی رجسھم کے کامل بکمل مصداق ہوئے۔ عفاک اللہ وعند ہ۔

قولہ:- میں نے لکھا تھا کہ وہ جو سورۂ یوسف میں آیت شریفہ ہے کہ "یتم نعمتہ علیك وعلٰی اٰل یعقوب کما اتمھا علٰی ابویك من قبل ابراھیم واسحٰق" حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ جو فرمایا ہے کہ "یتم نعمتہ علیك" اس سے مراد آپکی یہ ہے کہ اے یوسف خدا تجھے نبوت عطا فرمائیگا۔ جیسا کہ تیرے باپ دادا ابراہیم واسحٰق کو اس نے نبوت عطا فرمائی تھی۔ اللہ لکھا تھا کہ قرآن کریم میں اتمام نعمت سے مراد نبوت ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب کی تفسیر ترجمان القرآن میں جسمیں کہ بہت سے مفسرین کے اقوال جمع ہیں آیت متذکرۃ الصدر کے ماتحت لکھا ہے "ایک جماعت نے کہا۔ اللہ نے انکو نبوت عطا کی" پھر لکھا ہے "اکثر مفسرین اسی طرح کہا ہے اس نعمت کے اتمام کو مثل اتمام نعمت کے ابوین پر فرمایا۔ وانکی نعمت نبوت تھی"

اسکے بعد میں نے آیت شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی لکھکر لفظ "لکم" و "علیکم" کیطرف توجہ دلاکر بیان کیا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ امت محمدیہ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ آج کے دن تمہارے لئے دین پورے کمال کو پہنچ گیا اور تم پر اتمام نعمت کردیا گیا۔

اقول:- برادرم ارشدک اللہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ نعمت سے مراد نبوت بھی ہے۔ اور یہاں "یتم" کا لفظ بصیغہ مضارع آیا ہے اس میں ایک اشارہ یہ ہے کہ سلسلہ نبوت جاری کریگا اور نیز میری اولاد میں بہت سے پیغمبر ہونیوالے ہیں اور تم پیغمبر ہوگے۔ جس میں یہ اشارہ ہے کہ پیغمبر کی صالحہ اولاد پیغمبر ہی ہوگی۔

حضرت یعقوب کے قول کو خدا نے حکایۃً لفظ مضارع سے نقل فرمایا اور آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی میں لفظ ماضی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ دین کامل ہوچکا۔ اب کسی دین کی ضرورت نہیں اور اتمام نبوت ہوچکی اب کسی نبی کی ضرورت نہیں اور نہ کوئی نبی آئیگا۔

قاعدہ ہے کہ کوئی بشر فضول کام نہیں کرتا۔ اور خداوند کریم بلا ضرورت نبی کیوں بھیجیگا۔ اور اگر فرمادیں کہ اب ضرورت نبوت ہوئی تو خدا کا علم ناقص ہوا۔ پس ایسے خدا کو جس کا علم ناقص ہو تین سلام!

قولہ:- پھر میں نے لکھا تھا کہ دین کا اکمال یہ ہے کہ اسکے ذریعہ اعلےٰ ترین مقام قرب حاصل ہوسکے اور اعلیٰ ترین مقام قرب نبوت ہے جسکو اللہ تعالےٰ نے اتممت علیکم نعمتی میں بیان فرمایا۔ کیونکہ میں پہلی آیت میں ظاہر کرچکا ہوں کہ کسی پر اتمام نعمت کے معنے نبوت کا عطا کرنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق فرمایا "ویتم نعمتہ علیك"۔ مگر ہمارے بھائی غیر مبائعین کی حالت بالکل غیر احمدیوں کی سی ہوگئی۔ مثلاً جب توفی کا لفظ کسی دوسرے کے لئے آوے تو اس کے معنے موت کرتے ہیں۔ لیکن جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے یہی لفظ توفی آوے تو اسکے معنے موت کرنے سے خود ان پر موت طاری ہوتی ہے یعنی جب قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام ودیگر بنی اسرائیل کے لئے اتمام نعمت کا لفظ آوے تو اس کے معنے نبوت کریں گے۔ مگر جب امت محمدیہ کے متعلق وہی لفظ قرآن کریم میں آئے۔ تو اسکے معنے نبوت کرنے سے ان کی روح قبض ہوتی ہے۔

اقول:- برادرم۔ میں نے یتم نعمتہ علیك اور اتممت علیکم نعمتی کا فرق بتلادیا ہے اگر کوئی وسوسہ آئندہ لاحق ہوگا تو اس کا ازالہ کیا جاویگا۔

یہ یادرہے کہ پورا کرونگا۔ یا کرتا ہوں۔ اور پورا ہوچکا میں فرق نمایاں۔ فتدبر۔

صحیح معنے کے سمجھنے میں ہمیں کوئی موت نہیں آتی۔ بلکہ حق کی روشنی کی چمک سے تمہاری ہی بصارت بیکار ہوجاتی ہے بمصداق آیۂ کریمہ واذا اظلم علیھم قاموا۔

قولہ:- دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے واذ قال موسٰی لقومہ یٰقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء۔ ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے تم میں سے بعض کو خلعتِ نبوت سے ممتاز فرمایا ہے۔ یہ اس کا تم پر بہت بڑا انعام ہے اس کا شکریہ ادا کرتے رہو۔ اللہ تعالےٰ نے اس موقعہ پر "یٰقوم" کا لفظ رکھکر فیصلہ فرمادیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم میں بعض کو نبوت سے براہِ راست ممتاز فرمایا گیا ہے۔ لیکن حضرت نبی کریمؐ کی امت میں جب اس انعام نبوت کا ذکر فرمایا تو مخاطب قوم نہیں۔ بلکہ امت کے مومن ہیں چنانچہ اتممت علیکم نعمتی کے مخاطب مومن ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۹ میں اس آیت کے معنے اس طرح فرمائے "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" الجزو نمبر ۶۔ یعنی آج میں نے اس کتاب کے نازل کرنے سے علم دین کو مرتبہ کمال تک پہنچایا۔ اور اپنی نعمتیں ایمانداروں پر پوری کردیں" اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی حقیقت بھی یہی ہے جسکو حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں نہایت تفصیل کے ساتھ بار بار بیان فرمایا ہے۔ از انجملہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ و ۱۰۰ کی یہ عبارت قابلِ غور ہے فرماتے ہیں:-

"جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا۔ اسکی نظر محدود نہ تھی۔ اور اسکی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا۔ بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اسکو ملا اور وہ خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملیگا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحبِ خاتم ہے۔ بجز اسکی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اسکے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے۔ جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے"

میں نہیں سمجھ سکتا کہ امت محمدیہ میں نبوت کا حاصل ہونا اس سے زیادہ واضح اور مدلل طور پر کیا بیان ہونا چاہیئے حضرت اقدس فرماتے ہیں "بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے" کس قدر زوردار الفاظ ہیں بجز اسکے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے۔ جس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے۔ جسکے لئے امتی ہونا ضروری ہے۔

اقول:- برادرم ذرا ٹھنڈے دل سے کان شریف کھولکر سنئے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام قومی نبی تھے اسلئے ان کو "یٰقوم" کے لفظ سے مخاطب ہونا ضروری ہوا۔ اور ہمارے سید ومولےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کل دنیا کے نبی ہیں۔ اس لئے ان کو ایسے لفظ سے مخاطب ہونے کی ضرورت ہوئی جو وہ کل عالم سے تعلق رکھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کمال نعمت حسب ضرورت وقت ملا۔ دوسرے نبی کو اس کی حسب ضرورت (وقت) کمال نعمت ملا۔ جو نبی مابعد کی تعلیم میں نا نقص نظر آیا۔ مگر سید المرسلین کو کمال نعمت ایسا ملا جس میں کسی کے کمال کی حاجت نہیں اور حق سبحانہٗ کی طرف سے سرٹیفکٹ مرحمت ہوا۔ اور یہ وعدہ عطا ہوا کہ جو کمال نبوت تھا وہ یا محمدؐ آپ کی ذات پر پورا کردیا اب کسی صاحب کمال کامل کی ضرورت نہیں کہ وہ تکمیل نبوت کے لئے آئے۔ حقیقۃ الوحی کے حوالہ میں آپنے نہایت ایمانداری سے کام لیا ہے۔ عبارت محولہ کے درمیان جو عبارت دوہلالی خطوں میں ہے وہ شائد نسخہ میں آپ نے کسی مریض کی نذر کرچکے اس لئے نقل میں نہیں آئی۔

حضرت کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ جس انسان کامل پر نزول قرآن ہوا۔ اسکو تجلیات قدرت کا کامل حصہ ملا۔ جس کی وجہ سے وہ خاتم الانبیاء ہوئے اور تا قیامت ان کا روحانی فیض جاری ہے۔ اور ان کی متابعت کے سوا کوئی صاحبِ فیض نہیں ہوسکتا۔ اور اس کی متابعت سے اسکی امت کے لئے بابِ مکالمہ ومخاطبہ مفتوح ہے۔ اور یہی صاحب مکالمہ ومخاطبہ (جو اتباع محمدی سے حاصل ہوتا ہے) کو امتی نبی کہا جاتا ہے" اس کے آگے آپ نے زہر سمجھکر چھوڑ دیا۔ وہ زہر نہیں تریاق ہے۔

حضرت خود یہاں حاشیہ دیتے ہیں وہ یہ ہے:-

"اس جگہ یہ سوال طبعاً ہوسکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں بہت سے نبی گذرے ہیں۔ پس اس حالت میں موسیٰؑ کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں۔ ان سب کو خدا نے براہِ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا لیکن اس امت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا ہے جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔ اسرائیلی نبیوں کو الگ کرکے باقی تمام لوگ اکثر موسوی امت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کرچکے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسےٰؑ سے کچھ نہیں پایا۔ بلکہ وہ براہِ راست نبی کئے گئے۔ مگر امت محمدیہ میں سے ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے"

اب حضرت کی عبارت متن اور حاشیہ پر غور فرما دیں۔ حضرت اقدس متن میں فرماتے ہیں کہ اس کامل انسان کی اتباع سے مکالمہ و مخاطبہ کا مقام ملتا ہے۔ اور وہ نبوت ہے جس کو امتی نبی کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔" حاشیہ میں اس امتی نبوت کو ولایت کہا ہے اور ایک فرد کو امتی نبی یعنی اولیاء کا بزرگ"۔ تو معلوم ہوا۔ کہ امتی نبوت اعلیٰ ولایت ہے نہ کہ نبوت۔ کیونکہ متن میں اقرار ہے کہ اتباع سے ایسی نبوت ملتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے اور حاشیہ پر اسی کو "ولایت" سے تعبیر کیا ہے۔ اور یہ وہ ہے جس کا مقام برتر ہے۔ یعنی ولی بزرگ۔ تمہارے وساوس شیطانی کا ازالہ ہوگیا۔ فالحمد للہ علی احسانہ بدنصیب ہے وہ جو اب بھی آنکھیں بند کرے۔ فتدبروا!

قولہ:- نادان پیغامی کہتا ہے۔ کہ امتی نبی ہو سکتا ہے جس سے مراد محدث ہے۔ اس نادان سے کوئی پوچھے کہ امت موسوی میں محدث ہوا یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم نے فرمایا ہے۔ کہ پہلی امتوں میں محدث گزرے ہیں لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا زوردار تحریر کو کہاں لے جاؤ گے۔ اور کیا تاویل کروگے۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ صرف حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی صاحب خاتم نبی ہیں اور کوئی نبی نہیں جس کی مہر سے امتی نبی بن سکے۔

اقول:- نادان پیغامی نہیں۔ محمودی جاہل مستعصب کی پٹی آنکھ پر بندھی ہے سر و پا کی اڑا رہا ہے اگر ایسی ہی مولوی رتنگی ہے۔ تو موقعہ پر عبارت حاشیہ کیوں نہیں نظر آئی۔ معلوم ہوا کہ یہ جہالت عنادی ہے جس کی وجہ سے "اعمی القلب لیس یمہتد" کے مصداق ہو رہے ہو۔ اللہ ہدایت کرے۔

قولہ:- اسی کی تائید میں حقیقۃ الوحی الاستفتاء صفحہ ۱۶ میں فرماتے ہیں:-

"وان قال قائل کیف یکون نبی من ھٰذہ الامۃ وقد ختم اللہ علی النبوۃ

فالجواب۔ انہ عزوجل ما سمی ھٰذا الرجل نبیًا الا لاثبات کمال نبوۃ سیدنا خیر البریۃ فان ثبوت کمال النبی لا یتحقق الا بثبوت کمال الامۃ ومن دون ذالک ادعاء محض لا دلیل علیہ عند اھل الفطنۃ ولا معنی لختم النبوۃ علی فرد من غیر ان تختم کمالات النبوۃ علی ذالک الفرد ومن الکمالات العظمٰی کمال النبی فی الافاضۃ وھو لا یثبت من غیر نموذج یوجد فی الامۃ ثم مع ذالک ذکرت غیر مرۃ ان اللہ ما اراد من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ وھو مسلم عند اکابر اھل السنۃ فالنزاع لیس الا نزاعًا لفظیًا فلا تستعجلوا یا اھل العقل والفطنۃ ولعنۃ اللہ علی من ادعی خلاف ذالک مثقال ذرۃ ومعھا لعنۃ الناس والملائکۃ"

ترجمہ اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ اس امت میں سے کیونکر نبی ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالےٰ نے نبوت پر مہر لگا دی۔

جواب:- پس اس کا جواب یہ ہے کہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے اس شخص کا نام نبی اس لئے رکھا ہے تاکہ ہمارے سردار خیر البریۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا کمال ثابت ہو۔ پس اس نبی صلعم کے کمال کا ثبوت متحقق نہیں ہو سکتا جب تک اس امت کا کمال ثابت نہ ہو۔ اور اس کے سوا اور کوئی دعوے کرنا عقلمندوں کے نزدیک بلا دلیل ہے اور اس کامل فرد پر نبوت کے ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ نبوت کے تمام کمالات اس فرد پر ختم ہو گئے۔ اور بڑے سے کمالات میں سے نبی کا کمال افاضہ ہوتا ہے اور وہ ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کوئی نمونہ اس کی امت میں نہ پایا جائے۔ اور میں متعدد مقام پر ذکر کر چکا ہوں کہ اللہ کے نزدیک میری نبوت کثرت مکالمہ و مخاطبہ ہے۔ جو اکابر اہلسنت کے مسلمات سے ہے۔ پس نہیں نزاع۔ مگر نزاع لفظی۔ اے ارباب عقل و فطانت عجلت مت کرو۔ اللہ کی لعنت اس پر جو ذرہ بھر اس کے خلاف دعوےٰ کرے اور اس کے ساتھ

کل مخلوق کی بھی ملائکہ کے)"

کیا اس مقام کو بھی کوئی پڑھ کر کوئی شخص حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت سے کوئی انکار کر سکتا ہے یا یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت محدثین والی نبوت ہے آخر کسی امر کے انکار کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے۔

حضرت اقدس نے قطعی فیصلہ فرما دیا ہے۔ کہ جب تک حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں کوئی نمونہ نبیہ مقرب بارگاہ الٰہی کا نہ ہو (جو پہلے انبیاء (جو خاتم النبیین نہیں ہیں) سے قرب الٰہی کے لحاظ سے بڑا ہو تب تک حضور عالی سرور کائنات کو خاتم النبیین کہنا صرف دعویٰ ہے جس کی دلیل نہیں۔

پس اس بات پر اصرار کرنا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ صرف ایک محدث ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ کہنا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں ہیں۔ کیونکہ محدثین تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں بھی گذرے ہیں حالانکہ آنجناب خاتم النبیین نہ تھے۔ پس لامحالہ ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی یقین کرنا ایسا ہی لازمی ہے جیسا کہ حضرت نبی کریمؐ کو خاتم النبیین یقین کرنا۔

اللہ تعالےٰ کی کیا عجیب قدرت ہے کہ جن آیات سے یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے برخلاف استشہاد کرتے ہیں۔ بقول المعترض انہی آیات سے حضرت صاحب کی نبوت ثابت ہوتی ہے مثلاً (۱) خاتم النبیین (۲) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (۳) ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین (۴) اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ فالحمد للہ علی انعامہ

اقول- حکیم صاحب بوجہ سقم مزمن (عارضہ صرع) کے ضعیف و ناتوان ہو کر قعر ہاویہ میں جا گرے اور اسیر طامعہ کہ ہمچو من دیگرے نیست کے مدعی ہو رہے ہیں۔ کہ ہم نبوت کو ثابت کرنے میں شہرۂ آفاق ہیں۔

دیکھئے حضرت آپ کی مصنوعی نبوت ایسی صاف اس عبارت سے نابود ہوتی ہے۔ جیسے ملنگ کے چوتڑ کی خاک حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں بجواب اس سوال کے کہ جبکہ ختم نبوت ہو چکی اور مکالمہ مخاطبہ جزو نبوت ہے تو اب اس امت میں یہ کیونکر ہو سکتا ہے حضرت جواب یہی فرماتے ہیں کہ" میری نبوت سے مکالمہ و مخاطبہ ہی مراد ہے نہ کہ نبوت۔ اور یہی نبوت جس کا میں مدعی ہوں۔ اکابر اہلسنت کے بھی مسلمات سے ہے۔ صاحب کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو ہی امتی نبی کہتے ہیں۔ فی الحقیقت کوئی نبی امتی نہیں۔ نہ کوئی امتی نبی ہے۔ ہمارے اہلسنت کے اکابر سے صرف نزاع لفظی ہے۔

حضرت! جس عبارت حقیقۃ الوحی کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ اس کا بقیہ کیوں چھوڑ دیا۔ (شاید بوجہ دورۂ صرع) گستاخی معاف وہ دو ہلالی خطوں کے درمیان آپ کی محولہ عبارت کے ہمراہ لکھ دیا گیا ہے۔ آپ نے اس نسخہ سے جو بہیں حب الملوک کا جلاب تھا۔ جو آپ کے مادہ سوداوی (زنیۃ) کے اخراج کے لئے حکم اکسیر رکھتا ہے کیوں اعراض فرمایا؟ یہ نسخہ حکیم حاذق کا ہے۔ تمہارے سقم (عارضہ صرع محمودیت) کے لئے مفید ترین نسخوں میں سے ہے۔ جس عبارت کا یہ حاشیہ ہے وہیں ایک نسخہ دافع الجنون بھی موجود ہے۔ وھو ھٰذا:-

"بل ھی درجۃ لا تعطی الا من اتباع نبینا خیر الوریٰ" ترجمہ:- (یہ نبوت نبوت نہیں) بلکہ یہ ایک مقام (فنائیت) ہے جو نبی خیر الوریٰ کی اتباع سے ہر متبع کو حاصل ہو سکتا ہے۔

متبعان نبوت کو نبوت کیسے مل سکتی ہے۔ ؟ ہرگز نہیں! بلکہ وہ مقام فنا فی الرسول کے حصول کی وجہ سے ایک نور سے مستفیض ہوتے ہیں جن کو مظہر نبوت کہنا بھی خلاف نہیں۔

افسوس کہ ہمارے حکیم صاحب جو ابھی نبض دستا کی تاثیر سے ماہر نہیں وہ نبی و محدث وغیرہ کو کیا جانیں لقول ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

غلب امید ہے کہ حکیم صاحب (اگر حکیم ہوں تو) آئندہ ایسی خیرگی سے اپنی ذات کو محفوظ رکھیں گے۔ اور بیہودہ لاف زنی جو کہ صلحا کے خلاف ہے اپنی ذات کے لئے ہمیشہ نامقبول

فرمائیں گے۔ اور اس ورطۂ ضلالت سے نکلنے کے ساعی ہوں گے۔ خداوند کریم ان کا حامی و مددگار ہو۔

حضرت! جن آیات کو آپ نے خاتمہ پر تحریر فرمایا ہے وہ اس عقیدۂ خبیث کی بیخکنی کے لئے کافی ہیں۔ اگر تقلید کورانہ سے کام نہ لیا جائے۔ تو یہی آیات کافی ہیں۔

ہم انشاء اللہ العزیز کسی وقت ان آیات کے متعلق پوری روشنی ڈالیں گے۔ جس سے ہر بشر فائدہ اٹھا سکے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

رازِ حقیقی و مجازی

(از قلم عجز رقم خلیفہ عبد الحکیم کاتب)

لا نبی بعد آں خیر البشر — ثابت از نص صریح۔ صحیح خبر
مہر ہم ختم نبوۃ ثبت شد — لیک فیض آں نبوۃ مستمر
آں نبوت موہبت خاور منیر — ایں نبوت رکتابی چوں قمر
چوں بگیرد ماہ نور از خاوری — از ضیائش میشود رخشندہ تر
ہر کرا قلبے چو آئینہ صفا — اندر آں عکس منور جلوہ گر
قطرہ از بحر نبوت آں کریم — در صدف افتد شود بیچوں گہر
گوہرے چوں از صدف آید بروں — میشود روشن شب تاریکتر
شد گرے مقبول نظر جوہری — لیک شد محروم جاہل بے ہنر
آں شدہ ممتاز در ہر دو جہاں — ایں شد از درگاہ راندہ دربدر
قدرداں آں زینت دُرِّ یتیم — شد مقرب عین منظور نظر
بدنصیب آں کور زیں محروم تافتہ — شد مجیب شعلۂ نار سقر
خوب داند عاقل و دانشورے — ہر کہ در تحقیق بربستہ کمر
ہر کہ او بر راہ حق شد گامزن — میرسد بر منزلے۔ کردہ سفر
ہر کہ عاشق شد بعشق آں حبیب — او شدہ محبوب آں خیر البشر
زانکہ محبوب شبہ ہر دو سرا — خاص محبوب خدا شد مفتخر
تا قیامت سلک سعادت بپا — القطاعے نیست اے دانشور
ایں حسیں آئینہ رویاں صد ہزار — چوں غلامانند پیش ذوالوقر
لیک آں نامحرمان زیں رموز — بیہدہ حرفے زنند از شور و شر
ناسزائے ہست زیشاں قیل و قال — قائل وہمی نبوت تا حشر
چوں محمد مصطفےٰ خیر الانام — آمدہ خاتم رسولاں سربسر
پس شریعت چوں بتکمیلے رسید — پس نبی آید چرا اے بے خبر
ہست بہتانے بزرگ از فتنہ و فساد — الحذر زیں افترائے با خطر
توبہ کن زیں نا سزا گفتار ہا — نیست در روز جزا این المفر
اولیائے امتی چوں انبیاء — ہست القائے عظیم المختصر
منصب اعلیٰ مجدد چوں نبی — از اطاعت کامل خیر البشر
پس مجدد شد مسیح ایں زماں — مہدی معہود شاد با ظفر
ایں نبوت ہست چوں ظلّ و بروز — از فیوض نبی کامل بہرہ ور
ایں نبی امتی ہست اے اخی — لانبی ایں نیست بے شک دیگر
امتی خوانندش نبی را العزیز — از نبی کامل بشان منکسر
ہست بے ادبی و گستاخی شدید — توبہ کن زیں افترائے پر شرر
امتی را اسم نبی کامل مگو — ایں خطائے ہست از کبر و فخر
پس محقق دان حدیث مجتبیٰ — لا نبی بعد آں خیر البشر

رسید زر

فہرست چندہ ماہ جون جماعت احمدیہ لاہور چھاؤنی

معرفت بابو محمد حسین صاحب

قاضی ثناء اللہ صاحب .... [illegible]
حکیم الطاف حسین صاحب .... [illegible]
بابو محمد حسین صاحب .... [illegible]
بابو محمد نعمان صاحب .... [illegible]
بابو نبی بخش صاحب .... [illegible]
بابو محمد اسلم صاحب .... [illegible]
قاضی مظفر علی صاحب .... [illegible]
داروغہ صدر الدین صاحب .... [illegible]
میاں نبی بخش صاحب چندہ فطرانہ [illegible]
میاں محمد الدین صاحب " " [illegible]
میاں جلال الدین صاحب " " [illegible]

میزان کل [illegible]
فطرانہ - چندہ
[illegible] [illegible]

متفرق خبریں

پیر محبوب شاہ صاحب کی گرفتاری

جناب خواجہ حسن نظامی کا مراسلہ چیف کمشنر صاحب دہلی کے نام

جنابعالی۔ آپ کو معلوم ہوا ہوگا۔ صوبہ سندھ میں ایک نامور پیر صاحب کو سلسلہ خلافت کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا ہے۔ میں اس واقعہ کی نسبت آپ کی گورنمنٹ کو ملک کے ان جذبات سے آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جو اس قسم کی گرفتاریوں سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ حکومت برطانیہ کے یوروپین افسران ان جذبات سے صحیح طور پر واقف ہونے کا کوئی ذریعہ نہیں رکھتے ہیں آپ کی گورنمنٹ کو معلوم ہے کہ میں جنگ کے شروع سے لیکر آج تک تمام سیاسی جلسوں اور ہر قسم کے سیاسی کاموں سے علیحدہ رہتا ہوں۔ اور میں نے کسی ایسی تحریک میں خفیہ یا علانیہ حصہ نہیں لیا۔ جو افسران گورنمنٹ کو دق اور پریشان کرنیوالی ہو۔ آپ کو اس سے بھی آگاہی ہوگی کہ گذشتہ چند ماہ کے اندر میرے روزانہ اخبار رعیت نے آپ کے صوبہ کے امن و امان کے نقطۂ نظر سے بہترین خدمات انجام دی ہیں۔ اور شورش پیدا کرنے والے کسی کام میں شرکت نہیں کی۔

پس آپ یقین کر سکتے ہیں۔ کہ آگے میں جو کچھ لکھنا چاہتا ہوں وہ محض نیک نیتی اور گورنمنٹ کی بھلائی اور امن عامہ کی حفاظت کے خیال سے ہے نہ کہ برطانیہ افسروں کی انتظامی کاموں میں رخنہ اندازی کے لئے۔

(۱) میرا خیال ہے۔ سندھ کے پیر صاحب کو گرفتار کرنا ایک خوفناک اور عالمگیر فساد کے دروازہ کو کھولتا ہے۔ اگر سندھ میں یا دیگر صوبوں میں اس واقعہ کی پیروی کی گئی اور اسی قسم کے مذہبی پیشوا اور بھی گرفتار کئے گئے تو ایک نہایت خونریز و زبردست کرنے والا انقلاب اس ملک میں پیدا ہو جائیگا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ سیاسی رہنماؤں اور ان مذہبی پیشواؤں کی شخصیت میں زمین اور آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ سیاسی رہنما صرف اخبار پڑھنے والے یا جلسوں میں جانیوالے لوگوں کو محبوب ہوتا ہے۔ مگر مذہبی پیشوا خصوصاً پیر لوگ لاکھوں کروڑوں اَن پڑھ لوگوں کے دلوں پر حاکمانہ اثر رکھتے ہیں۔ اور ان کا گرفتار کرنا ان لوگوں کو مضطرب کر دیتا ہے جو عاقبت اندیشی سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔ اور جن کو مرنے مارنے کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔

(۲) مجھے اندیشہ ہے کہ سندھ کے حکام نے پیر صاحب کو گرفتار کر کے حکومت برطانیہ کے ان کثیر التعداد وفاداروں کو برگشتہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو اب تک جوش و خروش سے دامن بچائے بیٹھے تھے۔ اور میں یقین کرتا ہوں۔ کہ اب ان میں سے بہت زیادہ آدمی حکومت کی مخالفت پر کھلم کھلا آمادہ ہو جائیں گے۔ اور میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ پیر محبوب شاہ صاحب سندھی کی گرفتاری نے مجھ پر اور میرے کثیر ہمخیالوں پر اسی قسم کا اثر کیا ہے۔

(۳) میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کی جن سابقہ حکومتوں نے پیروں یا مذہبی پیشواؤں کو اذیت دی۔ وہ چند ہی روز کے بعد زیر و زبر ہو گئیں اور انکی ہستی کا تختہ اُلٹ گیا۔

ہندوستان میں پہلی اسلامی سلطنت غلاموں کے خاندان کی تھی۔ اس کے آخری بادشاہ معز الدین کیقباد کی تباہی اس سبب سے ہوئی کہ اس نے مذہبی پیشواؤں کے خلاف کام کرنے شروع کئے تھے۔

پھر خلجیوں کی سلطنت کے بانی جلال الدین خلجی کے خلاف خیالات کا انقلاب محض اسی وجہ سے ہوا۔ کہ اس نے سید سیدی مولہ نامی ایک نامور پیر کو سیاسی شبہ کی بنا پر قتل کیا تھا۔ بہت دن نہیں گذرے کہ خود بادشاہ اپنے بھتیجے علاؤ الدین خلجی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس کے بعد جب علاؤ الدین خلجی کے بیٹے قطب الدین نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو ستانا چاہا۔ تو وہ بھی قتل ہوا اور خلجیوں کی سلطنت اسی طرح جاتی رہی۔

پھر تغلق خاندان شروع ہوا۔ اور محمد تغلق نے مذہبی پیشواؤں کو دق کرنا شروع کیا۔ مگر چند روز کے بعد تغلق سلطنت بھی باقی نہ رہی۔

ہمایوں کو ہندوستان کی سلطنت کبھی دوبارہ نصیب نہ ہوتی۔ اگر شیر شاہ کا بیٹا سلیم شاہ ایک نامور پیر شیخ علائی کو سیاسی بنا پر قتل نہ کرتا۔

اور مغل سلطنت میں زیادہ زوال نہ آتا۔ اگر اورنگ زیب صوفی سرمد دہلوی کو قتل نہ کراتا۔ جو ایک مرد لعزیز پیر تھے۔

ان چند تاریخی اشارات کے بعد آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ پیروں کے ساتھ عام پبلک کو کس قدر لگاؤ ہوتا ہے۔ اور انکی تکلیف کو دیکھکر عوام کیسے جلدی مشتعل ہو جاتے ہیں۔

(۴) پیر محبوب شاہ صاحب کی گرفتاری نان کواپریشن کو بہت سہارا دے گی۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اس قسم کے واقعات نان کواپریشن کو بہاتما گاندھی کے اصول امن پسندی سے جدا کر دیں گے اور چاروں طرف خون خرابے ہونے لگے گا۔

(۵) لہٰذا میں آپ کی گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ خط گورنمنٹ ہند کو بھیج دیا جائے۔ تاکہ وہ سندھی حکام کو پیر محبوب شاہ کی رہائی کا مشورہ دے سکے۔ میں یہ خط اردو پریس کو بھی بھیجتا ہوں۔ تاکہ گورنمنٹ کے دیسی افسر ان خطرات سے آگاہ ہو جائیں۔ جو مذہبی پیشواؤں کی گرفتاری سے پیش آنے ممکن ہیں۔

زمین کے امن کا خواستگار

حسن نظامی۔

امیر امان اللہ کا تازہ فرمان

۷۵ لاکھ روپے کی ذاتی زمین

مہاجرین ہند کی نذر کر دی

امیر امان اللہ خان غازی (ایدہ اللہ بنصرہ) نے ذیل کا فرمان "بقول اخبار اتحاد مشرقی صادر فرمایا ہے۔ عالیجاہ عزت ہمراہ امان اللہ خان۔ ہم رشتہ دار مہاجرین ہندی کو واضح خاطر ہو کہ چونکہ آجکل ہمارے دینی بھائی مسلمان اور ملکی بھائی ہنود اپنے ملک کی عام تکالیف اور اپنے حاکموں کی ظالمانہ روش سے تنگ آ گئے ہیں۔ اور اس آیت قرآنی " تهاجروا في سبيل الله " کو اپنی نجات کا باعث سمجھتے ہیں اور اس غرض سے افغانستان کی پاک اور اسلامی سرزمین کو اپنا ملجائے و ماوائے سمجھ کر اور اس آیت قرآنی پر عمل کرتے ہوئے " ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها واجعلنا من لدنك وليا واجعلنا من لدنك نصيرا " دار السلام و سلام کی طرف ہجرت کر آئے ہیں یا ہجرت کر رہے ہیں لہذا میں بھی اسلامی ہمدردی کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس آیت قرآنی کی صداقت پر عمل کرتے ہوئے " ومن يهاجر في سبيل الله يجد مراغما كثيرة وسعة " میرا ارادہ ہے کہ ہندوستان کی سچی اولاد کو جو محض اسلام اور انسانیت کی خاطر ہجرت کر رہی ہے اپنے زیر سایۂ و زیر عنایت پناہ دوں۔ اور میں اسکو پناہ دیتا ہوں۔ اس میں اپنی ذاتی زمین میں سے پندرہ ہزار جریب جو قابل کے جنوب میں واقع ہے مہاجرین کے آرام اور آسائش کے واسطے بطور تحفہ نذر کرتا ہوں۔ تاکہ میری اپنی ذات کو اس آیت قرآنی جاهدوا باموالكم وانفسكم کے مطابق ثواب دارین حاصل ہو۔ اللهم اذ رقنا "

یہ فرمان آپ کی اطلاع کے واسطے شائع کیا گیا ہے۔ تاکہ آپ اس زمین کو مہاجرین کے درمیان اپنے دفتر مہاجرین ہندی کے قوانین کے مطابق تقسیم کر دیں۔

دستخط مبارک اعلیٰ حضرت الوزراء۔

اس علاقہ میں ایک جریب کی قیمت پانصد روپیہ ہے۔ اس حساب سے کل زمین کی قیمت ۷۵ لاکھ روپیہ ہوئی۔ ہندی مہاجرین کے واسطے شہریار معظم غازی کی اس عنایت کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں اور اپنے معاصر اتحاد مشرقی کے ہمنوا ہو کر کہتے ہیں۔ کہ سہ

در ظل آفتاب تو آسودہ اند خلق
یا رب مباد تا بہ قیامت زوال تو

آمین "سیاست"

تحفظ ہند کے لئے جبری بھرتی

رنگون ۷۔ اگست۔ آج اٹھارھویں رنگون رائفلیں (فوج تحفظ ہند) کے جلسہ تقسیم انعامات میں کل سات لفٹنٹ گورنر برما نے آدمیوں کی کمی کا ذکر کیا اور کہا کہ حکومت نے فوج تحفظ ہند رضاکارانہ طریق پر لانے کے لئے نیا نظام عمل تیار کیا ہے اگر اس میں ناکامی ہوئی تو جبری بھرتی پھر جاری کر دی جائے گی (پاؤنیر)

مفید کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں

مقام حدیث

یہ نئی تصنیف حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ کی ڈیڑھ سو صفحات پر ختم ہوئی ہے جو حال ہی میں شائع ہو کر دفتر میں پہنچی ہے یہ نہایت قابل قدر تصنیف ہے جس میں اہل قرآن کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے۔ علاوہ ضرورت حدیث کے صداقت حدیث جمع حدیث اور تنقید حدیث پر مفصل مضامین ہیں ہر ایک شخص جس کو آنحضرت صلعم اور اُن کے اقوال کے ساتھ محبت اور تعشق منظور ہے۔ وہ کم از کم اس کی ایک کاپی ضرور خرید فرمائے۔ قیمت بجلد ۱ ؁ مجلد ۱۲ ؁

النبوۃ فی الاسلام جو حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ کی مشہور تصنیفات میں سے ہے قریب الاختتام ہے جن احباب کو ضرورت ہو جلد طلب کریں ورنہ دوسرے ایڈیشن کے لئے بہت انتظار کرنا ہوگا۔
قیمت بجلد ۲ ؁ مجلد ۲۸ ؁

مسئلۂ تقدیر یہ نئی تصنیف جو حال ہی میں چھپ کر دفتر میں آئی ہے مکرم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے زور قلم کا نتیجہ ہے اس میں آپ نے تقدیر کے مسئلہ کو بڑی خوبی اور وضاحت کے ساتھ حل فرمایا ہے۔ قیمت .... ۱۲ ؁

فوٹو نو مسلمین اس فوٹو کے دو حصے ہیں ایک حصہ میں مفتی محمد صادق صاحب اور اُن کے مسلمان کردہ انگریزوں کی تصاویر جو عید الفطر ۱۹۱۹ء میں بمقام لنڈن جمع تھے۔ دیگئی ہیں اور دوسرے حصہ میں حضرت خواجہ صاحب اور اُن کے مسلمان کردہ انگریزوں کی تصاویر جو عید الفطر ۱۹۱۴ء بمقام ووکنگ جمع تھے دیگئی ہیں۔ اس مقابلہ سے اس امر پر پوری روشنی پڑتی ہے کہ کامیابی کا سہرا اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کن کے شامل حال ہے۔ قیمت فی کاپی ۳ ؁ فی درجن ۲ ؁

آر دی گوسپلز انسپائرڈ
Are the Gospels inspired
ولائیت سے یہ انگریزی کتاب بغرض فروخت ہمیں پہنچی ہے اس میں مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے انگریزوں کی موجودہ کتب بائبل وغیرہ کی خوب قلعی کھولی ہے اور انکی کتاب کی اپنی ہی تحریروں سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ الہامی کتاب نہیں ہے۔ قیمت ۶ ؁

عسل مصفّٰی اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کی مفصل اور مبسوط بحث ہے۔ یہ کتاب قابل دید ہے۔ جو مسلمان کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کے متعلق تحقیقات کرنا چاہتے ہوں وہ اس کتاب کو منگوا کر مطالعہ کریں اس میں بڑے بڑے معلومات کا ذخیرہ ہے یہ دو ضخیم جلدوں میں ۱۵۰۰ صفحات کی کتاب ہے۔ قیمت ہر دو جلد مجلد مکمل ۱۲ ؁ ۔ حصہ اول مجلد ۶ ؁ ۔ حصہ دوم مجلد ۶ ؁

مسیح موعود اس کتاب میں باہمی اختلاف کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ یہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کی تازہ تصنیف ہے جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خصوصیات پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ جیسے مسیح ابن مریم کے دوبارہ نزول کی حقیقت کو قرآن و حدیث سے واضح کیا گیا ہے۔ اور حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی مسیحیت و مجددیت اور آپ کی پیشگوئیوں وغیرہ پر قرآن و حدیث سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیقات کرنے والوں کو اس کتاب کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ قیمت مجلد ۱۲ ؁ بجلد ۱ ؁

ویدک سائنس یا وید بھگوان کا علمی لیکچر۔ مصنفہ مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی۔ اس میں ویدک سائنس کی اصلیت پر مدلل تحریر سے وید کا پردہ فاش کیا ہے۔ آریوں کے ساتھ مباحثہ کرنیوالوں کے لئے ازبس مفید کتاب ہے ۱۲ ؁

پتہ:۔ دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جلد ۸ | بنۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۳ ذوالحجہ سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۱۸ اگست سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۱۴

الفضل کا مطالبہ

خلیفۃ المسلمین کہلوانے کی حرص و آز نے جناب میاں محمود احمد صاحب سے لکھنؤ کے جلسہ میں بقول الفضل یہ تجویز پیش کروائی تھی کہ

"سلطان ترکی بحیثیت خلیفہ نہ پیش کیا جائے بلکہ بحیثیت سلطان بادشاہ کے پیش کیا جاوے"

چنانچہ ۱۳ اگست کے الفضل میں میاں صاحب موصوف کے اصل الفاظ کا یوں اعادہ کیا گیا ہے۔

"میرے نزدیک اس جلسہ کی بنیاد صرف یہ ہونی چاہیئے کہ ایک مسلمان کہلوانے والی سلطنت کو جس کے سلطان کو مسلمانوں کا ایک حصہ خلیفہ بھی تسلیم کرتا ہے مٹا دینا یا ریاستوں کی حیثیت دینا ایک ایسا فعل ہے جسے ہر ایک فرقہ جو مسلمان کہلاتا ہے ناپسند کرتا ہے اور اس کا خیال بھی ہم پر گراں گذرتا ہے"

میاں محمود احمد صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ کو مدنظر رکھکر مولوی عبدالحق صاحب نے ۳۰ رجون کے پیغام میں بقول الفضل یہ نتیجہ نکالا تھا کہ

"دُنیا میں اگر کوئی مسلمان ہیں تو وہ صرف مسلمان کہلانے والے اور دُنیا کی نظروں میں مسلمان ہیں ورنہ فی الحقیقت مسلمان کوئی نہیں"

اس پر ایڈیٹر الفضل بجائے اس کے کہ خاموش رہتا یا یہ سمجھتے ہوئے کہ چونکہ میاں محمود احمد صاحب تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو جو حضرت میرزا صاحب مسیح موعود کو نبی اللہ نہیں مانتے کافر یقین کرتے ہیں اس لئے انکو اپنے عقائد کے ماتحت "مسلمان کہلانے والی سلطنت" کہنا پڑا کیونکہ میاں صاحب موصوف اور انکے مریدین فی الحقیقت اپنے عقاید کی رُو سے سلطان المعظم ترکی کو بجائے خلیفۃ المسلمین کے خلیفۃ الکفار ہی یقین کرتے ہیں ایسے حالات اور اعتقادات کی موجودگی میں ایڈیٹر الفضل کا یکم اگست سنہ ۱۹۲۰ء کے پیغام کا حوالہ دیکر دھوکہ دہی کے طور پر یہ اشارہ کرنا کہ شیخ عبدالحق صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ نے بھی تو ڈاکٹر محمد لیسین صاحب کی نظم مبنی بر اتفاق بین المسلمین کا ذکر کرتے ہوئے "مسلمان کہلانے والے" کے الفاظ بولدیئے کتنے کیا وقعت رکھ سکتا ہے ؟

علاوہ ازیں کیا یہ پبلک کو عمداً مغالطہ نہیں دیا گیا کہ الفضل نے ڈاکٹر محمد لیسین صاحب کی نظم کا تو ذکر تک نہیں کیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب کی شملہ میں ۱۸ رجولائی والی تقریر کی روئداد کا ذکر کرکے کہدیا گیا ہے کہ اس میں بھی "مسلمان کہلانے والے" کے الفاظ موجود ہیں ؟ اور ایڈیٹر الفضل کا مقصد اس سے یہ ہے۔ کہ نا قادیانی پارٹی کے تمام لوگ یہ سمجھ جاویں کہ جو الفاظ جناب میاں محمود احمد صاحب کو بولنے پڑ گئے ہیں وہی الفاظ جناب مولوی محمد علی صاحب کو بولنے پڑے۔

میں احمدیہ احباب سے باربار یہ عرض کروں گا۔ کہ فی الواقع الفضل والے قوم کو عمداً اندھیرے میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی پرچہ میں کسی جگہ مولوی محمد یامین صاحب دہلوی کا ایک مضمون ہوگا۔ جس میں بتلایا گیا ہے۔ کہ میر اکدل سرینگر میں ایک پل ہے۔ جس کا نام فہرست مبائعین میاں صاحب میں درج ہے۔ میں سمجھتا تھا۔ کہ اس قدر دھوکہ دہی قادیان والے کیسے کر سکتے ہیں۔ دعوےٰ تو اُن کا یہ ہے۔ کہ وہی اصلی اسلام پھیلاتے ہیں۔ اور وہی صحابہ کرام کا نمونہ ہیں۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کہ محض رضی نام لکھ لکھ کر لوگوں کو جتلا دیں کہ دیکھو ہماری دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے اور آئے دن دھڑا دھڑ مبائعین کی تعداد بڑھ رہی ہے لیکن کل شام کو ایک خاص معزز بزرگ قوم کی زبانی معلوم ہوا کہ سرینگر میں کدل کہتے ہی پل کو ہیں۔ کسی انسان کا نام میر اکدل نہیں ہوسکتا۔

میں ششدر و پیچ میں تھا اور حیران تھا کہ یاالٰہی کیا قادیان والوں کی حالت یہاں تک گر گئی ہے کہ وہ پلوں کے نام اپنے مبائعین کی فہرست میں درج کرکے صاف اور صریح دھوکہ کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔؟ ایسے ہی خیالات میں تھا۔ جو ۱۳ اگست کا الفضل دیکھنے میں آیا۔ اس میں جب میری نظر اس عنوان پر پڑی کہ

"مسلمان کہلانے والے کا مطلب پیغام کے نزدیک کیا ہے" ؟

پہلے تو مجھے خیال آیا ہے کہ جواب میں یہ لکھدوں پیغام کا مطلب ایسے الفاظ سے یہ ہوتا ہے کہ وہ مسلمان جو اپنے اعمال میں سست ہیں۔ اور اسلام کا پورا پورا نمونہ پیش نہیں کرتے۔ پھر خیال آیا کہ ۱۸ رجولائی والی حضرت مولوی محمد علی صاحب کی تقریر شملہ کو جس کا حوالہ الفضل کا ایڈیٹر دے رہا ہے۔ یکم اگست کا ذرا پیغام دیکھ تو لوں۔ جونہی کہ میں نے وہ تقریر پڑھی۔ اس میں وہ فقرہ کہیں نظر نہ آیا۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ ڈاکٹر محمد لیسین صاحب کی نظم کا مطلب بیان کرتے ہوئے۔ شیخ عبدالحق صاحب شملوی نے وہ الفاظ بولے تھے۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب کی تقریر سے اُن کا کیا واسطہ۔

ایسے حالات دیکھکر مجھے میر اکدل والی بات یاد آ گئی۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمارے احباب کو اپنے فضل سے درست کردے۔ ورنہ اندیشہ ہے۔ کہ اگر چند سال احمدیہ جماعت میں اسی طرح پھوٹ قائم رہی۔ تو قادیان والوں کو آہستہ آہستہ روئے زمین کے مسلمانوں سے اسی طرح سے علیحدگی اختیار کرنی پڑے گی۔ جس طرح سے اہل تثلیث کو اہل التورات سے۔ اور بجائے عملی نیک نمونوں کے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صرف ایمان لانے کو نجات کے لئے کافی سمجھا جاوے گا۔ اور عیسائیوں کی طرح

"ایمان لا اور نجات پا"

ڈھنڈورا دینا پڑے گا۔

الفضل والے مُنہ سے تو اقرار کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کو تشریعی نبی نہیں مانتے لیکن عملاً وہ اپنا ایک قانون رکھتے ہیں۔ اور ایک شرع رکھتے ہیں وہ یہ بھی لکھ دیتے ہیں۔ کہ غیر احمدیوں سے احمدیہ لڑکیوں کا نکاح ناجائز اور حرام ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ ہم شرع محمدیہ پر چلتے ہیں۔ مُنہ سے کہتے ہیں کہ ہم اُمت محمدیہ ہیں لیکن عملاً یہی کہ امت محمدیہ کی بجائے وہ حضرت میرزا صاحب مسیح موعود کی امت بنتے ہیں۔ بلکہ امت محمودیہ بن رہے ہیں۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہوجا
سراسر موم یا پھر سنگ ہوجا

کرامت پیر روشن ضمیر

ہمارے پیر کی دیکھیں کرامات
کہ بیعت کرتے جاتے ہیں جمادات
اگر انسانوں کو نفرت ہے کمی کیا
یہاں لاکھوں ہیں موجود از خفیات
وحوش و طائر و مور و مگس ہیں
در دولت پہ حاضر از فیومنات
حجر کیا ہیں شجر جنس نباتات
ہے معبود ی ثناء کا ورد دن رات
خصوصاً اک سرینگری کا پل ہے
بنام میر اکدل عاشق ذات
غرض ہے پیر کی یہ شان عظمےٰ
ترقی روز افزوں ہے بدرجات
بنام منکران فتوےٰ دیا ہے
ہیں کافر کلہم۔ قسمت دہیمات

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - چہار شنبہ مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۲۰ء نمبر ۱۴

مسلمانوں کے گروہ منافقین سے ترک موالات

کے متعلق ایک مضمون مولوی مظہر الدین صاحب منیجر کوٹی شعبہ اشاعت مرکزی خلافت کمیٹی - نرگاؤں بمبئی کی طرف سے ہمیں موصول ہوا ہے۔ اسکو ملاحظہ درج کرنے سے پہلے میں اتنا ضرور کہوں گا۔ کہ اہل ہند کے مسلمانوں کے صحیح حالات کو مد نظر رکھکر یہ مضمون نہیں لکھا گیا۔

یہ ایک امر واقعہ ہے۔ کہ آج سے چند ماہ پہلے بحیثیت وفادار رعایا یا ایک محکوم قوم ہونے کے اہل ہند کے مسلمانوں نے گورنمنٹ برطانیہ کو اپنے مالوں۔ آدمیوں اور دیگر طریقوں سے بہت بھاری امداد دی۔ اور ترکوں کا مقابلہ کیا۔ یا یوں کہو کہ اسلامی سلطنت کو ضعف پہنچا دیا۔ لیکن ایسا فعل بقول مولوی مظہر الدین صاحب منافقوں کا ہے۔ نہ کہ مسلمانوں کا؟ گویا دوسرے لفظوں میں گورنمنٹ انگلشیہ کا مددگار اور وفادار رہنے والا قرآنی تعلیم کے رو سے مسلمان کہلانے کا مستحق ہی نہیں یا یوں کہو کہ وہ مسلم ہی نہیں جو غیر مسلم بادشاہ کا محکوم ہے۔

میں فرض کر لیتا ہوں کہ مولوی مظہر الدین صاحب کا دل شیطان کے قبضہ میں نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ باطل معبودوں سے کانپ سکتے ہونگے۔ لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ جن مسلمانوں نے خدا کو حاضر و ناظر جانکر گورنمنٹ انگلشیہ سے وفادار رہنے کا عہد کیا ہوا ہے وہ اگر اپنا عہد توڑ دیں اور دل سے غیر وفادار بنکر گورنمنٹ کو دھوکہ دیدیں وہ عند اللہ منافق نہیں سمجھے جاویں گے؟ مولوی مظہر الدین صاحب نے منافق کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ قول کے لحاظ سے اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ مگر عمل کے لحاظ سے خارج ہوتا ہے۔ گویا جس قدر بدعہد بدعمل یعنی زانی - قمار باز - بے نماز - ڈاکو - چور - کاذب جعلساز وغیرہ مسلمان موجود ہیں وہ سب منافق ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم نے تو یکتم ایمانہ والے کو بھی منافق نہیں کہا بلکہ مومن کہا ہے۔ یہ یہاں کی قرآن دانی ہے کہ جو علی الاعلان اپنے مسلم ہونے کا اقرار کرتے ہیں ان کو محض اس لئے منافق کا خطاب دیا جاتا ہے۔ کہ وہ سفید رنگ چہرے والے دنیوی حکمرانوں سے اپنا تعلق قطع نہیں کرتے۔ آیت قرآنی کے حوالہ سے یہ کہنا کہ جن لوگوں نے مسلمانوں کے نکالنے میں مدد دی خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم وہ دشمنان اسلام ہیں۔ اور اُن سے ترک موالات کا حکم ہے۔

یہ بھی قرآن کریم کی تعلیم سے بے بہرہ ہونے کی دلیل ہے موجودہ حالات میں تو گورنمنٹ برطانیہ نے کبھی مسلمانوں کو جلا وطن نہیں کیا۔ اور نہ ہی ہندوستان سے خارج ہونے کا حکم دیا۔ بلکہ اُلٹا ہدایت دی کہ ہندوستان کا چھوڑنا اچھا کام نہیں۔ مہاجرین کو تکالیف کا سامنا ہوتا ہے چونکہ مسلمانوں کا مسلمانوں کو ہند سے خارج کرنا اور جلا وطن کرنا یا اُن لوگوں کی جو مسلمانوں کو ہند سے نکالنے کے در پے ہوں مدد کرنا۔ پس مولوی مظہر الدین صاحب سمجھ لیں کہ وہ کس راہ پر اہل اسلام کو چلنے کی ہدایت دے رہے ہیں

مولوی مظہر الدین صاحب کو سمجھنا چاہیئے کہ منافق وہ ہوتا ہے۔ جو زبان سے تو ایک صداقت کا اقرار کرتا ہے۔ لیکن دل میں اسے اُس صداقت پر یقین نہیں ہوتا۔ لیکن دل سے کسی امر کا حق سمجھنا اور دُنیا کے خوف سے اُس کا زبان سے اقرار نہ کرنا۔ اس کا نام نفاق نہیں ہوتا۔

بہتر ہوتا جو گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ترک موالات ص

منافقین سے ترک موالات کا حکم

(از مولوی مظہر الدین صاحب منیجر کوٹی شعبہ اشاعت مرکزی خلافت کمیٹی)

مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جس کے دلوں پر خدا و رسول کی بجائے شیاطین کا قبضہ ہے۔ آخرت اور عذاب آخرت سے نہیں۔ بلکہ دُنیا کے معبودان باطل کے خوف سے وہ کانپ اُٹھتے ہیں۔ اُن کا دوزخ وہ دوزخ نہیں۔ جس کی ہولناکی و شعلہ فشانی کی تفصیلات قرآن مجید میں موجود ہیں۔ بلکہ اُن کا دوزخ کسی دُنیوی حکمران کا غصہ ہے۔ جس طرح مومنین "نار موقدہ" سے ڈرتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح ان پر ایک سفید چہرے کے غضبناک تیوروں کا تصور موت طاری کر دیتا ہے۔ اسی بنا پر ان کی حالت یہ ہے۔ کہ وہ احکام اسلامی کا اپنے خلوتخانوں میں اقرار تو کر لیتے ہیں۔ مگر میدان عمل میں ان پر عمل نہیں کرتے۔ بعض اوقات وہ احکام الٰہی پر عمل کرنے کے لئے اُٹھتے ہیں۔ مگر کسی خیال سے او ندھے ہو کر منہ کے بل گر پڑتے ہیں۔ کہ دنیوی عزت ان کا قبلہ ہے۔ کسی انگریز کی چوکھٹ اُن کا حرم ہے۔ فانی عیش و راحت اُن کی جنت ہے اور دُنیوی حکمرانوں کے فرامین ان کے نزدیک (معاذ اللہ) نصوص قرآن و حدیث ہیں۔ غرض ایک طرف اسلام و مصائب اسلام کو دیکھتے ہیں۔ تو خیال ہوتا ہے۔ کہ کچھ کریں۔ مگر جب دُنیوی اعزازات و خطابات اور محبوبات و مرغوبات سامنے آتی ہیں۔ تو اُن کی زبانوں پر مہر لگ جاتی ہے۔ کہ اعلان حق کر نہیں سکتے دست ہائے عمل شل ہو جاتے ہیں۔ کہ خدا کی راہ میں اُٹھ نہیں سکتے۔ اور قدم ابدی لعنت و خباثت کی دلدل میں گر جاتے ہیں کہ چل نہیں سکتے۔ غرض ان کی حالت یہ ہوتی ہے۔ کہ مذبذبین بین ذالک لا الیٰ ھٰؤلاء و لا الیٰ ھٰؤلاء۔

ایسے ہی لوگ شرع کی اصطلاح میں منافقین ہیں کہ ایک دروازہ سے اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ اور دوسرے دروازہ سے نکل جاتے ہیں۔ یعنی قول کے لحاظ سے اسلام میں داخل اور عمل کے لحاظ سے خارج ہیں۔ چنانچہ لغت کے مشہور امام "راغب اصفہانی" نے نفاق کی یہی تعریف کی ہے کہ دخول من باب واحد و خروج من باب آخر۔ پھر ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن کریم کا حکم ہے کہ ان المنافقین ھم الفاسقون۔ امام موصوف نے اپنی مفردات میں اس آیۃ کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ الخارجون من الشرع۔ یعنی منافقین شرع سے خارج ہیں۔ کیونکہ شرع نام عمل کرنے کا ہے۔ اور یہ لوگ عمل نہیں کرتے۔ گو زبان و دل سے اعترافات کرتے رہیں۔ پھر بقول امام راغب اصفہانی خدا نے منافقین کو کافروں سے بھی زیادہ بُرا قرار دیا ہے۔ اور اس کی دلیل یہ آیۃ ہے کہ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ یعنی منافقین دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے۔

یہی سبب ہے کہ جس طرح ترک موالات کا حکم دشمنان اسلام کے ساتھ ہے۔ اسی طرح اُن کے ساتھ بھی ہے۔ جو اپنے اعمال و افعال سے دشمنان اسلام کی مدد کریں چنانچہ کتاب الٰہی میں جہاں مسلمانوں سے مذہبی جنگ کرنے والوں اور مسلمانوں کو خارج از بلد کرنے والوں سے دوستی و تعلق قائم رکھنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ وہاں اس قسم کے لوگوں کی مدد کرنے والوں کے ساتھ بھی دوستی و تعلق قائم رکھنے کی ممانعت ہے۔ چنانچہ صاف صاف حکم الٰہی ہے کہ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین و اخرجوکم من دیارکم و ظاھروا علیٰ اخراجکم ان تولوھم و من یتولھم فاولٰئک ھم الظالمون۔ اس آیۃ میں تین قسم کے لوگوں سے دوستی رکھنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

(۱) جنہوں نے مسلمانوں سے مذہبی جنگ کی۔

(۲) جنہوں نے مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے نکالا۔

(۳) جنہوں نے مسلمانوں کے نکالنے میں مدد دی خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم کیونکہ آیۃ میں حکم مطلق ہے۔

اگر کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرے۔ یعنی تینوں گروہوں میں سے کسی کے ساتھ دوستی رکھے۔ تو اس کا بھی ایک حکم فرمایا کہ من یتولھم فاولٰئک ھم الظالمون۔ یعنی وہ سب ظالم ہیں۔

ظالموں کے ساتھ ترک تعلق و دوستی کی قرآن کریم میں بڑی تاکید کی گئی ہے۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ ان الظالمین بعضھم اولیاء بعض و اللہ ولی المتقین۔ وہ ظالموں میں سے بعض بعض کے دوست ہیں اور اللہ تو متقین کا دوست ہے۔ ایک دوسرے مقام میں ظالمین اور اعدائے اسلام کے لئے کہا گیا۔ کہ انھم اتخذوا الشیاطین اولیاء من دون اللہ۔ ان لوگوں نے خدا اور رسول اور حق نما طریق کو چھوڑ کر شیاطین کو اپنا دوست بنا لیا ہے۔ پھر جو لوگ شیاطین کو اپنا دوست بنا لیتے ہیں اُن کے متعلق حکم دیا گیا کہ فقاتلوا اولیاء الشیطان ان کید الشیطان کان ضعیفا۔ تم شیطان کے دوستوں سے مقابلہ کرو۔ اور یقیناً شیطان کی چالیں بہت ہی کمزور ہیں۔ خلاصہ یہ کہ قرآن کریم میں بکثرت آیات موجود ہیں جنہیں دشمنان اسلام اور اُن کی امداد کرنے والوں کا ایک ہی حکم بیان کیا گیا ہے۔ اور اس لئے از روئے شرع ترک موالات کے حکم میں دشمنان اسلام کی طرح وہ منافقین بھی شریک ہیں۔ جو مال سے۔ آدمیوں سے اور دیگر طریقوں سے اعدائے اسلام کو مدد دیتے ہیں۔ اور اُن سے ترک تعلق نہ کریں۔ خطابات کا واپس نہ کرنا۔ آنریری عہدوں کی لعنت آذین کرسیوں کو نہ چھوڑنا اور کونسلوں میں جانا۔ اُن کی عدالتوں میں وکالت کرنا۔ سرکاری اعزازات کو اپنے لئے طرۂ امتیاز و افتخار سمجھنا۔ یہ سب کچھ تعلقات ہیں۔ اور موالات میں داخل ہیں۔ جب تک یہ قائم رہیں گے ترک موالات نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ اس کا حکم آیات مذکورہ میں نہایت سختی و تاکید سے دیا گیا ہے اور ایک مومن کا ایمان اسی صورت میں محفوظ رہ سکتا ہے کہ وہ اگر کچھ اور نہیں کر سکتا۔ تو کم از کم اپنے تعلقات کو دشمنان اسلام سے منقطع کر لے۔ اب ہمارے سامنے دو ہی راستے ہیں ایک اسلام کا اور دوسرا نفاق و کفر کا۔ جو لوگ اپنے تئیں اسلام کا دعویدار سمجھتے ہیں وہ خود فیصلہ کر لیں۔ کہ ان دونوں راستوں میں سے وہ کس راہ کو اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

اس وقت ہم پر جو فرائض اسلامی عائد ہوتے ہیں وہ نہایت ہی سخت اور اہم ہیں۔ ان میں سے ترک موالات پہلا فرض الٰہی ہے۔ اور سب سے اول ہم اس حکم کے مخاطب ہیں۔ سردست اسی کو مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی نے علماء و دیگر بزرگان ہند کے مشورہ سے اپنی کامیابی کا پہلا زینہ قرار دیا ہے۔ اگر اس پر بھی ہم عمل نہیں کر سکتے تو پھر خطرہ ہے۔ کہ ہم اپنے ایمان کو بھی محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ اگر کہیں شرائط جمعہ پوری نہ ہوں۔ تو حکم ہے کہ نماز ظہر ادا کر لی جائے۔ اس کے سوا فرض ساقط ہونے کی کوئی دوسری صورت نہیں۔ علیٰ ہذا۔ اعدائے خلافت۔ تجزیہ ٹرکی اور تسلط اماکن مقدسہ کے بعد مسلمانوں پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں۔ ان میں سے ترک موالات ایک کمتر و ادنیٰ حکم ہے۔ جس کا قائم مقام یہاں رہنے والوں کے لئے کوئی دوسرا فرض نہیں ہو سکتا۔ پس اگر بعض مسلمانوں نے اس فرض کو بھی ادا نہ کیا۔ تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کس شے میں سمجھتے ہیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ اُن کا حشر مسلمانوں کے ساتھ اور اسلام کی آغوش میں ہو تو پھر انہیں بزدلی و نامردی کو چھوڑ کر اپنا طرز عمل احکام الٰہی کی روشنی میں متعین کرنا چاہیئے۔

حاطب بن ابی [illegible] نے کفار مکہ کو اپنے بچوں کی حفاظت کے خیال سے صرف اتنی مدد دینی چاہی تھی کہ بعض پوشیدہ امور ان کو خط میں لکھکر بھیجے تھے۔ جب یہ راز فاش ہوا۔ اور راستہ ہی میں خط پکڑا گیا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے۔ کہ اس منافق کی گردن مار دوں۔ اور اسی وقت سورۂ ممتحنہ نازل ہوئی۔ جس میں سب سے اول یہ حکم دیا گیا کہ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ و قد کفروا بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول و ایاکم ان تؤمنوا باللہ ربکم۔ ترجمہ۔ تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ کہ اُن کی طرف محبت کے ڈورے ڈالنے لگو حالانکہ انہوں نے اس دین حق کا انکار کر دیا۔ جو خدا کی طرف سے تمہارے پاس آیا ہے۔ اور انہوں نے تم کو اور خدا کے رسول کو محض اسلئے نکال دیا۔

(بقیہ مضمون بر صفحہ ۵ کالم اول)

کیتے (خدا کے فضل وکرم سے حقیقی احمدی وہی ہیں جو عقائد محمودی کے خلاف ہیں۔ نہ کہ خلاف عقیدہ احمدیہ۔ راقم) اب ان میں احمدیت برائے نام ہے۔ (اب کامل احمدی وہی جماعت ہے) اگر ان میں بدظنی نہ ہوتی تو جماعت سے علیحدہ نہ ہوتے (حضرت بدظنی اسکو کہتے ہیں جو امر کسی میں نہ ہو۔ اور اُس پر شبہ کیا جاوے۔ اور آپ میں تو وہ قباحتیں فی الواقع موجود ہیں۔ تو پھر بدظنی چہ معنے دارد ؎ سخن سربستہ گفتی با حریفاں + خدا را زیں معمہ دست بردار۔ راقم) مجھے اچھی طرح یاد ہے (خدا آپ کی یاد قائم رکھے کبھی تو حق بات کو بھی یاد کرو۔ اور اس عقیدہ بد سے باز آؤ۔ راقم) کہ جس دن حضرت خلیفہ اوّل کی وفات ہوئی۔ (اور یاروں کی مُراد بر آئی کہ اب اسلام میں رخنہ بے خوف وخطر کر کے جماعت احمدیہ کو جہنم کا سیدھا راستہ دکھائینگے۔ راقم) عصر کے بعد مولوی محمد علی صاحب میرے پاس آئے (یہ اُن کے بے نفس ہونے کا ثبوت ہے۔ راقم) اور میں اُسوقت سیر کو جارہا تھا۔ (کیا خوب۔ تمہارے اُستاد اور سردار کی میت ہو۔ اور قبل از تجہیز وتکفین تم سیر کو جاؤ۔ یہی وقت سیر کے لئے خوب تھا۔ جو آپ نے تجویز فرمایا بحالت موجودگی جنازہ!) اور کہا کہ میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ (جبکہ ایک پیشوائے جماعت کی میت ہو۔ اور اس کی تجہیز وتکفین موافق حکم سید المرسلین عجلت سے ہوتی لابدی ہے اور آپ اس فکر میں ہیں کہ تاوقتیکہ خلافت میرے نام سے موسوم نہ ہو میت رکھی رہے۔ نہ خوف خدا نہ پاس رسول! خواہش نفس کے متبع سیر نہ کریں تو کیا کریں۔ راقم) اُن کی ہمدردی تقاضی اس امر کی ہوئی کہ میرے مرشد کے صاحبزادہ کے عقیدہ کی اصلاح ہو۔ میں نے کہا کہ ہاں کیجئے۔ (مگر جلدی تاکہ سیر میں حرج واقع نہ ہو۔ راقم) اُنہوں نے مجھ سے پوچھا کہ خلافت کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے خلافت کی ضرورت جو میری سمجھ میں آئی بتائی (مولوی صاحب نے تسلیم کی مگر) اُنہوں نے کہا کہ اس وقت ایسے خلیفہ (کہ جو امام الزمان کے مسلمہ عقائد کے خلاف دُنیائے اسلام کو کافر تصور کرنے والا ہو) کی خلافت کو تسلیم کرنا۔ جس سے اختلاف عقائد ہو مشکل ہے۔ اور اسی ضمن میں نبوت اور کفر کے مسائل پر بھی گفتگو ہوئی۔ اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی (خوب! جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے حضرت مولوی صاحب کو خالی منہ نا۔ لینے کی ضرورت نہ تھی اور نہ خلافت تمہاری کے مخالف تھے بلکہ تمہارے عقاید مخترعہ کے خلاف تھے۔ جو آپ کی گفتگو سے ظاہر ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں دیکھنا نہیں چاہتا اور نہ تمہاری رائے سے اتفاق کر کے جماعت کو چاہ ضلالت میں گرا سکتا ہوں۔ اندریں صورت تمہاری خلافت کیسے تسلیم کر سکتا ہوں۔ عیاذاً باللہ)

محمودیو! تمہارے حضرت دیکھو کیا فرما رہے ہیں۔ جس سے روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ مولوی صاحب میرے عقیدہ فاسدہ سے پہلے ہی متنفر تھے نہ میری ذات سے۔ اور مولوی صاحب نے یہ عقیدہ بد کو نہیں بدلا۔ اپنے مرشد کے مُنہ کو بند کرو۔ کیا تمہارے کئے کرائے پر پانی پھیر رہے ہیں۔

حضرت میاں محمود کو لازمی ہے کہ وہ اپنے چیلے چانٹوں کو ہدایت کریں کہ تم ایسے بدلگام نہ بنو۔ جس میں تمہیں سُبکی ہو ہم اس مقام پر کچھ اپنی طرف سے حاشیہ چڑھانا نہیں چاہتے جو کچھ میاں صاحب کی کلام سے مترشح ہوا وہی صاف بریکیٹ میں واضح کر دیا۔

صاحبزادہ صاحب آئیندہ ایسے ہی خطبہ تلاوت فرمایا کریں جس میں بوئے صداقت تو ہو۔ اور اس سے ہر بشر فائدہ اٹھا سکے اس مقام پر یہ بات غور طلب ہے کہ میاں صاحب کا یہ فرمانا کہ "غیر مبائعین نے اختلاف بدظنی سے کیا" کس قدر صحت پر محمول ہو سکتا ہے۔ جسکو ہم واضح کرنا چاہتے ہیں۔

اوّل۔ صاحبزادہ صاحب والاتبار کا بیان خود کاشف اس امر کا ہے کہ مولوی صاحب میرے پاس آئے اور اُنہوں نے کہا کہ ضرورت خلافت نہیں۔ کیونکہ تمہارے عقائد صحیح نہیں۔ اور بوجہ عدم صحت عقائد میں تم سے مخالف ہوں اور اختلاف رکھتے ہوئے منافقانہ طرز پر میں موافقت نہیں کر سکتا اور مولوی صاحب صاحبزادہ کے بالمشافہ اپنی مخالفت کے مظہر ہوئے۔ لہٰذا سوءِ ظنی نہ رہی۔ بلکہ اظہار مخالفت ہے صادقانہ۔ نہ منافقانہ۔ ثانیاً مولوی صاحب کو نہ آپکی ذات سے دشمنی تھی۔ اور نہ آپکی خلافت سے کدورت بلکہ بوجہ عقائد باطلہ ایک مومنانہ مخالفت تھی۔ چونکہ آپ ملحدانہ عقائد کے موجد تھے اس لئے بموجب "من رای منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ" صورت ثانیہ کے عمل سے رسول صلعم کے مطیعان میں شمار ہوئے۔ ثالثاً۔ نبوت ومسئلہ کفر پر مولوی صاحب نے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کیوں گفتگو کی۔ محض اس لئے کہ آپ اپنے عقائد خود ساختہ سے رجوع کریں۔ اور جماعت اتحاد ملی میں قائم ہو۔ مگر آپ نے نہ ماننا تھا نہ مانے۔ جس کی وجہ سے مولوی صاحب کو یہی کہنا پڑا۔ کہ اسوقت ایسے خلیفہ کی خلافت کو تسلیم کرنا جس سے اختلاف عقائد ہو مشکل ہے۔

دوئم۔ مولوی صاحب کی نزاع شاہد اس امر کی ہے۔ (بالفاظ میاں صاحب) کہ مولوی صاحب اس عقیدہ سے پہلے ماہر ہو چکے تھے۔ اور ممکن ہے کہ در پردہ میاں صاحب کی اصلاح چاہتے رہے ہوں۔ اس وقت مولوی صاحب کو یقینی طور پر یہ معلوم ہوا۔ کہ میاں صاحب اس خود ساختہ عقیدہ سے باز نہیں آئیں گے۔ اور اُن کی خلافت باعث ترویج خیالات فاسدہ کی ہوگی۔ جس سے مولوی صاحب نے اپنا خلاف ظاہر کیا۔

سوم۔ میاں صاحب کو سیر کی کیوں سوجھی۔ اس لئے کہ مولوی صاحب مرحوم کی وفات اُن کی حصول مراد کا باعث ہوئی۔ کہ اب کوئی مانع نہیں رہا۔ اب ہم ہی ہم ہیں۔ اور جماعت کو جس طرف پھیریں گے۔ پھرے گی۔ اس لئے بوجہ حصول طمانیت قلبی کے مرحوم کی میت کا خیال نہیں بلکہ سیر کی سوجھی۔ مگر مولوی صاحب مصلحانہ طور پر اُن کے پاس گئے۔ یہ ایک ہمدردی تھی۔ جو منافق کی شان سے بعید ہے۔ بلکہ یہ شیوہ صادقوں کا ہے جس سے میاں صاحب کے خیال کا بطلان ہے۔

چہارم۔ میاں صاحب کا یہ فرمانا کہ "خلافت کی ضرورت جو میری سمجھ میں آئی بتائی" اور بقیہ مکالمہ کو ترک کرنا صاف مظہر ہے۔ کہ مولوی صاحب نے مسکت جوابات دیئے۔ یہ ثبوت اس امر کا ہے کہ مولوی صاحب نے منافقانہ نہیں بلکہ مومنانہ طرز سے کام لیا۔ حالانکہ میاں صاحب کے معاونین کی جماعت موجود ہونے کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ شان مومن ہے صداقت اصلحا۔ میاں صاحب کا اپنی بات بھی ایک پردہ سے ظاہر کرنا اور جوابات کو مخفی رکھنا خلاف شان مومن ہے۔

الغرض مولوی صاحب خود میاں صاحب کے بیان سے صادق نکلے۔ اور میاں صاحب خود اپنے بیان خطبہ اور اپنے چیلوں کی اشاعت (جو میاں صاحب کی عین تعلیم ہے) کے رو سے صداقت کے مرکز سے گری ہوئی نظر آئی۔ یہ نتیجہ ہے مخالفت حق کا۔

میرے محمودی برادرو! یہ حالت تمہارے پیشوا کی ہے۔ جس کے تم چیلے چانٹے ہو۔ باوجودیکہ وہ صداقت کی لائن سے علیحدہ ہے۔ اب اس کی اتباع پر آپ کا ایمان کس چیز پر رہا۔ تم خود ہی انصاف کرو۔ کہ کیا صادقوں اور پاکبازوں کے جانشین ایسے ہی ہوتے ہیں جو دوسروں کو متہم کریں۔ اور خود صداقت کی لائن سے علیحدہ کھڑے ہوں۔ ان ھذا لشئ عجیب۔

صاحبزادہ والاتبار کے وجود سے ہم قطعی طور پر اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنی ملعونیت کے ساتھ اپنے عقائد باطلہ کو الوداع کہیں گے۔ اور ضرور ایسا ہونا چاہئے۔ کیونکہ آپ اس پاکباز کی ذریت ہیں۔ جس نے اپنے وجود سے دُنیا کی اصلاح کی اور صاحبزادہ بھی خدا کرے اپنے والد کے ہمرنگ ہونے میں دُنیا کے لئے نمونہ ہو۔

چونکہ آپ کی کلام اس وقت پوری صداقت سے رہی ہے۔ خدا کرے یہ نونہال صادق وپاکبازی میں یکتا ہو۔ اور اس کا وجود ان عقائد باطلہ (محمودیت) کے بُت کے لئے اول درجہ کا بُت شکن ثابت ہو جس سے محمودیوں کے لئے ماتم بپا ہو۔

فرزندانِ محمودیہ کے لئے بھی دُعا ہے کہ خداوند کریم اُن کو اس گمراہی کے چاہ سے نکال کر صراط مستقیم پر مستقیم فرماوے اور آئیندہ ایسے نجس عقیدوں سے بچائے۔ جس سے وہ مورد جہنم ہوں۔

محمودی برادرو! خیال کرو۔ کہ ابھی باب توبہ مفتوح ہے۔ اس سے فائدہ حاصل کرو۔ ورنہ پچھتاؤ گے یہ وقت پھر نصیب نہ ہوگا۔ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ!

خوب گفت آں قادر رب الورٰی + لیس للانسان اِلَّا ما سعٰی
گندم از گندم بروئید جو ز جو + از مکافات عمل غافل مشو

دربار خلافت قادیان
کے
پانچ لاکھ مبائعین کی حقیقت

(از قلم مولوی محمد یمین صاحب دالوی)

یہ مضمون مولوی محمد یمین صاحب دالوی کا ہے۔ جس امر کی طرف مولوی صاحب موصوف حوالہ دے رہے ہیں وہ حوالہ تو صحیح ہے فی الواقع الفضل میں سرینگر کے ایک معلم کا نام مبائعین میاں محمود احمد صاحب کی فہرست میں درج ہے لیکن تحقیق طلب یہ ہے کہ آیا فی الواقع اس نام کا کوئی آدمی سرینگر میں ہے یا نہیں؟ اور کسی نے بطور استہزا ایک کل کا نام مبائعین کی فہرست میں لکھوا دیا ہے۔؟ بہتر ہو جو الفضل والے مفصل پتہ لکھدیا کریں۔

میں یہ تسلیم کرنے کے لئے ابھی تیار نہیں۔ کہ قادیاں والے مبائعین کی فہرست میں مفصل پتے اس لئے نہیں لکھتے کہ درحقیقت اُن میں بہت سے نام فرضی ہوتے ہیں + (ایڈیٹر)

جب سے میاں صاحب نے لوائے احمدیت کو گرا کر گدی بنا کر اس پر رونق افروز ہوئے ہیں۔ اس کے بعد اُنکی اپنی اخبار الفضل میں طول طویل فہرست مبائعین چھپتی رہتی ہے، اس فہرست میں زیادہ تر اُنہیں لوگوں کے نام ہوتے ہیں جو پہلے ہی کے مرید ہو چکے ہیں۔ اور کچھ وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنی ذاتی دُنیوی اغراض تجارت وغیرہ کے لئے قادیان جلسہ کے موقعہ پر چلے جاتے ہیں۔ اور ایک کثیر حصہ قادیان کے سالانہ جلسہ گاہ میں اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو قادیان کے اردگرد دیہات سے بغرض تماشا جلسہ گاہ میں شامل ہوتا ہے۔ اور بہت شاذونادر بعض وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو بعض محمودی ورغلا کر باہر سے ساتھ لیجاتے ہیں جب اختتام جلسہ کے دن جلسہ گاہ میں پگڑیاں اِدھر اُدھر اُچھالی جاتی ہیں۔ تو بھی خواہان خلافت اسوقت آہستہ آہستہ تجدید بیعت کی تحریص وترغیب بھی دیتے جاتے ہیں جس کی بنا پر مبائعین سابقین بھی پگڑی پر ہاتھ رکھ کر میاں صاحب کے ساتھ ساتھ (صرف زبان سے) یہ کہے جاتے ہیں۔ کہ آج میں محمود کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں + اس کے بعد ان نومبائعین کی فہرست مرتب کرنے والے پہلے اور پچھلے سب بیعت کرنیوالوں کے نام بلاتمیز سابق وآخر کے نومبائعین کے عنوان کے نیچے لکھدیتے ہیں۔ اور بعد کو الفضل میں فخریہ طور پر یہ شائع ہو جاتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے اب کا جلسہ بخیر وخوبی ختم ہو گیا۔ اور اب کے سال بہ نسبت سالہائے سابق کے بہت کامیابی ہوئی۔ اور ہزار ہا پروانہ وار محمود کے قدموں میں پہنچکر داخل بیعت ہو کر اُن خدائی نوشتوں کو پورا کر دکھایا۔ فللّٰہ الحمد الحمد ذٰلک۔ اور بڑی شوخی سے حضرت مسیح موعود کے یہ اشعار بے موقعہ بے سوچے سمجھے لکھدیتے ہیں ؎

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا
کہ ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اُس ماہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اِک عالم کو پھیرا

دوسری قسم ایسے لوگوں کے نام درج ہوتے ہیں کہ یا تو نابالغ بچے ہوتے ہیں۔ جنکو مذہب کا نام تک بھی معلوم نہیں ہوتا۔ اور تیسری قسم کے ایسے جاہل گنوار لوگوں کے نام درج ہوتے ہیں جنکو محمودی مذہب تو درکنار اُن کو سرسول نماز تک کا بھی موقعہ نہیں مل سکتا اور چوتھی قسم کے اکثر ایسے فرضی نام درج ہوتے ہیں جنکے اخفا کے لئے بجائے مفصل پتہ مقام وضلع کے صرف ملک

ان کی حالت پر توجہ فرما دیں۔ کاش مسلمان اول مرض کو سمجھیں، اور مرض کی تشخیص میں گمراہ نہ ہوں۔ پھر جب مرض مشخص ہو جاوے تو علاج صحیح پر عمل پیرا ہوں۔ ہمارے شہر میں اپنی زبان کی ایک ضرب المثل ہے۔

"بلبل مرگئی اندر حی اُس کی کون سے نہ گئی"

ہم مسلمان اس ضرب المثل کے صحیح مصداق ہیں۔ ہم تباہ اور برباد ہو گئے۔ مگر اب تک اختلاف باہمی کو نہیں چھوڑتے اور چھوٹی شیخی اور کلان کاری سے باز نہیں آتے۔ کاش مسلمان سمجھیں۔ والسلام ✣

رسید زر

چندہ جماعت پشاور معرفت حضرت مولانا مولوی غلام حسن خان صاحب سب رجسٹرار پشاور

مولانا مولوی غلام حسن خان صاحب ..... [illegible]
جناب شیخ ہدایت اللہ صاحب ..... [illegible]
جناب قاضی عبد الخالق صاحب ..... [illegible]
جناب بابو غلام حسن خان صاحب مبلغ ..... [illegible]
جناب مستری میاں محمد تکی صاحب ..... [illegible]
جناب مستری عبد العزیز صاحب ..... [illegible]

میزان کل ۴۳/۰/۰ [illegible]

متفرق خبریں

پیر محبوب شاہ کا مقدمہ

(کراچی۔ ۱۱- اگست) حیدرآباد کے سنٹرل جیل میں خاص عدالت سشن میں ۱۱- اگست کو پیر محبوب شاہ کے مقدمہ کی سماعت زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) تعزیرات ہند شروع ہوئی۔ ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس حیدرآباد نے استغاثہ پیش کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ ملزم نے ۱۱ جون کو ٹانڈہ محمد خان کے لوگوں کو ایک عام جلسہ میں جس میں سب انسپکٹر پولیس کے علاوہ ایک مجسٹریٹ درجہ سوم بھی موجود تھا۔ فساد کا اشتعال دلایا تھا۔ سب انسپکٹر کی رپورٹ سے جس پر الزام مبنی ہے۔ تین پیروں کی تقریروں کی کیفیت ملتی ہے۔ جن میں سے دو پیروں کی درخواست معافی کو گورنمنٹ نے منظور کر لیا ہے۔

پیر محبوب شاہ کی تقریر کا ملخص حسب ذیل ہے:۔

"اُٹھو اور کام کرو۔ ترکوں نے اپنے مذہب کی حفاظت کی ہے۔ تمہیں بھی چاہیئے۔ کہ کافروں کو ہلاک کرو۔ اپنی جانیں قربان کر دو۔ میری جان حاضر ہے۔ دشمن سے صدق و وفاداری قطع کر لو۔ پروانے اور رسالے چھوڑ دو۔ جنگ اسلام میں اپنی جان کو قربان کرو .... فاحشہ عورتوں کے ساتھ سرگرم عیش ہے۔ ان پر لعنت ہو۔ اور وہ اپنے آپ کو شیعہ کہتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو بڑے القاب دیتے ہیں۔ وہ کاذب اور بدعہد ہیں۔ میں ہجرت کے لئے تیار ہوں۔ پولیس کے گھوڑے چوری کرو۔ ریل کی پٹڑیوں کو اُکھیڑ دو۔ افسروں پر ڈاکے ڈالو۔ ریلوے کو توڑ دو۔ تاکہ افواج کی نقل و حرکت بسرعت نہ ہو سکے۔ کئی پیر راہی گیروں کی عورتوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور اسراف کرتے ہیں۔ مگر وہ ہمیں اس کام میں امداد نہیں دیتے ان پر بھی لعنت ہو"

مقدمہ کی ابتدائی سماعت بروز دوشنبہ سنٹرل جیل میں ہوئی۔ جبکہ ان گواہوں کی شہادت قلمبند کی گئی ہے۔ جو ملزم جلسہ میں موجود تھے۔ ملزم کی طرف سے ایک وکیل پیش ہوا۔ جس نے جرح نہ کی۔ مگر بیان کیا۔ کہ ایک تحریری بیان عدالت میں پیش کیا جائیگا۔ پیر مذکور نے اپنی گرفتاری کے دن سے یعنی ۹ دن سے کھانا ترک کر دیا ہے۔ ابتدائی سماعت سے پہلے ایک معذرت گورنمنٹ کے روبرو پیش کی گئی تھی۔ مگر اُسے غیر تسلی بخش سمجھکر مسترد کر دیا گیا۔ پیر مذکور کے دوستوں کا بیان ہے کہ ملزم نے معذرت کی نہیں دی تھی۔ بلکہ اس سے ایک سفید کاغذ پر دستخط کرا لئے گئے تھے۔ اور اُن کے بھائی نے دستخطوں کے اوپر معذرت لکھدی تھی جو ابتدائی کارروائی کے خاتمہ پر منظور کرنے کے لئے درخواست کی گئی۔ مگر اسے بھی نامنظور کیا گیا۔ (رویٹر بلیٹن)

چھاؤنی ساگر میں ڈایرشاہی

چھاؤنی ساگر (وسط ہند) سے ہمارا خاص نامہ نگار اطلاع دیتا ہے۔ کہ ۹- اگست کو شہر اور صدر بازار میں مہاراج تلک کا سوگ منایا گیا۔ سب لوگوں نے دوکانیں اور کاروبار بند رکھا۔ قصابوں نے بھی دوکانیں بند کر دیں اس لئے چھاؤنی مجسٹریٹ نے ۱۳ قصابوں پر دکانیں بند کرنے کا مقدمہ زیر چھاؤنی ایکٹ قائم کر دیا۔ آج پیشی ہے۔ نتیجہ سے اطلاع دی جائیگی"

یہ چٹھی زبان حال سے بول رہی ہے۔ اس پر سوائے اس کے اور کیا حاشیہ آرائی کی جا سکتی ہے کہ نہ معلوم بعض کوتہ اندیش حکام اپنی ان ڈایرشاہی کارگذاریوں کا کیا نتیجہ سمجھ بیٹھے ہیں؟ کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس جبر و تعدی سے ہندوستانیوں کی آزادی پرستی کی سپرٹ کو وہ کچل سکیں گے۔ اگر وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں تو سخت غلطی پر ہیں۔ کیونکہ

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے

جب ڈایر جیسا ظالم سفاک افسر یا اوڈوائر جیسا جابر اور ظالم حاکم اہل امرتسر اور عام پنجابیوں کی سپرٹ ہزاروں کُشتوں کے پُشتے لگا کر بھی نہ دبا سکا۔ تو کسی کی یہ مجال کب ہو سکتی ہے دس بیس یا سو پچاس ناکردہ گناہ آدمیوں پر مقدمہ چلا کر یا انہیں ظالمانہ طور پر سزا دیکر وہ اس مردانہ سپرٹ کو کچل سکے۔ ہم ایسے کوتہ اندیش حکام کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی یہ کارروائیاں ہندوستانیوں کی حب الوطنی کی آگ پر گھی چھڑکنے کا کام کر رہی ہے۔ اس لئے وہ اس قسم کی کارروائیوں سے جتنا احتراز کریں گے اتنا ہی اچھا ہے (بندے ماترم)

ایک فرنچ شخص نے فوٹوگرافی کا ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے کہ جس سے خود بخود پوری تصویر چار منٹ میں کھنچکر تیار ہو جاتی ہے۔ جس شخص کو تصویر کھنچوانا منظور ہوتا ہے وہ اس کیمرہ کے سامنے بیٹھکر اسکے اندر کچھ نقد ڈالدیتا ہے۔ معاً ایک گھنٹی بجتی ہے اور کیمرہ کے اوپر یہ الفاظ مندرج ملتے ہیں۔ تیار ہو کر بیٹھئے۔ اپنا چہرہ داہنی طرف رکھئے۔ نگاہ اوپر والے آئینہ پر پڑے۔ اور چہرہ مسکراتا ہوا۔ اسکے بعد ایک چھوٹا لیمپ مشین کے اوپر روشن نظر آتا ہے اور تختی ان الفاظ کے ساتھ نمودار ہوتی ہے۔ "اپنے جسم کو ساکن و بے حرکت رکھئے" چند سکینڈ میں کیمرہ کے اندر سے کھٹ کی آواز آتی ہے اور روشنی گل ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد تیسری تختی یہ اطلاع دیتی ہے کہ کام ختم ہو چکا اب آپ اُٹھ سکتے ہیں۔ اتنی دیر میں تصویر ہمہ وجوہ مکمل ہو کر کیمرہ کے پیندے میں آ جاتی ہے۔ اور یہ ساری کارروائی چار منٹ کے عرصہ میں ختم ہو جاتی ہے (ویلنگ انسٹیٹیوٹ گزٹ)

سرحدی صوبہ میں ہجرت کی تحریک

(شملہ ۱۱- اگست) ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ ہجرت کی تحریک کو سرحدی صوبہ میں بہت فروغ حاصل ہو گیا ہے۔ اور کثیر التعداد اشخاص ترک وطن کرکے افغانستان کو چلے گئے ہیں جن میں سے بعض سندھ سے بعض پنجاب سے اور بعض دیگر صوبہ جات میں سے ہیں مگر زیادہ تر سرحدی صوبہ اور بالخصوص ضلع پشاور کے رہنے والے ہیں چونکہ مہاجرین کا افغانستان کو مقام روانگی پشاور ہے۔ اسلئے اس تحریک کے اہم نتائج یہاں ظاہر ہوتے ہیں اور دیگر مقامات کے مقابلہ میں پشاور زیادہ متاثر ہوا ہے۔ مقامات ملحقہ سرحد پر برٹش افواج کے قبضہ اور سوء ادبی کے متعلق شر انگیز اور غلط افواہوں کے باعث اس تحریک کو اور بھی تقویت ہو گئی ہے دیہاتی علاقہ جات جبکہ زیادہ متاثر ہوئے ہیں اور اکثر مقامات میں لوگ ہجرت کرنے کیلئے اپنی زمینیں اور فصلیں بہت کم قیمت پر فروخت کر رہے ہیں۔ سب سے بڑے مفکرہ لوگ حالات کو اور بھی بدتر بنا رہے ہیں جو کم قیمت پر فصل اور اراضیات خریدنے کی فکر میں ہیں

صاحب چیف کمشنر صوبہ سرحدی اس حالت کی روک تھام کیلئے تدابیر اختیار کر رہے ہیں اور سپاہیوں اور سرکاری ملازمین کی املاک کی حفاظت کیلئے خاص افسر تعینات ہو رہے ہیں مگر اس تحریک میں کوئی مداخلت نہیں کی گئی۔ کیونکہ اس دوران میں قانون شکنی کا خیال غیر معمولی طور پر بالکل مفقود ہے۔ بجز گڑھی کے افسوسناک واقعہ کے سوا اور کوئی بد امنی کا واقعہ ظہور میں نہیں آیا۔

ایک درخواست جو خوست کے افغان باشندگان کیطرف سے موصول ہوئی ہے نہیں مہاجرین کی خاطر انکی اراضیات سے محروم کیا گیا ہے۔ اس امر پر روشنی پڑتی ہے ان افغانوں نے اسم خواست کی ہے کہ ہجرت کر کے یہاں آباد ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ سرحد کے اکثر سرکردہ خواہاں لوگوں کو اس سفر سے روکنے کی کوشش کر رہے ہیں (رحق بلیٹن)

کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں!

مقام حدیث

یہ نئی تصنیف حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی ڈیڑھ سو صفحات ضخیم ہوئی ہے۔ جو حال ہی میں تیار ہو کر دفتر میں پہنچی ہے۔ یہ نہایت قابل قدر تصنیف ہے۔ جس میں اہل قرآن کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے علاوہ ضرورت حدیث کے صداقت حدیث۔ جمع حدیث اور تنقید حدیث پر مفصل مضامین ہیں۔ ہر ایک شخص جس کو آنحضرت صلعم اور آپ کے اقوال کے ساتھ محبت اور تعشق منظور ہے وہ کم از کم اس کی ایک کاپی ضرور خرید فرمائیے۔

قیمت بے جلد [illegible] مجلد [illegible]

النبوۃ فی الاسلام

حضرت امیر ایدہ اللہ کی مشہور تصنیفات میں سے ہے قریب الختم ہے۔ جن احباب کو ضرورت ہو جلد طلب کریں ورنہ دوسرے ایڈیشن کے لئے بہت انتظار کرنا ہوگا۔

قیمت بے جلد [illegible] مجلد [illegible]

مسئلہ تقدیر

یہ نئی تصنیف جو حال ہی میں چھپ کر دفتر میں آئی ہے۔ مکرم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے زور قلم کا نتیجہ ہے اس میں آپ نے تقدیر کے مسئلہ کو بڑی خوبی اور وضاحت سے حل فرمایا ہے۔ قیمت [illegible]

فوٹو نو مسلمین

اس فوٹو کے دو حصے ہیں ایک حصہ میں مفتی محمد صادق صاحب اور انکے مسلمان کردہ انگریزوں کی تصاویر جو عید الفطر ۱۹۲۰ء میں بمقام لنڈن کھینچی گئی ہیں۔ اور دوسرے حصہ میں حضرت خواجہ صاحب اور ان کے مسلمان کردہ انگریزوں کی تصاویر جو عید الفطر ۱۹۲۰ء میں بمقام ووکنگ کھینچی گئی ہیں اس مقابلہ سے اس امر پر پوری روشنی پڑتی ہے کہ کامیابی کا سہرا اور اللہ تعالے کی نصرت کس کے شامل حال ہے۔

قیمت فی کاپی [illegible] فی درجن [illegible]

اردی گوسپلز انسپائرڈ

[illegible]

ولایت سے یہ انگریزی کتاب بغرض فروخت ہمیں پہنچی ہے۔ اس میں مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے انگریزوں کی موجودہ کتب بائبل وغیرہ کی خوب قلعی کھولی ہے اور اُن کی اپنی ہی تحریروں سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ الہامی کتاب نہیں۔ قیمت [illegible]

غسل مصفیٰ

اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کی مفصل اور مبسوط بحث ہے۔ یہ کتاب قابل دید ہے۔ جو مسلمان کہ حضرت عیسے علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کے متعلق تحقیقات کرنا چاہتے ہیں وہ اس کتاب کو منگا کر مطالعہ کریں۔ اس میں بڑے بڑے معلومات کا ذخیرہ ہے۔ یہ دو ضخیم جلدوں میں ۱۵۰۰ صفحات کی کتاب ہے قیمت ہر دو جلد مجلد [illegible] مکمل حصہ اول مجلد [illegible] حصہ دوم مجلد [illegible]

مسیح موعود

اس کتاب میں باہمی اختلاف کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ یہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کی تازہ تصنیف ہے جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خصوصیات پر مفصل بحث کی گئی ہے جیسے مسیح ابن مریم کے دوبارہ نزول کی حقیقت کو قرآن و حدیث سے واضح کیا گیا ہے اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی مسیحیت و مجددیت اور آپ کی پیشگوئیوں وغیرہ پر قرآن و حدیث سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیقات کرنے والوں کو اس کتاب کا مطالعہ ازبس ضروری ہے

قیمت مجلد [illegible] بے جلد [illegible]

وید سائنس

یا ویدک بھگوان کا علمی لیکچر:۔ مصنفہ مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی۔ اس میں ویدک سائنس کی اصلیت پر مدلل اثبات سے وید کا پردہ فاش کیا ہے۔ آریوں سے مناظرہ کرنے والوں کے ہاتھ میں ایک کاری حربہ ہے۔ قیمت ۲۰/

دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں مل سکتی ہیں۔

آئی تو پھر وہی پیاس وہی پیاس۔

روشنی کی شعاعیں جو انہیں نظر پڑتی ہیں۔ وہ جیسا کہ ان کے مذکورہ بالا خیالات سے ظاہر ہے اسلام ہی کا نورِ صداقت ہے۔ لیکن اسکے ساتھ پرانا تعصب ابھی راہ میں حائل ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے۔ جب ان متلاشیان امن و اتحاد کو اسلام جیسے پیغام امن کا قابلِ وثوق طریق پر پتہ لگ جائے۔ اور وہ اپنے دل کی پیاس کو اس کے سرچشمہ شیریں سے بجھا ئیں۔ آمین!

ایک مذہبی کانفرنس کی ضرورت

بیجا نہ ہوگا۔ اگر اس موقعہ پر میں اپنے احباب کرام اور بالخصوص احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے یہ عرض کردں۔ کہ اس وقت ضرورت ہے کہ ایک بہت بڑی مذہبی کانفرنس ہماری طرف سے لنڈن میں منعقد ہو۔ جس میں تمام مذاہب کے بڑے بڑے نمائیندوں کو بلوایا جائے اور انکو اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیا جائے۔ اور پھر اپنے بھی خیالات کا اظہار ان پر کیا جائے۔ اس قسم کی کانفرنس کا اہتمام اگر حضرت خواجہ صاحب یہاں کریں۔ تو میں سمجھتا ہوں بہت بڑا فائدہ اس سے اسلام کو ہو سکتا ہے۔ دُنیا اسلام کے خیالات کی اس وقت بھوکی ہے۔ صرف اسے معلوم نہیں کہ اسلام کیا ہے۔ ورنہ اگر دلوں کو ٹٹولو تو سب کچھ وہی پاؤ گے۔ جو اسلام میں موجود ہے پس اگر ہم کوشش کریں۔ اُن کو دعوت دیں ان کے خیالات کو سنیں۔ اپنی انہیں سنائیں۔ تو بہت بڑا فائدہ اس سے ہو سکتا ہے۔ دوسری کانفرنسوں میں بھی بیشک وقت کچھ نہ کچھ ملتا ہے لیکن ایک تو ناکافی اور دوسرے اظہار خیالات پر خاص پابندیاں عائد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پانچ پانچ منٹ کے اظہار خیالات کا اس قدر فائدہ نہیں جتنا کافی وقت کے اندر نہ صرف اسلام ہی کو بیان کرنے سے فائدہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ دوسروں کو بھی (جن سے مراد دوسرے مذاہب کے چیدہ اور سمجھدار لوگ ہیں) اسی قدر وقت دینے سے اور بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے سورج کے سامنے لیمپ اور چراغ کی روشنی نہیں ٹھہر سکتی۔ پس اگر اسلام واقعی سورج ہے تو ضرورت ہے کہ اسے اپنی پوری شان کے ساتھ باہر نکالا جائے۔ اور دوسری روشنیوں کو بھی موقعہ دیا جائے۔ کہ وہ اپنی شعاعوں کو جس تیزی کے ساتھ پھیلا سکتی ہیں۔ پھیلائیں سورج کے سامنے آخر کہاں ٹھہریں گی۔؟

غرض ایسی کانفرنس کی سخت ضرورت ہے۔ اور وہ بھی لنڈن میں۔ جہاں تمام مذاہب اور کل دُنیا کے نمائیندے پائے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے بزرگ اور انجمن کے اربابِ حل و عقد اس طرف متوجہ ہو کر اس عرضداشت کو شرف پذیرائی بخشیں گے۔

خاکسار۔ دوست محمد از ووکنگ (انگلستان)

ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور کا اعلان

۱۴۔ اگست کو ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور کی طرف سے سکریٹری صاحب خلافت کمیٹی لاہور کو ذیل کا اعلان موصول ہوا۔

عوام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ۱۲۔ اگست سنہ ۱۹۲۰ء سے اعلیٰ حضرت امیر افغانستان نے ہندوستان سے افغانستان میں سب لوگوں کا داخلہ قطعًا ممنوع قرار دیا ہے۔

لہٰذا لاہور کی خلافت کمیٹی اور ہجرت کمیٹی کو اطلاع دی جاتی ہے کہ عازمانِ ہجرت کو مندرجہ بالا اطلاع پہنچا نے اور انہیں افغانستان کی طرف جانے سے روکنے کی ساری ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔

مورخہ ۱۴۔ اگست سنہ ۱۹۲۰ء

دستخط منیجر فیرز صاحب
ڈپٹی کمشنر
لاہور۔

ہجرت کا التوا
تا اطلاع ثانی
امیر صاحب افغانستان کا فرمان

پشاور۔ ۱۴۔ اگست: علیٰ حضرت امیر صاحب کی طرف سے ایک فرمان موصول ہوا ہے۔ جس میں حضور لامع النور نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تا حکم ثانی مہاجرین کا داخلہ ملتوی کردیا جائے۔ اور براہ نوازش اس کے متعلق ضروری کارروائی عمل میں لایئے۔ اور جمہور کو مطلع کرد یجئے۔ (زمیندار)

صوبہ سرحدی کی سرکاری اطلاع

سردار افغانستان سے مہاجرین کی قیل وقال

شملہ ۱۵ اگست۔ حسب ذیل سرکاری اطلاع شائع ہوئی ہے:۔ چیف کمشنر صاحب سرحدی اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۱۔ اگست کو سات ہزار سے کچھ زیادہ مہاجرین پشاور سے جمرود کو روانہ ہو گئے تھے۔ کہ بعد میں سرحددار کا ڈکہ سے پیغام موصول ہوا کہ امیر صاحب کی خواہش ہے کہ ہجرت کو سردست التوا میں ڈالدیا جائے اس پیام کے موصول ہوتے ہی خلافت کمیٹی کے کارکن اور رضا کار مہاجرین کو اطلاع دینے اور انکو واپس لانے کے لئے روانہ جمرود ہوئے۔ مہاجرین کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ انہوں نے واپس جانے سے قطعی انکار کردیا۔ اور کہا کہ خلافت کمیٹی کو کسی نے دھوکا دیا ہے۔ مہاجرین کا طرز عمل سرکار انگریزی کے ساتھ نہایت خوشگوار تھا۔ اس کے بعد کاربرداز افغانی بذاتِ خود مہاجرین کو واپس لانے کے لئے گئے۔ لیکن مہاجرین نے اُن پر اینٹیں اور پتھر پھینکے اور انہیں مجبورًا واپس آنا پڑا۔ بعد میں مہاجرین کو اجازت دی گئی کہ وہ لنڈی کوتل تک جا سکتے ہیں۔

حاجی جان محمد صاحب سکریٹری ہجرت کمیٹی اور انکے رفقاء سرحد افغانستان تک بذاتِ خود افغانی حکام سے معاملات کی تحقیقات کے لئے گئے۔ اور پھر واپس لنڈی کوتل وارد ہوئے۔ اُنہوں نے مہاجرین کو بہتیرا سمجھایا۔ لیکن مہاجرین نے واپسی سے انکار کیا۔ اور انہیں کا ذکر ہے مہاجرین کا ہراول دوسری صبح کے ۸ بجے سرحد افغانستان پر پہنچا۔ جہاں سرحددار اور افغانی فوج کے کمانڈنٹ مع پچاس مسلح سپاہیوں کے ان سے ملے انہوں نے مہاجرین سے کہا کہ وہ آگے نہیں جا سکتے۔ اسی گفتگو میں ایک گھنٹہ گذر گیا۔ اور مہاجرین کا حصہ غالب بھی اسی مقام پر پہنچا انہوں نے کہا۔ کہ ہم ہرگز نہیں رک سکتے۔ اور یقینی آگے جائیں گے۔ اس پر سرحددار ڈکہ نے جرنیل نادر خان سے بذریعہ ٹیلیفون دریافت کیا کہ کیا مہاجرین کو سرحد افغانستان میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے۔ اس پر جرنیل نادر خان نے جواب دیا کہ اگر وہ اپنے خورد ونوش کا انتظام کرسکتے ہیں تو انہیں داخل ہونے کی اجازت دیدی جائے چنانچہ بعد میں انہیں اجازت دے دی گئی۔ (زمیندار)

افغانستان میں ہندی مہاجرین کی حالت:۔

(کلکتہ۔ ۱۷۔ اگست)، ۱۲۔ اگست کو گذشتہ قافلہ مہاجرین کا سردار پشاور میں جلال آباد سے وہ مطبوعہ اعلان لایا جس میں امیر افغانستان کا امتناعی حکم مندرج تھا۔ جلال آباد میں سر قافلہ کا یہ اعلان افغانی حکام نے دیکر واپس کردیا تھا۔ افغانستان میں ہندی مہاجرین تنہا جبل السراج میں مقیم ہیں وہ اپنی حالت اسیری پر اسقدر نادم ہیں کہ انتہائی سزا کے عوض میں بھی واپس آنے کو آمادہ ہیں چند مہاجرین کو نہایت قلیل اور ناکافی تنخواہ پر فوج میں بھرتی کرلیا گیا ہے امیر صاحب نے گورنمنٹ آف انڈیا سے استدعا کی تھی کہ وہ ہل گردہ درگردہ لوگوں کو افغانی حدود میں داخل ہونے سے روکیں نیز سرحددار ڈکہ نے دس ہزار مہاجرین کے نئے قافلہ کو امیر ممدوح کے اس حکم سے مطلع کردیا ہے۔ اگر وہ اس کی تعمیل نہیں کریں گے تو اُن کو واپس بھیجدیا جائیگا۔ بارہ ہزار مہاجر جمرود سے پشاور میں واپس آگئے ہیں اور کمال بے بسی اور عاجزی کی حالت میں گلی کوچوں میں آوارہ اپنی بدبختی کو رو رہے ہیں۔ اور افغانوں اور ہندوستانی لیڈروں پر ہزار ہزار لعنت بھیج رہے ہیں۔ وہ اپنے دیہات کو واپس جانا چاہتے ہیں۔ سُنا گیا ہے کہ نئے مالک اُن کی زمین کے دُگنا دام مانگ رہے ہیں۔ (رفیق لکھنؤ)

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۶

پیغام صلح

ہفتہ میں دو بار یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت ۵ روپے، ششماہی ۳ روپے، سہ ماہی [illegible]، طلباء سے سالانہ [illegible]

جلد ۳ | نمبر [illegible] | چہارشنبہ مورخہ ۹ ذوالحجہ ۱۳۳۳ ہجری مطابق ۲۵ اگست [illegible]

کلام الامام امام الکلام

زندہ خدا کی تعریف

کیا وہ خدا جو ہے تری جاں کا خدا نہیں
ایساں کی تو نہیں ترے ایسی جواب میں
گر عاشقوں کی روح نہیں اسکے ہاتھ سے
پھر غیر کے لئے ہیں وہ کیوں اضطراب میں
گر وہ الگ ہے ایسا کہ چھو بھی نہیں گیا
پھر کس نے لکھ دیا ہے وہ دل کی کتاب میں
جس سوز میں ہیں اسکے لئے عاشقوں کے دل
اتنا تو ہم نے سوز نہ دیکھا کباب میں
جام وصال دیتا ہے اُس کو جو مر چکا
کچھ بھی نہیں ہے فرق یہاں شیخ و شاب میں
ملتا ہے وہ اُسی کو جو وہ خاک میں ملے
ظاہر کی قیل و قال بھلا کس حساب میں
ہوتا ہے وہ اُسی کا جو اُس کا ہی ہو گیا
ہے اُس کی گود میں جو گرا اُس جناب میں
پھولوں کو جا کے دیکھو اُسی کی وہ آب ہے
چمکے اُسی کا نور مہ و آفتاب میں
خوبوں کے حسن میں بھی وہ اُسی کا نور ہے
کیا چیز حسن ہے وہی چمکا حجاب میں
اُس کی طرف ہے ہاتھ ہر اک تار زلف کا
پھر اس سے اسکے رہتی ہے پیچ و تاب میں
ہر چشم مست دیکھو اُسی کو دکھاتی ہے
ہر دل اُسی کے عشق میں ہے التہاب میں
جن مورکھوں کو کاموں پہ اسکے یقیں نہیں
پانی کو ڈھونڈتے ہیں عبث وہ سراب میں

جواہر ریزے

مراتب انسان

مطمئنہ والی حالت کے لوگوں کے بڑے مقامات ہیں۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ انسان کے بہت سے مدارج ہیں۔ جب اول ہی اول وہ نفس امارہ کے جوشوں اور جذبات سے بچکر نکلتا ہے اور نیکی کی راہوں پر چلتا ہے۔ تو اس ابتدائی منزل پر اُس کا نام متقی ہوتا ہے۔ متقی کے بالمقابل نفس لوامہ ہے اور اس سے ادنے درجہ میں امارہ ہوتا ہے۔ اس کے بالمقابل جو غفلت اور ظلم انسان کا ہوتا ہے۔ وہ فاسق فاجر وغیرہ علیٰ قدر مراتب۔

درجہ متقی متقی کا نفس کے ساتھ جنگ و جدل رہتا ہے۔ اور وہ زور بازو سے نفس پر غالب آنا چاہتا ہے اور یہ اس درجہ میں نفس لوامہ کے ماتحت اسلئے ہوتا ہے کہ وہ اسکو برائیوں پر ملامت کرتا ہے اس لئے وہ بدیوں سے بچتا رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان یہ بات مدنظر رکھے کہ میرے اس قول یا فعل کا نتیجہ ملامت ہوگا۔ تو اسکو اللہ تعالےٰ کے فضل اور تائید سے برائیوں سے بچنے کی ایک راہ مل جاتی ہے۔
متقی کی حالت میں چونکہ رویت باریتعالےٰ اور مکالمات و مکاشفات کے مراتب حاصل نہیں ہوتے ہیں اس لئے اول ایمان بالغیب ہی کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ تکلف کے طور پر ایمانی درجہ ہوتا ہے کیونکہ قرائن قویہ کو دیکھکر اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایمان لاتا ہے جو بین الشک والیقین ہوتا ہے۔
یاد رکھنا چاہئے کہ بعض آدمی تقویٰ کے اس درجہ پر بھی نہیں ہوتے۔ یہ دہریہ منش لوگ ہیں وہ آثار اور آیات قدرت کو تو دیکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی ہستی کے قائل نہیں ہوتے۔ اور نہیں مانتے۔ مگر متقی اللہ تعالےٰ کو مان لیتا ہے۔ اور اس پر ایمان لاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یؤمنون بالغیب یہ مت سمجھو کہ یہ ادنیٰ درجہ ہے۔ یا اس کا مرتبہ کم ہے۔ اور جو اس سے بڑھکر قدم مارتے ہیں وہ بڑے مجاہد ہیں اور انکے لئے بڑے بڑے مراتب اور مدارج ہیں۔ نہیں بلکہ یہ ایمان بالغیب متقی کے پہلے درجہ کی حالت اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت بڑی وقعت رکھتی ہے۔ حدیث صحیح میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے پوچھا کہ جانتے ہو سب سے بڑھکر [illegible] صحابہؓ نے عرض کی کہ حضور آپ کا ہی ہے کہ ایمان کس طرح ہو سکتا ہے [illegible] ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے نشانات کو ہر روز [illegible] پھر صحابہؓ نے عرض کی کہ کیا ہمارا [illegible] فرمایا کہ تمہارا ایمان کس طرح عجیب [illegible] ہو۔ آخر خود رسول کریم صلے اللہ علیہ [illegible] کہ جو لوگ صدہا سال میرے بعد آئیں گے [illegible] عجیب ہے۔ کیونکہ وہ کوئی بھی ایسا نشان [illegible] جیسے تم دیکھتے ہو۔ مگر پھر بھی اللہ تعالےٰ [illegible] ہیں۔ غرض خدا تعالےٰ نے متقی کو اگر وہ کسی [illegible] میں مر جاوے۔ تو اُسی زمرہ میں داخل [illegible] اسی دفتر میں اس کا نام لکھدیتا ہے [illegible] مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کو نہیں جانتا اور تہمت سے ابھی اُس نے کچھ بھی نہیں [illegible] وہ ایسی قوت دکھاتا ہے کہ نہ صرف [illegible] ہی رکھتا ہے۔ بلکہ اس ایمان کو اپنے عمل سے [illegible] کرتا ہے۔ یعنی یقیمون الصلوٰۃ۔

اخبار احمدیہ

حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب [illegible] واپس تشریف آ رہے ہیں۔ عنقریب کو ہمری تشریف [illegible]
جناب [illegible] مولوی غلام قادر صاحب [illegible] تبلیغ کی خاطر تشریف لے گئے ہیں۔
حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے دو رسالے "ضرورت مجددیت" اور [illegible] عیسائیت کا آخری [illegible] تصنیف فرمائے ہیں۔ جناب کا وجود باجود قوم [illegible] نعمت غیر مترقبہ ہے۔ خداوند کریم آپ کو سلامت رکھے۔ اور خدمات دینی کی بیش از بیش توفیق عنایت [illegible]
جناب میر مدثر شاہ صاحب [illegible] بتقریب جلسہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو ہمری لے جاویں گے۔ خداوند کریم آپ کا حامی و ناصر ہو۔
جناب سید امیر علی شاہ صاحب [illegible] رخصت پر گھر کو تشریف لے [illegible] اور اُن کی بجائے جناب چوہدری غلام حسین [illegible] ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر مقرر ہوئے ہیں۔ خدا [illegible] آپ کا معاون ہو!
[illegible]

[illegible]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ چہارشنبہ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۲۰ء نمبر ۱۶

عید اضحیٰ

اہل اسلام کے اندر یہ ایک خصوصیت ہے کہ بمقابلہ دیگر اقوام کے ان کے تیوہاروں میں بھی کوئی نہ کوئی بات ایسی ضرور ہوتی ہے جس پر غور کر لینے سے انسانی عقائد اور اعمال پر ایک ایسا اثر پڑتا ہے کہ انسان بجائے عیش پرست بننے کے خدا پرست بننے لگتا ہے۔ دُنیا میں بے شمار قومیں ہیں۔ اور ہر ایک قوم میں اجتماع قومی کے لئے خاص خاص دن بھی مقرر ہیں۔ لیکن جو بات اسلامی تیوہاروں کے اندر نظر آتی ہے۔ اس کی نظیر دوسری اقوام میں تلاش کرنا گویا سراب میں پانی کو ڈھونڈنا ہے۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ ہر قومی اجتماع میں چونکہ نیک و بد چھوٹے بڑے مرد عورتیں باہم ایک جگہ مل جاتے ہیں۔ اس لئے جہاں قومی اجتماعوں میں نیک خیال لوگوں کا نیک اثر پڑتا ہے۔ وہاں بدکردار لوگوں کی بد عادات اور بدخصال لوگوں کی بدخصلتوں کا بُرا اثر بھی ضرور اپنا کام کرتا ہے۔ لیکن اسلامی تیوہاروں خصوصاً عیدین کے تقریبوں میں جس طریق پر مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ وہ کچھ اور ہی شان رکھتا ہے۔ مسلمانوں کا وہ طبقہ جو سال بھر میں نماز جیسی ضروری چیز سے غافل رہتا ہے وہ بھی عید کے موقع پر اپنے بدن اور لباس کو صاف اور ستھرا کر کے خدا کی یاد میں کمربستہ نظر آنے لگتا ہے۔

چونکہ عید اضحیٰ قریب آرہی ہے اور یہ پرچہ غالباً عید کے موقع پر ہی احباب کے ہاتھوں میں پہنچے گا۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ مختصر طور پر اس بارہ میں کچھ باتیں لکھ دوں۔

عید اضحیٰ کا دن آج سے تیرہ صدیاں پہلے سے نہیں بلکہ اس سے بھی کئی صدیاں پہلے سے مقرر شدہ چلا آتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کر دینے پر آمادگی کا جو نمونہ دکھایا تھا۔ اس کی یادگار میں یہ دن چلا آتا ہے۔ فرزند جیسی عزیز چیز کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اپنے دل میں فیصلہ کر چکے تھے۔ اور ادھر سے فرزند ارجمند بھی قربان ہونے کے لئے اپنی پوری تیاری رکھتے تھے۔ ہر دو باپ بیٹا خدا کی حکم کے فرمانبرداری کا نمونہ دکھانے کے لئے ایک فیصلہ اپنے دلوں میں کر چکے تھے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مرضی سے اپنے پیاروں کی قربانیوں میں ایک روک پیدا کر دی اور انسانی قربانی کی رسم کو قائم نہ ہونے دیا۔

اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی رؤیا کی بنا پر اپنے عزیز فرزند اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر دیتے تو دنیا میں اولاد کو ذبح کرنے کی ایک سُنّت قائم ہو جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے عین موقعہ پر سمجھا دیا کہ اس خواب کو ظاہری الفاظ میں پورا کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ بجائے اپنے لڑکے کو ذبح کرنے کے خدا کی راہ میں کچھ فدیہ دے دو۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رؤیا کو ظاہری معنوں میں پورا نہ ہونے دیا۔ اور بطور فدیہ کے خدا کی راہ میں ایک دُنبہ ذبح کر دیا گیا۔

اس واقعہ سے اہل اسلام کو جہاں یہ سبق سکھلانا مقصود ہے کہ وہ خدا کی فرمانبرداری کرنے کے لئے ہر وقت دل و جان سے تیار رہیں۔ اور جس بات کو امر الٰہی سمجھ لیں اس پر عمل پیرا ہونے میں عجز اور کسل سے کام نہ لیا کریں۔ وہاں یہ سکھلانا بھی مقصود ہے کہ خدائی احکام کو سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے میں حد درجہ کی احتیاط کی بھی ضرورت ہے کیونکہ عالم روحانی میں جو انکشافات ہوتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ وہ جس رنگ میں نظر آئے ہوں ہو بہو اسی رنگ میں پورے ہوں۔ بلکہ اکثر اوقات رؤیا اور کشوف کے مرادی معنے کچھ اور ہوتے ہیں اور اصل مقصد وہ نہیں ہوتا۔ جو ظاہرًا الفاظ سے نظر آتا ہے مثلاً ہمارے اپنے زمانہ میں مجدد اعظم جناب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی الٰہی ہوئی ہے

اصنع الفلك باعيننا ووحينا

یہ ایک موٹی بات ہے کہ آیت قرآنی کے الفاظ بھی یہی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کی اس وحی کے ہیں۔ لیکن قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو جب فلك یعنی کشتی تیار کرنے کا خدا کی طرف سے حکم ملا تھا۔ تو انہوں نے ظاہری الفاظ کے ماتحت لکڑی کی کشتی تیار کی تھی۔ اور جب مینہہ کے طوفان سے تمام پستی اور بلندی کی زمین پانی کے سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگے۔ اور دیہات اور شہر اور چرند اور پرند حجر اور شجر سب کے سب غرق ہو گئے۔ تو اس سیلاب عظیم میں وہی کشتی کام آئی اور اسی کشتی کے ذریعہ سے حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کے ساتھی طرح طرح کے ہچکولوں اور تھپیڑوں اور موجوں اور سیلابی طوفان کی تُندی تیزیوں کا سامنا کرتے ہوئے خدا خدا کر کے بچ نکلے۔ گویا قرآن کریم نے بتلایا ہے۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام کو جو کشتی بنانے کا حکم تھا۔ وہ ظاہری کشتی تھی۔ جو پانی کے طوفان میں جان بچانے کے کام آئی۔

لیکن اس زمانہ میں وہی الہام حضرت مسیح موعود کو بھی ہوتا ہے۔ لیکن وہ الہام کے ظاہری معنے بالکل نہیں لیتے۔ پہلے اگر اس الہام کے ماتحت صرف بیعت لینے پر اکتفا کی۔ تو پھر کشتی نوح کتاب لکھ کر جماعت کے لئے ایک تعلیم پیش کر دی۔ اور اپنی وفات تک ایک دفعہ بھی ان کو یہ خیال نہ آیا کہ شاید خداوند تعالیٰ عنقریب طوفان نوح کا نمونہ دکھا دے۔ اور اس کثرت سے بارش کا نزول ہو کہ تمام سطح زمین پر سمندر موجیں مارنے لگے اس لئے کاریگروں کو بلا کر ایک ہلکی پھلکی اور نہایت ہی عمدہ کشتی بنوا کر اُس میں مع اپنے ساتھیوں کے طوفان کے انتظار میں بیٹھ رہنا چاہئے۔

آخر کیا وجہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی وحی کے ماتحت سچ مچ لکڑی کی کشتی تیار کر لی لیکن حضرت مسیح موعود اسی وحی کے ماتحت کاغذ کی ناؤ کبھی نہیں بناتے؟ موٹی بات ہے۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی وحی کو ظاہر پر حمل کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعود ظاہر پر حمل نہیں کرتے۔ بلکہ کشتی سے مراد اپنی بیعت اور تعلیم لے لیتے ہیں۔ ممکن ہے حضرت نوح علیہ السلام کے ارد گرد کے حالات ہی ایسے ہوں۔ جو وہ وصنع الفلك کے یہی معنے سمجھتے کہ پانی کے طوفان سے بچنے کے لئے لکڑی کی ایک کشتی تیار کر لی جائے جس جگہ اور جس علاقہ میں حضرت نوح علیہ السلام کی بود و باش ہوگی وہاں سیلاب ہی کا زیادہ اندیشہ ہوگا۔ لیکن اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ وحی الٰہی کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کو جو تفہیم ہوئی وہ یہی تھی کہ سچ مچ پانی کا سیلاب آئیگا۔ اور سچ مچ لکڑی کی کشتی پر سوار ہونے میں ہی نجات مل سکیگی۔ لیکن وہی وحی الٰہی جب حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہوتی ہے۔ تو وحی الٰہی کے اُنہیں الفاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہری معنی مراد نہیں لیتے۔ اور وحی الٰہی کے الفاظ کو ظاہر پر حمل نہیں کرتے اور اُن کو خیال تک بھی نہیں آتا۔ کہ شاید عنقریب طوفان نوح کا نقشہ دیکھنے پڑے اور کسی جہاز۔ آگن بوٹ۔ سٹیمر یا کشتی کی ضرورت لاحق ہو جاوے۔ ہو سکتا ہے کہ حالات زمانہ نے اور ارد گرد کے موسمی حالات نے حضرت مسیح موعود کو مجبور کیا ہو کہ وہ اپنی وحی کو ظاہر پر حمل نہ کریں۔ بلکہ اس کے روحانی معنے لیویں لیکن اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ اس بارہ میں کچھ نہ کچھ تفہیم بھی اُن کو ضرور ہوئی ہوگی۔ جس کی وجہ سے انہوں نے بجائے ایک کشتی تیار کرنے کے ایک کتاب تحریر کر دی۔

آیات اللہ کی تفہیم کے متعلق جو کچھ میں نے یہ لکھا ہے۔ مُراد میری اس تمام بیان سے یہ ہے کہ اپنی وحی اور اپنے الہامات اور خوابات وغیرہ پر عمل پیرا ہونے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوا کرتی ہے دیکھو حضرت مسیح موعودؑ کو بار بار وحی ہوتی ہے۔ کہ وہ نبی اور رسول ہیں۔ لیکن چونکہ ان کو علم تھا کہ محمد رسول اللہ تو خاتم النبیین ہیں۔ اور نبوت کا انقطاع ہو چکا ہوا ہے۔ اس لئے مرتے دم تک وہ سمجھاتے رہے کہ میری نسبت جو الفاظ نبی اور رسول کے میرے الہامات میں ہیں تو وہ بطور مجاز اور استعارہ کے ہیں۔ اور صحیح عقیدہ یہی ہے کہ نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی۔ اسی طرح اُن پر وحی نازل ہوتی ہے کہ تو ابراہیم ہے اور جماعت کو چاہئے کہ تیرے مقام کی طرف مصلے بنائیں۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ جانتے تھے کہ شریعت قرآن کریم پر ختم ہو چکی ہے۔ اور جس طرح محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں اسی طرح قرآن کریم خاتم الکتب ہے اس لئے وہ الہام کو ظاہر پر حمل نہیں کرتے۔ بلکہ اس سے مرادی معنے لیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اس الہام میں بتلایا گیا ہے۔ کہ جماعت کے لوگ کامل پیروی کریں۔ الغرض وحی الٰہی۔ رؤیا۔ الہامات اور خوابات پر عمل پیرا ہونے کی جہاں ہدایت ہے وہاں احتیاط کی بھی ضرورت ہے۔ اسی احتیاط کو سمجھا نے کے لئے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا واقعہ قرآن کریم میں درج ہے۔ اور بتلایا ہے کہ خواب کو ظاہری معنوں میں پورا کرنا مقصود نہیں بلکہ بجائے اسماعیل کو ذبح کرنے کے اپنے عزیز مال کو راہِ خدا میں بطور فدیہ کے دے دینا یا دُنبہ قربان کر دینا ہی منشاء الٰہی ہے۔

عید اضحیٰ کے موقع پر اس علمی اور روحانی انکشاف کی یادگار میں حیوانات مثلاً اونٹ۔ گائے۔ بھیڑ بکری کی قربانی کا رواج چلا آتا ہے۔ بلکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فرعون جیسا دہریہ بھی اس یوم العید کا قائل تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مباحثہ کرنے کے لئے چاشت اور ضحیٰ کے وقت کو اُس نے منظور کر لیا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عید اضحیٰ کے موقع پر بہت سے لوگوں کا اجتماع ہوگا۔ اور ایسے موقع پر حضرت موسےٰ علیہ السلام کو شکست دینا بہت ہی مفید ہوگا۔ لیکن اللہ کریم کو یہ منظور تھا کہ وہ ایک غریب چرواہے کو جو فرعون کا ساختہ پرداختہ تھا یہاں تک عزت دے کہ سلطنت کی سلطنت کو نابود کر کے اسی غریب چرواہے کو تخت شاہی پر متمکن کر دے۔

پس یہ عید الضحیٰ ایک خاص یوم العید ہے۔ اور بہت سی خوشیوں کا جامع ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ عید اضحیٰ کے دن خصوصیت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات کو دہرائے اور خدا کی دستگیریوں اور رحمتوں کے واقعات کو دل میں جگہ دے کر سجدات شکر بجا لائے۔ چونکہ یہ پرچہ عید کے موقع پر احباب کی خدمت میں پہنچے گا اس لئے عید فنڈ اور قربانی کی کھالوں کی طرف خصوصیت سے احباب کی توجہ کو مبذول کرا کر اور یہ جتلا کر کہ ایسے اجتماع کے موقع پر خصوصیت سے اشاعت اسلام کے لئے روپیہ جمع کر کے انجمن میں بھیجنا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں کہ چند موٹی موٹی باتوں سے احباب کو اطلاع دے دوں۔

عید کے دن خصوصیت سے علی الصبح اُٹھنا چاہئے۔ اور ہر تندرست اور صحیح القویٰ شخص کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت لڑکا ہو یا لڑکی بچہ ہو یا بوڑھا نہانا چاہئے۔ اور حسب توفیق ایسے طریق سے نہانا چاہئے جس سے قلب کو فرحت اور خوشی حاصل ہو۔ حسب توفیق مردوں کو اپنے مناسب حال اور مستورات

(باقی مضمون صفحہ ۵)

مخالف ہے۔ جو کچھ بطور نمونہ عرض ہے :۔

(۱) میاں صاحب کا عقیدہ ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کو بلحاظ نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا نبی نہیں مانتے۔ وہ کافر بلکہ پکے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ دیکھو کلمۃ الفصل صفحہ ۲ اور حقیقۃ النبوۃ اور قول الفصل وغیرہ۔

(۲) پہلے محمد عثمان لکھنوی کو لکھا۔ کہ مرزا صاحب کی نبوت کا تنازع چند روزہ ہے۔ ورنہ نبی نبی کرنا مجھے بھی پسند نہیں۔ اور اس کے بعد نہ صرف مرزا صاحب کو بشارت اسمہٗ احمد کا حقیقی مصداق قرار دے کر صاحب شریعت نبی ثابت کر دیا۔ بلکہ رسالہ القول الفصل کے صفحہ ۵ پر خود رسالت اور نبوت کا دعوے کر دیا۔ جس کی اشاعت اب مفتی صاحب امریکہ میں کر رہے ہیں۔ دیکھو اخبار زمیندار مورخہ ۲۲۔ جولائی ۱۹۲۰ء جلد ۷ نمبر ۷۷ میں مفتی محمد صادق کے اشتہار کا نمونہ۔

"ہمیں تعجب ہے کہ ہندوستان میں خلافت کا دعوے اور امریکہ میں نبوت و رسالت کا دعوے پیش کیا جا رہا ہے۔ شاید یہ خیال ہو کہ ڈوئی کے مرید جو ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں میری نبوت اور رسالت پر ایمان لے آئیں گے۔"

(۳) تمام ہندو مسلمان اس وقت خلافت اسلامیہ کے قیام اور استخلاص مقامات مقدسہ کے لئے بیقرار ہیں۔ مگر آپ اس دینی امر میں نصاریٰ ہی کے حامی بن گئے ؎

(۴) سات سال سے آپ قادیان میں خلافت کی گدی پر رونق افروز ہیں۔ مگر اس وقت تک کوئی نمایاں خدمت اسلام نہیں کر سکے۔ جس کو ہم بطور نمونہ کسی مخالف کے سامنے پیش کر سکیں۔ بلکہ اس کے خلاف آپ کی تحریرات میں بہت کچھ مل سکتا ہے۔

(۵) آپ کا دعوے ہے کہ ہم قرآن پر عمل کرتے ہیں۔ مگر آیت ولا تجسسوا ولا یغتب کے خلاف رپورٹ محکمہ نظارت کے صفحہ ۱۵ پر جو مخفی شاخ جو آپ نے کھولی ہے۔ اور جس کی تفصیل کسی قدر اخبار زمیندار مورخہ ۲۵ جون میں کی گئی ہے۔ اس سے ہم دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے بالفعل صرف اسی پر اکتفا کر کے یہ عرض کرتا ہوں کہ میرا نام رجسٹر مریدین میں سے کاٹ کر مشکور فرماویں۔

راقم محمد اکرم احمدی پنشنر۔ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ

ہجرت کے مقدس اصول کی توہین

سول اینڈ ملٹری گزٹ کے تضحیک آمیز عنوانات

سرکاری اطلاعات اور اینگلو انڈین اخبارات مہاجرین کی امن پسندانہ روش کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں۔ اور مخالفین ہجرت کے ہر حلقے میں اس امر پر نہایت حیرت و استعجاب کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کہ ہزارہا مہاجرین جو حکومت برطانیہ کے اعمال و افعال کی طرف سے غیر مطمئن تھے۔ جو برطانیہ کے ماتحت اپنے ایمان کی سلامتی نہ سمجھتے تھے۔ جو ترکی معاہدۂ صلح کی خوفناک اور غیر منصفانہ شرائط کی ساری ذمہ داری حکومت برطانیہ کے ارباب بست و کشاد کی خلافت کش و مسلم آزار حکمت عملی پر عائد کرتے تھے۔ اور جنہیں ہجرت کے بے نظیر جوش و خروش مذہبی نے دیوانہ بنا رکھا تھا۔ ان سے ایک بھی ایسی حرکت سرزد نہیں ہوئی۔ جس سے امن عامہ میں خلل اندازی کا ایک شائبہ بھی پایا جاتا ہو یہاں تک کہ جن عازمان ہجرت کے پاس سرکاری بندوقیں تھیں انہوں نے وہ بندوقیں بطیب خاطر حکام سرکاری کے سپرد کر کے نیک نیتی اور امن پسندی کا وہ ثبوت دیا۔ کہ منصف مزاج انگریز تک عش عش کر رہے ہیں۔

ایک طرف تو مہاجرین مخلصین ہند کی یہ نیکدلی اور امن پسندی دیکھئے۔ اور دوسری طرف اینگلو انڈین اخبارات کی بیہودہ سرائی ملاحظہ ہو۔ لاہور کا مشہور اینگلو انڈین اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" اپنے نامہ نگار کا لمول میں جب کبھی ہجرت کا ذکر کرتا ہے۔ تو ایسے مقالات اور ایسی خبروں کے عنوان ایسے دل آزار تجویز کرتا ہے جس سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہونے کا قطعی احتمال ہے۔ مثلاً ایک عنوان لکھتا ہے۔ "ہجرت کی حماقت" ایک اور عنوان ملاحظہ ہو "ہجرت کا بخار" حال میں دریدہ دہن اخبار نے ہجرت کے التوا کی خبروں کا عنوان "ہجرت کی موت" تجویز کیا ہے۔

"سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے کارپردازان اعلےٰ کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ ہجرت مسلمانوں کا ایک نہایت مقدس مذہبی اصول ہے۔ اسے "حماقت" اور "بخار" اور "موت" کے تضحیک آمیز اور واہیات الفاظ سے منسوب کرنا اسلام کی توہین ہے۔ اور مسلمان اسے ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔

"حماقت" تو لائڈ جارج اور اُن کے پٹھوؤں کی ہے۔ جو تمام دُنیائے اسلام کو اپنی حرص و آز کا شکار بنا لینا چاہتے ہیں۔ اور اسی "حماقت" سے مجبور ہو کر مسلمان ہجرت کر رہے ہیں۔

"بخار" تو حکومت برطانیہ کے ارباب حل و عقد کو چڑھا ہؤا ہے۔ کہ ہذیان و سرسام کی حالت میں جو کچھ اُن کے منہ میں آتا ہے۔ کہہ دیتے ہیں۔ اور کسی قوم کے جذبات مذہبی کا ذرہ برابر پاس و لحاظ نہیں کرتے۔

"ہجرت کی موت" لکھنے والوں کو اپنے ضمیر، اپنے ایمان اور اپنے اخلاق کی موت پر ماتم کرنا چاہئے۔ اور اس بات پر شرم سے ڈوب مرنا چاہئے کہ ان جابر و سرکش ارباب اقتدار کے جبر و تشدد سے تنگ آ کر تقریباً ایک لاکھ آدمی آرام و آسائش کے تمام سامانوں پر لات مار کر دوسرے ملک میں چلے گئے اور تاریخ کے صفحات پر نہایت روشن حروف میں لکھ گئے۔ کہ برطانیہ کے صاحبان اختیار نے ۱۹۲۰ء میں اپنی مسلمان رعایا کے جذبات پر ایسا خوفناک تشدد کیا تھا۔ کہ مسلمان اپنا وطن چھوڑ گئے تھے۔ تاکہ اپنے ایمانوں کو سنبھالیں۔

ہم اپنے صوبے کے بیدار مغز حاکم سر ایڈورڈ میکلیگن اور تمام دیگر حکام انگریزیہ سے کہے دیتے ہیں کہ وہ براہ کرم ان دریدہ دہن و بدلگام اینگلو انڈین اخبارات کو اس قسم کے اشتعال انگیز الفاظ لکھنے سے روک دیں۔ کیونکہ ان سے مسلمانوں کے بھڑک اٹھنے اور امن عامہ میں خلل پڑنے کا احتمال ہے۔ (زمیندار)

ہجرت کا انتظام

مسلمانان سرحد کی اولوالعزمی

تمام ہندوستان کی طرف سے امداد کی ضرورت

جناب ایڈیٹر صاحب زمیندار۔ السلام علیکم۔

مولوی ظفر علی خان صاحب کی اطلاع پر ان کی معیت میں ملک لعل خان صاحب اور میں گجرات پہنچے۔ مولوی صاحب تو صوبہ سرحدی میں سرکاری حکم سے داخل نہ ہو سکے اور ہم دونوں ۷۔ اگست کو پہنچکر جناب آغا میر بادشاہ صاحب کے مہمان ہوئے۔ سب سے پہلے جس بات نے ہم پر اثر کیا۔ وہ ہجرت کمیٹی کا والنٹیر تھا۔ عبداللہ خان صاحب بی۔ اے۔ اس جیش رضا کاران کے مہتمم ہیں۔ اور اس کی تعداد تقریباً تین سو ہے۔ یہ نوجوان نہایت مستعدی اور تندہی سے دن رات اپنے مہاجر مہمانوں کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ ہم یہ دیکھ کر خوش ہوئے۔ کہ وہ امیرزادے جو دوسروں کے کندھوں پر سوار رہنے کے عادی ہوتے ہیں یہاں خود دوسروں کو گاڑیوں میں سوار کرا کر کھینچتے تھے۔ مہاجرین کا اسباب اپنے کندھوں پر اٹھانے سے بھی نہ ہچکچاتے تھے۔ غرضیکہ یہ نوجوان قابل آفرین ہیں جو اپنے بزرگوں اور بھائیوں کی اس طرح بے ریا خدمت کر رہے ہیں۔

ہم نے ہجرت کمیٹی کا کام بغور دیکھا ہماری رائے میں حسابات تسلی بخش ہیں۔ آمدنی خرچ کا روزنامچہ اور کھاتہ باقاعدہ ہے مہاجرین کے پروانہ ہائے راہداری محنت سے تیار کئے جاتے ہیں مہاجرین کے استقبال۔ قیام۔ طعام اور روانگی کے لئے سواری۔ بیل گاڑی۔ ٹانگہ۔ خچر۔ گدھے وغیرہ مہیا کئے جاتے ہیں۔ اراکین ہجرت کمیٹی اور رضا کاران محنت اور کوشش سے کام کرتے ہیں۔ قیام و طعام کے لئے کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔ مہاجرین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ۶۔ اگست کے دن جمعہ کو تقریباً دس ہزار مہاجرین کا قافلہ گیا ہے

صوبہ سرحدی کے اضلاع کے لوگ ہجرت کی فرضیت کو سمجھ کر گاؤں کے گاؤں خالی کر کے جھنڈوں تلے دف بجاتے ناچتے گاتے قافلہ بنا کر سرحد پر آ رہے ہیں۔ روزانہ آنے والے مہاجرین کی تعداد دو تین ہزار سے کم نہیں ہوتی۔ عام خیال ہے۔ کہ عید اضحی کے بعد کا قافلہ پچاس ہزار سے کم نہ ہوگا۔ دوسرے راستوں سے بھی لوگ جا رہے ہیں۔ شبقدر کے راستے سے پیدل مہاجرین بکثرت جا رہے ہیں قیاس ہے کہ جو لوگ جا چکے ہیں اُن کی تعداد ایک لاکھ اور ڈیڑھ لاکھ کے درمیان ہوگی۔

حاجی جان محمد صاحب سکرٹری ہجرت کمیٹی سراپا ایثار ہیں۔ یہ بزرگ شب و روز دفتر میں بیٹھے کام میں مصروف اور اپنی بے ریا خدمات میں منہمک ہیں دیگر اراکین میں سے بعض کسی قدر دلچسپی لیتے ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اراکین کی آپس میں صلح صفائی نہیں۔ اور اُن کی فریق بندی کا اثر شہر پر پڑ رہا ہے۔ خدا تعالےٰ ان بزرگوں کے دلوں کو صاف کرے۔ اور وہ اس قومی خدمت کی بجا آوری میں پورے اتحاد کا ثبوت دیں۔ اب تک ہزاروں روپے کا خرچ صرف صوبہ سرحدی ہی نے اپنے سر اٹھایا اور اب بھی یہ صوبہ اپنا پورا حصہ لینے کو تیار ہے۔ لیکن یہ کام صرف ایک صوبہ کا نہیں۔ تمام ہندوستان کا ہے۔ اس لئے ہم با ادب تمام اہل وطن سے ملتجی ہیں کہ وہ اس کار خیر میں شرکت کریں اور اپنے مشورے اور روپے سے ہجرت کمیٹی پشاور کو امداد دیں۔ مالی امداد میں تاخیر خطرناک ہوگی۔ اب اس کام کو جاری رکھنا لازم ہے۔

مہاجرین کو سواری کے لئے بہت دقت کا سامنا ہے اگرچہ ٹانگہ۔ بیلگاڑی۔ گدھا۔ خچر کی سواریاں ہیں۔ لیکن اس قدر کافی نہیں کہ مہاجرین کو آرام اور سہولت سے لے جا سکیں۔ جلال آباد تک تقریباً ایک سو میل کا گرم اور وہاں سے کابل تک تقریباً اسی میل کا سرد راستہ ان سواریوں میں طے کرنا آسان بات نہیں ایک ہفتہ کے قریب وقت خرچ ہوتا ہے۔ بشرطیکہ راستہ میں سواری لوٹ نہ جائے۔ اس لئے قوم کو موٹر لاریاں مہیا کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ کیا حضرات تاجران کراچی۔ بمبئی۔ رنگون۔ اور کلکتہ اس کار خیر میں حصہ لے کر کم از کم ایک سو موٹر لاریوں کا فوراً انتظام نہ کر دیں گے۔ تاکہ مہاجرین بلا تکلیف بررو جلدی جلدی جا سکیں۔ الغرض مہاجرین سواری نہ ہونے کی وجہ سے ہفتہ میں ایک دفعہ سے زیادہ نہیں جا سکتے۔ اور دنوں پشاور میں پڑے رہتے ہیں

آخر میں ہم جناب آغا میر بادشاہ صاحب اور جناب مولوی عبدالغفور صاحب۔ محمد سلیم خان صاحب جناب آغا عبداللہ شاہ صاحب کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے جو حاجی جان محمد صاحب کا ہاتھ بٹانے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔ علاوہ ہجرت کمیٹی کے یہاں خلافت کمیٹی کی شاخ بھی قائم ہے۔ جس کا اہتمام جناب آغا سید مقبول شاہ صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ اس کا حساب وغیرہ دیکھنے کے بعد مفصل رپورٹ بعد میں پیش کی جائے گی۔

آخر میں ہم پھر دُہرائے دیتے ہیں کہ ہجرت کمیٹی پشاور کیلئے مالی امداد اور موٹر لاریوں کی شدید ضرورت ہے۔ وہ مسلمان جو انصار کا درجہ حاصل کرنا چاہتے ہیں بلا تاخیر جناب حاجی جان محمد صاحب سکرٹری ہجرت کمیٹی کو روپیہ بھیجیں۔

راقم محمد صفدر د سیالکوٹ۔ ملک لعل خان لگو جرانوالہ (زمیندار)

کہہ لیا جاتا ہے کہ ہندوستان میں ہم محکوم ہیں۔ رعایا ہیں۔ خودمختار نہیں ہیں۔ لیکن میں کہوں گا۔ کہ کابل کی خود مختاری اور اسلامی حکومت کی شان وشوکت مسلمانوں کے لئے وبال جان ہو جاوے۔ اگر کم از کم صرف پنجاب کے تمام مسلمان ہجرت کر کے کابل پہنچ جاویں۔ ترک وطن آسان کام نہیں ہوا کرتا۔ سفر کی تکالیف اور بھوک اور پیاس کا برداشت کرنا یہ ایسے کام نہیں جو بغیر ایمان کے ہو سکیں۔ جن مسلمانوں کو نہ اسلام کا پتہ نہ قرآن کا اور نہ ان میں ہجرت کی حقیقت ہے وہ کس غرض کے لئے ہجرت کرتے ہیں۔ ہجرت تو اللہ اور اس کے رسول کی امداد کے لئے کرنی چاہئے۔ نہ کہ ایک مسلمان سلطنت کا دم ناک میں کرنے کے لئے۔ بھلا سوچو تو سہی کہ جو مسلمان ہجرت کر کے کابل کو جا چکے ہیں اگر انکی مستورات اور انکے ننھے ننھے بچوں کو تکالیف سفر برداشت کرنے کی وجہ سے مراغماً کثیرہ کے عوض میں ذلت اور مسکنت کا منہ دیکھنا پڑا اور غسل وضو تو درکنار اگر پینے کے لئے بھی وہاں پانی نہ مل سکا۔ تو ایسے حالات میں مسلمانوں کی بہتری کی کونسی توقع ہو سکتی ہے جو ہم بھی کہیں کہ ہجرت ضرور کرنی چاہئے۔ ہجرت ہجرت پکارتے ہیں لیکن یہ نہیں بتلاتے کہ کابل جانے میں دین ودنیا کا کیا فائدہ ہوگا۔ میں کہتا ہوں کچھ اور ہجرت ہونے دو۔ اور دو تین لاکھ ہندوستانی مرد وعورت کابل میں اور پہنچ لینے دو۔ پھر دیکھنا کہ یہ ہجرت مسلمانوں کے لئے خیر وبرکت کا باعث ہوتی ہے یا کہ ایک دھبہ اور داغ۔ میں سچ سچ کہوں یہ ہجرت نہیں بلکہ "داغ ہجرت" ہے یہ ہجرت کو بدنام کرتا ہے۔ یہ ہجرت جیسے پاکیزہ ترین اصول کو بدنما بناتا ہے۔ یہ ایک نشان نہیں بلکہ داغ ہے اور ایسا داغ ہے کہ خود دھونے سے بھی نہیں دھلیگا۔ مجھ سے پہلے ایڈیٹر نے "داغ ہجرت" کے عنوان سے ۴ راگست کے پیغام میں ایک مضمون لکھا تھا۔ مگر وہ بے نتیجہ اور گول مول سا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے بزرگ کو یہ لکھنا پڑا کہ ہم ہجرت کر کے اس داغ کو جو احمدی قوم کے ہجرت نہ کرنے سے رونما ہوا ہے زور وشور سے ہجرت کر کے دھو ڈالیں۔ میں کہتا ہوں یہ داغ تو ان پر لگ چکا اور لگیگا جو ہجرت کر چکے یا کرینگے جو موجودہ ہجرت کو ہجرت ہی نہیں سمجھتے ان پر داغ کہاں سے لگیگا ہجرت کا داغ تو انہیں پر لگ سکتا ہے جو ہجرت کریں جہاں ہجرت نہیں وہاں داغ ہجرت کیسا؟ (ایڈیٹر)

مسئلہ ہجرت

پنجاب خلافت کمیٹی کا اعلان

پنجاب خلافت کمیٹی نے مندرجہ ذیل اعلان طول وعرض پنجاب صوبہ سرحد میں شائع کیا ہے۔ اور اس کی انگریزی نقول وائسرائے ہند مقامی گورنمنٹوں کے حکام اعلیٰ اور حضرت سفیر افغانستان اور تمام انگریزی اخبارات کے نام بھیجنے کا انتظام کیا جارہا ہے۔

یہ اعلان پنجاب خلافت کمیٹی کے ایک غیر معمولی اجلاس میں جو بتاریخ ۲۰ راگست بصدارت مولانا محمد داؤد غزنوی صاحب منعقد ہوا تھا اور جس میں ملک لعل خان صاحب (گوجرانوالہ) مولوی عطاء اللہ صاحب (امرتسر) شیخ جان محمد صاحب (ہوشیارپور) شیخ غلام جیلانی صاحب ابو القاسم مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل۔ ملک رکن الدین صاحب (سکھ تونسہ) رانا فیروز الدین صاحب (لدھیانہ) شریک تھے۔ پڑھ کر سنا دیا گیا۔ اور ان سب حضرات نے اس پر اظہار پسندیدگی فرما کر شائع کرنے کی اجازت دے دی۔

تمام اردو معاصرین سے التماس ہے کہ وہ اس اعلان کو اپنے صفحات گرامی میں جگہ دیکر پنجاب خلافت کمیٹی کو ممنون کرتے ہوئے ایک فرض عظیم سے سبکدوش ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ فی کلامہ المجید:

ان الذین توفٰھم الملٰئکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا فاولٰئک ماوٰھم جھنم وساءت مصیرا الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لا یستطیعون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا فاولٰئک عسی اللہ ان یعفو عنھم وکان اللہ عفوا غفورا ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ ○

ترجمہ۔ جب فرشتے ان لوگوں کی روح قبض کرنے لگے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا۔ تو فرشتوں نے پوچھا کہ تم کن میں سے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو دنیا میں ضعیف اور عاجز تھے فرشتوں نے کہا تو کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔ پس جن لوگوں سے اس کا معقول جواب نہ بن پڑیگا۔ ان کا مقام بازگشت جہنم ہے جو بدترین ٹھکانا ہے البتہ وہ مرد اور عورتیں اور بچے مستثنیٰ ہیں جو بیکس و ناتوان ہیں۔ اور جن کے لئے ہجرت کرنے کا کوئی حیلہ نہیں اور خدا کی راہ میں فرار کی کوئی سبیل نہیں۔ عجب نہیں کہ ایسے لوگوں کا گناہ معاف کر دیا جائے۔ اس لئے خدا ایسے بندوں کا پردہ پوش ہے۔ وہ غفور الرحیم ہے اور جو شخص خدا کے راستے میں ہجرت کرتا ہے اسکو اطمینان رکھنا چاہئے کہ روئے زمین میں اُسے روزی کی کشائش اور فراخی نصیب ہوگی۔

چونکہ ہزارہا مہاجرین مخلصین کی ایک عنان گسیختہ لہر افغانستان میں داخل ہو رہی ہے اور ان میں سے اکثر کے دامن دولت دنیا سے خالی ہیں اس لئے ایک ایسی نازک صورت حالات پیدا ہو گئی ہے جس سے اسلام اور ہندوستان کے بہترین مقاصد کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ حکومت ہند کے ذمہ دار حکام نے اس مطلب کا ایک اعلان جاری کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت غازی امان اللہ خان نے افغانستان میں مزید مہاجرین کا داخلہ قطعی طور پر روک دیا ہے اسلئے خلافت کمیٹیوں کا فرض ہے کہ عازمان ہجرت کو عزم افغانستان سے روک دیں۔ جس حد تک پنجاب خلافت کمیٹی نے اصحاب کو معلوم کیا ہے صورت یہ ہے کہ اس وقت تک مختلف راستوں سے کم وبیش ایک لاکھ بیس ہزار مہاجرین افغانی علاقے میں داخل ہو چکے ہیں ان مہاجرین کا عنصر غالب قوم کے ایسے غریب وناداد افراد پر مشتمل ہے جنہیں اپنی معاش کے ذرائع کبھی یقینی نہیں۔ اس لئے مملکت افغانی پر ایک بار عظیم پڑا ہے۔ اور اس کی مہمان نوازی کی انتہائی آزمائش ہو رہی ہے۔

برادران غیور افغانستان نے ان بیکسوں کی خاطر جنہوں نے اسلام کی دعوت پر اپنا تمام جان ومال چھوڑ دیا۔ ہر قسم کی تکالیف ومصیبت برداشت کرنے کے لئے تیار رکھا لیکن جیسے جیسے مہاجرین ہند بڑھتے گئے۔ ان میں سے اگر ایک مختصر اقلیت کو مستثنیٰ کر دیا جائے تو سب ان برادران افغان کے لئے اقتصادی پریشانی کا باعث ہوتے ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ گو افغانوں کی داخلی اور قطعی حکمت عملی یہی تھی کہ مہاجرین ہند کا بخیر وخوبی خیر مقدم کیا جائے۔ لیکن اس حکمت عملی کے دفعتہً بدل جانے کی یہ وجہ ہے کہ مہاجرین کی ایک جماعت نے جو مہاجرین ہندی کے اہتمام وانتظام کی انجمن قرار دیگئی ہے اس مضمون کی ایک ضروری عرضداشت حکومت افغانستان کے روبرو پیش کی۔ کہ تحریک ہجرت کو فی الحال معرض التوا میں ڈالدیا جائے تاوقتیکہ جو مہاجرین سرحد ہند کو عبور کر چکے ہیں انکی سکونت وآسائش کا ضروری انتظام نہ ہو جائے۔

اس انجمن کے دانشمند اراکین نے جس مقصد سے یہ تجویز پیش کی اس سے نیک نیتی پر تو ایک لحظے کے لئے کبھی اشتباہ نہیں کیا جاسکتا لیکن شاید ان اصحاب نے مسلمانان ہند کے سچے اور مخلصانہ جوش کا اندازہ نہیں کیا۔ اور اس امر پر غور نہیں فرمایا کہ ایک ایسی تحریک کے دفعتہً دفعتہً رک جانے سے جس کا اثر تمام قوم کی قسمت پر پڑتا ہے اسلام کو کسقدر نقصان پہنچیگا۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انجمن اہتمام مہاجرین ہندی کے نیک نیت اراکین کی اس تجویز پر عمل کیا گیا اور اسکے مطابق احکام صادر کر دیئے گئے۔ بہر حال مناسب یہ تھا کہ وہ احکام ایسی صورت میں ہندوستان بھیجے جاتے کہ ان پر اس طبقہ عوام کو یقین واعتماد ہو جاتا۔ جس میں ہجرت کا جوش وخروش اس حد انتہا تک پہنچا ہوا ہے۔ وہ فرمان ذمہ وار حکام افغانی اور انکے ہندوستانی سفیران کار کے دستخطوں اور مہروں سے مزین ہونا چاہئے تھا لیکن وہ احکام پولٹیکل ایجنٹوں کی وساطت سے ہندوستان میں موصول ہوئے جن کی حکمبرداریاں اگرچہ سیاسی نقطہ نظر سے کیسی ہی مستند اور قابل پذیرائی کیوں نہ ہوں لیکن خالص مذہبی معاملات میں قابل اعتماد نہیں قرار دی جاسکتیں۔

مزید برآں ہجرت کے التوا یا ہندوستانی حکام کے بیان کے مطابق قطعی امتناع کے متعلق جو فرمان اعلیٰ حضرت امیر غازی افغانستان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اسے مسلمانان ہند تک پہنچانے میں ایک نہایت شدید وفاش غلطی کا ارتکاب کیا گیا جس سے اندیشہ ہے کہ وہ مہاجرین اقتصادی تباہی کے گرداب میں پھنسکر برباد ہو جائیں گے۔ جو اپنا گھر بار مال واسباب وغیرہ بیچکر جب لٹا ور پہنچے۔ تو ان سے کہدیا گیا کہ اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔ حالانکہ انکے کوئی گھر بار ہی نہیں کہ وہ تو خدا کے راستے میں بیچ چکے۔ پنجاب خلافت کمیٹی کو یقین ہے کہ جو فرمان اعلیٰ حضرت امیر افغانستان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس کے کچھ اور معنے بھی نکل سکتے ہیں اور یہ قیاس ہی بے سرو پا ہے کہ جو مسلمان معاہدہ ترکی کی غیر منصفانہ شرائط اور خلافت کے تجزیہ کے خلاف احتجاج کے طور پر ہندوستان کی سکونت قبول کر رہے ہیں انہیں پناہ گزینی کے حق سے دفعتہً محروم کر دیا گیا ہے۔

ان حالات کے ماتحت پنجاب خلافت کمیٹی کی یہ سفارش کہ ہندوستان کے جو مسلمان ہجرت کر کے افغانستان جانے کا عزم کئے بیٹھے ہیں وہ فی الحال اپنی روانگی ملتوی کر دیں تاوقتیکہ مرکزی خلافت کمیٹی کی طرف سے کوئی مستند اعلان شائع نہ ہو جائے۔ کیونکہ پنجاب خلافت کمیٹی اس پر اسرار گتھی کو سلجھانے کی کوشش کر رہی ہے اسکے ساتھ ہی پنجاب خلافت کمیٹی مسلمانوں سے یہ درخواست کرتی ہے کہ فرض ہجرت صرف ایسے مسلمانوں پر واجب سمجھا جائے جو خوشحال وتونگر ہوں۔ یا کوئی ایسا ہنر جانتے ہوں کہ اس سے روزی کما سکیں یا اتنے مضبوط وطاقتور ہوں کہ سفر کی تکالیف وشدائد کو برداشت کر سکیں۔

مسلمانان ہند کو چاہئے کہ آخر الذکر دو طبقوں کی امداد کے لئے اتنا سرمایہ جمع کریں کہ وہ اپنے افغانی میزبانوں کے لئے بار ثابت نہ ہوں۔ جب عازمان ہجرت کو چاہئے کہ اپنے عزم سے اپنے حلقے کی خلافت کمیٹی کو اطلاع کریں اور کمیٹی ایسے مہاجرین منتخب کرے جو مستعد کرہ بالا اوصاف سے کماحقہ بہرہ ور ہوں۔ ان اصول کے ماتحت خلافت کمیٹیاں براہ راست اپنی نگرانی میں قافلے تیار کریں۔ اور انکی روانگی سے پہلے مرکزی خلافت کمیٹی سے آخری اجازت حاصل کریں جو مرکزی خلافت کمیٹی کے پاس بھیجی جائے جو اس کی تقسیم وترسیل کا مناسب انتظام کرے گی۔

اسی سلسلے میں پنجاب خلافت کمیٹی تمام اسلامی مرکزوں کو جن کا ان معاملات سے تعلق ہے یہ اطلاع پہنچانا اپنا مقدس اسلامی فرض خیال کرتی ہے کہ ہجرت وہ آخری مقدس فرض ہے جو دعوت اسلام کے وقت اسلام کی طرف سے ایک مسلمان پر عائد ہوتا ہے اور جب وہ ایک دفعہ پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے اور قرآن مجید کے احکام صریح کی تعمیل کا عزم بالجزم کرلے تو اُسے دُنیا کی کوئی طاقت اس فرض کی بجاآوری سے باز نہیں رکھ سکتی اگر اس مقصد مقدس کی تکمیل میں مسلمان اپنی طبعی موت مر بھی جائے یا دشمنان اسلام کے تشدد کا شکار ہو جائے تو اس کی نجات ومغفرت کا ضامن خود خدا کا کلام پاک ہے جو فرماتا ہے۔

ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ

یعنی جو شخص خدا اور رسول کے راستے میں ہجرت کر کے اپنے گھر سے باہر نکلے اور اثناء ہجرت میں اسے موت آلے تو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ اپنا اجر پا چکا۔

آخر میں پنجاب خلافت کمیٹی ہز ایکسیلنسی وائسرائے سے بہت استدعا کرتی ہے کہ وہ مسئلہ ہجرت سے بالکل کوئی سروکار نہ رکھیں۔ اور تمام صوبجات کی حکومتوں کے نام اس مضمون کی فوری ہدایات صادر کر دیں۔ کہ وہ اس معاملہ میں جس کا اثر مسلمانوں کے نہایت عزیز مذہبی مقاصد پر پڑتا ہے۔ دست اندازی نہ کرنے کی روایتی حکمت عملی پر کاربند رہیں۔ اگر اس دانشمندانہ اور عاقبت اندیشانہ حکمت عملی سے بقدر سر موبھی تجاوز کیا گیا۔ تو غیظ وغضب کا ایسا زبردست طوفان برپا ہو جائے گا۔ کہ تمام دنیاوی طاقتیں جو حکومت برطانیہ کے حیطۂ اقتدار میں ہیں۔ اس کے تدارک سے عاجز ودرماندہ رہ جائیں گی۔ کیونکہ جب ایک مذہب مقدس اسلام کی روحانی طاقتیں بیدار ہو جائیں۔ جیسی اس وقت بیدار ہو چکی ہیں۔ تو پھر انہیں وحشیانہ طاقت سے دبا دینے کی کوشش خطرناک ہوا کرتی ہے مسلمانان ہند کو قرآن مجید کے احکام اور نبی کریم کے ارشادات کے مطابق اپنی نجات کا راستہ خود تجویز کرنے دیجئے اور اگر وہ چاہیں تو امن پسندانہ طریق سے انہیں ہندوستان سے نکل جانے دیجئے۔ اگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور چیف کمشنروں کی حکمبرداریوں کے ماتحت ہجرت کا ستہ باب کیا گیا تو یہ اس حکومت کی ایک نہایت خوفناک غلطی ہو گی۔ ان ذمہ داریوں کا ذرہ برابر احساس نہیں جو سات کروڑ مسلمانان ہند کی طرف سے اس پر عائد ہوتی ہیں اور جو اب تک رعایا کے جوش کا اندازہ نہیں کر سکتی یہ پیغام نہایت ضروری ہے۔ اور پنجاب اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کی تمام خلافت کمیٹیوں سے پُر زور استدعا کی جاتی ہے۔ اور وہ اپنے اپنے حیطۂ اقتدار میں حتی الوسع اس اعلان کی نشر واشاعت کریں۔ (زمیندار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - یکشنبہ مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۲۰ء نمبر ۱۷

ایک بھاری فروگذاشت

اس ہفتہ ایڈیٹر کی طرف دو مضمون ایسے اشخاص کی طرف سے آئے ہیں - جن کے متعلق یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا وہ مضمون نگار جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل ہیں ؟ یا کہ انہوں نے احمدیت کے لئے حضرت مسیح موعود کی بیعت پر کفایت کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اب وہ ایک احمدی کے لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ ضرور ہی میاں محمود احمد صاحب کی بیعت بھی کرے - اور احمدیت کے خالص سونے پر پیتل کے جوہر کا ملمع چڑھ جائے۔

ہر وہ صاحب جو یہ چاہتے ہوں کہ ان کا مضمون اخبار پیغام صلح میں درج ہو - اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا پورا پتہ لکھ دیا کرے اور اس امر سے ضرور آگاہ کر دیا کرے کہ اس کا تعلق کس جماعت سے ہے ؟ اور جو مضمون نویس اپنے نام کی اشاعت نامناسب سمجھے - وہ اپنے مضمون پر ہی اپنا پورا پتہ لکھ کر یہ نوٹ دے دیا کرے کہ اس کا نام شائع نہ ہو - لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ جن مضمون نگاروں کا ہم کو پورا پتہ معلوم نہ ہو - ان کے مضامین کو درج کر کے ہم بغیر کسی خاص نتیجہ کو مدنظر رکھنے کے بے سود مضامین سے پیغام صلح کے اوراق کو سیاہ کرنا شروع کر دیں۔

ایک شخص مسمی جلال الدین شمس مولوی فاضل نے اپنا مضمون بھیجا ہے جس کا عنوان ہے :-

"امکان نبوت بعد آنحضرت صلعم"

مضمون نگار نے اپنے مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلعم پر نبوت ختم نہیں ہوئی - اور ایڈیٹر سے درخواست کی ہے کہ اس کے مضمون کو اخبار پیغام صلح میں درج کر کے جواب دیا جاوے

چونکہ مضمون نگار نے یہ نہیں بتلایا کہ وہ کس جماعت یا سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ کس کس کو نبی اللہ سمجھتے ہیں - اور جس کو وہ نبی اللہ سمجھتے ہیں اس نے خود بھی اپنے آپ کو نبی اللہ سمجھا تھا - یا کہ مضمون نگار اپنی طرف سے کسی کو نبی بنا رہا ہے - اس لئے

مسمی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل کا مضمون درج اخبار نہیں ہو سکتا - ہاں اگر وہ مندرجہ بالا فروگذاشت کا ازالہ کر بھیجیں تو ہم خوشی سے انکے مضمون کو اخبار میں درج کر کے ان کے خیالات سے لوگوں کو آگاہ کر دینگے بے نتیجہ مضمون نویسی کا کیا فائدہ ؟

ایک شخص امکان نبوت بعد خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر مضمون لکھے اور کسی مدعی نبوت کو پیش نہ کرے تو اس کا مضمون در اصل بے نتیجہ ہی ہوگا - امید ہے کہ مولوی فاضل صاحب توجہ فرماویں گے۔

دوسرا مضمون ایک خط ہے جو محمد سیف الدین صاحب احمدی فیروزپوری نے خان صاحب غلام محمد احمدی کیمبل پور کی طرف لکھا - اور اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ کہنا چاہئیے اور رسول اللہ نہ کہنا چاہئیے - چنانچہ ان کا خط مندرجہ ذیل الفاظ پر ختم ہوتا ہے :-

"پس ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہیں اور جب حضور نبی اللہ ہیں تو کیوں نہ آپکو نبی اللہ لکھا جاوے اور اہل علم جانتے ہیں کہ حضور محض فیض محمدی سے نبی ہیں - آنحضرت صلعم کو رسول اللہ لکھا جاتا ہے مگر حضرت مسیح موعود کو جہاں تک میرا علم ہے کسی نے رسول اللہ نہیں لکھا ہے - ہاں نبی اللہ لکھا جاتا ہے - یہ فرق بھی کافی سمجھنے کے لئے ہو سکتا ہے"

مولوی محمد سیف الدین صاحب فیروزپوری کے مذکورہ بالا خط کو بھیجکر خان صاحب غلام محمد احمدی از کیمبل پور تحریر فرماتے ہیں کہ یہ خط نبوت مسیح موعود پر چھاپ کر اس کی تردید کر دیں۔

ہمارے خیال میں خان صاحب موصوف سے ایک فروگذاشت ہوئی ہے اور وہ یہ کہ ایسا خط اخبار الفضل میں شائع ہونے کے لئے زیادہ موزون تھا - لیکن خیر - انشرط گنجائش کسی آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ درج کر دیا جاویگا - لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ بے نتیجہ مضمون لکھنا یا مضمون نویس کا عمداً اپنے پتہ کو پوشیدہ رکھنا یہ ایک بھاری فروگذاشت ہے جس کا خاص خیال رکھنا چاہئے - اور مضمون کو ایسی عمدگی سے لکھنا چاہئے کہ کاتب کو نقل کرتے وقت دقت نہ ہو۔

احمدی کون ہے

بابو منظور الٰہی صاحب کا وجود بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے بہت ہی بابرکت ہے - احمدیہ لٹریچر کے مکمل ریکارڈ رکھنے کا ان کو از حد شوق ہے - اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات اور تصنیفات کا ان کے پاس اس قدر مجموعہ ہے اور ایسے ایسے نایاب اشتہارات اور قلمی مسودات انکے پاس موجود ہیں جو شاید ہی کسی احمدی کے پاس ہوں۔

چونکہ بابو صاحب موصوف سلسلہ احمدیہ کی امداد میں خود ہر طرح سے کوشاں رہتے ہیں اور ہر رنگ میں حضرت مسیح موعود کے مقاصد کو بار آور کرنے کی دھن میں لگے رہتے ہیں - اس لئے انہوں نے باقاعدہ چندہ ادا کرنے کے متعلق حضرت مسیح موعود کے پرزور کلام کو نقل کر کے ہمارے پاس بھیجا ہے - اسکو پڑھ کر ہر سچ کر کے احمدی احباب کو خصوصیت سے توجہ دلائی جاتی ہے - اور عملی رنگ میں قدم اٹھانے کی تحریک کی جاتی ہے - امید ہے کہ احمدی احباب اپنے سلسلہ کے بانی کی آواز پر خاص دھیان دیں گے اور چندہ ادا کرنے میں بہت جلد باقاعدگی اختیار کرینگے - (ایڈیٹر)

ملفوظات ۵ جولائی ۱۹۰۳ء

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت میں چندہ دینے والے بہت تھوڑے ہیں - آئے دن صدہا آدمی بیعت کر کے چلے جاتے ہیں لیکن دریافت کرنے پر بہت ہی کم تعداد ایسے اشخاص کی ہے جو متواتر ماہ بماہ چندہ دیتے ہیں - جو شخص اپنی حیثیت و توفیق کے موافق اس سلسلہ کی چند پیسوں سے امداد نہیں کرتا - اس سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے اور اس سلسلہ کو اسکے وجود سے کیا فائدہ - ایک معمولی انسان بھی خواہ کتنی ہی شکستہ حالت کا کیوں نہ ہو جب بازار جاتا ہے تو اپنی قدر کے موافق اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے کچھ نہ کچھ لاتا ہے تو پھر کیا یہ سلسلہ جو اپنی عظیم الشان اغراض کے لئے اللہ تعالےٰ نے قائم کیا ہے - اس لائق بھی نہیں کہ وہ اسکے لئے چند پیسے بھی قربان کر سکے - دنیا میں آجکل کون سلسلہ ہوا ہے یا ہے - جو خواہ دنیوی حیثیت سے ہے یا دینی - بغیر مال چل سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر ایک کام اس لئے کہ عالم اسباب ہے اسباب سے ہی چلایا جاتا ہے - پھر کس قدر بخیل و ممسک وہ شخص ہے کہ جو ایسے عالی مقصد کی کامیابی کے لئے ادنیٰ چیز مثلاً چند پیسے خرچ نہیں کر سکتا - ایک وہ زمانہ تھا - کہ الٰہی دین پر لوگ اپنی جانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح نثار کرتے تھے - مالوں کا تو کیا ذکر

حضرت ابو بکرؓ صدیق نے ایک سے زیادہ دفعہ اپنا کل گھر بار نثار کیا - حتیٰ کہ سوئی تک کو بھی گھر میں نہ رکھا اور ایسا ہی حضرت عمرؓ نے اپنی انبساط و انشراح کے موافق اور حضرت عثمانؓ نے اپنی طاقت و حیثیت کے موافق - علیٰ ہذا القیاس علیٰ قدر مراتب تمام صحابہؓ اپنی جانوں اور مالوں سمیت اس دین الٰہی پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

ایک وہ ہیں کہ بیعت تو کر جاتے ہیں - اور اقرار بھی کر جاتے ہیں کہ "ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے" مگر وہ امداد کے موقع پر اپنی جیبوں کو دبا کر پکڑ رکھتے ہیں۔ بھلا ایسی محبت دنیا سے کوئی دینی مقصد پا سکتا ہے اور یا ایسے لوگوں کا وجود کچھ بھی نفع رساں ہو سکتا ہے ہرگز نہیں ! اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ٥ جب تک تم اپنی عزیز ترین اشیاء اللہ جل شانہ کی راہ میں خرچ نہ کرو - تب تک تم نیکی کو نہیں پا سکتے "

اس وقت ہماری جماعت قریباً تین لاکھ کے ہے - اگر ایک ایک پیسہ ہی اس سلسلہ کی امداد مثل لنگر - مدرسہ وغیرہ میں دیں - تو لاکھوں پیسے ہو سکتے ہیں - قطرہ قطرہ بہم شود دریا - ایک ایک بوند پانی سے دریا بنجاتا ہے - تو کیا ایک ایک پیسہ سے ہزارہا روپیہ نہیں بن سکتا - اور کیا سلسلہ کی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں - اگر ایک شخص چار روٹیاں کھاتا ہے - آدھی بھی اگر روٹی بچا لے تو بھی اس عہد سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔

البتہ یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ اکثر لوگوں کو اب تک کہا بھی نہیں جاتا کہ ہمارے سلسلہ کے لئے کسی چندہ کی ضرورت تھی - بہت سے لوگ دور رہ کر بیعت کر کے جاتے ہیں - اگر ان کو کہا جاوے - تو ضرور وہ چندہ دیویں مگر ترغیب دینا ضروری ہے

پس میں تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں - کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے باخبر کرو - اور ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندہ میں شامل کرو - یہ موقع ہاتھ آنے کا نہیں - کیسا یہ زمانہ برکت کا ہے کہ کسی سے جانیں مانگی نہیں جاتیں - اور یہ زمانہ جانوں کے دینے کا نہیں بلکہ فقط مالوں کے بقدر استطاعت خرچ کرنے کا ہے اس لئے ہر ایک شخص تھوڑا تھوڑا جو وہ لنگر اور مدرسہ اور دیگر ضروری مدوں میں دے سکتا ہے دے - وہ آدمی جو تھوڑا تھوڑا چندہ دے - مگر باقاعدہ - اس سے بہتر ہے جو زیادہ دے - مگر گاہے دے"

حضرت مسیح موعود کا مندرجہ بالا فرمان کسی تشریح کا محتاج نہیں - ہر ایک احمدی بھائی جو ہماری جماعت سے تعلق رکھتا ہے سلسلہ کی ضروریات کے لئے باقاعدہ چندہ دینا چاہئے - کیونکہ قومی ضروریات اور اشاعت اسلام جیسا اہم کام قوم کی متحدہ طاقت کے بغیر احسن طریق پر نہیں چل سکتا۔

عیسائی مشنوں کے باقاعدہ نظام سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے - اور اپنی طاقت کو منتشر نہ ہونے دینا چاہئے - جو بھی صدقہ خیرات ہمارے احباب کریں اپنی مرکزی قومی ضروریات کا ہر موقعہ پر خیال رکھا کریں خصوصاً ماہوار چندوں میں سستی نہ ہو +

رسید زر

فہرست زر چندہ وغیرہ جماعت احمدیہ بھیرہ

نمبر	اسماء گرامی	ابتدا و نہایت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱	محمد رمضان صاحب	جنوری تا جولائی	عه ۱۲	۱ر	•	•
۲	قاضی احمد شاہ صاحب	بوجہ بیکاری معذور	•	۱۴ر	۱۲	•
۳	عبدالکریم لوہار "	"	•	۵	•	•
۴	عزیز دین "	جنوری تا جولائی	۱۲	•	۷	•
۵	خوشی محمد "	"	عه ۱۲	۸	۸	۵
۶	مستری امام الدین "		•	عه	•	•
۷	مولوی محمد صاحب		•	۲	•	•
۸	مہر جمعہ صاحب		۱۲	۲	•	•
۹	محمد حیات "	دسمبر تا [illegible]	عه	عه	•	•
۱۰	محمد خلیل		•	۸	عه	•
۱۱	شمس الدین		•	•	•	۷
۱۲	مولوی محمد صدیق		•	۴ر	•	•
۱۳	غلام محمد مستری		•	۱۲ر	•	•
۱۴	محمد حبیب درزی					[illegible]
	میزان کل		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بعد منہائی فیس منی آرڈر [illegible] باقی [illegible]

جو احباب چندہ دینے سے انکاری ہیں - مندرجہ بالا مضمون میں ارشاد حضرت اقدس پر عمل کریں - اور اپنے عہدوں کا ایفا کریں۔

ہے۔ اور تمام لوگوں کو نیکی سکھانا ہے۔ اور اسکے حصول کا ذریعہ صرف دُنیا کو نیکی اور ہدایت کی دعوت ہے۔ اپنی شوکت کو قائم کرنے کے لئے ہم میں سے بعض لوگ دوسری قوموں کی نظیریں اور مثالیں خواہ مخواہ اپنے لئے تلاش کرتے ہیں۔ اس پر غور نہیں کرتے۔ کہ جس قوم نے دوسری تمام اقوام کی پیشرو بننا ہو۔ وہ انہی قوموں کی پیروی کر کے کیونکر کامیاب ہو سکتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہم اپنی طاقت کو بھول گئے ہیں۔ اور غلطی سے دوسری قوموں کی اتباع کو اپنی کامیابی کی راہ سمجھتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے ہمارا کام صرف دعوت الی الاسلام مقرر کیا ہے۔ جس قوم نے دُنیا کے اندر نیکی کو پھیلانا ہو وہ دوسروں کی تقلید سے کیونکر کامیاب ہو سکتی ہے نیکی کی تعلیم دُنیا کو دینا کوئی چھوٹا سا کام نہیں بہت بڑی بڑی قربانیوں۔ دکھوں اور مصیبتوں کا کام ہے

مشکلات اور مصائب کا مقابلہ کس طرح کیا جائے

قرآن کریم نے اس کے لئے ایک دعا سکھائی ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ صبر اور دعا کے ساتھ استعانت طلب کرو۔ بغیر دکھ اور تکلیف اُٹھانے کے کسی کام میں فائدہ نہیں ہو سکتا۔ نیکی کے پھیلانے میں جس قدر مصیبتوں میں سے گذرنا پڑے اُن کو صبر کے ساتھ برداشت کرے۔ اور اللہ تعالےٰ سے کامیابی کے لئے دُعا مانگے۔ اسی بات کو قرآن کریم نے ایک چھوٹی سی سورۃ میں بیان کیا ہے۔ والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصّٰلحٰت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ انسان ہر آن ایک خسارۂ عظیم میں پڑا ہوا ہے۔ بسوائے ان لوگوں کے جو ایمان لاتے اور اعمال صالح بجا لاتے ہیں اور وہ دنیا میں حق کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور اس اشاعت حق میں جو تکالیف ان پر پڑتی ہیں۔ ان کو صبر و سکون کے ساتھ برداشت کرتے" اور دوسروں کو برداشت کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ نیکی پھیلانے کے لئے دکھوں کا آنا لازمی امر ہے۔ پس مؤمن وہ ہیں۔ جو ان مصیبتوں اور دکھوں کو دیکھکر ہمت نہیں ہار دیتے۔ بلکہ صبر کے ساتھ برداشت کر کے آگے بڑھتے ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی نرمی اور صبر کی تعلیم بھی اسی غرض کے لئے تھی۔ تمہاری ایک گال پر اگر کوئی تھپڑ مارے تو اس کی طرف دوسری بھی پھیر دو۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ نیکی کی تعلیم کے لئے حد درجہ کی نرمی اور برداشت سے کام لو۔ جب تک تم صبر کی عادت نہ ڈالو گے۔ تم دُنیا میں نیکی نہیں پھیلا سکتے۔ یہ یاد رکھو کہ تم مسلمان ہو۔ اور تمہاری پیدائش کی غرض صرف یہ ہے۔ کہ تم نیکی کو پھیلاؤ۔ پس تمہیں کسی قسم کی مصیبتوں سے نہیں گھبرانا چاہیئے ہمارا سرکار کے وزیر اعظم مسٹر لائڈ جارج نے ایک اعلان شائع

دُنیا کے امن و امان کی ضامن عیسائیت ہے یا اسلام

کیا ہے۔ اور اس پر دوسرے وزرائے نو آبادیہا کے بھی دستخط ہیں اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ صرف عیسائیت ہی دُنیا کے امن و امان کی ضمانت ہو سکتی ہے۔ مگر کیا گذشتہ چار سال ہولناک اور تمام دنیا کے امن و امان کو تباہ کر دینے والی جنگ خود عیسائی ہاتھوں سے لگائی ہوئی نہ تھی۔ عیسائی پادریوں کا خیال ہے کہ اسلام کی حکومت ظاہری یا اس کی شان و شوکت کے مٹنے سے اسلام زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور آجکل اسی لئے پادری لوگ خوش ہیں۔ کہ اسلام کی دنیوی شوکت دنیا سے رخصت ہو رہی ہے۔ مگر اسلام اپنی دنیوی شان و شوکت کو کھو کر بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ اور دُنیا کو اپنی صداقت کا لوہا منوا سکتا ہے۔ وزیر اعظم جارج نے عیسائیت کو امن کا گہوارہ قرار دیتے ہوئے اسلام پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ وہ بھول گئے اپنی موجودہ روش سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر وہ پچاس سال تک بھی عیسائیت کو پھیلاتے رہیں تو وہ دنیا میں نیکی کو قائم نہیں کر سکتے۔ دعوےٰ تو یہ کیا گیا کہ عیسائیت ہی امن کا مذہب ہے مگر اپنے طرز عمل سے چند دن کے اندر ہی بتلا دیا کہ دُنیا کو اُن سے انصاف اور عہد وفائی کی امید رکھنا فضول ہے اور وہ اپنی عملی حالت سے عیسائیت کی امن پسندی کا ثبوت نہیں دے سکے مسلمانوں کو بھی ان مشکلات کے اندر کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے کہ جس سے اسلام کی بدنامی اور ذلت ہو۔ اور اس طرح ہمارے نصب العین اشاعت اسلام کو صدمہ پہنچے۔ مجھے مولانا مولوی محمد علی صاحب کے ایک فقرہ نے اُن کا عاشق بنا دیا کہ اُنہوں نے ایوان حکومت میں کھڑے ہو کر صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ اگر ترک واقعی ایسے ہی ظالم اور خونخوار ہیں جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے تو ہمارا اُن سے قطعاً کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہم اسلام کی عزت کی خاطر ترکوں سے علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ اس زمانہ میں اسلام کے ذمہ ایک بدنامی لگی ہوئی ہے۔ کہ وہ خونخواری کا مذہب ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ جب کوئی کام کریں۔ تو اس بدنامی کو دُور کرنے والا کریں۔ اسلام قطعاً خونخواری کا مذہب نہیں وہ سراسر سلامتی کا مذہب ہے۔ اس کا نام ہی اس کی کافی ضمانت ہے۔ اسلام کے مفہوم میں سلامتی موجود ہے۔ ان کی آپس کی ملاقات کے وقت السلام علیکم کہا جاتا ہے گڈ مارننگ۔ گڈ ایوننگ وغیرہ نہیں کہا جاتا۔ اسلام کے جنت کا نام دار السلام (سلامتی کا گھر ہے) ان کے

"دنیا کے امن کو کس چیز نے تہ و بالا کیا ہے"

خدا کا نام السلام ہے وہ دنیا میں صرف امن و سلامتی کا خواہاں ہے۔ ایسے مذہب کو خونخواری کا مذہب کہنا ظلم ہے۔ خود یورپ کی ہوسِ ملک گیری نے دُنیا کے امن کو تہ و بالا کر رکھا ہے۔

مسلمانوں کو اُن کے نقش و قدم پر نہیں چلنا چاہیئے۔ کہ مُنہ سے تو یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ عیسائیت امن اور سلامتی کا مذہب ہے اور محبت محبت پکارتے رہتے ہیں مگر عمل اسکے بالکل برخلاف ہے۔ ہمارا نصب العین ملک گیری نہیں۔ بلکہ اشاعتِ اسلام ہے پس ہمیں کوئی ایسا فعل نہیں کرنا چاہیئے کہ جس سے ہمارے نصب العین کو کوئی صدمہ پہنچے تم اپنی عملی حالت کو درست کرو۔ اور اسلام کی تعلیم کا نمونہ بن کر دکھاؤ۔ اور اسی کی تاکید تم کو قرآن کریم کرتا ہے۔ وہ تم کو لتکونوا شھداء علی الناس بنانا چاہتا ہے۔ لتکونوا ملوکاً فی الدنیا نہیں فرماتا۔

میرا یہ نہیں کہنا۔ کہ بادشاہت کے لئے ہمیں کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ بادشاہت بلاشبہ قومی زندگی کی حیات میں سے ایک ہے۔ اسکو حاصل کرنا بڑی اچھی بات ہے۔ اور اس کے حصول میں کوئی عیب نہیں

حصول سلطنت کے دو طریق

یہ بادشاہت دنیا میں دو طرح پر حاصل ہوتی ہے ان میں سے ایک طریق کا ذکر تو انجیل میں ہے اور دوسرا طریق قرآن مجید میں ہے۔ متی کی انجیل کے تیسرے یا چوتھے باب میں لکھا ہے کہ "ایک دفعہ شیطان حضرت مسیح کے پاس آیا۔ اور اُن کو جنگل میں لے گیا اور ایک پہاڑ کے چوٹی پر کھڑا کر دیا۔ اور کل دُنیا کی بادشاہتیں اُنکو دکھا کر کہا۔ کہ اگر تو مجھے سجدہ کرے تو یہ کل کی کل بادشاہت میں تم کو دیتا ہوں"

یہ ایک طریق تو بادشاہت کے حصول کا ہے جو انجیل میں مذکور ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مسیح نے اپنی امت کو بادشاہت کے حصول کا یہ طریق سکھایا تھا۔ بلکہ لکھا ہے کہ جب اُنکو شیطان نے پہاڑ پر لیجا کر یہ کہا۔ تو انہوں نے کہا کہ اے شیطان دور ہو جا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ تو خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کر۔ کیونکہ یہ نمونہ بھی مذہب میں پایا جاتا اور وہ خداوند کی عبادت کو حصول مملکت پر مقدم رکھتے۔ اور یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ شیطان کو سجدہ کرنے سے بادشاہت مل سکتی ہے

دُنیا میں تمام چیزوں کے حصول کے صرف دو ہی طریق ہیں۔ خواہ وہ دولت ہو۔ یا عزت ہو۔ یا حکومت و سرداری۔ اور خواہ خطاب اور نام کی شہرت ہو۔ ایک تو شیطان کو سجدہ کر کے اور دوسرے خدا کو سجدہ کر کے۔

آجکل لوگ خطاب یافتہ لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر سب کے ساتھ خطاب یافتہ بیجا خوشامد اور قوم فروشی سے ہی خطاب حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ ان میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ جنہوں نے واقعی ایمانداری اور اچھے کاموں کی وجہ سے ان کو حاصل کیا ہے اور اکثر ایسے بھی ہیں کہ جنہوں نے دین فروشی۔ قوم فروشی اور تقوےٰ کو کھو کر ان کو حاصل کیا

غرض دُنیا میں حصول دولت و عزت اور حکومت کے دو ہی طریق ہیں۔ ایک تو شیطان کو سجدہ کر کے۔ شیطان کے اصل معنی ہیں۔ دُور ہوا۔ یعنی خدا سے دُور ہوا

دونوں طریق میں سے یورپ نے کس کو اختیار کر رکھا ہے

فی الحقیقت جب کوئی شخص خدا سے دور ہو تو وہ شیطان کا پرستار ہی ہوتا ہے۔ اور اسی کو سجدہ کرنیوالا کہلاتا ہے یورپین تہذیب میں قبیل پر خدا کا نام لینا اور مجلسوں میں اس کا ذکر کرنا خلافِ تہذیب سمجھا جاتا ہے۔

پارلیمنٹ کے ایوانوں اور عام مجالس میں خدا کا نام لینا جائز نہیں سمجھا جاتا۔ ہاں یہ الگ امر ہے کہ جنگ کی شدت میں چند دنوں کے لئے لیا گیا۔ مگر مصیبت کے وقت تو دہریوں کے مُنہ سے بھی خدا کا نام نکل جاتا ہے۔ ایک بہت بڑا جہاز ٹیٹینک نامی تیار ہوا تھا۔ اور بڑے بڑے اعلےٰ درجے کے ناموں کے ساتھ تیار ہوا تھا۔ اُس کی نسبت فخریہ لہجہ میں بہت کچھ کہا گیا تھا۔ جب اُسکو سمندر میں چلایا گیا۔ تو برف کے ایک تودہ نے ایسے عظیم الشان جہاز کو توڑ دیا۔ اور جب جہاز غرق ہونا شروع ہو گیا۔ تو اس جہاز کے عملہ میں اُن مغرور اور دہریت سرشت لوگوں نے بھی خداوند کے حضور جانے کے گیت گانے شروع کیئے۔ مگر یہ بالکل سچ ہے۔ کہ عیسائیت کے تمام دعووں کے باوجود یورپ اور امریکہ میں سے خدا کا نام غائب ہوتا جاتا ہے۔ وہ انشاء اللہ اور ما شاء اللہ کہنے والوں پر ہنستے ہیں۔ یہی خدا سے دُوری ہے۔ اور یہی شیطان کو سجدہ ہے۔ اور نتیجہ بھی ظاہر ہے کہ یہ لوگ اب خدا کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ بلکہ جو کچھ کرتے ہیں دولت کو بڑھانے کے لئے۔ حکومت کو ترقی دینے کے لئے۔ اُن کا معبود دریں زر ہے اور یہی وہ شیطان ہے جس نے انہیں خدا سے دُور کر دیا ہے

حصول سلطنت کا اسلام نے کونسا طریق تسلیم کیا ہے۔

دوسرا طریق حصول حکومت کا وہ ہے جو قرآن کریم نے تعلیم فرمایا ہے۔ فرمایا۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض۔ اللہ تعالےٰ وعدہ کرتا ہے اُن لوگوں سے کہ تم میں سے جو ایمان لاتے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں کہ وہ اُنکو زمین میں خلیفہ اور حاکم بنائے گا۔ پس یہ دوسرا طریق اعمال صالح نیک کاموں سے اور اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری سے حکومت کے حاصل کرنے کا ہے۔ ایک طریق تو شیطان کو مال و دولت کو معبود بنا کر حصول بادشاہت ہے۔ اور دوسرا اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری سے۔ اب اگر مسلمانوں کے دلوں میں بادشاہت کی خواہش ہے۔ اور ضرور ہر ایک مسلمان کے دل میں ہونی چاہیئے۔ اور یہ ایک جائز خواہش ہے۔ تو کیا تم اس طریق کو اختیار کرو گے؟ جو یورپ نے اختیار کیا یا اُسکو جو قرآن کریم نے بتایا ہے کہ اگر تم ایمان اور اعمال صالحہ سے حکومت کو حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو یورپ کے طریقوں کی نقل مت کرو۔ شورہ ڈالکر اور قتل۔ خونریزی اور بے معنی جوش کا اظہار کر کے کچھ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ بلکہ پہلے تم خود اعمال صالحہ کے ساتھ اپنی اصلاح کرو۔ اپنے اندر اصل چیز اور روح پیدا کرو۔ ورنہ اگر ان بداعمالیوں میں گرفتار ہونے کے باوجود تم کو سلطنت مل بھی جائے تو میں اُسکو مسلمانوں کے لئے قطعاً مفید نہیں سمجھتا۔ وہ الٹی تمہاری تباہی اور بربادی کی موجب ثابت ہو گی پس تم بیشتر اس کے حکومت دیئے جاؤ۔ تم اپنے اندر اسکے لئے اہلیت پیدا کرو۔ تم دوسروں کے نقش قدم پر چلکر قطعاً کامیاب نہیں ہو سکتے تمہارے لئے کامیابی کی راہ صرف ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے۔

اگر تمہارے اندر حکومت کی خواہش ہے تو اسکو دوسرا درجہ دو۔ اور دعوت الی الاسلام کو مقدم کرو۔ اور یاد رکھو کہ تمہارے لئے حصول حکومت و بادشاہت کا یہی پہلا زینہ ہے

مایوسی کل ناکامیوں کی اصل ہے

اس وقت مسلمانوں پر مصائب اور دکھوں کا زمانہ ہے اور بہت سے لوگ تو دکھوں اور مصائب کے وقت مایوس ہو جاتے ہیں اور بہت سے دیوانہ ہو جاتے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ جو مصائب اسوقت اسلام اور مسلمانوں پر پڑتے ہیں وہ بہت سے دلوں کو مایوس اور دیوانہ کر سکتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ مایوسی کی حالت میں ہمت ہار دیتے ہیں۔ اور

قُلْ یَا اَهْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلیٰ کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

پیغام صلح

ہفتہ میں دوبار یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت ۶؎ ششماہی ۳؎ سہ ماہی ۲؎ طلباء سے سالانہ للعہ

جلد ۸ | بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور چہارشنبہ مورخہ ۱۶ ذوالحجہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق یکم ستمبر ۱۹۲۰ء | نمبر ۱۸

کلام الامام امام الکلام

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے

افسوس یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں
کردے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں

ہم میں وہ نشاں کہ زباں وہ زباں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں

اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی

وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی

وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ نور اور چاند سی طلعت نہیں رہی

وہ درد اور گداز وہ رقت نہیں رہی
خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی

دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی

حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی

وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی

دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی

وہ انس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی

ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

احمدیت کا اصلی مقصد اور حقیقی غرض کیا ہے؟

الفضل مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۲۰ء میں غلام رسول آف راجیکی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جو مندرجہ ذیل الفاظ پر ختم ہوتا ہے "اگر محمد رسول اللہ کی جگہ احمد رسول اللہ ہو تو بھی گو بعض وجوہ سے یہ امر درست ثابت ہو سکتا ہے لیکن وہ نسبت اور وہ تعلق اور وہ حیثیت جو محمد اور احمد کے درمیان ہے مفقود ہو جاتی ہے اور نیز اس سے حضرت میرزا صاحب کی حیثیت ایسے رسول کی ظاہر ہوتی ہے جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دور نبوت کا خاتمہ اور آپ کی شریعت کا نسخ پایا جاتا ہے۔ جو احمدیت کے اصل مقصد اور حقیقی غرض کے خلاف اور سراسر خلاف ہے"۔

مولوی غلام رسول صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ ایک گھبراہٹ کا اظہار کر رہے ہیں اور مولوی صاحب کی دورنگی دو عملی کا انکشاف کر رہے ہیں ایک طرف جب مولوی غلام رسول صاحب یہ دیکھتے ہیں کہ میاں محمود احمد صاحب تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسمہٗ احمد کا مصداق نہیں سمجھتے اور آیت اسمہٗ احمد کا واحد مصداق حضرت مسیح موعودؑ کو سمجھتے ہیں تو مشوش ہو کر اس تشویش میں مبتلا ہو کر بعض وجوہ سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی جگہ لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ کو درست ثابت کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن جب دوسری طرف یہ دیکھتے ہیں کہ عام احمدیوں کو میاں محمود احمد صاحب کے اس عقیدہ سے کہ ختم نبوت کا عقیدہ باطل ہے۔ اور اسمہٗ احمد کے واحد مصداق مسیح موعودؑ ہیں۔ چونکہ سخت نفرت ہے اور احمد رسول اللہ کے لفظ سے یہ امتیاز بھی قائم نہیں ہوتا کہ احمد سے مراد مسیح موعودؑ ہیں یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ اس لئے مولوی غلام رسول صاحب کو پھر فوراً ہی اس نسبت کا خیال آ جاتا ہے۔ جو اُن کے ذہن میں رسا ہوا ہے کہ محمدؐ کو احمد سے ہے۔ اور جو فقط اُن کے دماغ کے اندر ہی محدود ہے۔ مولوی غلام رسول کے دماغ میں یہ محمد۔ احمد کا جھگڑا بدستور قائم ہوتا ہے جو اُن کو خیال گذرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو اگر اسمہٗ احمد کا واحد مصداق سمجھ لیا گیا۔ پھر تو محمد رسول اللہ صلعم کی دور نبوت کا خاتمہ اور شریعت قرآنی کا نسخ پایۂ ثبوت کو پہنچ جاوے گا۔ اس لئے اسی گھبراہٹ میں آگے پیچھے کی مولوی غلام رسول صاحب کو سدھ بدھ نہیں رہتی۔ اور اسی پریشانی میں فیصلہ دے دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو احمد رسول اللہ کہکر پکارنا یا اپنے عقائد کو لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ کہکر ظاہر کرنا یہ احمدیت کے اصل مقصد اور حقیقی غرض کے خلاف اور سراسر خلاف ہیں۔

ایسے حالات میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ احمدیت کا اصلی مقصد اور حقیقی غرض کیا ہے؟

آپ لوگوں کے نزدیک حضرت مسیح موعود آیت اسمہٗ احمد کے واحد مصداق بھی سمجھے جا چکے ہیں۔ یہ بھی آپ کو اقرار ہے کہ حضرت مسیح موعود نفس نبوت میں ویسے ہی نبی اور رسول ہیں جیسے حضرت موسےٰ۔ عیسےٰ اور محمدؐ علیہم السلام اور سب کے سب بمعہ حضرت مسیح موعود رسلہ میں داخل ہیں۔ اور آپ لوگوں کے نزدیک مجرد حضرت مسیح موعود کی بیعت کرنا عند اللہ ایسا درجہ رکھتا ہے کہ اگر ایک کلمہ گو مسلمان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے رات گذارے اور دن قرآن کریم کی تلاوت میں بسر کرے تو بھی وہ کافر ہے۔ اگر وہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت نہیں کرتا تو پھر ایسے حالات میں الفضل کا یہ فرض ہے کہ وہ احمدی قوم کو اندھیرے میں رکھکر بے ایمان کرکے نہ مارے اور جس قدر جلدی ہو سکے احمدیت کے اصلی مقصد اور حقیقی غرض سے قوم کو آگاہ کرے۔

لیکن دقت یہ ہے کہ مولوی غلام رسول صاحب خود بھی نہیں جانتے کہ احمدیت سے اُنکی کیا مراد ہے اور احمدیت کے اصلی مقصد اور حقیقی غرض کی طرف لوگوں کو توجہ دلانے سے کونسی اصلیت اُنکے مدنظر ہے؟ صوفیانہ رواج کے طور پر بعض ایسے فقرات منہ سے بولنے کی عادت ہے جنکے ساتھ مولوی غلام رسول صاحب کے دل اور دماغ کو شاید کچھ بھی لگاؤ نہیں ہوتا۔ ایکطرف تو حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں احمد رسول اللہ کہکر پکارنے کو درست ثابت کرنا اور دوسری طرف ایسے اقرار کو ناسخ شریعت محمدیہ قرار دینا اور احمدیت کے اصلی مقصد کے سراسر خلاف بتلانا یہ کیسی پیچیدگی ہے جو مولوی غلام رسول صاحب کے دل و دماغ اور زبان کی عدم موافقت کی شہادت دے رہی ہے یہ بالکل ویسی بات ہے جیسے الفضل پارٹی کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود کوئی شریعت تو نہیں لائے لیکن اُن کا ملکہ اُنکے ذریعہ سے خدا کا حکم ہے کہ غیر احمدی مسلمان کافر ہیں اُنکو لڑکیاں دینا حرام ہے مولوی محمد علی صاحب اور اُنکے رفقاء احمدی ہیں لیکن منکران نبوت مسیح موعودؑ ہونے کی وجہ سے کافر ہیں اور میاں محمود احمد صاحب کو خلیفۃ المسلمین نہ ماننے کیوجہ سے فاسق ہیں یا جیسا ہے کہ مولوی

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - چہارشنبہ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۲۰ء نمبر ۱۸

الفضل کا مطالبہ

اخبار الفضل کے کسی پرچہ میں یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ "مولوی محمد علی اور اُن کے رفقاء خلافت ترکی کے لئے کیا کر رہے ہیں؟" اس کے جواب میں مولوی ابو الخلیل صاحب مسلم مشنری بمبئی نے ہمارے پاس ایک مضمون بھیجا ہے اور الفضل کے مطالبہ کا یہ جواب دیا ہے کہ

> خلافت ترکی کے لئے مولوی محمد علی صاحب اور
> اُن کے رفقاء نہایت سچے اور دردمند دل سے دُعا

کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارا خیال ہے۔ کہ ایسے جواب سے الفضل کا پیٹ بھرنا مشکل ہے۔ کیونکہ جس گروہ میں خواہ وہ مذہبی گروہ ہی کہلواتا ہو جھیٹر خانی کا مذاق پیدا ہو جاوے اور حق و باطل کو ملا کر ایک مرکب معجون پیش کرنے کی اُسے مشق ہو جاوے۔ جھوٹ بولنے اور ہنسی مذاق کرنے کو وہ بطور عادت کے سمجھ لیوے۔ اس پر یہ کب امید ہو سکتی ہے۔ کہ کسی صحیح جواب کو سُن کر وہ خاموشی اختیار کر جاوے۔ یا اپنی غلطی سے متنبہ ہو کر علی الاعلان اس سے بیزاری کا اظہار کر لیوے۔

اخبار الفضل میں آئے دن ایسی باتیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ جن کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ احمدی قوم کو حضرت مسیح موعودؑ کی پاک تعلیمات سے غفلت میں رکھا جاوے۔ اور احمدی قوم کے اندر عیب گیری نکتہ چینی۔ اور ہنسی مذاق کی سپرٹ پیدا کر کے ادنےٰ ادنےٰ جاہلوں کے اندر یہ جوش پیدا کر دیا جائے۔ کہ وہ الفضل کے کسی فقرہ کو خواہ وہ اپریل فول کی طرز کا ہو یا ہنسی مذاق کا رنگ رکھتا ہو سُنتے ہی وحی آسمانی سمجھ لیا کریں۔ اور جھٹ پٹ خدام مسیح موعودؑ پر گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دیا کریں۔ میں نے متعدد دفعہ دیکھا ہے کہ مبائعین میاں محمود احمد صاحب کا وہ طبقہ جو حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیفات سے بالکل بے بہرہ ہے۔ وہ مولوی محمد علی صاحب کا نام سُنتے ہی ایسی بے نقط سُنانی شروع کر دیتے ہیں کہ الامان - اور ایسی بد اخلاقی کی تہ میں صرف یہ بات ہے۔ کہ الفضل کی ایسی باتوں نے جو در اصل بطور ہنسی مذاق کے ہوتی ہیں عوام کے اندر ایسی سپرٹ پیدا کر دی ہے جو وہ اپنی نیک چلنی کا ثبوت اس امر میں سمجھتے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے اخص صحابہ کی عیب گیری میں کمال پیدا کیا جاوے۔

اتنا نہیں سوچتے کہ اگر بالفرض محال انکو یہ کامیابی حاصل ہو جاوے کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم - اے - حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی - اے - حضرات ڈاکٹرین شریفین - علامہ بشارت احمد صاحب - باقر العلوم حضرت سید حسن صاحب - مولانا حضرت غلام حسن خان صاحب - فدائے احمدیت جناب حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہ وفاداران حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر یہ سب کے سب منافق، ابلیس اور بیدین اور از سرتا پا ناپاک ہیں اور نعوذ باللہ بقول میاں محمود احمد صاحب یہ سب کے سب اسلئے ابلیس ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ کی صحبت سے فیض حاصل کر کے مثیل صحابہ سمجھے جاتے تھے۔ لیکن وہ میاں محمود احمد صاحب کی شخصی خلافت کے قائل نہیں بنتے ہیں۔ تو پھر حضرت مسیح موعودؑ جو ان سب کے ساتھ مل کر کام کرتے تھے۔ اور انکے پیشوا اور رہبر تھے۔ اُنکو کیا سمجھنا پڑے گا۔؟ مثل مشہور ہے۔ کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ مسیح موعودؑ کے جو اصل پھل تھے۔ وہ تو بقول الفضل - ابلیس - مرتد - بے ایمان اور کافر (نعوذ باللہ) ثابت ہوئے - لیکن میاں محمود احمد صاحب اور اُن کے بھائی جو ۱۹۰۶ء تک کبوتر بازی اور مرغبازی اور شکار بازی - اور کشتی بازی اور تاش بازی میں منہمک تھے - یا یُوں کہو کہ میاں بشیر احمد صاحب اور میاں محمد اسحاق کے رنگ میں رنگین تھے۔ اور دین کو بھی بازیچۂ اطفال ہی سمجھتے تھے - اور بتقاضائے عمر وہ کچھ کر گذرتے تھے۔ جو اُن حالات میں بچوں کا معمول تھا۔ تو کیا ہم ایسے لوگوں کو مسیح موعودؑ کے اصلی پھل سمجھ لیویں؟ اصل بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ اصنام پرستی - پیر پرستی اور نطفہ پرستی کا ایسا قلع قمع اور استیصال کرنا چاہتا ہے - جس کی نظیر سابقہ زمانوں میں کہیں نہیں مل سکتی۔ اس غرض کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے روحانی فرزندوں کو جسمانی فرزندوں سے علیحدہ کر دیا۔ اور ثابت کر دیا کہ مسیح موعودؑ پر جو یہ الزام ہے۔ کہ وہ خدا کو پیار کرنیوالا نہ تھا۔ بلکہ دُنیا کو پیار کرنیوالا تھا۔ وہ نیک جماعت کا مجھ کا نہ سکتا - بلکہ اپنی اولاد کی دُنیوی عظمت کا مجھ کا سکتا - ایسے تمام معترضین سرتا پا دھوکہ میں ہیں - کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچ مچ دُنیا اور دُنیا کی اولاد کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی زیادہ وقعت نہ دیا کرتے تھے۔ اور مسیح موعودؑ کا وہی اثر لاہوری جماعت کے بعض خاص خاص ممبروں میں بھی نظر آرہا ہے

جناب مولوی ابو الخلیل صاحب کا مضمون تو میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ لیکن اتنا ان سے ضرور کہہ دیتا ہوں۔ کہ وہ الفضل والوں کی ان باتوں کا جواب دینے کی تکلیف گوارا نہ کیا کریں۔ جو وہ بطور ہنسی مذاق کے لکھا کرتے ہیں مثلاً الفضل والے یہ خوب سمجھتے ہیں کہ میاں محمود احمد صاحب خواہش نفس آجکل کے پیروں کی طرح بیعت لینے کے بہانے تلاش کرتے ہیں کہ اختلاف عقائد کی بھی پرواہ نہیں کرتے لیکن پھر بھی اپنی اخبار میں لکھدینگے کہ لاہوری پارٹی میں اختلاف آراء ہے اور ایسی باتیں انکی طرف سے سچ مچ کا ہنسی مذاق ہوا کرتی ہیں"

اگر آپکو ثبوت کی ضرورت ہو تو آج ہی میں نے ۱۴ - اگست ۱۹۲۰ء کے "الحکم" میں

> "میاں محمود احمد صاحب کے حرم محترم"

کی طرف ایک چٹھی پڑھی ہے - جس میں لکھا ہے - کہ

> " ڈاکٹر صاحب (نام نامعلوم) اور میاں صاحب (شریف احمد) لوگوں کے سامان کے سنتر بنے۔ اپیل حضرت کے پاس ہوتی تھی - یہ نظارہ نہایت ہی خوش کن تھا - اور وہ دن اس کام میں بڑی خوشی اور ہنسی مذاق میں گذرا"

پھر لکھا ہے :-

> " میں نے جگانے کی خاطر اونچی آواز سے (میاں محمود احمد صاحب کو) السلام علیکم عرض کیا حضور جاگ اُٹھے - عرض کیا حضور کھانا حاضر ہے - فرمانے لگے
> "سچ مچ" (الحکم نے اسکو جلی کیا ہے)
> عرض کیا گیا - حضور سچ مچ کا کھانا ہے "

الغرض مندرجہ بالا منظر بھی شہادت دیتا ہے - کہ دُنیا پرستی (یا؟) نے ہم جولی اور وہی سچ مچ کے ہنسی مذاق ابھی تک بدستور موجود ہیں - اس لئے مولوی ابو الخلیل صاحب کی خدمت میں یہ عرض کر کے کہ ہم سب کو کوشش کر کے اخبار پیغام صلح کو احمدیت کا ایک نمونہ بنانا چاہیے۔ نہ کہ دل بہلانے کا ایک وقتی آلہ اُن کے مضمون کو ذیل میں درج کرتا ہوں - (ایڈیٹر)

ہمارے قسی القلب ایڈیٹر صاحب الفضل
ازاله اللّٰہ قساوتہٗ
کی
قساوت قلبی کا اظہار

جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب جو پاک طینت فرشتہ صفت آدمی ہیں - آپ نے جب محمودیت کی آگ سُلگی - تو حقانیت کے پانی سے فرو کرنے کی کوشش کی - یہاں تک کہ آپ خلافت مآب کی بھی اصلاح کے دعا گو (قاسید کے شروع سے) تا ایندم ساعی رہے - مگر حضرت کو کچھ تو طفولیت اور کچھ قرین بد کی صحابت نے صراط مستقیم سے گمراہی دیا - مگر مولوی صاحب لا تایئسوا من روح اللہ کا وظیفہ عمل میں لائے - اگر چہ صاحبزادہ کی اصلاح نہیں ہوئی - مگر کئی سعید روحیں نجات اُخروی کی مستحق ہو گئیں اور اس عقیدہ سے پناہ گزین ہو کر مامون و مصئون ہوئیں - مگر قاعدہ ہے کہ جب کوئی خدا کا بندہ اصلاح خلق کے لئے اپنی جان قربانی کے لئے پیش کرتا ہے تو دُنیا کے بندے اسے چین لینے نہیں دیتے - بعض تو کھلے مخالف اور بعض دلی مخالف اور نام کے موافق - مگر مؤخر الذکر بہت ہی بُری ہے ہیں کیونکہ انبیاء کی تبلیغ کے یہی سدِ راہ ہوئے اور انہی کا نام منافق ہے۔

منافقین کا یہی دستور ہے - کہ جس وقت کچھ جماعتی بلے تو ان کی منافقت کھل گئی - جب کمزوری غالب ہوئی - تو قالوا اٰمنّا کہتے ہوئے آ موجود ہوئے اسی لیے ہمارے محمودی برادر خلافت مآب کے دسترخوان کی مکھی ہو کر بے پر کی اڑاتے ہیں کہ خلافت مآب کا دل خوش کریں - ورنہ خلافت مآب کو خود معلوم ہو جائے کہ یہ حاشیہ نشین جو عقیدہ کہ ظاہر کر رہے ہیں لا اصل لہ ہیں - خلافت مآب کے حاشیہ نشین اپنی کارگذاری کا ثبوت دینے کے لئے حضرت مولوی محمد علی صاحب کی ذات پر اپنی دریدہ دہنی سے اکثر خرافات بکا کرتے ہیں - اور یہی تعلیم خلافت مآب بھی دیتے ہیں - اور ان کی دریدہ دہنی سے خوش بھی ہیں چنانچہ اسی لئے ایک پرچہ الفضل جو نام کا تو الفضل ہے - مگر حقیقتاً فضل و فضیلت سے کوسوں دور ہے اور اس کے ایڈیٹر صاحب سوائے بدزبانی کے کوئی دوسرا نوٹ ہی نہیں لیتے - اگر کوئی نوٹ ایسا بھی لینگے تو شرارت سے خالی نہ ہوگا -

مولوی صاحب کی طبیعت میں ہمدردی ہے - اور آپ اصلاح خلق کے لئے ایک دل رکھتے ہیں - اس لئے موجودہ مصائب اسلام ملاحظہ فرما کر عنان حکومت کو توجہ دلانی چاہیئے اور اس درجہ کی وجہ سے آپ نے ایک ٹریکٹ بھی انگریزی و اردو میں شائع کیا - ہمارے قسی القلب ایڈیٹر الفضل کو مسلمانوں کی ہمدردی خلاف معلوم ہوئی - چنانچہ ایک مضمون تحریر فرمایا کہ "مولوی محمد علی اور اُن کے رفقاء خلافت ترکی کے لئے کیا کر رہے ہیں" جس کے جواب میں تحریر کیا گیا - مگر وہ بھلے مانس کب خاموش بیٹھنے والے ۲۴ جولائی میں ہماری کل تحریر کو تسلیم کرتے ہوئے ایک فقرہ پر سیخ پا ہو گئے - کہ " ایڈیٹر صاحب (الفضل) بوجہ اپنی قساوت قلبی کے حضرت امیر کے خلاف گورنمنٹ برطانیہ کو اُکسانا چاہتے ہیں" اور اس قدر برانگیختہ ہوئے کہ ذلت و لعنت کے سید ان میں آ کھڑے ہوئے - مگر "یعود اللعنۃ علیہ" کے ملبس نے اتنا نہیں خیال کیا کہ یہ تو میرے ہی گلے کا ہار ہوگی -

برادر - مخالفت حق نے تمہارے قلب کی نورانیت ظلمت حقد سے تبدیل کر دی ہے - اسلئے جو کچھ بھی کرو تمہارے لئے مباح ہے کیونکہ جس عقیدہ کو تم دل میں لئے ہو وہ سراسر ضلالت ہے کیونکہ مدعیان اسلام کو کافر کہنا کیا اہل اسلام کا شیوہ ہے - ہرگز نہیں!

مولوی صاحب ہرگز جرأت نہیں کر سکتے کہ ایک مسلمان کو کافر قرار دیں کیونکہ قرآن کریم اس امر کا شاہد ہے لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا" اس حکم کے ناطق ہوتے ہوئے اب جو یہ کہے کہ ہم اسکو کافر بھی جانتے ہیں تو اسکے لئے ہم اسکا فتوےٰ کیوں نہ لیں کہ جسکے ذریعہ سے ہمکو یہ حکم ملا ہے کہ اگر وہ کافر نہیں تو اندریں حالت یعود الکفر علیہ ارشاد فرماتے ہیں - تو اب ہم اپنے محمودی برادروں کو کیا کہیں - ہمارا کانشنس یہ شہادت نہیں دیتا کہ باوجودیکہ محمودی صریح آیت کے منکر ہیں انکو کافر کہیں -

خود امام الزمان اپنی تحریرات میں اپنے مخالفین پر یہ حجت فرماتے رہے کہ لوگ مجھے کافر اور دجال کا خطاب دیتے ہو - حالانکہ سرور کائناتؐ کا ارشاد ہے کہ جس ننانویں وجہ کفر ہوں اور ایک وجہ اسلام تو بھی اسکو کافر نہ کہو -

کیا ہمارے محمودی بھائی دریائے ندامت میں ابھی نہ غرق ہونگے امام الزمان نے کسی مقام پر کسی کو کافر کہنے کی اجازت نہیں دی - یہ محمودیوں کی خود ساختہ شریعت ہے - عقلمند اصحاب اس سے ہمیشہ برطرف رہتے ہیں اور انکے خیالات بدسے موافقت نہیں کرتے اور انکے دریافت کرنے پر اہل اسلام کے طور سے یہی جواب دینگے کہ مولوی محمد علی اور اُنکے رفقاء ترکی کے لئے کیا کر رہے ہیں"

> "نہایت سچے اور دردمند دل سے دُعا"

اب ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے پر لعنت بھی لی اور ذلت بھی قبول کی اور لعنت کے مرکز بھی بنے جبکہ تمہاری شان شایان ہے مگر برادر - ہم ذلیل کے کہنے کو بُرا نہیں سمجھتے کیونکہ کلّ اناءٍ یترشح بما فیہ - آپ اپنی عادت اور اصالت سے مجبور ہیں یہ قاعدہ ہے کہ شیشہ میں اپنی ہی صورت نظر آتی ہے - اسلئے لعنتی کو اور کیا نظر آئیگا - کیا لعنتی کو اپنی صورت کبھی اچھی نہیں دکھائی دے گی - سرشت سے مجبوری ہے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۲۰ء نمبر ۱۹

تحریف کتب نصاریٰ

افتطمعون ان یؤمنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون ۰

کیا تم امید کرتے ہو کہ وہ تم پر ایمان لے آوینگے۔ حالانکہ اُن میں سے ایک فریق ایسا ہو چکا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی کلام کو سُنا اور پھر اُس کو سمجھنے کے بعد اُس میں تحریف کر دی اور وہ اسکو جانتے ہیں۔ (قرآن العظیم)

یہ وہ الفاظ ہیں کہ جن میں قرآن کریم نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر عیسائی اور یہودی کتب کی نسبت اپنی رائے کا اظہار کیا جہاں تک تاریخی شہادت دیتی ہے۔ یہود نے کبھی اس حقیقت کا انکار نہیں کیا۔ لیکن دین عیسوی کے قابل فرزند کچھ عرصہ سے اس مسلمہ حقیقت کے منکر ہو رہے ہیں۔ مگر کیا شانِ خداوندی ہے کہ جب سے عیسویت کے ارباب تلبیس نے اس کا انکار شروع کیا ہے۔ اسی وقت سے حق جو اور حق پسند ہستیاں ناقابلِ تردید دلائل اور شواہد سے ان کتابوں کی تحریف کو ثابت کر رہی ہیں اور آج واقعات کی شہادت کے سامنے بالآخر کل محققین نصاریٰ وھم یعلمون کے مصداق ہو گئے ہیں۔ اس امر کو بالتفصیل ثابت کرنے کے لئے آج ہم اس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں۔

دین عیسوی کی وہ کتابیں کہ جنکو کلام خداوندی کے نام سے پکارا جاتا ہے دو حصوں پر مشتمل ہیں۔ ایک حصہ کا نام عہد نامہ عتیق اور دوسرے کا نام عہد نامہ جدید ہے۔ انکے مجموعہ کا نام بائیبل ہے جو یونانی عہد نامہ عتیق جو آج عیسویت کے ہاتھوں اشاعت اور ترویج پذیر ہو رہا ہے۔ ۳۹ کتابوں پر مشتمل ہے مگر اس بائیبل کے عبرانی یا یہودی نسخہ میں کل ۲۴ کتابیں ہیں۔

یونانی یا موجودہ مروج نسخہ میں کتابوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

(الف) شریعت جو کتاب پیدائش سے شروع ہو کر استثنا پر ختم ہوتی ہے۔ اس میں صرف ۵ کتابیں ہیں۔

(ب) تواریخ یوشع نبی کی کتاب سے آستر تک ۱۲ کتابیں۔

(ج) نظم۔ ایوب کی کتاب سے سلیمان کی غزل الغزلات تک ۵ کتابیں۔

(د) پیشگوئیاں۔ یسعیاہ نبی کی کتاب سے لیکر ملاکی نبی تک ۱۷ کتابیں۔ ان کے کل مجموعہ کا شمار ۳۹ ہوتا ہے۔

عبرانی یا یہودی بائیبل کی کتابوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

(الف) شریعت۔ ۵ کتابوں پر مشتمل ہے جسکو توریت بھی کہتے ہیں تکوین یا پیدائش۔ خروج۔ احبار۔ اعداد اور توریت مثنیٰ۔

(ب) نبیم۔ یہ مجموعہ کتب انبیاء کبیر اور انبیاء صغیر دو قسموں پر منقسم ہے۔ انبیائے کبیر میں یوشع۔ قضاۃ۔ صموئیل اول و دوم۔ ملوک اول و دوم۔ یشعیاہ۔ یرمیاہ۔ حزقیل ہیں اور انبیائے صغیر میں ۱۲ نبیوں کی کتابیں ہیں۔

(ج) کتبیم یا مقدس نوشتے۔ ان میں زبور۔ امثال سلیمان ایوب۔ ۵ طومار غزل الغزلات۔ رعوت۔ نوحہ اور آستر تاریخ دانیال عزرا نحمیا اور سلاطین۔

ان کی مجموعی تعداد ۲۴ ہوتی ہے۔ مگر یوسیفس مشہور مؤرخ نے ان کی تعداد صرف ۲۲ بتلائی ہے۔

ان کتابوں کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی اور بھی کتابیں کلام الٰہی میں شامل تھیں مگر امتداد زمانہ کے سبب آج اُن کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔

مثلاً۔ (۱) عہد نامہ موسیٰ۔ جس کا ذکر خروج ۲۴/۷ میں ہے۔ پھر اس (موسیٰ) نے عہد نامہ لیا اور لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔ وے بولے کہ سب کچھ جو خداوند نے فرمایا ہے ہم کریں گے۔

(۲) جنگ نامہ خداوند۔ جس کا ذکر گنتی ۲۱/۱۴ میں ہے۔ چنانچہ جنگ نامہ خداوند میں لکھا ہے کہ وہ سو فہب (زندوں) سرخ رنگ۔ یہ بحر قلزم کا عبری نام ہے) رسیب پر قابض ہوا۔ اور ارنن کی نہروں پر۔ الخ

(۳) کتاب یشیر یوشع ۱۰/۱۳ میں ہے کہ آفتاب اور ماہتاب ٹھہر گئے یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے دشمنوں سے بدلہ لے لیا۔ کیا یہ واقعہ کتاب یشیر میں نہیں لکھا ہے۔

(۴) کتاب ناتن نبی واخیہ۔ ایام دوم ۹/۲۹ میں لکھا ہے کہ سلیمان کے بقیہ اعمال اول تا آخر وہ ناتن نبی کی کتاب میں اور سیلانی اخیہ کی پیشگوئی میں اور مکاشفات یعدو کاہن کی کتاب میں جو اس نے یربعام ابن نباط کی بابت دیکھی تھی۔ لکھا ہے۔

(۵) یاہو بن حنانی۔ تواریخ ۲۰/۳۴ میں لکھا ہے اور یہوسفط کا باقی احوال اول و آخر جو ہے سو یاہو بن حنانی کی تواریخ میں جو اسرائیل کی سلاطین کی کتاب میں شامل کی گئیں۔ لکھا ہے۔

(۶) کتاب اشعیا بن عموص۔ شاہ عزیاہ کا باقی احوال اول و آخر جو ہے۔ یشعیا بن عموص نے تحریر کیا ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ جو کتابیں مجموعہ بائیبل میں موجود ہیں۔ اُن کے مصنفین اور تاریخ تحریر کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ کہ کس کس نے اور کس زمانے میں اُنہوں نے ان کو لکھا۔ البتہ توراۃ سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے ہاتھوں کچھ لکھا تھا۔ دیکھو خروج ۲۴/۴، ۳۴/۲۷۔ یہودی یا عبری حدیث کی کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ توراۃ کو حضرت موسیٰؑ نے لکھا تھا۔ مگر توراۃ کی اندرونی شہادت اس کے سخت خلاف ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اس کو لکھا ہے۔ مثلاً اسی توراۃ کے اندر حضرت موسیٰؑ کی موت کا بھی ذکر ہے۔ دیکھو استثنا باب ۳۴۔ اگر توراۃ کو حضرت موسیٰؑ کی تصنیف یا تالیف تسلیم کر لیا جائے۔ تو ان کی تالیف اور تصنیف کے اندر ان کی وفات اور موت کا ذکر کیسے ہو سکتا ہے۔

دوسرا ثبوت اس امر کا یہ ہے کہ ان کتابوں کا طرز بیان بالکل مختلف ہے۔ پیدائش ۱/۱ سے لیکر پیدائش ۲/۳ تک خدا کا نام الوہیم بتایا گیا ہے۔ اور باب ۴ میں یہوواہ اور باب ۲/۴ سے ۳/۲۴ تک یہوواہ اور الوہیم اکٹھا استعمال ہوا ہے۔

تیسرا ثبوت اس امر کا یہ ہے کہ تواریخ ۱/۳۳–۱۴ اور سلاطین ۱/۵–۳ تک نیز تواریخ ۱/۲۲–۱۹ اور سلاطین ۱/۲۸–۲۹ کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بائیبل کے مصنف اپنے ما قبل کے مضامین بیان کرنے میں تاریخی سند کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔

چوتھا ثبوت اس امر کا یہ ہے کہ یہ کتابیں مختلف زمانوں اور مختلف لوگوں کی تصنیف ہیں۔ بائیبل کے تین قسم کے نسخوں میں باہم سخت اختلاف ہے۔

مثلاً آدم سے طوفان نوح تک کی میعاد سامریتین بائیبل میں ۱۳۰۷ سال ہے اور عبری نسخہ میں ۱۶۵۶ سال اور سیپٹوایجنٹ کے نسخہ میں ۲۲۴۲ سال ہے۔ طوفان نوح سے لیکر تارح کے ستر دیں سال تک سامریتین بائیبل میں ۹۴۲۔ عبری نسخہ میں ۲۹۲ اور سیپٹوایجنٹ میں ۱۰۷۲ سال ہے۔ (باقی دارد)

مدراس میں محمودیوں کا فرار

کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ

دوسرے مسلمان علماء کی حلفیہ شہادت

ذیل میں ہم فیصلہ عام کو شائع کرتے ہیں کہ جو محمودیوں اور حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کے مناظرہ کے متعلق غیر از جماعت مسلمانوں نے شائع کیا ہے۔ (ایڈیٹر)

تحقیقی شہادت

استشہاد مرزائی لاہوری جماعت و مرزائی قادیانی پارٹی۔ میلاپور۔ مدراس

(از اہل سنت و الجماعت میلاپور وغیرہ حاضرین جلسۂ بحث لاہوری قادیانی مرزائی مبلغین) منعقدہ ۲ مئی ۱۹۲۰ء۔ میلاپور بمکان عبد العظیم صاحب بوقت شب)

میلاپور مضافات مدراس میں جناب حکیم محمد سعید صاحب چودھری قادیانی کی سعی سے چند کم بضاعت لوگ قادیانی ہو گئے ہیں۔ اب ان پارٹی میں تفرقہ پڑا ہے۔ چند لوگ مرزائی لاہوری ہو گئے ہیں اور چند لوگ مرزائی قادیانی۔ دونوں پارٹی کے مبلغین لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ اور قادیان سے حکیم خلیل احمد صاحب میلاپور میں وارد ہیں۔ حال میں دونوں پارٹی میں جھگڑا ہوا ہے۔ وجہ اختلاف یہ ہے کہ قادیانی پارٹی یعنی حکیم محمد سعید صاحب چودھری قادیانی اور حکیم خلیل احمد صاحب وغیرہ کا دعویٰ ہے کہ جناب مرزا صاحب نے اپنی تصانیف میں نبوۃ کا دعویٰ کیا ہے۔ لاہوری پارٹی یعنی حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ اور عبد العزیز صاحب وغیرہ مدعی ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی کسی تصنیف میں نبوۃ کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ اور یہ مرزا صاحب پر اتہام ہے۔ سنا گیا ہے کہ بحث سے پہلے چند نئے مرزائی قادیانی۔ حکیم محمد حسین صاحب مرزائی لاہوری سے بحث کے لئے مکان عبد العزیز صاحب پر گئے تھے۔ چونکہ انہیں علمی معلومات نہ تھے۔ مرہم عیسیٰ سے دب گئے۔ اور اپنے مبلغ حکیم خلیل احمد صاحب کو بحث کیلئے اکسایا۔ حکیم خلیل احمد صاحب نے ان سے مرزائی قادیانی کے معرفت حکیم مرہم عیسیٰ سے بہ نسبت مرزا صاحب ان کا اعتقاد نامہ تحریراً منگوایا جسکو مرہم عیسیٰ نے دلجمعی خاطر لکھ دیا۔ جو حسب ذیل ہے:-

عقیدہ مرہم عیسیٰ صاحب: "میں حضرت مرزا صاحب کو امت محمدیہ کے مجددوں سے ایک مجدد۔ اولیاؤں میں سے ایک ولی اور بزرگوں میں سے ایک بزرگ سمجھتا ہوں اور وہ عامل بالقرآن والحدیث تھے۔ اور خادم شریعت اسلام۔ وہ اپنا پاک نمونہ قرآن اور حدیث پر عمل کر کے دکھانے کے لئے آئے تھے۔" محمد حسین مرہم عیسیٰ

مگر حکیم خلیل احمد صاحب اور حکیم محمد سعید صاحب چودھری نے نہ کبھی پہلے اور نہ اب تک اپنا اعتقاد نامہ بہ نسبت مرزا صاحب کے پیش کیا ہے۔ جو تو اصل مناظرہ اور انصاف سے دور ہی اور حیلوں سے مولانا فخری صاحب اسی کا تقاضا کر رہے ہیں۔ اور یہ دونوں صاحبان اپنی جان بچا رہے ہیں۔

حکیم خلیل احمد صاحب اور حکیم محمد حسین صاحب میں بحث بمکان عبد العظیم صاحب میں ۲ مئی کو شب میں مقرر ہوا۔ اطلاع پر ہم اہل سنت و جماعت کے بہت سے لوگ شریک جلسۂ بحث ہوئے۔ جلسہ بے قاعدہ تھا۔ نہ شرائط بحث مرتب ہوئے تھے۔ نہ کوئی جلسہ کا صدر یا حکم مقرر ہوا تھا۔ ابتدائے تقریر سے ہی حکیم خلیل احمد صاحب نے حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کی بیرونی پر الفاظ شروع کر دیئے جس کا جواب ترکی بترکی مرہم عیسیٰ نے دیا۔ حکیم خلیل احمد صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کہ مرزا صاحب نے اپنے تصانیف میں نبوۃ کا دعویٰ کیا ہے مرزا صاحب کی تصانیف سے دلائل پیش کئے اور مرہم عیسیٰ انکی تاویل کرتے اور جواب دے رہے تھے۔ ابھی طرفین کے دلائل کامل طور سے بیان نہیں ہوئے تھے۔ اور حاضرین کو ٹھیک رائے قائم کرنے کا موقع نہ ملا تھا کہ حکیم خلیل احمد صاحب سے ایک بالکل نا ملائم اور خلاف تہذیب بلکہ خلاف مذہب حرکت ہوئی۔ یعنی حکیم مرہم عیسیٰ نے کسی کتاب [illegible] پیش کیا جس کتاب میں خدا و رسول کے مقدس اسماء آیات و احادیث وغیرہ بھی لکھے تھے اور وہ کتاب حکیم خلیل احمد صاحب کے ہاتھ میں تھی۔ حکیم خلیل احمد صاحب نے اس کتاب کو فرط غصہ سے پھینک دیا جس سے محفل میں برہمی پیدا ہو گئی۔ قریب تھا کہ حاضرین سے کوئی خلیل احمد صاحب کو انکی اس نالائق حرکت پر تنبیہ کرتا مگر جناب ساہوکار ملنگ احمد بادشاہ صاحب بہادر بی-اے نے جو شریک جلسۂ بحث تھے نہایت ہوشیاری۔ دانشمندی اور متانت کو کام فرما کے حکیم محمد سعید صاحب چودھری قادیانی اور انکے حکیم خلیل احمد صاحب کو اپنی خاص موٹر میں بٹھا کے معمولی راستہ سے نہیں بلکہ دوسرے راستہ سے انکے مکان پر پہنچا دیا جلسہ منتشر ہو گیا اور دونوں پارٹیوں کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ شب زائد ہو گئی ہے بحث کا بقیہ دوسرے روز تمام ہوگا۔ لوگ مشتاق و منتظر تھے اور ہیں کہ اس بحث کا انتہا یا لغو خاتمہ ہو اور ان دونوں مبلغوں سے جو نتائج منظور ہوتا ہے اس سے ہمارے مولانا فخری صاحب کا یا قائم [illegible] ہو جائے جس کی آرزو زمانہ سے ہے مگر اب تک امید ہی امید ہے کہ یہ ناتمام بحث پوری ہو کر رہیگی مگر اسکی صورت نظر نہیں آتی ہے۔ ۲ مئی کی اس بحث میں نہ کسی کی ہار تھی اور نہ کسی کی جیت۔ حکیم خلیل احمد صاحب نے مرزا صاحب کی تصانیف سے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوۃ پر دلائل پیش کئے تھے جنکی تاویل حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کر رہے تھے۔ دونوں مباحثین کے اعلان کے موافق ابھی بحث ناتمام اور باقی تھی جو دوسرے روز پر ملتوی کی گئی تھی۔ یہی ہے خلاصہ طرفین کی بحث کا نہ کسی کی فتح تھی نہ کسی کی شکست۔ فتح شکست کا اعلان۔ چونکہ کوئی صدر یا حکم نہ تھا۔ حاضرین و سامعین سے ہونا چاہئے تھا جو شاید ختم بحث پر کیا جائیگا۔ یہی ہے ہماری غیر طرفدارانہ شہادت۔ واللہ علی ما نقول وکیل وکفی بہ شھیدا۔

طرفین کے مبلغین یا مرزائیوں کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اخبار الفضل قادیان میں ہو یا اخبار پیغام صلح لاہور میں ہو اپنی اپنی فتح اور مخالف کے شکست کا اعلان شائع کریں اور ایسا کرنا متانت و انصاف سے بالکل بعید ہے۔ مناسب ہے کہ کسی غیر مرزائی کو حکم یا صدر بنا کے دونوں مبلغین اپنے اپنے دعوے پر دلائل پیش کرا دیں۔ فاتح اپنی فتح کا نقارہ بجائیگا امید ہے کہ دونوں مبلغین اور انکی پارٹی ناتمام بحث کی تکمیل کے لئے جلد جلسۂ بحث مقرر کریں گے کیونکہ اب حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ تو وطن سے واپس بھی آگئے ہیں۔ ورنہ اسلامی دنیا اس کا یقین کریگی کہ یہ بحث آپس کی "جنگ زرگری" کا حکم رکھتی ہے۔ فی الحقیقت دونوں مبلغین ایک ہی ہیں اور کسی مطلب کے لئے ایسا ظاہر کئے ہیں۔ دیکھیں تو سہی حکیم مرہم عیسیٰ صاحب انکی جماعت اور حکیم محمد سعید صاحب چودھری اور حکیم خلیل احمد صاحب اور انکی پارٹی کب تک چپ ہیں اور کب اپنی اپنی صداقت کا ثبوت پبلک میں دیتے ہیں۔

نوٹ: اسکے بعد حکیم خلیل احمد اپنے دماغی علاج کے بہانے میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

جس کی ملہم اس قدر مدح وثنا کرے ملہم کی توہین ہے بلکہ ملہم کی بے ایمانی اور دنیا سازی کی روشن دلیل ہے کہ اُس نے دنیا سازی سے فرشتہ کا لفظ زبانی نہیں بلکہ اپنی تصانیف میں درج کر دیا۔ اور پھر وہ فرشتہ کہ جو مخبر صادق کی اخبار سے صادق ہے۔

میرے برادر۔ ایسے وجود پر بدظنی کرنے سے ایمان کا ٹھکانا مشکل ہے کیونکہ حسب ارشاد مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کہ امام الوقت کا نزول دو فرشتوں کے سہارے پر ثابت ہوا اور امام آخر الزمان خود فرماویں کہ یہ اُن دو میں کا ہے اور ہم بوجہ ارذل العمر ہونے کے یا مالی مجبوری یا بیماری کے اُنکے عقیدہ کو ملحدانہ تصور فرماویں تو یہ ہماری سخت نادانی ہے۔ غور کرو۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ۔

مولانا صاحب کی تحریرات پر غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ وہ منتفقا رہیں اور نہ ممکن ہے کہ منتفقا ہوں۔

مولانا مولوی حکیم محمد حسین صاحب المعروف مرہم عیسےٰ بھی ایک متقی اور ذی علم آدمی ہیں۔ اور وہ اپنے نفس کو اشاعت دین کی نذر کر چکے ہیں۔ اور ہر وقت اعلاء کلمۃ اللہ اور بہبودی دین کے سوا اُنکو کوئی خیال نہیں۔ خداوند کریم انکا معین ومعاون ہو

قولہ:۔ مولوی ظہیر الدین صاحب اروپی کچھ مخبوط الحواس معلوم ہوتا ہے۔ اُنکی تحریر صاف صاف اقرار کرتی ہے۔ کہ مرزا صاحب محض حکمت عملیوں سے کام لیتے رہے۔ اصل غرض یہی تھی کہ نہ محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور نہ قرآن خاتم الکتب ہے۔ صاف صاف تحریر ہے حضرت صاحب کی موجود ہونے اس قدر بہتان اسلام سے دور ہے؛

اقول:۔ میرے پیارے یہ "ھلا شققت قلبہٗ" کیا آپ اس وقت مولوی ظہیر الدین صاحب کا دل چیر کر دیکھ چکے ہیں۔ ممکن ہے خداوند کریم نے اُن کی اصلاح کر دی ہو ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اُنکے قلب کو روشن کرے!

اُن کا سابقہ خیال (جس سے اب وہ تائب ہو چکے ہیں) کہ "مرزا صاحب محض حکمت عملیوں سے کام لیتے رہے" بعینہٖ ایسا ہے جیسا کہ مولوی محمد احسن صاحب کو بُرا جاننے والے کا عقیدہ۔ کیونکہ حضرتؑ نے اُن کو فرشتہ کہنے میں حکمت عملی سے کام لیا۔ اگر حضرت امام ایسا نہ کرتے۔ تو اُنکے عروج میں گویا فرق آتا۔ فتدبّر۔ نعوذ باللہ من ہذا الاقاویل سہ

آنچہ سخن ایذہٗ کہ گمان نکو کنید

چوں میرد سی بردں نہ حدود ش برادرم

قولہ:۔ جناب کو میں اُس خداوند کی قسم دیتا ہوں جسکے قبضۂ قدرت میں آپ کی جان ہے کہ یہ واقعہ صحیح ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے نبوت غیر تشریعی کا دعوےٰ نہیں کیا۔ کہ یہ امر صحیح نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ لکھا ہے۔ کہ تیرہ سو سال میں نبی اللہ کا خطاب میرے سوا کسی کو نہیں ملا۔ اور میں ہی اس خطاب کے لئے مخصوص ہوں۔

اقول:۔ مولوی عمر الدین صاحب کے جواب میں اس مسئلہ پر مفصل تحریر ہو چکا ہے۔ ملاحظہ ہو پیغام صلح ۲۸ جولائی و یکم اگست ۱۹۲۰ء

اب گذارش یہ ہے۔ کہ حضرت تاریخ ملہم ہونے سے ہی برگزیدہ ہیں۔ یا بعد ۱۹۰۱ء کے برگزیدہ و مامور ہوئے۔ اور ملہم ہونے کی تاریخ سے جو الہام آپ پر ہوئے۔ وہ صحیح طور پر آپ نے بتائے یا غلط۔ اور آپ نے اسکے مفہوم کو سمجھا یا نہیں۔ اگر سمجھا۔ تو کیوں نہیں صاف کہا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم۔ اور اگر نہیں سمجھا۔ تو وہ ملہم من اللہ نہیں ہیں۔ اندریں صورت نبوت ہونا تو درکنار بلکہ العیاذ باللہ۔ حضرت کے ایمان پر ایک قسم کا حملہ ہے اور اس حملہ سے تبھی بچ سکتا ہے جبکہ آپ کو نبی نہ مانے۔ نبی کا نام پانا اور ہے اور نبی ہونا اور۔ کسی چیز کو ایک نسبت خاص کی وجہ سے وہی لکارا جاتا ہے جیسا وہ تو شیر ہے۔ آفتاب ہے۔ حاتم ہے۔ کسی شجاع کی جوانمردی اور بہادری پر اُسکو شیر بولا جاتا ہے۔ کیونکہ شجاعت شیر کی صفت خاص اس میں موجود ہے اس لئے اسکو شیر کہنے کا محاورہ ہے۔ اگر کوئی چیز حد درجہ کی شفاف ہو تو اسکو آفتاب بوجہ صفت خاص شفاف ہونے کے عام محاورات میں مستعمل ہے۔ اگر کوئی سخی ہو۔ تو بوجہ سخاوت جو ایک صفت خاص حاتم کی ہے کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ حالانکہ حاتم ایک خاص آدمی تھا۔

اسمائے الٰہیہ میں سے کریم بھی ہے مگر اکثر اصحاب سخاوت کو کریم اور کریم النفس بولنے میں آتا ہے تو کیا یہ لوگ خدا

بے خلق ہوئے۔ اسی طرح اگر حضرت کو نبی کہا گیا تو اسکی وجہ کثرت مکالمہ ومخاطبہ ہے کہ اجزائے نبوت میں سے یہ بھی ایک ہے تو اب اسکے ہونے سے وہ نبی نہیں ہو سکتے اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ نبی امام ہوتا ہے مگر امام نبی نہیں۔ ہر نبی مجدد ہوتا ہے۔ اور ہر مجدد نبی نہیں۔ اگر کسی مجدد کو ملحاظ اسکے کہ ستّر بیں جزو نبوت ہے، نبی بولا جائے تو وہ کامل نبی ہو گیا ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ جزوی نبی ہے مگر نبی نہیں کہلا سکتا پس نام نبوت اور ہے اور ذات نبوت اور۔ فتدبر۔

قولہ:۔ کیا یہ سچ نہیں کہ محمد علی صاحب نے ریویو ۳۸۷ میں لکھا ہے کہ "میں ثابت کر چکا ہوں کہ قرآن مجید میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں اور مسیح موعود کی تصانیف میں آخری زمانہ کے رسول مسیح موعودؑ کے زمانہ میں طاعون کا ظاہر ہونا بیان کیا ہے"!

جلد ۵ ریویو ۳۳۱ "وہ ثابت کریگا کہ میں انبیاء کی جماعت سے ہوں۔ وہ انبیاء کی خلعت میں ہوگا۔ وہ اس قسم کے نشانات سے اپنا مرسل من اللہ ہونا ثابت کریگا کامل طور پر مستفیض ہو کر نبوت کا منصب حاصل کر لیگا۔

وہ غلام احمد ہوگا۔

اقول:۔ صفحہ ۳۸۷ عبارت ہذا سے مطلب بالکل صاف ظاہر ہے۔ اگرچہ نفس عبارت اور اس کا مفہوم تسلیم کرنے میں ہم کو تامل نہیں چنانچہ اول اصل عبارت صفحہ مذکور درج کر کے مضمون حوالہ کی صحت میں گفتگو کی جاوے گی عبارت مذکور یہ ہے:۔

"ان پیشگوئیوں میں سے جو آپ نے کیں بہت سی ایسی ہیں جو ابھی پوری ہونے والی ہیں ان کا تعلق صرف ایک ملک یا براعظم سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ تمام ملکوں اور براعظموں پر مشتمل ہیں۔ تاکہ ان کے پورا ہونے کو تمام دُنیا دیکھ سکے اور اس بات کی گواہی دے سکے کہ موجودہ زمانہ کا نبی برحق نبی تھا۔ وہ مسیح موعود تھا۔ ہزارہا انسانوں نے اس کی زندگی میں اسکو پہچان لیا۔ اور بہت سے اسکو اب پہچان رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں ہیں۔ جبکہ دُنیا کے مختلف اطراف کے لوگ آپ کی صداقت پر ایمان لائیں گے۔ اور اُن میں سے ہر ایک رو رو کر یہ کہیگا "یا ولی اللہ کنت لا اعرفک"

مولوی معنوی بھی اپنے مرشد کی نسبت تحریر فرماتے ہیں سہ

او نبی وقت باشد اے اخی

اس کی حقیقت یہ ہے کہ مرید اپنے مرشد کے عشق میں شیدایانہ طور سے بول دیا کرتے ہیں جسکو اصطلاح صوفیہ میں مذاق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے بلحاظ پرتو نبوت کے اور یہ کفر نہیں۔

مولوی صاحب کے (حوالہ ۳۸۷ میں۔ . . . الفاظ میں لفظ نبی وارد ہے۔ جو فقرہ اخیر سے ثابت کرتا ہے کہ یہ بطور مجاز الفاظ تھے۔ اور اسکے ثابت کرنے کے لئے وہ لفظ خاتمہ ہی کافی ہیں جو ہر ایک رو رو کر یہ کہیگا "یا ولی اللہ کنت لا اعرفک"

حوالہ ۳۳۱ "اس لئے باوجود غلام احمد ہونے کے اس کی شہادت وہی درجہ رکھیگی۔ جو انبیاء علیہم السلام کی شہادت کا درجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اُسی قسم کے نشانات سے اپنا رسول ہونا ثابت کر دیگا جونکہ وہ خدا کی طرف سے آئیگا اور اپنی سندیں اور سرٹیفکیٹوں کے ساتھ آئیگا۔ اس لئے اسکی شہادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہوگی۔ غرض خداتعالےٰ فرماتا ہے کہ ایسے نبی کے ماننے میں تمہیں کیا تامل ہو سکتا ہے جو خود بھی ایسے روشن دلائل اور نشانات ومعجزات کے ساتھ آیا ہے کہ اسکو کسی دوسرے شخص کی شہادت کی کچھ بھی ضرورت نہ تھی۔ مگر پھر بھی خداتعالےٰ نے اُس کی صداقت کو اور بھی درخشاں وتاباں بنانے کے لئے دو عظیم الشان گواہ کھڑے کر دیئے ہیں۔ ایک گواہ تو پیچھے آنے والا ہے جو اسی نبی کے فیض سے کامل طور پر مستفیض ہو کر نبوت کا منصب حاصل کریگا۔ وہ غلام احمد ہوگا"!

مقام غور ہے کہ مقام شہادت میں جس کا مرتبہ انبیاء کی شہادت جیسا ہے وہ خود نبی نہیں الفاظ پر غور فرماویں۔ جس مسوّدہ صاحب نے میرے مکرم کو یہ حوالجات غلط بتائے اور مفہوم غلط سمجھا کر خود اس خیال سے کہ قلعی نہ کھل جائے۔ مُنہ چھپا گیا۔ یہ اُن کی نیک نیتی کی علامت ہے۔ اللہ ان کو ہدایت کرے۔

حضرت مولانا صاحب کی یہ تحریر عین لتفسیر علماء

امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کی ہے۔ اس میں انہوں نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی کمالیت پر تبصرہ کرتے ہوئے امام الوقت کی عظمت بھی بیان فرمائی اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے علماء (مجددین ومحدثین) بھی شان نبوت سے بہرہ ور ہیں۔ جلت عظمتہٗ

نیز یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعثت انبیاء ورسل بھی منجانب اللہ ہے اور مجددین اور محدثین بھی منجملہ رسل ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ "وقفّینا بعد من بعدہ بالرسل" شریعت موسوی میں انبیاء ومجددین برابر آتے رہے چنانچہ اسی کی تائید حدیث بخاری کرتی ہے۔ لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل یکلمون اللہ من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد منھم فعمر" بنی اسرائیل جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن میں سے بعض آدمی خدا سے ہمکلام ہوئے حالانکہ وہ نبی نہ تھے۔ اُن کا نمونہ حضرت عمر فاروق رضؓ کا مبارک وجود ہے۔ اور دوسری حدیث بخاری ومسلم میں بایں الفاظ وارد ہے۔ لقد کان فیما کان قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمرؓ" امم سابقہ میں بعض وجود ایسے بھی ہوئے ہیں۔ جو محدث تھے جن کا نمونہ میری امت میں جناب عمرؓ ہیں"

لفظ رسل جو نص قطعی الدلالت میں موجود ہے۔ اگر یہاں بجائے اسکے انبیاء کا لفظ ہوتا تو نبی کے مفہوم کا مؤید ہوتا اور لفظ رسل جو مجددین اور محدثین کے لئے بھی آتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ موسوی شریعت میں جو آئے وہ نبی ومجدد وغیرہ تھے۔ اب بوجہ نبوّت مسدود ہونے کے مجدد ومحدث ہی آئیں گے نہ کہ نبی۔ فہو المقصود۔

جبکہ یہ امر ثابت ہو چکا کہ علاوہ انبیاء کے بنی اسرائیل میں محدث بھی گذرے ہیں اور خدا کا مکالمہ ومخاطبہ ان سے ہوا اور وہ مطابق آیۃ وقفّینا من بعدہ بالرسل کے زمرہ سے خارج نہیں ہیں اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ لا نبی بعدی اور لو کان بعدی نبی لکان عمرؓ" صاف دلالت کرتا ہے کہ سلسلہ نبوت کے بعد جو مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ ہوگا۔ وہ محدثین، مجددین سے ہوگا۔ اور صاحب مکالمہ ومخاطبہ زمرہ مجددین ومحدثین سے ہوگا۔ (جو کہ لفظ رسل میں شامل ہے) نہ نبی۔ اور خود امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ "انّ اللہ ما اراد من نبوّتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ" حقیقۃ الوحی ۳۹۱ صاف مظہر ہے کہ حضرت کا یہ بیان فرمانا کہ میں کثرت مکالمہ ومخاطبہ کی وجہ سے نبی بولا گیا ہوں۔ مگر جو نبوت ہے وہ مجھ میں نہیں۔ اور اس کی تائید میں خود حضرت کے یہ الفاظ میں موجود ہیں "ما نعنی من النبوّۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ بل ھی درجۃ لا تعطی الا من اتّباع خیر الوریٰ وکل من حصلت لہ ھذہ الدرجۃ یکلم اللہ ذالک الرجل بکلام اکثر واجلیٰ" ہماری مراد اس نبوت سے مندرجہ صحف سابقہ کی نبوت مُراد نہیں۔ بلکہ وہ ایک درجہ ہے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر کوئی نہیں پا سکتا۔ اور جسکو یہ حاصل ہوا اللہ اُس سے کثرت اور صفائی سے متکلم ہوتا ہے۔

فقرہ وکل من حصلت الخ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ درجہ میرے بعد بھی ہوگا۔ صرف میری ذات پر ہی موقوف نہیں۔ جسکو یہ درجہ عطا ہوگا ضرور اس سے حق سبحانہ وتعالےٰ متکلم ہوگا۔

قولہ:۔ اور چوتھا نام نبی اللہ ہوگا۔ یعنی مخبر عن اللہ۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہوی۔ الحکم ۱۹ جلد ۲۔ ۱۷ مئی ۱۹۰۲ء

اقول:۔ خود مولوی صاحب کی عبارت نبی اللہ کی کیا تشریح کرتی ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

وجہ تسمیہ نبی اللہ۔ نبی اللہ نام اس لئے رکھا گیا۔ کہ اس صدی میں واسطے تائید اسلام کے الہامات وپیشگوئی کی سخت ضرورت ہے کیونکہ دنیا میں صدہا علوم عقلیہ وفنون طبعیہ اب شائع ہو گئے ہیں۔ اگر الہام الٰہی مدد نہ فرمادے۔ تو پھر غلبۂ اسلام ان علوم وفنون پر کیونکر حاصل ہو۔ صرف ایک الہام متضمن پیشگوئی ہے۔ جو سب علوم پر غالب ہو جاتا ہے۔ اور تمام علوم اس کے مقابلہ میں مغلوب ہو جاتے ہیں کیونکہ طاقت بشریہ سے باہر ہے۔ اس لئے اس مجدد کو اس کثرت

یہ کس قدر ظلم اور افترا ہے کہ گویا میرے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کی اصل غرض یہی تھی۔ کہ نہ محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء ہیں اور نہ قرآن کریم خاتم الکتب۔ مگر ۔۔۔ اور حکمت عملی بھی کرتے تھے۔

ہوئیں- اسی طرح دوسرے اجرام خدا تعالیٰ کے مختلف عضو ہو گئے- اس لحاظ سے تمام کائنات عالم خدا تعالیٰ کا جسم ہؤا- اسی طرح انسان بھی کائنات عالم کا نمونہ رہنے کی وجہ سے خود خدا کا جسم ہؤا- اور خود خدا ہؤا- ایسی صورت میں انسان کا زمین کو خدا تعالیٰ کا پاؤں سمجھکر سجدہ کرنا گویا خود اپنے پاؤں آپ پڑنا ہے- ایسی صورت میں اس عبادت سے اسکو کیا فائدہ ہوگا؟ اور انسان کائنات عالم کامل ہونے کی وجہ سے اس دنیا کی ہر ایک شے سے افضل ہؤا- ایک ادنیٰ کے آگے سر جھکانا یہ جہالت نہیں تو پھر کیا ہے- مگر اندھے ہیں- اپنی حقیقت سے ناواقف ہو کر مورتی پوجا کرتے ہیں

دوسرے قیاس کا جواب یہ ہے:-
معرفت کا مطلب اس کائنات عالم میں کوئی چیز نظر نہیں آتی ظاہر ظاہر ہی ہے- باطن باطن ہی ہے- اس بات کے متعلق سری کرشن جی کا الہام ہے- "معرفت کا ہموزن اس کائنات عالم سے کوئی چیز نہیں ہے اسکو ایک سالک زمانہ دراز کی ریاضت سے خود اپنے آپ میں وہ بات پاتا ہے۔ (چوتھا ادھیائے گیتا)

تیسرے قیاس کا جواب یہ ہے:-
ایک پتھر کو سامنے رکھکر اپنے قیاسات جما جما کر معرفت الٰہی حاصل کرتا ہو- تو اس کی مثال ایسی ہی ہے- دکن والے کا منشا جانے کے لئے شمال کا راستہ چھوڑ کر جنوب کا راستہ اختیار کرے- اس کے متعلق سری کرشن جی کا ارشاد ہے- "اے کونتی کے بیٹے جن جن اشیاء کی پوجا کرتا ہؤا کوئی شخص آخری دم تک گذر جائے آخر وہ جس چیز کا ذاکر تھا اسی کا شیدا ہو کر اسی میں فنا ہوگا- (آٹھواں ادھیائے- گیتا)

چوتھے قیاس کا جواب یہ ہے:-
اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک دوست جدائی کے وقت اپنے دوست کو کہہ رہا ہے یہ میری انگوٹھی لینا اور وقتاً فوقتاً جب اس پر نظر پڑے گی اسوقت میرا یاد ہوگا اسی طرح یہ بت پرستوں کا حال ہے وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ غیر اللہ کو اللہ کی یاد کے خیال سے اپنے پاس رکھ لیں- تو وقتاً فوقتاً جب کبھی اس پر نظر پڑیگی اسوقت خدا تعالیٰ یاد آئیگا- ان عقل کے دشمنوں کو اتنا سمجھ میں نہیں آیا- خدا تو نرانکار ہے اور انسان اکار ہے- اور خدا عالم الغیب ہے- اور انسان کے پیٹھ کے پیچھے کیا ہوتا ہے- معلوم نہیں ہوتا- ایسی صورت میں ان دونوں کا فعل ایک طور پر کس طرح کہا جا سکتا ہے- اور عجیب تر ایک بات یہ ہے دوست سے انگوٹھی لینے کے پیشتر دوستی ہو چکی تھی- اور یہ بت پرست ہیں کہ خدا تعالیٰ کی معرفت کے پیشتر ہی یاد کے لئے ایک مادہ رکھ لینا چاہتے ہیں- معلوم نہیں بغیر معرفت کے کس کا یاد ہوتا ہے- میرے خیال میں یہ بھوت اور بلا کا یاد ہے- خدا تعالیٰ کا یاد نہیں- اس کا یاد معرفت سے ہوتا ہے- معرفت خدا تعالیٰ کے گنوں سے ہوتی ہے خدا تعالیٰ کے گنوں کو دیکھنا ہو- تو انسان کو دیکھو یعنی خود اپنے آپ کو دیکھو- مجازی طور پر ہر ایک گن موجود ہے- اسی کی طرف اشارہ کر کے نبی کریم صلعم نے فرمایا- من عرف نفسہ فقد عرف ربہ- جس نے اپنے آپ کو پہچانا- اس نے خدا کو پہچانا-

ہر گروہ بت پرست سے زیادہ جہالت لنگائیت قوم کی ہے- کہ انہوں نے اللہ پاک کی یاد کے لئے اپنے گلوں میں پتھر ہی باندھ رکھا ہے- ان کو مناسب یہ تھا- کہ یہ پتھر کے لنگ بنانے کے پیشتر اپنے نفس کے لنگ کو پہچانتے- بغیر معرفت اس پتھر پر نظر جمانے سے کیا فائدہ- تامل سنگا یدوں میں بہت سے اولیاء اللہ نظر آتے ہیں مگر انہوں نے اپنے نفس کی شناخت کی ہے- آپ کے پران میں موجود ہے- احد اللہ واحد کی پوجا کیا کرتے تھے- اگر بسنو پران میں کوئی بات اس کے خلاف نظر آجائے تو وہ قابل اعتبار نہیں- کیونکہ بسو پران- بسو ایشور کی وفات سے پانچسو سال بعد بھیماکوی نے لکھا ہے- لنگائیت قوم کے بزرگوں کی کتابوں سے خدائے واحد کی پوجا نظر آتی ہے- انہوں نے خود خدا تعالیٰ کا نام لنگ دیا ہے- اور اپنے نفس کو [illegible] لنگ کہا ہے- چنانچہ لنگ کی تعریف کرتے ہوئے

سپرد دیتا یوں کہتا ہے "لنگ" حادث نہیں- فانی نہیں- نیچے نہیں- اوپر نہیں- ابتدا و انتہا نہیں- لنگ کا مقام نہیں" پس جب لنگائیت قوم کے پاس لنگ کی تعریف یہ ہو- تو پھر گلے میں پتھر باندھ کر کیوں پھر رہے ہیں- بعض نے یہ لکھا ہے- جہاں تک جسم ہیں- وہاں تک لنگ ہیں- وہ دوسرے الفاظ میں یہ بات ہے- **من عرف نفسہ فقد عرف ربہ** جس نے اپنے آپ کو پہچانا- اس نے خدا تعالیٰ کو پہچانا اس کی تحقیقات کے لئے کامل مرشد کی ضرورت ہے اور صحبت کے بغیر یہ بات حاصل نہیں ہوتی- اور جب تک کوئی انسان اسلام قبول نہیں کریگا- وہ مورتی پوجا سے بچ نہیں سکتا- آج نہیں تو کل ضرور ان سے مورتی پوجا کی رسم چلی جائے گی- گو آریہ اس وقت مورتی پوجا کے خلاف نظر آتے ہیں- مگر انکے اصول بے بنیاد ہیں- ایک وقت وہ مورتی پوجا پر لگ جا دیں گے- ورنہ مسلمان ہو جا دیں گے۔

[illegible] میں [illegible] ایسے زبردست ہیں کہ تیرہ سو سال سے ابتک [illegible] میں بت پرستی نہیں آئی- دنیا میں کوئی قوم [illegible] بچی ہوئی نہیں ہے- اگر بچی ہوئی ہے تو وہ قوم مسلمان ہے- اگر کوئی اس بلا سے بچ کر اپنی اولاد کو بچانا چاہتا ہے- وہ مسلمان ہو جائے- **وما علینا الا البلاغ**

رسیدات زر

فہرست زرچندہ جماعت ڈیرہ غازیخان بابت ماہ جون و جولائی ۱۹۲۰ء معرفت جناب عزیز بخش صاحب سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

مستقل فنڈ [illegible] عید فنڈ [illegible]
فطرانہ [illegible] ماہواری چندہ [illegible]
اشاعت اسلام [illegible] - میزان [illegible] روپیہ

فہرست زرچندہ جماعت لوپریوالہ معرفت جناب غلام حسن صاحب سابق سٹیشن ماسٹر لوپریوالہ

غلام حسن صاحب سابق سٹیشن ماسٹر- عید فنڈ [illegible]
میاں رحیم بخش صاحب سکنہ لوپریوالہ- چندہ [illegible] عید فنڈ [illegible]
میاں نظام الدین صاحب ٹھیکہ دار [illegible]

میزان کل [illegible]

متفرق خبریں

راولپنڈی میں اجتماع عظیم

راولپنڈی یکم ستمبر- ہندو مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ۲۸- اگست کو شب کے ۸ بجے زیر صدارت جناب پیرزادہ قطب الدین صاحب وکیل اور صدر خلافت کمیٹی راولپنڈی منعقد ہوا-

مولانا صدرالدین صاحب نے مسئلہ خلافت پر ایک زبردست تقریر کی- اسکے بعد چند قراردادیں پیش کی گئیں- جن میں سے ایک تو پیرزادہ غلام دستگیر مرحوم کی وفات حسرت آیات کے متعلق تھی کہ یہ جلسہ پیرزادہ صاحب کے خویش و اقارب سے انکی اس بے وقت موت پر اظہار افسوس کرتا ہے- صوبہ سرحدی کی حکومت نے [illegible] فوجی قانون نافذ کیا ہے- اور مولانا محمد اسحاق اور دوسرے ارکین خلافت کو فوجی قانون کی رو سے گرفتار کر لیا ہے- اس پر سختی کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کرتا ہے- [illegible] کہ حیف [illegible] اور ایسے جلسے [illegible]

[illegible] ۳۰- اگست- قسطنطنیہ سے ترکی اخبار کے سردار [illegible] مصطفیٰ کمال پاشا پر ایک قاتلانہ وار کی خبر موصول ہوئی ہے- بیان کیا جاتا ہے کہ مصطفیٰ کمال پاشا انگورا کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں ان پر حملہ ہوا- اس وقت ان کے ہمراہ چند محافظ تھے- تو کان کے باہر ایک شخص سڑک پر سے نکلا- اس نے [illegible] فائر کئے- جن سے مصطفیٰ کمال پاشا کا ایک ہمراہی جان بحق ہوا اور خود انہیں [illegible] میں گولی لگی- قاتل ارض روم کا باشندہ ہے اسے گرفتار کر کے انگورا میں قتل کیا گیا۔

قسطنطنیہ ۳۱- اگست مصطفیٰ کمال پاشا نے اپنے ہمراہیوں کے نام یہ اعلان شائع کیا ہے کہ برطانیہ اور فرانسیسیوں سے نفرت کرو- اور ترکوں- روسیوں اور جرمنوں کے مابین اتحاد کا جو سنہ ۱۹۲۰ء میں قائم ہوا ہے- احترام کرو-

مصطفیٰ کمال پاشا نے [illegible] کہ [illegible] قابل وقعت ہے ہماری امداد کر رہی ہے- اور غیر مغلوب جرمن بھی اسی طرح ہماری دستگیری کو تیار ہیں۔

ٹائمز لکھتا ہے کہ ہوائی مارشل سالمنڈ کی یہ تجویز بھی قابل اعتراض ہے کہ ہوائی جہاز مل اور زرہ پوش موٹروں کی مدد سے عراق کو اپنے قابو میں رکھا جائے- وجہ یہ ہے کہ جب تک پیدل سپاہ کی کافی تعداد نہ ہو- اس قسم کی تجویز سخت جنگ کے لئے موزوں نہیں ہو سکتی- پیدل سپاہ ایک ایسا حربہ ہے جو ہمیشہ میدان جنگ میں حربوں کی سرتاج رہے گا-

ٹائمز مشورہ دیتا ہے کہ محصور فوجوں کو کمک پہنچانی چاہئے سلسلہ نامہ و پیام بحال کرنا چاہئے- عورتیں اور بچے چھڑانے چاہئیں- اور اس ظلم و ستم کی پاداش میں [illegible] سزا دینی چاہئے-

قبائل کو منتشر کر کے اپنے گھروں کو بھیجدینا چاہئے- اور اگر گورنمنٹ کوئی اعلان شائع کرے- تو اس کے پہلے فقرے میں فوجی حکومت اور فوجی قبضہ کے خاتمہ کی اطلاع ہونی چاہئے- یہ فوجی قبضہ ہی تمام فساد کی جڑ ہے۔

الہ آباد- ۳۱- اگست بغداد کی ایک اطلاع مورخہ ۱۹ اگست مظہر ہے کہ سکھ فوج نے ۲۸ اگست کو باقوبہ پر پھر قبضہ کر لیا تھا! اس کی کچھ مزاحمت نہ ہوئی- کوفہ کے باغیوں نے وہ میدانی توپ واپس کر دی ہے جو گذشتہ ماہ کیفی میں چھینی تھی- لیکن انہوں نے گولی بارود کا بیشتر حصہ خرچ کر لیا ہے- دوسرے مقامات پر کوئی مزید واقعہ ظہور میں نہیں آیا۔

خانقین سے ایک فوجی دستہ قزل رباط میں گیا تھا- مؤخر الذکر مقام بالکل محفوظ اور بچا ہؤا ہے۔

اربیل- منتفیق اور سامرہ کے ڈویژنوں میں حالت زیادہ تشویشناک ہو رہی ہے- کوئی مزید کارروائی عمل میں نہیں آئی

سرکاری اطلاع- لنڈن ۳۰- اگست عراق عرب کی ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ زیریں فرات پر سوق پر حملہ ہنوز معرض وجود میں نہیں آیا- ایک بیڑہ جو ناصریہ سے سامان خوراک لا رہا تھا تھوڑی سی مزاحمت کے بعد شہر میں داخل ہؤا-

علاقہ حلہ میں نمبر ۴۴ بریگیڈ کا کالم حربویہ سے امام حمزہ کی طرف بڑھا اور علاقہ ملحقہ میں اس نے تعزیری کارروائیاں انجام دیں ہوائی جہازوں نے اس جمعیت کو مدد دی- مؤخر الذکر اب حلہ کی طرف واپس آ رہی ہے- جہاں امن و امان ہے- اس کے قریب ہی باغیوں کا ایک قلیل اجتماع گرد و نواح سے منتشر کیا گیا ہے۔

بغداد کے شمالی علاقہ میں بدامنی بڑھتی جاتی ہے۔

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ

رجسٹرڈ ایل ۱۳۸۸

پیغام صلح

ہفتہ میں دو بار یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت (ے ر) ششماہی ۳ سہ ماہی ۱؎ طلباء سے سالانہ للعہ ر

جلد ۸ | سنہ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۲۳ ذوالحجہ سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۸ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۲۰

کلام الامام امام الکلام

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے

(گذشتہ سے پیوستہ)

تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے
اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے
اس یار سے بشامت عصیاں جدا ہوئے
اب غیر سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیریت کے محل میں سزا ہوئے
سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہاں
وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں
پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا
وہ نور مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا
پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجئے
آیت علیکم انفسکم یاد کیجئے
ایسا گماں کہ مہدی خونی بھی آئے گا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائے گا
اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں
یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آ چکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
اب سال سترہ بھی صدی سے گذر گئے
تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے

جواہر ریزے

اسلام اور عیسائیت

۲۱ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء کو لالہ کیشوداس صاحب تحصیلدار صاحب بٹالہ اتفاق حسنہ سے قادیان میں وارد ہوئے۔ اور حضرت اقدس کی ملاقات کے لئے تشریف لائے اور عرض کیا کہ مجھے فقرا سے ملنے کا بہت شوق ہے اور اسی شوق کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت اقدس نے فرمایا:۔

بیشک اگر آپ کے دل میں اہل دل لوگوں کے ساتھ محبت نہ ہوتی تو آپ ہمارے پاس کیوں آتے اور ایک دنیادار کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ ایک دنیا سے الگ گوشہ نشین کے پاس جاوے۔ صحبت ایک ضروری شئے ہے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ جبکہ انسان اپنا خاتمہ ایک فانی ہستی ہے اور موت کا کچھ بھی پتہ نہیں کہ کب آ جائے اور عمر ایک ناپائیدار شئے ہے پھر کس قدر ضروری ہے کہ صلاح اور فلاح کی فکر میں لگ جاوے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ دنیا اپنی دھن میں ایسی لگی ہے کہ اسکو آخرت کا کچھ فکر اور خیال ہی نہیں خدا تعالیٰ سے ایسے لاپرواہ ہو رہے ہیں گویا وہ کوئی ہستی ہی نہیں۔ ایسی حالت میں جبکہ دنیا کی ایمانی حالت اس حد تک گزر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کرکے بھیجا ہے تاکہ میں زندہ ایمان زندہ خدا پر پیدا کرنے کی راہ بتلاؤں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا عام قانون ہے بہت لوگوں نے جو سعادت اور رشد سے حصہ نہ رکھتے تھے۔ خدا ترسی اور انصاف سے بے بہرہ تھے۔ مجھے جھوٹا اور مفتری کہا اور ہر پہلو سے مجھے دکھ دینے اور تکلیف پہنچانے کی کوشش کی۔ کفر کے فتوے دیکر مسلمانوں کو بدظن کرنا چاہا۔ اور خلاف واقعہ امور کو گورنمنٹ کے سامنے پیش کرکے اسکو بھڑکانے کی کوشش کی۔ جھوٹے مقدمات بنائے۔ گالیاں دیں۔ قتل کرنے کے منصوبے کئے۔ غرض کونسا امر تھا جو انہوں نے نہیں کیا۔ مگر میرا خدا ہر وقت میرے ساتھ ہے۔ اس نے مجھے ان کی ہر شرارت سے پہلے انکے فتنہ اور اس کے انجام کی خبر دی اور آخر وہی ہوا جو اس نے ایک عرصہ پہلے مجھے بتا دیا تھا۔ اور کچھ وہ لوگ بھی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے سعادت۔ خدا ترسی اور نور ایمان سے حصہ دیا ہے جنہوں نے مجھے پہچانا اور اس نور کے لینے کیواسطے میرے گرد جمع ہو گئے۔ جو مجھے خدا تعالیٰ نے اپنی بشارت اور فضل سے بخشی ہے۔ ان لوگوں میں بڑے بڑے عالم پیرسٹر، گریجوایٹ ہیں۔ وکیل اور ڈاکٹر ہیں معزز عہدہ

داران گورنمنٹ ہیں۔ تاجر اور زمیندار ہیں اور عام لوگ بھی ہیں۔

افسوس تو یہ ہے کہ نااہل مخالف اتنا بھی تو نہیں کرتے کہ ایک حق بات جو ہم پیش کرتے ہیں اسکو آرام سے سن ہی لیں۔ ان میں ایسے اخلاق فاضلہ کہاں؟ ورنہ حق پرستی کا تقاضا تو یہ ہے! ؎

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نبشت است پند بر دیوار

اس زمانہ میں مذہب کے نام سے بڑی نفرت ظاہر کی جاتی ہے اور مذہب حقہ کی طرف آنا تو گویا موت کے منہ میں جانا ہے مذہب حق وہ ہے جس پر باطنی شریعت بھی شہادت دے سکے۔ مثلاً ہم اسلام کے اصول توحید کو پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی حقانی تعلیم ہے (باقیدارد)

اخبار احمدیہ

نامہ ووکنگ۔ آج صبح کی ڈاک میں یہ مژدہ ملا ہے ایک خط گولڈ کوسٹ کالونی سے آیا ہے کہ تاجر علیبالی گھر کا گھر مسلمان ہو گیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

اس تاجر سے میری خط و کتابت تھی۔ میں نے اسکو لٹریچر بھیجا تھا۔ اس کا نتیجہ خدا کے فضل سے یہ ہوا کہ وہ اور اس کا سارا کنبہ مسلمان ہو گیا۔ للّٰہ الحمد زد فرد! (مصطفیٰ خان)

مبارک نکاح۔ قریشی محمد حسین صاحب کلرک میڈیکل سٹور ڈپو لاہور چھاؤنی کا نکاح گذشتہ جمعۃ المبارک کو حضرت ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب کی ایک عزیزہ کے ساتھ ہوا۔ حضرت مولوی صدرالدین صاحب نے عورت اور مرد کے تعلقات پر مختصر مگر نہایت لطیف خطبہ پڑھا۔

درخواست دعا۔ بابو عبدالعزیز صاحب چشتیاں اپنی اہلیہ کی شفا کے لئے حضرت امیرؓ سے بالخصوص اور جملہ برادران سلسلہ سے بالعموم درخواست دعا کرتے ہیں

حضرت فاضل امروہی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور آپ نے ایک مضمون ایڈیٹر "الفضل" اور "اہلحدیث" کے مطالبہ کے جواب میں ارسال فرمایا ہے۔ جو آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ العزیز شائع کیا جائے گا۔

خطبہ جمعہ۔ مسجد احمدیہ میں اس جمعۃ المبارک کو حضرت مولوی صدر الدین صاحب نے سورۃ الم نشرح پر خطبہ پڑھا۔ اور حضور نبی کریم صلعم کی وسعت قلبی اور پیش آمدہ مشکلات اور مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرنے پر آپکے تفصیل کے ساتھ نظر کی اور آپکے تعلق باللہ اور انقطاع الی اللہ کو (ذ) نمرا رسالت کا بھی بیان فرمایا۔

مسلم احمدیہ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - چہارشنبہ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۲۰ء نمبر ۲۰

تحریفِ کتبِ نصاریٰ

(۲)

وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتٰب لتفسدن فی الارض مرتین الخ اور ہم نے بنی اسرائیل کے متعلق کتاب میں فیصلہ کر رکھا تھا۔ کہ وہ ضرور زمین میں دو دفعہ فساد کریں گے۔ اور بہت ہی بڑی سرکشی کا اظہار کریں گے۔ پھر جبکہ پہلے وعدے کا ظہور ہوگیا تو ہم نے پھر اپنے بندوں کو مبعوث کر دیا۔ جو زبردست لڑاکے تھے۔ پھر وہ تمہارے گھروں کے وار پار ہو گئے۔ اور خدا کا وعدہ تو ہونا ہی چکا ہوا تھا۔ پھر اس کے بعد ہم نے تم کو دوبارہ اُن پر غلبہ دیدیا۔ اور مال اور اولاد میں بڑھا کر تمہیں بکثرت پھیلا دیا۔ اگر تم اچھے کام کرو تو یہ تمہارے اپنے لئے اچھا ہو گا۔ اور اگر تم بُرے کام کرو۔ تو تمہارے اپنے لئے بُرا ہو گا۔ پھر جبکہ دوسرے وعدے کے پورا ہونے کا وقت آیا۔ جس کا انجام یہ تھا کہ وہ تمہارے سرداروں کو بدتر حالت میں کر دیں اور وہ بیت المقدس پر اسی طرح دخل پالیں جس طرح کہ انہوں نے پہلے پایا تھا۔ اور وہ اسکو ویران کر دیں غایت درجہ کا ویران کرنا۔ (قرآن العظیم)

عہد عتیق یا یہود کی کتب مقدسہ کی تباہی اور ویرانی کے اسباب کیا تھے اور اُنکے اصل نسخے کیونکر دُنیا سے نیست و نابود ہو گئے۔ تاریخ کی نظر سے یہ کوئی چھپا ہوا امر نہیں۔ تاہم اس زمانے میں عیسائی پادریوں نے اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کی بدرجہ غایت کوشش کی ہے ان کی سب سے بڑی زبردست دلیل کے تین ٹکڑے ہیں۔

(الف) ایک کتاب جس کی اشاعت بنی اسرائیل جیسی اعداد کی حیثیت میں بڑھی ہوئی قوم میں پورے طور پر موجود ہو اور تمام کی تمام قوم اپنے روزمرہ عبادات اور رسوم میں اس سے درس ہدایت طلب کرتی ہو۔ اور اسکے مرکز میں اسکی باقاعدہ تلاوت ہوتی ہو۔ اسکے اندر تغیر و تبدل یا تحریف قطعًا ناممکن ہے

(ب) یہود کی بڑھتی ہوئی قوم میں صرف ایک ہی فرقہ یا جرگہ نہ تھا۔ اس کے اندر مختلف فرقے تھے۔ کہ جن کی آپس میں سخت عداوت اور دشمنی تھی تو ایسی صورت میں کیونکر ممکن تھا۔ کہ ان کی کتاب میں کوئی تغیر و تبدل ہو سکتا۔ اگر ایک فریق اس ناشائستہ حرکت کا مرتکب ہوتا۔ تو دوسرے فریق کے لئے اُن کی بے ایمانی اور خیانت کے اظہار اور اُنکے جھوٹے ہونے کے دلائل کا کافی ثبوت مل جاتا۔

(ج) مذہبی علماء کی باہمی رقابت بلکہ تباغض و تحاسد۔ اس ناجائز فعل کے ارتکاب کو ممکن نہیں بنا سکتا تھا۔

لیکن قرآن کریم جسکا یہ دعویٰ ہے کہ یہ کتابیں اپنی اصلی صورت میں موجود نہیں رہیں وہ مخالفین کے ان اعتراضات سے ناواقف نہیں۔ مندرجہ عنوان آیات میں قرآن کریم نے ان واقعات کا تذکرہ کیا ہے کہ جنکے اندر یہودیوں پر تباہی اور بربادی آئی اور ان کا بیت المقدس اور ان کی کتابیں تباہ و برباد کر دیگئیں۔ انسائیکلو پیڈیا جیوئش میں اسکی تفصیل اس طرح پر مذکور ہے:-

جناب سلیمان کے بعد بنی اسرائیل میں حسد و نفاق بڑھنا شروع ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یہ محدود قوم اور یہ چھوٹا سا حصہ زمین بھی ایک بادشاہ کے قبضہ میں نہ رہ سکا حضرت سلیمان کے عہد میں یہ اسرائیلی سلطنت شرقًا و غربًا صحرائے شام سے لیکر سواحل تک اور شمالًا جنوبًا دمشق سے ذرا ہٹ کر کوہ ہیرامون سے صحرائے عرب تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس سرزمین کو بنی اسرائیل کے بارہ سبطوں نے آپس میں بانٹ لیا تھا۔

حضرت سلیمان کے بیٹے رحبعام کے تخت نشین ہوتے ہی بنی اسرائیل کے بارہ گروہوں میں سے صرف دو سبط (سبط یہودا اور سبط بنیامین) تو رحبعام کے ماتحت رہ گئے۔ اور باقی سب گروہوں نے بغاوت شروع کر دی۔ ان باغی فرقوں پر یربعام نام ایک فتنہ انگیز عزیز سلیمان سردار بن بیٹھا۔ تجربہ کار امراء اور سید سرداروں نے ہر چند کوشش کی کہ ایک متحدہ قومی سلطنت بنی رہے، مگر رحبعام نے اپنے چند نوجوان مشیروں کی رائے پر عمل کیا اور مجمع عام میں چلا کر کہا۔ کہ میرے والد نے تمہاری گردنوں پر سلطنت کا جُوآ بھاری کر دیا تھا۔ مگر میں اُسے اور بھاری کر دوں گا۔ میرے والد نے تمہیں کوڑوں سے پٹوایا تھا۔ مگر میں کوڑوں کی جگہ خاردار قمچیوں سے پٹواؤں گا"

اس سے دس قبائل بنی اسرائیل میں برہمی پیدا ہو گئی۔ اور یربعام کو ایک سلطنت قائم کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اور ان قبائل نے اپنا دار السلطنت شومرن یا سماریہ قرار دیا۔

حضرت سلیمانؑ تک تو بادشاہت اور نبوت کی جامع صرف ایک ہی ذات رہی۔ مگر اسکے بعد بادشاہت اور نبوت کے مظہر دو الگ الگ وجود قرار پائے اور یوں بنی اسرائیل کے اندر نبوت اور بادشاہت میں دائمی مفارقت پیدا ہو گئی۔

دُنیا میں ہمیشہ روحانیت اور بادشاہت کی مفارقت ہی قومی تباہیوں کا موجب ہوئی ہے۔ بادشاہت بغیر روحانیت دنیا میں کبھی امن اور تسلی کا باعث نہیں ہوئی اور روحانیت بادشاہت سے علیحدہ ہو کر بہت دنوں زندہ نہیں رہی۔ الٰہی دین اور بالخصوص دین کی تزئین اور تمکین کے لئے ان دونوں کا قوم میں اکٹھا رہنا نہایت ضروری ہے۔

یہ دس اسباط جنہوں نے علیحدگی اختیار کی بالآخر ۷۲۲ء قبل مسیح میں اسیریا والوں کے ہاتھوں تباہ ہوئے۔ اور ان کی ایک تعداد کثیر یہود میں جا ملی اور ہمیشہ کے لئے یہود سے الگ ہو کر فنا ہو گئے۔

دوسری سلطنت کو بھی ۵۸۶ ق م میں بخت نصر تاجدار بابل نے برباد کر دیا۔ اور بیت المقدس کو جہاں حضرت سلیمان نے الواح توریت اور تبرکات کو محفوظ رکھا ہوا تھا جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اور جس قدر بنی اسرائیل قتل سے بچے اُنکو گرفتار کر کے بابل لے گیا۔ پچاس برس کے بعد خورس شاہ ایران نے بابل کو فتح کر کے یہود کو آزاد کر دیا۔ اور تعمیر بیت المقدس کی اجازت دی۔ لیکن کچھ عرصہ تک یہ تعمیر سماریہ والوں کی عداوت سے جنہوں نے بیت المقدس کے مقابلہ میں کوہ جرزیم پر اپنا معبد اعلےٰ قائم کر لیا تھا۔ ملتوی رہی۔ آخر ۵۱۶ ق م میں عزرا اور نحمیا کی کوششوں سے بیت المقدس کی تکمیل ہوئی۔ عزرا نے توریت یعنی سلسلہ اول کی پانچ کتابوں کو از سر نو جمع کر کے واقعات کو اورخانہ حیثیت سے قلمبند کیا۔ پھر نحمیا نے نبیئم یعنی سلسلہ دوئم کی کتابوں کو مع زبور۔ داؤد جمع کیا۔ لیکن دو سو برس کے بعد یونانیوں کی فتوحات کا سیلاب آیا۔ تو یہود پر پھر بلا نازل ہوئی۔ سکندر اور اسکے جانشینوں کے زمانہ میں یہود کی سلطنت کی نیم آزادانہ حیثیت قائم رہی۔ لیکن ۱۶۸ ق م میں انطاکیہ کے یونانی بادشاہ انٹیوکس نے یہود کی آزادانہ قومیت اور مذہب کو مٹانے کی غرض سے بیت المقدس میں یونانی دیوتا زیئس کا مندر بنا دیا۔ مقدس صحیفوں کو جلا دیا۔ اور توریت کی تلاوت حکمًا بند کر کے شعائر یہود کی مخالفت کر دی۔ لیکن بہت جلد یہود اس ظلم کی سختیٔ برداشت نہ کر کے اس فتنہ کو فرو کیا۔ شاہ انطاکیہ منہزم ہوا۔ اور بیت المقدس پھر ناپاکیوں سے پاک کیا گیا۔ اور مقدس صحیفے جمع کر کے محفوظ کئے گئے۔ اور سلسلہ سوم یعنی کتیبیم کی کتابوں کا بھی اضافہ کر دیا۔ لیکن یہود کا پیمانہ حکومت لبریز ہو چکا تھا۔ یکایک رومیوں کی تلوار چمکی۔ پہلے تو یہود کو یونانیوں کے پنجہ سے نجات دلا لی گئی۔ لیکن "خود گرگ بودی" کی مثل آخر صادق آئی۔ ٹائیٹس رومی نے، ۷۰ء میں بیت المقدس فتح کر کے شہر کے ساتھ ہیکل سلیمانی کو بھی مسمار کر دیا۔ اور مقدس صحیفوں کو حرم سے نکال کر روما کے محل میں بطور یادگار فتح لے گیا۔ یہود جلا وطن کر دیئے گئے۔ اور یروشلم کے گرد غیر یہود کی آبادیاں قائم کر دی گئیں۔ ۱۳۲ء میں قیصر ہیڈریئن کے زمانہ میں یہودیوں نے پھر حرکت مذبوحی کی اور جا بجا سے جمع ہو کر آخری دفعہ مقابلہ کیا۔ لیکن شکست کھائی اور قریب ۵ لاکھ کے قتل ہوئے۔ اس خوفناک جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں نے یہود کو یروشلم کے ویران کھنڈروں میں بھی آنے کی اجازت موقوف کر دی۔ صرف سال میں ایک دن جس روز ٹائیٹس نے بیت المقدس کو مسمار کیا تھا۔ اجازت ملتی تھی کہ خداوند یہودہ کے پیاروں کے بدبخت ناخلف آئیں اور قدس کی زمین کو خون کے آنسوؤں سے تر کریں۔ اُف

حلم حق با تو مواسا ہا کند
چونکہ از حد بگذرد رسوا کند

بساطِ منطق پر محمودی چالیں

ناحق نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دے گا تمام عقل کے بخیئے ادھیڑ تو

ہمارے محمودی دوست علم و عقل کی تدوین و تجدید میں جس سرگرمی سے مصروف ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ ان لوگوں نے دانش و بینش کے فن میں جس باب کا اضافہ کیا ہے اس کی ادنےٰ خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی قیاس و میزان کا شرمندۂ احسان نہیں۔ حال ہی میں ایڈیٹر الفضل کے غواص فکر بہت دُور کی کوڑی ڈھونڈ کر لائے ہیں۔ اور آپ نے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ مولوی صدر الدین صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کا پردہ فاش کر دیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے یہ پردہ لٹکا رکھا تھا۔ کہ سلطنت ٹرکی از روئے قرآن کریم بحفاظت مقامات مقدسہ ہونے کی حیثیت سے جسمانی خلافت کی حقدار ہے۔ مگر مولوی صدر الدین صاحب نے ان کا یہ پردہ فاش نہیں بلکہ چاک کر دیا اور کھلے الفاظ میں یہ کہدیا:-

"یہ ایک امر واقعہ ہے کہ کسی مسلمان نے سلطان المعظم سے اپنے ہاتھ پر دست بیعت نہیں کی اور نہ کبھی کسی نے اُن سے قرآن کریم کو پڑھا ہے۔ اور نہ کوئی اُن کے درس حدیث میں بیٹھا ہے۔ نہ کبھی کسی نے اُن سے شرعی مسئلہ کے متعلق فتوےٰ حاصل کیا ہے۔ مسلمانوں کے سٹیجوں پر یہ فضول بحثیں نہیں ہونی چاہئیں کہ سلطان المعظم کی خلافت کس قسم کی خلافت ہے۔ روحانی خلافت یا جسمانی ہے۔ یہ اختلافات اور تفرقے دشمنوں کی کوششوں سے پیدا ہوتے ہیں تاکہ وہ ان حربوں کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں۔ اس وقت سلطان المعظم کی روحانی حیثیت سے ان لوگوں کو کوئی تعرض نہیں وہ صرف اُن کی سلطنت اور اقتدار پر حملہ آور ہوئے ہیں" . . . .

. . . .

حضرت مولوی صدر الدین صاحب کے ان الفاظ سے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کا پردہ چاک ہو گیا ہے کیونکہ مولوی صدر الدین صاحب نے یہ صاف کہدیا ہے کیونکہ ترکوں کی خلافت روحانی نہیں اور نہ سلطان المعظم کے ہاتھ پر کسی مسلمان نے بیعت کی ہے۔ البتہ مسلمانوں کو اس روحانی اور جسمانی خلافت کے متعلق متفقہ سٹیجوں پر ایک دوسرے کے خلاف فضول بحثیں نہیں کرنی چاہئیں

میاں صاحب کو مبارک

حضرت میاں محمود احمد صاحب جب سے مقام محمود پر کھڑے ہو کر باب نبوت کی چٹکنی کھولی ہے مبائعین میں سے چند در چند دعویدار اس دروازے سے نمودار ہوتے رہے ہیں اور کیا شان خداوندی ہے کہ اس دروازہ سے باہر آنیوالے خود حضرت میاں محمود احمد صاحب کے مریدان باصفا ہی ہوتے ہیں۔ حال ہی میں میاں نبی بخش صاحب محمودی قلادہ اپنے گلے میں پہنے ہوئے بیٹھے ہیں اس حلقہ میں مسلمۃ لاشیۃ فیہا کے وصف

کہلاتی ہیں۔ اور توراۃ اور زبور صحائف انبیاء اور اناجیل اربعہ اور خطوط وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں۔ ان کی اصلیت۔ مصنف کی شخصیت تعلیم کے ماخذ طرز بیان اور زبان کی نوعیت وغیرہ وغیرہ معاملات پر تنقیدی نگاہ ڈالی گئی۔ اس وجہ سے توراۃ حضرت موسیٰ کی تصنیف نہیں۔ بلکہ کئی مصنفوں کی تصنیف ظاہر کی گئیں۔

اسی طرح اور کتابوں کی بابت بھی انقلاب خیز اور بدعت آمیز خیالات ظاہر کئے گئے۔ شرع موسوی کو حمورابی کے ضوابط سے اخذ قرار دیا گیا۔ اور باقی اخلاقی تعلیم ملک بابل۔ نینوہ اور فلسطین کے باشندوں سے مستعار قرار دیا گیا۔ اور جن اشخاص یا قبائل اور اقوام کا ذکر پرانے عہد نامہ میں آتا ہے وہ فرضی اور نامکمل قرار پائے۔ جب مخالفوں نے اس قسم کی روش اختیار کی۔ تو عیسائی عالم جو بیشتر پروٹسٹینٹ فرقہ کے لوگ تھے۔ اور علوم بائیبل کے تامی اور زبردست ماہر کئے مخالفوں کے اعتراضات پر غور کر کے دندان شکن جواب دیا۔ اور ان کے خیالات کی تردید کی۔

آخرکار اثریات (آرکیالوجی) اور تاریخی تحقیقات سے مخالفوں کے بہت سے خیالات باطل اور بائیبل کے بیانات صحیح ثابت ہو گئے۔ مگر علم تنقید نے مستقل جگہ حاصل کر لی ۔

مذہب کے دائرہ سے نکل کر تمام مسودہ بے مدکتابیں ان ہی اصولوں کے تابع کئے گئے۔ اور طرز بیان اور معنوی اختلافات سے بعض کتابیں جو خاص آدمیوں سے منسوب کی جاتی ہیں مشترکہ تصنیف ثابت ہوئی ہیں جیسے شیکسپیئر کے کئی ڈرامے۔ طرز ادا اور دیگر باتوں سے مشترکہ تصنیف ٹھیرتے ہیں۔ اس کا نام لٹریری کریٹی سیزم یعنی علم تنقید ادبیات پڑ گیا ہے۔

اب ہر گروہ اور ہر فرقہ کے علماء انہی اصولوں سے ہدایت پذیر ہو رہے ہیں۔ پرانے زمانہ کی جو کتابیں اب موجود ہیں جیسے ہومر کی ایلیڈ اور اوڈیسے۔ لیوی اور ٹیسی ٹس کی تواریخ۔ اور ہیروڈوٹس کی تاریخ۔ اور دیگر تصانیف وغیرہ ان پر انہی اصولوں کی روشنی میں نگاہ ڈالی جاتی ہے اور نتائج اخذ کئے جاتے ہیں ۔ (باقی دارد)

اقتباسات

ترکوں کا شریفانہ برتاؤ

مغرب کے باشندے اس بات کو نہیں مانتے کہ ترک دنیا کی شریف ترقوموں میں سے ہیں۔ جن لوگوں کو ان سے سابقہ پڑا ہے۔ یا جنکو ان کے ساتھ کچھ مدت رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ انہوں نے باوجود مذہبی اختلاف کے بلا تامل اس بات کی شہادت دی ہے کہ ترکوں کی قوم میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو کسی انسانی سوسائٹی کے لئے باعث فخر ہو سکتی ہیں۔

دوران جنگ میں انگریزی جرنیل اور انگریزی اخبار نویس ترکوں کی شجاعت کی برابر تعریف کرتے رہے لیکن جب دیکھا کہ فتح ہمارا ہی ہے اور ترکوں کے تباہ کرنے کا پرانا ارادہ پورا کرنے کا موقعہ ہے تو ان پر رنگ رنگ کے الزام تراشنے شروع کئے۔ پھر کیا تھا کمیشنوں کی شہادت بھی مل گئی چشم دید شہادتوں کے ہیر طومار بندھ گئے کہ ترک ظالم ہیں سفاک ہیں۔ اور وہ ان کی پرواہ نہیں کرتے۔

مگر ایک پادری مورخ کی شہادت جو ذیل میں درج کیجاتی ہے یہ ثابت کر دیگی کہ یہ سب مصنوعی باتیں ہیں۔

یہ پادری مورخ اپنی تاریخ ٹرکی کے آخری باب میں جہاں اس نے ترکوں کی قومی خصوصیات کا ذکر کیا ہے لکھتا ہے:-

ترکی زبان میں جانور کو مارنے کے لئے کسی آزار کا نام نہیں ہے۔ اور کبھی کسی شخص نے کسی ترک کو اپنے گھوڑے۔ گائے یا کسی اور جانور کو مارتے نہیں دیکھا۔

آگے چل کر وہ لکھتا ہے کہ یہ ایک عجوبہ ہے کہ قسطنطنیہ میں جانوروں کے جس قدر گھونسلے ہیں وہ سب اہل اسلام یعنی ترکوں کے مکانوں پر ہوتے ہیں۔ کوئی جانور اپنا گھونسلا کسی عیسائی یا یہودی کے مکان پر نہیں بناتا۔ جس کے معنے یہ ہوئے کہ جانوروں کو بھی اس بات کا علم اور یقین ہے کہ ترک ہم کو تکلیف نہیں دیں گے اور عیسائی ہم کو مار کر کھا جائیں گے۔

ہم اس بات کی شہادت سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ جو لوگ ادنےٰ جانوروں سے یہ سلوک کرتے ہیں۔ رحم انکی سرشت میں داخل ہے۔ اور وہ انسانوں سے وحشیانہ سلوک کرنیکے بالکل ناقابل ہیں جو خاص اعتراض کے پورا کرنے کے لئے انکی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

ترکوں کے حقیقی اسپرٹ کا اندازہ کرنے کے لئے ذیل کے واقعہ پر غور کرنا چاہیئے ۔

ایک انگریز سیاح لکھتا ہے کہ میں ٹرکی میں سفر کر رہا تھا ایکدفعہ مجھے کشتی میں بیٹھکر آبنائے باسفورس سے گذرنے کا اتفاق ہوا۔ جب کشتی کنارے کے قریب پہنچی۔ تو میں نے دیکھا کہ ترک حمالوں کی ایک قطار کنارے پر کھڑی تھی۔ میں نے اسباب نکال کر کنارے پر اترا دیا۔ اور روپیوں کی ایک تھیلی ہاتھ میں لے لی۔ اترنے ہی کو تھا۔ کہ تھیلی نیچے سے پھٹ گئی۔ اور ساری نقدی پانی میں گر گئی۔ دیکھتے ہی ترک مزدور فوراً پانی میں کود پڑے۔ میرے اوسان خطا ہو گئے۔ میں نے سمجھا کہ یہ سب رقم برباد ہو گئی۔ مگر کیا دیکھتا ہوں۔ کہ وہ مزدور پانی میں گئے۔ اور روپیہ نکالکر انہوں نے زمین پر رکھدیا۔ دوسری دفعہ پھر غوطہ لگایا۔ پھر ایسا ہی کیا۔ میں اس نظارے کو دیکھکر محو حیرت تھا۔ کہ دیکھوں اب کس طرح آپس میں اس رقم کو تقسیم کرتے ہیں آخر یہ سب نکل کر کنارے پر کھڑے ہو گئے اور بجائے آپس میں بانٹنے کے ایک نے ترکی میں مجھ سے کہا کہ روپیہ گن لو۔ یہ سن کر میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی۔ نقدی گن کر سنبھال لی۔ اور چند روپیہ ان غریب مزدوروں کو بطور شکریہ دینے چاہے۔ مگر انہوں نے معافی کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ ہم نے تمہاری مدد کرنے میں محض اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اور اس کا معاوضہ لینا ہمارے نزدیک گناہ ہے۔

پھر وہ میرا اسباب لیکر ایک سرائے میں پہنچا آئے اور اپنی مزدوری لے کر چلتے بنے۔

دوران جنگ میں تم سنتے رہے ہو کہ ترکی فوجیں آئین اور ضوابط جنگ کی پابندی کس عمدگی اور خوبی کے ساتھ کرتی رہی ہیں۔ انتہا یہ ہے کہ بعض اوقات جب غنیم کی فوجیں اپنے زخمیوں کو اٹھانے کے قابل نہ ہوتی تھیں تو وہ خود زخمیوں کو اٹھاکر ان کے کیمپوں میں چھوڑ آتے تھے ۔

حال ہی میں حلب سے ایک تازہ واقعہ کی کیفیت لنڈن کے اخبار "سنڈے ٹائمز" میں شائع ہوئی ہے۔ اخبار مذکور کا بیان ہے کہ ایک حسین یونانی لڑکی اپنے شوہر سے جدا ہو کر علی بے پاشا حلب کے ہاتھ پڑی۔ دل شکستہ شوہر نے جب اپنی بیوی کی گرفتاری کا حال سنا تو وہ پاشا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک رقم خطیر اپنی بیوی کے عوض میں پیش کی۔ پاشا ممدوح نے اس رقم کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور نہ صرف بیوی کو نہایت فیاضی سے اُسکے شوہر کے حوالے کر دیا بلکہ اس کے ساتھ ہی اپنی طرف سے تیس ہزار روپیہ کا نذرانہ بھی پیش کیا۔

ذرا غور کیجئے۔ ایک طرف یونانی ہزاروں ترکوں کو تلوار کے گھاٹ اتار رہے ہیں۔ عورتوں کی آبرو ریزی اور معصوم بچوں کی خونریزی میں مصروف اور دوسری جانب حاکم حلب اس قسم کے فیاضانہ سلوک کا ثبوت دیتا ہے۔ یہ وہ تہذیب ہے۔ جس پر ترکوں اور تمام مسلمانوں کو ناز ہے لیکن شاید یورپ کے نزدیک یہ تہذیب دراصل توحش ہے۔ ورنہ اگر وہ اسکو تہذیب سمجھتے تو اسکے اخراج کے درپے نہ ہوتے ۔ (اخبار مدینہ)

مولانا ابوالکلام آزاد اور ہندو مسلم اتحاد

اگر اس اتحاد کی بنیاد چند وقتی ضرورتوں پر ہے تو یاد رکھو ان تمام صورتوں میں تمہارا اتحاد مضبوط چٹان پر مبنی نہ ہوگا۔ اور میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ اس اتحاد کی کب تک خیر منائیں گے۔؟

کیا آپ کا خیال ہے۔ کہ ان وقتی اور سیاسی ضرورتوں کے پورا ہو جانے کے بعد پھر خانہ جنگیوں پر آمادہ ہو جاؤ گے؟ اگر یہ خیال ہے۔ تو آپ سخت غلطی پر ہیں۔

ہندو مسلم اتحاد تمہارے لئے مخفی برکت ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ جب تم اللہ کے قانون پر چلو۔ وہ قانون مسلمانوں کو اصولی طور پر مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ ہندوؤں سے شیریں اور برادرانہ تعلق رکھیں۔

یاد رکھو! قرآن مسلمانوں کے لئے محبت کا پیغام ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔ کہ کرۂ ارض پر رہنے والی قوموں سے محبت کرو۔ قرآن نے غیر مسلموں کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک تو وہ جنہوں نے مسلمانوں کی حکومتوں پر حملہ کیا ہے جنہوں نے مسلمان آبادی پر ایسا ظلم ڈھایا ہے۔ کہ وہ اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ جن غیر مسلموں نے ایسی کوئی بات نہ کی ہو۔ ان کی صورت میں شریعت مسلمانوں کو نہیں روکتی کہ وہ ایسے غیر مسلموں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ بلکہ اُن کا تعلق رکھنا جائز ہی نہیں۔ اور جو تعلق رکھیں گے اُن کا اللہ کی عدالت میں شمار مذکورہ بالا غیر مسلموں میں ہوگا۔

برادران! ہمارے لئے آسان ہے کہ ہم سانپ سے محبت کریں۔ جنگل میں رہنے والے بھیڑیوں سے بغل گیر ہوں۔ اور بچھو کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر دودھ پلائیں۔ لیکن ہمارے لئے یہ مشکل ہے۔ کہ ہم ایسے غیر مسلموں سے محبت کریں۔ لیکن قرآن کریم کے ایک ٹکڑے پر عمل کرنا کبھی مناسب نہیں۔ قرآن شریف کا دوسرا حکم یہ ہے کہ تم ان غیر مسلموں سے محبت کرو۔ کہ جنہوں نے مسلموں کا خون نہ بہایا۔ جنہوں نے مسلموں کی حکومتوں پر حملہ نہیں کیا۔

بعض کا خیال ہے۔ کہ موجودہ ہندو مسلم اتحاد پولیٹکل مصلحتوں پر مبنی ہے۔ اور مسلمان چاہتے ہیں۔ کہ بائیس کروڑ ساتھی خلافت کے لئے حاصل کئے جائیں۔ برادران! میں ایسے لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اگرچہ مسلمان بالکل مٹ گئے ہیں۔ برباد ہو گئے ہیں۔ لیکن یاد رکھو۔ کوئی مسلمان نہیں۔ جو اپنی اسلامی حکومت کو برقرار رکھنے کے لئے انسانوں پر اعتماد رکھتا ہوں۔ مسلمان تو وہ ہیں۔ کہ جن کے صرف تین سو تیرہ آدمیوں نے اسلام کی پیدائش کے دن یہ عزم کیا تھا۔ کہ وہ کرۂ ارضی کو اُچھال دیں گے۔ حالانکہ وہ غریب بے سرو سامان بے وطنوں کی جماعت تھی۔.........

.... اب میں آپ تک اپنی ایک صدا پہنچانا چاہتا ہوں۔ خواہ آپ کو خوشگوار معلوم ہو یا نہ۔ لیکن یاد رکھو۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے باوجود ان تمام واقعات کے کہ جنہوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اور جن کی تھپیڑوں سے تم آخر اس کنارے تک آ پہنچے ہو۔ کہ جہاں پر اب تمہیں موت کی سیاہی نظر آتی ہے۔ مسلمانو! اگر تم میں ذرا بھی اسلام کی حمیت باقی ہے۔ تو اب آخری وقت آ پہنچا ہے۔ کہ تم خواب غفلت سے چونک اٹھو! زمانہ اپنی تیزی کو تمہاری خاطر کم نہ کریگا۔ اس لئے اب بھی وقت ہے۔ کہ ٹھنڈے چولہے کو پھر سے گرم کر لو۔

تم اپنے اندر ایک مضبوط ایمان پیدا کرو۔ پھر دنیا کی کوئی مصیبت تمہیں حیران نہیں کرے گی۔ ایسی حالت میں اگر زمین تمہاری امداد نہ کرے گی۔ تو آسمان نعمتوں کا دروازہ کھول دیگا ۔

صرف ایک دروازہ ایمان کا تم پر کھلا ہے جب تک تم اللہ کے چوکھٹ سے بگڑی ہوئی پیشانیوں کو اس چوکھٹ سے مخصوص نہ کرو گے۔ جب تک تم باقی زنجیروں کو توڑ کر اللہ کی عبادت کی بھاری زنجیر پاؤں میں نہ ڈالو گے۔ تب تک تم موجودہ مصیبتوں سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ تم جتنا چاہو۔ آزمالو۔ تم آج سے وعدہ کرو۔ کہ اپنے رسولؐ کے حکم کے مطابق عمل کرو گے۔

تم زمین کے ٹکڑوں کے لئے آج سرگرداں نہیں ہو۔ تم نے آج تک تاج و تخت کو کبھی نہیں ڈھونڈا بلکہ یہ تاج و تخت لڑھکتا ہوا تمہارے قدموں میں آتا ہے اس لئے مسلمانو! نہ تاج کو ڈھونڈھو۔ نہ قسطنطنیہ اور بغداد کو ڈھونڈھو۔ بلکہ کھوئے ہوئے ایمان کو ڈھونڈو۔ پھر دنیا کی تمام عظمت تمہیں ڈھونڈتے ہوئے آئے گی۔ میرا پہلا اور آخری پیغام ہے ۔ (وکیل)

مشرقی خبریں

نیشنل کانگریس میں لالہ لاجپت رائے کی تقریر کا ماحصل

آپ نے ہندوستان کی موجودہ جدوجہد پر نقد و نظر کرتے ہوئے فرمایا کہ اب ہم قراردادوں اور عرضداشتوں کی منزل سے بہت آگے نکل گئے ہیں۔ اور "میری عاجزانہ التجا" اور "ہماری مودبانہ عرضداشت" کی حدود کو عبور کر چکے ہیں اب ہم نے یہ طرز عمل اختیار کیا ہے کہ اپنے مطالبات کو سرگرمی اور محنت کے اعمال و افعال سے تقویت پہنچائیں۔ اور امیدافزا امن پسندانہ رکھیں ....

.... ہم ہندوستانی لوگ تاریخی اعتبار سے بہت آہستہ چلنے والے ہیں۔ لیکن جب ہم حرکت کرنے کا عزم کر لیتے ہیں۔ تو پھر ہماری حرکت نہایت سریع ہوا کرتی ہے۔

یہ تمام انقلاب ہمارے حکمرانوں کا پیدا کیا ہوا ہے۔ انہوں نے ملک میں اقتصادی تغیرات پیدا کرکے ہماری معاشری زندگی کی تمام ساخت بدل دی ہے۔ ان اقتصادی تغیرات کے ساتھ ہی ساتھ انہوں نے اپنے نظام تعلیم اپنے اخبارات۔ اپنے قوانین اور اپنی عدالتوں سے ہمارا زاویۂ حیات بالکل بدل دیا ہے۔ بہرحال ہماری موجودہ سیاسی صورت حالات ان کی اپنی حکمت عملی کا نتیجہ اور انکے اپنے ہاتھوں کی صنعت گری ہے۔ اب ہماری جدوجہد کا طغرائے امتیاز یہ ہے کہ ہم امن و امان سے قانون کے پابند رہ کر اس جدوجہد کو جاری رکھیں۔ تاوقتیکہ حصول مقصد کی منزل پر پہنچیں۔ ہماری مخلصانہ آرزو یہ ہے کہ ہم حکمران قوم کے ساتھ محبت و مودت قائم رکھیں۔ لیکن حکمرانوں میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو ہمیں گمراہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تم پر بزور شمشیر حکومت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اور اپنی فوجی اور ذہنی طاقت کے تمام ذرائع کو کام میں لاکر جس طرح چاہیں۔ تم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ان حالات کے ماتحت ہم جمہوری تغیر اور رجعت پسندانہ فوجی طاقت کی باہمی کشمکش میں گرفتار ہیں۔ اس کشمکش میں کامیاب ہونے کے لئے ہمیں چاہیئے کہ حتی الامکان مردانگی طاقت عقل، قابلیت، تصمیم عزم سے کام لیں۔ ہمیں اس جدوجہد کے قوت فیصلہ میں سکون تقریر میں اعتدال اور عمل میں ثبات و استقلال کی ضرورت ہے ....

.... اس کے بعد صدر محترم نے سرمائیکل اوڈوائر پر بارہ الزامات لگائے ہیں جن کا ملخص ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

(۱) سرمائیکل نے دیدہ دانستہ نفاق کی حکمت عملی پر قائم رہ کر مسلمانوں کو ہندوؤں سے اور دونوں کو سکھوں سے علیحدہ کئے رکھا۔

(۲) انہوں نے فوجی اور تعلیم یافتہ طبقوں اور دیہاتی اور قصباتی آبادی کے درمیان مصنوعی اور شرانگیز امتیازات پیدا کرکے ان میں سیاسی اختلاف پیدا کر دیا۔

(۳) انہوں نے بھرتی، قرضہ جنگ اور دیگر جنگی چندوں کی کامیابی کے لئے حکومت کے قانون اور اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا۔

(۴) انہوں نے بھرتی اور قرضہ جنگ کے کاموں میں اپنے پٹھوؤں کے وحشیانہ اور خوفناک اعمال و افعال کی حوصلہ افزائی کی اور وہ محکمہ پولیس اور مجسٹریٹی کے ادنیٰ اعمال میں رشوت کا سدباب کرنے میں ناکام رہے۔

(۵) جو لوگ ان کے سامنے سر تسلیم خم نہ کر لیتے تھے۔ اور ذرا بھی آزادی رائے یا سیاسی نشوونما کی خواہش کا اظہار کرتے تھے انہیں کچل دینے کے لئے سرمائیکل نے قانون کا نہایت غلط اور سفیہانہ استعمال کیا۔

(۶) انہوں نے مارشل لا کے نزوم اور معمولی شورش کے مقدمات کو فوجی قانون کی عدالتوں سے فیصل کرانے کی ضرورت ظاہر کرکے دیدہ دانستہ حکومت ہند کو دھوکہ دیا۔

(۷) جس حالت میں صوبہ میں کسی بغاوت کا وجود نہ تھا۔ اور نہ کسی قسم کے فسادات ہی کا احتمال تھا۔ انہوں نے انتقامی اور انگریزی مقاصد کے لئے دیدہ و دانستہ مارشل لا کی مدت دراز کی۔

(۸) انہوں نے اپنے قول سے۔ عمل سے ظاہری طور پر خفیہ طریق سے۔ منظوری سے۔ حوصلہ افزائی سے۔ غرض ہر طرح باشندگان پنجاب پر وحشیانہ احکام نافذ کئے اور ان کو وحشیانہ سزاؤں اور سخت تذلیل و توہین کا نشانہ بنایا۔

(۹) وہ کم از کم جلیانوالہ باغ کے قتل عام کے مددومعاون تھے۔ انہوں نے اس قتل عام پر اظہار پسندگی کرکے اپنے آپ کو حکام مارشل لا کے تمام مظالم و تشدد کا ذمہ دار قرار دیا۔

(۱۰) انہوں نے باشندگان پنجاب سے تعزیری جرمانوں اور تاوانوں کی شکل میں قطعی خلاف قانون روپیہ کی وصولی سے چشم پوشی کی۔

(۱۱) وہ ۱۰۔اپریل کے واقعات کے بعد ۱۱۔اپریل کو اور جلیانوالہ کے حادثۂ فاجعہ کے بعد ۱۴۔اپریل کو امرتسر نہ گئے۔ اور یہ اُن کی بڑی غفلت تھی۔

(۱۲) آخر میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے یہاں سے آنے کے وقت خلاف قانون اور سفیہانہ ہتکنڈوں کے ذریعہ سے باشندگان پنجاب کو مجبور کیا کہ وہ انکی خدمت میں سپاسنامے پیش کریں۔ جن میں سے ایک سپاسنامے کو ان کے پٹھوؤں نے بدل بدلا کر اپنے مطلب کا بنالیا۔ اور یہ سپاسنامے انہوں نے انگلستان میں اپنی صفائی کے ثبوت میں پیش کئے۔

ان الزامات کا مختصر ثبوت پیش کرنے کے لئے سرمائیکل کے عہد حکومت کے آغاز پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ جونہی انہوں نے اپنے عہدے کا جائزہ لیا۔ ان کو بالوضاحت بتادیا گیا کہ اس صوبے میں حکومت کا رعب و اقتدار کم ہوگیا ہے۔ کیونکہ ان کے پیشروؤں کی ضعیف و حلیمانہ حکمت عملی نے اسے سخت ضرر پہنچایا ہے۔ چنانچہ سرمائیکل نے عزم مصمم کر لیا کہ ترقی اور آزادی کے تمام جدید خیالات کو جو تعلیم، اخبار، دیگر اسباب کے ماتحت نشوونما پا رہے ہیں۔ تباہ و برباد کر دیا جائے۔ انہوں نے تعلیم یافتہ اصحاب پر کسی نہ کسی طرح یہ ظاہر کر دیا کہ گورنمنٹ عبارت میری ہی ذات سے ہے میرا ہی حکم قانون ہے۔ اور میری ہی خواہش سب سے برتر ہے۔

پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ اپنی شخصیت کو بہت بلند اور مقدس بنا دیا۔ دربار منعقد کرنے شروع کئے اور ایسی نظریات پر نذریں قبول کرنے لگے۔ جو ان کے پیشروؤں میں سے کسی نے کبھی نہ کی تھیں۔

(باقی آئندہ) ..... (از بندے ماترم)

لنڈن۔ ۷۔ستمبر۔ نظارت جنگ کی سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ عراق عرب کی حالت رفتہ رفتہ فسادات میں قدرے روبا صلاح ہے۔ مگر ان اضلاع میں جہاں ہنوز علانیہ بغاوت نہیں ہوئی پیچیدہ تر ہوتی جاتی ہے۔ دریائے فرات کا زیریں علاقہ اور حمار کا گردونواح شورش سے سخت طور پر متاثر ہوا ہے۔ سماوا کے سٹیشن پر ۲۹۔اگست کو حملہ ہوا تھا۔ اور ابھی تک وہ محاصرے ہی میں ہے۔ اب تک بہت کم نقصان جان ہوا ہے۔ جو شیلے شورش پسندوں نے جہاد کی ترغیب دیکر مستفیق کے عربوں کو بغاوت پر آمادہ کر دیا ہے۔ اور وہاں کے برطانی پولیٹیکل افسر محض ہوائی جہازوں میں سوار ہوکر اپنی جانیں بچا سکتے ہیں۔ سامرہ کے اسٹیشن پر ۲۹۔اگست کو حملہ ہوا ہے اور عربوں نے کشتیوں کا گھاٹ بھی چھین لیا تھا۔ مگر ہماری افواج نے ۳۰۔اگست کو اس پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اور قبائل منتشر کر دیئے گئے۔ استاملات کے اسٹیشن پر حملہ ہوا۔ اور وہ جلا ڈالا گیا۔ لیکن سمیجا اسٹیشن پر حملہ پسپا کر دیا گیا۔

موصل کے مشرق میں قبائل مرچی نے باتاس پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور رمانڈوز کی محصور فوج پر حملہ کرنے کے بعد کرکٹ ربن کی موجود فوج چھڑالی گئی۔

لنڈن یکم ستمبر تائمز .... کہ عراق کی جنگ کے متعلق لکھتا ہے کہ اب سب سے کم سوقت ہماری عراقی حکومت عملی کا صاف صاف اور واضح طور سے اعلان کر دیا جائے کیونکہ گورنمنٹ نے جو وعدے عراق کے متعلق کئے ہیں ان کی کچھ بھی قدر نہ ہوگی جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ ایران کے متعلق حکومت نے کیا ارادے ہیں اگر گورنمنٹ موجودہ وقت میں زیادہ فوجی امداد دینا چاہتی ہے۔ تو عراق کا فوجی قبضہ غیر محدود وقت تک طول پکڑ جائیگا۔ ہم شمال مغربی ایران سے پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ (از بندے ماترم)

رسیدات زر

فہرست چندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرگودھا

(بذریعہ جناب نعمت خان صاحب جمعدار پنشنر)

اسمائے گرامی چندہ دہندگان	چندہ ماہ جولائی	عید فنڈ
میرزا عنایت اللہ بیگ صاحب کورٹ انسپکٹر	[illegible]	[illegible]
چوہدری محمد اسمعیل صاحب افسر آبادی	[illegible]	[illegible]
مولوی محمد صدیق صاحب نقل نویس	[illegible]	[illegible]
جمعدار نعمت خان صاحب	[illegible]	[illegible]
میاں اللہ رکھا صاحب گاڑیبان	[illegible]	[illegible]
علی محمد صاحب انجینیر گنیش کاٹن مل	[illegible]	[illegible]
شیخ محمد حسین صاحب منیجر پنجاب کاٹن مل	[illegible]	[illegible]
حاجی عبد اللہ خان صاحب نقل نویس	[illegible]	[illegible]
قاضی سمیع اللہ صاحب افسر نگہ بیکاچر	[illegible]	[illegible]
بابو اللہ دتا صاحب اسسٹنٹ "	[illegible]	[illegible]
بابو عبد العلی صاحب کلرک آف کورٹ	[illegible]	[illegible]
میزان	[illegible]	[illegible]
میزان کل		[illegible]

فہرست چندہ جماعت داتہ بذریعہ محمد یسین صاحب

مولوی عبد الغنی صاحب	[illegible]
سید عبد القیوم ولد حیات علی شاہ صاحب	[illegible]
سید بہادر شاہ صاحب	[illegible]
سید احمد صاحب	[illegible]
ملاں دین محمد صاحب	[illegible]
مہدی علی صاحب	[illegible]
نادر صاحب	[illegible]
فقیر اللہ خان صاحب	[illegible]
محمد یسین صاحب	[illegible]
میزان کل	[illegible]
وصولی حصہ دوم میر بہادر شاہ صاحب	[illegible]

از دفتر سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کوہمری

معرفت جناب غلام ربانی صاحب سکرٹری

چندہ جو کہ متفرق طور پر جمع کیا گیا	[illegible]
چندہ ماہواری	[illegible]
قیمت سرٹیفکیٹ خلافت انگریزی ۵۰	[illegible]
" اردو ۲۰۰	[illegible]
خرچ ڈاک خانہ وغیرہ	[illegible]
میزان	[illegible]

فہرست چندہ وغیرہ جماعت سیالکوٹ معرفت جناب میرزا حاکم بیگ صاحب

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

چندہ ماہوار	[illegible]
" برائے اشاعت اسلام	[illegible]
" عید فنڈ	[illegible]
میزان کل	[illegible]

فہرست چندہ جماعت راولپنڈی بدست حیات محمد صاحب

چندہ ماہواری	[illegible]
عید فنڈ	[illegible]
زکوٰۃ	[illegible]
میزان کل	[illegible]

عن ابی مسعود الانصاری رضی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرنا بالصدقۃ انطلق احدنا الی السوق فیحامل فیصیب المد وان لبعضھم الیوم لمائۃ الف ہ

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کو جب صدقات کا حکم دیا جاتا تھا تو وہ

جلد ۸ | مقام اشاعت لاہور یکشنبہ مورخہ ۲۶ ذوالحجہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۲۱

کلام الامام امام الکلام

دینی جہاد کی ممانعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے

(گذشتہ سے پیوستہ)

کچھ تھوڑے نہیں نشان جو دکھائے گئے تمہیں
کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں
پر تم نے ان سے کچھ بھی اٹھایا نہ فائدہ
منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ
بخلوں سے یارو باز بھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں
اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں
مخفی جو دل میں ہے وہ سناؤ گے یا نہیں
آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں
اسوقت اسکو منہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں
تم میں سے جسکو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کرکے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے
ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا
قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہوگئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہوگئے

جواہر ریزے

اسلام اور عیسائیت

(گذشتہ سے پیوستہ)

کیونکہ انسان کی فطرت میں توحید کی تعلیم ہے اور نظارۂ قدرت بھی اسی پر شہادت دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے مخلوق کو متفرق پیدا کرکے وحدت ہی کی طرف کھینچا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وحدت ہی منظور تھی۔ پانی کا اگر ایک قطرہ چھوڑیں تو وہ گول ہوگا۔ چاند سورج سب اجسام فلکی گول ہیں اور کرویت وحدت کو چاہتی ہے۔ ہم اسوقت بے انتہا خداؤں کا ذکر چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ یہ تو ہے ہی ایک بیہودہ اور بے معنی اعتقاد۔ اور بیشمار خدا ماننے سے زمان اٹھ جاتا ہے۔ مگر ہم تثلیث کا ذکر کرتے ہیں ہم نے جیسا کہ قدرت کے نظائر سے ثابت کیا ہے کہ خدا ایک ہی ہے اس طرح پر اگر خدا معاذ اللہ تین ہوتے۔ جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں تو چاہیئے تھا کہ پانی آگ کے شعلے اور زمین آسمان کے اجرام سب کے سب سہ گوشہ ہوتے تاکہ تثلیث پر گواہی ہوتی۔ اور نہ انسانی نور قلب کبھی تثلیث پر گواہی دیتا ہے۔ پادریوں سے پوچھا ہے کہ جہاں انجیل نہیں گئی وہاں تثلیث کا سوال ہوگا یا توحید کا۔ تو انہوں نے صاف اقرار کیا ہے کہ توحید کا بلکہ ڈاکٹر فنڈر نے اپنی تصنیفات میں یہ اقرار درج کردیا ہے۔ اب ایسی کھلی شہادت کے ہوتے سمجھ میں نہیں سمجھ سکتا کہ تثلیث کا عقیدہ کیوں پیش کردیا جاتا ہے پھر یہ سہ گوشہ خدا بھی عجیب ہیں ہر ایک کے کام الگ الگ ہیں گویا ہر ایک بجائے خود ناقص اور ناتمام ہے۔ اور ایک دوسرے کا متمم ہے۔

اور مسیح جس کو خدا بنایا جاتا ہے اس کا کچھ پوچھو ہی نہیں ساری عمر پکڑ دھکڑ میں گذری اور ابن آدم کو سر دھرنے کی جگہ ہی نہ ملی۔ اخلاق کا کوئی کامل نمونہ ہی موجود نہیں۔ تعلیم ایسی ادھوری اور غیر مکمل کہ اس پر عمل کرکے انسان بہت نیچے جا گرتا ہے۔ وہ کسی دوسرے کو اقتدار اور عزت کیا دے سکتا ہے جو اپنی بے بسی کا خود شاکی ہے اوروں کی کیا سن سکتا ہے جسکی اپنی ساری رات کی گریہ و زاری اکارت گئی اور چلا چلا کر ایلی ایلی لما سبقتانی بھی کہا مگر شنوائی ہی نہ ہوئی۔ اور پھر اسپر طرہ یہ کہ آخر یہودیوں نے پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیا۔ اور اپنے اعتقاد کے موافق ملعون قرار دیا۔ خود عیسائیوں نے لعنتی مانا۔ مگر یہ کہہ کر کہ ہمارے لئے لعنتی ہوا۔ حالانکہ لعنت ایک ایسی چیز ہے کہ انسان اس سے سیاہ باطن ہو جاتا ہے۔ اور وہ خدا سے دور اور خدا اس سے دور ہو جاتا ہے۔ گویا خدا سے اسکو کچھ تعلق ہی نہیں رہتا۔ اس لئے ملعون شیطان کا نام بھی ہے اب اس لعنت کو مان کر اور مسیح کو ملعون قرار دے کر عیسائیوں کے پاس کیا رہ جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے۔

لعنت نال گنّہ نہیں رہندا
گلے پڑا ڈھول ہے جو یہ لوگ بجا رہے ہیں غرض ان لوگوں کے عقائد کا کہاں تک ذکر کیا جائے حقیقت وہی ہے جو اسلام لیکر آیا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے مجھے مامور کیا کہ میں اس وزن اسلام میں ملتا ہے انکو جو حقیقت کے جویاں ہوں دکھاؤں سچ یہی ہے کہ خدا ہے۔ اور ایک ہے اور میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر انجیل اور قرآن کریم اور تمام صحف انبیاء بھی دنیا میں نہ ہوتے۔ تو بھی خدا تعالےٰ کی توحید ثابت تھی کیونکہ اسکے نقوش فطرت انسانی میں موجود ہیں۔ خدا کے لئے بیٹا تجویز کرنا گویا خدا تعالےٰ کی موت کا یقین کرنا ہے۔ کیونکہ بیٹا تو اس لئے ہوتا ہے کہ وہ یادگار ہو۔ اب اگر مسیح خدا کا بیٹا ہے تو پھر سوال ہوگا کہ کیا خدا کو مرنا ہے؟ مختصر یہ ہے کہ عیسائیوں نے اپنے عقائد میں نہ خدا کی عظمت کا لحاظ رکھا اور نہ قوائے انسانی کی قدر کی ہے اور ایسی باتوں کو مان رکھا ہے کہ جن کے ساتھ آسمانی روشنی کی تائید نہیں ہے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ شملہ میں بخیریت ہیں اور خدمات دینی میں مصروف

حضرت خواجہ صاحب رنگون سے واپس کلکتہ تشریف لے آئے ہیں۔

میرزا خدا بخش صاحب سرگودہ کے علاقہ میں تبلیغ دین میں مصروف ہیں آپ کے تعاقب میں غلام رسول راجیکی اور حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کو قادیان کی نظارت خارجیہ نے بھیجا ہے۔

جنازہ غائبانہ شیخ محمد جان صاحب سوداگر وزیر آباد کی والدہ محترمہ ہفتہ کی بیماری کے بعد فوت ہوگئی ہیں احباب سے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

مولوی فضل کریم صاحب کا ٹرینڈاڈ سے تار موصول ہوگیا ہے کہ آپ بخیریت پہنچ گئے ہیں۔ فللّٰہ الحمد۔

مبارک حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے فرزند رشید سید الطاف حسین شاہ صاحب کے ہاں اللہ تبارک و تعالےٰ نے مولود مسعود عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسکو عمر عطا فرمائے۔ اور والدین کی راحت جان کا موجب ہوکر خادم دین ہو۔

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور
جلد ۸ - یکشنبہ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۰ء نمبر ۲۱

تحریف کتب نصاریٰ

(۳)

فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثمّ یقولون ھٰذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمناً قلیلاً۔ فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون ٥ (قرآن العظیم)

ان لوگوں کا انجام بد ہے جو کتابوں کو اپنے ہاتھوں سے تصنیف کرتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں صرف اس غرض سے کہ اس کے ذریعہ سے دنیوی مال کو کمائیں انہوں نے اپنے ہاتھوں جو کچھ تصنیف کیا ہے وہ ان کے لیے خرابی کا موجب ہے۔ اور جو کچھ وہ انکے ذریعہ سے کماتے ہیں اس کا انجام بھی برا ہے۔"

گذشتہ نمبر میں ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ یہودی کتب کے دنیا سے ناپید ہو جانے کے کیا اسباب تھے۔ اس کی بڑی بھاری وجہ ان کی آپس کی نااتفاقی اور باہمی جنگ و جدل اور مناقشہ تھا کہ جس نے انکو دنیا کی نظروں سے گرا دیا۔ اور دشمن انکو کمزور سمجھکر ان پر ٹوٹ پڑے۔ اور اس قوم عظیم کے ایک حصہ کثیر کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ قرآن کریم نے اس واقعہ کو ایک مختصر سے جملہ میں بیان کر دیا ہے۔

بنی اسرائیل پر قرآن کریم کی تصریح کے بموجب کامل تباہی دو ہی دفعہ آئی۔ (۱) ایک بخت نصر کے وقت میں اور دوسرے ٹائیٹس رومی کے ہاتھوں ۷۰ء میں (۲) ان دونوں تباہیوں کے وقت دشمن نے یہودی مقدس صحیفوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر تباہ کر دیا لیکن جوں جوں ان کے اصل نسخے گم ہوتے گئے۔ یہود ان کی جگہ اور صحیفے تالیف کر شامل کر لیتے گئے۔

بخت نصر کی تباہی کے بعد عزرا نے توراۃ کو از سر نو تاریخی حیثیت سے لکھا عزرا کے اس دوبارہ لکھنے کا ذکر نحمیا کی کتاب کے آٹھویں باب میں موجود ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یورپ کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا عزرا نے اسکو اپنے مصنفین طور پر لکھا یا جیسا کہ بعض متعصب عیسائی مورخوں کا خیال ہے کہ حضرت عزرا نے اس کتاب کو ڈھونڈھنا شروع کیا تو اتفاقاً بیت المقدس کے کھنڈروں میں ایک تہ خانہ کے نیچے سے ایک نسخہ مل گیا۔ اور جناب عزرا اسے ادب و تعظیم اور قدر و منزلت کے ساتھ نکال کر پھر قوم میں رواج دینے اور پھیلانے لگے۔

اکثر محققین کی رائے یہی ہے کہ عزرا کو کھنڈروں سے توراۃ ہاتھ آنے کا قصہ فرضی ہے۔ کیونکہ خود توراۃ کی طرز تحریر سے صاف عیاں ہے کہ اسکو کسی نے دوبارہ تاریخی حیثیت سے لکھا ہے۔ مثلاً استثنا کے شروع میں لکھا ہے کہ "یہ باتیں ہیں کہ جو موسیٰ نے یردن کے اس پار بیابان کے میدان میں سوف کے مقابل فاران اور توفل اور لابن اور حصیرات اور دیذہب کے درمیان سارے بنی اسرائیل کو کہیں اور حورب سے قادس برنیع تک جبل شعیر کی راہ سے گیارہ دن کی راہ ہے اور ایسا ہوا کہ چالیسویں سال اور گیارہویں مہینے کی پہلی تاریخ موسیٰ نے وہ سب باتیں بنی اسرائیل کو کہیں"

اس ساری عبارت سے ظاہر ہے کہ یہ خدا کا موسیٰ کو خطاب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کوئی تیسرا شخص اسکو تاریخی روایت کے طور پر بیان کر رہا ہے اسی طرح اس کتاب کے آخری باب میں مذکور ہے کہ "سو خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین میں مر گیا۔ اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغفور کے مقابل گاڑا پر آج کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا۔ اور موسیٰ اپنے مرنے کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا۔ کہ نہ اسکی آنکھیں دھندلائیں اور نہ اس کی تازگی جاتی رہی"

کون کہہ سکتا ہے کہ یہ عبارت کہ جس میں موسیٰ کی موت کا ذکر ہے حضرت موسیٰ پر خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہوگی۔ بلکہ آج کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا" اس سے صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ اس توراۃ کو کسی نے موسیٰ کے مدتوں بعد تاریخی حیثیت سے لکھا ہے

الغرض جبکہ توراۃ کی خود عبارت سے ظاہر ہے کہ اسکو عزرا نے تاریخی رنگ میں لکھا ہے تو پھر یہ کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا کہ عزرا کو اس کا کوئی پرانا نسخہ کھنڈرات سے مل گیا تھا۔ پھر نہ صرف توراۃ کو عزرا نے خود لکھا۔ بلکہ یہودی تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ حضرت موسیٰ پر دو قسم کی وحی نازل ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک توراۃ شبکتب کہلاتی ہے اور دوسری توراۃ شبعلفہ یعنی وحی مکتوبی اور وحی لسانی۔ اور یہ دوسری قسم کی وحی عزرا کے زمانہ تک لکھی نہ گئی تھی۔ بلکہ زبانی روایت کے طور پر چلی آتی تھی عزرا نے اس کو یہود کے صرف بڑے بڑے ممبروں کو سکھایا۔ مگر اس وقت یہود کے دو بڑے بڑے فرقے ہو گئے۔ ایک صدوقی اور دوسرے فریسی کہلاتے ہیں۔ صدوقی صرف توراۃ کی پہلی پانچ کتابوں کو تو تسلیم کرتے ہیں مگر اس کے علاوہ باقی کتابوں کو قطعاً نہیں مانتے۔ مگر دوسرا فریق جو فریسی کہلاتا ہے وہ توراۃ کے علاوہ دوسری قسم کی وحی کو بھی ویسا ہی مستند سمجھتے ہیں۔

ان سب کے علاوہ رومن کیتھولک بائیبل اور پروٹسٹنٹ بائیبل میں بھی بہت سی کتابوں کا فرق ہے۔ بائیبل کے سپٹوایجنٹ نسخہ میں ۳۵ کتابیں اور پائی جاتی ہیں جن کا اس موجودہ پروٹسٹنٹ نسخہ میں کہیں نام و نشان تک نہیں۔ ان کتابوں کی فہرست درج ذیل ہے:-

(۱) کتاب اسدراس اول و دوم۔ (۲) توبت۔ (۳) یودت۔ (۴) بقیہ ابواب استر۔ (۵) دانائے سلیمان۔ (۶) باروق۔ (۷) کتاب ادیکنظ۔ (۸) تین معصوم بچوں کا نغمہ (۹) تاریخ سوسینا۔ (۱۰) تاریخ برہادی بل و درگون۔ (۱۱) دعائے منیس شاہ یہودیہ (۱۲) کتاب مقابیاں اول و دوم۔ (۱۳) کتاب مقابیاں سوم۔ (۱۴) سراق۔ (۱۵) نامہ یرمی۔ (۱۶) صحیفہ آدم وحوا۔ (۱۷) کتاب جوبلی۔ (۱۸) نامہ ارستیدس۔ (۱۹) شہادت نامہ یشعیا۔ (۲۰) صحیفہ اول و دوم ادریس۔ (۲۱) کتاب دوم و سوم باروق۔ (۲۲) بارہ انبیاء کا عہد نامہ (۲۳) سبلی لائن پیشگوئیاں۔ (۲۴) مشاہدات موسیٰ۔ (۲۵) کتاب چہارم عزرا۔ (۲۶) زبور سلیمان۔ (۲۷) کتاب چہارم مقابیاں۔ (۲۸) صحائف سبعہ شیث۔ (۲۹) کتاب پیدائش صغیر۔ (۳۰) صحائف فیاس۔ (۳۱) وصیت۔ (۳۲) اسرار موسیٰ۔ (۳۳) معراج موسیٰ۔ (۳۴) معراج اشعیا۔ (۳۵) ملفوظات حبقوق۔

کیا ہندو گائے کی خاطر مسلمانوں کو مار دینگے

ہمارے پاس کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور سے ایک مراسلت پہنچی ہے کہ جس میں اس فساد عظیم کا تذکرہ ہے کہ جو ایک گائے کو قربانی کیلئے لیجانے پر ہندو برادران وطن سے ظہور پذیر ہوا۔ اگر یہ واقعات کہ جنکو درج ذیل کیا جاتا ہے درست ہیں تو ہندوستان کے مسلمانوں کیلئے یہ ایک خطرہ کا الارم ہے کہ ہمارے ہندو دوست جو بظاہر آجکل مسلمانوں سے مل رہے ہیں یہ ملنا محبت اور ہمدردی کا ملنا نہیں بلکہ اس کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کے گلے پر چھری چلانا ہے۔ متوقہ سٹیجوں پر صلح اتفاق اور اتحاد کے نعرے لگائے جاتے ہیں مگر جہاں اس امر کا عملی ثبوت دینا ہوتا ہے وہاں نہ صرف خاموشی بلکہ مسلمانوں کے اپنے مفاد اور مقاصد کے خلاف سر توڑ کوششیں کی جاتی ہیں امرتسر میونسپلٹی کا واقعہ چند ایک غریب مسلمانوں کے خلاف ہندو طاقت کے مظاہرے کا درج کیا جاتا ہے:-

چودھری عبد السلام کاٹھ گڑھ سے لکھتے ہیں کہ سالہا سال سے ہم گائے کی قربانی روپڑ سرکاری احاطہ میں کرا کر لایا کرتے [illegible] درج اخبار ہو چکا ہے۔ اب ایک اور واقعہ

تھے۔ دیر کاٹھ گڑھ سے اسیل کے فاصلہ پر ہے۔ لیکن امسال ہم نے ارادہ کیا کہ روپڑ جانے میں ہمارے ہندو بھائیوں کی دل شکنی ہوتی ہے کیونکہ راستہ میں کئی ایک ہندو صاحبان کے گاؤں آتے ہیں اور راستہ چلتے وقت بھی ہندو صاحبان ملتے رہتے ہیں اس لئے ہم نے مناسب جانا کہ اگر ہمیں کاٹھ گڑھ میں ہی قربانی کرنے کی اجازت مل جائے تو ہم پوشیدہ طور پر قربانی کریں ہم اپنا مذہبی فرض بھی ادا کر لیں۔ اور ہندو بھائیوں کی دل شکنی بھی نہ ہو مگر ہماری اس درخواست کو ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع ہوشیارپور نے بھی نامنظور فرمایا۔ اسکے بعد ہم ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کی خدمت میں لکھا۔ کہ اگر ہمیں کاٹھ گڑھ میں اجازت ہے تو ہمیں چنداں انتظام کی ضرورت نہیں اور اگر ہم نے روپڑ جانا ہے تو ہمارے ساتھ کافی طور پر پولیس کا انتظام ہونا چاہئے اور ایک پولیس گارد ہماری حفاظت کے لئے ارسال فرمائی جائے۔ ہماری اس درخواست کو جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب نے منظور فرما لیا۔ اور انسپکٹر صاحب پولیس اور ایک گارد کو کاٹھ گڑھ بھیج دیا۔

عید سے ایک روز پیشتر ۲۵ اگست ۱۹۲۰ء کو علی الصبح ہمارے مکان پر پولیس گارد پہنچگئی۔ ہم بہت خوش ہوئے کہ سرکار نے ہماری درخواست پر توجہ فرمائی۔ ہم گارد کی خدمت اور مہمانداری میں مشغول رہے۔

دوسرے روز عید کی نماز کے بعد جب ہم نے روپڑ جانے کا ارادہ کیا۔ اور سردار الیشر سنگھ صاحب انسپکٹر پولیس سے استدعا کی کہ جناب گارد کو حکم فرمائیں کہ ہمارے ہمراہ چلے۔ عین چلنے کے وقت انسپکٹر صاحب نے انکار کر دیا کہ گارد تمہارے ساتھ نہ جاوے گی۔ ہم ایسی حالت دیکھکر سخت مایوس ہو گئے۔ اور ہم نے انکار کر دیا کہ جب تک ہمارے ساتھ کافی انتظام نہ ہو۔ ہم قربانی کے لیے روپڑ نہ جاوینگے اور ہم بار بار عرض کرتے رہے کہ گارد ہمارے ساتھ بھیجی جاوے۔ انسپکٹر صاحب نے ہماری ایک نہ سنی بلکہ کہا کہ نہ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ اور نہ گارد جائے گی۔ ہم یہاں کاٹھ گڑھ میں ہی آرام کریں گے۔

آخر کار جب ہماری ایک نہ سنی گئی تو ہم نے روپڑ کی طرف دو چار آدمی روانہ کئے اور ہمارے ہمراہ صرف سب انسپکٹر پولیس اور ایک ان کا اردلی گیا۔

جب ہمارے آدمی کاٹھ گڑھ سے دو تین میل کے فاصلہ پر موضع بینیالی کے قریب چلے گئے تو وہاں قریباً دو صد آدمی بیٹھا تھا۔ جو ہندو صاحبان کے آٹھ دس گاؤں سے جمع ہوئے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے ہماری گائیں آتی دیکھ لیں تو ہمارے دو آدمی محمد حسن خان اور محمد علیخان سے جو آگے آگے جا رہے تھے۔ ان کے پیچھے بہت آدمی دوڑے اور ان کو سخت مارا۔ ہمارے ایک صاحب چوہدری عبد المنان صاحب سکریٹری کاٹھ گڑھ کو پکڑ لیا اور سخت مارا۔ مارتے ہوئے اپنے کوئیں پر لے جانا چاہا۔ چوہدری عبد المنان خان کی پگڑی اور جوتی اتار لی اور کوٹ کھلوا لیا۔ پاؤں ننگے ہونے کے باعث چوہدری عبد المنان سے چلا نہیں جاتا تھا۔ کیونکہ وہ معزز آدمی تھا اور ننگا چلنے کا عادی نہ تھا۔ پاؤں میں رستہ ڈالکر گھسیٹتے تھے۔ اور کبھی بال سے پکڑ کر کھینچتے تھے اور انکے بدن پر ڈنڈوں کی بارش کرتے تھے۔ تھوڑی دیر اپنے کنوئیں پر بٹھلایا۔ پھر کہنے لگے کہ اس کو بینیالی گاؤں میں لے چلو۔ اور وہاں اس کو ایک مکان کے اندر جان سے مار دو جس طرح یہ گائے کا برا کرتے ہیں اور کہتے تھے کہ ڈرنے کا اندیشہ نہیں ہے کیونکہ کاٹھ گڑھ کے ہندوں نے ہمکو کہا ہوا ہے کہ تم ہر روز کے قضیہ سے ایک ہی دفعہ آج ہی فیصلہ کر دو۔ اور یہی شخص سرکردہ ہے تمام گائے کی قربانی کی یہی تحریک کرتا ہے۔ اسکو ضرور جان سے مار دو۔ اور سردار سجاد رسنگھ صاحب اندھا جتوں نے کہا ہوا ہے کہ ہم خون بھر دیں گے ہم روپیہ لگائیں گے اور سب کچھ سنبھال لیں گے۔

اس ارادہ سے وہ اپنے گاؤں موضع بینیالی (اوپرلی بینیالی) کو لے چلے۔ جب گاؤں کے نزدیک پہنچے تو ایک شخص نے پیچھے سے آواز دی کہ اس کو واپس لے آؤ۔ کیونکہ پولیس آگئی ہے۔ اس پکار پر وہ اسکو واپس لے آئے (بقیہ مضمون صفحہ ۸ کالم اول)

ترجمہ: پس اے لوگو تم جس مسیح کے منتظر تھے حسب منشاء الٰہی اس کا ظہور ہوا (۲) خواہشات نفسانیہ چھوڑ کر خدا کے فرمانبردار ہو جاؤ۔ (۳) تمہارے محرم شکار نہیں کرتے (۴) تو اب حکم کے ہوتے ہوئے تمہاری رائیں کیسی ہو سکتی ہیں اس مقام حضرت خود اپنی کتاب کے محشی و مشرح ہو کر تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) ان الأراء المتفرقة تشابه الطير الطائرة فی الهواء (۲) والحکم تشابه الحرم الأمن الذی یؤمن من الخطاء۔ (۳) فکما ان الصید حرام فی الحرم اکرامًا لارض الله المقدسة۔ (۴) فکذالك اتباع الأراء المتفرقة واخذها من اوکارها لغوی الی ماغیة (۵) حرام مع وجود الحکم الذی هو معصوم و بمنزلة الحرم من حضرت العزة (۶) بل یقتضی مقام الادب ان تعرض کل امر علیه۔ (۷) ولا یؤخذ شیٔ الا من یدیه ۱۲ منه

ترجمہ (۱) لوگوں کی متفرق رائیں مثل پرندوں کی ہیں۔ (۲) اور وجود) حکم جو کہ خطا سے مامون ہے بمنزلہ حرم۔ (۳) جیسا کہ تعظیم و تقدیس حرم کی وجہ سے شکار حرام ہے۔ (۴) ویسے ہی (حکم کے ہوتے) رائے مختلفہ جو کہ منبع دماغی سے ظہور پذیر ہوتی ہیں کی پیروی حرام ہے۔ (۵) بموجودگی حکم جو کہ معصوم ہے اور خدا کی طرف سے قائمقام حرم کے ہے۔ (۶) بلکہ اقتضائے ادب یہ ہے کہ ہر ایک (شرعی) امر اسی کے حضور پیش ہو۔ (۷) اور جو کچھ لیا جائے (احکام شرعیہ میں سے) اسی سے لیا جائے۔ (منہ)

حضرت اقدس کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ حرم کی زمین کے اندر شکار حرام ہے اسی طرح بموجودگی حکم (ملہم یعنی امام الوقت جو بمنزلہ حرم محترم کے ہے) اپنی رائے (جو بمنزلہ تیر کے ہے) سے کسی کام شرعی (جو بمنزلہ شکار کے ہے) کو انجام دینا (بپاس ادب ملہم) حرام ہے۔

مدعا یہ ہے کہ جب امام الوقت موجود ہو اور امام الوقت امور شرعیہ کے لئے حکم ہے تو حکم کے ہوتے اپنی آراء سے امور شرعیہ کا انفصال حرام ہے (بالکل بجا و درست ہے) اسی طرح ہے جس طرح جہلاء کو کوئی کام شرعی اپنی رائے سے کرنا حرام ہے علماء کے سامنے۔ حالانکہ علماء کی حالت واجب الرحم ہے کیونکہ علماء آجکل مسائل میں گڑبڑ کرتے ہیں کہ ان کے مسائل مال دنیا کی یافت پر موقوف ہیں۔ مگر حکم (ملہم) حصول دنیا کی خیر نہیں منائیں گے۔ بلکہ وہ خود (اپنی ذات سے قربانی) شرعی امور پر فلوس کیا نفوس قربان کرنے کو ہمیشہ طیار ہے

قولہ۔ خطبہ الہامیہ ص۔ ان المسیح الموعود الذی یاتی من بعد خاتم الانبیاء وهو محمد صلعم۔

اقول۔ میرے مکرم برادر معاف فرمانا یہ عبارت خطبہ الہامیہ نہیں۔

سیاق کلام کے دیکھنے سے واضح ہو جاتا اور عبارت کا مغالطہ بھی دور ہو جاتا مگر حوالہ صحیح نہ ہونا یہ بھی ایک صریح مغالطہ ہے۔ اس لئے اصل ترجمہ عبارت محولہ بالا کیا جاتا ہے کہ آنے والا مسیح موعود جس کا ظہور خاتم الانبیاء کے بعد ہوگا۔ وہ (بوجہ کمال اتباع اور کمال دین محمدی کے) مظہر ذات محمدؐ ہے اور ظل محمدؐ۔ اس کی مثال یہ ہے کہ آئینہ بوجہ کمال صفائی کے جب کسی چیز کے سامنے ہوتا ہے تو وہ اسکے کا لعین نمایاں ہوتی ہے۔ حالانکہ عقلاء کے نزدیک اس کا وجود اس کے اندر آنا محال ہے کیونکہ آئینہ سے اس کا وجود کئی حصے بڑا ہے۔ اسی طرح ملہمین کے وجود کمال اتباع کی وجہ سے مصفا ہو کر مثال آئینہ کے مجلی ہوتے ہیں اور ظل محمدؐ (بوجہ کمال اتباع) کہلانے کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

نیز یہ مقام ہے فنائیت کہ وہ اپنے وجود کو ایسا معدوم کر لیتے ہیں کہ (کانھم یصبغون باصباغ النبوة) ان کو سوائے مطلوب کے جو کہ کمال اتباع سے مقصود ہے دوسری چیز مطلوب نہیں۔ بقولے ؎

کسے عزت کز و یابد بسوز درخت عزت را

اب یہ لوگ خود اپنی ذات سے معدوم ہو کر رنگ نبوت سے رنگین کئے جاتے ہیں اور فی الحقیقت نبی نہیں ہوتے اور کام نبوت کے کرتے ہیں مگر یصبغون باصباغ النبوة ولیسوا نبیین فی الحقیقة یعنی ان الوان نبوت مصبوغ شدہ ہیں۔ مگر اپنی ذات سے نبی نہیں ہیں جیسا کہ لوہا بکمال قرب آتش کے رنگ آتش کے حصول پر آتش کا حکم۔ رکھتا ہے درحقیقت وہ آگ نہیں مگر آگ کا کام کرتا ہے اور آگ نام پاتا ہے

اسی طرح حکم تو دنبی نہیں مگر رنگ نبوت جو کہ جزو نبوت ہے۔ یعنی مبشرات کے حصول کی وجہ سے کام نبوة کا کرتا ہے اور فی الحقیقت نبی نہیں ہوتا مگر نام نبوت پا سکتا ہے مگر نبی نہیں۔ (باقیدارد)

تاریخ اور روایت

(از قلم جے۔ آر۔ رائے۔ جرنلسٹ لاہور)

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہوتے ہوتے تحقیقات کے جدید اصول ہر شعبہ علم میں مسلم قرار پاگئے ہیں اور ان سے کام لیا جاتا ہے جو کتابیں تاریخی یا نیم تاریخی سمجھی جاتی ہیں۔ اور تاریخی واقعات کی داستان ہونے کے مدعی ہوں۔ اب ان پر تنقیدی اصولوں سے غور کیا جاتا ہے محض ایک کتاب کے بیان کو جوں کا توں نہیں مان لیا جاتا۔ یہ روایت پرستوں کا قاعدہ ہے اور بلا سوچے سمجھے ہر قسم کی باتوں کو قبول کر لیا جاتا ہے لیکن تاریخی تحقیقات کے خاص اصول ہیں۔ محقق ان سے کام لیتے اور ان کی روشنی میں سب باتوں کی صحت پر کھتے ہیں۔ اگر ایک کتاب میں تاریخی واقعات کا ذکر ہو۔ تو ان کی صحت ہونا ضروری ہے۔ اس وجہ سے معاصر مصنفوں کی کتابوں کو بھی دیکھنا پڑتا ہے آیا وہ کیا لکھتے ہیں۔ کیا ان کے بیان سے بھی ان واقعات کی تائید ہوتی ہے یا نہیں۔ علاوہ ازیں تاریخی مخلفات میں کتبے اور سکے۔ تصویریں۔ اور سنگ تراشی کے نمونے بھی بہت اعلٰے پایہ رکھتے ہیں۔ کتابوں میں جو کچھ مذکور ہو۔ اس ابتدائی حصوں میں بالواسطہ بہت سے تاریخی واقعات کا ذکر ہے۔

صدیوں سے یہ روایات شمار ہوتے رہے مخالفوں نے اب سے سو ڈیڑھ سو سال پہلے ان بیانات کو خرافات اور جہل قرار دیا۔ مگر گذشتہ ساٹھ سال کے عرصہ میں ایشیائے کوچک مصر اور میسوپوٹامیہ میں جو تحقیقات ہوئی ہے۔ اس سے خط میخی اور خط تصویر کے کتبے۔ خشتی کتابیں۔ چرم اور پیپلس گھاس کی تحریریں برآمد ہوئی ہیں۔ ان سے ان واقعات کی صحت ثابت ہو گئی ہے۔ جو روایات ہیں۔ وہ اب تاریخی واقعات ثابت ہو گئے ہیں۔

آج کیا لوہے کی تحقیقات سے پرانی تاریخ پر نہایت زبردست روشنی پڑ رہی ہے۔ قدیم مصریوں۔ بابل اور نینوہ اور دیگر علاقوں کے لوگوں کے صرف نام ہی نام تھے۔ عقل پرستوں نے ان قوموں کی ہستی کو مشکوک قرار دیا تھا۔ لیکن اثریات کی تحقیقات سے وادی نیل اور وادی عراق عرب اور ایشیائے کوچک کی قوموں کی ہستی شک و شبہ سے بالا ثابت ہوئی ہے بلکہ یہ بات بھی ظاہر ہو گئی ہے کہ ان سرزمینوں کے رہنے والے تمدن میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ علوم و فنون کا رواج تھا۔ لکھنے پڑھنے کا چرچا تھا۔ حکومت کے قواعد اور ضوابط تھے۔ جیسا کہ خط میخی اور خط تصویروں اور خشتی کتابوں سے عیاں ہوتا ہے۔

گذشتہ ساٹھ برس کی اثری تحقیقات سے کئی قوموں کی تجدید حیات ہوئی ہے جو نیست و نابود نہیں انہوں نے وجود ثانی پایا ہے۔ ان کے حالات روایت سے رہا ہو کر معتبر تاریخ میں شامل ہوئے ہیں۔ تاریخ عالم کے ابتدائی باب کے اوراق گم شدہ برآمد ہو گئے ہیں۔ اور بنی آدم کی تاریخ مکمل ہوئی جاتی ہے۔ تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے نئی نئی باتیں معلوم ہو رہی ہیں علمی کائنات وسعت اختیار کرتی جاتی ہے

روایت کی ایک مثال لو۔ بکرماجیت کے نام سے کون ناآشنا ہے؟ ہندوؤں کے ہاں ایسے بجد وقت ہے اس کا سن ۵۷ بکرمی قبل از مسیح جاری ہوا تھا۔ اور ہر جگہ اسی سے کام لیا جاتا ہے۔ کم از کم شمالی ہند میں بکرمی سمت بہت مروج ہے دکن اور بنگال میں اس کا کم رواج ہے اس کی نسبت طرح طرح کی روایات اور قصے مشہور ہیں۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کیا بکرماجیت تاریخی شخص تھا۔ کیا سب روایات تاریخی واقعات ہیں اس کا جواب تاریخی تحقیقات کی روشنی میں یہ دیا جاتا ہے کہ بکرماجیت تاریخی آدمی نہ تھا کیونکہ کتبوں اور سکوں سے اس کی ہستی ثابت نہیں ہوتی۔ اور آجکل وہ چیزیں تاریخی واقعات کا فیصلہ کرنے کے کام آتی ہیں بکرماجیت کے زمانہ کے نہ تو اب تک سکے اور نہ کتبے برآمد ہوئے ہیں۔ برعکس اس کے مہاراجہ اشوک وغیرہ گپتا

جو سنہ عیسوی سے اڑھائی سو برس پہلے اور بکرماجیت سے دو سو سال بیشتر گذرا تھا۔ اس کے کتبے ہندوستان کے مختلف مقامات میں اب تک موجود ہیں۔ کاٹھیاواڑ گجرات اور الہ آباد۔ دہلی۔ سارناتھ۔ اور دیگر مقامات میں نصب ہیں مورخ کہتے ہیں کہ جس آدمی کا نام مذکور ہے وہ چندرگپت اول گپتا خاندان کا چراغ روشن چوتھی صدی کا حکمران اور سمپر لعبہ ازاں دکن میں پالوکیہ خاندان کا ایک دور فرمانروا اس نام کا ہو گذرا ہے۔ اور یہ سکوں اور کتبوں سے ثابت ہوتا ہے۔

بیکن نے اپنی کتاب "نووم آرگنم" میں تحقیقات علمیہ کے جدید اصولوں کا اعلان کیا تھا۔ مگر تاریخی تحقیقات کے جدید اصولوں کی بنیاد مشہور جرمن مورخ نی بور نے قائم کی تھی۔ جس نے تاریخ روم پر تاریخی اصول سے صحت کی۔ خرافات اور روایات کو دریا برد کر کے خالص تاریخ بتائی جس کا حجم پہلی تاریخ کے حجم کا دسواں حصہ ہوگا۔

مغربی عالموں نے تنقیدی اور تاریخی تحقیقات کے اصولوں سے کام لیکر ویدوں۔ اپنشدوں۔ شاستروں اور سنسکرت کی دیگر کتابوں پر بھی نگاہ ڈالی۔ ویدوں کو جو روایتاً چار رشیوں سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ بیسیوں رشیوں کی تصنیف قرار دیا ہے کیونکہ طرز بیان میں اختلاف ہے۔ رگوید کے شروع کے باب جدید اور درمیان یا آخر کے ابتدائی زمانہ کے قرار دیئے ہیں۔

اسی طرح تحقیقات ہو رہی ہے جو لوگ روشن خیال اور مہذب ہونے کے مدعی ہوں۔ انہیں چاہئے کہ وہ اپنی تحقیقات اور غور و فکر میں جدید اور مسلمہ علمی اصولوں سے ہدایت پذیر ہوں۔ تب وہ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچیں۔ اور ملک و قوم کے لئے ان کی تحقیقات مفید ثابت ہوں گی۔

ایڈیٹر الفضل توجہ کریں

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الفضل نمبر ۱۴ جلد ۸۔ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۲۰ء میں جو خاکسار کی نسبت آپ نے یہ لکھا ہے کہ " اگرچہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے اس کو قابل وثوق بنانے کے لئے یہ حلفیہ لکھا تھا۔ لیکن ہم نے مولوی محمد احسن صاحب سے اس کی تصدیق کرا لینا ضروری سمجھا۔ مگر افسوس مولوی صاحب نے چند ایک سوال جن کا بظاہر اس سے کوئی تعلق نہیں شائع کرانے کے سوا کوئی جواب نہیں دیا ...... اگر اب بھی انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا تو ہم سمجھ لینگے کہ مولوی ثناءاللہ نے اس کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اسے وہ درست سمجھتے ہیں۔ افسوس ؎

گر ہمیں مکتب است و ایں ملاں
کار طفلاں تمام خواہد شد

میرے امور چہارگانہ مستفسرہ مندرجہ الفضل پرچہ سابق ایسے ہیں جیسے کوئی شخص کہے کہ مولوی محمد احسن نماز پنجگانہ کی حرمت کے قائل ہیں۔ بدلیل لا تقربوا الصلوٰۃ اور میں اس کا جواب یہ دوں کہ سیاق آیت کو پڑھو۔ تب میں اس کا جواب دونگا اور پھر وہ شخص جواب بھی نہ دے اور سیاق آیت کو بھی نہ پڑھے اور آپ مجھ پر الزام لگا دیں کہ ضرور مولوی صاحب نماز پنجگانہ کے قائل نہیں۔ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

آپ کو اپنے اخبار میں مولوی ثناءاللہ صاحب کی خدمت میں تقاضا کرنا چاہئے تھا کہ امور مستفسرہ کا جواب آپ کیوں نہیں دیتے۔ ورنہ آپ کا بیان حلفیہ قابل وثوق نہ ہوگا۔ ع

خود فراموشی کند تہمت دہد استاد را

میرے امور مستفسرہ کا تعلق مولوی ثناءاللہ صاحب کے جواب سے ایسا ہے جیسا کہ لا تقربوا الصلوٰۃ کا تعلق وانتم سکارٰی سے ہے۔ اور پھر آپ لکھتے ہیں کہ " جن کا بظاہر اس سے تعلق نہیں" اے ایڈیٹر صاحب تعجب ہے۔ کہ ابھی تک اتنا بھی خیال نہ فرمایا کہ مولوی ثناءاللہ صاحب چونکہ اور احادیث میں موجود ہے کہ البینة علی المدعی علی من انکر۔ مولوی ثناءاللہ صاحب کیفیہ کے ہرگز یہ استحقاق نہیں رکھتے کہ وہ المدعی

متفرق خبریں

کلکتہ ۔ ۷ ستمبر کانگریس کی سبجکٹ کمیٹی کا اجلاس پھر ۲ بجے منعقد ہوا۔ اور شام کے ۸ بجے تک ہوتا رہا۔ آج پھر عدم تعاون پر کامل ۷ گھنٹہ تک سرگرم بحث مباحثہ ہوتا رہا۔ لیکن آخر وقت تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے دو قسم کی تجویزیں پیش کی گئیں۔ پہلی تجویز کو مہاتما گاندھی جی نے پیش کیا۔ اور دوسری مسٹر سی۔ آر۔ داس نے۔ کل کے جلسہ کی کارروائی بہت طول ہو گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ فریقین میں مسئلہ عدم تعاون پر بڑی لمبی چوڑی بحث ہوتی رہی۔ اور صدر جلسہ کو بار بار ترمیم کرنی پڑتی تھی۔ لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ چنانچہ اجلاس کی کارروائی ملتوی کر دینی پڑی۔ اور پھر دوسرا اجلاس آج سہ پہر کو منعقد ہوا۔ مسٹر جناح اور مسٹر بیپٹسٹا نے دھواں دھار تقریریں کیں۔ مسٹر جناح اور بیپٹسٹا کی جماعت ایک طرف تھی اور مسٹر شوکت علی اور چند سربرآوردہ مسلمان اصحاب دوسری طرف تھے۔ اہل جلسہ میں سے بہت لوگ ایسے تھے جن کا یہ خیال تھا کہ مہاتما گاندھی نے مسئلہ عدم تعاون کے جو اصول مرتب کئے ہیں وہ ناممکن العمل ہیں۔ البتہ عدم تعاون کی تحریک سے سب کو اتفاق ہے اور اپنی خواہشات کو منوانے کے لئے یہ سیاسی حربہ بہت مفید اور کامیاب ثابت ہو سکتا ہے۔ جس وقت جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اور عدم تعاون کا مسئلہ پیش کیا گیا تو کسی نے مخالفت نہیں کی۔ لیکن بعد میں بہت سی باتیں ایسی تھیں جن سے اہل جلسہ متفق نہیں تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سرگرم بحث و مباحثہ جاری ہو گیا ایک جماعت کی طرف سے بہت سی ترمیمیں پیش ہوئیں۔ جس سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا۔ کہ جلسہ کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ اور اس اہم مسئلہ کو دوسرے اجلاس میں پیش کر کے اس کا فیصلہ کر دیا جائے چنانچہ کانگریس کا اجلاس دوسرے دن یعنی سہ شنبہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ (زمیندار)

کلکتہ ۔ ۷ ستمبر۔ انڈین نیشنل کانگریس کا خاص اجلاس پھر دوشنبہ کی صبح کے ۱۱ بجے منعقد ہوا۔ معمول کے موافق نمایندے اور تماشائی جلسہ گاہ میں بکثرت موجود تھے۔ ایک مذہبی ترانہ کے ختم ہونے کے بعد کانگریس کے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ چونکہ مسئلہ عدم تعاون کے متعلق سبجکٹ کمیٹی نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا۔ اور وہ ہنوز زیر بحث ہی تھا اس لئے عدم تعاون کا مسئلہ کانگریس کے اجلاس میں پیش نہیں ہو سکا آج صرف دو قراردادیں فسادات پنجاب کے متعلق کانگریس کے اجلاس میں پیش ہونے والی تھیں ان میں سے ایک قرارداد تو کانگریس سب کمیٹی اور ہنٹر کمیٹی کی تحقیقات کے متعلق تھی اور دوسری قرارداد کا مضمون وزارت انگلستان کا طرز عمل معاملہ متذکرہ بالا کے ساتھ۔

پہلی قرارداد بہت لمبی تھی۔ اس کے پڑھنے میں تقریباً دو گھنٹے صرف ہوئے۔ اور اس قرارداد پر جو بحث مباحثہ ہوا۔ اس میں سات مقرروں نے حصہ لیا۔ جن میں دو خاتونیں تھیں۔ تین مقرروں نے انگریزی میں تقریریں کیں اور باقیماندہ اصحاب نے اُردو اور ہندی میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سب سے قابل ذکر بات یہ ہے کہ متذکرہ بالا قرارداد پر جو بحث ہوئی وہ ایک نظم کے ذریعہ سے املا کی گئی جو خاص اسی مقصد کے لئے تیار کی گئی تھی۔ اور اس میں واقعات پنجاب کا حوالہ بھی دیا گیا تھا۔ اس نظم پر بڑی دیر تک غلغلہ ہائے تحسین بلند ہوتے رہے۔

اس کے بعد صدر مجلس اُٹھے۔ اور اُنہوں نے ہندی زبان میں تقریر کی۔ اس لئے کہ انگریزی دان اصحاب کی تعداد قلیل تھی۔ انہوں نے اپنے خطبہ صدارت کا حوالہ دیتے ہوئے فسادات پنجاب اور مسئلہ خلافت کے متعلق کہا۔ کہ یہ ہر دو معاملات ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ انکے لئے اس قدر کہدینا کافی نہیں کہ قربانی کرو۔ بلکہ قربانی کی اصل غرض و غایت یہ ہے کہ جو چیزیں تمہیں عزیز ہیں اُن کی قربانی کرو۔ جب تک ہندوستان اس کے لئے تیار نہ ہوگا۔ ناممکن ہے کہ وہ ترقی کر سکے۔ ہمیں چاہئے کہ آزادی حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو اس جدوجہد میں ہلاک کر دیں۔ اسوقت زمانہ نہایت سرعت کے ساتھ بدل رہا ہے۔ ہمکو چاہئے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اب ایک انقلاب ہو رہا ہے اس سے ہرگز خائف اور ہراساں نہیں

ہونا چاہئے۔ بلکہ متحدہ طور پر اس کے مقابلہ کے لئے طیار ہو جانا چاہئے۔ اور جو کام کریں۔ اس میں یکجہتی اور اتفاق کا جلوہ نظر آئے۔ (زمیندار)

نتھیا گلی ۔ ۶ ستمبر۔ ۵ ا ۱ ۱ ایپ - ازراہ مہربانی ذیل کی سرکاری اطلاع شائع کر دیں۔

ضلع ہزارہ صوبہ سرحدی۔ یہاں معمولی صورت حالات بحال کر دی گئی ہے۔ پشاوری خوانین اور مولویوں کا ایک وفد ۲۷ اگست کو مانسہرہ گیا اور ایک عظیم اور نہایت قابل اطمینان جلسہ میں شریک ہوا جس میں عام طور پر تسلی کا اظہار کیا گیا۔ کہ بد امنی کے ابتدائی اسباب زائل کر دئے گئے ہیں۔ اور عظیم تشویش اور فکر کا زمانہ گذر گیا ہے۔ کسی جبر و استبداد یا طاقت و قوت کے استعمال کی ضرورت نہیں پڑی۔ وفد پشاور نے مہاجرین کی مصائب اور انکی امداد کی ہمدردانہ کوششوں کی تصدیق کی۔ جو حکومت کی طرف سے عمل میں آتی ہیں اور قابل رد شہادت کی بناء پر ان مذہبی افواہات باطلہ کو جھٹلایا جو مکہ (معظمہ) اور مدینہ (منورہ) پر برطانی قبضہ کے متعلق پھیلی ہوئی ہے۔

لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو رہے ہیں اور اعتماد نیک طینتی ترقی پذیر ہے۔

کوہ سیاہ کے قبائل کی جمعیتوں نے اوگی کی فوجی چوکی پر ۲۹ اور ۳۰ اگست کی شب کو حملہ کیا تھا۔ اُنہیں دونوں مرتبہ شدید نقصانات کے ساتھ پسپا کیا گیا۔ ہمارے نقصانات قابل لحاظ تھے۔

پنجا گلی میں پولیس کی جو مقدم چوکی تھی خالی کر دیگئی ہے۔ غنیم نے اسے جلا ڈالا۔ ہوائی جہاز قبائل کے علاقہ میں مخالفانہ جمعیتوں کے خلاف موثر کام کرتے رہتے ہیں۔ خارجی حالت پر اب ہم نے بخوبی قابو پا لیا ہے۔ اور بظاہر بہت سے قبائل اب اس شورش کی حماقت محسوس کر رہے ہیں۔ (ڈسکرپٹری صوبہ سرحدی)

عراق عرب :۔ عربوں نے ریل گاڑیاں روک لیں۔ لنڈن ۵ ستمبر نظارت جنگ کی ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ بغداد سے پچاس میل شمال مغرب کی طرف استابلوت میں ایک زرہ پوش ٹرین اور ایک پناہ گزینوں کی ٹرین عربوں نے روک لی ہے۔ کیونکہ راستہ میں دو جگہ ریل کی پٹری اکھڑی ہوئی تھی۔ باغیوں نے جو خندق زن تھے خوب مقابلہ کیا۔ ہمارا خفیف نقصان جان ہوا۔ درست کرنیوالی ٹرین فوج کے ساتھ استابلوت جا رہی ہے کہ جو ٹرینیں منقطع ہو گئی ہیں انہیں بچا لائے۔ ہوائی جہاز بھی اس مہم میں شریک کار ہیں۔

ایک دستہ فوج کفری میں داخل ہوا۔ اس کی خفیف مزاحمت ہوئی۔

سامرہ کا قصبہ اب پر سکوت ہے۔ کہتے ہیں کہ باغی اسکے محاصرہ سے دستکش ہو کر پیچھے ہٹ گئے ہیں۔

لنڈن ۳ ستمبر۔ ٹائمز کا نامہ نگار جو شمالی ایرانی فوج کے ہمراہ ہے رقمطراز ہے کہ ۳۱ اگست کو رشت کے پناہ گزینوں نے اطلاع دی تھی کہ بولشویک رشت اور انزلی سے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ رشت میں سامان خوراک کا کال ہے اور عام طور پر ویرانی چھائی ہوئی ہے

لنڈن ۔ ۵ ستمبر بیروت کا ایک تار مظہر ہے کہ یکم ستمبر کو جرنیل گورڈا نے لبنان میں ایک جداگانہ سلطنت کا اعلان کر دیا ہے۔ جس کا پایۂ تخت بیروت ہوگا۔

لنڈن ۳ ستمبر پیرس۔ ٹائمز رقمطراز ہے کہ بولشویکوں کے ایک جنگی جہاز "سوڑڈان" میں دھماکا ہوا۔ جس سے جہاز ڈوب گیا۔ اور ۱۰۳ ملاح ہلاک ہوئے۔

لنڈن ۳ ستمبر جرمنی نے بین الاقوامی مالی کانفرنس اور تاوان جنگ کی کانفرنس میں شامل ہونے کی دعوت قبول کر لی ہے اول الذکر کانفرنس ۲۴ ستمبر کو بمقام برسلز اور آخر الذکر جنیوا میں عنقریب منعقد ہوگی۔

بلفاسٹ میں اسلحہ اور گولی بارود کی برآمد کی اضطراب خبریں شائع ہو رہی ہیں جو پولیس کی کوشش سے عمل میں آئی لیکن سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ صرف ایک بندوق اور ۱۶۰ کارتوس برآمد کئے گئے تھے۔ آج شب بلفاسٹ میں عام طور پر امن چین ہے آتشزنی موقوف ہو گئی ہے اسوقت بڑی دشواری یہ ہے کہ بعض بازاروں میں سے کمین گاہوں سے کبھی کبھی گولیاں چلتی رہتی ہیں اور فوجی ان نشانہ بازوں کو کمین گاہوں سے نکال لینے میں مصروف ہیں۔

مفید کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں

نماز یہ رسالہ مولوی مصطفٰے خان صاحب بی۔ اے۔ کی تصنیف ہے اور سلسلہ اسلامیہ کا پہلا نمبر ہے اس میں نماز کی فلاسفی اور اس کے متعلقہ احکام و مسائل نہایت شرح و بسط سے لکھے گئے ہیں۔ اخیر پر قرآن کریم سے چند سورتیں بچوں کے یاد کرنے کے لئے دی گئی ہیں۔ غرض نہایت خوبی کے ساتھ ۱۶۰ صفحوں پر یہ کتاب ختم ہوئی ہے لیکن قیمت بوجہ فائدہ عام کے صرف ۱۰ ر رکھی گئی ہے۔ جلد آرڈر بھیجیں۔

زکوٰۃ یہ بھی مصنف موصوف کی تصنیفات سے ہے اور سلسلہ اسلامیہ کا نمبر ۳ ہے۔ اس میں نہایت قابلیت کے ساتھ آپ نے زکوٰۃ کی فلاسفی، دو اُس کے متعلقہ احکام و مسائل شرح و بسط سے لکھے ہیں تعداد صفحات ۴۰۔ قیمت ۲ ر

تربیت اولاد سلسلہ اسلامیہ ۶ اس میں فاضل مصنف نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے اصول قرآن مجید اور احادیث شریف سے اخذ کر کے لکھے ہیں۔ تعداد صفحات قیمت صرف ۵ ر

قاعدہ عربی لتسہیل القرآن اس میں قرآن شریف پڑھنے کے تمام قواعد مکمل و مفصل درج ہیں۔ جو بچہ یہ قاعدہ بموجب ہدایات مندرجہ پڑھ لیگا وہ سارا قرآن مجید خود بخود بغیر اُستاد کی مدد کے پڑھ سکیگا۔ اس قاعدہ کے ذریعہ ایک چھوٹی عمر کا بچہ دو تین گھنٹے روزانہ پڑھکر انشاء اللہ چھ ماہ میں قرآن شریف ختم کرے گا۔ یہ مولانا ابوالعطا مولوی میر زا خدا بخش صاحب مؤلف عسل مصفٰی کی تصنیف ہے تعداد صفحات ۵۲۔ قیمت مکمل قاعدہ ۴ ر قیمت حصہ اول ۱ ر

"ضرورت مجدد" اور "عیسویت کا آخری سہارا"

دو زبردست ٹریکٹ حال ہی میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے تصنیف فرمائے ہیں جو عنقریب دس دس ہزار کی تعداد میں چھپ کر دفتر میں آنے والے ہیں یہ مفت تقسیم ہونگے سب احباب کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے پتے معہ تعداد مطلوبہ کے بھیجدیں اور ساتھ خرچ ڈاک کے لئے ٹکٹ تاکہ وقت اُن کی خدمت میں یہ دونوں ٹریکٹ پہنچکر شائع ہو سکیں۔

منیجر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲ ضابطہ دیوانی

از عدالت خان محمد دلاور خان صاحب بہادر مہتمم خزانہ منصف درجہ اول ضلع بٹالہ۔

مقدمہ ۹۹ نمبری دیوانی۔

دوکان موسومہ متھرا داس اینڈ سنز بذریعہ متھرا داس ولد ٹھاکر داس ذات ڈنگ سکنہ بٹالہ۔ مدعیان۔

بنام

امر سنگھ ولد گوپال سنگھ ذات جٹ سابق سب انسپکٹر پولیس پنشنر سکنہ موضع چھپال کلاں ڈاک خانہ خاص تحصیل ترن تارن ضلع امرتسر مدعا علیہ۔

دعوٰی مبلغ ۸۵۹-۱۲-۰ روپیہ بروئے ہنڈی

بیان حلفی مدعی سے ثابت ہے کہ مسمّٰی مدعا علیہ تعمیل سمنات سے گریز کرتے ہو۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا مسمّٰی کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ۶-اکتوبر ۱۹۲۰ء بوقت ۱۰ بجے صبح حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ خود کرو۔

آج بتاریخ ۸/۲۰ ۲۰ کو بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت جاری کیا گیا۔

دستخط منصف صاحب درجہ اول بٹالہ

بحروف انگریزی

مہر عدالت

منصف درجہ اول

ضلع بٹالہ

سامنے کر دینے کی تعلیم ٹھیک نہیں بلکہ قابل عمل وہ اسلامی اصول ہی ہے جو کہتا ہو کہ اصلاح تمہارا مقصود ہو۔ اگر نرمی اور عفو سے ہو جائے۔ تو اچھا ہے۔ ورنہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا تھپڑ کے بدلے تھپڑ مارو۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ جنگیں دفاعی تھیں حکم ہوتا ہے۔ اذن للذین یقتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر ۰ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ۔ ان لوگوں کو جن پر ظلم کیا گیا۔ اور محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے ہماری پرورش کرنے والا اور ہمیں معراج ترقی پر پہنچانے والا محض اللہ تعالیٰ ہے گھروں سے نکال دیا گیا۔ جنگ کی اجازت دیجاتی ہے ۰

محمودی چالبازیاں

(از قلم مولوی ابو الخلیل صاحب مسلم مشنری بمبئی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

قولہ ۔ خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵ وانی علی مقام الختم من الولایۃ کما کان سیدی المصطفٰی علی مقام الختم من النبوۃ وانہ خاتم الانبیاء وانا خاتم الاولیاء لا ولی بعدی الا الذی ھو منی وعلی عھدی

اقول ۔ برادرم۔ امام الزمان خود اپنے وجود کو اثبات ولایت میں پیش کرتے ہیں اور وہ بھی صرف تشبیہ ہے سو واضح ہو۔ کہ عبارت محولہ بالا کا ترجمہ یہ ہے " میں خاتم الولایت کے مقام پر ہوں۔ جیسے کہ سیدی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبوت کے مقام پر تھے۔ (اور خود ہی نتیجہ نکالتے ہیں) سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور میں خاتم الاولیاء۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر (مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔ (یعنی ایسا ولی ہوگا)"

عبارت محولہ میں امام الزمان کو رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے تشبیہ نسبتی ہے۔ سو واضح ہو کہ کسی شئے کو شئے آخر کے ساتھ کسی معنے میں کسی غرض سے مشارک ہونے کو علے غیر الوجہ الاستعارۃ والتجرید بتلانے کا نام تشبیہ ہے۔

جاننا چاہئے کہ جب ایک شئے کو شئے آخر سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ تو گویا نے ناقص کو کامل کے ساتھ لحق کرنا مقصود ہوتا ہے۔ بدیں وجہ مشبہ بہ کا بہ نسبت مشبہ کے رتبہ میں اقوی و اکمل ہونا لابدی ہے۔ تا مشبہ ناقص کا لحوق مشبہ بہ کامل سے ہو۔ جیسا زید کالاسد۔ مثال ہٰذا میں صفت شجاعت جس کا کمال ذات اسد میں موجود اور زید میں گو نہ کمال شجاعت موجود ہونے سے تشبیہ قائم کی گئی ورنہ اسد فی نفسہ جوہر شجاعت میں نفس زید سے اقوی و اکمل ہے۔

اور کبھی برعکس تشبیہ واقع ہوتی ہے۔ جیسے "مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح" چونکہ ذات بیہما وراء الوراء ہے۔ اور اس کی ذات ہر تمثیل سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ مگر اسکی صفت نورانیت (جو اسکی ذات میں بالعدم موجود ہے) کو ایک شئے حادث سے (جو ہمارے مشاہدہ میں ہر روز آتی ہے) دیگئی ہے (یہ مشبہ بہ ناقص کا لحوق مشبہ کامل سے ہے۔)

اور اسی قبیل سے تشبیہ "کما ارسلنا الی فرعون رسولا" کی تشبیہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام قومی نبیوں میں اولوالعزم انبیاء میں سے ہیں۔ اور جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی العالمین ہیں چونکہ یہود و نصاریٰ میں شہرت موسوی ہی تھی۔ اس لئے مشبہ کامل ہے جو ذات محمدؐ ہے مشبہ بہ ناقص کا الحاق ہوا۔ کیونکہ محمدؐ ایک قوم کے نبی نہ تھے۔ بلکہ عامۃ الناس کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ (یہ انکا کمال تھا) موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے لئے نبی تھے۔ بوجہ ایک قوم کے مختص ہونے کے بمقابلہ اس صاحب کمال کے جو کل عالم کی طرف مبعوث ہوا۔ یہ ناقص تھے۔

اب اس مقام پر امام الزمان نے اپنی تشبیہ کو تشبیہ اصل (مشبہ ناقص کا لحوق مشبہ بہ کامل سے) بیان کیا ہے۔ کیونکہ مشبہ بہ بہ نسبت کمال و قوت مشبہ سے اقوی و اکمل ہے۔ اور ایسی تشبیہ علیٰ نہیں ہوتی۔ جس سے مساوی المرتبہ ہونا مشبہ کا مشبہ بہ سے ثابت کیا جاوے۔

حضرت امام الوقت اس مقام پر فرماتے ہیں کہ " میں خاتم الولایت ہوں جس طرح حضور خاتم النبوت تھے وہ خاتم الانبیاء اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ مگر میرے بعد ولی کا وجود ہو سکتا ہے۔ اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور میرے بعد جو ولی ہوگا۔ وہ مجھ سے اور میرے عہد سے ہی ہوگا۔ قابل غور یہ امر ہے کہ عہد کیا ہے لقدالدین علی الدنیا (؟)

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مدعی ولایت تھے۔ نہ مدعی نبوت۔ چنانچہ مکرر الفاظ سے آپ اپنی ولایت کے مظہر ہیں۔ تو اب کسی کو حق نہیں کہ باوجودیکہ مدعی مدعی ولایت ہو۔ اور اُن کو ایجا تانی سے نبی بنائے۔ العیاذ باللہ!

قولہ ۔ وکیف یتحقق مفھوم لفظ منھم من غیر ان یکون الرسول موجودًا فی الاخرین کما کان فی الاولین۔ خطبہ

ومن انکر من ان بعث النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم یتعلق بالالف السادس کما یتعلق بالالف الخامس فقد انکر نص القراٰن

(یہ حوالہ مع ایک حوالہ دیگر کے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۷ کے حوالہ سے درج ہے)

اقول ۔ برادرم یہ دونوں عبارتیں خطبہ الہامیہ کی ہیں مگر تمہارے دوست نے اول صفحہ ۳۵ خطبہ تحریر فرمایا ہے اور دوئم کو تحفہ گولڑویہ مگر ہمکو یہ خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۱ میں ملیں۔ اور عبارت کامل اسطرح ہے:- "واعلم ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کما بعث فی الالف الخامس کذالک بعث فی اخر الالف السادس باتخاذہ بروز المسیح الموعود (۲) و ذالک ثابت بنص القراٰن فلا سبیل الی الجحود (۳) ولا ینکرہ الا الذی کان من العمین۔ (۴) الا تفکرون فی اٰیۃ واٰخرین منھم وکیف یتحقق مفھوم لفظ من غیر ان یکون الرسول موجودًا فی الاخرین کما کان فی الاولین۔ (۵) فلابد من تسلیم ما ذکرنا ولا مفر للمنکرین (۶) ومن انکر من ان بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتعلق بالالف السادس کما یتعلقہ بالالف الخامس فقد انکر الحق ونص الفرقان وصار من الظالمین"

ترجمہ ۔ (۱) ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت جیسے ہزار پنجم میں ہوئی ویسی بعثت بروزی طور پر چھٹے ہزار میں مسیح موعود کی صورت میں ہوگی۔ (۲) اور یہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کوئی سبیل انکار نہیں۔ (۳) اندھوں کے سوا کوئی منکر نہ ہوگا (۴) کیا آیہ وآخرین منھم میں تم غور نہیں کرتے اور لفظ منھم کا مفہوم متحقق کیسے ہوگا۔ جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ کی بعثت بالقوۃ آخرین میں نہ ہو۔ جیساکہ اولین میں تھی (۵) جو کچھ ہم نے ذکر کیا منکرین کے لئے سوائے تسلیم صورت گریز نہیں۔ (۶) وہ منکر جو بعثت متعلقہ ہزار ششم کا انکار کرے جیسے کہ بعثت ہزار پنجم میں ہوئی وہ منکر حق اور نص قرآن کا منکر ہے اور ایک ظالم ہے گروہ ظالموں سے

میرے مکرم واجب برادر اس امر کے سمجھنے کے لئے اوّلاً عرض ہے کہ بعثت دو قسم پر ہے۔ پہلا بالذات دوئم بالقوت۔ بالذات مثلاً کسی شخص کا مبعوث ہوکر فرائض مامورہ کو ادا کرنا۔ اور بالقوۃ یہ ہے کہ کوئی اسکے کام کو اس کا نائب ہوکر بجا لائے۔ اول کو امور اصل کہا جائے گا اور ثانی کو قائمقام ۰

شرح الفاظ یعنی حقیقی و بروزی اس کا مفہوم ہے اور قائمقام ایک ذات پر موقوف نہیں ہوتا۔ اسی کی تاکید میں امام الزمان کا ارشاد اقراری ہے ؎ لہ مثلنا و لنا الی یوم محشر۔ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے مجھ ایسے فرزند قیامت تک ہوتے رہیں گے ۰

اب امام الزمان کی عبارت کی طرف توجہ فرمائیں وہ فرماتے ہیں کہ" چونکہ بعثت بالذات ہزار پنجم میں ہوئی اور ویسے بعثت بالقوہ ہزار ششم میں بروز کا طور پر ضرور تھی (جو مسیح موعود کے رنگ میں ہوئی) اور یہ بعثت بمفہوم لفظ وآخرین منھم سے ثابت ہے جو کہ نص قرآنی ہے۔ ہم اس مقام پر آیت کو درج کرکے اس بحث کو واضح کرنا چاہتے ہیں تاکہ مبصر کے لئے اطمینان کا باعث ہو۔ قولہ تعالٰی۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولًا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ (سورہ جمعہ)

خدا ہی نے امی لوگوں میں ایک زبردست رسول اُن ہی میں سے بھیجا۔ تلاوت آیات کے علاوہ تزکیہ نفوس کرتا ہے۔ اور تعلیم کتاب حکمت کرتا ہے۔ بیشک قبل بعثت اس کی کے یہ لوگ گمراہی صریح میں مبتلا تھے اور لوگوں کی طرف بھی یہی رسول ہے جو ابھی اُن کا الحاق موجودہ جماعت اسلام سے نہیں ہوا۔ اور وہ ضرور ملحق ہوں گے۔ خدا زبردست حکمت والا ہے۔ اسکے لئے ملحق کرنا آخرین کا کوئی مشکل نہیں

اب اس مقام پر یہ اعتراض ہے کہ وحی متلو بھی مل چکی اور تعلیم کتاب و حکمت بھی ہو چکی اور تزکیہ نفوس کی تعلیم بھی کامل ہو چکی۔ اب کسی کے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ جبکہ اصل غرض بعثت پوری ہو چکی۔ تو بجواب گذارش ہے کہ وحی متلو اور تعلیم و تزکیہ کا نام ہی تکمیل ہدایت و شریعت ہے اب ضرورت تکمیل اشاعت تا قیام قیامت باقی ہے جو صدی کے سر پر آئیگا وہ بالقوۃ کام بعثت کی ہی تکمیل کریگا۔ جو کہ اشاعت ہے۔ اور لفظ آخرین زمرۂ مجددین کی جماعت (جو کہ بالقوہ بعثت نبوی ہے) کو حاوی ہے اس تکمیل کے لئے رسول علیہ السلام کے بروز کی ضرورت تھی۔ وہی بروز امام الوقت مسیح موعود ہے ۰ حسب ضرورت زمانہ اسوقت ایک ایسی کامل قوت کی ضرورت تھی جو کہ اشاعت کے نقص کو دفع کرکے پھر کامل کر دکھائے اگر کوئی کوتاہ عقل یہ کہے کہ تکمیل اشاعت زمانہ نبوی میں نہیں ہوئی۔ تو یہ اسکی جہالت صریح ہے۔ کیونکہ قبل تکمیل نبی کا رخصت ہونا اسکی نبوت کیلئے سخت دھبہ ہے بنا بریں یہ غور کرنا ضروری ہے اور الفاظ قرآنی ہمیں یہی تعلیم دیتے ہیں کہ رسول کے ذریعہ سے وحی متلو جسکے لئے انا لہ لحافظون ہمارا وعدہ ہے عطا ہو چکی۔ اور اسکی تعلیم بھی ہو چکی۔ اور تزکیہ نفوس جو اصل غرض رسالت تھی وہ بھی پوری ہو چکی۔ اب یہ کتاب بحفاظت تمام تمہارے پاس قیامت تک رہیگی [illegible] اسکی تفسیر و تبدیل نہیں ہو سکتی [illegible] جو بعد کو پیدا ہونگے وہ تکمیل اشاعت [illegible] ان کے دفع کے لئے بعثت بروزی جو کہ نام ہے زمرۂ مجددین کا وہ قیامت تک جاری رہیگی۔ وہ ان نقصوں کو جیسے کہ ہونگے ویسے مٹاتی رہیگی چنانچہ آیہ آخرین منھم اسی کیطرف اشارہ کرتی ہے اور امام الوقت بھی اس مقام پر اسی کیطرف اشارہ فرماتے ہیں۔ کہ بعثت بروزی جسکی طرف قرآن کریم اشارہ فرماتا ہے۔ اس مشار الیہ کو بتلاؤ۔ اور اگر تم مشار الیہ کو نہیں بتلاتے (اور نہ بتلا سکو گے مگر وہی جو ہم بیان کرتے ہیں) تو اب ماننے میں تمکو کیا عذر ہے۔

عبارت محولہ بالا و نیز آیہ قرآنی اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مماثلت موسوی کیلئے ایک مجدد اعظم کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ شریعت موسوی میں تیرہ صدی کے بعد ایک مسیح ظہور پذیر ہوا۔ اور اس امت میں چونکہ نبوت مسدود ہو چکی ہے اب تیرہ صدی کے بعد جو آئیگا وہ مجدد ہوگا۔ مگر مماثلت اسی کیوجہ سے نبی کے نام سے موسوم ہوگا۔ فی الحقیقت وہ نبی نہیں ہوگا۔ اور خود امام بھی اسی کے مقر ہیں چنانچہ فقرہ وانا خاتم الاولیاء مظہر ہے کہ وہ شرف ولایت سے مشرف ہوگا۔ فھو المقصود۔ چونکہ ولایت از فیض نبوت ہے یعنے ولایت بنفسہ ظل نبوت ہے تو اب اس شخص کو جو ولایت سے بہرہ ور ہو بوجہ ظل نبوت و بروز نبوت ظلی نبی بروزی نبی کہنا جائز ہے۔ اور یہی مسلمات اہلسنت سے بھی ہے بطلق نبی کا استعمال ہرگز جائز نہیں۔ فتدبر ولا تکن من الغافلین ۰ آخری حوالہ تحفہ گولڑویہ پڑھا نہیں گیا اور نہ کتاب میں ملا۔ اس لئے متروک ہے معاف فرماویں۔ اگر ضرورت ہوئی تو آئندہ (صحیح حوالہ ملنے پر) اس کا جواب بعرض خدمت شریف ہوگا (باقی دارد)

جھوٹ محمودیوں کا ایمان ہے

(از مولوی ابو الخلیل صاحب مسلم مشنری سابق لندن بمبئی)

برادران محمودی کی حالت زار پر کون مسلم ہوگا جسکو افسوس نہ ہوگا جن کی عملی حالت اس قدر زوال پر ہے کہ دربار خلافت کے حاشیہ نشین تک واجب الرحم ہیں ان کے عقائد باطلہ کی بنیاد وہی جھوٹ پر موقوف ہے۔ خداوند کریم انکی حالت پر رحم فرماوے ورنہ یہ کشتی سلامت رہتی نظر نہیں آتی۔

میں اسوقت دشمنی کے طور پر نہیں بلکہ خدا خوب جانتا ہے حقیقت حال قلمبند کرتا ہوں کہ الحکم کے موجودہ ایڈیٹر صاحب ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۲۔ء کے الحکم میں تحریر فرماتے

متفرق خبریں

سکھوں کا وفد مصر میں

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
ہوئے ایسے خراب خدا کی قسم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

قارئین کرام کو یاد ہوگا۔ کہ سکھوں کا ایک معزز وفد مجالس وضع آئین و قوانین کی نشستوں کے متعلق اپنی قوم کے چند مطالبات کی ترجمانی کے لئے صاحب وزیر ہند کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اگرچہ جنگ عظیم میں سکھوں کی فوجی خدمات برطانی شہنشاہیت کے لئے بے انتہا مفید ثابت ہوئی تھیں۔ جس سے تمام دنیا میں اس قوم کی شجاعت و وفاداری کا غلغلہ پڑ گیا تھا۔ اور جنگ کے بعد اس قوم کی جتنی بھی ناز برداری کی جاتی کم تھی۔ لیکن وزیر ہند نے اُن کے معمولی سے مطالبات کو نہایت بیدردی سے ٹھکرا دیا سکھوں کے وفد کے معزز [illegible] اراکین بے نیل و مرام واپس ہندوستان کو آ رہے تھے۔ جب جہاز پورٹ سعید (مصر) پہنچا۔ تو تمام مسافران جہاز کی طرح یہ لوگ بھی اُترے اور ایک مصری ہوٹل میں کھانا کھانے کے لئے داخل ہوئے۔ اُنکی بڑی بڑی پگڑیاں اور سجیلے ڈاڑھیاں تمام مسلمانوں میں دلچسپ [illegible] بنا رہی تھیں لیکن جونہی یہ لوگ ہوٹل کے کمرے میں کرسیوں پر بیٹھے۔ ہوٹل کا مصری مالک دھم دھم کرتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور کہنے لگا۔ کہ تم لوگ فوراً باہر نکل جاؤ۔

اس پر اراکین وفد ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کہ یہ کیا بلا نوٹ پڑی۔ ایک تو ہم پہلے ہی وزارت برطانیہ کے گزشتہ ناز ہو رہے ہیں۔ دوسرے اس مصری نے ہمارے زخموں پر اور بھی نمک چھڑک دیا۔ پوچھا کہ بھائی آخر ہم سے کیا قصور ہوا۔ جس کی پاداش میں تم یہ مہمان نوازی کر رہے ہو [illegible] اور آزاد مصری نے جواب دیا کہ تم لوگوں کا شیوہ یہی ہے کہ اپنے بھائیوں کو مصر پر فوجی قبضہ کرنے اور ہمارے سینوں کو گولیوں سے چھلنی بنانے کے لئے بھیجتے رہو۔ تو تمہیں مصر کی سرزمین پر آنے کی جرأت کیونکر ہوئی؟ کوئی مصری تمہاری مدارات کے لئے تیار نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ یہاں سے کان دبا کر نکل جاؤ۔

آہ! بدقسمت ہندوستان! تو نے اپنے پیارے بچوں کو کالے کوسوں بھیجکر "شہنشاہیت" کی قربانگاہ پر ذبح بھی کروایا۔ تو نے سلطنت برطانیہ کے بقاء و تحفظ کے لئے جان و مال سے بھی دریغ نہ کیا۔ لیکن تیری خدمات کا صلہ یہ ملا۔ کہ نہ تو حکومت ہی نے تیرے فرزندوں کے ساتھ کوئی رعایت اور نہ دنیا کی قوموں ہی میں تیرا نام ہوا۔ بلکہ آزاد و وطن پرست قومیں تجھے نہایت ذلت کے ساتھ ٹھکرا رہی ہیں۔ برطانیہ کے ارباب حل و عقد نے تیرے فرزندوں کا خون اقوام عالم کی آزادی کے برباد کرنے میں استعمال کیا اور تجھے ساری دنیا کی نگاہوں میں ذلیل کروایا۔ یہ نقصان جو جنگ عظیم میں تجھے پہنچا ہے۔ شاید مدتوں تک ناقابل تلافی رہے گا۔ (زمیندار)

آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس خصوصی
تحریک عدم تعاون منظور ہو گئی

کلکتہ ۹ ستمبر۔ مسلم لیگ کا اجلاس جو آج منعقد ہوا تھا اس میں مہاتما گاندھی جی کی پیش کردہ قرارداد جو مسئلہ عدم تعاون کے متعلق تھی منظور کر لی گئی۔ لیکن اس قرارداد کے ساتھ اس شق کا بھی اضافہ کر دیا گیا۔ کہ ہر وہ مسلمان جو عدم تعاون پر عمل پیرا نہ ہوگا۔ مسلمان برادری سے خارج کر دیا جائیگا۔ آج کے اجلاس میں مسٹر بپن چندر پال نے جو ترمیم پیش کی تھی۔ اور جو بعد میں منظور ہوئی وہ حسب ذیل ہے:-

۱- انڈین کانگریس کمیٹی کی طرف سے چند ہندوستانی سربرآوردہ اصحاب کا ایک وفد وزیر اعظم کی خدمت میں پیش ہو کر اپنے مطالبات کا اظہار کرے۔ اور انہیں اس بات پر مجبور کرے۔ کہ نہایت جلد ان کی تعمیل کریں۔ اگر انہوں نے وفد کو باریابی کا موقعہ نہ دیا۔ اور ۱۹۱۹ء کے ریفارم ایکٹ میں تبدیلی کی۔ جس کی رو سے ہندوستان کامل آزادی کے ملنے کی توقع ہے۔ تو پھر عدم تعاون پر اس سختی سے عملدرآمد ہو کہ انگریزوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ اب ہندوستان کی حکومت کرنے کے قابل نہیں رہے۔

اسی اثناء میں کانگریس ملک کی بہبودی کے لئے اس امر کی اجازت دیتی ہے کہ مسئلہ عدم تعاون کے متعلق مہاتما گاندھی نے جو اصول مرتب کئے ہیں۔ اور جنہیں کانگریس منظور کر چکی ہے۔ اسکے متعلق ایک کمیٹی قائم ہو جائے۔ جس میں کہ نیشنل کانگریس کی طرف سے ۲۵ نمائندے شریک ہوں ۵ نمائندے مسلم لیگ کی طرف سے۔ اور ۵ نمائندے سنٹرل خلافت کمیٹی کی طرف سے شریک ہوں۔ اور ساتھ ہی پانچ پانچ نمائندے صوبہ وار ہوم رول لیگ کی طرف سے شریک ہوں۔ اس متفقہ کمیٹی کے صدر مہاتما گاندھی ہونگے اس کے ساتھ ہی کانگریس اس امر کی اجازت دیتی ہے کہ ذیل کے امور پر فوراً عملدرآمد شروع کر دیا جائے۔

(۱) [illegible] اصول پر [illegible]
(۲) قومی مدارس بنائے جائیں۔
(۳) اپنی عدالتیں اور پنچایتیں قائم کی جائیں۔
(۴) کرسی نشینی اور خطابات چھوڑ دئے جائیں۔
(۵) حکومت وقت کے درباروں اور انکے جلسوں میں کوئی ہندوستانی شریک نہ ہو۔
(۶) ملک میں تجارت کو فروغ دیا جائے [illegible] سرکاری بنکوں سے اپنا اپنا روپیہ نکلوا لیا جائے۔ اور اس قسم کی تجارت سے [illegible] کہ یورپین اصحاب کا تعلق ہو۔
(۷) فوج میں کوئی شخص [illegible] سپاہی کی حیثیت سے بھرتی کیوں نہ کیا جائے لیکن البتہ اس صورت میں بھرتی ہونا [illegible] گا۔ جبکہ کوئی غیر [illegible] آور ہو۔
(۸) سودیشی [illegible] بنایا جائے۔ اور دستکاری کو فروغ دیا جائے۔ (زمیندار)

تحریک عدم تعاون کی منظوری

کلکتہ [illegible] ستمبر [illegible] کی [illegible] تجویز پیش کی [illegible] کانگریس کا اجلاس [illegible] ملتوی کر دیا جائے۔ تاکہ مسئلہ عدم تعاون کی تمام فروع و تفصیلات پر غور و خوض کا موقع مل سکے۔ لیکن معدودے چند اصحاب اس تجویز کے موید نظر آئے۔ چنانچہ یہ تجویز مسترد کر دی گئی۔

تمام دن کے اجلاس کے بعد آج شام کو مہاتما گاندھی کی تحریک عدم تعاون کو بکثرت رائے منظور کیا گیا۔ اس مسئلہ پر تمام بحث قابل شنید تھی۔ کیونکہ تمام مشہور قومی لیڈر مہاتما گاندھی کی تحریک کی مخالفت پر تلے ہوئے تھے۔ مہاتما گاندھی نے ایک طویل تقریر کے دوران میں اپنے رویہ اور طریق کار کی تشریح فرمائی۔ اور اس امر کا یقین دلا دیا کہ اگر ان کی تجویز پر کاربند ہوگئے۔ تو ہندوستان کو ایک سال کے اندر اندر ذمہ دار حکومت مل سکے گی۔ مہاتما گاندھی کے نظام نامہ تحریک عدم تعاون میں حسب ذیل امور شامل ہیں۔

خطابات، اعزازات، اور اعزازی عہدوں سے [illegible] غیر ممالک کی مصنوعات اشیاء کا مقاطعہ۔ مجالس وضع آئین و قوانین سے مقاطعہ۔ بچوں کو سرکاری مدارس سے بتدریج اٹھا لینا۔ اور وکلاء کا وکالت چھوڑ دینا۔ مہاتما جی نے فرمایا کہ عدم تعاون ہی وہ ہتھیار ہے جو ہندوستان کے ہاتھ میں ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ دنگہ و فساد سے احتراز ہمارا مسلک ہونا چاہئے۔

مسٹر [illegible] نے مہاتما گاندھی کے پیش کردہ [illegible] کی مخالفت کی اور فرمایا کہ [illegible] ناقابل عمل اور فضول ہے۔ اس سے بہتر [illegible] نتائج [illegible]

بابو بپن چندر پال نے اس ریزولیوشن پر [illegible] ترمیم پیش کی [illegible] کونسلوں سے مقاطعہ کر خارج کر دیا جائے اور [illegible] کا آغاز میں آئے جو اس نظام نامہ پر عمل پیرا ہونے کے خیال سے غور کرے آپ نے اپنی پیش کردہ ترمیم میں یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ انگریزی بنکوں سے روپیہ اور سرمایہ واپس لے لیا جائے۔ پنڈت مالویہ۔ مسٹر سی آر داس۔ مسٹر جناح۔ مسز بیسنٹ بپن چندر کی ترمیم کے موید تھے مگر جب سب کی رائے طلب کی گئی تو بہت کم حضرات اس ترمیم کے حامی نظر آئے چنانچہ ترمیم کو مسترد کر دیا گیا۔

الغرض مہاتما گاندھی کی ابتدائی تحریک کی منظوری کا اعلان کر دیا گیا آراء کا شمار کل ہوگا۔ (زمیندار)

کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں
مفید

نماز یہ رسالہ مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی۔ اے کی تصنیف ہے۔ اور سلسلہ اسلامیہ کا پہلا نمبر ہے۔ اس میں نماز کی فلاسفی اور اسکے متعلقہ احکام و مسائل نہایت شرح و بسط سے لکھے گئے ہیں۔ اخیر پر قرآن کریم سے چند سورتیں بچوں کے یاد کرنے کے لئے دی گئی ہیں۔ غرض نہایت خوبی کیساتھ ۱۶۰ صفحوں پر یہ کتاب ختم ہوئی ہے لیکن قیمت بوجہ فائدہ عام کے صرف ۱۰/ رکھی گئی ہے جلد آرڈر بھیجیں۔

زکوٰۃ یہ بھی مصنف موصوف کی تصنیفات سے اور سلسلہ اسلامیہ کا نمبر ۳ ہے۔ اس میں نہایت قابلیت کے ساتھ آپ نے زکوٰۃ کی فلاسفی اور اسکے متعلقہ احکام و مسائل شرح و بسط سے لکھے ہیں تعداد صفحات ۴۰- قیمت ۳/

تربیت اولاد سلسلہ اسلامیہ کا نمبر [illegible] اس میں فاضل مصنف نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے [illegible] قرآن مجید اور احادیث شریف سے اخذ کرکے [illegible] صرف ۵/

قاعدہ عربی تسہیل القرآن اس میں قرآن شریف پڑھنے کے تمام قواعد مکمل و مفصل درج ہیں۔ جو بچہ یہ قاعدہ سمجھ کر پڑھ لیگا وہ سارا قرآن مجید خود بخود بغیر استاد کی مدد کے پڑھ سکیگا۔ اس قاعدہ کے ذریعہ ایک چھوٹی ۶ برس کا بچہ دو تین گھنٹے روزانہ پڑھ کر انشاء اللہ چند ماہ میں قرآن شریف ختم کر لیگا۔ یہ مولانا [illegible] مولوی مرزا [illegible] صاحب مؤلف [illegible] تصنیف ہے۔ تعداد صفحات [illegible] قیمت ۴/ قیمت حصہ اول ۱/

ضرورت تجدید اور عیسائیوں کا آخری سہارا

[illegible]

یہ ضرورت تقسیم ہوں گے۔ سب احباب کو چاہیے کہ وہ اپنے اپنے [illegible] تعداد [illegible] اور ساتھ [illegible] آپ کی خدمت [illegible]

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول [illegible] براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے اس میں حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کی حقانیت براہین نیرہ اور دلائل قاطعہ کے ساتھ ثابت کی ہے۔ [illegible] مخالفین اسلام کے الزامات کو جو اسلام اور بانی اسلام پر لگاتے ہیں بڑے زور سے تردید کی ہے اور منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کے لئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ اشتہار [illegible] کیا ہے قیمت ولایتی کاغذ مجلد [illegible] ولایتی کاغذ بے جلد [illegible] دیسی کاغذ مجلد [illegible] بے جلد [illegible]

وید کیسا ہے [illegible] دید [illegible] بھگوان کا علمی [illegible] مصنفہ مولوی عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت ۲/

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی!

بعدالت جناب شیخ عبد الرحمٰن [illegible] منصف درجہ اول مظفر گڈھ

نمبر ۲۶۷ ۱ دیوانی

ہندو خاندان مشترکہ آیا رام۔ جانجی رام کشن رام پسران [illegible] رام ذات [illegible] سکنہ رام پور مدعیان

بنام

[illegible] امام [illegible] حبیب ذات [illegible] سکنہ [illegible] پور [illegible] مدعا علیہم

دعویٰ [illegible] ۹۰/ [illegible]

ہرگاہ بیان حلفی مدعی سے ثابت ہے کہ مدعا علیہم عمداً تعمیل سمن سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۱۵- اکتوبر ۱۹۲۰ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ خود کریں۔ ورنہ بصورت عدم حاضری اُن کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

آج بتاریخ ۱۳ ماہ اگست ۱۹۲۰ء کو بدستخط [illegible] ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط منصف صاحب بہ [illegible]

پیغام صلح

اخبار

ہر ایک کسی سے عداوت نہیں مجھے

ہفتہ میں دو بار

یکشنبہ و چہارشنبہ کو

شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت (للعہ)

ششماہی (للعہ) سہ ماہی عہ

طلباء سے سالانہ للعہ

جلد ۸ | یکشنبہ مورخہ ۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۹ ہجری مطابق ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۲۳

کلام الامام امام الکلام

اسلام اور دیگر مذاہب

سب دیں ہیں اک فسانہ شرکوں کا آشیانہ

اس کا جو ہے یگانہ چہرہ نما یہی ہے

سو سو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بلا کر

مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے

کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ

اسلام کے چمن کی باد صبا یہی ہے

یہ سب نشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے تازہ

اے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے

کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشاں نہیں ہے

دیں کی مرے پیارو زریں قبا یہی ہے

دنیا میں گرچہ ہوگی سو قسم کی برائی

پاکوں کی ہتک کرنا سب سے برا یہی ہے

غفلت پہ غافلوں کے روتے رہے ہیں مرسل

پر اس زماں میں لوگو نوحہ نیا یہی ہے

ہم بد نہیں ہیں کہتے ان کے مقدسوں کو

تعلیم میں ہماری حکم خدا یہی ہے

ہم کو نہیں سکھاتا وہ پاک بد زبانی

تقویٰ کی جڑھ یہی ہے صدق و صفا یہی ہے

جواہر ریزے

دعا کی قبولیت کے لئے پہلے کن باتوں کی ضرورت ہے

دعا کی قبولیت کے لئے پہلے تقوے کی ضرورت ہے۔ تقویٰ کا طریق اختیار کرو۔ اگر تقوے اختیار نہیں کرتے تو ہر چند دعائیں کریں وہ کوئی اثر نہیں رکھتی ہیں۔ خود بھی دعائیں کریں۔ اور اُن لوگوں سے جن پر کہ حسن ظن ہے اُن سے بھی دعائیں کرائیں مگر یہ ضروری بات ہے کہ جس سے دعائیں کرائیں اسکے ساتھ ایک تعلق پیدا کرنا ضروری ہے جس سے دعا کرنیوالے کے دل میں ایک اضطراب پیدا ہو۔ اور اُسے توجہ ہو دوسری اپنی تبدیلی ضروری ہے اگر خود خبیث کا خبیث رہے۔ اور کوئی تبدیلی نہ کرے۔ تو اس نیک مرد کی دعا اسکو کوئی مفید نہ ہوگی کیونکہ اس میں بھی تو اثر قبول کرنیوالی فطرت ہونی چاہیئے روشنی کا قاعدہ یہی ہے کہ جہاں اُس کے حسب حال صفائی زیادہ ہو وہاں وہ زیادہ پڑتی ہے یہی حال پاک تاثیر دل کا ہوتا ہے جو انوار الٰہی لیکر آتے ہیں۔ جس قدر دل اور سینہ صاف ہو اُسی قدر وہ اُس نور سے زیادہ منور اور مؤثر ہوتے ہیں۔

پھر دُعا کرنے والے کو یہ بھی لازم ہے کہ وہ صبر اور استقلال سے کام لے۔ بعض لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں کہ وہ دُعا کی درخواست کرتے ہیں اور چند روز بعد کہدیتے ہیں کہ یہ تو دُکانداری ہے۔ یہاں تو کچھ بھی نہیں میرے لئے دعا کی تھی۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ صرف دعا کرنے والے ہی کا تو سارا کام نہیں کہ دعا بھی کرے اور اُس دعا کے اثروں سے مستفیض ہونے کی خدمت بھی دے دے۔ دُعا کرنے والا تو طبیب کی طرح ہوتا ہے اگر مریض اُس کا نسخہ استعمال کرکے کوئی پرہیز ہی نہیں رکھتا تو تندرست کیونکر ہوگا۔ جیسے دوا کے خواص اور اثر ہر حال میں اُنکے ساتھ ہیں اور دوا کبھی ضائع نہیں ہوتے اور بے اثر بھی نہیں ہوتے۔ لیکن اس کا اثر زیادہ تر مریض کے مزاج اور حالت پرہیز وغیرہ پر منحصر ہے مثلاً جس شخص کو حرارت کے بڑھ جانے کیوجہ سے بعض امراض لاحق ہوتے ہیں جو ادویات اس کو دیجائینگی اُن کے زیادہ مؤثر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ گرم اشیاء کے کھانے سے پرہیز کرے لیکن اگر اُنکو نہیں چھوڑتا تو کیا دواؤں کی تاثیر کو باطل قرار دینگے؟ ہرگز نہیں۔ پس خدا کا راستبازاور مقبول بندہ جب کسی کیلئے دعا کرتا ہے تو وہ دُعا اپنے رنگ میں قبول

ضرور ہو جاتی ہے۔ اس کی قبولیت سے فائدہ اُٹھانیوالی فطرت پیدا کرنا یہ دعا کرنیوالے کے فرائض میں سے ہے۔ جس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ تقوے اختیار کرے بدیوں کو چھوڑ دے۔ اور دُعا کرنیوالے پر حسن ظن رکھے۔ اور صبر اور استقلال سے کام لے۔ سعدی نے کیا اچھا کہا ہے

طلب گار باید صبور و حمول

طالب کو کبھی ملول ہونا ہی نہیں چاہیئے۔ ایسے لوگ بے نصیب ہوتے ہیں۔ جو جلد گھبرا جاتے ہیں۔ اور بدظنی سے کام لینے لگتے ہیں دعا کرنے والے کو یہ بھی ضروری یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنی طرف سے کوئی میعاد مقرر نہ کرے۔ خدمت میں لگا رہے۔ پھر وقت آجاویگا۔ کہ وہ فائدہ اُٹھائے۔ اپنے آپ کو اگر اس راہ میں دکھوں میں ڈالنا پڑے تو کچھ بھی پرواہ نہ کرے ہمت نہ ہارے۔

دُنیا کے معاملات میں کس قدر جانی و مالی دُکھ اُٹھاتا ہے۔ اور قسم قسم کی ذلتوں میں اپنے تئیں ڈالتا ہے تاکہ دُنیا کا کام ہو جائے پھر کس قدر افسوس ہے کہ ابدی حاکم کے سامنے دکھ اُٹھانے سے گریز کرے۔ اور اُس کے مقرب ہو جانے اور ابد الآباد کی راحت پا لینے کے لئے مصیبتوں اور ذلتوں سے پرہیز کرے۔

اخبار احمدیہ

حضرت خواجہ صاحب کی نسبت غلطی سے یہ خبر شائع ہو گئی تھی۔ کہ آپ رنگون سے واپس کلکتہ تشریف لے آئے ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ تا حال آپ رنگون میں ہی تشریف رکھتے ہیں۔ ایڈیٹر رنگون ٹائمز نے آپ کا ایک مکالمہ متعلق انگلستان میں اشاعت اسلام" اور ایک لیکچر "اسلامی تعلیم کا فلسفہ" شائع کیا ہے۔ جن کا ترجمہ کسی آیندہ اشاعت میں درج کیا جائے گا۔

حضرت مولوی صاحب شملہ میں بخیریت ہیں۔ ختم نبوت پر آپ لیکچر جین سبھا ہال میں ۱۲ ستمبر کو ہونیوالا تھا۔

زکوٰۃ کے متعلق جو مطبوعہ چٹھی احباب کے نام روانہ کی گئی تھی۔ افسوس ہے کہ دوستوں نے اسکے متعلق بہت کم توجہ کی ہے۔ زکوٰۃ کے معاملے میں اسقدر خاموشی کسی صورت میں جائز نہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لا یقبل اللہ لعز صلواۃ رجل لا یؤدی الزکوٰۃ حتی یجمعھما فان اللہ تعالیٰ قد جمعھما فلا تفرقوا بینھما (الحدیث) اللہ تعالیٰ اسکی نماز کو قبول نہیں کریگا۔ جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ جمع کرے دونوں کو۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا ایک ساتھ حکم دیا ہے پس ان میں تفرقہ مت ڈالو۔

مطبع احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۲۳

محرم اور بدعات محرم

(۶)

اسلام دُنیا میں شخصی اور ذاتی فضیلتوں کے تفضل اور تقدس کا اعلان نہ تھا۔ بلکہ اس کا مقصود اصلی دُنیا کی تمام ذاتی اور شخصی فضیلتوں اور آبائی فخر و مباہات کی نسبتوں کو مٹا کر شرافت اور نجابت کا معیار دُنیا میں عمل اور صرف عمل کو ہی قائم کرنا تھا۔ ان لیس للانسان الا ما سعیٰ انسان کو سعی اور عمل کی بزرگی کے سوا اور کچھ نہیں دیا گیا۔ ان سعیہ سوف یریٰ اسکی صرف سعی اور کوشش ہی دیکھی جائیں گی۔ اور کسی قسم کے رشتے ناطے تعلقات اور نسبتیں آخرت میں کام نہیں آئیں گی۔ جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا اپنی بیویوں اور لڑکیوں کو اس کی ذات پر بھروسہ کرنے کی بجائے عمل کی تاکید کرتا ہے تو اور کون ہو سکتا ہے۔ کہ جو دوسروں کے بوجھ کو ہلکا کر سکے۔ لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ پھر دُنیا مختلف قسم کی محبتوں کے علائق میں گرفتار ہے۔ مگر قرآن کریم فرماتا ہے۔ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ۔ لوگوں میں سے کوئی ایک جو اللہ تعالےٰ کے سوائے اور شریک بنا لیتے ہیں۔ وہ ان سے اس طرح کی محبت کرتے ہیں کہ جیسی محبت اللہ تعالےٰ سے کرنی چاہئے والذین امنوا اشد حبا للہ مگر جو لوگ فی الحقیقت ایمان لے آئے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی محبت میں زیادہ سخت ہیں۔

اے حب حسینؓ کے دعوے کرنے والو! اگر فی الحقیقت تمہیں حسینؓ سے محبت ہے تو اس کا ثبوت اُن کے نقش قدم پر چل کر دو۔ قاتلوا ما قاتل علیہ۔ جس بات کے خلاف انہوں نے جہاد کا جھنڈا بلند کیا اس کے خلاف تم بھی اعلان جنگ کرو۔ وہ دُنیا میں راستی اور صداقت کا مجسمہ تھا۔ تو تم بھی صدق و سلامتی کی راہوں پر قدم مارو ۔۔

(۷)

موجودہ مراسم تعزیہ یزیدیوں کے کام ہیں جھوٹے اور فرضی قصے بنا کر مجالس عزا کو گرم کرنا باجے بجانا پھریرا چلانا۔ آتشبازی چھوڑنا وغیرہ یہ تمہارے اپنے مذہب کے خلاف ہے۔ چنانچہ اشتہار تذکرۂ مظلوم میں صاف لکھا ہے کہ:۔

"تعزیوں کے ساتھ باجے بجانا۔ پان کھا کر مہندی اور پھریرا چلانا آتشبازی چھوڑنا۔ اور اونٹوں کی قطاروں سے مہندیاں لٹکانا اور طبل و سار بانی بجانا کیا یہی تعزیہ داری کہلا سکتی ہے؟

کیا مراسم مصیبت یہی ہیں؟ بھائیو یہ یزیدیوں کے کام ہیں ان کو چھوڑ دو۔

کس قدر افسوس اور رنج کا مقام ہے۔ کہ اس قسم کی تعزیہ بازی کا رواج نہ مکہ معظمہ میں ہے نہ مدینہ منورہ میں اور نہ شیعہ حضرات کے وطن مالوف مشہد و ایران میں پھر کیا اس قسم کی بیہودہ اور شرک و بدعت کی حرکات کے لئے ہندوستان ہی ساری دُنیا میں مخصوص ہے۔ ہندوستان کی ان بدعات پر ایک ایرانی شیعہ کو رونا آتا ہے مگر تمہارے دل نہیں پسیجتے۔ چنانچہ تمہارا ہی ایک مجتہد لکھتا ہے:۔

(۵) "گذشتہ اوراق میں ہم نے مرثیہ خوانی کی اس حالت کا تذکرہ کیا ہے۔ جس صورت میں کہ مرثیہ خوان لوگ اس فعل سے صرف غرض تحصیل مال و جاہ رکھتے ہیں اور بغیر شرط اخلاص کے اس مرثیہ خوانی میں قدم رکھتے ہیں۔ یا ریا لوہ نمس پر وہ فعل ان کا مشغلہ ہوتا ہے تاہم تمام اقسام مفاسد سخن گفتن و آواز بلند کردن سے یہ صورت مبرا اور پاک ہے۔ اور بناہ بخدا اس حالت سے جبکہ یہ امور بھی ہوں۔ اور ساتھ ہی ان کے جھوٹ کہنے اور جھوٹی روایات بیان کرنے اور خدا اور رسول اور آئمہ پر جھوٹ افترا کرنے کا ارتکاب بھی ساتھ ہو۔ اور علاوہ اس کے بے ریش لڑکوں کو منبر پر کھڑے کر کے فاسقوں اور مطربوں کی طرح راگ میں اُن سے مرثیہ پڑھاویں اور بغیر اذن و اجازت کے ایک دوسرے کے گھروں میں جا کر پڑھیں۔ اور جب کسی مرثیہ خوان کے پڑھنے پر کوئی گریہ و بکا نہ کرے تو اسکو حرام زادگی کے خطاب تک دے دیں۔ دعا کے وقت باطل کو ترویج دیں۔ دعا کے وقت یا اس سے پیشتر ایسے لوگوں کی مدح و ثنا کریں جو لائق مدح و ثنا نہ ہوں۔ یا بزرگان دین کی توہین کریں۔ آل محمد صلعم کے اسرار کو فاش کریں۔ فتنۂ خفتہ کو جگا دیں۔ ظالموں اور مجرموں کی اپنے بیانات بے اصل سے اعانت کریں۔

فاسقوں کو ان کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ گریہ حسینؓ بتلا کر ان کو ارتکاب جرائم پر شعیر اور آمادہ کریں۔ تاکہ وہ بار بار جرائم کا ارتکاب کریں ایک حدیث کو دوسری حدیث سے اپنی مطلب برآری کے لئے بیان کرنے کے وقت مخلوط کر دیں۔ قرآن کی آیتوں کی تفسیر اپنی ناقص رائے سے کریں۔ احادیث کی نقل اور معانی اپنی خواہش نفس سے کریں۔ باوجود اہلیت نہ رکھنے کے فتوے دیں۔ انبیاء عظام و اوصیاء کرام کی منزلت کی تنقیص اس لئے کریں کہ ائمہ اہلبیت کا درجہ بلند نظر آوے۔ حدیث کے بعض الفاظ کو اپنے منافی مطلب سمجھ کر حدیث سے گرا دیں۔ اور انکو بیان نہ کریں اور متناقض اور مخالف اقوال ذکر کریں۔ کسی امر حرام اور غیر مشروع کے لئے دعا مانگیں اور ایک قصہ کو دوسرے قصہ میں داخل کریں۔ [illegible] اور رونق مجلس کے لئے اور [illegible] بلند ہونے کے لئے اور ان مرثیہ خوانوں کے عرف میں اس کو کہتے ہیں کہ فلاں شخص مجلس لے گیا) کافروں کی حکایات اور قصص اور فساق و فجار کے مضحکہ خیز اشعار اور مطالب منکرہ بیان کریں مسائل اصول دین میں شبہات وارد کریں۔ اور پھر اسکو رفع نہ کر سکیں۔ اور اس سے ضعفاء مسلمین کے اصول دین کے اعتقاد کو خراب کریں۔ اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے متعلق وہ باتیں بیان کریں جو خلاف عصمت و طہارت ان کے ہیں۔ اور کسی غرض فاسدہ کے لئے اپنی بات کو بہت لمبا کریں۔ اور حاضرین مجلس کو فضیلت وقت نماز سے محروم رکھیں۔ (بلکہ فرض نمازیں پڑھنی ہی چھوڑ دیں) یہ اور اسی قسم کے تمام مفاسد کہ ان کا گننا ایسے جیسے حقیر شخص کی قوت اور ادراک و احصاء سے بہت بعید ہے اور اصل سرمایۂ اس کا سبھی کا بہت وجوہات سے حرام ہے۔ بلکہ مانند گوشت خوک اور مینہ اور مسکرات اور غناء کے ہے۔ اور جب اسکے ہمراہ نیت اور قصد حرام بھی شامل ہو تو تمام معاملہ خراب اندر خراب اور حرام اندر حرام کیا ہو جاتا ہے پس یہ مرثیہ خوانوں کا گروہ اگر تھوڑا بھی اپنے ان تمام ناشائستہ اعمال و افعال میں جو مرثیہ خوانی کے متعلق اور قصہ خوانی کے وقت ان سے صادر ہوتے ہیں۔ اور اس سے جو غرض فاسد اور مفاسد ان کے مدنظر ہوتی ہے اور جو نتیجہ ان پر مرتب ہوتا ہے غور کریں اور پھر قرآن اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روایات آئمہ علیہم السلام کو دیکھیں اور پڑھیں تو ان پر لازم ہو جاوے کہ جس قدر مصائب اور عذاب آخرۃ اور دنیا انہوں نے اپنے ان افعال و اعمال اور اقوال سے اپنے لئے کمایا اور مہیا کر رکھا ہوا ہے۔ تو سید الشہداء کی مجلس کو چھوڑ کر بلکہ اپنے لئے مجلس ماتم و عزا برپا کریں اور اپنی حالت زار نالہ پر گریہ و بکا کریں۔ (لؤلؤ مرجان صفحہ ۱۴۴)

فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا جزاء بما کانوا یعملون ٥

(۸)

چند دروغ وغیر صحیح واقعات کا ذکر جنکو مرثیہ خوان لوگ عموماً مجالس عزا میں پڑھتے ہیں

(۱) "قصہ جعفر جنی اور عروسی قاسم دونوں جھوٹے اور بے اصل ہیں اگرچہ یہ دونوں قصے روضہ کاشفی میں موجود ہیں مگر مثل علامہ مجلسی اور اُن کے وقت کے دیگر محدثین نے ان قصص کی طرف توجہ اور اعتنا نہیں کی اور انکی طرف مراجع نہیں کیا اگرچہ ناممکن ہے کہ انکی نظروں سے یہ قصص نہ گذرے ہوں قصہ عروسی قاسم کا سوائے کتاب روضہ کے اور کسی کتاب میں شیخ مفید کے وقت سے اسوقت تک جہاں تک کہ انکے مؤلفات مسلسل ہر طبقہ میں بیان ہوتے چلے آئے ہیں اور موجود ہیں مذکور نہیں اور کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایک ایسا اہم معاملہ کربلا میں گذرا ہو۔ اور ان تمام محدثین اور محققین امامیہ کی نظروں سے وہ چھوٹ گیا ہو حتیٰ کہ مثل علامہ ابن شہر آشوب جسکے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے پاس ہزار جلد کتب مناقب کی موجود تھی۔ اس میں بھی مذکور نہیں۔ علاوہ اس کے تمام کتب تواریخ و سیر و انساب معتمدہ میں بھی اس کا وجود نہیں۔ جس سے یہ امر اس قدر بھی ثابت ہو کہ حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی کوئی لڑکی بے شوہر قابل تزویج اسوقت موجود تھی۔ کیونکہ اگر کوئی ایسی لڑکی نکاحی ہوتی تو گمان اور احتمال ہو سکتا تھا۔ کہ شاید ایسا کوئی نکاح عمل میں آیا ہو۔

(۲) قصہ زبیدہ اور شہربانو اور قاسم ثانی در خاک رائے و اطراف آن کہ زبان زد عوام ہے اور لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے۔ یہ سب خیالات واہیہ کے اقسام سے ہیں اور لازم ہے کہ ایسے قصوں کو مثل داستان امیر حمزہ اور دیگر جعلی اور فرضی کتابوں کے سمجھا جاوے۔

تمام علماء انساب اس امر پر متفق ہیں کہ قاسم بن الحسن کی کوئی اولاد نہیں ہے اور یہ سب فرضی قصے گریہ و بکا کرانے کے لئے یہ مرثیہ خوان لوگ بے اعتبار کتابوں سے اور بے اصل روایات کی بنیاد پر مجلس ماتم و عزا میں بیان کرتے ہیں

(۳) ایک اور خبر بے بنیاد جو محال عادیہ سے ہے وہ یہ بیان ہے کہ کربلا میں مخالفین کا لشکر قریب پانچ چھ لاکھ سوار اور دو کروڑ پیادہ کے تھا۔ اور ان میں کوئی شامی یا حجازی نہ تھے سب کوفی تھے۔ اب اتنا لشکر تو شداد اور نمرود کو بھی اسقدر طویل مدت سلطنت میں میسر نہ تھا۔ پھر ابن مرجانہ کے لئے اس قدر قلیل مدت میں کہ ابھی اسکی سلطنت کو پائیداری بھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ کس طرح میسر آ سکتا تھا۔ پھر اسقدر کثیر فوج کے لئے [illegible] اور کس طرح بہم پہنچا سکتا تھا۔ یہ امور محال عادیہ سے ہیں اور جب اس قسم کی ضعیف اور بے اصل خبریں اور حدیثیں بہت ہو جاویں تو اس مذہب جعفری کے لئے یہ امور بہت کمزوری پیدا ہونے کے سبب ہو سکتے ہیں۔ اور دوسرے مذاہب اس پر تمسخر اور استہزاء اور ہنسی کرتے ہیں۔ اور تمام احادیث و مالیہ کو [illegible] بے سرو پا کی مانند مجہول اور بے اصل خیال کرتے ہیں۔ جیسے کہ دیگر مذہب والوں نے صاف لکھ دیا ہے کہ شاید [illegible] اور اس امر کے ثبوت کے لئے یہ امر کافی ہے کہ منکر کے مقابلہ میں کتاب اسرار الشہادۃ پیش کر دینگے۔ مثلاً اگر ہمارے امامیہ بزرگان دین سے کوئی سوال کرے۔ کہ شیخ جلیل علی ابن الحسین مسعودی کہ ثقات شیعوں میں سے ہے اور علامہ کلینی کا ہمعصر تھا۔ اس نے حضرت سید الشہداء کے متعلق کتاب اثبات الوصیۃ میں لکھا ہے کہ آنحضرت نے یوم عاشورہ کی جنگ میں اپنے ہاتھ سے ایک ہزار آٹھ سو آدمی قتل کیے۔ اور ابن شہر آشوب نے باوجود تبحر علمی و کثرت موجودگی کتب اور اسی طرح محمد بن ابی طالب نے جیسا کہ بحار الانوار میں نقل ہے عدد کشتگان ایک ہزار نو سو پچاس تک درج کیا ہے اور بعد کی کتابوں میں جو مسعودی سے ایک ہزار سال بعد لکھی گئی ہیں مقتولین کی تعداد تیس ہزار اور حضرت عباسؓ نے جس قدر قتل کئے ان کی تعداد پچیس ہزار تک لکھی گئی ہے پس ان تعارضات کا حکم کیا ہے سوائے اسکے کہ پہلی روایتوں کو کذب سچ کہکر رد کیا جاوے۔ تعجب ہے ان اکاذیب کے طومار کی نقل سے فائدہ کیا ہے۔ اگر صرف ان اکاذیب سے حضرت حسین کی شجاعت بشریہ کا اظہار مطلوب ہے۔ تو اسکے ثبوت کے لئے ان اکاذیب اور اباطیل سے متمسک ہونا بیفائدہ ہے۔ اگر اس دن آنحضرت نے سو نفر کو بھی مارا ہوتا تو اشجع الناس ہونے کے لئے یہ کافی تھا۔ سراج منیر چراغ عالم افروز کہ خداوند عالم نے بندوں کے لئے مہیا فرمایا ہو اسکو تیل اور بتی اور اعانت نور عالم غیب اور شجرہ مبارک زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ سے پہنچتی رہیگی۔ وہ کسی سیاہ دروغ کے الفاظ دروغ کی مدد کا محتاج نہیں۔ نکتہ سنجی ایک صلیب پرست عیسائی سے سیکھو جس نے اپنی تاریخ چین اُرمد میں صفحہ ۱۱۱ شجاعت کے ذکر پر حضرت حسین ابن علی علیہ السلام کی اس طرح مدحت سرائی کی ہے بہادری و شجاعت رستم مشہور زمانہ ہے لیکن دنیا میں چند مرد ایسے بھی گذرے ہیں کہ اُن کے مقابلہ میں رستم کا نام لینا زیبا نہیں چنانچہ حسین ابن علی کہ اُنکی شجاعت تمام بہادروں کی شجاعت پر مقدم ہے۔ جو شخص میدان کربلا میں ریگ گرم پر با حالت تشنگی و گرسنگی ایسی بہادری اور مردانگی عمل میں لا چکا ہو۔ اسکے

مصر پر سے تمہارا (العیاذ باللہ) کیوں اکھڑ گیا۔ اس کی ایک اور صرف ایک ہی وجہ ہے کہ تم حکومت کے اہل نہ تھے۔ تمام دنیا کی تاریخ پڑھ کر دیکھو تو سب کے زوال کی وجوہات تقریباً یکساں ہی ہیں۔ تنگی سلطنتوں کے جاتے رہنے پر رونے کی کوئی وجہ نہیں تلک الایام نداولھا بین الناس۔ رونے اور ماتم کرنے کی یہ بات ہے کہ تم مسلمان نہیں رہے اس کے لئے جس قدر ایجی ٹیشن کرو تھوڑا ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اولوالعزم صحابہؓ کے لئے جنگوں کا فتح کرنا اور سلطنتوں کا قائم کرنا تو کوئی بڑی بات نہ تھی۔ سب سے بڑی کوشش اور جانگداز محنت وہ جس امر کے لئے کرتے تھے۔ وہ اصلاح نفس تھی۔ اور اسے ہی اسلامی اصطلاح میں جہاد اکبر کہتے ہیں جس کے ہمیشہ جاری رکھنے کا حکم ہے میں یہ نہیں کہتا کہ خلافت کے لئے کوشش نہ کرو۔ مومن کا کام کوشش کرنا ہے مگر سب سے ضروری امر یہ ہے کہ تم قرآن کریم کے صحیح معنوں میں مسلمان بن جاؤ۔ میں تو حیران ہوتا ہوں۔ کہ آجکل مسلمانوں نے اسلام کو سمجھ کیا رکھا ہے خلافت کے لئے ایجی ٹیشن کرنے کے لئے سب سے آگے ہر ایک نظا ہے اور جوش وخروش میں حصہ لینے کے لئے سب سے پیش پیش۔ لیکن ان کی حالت کو دیکھو۔ تو اسلام سے ان کو کوئی تعلق نہیں۔ نہ کبھی نماز پڑھتے ہیں نہ کبھی روزہ رکھا ہے قرآن کریم پر عمل کا تو کیا ذکر ہے کبھی کھول کر بھی دیکھا نہیں۔ میں نے تو اکثر مسلمان گریجویٹ بھی دیکھے ہیں جنہوں نے اسلامی درسگاہوں میں تعلیم پائی ہے مگر انہیں نماز بھی پڑھنی نہیں آتی ایسے بے اصول لوگوں کا ایجی ٹیشن کیا اثر رکھتا ہے تم اپنی حالت پر انصاف کے لئے ایک سرسری نظر ڈالو۔ تم وہ لوگ ہو کہ جنکو خداوند عالم نے دنیا کی رہنمائی کے لئے پیدا کیا تھا۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ آج کیا تم اپنے اس فرض کو پورا کر رہے ہو دوسروں کی رہبری کا تو کیا ذکر ہے۔ کیا تم دوسروں کی رہنمائی کے محتاج نہیں ہو۔

صحابہؓ کی زندگی پر غور کرو۔ ایک تن وحد افغانوں جیسی اکھڑ اور جاہل قوم میں آتا ہے انکی رسم ورواج۔ ان کے لباس۔ ان کی طرز حکومت یہاں تک کہ ان کے خیالات کو بھی بدل دیتا ہے۔ مگر آج تم مہاتما گاندھی کے پیچھے آنکھیں بند کر کے اس طرح چلتے ہو کہ قرآن نہ حدیث سے فتوے تلاش کیا جاتا ہے۔ جو کچھ مہاتما گاندھی فرماتے ہیں وہی مسلمانوں کا دستور العمل قرار پا جاتا ہے۔ اور اس کا حل اس طرح کیا جاتا ہے۔ کہ چونکہ یہ مسئلہ سیاسی ہے اس لئے اس کا علاج بھی سیاسی ہونا چاہئے۔ گویا کہ سیاست اسلام سے کوئی علیحدہ چیز ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

میرا ایمان ہے اور ہر وہ شخص جس نے اسلام کا تھوڑا سا بھی مطالعہ کیا ہے۔ میرے ساتھ متفق ہوگا کہ مسلم کا ہر ایک فعل خدائی حکم کے ماتحت ہونا چاہئے۔ قرآن وحدیث جو ہر ایک چھوٹے سے چھوٹے معاملے میں حکم ناطق دیتے ہیں کیا اس عظیم قومی مصیبت کا اس میں کوئی ذکر نہیں تم قرآن وحدیث اٹھا کر دیکھو تو سہی۔ کہ قرآن کریم میں ان باتوں کا صراحت سے ذکر ہے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کن پُر درد الفاظ میں امت مرحومہ کی موجودہ حالت کا ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالے خوب جانتا ہے کہ میرے دل میں مہاتما گاندھی کی بہت بڑی عزت ہے کہ وہ ایک بے نفس اور اپنی بات کا دھنی شخص ہے۔ اور ان خوبیوں کے لئے جس قدر عزت کی جائے کم ہے۔ میرے کہنے کا تو یہ مطلب ہے کہ مسلم کی شان کے یہ شایاں نہیں کہ جب خدا نے اُسے دنیا کا لیڈر بنا کر بھیجا ہے تو وہ اپنے وقار اور خودداری کو ایک ہندو لیڈر کی اندھا دھند تقلید کے بُت پر قربان کر دے۔ یاد رکھو تم مسلمان ہو۔ تم خدائے واحد کے پرستار ہو تم خیر امت ہو۔ اندھا دھند تقلید تو ایک مسلمان ولی اللہ کی بھی ممنوع ہے اور شریعت اسلام اسے بت پرستی قرار دیتی ہے۔ مسلمانو! خوب یاد رکھو اگر تم اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہونا نہیں سیکھتے۔ اگر تم اپنے لئے آپ غور نہیں کرتے۔ تم زندہ قوموں میں کبھی شمار نہیں ہو سکتے۔ آج بچے بچے کی زبان پر نن کوآپریشن ہے مگر کتنے ہیں جو اس کے کرنے کے لئے تیار ہیں اور کتنے ہیں جنہوں نے ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیا ہے۔ [illegible]

نامۂ ووکنگ

ہندوستان اور اُس کی آزادی

ایک انگریز مدبر کے نقطۂ نظر سے

برطانیہ کی ہندوستان سے بے نیازی اور مسئلہ خوراک

ہندوستانیوں کے حال پر اس قدر نوازش کے اظہار کے ساتھ مسٹر بلیچفورڈ نے بتایا ہے۔ کہ برطانیہ کا ہندوستان۔ مصر۔ افریقہ اور دیگر ایشیائی مقبوضات سے ہاتھ اٹھا لینا (بشرطیکہ ہندوستان کسی غیر کے قبضہ میں نہ چلا جائے۔ اور اپنی حفاظت آپ کرے) کہاں تک خود اسکی خانگی ضروریات کے متقاضی ہے وہ لکھتے ہیں کہ "میں اس حقیقت پر ایمان بالغیب لائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اپنے بعض بعید المسافت اور غیر انگریزی مقبوضات کو آزاد کر دینے اور برطانیہ عظمے اور نوآبادیات کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش سے ہم اپنے قومی وقار کو بڑھا سکتے اور اپنی بہت سی مصائب اور اخراجات کو کم کر سکتے ہیں۔ ہندوستان کے خطرات اور اسکے بار گراں کے سوال کے بعد کوئی دوسرا معاملہ ایسا اہم ہمارے سامنے نہیں جیسا کہ "مسئلہ خوراک" ہے" پھر لکھا ہے۔ کہ "ہماری یہ ناخوشگوار پالیسی کہ خود اپنے گھر کی پیداوار سے ہاتھ اٹھا کر بیرونی اشیاء پر گزارہ کرتے اور غیروں کے دست نگر بنتے ہیں۔ دوران جنگ میں ہمیں موت کے قریب لے آئی۔ اور ابھی تک اشیاء کی بہت زیادہ بڑھی ہوئی قیمتوں اور نہایت کم درآمد سے ہمیں کھلتی جا رہی ہے اور امید نہیں کہ یہ سلسلہ ابھی فوراً ختم ہو جائے۔ اسکی پریشانی ابھی اور کچھ وقت تک ستاتی ہی رہے گی"

ان کی رائے ہے کہ "برطانیہ۔ آسٹریلیا۔ نیوزیلینڈ۔ نیوفونڈلینڈ۔ جو مل ملا کر قریباً ستر لاکھ مربع میل پر حاوی ہوتے ہیں۔ اور جن کی کل آبادی چھ کروڑ بنتی ہے حکومت اور ان پر گزارہ قائم کرنے کے لئے یہ بہت کافی رقبہ زمین اور بہت زیادہ نفوس ہیں۔ اگر وہ تمام کوشش اور روپیہ کی گراں بہا رقوم جو ہندوستان اور دیگر غیر انگریزی مقبوضات پر صرف کی جاتی ہیں صرف ان چار ملکوں پر لگا لی جائیں تو بہت جلد ہم پہلے سے بہت بڑھ کر امیر بن سکتے اور امن اور سلامتی کو پا سکتے ہیں"

ہندوستان کی قسمت کا حل لیگ اقوام

ان متضاد حالات میں ایک طرف ہندوستان پر قبضہ برطانیہ کے لئے باعث نقصان ہے اور دوسری طرف اس کی آزادی خود اپنی بربادی کا خطرہ یا یوں کہنا چاہئے۔ کہ قومی تعصب اور حسد حائل ہے مسٹر بلیچفورڈ نے ایک تیسری راہ بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک ایسی لیگ اقوام ہونی چاہئے۔ جس میں دنیا بھر کی تمام اقوام کی شرکت ہو۔ اور پھر اس کی ضمانت پر ہندوستان کو آزاد کر دیا جائے اس سے بیچارے ہندوستانیوں کی حفاظت بھی ہو جائیگی۔ انکو آزادی بھی مل جائیگی۔ اور برطانیہ کو بھی کوئی کھٹکا آئندہ کے لئے نہ رہیگا۔

لیکن "لیگ اقوام" کی موجودہ حالت کیا اس ذمہ داری کو اٹھانے کے قابل ہے؟ خود مسٹر بلیچفورڈ کی رائے ہے۔ کہ موجودہ "لیگ اقوام" ایک آزادانہ خواہش سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں رکھتی اور یہ عیاں ہے کہ وہ لیگ جس میں امریکہ، روس اور جرمنی جیسی طاقتیں شامل ہیں۔ ہندوستان کی آزادی کی ایک نہائت کمزور محافظ اور بے حقیقت ضمانت ہوگی"۔

"پس کیا یہ ممکن ہے کہ ایسی لیگ بنائی جائے جو تمام جنگوں کا خاتمہ کر دے"؟

یہ آخری سوال ہے جو مسٹر بلیچفورڈ نے اپنی قوم کے سامنے رکھا ہے وہ صاف لکھتے ہیں کہ ہندوستان کو اگر آزاد کیا گیا تو اس صورت میں چین۔ جاپان اور ہندوستان ان تین بڑی بڑی ایشیائی طاقتوں میں کل ستر کروڑ نفوس کی آزادی بہت کچھ خطرات کا موجب ہوگی۔ اگر یہ تینوں یا ان میں سے کوئی دو جنگ پر کمربستہ ہو جائیں تو کونسی وہ بین الاقوامی طاقت ہوگی۔ جو ان کو اس سے روک سکے۔ اور ہندوستان کی آزادی بحال رہے۔ کیا یہ امید کی جا سکتی ہے کہ ہندوستان جیسے آسان شکار کو غیر محفوظ دیکھ کر روس اور جرمنی کے منہ میں پانی نہ بھر آئیگا اور اگر ایسا ہوگا۔ تو کونسی وہ زبردست طاقت اسوقت ہوگی جو انہیں اس پر حملہ آور ہونے سے روک سکے"

انگریزی قوم اور ہندوستان

خود انگریزی قوم کے متعلق مسٹر بلیچفورڈ کا اعتراف ہے۔ کہ "تعداد کے لحاظ سے ہم (انگریزی قوم) بہت ہی چھوٹی سی قوم ہیں۔ اپنی انگریزی بولنے والی نوآبادیات کو ملا کر بھی ہم سات کروڑ کی تعداد کو پورا نہیں کرتے اور تو اور جرمنی یا جاپان کے برابر بھی ہماری تعداد نہیں" پھر لکھا ہے "بہت سی بعید المسافت اور بڑی بڑی نوآبادیات اور مقبوضات کو ہم اپنے قبضہ میں کئے ہوئے ہیں اور ایک بڑی عظیم الشان اور بکھری ہوئی تجارت کے ہم نگران ہیں اور خود اپنی خوراک اور خام اشیاء بھی ہم فراہم نہیں کر سکتے جنگ سے ہم تھکے ماندے۔ آپس میں بالکل غیر متفق اور قرضدار ہیں اور یقیناً یہ ہمارے لئے بہت مشکل ہے کہ تازہ اور زیادہ مشکل ذمہ داریوں کو ہم اپنے سر پر لیں اور ایشیا اور یورپ میں اور بڑے بڑے اخراجات کے ہم ذمہ دار ہوں"

"لیکن جب تک ہم ایک مشرقی طاقت بنے ہوئے ہیں۔ جب تک ایک اسلامی سلطنت کہلانے کا شرف ہم رکھتے ہیں۔ جب تک کہ اپنی خوراک کا تہیہ بیرونی ممالک سے ہم کر سکتے ہیں اور ہندوستان کے راستے ہمارے لئے کھلے ہیں۔ اسوقت تک اپنے اخراجات کو کم کرنا اور روزمرہ کے خطرات سے جان چھڑانا کوئی آسان کام نہیں"

آخر میں مسٹر بلیچفورڈ نے اپنے ہم وطنوں کو نصیحت کی ہے۔ کہ "ہندوستان کا مسئلہ ایک بہت ہی پیچیدہ اور مشکل مسئلہ ہے۔ لیکن ہمیں اس کے ساتھ جس طرح بھی ہو سکے نباہنا ہے۔ اس لئے یہ بہت ہی مناسب ہوگا۔ اگر لوگ اس مسئلہ کے متعلق زیادہ دلچسپی سے کام لیں۔ جس قدر کم اور خفیف ہم ہندوستان کے مسئلہ کو سمجھتے اور اسکو مطالعہ کرتے ہیں۔ اسی قدر وہ ہم سب کے لئے مشکل تر بنتا جاتا ہے۔ ہندوستان کی ہم پر ذمہ داری۔ خطرات مشکلات اور اخراجات پر مشتمل ہے۔ میں نہیں کہتا کہ اسکے علاوہ اور اس سے کچھ وصول نہیں ہوتا۔ یا کچھ اور فوائد اس سے نہیں ہوتے۔ بلکہ غرض صرف یہ بتانا ہے کہ یہ تینوں چیزیں اس ذمہ داری کا جزو غالب ہیں"

مسٹر بلیچفورڈ کا یہ مضمون جس قدر اہمیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ ظاہر ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس مضمون کے شائع ہوتے ہی لارڈ چانسلر۔ لارڈ برکن ہیڈ نے اس کا جواب لکھا ہے۔ جو اگلی قسط میں ہدیہ ناظرین ہوگا۔

لارڈ چانسلر کے جواب الجواب میں مسٹر بلیچفورڈ نے جو مضمون لکھا ہے۔ وہ اور بھی دلچسپ اور ہندوستانیوں کے متعلق انگریزی تہذیب واخلاق کا مرقع ہے۔ اس میں مسٹر بلیچفورڈ نے واقعات سے دکھایا ہے کہ کیا کچھ سلوک اس تہذیب کے پردہ میں انگلستان کے عہد حکومت سے لے کر آجتک ہندوستانیوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور وہ تہذیب واخلاق کے کہاں تک شایاں ہے۔ آئندہ قسط ان سب واقعات کی پردہ کشائی کرے گی۔ انشاء اللہ تعالے۔

دوست محمد از ووکنگ۔ انگلینڈ۔

درخواست دعا

احمد بخش صاحب احمدی سکنہ ڈیرہ غازی خان حال مقیم احمدیہ بلڈنگس لاہور لکھتے ہیں کہ میں تقریباً ایک ہفتہ سے اغراض علاج احمدیہ بلڈنگس میں مقیم ہوں اور ڈاکٹر حضرت میرزا یعقوب بیگ صاحب کے زیر علاج ہوں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ سے بالخصوص اور جملہ احمدی برادران سے بالعموم طالب دعا برائے شفایابی خود ہوں۔

اطلاع

خریداران خط وکتابت کے وقت اپنے چٹ کا نمبر اور صحیح پتہ تحریر فرمایا کریں کہ تعمیل حکم میں تسہیل ہو۔

فہرست زر چندہ جماعت احمدیہ چک ۵۵ معرفت جناب غلام قادر صاحب

نام		رقم
چوہدری غلام محمد صاحب باجوہ چک ۵۵		للعہ
چوہدری کرمداد صاحب کاہلوں	" "	صمہ
چوہدری خان بہادر صاحب گہمن	"	صمہ
چوہدری عمر بخش صاحب نمبردار	"	صمہ
ملک غلام محمد صاحب پٹواری نہر	"	للعہ
چوہدری خان بہادر صاحب احمدی	"	للعہ
میاں عنایت اللہ صاحب درزی	"	۸ر
میاں نتھو خان صاحب سُنار	"	لعہ
میاں عمر بخش صاحب درزی	"	للعہ
چوہدری حسین بخش صاحب احمدی	"	للعہ
میزان کل		للعہ

قادیان سے ایک نئی شریعت کا اعلان

(از بابو منظور الٰہی صاحب سوہدروی)

آجتک تو میاں محمود احمد صاحب اور اُن کے غالی مرید اسی امر کا اعلان کرتے رہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کوئی شرعی نبی نہیں بلکہ غیر شرعی نبی ہیں اور شریعت محمدیہ کے پیرو ہیں مگر اب دین سے بے بہرہ لوگوں میں نبوت کا مفہوم جماکر دوسری سیڑھی پر قدم رکھا جا رہا ہے اور آہستہ آہستہ شریعت محمدیہ پر بھی تبر ظلم چلانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ۱۵ر جولائی ۱۹۲۰ء کے الفضل میں بعنوان "احمدی کی لڑکی کا غیر احمدی سے نکاح کرنا حرام ہے" دیگر بہت بے سروپا باتیں بیان کی ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کا اس بارہ میں ایک بھی صاف فتوے درج نہیں کیا۔ پیشتر اس کے کہ ہم دلائل محمودیہ پر کچھ لکھیں اپنے اُن تمام محمودی دوستوں سے جنہوں نے اپنی لڑکیاں غیر احمدی رشتہ داروں کو دی ہوئی ہیں۔ اپنی پوزیشن پر غور کرنے کی التجا کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر غیر احمدی کو لڑکی دینا حرام ہے تو وہ تمام احمدی لڑکیاں جو غیر احمدیوں کے نکاح میں ہیں۔ معاذ اللہ زنا کر رہی ہیں۔ اور اُن کی اولاد ولد الزنا ہے کیونکہ نکاح کے فعل کو حرام قرار دینے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے +

الفضل لکھتا ہے کہ " اگرچہ اسوقت کوئی خاص معاملہ اسکے متعلق در پیش نہیں۔" مگر ہمیں معلوم ہے کہ خواہ معاملہ در پیش نہ ہو۔ تاہم اپنے بڑے بھائی یعنی شیعہ ین کی نعلین کما نعلین تقلید کرنی ضروری سمجھ کر اس معاملہ پر موجودہ وقت میں قلم اُٹھایا گیا ہے۔ کیونکہ حال ہی میں علی الحائری نے بعینہ یہی فتوے دیا ہے۔ کہ شیعہ عورت کا نکاح غیر شیعہ مرد سے باطل ہے اور ان کی اولاد بھی شرعاً ولد الزنا ہے۔ اور کہ بعض شیعہ فقہاء اس ناجائز نکاح میں طلاق کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے۔ لیکن بعد دخول عدت ضروری ہے۔ اسی بنیاد پر محمودی مذہب اپنی عمارت کھڑی کرنا چاہتا ہے اس لئے یہ بہتر ہوگا۔ کہ ہر معہ ہر ادہ ان گرامی اپنی ایسی لڑکیوں کو جو غیر مذہب میں بیاہی جا چکی ہیں۔ اور ولد الزنا اولاد پیدا کر رہی ہیں۔ بغیر طلاق اپنے گھروں میں واپس لیکر اس حرام فعل کو رد کرنے کی کوشش کرینگے۔

الفضل کو اول تو میاں صاحب کے ایسے چوٹی کے مریدوں کی فہرست یاد ہوگی جنہوں نے اپنی لڑکیاں غیر احمدیوں کو دے رکھی ہیں۔ ورنہ ہم بھی اس بارہ میں اُس کی مدد کرنے کو تیار ہیں۔ اور از سر نو فہرست مرتب کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔

یہاں تک تو محمودی مذہب کی خصوصیات پر بحث تھی اب رہا یہ امر کہ آیا حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس امر کو حرام قرار دیا ہے یا نہیں۔ الفضل نے جو حوالہ فتاوٰے احمدیہ جلد دوم صفحہ سے لیا ہے وہ لڑکی اور لڑکے ہر دو کے نکاح کے بارہ میں ہے۔ جس میں یہ صاف طور پر لکھا ہے کہ " جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہوکر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں اُن سے ہماری جماعت کے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں " گویا ایسے خبیث لوگوں سے لڑکیاں لے یا دے کر تعلق پیدا کرنے کی ضرورت نہیں۔ جبتک کہ وہ توبہ کرکے جماعت میں داخل نہ ہوں۔ یہ تو ہوا ان لوگوں کا معاملہ جو ہماری نسبت بغض اور عناد رکھتے ہیں۔ رہے دوسرے لوگ جو ہم سے بغض و عناد نہیں رکھتے۔ بلکہ ہماری جماعت کے افراد کو نیک اور مخلص مسلمان سمجھ کر ہم سے تعلق رکھنا چاہتے ہیں اور باوجود جماعت میں شامل نہ ہونے کے ہم سے ہمدردی رکھتے ہیں ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت سے آجتک ویسے لوگوں

سے احمدیوں کی رشتہ داریاں ہوتی رہیں۔ حضرت صاحب کے روبرو ایسے نکاح پڑھے جاتے رہے۔ اگر یہ امر حضرت صاحب کے اس اشتہار کی منشاء کے خلاف ہوتا۔ تو آپ کبھی اسکی اجازت نہ دے سکتے تھے۔ پھر سب سے بڑھکر یہ کہ اس اشتہار کے مطابق رجسٹر وغیرہ مرتب کرنے اور نکاحوں کی تجاویز پر عملدر آمد ہونے کی منشاء ایزدی نے اجازت ہی نہ دی۔ خواہ اس اشتہار کی عبارت کی کتنی ہی رنگ آمیزی کی جائے۔ مگر اس اشتہار سے لڑکی کے نکاح کی حرمت نکالنی اور لڑکے کے نکاح کو جائز ٹھیرانا کسی طرح نہیں نکل سکتا۔ اگر حرمت ہی نکالنی ہے تو ہر دو کے لئے نکالو۔ کیونکہ معاندوں اور دشمنوں سے ہر دو طرح تعلق سے منع کیا ہے لڑکی دے یا لڑکی لے کر۔ ہاں شیعوں کی پیروی میں اگر مسلمان لڑکیوں پر معاذ اللہ زنا کا الزام ہی دینا ہے تو امر دیگر ہے +

ایک حل طلب معمہ

پیغام صلح ہمارے محمودی دوستوں کی جو ادا ہے وہ دُنیا جہان سے نرالی ہی ہوتی ہے حضرت میاں صاحب کے مذہب میں اگر ماں باپ میں سے ایک احمدی ہو تو اولاد بھی احمدی قرار پائے گی۔ (خواہ ماں احمدی ہو یا باپ) مگر دوسری طرف غیر احمدیوں سے نکاح حرام قرار دیا جاتا ہے۔ اب اس معمہ کی سمجھ نہیں آتی کہ نکاح تو ناجائز اور حرام۔ مگر اولاد احمدی۔ کیا اصل حرام کا نفع حلال اسی کو نہیں کہتے ؟

متفرق خبریں

عید کے دن عیدگاہ شیخ خاوند طہور (تاشقند) میں "جمعیت وکرزی" اور مسلمانان ترکستان کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں تین ہزار سے زیادہ مسلمان شریک تھے۔ اور نماز عید سے پہلے خلافت اسلامیہ کا مسئلہ زیر بحث تھا۔ میاں بزرگ میاں سالک صدارت جلسہ کے لئے اور پیسر ناربوتہ کتابت مجلس کیلئے منتخب ہوئے اور بہت سے بحث مباحثہ کے بعد ذیل کی قراردادیں منظور ہوئیں:—

کئی زمانے گذر گئے کہ جہاں گیران یورپ خصوصًا انگریزوں کی استبدادی حکومت تمام دنیائے مشرق اور عالم اسلام کو اپنے سیاسی و اقتصادی مقاصد کے لئے غلام بنالینا چاہتی ہے اور اسی نیت سے انہوں نے بہت سی مشرقی قوموں کو برباد کرکے ان کا خون پیا ہے۔

آجکل کے زمانے میں تو اس کا غرور درجہ انتہا تک پہنچ گیا ہے۔ اور اس نے اپنے تمام جور و ستم پر دستخانہ کرکے ایشیائی قوموں کی دینی و ملی ناموس پر دست درازی شروع کی ہے چنانچہ مسلمانان عالم کے مقدس ترین مقامات یعنی مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر جن کی زیارت کے لئے ہزار ہا مسلمان ہزار ہا میل کی راہ طے کرکے آتے ہیں۔ نہایت وحشیانہ طور پر بزور توپ قبضہ کرکے ویران کیا ہے +

خلافت مقدسہ اسلامیہ کے مرکز دینیہ یعنی "استنبول" پر نہایت بددیانتی اور بے رحمی کے ساتھ فوجیں چڑھاکر اسے غصب کرلیا۔ اور مملکت مقدسہ اسلامی ترکی کو پارہ پارہ کردیا +

جنگی تیاریوں اور فوجوں کی تعداد کے اعتبار سے افغانستان تمام دول اسلامیہ پر سبقت لے گیا ہے۔ فوجیں بہت طاقتور اور منظم ہیں کیونکہ سالہائے دراز سے افغانستان کی فوجوں کو ترکی اور جرمنی کے اصول جنگ کے مطابق تعلیم دی جا رہی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر غازی امیر افغانستان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ ایک ذرا سا اشارہ کردیں تو دس لاکھ مسلح و تربیت یافتہ سپاہی میدان جنگ میں حاضر ہو سکتے ہیں +

افغانستان ایک پہاڑی سلطنت ہے۔ جس میں سامان جنگ بارود اور مختلف قسم کے آتشین اسلحہ آلات کے کارخانے ہیں اور چونکہ افغانستان کے تاجداران سابق نے امریکہ و یورپ سے بہت سے آلات حربی و اسلحہ و توپ و تفنگ خرید رکھے ہیں اس لئے اس ملک میں سامان جنگ کی کمی نہیں +

اخبار ٹائمز اپنی تازہ ترین اشاعت میں رقمطراز ہے کہ جمال پاشا جو پہلے وزیر امارت بحری تھے اور بعد میں فلسطین اور شام میں عثمانی افواج کے سپہ سالار بھی رہ چکے ہیں ایک عثمانی وفد لئے ہوئے براہ تاشقند کابل رونق افروز ہوئے یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ جمال پاشا اخوت اسلامی [illegible]

کی غرض سے آئے ہیں۔ تاکہ احرار اسلام اور افغانستان کا رابطہ و راستہ قائم ہو جائے۔ جمال پاشا کو بوستوکی تحریک سے پوری ہمدردی ہے +

اسیران جنگ کی رہائی:- بغداد ۱۳ ستمبر۔ کپتان سٹرچن اور دو دوسرے اسیران جنگ جو دل عباس میں مقید تھے۔ اب ہماری جمعیت میں آملے ہیں سب کی صحت اچھی ہے +

بغداد ۱۳ ستمبر۔ عراق کے متعلق ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ کھوت سے ہم پر متواتر گولیاں چلتی رہیں جن سے خفیف نقصان جان بھی ہوتا ہے۔ مگر برجوں کی تعمیر برابر جاری ہے۔ باغیوں کی بعض جمعیتوں نے بغداد فلوجا ریلوے پر چند برجوں پر رات کو حملے کئے ہیں۔

جو دستہ فوج بغداد سے ۷ر ماہ حال کو شہربان کی طرف روانہ ہوا تھا۔ وہ ابوجراہ کی طرف بلا مزاحمت پچاس میل سے زیادہ پیشقدمی کر گیا۔ وہاں باغیوں سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی۔ جنہیں نہروان کی طرف پسپا کردیا۔ جہاں ہمارے رسالہ نے باغیوں کی جمعیت منتشر کردی باغی شہربان کی طرف پسپا ہو گئے۔ جہاں ہمارا دستہ فوج ۱۰ر ستمبر کو پہنچا اور اس نے مخالف باشندوں سے بندوقوں کا تاوان وصول کیا اس دوران میں تین سو باغیوں نے ابوجراہ کی چوکی پر حملہ کیا۔ مگر ہوائی جہاز کی بروقت آمد نے اُنہیں منتشر کردیا۔ ہوائی جہاز نے ان پر بم کلدار توپوں کی گولہ باری کی +

۱۱ر ستمبر کو باغیوں نے سامرہ کے ریلوے سٹیشن پر ایک زبردست حملہ کیا جو نو گھنٹے کے بعد پسپا کیا گیا +

دہلی ۱۹ر ستمبر۔ جناب سیٹھ چھوٹانی صاحب صدر مرکزی خلافت کمیٹی اور جناب احمد حاجی صدیق کھتری صاحب ۱۴ر ستمبر کو کلکتہ سے دہلی کی جانب روانہ ہوئے۔ راستہ میں علیگڈھ کے اسٹیشن پر ایم۔ اے۔ او۔ کالج کے متعلمین نے ان کا خیر مقدم کیا جناب سیٹھ چھوٹانی صاحب نے نہایت موثر پیرایہ میں ایک معرکۃ الآراء تقریر کی اور فرمایا۔ یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ مجھے علیگڈھ کے نزدیک سے گذرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ مجھے کالج کے طلبا سے ملکر بے حد خوشی ہوئی۔ عزیزو۔ مسلمانوں نے اپنے مذہبی مطالبات کو نہایت واضح الفاظ میں برطانی وزراء کے سامنے پیش کردیا ہے۔ لیکن ان کے دلائل کو کان دھر کر نہیں سناگیا۔ انکی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ وہ وفد خلافت جو ولایت بھیجا گیا تھا ہے نیل و مرام واپس آ رہا ہے +

ایسے واقعات اور حالات کی موجودگی میں بہترین طریق کار یہ ہے کہ ہم تحریک عدم تعاون پر کاربند ہو جائیں۔ کیونکہ اب عدم تعاون ہر ایک مسلمان پر بروئے احکام اسلام فرض ہے۔ ہندوستانی نیشنل کانگریس نے بھی عدم تعاون کو منظور کرلیا ہے۔ امید ہے کہ متعلمین علیگڈھ کالج اس تحریک کو جامۂ عمل پہنانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھیں گے۔

آپ نے مبلغ پانصد روپیہ ڈیوٹی سوسائیٹی کو عطا فرمائے +

۱۴ر ستمبر کو امپیریل کونسل میں مسلم یونیورسٹی بل پاس ہو گیا مسلمانوں کو اپنی قومی یونیورسٹی حاصل کرنے کی آرزو تقریبًا نصف صدی پرانی ہے جسکے حصول کیلئے وہ دس سال سے عملی کوشش کر رہے تھے۔ یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ یونیورسٹی دیدینے کے ساتھ ہی گورنمنٹ نے اسکے لئے ایک لاکھ روپے سالانہ کا جدید عطیہ بھی منظور کیا ہے جو خواہ ہماری خواہشوں اور حقیقی ضرورتوں کے لحاظ سے کم ہو تاہم آئیندہ کی امید پر شکریہ کے ساتھ قبول کرنے کے لائق ہے +

یہ خبر رنج و افسوس کے ساتھ سُنی جائیگی۔ کہ مولوی ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر زمیندار کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ گرفتاری ریلوے سٹیشن پر عمل میں آئی جبکہ ایک جلسہ کی تقریب پر کوہمری جا رہے تھے +

معاونین اخبار پیغام صلح کی خدمت میں ضروری اطلاع

ڈاک خانہ کے جدید قاعدہ کے مطابق ہر ایک وی پی پیکٹ صرف رجسٹری ہوکر جا سکیگا۔ جس سے خریداران کو ۲ر خرچ رجسٹری زائد دینا پڑے گا۔ اس سے بچنے کے لئے نہایت آسان طریقہ یہ ہے کہ دفتر سے ختم میعاد چندہ کی اطلاع پہنچنے پر فورًا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں اور ساتھ ہی کوپن پر اپنا نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر چھپا ہوا ہوتا ہے تحریر کردیں۔ ورنہ ۱۰ دن کے انتظار کے بعد وی پی رجسٹری ارسال ہوگا اور ۲ر زائد محصول رجسٹری مفت ادا کرنے پڑیں گے + مینیجر اخبار پیغام صلح

آزادہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

پیغام صلح

سالانہ قیمت
ششماہی
طلباء سے سالانہ

جلد ۸ | لاہور چہارشنبہ مورخہ ۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۹ ہجری مطابق ۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۲۴

کلام الامام امام الکلام

اسلام اور قرآن

پس اے مرے پیارو عقبیٰ کو مت بسارو
اس دیں کو پاؤ یارو بدرالدجیٰ یہی ہے
میں ہوں ستم رسیدہ اُن سے جو ہیں رمیدہ
شاہد ہے آب دیدہ واقف بڑا یہی ہے
میں دل کی کیا سناؤں کس کو یہ غم سناؤں
دکھ درد کے ہیں جھگڑے مجھ پر بلا یہی ہے
دیں کے غموں نے مارا اب دل ہے پارہ پارہ
دلبر کا ہے سہارا ورنہ فنا یہی ہے
ہم مر چکے ہیں غم سے کیا پوچھتے ہو ہم سے
اُس یار کی نظر میں شرط وفا یہی ہے
برباد جائیں گے ہم گر وہ نہ پائیں گے ہم
رونے سے لائیں گے ہم دل کی دوا یہی ہے
وہ دن گئے کہ راتیں کٹتی تھیں کرکے باتیں
اب موت کی ہیں گھاتیں غم کی کتھا یہی ہے
جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
دے شربت تلاقی حرص و ہوا یہی ہے
شکر خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے
کیا وصف اُس کے کہنا ہر حرف اُس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے
دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسے خوابیں
خالی ہیں اُن کی قابیں خوان ہدیٰ یہی ہے

جواہر ریزے

خدا پر ایمان پیدا کرو

افسوس نادان انسان ہے یہ دُنیا اور اس کی چند روزہ راحتوں اور خوشیوں کے حاصل کرنے کے لئے ہر دُکھ اور مصیبت کو اٹھانے کے لئے تیار۔ مگر خدا کے واسطے کسی دُکھ کا اٹھانا اسکے لئے وبالِ جان!!!

یہ وقت ہے کہ انسان عاقبت کی فکر کرے۔ موت کا کوئی وقت اسکو معلوم نہیں کہ کس وقت آ جائے گی ؎

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار
مباش ایمن از بازیٔ روزگار

کیا نہیں دیکھتے کہ ایک دم میں نئی سہاگن جس نے ابھی شوہر کا منہ بھی نہیں دیکھا بیوہ ہو جاتی ہے اور بچہ پیدا ہوتے ہی یتیم ہو جاتا ہے۔ غرض موت ایسے طور پر آ جاتی ہے کہ انسان کو کوئی بات اس وقت بن نہیں آتی اور کوئی نہیں ہوتا جو اسکو اُسکے پنجہ سے چھڑا سکے۔ پھر یہ عجیب غفلت کا پتلا ہے کہ موت جیسی یقینی اور ضروری چیز سے ایسا غافل ہے کہ گویا کبھی اُسکو مرنا ہی نہیں۔ پس تقویٰ اختیار کرو۔ خدا پر ایمان پیدا کرو۔ وہ ایمان جو آخر طمینان اور سکینت کا موجب بنتا ہے۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ تمہاری عمر دراز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مومن کی زندگی بڑھا دیتا ہے کیونکہ وہ نفع رسان وجود ہوتا ہے پس دوسروں کو فائدہ پہنچاؤ کہ تمہاری زندگی کے دن دراز کئے جائیں۔ واما ما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مجھے کسی چیز میں اتنا تردد نہیں ہوتا جسقدر مومن کی جان لینے میں۔ پھر دیکھو مومن کی کس قدر عزت ہے اور مومن کی خاطر اللہ تعالےٰ کو کس قدر منظور ہے۔ تم اپنے اندر وہ دل پیدا کرو کہ خدا تعالےٰ کو تمہاری جان لینے میں تردد ہو۔ پھر دوسری قوم اسکے بالمقابل وہ ہے جسکی نسبت کہتا ہے قل ما یعباء بکم ربی لولا دعاءکم تمہاری پروا ہی کیا ہے۔ یہ قوم اللہ تعالےٰ کے غضب کے نیچے ہوتی ہے اس سے بچو۔ اور پناہ مانگو۔

غرض مومن وہی ہوتا ہے جو صابر ہو۔ جس میں صبر نہیں ہے وہ پورا مومن نہیں ہے۔ صبر ایسی چیز ہے کہ اس کا اجر بے حساب ہے۔ اگر زمانہ میں کبھی کوئی وسوسہ اور وہم پیدا ہو تو مایوس مت ہو۔ بلکہ ہمت اور استقلال اور صبر کے ساتھ شیطان کا مقابلہ کرتے رہو۔ فتح و شکست ہر جگہ ہوتی ہے مگر آخر فتح مومن اور راستبازی کے لئے ہے کیا یہ سچ نہیں والعاقبۃ للمتقین۔ شیطان مومن کے سامنے مخنث ہو جاتا ہے اور اگر مومن نہ ہو۔ ذرا ذرا سے شبہات اور اوہام میں پھنس کر گھبرا جاتا ہے۔ تو شیطان اُسکو دبا لیتا ہے پس مستقل طور پر بہادر بنکر شیطان کا مقابلہ کرو۔ اور اُس سے لڑو۔ جبتک کہ اُسکو ہلاک نہ کر لو۔

پھر متقی کے لئے ایک اور منزل آتی ہے وہ مما رزقنٰھم ینفقون ہے یعنی جو کچھ اُن کو ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے اور دیتے ہی رہتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایمان کبھی کسی حال سے کبھی کسی حال سے قوی ہو جاتا ہے۔ اسکے لئے یہ لکھا ہے کہ اول خود دعا کرے اور پھر جن پر حسن ظن ہو اُن سے دعا کرائے یہ بھی نہ ہو تو خیرات کرے۔ جب خیرات دیتا ہے تو قبض دور ہو جاتی ہے۔ سوالی اگر آ جاوے تو اُسکو پہلے ہی جھڑک نہ دے کہ قبض پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر کچھ بھی دینے کی توفیق نہیں ملتی اور اگر اس کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آئیگا تو کچھ دینے کے لئے بھی سینہ کھل جائیگا۔ صدقات ایسی چیزیں ہیں کہ ان سے دنیاوی منازل طے ہو جاتی ہیں۔ اخلاق فاضلہ پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر بڑی بڑی نیکیوں کی توفیق دیجاتی ہے۔

اخبار احمدیہ

شملہ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں اور خدمات اسلام میں مصروف۔

محمودیوں کا جلسہ ریوٹ ہال میں ہوا۔ حافظ روشن علی صاحب کی تقریر کے خاتمہ پر سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے مسئلہ ختم نبوۃ پر کہ جسکے ہمارے محمودی دوست قائل نہیں ہیں کچھ استفسارات کئے لوگ متعجب تھے کہ اُن کا افضل الفضلاء ایک معمولی قابلیت کے شخص سے بھی عہدہ برا نہ ہوسکا۔ (نامہ نگار شملہ)

رنگون۔ حضرت خواجہ صاحب کی نسبت مسیح موعود کی زبان پر حسن بیان کے الفاظ جاری کئے گئے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے الفاظ بیہودہ اور فضول طور پر الہام نہیں کئے جاتے۔ جن لوگوں کو آپکے لکچر سننے کا کبھی موقع ملا ہے۔ وہی اسکی مجسم شہادت بھی ہیں حسن بیان کے علاوہ آپ حقائق اسلامیہ کے بیان کرنے میں دریائے ذخار بھی ہیں۔ حال ہی میں آپ نے رنگون میں مختلف مضامین پر متواتر (۱۲) لیکچر دئیے ہیں جن میں بیحد قدر مخلوق جمع ہوتی رہی ہے۔ جس کا اندازہ کرنا مشکل تھا صدہا لوگوں کو لیکچر گاہ کی تنگی کے سبب واپس جانا پڑا۔ یہ رپورٹ کسی قدر تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ تعالےٰ درج کی جائے گی۔

لاہور۔ جمیع بزرگان سلسلہ عالیہ [illegible]

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ چہارشنبہ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۰ء نمبر ۲۴

محرم اور بدعاتِ محرم

(۸)

عن امیر المؤمنین قال جئت الی النبیؐ یوماً فوجدتہٗ فی ملاءٍ من قریش فنظر الیّ ثمّ قال یا علی انما مثلک فی ھذہ الامّۃ کمثل عیسیٰ ابن مریم احبّہٗ قوم فافرطوا فی حبّہ فھلکوا و ابغضہ قوم فافرطوا فی بغضہ فھلکوا و اقتصد فیہ قوم فنجوا الخ ....

انسان بغض اور محبت کی راہوں پر چلتا ہوا میانہ روی اور اعتدال کی روش کو اکثر چھوڑ جاتا ہے۔ وہ جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اُس کی طرف اس قدر جھک جاتا ہے کہ جس قدر اسکو اپنے خدا اور معبود کے حضور جھکنا چاہیئے۔ اور جب وہ کسی سے دشمنی کرتا ہے تو حدِ اعتدال سے اس قدر تجاوز کر جاتا ہے۔ کہ اس کی تمام تر خوبیوں سے اپنی آنکھ کو بند کر لیتا ہے۔ نہ تو اس کی محبت معیارِ میزان کی پابند رہتی ہے۔ اور نہ اُس کا بغض اصول عدل و انصاف کا محتاج۔ غرض محبت اور بغض دونوں کی افراط انسان کے اندر نابینائی پیدا کر دیتی ہے۔ اور اس کے توازنِ عدل و انصاف کو ہمیشہ کے لئے ٹیڑھا کر دیتی ہے۔

قرآن کریم جو دُنیا کے تمام معاملات میں قسطاس مستقیم کے قیام کی تلقین کرتا ہے محبت اور بغض کے معاملات میں بالخصوص سب سے بڑھکر عدل کی تاکید کرتا ہے۔ اور خود شارع ملت اور حکیم امت نے اپنے ذخیرہ تعلیمات میں تاکید اکید کے ساتھ فرمایا ہے کہ لا یجد احدکم طعم الایمان حتّی یحبّ فی اللہ و یبغض فی اللہ، تم میں سے کوئی ایمان کی لذت کو نہیں پاسکتا جبتک وہ اپنی محبت اور بغض اللہ تعالےٰ کے لئے نہیں کرتا۔ کس قدر صداقت اور حقیقت پر مبنی یہ کلام ہے۔

ایمان صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ انسان اپنی محبت اور بغض کو اللہ تعالےٰ کے لئے خاص کر دے۔

عنوان میں جو حدیث درج کی گئی ہے۔ وہ شیعہ حضرات کی نہایت معتبر کتب میں موجود ہے۔ اس حدیث پر ادنےٰ غور سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں میں سے کون کون سے گروہ ہیں کہ جو حضرت علیؓ کے بارے میں افراط اور تفریط سے کام لے رہے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام خود روایت کرتے ہیں کہ "میں ایک دن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا۔ میں نے آپؐ کو سرداران قریش کے مجمع میں پایا۔ آپؐ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ "اے علیؓ تیری مثال اس امت میں عیسےٰ ابن مریمؑ کی مثال ہے۔ ایک قوم نے اس سے محبت کی اور اسکی محبت میں افراط سے کام لیا پس وہ ہلاک ہو گئی۔ اور ایک قوم نے اس سے بغض اختیار کیا اور اس میں حد سے بڑھ گئی۔ پس وہ بھی ہلاک ہو گئی اور ایک قوم ایسی بھی تھی جس نے میانہ روی اختیار کی پس وہ نجات پا گئی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سرداران قریش پر شاق گذری۔ ہنسکر کہا کہ اسکو ابلیا اور رسولوں کے مشابہ بنا دیا"۔

کس قدر خوف اور عبرت کا مقام ہے حبِ علیؓ اور حبِ حسینؓ کا دعوےٰ کرنیوالو۔ اگر علیؓ اور حسینؓ کی دشمنی ایک قوم کے لئے باعثِ ہلاکت ہے تو حد سے بڑھی ہوئی محبت دوسری قوم کے لئے۔

(۹)

مرثیہ خوانوں کے جھوٹے افسانوں کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتھ گذشتہ نمبروں میں ہو چکا ہے۔ حال ہی میں لاہوری مجتہد کے فرزندِ ارجمند محمد رضی الرضوی القمی کی طرف سے ایک رسالہ "القتیل" نام شائع کیا گیا ہے کہ جس میں جھوٹی روایات کو چن چن کر جمع کیا گیا ہے صفحہ ۱۶ پر اس میں اہل سنت کو الزام دیتے ہوئے کہ وہ عزا داری کی خواہ مخواہ مخالفت کرتے ہیں۔ اہل سنت کی نسبت یہ عنوان قائم کیا ہے۔ کہ "ان لوگوں نے حسینؓ کو نہیں پہچانا" اور ایک بے سروپا جھوٹا قصہ درج کیا گیا ہے۔ جو کسی معتبر تفسیر اہل سنت میں نہیں۔ حدیث الحسین منّی و انا من الحسین کی تشریح کرتے ہوئے علامہ حائری فرماتے ہیں کہ:

"ابراہیم خلیل اللہ جب اسمٰعیل ذبیح اللہ کے ذبح کرنے کے امتحان میں مبتلا ہوئے ہیں۔ تو آپ نے خدا کے اس حکم کی تعمیل محض ایک رویاءِ صادقہ کی بناپر کرنا چاہی خلیل اللہ نے اسماعیل کو لٹاکر ہر چند ذبح کرنے میں کوشش کی مگر بحکم خدا چھری نے وہ مقدس گلو نہیں کاٹا۔ خلیل اس پر نہایت متاسف ہوئے۔ خطاب ہوا۔ کیوں متاسف ہو۔ عرض کیا۔ کاش میں اپنے ہاتھ سے اس فرزند دلبند کو خاص تیری راہ میں ذبح کرنے میں کامیاب ہو جاتا۔ تو ہم دونو اجرِ عظیم کے مستحق ہوتے۔ خطاب ہوا۔ اے خلیل من احب الخلق الیک۔ سب سے زیادہ دوست کس کو رکھتے ہو۔ کہا حبیبک محمد۔ یعنی محمد رسول خدا کو زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ خطاب ہوا۔ فاولادہ احبّ الیک من اولادک قال لعم۔ کہ اے خلیل محمد خاتم الانبیاء کی اولاد کو تم اپنی اولاد سے زیادہ عزیز اور دوست رکھتے ہو کہا۔ بیشک۔ خطاب ہوا۔ فانظر الی ساق العرش کہ اے خلیل ساق عرش کی طرف دیکھ۔

اہل سنت کی تفسیر کے مطابق خطاب ہوا۔ ادفع راسک فکشف الغطا فرای یوم العاشورا۔ یعنے اے خلیل اللہ اوپر کی طرف دیکھ۔ جب دیکھا تو پردے ہٹا دیئے گئے۔ عاشورا کے واقعات کو اسوقت خلیل اللہ نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس میں اشارہ تھا کہ اے خلیل دربارِ عظمت الٰہی کے لئے قربانی ایسی محبت کاملہ سے ہونی چاہیئے۔ کہ حسین علیہ السلام کی طرح جملہ دُنیاوی تعلقات کو قطع کر دیا جائے۔ فبکیٰ بکاءً التکلیٰ۔ اس وقت واقعات شہادت حسینؓ کو دیکھکر خلیل اللہ بے اختیار رو دئے۔ خطاب ہوا کہ اے خلیل حسینؓ پر اس تیرے بکاء اور جزع کو ہم نے فدیہ قرار دے دیا اس رونے کا جو تم اسماعیل پر ذبح ہونے کے بعد کرتے۔ وفدیناہ بذبحٍ عظیم۔ اسی کی طرف قرآن میں اشارہ ہوا ہے۔ اس طرح اسماعیل ذبح ہونے سے بچ گئے ؎

سرِّ ابراہیم و اسماعیل بود

یعنے آن اجمال را تفصیل بود

اب معلوم ہوا کہ اس مقدس ہستی (حسینؓ) کی شہادت نے اسماعیل کو ذبح ہونے سے بچایا۔ کیونکہ حسینؓ شہادت اختیار کر چکے تھے۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ وہ دُنیا میں آتے۔ اسی غرض کی تکمیل کے لئے اسماعیل ذبح ہونے سے بچ گئے۔ اور آنکی فضیلت ظاہر ہی رسالتمآب پیدا ہوئے۔ اور رسول خدا کے حسینؓ دُنیا میں آئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اگر حسینؓ شہادت نہ اختیار کرتے تو نہ اسماعیل ذبح ہونے سے بچتے نہ آن کی نسل سے پیغمبر خدا پیدا ہوتے۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ نے فرمایا وانا من الحسینؓ کہ اگر حسینؓ مجھ سے ہے تو میں بھی حسینؓ سے ہوں۔"

خونِ او تفسیر ایں اسرار کرد

ملّتِ خوابیدہ را بیدار کرد

آہ اس محبت بے جا اور غلو و اغراق نے ان لوگوں کو کس قدر دلیر کر دیا ہے۔ کہ امام حسینؓ کو نبیوں تک پر فضیلت دینے سے نہیں جھجکتے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہو جائے تو ہو جائے۔ مگر حسینؓ کی فضیلت کسی طرح ثابت ہو جائے۔ ایسے بیہودہ اور لغو قصّے سناکر لوگوں کو اسلام سے گمراہ کیا جاتا ہے اور دوسرے لوگوں کی نگاہ میں اسلام کو ذلیل کیا جاتا ہے۔

(۱۰)

شقاق ملّت اسلامیہ کی سب سے بڑی وجہ شیعہ حضرات کی تبرّا بازی بھی ہے جو تعزیہ داری کے پردے میں شروع محرّم میں یا ساتویں کو عباس کی حاضری کے موقعہ پر ہوتی ہے۔ تبرّا بازی نے اس قوم کے اخلاق کا ستیاناس کر دیا ہے اور بغض و حسد میں ان لوگوں کو اس قدر بڑھا دیا ہے کہ اسکو اپنی عبادت کا ایک جزو خیال کرنے لگ گئے ہیں۔ اسی تبرّا بازی نے ان کو اہل سنت کا دشمنِ جانی بنا رکھا ہے اور یہ ہمیشہ سُنیوں کی تخریب کے درپے رہتے ہیں بلکہ ان کے مشہور علامہ مُلّا باقر مجلسی اپنی کتاب حق الیقین کی فصل ۱۸ میں لکھتے ہیں:-

"وقتیکہ قائم ظاہر می شود پیش از کفار ابتدا بسُنیاں خواہد کرد۔ با علمائے ایشاں و ایشاں را خواہد کشت"

یعنی ظہورِ امام کے وقت کفار سے بیشتر سُنیوں اور ان کے علماء کو قتل کیا جائیگا"۔

صحابہ کرام خلفائے ثلاثہ اور ازواج مطہرات صلے اللہ علیہ وسلم کو کھُلم کھُلا صلواتیں سُنائی جاتی ہیں۔ اور ان مقدس ہستیوں کے ساتھ اُن کا بُغض اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ ان کی شان میں بدترین الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ رسالہ اصلاح و الشمس کے ایڈیٹر نے تو نعوذ باللہ خلفائے ثلاثہ کو یزید سے بھی بدتر ثابت کرنے کی ملحدانہ کوشش کی ہے۔

رسالہ الشمس جلد ۸ نمبر ۸ صفحہ ۴۲ پر لکھتا ہے کہ:

(۱) خلفائے ثلاثہ للاصل کفار سے تھے اور یزید کا باپ بلکہ دادا بھی مسلمان تھا۔ لھٰذا اس اعتبار سے بھی وہ خلفائے ثلاثہ سے افضل تھا

(۲) شیخین (حضرت ابوبکر و عمر) کو یہ شرف کبھی نصیب نہیں ہوا۔ کہ کبھی اپنی وصلت اور پیوند خاندان بنی امیہ میں کر سکیں مگر یزید ایسا معزز اور سربرآوردہ تھا کہ خلیفہ دوم کی پوتی سے عقد کیا تو کیا اسکے بعد بھی کسی کو شرافت نسبی میں یزید کے شبہ ہو سکتا ہے

(۳) خلافت ابوبکر باعث ارتداد اکثر عرب ہوئی تھی .... اسی طرح عمر عثمان دونوں کی خلافتوں میں صدہا نہیں ہزارہا نہیں لاکھوں آدمی مرتد ہوئے ہیں۔ اسلام سے خارج ہوئے ہیں بخلاف یزید کے کہ اُسکی خلافت میں ایک شخص بھی مرتد نہیں ہوا (رسالہ مذکور ص ۴۳)

اور آخر میں یہی شخص لکھتا ہے کہ "خلفائے ثلاثہ کی کونسی علامت یا نشانِ خلافت حقّہ ہے جو خلفائے ثلاثہ میں پائی گئی اور یزید میں پائی نہ گئی ہو"۔ (ص ۴۴)

آہ! ان الفاظ کو پڑھکر کون مسلمان ہے کہ جس کا جگر شق نہ ہو۔ مولانا حالی نے انہی کی نسبت فرمایا ہے۔ ؎

جگر جس سے شق ہو وہ تقریر کرلی

بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرلی

کوئی ان وارفتگان حبّ حسینؓ سے پوچھے کہ اگر یزید میں واقعی اس قدر خوبیاں تھیں تو پھر آج تیرہ سو سال تک اسکو لعن طعن کیوں کرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ عزاداری ماتم اور سوگ درحقیقت یزید کی سنّت ہے۔ چنانچہ شیعوں کی معتبر کتاب طرائف مذہب مظفری کے صفحہ ۴۵۲ پر لکھا ہے اور یزید کی زبان سے لکھا ہے "خدا بکشد پسر مرجانہ را کہ حسینؓ را بکشت و مرا در پیش جہان روئے سیاہ ساخت۔ خدا ابن زیاد کو ہلاک کرے کہ اُس نے حسینؓ کو قتل کیا۔ اور میرے مُنہ کو دونوں جہانوں میں سیاہ کیا اور اس کے بعد ص ۴۵۷ پر مذکور ہے کہ یزید نے اسیرانِ اہل بیت کو دمشق پہنچنے کے بعد بڑی عزت اور احترام سے اپنے محل سرا میں ٹھہرایا اور بنی امیہ کی سب عورتوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ غمگساری اور سوگواری کریں"۔

شہادت حسینؓ پر یہ سب سے پہلا ماتم اور سوگواری ہے کہ جس کی بنیاد یزید کے ہاتھوں رکھی گئی

پھر شیعوں کی کتاب مجالس المؤمنین ص ۲۵ اور ص ۲۵۹ سے ثابت ہے کہ یزید محبِ اہل بیت تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت کے لئے (شہادت حسینؓ کے بعد) ایک شیعہ فاضل کو مقرر کیا۔ اور اسی مجالس المؤمنین کے ص ۲۵۹ مجلس ہشتم میں لکھا ہے کہ یزید کا باپ بھی علمائے شیعہ میں سے تھا۔ چنانچہ اصل الفاظ کتاب مذکور کے یہ ہیں:

"آخر اورا بہ زہر کُشتہ و اوراکہ یکے از علمائے شیعہ بود زندہ در گور کردند۔

پس اس بنا پر اکابر شیعہ اگر یزید کی منقبت سرائی کریں تو کوئی تعجب کی بات نہیں بلکہ چاہیئے وہ کہ جس طرح مجالس میں فضائل اہل بیت بیان کئے جاتے ہیں اسی طرح شیعہ ایڈیٹر "الشمس" سے فضائل یزید لکھواکر اپنی مجالس میں سنایا کریں۔

ونعوذ باللہ من ذالک۔

(باقیدارد)

مسلمانوں کی ترقی و تنزل کے اسباب

اور

مسلمانوں کی ترقی کی واحد شاہراہ

(از قلم ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

آج بچے بچے کی زبان پر ان کو اپریشن ہے۔ مگر کتنے ہیں جو اس کے کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور کتنے ہیں۔ جنہوں نے ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیا ہے۔ میں نے تو پانچ فیصدی آدمی بھی ایسے نہیں دیکھے۔ جو اس کی حقیقت کو سمجھتے ہوں۔

نن کو اپریشن کے لئے محض ظاہری جوش کی ہی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کے لئے اعلیٰ اخلاق۔ خوف خدا یا مردی اور عظیم الشان قربانیوں کی ضرورت ہے۔ پھر اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے وسیع پیمانے پر مالی نظام قائم کرنے کی ضرورت ہے اور یہ سب لوازمات مفقود ہیں۔ ان کا مہیا ہونا معلوم۔

اور ایا فرضاً ہیں ہے کہ انسان کے نتائج نیتوں پر مترتب ہوتے ہیں۔ نظام الدین کی شکست تو اس تحریک کا یہی حشر ہو یا فرضاً آج ہی کہ مدرسوں اور دفاتر اور ملازمتوں سے علیحدہ ہو کر بالآخر گھر بیٹھے بیکار ہو جائیں گے۔ یا فاقہ کشی سے مر جائیں گے۔ باقی جو سب خوابیدہ والی تو ایک ہی دروازہ الوداع ہے۔ جس کی نظر دلوں کی تہ تک پہونچتی ہے۔ میں نے اس مسئلہ کو بڑے غور اور ٹھنڈے دل سے سوچا ہے۔ اور ہمیشہ اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسلمانوں کی کامیابی اس طریقہ پر معتمد نہیں۔

موجودہ حالت میں جبکہ ہندوستانیوں میں غیرت و خودداری کا فقدان ہے۔ اور ایثار کی روح مفقود ہو چکی ہے۔ کسی تحریک کی کامیابی کے متعلق قطعی یقین سے نہیں کہا جا سکتا۔ مہاتما گاندھی کو چاہئے تھا۔ کہ نن کو اپریشن کے بجائے پہلے ستیا گرہ کی تلقین کرتے۔ مگر مسلمانوں کے لئے ستیاگرہ کیا ہے۔ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا نامکمل چربہ۔ اسلامی اصطلاح میں اس اصول کو قربانی کہتے ہیں۔ یہ اسلام کا سب سے عظیم الشان اصول ہے۔ سن بلوغ سے لیکر سچے مسلمان کو اخیر عمر تک قربانی ہی کی تعلیم ہے۔ یاد رکھو۔ کہ مسلم وہی ہے جو اپنا سب کچھ خدا کی رضا جوئی کے لئے قربان کر دے۔ قرآن کریم میں مسلمانوں کی یہی تعریف ہے۔ اور اسکو یہی تعلیم دی گئی ہے کہ ہر بڑے سے بڑے مقصد اور ہر اعلیٰ خواہش کے لئے اپنی خواہش کو قربان کر دے۔ بکرے اور دُنبہ کی قربانی سے لیکر سب سے عزیز ترین چیزوں کی قربانی چاہی گئی ہے۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون تم نیکی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔ جب تک تم ان چیزوں کو خدا کی راہ میں قربان نہیں کر دیتے۔ جو تمہیں محبوب ترین ہے ادنیٰ معمولی درجے کے مسلمان کو بھی کاروبار اور مصروفیت کے اوقات سے لیکر راتوں کی آرام و آسائش کی گھڑیوں تک کی قربانی خدائی رضا جوئی کے لئے ضروری ہے۔ زر و مال، باغ و املاک کی محبت سے لیکر بہن بھائی اور زن و فرزند تک کی محبت کو خدائی محبت کی قربان گاہ پر نثار کر دینا ہر ایک مسلمان کا فرض اولین ہے۔

غرض اسلام تم سے وقت، جان و مال، زن و فرزند، ہوا و ہوس، یہاں تک کہ خیالات کی بھی قربانی چاہتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو کہدے۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ٭ میری نماز اور قربانی، میری زندگی اور موت اس خدا کے لئے ہے جو تمام عالموں کی ربوبیت کرنے والا اور تمام عالموں کو اوج کمال پر پہنچانے والا ہے۔ اسلام اوج کمال پر پہنچانے کے لئے تم سے اس قدر قربانیاں چاہتا ہے۔ مگر یہ بھی نہیں۔ کہ تم زن و فرزند اور مال و متاع کو چھوڑ کر جنگلوں میں اللہ اللہ کرتے پھرو۔ ولا رھبانیۃ فی الاسلام بلکہ اسلام کا یہ مدعا ہے کہ تمہارا ہر ایک فعل یہاں تک کہ اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا اور کھانا پینا خدا کے حکم کے ماتحت اور خدا کی رضا جوئی کے لئے ہو۔ تاکہ تم خدا کی محبوب قوم بن جاؤ۔ اور خدائی اخلاق تمہارے ہر ایک فعل سے ظاہر ہوں۔ دیکھو مسلم کا معراج یہ نہیں کہ خدا سے اسکو کامل محبت ہو جائے۔ بلکہ ارشاد ہوتا ہے فاتبعونی یحببکم اللہ۔ میری پیروی کرو۔ خدا تم سے محبت کرنے لگیگا۔ جب تم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو گئے تو مالک السموات والارض پر غور کرو۔ وہ کونسی چیز ہے جو رحیم و کریم خدا تمہارے سے عزیز رکھیگا۔ یہ تمہارے لئے کوئی نئی باتیں نہیں۔ تمہارے آباؤ اجداد اسی راستہ سے کامیاب ہو کر تمہارے لئے نظیر قائم کر گئے ہیں۔ قرآن کریم انکی قربانیوں کی تصدیق کرتا ہے۔ فقل اسلمت وجھی للہ ومن اتبعن وقل للذین اوتوا الکتاب والامیین ء اسلمتم فان اسلموا فقد اھتدوا۔ پس ان کو کہدے کہ میں نے اور ان لوگوں نے جو میرے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری اختیار کرلی ہے اور اہل کتاب اور اُمیوں سے کہدے کہ کیا تم فرمانبرداری اختیار کرتے ہو۔ پس اگر وہ فرمانبرداری اختیار کریں۔ تو وہ یقیناً کامیاب و نہال اور بامراد ہو جائیں گے۔

تاریخ ان کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ جس طرح ان کا مبارک نام آج فخر سے لیا جاتا ہے آئندہ آنیوالی نسلیں تمہارے نام عزت اور تعظیم سے یاد رکھیں گی اور تم اخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مصداق ٹھہرو گے۔ ورنہ یاد رکھو۔ اسلام تو ہمیشہ غالب ہی رہیگا۔ اور مسلمان ہمیشہ معزز و موقر ہی رہینگے۔ لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ مگر شاید یہ تم لوگ نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کسی اور قوم کو تمہارے بجائے بر سر کار لے آئے جو تمہارے جیسے نہ ہوں۔

دیکھو اس زمانہ میں خدا کا ایک مامور میرزا غلام احمد صاحب قدس اللہ سرہٗ تمہارے درمیان آیا۔ اور ضرورت حقہ کے ساتھ عین وقت پر آیا۔ اس نے تمہیں طرح طرح کے فسق و فجور اور ذلتوں میں مبتلا پایا اور اسلام کو دشمنوں کے نرغے میں گھرے ہوئے دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ کفار مکہ اگر پتھر کے بتوں کو پوجتے تھے۔ تو آج کل کے مسلمان گور پرستی۔ مردم پرستی اور زر پرستی میں مبتلا ہیں۔ اور انہوں نے نفسانی خواہشات۔ رسم و رواج اور برادری کے بُت کے سامنے سر جھکا دیا ہے۔ وہ زمینی نہ تھا۔ اور قوم کی عارضی ترقی اس کی پیاس کو نہ بجھا سکتی تھی۔ اس لئے اُس نے زمینی بات نہ کہی۔ وہ آسمانی تھا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل و بروز تھا وہ چاہتا تھا کہ تم مستقل معراج ترقی پر پہنچ جاؤ۔ اس لئے اُس نے آسمانی بات کہی کہ مسلمانو تمہاری سب امراض کا ایک ہی علاج ہے۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اور یہ صحیح ترجمہ ہے آیۃ ان صلاتی ونسکی .... الخ کا تم نے اس غمگین انسان کو جو تمہارا ہی ہمدرد تھا۔ دکھ دیا۔ تکلیفیں دیں۔ کفر کے فتوے لگائے۔ افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون۔ جب تمہارے پاس کوئی فرستادۂ الہٰی وہ لیکر آیا۔ جو تمہارے جی نے چاہا تم نے تکبر کیا پس ایک گروہ کو تو تم نے جھٹلایا اور دوسرے کو مارنے کے در پے ہو گئے۔ تم تو چاہتے تھے کہ مسیح آکر تمہارے دشمنوں کو قتل کر دے۔ یا ان کو جبراً مسلمان بنائے اور غنیمت کے مال سے تمہیں مالا مال کر دے تم سب مصیبتوں سے چھوٹ بھی جاؤ۔ اور تمہیں تکلیف بھی کرنی نہ پڑے اُس نے اُلٹا تمہیں کہا۔ کہ اپنے نفس قتل کر ڈالو۔ اسلام کے لئے جان و مال قربان کرو۔ یاد رکھو جو آسمان سے آتے ہیں۔ وہ سچی کہتے ہیں آسمان سے ڈاکو اور ہتھیار نہیں آتے۔ اب بھی موقع ہے اگر چاہو تو قبول کرو۔

مسلمانوں کی ترقی کا محض یہی واحد راستہ ہے

اور جب کبھی بھی مسلمان ترقی کریں گے تو اسی راستہ سے ہو کر کریں گے۔ کیونکہ آسمان پر یہی فیصلہ ہوا ہے۔ تمہاری حالت اور قوموں سے مختلف ہے۔ ہر ایک قوم کو ایک خاص قطعہ زمین اور خاص نسل افراد سے تعلق ہے لیکن مسلمانوں کا تعلق تو تمام روئے زمین کے ہر ایک اس چپے چپے سے ہے جس پر ایک بھی مسلمان آباد ہے۔ اور اسے ہر اس شخص سے محبت ہے۔ جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتا ہے خواہ وہ کالی رنگت کا ہو یا گورے کا۔ اس لئے اسلام کی ان ضروریات کے لئے مسلمانوں کی ترقی بھی عظیم الشان ہونی چاہئے۔ تاکہ وہ دُنیا کی ہر قوم پر اپنا اثر ڈال سکیں۔

مسلمانو۔ کام کرنے کا وقت ہے۔ ریزولیوشن پاس کرنے اور باتیں بنانے کے دن گذر گئے۔ اور نہ ہی ان کی تمہاری ترقی کے لئے ضرورت ہے اشاعت اسلام سب سے پہلے ضروری کام ہے خود مسلمانوں میں بھی اور غیروں میں بھی۔ مسلمانوں کو اچھی طرح سے سمجھا دو۔ کہ قرآن کریم کو دستور العمل بنائے بغیر انہیں اس دُنیا میں راحت ہے۔ نہ آخرت میں۔ تفرقہ انداز علماء کو ہوش میں لاؤ۔ کہ اسلام میں کوئی فرقہ بندی نہیں۔ جب خدا ایک۔ رسول ایک۔ قرآن ایک۔ قبلہ ایک۔ تو پھر فرقہ بندی اور کفر بازی کیسی؟

مسلمانوں کی بدقسمتی سے یہ مولویوں کا گروہ اُن کے گلے میں ایسا وبال ہو گیا ہے۔ کہ جہاں کسی گاؤں۔ قصبہ یا شہر میں دو مولوی اکٹھے ہوئے۔ بس پھر کیا تھا۔ اپنے اپنے بازار کی رونق بڑھانے کے لئے ایک دوسرے پر کفر کے فتوے دینے لگا۔ اور یہ آگ پھر ایک سرے سے دوسرے سرے تک سارے ملک میں بھڑک جاتی ہے۔ جب تک علماء کا طبقہ دین متین سے اس قسم کا مذاق روا رکھیگا۔ دین کی حالت بگڑتی ہی چلی جائیگی سو پبلک کو ہمیشہ کے لئے انہیں بتلا دینا چاہئے۔ کہ مسلمانوں میں اب یہ کھیلیں کھیلنے کی طاقت نہیں۔ پھر تم اسلامی اصول پر ایک بیت المال قائم کرو۔ جس میں ہندوستان کے تمام مسلمان زکوٰۃ کا روپیہ جمع کیا کریں۔ اور اس سے اشاعت اسلام۔ اسلامی مدرس گاہوں اور قومی ضروریات پر خرچ ہوا کرے۔

غرض مسلمان ہر رنگ میں سچے مسلمان بن جائیں۔ پھر خدائی وعدوں کو تم اپنی زندگیوں میں پورے ہوتے ہوئے دیکھ لو گے۔ اسلام کے لئے ایک درد تمہارے دل میں ہو۔ اور ہندوستان میں کوئی مسلم بچہ بھی ایسا نہ رہے جو ارکان اسلامی کا پابند نہ ہو۔ اور اس کی تبلیغ سے واقف نہ ہو۔ نماز و روزہ حج اور زکوٰۃ تمہارے اندر قربانیوں کی طاقت پیدا کر دیں گے۔ اور تمہارے کام فوری جوش اور جذبہ کا نتیجہ نہ ہوں گے۔ بلکہ جس مقام پر تمہارا قدم پڑیگا دُنیا کی کوئی طاقت اُسے وہاں سے پیچھے نہ ہٹا سکے گی۔

دیکھو رمضان اور حج کی قربانیوں کے بعد عیدین آتی ہیں۔ اب بھی تمہاری جانی اور مالی قربانی کے بعد عید آئیگی اگر تم پیدا کرو۔ اسوقت تمہارے خون میں حرارت اور دلوں میں جوش ہے۔ قوم میں اپنی ذلت اور کمزوری کا کسی قدر احساس پیدا ہو گیا ہے۔ اب تم جو بھی چاہو کر سکو گے تمہارے لئے یہ سخت امتحان کا وقت ہے اس وقت تمہارے لئے دو راستے کھلے ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم اللہ کی رحمتوں سے مایوس ہو کر اپنے اختراع کردہ طریق عمل پر چلو اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلت اور ادبار کے گڑھے میں جا پڑو۔

دوسرا راستہ یہ ہے کہ تم رضا و رغبت سے قرآن کریم کی اطاعت کا جُوا اپنے کندھوں پر رکھ لو۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کر کے کامیاب اور بامراد ہو جاؤ۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ٭ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین ٭ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے کہدے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔ تو آؤ میری پیروی کرو۔ اللہ کے تم محبوب بن جاؤ گے۔ وہ تمہاری کمزوریوں کو دور کر دیگا۔ اور تمہارے گناہوں کو بخشدیگا کیونکہ اللہ بھی کوشش کرنیوالوں کو بخشنے والا ہے۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان کو یہ کہدو۔ کہ اللہ اور رسول کی کامل اطاعت کرو۔ (کہ اس میں ہی تمہاری فلاح اور نجات ہے) پھر اگر یہ لوٹ جائیں۔ تو پھر یہ کافر اللہ کے محبوب نہیں ہو سکتے۔ وما علینا الا البلاغ ✦

ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا

(کتاب الیواقیت والجواہر للامام العارف الربانی عبد الوہاب شعرانی ؒ)

(از قلم مولوی میرزا منظر علی صاحب پشاوری)

شیخ محی الدین ابن عربی کی کتب سے تلخیص کے طور پر لکھتے ہیں آیت بالا میں بیان اس امر کا ہے کہ جو وحی کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان پر جاری ہو۔ اور وہ جو اللہ تعالےٰ کی طرف بلا واسطہ اپنے دیگر بندوں پر وارد ہو۔ اور ان دونوں حالتوں کے لئے میزان ہے جو ایک کو خاص کرتی ہے دوسرے سے۔ پس جو کچھ ہم کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے دستکالے لیا تمہارا [illegible]

بغیر کسی سوچ اور تمیز کے واجب ہے اور جو کچھ ہمکو بدون توسط نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی طرف سے وجہ خاص یعنی الہام کے ذریعہ ملے اس کا لینا ہمارے لئے بغیر میزان کے درست نہیں۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے ہم کو منع کردیا ہے اس طریق کے کل خطایا سے جو اس سے براہِ راست لیا جاوے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ پس ہمارے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لینا انفع ہے۔ اور اقرب ہے حصول سعادت کے لئے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ پس جان تو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لینا تجھ پر مطلق واجب ہے اور الہام کے ذریعہ براہِ راست اللہ تعالےٰ سے لینا واجب مقید ہے اس لئے کہ تو معصوم نہیں۔ اس میں جو تو نے بلاواسطہ اللہ تعالےٰ سے لیا ہے۔

پس اس امر کے عجائبات میں نظر کہ جو کچھ رسول سے لیا جاوے اس کا لینا واجب مطلق ہے باوجودیکہ رسول خود مقید ہے۔ اور جو کچھ اللہ تعالےٰ سے لیا جاوے وہ مقید ہے باوجودیکہ اللہ تعالےٰ کی ذات ذات مطلق ہے پس جانبین میں مطلق اور مقید کے ظہورات ہیں۔ اور یہ اس امر کی توضیح ہے کہ تو جان لیوے۔ کہ اللہ تعالےٰ کسی رسول کو اس لئے نہیں بھیجتا کہ وہ ہمارے ساتھ کوئی مکر کرے بلکہ وہ تبیین ما انزل الیہا کے لئے بھیجا جاتا ہے اس لئے ہمارے لئے مطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرنا لازم کردیا گیا ہے۔ اور اس کے قول کے سامنے بغیر کسی قید کے ہم کو جھک جانا چاہیے۔ اور ہم اس طریق اخذ عن الرسول میں اللہ تعالےٰ کے مکر سے امن میں ہیں۔ برخلاف اس کے وہ جو ہم خود وحی اللہ کے ذریعہ براہِ راست اخذ کرتے ہیں اللہ تعالےٰ سے بذریعہ الہام کے۔ پس اس قسم اخذ عن اللہ میں کوئی ایک بھی مکر اللہ سے امن میں نہیں۔ پس اکثر اللہ تعالےٰ اپنے بندے سے ایسے طریق پر مکر فرماتا ہے کہ وہ اسکو سمجھ نہیں سکتا۔ پس اللہ تعالےٰ کا ایک مکر خفی ہے اپنے بندوں میں جیسا کہ فرمایا اس نے۔ ومکرنا مکرا وھم لا یشعرون۔ اور فرمایا واللہ خیر الماکرین۔ اور اللہ تعالےٰ اپنی صفت کے ساتھ اپنے رسولوں کے ہمراہ عمل نہیں کرتا۔ بلکہ وہ تبلیغ۔ انذار و تبشیر کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ اور یہ سچ ہے۔ اور اس نے اپنے رسول کو ایک صحیح میزان بھی عطا فرمائی ہے۔ پس جو شخص سلامتی چاہتا ہے اسکو لازم ہے کہ وہ میزان ہاتھ سے نہ دیوے۔ پس صحیح طریق یہ ہے کہ جو کچھ بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر واسطہ کے پہنچے اسکو اس میزان میں رکھے جو رسول کو دی گئی ہے اگر میزان نے اس کی تصدیق کردی تو اسکو لے لیوے اور اس پر عمل کرے واللہ[1]

[1] جناب شیخ نے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے:۔
وانزل معھم الکتاب والمیزان بالقسط ... الخ
پس یہ میزان غیر نبی و رسول کو نہیں دی جاتی ہے اسکو دوسرے طریق پر وحی خفی۔ سنت۔ تعامل۔ سے تعبیر کرسکتے ہیں۔

انبیاء اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی میزان کے ذریعہ وحی اللہ کو وزن کرتے اور اپنے محل اور موقعہ پر رکھتے ہیں۔ غیر نبی ملہم۔ محدث مامور من اللہ۔ ولی یا قطب کے ہاتھ میں وہ میزان نہیں ہوتی۔ اسی لئے تفہیم الہامات وارادہ و منزلہ میں غلطی، سہو غیر محل پر اتارنے اور رکھنے وضع کرنے میں وہ امن میں نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اپنے نبی متبوع کی وحی اور سنت اس کے لئے میزان ہے۔ ان پر اسکو عرض کرے گا۔ تمام محققین اہل سنت کا یہی صحیح مذہب ہے اور یہی مذہب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے فمن شاء فلیرجع الیہ۔

نامۂ ووکنگ

ہندوستان اور اسکی آزادی

(۲)

ہندوستان کی اہمیت برطانوی مقبوضات میں لارڈ چانسلر کے نقطۂ نگاہ سے

گذشتہ نمبر میں مسٹر بلیچفورڈ ایک برطانوی مبصر کے خیالات ہندوستان اور اسکی آزادی کے متعلق مفصل طور پر لکھ چکا ہوں۔ اس مضمون کی اشاعت کے ایک ہی ہفتہ بعد لارڈ چانسلر (لارڈ برکن ہیڈ) کا جواب شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے ان تمام فوائد کا ذکر کرتے ہوئے جو ہندوستان سے برطانیہ کو حاصل ہیں یہ صاف طور پر بتایا ہے کہ "ہندوستان کو چھوڑ کر برطانیہ کی سیاسی اور تجارتی زندگی موت کے گھاٹ چڑھ جائیگی"

ہندوستان کی جنگی اہمیت

لارڈ چانسلر نے افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا کہ آج جبکہ جنگ کے ہولناک اسباق ابھی ہمارے دلوں میں تازہ ہیں ہندوستان کے ناقابل تصرف ہونے کا سوال صرف اس لئے کہ ایک ذمہ دار اور محب وطن انگریز کی طرف سے اٹھایا گیا ہے سخت تکلیف دہ ہے"

اس حقیقت نفس الامری کا اظہار لارڈ چانسلر نے بڑی فراخدلی اور اپنے ذاتی علم کی بنا پر کیا ہے کہ "سنہ ۱۹۱۴ء کی میدانی معرکہ آرائیاں سمندر پار کے تمام بندرگاہوں کو ہاتھوں سے دے بیٹھتیں۔ اگر ہندوستانی افواج کی بہادرانہ سینہ سپری ان کا ساتھ نہ دیتیں"

پھر لکھتے ہیں:۔

"مادر ہند کے بارہ لاکھ اور پچاس ہزار فرزند۔ فرانس مصر۔ عراق۔ دردانیال۔ فلسطین اور دوسرے بہت سے میدان ہائے جنگ میں نہایت شجاعت اور دلیری کے ساتھ لڑے۔ زیرِ آب چلنے والی کشتیوں کے خطرات میں اس کی بہت سی قیمتی جانوں نے اپنے برطانوی ساتھیوں کے ساتھ حصہ بٹایا۔ مالی امداد جو ہندوستان نے ہمیں دی خود برطانیہ کا مقابلہ کرتے ہوئے اگرچہ تھوڑی معلوم ہو لیکن ہندوستان جیسے غریب ملک کی طرف سے یہ امداد خاص اور بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے تمام اثنائے جنگ میں ہندوستان خام مسالوں اور اشیائے خوراک کی بہت بڑی مقدار بہم پہنچاتا رہا جو اتحادیوں کے لئے بابت ضروری اور فائدہ مند ثابت ہوتی"

ہندوستان کی تجارتی اہمیت

ہندوستان کو محض تجارتی نقطۂ نگاہ سے دیکھنا لارڈ چانسلر کے نزدیک اگرچہ اپنی "تنگیٔ نظر" کا ثبوت دینا ہے لیکن اس تنگ نظری سے کام لیتے ہوئے بھی انہیں یہ اعتراف کرنا پڑا ہے کہ "ہندوستان (مادر وطن (برطانیہ) کی ایسی جائیداد ہے جس کی قدر و قیمت کا پورا اندازہ لگنا مشکل ہے۔ ... برطانیہ نے اشیائے خوراک اور خام مسالوں کے لئے جو اس کی صنعتی و حرفتی ضروریات کے لئے لابدی تھے ہمیشہ ہندوستان کا خون چوسا ہے"

"ہندوستان کی کل برآمدیں سے جو جنگ سے پیشتر تخمیناً ۱۵ کروڑ پونڈ تک پہنچتی تھی۔ چوتھائی سے زیادہ کی اشیاء برطانیہ میں براہِ راست اور چالیس فیصدی سے زیادہ کی تمام دوسرے حصص سلطنت میں بھیجی جاتی تھیں اس برآمد میں گندم۔ چاول اور دوسرے اناج۔ خام نیل۔ اون۔ روئی چائے۔ چمڑے۔ تیل کے بیج اور بعض قیمتی دھاتیں شامل ہیں"

اس کے علاوہ لارڈ چانسلر کی رائے میں ہندوستان "برطانوی سوداگروں کی سب سے بڑی بیرونی منڈی ہے۔ جنگ سے پیشتر ہندوستان کی تمام درآمد میں پورے ۶۳ فیصدی برطانیہ کا حصہ تھا۔ اور ستر فیصدی باقی برطانوی مقبوضات کا"

جنگ کے بعد ہندوستان کی تجارتی اہمیت میں تنزل

ہندوستان کی اس تجارتی اہمیت کو واضح کرنے کے بعد لارڈ موصوف نے اس کے موجودہ تنزل بھی ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ "ان اسباب کی وجہ سے جن میں دخل دینے کی ضرورت نہیں لیکن جو ہمارے سامنے ام نشرح ہیں۔ ہندوستان کی درآمد میں برطانیہ کا حصہ اس سے بہت کم رہ گیا ہے جو جنگ سے پہلے تھا" اس کمی کو پورا کرنے اور پہلے سے "غلبہ" کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے لارڈ موصوف کے نزدیک "جاپان اور امریکہ کے روز افزوں مقابلہ کو توڑنا ضروری ہے" اور اسکے ساتھ ہی وہ "برطانوی صنعت و حرفت کو بہت بڑی امداد" پہنچنے کی امید رکھتے ہیں اگر ہندوستان "امپیریل اشیاء کی ترجیح" کے اصول کو رائج کرنے میں باقی حصص سلطنت کا ساتھ دینے لگ جائے"

اس اصول کی بہترین تشریح شاید یہ ہوگی کہ غریب ہندوستانی ایک طرف تو روئی اور دوسری طرف خام مسالوں کی بہم رسانی اور تیاری میں حسب معمول ایڑی سے چوٹی تک کا پسینہ بہانے میں مشغول رہیں۔ تاکہ برطانوی صنعت و حرفت کی مشینیں ان اشیاء کی شکل کو تبدیل کرنے میں ذرا بھی سست نہ ہوں اور دوسری طرف اگر وہی اشیاء ایک متغیر شکل میں دوسروں سے دوگنی اور چوگنی قیمت پر انہیں غریب ہندوستانیوں کے سامنے پیش کی جائیں تو وہ اپنے ان چند سکوں یا کاغذی نوٹوں کے جو انکے گاڑھے پسینے کی کمائی ہیں محض اس لئے قربان کردیں کہ ہونہ ہو برطانوی خزانہ سونے اور جواہرات کا خزینہ ضرور بن جائے"

ہندوستان برطانوی "محراب کی اینٹ"

ہندوستان کی اہمیت کے ثبوت میں متذکرہ صدر شواہد کو پیش کرنے کے بعد لارڈ چانسلر نے اسے برطانوی سلطنت کے محراب میں "ماتھے کی اینٹ" قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ "ہندوستان کو ہاتھ سے دے دینا نہ صرف ایک خطرناک بیوقوفی کا فعل ہوگا۔ بلکہ نہایت ذلیل بزدلی کا ارتکاب اسے کہنا چاہیئے۔ اسے اس طرح سے اپنے تصرف میں سے نکال دینا گویا محراب کے ماتھے کی اینٹ کو جس پر تمام عمارت کا انحصار ہے نکال باہر پھینکنا ہوگا ......"

ہندوستان کیا تھا اور برطانیہ نے اسے کیا بنایا؟

ان فوائد اور بیش بہا امداد کے عوض میں جو ہندوستان کی وجہ سے برطانیہ کو حاصل ہیں۔ ہندوستان کو کیا فائدہ حاصل ہوا۔؟ مسٹر بلیچفورڈ کے ان الفاظ پر کہ "ہندوستان بالکل ناتربیت یافتہ اور غیر متحد سلطنت کا مسکن ہے" لارڈ چانسلر نے برطانوی فخر و غرور کی عمارت اس بنیاد پر رکھی ہے کہ ان "ناتربیت یافتہ اور غیر متحد ہندوستانیوں کی حالتوں کو برطانیہ نے سدھار دیا ہے۔ قانون اور ضابطہ وہاں اپنا پورا تسلط برطانوی عمارات کی طرح جمائے ہوئے ہیں۔ جان اور مال محفوظ ہوگیا ہے۔ ملک عملی طور پر پرانے برباد کن قحط وغیرہ سے محفوظ ہے۔ مال اور دولت بڑھ گئی ہے اور معیار زندگی بہت ترقی پر ہے"

ان الفاظ کو حقیقت نفس الامری کی روشنی میں پڑھتے ہوئے یہ اعتراف کرنے سے ہمیں کبھی دریغ نہیں کہ تہذیب جدید کے صدقہ میں جو اس وقت تمام دنیا پر حاوی ہے۔ ہندوستان کو بھی بہت سے تمدنی و اقتصادی فوائد حاصل ہوگئے۔ بے شک معیار زندگی میں بھی بہت بڑھ گیا ہے۔ اور مال و دولت نے بعض گھروں کو کاشانوں کے دفینے بھی بنادیا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ریل۔ تار ڈاک وغیرہ کا رواج غریب اور امیر سب کے لئے باعث رحمت ہوگیا لیکن اس تمدن کے وہ نتائج جن کے اثر سے خود برطانیہ بھی محفوظ نہیں۔ ان فوائد کے کہاں تک منافی ہیں۔ جو مال و دولت کے بڑھ جانے کے معنے اگر یہ لئے جائیں۔ کہ روپیہ بڑھ گیا۔ تو دوسری طرف اشیاء کی روز افزوں قیمتیں غربا کے لئے سوہانِ روح کا موجب ہیں"

لارڈ چانسلر کے اس مضمون کا جواب مسٹر بلیچفورڈ نے جو کچھ دیا ہے افسوس ہے کہ وقت ہمارے پاس نہیں۔ کہ اس کے بعض قابل ذکر حقائق کو اسی ہفتہ نذر ناظرین کرسکیں۔ آئندہ ہفتہ وہ اور بعض اور دلچسپ کوائف نذر ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

دوست محمد از ووکنگ انگلینڈ۔

توسیع اشاعت

اخبار کی توسیع اشاعت کے لئے اخبار میں کئی دفعہ تحریک ہوتی رہتی ہے۔ مگر احباب اس ضروری تحریک کے متعلق بہت کم توجہ کرتے ہیں اخبار کی توسیع اشاعت کی سخت ضرورت ہے ہر ایک شخص مقدور بھر کوشش کرے تو اس میں کامیابی یقینی ہے۔ (مینیجر پیغام صلح)

مراسلات

(از رشحاتِ قلم ماسٹر اللہ دتہ خان صاحب بی اے۔ بی ٹی)

مولانا ابوالکلام آزاد اور نظامِ شرعی

مولانا ابوالکلام آزاد کو جو رتبہ کیا بلحاظ علم و فضل - کیا بلحاظ وسعتِ اخلاق اور کیا بلحاظ صحت رائے اسلامی ہندوستان میں حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں ہندوستان کے طول و عرض میں مولانا کا نام نامی ایک عالمگیر شہرت رکھتا ہے۔ کون ہے جس کا دل قوم کی موجودہ حالت زار سے درد آشنا ہو چکا ہے اور مولانا کے محاسن و خدمات سے ناواقف ہے۔ اسلام کا سچا درد رکھنے والا تمام نہاد ملّاؤں، پیروں اور لیڈروں کی گندم نما جو فروشی سے بیزار، نبض شناسی میں ید طولیٰ رکھنے والا۔ افراط و تفریط کی ہر ایک غلط راہ سے احتراز کرنے والا اور راسخ ایمانی جرأت والا، مولانا محمد جو ایک بلند عزت و رتبہ شخصیت کا مالک ہے۔ موجودہ مشکلات ملت کی عقدہ کشائی میں مولانا کی ناخن تدبیر نے ایک معتد بہ حصہ لیا ہے۔

حال ہی میں مولانا نے اپنے متعدد مواعظ و تذکرہ میں جن اعلیٰ و صحیح خیالات کا اظہار کیا - وہ ایک عرصہ دراز تک سرزمین پنجاب کی فضاء میں گشت لگاتے رہیں گے - جس اصول حقہ کی طرف مولانا نے دورۂ پنجاب کے دوران میں مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ وہ اٹل قانونِ قدرت ہے جس کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی قسم کی کامیابی کی خواب دیکھنا ایک خیال خام و سودائے باطل سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا - ہر ایک کامیابی کا گُر ہر ایک ظفرمندی کا راز زندگی کے اس دستور العمل میں مضمر ہے - جو آج سے تیرہ سو سال قبل سرچشمۂ رسالت سے نکلا۔

علیکم بالجماعة والسمع والطاعة والھجرة والجھاد فی سبیل اللہ اس پر حکمت حدیث نبوی کے حوالہ سے مولانا نے ہر خاص و عام کے ذہن نشین کیا کہ اسلام نے انفرادی زندگی کو کبھی تسلیم ہی نہیں کیا اسلام کے نزدیک زندگی جماعتی زندگی کا نام ہے اور ہر ایک کامیابی کی پہلی پوڑی قیام جماعت ہے۔ اس قسم کی جماعت جس کا ایک معلم حق ہو جو صدق و صواب کی راہوں کی طرف اسکو بلاوے - وہ معلم حق یا امام قوم ان تمام اوصاف سے متصف ہو - جو مقتضیات زمانہ کے لحاظ سے کشتئ اسلام کی ناخدائی کے لئے ضروری ہوں - جماعت کی یہ حالت ہو کہ ادھر امام سے دعوت حق سنی اور ادھر کمال اطاعت و فرمانبرداری سے اس کے احکام کی بجا آوری میں مصروف۔ کاروان انسانی منازل کے طے کرنے کے بعد ہی کوئی قوم اس قابل ہوتی ہے کہ ہجرت و جہاد کے بلند مقامات کی طرف قدم اٹھائے - اس ترتیب شرعی کو نظر انداز کرتے ہوئے ابتدائی لوازمات کو چھوڑ کر انتہائی مدارج کی طرف دستِ عمل بڑھانا خواہ کیسے ہی خلوص نیت کا نتیجہ کیوں نہ ہو - ایک ایسی چھلانگ لگانے کی کوشش کرنا ہے جس کا انجام سوائے گردن شکنی کے سوا کچھ نہ ہو نظام شرعی سے الگ ہوکر مسلمان لاکھ ہاتھ پاؤں ماریں - مگر جس دروازے پر بھی جبین فرسائی کریں گے ناکامی، نامرادی، مایوسی اور بدبختی ان کے استقبال کے لئے تیار ہو گی۔

الغرض جس قدر جواہر ریزے مولانا کی زبان حقیقت ترجمان سے نکلے اُن کا لب لباب اور نچوڑ یہ تھا کہ اگر مسلمان کامیابی کا منہ دیکھنا چاہتے ہیں تو ان صحیح راہوں سے ان کے حصول کی کوشش کریں جن کے ساتھ حکمت الٰہی نے اسکو وابستہ کر رکھا ہے آسمان کی اس نیلی چھت کے نیچے قضا و قدر نے بعض نتائج کو بعض اسباب کی زنجیروں میں جکڑ دیا ہے۔ اور جب تک ان اسباب کی ایک ایک کڑی بہم نہ پہنچائی جائے - محض خلوص نیت و پاکیٔ ارادہ حصول مقصد کے لئے ہرگز کفایت نہیں کر سکتی - جماعت کا قیام سب سے بڑی کڑی ہے جس کی مضبوطی کی طرف سب سے پہلے متوجہ ہونا چاہئے۔

نظام شرعی کے مطابق جماعتی زندگی کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے ہم نہایت ادب سے مولانا کی خدمت میں اسی مسئلہ کا ایک ضروری پہلو پیش کرتے ہیں قیام جماعت کے لیے ایک امام یا بقول مولانا ایک "معلم حق" کا وجود ایک جزو لاینفک ہے امام کا ہی وجود عالم انتشار سے ایک منظم جماعت کی شکل پیدا کرتا ہے افراد کی پراگندگی و اختلاف کی شیرازہ بندی کے لئے امام کا وجود بمنزلہ روح کے ہے اور اسی واسطے ایک حدیث نبوی میں معرفت امام پر زور دیا گیا ہے کہ من

لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة الجاهلیة

جس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ لہٰذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ امام وہ معلم حق وہ ملاذ مسلمین کون ہو سکتا ہے جسکی ذات کے لئے برکت کے دروازے مسلمانوں پر نہیں کھولے جاتے کیا شریعت بیضاء محمدی نے ایسے اہم بالشان وجود کی تعیین کے لئے ہماری کوئی رہنمائی کی ہے یا محض اپنے عقل و فہم یا جذبات کے ڈھکوسلوں پر اس کا انحصار رکھا ہے - یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کامیابی کا اصل الاصول یعنی اس وجود کے متعلق جو اس اصول کے لئے بھی بمنزلہ روح رواں کے ہے۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل شریعت خاموشی اختیار کرے۔ تعیین امام کے لئے بھی ویسے ہی ایک حکم شرعی موجود ہے جیسے قیام جماعت کے لئے - ان اللہ یبعث لھذہ الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لھا دینھا۔ یہ ہے وہ ارشاد نبوی جس کے مطابق اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص کھڑا کریگا - جو دین میں از سر نو روح پھونکیگا - جماعت کا شرعی مفہوم مکمل نہیں ہو سکتا - جب تک جماعت کے روح رواں کا تعیین اس اصول شرعی کے مطابق نہ ہو - کوئی جماعت حقیقی معنوں میں شرعی جماعت کہلانے کی مستحق کیونکر ہو سکتی ہے - جب اس کے سب سے ضروری عنصر کی تعیین غیر شرعی طریق سے ہو۔

مولانا نے جو اصول قائم فرمایا ہے - وہ یہ ہے کہ نظام شرعی سے الگ ہو کر مسلمان کسی تدبیر سے کامیاب نہیں ہو سکتے چنانچہ جماعت کا قیام نظام شرعی کے مطابق کامیابی کی پہلی پوڑی ہے اسواسطے جب تک مسلمان شرعی جماعت قائم نہیں کریں گے کامیاب نہیں ہو سکتے کیا مولانا کے اس طرز استدلال کے عین مطابق ہم وجود امام کے متعلق اس نتیجہ پر نہیں پہنچتے - شرعی جماعت قائم کئے بغیر کوئی کامیابی ناممکن الحصول ہے لیکن کوئی جماعت شرعی نہیں کہلا سکتی جب تک اس کے "معلم حق" یا امام کی تعیین نظام شرعی کے مطابق نہ ہو - لہٰذا جس جماعت کے امام کا وجود کسی غیر شرعی طرز عمل کا نتیجہ ہو - وہ جماعت کامیاب نہیں ہو سکتی

حدیث مجدد تعیین امام کے لئے ایک شرعی قانون ہے یہ وہ حدیث ہے جس کی صداقت پر مختلف صدیوں میں وجہ مجددین نے مہر تصدیق لگا دی ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی تو ہندوستان میں زبان زدِ عوام الناس ہے

چودھویں صدی کا ایک حصہ گذر چکا ہے - مگر یہ ایسی منحوس صدی ہے - کہ اس میں اس حدیث کی صداقت پر کوئی مہر لگانے والا پیدا نہیں ہوا - کیا نعوذ باللہ اب اس حدیث کی صداقت میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش پیدا ہو گئی ہے ؟ اگر نہیں تو جہاں مولانا اصول نظام شرعی کی رو سے جماعت کے قیام کو ایک حدیث نبوی کی بناء پر مسلمانوں کی کامیابی کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں تو تعیین امام کے بارے میں بھی نظام شرعی کو مدنظر رکھ کر اس حدیث مجدد کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں - کیا حدیث میں کسی قسم کا ضعف ہے یا کیا ابھی ہمیں کسی مجدد کے ظہور کا انتظار کرنا چاہئے۔

مولانا کی وسعت اخلاق سے ہمیں پوری توقع ہے - کہ مسئلہ قیام جماعت کے اس اہم پہلو پر روشنی ڈال کر اپنے فیوض کی فہرست میں ایک گراں قدر اضافہ فرما دیں گے۔

میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے احمدی

بندۂ عشق ہیں ایمان کی کہتے ہیں جلال
ہم کو کافر جو سمجھتا ہے وہ مومن ہی نہیں

محمودی غیر احمدیوں کو اس نہج پر دائرۂ اسلام سے خارج سمجھ رہے ہیں کہ وہ مسیح موعودؑ کی نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ شائد یہ اس اصول پر فتوے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و شریعت کی متابعت نہیں کی اُن پر کفر کا فتوے لگایا گیا - لیکن یہاں مسیح موعودؑ خود تابع شریعت محمدیہ کے ہیں اور کوئی شریعت جداگانہ بشکل تغیر اسلام کے نہیں لائے ہیں اور نہ تو جیسا ہیں کوئی ایسا کلمہ مثل کلمہ محمدؐ کے اقرار باللسان و تصدیق بالقلب کے اصول میں اپنی ذات کے ساتھ رکھتے ہیں پھر اس نبوت کے منوانے کا ایک عجیب مہمل طریقہ ہے۔

مراتب و مدارج میں جس قدر بزرگان دین و اولیاء اللہ گذرے ہیں سب کے سب ایک ہی روشنی کے ذریعہ سے رہنمائی کرتے آئے ہیں کلام الٰہی و کلمۂ محمدؐ جس کے نفاذ میں اس وقت تک کوئی تحریف و تصرف نہیں ہوا ہے - اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہوگا - احمدی و محمدی دونوں اسی کے یکساں ماننے والے ہیں - لہٰذا کوئی گروہ فروعی اختلاف میں دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا - میرزا غلام احمد صاحبؒ جماعت شریعت اسلام کی حمایت میں آئے ہیں یا بوجاہت نود امت محمدیہ میں تفرقہ پردازی کے لئے - کیا اسلامی طاقت کو منتشر کر دینا حمایت اسلام ہے ؟ ؎

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

ایک مجتہد صاحب نے تو شیعہ و سنی کے دو گروہ بنا کر اسلام کی طاقت کو بڑی طرح سے منتشر کیا ہے - اور ایکدوسرے کو ایسا مغائر و اجنبی بنا دیا ہے کہ وہ اس وقت تک آپس میں ایک سخت تصادم کر رہی ہے ؎

یہ ہی اسلام تیری اخوت ہے
ایک کو دوسرے سے نفرت ہے

اس کے بعد رہنمائی عنوان میں چھوٹے چھوٹے گروہوں میں جزو نمایاں ہوئے - بعد میں غیر مقلدوں نے تجزیہ کیا - اب رہی سہی طاقت کے اجزاء کو منتشر کر کے محمودی کمزور کر رہے ہیں ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملّا
کارِ طفلاں تمام خواہد شد

ریویو آف ریلیجنز رسالہ ماہواری جو قادیان سے نکلتا ہے اس میں سوائے تصدیق و بحث نبوت مسیح موعودؑ کے اسلام کی خوبی و عظمت میں کوئی خالص و اعلیٰ پیمانہ پر بحث نہیں کی جاتی ہے مدت دراز کے بعد صرف ایک پرچہ ایسا نظر آیا تھا جس میں تعلق باللہ بندہ الخ حسن و احسان اور خوف اسلام کی کمال کو دلائل معقول و قوی فلسفہ نے دکھلایا تھا - اور دیگر جملہ مذاہب غیر کو دقتی و غیر مکمل ثابت کر کے اسلام مکمل دیگر تمام مذاہب پر حاوی ہوتا دکھلایا۔ اکثر ذی علم غیر مسلم پر اس تقریر کا گہرا اثر پڑا تھا لیکن اب وہ وقت ہے کہ متفق ہو کر غیر مسلم کے مقابلہ میں ہر پہلو سے اسلام کی اعلیٰ عظمت و خوبیاں دکھلائی جائیں نہ کہ آپس میں تفرقہ و مباحثہ

معاف فرمایا جاوے - ایک عام مثال اس جگہ صادق آتی ہے - کہ " بزدل ہاتھی گھر ہی کی فوج کو تباہ کرتا ہے " مجھے رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ محمدیوں کو کیوں دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں - جبکہ مسیح موعودؑ اپنی نبوت کے تسلیم و عدم تسلیم کی علامت میں کوئی طریقہ و شریعت جداگانہ نہیں رکھتے ہیں ؎

وہ طریقہ تو بتا دو تمہیں چاہیں کیونکر

خاکسار :- محمد عاشق علی - از ددتانہ - تحصیل حیات بمقام

نوٹ :- ہمارے محمودی دوستوں کو غیر احمدیوں کو کافر بنانے ایڈیٹر کا شوق اس قدر چرایا ہے کہ انہوں نے نہ صرف ان لوگوں کو جن کو حضرت صاحب کی بیعت میں شامل نہیں ہونے کا قرار دیا ہے بلکہ ان لوگوں کو بھی کہ جنہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام تک بھی نہیں سنا کافر ٹھیرا دیا ہے - یہ خلافت ثانیہ کی پہلی برکت ہے کہ جو منصۂ شہود میں آئی ورنہ حضرت مولوی نور الدین صاحبؒ کی زندگی میں انکے فتوے کے ماتحت وہ بیت اللہ میں قبر رہ کہ چکے

متفرق خبریں

مسٹر اختر علی خان نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور سے بذریعہ درخواست استفسار کیا تھا۔ کہ مولانا ظفر علی خان کس قصور میں گرفتار کیے گئے ہیں؟ اور حکومت ان کے متعلق کیا ارادہ رکھتی ہے؟ اس کے جواب میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مسٹر اختر علی خان کو اطلاع دی ہے۔ کہ مولانا ظفر علی خان پر عنقریب مقدمہ چلایا جائیگا اور مقدمے کی پیشی پر انہیں اس امر کا کافی موقع دیا جائیگا۔ کہ وہ اپنی صفائی پیش کر سکیں۔

عراق عرب۔ بغداد ۱۵ ستمبر۔ حلہ کے علاقہ میں ہمارے ایک دوستدار قبیلہ پر کل حملے ہوئے۔ مگر اور کہیں کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ دیار کے برجوں کی قطار شہربان تک تکمیل ہو چکی ہے۔ جو دستہ فوج یہاں کام کرتا ہے وہ اب قزل رباط والے دستہ فوج سے مل گیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ قبائل کی عورتوں نے اپنے مردوں کی موت سے غصہ میں آکر انتہا پسند لیڈروں کو سخت سست کہا ہے جو اہل قبائل کو بھڑکاتے رہے ہیں۔ چنانچہ اسکی وجہ سے انتہا پسند لیڈر علاقے سے کھسک گئے ہیں۔

جب سے اربیل میں سپاہ پہنچی ہے وہاں سکوت ہو گیا ہے۔ مگر پہاڑی قبائل ہنوز آرام سے نہیں بیٹھے یہاں پر جو سلیمانیہ ڈویژن میں واقع ہے۔ ایرانی رہزنوں نے کل شب حملہ کیا تھا۔

سماوا میں کل باغیوں نے ہماری چھینی ہوئی توپ ہمارے ہوائی جہازوں کے خلاف استعمال کی صرف چار گولے مارے جو سب کے سب خطا گئے۔

برجوں پر عربوں کے حملے۔ عراق عرب۔ ۱۵ ستمبر۔ باغیوں نے غالباً محسوس کر لیا ہے کہ برجوں کی تعمیر اُن کے لئے خطرناک ہے۔ اس لئے وہ ان کی تکمیل سے پہلے ہی اُن پر حملے کرتے ہیں بابل کے نواح میں ریلوے لائن پر جو برج تھے۔ وہ ۱۲ ستمبر کی صبح کو باغیوں کی توجہ کے جاذب ہوئے۔ نیز نظارت جنگ کی اطلاع سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فلوجار ریلوے پر برجوں کی تعمیر میں ہماری جو جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ ان پر فاصلہ دراز سے گولیاں چلائی جاتی ہیں۔

بغداد ریلوے پر ابوجرا سے لے کر ابوحصرا تک برج پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے ہیں۔ اور اُن میں آدمی بھی متعین کر دیئے گئے ہیں۔ کو یریتہ کے خط کا دستہ فوج جو چونتیسویں بریگیڈ سے تعلق رکھتا ہے اور جس کے متعلق کل لکھا گیا تھا کہ شہربان سے ابوحصرا کی طرف چلا گیا ہے اب پھر شہربان کی طرف واپس ہو گیا ہے

بغداد۔ ۱۴ ستمبر۔ پاپوینر کو ذیل کا خاص تار موصول ہوا ہے رمادی میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ سلیم برواج جو ایک معتبر عرب افسر تھا۔ ایک یکہ و تنہا جنونی کے ہاتھوں سے سخت زخمی ہوا ہے

حلہ میں عربوں کے متفرق حملے پسپا کئے گئے ہیں ہوائی جہازوں کے ذریعہ سماوا میں مؤثر کارروائی کی گئی تھی۔ جس سے حالت کی رو بہ اصلاح ہو گئی ہے۔ قبائل کا سخت نقصان جان ہوا ہے اس میں بعض سربرآوردہ لوگ بھی شامل ہیں کہا جاتا ہے کہ قبائل بہت بددل ہو رہے ہیں۔

ناصریہ کے قبائل کے اندرونی اختلافات ترقی پذیر ہیں بظاہر کوئی معاندانہ کارروائی دیکھنے میں نہیں آئی۔

سالسہ کی ریل کی مرمت ہو گئی ہے اور ٹرینوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی ہے۔

موصل میں سکوت ہے۔ مگر کوئی کی مخدوش حالت سلیمانیہ ڈویژن پر اپنا اثر ڈال رہی ہے۔ قرقوں میں امن و چین ہے۔ اور دیالا کی حالت بھی رو بہ اصلاح ہے۔

شیخ حمید اور شیخ حبیب اور دوسرے لیڈر ہمارے پاس آ گئے ہیں۔ کپتان لائیڈ۔ کپتان حشرکین اور دوسرے اسیران جنگ رہا ہو گئے ہیں۔ برجوں کی تعمیر برابر جاری ہے اور راستہ جلد ہی کھل جائے گا۔ گو چوکیوں پر خفیف جھڑپیں ہو جاتی ہیں۔

لنڈن ۱۴ ستمبر۔ سن فینیوں نے ایک جگہ سیدان میں ایک چوڑا سفید دریدہ کھینچکر چند خاکی وردی والے اشخاص اس کے ارد گرد بٹھا دیئے اور اس ترکیب سے ایک ہوائی جہاز کو ڈاک کے تھیلے نیچے گرانے کی ترغیب دی۔ سن فینر ڈاک کے تھیلے اُٹھا کر لے گئے۔

گمنام اشتہارات لنڈن ۱۵ ستمبر۔ آج صبح ڈبلن میں اشتہار چسپاں ہوئے ہیں۔ جن میں لکھا ہے کہ محض خود دار اہل آئرلینڈ کی امداد سے وہ قتل و غارت اور ظلم و ستم کی وارداتیں بند ہو سکتی ہیں۔ جو نام نہاد آئرش جمہوری فوج کی طرف سے عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ ان اشتہاروں میں یہ ہدایات بھی مندرج ہیں کہ اگر کوئی شخص کارآمد اطلاع بھیجنا چاہے۔ تو اسے کس طرح پتہ وغیرہ لکھنا چاہیئے۔ تاکہ وہ خط ڈاک میں روکا نہ جا سکے ہنوز معلوم نہیں ہوا۔ کہ یہ اشتہار کس کی طبع کا نتیجہ ہیں۔ ان میں درخواست کی گئی ہے۔ کہ ایسی اطلاع جس سے قیام امن و قانون میں مدد مل سکے گمنام طور پر اور خط بدل کے جنرل پوسٹ آفس لنڈن کی معرفت بھیجنی چاہیئے۔ کارآمد اطلاع کے لئے انعام بھی ملیگا۔

لنڈن ۱۵ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ کاسی بل اور ناک کے مابین سڑک کاٹ کر ایک خندق کھودی گئی تھی کہ فوج کو روک لے اور اس پر کمین گاہ سے حملہ کرے۔ مگر جب کچھ سپاہی ایک موٹر میں سوار ہو کر اس موقعہ پر پہنچے۔ تو انہوں نے خندق کو پاٹ لی اور ان آدمیوں پر جو گھات میں چھپے بیٹھے تھے آتشبازی شروع کر دی۔ اس سے ایک آدمی زخمی ہوا۔ اور دو گرفتار کر لئے گئے۔ فوجیوں کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔

ایک اور مقام پر ایک طلایہ گرد دستہ کی مڈبھیڑ ایک جمعیت سے ہو گئی جو نصف شب کو بالسلو واقع ضلع روسکومن کی خالی کردہ پولیس کی بارکوں پر چھاپا مار رہے تھے۔ طلایہ گرد دستہ نے گولیاں چلائیں جن سے دو آدمی ہلاک اور ایک زخمی ہوا جسے گرفتار کر لیا گیا۔ مگر وہ بعد میں مر گیا۔

لنڈن ۱۶ ستمبر۔ میلان کا ایک تار مظہر ہے کہ گذشتہ ہفتہ کے فیصلہ کے باوجود اقتصادی پریشانی نے ایک تشویشناک پلٹا کھایا ہے کارخانوں پر قبضہ کی کارروائی ایک وسیع پیمانے پر جاری ہے جن میں روم کے کارخانے بھی شامل ہیں۔ جہاں ۶ ہزار کاریگر ملازم ہیں۔ اٹلی کے بڑے بڑے اونی کارخانے بھی جو بیلا میں واقع ہیں اس دستبرد سے نہیں بچ سکے۔ سسلی اور روم کمپنیا کے کسان ایکدوسرے کی زمینیں چھین رہے ہیں۔

ملاحوں کی مجلس نے ایک اور اہم تر فیصلہ کیا ہے کہ ہم خام پیداوار کے گٹھے اور سامان جس پر پانے والوں کا نام درج نہیں تجدید معاہدات کے کاریگروں کو دیدیں گے۔ اسی طرح ریلوے والوں نے بھی کہا ہے کہ ہم بار خانے کا تمام سامان تجارت اور خام پیداوار دھات کے کاریگروں کے حوالہ کر دیں گے۔

لنڈن ۱۶ ستمبر۔ جینوا کا ایک تار مظہر ہے کہ گورنمنٹ نے ان پہاڑیوں پر جہاں سے جینوا پر زد پڑتی ہے۔ توپیں لگا دی ہیں اور کارخانوں کی طرف توپوں کا نشانہ کر دیا ہے اسکے جواب میں کارخانوں نے سرخ اور سیاہ علم بلند کر دیئے ہیں۔

انور پاشا پر پستول کا فایر

صلحنامہ ترکی پر دستخط کرنیوالی غداروں کو انور پاشا نے جبراً تبدیل کر دیا۔ انور پاشا کا قوم فروشوں کے ساتھ سلوک۔ انور پاشا پر پستول کا فایر انور پاشا کا چند گھنٹوں میں سو میل سفر۔ انور پاشا کا چالیس ہزار فوج لے کر بیس گھنٹوں میں اسی میل سفر۔ انور پاشا کا فقرہ۔ ایک نوعمر ترک کی قوم پرستی۔ انور پاشا قیصر جرمنی کا قوت بازو جبتک زندگی ہے ملک کی خدمت کروں گا۔ قیصر جرمنی ہالینڈ میں بیٹھا ہوا جرمنی کی بادشاہت کر رہا ہے۔ گورنمنٹ ہند کی ناعاقبت اندیشی۔ تباہی برطانیہ کے لیے بالشویک تدابیر۔ لطیفہ نادان دلی۔ یہ مختصر فہرست تازہ روزانہ اخبار اتفاق کی ہے اس اخبار کا ایڈیٹر مجاہد فی سبیل اللہ کاتب بامر اللہ۔ منیجر نظم الدین۔ ادارت اور نظامت کے لیئے حکومت کی آزادی اور زندان کی چار دیواری دونوں برابر ہیں۔ اس لیئے ایک کے قید ہونے پر اس کی جگہ ڈیوٹی ادا کرنے کو دوسرا سینہ سپر ہو کر فوراً آجائے گا اس کہ یہ انجمن انصار اللہ دہلی کا ارگن ہے لہذا اخبار کا ذہن ہمیشہ اسی میل والی توپ کا سا رہے گا۔ اور نشانہ کبھی خطا نہیں کرے گا آج ہی اپنا نام درج رجسٹر کریئے گا قیمت سالانہ للعہ روپیہ ششماہی للعہ روپیہ سہ ماہی ..... تین ماہ سے کم کے واسطے اخبار جاری نہیں ہو گا۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں۔ وی پی لینا ڈالخانہ نے بند کر دیا ہے اخبار فروخت کرنے کے لیئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ کمیشن ۲۵ فیصدی کم از کم ایک ہفتہ کی قیمت پیشگی روانہ کرنے سب ضرورت اخبار منگوا سکتے ہیں .... نام تشہیر سے۔ ایک بار سے ..... ایک ماہ ..... کالم کے لیئے اس سے پونی ..... کالم کے لئے نصف فی سطر ..... نمونہ مفت منگوانے والے معاف فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

روزنامہ اتفاق دہلی

کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں — مفید

نماز یہ رسالہ مولوی مصطفٰے خان صاحب بی۔ اے کی تصنیف اور سلسلہ اسلامیہ کا پہلا نمبر ہے اس میں نماز کی فلاسفی اور اس کے متعلقہ احکام و مسائل نہایت مشرح و بسط سے لکھے گئے ہیں۔ اخیر پر قرآن کریم سے چند سورتیں بچوں کے یاد کرنے کے لئے دی گئی ہیں۔ غرض نہایت خوبی کے ساتھ ۱۶۰ صفحوں پر یہ کتاب ختم ہوئی ہے لیکن قیمت بوجہ فائدہ عام کے صرف ۱۰ ار رکھی گئی ہے۔ جلد آرڈر بھیجیں۔

زکوٰۃ یہ بھی مصنف موصوف کی تصنیفات سے ہے اور سلسلہ اسلامیہ کا نمبر ۳ ہے۔ اس میں نہایت قابلیت کے ساتھ آپ نے زکوٰۃ کی فلاسفی اور اس کے متعلقہ احکام و مسائل مشرح و مبسوط سے لکھے ہیں تعداد صفحات ۴۸ قیمت ۲ر

تربیت اولاد سلسلہ اسلامیہ ..... اس میں فاضل مصنف موصوف نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے اصول قرآن مجید اور احادیث شریف سے اخذ کرکے لکھے ہیں۔ تعداد صفحات ۸۰۔ قیمت صرف ۵ر

قاعدہ عربی التسہیل القرآن اس میں قرآن شریف پڑھنے کے تمام قواعد مکمل و مفصل درج ہیں۔ جو بچہ یہ قاعدہ بموجب ہدایات مندرجہ پڑھ لیگا وہ سارا قرآن مجید خود بخود بغیر استاد کی مدد کے پڑھ سکیگا۔ اس قاعدہ کے ذریعہ ایک چھوٹی عمر کا بچہ دو تین گھنٹے روزانہ پڑھ کر انشاء اللہ تعالیٰ چھ ماہ میں قرآن شریف ختم کر لیگا۔ یہ مولانا ابوالعطا مولوی میرزا خدا بخش صاحب مؤلف عسل مصفٰی کی تصنیف ہے تعداد صفحہ ۵۲۔ قیمت مکمل ..... ۴ر حصہ اول ار

ضرورت مجدد اور **عیسائیت کا آخری سہارا** دو زبردست ٹریکٹ حال ہی میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے تصنیف فرمائے ہیں جو عنقریب دس دس ہزار کی تعداد میں چھپ کر دفتر میں آنیوالے ہیں۔ یہ مفت تقسیم کئے جائینگے سب احباب کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے پتے معہ تعداد مطلوبہ کے بھیجدیں۔ اور ساتھ ہی خرچ ڈاک کے لئے ٹکٹ۔ تاکہ وقت پر ان کی خدمت میں یہ دونوں ٹریکٹ شائع ہو سکیں۔

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل یہ جلد براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے اس میں حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کی حقانیت براہین نیرہ اور دلایل قاطعہ کے ساتھ ثابت کی ہے اور مخالفین اسلام کے الزامات کو جو اسلام اور بانیٔ اسلام پر لگاتے ہیں بڑے زور سے تردید کی ہے۔ اور منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کے لئے بوعدۂ انعام دس ہزار روپیہ اس کو شائع کیا۔ قیمت مجلد کاغذ ولایتی للعہ بے جلد للعہ۔ دیسی کاغذ مجلد للعہ بے جلد للعہ

اظہار النصائح فی رد الخزیات والفضائح میاں محمود احمد صاحب کے رسالہ القول الفصل پر تنقید مصنفہ حضرت مولوی سید محمد حسن صاحب امروہوی۔ قیمت ۵ر

پتہ:- دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

معاونین اخبار پیغام کی خدمت میں ضروری نہایت اطلاع

ڈاک خانہ کے جدید قاعدہ کے مطابق ہر ایک وی پی پیکٹ صرف رجسٹری ہو کر جا سکیگا جس سے خریداران اخبار کو ۲ر خرچ رجسٹری زائد دینا پڑے گا۔ اس سے بچنے کے لئے نہایت آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ دفتر سے ختم میعاد چندہ کی اطلاع پہنچنے پر فوراً چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اور ساتھ ہی کوپن پر اپنا نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر چھپا ہوتا ہے تحریر کر دیں۔ ورنہ بعد ۱۰ دن کے انتظار کے بعد وی پی رجسٹری ارسال ہوگا۔ اور ۲ر زائد محصول رجسٹری فضول ادا کرنے پڑیں گے۔ (منیجر اخبار پیغام صلح)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طلاق کی متعلق تعلیم

آرچ ڈیکن چارلس کا وعظ در بارہ ازدواج ثانی

(منقول از لنڈن ٹائمز)

پادری چارلس صاحب نے ویسٹ منسٹر ایبے میں مسئلہ طلاق پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مسئلہ کے متعلق نہ ہمیں صرف متی اور مرقس کی آیات کو تطبیق دینا ہوگا بلکہ استثنا کے اس حکم پر بھی غور کرنا ہوگا جس کی رو سے زانیہ اور زانی دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دینے کا حکم دیا گیا ہے اور اس حکم کی تحت میں خاوند کو اس بات کا اختیار بھی دیا گیا ہے۔ کہ اگر وہ اپنی بیوی کی بدچلنی دیکھے تو اسکو طلاق دیدے۔

پادری صاحب نے فرمایا کہ یہ نا ملائم قانون سنہ ۳۰ء تک نہ توڑا گیا تھا۔ طلاق کے متعلق دو متضاد آیات کی تفسیر میں دو عیسائی گروہوں میں اس قدر اختلاف واقع ہوا کہ دونوں کو اپنی علیحدہ علیحدہ عبادت گاہیں بنانی پڑیں۔ متی اور مرقس کی کتابیں زنا سے کمتر درجہ کی گناہوں کی صورت میں بھی طلاق کی اجازت کو جائز نہ ٹھہراتی تھیں۔

متی نے اپنی کتاب میں اس غلطی سے بچنے کے لئے جو مرقس کے سمجھنے میں ہو سکتی تھی دو دفعات زائد درج کی ہیں۔ مگر بدقسمتی سے اس کو اپنے منشاء میں کامیابی نصیب نہ ہو سکی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یونانی کلیسا اور رومن کیتھلک کے پیروؤں کا کثیر حصہ کسی حالت میں بھی طلاق سے منکر رہے۔

پادری صاحب نے یہ بھی کہا۔ کہ فریسیوں کا عیسے سے طلاق کے متعلق یہ استفسار کہ کیا مرد کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی بات کے لئے اپنی عورت کو اپنے سے الگ کر دے؟ متی میں بہ نسبت مرقس کے زیادہ قابل وثوق طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ مرقس نے تو یہ جملہ بالکل توڑ مروڑ کر لکھا ہے۔

پادری صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ عورت کو گیارہویں صدی عیسوی تک اپنے خاوند کو طلاق دینے کی اجازت نہ تھی۔

پادری صاحب نے اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ حضرت عیسےٰ کی طلاق کے متعلق تعلیم صاف اور واضح طور پر متی میں بیان کی گئی ہے جس کی تائید یوحنا کی کتاب سے ہوتی ہے۔ اور مرقس بھی اس تعلیم کے خلاف نہیں کہتا اگر اس کے الفاظ اپنے حضرت عیسےٰ اور فریسیوں کے مناظرہ کی اصل غرض کی بناء پر کہے گئے تھے۔ اور یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ متی نے نہ صرف مرقس کے بیان میں چند غلط فہمیوں کو رفع کیا۔ بلکہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ آئندہ بھی کوئی غلط فہمی اس کے متعلق نہ ہو سکے۔ اس نے اپنی کتاب میں یہ زیادہ کر دیا " زنا کے گناہ کے علاوہ"۔

اس طرح حضرت عیسےٰ نے یہودیوں کی بدکار بیوی کے متعلق قانون کو قبول کرتے ہوئے اور اپنا فتویٰ زنا سے ہلکے گناہ کے متعلق دیتے ہوئے اس بات کی اجازت دی کہ زنا کی وجہ سے طلاق کا حق خاوند کو پہنچتا ہے اور نیز بیگناہ شخص کو دوبارہ شادی کا حق حاصل ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ان سے کمتر گناہوں کی وجہ سے طلاق سے منع کیا۔

اس تمام بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمانہ میں پادریوں کے کثیر حصہ نے جو طلاق اور دوبارہ بیگناہ سے شادی کے خلاف روش اختیار کر رکھی ہے۔ حضرت عیسےٰ کی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔ اور ان پر عمل پیرا ہونے والوں کو کلیسا سے خارج کرنے کا جو طریقہ برتا جاتا ہے۔ اس کے لئے بھی کوئی دلیل نہیں ہے۔

ویسے پادریوں کے متعلق جنہوں نے غیر منصفانہ طور پر اپنے مذہبی اقتدار کو صرف کیا ہے سوائے اس کے کہ عہد عتیق کے نبی کے الفاظ میں کہ " انہوں نے بہت نیک روحوں کو پژمردہ کیا۔ جن کو خدا نے غمگین پیدا نہیں کیا تھا" اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے پیشروؤں کے نقش قدم پر چلکر حضرت عیسےٰ کی تعلیم کو اپنی من گھڑت روایات سے پس پشت ڈال رہے ہیں۔

ایڈیٹر — ایک عرصہ سے مسیحی برادر اسلامی مسئلہ طلاق اور تعدد ازدواج کی بنا پر طعن و تعریض کے ساتھ حملہ آور ہوتے رہے لیکن صداقت اور حقیقت کے خلاف ہتھیار اٹھانیوالے ایک نہ ایک دن ضرور سرنگوں اور شرمندہ ہو کر رہتے ہیں آج ضرورت زمانہ نے انکو مجبور کر کے رد کردہ کونے کے پتھر کی مضبوطی کا قائل کر دیا ہے اور وہ دن دور نہیں کہ احرار یورپ اسلامی تعلیم کی دل و جان سے تصدیق کرتے ہوئے نظر آئینگے ہندوستان کے ان لوگوں کو حیا شونکی کا سہ لیسی سے اسلام پر اعتراض ہ

اقتباسات

انور پاشا اور مسلمان بالشویکی

ڈیلی نیوز کا خاص نامہ نگار کہ مشرق پر خاص عنایت کرنے کے لئے بالشویکوں کی عام کانگریس باکو میں ہو چکی اور مسلمان بالشویکوں کی خاص کانگریس باکو میں ہو نیوالی ہے جس کے لئے ہندیان مقیم ماسکو خاص کوشش کر رہے ہیں اور کہ انور پاشا بالشویکوں کی افواج کے افسر مقرر ہوئے ہیں۔ امیر بخارا اپنا علاقہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ غالباً افغانستان آگئے ہوں گے۔ لیکن یہ آثار اچھے نہیں۔ سرکاری اطلاع بھی شائع ہوئی ہے جو واقعات بخارا کی تصدیق کرتی ہے مسلمان بالشویکوں سے مراد غالباً بخارا اور آذربائیجان وغیرہ کی جمہوریت پسند مسلمان ہوں گے۔

انور پاشا کی قسمت اور پیشگوئی پوری ہو گئی بابا انور پاشا کی

"مسلم آؤٹ لک" میں ایک روسی افسر کے نام انور پاشا کا خط چھپا ہے۔ جس کا خلاصہ انہی کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ میں ہوائی جہاز میں بیٹھا جا رہا تھا کہ سامان ختم ہو جانے کی وجہ سے مجھے ڈینزگ اترنا پڑا۔ جہاں پولیس کا انتظام انگریزی تھا۔ پھر ایک حادثہ کی وجہ سے مرتے مرتے بچا۔ اور بچانیوالا ایک انگریز تھا۔ جو نہیں جانتا تھا کہ میں کون ہوں میری قسمت دیکھئے۔ ایشیا کی گیند لڑھک رہی ہے اور اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ برطانیہ کی سلطنت ایشیا اور مصر میں ختم ہو جائے۔ عالم اسلام برطانی جوا اتارنے کے لئے کھڑا ہو رہا ہے۔ ممکن ہے اس میں چندہ برس لگیں لیکن یہ کیا ہے۔ شعلے بلند ہونے شروع ہو گئے ہیں گو اس سے برطانیہ دنیا کو بے خبر رکھنا چاہتا ہے۔ ترکی دنیا میں آگ لگا دینگے اب ترکی اور برطانیہ کی لڑائی نہیں۔ بلکہ دنیائے اسلام اور برطانیہ کی لڑائی ہے۔ عرب اور شامی ہمارے ساتھ ہیں اور شہروں کی سڑکوں میں کسی انگریز کی جان محفوظ نہیں "منامف اور بنیک" انگریزوں نے میرے سفید ریش بڈھے باپ کو اور سب سے چھوٹی بہن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال رکھا ہے صرف اس جرم پر کہ وہ میرے باپ اور بہن ہیں۔ میرا بھائی میرا بیوی کو ایک بچہ نکلا۔

ولیعہد ترکی کا شریفانہ طرز عمل

گذشتہ ہفتہ کے ولایتی اخبارات سے یہ خبر ملی تھی کہ ولی عہد ترکی نے موجودہ حالات سے متاثر ہو کر تخت و سلطنت سے دست بردار ہونے کا ارادہ کر لیا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ اطلاع ملی تھی کہ سلطان المعظم ان کی رائے سے متفق نہیں ہیں اس لئے غالباً وہ اپنے ارادے و خیال کو عملی جامہ نہ پہنا سکیں گے۔ لیکن معزز ہمعصر "آؤٹ لک" لنڈن کا جو تازہ پرچہ موصول ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاہزادہ ممدوح منصب ولی عہدی سے ہمیشہ کے لئے الگ ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے بجائے شاہزادہ سلیم کو مقرر بھی کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ ڈیلی ایکسپریس کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ شاہزادہ ولی عہد عبدالمجید جو قوم پرستوں کی سازش میں شریک تھے۔ باضابطہ طور پر شرائط صلح کے منظور کئے جانے کے برخلاف بطور احتجاج کے منصب ولی عہدی سے دستبردار ہو گئے ہیں انہوں نے اپنے قصر میں مارشل دلیل نوآدہ پاشا داماد اسمٰعیل حقی ابن توفیق پاشا، علی رضا پاشا سابق وزیر اعظم اور شاہزادہ سلیم آفندی ابن سلطان عبدالحمید خان مغفور کو طلب کیا۔ اور ان کے سامنے انہوں نے ایک تقریر کی جس میں انہوں نے ترکی کی ذلت و توہین کا ذکر کرتے ہوئے اپنا تمغہ ولیعہدی طلب کر کے شاہزادہ سلیم کے سینہ پر آویزاں کر دیا اور کہا کہ مجھے منصب ولی عہدی پر قائم رہتے ہوئے شرم آتی ہے اور میرے ملک کی موجودہ حالت میرے لئے سخت ذلت و شرم ہے۔ پرنس عبدالمجید خان نے سلطان المعظم کی ملیدیز کو شک میں اپنے اس طرز عمل سے باضابطہ اطلاع دے دی جسکے معلوم کرنے کے بعد سلطان کی طرف سے کسی قسم کا اختلاف نہیں کیا گیا۔ پرنس عبدالمجید خان کا یہ شریفانہ طرز عمل یقیناً غیور

دہماد — ترکی قوم کے لئے شایان شان نہیں ہے۔ اور کوئی غیرت مند و حریت پسند انسان اُن کو مورد الزام نہیں قرار دے سکتا۔ (مدینہ)

مسٹر محمد علی کی امیر فیصل سے ملاقات

بشیر محمد خان اسسٹنٹ سیکرٹری مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی سے بذریعہ تار کے اطلاع دیتے ہیں کہ مسٹر محمد علی نے پریزیڈنٹ خلافت کمیٹی کو ۸ ستمبر کو سیلان سے مندرجہ ذیل مضمون کا تار روانہ کیا ہے کہ امیر فیصل سے کاسیب کے قریب وفد خلافت نے ملاقات کی اور اس پر زور دیا کہ خلافت عثمانیہ کا تمام ملک حجاز میں خطبہ میں نام لیا جائے۔ اور ترک و عرب کے درمیان مصالحت کی صورتیں نکالی جائیں۔ چنانچہ امیر فیصل نے ہمیں اس کا وعدہ کیا کہ وہ شریف حسین کو اس امر کے متعلق لکھینگے

ہندوستان کی بین الاقوامی حیثیت

ہندوستان نے ایک عظیم الشان استقبال کی پہلی منزل میں قدم رکھا ہے وہ ہندوستان جو دو چار سال پیشتر تمام دنیا سے الگ تھلگ عالمگیر مسائل سے بالکل بے نیاز علیحدگی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اب دفعتہً اپنی بین الاقوامی حیثیت کو محسوس کرنے لگا ہے۔

ہندوستان کو اپنی آبادی کی کثرت اور رقبہ کی وسعت کا تو پہلے ہی علم تھا۔ اب اسے اندرونی طاقت کا بھی علم ہو گیا ہے جن کی مدد سے وہ دنیا کی محفلوں میں ایک زبردست طاقت بن سکتا ہے۔

اسے معلوم ہو گیا ہے کہ دنیا کی قسمتوں کی کنجی اسکے ہاتھ میں ہے۔ وہ کنجی کیا ہے؟ یہی کہ اسے کچھ تنہائی سے نکل کر گرم کار ہونا چاہئے۔ اور اپنے خیالات کو محض اپنی چار دیواری کے اندر محدود رکھنے کے بجائے معاملات پر بین الاقوامی نقطہ نگاہ سے نظر ڈالنی چاہئے۔

ہمارے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم لیگ اقوام کے رکن بن جائیں ضرور ہے کہ ہم اس کے ہر معاملہ میں ... اختیار کریں اس سلسلہ میں ہمارا سب سے پہلا قدم یہ ہوگا کہ ہم تمام دنیا سے ہندوستانی افواج ہٹا لئے جانے کا نہ صرف مطالبہ کریں بلکہ تمام آئینی وسائل و ذرائع سے اس مطالبہ کو پورا کرا کے رہیں۔

بے شبہ جہاں کہیں ضرورت ہو ہم سلطنت کی حفاظت اور اسکی عزت و حرمت برقرار رکھنے کے لئے اپنے افلاس کے باوجود وفا شعاری دکھانے اور آدمی مہیا کرنے کے لئے (عام حالات میں) بالکل تیار ہیں۔ لیکن ہمارا فرض ہے کہ ہم اعلان کر دیں کہ ہم دیگر اقوام کو غلامی میں جکڑنے کی غرض سے ایک پیسہ اور ایک آدمی بھی اپنے ملک سے باہر نہیں جانے دینگے۔ کیا یہ مناسب ہے کہ آزادی کی قدر و قیمت سے واقف ہوتے ہوئے اور آزادی کو ہر ایک قوم کا فطری حق تسلیم کرتے ہوئے ہم دوسری قوموں کے گلے میں طوق غلامی ڈالنے میں ساعی ہوں اور جو قومیں آزادی کے لئے تڑپ رہی ہیں ان کے جذبات کو اپنے ہاتھوں سے پامال کریں؟

اسکے خلاف لالہ لاجپت رائے نے کانگرس کے پنڈال میں اپنی زوردار آواز بلند کی۔ اور مسٹر چکرورتی چیرمین استقبالی کمیٹی نے بھی اس پر زور دیا۔

جنگجویانہ روح جو گذشتہ سال پنجاب ظاہر ہوئی۔ اور اقتصادی توسیع سلطنت جو سلطنت عثمانیہ کے تجزیہ و تقسیم میں رونما ہو رہی ہے یہ دونوں چیزیں نہ صرف ہمارا بلکہ تمام ایشیا کی آزادی کی دشمن ہیں

کیا ہم ان کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو ہمیں اعتماد نفس یا خود اعتباری کا پورا ثبوت دینا چاہئے۔ جیسا کہ صدر کانگرس نے فرمایا ہے ہمیں دیگر اقوام کے افراد سے دوستی پیدا کرنی چاہئے اور جہانتک ممکن ہو۔ ان کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہئے۔ لیکن بھروسہ اور کامل بھروسہ محض اپنی ہی ذات پر رکھنا چاہئے اس کا نتیجہ یہی نہیں ہوگا۔ کہ ہمارا اپنا وقار دنیا میں بڑھیگا۔ بلکہ ان اقوام کے باہمی تعلقات کو بھی تقویت ہوگی۔ جو آزادی کے خواہاں ہیں یا جنکو آزادی حاصل ہو چکی ہے۔

اس خیال میں بین الاقوامی روح مضمر ہے۔ یہ وہی روح ہے جسکے مظاہر کو یوروپین اقوام نے ہمیشہ ڈراؤنی اور

اور بہت بہ صورت میں پیش کیا ہے۔ لیکن یہی وہ مذہب ہے جس نے نہ صرف یورپ کو ایشیا میں کامیاب بنایا۔ بلکہ جو ہندوستان کو بھی بین الاقوامی حیثیت کے سوائے میں کامیاب بنائے گی۔ اور جو اسے تاریکی و ضلالت سے نکال کر کامران و فیروزمند اقوام کے دوش بدوش کھڑا کر دیگی۔

ہم جا رہے جس اس ہندوستان کے مستقبل کو شاندار [illegible] کام ہو رہا ہے۔ اور [illegible] عملی [illegible]

بقیہ مضمون از صفحہ ۲:- اور مشن دو کنگ میں قائم ہو چکا ہے۔ [illegible] ہے۔ یہ تھکان انکی کثیف شاقہ اور پے در پے کی دماغ سوزی کی وجہ سے ہے۔ جب میں نے کہا کہ قدرت خداوند تعالے کے مخلص کارکنوں کو بھی سزا دینے سے نہیں چوکتی تو خواجہ صاحب نے ایک زور کا قہقہہ لگایا۔ اگرچہ وہ نہایت متین اور سنجیدہ انسان ہیں تاہم انہوں نے واقعات مشن کو ایک پُر مذاق طرز بیان میں پیش کیا۔ اور مجھ سے خندہ پیشانی سے گفتگو کرتے رہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اُن کی ایک بڑی غیر معمولی خوش قسمتی ہے کہ لوگ انکو الفت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور جہاں کہیں کہ وہ اپنے کام کے سلسلہ میں گئے ہیں لوگوں نے اُن سے دوستانہ سلوک کیا ہے۔ اور تمام غلط فہمیاں اور جذبات منافرت و تحقیر جو کہیں کہیں ان کی [illegible] متعلق [illegible] لیکن [illegible] معقول ہے کہ وہ لوگ جو اسے طعن [illegible] دعائیں دینے گئے۔

میں نے ان سے حسب ذیل سوالات کئے:-

سوال (۱):- خواجہ صاحب تیرہ سال ہوئے جب میں انگلستان [illegible] اس وقت میرا خیال تھا کہ اس ملک میں اسلام کوئی چیز نہیں۔ اور [illegible] کوئی سامان ہوا ہے [illegible] کامیابی کے ساتھ تبلیغی جد و جہد جاری رکھنے [illegible] بہت سے آدمیوں کو حلقۂ اسلام [illegible] ہیں۔

[illegible] پیشتر اس کے کہ اس تحریک کا بار گراں میرے [illegible] مغربی دنیا میں اسلامی اصولوں کو [illegible] کوشش نہیں کی گئی۔ اور اگر اب تک [illegible] اثر پیدا نہیں ہوا۔ تو اسکی وجہ یہی ہے [illegible] اسکے مخالفین نے اسلام [illegible] کرنے کے لئے جو غلط فہمیاں [illegible] تعصب و تحقیر و کدورت کے جذبات [illegible] یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی [illegible] ناآشنا رہا ہے [illegible] اور اگر مناسب طریق [illegible] کے سامنے پیش کئے جاویں تو تسلیم [illegible] نہیں دیکھا۔

سوال (۲):- [illegible] کہ اس کام کے لئے جو آپ نے [illegible] اپنے ذمہ لیا ہے اسکی سرانجام [illegible] میدان کار سامنے دیکھتے ہیں۔

جواب:- [illegible] میں حالات انگلستان کا مختلف پہلوؤں [illegible] میں نے دیکھا کہ اگر ایک طرف [illegible] سے بیزار ہو رہا ہے تو دوسری طرف [illegible] خشک مادہ پرستی [illegible] اصولوں سے بھی کوئی تسکین حاصل نہیں ہو سکتی۔ وجود احدیت میں ان کا اعتقاد دوبارہ زندہ ہو گیا ہے۔ وہ ایک ایسے مذہب اور اعتقاد کیلئے [illegible] ہیں جو ایک طرف تو عقل کے مطالبات کو پورا کرتا ہو اور دوسری طرف مجھے بالیدگی روح کا بھی باعث ہو [illegible] وہ ایک ایسے مذہب کے متلاشی ہیں جو مراسم [illegible] سے پاک ہو۔ جس میں رسوم و وساطت کو کوئی دخل نہ ہو۔ وہ ایسا مذہب چاہتے ہیں جو اپنی تعلیمات کی سادگی کے ساتھ انہیں خدا کے سامنے کھڑا کر دے۔

[illegible] کے اطراف و اکناف میں نئے مذہب پیدا ہو رہے ہیں [illegible] ان کا [illegible] زیادہ تر [illegible] ہے لیکن اگر کوئی شخص [illegible] اصولوں کا مطالعہ کرے تو انکو معلوم ہو جائیگا کہ وہ مختلف حیثیتوں سے اسلام ہی کے اصول ہیں۔ میں [illegible] کو مختلف مذہبی تحریکات مثلاً سپر چوئلزم (روحانیات)، [illegible] (فلسفہ جدید) کرسچین سائنس (مسیحی سائنس) اس طرح پر اسلام کے نزدیک آ رہے ہیں۔ میں نے ان مذاہب کے پیروؤں کے سامنے اسلام کی مختلف حیثیتوں کو انہیں کے اصول و عقاید کو مدنظر رکھتے ہوئے پیش کیا ہے۔ اور اس میں مجھے یہاں تک کامیابی ہوئی ہے کہ ان مذاہب کے بہت سے پیرو حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ہیں۔

سوال:- مشن کے مصارف اور مالی حالت کیسی ہے۔ آپ نے اب تک مشن پر کتنا روپیہ صرف کیا ہے؟

جواب:- یہ اسلامی مشن پہلے پہل میری ہی ذاتی ذمہ واری پر چلایا گیا تھا۔ بعد میں بھی ایک بڑی حد تک اس کے مصارف کا متحمل رہا ہوں۔ لیکن بعد میں مختلف طبقوں سے امداد آنی شروع ہو گئی۔ میرا خیال ہے۔ کہ مشن کے مختلف مشاغل میں کوئی دو لاکھ روپیہ صرف ہو چکا ہے۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ مشن کی مالی حالت تسلی بخش ہے۔ ہمارا مشن مسلمانوں ہی کی عنایات پر قائم ہے۔

سوال:- میرا خیال ہے کہ آپ کی قوم نے دوسرے غیر ممالک میں اسلام کے اشاعتی کام کے امکان کے متعلق کبھی غور کیا ہے۔

جواب:- میری ساعی کی کامرانی کو دیکھتے ہوئے بہت سے مسلمان ویسے ہی کئی مشن مختلف ممالک میں بھیجنے کے لئے آمادہ ہو گئے ہیں۔ مگر سیاسیات کا موجودہ ابر سیاہ جو اسلامی دنیا پر چھایا ہوا ہے اس نے تمام جوش اور سرگرمی کو زرد کر دیا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر مسلمان اس سوال پر تدبر کریں گے تو اُن کو ضرور معلوم ہو جائیگا۔ کہ اسلام کے سامنے ایک وسیع میدان ہے۔ اور ان کے اشاعتی کام کے لئے ایک شاندار مستقبل نظر آتا ہے۔ میں نے یورپ کو مختلف حیثیتوں سے دیکھا ہے۔ اور مجھ پر یہ حقیقت الامر منکشف ہو چکی ہے کہ یورپ اب مسیحیت سے اپنے دامن کو پاک کر چکا ہے۔ اور اسلامی اصولوں میں رنگین ہو رہا ہے۔ ہمیں صرف مغربی خیالات کا مطالعہ کرنا ہے۔ اور پھر ان طریقوں کی جستجو کرنی ہے جن سے ان خیالات کو ایک خاص جامہ پہنا سکیں۔ پھر حصول مدعا کے لئے وقت اور کوشش دو چیزیں رہ جاتی ہیں۔ میرا ذاتی تجربہ مجھے اس کا یقین دلاتا ہے۔

سوال:- کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ آپ کی قوم آپ کی محنتوں کی قدر کریگی۔ اور مسیحی قوموں کی طرح آپ کے مشن کو مالی اعانت پہنچائے گی۔ جو کہ مسیحی مشنوں پر روپیہ پانی کی طرح بہا دیتے ہیں۔

جواب:- میں سمجھتا ہوں کہ میری قوم نے بہت حد تک اس کام کی قدر و قیمت کو محسوس کر لیا ہے۔ مسیحی مشنوں کو بہت حد تک ان لوگوں سے امداد پہنچتی ہے جن کے مدنظر چند سیاسی مقاصد ہوتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے مسیحی مشنوں کی مالی حالت بہت اچھی رہتی ہے۔ میری قوم بھی بہت جلدی اس حقیقت کو جان لیگی۔ کہ اُن کی قومی اور ملی کامیابی کا راز اشاعت ہی میں مضمر ہے۔

سوال:- مجھے معلوم ہے کہ اسلام میں بہت سے فرقے ہیں کیا آپ انگلستان میں کسی خاص فرقہ کے اصولوں کی اشاعت کرتے ہیں۔

جواب:- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپکو مختلف نام نہاد فرقوں کے پیروؤں کی نافہمی اور لاعلمی سے یہ خیال پیدا ہوا ہے۔ اسلامی معتقدات میں کوئی تقسیم اور فرقہ بندی نہیں۔ فروعات میں اختلاف آراء اعتقادی اختلافات سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام کا کوئی فرقہ بنیادی اصولوں پر دوسرے سے کوئی اختلاف نہیں رکھتا تباین صرف ان چیزوں میں ہے جو مذہبی نقطۂ نگاہ سے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ اسلام اختلاف آراء کا حامی ہے۔ اور شخصی فیصلہ کی عزت کرتا ہے۔ اسلام کی اس خوشگوار آزادی کی وجہ سے مختلف مجتہد پیدا ہوئے ہیں۔ اور یہ امید ان مذاہب میں ایک ترقی کی علامت ہے مگر افسوس کہ لوگوں کی لاعلمی اور جوش جنون نے آراء کے اس اختلاف کو جو پیغمبر علیہ السلام نے رحمت کہا ہے بہت سی ناخوشگوار صورتوں میں متبدل کر دیا ہے۔ میرا اپنا ایمان یہ ہے۔ کہ اسلام ایک مذہب ہے جو فرقہ بندی کی قیود سے بالاتر ہے۔ میں ہرگز ہرگز بلاد غیر میں اشاعتی کام کے لئے فرقہ بندی کی تعلیم کو جائز قرار نہیں دیتا۔ ان باتوں کی اسلام میں کوئی اہمیت نہیں۔ میری تبلیغی سرگرمی ہمیشہ سے فرقہ بندیوں کی قیود سے پاک رہی ہے اور یہ میں اپنے ایمان سے کہتا ہوں۔ جس کا عملی ثبوت میری اشاعتی مساعی میں عیاں ہے۔ الغرض میں یہ علی الاعلان کہتا ہوں کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔

سوال:- کیا اسلام کا مستقبل جہاں تک اسکی اشاعت کا تعلق ہے بہت روشن ہے۔

جواب:- میں سمجھتا ہوں کہ دیگر سوالات کے جواب میں اس امر کو واضح کر دیا ہے کہ مغرب میں اسلام کے لئے ایک شاندار مستقبل ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر میرے مشن میں چند اور کارکنوں کا اضافہ کر دیا جائے اور اسلامی لٹریچر کو غیر اسلامی حلقوں میں ایک وسیع پیمانہ پر مفت تقسیم کرنے کا انتظام کر دیا جائے۔ تو نتائج اب سے دس گنا زیادہ ہو جائیں گے۔ میرے ذرائع اگرچہ امداد غیر سے مستغنی ہیں ضروریات کے متکفل نہیں ہو سکتے ۱۹۱۸ء میں ۱۵، ۲۰ لیکچر ماہوار دیتا رہا۔ اور یہ سب کے سب غیر مسلم مجالس کی طرف سے۔ اور لازمی نتیجہ ان کا یہ ہوا۔ کہ میری صحت پر ایک نمایاں برا اثر پڑا ضروریات ویسی کی ویسی ہیں مگر ان کو پورا کرنیوالے کہاں سے میسر آئیں۔ فصل تو پختہ ہو چکی ہے مگر کاٹنے والے کہاں سے میسر آئیں۔ میں یہاں اپنی قوم کے سامنے ان باتوں کو پیش کرنے آیا ہوں۔ میری خدمات کے معاوضہ کا بار نہ ہی کبھی مشن پر پڑا ہے اور نہ پڑیگا اسلامک ریویو میرا ذاتی پرچہ ہے مگر اسکی آمدنی ہمیشہ قوم کے بہترین مفاد کے لئے وقف رہی ہے۔ اور رہے گی۔

ڈھاکہ یونیورسٹی

جولائی ۱۹۲۱ء سے مجوزہ ڈھاکہ یونیورسٹی قائم ہو جائیگی جس کے لئے حسب ذیل پروفیسروں اور ریڈروں کی درخواستیں مطلوب ہیں:-

نمبر شمار	مضمون	تعداد پروفیسر	تعداد ریڈر
(۱)	انگریزی زبان و علم ادب	۲	۲
(۲)	(ی) فونیٹکس (علم صوت)	[illegible]	۱
(۲)	ریاضی	۱	۱
(۳)	فلسفہ	۱	۲
(۴)	(ی) و (ب) تاریخ	۲	[illegible]
(۵)	پالیٹکس	۲	۱
(۶)	پولیٹیکل اکانمی	۱	۱
(۷)	سنسکرت و بنگالی	۱	۱
(۸)	عربی و اسلامی علوم	۱	۱
(۹)	فارسی و اردو	۱	[illegible]
(۱۰)	علم طبعیات	۱	۲
(۱۱)	کیمسٹری	۱	۲
(۱۲)	قانون	۱	۲
(۱۳)	ایجوکیشن	۱	۲
(۱۴)	فزیکل ایجوکیشن	۱	۲
	میزان	۱۵	۱۸

(۲) شرائط ملازمت کا ابھی خاص طور پر فیصلہ نہیں کیا گیا اور وہ درخواست کنندگان کی قابلیت اور تجربہ کے مطابق مختلف ہوں گی۔ پروفیسر کی کم از کم ابتدائی تنخواہ پانچسو روپیہ اور ریڈر کی تنخواہ چار سو روپے ماہوار ہوگی پروفیسر کی زیادہ سے زیادہ تنخواہ ۱۸سو روپے اور ریڈر کی ۱۲سو روپے ہوگی۔

(۳) امیدواروں کو تقرر کے وقت ڈھاکہ یونیورسٹی میں دو سال تک کام کرنے کے لئے اقرارنامہ پر دستخط کرنے ہوں گے اور اس میعاد کے بعد ان کی ملازمت کو جاری رکھنے کا معاملہ یونیورسٹی یا اُن کے اپنے اختیار میں ہوگا۔ اگر اقرارنامہ ختم نہ کیا گیا۔ تو اس کی مزید پانچ سال کے لئے تجدید ہو سکیگی۔ اور اس کے بعد معاملہ ایگزیکٹو کونسل کے ہاتھ میں ہوگا۔

(۴) یونیورسٹی سٹاف کے ممبروں کو پراویڈنٹ فنڈ میں چندہ دینا ہوگا۔ تجویز کیا گیا ہے کہ تنخواہ میں سے [illegible] فیصدی کے حساب سے اس فنڈ میں جمع کرنا ہوگا۔ اور یونیورسٹی بھی مساوی رقم ادا کرے گی۔

(۵) یونیورسٹی اپنے تمام شعبوں میں ریسرچ و تحقیق و تدقیق کو جاری رکھیگی اور درخواست کنندہ کی کسی مطبوعہ کتاب کو بھی ملحوظ رکھا جائیگا۔

(۶) مرتب شدہ درخواستیں مع نقول اسناد اور مطبوعہ کتب کی ایک کاپی کے وائس چانسلر کی خدمت میں یکم اکتوبر تک پہنچ جانی چاہئے۔

(۷) گورنر بنگال چانسلر کی حیثیت میں سینیٹ کمیٹی کے مشورہ سے ڈھاکہ یونیورسٹی میں تقریر کریں گے۔ جس میں بنگال کا ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم اور وائس چانسلر بھی شامل ہوں گے۔
دستخط ایچ۔ ای۔ سٹیپلٹن افسر خاص ڈھاکہ یونیورسٹی۔

متفرق خبریں

مولانا ظفر علی خان صاحب کا مقدمہ

مولوی ظفر علی خان صاحب پر استغاثہ زیر دفعہ ۱۲۴-الف اور ۱۵۳-الف- تعزیرات ہند تھا اور ذیل کے الزامات لگائے گئے:-

مولوی ظفر علی خان نے ۱۴ اگست ۱۹۲۰ء کو حضرو ضلع اٹک کے ایک جلسے میں تقریر کی جس میں کہا:-

(۱) ہم وہ مسلمان ہیں جنہوں نے مکہ میں آگ لگائی مسلمانوں کو دس گیارہ روپے کی خاطر قتل کیا۔ اور مقامات مقدسہ کو عیسائیوں کے لئے فتح کیا۔

(۲) شہزادہ ویلز آ رہے ہیں۔ اگر گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ ہم ان کا خیر مقدم کریں۔ تو گورنمنٹ کو یہ کرنا چاہئے:-

(ا) تحریک خلافت میں مداخلت نہ کرے۔

(ب) مکہ۔ مدینہ۔ بیت المقدس اور بغداد وغیرہ کو خالی کر دے۔ اور حکومت ترکی کو محفوظ کر دے۔

(ج) مارشل لاء کا پھر نفاذ نہ ہو

(د) رولٹ ایکٹ اڑا دیا جائے۔

(ہ) جو سوا عہد و مواثیق مسلمانوں سے کئے گئے ہیں۔ ان کا ایفا کیا جائے۔ ان باتوں کو تسلیم نہ کیا گیا تو حکومت تباہ ہو جائیگی۔

(۳) بغداد پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور کنواری لڑکیوں کی عصمت ریزی کی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ مظالم جگر سوز تھے۔

(۴) ہم معاہدہ ترکی کو "پرزہ کاغذ" سمجھتے ہیں۔ اور اسے ہم پامال کر دیں گے۔

(۵) اب کیا کرنا چاہئے؟ مسلمانوں پر ہجرت لازمی اور فرض ہے۔

(۶) بچوں کو سرکاری مدارس میں داخل نہ کیا جائے۔

(۷) فوج میں ہرگز بھرتی نہ ہو۔

(۸) ذیلدار۔ نمبردار اپنے عہدے چھوڑ دیں۔ ۶ ماہ تک صبر کرو۔ اگر یہ ہمارے حسب منشا فیصلہ کریں۔ تو فبہا۔ ورنہ پھر یہ ذیلدار کا فرض ہیں ان کو برادری سے خارج کر دیا جائے۔

(۹) سنا ہے کہ بغداد میں ایک شخص اور اس کا بیٹا فوج میں ترکوں کے خلاف سرگرم پیکار رہتے۔ لڑکا جنگ میں کام آیا۔ باپ اس کی نعش کو بغداد اٹھا کر لے گیا۔ راستے میں دیکھا کہ بیٹے کا منہ سؤر کا سا ہو گیا ہے۔ اب تم علی الاعلان کہدو کہ ہم فوج میں داخل نہ ہوں گے۔

(۱۰) ہندوستان دار الحرب ہے۔ مذہبی آزادی سلب کر لی گئی ہے۔

مولوی ظفر علی خان نے اس جگہ کئی سو آدمیوں کے مجمع میں کہا کہ یاد رکھو۔ تمہاری حکومت تباہ ہو جائیگی ہم فوج میں بھرتی نہ ہوں گے۔

ظفر علی خان نے اسی تقریر کے دوران میں اس قسم کے متعدد الفاظ کہے جو دفعہ ۱۲۴-الف اور ۱۵۳-الف تعزیرات ہند کے تحت میں آتے ہیں۔

مقامی حکومت کا حکم زیر دفعہ ۱۹۶ ضابطہ فوجداری استغاثہ کے ساتھ شامل تھا۔

گواہان استغاثہ جو مولانا ظفر علی خان کے خلاف شہادت دیں گے ان کے اسماء ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

آنریبل ملک محمد امین صاحب (شمس آباد) پیر مہر علی شاہ (گولڑہ شریف) برکت علی سب انسپکٹر پولیس اٹک۔ شاہ … خان ہیڈ کانسٹیبل۔ … ہیڈ کانسٹیبل۔ لال خان ہیڈ کانسٹیبل۔ ظفر خان ہیڈ کانسٹیبل … سپرنٹنڈنٹ … مبارک … سردار … خان۔ سید … شاہ۔ سید لال شاہ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ سید محمد خان نمبردار۔

اس پر مولانا نے فرمایا۔ اگرچہ نیشنل کانگریس نے عدم تعاون کو منظور کر لیا ہے اور کہہ دیا ہے کہ اس حکومت سے کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔ لیکن میری ذاتی رائے ہے کہ اس مقدمہ میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کا صاف ہو جانا ضروری ہے۔ لہٰذا ان کا جواب دیا جانا چاہئے۔ جتنے الزامات مجھ پر لگائے گئے ہیں ان میں سے اکثر صحیح ہیں لیکن بعض بالکل جھوٹ ہیں مجھ پر یہ نہایت ناپاک الزام لگایا گیا ہے کہ میں حضور ملک معظم جارج پنجم کے خلاف نفرت پھیلاتا ہوں۔ حالانکہ میری ساری عمر لوگوں کو یہ بتلانے میں گذری کہ ان کو حضور ملک معظم سے تعلق برقرار رکھنا چاہئے رہی سٹر لائیڈ جارج کی گورنمنٹ یا ہندوستان کی گورنمنٹ یہ آنی جانی ہے۔ اور مجھے پورا حق ہے کہ اس پر اعتراض کروں۔ لیکن حضور ملک معظم کے ساتھ نیازمندانہ تعلق برقرار رکھنا چاہتا ہوں۔

ترک موالات کے متعلق

مہاتما گاندھی کی قرار دادیں

(۱) سب خطابات اور اعزازی عہدے فوراً ترک کر دیئے جائیں اور مقامی جماعتوں کی نامزد ممبری سے فوراً استعفے داخل کر دیئے جائیں۔

(۲) سرکاری دربار اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری تقریبات میں جو سرکاری احکام کی طرف سے … اعزاز میں کی جائیں شمولیت سے صاف انکار کر دیا جائے۔

(۳) بچوں کو ان سکولوں اور کالجوں سے آہستہ آہستہ اٹھا لیا جائے جو کہ سرکار کی ملکیت ہیں سرکاری انتظام میں ہیں یا سرکار سے امداد حاصل کرتے ہیں اور انکی بجائے مختلف صوبجات میں قومی سکول اور کالج قائم کئے جائیں۔

(۴) سرکاری عدالتوں کو آہستہ آہستہ بائیکاٹ کر کے ان کی بجائے پرائیویٹ پنچایتی عدالتیں قائم کی جائیں اور ان عدالتوں کی امداد سے پرائیویٹ جھگڑوں کا تصفیہ کریں۔

(۵) عراق عرب میں فوجی کلرکی اور مزدوری خدمات کے لئے رنگروٹوں کے طور پر بھرتی ہونے سے لوگ انکار کر دیں۔

(۶) اصلاح شدہ کونسلوں میں ممبری کی امیدواری کے لئے جو درخواستیں دی گئی ہیں وہ سب واپس لے لی جائیں۔ اور رائے دہندگان ایسے امیدواروں کو رائے دینے سے انکار کر دیں جو کہ کانگرس کی اس ہدایت کی کچھ پرواہ نہ کر کے اس کے باوجود بھی انتخاب کیلئے اپنے آپ کو پیش کریں۔

(۷) تمام غیر ملکی مال کا بائیکاٹ کیا جائے اور چونکہ عدم تعاون کی یہ تحریک ایک تربیتی ذریعہ کے طور پر لوگوں کو قربانی کرنا سکھانا کے لئے اختیار کی گئی ہے جسکے بغیر کوئی قوم حقیقی ترقی نہیں کر سکتی اور چونکہ ہر مرد۔ عورت اور بچے کو تحریک کی ابتدائی منزل میں شرکت کا موقع دینا منظور ہے اس لئے یہ کانگرس سب کو ہدایت کرتی ہے کہ حد درجہ تک سودیشی مال استعمال کریں۔ یعنی جہاں تک کہ ہندوستانی سرمایہ سے قائم شدہ ہندوستانی انتظام کی ماتحتی میں کام کرنے والے ہندوستان کے موجودہ کارخانے ضروریات کو پورا کر سکیں۔ تا وقتیکہ وہ تمام ملک کی ضروریات کے لئے کافی سوت اور کپڑا تیار نہ کرنے لگ جائیں جو کہ ابھی کچھ عرصہ تک ہونا مشکل ہے اس مقصد کو مد نظر رکھکر یہ کانگریس ہدایت کرتی ہے کہ فوراً ایسے ذرائع اختیار کئے جائیں جن سے کہ یہاں کی کپڑا بننے کی برباد شدہ دستکاری پھر زندہ ہو سکے اور لاکھوں جولاہے جو اپنا پیشہ چھوڑ کر اور کاموں میں لگ گئے ہیں۔ پھر اپنا آبائی پیشہ اختیار کر سکیں گے۔

ایک ہوائی جہاز عربوں کے قبضے میں

لندن ۱۱ ستمبر۔ دریائے فرات پر سماوہ کو محاصرے سے چھڑا لیا گیا ہے اور جنکشن سے ناصریہ تک سرنگ مکمل ہو گئے ہیں علاقہ منتفق میں قبائل ایکدوسرے سے سخت طور پر برسر جنگ ہیں۔ غالباً اسکی وجہ سے ہم پر کوئی متفقہ حملہ نہ ہو سکیگا۔

علاقہ فلوجا میں ہمارے ایک ہوائی جہاز کو بغداد اور فلوجا کے مابین مجبوراً نیچے اترنا پڑا۔ عربوں نے ہوابازوں کو گرفتار کر لیا مگر وہ کہتے ہیں کہ ہم انہیں واپس کر دیں گے۔

علاقہ دیالہ میں سکوت ہو گیا ہے ایک اہم پل کو سخت نقصان پہنچا ہے جس سے وسطوں کے آمد و رفت ہوئی ہے باقی مقامات پر حالت بدستور رہی ہے۔

لنڈن ۱۷ ستمبر۔ لفٹیننٹ جنرل … کی ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ قبائل کے رویہ میں ایک عام اصلاح پائی جاتی ہے علاقہ … اور چند مقامات کے سوائے غیر مطمئن قبائل زیادہ تر اپنے گھروں کو واپس چلے گئے ہیں۔

نیویارک ۱۷ ستمبر۔ نیویارک کے دھماکے سے بہت سی جانیں تلف ہو گئیں

کتابیں جو ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہئیں!

نماز یہ رسالہ مولوی مصطفٰے خان صاحب بی-اے کی تصنیف ہے اور سلسلہ اسلامیہ کا پہلا نمبر ہے۔ اس میں نماز کی فلاسفی اور اسکے متعلقہ احکام و مسائل نہایت شرح و بسط سے لکھے گئے ہیں آخیر پر قرآن کریم سے چند سورتیں بچوں کے یاد کرنے کے لئے دی گئی ہیں۔ غرض نہایت خوبی کے ساتھ ۱۲۰ صفحوں پر یہ کتاب ختم ہوتی ہے لیکن قیمت بوجہ فائدہ عام کے صرف ۱۰ ار رکھی گئی ہے جلد آرڈر بھیجیں۔

زکوٰۃ یہ بھی مصنف موصوف کی تصنیفات سے ہے اور سلسلہ اسلامیہ کا نمبر ۲ ہے۔ اس میں نہایت قابلیت کے ساتھ آپ نے زکوٰۃ کی فلاسفی اور اس کے متعلقہ احکام و مسائل شرح و بسط سے لکھے ہیں تعداد صفحات ۴۸ قیمت ۱۰ ار

تربیت اولاد سلسلہ اسلامیہ نمبر ۳ اس میں فاضل مصنف موصوف نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے اصول قرآن مجید اور احادیث شریف سے اخذ کر کے لکھے ہیں۔ تعداد صفحات ۸۰ - قیمت صرف ۵/

قاعدہ عربی التسہیل القرآن اس میں قرآن شریف کے پڑھنے کے تمام قواعد مکمل و مفصل درج ہیں جو بچہ یہ قاعدہ بموجب ہدایات مندرجہ پڑھ لیگا۔ وہ سارا قرآن مجید خود بخود بغیر استاد کی مدد کے پڑھ سکیگا۔ اس قاعدہ کے ذریعہ ایک چھوٹی عمر کا بچہ دو تین گھنٹے روزانہ پڑھ کر انشاء اللہ تعالیٰ نے ۶ ماہ میں قرآن شریف ختم کرائیگا۔ یہ مولانا ابو العطا مولوی میرزا خدا بخش صاحب پراف عسل مصفٰے کی تصنیف ہے تعداد صفحہ ۲۵۰ ہے قیمت مکمل قاعدہ ۴/ حصہ اول ار

ضرورت مجدد اور عیسائیت کا آخری سہارا دو زبردست ٹریکٹ حال ہی میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے تصنیف فرمائے ہیں جو عنقریب دس دس ہزار کی تعداد میں چھپکر دفتر میں آ پہنچ رہے ہیں یہ مفت تقسیم کئے جائینگے سب احباب کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے حسب تعداد مطلوبہ سے لکھیں۔ اور ساتھ ہی خرچ ڈاک کے لئے ٹکٹ۔ تاکہ وقت پر ان کی خدمت میں یہ دونوں ٹریکٹ پہنچکر شائع ہو سکیں۔

سلسلہ احمدیہ قادیان احمدیہ جلد اول جلد براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے اس میں حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کی حقانیت براہین نیرہ اور دلائل قاطعہ کے ساتھ ثابت کی ہے۔ اور مخالفین اسلام کے الزامات کو جو اسلام اور بانی اسلام پر … کرنے کے لئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ اسکو شائع کیا۔ قیمت مجلد کاغذ ولایتی … بے جلد … دیسی کاغذ مجلد … بے جلد …

اظہار النصائح فی رد المخزیات الفضائح بیان محمود احمد صاحب یہ رسالہ اوپر خلافت پر تنقید مصنفہ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی۔ قیمت ۵/

پتہ:- دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

معاونین اخبار پیغام صلح کی خدمت میں ضروری اطلاع

ڈاکخانہ کے جدید قاعدہ کے مطابق ہر ایک وی پی پیکٹ صرف رجسٹری ہو کر جا سکیگا جس سے خریداران اخبار کو ۲/ خرچ رجسٹری زائد دینا پڑے گا۔ اس سے بچنے کے لئے نہایت آسان طریقہ یہ ہے کہ دفتر سے ختم میعاد چندہ کی اطلاع پہنچنے پر فوراً چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں اور ساتھ ہی کوپن پر اپنا نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر چھپا ہوتا ہے تحریر کر دیں ورنہ بعد ۱۰ دن کے اختتام کے وی پی رجسٹری ارسال ہوگا۔ اور ۲/ زائد معمول رجسٹری فضول ادا کرنے پڑیں گے۔

مینیجر اخبار پیغام صلح

جلد ۸ | احمدیہ بلڈنگس لاہور | چہارشنبہ مورخہ ۱۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۹ ہجری مطابق ۲۹ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۲۶

کلام الامام امام الکلام

اسلام اور دیگر مذاہب

(گذشتہ سے پیوستہ)

... سے خوبتر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے وہ اس نے کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

آنکھ اس کی دوربیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیاء یہی ہے

جو راز دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

جواہر ریزے

جو کام ہو اللہ کیلئے ہو اور جو بات ہو خدا کیواسطے ہو

سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے یہی چاہتا ہوں اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قیل و قال ... کو ... پسند نہ کیا جائے اور ساری غرض و غایت آکر اس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں۔ اور نہ بناوٹ اور تکلف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا یہی اقتضا ہے کہ جو کام ہو اللہ کے لئے ہو جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔ اگر اللہ کی رضا اور اس کے کام کی تعمیل میرا مقصد ہوتا تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے تقریریں کرنی اور وعظ سنانا تو ایک طرف ہیں۔ تو ہمیشہ خلوت ہی کو پسند کرتا ہوں۔ اور تنہائی میں وہ لذت پاتا ہوں جسکو بیان نہیں کر سکتا۔ مگر کیا کروں بنی نوع کی ہمدردی کھینچ کھینچ کر باہر لے آتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس نے مجھے تبلیغ پر مامور کیا ہے۔ میں نے یہ بات کہ ظاہری قیل و قال ہی کو پسند نہ کیا جاوے۔ اس لئے بیان کی ہے کہ ہر خیر میں کبھی شیطان کا حصہ رکھا ہوا ہوتا ہے پس انسان جب وعظ کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس میں شک نہیں۔ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بہت ہی عمدہ کام ہیں مگر اس منصب پر کھڑا ہونیوالے کو ڈرنا چاہئے کہ اس میں مخفی طور پر شیطان کا بھی حصہ ہے۔ کچھ تو واعظ کے بجزہ میں آتا ہے اور کچھ سننے والوں کے حصہ میں۔ اسکی حقیقت یہ ہے کہ جب واعظ وعظ کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو مقصد اور دلی تمنا صرف یہ ہوتا ہے کہ میں ایسی تقریر کروں کہ سامعین خوش ہو جاویں۔ ایسے الفاظ اور فقرات بولوں کہ ہر طرف سے واہ واہ کی آوازیں آئیں۔ میں اس قسم کی تقریر کرنیوالوں کے رتبہ اور عہدہ کو اس سے بڑھ کر نہیں سمجھتا جیسے بھڑوے۔ نقال۔ قوال۔ گویئے یہی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے سننے والے انکی تعریفیں کریں۔

پس جب ایک مجمع کثیر سننے والا ہو۔ اور اس میں ہر ایک مذاق اور درجہ کے لوگ موجود ہوں۔ تو خدا کی طرف کی آنکھ کھلی نہیں ہوتی۔ الّا ما شاء اللہ مقصود یہی ہوتا ہے کہ سننے والے واہ واہ کریں۔ تالیاں بجائیں اور چیرز دیں۔ غرض یہ حصہ شیطان کا واعظ یا بولنے والے میں ہوتا ہے اور سامعین میں شیطانی حصہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بولنے والے کی فصاحت و بلاغت زبان پر پوری حکومت اور قادر الکلامی برمحل اشعار کہانیوں اور ہنسانیوالے لطیفوں کو پسند کریں۔ اور داد دیں تا کہ سخن فہم ثابت ہوں۔ گویا ان کا مقصود بجائے خود خدا سے دور ہوتا ہے اور بولنے والے کا الگ۔ وہ بولتا ہے مگر خدا کے لئے نہیں اور یہ سنتے ہیں مگر ان باتوں کو دل میں جگہ نہیں دیتے اس لئے کہ وہ خدا کے لئے نہیں سنتے کہ یہ کیوں سنتا ہے صرف اس بات کیواسطے کہ ایک لذت حاصل کرے یاد رکھو انسان دو قسم کی لذتوں کا مجموعہ ہے ایک روح کی لذت ہے دوسری نفس کی لذت۔

روحانی لذت تو ایک ... حقیقت راز ہے جسپر اگر کسی کو اطلاع ملجاوے اور ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی جسکو یہ سرور اور ذوق ملجاوے وہ اس سے سرشار اور مست ہو جائے۔ نفسانی لذتیں ایسی ہیں کہ ہمیشہ آنی اور فانی ہوتی ہیں۔ نفسانی لذت وہ لذت ہے جسکے ساتھ ایک طوائف بازاروں میں ناچ کرتی ہے وہ بھی اس لذت میں شریک ہیں۔ جیسے مولوی واعظ کی حیثیت میں گاتا ہے اور لوگ اسکو پسند کرتے ہیں ویسی ہی بازاری عورت گاتی ہے اُسے بھی پسند کرتے ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نفس یہی چیز ہے جو ایک واعظ کے وعظ سے بھی لذت اٹھاتا ہے اور دوسری طرف ایک بدکار عورت کے گانے سے بھی لذت اٹھاتا ہے۔ حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ یہ عورت بدکار ہے اسکے اخلاق اسکی معاشرت بہت ہی قابل نفرت ہے لیکن اسپر بھی اگر وہ اسکی باتوں اور اسکے گانے سے لذت اٹھاتا ہے اور اسکو نفرت اور بدبو نہیں آتی۔ تو یقیناً سمجھو کہ یہ نفسانی لذت ہے ورنہ روح تو ایسی گھنونی اور متعفن شئے پر راضی نہیں ہو سکتی اور قابل رحم واعظ کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ مجھ میں پاک حصہ نہیں ہے۔ (باقی دارد)

اخبار احمدیہ

آہ احمد سعید! ہماری جماعت کے ایک مخلص ممبر منشی جمال الدین صاحب کاتب کے لخت جگر مرزا احمد سعید جو میڈیکل کالج کی جماعت ثانیہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے ایک ہونہار اور فی الحقیقت نہایت ہی سعید نوجوان تھے کم و بیش عرصہ دو سال سے بعارضہ دق بیمار تھے۔ دھرمپور کے سینیٹوریم میں ایک عرصہ تک علاج پذیر رہنے کے بعد آخر اپنے والدین کو داغ مفارقت دیگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک قابل تقلید مثال مولوی فضل حق صاحب مہتمم مسجد احمدیہ جو ایک نہایت ہی شریف سن بزرگ ہیں انجمن کیطرف سے انہیں صرف بیس روپیہ ماہوار کی قلیل رقم ملتی ہے مگر آپ کا دل اللہ تعالیٰ کیلئے اس قدر فیاض ہے کہ اس قلیل رقم کو بھی اپنی ذات پر خرچ کرنا گوارا نہیں۔ قریباً ہر ماہ اسکی کتابیں خرید فرما کر انجمن کی لائبریری کیلئے وقف کر دیتے ہیں اس مہینے میں بھی ابن جریر جیسی ضخیم تفسیر ... خرید کر لائبریری میں داخل کر دی ہے

خانصاحب محمد امین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ... سلسلہ کی ایک آدھ کتاب کے مطالعہ سے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ محبت پیدا ہوگئی ہے انہوں نے نہایت مہربانی سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو ...

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

نبوت مسیح موعود

حکیم سیف الدین صاحب غور کریں

(از قلم مولینا مولوی عبد السبوح صاحب مولوی فاضل)

حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب کے اس تحریر پر کہ آپ نے نبوت مسیح موعود کو محدثیت کے نام سے موسوم کیا ہے "الفضل" مورخہ ۲۴-اگست ۱۹۲۰ء میں حکیم سیف الدین صاحب نے حقیقۃ الوحی کا ایک عربی حوالہ پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت اقدس محدث نہ تھے اور ان کو محدث کہنا احمدیوں کو دھوکا دینا ہے۔

جناب حکیم صاحب نے حضرت مولوی صاحب کو مخاطب کر کے بڑے زور سے ادعا کیا کہ ہم نے خوب غور کیا ہے لیکن افسوس کہ [illegible] جانا بھی تو یہ جانا کہ نہ جانا کچھ بھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے ایک حصہ کو منسوخ قرار دینے کی [illegible] آئی اسی لئے کہ جماعت قادیان کو بعض حوالجات [illegible] معلوم ہوئے۔ [illegible] ایسے حوالجات میں نکات معرفت کے [illegible] ناممکن ہے

خلق الله [illegible]

[illegible]

چنانچہ [illegible] محدثیت کا بھی ہے۔ جسے منسوخ کی فہرست میں درج کر دیا گیا۔ اور اب اسے حضرت صاحب کیلئے استعمال کرنا ناجائز قرار دیا جاتا ہے

یہ بات واضح ہے کہ حضرت صاحب نے مکالمہ و مخاطبہ کا نام ہی نبوت رکھا ہے۔ اور رسالہ ایک غلطی کا ازالہ سے روشن ہے کہ آپ کی نبوت لغوی ہے نہ کہ اصطلاحی۔ اور اس امر کو چونکہ حکیم صاحب اپنے مضمون میں تسلیم کر چکے ہیں لہٰذا ہم ان کے ہی الفاظ نقل کر کے ان پر بحث کرتے ہوئے اپنا مدعا ثابت کرینگے حکیم صاحب اپنے مضمون کے نتیجہ میں یوں رقم فرماتے ہیں "پس ثابت ہوا کہ کلام الٰہی اور احادیث میں اور اہل سنت کے اکابر صوفیا کرام نے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا نام نبوت رکھا ہے اور تا قیامت اس قسم کی نبوت باقی ہے اور اس نبوت حضرت مسیح موعود نے وحی غیر تشریعی سے موسوم کیا ہے"

بیشک ہم تسلیم کرتے ہیں کہ کلام الٰہی اور احادیث نبوی میں مکالمہ و مخاطبہ کا نام ہی نبوت رکھا ہے کما قال الله تعالیٰ یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ و قال رسول الله صلعم لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اور اس نبوت کا نام لغوی نبوت ہے جیسا کہ حضرت صاحب خود اسے وحی غیر تشریعی سے موسوم کرتے ہیں کیونکہ [illegible] اصطلاحی نبوت ہے جو کہ من کل الوجوہ کامل اور مستقل ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت صاحب اور دیگر انبیاء کی نبوت میں فرق بیّن ہے اور معلوم ہو کہ یہ قول بے بنیاد ہے جو وہ کہتے ہیں کہ بلحاظ نفس نبوت آپ میں اور دیگر انبیاء میں کوئی فرق نہیں اسواسطے باب نزول جبریل بھی تا قیامت مسدود کر دیا گیا۔ کیونکہ نزول جبریل کا تعلق وحی تشریعی سے ہے۔ جس کا بند ہونا آپ نے تسلیم کیا ہوا ہے۔

کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ علاوہ قرآن کریم کے جو احکام ہیں بذریعہ احادیث کے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ جبریل بتلائے گئے تھے۔ یا قرآن کریم کی کوئی ایسی عبارت ہے جس میں نزول جبریل کا دخل نہ ہو۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا [illegible]

امام راغب وحی کے معنے میں لکھتے ہیں۔ یقال للکلمۃ الالٰہیۃ التی تلقی الی انبیائہ و اولیائہ وحی۔ پس جو وحی انبیاء کو ہوتی ہے وہ اصطلاحی نبوت کہلاتی ہے اور جو اولیاء اللہ کو ہوتی ہے اسے لغوی نبوت کہتے ہیں۔

باقی رہا یہ سوال کہ ہم ایسی نبوت کو محدثیت کیوں کہتے ہیں حالانکہ حضرت صاحب نے اپنی تحریروں میں اپنے محدث ہونے سے انکار کیا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ بلحاظ لغوی معنوں کے بیشک آپ محدث نہیں اور نہ ایسی محدثیت کے آپ کبھی مدعی ہوئے ہیں۔ ۲ (ل) اصطلاحی معنوں کی رو سے آپ محدث تھے اور ایسی محدثیت سے آپ نے کبھی انکار نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ازالہ اوہام میں معترض کو یوں جواب دیا گیا کہ "نبوت کا دعوٰے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوٰے ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے"۔ یہاں پر جس نبوت سے انکار کیا گیا ہے۔ وہ اصطلاحی نبوت ہے۔ کیونکہ معترض کے خیال میں یہی نبوت تھی۔ اور مقتضی حال کے مطابق یہی جواب دینا تھا۔ اور جس محدثیت کا دعوٰے ہے۔ وہ اصطلاحی محدثیت ہے۔ جیسا کہ حضرت صاحب نے اسی مقام پر آگے چلکر خود تشریح کر دی کہ "اگر اس کو ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے۔ یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے۔ تو کیا اس سے نبوت کا دعوٰے لازم آگیا"

اب حکیم صاحب خود ہی انصاف سے بتائیں کہ یہاں پر نبوت سے انکار کر کے پھر ایک طور سے اقرار کرنا کیا صریح دلیل اس بات پر نہیں کہ آپ نے اصطلاحی نبوت سے انکار کیا ہے۔ کیا یہی مجازی نبوت نہیں۔ جس کا اقرار آخری کتاب حقیقۃ الوحی میں سمیت نبیًا من الله علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ کہکر کیا گیا۔ اگر یہ اور ضرور ایسا ہی ہے۔ تو پھر بتایئے آپ کے نسخ کے مسئلہ کی بنیاد کس پر ہے۔ جبکہ ازالہ اوہام کا دعوٰے حقیقۃ الوحی کے حوالہ پر منطبق ہے۔ اور آپ کا موجودہ عقیدہ بھی حضرت صاحب کی مجازی نبوت کا ہے۔ پھر عبارت مذکورہ میں اس اصطلاحی محدثیت کو مجازی نبوت کہا گیا ہے اور اس کا دعوٰے خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ کیا دعوٰے کے بارہ میں خدائی احکام منسوخ بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ اگر ہوتے ہیں تو براہ مہربانی اس کی نظیر تو بتایئے۔

اسی طرح غلطی کے ازالہ میں جہاں آپ نے نبوت کا اقرار اور محدثیت کا انکار کیا ہے وہاں پر لغوی نبوت اور لغوی محدثیت مراد ہے۔ لاغیر۔ ذرا اصل الفاظ پر غور کریں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ نے غیب کی خبریں پانیوالا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کس نام سے اسکو پکارا جاوے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ اور نبوت کے معنے اظہار امر غیب" یعنی لغوی نبوت۔ کیونکہ اسی رسالہ میں آپ نبی کے معنے لغت کی رو سے یوں کرتے ہیں کہ "خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا" اور یہاں انکار محدثیت کا لغوی معنوں سے کیا گیا ہے۔ جیسا کہ عبارت مذکورہ صاف دلالت کرتی ہے کیونکہ بلحاظ لغوی معنوں کے لفظ تحدیث عام ہے۔ ہر ایک کلام کرنیوالے کو محدث اور سامع کلام کو محدث کہتے ہیں۔ اگر آپ کو عالم احادیث سے واقفیت ہو۔ تو حدثنا حدثنا کا نقارہ ہمارے اس قول کی تصدیق کریگا۔ لیکن حضرت صاحب نے اصطلاحی معنوں سے محدثیت کا کبھی انکار نہیں کیا۔ کیونکہ اس کے اصطلاحی معنے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کے ہیں۔ احادیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ کما قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم۔ لقد کان فیمن قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر۔ (رواہ ابوہریرہ) اور یہ اپنے اصطلاحی معنوں کے لحاظ سے اس طرح خاص ہے جس طرح نبوت اپنے لغوی معنوں کے لحاظ سے ایک فرد کے لئے مخصوص ہے۔ پس گویا اصطلاحی معنوں کی محدثیت قائمقام ہے لغوی نبوت کی۔

پس ہماری اس بحث سے لاریب مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

(۱) حضرت صاحب نے لغوی معنوں کی محدثیت سے انکار کیا ہے اصطلاحی سے کبھی انکار نہیں کیا۔

(۲) اصطلاحی معنوں کی محدثیت قائمقام ہے لغوی معنوں کی نبوت کے۔

(۳) اصطلاحی معنوں کی محدثیت کو مجازی نبوت کہتے ہیں۔ جیسا کہ ازالہ اوہام کی عبارت سے ظاہر ہے۔

(۴) محدثیت کے اصطلاحی معنے حدیث کی رو سے مکالمہ و مخاطبہ کے ہیں۔

(۵) حضرت صاحب بموجب تفصیل مذکورہ بالا محدث بھی تھے اور نبی بھی۔ ان کو محدث نہ کہنا۔ وہم باطل ہے۔

ان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ
وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس نے ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء کی حد بندی کے بعد بھی باوجود انکار از محدثیت کے اقرار بھی کیا ہے اور اس طرح سے آپ کے اس وہم کی کہ آپ محدث نہ تھے تردید کی ہے۔ چنانچہ ایک حوالہ ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے:- "ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ایک طرف تو خدا کے ساتھ اس کا رابطہ ہوتا ہے کہ جو اسکی طرف ہر وقت کھینچا چلا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف نوع انسان کے ساتھ بھی اسکو ایسا تعلق ہوتا ہے جو ان مستعد طبائع کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جیسا کہ آفتاب زمین کے تمام طبقات کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ اور خود بھی ایک طرف کھینچا جا رہا ہے یہی حالت اس شخص کی ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں۔ اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں" ملاحظہ لیکچر سیالکوٹ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء

پس اگر حضرت صاحب میں خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت تھی۔ اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی عشق تھا۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوئے اور خوارق بھی آپ کے ہاتھ ظاہر ہوئے۔ تو لاریب آپ حسب تفصیل بالا نبی اور محدث تھے اور رسول بھی تھے۔ کیونکہ رسول کا لفظ عام ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں جیسا کہ نبیوں کا نام رسل رکھا۔ ایسا ہی محدثین کا نام بھی رسل رکھا ہے ؎

ہمیں تو صبر کو کہتے ہیں شیخ و واعظ سب
انہیں تو کوئی بھی کہتا نہیں وفا کے لئے

واپس مہاجران کمیٹی لاہور

اتوار ۱۲ ستمبر ۱۹۲۰ء خاکسار کے مکان پر ایک جلسہ مسلمانان لاہور کا منعقد ہوا۔ جس میں ان مہاجرین کی امداد کی تدابیر سوچی گئیں جو واپس آ رہے ہیں۔ یہ امر کسی سے مخفی نہیں ہے کہ صوبہ پنجاب سے جو مہاجرین ہجرت کر گئے تھے وہ اپنی تمام جائداد و مال فروخت کر گئے تھے۔ اب چونکہ وہ واپس آ رہے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ انہیں اس جائداد و مال کے واپس حاصل کرنے میں امداد دی جاوے اس غرض سے یہ ریزولیوشن منظور ہوا۔ کہ ایک کمیٹی بنام "واپس مہاجران کمیٹی لاہور" بنائی جاوے۔ جو صوبہ پنجاب کے مہاجرین کو اس کار خیر میں مدد دے۔ چنانچہ یہ کمیٹی بنائی گئی ہے۔ عام اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ اگر کسی مہاجر کو کمیٹی سے امداد لینی درکار ہو تو بلا تکلف امداد لے۔ اور یہ کمیٹی ہر وقت اس امداد کے دینے کے لئے تیار ہے۔ جہاں تک ممکن ہوگا۔ یہ کمیٹی ہر طریقہ سے پنجاب کے ہر ایک مہاجر کی جائداد واپس دلانے میں کوشش کرے گی۔

مسٹر بدر الدین قریشی بیرسٹر ایٹ لاء

سکرٹری واپس مہاجران کمیٹی لاہور۔

واپس مہاجرین کمیٹی لاہور

آگے اس امر کا اعلان ہو چکا ہے کہ یہ کمیٹی واپس شدہ مہاجرین کو ان کے مال و اسباب واپس دلانے میں کوشش کرے گی یہ بات تمام اصحاب کو معلوم ہے کہ جو مہاجر صوبہ پنجاب سے ہجرت کر گئے تھے انہوں نے مایوسی اور جلدی کی حالت میں اپنی جائداد نہایت قلیل معاوضہ پر لوگوں کے حوالے کی تھی کیونکہ ان کا خیال تھا کہ وہ پھر واپس نہیں آئیں گے۔ آئندہ حالات نے دگرگون کیفیت دکھلائی اور اس لئے انہیں واپس آنا پڑا۔ مگر اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یہ فدایان ملک جبکہ صرف ملک کی خاطر اس قدر تکالیف برداشت کر رہے ہیں تو اُن کی امداد پورے طور پر کی جاوے۔ اس لئے یہ کمیٹی امید رکھتی ہے کہ جن اصحاب کے پاس مہاجرین کا کوئی اسباب یا مال موجود ہو وہ جو معاوضہ انہوں نے دیا ہو۔ اس کے واپس وصول کرنے پر تمام مال حوالہ مہاجرین کر دیں گے۔

عام اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ اگر کسی مہاجر کے پاس کوئی زاد راہ نہ بچا ہو۔ اور وہ خوراک وغیرہ سے تنگ ہو تو یہ کمیٹی اُسے جب تک وہ اپنی اصلی حالت پر نہ آ جاوے خوراک وغیرہ بہم پہنچا دیگی۔

مہاجرین کو چاہیئے۔ کہ وہ کمیٹی کے پاس پہنچ جاویں علاوہ ازیں اگر کوئی بیوہ یا یتیم رہ گیا ہو۔ تو اس کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ مہاجر بیوہ یا یتیم بچہ کو مستقل وظیفہ

دے گی۔ علاوہ ازیں ہر ایک مہاجر کے مال و اسباب دلانے میں اپنے پاس سے بھی خرچ کرنے میں دریغ نہ کیا۔ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کی جاوے :-

بابو رالدین قریشی بیرسٹر ایٹ لا و سکرٹری
والیس مہاجرین کمیٹی لاہور۔

کیا مسیح موعودؑ فی الواقع نبی تھے؟

(۴)

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس قول فیصل میں ہمارے میاں صاحب نے اپنے ان الفاظ میں کہ " آپ کا آخری درجہ نبی بلکہ اس سے بھی بڑھکر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ظلی نبی ہونا تھا" جن حقائق کا انکشاف کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں :-

(۱) آپ کا آخری درجہ نبوت تھا (یعنی آخری درجہ پہلے کسی درجہ سے متفاوت تھا)

(ب) آپ صرف نبی ہی نہ تھے۔ بلکہ نبی سے بھی بڑھکر ظلی نبی تھے

(ج) ظلی نبی۔ نبی سے بڑھکر ہوتا ہے یا آنحضرت صلعم کا ظلی نبی دوسرے انبیاء سے بھی بڑھکر ہوتا ہے۔

(د) ب اور ج کے نتیجہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا باقی کل انبیاء سے افضل تھے۔

میاں صاحب کی اس عبارت کا مقابلہ اگر اس دلیل سے کیا جائے جو نمبر (۲) میں درج ہو چکی ہے تو بے اختیار صاحبزادہ صاحب کے حافظہ کی داد دینی پڑتی ہے اس دلیل میں آپ نے یہ فرمایا تھا :-

(الف) اللہ تعالےٰ نے آپ کو صاف لفظوں میں نبی اور رسول کہا۔ اور ظلی و بروزی نہیں کہا۔

(ب) مگر مسیح موعود فروتنی اور انکساری سے ظلی و بروزی کہتے ہیں۔

نتیجہ ظاہر ہے۔ کہ ظلی و بروزی کے الفاظ فروتنی و انکساری کے الفاظ ہیں۔

نتیجہ دوئم۔ نبی افضل ہوتا ہے اور ظلی و بروزی ادنےٰ۔ کیونکہ فروتنی و انکساری ادنےٰ کے لئے ہوتی ہے نہ اعلےٰ کے لئے۔ مگر یہاں فرماتے ہیں کہ ظلی نبی حقیقی نبی سے افضل ہوتا ہے۔ (ج) پہلے جو آپ نے فرمایا تھا کہ ظلی و بروزی انکساری اور فروتنی کے سبب اختیار کیا حرف غلط کی طرح مٹ گیا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا نے تو اُن کو کہا کہ تو نبی ہے رسول ہے۔ مسیح موعود نے جواب میں کہا۔ وہ نبی اور رسول کیا ہوتا ہے میں تو اس سے بھی بڑھکر ظلی اور بروزی نبی ہوں اور یوں حضرت صاحب نے خدا کے صاف احکام کی خلاف ورزی کی +

(نتیجہ سوئم۔) پہلی دلیل میں آپ نے فرمایا تھا کہ چونکہ انکساری و فروتنی نبیوں کی شان ہے اس لئے حضرت صاحب نے اسکو اختیار کرکے اپنے آپکو ظلی اور بروزی کہا۔ اب آپ فرماتے ہیں کہ ظلی و بروزی نسبتاً فروتنی اور انکساری کے الفاظ نہیں۔ بلکہ اس سے بڑھکر (فخر و مباہات کے) الفاظ ہیں تو نتیجہ یہ نکلا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فروتنی اور انکساری جو نبیوں کی شان ہے اختیار نہیں کی بلکہ اسکے برعکس فخر و مباہات سے کام لیا۔ جو نبیوں کی تو کیا کسی ادنےٰ مؤمن کی شان بھی نہیں اور یوں صاحبزادہ صاحب نے مسیح موعودؑ کو نہ صرف نبی بلکہ انبیاء سے افضل بناتے بناتے ایک مؤمن کی شان سے بھی گرا دیا +

(نتیجہ چہارم) میاں صاحب اپنی اس عبارت میں فرما چکے ہیں کہ آپ کا آخری درجہ ظلی نبوت تھی۔ اور یہ پہلی دلیل کی رو سے فروتنی اور انکساری کا یعنی نبی سے ادنےٰ درجہ کا نام ہے۔ اب اگر پہلا درجہ ادنےٰ تھا۔ اور پھر اعلےٰ نصیب ہوا۔ تو یہ حضرت صاحب کے اپنے الفاظ کے خلاف ہے آپ نے اپنی وفات سے ایک روز پہلے فرمایا۔ " اور جو کچھ ہمارا دعوےٰ نبی اور منذر ہونے کا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہے وہی ہمیشہ سے ہے آج کل کوئی نئی بات نہیں" اور اگر حضرت صاحب کا پہلا درجہ اعلےٰ تھا تو آخری درجہ ادنےٰ ہوا۔ جس سے ظاہر ہے کہ مسیح موعودؑ نے اول سے تا بہ آخر ترقی نہیں کی۔ بلکہ اُلٹا تنزل ہوا۔ بقول میاں صاحب خدا نے مسیح موعود کو نبی اور رسول کہا اور صاف الفاظ میں کہا۔ ظلی بروزی اور ظلی نہ کہا۔ مگر میاں صاحب اپنی پہلی دلیل کی رُو سے خدا کے حکم کو مقدم نہ کرتے ہوئے نبی سے بڑھکر مسیح موعود کو ظلی نبی کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ صاحبزادہ صاحب اپنی ہی دلیل کی رُو سے خدا کے حکم کے خلاف کر رہے ہیں اور مسیح موعود کو وہ درجہ دے رہے ہیں کہ جو خدا نے نہیں دیا۔

(نتیجہ پنجم) میاں صاحب فرماتے ہیں کہ انکساری اور فروتنی کے سبب حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو ظلی اور بروزی کہا اور یہ نبیوں کی شان ہے

اب سوال یہ ہے کہ آیا یہ نبوت کی شان کسی امتی میں بھی پائی جاتی ہے یا نہیں؟ آیا دنیا کے لاکھوں انبیاء میں سے کسی میں کبھی اس شان کا گمان پایا جاتا ہے؟ کہ خدا نے تو اُسے کہا ہو کہ تو نبی ہے رسول ہے۔ اور اس نے اپنی اس شان کے سبب کہہ دیا ہو کہ نہیں میں تو مجازی ہوں ظلی ہوں اور بروزی ہوں۔ نبی تو کیا کوئی ادنےٰ ملازم بھی اس قسم کی فروتنی اور انکساری کی شان اختیار نہیں کرتا۔ کہ سرکار تو اُسکو کہے کہ تو تحصیلدار ہے اور وہ کہے کہ نہیں صاحب میں تو چپڑاسی ہوں۔ اب یا تو خدا کے صاف احکام کے خلاف شان اختیار کرنا شان نبوت نہیں۔ اور اگر ہے تو کل انبیاء نبی نہیں۔ ورنہ صاف ظاہر ہے کہ اس شان کے اختیار کرنے والا نبی نہیں ہے +

اعلان

میں نے ایک کتاب " محامد خسروی سنہ ۱۹۱۲ء" میں تالیف کرکے شائع کی تھی۔ جس میں ہز میجسٹی ملک معظم جارج پنجم قیصر ہند کے دربار ات لنڈن و دہلی کے مفصل حالات اور شعرائے ہندوستان کے ۵۰۰ قصائد و غزلیات و قطعات تاریخ جو تہنیت تشریف آوری دہلی میں فارسی و اُردو زبانوں میں اپنے اپنے جذبات عقیدت سے تصنیف کئے تھے۔ ردیف وار مرتب کرکے شائع کئے ہیں اس کتاب کی مقبولیت اس سے ظاہر ہے کہ جب یہ طبع ہوئی۔ تو اعلےٰ حضرت حضور پُرنور ہز ہائینس نواب صاحب بہادر والئی رامپور دام ملکہم نے براہ قدردانی اس کی ایک خلعت دو سو روپیہ (۲۰۰) میں خرید فرماکر تالیف کا اعزاز علمی دُنیا میں دوبالا فرمایا۔ اور ملک نے یہ قدر کی کہ اب تک اس کی مانگ آرہی ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن صرف پانسو کی تعداد میں چھپوایا گیا تھا۔ جو ختم ہو چکا۔ اس پہلے ایڈیشن کو ڈیوک کنسٹ اور اُن کے پیارے شہزادے اور شہزادیوں اور حضور ہز ایکسلنسی لارڈ ہارڈنگ بہادر اور سر جان پرسکارٹ ہیوٹ بہادر پریزیڈنٹ کارونیشن کمیٹی اور حضور نواب صاحب بہادر والئی رامپور اور دوسرے عمائد انڈیا کے فوٹوز شامل کرکے دلچسپ بنایا گیا تھا۔ اب موجودہ گورنر جنرل بہادر اور ہز آنر نواب لفٹننٹ گورنر بہادر یوپی اور خاص خاص والیان ریاست کے فوٹوز کے ساتھ دوسرا ایڈیشن چھپواکر ملک میں پیش کرنے کا عزم ہے۔ شہزادہ شعراء جن کا کلام ایڈیشن اول محامد خسروی میں درج ہونے سے رہ گیا ہے۔ بہت جلد اس صنف میں اپنا اپنا کلام بھیجدیں۔ جو مفت شائع کر دیا جائیگا۔ جو شعراء اپنے کلام کے ساتھ اپنا فوٹو بھی شائع کرانا چاہینگے۔ ان سے صرف تیاری بلاک کے خرچ کے لئے مبلغ پانچ روپے لئے جائیں گے ایک کاپی فوٹو کے ساتھ پانچ روپیہ نقد آنے چاہئیں اس مرتبہ میں نے ایک خاص اہتمام کیا ہے۔ جس سے محامد خسروی نہایت پاکیزہ لکھائی اور چھپائی اور عمدہ کاغذ کے ساتھ شائع ہوگی۔ جو اہل دل نہ شاعر ہیں نہ مصنف ہیں اُن کا نام ہے وہ جو جو کچھ عطا فرمائینگے اُنکے نام نامی کے ساتھ فہرست معاونین میں جو اوراق اولین پر درج ہوگی۔ اُن کا عطیہ درج کیا جائیگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ علم دوست حضرات جلد تر توجہ فرماکر ہمیں شکریہ کا موقع دیں گے +

خاکسار۔ محمد فضل حسین صابری
سب اڈیٹر اخبار دبدبۂ سکندری
ریاست رامپور۔ (یوپی)

اقتباسات

حیدرآباد میں مسیحی سرگرمیاں

حضور نظام نے قرآن پاک کا ترجمہ ہندی، مرہٹی، تلنگی وغیرہ تیار کرانے اور غربا کو مفت بانٹنے کا انتظام فرمایا۔ مگر تبلیغ اسلام کی غرض سے جو مجلس قائم ہے۔ اُس نے مقابلہ عیسائی مشنوں کے کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا۔ اور نہ اُس کی طرف سے واعظوں کو دور افتادہ مقامات میں بھیجنے یا بڑے مرکزوں میں مقیم رکھنے کا پورا انتظام ہوا۔ ایک اسقف لکھتا ہے کہ پچھلے سال کے مسلسل قحط سے ضلع نلگنڈہ و محبوب نگر اور ورنگل کے پادری بہت فائدہ اٹھا رہے ہیں اور کثرت سے نو عیسائی بچے اُن کے پاس نظر آرہے ہیں۔ پادری صاحبان برابر اراضی خریدتے اور اپنا علاقہ اثر بڑھاتے جاتے ہیں۔ دوسری طرف بعض اضلاع میں دیہات کے مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ پورا کلمہ تک نہیں جانتے۔ ایسے لوگوں پر آسانی سے مسیحی مبلغین کا جادو چل سکتا ہے۔ جنہوں نے انسانی ہمدردی کے کاموں کو تبلیغ و اشاعت مذہب کا ایک مفید ذریعہ قرار دیا ہے۔ سارے ہندوستان میں عیسائی مشنوں کی کوششوں کا جال پھیلا ہوا ہے لیکن ہمارے ہمعصر کا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ کم از کم ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی ریاست کو تو اس سے محفوظ رکھنا چاہئے۔ اور اگر حضور نظام کو بے تعصبی و رواداری کا اظہار یا اپنے دوست برطانوی گورنمنٹ کا پاس خاطر مد نظر ہو تو مملکت آصفیہ کے صیغۂ امور مذہبی کو جس پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا ہے مشنریوں کی ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کرانا چاہئے +

کشمیر میں خلافت کے جلسے حکماً بند ہوگئے

یہ خبر نہایت افسوس سے سنی جائیگی۔ کہ آخر رؤساء اور واعظین کی اخلاقی کمزوریاں اور اُن کی خفیہ و علانیہ کارستانیاں غالب آئیں جنہوں نے خدام خلافت کو حکام سے بدظن کرکے اُن کو باغی و مفسد قرار دیا۔ اور آخر ماہ اور ۵ ستمبر کو گورنر صاحب اور صاحب پرنٹنڈنٹ پولیس نے قمرالدین صاحب مولوی سید میرک شاہ صاحب۔ مولوی عبدالخالق صاحب۔ مولوی غلام محی الدین صاحب قریشی۔ حکیم نور محمد صاحب خزانچی خواجہ امیرالدین صاحب مدرس مولوی حسن شاہ صاحب امام مسجد گاڈہ یار وغیرہ کارکنان خلافت سے بغیر اجازت جلسہ خلافت نہ کرنے کے جبری دستخط کرائے۔ ۵ ستمبر کو حکام کی منشا یا کرانجمن نصرۃ الانصار(ی وغالبا نصرت اسلام کی طرف اشارہ ہے) کے پریزیڈنٹ نے علانیہ تحریک خلافت کے خلاف خطبہ کیا۔ اور کہا جب کوئی جماعت بغاوت کرتی ہے۔ تو مذہب کو آڑ بنا لیتی ہے۔ کشمیر میں بھی باغیوں کی ایک جماعت نے خلافت کو آڑ بنا لیا ہے۔ جو شخص ہمارے وعظ میں شامل ہوتا ہے۔ اور میرا مرید ہے۔ میں اُسے حکم دیتا ہوں کہ وہ کبھی خلافت یا مرزائیوں کے جلسہ اشاعت اسلام میں شریک نہ ہو۔ یہ کلمات اُس شخص کی زبان سے نکلے ہیں جو اپنے آپکو محی السنۃ کہتا ہے۔ ہم سرنرنا مقام کشمیری سے متفق ہیں کہ حکام نے بامن جلسوں کو بند کرانے میں بہت زیادہ دور اندیشی کا ثبوت نہیں دیا۔ وہ نمائندگان اسلام جنہوں نے حکام کو ایسے جلسوں کے بند کرانے پر آمادہ کرکے اسلامی جذبات کا خون کیا ہے۔ یقیناً بہت بڑی پرس کے مستحق ہیں۔ کاش ان دنیا پرستوں کو معلوم ہو کہ دُنیا دو روزہ ہے چند عاقبت با خداوند جل صحیح مسئلہ ہے + (وکیل امرتسر)

نیک کاموں کیلئے ایک سکھ بزرگ اور ایک ہندو دیوی کا قابل قدر عطیہ

راولپنڈی کے بہادر پرتاپ سنگھ سی آئی ای کا انتقال ہو گیا مرنے سے پیشتر انہوں نے سوا چار لاکھ روپیہ دان کی وصیت کی جس میں خالصہ کالج امرتسر کی تجارتی تعلیم کا ۵۰ ہزار۔ کنیا پاٹ شالہ کا ۵۰ ہزار۔ برادری کے یتیم و بیوگان کا دس ہزار روپیہ خاص طور پر قابل ذکر ہے اسی طرح میرٹھ میں شریمتی لشن دیوی بیوہ بابو شمبھو داس نے اپنی کل جائداد ڈیڑھ لاکھ کی وقف کر دی ہے جس میں سے ۲۵ ہزار دیوناگری ہائی سکول کے بورڈنگ ہاؤس۔ ۲۵ ہزار ایک آریہ کنیا پاٹ شالہ کے لئے اور سو روپیہ ماہوار مسکین غربا کے وظائف

(بقیہ از صہ ۲) ۔ (رواہ ابوداؤد) ترجمہ۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے ابوداؤد نے نقل کیا یہ کہ کہا رسول اللہ صلعم نے کہ ایک گائے ذبح کی جائے سات شخص کی طرف سے۔ اور ایک اونٹ سات شخص کی طرف سے۔

(۱۸) یہ بھی ابوداؤد میں اُنہی سے روایت ہے کہا کہ ہم نے قربانی کیا حدیبیہ کے دن اونٹ سات کی جانب سے اور گائے بھی سات کی جانب سے۔

(۱۹) عن عائشۃ رضہ زوج النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم انّ النبیّ صلعم نحر عن آل محمد صلعم فی حجۃ الوداع بقرۃ واحدۃ (رواہ ابوداؤد) ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضہ سے ابوداؤد نے نقل کیا یہ کہ رسول اللہ صلعم نے حجۃ الوداع کے دن اپنی آل کی جانب سے ایک گائے قربان کی ؛

(۲۰) عن ابی ھریرۃ رضہ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحر عمّن اعتمر من نسائہ بقرۃ بینھنّ (ابوداؤد) ترجمہ۔ ابوداؤد نے ابوہریرہ رضہ سے نقل کیا یہ کہ رسول اللہ صلعم نے ایک گائے قربان کی اُن بیبیوں اپنی کی طرف سے جنہوں نے عمرہ کیا تھا ؛

ان کے علاوہ ان کتابوں میں اور بھی حدیثیں موجود ہیں جن سے آنحضرت صلعم کا گائے ذبح کرنا اور کرانا اس کا گوشت کھانا اور کھلانا ثابت ہے۔ اس وقت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

ہاں البتہ دودھ کے جانور کی ذبح کی ممانعت ضرور مسطور ہے وہ بھی اس سبب کہ دودھ میں دو برکتیں ہیں ایک سے اُس کے بچوں کی۔ اور ایک سے اُس کے مالک کی پرورش ہوتی ہے اگر دودھ دینی ذبح کردی جائے۔ تو دونوں کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضہ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہٗ رسول اللہ صلعم ایّاک والحلوب (ابن ماجہ) ترجمہ:۔ حضرت ابوھریرہ رضہ سے روایت ہے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری شخص کے ہاں تشریف لیگئے۔ اُس نے چھُری نہ پائی۔ تاکہ آنحضرتؐ کے واسطے دودھ کی بکری ذبح کرے۔ سو آنحضرت صلعم نے اسکو اس سے منع کیا اور فرمایا کہ بچو تم دودھ والی کی ذبح سے ؛

یہی وجہ ہے کہ مسلمان دودھ کی بکری گائے ذبح نہیں کرتے بلکہ اُسکو کرتے ہیں جو دودھ دو نا چکی ہو۔ یا بانجھ ہو۔ (باقی آیندہ)

متفرق خبریں

جمال پاشا کابل آرہے ہیں۔ الہ آباد ۲۳ ستمبر۔ ہمعصر "پاؤنیر" کو معلوم ہوا ہے کہ اب تو افغانستان میں بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ جمال پاشا رکن انجمن اتحاد و ترقی تاشقند سے کابل آرہے ہیں۔ ان کے ہمراہ برکت اللہ بھی ہیں ؛

ملازمان محکمہ ڈاک کی ہڑتال بمبئی ۲۳ ستمبر۔ محکمہ ڈاک کے ملازمان ابھی تک کام پر نہیں آئے میدان میں گشت کرتے رہتے ہیں اور اپنے لیڈروں کی باتوں کو سُنا کرتے ہیں ان لیڈروں کی یہی نصیحت ہے کہ آخر دم تک اڑے رہو۔ خطوط کے تقسیم کرنے میں بہت سے ہندوستانی کارخانے اور انجمنیں مدد دے رہی ہیں جنرل پوسٹ آفس میں کچھ نئے آدمی مقرر کرلئے گئے ہیں کل شام ہڑتال کرنیوالوں نے ان نئے ملازموں کو دھمکایا بلکہ بعض پر حملہ تک کردیا۔ پولیس بلائی گئی ہے تاکہ ایسے واقعات پھر ظہور پذیر نہ ہوں ؛

عراق سے عورتوں اور بچوں کی روانگی۔ شملہ ۲۴ ستمبر۔ عراق عرب سے جو آخری اطلاع موصول ہوئی ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ یورپین مستورات اور بچے عراق عرب سے ہندوستان بھیجدیئے جائیں گے۔ اور وہ جہاز بچوں اور عورتوں کو لئے ہوئے ۲۵-۲۹ ستمبر کو بجانب ہندوستان روانہ ہوں گے ؛

پیلی بھیت میں فسادات۔ پیلی بھیت ۲۴ ستمبر۔ ۲۳ کو "درخت کے جلوس" پر ہندو مسلمانوں میں فساد ہوگیا مسلمانوں نے ایک مندر پر حملہ کردیا۔ پولیس نے کچھ گولیاں چلائیں ایک آدمی مجروح ہوا۔ مجمع "درخت" کو برسر بازار چھوڑ کر منتشر ہوگیا۔ صبح سے شہر کے مختلف حصوں میں جلوس ہو رہے ہیں امن و سکون قائم کرنے کے لئے تدابیر کی جارہی ہیں ؛

جی آئی پی ریلوے کی ہڑتال بمبئی ۲۴ ستمبر۔ یہ خبر مشہور عام ہورہی ہے کہ جی آئی پی ریلوے کے ملازموں نے اڑتالیس گھنٹہ کا نوٹس دیدیا ہے اور بعد انقضا مدت وہ کام چھوڑ دیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ خبر محض بے بنیاد ہے ؛

ایک سادھو کی گرفتاری۔ کلکتہ ۲۴ ستمبر۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پٹنہ کی عدالت میں ایک مقدمہ پیش ہے۔ ملزم ایک سادھو صاحب ہیں جو ضلع بلیا (صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ) کے متوطن ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے دیناپور جاکر ہندوستانی افواج کے سپاہیوں کو سرکاری ملازمت ترک کردینے کی ترغیب دی تھی۔ مگر ابھی تقریر کر رہے تھے کہ فوج کے حولداروں کو اطلاع پہنچ گئی اور وہ گرفتار کرلیا گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے چند اشخاص کے بیانات لیکر مقدمہ حوالہ عدالت کردیا ہے۔ سماعت جاری ہے ؛

سپاسنامہ نہ پیش کیا جائے۔ جبلپور ۲۰ ستمبر۔ ٹاؤن ہال میں ایک عام جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں یہ قرارداد منظور ہوئی کہ اکتوبر میں جناب وائسرائے کی تشریف آوری کے موقعہ پر ان کی خدمت میں کوئی سپاسنامہ نہ پیش کیا جائے اور میونسپل کمیٹی کی درخواست کی جائے۔ کہ وہ اپنے فیصلہ پر مزید غور کرے۔ اور اس کی ترمیم کردے ؛

رشت پر کاسکوں کا قبضہ۔ الہ آباد ۲۴ ستمبر۔ پاؤنیر کو طہران سے ایک پیغام برقی مورخہ ۲۳ ستمبر موصول ہوا جس سے پایا جاتا ہے کہ کاسکوں کی افواج نے ۲۲ ستمبر کو پھر رشت پر قبضہ کرلیا۔ قصبہ میں امن و سکوت ہے۔ کاسک بولشویکوں کا تعاقب کر رہے ہیں۔ اور انزلی کی طرف بڑھ رہے ہیں ؛

بلفاسٹ میں نجاروں کی ہڑتال۔ لنڈن ۲۲ ستمبر۔ بلفاسٹ میں پروٹسٹنٹ کاریگروں نے رومن کیتھولک کاریگروں کو کارخانے سے نکال دیا ہے۔ اسکی پاداش میں نجاروں کی انجمن نے اپنے ساڑھے چار ہزار ارکین کو جو بلفاسٹ میں جہاز سازی اور انجینیری کی کمپنیوں میں ملازم ہیں ہدایت دی ہے کہ وہ ۲۵ ستمبر کو کام چھوڑ دیں۔ اور جب تک خارج شدہ آدمی دوبارہ نہ بلا لئے جائیں اُسوقت تک واپس نہ جائیں ؛

ایک سن فین جج کا قتل پولیس کے ہاتھوں لنڈن ۲۴ ستمبر۔ آج صبح ۳ بجے کچھ وردی پوش آدمی ڈبلن کے ایک ہوٹل میں داخل ہوئے اور سیدھے ایک شخص کے کمرے میں چلے گئے جسکے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ لمرک کے ضلع کی طرف سے نمائندہ ہے چنانچہ ان لوگوں نے اس شخص کو گولی سے مار دیا۔ اخبارات لکھتے ہیں کہ مقتول کا نام لنچ ہے اور سن فین جج تھا۔

سرکاری بیان مظہر ہے کہ پولیس کے آدمی ہوٹل میں لنچ کو گرفتار کرنے گئے تھے جب وہ اُسکے کمرے میں پہنچے تو لنچ نے ریوالور چلایا۔ پولیس نے اسکے جواب میں فائر کیا اور لنچ کو مار ڈالا۔

نیویارک کے اشتراکیین کا اخراج۔ البنی ۲۲ ستمبر۔ پچھلے دنوں نیویارک کی مجلس وضع قوانین میں سے پانچ ارکان کو اس جرم پر نکال باہر کیا گیا تھا کہ وہ غدار ہیں مگر انکو پھر مجلس میں شامل کرلیا گیا تھا اب ان میں سے تین کو پھر نکال دیا گیا باقی دو نے استعفا دیدیا۔

صدارت جمہوریہ فرانس۔ پیرس ۲۲ ستمبر موسیو ملرینڈ نے تجویز پیش کی ہے۔ کہ صدر جمہوریہ فرانس کے اختیارات زیادہ وسیع ہونے چاہئیں۔ اس تجویز سے گھبرا کر ایوان لیساری کی جماعتوں نے موسیو ملرینڈ کے انتخاب کی مخالفت کرنے کا عزم مصمم کرلیا ہے۔ اور فیصلہ کرلیا ہے کہ آج اکسپرٹ صدر مجلس ایوان مندوبین یا ایم بورگوس صدر سینٹ کے حق میں رائے دیں گے اگرچہ ان دونوں اصحاب نے امیدوار بننے سے انکار کردیا ہے ؛

مولوی غلام ربانی صاحب گرفتار کرلئے گئے: ایبٹ آباد ۲۰ ستمبر ۱۹۲۰ء کو صبح کے وقت مولوی غلام ربانی صاحب یہاں پہنچے اور چار بجے شام تک شہر میں پھرتے رہے نماز عصر پڑھکر مسجد سے باہر نکل رہے تھے۔ کہ پولیس کے چار آدمی اور ایک تھانہ دار صاحب آئے۔ گرفتاری کا وارنٹ دکھایا اور گرفتار کرکے جیلخانے میں لے گئے۔ ابھی تک مانسہرہ سے پلٹنیں واپس نہیں آئیں بلکہ اسی جگہ موجود ہیں۔

یہ وہی مولانا غلام ربانی ہیں جو ایبٹ آباد کی مجلس خلافت کے معزز عہدے دار اور تحریک خلافت کے نہایت سرگرم اور پرجوش حامی تھے۔ اور جنہوں نے پچھلے دنوں "زمیندار" میں ایک طویل مراسلہ شائع کرا کر مانسہرہ کے فوجی تسلط کی قلعی کھولی تھی۔

مولانا ظفر علی خان کا مقدمہ:۔ مولانا کے مقدمہ کی سماعت ۲۷ ستمبر ۱۹۲۰ء کو بروز دوشنبہ بوقت دس بجے شروع ہوگی مولانا غالباً ۹ بجے کے قریب سنٹرل جیل سے عدالت میں لائیں جائیں گے اخبارات کے نمائندوں اور دیگر حضرات کو مقدمے کی کارروائی سننے کی عام اجازت ہوگی ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - یکشنبہ مؤرخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء نمبر ۲۷

گئو رکھشا اور مسلمان

(۴)

قومیں اپنے جذباتی ہیجان اور طغیان کی زیادتی کے دنوں میں عقل و دانش کی حد بندیوں سے یکسر آزاد ہو جاتی ہیں جس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ قوائے عقلی میں ضعف و انحطاط واقع ہو جاتا ہے اور انسان کے قوائے فکریہ معطل ہو کر انکی جگہ تخیل اور واہمہ ضرورت سے زیادہ تیز اور قوی ہو جاتا ہے۔ کوئی تخیل خواہ کتنا ہی بعید از قیاس کیوں نہ ہو یہ وارفتگان خیال اسکو فوراً قبول کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں آجکل گائے کے سوال نے ہمارے دوستوں کے دل و دماغ پر اسقدر قبضہ حاصل کر لیا ہے۔ کہ وہ اسکے لئے ہر جائز و ناجائز وسائل سعی کے اختیار کرنے میں ذرا بھی متامل نہیں ہوتے ایک گائے کی خاطر بیسیوں مسلمانوں کا خون بہا دینا معمولی سی بات ہو گئی ہے وہ لوگ جو سیٹھیوں پر کسی یورپین کے اس فقرہ پر کہ کل ایران کا خون گورے سپاہی کے خون کے ایک قطرہ سے گراں قیمت نہیں سیخ پا ہو جایا کرتے ہیں اور اسکو نہایت حقارت اور پرلے درجے کی تہذیب سے گری ہوئی بات بیان کرتے ہیں۔ وہ ہندوستان میں گائے کے خون کے چند قطروں کے بدلے سینکڑوں مسلمانوں کا خون عملاً نہ صرف جائز بلکہ کار ثواب سمجھتے ہیں۔ جبل پور اور کٹارپور کے واقعات ہمارے سامنے ہیں کیا کسی رحمدل سے رحمدل اخبار نویس نے کبھی اس واقعہ ہائلہ پر اپنی قوم کو ملامت کی؟ اگر انسان کی قیمت ایک جانور کے برابر بھی نہیں تو پھر غیر اقوام کی تہذیب پر کیوں طعن و تعریض کی زبان کھولتے ہو ہماری نگاہ میں ہندو مسلم اتحاد کی بہت بڑی قدر ہے اور ہم دل سے چاہتے ہیں کہ یہ دن بدن بیش از پیش مضبوط ہوتا جائے لیکن خدا کے لئے ایک معمولی سے جانور کی خاطر اس اتحاد کو صدمہ نہ پہنچایا جائے ☆

ہمارے برادران وطن کی طرف سے آجکل یہ تحریک بڑے زور کے ساتھ جاری ہے کہ کل ہندو فرقوں کے اتحاد کی بنیاد صرف گائے کے وجود پر قائم کی جائے سکھوں۔ جینیوں۔ سناتن خیال کے کل فرقوں۔ جدید ہندو مذاہب [illegible] برہمو اور [illegible] کو اس میں شامل کر لیا گیا ہے۔ ہم نے جہاں تک غور کیا ہے ان میں سے کوئی ایک فرقہ بھی ایسا نہیں کہ جس کی کتاب مقدس میں [illegible] اس قدر وقعت دی گئی ہو۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ ہندو مذہب کا اشتقاق اور افتراق اس قدر وسیع ہے کہ ان کا کسی اصول پر متفق ہو جانا قطعاً ناممکن ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ تمام قومیں جب تک کوئی اصول مشترک نہ ہو۔ اس میں اتفاق اور اتحاد کا پیدا کرنا کسی طرح ممکن نہیں۔

وید مقدس کے رسولوں اور رشیوں کے متعلق تو الفاظ امرے سے ہی ناہد ہے اسکے علاوہ جو اسکو کلام الٰہی سمجھتا ہے وہ بھی ہندو ہے اور جو نہیں مانتا وہ بھی ہندو۔ پھر اسی پر بس نہیں جو خدا کو مانتا ہے وہ بھی ہندو اور جو نہیں مانتا وہ بھی ہندو ہے اسی طرح پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جب خدا کے وجود میں تک ہندو فرقوں میں اختلاف ہے تو اور کسی مذہبی اصول میں یگانگت کس طرح ہو سکتی ہے۔ جس سے یہ ثابت ہے کہ مذہبی اصولوں کی بنا پر ہندو مذہب میں اتفاق اور اتحاد کی بنیاد ڈالنا قطعاً ناممکن ہے۔ دوسری طرف قومی اتفاق اور اتحاد ایسی ضروری چیز ہے کہ اسکے بغیر نہ مذہب ترقی کر سکتا ہے اور نہ کوئی دنیوی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے

ہندو ارباب حل و عقد نے آخر بڑے غور اور فکر کے بعد گائے کے سوال کو اسقدر اہم بنا کر پیش کیا ہے کہ اسپر ہندو اتفاق و اتحاد کا بنیادی پتھر رکھا جا سکے۔ ہم دل سے متمنی ہیں۔ کہ ہندو قوم میں اتفاق اور اتحاد ضرور ہو اور اسکی بنیاد بھی یہی ہو جانی چاہئے کہ جس پر وہ متحد ہو سکیں۔ لیکن اس اجتماع قومی کا نتیجہ خدا کرے یہ نہ ہو کہ مسلمانوں پر ستم توڑے جائیں کیونکہ ظالمانہ قوتیں اور طاقتیں اپنے وجود کو دیر تک قائم نہیں رکھ سکتیں ☆

(۵)

میں نے اپنے مضمون میں یہ دعوے کیا ہے۔ کہ کسی ہندو مقدس صحیفہ میں گائے کے وجود کو مذہبی اصول کی بنیاد نہیں قرار دیا گیا۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ ویدوں میں جابجا گائے کو اگھنیا کہا گیا ہے۔ کہ جس کے معنے ہی نہ مارنے کے قابل ہیں۔ اب اس کے بالمقابل قرآن کریم کا دعوے بھی سن لیجئے ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام (ہر ایک قوم کے لئے ہم نے قربانی مقرر کی [illegible] مویشیوں میں سے بھیمہ (گائے۔ بکری اور اونٹ) پر جو اللہ تعالیٰ نے انکو دے رکھے ہیں اللہ کا نام پڑھیں (حلال کر کے قربانی دیں) ☆ ایک طرف تو قربانی کو وحشیانہ زمانہ کی یادگار قرار دیکر اپنے آپکو اور اپنی کتابوں کو اس سے بری ٹھہرایا جاتا ہے اور دوسری طرف خدائے علیم و حکیم فرماتا ہے کہ قربانی اور خصوصاً گائے۔ بکری اور اونٹ کی قربانی ہم نے ہر ایک قوم میں مقرر کی ہے قرآن کریم کی اگر اور تمام قسم کی خوبیوں سے آنکھ کو بند کر لیا جائے تو اس کی صداقت کی یہی ایک دلیل طالب حق کے کافی سے بڑھ کر ہے کہ وہ ان حقائق کا انکشاف کرتا ہے کہ جسکی منکر بظاہر ایک دنیا نظر آتی ہے آؤ آج صرف اسی آیۃ کریمہ کی صداقت کو ہندو شاستروں اور وید مقدس کی رو سے پرکھ دیکھیں۔

ہندو مذہب میں مستند کتابوں کی تقسیم دو طرح پر کی گئی ہے۔ اور انکو اصطلاح مذہبی میں شرتی اور سمرتی کہا جاتا ہے کلام الٰہی اور آثار۔ اس سے پیشتر کہ ہم کلام الٰہی پر بحث کریں۔ ہم سب سے پہلے سمرتی کو لیتے ہیں۔ کیونکہ اس کے جاننے والے ہر ایک جگہ موجود ہیں اور پھر اس کی تائید میں حوالجات کلام الٰہی کو پیش کیا جائیگا تاکہ کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے

سمرتیوں میں سب سے مستند منو سمرتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری اٹھارہ سمرتیوں کے حوالے بھی موجود ہیں مگر چونکہ ان سب میں منو ہی افضل ہے اس لئے صرف اسی کے حوالجات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ منو سمرتی ادھیائے پانچ کا شلوک ۳۶ :-

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گویا قرآن کریم کے الفاظ لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام کی لفظی تفسیر ہے۔

شلوک ۴۴ میں ہے :-

[illegible]

[illegible]

یا دید وہتا ہنسا نیتا اسمن چراچر

اہنسام ایو تام ودیات ویدات دھرمو ہی نر بیھو۔

(یا) جو (وید وہت) وید کے مطابق (ہنسا) ذبح (نیتا) مقرر ہے (اسمن) اس (چراچر) دنیا میں (تام) اسکو (اہنسام) بے ضرر (ایو) ہی (ودیات) جانے (ہی) کیونکہ (ویدات) ویدوں سے ہی (دھرمو) دھرم (نر بیھو) ظاہر ہوا ہے۔

جو وید کے مطابق ذبیحہ ہے اسکو حرام نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ شریعت کا مخزن وید ہی ہے۔

شلوک ۱۱ میں کچے گوشت کے کھانے والے گدھ وغیرہ پرند گاؤں میں رہنے والے (یا لتو) کبوتر۔ ایک کھر والے (گدھا وغیرہ) جانور باستثنا ان کے جو شاستر میں کھانے کے لائق کہے گئے ہیں اور ٹٹیری بھی ان سب کو کبھی نہ کھائے۔

ان تمام حوالوں کے پیش کر دینے کے بعد لفظ اگھنیا کا سوال پھر بھی باقی رہ جاتا ہے کہ جب اگھنیا کے معنے ہی نہ مارنے کے قابل ہیں تو پھر اسکی حرمت ثابت ہے اصل بات یہ ہے کہ قدیم آریہ اقوام میں اسکو معمولی طور پر ذبح نہیں کیا جاتا تھا اور اسکی وجوہات مختلف تھیں اول اسکو صرف مہمانوں کی خاطر تواضع کے لئے رکھا جاتا تھا اور دوسرے دیوتا کی قربانی کے لئے اور یہی وجہ ہے کہ مہمان کو اشتقاق کے رو سے گوگھن کہا جاتا تھا۔ کہ جس کی خاطر گائے ذبح کی جائے۔ ورنہ قطعی طور پر اس کے ذبیحہ کی ممانعت کہیں سے ثابت نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف رگوید منڈل ۸ سوکت سات منتر پانچ میں مذکور ہے :-

توم [illegible] بھارت اگنے وشا کھبیہ اکشا کھبیہ اشٹا پدی [illegible]

(توم) تو (رنا) ہمارا (اسی) ہی ہے (بھارت اگنے) اے ہمارے اگنی (وشا کھبیہ) گابھن گائے کے ساتھ۔ (اکشا کھبیہ) بیلوں کے ساتھ (اشٹا پدی بھیہ) بچہ سمیت گائے کے ساتھ (آہوتہ) قربانی دیا گیا ہوا۔

مطلب اے بھارت اگنی تو ہمارا ہی ہے۔ جبکہ تو گابھن گائے۔ بیل اور بچہ سمیت گائے کی قربانی دیا جاتا ہے ☆ (باقی دارد)

ولا تطع کل حلاف مھین

وہ لوگ جو اپنے دین و ایمان کو منصب خلافت کی بھینٹ چڑھا چکے ہیں اور جس کی پاداش میں بارگاہ الٰہی سے انکو بغض و عناد کی جنس کثیر عطا ہو چکی ہے۔ آئے دن ہمارے بزرگان ملت کے متعلق ناپاک تہمتیں تراشتے رہتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص خواہ وہ حضرت مسیح موعود اور آپکے سلسلہ کا جانی دشمن ہی کیوں نہ ہو بزرگان سلسلہ کے متعلق کچھ واہی تباہی لکھ دیتا ہے تو یہ فوراً اسکو اپنے اخبار میں وحی الٰہی سمجھکر چھاپ دیتے ہیں اور پھر ہزار دفعہ اسکی تردید کی جائے مگر یہ صلصال کالفخار سے کبھی زیادہ تاؤ کھائی ہوئی مٹی کے ماننے ایک نہیں مانتے مولوی ثناء اللہ امرتسری نے حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب کے متعلق اپنے حافظہ کی بنا پر کچھ لکھا تھا اس کا ذکر کسی گذشتہ اخبار میں ہو چکا ہے آپ الفضل کو ہمارے واجب الاحترام بزرگوں کے متعلق جو بغض ہے وہ فوراً ابھر آیا اور [illegible] مولوی صاحب کو اخبار میں للکارنا شروع کر دیا حضرت مولوی صاحب اس کا دو دفعہ جواب دے چکے ہیں جس کا ماحصل کل یہ تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا حافظہ صحیح نہیں [illegible] اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ سیدھی طرح [illegible] ایڈیٹر الفضل سے اور طرح [illegible] آپ نے مولوی ثناء اللہ کو حضرت مولانا [illegible] کے بالمقابل [illegible] سمجھ لیا ہے تو بتلایئے کہ اگر حضرت [illegible] نے حضرت صاحب کی بیعت نہیں کی ہوئی تھی [illegible] آیا حضرت مسیح موعود نے کبھی انکی [illegible] یا نہیں۔ (۲) حضرت مسیح موعود نے انکو [illegible] مسیح موعود نے نزول فرمایا ایک قرار دیا ہے یا نہیں۔ (۳) حضرت مسیح موعود نے انکو نہیں اپنی صداقت کا معیار بھی ٹھہرایا۔ یا نہیں۔ (۴) اگر انہوں نے بیعت نہیں کی ہوئی تھی تو پھر ان کا نام سابقین کے رجسٹر میں لکھ لینے میں مسیح موعود پر تو کوئی الزام نہیں آتا؟

محمودیوں کا ایمان

اخبار الفضل کا ایک محمودی نامہ نگار جس نے اپنے کلام کو باوقار ثابت کرنے کیلئے اخبار الہلال سے بہت سے جملے سرقہ کر کے تصرف بیجا کیا ہے اور نہایت دریدہ دہنی سے جھوٹ پر ستہ الملک حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ پر بعض اتہام لگانے کی ناپاک کوشش کی ہے اور اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ شخص اپنی پہلی بیوی کو بلا وجہ طلاق دیکر دوسری شادی کرنا چاہتا تھا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے اس نو احمدی کی کوئی پرواہ نہ کی اور اس سے انکو رنج ہوا جسپر یہ بگڑ کر محمودیوں کی رشتہ دامادیوں کے مرہون منت ہو گئے ہیں کہ جہاں سے محمودیت کا حلقہ بگوش ہونے پر خود تین۔ چار بیویوں تک کا انتظام ہو سکتا ہے جو شخص بیوی کے بدلے ایمان فروشی کرتا ہے۔ وہ کل نہیں آج محمودی ہو جائے تو اچھا ہے ☆ (ایک محرم راز)

باوجودیکہ دونوں کا اس پر اتفاق ہے کہ مسیح صلیب پر فوت ہوئے حالانکہ دونوں ایکدوسرے کی کھلی دشمن ہیں۔

اسکے ساتھ ہی آپ نے انجیل سے قرآن کے اس فیصلہ کی صداقت کو بھی ثابت کیا اور عیسائیوں کو چیلنج کیا کہ وہ انجیل سے مسیح کی صلیب پر وفات ثابت کریں۔

لیکچر کے بعد ایک پادری منش جو بحث میں بہت ہوشیار اور چالاک معلوم ہوتے تھے اٹھے۔ اور یہ کہنا شروع کیا کہ قرآن کا یہ بیان اسکے منجانب اللہ ہونے پر دلیل نہیں ہوسکتا ہر ہوشیار آدمی ایسے فیصلے دے سکتا ہے۔ اسے کہا گیا۔ کہ باوجود ان پڑھ ہونے اور کوئی کتابی علم نہ رکھنے کے باوجود دشمن و دوست دونوں کے ایک بات پر متحد ہونے کیونکر وہ انکے خلاف ایسا فیصلہ دے سکتا ہے۔ جو آج تیرہ سو سال کے بعد محققین کے نزدیک چھان بین کے صحیح ثابت ہوتا ہے پہلے تو اس دلیل کے ایک نہ ایک پہلو کو نظرانداز کرتے ہوئے معترض نے اپنی بات پر مضبوط رہنے کی کوشش کی۔ لیکن جب اسکی حقیقت کو خوب وضاحت کے ساتھ کھولا گیا۔ تو آپ نے رُخ بدلا۔ اور انجیل سے قرآن کریم کے فیصلہ کی صداقت پر دلائل طلب کئے۔

مولوی مصطفےٰ خان صاحب نے جواب میں اس آیت کو پیش کیا

> سردار کاہنوں اور فریسیوں نے پیلاطس کے پاس جمع ہوکر کہا ...... کہیں ایسا نہ ہو کہ اسکے شاگرد اسے چرا لے جائیں اور لوگوں سے کہدیں کہ وہ مردوں میں سے جی اُٹھا۔ تو یہ پچھلا دھوکا پہلے سے بھی بڑا ہوگا"

آپ نے سوال کیا کہ وہ کونسا پہلا دھوکا تھا۔ جو انہیں لگ چکا تھا۔ اور جسکے تجربہ سے اس پچھلے دھوکا کو اور زیادہ بڑا انہوں نے سمجھا۔ اگر مسیح علیہ السلام کی وفات میں انہیں شبہ تھا۔ اگر وہ واقعی صلیب پر فوت ہونے کے بعد وہ اتارے گئے تھے تو اس پچھلے دھوکا "کے زیادہ "بڑا" ہونے کا انہیں کیوں خطرہ لاحق تھا۔ اور کیوں آپ کی قبر کی حفاظت پر زور دیا گیا۔ اس ایک بات کا جواب آپنے سب سے پہلے طلب کیا۔ تاکہ ایک ایک کرکے دلائل کا فیصلہ ہو۔

معترض نے جواب میں پہلے تو اس آیت کو کسی اور امر کے متعلق بتایا لیکن جب اصل عبارت پڑھکر سنائی گئی۔ اور یہ روشن ہوگیا کہ وہ پہلا دھوکا یہود کو یہی لگا تھا۔ کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر مر گئے ہیں۔ حالانکہ مرے نہ تھے۔ بلکہ مُردہ کے مشابہ ہوگئے تھے تو اسکے جواب میں معترض نے یہ کہکر ٹالنا چاہا۔ کہ اس کا مطلب کچھ اور ہوگا۔ لیکن ایک دوسری آیت جو آپ لوگوں کی طرف سے پیش کیجاتی ہے۔ کہ جب صلیب سے اتارتے وقت مسیح کے پہلو میں برچھی ماری گئی۔ تو لہو اور پانی نکلا۔ یہ حیات کو ثابت کرنیوالی نہیں کیونکہ فن ڈاکٹری نے یہ بھی ثابت کیا ہے۔ کہ مردہ سے بھی خون اور پانی نکل سکتا ہے معترض کی لغو بیانی کا جواب کیا تھا سوائے اسکے کہ حاضرین کے مضحکہ کا موجب ہوا۔ اور دنیا کے مشاہدہ کے خلاف ایسی باتوں پر وقت ضائع کرنا فضول سمجھکر جلسہ برخاست کیا۔

اس بحث کا اثر حاضرین پر جو کچھ ہوا۔ اس کا اعتراف لنڈن کی دو سمجھدار عورتوں نے بعد میں کیا۔ اور لنڈن ہوس میں جمعہ میں آنے کا وعدہ کیا۔ اللہ تعالےٰ انہیں صراط مستقیم پر لے آئے

جلسہ کے بعد مولانا مولوی صدرالدین صاحب کی کتاب "Are the Gospels inspired" معترض کو بھی دیدی گئی۔ اور بعض دوسرے حاضرین کو بھی۔ معترض اس مضمون پر خط وکتابت کرنے کا وعدہ کیا۔

زنجبار کے ایک پادری صاحب

کل یہاں ایک پادری صاحب تشریف لائے۔ جو تبلیغ عیسائیت کیلئے زنجبار تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اور تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ وہاں سے واپس آئے ہیں۔

زنجبار کے مسلمانوں کی حالت کو بیان کرتے رہے۔ انکی جہالت تعلیم سے اُن کا عاری ہونا۔ اسلام سے بھی اُن کی ناواقفیت۔ اور بالخصوص ہندوستانی مقیمان زنجبار کی بدترین مذہبی و اخلاقی حالت کو سُننے کا اُن سے بہت موقعہ ملا۔ پادری صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا تھا کہ زنجبار میں تعلیم کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں صرف مشن کے بعض سکول ہیں وہ بھی مڈل سے آگے نہیں بڑھے۔ مسلمان زیادہ تر وہاں آغاخانی ہیں اور انکی زبان گجراتی۔ اخبار بھی شاید ایک دو گجراتی میں نکلتے ہیں۔

پادری صاحب مسلمانوں کی جاہلانہ باتوں کا ذکر کچھ ایسی طرح کرتے اور کمزوریوں کے ساتھ بعض اچھی باتوں کو ایسی طرز سے بیان کرتے تھے۔ کہ پادریانہ تعصب تو ایک طرف ہمیں خود انکی بھی دماغی صحت پر شبہ ہوجاتا تھا۔

دوران گفتگو میں شراب کا بھی ذکر آیا۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ وہاں مسلمان بہت زیادہ شراب پیتے ہیں اور الزام یورپ پر دیتے ہیں۔ کہ اُس نے شراب بھیجی۔ پادری صاحب کو اس سے انکار تھا۔ اس لئے انہیں بتایا گیا۔ کہ خود آپ کے بعض ہموطنوں نے علانیہ اس کا اعتراف کیا ہے۔ کہ جہاں جہاں عیسائیت گئی ہے شراب وہاں ساتھ گئی ہے۔ اس پر پادری صاحب بولے کہ میں تو شراب نہیں پیتا۔ ان سے پوچھا گیا کہ عشاء ربانی میں آپ کیا انتظام فرماتے ہیں جواب ملا۔ یونہی تھوڑی سی پی لیتا ہوں۔ تو گویا آپ نے اعتراف کرلیا کہ عیسائیت کے ساتھ ساتھ شراب کا جانا ضروری ہے ورنہ عبادات بھی نہیں ہوسکتیں۔ پس ایسی مقدس چیز دُنیا کو اور کہاں سے مل سکتی ہے۔

اسی سلسلہ میں ہم نے اُن سے پوچھا۔ کہ کیا آپ کا بھی یہی اعتقاد ہے مسیح علیہ السلام کی مصلوبیت سے دُنیا کی نجات ہوگئی۔ کہا۔ ہاں؟ ہم نے پوچھا۔ جو اس مصلوبیت پر ایمان نہ لائیں۔ اُن کا کیا حال؟ بہت قیل وقال کے بعد کہد کہ وہ خطرہ کے نیچے ہیں۔ ہم نے کہا تو کفارہ باطل ہے کیونکہ جس سزا سے دُنیا کو بچانے کیلئے اللہ تعالےٰ نے اپنے بیٹے کو صلیب پر چڑھایا۔ اس کا احتمال پھر بھی دُنیا سے زائل نہیں ہوا۔ اور خود ایمان لانیوالے نہ گناہوں اور نہ اُن کی سزا سے بچے ہوئے ہیں۔ پس کفارہ کہاں رہا؟ فبہت الذی کفر۔

یہ سب کچھ ہوا لیکن زنجبار کے مسلمانوں کی اس حالت پر جو پادری صاحب نے سنائی ہمیں افسوس ہوا۔ صرف زنجبار ہی نہیں دُنیا کے بہت سے حصوں میں ایسی ہی جہالت مسلمانوں پر چھا رہی ہے۔ اور تو اور خود اسلامی ممالک کے وہ مسلمان بھی جو انگلستان میں ہمیں نظر آتے ہیں اور جن کا کچھ تھوڑا نمونہ پورٹ سعید میں ہمیں دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اسلام کو جو کچھ جانتے ہیں اُسے دیکھکر اناللہ وانا الیہ راجعون ہی کہنا پڑتا ہے۔

کاش مسلمان سیاست پر روپیہ اور وقت ضائع کرنے کے بجائے اپنی کوششوں کو حفاظت واشاعت اسلام کیلئے وقف کردیں۔ اپنے آپکو اسلام کا صحیح نمونہ بنائیں کہ اس پر اُنکی بہتری اور اسلام کی فتح منحصر ہے۔ دوست محمد از ووکنگ انگلینڈ۔

دلائلِ احمدیہ

فی ردِّ اباطیلِ محمودیہ

وجاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقًا

تقدس مآب جناب میاں محمود احمد صاحب کی فرضی یا مصنوعی خلافت راشدہ کے دعوے پر اب تقریباً سات سال ہونے کو ہیں۔ اس طویل عرصہ میں جو کچھ کہ میاں صاحب نے خدمت اسلام کی ہے اس کا صحیح پتہ یا اندازہ اگر خلافت مآب کے فرشتوں کراماً کاتبین کو ہو تو ہو۔ ورنہ خود میاں صاحب اور آپ کی اُمت محمد دلان خیالی خدمت کی تفصیل اور اظہار سے تا بگو رسعدوریکہ اسوقت تک امت محمودیہ کا گذارہ یا سہارا صرف مفتی محمد صادق اور نیر صاحب اور چوہدری فتح محمد جیسے مبلغین کی خشک کاغذی رپورٹوں پر ہی رہا ہے۔ ہر ماہ میں کئی انگریز مرد اور میموں کے مسلمان ہونے کی خبریں الفضل میں درج کرکے محمودی اُمت کے دل پر ہاتھ رکھدیا جاتا ہے تاکہ کہیں یہ قسمت کے مارے مُرید چندوں سے ہی فرنٹ نہ ہو جائیں (باستثنا صوفی غلام محمد صاحب مبلغ ماریشس)

جناب میاں صاحب کا دعوے تو یہ ہے کہ میں دُنیا کے نئے مصلح موعود ہوں۔ خلیفۃ اللہ ہوں اور مسیح موعودؑ کے الہام کان اللہ نزل من السماء حقیقی، اصلی، کامل مکمل مصداق ہوں۔ فخر رسل ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر اسوقت تک حضرت خلافت مآب نے خلافت کی گدّی پر بیٹھکر جسقدر اصلاح کی ہے اُس کا خلاصہ مطلب صرف یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب ۱۹۰۲ء تک اپنے دعوے کو بھی نہیں سمجھے۔ اس سے پہلے کی جسقدر تحریرات میں مرزا صاحب نے اپنی نبوت سے انکار کیا ہے وہ سب کے سب منسوخ اور ناقابل حجت ہیں۔ دیکھو کتاب حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۱) اور اس سے بعد کی تحریرات کی نسبت لکھا ہے کہ مرزا صاحب کی تحریرات میں جہاں کہیں ایسا لفظ ملے جس سے کہ مرزا صاحب کی نبوت کی نفی ہو۔ اُسے منسوخ قرار دینا پڑیگا۔ دیکھو حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۵۵)۔

بظاہر تو میاں صاحب نے اپنی خلافت کے قیام کیلئے مرزا صاحب کو نبی کامل بنا دیا ہے۔ لیکن اگر بنظر غور دیکھا جاوے تو میاں صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت اور مہدویت و مجددیت کیا بلکہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے علمیت بلکہ ہوشمندی کو بھی دریا بُرد کردیا ہے اور مرزا صاحب کو دُنیا کے سامنے ایک ...... محض قرار دیکر چھوڑ دیا ہے کیونکہ یہ تمام اہل اسلام اور قانون دان دُنیا پر روشن ہے کہ مدعی جس کے دعوے میں اضطراب اور تناقض ہو وہ عدالت شرعی اور قانونی میں کبھی بھی قابل سماعت وقبولیت نہیں ہوسکتا۔ تمام محمودی اور احمدی قوم کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب کی تصانیف جو ۱۹۰۲ء سے بعد کی ہیں اُن میں بھی متفرق مقامات میں یہ لکھا ہے کہ میری نبوت اصلی نہیں۔ نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے۔ اور یہ الفاظ میاں صاحب کے نزدیک قابلِ تنسیخ ہیں۔ کیونکہ یہ الفاظ مرزا صاحب کی نبوت کے منافی ہیں۔

اب میاں صاحب اور آپکی اُمّت کا یہ فرض ہے کہ وہ کوئی صریح آیت قرآن شریف کی ایسی پیش کریں۔ کہ مدعی کے جس دعوے میں اضطراب اور تناقض ہو قابلِ قبول وسماعت ہوسکتا ہے اور سابقہ کتب اسلامیہ میں جو اسکے خلاف لکھا ہے وہ غلط اور منسوخ ہے۔ ورنہ باوجود اس گندے عقیدہ کے پھر بھی حضرت مرزا صاحب کو نبی نبی پکارنا حد درجہ کی جہالت ہے۔ نہ معلوم یہ کن دانشمندوں کا کام ہے کہ ایک طرف تو مرزا صاحب کو ایسا کم فہم اور غبی ثابت کیا جاتا ہے جسکی نظیر نہیں ملتی۔ اور دوسری طرف نبی نبی کہتے چلے جانا ؎

برین عقل ودانش بباید گریست

اس کے بعد میاں صاحب نے دوسرا کام جو کیا ہے وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت رسالت کی تردید ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وہ پیشگوئی بیان فرمائی ہے۔ جس کی بنا پر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے سامنے اپنا دعوے رسالت پیش کیا ہے وہ ہوہذا:-

واذ قال عیسی ابن مریم یابنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقًا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد۔ فقرہ زیر لکیر میں من التوراۃ میں من صرف تبعیض کیلئے جس میں خاص حضرت موسٰیؑ کی اُس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو نبی کریم کی نسبت ہے اور پھر خود بھی اُس نبی کی نسبت بشارت دیتے ہیں اور اُس نبی کا نام احمد بتاتے ہیں اور انجیل میں حضرت مسیحؑ نے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ نبی کرکے پکارا ہے۔

اب میاں صاحب کی سُنئے۔ حضور اپنے فہم علم کو خوشامدی مریدوں میں بیٹھکر فرماتے ہیں

قولہ یہ میرا اپنا دعوے ہے کہ بشارت اسمہ احمد میں احمد حضرت مرزا صاحب کا نام ہے۔ اور یہی میرا ایمان ہے۔ کہ قرآن مجید میں کسی جگہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احمد کے نام سے یاد نہیں کیا گیا۔ مختصراً دیکھو۔ انوارِ خلافت صفحہ ۲۱)

اقول - دریں چہ شک۔ یہ آپ کا ہی دعوی ہے۔ گذشتہ ۱۴۰۰ سو سال میں کسی مسلمان کہلانے والے نے اتنی دلیری نہیں کی۔ جتنی کہ جناب نے کی ہے۔ ؎

آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو

باقی رہا یہ کہ بشارت اسمہ احمد میں احمد۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں بلکہ یہ جناب کے اباجی کا نام ہے۔ اور قرآن مجید میں کسی جگہ نبی کریم کو احمد کے نام سے یاد نہیں کیا گیا۔ یہ صرف آپ کا اور آپ کے مدرسہ کے چند استادوں کا دعوے ہے۔ اور دوسری طرف خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی سب اُمت کا بلا اختلاف احدے یہ دعوے ہے کہ احمد سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہے نہ کوئی اور۔

اگر اسوقت ہم بطور تنزل آپ کو اور آپ کے چند استادوں کو کوئی چیز سمجھ لیں تو اُس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ آیت مذکورہ متنازعہ فیہ ہو جائیگی جو کسی فریق کیلئے بطور دلیل کے کام نہیں دے سکتی پس معلوم نہیں کہ جناب نے کہاں اور کس اُستاد سے یہ پڑھا ہے کہ دلیل متنازعہ فیہ کو اپنے لئے بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں۔ اگر محض مدعی کے دعوے کی بنا پر مدعی کا دعوے ثابت ہوسکتا ہے تو ہم بجائے اسکے کہ آپ جیسے مصلح موعود کی تصدیق کریں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے انا احمد پر کیوں ایمان نہ لاویں حالانکہ جسکے اس دعوی اسم احمد پر عیسائی بھی گواہ ہیں اور یہ

ایک ثالثانہ منصفانہ شہادت ہے جو از روئے شرافت کبھی ہمارے لئے لطور دلیل کے ہو سکتی ہے ۔

قولہ - کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ آپ کا نام احمد تھا مختصراً دیکھو صفحات مذکور ازار خلافت

اقول - دروغ گویم بر روئے تو والا معاملہ ہے کیا بخاری اور مسلم وغیرہ کتب صحاح میں نبی کریم کا یہ دعوے موجود نہیں ہے کہ ان لی اسماءً انا محمد و انا احمد کیا اسماء کے معنے نام نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو پھر جناب کا یہ فرمانا کہ کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ آپ کا نام احمد تھا اگر کذب صریح نہیں تو اور کیا ہے۔ باقی رہا آپ کا یہ فرمانا کہ نبی کریم کی صفت احمدیت تھی نہ کہ نام احمد یہ جناب کی صریح حق پوشی ہے کہ نبی کریم کی صفت تو احمدیت کی ہو مگر نام نہ ہو سکے۔ کیوں۔ آخر اس انکار قبیح کی کوئی وجہ بھی تو بیان فرمادیں۔ کیا آپکو معلوم نہیں ہے کہ عربی زبان کی یہ ایک خاص خصوصیت ہے کہ عربی زبان میں جس چیز کا جو نام رکھا جاتا ہے وہ اس چیز کی صفات کا مظہر یا مبین ہوتا ہے۔ دیکھو کتاب ام الالسنہ۔ وکتب فقہ اللغۃ الادبیہ ۔

قولہ - صحابہ کرام کی گفتگو کئی احادیث میں مذکور ہیں لیکن ایک دفعہ بھی ثابت نہیں کہ کسی صحابی رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احمد کر کے پکارا ہو۔

اقول - خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول انا محمد و انا احمد ہزاروں صحابہ و تابعین ذکر کرتے رہے ہیں۔ تب ہی تو مصنفین کتب احادیث نے ان روایات کو جن میں آپ کا نام احمد آیا ہے اپنے اپنے صحاح میں اور مفسرین نے تفاسیر میں اور مؤرخین نے کتب تواریخ میں اور شعراء عرب نے اپنے اشعار میں نقل کیا ہے۔ ورنہ مصنفین کتب احادیث کو کیونکر معلوم ہو گیا۔

تعجب ہے خود ہی سیار صاحب نے روایت انا احمد کو اپنی تحریرات میں بھی نقل کیا ہے اور پھر انکار کر رہے ہیں۔ اگر صحابہؓ میں یہ ذکر نہ ہوتا تو آپ تک کیونکر پہنچ گیا۔ غالباً دماغی نقص کی وجہ سے یہ اوٹ پٹانگ ہو رہا ہے باقی آپ کا یہ فرمانا کہ صحابہؓ کی آپس کی گفتگو میں نبی کریم کا اسم احمد مذکور نہیں ہے یہ بھی آپ کی زبردستی اور دانستہ حق پوشی ہے

کیا آپ نے دیوان حضرت علی رضہ کو نہیں دیکھا۔ جس میں نبی کریم کا احمد نام بہ نسبت اسم محمد کے زیادہ تر مذکور ہے اور یہ ذکر مختلف اوقات میں مختلف مجالس میں مختلف موقعوں پر ہوا ہے۔ دیکھو

لاذد سیفی علی الاعداء کلہم
وسیف احمد من دانت لہ العرب
وانا حبالی مسلک یا بنت اعتبار
ابیت نبی مسیرۃ مسبق د ا (صہ)
یا شاھد اللہ علی فاشھد وا
انی علی دین النبی احمد (ص)
واحمد الخیر تحاد ذی علی شمل
حکمت الحجاج ابتاً ذو محمدہا (ص)
فقلنا لہم لا تحزنوا الحرب واسلموا
وفیبوا الی دین النبی احمدا
فان اعتقادی قاطع ان احمد
دلیل علی ان لا الہ ومخلیا (ص)
واحمد النبی اخی وصہری
علیہ اللہ صلی وابن عمی (ص)
افاطمۃ قد البیت فی نصر احمد
ومرضات رب بالعباد رحیم (ص)
وسبطا لاحمد ولداں منہما
فمن منکم لہ سہم کسہمی (ص)
فواللہ ما انساک احمد ما مشت
لی العیس یوماً وتجاوزت وادیا (ص)
المفی فانت نبی علی دین احمد
منذ ینا نبیا فانتا ذلک اخضع (ص)

اب اس کا جواب آپ بجز اسکے اور کیا دینگے کہ چلو یہ دیوان ہی وضعی ہے مگر پیشتر میں جناب سے یہ عرض کرونگا کہ پھر آپ ہی اس مفتری وضاع کا نام و مقام و زمانہ بھی بتا دیں ۔

خاکسار محمد یحییٰ اتر داتہ ۔ بالنہرہ۔

(باقی آئندہ)

مراسلات

گوشت روٹی مسلمان

(از قلم شیخ محمد یوسف صاحب نومسلم)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سِکھ - ظالم۔ مفسد اور ایذا رسان جانوروں کا مارنا جو آپنے درج کیا ہے اس پر میرا بھی صاد ہے لیکن ایک ایسے جانور کو جو بجائے نقصان کے ہمیں صدہا فائدے پہنچاتا ہے مارنا۔ میں نہیں سمجھتا کہ کیوں جیو ہتیا نہیں اور اس پر طرہ یہ کہ ایسا مہاپاپ کر کے امید ثواب کی رکھنا۔

مسلمان - اگر ایک چیز سے وہ صدہا فوائد کہ جنکو آپ کے تجربہ نے معلوم کیا ہے ہے لینے موجب راحت و ثواب ہیں تو پھر کیوں وہ فوائد بھی کہ جو ہمارے تجربہ میں آئے ہیں لینے باعث راحت و ثواب نہیں۔ عقلمندوں کا قول ہے کہ ایک چیز سے جتنے فوائد نکل سکتے ہوں وہ سب لینے چاہئیں چنانچہ ان جانوروں کے فوائد میں ہماری دھرم پستک فرماتی ہے:-

اولم یروا انا خلقنا لہم مما عملت ایدینا انعاما فہم لہا مالکون ۝ وذللنٰہا لہم فمنہا رکوبہم ومنہا یاکلون ولہم فیہا منافع ومشارب افلا یشکرون ۝ (یٰسین)

ترجمہ :- کیا انسان نہیں دیکھتے کہ ہم نے اُن کے فائدے کیلئے چارپایوں کو محض اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے۔ پس اب وہ اُن کے مالک ہیں اور ہم نے ان جانوروں کو انسان کے تابع کر دیا۔ یعنی اُن پر تصرف اور قابو پانے کی عقل انسان کو بخشی۔ دیکھو اونٹ کیسا قوی ہیکل جانور ہے مگر پتلی سی رسی سے قابو میں آجاتا ہے اور پھر قابو میں بھی ایسا کہ ایک چھوٹا سا لڑکا بھی اس رسی کے ذریعہ سے ایک اونٹ کو بلکہ کئی قطار اونٹوں کو جدھر چاہے گھمائے پھراتا ہے) پس ان میں سے بعض پر یہ سوار ہو لیتے ہیں اور بعض کو کھا لیتے ہیں اور انکے لئے جانوروں میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں مثلاً (چمڑا۔ چربی۔ تیل۔ ہڈی سینگ۔ بال۔ دانت وغیرہ کے صدہا فوائد) اور پینے کی چیز یعنی دودھ۔ پس یہ انسان کیوں شکران نعمت نہیں کرتا۔

باقی رہا۔ آپ کا جیو ہتیا کا سوال۔ سو اوّل تو کافی روشنی اس پر پڑ چکی ہے۔ خیر اب آپ کی خاطر مزید گذارش کئے دیتا ہوں کہ اگر اس طرح غذا و نعمتوں کا استعمال کرنا جیو ہتیا اور مہاپاپ ہے تو بلا شبہ مسلمانوں کی نسبت سکھ کئی گنا زیادہ جیو ہتیا کرتے ہیں

دیکھو گورو نانک صاحب فرماتے ہیں:-

گوہے اندر لکڑی اندر کیڑے ہوئے
پہلے دانے اَن کے جیہاں باجھ نہ کوئے
پہلا پانی جیو ہے جت ہریا سب کوئے
.... وار آسا

یعنی گوبر کے اُپلوں میں کیڑے۔ لکڑی میں کیڑے۔ اناج کے ہر ایک دانہ میں جیو۔ پانی میں جیو۔

پھر گرنتھ صاحب میں ایک اور جگہ لکھا ہے:-

پاتی توڑے مالنی پاتی پاتی جیو
جس پاہن کو پاتی توڑے سو پاہن نرجیو

مورتی پوجک کو نصیحت کی ہے کہ تو جو مورتی پوجا کی کارن پھول پتے توڑ رہا ہے۔ اس پتے پتے میں جیو ہے اور جس پتھر کی خاطر یہ کر رہا وہ بے جیو !

اب بقول گرو صاحب یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہر دانہ اور ہر پتی میں اور لکڑی۔ گوبر۔ پانی سب میں جیو ہے اب فرمائیے کہ گوشت بہتر تھا کہ جہاں ایک جیو کی ہتیا سے دس خاندان گذارہ کر سکتے ہوں۔ کیونکہ جیو ہتیا کے بغیر کوئی رہ ہی نہیں سکتا اور بقول آپ کے جیو ہتیا مہاپاپ۔ اس لئے مناسب ہے کہ وہ پہلو ہی اختیار کرو کہ جس میں جیو ہتیا کم ہوتی ہو۔

سِکھ - میرا تو یہ مقصد ہے کہ ہر چیز سے وہ فائدہ لینا چاہئے جو باقی فائدوں کی نسبت اعلےٰ و افضل ہو۔ دیکھئے سبزی یا اناج اور کوئی کام نہیں دے سکتے سوائے اسکے کہ کھائے جائیں لیکن گائے بھینس وغیرہ سے بہت سے ایسے فائدے نکلتے ہیں کہ جو گوشت خوری کی نسبت بدرجہا مفید ہیں۔

مسلمان - یہ اصول آپ کا غلط ہے۔ اصول حقہ یہ ہے کہ ہر وستو سے جس قدر فوائد اخذ ہو سکیں سب کے لینے چاہئیں۔

دیکھئے اناج کو کھاتے ہیں میدے کا مادہ لیپ لگانے میں۔ لئی بن کر جلد سازی وغیرہ میں کام آتی ہے نشاستہ بن کر دواؤں میں پڑتا ہے اور بعض ایسی دواؤں میں بھی پڑتا ہے کہ جو کھائی نہیں جاتیں مثلاً بال صفا پوڈر وغیرہ۔ علیٰ ہذا القیاس جانوروں سے بھی جہاں اور فائدے لئے جاتے ہیں وہاں یہ بھی ایک ہے کہ ان کا گوشت کھایا جاوے اور یہ کوئی چھوٹا سا فائدہ نہیں۔ بلکہ سب سے بڑا فائدہ ہے کہ جو انسان کو جیو ہتیا سے بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی۔

سِکھ - کیوں صاحب یہ سؤر کس فائدہ کے لئے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ گوشت تو آپ اس کا کھاتے نہیں اور مثال یہ بھی فلاسفی میری سمجھ میں نہیں آتی کہ آپ سؤر کا گوشت کیوں نہیں کھاتے۔ کیونکہ جب گوشت خوری ہی جائز ہوئی تو پھر گوشت گوشت سب ایک ہے۔ کیا سؤر کیا گائے۔

مسلمان شاید آپ میں مادہ تمیز نہیں۔ یا جان بوجھکر اس سے کام نہیں لیتے۔ گستاخی معاف۔ ہم بھی کہہ سکتے ہیں "عورت عورت سب ایک ہے کیا زوجہ کیا ماں" تو کیا آپ سا عقلمند اس فتوے پر عملدرآمد کر کے اپنی والدہ سے وہی تعلقات روا رکھیگا جو زوجہ سے رکھتا ہے اس میں شک نہیں کہ سؤر بھی کسی نہ کسی فائدے کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہے گو ہمکو اسکے فائدے سے اطلاع نہ ہو باقی رہا اس کی حرمت کی فلاسفی سو چند وجوہ تو مجھ کو بھی معلوم ہیں۔ مثلاً (۱) یہ جانور اعلےٰ درجہ کا بے غیرت ہے (۲) اس کا گوشت بہت گرم ہوتا ہے۔ اور اکثر امراض پیدا کرتا ہے۔ (۳) اس کا گوشت کھانے سے خنازیر جوگلے کی بیماری ہے پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے اسکو خنزیر بھی کہتے ہیں (۴) کسی مذہبی کتاب میں اس کا کھانا جائز نہیں لکھا۔ توریت میں ممانعت۔ قرآن میں ممانعت۔ منوسمرتی میں ممانعت۔ (۵) اس کے نام میں حرمت موجود۔ یعنی لفظ خنزیر۔ خنز اور ار سے مرکب ہے۔ خنز معنے بڑا اور ار معنے دیکھنا۔ اسی طرح لفظ سؤر بھی سؤ اور ار سے مرکب ہے۔ سؤ یعنے بڑا۔ ار معنے دیکھنا۔ یعنی بڑا دیکھنا۔ پنجابی میں اس کا مشہور نام بد ہے جسکے معنے ہیں بُرا۔ اور ممکن ہے کہ اور بھی بہت سی وجوہ اسکی حرمت کے ہوں۔ کیونکہ مریض کی نسبت طبیب کو زیادہ واقفیت ہوتی ہے۔ کہ فلاں فلاں چیز اسکو مضر ہوگی اور فلاں فلاں مفید۔ اس لئے مضرات سے منع کرتا ہے اور مفید کے کھانے کا حکم دیتا ہے۔ میرے خیال میں دلائل شافیہ سے گوشت خوری آپ پر واضح ہو گئی۔ تاہم اتمام حجت کیلئے مزید عرض کرتا ہوں۔ کہ گورو صاحبان میں سے بھی کسی نے گوشت خوری کی تردید پر اتنا زور نہیں دیا بلکہ اگر بنظر تعمق دیکھا جائے تو تائید ہی پائی جاتی ہے۔

سِکھ - قطع کلام کر کے۔ معاف فرمانا۔ گورو صاحبان نے ہرگز گوشت خوری کی آگیا نہیں دی۔ بلکہ گورو نانک دیو جی نے لکھا ہے کہ

جے رت لگے کپڑا جامہ ہوئے پلیت
جے رت پیوے مانسا تن کیوں نرمل چیت

یعنی اگر کپڑے پر خون کا چھینٹا پڑ جائے تو پلید ہو جاتا ہے لیکن جو خون کو کھا لیتے ہیں ان کا دل کیونکر صاف رہ سکتا ہے

مسلمان - تو مہربان خون کا کھانا تو ہمارے ہاں بھی منع ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ حرّمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر۔ یعنی مردار اور خون اور گوشت سؤر کا کھانا تم پر حرام ہے۔

سِکھ - خون کھانے سے یہ مراد نہیں کہ خون ہی کو پی لیا جائے۔ بلکہ اس سے مراد منجمد خون یعنی گوشت ہے

مسلمان - یہ معنے خلاف عقل ہیں کیونکہ بعد تحلیل کے چیز کی ماہیت بدل جایا کرتی ہے۔ دیکھو دودھ بھی تو خون ہی سے بنتا ہے۔ تو کیوں پیتے ہو۔

اس شلوک کے صحیح معنے یہ ہیں کہ اگر کپڑے کو خون لگ جائے تو ناپاک سمجھا جاتا ہے لیکن جو لوگ آدمیوں کا خون پیتے یعنی رشوت کھاتے ہیں ان کا دل کیونکر پاک صاف رہ سکتا ہے دیکھو۔ ٹیکا بائی باراں کرت بھائی سنتوکھ سنگھ اور گرمت پرکھا کرت بھائی کاہن سنگھ نابھہ نواس۔ معد پریا گورو گرنتھ صاحب

اب گوشت خوری کے بارے میں گورو نانک دیو جی کا فتوی بھی سن لیں تاکہ آپکو کوئی شبہ باقی نہ رہے۔ فرمایا:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - چہارشنبہ مؤرخہ ۶ اکتوبر ۱۹۲۰ء نمبر ۲۸

گئو رکھشا اور مسلمان

(۷)

مذہب میں غلو کی داستان بڑی ہی طولانی داستان ہے اور جن لوگوں نے اس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے ان سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ مذہبی دنیا ہمیشہ مرشدین و بانیان مذاہب کے نقش قدم پر بہت تھوڑے دنوں چلی ہے اور انکی اقتدا میں صرف چند قدم چلتی ہے اور پھر اُن کی مقرر کردہ شریعت اور منہاج کو چھوڑ کر خود اپنے جذبات اور احساسات کے پیچھے چل دیتی ہے۔ مذہب کی ساری تاریخ میں بہت ہی تھوڑے لوگ ہوتے ہیں کہ جو مذہب کی پل صراط پر قائم رہ جاتے ہیں۔ قلیلٌ من عبادی الشکور۔

یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے کہ جس کا انکار واقعات کا انکار ہے دنیا میں ہندو مذہب سب سے بڑھ کر جانوروں کی قربانی کرنے والا مذہب ہے یجر وید کے چوبیسویں ادھیائے کو اول سے آخر تک پڑھو۔ کہ ہر ایک دیوتا کے لئے کس قدر جانوروں کی قربانی کا حکم ہے۔ شائد دنیا میں کوئی ایسا جانور نہیں جو کسی دیوتا کی خاطر قربان نہ کیا جاتا ہو۔ باوجود اس کے کہ ہندو احساسات کی نزاکت اپنے کمال کو پہنچ چکی ہے تاہم ارباب بصیرت اور حاملان شریعت نے کبھی اس امر سے انکار نہیں کیا۔ کہ یہ جانور کہ جن کے نام چوبیسویں ادھیائے میں گنوائے گئے ہیں۔ دیوتا کے لئے قربان نہیں کئے جاتے تھے۔ ہاں اس شجر ہندویت کے بعض نئے شاخسانوں نے یہ کوشش کی ہے کہ اس حقیقت پر کسی طرح پردہ ڈال دیا جائے تاہم وہ اس حقیقت کا انکار کرنے کے باوجود اس ادھیائے کی کوئی معقول توجیہہ اب تک نہیں کر سکے۔

ستام کی ستام سناتنی لٹریچر (یہ برہمن) اس امر پر متفق ہیں کہ اس ادھیائے کا مطلب سوائے اسکے کچھ نہیں کہ ان جانوروں کو ان دیوتا کی خاطر قربان کیا جائے۔ یہ الگ امر ہے کہ کسی نے یہی تفسیر بیان کرنے کے بعد یہ مضحکہ انگیز تاویل کر دی ہو کہ اب اس قسم کی قربانی جائز نہیں۔ کیونکہ رشیوں کے زمانے میں جو جانور قربان کیا جاتا تھا۔ وہ پھر اسکو زندہ بھی کر دیا کرتے تھے۔ جب منو میں صاف لکھا ہوا موجود ہے کہ جو قربانی وید کی رو سے جائز ہے وہ بے رحمی نہیں کیونکہ دھرم وید سے ہی نکلا ہے۔

(۸)

بعض دوست منو سمرتی کے متعلق یہ اعتراض پیش کرتے ہیں۔ کہ یہ شلوک کہ جن میں قربانی اور گوشت خوری کا ذکر ہے یہ وام مارگیوں کی ملاوٹ ہے۔ یہ خیال بجائے خود نہایت نامعقول ہے کہ کسی وقت منو سمرتی باقی ہندو فرقوں کے ہاتھوں سے نکل کر صرف وام مارگیوں کے پاس ہی رہ گئی تھی۔ اور اسکے جس قدر قدیم نسخے اب تک ملے ہیں۔ وہ صرف وام مارگیوں کے ہاں سے ہی ملے ہیں۔ اور کوئی قدیم نسخہ سناتن دھرم کے پنڈتوں کے پاس اب تک نہیں تھا لیکن اس غلط خیال کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑنے کے لئے ہم اپنے آریہ دوستوں کی توجہ بدھ مذہب کی کتاب ملت وستار کی طرف دلاتے ہیں کہ جس میں سے گوشت کی ممانعت کے متعلق جس قدر شلوک منو سمرتی میں موجود ہیں لفظاً اور معناً نقل کئے گئے ہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ ویدک زمانے میں گوشت بکثرت بکتا تھا اور شرادھوں میں برہمنوں کو دیا جاتا تھا شادی بیاہ کے موقعہ پر بھی اس کی دعوت ہوتی تھی۔ برہم چاری جب تعلیم سے فارغ ہو کر گھر آتا تھا تو اس کی مہمانی بھی اسی سے ہوتی تھی۔ ڈاکٹر متر کی انڈو آرین اور رمیش چندر دت کی قدیم ہندوؤں کی تہذیب نامی کتب کو پڑھو کل یورپین مصنفوں ڈاکٹر میکڈانل۔ سر مونیر ولیم۔ میکسمولر۔ کولبروک۔ وہٹنی ولسن۔ کائیتھ وغیرہ کی وید مقدس پر تصنیفات کا مطالعہ کرو۔ سنسکرت کے فاضل اجل سائن آچاریہ کے وید مقدس اور برہمنوں پر بھاشیہ (تفاسیر) کو دیکھو۔ شت پتھ براہمن۔ تیتریہ برہمن وغیرہ برہمنوں کو ایک ایک کر کے پڑھو۔ یہ کل کی کل کتابیں یک زبان ہو کر تمہیں اس امر کی شہادت دینگی کہ ویدک مذہب کی رو سے جانوروں کی قربانی صرف جائز ہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر کوئی ثواب کا کام نہیں۔ اور یاد رکھو بجز اس زمانے کے رشی مہرشی سوامی دیانند جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش کا جو ایڈیشن اپنی حین حیات میں چھپوا دیا۔ اسکے [illegible] پر کیا خوب لکھا ہے کہ [illegible] اور سگندھ [illegible] (اسکے [illegible]) کی لکھی ہیں۔ ایک تو خوشبو دار جیسے کستوری کا اور زعفران وغیرہ۔ [illegible] جیسے [illegible] اور [illegible] جیسے دودھ گھی اور گوشت وغیرہ [illegible] دفعیہ امراض کی خاصیت ہے [illegible] سوم لتا دھنگ (وغیرہ)۔ اور [illegible] صاف لکھا ہے کہ جہاں جہاں گئو میدھ کا ذکر ہے۔ وہاں پشوؤں میں نروں کو مارنا لکھا ہے۔ اس لئے اسکو نرمیدھ کہا گیا ہے۔ مرد کو مارنا نہیں بلکہ نر جانوروں کو یگیہ میں مارنا مراد ہے۔ کیونکہ جیسی قوت نر میں ہوتی ہے۔ مادہ میں نہیں ہوتی۔ اور ایک بیل سے ہزاروں گائے حاملہ ہوسکتی ہیں۔ اس لئے اس سے نقصان بھی کوئی نہیں اس کے بعد بانجھ گائے کے مارنے کے [illegible] لکھا ہے [illegible] سوامی دیانند اور [illegible] عظیم الشان [illegible] ہو جاتا ہے [illegible]۔ پھر صفحہ ۲۹۹ پر جانوروں کو تھوڑا سا دکھ اور گوشت کی خوشبو سے فائدہ کا زیادہ ہونا لکھا ہے۔

اس قدر حوالجات کے پیش کر دینے کے بعد اگر پھر بھی کسی کے دل میں اشتباہ ہو۔ تو وہ خود وید مقدس کی ان حیرت انگیز [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لکھا ہے۔

الکھشا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بیل کے کھانے والے۔ گائے کے کھانے والے سوم کو میٹھا بنانے والے اے اگنی ہم اپنے تعریفی گیتوں سے تجھے سراہتے ہیں۔

اس جگہ صاف اگنی دیوتا کو گائے بیل کھانیوالا لکھا ہے۔ رگوید منڈل ۱ سوکت ۹ منتر ۱۲ میں ہے کہ

پیسمن [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] الخ

وہ جس میں گھوڑے۔ سانڈ۔ بیل۔ گائے اور مینڈھے کی بالترتیب علیحدہ کر کے قربانی دی جاتی ہے۔

ایتریہ برہمن [illegible] اور [illegible] شت پتھ برہمن کا نڈ ۔ ادھیائے ۵ برہمن ۱ کنڈکا ۱۵ میں قربانی پانچ جانوروں کی بیان کی گئی ہے۔ جن میں گھوڑا۔ بھینسا۔ بھیڑ۔ بکری بھی شامل ہے۔ (باقی آئندہ)

ایک مالاباری خط کا جواب

کوڈالی علاقہ مالابار کے ایک محمودی دوست جنکی جدت اور ندرت پسند طبیعت ہمیشہ نبوت مسیح موعود کی الجھنوں کو صاف کرنے کے لئے سلگی کے عجیب عجیب جوہر دکھاتی رہتی ہے اپنے ایک تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ :-

”آپ نے اس تحریر میں واضح اور صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام ان معنوں میں نبی و رسول تھے جن معنوں میں اس امت کے دوسرے مجددین بھی نبی و رسول کہلا سکتے ہیں۔

علاوہ اس کے کہ کہلا سکتے ہیں اور کہلایا ہے یا خدا کی طرف سے بھی اُن کو یہ خطاب ملا یا کہلانے کی اجازت تھی اور یہ مضمون خود بھی حضرت مسیح موعود کے بالمقابل ہے یا نہیں۔ صرف اس قدر گذارش ہے۔ کہ جناب کا یہ قول مسیح موعود کے اقوال کے بالظاہر مخالف ہے اور مسیح موعود حکم عدل ہے مسیح موعود فرماتے ہیں :-

”اس آیت کا میں ہی مصداق ہوں۔ میرے سوا تیرہ سو سال میں کسی نے دعوٰے نہیں کیا۔ اس امت میں بجز میرے کسی نے دعوٰے نہیں کیا۔ کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا“ الخ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۸)

اور سورہ تحریم میں جس کا حوالہ مسیح موعود نے دیا ہے اُس جگہ دو قسم کے مؤمن کی مثال دی ہے۔ ایک تو وہ مؤمن ہے جس پر امرءۃ فرعون کی مثل آسکتی ہے یعنی امرءۃ فرعون ہرچند کوشاں ہے اور دعا کرتی ہے کہ ونجنی من فرعون وعملہ۔ مگر تعلق کچھ تھوڑا سا ہے۔ کبھی نہ کبھی وہ فرعون اس پر سوار ہو ہی جاتا ہے۔ اس طرح مؤمن بھی کوشاں ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ مگر کبھی نہ کبھی [illegible] کا اثر تا مصیر انی لکم من الناصحین۔ فدلٰھما بغرور کا میں انسان الجھ ہی جاتا ہے۔ اور اسکو ہم لیس لہ سلطان علی الذین امنوا کے خلاف یقین نہیں کر سکتے۔ کیونکہ لفظ سلطان کامل تصرف و تسلط کو چاہتا ہے۔ مگر مؤمن لم یصروا علٰی ما فعلوا کی شان سے موصوف ہے و مریم ابنت عمران (الآیۃ)۔ کا معطوف علیہ بھی ضرب اللہ مثلاً للذین امنوا کا جملہ ہے جس کے اندر اس مؤمن کا ذکر ہے۔ جس نے عمران کی بیٹی کی طرح احصنت فرجھا کیا ہے جس کے نتیجہ میں نفخ روح یعنی اس قدر مکالمہ مخاطبہ ہوا کہ اس کی کثرت نے اس امت میں جس قدر پہلے اولیاء۔ ابدال۔ اور اقطاب گذر چکے ہیں سب سے اسکو جدا کر دیا۔ یعنی نبی کا نام صرف اسی امت میں تیرہ سو سال میں اسے ملا اور دوسروں کو یہ لقب یعنی نبوت کا خطاب نہیں ملا“

پھر معلوم نہیں حضور کن معنوں میں دوسرے مجددین کہلا سکتے ہیں یعنی لغوی یا مجازی معنوں میں اس سے اسقدر گھبراہٹ کیوں ہے کیا معلوم ہے کہ سرور شاہ صاحب نے ۱۹۱۵ء میں یہی الفاظ نہیں لکھے کیا سارے مصنفین سلسلہ ہمیشہ حضرت صاحب کا جو ابدی حق ہے وہ نہیں کہتے رہے۔ میر محمد سعید صاحب حیدرآبادی نے کتاب انوار اللہ سن ۱۹۰۲ء میں مولوی انوار اللہ حیدرآبادی کے جواب میں لکھی ہے۔ جس میں ذیل کی عبارتیں موجود ہیں ”اگر نکتہ چین صاحب کی مراد یہاں دعوٰے نبوت و رسالت تشریعی ہے تو یہ محض افترا ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے توضیح مرام میں لکھا ہے۔ واما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لکمالات الوحی فقد امنا بانقطاعھا من یوم نزل فیہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ ہاں حضرت مرزا صاحب نے محدث ہونے کا دعوٰے کیا ہے۔ اور محدث کی تعریف جو احادیث صحیح بخاری وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے وہ ایک قسم کی جزوی نبوت اور ظل اور طفیلی رنگ کی ہوتی ہے۔ جو ہر ایک محدث امتی کو عطا ہوتی ہے“ صفحہ ۲۴۳۔ غرضکہ حضرت مرزا صاحب نے صرف محدث ہونے کا دعوٰے کیا ہے۔ نہ نبی حقیقی ہونے کا جو خاتم النبیین کے منافی اور لا نبی بعدی کے خلاف ہے جس میں استغراق بسبب واقع ہونے نکرہ تحت لائے نفی جنس کے ایسا کامل ہے .....“ اور اسی کے آخر میں ہے ”پس محدث کو مجازاً نبی کہہ سکتے ہیں نہ حقیقۃً“ صفحہ ۲۶۹

مولوی سرور شاہ صاحب ۱۷ فروری ۱۹۱۱ء کے بدر میں کسی مخالف کے اعتراض کا جواب زیر عنوان ”لفظ نبی یا مجدد کا استعمال“ لکھتے ہیں :- ”لفظ نبی کے معنے اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں۔ اول اپنے خدا سے اخبار غیب پانیوالا۔ دوم عالی رتبہ شخص جس شخص کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے۔ وہ نبی ہے۔ اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں“

مفتی محمد صادق اخبار بدر میں مولوی شبلی مرحوم سے اپنی ملاقات کا قصہ لکھتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”مولوی شبلی نے دریافت کیا کہ ہم لوگ میرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں میں نے عرض کیا کہ ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنیوالا نہیں نہ نیا اور نہ پرانا“ بدر جلد ۹ نمبر ۱۵ ۱۹۱۰ء

مولوی عمر الدین شملوی میاں صاحب کی مریدی کے بعد مئی سن ۱۹۱۴ء میں کتاب ”ختم نبوت کی حقیقت“ شائع کرتے ہیں۔ جس میں نہ صرف وہ حوالجات انکار نبوت موجود ہیں جنکو آج منسوخ کہا جاتا ہے بلکہ خود اپنا عقیدہ بھی (دیکھو صفحہ ۷ پر)

میں امید کرتا ہوں۔ کہ یا تو خود ذات والا صفات حضرت میاں صاحب یا اُن کا آسمانی صحیفہ الفضل اس الوکھے مگر ضروری نئے دعوئے نبوّت کی طرف توجہ مبذول فرماکر خامہ فرسائی فرمادینگے۔

میری آخر نصیحت یہ ہے کہ خواہ کچھ کرو۔ رنج نہیں فکر والم نہیں بانی اسلام اور اسکے رشید ابنوں مثلاً حضرت مسیح موعودؑ کو جن کی صحبت طیبہ سے ہم لوگوں نے اس قدر فیوض وبرکات حاصل کی ہیں بدنام کرنے کی کوشش نہ کریں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

ایڈیٹر

اصل معاملہ یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب نے جب سے نبوت کو اکتسابی قرار دیا ہے اُن کے فارغ مُریدشب وروز اس کسب کے اکتساب میں لگے رہتے ہیں۔ ادھر خود میاں صاحب کو سیر وسیاحت اور شکار سے فرصت نہیں۔ مریدان باصفا کو یہ موقع غنیمت سے مل گیا ہے۔ بس شبانہ روز اسی دُھن میں سرگرداں ہیں آخر اس سرگردانی کا آخری نتیجہ نبوّت حاصل کرہی لیتے ہیں مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ میاں صاحب اور اُن کے مریدین کو اُن کی نبوت کے تسلیم کرنے میں کیا عذر ہے کثرت مکالمہ مخاطبہ یہاں موجود ہے مدعی صرف احمدی نہیں محمودی بھی ہے۔ ہمیں تو یہ فکر ہے کہ کہیں بیٹھے بٹھائے کفرانِ نبوّت کے شکار نہ ہو جائیں ✤ (ایڈیٹر)

اقتباسات

مقدس عمارات اسلامیہ

مسلم اوٹ لک لنڈن کا نامہ نگار بیت المقدس سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ یروشلم میں ایک ایسا واقعہ ہوا جسکی ہمیں امید نہ تھی۔ مسجد عمر اور فلسطین کے دیگر مقامات مقدسہ کمیٹی اوقاف کی نگرانی میں ہیں کیونکہ مسجد عمر کی مغربی دیوار جسے براق کہتے ہیں قابل مرمت تھی۔ اس لئے کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ اس کی جلدی مرمت کی جائے۔ جب یہودیوں نے دیکھا کہ معمار مسجد کی مرمت کر رہے ہیں تو وہ برطانی فوج کے پاس دوڑے گئے اور بیان کیا کہ جس دیوار کی مرمت کی جارہی ہے وہ یہودیوں کے رونے کی جگہ ہے۔ اس لئے یہودیوں کی ملکیت ہے پس اسکی ذمہ داری اہل یہود پر ہے۔ فوجی حکام نے مفتی اعظم کے نام احکامات جاری کئے کہ مرمت کا کام فی الفور بند کردیا جائے ✤

ترک موالات کا اثر علما تک

ترک موالات کا اثر علما تک جا پہنچا ہے اور جمعیت علماء بہار نے دیوانی مقدمات کے فیصلہ کے لئے مختلف مقامات میں دار القضا قائم کرلئے ہیں۔ ان کے لئے قاضی بھی مقرر کردیئے ہیں۔ پھلواری شریف اور بانکی پور کے دار القضاء میں ابتدائے ماہ شوال سے کارروائی شروع ہوگئی ہے اور مقدمات دیوانی دائر ہوکر فیصل ہونا شروع ہوگئے ہیں۔ دار القضاء میں صرف مسلمانوں ہی کے مقدمے طے نہیں ہوئے بلکہ بعض مقدمات ایسے بھی آئے ہیں جن میں مدعی و مدعا علیہ دونوں ہندو ہیں ✤

ترکی میں ماتم

اخبار ڈیلی ایکسپریس بیان کرتا ہے کہ ۱۶ر اگست کے دن ترکی میں ماتم کا دن تھا۔ مسجدوں میں نمازی خاموش تھے۔ استنبول میں بعض کھڑکیوں میں سیاہ ماتمی پردے لٹکے ہوئے تھے۔ اور بعض مقامات پر سیاہ علم بھی نمایاں تھے۔ قسطنطنیہ میں تمام دوکانیں بند تھیں۔ تمام اخبارات کے حاشیئے سیاہ رنگ کے تھے۔ اور بعض اخبارات میں قومی کارٹون شائع کئے۔ جن کا مطلب یہ تھا۔ کہ ترکی سلطنت کا جنازہ نکل گیا۔ ترکی وزیر اعظم کی شکست پر سخت افسوس ہے۔ کیونکہ وہ ترکی صلحنامہ میں ترمیم نہ کرا سکے۔ اب وہ کوئی کام نہیں کرتے۔ بلکہ دن کا زیادہ حصہ آہ وزاری میں گذارتے ہیں یہ وہ دن تھا کہ ترکی نمائندوں نے بدرجہ مجبوری فرانس میں ترکی صلحنامہ پر دستخط کئے تھے ✤

بلادِ غربیہ میں تبلیغ اسلام

عید الاضحیٰ انگلستان میں

دو خواتین کا قبول اسلام

عید کا تذکرہ انگریزی اخبارات میں

گذشتہ ہفتہ ۲۴۔ اگست ۱۹۲۰ء کو عید تھی۔ اگرچہ کاروباری دن ہونے کی وجہ سے زیادہ لوگوں کے آنے کی امید نہ تھی۔ تاہم حاضرین کی تعداد دو سو سے زائد تھی۔ جن میں لیگوس (افریقہ) کے چیف Alumo اور اُن کے صاحبزادے اور سکرٹری مسٹر محمد علی ہندوستانی خلافت ڈیلیگیشن کے امیر۔ مولوی سید سلیمان ندوی۔ مولوی ابوالقاسم ممبر لیجسلیٹو کونسل بنگال اور اُن کے دیگر تمام شرکاء۔ مصری وفد کے تمام ممبر اور دیگر مصری۔ افریقی اور ہندوستانی طلباء موجود تھے۔ ایسا ہی انگریز نومسلم اور غیر مسلم مردوں اور خواتین کی بھی ایک خاصی تعداد تھی۔ جو سب کے سب اسلام کی اس مسرت اندوز تقریب میں برابر کے حصہ دار تھے۔

خطبہ عید میں مولوی مصطفےٰ خان صاحب نے اس پیغام امن کو پیش کرتے ہوئے جو اسلام کی رواداری تعلیم میں مضمر ہے اس سچی مساوات کا نقشہ کھینچا۔ جو حج کے موقعہ پر بیت اللہ کے گرد نظر آتا ہے۔ ایک ہی جیسے بن سیلے کپڑے پہنے ہوئے اور سب کا ایک خدا کی طرف دیوانہ وار دوڑنا اور تمام دنیاوی امتیازات کا حرف غلط کی طرح مٹ جانا ایک ایسی بات ہے جو اسلام ہی کی شان خصوصی ہے۔ خود اس نماز عید میں آپ نے بتایا کہ باوجودیکہ کتنے ہی رئیس اور امراء دوسرے درجہ پر موجود ہیں۔ لیکن ان کی شان ریاست اسوقت کہاں ہے اور اُن کے وہ امتیازات کہاں نظر آتے ہیں۔

قریباً ½ ۱۲ بجے نماز اور خطبہ ختم ہوا۔ جس کے بعد حاضرین کی تواضع پلاؤ اور قورمہ اور سینڈویچ وغیرہ سے کی گئی ✤

دو خواتین اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے اس روز مسلمان ہوئیں ان کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) آئیوی فورڈ ...... اسلامی نام سعیدہ رکھا گیا۔

(۲) فلورہ میڈس ...... نعائلہ

اللہ تعالےٰ انہیں استقامت بخشے اور اسلامی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انگریزی پریس عید الضحےٰ پر

اس موقعہ پر لنڈن کے مشہور اخبارات ڈیلی مرر اور ڈیلی نیوز کے نامہ نگار بھی موجود تھے جنہوں نے عید کی بعض تصاویر شائع کرنے کے علاوہ اس پر مناسب نوٹ بھی لکھے جن کا ضروری اقتباس احباب کی دلچسپی کے لئے ذیل میں دیتا ہوں:۔

(۱)

اخبار ڈیلی نیوز اپنی ۲۵ر اگست ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

اسلام سرے [1] کے باغ میں نماز کی دریاں یا سبزہ زار پر بچھائی گئیں انگریز عورتوں کی اس تقریب میں شمولیت ہمارے خاص نامہ نگار کے قلم سے:۔

ووکنگ سہ شنبہ

"جہاں کہیں سے بھی تم نکلو۔ مسجد حرام کی طرف منہ پھیر لو" یہ وہ حکم ہے جو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے دیا گیا۔ یہ وہ ایام ہیں جب ہزاروں مسلمان مکہ معظمہ کا حج جاکر کرتے ہیں۔ آج اسلام کے بلند مینا روں سے مؤذن کی ندا ووکنگ کے باغ میں سنائی دی۔ نمازیوں نے ان رنگین دریوں پر جو انگریزی گھاس پر بچھائی گئیں۔ اپنے سروں کو نیچے رکھا۔ اور امام کی آواز نماز کے اندر سنائی دی مضبوط اور دلنشین فقرے ریلوے ٹرینوں سے جو باغ کے سرے سے ہوکر گذرتی ہیں اور ہمسایہ فیکٹری کے شور اور دھماکوں کے اندر سنے گئے "تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو رب العٰلمین ہے اور جو رحمٰن اور رحیم" یہ اسلام کی خالص اور پُرجوش آواز تھی۔ یہ باغ ووکنگ کی مسجد سے متعلق ہے۔ جہاں وفادار مسلمانوں کے بہت افراد جو انگلستان میں مقیم ہیں عید الضحےٰ کی تقریب منانے کے لئے آئے۔ یہ حمد الہٰی اور تشکر و امتنان کی ایک تقریب تھی اور جناب ابراہیم (علیہ السلام) کے اس مقدس فعل کی یادگار۔ جو عیسائیت اور اسلام دونوں میں انسانی قربانی کے ہولناک شکنجوں سے بنی نوع کو آزاد کرنے کا موجب ہوا۔

نماز باہر کھلے میدان میں پڑھی گئی۔ اور مسجد کی دریاں نمازیوں کے گھٹنوں کے لئے بچھائی گئیں۔

ہر ایک نمازی نے دری پر قدم رکھنے سے پہلے جوتوں کو اُتار لیا۔ امام (مصطفےٰ خاں) نمازیوں کی صفوں کے آگے نماز پڑھاتا اور رکوع وسجود کرتا تھا۔ اور نماز کے بعد اُس نے ایک مختصر سا خطبہ انگریزی میں پڑھا

نماز کے بعد سب ایکدوسرے سے بغلگیر ہوئے

یہ مختلف قسم کے لوگوں کا مجمع تھا جس نے اس سرے کے سبزہ زار پر مسجد حرام کی طرف رُخ کرکے اکٹھے اپنے سروں کو جھکایا...... پگڑی باندھے ہوئے ہندوستانی مسلمان اور ایک چھوٹا سا لڑکا جو عربی وضع کا لباس پہنے ہوئے تھا یہ بہت عمدہ شکلیں تصویر میں نظر آتی تھیں۔

بہت سی انگریزی لیڈیاں جنہوں نے مسلمانوں سے شادیاں کرلی ہیں تقریب میں شامل تھیں۔ ناظرین کے دلچسپی سے گھیرے ہوئے مجمع میں ہندوؤں کی بھی کچھ تعداد تھی۔ اسلئے انگلستان کا پادری بھی تھا۔

اس مختصر رپورٹ کے آخر میں نامہ نگار نے کسی نوجوان ہندو طالبعلم کی اس غلطی کا کہ اس نے اسکو اسلامی سال کے نوروز پر محمول کیا ذکر کرتے ہوئے ہندو مسلم اتحاد کے خلاف بطور دلیل پیش کیا اور بتایا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے درمیان کس قدر خلیج حائل ہے کہ انہیں ایک دوسرے کی رسوم سے بھی واقفیت نہیں۔

قطع نظر اس بات کے کہ نامہ نگار کی یہ دلیل کیسی ہی کچی اور بودی ہے اور ایک نوجوان طالب علم ہے جسکو شاید اپنے مذہب کا بھی پورا پورا علم نہ ہو ایک دوسری قوم کے رسوم سے کماحقہ واقفیت کی توقع کرنا کسقدر بے محل ہے ہم طالبان ہندوستان کو اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ ایکدوسرے کے خیالات اور معتقدات اور رسوم سے واقف ہونے اور دوسروں کو واقف کرنے کی کوشش کریں کہ یہ بھی اتحاد کی ایک مضبوط سیڑھی ہے جسکی عدم موجودگی دشمن کو خلیج بن کر دکھائی دیتی ہے۔

(۲)

ڈیلی نیوز کے اس نوٹ کا اختصار مقامی اخبار ووکنگ نیوز اینڈ میل نے بھی اپنی ۲۷ر اگست ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں دیا ہے

(۳)

لیورپول ڈیلی پوسٹ اینڈ مرکری Liverpool Daily Post & Mercury کا لنڈنی نامہ نگار ۲۵ر اگست ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"یہ ایک نہایت شاندار اور بہت ہی دلچسپ نظارہ تھا۔ جو آج شاہجہان مسجد ووکنگ میں نظر آیا۔ واٹرلو سٹیشن سے چلنے والی ہر ایک ٹرین اسلام کے متبعین سے بھرپور تھی۔ جن میں سے بہت مشرقی ٹوپیوں۔ پگڑیوں اور لباس سے آراستہ تھے۔

آج عید الضحےٰ کا تہوار تھا یعنی انسانی قربانی کے استیصال کے شکریہ کا دن۔ اور لنڈن کے ہر ایک قابل نوٹ مسلمان عازم ووکنگ تھا۔ جہاں مسجد کے باغات میں سبزہ زار پر دریاں بچھائی گئیں۔ اور مصطفےٰ خان امام یا مسجد کے ہیڈ پریسٹ نے کھلے میدان میں نماز پڑھائی۔

اسلام میں کوئی جماعتی امتیاز نہیں جس کا یہ ظاہر نتیجہ تھا کہ افریقہ Alumo لیگوس کا شاندار چیف جو اپنے سفید اور سنہری لباس میں موجود تھا۔ اور شان حکومت کا چیمبر اس کا نوکر سر پر لگائے ہوئے تھا مسجد کے باورچی کے شانہ بشانہ نماز میں کھڑا تھا۔

بہت سی توجہات کو کھینچنے والی ایک چھوٹی سی شخصیت عبد اللہ نامی ایک لڑکے کی تھی۔ جو باغ میں چھوٹا سا سرخ کوٹ اور سفید پاجامہ پہنے ہوئے دوڑتا پھرتا تھا۔ اسکی ماں ہلکے نیلے رنگ کی ساڑھی پہنے ہوئے تھی"

(۴)

ڈیلی مرر نے عید کے دوسرے دن بہت سی تصاویر نمازیوں کی شائع کیں اور عید کی پوری کیفیت انکے نیچے لکھی۔

اخبارات کے اندر پہلے بھی جب کبھی بالواسطہ یا بلاواسطہ ہمارے مشن کا کسی رنگ میں ذکر ہوا ہے۔ فائدہ کا موجب ہوا ہے اور اب بھی یہ تمام نوٹ بعض نئے لوگوں سے تعارف کا موجب ہو رہے ہیں۔ جو انشاء اللہ نیک نتائج کا موجب ہوگا ✤

خاکسار۔ دوست محمد از ووکنگ انگلینڈ

[1] سرے اس کونٹی کا نام ہے۔ جس میں ووکنگ واقع ہے۔

مراسلات

گرنتھ اور قرآن

قل یاھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ ۔ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون ۔ (قرآن کریم)

ترجمہ: کہدے۔ اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو سادی ہے درمیان ہمارے اور تمہارے۔ یہ کہ نہ عبادت کریں ہم مگر اللہ کی اور نہ شریک کریں ساتھ اسکے کسی چیز کو اور نہ بنادے بعض ہمارا بعض کو رب سوا اللہ کے۔ پس اگر پھر جاویں تو کہدو گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

[illegible] اپنے حبیب پر [illegible] اہل کتاب کو یہ پیغام صلح کہلا [illegible] اہل کتاب یعنی سکھ صاحبان [illegible] زور۔ اور ابراہیم اور [illegible] متعلق عقیدہ ہیں! ہم [illegible] سوا کسی کی عبادت نہ کریں کیونکہ اگر [illegible] نگاہ سے کوئی بنیت فرق ہم [illegible] نہیں آتا۔ واہے گرو [illegible]

[illegible] آدم باہم بھائی ہیں بقول گورو صاحب [illegible] بیٹا [illegible] کہ ہم بارک تو پھر اگر نہ [illegible] لیکن [illegible] نگاہ سے قرآن کریم و گرنتھ کی تعلیم بالکل ایک معلوم ہوتی ہے بلکہ میرے خیال میں سری گرو نانک دیو جی نے محض ہندو کو یا شنی اسلام کا شربت چکھانے کے لئے ہی تعلیم قرآنی کو پنجابی جامہ پہنایا ہے۔ ہم [illegible] کہہ سکتے ہیں کہ اسلام میں اور [illegible] سب عزیز ہیں اگر کوئی مابہ الامتیاز ہے [illegible] شرک و کفر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی [illegible] حد اور [illegible] ماننا [illegible] حکموں کے آگے سر تسلیم خم کرنا اسلام ہے۔ اور [illegible] اسکو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور اسکے حکموں سے انکار کرنا کفر ہے۔ [illegible] اگر نظر [illegible] کیا جاوے تو [illegible] مذکورہ کی رو سے [illegible] خالص منطقہ کے دنیا کا کوئی مذہب اس امر کا مستحق نہیں کہ اسکو اسلام کا ساجھی قرار دیا جاوے۔ حتی کہ [illegible] مذکورہ کے مخاطب یعنی موجودہ اہل کتاب بھی۔

اس میں شک نہیں کہ اہل کتاب و اسلام کے پیغمبر [illegible] کو مانتے ہیں اور [illegible] باری تعالیٰ نے اہل کتاب کا خطاب [illegible] دراصل ہم ان کے اہل کتاب ہیں کہ ان کی کتاب کو مانتے ہیں [illegible] کہ جو [illegible] کتاب کو نہیں مانتے [illegible] لیکن [illegible] بھی اسلام کے رکن عظیم [illegible]

لا الہ الا اللہ

سے وہ بھی کوسوں دور ہیں۔ اس لئے ہم سکھوں کو ...... اہل کتاب کی نسبت .... قریب ترین اسلام سمجھتا ہوں۔ لیکن افسوس ہے کہ سکھ صاحبان اپنی مذہبی تعلیم سے بالکل انجان ہوئے بیٹھے ہیں اس لئے [illegible] ایک سوال [illegible] سے کہ [illegible] انکی توجہ اس تعلیم کی طرف مبذول کرتا ہوں۔ جو قرآن کریم و گرنتھ کی متفق علیہ ہے۔ مثلاً صفات باری اور عقیدہ توحید۔ اور تعلیم اخلاق

قبل اسکے کہ ہم صفات باری تعالیٰ کا بیان کریں یہ عرض کرنا بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی بشر صفات باری کو کما حقہٗ بیان نہیں کر سکتا اور اس امر میں بھی یہ ہر دو کتب متفق ہیں۔ مثلاً

قرآن کریم	گرو گرنتھ صاحب
(۱) ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ ان اللہ عزیز حکیم (لقمٰن ۳ ع) ترجمہ اگر روئے زمین کے درخت کی قلمیں ہوں۔ اور سمندر سیاہی ہوں اور سات اور ایسے سمندر سیاہی بنیں۔ جب بھی اللہ کی تعریف نہیں ہو سکتی بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔	(۱) سات سمندر مسی کرو۔ قلم کرو بن رائے۔ بسدھا کا گد جو کرو۔ ہری جس لکھن نہ جائے (شلوک کبیر) (ترجمہ) اگر ساتوں سمندروں کی سیاہی بنے اور تمام نباتات کے قلم اور ساری زمین کو کاغذ بنایا جاوے تو بھی خدا کی تعریف لکھی نہیں جا سکتی۔
(۲) قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا (الکہف ۱۲ ع) (ترجمہ) کہدے اگر سمندر سیاہی ہوں کہ تعریف الٰہی رقم کی جائے تو البتہ ختم ہو جائیگے سمندر قبل اسکے کہ اللہ کی تعریف ختم ہو۔ اگرچہ اتنے ہی اور سمندر بھی بطور مدد کے ان میں شامل کر دیئے جاویں۔	(۲) نانک کاگد لکھ منا پڑھ پڑھ کیجے بھاؤ۔ مستو تو ٹ نہ آوئی لیکھنی پون چلاؤ۔ بھی تیری قیمت نہ پوے ہوں کیوڈ آکھا ناؤ۔ (سری راگ محلہ ۱) (ترجمہ) کہتے ہیں گرو نانک کہ اگر لاکھوں من کا غذ ہو اور سیاہی بے ٹوٹ اور قلم ہوا ہو کہ لکھ لکھ کے پڑھتے جاویں۔ تو بھی اے خدا تیری تعریف ادا نہیں ہو سکتی۔ میں کیا کہوں کہ تو کتنا بڑا ہے۔
(۳) وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا .... (ابراہیم ۵ ع) ترجمہ:۔ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو۔ تو نہیں گن سکتے	(۳) تیرا حکم نہ جاپی کیتڑا لکھ نہ جانے کرے۔ جے سو شاعر میلئے تل نہ پجاوہ رو ئے۔ (سری راگ محلہ ۱) (ترجمہ) نہیں معلوم تیرا حکم کتنا بڑا ہے کہ کوئی گن نہیں سکتا اگر سو شاعر جمع ہوں تو رو کے یعنی دماغ کا سارا زور لگا کے ایک تل جتنا بھی تیری نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتے۔

اس لئے قرآن کریم میں سب سے اول انسان کو یہی سکھایا کہ:۔ الحمد للہ۔ یعنی ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے گویا دو لفظوں میں تمام مقصد کو حل کر دیا۔ یعنی جب یہ ثابت بالامر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتوں کو کوئی بیان نہیں کر سکتا تو کیوں نہ صرف الحمد للہ کہکر ساری صفات کے کہنے والے کا درجہ حاصل کریں۔

یہ حال تو ہر دو کتب کا درباره تعریف باری کے ہے۔ رہے اسماء اللہ۔ سو گورو گوبند سنگھ جی نے جاپ صاحب میں قریب ساڑھے آٹھ سو کے نام باری تعالیٰ کے بیان کرنے کے باوجود بھی اول ہی میں لکھدیا۔ کہ

تو سرب نام کتھے کون کرم نام برنت سمت

یعنی اے پاک ذات تیرے سب نام تو کس سے کہے جاتے ہیں البتہ افعال کی نسبت سے جو نام ہیں سو حسب حیثیت میں بھی کچھ بیان کرتا ہوں۔

مسلمانوں نے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے نو دو نہ (ننانویں) نام لکھے ہیں۔ لیکن چونکہ یہیں بس نہیں ہوتی اس لئے قرآن کریم میں فرمایا کہ لہ الاسماء الحسنہ یعنی جو نیک نام کسی ملک اور کسی زبان میں ہیں وہ سب اللہ کے لئے سزاوار ہیں۔

چنانچہ گورو نانک دیو جی بھی فرماتے ہیں کہ:۔

بادا اللہ اگم اپار۔ پاکی نائیں پاک تہائے سچا پروردگار

یعنی اللہ قوت ادراک سے بالاتر لا انتہا ہے اُس کے نام تمام پاک ہیں۔ وہ سچا پروردگار ہے۔

اب واضح ہو کہ گرنتھ صاحب کے شروع میں جو کلام درج ہے۔ اسکو بعقیدہ سکھ صاحبان مول منتر یعنی اصل الاصول کہتے ہیں۔ گویا کہ تمام سکھ مذہب یا یوں کہو کہ تمام گرنتھ صاحب کی تعلیم کا نچوڑ اور لب لباب یہ کلام ہے۔ اور گرنتھ کی تعلیم کو پرکھنے کی یہ ایک کسوٹی ہے۔ اور بڑی خوشی کا مقام ہے کہ اس "مول منتر" کا حرف حرف بھی قرآن کریم کے خلاف نہیں اور وہ مول منتر یہ ہے:۔

ایک اونکار۔ ست نام۔ کرتا۔ پرکھ۔ نربھو۔ نرویر۔ اکال مورت۔ اجونی۔ سیبھنگ۔ گور۔ پرشاد۔ جپ آد سچ جگاد سچ ہے بھی سچ نانک ہوسی بھی سچ۔

اس کی تفصیل اور معنے اور قرآن کریم سے موافقت حسب ذیل ہے:۔

قرآن العظیم	گرنتھ صاحب
هو اللہ احد۔ وہ اللہ ایک ہے .... (اخلاص)	ایک اونکار"۔ خدا ایک ہے
قولہ الحق۔ اسکا قول سچا ہے ..... (انعام ۹)	ست نام" اس کا نام سچا ہے
فاطر السموات والارض پیدا کرنیوالا آسمانوں اور زمین کا ... (انعام)	کرتا" خالق ہے
وکان اللہ بکل شیء محیطا۔ اللہ محیط کل ہے (نساء ۱۸)	پرکھ" محیط کل
الملک القدوس السلام المؤمن المهیمن ... سلامتی دینے والا۔ امن دینے والا۔ نگہبانی کرنیوالا۔ (الحشر ۳ ع) جو ڈرا دیگا وہ امن کیا دیگا	نربھو" بے ڈر
ولا یظلم ربک احدا۔ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا (الکہف)	نرویر" کسی سے دشمنی نہیں کرتا
الحی القیوم زندہ اور قائم (آیۃ الکرسی)	اکال مورت" غیر فانی وجود
لم یلد ولم یولد نہ اس نے کسی کو جنا۔ اور نہ جنا گیا۔	اجونی" جنم نہیں لیتا
الاول سب سے پہلا	سیبھنگ" خود ہست
اللہ ولی الذین امنوا یخرجهم من الظلمت الی النور اللہ دوست ہے ایمانداروں کا۔ نکالتا ہے انکو اندھیرے سے طرف روشنی کی (البقرہ)	گور" گر کے معنے اندھیرا اور "رو" کے معنے روشنی۔ یعنی اندھیرے سے روشنی کی طرف لے جانیوالا
الرحمن الرحیم بخشش کرنیوالا۔ مہربان (فاتحہ)	"پرشاد" مہربانی کرنیوالا۔
فتعالی اللہ الحق لا الہ الا اللہ رب العرش الکریم۔ پس بلند ہے اللہ سچا بادشاہ۔ نہیں کوئی معبود۔ مگر اللہ رب عرش کریم کا۔ (مومنون ۶ ر)	آد سچ جگاد سچ ہے بھی سچ نانک ہوسی بھی سچ۔ ابتدائے عالم میں سچا۔ ہر زمانہ کے شروع میں سچا۔ زمانہ موجودہ میں سچا اور آئندہ کو بھی سچا۔ (دیا نیاند)

خاکسار۔ محمد [illegible] نومسلم (احمدیہ بلڈنگس لاہور)

شیعہ مجتہدین کی جلاوطنی

لندن خبر پہنچی ہے کہ کربلا معلیٰ اور عراق کے دیگر مقدس مقامات کی گیارہ سربرآوردہ مجتہدین کو بندر عباس جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ان شیعہ علماء کرام نے کسی طرح خیال نہ کیا کہ مقامات مقدسہ اسلامیہ برطانوی مینڈیٹ کے غیر مسلم قبضہ و نگرانی میں رہیں۔ اسکی تصدیق اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ علاقہ تمارک جرگے جو زیادہ شیعہ ہیں۔ اپنے ملک کو قبضہ اغیار سے نجات دلانے میں زیادہ سرگرم ہیں۔ شیخ الاسلام قسطنطنیہ اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب کی جلاوطنیوں سے سنیوں کے دل آزاری پہلے کی جا چکی تھی اور اب ان مقدس شیعہ بزرگوں کی جلاوطنی سے اندھی اسلام کی توہین کی گئی ہے اگر ترک ایسا کرتے تو ان کی انہیں حرکات کو آجکل کے منتظمین عراق مظالم اور شقاوت سے تعبیر کرتے۔"

ترکی وزارت

سُنا جاتا ہے کہ شیخ الاسلام مستعفی ہو چکے۔ اور باقی ممبران کیبنٹ بھی مستعفی ہو بیٹھے ہیں۔ غالباً ہو چکے ہوں گے۔ کیونکہ تاوقتیکہ قسطنطنیہ اور دیگر علاقے قبضہ اغیار سے پاک نہ ہوں۔ اس نام نہاد وزارت اور سلطنت سے تو خالی خولی ہی اچھے۔ یونان کی طرف سے ہندوستان کے مسلمانوں کی اشک شوئی کے لئے مفتی دوستہ کے نام سے ایک اعلان شائع کر دیا گیا ہے کہ گھبراؤ نہیں اطمینان رکھو۔ یونان بہت نفیس حکومت کر رہا ہے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہندوستانی مسلمانوں کی دلداری کی اسقدر کیا ضرورت واقع ہوئی ہے اگر ہو تو برطانیہ کو ہو۔ ایک مقولہ ہے۔ کہ ہمارے گورنمنٹ اور ایسی گورنمنٹ میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے اور ایسی خبریں مشہور کرانے میں بیشتر اس مقولہ [illegible]

بقیہ مضمون از صفحہ ۲ :- صفحہ ۲۱۰ پر بدیں الفاظ ظاہر کیا ہے۔ "نبی بالفعل اور نبی بالقوۃ میں صرف منصب کا فرق ہے۔ ورنہ دونوں میں کمالات کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اور محدث کو جب نبی کہیں گے تو بلحاظ کمالات کے ہی کہیں گے۔ اور حضرت مرزا صاحب نے بھی اپنی معنوں میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ اگر سد باب نبوۃ نہ ہوتا تو محدث ویسے ہی نبی ہو جاتے جیسے پہلے تشریعی نبی تھے اسلئے سد باب نبوۃ کہکر دعوے نبوت سے انکار کرنا یہی معنے رکھتا ہے کہ میں تشریعی نبوت کا مدعی نہیں ہوں جو ختم نبوت کے خلاف ہے ہاں محدث ہوں جو بالقوۃ نبی ہوتا ہے۔"

پھر آپ لکھتے ہیں کہ کہلا سکنے کیلئے خدا کی اجازت لکھا ہے ہم کہتے ہیں ان الفاظ کے مجازی استعمال کے لئے یا لغوی استعمال کیلئے خدا کی اجازت کی غرض ضرورت کیا ہے۔ کیا دوسرے الفاظ جو مجازی طور پر استعمال ہوتے ہیں اُن کے لئے خدا کی اجازت کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔

(۳) خود مرزا صاحب پر اعتراض لفظ نبی کے استعمال کا ہوا۔ تو آخری تقریر میں "ادنیٰ وقت باشد اے مرید" کیوں جواب دیا۔ کیا اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کے نزدیک بھی کہلا سکتے تھے۔

(۴) "کبھی وہ فرعون اس پر سوار ہو ہی جاتا ہے"۔ ۔ ۔ ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے لیکر جنکو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا خطاب ملا۔ اور حبب الیکم الایمان و زینہ فی قلوبکم کی شہادت اُن کے حق میں ہوئی۔ کل اولیاء امت حتےٰ کہ مجددین سابق بھی تمام کے تمام شیطان کی لعنت سے باہر نہ نکلے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون یہ ایسا ہی لعنتی عقیدہ ہے جس طرح عیسائیوں کو مسیح کو خدا بناکر تمام نبیوں کو گنا ہگار بنانا پڑا۔ اہل دل کے لئے یہ عقیدہ جو میاں صاحب نے پہلے لکھا یا جب یہ کہا کہ کامل اتباع سوائے مرزا صاحب کے کسی نے نہیں کیا۔ اپنی تردید آپ کرتا ہے۔ کوئی مسلمان کہلانے والا آنحضرت کی عزت دل میں رکھنے والا یہ ناپاک عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔

متفرق خبریں

افغانی لشکر کی روانگی بخارا :- کلکتہ یکم اکتوبر۔ اخبار انگلش مین کا سرحدی نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ بولشویکوں کا وفد جو کابل آیا ہوا ہے۔ اس کے اراکین سے امیر صاحب نے کہدیا ہے۔ کہ آئندہ سے وہ شاہی مہمان تصور نہیں کئے جائینگے۔ بلکہ وہ تمام پولیس کی زیر حراست کر دیئے گئے ہیں۔ کابل میں یہ خبر عام طور پر مشہور ہے۔ کہ امیر بخارا کی مدد کے لئے افغانی لشکر جرار معہ بڑی بڑی توپوں کے زیر کمان جرنیل غلام خان بخارا بھیجدیا گیا ہے۔ مولوی عبداللہ جنہوں نے کابل میں اتحاد اسلام کی ایک جماعت قائم کررکھی تھی اپنے ساتھیوں سمیت کابل سے فرار ہوگئے ہیں۔ یہ بھی اطلاع ملی ہے۔ کہ قلعہ علی مسجد پر کل رات کے وقت پہاڑی قبائل کے کچھ لوگوں نے گولیاں چلائی ہیں۔

کانگریس کی انتظامی کمیٹی کی درخواست۔ کرلمبو۔ یکم اکتوبر۔ کانگریس کی انتظامی کمیٹی نے کانگریس سے درخواست کی ہے کہ اصلاحات کے متعلق گورنمنٹ کی جو تجویز ہے اسے نامنظور کیا جائے۔ چنانچہ ایک کمیٹی اسی مقصد کے لئے قائم کردی گئی ہے تاکہ جائز ذرائع سے کوئی شخص اس میں حصہ نہ لے سکے۔

بمبئی کے پوسٹ ماسٹر جنرل کی چٹھی۔ بمبئی یکم اکتوبر۔ بمبئی میں ڈاکیوں کی ہڑتال بدستور جاری ہے اور اس میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا۔ اور نہ ہی مصالحت کی توقع کیجاتی ہے۔ پوسٹ ماسٹر جنرل نے پوسٹ مین کو ایک چٹھی لکھی تھی جس میں اُس نے لکھا ہے۔ کہ میں ۱۹ ستمبر تک تمام ڈاکیوں کی تنخواہ دینے کے لئے تیار رہوں۔ میرا مقصد اس سے یہ ہے۔ کہ انصاف برتا جائے۔ بشرطیکہ تمام ہڑتال کنندگان اپنی اپنی خدمتوں پر واپس آجائیں۔ اور اگر انہوں نے اسکو تسلیم نہ کیا۔ تو اُن کی جگہ دوسرے آدمی رکھ لئے جائینگے تاکہ چلتے ہوئے کام میں کسی قسم کا فرق نہ پڑے۔ اور اس حالت میں اُنہیں شکایت کا کوئی حق نہ ہوگا۔

ہندوستان میں اخبارات کا داخلہ بند۔ شملہ یکم اکتوبر ایک سرکاری اطلاع شائع ہوئی ہے کہ اخبار "سن فینز" جسکو نیویارک کی سن فنن پبلشنگ کمپنی شائع کیا کرتی تھی اور ایک ہفتہ وار اخبار "سوویٹ رشیا" جو نیویارک سے شائع ہوتا تھا۔ اور اخبار "ڈیلی ہیرلڈ" جو لنڈن سے شائع ہوا کرتا ہے۔ اس کا داخلہ بحری جو نگی ایکٹ کی رو سے ہندوستان میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

نہایت افسوس اور رنج کی بات ہے کہ "مسلم اوٹ لک" جو مارمیڈیوک پکتھال (نو مسلم) کی زیر ادارت شائع ہوتا تھا اس کا داخلہ بھی بند کر دیا گیا ہے اس میں زیادہ تر دوسرے اخبارات کے نہایت مفید اقتباسات ہوتے تھے۔

شورش آئرلینڈ۔ لنڈن ۲۹ ستمبر کارک کا ایک تار مظہر ہے کہ ایک سو مسلح سن فینروں نے موٹر لاریوں میں سوار ہوکر میلو بارکوں پر حملہ کیا جن میں سترھواں رسالہ مقیم تھا۔ حملہ اس وقت ہوا جس وقت سوار اپنے اپنے گھوڑوں کو باہر پھرانے گئے ہوئے تھے۔ ایک سارجنٹ نے حملہ آوروں کو ٹوکا۔ جس کے گولی سے وہیں چت کر دیا گیا پھر ایک سوار لپککر اپنے ساتھیوں کو بلا لایا۔ مگر جب واپس آیا تو حملہ آور جا چکے تھے۔ وہ بارکوں کو آگ لگانے سے قاصر رہے تھے۔ مگر جاتی دفعہ حملہ آور تمام سامان حرب اور ایک لیوس کلدار توپ کثیر التعداد بندوقیں اور گولی بارود ساتھ لے گئے۔

اس سے بٹی نینٹ کے متصلہ گاؤں میں بڑی ہل چل مچی۔ کاروبار بند ہوگیا۔ اور کثیر التعداد باشندے بھاگ گئے۔

عراق عرب :- لنڈن ۲۰ ستمبر۔ شملہ دفتر ہند نے ایک اعلان شائع کیا جس سے پایا جاتا ہے کہ عراق عرب میں حالت اب قابل اطمینان ہے۔ سماوا اور جنوبی دجلہ میں امن و سکون کی حالت ہے۔ ۲۷ ستمبر کی صبح کو غنیم پر بم پھینکے گئے اس کے جنوبی جانب ریلوے لائن کا سپاہی کے مقابلہ بنائی جا رہی ہے بر طانوی توپخانہ نے مسیب جو دریائے دجلہ کے وسط میں واقع ہے غور بور کے کیمپ پر گولہ باری کی۔ بغداد اور بلوے لائن پر پھر تعمیر ہو گئے ہیں بغداد کے شمال مشرق جانب مزید کارروائی ملتوی کرنی پڑی۔ کیونکہ بارش کی وجہ سے سڑکیں ناقابل گذر ہوگئی تھیں۔ جب ہماری فوج نے شہر پر قبضہ کرلیا۔ تو غنیم نے نہر کے بند کو توڑ دیا اور تمام علاقہ سیلاب زدہ ہوگیا۔ غنیم پر توپ خانہ کے ذریعہ سے گولہ باری کی گئی۔ لیکن علاقہ کے سیلاب زدہ ہو جانے کیوجہ سے ہماری پیش قدمی رک گئی۔ ایک پلٹن بغیر کسی مخالفت کے ۲۰ تاریخ کو یاقوبہ سے روانہ ہوکر دلتوا پہنچی۔ اور دلتوا میں تار کا سلسلہ برابر قائم کر دیا۔ لیکن بعد میں اطلاع ملی ہے کہ غنیم نے تار کا سلسلہ پھر کاٹ دیا ہے۔ متعدد قبائل کے شیخوں نے شارابان میں ۱۷ ماہ حال کو ایک کانفرنس منعقد کی اور گورنمنٹ کی خدمت میں ایک مراسلہ بھیجا۔ ۲۶ ماہ حال کو قزل رباط کا محاصرہ کر لیا گیا۔ اور تمام شہر کی تلاشی لی گئی۔ گورنمنٹ کا بہت سا مال وہ اسباب برآمد ہوا۔

ترک موالات کی شاندار ابتدا۔ مندرجہ ذیل اشخاص نے کونسل کی امیدواری سے اپنے ناموں کو واپس لے لیا ہے۔ مسٹر الیس۔ سریہو اس آئنگار۔ مدراس۔ مسٹر راجہو راد مسٹر بجری ابنگار۔ آنریبل مسٹر بشونت گوند درراولینڈو کی۔ مسٹر مشرسید بلونت بمبئی۔ مسٹر جے رام کیٹلو الینر۔ مسٹر بال کرشن گنیش کہاپرڈے۔ مسٹر یاد لبر مادھو وکیل۔ مسٹر مداسو دیو بالاجی پیپلکار (ممالک متوسط و برار) میسرز کیٹر سل شنداس اور ڈاکٹر چھوٹے رام (حیدر آباد سندھ) مسٹر ابن جی کار گودری (دھرواڑ) مسٹر مودود الرحمٰن (کلکتہ)

کاشتکاروں اور زمینداروں کے جھگڑے کے تصفیہ کیلئے سکھر میں ایک پرائیویٹ ثالثی بورڈ قائم کیا گیا ہے۔ امرتسر میں بھی ایک ثالثی عدالت قائم کی گئی ہے جس میں سربرآوردہ و تجربہ کار وکلاء نے ججوں کی حیثیت سے کام کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

میسرز والابھائی جے پٹیل بیرسٹر اور بنسی لال کو لالٹاری وکیل ہائیکورٹ احمدآباد نے اپنی وکالت ترک کردی ہے میسرز والابھائی جے پٹیل اور ڈاکٹر ہری پرشاد احمدآباد نے اپنی لڑکیاں کو اسکول سے علیحدہ کر لیا ہے سید ظہور احمد صاحب جو یوپی کی لیجسلیٹو کونسل کے لئے باشندگان لکھنؤ کانپور کی طرف سے کھڑے ہو رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بھی اپنا نام واپس لے لیا ہے۔ مسٹر ایچ بی۔ ڈوگلاس بیرسٹر سیتاپور نے بھی وکالت ترک کردی ہے۔ مسٹر شریف دیو جی کارجی

بمبئی کونسل سے مستعفی ہو گئے تھے اور مسٹر تلک کی جگہ کیلئے آخری دن تھا۔ کوئی مسلمان امیدوار ان کی جگہ نہیں کھڑا ہوا تھا۔ اور نہ کوئی ووٹ آئے تھے۔ صاحب کلکٹر نے گورنمنٹ کو اس کی اطلاع دے دی ہے۔

آئرلینڈ۔ ایک انگریزی فرم کا نیا کارخانہ جلا دیا گیا اور ایک محلہ جس میں زمیندار آباد تھے۔ تباہ کر دیا گیا۔ مرد عورت اور بچے اپنا اسباب دستی گاڑیوں میں لاد کر بھاگ رہے ہیں۔ دو سو ملین مارے گئے۔

کمانڈر انچیف آئرلینڈ سے ملاقات۔ لنڈن ایک ملاقات میں کمانڈر انچیف نے تسلیم کیا کہ تین جگہ فوجوں کو سن فینروں کے مقابلہ میں پسپا ہونا پڑا۔ مگر ایسے ذرائع اختیار کئے گئے ہیں کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ میک سوینی کی وفات سے امن شکنی کے واقعات فوراً بڑھ جائیں گے۔ گورنمنٹ ایک عام بغاوت کا مقابلہ کرنے کیلئے بالکل تیار ہے۔ مجھے کامل یقین ہے۔ کہ آئرلینڈ تو امن و امان کا خواہاں ہے لیکن خوف پھیلانے والوں کو ایک چھوٹی سی جماعت اسوقت مالک بنی بیٹھی ہے۔ جن میں سے اکثر کے نام بھی معلوم ہیں وہ دن جلد آنیوالا ہے جب ان سب سے ملک کو پاک کر دینگے۔ میرا یقین ہے کہ ایک مہینہ کے بعد آئرلینڈ میں امن و امان ہو جائیگا۔

بالشویکوں کے مظالم۔ لنڈن ۲۳ ستمبر۔ اخبار "ٹائمس" کو قابل وثوق ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ ولنا کے عارضی قبضہ میں بالشویکوں نے دو ہزار آدمیوں کو جو زیادہ تر پولوں کی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ قتل کر ڈالا۔ اور اکثروں کو اُن میں سے نہایت خوفناک تکالیف پہنچا کر مارا۔ بالشویک اس وقت ولنا میں ایک بہت زبردست پروپیگنڈا کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ اور وہیں منتشر شدہ سپاہیوں کی ایک کثیر آبادی ہے۔ سوویٹوں نے ابھی حال میں ۲۵ لاکھ روبل مقبوضہ میں پروپیگنڈا کی اشاعت کیلئے دیئے ہیں۔

جملہ احباب کرام کی توجہ کے قابل

(۱) ڈاکخانہ کے جدید قاعدہ کے ماتحت ہر ایک وی پی رجسٹری ہوا کریگا جسکے لئے ہر ایک وی پی وصول کرنیوالے کو ۲ آنہ زائد ادا کرنے پڑینگے جو احباب پانچ روپیہ یا اس سے اوپر کی کتابیں بذریعہ وی پی طلب کرتے ہیں اُنکے لئے تو پہلے سے ہی ہمارا یہ اصول ہے کہ انہیں رجسٹری کراکر کتب ارسال کیجاتی ہیں لیکن اس سے کم قیمت بغیر رجسٹری کے۔ اسلئے جو احباب اس زائد خرچ سے بچنا چاہتے ہوں۔ وہ اگر ارکم روپیہ تک اوپر چار روپیہ تک کے خرید ار ہوں تو رقم مع محصول وغیرہ کے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمایا کریں اور ایک روپیہ تک خریداری کی حالت میں بذریعہ ٹکٹ۔ ٹکٹ ارسال کرنے والے احباب فیس منی آرڈر سے بھی بچے رہیں گے۔

(نوٹ) روپیہ پیشگی ارسال کرتے وقت یا ٹکٹ بھیجتے وقت محصول کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ کیونکہ اسکے بغیر تعمیل ارشاد میں دیر ہوجانیکا احتمال ہے۔ اور وہ کفایت جو اوپر بتائی گئی ہے شاید حاصل نہ ہوسکیگی محصول کم ادا ہونے کی صورت میں ہم کوئی کتاب ارسال کر دیا کرینگے۔ لیکن کسی صورت میں محصول ڈاک نہ ہونا چاہئیے۔

(۲) "سیرت خیر البشر" کے خریداروں سے یہ گذارش ہے کہ بوجہ چند خاص وجوہات کے کتاب ابھی تک تیار نہیں ہوسکی۔ لیکن اب اسکے جلد تیار ہونے کی امید رکھنی چاہئیے۔ اس کے متعلق یہ بات احباب کی توجہ کے قابل ہے کہ کتاب کی ضخامت ۲۹۰ صفحات ہے جو مختلف قسم کے کاغذوں پر طبع ہوئی ہے۔ ایک درمیانہ قسم سفید کاغذ پر جو "مقام حدیث" میں استعمال کیا جاچکا ہے اسکی قیمت مجلد کی ۔۔ ہوگی۔ دوسری نہایت عمدہ سفید ملائم ولایتی کاغذ پر جو لائبریری ایڈیشن ہے۔ اس کی قیمت ۔۔ بے جلد کے لئے ہوگی۔

ہر دو قسم میں سے جسکو آپ خریدنا چاہتے ہوں اُس سے اطلاع دیں۔ سیرت کی کتاب کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ وہ ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بابرکت حالات پر مشتمل ہے اور پھر بوجہ اسکے کہ وہ ایک قابل قدر مشہور مصنف کی قلم سے نکلی ہوئی کتاب ہے۔ جس کے زور قلم کا شہرہ ترجمۃ القرآن انگریزی کے ذریعہ سے مغربی دنیا پر روشن ہوچکا ہے اسکا اندازہ ان خطوط سے اچھی طرح ہوسکتا ہے جو ہمیں ابتک موصول ہوچکے ہیں جنہوں نے اس قرآن مجید کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ پھر کون ہے جو ایسے مترجم قابل مصنف کی لکھی ہوئی کتاب سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا۔

منیجر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸- یکشنبہ مورخہ ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۲۹

گئو رکھشا اور مسلمان

(۹)

گذشتہ نمبروں میں مختصر طور پر شریعت اسلام اور مستند کتب اہل ہنود کی رُو سے قربانی کے مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے۔ اب ہم اس ناگوار قضیہ کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے۔ ورنہ مفصل طور پر اس مسئلہ پر کتب اہل ہنود کی رُو سے بحث کرنے کے لئے ایک لمبی صحبت درکار ہے۔ جو اخبار کے صفحات میں میسر نہیں آسکتی۔ مستند مذہبی حوالجات کے علاوہ طبی طور پر بھی گوشت پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ مولد امراض ہے مگر جن لوگوں نے ویدک (ہندی طب) کا مطالعہ کیا ہے۔ اُن سے یہ امر کسی طرح پوشیدہ نہیں کہ ویدک کی کتب گوشت کی تعریف سے بھری پڑی ہیں۔ اور اگر کسی کو ہندی طب کے علاوہ دوسرے ممالک کی طب کے مطالعہ کا موقعہ ملا ہوگا۔ تو وہ بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ جائیگا۔ کہ دُنیا میں اگر کسی ملک کی طب سب سے بڑھ کر گوشت کی تعریف میں رطب اللسان ہے تو وہ ہندوستان کی طب ہے۔ ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ اپنے گھر کی کتابوں کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اور یونانی طب کی ادنےٰ درجہ کی کتب مضرات گوشت کے حوالے تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

سوشرت مطبوعہ متھرا میں صاف لکھا ہے۔

"مانسم سوبھاو تو درکھیم سنہنم بل وردھنم۔ گائے کا گوشت خاصیت طبعی کے لحاظ سے مولد ..... استمن اور طاقت کے بڑھانے والا ہے۔"

اسنہ گو رس دھانیہ اِل پھلا اِل کنکی سمہ

گائے کے گوشت کا شوربا چاول- اِل پھل اِل کنک کے ساتھ۔

سدھم مانسم ہیتم لتھم رو چنم ورم ہنم گردہ الخ۔ مرغوب طبع، طاقت بخش، رنگ کو نکھارنے والا نا طاقتی کو دور کرنے والا ہے۔

پھر سوتر استھان ادھیائے ۲۷ کے ۴۳ میں ہے۔ کہ

پہر بی شکم اسیرم اسنگدھم استھنم پر بلنم گرد رچنم

دان اسید حیہ اگنی مانسئو جہ شکر وردھنم

خشک گوشت (بغیر چربی) کا ثقیل ہوتا ہے اور چربی والا باہ کو بڑھاتا ہے۔ نشاط آور حرارت غریزی قوت- تولید- عقل اور باہ کو زیادہ کرتا ہے۔

دھنونتری جی مہاراج اسی سوتر استھان ادھیائے ۴۶ انوپ ورگ میں فرماتے ہیں:-

گو بیا سیہ مانسم ہر سنگدھیم مدُھر کا رجیت

موپاکے مدھر بنچیبی دیا مایسیہ وردھنم

گائے کا گوشت چکنا ہوتا ہے- دیر ہضم اور محرک باہ ہے۔ میٹھی میٹھی کھانسی کو دُور کرتا ہے۔

کبابوں کے فوائد کے لئے دیکھو شلوک ۴۴ اور ۴۵-

جن لوگوں کو مختلف اقسام گوشت کا شوربا- پلاؤ وغیرہ کے فوائد معلوم کرنے کی خواہش ہو- وہ دھنونتری جی کی اس کتاب کا کم از کم چھٹا ادھیائے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۰)

اس مضمون کو ختم کرنے سے پیشتر ہمیں ایک دفعہ پھر اُن مستند کتب کے حوالجات پر نظر دوڑا لینی چاہئے۔ قرآن کریم اور احادیث نبوی کی رُو سے قربانی اور بالخصوص گائے کی قربانی قطعاً ناجائز نہیں۔ وید مقدس اور دیگر مستند مذہبی کتب ہنود سے بھی جو کچھ ثابت ہوتا ہے۔ وہ حوالہ قلم ہو چکا ہے۔ سوامی دیانند جی کی اپنی رائے اس مضمون کے متعلق گذشتہ نمبروں میں گذر چکی۔ طبی نقطۂ خیال سے دھنونتری سے بڑھ کر کون اس امر کا حقدار ہو سکتا ہے کہ اسکی رائے اس معاملہ میں وقیع سمجھی جائے۔ پس اس لئے ہم نے صرف دھنونتری جیسے فاضل اجل کی رائے پر اکتفا کیا ہے۔ ورنہ دوسری ویدک کتب (ہندی طب) کے حوالجات

کو پیش کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ اقتصادی نقطۂ نگاہ سے گئو رکھشا کو ہم اس قدر مُفید نہیں سمجھ سکتے۔ کہ جس قدر ہمارے برادران وطن سمجھانا چاہتے ہیں۔ اگر خالص اقتصادی فوائد کی بنا پر ہی اس تحریک کی ہمیں حمایت کرنی چاہیئے۔ تو اس کا نام گئو رکھشا کی بجائے مہش رکھشا یا بھینس رکھشا ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ امر بالبداہت ثابت ہے کہ گائے کی نسبت بھینس اقتصادی طور پر زیادہ مفید ہے گائے کیا اور اس کا دودھ کیا۔ یہ صرف بھینس کا ہی مبارک وجود ہے کہ جس سے اس فراغت سے گھی دودھ وغیرہ مل سکتا ہے۔ گائے کی قربانی کا بہت بڑا نقصان گھی کی گرانی بیان کیا جاتا ہے۔ جو بالبداہت باطل ہے کیونکہ لاکھ دودھ دینے والی یا جسکی نسبت کچھ بھی امید ہو کہ وہ دودھ دے سکے گی۔ اسکو کوئی ذبح نہیں کرتا۔ اس پر کل قصاب خانوں کا روزانہ معائینہ گواہ ہے وہ سمجھ کیا باقی دُنیا بھر کی اشیاء کی گرانی کی وجہ بھی ان اشیاء کی قربانی ہے۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ گھی کی گرانی کی سب سے بڑی وجہ ہمارے آریہ دوستوں کی فضول خرچی ہے:-

(۱) سوامی دیانند جی نے ہر ایک آریہ سماجی کے لئے خواہ وہ طالب علم ہی کیوں نہ ہو۔ دونوں وقت صبح و شام ہون فرض ٹھہرا دیا ہے اور ہر ایک شخص کے لئے ۱۶ آہوتی[1] اور فی آہوتی ۶ ماشہ گھی ضروری ہے۔ اب اگر کل ہندوستان میں آریوں کی آبادی ۳ لاکھ بھی فرض کرلی جائے تو صرف آریہ دوستوں کا گھی کا ماہوار خرچ بحساب فی کس ۳۲ - آہوتی اور فی آہوتی ۶ ماشہ - بیالیس ہزار ایک سو اسی من ہے۔

(۲) اسکے علاوہ گربھادھان (زن و شو کے مخصوص فرائض کی ادائیگی) کے وقت بھی اگنی ہوتر فرض ہے۔ جس میں فی کس ۴۷- آہوتیاں ہوتی ہیں تو اگر ۳ لاکھ میں سے صرف پچاس ہزار کو اس ڈیوٹی کے ادا کرنے والے بھی فرض کرلیا جاوے۔ تو ان کا ماہوار خرچ سولہ ہزار چار سو دس من ماہوار ہوگا۔

(۳) **نیوگ** کے وقت اگنی ہوتر کے علاوہ دونوں کو جسم پر گھی ملنا بھی ضروری ہے۔ اب اگر کم از کم فی کس آدھ پاؤ جسم پر ملنے کے لئے کافی سمجھ لیا جائے تو ایسے صرف ۵۰۰ روزانہ مرد عورت کے لئے ایک ہزار آٹھ سو ساٹھ من ماہوار کا یہ خرچ ہے۔

(۴) مُردہ جلانے کے وقت لاش کے وزن برابر گھی جلانا فرض ہے اگر ۳ لاکھ آبادی میں سے اوسط اموات ۳ تسلیم کرلی جائے تو جوان اور بچوں کی اوسط کے لحاظ سے کم از کم ۲۰ من روزانہ یا چھ سو من گھی ماہوار کا یہ خرچ ہے۔

اس لحاظ سے ہندوستان میں صرف آریہ سماج کا ماہوار گھی کا خرچ حسب ذیل ہوگا:-

روزانہ ہون پر	۴۲۱۸۰	من
گربھادان پر	۱۶۴۱۰	من
نیوگ پر	۱۸۶۰	من
مُردہ جلانے پر	۶۰۰	من
میزان کل	۶۱۰۵۰	من

تو ہندوستان میں صرف آریہ سماج جیسی چھوٹی سی قوم کا ماہوار گھی کا فضول خرچ اکسٹھ ہزار پچاس من ہے۔ کہ جس سے تین کروڑ نوے لاکھ بہتر ہزار اشخاص کا گذارہ ہو سکتا ہے۔ اس حساب سے آپ اگر کل ہندوستان کی بیس کروڑ ہندو آبادی کا کہ جس کے سماجی بنانے پر آریہ دوست تُلے بیٹھے ہیں گھی کے خرچ کا اندازہ لگایا جائے تو بیچارے مسلمانوں اور عیسائیوں اور سکھوں کے حصے میں کیا آسکتا ہے پس اگر ہندوستان میں گھی کی ارزانی ہو سکتی ہے تو اسکی صرف ایک نہایت اہم سبیل ان فضول رسومات کا ترک ہے۔ ملک کی خاطر قوم کی خاطر خدارا ان فضول خرچیوں کو ترک کردیں۔

دوسری وجہ گھی کی گرانی کی بلاشبہ گائے کی اعدادی قلت سمجھی ہے مگر اس قلت کا سبب قربانی نہیں۔ جو سال میں صرف ایک دن آتی ہے۔ بلکہ اس کی تہ میں آریہ دوستوں کا وہ مسئلہ کام کر رہا ہے۔ کہ جسکو تناسخ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ تہذیب۔ شائستگی آریہ دوستوں کی روز افزوں ترقی اور وید پرچار (ویدوں کی تعلیم کی اشاعت) کے سبب ہندوستان میں سے وہ گناہ (برہم ہتیا یا کوئی اور) بہت کم ہو گیا ہے۔ کہ جس کی وجہ سے انسانی ارواح گائے کی جُون اختیار کیا کرتی تھیں۔

پس دنیا میں ویدوں کی اشاعت اور گئو رکھشا کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس فعل کی اشاعت کی ضرورت ہے کہ جس کی پاداش میں گائے بن سکتی ہیں۔

(باقی پھر سہی)

الفضل کا انعامی چیلنج منظور

(از ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالوی)

الفضل مورخہ ۲۷ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء میں تعریف نبوت میں تبدیلی کا ثبوت کے متعلق سے بابو عبدالحکیم صاحب سنوری کی جانب سے ایک انعامی چیلنج شائع ہوا ہے ہمیں کوئی شک نہیں کہ اس چیلنج کے اصلی مخاطب جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح ہیں مگر میں نے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنی بجائے اپنے اس نیازمند کو چیلنج کی قبولیت کی اجازت بخشیں۔ علیٰ ہذا بابو عبدالحکیم صاحب کو بھی۔ امید ہے کہ مجھے اپنا مدِ مقابل تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا۔

بابو عبدالحکیم صاحب کی تمنا ہے۔ کہ ہم اس ناپاک اور ذلیل عقیدہ کو غلط ثابت کردیں کہ مسیح موعود نے سنہ ۱۹۰۱ء میں غلطی کے ازالہ کے ذریعہ سے اپنا عقیدہ دربارہ نبوّت تبدیل کرلیا۔ اس سے پہلے آپ اپنی نبوت محدثیت کہا کرتے تھے مگر غلطی کے ازالہ میں آپ نے اس سے انکار کیا۔ اس کے لئے جناب عبدالحکیم صاحب نے مندرجہ ذیل شرائط تجویز فرمائی ہیں:

(۱) فریقین کے تین تین پرچے ہونگے اور وہ الفضل اور پیغام صلح ہر دو اخبارات میں شائع کئے جائیں گے۔

(۲) سیدنا و مولانا حضرت مولوی محمد علی صاحب موکد بعذاب حلف اٹھا کر جانبین کے دلائل پر محاکمہ لکھدیں۔ اگر یہ فیصلہ ہمارے حق میں ہو تو عبدالحکیم صاحب ہماری بات تسلیم کرلینگے اور ہمیں پچاس روپے انعام بھی دیں گے۔

شرط اول سے میں بالکل متفق ہوں۔ ہمیں اس سے زیادہ اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ الفضل کے کالم ہمارے لئے کھولدیئے جائیں خواہ وہ تین دن کے لئے کیوں نہ ہوں۔ اس سے جماعت میں روابط اتحاد پیدا ہونے کے علاوہ بہت سی غلط فہمیوں کے ازالہ کی بھی قوی امید کی جاسکتی ہے۔

شرط دوم اصولی طور سے غلط ہے۔ ایمانیات کے مسائل انسانی ضمیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ شیخ عبدالحکیم صاحب سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے حلف اٹھانے پر کس طرح ہماری بات تسلیم کرلیں گے۔ اگر وہ بات خود اُن کے دل پر اثر نہ کرتی ہو۔ تو سکے تو کھلے یہ معنی ہیں کہ وہ انشاء کی زندگی بسر کرنے پر رضامند ہیں۔ اور ہمارے ہاں ایسا ذات منافق طبع انسانوں کو خوش آمدید کہنے کیلئے تیار نہیں۔ میں عبدالحکیم صاحب کو یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ کسی امر واقعہ کی نسبت حلف اٹھا لینا اور بات ہے اور خیالات و مسائل کے متعلق حلف اٹھانا دوسری چیز ہے۔ بہت ممکن ہے کہ ایک شخص اپنی رائے کو صحیح یقین کرتا ہو۔ اور اُس پر حلف اٹھالے اگر وہ رائے غلط ہو۔ اس لئے میں تجویز کرتا ہوں کہ مباحثہ کے اختتام پر جناب میاں محمود احمد صاحب موکد بعذاب حلف اٹھا کر محاکمہ لکھدیں۔ اگر وہ فیصلہ شیخ عبدالحکیم صاحب کے حق میں ہو۔ تو وہ مبلغ پچاس روپے جن کا انہوں نے وعدہ کیا ہے ہمیں نہ دیں۔ اگر اُن کی خواہش ہو تو سیدنا حضرت امیر قوم بھی فریقین کے دلائل پر محاکمہ لکھدینے کے لئے انشاء اللہ تیار ہوں گے۔ میں یہ شرط کسی صورت میں تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب مجھے پچاس روپے دلوائیں کیونکہ میاں صاحب کے فیصلہ پر آپکو زیادہ چیخ و پکار کی جرأت نہ ہوگی۔ اگر میاں صاحب محاکمہ نہ لکھیں۔ تو بھی میں حقدار ہوں گا۔ کہ آپ سے پچاس روپے لے لوں۔ کیونکہ یہ آپ کی شکست کی دلیل ہوگی۔ میرے سیدو مولیٰ حضرت مولوی صاحب کی چار کتابیں روز روشن کی طرح میاں صاحب کی کمزوری۔ غلطی عقائد اور بے بسی کا ثبوت ہیں۔ "النبوۃ فی الاسلام"۔ "احمد مجتبیٰ"۔ "مرأۃ الحقیقۃ" اور "اصلاحیہ سوء ستِ" انگریزی کا جناب میاں صاحب کوئی جواب نہیں دے سکے۔ اور اس حقیقت کا انہوں نے اکثر اعتراف بھی فرمایا ہے کہ "مخالفین کا بہت سا قرضہ ہمارے ذمہ ہے" علاوہ اس کے یہ بھی ایک فائدہ ہوگا۔ کہ وہ سکوت کی مُہر جو مدتوں سے میاں صاحب کے لبوں پر لگی ہوئی ہے۔ ٹوٹ جائیگی۔ اور وہ پھر ایک دفعہ میدان میں آجائیں گے۔ اس سے فریقین کا فائدہ ہے۔ لیکن تاہم میں اس شرط پر آپ کو مجبور نہیں کرنا چاہتا آپ بطور خود میاں صاحب سے دریافت فرمالیں۔ اگر آپ انہیں رضامند نہ کرسکیں تو میں محض آپ کے موکد بعذاب حلف کو تسلیم کرلونگا۔ اور آپ سے پچاس روپے انعام طلب کرونگا۔

چونکہ میں یہ فیصلہ حق کے لئے کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے جہاں تک آپ کا فائدہ ہوسکے۔ میں آپ کو سہولت بہم پہنچانے کے لئے تیار ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ سیدنا و مولانا حضرت مولوی نورالدین صاحب علیہ الرحمۃ (بقیہ مضمون بر صفحہ کالم ۱)

[1] ہون کرنے والے

حقائق القرآن

(از قلم مولوی ابو الخلیل صاحب مسلم مشنری مسلم یونین بمبئی)

سوال - قرآن کریم میں پارۂ سوئم کی آیت سے صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ سوائے دین اسلام کے کوئی دین مفید و قابل قبول نہیں ہے۔ پارۂ اول و دیگر مقام کی آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواہ یہودی ہو یا نصرانی وغیرہ غرض جو کچھ کہ ہو صرف ایمان خدا و دن آخرت کا کافی ہے۔

اندریں صورت کس کو صحیح مانا جاوے اوّل یا آخر کو اور پہلے نبیوں میں اسلام کہاں تھا ؟

الجواب - معترض صاحب کا اعتراض قرآن پر بوجہ عدم فہم قرآن ہے۔ اور وہ دو آیۃ جن پر معترض صاحب کا اعتراض ہے یہ ہیں۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخاسرین ۰ یعنے جو اختیار کرے سوائے اسلام کے کوئی دین تو وہ دین قبول نہ ہوگا اور بوجہ عدم مقبول ہونے اس دین کے آخرت میں وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

آیۃ ثانی - ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۰ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ یہودی یا نصرانی یا صابی ہوئے اُن میں سے جو ایمان لایا ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے اور عمل نیک بجالایا پس ایسے لوگوں کے لئے اجر ہے خدا کے ہاں اور یہ لوگ خوف و غم سے مامون ہونگے۔

آیات مندرجہ باہم متناقض ہیں کیونکہ آیہ اولیٰ سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آخرت میں بجز دین اسلام کے کوئی دین مقبول نہیں۔ آیت ثانیہ سے واضح ہے کہ جو کوئی خدا و آخرت پر ایمان لائے اور عمل صالح کرے وہ عذاب آخرت سے مامون و محفوظ ہوگا۔

آیۃ اولیٰ میں اسلام شرط ہے۔ اور آیۂ ثانیہ میں اسلام شرط نہیں۔ اندریں صورت تناقض متحقق ہوا۔ پس ایک امر صحیح ہوگا۔ تو امر ثانی جو اس کا متناقض ہے غلط۔ اور در صورت عکس عکس معترض کا اعتراض کہ ہر دو آیات متناقض ہیں بوجہ عدم فہم دین اسلام ہے۔ اگر وہ اس امر کو جانتا کہ دین اسلام کیا ہے تو اس پر روشن ہو جاتا کہ دونوں آیتوں میں کوئی تناقض نہیں۔

واضح ہو کہ " دین اسلام " کا اطلاق صرف دین محمدی پر ہی مخصوص نہیں۔ بلکہ ادیان جملہ انبیاء علیہم السلام بوجہ وحدت ملّی کے ایک ہی ہیں۔ اور انہیں کو اسلام بولا جاتا ہے۔ اور وہ سب متحد الاصول ہیں۔ بلکہ اکثر متحد الفروع بھی ہیں۔ مثلاً قبل از بعثت جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین عیسوی ہی اسلام تھا۔ لیکن بعد بعثت حضور صلعم کے کوئی شخص منکر رسالت محمدیہ ہو کر تصدیق رسالت عیسوی کرے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

تصدیق انبیاء علیہم السلام کل شرائع میں شرط مقدم ہے جبکہ وہ مکذب ایک کا ہؤا تو شرط مسلمہ کے عدم تسلیم کی وجہ سے خارج از اسلام ہؤا۔ کیونکہ وہ مسلم نہیں رہا اور جب وہ مسلم نہیں تو اس کا دین عنداللہ مقبول نہیں۔

انبیاء علیہم السلام کے متحد الاصول ہونے کی آیات قرآنی مثبت ہیں۔ جیسا کہ آیات سے ظاہر ہے :-

(۱) ووصّٰی بھا ابراھیم بنیہ ویعقوب یٰبنیّ ان اللہ اصطفٰی لکم الدین فلا تموتنّ الا وانتم مسلمون ۰ (پ۱)

(۲) ام کنتم شھداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الٰھک واِلٰہ اٰبائک ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق الٰھاً واحداً ونحن لہ مسلمون ۰ (پارۂ اول)

(۳) ان ھٰذہٖ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاعبدون ۰ (پ۱۷)

(۴) ان ھٰذہٖ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون ۰ (پ۱۸)

(۵) شرع لکم من الدین ما وصّٰی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ الخ (پ ۲۵)

آیۂ اول میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وصیت کا ذکر ہے۔ آپ نے اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ دین اسلام پر اپنی عمر تمام کرنا۔ آیت دوم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی آخری تعلیم (جو آپ نے اپنی اولاد کو دی اور ان سے اقرار لیا) کہ میرے بعد تم کیا کروگے تو انہوں نے کہا کہ اس طریقہ پر اپنے اخلاق و افعال کرینگے جو تم نے اپنی زندگی میں کر کے دکھلائی اپنی خدائے واحد کی پرستش جس کی تیرے باپ دادا نے بھی پرستش کی اور ہم مسلمان رہیں گے۔ آیۃ سوم و چہارم متحد المعنی ہیں جو واقع ہوئی ہیں بعد ذکر انبیاء علیہم السلام کے اور ان ہر دو آیۃ نے ثابت کر دکھایا کہ تعلیم انبیاء کی ایک ہی ہے اور وہی اہم اصل الاصول ہے پس جملہ انبیاء علیہم السلام متحد الاصول ہونے کی وجہ سے ایک گروہ ہوئے۔ تو اب ایک کی اطاعت گویا کہ تمام کی اطاعت ہوئی۔ اور ایک سے انکار تمام کا انکار۔

آیۂ پنجم مظہر ہے کہ دین جس کی وصیت جملہ انبیاء علیہم السلام مثل حضرت نوح و حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت عیسے علیہم السلام نے کی ایک ہی ہے اور آیۂ اول و دوم سے وصیت ظاہر ہے اور وہ اسلام ہے۔

جب یہ امر متحقق ہؤا۔ تو اب گذارش ہے کہ آیۂ مندرجہ صدر میں بیان ہے امم سالقہ و امت محمدیہ کا یعنی جو لوگ پیش از بدء دین ناسخ کے دین و شریعت منسوخہ پر تھے۔ اور اُن کا ایمان صفات مذکورہ سے موصوف تھا وہ ضرور عنداللہ ماجور ہونگے۔ کما قال البیضاوی فی تفسیر ہذا الآیۃ " من کان منھم فی دینہ قبل ان ینسخ مصدقاً بقلبہ بالمبدء والمعاد عاملاً بمقتضی شرعہ " پس معترض صاحب کا اعتراض اس تفسیر کی رو سے باطل ہؤا۔

تفسیر ثانی یہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو بطور نفاق صرف زبان سے مظہر اسلام ہیں اور وہ لوگ جو ان کے علاوہ مثل یہود و نصاریٰ و صابی کے ہیں۔ جب وہ خلوص دل سے ایمان لاویں اور ملت اسلام میں واقعی داخل ہوں۔ اور مطابق احکام اسلام کے اعمال صالحہ کے مرتکب ہوں۔ تو ان کو عنداللہ ماجور ہونے کا بے خوف و خطر شرف حاصل ہوگا۔ کذا قال صاحب الکشاف فی تفسیرہ " الذین اٰمنوا بالسنتھم من غیر مواطاۃ القلب وھم المنافقون والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من اٰمن باللہ من ھؤلاء الکفرۃ ایماناً خالصاً ودخل فی ملۃ الاسلام دخولاً صادقاً وعمل صالحاً فلھم اجرھم الذی یستوجبونہ بایمانھم وعملھم۔

فتح العزیز میں بھی ایسا ہی ہے۔ " کہ ہر یک از یں فرق چارگانہ ہر کہ ایمان آرد از ایشاں از تہ دل بالاخلاص بخدا بے تشبیہ و بے تعطیل و بے تشریک و نیز ایمان آرد بروز آخر کہ روز جزا است و ایمان بخدا ایمان بآں روز تمام نمیشود زیرا کہ ہر کہ ایمان بآں روز ندارد و دوام ربوبیت او تعالے و عموم قدرت و کمال حکمت و عدل او را منکر است و ایمان بکتابہا و رسولان و فرشتگاں معلوم نمیتواند شد و بغیر کتابہائے آسمانی علم آں باقی نمیتواند ماند و ازیں جہت تصریح بایمان این ہر دو چیز نفرمودند و فی الواقع ہر کرا ایمان بمبدء و معاد کما حقہ نصیب شدہ بدون وساطت رسولاں و فرشتگاں و کتابہا نشدہ و عمل عملاً صالحاً و عمل کرد عملے شائستہ و در عمل کردن عمل شائستہ ناگزیر است کہ ناسخ را بگیرد و منسوخ را ترک کند و احکام الٰہیہ را در مقابلہ مصالح عقلیہ ترجیح دہد و چوں ہر یک ازیں فرقہا چہارگانہ تصحیح ایمان و عمل بریں قانون بجا آوردند فلھم اجرھم پس برائے ایشاں است اجر کامل۔ روی ابن جریر عن مجاہد قال سأل سلمان رسول اللہ صلعم عن اولٰئک النصاریٰ وما رأی من اعمالھم فقال لم یموتوا علی الاسلام قال سلمان ذکرت اجتھادھم فنزلت ھٰذہ الاٰیۃ فدعا سلمان فقال نزلت ھٰذہ الاٰیۃ فی اصحابک ثم قال من مات علی دین عیسیٰ قبل ان یسمع بی فھو علی خیر ومن سمع بی ولم یؤمن بی فقد ھلک انتہیٰ مختصراً

اس تفسیر سے لزوم اسلام اور عدم تناقض ہے ہر دو آیات کا صاف و صریح عیاں ہے اور نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ ایمان باللہ مستلزم ہے ایمان بالرسول کا جیسا کہ نص صریح میں موجود ہے ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلاً اولٰئک ھم الکافرون حقاً واعتدنا للکافرین عذاباً مھیناً (پ۶)

پس ظاہر ہوا کہ تفریق درمیان ایمان باللہ اور ایمان بالرسل کے یعنے ایک پر ایمان لانا اور دوسرے سے انکار بالتحقیق کفر ہے اور کفر و ایمان کا اجتماع محال ہے۔ تاوقتیکہ ایمان بالرسل نہ ہو حصول ایمان باللہ غیر ممکن ہے۔ علاوہ ازیں آیۃ ثانیہ میں شرط عمل صالح کی موجود ہے اور عمل صالحہ بدون تدین دین حق و اخذ ناسخ و ترک منسوخ ممکن نہیں۔

پس بدون تدین دین حق و التزام احکام شریعت حقانی کے تحقق اعمال صالح کا متصور نہیں اندریں صورت تدین دین حق کا اعمال صالحہ کے لئے لابدی ضروری ہونا ثابت ہؤا۔ تو اب قرآن مجید میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ دین کونسا ہے جس کا حصول ضروری و لازمی ہے۔

قرآن مجید کی آیت محولہ مندرجہ بالا مثبت ہے کہ عنداللہ بجز دین اسلام اور کوئی دین مقبول نہیں۔ بنا بریں واضح طور پر ثابت ہؤا کہ تحقق اعمال صالحہ کی دین اسلام شرط ہے اور تحقق اعمال صالحہ شرط ہے نجات آخروی کی۔ اور جو چیز کسی امر کی شرط الشرط ہے وہ شرط ہے اس امر کی بھی۔ پس آیۂ ثانیہ سے ثابت ہؤا کہ دین اسلام واسطے نجات اخروی کے شرط ہے۔ پس تناقض کسی نوع کا دونوں آیتوں میں نہیں۔ فہو المقصود ✤

تکفیر اہل قبلہ

صفحہ ۱۲۳ الیواقیت والجواہر
علامہ شعرانی

(از قلم جناب میرزا نذر علی صاحب شاہدرہی)

اس مبحث میں علامہ شعرانی نے ابتداء کرنے اور بیان کرنے چند امورات کے لکھتے ہیں :-

" پھر یہ امر مخفی نہیں کہ کفر ضد ہے ایمان کی۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے۔ فمنھم من اٰمن ومنھم من کفر

پس ایمان تصدیق کرنا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اور اس چیز کا جو وہ اللہ تعالے کی طرف سے لائے ہیں اور کفر اس کی تکذیب کرنے کا نام ہے۔ یہ اس لئے کہ نص قطعی کی مخالفت اور اجماع کی مخالفت ان ہر دو میں تکذیب رسول مضمر ہے۔ پھر تکذیب چار اقسام میں منقسم ہے

اول۔ یہود اور نصاریٰ کا تکذیب کرنا قرآن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ بیشک یہ کفر ہے

دوم - اصل نبوت کے منکرین۔ ان کی تکفیر بدرجہ اولے ضروری ہے۔ کیونکہ انہوں نے جمیع انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا۔ (اور اسی قسم میں سے ایک دہریہ ہیں)۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی۔ اور اسی قسم میں ملاحدہ بھی ہیں۔ اور یہ لوگ بھی خدا اور رسول کے مکذب ہیں کیونکہ ان کی ادعاء کے ضمن میں رسول اور رسل دونوں کی تکذیب لازم ہوتی ہے۔ اور ان کے متبعین ایسے لوگ ہیں جو فی الواقعہ الٰہی شریعت کے منکر ہیں وہ لڑکیوں اور ماؤں کے ہمراہ تناکح جائز رکھتے ہیں اور ہر قسم کے فروج حلال سمجھتے ہیں پس ان کا الحاق بھی مجوسی اور دہریہ کے ہمراہ ہوتا ہے۔

قسم سوم میں وہ لوگ ہیں جو رسولوں کی تصدیق کرتے ہیں مگر اُن کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کچھ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالے سے شرائع ملتے ہیں اور اخبار از قسم منکر و نکیر اور حشر و نشر و صراط وغیرہ یہ صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ مخلوق صلاحیت میں رہے۔ اور تخویف میں رہکر بے اعتدال نہ ہو جاوے۔ اور یہ لوگ فلسفی ہیں اور ان کا کافر ہونا اس لئے ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام پر جھوٹ کو تجویز کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ باتیں اپنے دل سے وضع کر کے مشہور کردی ہیں۔ اور اس میں سد باب نبوت مضمر ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو قول میں یہ ثقہ نہیں سمجھتے پس ان کی تکفیر بھی بدرجہ اولے لازم ہے

اور حلولیۃ انہیں کے قریب ہیں جو یہ زعوم رکھتے ہیں کہ خدا کی روح اُن میں حلول کر گئی ہے اور اللہ تعالے اعضاء سے مرکب ہے حروف ہجا کی طرح

قسم رابع وہ قوم ہے جنہوں نے رسول کی تصدیق کی ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ اہل قبلہ ہیں۔ مثل معتزلہ اور مجاریہ اور روافض اور خوارج اور مشبہ الالہٰی کی مانند اور فرقے۔

ہمارے زیر بحث یہی قسم رابع ہے

پس آئمہ دین میں اختلاف واقعہ ہوگیا کہ آیا تاویل میں خطا کرنا انسان کو حد تکفیر میں داخل کرتا ہے یا نہ۔ اور ایسی خطا تاویل کرنیوالوں پر کفر کا فتویٰ دیا جاوے یا نہ پس ائمہ دین دو فریق ہو کر منقسم ہوگئے ایک فرقے نے

گمان کیا۔ کہ جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف کیا اس امر میں جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی پس یہ اختلاف کرنا تکذیب کرنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور یہ تکذیب برابر ہے خواہ انکار صریح سے ہو یا غلطی تاویل کی وجہ سے ہو اور ان پر کفار کا حکم جاری کیا۔ اور انہوں نے درمیان غلو کرنیوالوں اور میانہ روی اختیار کرنے والوں میں کوئی تمیز قائم نہ کی۔ اور انہوں نے خدا کی رحمت کو تنگ کر دیا۔ باوجود اُس وسعت کے جو وہ رکھتی ہے۔ و سعت رحمتی کل شئی۔ مگر اس معاملہ میں جمہور علماء اور خلفاء نے اُن فتوے دینے والے علماء کی تبلیغ نہیں کی نہ ایسے لوگوں کو قتل کیا۔ نہ اُن کے اموال کا لوٹنا مباح کیا اور نہ اس فتوے سے ان لوگوں کو مجرم قرار دیا۔ بلکہ ان پر مسلمانوں کے احکام جاری کئے اور اُن کے ہمراہ مسلمانوں جیسا معاملہ کیا اور اُس وقت سے لیکر آجتک یہی طرزِ عمل علماء اور خلفاء کا بحیثیت جمہور کے رہا۔ اور وہ سب ان کو مسلمین کے معزز نام سے مسمیٰ کرتے رہے اور بیشک وہ سب مسلمان ہیں اور جو لوگ ان کو کافر کہتے ہیں وہ ظلم اور تعدی کرتے ہیں۔ اور ان کو فاسق یا مبتدع یا گمراہ اور خاطی کہہ سکتے ہیں۔ اور اس دوسرے معتدل گروہ کے لوگ جب اُن کو کافر کہتے ہیں تو یہ صرف اُن کے فعل کی شدت اور غلاظت کے اظہار کے لئے کہتے ہیں اسلئے کہ وہ بعض صورتوں میں خطاء فاحش اور بدعت شنیعہ کے مرتکب پائے جاتے ہیں۔ اور وہ امور مشابہ بکفر معلوم ہوتے ہیں اور اس کے قریب ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے۔ قرآن ریاء سے پڑھنے والا کافر ہے یا جیسا کہ حدیث میں ہے عمداً نماز کا ترک کرنیوالا کافر ہے۔ اور جب ایک مسلم دوسرے مسلم کو کہتا ہے اے کافر۔ تو وہ کافر ہوتا ہے۔ مگر نہ ایسا جیسا کہ نصاریٰ یا یہود کافر ہیں۔ یا جب کہا جاتا ہے کہ کوئی زانی جب زنا کرتا ہے۔ وہ اسوقت مومن نہیں ہوتا۔ اور اسی کی مانند اور امور۔ یہ سب امور شدت اور تغلیظ اور زجر کے لئے استعمال ہوتے ہیں (اور قوم کی زبان میں یہ محاورات موجود ہیں) جب ایک چیز دوسری چیز سے مشابہت رکھتی ہے تو اس بھی اطلاق اس چیز کا کر سکتے ہیں مگر اس پر حقیقی حکم تفصیل کے وقت یا تشریح اور بیان کیوقت نہیں لگا سکتے۔ مثلاً جب ایک شخص اجنبی دوسرے کو کہدیتا ہے اے میرے بھائی یا اے بیٹے۔ تو اس کا یہ کہنا حقیقت پر محمول نہیں ہوتا بلکہ صرف اکرام یا نزدیکیت اور قرب کے اظہار کے لئے ایسے الفاظ استعمال کر لیتے ہیں۔ ورنہ ایسا تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اسکے مرنے پر بیٹا کہنے سے وہ اسکے ترکہ میں وارث ہو جاوے یا اسکی لڑکیاں اور بہنیں اسپر حرام ہو جاویں یا مثلاً ایک شخص دوسرے سے کہدیتا ہے کہ میں آپ کا غلام ہوں اس سے صرف تواضع مراد ہوتی ہے حقیقت پر محمول نہیں ہو سکتا اور اس قسم کی مثالیں محاورات قوم میں اس قسم مجاز و استعارہ بہت ہیں۔

ہمارے قادیانی احباب کو سخت غلطی لگی ہے اور انہوں نے مجاز اور استعارہ کو حقیقت پر حمل کر لیا مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اکثر تحریرات میں محدث کا حمل نبی پر ہونا جائز اور درست قرار دیا ہے اور اشد مشابہت اور اشد قرب اس کی علت قرار دی ہے۔ مگر ہمارے احباب نے بنو حقیقت پر حمل کیا۔ لوہا جب آگ میں سرخ ہو کر آگ ہو جاتا ہے تو بعض تمام صفات آگ کے ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر عقلا جانتے ہیں کہ وہ وقت اور تفصیل کے وقت آگ آگ ہے اور لوہا لوہا ہے فصیح اور بلیغ زبان میں ضرور ہے کہ مجاز اور استعارہ پایا جاوے اور اشد قرب اور مشابہت سے ایک کا حمل دوسرے پر اہلِ زبان اور اہلِ اصطلاح ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں۔

پس محدث ہو جیسا نبی ہوتا ہے بالقوہ۔ اور اگر سد باب نبوت نہ ہوتا تو وہ بھی محدث نبی ہوتا۔

ہر تخم میں شجر اور میوہ اور برگ وغیرہ بالقوہ موجود ہوتا ہے جب بالفعل ظاہر ہوتا ہے۔ ان ناموں سے موسوم ہو جاتا ہے۔ اور ایک کا حمل دوسرے پر جائز اور درست اور صحیح دوسرا اور کفر کے متعلق ہے اور یہ اصطلاحی اطلاقات [illegible] اور قرآن اور محاورات قوم میں صادق اور

صریح موجود ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے اسکو استعمال فرمایا۔ مگر یہ ہرگز نہیں تھا۔ کہ واقعی لفظ کفر کے استعمال سے اُن کو وہ کافر سمجھتے تھے اور دائرۂ اسلام اور زمرۂ مسلمین سے وہ خارج سمجھے جاتے تھے۔ حاشا وکلا۔ جو ایسا خیال کرتا ہے اور ان احادیث سے حقیقی کفر ان لوگوں کا خیال کرتا ہے۔ وہ شارع علیہ السلام پر تہمت لگاتا اور اور افتراء کرتا ہے اور محاورہ اہل زبان اور قوم سے ایسا سخت ناآشنا ہے۔ جیسا طفل مکتب علم منطق سے۔ و انشاء اللہ ہم آئندہ پھر لقا یا حجت اس کا نقل کریں گے۔

ہم اپنے قادیانی احباب سے التجا کرتے ہیں کہ وہ خدا کا خوف کریں اور تمام مسلمانوں کی تکفیر سے توبہ کریں اور باز آویں یہ بڑی سخت بات ہے اسکو آسان اور سہل ہرگز نہ سمجھیں۔ عند اللہ یہ بڑی سخت بات ہے کہ ایک مسلمان کو انسان کافر قرار دے دے۔

میں نے حقیقۃ الوحی میں وہ بحث کفر و اسلام کی بہت غور سے دیکھی ہے۔ میں بہت تعجب کرتا ہوں کہ ہمارے قادیانی احباب اس عبارت کے سمجھنے کی کیوں کوشش نہیں کرتے۔ آخر بہت سہل بات ہے۔ کہ جس عبارت کا مطلب ہمارے قادیانی احباب یہ نکالتے ہیں کہ مسیح موعود علیہ السلام کا منکر کافر ہے اور اگر واقعی مسیح موعود علیہ السلام کبھی یہی خیال فرماتے تھے کہ میرے تمام منکر کافر ہیں۔ پھر ایسا شخص حاشیہ میں یہ الفاظ کس طرح لکھ سکتا ہے کہ "ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے"۔ بھلا جبکہ تمام منکر کافر ٹھیر گئے تو وہ باقی کونسی اہل قبلہ رہ گئے۔ [illegible] کے متعلق مسیح موعود نے یہ لکھدیا (صفحہ ۱۲۵ حاشیہ حقیقۃ الوحی)

پھر اسی صفحہ پر یہ بھی موجود ہے۔ کہ اگر دوسرے لوگ اُن مولویوں کو جنہوں نے ایک مسلمان کو کافر ٹھہرایا۔ اشتہار کے ذریعہ شائع کرکے لکھدیں کہ وہ مولوی کافر ہیں تو میں ان لوگوں کو مسلمان سمجھ لونگا۔ دیکھو ان تک اپنے ماننے یا نہ ماننے کی شرط بھی نہیں رکھی۔ یعنی جو لوگ ان مولویوں کی تکفیر کریں۔ جنہوں نے ایک مسلم کو کافر کہا تو خواہ مسیح موعود علیہ السلام کو مانیں یا نہ مانیں وہ مسلمان ہیں۔ پھر یہ بھی اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ اگر یہ مسئلہ صحیح نہیں کہ کسی کو کافر کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے تو اپنے مولویوں کا فتوے مجھے دکھلا دیں۔ (صفحہ ۱۲۵)

اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ مسیح موعود علیہ السلام کے مخاطب وہ مولوی تھے جنہوں نے غلطی تاویل کی وجہ سے ان پر فتوے دیا۔ جیسا کہ پہلے علامہ شہرستانی کی تقریر سے قسم رابع کے فرقہ اول کا عقیدہ ہے اور قسم دوم کے ائمہ اور وہ لوگ خارج ہونگے جو خطا فی التاویل کی وجہ سے کفر کا فتوے کسی مسلم پر نہیں دیتے۔ حتیٰ کہ شیعہ رافضی اور خوارج وغیرہ پر بھی۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے۔

پس یہ ایک الزامی حجت تھی مسیح موعود علیہ السلام پر قائم کی اُن کے اپنے مسلمات کے رو سے۔ ورنہ جو مولوی اور جو لوگ باوجود اس کے کہ مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانتے۔ اور اُن کی غلطی تاویل کے قائل ہیں پھر بھی اُن پر کفر کا فتوے نہیں لگاتے۔ وہ تو خارج ضرور ہونگے۔ ورنہ یہ کیا انصاف ہے کہ جو کفر کا فتوے لگا دیں وہ بھی کافر اور جو نہ لگا دیں چپ ہیں جو اُنکو مسلم سمجھتے ہیں وہ بھی سب یکساں کافر۔ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ ✦

اقتباسات

جنگوں کا خاتمہ کرو

کیونکر؟ ترکِ موالات کے ذریعہ!

مندرجہ ذیل مقالہ "ڈیلی ہیرلڈ" (لندن) میں شائع ہوا ہے بہ [illegible]

جنگوں کو روکو!

اگر آپ نہ روکیں گے تو جنگیں آپکو روک دینگی!

پہلا سوال قیصد طلب یہ ہے کہ جنگیں کس طرح بند کی جا سکتی ہیں؟ گورنمنٹ غیر متحرک ہے۔ غلطیوں اور جہنم کے انکشافات کے باوجود یہ اپنے منصب پر قائم ہے یہ ان شخصوں کے ووٹوں کے ذریعہ اپنے منصب پر قائم ہے جو سرمایہ دار [illegible]

کی نیابت کرتے یا ان کی حمایت پر ہیں جن کا تقاضا جنگ کو جاری رکھنے کا ہے۔

وہ لوگوں کے خیالات کی پرواہ نہیں کرتے۔ لوگ بیچارہ ہیں وہ دودھ دینے والی گائے کی مانند ہیں۔

لیکن انہیں بیچارگی کی حالت میں نہیں رہنا چاہئے

گورنمنٹ اب ایک بھی سپاہی روس میں بھیجنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔ اور اگر لوگوں نے زبردست اتحاد کا ثبوت دیا۔ تو وہ نہ تو نئی اولوالعزمیوں کو اختیار کریگی۔ اور نہ پرانی کو جاری رکھنے کا حوصلہ کرے گی۔

جب پارلیمنٹ لوگوں کی خواہشات پر عمل کرنا چھوڑ دیتی ہے اور رائے عامہ کو نظر انداز کرتی اور اس کا سامنا کرتی ہے تو لازمی ہے کہ لوگ پارلیمنٹ بنانے کا اپنا طریقہ وضع کر لیں گے۔ اور گورنمنٹ کو اُنکا حکم ماننا پڑیگا۔

اس کے بہت سے طریقے ہیں۔ مثلاً ترکِ موالات اور براہِ راست کارروائی۔

یہ ہر فرد بشر کا فرض ہے کہ جب گورنمنٹ لوگوں کا مقابلہ کرتی ہے۔ اور ٹیڑھی چال چلتی ہے تو لوگ ایسی ٹیڑھی روش میں شامل ہونے سے انکار کریں۔

ایسی تحریک جنگوں کا خاتمہ کر دے گی۔ بشرطیکہ تحریک پر عمل پیرا ہونے والے اشخاص متفق ہوں۔ جنگوں کو ختم کرو۔

(رینکیل اور نیسر)

پیرس میں مسجد اور اسلامی یونیورسٹی

نامہ نگار [illegible] کی اطلاع [illegible] سے موصول ہوئی ہے اس پرانی خبر کو [illegible] کیا گیا ہے کہ پیرس میں ایک مسجد اور ایک اسلامی یونیورسٹی بننے والی ہے۔ مجلس شوریٰ فرانس نے اس مقصد کی انجام دہی کے لئے [illegible] کو منظور کر لیا ہے یونیورسٹی کے نصاب میں قرآن، [illegible]، قانون اسلام اور السنہ اسلامیہ کی تعلیم شامل ہوگی۔ اور اس کے ساتھ فرانسیسی [illegible] اور ادبیات پر خاص زور دیا جائیگا۔

پیرس میں خیال کیا جاتا ہے کہ اس تجویز سے دنیائے اسلام میں فرانس کے متعلق [illegible] خیالات پیدا ہو جائیں گے۔ فرانس کا [illegible] اسلامی ممالک میں بڑھ جائیگا۔ اور بعض حالات سے پایا جاتا ہے کہ اس سکیم کی اشاعت سے کچھ نہ کچھ اثر پہلے ہی پیدا ہو چکا ہے۔

فرانس کے ماتحت [illegible] مسلمان آباد ہیں اور مدبران فرانس کو اپنی مسلمان رعایا اور [illegible] اسلامی دنیا کے دلوں کو تسخیر کرنے کی غرض سے مسجد اور اسلامی یونیورسٹی کی تعمیر کا تہیہ کرنا اگرچہ پیرس [illegible] ڈپلومیسی کا ایک ادنے کرشمہ ہے تاہم یہ بالکل ممکن ہے کہ اہل فرانس اسی بہانہ سے کسی آئندہ زمانہ میں اسلام کی روشن حقیقت سے آشنا ہو جائیں۔ اور کیا عجب کہ ان کی موجودہ سیاسی [illegible] اور ریاکاری جو دہ اسلامی ممالک کے متعلق [illegible] مذہبی ذریعہ سے کم ہونی شروع ہو جائے۔

سکھوں کی پولیٹکل بیداری

نوجوان سکھوں کی سب سے پہلی کوشش یہ ہے کہ اپنے تعلیمی [illegible] اور اپنی تعلیم گاہوں کے انتظام کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ نوجوان پارٹی کا سب سے بڑا مطالبہ یہ ہے کہ خالصہ کالج امرتسر ایک خالص قومی کالج ہونا چاہئے۔ اور اس کا انتظام سکھوں کے اپنے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔

نوجوان سکھوں کی دوسری کوشش یہ ہے کہ تمام سکھ گوردوارے اور دھرم سالاؤں کو ایک قومی ملکیت بنا دیا جائے۔ ان کا خیال ہے کہ گوردوارے اور دھرم سالائیں قومی عبادت گاہیں ہیں۔ اور اس پر کسی ایک مہنت یا گدی دار کا کوئی حق نہیں ہونا چاہئے۔ گوردواروں اور دھرم سالاؤں کی آمدنی سکھوں کی قومی بہتری اور سکھ بچوں کی تعلیم اور یتیم بچوں کی پرورش میں خرچ ہونی چاہئے۔ نہ یہ کہ وہ ایک مہنت کے ذاتی مصارف پر خرچ کی جائے۔ گوردواروں اور دھرم سالاؤں کا انتظام ایک کمیٹی کے زیر نگرانی ہونا چاہئے۔ گوردوارے کا مہنت صرف ایک منتظم ہے اور تمام آمدنی اخراجات کے لئے وہ کمیٹی کے سامنے جوابدہ ہونا چاہئے۔

جس ہمت اور استقلال سے سکھ نوجوانوں نے دربار صاحب امرتسر کے سربراہ کو مجبور کیا کہ وہ دربار صاحب کی منیجری سے استعفیٰ دیدے وہ ظاہر کرتا ہے کہ سکھوں میں خوبی ہے

اور ان پر طاقت ہے ۔ سکھ نوجوانوں نے اپنے وطن کی پالیٹکس میں بڑا قدم بڑھایا ہے ۔ امید ہے کہ وہ مضبوط اور دلیرانہ ہوگا ۔ اور آگے ہی بڑھتا چلا جائیگا ۔

کیا مسلمان اس اولو العزم قوم کی سرگرمی سے سبق سیکھیں گے ۔

ریویو

حکیم عبد الخالق صاحب امرتسری کی زیر ادارت ایک رسالہ نکلنا شروع ہوا ہے ۔ اس کا پہلا نمبر اسوقت ہمارے سامنے ہے ۔ بظاہر یہ صوفیانہ سلوک کا سالک معلوم ہوتا ہے مگر حکیم صاحب موصوف نے اس میں طب جسمانی کا بھی پیوند لگا دیا ہے ۔ طباعت اچھی ہے اور کاغذ مناسب رسالہ کا نام "سالک" ۔ قیمت سالانہ ۔عہ/ ملنے کا پتہ :- دفتر رسالہ سالک لاہور ۔

بقیہ مضمون آمدہ از صٹ :- کے عہد میں کبھی کسی کو یہ گمان بھی نہ گزرا تھا ۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا عقیدہ درباره نبوت کسی زمانہ میں تبدیل کر لیا تھا ۔ نہ سلسلہ کی کسی اخبار یا کتاب میں اسکے متعلق کوئی اشارہ پایا جاتا ہے ۔ البتہ جب جماعت میں اختلاف ہوا ۔ تو میاں صاحب کی طرف سے یہ آواز بلند ہوئی ۔ کہ ۱۹۰۱ء میں مسیح موعودؑ کو پتہ لگا تھا ۔ کہ میں نبی ہوں ۔ لیکن جب اس سے بھی کچھ نہ بنا تو پھر آپ نے لکھا کہ زیادہ بحث کے چھڑ جانے کے ڈر سے آپ نے جھوٹ لکھ دیا تھا کہ تریاق القلوب ۱۹۰۲ء میں تصنیف ہوئی ۔ حالانکہ خلافت مآب کو یقینی علم تھا ۔ کہ وہ کتاب ۱۸۹۹ء میں لکھی گئی ۔ اس لئے میں آپ کو پہلے ہی سے موقع دینا چاہتا ہوں ۔ کہ آپ سوچ لیں ۔ کہ یہ مزعومہ تبدیلی کب ہوئی ۔

میں خدا کے فضل سے تیار ہوں ۔ کہ آپ نعوذ باللہ سنہا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام کتابوں کے غلط ہونے کا اعلان کر دیں ۔ اور محض ایک کتاب پر حصر ڈالدیں تو میں اسی ایک کتاب سے ثابت کر دونگا ۔ کہ مسیح موعودؑ نے کبھی نبوت کا دعوے نہیں کیا ۔ آپ کا دعوے محدثیت کا تھا ۔ جس سے آپ نے کبھی سر مو تجاوز نہیں کیا ۔ آپ سوچ لیں ۔ غور کر لیں ۔ اگر کسی ایک کتاب سے ہی آپ کا مطلب نکل سکے ۔ تو مجھے پھر کبھی اعتراض نہ ہوگا ۔ مگر اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ آپ باقی کتابوں کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دیں ۔ میں آپ کے لئے بڑا آسانی بہم پہنچانا چاہتا ہوں ۔

اگر آپ یہ اعلان کرنا بھی پسند نہ کریں ۔ تو بھی آپ کے پاس خاطر سے میں کسی ایک کتاب تک ہی محدود بحث میں لانے کے لئے رضامند ہوں ۔ اگر آپ یہ لکھدیں کہ آپ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دیگر کتب سے واقفیت نہیں رکھتے ۔

آخیر میں میں آپ کی شرافت اور نیک طبعی سے امید کرتا ہوں کہ آپ میاں صاحب کی سنت پر عمل کر کے مباحثہ کو ٹال نہیں دیں گے ۔ آپ مرید ہیں ۔ آپ کا کام طلب حق ہے ۔ میاں صاحب پیر ہیں ان کا فائدہ جماعت کو کسی نہ کسی فضول سے مسئلہ میں لگا کر تلاش حق سے دور رکھنے میں ہے ۔

آپ مجھے پچاس روپے دیجئے یا نہ دیجئے ۔ یہ تو بعد کا سمجھوتہ ہے ۔ اگر آپ میری بات کو تسلیم کر گئے تو مبلغ پچاس روپے انجمن اشاعت اسلام لاہور میں آپ داخل کر ہی دیں گے ۔ ورنہ مجھے بھی آپ کے پچاس روپے کی چنداں ضرورت نہیں

آپ ایڈیٹر صاحب الفضل کی خدمت میں لکھد یجئے کہ وہ میرا مضمون جو آج سے پورے دو ہفتے کے بعد اُن کی خدمت میں پہنچیگا ۔ اخبار میں درج فرما دیں ۔ اور اپنی منظوری سے قبل از وقت مجھے اطلاع دے دیں ۔

ادائیگی چندہ و زکواۃ

کی نسبت ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد کہ اگر باقاعدہ ادا نہ کیا جائے ۔ تو جماعت سے انقطاع تعلق متصور ہے ۔ گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور تبع تابعین کی اطاعت سے انحراف ہے ۔ پس فکر کریں ۔ اور ادائیگی میں دیر نہ کریں (محاسب انجمن)

مراسلات

تعریف نبوت

(از رشحۂ قلم مولوی ظہیر الدین صاحب اروپی)

اخبار الفضل مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۰ء میں عبد الحکیم صاحب شملوی نے میرے اس مضمون کا جواب دیا ہے جو "آپس کی غلط فہمیاں" کے عنوان سے پچھلے دنوں اخبار پیغام صلح میں شائع ہوا تھا ۔

صاحب موصوف نے میرے مقابلہ پر قلم اٹھاتے ہوئے اپنی طرف سے بہت کوشش کی ہے کہ قادیانی پارٹی کے سُشن سالہ لٹریچر کو بطور خلاصہ کے پیش کر سکیں اور اس بارہ میں ایک حد تک اُن کو کامیابی بھی ہوئی ہے ۔ چنانچہ وہ ہم کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ :-

" انہیں (امیر جماعت احمدیہ اور ان کے رفقاء کو) ماننا پڑے گا ۔ کہ پہلے جسے محدثیت کہا کرتے تھے اب اُسے آپ (یعنی مسیح موعودؑ) نبوت کہتے ہیں اور یہی وہ تبدیلی ہے جسے ہم پیغامیوں سے منوانا چاہتے ہیں اور بس "

بالآخر ہم ایڈیٹر پیغام صلح سے التماس کرتے ہیں کہ وہ بجائے خواہ مخواہ کی اُلجھنوں میں پڑنے کے یہ بتائیں کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ پہلے اپنے آپ کو محدث کہتے تھے یا نہیں اور بعد میں محدث کہلانے سے انکار کرتے ہوئے نبی ہونے کا دعوے کیا ہے ۔ یا نہیں "

" ہم سچے دل سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر وہ (یعنی خاکسار ظہیر الدین) یہ ثابت کر دے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے وہ تبدیلی نہیں کی کہ جو ہم بیان کر چکے ہیں تو ہم علاوہ اُن کی بات کو تسلیم کر لینے کے انہیں پچاس روپیہ انعام دیں گے ۔ اور حصول انعام کے لئے یہ طریق کافی ہوگا کہ مولوی محمد علی صاحب موکد بعذاب حلف اٹھائیں اور جانبین کے دلائل پر محاکمہ کر کے فیصلہ لکھدیں ۔ اگر یہ فیصلہ پیغامی ایڈیٹر کے حق میں ہو ۔ تو ہم اس انعامی رقم کو فی الفور دیدیں گے ۔

یاد رہے کہ فریقین کے مضامین پرچے ہونگے اور وہ الفضل اور پیغام صلح میں شائع کئے جائیں گے "

عبد الحکیم کے مندرجہ بالا مضمون سے صاف ظاہر ہے ۔ کہ قادیانی پارٹی کے عقیدہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے اپنے آپ کو بطور محدث پیش کرتے رہے تھے ۔ بعد میں محدث کہلانے سے انکار کر کے بطور نبی کے اپنے آپکو پیش کرنے لگ گئے تھے ۔

میرے نزدیک ایسا عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر افترا باندھنا ہے ۔ کیونکہ ابتدائی اور آخری ہر دو تصانیف میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو بطور نبی اللہ بمعنے محدث اللہ اور محدث اللہ بمعنے نبی اللہ پیش کیا ہے محدث اللہ ہونے سے کبھی انکار نہیں کیا اور نہ ہی تعریف نبوت میں کوئی تبدیلی کی ہے ۔

۱۹۰۱ء سے پہلے بھی اپنے آپ کو بطور امتی نبی کے پیش کیا تھا ۔ اور ۱۹۰۱ء کے بعد بھی اپنے آپ کو بطور امتی نبی کے منوایا تھا ۔

عبد الحکیم شملوی کو چاہئے کہ مضمون موعودہ لکھنے سے پہلے وہ اچھی طرح سے حضرت مسیح موعود کی کم از کم تین کتابیں یعنی "شہادت القرآن" اور اربعین اور براہین حصہ پنجم کا مزید مطالعہ کر لیں ۔ پھر بھی اگر وہ میاں محمود احمد صاحب کے عقائد

لہ گویا چیز ایک ہے ۔ صرف نام کا فرق ہے اس چیز کو محدثیت اور ولایت کہنا غلطی تھی ۔ دراصل اسے نبوت کہنا چاہئے تھا ۱۹۰۱ء میں مسیح موعودؑ کی یہ غلطی رفع ہو گئی اور عقیدہ بدل گیا ۔ (ظہیر)

لہ گویا وحی الٰہی محدث اللہ اور ولی اللہ کا انکار کر دیا استغفر اللہ

لہ دعا کہ میاں محمود احمد صاحب کی دائم المریضی کو تو پہلے دُور کر لو ۔ پھر دوسروں کے لئے عذاب کی تمنا بھی کر لینا ۔ اگر دوسروں کا بھلا نہیں کر سکتے تو برا بھی تو نہ چاہو ۔

اگر اپنے دلوں کا محاسبہ کرو ۔ تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ تم حکیم نہیں بلکہ مریض ہو ۔ امام حسین کے طرفدار نہیں ہو ۔ بلکہ یزیدیوں کے ممد اور معاون ہو ۔

(ظہیر)

کو درست یقین کریں ۔ تو میں حضرت امیرؓ کو حکم مقرر کرنے کے لئے حاضر ہوں ۔ بلکہ میاں محمود احمد صاحب کو بھی محض اس غرض کے لئے کہ وہ آپ کے اور میرے مضامین کا اچھی طرح سے مطالعہ کر کے حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے ساتھ مقررہ تاریخ پر اپنا فیصلہ لکھدیں ۔ تو پچاس روپیہ بطور حق الخدمت ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں ۔

اس بات کی میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ وہ فیصلہ آپ کے حق میں دیں یا میرے حق میں ۔ جو کچھ اُن کی سمجھ میں آوے ۔ وہ فیصلہ مقررہ تاریخ پر لکھکر اخبار الفضل اور پیغام صلح میں شائع کرا دیں ۔ میں اُن کو پچاس روپیہ بطور حق الخدمت دیدونگا بشرطیکہ میاں محمود احمد صاحب اس دینی خدمت کو سرانجام دینے کا ہمارے مضامین پڑھنے سے پہلے وعدہ کر لیں ۔

ہاں اس بات کا جتلا دینا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ چونکہ ہمارے مضمون کا موضوع صرف یہ ہوگا ۔ کہ حضرت مسیح موعود نے **تعریف نبوت میں تبدیلی کی تھی یا نہیں** اس لئے اپنے اپنے مضامین کو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں محدود رکھنا ہوگا ۔ جو کچھ بھی فیصلہ ہوگا ۔ اسکا دار و مدار حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات پر ہوگا ۔ وبس ۔

اشتہار ایک غلطی کا ازالہ کی وہ عبارت پیش کر کے جس میں حضرت مسیح موعود نے یہ لکھا ہوا ہے کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہیں ۔ مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہیں ۔ ایسی عبارت سے تعریف نبوت میں تبدیلی کا ثبوت نہیں مل سکتا ۔ تبدیلی تو تب ثابت ہو ۔ اگر حضرت مسیح موعود کی کسی پہلی کتاب میں یہ تحریر موجود ہو کہ تحدیث کے معنے فلاں لغت کی کتاب میں اظہار غیب کے موجود ہیں جبکہ پہلے بھی حضرت صاحب نے یہ کبھی نہیں لکھا کہ تحدیث کے معنے لغت میں اظہار غیب کے ہیں ۔ تو پھر تبدیلی کونسی ہو گئی ۔ لغت کی رو سے تو اپنے آپ کو ابتداء سے ہی حضرت مسیح موعودؑ نبی سمجھتے رہے ہیں ۔ غلطی کے ازالہ میں کوئی نیا دعوے تو انہوں نے پیش نہیں کیا ۔ میں حیران ہوں کہ مولوی عبد الحکیم صاحب نے مضمون کا عنوان تو یہ رکھا ہے "تعریف نبوت میں تبدیلی کا ثبوت"

لیکن تمام مضمون میں نبوت کی پہلی اور بعد کی ہر دو ان مختلف تعریفوں کا جو حضرت مسیح موعود نے کیں کوئی ذکر موجود نہیں ۔ ایسے ادھورے مضامین لکھکر پھر یہ کہدینا ۔ کہ قادیانی پارٹی حق پر ہے

اگر سراسر بے سمجھی نہیں تو کیا ہے ۔ امید ہے کہ عبد الحکیم صاحب لاہور سے قادیان جاتے ہوئے احمدیت کا نمونہ پیش کریں گے ۔ نہ کہ یزیدی طبع پیر پرستوں کا ۔

زغلول پاشا اور مصری آزادی

برطانیہ اور مصر کے باہم جو امور طے ہو رہے ہیں اُنکے متعلق وفد کی آمد و رفت پر مصر میں بہت چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں ۔ وفد کو آتے دیر نہیں ہوئی ۔ اور نہ ابھی معاہدہ کی شکل میں کوئی سیاسی دستاویز مرتب ہوئی ۔ لیکن مصری عموماً نتائج سننے کے لئے بیچین ہیں ۔ زغلول پاشا پر مختلف اعتراض کئے جا رہے ہیں ۔ مگر پاشا موصوف مہر سکوت لگائے بیٹھے ہیں وجہ یہ ہے کہ قبل تکمیل معاہدہ ان رازوں کا افشا کرنا خرابی کا باعث ہوگا ۔ جہاں تک سیاسی امور کا تعلق ہے وہ قریب قریب تکمیل کو پہنچ گئے ہیں اور امید ہے کہ برطانیہ جلد آزادی کا اعلان کر دے گی شرائط میں غالباً برطانوی جائز تعلقات کی کافی صراحت ہوگی ۔ امید ہے کہ مصر کے بعد ہندوستانی معروضات پر غور کیا جائیگا ۔

یہودی اور بائبل سوسائٹی

یوں تو جنگ کی بدولت مختلف مذاہب اور اقوام میں بغض و عناد کی آگ بھڑک رہی ہے لیکن یہودی اور برٹش بائبل سوسائٹی نہ معلوم کن پوشیدہ اغراض کی وجہ سے رشتۂ دستداد میں منسلک ہو رہے ہیں غالباً فلسطین کی حکمبرداری کی بدولت اب یہودی سلطنت برطانیہ کے مخصوص محسوس بن گئے ہیں ۔ رشتہ اتحاد کی پہلی قسط دس ہزار پونڈ ۔ توراۃ و زبور و صحائف کے اخراجات طبع کے لئے سوسائٹی نے ادا کر دیئے ہیں سو عالمگیر یہودی تحریک میں اور زیادہ سرگرمی ظاہر کی جا رہی ہے ۔

۵

متفرق خبریں

عربوں کی شاندار فتح۔ "ڈیلی ہیرلڈ" اپنی تازہ ترین اشاعت میں رقمطراز ہے کہ عراق عرب میں انگریزی فوج کو ایک اور نئی مصیبت کا سامنا ہوا ہے۔ ایک مسلح ٹرین کے مسافروں کو نہایت جواں مردانہ مقابلہ کے بعد غنیم کی کثرت کی وجہ سے مغلوب ہونا پڑا۔ چالیس آدمی جن میں دو برطانوی افسر بھی شامل تھے مفقود الخبر ہیں۔ دفتر محکمہ جنگ نے حسب ذیل اطلاع شائع کی ہے۔ دریائے فرات کے جنوب میں ہملاوا ریلوے اسٹیشن سے جو بغداد سے بجانب جنوب ۷۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے، ۳ ستمبر کو فوجی رسالہ افسر کے کیمپ میں بلا لیا گیا۔ جو مسلح ٹرین یہ کام کر رہی تھی وہ تباہ کر دی گئی۔ اطلاع کے مطابق حملہ آوروں کی تعداد چار ہزار تھی۔ مسلح ٹرین کے مسافروں کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے خوب جم کر مقابلہ کیا لیکن بالآخر حملہ آور غالب آ گئے مگر حملہ آوروں سے تقریباً پانچ سو آدمی ہلاک ہوئے۔ چالیس آدمی جن میں دو برطانوی افسر بھی تھے مفقود الخبر ہیں اس کے علاوہ دو بڑی توپیں تین کلدار توپیں اور بارود کے چالیس بکس چھین لئے گئے۔

نظامت جنگ کا بیان ہے کہ اہل قبائل نے سماوہ واقعہ زیریں فرات پر حملہ کیا اور مسخر کردہ مسلح ٹرین گاڑی سے بم مارے مگر کوئی اثر نہیں ہوا۔ سپاہیوں کی ایک جماعت جو نصیریہ میں چھاپے مار رہی تھی۔ توپ خانہ کی مدد سے منتشر کر دی گئی۔ اس جماعت کو کچھ نقصان بھی برداشت کرنا پڑا۔

وسط فرات میں امن و سکوت ہے۔ بالائی فرات میں ایک باغی شیخ کے خیموں پر ہوائی جہازوں نے حملے کئے۔

بغداد کے شمال میں سامرہ ریلوے حسب سابق کام کر رہی ہے ۲۷ ستمبر کو برطانوی ہوا بازوں نے اسطبلات کے نزدیک باغیوں کے کیمپ پر بم گرائے۔ اور کلدار توپوں سے گولے مارے۔

بغداد کے شمال مشرق میں امن و سکوت ہے۔

غازی انور پاشا کمانڈر انچیف افواج اسلامیہ:۔ پیرس سہ شنبہ ایک مراسلہ آمدہ از ماسکو مظہر ہے کہ غازی انور پاشا ان تمام اسلامی افواج کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے ہیں جو بولشویک افواج کی مدد کر رہی ہیں۔ اس پیغام میں ان خوشیوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو انور پاشا کے اس تقرر پر ماسکو میں منائی گئیں۔ مراسلہ سے پایا جاتا ہے کہ انور پاشا نے ٹراٹسکی سے سلسلہ گفت و شنید جاری کیا ہے۔

مصطفیٰ کمال پاشا کی سرگرمیاں۔ پیرس سہ شنبہ قسطنطنیہ کا ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ مصطفیٰ کمال پاشا سردار احرار ٹرکی ایشیا کو چک کے ترکی النسل دہقانوں میں نہایت گرمجوشی اور سرگرمی سے بولشویکوں کی حمایت کے خیالات پھیلا رہے ہیں۔

احرار اسلام کی کانفرنس۔ لنڈن ۳۰ ستمبر۔ ارض روم میں احرار اسلام کی ایک کانفرنس یکم اکتوبر کو منعقد ہوگی۔ تاکہ یہ فیصلہ کرے کہ آیا ترکی احرار اپنی فوجیں غنیم کے مقابلہ میں مغرب کی طرف بھیجیں یا مشرق کی طرف اس کانفرنس کے صدر مصطفیٰ کمال پاشا ہوں گے۔ اور یہ امید کی جاتی ہے کہ غازی انور پاشا اور دوسرے نوجوان ترک بھی اس کانفرنس میں شریک ہوں گے۔ بحالت موجودہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ترکی فوجیں جو مشرقی اناطولیہ میں ہیں انکو انور پاشا مدد پہنچا رہے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ ان فوجوں کے ذریعہ سے عراق عرب اور ماورائے قفقاز پر حملہ کیا جاوے۔ غازی مصطفیٰ پاشا شام میں یونانیوں پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

بولشویک اور افغانستان۔ کلکتہ ۶ اکتوبر۔ انگلش مین کا سرحدی نامہ نگار رقمطراز ہے کہ بولشویکوں کی جو جمعیت چارجوئی میں آمو دریا کے ریلوے اسٹیشن کے قریب مقیم تھی کلیف میں پہنچ گئی ہے۔ بعض تاجر جو اپنا عقور اسباب اور رخت لیکر سفر در پیش رہے تھے سرحدی فوج کے طلایہ گردستوں کے ہاتھ سے سرحد کلیف پر لٹ گئے۔

میمانا کی افغان فوج میں ملیشا فوج کا اضافہ ہوا ہے جو ابھی ابھی متصل ہرات سے آئی ہے۔

عراق عرب کا ہائی کمشنر۔ شملہ ۵ اکتوبر۔ میجر جنرل سر پرسی کاکس نے ۴ اکتوبر کو عراق عرب کے ہائی کمشنر کے عہدے کا چارج لے لیا ہے۔

ٹرکی کی مالیات کی نگرانی۔ قسطنطنیہ ۴ اکتوبر۔ برطانی فرانسیسی اطالوی نمائندے جو قرضہ عثمانیہ کی مجلس منتظمہ میں شریک ہیں۔ کل سے ٹرکی کی مالیات اپنی نگرانی میں لے لیں گے۔

انگلستان میں بولشوازم۔ لنڈن یکم اکتوبر۔ بقول ٹائمز معلوم ہوا ہے کہ ڈیلی ہیرلڈ کو بولشویکوں کی طرف سے جو روپیہ دیا جاتا تھا۔ وہ سوویٹ تحریک کی نشر و اشاعت کا صرف ایک حصہ تھا یکم جنوری سے سرزمین انگلستان میں روسی نقدی کے ایک لاکھ پونڈ خرچ کئے جا چکے ہیں۔ بالشویکوں کے ایجنٹ مقرر ہو رہے ہیں جو ضلعوں کے لئے مخصوص ہوں گے۔ اور ان کی تنخواہیں ۲ پونڈ سے ۱۰ پونڈ فی ہفتہ ہیں۔ ان کے ذمہ کام یہ ہے کہ وہ تجارتی مجالس کو اپنے مذہب پر لائیں۔ اور بالشویکوں کے رسالہ اندھا دھند تقسیم کریں ہوٹلوں اور سرائے وغیرہ میں بالشویکوں کے متعلق ذکر اذکار اور تقریریں ہوتی رہیں اور ہر جگہ بالشوازم کی تعریف کے راگ گائے جاتے ہیں۔

بالشویکوں کے خلاف مظاہرہ۔ خوش پوش مردوں اور عورتوں کا ایک مجمع جن میں ایک جرنیل، دو کرنیل اور متعدد سابقہ فوجی افسر تھے بڑے بڑے تختے لئے ہوئے گذشتہ شب لنڈن کے علاقہ سٹرینڈ سے گذرے۔ ان کا مقصد طبقہ متوسط کی یونین کو مشہور کرنا تھا۔ تختوں پر جدید منافع حاصل کرنے والوں اور بالشویک انتہا پسندوں کے خلاف الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

ٹائمز رقمطراز ہے کہ اس مظاہرے کو ہر جگہ اپنے مقصد میں کامیابی ہوئی اور اسے بہت کچھ ہمدردی حاصل ہوئی۔

انور پاشا کہاں ہیں؟ لنڈن ۶ اکتوبر "ٹائمز" کو قسطنطنیہ سے یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ سرحد آرمینیا کی حالت واضح نہیں ہے آرمینیا کی شائع کردہ اطلاع میں محکمہ جنگ نے یہ تو بتایا ہے کہ اولطی پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور ترک پسپا ہو رہے ہیں لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ سریکامیش کی سمت میں کیا ہمیں۔ اس امر کی مزید شہادت وصول ہوئی ہے کہ ترکی احرار خود قارص باطوم پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں اور خود ان میں پر شیر وغیرہ سے افواج بھی آ پہنچی ہیں ان میں باقاعدہ فوج بھی ہے اور بے قاعدہ بھی نہایت قابل وثوق ذریعہ سے خبر ملی ہے کہ انور پاشا زرد پوشوں کی حیثیت میں ایک مسلح گاڑی پر باکو سے ماسکو گئے ہیں۔

آرمینیا میں اضطراب۔ لنڈن ۵ اکتوبر ٹائمز کو قسطنطنیہ سے یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ آرمینیا میں اضطراب و گھبراہٹ عام ہے کیونکہ پندرہ بیس ہزار تو شاید ان ترک لیبر کردوں کی کا ظلم و ستم آرمینیا کی سرحد کو عبور کر آئے ہیں انہوں نے اولطی پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور سریکامیش کی جانب بڑھتے جا رہے ہیں حکومت ایروان کے پاس چالیس ہزار سپاہی موجود ہیں لیکن ترکوں کے مقابلہ میں بیس ہزار ہی آ سکیں گے۔ کیونکہ باقی بیس ہزار آرمینیا کی شمال مشرقی سرحد پر بولشویکوں اور جنوبی مشرقی سرحد پر تاتاریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے درکار ہوں گے۔

ہندوستان میں بغاوت برپا کرانے کی کوشش

گیہود رسٹ کیمبل کی ۵ اکتوبر۔ سردان باپ اور ڈاکٹر دان شاک کل مجلکہ پر رہا کئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ وہ جرمنی کو واپس چلے جائیں گے وہ سابق میں بالترتیب قونصل اور نائب قونصل اور سان فرانسسکو میں مقیم تھے جہاں ۱۹۱۸ء میں انہیں ۵ سال قید کی سزا اس جرم میں دی گئی تھی کہ انہوں نے ہندوستان میں بغاوت برپا کرنے کی کوشش کی اور امریکہ کی غیر جانبداری کو نقصان پہنچایا ہے جس سے مقصد یہ تھا کہ جنگ کے دوران میں برطانیہ کلاں کو پریشانی لاحق ہو۔

غنڈوں کی سرکوبی کے لئے پولیس۔ کلکتہ ۷ اکتوبر معلوم ہوا ہے کہ غنڈوں کی سرکوبی کے لئے حکومت نے ایک اسسٹنٹ کمشنر۔ دو سب انسپکٹر دو کو رسیدہ کنسٹیبل اور چھ کنسٹیبلوں کی تعیناتی کی منظوری دیدی ہے جو کلکتہ کے شمالی حصہ میں خدمت سرانجام دیں گے۔

رسید زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ لاہور چھاؤنی معرفت بابو محمد حسین صاحب کلرک

	روپیہ	آنہ	پائی
(۱) قاضی ثناء اللہ صاحب	۵	۰	۰
(۲) قاضی مظفر علی صاحب	۱	۰	۰
(۳) داروغہ صدر الدین صاحب	۱	۰	۰
(۴) حکیم الطاف علی صاحب	۱	۰	۰
(۵) بابو محمد حسین صاحب	۲	۰	۰
(۶) بابو محمد نعمان صاحب	۱	۸	۰
(۷) بابو نبی بخش صاحب	۱	-	۰
میزان ۱۲/۸/۰	۱۲	۸	۰

فہرست چندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ڈیرہ غازیخان بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۰ء معرفت عزیز بخش صاحب ہیڈ ریڈر کلرک

	روپیہ	آنہ	پائی
بابت چندہ مستقل فنڈ	۱۷	۸	۰
بابت چندہ ماہواری	۰	۱۲	۰
بابت چندہ عید فنڈ	۱۱	۱۲	۰
قیمت کھال قربانی	۳	۰	۰
میزان 33/0/0	۳۳	۰	۰

جملہ احباب کرام کی توجہ کے قابل

(۱) ڈاکخانہ کے جدید قاعدہ کے ماتحت ہر ایک وی پی رجسٹری ہوا کرے گا۔ جس کے لئے ہر ایک وی پی وصول کرنے والے کو چار (دو آنے) زائد ادا کرنے پڑیں گے۔ جو احباب پانچ روپے یا اس سے اوپر ہم سے کتابیں بذریعہ وی پی طلب کرتے ہیں ان کے لئے تو پہلے سے ہی ہمارا یہ اصول ہے کہ انہیں رجسٹری کرکر کتب ارسال کی جاتی ہیں۔ لیکن اس سے کم قیمت بغیر رجسٹری کے

اس لئے جو احباب اس زائد خرچ سے بچنا چاہتے ہوں وہ اگر ایک روپیہ سے اوپر چار روپے تک خریدار ہوں تو رقم مع محصول وغیرہ کے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمایا کریں۔ اور ایک روپیہ تک خریداری کی حالت میں بذریعہ ٹکٹ۔ ٹکٹ ارسال کرنے والے احباب فیس منی آرڈر سے بھی بچے رہیں گے۔

(نوٹ) روپیہ پیشگی ارسال کرتے وقت یا ٹکٹ بھیجتے وقت محصولڈاک کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ اس کے بغیر تحصیل ارسالات میں دیر ہو جانے کا احتمال ہے۔ ایکمدہ کفائت جو اوپر بتائی گئی ہے شائد حاصل نہ ہوسکیگی۔ محصولڈاک زائد ہونے کی صورت میں ہم کوئی اور کتاب ارسال کر دیا کریں گے لیکن کسی صورت میں کم محصولڈاک نہ ہونا چاہئیے۔

(۲) سیرت خیر البشر کے خریداروں سے یہ گذارش ہے کہ بوجہ چند خاص وجوہات کے کتاب ابھی تک تیار نہیں ہوسکی لیکن اب اس کے جلد تیار ہونے کی امید رکھنی چاہیئے۔ اسکے متعلق یہ بات احباب کی توجہ کے قابل ہے کہ کتاب کی ضخامت ۲۴۰ صفحات ہے۔ جو دو قسم کے کاغذوں پر طبع ہوئی ہے ایک درمیانہ قسم سفید کاغذ پر جو "مقام حدیث" میں استعمال کیا جا چکا ہے۔ اسکی قیمت بے جلد کی ۱۲ آنے ہوگی۔ دوسری نہایت عمدہ سفید ملائم ولایتی کاغذ پر جو لائبریری ایڈیشن ہے۔ اسکی قیمت مجلد کیلئے ۱ عہ ہوگی۔ ہر دو قسم میں سے جس کو آپ خریدنا چاہتے ہوں اس سے اطلاع دیں۔

سیرت کی کتاب کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ وہ ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بابرکت حالات پر مشتمل ہے۔ اور پھر بوجہ اس کے کہ وہ ایک قابل قدر مشہور مصنف کے قلم سے نکلی ہوئی کتاب ہے۔ جن کے زور قلم کا مشہور ترجمۃ القرآن انگریزی کے ذریعہ سے مغربی دنیا پر روشن ہو چکا ہے۔ اس کا اندازہ ان خطوط سے اچھی طرح ہو سکتا ہے۔ جو ہمیں اب تک موصول ہو چکے ہیں جنہوں نے اس قرآن مجید کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ سمجھ سکتے ہیں کہ جو ایسے مترجم قابل مصنف کی لکھی ہوئی کتاب سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا یا اس افضل البشر صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بہرہ ور ہونا نہیں چاہتا۔ اب تک دوستوں نے اس کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ کیا ہم سب کا فرض نہیں کہ انجمن کے ہر کام میں حصہ لیں اور ہر طریق سے اس کی مدد کریں اور تبلیغ و اشاعت کی غرض سے جو کتابیں انجمن شائع کرے خود بھی اسکی خریداری کے لئے آرڈر بھیجیں اور اپنے حلقۂ احباب میں بھی فروخت کی کوشش کریں اگر اس طرح پر سب احباب ہر ایک کتاب کے لئے کوشش کریں تو ممکن نہیں کہ ایک سال کے اندر اندر ختم ہو کر دوسری دفعہ طبع نہ ہو۔

مینیجر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

فہرست چندہ جماعت

معرفت

	روپیہ	آنہ	پائی
شیخ عبد العلی صاحب چندہ ماہواری	[illegible]	[illegible]	۰
حاجی عبد اللہ صاحب عید فنڈ	[illegible]	[illegible]	۰
ماہ ستمبر			
جمعدار نعمت خان صاحب "	[illegible]	۰	۰
ماہ اگست	۱	۸	۰
جمعدار نعمت خان صاحب "	۱	۰	۰
مستری عطا محمد صاحب "	۴	۶	۰
میزان کل 15/0/0	۱۵	۰	۰

جلد ۸ | بلڈنگس لاہور چہارشنبہ مورخہ ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۹ ہجری مطابق ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۳۰

کلام الامام امام الکلام

مصطفےٰ مارا امام و مقتدا

اے فرید وقت در صدق و صفا
با تو باد آں خدا کہ دائم او خدا
بر تو بارد رحمت یار ازل
در تو تابد نور دلدار ازل
از تو جان من خوش است اے خوش خصال
دیدہ ام مردے درین قحط الرجال
در حقیقت مردم معنے کم اند
گو ہمہ از روئے صورت مردم اند
اے مرا روئے محبت سوئے تو
بوئے انس آمد مرا از کوئے تو
کس ازیں مردم بمارو ئے نکرد
اے لعنت بود اے فرخندہ مرد
ہر زماں از لعنتے یادم کنند
خستہ دل از جور و بیدادم کنند
کس بچشم یار صدیقے نشد
تا بچشم غیر زندیقے نشد
کافرم گفتند و دجال و لعیں
بہر قتلم لیئے در کمیں
بنگر ایں بازی کساں را چوں جہند
از حسد بر جان خود بازی کنند
مؤمنے را کافرے دادن قرار
کار جاں باز نیست نزد ہوشیار

(باقی دارد)

جواہر ریزے

جو کام ہو اللہ کے لئے ہو اور جو بات ہو خدا کیواسطے ہو

(گذشتہ سے پیوستہ)

جو لوگ دنیوی معاملات اور تجارت کے کاروبار میں مصروف ہیں وہ سب کے سب دماغ سے کام لیتے ہیں۔ انکی دماغی قوتیں پوری طور پر نشو و نما پائی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور ہر روز نئی نئی باتیں اپنے کار و بار کے متعلق ایجاد کرتے ہیں۔ یورپ اور نئی دنیا کو دیکھو کہ یہ لوگ کس قدر دماغی قوتوں سے کام لیتے ہیں۔ اور کس قدر آئے دن نئی ایجادیں کرتے ہیں۔ قلب کا کام جب ہوتا ہے جب انسان خدا کا بنتا ہے۔ اسوقت اندر کی ساری کی ساری قوتیں اور ریاستیں معدوم ہو کر قلب کی سلطنت ایک اقتدار اور قوت حاصل کرتی ہے تب انسان کامل انسان کہلاتا ہے۔ یہ وہی وقت ہوتا ہے جب کہ وہ نفخت فیہ من روحی کا مصداق ہوتا ہے اور ملائکہ تک اُسے سجدہ کرتے ہیں۔ اُسوقت وہ ایک نیا انسان ہوتا ہے۔ اُسکی روح پوری لذت اور سرور سے سرشار ہوتی ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ یہ لذت ایسی لذت نہیں۔ جیساکہ ایک ناعاقبت اندیش بدکار زنا کرنے میں پاتا ہے۔ یا خوش الحانی کے شائق سرود اور خوش گلو کے گانے میں پاتا ہے۔ نہیں بلکہ اِس سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے۔ روح کی لذت اس وقت ملتی ہے۔ جب انسان گداز ہو کر پانی کی طرح بہنا شروع ہوتا ہے اور خوف و خشیت سے بہہ نکلتا ہے اس مقام پر وہ کلمہ بنتا ہے جو انما اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون۔ کا مفہوم اس میں کام کرنے لگتا ہے۔ لوگوں نے کلمۃ اللہ کے لفظ پر جو مسیح کی نسبت آیا ہے سخت غلطی کھائی ہے۔ اور مسیح کی کوئی خصوصیت سمجھی ہے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہر انسان جب نفسانی ظلمتوں اور گندگیوں اور تیرگیوں سے نکل آتا ہے۔ اُسوقت وہ کلمۃ اللہ ہوتا ہے۔ یاد رکھو ہر انسان کلمۃ اللہ ہے کیونکہ اُس کے اندر روح ہے۔ جس کا نام قرآن شریف میں امر ربی رکھا گیا ہے۔ لیکن انسان نادانی اور ناواقفی سے روح کی کچھ قدر نہ کرنے کے باعث اُسکو انواع و اقسام کی سلاسل اور زنجیروں میں مقید کر دیتا ہے۔ اور اُسکی روشنی اور صفائی کو خطرناک تاریکیوں اور سیاہ کاریوں کی وجہ سے اندھا اور سیاہ کر دیتا ہے۔ اور ایسے ایسا دھندلا بناتا ہے کہ پتہ بھی نہیں لگتا۔ لیکن جب توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اپنی ناپاک اور تاریک زندگی کی چادر اتار دیتا ہے۔ تو قلب منور ہونے لگتا ہے اور پھر اصل مبدء کی طرف رجوع شروع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ تقویٰ کے انتہائی درجہ پر پہنچکر سارا سیل کچیل اُتر کر پھر وہ کلمۃ اللہ ہی رہجاتا ہے۔ یہ

ایک بار یک علم اور معرفت کا نکتہ ہے۔ ہر شخص اسکی تہ تک نہیں پہونچ سکتا۔

انسان کا کمال یہ ہے۔ کہ اس میں حقیقی معرفت اور سچی فراست جو ایمانی فراست کہلاتی ہے (جس کے ساتھ اللہ کا ایک نور ہوتا ہے جو اسکی رہنمائی کرتا ہے) پیدا ہو۔ بدون اسکے انسان دھوکے سے بچ نہیں سکتا۔ اور رسم و عادت کے طور پر کبھی کبھی نہیں بلکہ ابا اوقات سم قاتل پر بھی خوش ہو جاتا ہے پنجاب و ہندوستان کے سجادہ نشین اور گدی والے پیرزادے قوالوں کے گانے سے اور ھو حق کے نعرے مارتے اور اپنے سینہ پیٹنے ہی میں اپنی معرفت اور کمال کا انتہا جانتے ہیں۔ اور ناواقف پیر پرست ان باتوں کو دیکھ کر اپنی روح کی تسلی اور اطمینان ان لوگوں کے پاس تلاش کرتے ہیں۔ مگر غور سے دیکھو کہ یہ لوگ اگر فریب نہیں دیتے تو اس میں شک نہیں۔ کہ فریب خوردہ ضرور ہیں۔ کیونکہ وہ سچا رشتہ جو عبودیت اور الوہیت کے درمیان ہے۔ جس کے حقیقی پیوند سے ایک نور اور روشنی نکلتی ہے اور ایسی لذت پیدا ہوتی ہے کہ دوسری کوئی لذت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

(باقی دارد)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بفضلہ تعالےٰ بخیریت ہیں اور دینی کاموں میں مصروف۔ حضور کا ایک معرکۃ الآراء مضمون "اسوہ حسنہ" پر ہوا۔ حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ لیکچر سے آپ کے تبحر علمی کا چرچا جا بجا ہو رہا ہے۔

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا دلچسپ لیکچر "اسلام اور اُس کا تعلق دیگر مذاہب کے ساتھ" جینی سبھا ہال شملہ میں ہوا۔ آپ کی جادو بیانی نے سامعین کو تین گھنٹے سے بھی زیادہ بٹھائے رکھا۔ لیکچر کیا تھا۔ درد دل کی کیفیت کا اظہار تھا اور اسلام کی وسعت قلبی کا ثبوت۔ اخیر پر آپ نے ترکوں کے محامد و فضائل پر بھی بحث فرمائی کہ کس طرح آپ نہایت اعلیٰ اخلاق سے لڑائی میں اسلام کی تعلیم پر کاربند رہے ہیں اور بتلایا کہ اُن کے متعلق جو کچھ آجکل مشہور ہو رہا ہے بالکل غلط ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں الغرض مذہبی پہلو سے اسلام کی فضیلت ظاہر فرمائی۔ انگریزوں کی شرافت اور تہذیب کی بھی تعریف کی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ ۱۴ ماہ رواں کو شملہ سے روانہ ہو کر ایک ہفتہ دھرمپور میں قیام فرما کر ۲۲ تک انشاء اللہ العزیز لاہور تشریف لے آئیں گے۔

شیخ غلام حسن صاحب جو انجمن کی طرف سے بیرونجات سے چندہ فراہم کرنے کیلئے مقرر کئے گئے تھے احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں زیر اہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ چہارشنبہ ۱۳ - اکتوبر ۱۹۲۰ء نمبر ۳۰

گئو رکھشا اور مسلمان

(۱)

مسئلہ تناسخ کو تسلیم کرنے کے باوجود ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ ہندو دوست گائے کے ذبیحہ پر مسلمانوں کو کیوں مطعون کرتے ہیں اس مسئلہ کی رُو سے یہ امر بالالتزام تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ تمام کے تمام جانور دراصل اس گذشتہ زندگی کے قید خانے ہیں کہ جن میں ان گنہگار ارواح کو حبس دوام کی سزا دیگئی ہے اب صورت حالات دو صورتوں سے خالی نہیں کہ ذبح کے وقت

(الف) اس جانور کی یا بالفاظ دیگر گنہگار روح کی میعاد حبس ختم ہو چکی ہوگی۔

(ب) یا ابھی کچھ مدت قید باقی ہوگی۔

صورت اول میں اس کا خود بخود مر جانا یا ذبح کر دینا دونوں برابر ہیں کیونکہ بہر حال اس روح نے اب آزاد ہونا ہے اگر خود بخود ہو گئی۔ تو کیا اور اگر کسی نے کر دی تو کیا۔

صورت ثانی میں چونکہ ابھی میعاد حبس باقی ہے اس کا ذبح کر دینا قابل اعتراض کہا جا سکتا ہے۔ مگر فی الحقیقت یہ بھی قابل اعتراض نہیں کیونکہ ازروئے قاعدہ اس گنہگار روح کو دوبارہ اپنی میعاد قید پوری کرنے کے لئے پھر گائے کی صورت میں ہی پیدا ہونا ضروری ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی بالکل ممکن امر ہے کہ جن لسّے اور بوڑھے جانوروں کو ذبح کیا گیا ہے وہ آئندہ دودھ دینے والے پیدا ہوں۔ اور یوں کم خرچ اور بالانشینی کی مثل صادق آسکے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس مضمون نے بعض ناعاقبت اندیش معترضین کی نکتہ چینی کی وجہ سے مناظرانہ صورت اختیار کر لی ہے۔ ورنہ ہمارا قطعاً یہ ارادہ نہ تھا کہ اس ناگوار بحث کو اس قدر طول دیا جاتا

(۲)

پا از گلیم خویش نباید دراز کرد
تیغ ستم ببیں چہ بزلف ایاز کرد

ہندو مسلم اتحاد اور اتفاق فی الحقیقت ہندوستان میں دو قسم کی برقی رو کا ایک مجموعہ ہے کہ جو اس ظلمت آباد کو روز روشن کی طرح روشن اور منور کر سکتا ہے۔ اور ملک کی تمام قسم کی مشکلات حل کر سکتا ہے۔ لیکن ان میں سے ہر ایک رو کا اپنے حد اعتدال سے گذرنا یقیناً کل ملک کی تباہی کا واحد ذریعہ بھی ہو سکتا ہے۔ پس طرفین کو اس رشتہ اتحاد کی نزاکت کو ملاحظہ کرتے ہوئے اپنی اپنی حدود سے تجاوز کرنے کی قطعاً کوشش نہیں کرنی چاہئے

بلاشبہ مسلمانانِ ہندوستان اپنی دنیوی شوکت کی تباہی اور بربادی کے موقعہ پر برادران وطن کی نظرِ عنایت کے شکار ہوئے ہیں اور وہ اس اتحاد اور اتفاق کے رشتہ کی خاطر اپنے دوستوں کو گراں سے گراں معاوضہ ادا کرنے کے لئے تیار ہو بیٹھے ہیں لیکن برادران ہنود کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ مسلمانوں کو دوستی کا قدم آگے بڑھاتے ہوئے دیکھ کر اُن کے مذہب اور ایمان پر حملہ آور ہوں

مسلمانان ہندوستان اس وقت صرف محبت کی چھُری سے شکار کیے گئے ہیں۔ لیکن بعض ناعاقبت اندیش دشمنانِ اتفاق و اتحاد اُن کے گلے کو آہنی چھُری کا تختۂ مشق بنانا چاہتے ہیں کہ جس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہوگا۔ کہ دونو قوموں کا باہمی رشتہ منقطع ہو جائے۔ ہم اپنے دوستوں کو یہ صاف صاف بتلا دینا چاہتے ہیں کہ ہم نے گائے کے ذبیحہ کو صرف حق دوستی کے عوض میں ترک کیا ہے ورنہ گائے کا ذبیحہ قرآن کریم کی رُو سے احادیث کی رُو سے قطعاً ممنوع نہیں اور نہ ہم اپنے دوستوں کے دلائل اور براہین کو ہی درست سمجھتے ہیں ہماری مثال بعینہ اس ملک فرانس کے مقابلہ والے جوری کی مثال ہے۔ (اس کا ذکر اسی مضمون کے نمبر ۱ میں ہو چکا ہے) کہ جو ملزم کے تمام تر حالات اور واقعات سے آگاہ تھا مگر قابل بیرسٹر مقابلہ کے صرف اس فقرہ سے مسحور ہو گیا کہ گرہ کی فلاں کھڑکی کو بند کردو۔ کیونکہ اس کی وجہ سے فلاں جوری صاحب کو تکلیف ہو رہی ہے" ہندو برادران وطن نے مسلمانوں کے ساتھ ان کے مسئلہ خلافت میں اظہار ہمدردی کیا۔ اور مسلمان دل و جان سے مسحور ہو گئے۔ اب اگر ہمارے ہندو دوست اس زلف رسا کو اور دراز کر کے ہمارے گلے میں ڈالنا چاہتے ہیں تو یہ ہمیں منظور نہیں۔ اور اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مسلمان صاف طور پر یہ کہدیں کہ

پا از گلیم خویش نباید دراز کرد
تیغ ستم ببیں چہ بزلف ایاز کرد

قادیانی نئی شریعت

انسان کا قدم جب ایک دفعہ راہ مستقیم سے ہٹ جاتا ہے تو عموماً اس کے لئے دوبارہ سیدھی راہ پر آنا دشوار ہو جاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ کیونکہ وہ اپنی ہر ایک بات کو صحیح اور سچی سمجھتا ہے اور کسی ناصح کی نصیحت کا سُننا اس کے لئے سخت ناگوار ہوتا ہے

قادیان کے ایک اخبار نویس نے اپنی اخبار میں ایک نئی شریعت کا اعلان کیا تھا یعنی یہ کہ "احمدی کی لڑکی کا غیر احمدی سے نکاح حرام ہے"۔ اور اسکی بناء حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر پر رکھی تھی جو اُس نے کانٹ چھانٹ کر اپنے مفید مطلب بنانے کی کوشش کی تھی سنا سب معلوم ہوتا ہے کہ ہم دوبارہ حضرت کی اصل تحریر یہاں درج کر دیں اور پھر اُس سے جو مطلب بغیر کھینچ تان کے نکلے اُسی پر عامل ہوں:-

"چونکہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم اور اسکی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اور اب ہزاروں تک اس کی نوبت پہنچ گئی اور عنقریب بفضلہ تعالےٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے اس لئے قرین مصلحت ہوا کہ ان کے باہمی اتحاد بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں اُن سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اسی جماعت میں داخل نہ ہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں۔ مال میں۔ دولت میں علم میں۔ فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجّال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثناخوان اور تابع ہوں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا۔ اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا۔ تب تک وہ ہم سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سُن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے"۔۔۔ الخ (اشتہار ۷ جون ۱۸۹۸ء)

اس اشتہار کی عبارت کوئی پیچیدہ نہیں بلکہ صاف ظاہر ہے کہ حضرت صاحب کا منشاء یہ ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں ہر دو کا نکاح ایسے لوگوں میں نہ کیا جائے جو ہمیں کافر کہتے یا کہتے تو نہیں مگر اُن کے ثناخوان اور تابع ہیں یہاں الفضل کا بیان مومنہ اور غیر مومنہ کا سوال نہیں۔ بلکہ یہ انتظام صرف جماعت کے باہمی اتحاد اور اقارب کے بد اثرات سے بچانے کیلئے کیا گیا ہے۔ حلت و حرمت کا سوال نہیں۔ جیسے ایک لڑکی دشمن سلسلہ کے گھر جا کر اُسکے زیر اثر ہو کر سلسلہ سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر ایک احمدی لڑکا دشمنانِ سلسلہ کے گھر نکاح کر کے اقارب کے زیر اثر ہو کر سلسلہ سے علیحدگی اختیار کر سکتا ہے۔ بلکہ موجودہ زمانہ میں تو احمدی کیا اور غیر احمدی کیا عورتوں کے زیر اثر ہو کر شادی و غمی اور دیگر موقعوں پر ایسی ایسی رسومات میں شامل ہوتے ہیں جن کا اسلام میں وجود تک نہیں۔ اور جب اُن کو ایسی باتوں سے روکا جائے تو جواب صاف ہے کہ عورتیں نہیں مانتیں۔

بڑے بڑے مخلص احمدیوں کی اولاد ذکور دشمنانِ سلسلہ کے گھروں میں بیاہے جانے کے باعث احمدیت سے خود چلی گئی ہے ایک مسلمان اور ایک احمدی کی اسلامی غیرت اسی میں ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے کنارہ کش رہے جو اُسکے بزرگ کو گالی دیتے یا گالی دینے والوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں خواہ وہ اُسکے سگے بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔ اس میں حلت و حرمت کے سوال کو خواہ مخواہ داخل کرنا نادانی ہے

اگر اس اشتہار کی بناء پر حلت و حرمت کے سوال کو حل کرنا ہے تو اس میں لڑکی لڑکے کسی کی تخصیص نہیں علیکم اللہ کیجئے اور ہر دو کی حرمت کا فتوےٰ لگا لیئے۔

یہ کہنا کہ غیر احمدیوں میں ایسے لوگ نہیں مل سکتے "اور ہرگز نہیں مل سکتے جو بزرگوں کے زیر اثر نہ ہوں اور کسی نہ کسی وجہ سے اُن کے ہمخیال نہ ہوں"۔ بالکل غلط ہے۔ بدگو ہونا یا بدگو کے زیر اثر ہو کر دل میں بُرا سمجھنا اور بات ہے اور کسی نہ کسی وجہ سے اُن کا دوسرے مسائل میں ہمخیال ہونا امر دیگر ہے۔ ع

ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے رشتہ دار جنکو لڑکی دینے کی حضرت صاحب نے اجازت دی گو غیر احمدی تھے اور مسائل میں ہمارا اور اُن کا اختلاف تھا۔ لیکن وہ بدگو اور بدزبان ہوتے اور حضرت صاحب کو کافر و دجّال سمجھتے ایسے لوگوں کے زیر اثر ہوتے تو غالباً ڈاکٹر صاحب کی اسلامی غیرت کبھی تقاضا نہ کرتی کہ وہ ایسے لوگوں کے ساتھ تعلق قائم کریں یا میاں صاحب ایسے لوگوں کی دعوت قبول کرتے۔

ہم تو نہ کسی سے گلے ملنے کے لئے بیتاب ہو رہے ہیں۔ اور نہ کسی گروہ سے ہماری نفرت ہے۔ ہماری دلی نفرت اُن سے ہے جو حضرت صاحب کی طرف وہ باتیں یا مسائل منسوب کریں جو آپکے منشاء کے صریح خلاف ہوں یا جو حضرت مسیح موعود کی نسبت بدگوئی کریں یا ایسے لوگوں کی ہاں میں ہاں ملائیں۔ ہم ایسے لوگوں سے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے آپ کی منشاء اور عمل کے مطابق ملتے رہے ہیں۔ جو آپ سے اور آپ کے کاموں سے محبت اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں نہ صرف زبانی بلکہ آپ کی تعلیم کے پھیلانے میں عملاً حصہ بھی لیتے ہیں۔ خواہ وہ اپنی کسی کمزوری یا عدم توجہی کے باعث اُس نور کی کامل شناخت سے ابھی محروم ہوں۔ ہم اُن کو اُسی زمرہ میں داخل سمجھتے ہیں جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے کو سمجھا ہماری استقامت اور احمدیت کی خصوصیت پر خود تمہارا اپنی پرچہ ۷ اکتوبر ۱۹۲۰ء شاہد ہے جہاں تمہارا خان صاحب لکھتا ہے:۔

"اپنی الگ جماعت بنا رکھی ہے۔ اور اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔ نہ اُن کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور نہ اُن کے ساتھ جمعہ اور نہ نماز عید میں شامل ہوتے ہیں"

ایک طرف یہ لکھنا۔ اور دوسری طرف یہ کہ ہم کسی سے گلے ملنے کے لئے بیتاب ہو رہے ہیں جو باوجود فتوےٰ حرمت ڈنکے کی چوٹ اپنی لڑکیاں غیر احمدیوں بلکہ دہریوں تک کو دے رہے ہیں۔ اور پھر بھی تمہاری جماعت میں بنے پھرتے ہیں ذرا ایسے منافقین کے نام تو اپنی اخبار میں شائع کرو۔ پھر تمہیں ایسے لوگوں کو منافق کہنے کا نتیجہ معلوم ہو جائیگا۔ اگر ہم لوگوں کو ہمارے بزرگوں کی کوئی ایسی کمزوری معلوم ہوتی تو کچھ عجب نہیں کہ انہوں نے "دے بھی دی ہوں" نہ لکھتے بلکہ کسی کا نام لکھتے تک سے نہ چوکتے۔ مگر الحمد للہ کہ ہم احمدیت کی اصل پوزیشن سے واقف ہیں۔ اور افراط و تفریط سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں الفضل کو وہ خاص معاملہ بخوبی معلوم ہے جسکو زیر نظر رکھکر اُس نے حرمت کا فتوےٰ شائع کیا تھا۔ بہتر ہوتا کہ وہ ایسے معزز شخص کو اپنی جماعت سے خارج کر دیتا۔ نیز اُن لاہوری محمودیوں کو بھی جو ایک چھوڑ دو دو لڑکیاں غیر احمدیوں میں دیکر چند پیسے دیکر قادیوں کے مفتیوں کی زبانی بند کر دیتے ہیں اگر لاہور دُور ہے تو اپنے قریب کے گاؤں میں مبلغ بھیجکر معلوم کر لو۔ کہ تمہارے خاص محمودی دوست کن لوگوں کو اپنی لڑکیاں اور بہنیں دے چکے ہیں اور اب تم کیا رنگ کر رہے ہو حرام فعل کا نتیجہ حرام ہے۔ علی حائری کے نقش قدم پر چل کر ایسے نکاحوں کی اولاد کے بارہ میں بھی فتوےٰ شائع کرو۔ کسی امر ناحق کے جواب میں جلدی یا دیر میں لکھنا اصل مسئلہ پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔ جب کسی نے آپکی تحریر دیکھی لکھ دیا۔ (محمد منظور الٰہی)

ایڈیٹر۔ محمودی حضرات کی مثال بعینہ شتر مرغ کی مثال ہے جب اونٹوں کی قطار میں آب و دانہ دیکھتے ہیں تو اونٹوں میں جا کھڑے ہوتے ہیں اور جب باربرداری کا موقعہ آتا ہے تو پر پھڑپھڑا کر دکھلا دیتے ہیں۔

سے خارج قرار دیکر چھوڑا۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے دعوے رسالت میں مشکک ثابت کیا ہے (دیکھو حقیقۃ الامر)

پھر مرزا صاحب کو مضطرب الاقوال ثابت کر کے مرزا صاحب کے دعوے مہدویت و مجددیت کو از روئے شریعت اسلام و قانون رد کر کے چھوڑا اور پھر آپ کے تیار کردہ جماعت میں ایسا تفرقہ ڈالدیا ہے۔ جس کی نظیر کسی اور قوم میں نہیں مل سکتی۔ آیات قرآن شریف کی وہ مرمت کی ہے۔ جو اپنے شان میں بے نظیر ہے۔ اور اپنے مریدین کا ایسا تزکیہ نفس کیا ہے کہ ہر ایک خبر وغیرہ سے ان کو پاک کر دیا ہے۔ قس علیٰ ہذا۔ ایک خودغرض لالچی تو اپنے مطلب کو مدنظر رکھ کر ایسے خلفاء کی ہر ایک غلط صحیح پر آمنا و صدقنا کہہ سکتا ہے مگر جو شخص محض طالب رضائے الٰہی ہو۔ وہ کیونکر ایسے خلفاء کے امرے خرافات کی تصدیق کر سکتا ہے۔ بیچمیں

ایک طفل مکتب کی طوطا بیانی

اخبار فاروق قادیان مورخہ ۱۹ جولائی۔ ۵۔ ۱۲۔ اگست ۱۹۲۲ء کے پرچہ میں ایک مضمون بعنوان "ایک اعتراض اور اس کا جواب" اللہ دتا نامی ایک طالب العلم کی طرف سے شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دعا اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم سکھا کر نبی، شہید، صالح بننے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس اعتراض کا کہ صحابہ کرام کی دعائیں خصوصاً اور چودہ سو سال تک عموماً کسی کی دعا کیوں قبول نہ ہوئی اور کیوں کوئی شخص نبی نہ بنایا گیا۔ مضمون نگار نے ایک مجازی اور ایک حقیقی جواب دیتے ہوئے یوں رقم کیا کہ اگر کہو کہ چونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ اور دیگر صحابہ کرامؓ نبی نہیں اس لئے حضرت مرزا صاحب بھی نبی نہیں تو پھر اس استدلال سے ماننا پڑیگا کہ حدیث مجدد کے مطابق چونکہ حضرت ابوبکر مجدد نہ تھے اس لئے اب امت محمدیہ میں کبھی کوئی مجدد نہیں ہو سکتا۔ سبحان اللہ کیا ہی عمدہ استدلال ہے۔ کہ جس سے آپ کی طوطا بیانی اور آپ کو مضمون تلقین کرنیوالے کی لیاقت واضح ہوتی ہے۔

جناب والا ذرا الفاظ حدیث مجدد پر تو غور فرمایئے جو کہ خود آپ کے اس استدلال پر خندہ زن ہیں۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالے ہر صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک مجدد کو کھڑا کیا کریگا۔ جب وعدہ صدی کے سر کا ہے تو پھر حضرت ابوبکرؓ کیسے مجدد ہو سکتے ہیں۔ کیا حضرت ابوبکرؓ بعثت نبوی کے ایک سو سال بعد پیدا ہوئے۔ یا حسب ارشاد قرآنی ثانی اثنین آپ نبی کریمؐ کے مصاحب اور اول المؤمنین تھے۔ لیکن اهدنا الصراط المستقيم کی دعا تو کسی زمانے کے ساتھ مشروط نہیں ہے پس ہمارا اعتراض بحال رہا۔

گوسالۂ سامری چہ داند۔ رمز ارنی ولن ترانی

نیز آپ رقمطراز ہیں کہ نبوت ایک انعام ہے اور خدا تعالے کے قرب کی علامت ہے اس کا حضرت صاحب کا پہلے عطا کیا جانا بے موقع تھا۔ اور انعام بے موقع دئے جانے پر بجائے نعمت کے زحمت بن جاتا ہے۔ ہم نے مانا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کا دیا جانا بے موقع تھا۔ لیکن یہ کیسے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ تک بے موقع ہی رہا۔ کیا حضرت صاحب کے زمانے تک رگ گمراہی کی طرف بالکل مائل نہیں ہوئے۔ کیا آپ نے فیج اعوج کا لفظ کبھی نہیں سنا۔ اگر علم حدیث کی آپ کو واقفیت نہیں تھی تو آپ نے تلقین کرنے والے استاد سے ہی دریافت کر لیا ہوتا۔ کیونکہ حدیث میں لکھا ہے کہ خير القرون قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم۔ پس اس حدیث کے مطابق تین صدیوں تک آپ کے استدلال کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ باقی گیارہ صدیوں کے متعلق جواب دینے سے تہیدست ہیں۔ اور ہمارا اعتراض تسلیم کرنے کے بغیر آپ کو چارہ نہیں۔

مضمون نگار نے آخری جواب مضحکہ خیز دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں پر منکرین ظلم و ستم کرتے تھے اس لئے سوائے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی اور نبی کی حاجت نہ ہوئی اور اب چونکہ کفار نے تلوار چھوڑ کر زبان سے اسلام کو نیست و نابود کرنا چاہا۔ اس لئے نبی کی ضرورت ہوئی۔ گویا نامہ نگار کے اس اصول کے مطابق جب ظاہری ظلم و ستم ہو تب بھی نبی کی ضرورت ہوتی ہے جیساکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دیگئی۔ اور جب زبان سے ایذا رسانی ہو تب بھی نبی کی ضرورت ہوتی ہے اس اصول کو سانچے میں ڈھال کر پھر یہ کہنا کہ چونکہ نبی کریم صلعم کے زمانے میں زبان سے ایذا رسانی نہیں تھی۔ اس لئے نبی کی ضرورت نہ ہوئی۔ بالکل فضول اور لغویات ہیں کیونکہ آنحضرت کے زمانے میں ہاتھ سے اور زبان سے دونوں طرح کی تکلیف دی جاتی تھی۔ ابوجہل ابولہب۔ عتبہ وغیرہ معاندین کے حالات دریافت کر لو۔ پس اس طرح آپ کے اصول کے مطابق دو نبی مبعوث ہونے چاہیئے تھے۔ تاکہ ایک ظاہری ظلم و ستم کا مقابلہ کرتا اور دوسرا زبان کی ایذا رسانی کا دفعیہ کرتا۔

خاکسار۔ عبدالحکیم الدواتہ۔ مانسہرہ۔ ہزارہ۔

اقتباسات

یورپ کی فالتو عورتیں

یورپ میں فالتو عورتوں کا سوال مدبرین ملک کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ فرانس میں ڈاکٹر کارنٹ نے فالتو عورتوں کا یہ علاج سوچا ہے کہ (۱) فرانسیسی عورتوں کی شادی غیر ملکی باشندوں کے ساتھ کی جائے۔ اور انہیں فرانس ہی میں آباد کیا جائے۔ (ب) کثرت ازدواج کی اجازت کچھ زمانہ کے لئے دیجائے (ج) ایسے گھر بنائے جائیں جن میں صرف مائیں اور بچے ہی رہیں۔

لنڈن کا مشہور طبی رسالہ "لنسٹ" کہتا ہے۔ کہ قدرتی طور پر ہر مرد کے لئے ایک عورت ہونی چاہیئے۔ لیکن جنگ نے اس قدرتی تناسب کو درہم برہم کر دیا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس تناسب کے دوبارہ قائم کرنے کے لئے عورتوں کو بھی مردوں کی طرح بھرتی کیا جائے۔

ان پرسہ تجاویز پر "لنڈن میڈیکل گزٹ" نے بحث کی ہے۔ وہ ان کو ناقابل عمل قرار دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ انگریز عورتیں کبھی نہیں پسند کریں گی۔ اس کی رائے میں عورتیں فوج میں بہت شدید ضرورت ہی کے وقت میں شامل ہو سکتی ہیں۔ کہ گذشتہ جنگ کے دوران میں روس میں ہوئی تھی۔ شادی کے لائق غیر ملکی باشندے صرف شرفا نہیں ملیں گے۔ اور گزٹ مذکور اس کے قطعی خلاف ہے کہ مغرب کی عورتیں شرقی کے مردوں سے بیاہی جائیں عارضی کثرت ازدواج کو وہ بالکل فضول قرار دیتا ہے۔ کیونکہ آجکل ایک مرد ایک عورت کی ضرورتیں بھی بمشکل پوری کر سکتا ہے۔ صرف ماؤں اور بچوں کے گھر بنانے کا یہ مطلب ہے۔ کہ عورتیں قوم کی جائداد سمجھی جائیں۔ اور بچوں کی پرورش گورنمنٹ کے سپرد ہو۔ گزٹ مذکور قدرتاً اس کے خلاف ہے۔ وہ کہتا ہے کہ پچھلے دنوں روس میں عورتوں کے قومی جائداد بنائے جانے کی غلط افواہ نے جو پریشانی پھیلا دی تھی کیا وہ مدبروں کی آنکھیں کھولنے کے واسطے کافی نہیں ہے۔

گزٹ مذکور کی رائے میں عورتوں کی کثرت بہت سے فوائد اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور قدرت خود بخود کسی وقت مردوں اور عورتوں کے تناسب کو ٹھیک کر دیگی۔ لیکن ارباب نظر کے قریب سوال یہ ہے کہ آخر عیسائیت اس مشکل کا حل کیا پیش کرتی ہے۔ اور ایسے غیر معمولی حالات میں وہ کونسی راہ اختیار کرنے کا فتوےٰ دیتی ہے۔ عیسائی دنیا اور مذہب اس معمہ کے حل سے مجبور محض ہے۔ اور اس کا فرض ہے کہ اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دین فطرۃ کے آگے سر تسلیم خم کرے۔

ایشیا میں سبز فوج کی تحریک

ایشیائے کوچک میں ایک جدید تحریک کا ظہور ہوا ہے۔ جس کا نام ترکی زبان میں "ییشیل اُردو" (سبز فوج) ہے۔ یہ تحریک قومیت کے جذبات سے لبریز اور ایشیائی بالشویت کا پہلو لئے ہوئے ہے۔

فوج مذکورہ نے سبز جھنڈے کو اپنا نشان امتیازی قرار دیا ہے۔ جس پر جلی حروف میں لکھا ہوا ہے "ایشیا ایشیاوالوں کے لئے"

سبز فوج کا وجود اس زبردست دباؤ پر مبنی ہے۔ جو یورپ کی انجمن اتحاد ترقی کی منتشر لیکن طاقتور فوجوں نے مصطفےٰ کمال کے پیروکاروں پر ڈالا۔ اتحاد ترقی کے ممبروں کا منتخب لیڈر طلعت بے کا دوست ایوب صابری ہے اسکو اناطولیہ کے بالشویکوں سے اخلاقی اور مالی مدد ملی ہے۔

سبز فوج سے لوگوں کی پارٹی کے نام میں جو تبدیلی ہوئی ہے (تحریک کے اس نئے نام کو شاید ہی شہرت حاصل ہو) وہ اسی سیشن کے اثر سے ہوئی ہے۔

خلافت کانگریس اکتوبر میں منعقد ہو گی جس میں موجودہ سلطان کی جانچ ہو گی اور اس منصب اعلے کے لئے امیدواروں کو تلاش کرنا انسان کے حقوق پر غور کرنا سب سے اہم کام ہوگا۔

شہزادہ عبدالحمید (ولیعہد سلطنت) امیدواروں کے زمرہ میں ہیں لیکن اس سے ناپرا اور وہ پوک سے ممکن نہیں کہ اصلی پیروکاران مصطفےٰ کمال کی پرانی اور گزرد پارٹی سے زیادہ کوئی اور ووٹ اسکول سکے۔ دوسرے امیدوار علی میں شیخ سنوسی اور امیر افغانستان ہیں۔ مقدم الذکر ایک متحد دیب ہے اور اس منصب کے لئے ایسا دماغ کہاں جو توانا ہو اور اتنی بڑی ذمہ داری کا متحمل ہو۔ جس سے وہ ایک آزاد بادشاہ بن سکے۔ باقی امیر صاحب کا دعوےٰ جس کے متعلق یہ شک نہیں کیا جا سکتا کہ اگر انجمن اتحاد ترقی کے ممبر اپنی کامیابی کی موجودہ رفتار انتخاب کے دن تک جاری رکھ سکیں۔ تو امیر مادح منتخب ہو جائیں گے۔

بہت سی اسلامی کاموں میں دلچسپی لینے والوں کو یہ انتخاب غیر معمولی معلوم ہوگا۔ لیکن بہت سے وجوہ کے باعث بادی النظر میں بالشویک اس انتخاب کو نہ صرف ممکن معقول خیال کریں گے۔ مثلاً برٹش حکومت سے امیر کی مخالفت جو ایشیائی بالشو ازم کی رہنمائی کرتی ہے) ہندوستان سے قرابت ماسکو کے ساتھ اسکی مشہور ہمدردی اور خط و کتابت اور اسکی جداگانہ حیثیت اسکی نئی فرخندہ فال مسند نشینی کے جو نتائج ہندوستان کی برٹش حکومت میں پیدا ہونگے۔ ان پر بحث کرنا یہاں ناممکن ہے۔ لیکن یہ اہم اور ضروری ہے۔ کہ ہم اناطولیہ کے نئے اتحاد کے ممکن اور مشہور نتیجہ پر غور کریں۔ کیونکہ خواہ یہ انتخاب مؤثر ثابت ہو یا نہ ہو۔ امیر موصوف کو فوراً ایسی شہرت حاصل ہو جائے گی جو آج تک کبھی اسکو نصیب نہ ہوئی ہوگی۔

"سرخ فوج" نے تو روس کو پلٹ دیا۔ اور دنیا میں تہلکہ برپا کر دیا۔ دیکھئے یہ "سبز فوج" کیا گل کھلاتی ہے۔

نہر سویز کی حفاظت کیلئے نیا مرکز۔ انگریزوں کے قبضہ مصر میں

نہر سویز کی اہمیت مسلم تھی۔ یا یوں کہئے کہ انگریزوں نے ملک مصر پر اس لئے قبضہ کیا تھا کہ صرف اسی طریقہ سے نہر سویز پر ان کی گرفت قائم رہ سکتی تھی۔ لیکن اب مصر سے ان کا قبضہ اٹھ گیا ہے اس لئے سوال پیدا ہوا ہے کہ اب نہر سویز کے قبضہ کو کیونکر برقرار رکھا جائیگا۔

نہر سویز کی تعمیر سے صدیوں پہلے یورپ اور ایشیا کے درمیان آمد و رفت فلسطین و مصر کے مقام القنطرہ کے راستہ سے ہوتی تھی اس وقت ہر دو بر اعظموں کے مابین دو راصل دو راستے تھے ایک خلیج عقابہ کی طرف سے فلسطین میں سے۔ یہ وہ راستہ ہے جس نے حضرت سلیمانؑ اور صلیبی جنگ آزماؤں کے لئے کامیابی و شہرت کی راہیں کھول دی تھیں۔ دوسرا راستہ خاکنائے سویز کی راہ سے مصر سے ہو کر گذرتا تھا۔ اور یہی راستہ زیادہ اہم شمار ہوتا تھا کیونکہ وہ نسبتاً مختصر۔ آسان اور محفوظ تھا۔

جب تک یہ خشکی کا راستہ رہا برطانیہ کو اس میں کچھ دلچسپی نہ تھی۔ انگلستان اپنی تجارت ہندوستان اور آسٹریلیا کے ساتھ راس امید کے راستے سے انجام دیتا تھا۔ لیکن نہر کے کھد جانے پر اسکی اہمیت بہت بڑھ گئی۔ اور یہ معلوم ہونے لگا۔ کہ اگر اس پر کسی اور طاقت کا قبضہ ہو گیا تو برطانیہ کی تجارت خطرہ میں پڑ جائیگی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے لئے مصر کا قبضہ ضروری ہو گیا۔

اب مصر سے قبضہ اٹھا لینے کے یہ معنے ہیں کہ نہر سویز کی حفاظت کے لئے ایک زبردست مرکز انگلستان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ تاہم فوج مصر سے ہٹالی جائیگی۔ اور ایک چھوٹی سی فوج نہر سویز کے ساتھ ساتھ رکھی جائے گی۔ اسکی تعداد محض دو یا تین ہزار ہوگی۔ جس کا کام صرف نہر کی حفاظت ہوگا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ تعداد نہر کی حفاظت کے لئے ناکافی ہے اس لئے قدرتی طور پر مدبران انگلستان ایک اور جگہ کی تلاش میں ہیں جسکو بوقت ضرورت بطور ایک فوجی مرکز کے استعمال کیا جا سکے۔ یہ جگہ ایسی ہونی چاہیئے جہاں فوجی اپنی صحت بحال کر سکیں اور نیز سامان کی بہم رسانی جہاں سے بآسانی ہو سکے۔ جدید سیاسی حالات کے ماتحت مصر سے یہ کام نہیں لیا جا سکتا۔ اس لئے انگلستان کی نگاہیں اب فلسطین پر پڑ رہی ہیں بالفاظ دیگر جو کام اب تک مصر سے لیا جاتا رہا ہے وہ آئندہ فلسطین سے لیا جائیگا۔ اور اسی کو تمام آئندہ کارروائیوں کا فوجی مرکز قرار دیا جائیگا۔

حلقۂ سویز کی فوج کا صدر مقام جدید سکیم کے مطابق

متفرق خبریں

بنگال ناگپور ریلوے پر عظیم ہڑتال۔ کلکتہ ۸ راکتوبر۔ ایجنٹ بنگال ناگپور ریلوے نے اطلاع دی ہے۔ کہ انہیں آج صبح ایک "تار" موصول ہوا ہے جو کھڑگ پور کے ایک جلسہ عام کے صدر کی طرف سے ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ریل کا تمام عملہ آج صبح ۶ بجے ہڑتال کر دے گا۔ اور اس وقت تک اس پر قائم رہے گا۔ جب وقت بعض شرائط تسلیم نہیں کر لی جائیں۔

سات رسائل کی ضبطی۔ دہلی ۸ راکتوبر۔ چیف کمشنر دہلی نے ذیل کے رسالہ برد ئے قانون مطبوعات قابل ضبطی قرار دئیے ہیں
(۱) حضرت خطاب تافتگان کی خدمت میں کھلی چٹھی" مصنفہ فقیر مسلم بوری ہارون بلڈنگ بمبئی۔
(۲) "خدا کی راہ میں اولین اور مقدم ترین طریق خیرات" مصنفہ عبد الستار اسمٰعیل رنگون۔
(۳) "خلافت" مطبوعہ حسب فرمائش محمد عبد الغنی تاجر کتب کانپور۔
(۴) "ہندوستان میں برطانی دہشت" مطبوعہ ہندوستان غدر پارٹی سان فرانسسکو۔
(۵) ہندوستان میں "بغاوت عمل" مطبوعہ دوستداران حریت سرائے ہند۔ نیو یارک۔
(۶) "ہندوستان اور آئرلینڈ پر ایک تقریر" جو ڈی ویلیرا نے نیو یارک میں ۲۸ر فروری ۱۹۲۰ء کو دی تھی۔
(۷) ہندوستان اور آئرلینڈ" مطبوعہ ہندوستان غدر پارٹی سان فرانسسکو۔

دہلی میں "مسلم آؤٹ لک" کے پرچوں کی ضبطی۔ دہلی ۹ر اکتوبر۔ چیف کمشنر دہلی نے حکم نافذ کیا ہے کہ اخبار "مسلم آوٹ لک" کی تمام وہ کاپیاں جو اس وقت تک صوبہ دہلی میں داخل ہو چکی ہیں سرکار ملک معظم ضبط کر لی جائیں۔ علاوہ بریں جن اخبارات یا رسائل میں "مسلم آوٹ لک" کے اقتباسات کا ترجمہ چھپا ہے وہ بھی ضبط کر لئے جائیں۔

کلکتہ میں گیس والوں کی ہڑتال۔ کلکتہ ۱۰ر اکتوبر۔ گیس کی ہڑتال ہنوز جاری ہے۔ ہفتہ کو دوپہر کے وقت گیس کی بہم رسانی بالکل منقطع ہو گئی۔ جس سے تمام کارخانے جو گیس پر منحصر تھے۔ بند ہو گئے۔ ہفتہ کی شب کو بازاروں اور کوچوں میں موم بتیاں اور اسٹیلین کے شعلے پیدا کرکے کام چلایا گیا۔ گاس کمپنی کا عملہ ابھی تک اضافہ تنخواہ کے مطالبہ پر اڑا ہوا ہے۔ ہنوز ہڑتالیوں کی طرف سے کوئی فساد نہیں ہوا۔

انجیل کی جبری تعلیم بمبئی ۱۰ر اکتوبر کرانیکل رقمطراز ہے کہ پرنسپل ولسن کالج بمبئی نے اپنے کالج کے ۷ طلباء کو نوٹس دے دیا ہے کہ انہیں آئندہ سیشن میں داخل نہ کیا جائے گا۔ اسی طرح اس نے تین متعلمات کے ۱۰ لڑکوں کو اطلاع دے دی ہے۔ کہ انہیں طلبار کی حال کی ایجیٹیشن میں حصہ لینے کے باعث سزا دی گئی ہے۔ اس ایجی ٹیشن کا مقصد یہ تھا۔ کہ بائبل کی جماعتوں میں ضروری حاضری کو اختیاری میں بدل دیا جائے۔

ارمن شہروں پر ترکوں کا قبضہ۔ لنڈن ۷۔ اکتوبر۔ ٹائمز کو قسطنطنیہ سے پیام موصول ہوا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرحد آرمینیا پر صورت حالات فی الحقیقت نہایت تشویش انگیز ہیں۔ ترکوں نے ساری کمیشن سوغان سلی پر قبضہ کر لیا ہے۔ مشرقی سرحد پر آرمینیا کی افواج پر پیا پے حملے ہو رہے ہیں سنا کہ مغرب کی طرف کمک نہ بھیجی جا سکے

ترکی احرار کی یلغار۔ ترکی احرار نے طرابزون سے یہ سرکاری اطلاع شائع کی ہے کہ باطوم کی طرف کوچ کرنے کا خیال ترک کر دیا گیا ہے۔ ترکی افواج جس میں قواعد دان ترکی سپاہی ہیں اور جو تین دستے بنا کر کوچ کر رہی ہے۔ ایک ماہ کے اندر آرمینیا کی ہستی سے اینٹ سے اینٹ بجا دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تاکہ آذربائیجان جانے کے لئے راستہ صاف ہو جائے۔ آرمینیوں نے پریزیڈنٹ ولسن اور جمعیۃ اقوام کو یقین کیا جاتا ہے فوراً متحدہ تک فوراً احتجاج پہنچا دی ہے۔

عرب سرگرم کار ہیں۔ لنڈن ۷ راکتوبر۔ نظارت جنگ کا اعلان مظہر ہے کہ ہمارا امدادی دستہ درۂ اجی جا پہنچا۔ جو سمارہ سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کوفہ کی قلعہ گیر افواج نے طلایہ گرد سپاہیوں کو "خیر و عافیت" کی اطلاع بذریعہ اعلانات و نشانات پہنچا دی۔ لیکن عرب۔ کوفہ تحقیق لائن کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس رستہ کا کچھ حصہ بغداد سے مسلہ جا رہا تھا کہ اس پر بمقام محمدیہ (جو بغداد سے ۴۰ میل ہے) حملہ کیا گیا لیکن حملہ آوروں کو منتشر کر دیا گیا۔

مسٹر مارماڈیوک پکتھال (نو مسلم) سابق ایڈیٹر "مسلم آوٹ لک" بمبئی کرانیکل کے ایڈیٹر مقرر ہو گئے ہیں بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ نے اخبار مذکور کا چارج لے لیا ہے۔

اخبار "انگلش مین" کا سرحدی نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ بالشویکوں کا وفد جو کابل آیا ہوا ہے۔ اس کے اراکین سے امیر صاحب نے کہہ دیا ہے۔ کہ آئندہ سے وہ شاہی مہمان تصور نہیں کئے جائیں گے بلکہ وہ تمام پولیس کی حراست میں کر دیئے گئے ہیں۔ کابل میں یہ خبر عام طور پر مشہور ہے کہ امیر بخارا کی مدد کے لئے افغانی لشکر جرار مع بڑی بڑی توپوں کے زیر کمان جرنیل غلام حیدر خان بخارا بھیج دیا گیا ہے۔ مولوی عبید اللہ جنہوں نے کابل میں اتحاد اسلام کی جماعت قائم کر رکھی تھی۔ اپنے ساتھیوں سمیت قابل سے فرار ہو گئے ہیں۔ یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ قلعہ علی مسجد پر کل رات کے وقت پہاڑی قبائل کے کچھ لوگوں نے گولیاں چلائی ہیں۔

مولوی ظفر الملک صاحب کے خلاف استغاثہ زیر دفعات ۱۲۴ (الف) و ۱۵۳ (الف) و ۵۰۵ مجموعہ تعزیرات ہند دائر کیا گیا ہے اور یہ تینوں دفعات انکی ایک ہی تقریر پر لگائی گئی ہیں جو انہوں نے یکم اگست کو سوم یوم خلافت کے جلسہ منعقدہ رفاہ عام ہال میں کی تھی اس کا انگریزی ترجمہ شارٹ ہینڈ کے ٹائپ سے لکھے ہوئے ۵ صفحوں پر استغاثہ کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے اور بعض مخصوص جملوں کو دوسرے کاغذ پر علیحدہ لکھ دیا گیا ہے

مقدمہ حسب قاعدہ لوکل گورنمنٹ کی اجازت سے دائر ہوا ہے۔ اور اجازت نامہ درخواست استغاثہ کے ساتھ منسلک ہے۔ جو ملینی ٹال پر ۱۴ ستمبر گذشتہ کو لکھا گیا ہے۔ اور آنریبل چیف سیکرٹری بہادر نے اپنے دستخط بطور قائم مقام لوکل گورنمنٹ اس پر ثبت کئے ہیں۔

جملہ احباب کرام کی توجہ کے قابل

(۱) ڈاکخانہ کے جدید قاعدہ کے ماتحت ہر ایک وی پی رجسٹری ہوا کریگا جس کے لئے ہر ایک وی پی وصول کرنے والے کو دو آنہ (۲ر) زائد ادا کرنے پڑیں گے۔ جو احباب پانچ روپے یا اس سے اوپر ہم سے کتابیں بذریعہ وی پی طلب کرتے ہیں۔ ان کے لئے تو پہلے سے ہی ہمارا یہ اصول ہے کہ انہیں رجسٹری کرا کر کتب ارسال کی جاتی ہیں۔ لیکن اس کم قیمت بغیر رجسٹری کے۔

اس لئے جو احباب اس زائد خرچ سے بچنا چاہتے ہوں۔ وہ اگر ایک روپیہ سے اوپر چار روپے تک خریدار ہوں تو رقم بمع محصول وغیرہ کے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمایا کریں۔ اور ایک روپیہ تک کے خریداری کی حالت میں بذریعہ ٹکٹ ٹکٹ ارسال کرنے والے احباب فیس منی آرڈر سے بھی بچے رہینگے۔

نوٹ روپیہ پیشگی ارسال کرتے وقت یا ٹکٹ بھیجتے وقت محصول ڈاک کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے بغیر تعمیل ارشاد میں دیر ہو جانے کا احتمال ہے۔ ایک وہ کفایت جو اوپر بتائی گئی ہے شائد حاصل نہ ہو سکیگی۔

محصول ڈاک زائد ہو جانے کی صورت میں ہم کوئی اور کتاب ارسال کر دیا کریں گے۔ لیکن کسی صورت میں کم محصول ڈاک نہ ہونا چاہیئے۔

(۲) **سیرت خیر البشر** کے خریداروں سے یہ گذارش ہے کہ بوجہ چند خاص وجوہات کے کتاب ابھی تک تیار نہیں ہو سکی لیکن اب اس کے جلد تیار ہونے کی امید رکھنی چاہیئے۔ اس کے متعلق یہ بات احباب کی توجہ کے قابل ہے۔ کہ کتاب کی ضخامت ۴۲۰ صفحات ہے جو دو قسم کے کاغذوں پر طبع ہوئی ہے ایک درمیانہ قسم سفید کاغذ پر جو "مقام حدیث" میں استعمال کیا جا چکا ہے۔ اس کی قیمت مجلد کی ۱۲ عہ ہو گی۔ دوسری نہایت عمدہ سفید گلیز ولایتی کاغذ پر جو لائبریری ایڈیشن ہے اس کی قیمت بے جلد کے لئے چار روپیہ ہو گی۔

ہر دو قسم میں سے جس کو آپ خریدنا چاہتے ہوں اس سے اطلاع دیں۔

سیرت کی کتاب کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ وہ ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بابرکت حالات پر مشتمل ہے۔ اور پھر بوجہ اس کے کہ وہ ایک قابل قدر مشہور مصنف کی قلم سے نکلی ہوئی کتاب ہے۔ جس کے زور قلم کا شہرہ ترجمۃ القرآن انگریزی کے ذریعہ سے مغربی دنیا پر روشن ہو چکا ہے اس کا اندازہ ان خطوط سے اچھی طرح ہو سکتا ہے جو ہمیں اب تک موصول ہو چکے ہیں جنہوں نے اس قرآن مجید کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ پھر کون ہے۔ جو ایسے مترجم قابل مصنف کی لکھی ہوئی کتاب سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا یا اس افضل البشر صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بہرہ ور ہونا نہیں چاہتا۔

اب تک دوستوں نے اس کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ کیا ہم سب پر فرض نہیں کہ انجمن کے ہر کام میں حصہ لیں اور ہر طریق سے اس کی مدد کریں۔ اور تبلیغ واشاعت کی غرض سے جو کتابیں انجمن شائع کرے۔ خود بھی اس کی خریداری کے لئے آرڈر بھیجیں اور اپنے حلقۂ احباب میں بھی فروخت کرنے کی کوشش کریں۔

اگر اس طرح پر سب احباب ہر ایک کتاب کے لئے کوشش کریں۔ تو ممکن نہیں کہ سال کے اندر اندر ختم ہو کر دوسری دفعہ طبع نہ ہو۔

اس لئے احباب خاص توجہ مبذول فرمادیں۔

نیاز مند: مینیجر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اسلامی تاریخ اعلیٰ ناول

حجاج بن یوسف یا معرکہ حسن و عشق۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر محمد بن حنفیہ کے حالات جو مسئلہ حق و خلافت پر ہوئے۔ قاتلان امام حسین سے انتقام لیا جانا۔ مکہ معظمہ کا محاصرہ حجاج کی حرم محترم پر سنگباری حسن و سیمہ کی محبت کی داستان۔ وہ واقعات ہیں جو اردو دان پبلک کی نظر سے نہیں گذرے۔ اسلام کے نازک ترین زمانہ کے حالات۔ حجم ۲۹۶ قیمت ۸ عہ

انقلاب سیاسی مصر و سوڈان میں مہدی سوڈانی اور انگریزوں کی معرکہ آرائیاں بڑا دلچسپ ناول ہے حجم ۱۴۰ قیمت ۸

شارل و عبد الرحمٰن سرزمین فرانس پر عربوں کا حملہ امیر عبد الرحمٰن والی اندلس کونٹ اڈا اور شارل (چارلس) حکمرانان فرانس کی پرجوش سپاہ کا مقابلہ جنگی مناظر فتوحات اسلامی تاریخ کے سربستہ اسرار۔ حجم ۴۲۴ صفحہ۔ قیمت عہ

جنگ عراق نازنین آرمینیا عراق عرب میں انگریزی اور ترکی فوجوں کی معرکہ آرائیوں کی مفصل تاریخ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک کے مفصل واقعات ساتھ ہی کپتان محمود بے اور ایک ارمن حسینہ کی داستان۔ ۲۶۲ صفحہ قیمت ۱۲ آ

حرم خانہ سلطانی۔ مسٹریز آف دی کورٹ آف مغل امپائر۔ خلافت اکبری کے حالات۔ حرم خانہ سلطانی کے پر اسرار واقعات۔ شہزادہ جہانگیر کی عیش وغیرہ۔ ۴۳۶ صفحہ قیمت عہ

عمر پاشا روس و روم کی خونریز لڑائی۔ ترکوں نے پے در پے روسیوں کو شکستیں دے کر یورپ پر اپنی شجاعت اور جوانمردی کا سکہ بٹھا دیا تھا۔ ساتھ ساتھ عشق و محبت کے پاکیزہ جذبات نہایت مزا دیتے ہیں۔ قیمت کامل عہ

ملنے کا پتہ: **پنجاب سنٹرل ٹریڈنگ کمپنی بک سیلرز اینڈ پبلشرز لاہور**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۰ء نمبر ۴۲

علم حدیث اور اہل حدیث

(۱)

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

شقاق عصائے اُمّت اور افتراق دینِ الٰہی کی سب سے بڑی وجہ کتاب و سنّت کے باہمی فرق اور مرتبہ کو ملحوظ نہ رکھتے ہوئے سنّت کو کتاب پر اور فرع کو اصل پر مقدم کر دینا ہے۔ اسلام میں جس قدر فرقہائے ضالہ پیدا ہوئے ہیں کم و بیش اُن کی ضلالت اور گمراہی کا بیشتر سبب یہی غلو اور انہماک فی الحدیث ہوا ہے۔ بلاشبہ ہر ایک عاشق زار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے لب جاں بخش سے نکلے ہوئے کلمات طیبات کا والہ اور شیدا ہونا چاہئے تاہم یہ وارفتگی افراط اور غلو کے اس انتہائی درجہ کو نہیں پہنچنی چاہئے کہ اللہ تعالے کے کلام پر حدیث نبوی کو مقدم ٹھہرا دیا جائے۔ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

عن معاذ بن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمّا بعثه الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لك قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنة رسول اللہ قال اجتهد رائی ولا آلو قال فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صدرہ وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ لما یرضی به رسول اللہ

معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا۔ آپ نے فرمایا۔ جب کوئی معاملہ آپ کے سامنے آئے تو کس طرح فیصلہ کیا کرو گے۔ انہوں نے عرض کیا میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ۔ عرض کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنّت سے۔ فرمایا اگر رسول اللہ کی سنّت میں نہ پاؤ۔ عرض کیا۔ تب میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ تب رسول اللہ نے اُس کے سینے پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا الحمد للہ کہ جس نے رسول اللہ کے رسول کو وہ توفیق دی جس پر اللہ کا رسول راضی ہے۔“

یہ حدیث اور اسی قسم کی اور متعدد احادیث اس امر کی تصدیق کرتی ہیں۔ کہ قرآن کریم احادیث پر مقدم ہے اور خود قرآن کریم کا ارشاد ہے فبای حدیث بعدہ یؤمنون کلام الٰہی کو چھوڑ کر اور کوئی بات قابلِ قبول نہیں۔ پس احادیث نبویہ اسی صورت میں قابلِ قبول ہو سکتی ہیں۔ کہ ان کی تصدیق کلام الٰہی سے ہو سکے اور وہ نصوص قرآنیہ کے خلاف نہ ہوں۔

یہ سب سے پہلا معیار ہے۔ کہ جو کسی حدیث کی صحت معلوم کرنے کے لئے کام میں لانا چاہئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ زندوں کے گریہ و ماتم کرنے سے مُردوں کو عذاب دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لوگ یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ یہ ہو نہیں سکتا خدا خود کہتا ہے لا تزر وازرة وزر اخری ایک کے گناہ کا دوسرے سے مؤاخذہ نہیں ہو سکتا۔

ایک صحابی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مُردے سنتے ہیں۔ یہ حدیث حضرت عائشہؓ کے سامنے بیان کی جاتی ہے۔ تو فرماتی ہیں کہ مُردے سن نہیں سکتے کیونکہ خدا تعالے خود کہتا ہے انك لا تسمع الموتی اب وہ ثقات پر غور کرو۔ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ قرآن کریم کے خلاف فرمایا۔ یا راوی نے حدیث وضع کر لی۔ کیا حضرت عائشہؓ معاذ اللہ صحابی کو سچا نہیں سمجھتی تھیں۔ نہیں اس کا جواب صاحب موصوف خود بیان فرماتی ہیں۔ انکم لتحدثونی عن غیر کاذبین ولا مکذبین ولکن السمع یخطی۔ تم ان لوگوں سے روایت کرتے ہو جو نہ خود جھوٹے ہیں اور نہ جھٹلائے گئے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ کان غلطی کر جاتا ہے۔ بات کے سمجھنے میں خطا ہو جاتی ہے۔

(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ کے سامنے یہ حدیث بیان کی جاتی ہے وہ فرماتے ہیں اگر ایسا ہے تو گرم پانی کے استعمال سے بھی وضو کرنا لازم نہ ہوگا۔ اور یوں اس دلیل کی بنا پر ایک صحابی کی روایت کو ٹھکرا دیتے ہیں۔

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کو ایک رسالہ میں جمع کیا ہے جن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ظاہر کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو روایت میں کچھ نکر غلطیاں ہوئیں۔ غور کا مقام ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ جیسا انسان جو حفظ حدیث پر سب سے بڑھکر حریص تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے مگر ایک جلیل القدر صحابی ایک عقلی دلیل کی بنا پر اُسکو رد کر دیتا ہے

بعض قرائن اور معاملات عقلی کی بنا پر واللہ ما ظن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما قلت قط۔ میں یقین نہیں کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو“ کہنے والے لوگ خود صحابہ میں موجود تھے لم یکذب ابراهیم الا ثلاث والی حدیث صحیح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری میں موجود ہے۔ مگر یہ ناممکن امر ہے کہ کوئی نبی ہو کر جھوٹ بولے۔ اور ابراہیمؑ کی صداقت کی تصدیق تو خود قرآن کریم صدیقاً نبیاً کہہ کر کرتا ہے۔

ایسی ہی حدیثوں کے متعلق بعض محدثین نے اذا انسلت حدیث تاویلها نسبنا الکذب الی رواتها کہا ہے۔ ایک نبی کو جھوٹا سمجھنے کی نسبت ایک راوی کو غلطی خوردہ سمجھ لینا زیادہ آسان ہے۔

قرآن کریم جا بجا کفار کے اصنام کی مذمت کرتا ہے پھر کیسے ممکن ہے کہ تلك الغرانیق العلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلا ہو۔

پس احادیث کی صحت کا دوسرا معیار جو ان واقعات کی بنا پر قرار دیا گیا ہے یہ ہے کہ حدیث میں اقتضائے شریعت کی رُو سے کوئی استبعاد عقلی نہ ہو۔

عجالہ نافعہ مصنفہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی اور الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ مرتبہ نواب صدیق حسن خان صاحب اور موضوعات ملا علی قاری وغیرہ کتب میں اس کی تفصیل امثال اور نظائر کے ساتھ موجود ہے۔

سر دست ہمیں چونکہ ان دو معیار کی رُو سے ہی بحث مطلوب ہوگی اس لئے انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے ٭

(۳)

مسیح موعودؑ کے مکفّر اور مکذّب طائفۂ طاغیہ میں سے وہ لوگ جنہوں نے اہلحدیث کے دلاویز عنوان کو اپنا طراز سرورق بنا رکھا ہے اور کتاب و سنّت کی ترویج اور اشاعت کو سراب آسا نصب العین دکھا رکھا ہے اگر حقیقت حال پر نظر کی جائے تو ان کا مقصد وحید اہل اللہ۔ صوفیائے عظام مجددین کرام اور ائمہ کبار کی مخالفت اور اُن پر طعن و تشنیع کے سوا کچھ نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں میں پاکیزگی اور طہارت کا یکسر فقدان پایا جاتا ہے۔ وہ شخص جو دوسروں کی عیب گیری کو اپنا پیشہ قرار دیتا ہے وہ اپنے اندر پاکیزگی اور طہارت کیسے پیدا کر سکتا ہے۔ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے بیشتر دلائل صداقت میں سے یہ بھی ایک زبردست دلیل ہے کہ اُن کے مخالف دنیا میں بدترین خلائق ہوتے ہیں۔ نہ صرف اُن کی مذہبی حالت ہی فاسقانہ اور فاجرانہ ہوتی ہے بلکہ اُن کی اخلاقی حالت بھی اسفل السافلین تک پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ گویا اُن کی عملی زندگی انبیاء اور اولیاء کی حیات طیبہ کی ہر حالت میں ضد واقع ہوتی ہے۔ پس اولیاء اور انبیاء کی صداقت پر نہ صرف اُنکے اپنے اعمال کریمہ سے زبانِ حال سے شہادت دیتے ہیں بلکہ اُنکے مخالف اور معاند بھی اپنی لسانِ حال سے اُنکی صداقت پر گواہی دیتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ وہ اپنے متعلق تحقیقات کرنے والوں کو اپنی صحبت اور مصاحبت میں رہنے کی تاکید اکید فرمایا کرتے ہیں۔

اس لئے حضرت مسیح موعود بھی اکثر لوگوں کو اپنی صحبت میں رہ کر تحقیق کرنے کی ترغیب و تحریص دلایا کرتے تھے اولیاء کی زندگی کا جس قدر شاندار عکس اہل دل کے قریب سے پڑا کرتا ہے اُسی قدر اُن کے مخالف اور معاند لوگوں کی زندگی کا اثر ظلمانی اور نفرت کے پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ آج بھی اگر کوئی صداقت کا طالب حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کی صداقت کو آزمانے کیلئے اس مقدس وجود کے اشد ترین دشمنوں کے شبانہ روز اعمال کا مطالعہ کرے تو یہی ایک نشان ایک طالب حقیقت کے لئے کافی سے بڑھکر ہے۔

ابھی چند ہی دنوں کا واقعہ ہے کہ اخبار اہلحدیث کا ایک پردہ نشین نامہ نگار جو حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں اپنے فاسد دماغ کی ریزش گرایا کرتا ہے جب اُسکے متعلق تلاش کیگئی تو ایک بادہ پیمائے دائمی مدہوش کے سوا اور کوئی نہ نکلا خود مدیر اہلحدیث مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق جن لوگوں نے سید عنایت علی شاہ کی ضخیم کتاب (جو انہوں نے ایک مقدمہ میں جواب دعوی کی غرض سے والا قلم کی تھی) کا مطالعہ کیا ہے۔ اُن پر یہ حقیقت برہنہ ہو چکی ہے۔ کہ نہ صرف صاحب موصوف کے مخالفوں کی تحریروں کی بنا پر ہی خود مولوی صاحب کے اشتہارات کی مغلظات تک کے خرافات کو نقل کرنا کسی شریف قلم کا کام نہیں خصوصاً اس کتاب کے ”مولوی ثناء اللہ کی عیاشیاں“ کے باب کو ہر ایک شخص اس امر کی بے اختیار شہادت دے اُٹھے گا کہ مولوی صاحب موصوف کی اخلاقی سیاہی اسقدر شوخ ہے کہ اُسکے مقابل پر آبنوس سے بھی شرم آتی ہوگی۔

گذشتہ [illegible] کا واقعہ ہے کہ دہلی کے آریہ سماج میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا اور پنڈت رامچندر دہلوی سے تناسخ کے مسئلہ پر مباحثہ تھا۔ لوگوں کے کثرت ہجوم کے سبب اکثر شور و غوغا بلند ہو جاتا تھا۔ معزز پریذیڈنٹ جلسہ اور دوسرے آریہ دوست لوگوں کو بار بار خاموش رہنے کی تاکید کرتے تھے۔ اسی اثناء میں مولوی صاحب نے کیا مہذب الفاظ میں کہ جن پر اخلاق اور تہذیب کو دل و جان سے قربان ہو جانا چاہیئے۔ اپنے رفقاء کو کہا۔ کہ انتظام کرنا۔ لڑکی والوں کا کام ہوتا ہے۔ تمہارا کام نہیں“

اسی جلسہ میں ایک موقعہ پر مولوی صاحب نے اپنے ایک رفیق کو آہستہ سے کہا۔ کہ ”کیا تم اس (مہاشہ رامچندر) کے باپ یا اسکی ماں کے دوست ہو“ ان فحش اشارات کو پاکر حقیقت شناس لوگوں نے مولوی صاحب کی اخلاقی حالت کا پتہ لگا لیا ٭ (باقی باقی)

النظر

”نجات“ کے نام سے ایک اخبار بلدہ بجنور سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ مضامین نہایت محنت سے تیار کئے جاتے ہیں۔ معاہدات حاضرہ پر آزادی سے بحث کی جاتی ہے۔ خبریں تازہ اور لکھائی چھپائی اور کاغذ بھی اچھا ہے ٭ قیمت سالانہ [illegible]

”اخبار صداقت“ جو ہفتہ وار چوہدری غلام حیدر صاحب کی زیر ادارت شائع ہوتا تھا۔ روزانہ ہو گیا ہے چودہری صاحب موصوف ایک اعلیٰ سٹائل کے کہنہ مشق اخبار نویس ہیں۔ امید ہے کہ وہ اخبار کو زیادہ سے مفید بنانے کی کوشش کریں گے ٭

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں

لما اسری بی الی السماء قربنی ربی تعالے حتی اذا کان بینی و بینه کقاب قوسین او ادنی لا بل ادنی قال یا حبیبی یا محمد قلت لبیك یا رب قال هل غمك ان جعلتك آخر النبیین قلت یا رب لا قال حبیبی هل غم امتك ان جعلتهم آخر الامم قلت لا قال ابلغ امتك عنی السلام (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اثنائے اسریٰ کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی جانب مجھے اپنے قریب کر لیا۔

(۱) شرط نمبر ۱۳۶ صلحنامہ ترکی کے رُو سے ترکی سے اس کا دار الخلافہ عملاً چھینا جاتا ہے۔

(۲) صلح نامہ ترکی حصّہ سوم کی رُو سے ترکی کے حدود مقررہ مندرجہ نقشہ ملحقہ صلح نامہ کے علاوہ تمام ترکی کا یورپین علاقہ بشمول تھریس یونان کو دلایا گیا ہے۔

(۳) اسی حصّہ کی رو سے ترکی سے منوایا گیا ہے کہ سمرنا پر سے جو ایشیائے کوچک کا ایک زرخیز اور مشہور حصّہ ہے اپنے شاہی حقوق یونانی گورنمنٹ کو منتقل کر دے۔

(۴) صلحنامہ کی رو سے بری اور بحری اور مالی شرائط ترکی سلطنت کو ایشیائے کوچک میں بالکل صفر اور برائے نام بنا دیتی ہیں۔

(وعدہ نمبر ۳) لارڈ رابرٹ سیسل نے ۲۹ نومبر ۱۹۱۸ء کو دار العوام کے مباحثہ میں ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ "ہز مجسٹی کی گورنمنٹ اپنی اس پالیسی سے کبھی نہیں ہٹی کہ مسئلہ خلافت کا تصفیہ صرف مسلم رائے عامہ ہی کر سکتی ہے" لیکن اس وعدہ کی پابندی اس طرح کی گئی:-

(۱) سلطان ترکی کو ترکی سے باہر مسلمانوں پر کوئی اقتدار سوائے خلیفہ ہونے کے نہیں ہے۔ لیکن اس اقتدار خلافت کو بھی دفعہ ۱۳۹ صلح نامہ ترکی کی رو سے اس طرح زائل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ترکی بالضابطہ طور پر ان مسلمانوں پر سے جو کسی دوسری سلطنت کی رعایا یا حفاظت میں ہوں ہر قسم کے تمام حقوق سیادت یا اقتدار سے دست برداری دیتا ہے۔ اور براہ راست یا دوسری طرح کسی علاقہ میں جو ترکی سے علیحدہ کر دیا گیا ہے یا جس کی موجودہ حالت کو ترکی نے تسلیم کر لیا ہے۔ کسی ترکی افسر کے ذریعہ کسی قوت کا نفاذ نہ کیا جائیگا ... لیبیا میں بھی جو حقوق و مراعات سلطان کو حسب معاہدہ لاسین ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۲ء حاصل تھیں (جو خلافت کے حق سے زیادہ نہ تھے) ان سے بھی بروئے حصّہ سوم معاہدہ دستبرداری لے لی گئی۔

(وعدہ نمبر ۴) مسٹر بارلٹن نے امریکن افسروں کو مخاطب کر کے ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو کہا تھا کہ "ہم عربوں کو کچھ قول دے چکے ہیں یعنی یہ کہ ایک آزاد عرب ریاست بنائی جانے والی ہے۔ جس پر عرب ہی حکومت کریں گے۔

حلب عربی رقبہ کا بڑا شہر ہے۔ لہٰذا جب تک ہم نے یہ شہر نہ لے لیا۔ ہم نے ترکوں سے جنگ بند کرنے میں جلدی نہ کی۔ ہم نے حلب لے لیا ہے۔ حلب میں دیگر مقامات اور بندرگاہیں بھی ہیں۔ جو عربوں کے لئے حلب ہی کی طرح قبضہ رکھنے کے واسطے ضروری ہیں۔ ان مقامات کو التوائے جنگ کی شرائط میں شامل کر کے لے لینا چاہئے۔ لیکن اس قول کی پابندی اس طرح ہوئی کہ حلب تک فرانس نے قبضہ کر لیا۔ اور شام میں فرانس نے اپنی مینڈیٹ کا مطالبہ کر کے ظاہر کر دیا کہ شام میں کوئی عربی آزاد ریاست قائم نہ ہوگی۔ فرانس نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ کل ملک شام میں فرانسیسی زبان اور فرانسیسی سکّہ کے رواج کو ماننا پڑیگا۔ جب شامیوں نے اس سے انکار کیا تو ان کے ملک پر جبراً قبضہ کر لیا۔ امیر فیصل کو دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال پھینکا گیا۔ عربوں کو جس آزادی دلانے کے قول اور حلب جیسے اہم اور بڑے شہر کو عربوں کے لئے حاصل کرنے کے وعدے کی خاطر ترکوں سے جنگ جاری رکھی گئی اس آزادی اور شہر کو فرانس کے رحم پر چھوڑ کر قول کی پابندی کی گئی۔

(وعدہ نمبر ۵) سر اسٹینلی ماڈ۔ انچارج عراق نے ۱۹ مارچ ۱۹۱۷ء کو اپنے اعلان سے بغدادیوں کو اس طرح اطمینان دلایا تھا "تمہاری تجارتی خوشحالی اور جبر و ظلم سے تمہارا رہنا حفاظت برطانوی گورنمنٹ کے لئے ہمیشہ ایک نہایت دلچسپی کا مسئلہ رہیگا۔ اور تمہیں یہ سمجھنا چاہئے کہ برطانوی گورنمنٹ کی یہ خواہش ہے کہ تم پر غیر ملکی طرز حکومت کو مسلط کرے۔ برطانی گورنمنٹ کو امید ہے کہ تمہارے فلسفیوں اور مصنفوں کی توقعات پوری ہو جائیں گی اور اہل بغداد دوبارہ پھلے پھولیں گے۔ اور اپنی دولت و خوشحالی سے ایسی حکومت کے تحت میں لطف اٹھائیں گے۔ جو مقدس قوانین اور قومی نصب العین کی مطابق ہو گی"۔

اس نہایت اہم اور فلسفیانہ اور غیر مشروط طور پر معاہدے کی تعمیل اس وقت تک جو بے رحم ہوئی۔ اور بغدادی فلاسفیوں اور مصنفوں کی توقعات جس خوبی سے پوری ہوئی ہیں ان کے لئے اس تین سال کی عراق کی تاریخ کافی گواہ ہے۔

مختصر یہ ہے کہ برطانیہ نے مینڈیٹ کا مطالبہ کر کے عراق پر قبضہ کر کے عراق پر قبضہ کر کے عرب کے مقدس قوانین اور قومی نصب العین کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور ان پر غیر ملکی طرز حکومت

اور ہندوستان کی طرح سینکڑوں سویلین یورپینوں کو مسلط کر دیا ہے۔ اور جو عرب اپنے فلسفیوں کی توقعات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں باغی "کہکر گشتنی" گردن زدنی سمجھا جاتا ہے اس تمام مضمون میں واقعات کے سوا ہماری طرف سے کچھ نہیں ہے۔ کارکنان برطانیہ کو یہ وعدے مختلف طریقوں سے بار بار یاد دلائے گئے ہیں اور تمام جد و جہد خلافت کا راز اس میں مضمر ہے۔ (باقی)

وفد خلافت کی آمد

پُرجوش استقبال

بمبئی ۱۶ اکتوبر۔ ہندوستانی وفد خلافت ۱۳ اکتوبر کو بمبئی وارد ہوا۔ اگرچہ مولانا شوکت علی کی تجویز تھی کہ جلوس نہ نکالا جائے پھر بھی شوقِ انبوہ در انبوہ وفد کی زیارت کے لئے آ جمع ہوئے اور اچھا خاصا ایک جلوس بن گیا۔

مہاتما گاندھی کی تقریر: حسب قرار داد سابق اسی شب کو مرکزی خلافت کمیٹی کی سرکردگی میں ایک پبلک جلسہ ہوا۔ مہاتما گاندھی صدر جلسہ تھے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مہاتما جی نے علی برادران کی توصیف کی جنہوں نے ملک و قوم کی خاطر اپنے کو وقف کر رکھا ہے۔ اور ان کی نسبت اپنی انتہا درجہ کی محبت کا اظہار کیا۔ ازاں بعد انہوں نے مولانا محمد علی سے درخواست کی کہ وہ حاضرین سے خطاب کریں۔

مولانا محمد علی کی تقریر: مولانا محمد علی کھڑے ہوئے [illegible] انہوں نے اللہ اکبر کے نعروں میں حاضرین سے خطاب کیا۔ اور اُردو زبان میں ایک دلنشین تقریر کی جس کے دوران میں انہوں نے کہا کہ جو کام وفد کے سپرد کیا گیا تھا۔ وہ پورا ہو گیا ہے۔ ہم نے تصفیہ ترکی کے متعلق ہندوستان متحدہ کا پیغام برطانی اور اتحادی طاقتوں کی خدمت میں بحد امکان نہایت صاف و واضح پیرایہ میں پہنچا دیا ہے۔ اگرچہ پیرس کانفرنس صلح کے فیصلہ کے بعد وفد مذکور کے اختیار میں نہیں تھا۔ تاہم جس مقصد کے لئے وہ بھیجے گئے تھے۔ انگلستان نے نہایت دیانتداری اور کامیابی سے سر انجام دیا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ عرضداشتیں بذریعہ تحریر بھی کی جا سکتی تھیں۔ لیکن وہ یورپ کی پبلک تک نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوا۔ کہ انگریزی اخبارات غیر جنبداری سے بہت بعید ہیں۔ باوجود اس امر کے کہ وہ اپنے گھر کے حالات کے متعلق طویل مضامین لکھتے ہیں۔ تاہم وہ ہندوستان کے متعلق کچھ نہیں لکھتے۔ اور اگر کچھ لکھتے بھی ہیں تو یہ سب ان کے اپنے ہی فائدہ کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے انگلستان کی پبلک خلافت کے متعلق ہندوستانی خیالات سے محض تاریکی میں ہے۔

مجھے یہ دیکھ کر سخت افسوس ہوا کہ خلافت کے متعلق مسلمانوں کے ساتھ جو زیادتی کی گئی ہے اس کے ذمہ دار مسٹر لائڈ جارج ہی ہیں۔ فرانس اور اٹلی پر ہندوستان کے مسلمانوں کو کوئی دعوے نہ تھا۔ ترکی کی طرف مائل ہیں لیکن وہ اتنے کمزور ہیں کہ مسٹر لائڈ جارج کی خواہشات کا مقابلہ نہیں کر سکتے مولانا نے فرمایا کہ میں نے کسی قسم کی دھمکی دینے سے احتیاط کے ساتھ اجتناب کیا۔ کیونکہ وفد صلح اور مصالحت کے مشن پر گیا تھا۔ ہندوستان انگلستان کو دھمکی دینا نہیں چاہتا بلکہ صرف متنبہ کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ اس غلطی کی تلافی کرے جو مسئلہ خلافت کے متعلق لاکھوں مسلمانوں کے خلاف کی گئی۔

ہندوستان انگلستان کی نسبت اپنے اندرونی امن کے لئے زیادہ متفکر و متردد ہے۔ اگر ہندوستان کوئی فساد ہوا تو اس کا خمیازہ وہی بھگتیگا نہ کہ مسٹر لائڈ جارج یا کوئی اور برٹش مدبر۔ لئے کہا کہ موجودہ حالت کا بنظر غور ملاحظہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام کی آزادی کے لئے ہندوستان کی آزادی قطعی ضروری ہے ہندوستانی مسلمانوں کی خدمت میں میری عرض ہے کہ اگر وہ اسلام کی آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اپنے ہندو بھائیوں سے مل جانا چاہئے ہندوؤں سے کہا کہ اگر وہ آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اپنے ہمسایہ مسلمانوں سے ملکر کام کرنا چاہئے۔

ترک موالات کی نسبت آپ نے کہا۔ کہ موجودہ حالات میں تمام ہندوستان گورنمنٹ کے ساتھ موالات بھی کرلے۔ تو پھر بھی میں گورنمنٹ کے ساتھ موالات نہ کروں گا۔

مولانا سید سلیمان کی تقریر: مولانا سید سلیمان ندوی نے کہا کہ اسلام کی آزادی ہندوستان کی آزادی کے بغیر ناممکن ہے۔ اس لئے ہمیں سب سے پہلے یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہندوستان کو غلامی سے نجات دلائیں۔ یورپ کی پبلک ہندوستانیوں کے متعلق بہت بری رائے قائم کئے ہوئے ہے جو صرف تیس لاکھ نفوس کا طوق ہی اپنی گردنوں میں ڈالے ہوئے ہیں۔ اور ان کا خیال ہے کہ بطور ایک خوددار قوم کے انہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں آخر میں آپ نے ہندوستان کی آزادی پر بہت زور دیا۔ کہ یہی ایک چارہ کار ہے۔

مولانا ابو القاسم کی تقریر: مولانا ابو القاسم نے کہا کہ میں شہزادہ بلجیم کی تصویر کے پاؤں تلے ان الفاظ کے ساتھ معاہدہ جرمنی پڑا ہوا دیکھا ہے۔ "پرزہ کاغذ" اگر دوسرے مدبر اس قسم کی تصویریں بنانی شروع کریں۔ خدا جانے کتنے وعدے کاغذ کے ردی ٹکڑے ثابت ہوں جو ان کے ساتھ کئے گئے۔ آپ نے کہا۔ کہ میں نے نپولین کی قبر دیکھی ہے جس پر یہ کندہ ہے کہ فرانسیسیوں پر اس وقت تک آپ و دانہ حرام ہے جب تک ایک بھی جرمن سپاہی فرانس میں نظر پڑے۔ اب ہم کو بھی یہی کرنا ہے۔ کہ اس وقت تک کھانا نا کھائیں نہ آرام لیں۔ جب تک جزیرۃ العرب اور مقامات مقدسہ غیر مسلموں کے قبضہ سے آزاد نہ کرا لیں۔

لاہور میں عدم تعاون کا جلسہ

ڈاکٹر کچلو کی تقریر

۸ر اکتوبر ۱۹۲۰ء کو شام کے وقت ہندوں مسلمانوں اور سکھوں کا ایک عظیم الشان جلسہ دہلی دروازہ کے باہر منعقد ہوا۔ سردار اتمل سنگھ بی۔اے۔ ایڈیٹر اکالی صدر جلسہ قرار دیئے گئے۔ ڈاکٹر کچلو کی تقریر کا حسب ذیل اقتباس قابل ذکر ہے:-

بدقسمتی سے کانگریس کمیٹی میں عدم تعاون کے متعلق اختلاف ہے اب ہمارا طریق کار یہی ہونا چاہئے کہ لاہور میں عدم تعاون کی ایک کمیٹی قائم ہو جائے۔ لالہ لاجپت رائے کے مکان پر ایک خاص جلسہ ہوا۔ جس میں عدم تعاون کی کمیٹی کے صدر لالہ لاجپت رائے۔ سکرٹری سردار سردول سنگھ اور میں۔ اور خزانچی لالہ دونی چند مقرر ہوئے۔ آغا محمد صفدر اور ڈاکٹر محمد عالم بھی سب کچھ چھوڑ کر کام کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ دھاروال کے جلسہ میں جو بات میں نے دیکھی وہ نہ ہندوؤں میں پائی جاتی ہے اور نہ مسلمانوں میں۔ سکھوں کی قوم بڑے بڑے کام کرے گی بشرطیکہ تیسری جماعت نے انہیں دھوکا نہ دیا۔ مسلمان دھوکا کھا چکے ہیں انہوں نے ایمان کھویا اور خان بہادریاں حاصل کیں۔ وہ نہ گھر کے رہے اور نہ گھاٹ کے۔ ۷ کروڑ مسلمان مکہ، مدینہ، فلسطین، بغداد کی حفاظت کے لئے کافی تھے۔ مگر تھانہ داری تحصیلداری اور سرکاری غلامی نے انہیں کہیں کا نہ رکھا۔ سکھ بھائیو تم بہادر ہو۔ ہندو اور مسلمان دونوں تمہارے ساتھ ہیں۔ اس وقت آپ کے پاس دس بارہ کام کرنے والے موجود ہیں مکان کی تلاش کی جا رہی ہے جس میں سوراجیہ آشرم قائم کیا جائیگا۔ جس کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ چند ہزار کی نہیں بلکہ چند لاکھ کی ضرورت ہے۔ اگر آپ نے اپنے دھرم اپنے ملک اور اپنے مذہب کے لئے چند لاکھ کی رقم نہ دی تو پھر ہمیں یہ الزام مت دینا کہ ہم نے کام نہ کیا۔ میری بیوی اور آغا محمد صفدر۔ ڈاکٹر محمد عالم اور سردار صاحب کی بیویاں آپ کی بیوں اور بہنوں کی سیوا کرنے کے لئے تیار رہیں وہ سودیشی کا پرچار کریں گی۔ اور بچوں کو اپنے ملک پر قربان ہونے کی تعلیم دیں گی۔ تاکہ ہمارے بچے بھی اسی طرح دُنیا میں اکڑ کر چلیں جس طرح کوئی امریکن یا انگریز اکڑ کر چلتا ہے یہ پکے امتحان کا وقت ہے اگر ڈرو تو اپنے پرمیشر سے یا اپنے ملک سے۔

میں پوچھتا ہوں کہ جو لوگ کونسلوں میں گئے ہیں انہوں نے کیا کام کیا ہے کیا تم اُن لوگوں سے ملکر کام کر سکتے ہو جن کا دامن جلیانوالہ باغ میں تمہارے بچوں کے خون سے آلودہ ہے۔ مارشل لا میں تمہارے بچوں کو دھوپ میں کھڑا رکھا گیا۔ میں لوگوں کو اپنے ملک کا دشمن سمجھتا ہوں جب ہمارے دیش کا فلیگ (جھنڈا) بلند ہونا چاہئے۔ اس کے بعد برٹش فلیگ ہے۔ یہ خیال دل سے نکال دو کہ ہندوستان

بڑی بڑی کامیابیاں دیکھیں بلکہ کوئی صدی نہیں معلوم ہوتی جس میں ایک نہ ایک جگہ مدعی نبوۃ نظر نہ آتا ہو۔ چنانچہ کرشن۔ رامچندر۔ بودھ اور کنفوشس۔ زرتشت۔ موسٰی اور عیسٰے تو ایسے ہیں کہ جن کے پیرو ابتک دُنیا میں موجود ہیں۔ اور بڑے زور سے اپنا کام کر رہے ہیں۔ اور ہر ایک اپنی ہی سچائی کا دعویٰ پیش کرتا ہے۔ مگر آنحضرت کے دعوٰی کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے ہیں کہ کسی نے آجتک نبوت کا دعوٰے کر کے کامیابی حاصل نہیں کی۔ آخر آپ سے پہلے بھی تو لوگ نبوّت کا دعوٰے کرتے تھے۔ اور اُن میں سے بہت سے کامیاب ہوئے۔ (جنکو ہم تو سچا ہی سمجھتے ہیں)۔ مگر آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہوگیا۔ اب کیوں کوئی کامیاب نہیں ہوتا۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی پیشگوئی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اب ہم مخالفین اسلام سے پوچھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کیا نشان ہو سکتا ہے کہ آپ کے دعوٰے کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوّت نہ ہوا ہو۔ کامیاب نہیں ہوا۔ پس اس کی طرف اشارہ تھا کہ کان اللہ بکل شئی علیم۔ یعنی ہم نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعوٰی نہ کرے گا۔ کہ ہم اُسکو ہلاک کر دیں۔ چنانچہ یہ ایک تاریخی پیشگوئی ہے کہ اس کا رد کسی سے ممکن نہیں اگر ہے تو ہمارے سامنے پیش کرو۔ مگر اس طرح نہیں کہ کسی نے دعوٰے کیا ہو۔ اور لاکھ اور دو لاکھ اُس کے پیرو ہو گئے ہوں۔ بلکہ ایسا آدمی کہ جس نے آنحضرتؐ یا آپ سے پہلے نبیوں کی طرح کامیابی حاصل کی ہو مگر کوئی نہیں جو ایسی نظیریں پیش کر سکے!! (باقی دارد)

متفرق خبریں

علی گڑھ یونیورسٹی: علیگڈھ – ۱۳ اکتوبر۔ مدرسۃ العلوم کے ٹرسٹیوں نے ذیل کی عرضداشت کالج کے سکریٹری صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے کہا ہے۔ اور یہ خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ ۲۹ اکتوبر سے قبل آنریری سکریٹری صاحب اسے باقاعدہ طور پر ٹرسٹیوں کے اجلاس میں پیش کر دیں۔ عرضداشت پر ذیل کے حضرات کے دستخط ثبت ہیں۔ حکیم محمد اجمل خان صاحب۔ ڈاکٹر انصاری۔ معظم علی۔ ظہور احمد۔ شوکت علی۔ محمد علی۔ محمد اسمٰعیل خان۔ محمد موسٰی خان اور امیر مصطفٰے صاحب۔ عرضداشت جو آنریری سکریٹری صاحب کو بھیجی گئی ہے۔ حسب ذیل ہے:-

جناب من۔

چونکہ سلطنت برطانیہ کا رویّہ اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ اور سلطنت آل عثمان کے ساتھ جو صلح کا عہد نامہ کیا گیا ہے اس سے صرف اس کی تباہی مقصود ہے۔ اور ساتھ ہی اس وقت تک جزیرۃ العرب پر حکومت برطانیہ کا پورا تسلط ہے۔ اس لئے عدم تعاون کمیٹی اور آل انڈیا خلافت کانفرنس نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تمام تعلیم گاہیں جن کو کہ حکومت کی طرف سے امداد ملتی ہے یک قلم بند کر دی جائے۔ اور ساتھ ہی اسے بائیکاٹ کر دیا جائے۔

بمبئی کرانیکل اور مسٹر مارماڈیوک پکتھال:- بمبئی ۱۳ اکتوبر۔ مسٹر اسٹیمن چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں مسٹر مارماڈیوک پکتھال نے جو بمبئی کرانیکل کے نئے اڈیٹر ہیں۔ مسٹر عبداللہ بریلوی کی جگہ بمبئی کرانیکل کا پرنٹر اور پبلشر بننے کی درخواست دی۔ عدالت نے حکم دیا کہ ما ہزار روپیہ رقم ضمانت مدخلہ مسٹر بریلوی داخل کنندہ کو واپس کر دی جائے۔ مگر مسٹر پکتھال کی درخواست پر عدالت نے ہنوز کوئی حکم نہیں سنایا۔ مسٹر عبداللہ بریلوی بمبئی کرانیکل کے جائنٹ اڈیٹر رہیں گے۔

بولشویک اور ترک افغانی سرحدمیں۔ کلکتہ ۱۳ اکتوبر اخبار انگلش مین کا سرحدی نامہ نگار رقم طراز ہے کہ حکومت برطانیہ کے متعلق امیر افغانستان کی حکمت عملی میں بہت ہی تغیر پیدا ہو گیا ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وزیر صیغہ خارجہ سردار اعلٰے محمود بیگ طرزی اور خود امیر صاحب افغانستان ملک میں اشتعال انگیز لٹریچر پھیلا رہے ہیں۔ افغانی وفد جو شہر دکنگ

ہو رہا تھا۔ واپس بلا لیا گیا۔ سردار عبد الہادی خان وزیر امور سرحد بولشویکوں کے لیڈر سوریٹز کی جماعت سے مل گئے ہیں اور ایک جماعت براہ چمن سبد ہوتی ہوئی تاشقند اور مرکو روانہ ہوئی ہے۔ جہاں جمال پاشا ترکوں اور بولشویکوں کی فیصل فوجوں کو لئے پڑے ہیں۔ امیر صاحب افغانستان نے بولشویکوں کی آمد کے لئے ہر ایک قسم کی آسانیاں بہم پہنچائی ہیں اور بولشویک چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں افغانستان پہنچ رہے ہیں۔

میونسپل بورڈ اور سرکاری امداد سے انکار۔ بمبئی ۱۳ اکتوبر بمبئی کرانیکل کا نامہ نگار مقیم احمد آباد رقم طراز ہے کہ ۳ ماہ حال کو نڈیاد کا رد نیشن ہائی سکول نے سرکاری امداد لینے سے انکار کر دیا ہے۔ نڈیاد میونسپل بورڈ نے بیس ہزار روپے کی سرکاری امداد چھوڑ دی ہے تاکہ میونسپل سکول حکومت کے ضبط اقتدار سے آزاد ہو سکیں۔

پروپرائٹری ہائی سکول احمد آباد ۱۵ نومبر سے تحریک عدم تعاون پر عمل پیرا ہوگا۔ اس سکول میں ایک ہزار پانسو تیس طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔

ہندوستان سے برآمد اجناس۔ بمبئی ۱۱ اکتوبر۔ اتوار کی شام کو بمبئی کے عمال کا ایک عظیم جلسہ منعقد ہوا جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ ہندوستان سے برآمد اجناس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی جائے۔ کیونکہ یہاں پہلے ہی قحط اور سخت گرانی ہے۔ چونکہ شروع جلسہ میں مسٹر بپٹسٹا موجود نہ تھے۔ اس لئے جلسہ کی تقریری مسٹر جنوالا نے کردی۔ بعد میں مسٹر بپٹسٹا کرسی صدارت پر متمکن ہو گئے۔

مسٹر جنوالا نے اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ صنعتی بے چینی کا اہم سبب اجناس کی بیحد گرانی ہے جو ہندوستان اور برما سے برآمد غلہ اور بار برداری کے محصول کے اضافہ کی وجہ سے عمل میں آئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اہل ہند اس غلہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ جو ملک میں پیدا ہوتا ہے۔ اور انگلستان برابر مستفید ہو سکتا ہے۔ پٹرول کوئلہ اور غلہ پر گورنمنٹ کی نگرانی بے معنی ہے حکومت منافع تیزہ کا کوئی سد باب نہیں کرتی۔ اب صاف گوئی کا وقت آگیا ہے۔ پہلے حکومت کو واضح کر دینا چاہئے۔ کہ اگر اس نے اجناس کی برآمد بند نہ کی اور اندرون ملک میں بار برداری کا محصول نہ گھٹایا یا اپنی نگرانی منسوخ نہ کی۔ تو جس طرح سے انگلستان میں جہازوں کی گودیوں کے مزدوروں نے آئرلینڈ کی طرف جانیوالے سامان حرب کو ہاتھ نہیں لگایا اسی طرح ہندوستان کے جہازوں کی گودیوں کے مزدور بھی جہازوں میں غلہ کی بوریاں لادنے سے انکار کر دیں گے۔

اس کے بعد یہ ریزولیوشن منظور ہوا۔ کہ بمبئی کے عمال کی طرف سے حکام کو واضح کر دیا جائے کہ اجناس خصوصاً چاول اور گندم کی برآمد روک دی جائے۔ کیونکہ امسال بارش بہت کم ہوئی ہے اور ہندوستانی تاجروں کو بذریعہ ریل یا سمندر باربرداری کی سہولتیں مہیا کی جائیں۔ اس بارے میں تاجروں کو مناسب ہدایات صادر کر دی جائیں۔

دوسرا ریزولیوشن یہ تھا۔ کہ حکام ہر وقت ایک سال کی خوراک کا ذخیرہ رکھنے کا انتظام کریں جس سے ملک کی فوری ضروریات پوری ہو سکیں۔

تیسرا ریزولیوشن یہ تھا کہ ہندوستان کے جہازی گودیوں کے عمال سے درخواست کی جائے کہ وہ برطانی گودیوں کے اُن عمال کی تقلید کریں۔ جنہوں نے سامان حرب کو ہاتھ لگانے سے انکار کیا تھا اور جو اجناس ہندوستان سے باہر جانیوالی ہوں اُنہیں جہازوں پر بار نہ کریں۔

چوتھے ریزولیوشن میں آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگریس کے اولین اجلاس کے مقاصد کے ساتھ پوری پوری ہمدردی کا اظہار کیا گیا جو ۳۱ اکتوبر کو بمبئی میں منعقد ہوگا۔

پانچویں ریزولیوشن میں ڈیلی ہیرلڈ کے داخلہ کی بندش ہٹانے کا مطالبہ کیا گیا اور سرمایہ کی فراہمی کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی۔

اخیر میں مسٹر بپٹسٹا نے یہ بات عمال کے ذہن نشین کی کہ عمال اگر چاہیں تو ہندوستان سے برآمد غلہ کو روک سکتے ہیں اور توقع ہے کہ جہازوں کے مزدور اس موقع پر اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہ کریں گے۔

لکھنؤ میں ہڑتال۔ لکھنؤ – ۱۲ اکتوبر۔ مولوی اسحاق علی عرف ظفر الملک اڈیٹر الناظر کا مقدمہ آج ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں پیش ہوا۔ اس لئے تمام شہر میں ہڑتال تھی۔

سر پرسی کاکس بغداد میں۔ بغداد – ۱۱ اکتوبر آج سہ پہر کو سر پرسی کاکس یہاں پہنچ گئے۔ اسٹیشن پر اعزازی گارد ملامی

اور غیر مقامی حکام اعلٰے عمائد و اکابر اور پیشوایان دین موجود تھے۔ بازاروں میں لوگوں کا ہجوم تھا۔ ایک خطاب پیش کیا گیا۔ اور سر پرسی کاکس کا خیر مقدم ان الفاظ میں کیا گیا کہ آپ موجودہ مشکلات سے بچانے اور جمہور کی امنگوں کو پورا کرنے کیلئے بہترین شخص ہیں۔ آپ پر ہر کہ ومہ کو اعتماد ہے اس میں شک نہیں کہ تمام ملک آپ کے انتظار میں مضطرب تھا۔ لوگوں کو آپ سے بہت کچھ عقیدت ہے۔

حکومت برطانیہ اور عراق۔ بغداد – ۱۳ اکتوبر۔ عمائد و اکابر نے سر پرسی کاکس کی تشریف آوری پر ایک خطاب پیش کیا تھا۔ جس کے جواب میں آپ نے عربی میں فرمایا۔ کہ حکومت برطانیہ نے مجھکو اس لئے بھیجا ہے کہ میں عراق کے عمائد و اکابر سے سمجھوتہ کروں۔ اور ان کی مدد سے مشترکہ مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ تاکہ برطانی حکومت کی رہنمائی سے ایک خود مختار عرب حکومت قائم ہو سکے۔ میں اسی غرض کے لئے عراق عرب آیا ہوں۔ لیکن اگر اسی طرح فسادات کا سلسلہ جاری رہا۔ تو اس مقصد میں کامیابی قدرتی طور پر ناممکن ہو جائیگی۔ میں ہر وقت تیار ہوں۔ کہ اس مدعا کی تکمیل کے لئے کوشش کروں مگر اب ایسے موقعہ کا بہم پہنچانا آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔

کالمنزک کا حملہ۔ لنڈن ۱۲ اکتوبر۔ کالمنزک کی سرکاری رپورٹ مظہر ہے کہ حملہ آوروں نے جن کی تعداد ڈیڑھ سو تھی کلدار توپیں۔ بندوقیں اور بم استعمال کئے۔ اُنہوں نے ایک سپاہی کو ہلاک اور ۶ کو مجروح کیا۔

مسٹر شنکر رام گنیش سمارک بمبئی۔ مسٹر عبدالقادر معین العرب بمبئی۔ مسٹر بلکنڈ کار بلگام نے اپنے عہدہ آنریری مجسٹریٹی سے استعفا دیدیا ہے۔ بس دیسائی اور مسٹر پٹیل نے ہائی سکولوں میں تعلیم پانی چھوڑ دی ہے

سیرا کا اخبار اودریا اعلان کرتا ہے۔ کہ وہاں ایک پنچایتی عدالت قائم ہو گئی ہے۔ جس میں ممتاز وکلاء بطور جج کام کرینگے پنڈت بشن دت شکل سپوہار اور سیٹھ جو سالجی دارو جی۔ سی۔ پی۔ نے رائے بہادر کے خطاب واپس کر دیئے ہیں۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت منصف صاحب اٹک۔ کامل پور۔

بمقدمہ رام دلد دو نجند بنام رحیم شاہ ولد نادر شاہ کھتری سکنہ پنڈی گھیپ – مدعی | ذات سید پیشہ زمینداری ساکن بھورا مار تحصیل پنڈی گھیپ

مدعا علیہ

دعوے دلا پانے مبلغ معہ ۳۰۰

اشتہار رحیم شاہ ولد نادر شاہ ذات سید پیشہ زمینداری ساکن بھورا مار تحصیل پنڈی گھیپ درخواست معہ بیان حلفی مدعی و رپورٹ سمن سے پایا جاتا ہے کہ تعمیل سمن سے رحیم شاہ مدعا علیہ گریز کر رہا ہے۔ اس لئے تمہارے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء کو حاضر عدالت ہوکر جوابدہی نالش کی کرو۔ ورنہ تمہارے برخلاف یک طرفہ کارروائی کی جاویگی۔

دستخط انگریزی منصف صاحب۔ مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب منصف صاحب اٹک کامل پور۔

بمقدمہ بھگوانداس ولد گنیش داس سکنہ فتح جنگ

بنام

دوست محمد ولد غلام محمد کھٹڑ ساکن اجوالہ تحصیل فتح جنگ

دعوے دلا پانے 502/4/.

اشتہار بنام دوست محمد ولد غلام محمد کھٹڑ ساکن اجوالہ تحصیل فتح جنگ درخواست معہ بیان حلفی مدعی و رپورٹ سمن سے پایا جاتا ہے کہ تعمیل سمن سے دوست محمد مدعا علیہ گریز کرتا ہے۔ اس لئے تمہارے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو حاضر عدالت ہوکر جوابدہی نالش کی کرو۔ ورنہ تمہارے نام کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج بتاریخ یکم اکتوبر بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے اشتہار جاری کیا گیا۔

دستخط انگریزی — مہر عدالت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ چہارشنبہ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء نمبر ۳۲

علم حدیث اور اہلحدیث

(۴)

اللہ تعالیٰ کے مرسلین اور ماموروں کے متعلق انسان کی ایک عالمگیر غلطی یہ رہی ہے کہ وہ اُن مقدس ہستیوں کی جنبش لب اور اشارۂ ابرو سے بڑے بڑے حادثات اور وسیع الاثر مظاہروں کا منتظر رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ رسول تمام دُنیا جہان کی آنکھوں کے سامنے آسمان پر چڑھ جائے اور اُن کی خاطر خداوند عالم کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کے ساتھ واپس آئے۔ اُس کے سر پر فرشتوں کے جھنڈ اپنے پر پھیلائے ہوئے ہوں اور اُس کے سامنے ہوا میں معلق ایک عظیم الشان جنت ہو۔ پرندے اسکے ساتھ تکلم آشنا ہوں۔ زمین اُسکی خاطر لپیٹ دی جائے اور آسمان اسکے لئے کھول دیا جائے پہاڑ اپنے جمود کو چھوڑ کر پرواز کریں۔ خدا کا رسول تمام دُنیا کی زبردست سے زبردست فوجوں کو تن تنہا دُنیا سے نابود کردے غرض اسکی زندگی کا ہر ایک فعل اس عالم انسانی کے عادات اور اطوار سے مغایرت کلی رکھتا ہو۔

یہ تمام کے تمام عجیب و غریب اور خرق عادت نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھوں تو سمجھوں کہ فی الحقیقت یہ شخص خدا کا رسول اور مامور ہے۔ حالانکہ اگر اسکی دیدۂ بصیرت محجوب نہ ہوتی۔ تو وہ دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے رسول کی خاطر بڑی بڑی خوفناک تیاریاں دکھلانا کچھ ضروری امر نہیں اگر وہ سمجھنا چاہے تو جو کچھ ایک رسول کے واقعات حیات میں معمولاً ہو رہا ہے اُس کے اندر بہتر سے بہتر نشان اور اعلیٰ سے اعلیٰ صداقت کی پکار رکھدی گئی ہے۔ وانّ فی ذالک لذکریٰ لمن کان لہٗ قلب او القی السّمع وھو شہید

پھر اگر ان انبیاء کے اشد ترین مخالف خود اپنی زندگی کے اعمال کبرائے کا دیدۂ بصیرت سے مطالعہ کریں تو اللہ تعالیٰ نے خود اُن کے اندر وفی انفسکم افلا تبصرون کی شان پیدا کر رکھی ہے۔ اگر صلحاء کی مخالفت کوئی نیک کام ہے۔ تو پھر یہ نیکی دوسری نیکیوں کے پیدا کرنے کا موجب ہو کر اُن کے اندر کیوں طہارت اور پاکیزگی کو پیدا نہیں کر دیتی۔ مولوی ثناء اللہ خدا کے لئے اپنی اسوقت تک کی زندگی پر ناقدانہ نگاہ دوڑا کر دیکھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں ید طولےٰ حاصل کرنے کے سوا اُس نے کسی اور شعبۂ اخلاق میں بھی کوئی امتیاز حاصل کیا ہے؟ یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے۔ ظالموں اور بدکاروں کی مخالفت سے انسان کے اندر نور معرفت اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے پر نیکوں کی مخالفت سے انسان تقوےٰ اور طہارت کو قطعاً اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا جائے عبرت اور بصیرت ہے کہ وہ شخص جو حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں رأس رئیس ہے اُسکی تہذیب اور اخلاق پر کہ جس کا ذکر اس مضمون کے نمبر ۳ میں کیا گیا۔ ایک عامی سے عامی شخص بھی اظہار نفرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وان فی ذالک لذکریٰ لمن کان لہٗ قلب او القی السّمع وھو شہید

(۵)

اہل حدیث کے گذشتہ دو نمبروں میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ کے انگریزی ترجمۃ القرآن کی بعض آیات کے تفسیری نوٹوں پر اپنے زعم باطل میں احادیث کی بناء پر کچھ اعتراض شائع کئے گئے ہیں اس سے پیشتر کہ ان احادیث اور اعتراضات پر نظر کی جائے ناظرین کی تفنن طبع کے لئے خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر کے بعض عجائبات پیش کئے جاتے ہیں۔ مولوی صاحب خیر سے ایک نہیں۔ دو تفسیروں کے مفسر ہیں۔ ان تفسیروں کی قدر و قیمت خود اہل حدیث کے مقتدر علماء نے "اربعین" نامی رسالہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بتلادی ہے چنانچہ اس رسالہ کا پورا نام ہی اس پر شاہد عادل ہے الاربعین فی ان ثناء اللہ لیس علی مذھب المحدثین بل ھو من المحدثین فی الدین الجھمیۃ والمعتزلۃ والقدریۃ المحرفین۔

اس میں علمائے اہل حدیث نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو جہمی۔ معتزلی اور قدری المذہب اور دین میں تحریف کرنیوالا اور بدعات کے پھیلانے والا لکھا ہے۔ مولوی فاضل صاحب اپنی ندرت نواز اور جدت طراز تفسیر میں واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "اور جب ہم نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سلام کرو" اسی کی تفسیر میں "بڑے ادب سے سلام کرو" لکھا ہے۔ اور حاشیہ میں اسکو "جیسے کسی سردار یا نواب کو ماتحت ایک خاص وقت میں حاضر ہو کر سلام کیا کرتے ہیں" لکھا ہے۔

مولوی صاحب کی جدت طبع کی داد دینی پڑتی ہے کہ انہوں نے سجدہ کے معنے معمولی راجہ۔ نوابوں کا سا یعنی سلام مُجرا لے لیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے دل میں یہ نقشہ جما ہوا ہے کہ ایک طرف خداوند عالم کرسی پر متمکن ہوں گے اور دوسری طرف فرشتوں کے پرے بایں درازئی قد و قامت صف بستہ ہوں گے اور ایک جانب حضرت آدم تشریف فرما ہوں گے۔ فرشتوں کو حکم ہوا ہو گا کہ حضرت آدم کو سلیوٹ (salute) کرو۔ سب ہاتھ سر کی طرف بڑھا کر یا سر کو نیچے جھکا کر مُجرا اور کورنش بجا لائے ہوں گے۔ مولویانہ فقاہت کی کیا نادر مثال ہے۔ قرآن کریم نے اس کے آگے بنی اسرائیل کو ادخلوا الباب سجدا کا حکم دیا ہے۔ مولوی صاحب نے اس کے ترجمہ میں بھی گول مول کر کے عاجزی سے جھکتے ہوئے رقم فرمایا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ فاضل صاحب یہاں سے بھی کورنش اور مجرا کی طرح دروازوں کو سلام کرنے کی سنہری رسم نکال بیٹھتے۔ اگر سجدہ سے مراد یہاں سلام اور کورنش ہوتی۔ تو خود خداوند عالم سجدوا یا سلموا فرماتے۔ یا کم از کم حدیث میں ہی یہ معنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتے۔ حالانکہ حدیث میں صاف وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو فرمایا۔ الحمد اسجد لک ملائکتی یہاں بھی لفظ سجدہ ہی وارد ہے پھر کسی معتبر لغت میں سجدہ کے معنے سلام اور مجرا نہیں لکھے۔

(۶)

مولوی صاحب اپنی عربی تفسیر میں وظللنا علیکم الغمام کی ایضاح میں فرماتے ہیں ای ارسلنا علیکم السماء مدرارا لان بنی اسرائیل اقاموا فی التیہ اربعین سنۃ فکیف یکون المراد الظل المعروف۔ یعنی بادلوں کے سایہ سے مراد برستے ہوئے بادل تھے۔ چونکہ بنی اسرائیل تیہ کی وادی میں چالیس برس ٹھیرے تھے۔ پس ظل غمام سے مراد مطلق بادلوں کا سایہ کیسے ہو سکتا ہے اس مولویانہ فاضلانہ نکتہ نوازی پر جی قربان ہونے کو چاہتا ہے۔ وادی تیہ میں چالیس سال بادلوں کا سایہ تو محال اور چالیس سال بارش برستے رہنا عین عقل کے مطابق ہے کوئی اس عقل کے پیچھے لٹھ لئے پھرنے والوں سے پوچھے کہ چالیس سال متواتر بارش ان کے حق میں رحمت ہوئی ہوگی یا زحمت۔ مولوی صاحب کی اس نکتہ نوازی سے مندرجہ ذیل حقائق کا انکشاف ہوتا ہے

(الف) چالیس سال بادلوں کا سایہ رہنا خلاف عقل۔

(ب) چالیس سال تک بادلوں کا برستے رہنا عین عقل کے مطابق ہے۔

نتیجہ:۔ موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بغیر بادلوں کے مینہہ برستا تھا۔ مولوی صاحب کا یہ استدلال اسی نوعیت کا

لوگوں کی قساوت قلبی

میں دیکھتا ہوں کہ باوجود مصائب پر مصائب آنے کے اور ہر طرف خطرہ ہی خطرہ دکھائی دینے کے لوگ ابھی تک سنگدلی اور عجب و نخوت سے کام لے رہے ہیں۔ نادان کب تک اس بے فکری میں بسر کریں گے۔ تا وقتیکہ لوگ ضد نہیں چھوڑتے اپنی بُری کرتوتوں سے باز نہیں آتے اور خدا تعالیٰ سے مصالحت نہیں کرتے یہ بلائیں اور مصیبتیں مفقود نہیں ہونے کی۔ میں نے دیکھا ہے اور خوب غور کیا ہے کہ قحط کے دنوں میں لوگوں نے ذرا بھی قحط کی مصیبت کو محسوس نہیں کیا۔ شراب خانے اُسی طرح آباد تھے اور بدکاریوں اور بدمعاشیوں کے بازار گرم تھے۔ ابتدا میں جب کبھی کوئی برائے نام فتویٰ مکہ مدینہ کے نام سے آجایا کرتا تھا۔ تو لوگ ڈر جایا کرتے تھے۔ اور مسجدیں آباد ہو جاتی تھیں۔ مگر اسوقت شوخی اور بے باکی حد سے بڑھ چلی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی فضل کرے۔

مبارک ہیں وہ جو آخر بین ہیں! عقلمند وہ ہے جو عذاب آنے سے پیشتر اس کی فکر کرتا ہے اور دوراندیش وہ ہے جو مصیبت سے پہلے اس سے بچنے کی فکر کرے۔

انسان کو یہی لازم ہے کہ آخرت پر نظر رکھکر بُرے کاموں سے توبہ کرے۔ کیونکہ حقیقی خوشی اور سچی راحت اسی میں ہے یہ ایک یقینی امر ہے کہ کوئی بدکاری اور گناہ کا کام ایک لحظہ کے لئے بھی سچی خوشی نہیں دے سکتا۔ بدکار بدمعاش کو تو ہر دم اظہار راز کا خطرہ لگا رہتا ہے۔ پھر وہ اپنی بدعملیوں میں راحت کا سامان کہاں دیکھیگا۔ آخرت پر نظر رکھنے والے ہمیشہ مبارک ہیں۔ ع مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

دیکھو اُن قوموں کا حال جن پر وقتاً فوقتاً عذاب آئے ہر ایک کو یہی لازم ہے کہ اگر دل سخت بھی ہو۔ تو اُسے ملامت کر کے خشوع و خضوع کا سبق دے۔ رونا اگر نہیں آتا۔ تو رونی صورت بنا دے پھر خود بخود بھی آنسو نکل آئیں گے

جماعت کو نصیحت

ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں۔ کیونکہ اُنکو تو تازہ معرفت ملتی ہے اور اگر معرفت کا دعوےٰ کر کے کوئی اُس پر نہ چلے تو یہ نری لاف گزاف ہی ہے۔ پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کر دے اور اسکو کاہلی کی جرأت نہ دلا دے وہ اُن کی محبت سرد دیکھ کر خود بھی دل سخت نہ کرے۔

انسان بہت آرزوئیں اور تمنائیں رکھتا ہے مگر غیب کی قضا و قدر کی کسکو خبر ہے۔ زندگی آرزوؤں کے موافق نہیں چلتی۔ تمناؤں کا سلسلہ اور ہے۔ قضا و قدر کا سلسلہ اور ہے۔ اور وہی سچا سلسلہ ہے۔ خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں۔ اُسے کیا معلوم ہے اس میں کیا لکھا ہے۔ اس لئے دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہئے ✽

منتہائے توحید

توحید کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اُٹھا دے۔ اور اپنے وجود کو اسکی عظمت میں محو کردے ✽

جماعت کے لئے نصائح

اللہ تعالیٰ کسی کی پروا نہیں کرتا۔ مگر صالح بندوں کی آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو۔ اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو۔ اور اسکی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے۔ اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اُسکے حضور میں آتے ہیں ✽ (از حضرت مسیح موعود)

رسید زر

فہرست چندہ انجمن احمدیہ پشاور بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۰ء

نام	پائی	آنہ	روپیہ
اُستاد احمد گل صاحب			۲
ابوالفضل خالق صاحب	۰	۰	۱۰
شیخ ہدایت اللہ صاحب پوسٹ ماسٹر چینٹ عیدرشاہ در	۰	۰	۱۵
ڈاکٹر نظام الدین صاحب	۰	۰	۸
میاں بہادر دین صاحب	۰	۰	۵
شیخ فضل کریم صاحب	۰	۰	۱۲
دلاور خان صاحب			۳
میزان	۰	۰	۵۵
اصل رقم بعد منہائی فیس منی آرڈر ۹ کے	۰	۷	۵۴

کی شکل بھی نہ دیکھی ہوگی۔ حالانکہ سال بھر سے یہ قانون پاس ہو کر مستقل قوانین میں شامل ہو چکا ہے اس وجہ سے یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ اس قانون کے رُو سے اہل ہند کو کیسے اختیارات اور حقوق ملنے والے ہیں۔ اگر اسے قضیۂ اجمالی کی صورت میں پیش کیا جائے تو شاید غیر مناسب نہ ہوگا۔

نظام حکومت ہند میں تغیر و تبدل کرنے کے لئے جو قانون پچھلے سال پاس ہوا ہے وہ ایسا وسیع اور زبردست ہے کہ اس کے رُو سے گذشتہ چالیس سال کے مطالبات پورے ہو جاتے ہیں اور علاوہ ازیں حکومتی اختیارات کا بہت زبردست حصہ اور استحقاق آپ کے سپرد ہوتا ہے۔ کہ جس سے ملک کی ہر قسم کی قباحتیں جو قومی اور ملکی۔ تعلیمی اور اخلاقی۔ اقتصادی اور سوشیل ترقی کے راستہ میں حائل ہیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور اہل ملک کی حالت بہتر سے بہتر ہو سکتی ہے اور چند برس میں ملک کو ہوم رول کے قابل بنایا جا سکتا ہے۔ یہ تو ہے دعوے۔ مگر اس کا کیا ثبوت ہے؟ اب ذرا غور فرمائیے۔ تو اس کا ثبوت بھی لے لیجئے۔

(۱) قانون اصلاحات کی رو سے نظام حکومت کے بنیادی اصول تہ و بالا ہوئے جاتے ہیں۔ ڈیڑھ سو برس سے گورنر جنرل باجلاس کونسل کی حکومت رائج چلی آتی ہے حکام جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ اہل ہند سے کوئی واسطہ نہیں وہ کیا چاہتے ہیں۔ اس کا وہ چنداں لحاظ نہیں کرتے اور یہ طریقۂ حکومت اب تک رائج ہے اسکے چند ماہ باقی ہیں سال بھر کے خاتمہ کے ساتھ اس کا کوس رحلت بج جائیگا اس سے یہ مُراد نہیں کہ گورنر کی حکومت آئندہ نہ رہیگی۔ بلکہ جسے دفتر شاہی حکومت کہتے ہیں وہ نہ رہے گی۔ بلکہ جمہور شاہی حکومت ہوگی۔ اگلے سال سے حکام کی مرضی کے مطابق نہیں بلکہ اہل ملک کی مرضی کے مطابق حکومتی کاروبار انجام پذیر ہوگا لیکن اس کی کیا ضمانت ہے کہ باشندگان ملک کی مرضی غالب آئے گی۔ اسکے متعلق آگے غور فرمایئے گا۔

(۲) صوبہ کی حکومت کے اٹھارہ بیس محکمے تمام و کمال اہل صوبہ کے سپرد کئے جائیں گے۔ تاکہ وہ جاہیں انتظام کریں۔ اور وہ حسب ذیل محکمے ہیں۔ (۱) ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل کمیٹیاں (۲) ہسپتال خانے۔ (۳) حفظان صحت و صفائی۔ (۴) تعلیمات۔ (۵) زراعت۔ (۶) صنعت و حرفت (۷) تعمیرات۔ (۸) ماہی پروری۔ (۹) منشیات۔ (۱۰) اوقاف و دھرم ارتھ۔ (۱۱) میڈیکل ایڈمنسٹریشن۔ (۱۲) رجسٹراری۔ (۱۳) بیاہ شادی۔ ولادت اور اموات کا محکمہ (۱۴) آبادی کے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچانیوالا صیغہ (۱۵) باہمی امداد کی انجمنیں۔ اور زمینداری بنک (۱۶) اوزان اور پیمانے۔ (۱۷) عجائب خانے اور چڑیا گھر (۱۸) اشیائے خوردنی کی آمیزش کا انسداد۔ (۱۹) وغیرہ

ان محکموں کے مہتمم آپ کے آدمی ہونگے۔ جنہیں پراونشل کونسل کے اراکین منتخب کریں گے۔ وہ کونسل ہی کے روبرو جوابدہ ہونگے۔ گورنر ان کی صلاح سے ہدایت پذیر ہوگا۔ باقی سات آٹھ محکمے سرکار کے زیر اہتمام رہیں گے اور وہ یہ ہیں:- (۱) مالگذاری۔ (۲) پولیس۔ (۳) عدالتیں۔ (۴) انسداد قحط۔ (۵) نہار۔ (۶) معدنیات (۷) جدید یونیورسٹیاں (۸) لائٹ ریلوے اور ترک وطن۔

صوبہ کی انتظامی کونسل میں چار اراکین ہوں گے۔ ایک سرکاری اہلکار اور دو یا تین ہندوستانی ہونگے۔ صوبہ کا انتظام باہمی صلاح سے ہوگا۔ مگر ذمہ داری جدا جدا ہوگی۔ اس سے ظاہر ہے کہ صوبہ کے سارے انتظام پر آپ کا اقتدار غالب رہیگا۔ کیونکہ دو تین وزیروں کے مقابلہ میں ایک سرکاری عملدار کی پیش نہ جائے گی۔ اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ صوبہ کے ¾ انتظام پر آپ کا اختیار غالب رہیگا۔

صوبہ کی قانونی کونسل میں ستر فیصدی منتخب اراکین اور بیس فیصدی سرکاری اہلکار اور دس فیصدی چھوٹی جماعتوں کی نیابت کے لئے نامزد ممبر مقرر ہوں گے۔

قانونی کونسل میں آپ کے منتخب ممبروں کا بھاری غلبہ ہوگا۔ جس سے مُراد یہ ہے۔ کہ آپ صوبہ کے انتظام اور اپنی بہتری کے لئے جیسا مسودہ ضروری ہو۔ پاس کر سکتے ہیں کونسل کو اس بات کا مجاز ہے کہ وہ صوبہ کے انتظام کے لئے ہر قسم کے قانون بنا سکتی ہے۔ اسے یہ بھی اختیار ہے کہ موجودہ اور مروجہ قانون میں سے جسے چاہے منسوخ کر دے۔ اور جسے چاہے ترمیم کر دے۔ اسے پورا مجاز ہے۔ آمد و خرچ پر بھی اسے اختیار رہے گا۔

کلیات میں مستثنیات بھی ہوا کرتی ہیں۔ کونسل پارلیمنٹ کے کسی قانون کو یا قانونی مجلس شوریٰ ہند کے کسی قانون کو نہیں بدل سکتی۔ اور نہ سپاہ بحری و بری و ہوا کے انتظام میں دست انداز ہو سکتی ہے اور نہ کوئی ایسا قانون پاس کرنے کی مجاز ہے کہ جس سے حکومت ہند کی کسی غیر ملکی حکومت یا کسی علاقۂ ریاست کے تعلقات میں انقلاب پیدا ہو۔

اس سے عیاں ہے کہ صوبہ کے انتظام میں آپکو کتنا وسیع اختیار حاصل ہوا جاتا ہے۔ اور یہ کہ صوبہ کی حکومت میں کہاں تک آپ کی حسب منشا کارروائی ہوگی۔ اور یہ کہ آپ کی مرضی کس طرح غالب آئے گی۔

ہماری رائے یہ ہے کہ ان اختیارات کی بدولت صوبہ کی بہتری کے لئے آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں اور اہل صوبہ کی تعلیمی۔ اقتصادی مالی اور اخلاقی حالت سُدھار سکتے ہیں۔ بذریعہ تعلیمات آپ باشندگان صوبہ کی جہالت دُور کر کے ترقی کے راستہ پر ڈال سکتے ہیں۔ زراعت پر آبادی کے ¾ حصہ کا انحصار ہے۔ آپ کاشتکاروں کو نئے ڈھنگ سے کاشتکاری سکھائیے۔ عمدہ تخم کی ضرورت ہے اور کثیر نفع آور فصلیں بونا مناسب ہے۔ جیسے امریکن کپاس اور عمدہ قسم کا گنا۔ اور گندم اور دیگر فصلیں جن سے پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ ہر تحصیل میں زراعتی تجربہ گاہیں قائم کی جائیں جہاں نئے آلات کشاورزی سے کاشتکاروں کو کام لینے کے عملی فوائد دکھائے جائیں اس سے انہیں بیحد فائدہ پہنچیگا۔

شفاخانے اور حفظان صحت کی بدولت آپ جمہور کو متعدی بیماریوں اور وباؤں سے محفوظ کر سکتے ہیں۔ خالص پانی کی شہروں اور قصبوں اور گاؤں میں ہر جگہ ضرورت ہے اور اسی طرح صفائی بھی درکار ہے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل کمیٹیاں پہلے ہی سے موجود ہیں۔ ان کے اختیارات میں توسیع کی جائے۔ اور اُن کے وسائل آمدنی بڑھائے جائیں۔ تاکہ وہ اضلاع۔ قصبات اور شہر کا اہتمام ایسے طریقے سے کریں کہ عوام ہر قسم کی بیماریوں سے نجات پائیں اور ان کی حالت بہتر ہو۔ اسی طرح دیگر محکموں سے آپکو بہت نفع پہنچنے کی امید ہے۔ اب یہ آپ کا فرض ہے کہ ان اختیارات سے مستفید ہوجئے۔ اور ناعاقبت اندیشوں کی باتوں میں آکر اپنے کو نقصان نہ پہنچایئے۔ آپ کا یہ فرض اولٰے ہے کہ اپنے وطن پرست قابل اور معاملہ فہم نمائندے کونسل کے لئے منتخب کیجئے۔ جو صوبہ کی بہتری کے لئے دل و جان سے کوشش کریں اور جملہ قباحتوں کا تدارک کرنے کے خواہاں ہوں۔

(۳) اب گورنمنٹ ہند کا حال سُنئے کہ وہاں پر آپکو کتنا وسیع اختیار حکومت حاصل رہیگا۔ حضور والسرائے کی ایگزیکٹو کونسل حقیقتاً حکومتی کاروبار کی ذمہ وار ہے۔ بڑے بڑے صیغوں کے ذمہ وار سات اراکین ہیں۔ ان میں سے تین ہندوستانی ہونگے بلکہ مقرر ہو چکے ہیں۔ خان بہادر میاں محمد شفیع وزیر تعلیمات۔ راؤ بہادر بی۔ این۔ شرما وزیر زراعت و مالگذاری۔ ڈاکٹر تیج بہادر سپرو صاحب وزیر قانونیات ہوں گے۔ اور باقی تین یا چار انگریز ہوں گے۔ اغلب ہے کہ سپہ سالار بہادر آئندہ رکن کونسل نہ رہیں گے۔ اسلئے آدھے ہندوستانی اور آدھے انگریز ہوں گے۔ اگر یہ تینوں ہندوستانی کسی امر پر متفق ہو جائیں تو کیا باقی انگریز ان کی رائے کو نظر انداز کر سکینگے؟ ہرگز نہیں! اس سے ظاہر ہے۔ کہ حکومت ہند پر آدھے کے قریب آپ کا اقتدار رہیگا۔

موجودہ امپیریل کونسل کی بجائے دو قانونی کونسلیں ہوں گی (۱) لیجسلیٹو اسمبلی یعنی مجلس شوریٰ جس کے ایکسو چوالیس اراکین ہیں سے ایکسو تین منتخب اور ۲۶ سرکاری اہلکار اور ۱۵ دیگر گروہوں کی فوائد کی نیابت کے لئے نامزد ہونگے۔ (۲) کونسل آف اسٹیٹ۔ یعنی مجلس عالیہ۔ جسکے ساٹھ میں سے چالیس غیر سرکاری اور بیس عمال سرکاری ہونگے۔ ان دونوں کو مجلس شوریٰ ہند پکارنا مناسب ہوگا۔ کہ جس کے لئے انگریزی اصطلاح "انڈین لیجسلیچر" ہے۔ قانون اصلاحات کی دفعہ ۶۵ میں اسے بہت وسیع اختیارات دیئے گئے ہیں یہ ہر قسم کے قوانین بنانے پر قادر ہے۔ چنانچہ یوں لکھا۔ مجلس شوریٰ حسب ذیل باتوں کے لئے قانون بنانے کی مجاز ہوگی۔ (۱) سب آدمیوں اور سب عدالتوں اور برٹش ہند کے اندر سب جگہوں اور باتوں کے لئے۔ (۲) قیصر معظم کی رعایا کے ہر طبقہ اور سرکاری ملازمان سرکار کے لئے۔ جو ہندوستان کے اور حصوں میں رہتے ہوں۔ (۳) قیصر معظم کی رعایائے ہند کے لئے۔ جو ہندوستان کے اندر رہتی ہوں یا باہر (۴) ملازمان سرکاری سپاہیوں اور فوجی ہند کے شاگرد پیشہ لوگوں کے لئے جو کہیں بھی ہوں بشرطیکہ وہ قانون سپاہ یا قانون سپاہ ہوائی کے تابع نہ ہو۔

(۵) رائل انڈین میرین کے سب ملازموں کے لئے۔ (۶) جو قانون اس وقت یا اس کے پیچھے ہندوستان کے کسی صوبہ میں مروج ہوں۔ انہیں منسوخ کرنے اور بدلنے کا بھی اختیار ہے اس سے آپ سمجھ لیجئے کہ کتنا بڑا حکومتی اختیار آپ کے سپرد ہوتا ہے۔ مگر چند مستثنیات بھی ہیں۔ مثلاً پارلیمنٹ کا پاس کردہ قانون اس کی رضامندی کے بغیر نہیں بدل سکتے۔ وزیر ہند یا پارلیمنٹ کے اختیارات دربارۂ ہند یا قیصر معظم کے شاہی حقوق پر پابندی عائد نہیں کر سکتے جب تک کہ کوئی مسودہ ان دونوں کونسلوں کی منظوری حاصل نہ کر سکے۔ وہ قانون بنکر نافذ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اُن کی منظوری کے بغیر آمدنی کا ایک پیسہ خرچ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حکومت میں کتنا زبردست حصہ آپ کو عطا ہوا ہے۔ اسکی بدولت آپ اپنی ہر قسم کی مشکلات کا علاج کر کے چند ہی برس میں کامل سیلف گورنمنٹ کے اہل بن جائیں گے۔ پھر موقع نادر ہے آپ اس سے مستفید ہونے میں ذرا بھی تساہل نہ کیجئے۔ جہذب دُنیا اس انوکھے تجربہ کی طرف شوق سے دیکھ رہی ہے اگر ہماری نالائقی سے اس میں ناکامی ہوئی تو مغرب والوں کو یہ کہنے کا موقع مل جائیگا۔ کہ اہل ہند نالائق ہیں +

کابل کے حالات

انگلستھین کے سرحدی نامہ نگار نے یکم اکتوبر کو اطلاع دی ہے۔ کہ کابل میں بالشویکوں کا مشن مہمان خانہ کو منتقل کر دیا گیا ہے جہاں انہوں نے اپنا نیا بے تار برقی کا سلسلہ پیامرسانی قائم کیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں سے پیامات کی روانگی اور وصولی دونوں ممکن ہیں یہ مہمان خانہ اردلی رجمنٹ کی ایک افغان کمپنی کی سخت نگرانی میں ہے۔ مشن کے سربراہ اور دو ممبران کو باہر نکلنے کی اجازت ہے۔ لیکن یہ لوگ نگرانی میں رکھے جاتے ہیں۔

جنرل غلام سرور خان گورنر ہرات نے اسکاوٹ کی ایک مضبوط جماعت کو چہل دختران کی طرف افغانی اور ایرانی سرحد کیلئے بھیجی ہے۔ اور فوج اسلم اور خشک کی دریائی سرحد کی حفاظت کرے گی۔ جنرل غلام نبی کی فوج کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ ترکستان کی سرحد کے بہت قریب ہے۔

ریلوے کی چند کھلی ہوئی گاڑیاں امو دریا اسٹیشن پر اس وجہ سے روک لی گئی ہیں۔ کہ ریلوے لائن کو سنجیدہ نقصان پہنچ گیا اور خشک اور مرو کے درمیان سلسلہ آمد و رفت مسدود ہو گیا ہے چین بید اور عسکر آباد کے مابین ترکی خانہ بدوشوں کی کثیر جماعتیں پائی گئی ہیں روسی افسران نے انہیں خوراک دیکر جہال پاشا کو مطمئن کر دیا ہے۔

سید عباس بخاری جنہیں خوست میں امیر صاحب کے حکم سے گرفتار کیا گیا تھا۔ پاگل پن کے عذر پر انہیں رہا کر دیا گیا ہے۔ یہ اب صوفیانہ لباس میں کابل کی ایک خانقاہ میں رہتے ہیں اور بہت کم باہر نکلتے ہیں۔ اور لوگوں سے بھی کم ملتے ہیں

افغانی اراکین وفد صلح ابھی تک (یکم اکتوبر) روانہ نہیں ہوئے ہیں۔ لیکن اب کوئی اہم معاملہ انہیں وہاں فیصل کرنا باقی نہیں۔

رہا ہے ہندوستان پہنچنے میں۔ ان کی تاخیر اس وجہ سے ہے کہ اُن کی خواہش ہے کہ جنرل نادر خان کو بھی مجبور کیا جائے۔ کہ وہ ان کے ساتھ ہندوستان جائیں لیکن جنرل نادر خان اس مہم میں کوئی حصہ لینے سے انکار کرتے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ ننگرہار میں وفد افغانی کی غیبت میں جرگے منعقد کر کے قبائل کو اپنے ملک میں ریلوے لائن بنائی جانے پر رضامند کریں۔

سردار نصر اللہ خان کے قتل کے حالات

انگلستھین کے نامہ نگار سرحد کو اطلاع ملی ہے کہ کہا جاتا ہے کہ سردار نصر اللہ خان نے اپنے خاص آدمیوں کے ذریعہ سے انگریز علما کو کابل میں بلانے کی اس لئے کوشش کی تھی کہ انگریز انہیں وہاں کی سلطنت دلوا دیں۔ اور اس معاوضہ میں اُنہوں نے انگریزوں کی ماتحتی میں رہنا منظور کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ کسی طرح ان حالات کا علم امیر صاحب کو ہو گیا اور شروع میں امیر صاحب نے سردار نصر اللہ خان کو سخت تکلیفیں دیں۔ اور آخرکار مرحوم کو کابل کے ایک پہاڑ پر لیجا کر قتل کرا دیا گیا اور شہر میں یہ مشہور کیا گیا کہ سردار نصر اللہ خان نے پاگل ہو کر خودکشی کر لی ہے اور نصر اللہ کے دوست اور ہوا خواہ امیر صاحب کے ڈر سے سردار صاحب کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہو سکے ہیں

(اخبار مدینہ)

متفرق خبریں

مولانا ظفر علی خان کی حالت جیل میں حکام جیل کی بدسلوکی

بروز شنبہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو اختر علی خان صاحب جیل میں مولانا ظفر علی خان کی ملاقات کو گئے جب مولانا اُن کے سامنے آئے تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ مولانا کا رنگ بالکل زرد پڑگیا ہے سر کے بال بڑھے ہوئے ہیں لبوں کبھی حد حقیقہ شرع اسلامی سے متجاوز ہو رہی ہیں اور کھانسی اور نزلہ کام کے عوارض لاحق ہیں حال دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ چند روز ہوئے سپرنٹنڈنٹ جیل ان کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ تم لوگوں کو گورنمنٹ کے خلاف شور مچانے سے کیا ملتا ہے دیکھو جیلخانے میں پڑے ہوئے ہو اور مصیبت کا انتظار ہے ہو اس پر جناب مولانا نے فرمایا کہ جیلخانے نہیں بند کر دینے سے ظاہری آزادی ضرور سلب ہو جاتی ہے لیکن آپ لوگ ایمان کو سلب نہیں کر سکتے ایمان وہ چیز ہے جسکے سامنے جیل خانے کی مانند سنگین دیواریں اور لوہے کی سلاخیں کچھ چیز نہیں ہیں یہ کالی کوٹھڑی تو کوئی چیز نہیں اگر مجھے وہ فٹ مربع کی کوٹھڑی میں بند رکھیئے تو میرا ایمان ہرگز متزلزل نہیں ہو سکتا - اور میں اعلائے کلمۃ اللہ سے کسی حالت میں بھی نہیں رک سکتا۔

سپرنٹنڈنٹ صاحب نے کہا میں جانتا ہوں کہ تم لوگ صرف اپنے اخبارات کی گرم بازاری اور مادی فوائد کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہو۔ حقیقت میں تمہارے دل میں کچھ بھی نہیں اور تم میں بہت سے مطلب چند اور مطلب سنگھ اور مطلب خاں ہیں مولوی صاحب نے جواب دیا۔ کہ اس قسم کی بے ایمانی اور اپنے ذاتی فوائد کے لئے ضمیر فروشی آپ کے خان بہادروں اور خطاب یافتگان سرکار کا شیوہ ہے۔

سپرنٹنڈنٹ صاحب اس قسم کے جوابات پر بہت ناراض ہوئے اور چلے گئے لیکن اُس دن سے قیود کا یہ عالم ہے کہ پہلے تو جناب مولانا اپنی کوٹھڑی سے باہر بھی نکل آتے تھے لیکن اب اس کوٹھڑی کا دروازہ مقفل کر دیا گیا ہے- نیز کرسی اٹھالی گئی ہے- ایک چارپائی موجود ہے مگر وہ بھی ٹوٹی ہوئی- کوٹھڑی کی زمین پر بہت نمی ہے اس پر طرہ یہ کہ اس کالی کوٹھڑی میں قضائے حاجت کرنی پڑتی ہے علاوہ اسی کوٹھڑی میں قرآن مجید رکھاہے اور پڑھا جاتا ہے جائے نماز میسر نہیں زمین پر نم ہے اگر بستر کا کوئی کپڑا بچھایا جائے تو اسکے خراب ہوجانے کا اندیشہ ہے- جو کپڑے مولانا پہنے ہوئے ہیں وہ بھی میلے ہو رہے ہیں- چونکہ دروازہ مقفل ہے اس لئے باہر جا نہیں سکتے۔ کھانا بھی سلاخوں میں سے دیدیا جاتا ہے مولانا کی صحت چند ہی روز میں بہت خراب ہوگئی ہے- کھانسی اور نزلہ لاحق ہیں اور ضعیف سی حرارت ہر وقت رہتی ہے۔

چونکہ اسی کوٹھڑی میں ایک طرف قضائے حاجت بیٹھنا پڑتا ہے اس لئے بدبو اور تعفن کی وجہ سے اور بھی تکلیف ہوتی ہے اگر مولانا کسی سے کہتے ہیں کہ اسے صاف کرادو تو جواب ملتا ہے کہ کوٹھڑی کے تالے کی کنجی جیلر صاحب کے پاس ہے اور وہ اسوقت فارغ نہیں ہیں جب فارغ ہوں گے تو صاف کرادیا جائیگا- مولانا نے فرمایا کہ میرے سر کے بال بڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن ابھی نہیں ترشوا سکتا۔ ناخن جو بڑھ گئے ہیں میں اُنہیں پتھر پر رگڑ رگڑ کر گھسا رہا ہوں۔

ایڈیٹر:- مولانا صاحب کے ساتھ جو ناروا اور وحشیانہ سلوک خداوندان جیل کی طرف سے روا رکھا جاتا ہے حکام بالا کو اس کی طرف فوری توجہ کرنی چاہیئے۔

مولانا ظفر علی خان صاحب کو بتایا گیا ہے کہ اُن کے مقدمہ کا فیصلہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو بروز شنبہ بر سر عدالت سنا یا جائیگا احباب کرام مطلع رہیں۔

ٹرکی میں اہم تغیرات کی توقع- پیرس ۱۵ اکتوبر اخبار "پیٹیٹ پریسین" رقمطراز ہے کہ قسطنطنیہ میں اہم تغیرات ظہور پذیر ہونے کی توقع ہے- حکومت برطانیہ جانتی ہے کہ حکومت عثمانیہ دفعالہ ہے مگر معاہدہ سیورس کی تعمیل بہت دور نہیں۔

قسطنطنیہ میں برطانی سفیر- لنڈن ۱۴ اکتوبر سر ہوریس رمبولڈ قسطنطنیہ میں ہائی کمشنر مقرر ہوئے ہیں اور سفارتی تعلقات کی تجدید پر سفیر برطانیہ بن جائینگے

عراق عرب- لنڈن ۱۴ اکتوبر- نظارت جنگ نے عراق عرب کی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان فرمایا۔ کہ موسم تخمریزی آپہنچا ہے اس لئے عرب سپاہی اپنی زمینوں کو کاشت کرنے چلے گئے ہیں- برطانی افواج بھی بہر طور سلح اور تیار ہو رہی تھیں کیونکہ موسم سرما آپہنچا ہے چنانچہ اب وہ تکلیفات کا زمانہ ختم ہو گیا۔

طواری پر پھر قبضہ کرلیا گیا- بغداد ۱۵ اکتوبر ہماری افواج نے طواری پر پھر قبضہ کرلیا ہے- اب ہمارے اور کربلا کے درمیان باغی افواج نہیں ہیں۔

حمید خان پرسنل اسسٹنٹ پولیٹکل افسر مقیم شامیہ کو گرفتار کر لیا گیا تھا- مگر اب اسکو رہا کر دیا گیا ہے اور وہ ہمارے پاس آپہنچا ہے۔

بولشویکوں کے دہشت ناک مظالم- سٹاک ہالم ۱۵ اکتوبر- بالشویک آرکینجل میں دہشتناک مظالم کر رہے ہیں تقریباً ۱۲ سو اشخاص کلدار توپوں کا نشانہ بن چکے ہیں- اندھا دھند گرفتاریاں ہو رہی ہیں جن میں عورتیں بھی ہیں- تعداد کثیر شامل ہیں۔

کل مورخہ ۱۸ اکتوبر کو لاہور میں مولانا شوکت علی - مولانا محمد علی صاحب کلکتہ میل میں تشریف لے آئے۔ استقبال بڑے تپاک سے کیا گیا اور اسٹیشن پر کیا گیا- ہزاروں لوگ شہر کے اسٹیشن کے اندر باہر موجود تھے اکثر معزز لوگ تھے- مسلم لیگ اور دوسری سوسائٹیوں کے والنٹیروں کا حسن انتظام قابل تعریف تھا- انجمن بارک میں ان ہر دو صاحبان کے لیکچر ۴½ بجے شام کو ہونے والے تھے۔

علیگڑھ- ۱۶ اکتوبر مولانا محمود الحسن صاحب نے علیگڑھ کالج خلافت کمیٹی کے اپیل میں ذیل کا جواب عنایت فرمایا ہے:-

میں آجکل بیمار ہوں اسلئے مفصل جواب نہیں لکھ سکتا صحت رو باصلاح ہے - ۲۹ اکتوبر سے پہلے پہلے عدم تعاون کی کامل تائید میں مفصل جواب عرض کرونگا- مختصر یہ ہے کہ ہر ایک فرزند اسلام کو اپنی تمام طاقت و قوت سے عدم تعاون کی تائید کرنی چاہیئے- میں نے اپنے خیالات کا اظہار پہلے ہی کر دیا ہے- میں اب بھی عدم تعاون اختیار کرنے پر زور دیتا ہوں- مجھے توقع ہے کہ برادران اسلام - اتحاد و اتفاق اور اخوت و یکا نگت کو ہاتھ سے نہ دیں گے- تاکہ اعداء اسلام کو ہمارے نفاق سے فائدہ حاصل کرنے کا موقعہ نہ ملے- اور آپ اس طرح سے ذلیل و رسوا نہ ہوں۔

احباب کرام کی توجہ کے قابل

(۱) ڈاکخانہ کے جدید قواعد کے ماتحت ہر ایک وی پی رجسٹری ہوا کریگا جس کے لئے ہر ایک وی پی وصول کرنے والے کو دو آنہ (۲) زائد ادا کرنے پڑیں گے- جو احباب پانچ روپے یا اس سے اوپر سے کتابیں بذریعہ وی پی طلب کرتے ہیں اُن کیلئے تو پہلے سے ہی ہمارا یہ اصول ہے کہ نہیں رجسٹری کراکر کتب ارسال کی جاتی ہیں- لیکن اس کم قیمت بغیر رجسٹری کے۔

اس لئے جو احباب اس زائد خرچ سے بچنا چاہتے ہوں- وہ اگر ایک روپیہ کے اوپر چار روپے تک خریدار ہوں تو رقم مع محصول وغیرہ کے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمادیا کریں- اور ایک روپیہ تک کی خریداری کی حالت میں بذریعہ ٹکٹ۔ ٹکٹ ارسال کرنیوالے احباب فیس منی آرڈر سے بچے رہیں گے۔

نوٹ:- روپیہ پیشگی ارسال کرتے وقت یا ٹکٹ بھیجتے وقت محصول ڈاک کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ اس کے بغیر تعمیل ارشاد میں دیر ہو جانے کا احتمال ہے- ایک حد کفایت جو اوپر بتائی گئی ہے شاید حاصل نہ ہوسکیگی محصول ڈاک نہ آئے تو لینے کی صورت میں ہم کوئی اور کتاب ارسال کر دیا کریں گے- لیکن کسی صورت میں کم محصول ڈاک نہ ہونا چاہیئے۔

(۲) سیرت خیر البشر کے خریداروں سے یہ گذارش ہے کہ بوجہ خاص چند وجوہات کے کتاب ابھی تک تیار نہیں ہو سکی لیکن اب اس کے جلد تیار ہونے کی امید رکھنی چاہیئے۔ اسکے متعلق یہ بات احباب کی توجہ کے قابل ہے کہ کتاب کی ضخامت ۲۹۰ صفحات ہے جو دو قسم کے کاغذوں پر طبع ہوئی ہے- ایک درمیانہ قسم سفید کاغذ پر جو مقامات حدیث میں استعمال کیا جاچکا ہے- اس کی قیمت بے جلد ۱۲ ہوگی- دوسری نہائت عمدہ سفید ملائم ولایتی پر جو لائبریری ایڈیشن ہے اس کی قیمت بے جلد کے لئے ۴ ہوگی- ہر دو قسم میں سے جسکو آپ خریدنا چاہتے ہوں اس سے اطلاع دیں۔

سیرت کی کتاب کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ وہ ہمارے سید و مولے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بابرکت حالات پر مشتمل ہے اور پھر بوجہ اس کے کہ وہ ایک قابل قدر مشہور مصنف کی قلم سے نکلی ہوئی کتاب ہے- جن کے زور قلم کا شہرہ ترجمۃ القرآن انگریزی کے ذریعہ سے مغربی دنیا پر روشن ہو چکا ہے- اس کا اندازہ ان خطوط سے اچھی طرح ہو سکتا ہے جو اب تک ہمیں موصول ہو چکے ہیں جنہوں نے اس قرآن مجید کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے پھر کون ہے جو ایسے مترجم قابل مصنف کی لکھی ہوئی کتاب سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا- یا اس افضل البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بہرہ ور ہونا نہیں چاہتا- اب دوستوں نے اس کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔

کیا ہم سب کا فرض نہیں کہ انجمن کے ہر کام میں حصہ لیں- اور ہر طریق سے اس کی مدد کریں- اور تبلیغ و اشاعت کی غرض سے جو کتابیں انجمن شائع کرے- خود بھی انکی خریداری کے لئے آرڈر بھیجیں اور اپنے حلقہ احباب میں بھی فروخت کی کوشش کریں۔

اگر اس طرح سب احباب ہر ایک کتاب کے لئے کوشش کریں تو ممکن نہیں کہ ایک سال کے اندر اندر ختم ہو کر دوسری دفعہ طبع نہ ہو- نیاز مند

مینیجر بکڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

احباب کی ضروری توجہ

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے مامور امام الزمان علیہ السلام کے تاکیدی فرمان کی طرف ہونی چاہیئے- یہ کہ کوئی قوم بدون مالی اور جانی امداد کے زندہ قوم نہیں بن سکتی قوم کی زندگی اور ترقی کا موجب انفرادی اور مجموعی ایثار ہے جس کی طرف ہمارے احباب کی توجہ مطلقاً نہیں ہے- اور باوجود بار بار تحریکات کے اس اہم کام یعنی باقاعدہ چندہ ماہوار اور زکوٰۃ و فطرانہ اور صدقات کی ادائیگی میں سخت تکاہل اور بے اعتنائی ہے اس لئے احباب اس کو فرض اولے سمجھکر بہر حال چندوں کی باقاعدہ ادائیگی اور زکوٰۃ اور صدقات کے دینے میں دل و جان سے کوشش کریں۔ سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بعدالت جناب منصف صاحب اٹک کامل پور

چند ولد کشن ذات کھتری سکنہ کوٹ نجیب اللہ مدعی تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ۔

بنام

سلطان احمد و عبد الغفار و محمد و بشیر پسران علی محمد ذات اعوان سکنہ سیدھ- جوگی تحصیل اٹک۔

اشتہار سلطان احمد و عبد الغفار و محمد و بشیر پسران علی محمد ذات اعوان سکنہ سیدھ جوگی تحصیل اٹک درخواست معہ بیان حلفی مدعی در رپورٹ سمن پایا جاتا ہے۔ کہ تعمیل سمن جملہ مدعا علیہم گریز کر رہے ہیں۔ اس لئے تمہارے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۴ نومبر ۱۹۲۰ء کو حاضر ہو کر جوابدہی نالش کی کرو- ورنہ تمہارے بر خلاف یکطرفہ کارروائی کی جائیگی۔ ۶/۱۰ دستخط منصف صاحب

بعدالت جناب منصف صاحب اٹک کامل پور

بمقدمہ نہال چند ولد گوپی چند و رام چند ولد نہال چند سکنائے [illegible] تحصیل اٹک - مدعیان

بنام

شہزادہ و عجیب پسران اکبر سکنائے گوارہ تحصیل ہری پور- ہزارہ

دعوے ۲۸۰ روپے

اشتہار بنام شہزادہ و عجیب پسران اکبر سکنائے گوارہ تحصیل ہری پور درخواست معہ بیان حلفی مدعی و رپورٹ سمن سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہم تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہیں اس لئے تمہارے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے کہ ۲۹/۱۰ کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی نالش کی کرو- ورنہ تمہارے نام بر خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔ ۱۰/۱۰

دستخط انگریزی منصف صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۲۴-اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۳۳

اہل حدیث اور علم حدیث

(۷)

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر کا کسی قدر نمونہ گذشتہ نمبر میں ہدیۂ ناظرین ہو چکا ہے۔ آج صرف ایک اور حوالہ پیش کر کے ہم اُن کے اعتراضات کی طرف متوجہ ہوں گے۔ واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم کی تفسیر کرتے ہوئے مولوی فاضل صاحب اپنی فضیلت کی ریزش یوں گراتے ہیں واذا وقع القول علیھم ای قامت الساعۃ علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض ای نبعث نبیھم لیشھد علیھم یعنی وقع القول سے مراد قیامت ہے اور خروج دابہ سے مراد اُن کے نبی کی بعثت ہے تو مطلب یہ ہوا کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اُمتوں کے نبیوں کو اُن کے خلاف شہادت دینے کے لئے مبعوث کریگا۔ دابۃ الارض سے نبی مراد لینا یہ مولوی ثناء اللہ صاحب جیسے ہی دریدہ دلیر اور دشمنِ انبیاء کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

فی الحقیقت مولوی صاحب نے انبیاء علیہم السلام کی شان پر ایک خطرناک حملہ کیا ہے۔ کہ ان سب کو بلا تخصیص کیسے زمین کے کیڑے قرار دے دیا۔ تمام محدثین اور مفسرین کے نزدیک یہ دابۃ الارض اشراط الساعۃ میں سے ہے جس کے آخری زمانہ میں خروج کا ذکر ہے۔ مولوی صاحب ان کے ساتھ کی باقی اشراط الساعۃ طلوع الشمس من مغربہا اور خروج دجال کا بھی میدان محشر میں ظاہر ہونا تسلیم کریں۔ بغرض مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر میں بہت سے عجائب اور غرائب محیر العقول نکشافات کا تذکرہ ہے۔ جس پر مفصل تبصرہ ہم کسی فرصت کے وقت کے لئے اُٹھا رکھتے ہیں سردست ہمارے مطلب تک پہنچنے کے لئے یہی کافی ہیں۔

(۸)

اہل حدیث میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ کے انگریزی ترجمۃ القرآن پر اعتراض کرتے ہوئے۔ ایک اعتراض حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف جو آگ بھڑکائی گئی تھی اس پر حدیث گرگٹ کی رو سے کیا گیا ہے۔ اس حدیث کے الفاظ اس طرح پر مروی ہیں عن ام شریک رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل الوزغ وقال کان ینفخ علی ابراھیم علیہ السلام اس کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف جلائی ہوئی آگ کو پھونکیں مارتا تھا۔ ہم مولوی ثناء اللہ صاحب اور معترض صاحب سے پوچھتے ہیں

(۱) اگر اُن کی سوقیانہ عقل اور سمجھ میں چالیس برس تک وادی تیہ میں بادلوں کا سایہ رہنا کسی طرح نہیں آسکتا تو گرگٹ کا ایسی آگ کو پھونکیں مارنا کہ جس کے شعلے آسمان تک پہنچے ہوئے ہوں کیونکر آ گیا؟

(۲) اس حدیث کے ترجمہ کی بناء پر جو معترض نے سمجھا ہے۔ حضرت ابراہیم کے معجزہ کی نسبت کہ آگ اُن کے لئے ٹھنڈی ہو گئی گرگٹ کا معجزہ اعلےٰ اور عظیم ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دُور سے منجنیق کے ذریعہ اس آگ میں پھینکا گیا تھا۔ اور کسی پرندہ میں اس قدر بلند اُڑنے کی طاقت نہ تھی [illegible] آگ پر سے صحیح سلامت اُڑ سکے مگر وہ ارے گرگٹ [illegible] کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے آگ کے شعلے برابر بلند کرتا رہا اور بعافیت اُس کو [illegible] سے ویسا ہی محفوظ رہا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

علیہ السلام ہے۔

(۳) قصہ سے ظاہر ہے۔ کہ وہ گرگٹ جس نے نفخ فی النار کیا تھا۔ کوئی خاص گرگٹ تھا۔ تمام دُنیا جہان کے گرگٹ تو نہ تھے۔ معترض صاحب کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ جب اس خاص گرگٹ کو مارنے کا حکم حضرت ابراہیم کو نہ دیا گیا تو اب دوسری گرگٹوں کو اس کے پاداش میں مارنے سے کیا فائدہ؟ چاہئے تو یوں تھا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جس قدر انبیاء ہوئے اور سبھی اُمتوں کو اس دشمنِ ابراہیم ؑ کے مارنے کا حکم دیا جاتا کیا ایسے لغو اور بیہودہ کاموں کے لئے اُمت محمدیہ ہی مخصوص کی گئی ہے۔

(۴) اگر تمام دُنیا جہان کے گرگٹ مل کر نفخ فی النار کریں تو ایک چولھے کی آگ بھی روشن نہیں کر سکتے۔ مگر اس عظیم الشان محیر العقول گرگٹ کو دیکھو کہ تمام دُنیا کے جانوروں کے بالمقابل (جو آگ بجھانے میں مصروف تھے کما نے المعالم) آگ کے شعلوں کو بلند کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ خدا جانے وہ گرگٹ تھا یا معترض کے عقیدہ میں کوئی خاص اللہ سیاں کی دھونکنی یا ایئر پمپ تھا۔

(۵) معترض صاحب کا عقیدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کے افعال بھی قابلِ مؤاخذہ ہوتے ہیں۔ انسان کے متعلق تو اللہ تعالےٰ کا قانون یہ ہے کہ لا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ کسی کے گناہ کے بدلے دوسرے شخص کو سزا نہیں مگر جانوروں اور خصوصاً ابراہیمی گرگٹ کے متعلق الٰہی قانون یوں وارد ہے کہ باپ دادوں کے گناہوں کا بدلہ اُنکی اولاد سے ابد الآباد تک لیتے رہنا چاہیے۔

(۶) اس امر کا کیا ثبوت اور دلیل ہے کہ جن گرگٹوں کے پیچھے مسٹر غلام حیدر صاحب پنشنر سرگودھا لٹھ اُٹھائے پھرتے ہیں۔ وہ اسی نابکار گرگٹ کی اولاد ہیں کہ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف نفخ فی النار کیا تھا۔

(۷) حدیث کے الفاظ میں وہ کونسا لفظ ہے کہ جس کے معنے آپ لوگ آگ کرتے ہیں۔ جبکہ حدیث کے الفاظ میں ایسا کوئی لفظ موجود نہیں۔ کہ جس کے معنے آگ کئے جا سکیں تو آپ لوگوں کو کیا حق ہے کہ اس سے مراد گرگٹ کا حضرت ابراہیم ؑ کی آگ کو نفخ کرنا مراد لیں۔

پس ان وجوہ سے یہ امر ثابت ہے کہ یہ حدیث یا اس حدیث کا وہ مطلب جو معترض صاحب نے سمجھا ہے کیا بلحاظ اقتضائے عقل و شریعت اور کیا بلحاظ قرآن کریم قابل قبول نہیں بحث حدیث کی رو سے اس حدیث کی قدر و قیمت کیا ہے اسکو معلوم کرنے کے لئے علامہ عینی نے اس حدیث کا جو عنوان قائم کیا ہے اسی پر نظر ڈالنی کافی ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں اختلاف الصحابۃ فی الوزغ ھل امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتلہ یعنی صحابہ کا اختلاف ہے کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے مارنے کا حکم دیا ہے یا نہیں اور فتح الباری میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔ قولہ امر شریک وفی روایۃ ابی عاصم احدی نساء بنی عامر بن لوی و لفظ المتن انھا استامرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قتل الوزغات فامر بقتلھن ولم یذکر الزیادۃ۔ دوسری روایت کی رو سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ آپ سے گرگٹ کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ نے حکم دیدیا (جیسا اور موذی جانوروں کے بارے میں حکم دیا گیا ہے) اس سے آگے جو کچھ مذکور ہے کہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف نفخ کیا تھا اس کا قطعاً ذکر نہیں۔ پس اس طرح کی خلاف عقل و النقل احادیث کی بناء پر قرآن کریم کی تفسیر کرنا قطعاً جائز نہیں۔

(۹)

باقی رہا آپ کا تفسیر عباسی کا حوالہ اور اس تفسیر کو حضرت ابن عباس کی تفسیر قرار دینا آپ کے مبلغ علم پر دال ہے اسکے متعلق مجھے زیادہ تر اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں صرف مستند اور مسلم علماء فن کی عبارات نقل کر دیتا ہوں۔

(۱) مجمع البحار میں لکھا ہے۔ تفسیر ابن عباس طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فاذا انضم الیہ محمد بن مروان السدی الصغیر فھی سلسلۃ الکذب یعنی ابن عباس نام کی تفسیر جو کلبی کے طریق پر ابی صالح سے ابن عباس تک مروی ہے۔ اگر اس میں محمد بن مروان السدی الصغیر بھی شامل کیا جائے تو پھر یہ سارا سلسلہ جھوٹ اور افترا ہی کا ہے۔ دیکھو مجمع البحار مصنفہ امام محمد طاہر سندی جلد ۲ صفحہ [illegible]

(۲) اتقان مصنفہ امام سیوطی رحمۃ اللہ کے باب برکات التفاسیر میں یوں لکھا ہے:-

ورأیت عن فضائل الامام الشافعی لابی عبد اللہ محمد بن احمد بن شاکر القطان انہ اخرج بسندہ من طریق ابن عبد الحکم قال سمعت الشافعی یقول لم یثبت عن ابن عباس فی التفسیر الا شبیہ بمائۃ حدیث	امام سیوطی فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کے فضائل دیکھے جو ابی عبد اللہ محمد بن احمد شاکر القطان نے لکھے ہیں۔ جس میں لکھا تھا کہ اس نے ابن عبد الحکم کے طریق پر باسناد روایت کیا ہے کہ میں نے امام شافعی کو یہ کہتے سنا ہے کہ تفسیر کے بارے میں ابن عباس سے بجز سو حدیث کے اور کچھ ثابت نہیں۔ دیکھو اتقان صفحہ ۲۲۴، صفحہ ۲۲۵

(۳) فوائد مجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ مصنفہ امام شوکانی رحمۃ اللہ کے صفحہ ۱۱۱ میں یوں لکھا ہے:-

ومن جملۃ التفاسیر التی لا یوثق بھا تفسیر ابن عباس فانہ مروی من طریق الکذابین کالکلبی والسدی ومقاتل	تمام تفسیروں میں سے جو ناقابل اعتماد ہیں وہ تفسیر ابن عباس ہے کیونکہ وہ کلبی و سدی اور مقاتل جیسے کذابوں کے طریق پر مروی ہے۔

پس ان بزرگ علماء کی تحریر سے ثابت ہے کہ یہ تفسیر جو حضرت ابن عباس کے نام سے منسوب ہے وہ حضرت ابن عباس کی نہیں ہے اور ان کی تفسیر بجز اُس تفسیر کے جو بخاری کی کتاب التفسیر میں درج ہے اور کوئی تفسیر پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی۔

(باقی ارد)

حضرت خواجہ صاحب کا کام رنگون میں

حضرت خواجہ صاحب نے رنگون کی مذہبی دُنیا میں جو جوش و خروش پیدا کر دیا ہے اس کا کسی قدر تذکرہ گذشتہ اشاعت میں ہو چکا ہے۔ مختلف مضامین پر آپ کے قریباً کوڑی بھر لیکچر ہو چکے ہیں۔ مخالفت کرنیوالے بھی اپنے فرض پورے زور کے ساتھ ادا کر رہے ہیں۔ ایک برہمی صاحب نے حضرت خواجہ صاحب اور دوسرے مخالف علماء پر چلرز برد اعتراض کر کے اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے اس کے اشتہار کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

مُسلمانوں کو نوٹس

میرے اس خط کا اقتباس جو میں نے خواجہ کمال الدین صاحب کو لکھا درج ذیل ہے۔ مگر میں نے سنا ہے کہ اور بھی اسلامی علماء اس شہر میں موجود ہیں اور حال ہی میں ایک مولوی صاحب لکھنو سے بھی تشریف لائے ہیں اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اس پر توجہ کریں۔ بلکہ خواجہ صاحب چونکہ جلد ہی یہاں سے تشریف لیجانے والے ہیں۔ اس لئے دوسرے مسلمان علماء کو ضرور ہی ان سوالات کے متعلق عوام کو تسلی بخش جواب دینے چاہئیں اور لکھنوی مولوی صاحب کو خصوصیت سے اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ یہ سوالات صرف میرے اپنے ذہن کے پیدا کردہ نہیں بلکہ خواجہ صاحب کے علمی لیکچروں کے سبب بہت سے غیر مسلم احباب کے دلوں میں اسلام کی کشش کے سبب پیدا ہو گئے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کے سربرآوردہ اصحاب۔ سر جمال احمد مدنی ملا داؤد، ملا سورتی، میشیل۔ ایم پی مریکا۔ اور عبد الرحمٰن صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایک جلسہ عام کا انتظام کریں جس میں کوئی مقتدر عالم صاحب ان سوالات کے جواب دیں اور حاضرین کو اس پر اعتراض کرنے کی اجازت دی جاوے۔ یہ سوالات جو خواجہ صاحب کو لکھے گئے ہیں۔ مفصلہ ذیل ہیں:-

(۱) قرآن دوسرے مذاہب کا مصدق ہے اور اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ ہر ایک اُمت میں کوئی نہ کوئی رسول بھیجا گیا ہے۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ ہر ایک قوم کا رسول اسی قوم کی زبان میں الہام کیا گیا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم (سورۂ ابراہیم) پھر خود ہی کہتا ہے۔ کہ انا انزلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون ہم نے عربی قرآن نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھو ان معقول حوالجات سے ظاہر ہے کہ ہر ایک رسول اسی زبان میں الہام کیا جاتا ہے۔ کہ جو اس کی قوم کی زبان ہو۔ اسی لئے قرآن عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔ سمجھ نہیں آتا کیوں دعوے کیا جاتا ہے کہ قرآن کی تعلیم دنیا کیلئے ہے

(بقیہ برصفحہ ۵ کالم ۲)

میں نے اخبار میں چھپوادیا تھا۔ خیال تو یہ تھا۔ کہ وہ اپنا آئینہ دیکھکر خود ہی خاموش ہو رہینگے۔ مگر افسوس ہے کہ وہ دیدہ دلیری میں اس قدر ترقی کرگئے ہیں کہ واقعات تک کو جھٹلانے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ ۱۴ اکتوبر کے پیغام میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"۴ اکتوبر کے پیغام صلح میں ہم پر افترا باندھتے ہوئے ہمارے ایک سکور رازداں فرماتے ہیں ایک شملوی نامہ نگار نے اپنے کلام کو زوردار ثابت کرنے کے لئے اخبار الہلال سے بہت سے جملے سرقہ کرکے تصرف بیجا کیا ہے۔ ہمارے دوست کو واضح رہے۔ کہ بندہ نے الہلال کو نہ دیکھا نہ پڑھا۔ اور نہ میں اُس کا کبھی خریدار تھا۔ دراصل ہمارے پیغامی سکور نے اصلی مضمون کا جواب نہ بن آنے پر جو کہ ایسے واقعات پر مشتمل تھا جنہیں اہل شملہ خوب جانتے ہیں یہ بے تکی ہانکی ہے"!!

بابو صاحب موصوف کو اُن کے گھر تک پہنچانے کے لئے حوالہ سرِدست محفوظ رکھتے ہوئے ہم پوچھتے ہیں کہ آپ کے مضمون زیرِ عنوان "تحریف نبوت میں تبدیلی کے ثبوت" کی جو تمہید ہے۔ کہ "انسان کی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں اُسکے دل پر جہل و ضلالت کی مہر لگ جاتی ہے۔ اُسکی قوت سامع بے حس ہو جاتی ہے۔ تاہم وہ اس قدر اندھا نہیں ہو جاتا کہ نور اور ظلمت میں فرق محسوس نکر سکے۔ اسقدر جاہل نہیں ہو جاتا کہ خیر و شر میں تمیز ہی نہ ہے اسقدر بہرا نہیں ہو جاتا کہ نغمہ ہائے شیریں اور شناہائے تلخ اسکے کان کے پردہ میں دو مختلف تموج پیدا نہ کرسکیں وہ دیکھتا ہے سنتا ہے اور سمجھتا بھی ہے لیکن باایں وہ نہیں دیکھتا نہیں سنتا اور نہیں سمجھتا کیونکہ لھم قلوب لا یفقھون بھا"

یہ تمہید آیا آپ کی قلم کی سیزش ہے۔ یا آپ نے کہیں سے نقل کی ہے۔ اگر نقل ہے اور یاد رکھو کہ یقیناً نقل ہے۔ تو بتاؤ اور سرورِ شاہی قسم واللہ باللہ ثم تاللہ کھا کر بتلاؤ کہ افترا کس نے کیا اور جھوٹ کس نے بولا؟ اس کا جواب موصول ہونے پر آپ کے باقی اباطیل کا بھی یکے بعد دیگرے جواب لکھا جاوے گا۔

(محرم راز)

نبوت مسیح موعودؑ اور حکیم محمد دین صاحب کا نیا ایمان

گوجرانوالہ میں میرے محسن اور کرمفرما جناب حکیم محمد دین صاحب سندھاوالیہ اقامت پذیر ہیں اور ناظرین پیغام صلح اُنکے حالات سے ضرور واقف ہیں۔ جناب میاں صاحب کی خلافت کے ابتداء سے لیکر ابتک اُن کی وفاداری کو خاص فروغ حاصل ہو رہا ہے اور میری شب و روز دعا ہے کہ یہ فروغ روز بروز بڑھتا رہے۔ کیونکہ گوجرانوالہ کے احمدی لوگ خوب جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم کے ایام زندگی میں آپ کی وفاداری بہت بڑھ رہی تھی جس کا سبب حکیم صاحب کو خوب معلوم ہے اور اس کساد بازاری کی وجہ سے تنگ ہو کر آپ نے ایکدفعہ گوجرانوالہ سے قادیان میں ہجرت بھی کر ہی لی تھی۔ مگر چونکہ مولوی نور الدین صاحب مرحوم حکیم صاحب کے خانگی حالات سے علم رکھتے تھے۔ اسواسطے آپ نے قادیان سے انکو مراجعت کرنے کے واسطے تنبیہہ کی تھی جس کی وجہ سے آپ نے پھر قادیان کی طرف ابتک ہجرت کرنے کا ارادہ نہیں کیا ہے چونکہ حکیم صاحب کو خاکسار اور اس کے بھائیوں کے ساتھ اُنس تھی۔ اس وجہ سے راقم نے کئی بار زبانی حکیم صاحب کی خدمت عالی میں عرض کی تھی آپنے جو عقیدہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے بارہ میں بدلا ہے یہ ٹھیک بات نہیں ہے۔ آپکو اپنے پہلے اعتقاد پر قائم رہنا چاہئے۔ مگر حکیم صاحب نے توجہ نہ فرمائی۔

قادیانی اخبارات میں حکیم صاحب موصوف نے نبوت مسیح کے بارہ میں مضمون بازی کرنے کا موقعہ حاصل کیا۔ جس کا جواب پیغام صلح کے کالموں کے ذریعہ سے دیا جاتا رہا ہے۔ ۱۹۱۹ء میں خاکسار نے ایک کھلی چھٹی کے ذریعہ سے حکیم صاحب کو نبوت مسیح موعودؑ کے بارہ میں اپنے اعتقاد ظاہر کئے تھے۔ جو پیغام صلح میں گذشتہ سال شائع ہو چکی ہے۔ مگر افسوس حکیم صاحب نے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ بعض ہمدردی کی وجہ سے ایک پرائیویٹ خط کے ذریعہ سے حکیم صاحب کو دوبارہ یاد دہانی کرائی گئی جس کی بابت مجھے ۱۵۔اگست ۱۹۲۰ء کے پیغام صلح میں پڑھنے سے پتہ ملا ہے۔ جناب نے میری عاجزانہ تحریر پر یہ ریمارکس کئے ہیں:۔

"ایک پیغامی صاحب نے پرائیویٹ خط میں بہت کچھ بکواس کیا ہے۔ جس سے اعراض کیا جاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اور فضل خاص سے ہم کو نور عطا فرما کر فہم قرآن اور حضرت اقدس جناب مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کا صحیح مطلب سمجھا یا گیا ہے۔ مناسب خیال کیا گیا کہ اس مسئلہ کو قدرے تفصیل کے ساتھ درج اخبار کر دیا جائے تاکہ پاک دل اور بے تعصب ناظرین کے لئے مفید ہو۔"

بہتر ہوتا جو پرائیویٹ خط میں نے جناب حکیم صاحب کی خدمت میں لکھا تھا۔ وہ بھی اخبار میں درج کر دیا جاتا۔ تاکہ پبلک پر روشن ہو جاتا کہ میری طرف سے واقعی بکواس کی گئی ہے یا کہ حکیم صاحب کی اپنی روحانی بصارت جاتی رہی ہے۔ کیونکہ حکیم صاحب جسمانی طور پر بھی دماغی خرابی کے مشہور مریض ہیں ممکن ہے کہ میاں صاحب کی خلافت کی وجہ سے اُن کا نور ایمان بھی جاتا رہا ہو۔

سُنئے حکیم صاحب! بکواس کے الفاظ ایک دفعہ آپ نے حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم کے بارہ میں بھی فرمائے تھے۔ جس پر آپ نے فوراً توبہ بھی کر لی تھی

میں مکرر آپ سے عرض کرتا ہوں جب آپ کے اپنے اُستاد ہی نے یہ ریمارکس پاس کئے تھے تو میری کیا حیثیت ہے۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم کے مقابل پر۔ خیر اللہ تعالیٰ نے آپکو جزائے خیر دے جو منہ سے بن آیا کہہ دیا۔ آپ نے پاک دل اور غیر متعصب ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ مگر افسوس آپ اپنے دعوے میں بہت ناکامیاب ٹھہرتے ہیں۔ ہمارے بھائی عنایت علی کی بیماری پر باوجود آپ نے فیس حاصل کرنے کے، تنگدل ہونے اور متعصب ہونے کا ثبوت دیا تھا۔ جو ہم کو کبھی نہیں بھول سکتا ہے۔ وجہ صرف یہ تھی۔ کہ آپ میاں صاحب کے گروہ میں شامل تھے۔ اور ہم لوگوں نے اُن کی خلافت سے انکار کیا ہوا تھا۔ آپ کی زندگی کے بیسیوں ایسے واقعات ہیں جن کے درج کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے مضمون بازی کے وقت آپ کا دماغ سرگرداں رہتا ہے۔ بہتر ہے جسمانی طور پر علاج کرائیں۔ تاکہ آپ کو شفا حاصل ہووے۔

آپ نے تحریر فرمایا ہے شریعت تو تکمیل ہو چکی ہے مگر نبوت کا سلسلہ تاقیامت جاری رہیگا۔ جناب حکیم صاحب! قرآن مجید پر غور فرمائیں۔ اب کونسی نبوت باقی ہے جسکی تکمیل کے واسطے جناب میرزا صاحب دُنیا میں تشریف فرما ہوئے اور اُسکی تکمیل کرنے کے بعد دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً پر تدبر کریں۔ خود مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؎

ہست اوخیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را بروشد اختتام

پھر فرمایا۔ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین جس کی تائید حدیث صحیح لا نبی بعدی بھی کرتی ہے علاوہ ماسوائے اس حدیث کے کئی ایک احادیث ہیں جن سے صاف پتہ لگتا ہے کہ حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا خود آپ دعوے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فہم قرآن عطا فرمایا ہے۔

مولوی صاحب۔ جب سے آپ گوجرانوالہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات تک رہے۔ آپ نے کبھی اپنے وعظوں اور خطبوں میں نہیں فرمایا تھا۔ کہ میرزا صاحب کا دعوےٰ نبی ہونے کا تھا۔ اب جو دعوے در بارہ نبوت مسیح موعودؑ آپ لوگ بیان کر رہے ہیں سابقہ عقیدہ کے بالکل خلاف ہے۔ گوجرانوالہ کے کئی احمدی جو اہل انصاف ہیں وہ ذرا شہادت دیویں۔ کہ مولوی محمد دین حکیم حضرت مسیح موعودؑ کی وفات تک نفور کا دعوےٰ نبوت اپنے خطبوں میں فرماتے رہے تھے۔ کیا آپ خود حلفیہ شہادت دے سکتے ہیں۔ یا کسی احمدی سے شہادت دلا سکتے ہیں کہ آپ نبوت مسیح موعود کا عقیدہ پہلے بھی رکھتے تھے۔ جیسے کہ آجکل بیان کیا جا رہا ہے اگر ایمانی جرأت ہے۔ تو خدارا میدان میں نکل کر شہادت دیویں یا دلادیں ورنہ آپ کے مقابل پر حلفیہ شہادت دینے کو کئی تیار ہیں۔ کہ آپنے میاں صاحب کی خلافت کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے بارہ میں اپنا عقیدہ بدلا ہے۔ اور اس عقیدہ کے اختیار کرنے سے خود بھی اِدھر اُدھر ہراساں و پریشان پھر رہے ہیں اور دوسروں کو بھی پھسلانے لگ بیٹھے ہیں

آپ کا حضرت مسیح موعودؑ کو اسمہٗ احمد کا حقیقی مصداق قرار دینا بھی ایک نیا عقیدہ ہے جو آپنے میاں صاحب سے سیکھا ہے۔ کیا آپ اسمہٗ احمد کے بارہ میں حلفیہ شہادت دینے کو تیار ہیں۔ کہ آپ اسمہٗ احمد سے مراد حقیقی معنوں میں حضرت میرزا صاحب ہی کی ذات سے اُنکی وفات تک مانتے تھے۔

قرآن کریم تو فرماتا ہے۔ اس کتاب حکیم کے بعد کوئی اور نئی ہدایت نہیں آسکتی۔ آپ کس طرح بیان کرتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی چھوڑ ہزاروں نبی آویں گے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے لیکر حضرت مسیح موعودؑ کی وفات تک تمام اہل اسلام کا یہی مذہب چلا آیا ہے۔ کہ بعد حضرت سرور کائنات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہیں آسکتا۔

اب مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد آپ لوگوں کو پتہ لگ گیا۔ کہ نبی آسکتا ہے۔ کیا قادیان میں کوئی یونیورسٹی ہے جس سے اب نبوت کی ڈگری مل سکتی ہے ۔ سلحیا خریا للہ۔

ہاں ہم لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوۃ ظلی۔ بروزی۔ غیر حقیقی۔ غیر مکمل۔ ناقص۔ جزوی تھی جسکو محدثیت کہتے ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کے موجود ہوتے ہوئے کیا ضرورت ہے کہ آپ جیسے کم فہم انسانوں کی تحریروں کی طرف نظر تک بھی کی جاسکے۔ اگر آپ کو قرآن دانی کا دعوےٰ ہے تو آپ کو مبارک ہو۔!

حکیم صاحب! تکمیل شریعت اور تکمیل نبوت دونوں تیرہ سو سال ہوئے۔ ہو چکی ہیں۔ اب اگر ضرورت ہے تو ضرورت عمل ہے۔ جو ایمان لاتا ہے اور عمل صالح بجا لاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر اپنے خاص انعامات عنایت فرماتا ہے ظلی نبوت سے رنگا جا سکتا ہے۔ اولیاء۔ شہداء۔ صالحین کے درجے پا سکتا ہے۔ اور یہ انعام صرف اتباعِ کلام اللہ اور اتباعِ شریعت و سنت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہو سکتا ہے۔

اگر یہ سوال ہو جب تکمیل شریعت۔ تکمیل نبوت ہو چکی ہے۔ تو اب مجددین۔ اور بالخصوص حضرت مسیح موعودؑ کے آنے کی کیا ضرورت اور غرض تھی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مجددین دُنیا میں آکر مخلوق خدا کی راہنمائی کرتے ہیں اُن کی غلطیوں کو دُور کرتے ہیں اور اُن کو مکمل انسان بناتے ہیں۔ اور ایک جماعت؛ علمائے کاملۃ اللہ کیواسطے بنا کر دُنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ اور مجددین کے ظہور کے بارہ میں جو حدیث ہے اُس حدیث کی بنا ہی پر حضرت مسیح موعودؑ اور سابقہ مجددین کی مجددیت کا دعوےٰ تھا۔ حدیثوں میں حضرت مسیح موعودؑ کو اماماً منکم فرمایا ہے نہ کہ نبیکم منکم۔

اگر آپ کہیں کہ حدیث میں نبی اللہ کا لفظ مسیح موعودؑ کے واسطے موجود ہے۔ مہربانِ ما! اس حدیث کی پختگی پر حضرت مسیح موعودؑ کی جو رائے موجود ہے۔ اُس پر اعتقاد رکھیں اور نبی اللہ کا جو لفظ حدیثوں میں آیا ہے۔ وہ غیر حقیقی طور پر مستعمل ہے۔ نہ حقیقت کے طور پر۔ کیا ہے جو آپ دکھلا سکیں کہ یہ حقیقت پر محمول ہے۔

بالآخر میں آپ کو مکرر عرض کرتا ہوں۔ خدا کیواسطے اپنے سابقہ عقیدہ پر آجایئے اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرکر توبہ کیجئے۔ تاکہ انجام بخیر ہو۔ ورنہ جناب خوب یاد رکھیں کہ آپ نے ایک دن مرنا ہے اور خدا کے آگے حساب دینا ہے بہتر ہے حلفیہ شہادت دے کر اپنی دیانت اور اپنے تقوےٰ کا امتحان کرا دیں۔ کیونکہ آپ کا تقوےٰ بڑا مشہور ہے۔ جسکو بالخصوص منشی احمد دین صاحب اپیل نویس وغیرہ سب جانتے ہیں۔ والسلام۔

حسن علی سب اسسٹنٹ سرجن نور محلہ پیر کور
عراق۔ از موصل۔

ایڈیٹر: حکیم صاحب موصوف پر ہی کیا منحصر ہے حضرت میاں صاحب کا ادعائے نبوت کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔ کیا عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعود اور دیگر انبیاء کے نفس نبوت میں تو سرِمو فرق نہیں اور فضیلت میں اُن سے بہت بڑھ چڑھ کر ہیں۔ مگر جب حضرت صاحب کے ورثہ کا سوال ہو۔ کیونکہ حدیث صحیح میں صاف وارد ہے:۔

نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث

ہم انبیاء کا گروہ نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ ہمارا کوئی ورثہ لیتا ہے۔ تو سقد مسجد کا نیور کی مسجد کا روپیہ کھا جانے والے پیر سنتری طرح اِن کو بھی سانپ سونگھ جاتا ہے۔

فتدا تو جاولا تکن من الغافلین!!!

اخبار دستور کی ضمانت ضبط

یہ خبر نہایت افسوس اور رنج کے ساتھ سنی جائیگی کہ اخبار "دستور" جو شہر کوٹ (روہیلکھنڈ) سے شائع ہوتا تھا۔ گورنمنٹ نے ایک آیات عنوان کی بنا پر اُس سے ایک ہزار کی ضمانت ضبط کر لی ہے۔ اخبارات کی مثال ان آلات کی سی ہے ایک آئینہ کی مثال ہے جو خیالات عامہ کی دریافت کا واحد ذریعہ ہوتا ہے ... راعی اور رعایا کے باہمی ارتباط کے استحکام کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے جذبات، احساسات اور خیالات سے کما حقہٗ واقف ہوں۔ اگر کوئی راعی اپنی رعایا کی شکایات اور جذبات سے آگاہی حاصل کرنے کی بجائے انکو سختی کے ساتھ دبانا چاہتا ہے تو یاد رکھو کہ دنیا کی تمام چیزوں سے بڑھکر خطرناک بات ہے اور احساسات کا ... عمل کی حیثیت ... ایک شعلہ ... کے ساتھ گنبد کی صورت میں جھپکتا ہے پردہ ... کے زبردست اضطراب کے باعث اسی قدر اونچا اُچھلتا ہے۔ مسلمانوں کے دلوں پر چرکا لگا ہے۔ اب اس پر مزید نمک پاشی کر کے اپنی سنگدلی کا ثبوت نہیں دینا چاہئیے۔ یہ زخم خوردہ دل نمک کا نہیں بلکہ مرہم کا محتاج ہے۔

متفرق خبریں

کل مورخہ ۱۹ ماہ رمضان کو ماہ رمضان کو مولینا محمد علی شوکت علی اور مہاتما گاندھی وغیرہ فدایان ملک و قوم کا وفد وارد لاہور ہؤا۔ سٹیشن پر کئی ہزار کا مجمع تھا۔ شہر کے لوگوں نے بھی دل کھولکر ان فدائیوں سے اظہار محبت کیا۔ بازاروں میں جا بجا ریشمی کپڑے اور جھنڈیاں اور قطعے آویزاں کئے گئے۔ گوجرانوالہ کے رضا کاران خلافت، سکولوں اور کالجوں کے طلباء اور مختلف سوسائٹیوں کے والنٹیر اپنی اپنی وردیاں زیب تن کئے ہوئے جلوس کے آگے آگے خراماں تھے۔ ۶ بجے شام دہلی دروازہ کے باہر ان مقتدر لوگوں کے لیکچر قرار پائے۔ مولانا محمد علی شوکت علی سردار سردول سنگھ صاحب ایم۔اے۔ چوہدری رام بھجدت وغیرہ کی تقاریر نہایت شوق سے سنی گئیں۔

اسلامیہ کالج لاہور کے طلباء کو خصوصیت سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ اور بعض بن چلے تو ایسے بھی تھے۔ کہ جنہوں نے یہ بھی کہدیا۔ کہ اسلامیہ کالج کو چھوڑ دو۔ تمہارے لئے دیانند اینگلو ویدک کالج حاضر ہے۔

کس قدر رنج اور افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں کو ہر ایک شخص اپنا شکار سمجھکر اپنی طرف بلاتا ہے اور مسلمانوں کے دلوں میں اتنی غیرت اور ہمت نہیں کہ وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ اب کیا مسلمان اسلامیہ کالج میں قرآن کریم کو چھوڑ کر ڈی۔اے۔وی کالج میں ستیارتھ پرکاش جیسی توہین اسلام میں بے نظیر کتاب کا سبق شروع کر دیں گے۔ ایک بنے بنائے کام کو بگاڑ دینا آسان ہے۔ پر نیا بنا کر دکھانا مشکل ہے۔

مسلمانوں کو جہاں تک ہو سکے اپنے کالج کی اصلاح میں توجہ کرنی چاہیئے۔ غیر مذاہب کے کالج اور سکول مسلمانوں کے لئے کسی صورت میں مفید نہیں ہیں اگر انگریزی تعلیم کو بند کرنا ہے۔ تو یہ دیانند کالج کی دعوت کیسی؟

علیگڈھ — ۱۶ر اکتوبر۔ مولانا آزاد سبحانی جو معاملہ مسجد کانپور میں خاص طور پر مشہور ہو چکے ہیں ہفتہ کی شب کو یہاں پہنچے۔ ریلوے سٹیشن پر طلباء نے آپ کا پُر جوش خیر مقدم کیا اتوار کی صبح کو مولانا آزاد سبحانی نے کالج کے ٹرسٹیوں سے ملاقات فرمائی اور بعد میں طلباء کے ایک عام جلسہ میں تقریر کی۔ سید نور اللہ جو خلافت کمیٹی کے پریذیڈنٹ تھے حضرت مولانا کا خیر مقدم کرتے ہوئے سید نور اللہ نے شد و مد کے ساتھ کہا کہ علیگڈھ مذہبی جذبات کے رو سے کار روائی کریگا۔ اسے سیاسیات کا کوئی پاس نہ ہوگا۔

مولانا آزاد نے پورے تین گھنٹے تک مذہبی نقطہ خیال سے تقریر فرمائی۔ اور قرآنی آیات سے ثابت کر دیا کہ حکومت کے ساتھ عدم تعاون کرنا اور ہندوؤں کے ساتھ تعاون کرنا مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے کیونکہ ہندوستانی مسلمانوں کو اپنے فرائض کی ادائیگی

سے نہیں روکتے۔

مولانا نے سرکاری امداد نامنظور کرنے اور کالج کو سرکاری یونیورسٹی سے علیحدہ کرنے کی ضرورت بخوبی ثابت کر دی۔ اور ٹرسٹیوں سے کہا۔ کہ وہ احکام مذہب پر چلیں۔

مولانا نے کالج کے پروفیسروں سے بھی درخواست کی کہ وہ حکومت سے قطع تعلق کر لیں۔ اور طلباء سے کہا کہ اگر ٹرسٹی اور سٹاف احکام مذاہب کو پس پشت ڈالدیں۔ تو وہ متفقہ طور پر عدم تعاون پر کاربند ہوں۔

مولانا کی تمام تقریر قرآنی آیات سے مملو اور مدلل تھی طلباء نے نہایت توجہ سے سُنا اور اخیر پر اللہ اکبر کے پُر زور نعروں سے فضائے بسیط میں گونج پیدا کر دی۔

اس کے بعد صدر جلسہ نے ذیل کا تار جو مدراس سے آیا تھا پڑھ کر سنایا۔

مجلس نوجوانان مدراس کا تار۔ لیگ آف یوتھ (مجلس نوجوانان) طلباء علیگڈھ کی مستعدی کو بآواز سمجھتی ہے کہ انہوں نے اپنے مذہب اور ملک کی خاطر اولو العزمانہ ثبات قدم دکھایا ہے۔ شکریہ۔

صدر جلسہ نے یہ اعلان بھی کیا کہ اسلامیہ کالج لاہور عدم تعاون کے معاملہ میں علیگڈھ کی تقلید کرنے کو تیار ہے۔ طلباء کو اس معاملہ میں رہنمائی کرنی چاہیئے۔

آخر اللہ اکبر کے پُر جوش نعروں کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہؤا۔

کوفہ کا محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ بغداد ۱۷ر اکتوبر آج ۹ بجے صبح کوفہ محاصرہ سے چھڑا لیا گیا۔ قلعہ گیر فوج بخیریت ہے۔

تسخیر ولنا کا قضیہ — پیرس ۱۵ر اکتوبر۔ مسیو لیون برجیس پریزیڈنٹ کونسل جمعیۃ الاقوام نے مسیو پیڈریوسکی کو اطلاع دی ہے کہ تسخیر ولنا سے پولینڈ نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے جو اُس نے جمعیۃ الاقوام سے کیا تھا۔ اور اگر ولنا عنقریب خالی نہ کیا گیا۔ تو جمعیۃ الاقوام کی کونسل اسکے متعلق مناسب کارروائی کرے گی۔

وسطی لتھوینیا کی خود مختار حکومت — لنڈن ۱۵ر اکتوبر گراڈنو کا ایک پیغام مظہر ہے کہ جنرل زیلگوسکی نے جو وسطی لتھوینیا میں ایک خود مختار جمہوریہ کا اعلان کر دیا ہے اور کہا ہے کہ ولنا میں عنقریب ایک پارلیمنٹ منعقد کی جائے گی۔

ایک قومی حکومت قائم کر دی گئی ہے۔ جس میں دو پولینڈ کے ممبر۔ دو گورہ روسی اور دو لتھوینی شامل ہیں اور صدر موسیو اسوبز ایک مقامی اخبار کے ایڈیٹر ہیں۔

جنرل زیلگوسکی نے پولینڈ کو کہلا بھیجا ہے کہ درمیانی زمین پولینڈ اور وسطی لتھوینیا کی سرحد ہونی چاہیئے۔ اور گراڈنو وسطی لتھوینیا میں رہے۔

جنرل مذکور نے ایک یاد داشت لتھوینیا کو بھی بھیجی ہے کہ میں جنگ کا خواہاں نہیں ہوں معاملہ زیر تنازعہ کا تصفیہ رائے عامہ سے کر لیا جائے گا۔

ڈبلن میں قتل و خونریزی — لنڈن ۱۵ر اکتوبر آج سہ پہر کو ڈبلن میں چند سو آدمیوں نے ایک مسلح موٹر کار پر حملہ کیا اور خوب گولیاں برسائیں۔ ایک سپاہی مجروح ہؤا۔ افواج نے بھی کلدار توپیں چلائیں اور ایک غیر رضا کو مار ڈالا۔

ازاں بعد افواج ٹلبٹ سٹریٹ میں ایک دوکان دوڑ لیکر گئیں۔ وہاں پہنچنا کہ غیر سپاہی لوگوں نے ان پر آتشبازی شروع کی۔ ایک افسر مقتول اور دو سپاہی مجروح ہوئے فوجیوں نے دو کو مقتول اور چار کو مجروح کیا۔ ڈبلن میں بے حد اضطراب پھیل رہا ہے۔ فوجیں بارکوں میں بند ہیں۔

کارک کا لارڈ میئر — لنڈن ۱۵ر اکتوبر۔ آج چونسٹھواں دن ختم ہو گیا۔ لارڈ میئر نے اب تک کچھ نہیں کھایا کہتے ہیں۔ کہ اسمٹھویں دن انہوں نے اپنے متاثرین کو الوداعی پیغام بھیجا تھا۔

جنرل رینگل کی فتوحات — لنڈن ۱۴ر اکتوبر۔ جنرل رینگل کے صدر مقام سے موصول شدہ سلکی پیغام مظہر ہے کہ ہر طرف فتح و ظفر قائم ہو رہی ہے۔ مگر نیز روسکا کے علاقہ میں تو بالخصوص بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے یعنی جوسٹن کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور سرخ پوسوں نے ایک کارخانہ بارود کو جس میں پچاس ہزار توپ کے گولے تھے ... آتش لگا دیا گیا۔

برطانی کان کنوں کی ہڑتال — لنڈن ۱۴ر اکتوبر سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کان کنوں کی کانفرنس نے فیصلہ کیا ہے کہ ہڑتال کے نوٹسوں کی میعاد ۱۶ر اکتوبر کو ختم ہو جانی چاہیئے۔

روس اور فنلینڈ کا معاہدہ — ہلسنگفورس۔ ۱۵ر اکتوبر۔ روس اور فنلینڈ کا معاہدہ صلح بذریعہ دستخط مصدق ہو گیا ہے۔

شاہ یونان کی علالت — پیرس ۱۵ر اکتوبر۔ شاہ یونان ابھی تک یرقان اور بخار میں مبتلا ہیں۔ جس کی وجہ سے انکی حالت بہت نازک ہو گئی ہے۔

لنڈن ۱۴ر اکتوبر۔ "ٹائمز" نے اس تقریر کے متعلق جو لارڈ کرزن نے سنٹرل ایشین سوسائٹی (انجمن ایشیا وسطی) میں کی تھی۔ ایک مقالہ افتتاحیہ سپرد قلم کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ برطانیہ کو حالانکہ کوئی ترجیحی حقوق حاصل نہیں مگر پھر بھی نصف درجن ایشیائی ممالک کے انتظام کا سودا سر میں سمائے ہوئے ہے۔ یہ نظریہ نہ صرف بُرا بلکہ ناقابل عمل ہے۔ جب تک برطانی پرچم ان اکثر مقامات پر اڑتا رہے گا۔ جن پر لہرانے کا اسے کوئی حق حاصل نہیں۔ اس وقت وہ خطرناک حکمت عملی جسے وزیر خارجیہ نے جہرہ بنایا ہے۔ صلح و امن قائم نہ کرے گی بلکہ تلوار کو بے نیام کرے گی۔

ہم ایشیائی کے دوسرے مقامات پر بے فائدہ ذمہ داریوں کا بار اپنے ذمے لیکر ہندوستان میں برطانی راج کو معرض خطرہ میں ڈال رہے ہیں۔ وقت ہے کہ لارڈ کرزن کی حکمت عملی کو عملی جامہ پہنایا جائے جس سے ہم پورے طور پر متفق ہیں اور وہ یہ ہے کہ قلمرو برطانیہ اب زیادہ وسعت پذیر نہیں ہو سکتی۔

باغ عرفان کے چند قطرے

تصنیفات حضرت مسیح موعود

(۱) **سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول (براہین احمدیہ)** مذہبی دُنیا کے فاتح تلوار بیضا کے مجدد اعظم مسیح موعود کی معرکۃ الآراء تصانیف۔ قیمت مجلد کاغذ ولایتی ... بے جلد ... دیسی کاغذ مجلد ... بے جلد ...

(۲) **ملفوظات احمدیہ** — مجموعہ ان حضرت مسیح موعود کی برمحل نکتوں اور کثیر سوز تقاریر کا مجموعہ۔ قیمت ...

(۳) **توضیح مرام اور فتح اسلام** — دعاوی مسیح موعود پر مدلل اور سلسلہ تصنیفات از حضرت مسیح موعود قیمت ہر دو امر

(۴) **ٹیچنگز آف اسلام** (انگریزی) تعلیمات اسلامیہ کا نسخہ حقائق و معارف قرآنیہ کا خزینہ جو ایک بہت بڑی مذہبی کانفرنس میں پڑھا گیا۔ مجلد اعلیٰ ولایتی۔ قیمت ...

تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب

(۵) **جمع القرآن** — حفاظت قرآن کریم پر بے نظیر تالیف تاریخی واقعات کو نہایت تحقیقات سے ثابت کیا۔ قیمت ۱۲ر

(۶) **النبوۃ فی الاسلام** — ختم نبوت و رسالت اور محدثیت پر اصولی بحث۔ مقام مسیح موعود کا حقیقی تعین قیمت فی جلد مجلد ... بے جلد ...

(۷) **مسیح موعود** — چودھویں صدی کے مجدد اور نزول ابن مریم کی حقیقی تعبیر۔ قیمت مجلد ... بے جلد ...

(۸) **سیرت خیر البشر** — آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح اور آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بحث اور مخالفین کے اعتراضات کا قلع قمع کیا گیا ہے۔ قیمت

(۹) **مقام حدیث** — فرقہ اہل قرآن کے وساوس کا ازالہ اور ضرورت صداقت جمع اور تنقید حدیث پر مفصل بحث۔ قیمت ......

(۱۰) **ضرورت مجدد** ...... مفت

(۱۱) **عیسائیت کا آخری سہارا** ...... مفت

درثمین مکمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام اردو اور فارسی نظمیں جو اب تک شائع ہو چکی ہیں ایک جگہ جمع کی گئی ہیں۔ قیمت مجلد ۱۵ر بے جلد ۱۱ر

القول المجدد فی تفسیر اسمہ احمد اس میں فاضل مصنف حضرت سید محمد حسن صاحب امروہوی نے میاں محمود احمد صاحب کے عقائد درباره پیشگوئی اسمہ احمد اور نبوت حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اور مسئلہ کفر و اسلام کی بسط و بسیط کے ساتھ تردید کی ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ اسمہ احمد کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جزوی نبی ہیں ان کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ ۱۰ر

سیرۃ ضروریہ حضرت رسول کے پورے پورے حالات مندرج ہیں قیمت ...

پتہ بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

پرنسپل علیگڈھ کالج نے بھی خطرناک اور دردناک الفاظ سے پُر ایک چٹھی والدین و سرپرستان طلباء کے نام معہ طلباء کالج کے جلسہ کے ریزولیوشنوں کی نقل کے ارسال فرمائی ہے جس میں پرنسپل صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آپ تشریف لائیں اور اپنے صاحبزادگان کو جنہوں نے موجودہ نظام کالج سے آزادی [illegible] وردیدہا ہے اپنی نگرانی میں لے لیں میں آئندہ اس بوجھ کو تنہا نہیں اٹھا سکتا۔ طلباء نے یہ طے کیا ہے کہ اگر ۲۹ راکتوبر تک نان کوآپریشن نہ کیا گیا۔ تو کالج کو ایک قومی منتظم جماعت کی صورت میں تبدیل کیا جائیگا اور سٹاف کے خطاب یافتہ اراکین سے چھوڑنے کو کہا جائے۔ بظاہر یہ طوفان رُکتا نظر نہیں آتا لیکن ہاتھ پاؤں مارنا سب کا فرض ہے آنریری سکرٹری کالج نے بھی مسلم یونیورسٹی کے متعلق ایک طویل نوٹ بھیجا ہے۔ ہمارے خیال میں اسوقت یونیورسٹی کی بحث کو خود کالج کی ہستی کے مقابلہ میں بالائے طاق رکھنا چاہئے ۔

متفرق خبریں

سکھ لیگ میں نہ مل ورتن (عدم تعاون) پاس ہوگیا

سکھ لیگ میں سردار سنگل سنگھ کویشر بی-اے نے عدم تعاون کی قرارداد پیش کی۔ جس کے الفاظ یُوں تھے :-

ساکھوں کے حقوق کے ساتھ بے پروائی کو دیکھکر اور سال گذشتہ پنجابیوں پر مارشل لا میں جو ظلم ہوا اور ظلم کرنے والوں کی بیجا حمایت جو سرکار ہند اور پارلیمنٹ کی طرف سے ہوئی اور خلافت کے معاملہ میں جو ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ بے انصافی و وعدہ خلافی کیگئی اسکو دیکھ کر سکھ لیگ فیصلہ کرتی ہے کہ ہندوستانیوں کو کبھی تسلی نہیں ہوسکتی نہ آئندہ پاپ اور بے انصافی ہندوستان سے دور ہو سکتے ہیں جب تک ہندوستانیوں کو سوراج حاصل نہ ہو جائے جس کے حاصل کرنیکا اور ہند سے آئندہ بے ایمانی ہٹانے کا سب سے اچھا طریقہ سکھ لیگ کے نزدیک "نہ مل ورتن" ہے اور وہ نہ مل ورتن بغیر کسی فساد کے ہوگا۔ جب تک سوراج نہ ملے "نہ مل ورتن" کی تحریک دن بدن بڑھنی چاہئے۔ سکھ لیگ کے نزدیک عدم تعاون پر اس طرح عمل کیا جائے گا۔

(۱) سرکاری خطابات، اعزازی عہدے اور ممبریاں چھوڑنی چاہئیں - (۲) سرکاری جلسوں اور دربار وں میں نہیں جانا چاہئے (۳) سرکاری مدرسوں اور کالجوں سے طلبہ کو بتدریج اٹھا لینا چاہئے اور قومی تعلیم کے لئے کالج اور سکول قائم کرنے چاہئیں۔

(۴) وکیلوں اور مقدمات والوں کو سرکاری عدالتیں چھوڑ دینی چاہئیں اور پنچایتیں قائم کرنی چاہئیں ؛

(۵) عراق عرب کی بھرتی میں مدد نہ دی جائے۔

(۶) سرکاری کونسلوں میں کوئی ممبر نہ بنے - اگر کوئی قوم کے فیصلے کے خلاف جانا چاہے تو اسے کوئی ووٹ نہ دے۔

(۷) بدیشی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اور سودیشی کے لئے ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے ؛

سردار سردول سنگھ کی تقریر

مارشل لا اور سکھ قوم پر دردناک مظالم کے واقعات بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا :-

تیسرا واقعہ خلافت کا ہے مسلمان بھائیوں پر وہ ظلم ہوا ہے جو سکھوں پر بھی کبھی نہیں ہؤا - ان کے مقامات مقدسہ اُن سے چھین لئے گئے ان کا مقدس خلیفہ جس کے لئے اُنہوں نے تیرہ سو سال سے لاکھوں جانیں قربان کریں اپاہج کر دیا گیا۔ وہاں یورپ کہتے ہیں کہ اگر ہم خلیفہ کو قسطنطنیہ میں بھی رہنے دینگے تو قیدی کی حیثیت میں رکھیں گے۔

اس وقت ٹرکی کی حیثیت یتیم کی سی ہے۔ لیکن اسکی مصلحتیں سب آ گئے تھے - ٹرکی کی مدد کو کوئی نہیں پہنچتا۔ اگر ٹرکی کو سوراج نہیں دیا جاتا تو یہ سخت بے انصافی ہے۔ اگر ہم اس بے انصافی کو دور کرنے میں کوشش نہ کروگے - تو تم پر آئندہ اس سے بھی زیادہ مصیبتیں آئیں گی - ٹرکی ایک دیوار ہے یورپ اور ایشیا کے درمیان۔ اگر یہ دیوار گر گئی - تو یورپ کی تمام طاقتیں ملکر ہندوستان اور ایشیاء کو کچل ڈالیں گی۔

خالصہ جی۔ سکھوں کا دینی و دنیوی بادشاہ سری گرنتھ صاحب کے سوا کوئی نہیں۔ حکومتیں اپنا کام کرتی ہیں سرکار اپنی حرکتوں میں مصروف رہی۔ لیکن سکھوں نے کبھی کسی کام میں دخل نہیں دیا۔ صرف اس وقت دخل دیا جب کسی حاکم نے جبر اختیار کیا۔ جس حکومت میں اس قسم کے جبر اور ظلم ہو رہے ہوں اسکو دور کرنے کے لئے سکھوں کا دھرم ہے کہ اپنا سر بھی دیدے مگر نہ

نہ دے گا۔ تو وہ سکھ نہیں ہے۔

اگر آج ہم اپنے ہندو مسلمان بھائیوں سے آگے نہ بڑھیں تو کم از کم ساتھ ساتھ تو رہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ غلامی سے نکل جاؤ۔ تو غلامی کے سارے طوق اتار دو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں سے سمجھوتہ کرلینا چاہئے۔ کہ جب سوراج ملیگا۔ تو ہمارے حقوق کیا ہوں گے۔ اگر ایسا سمجھوتہ ہو جائے۔ تو ان کی مدد کی جائے۔ لیکن یہ بالکل ناجائز ہے اب خواہ ہندو مسلمان اس تحریک کو چھوڑ بھی دیں ہم ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ اگر ایک مسلمان کا جنازہ جا رہا ہو اور اس کا کوئی رشتہ دار آکر ہم سے کہے۔ کہ بھائی آؤ۔ اس جنازے کو کندھا دو۔ تو کیا ہمیں مناسب ہے کہ ہم اُسوقت اس سے یہ وعدہ لیں کہ آئندہ اس کا سلوک ہم سے کیسا رہیگا ؟ یہ قطعاً ناجائز ہے۔

اعتراض کیا جاتا ہے کہ سکھ بارود کی طرح ہیں بھڑک اٹھینگے میں یہ کہتا ہوں۔ کہ اگر تم پر یہ ظلم اور ناانصافی ہو تو چاہئے کہ بھڑک اٹھو تمہارا دُنیا میں بے عزتی سے جینا اچھا نہیں لیکن یہ غلط ہے کہ تم میں برداشت کی طاقت نہیں ہمارے تاریخ میں صدہا ایسے واقعات ہیں کہ سروں پر آرے چلا دئے گئے۔ مگر اُف تک نہیں کی [illegible] ہاتھ کا [illegible] چاہیے - اُنہوں نے کہا کہ ایک ایک اُنگلی کرکے کاٹو کیا وہ بارود نہ تھے؟ اگر تم یہ امن نہیں رہ سکتے تو تمہیں چاہئے کہ اپنی آگ میں خود ہی جل کر مر جاؤ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں یہ قرارداد خالصہ کے سامنے پیش کرتا ہوں ؛

ہائی سکول (شیرانوالہ دروازہ لاہور) کے طلبہ نے بھی سکول سے مقاطعہ کردیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسلامیہ ہائی سکول (بھاٹی دروازہ) اسلامیہ ہائی سکول (شیرانوالہ) اور مسلم ہائی سکول کے صدہا طلبہ نے دفعتہً علیٰحدہ ہوکر ایک جگہ جمع ہوکر "اللہ اکبر" اور "مولانا ظفر علی خاں زندہ باد" کے پُرزور نعرے لگائے - آج مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو شام کے پانچ بجے طلبہ کا ایک جلسہ اسلامیہ کالج کے میدان میں منعقد ہؤا۔ جہاں چند بزرگانِ قوم نے طلبہ کی رہنمائی کے لئے انہیں ہدایات دیں ؛

شورش آئرلینڈ :- لندن ۱۸ اکتوبر - کارک کے جیل میں مقاطعین جو بھوکے ہیں سے پہلا مرنیوالا شخص فٹز جیرالڈ ہے جس کی عمر تیس سال کی تھی - وہ فاقہ کے ۶۸ روز کے بعد جان بحق ہؤا ہے ؛

بولشویکوں نے بخارا کس طرح سر کیا ؟ الہ آباد - ۲۰ اکتوبر - اخبار پایونیر اپنی تازہ ترین اشاعت میں رقمطراز ہے۔ کہ بہت سے پناہ گزین بخارا سے ایران پہنچ رہے ہیں ان کا بیان ہے کہ بولشویکوں کی جس فوج نے بخارا پر قبضہ کیا ہے اسکے پاس مسلح توپخانہ والی موٹر کاریں اور ہوائی جہاز تھا سب سے پہلے بخارا کی جماعت احرار نے شہر میں گڑبڑ مچادی اس کے بعد بولشویکوں نے شہر پر حملہ بول دیا۔ ساتھ ہی ہوائی جہازوں نے اوپر سے شہر پر بم گرانے شروع کردئیے - ایک طرف سے بولشویکوں کے توپخانہ نے شہر پر گولہ باری شروع کردی اس کے بعد شہر میں تین چار دن تک خوب لوٹ مار اور قتل ہوتے رہے بہت سا مال و اسباب امیر کے قلعہ تک پہنچ گیا ہے افغانی فوج جو بخارا میں مقیم تھی اسکو بولشویکوں نے قید کرلیا ہے ؛

رہتک - ۱۹ اکتوبر - مسٹر ودامسکا نائٹ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پانی پت کے مولوی لقاء اللہ صاحب اور صوفی اقبال احمد کو جن پر کہ دفعہ ۱۲۴ الف اور دفعہ ۱۵۳ الف قانون تعزیرات ہند کے ماتحت مقدمہ چلایا گیا تھا آج اس کا فیصلہ سنادیا ہے۔ دونوں ملزموں کو پانچ سال کے لئے جلاوطن کیا گیا - ۱۲۴ الف کے ماتحت تو پانچ سال قید کی سزا دی گئی اور ۱۵۳ الف کے ماتحت ایک سال کی۔ لیکن یہ دونوں سزائیں ایک ساتھ شروع ہونگی لیکن موخرالذکر قانون کے ماتحت ان سے ایک ایک سال قید بامشقت مل جائے گی۔

صوفی اقبال احمد صاحب اپنی سزا کا حکم سُن کر خاموش ہو گئے لیکن مولانا لقاء اللہ صاحب نے مجسٹریٹ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہیں آپ اپنی جان کی سلامتی کی دعا مانگنی چاہئے شہر میں بہت سی دُکانیں بند کر دی گئیں ؛

بنارس یونیورسٹی اور ترک موالات - کلکتہ ۱۲ اکتوبر - اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہندو یونیورسٹی بنارس بھی وہی طرز عمل اختیار کرنیوالی ہے۔ جو ترک موالات کے بارے میں علیگڈھ نے اختیار کیا ؛

مولانا ظفر علی خاں کی حالت جیل میں - مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو بروز پنجشنبہ اختر علی خان صاحب نے جیل میں مولانا ظفر علی خان سے ملاقات کے متعلق گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا۔ اس کا اثر نہایت اچھا پڑا ہے مولانا اب یورپین وارڈ میں منتقل کر دئے گئے ہیں اور انکی حالت پہلے کی نسبت اچھی ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ مجھے مولانا لقاء اللہ اور صوفی اقبال صاحب کے متعلق یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ انہیں علاوہ جلاوطنی کے ایک سال قید بامشقت کی سزا دی گئی ہے - میں خوش ہوں۔ کہ مولانا موصوف اور صوفی صاحب ممدوح نے آخر تک ثبات و استقلال سے کام لیا - اور ابتلاء و آزمائش کی کڑی منزلیں طے کرنے کے لئے تیار رہے۔ میں انہیں اس استقامت پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا مانگتا ہوں کہ خدا تعالےٰ ہر خادم اسلام و محب وطن کو اسی قسم کی توفیق بخشے +

بادۂ عرفان کے چند قطرے

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول براہین احمدیہ مذہبی دنیا کے فاتح بلت بیضا کے مجدد اعظم حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ کی معرکتہ الآراء تصنیف قیمت مجلد کاغذ ولایتی ؏ قیمت بے جلد ؏ دیسی کاغذ مجلد ؏ بے جلد ؏

ملفوظات احمدیہ مجدد دوران امام زمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برق فگن و کفر سوز تقاریر کا مجموعہ اسلام کے شیدائیوں کے لئے بادۂ عرفان قیمت ؏

توضیح مرام فتح اسلام دعاوی مسیح موعودؑ پر مدلل دو رسالے تصنیف از حضرت مجدد دوران مسیح موعود علیہ السلام قیمت ہر دو کتب ۱۰؍

ٹیچنگز آف اسلام (انگریزی) تعلیمات اسلامیہ کا خلاصہ حقائق و معارف قرآنیہ کا بیبہا خزینہ ایک بہت بڑی مذہبی کانفرنس میں پڑھا گیا - مجلد اعلیٰ ولایتی قیمت ؏

جمع قرآن حفاظت قرآن کریم پر بے نظیر تالیف تاریخی واقعات کو نہایت تحقیقات کے ساتھ از رشحۂ قلم حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ قیمت ۲؍

النبوۃ فی الاسلام ختم نبوت، رسالت اور محدثیت و محدثیت پر اصولی بحث اور مسیح موعودؑ کا حقیقی تعین قیمت مجلد ؏ بے جلد ؏

مسیح موعود چودھویں صدی کے مجدد اور نزول ابن مریم کی حقیقی تعبیر قیمت مجلد ؏ بے جلد ؏

مقام حدیث فرقہ اہل قرآن کے وساوس کا ازالہ اور ضرورت صداقت - صحیح اور تنقید حدیث پر مفصل بحث حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کی تصنیف ہے قیمت ؏

ضرورت مجدد مؤلفہ مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ مفت

عیسائیت کا آخری سہارا مصنفہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ مفت

عسل مصفیٰ مصنفہ حضرت مولانا مرزا خدا بخش صاحب - اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام کی آمد کی مفصل و مبسوط بحث ہے یہ کتاب قابل دید ہے جو مسلمان کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مہدی علیہ السلام کی آمد کے متعلق تحقیقات کرنا چاہتا ہو وہ اس کتاب کو منگوا کر مطالعہ کرے اس میں بڑے قیمتی معلومات کا ذخیرہ پائیگا - یہ دو ضخیم جلدوں میں ہے قیمت ہر دو ؏

مرقاۃ الیقین سوانحعمری حضرت مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب رح جسکو انہوں نے خود لکھوایا - نہائیت عجیب اور دلچسپ کتاب ہے ؛ قیمت ؏

ویدک سائنس یا وید بھگوان کا علمی لیکچر) مصنفہ مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت - اس میں ویدک سائنس کی اصلیت پر مدلل تحریر سے وید کا پردہ فاش کیا ہے قیمت ۲؍

اظہار النصائح فی رد انجوبات القول الفصیح} میاں محمود احمد صاحب کے رسالہ انوار خلافت پر تنقید مصنفہ جناب حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی قیمت ۵؍

احمد مجتبیٰ میاں محمود احمد صاحب کے اس عقیدہ کی تردید کہ احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تھا۔ ؏

پتہ:- دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۳۵

حضرت خواجہ صاحب کا ایک ضروری اعلان

بلدہ رنگون میں

دوران قیام رنگون میں کئی دفعہ میرے عقاید کے متعلق مجھ سے پوچھا گیا۔ میرے نزدیک ایک مسلمان کا حق ہے کہ وہ دوسرے مسلمان سے ایسا سوال کرے۔ اسکے جواب میں میں نے مختلف لیکچروں میں اپنے عقائد کھول کر بیان کر دیے۔ پھر بعض مولوی صاحبان کے اشارہ پر بعض احباب نے مجھے خط لکھے۔ جس کا جواب میں نے مفصل دیدیا۔ اگر میرا خط مجلسہ عام پبلک میں سنا دیا جاتا۔ تو یہ تنازعہ ختم ہو جاتا۔ لیکن ایسا نہ کیا گیا اس لئے اب میں اپنا عقیدہ بعض دوستوں کی درخواست پر شائع بھی کر دیتا ہوں۔ وھو ھذا۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ " امنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت ۵ میں خدا کو ایک جانتا ہوں۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق اور آپ پر سلسلہ رسالت ونبوت کو منقطع اور ختم مانتا ہوں۔ اور آپ کے بعد مدعی نبوت کو کافر، کاذب اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتا ہوں۔ میں اپنی ہدایت کے لئے اول قرآن کریم کو پھر حدیث شریف اور اس کے بعد امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہوں۔ میں اہل قبلہ ہوں۔ کلمہ گو مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتا ہوں۔ معراج۔ لیلۃ القدر اور معجزات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات مندرجہ قرآن پر ایمان رکھتا ہوں۔" فقط۔

آج میرے ہاتھ میں ایک مقدس کام ہے جسکی کامیابی پر مسلمانوں کی آئندہ فلاح بہت حد تک منحصر ہے۔ میں نے ہزارہا روپیہ اس پر خرچ کئے اور ابھی گذشتہ دسمبر میں دو کنگ مشن کے متعلق ایک مستقل مشنری فنڈ کھولنے کے لئے میں نے تین ہزار روپیہ دیا۔ میں اس کار خیر کی طرف آپ کو بھی بلاتا ہوں۔ اگر میرے ان عقائد پر آپ مجھے مسلمان سمجھتے ہیں، الحمد للہ اور اگر اس تحریر کے بعد آپ کو میرے اسلام پر شبہ ہے تو پھر آپ پر حرام ہے کہ مجھے اشاعت اسلام کے لئے ایک کوڑی دو۔ بس میں نے اپنا فرض پورا کر دیا" (خیر خواہ خواجہ کمال الدین)

یہ امر صحیح ہے کہ میں نے ایک کتاب "صحیفہ آصفیہ ۱۹۰۱ء" میں لکھی تھی جس میں میں نے لفظ مرسل یا پیغامبر قادیان جناب میرزا صاحب کے متعلق لکھے۔ جس کی بنا پر یہاں کے بعض اشخاص یہ زور دیتے ہیں کہ میں جناب میرزا صاحب کو مجدد نہیں بلکہ نبی مانتا ہوں۔ اگر ایسا کہنے والے ایمان اور دیانت سے کام لیتے۔ تو اُن کا فرض تھا۔ کہ وہ صحیفہ آصفیہ کے آخر کے دو صفحے بھی مسلمان بھائیوں کو پڑھکر سنا دیتے جہاں میں نے اپنا اور حضرت میرزا صاحب کا ایمان کھول کر بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر الرسل اور خیر الانام ہیں اور ان پر ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ جب میں نے اُس کتاب کے خاتمہ پر اپنے ایمان کا خلاصہ لکھدیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت کا اقرار کر دیا۔ تو پھر یہ کس قدر خیانت ان لوگوں کی ہے کہ میری کتاب کا ایک آدھ فقرہ لوگوں کو سنا دیا جائے۔ اور میرے متعلق وہ باتیں منسوب کی جائیں۔ کہ جیکے خلاف میرا ایمان اُسی کتاب میں درج ہے۔

سوال تو یہ ہو سکتا تھا کہ جب میں صحیفہ آصفیہ میں ختم نبوت کا قائل ہوں۔ تو پھر میں نے کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اُمتی کے متعلق خواہ میرزا صاحب ہوں یا کوئی اور لفظ مرسل یا رسول یا پیغامبر استعمال کیا؟ یہ سوال تو اُن کی طرف سے ہو سکتا تھا جو اہل علم نہیں

لیکن اگر کوئی مدعی علم یہ اعتراض کرتا ہے۔ تو یا تو وہ خلق خدا کو دھوکہ دیتا ہے۔ یا وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ علم سے بے بہرہ ہے لفظ پیغمبر عربی لفظ نہیں وہ آج بھی عام بول چال میں کسی پیغام رساں پر بولا جا سکتا ہے بہر حال لفظ پیغمبر یا رسول یا مرسل سب کا مفہوم ایک ہے۔ یعنی قاصد، بھیجا ہوا، فرستادہ۔ سوال صرف یہ ہونا چاہیئے کہ آیا کسی غیر نبی یا اُمتی پر لفظ مرسل بولا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر یہ لوگ اہل علم ہوتے اور تفسیروں سے واقف ہوتے یا ضد میں نہ ہوتے تو مجھ پر یہ اعتراض نہ کرتے۔ کہ میں نے کیوں لفظ رسول ایک غیر نبی یا اُمتی پر بولا ہے؟ سورہ یٰسین میں تین اشخاص کو خدا تعالیٰ اپنا مرسل کہتا ہے "اذ جاءھا المرسلون" مفسرین نے ان مرسلوں کو حواری مسیح کہا ہے۔ بعض نے اُن کے نام بھی لکھے ہیں مثلاً یوحنا، شمعون، شلوم، یعقوب۔ صادق، وغیرہ وغیرہ۔ کسی کے نزدیک کوئی کسی کے نزدیک کوئی۔ یہ لوگ حواری تھے نبی نہیں تھے۔ بلکہ اُمتی تھے۔ لیکن خدا نے قرآن میں انکو اپنے رسول کہا ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر روح المعانی جلد ۷ طبع مطبع اظہری مصری۔ تفسیر جلالین جلد ۳ صفحہ ۴۵۔

پھر اگر سلف صالحین نے لفظ رسل کو ایک اُمتی پر بولا جانا تسلیم کر لیا ہے۔ تو پھر میں نے کیا غلطی کی ہے لیکن چونکہ یہ لفظ حقیقی رسولوں اور نبی پر بھی بولا جاتا ہے۔ جو آنحضرت صلعم کے بعد نہیں آ سکتے۔ اس لئے لوگوں کو غلطی سے بچانے کے لئے میں نے کتاب کے آخری دو صفحوں میں اپنا عقیدہ لکھدیا۔ کہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

بدقسمتی سے ہم میں علم کا چرچا نہیں رہا۔ جہاں مدعیان علم کا یہ حال ہو۔ تو دوسروں کا کیا قصور ہے اس لئے اگر مسلمان بھائیوں پر ناواقفی کے باعث میرے الفاظ "رسول یا پیغمبر" شاق گذریں تو درست ہے۔ بلکہ یہ تو انکی غیرت اور محبت رسول کا نشان ہے۔ اور مجھے بھی انکی خاطر منظور ہے مجھے اپنے بھائیوں [illegible] مجھے گوارا ہے۔ اس لئے اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور انکے دلوں پر یہ لفظ شاق گذرتے ہیں تو ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اسکے محدث یا خدا سے خبر پانیوالا کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ [illegible] سے مجھکو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق منظور نہیں۔

یہ وہ وقت ہے کہ اگر ہم اپنی ہستی کو قائم رکھنا چاہتے ہیں تو فروعی اختلافات کو چھوڑ کر دشمنان اسلام کے مقابل ایک ہو جائیں۔

میں نے عمر بھر میں کوئی لفظ میرزا صاحب کے متعلق ایسا استعمال نہیں کیا جو اہل علم کے نزدیک اُمتی پر نہ بولا جا سکے کہ لفظ نبی کا میں نے جناب میرزا صاحب کے متعلق استعمال نہیں کیا۔ لیکن سلف صالحین نے لفظ نبی کو اُمتی اور غیر نبی پر استعمال کیا ہے۔

حضرت محی الدین ابن عربی رح فرماتے ہیں فالنبوۃ ساریۃ الی یوم القیامۃ فی الخلق وان کان التشریع قد انقطع یعنی خلقت میں قیامت تک نبوت جاری رہیگی لیکن نبوت شریعت قطع ہو گئی۔

کتاب الیواقیت والجواہر میں جو امام شعرانی کے عقاید میں ہے۔ اس کی جلد دوم صفحہ ۳۹ میں حضرت محی الدین ابن عربی کا حوالہ دیکر یہی عقیدہ لکھا ہے۔ پھر اسی جگہ شیخ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول درج ہے۔ "اوتی الانبیاء اسم النبوۃ واوتینا اللقب" یعنی انبیاء کو نبوت اسماً ملی۔ ہمیں لقباً۔

اسی طرح مولانا روم رح مرشد کے متعلق کہتے ہیں:-

او نبی وقت باشد اے مرید

پھر ابن عباس رض "یؤتی الحکمۃ" کی تفسیر میں حکمت سے مراد نبوت لیتے ہیں

روح المعانی جلد اول صفحہ ۴۹ پر ایک حدیث درج ہے۔ جہاں آنحضرت صلعم فرماتے ہیں جس نے ⅓ حصہ قرآن پڑھا اُسے ⅓ نبوت ملی۔ جس نے ½ پڑھا اُسے نصف۔ جس نے ⅔ اُسے ⅔۔ جس نے کل قرآن پڑھا۔ اُسے کامل نبوت ملی۔ یہاں پڑھنے سے مراد تفقہ فی القرآن اور عمل بالقرآن ہے۔

اسی طرح آسیہ ام موسیٰ۔ سارہ۔ ہاجرہ۔ حوا۔ مریم۔ کی نبوت پر بھی بعض کا خیال ہے۔ ملاحظہ ہو روح المعانی جلد اول صفحہ ۵۷۔ ان حوالجات سے ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ نبی اور نبوت اسی اور غیر نبی پر بولا گیا ہے۔ یہ نبوت حقیقی نہیں۔ حقیقی نبوۃ

ختم ہو گئی۔ اس نبوت سے مراد صرف خدا سے بولنا ہے جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "لم یبق من النبوۃ الا المبشرات" نبوت ختم ہو گئی اسکی ایک جزو یعنے مبشرات یا رؤیا ئے صادقہ یعنی خدا کا الہام باقی رہگیا ہے۔ قرآن بھی اس پر شاہد ہے "لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا" اس نبوت کا نام نبوت ناقصہ، بروزی، مجازی، ظلی۔ لوگوں نے رکھا ہے۔ ایک حدیث کے مطابق چھیالیسواں حصہ نبوت کا ہے۔ اسی نبوت کا لقب شیخ عبد القادر گیلانی رح کو ملا۔ اسی کی طرف حضرت ابن عربی رح نے اشارہ کیا اور اسی کے مدعی جناب میرزا صاحب ہیں۔ یہ دروازہ صرف اُمت محمدیہ پر کھلا ہے۔

شہر رنگون میں بعض غیر احمدی دوست ہیں جن پر حسب [illegible] یہ خدا کا فضل ہوتا ہے یعنی انکو [illegible] اور حقیقی نبوت حضرت محمد علیہ الف الف صلوٰۃ [illegible] ختم ہو گئی۔

اخیر میں میں مولوی بزرگ احمد صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے چند تفسیریں بھیجکر مشکور فرمایا میں ان سے یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ وہ خدا کے واسطے یہ شہادت دیں کہ آیا جو حوالے میں نے ان کو دیئے وہ درست ہیں یا نہیں اور اُن کی رو سے لفظ رسل وغیرہ غیر نبی پر اور اُمتی پر بولا گیا ہے

اس میں شک نہیں کہ اس زمانے میں جب علم مفقود ہو گیا ہے۔ اور عام مسلمانوں میں بھی علم کا چرچا نہ رہا۔ ان لفظوں سے مسلمانوں کو دھوکہ لگا ہے۔ میں کسی کا کیوں گلہ کروں۔ خود ہمارے بعض بھائیوں نے جو قادیان میں ہیں، ان لفظوں سے دھوکہ کھایا۔ اور میرزا صاحب کی نبوت کو حقیقی نبوت سمجھ لیا۔ اور انہیں نبی بنایا۔ اس وجہ سے ہم اُن سے بیزار ہو گئے۔ اور ان سے قطع تعلق کیا۔ اور الفاظ میرزا صاحب اپنے شخص کو اور [illegible] کو اسلام سے خارج سمجھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی ہو۔ میرزا صاحب کے الفاظ [illegible] جو آپ نے دہلی میں ایک اشتہار میں شائع کئے اور پھر [illegible] کے ساتھ خانہ خدا میں [illegible] وھو ھذا:

"میں سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت ورسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہو گئی۔ امنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت واشہد ان کتاب اللہ العظیم القرآن الحکیم"

یہ اُن کی تحریر ۱۸۹۱ء کی ہے۔ اور ۱۹۰۸ء میں اس مضمون پر اُن کی آخری عربی تحریر جو شائع ہوئی وہ ایک اشتہار مشہورہ منشی [illegible] تا جو رنگون میں درج ہے جو دس دن ہوئے یہاں شائع ہوا اُس کا ترجمہ ذیل میں میں لکھدیتا ہوں:-

"نبوت تو آنحضرت صلعم پر منقطع ہو چکی ہے۔ قرآن کے بعد کسی کتاب کو آنا ہے۔ اور نہ شریعت محمدیہ کے بعد کوئی اور شریعت آ سکتی ہے۔ میری نبوت جو ہے وہ ایک امر ظلی ہے یعنی وہ نبوت حقیقی نہیں بلکہ نبوت کا سایہ ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ مجھ میں کوئی خیر و برکت نہیں مگر وہی جو اس مقدس انسان یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے ملی ہے اور میری نبوت سے مراد خدا تعالیٰ سے صرف کثرت مکالمہ کی ہے۔ یعنی خدا سے بولنا۔ اور جو اس سے زیادہ ذرا بھی ارادہ کرے۔ اس پر لعنت خدا کی ہو۔ ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں جن پر رسلیوں کا سلسلہ قطع ہو چکا ہے۔ اور آپ کے بعد کسی کو حق نہیں پہنچتا۔ کہ مستقل طریق پر نبوت کا دعوے کرے کیونکہ آپ کے بعد صرف کثرت مکالمہ باقی رہگیا اور اسکے لئے بھی اطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرط ہے۔ مجھے جو کچھ حاصل ہوا محض آپکی اطاعت سے ہوا مجھے اگر اللہ نے نبی کہکر پکارا تو محض مجاز کے طور پر نہ حقیقی کے"

مرزا صاحب کی اس مضمون پر یہ آخری تحریر ہے جو سب شبہات کو دور کر دیتی ہے۔ وہ نبوت کو آنحضرت صلعم پر منقطع سمجھتے ہیں اور اس مجازی نبوت کے مدعی ہیں جیسے مدعی حضرت ابن عربی رح اور حضرت شیخ عبد القادر گیلانی رح اور دیگر بزرگان دین رہے ہیں اگر اس تحریر کے بعد بھی کوئی محض انکی تکفیر پر اصرار کرے تو اس کا معاملہ خدا سے ہے۔ والسلام۔

خواجہ کمال الدین بقلم خود - ۲ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء

اس تحریر میں جس موقع خواجہ صاحب نے کتاب صحیفہ آصفیہ کا اشارہ کرکے لکھا

نامۂ ووکنگ

مسئلہ ارتقاء اور عیسائیت

(۲)

الوہیت مسیح۔ کفارہ اور ارتقاء اس سے پہلے نمبر میں اس تمام بحث کا خلاصہ دینے کے بعد جو کیپٹن بارنس اور دوسرے لوگوں کے مابین ہبوط آدم اور مسئلہ ارتقاء پر ہوئی ہے ہم نے وعدہ کیا تھا کہ مسئلہ ارتقاء کے بعض ضروری پہلوؤں پر اس دوسرے نمبر میں روشنی ڈالی جائے گی۔

لیکن اسکے بعد ہی اسی بحث کے اور ضروری پہلو ہمارے سامنے آ گئے۔ جو کیپٹن بارنس کی تقریر سے اخبارات میں ابھی تک جاری ہے۔ اور جس کا ایک حصہ گذشتہ نمبر میں ہدیۂ ناظرین ہو چکا ہے۔

ہبوط اور تنزل انسانی اگر مسئلہ ارتقاء کے خلاف ہونے کی وجہ سے لائق تردید ہے۔ تو

(۱) مسیح علیہ السلام دُنیا کو نجات کس بات سے دلانے آئے؟

(۲) کس چیز کا کفارہ انہیں دینا پڑا؟

(۳) کلیسیا کی تعلیم ہے کہ پنتیکوسٹ کے دن جو روح القدس کا نزول حواریوں پر ہوا اور ایسا ہی اعطائے ربانی کی تقریب تھی جو کلیسیا کے شعائر میں سے ہے۔ ایک ایسی زندگی انکے اندر پھونکی گئی اور پھونکی جاتی ہے۔ جس سے بالاتر اور کوئی زندگی نہیں۔

اسکو مسئلہ ارتقاء سے کیونکر تطبیق دیا جا سکتا ہے؟

یہ وہ سوالات ہیں جو کیپٹن بارنس اور اُن کے ہمخیال پادریوں پر کئے جا رہے ہیں۔ اور صاف طور پر اس بات کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ کہ یا تو ان تمام معتقدات کو بھی عیسائیت سے خارج کیا جائے۔ اور کلیسیا کے اندر انکے وعظ کو بند کر دیا جائے ورنہ مسیح کے کفارہ کو مان کر۔ اسکی الوہیت کا اقرار کرکے نسل انسانی کی نجات مسیح کی مصلوبیت پر منحصر یقین کرکے گناہِ آدم اور انسانی تنزل سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اول الذکر درست ہے اگر ہے تو مؤخر الذکر بھی۔ اور اگر یہ غلط ہے تو وہ تمام نتائج جو عیسائیت کا جسم و جان ہیں خود بخود غلط ہو جاتے ہیں۔

کیا خدائی شان ہے۔ باطل کا علاج خود اسکے گھر میں خدا ایسا پیدا کر دیتا ہے۔ کہ جس سے آنکھیں بند کر لینے کے سوا کسی کو سر چھپانے کی مجال نہیں۔ تعجب نہیں اگر پلپٹ کے یہ جوشیلے آخرکار اپنے ضمیر کی آواز کو سُن لیں اور کیپٹن بارنس سے بھی بڑھکر جرأت اور آزادی کو عملاً کرکے اور تثلیث کی تردید میں دکھائیں۔

عیسائیت کا وعظ نئے علوم کی روشنی میں بے کار ہے؟ اسی بحث کے سلسلہ میں کسی من چلے نے دو پیشہ وروں کی فرضی گفتگو شائع کی ہے۔ جس کا آخری نتیجہ اور مفہوم یہ ہے۔ کہ اس علم و عقل کی روشنی میں جو سائنس کے موجودہ انکشافات نے پھیلائی ہے۔ عیسائیت کا وعظ ایک بے فائدہ چیز ہے۔

لکھا ہے کہ "جاڑے کے ایام میں ایک وان میں ہیٹری کی طرف سفر کر رہا تھا کہ ایک طرف بازار کے ایک میدان میں عیسائیت کی مجلس وعظ کا انعقاد دیکھنے میں آیا۔ دو پیشہ ور جو میرے پیچھے بیٹھے تھے۔ انہوں نے بھی اُسے دیکھا اور ذیل کی گفتگو اُن کے درمیان ہوئی:۔

بوڑھا پیشہ ور:۔ بڑی جرأت ہے۔ ایسی سخت سردی کا موسم اور یہ لوگ اس طرح سے کھلی ہوا میں کھڑے وعظ کہہ رہے ہیں۔ لیکن ایسے وعظ و نصیحت کی اب ضرورت ہی کیا ہے۔ مسئلہ ارتقاء نے تو اب عیسائیت کا کچھ باقی نہیں رہنے دیا۔

نوجوان پیشہ ور:۔ ہاں بیشک۔ ڈارون اور ہکسلے سے تمہاری مراد ہے نہ؟

بوڑھا:۔ ہاں یہی دونوں اور کمپیل بھی۔ ان تینوں نے عیسائیت کا کچھ نہیں رہنے دیا۔

نوجوان:۔ بیشک۔ اصل میں یہ سب تعلیم اور گہرے مطالعہ کے نتائج ہیں۔

بوڑھا:۔ یہ صحیح ہے۔ میں اور تم بھی یہی باتیں معلوم کر سکتے تھے۔ مگر ہم تعلیم یافتہ ہوتے۔ صرف لاطینی کی ضرورت ہے۔ تمام بڑے بڑے سائنسدان اپنی کتابیں لاطینی میں لکھتے ہیں۔ ایک لاطینی ڈکشنری رکھنے کی ضرورت ہے"

یہ وہ گفتگو ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ عیسائیت کی تلقین کو موجودہ علوم کی روشنی میں ادنےٰ پیشہ وروں اور مزدوروں تک کیا سمجھتے ہیں

ہمیں اس موقعہ پر مسیحی رسالہ "مسلم ورلڈ" کے پادری زویمر یاد آ گئے۔ انہیں آجکل یہ گھبراہٹ لاحق ہے کہ مسلمان جو حضرت محمد (صلعم) کو مسیح پر فضیلت دے رہے ہیں۔ انہیں کسی نہ کسی طرح عیسائی بنایا جائے۔ کہ مسیح کی یہ دُعا پوری ہو۔ کہ "اے باپ وہ گھڑی آ پہنچی۔ اپنے بیٹے کا جلال ظاہر کر" (یوحنا ۱۷-۱)

مسلمانوں کا عیسائی ہونا اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا جاتے رہنا تو ابھی دُور کی بات ہے پادری صاحب کو تو پہلے خود تمام آباد عیسائی دُنیا اور اس گہوارۂ تہذیب کی خبر لینی چاہیئے۔ جسکو کل تک عیسائیت کے ماتھے کا تاج کہا جاتا تھا۔ پہلے خود عیسائی کہلانے والے قلوب پر سے ڈارون اور ہکسلے وغیرہم کا تسلط توڑ لیجئے اور صلیب و کفارہ مسیح کے ہیکل میں پہلے اُن کے دعووں کو تو ٹھکرا دیئے ان میں اگر کوئی کامیابی نظر آئی تو پھر مسلمانوں کو بھی دیکھ لیجئے گا۔

پادری اور ایمان صرف ادنےٰ طبقات اور عام لوگوں ہی میں نہیں۔ بلکہ جیسا کہ ہم اس سے قبل بتا چکے ہیں۔ کہ حضرات اہل کلیسیا یعنی پادری صاحبان ایمان کی اس صفت سے عاری ہیں۔ جسے "تصدیق بالقلب" کہا جا سکتا ہے۔ لیکن کیا کریں۔ کلیسا کا منصب اور اس روپیوں کی بوچھاڑ پلپٹ پر ان کے ہونٹوں سے وہ کہلواتا ہے جو خود اُنہیں کے علم و عقل اور ضمیر و ایمان کے خلاف ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں اس کا نام خود اُنہی کے بھائیوں نے رکھا ہے؟

"جعل و تزویر سے روپیہ وصول کرنا" (سنڈے ایکسپریس ۲۰ ستمبر [illegible])

اسی اخبار میں یہ سوال اٹھایا گیا ہے۔ کہ کیا پادریوں کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ہر مسیحی عقیدہ پر ایمان لائیں؟ نامہ نگار کا بیان ہے کہ ابھی تک ڈین انج۔ اور بشپ گور جیسے بڑے بڑے پادری اس بحث سے فارغ نہیں ہوئے کہ فلاں معجزہ پر ایمان آیا عیسائیت کی شرائط ایمان میں سے ہے یا نہیں۔ جب بڑے بڑوں کا یہ حال ہے۔ اور وہی ابھی تک شرائط ایمان کو بھی طے نہیں کر سکے۔ تو چھوٹوں کا کیا کہنا۔

اس لیئے نامہ نگار نے پادریوں کا ضمیر و ایمان ایک کرنے اور انکی دماغی تاویلوں اور پادریانہ منصب دونوں کو برقرار رکھنے کے لیئے یہ تجویز کی ہے کہ "رسولوں کے بعض معتقدات کو جن سے مراد کفارہ اور ہبوط انسانی وغیرہ ہیں) ایمانیات میں سے خارج کر دیا جائے۔

نامہ نگار اسکے بعد خود ہی سوال کرتا ہے کہ پھر عیسائیت میں کیا رہ جائیگا۔ اس کا جواب ڈین رنج کے الفاظ میں اُس نے دیا ہے کہ "مسیح کی زندگی کا ریکارڈ اور اعلےٰ نصب العین" یہ بھی ایک دل خوش کن بات ہے۔ سچ پوچھو تو خود مسیح کی زندگی کا موجودہ ریکارڈ بھی ایسا نہیں کہ اُس سے کسی اچھے نصب العین کی طرف قدم بڑھایا جا سکے۔ خود ایک اور عیسائی نامہ نگار کے قول کے مطابق اس میں مسیح کا کوئی اپنا بیان یا تحریر تو مشکل ہی سے ملتی ہے۔ جو دوسروں کے قلم سے ملتا ہے۔ اس کی بھی "ایجاد بندہ" ہونے میں ہر کہ شک آرد کافر گردد کا معاملہ ہے

یہیں رہ رہکر ان مشنری پادریوں پر رحم آتا ہے۔ جن کی عزیز جانیں ایسے حالات کے باوجود دُنیا کے دور و دراز مقامات پر کفارہ اور صلیب مسیح کی تلقین کے کام آئیں۔ اور ابھی خدا جانے کتنے ہیں جو ان تمام باتوں سے آنکھیں بند کئے ہوئے پادری زویمر کے زیر اثر اسلامی دُنیا پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں کاش لدھیانہ کا مسیحی معاصر "نور افشاں" ہی اس طرف نظر اٹھا کر دیکھے۔ کہ جس عیسائیت کی تبلیغ اُس نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے تہذیب جدید کی روشن خیالی اُسے کس شکل میں پیش کر رہی ہے

اس سلسلہ کی تیسری قسط اس وعدہ کے ایفائے پر مشتمل ہوگی انشاء اللہ جو گذشتہ نمبر میں ہم کر چکے ہیں اور اس میں دکھایا جائیگا کہ اسلام نے مسئلہ ارتقاء پر کیا روشنی ڈالی ہے۔ وباللہ التوفیق۔

دوست محمد۔ از ووکنگ انگلینڈ۔

ایفائے عہد

از قلم جناب حسن علی صاحب

موصل سے احمدی بھائیوں اور احمدی بہنوں کی خدمت میں ایک احمدی اور خادم ہونے کی حیثیت سے یہ خط لکھتا ہوں۔ امید ہے خدا اور رسول سے ڈر کر اور حضرت مرزا صاحب کی بیعت کی لاج رکھکر سب لوگ ان سطور پر غور کریں گے۔ اور جس حق کے پیغام کی طرف اُن کی توجہ خاص مبذول کرائی گئی ہے۔ اس پر کاربند ہو کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

جب یہ جہاز اسلام ظلمت اور نحوست اور بد اقبالی کے بادلوں کی ہواؤں سے پھر پھڑا کر پھٹنے کو تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کی زبردست قدرت نے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود کو حسب بشارات سرور کائنات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے واسطے دُنیا میں بھیجا۔ جس نے مامور ہو کر تمام اقوام عالم کو پیغام حق کے واسطے دعوت دی۔ اور مسلمانوں میں سے لاکھوں کو اپنی جماعت کے جھنڈے کے تلے لاکر اور اُن کو تبلیغ اور اشاعت اسلام اور حمایت اسلام کے پُر درد نصائح کرکے وہ مبارک انسان اپنے رفیق اعلےٰ کے ساتھ جا ملا۔ اللہ تعالےٰ نے دین اسلام کی نصرت کیواسطے بار بار اُسکو وعدے کئے۔ ہر ایک بیدین۔ مشرک۔ کافر۔ جو دین فطرت یعنی اسلام کے خوبصورت چہرے پر دھبہ لگانے کو اٹھا ذرا وہ پہلوان محمد رسول اللہ جھٹ آ گے مرد میدان ہو کر نکلا۔ اور اُس نے ہر ایک دشمن اسلام کو ایسا دے مارا۔ کہ پھر اسکو دوبارہ اُٹھنے کی توفیق نہ ہوئی اور نہ موقعہ ملا۔

بدقسمتی سے خود اہل اسلام کے بڑے دعویداروں میں ایسے اشخاص اُٹھے۔ جنہوں نے اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر اُس مجدد صدی چہاردہم کی مخالفت کی۔ مگر وہ سبھی ناکامیاب رہے اور اپنی نامرادیوں اور ناکامیابیوں کے توشہ کو حسرت اور افسوس کے ساتھ اپنے ساتھ قبروں میں لے گئے۔ استغفر اللہ!

حضرت مسیح موعود کی نبوت کے بارہ میں میں کچھ لکھنے کو موقعہ نہیں پاتا ہوں۔ نبوت مسیح موعودؑ کے بارے تمام علم جناب مسیح علیہ السلام کی کتب میں موجود ہے۔ جسکو احمدی۔ غیر احمدی سب پڑھ سکتے ہیں۔ اور وصل نتیجہ خود مرتب کر سکتے ہیں میاں صاحب کے مرید لوگ کبھی اگر خوف خدا رکھکر حقیقت کی خاطر گوشۂ تنہائی میں مسیح موعود کی تحریرات پر تدبر کریں۔ وہ کبھی راہ راستی پا سکتے ہیں۔ ورنہ پنجابی مثل مشہور ہے "من حرامی حجتاں ڈھیر" جبکہ دل ماننے کو تیار نہ ہو۔ یعنی قبول حق کے واسطے خیال تک بھی نہ ہو۔ تو انسان متقی کس طرح بن سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے خداوندی الہام سے خبر پا کر ہر ایک بیعت کنندہ سے یہ وعدہ لیا تھا۔ کہ "میں دین کو دُنیا پر مقدم رکھوں گا" اب پیارے بھائیو اور بہنو ہم نے خود سوچنا ہے۔ ہم سب نے اس عہد کو جو مسیح موعودؑ کے پاک ہاتھوں پر کیا تھا۔ کہاں تک پورا کیا ہے اگر اب تک پورا نہیں کیا ہے۔ یا پورا کرنے کے واسطے خیال تک بھی نہیں کیا ہے۔ تو حیف ہے ہماری زندگیوں پر اور افسوس ہے ہماری حالتوں پر۔ ہم کسی حالت میں بھی خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے سچے مسلمان اور سچے احمدی ثابت نہیں ہو سکتے۔

اے بھائیو اور بہنو! آؤ۔ غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاویں اور موقعہ کو غنیمت جان کر خدمت دین میں مصروف ہو جاویں۔ اور اُس وعدہ کو پورا کر دکھلادیں جس کا وعدہ قرآن میں ہے کہ اسلام سب ادیان پر بظاہر فوقیت حاصل کرے گا۔ نہ تلوار سے نہ تیر سے نہ توپ سے۔ نہ آبدوز کشتیوں سے۔ نہ ہوائی جہازوں سے۔ بلکہ اپنی مسلّمہ صداقت اور حقانیت اور پاک اصولوں سے۔

دُنیاوی سلطنتیں اپنے مفاد کی خاطر ایکدوسرے سے برسر پیکار رہیں۔ تمام عالم میں جنگ کا شور ہے۔ صلح کیواسطے دوہائی مچائی جاتی ہے۔ صلح کرنیوالے اور صلح کو قائم کرانے یا قائم کرنیوالے تمام لوگ خالی دعوے ہی دعوے کرتے ہیں۔ اور بالکل ناکامیاب ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ انکی کارروائیوں۔ ارادوں۔ مشوروں اور خواہشات میں دُنیا طلبی اور منافقت ہے۔ جسکے باعث اصلی صلح قائم نہیں ہو سکتی ہے جسکا قیام فقط اسلام کی غلامی میں آ جانے کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

دُنیا امراض طاعون۔ ہیضہ۔ بخار۔ انفلوانزا وغیرہ وغیرہ

ہر سال نمودار ہوتے ہیں۔ اور لاکھوں انسانوں کو چند مہینوں میں موت کے گھاٹ پر اُتار دیتے ہیں۔ دُنیا اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھتی ہے۔ مگر غور نہیں کرتی ہے۔ اگر وبا کے ایام میں کچھ ڈرتی ہے تو وبا کے ایام گذرنے پر ویسی اپنی سابقہ حالت پر آجاتے ہیں۔ ناؤ سے اُترا۔ خدا کھولا وانا الفشہ پیش آجاتا ہے۔

جب اتحادیوں کو دشمن کے مقابلے پر کچھ خطرہ لاحق ہوتا تھا۔ وہ اپنی جان کی خاطر عدالت بین الاقوام میں جنگ کے جھگڑے کو دور کرنے کے واسطے راضی تھے۔ مگر جب اُن کو فتح حاصل ہوئی۔ سب دُنیا جانتی ہے ماتحت اقوام اور شکست خوردہ اقوام کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ جس سے صاف عیاں ہو رہا ہے۔ کہ دُنیا میں نہ رہبر رہا ہے۔ نہ محبت ہے نہ عدل باقی رہا ہے۔ نہ انصاف۔ اور دوزخ کی مثل "هل من مزید" کا آوازہ نکالے جا رہے ہیں۔ حرص و آز کا بازار گرم ہے۔ مہر و وفا کی کساد بازاری ہے۔ نہ رحم کا نشان۔ نہ مروت کا سامان۔ اپنے خیالات میں مستغرق ہو کر اپنے ہاتھوں سے بے انصافی کی چھری تیز کئے ہوئے مخلوق خدا کی گردنیں کچھ کاٹ رہے ہیں۔ کچھ کٹوا رہے ہیں۔

اے بھائیو اور بہنو! اُس پاک تعلیم کے قربان ہو جاؤ۔ جس نے تمکو آگ سے نکلوا کر بھائی کو بھائی کے ساتھ ملا دیا ہے۔ اور اُس پاک انسان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بےحد درود پڑھو۔ جس نے دنیا کو حیوانات کے درجہ سے نکال کر دوبارہ انسان بنایا اور پھر انسانوں کو با خدا انسان بنایا۔

اور یہی وہ تعلیم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جو مختصر الفاظ میں ادا کی جا سکتی ہے التعظيم لامر الله والشفقة على خلق الله۔ امریکہ اور یورپ کے صلح کے بہی خواہان اپنے ہاں کی تعلیم کے ساتھ اس روحانی اور پاک تعلیم کے ساتھ مقابلہ کریں۔ پھر دیکھیں۔ سچی اور حقانی تعلیم کیا ہے جس پر چلکر انسان پکے انسان بن سکتے ہیں، اور انسانوں سے با خدا انسان بن سکتے ہیں۔ مگر اے بھائیو اور بہنو! دُنیا کے طالب اپنی روحانی احساسات کھو چکے ہیں۔ زبان سے تو خدائی کا دعوےٰ۔ مگر بیچ سے پورے دشمنِ صلح ہیں۔ بغل میں چھری۔ مُنہ میں رام رام والی مثال دنیا کے صلح کے حامیان اپنے اوپر عائد ہوا ثابت کر رہے ہیں۔ جب تک اللہ تعالےٰ کے حکموں کی تعظیم نہ کی جاویگی۔ اور دُنیا کی خلقت پر شفقت نہ کی جاوے گی۔ دُنیا میں حقیقی صلح نہ قائم ہو سکے گی۔ وقت ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ یورپ اور امریکہ میں پہنچکر کلمات اللہ کا وعظ کریں۔ تاکہ حقیقت اسلام سے یہ لوگ واقف ہو جاویں اور جن خیالات اور ارادوں سے اُن ممالک کے مدبرین مدوباکر دنیا میں صلح اور محبت کے قیام کی خوش خبری سنا رہے ہیں ان خیالات کو غلط ثابت کر دکھلا دیں۔ اور یہی دعوتِ اسلام ہے۔ اور یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ اور یہ فرمان از دربارِ جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اِسی فرمان کی تکمیل کرانے اور کرنے کے واسطے اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کو دُنیا میں بھیجا۔ وہ تو اپنا فرض ادا کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور بارِ امانت احمدی لوگوں پر چھوڑ گئے۔ اب ہم سب پر فرض ہے۔ کہ اس بارِ امانت کو۔ اٹھا کر خدا اور رسول کے حضور میں سرخرو ہوں۔ ورنہ آپ جانتے ہیں نرا احمدیت کا دعوےٰ کرنا ہم کو کچھ نفع رساں نہ ہو گا۔ موقعہ حاصل ہے۔ اسکو غنیمت جانیں۔ ورنہ اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کی قوم کو ہماری بجائے کھڑی کریگا یا مقرر کرے گا۔ جو ہماری مثل ناشکر گذار اور کفرانِ نعمت کرنے والی ہوگی بلکہ حق کی ودیعت کو تمام عالم میں پہنچانے والی ہوگی۔

گذشتہ جنگ عظیم اگست ۱۹۱۴ء میں شروع ہوگئی۔ بڑے شعلے تو بجھ گئے ہیں۔ مگر ابھی تک چنگاریاں برابر چمکتی نظر آرہی ہیں۔ اللہ اعلم ہے۔ اِن چنگاریوں سے کسی وقت پھر شعلے نمودار ہو کر دُنیا کے امن اور سلامتی کے خرمن پر پھر تباہی ڈالدیں۔ اور ان باتوں کا ہونا بعید از قیاس نہیں ہے۔ اور تمام دنیا اس سے آگاہ ہے۔ جب تک دنیا کے لوگ اپنی صلاحیت نہ کرینگے۔ اللہ تعالےٰ کا قہر برابر نازل ہوتا رہیگا۔ طاعون انفلوئنزا۔ زلازل۔ خوفناک جنگ ہوتے رہیں گے۔ اور اس کا سبب صرف یہی ہے کہ شیطان کے وساوس سے مُبتلا ہو کر اہل دنیا حق اور باطل کے درمیان تمیز کرنے کی طاقت کھو چکے ہیں۔ اب سب کو معلوم ہے حضرت مسیح موعود نے بہت سی تباہیوں اور حادثات کے متعلق خبریں شائع کی ہوئی ہیں۔ جن میں بعض تو پوری ہو چکی ہیں اور بعض پوری ہو رہی ہیں۔ اور بعض کا کسی آیندہ زمانوں میں ظہور ہوگا۔ حضرت مسیح موعود نے اُس جنگ کا نقشہ بیان کیا ہے۔ جو کسی زمانہ میں روس اور ہماری سرکار کے درمیان میں ہوئی۔ زار کا حال بازار ہو گیا۔ وہ بادشاہ خود تباہ ہو گیا۔ اُس کی سلطنت باقی رہی۔ وہ بمعہ اہل و عیال کے ہلاک ہو گیا۔ اور ہمیشہ کیواسطے ایک داغ حسرت چھوڑ گیا۔ (باقی)

آغازِ اسلام کے دو عہد نامے

اور

اُن کے تناقض پر محققانہ تبصرہ

بعض تاریخی کتابوں میں درج ہے کہ رسول اللہ نے ابتدائے اسلام میں مسیحیین اور رہبانیین سے ایک عہد نامہ کیا تھا۔ اور اس میں انتہائی رفق اور نرمی سے کام لیکر مسیحی حقوق کی نگہداشت کا وعدہ کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس عہد نامہ کو حضرت علیؓ نے اپنے قلم سے تحریر کیا تھا۔ اور پھر اسے مسجد نبوی میں محفوظ رکھدیا گیا تھا یہ واقعہ ۲ھ کا ہے اور ہر چند اس عہد نامہ کی جو مختلف نقول کتابوں میں پائی جاتی ہیں، وہ الفاظ کے اعتبار سے متحد نہیں ہیں لیکن مفہوم کی حیثیت سے سب ایک ہیں۔

اس معاہدہ کی مختلف نقلیں کی گئی تھیں۔ اور تمام ممتاز کلیساؤں کو بھیجدی گئی تھیں۔ چنانچہ اسکی ایک نقل کوہ سینا کے کلیسا میں بھی محفوظ تھی۔ یہاں سے سلطان سلیم سولھویں صدی عیسوی کی ابتدا میں اسے قسطنطنیہ لیگیا۔ وہاں اس کا ترجمہ ترکی زبان میں کیا گیا۔ اور اسی ترجمہ کی ایک نقل پھر کوہ سینا کے کلیسا میں بھیجدی گئی۔ اور اسی کے ساتھ تمام وہ حقوق عیسائیوں کے بحال رکھے گئے جو از روئے معاہدہ قائم ہوئے تھے۔

فریدمن نے اپنی کتاب بطریق خانہ میں اس معاہدہ کا ترجمہ ترکی زبان میں کیا ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

"یہ عہد نامہ ہے محمدؐ بن عبد اللہ رسولِ خدا کی طرف سے تمام مقلدین مذہب عیسوی کے لئے خواہ وہ مشرق کے ہوں یا مغرب کے، جاہل ہوں یا عالم، وحشی ہوں یا متمدن، جو کوئی اس معاہدہ میں تبدیلی کریگا یا اس سے انحراف کریگا۔ وہ شرائط خداوندی کو توڑ دینے والا قرار پائیگا۔ خواہ وہ فرمانروا ہو یا کوئی اور مسلمان۔

اگر کوئی عیسائی یا رہبان کسی پہاڑ۔ وادی، غار، خانقاہ یا کلیسا میں پناہ گزین ہے۔ تو میں اُس کی مدد کرونگا۔ کیونکہ وہ میری رعایا میں سے ہے۔ ان میں سے کوئی رسوماتی یا جزیہ ادا کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا۔ اور صرف اس قدر مدد اُن سے وصول کی جائے گی۔ جو وہ خوشی سے دے سکیں۔ کوئی مذہبی پیشوا اپنے عہدہ سے علیحدہ نہ کیا جائیگا۔ اور نہ کوئی گوشہ گیر اپنے خانقاہ کے خلوت کدہ سے ہٹایا جائے گا۔

کوئی کلیسا مسمار نہ کیا جائیگا۔ اور نہ مسجد میں تبدیل کیا جائیگا نہ مسلمان اُسے اپنے سکونتی مکان کی حیثیت دے سکیں گے۔ علاوہ اس کے جو دولت کلیسا کے اندر ہو گی وہ بھی تعمیر مساجد وغیرہ میں صرف نہ کی جائے گی۔ ان لوگوں سے کوئی جرمانہ یا ٹکس بھی وصول نہ کیا جائیگا۔

ان لوگوں کی پیداوار کا عشر بھی نہ لیا جائیگا۔ نہ زرا عتمیں اُن سے بیگار لی جائیگی۔ نہ وہ فوجی خدمت پر مجبور کئے جائینگے۔

ان کے ساتھ نرمی و لطف کا برتاؤ کیا جائیگا۔ اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ مل جلکر رہیں گے۔ تو ان کی مذہبی مراسم میں کوئی مزاحمت نہ کی جائیگی۔ علاوہ ایسے کلیساؤں اور خانقاہوں کی مرمت میں مسلمان مدد کریں گے۔ اور ان کے تمام معابد انہی کے قبضہ میں رہینگے جو کوئی اس معاہدہ کی شرائط کو توڑ دیگا وہ خدا کے عتاب کا مستوجب ہوگا۔ اور رسولِ خدا کی شرائط توڑ دینے والا سمجھا جائیگا"

سوال یہ ہے کہ آیا یہ معاہدہ رسول اللہ صلعم نے کبھی کیا تھا۔ یا نہیں۔ اور اگر کیا تھا۔ تو اسکے شرائط یہی تھے یا کچھ اور۔ قدیم مورخوں اور ابتدائی زمانہ کے مسلمان فاتحین نے اس عہد نامہ کا ذکر کسی جگہ نہیں کیا ہے۔ اور نہ یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ۲ھ کے حالات کہاں تک اس نوع کے معاہدہ کی ترتیب کے مقتضی تھے لیکن اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو بھی اس میں کلام نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ معاہدہ کچھ اور تھا۔ اسکے شرائط اس سے مختلف رہے ہوں گے اور یہ عہد نامہ صرف زمانۂ مابعد کے عیسائیوں کی اختراع ہے جنہوں نے اپنی سیاسی اغراض کو محفوظ رکھنے کے لئے اس جدت و ذہانت سے کام لیا ہے۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے ایک معاہدہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور بعض مسلمان مورخین نے اسکو نقل کیا ہے

محمد بن محمد ابن الولید الفہری نے اپنی کتاب سراج الملوک میں اس عہد نامہ کو نقل کیا ہے۔ صاحب سراج الملوک کا بیان ہے کہ یہ انہیں عبد الرحیم ابن غنم الاشوری سے ۲۸۴ھ میں ملا تھا اس کے مفصل حالات اس تحریر سے معلوم ہوتے ہیں جو عیسائیوں نے بطور عہد نامہ حضرت عمرؓ کے پاس روانہ کی تھی۔ اس کا مفہوم حسب ذیل ہے:۔

"یہ تحریر ہے عیسائی باشندگان کی طرف سے امیر المومنین عمر ابن الخطاب کے نام۔ جب آپ ہمارے مقابلہ میں آئے تو ہم نے اپنے مال و اسباب۔ اپنی اور اپنے بچوں کی جان کی حفاظت آپ سے چاہی اور اس کے عوض میں ہم نے منظور کیا کہ اپنے شہر اور قرب و جوار کی آبادیوں میں کوئی جدید کلیسا یا خانقاہ تیار نہ کریں گے اور نہ کسی مسمار شدہ معبد کی مرمت کرینگے ہم اپنے خانقاہوں کے دروازے مسافروں اور فقیروں کے لئے ہر وقت کھلے رکھینگے اور جو مسلمان اس طرف سے گذریگا۔ ہم اُسکی مہمانداری تین دن تک کریں گے۔ ہم اپنی خانقاہوں اور مکانوں میں کسی جاسوس کو پناہ نہ دیں گے۔ اور نہ کسی مسلمان کی طرف سے عداوت کی پرورش کریں گے۔ ہم اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم سے نہ روکینگے اپنے مذہب و تبلیغ کی اشاعت نہ کریں گے۔ اور اپنے ہم مذہب کو مسلمان ہونے سے روکیں گے۔ اگر وہ مسلمان ہونا چاہیگا ہم مسلمانوں کی عزت کریں گے۔ اور ان کے لئے تعظیماً اپنی جگہ چھوڑ دیں گے۔ ہم مسلمان کی وضع قطع اختیار نہ کریں گے۔ نہ ان کی طرح جوتا پہنیں گے۔ اور نہ ان کی طرح مانگ نکالیں گے۔ نہ ان کی زبان میں گفتگو کریں گے۔ نہ ہم زین پر سوار ہونگے۔ نہ تلوار لٹکائیں گے۔ اپنی مہروں میں عربی عبارت نقش نہ کرائیں گے۔ شراب فروخت نہ کریں گے۔ اپنی پیشانی کے بال کترا دیں گے۔ نہ زنار ڈالیں گے۔ اور صلیب یا اپنی مذہبی کتابوں کی نمائش مسلمانوں کے بازار یا گلیوں میں نہ کریں گے۔ ہم کلیسا میں ناقوس نہایت آہستگی سے بجائیں گے۔ اور مسلمانوں کی موجودگی میں اپنی نماز نہایت خاموشی سے ادا کریں گے۔ ہم مسلمانوں کے بازار اور سڑکوں پر آتش مقدس یا اپنے مذہبی جلوس نہ نکالینگے۔ اور نہ اپنے مردے ان کے قرب و جوار میں دفن کریں گے۔"

حضرت عمرؓ نے اس میں ایک شرط اور یہ زیادہ کی تھی کہ ہم کسی قیدی مسلمان کو خرید نہ سکیں گے۔ اور ان شرائط کے خلاف اگر عمل کریں گے تو حفاظت جان و مال کی ذمہ داری اٹھ جائے گی۔

اس عہد نامہ کے ساتھ بعض ان قواعد کو بھی شامل کرنا چاہئے۔ جو کلیساؤں کے متعلق خلیفہ ثانی نے نافذ فرمائے تھے۔ یعنی آپ نے حکم دیا تھا کہ وہ کلیسا جو قبل ظہورِ اسلام نہ پائے جاتے تھے۔ اور بعد کو بنائے گئے تھے مسمار کئے جائیں۔ علاوہ اس کے کوئی بالا خانہ کلیساؤں میں نہ ہونا چاہیئے۔ اور نہ کلیسا سے باہر صلیب آویزاں کی جاوے

اس عہد نامہ اور ان شرائط و قواعد کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی نے عیسائیوں کے ساتھ بہتر سلوک نہیں کیا۔ اور آغازِ اسلام میں جو معاہدہ رسول اللہ نے کیا تھا اس سے بالکل انحراف کیا گیا۔ پھر جسوقت ہم خود خلیفہ ثانی کے عادات و خصائل۔ اخلاق و زندگی کو دیکھتے ہیں تو اور زیادہ تعجب ہوتا ہے کہ کیونکر آپ نے ایسا سخت عمل عیسائیوں کے ساتھ جائز رکھا۔ درآنحالیکہ آپ کا عدل و انصاف مسلمہ عالم ہے۔ بارہا خود عیسائیوں کے مقابلہ میں آپ نے فیصلے کرنے میں کبھی کسی مسلمان کی رعایت نہیں کی۔ اس لئے یہ معاہدہ روایۃً نقطۂ نظر سے بظاہر غلط معلوم ہوتا ہے اور ہر ایک شخص کو تامل ہو سکتا ہے کہ وہ اس معاہدہ کو آپ سے منسوب کرے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ عہد نامہ غلط ہے؟ کیا یہ عہدنامہ بعد کے اختراع سے ہے؟ اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے جس وقت ہم محققانہ تنقید کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ معاہدہ عیسائیوں کے ساتھ ضرور ہوا۔ اور اسکے شرائط بھی قریب قریب یہی تھے جو بیان کئے جاتے ہیں۔ گو الفاظ اور لب و لہجہ میں فرق ہو۔

دلائل حسب ذیل ہیں:۔

(۱) یہ عہد نامہ تمام کتب تاریخ میں درج ہے اور اصل کتاب بیان سے اس عہد نامہ کو تمام مورخین نے نقل کیا ہے۔

جلد ۸ | بلڈنگز احمدیہ لاہور چہارشنبہ مورخہ ۲۰ صفر ۱۳۳۹ ہجری المقدس مطابق ۳ نومبر ۱۹۲۰ء | نمبر ۳۶

کلام الامام امام الکلام

مصطفٰے ما را امام و مقتدا

(گذشتہ سے پیوستہ)

ایں طبیعتہا ئے شاں چوں سنگہاست
در پریشاں گردے بودے کجاست
کارِ ایناں ہر زماں افتراست
یار ایناں ہر وے حرص و ہواست
دل پر از خبث است و باطن پر ز شر
صحبت نیت ازیشاں دور تر
صحبت نیت چو باشد در دلے
بر گلِ صدق اوفتد چوں بلبلے
بر سرِ اسرار نہانے بندمیاں
ترسانہ دانائے اسرارِ نہاں
لیکن ایں بے باکی و ترکِ حیا
افترا بر افترا بر افترا
ایں نہ کارِ مومنان و اتقیاست
ایں نہ خوئے بندگانِ باصفاست
ہر کہ او ہر دم پرستارِ ہوا
من چساں دانم کہ ترسد از خدا
خویشتن را نیک اندیشندہ اند
ہائے ایں مردم چہ بد فہمیدہ اند
اتباعِ نفس اعراض از خدا
بس ہمیں باشد نشانِ اشقیا
ہر کہ زینساں خبث در جانش بود
کافرم گر بوئے ایمانش بود

جواہر ریز

جو کام ہو اللہ کیلئے ہو اور جو بات ہو خدا کیواسطے ہو

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ یہ اُس کی زندگی کو گزند پہنچائیگا۔ پس اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب اور عالم الشہادۃ ہے اور مہربان ماں سے بھی زیادہ رحیم کریم ہے۔ اور ماں کے دل میں بھی یہ رافت اور محبت اسی نے ڈالی ہے۔ وہ کیونکر گوارا کرسکتا ہے۔ کہ اگر اُس کا عزیز بندہ اپنی کمزوری اور غلطی اور ناواقفی کی وجہ سے کسی ایسی چیز کیواسطے دعا کر بیٹھے جو اسکے حق میں مضرت بخش ہے تو وہ اسکو فی الفور منظور کرلے۔ نہیں وہ بلکہ اسکو رد کر دیتا ہے اور اس کی بجائے اس سے کہیں بہتر اسکو عطا کرتا ہے اور وہ یقیناً سمجھ لیتا ہے کہ یہ میری فلاں دعا کا اثر اور نتیجہ ہے اپنی غلطی پر بھی اُسکو اطلاع ملتی ہے۔ غرض یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ متقیوں کی کبھی بعض دعا قبول نہیں ہوتی۔ نہیں اُنکی تو ہر دُعا قبول ہوتی ہے ہاں اگر وہ اپنی کمزوری اور نادانی کی وجہ سے کوئی ایسی دُعا کر بیٹھیں جو اُن کے لئے عمدہ نتائج پیدا کرنے والی نہ ہو۔ تو اللہ تعالےٰ اُس دُعا کے بدلہ میں اُن کو وہ چیز عطا کرتا ہے جو اُنکی مطلوبہ کا نعم البدل ہو۔

اب اس کے بعد پھر میں اصل مطلب کی طرف آتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ متقی کون ہوتے ہیں؟

درحقیقت متقیوں کیواسطے بڑے بڑے وعدے ہیں اور اس سے بڑھ کر کیا ہوگا۔ کہ اللہ متقیوں کا ولی ہوتا ہے۔ جھوٹے ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ ہم مقرب بارگاہ الٰہی ہیں۔ اور پھر متقی نہیں ہیں بلکہ فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور ایک ظلم اور غضب کرتے ہیں جبکہ وہ ولایت اور قرب الٰہی کو اپنے ساتھ منسوب کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسکے ساتھ متقی ہونے کی شرط لگادی ہے۔

پھر ایک شرط لگاتا ہے یا یہ کہو۔ متقیوں کا ایک نشان بتاتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا۔ خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے یعنی اُن کی نصرت کرتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی معیت کا ثبوت اس کی نصرت ہی سے ملتا ہے۔ پہلا دروازہ ولایت کا ویسے بند ہوا اور دوسرا دروازہ معیت اور نصرت الٰہی کا اس طرح پر بند ہوا یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نصرت ناپاکوں اور فاسقوں کو نہیں ملسکتی اس کا انحصار تقویٰ ہی پر ہے خدا کی اعانت متقی ہی کیلئے ہے۔ پھر ایک اور راہ ہے کہ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور حاجات مختلف رکھتا ہے اُن کے حل اور روا ہونے کے لئے بھی تقویٰ ہی کو اصول قرار دیا ہے۔ معاش کی تنگی اور

دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقویٰ ہی ہے۔ فرمایا۔ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ متقی کے لئے ہر مشکل سے ایک مخرج پیدا کردیتا ہے۔ اسکو غیب سے اس سے مخلصی پانے کے لئے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے اسکو ایسے طور سے رزق دیتا ہے کہ اسکو پتہ بھی نہ لگے۔

اب غور کرکے دیکھ لو۔ کہ انسان اور دنیا میں چاہتا کیا ہے انسان کی بڑی سے بڑی خواہش دُنیا میں یہی ہے۔ کہ اسکو سکھ اور آرام ملے۔ اور اس کے لئے اللہ تعالےٰ نے ایک ہی راہ مقرر کی ہے۔ جو تقویٰ کی راہ کہلاتی اور دوسرے لفظوں میں اسکو قرآن کریم کی راہ کہتے ہیں اور یا اُس کا نام صراط مستقیم رکھتے ہیں۔

کوئی یہ نہ کہے کہ کفار کے پاس بھی مال و دولت اور املاک ہوتے ہیں اور وہ اپنی عیش و عشرت میں منہمک اور مست رہتے ہیں میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ وہ دُنیا کی آنکھ میں ذلیل اور دنیا دار ظاہر پرستوں کی آنکھ میں خوش معلوم ہوتے ہیں مگر درحقیقت وہ ایک جلن اور دکھ میں مبتلا ہوتے ہیں تم نے اُن کی صورت کو دیکھا ہے مگر میں ایسے لوگوں کے قلب پر نگاہ کرتا ہوں تو ایک سعیر اور سلاسل و اغلال میں جکڑے ہوئے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِیْرًا۔

اخبار احمدیہ

لاہور:۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں اِس ہفتہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی منتظمہ کمیٹی اور جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ مختلف امور مہمہ پر بحث اور حالات حاضرہ میں قومی پالیسی پر نقد و نظر نہایت شرح اور بسط کے ساتھ ہوتی رہی اور بالآخر تمام قوم کے متفقہ رائے سے فیصلہ کیا گیا۔ جس کا ماحصل اس اخبار میں درج ہے حضرت امیر رضہ نے اپنے خطبہ جمعہ میں اس پر مفصل بحث کردی ہے۔ احباب کو قوم اور امیر رضہ کے اس متفقہ فیصلہ کو حالات حاضرہ میں نگاہ رکھنا چاہئے۔ خوش نصیب ہے وہ قوم کہ جس کا امیر بنہ ہولی اس اوف قادیان کی طرح قرآن کریم کی آیات بالخصوص امرھم شوریٰ بینھم وغیرہ کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ (شوریٰ پنجابی لفظ شور سے مشتق ہے۔ ملفوظات محمودیہ میں یہ ایک ہی معرفت کا نکتہ ہے)۔ بلکہ قومی مشورہ کی انتہائی قدر کرتا ہوا۔ خود سب سے پہلے اس پر کاربند ہوتا ہے۔

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - چہارشنبہ مورخہ ۳ نومبر ۱۹۲۰ء نمبر ۳۶

خطبہ جمعہ

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء)

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله - اعوذ بالله من الشیطان الرجیم
بسم الله الرحمن الرحیم
حضرت نے آیات عسى الله ان يجعل بينكم ....
.... الى .... هم الظلمون ۰ (سورہ ممتحنہ)
پڑھ کر فرمایا :-

مصیبت میں غور و فکر سے کام لینے کی ضرورت

کسی قوم پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو اُس کے لئے اور بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اُس میں سے نکلنے کے لئے غور اور فکر سے کام لے۔ بڑے بڑے مصائب سے جس طرح انسان کے دماغ کو صدمہ پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہوتا ہے کہ قوم کے دماغ کو صدمہ پہنچے - اور وہ صحیح اور درست نتائج پر پہنچنے کے ناقابل ہو جائے۔ مصائب کے وقت سراسیمگی اور پریشانی میں پڑکر اپنی متانت وقار اور ہوش و حواس کو چھوڑ دینا یہ ترقی حاصل کرنیوالی قوموں کا شیوہ نہیں۔ مسلمانوں پر جو مصائب آج وارد ہوئی ہیں یہ کوئی نئی مصائب نہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور صحابہ کرامؓ کے عہد میں مسلمانوں پر اس سے بڑھکر مصائب آئی تھیں۔ قرآن کریم میں ان مصائب اور اُن سے نکلنے اور نجات پانے کی ہدایات بھی موجود ہیں اس لیئے جو شخص تفسیر کرتا ہے اسکے لئے یہ بھی ضروری ہے

تفسیر نبی کریم صلعم کے واقعات زندگی کی روشنی میں ہو

کہ وہ اُن واقعات سے بھی واقفیت حاصل کرے کہ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وقوع پذیر ہوئے ایک شخص قرآن کریم کی اس آیت وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين لله کی تفسیر اس طرح بھی بیان کرسکتا ہے کہ اُن سے جنگ کرو۔ یہاں تک کہ کل لوگ اسلام لے آئیں۔ اور انہی معنوں کی بناء پر غیر مذاہب کے لوگ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اسلام نے تلوار کے ذریعے مذہب پھیلانے کا حکم دیا ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات ان معنوں کی تردید کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر حکم یہ تھا - کہ جب تک کم از کم جزیرۃ العرب مسلمان نہ ہو جائے جنگ کو بند مت کرو تو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عرب کے مسلمان ہو جانے سے پہلے کیوں جنگ کو بند کردیا اور کیوں نہ اُس وقت تک جنگ کو جاری رکھا کہ جبتک کل کے کل کفار مسلمان ہو جاتے پھر اسکی تردید نبی کریم صلعم کے اس فعل سے بھی ہوتی ہے کہ آپ نے کفار کے ساتھ صلح کے معاہدات کئے - حالانکہ اگر یہ حکم ہوتا کہ جبتک کل مسلمان نہ ہوں جنگ کرتے رہو - تو کفار کے ساتھ صلح نہ ہوسکتی تھی۔ اور خود قرآن شریف سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلعم بار بار کفار سے صلح کرتے تھے صلح حدیبیہ ایک مشہور مثال ہے پس معلوم ہوا کہ یہ معنے درست نہیں

خوب یاد رکھو کہ قرآن کریم کی بہترین تفسیر وہ ہے کہ جسکی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات شہادت دیں اور وہ شخص جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ناواقف ہے - وہ قرآن کریم کو نہیں سمجھ سکتا جب تک کہ وہ پہلے آنحضرت صلعم کی سیرت سے واقفیت حاصل نہ کرے - پس قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی سے واقف ہونا نہایت ضروری ہے۔

اجتہاد میں اختلاف پر ایکدوسرے کو کافر نہ بناؤ!

قرآن کریم کی جو آیات میں نے شروع میں پڑھی ہیں وہ حالات حاضرہ میں ہمارے لئے موجب ہدایت ہیں - عدم تعاون یا اصطلاح شریعت میں ترک موالات کیا چیز ہے ان آیات کی روشنی میں ان امور پر بحث کرونگا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اس کے سننے والے غور سے سنیں گے۔ اور ایک نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں گے - جو شخص قرآن کریم کی کسی آیت کو واقعات پیش آمدہ پر لگاتا ہے وہ درحقیقت ایک قسم کے اجتہاد سے کام لیتا ہے اور یہ مسلّم امر ہے کہ اجتہاد کرنیوالا غلطی بھی کرسکتا ہے لیکن تاہم یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اجتہاد نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ جس طرح یہ ممکن ہے کہ مجتہد غلطی کرے اسیطرح اُس کا صحیح بات کو پالینا بھی ممکن ہے اس لئے کہا ہے کہ المجتهد قد يخطى ويصيب - مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور صواب بھی - پس نیک نیتی سے اجتہاد کرنیوالا کسی طرح بھی قابل گرفت نہیں ہوسکتا - اور نہ وہ کسی کے برے الفاظ کا مستحق ہوسکتا ہے - اسکی غلطی کبھی قابل ملامت نہیں ہوسکتی - پس کسی کی اجتہادی غلطی پر کفر و اسلام کی حد فاصل قائم کردینا یہ طریق صواب سے بہت دور ہے ۔ وہ چند باتیں کہ جن کے قبول کرنے سے ایک شخص اسلام میں داخل ہوسکتا ہے ۔ اور جن کے انکار سے وہ کافر کہلا سکتا ہے - انکو شریعت اسلام نے ان لفظوں میں ادا کردیا ہے امنت بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والقدر خيره وشره من الله تعالى والبعث بعد الموت
اللہ تعالےٰ اور اُسکے فرشتوں - اسکی کتابوں اور اسکے رسولوں پر ایمان - آخرۃ یعنی اعمال کی جزا سزا اور اسکے وقت پر یقین خیر اور شر کی قدر اللہ تعالےٰ کی طرف سے ماننا - یہ وہ اصولی باتیں ہیں کہ جو ایک شخص کو اسلام میں داخل کردیتی ہیں - اور اختصار کے ساتھ اسکو لا اله الا الله محمد رسول الله کے الفاظ میں بیان کردیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی توحید اور محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان - یہ کفر اور اسلام کی حد فاصل ہے - اس کے علاوہ اور جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں - وہ راہ کسیطرح بھی صدق و صواب کی راہ نہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا لا تکفروا اهل قبلتك (اہل قبلہ پر کفر کے فتوے مت لگاؤ) تاکہ ذرا ذرا سی بات پر کفر کے فتوے نہ لگائے جائیں - پس قرآن کریم کی کسی آیت کا جو شخص غلط ترجمہ اپنے اجتہاد کی بنا پر کرجاتا ہے وہ کسی فتوے کی زد میں نہیں آسکتا کیونکہ کفر و اسلام کی حد فاصل کسی آیت کے ترجمہ کا محض اختلاف نہیں ٭

قرآن کو رائے کے پیچھے لگانا منع ہے

دوسری بات جو میں تمہید ہی میں بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے - کہ کسی آیت کا ترجمہ اپنی رائے سے کرنا جائز نہیں - اپنی خواہش اور رائے سے ترجمہ کرنا منع ہے - اس لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ جو تفسیر کو اپنی رائے سے کرتا ہے وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بناتا ہے - اپنی ہوا و ہوس سے کسی آیت کی تفسیر کرنا اور قرآنی آیات کو کھینچ تان کر اپنے مطلب کے مطابق ترجمہ کرنا یہ قطعًا جائز نہیں اس پر کل مفسرین اور علمائے امت کا اتفاق ہے - اور جس طرح اپنی رائے سے تفسیر کرنا درست نہیں اسی طرح یہ طریق بھی نہایت معیوب ہے کہ ایک بات کسی کے مُنہ سے سُن لی جائے - جسکی ہمارے دلوں میں عزت ہو اور پھر اس کی تائید قرآن شریف سے کرنے کے لئے موقعہ بےموقعہ آیات پیش کی جائیں ٭

ترکِ موالات کا حکم

یہ چند آیات جو میں نے شروع میں پڑھی ہیں سورہ ممتحنہ کی ہیں شروع میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا عدوي وعدوكم اولياء تلقون اليهم بالمودة اے مومنو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ ان کی جانب محبت کا سلوک کرتے ہوئے اسکے علاوہ قرآن کریم میں متعدد موقعوں پر اسی مضمون کے آیات ہیں مثلًا لا تتخذوا اليهود والنصارى اولياء - یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست بناؤ - ایک اور جگہ فرمایا - لا تتخذوا الذين اتخذوا دينكم هزوا ولعبا من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم والكفار اولياء - جو تمہارے دین پر تمسخر اڑاتے ہوں - اہل کتاب میں سے ہوں یا کافر اُن کو اپنا دوست مت پکڑو - اور کہیں یوں بھی فرمایا ہے - يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا اباءكم واخوانكم اولياء ان استحبوا الكفر على الايمان اے مومنو! اپنے آبا اور بھائیوں کو دوست مت پکڑو - اگر وہ کفر کو ایمان پر ترجیح دینے والے ہوں - یہ تمام کی تمام آیات مدنی سورتوں کی آیات ہیں اور اُس وقت کی ہیں کہ جب جنگ کفار سے شروع ہوچکے تھے - علاوہ ان آیات کے کہیں مومنوں کے متعلق فرمایا - بعضهم اولياء بعض - یعنی مؤمن ایکدوسرے کے ولی ہوتے ہیں - اور کہیں یوں فرمایا کہ .... مؤمن کافروں کے ولی نہیں ہو سکتے اور کہیں فرمایا کہ کافروں کے ولی شیطان ہیں

ان آیات میں لفظ ولی کا کثرت سے استعمال ہوا ہے اسلئے اسکے معنے میں پہلے بتاتا ہوں ولاء کے معنے قرب کے ہیں خواہ یہ قرب مکان کے ہو یا النسب کے - دین کے یا دوستی یا نصرت کے ہو اور ولایۃ کے معنے نصرت ہیں - لفظ ولی بھی دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے اسکے معنے نصرت کرنیوالا اور بطور مفعول نصرت پانیوالا کے معنوں میں بھی مستعمل ہے - اور اسکی مثال یہ ہے کہ مؤمن اللہ کا ولی ہے - اور اللہ تعالےٰ مؤمن کا ولی ہے - یعنی مؤمن اللہ تعالےٰ کی طرف سے نصرت پاتا ہے اور اللہ تعالےٰ مؤمن کو نصرت دیتا ہے -

کسی کو ولی بنانے کے یہ معنے ہیں کہ تم اسکو اپنا مددگار رکھو یا اُس پر اعتماد کلی رکھو - اور اُس کے معاون بنو - آجکل لوگوں کی توجہ لفظ ولی کے صرف ایک معنی تک محدود ہے اور اُس کے دوسرے معنوں کی طرف توجہ کم ہے - مگر یہ خصوصیت سے یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مسلمان ہمیشہ اس بات سے نقصان اٹھاتے رہے ہیں کہ وہ اپنے سارے فوائد کا انحصار دوسروں پر رکھ لیتے ہیں -

اب ترکِ موالات کے اس اصول کی جسکو متعدد آیات میں بیان فرمایا تشریح ان دو آیات میں کردی ہے :-

لا ينهكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من دياركم ان تبروهم وتقسطوا اليهم ان الله يحب المقسطين - انما ينهكم الله عن الذين قاتلوكم في الدين واخرجوكم من دياركم وظاهروا على اخراجكم ان تولوهم ومن يتولهم فاولئك هم الظلمون ۰ اللہ تعالےٰ تم کو ان لوگوں سے منع نہیں کرتا - جنہوں نے تم سے جنگ نہیں کی دین کے بارے میں - اور نہ تمکو تمہارے گھروں سے نکالا ہے یہ کہ تم اُن سے نیکی کرو - یا اُن کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرو - اللہ کو تو انصاف کرنیوالے لوگ محبوب ہیں

کامل ترکِ موالات کے بارہ میں دو گروہ

ان تبروهم میں لفظ برّ کا استعمال کیا ہے - برّ کے معنے بڑی نیکی کے ہیں - کیونکہ برّ کہتے ہیں بڑے اور وسیع میدان کو - دوسری جگہ قرآن کریم میں آتا ہے لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون تم کسی عظیم الشان نیکی کو قطعًا حاصل نہیں کرسکتے جبتک کہ تم اپنی محبوب ترین اشیاء کو خرچ نہ کرو - غرض اس آیت میں ان تبروهم میں کافروں کے ساتھ بڑی سے بڑی نیکی کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کیا یہ لوگ کافر ضرور ہیں مگر انہوں نے تمہارے ساتھ جنگ نہیں کی - اس لئے اللہ تعالےٰ تمہیں ان کے ساتھ کسی عظیم الشان نیکی کے کرنے سے اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے نہیں روکتا - اس جگہ یہ سوال ہوسکتا ہے کہ انصاف کو بعد میں الگ طور پر کیوں بیان فرمایا جو بمقابلہ برّ کے ایک ادنےٰ چیز ہے یہ برّ کے اندر ہی آجاتا ہے اسکی وجہ میں بعد میں بتاؤں گا - دوسری آیت میں فرمایا - کہ اللہ تعالےٰ صرف ان لوگوں سے تمہیں منع کرتا ہے جنہوں نے تمہارے ساتھ دین کی وجہ سے جنگ کیا اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں مدد کی یہ کہ تم ان کو اپنا ولی بناؤ جو کوئی ایسے لوگوں کو اپنا ولی بناتا ہے - وہی ظالم ہیں - ان آیات سے ظاہر ہے کہ کلی طور پر ترک موالات کے بارہ میں قرآن کریم نے صرف دو گروہ رکھے ہیں - ایک مسلمانوں کے دین کے بارہ میں اُن سے جنگ کرنیوالا - دوسرا دین کے بارہ میں جنگ کرنیوالا - وہ قومیں جن کی طرف سے بوجہ عداوت اسلام یہ مصائب آئیں یا مسلمانوں کو تکلیف پہنچے کس گروہ میں ہیں اب ظاہر ہے کہ قرآن کریم نے کلی ترک موالات کے بارہ میں حد فاصل دین کے بارہ میں جنگ کرنا قرار دیا ہے یا مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے نکال دینا جو گویا قتال کے قائمقام ہے اور اسی بناء پر کفار کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔

لیکن جب ہم نبی کریم صلعم کی زندگی کے واقعات کو دیکھتے ہیں - تو معلوم ہوتا ہے کہ کفار تین گروہ تھے - ایک وہ لوگ جن کے ساتھ نبی کریم صلعم کے معاہدات تھے جنگوں میں بھی اُنکو مدد دیجاتی تھی اور اُن سے مدد لی جاتی تھی اور وہ مسلمانوں کو عمومًا تکلیف نہ پہنچاتے تھے - دوسرے وہ لوگ جن سے مسلمانوں کو دکھ اور تکلیف پہنچتی تھی - اور ان کے ساتھ معاہدات نہ تھے - یا معاہدات تھے تو وہ معاہدات کو توڑ دیتے تھے تیسرے وہ لوگ جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھائی تھی اور مسلمانوں کو اُن کے دین سے پھیرنے کے لئے اُنسے جنگ کرتے تھے جیسا کہ (بقیہ مضمون ...)

بعد کی نوٹ: - بعد نظر ثانی حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ و مناسب ترمیم شائع کیا گیا (ایڈیٹر)

اور ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ کسی طرح سلطنت بازنطین پھر شام کو فتح کر لے۔ وہ اس مقصد کے لئے جاسوسی بھی کرتے تھے اور تمام وہ تدابیر اختیار کرنے پر آمادہ تھے جو پھران کے ہم مذہب سلطنت کو کامیاب بنانے میں کارگر ثابت ہوں۔

چونکہ حکومت بازنطین عیسوی حکومت تھی۔ اور اس زمانہ میں سیاست و حکومت کا تعلق نہایت شدید تھا اس لئے شام کے عیسائی بیتاب تھے کہ کیونکر مسلمان یہاں سے دفع ہو جائیں۔ اور پھر صلیب کی حکومت قائم ہو جائے۔ چنانچہ شام فتح ہونے کے بعد یہاں کے عیسائیوں نے اپنے تمام مراسم عبودیت ویسی قائم رکھے تھے جو قبل فتح پائے جاتے تھے اور اسی طرح قسطنطنیہ انطاکیہ کے راہب بدستور آیا کرتے تھے۔ علاوہ اسکے شامی عیسائیوں کی بھی وہی زبان تھی جو بازنطین کے عیسائیوں کی تھی پھر جب ابتدائی زمانہ میں شام پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا ہے۔ تو صرف وہ فوجی قبضہ تھا اور مراسم عبودیت وغیرہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی تھی۔ بلکہ ایک حد تک سلطنت بازنطین کا اثر قائم رکھا گیا تھا۔ یہاں تک کہ کلیساؤں کے متعلق بازنطین کا بادشاہ اپنے کو حکمران سمجھتا تھا۔ اور مذہبی معاملات میں اگر کوئی دخل اندازی ہوتی تھی۔ تو خلیفہ وقت سے سلسلہ بھی کیا کرتا تھا یہ حالت خلفائے راشدین کے زمانہ میں بدستور قائم رہی۔ البتہ جب امویوں کا زمانہ آیا تو انہوں نے سارا انتظام بدل دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن ولید بن عبدالملک نے ناقوس کی آواز سنی اس نے پوچھا یہ کس چیز کی آواز ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ کلیسا میں ناقوس پھونکا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس نے حکم دیا۔ کہ کلیسا مسمار کیا جائے۔ اور خود اپنے ہاتھ سے اس نے مسماری کا کام شروع کر دیا۔ عیسائیوں نے شاہ قسطنطنیہ سے شکایت کی اور اس نے ولید کو لکھا کہ تم سے قبل کے خلفاء نے کلیساؤں کو قائم رکھا تھا اس لئے اگر وہ راستی پر تھے۔ تو تم یقیناً غلطی پر ہو لیکن اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس واقعہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ آغاز اسلام میں شام کے عیسائی بازنطین حکومت کے تحت میں تھے یا کم از کم یہ کہ وہ اس حکومت کو اپنا ماوا و ملجا قرار دیتے تھے۔ پھر چونکہ مسلمانوں نے شام کو حال ہی میں فتح کیا تھا اس لئے ایک طرف شام کے عیسائیوں اور دوسری طرف خود حکومت بازنطین کو یہ امید قائم تھی۔ کہ یہ صوبہ پھر مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائیگا اور یہاں عیسوی حکومت بار دگر قائم ہو جائیگی۔

اس خیال کے زیر اثر شام کے عیسائی نہ صرف مسلمانوں سے متنفر تھے۔ بلکہ انھوں نے عملی تدابیر بھی حکومت اسلام کے خلاف اختیار کرنی شروع کر دی تھیں یعنی وہ یہاں کی خبریں وہاں پہنچایا کرتے تھے اور بازنطین کے جاسوسوں کو اپنے مکانوں میں پناہ دیتے تھے۔ پھر چونکہ اسوقت تک عیسائیوں اور مسلمانوں کے لباس میں کوئی فرق نہ تھا۔ اس لئے ایک عیسائی نہایت آسانی سے اپنے تئیں مسلمان ظاہر کر کے اپنی مہر میں ایک عربی وضع کا نام کندہ کرا کے اور کچھ قرآن کی آیات یاد کر کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ان کے ارادوں سے آگاہی حاصل کر لیتا تھا۔ شام کی فتح ابتک نامکمل تھی اور چونکہ مرکز اسلام (مدینہ) سے صوبہ شام بہت دور تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ کو ہمیشہ یہ خوف لگا رہتا تھا۔ کہ کہیں شام ہاتھ سے نہ نکل جائے اور اسی وجہ سے آپ نے شام کے عیسائیوں کو مجبور کیا کہ وہ مسلمانوں کا لباس اختیار نہ کریں۔ گھوڑوں پر مسلمانوں کی طرح سوار نہ ہوں۔ جاسوسوں کو اپنی پناہ میں نہ لیں۔ مسلمانوں کے خلاف سازشیں نہ کریں۔ قرآن یاد نہ کریں اور اپنی مہر پر عربی عبارت یا عربی نام کندہ نہ کرائیں۔ کیونکہ اس صورت میں عیسائیوں کی طرف سے زیادہ خطرہ تھا۔ اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عمال شام کو یہ بھی ہدایت کی تھی۔ کہ عیسائیوں کو کسی محکمہ میں جگہ نہ دیں کیونکہ وہ رشوت لینے کے عادی ہیں اور انتظامی معاملات سے حکومت بازنطین کو باخبر کر دینگے۔ ہر چند کہ اس پر پوری طرح عمل نہ ہو سکا کیونکہ دفاتر وغیرہ سب اسی زبان میں تھے۔ اور عیسائی دفاتر کی تہذیب و ترتیب سے واقف تھے۔ تاہم اس طبقہ کی طرف سے مسلمان ہوشیار ضرور ہو گئے۔ اور اس کے طرز عمل کی جانچ زیادہ غور سے کرنے لگے۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے اگر حضرت عمرؓ نے شام کے عیسائیوں سے اس قسم کا معاہدہ لے لیا تھا تو اسکو تعصب مذہب نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ صرف خود اپنی حفاظت پر محمول کرینگے ہم نہیں کہتے کہ جس معاہدہ کی نقل علامہ طرطوشی نے سراج الملوک میں کی ہے وہ بجنسہ وہی ہے جو حضرت عمرؓ نے تحریر کرایا تھا۔ کیونکہ اس عہد کی زبان عربی ایسی نہ تھی۔ لیکن اس میں کلام نہیں کہ جو عہد نامہ اسوقت مرتب ہوا تھا۔ وہ قریب قریب اس کے مزور تھا۔ اور اس میں یقیناً ایسی شرائط رکھی گئی تھیں جن سے عیسائیوں کا نفوذ و رسوخ دب جاتا چونکہ حضرت عمرؓ کی ساری زندگی میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ آپ نے مذہبی عصبیت کی بناء پر ناانصافی سے کام لیا ہو۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ اس معاملہ میں آپ نے تعصب سے کام لیا ہو اور عیسائیوں کا ہونا باعث [illegible]

بہر حال عیسائی اور صوبوں میں بھی تھے۔ لیکن کہیں آپ نے اس قدر سختی سے کام نہیں لیا۔ اس کی وجہ یہی ہے جو ہم نے ابھی بیان کی اگر شام کے عیسائی اپنے طرز عمل سے حکومت اسلام کے لئے خطرناک ثابت نہ ہوتے۔ اگر وہ ان حقوق کو فراموش نہ کر دیتے جو بحیثیت رعایا ہونے کے ان پر عائد ہوتے تھے۔ تو کبھی حضرت عمرؓ ان کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتے۔ چونکہ شام کے عیسائی مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر سخت نقصان پہنچا رہے تھے۔ اس لئے آپ نے ان کی وضع الگ کر دی تاکہ وہ ہر وقت پہچانے جا سکیں اور مسلمانوں سے جدا نظر آئیں۔

رہا یہ امر کہ حضرت عمرؓ کا معاہدہ عہد نامہ نبوی کے منافی ہے۔ اس کے متعلق ہم لکھ چکے ہیں کہ اول تو یہی ثابت و وثوق نہیں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایسا معاہدہ کیا اور اگر اسکو تسلیم بھی کر لیں۔ تو بھی کوئی تناقض دونوں عہد ناموں میں نہیں پایا جاتا کیونکہ جن حالات کو واقعات کے ماتحت رسول اللہ صلعم نے معاہدہ کیا تھا۔ وہ اور تھے اور جن صورتوں میں حضرت عمرؓ نے شام کے عیسائیوں کو مجبور کیا وہ ان سے بالکل مختلف تھیں اگر خود رسول اللہ کے سامنے یہ صورتیں پیش ہوتیں تو آپ بھی یہی کرتے جو خلیفہ ثانی نے کیا۔

اس قدر بیان سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت عمرؓ نے یہ معاہدہ کن مصالح کی بناء پر تحریر کرایا تھا۔ لیکن یہ حقیقت ضرور قابل افسوس ہے کہ آگے چل کر خلفاء اموئین نے تمام ملک کے عیسائیوں سے یہی سلوک روا رکھا اور ان مصالح کو نظر انداز کر دیا جو خلیفہ ثانی کے پیش نظر تھی۔

فتوی جواز ترک الحاق مسلم کالج بہ یونیورسٹی وحصول امداد از سرکار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

احقر العباد حاکم علی۔ بی۔ اے حنفی نقشبندی مجددی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور جمیع برادران اہل اسلام ہند خصوصاً اہل اسلام پنجاب و خصوصاً معزز ممبران جنرل کونسل انجمن حمایت اسلام لاہور کی آگاہی کے لئے حسب ذیل التجا کرتا ہے:۔

حدیث نبوی میں وارد ہے عن معقل بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ظھرت الفتن فلیظھر العالم علمہ ومن لم یفعل ذالک فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین لا یقبل منہ صرف ولا عدل۔ لہٰذا جو علم مجھ کو دیا گیا ہے۔ اسکو ظاہر کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں کافروں کے ساتھ اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ تولی کرنے سے منع فرمایا ہے جیسے کہ قرآن مجید میں پ ۳ ع آیہ ۲۸ میں۔ پ ۵ ع آیہ میں۔ پ ۲۸ ع ۱۱ آیہ ۱ میں۔ پ ۶ ع آیہ ۹ میں۔ پ ۱۸ آیہ میں۔ پ ۱۳ ع ۱۲ آیہ میں۔ پ ۴ ع آیہ ۲ میں۔ پ ۲۸ ع ۷ آیہ میں۔ پ ۶ ع ۱۳ آیہ میں۔ پ ۲۵ ع آیہ ۳ میں وارد ہے۔

مگر علامہ ابوالکلام زبردستی فرماتے ہیں اور اپنی فصاحت اور بلاغت کے زور سے تولی کے معنے موالات کو معاملت قرار دیتے اور ترک موالات کو ترک معاملت "نان کوآپریشن" قرار دیتے ہیں اور یہ صریح زبردستی ہے اور جبر ہے جو اللہ تعالےٰ کی کلام پاک کے ساتھ کی جا رہی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ امت محمدی کے ۷۲ فرقے ناری ہوئے صرف قرآن مجید کے معنوں کے نہ سمجھنے سے ہوئے۔ یعنے اس کے معنے اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق خلاف نص کرنے سے ہی گمراہ ہوئے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور وہ جہانتک مجھے یاد ہے یہ ہے۔ کہ جس کسی نے قرآن مجید کی تفسیر اپنی عقل سے کی۔ اگر وہ تفسیر صحیح بھی کر لی تو بھی خطا کی اور اگر صحیح نہ کی تو ...... علامہ مذکور نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء کی جنرل کونسل مذکورہ بالا کے منتخب ممبروں کی کمیٹی میں تشریف لا کر ترک کے معنے معاملات ان ممبروں پر زبردستی تھوپ دیئے اور اطلاق یہ کر دیا۔ کہ جب تک ...... کی سرکاری امداد بند نہ کی جائے۔ اور یونیورسٹی ...... الحاق نہ کیا جائے ...... تب تک انگریزوں سے ترک موالات یعنے ترک تولی نہیں ہو سکتی اور اسلامیہ کالج کے لڑکوں کو فتوی دے دیا کہ اگر ایسا نہ ہو تو کالج چھوڑ دو۔ لہٰذا اس طرح سے کالج میں بے چینی پھیلا دی۔

علامہ مذکور کا یہ فتویٰ غلط ہے۔ یونیورسٹی کے ساتھ الحاق قائم رہنے سے اور امداد سرکاری لینے سے معاملت قائم رہتی ہے انگریزوں کے ساتھ نہ کہ تولی اور مودت اور موالات جن کے معنے محبت کے ہیں نہ کہ کام کے جو کہ معاملت کے معنے ہیں۔ باب مفاعلہ سے لفظ معاملت ہے۔

کل میں نے وعظ کی مجلس اسلامیہ کالج ہال میں تمام طلباء کو واضح کر دیا۔ بہت سے طلباء سمجھ گئے۔ مگر علامہ مذکور کی اس زبردستی سے اور غلط فتوے سے اسلامیہ کالج لاہور علی گڈھ کالج۔ اسلامیہ ہائی سکول ہائے لاہور تباہ ہو رہے ہیں علامہ مذکور ...... مولوی محمود الحسن صاحب مولوی عبدالحی صاحب وغیرہم از دیوبند کی خیالات کے ہیں اور ایک بات پر تلے ہوئے ہیں۔ لہٰذا زبردستی فتوے اپنے مدعا کے مطابق دیتے ہیں اور یہ فتوے غلط دیا ہے۔ لہٰذا جیسا علم مجھے دیا گیا ہے۔ میں اسکی بناء پر فتوے دیتا ہوں کہ یونیورسٹی کے ساتھ الحاق جاری رکھنا اور سرکاری امداد لینا جائز ہے اب اس میرے فتوے کی تصحیح ان اصحاب سے کرائیں جو دیوبندی خیال کے اور انکے ہم خیال نہیں ہیں مثلاً مجدد ملت طاہرہ حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خان قادری صاحب بریلوی علاقہ روہیلکھنڈ۔ اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ممالک مغربی و شمالی سے کرالیں۔ اور صحیح فتوے پر عمل کریں نہ کہ غلط پر۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

نیاز مند:۔ خادم قوم حاکم علی۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء مطابق ۱۳ صفر ۱۳۳۹ھ

ترک موالات کا مالی اثر محمڈن کالج پر

بعض اصحاب کو یقیناً یہ اندازہ معلوم نہیں ہے کہ سرکاری امداد ترک کرنے کا مالی اثر علیگڈھ کالج پر کہاں تک پڑیگا۔ ان اصحاب کے اضافۂ معلومات کے لئے ہم ذیل میں کالج کی سالانہ آمدنی کی تفصیل درج کرتے ہیں:۔

مد	روپیہ	آنہ	پائی
امداد گورنمنٹ برائے کالج	۵۰۰۰۰	۰	۰
" عربی پروفیسر	۱۴۴۰۰	۰	۰
" اسکول	۶۳۶۰		
میزان	۷۰۷۶۰		
یونیورسٹی بننے پر اضافہ	۱۰۰۰۰۰	۰	
ریاست حیدر آباد دکن	۲۴۳۰۰	۰	
ہز ہائینس امیر کابل	۶۰۰		
ریاست بھوپال	۶۰۰۰	۰	
ہز ہائینس آغا خان	۱۰۰۰۰		
سالار جنگ اسٹیٹ	۱۲۰۰	۰	
ریاست رام پور	۲۴۰۰	۰	
ریاست پٹیالہ	۱۸۰۰	۰	
ریاست جاورہ	۶۰۰	۰	
ریاست بہاولپور	۲۰۰۰	۰	
جمال برادرس	۱۲۰۰	۰	
میزان	۵۵۲۰۰	۰	۰
علیگڈھ میونسپلٹی	۱۲۰۰		۰
" بدایوں	۱۲۰	۰	۰
" مراد آباد	۲۰۰	۰	
میزان	۱۵۰۰	۰	۰
آمدنی از رقوم تحویلات و بنگلہ جات	۲۷۰۰۰	۰	
وظائف وغیرہ	۸۰۰۰	۰	۰
انسٹیٹیوٹ پریس	۱۲۰۰	۰	۰

اس فہرست میں فیس و جرمانہ وغیرہ کی آمدنی شامل نہیں کی گئی۔ اس کے ملاحظہ سے واضح ہوگا۔ کہ علاوہ اس روپیہ کے جو تعمیرات کیلئے اور عام تعلیمی ترقی کے لئے وقتاً فوقتاً گورنمنٹ سے ملتا رہتا ہے کالج اور اسکول کو فی الحال سالانہ امداد ستر ہزار سات سو ساٹھ روپیہ ملتی ہے اور یونیورسٹی ہو جانے پر ایک لاکھ کا اضافہ موجود ہے۔ اس کے بعد ریاستوں کی امداد جس کی تعداد پچپن ہزار دو سو روپیہ ہے اور صرف پندرہ سو بیس روپیہ سالانہ کی رقم میونسپلیٹوں کی ہے۔ اسکے بعد خفیف متفرق رقوم باقی رہجاتی ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ کی امداد بند ہونے پر ستر ہزار روپیہ سالانہ کی کمی ہوگی۔ اور پھر یہ بھی غور طلب امر ہے کہ اس کا اثر ریاستوں کی امداد پر کہاں تک پڑے گا۔ سوچئے کہ ان دونوں آمدنیوں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا۔ وہ تم سے جنگ کرتے رہیں گے۔ یہانتک کہ تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں اگر ان کا بس چلے۔ اور قتال فی الدین کرنیوالا صرف وہی گروہ تھا گو دوسرا گروہ بھی اعلائے دین اسلام میں داخل تھا مگر وہ جنگ کرنیوالے گروہ کے حکم میں نہ تھا اور نبی کریم صلعم نے کسی قوم کے ساتھ مقاتلہ نہیں کیا۔ جبتک کہ پہلے انہوں نے مسلمانوں کے خلاف قتال کرنے کا فیصلہ اور تیاری نہیں کر لی۔ اور گو دوسرے گروہ میں جو قومیں شامل تھیں۔ وہاں مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل نہ تھی۔ تاہم نبی کریم صلعم نے ان سے جنگ کرنے میں پہل نہیں کی۔ گویا ان کو الذین قاتلوکم فی الدین میں داخل نہیں کیا۔ اور ظاہر ہے کہ محض ظلم و تعدی یا ایک حد تک مذہبی آزادی کا نہ ہونا قتال کے برابر نہیں اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے کہ جس گروہ نے قتال فی الدین نہیں کیا۔ گو اپنے اقوال و افعال میں دشمنی کا اظہار کیا ہو وہ لیس قاتلوکم فی الدین میں ہی داخل ہے گا یعنی غیر مقاتل قرار دیا جائے گا۔ [illegible] مقاتل گروہ صرف وہی ہے جو جنگ کے لئے نکل آیا۔ اور دوسرا [illegible] فی الحال یہ وہ بلا واسطہ خود قتال میں داخل نہیں۔

اسی طرح نبی کریم صلعم کی زندگی سے ہمکو یہ بھی سبق ملتا ہے کہ جب تک آپ مکہ میں تھے جہاں آپ پر اور آپ کے صحابہ پر طرح طرح کے ظلم ہوتے تھے۔ اور کلمۂ حق کہنے سے روکا جاتا تھا اسوقت تک آپ دکھوں اور تکلیفوں کو برداشت ہی کرتے چلے جاتے تھے اور مقابلہ میں ہاتھ نہیں اٹھایا۔ ایسا ہی عین ان ایام میں جب جنگ شروع تھی۔ آپ نے حدیبیہ کے مقام پر کفار سے صلح کر لی۔ حالانکہ مکہ میں اب تک مسلمانوں کو دکھ دیا جاتا تھا۔ جیسا کہ متعدد واقعات تاریخی سے ثابت ہے کہ کس طرح نبی کریمؐ کے پاس مکہ سے نو مسلم بھاگ بھاگ کر آتے تھے۔ اس لئے کہ انکو وہاں دکھ دیا جاتا تھا مگر باایں ہمہ صلح کے اس قوم کو جس کیطرف سے یہ تکلیفیں پہنچتی تھیں مقاتل قوم قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ ان کے ساتھ صلح ہی اور بوجہ شرائط صلح کے آپ ان نو مسلموں کو کفار کے مظالم سے بچنے میں مدد بھی نہ دے سکتے تھے۔

ترک موالات کے مختلف مدارج

اب اگر غور کیا جائے۔ تو کامل ترک موالات کا حکم صرف انہی اقوام سے دیا ہے۔ جن کے ساتھ جنگ جاری ہو کامل ترک موالات سے مراد یہ ہے کہ انکے ساتھ کسی قسم کا تعلق باقی نہیں رہتا۔ جیسے کہ ان کے ساتھ نہ تجارت ہو سکتی ہے نہ لین دین کا معاملہ۔ نہ بیاہ شادی کا اور نہ اور کسی قسم کا۔ خواہ اس ترک موالات میں اپنی قوم کا ہی نقصان کیوں نہ ہو۔ اور آج جب دو قومیں ایکدوسرے سے جنگ کرتی ہیں۔ تو انکو بھی کلی طور پر ایکدوسرے سے ترک موالات کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جو قوم مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ میں فی الواقع قتال نہیں کرتی۔ اس سے کلی طور پر ترک موالات نہیں۔ ہاں بعض امور میں ترک موالات دوسروں سے بھی ہو سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب مقاتل قوم کا ذکر آیا تو وہاں ترک موالات کا حکم دیا۔ اور جب غیر مقاتل قوم کا ذکر آیا تو وہاں یہ نہیں فرمایا کہ ان سے ترک موالات نہ کرو بلکہ یہ فرمایا کہ انکے ساتھ نیکی کرو۔ اور ان کے معاملہ میں انصاف کرو۔ یہ دو لفظ اختیار کرکے خود بتایا کہ بعض امور میں ان سے بھی ترک موالات ہو سکتا ہے مگر ان کے مدارج کے لحاظ سے بعض ان میں سے ایسے بھی ہونگے کہ اسوجہ سے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کسی قسم کی دشمنی نہیں کرتے یا نیکی کرتے ہیں۔ تو انکے ساتھ نیکی کرنے کو فرمایا۔ اور بعض ایسے بھی ہونگے کہ وہ کسی حد تک دشمنی کا اظہار کرتے ہیں تو گو انکے ساتھ بڑی نیکی نہ ہو سکتی ہو۔ مگر انکے معاملہ میں بھی فرمایا کہ انصاف کرو۔ اور اوپر کی آیت میں عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ میں بھی یہی اشارہ نظر آتا ہے۔ اور ترک موالات میں مدارج کا ہونا صاف اس سے نظر آتا ہے کہ ایک جگہ تو فرمایا ما لکم من دونہ ولیا۔ اللہ کے سوائے تمہارا کوئی بھی ولی نہیں۔ حقیقی ولی اور کامل ولی وہی ہے۔ اس سے آگے مسلمانوں کو بھی ایکدوسرے کے اولیاء کہا ہے پھر محض ان لوگوں سے بھی ترک موالات کا حکم دیا ہے۔ جو دین اسلام کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں پھر یہود و نصاریٰ سے بھی خصوصیت سے ترک موالات کا حکم موجود ہے۔ لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء

حالانکہ اگر اس آیت کو جنگ خیبر سے پہلے کا سمجھا جائے تو اسوقت نصاریٰ سے کوئی جنگ نہ تھی۔ اور اگر جنگ خیبر کے بعد کا سمجھا جائے تو اسوقت یہود سے کوئی جنگ نہ تھی پس یوں کہنا چاہئے کہ ترک موالات بعض امور میں اپنے مدارج کے مطابق تمام کفار سے ہے۔ مگر کامل ترک موالات صرف ان کفار سے ہے جو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کر رہے ہوں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں ان کے لئے پھر صاف حکم ہے وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم جو تم سے جنگ کرتے ہیں تم اللہ کی راہ میں ان سے جنگ کرو۔ پس جس قوم کو مقاتل قرار دیا جائے۔ اس کے مقابل صرف ترک موالات نہیں بلکہ اسکے خلاف جنگ کا بھی حکم ہے اور اسکو کوئی تسلیم نہیں کرتا۔ کہ ان قوموں کے ساتھ جن کی طرف سے اسوقت مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے جنگ کرنا مسلمانان عالم پر فرض ہے۔ پس جب جنگ فرض نہیں تو کامل ترک موالات بھی نہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ جنگ تو فرض ہے۔ مگر ہم میں استطاعت نہیں۔ تو خدائے عالم الغیب نے ایسا حکم کیونکر دیدیا جس پر دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان عمل نہیں کر سکتے اور کیا عدم استطاعت کا عذر ترک موالات میں بھی ہو سکتا ہے۔

مقاتلہ باقی نہیں رہتا خواہ صلح دبکر کیجائے

اب شبہ صرف یہ رہجاتا ہے کہ اگر جنگ کے بعد مغلوب ہوکر اور دب کر صلح کرنی پڑے تو اسکو کس کام میں رکھا جائے اسکے ضمن میں یہ بات بھی آجاتی ہے کہ جو ترکوں کے متعلق کہی جاتی ہے کہ انہوں نے دب کر صلح کر لی ہے اس لئے اس صلح کا لحاظ نہیں رکھنا چاہئے۔ مگر یہ عذر صحیح نہیں کیونکہ اگر صلح ہو گئی ہے۔ تو اب اسکو قبول کرو۔

کیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں صلح حدیبیہ دب کر نہیں ہوئی تھی۔ ایک شخص جو مسلمان ہو گیا تھا۔ کر جس کے پاداش میں کفار نے اس کی پیٹھ کوڑوں سے زخمی کر دی تھی اس صلح کے وقت حاضر ہوا۔ اور اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیٹھ کے نشان دکھائے۔ اور کہا کہ اسلام لانے کیوجہ سے میری یہ حالت ہوئی ہے کیا آپ مجھے ان سے چھڑا سکتے ہیں؟ شرائط ابھی لکھی نہیں گئی تھیں مگر چونکہ بات چیت ہو چکی تھی۔ اس لئے آپ نے اسکے چھڑانے سے انکار کر دیا۔ اس پر جب لوگوں کی طرف سے اصرار کیا گیا۔ تو آپ نے شرائط کے لکھنے والے سے کہا کہ اس شخص کو اگر مستثنےٰ کر سکتے ہو تو کردو۔ مگر دشمن کب اس بات کو ماننے والا تھا اس نے صاف انکار کر دیا۔ غور کرو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جان نثاروں کا وہ گروہ تھا کہ جو ابھی دین کے لئے جانیں دینے کی قسم کھا چکا تھا۔ اور یہ عہد کر چکا تھا کہ ضرور کفار کے ساتھ جنگ کرے گا

ان شرائط کی سختی بعض صحابہؓ کو طبعاً ناگوار بھی گذری تاہم اللہ کے رسول کی رعایت عہد کو دیکھو کہ جب شرائط طے پا گئیں۔ تو پھر ان پر عمل ضروری ہے عہد کرکے پھر اسکی رعایت نہ رکھنا یہ مسلمان کا کام نہیں۔

آجکل کا طریق نہیں کہ جس طرح جرمن نے صلح کرکے وقت کو ٹالا ہے . . . .

یہ قومیں جو کچھ کرتی ہیں صرف وقتی مصلحت کے ماتحت کرتی ہیں۔ اس لئے مجھے مسلمانوں کو دوسری قوموں کی نقل کرتے ہوئے دیکھکر رنج ہوتا ہے مسلمان ہوکر دوسری قوموں کی نقل کریں یہ ان کی شان اور مقام کے قطعاً شایاں نہیں ہے

مسلمانوں کا مقام اور دوسری قوموں کی نقل سے اجتناب کی ضرورت

اس لئے کہ مسلمانوں کی غرض رغایت اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں یہ بیان فرمائی ہے۔ لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا ۵ تمہیں دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ دنیا کے رہنما اور پیشوا ہو تمہاری یہ شان نہیں کہ تم دوسرے لوگوں کی پیروی کرو۔ بلکہ تمہارا وہ مقام ہے کہ لوگ تمہارے نقش قدم پر چلیں اور تمہارے لئے ہر معاملے میں نمونہ صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ لیکون الرسول علیکم شھیدا۔ یعنی رسول ہی تمہارا پیشوا اور مزکی ہے اسیطرح تم دنیا کے پیشوا اور مزکی بنو۔

ہ یہ عہد شکنی کا طغرائے امتیاز صرف مہذب دنیا کو ہی نصیب ہوا ہے [illegible]

آج مسلمانوں کی حالت کیا ہے وہ بجائے اسکے کہ خود پیشوا اور نمونہ بنیں خود دوسروں کے پیچھے ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ وہ لوگ جو دہریہ کہلاتے ہیں اور وہ جو کسی کتاب اور الٰہی دین کے پیرو نہیں۔ ان میں بھی بے غرض اور بے نفس لوگ ہوتے ہیں لیکن خواہ کتنا ہی بے غرض اور بے نفس انسان کیوں نہ ہو۔ مگر ایک مسلمان اسکو اپنا پیشوا اور نمونہ نہیں بنا سکتا۔ کسی غیر مذہب والے کو اپنے لئے نمونہ پکڑنا یہ اسلام کی ہتک ہے۔ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر مسلمانوں کی یہ حالت ہوئی ہے کہ وہ غیر مذاہب کے لوگوں کو اپنا مزکی خیال کرنے لگ گئے ہیں اور انکو بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو چھوڑ کر میں اور کسی کی پیروی کو پسند نہیں کرتا۔ مسلمانوں کے لئے اسی رسول کریم صلعم کا نمونہ بس ہے۔ اور اس کے بعد اور کسی کی رہنمائی کی ضرورت نہیں۔

مسلمانوں نے محمد رسول اللہ اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والے صحابہ کو چھوڑا تو آخر کن لوگوں کو نمونہ بنانا پڑا۔ ع ہر کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی

ایک مسلمان کے لئے تو یہی زیبا ہے کہ وہ اپنے تمام حالات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اختیار کرے اور قرآن کریم کے احکام کو مقدم کرکے ان پر عمل کرے۔

حق اور صداقت کو پھیلانا سب سے بڑی نیکی ہے

میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ محکومیت کی حالت ذلت اور غلامی کی حالت ہے اس میں سے نکلنے کے لئے ہر شخص کو کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن اس مقصد کے حصول کے لئے مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم نہیں کرنا چاہئے۔ لوگ بادشاہت اور سلطنت کے حصول کیلئے اپنی جانیں اور مال دیدیتے ہیں۔ ایک مدت دراز تک اسی دھن میں لگے رہتے ہیں اور ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار نظر آتے ہیں پھر ہزاروں لوگ اس راہ میں کام کرنے کے لئے نکلتے چلے آتے ہیں۔ مگر کس قدر رنج اور افسوس کا مقام ہے کہ دنیا کے لئے تو اس قدر قربانیاں کی جاتی ہیں پر خدا کیلئے ایک شخص بھی نہیں نکلتا۔ پھر حصول سلطنت کی دھن میں لوگ دیوانوں کی طرح کام کرتے ہیں۔ پر دین الٰہی کے لئے اپنے وقت کو کوئی زیاں نہیں کرتا۔ اسکی وجہ کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان لوگوں میں بڑے بڑے نیک نیت لوگ بھی موجود ہیں مگر اصل حاصل یہ ہے کہ بادشاہت کا بت تو سامنے نظر آتا ہے جسکے حصول کے لئے ہر قسم کی قربانی ہو سکتی ہے مگر اشاعت اسلام اور دین الٰہی کی تبلیغ کے لئے نقد فائدہ سامنے نظر نہیں آتا۔ وہ ایک نیکی ہے جو صرف نیکی کی خاطر کرنی پڑتی ہے مگر یاد رکھو کہ حق اور صداقت کا دنیا میں پھیلانا ایک ہی چیز ہے کہ جس کو حاصل کرکے تم دنیا کے پیشوا اور امام بن سکتے ہو۔ بلاشبہ اس کا کوئی معاوضہ نقد نظر نہیں آتا۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ اسکے بغیر تم ہرگز بادشاہت کو بھی حاصل نہیں کر سکتے بادشاہت کے لئے جو چاہو کرتے رہو۔ مگر حصول سلطنت کا یہ طریق جو تم نے اختیار کیا ہے محمد رسول اللہ علیہ وسلم نے اسکو اختیار نہیں کیا۔ بلکہ صاف فرمایا۔ قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عابدون ما اعبد ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عابدون ما اعبد لکم دینکم ولی دین ۵ یہ عملی توحید ہے۔ میں ان چیزوں کو معبود نہیں بناتا جنکو تم نے معبود بنا رکھا ہے اور نہ تم اس خدا کو معبود بنا کر کام کرتے ہو جسکو میں نے اختیار کیا ہے۔ تمہارے لئے تمہارے اعمال کے مطابق جزا ہوگی اور میرے لئے میرے اعمال کے مطابق۔ تم دنیا میں حق و صداقت کی اشاعت کر کے حکومت کو حاصل کرنا نہیں اختیار کرتے بلکہ سلطنت اور بادشاہت کے بت کی خاطر یہ سب کچھ کرتے ہو۔ انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح کے پاس شیطان آیا اور اسکو ایک بلند کنگرہ پر لیجاکر دنیا کی کل بادشاہتیں دکھلا کر کہا۔ کہ اگر تو مجھکو سجدہ کرے تو میں یہ سب کی سب بادشاہتیں تجھکو دیدوں گا۔ مسیح نے اسکو جواب دیا کہ اے شیطان دور ہو جا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ تو اپنے خدا کے سوا کسی کو سجدہ مت کر۔

پس بادشاہت کے حصول کے دو ہی طریق ہیں ایک

حق و صداقت کے رہنما ہوکر اور دوسرا شیطان کو سجدہ کر کے ۔

دُنیا کی اقوام جنہوں نے زر و سیم کو اپنا معبود بنایا ہے یہ دوسرا طریق اختیار کر سکتی ہیں مگر ایک مسلمان کو یہ شایاں نہیں ۔

تم دوسری قوموں کے پیرو مت بنو ۔ اور نہ اُن سے کینہ رکھو ۔ تلوار چلا لینا برا نہیں ۔ مگر اپنے دل میں اُنکی نسبت کینہ اور حسد پیدا کرنا بہت ہی بُرا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ اُحد میں جب کفار کے حملے کی شدت کے سبب گر گئے اور آپ کو زخم آ گئے تو اُس وقت آپکو اُس قوم پر بد دعا کے لئے کہا گیا ۔ تو آپ نے صرف ربّ اغفر لقومی کہا ۔ اے میرے رب میری قوم سے درگذر کر

اس وقت تم اس اُسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر دُنیا کے پیچھے چلے جا رہے ہو ۔ اور اس سے پیشتر کہ تم اپنی اصلاح کرو ۔ تم بادشاہت کی حصول کے فکر میں ہو ۔ جو بات تم کو پہلے کرنی چاہیئے ۔ اسکو تم مؤخر کر رہے ہو ۔ اور جو کچھ تمہیں بعد میں کرنا چاہیئے اسکو مقدم کر رہے ہو ۔ مگر یاد رکھو کہ اگر تم نے ایسی حالت میں بادشاہت کو حاصل بھی کر لیا ۔ تو وہ تمہارے لئے قطعاً مفید نہ ہوگی ۔ پہلے اپنے اندر قابلیت اور اصلاح کو پیدا کرو ۔

تم غیروں کو اپنے لئے نمونہ بنا کر غلط طریقوں سے سلطنت کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو ۔ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر بادشاہت کو حاصل کرو ۔ بادشاہت اور مال اچھے اور بُرے دونوں طریقوں سے حاصل کئے جا سکتے ہیں اور لوگ کرتے ہیں ۔ مگر تم جو مسلمان ہو ۔ ان چیزوں کے حصول کے بہترین اور نیک طریقوں سے حاصل کرنے کی کوشش کرو ۔ تم غیر قوموں کی پیروی کو چھوڑ دو ۔ بلکہ ہر معاملہ میں ان کی تقلید چھوڑ دو ۔

اس ترک موالات کا کیا فائدہ کہ تم عمل کے وقت انہی کے نقش قدم پر چلتے ہو ۔ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جوئے تلے لاؤ ۔ اور پھر جو چاہیے کرو ۔

جنرل کونسل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا اجلاس اور حالات موجودہ میں قومی پالیسی کے متعلق فیصلہ

مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو جنرل کونسل انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے مفصلہ ذیل ممبران تشریف لائے :-

حضرت مولوی محمد علی صاحب ۔ شیخ محمد جان صاحب ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب ۔ میرزا یعقوب بیگ صاحب ۔ ڈاکٹر جلال الدین صاحب مولوی غلام حسن خان صاحب ماسٹر فقیر اللہ صاحب شیخ مولا بخش صاحب ۔ مولوی مبارک علی صاحب ۔ سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ۔ منشی محبوب عالم صاحب شیخ مولا بخش صاحب ۔ ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب ۔ مولوی صدر الدین صاحب ۔ میاں غلام رسول خان صاحب ۔ ماسٹر یعقوب خان صاحب ۔ مطیع اللہ خان صاحب سید محمد حسین شاہ صاحب ۔ قاضی شاہ محمد صاحب ۔ شیخ محمد دین صاحب ۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب مولوی عبد اللہ خان صاحب ۔ ملک غلام محمد صاحب ۔ بابو منظور الٰہی صاحب ۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۔

اور اصحاب ذیل نے اپنی تحریری آراء بھیجی ہیں :-

مشعل خان صاحب ۔ مولوی عزیز بخش صاحب شیخ خدا بخش صاحب ۔ جلسہ دس بجے صبح سے ساڑھے چار بجے شام تک رہا ۔ مفصلہ ذیل قرارداد طے ہوئیں :-

(۱) انجمن متفقہ طور پر قرار دیتی ہے کہ امیر قوم کو ہر ایک معاملہ میں جو قوم کی پالیسی سے تعلق رکھتا ہو ۔ پورے طور پر رہنمائی کا اختیار رہے ۔ البتہ اگر کسی ممبر انجمن کو اختلاف ہو ۔ تو وہ اس معاملہ کو تصفیہ کے لئے انجمن میں پیش کر سکتا ہے جس کا فیصلہ جنرل کونسل کریگی ۔ مگر ہر حال میں جنرل کونسل کے تصفیہ تک کل قوم کو امیر قوم کی رائے کا تتبع کرنا ضروری ہوگا ۔

موجودہ حالات میں حضرت امیر قوم نے مفصلہ ذیل قومی پالیسی تجویز فرمائی جسکو جنرل کونسل نے متفقہ طور پر منظور کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہماری جماعت جس اصل الاصول پر قائم ہے وہ یہ ہے ۔ کہ قرآن کریم میں جو حکم ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ۔ یعنی اے مسلمانو تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے ۔ جو دعوت الی الاسلام کا کام کرے ۔ اُسکے ماتحت اس صدی کے مجدد حضرت مسیح موعود نے ہماری جماعت کا نصب العین صرف دعوۃ الی الاسلام قرار دیا ہے ۔ پس ہماری زندگی کی غرض بحیثیت جماعت صرف تبلیغ و اشاعت اسلام ہے ۔ اور جس بات سے ہمارے اصل مقصد میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو یا رکاوٹ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو ۔ اس سے ہم اپنی اصل غرض زندگی کو نقصان پہنچنے سے بچانے کے لئے مجتنب رہیں گے ۔ اشاعت اسلام کا کام فی الحقیقت ایک عظیم الشان کام ہے جو تمام اہل اسلام کی متفقہ توجہ کا محتاج ہے ۔ لیکن موجودہ صورت حالات میں چونکہ اس غرض کے لئے قربانی کرنے والے اپنی زندگی کو اشاعت اسلام کیلئے وقف کرنے والے ہم کو ایک نہایت قلیل جماعت میں سے حاصل کرتے ہیں ۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے تمام افراد کی توجہ کا اصل مرکز صرف اشاعت اسلام ہو ہم اس بات کے معترف ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کی بہبودی کے اور بھی بہت سے کام ہیں ۔ مگر ہماری رائے میں اشاعت اسلام کے کام کو ان سب کاموں پر ترجیح ہے ۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ اسلام کے دنیا میں غالب آنے کا اصل ذریعہ ہے اور مسلمانوں کی تمام ترقیوں کی جڑھ ہے کیونکہ اسی ذریعہ سے نہ صرف ہم دوسری قوموں کو مسلمان کر سکتے ہیں بلکہ خود مسلمان عمل بالقرآن کی راہ کو اختیار کر کے دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں ۔ اور سوائے اس کے وہ کامیاب نہیں ہو سکتے

پس ہماری جماعت کا رویہ حالات پیش آمدہ میں یہ ہونا چاہیئے ۔ کہ ہم ان تمام کاموں میں حصہ لینے سے الگ رہیں جن سے ہماری توجہ تقسیم ہو جانے کی وجہ سے یا دوسرے وجوہات سے اشاعت اسلام کے کام کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو ۔

مسلمانوں کو جو تکلیف اس وقت عیسائی اقوام اور بالخصوص انگریزی قوم کی طرف سے پہنچی ہے ۔ ہم بھی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اُسے محسوس کرتے ہیں ۔ اور اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ جو وعدہ کیا گیا تھا ۔ کہ خلافت کے معاملہ میں سلطنت انگریزی کوئی دخل نہیں دیگی ۔ وہ عہد پورا نہیں کیا گیا ۔ اور اس کے بالکل برخلاف عمل کر کے اور خلافت اسلامیہ کو پاش پاش کر کے تمام مسلمانان عالم کے دلوں کو سخت دُکھ پہنچایا گیا ہے ۔ ان وجوہات پر جمہور اہل اسلام نے جو ترک موالات کے اصول کو اختیار کیا ہے ۔ ہم ان کو اس معاملہ میں حق پر سمجھتے ہیں ۔ البتہ ان تمام تفصیلات سے ہمکو اتفاق نہیں جو اس وقت اختیار کی جا رہی ہیں ۔ بعض باتوں میں کہا جاتا ہے کہ ترک موالات تعلیم اسلامی ہے ۔ مگر کامل طور پر ترک موالات صرف اس قوم سے ہو سکتا ہے ۔ جسکے بالمقابل ہم میدان جنگ میں نکل چکے ہوں ۔ اور چونکہ یہ حالت موجود نہیں ۔ اس لئے ترک موالات کے صرف وہی امور اختیار کرنے چاہئیں جن سے مسلمان قوم کو کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو بلکہ ان کا فائدہ ہو ۔ اور جن سے اسلام کے پاک نام پر دوسروں کی نظر میں کوئی دھبہ نہ لگتا ہو ۔ اس لئے ہم اپنی جماعت کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ شورش کے تمام طریقوں سے مجتنب رہے ۔ البتہ آزادی کے ساتھ اور متانت و سنجیدگی سے ان باتوں کو بیان کر دینا جو ہم پر زیادتی اور ظلم ہوا ہے اس میں کوئی ہرج نہیں ۔ یہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے دوسرے مسلمان بھائی کر رہے ہیں گو بعض تفصیلات میں ہم سمجھتے ہیں کہ وہ صحیح راہ نہیں ۔ لیکن وہ بھی نیک نیتی سے اور اجتہاد کی بنا پر ایک راہ اختیار کر رہے ہیں ۔ جس کی تحقیر کرنا ہمارا حق نہیں ۔

مسئلہ تعلیم اور مسلم ہائی سکول لاہور

(۲) اس انجمن کی رائے میں مسلمان بچوں کی تعلیم میں غالب عنصر مذہبی تعلیم و اسلامی تاریخ و علم ادب کا ہونا ضروری ہے جو کہ موجودہ طرز کی یونیورسیٹیوں سے حاصل نہیں ہو سکتا اور اگر متذکرۃ الصدر طریق کی اسلامی یونیورسٹیاں ملک میں قائم ہو جائیں تو اُن کے ساتھ الحاق مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے مفید ہوگا ۔ مگر چونکہ سر دست یہ سامان نہیں ۔ اس لئے انجمن یہ فیصلہ کرتی ہے کہ مسلم ہائی سکول لاہور کا الحاق پنجاب یونیورسٹی سے قائم رہے اور گرانٹ بھی جاری رکھی جائے ۔ اس انجمن کی رائے میں محض گرانٹ کو بند کرنا کسی صورت میں مفید نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ یہ ہمارا ملکی روپیہ ہے اس کا لینا ہمارا حق ہے ۔

المشتہر سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ۔

بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام

ایک اور انگریز کا قبول اسلام

مسٹر جارج ہیری ولیمس ایک شخص پٹرسنتھ کے رہنے والے ہیں ۔ مدت سے تلاش حق میں تھے ۔ اسلامک ریویو کے خریدار بھی رہے ہیں ۔ اور بہت سی اسلامی کتب ہم سے منگوا کر پڑھتے رہے ہیں ۔ گذشتہ ماہ عید سے پہلے ایک اتوار کو وہ معہ اپنی اہلیہ پٹرسنتھ سے چلکر محض اس غرض سے یہاں آئے کہ بچشم خود یہاں کے حالات کو دیکھیں ۔ وہ اس اسلامی مجمع سے متاثر ہوئے ۔

اللہ تعالےٰ کا یہ فضل اور احسان ہے ۔ کہ آخر کار وہ اس بات کے متیقن ہو گئے ۔ کہ اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اس سے بھی بڑھ کر یہ خدا کا فضل ہے کہ اصل امر حق کے اظہار اور قبول اسلام کی جرأت اللہ تعالےٰ نے اُن کو دی ۔

اسوقت میرے سامنے اُن کا وہ اقرار نامہ ہے ۔ جو قبول اسلام کے متعلق انہوں نے لکھکر بھیجا ہے ۔ اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

"میں جارج ہیری ولیمس ذیل کا اقرار نامہ لکھکر دیتا ہوں ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوائے اور کوئی معبود نہیں ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں ۔ میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق اسلامی زندگی بسر کرنے کی کوشش کروں گا ۔"

دستخط ۔ جی ۔ ایچ ۔ ولیمس ۔ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۰ء ۔

اللہ تعالےٰ اُسے اپنے اس اقرار نامہ پر ثابت قدم رکھے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین !!!

مسجد ووکنگ میں لیکچر

اس اتوار کو مسجد ووکنگ میں مولوی مصطفےٰ خان صاحب نے اسلام کے بنیادی اصولوں پر ایک بسیط تقریر کی اور اس میں سورۃ بقرۃ کی ابتدائی آیات سے آپ نے دکھایا ۔ کہ قرآن کریم نے پانچ باتیں ایک مسلم میں ہونی ضروری قرار دی ہیں :-

(۱) ایمان بالغیب ۔
(۲) نماز قائم کرنا ۔
(۳) انفاق فی سبیل اللہ ۔
(۴) ایمان بالکتب ۔
(۵) ایمان بالآخرۃ ۔

آپ نے بتایا ۔ کہ ان میں تین ایمان کے متعلق ہیں اور دو عمل کے متعلق ۔ ان کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے دکھایا کہ یہی پانچ باتیں ہیں ۔ جن پر دُنیا کے امن کا مدار رکھا جا سکتا ہے بالخصوص چوتھی بات پر آپ نے خوب زور دیا اور بتایا ۔ کہ ایک خدا کو منوانے کے ساتھ نہ صرف اس الہام الٰہی پر ایمان لانا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا بلکہ اس پر بھی جو پہلے نبیوں اور رسولوں پر اترا اس سے قوموں کی تمام باہمی نفرت ختم ہو جاتی ہے ۔ آپ نے بتایا کہ اسلام ہی کی یہ شان خصوصی ہے کہ اس نے دوسرے مذاہب کی طرح یہ نہیں منوایا ۔ کہ اللہ تعالےٰ ایک خاص وقت تک کلام کرنے کے بعد پھر خاموش ہو گیا نہ ہی اسکی یہ تعلیم ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد الہام الٰہی کا دروازہ دنیا پر بند ہو گیا ۔ جہاں تک قانون اور شریعت کا تعلق ہے بیشک قرآن کریم کے ساتھ اسکی تکمیل ہو گئی اور اب کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں ۔ لیکن اسی قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے مومنوں کے متعلق فرمایا ہے کہ لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا ۔ انکو اس دنیا کی زندگی میں بشارتیں ملتی ہیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا لم یبق من النبوۃ الا المبشرات نبوت میں سے مبشرات باقی رہ گئے غرض یہ قرآن کریم ہی کی خصوصیت ہے ۔ کہ الہام الٰہی کا دروازہ اُس نے ہمیشہ کے لئے کھلا بتایا ہے ۔ یہ تقریر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی اور بہت سی مفید باتیں اسلام کے متعلق حاضرین کو سنائی گئیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ ۔ چہار شنبہ [illegible] نمبر [illegible]

اہل حدیث اور علم حدیث

(۱۳)

(گذشتہ سے پیوستہ)

ماسٹر امام الدین صاحب نے پیشتر سے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ کے ترجمۃ القرآن کا اپنے [illegible] فکر کے لئے ترجمہ سہام [illegible] بناتے ہوئے اکثر حضرت مولانا کے تبحر علمی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اور علم دین میں اپنا جو [illegible] کی وجہ سے حضرت سے علم حدیث کی سند پوچھی ہے معلوم نہیں خود ماسٹر صاحب جنہیں اپنے علم پر اس قدر ناز ہے کس جامعہ علمیہ کے پروردہ ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ اگر تحقیق منظور ہوتی تو وہ پوچ [illegible] انداز میں حضرت مولوی صاحب کو مخاطب نہ کرتے باقی رہے آپ کے وہ جملے جو آپ نے ہمارے خلاف لوگوں کے جذبات بھڑکانے کے لئے استعمال کئے ہیں۔ ہمیں انکی مطلقاً پرواہ نہیں۔ اگر کوئی شخص ہمارے کام کو نیک کام سمجھ کر اس میں اعانت کرتا ہے۔ تو کرے۔ ورنہ ہم اللہ تعالےٰ کے سوا کسی رئیس، نواب اور راجہ مہاراجہ پر قطعاً امداد کا بھروسہ نہیں رکھتے۔ اللہ تعالےٰ ہی جس کے دل میں چاہتا ہے دین کی نصرت کے لئے محبت ڈال دیتا ہے پھر اگر ہماری اس نصرت الٰہی پر کسی کو حسد اور جلن محسوس ہو۔ تو اسکو چاہئے **فلیمدد بسبب الی السماء ثم لیقطع فلینظر هل یذهبن کیده ما یغیظ** ۔ ماسٹر صاحب یا کوئی اور اگر وہ ہمارے اس اشاعت اسلام کے کام میں روڑا اٹکا کر اپنے لئے بدترین توشۂ آخرت جمع کرنا چاہتا ہے تو کرتا رہے۔ ہماری نظر تو صرف اللہ تعالےٰ اور اسکے فضل پر ہے اگر ہمارا کام اُس کی نگاہ میں مقبول ہے اور وہ ہمیں اس کے کرنے کی توفیق دینے والا ہے تو حاسدوں کی تو اذہ ھائی ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتی ؎

عرفی تو میندیش ز غوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نکند رزق گدا را

(۱۴)

نامہ نگار اہل حدیث نے حضرت امیرؓ کی تفسیر **یکلم الناس فی المهد وکهلاً** پر اعتراض کرتے ہوئے صحیح بخاری کی ایک حدیث پیش کی ہے جس کے الفاظ اس طرح پر مروی ہیں **عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لم یتکلم فی المهد الا ثلثة عیسیٰ وکان من بنی اسرائیل رجل یقال له جریج** الخ۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گہوارہ میں صرف تین شخصوں نے کلام کیا ہے۔ ایک تو عیسےٰ علیہ السلام اور دوسرا بنی اسرائیل میں سے ایک شخص جریج نامی تھا۔ اس پر کسی بدکار عورت نے زنا کی تہمت لگائی۔ تو اُس عورت کے شیر خوار بچہ نے شہادت دیکر اسکی بریت کردی۔ تیسرے بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جو اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اُدھر سے ایک سوار بہت خوش وضع (یا خوبصورت) گذرا۔ عورت اسکو دیکھکر کہنے لگی یا اللہ میرے بیٹے کو اس سوار کی طرح کر دیجو۔ یہ سنتے ہی اُس بچے نے ماں کی چھاتی چھوڑ دی اور سوار کی طرف منہ کرکے کہنے لگا۔ یا اللہ مجھکو اس طرح نہ کیجیو۔ اتنی بات کرکے پھر اپنی ماں کی چھاتی چوسنے لگا۔ ابوہریرہ رضہ نے کہا۔ گویا میں اسوقت آنحضرؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے اپنی انگلی کو چوس کر بتایا کہ وہ لڑکا اس طرح چھاتی چوسنے لگا۔ پھر ایک لونڈی ادھر سے گذری۔ (جسکو لوگ مارتے جاتے تھے) عورت کے بچے نے یہ سنکر پھر چھاتی چھوڑ دی اور یہ کہا کہ یا اللہ مجھ کو اس لونڈی کی طرح کیجیو۔ اُس وقت عورت نے اپنے بچے سے پوچھا۔ یہ بات کیا ہے تو خوش وضع سوار کی طرح ہونا نہیں چاہتا۔ اور یہ لونڈی (بیچاری جس بے قصور ہے) لوگ

اس پر طوفان جوڑتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تو نے چوری کی زنا کرائی حالانکہ (اس بیچاری) نے کچھ نہیں کیا۔ اس حدیث کی شرح فتح الباری میں لکھا ہے

قال القرطبی فی هذا الحصر نظر الا ان یحمل علی انه صلی اللہ علیه وسلم قال ذالك قبل ان یعلم الزیادة علی ذالك وفیه بعد ویحتمل ان یکون کلام الثلاثة المذکورین مقیداً بالمهد وکلام غیرهم من الاطفال بغیر مهد لکنه یعکر علیه ان فی روایة ابن قتیبة ان الصبی الذی طرحته امه فی الاخدود کان ابن سبعة اشهر وصرح بالمهد فی حدیث ابی هریرة وفیه تعقب علی النووی فی قوله ان صاحب الاخدود لم یکن فی المهد والسبب فی قوله هذا ما وقع فی حدیث ابن عباس عند احمد والبزار وابن حبان والحاکم [illegible] فی المهد الا اربعة فلم یذکر الثالث الذی هنا [illegible] قال [illegible] [illegible] القاء [illegible] [illegible] من هذا التخصیص [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] فی قصص [illegible] [illegible] الضحاك فی تفسیره ان یحییٰ تکلم فی المهد اخرجه الثعلبی فان ثبت صاروا سبعة وذکر البغوی فی تفسیره ان ابراهیم الخلیل تکلم فی المهد وفی سیر الواقدی ان النبی صلی اللہ علیه وسلم تکلم اوائل ما ولد وقد تکلم فی زمن النبی صلی اللہ علیه وسلم مبارك الیمامة وقصته فی دلائل النبوة للبیهقی الخ

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ حدیث کی حصر میں کلام ہے کہ صرف تین ہی شخصوں نے گہوارہ میں کلام کیا۔ سوائے اس کے کہ اس پر حمل کیا جائے کہ یہ حصر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوروں کے **تکلم فی المهد** کا علم دیئے جانے سے پیشتر فرمایا ہو۔ کیونکہ ایک دوسری حدیث میں چار شخص مذکور ہیں۔ چوتھا حضرت یوسف کا گواہ کہتے ہیں وہ زلیخا کا ماموں زاد بھائی اور ابھی شیر خوار تھا۔ کہ اس نے یہ گواہی دی۔ جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ پانچویں ایک بچہ کا ذکر بھی آیا ہے۔ جس نے اپنی ماں سے جو فرعون کی بیٹی کی سنگھار تھی جب فرعون نے اسکو انگار میں ڈالنا چاہا۔ اور اس نے تامل کیا۔ یہ کہا اماں صبر کر اور آگ میں گر جا۔ ہم سچے دین پر ہیں۔ چھٹے ایک اور بچے نے بھی بات کی جب اسکی ماں کو آگ کی خندق میں ڈال رہے تھے۔ اسکو امام مسلم نے نکالا۔ ساتویں کہتے ہیں حضرت یحییٰ نے بھی کم سنی میں بات کی۔ سیرۃ واقدی میں ہے۔ آٹھویں ہمارے پیغمبر صاحب نے بھی پیدائش کے بعد بات کی۔ بیہقی نے نکالا۔ حلیمہ کہتی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دودھ چھٹتے فرمایا **اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کثیراً وسبحان اللہ بکرةً واصیلاً** ۔ نویں بیہقی نے معیقیب سے نکالا۔ میں حجۃ الوداع میں ایک گھر میں گیا جہاں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ میں نے ایک عجیب بات دیکھی ایک شخص یمامہ کا ایک بچہ لیکر آیا۔ جو اُسی دن پیدا ہوا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا۔ میں کون ہوں۔ وہ بول اُٹھا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اُس بچے نے جوان ہونے تک کوئی بات نہیں کی۔ ہم اسکو مبارک الیمامہ کہا کرتے تھے۔"

قسطلانی میں اسی حدیث کی شرح میں اس طرح مذکور ہے۔ **واستشکل الحصر بما ورد من کلام غیر ثلاثة واجیب ان یکون المعنی لم یتکلم فی بنی اسرائیل او قاله قبل ان یعلم الزیادة او الثلاثة بقید المهد**۔

اسی کی ذیل میں تحفۃ الباری میں مرقوم ہے کہ **فقد تکلم فی المهد اکثر من ثلاثة** ۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ تکلم فی المهد کے بارے میں حصر صحیح نہیں ہے کیونکہ احادیث ہی سے یہ امر ثابت ہے کہ تکلم فی المهد انہی تین حضرات سے خاص نہیں۔ (کما ذکرنا لا اولاً)

ابی حیان کی تفسیر بحر محیط میں لکھا ہے **قیل وتکلم فی المهد سبعة عیسیٰ ویحییٰ وشاهد یوسف وشاهد جریج وصبی ماشطة امرأة فرعون وصاحب الجبار وصاحب الاخدود وقصص هؤلاء مرویة کان اخبار قبل ان یعلم بالباقین**

پس اس تین پر حصر تکلم فی المهد کو چار والی حدیث توڑنے والی ہے اور چار پر حصر والی کو پانچ والی حدیث رد کرتی ہے۔ علیٰ ہٰذا کچھ پر حصر والی کو سات والی حدیث غلط ٹھہراتی ہے اور پھر جس

حدیث میں سات پر حصر کیا گیا ہے اسکو [illegible] قرار دیا جا رہا ہے۔

احادیث کے اس باہمی رد و بدل کے تدریجی تسلسل سے یہ امر صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ تکلم فی المهد میں حصر قطعاً غلط ہے اور بات فی الحقیقت وہی ہے کہ جسکو حضرت مولینا نے اپنے ترجمۃ القرآن میں بیان فرمایا۔ اگر حضرت مولینا کی قلم سے نہیں یہ بات ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ تو ابی حیان کی لسان سے سن [illegible] [illegible] **فی الاسلام وکهلاً الی تقلب الاحوال علیه** [illegible] **فی دعواهم الحمیة**

ختم نبوت کے متعلق حضرت سید السادات الشکلین کا عقیدہ

اخبار الفضل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] ۔ [illegible] [illegible] صاحب نے عقیدہ کا [illegible] [illegible] **ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** [illegible] [illegible] فرمایا کہ ان سے پہلے جو **الذین یبلغون رسالات اللہ** [illegible] [illegible] ہے۔ اس میں یہ بلغون [illegible] [illegible] [illegible] ہے اور ظاہر ہے کہ وحی و الہام کا سلسلہ خاتم النبیین کے بعد بھی جاری رہیگا اور ابلاغ حکمت و مصلحت وغیرہ کی بہت سی مثالیں دیکر بیان فرمایا کہ تبلیغ رسالت رسل کے لئے مخصوص ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول کا آنا اُن کی ختم نبوت کی منافی نہیں۔ الی آخر ما قاله ۔ اقول افسوس صد افسوس کہ الفضل کا ایڈیٹر جسکو نہ حدیث کی خبر ہے اور نہ تفسیر کی۔ ایسے ایسے اعتراض کرتا ہے جو ادنیٰ طلبہ بھی نہیں کر سکتے۔ خاکسار کے اس تبدل خیال کا اعتراض بھی ایسا ہی ہے اور فضول ہے۔ اسکو میاں صاحب کے رسالہ ترکِ مستقبل کی بھی خبر نہیں۔ اگر اسکو دیکھتا تو ہرگز یہ اعتراض نہ کرتا اب دیکھ لے اور اعتراض کو واپس لے۔

پھر عرض ہے کہ اہل غلو نے کتاب و سنت کو ترک کر کے حضرت مجدد صاحب کو ایسا نبی اعتقاد کر لیا ہے جو ان کا ہر ایک قول و فعل واجب الاتباع ہے۔ بلکہ سید محمد احسن کے اقوال کو بھی جو خطبوں میں یا رسالوں وغیرہ میں بیان کئے ہیں۔ واجب الاطاعت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حدیث کسی کی تفسیر کے مقابلہ میں کسی کا قول یا خیال حجت شرعی نہیں ہو سکتا لیکن میرا خیال تھا کہ اقوال صوفیائے کرام اور نیز بموجب قول حضرت اقدس مجدد وقت کے کہ لغوی مبروزی وغیرہ نبی بعد خاتم النبیین کے منافی خاتم النبیین کے نہیں ہوتا اب جبکہ ہم کو مسئلہ نبوت و رسالت کا زیر بحث ہوا۔ یعنے میاں صاحب کے انکار خلافت وغیرہ کے بعد جس میں مبشرا برسول الآیہ کی بحث کی گئی ہے اور حضرت اقدس کو نبی قرار دے کر وہ رسول مطلق ایا نیات سے اعتقاد کیا گیا ہے۔ جو **مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد** میں ہے تو اس مناظرہ میں اور درمیان غلو کرنے اہل غلو کے اس قدر دلائل قاہرہ عقلیہ و نقلیہ کتاب و سنت کے اس مسئلہ میں پہنچے کہ طوعاً و کرہاً اس خیال کو ترک کرنا پڑا۔ اور یہی عقیدہ واجب التسلیم رہا کہ **لا نبی فال لبعد نبینا صلعم** جو میرے رسائل مطبوعہ و غیر مطبوعہ میں مندرج ہیں اور ظاہر ہے کہ ہر ایک مسئلہ دقیق الحق وقت حل ہوتا ہے جبکہ بحث مباحثہ میں طے ہو جاتا ہے۔ غلطی پر اصرار کرنا تو میاں صاحب ہی کا کام ہے۔ خصوصاً ایسے مسئلہ نازک میں جو کسی کی رسالت و نبوت کا ہو۔ کیونکہ اعتصام بالکتاب والسنت کے بغیر تمام مذاہب ناری ہیں۔

میرے رسائل اور کتابوں کو دیکھو تب اعتراض کرو مشتر بے مہار بن کر ہرگز نہ بل بلایا کرو۔ اسلئے تمام صحابہ کرام اور تابعین مجتہدین اور علمائے ربانیین کا یہی طریقہ تھا۔ چند ہا مگر ایسی اُن کے لکھے جاتے ہیں جنہوں نے بعد پہنچنے حدیث کے اپنے سابق مذہب کو یا اجتہادی مسئلہ کو بھی ترک کر کے اپنا مذہب بموجب حدیث یا کتاب اللہ کے قائم کر لیا ہے اور اپنی رائے اور اجتہاد پر اصرار نہیں کیا جیسا کہ اب اہل غلو کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہ۔

اگر کسی دوست کو کچھ تفصیل سے دیکھنا منظور ہو تو وہ مطالعہ کرے ہمارے رسائل "القسطاس المستقیم" مطبوعہ کو یا رسالہ "الصواب والخطا فی اجتہاد الصحابہ والفقہا" غیر مطبوعہ کو ۔ یہاں پر کچھ بطور اختصار و خلاصہ اشارۃً لکھا جاتا ہے (دیکھو صفحہ ۵ کالم ۳ تا ۲ کالم اول)

بلادِ غربیہ میں تبلیغ اسلام

(گذشتہ سے پیوستہ)

جرمنی میں اسلام کی حالت

اسلامک ریویو کے خریداروں میں سے ایک مصری مسلمان چند دن سے جرمنی میں تعلیم کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ اُنکے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی میں بھی اسلام کے متعلق اس سے کچھ کم بُرے خیالات نہیں جو انگلستان میں عام طور پر پھیلے ہوئے ہیں۔

(۱) مسلمان وہ ہیں جو چار بیویاں رکھتے ہیں۔

(۲) اسلام وہ مذہب ہے جو صرف شراب ہی کو منع کرتا ہے اور کچھ نہیں۔

اسی قسم کے خیالات عام طور پر ہیں۔ اور راقم خط لکھتا ہے کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام صرف ایشیا ئیوں ہی کیلئے موزوں ہے۔ اور مغربی تہذیب اس سے کئی درجہ بلند ہے۔

راقم خط نے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ میں نے اس خیال سے کہ ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہاں ایک ڈاکٹر سے گفتگو کی۔ اس نے مجھے کہا۔ کہ جرمن اسوقت دیکھ رہے ہیں۔ کہ عیسائی مذہب جنگ کے بعد کہاں تک ان کے موزوں حال رہ گیا ہے۔ اور اس لئے اُس نے اس بات سے میری حوصلہ افزائی کی۔ کہ اس موقعہ پر اسلام کے لئے اگر کوشش کی جائے۔ تو بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔

راقم خط نے ہم سے درخواست کی ہے۔ کہ جرمن زبان میں مضامین لکھکر ہم اُنہیں بھیجیں۔ اور وہ جرمن اخبارات میں اُن کی اشاعت کا بندوبست کریں کیونکہ خود وہ مضامین لکھنے کی مہارت نہیں رکھتے۔

جواب میں سوائے اس کے کہ ہم بھی جرمن زبان سے اپنی معذوری ظاہر کرتے اور کیا کہا جا سکتا تھا۔ البتہ ہم نے امیر ایدہ اللہ کی کتاب *Islam – the religion of humanity*, اُنہیں اس غرض سے بھیجی کہ کسی انگریزی دان جرمن سے اس کا ترجمہ کرائیں۔ اور پھر اس کی اشاعت کا بندوبست کیا جائے خدا کرے اُنہیں اس پاک کام میں کامیابی ہو۔ اور اُن کا ورود دل بہت سے پاک ثمرات کا موجب ہو۔ آمین!

خاکسار۔ دوست محمد ازووکنگ انگلینڈ

امریکہ میں تبلیغ اسلام

اخبار "ٹرینیڈاڈ گارڈین" مورخہ ۷ ستمبر میں زیر عنوان:۔ "اسلام کا پیغام" مندرجہ ذیل مضمون شائع ہوا ہے:۔

سینٹ جان ہال میں لیکچر

شنبہ کی شب کو سینٹ جان ہال پیمبروکٹ بازار میں "اسلام کا پیغام" کے عنوان پر مولوی فضل کریم خان صاحب کا لیکچر ہوا۔ ہال کھچاکھچ بھرا ہوا تھا۔ سامعین میں باشندگان ایسٹ انڈیا کی کثرت تھی۔ جو کہ جزیرہ کی تمام اطراف وجوانب سے جمع ہوئے تھے۔ حاضرین میں ڈاکٹر ایچ۔ ایس۔ باٹلے۔ ایم۔ اے (صدر جلسہ) میسرز ایف ای۔ ایم۔ حسین بی۔ اے آکسن۔ ایم عبد الغنی بیرسٹر ایٹ لا یوسف ابراہیم۔ جے۔ این کالس۔ ایچ۔ اے۔ ایٹ۔ ڈبلیو رابنسن۔ مس ووڈھم۔ میسرز ڈی ایچ کوہیم۔ فریڈرک قاسم نتھینیل ایڈورڈز (ایڈیٹر ایسٹ انڈین ہیرلڈ)۔ ڈبلیو ایچ بارن۔ محمد خان۔ اکبر علی۔ تیڈ لومیہ۔ زینول خان۔ عزیز محمد پارتل بوکل۔ عبد الرحمان مل جان، اور دیگر معزز لوگ موجود تھے۔

مسٹر حسین نے اگرچہ صدارت کو قبول کر لیا تھا۔ مگر وہ افتتاح جلسہ کے موقعہ پر نہ پہنچ سکے۔ اُن کی عدم موجودگی کیوجہ سے مسٹر ابراہیم نے ڈاکٹر ہاٹلے کو صدر تجویز کیا۔ صاحب صدر نے مولوی صاحب کی علمی قابلیت کا ذکر کرنے کے بعد مسلمانوں کے رفیع اور وسیع خیالات اور اخلاق حسن کا مشاہدہ انہوں نے میڈیکل مشنری ہونے کے دوران میں بذات خود بر خاوزی گا بنا اور دوسرے ممالک عالم میں کیا ہے۔ کا اظہار کیا اس کے بعد انہوں نے مولوی صاحب سے لیکچر شروع کرنے کی درخواست کی۔

مولوی صاحب نے جو کہ انگریزی میں نہایت فصاحت سے کلام کر سکتے ہیں ایک گھنٹہ سے زائد وقت تک حاضرین کو ہمہ تن گوش بنا رکھا۔ لیکچر کے شروع کرنے سے پیشتر اُنہوں نے قرآن کریم کی ایک دُعا تلاوت کرکے اُس کا ترجمہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور عالم مافیہا پر اُس کی ربوبیت کے فیضان کا ذکر کرنے کے بعد لیکچرار نے مشرق میں مذہبی خیالات کی ترقی کا مجملاً تذکرہ کیا۔ عیسائیت اور دیگر مذاہب کے ساتھ اسلام کے تعلقات کو بیان کیا۔ اور پھر ایک مسلم ہونے کی حیثیت سے تمام بانیان مذاہب کے ادب اور احترام کو اپنے پر فرض قرار دیا اور اس امر کا اعتراف کیا۔ کہ وہ تمام کے تمام معلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لئے رسول اور پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اسلام نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو اعلیٰ اور ارفع طور پر پیش کیا ہے۔ اور تمام دُنیا کے انبیاء ابراہیم۔ موسےٰ۔ عیسےٰ علیہم السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکساں طور پر قابل عزت ہیں کیونکہ یہ سب ایک ہی منبع الہام سے فیضان لائے تھے۔ اور ایک ہی صداقت اور محبت کی تعلیم کے معلم تھے۔ اور اس کے خیال میں صلح اور امن جب تک قائم نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ تمام قوموں کو ایک ہی مذہبی رشتہ میں منسلک نہ کر دیا جائے کیونکہ مذہب ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کی زندگی پر ایک زبردست اثر پیدا کر سکتی ہے۔ درحقیقت مختلف مذہبی راہنماؤں کے متبعین باہم مل کر باہمی اختلافات پر تبادلہ خیالات نہ کریں۔ کوئی ایسی نہیں ہو سکتی جو نسلی، قومی اور سیاسی تنازعات کا خاتمہ ہو۔ جو مہذب دُنیا کو آج کل درپیش ہیں۔

مولوی صاحب نے اس بات پر بڑا زور دیا کہ اس نو آبادی میں آپ کے قیام کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہے کہ کسی خاص مذہب وملت کی مخالفت کریں۔ بلکہ آپکی انتہائی کوشش یہ ہوگی۔ کہ تمام باشندگان جزیرہ کے لئے باعث خیر وبرکت ثابت ہوں۔ اسلام نے آپکو یہ سکھایا ہے کہ تمام بنی نوع انسان ایک ہی خالق کی مخلوق ہے۔ اور خدا کسی خاص قوم یا فرقہ کا خدا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام فیوض وبرکات کا سرچشمہ ہے۔ آپ ایک مسلمان کی حیثیت سے جناب حضرت مسیح علیہ السلام سے کیونکر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کم عزت کر سکتے ہیں جبکہ خدا تعالےٰ نے قرآن پاک میں بتلایا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام سب دنیا کی تہذیب وتمدن کے مختلف منازل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف اسواسطے مبعوث ہوئے تھے کہ بنی نوع انسان کو ایک رشتۂ اخوت میں منسلک کرکے آسمانی باپ کی عبادت میں سربسجود کریں۔

مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ اُن متعصب مسلمانوں میں سے نہیں ہیں۔ جو مذہب کو کسی خاص معبد میں عبادت کرنے کا مترادف سمجھتے ہیں۔ اور یا جو خیال رکھتے ہیں کہ صرف مسلمانوں کو ہی نجات کا حق ہے۔ تمام مذاہب عالم میں نیک وبد افراد ہوتے ہیں۔ آپ کے نزدیک سب مذاہب کا لب لباب یہ قرار ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کیا جائے اور انہی ادائیگی پر ہی ہماری نجات کا دارومدار ہے مساوات انسانی کے اصولوں پر جو اسلام نے پیش کئے ہیں تبصرہ کرتے ہوئے مولوی صاحب نے فرمایا۔ مذاہب مختلف مذاہب کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوتا ہے اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے شاہ وگدا کو ایک ہی سطح پر کھڑا کیا۔ صرف اسلامی مساجد ہی تمام روئے زمین پر ایسے معابد ہیں۔ جہاں آقا وغلام دوش بدوش ایک ہی رب العٰلمین کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں

اخیر پر مسٹر حسین نے قابل مقرر کے لئے شکر گذاری کا ووٹ تجویز کیا۔ اور مسٹر ابراہیم کی تائید پر حاضرین قدردانی کے اظہار کے لئے سروقد کھڑے ہوئے۔

مسٹر غنی نے ڈاکٹر ہارٹلے کا شکریہ ادا کیا۔ کہ مسٹر حسین کی جگہ کرسیِ صدارت کو زینت دی اور اس طرح یہ جلسہ ختم ہوا۔

واجب الاطاعت امام

ہمارے مکرم ومحترم جناب میاں محمود احمد صاحب کا دعوےٰ ہے۔ کہ آج دنیائے اسلام میں میں ہی خلیفۃ المسلمین اور واجب الاطاعت امام ہوں۔ لہٰذا منکر امام الزمان کا منکر۔ رسولِ خدا کا منکر ہے۔

جس کا مفہوم یہ ہے کہ میرا حکم خدا کا حکم ہے میرا مطیع خدا کا مطیع۔ میرا منکر خدا کا منکر۔ بالفاظ دیگر خدا کو بلا توسط (میاں صاحب کے) میرے ملنا محال ہے۔

مشکل یہ ہے کہ اسوقت بمبئی کی عدالت عالیہ میں ایک مقدمہ دائر ہے۔ جس میں مدعا علیہ شیعہ اسمٰعیلی فرقہ کی ایک شاخ جو بوہرہ داؤدی کہلاتی ہے) کے پیشوا مُلاّ طاہر سیف الدین ہیں۔ طرفہ یہ کہ وہ بھی ہمارے میاں صاحب کے ہم عمر ہیں۔ ۱۳۳۳ھ میں گدی نشین ہوئے۔ جو زمانہ قریب قریب میاں صاحب کی سجادگی کا ہے۔ اس صورت میں وہ میاں صاحب کے حقیقی ہمعصر ہیں۔

قبل اس کے کہ ہم ملا صاحب کے مقدمہ پر نظر کریں ناظرین کی دلچسپی کے لئے ملا صاحب کے معتقدات مع مصطلحات کے جو میاں صاحب سے ملتے ہیں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

میاں صاحب اور ملاں صاحب میں نمایاں فرق یہ ہے کہ میاں صاحب خلافت ثانیہ کے مدعی ہیں اور ملا صاحب داعی المطلق ۵۱ کے دعویدار ہیں۔ میاں صاحب خلافت مسیح موعود کے مدعی ہیں (جن کے وہ بیٹے ہیں) اور مسیح موعود سے تیسرے۔ اور وہ داعیت حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے مدعی ۵۱ ہیں (ان کو بھی داعیت اپنے والد کے بعد ایک واسطہ سے ملی ہے)

ان کا اعتقاد بعینہٖ میاں صاحب کا اعتقاد ہے کیونکہ میاں صاحب کا عقیدہ ہے کہ خدا کے بعد رسول۔ رسول کے بعد مسیح موعود۔ مسیح موعود کے بعد جانشینان مسیح موعود۔ مُلاّ صاحب کہتے ہیں کہ خدا کے بعد نبی۔ نبی کے بعد علی ولی امام اول۔ بعد ازاں جانشینان علی۔

الغرض میاں صاحب کے دعاوی اور اُنکے دعاوی کا مفہوم ایک ہی ہے۔ صرف الفاظی فرق ہے۔ میاں صاحب اپنے لئے خلیفہ اور امام کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ مُلاّں صاحب بجائے اس کے داعی۔ مامور کی بجائے داعی مطلق مسیح موعود۔ نبی اللہ کی بجائے امام۔ نبی اور علامیں تو متحد العقائد ہیں۔ بیعت کی جگہ میثاق۔

بعد بیعت میاں صاحب کے وہ احمدی ہے ورنہ غیر احمدی۔ دہانی۔ منافق۔ کافر۔

بعد میثاق ہر معتقد مؤمن ہے ان کے ماسوا غیر مؤمن (کافر) بیت المال کی جگہ دعوت فنڈ۔ ناظروں کی جگہ عمال۔

مُلاّ طاہر سیف الدین صاحب کے مقدمہ کی صورت یہ ہے کہ مُلاّ صاحب کی قوم نے مختلف مقامات پر دعوت فنڈ کھول رکھے ہیں۔ جن کی تعداد ۶۹ ہے۔

مُلاّ صاحب کا خیال ہے کہ کل دعوت فنڈ کا خزانہ میرا ہے اور صدر دعوت فنڈ (سورت) کے ماتحت کل دعوت فنڈ اسکی شاخیں متصور ہوں گی۔

قوم کا دعوےٰ ہے کہ دعوت فنڈ کی رقوم قومی مشورہ سے صرف کی جائے۔ مُلاّ صاحب کی یہ ملکیت نہیں کیونکہ مُلاّ صاحب نذرانہ کے مالک ہیں جو اُنکے لئے کافی ہے[۱]

میاں صاحب کا بعینہٖ یہی خیال ہے۔ کہ کل بیت المال صدر بیت المال قادیان کی شاخ ہیں۔

(یہاں تک صحیح ہے) ان کی رقوم کا صرف کرنا میرے اختیار میں ہے۔ امام الزمان کی بنائی ہوئی انجمن۔ اور اراکین کو کوئی حق حاصل نہیں کہ میرے اختیار سے اسکو علیحدہ کر سکیں۔

اب ہم مُلاّ صاحب کا وہ بیان جو آپ نے ۱۶ اکتوبر تک روبروئے جج ہائیکورٹ مسٹر مارٹن کے بنگلہ پر دیا (در عدالت عالیہ نے بسبب ایک قومی پیشوا ہونے کے عدالت کی حاضری معاف فرما کر مستثنیٰ طور پر لیا۔) بلفظہٖ روئداد مقدمہ چھوڑ کر جو مضمون کہ میاں صاحب کے مشابہ خیال ہے درج ذیل کرتے ہیں۔ وہو ہذا:۔

بیان طاہر سیف الدین

میں سیدنا طاہر سیف الدین ۵۱ سیدنا برہان الدین داعی ۴۹ کا بیٹا۔

سیدنا عبد اللہ بدر الدین ۵۰ و الد برہان الدین نے میرا تقرر ۱۳۳۳ھ میں کیا اور وہ تقرر (تقرر داعی) خدا کا تقرر ہوتا ہے۔

میں حضرت امام غائب کے قائمقام ہونے کا دعوےٰ کرتا ہوں۔ اور میں داعی مطلق ہونے کا دعوےٰ کرتا ہوں داعی مطلق اپنی قوم پر کل اختیارات رکھتا ہے۔

---

[۱] میرے خیال میں مُلاّں طاہر سیف الدین صاحب کو میاں صاحب کے ہم...

تحریری سوال و جواب کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

سید صاحب:- کیا آپ آیۃ خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کو مانتے ہیں۔ اگر مانتے ہیں تو کیا خاتم النبیین کے بعد نبی آسکتا ہے۔ یا نہ؟

مولوی صاحب:- پہلے اسکے کہ جواب دیا جائے اس امر کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ نے تحریر کیا ہے کہ اول گفتگو حیات و ممات اور صداقت پر ہوگی۔ کیا سوال آپ کا اس ضمن سے خارج ہے یا داخل۔ اگر داخل ہے تو اسکو علیحدہ تحریر کرنے کی کیا ضرورت۔ اس لئے جواب کی ضرورت نہ تھی۔ تاہم جواب تحریر ہے۔ ہم خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کو مانتے ہیں۔

سید صاحب:- جب آپ مانتے ہیں تو پھر کیا آپ مانتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسےٰ آئیں گے۔ اگر آئیں گے تو کس حیثیت سے یعنی اسوقت وہ امتی ہونگے یا نبی؟

مولوی صاحب:- حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا میں ضرور تشریف لائیں گے۔ بہ حیثیت مجدد دین محمدی یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے دین کی تجدید کرینگے۔ امتی ہونگے۔

سید صاحب:- میرا سوال یہ تھا کہ وہ اسوقت نبی ہونگے یا نہ۔ مجدد دین تو اس امت میں پہلے گذرے ہیں۔ پھر جب کام مجددیت کا تھا۔ تو پھر ایک نبی کو دوبارہ لانے کی ضرورت کیا ہے۔ اگر اس امت میں مجددین کا سلسلہ نہ ہوتا تو کچھ بھی کچھ بات تھی۔ مگر جب سلسلہ جاری ہے۔ تو پھر نبی کو مجدد بنانا کیا معنے رکھتا ہے۔ بہرحال آپ اس سوال کا جواب دیں۔ کہ حضرت عیسےٰ بعد از نزول پیغمبر اور نبی ہوں گے یا نہیں؟

مولوی صاحب:- وقت نزول نبی نہ ہونگے۔ بلکہ امتی ہونگے۔ لیکن امتی ہونے سے نبوت میں حرف نہیں آئیگا۔ کیونکہ آپ مستقل نبی بنی اسرائیل کے لئے تھے۔ اور اسوقت صرف دین محمدی کی خدمت کریں گے۔ باقی رہا یہ سوال کہ مجدد۔ یہ خدا کے رسول حضرت محمد رسول اللہ سے پوچھئے یا خدا سے کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ ہم سے آپ ہرگز سوال نہیں کر سکتے۔ اصل مطلب کی بات شروع کیجئے۔ مثال کے لئے عرض کرتا ہوں جیسے لاٹ صاحب وائسرائے کے پاس جاتے ہیں تو انکے عہدہ میں فرق آجاتا ہے یا نہیں۔ اسکو سمجھئے۔

سید صاحب:- جب نبی نہ ہوئے تو کیا وہ نبوت سے معزول ہوں گے۔ اور اسوقت اس آیۃ قرآنی کے کیا معنے کرینگے۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول۔ یعنی مسیح ابن مریم رسول ہے۔ قرآن میں تو لکھا ہوگا کہ وہ رسول ہے۔ اور اسوقت وہ صاحب غیر رسول ہونگے۔ تو کیا اسوقت آیت قرآنی کو نعوذ باللہ من ذالک۔ منسوخ سمجھا جائیگا۔ نبی کو امتی بناویں آپ اور جب سوال کیا جاوے تو آپ فرماویں کہ جواب خدا سے پوچھو۔ یہ کوئی جواب نہیں آپ ذمہ وار ہیں اس جواب کے۔

مولوی صاحب:- آپ نے میرے جواب پر نظر غائر نہیں کی۔ اگر کرتے تو ہرگز جواب کے متمنی نہ ہوتے۔ سنئے اسوقت مسیح مستقل نبی نہ ہونگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ امر بہت محال معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی ہو کر امتی۔ حضرت موسیٰ اور ہارون کا واقعہ دیکھئے۔ تو یہ تمام محالات آپ سے دور ہو جائینگے باقی رہا سوال امتی۔ میں نے امتی نہیں بنایا بلکہ آپ کی پیش کردہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی بنا رہی ہے مکرر سوال کو دیکھکر جواب لکھئے اور اصل بات کی طرف توجہ کیجئے۔

سید صاحب:- آپ نے عجیب بات لکھی کہ حضرت مسیح نبی نہ ہونگے۔ مجدد ہونگے۔ مگر ان کی نبوت میں فرق نہیں آئیگا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر وہ نبی نہیں تو انکی نبوت میں فرق آگیا۔ اور اگر فرق نہیں آیا تو پھر وہ نبی ہوئے۔

حضرت موسیٰ و حضرت ہارون دونوں نبی تھے۔ دونوں پر وحی نبوۃ ہوتی تھی۔ ایک نبی دوسرے نبی کا مطیع نہیں ہوتا۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ پر غور فرماویں۔ حضرت موسیٰ و ہارون دونوں کو کتاب الٰہی ملی واتینھما الکتب المبین۔ یعنی ہم نے موسیٰ و ہارون دونوں کو کتاب روشن دی۔ خاتم النبیین کے بعد نبوت کا سلسلہ بند ہے۔ اگر یہ اعلان کیا جائے کہ آئیندہ لاٹی کا عہدہ بند ہے تو پھر ہم کسی کو لاٹ صاحب نہیں کہیں گے۔ اسی طرح خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ حضرت ہارون کا مطیع یا امتی تھا۔

مولوی صاحب:- نبی مستقل نہ ہونگے بلکہ ماتحت نبی ہونگے یعنی دین محمدی کی خدمت میں مصروف ہونا آپ کا عہدہ دیگر ہے۔ مثال دے چکا ہوں۔ جیسے لاٹ صاحب جب وائسرائے کے پاس جاتے ہیں تو کیا عہدہ لاٹی سے معزول ہو جاتے ہیں اپنے علاقہ کے مستقل لاٹ ہوتے ہیں ہاں ماتحت ہوتے ہیں۔ نبی کا امت سے درجہ بڑا ہوتا ہے لیکن جب نبی کے ماتحت ہوتا ہے اس سے کم نبی کا امتی ہونا مستفاد نہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قرآن شریف میں سورہ طٰہٰ ولم ترقب قولی کا ملاحظہ نہیں کیا۔ یہ آیت امتی ہونے کی طرف صریحاً دلالت کرتی ہے پہلے قرآن شریف پڑھنا چاہئے تھا۔ پھر مقام اور میدان میں تشریف لانا تھا۔ مجھ سے دو کام نہیں ہو سکتے ایک آپکو سبق دوں اور دوسرا آپ سے بحث کروں۔ اصل بات کی طرف توجہ کیجئے۔ مسئلہ حیات ممات یا صداقت مرزا ورنہ جواب نہیں دیا جائیگا۔

سید صاحب:- ابھی تک کیا حیثیت رہا۔ اب کونسی بات پیدا ہوگئی ہے کہ آپ بحث تحریری کو بند کرتے ہیں۔ شرائط میں فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ امر اول [illegible]

مولوی صاحب زبانی:- [illegible]

شیخ جمال الدین صاحب پلیڈر:- [illegible] شرائط نامہ پیش کرنا [illegible] مسئلہ ختم نبوت ہے۔ آپ اس سے انحراف [illegible]

سید صاحب زبانی:- اگر مولوی صاحب آگے نہیں چل سکتے اور تحریر سے گریز کرتے [illegible] ڈالنا چاہتے ہیں تو بہتر ہے کہ زبانی [illegible] پہلے مسئلہ ختم نبوت کے متعلق ہونا چاہئے [illegible] کا سلسلہ چلا آتا ہے۔

مولوی صاحب:- بہتر ہے آپ سوال قائم کریں۔

سید صاحب:- میرا وہی سوال ہے۔ کہ اگر خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی آئے تو ختم نبوت ٹوٹتی ہے۔ اور اگر نبی امتی ہوکر۔ تو اسکی اپنی نبوت ٹوٹتی ہے۔ اگر کوئی بادشاہ یہ اعلان کرے۔ کہ اس مکان کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند رہیگا۔ تو پھر اگر کوئی پرانا شخص اس میں داخل ہونا چاہے۔ تب بھی اسکو دروازہ کو کھولنا پڑیگا۔ اور اگر کوئی نیا شخص داخل ہونا چاہے تب بھی اسکو اس دروازہ کو کھولنا پڑیگا۔ بغیر کھلنے دروازہ کے کوئی شخص اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اگر حضرت مسیح بحیثیت ماتحت نبی کے بھی آئیں۔ تاہم نبوت کا ختم اور منقطع ہونا قائم نہیں رہ سکتا۔ کبھی مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح نبی نہیں ہوگا۔ مجدد ہوگا۔ اور کبھی فرماتے ہیں کہ ماتحت نبی ہوگا۔ جیسا کہ حضرت ہارون۔

مولوی صاحب:- آپ نے ولم ترقب قولی پر غور نہیں کی۔ حضرت ہارون مستقل نبی تھے۔ مگر حضرت ہارون مستقل نبی نہ تھے۔

پریزیڈنٹ صاحبان:- اب وقت ختم ہوگیا ہے اس لئے وفات و حیات پر بحث کی جائے۔

سید صاحب:- قیامت کے روز اللہ تعالیٰ حضرت مسیح سے سوال کریں گے کہ آیا تم نے لوگوں کو تثلیث کی تعلیم دی تھی۔ مگر حضرت مسیح انکار کرتے ہوئے یہ جواب دینگے۔ وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ جب تک میں اپنی قوم میں رہا۔ اسوقت تک میری قوم نے تثلیث کا عقیدہ نہیں بنایا۔ لیکن جب تو نے مجھے وفات کر دیا تو پھر تو ان کا نگہبان تھا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تثلیث کا عقیدہ حضرت مسیح کی وفات کے بعد بنایا گیا۔ اب چونکہ دنیا میں تثلیث کا عقیدہ موجود ہے اس لئے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح فوت ہوگئے۔ اور اگر وہ زندہ ہوں۔ اور ادھر تثلیث کا عقیدہ موجود ہو تو پھر کیا کہنا پڑیگا کہ حضرت مسیح نے نعوذ باللہ من ذالک۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں جھوٹ کہا۔ جو نبی کی شان سے بعید ہے۔ پھر آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن مجھ سے بھی ایسا ہی سوال کیا جائیگا۔ تو میں بھی یہی جواب دونگا۔ فاقول کما قال العبد الصالح فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ یعنی اے خدا جب تو نے مجھے وفات کر لیا تو پھر تو ان کا نگہبان تھا۔ اب جو لفظ حضرت مسیح نے استعمال کیا ہے۔ وہی حضرت نبی کریم صلعم نے استعمال کیا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم کے لئے تو موت کا معنی لیا جائے اور حضرت مسیح کیلئے زندگانی کا معنے لیا جائے۔ علاوہ اسکے توفی کے کئی معنے ہیں۔ لیکن جب توفی کا لفظ اللہ تعالیٰ کیطرف منسوب کیا جائے۔ یعنی یہ کہا جائے۔ کہ زید کو اللہ نے وفات دی تو اس کا معنے سوائے قبض روح اور قبض نفس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اہل لغت نے اس محاورہ کو الگ طور پر لکھکر اس کا یہی معنی کیا ہے۔ جو میں نے کیا ہے۔ پس مولوی صاحب کا اندرونی صورت فرض ہے کہ وہ کوئی ایسی مثال پیش کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے توفی کرنے کا یہ معنی ہو کہ اسکو مع جسم کے آسمان پر اٹھانا ہو۔

مولوی صاحب:- توفی کے معنے قبض روح اور موت بھی ہے۔ مگر اس لفظ کے اور کئی معنے ہیں اس لئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات نہیں ہوئے۔ اور جو جواب سوال مابین اللہ تعالیٰ و حضرت مسیح کے ہوگا۔ وہ بروز قیامت ہوگا۔ اور ہمارا اعتقاد ہے کہ قیامت سے پہلے وہ وفات پائیں گے۔ اس سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وفات واقعہ ہو چکی ہے۔ ایک جگہ قرآن شریف میں آیا ہے هو الذی یتوفکم باللیل اس جگہ موت مراد نہیں بلکہ خواب ہے۔

سید صاحب:- میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ یہ سوال و جواب بروز قیامت ہوگا۔ آپ حضرت عیسےٰ کے جواب پر غور کریں۔ کیونکہ وہ یہ جواب دیں گے کہ تثلیث پرستی کا عقیدہ میری وفات کے بعد پیدا ہوا جیسا کہ فرمایا فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ یعنے جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ان کا نگہبان تھا۔ اب جب تثلیث دنیا میں پھیلی ہوئی ہے تو بموجب اقرار حضرت مسیح وہ ان کی وفات کے بعد پھیلی۔ باقی رہی آیۃ هو الذی یتوفکم باللیل ہے سو قرآن شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نیند میں قبض روح ہوتا ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فیمسک التی قضی علیها الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی۔ یعنی اللہ موت کیوقت قبض روح کرتا ہے۔ اور جو نہیں مرا اس کا قبض روح بند نہیں کرتا ہے۔ پس جس کی موت مقدر ہوتی ہے اسکی روح کو تو روک رکھتا ہے۔ اور دوسرے کو واپس کر دیتا ہے۔ ایک وقت مقرر تک۔ پس ثابت ہوا کہ موت اور نیند دونوں حالتوں میں قبض روح ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ موت کے وقت قبض کامل ہوتا ہے۔ اور نیند کیوقت قبض ناقص ہوتا ہے۔ یعنی کچھ وقت کے لئے لیکن قبض روح دونوں حالتوں میں شامل ہوتا ہے۔

مولوی صاحب:- حضرت نبی کریم صلعم قسم اٹھا کر فرماتے ہیں۔ کہ تم میں حضرت مسیح نازل ہوں گے۔ اور حدیث میں آسمان کا لفظ موجود ہے۔ نزول مسیح کے لئے جو علامات مقرر ہیں۔ ان میں سے ایک بھی ظہور میں نہیں آئی۔ ہم کس طرح سے مان لیں کہ مرزا صاحب کا دعویٰ سچا ہے۔

سید صاحب:- میں نزول مسیح کا قائل ہوں۔ حضرت نبی کریم صلعم کی ارشاد اور قسم اٹھانا بالکل صحیح ہے۔ مگر آپ اس کا مصداق حضرت عیسےٰ کو ٹھہراتے ہیں حالانکہ وہ تو وفات ہو چکا۔ دوم یہ کہ وہ نبی ہے اور آنحضرت صلعم کے بعد دروازہ نبوت بند ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ تو نہیں آسکتے ہیں۔ اس لئے کوئی شخص امت محمدیہ سے ہوگا۔ خواہ مرزا صاحب ہوں یا کوئی اور ہو۔ نزول مسیح موعود کا وقت چودھویں صدی ہو سکتی ہے کیونکہ مسیح اول بھی حضرت موسیٰ سے چودھویں صدی پر آئے تھے۔ اس مسیح ثانی بھی آنحضرت صلعم سے جو مثیل موسیٰ ہیں چودھویں صدی پر آنے چاہئیں۔ حضرت نبی کریم صلعم نے خود اس مشکل کو حل فرما دیا ہے کہ وہ مسیح ابن مریم تم میں سے ہوگا۔ اور تمہارا امام ہوگا۔ مگر حضرت مسیح ہم میں سے نہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم نے الگ الگ حلیئے بھی بیان فرمائے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا صراحت چاہئے۔ جب حلیئے جدا جدا ہیں تو کیا یہ امر اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں کہ یہ دو الگ الگ اشخاص ہیں۔ مگر دونوں کا نام ایک ہے۔ کسی حدیث صحیح میں آسمان کا لفظ نہیں مولوی صاحب نے جو حوالہ دیا ہے وہ حدیث نہیں ہے۔

مولوی صاحب:- میں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح زندہ ہیں آسمان پر موجود ہیں۔ وہی نازل ہونگے۔ کوئی علامت پوری نہیں ہوئی۔

پریزیڈنٹ صاحبان:- وقت ختم ہو گیا ہے۔ مرزا صاحب کی صداقت پر بحث کی جائے۔

سید صاحب:- حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئیگا۔ اس حدیث کے بموجب امت محمدیہ میں اولیاء اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۰ء نمبر ۳۹

قرآن کریم اور دیگر کتب مقدسہ

اسمائے باری تعالیٰ

(۵)

اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان اور اس کی صفات حسنہ پر کماحقہ اطلاع نہ صرف مذاہب عالم میں اتحاد کی ایک بہترین سبیل ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسکے حسن و احسان کے صحیح علم کے بغیر اس کے سچے بھگت اور نیک عباد میں ذوق عبادت کبھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس روحانی منازل کے طے کرنے کے لئے بھی صفات باری کا علم نہایت ضروری ہے۔ وہ بدقسمت انسان جو اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ فاسد عقیدہ رکھتا ہے کہ اس میں گناہ معاف کر دینے کی طاقت نہیں کیونکہ حضور قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے اپنے گذشتہ گناہوں کے لئے معافی کی درخواست کر سکتا ہے وہ ایک ضعیف سے ضعیف اور تنگدل انسان کے آگے اپنے قصور کی معافی کے لئے جھک سکتا ہے۔ لیکن اپنے ادنےٰ گناہ کے لئے جلشانہٗ ارحم الراحمین اللہ کے حضور نہیں جھک سکتا۔ اس لئے کہ اسکو کسی گناہ کی معافی کا اختیار نہیں۔ آہ! اس بدقسمت انسان کی مایوسی اور ناامیدی پر افسوس کہ جس کی دل کی تڑپ اور روح کی بیقراری کا سکون اور قرار اسکی روح کے مالک اور جان کے پروردگار کے قبضۂ اختیار میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صرف اسی ایک صفت کا انکار کر دینے سے مختلف مذاہب میں کئی باطل عقاید پیدا ہو گئے ہیں۔ کفارہ۔ تثلیث۔ تناسخ۔ میعادی مکتی (نجات)، غیر منقطع جہنم اور خداوند عالم کا صرف معمولی منصف کی مانند ہونا۔ یہ سب اثمار اسی اضلال کے شجر ملعونہ سے پیدا شدہ ہیں۔

اسی طرح سے خدا تعالیٰ کی قدرت تامہ کاملہ کے انکار سے قدامت مادہ اور تعدد آلہ جیسے خطرناک عقائد پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ پرلے (قیامت) کے لئے مادہ کے اجزاء صغار کا صحیح و سالم رہنا اس امر کو مستلزم ہے کہ ان اجزاء صغار کی اب آئندہ تقسیم کسی بڑے سے بڑے سرو شکتیمان (قادر) کی قدرت تامہ کاملہ کی ہمت کا کام نہیں۔ ورنہ جس طرح سے مادی جسم اب تک باریک ہوتا چلا آیا ہے۔ آئندہ بھی باریک ہونے کی قابلیت اس کے اندر موجود ہونے کے باوجود کیونکر اپنے آپکو مسلم رکھ سکتا ہے۔ پس فنائے مادہ میں اگر کوئی نقص رہجاتا ہے تو وہ نقص تمام کی نقص قدرت پر دال ہے۔ نہ مادہ کی قابلیت تقسیم پر۔ کیونکہ جبتک مادہ کے اجزاء صغار موجود ہیں۔ وہ خارج از شکل نہیں ہو سکتے۔ پس لامحالہ ان کے لئے کوئی نہ کوئی شکل ضرور ہوگی۔ اور انسانی ذہن کوئی ایسی مشکل تصور نہیں کر سکتا۔ کہ جو تنصیف اور تقسیم سے مبرا ہو۔ پس سالمات مادہ مستلزم شکل ہیں اور شکل مستلزم تقسیم اور انسانی ذہن قطعاً اس امر سے قاصر ہے کہ وہ مادہ کو مفرد محض تصور کر سکے۔ پس مادہ کے اجزاء زبان حال سے اپنی فنا کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ہاں اگر ان اجزاء صغار کی تقسیم کسی حد پر جا کر رک جاتی ہے تو وہ تمام قدرت کی قوت کے ختم ہو جانے پر دلالت کرتی ہے۔ اس کی مثال ایک سٹیم رولر اور پتھر کی مثال ہے جس قدر زیادہ طاقت کا سٹیم رولر ہوگا۔ اسی قدر زیادہ باریک پتھر پیس دیگا۔ اور جس قدر کم طاقت کا سٹیم رولر ہوگا۔ اسی قدر موٹا پیسے گا۔

پس اگر خدا کی طاقت ایک معمولی سٹیم رولر کی طرح محدود ہے تو بیشک مادہ کے اجزاء صغار اپنے قیام بقاء میں خدا کی طاقت سے بڑھکر ہونگے۔ ورنہ ممکن نہیں کہ خدا کی لامحدود طاقت اور قدرت تامہ کے بالمقابل اجزاء صغار اپنے تمرد اور تکبر کو قائم رکھ سکیں۔ اور اس ننھے سے ذرے کو خدا کے بالمقابل یہ کہنے کا موقعہ مل سکے کہ ؎

نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار ان سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اس ننھی زبان سے اس شعر کا لطف اور بھی دو بالا ہوگا کہ جبکہ آریہ سماج کے عقیدے کے مطابق ازل سے یہی مادہ ترکیب پذیر ہوتا اور فساد قبول کرتا چلا آیا ہے اور ہر فساد کے وقت خدا کی قدرت نے اس ننھے ذرے کے بالمقابل شکست کھائی ہے اور ایک بار بھی اس سے باریک تر کرنے پر قادر نہیں ہوا۔ پس اس فاسد عقیدے سے یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ ان لوگوں نے خدا کو پست ہمت اور کمزور قرار دیا ہے۔

(۶)

الغرض مختلف مذاہب میں جس قدر عقائد باطلہ موجود ہیں ان کی وجہ زیادہ تر صفات باری تعالیٰ کے متعلق ناواقفیت ہے۔

قرآن کریم کے اگر دیگر محاسن و محامد کو نظر انداز کر دیا جائے تو بھی ذات باری اور صفات الٰہی کے متعلق اس قدر بینظیر اور اچھوتا بیان اس کے اندر موجود ہے کہ جس کی مثل تمام دنیا کی دیگر کتب مقدسہ پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ اور پھر ان اسماء کو ایسے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے بیان کرتا ہے کہ ایک قلب سلیم کے لئے ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ مثال کے طور پر ایک اسم اللہ کو ہی لے لیجئے قرآن کریم نے جہاں کہیں اس اسم کو بیان کیا ہے۔ بطور موصوف بیان کیا ہے۔ اور کہیں ایک جگہ بھی بطور صفت کسی دوسرے نام کے بیان نہیں کیا۔ جس سے صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے۔ کیونکہ صفات ذات سے ہی وابستہ ہوتی ہیں۔ اور ذات کسی دوسرے موصوف کی صفت نہیں ہو سکتی۔ پھر تمام قرآن کریم میں لفظ اللہ کو صفات اور صفاتی ناموں سے مقدم بیان کیا ہے اسلئے کہ ذات صفات پر مقدم ہوتی ہے۔ تیسرے یہ کہ تمام صفات حسنہ کا مرجع سوائے اللہ کے اور کسی صفاتی نام کو نہیں ٹھہرایا۔ بلکہ تمام صفات حسنہ کا جہاں کہیں ذکر کیا وہاں لفظ اللہ کو موصوف ٹھہرایا۔ الحمد للہ تمام صفات حسنہ صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں۔ تبارک اسم ربک ذو الجلال والاکرام۔ تیرے رب کا نام اللہ تمام برکات عظمےٰ کا سرچشمہ ہے۔

اللّٰہ لا الٰہ الا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ۔ اللہ جمیع صفات کاملہ، اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسکی ذات ستودہ صفات بہترین اسمائے عالم کی واحد حقدار ہے۔ ان تمام مذکورہ صدر آیات میں اسم ذات اللہ کو تمام صفات حسنہ کا مرجع ٹھہرایا گیا ہے اور کسی صفاتی نام کو تمام قرآن کریم میں نہیں ٹھہرایا گیا ہے۔ پھر نہ صرف خداوند عالم کی کتاب مبین میں اور نہ احادیث نبی کریم میں بلکہ کل عربی لٹریچر میں لفظ اللہ کا کوئی اشتقاق کوئی مصدر یا مادہ موجود نہیں تاکہ اپنے مصدری معنوں کی رو سے اس لفظ کا استعمال کسی دوسری شے کے لئے کیا جا سکے اس سے بڑھکر یہ کہ عرب میں باوجود سالہا سال کثیر اہل عرب کے بت پرستاؤں نے بھی کبھی اپنے کسی بت کا نام اللہ نہیں رکھا۔ عرب تو عرب جاؤ دنیا کے تمام بت خانوں اور علم الاصنام کے کل کتب خانوں کو پڑھ جاؤ۔ کہیں بھی کسی بت کا نام اللہ نہ پاؤ گے۔ اور خود ہندوستان جہاں تینتیس کروڑ دیوتاؤں کی مجموعی باوجود اپنی اس کثرت تعداد کے اپنے کسی دیوتا اور دیوی کا نام اللہ نہیں رکھتا۔

دنیا کی ہر ایک چیز کو دیوتا کا نام دیا گیا۔ اور تمام مخلوقات عالم میں کوئی شے نہ تھی۔ جو معبود نہ سمجھی گئی آسمان کے ستاروں۔ طبقات جہات۔ بادل۔ آگ اور ہوا یہاں زمین کی ہر ایک قدرتی اور مصنوعی اشیاء دیوتا سمجھی گئیں اگر نہیں سمجھا گیا۔ تو صرف میرے ایک اللہ کا نام کسی دیوتا کا نام نہیں سمجھا گیا۔

(۷)

کہا جا سکتا ہے کہ لفظ اللہ چونکہ عربی لفظ ہے جس لئے ہندوستان میں اسکو کوئی جانتا نہ تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ نام کسی دیوتا یا دیوی یا اوتار کا نہیں رکھا گیا۔ مگر یہ قطعاً غلط ہے کیونکہ لفظ اللہ جس طرح زبان عربی میں خدا کا نام ہے اسی طرح زبان سنسکرت میں بھی خدا کا نام ہے جاؤ پدم چندر کم اللہ دیگر بڑی بڑی سنسکرت کی لغت کو دیکھ لو دیوتا یا معبود کل پرماتما کے معنوں میں اس لفظ کو پاؤ گے۔ پھر کس قدر تعجب کی بات ہے کہ یہ نام باوجود اس کے معبود مطلق کے معنوں میں زبان سنسکرت میں موجود ہے۔ مگر کبھی کسی دیوی دیوتا اور اوتار پر نہیں بولا گیا۔ یاد رکھو کہ دنیا میں آسمان کی اس نیلی چھت کے نیچے کسی قوم اور کسی مذہب کو خداوند عالم کا ذاتی نام بجز اللہ نہیں دیا گیا اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس نام کا اطلاق بجز اللہ کے کسی دیوی دیوتا غیر اللہ معبود پر قطعاً نہیں کیا گیا۔ اسی راز کو قرآن کریم نے ایک مختصر سے جملے میں ھل تعلم لہ سمیا میں ادا کیا ہے اور فاضل مؤلف لسان العرب اسم اللہ کی بابت صاف لکھتے ہے اسم مختص للہ تعالیٰ لا یجوز ان یسمی بہ غیرہ۔ اللہ یہ نام صرف مستجمع جمیع صفات کاملہ اللہ ہی کا خاص ہے۔ اسکے سوا کسی چیز کے لئے اس لفظ کا استعمال جائز نہیں۔

اب ان تمام دلائل اور براہین سے ثابت ہے کہ اسم ذات میں جس قدر شروط کا پایا جانا لازمی ہے وہ سب کی سب لفظ اللہ کے بارے میں موجود ہے۔ (باقی دارد)

مُوو کنگ مشن کے گرد ایک محمودی کی طلایہ گری

کس کی آغوش نے کھینچا ہے تجھے تنگ کر کے
تیسری تصویر سے ملتی نہیں صورت تیری

عالم انسانی کی وہ ہستیاں کہ جن کو نفسیات کی اصطلاح میں غیر تربیت یافتہ نفوس کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے انکی زندگی کا ایک انداز خصوصی یہ ہوتا ہے کہ ان کے جذبات و احساسات جرم کی نوعیت کے اعتبار سے نہیں بلکہ محض فاعل کی شخصیت کے سبب اشتعال پذیر ہو جایا کرتے ہیں۔ ایک فعل جو انکی اپنی ذات کے لئے نقصان رساں موجب خوف ان سے سرزد ہو جاتا ہے۔ تو وہ صرف معمولی بلکہ عام سے متاثر ہی ہوتے ہیں۔ لیکن وہی فعل اگر کسی دوسرے سے ظاہر ہو جائے تو ان کا غیظ و غضب عقل و انصاف کی حدود سے یکسر آزاد ہو جاتا ہے۔ ایک بات کو ایک شخص خود بیان کرتا ہے لیکن اگر اس کا راوی اسکو کسی دوسرے سے روایت کرے تو اسکو گشتنی اور گردن زدنی قرار دیا جاتا ہے اس اشتعال جذبات کا سب سے بڑا شکار عالم اسلامی کا وہ طائفہ طاغیہ بھی ہے کہ جنکو آج تمام دنیا کے بالمقابل اثر رسول کے اثر و آثار اپنے اندر رکھنے کا ادعائے ناروا بھی ہے۔ جس کی فتنہ آرا ہنگامہ افروزیاں کا محور نہ صرف ہم بلکہ کل مسلمانان عالم ہیں وہ خود ایک بات کہدیتے ہیں۔ اور کیا شان الٰہی ہے کہ ان کی کہی ہوئی بات کسی نوع جرم کے نیچے نہیں آتی۔ لیکن آسمان کی اس نیلوفری چھت کے نیچے اور کسی کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ انکی بات کی بازگشت بھی کسی کو سنا سکے۔ ان کے ایک ناظر اعلےٰ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ صدر انجمن کا خاکہ اڑاتا پھرے عمال انجمن کی قلاشانہ حالت اور قادیانی دو کا ندارون کی تقاضا رپر پھبتی اڑا سکے۔

کہ - یہ تمنائے گورنمنٹ ارمن ہے
نہ تقاضائے رشتن قصائی

لیکن اگر کوئی اور اس قادیانی ناظر اعلےٰ کے الفاظ کو نقل بھی کرے تو انکے غیظ و غضب کی انتہا نہیں رہتی۔ خواجہ عبد الرحیم لنڈنی محمودی مشن کے پور کے لڈوؤں کی بہر وہ برداشت کر سکتا ہے۔ لیکن کسی اور کو یہ حاصل نہیں کہ وہ ان کے جشن پر نظارہ کو ان کے الفاظ میں پیش کر سکے۔ نواب محمد علی صاحب کے فرزند ارجمند عبد الرحیم خان صاحب ولایت گئے۔ اور انہوں نے محمودی لنڈنی مشن کا بلا کم و کاست فوٹو کھینچکر بھیجدیا ہم نے اس خیال سے کہ اسکی اشاعت سے عبد الرحیم صاحب کو نقصان پہنچیگا شائع نہ کیا۔ اب خود محمودیوں نے ہی انکو مجبور کر کے ہمارے خلاف ایک مضمون لکھوایا ہے۔ ہم عبد الرحیم صاحب کو معذور سمجھتے ہیں۔ ان کو یہ دھوکہ دیا گیا ہے کہ ان کے مرسلہ فوٹو کو شائع کر دیا گیا ہے جیسا کہ ان کے اس خط سے جو اخبار الفضل میں شائع ہوا۔ (بقیہ مضمون بر صفحہ ۵)

منتخب کر دیا یہ تو اس وقت کا کام تھا۔ جبکہ چھاپہ خانے نہ تھے۔ اور قلمی نسخے ہوتے تھے۔

اب ایک اور مذموم طریق رائج ہے۔ بالخصوص ہمارے قادیانی احباب کی تحریرات میں وہ جناب میرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں اس طرح تحریف کرتے ہیں کہ اس جملہ یا فقرہ کے سیاق و سباق کو کاٹ دیتے ہیں اور ایک سر اور دُم بریدہ فقرہ لکھ دیتے ہیں۔ اپنے مطلب کا بنا کر۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انکی اس کارروائی کو اس احقر العباد نے پیغام صلح کے متعدد پرچوں میں طشت از بام کیا ہے۔ وھذا امر لیمراد احدا ان یسلقی اللہ

دوسرا مذموم طریق جناب میرزا صاحب کی مختلف تحریرات میں اپنی مطلب کی تحریرات کو لے لینا اور دوسری تحریرات کو ترک کر دینا۔ حالانکہ دوسری تحریرات محکم اور مستقل اور کثرت سے ہیں۔ اور انکی مفید مطلب تحریرات بہت قلیل ہیں اور ہمیشہ صحیح اصول قلیل کو تابع کثیر کرتا ہے نہ کہ بالعکس۔

تیسرا طریق۔ تاویل غلط اور تحریف معنوی کا ارتکاب ہے۔

رسید زر

فہرست زر چندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ بابت ماہ اگست ۱۹۲۰ء

معرفت شیخ الہ دین صاحب کمپازیٹر

نام	روپیہ	آنہ	پائی
مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	۱۹	۸	۰
مخدوم محمد اشرف صاحب بی-اے میڈیکل برانچ	۱۴	۰	۰
شیخ امیرالدین صاحب کلارک ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس	۵	۰	۰
شیخ اسلام الدین صاحب ریڈر گورنمنٹ سنٹرل پریس	۴	۰	۰
ماسٹر نور محمد صاحب عید فنڈ عہ بقایا عہ ماہوار	۳	۰	۰
شیخ محمد لطیف صاحب کلارک کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	۲	۰	۰
منشی احمد علی صاحب سارجنٹ درجہ اول بابو گنج	۱	۴	۰
شیخ الہ دین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ سنٹرل پریس	۱	۸	۰
میزان	۶۶	۴	۰

بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۰ء

نام	روپیہ	آنہ	پائی
مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	۲۰	۰	۰
مخدوم محمد اشرف صاحب بی-اے میڈیکل برانچ	۱۰	۰	۰
" بابت زکوٰۃ	۷	۸	۰
بابو تاج الدین صاحب دفتر سیکرٹری انبولینس سوسائٹی	۴	۰	۰
شیخ اسلام دین صاحب ریڈر گورنمنٹ سنٹرل پریس	۴	۰	۰
شیخ محمد لطیف صاحب دفتر کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	۲	۰	۰
شیخ امیرالدین صاحب دفتر ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس	۴	۰	۰
شیخ الہ دین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ سنٹرل پریس	۱	۸	۰

برائے اشاعت اسلام بلاد غربیہ معرفت شیخ امیر علی صاحب

نام	روپیہ	آنہ	پائی
منشی محمد احمد صاحب طالب علم	۲	۰	۰
بابو فضل دین صاحب محکمہ کرسس	۱	۰	۰
شیخ محمد صاحب	۱	۰	۰
بابو میر حفیظ الدین صاحب محکمہ کرسس	۱	۰	۰
سید صدیق حسن صاحب	۱	۰	۰
بابو فضل محمد صاحب	۱	۰	۰
بابو شمس الاسلام صاحب	۱	۰	۰
بابو عبدالرؤف صاحب ٹیلیگراف ڈاکخانہ جات	۱	۰	۰
خواجہ عبدالبشیر صاحب	۱	۰	۰
بابو عبدالغنی صاحب	۱	۰	۰
سید صلاح الدین صاحب	۱	۰	۰
قاضی کلیم الدین صاحب	۱	۰	۰
مولوی فیروز الدین صاحب اسسٹنٹ	۱	۰	۰
خان صاحب بابو برکت علی صاحب سپرنٹنڈنٹ	۱	۰	۰
بابو قادر بخش صاحب بورڈ آف انڈسٹری	۱	۰	۰
میزان	۶۹	۰	۰

چندہ بتقریب عید الاضحےٰ

نام	روپیہ	آنہ	پائی
حضرت امیر قوم مولانا مولوی محمد علی صاحب	۲	۰	۰
شیخ عبدالرحمن صاحب وزیر آبادی	۵	۰	۰
مولوی عبدالرحمن صاحب	۲	۰	۰
مخدوم محمد اشرف صاحب	۱	۰	۰
مولوی ثناء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر	۱	۰	۰
شیخ اسلام دین صاحب	۱	۰	۰
منشی احمد علی صاحب سارجنٹ	۱	۰	۰
شیخ محمد لطیف صاحب	۱	۰	۰
منشی عبدالقادر صاحب خوشنویس	۱	۰	۰
شیخ امیر علی صاحب	۱	۰	۰
شیخ عبدالحمید صاحب	۱	۰	۰
شیخ عبدالحق صاحب سکرٹری	۱	۰	۰
مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی	۱	۰	۰
علی محمد صاحب ملازم حضرت امیر قوم	۱	۰	۰
شیخ امیرالدین صاحب	۱	۰	۰
ماسٹر نور محمد صاحب	۱	۰	۰
صوفی شمس دین صاحب	۱	۰	۰
بابو عبدالرزاق صاحب	۱	۰	۰
منشی عبداللطیف صاحب	۰	۱۰	۰
بابو تاج الدین صاحب	۱	۰	۰
شیخ الہ دین صاحب	۱	۰	۰
مولوی عبدالرحمن صاحب ایک عید کھال	۱	۳	۰
مخدوم محمد اشرف صاحب "	۱	۴	۰
میزان کل	۳۰	۱	۰

متفرق خبریں

مولانا عبدالباری کا برقی پیغام

ایک قومی بیت المال کی ضرورت: لکھنؤ ۸ نومبر۔ علماء اور مذہبی پیشواؤں نے ترک موالات کا فتوےٰ صادر کر دیا ہے اس لئے اس کی تعمیل ہر ایک مسلمان پر فرض ہو گئی ہے۔ میں مسلمانوں اور دہلی میں منعقد ہونیوالی مجلس علماء کے غور و خوض کے لئے ایک نہایت ہی اہم تجویز پیش کرتا ہوں۔ ابتک تو ہماری قومی تحریکیں دولتمند محبان وطن کی فیاضی اور رضاکارانہ خدمات کی بدولت سرانجام پاتی رہی ہیں لیکن جو کام ہمیں اس وقت ہمارے سامنے ہے اس میں ہمیں اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی جبتک ہمارے پاس کافی قومی سرمایہ نہ ہو۔ جس سے ہم اپنے قومی معاہد کو کامیاب بنا سکیں۔ اشاعت کے کام کو ترتیب دیں قومی یونیورسٹی کے مصارف پورے کریں۔ اور گرفتاری خدایان خلافت اور ان حامیان ترک موالات امداد دیں جو قومی مدارس اور مجالس قائم کرنے میں ہماری مدد کریں۔ تاکہ ترک موالات کی تحریک کامیاب ہو سکے۔ تمام مندرجہ بالا امور کے لئے بے شمار روپے کی ضرورت ہے مگر ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔ مہاجرین کو جن مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ وہ بھی کسی سرمایہ اور باقاعدہ انجمن کے نہ ہونے کی وجہ سے تھا۔ اور اگر قومی یونیورسٹی ناکامیاب رہی تو اس کا سبب مسلمانوں میں جوش کی کمی نہ ہو گا۔ بلکہ سرمایہ نہ ہونے کی وجہ۔ دُنیا کی کوئی جماعت مذہب کے لئے۔ مسلمانوں سے زیادہ قربانیاں نہیں کر سکتی مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی آمدنی کا ایک معمولی حصہ قومی کاموں کے لئے بطور زکوٰۃ نکالیں تاکہ ہماری کامیابی کے راستہ سے وہ رکاوٹیں دور ہو جائیں۔ زکوٰۃ بھی ایسی ہی فرض ہے جیسے کہ روزہ اور نماز۔ آمدنی کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ کے لئے مقرر ہے اور یہ ایک ایسا معمولی حصہ آمدنی کا ہے جو ہر مسلمان بخوشی دے سکتا ہے۔ اس لئے میں تجویز کرتا ہوں کہ ایک قومی سرمایہ یا بیت المال فوراً قائم کیا جائے۔ چونکہ ہر ایک شہر اور قصبہ میں خلافت کمیٹیاں کھلی ہوئی ہیں اس لئے ان کی معرفت زکوٰۃ فوراً جمع کیا جا سکتا ہے۔ اس کام کے لئے مرکزی خلافت کمیٹی کو اپنی شاخوں کے لئے تمام ضروریات بہم پہنچا لینی چاہئیں۔ چھوٹی خلافت کمیٹیوں کو مسلمانوں کے نام اور جس قدر زکوٰۃ اُن سے وصول کرنی ہے اس کی ایک فہرست تیار کر لینی چاہیئے۔ اور پھر زکوٰۃ کی فراہمی کا انتظام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ زکوٰۃ کا روپیہ مقامی ضروریات کے لئے کچھ رقم رکھنے کے بعد مرکزی خلافت کمیٹی کو بھیج دیا جائیگا۔ اسوقت تک قومی کام کرنے والے اعزازی کارکن ہوتے ہیں۔ لیکن زکوٰۃ کی فراہمی کیلئے تنخواہ دار نوکر چاہئیں خلافت کمیٹی کو زکوٰۃ کا خاص محکمہ قائم کرنا چاہیئے۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ مفصلہ ذیل اصحاب زکوٰۃ کی ایک کمیٹی قائم کریں۔ (۱) مولانا محمود الحسن (۲) حکیم اجمل خان (۳) مولانا ابو الکلام آزاد (۴) سیٹھ چھوٹانی۔ (۵) سیٹھ عبداللہ ہارون۔

نیز میں ناظم جمعیۃ العلماء اور سنٹرل خلافت کمیٹی کے پریزیڈنٹ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی کمیٹیوں کے سامنے ایک مفصل تجویز پیش کریں تاکہ یہ ایک عملی صورت اختیار کرے۔ دعبدالباری

مہاتما گاندھی پر نزلہ۔ مدراس ۸ نومبر۔ گورنمنٹ نے حال میں جو قرار داد عدم تعاون کی نسبت منظور کی ہے اس پر اخبار جسٹس نظر ڈالتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہندوستان کے کایا پلٹنے کے متعلق گاندھی کی تمام منصوبہ بازیاں خاک میں مل جائینگی ہندوستانیوں میں اتنی عقل و دانش موجود ہے۔ کہ کسی دیوانے کو جو خیالی پلاؤ پکانے کا عادی ہے ایسا مدبر یا مصلح نہ سمجھیں جس کی پیروی کی جا سکے۔

یہودی پناہ گزینوں کا بیان جمبئی ۹ نومبر۔ یہودی پناہ گزینوں کی ایک جماعت ٹرکی کے مختلف صوبوں سے گذشتہ ہفتہ کو بمبئی پہنچی۔ لیکن ان پناہ گزینوں میں زیادہ تر وہ یہودی تھے جو مدت سے روس میں مقیم تھے۔ ان پناہ گزینوں کی تعداد ۳۰ ہے بمبئی کے یہودی انہیں اپنے خرچ پر فلسطین بھیج رہے تھے۔ چند اخبارات کے نامہ نگاروں سے ان کی بات چیت ہوئی۔ انھوں نے بیان کیا کہ آرمینیوں اور بولشویکوں نے یہودیوں پر اس قدر مظالم توڑے ہیں جن کے بیان سے روح لرزتی ہے۔

مدراس کے مدارس کی الو العزمی - مدراس۔ ۹ نومبر۔ دینام بارتی خلافت کمیٹی کے جائنٹ سکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ مدرسہ نصیر الاسلام۔ مدرسہ معین الاسلام۔ اور مدرسہ غنائزنیہ نے سرکار سے مالی امداد لینی بند کر دی ہے اور یونیورسٹی کو اطلاع دے دی ہے۔ کہ آئندہ وہ سرکاری حکام کو مدرسہ کے معائنہ کی اجازت نہیں دیں گے۔

لنڈن ۵ نومبر۔ ٹائمز میں آغا خان نے ایک مضمون چھپوایا ہے۔ جس میں مشرق ادنےٰ اور وسطےٰ میں برطانی حکمت عملی پر جرح و تنقید کی گئی ہے۔ آغا خان لکھتے ہیں کہ برطانیہ عظمےٰ ایسے ایسے علاقوں میں گھستا جاتا ہے جو اس کی جائز ایشیائی حدود اختیارات سے باہر ہیں۔

انہوں نے ایشر رپورٹ پر بھی اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہندوستانی سپاہ دوسرے ایشیائی ممالک میں کسی غیر محدود مدت اور ایسے اغراض کے لئے جن سے ہندوستان کو کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی استعمال نہیں ہونی چاہیئے۔

موجودہ روش سے ہندوستان اس برطانی وعدہ کو جس آنکھوں سے دیکھنے پر مجبور ہو گا۔ کہ ہندوستان کو بالآخر نو آبادیوں کے حقوق دیئے جائیں گے۔

عراق کے متعلق آغا خان لکھتے ہیں کہ عراق عرب کو اسکے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے اور برطانی و ہندوستانی فوجی قبضہ اٹھا لینا چاہیئے اس کے علاوہ برطانیہ کی طرف سے معاملات ایران میں کوئی فوجی مداخلت نہ ہو۔ ہندوستانیوں کی فکر و تشویش میں اس افواہ سے اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ کہ ہندوستانی فوج مشرق ادنےٰ اور مشرق وسطےٰ میں ہمیشہ استعمال ہوا کریگی مشرق کے متعلق شاہی حکومت نے جو حکمت عملی تجویز کی ہے اسکے تصفیہ میں ہندوستانی نقطہ خیال کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ سرزمین ہند میں جو خوفناک سیاسی حالت اسوقت موجود ہے اس کی جو دی ذمہ داری حکومت انگلستان کی شاہی حکمت عملی پر عائد ہوتی ہے۔ تجویز اصلاحات کی کامیابی بھی اس لحاظ سے معرض خطر میں ہے ایشر کمیٹی کا خیال ہے کہ مشرق میں ایک طرح کا سرگرم برطانی تفوق قائم کیا جائے اور اسکے لئے برطانی فوج کی بجائے ہندوستانی فوج سے تلوار اور ڈھال کا کام لیا جائے ایشر کمیٹی کی یہ سفارش ہرگز قابل پذیرائی نہیں کہ ہندوستانی فوج آئندہ روئے زمین پر اِدھر اُدھر منتشر کی جائے اور حکومت برطانیہ کے اعلےٰ فوجی افسروں کے کہنے پر ایسی ایسی اغراض میں برتی جائے جن کے متعلق ہندوستان سے کبھی مشورہ بھی نہیں لیا جائیگا اسی قسم کی غلط اور پُر خطر پالیسی پر کاربند ہونے سے بہت ممکن ہے کہ ہندوستانی سپاہ تلرد کے لئے طاقت و قوت کا پشتیبان ہونے کی بجائے کوئی وجہ خطر بن جائے۔ ایشر رپورٹ میں جو اصول مندرج ہیں اگر انھیں عملی جامہ پہنایا جائے تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ ہندوستان ہمیشہ کے لئے برطانی مقبوضہ بنا رہیگا۔ یہ اشتباہ قابل غور ہے کہ اگر ایک فوج کے قیام کے لئے جو زیادہ تر ایشر رپورٹ کی سفارش کے موجب ہندوستان سے باہر استعمال ہوگی ہندوستانیوں پر ٹیکسوں کی بھرمار ہوئی تو ممکن ہے کہ آخرکار برطانی اور ہندوستانی تعلقات کو ضعف پہنچے۔

اعلیٰحضرت شہریار افغانستان اور غازی انور پاشا۔ غازی انور پاشا نے عید اضحےٰ کی تقریب سعید پر اعلیٰحضرت امیر امان اللہ خان شہریار افغانستان کو تار کے ذریعہ مبارکباد ارسال فرمائی اسکے جواب میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آزردہ ہوں عدو سے رسم اسلک ہے صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ہفتہ میں دوبار
یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت (للعہ)
ششماہی ... سہ ماہی ...
طلباء سے سالانہ للعہ

جلد ۸ | مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۵ ربیع الاول ۱۳۳۹ ہجری مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۲۰ء | نمبر ۴۰

کلام الامام امام الکلام

مصطفٰے مارا امام و مقتدا

رو بدو کردم کہ رو آنروئے اوست
ہر دل فرخندہ مائل سوئے اوست

در دو عالم مثل او روئے کجاست
جز سر کویش دگر کوئے کجاست

آں کساں کز کوچہ او غافل اند
از سگان کوچہ ہا ہم کمتر اند

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند
عاشقانش در جہان دیگر اند

آں جہاں چوں ماند بر کس ناپدید
از جہاں آں کور و بد بختے چہ دید

راہ حق بر صادقاں آساں تر است
ہر کہ جوید دانشش آید بدست

ہر کہ جوید وصلش از صدق و صفا
رہ دہندش سوئے آں رب السما

صادقاں را می شناسد چشم یار
کید و مکر اینجا نمی آید بکار

صدق می باید برائے وصل دوست
ہر کہ بے صدقش بجوید حمق اوست

صدق ورزی در جناب کبریا
آخرش مے باید از یمن وفا

صد در بسته و بکشاید ز صدق
یار رفتہ باز مے آید بصدق

صدق ورز ال راہمیں باشد نشاں
کز پئے جاناں بکف دارند جاں

جواہر ریزے

جو کام ہو اللہ کیلئے ہو اور جو بات ہو خدا کیواسطے ہو

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسواسطے اگر ایک مسلمان مسلمان کہلا کر خواہ صرف و نحو معانی و بدیع وغیرہ علوم کا کتنا ہی بڑا فاضل کیوں نہ ہو دنیا کی نظر میں شیخ الکل فی الکل بنا بیٹھا ہو لیکن اگر تزکیہ نفس نہیں کرتا۔ قرآن شریف کے علوم سے اسکو حصہ نہیں دیا جاتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت دنیا کی توجہ ارضی علوم کی طرف بہت جھکی ہوئی ہے اور مغربی روشنی نے عالم کو اپنی نئی ایجادوں اور صنعتوں سے حیران کر رکھا ہے۔ مسلمانوں نے بھی اگر اپنی فلاح اور بہتری کی کوئی راہ سوچی تو بدقسمتی سے یہ سوچی ہے کہ وہ مغرب کے رہنے والوں کو اپنا امام بنالیں اور یورپ کی تقلید پر فخر کریں۔ یہ تو نئی روشنی کے مسلمانوں کا حال ہے۔ جو لوگ پرانے فیشن کے مسلمان کہلاتے ہیں اور اپنے آپکو حامی دین متین سمجھتے ہیں انکی ساری عمر کی تحصیل کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ صرف و نحو کے جھگڑوں اور الجھیڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور ضالین کے تلفظ پر مر مٹے ہیں۔ قرآن شریف کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں اور ہو کیونکر جبکہ وہ تزکیہ نفس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

ہاں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو تزکیہ نفس کے دعوے کرتا ہے وہ صوفیوں اور سجادہ نشینوں کا گروہ ہے۔ مگر ان لوگوں نے قرآن شریف کو تو چھوڑ دیا ہے اور اپنے ہی طریق اختراع کر لئے ہیں۔ کوئی چلہ کشیاں کرتا ہے کوئی الا اللہ کے نعرے مارتا ہے۔ کوئی نفی اثبات توجہ، حبس دم وغیرہ میں مبتلا ہیں۔ غرض ایسے طریقے نکالے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوتے اور نہ قرآن شریف کا یہ منشا ہے اور نہ کبھی سلسلہ نبوت نے ایسے طریقہ کو پسند کیا۔ غرض یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جبتک انسان ایک پاک تبدیلی نہیں کرتا ہے اور نفس کا تزکیہ نہیں کرتا قرآن شریف کے معارف اور خوبیوں پر اطلاع نہیں ملتی قرآن شریف میں وہ نکات اور حقائق ہیں جو روح کی پیاس کو بجھا دیتے ہیں۔ کاش دنیا کو معلوم ہوتا کہ روح کی لذت کس چیز میں ہے اور پھر وہ معلوم کرتی کہ وہ قرآن شریف صرف قرآن شریف میں موجود ہے۔

دیکھو جس قدر انسان تبدیلی کرتا جاتا ہے اُسیقدر وہ ابدال کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔ حقائق قرآنی نہیں کھلتے جب تک ابدال کے زمرہ میں داخل نہ ہو۔ لوگوں نے ابدال کے معنے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ اور اپنے طور پر کچھ کا کچھ سمجھ لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ سے اُن کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں۔ شیطان کی حکومت کا استیصال ہو کر اللہ تعالیٰ کا عرش اُن کے دل پر ہوتا ہے پھر وہ روح القدس سے قوت پاتے اور خدا تعالےٰ سے فیض پاتے ہیں۔ تم لوگوں کو میں بشارت دیتا ہوں کہ تم میں سے جو اپنے اندر تبدیلی کریگا وہ ابدال ہے۔ انسان اگر خدا کی طرف قدم اُٹھائے تو اللہ تعالےٰ کا فضل دوڑ کر اُسکی دستگیری کرتا ہے یہ سچی بات ہے، اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چالاکی سے علوم القرآن نہیں آتے۔ دماغی قوت اور ذہنی ترقی قرآنی علوم کو جذب کرنے کا اکیلا باعث نہیں ہو سکتا۔ اصل ذریعہ تقوےٰ ہی ہے۔ متقی کا معلم خدا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ نبیوں پر امیت غالب ہوتی ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امی بھیجا ہے کہ باوجودیکہ آپؐ نے نہ کسی مکتب میں تعلیم پائی اور نہ کسی کو استاد بنایا پھر آپؐ نے وہ معارف اور حقائق بیان کئے۔ جو دُنیوی علوم کے ماہروں کو دنگ اور حیران کر دیا قرآن شریف جیسی پاک کامل کتاب آپؐ کے لبوں پر جاری ہوئی جسکی فصاحت و بلاغت نے سارے عرب کو خاموش کرا دیا وہ کیا بات تھی جسکے سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علوم میں سب سے بڑھ گئے وہ تقوےٰ ہی تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مطہر زندگی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف جیسی کتاب وہ لائے جسکے علوم نے دُنیا کو حیران کر دیا۔ (باقی آئندہ)

اخبار احمدیہ

قرآن مجید کا درس جیسا کہ اعلان کیا جا چکا ہے حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب مورخہ ۱۷ سے شروع کرینگے دینیات کے طلباء اور دوسرے دوستوں کو اس سے فائدہ اُٹھانے کی حتی المقدور کوشش کرنی چاہیئے۔ قرآن کریم کے درس کے علاوہ دینیات کے طلباء کیلئے دینی تعلیم کے باقی شعبوں میں علم حاصل کرنیکا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ باہر کے طلباء کی رہائش اور آسائش کا بھی اہتمام کیا جائیگا طلباء کو اپنی درخواستیں سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام پر بھیجنی چاہیئیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے اس ہفتہ دفتر انجمن کے حساب کتاب اور کام کا معائنہ کیا اور اسکے متعلق نہایت ضروری ہدایات کارکنان دفتر کو ارشاد فرمائیں۔ خطبہ جمعہ میں الانفاق فی سبیل اللہ اور ایثار پر نہایت بیش قیمت نصائح فرمائیں۔ خطبہ کے نوٹس لے لئے گئے ہیں جو انشاء اللہ جلد شائع کر دیا جائیگا۔

احمدیہ سٹیم پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - چہارشنبہ مورخہ ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۴۲

قرآن کریم اور دیگر کتب مقدسہ

اسمائے باریتعالیٰ

(۷)

یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ اسلام سے پیشتر خدا کے مقدس رسولوں کی عمارتیں منہدم ہو چکی تھیں۔ خداوند عالم کی ذات اور صفات کے متعلق صحیح علم صفحۂ ارضی سے رفع ہو چکا تھا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی مدت دراز کی کثرت آلہہ کی چیرہ دستی نے انسان کو اپنے ارباب متفرقہ سے بیزار کر رکھا تھا۔ انسان کی فطرت وحدت کی تلاش میں تھی۔ اور اس کی پیاس حد سے بڑھ گئی تھی۔ یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا جو ازل سے توحید الٰہی کی حقیقی نمود کے لئے مقدر تھا۔ دنیا کے باطل معبود اس کے ایک ہی اشارہ سے پاش پاش ہو گئے تقدس اور جلال صرف خدا کی ذات کے لئے خاص ہو گیا۔ اور صفات الٰہی کی چھینی ہوئی وراثت اسکے حقیقی مالک کو واپس کر دی گئی۔ لیکن آہ افسوس! دنیا حقائق کے قبول کرنے میں از حد سست واقع ہوئی ہے وہ اکثر زمانے کے رُخ نئے انداز سے پردہ کر لیتی ہے۔ اور پس پردہ وہی طبیعت اور عادت قائم رہتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ آج دنیا بہت کچھ روشن ہو چکی ہے اور وہ اپنے تاریک اور بدترین عہد وحشت کے خیالات سے سخت شرمندہ ہے لیکن کیا فی الحقیقت دنیا کی مصائب اور خوفناک امراض کا خاتمہ ہو گیا۔ کیا اب انسان اپنے بے شمار معبودوں سے منہ موڑ کر ایک ہی مالک اور قہار خدا کا پرستار ہو گیا۔ کیا اب اس کے لئے سوائے ایک رب العالمین کی چوکھٹ کے اور کوئی در امید نہیں رہا۔ کیا اس نے اپنے پیارے خداوند کے حسن حقیقی سے اطلاع پا لی۔ آہ افسوس! دنیا کی ان تمام خوفناک عادات میں سر مو تفاوت نہیں ہوا اور اکثر ارباب متفرقہ کے پرستار توحید کی آڑ میں اب بھی وہی کچھ کرتے ہیں انکے خانۂ دل میں اب بھی اتنے ہی معبود ہیں جتنے کبھی تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ظاہر متبدل ہو گیا ہے باطن اب بھی وہی ہے لباس بدل گیا ہے۔ نقاب کے اندر شکل کی قباحت وہی ہے۔ بظاہر روشنی معلوم ہوتی ہے لیکن اس روشنی کی تہ میں سیہ کاری وہی ہے۔ آتشکدے اگنی دیوتا کے نام سے پہلے بھی پہنچتے تھے آج بھی ان کی گرمی کم نہیں ہوئی۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے وگنی معبود سمجھی جاتی تھی اب ہوا کی صفائی کا عذر اس کے سوا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کا اصل مرض چونکہ ایک ہی ہے اس لئے اس کا نسخہ بھی ایک ہی ہونا چاہئے۔ انسان کی تمام بداعمالیوں۔ کج خلقیوں۔ درد و مصائب۔ کمزوریوں۔ احتیاجوں اور ضرورتوں کا حقیقی مداوا صرف ایک علیم و خبیر اللہ تبارک و تعالےٰ مستجمع جمیع صفات کاملہ کی ہستی پر کامل ایمان ہے۔ قرآن کریم جس کا معارف دینیہ کے بیان کرنے میں انداز خصوصی تمام حقائق کو دلائل یقینیہ کے ساتھ بیان کرنا ہے۔ اور یہی فطرت انسانی کی عین تڑپ اور خواہش تھی جسکو دیگر کتب مقدسہ مذاہب عالم نے پورا نہیں کیا۔ صفات باریتعالےٰ کے متعلق بھی اس اصول کو نظر انداز نہیں کرتا۔ بلا شبہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی اُن صفات کو جنکو قرآن کریم نے پیش کیا ایک حد تک دوسری کتب بھی بیان کرتی ہوں لیکن اُن کو دلائل بیّنہ کے زور سے ثابت کر دکھانا صرف قرآن کریم کا ہی حصہ ہے۔ صفات باری تعالےٰ کے متعلق فرمایا هوالذی لا اله الا هو. عالم الغیب والشهادة هوالرحمٰن الرحیم ... الخ

اللہ تعالےٰ وہ اللہ جو تمام صفات کاملہ کا مستجمع ہے اسکے سوا کوئی قابل پرستش معبود نہیں

قرآن کریم نے اس مختصر سے جملے کے اندر اس راز کو کامل طور پر مبرہن کر دیا کہ فطرت انسانی کی کمزوریوں۔ احتیاجوں اور ضرورتوں کی کوئی حد نہیں اس لئے اس کا مداوا بھی ایسا ہی ہونا چاہئے کہ جس کے اندر اُن لامحدود ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے لامحدود حسن و احسان کے جلالات کبرے موجود ہوں۔ پھر اس کے ساتھ ہی وہ عالم الغیب والشہادت بھی ہو۔ وہ فطرت انسانی کے نہاں در نہاں اور چھپے ہوئے فطری تقاضاؤں اور امراض فاسدہ کا علم رکھنے والا ہے۔ یا روح انسانی کی آئندہ تربیت اور ارتقاء کے لئے جن اسباب کی ضرورت ہے (جو اس وقت عالم غیب میں ہیں) اور جس حسن و احسان کی اسکو تلاش ہے وہ سب باریتعالیٰ کے علم میں ہے۔ ایک نادان انسان جو خداوند عالم کو روح کا خالق نہیں مانتا۔ وہ کیونکر خدا تعالےٰ کو روح انسانی کی عالم الغیب تمناؤں (اور نہاں در نہاں امراض) کا عالم قرار دے سکتا ہے ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس به نفسه۔ ہم ہی نے انسان کی ہستی کا خمیر اپنے ہاتھوں گوندھا ہے۔ اس لئے ہم ہی اسکو جانتے ہیں کہ کیا ... اس کے ضمیر کے اندر اٹھتے ہیں هوالرحمٰن الرحیم اسی نے تمہارا وجود خلعت اور اسکو بقاء کا سامان مہیا کیا۔ اور وہی تمہارے افعال اور اعمال کے بہترین نتائج مرتب کریگا۔ وہ انسان جو خدا تعالےٰ کو ہمارے اعمال کی پاداش کی بناء پر محض منصف اور عادل خیال کرتا ہے اور ابدالآباد کے لئے روح انسانی کو تناسخ کی زنجیروں میں جکڑ دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا کس منہ سے اقرار کر سکتا ہے "الملک القدوس السلام"

اسلام جس خدا کو منوانا چاہتا ہے وہ محض منصف اور عادل نہیں بلکہ اس کی حیثیت اپنی مخلوق کے ساتھ مالک کی حیثیت ہے ایک منصف اور عادل بادشاہ انسان کے محدود اعمال کا ثمرہ لامحدود نہیں دے سکتا لیکن انسان کی فطرت ایسے خدا کو دھکے دیتی ہے اسکو اپنے لامحدود فطری تقاضاؤں اور ابدی نجات کی خواہش کو پورا کرنے کیلئے ایک منصف اور عادل خدا کی نہیں بلکہ رحمٰن رحیم اور مالک خدا کی ضرورت ہے۔ ہاں ایک ایسا مالک خدا جو قدوس اور السلام بھی ہو۔ نہ تو اس کی ذات میں کوئی نقص ہے اور نہ اسکی صفات میں کوئی کمی۔ ازل سے اسکی ذات وصفات افعال اور احکام میں ابتک کوئی عیب واقع نہیں ہوا۔ اس لئے وہ قدوس ہے اور نہ ابدالآباد تک اسکی ذات و صفات و افعال اور احکام کے اندر کوئی فتور ہوگا۔ اس لئے وہ السلام ہے۔ یہ ایک عجیب نکتہ ہے کہ قرآن کریم جب کوئی صفت خداوند عالم کے حسن کی بیان کرتا ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی اس کے احسان کی صفت بھی بیان کر دیتا ہے۔ تا کہ ایک طالب صادق کے لئے یہ مژدہ ہو کہ اس کی صفات حسنہ صرف اسکی اپنی ذات تک محدود نہیں اور وہ ایک مستقل اور مسدود خزانہ نہیں۔ بلکہ وہ اسکے احسان کے ذریعے اپنا عکس حقیقی پرستاروں پر ضرور ڈالتی ہیں۔ انسان کی روح میں ایک پیاس ہے اُس کی تسکین کا سامان اس ذات میں موجود ہے اور اسکے احسان کے ذریعہ وہ انسان کو ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ الوہیت تمام کے محاسن کا خزانہ ہے اُس کے بالمقابل انسان اپنی ذات سے ان تمام محاسن سے یکسر خالی اور محتاج ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ لا اله الا هو۔ ای فاعبد الله۔ اللہ کے حضور اپنی تمام ان احتیاجوں ضرورتوں اور حقیقی تمناؤں کو ایک پیاسے انسان کی طرح ڈال دو۔ عالم الغیب والشهادة وہ تمہاری ان تمام فطری تشنگیوں کا علم رکھتا ہے۔ اسکی رحمانیت اور رحیمیت کے احسانوں کے ذریعہ سے تمہاری تسکین تم کو ملے گی۔ الملک القدوس السلام وہ قدوسیت اور سلامتی کا بادشاہ ہے اور یہ اُس کا حُسن ہے یہ تقدس اور سلامتی کا حُسن اسکے حقیقی طالبوں کو مومن اور مہیمن اسکی صفات کے ذریعے سے پہنچیگا۔ امن و امان ملیگا اور ان کے امن و امن کی حفاظت کی جائیگی وہ چونکہ اپنے حسن کے لحاظ سے العزیز یعنی بے نظیر ہے اس لئے اُس کا یہ حسن اس کی صفت الجبار کے ماتحت انسان کی تمام احتیاجوں، کسروں اور کمزوریوں کو پورا کرنے والا ہے۔ وہ انسان کے فطری فقر کو اپنے ذاتی غنا سے اور انسان کی طبعی کسر کو اپنی ذاتی کبریائی سے پورا کرنے والا ہے۔

خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات پر جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں مفصل ریویو کی یہاں گنجائش نہیں۔ مختصر یہ کہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ کی ذات و صفات اور اسکے مقابل انسان کی ضروریات اور احتیاج کو اس طرح پہلو بہ پہلو بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس پر غور کرنے سے ایک طالب حقیقت کے لئے صاف طور پر کھل جاتا ہے کہ انسان کو کس قسم کے خدا اور کن صفات سے متصف اللہ کی ضرورت ہے۔ نہ صرف عربی زبان میں بلکہ زبان سنسکرت میں بھی یہی ایک خدا کا نام ہے۔ اس کی ذات اور صفات کے متعلق کامل علم صرف قرآن مجید میں ہی وارد ہے اور وید وغیرہ دیگر کتب یکسر اس سے خالی ہیں۔ اور اس پر مقدس رشی منڈک اور خود وید کی اپنی شہادت گذشتہ اوراق میں گذر چکی ہے۔

مبارک ہے وہ جو ایسے مستجمع جمیع صفات کاملہ اللہ پر ایمان لاتا ہے اور اُس کے مخبر صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

بساطِ نبوت پر محمودی چالیں

(۱)

کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون (حدیث بخاری متفق علیہ)

بنی اسرائیل کی رہائیت اور نگہبانی انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تھا۔ تو اس کی جگہ دوسرا کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ خلفاء بکثرت ہوں گے۔ (متفق علیہ حدیث ہے)

ختم نبوت کا عقیدہ وہ مشہور اور جمہور علماء امت کا مسلم عقیدہ ہے کہ آج تک امت محمدیہ میں سے کسی فرقہ کو اس سے انکار اور استکبار کا حوصلہ نہیں ہوا۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ بالاتفاق اس امر پر متحد ہیں کہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر منقطع ہو چکی اور اب آفتاب نبوت کے صرف اظلال و آثار یعنی مبشرات باقی ہیں۔ کہ جن سے ہر ایک شخص فیضیاب ہو سکتا ہے کہ جو اپنے آئینۂ قلب کو اس سراج منیر کے سامنے متوازی رکھدے۔ آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں اس قدر احادیث مروی ہیں کہ ایک جویائے صداقت اور طالب حقیقت کے لئے کافی سے بڑھکر طمانیت کی برودت اپنے اندر رکھتی ہیں۔ رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں قیل لی ..... وجعلتک اول النبیین خلقا وآخرهم بعثا یعنی خلق کے بیں نے تجھے تمام انبیاء کا اول بنایا اور بعثت میں سب انبیاء کا آخر۔ اس حدیث کی رو سے آنحضرت صلعم سب سے آخری نبی ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا قال هل غمک ان جعلتک آخر النبیین قلت یا رب لا قال هل غم امتک ان جعلتهم آخر الامم قال بلغ امتک عنی السلام۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے رسول کیا تجھے اس بات کا غم ہے کہ تجھے تمام نبیوں کا آخری نبی بنایا گیا میں نے کہا نہیں اے میرے رب۔ پھر فرمایا کیا تجھے اس بات کا غم ہے کہ تیری امت کو آخری امت بنایا گیا۔ میں نے کہا نہیں فرمایا میری طرف سے اپنی امت کو سلامتی کا پیغام پہنچا دے۔ ان ہر دو احادیث میں آنحضرت صلعم کو آخری نبی کہا گیا ہے محمودی مولوی فاضلو! اگر تم خاتم اور خاتم دونوں کے معنے تمہارے مبلغ علم میں سوائے مُہر کے اور کچھ نہیں تو کیا تمہارے ہاں کی کسی لغت میں آخر کے معنے بھی مُہر کے دیکھے ہوئے ہیں۔ قرآن کریم خاتم النبیین فرماتا ہے۔ رسول اللہ صلعم اسکا ترجمہ آخر النبیین فرماتے ہیں صحابہ خاتم (ختم کرنیوالا) اسکی قرأۃ بتلاتے ہیں۔ بتلاؤ تو ان تینوں کے معنے ختم کرنیوالے کے جس لغت میں چاہو دیکھ لو۔

(۲)

اطررا بگو کہ در اسباب حسن یار چیزے فزوں کند کہ تماشا بما رسد

مولوی جلال الدین شمس اور انکے حوالی موالی آجکل اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ چونکہ کسی لغت کی کتاب میں محدثیت کے معنے اظہار امر غیب نہیں اور نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہیں کہ جس کا حضرت مسیح موعود کو دعویٰ ہے لہذا حضرت مسیح موعود محدث نہیں بلکہ نبی ہیں انکے اس عذر کو توڑنے کیلئے اور لغوی نبوت اور اصطلاحی محدثیت کو ایک واحد ثابت کرنے کیلئے ہم

۴ مُہر کے کسی لغت میں دکھا دو۔ یا ان تینوں کے معنے ختم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - چہارشنبہ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۲۰ء نمبر ۴۲

خطبۂ جمعہ

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۲۰ء)

تشہد اور تعوذ کے بعد آپ نے اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ ؕ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَ یُقۡتَلُوۡنَ ۟ وَعۡدًا عَلَیۡہِ حَقًّا فِی التَّوۡرٰىۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ وَ الۡقُرۡاٰنِ ؕ وَ مَنۡ اَوۡفٰی بِعَہۡدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَیۡعِکُمُ الَّذِیۡ بَایَعۡتُمۡ بِہٖ ؕ وَ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ۝ (القرآن الحکیم)

مسلمانوں کیلئے کامیابی کی راہ

پڑھ کر فرمایا - کامیابی کی راہ ہر ایک شخص تلاش کرتا ہے اور آج تو بہت لوگ اپنے خیال میں جن راہوں کو کامیابی کی راہ سمجھتے ہیں اُن پر چلنے کے لئے اپنے کسی رشتے اور تعلق کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور نہ کسی حاکم سلطنت اور کسی قسم کی سزا کا خوف کرتے ہیں - ہماری پاک کتاب نے بھی اگر مسلمانوں کے لئے کوئی کامیابی کی راہ بتلائی ہے تو کس قدر ضرورت ہے کہ ہم اس راہ کو اختیار کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ فرما کر حصر کر دیا ہے کہ کامیابی کی صرف یہی ایک راہ ہے اور اگر یہ بات موجود نہ ہوگی۔ تو کامیابی بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

اب اگر ہم کامیابی کی راہ کی تلاش میں ہیں اور اگر ہمارا ایمان ہے کہ یہ قرآن اُس عالم الغیب کے الفاظ ہیں کہ جس کو اس بات کا علم کہ اس پر عمل ہو سکتا ہے کہ نہیں تو کیوں نہ ہم اس پر عمل کریں اور اس کے فرمانے کے مطابق صرف اسی راہ کو کامیابی کی راہ نہ سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ - اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اُن کی جانوں اور مالوں کو خرید لیا ہے - بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ - اس کے عوض کہ اُنکو جنت ملیگی یہی وہ لوگ ہیں کہ جو یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَ یُقۡتَلُوۡنَ - اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں قتل کرتے ہیں اور خود قتل کئے جاتے ہیں - وَعۡدًا عَلَیۡہِ حَقًّا فِی التَّوۡرٰىۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ - ان کے متعلق یہ وعدہ کوئی نیا وعدہ نہیں۔ بلکہ یہ وہ وعدہ ہے کہ جو اس سے پیشتر بھی تمام الہامی کتابوں توراۃ اور انجیل وغیرہ سب میں دیا گیا ہے کہ مومن جب خدا کی راہ مال اور جانیں دے دیتے ہیں تو وہ اُن کو جنت عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا وعدہ وفا کرنیوالا ہے۔

فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَیۡعِکُمُ الَّذِیۡ بَایَعۡتُمۡ بِہٖ - اگر تم نے یہ خرید و فروخت کر لی ہے تو خوش ہو جاؤ - کہ تم نے نفع مند سودا کر لیا اور یہ وہ چیز ہے کہ جسکو ساری دنیا ڈھونڈھتی پھرتی ہے - یہ ایک عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک بندے سے ایک چیز خریدتا ہے - حالانکہ وہ ایک ایسی ہستی ہے کہ اُس کی ملکیت سے باہر موجودات کی کوئی چیز نہیں - ایک انسان کے لئے یہ کس قدر فخر کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کا مشتری بنتا ہے اور انسان کو بائع قرار دیتا ہے - یہ ایک سودا ہے بغیر جان و مال کے دینے کے نہیں ملتی - اور جب یہ دے دیئے جائیں تو پھر اس کا ملنا یقینی اور قطعی ہے

اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کا مقصد

اب غور کرو کہ مال اور جان کے بیچ دینے کے کیا معنے ہیں تم نے اگر کسی چیز کو دینا ہے تو تم اُسکو بیچ دینے کا حق بھی رکھتے ہو لیکن اُس کے فروخت کر دینے کے بعد تمہارا اُس پر کوئی حق اور قبضہ نہیں رہتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا مومن پر کس قدر احسان ہے کہ باوجود اسکے کہ اس نے اس سے اسکے جان اور مال کو خرید لیا ہے پھر بھی وہ اس خرید کردہ مال کو مومن کے ہی سپرد کر دیتا ہے - مومن اگر غور کرے تو اس بیع و فروخت کے بعد اب اس کی کوئی چیز اپنی نہیں رہی اب اس کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا قبضہ ان چیزوں پر صرف بحیثیت ایک امین کے ہے یعنی جس طرح ایک شخص دوسرے کے پاس چیز امانت رکھدیتا ہے، اور جس کے پاس امانت رکھی جائے اُس پر واجب ہے کہ جس وقت اُسے ضرورت ہو وہ اُس امانت کو اُسے ادا کر دے - ایسا ہی حال مال اور جان کا بمعاملہ مومن کا ہے - مگر یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جب انسان ایسا عہد کر لیتا ہے تو پھر اُسکی اپنی ضروریات زندگی اور بال بچہ کی پرورش بی بی کے حقوق یہ سب خدا کی راہ میں ہی ہو جاتے ہیں - اپنے نفس کے حقوق - بی بی کے حقوق - بچوں کے حقوق ادا کرنے میں مومن اس بات کو بھی ادا کرتا ہے - صرف ایک موقعہ پر یہ آزمائش ہو تی ہے کہ آیا اُس نے فی الواقع اِن چیزوں کو خدا کا مال سمجھا ہوا ہے - اور وہ وہ موقع ہے جب ان معمولی حقوق کو چھوڑ کر خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا موقعہ آتا ہے۔

اب تم جو قرآن کریم پر ایمان لائے ہو - اور مومن کہلانا چاہتے ہو وہ مال اور جان جو تم بیچ چکے ہو اپنے عزیزوں اور بال بچوں کی خاطر کس قدر فراخدلی سے خرچ کرتے ہو۔ اور کس قدر دُکھ اور مصائب اُن کی خاطر اُٹھا لیتے ہو کیا جب خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا وقت آتا ہے تو کبھی اتنی ہی فراخدلی تمہارے اندر ہوتی ہے اور اسی قدر دُکھ اور تکلیف اُٹھانے کو تیار ہوتے ہو؟ اسی بات سے فیصلہ ہوتا ہے کہ تم نے اپنا مال و جان خدا کے ہاتھ بیچ دیا ہے یا نہیں؟ تم مومن ہو یا نہیں؟

نیکیاں بھی بعض بطور روح کے ہوتی ہیں اور بعض بطور جسم کے۔ جسم اور روح دو الگ الگ چیزیں ہیں - اگر تم کسی شے کے جسم کو لے لو اور روح کو مدکر دو۔ تم نے کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ تمہاری کوششیں سب کی سب لغو اور فضول ہیں۔

نماز بہت بڑی چیز ہے - مگر اگر اُسکے ساتھ خدا کی راہ میں اپنی جان اور مال کو خرچ کرنے سے بخل کیا جائے تو وہ نماز اصل حقیقت اور روح سے خالی ہے آخر منافق بھی تو نماز پڑھ لیتے تھے - پھر اَلۡمُنٰفِقِیۡنَ فِی الدَّرۡکِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ کیوں کہا گیا ہے اس لئے کہ اُنکے اندر اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ کی روح نہ تھی۔ خدا کی راہ میں جب جان و مال کے خرچ کرنے کا موقع آتا تھا تو وہ اس عملی امتحان میں ناکام رہتے تھے اسی لئے اُن کو ھُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا کہا گیا - اگرچہ وہ مسلمانوں کے ساتھ نمازیں بھی پڑھتے تھے۔ ظاہر اعمال کو اُنکے مسلمانوں کے سے تھے۔ اُنکو باوجود نمازیں پڑھنے اور رفاہ کار ۔۔۔ کا ذکر کیا اس لئے کہ ان کے ظاہر ایک بے روح لاش کی طرح تھے۔

مومن کا طرۂ امتیاز کیا ہے؟

اب ہر شخص کے لئے اپنے متعلق فیصلہ کر لینے کا یہ معیار ہے کہ وہ سوچے کہ اگر وہ مومن ہے تو اُسکے اندر اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی ہر ایک چیز قربان کر دینے کا حوصلہ ہے یا نہیں اور وہ اپنے اندر وقت پر اس ایمان کو داخل ہونے دیتا ہے یا نہیں - اگر تم مومن ہو - تو یہ مال اور جانیں تمہاری نہیں ہیں یہ خدا تعالیٰ کی ہیں جو اُسکی راہ میں قربان کرنے کے لئے تمہارے سپرد کی گئی ہیں

اگر تم صحابہؓ کی زندگی پر نظر ڈالو تو یہ ساری باتیں حل ہو جاتی ہیں کہ انہوں نے کس طرح اپنے مالوں اور جانوں کو خدا کی راہ میں قربان کر دیا تھا اور کس طرح سے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

آج اُن کے نقش قدم پر چلنے والے بہت ہی کم لوگ ہیں اور اُن لوگوں کی مسلمانوں میں کثرت ہے کہ جنکی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے اَفَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ تَوَلّٰی ۙ وَ اَعۡطٰی قَلِیۡلًا وَّ اَکۡدٰی - اُس شخص کی طرف دیکھو جو پھر گیا - جس نے تھوڑا دیا اور پھر رک گیا۔ پھر یا اُس نے اسلام اور ایمان کی حقیقت سے منہ پھیر لیا وَ اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی - انسان کے لئے تو صرف اُس کی سعی اور کوشش ہی کام آنیوالی چیز ہے وَ اَنَّ سَعۡیَہٗ سَوۡفَ یُرٰی اور اُسکی طرف سے کوشش کے سوا اور کوئی چیز قابل قبول نہیں پس ہمیشہ کی لگاتار سعی اور کوشش درکار ہے - یہ نہیں کہ تھوڑا سا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے پھر اُس سے رُک جائیں ایک دفعہ کام کر کے تھک کر بیٹھ جانا یہ کوئی خوبی کی بات نہیں اور دو چار پیسے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرکے یا چند پیسے یا روپے ماہوار دیکر خوش مت ہو جاؤ کیونکہ صرف اسقدر پر بس کر دینے والا حقیقت ایمان سے دور پڑا ہوا ہے۔

تمہارے اندر وہ روح موجود ہونی چاہئے کہ تم کسی وقت بھی اُس کی راہ میں خرچ کرنے سے تنگ دل نہ ہو

اصحابؓ کا اُسوہ حسنہ

بلکہ خدا کی راہ میں دیتے ہوئے تمہارے دلوں میں خوشی ہو کہ اللہ تعالیٰ امانت کا حق کچھ ادا کیا۔ اگر صحابہؓ کی زندگی کو دیکھو تو باوجود اسکے کہ اُسوقت ہر آئے دن نئی نئی تکلیفیں اور جنگ کے سامان رہتی تھیں پھر آج کی طرح اُسوقت اس قدر روپیہ بھی مسلمانوں کے پاس موجود نہ تھا - تاہم اصحابؓ نے کبھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل نہیں کیا - غور کرو کہ کس قدر جنگیں نبی کریم صلعم کو کرنی پڑیں ان جنگوں کے اخراجات کہاں پورے ہوتے تھے وہی چھوٹی سی قوم تھی جان بھی خدا کی راہ میں حاضر تھی اور جان دینے کے لئے مال کی ضرورت تھی تو وہ بھی حاضر تھا - پھر سال میں کئی کئی جنگیں بھی ہوتی تھیں اور آئے دن کے مطالبات اُن کے ذمہ تھے - مگر وہ آگے نہیں ہٹتے تھے - غریب صحابہؓ کا کاروبار کیا تھا آج اُس سے بڑھکر روپیہ تمہارے پاس موجود ہے اس افلاس عام اور مالی تنگی کے دنوں میں دیکھو کہ صحابہ کرام نے کیا نمونہ دکھایا اسکے لئے صرف ایک ہی واقعہ کی مثال بطور نمونہ کافی ہے شام پر قیصر کے ساتھ جنگ تھی اخراجات جنگ کے لئے اصحاب سے طلب کیا گیا - تو حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہؓ نے مال اور سواری جانور اونٹ وغیرہ لا حاضر کئے - مگر پھر بھی سواری کے جانوروں کی قلت کا یہ حال تھا کہ اکثر صحابہ کو سواری تک نصیب نہ ہوئی اور بڑے عظیم الشان بادشاہ سے جنگ اور ادھر اخراجات اور سواری کی اس قدر قلت کہ اس جنگ کا نام ہی غزوۃ العسرۃ مشہور ہے جو صاحب حیثیت تھے انہوں نے ہر طرح سے کوشش کی مگر بعض غریب بھی تھے وہ اخراجات وغیرہ میں کسی قسم کی مدد نہ کر سکتے تھے - تاہم اُن دنوں میں انفاق فی سبیل اللہ کا جوش اس قدر تھا کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر جنگ میں شامل ہونے کے لئے آئے اور جانوں کو قربان کرنے کے لئے سواری طلب کی - اُدھر سامان جنگ کی بے سروسامانی کا یہ حال تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سواری کے نہ ہونے کی وجہ سے اُن کو لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحۡمِلُکُمۡ عَلَیۡہِ جواب دینا پڑا - اِدھر ان لوگوں کا اخلاص اور ایثار اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا تَوَلَّوۡا وَّ اَعۡیُنُہُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوۡا مَا یُنۡفِقُوۡنَ - وہ مایوس ہو کر پھر گئے اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوئی تھیں - اگر اُنکو غم تھا تو یہ کہ اُن کے پاس اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے اُنکے تاسف کی حالت تھی کہ جس نے اُنکو ایسا غمگین بنا رکھا تھا - وہ اسی لئے رو رہے تھے کہ اُن کے پاس اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو کچھ نہیں ہے تو صحابہ میں سے اُن لوگوں کا حال تھا جو غریب تھے - امیروں کا کیا حال ہوگا - اُن کے پاس جو کچھ تھا انھوں نے لا کر حاضر کر دیا۔

جب تک دل میں اللہ تعالیٰ کے لئے اس قدر قربانی کا جوش نہ ہو تب تک یہ نمازیں - روزے اور تمام سے جوش و خروش کسی کام کے نہیں - یہاں تک کہ بغیر ایثار اور قربانی کے ہجرت بھی کوئی چیز نہیں - کامیابی کی ساری راہوں پر جو سمجھ میں آتی ہیں عمل کر کے دیکھ لیں مگر جب تک اس خدا کی بتائی ہوئی راہ پر عمل نہیں کریں گے - کامیاب نہیں ہو سکتے

جان اور مال کی قربانی کے سوا کوئی قوم کامیاب نہیں ہو سکتی

دوسری قومیں اپنی قوم اور ملک اور سلطنت کی خاطر اُنکو قربان کر دیتا اور ان چیزوں کی محبت میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتی ہیں اور خدا کے لئے یہ سب کچھ قربان کرنے کا حکم ہے - اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے - وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَہُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ - کچھ وہ لوگ ہیں جو بہت چیزوں کو اپنا مطلوب قرار دے لیتے ہیں - وہ اُن سے محبت کرتے ہیں کہ جیسے اُنکو اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہئے وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ - اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں بہت ہی بڑھے ہوئے ہیں - افسوس ہے کہ خدا کی محبت کی جگہ مال کی محبت نے لے لی ہے - جو شخص اس مال کو قربان نہیں کرتا اور جو اسے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں اس کا دعویٰ ایمان غلط ہے - پھر اگر کوئی اپنے نام عزت اور نمود کے لئے روپیہ خرچ کر سکتا ہے تو تم مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس سے بہت بڑھ کر فراخدل ہونا چاہئے۔

صحابہؓ میں کیا عجیب ایثار اور قربانی کا جوش نظر آتا ہے یہی وجہ تھی کہ وہ قلیل ہونے کے باوجود کامیاب ہو گئے - اور کئی کروڑ مسلمان ہو کر کامیابی نہیں حاصل کر سکتے - صحابہؓ کی کامیابی صرف اُن کی نماز اور روزہ کی پابندی کی وجہ سے نہ تھی قربانی کی روح کے ساتھ یہ سب چیزیں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں - اُن کے اندر یہ روح موجود تھی اگر تمہارے دل اُسکی راہ میں خرچ کرنے سے تنگ ہوتے ہیں تو خوب یاد رکھو کہ تم اس سے بہت دور پڑے ہوئے ہو - تمہارے پاس اگر خرچ کرنے

مرکز مدنی میں جمع ہوگی۔ حلقہ بگوشان احمدیت کے ان لوگوں سے جو اشاعت و تبلیغ اسلام کے عہد سعید کو کسی سراپا ناز کا وعدہ نہیں شبہ نہیں سمجھتے۔ در آن لوگوں سے کہ جن کو اللہ تعالیٰ کے فضل نے اطعمهم من جوع و آمنهم من خوف سے بہرہ وافر ملا ہے۔ استدعا کی جاتی ہے کہ وہ اس مبارک رحلت شتوی کے عمل پیرا ہو کر جلسہ میں ضرور شامل ہوں اور اپنے دائرہ اثر میں جس قدر اصحاب اس مقصد عظمیٰ میں دلچسپی رکھنے والے ہوں اُن کو بھی رفیق سفر بنانے کی حتے المقدور کوشش کریں۔ کیونکہ یہ سراسر ممکن امر ہے کہ وہ لوگ جن کو ہمارے اغراض ومقاصد سے اطلاع نہیں ان لوگوں سے بڑھکر درد دل رکھنے والے ثابت ہوں۔ فلیبلغ الشاهد الغائب فان الشاهد عسىٰ ان يبلغ من هو اوعىٰ له منه ایسا ہو سکتا ہے کہ شاہد کی نسبت غائب تعمیل ارشاد میں بڑھکر ثابت ہو۔

موسم شتائی جیرہ دستی سے محفوظ رہنے کے لئے ہر ایک دوست کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا ساتھ لانا چاہئے۔

اخراجات جلسہ کو پورا کرنے کے لئے سکرٹری صاحبان انجمنہا سے استدعا ہے۔ کہ کم از کم عـہ روپیہ فی کس وصول کرکے بہت جلد محاسب صاحب کی خدمت میں بھجوا دیں۔

رسید زر

فہرست چندہ جماعت سرگودھا معرفت شیخ عبدالعلی صاحب

نام	روپے	آنے	پائی
قاضی عبداللہ صاحب	۱	۱۴	۰
جمعدار صاحب	۱	۰	۰
شیخ عبدالعلی صاحب	۱	۰	۰
میاں عطا محمد صاحب انجینئر	۵	۰	۰
میاں عبداللہ صاحب	۱۰	۰	۰
میزان کل	۱۸	۱۴	۰

چندہ جماعت لاہور چھاؤنی معرفت بابو محمد حسین صاحب بابت ستمبر ۱۹۲۰ء

نام	روپے	آنے	پائی
بابو نبی بخش صاحب	۱	۰	۰
" قاضی ثناء اللہ صاحب	۵	۰	۰
جناب حکیم الطاف علی صاحب	۱	۰	۰
" قاضی مظفر علی صاحب	۱	۰	۰
" داروغہ صدرالدین صاحب	۱	۰	۰
" بابو محمد لقمان صاحب	۱	۸	۰
" بابو محمد حسین صاحب	۲	۰	۰
میزان کل	۱۲	۸	۰
منہائی قیمت رجسٹرات	۶	۴	۰
باقی	۶	۴	۰

چندہ جماعت ڈیرہ غازیخان معرفت جناب عزیز بخش صاحب

نام	روپے	آنے	پائی
جناب عزیز بخش صاحب مستقل فنڈ یعنی حصہ دہم از آمد صاحب ممدوح	۳۵	۰	۰
جناب موصوف ماہواری چندہ بدست جناب رحیم بخش صاحب	۱۶	۸	۰
میزان کل ـ/۸/۵۱	۵۱	۸	۰

متفرق خبریں

طلباء ولسن کالج بمبئی تعلیم انجیل کی مخالفت:- بمبئی ۱۸ر نومبر کچھ عرصہ سے طلباء ولسن کالج میں انجیل کی جماعتوں میں لازمی حاضری کے خلاف جوش وخروش پیدا ہورہا ہے۔ اس کے متعلق طلباء کے ایک وفد نے پرنسپل سے ملاقات کی لیکن دوسری مرتبہ کچھ طلباء نے ملاقات کرنی چاہی تو اجازت نہیں دی۔ طلباء نے بمبئی یونیورسٹی کے سینٹ سے مداخلت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ سینٹ اس میں مداخلت کرے۔ طلباء نے ہڑتال کرنے سے پیشتر سینٹ کے جواب کا انتظار مناسب خیال کیا۔

اس تحریک کا عدم تعاون سے کوئی تعلق نہیں۔ طلباء کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ انجیل کی جماعتوں کی حاضری لازمی نہ ہو۔

مسٹر بھنکار سابق طالب علم ولسن کالج اور طلباء کی عدم تعاون کمیٹی کے سکرٹری کو جو اس تحریک میں حصہ لے رہے تھے پرنسپل نے کالج میں نہ آنے کے لئے کہا۔ لیکن مسٹر بھنکار نے انکار کیا اور تحریری حکم مانگا تحریری حکم نہ ملا۔ مسٹر بھنکار نے کہا۔ میں اپنے دوستوں سے ملنے آتا ہوں۔ آخر پرنسپل نے پولیس سے شکایت کی۔ اسکی پولیس نے احاطہ کالج میں انہیں گرفتار کیا اس سے طلباء میں بہت جوش پیدا ہوگیا۔ مسٹر بھنکار ضمانت پر رہا ہو گئے۔ اور مقدمہ زیر التوا ہے۔

ڈاک اور تار کی ہڑتال اور پوسٹماسٹر جنرل کا اعلان:- بمبئی ۱۸ر نومبر۔ پوسٹماسٹر جنرل بمبئی نے کل اعلان کیا ہے۔ کہ ڈاک وتار کے وہ ہڑتالی جنہوں نے بغیر رخصت کام چھوڑ دیا تھا اگر ۲۲ر نومبر کی دوپہر تک آکر اپنا اپنا کام سنبھال لیں تو ان پر نہ تو تاوان ہی عائد کیا جائیگا۔ اور نہ ہی اُن کی ملازمت کا سلسلہ منقطع کیا جائیگا۔ لیکن ایام غیر حاضری کا کوئی معاوضہ نہ ملیگا۔ جو آدمی واپس نہ آنے پر مصر ہیں انہیں متنبہ کیا جاتا ہے کہ اُن کی اسامیاں پر کرلی جائینگی۔ اس اطلاع پر سب ہڑتالیوں کو ایکدم واپس آجانا چاہئے۔

اس وقت تک ہڑتالی متحد اور اپنے ارادوں پر قائم ہیں۔ اب معلوم ہوا ہے کہ دوشنبہ گذشتہ کو جو ۵۶ آدمی شورش برپا کرنے کے الزام میں گرفتار کئے گئے تھے۔ اُن میں ڈاک وتار کے ہڑتالی بھی شامل ہیں۔ مسٹر ڈپریسیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں ان سب کا مقدمہ پیش ہوا۔ لیکن بعد میں چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں منتقل کیا گیا۔ کیونکہ مسٹر ڈپریسیڈنسی مجسٹریٹ جو موقعہ واردات پر موجود تھے بحیثیت گواہ پیش ہوں گے۔

پٹنہ کے طلباء پھر سکول میں چلے گئے:- پٹنہ ۱۹ر نومبر طلباء نے بی۔ این۔ کالجئیٹ سکول نے عدم تعاون کی حمایت میں ہڑتال کردی تھی۔ لیکن جب انہیں یقین دلایا گیا کہ سرکاری امداد ترک کرنے کے متعلق مجلس انتظامیہ کو اطلاع کردی گئی ہے۔ تو طلباء سکول میں چلے گئے۔

مدراس- ۱۸ر نومبر۔ پچیپا ہا کالج کے جن طلباء نے عدم تعاون کے سلسلہ میں کالج سے تعلق قطع کر لیا تھا۔ اُن میں سے بعض طلباء نے اب پھر داخلہ کی درخواست کی ہے۔

بمبئی- ۱۹ر نومبر مسلمانان بمبئی کا ایک جلسہ زیر صدارت مسٹر جوزف بپٹسٹا منعقد ہوا جس میں مسٹر ابراہیم حاجی اور مسٹر ہارون جعفر کے خلاف اظہار ناراضگی کی قرارداد منظور کی گئی۔ کیونکہ یہ دونوں مسلم حلقہ ہائے کونسل شت ذالکر بغیر مقابلہ کے انتخاب میں کامیاب ہوگئے۔ اور یہ مسلمانوں کے نمائندے نہیں ہو سکتے۔ جبکہ انھوں نے علماء ہند کے فتوے کی خلاف ورزی کرکے احکام اسلام سے انحراف کیا ہے۔

سب مسلمانوں سے بالعموم اور کچھی۔ میمنوں۔ ڈنڈی کے بوہروں اور اسمٰعیلی خوجوں سے بالخصوص درخواست کی گئی کہ اُن سے تمدنی ومجلسی تعلقات منقطع کرلیں۔ کیونکہ انہوں نے شریعت حقہ اسلامیہ کی خلاف ورزی کی ہے۔

مقرروں نے اس امر پر زور دیا۔ کہ ہم دنیاوی اعزاز بہ حرمت دین کو قربان کردیتے ہیں۔ اُن سے قطع تعلق کرنا بھی ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ حکومت سے عدم تعاون کرنا۔

جبل پور- ۱۱ر نومبر سی۔ ایم۔ ایس ہائی سکول کے طلباء نے ہڑتال کردی ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ دوسرے امداد سکول کے طلباء بھی اس پر عمل کرنے پر غور کر رہے ہیں۔

بنارس- ۱۸ر نومبر۔ مولانا محمد علی اور دوسرے حامیان عدم تعاون کی تقریر کا طلباء کی اس بڑی تعداد پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔ جو اپنے طرز عمل کا فیصلہ کرنے سے پیشتر ۲۴ر نومبر کو مہاتما گاندھی کی آمد کے منتظر ہیں۔ طلباء کی رائے مختلف ہے۔ ان طلباء کے دستخط ہونے کی تدابیر ہو رہی ہیں۔ جو ایک سیدھا وصیفہ کے اندر اندر ہندو یونیورسٹی کو قومی یونیورسٹی بناکر سرکاری امداد سے انکار کر دینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اسوقت تک بعض طلباء نے دستخط کردیئے ہیں لیکن حقیقۃً کثیر موجودہ یونیورسٹی کے توڑنے کا مخالف ہے۔

پنڈت مدن موہن مالوی موجودہ حالت کو قابو میں رکھنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔

مسٹر بھنکار کا عدالت میں صفائی سے انکار:- بمبئی ۱۹ر نومبر۔ مسٹر۔ ایس۔ این بھنکار سابق طالبعلم ولسن کالج اور ایڈیٹر ینگ کالجیئٹ ۱۸ر نومبر کو فورتھ پریسیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوئے۔ جن پر ولسن کالج میں شورش برپا کرنے کا الزام تھا۔ ملزم نے صفائی پیش کرنے سے انکار کیا اور ایک تحریری بیان پیش کیا کہ میں طلباء کی عدم تعاون کمیٹی کا سکرٹری ہوں بحیثیت حامی عدم تعاون فساد کرنا میرے مذہب کے خلاف ہے مجھے پرنسپل یا طلباء سے فساد کرنے کا مطلق خیال نہیں تھا میں بحیثیت سابق طالب علم اپنے طالبعلم دوستوں سے ملنے گیا تھا۔ اور چونکہ کالج کی تعمیر میں عوام کا سرمایہ بھی لگا ہے اسلئے میرے خیال میں مجھے کالج میں جاکر اپنے دوستوں سے ملنے کا پورا حق ہے۔ میرے اخراج کے متعلق پرنسپل کا حکم ناجائز تھا اسلئے میں نے تعمیل نہیں کی۔

پرنسپل میکنزی نے کہا کہ میں نے ملزم کو کالج میں آنے سے منع کیا تھا۔ کیونکہ یہ فساد برپا کرتا تھا۔ مجھے طلباء کے کالج چھوڑنے پر کوئی اعتراض نہیں۔ اور نہ میری یہ خواہش ہے کہ ملزم کو سزا دی جائے۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ یہ کالج میں نہ آنے کا اقرار کرے۔ لیکن عدالت کے سوال پر مسٹر بھنکار نے اس قسم کا اقرار کرنے سے انکار کردیا۔ اور گواہ کے اس حکم کو ناجائز قرار دیا مقدمہ ۲۳ر نومبر کے لئے ملتوی ہوگیا۔

قسطنطنیہ- ۱۷ر نومبر۔ احرار اسلام نے ایک الٹی میٹم جارجیہ کی حکومت کے نام روانہ کیا۔ جس میں اس امر کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ جارجیہ علاقہ قارص۔ اردہان اور باطوم ہمارے حوالے کردے علاوہ بریں ریل کا قبضہ بھی ہمارے سپرد کردیا جائے۔

اطلاع ملی ہے کہ حکومت جارجیہ نے اس مطالبہ کا جواب دیتے ہوئے احرار اسلام کو کہا ہے۔ کہ اگر احرار اسلام کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالیں۔ تو وہ ریل کا قبضہ اُن کے سپرد کردے گی۔

طفلس ۱۷ر نومبر۔ اطلاعیں موصول ہو رہی ہیں کہ حکومت جارجیہ کے ایوان میں سخت بدنظمی پیدا ہوگئی ہے۔ اور صدر صیغہ داخلہ کے متعلق کچھ الزامات ثابت ہوئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وزارت عنقریب مستعفی ہو جائے گی۔

علی برادران سے حساب کا مطالبہ- الہ آباد۔ ۱۸ر نومبر اس قسم کے خطوط شائع ہوئے ہیں۔ جن میں مولانا محمد علی شوکت علی سے گذشتہ بارہ سال کے مختلف چندوں کا حساب مانگا گیا ہے۔ ان میں ترکی کے سرمایہ امدادی واستمداری۔ خدام کعبہ اور خلافت کے چندے اور سمرنا کے حصص وغیرہ کا حساب شامل ہے ترکی امدادی سرمایہ کا تخمینہ پانچ لاکھ کا کیا گیا ہے۔

تخت یونان کا تنازعہ- ایتھنز ۱۸ر نومبر۔ مسیو وینی زیلوس اپنا بستر بوریا باندھکر عازم نیس ہو گئے ہیں۔ وہ ایک کشتی موسومہ مارسٹو پر سوار تھے اور ایک برطانوی کروزر اور دو تباہکن جہاز ان کے ہمرکاب تھے۔

نیویارک ۱۷ر نومبر۔ افواہ ہے کہ وینی زیلوس کی حامی فوج شاید سمرنا میں اپنی سلطنت جمہوریہ کا اعلان کردے۔ موجودہ سربراہی کا منشا فریق مخالف نے بھی منظور کر لیا ہے۔ کہ مجلس وزارت اسوقت تک کے لئے ہوگی جسوقت تک شاہ قسطنطین کی مراجعت کے متعلق رائے عامہ حاصل نہ کی جائے۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری کی تصنیفات

(۱) اسلام میں کوئی فرقہ نہیں یہ کتاب ۲۰×۳۰ سائز کی اعلیٰ ولایتی ودبیز کاغذ پر تین قسموں میں چھپ رہی ہے۔ جو ۲۰۸ صفحات پر مشتمل ہوگی۔ ان اوراق میں ایک ادبی کوشش ان امراض مزمنہ کے دفعیہ کے لئے کی گئی ہے جو اندر ہی اندر مسلم قوم کو کھا رہی ہیں اور اندر ہی اندر مسلم ہستی کو تباہ کر رہا ہے اور جب تک اُن کا سدباب نہ ہوگا مسلم سیاسی کوششیں کچھ کام نہیں آسکتیں۔ ان امراض مزمنہ میں سے ایک بیماری ہمارے آئے دن کی فرقہ بندی کے تنازعات ہیں جس پر قرآن اور احادیث سے خصوصیت سے روشنی ڈالکر ثابت کیا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ بندی نہیں۔ دوئیم مسئلہ ختم نبوت پر بھی قرآن کریم سے روشنی ڈالی ہے اور جدید الخیال احباب قادیان کے مختلف مسائل متعلقہ نبوت پر بھی کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت عـہ اور عـہ کے درمیان ہوگی۔ نومبر کے اخیر تک طبع ہوگی۔

(۲) قرآت عالم کا مذہب سائنس اور مذہب میں جولی اور دامن کا ساتھ ہے۔ صحیفہ فطرت کا مذہب۔ زیر طبع ہے۔ قیمت غالباً ... ۸؍

(۳) اسلام اور علوم جدیدہ زیر طبع ہے۔ قیمت غالباً ۸؍

(۴) مسیح کی الوہیت اور ابنیت پر ایک نظر زیر طبع قیمت ۸؍

(۵) شہدائے ثلاثہ دُنیا کے تین مشہور شہداء حضرت مسیح۔ حضرت امام حسینؓ۔ جناب سقراط۔ مصنفہ جناب بشیر حسین صاحب قدوائی قیمت ۸؍

(نوٹ):- حضرت خواجہ صاحب کی بہت سی انگریزی کتب بھی مسلم بک سوسائٹی میں موجود ہیں۔ احباب فہرست کے لئے ارشاد فرمائیں۔

المشتہر

خواجہ عبدالغنی مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۲۰ء نمبر ۴۳

خطبۂ جمعہ

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۰ء)

خطبۂ جمعہ کی برکات

تشہد و تعوذ کے بعد سورۃ فاتحہ کی تلاوت کر کے فرمایا۔ جمعہ کا خطبہ مسلمانوں میں ایک بڑی بھاری نعمت تھی قوم کی بہبودی اس کی اصلاح اور پیش آمدہ ضروریات کا علم اس سے حاصل ہوتا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ مسلمان قوم کی موجبات حیات میں سے خطبہ جمعہ ایک بڑا موجب تھا .... میں اس لئے کہتا ہوں کہ عام طور پر اب جمعہ کا خطبہ ان فوائد سے خالی ہو گیا ہے۔

ایک مردم شماری کی رپورٹ میں مسلمان قوم کی ترقی کی وجہ اس رپورٹ کا کمشنر یہ لکھتا ہے کہ مسلمانوں کا جمعہ کا باقاعدہ انسٹیٹیوشن بھی اُن کی ترقی کی ایک بڑی وجہ ہے۔ ہر ہفتہ کے بعد خطیب اُن کو اُن کی قومی ضروریات اور اُن کے حل کے لئے وعظ کہتا رہتا ہے اور اُنکو وہ امور یاد دلاتا رہتا ہے کہ جن پر اُن کی ترقی کا انحصار ہے۔ پس اُن کی ترقی کا ایک موجب جمعہ بھی ہے کہ جس میں قومی اور دینی بیداری کے لئے آٹھویں دن اُن کو موقعہ ملتا رہتا ہے۔

مگر اب مسلمانوں میں یہ خطبہ بھی صرف برائے نام مفید رہ گیا ہے اکثر علماء تو اُردو میں خطبہ پڑھنا ہی بدعت سمجھتے ہیں اور خطبہ کی بجائے صرف عربی کی لکھی ہوئی عبارت پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔ بعض جگہ چند معروف خطبے اور کچھ اشعار پڑھ دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے جہاں ہماری اور بہت سی ضروریات ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ضرورت ہے کہ ہم اس خطبہ کو اس طور پر استعمال کریں کہ جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ اس لئے میں اپنے سامعین سے یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ جب نماز جمعہ کے لئے آئیں تو اس غرض کو مدِ نظر رکھ کر آئیں کہ ہم اس خطبہ سے کچھ سیکھیں اور اُس پر عمل کریں۔ خطیب کا مقصد بھی یہی ہونا چاہئے کہ لوگ اسکے خطبہ سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ بلکہ خطیب تو اس غرض کو مدِ نظر رکھ کر خود بھی بہت سا علم حاصل کر سکتا ہے کیونکہ لوگوں کو مفید باتیں سُنانے میں اُس کا اپنا علم بھی بڑھتا ہے۔

نماز میں سورۂ فاتحہ کے تکرار کا فلسفہ

میں نے آج آپ لوگوں کے سامنے سورۂ فاتحہ پڑھی ہے اس سورہ شریفہ کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں صفاتِ الٰہی کا ذکر ہے اور دوسرے حصہ میں دعائیں ہیں۔ پہلے کے متعلق میں اس وقت کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ صرف دوسرے حصہ کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

اس حصہ میں اھدنا الصراط المستقیم کی جو دُعا سکھائی گئی ہے۔ بظاہر یہ چند لفظ ہیں۔ مگر غور کرو کہ انکو کیسی وقعت دی گئی ہے۔ سارا قرآن ایک طرف اور یہ سورۃ ایک طرف کیونکہ نماز میں یہ حکم ہے کہ ایک طرف تو اس دُعا کو پڑھو۔ اور دوسری طرف قرآن کا جو حصہ بھی چاہو پڑھ لو۔ قرآن کے اور کسی حصہ کے پڑھنے کی تخصیص نہیں۔ مگر نماز میں اسکو ضرور پڑھنا پڑتا ہے۔ تو ضرور اس کا کوئی مقصد اور مدّعا ضرور ہونا چاہئے۔ کہ جس کی وجہ سے اس دُعا کو اس قدر عزت دی گئی ہے۔ یہ دعا ایسی عظیم الشان دُعا ہے کہ اور کسی مذہب میں ایسی دُعا نہیں پائی جاتی۔ پھر مسلمانوں کو بھی جس قدر دعائیں سکھائی گئی ہیں وہ اس کثرت کے ساتھ نہیں پڑھی جاتیں۔ کہ جس کثرت سے اسکو پڑھا جاتا ہے۔ ہفتہ میں ایک بار نہیں۔ بلکہ روزانہ بھی ایک بار نہیں۔ کم از کم ۳۲ مرتبہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور مسلمان نماز پڑھنے والے اسکو پڑھتے ہیں۔ اس کثرت کے ساتھ پڑھوانے کی غرض کیا ہے۔ اس کے بار بار دُہرانے کا مقصد کیا ہے؟ کیا وہ بات صرف ایک بار پڑھنے سے حاصل نہیں ہو سکتی اور اگر ایک بار پڑھنے سے حاصل ہو سکتی تو اللہ تعالے دن میں اتنی دفعہ پڑھنے کا حکم نہ دیتا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ اس کا ایک دفعہ پڑھنا کافی [illegible] اس کا ایک دن میں تیس چالیس مرتبہ پڑھنا [illegible] اگر اس دعا کے لفظوں کے معنوں کو دیکھا جائے۔ تو بظاہر موٹی سی بات معلوم ہوتی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم ۝ صراط الذین انعمت علیھم میں یہ استدعا کی گئی ہے کہ ہم کو انعام والوں کے رستہ پر چلا اور ہمیں بھی نعمتیں عطا فرما۔

انعمت علیھم میں کونسی نعمت مراد ہے

لیکن اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نعمت تو کئی قسم کی ہے۔ پھر وہ کونسی خاص نعمت ہے کہ جسکے لئے ہمیں ایسی عظیم الشان دُعا سکھائی گئی ہے۔ نعمتیں تو دُنیا میں بے شمار ہیں۔ انسان کی طاقتیں۔ قوتیں۔ اعضاء اور جوارح یہ بھی نعمتیں ہیں آسمان سے بارش اور روشنی ہم پر نازل ہوتی ہے یہ کیسی نعمت ہے زمین میں لاکھوں قسم کی نعمتیں پیدا ہوتی ہیں۔ جانور بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ صدہا قسم کا اناج۔ سبزیاں کیسی نعمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اللہ الذی خلق السمٰوات والارض وانزل من السماء ماءً فاخرج بہٖ من الثمرات رزقا لکم۔ اللہ تو وہ ہے کہ جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اور بادلوں سے پانی اُتارا۔ پھر اس کے ساتھ تمہارے کھانے کے لئے اناج اور پھلوں کو پیدا کیا۔ وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہٖ وسخر لکم الشمس والقمر دائبین وسخر لکم اللیل والنھار۔ سورج۔ چاند۔ رات اور دن سب کو تمہارے کام میں لگا دیا۔ واٰتٰکم من کل ما سألتموہ اور تم کو وہ سب کچھ دیا گیا کہ جس کی تم کو ضرورت تھی۔ اور آخر میں فرمایا۔ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار۔ اگر تم اللہ تعالے کی نعماء کو گننا چاہو تو انکو شمار نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ناانصاف اور ناشکرا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام چیزیں جو انسان کو اللہ تعالے کی طرف سے بطور احسان پہنچتی ہیں خدا کی نعمتیں ہیں۔ اور وہ اس قدر کثیر ہیں کہ کوئی شخص انکو گن نہیں سکتا۔

ایک دوسرے موقعہ پر بادشاہت اور نبوت کو بھی نعمت الٰہی کہا گیا ہے۔ فرمایا۔ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ اپنے اوپر اللہ تعالے کی نعمتوں کو یاد کرو جبکہ اُس نے تم میں نبی مبعوث کئے اور تمہیں بادشاہ بنایا۔ تو عزت و جاہ و بادشاہت بھی ایک نعمت ہے اسی طرح سے مال و منال۔ گوشت۔ میوہ۔ پانی اور اناج خدا تعالے کی نعمتیں ہیں جن لوگوں کو یہ حاصل ہیں اُن کو نعمت کا ایک حصہ دیا گیا ہے۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ

اھدنا الصراط المستقیم

میں بیشمار نعمتوں میں سے کونسی نعمت مُراد ہے۔ کیا چاندی۔ سونا۔ لباس فاخرہ۔ جانور۔ مال و منال۔ جاہ و حشمت کے لئے یہ دُعا سکھائی گئی ہے۔ یا یہ دعا ہے کہ ہم کو بادشاہ بنا دے۔ بعض مذاہب میں ایسی بھی دعائیں ہیں۔ جیسی کہ عیسائیوں میں وہ دُعا جو خداوند کی دُعا کے نام سے پکاری جاتی ہے "اے ہمارے خدا ہمیں آج کی روٹی عنایت فرما۔" مگر قرآن کریم اس قسم کی دعاؤں کو کوئی اعلیٰ دُعا قرار نہیں دیتا۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم نے بھی یہ تعلیم دی ہے کہ تم دُنیا کی حسنات اور نعمتیں خدا تعالےٰ سے مانگا کرو۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ۔ دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالے نے ہمیں کس نعمت کیلئے یہ عظیم الشان دُعا سکھائی ہے جو دن میں تیس چالیس مرتبہ ہمکو کرنی ضروری ہے کیا ایک مالدار کو ہم دیکھ کر ہم یہ دُعا کریں کہ ہمکو بھی مال دیدے اور اُسے دیکھ کر ہمارے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو کہ کاش ہم ایسے ہوتے! نہیں۔ کیونکہ ایک مالدار شخص قارون کی بابت قرآن کریم میں ذکر ہے کہ بڑے بڑے طاقتور لوگ بھی اُس کے خزانوں کو اُٹھانے کی ہمت نہ رکھتے تھے۔ اُس کی دولت کو بنی اسرائیل نے دیکھ کر کہا کہ کاش ہم بھی ایسے مالدار ہوتے مگر قرآن کریم نے اس مالدار شخص کا انجام بد دکھا کر ایسی خواہش اور طمع سے مسلمانوں کو منع کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس نعمت سے مراد دولت اور مال نہیں۔ اس موقعہ پر حضرت ابن عباسؓ جو تفسیر اس آیت کی کی ہے وہ ہماری دستگیری کرتی ہے

سورہ فاتحہ میں صرف چار صفاتِ باری کا ذکر کیوں کیا گیا؟

ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ اس جگہ منعم علیہ گروہ سے وہی لوگ مُراد ہیں۔ کہ جن کی تشریح فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا میں کی گئی ہے۔ یعنی ہم کو وہ انعام ملے کہ جو نبیوں۔ صدیقوں۔ شہیدوں اور صالحین کو ملا ہے۔ گویا کسی خاص عظیم الشان انعام کا ذکر ہے جو دُنیا کے رہنماؤں کو دیا گیا اور سورہ فاتحہ میں جو قرآن کریم کا خلاصہ ہے ہونا بھی یہی چاہئے تھا کہ کسی ایسے ہی عظیم الشان انعام کا ذکر ہوتا۔ اگر غور کرو تو اس سورۃ کے شروع میں چار صفات الٰہی کا ذکر کیا گیا ہے (۱) رب العٰلمین۔ (۲) الرحمٰن (۳) الرحیم (۴) مالک یوم الدین۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ کے صرف یہی چار نام نہیں بلکہ اُسکے نام تو بیشمار ہیں۔ مگر چار صفات جو صفات الٰہی کے لئے بطور اُم اور جڑ ہیں صرف انہی کا ذکر اُم الکتاب میں کیا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے انعام تو بیشمار ہیں مگر یہاں کسی ایسے انعام کا ہی ذکر ہے جو تمام انعاموں کی جڑ اور اُن کے لئے بطور بنیاد ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ قابلِ عزت۔ سب سے زیادہ محبوب گروہ یہی انبیاء صدیقین شہداء۔ صالحین کا گروہ ہے۔ پس یہی دعا سکھائی گئی کہ جو انعام و فضل اُس نے اُن پر کیا۔ وہی ہم پر بھی ہو۔

یہ تو ظاہر ہے کہ یہ لوگ دُنیا میں اس لئے معزز اور دلوں میں اس لئے محبوب نہیں کہ مال و دولت کا بہت زیادہ حصّہ پاتے ہیں وہ تو ایسے لوگ ہی نہیں ہوتے کہ جنکو مال خصوصیت سے زیادہ دیا گیا ہو بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو صاف فرماتے ہیں۔ نحن معاشر الانبیاء لا نورث۔ ہم انبیاء کا گروہ مال کو بطور ورثہ نہیں چھوڑتے۔ اُن کی جائداد جمع ہی نہیں ہوتی۔ جو کچھ اُن کے ہاتھ میں آتا ہے وہ خدا کی راہ میں دیتے چلے جاتے ہیں۔ مال اُن کے پاس جمع ہونے ہی نہیں پاتا۔ وہ ہمیشہ جو کچھ آئے اُسے مخلوق کی بھلائی میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے جب اُن کے انتقال کا وقت آتا ہے اُنکے پاس کچھ نہیں ہوتا جو چیز ہاتھ میں آتی ہے وہ صدقہ اور خیرات میں دے دیتے ہیں اور جو کام کرتے ہیں اُسکی اجر نہیں لیتے۔ صدیق۔ شہید۔ صالح لوگ بھی مال دنیا کی وجہ سے ممتاز نہیں ہوتے۔ نہ مال دنیا اُن کی نگاہ میں کچھ وقعت رکھتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ جو کچھ اُن کے پاس ہوتا تھا وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے خود سارے کا سارا مال اپنا اللہ تعالےٰ کی راہ میں دیدیا۔ اس لحاظ سے آپ سب پر مقدم ہیں۔ خدا تعالےٰ کی راہ میں جنگ میں مال اور جان دونوں کی ضرورت ہوتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سر اور مال دونوں خدا کی راہ میں دیئے گویا

اپنے ہی سر کٹوانے کے لئے خود مال بھی دیا۔

یہ بہت ہی بڑی قربانی تھی۔ یہی قربانی۔ یہ ایثار۔ یہ مال دنیا کا خدا کی راہ میں لُٹا دینا یہ اپنے آپ کو خدا کی راہ میں لگا دینا۔ یہ مخلوق کی بھلائی کا جوش وہ چیزیں ہیں جو اس پاک گروہ کو دوسرے کل انسانوں پر ممتاز کرتی ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں جو معرفت اور محبت الٰہی سے پیدا ہوتی ہیں پس حقیقت میں وہ چیز جو ایک انسان کو دوسرے پر فضیلت دے سکتی ہے۔ وہ محبت الٰہی ہے۔ جو محبت الٰہی سے حصہ نہیں رکھتا۔ وہ دوسروں لوگوں سے کوئی وجہ امتیاز نہیں رکھتا۔

دُنیا نے خدا کے شریک بہت سے بنا رکھے ہیں۔ سورج۔ چاند پتھر۔ مورتیں۔ پانی۔ آگ۔ جانور اور حیوان یہاں تک کہ انسان بھی خدا کے شریک ٹھہرائے گئے۔ مگر سب سے بڑا یا اعلےٰ معبود یہ دُنیا کی محبت ہے۔ دُنیا میں جس قدر مال و دولت کی پوجا کی گئی ہے اور کسی چیز کی پوجا نہیں کی گئی۔ دوسرے شرک اسکے مقابلہ میں آسانی سے دور ہو جاتے ہیں۔ ان بتوں کا توڑنا آسان ہے مگر یہ بت سب سے مشکل ٹوٹتا ہے۔ یہاں تک کہ موحد کہلانے والی قوم کے دلوں میں یہ بت باقی رہ جاتا ہے اور جب تک یہ نہ نکلے۔ اس دل میں خدا کی محبت داخل نہیں ہوتی۔ مال دُنیا کی محبت اور خدا کی محبت ایک جگہ جمع نہیں ہوتے خدا کی محبت ایک پاکیزہ دل میں ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر

مال کی محبت کو خود اللہ تعالیٰ نے رجس یعنی پلید قرار دیا

جس طرح بتوں کو رجس قرار دیا ہے۔ چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں نے مال دُنیا کا کچھ حصہ چاہا اور انکو حکم ہوا کہ یا خدا اور اُسکے رسول کو لے لو۔ اور یا مال دُنیا کو۔ دونوں چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ تو آخر میں اُنکے متعلق فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ وہ تم سے اے اہلِ بیت ہر قسم کے رجس دُور کر کے تمہیں پاک اور صاف

بنا دے۔ وہ مال کی کسی قدر محبت جو تمہارے دل میں ہے اللہ تعالیٰ اُسکو پسند نہیں کرتا۔ یہ حال تو بچّی کی بیویوں کے متعلق ہے اگر تم نے بھی خدا اور رسول کو اختیار کیا ہے تو تمہارے لئے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ کہ تمہارے اندر مال کی محبت ہو۔ یاد رکھو کہ مال کی محبت والے کے اندر خدا کی محبت نہیں رہ سکتی۔

تم ہر دن میں چالیس مرتبہ اھدنا الصراط المستقیم پڑھتے ہو کہ ہمیں نبیوں۔ صدیقوں۔ شہداء اور صالحین کو جو انعام ملا ہے وہی انعام ملے۔ اور نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جنکے دلوں سے مال کی محبت نکل گئی ہوتی ہے۔ تم اُن لوگوں کی راہ پر چلنے کی دعا مانگتے ہو کہ جن کے دل سینے میں مال کی محبت کا نشان تک نہیں ملتا تو گویا تم چالیس مرتبہ دن میں یہ دعا مانگتے ہو کہ مال کی محبت کو دُور کر سکو اور تمام دُنیا کی چیزوں پر صرف خدا کی محبت غالب آجاوے

جو شخص چالیس مرتبہ دن میں مال کی محبت سے دور رہنے کی دعا مانگتا ہے پھر تعجب ہے کہ اُس کے دل میں مال کی محبت سب محبتوں سے بڑھکر شدید ہو۔

قرآن کریم میں دو قسم کی دُعائیں ہیں

اللہ تعالیٰ تو ان بیشتر دعاؤں کو بھی قبول فرماتا ہے جو انسان اپنی دُنیوی کی بھلائی کے لئے کرتا ہے۔ پھر جب ایک شخص خدا کی راہ میں ترقی کرنے کے لئے دُعا کرے اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے دل لبریز ہونے کیلئے اُسکے سامنے گڑگڑائے تو وہ دعا کیونکر قبول نہ ہو۔

ہمیں قرآن کریم سے یہ سمجھ آتا ہے۔ کہ دو قسم کی دعائیں ہیں ایک وہ جو انسان اپنی دنیوی بھلائی کے لئے کرتا ہے دوسری وہ جو خدا کی راہ میں ترقی کے لئے کرتا ہے۔ یہ دوسری قسم کی دُعا اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے اس لئے ایک جگہ دُعا کی قبولیت تو بالکل کسی شرط سے وابستہ نہیں کیا وہاں یہ لفظ ہیں واذا سألك عبادی عنّی فانّی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں۔ تو میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کو جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے قبول کرتا ہوں۔ یہاں صاف قرب الٰہی کی دعا کا ذکر ہے اور دوسری جگہ جہاں مصائب سے نکلنے کے لئے انسان کی دُعا کا ذکر ہے وہاں صاف الفاظ ہیں ان شاء۔ یعنی جس مصیبت کو اللہ تعالیٰ چاہے دُور کر دیتا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ بعض مصائب انسان پر وارد ہوتی ہیں گو وہ دعا بھی کرتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ دعا کہ ہم نبیوں۔ صدیقوں شہداء اور صالحین کی راہ پر چلیں۔ کیوں قبول نہیں ہوتی۔ چالیس دفعہ دن میں تو یہ دعا دل میں اُٹھے کہ ہم اُن کے نقش قدم پر چلیں مگر یہ دعا قبول نہ ہو۔ وجہ صرف اصل یہ ہے کہ یہ دعا دل سے نہیں نکلتی۔ اللہ تعالیٰ تو دنیا کے متعلق بھی تمہاری بہت سی دعاؤں کو سن لیتا ہے پھر کیا ہے کہ وہ ایسی دعا کو رد کرے۔ بات یہی ہے کہ دل کے اندر تڑپ نہیں ہوتی۔ اس قسم کی دعاؤں اور نمازوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ھم عن صلوتھم ساھون۔ وہ اپنی نمازوں کی حقیقت سے غافل ہیں۔ نماز کی حقیقت صرف کھڑے ہونا جھکنا اور گر جانا ہی نہیں۔ بلکہ اصل حقیقت وہ ہے جو دل کے اندر پیدا ہوتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے جان و مال اور اپنی ہر ایک چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ دعا اگر دل سے کی جائے تو اللہ تعالیٰ اُسکو کبھی رد نہیں کرتا

اکابر قوم کی حالت

مسلمانوں میں آجکل صرف رسم پرستی رہ گئی ہے عوام کی تو جو حالت ہے وہ عیاں ہے مگر اُن کے بڑے لوگ زیادہ قابل الزام ہیں۔ جس طرح جسمانی حالت میں اگر اعضائے رئیسہ پر حملہ ہو تو انسان نہیں بچ سکتا۔ اسی طرح جب قوم کے سردار اور شیوخ کی حالت بگڑ جاتی ہے تو قوم تباہ ہو جاتی ہے۔ پھر تم میں سے ہر ایک اپنے حلقۂ اثر میں ایک سردار اور حاکم کی حیثیت رکھتا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ تم میں سے ہر ایک بادشاہ ہے اس لئے ہر ایک سے اُس کی رعیت کی نسبت سوال کیا جائیگا۔ ایک اُستاد جو طالب علموں کو پڑھاتا ہے۔ وہ اُن پر ذرا سا بادشاہ ہے اسی طرح ایک محکمہ کا اعلےٰ افسر اس صیغے کا حکمران ہے۔ ایک گھر کا مالک اپنے بچوں اور اپنے عزیزوں کا مالک ہے۔

تمہارے ہر فعل کا اثر دوسروں پر ہوتا ہے تم کسی نہ کسی رنگ میں دوسروں کیلئے نمونہ بن جاتے ہو۔ ایسی باتوں میں نمونہ بنوگے تو تمہارے لئے یہ ہمیشہ کیوا سطے اجر ہوگا۔ اور بُرے نمونے بنوگے تو اس کی سزا بھی تمہارے لئے ہے خدا تعالیٰ تمہاری نمازوں سے خوش نہیں ہوتا اسکے نزدیک قابل قدر وہ چیز ہے جو تمہارے دلوں کے اندر ہو۔ جس طرح بغیر روح کے جسم لاش کے سوا کچھ نہیں۔ اسی طرح نماز بغیر ایثار اور قربانی کی روح کے لاش محض ہے۔ تم ظاہر طور پر اس کا اقرار کرتے ہو کہ تم مومن ہو اور خدا کی راہ میں بک گئے ہو۔ اگر عمل کے وقت تم اس کا ثبوت نہ دے سکو۔ تو افسوس ہے کہ

مال کی محبت سے اپنے دلوں کو خالی کرو

اپنی نمازوں کی حقیقت کو سمجھو ورنہ تم جب تک اسکی اصلیت پر قائم نہیں ہوتے۔ تم خدا کے دربار میں کھڑے ہو کر جھوٹے دعوے کرتے ہو۔ منہ سے کہتے ہو کہ ہمیں نبیوں و صدیقوں کی راہ پر چلا اور عمل دُنیا کو اپنا معبود بنایا ہوا ہے

تم خدا کے حضور چالیس دفعہ بار بار اس دعا کو دُہراتے ہو۔ اور عہد کرتے ہو کہ تمہیں دنیا کی جھوٹی عزت و دولت اور مال کی راہ کی تلاش نہیں۔ بلکہ اُن لوگوں کی راہ کی تلاش ہے کہ جنہوں نے ان سب چیزوں کو خدا کی راہ میں قربان کر دیا۔ اگر تمہارے دل میں یہ سچا ولولہ اُٹھے۔ اور چالیس مرتبہ میں سے دو چار دس مرتبہ ہی اُٹھے۔ تو یقیناً تم اس راہ کو پا لوگے مگر جب تک منہ پر لفظ ہیں اور دل میں وہ جوش نہیں اُٹھتا تمہارے لفظوں کی خدا کے ہاں کوئی عزت نہیں۔ خدا دلوں کی حالت کو دیکھتا اور اس پر اجر مترتب فرماتا ہے۔

آج سے ہی اگر اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لو کہ جب تم نماز میں اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم پڑھو تو ساتھ ہی تمہارے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو کہ جو کام نبیوں اور صدیقوں نے کر دکھائے اُن کے کرنے کی ہم کو بھی توفیق اور طاقت ملے۔ اور جس طرح انھوں نے محبت الٰہی کے سامنے تمام محبتوں کو قربان کر دیا۔ وہی ہم بھی کر سکیں۔ تو تمہاری اس تڑپ کو اللہ تعالیٰ بھی ضائع نہ کرے گا۔

خطبۂ ثانیہ

پچھلے جمعہ میں نے یہ توجہ دلائی تھی کہ مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ نے کیا عہد لیا ہے۔ وہ عہد یہ ہے کہ مومن اپنی جان اور اپنے مال کو خدا کے ہاتھ بیچ چکا ہے وہ جان و مال اب اس کی اپنی چیزیں نہیں۔ بلکہ یہ ان پر صرف ایک امین کی حیثیت میں ہے۔ انّ اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بانّ لھم الجنّة پھر اگر مسلمان اس عہد کو پورا نہیں کریں گے تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ بلکہ خلاف ورزی میثاق کا لازمی نتیجہ یہی ہے اور قرآن کریم نے پچھلی قوموں کی مثالیں دے کر مسلمانوں کو یہ سمجھایا ہے کہ جو قوم خلاف ورزی عہد پر مصر ہوتی ہے۔ تباہ کر دی جاتی ہے۔ بہت لوگ اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ ہم ایسے بلند مقام پر نہیں پہنچ سکتے۔ مگر اسلام کا منشاء یہی ہے کہ معمولی سے معمولی انسانوں کو بلند سے بلند مقام پر پہنچایا جائے۔ توحید کا وہ کتنا بلند مقام ہے جس پر ہمارے نبی کریم صلعم کو کھڑا کیا گیا جس کا ذکر قرآن شریف میں ان الفاظ میں ہے۔ قل انّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ ربّ العٰلمین۔ میری نماز۔ میری قربانی۔ میرا جینا میرا مرنا سب کچھ اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے

اس سے بڑھ کر بلند مقام خیال میں نہیں آسکتا۔ مگر کیا یہ بتا کر صرف نبی کریم صلعم کی تعریف کرنا مقصود تھا ہرگز نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کو یہ بتانا مقصود تھا کہ اسی بلند مقام پر تم میں سے ہر ایک کو پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ نبی کریم صلعم نے خود ہم کو یہی بتایا ہے کیونکہ آپ نے جو دعا نماز میں سورہ فاتحہ سے پہلے پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ انّی وجّھت وجھی للہ الخ۔ اس میں یہی لفظ آتے ہیں۔ انّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ ربّ العٰلمین۔ یعنے ہر ایک نماز پڑھنے والے ہر مسلم مرد و زن کے منہ سے یہ کہلوایا جاتا ہے کہ میری نماز میری قربانی۔ میرا مرنا میرا جینا یہ سب کچھ خدا کے لئے ہے اگر فرق ہے تو صرف اسقدر ہے کہ نبی کریم صلعم کی تعریف میں انا اوّل المسلمین ہے میں سب سے پہلا فرمانبردار مسلم ہوں اور ہمیں دعا میں یہ کہنے کی تلقین کی گئی ہے انا من المسلمین میں فرمانبرداروں میں سے ایک ہوں۔ اب یہ لفظ ہر مسلم کے منہ سے کہلوانے کا کیا مقصد ہے۔ یہی کہ اس کی روح میں بھی اسی مقام پر پہنچنے کی تڑپ پیدا ہو۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ نے جانتا ہو کہ ہر ایک مسلم اس مقام پر پہنچ نہیں سکتا۔ اور پھر بھی وہ الفاظ اسکے مونہہ سے کہلوائے۔

پس جب توحید کے اس بلند مقام پر ہر مسلم پہنچ سکتا ہے تو اپنے مال و جان کو خدا کے ہاتھ کیوں نہیں بیچ سکتا۔ چھوٹا بڑا امیر و غریب جو اپنے آپ کو مومن سمجھتا ہے وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ وہ مومن نہیں بنتا جب تک کہ اپنی جان اور مال کو اپنی چیزیں سمجھتا ہے اور خدا کی راہ میں ان کو قربان کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ خدا کی راہ میں دینے سے گو انسان سب کچھ بھی دیدے کبھی غریب نہیں ہوتا۔ جس طرح دُنیا کے لوگ تجربہ کی بنا پر شہادت دیتے ہیں۔ کہ اگر چور کسی کا گھر لوٹ لیں۔ وہ پھر تھوڑے دنوں میں دیسا ہی آسودہ حال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دین کی راہ میں مال لٹانے والوں کی زندگی ایک سچی عملی شہادت اس بات کی ہے۔ کہ سارے کا سارا مال خدا کی راہ میں دے کر بھی انسان تنگدست نہیں ہوتا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کتنی دفعہ اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں لٹایا مگر تھوڑے دنوں میں وہ پھر ویسے کے ویسے ہی آسودہ حال ہوتے تھے اور نئی ضرورت کے وقت پھر اسی طرح اپنے اموال کو حاضر کرتے تھے۔ جو کچھ ہم میں سے خدا تعالیٰ لیتا ہے تو وہ انسانوں کے قبضہ سے نکال کر کہیں آسمان پر نہیں لیجاتا۔ بلکہ اُنکا مال اُنہی کے پاس رہتا ہے۔ ہاں ایک راہ سے دیا جاتا ہے۔ تو بڑھکر کسی دوسرے راہ سے آجاتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ حقیقی عزت مال سے نہیں وہ نیکی سے اور راستبازی سے ہے۔ اسکو غریب آدمی اسی طرح حاصل کر سکتا ہے جس طرح امیر۔ اس کا تعلق تھوڑے اور بہت سے نہیں بلکہ قلب کی اس کیفیت سے ہے کہ جو کچھ خدا نے اُسے دیا ہے اُسے خدا کی راہ میں خوشدلی سے قربان کرنے کے لئے تیار رہو۔ اور جب موقعہ ملے تو اُسے ہاتھ سے نہ گنوائے۔

ہمارے ایک عزیز دوست نے کہ جن کی عزت میرے دل میں پہلے بھی بہت تھی اور اب اور بھی بڑھ گئی ہے۔ انہوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ میں آج آپ کی تحریک پر مبلغ ایکسو روپیہ جو ماہ دسمبر ۱۹۲۰ء میں مجھے ایک کمیٹی سے ملنے والا ہے۔ جس کے چھ ماہ بحساب پانچ روپیہ ماہوار میں ادا کر چکا ہوں۔ اور آدھ چودہ ماہ ابھی ادا کرنے ہیں اور جو گھر کی ایک معمولی زیور کے لئے ڈالی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہوں۔

قوم کے افراد میں اگر یہ روح پیدا ہو جائے۔ تو قومی زندگی کا یہ پہلا قدم ہے۔ اسی مقام پر اولیاء ابدال اور اقطاب پہنچے ہوتے ہیں کہ وہ اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں دیدیتے ہیں ولایت اور قطبیت سوائے اسکے کچھ نہیں کہ ایک شخص سب کچھ اپنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کردے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔

خطبۂ صدارت حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب

باجلاس جمعیۃ العلماء منعقدہ دہلی

حضرات اس بات کے اظہار کی ضرورت نہیں کہ ہمارے علمائے سلف نے اسلام کی خدمات میں جو حصہ لیا تھا وہ کتنا قیمتی تھا۔ اور جس انہماک سے اُنہوں نے اپنے فرائض کو انجام دیا تھا۔ وہ کیسا عدیم المثال تھا۔

جب آفتاب اسلام کا طلوع سرزمین حجاز سے ہوا اس وقت دُنیا میں بہت سے مذاہب پائے جاتے تھے۔ جو سیکڑوں یا ہزاروں برس سے اپنے اپنے حلقۂ اثر میں کام کر رہے تھے اور اُن میں سے ہر ایک مذہب کے علمدار اس کی خدمت میں سرگرم کار نظر آتے تھے۔ لیکن علم برداران اسلام و علماء نے بہت تھوڑے زمانہ میں جو عظیم الشان خدمات اپنے دین اور ملت کی انجام دیں اُن کے سامنے وہ تمام کوششیں جو دوسرے مذاہب کے اسی قسم کے طبقہ کے ساتھ وابستہ تھیں بہت حقیر معلوم ہونے لگیں۔

ہماری ملت حقہ کے ان سچے خدمت گذاروں کا سب سے بڑا اور نمایاں کام اشاعت و تبلیغ کا تھا۔ جس سے تھوڑے زمانہ میں اُن حضرات نے اس گراں بہا خدمت کو عالمگیر وسعت کے ساتھ

ادا کیا ہے۔ اس کی نظیر دنیا کی دوسری قومیں غالباً نہ پیش کر سکیں۔ انہوں نے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھا۔ اور اس کے متعلق سنت نبوی کی اتباع میں وہ سرگرمی دکھائی کہ چند صدیوں میں حجاز کی ریتلی سرزمین سے لیکر شام کے باغوں۔ مصر کی سیراب وادیوں۔ عراق و ایران کی زرخیز حاصل زمینوں۔ افریقہ کے صحراؤں اندلس کی سرسبز وادیوں اور ایشیائے کوچک کے پہاڑوں تک مسلمان ہی مسلمان نظر آنے لگے۔

ایک ہندوستان میں سات کروڑ اور چین میں چار کروڑ مسلمانوں کی صورتیں نظر آتی ہیں۔ اور اگر ہندوستان کی غربی و شمالی سرحد سے لیکر افغانستان۔ بخارا۔ سمرقند۔ آذربائیجان اور بعض روس کے حصوں میں خدا کی وحدانیت کی آواز دینے والے دکھائی دیتے ہیں۔ تو ہمیں کھلے دل سے یہی اعتراف کرنا پڑیگا کہ یہ ہمارے ان پیشواؤں کی نیک کوششوں کا نتیجہ ہے جنہوں نے اپنے فرض کو اچھی طرح سمجھا اور اُسے اپنی مستقل اور پائیدار کوششوں کے سایہ میں انجام دیا۔

میں تو اب بھی یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ خدمت اشاعت و تبلیغ خواہ وہ کتنی ہی ناقابلِ ذکر کیوں نہ ہو دورِ حاضر میں بھی یہی گروہ یا وہ فرقہ جو اس گروہ کے ساتھ کچھ نسبت رکھتا ہے، انجام دے رہا ہے۔

بیشک میں یہ مانتا ہوں کہ چند صدیوں سے علماء بھی اپنے فرائض کی انجام دہی سے قاصر نظر آتے ہیں جس طرح کہ اس ملتِ حقہ کے دوسرے طبقات ایک عام جمود اور غفلت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اُن فرائض کو بھول گئے ہیں جنہیں مذہب اُن کے سامنے برابر پیش کرتا رہا ہے۔

موجودہ مصائب نے اب علماء کو بھی متنبہ کر دیا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنے فرائض مذہبی کو انجام دینے کے لئے سرگرم کار نظر آتے ہیں یہاں تک کہ ان میں سے بعض بزرگوں نے خدمتِ اسلام کی خاطر جیل خانوں میں جانا اپنے لئے باعثِ فخر اور موجبِ عزت سمجھا ہے۔

مصائبِ موجودہ کی مختصر داستان

حضرات! آپ کو معلوم ہے کہ اسلام اور مسلمانوں پر صدیوں سے آہستہ آہستہ حملے ہو رہے تھے۔ مگر اس یورپ کی عظیم الشان جنگ کے سلسلہ میں جو نقصانات ہمیں اور ہمارے مذہب کو پہنچے ہیں اُن کی نظیر تاریخ اسلام میں کامل جستجو کے بعد بھی ملنی دشوار ہے۔ سلطنت عثمانیہ جو مسلمانوں کی گذشتہ عظمت کی صرف ایک ہی بقیہ یادگار تھی اور جسے اماکنِ مقدسہ کی خدمت کا فخر حاصل تھا۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی . . . . . .

اگر اب مسلمان ان بے اعتنائیوں کا ذکر کرتے ہیں تو اسکے جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ ترک دشمن تھے اور فتح حاصل کرنے کے بعد ان کے ساتھ اس قسم کا عملدرآمد کیا جا سکتا تھا۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ جواب نا انصافیوں پر پردہ نہیں ڈال سکتا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ متحدہ فریقوں کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا دشمن جرمنی تھا۔ کیا جرمنی کا ملک اسی طرح پارہ پارہ کیا گیا؟ اور کیا جرمنی کے دارالسلطنت پر اسی طرح فاتح طاقتوں نے قبضہ کیا۔ اور کیا اختتامِ جنگ کے بعد جو مظالم گریک کے ہاتھوں سے ترکوں پر کرائے گئے اُن کا سواں حصہ بھی جرمنی کے ساتھ روا رکھا گیا؟ اور کیا جرمنی کے سامنے بھی ایسی ہی ذلت آمیز شرائطِ صلح پیش کی گئیں؟ جیسی کہ سلطنت عثمانیہ کے سامنے رکھی اور بجبر منوائی گئیں؟ اس کے ساتھ ہی اگر اس بات پر غور کیا جائے۔ کہ جرمنی معاہدہ صلح کو کس طرح پامال کر رہا ہے اور انگلستان کس قسم کی رواداری اُس کے ساتھ برت رہا ہے تو جہاں تک ان دونوں مفتوح سلطنتوں کی شرائطِ صلح کا تعلق ہے حقیقت اور واقعیت کا چہرہ بے نقاب ہو جاتا ہے اور بغیر کسی فکر اور غور کے وہ تمام ارادے سامنے آ جاتے ہیں جو اسلام پر ایک آخری ضرب لگانے سے تعلق رکھتے ہیں۔

لارڈ چیمسفرڈ وائسرائے ہندوستان نے سلہٹ کی ایک انجمن کے ایڈریس کے جواب میں یہ بیان کیا:-

"۱۵ مئی کو شرائطِ صلح کے اعلان پر اپنے پیام بنام مسلمانانِ ہند میں میں نے کہا تھا کہ بعض شرائط انکے لئے موجبِ تکلیف دہ اور رنج افزا ہوں گی۔ اور میں نے اُن کو تسلی اور ہمدردی کا پیام دیا۔ وزیرِ ہند کو اس تاریخ کے بعد بھی میں نے اپنا ذاتی پیغام بھیجا۔ جس کا اثر امید تھی کہ آخری منظوری سے پیشتر شرائطِ صلح پر پڑیگا۔ لیکن ترکی نے ان شرائط کو قبول کر لیا۔ اور ترکی کے وکلاء مطلق نے ان پر دستخط ثبت کر دیئے۔ ان حالات میں اُن کی نظرِ ثانی کے لئے دخل اندازی میری گورنمنٹ کی طاقت سے باہر ہے"

مجھے بہت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ لارڈ چیمسفرڈ جیسے ذمہ دار شخص کی زبان سے یہ جملے مجھے بہت ہی تعجب خیز معلوم ہوتے ہیں۔ وہ جبکہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ انگلستان کی گورنمنٹ کی طرف سے یہ شرائط ترکوں کے سامنے رکھی گئیں اور اُن کے منظور کرنے کے لئے انہیں مجبور کیا گیا تو ایسی حالت میں یہ لفظ در حقیقت سے بہت دور جواب تو میرے خیال میں کسی اسکول کے بچے کو بھی شاید تسکین دے سکے؟ اگر وہ ان جملوں سے پہلے غور کرتے اور مسلمانوں کے زخم خوردہ دلوں کی حالت کا صحیح اندازہ کرتے۔ تو انہیں معلوم ہوتا کہ یہ بیان مسلمانوں کے دلوں پر مرہم رکھنے کی بجائے نمک چھڑکنے والا ہے . . . .

ترکِ موالات مذہبی حیثیت سے

اس سے پہلے کہ میں ترکِ موالات پر مذہبی نقطۂ نگاہ سے کچھ عرض کروں مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکے اسباب کو یہاں بہت ہی مختصر طور پر بیان کر دوں۔ تاکہ آیات یا احادیث متعلقہ کو پڑھنے والے سہولت کے ساتھ اُن کا انطباق واقعات پر کر سکیں۔

(۱) انگلستان کی گورنمنٹ نے ہمارے مقاماتِ مقدسہ پر جن میں ہمارا قبلہ اور ہمارے رسول کا روضہ مطہرہ بھی شامل ہیں براہِ راست یا کسی واسطہ سے قبضہ یا اقتدار جما رکھا ہے۔

(۲) انگلستان کی گورنمنٹ نے خلافت کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔

(۳) انگلستان کی گورنمنٹ نے جزیرۃ العرب میں مداخلت کی ہے جس کا دفعیہ کرنا رسولِ مقبولؐ کی آخری وصیت کے اعتبار سے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔

(۴) انگلستان کی وجہ سے سلطنت عثمانیہ کے ہزاروں گھرانے التوائے جنگ کے بعد سے اب تک برباد ہو چکے ہیں خواہ یہ بربادی براہِ راست اس گورنمنٹ کی طرف سے ہوئی ہو یا اُسکے ایماء سے کسی دوسری گورنمنٹ نے اس کا ارتکاب کیا ہو۔ جیسا کہ یونان کے متعلق اخباروں سے معلوم ہو چکا ہے۔

(۵) انگلستان کی گورنمنٹ نے جو وعدے سلطنت عثمانیہ کے متعلق کھلے طور پر کئے تھے۔ اور جن کا تعلق تمام مسلمانوں کے ساتھ تھا۔ اُنہیں پورا نہیں کیا۔ بلکہ اُن کے خلاف عملدرآمد کیا۔

ہندوستان کی گورنمنٹ نے کئی مذہبی فتووں کو ضبط کیا اور بہت سے ایسے مسلمانوں کو جیلوں میں بھیج دیا جن کا دراصل قصور یہ تھا۔ کہ وہ مذہبی احکام کی بنا پر خلافت کے لئے کوشش کر رہے تھے۔

اِن چند واقعات کے درج کرنے کے بعد میں ہر ایک مسلمان سے جو ناگفتہ بہ اور ہوشربا کسی وجوہ کی بنیاد پر ترکِ موالات کے خلاف ہو۔ پہلے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس بات کے لئے آمادہ ہے کہ وہ ان واقعات میں سے کسی واقعہ کو بھی غلط ثابت کر سکے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ اور غالباً نہیں کر سکتا تو آسے ذیل کے سوالوں پر غور کرنا چاہئے۔

(۱) کیا جو گورنمنٹ ایسا کرے وہ اسلام اور مسلمانوں کی دشمن صریحی طور پر سمجھی جائے گی یا نہیں؟

(۲) کیا اس گورنمنٹ کی نسبت۔ جس نے خلافت اسلامیہ پر ضرب لگائی ہے اور جس نے مذہبی احکام کو ضبط اور انکے ماننے والوں کو قید کیا ہو صحیح طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مذہبی امور میں مداخلت نہیں کرتی۔

(۳) کیا جس گورنمنٹ نے مسلمانوں سے اُن کے مذہبی امور کے متعلق وعدے کئے ہوں اور پھر اُنہیں توڑا ہو۔ اس کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ترکِ موالات کی مستحق نہیں ہے؟

میں اُن حضرات سے جنہوں نے کسی نہ کسی وجہ سے ترکِ موالات کے خلاف سر دست آواز اٹھائی ہے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے خشوع قلب کے ساتھ اپنے آپ کو بارگاہ الٰہی میں پیش کریں اور ان سوالوں کا جواب اپنے ضمیر سے سنیں۔ وہی انہیں سب سے بہتر جواب دے سکے گی۔ اس کے بعد میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مختصر طور پر مذہبی احکام کا ذکر کر دوں۔

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء بعضھم اولیاء بعض۔ اس آیت سے صاف طور پر یہ حکم دیا جاتا ہے کہ ہم دشمنانِ اسلام سے دوستی نہ کریں اور ان کی مدد بھی نہ چاہیں کیونکہ اولیاء کی تفسیر میں مفسروں نے یہی دو معنی بیان کئے ہیں اور اس کی تائید میں بعض احادیث بھی پیش کی ہیں۔

اب اگر آپ ان واقعات کو پیش نظر رکھیں جنہیں میں ابھی ابھی چند نمبروں میں اوپر بیان کر آیا ہوں اور ان کے ساتھ ہی میرے قائم کئے ہوئے۔ نمبر (۱) کے سوال کو بھی ملحوظ رکھیں تو پھر اس آیت سے گورنمنٹ کے ساتھ ترکِ موالات میں مذہبی احکام کی بنیاد پر آپ کو کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا اور آپ اچھی طرح ان واقعات اور مذہبی احکام کی روشنی میں اپنے کو ترکِ موالات کے لئے مجبور پائیں گے۔

اور اگر آپ اس کے ساتھ ہی ساتھ اس آیۃ شریفہ کی شان نزول کو بھی پڑھ لیں تو اور بھی آپ کو اس مسئلہ کے متعلق سچا اور حقیقی اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔

تفسیر کبیر میں اس کے متعلق لکھا ہے۔ روی ان عبادۃ ابن صامت۔ جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتبرء عندہ من موالات الیہود فقال عبد اللہ بن ابی لاکنی لا اتبرء منھم لانی اخاف الدوائر فنزلت ھذہ الآیۃ والمعنی لا تتخذوھم اولیاء ای لا تعتمدوا علی الاستنصار بھم ولا تتودوا الیھم۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ بیان کیا گیا کہ عبادہ ابن صامت رسول مقبولؐ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور یہود کی دوستی سے ان کی خدمت میں اپنی بیزاری کا اظہار کیا تو عبد اللہ بن ابی نے جو مشہور منافق تھا یہ عرض کیا میں یہودیوں سے اپنی بیزاری کا اظہار اس لئے نہیں کرتا کہ مجھے مصیبتوں اور تکلیفوں کا خوف ہے۔ اس کے بعد یہ آیۃ نازل ہوئی۔ اس آیۃ اور اس کی شان نزول سے ہم تین نتیجوں پر پہنچتے ہیں:-

(۱) خدا اور مسلمانوں کے ساتھ جس حکومت نے عداوت کا اظہار کیا ہے اس سے ترکِ موالات کرنی۔

(۲) ترکِ موالات کے سلسلہ میں ترکِ تعلقات کرنا اور تکالیف اور مصیبتوں کا خیال نہ کرنا۔

(۳) ان کی ہر ایک امداد سے انکار کرنا۔ جس طرح کہ کالجوں اور اسکولوں کی امداد سے انکار کیا جا رہا ہے۔

(۴) اب ایک دوسری آیت میں آپ کو سناتا ہوں۔ خدا وند تعالیٰ نے سورہ ممتحنہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون۔ آپ نے اس آیۃ شریفہ کو بار بار اخباروں اور رسالوں میں تو سنا ہوگا۔ لیکن میں یہاں یہ بات بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اس آیت میں تین باتیں ذکر ہیں۔ (۱) قاتلوکم فی الدین (۲) اخرجوکم من دیارکم (۳) ظاھروا علی اخراجکم۔ اب آپ واقعات پر غور کیجئے۔ لیکن اس سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ خلیفہ کے کسی حصہ ملک پر حملہ کرنا یا خلیفہ کا کسی سلطنت سے اعلانِ جنگ کرنا یہ بغیر کسی شک کے قتال فی الدین ہے لیکن اس کے علاوہ آپ کو اس واقعہ سے بھی کہ جنرل ایلنبی نے فاتح بیت المقدس کے سینہ پر تمغہ لگاتے ہوئے وہاں کی لڑائی کو مذہبی جنگ صلیبی کے نام سے یاد کیا تھا۔ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی جو بیت المقدس میں لڑی گئی خود گورنمنٹ کے سب سے بڑے ذمہ دار کے خیال میں مذہبی لڑائی تھی۔ حال میں یونان کے وزیر اعظم ایم وینزیلوس نے اس موقعہ پر جبکہ اسے قدیمی وضع کا ایک طلائی تاج دیا گیا۔ یہ کہا ہے:-

"میں اس تاج کا مستحق نہیں ہوں مجھے اس تاج کی خوشی اسوقت ہوگی جبکہ ہمارا پانچ صدیوں کا ارمان پورا ہو گا۔ اور قسطنطنیہ کی جامعہ ایا صوفیہ گرجا بنا دی جاوے گی۔ اسوقت یہ تاج اس گرجا کے خزانہ میں رکھا جائیگا!"

اس کے علاوہ لندن میں جو جلسے انگلستان کے ذمہ دار مذہبی اور سیاسی گروہ نے کئے۔ اور اُن میں اپنے پرانے مذہبی تعصبات کا سلطنت عثمانیہ کے خلاف اظہار کیا۔ اس سے بھی صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک ترکوں کا تعلق ہے اس لڑائی میں مذہبی رنگ کسی قدر شامل تھا۔ اور اب تک ہے۔

مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے نکالنا اس پر بحث کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے یہ ایک لازمی نتیجہ اس سلطنت کے دوسری سلطنت پر حملہ کرنے کا ہے۔ بہت سے واقعات اس سلسلہ میں پیش آئے۔ اور اب جبکہ برلن اور ویانا کی آبادی اپنے گھروں میں بربادی دیگر سے محفوظ ہے۔ قسطنطنیہ اس اعتبار سے اطمینان کی جگہ نہیں ہے۔

مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے نکالنے میں امداد دینے کا مسئلہ بھی صاف ہے۔ انگلستان کی گورنمنٹ نے یونان کے ساتھ عہد و پیمان کرکے اُسے تھریس اور سمرنا میں (سلطنت عثمانیہ کو برباد کرنے کے بعد) اجازت دیدی کہ وہ ان زرخیز قطعوں پر قبضہ کرے۔ یونان نے ان دونوں صوبوں میں جو کچھ کیا اور اسکے ہاتھوں سے جو مظالم مسلمانوں پر ہوئے اور جس طرح وہ اپنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۲۰ء نمبر ۴۵

قومی مسلم یونیورسٹی

کمیونیکیٹڈ

مسلماں را مسلماں باز کردند

(از رشحۂ قلم جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب ایل ایم ایس لاہور)

۲۲ نومبر ۱۹۲۰ء کو قومی مسلم یونیورسٹی کی فونڈیشن کمیٹی کا علیگڈھ میں اجلاس تھا جس میں شرکت کے لئے خاکسار کو اور مولانا مولوی صدرالدین صاحب کو بھی دعوت دی گئی تھی اس شمولیت سے جو را ئے کہ ہم قائم کر سکے ہیں میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اسکو جناب تک پہنچا دیا جائے ممکن ہے ہمارے مسلمان بھائی اس تحریک سے فائدہ اٹھا دیں۔

کارکنوں کی نیت اتفاق سے غازی آباد سے مولانا محمد علی صاحب موجودہ پرنسپل قومی کالج جو کہ دہلی کے جلسہ جمعیۃ العلماء سے تشریف لارہے تھے مل گئے۔ اس لئے علیگڈھ تک کا سفر ہم نے اکٹھا کیا۔ اور تمام راستہ اُن سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ ہمارے علی گڈھ پہنچنے کے بعد مولانا عبدالباری صاحب شام کی گاڑی میں تشریف لائے اُن سے دیر تک گفتگو رہی۔ اگلی صبح حکیم اجمل خان صاحب۔ ڈاکٹر انصاری صاحب و مولانا شوکت علی صاحب و دیگر کارکن حضرات سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے ان سب کو اسلامی جوش و محبت اور خلوص سے لبریز پایا اور اس اسلامی یونیورسٹی کے قیام سے ہمکو انکی نیت سوائے اسکے نظر نہیں آئی کہ مسلمان بچوں کو خالص اسلامی رنگ میں رنگین کیا جاوے اور بجائے اسکے ہمارے نوجوانوں کی تعلیم کی علت غائی محض حصول دنیا ہو۔ جیسے کہ آجکل ہے اُنکی نظروں میں سب سے مقدم اُن کا دین اور اتباع شریعت و متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ اور دنیا میں عزت و آبرو کے ساتھ گذرا اوقات کرنے کے لئے اُن کو مشرق و مغرب کے علوم سکھلائے جاویں اور صنعت و حرفت بھی سکھلائی جاوے مگر دین ہر رنگ میں دنیا پر مقدم ہو۔

جبکہ بانیان یونیورسٹی کی یہ نیت ہے تو ضرور ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور اُنکو اُنکی نیت کا اجر دے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ نیّۃ المؤمن خیرٌ من عملہ۔ یعنی مومن کی نیت اُسکے عمل سے بہتر ہے۔

قومی کالج وطلباء کالج میں قریباً ڈیڑھ سو (۱۵۰) طالب علم تھے جن میں پچیس طالب علم جونئر کالج سے آئے تھے شامل ہیں ان میں بہت سے طلب ایسے تھے جن کے والدین نے انکو اس کالج میں شمولیت کے لئے اجازت دیدی تھی۔ مگر بعض ایسے بھی تھے جنکو ابھی تک اجازت نہیں ملی تھی یا وہ اپنی ذمہ داری پر اس میں داخل ہوئے تھے۔

مسجد علیگڈھ کالج و سکول کے بالکل متصل جانب غرب کی طرف تین کوٹھیوں میں طلباء کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا جن میں سے دو کوٹھیاں بالکل ملحق تھیں۔ ان میں کالج کلاسوں کی پڑھائی کا انتظام کیا گیا ہے اس کے علاوہ قریب ایک درجن خیمے طلباء کی رہائش کے لئے نصب تھے۔ طلباء میں ابھی سے خالص اسلامی رنگ کا جذبہ نظر آتا تھا۔ اُنکے لباس طرز بود و باش بالکل سادہ تھی۔ فیشن کی وہ دلدادگی جیسے کہ پہلے علیگڈھ کالج کے طلباء کا شیوہ تھا۔ ان طالب علموں سے بالکل مفقود تھا۔ بہت سے لڑکوں نے اپنے خیمے اور چار پائیاں و بستر مہمانوں کے لئے وقف کر دیئے تھے اور آن میں سے کئی ایک خود زمین پر سوتے تھے نمازوں میں باقاعدگی تھی۔ طلباء نہایت خوشی اور دلی جوش و شوق سے نمازوں میں شامل ہوتے تھے۔ شام کی نماز میں ملٹری کی کوٹھی کے لڑکے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اسوقت نماز کا کمرہ و صحن وغیرہ سب نمازیوں سے بھر جاتے ہیں بلکہ جگہ کی قلت کی وجہ سے ہم نے دیکھا کہ بعض نوجوان جوتیوں میں کھڑے ہو گئے۔ اور جو زمین میں بغیر فرش کے سجدے دے رہے تھے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ صبح کو بالعموم لڑکے قرآن مجید پڑھتے ہیں اور شعار اسلامی کی پابندی کا خیال اب سے ہی اُن میں پایا جاتا ہے چنانچہ بعض لڑکوں اور استادوں نے ڈاڑھی رکھنے کی سنت پر عمل کیا ہوا ہے۔ طلباء میں قریباً مسلمانوں کی ہر ایک جماعت سے لڑکے موجود تھے۔ مگر ایکدوسرے کے ساتھ اُن کا میل ملاپ و سلوک یکساں تھا

ایک واقعہ ۱۷ تاریخ کی شام کو پرنسپل صاحب نے بعض نو وارد لڑکوں کو چاء کی دعوت دی ابھی لڑکے ابھی چاء پی رہے تھے کہ مغرب کی اذان ہوگئی۔ مگر جوں ہی کہ حیّ علی الصلٰوۃ (نماز کے لئے تیاری کرو) حیّ علی الفلاح (اپنی فلاح و بہبودی کے لئے تیار ہو جاؤ) کی آواز سُنی چاء چھوڑ کر مسجد میں نماز کے لئے بھاگے۔ ہمکو طلباء کے اس فعل سے نہایت ہی لذت آئی۔ اور ہر ایک اہل دل مسلمان یہ خواہش کریگا۔ کاش کہ اُس کی اولاد میں اس قسم کا جوش و خلوص و محبت دین کے لئے پیدا ہو۔ خدا کرے کہ ہمارے کل نوجوان اپنے اندر کامل اسلامی رنگ پیدا کریں۔ آمین!

وعظ ۱۷ نومبر کی شام کو پرنسپل کی درخواست پر حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب نے طلباء کالج کو قرآن مجید سے وعظ کیا جس میں ایک گھنٹہ صرف ہوا۔ لڑکے نہایت محبت و خلوص کے ساتھ احکام الٰہی سُنتے رہے۔ مولانا صاحب نے اُن کو اخلاص اسلامی و شعار اسلامی کی ہر حالت میں اتباع کی تلقین کی اور دُنیا میں اپنی اعلیٰ عملی مثال قائم کرنے کے لئے تاکید کی۔

جلسہ جلسہ کے متعلق مفصل کارروائی امید ہے کہ سکریٹری صاحب کی طرف سے عنقریب اخباروں میں چھپیگی۔ کثر اصحاب جنکو ہندوستان کے مختلف حصص سے شمولیت جلسہ کے لئے بلایا گیا تھا۔ تشریف رکھتے تھے۔ اور جس یکجہتی۔ محبت و خلوص سے جلسہ کا بہت سا کام تھوڑے عرصہ میں سرانجام پا گیا۔ وہ نہایت ہی امید افزا ہے۔ اور جس خوبی سے ہمارے مخدوم و مکرم فخر قوم مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب نے جلسہ میں نظام کو قائم رکھا اور ہر ایک مشکل و پیچیدہ معاملہ کو نہایت خوش اسلوبی سے چلایا یہ انہی کا کام تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو دیر تک خدمات دینی و قومی کے لئے سلامت رکھے۔ آمین۔

(۱) علیگڈھ و میرٹھ و دہلی کے اصحاب نے خاص طور پر اس تحریک کا گرمجوشی سے استقبال کیا۔ چنانچہ جناب موسیٰ خان صاحب رئیس علیگڈھ آنریری سکریٹری مقرر ہوئے۔ اور دو جائنٹ سکرٹری و انتظامی کمیٹی کا اکثر حصہ انہی اصحاب میں سے تجویز کیا گیا۔

(۲) کل تعداد معتمدین کی یکصد مقرر ہوئی۔ جن میں سے ۷۶ تک کا انتخاب اس جلسہ اور اس سے پہلے جلسہ میں ہوا۔

(۳) کالج کا خرچ قریب دس ہزار روپیہ ماہوار منظور ہوا۔

(۴) دس ہزار روپیہ ڈائننگ ہال نماز کے کمرہ کے لئے اور پڑھائی کے کمروں کے لئے جن کی چھتیں چھپر کی [illegible] منظور ہوئے۔ و جونکہ موجودہ مکان کرایہ کے ہیں اس لئے سر دست [illegible] عمارتیں تعمیر ہونگی)

(۶) سرمایہ کی فراہمی کے لئے خلافت کمیٹی سے امداد طلب کی گئی۔

قربانی کی روح معزز بانیان یونیورسٹی کی قربانی ہے جو کہ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں اور ہندوستان کے لئے کی ہے سب واقف ہیں مگر جو اصحاب کہ اس جلسہ میں اُن کے شامل کار ہوئے انہوں نے بھی کم قربانی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ اُنکو احسن جزا دے۔ آمین! ان میں سے خاص طور پر قابل ذکر جناب تصدق احمد صاحب شروانی بیرسٹر ایٹ لا علیگڈھ ہیں اُنکی پریکٹس بہت بڑی ہے خود ہی ماشاء اللہ نہایت وجیہہ نوجوان ہیں۔ انہوں نے پریکٹس چھوڑنے کا عہد کر لیا ایسے ہی جناب انوار الحق صاحب وکیل نے پریکٹس چھوڑ دی۔ یہ ہر دو اصحاب جائنٹ سکرٹری مقرر ہوئے اسی قسم کا رنگ کم و بیش دیگر اصحاب میں نظر آتا تھا۔ جس سے امید ہے کہ یہ قومی تحریک ضرور کامیاب ہوگی۔

مسلمانوں کا اہم فرض اب جبکہ ملک میں حقیقی اسلامی رنگ میں یونیورسٹی قائم ہو رہی ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس میں ہر طرح سے امداد دیں۔ کیونکہ اس یونیورسٹی کی اصل غرض مسلمانوں کو دین پر قائم کرنا ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے جس سے مسلمان پھر زندہ ہو سکتے ہیں کیونکہ بموجب فرمودہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ قوم قرآن مجید کو چھوڑنے سے گری ہے۔ اور پھر اگر اُٹھ سکتی ہے تو قرآن مجید کو ہی مضبوط پکڑنے سے اُٹھ سکتی ہے۔ دراصل سب سے روشن ہیچ ہے موجودہ یونیورسٹیوں کی تعلیم نے بیشک ملک میں ایک قسم کی بیداری پیدا کر دی۔ اور ذہن کو جلا دی۔ مگر دین و ایمان کی روح یہ پیدا نہیں کر سکیں۔ اور اگر اب دین و ایمان کی جھلک ہمارے بچوں اور نوجوانوں میں آسکتی ہے اور ہماری قوم پھر جاگ سکتی ہے تو لازماً اُن کو تعلیم میں اسلامی رنگ غالب ہونا چاہئے۔ اور یہی اس اسلامی یونیورسٹی کی غرض ہے۔ اس لئے اسکے قیام میں ہر طرح سے امداد دینی مسلمانوں کا مذہبی و قومی فرض ہے۔

مسلمان والدین میں امید کرتا ہوں کہ جو مسلمان دیندار والدین ہیں وہ بخوشی اس تحریک کو لبیک کہیں گے موجودہ طرز تعلیم جو ایک گُھن کی طرح ہمارے نوجوانوں کے اندر سے اسلامی روح و اسلامی نور ایمان کو سلب کر رہی ہے اسکو عرصہ سے تمام طور پر والدین محسوس کرتے تھے ہمارے نوجوان نہ صرف نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ و دیگر شعار اسلامی کے پابند نہ تھے۔ بلکہ اکثر مخالفہ رنگ میں اُن زندگی بخش و روح افزا امور پر اعتراض کرتے تھے۔ اور اُن میں سے اکثر قرآن مجید تاریخ اسلامی و اخلاق و آداب اسلامی سے بالکل نابلد ہوتے تھے اس لئے اگر اب دنیوی تعلیم کے ساتھ خالص اسلامی تعلیم و اسلامی طرز زندگی کے قیام کے لئے یونیورسٹی کا اجراء ہوا ہے تو اسکی امداد کرنا ہر ایک صاحب اولاد کا فرض ہے۔

اسلامیہ کالجوں اور سکولوں میں بیشک کسی قدر دینی تعلیم کا خیال اُنکے بانیوں نے رکھا مگر چونکہ یہ مضامین لازمی نہیں تھے۔ اس لئے لڑکے انکی طرف توجہ نہ دیتے تھے۔ ماسوائے اسکے مشکل سے نصف گھنٹہ یا ایک گھنٹہ بھر میں ان مضامین کو دیا جا سکتا تھا۔ مگر موٹے موٹے مسائل سے تو واقفیت ہو جاتی تھی۔ مگر تاریخ اسلام کا علم بالکل مفقود تھا۔ اصل اسلامی رنگ سوائے ایک دو سکولوں کے دیکھنے وجوہ خاص تھے ہم نے کسی موجودہ طرز کے کالج یا سکول میں نہیں دیکھا۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان والدین اپنے بچوں کے متعلق اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اُنکے دین دار بنانے کے لئے جو اب تحریک ہوئی ہے اس سے فائدہ اٹھا دیں۔ دراصل والدین کی امداد بغیر یونیورسٹی کو کامیابی محال ہے کیونکہ بانیان یونیورسٹی کا یہ ہرگز مدعا نہیں ہو سکتا کہ لڑکوں کو اپنے والدین سے باغی کریں۔ بلکہ وہ اُن کو اپنے والدین و خدا و رسول کا فرمانبردار بنانا چاہتے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ ایک وقت وہ تھا کہ جب والدین اپنے لڑکوں کو تعلیم دینا چاہتے تھے۔ تو لڑکے اُن کا کہنا نہیں مانتے تھے۔ مگر اب جبکہ خود لڑکوں میں دینداری کی تڑپ پیدا ہو رہی ہے۔ تو ضروری ہے کہ والدین اس سے فائدہ اٹھا دیں اور آئندہ نسل کو حقیقی معنوں میں باعمل مسلمان بننے میں امداد دیں۔

مہاتما گاندھی جی و ہندو صاحبان بعض لوگ تعصب کی بنا پر اس یونیورسٹی کو بجائے مسلم یونیورسٹی کے مہاتما جی کی یونیورسٹی کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے مہاتما جی مسلمانوں کو پکا اور سچا مسلمان اور ہندوؤں کو پکا ہندو بننے کی تلقین کرتے ہیں۔ اور اُن کے خلوص میں شبہ نہیں۔ اور خود قرآن مجید نے یہود و نصاریٰ اور علیا ہیوں میں نیکدل اور پارسا اصحاب کی قدر کی ہے تو ہمکو ہندوؤں میں اگر ویسے بزرگ ہوں تو اس سے کیوں متعجب ہونا چاہئے مہاتما جی نے احمد آباد گجرات یونیورسٹی کے قیام کے وقت اپنی افتتاحی تقریر میں اپنے مافی الضمیر کو صاف کر دیا۔ بلکہ ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد کو مضبوط کیا۔ چنانچہ انہوں نے اُردو کو لازمی قرار دیکر فرمایا کہ [illegible] یونیورسٹی کے قیام سے مُراد یہ ہے کہ ہندو قرآن شریف پڑھیں اور مسلمان شاستر پڑھیں۔ یونیورسٹی کے اس جلسہ میں بھی مہاتما جی شامل تھے مگر ہر رنگ میں مسلمانوں کو اسلام پر پابند ہوتے ہوئے دیکھکر خوش ہوتے تھے بلکہ زور دیتے تھے۔ کہ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا خاص طور پر انتظام ہو۔ دوسرے ہندو اکابر جو مہاتما جی کے ساتھی ہیں۔ اُنکی نیک نیتی پر بھی ہمکو کوئی شبہ نہیں چنانچہ یہ کوٹھیاں جن میں اسوقت یونیورسٹی قائم کی گئی ہے بعض ہندو صاحبان کی ملکیت ہیں۔

مسئلہ الحاق قطع نظر اس امر کے کہ موجودہ حالات میں ہماری قومی تعلیم کے نظام کے متعلق ہمارے علماء کا کیا فتویٰ ہے۔ ہم نو تعلیم یافتہ اگر اپنی حالت پر غور کریں۔ تو خود شرم آتی ہے کہ ہمکو بحیثیت مسلمان کے کیا بننا چاہئے تھا۔ اور ہم میں سے اکثر کیا بن گئے ہماری حالت یہ ہے کہ ہم میں سے بہت ہیں کہ جنکو ایک آیت قرآن مجید کی بھی ٹھیک طور سے پڑھنی نہیں آتی چہ جائیکہ اُن کے مطالب پر غور کر سکیں۔ یا عمل پیدا ہو سکیں ہماری طرز بود و باش و لباس و خوراک وہ نہیں جو ہونی چاہئے تھی۔ اسلامی سادگی و اسلامی پاکیزگی سے ہم میں سے اکثر بہت دور ہیں اسلامیہ کالجوں اور سکولوں کی مشکلات میں پہلے عرض کر چکا ہوں اب جبکہ ہم بحیثیت قوم کے اعلےٰ ترین مدارج سے گر کر نہایت ادنےٰ اور ذلیل حالت تک پہنچ گئے ہیں اگر باوجود اس قدر بلندی سے گرنے کے اب بھی ہم نہ جاگیں اور اپنی اصلاح کی فکر نہ کریں تو ہم پر حیف ہے کیا ہماری یہ حالت قرآن شریف و اسوۂ حسنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر نہیں ہوئی۔ کیا ہماری نسبت یہ وعدۂ الٰہی نہ تھا۔ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ تو اب ہماری پستی و ادبار بتا رہی ہے کہ ہم بحیثیت قوم مومنوں کی جماعت نہیں رہے تو پھر ساری عمر دُنیا کے لئے تعلیم کے فکر میں ضائع کر کے دین سیکھنے کا کب وقت آئیگا۔ اس لئے ہم کو اپنی قومی تعلیم کے لئے گورنمنٹ کو ذمہ دار نہیں گردانا چاہئے۔ اس کا انتظام ہم کو بکلی اپنے ہاتھ میں لینا چاہئے۔ اور اسلامی رنگ کی تعلیم اپنے بچوں کو دینی چاہئے۔ یعنی وہ تعلیم جس میں ہمارے دین و دنیا دونوں کے لئے سامان ہوں۔ مگر اس میں دین کا عنصر غالب ہو نہ دُنیا کا۔ اور ان یونیورسٹیوں میں صنعت و حرفت و تجارت بھی معمولی تعلیم کے ساتھ ساتھ سکھلائی جائے۔ البتہ جو لوگ سرکاری ملازمتیں کرنا چاہتے ہیں اُن کا راستہ ہمکو بند نہیں کرنا چاہئے۔ کالج و سکول کے اوقات میں ہمکو خود مذہبی تعلیم کے لئے پروفیسر و معلم مقرر کرنے چاہئیں۔ اور ہمکو امید ہے کہ گورنمنٹ اس میں ہماری امداد کرے گی۔ اور ہم اپنے بچوں کو موٹے موٹے مذہبی مسائل سے واقف کر سکیں گے۔

مجھے یقین ہے کہ ہماری گورنمنٹ جو کہ ایک مدبر گورنمنٹ ہے تھوڑے عرصہ میں اپنی غلطیوں کو محسوس کر کے اپنے طرز عمل کی اصلاح کریگی اور ہماری قومی یونیورسٹیاں (بقیہ مضمون بر صفحہ ۶ کالم ۲ دیکھو)

سنڈی نارودی اپر بیریشن آف مشنریز" اس بورڈ کا تیاسیشن ۶ اکتوبر ۱۹۲۰ء سے شروع ہوا ہے۔ اور بقول چرچ فیملی نیوز پیپر کنگس کالج میں بورڈ کی طرف سے طلباء کے لئے بائیبل کی تعلیم کے علاوہ عام مذاہب پر بھی خاص لیکچروں کا انتظام کیا گیا ہے۔

ان عام مذاہب میں مذہب کنفیوسشش ۔ اسلام ۔ ہندو مذہب کے نام خاص طور پر لئے گئے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کی ظاہر عملی زندگی کو مذہب سے کوئی علاقہ نہیں جن کا اوڑھنا بچھونا محض سیاست اور ڈپلومیسی ہے۔ لیکن باوجود اس کے اپنے مذہب کے پھیلانے کی کوشش میں وہ باقاعدگی کے ساتھ منہمک ہیں۔ اور درحقیقت انگلستان کو دنیا کے ہر حصہ پر تسلط کرنے میں عیسائی مشنریوں کا بہت کچھ دخل ہے ہر دور دراز علاقہ میں پہنچکر اپنی باتوں کو پہنچانا خواہ وہ کیسی ہی غیر معقول کیوں نہ ہوں ان لوگوں نے اپنا لازمی فرض قرار دے رکھا ہے۔ اور اس کے ساتھ اپنے سیاسی عروج کے لئے بھی وہ کوشاں رہتے ہیں۔

کاش مسلمان اس نسخہ کو استعمال کر کے دیکھیں۔ اور دیانت داری کے ساتھ محض اشاعت اسلام کے کام میں لگ جائیں تو تمام قومی امراض کا رفع بہت جلد ہو سکتا اور اسی معراج ترقی پر پھر پہنچ سکتے ہیں جس پر سے اپنی ناکرداریوں کی وجہ سے گرائے گئے ہیں ۔

اسلام ایک پادری کی نقطۂ نظر سے

اخبار مدرس گارڈین نے اپنی ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں ایک پادری ریورنڈ ہیربرٹ ہینڈلے کا ایک خطبہ شائع کیا ہے۔ جو سینٹ مارٹنس ان دی فیلڈس نامی گرجا میں انہوں نے دیا۔

اس خطبہ میں پادری صاحب نے اسلام کا بھی خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ اور یہ دیکھنا موجب مسرت ہے۔ کہ بہت عمدہ الفاظ اسلام کے متعلق ان کے منہ سے نکلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور انسان کے درمیان جو تعلق مختلف مذاہب نے بتایا ہے۔ جس طریق سے کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی عبودیت بجا لاتا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے اسلام کی مثال انہوں نے دی ہے فرماتے ہیں:-

"اسلامی مسجد کے مؤذن کو دیکھو۔ تم فوراً اسلام پر نکتہ چینی شروع کر دو گے۔ تم اس کے اخلاقیات کو زیر بحث لاؤ گے۔ تمہیں محسوس ہوگا۔ کہ اسلام کا خدا بہت دور اور سخت واقع ہوا ہے۔ ان نقائص کو مان کر بھی یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے کہ کروڑہا انسان روزانہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے اور ان میں سے پر جوش انسان روزانہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت چلتے ہیں یہ مخلص اور پر جوش انسان ایک الہی راز کو سینہ میں چھپائے ہوئے ہیں۔ وہ ایک زبردست اور یقینی ہستی کو محسوس کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ زمانہ کے اختتام پر وہ اس سے ملاقی ہوں گے۔ ایک قیوم اور حاضر و ناظر ہستی کا خیال اور احساس انہیں ہے اور یہ وہ بات ہے جو انسان کو اس کے ضروری مراتب پر پہنچا دیتی ہے اور صرف متعصب عیسائی ہی ہیں جو ایک مسلمان کے دل کو زمی۔ اخلاق اور اخوت سے عاری سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اسکو مسجد کے اوپر جاتے ہوئے دیکھتے اور نماز کے اوقات میں اللہ اکبر حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کی آوازیں بلند کرتے ہوئے سنتے ہیں۔"

یہ الفاظ ایک پادری کے منہ سے نکلے ہیں اور گرجا کے اندر۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی احساس اور اعمال کا اثر کس قدر خود پادریوں کے دلوں پر بھی ہے۔ دوسروں کی خوبیوں کا اعتراف ایک بہت بڑی بات ہے اور ایک پادری کے منہ سے تو اور بھی مہتم بالشان۔

اللہ تعالیٰ اسلام کے لئے ایسے ہی لوگ پیدا کر دے۔ جو گرجوں کے اندر اسلام کا وعظ کہنے لگیں ۔

کیا مسیح موعود فی الواقع نبی تھے

(مقتبس از رسالہ البلاغ مؤلفہ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ)

ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ حضرت میرزا صاحب نے کبھی اور کسی وقت بھی نبوت کا دعوے نہیں کیا۔ بلکہ ایسے مدعی پر جو بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوے نبوت کرے لعنت بھیجی ہے اور دائرہ اسلام سے اسکو خارج بتایا ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ خود وہ ایسا لکھیں۔ اور پھر خود ہی مدعی نبوت ہوں۔ اور محض نبوت جزوی کے وہ ابتداء سے لیکر آخر تک مدعی ہیں اسکو وہ صرف ظلی یا مجازی یا دوسرے لفظوں میں محدثیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور اپنی وحی کو کبھی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی محدثیت و وحی ولایت کے نام سے موسوم فرماتے ہیں چنانچہ آپ اپنے ایک اشتہار میں جس کا عنوان ہے "مولوی غلام دستگیر صاحب کے اشتہار کا جواب" لکھتے ہیں:-

"ان پر (یعنی مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری پر) واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنحضرت کا ئنات صلے اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے"

"غرض جبکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے الخ"

یہ ہے حضرت میرزا صاحب کا مذہب اور عقیدہ جو اس اشتہار سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اور جو تمام اکابر اہل سنت والجماعت کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ محمودی پارٹی حضرت میرزا صاحب کو آپ کی تمام تحریروں اور تعلیم کے خلاف حقیقی کامل اور مستقل بنی گو غیر تشریعی نبی مانتی ہے مگر ہم ان کو نہ تشریعی نہ غیر تشریعی کسی قسم کا نبی نہیں مانتے۔ اور ظلی ۔ بروزی ۔ مجازی ۔ جزوی نبوت کے الفاظ جو حضرت میرزا صاحب کی تحریروں اور کتابوں میں پائے جاتے ہیں ان کو آپ کی اس مندرجہ بالا اور اسکے بعد کی کھلی کھلی تحریروں کے ماتحت صرف ولایت اور امامت سے ہی تعبیر کرتے ہیں۔ اور مجازی یا ظلی نبوت کو نبوت کی کوئی قسم قرار نہیں دیتے کیونکہ حضرت میرزا صاحب کی تمام تحریروں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ ظلی بروزی مجازی نبوت ۔ نبوت کی کوئی قسم نہیں۔ ملاحظہ ہوں یہ تحریرات و اقوال:-

(۱) "محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں ۔ دوسری جائز ہے۔ مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے" (اخبار الحکم قادیان ۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء زیر عنوان ملفوظات امام الزمان")

(۲) "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں" (تتمہ حقیقت الوحی حاشیہ صفحہ ۹)

(۳) "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کہلانا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے" (اخبار الحکم قادیان ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء)

"اگر غور سے دیکھا جاوے تو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کے نبی نہ کہلانے میں سر ہے اور حضرت موسیٰ کے بعد کسی دوسرے کے نبی نہ کہلانے سے ان کی کسر شان ہے کیونکہ حضرت موسیٰ بھی ایک نبی تھے اور ان کے بعد ہزاروں اور بھی نبی آئے۔ تو انکی نبوت کی خصوصیت اور عظمت کوئی نہیں ثابت ہوتی۔ برعکس اسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک عظمت اور آپ کی نبوت کا پاس اور ادب کیا گیا ہے کہ آپ کے بعد کسی دوسرے کو اس نام سے کسی طرح بھی شریک نہ کیا گیا۔ اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہزار ہا بزرگ نبوت کے نور سے منور تھے اور ہزاروں کو انوار نبوت کا حصہ عطا ہوتا رہا ہے۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم الانبیاء رکھا گیا تھا۔ اس لئے خدا نے نہ چاہا کہ کسی دوسرے کو (آپ کے بعد) یہ نام دیکر آپ کی کسرشان کی جائے" (الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء)

"اس امت کے لوگوں پر جو نبی کا لفظ نہیں بولا گیا اس کی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ حضرت موسیٰ کے بعد نبوت ختم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ ابھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسے صاحب اولو العزم صاحب شریعت کامل نبی آنے والے تھے۔ اسی وجہ سے انکے واسطے یہ لفظ جاری رکھا گیا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ ہر ایک قسم کی نبوت بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بند ہو گئی تھی۔ اسواسطے ضروری تھا کہ اس کی عظمت کی وجہ سے وہ لفظ نہ بولا جائے" (الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء کالم ۲،۳)

(۴) آپ اپنی سب سے آخری کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۱ پر لکھتے ہیں:-

"اللہ وہ ذات ہے جو رب العلمین ہے اور رحمٰن اور رحیم ہے جس نے زمین اور آسمان کو چھ دن میں بنایا اور آدم کو پیدا کیا۔ اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے"

(۵) اسی کتاب حقیقۃ الوحی کے آخری صفحوں پر ڈوئی کو جو امریکہ میں مدعی نبوت ہوا تھا ان الفاظ میں مخاطب فرماتے ہیں:-

"وانک تفتری علی اللہ فی دعوۃ النبوۃ والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیۃ" (حقیقۃ الوحی صفحہ ...)

ترجمہ:- اور تحقیق تو افترا کرتا ہے اللہ پر دعویٰ نبوت میں اور نبوت بعد ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منقطع ہو گئی ہے اور نہیں کوئی کتاب بعد فرقان کے اور وہ پہلے سب صحیفوں سے بہتر ہے اور نہیں کوئی شریعت بعد شریعت محمدیہ کے"

(۶) اور اسی صفحہ پر پھر آپ لکھتے ہیں:-

"وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفیٰ" "تحقیق ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں اور ان پر تمام رسولوں کا سلسلہ کٹ چکا ہے لہٰذا نہیں ہے حق کسی شخص کو کہ دعویٰ کرے نبوت کا بعد ہمارے رسول کے جو مصطفےٰ ہیں"

(۷) اور کہیں اس کے بعد دوسرے صفحہ پر اپنے متعلق لکھا ہے:-

"سمیت نبیا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ" یعنی میرا نام نبی اللہ کی طرف سے مجازی طور پر رکھا گیا ہے نہ حقیقی طور پر"

یہ ساری عبارتیں اور اسی قسم کی بیسیوں تحریریں آپکی بتلا رہی ہیں کہ آپ مجازی یا ظلی نبوت سے غیر تشریعی نبوت مراد نہیں لیتے تھے اسی لئے تو آپکو اسی کتاب حقیقۃ الوحی میں یہ لفظ بھی لکھنے پڑے۔

"ما لعنی من النبوۃ ما لعنی فی الصحف الاولیٰ" (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ...) یعنی تمام آسمانی کتابیں نبوت کے جو معنے کرتی ہیں ان کے معنے سے ہم اپنے کو نبی نہیں کہتے"

یہ الفاظ صاف ثابت کر رہے ہیں کہ جو شخص کتب سماویہ کی رو سے اپنے نبی ہونے سے انکار کرتا ہے وہ نہ تشریعی نبی ہے نہ غیر تشریعی۔ جب خود حضرت میرزا صاحب نے باربار ظلی بروزی یا فنا فی الرسول صورت کی نبوت کی یہ تشریح فرما دی ہے کہ مجازی ۔ ظلی ۔ بروزی اور فنا فی الرسول صورت کی نبوت کوئی نبوت نہیں ہوتی ۔ صرف ولایت یا امامت یا مجددیت یا محدثیت کے ہی یہ دوسرے نام ہیں۔ تو ہم کس طرح اور کیونکر مان لیں کہ آپ نبی تھے یا آپ نے دعویٰ نبوت کا کیا تھا۔ اور جبکہ ہر ایک کتاب میں آخر وصال تک حضرت میرزا صاحب لکھتے رہے ہیں کہ یہ لفظ نبی اور رسول کے میرے لئے حدیث اور میرے الہام میں استعارہ اور مجاز کے طور پر ہیں۔ تو کیسے یقین ہو کہ وہ رسول یا نبی تھے کونسی بات ان کو حقیقی نبی کہنے سے مانع تھی۔ کس کا خوف تھا۔ اگر وہ حقیقی نبی تھے۔ اور ان میں نبوت کی حقیقت متحقق تھی تو انہوں نے یہ الفاظ کیوں استعمال فرمائے اور کیوں لکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت بند ہے اور پھر ایک پادری کو کیوں یہ جواب دیا جبکہ اس نے کہا:-

قولہ (یعنی پادری کا قول) مرزا صاحب کے موافقین اور مخالفین نے بڑے درجہ کی افراط اور تفریط کی ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہو کہ میں قرآن شریف کو مانتا ہوں نماز پڑھتا ہوں۔ روزہ رکھتا ہوں۔ اور لوگوں کو اسلام سکھاتا ہوں۔ اسکو کافر کہنا زیبا نہیں۔ مگر ایک عالم کے رتبہ سے بڑھا کر پیغمبری تک پہنچانا بھی جائز نہیں"۔ اس کے جواب میں حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں

اقول:- صاحب انصاف طلب کے بیان میں خود انکے پہلے ہی قول شریف میں تناقض پایا جاتا ہے کیونکہ ایک طرف تو وہ بہت ہی حق پسند بنکر اپنا بھولا پن ظاہر فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو کافر کہنا زیبا نہیں اور پھر دوسری طرف اسی منہ سے میری نسبت رائے ظاہر کرتے ہیں کہ گویا میری جماعت درحقیقت مجھے رسول اللہ مانتی ہے اور گویا میں نے درحقیقت نبوت کا دعوے کیا ہے۔ اگر راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں۔ تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں۔ اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر پہلی رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوے کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت و لکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوٰی نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ

ہے۔ اور جس کے حاصل مطلب کو اس حوالہ میں بیان فرمایا ہے حسب ذیل ہے۔ ملاحظہ ہو مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی۔ جلد ثانی ص۹۹ مکتوب بنام دیگر مخدوم (محمد صدیق) :-

(اعلم ایہا الاخ الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا وذالک لافراد من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وقد یکون لبعض الکمل من متابعیہم بالتبعیۃ واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منہم سمی محدثا)

اس عبارت کو حضرت اقدس خود پہلے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے ص۹۱۵ پر نقل کر کے اس کا ترجمہ حسب ذیل کر چکے ہیں :-

"یعنی اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہٗ کا کسی بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور ایسے افراد جو خدا تعالیٰ کے ہمکلام ہوتے ہیں خواص انبیاء میں سے ہیں اور کبھی یہ ہمکلامی کا مرتبہ بعض ایسے مکمل لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اسکو محدث بولتے ہیں"

اب ظاہر ہے کہ حضرت مجدد صاحب نے نبیوں کے متبعین کو جن کے ساتھ کثرت مکالمہ الٰہیہ ہو محدث کہا ہے اور خود حضرت اقدس نے بھی اسکو نقل کر کے ترجمہ میں وضاحت سے لکھدیا ہے کہ ایسے لوگ جو نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں۔ اگر ان کے ساتھ کثرت سے ہمکلامی اللہ تعالیٰ کی ہو تو انکو محدث کہتے ہیں۔

پس جب تک کہ کتاب حقیقۃ الوحی کے حوالہ میں جو اوپر نقل کیا گیا ہے بجائے لفظ نبی کے لفظ محدث کا لکھکر یوں نہ پڑھیں کہ جس شخص کو کثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جاوے۔ اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاویں وہ محدث کہلاتا ہے تب تک حضرت اقدس صادق القول نہیں ٹھہر سکتے۔ اب میرا سوال جناب میاں صاحب اور ان کے مریدین کی خدمت میں یہ ہے کہ ان کو حضرت اقدس کا صادق القول ٹھہرانا منظور ہے تو تجویز ایسے کیا صورت ہے کہ اس حوالہ میں بجائے لفظ نبی کے محدث سمجھیں۔ خدا کے لئے انصاف کو مدنظر رکھکر جواب دیں ❊ (باقی دارد)

رسید زر

فہرست چندہ جماعت پشاور بابت اکتوبر ۱۹۲۰ء

(معرفت ملادر خان صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور)

نام			
میاں احمد جی صاحب	۱	۰	۰
بابو کرم الٰہی صاحب سابق سب انسپکٹر پولیس	۱	۰	۰
شیخ ہدایت اللہ صاحب پوسٹ مرچنٹ	۱۵	۰	۰
ملک عادل شاہ صاحب تاجر	۲	۰	۰
استاد صاحب گل صاحب	۱	۰	۰
مستری عبدالعزیز صاحب	۱	۰	۰
مستری محمد صاحب مرکادی	۵	۰	۰
حضرت مولانا مولوی غلام حسن خان صاحب	۲۰	۰	۰
مستری شاہ زمان صاحب	۲	۰	۰
مستری محمد رمضان صاحب	۵	۰	۰
مرزا محمد عباس صاحب	۰	۴	۰
ملک محمد ایوب خان صاحب	۱	۰	۰
میاں بہاء الدین صاحب	۱۰	۰	۰
شیخ فضل کریم صاحب	۳	۰	۰
جناب دلاور خان صاحب	۳	۰	۰
خلیل الرحمٰن صاحب طالب علم	۷	۰	۰
قاضی عبدالخالق صاحب	۱۰	۰	۰
میاں شال خان صاحب سوداگر	۱۶	۰	۰
میاں سیف الرحمٰن صاحب سوداگر	۸	۰	۰
میزان کل	۱۱۱	۴	۰
خریداری رسالہ کا خرچ جماعت سے مقامی	۰	۰	۰
باقی جمع کر دیا	۱۱۰	۱۴	۰

بقیہ مضمون آمدہ از صفحہ ۲ :-

اپنی طرز تعلیم و شہرت میں بغداد ... کی اسلامی یونیورسٹیوں اور موجودہ طرز کی تعلیم کے لئے اکسفورڈ کی یونیورسٹیاں سے کم نہ رہیں گی۔ اور گورنمنٹ ایک دن آئیگا کہ ان کی اسناد کو سرکاری ملازمت و انجینیرنگ۔ ڈاکٹری و دیگر صیغہ جات صنعت و حرفت کے لئے منظور کر لے گی اس صورت میں گورنمنٹ تعلیمی ... کا بوجھ اور بھی ہلکا ہو سکیگا۔ اور اگر ہم مستقل طور پر انہیں قومی و ملکی اصلاح کی فکر کریں تو یہ وقت دور نہ سمجھنا چاہیئے ❊

دُعا اب میں دعا پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ ... دین کو دنیا پر مقدم کریں۔ اور ... کے نفسانی ... کو چھوڑ دیں۔ اور ایک ہو کر خدا تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑ لیں۔ قرآن مجید و اسوۂ حسنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر چلیں۔ آمین ثم آمین!!!

متفرق خبریں

ترکوں اور ارمنوں کی آویزش قسطنطنیہ ۲۸۔ نومبر آرمینیا کی آخری کی آخری خبر زیادہ قابل اطمینان ہے۔ ایک ارمنی اخبار رقمطراز ہے کہ ارمنوں نے کرس پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اور ساحرار نے نقصان عظیم برداشت کیا کیونکہ ان کی بار برداری ناکافی اور سردی شدید تھی۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ سات ہزار ترک ٹھٹھر کر مر گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نئے عارضی علحنامہ کی شرائط زیادہ مفید ہیں۔ جس پر ... کو دستخط کئے گئے ❊

بولشویکوں کے یہ کہنے پر کہ تمہیں مشرقی سرحد پر کوئی خطرہ نہیں۔ دشمن اپنے ہر ایک آدمی کو ترکوں کے خلاف جھونک دینے کے قابل ہو گئے۔ جس کا مذکورۃ الصدر نتیجہ برآمد ہوا۔

طفلیس کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں اور بالشویکوں میں سخت اختلاف ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ترکوں نے علاقوں کا مطالبہ کیا ہے ❊

ہندوستان اور جرمنی کے مابین تجارت - کلکتہ ۳۰ نومبر افسر محکمہ اعداد و شمار نے ایک نقشہ شائع کیا ہے جس میں اپریل تا ستمبر ۱۹۲۰ء کی مدت ششماہہ میں ہندوستان اور جرمنی کی باہمی تجارت کے اعداد پیش کئے ہیں۔ ان اعداد میں وہ مالین درج ہیں۔ جو براہ راست درآمد و برآمد سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس چھ ماہ کی مدت میں جرمنی سے ایک کروڑ ۳۹ لاکھ کا مال ہندوستان میں پہنچا ۱۹۱۹ء کے انہیں مہینوں صرف آٹھ ہزار کا آیا تھا۔ اور ۱۹۱۳ء کے انہیں مہینوں کے دوران میں یعنی جنگ سے پہلے درآمد کی مقدار ۵ کروڑ روپے لاکھ تھی۔ جنگ سے پہلے انہی چھ مہینوں میں ہندوستان کی کل درآمد میں جرمنی کا مال سات فیصدی تھا۔ لیکن اب صرف ایک فیصدی ہے۔

اس مدت ششماہہ ۱۹۲۰ء میں ہندوستان سے تین کروڑ بیس لاکھ کا مال جرمنی میں پہنچا ۱۹۱۹ء کے انہیں مہینوں میں صرف ۷۷ ہزار کا تھا۔ اور قبل از جنگ ۱۹۱۳ء میں اس برآمد کی مقدار ۱۱ کروڑ ... لاکھ تھی۔ جنگ سے پہلے انہی چھ مہینوں میں ہندوستان کی کل برآمد میں جرمنی کا حصہ دس فیصدی تھا۔ لیکن اب ۲ فیصدی ہے

جمعیتہ الاقوام - لندن ۲۹ نومبر "ڈیلی نیوز" کو جینوا سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے جمعیتہ الاقوام کی کامیابی کے امکانات پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جمعیتہ الاقوام کا وجود مشرق اور مشرقی شرق (؟) اخوت و محبت کے بالکل مطابق ہے اور اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ موزوں طریق سے موثر تبلیغ و اشاعت کا کام کیا جائے۔ اور مجلس کے ارکان کے درمیان ایک صریح اور مناسب معاہدہ ہو جائے تاکہ وہ ایثار کے طریق سے دوسروں کے خیالات کو تقسیم کرنے پر آمادہ ہوں ❊

لورپول میں آتشزدگی - لندن - ۲۹ نومبر لورپول میں آتش زدگی سے جو نقصانات ہوئے۔ ان کا مکمل تخمینہ ساڑھے سات لاکھ پونڈ کیا جاتا ہے۔ آگ بجھانے والے دستوں نے نہایت سرگرمی سے شعلوں کا مقابلہ کیا۔ اور بعض حالات میں عمارتیں اور ان کا سامان بچا بھی لیا۔ آج صبح ہزاروں ٹن روئی سلگ رہی ہے۔ لورپول میں تین کارخانے تباہ کئے گئے اور ان کی عمارتیں مسمار ہو گئیں۔ جن میں چودہ ہزار روئی کے بورے موجود تھے جو ہزار بالکل برباد ہو گئے۔ کارڈن سٹریٹ لورپول کے ایک کارخانے میں دس ہزار اور دوسرے میں ستر سو بورے جلکر خاک ہو گئے۔ اس کے علاوہ کھالوں کے بھی بورے تباہ ہو گئے۔

کارک کی آئین کارکنان محکمہ باربرداری کا ہال جلا دیا گیا آتشزدگی سے پہلے عمارت میں آتشگیر مادوں کے دھماکے سنائی دیئے۔

ایک خاص رعائیت

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ کا انگریزی تفسیر ترجمہ والا قرآن شریف قسم اعلیٰ جو علاوہ محصولڈاک وغیرہ کے بیس روپیہ فی جلد کے حساب سے فروخت ہو رہا ہے اس کی چند جلدیں مناسب جگہ پر پڑی رہنے کے باعث اس قابل ہو گئی ہیں کہ ہم ان کو سستے داموں فروخت کر دیں یعنی بجائے بیس روپیہ کے صرف بارہ روپیہ وصول کریں۔ محصولڈاک وغیرہ قریباً ۱ روپیہ بذمہ خریدار ہوگا ❊ رعائیت سے فائدہ اٹھانے والوں کے لئے موقع غنیمت ہے۔

درخواستیں بہت جلد بنام ...... محمد ظہیر الدین :-

مینیجر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں

اشتہار مجریہ عالیجناب خان محمد دلاور خان صاحب بہادر مہتمم خزانہ منصف درجہ اول بنوں

مقدمہ نمبر ۱۵ دیوانی

مظفر خان ولد دوران و غلام سرور ولد گلزار ذات پشتون ممہ خیل ساکنان گنڈی خان خیل تحصیل مروت

بنام

محمد افضل خان ولد عبدالصمد خان ذات خیوا علی زئی ساکنہ شنکی تحصیل و ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان مدعا علیہ

دعویٰ دلاپانے مبلغ ۷۰۰ روپے بروئے تمسک ۳۰ جولائی ۱۹۱۷ء

بنام محمد افضل خان ولد عبدالصمد خان ذات خیوا علی زئی ساکنہ شنکی تحصیل و ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے۔ کہ تم مدعا علیہ تعمیل سمنات سے گریز کرتے ہو۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا تمکو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ بتاریخ ۶ دسمبر ۱۹۲۰ء کو بوقت ۱۰ بجے صبح حاضر عدالت ہذا ہوکر جوابدہی مقدمہ خود کرو ورنہ تمہاری غیر حاضری میں مقدمہ کی کارروائی تمہارے خلاف یکطرفہ سماعت ہوکر فیصلہ ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۲ نومبر ۱۹۲۰ء بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا ❊

امراض مستورات کی دوا

عورتوں کی بیماری میں نہایت مفید امریکن ملک کی مشہور دوائیں والی برہم اور دبرک کی قدیم زمانہ کی مشہور دوائیں اسوک وغیرہ کئی ایک دوائیوں کو ملا کر یہ دوا تیار کی گئی ہے۔ اور اس کی آزمائش کئی دفعہ طور سے ہو چکی ہے۔ یہ ہر اقسام کی امراض مستورات کی دوا ہے کمزور رحم (بچہ دان) کو طاقت دیتی ہے۔ اور صاف رکھتی ہے اسلئے رحم کی کل بیماریوں میں فائدہ کرتی ہے۔ اس سے طمث کی خرابی یعنی کم زیادہ دنوں میں حیض ہونا۔ کمر۔ پیڑو۔ جانگھوں اور سر میں درد ہونا۔ جی متلانا وغیرہ دور ہوتا ہے ❊ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) محصولڈاک ۸

ڈاکٹر ایس کے برمن پوسٹ بکس نمبر ۵۵۲ کلکتہ

ڈاکٹر برمن کا جوہر پیپرمنٹ

یہ غالباً سب ہی لوگ جانتے ہوں گے کہ معمولی درد شکم میں جوہر پیپرمنٹ کو استعمال کرتے ہیں۔ مگر بازار کے جوہر میں دوسری چیزیں ملی ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ پورا نفع نہیں کرتا ہے۔ یہ پیپرمنٹ کا خالص جوہر جاپان کے ایک مشہور کارخانہ سے تیار کرا کے منگوایا گیا ہے۔ اور اس لئے آدھے چاول کے برابر پان میں رکھکر کھانے سے متلی کی بدبو پیٹ کے درد اور ریاح کو دور کر دیتا ہے۔ کافور اور جوہر پیپرمنٹ برابر حصوں میں تیل میں ملانے سے اور وہ تیار شدہ تیل کنپٹی میں لگانے سے درد سر کو دور کرتا ہے۔ پھنسیوں میں تھوڑا سا جوہر لگا کر درد کی جگہ مالش کرنے سے درد کا فوراً آرام ہو جاتا قیمت فی شیشی ...... ۱۲ار محصولڈاک ۴ر

ملنے کا پتہ

ڈاکٹر ایس کے برمن پوسٹ بکس نمبر ۵۵۲ کلکتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - چہارشنبہ مورخہ ۸ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۴۶

دعوتِ عمل

(۱)

دُنیا میں انسانی جماعتوں کا اتفاق و اتحاد محض بخت و اتفاق کا نتیجہ نہیں بلکہ جس طرح دُنیا کا ایک ذرہ بھی بغیر کسی طبعی مناسبت کے دوسرے ذرے سے نہیں مل سکتا۔ اسیطرح جماعت انسانی کا ایک فرد کسی دوسرے فرد سے صرف اس بنا پر نہیں ملتا کہ وہ اس کی طرح ایک انسان ہے بلکہ اغراض و مقاصد اور جذبات و خیالات کی یک جہتی نے اُن میں باہم تعلق پیدا کر دیا ہے۔ پس جماعت کی اصل روح و رواں یہی اغراض و مقاصد ہوتے ہیں۔ انکے تحفظ قیام اور بقا سے جماعتیں زندہ رہتی ہیں اور انہی کو نظر انداز کر دینے سے ان کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ خصوصًا وہ اغراض و مقاصد کہ جن کا تعلق کسی خاص فرد واحد سے مخصوص نہیں ہوتا۔ اُن کی تقویم و تکمیل کے لئے مجموعی قوت بکار ہوتی ہے اور اُن کی حیات و ممات کا تمامتر دارومدار افراد کی جد و جہد اور سعی پر منحصر ہوتا ہے۔ جماعت کا ہر ایک فرد جب تک اپنی توجہ کلیتًا ان مقاصد کے حصول کی طرف مبذول نہیں کر دیتا۔ اسوقت تک وہ جماعت کا یا جماعت کہلانے کی مستحق نہیں ہوتی۔ یا کم از کم وہ افراد کہ جو اپنی جماعت کے مقرر کردہ نصب العین سے انحراف کرتے ہیں۔ جماعت کا کوئی جزو کہلانے کے حقدار نہیں ہوتے۔ قرآن کریم نے واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا میں اسی فلسفہ اجتماع کی طرف اشارہ کیا ہے

بیسویں صدی کے اس دورِ تمدن میں انسان نے اگر آئین و اصولِ تمدن میں سے کسی بات پر سب سے بڑھ کر عمل کیا ہے تو وہ یہ ہے کہ اپنے اغراض و مقاصد کے حصول اور جذبات و خیالات کی اشاعت کے لئے انفرادی کوششوں کو ترک کر کے اجتماعی قوت سے کام لینے کو ترجیح دی ہے۔ اور اس اتفاق و اتحاد باہمی نے یہاں تک ترقی کی ہے۔ کہ اب نسلِ انسانی کے اکثر افراد کسی نہ کسی جماعت میں منسلک ہوتے جاتے ہیں۔

(۲)

ہر ایک جماعت اپنی فلاح و بہبود کے لئے اپنا ایک جداگانہ نصب العین مقرر کرتی ہے اور پھر اس میں کامیابی کے حصول کے لئے اپنی مساعی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتی۔ عزیز سے عزیز اوقاتِ گرامی کی قربانی کے علاوہ جان اور مال تک کے دے دینے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ یہ ان جماعتوں کا شیوہ ہے کہ جن کی نسبت خداوند علیم قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعًا ہ جب دُنیا کے فرزند اپنے دیوتاؤں کے لئے اس قدر قربانیاں کرتے ہیں تو کیا وہ قوم کہ جس کو خود خداوند علیم نے ایک خاص مقصد عظمیٰ اور سعادتِ کبریٰ کے لئے مبعوث فرمایا ہے ان باطل پرستوں کے بالمقابل اپنے ایثار کو بڑھ چڑھ کر دکھائے گی۔ دُنیا اور دُنیا کی دلچسپیاں صرف چند روزہ ظاہر فریبی کا سامان ہیں۔ اُخروی زندگی کے منکر کے سوا کوئی عقلمند اس فریب نظر کا شکار نہیں ہو سکتا۔ پس تم لوگ کہ جن کی نظر صرف اس سراب آسا زندگی تک محدود نہیں اپنی تمامتر مساعی کا مطمح دُنیا کو کیونکر قرار دے سکتے ہو۔

سوچو جب سلطنت اور دولت کے سنہری بُت پر دُنیا آج [illegible]

جا رہا ہے اپنے آپ کو اور اپنے دوسرے بھائیوں کو اُن کے منہ سے بچانے کے لئے تم نے عملاً کیا کیا۔ اسلامیہ کالج اور سکول بند ہوتے جا رہے ہیں۔ مِشن سکولوں کی رونق کسی طرح کم نہیں ہوئی۔ بلکہ روز بروز تیز ہو رہی ہے

اشاعت اسلام اور حفاظتِ اسلام کہ جس پر مسلمانوں کی حیات و ممات کا تمامتر انحصار ہے مسلمانوں کے تغافل کی اب تک شکار ہے۔ اس اساسی ملی پر غور کرنے اور عملی میدان میں کام کرنے کے لئے دسمبر کے آخری ہفتہ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر قوم کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوگا۔ اشاعت اسلام اور حفاظتِ اسلام سے دلچسپی رکھنے والے ہمدردانِ قوم اور بہی خواہانِ ملت سے التماس ہے کہ وہ اس قومی اجتماع کے موقعہ پر اپنے احساس مذہبی کا ثبوت دیں۔ خود تشریف لاویں اور اپنے دوستوں کو شرکت کی دعوت دیں۔ خوراک اور آسائش کا کل انتظام انجمن کی طرف سے انشاء اللہ حسب معمول ہوگا۔

رپورٹ جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

راولپنڈی انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ جیسا گذشتہ [illegible] کیا جا چکا ہے مورخہ ۲۷ - ۲۸ نومبر کو منعقد ہوا۔ پہلے دن کی تقسیم اوقات کے مطابق میر مدثر شاہ صاحب نے "اسلام اور سلسلہ مجددین" پر ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ انسانی رشد و ہدایت کے لئے بعثت انبیاء کی ضرورت پر بحث کرنے کے بعد آپ نے ختم نبوت کو صحیح و براہین قاطعہ سے ثابت کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ مجددین کی سنہری کڑیوں کا تذکرہ کیا۔ ان ارکان [illegible] اور عوام کی کج فہمی اور بے تمیزی کی بہت سی مثالیں [illegible] بیان فرمائیں۔ حضرت امام احمد حنبل اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عوام کا ناروا سلوک اور علماء نے سرعہ کا اُن کی تکفیر اور تفسیق کرنا۔ بیان کر کے آپ نے یہ ثابت کیا کہ یہ کفر کے گولے ہمیشہ سے اہل اللہ لوگوں کو ملتے آئے ہیں تو پھر حضرت مرزا صاحب کیا کوئی الوکھے مجدد تھے کہ اُن پر کفر کا فتویٰ نہ لگایا جاتا۔ حضرت مرزا صاحب نے جن کلمات کی بنا پر تکفیر کی گئی وہ کلمات بھی حضرت محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان اور دوسرے ارکانِ ملت کے کلمات طیبات سے پیش کئے گئے۔

حضرت میر صاحب کے بعد خاکسار ایڈیٹر پیغام صلح کا لکچر پیغام صلح کے مضمون پر ہوا۔ [illegible] اس پر پہلے اجلاس کا خاتمہ ہوگیا۔

مورخہ ۲۸ نومبر کو پہلی تقریر ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب کی "راہ نجات" کے عنوان پر تھی۔ حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم کی معوذتین و سورتوں کی ابتدائی چند آیات تلاوت کر کے ان آیات کی مفصل تفسیر فرمائی اور مسلمانوں کے لئے نجات کے وسائل جو قرآن کریم نے تلقین فرمائے ہیں بیان کئے۔ آپ کی تقریر بڑی جامع اور مسلمانوں کی دُنیوی و دینی نجات کے تمام پہلوؤں پر حاوی تھی۔ اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی کی حیات طیبہ کے نظائر اور امثال مسلمانوں کے سامنے آپ نے بار بار پیش کر کے اُن پر عملدرآمد کی تاکید فرمائی۔ دوران تقریر میں عیسائی مذہب کے بعض مسائل کا مقابلہ اسلامی عقائد سے کر کے اسلام کی فضیلت ثابت کی۔

اس تقریر کے بعد حضرت مولوی صدر الدین صاحب کی تقریر "عالمگیر مذہب" پر ہوئی۔ آپ کا دھیما انداز بیان لوگوں کو نہایت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔ اور اکثر لوگ آپ کی آواز پر ہمہ تن گوش تھے۔ اور نہایت دلچسپی کے ساتھ اپنے قابل خطیب کی طلاقت لسانی کا حظ اٹھا رہے تھے۔ آپ نے غیر مذاہب کے بالمقابل اسلام کو عالمگیر مذہب ثابت کیا۔ گو صاحب صدر کی ہدایت کے مطابق مضمون ما قلّ ودلّ کی شان لئے ہوئے تھا۔ اس کے دوران میں آپ نے مادر ہند کے دونوں فرزندوں کو آپس میں اتفاق اور اتحاد کے ساتھ رہنے کا وعظ کیا اور ایکدوسرے کے مذہب و اہل کتاب کے ادب و احترام کی تلقین فرمائی۔ اور [illegible] کی طرح ڈالنے کی تاکید فرمائی [illegible]

[illegible] مرحوم کے مکان پر

واپس آ کر حکیم صاحب مرحوم کی دو صاحبزادیوں کے نکاح کا اعلان کیا گیا۔ ایجاب و قبول کی رسم مولینا مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری کی وساطت سے طے پائیں خطبہ نکاح ہر قسم کی تفصیلات سے یکسر معرا تھا۔ ایک ہی بات تھی جو دل سے نکلی اور دل میں جا کر بیٹھی

حکیم شاہنواز صاحب مرحوم کی نیک سرشت شخصیت اور مومنانہ زندگی کا اثر اس شادی کی تقریب پر بھی نمایاں تھا۔ کسی قسم کی بیہودہ اور خلاف شرع رسم کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اپنے دینی پیشواؤں کی پیروی کی توفیق بخشے۔ اور تمام قسم کی ضلالتوں اور باطل پرستیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین!

سیرتِ خیرالبشر پر وطن کی نظر

مندرجہ عنوان نام کی کتاب رحمۃ للعالمین اور اب تک کی شائع شدہ تمام سیرتوں پر فضیلت رکھتی ہے۔ اس کتاب کو فاضل مصنف نے قرآن کریم کی روشنی میں لکھا ہے۔ ہر باب کا عنوان قرآن کریم کی کوئی نہ کوئی آیت ہے۔ ولیم میور کی زہر پاشیوں کا کافی تریاق اس کتاب میں موجود ہے آجکل کے نوجوانوں اور نئی روشنی میں آنکھیں کھولنے والوں کے لئے یہ کتاب نہایت قیمتی اور ضروری کتاب ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی جملہ اور کوئی مضمون ایسا نہیں جو حذف کیا جا سکے۔ یعنے حشو و زوائد سے پاک اور ضروری پختہ و مفید و مستند معلومات سے اور سیرت نبوی کے متعلق ایک پختہ اور ٹھوس کتاب کہے جانے کے قابل ہے۔ نہایت بلند خیالات اور قیمتی نصب العین پیش کرتے ہوئے مصنف نے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ اس کتاب کا مصنف حالات زمانہ سے باخبر مذہب با عمل کی جا لگیراں ہے جو اسلام کی راہ میں رکاوٹ [illegible] وقت اور کئی علاج [illegible]

[illegible] سیرت خیرالبشر عہد حاضر کی ایک نہایت اہم اور ضروری تصنیف ہے۔ اس کتاب نے اشاعت اسلام کی پاک غرض کو پیدا کرنے میں بہت بڑا اور قابل قدر اضافہ کیا ہے۔

اس کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے مصنف کا صحیح پتہ بتایا جائے

علمی و مذہبی دنیا میں یہ وہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ امیر جماعت احمدیہ و پریسیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو نہ صرف انگریزی ترجمۃ القرآن کی وجہ سے اپنی کثیر التعداد مذہبی تصانیف اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی مسلسل ۱۹ سال ایڈیٹری اور موجودہ ہیں مسئلہ خلافت کے متعلق نہایت صحیح اور سچے رائے ظاہر کرنے کے سبب کافی شہرت حاصل ہے مسئلہ غلامی۔ مسئلہ جمع قرآن وغیرہ وہ عظیم الشان اور بیش قیمت مضامین ان کے قلم سے ریویو آف ریلیجنز میں نکل چکے ہیں۔ جنہوں نے مذہبی دنیا میں تحسین و آفرین کا غلغلہ بلند کر دیا تھا۔ ایسے کہنہ مشق بالغ نظر متبحر عالم کے قلم سے نکلی ہوئی کتاب کی تعریف کرنا تحصیل حاصل ہے ریویو نگار کتاب کے حسن ظاہری کا تذکرہ کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ نہایت ہی خوبصورت چکنے اور سفید کاغذ پر دلربا اور دیدہ زیب لکھائی چھپائی کے ساتھ [illegible] تقطیع کے ڈیڑھ سو صفحات پر ختم ہوئی ہے۔

تقریظ چودھری علی محمد صاحب پلیڈر سرگودھا بر سیرت خیرالبشر

عزیز القدر حافظ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم۔

کتاب سیرت خیرالبشر پڑھی گئی۔ مولوی صاحب نے صداقت اسلام کو غیر مذاہب پر ترجیح دینے میں بڑے قاطع اور پاکیزہ دلائل پیش کی ہیں۔ ہر ایک پڑھنے والے کو مرغوب خاطر ہے مولوی صاحب عاشق اسلام ہیں۔ مولوی صاحب کے دریائے علم نے اسلام کو دین اللہ ثابت کرنے میں جو موجزنی فرمائی ہے وہ علمائے ہند سے خراج تحسین اور طرۂ امتیاز حاصل کرنے کا مستحق ہے جناب پیغمبر صاحب کے اوصاف حمیدہ مثلاً خلق عظیم۔ علم۔ بردباری وغیرہ وغیرہ جس پیرایہ میں مولوی صاحب نے بیان کئے ہیں۔ میرے خیال میں ہر ایک لکھنے والا اس کا اہل نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸۔ چہارشنبہ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۰ء نمبر ۴۴

سیرت خیر البشر (از امیدہ اللہ بنصرہ) (رتبہ جعفت) کا ایک ورق

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

دُنیا کمال وحشت اور بربریت کے ثبوت میں چھٹی صدی مسیحی سے بڑھکر کوئی زمانہ پیش کرنے سے قطعاً عاجز ہے اس عہد تظلم میں دنیا بھر کے بانیانِ مذاہب کی مقدس عمارتیں کفر و عصیان کے طغیان عظیم میں بہ چکی تھیں۔ اور رشد و ہدایت کے سرچشمے صفحہ ارض سے خشک ہو چکے تھے اخلاق اور تہذیب کا مطلع فسق و فجور کی گھنگھور گھٹاؤں سے مکدر ہو چکا تھا۔ سعادت ارض کا حسن حقیقی جہالت اور حماقت کے دست تظلم سے برباد ہو چکا تھا۔ الغرض دُنیا کی ان سیہ کاریوں کی شوخی شب دیجور کی سیاہی کو بھی شرماتی تھی۔ اس ظہر فساد فی الارض کے زمانے میں اصول ارتقاء کے ایک مبصر کی نگاہ میں محمد رسول اللہ صلعم جیسے خلق عظیم اور افضل البشر کی بعثت محالات میں سے تھی اس آشوبِ عالم کے دوران میں کوئی اپنی اللہ ارتقاء دُنیا کی اصلاح اور فلاح میں قطعاً کامیاب نہ ہوسکتا تھا پس رحمت ربی کے فیض عمیم نے اصول و آئین ارتقاء کی زنجیروں کو توڑ کر دُنیا کی ہدایت اور ربوبیت روحانی کے لئے خیر البشر کو مبعوث فرمایا۔ دُنیا کے باقی مصلحین کے بالمقابل آپکی چند در چند امتیازی خصوصیات کا تذکرہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی سیرت خیر البشر سے مقتبس کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے :-

دنیا میں بہت مصلح آئے ہر ملک اور ہر زمانہ میں آئے۔ لیکن کئی ایک امور ہیں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب پر ممتاز کرتے ہیں۔ ان امور میں سب سے پہلی بات آپکی حیرتناک کامیابی ہے جس کا اعتراف دشمن و دوست کو یکساں ہے۔ چنانچہ انسکلو پیڈیا برٹانیکا میں "قرآن" کے عنوان پر جو مضمون ہے اس میں ذیل کے صاف الفاظ میں یہ اعتراف آنحضرتؐ کے متعلق موجود ہے کہ آپ "دُنیا کے تمام انبیاء اور مذہبی اشخاص میں سب سے زیادہ کامیاب انسان ہیں" یہ اعتراف بلاوجہ نہیں۔ یہ بالکل سچ ہے۔ کہ دُنیا میں کوئی مصلح نہیں آیا جس نے اپنی قوم کو اس گری ہوئی حالت میں پایا ہو۔ جس میں آنحضرت صلعم نے ملک عرب کو پایا۔ یہ لوگ نہ مذہب کے صحیح اصول سے واقف تھے۔ نہ سیاست کے نہ تمدن کے نہ معاشرت کے۔ نہ ہی علم اُن کے اندر تھا۔ نہ انکے تعلقات بیرونی لوگوں سے کچھ تھے۔ نہ اُن میں کوئی اتفاق و اتحاد تھا۔ نہ ایک قوم کی حیثیت رکھتے تھے۔ غرضا ہر پہلو سے یہ قوم اصلاح طلب تھی اور خطرناک جہالت میں مبتلا تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہود کوئی اپنا پورا زور اُن کی اصلاح پر صرف کر چکے۔ عیسائی پورا زور لگا چکے۔ اور دونوں اپنے ناکام ہوئے۔ کہ کسی ایک امر میں بھی ملک کے اندر اصلاح پیدا نہ کرسکے۔ حنیفیت کی اندرونی تحریک بھی پیدا ہو کر ختم ہو چکی تب آنحضرت صلعم کا ظہور ہوا۔ اور چند ہی سال کے عرصہ میں ایک ایسا انقلاب پیدا کر کے دکھایا۔ کہ ملک عرب کی زمین و آسمان بدل گئے۔ ذلیل سے ذلیل بت پرستی اور توہم پرستی سے نکال کر توحید کے اس بلند سے بلند مقام پر پہنچا دیا۔ جس پر نہ اس سے پہلے کوئی قوم پہنچی نہ بعد میں پہنچ سکے گی۔ پھر اس توحید کے لئے ایسا جوش کہ دُنیا کے ممالک میں چاروں طرف نکل گئے اور دور دور کے کونوں میں جا نداء حق کو بلند کیا۔ خدا کی عبادت میں ان لوگوں کا مقام تمام راہبوں اور دُنیا سے کنارہ کشی کر لینے والوں سے بڑھکر تھا۔ اس لئے کہ وہ دن کو کاروبار میں گذارتے ہوئے۔ اللہ اکبر کی ندا سنکر دیوانہ وار خدا کے حضور جا کھڑے ہوتے تو راتوں کو بیداری میں گذارتے ہوئے عبادتِ الٰہی میں مصروف ہوتے۔ وہ دُنیا میں ہونے کے باوجود دُنیا سے قطع تعلق کئے ہوئے تھے اس لئے جو لذت اور جو خضوع و خشوع انکو عبادت میں حاصل ہوتا تھا وہ کسی گوشہ نشین زاہد کو نہیں حاصل ہوسکتا۔ پھر اگر روحانیت کے لحاظ سے عبادت کے اعلےٰ سے اعلےٰ مقام پر کھڑے تھے تو دنیوی نقطۂ نگاہ سے بھی اس اعلےٰ سے اعلےٰ مقام پر پہنچ گئے تھے جس پر انسان پہنچ سکتا ہے یعنی وہ دُنیا کے عظیم الشان فاتح بنے۔ بڑی سے بڑی سلطنتیں ان کے سامنے یوں گر گئیں گویا ان کی کچھ حقیقت ہی نہ تھی پھر وہ صرف فاتح ہی نہ تھے بلکہ فتح کے بعد ہر ملک میں ایسا انتظام قائم کیا کہ پچھلے لوگوں کی غفلت کے باوجود بارہ صدیوں تک اس سلطنت کو کچھ نقصان نہ پہنچا۔ غرض وہ زاہدوں میں سب سے بڑے زاہد اور فاتحوں میں سب سے بڑے فاتح ہوئے۔ اور ان دونوں باتوں کے باوجود تیسری بات جس میں اُنہوں نے کمال کر دکھایا۔ وہ علم تھا۔ اُنہوں نے زہد اور فتوحات کے ساتھ ساتھ علم کو ایسا کمال پر پہنچایا کہ آج انہیں کی بدولت دُنیا علم کے نور سے منور ہے۔ غرض حضرت نبی کریم صلعم نے ملک عرب کو ایسی حالت میں پایا۔ جس سے بڑھکر گری ہوئی حالت کسی ملک کی متصور نہیں ہوسکتی۔ اور دُنیوی اور روحانی ترقی کے اس اعلےٰ مقام پر پہنچایا۔ جس کے آگے کوئی مقام نہیں اور یہ سب کچھ تیس برس کے عرصہ میں ہوگیا۔ اس میں یہ بھی دکھانا مقصود تھا کہ آپ کی تعلیم قوائے انسانی کی کل شاخوں پر مشتمل ہے اور دُنیا کی کوئی بیماری نہیں جس کا علاج آپ کی تعلیم میں نہیں۔ جس طرح سب سے بڑا طبیب وہ نہیں۔ جو سب سے بڑھکر دعوے کرے بلکہ وہ ہے جو سب سے زیادہ بیماریوں کو اچھا کرے۔ اسی طرح مصلحین عالم میں سب سے بڑا وہ نہیں جیسا بعض کا خیال ہے جو سب سے بڑھکر دعویٰ کرے بلکہ وہ ہے جو سب سے بڑھکر اصلاح کرے۔ اور یہ وہ بات ہے جو محمد رسول اللہ صلعم کو دُنیا کے کل انبیا اور کل مصلحین کا سرتاج بناتی ہے۔

دُنیا میں ہر ایک نبی ایک قوم کی اصلاح کے لیے آیا وہ نور اور ہدایت لایا مگر صرف ایک خاص قوم اور خاص ملک کیلئے اسکے دُنیا میں آنے کی غرض انسانوں کا تزکیۂ نفس تھا مگر انہی کا جن کی طرف وہ بھیجا گیا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلعم کل دُنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔ وہ نور اور ہدایت جو آپکو دیا گیا ایک قوم کے لئے نہ تھا بلکہ دُنیا کی کل قوموں کے لئے۔ تزکیہ نفوس کے لئے آپ کی عقد ہمت کا دائرہ اسقدر وسیع ہوا کہ تمام دنیا کو اپنے اندر شامل کر لیا۔ یہی وہ بات ہے جس کی طرف آیت مندرجہ عنوان میں توجہ دلائی گئی ہے۔ اسی قسم کی اور آیات سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ لیکون للعٰلمین نذیرًا اور فرمایا ان ھو الا ذکر للعٰلمین ۝ پھر فرمایا۔ انّا ارسلنٰک کافۃً للناس ۝ پھر فرمایا قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا ۝ مصلحت الٰہی کا یوں تقاضا ہوا۔ کہ جس وقت نسل انسانی مختلف ملکوں میں علیحدہ علیحدہ پڑی ہوئی تھی اور قوموں کے باہمی میل جول کے ذرائع بہت کم تھے۔ ان کی ضروریات اور ان کے خیالات بھی محدود تھے تو اس نے ہر کام کی اصلاح کے لئے ایک نبی بھیجدیا۔ بعض قوموں میں کئی کئی نبی بھی بھیجدیئے۔ ان انبیاء نے اپنے اپنے زمانہ کے مطابق ان قوموں کی اصلاح کی۔ مگر جس طرح وہ قوم محدود تھی اسی طرح ان کا عقد ہمت بھی اسی دائرہ کے اندر تھا۔ اور نہ صرف مکان کے لحاظ سے بلکہ زمانہ کے لحاظ سے بھی ان کی قوت قدسی کا دائرہ ایک جگہ آکر ختم ہو جاتا تھا۔ یا جب دوسرے نبی کی ضرورت پیش آتی لیکن جہاں اس طریق سے اللہ تعالےٰ نے کل عالم کی ربوبیت روحانی کا سامان کردیا۔ اسکے ساتھ ہی انسانوں کی تنگ ظرفی کی وجہ سے ہر قوم میں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ اللہ تعالےٰ نے فلاں خاص قوم کو ہی اپنی مہربانیوں کے لئے چن لیا ہے۔ اور دوسری کسی قوم کو اس نعمت سے حصہ نہیں ملا۔ پس ایک خطرناک قومی تفرقہ پیدا ہوگیا۔ اور ملکی حدبندیوں نے تعلقات انسانی کے اندر ایسی قیود پیدا کردیں کہ ہر ایک قوم اپنے سوائے دوسروں کو ہیچ سمجھنے لگی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے یوں مقدر فرمایا کہ تمام انبیاء کے آخر پر ایک ایسا نبی بھیجے جو کل قوموں کی طرف مبعوث ہو۔ اور جس کی قوت قدسی جس طرح مکان کے لحاظ سے ساری زمین پر محیط ہو اسی طرح زمانہ کے لحاظ سے اس کا دائرہ قیامت تک وسیع ہو۔ اس لئے جو قومی نبیوں کا دائرہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر منتہی ہوگیا اور حضرت عیسےٰ کو بھی یہی کہنا پڑا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوائے اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ تو رحمۃ للعالمین کا ظہور دُنیا میں ہوا۔ انبیائے سابقین کی مثال ایسی تھی جیسے ایک اندھیری رات میں مختلف مکانات میں مختلف چراغوں کی روشنی ہو۔ اُن کا وجود ایک تاریکی کے اندر ایک شمع نور افگن تھا۔ مگر جس طرح چراغ ایک کمرہ کے اندر ہی روشنی دے سکتا ہے۔ اسی طرح اُن کے نور اُن کی ہدایت انکی قوت قدسی کا دائرہ بھی اس قوم کے اندر محدود تھا مگر محمد رسول اللہ صلعم کا ظہور آفتاب عالمتاب کا طلوع ہے جس کے ساتھ دُنیا کے چاروں کناروں میں روشنی پہنچ جاتی ہے جسکی شعاعیں زمین کے ہر کونہ کو منور کر دیتی ہیں۔ انبیائے عالم سب روشن چراغ تھے مگر محمد رسول اللہ صلعم آفتاب عالمتاب تھے۔ چراغ کی روشنی ایک مکان کے اندر محدود ہوتی ہے اور ایک وقت کے بعد وہ ختم ہو جاتی ہے۔ یہی حالت ان انبیاء کی تعلیم کی تھی۔ آفتاب کل عالم کو روشن کرتا ہے۔ اور اس کی روشنی قیامت تک اس عالم کو منور کرتی رہے گی۔ یہی کیفیت محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم کی ہے۔ پس یہ دوسری بات ہے جو آپ کو مصلحین عالم میں ممتاز کرتی ہے۔

دُنیا میں کوئی ترقی بغیر ایک قید لگانے کے ممکن نہیں اس لئے ہر قوم میں اپنی قوم کی ترقی کو ہی اپنا نصب العین قرار دیا ہے لیکن اگر محمد رسول اللہ صلعم انہی لوگوں کا اتباع کرتے تو آپ کے آنے کی اصل غرض ہی پوری نہ ہوتی تھی۔ آپ کے آنے کی بہت سی اغراض میں سے ایک غرض قومی اور ملکی قیود کو توڑکر ایک عالمگیر مذہب کی بنیاد رکھنا تھا۔ اور ایک عالمگیر اخوت کا سلسلہ قائم کرنا تھا۔ اگر غور کیا جائے۔ تو قومی اور ملکی قیود مصنوعی قیود میں پس ایک فطری مذہب مصنوعی قیود کو قائم نہ رکھ سکتا تھا۔ اگر اور مذاہب کی غرض افراد کو اکٹھا کر کے ایک قوم بنانا تھا۔ تو اسلام کی غرض قوموں کو اکٹھا کر کے نسل انسانی کا ایک اتحاد پیدا کرنا تھا اس لئے اسلام کی تعلیم نے قومی قیود کو اسی طرح توڑکر نسل انسانی کی وحدت کی بنیاد ڈالی ہے جس طرح مختلف مذاہب نے شخصیت کی قیود کو توڑکر قومی وحدت کی بنیاد رکھی تھی وہ بھی ایک بڑا کام تھا۔ جو پہلے انبیا کے سپرد کیا گیا۔ مگر یہ کام اس سے بدرجہا بڑا ہے اس کی مشکلات کا کوئی اندازہ نہیں ہوسکتا۔ بلاشبہ شخصیت کی قیود کو توڑکر قومی وحدت کا پیدا کرنا ایک بڑا کام ہے۔ مگر قومی تفریقوں کو دور کر کے نسل انسانی کے وحدت کے پیدا کرنے کے سامنے ہیچ ہے یہ تیسری خصوصیت ہے جو نبی کریم صلعم کو تمام انبیاء میں ممتاز کرتی ہے۔ کہ وہ قومی وحدت قومی ترقی کا راز سکھانے آئے۔ آپ نسل انسانی کی وحدت نسل انسانی کی ترقی کے عظیم الشان راز کے انکشاف کے لیے ظاہر ہوئے۔

چوتھی خصوصیت جو آپ کو تمام مصلحین پر ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ جہاں ہر ایک نبی فطرت انسانی کی ایک خاص شاخ کے نشو ونما کے لئے آیا اور اُسکے وجود میں اخلاق انسانی کا ایک خاص پہلو ظہور پذیر ہوا۔ محمد رسول اللہ صلعم نے فطرت انسانی کی ساری شاخوں کی ایسی کامل تربیت کی اور آپ کے وجود مبارک میں اخلاق انسانی کے سارے پہلو ایسے روشن ہوئے۔ کہ آپؐ کے بعد کسی نبی کی ضرورت دُنیا میں نہ رہی۔ سلسلہ بنی اسرائیل میں کتنے نبی آتے ہیں۔ مگر ہر ایک فطرت انسانی کی ایک خاص شاخ کے نشو ونما کے لئے۔ انسانی زندگی کے لئے ایک خاص پہلو میں نمونہ بنکر۔ مگر امت احمدیہ میں ایک ہی آتا ہے اور وہ ان پہلوؤں سے بڑھکر ہر ایک پہلو میں خود ہی نمونہ ہے وہ عیسےٰ موسیٰ کی جوانمردی۔ ہارون کی نرمی۔ یشوع کی جرنیلی۔ ایوب کے صبر۔ داؤد کی نیاہ گری سلیمان کی شان وشوکت۔ یحییٰ کی سادگی۔ مسیح کی زردشتی اور حلیمی سب کو مگر ہر ایک سے بڑھکر اپنے اندر جمع رکھتا ہے۔ اگر سلسلہ موسوی کے سرتاج حضرت موسیٰ مظہر جلال ہیں اور اسکے آخری نبی حضرت عیسےٰ مظہر جمال ہیں تو محمد رسول اللہ صلعم ان دونوں سے بڑھکر کمال کو لئے ہوئے جامع جمال وجلال ہیں۔ اگر آپ وحشیوں اور اخلاق سے عاری قوموں کو متمدن اور با اخلاق انسان بنا سکتے ہیں۔ تو متمدن اور با اخلاق انسانوں کو با خدا بنا سکتے ہیں ؎

حسنِ یوسف دمِ عیسےٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ جہاں ہر ایک صاحب کمال کا کمال فطرت یا حالات انسانی کے کسی خاص حصہ سے تعلق رکھتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے کمالات فطرتِ انسانی اور حالات انسانی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں۔

اگر کوئی شخص دنیا میں اس لئے بڑا کہلاتا ہے کہ اُس نے اپنی قوم کو پستی سے نکال کر بلندی پر پہنچا دیا تو یہ بڑائی سب سے زیادہ اس شخص میں پائی جاتی ہے جس نے ایک نہایت گری ہوئی قوم کو جو نہ کبھی اپنے ملک سے باہر نکلی تھی نہ تہذیب اور علم ہی کا اس میں کوئی چرچا تھا۔ چند سال کے اندر نہ صرف دنیا کے ایک بڑے حصہ کا فاتح بلکہ فتوحات کے ساتھ ساتھ تہذیب وتمدن اور علوم وفنون کی روشنی کو تاریک سے تاریک کونوں تک پہنچانے والا بنا دیا۔

یہ سیرت حضرت امیر مولوی محمد علی صاحب نے تالیف فرمائی ہے کتاب کی خوبی ہماری تعریف کی محتاج بیان نہیں صرف اُن کی ذات ہی اسکی کافی ضمانت

کفارہ اور عدل

(از قلم جناب عبداللہ خان صاحب چک ۵۲)

موجودہ عیسائیت کے جملہ اصولوں کی بنیاد صرف یہی ایک اصول ہے۔ کیونکہ ہر ایک عیسائی کو اس پر ایمان فرض اور بغیر اس کے نجات محال ہے۔ "موجودہ عیسائیت" کا لفظ میں نے اس وجہ استعمال کیا ہے کہ حضرت مسیح تو ایک سچے اور راستباز مسلمان تھے وہ ایسی خرافات کی تعلیم کب دینے لگے ہونگے۔ یہ تو سراسر ابد کی مقدس پولوس کی اختراع ہے۔ پیشتر اس کے میں اسکی دیگر فروعات پر بحث کروں پہلے اصل الاصول ہی کو لیتا ہوں۔

اگرچہ یہ مسئلہ پہلے ہی ارباب عقل و بینش کے سامنے پیش ہو چکا ہے مگر چونکہ آج دنیا کے ایک عظیم ترین مذہب کی عمارت اسی بناء پر کھڑی گئی ہے اس لئے اسکو مندرجہ ذیل عنوانوں میں تقسیم کر کے زیر بحث لاتا ہوں :-

(۱) ضرورت کفارہ۔

(۲) مصالح کفارہ۔

(۳) اقوال انجیل و قرآن حکیم۔

(۴) مضرات و نقائص کفارہ۔

ضرورت کفارہ :- پہلے دیکھنا چاہیئے کہ پولوس اور اس کے متبعین کو اس اختراع کی ضرورت کیا لاحق ہوئی کہ انہوں نے اس مقدس صحیفہ میں سرقہ کا ارتکاب کیا۔ احباب کو یاد ہوگا کہ یہود کی مقدس کتاب میں لکھا ہے کہ "جو کاٹھ پر لٹکایا جاوے۔ وہ لعنتی موت مرتا ہے۔" واقعہ صلیب ایک قدرتی واقعہ تھا جس کا نہ تو یہود کو اور نہ دیگر نصاریٰ کو انکار ہو سکتا تھا۔ یہود اسی بناء پر اعتراض کیا کرتے کہ تم تو عیسےٰ کو نبی مانتے ہو لیکن ہماری شریعت کے مطابق (نعوذ باللہ) وہ لعنتی موت مرے۔ چہ جائیکہ وہ رسول اور نبی تھے۔ عیسائیوں کو ساکت ہونا پڑتا۔ تب کلیسا کے متبعین پولوس نے اس عقیدہ کی تعلیم شروع کی۔ اور عقیدہ بھی ایسا جس نے اصل الحق کھڑا۔ جس سے یہود کے اعتراض کی تصدیق کی یعنی عیسےٰ کو لعنتی موت ایسا (نعوذ باللہ) سے منع نہیں رکھا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

مصالح کفارہ :- اب اس عقیدہ کی ایجاد کے لئے مصالحہ کی بھی ضرورت پڑی۔ آپ نے ہبوط یا تنزل انسانی اس کی بنیاد ٹھہرایا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ گناہ یا خلاف ورزی قانون تو ہماری فطرت اور ورثہ ہے۔ در یں صورت خداوند کا عدل ہم کو بغیر سزا کے کب چھوڑ سکتا ہے۔ جب تک اس کیلئے کوئی کفارہ تجویز نہ کیا جاوے اور کفارہ بھی ایسا ہی ہو جو ہماری فطرت کے خلاف اور معصوم ہو سوائے خدا کے اور کون ہو سکتا ہے۔

اقوال انجیل اور قرآن حکیم :- اب دیکھنا چاہیئے کہ انجیل اور قرآن کریم کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے۔ اور موجودہ سائنس نے اس کے موافق یا مخالف کس حد تک رائے دی ہے۔ موجودہ سائنس کے بڑے بڑے مدبرین مثلاً ڈارون اور ہکسلے کے مسئلہ ارتقاء نے کفارہ کی تاروپود کو جڑ سے ہلا دیا ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں انجیل سے کوئی حوالہ پیش کروں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس ہستی کو کلیسا نے کفارہ کے لئے تجویز کیا ہے وہ بھی موجودہ اناجیل کی رو سے پاک اور معصوم نہیں ٹھہر سکتا۔

اگرچہ میرا اس پر مطلق ایمان نہیں لیکن لکھا ہے کہ جو عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ وہ کب پاک ٹھہر سکتا ہے اب مسیح بھی اسی اصول کے نیچے آ جاتے ہیں کیونکہ وہ بھی ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اور کفارہ کے ناقابل۔

قرآن کریم نے جو فطرت انسان کے لئے تجویز کی ہے وہ صاف اور واضح الفاظ میں موجود ہے۔ **فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللّٰہ ذالک الدین القیم۔** اللہ تعالےٰ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا۔ خدا کی خلقت میں تبدیلی ہو ہی نہیں سکتی۔ اس یہی مضبوط مذہب اور دین ہے۔ خداتعالیٰ کی فطرت کیا ہے۔ اسکو پر کھنے کے لئے نظام شمسی پر ذرا غور کرو۔ ایک قاعدہ اور قانون مقرر کر دیا ہے بس ابتداء سے تا ہنوز اسی پر قائم ہے۔ اسکے خلاف واقع کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ یہی قانون پر چلنے کی طاقت فطرت ہے۔ اسی کا مترادف اطاعت ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** - ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا۔ اس کے آگے ہے **الا الذین امنوا وعملوا الصلحٰت فلھم اجر غیر ممنون** ہ مگر اسی بنی نوع انسان میں سے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے ان کے لئے تو ان کی دائمی اجر ہے۔

کھلی ہیں۔ جو کہ لا محدود ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کونسا ایسا حوصلہ افزا خیال ہو سکتا ہے۔ جو انسانی دل و دماغ میں جملہ قویٰ کی ترقی کے لئے اٹھایا جاوے۔ اگر مجھے یقین کامل ہو کہ میں اپنے اندر وہ قویٰ رکھتا ہوں جن کو عمل میں لا کر ایک لا محدود ترقی کے قابل ہوں تو میں کیا کچھ نہیں کر سکتا۔ بر خلاف اسکے اگر ایک شخص کو یقین دلایا جاوے کہ تجھ میں فلاں فلاں طاقت ترقی کے قابل نہیں۔ تو امید نہیں کہ اسکی ہمت پست نہ ہو۔ اور اسکی پست خیالی اس کی ترقی کے لئے مانع نہ ہو۔

اب اس اصول کی صداقت کو ذرا انجیل کی رو سے پرکھیں متی باب ۱۸ - آیت ۱ تا ۴ میں لکھا ہے کہ :-

"شاگرد یسوع کے پاس آ کر بولے۔ پس آسمان کی بادشاہت میں بڑا کون ہے۔ اس نے ایک بچے کو اپنے پاس بلا کر ان کے بیچ کھڑا کر دیا۔ اور کہا کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم نہ پھرو اور بچوں کی مانند نہ بنو تو آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہو گے۔ پس جو کوئی اپنے آپ کو اس بچے کی مانند چھوٹا بنائے گا۔ وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا ہوگا۔"

اس آیت سے صاف اور صریح یہی مطلب نکلتا ہے کہ آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونے اور بڑا بننے کے لئے بچے کی مانند ہونا ضروری ہے۔ اگر آپ بچے کو فطرتاً تو ایمن کے توڑنے والا یعنی گنہگار سمجھتے تو ہرگز اس جیسا بننے کی تلقین نہ فرماتے۔ بلکہ اپنے کفارہ پر ایمان فرض قرار دیتے۔

ایک اور جگہ اپنے حواریوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ :-

"مت خیال کرو کہ میں توریت کو توڑنے آیا ہوں۔ یا پیغمبروں کے خلاف کرنے آیا ہوں۔ میں شریعت کو برباد کرنے نہیں آیا۔ بلکہ شریعت کو پورا کرنے آیا ہوں میں تمہیں کہتا ہوں جب تک زمین و آسمان نہ ٹل جاوے شریعت کا ایک ذرہ کبھی نہ ٹلیگا۔ جب تک پورا ہو کر نہ رہے لہٰذا جو تم میں سے قانون کو ذرا بھی توڑتا ہے یا لوگوں کو ایسا سکھاتا ہے وہ خدا کی سلطنت میں چھوٹا ہے۔ اور جو شریعت کو پورا کریگا۔ یا لوگوں کو سکھلائیگا وہ خدا کی سلطنت میں بڑا کہلائیگا۔"

کیا مسیح اس وقت کفارہ پر ایمان لانے کی ضرورت بھول گئے تھے یا عمداً اس مسئلے سے چشم پوشی اختیار کی اور عمل کی تلقین کی۔ خدا کی سلطنت میں بڑا بننے کے لئے ادنیٰ کام کی تمایش کی جو اس کی جبلت اور فطرت میں موجود ہی نہ ہو۔

مضرات و نقائص کفارہ :- ناظرین کرام اب اس پر ذرا غور فرمائیں کہ یہ اصول گناہوں سے روکنے کے لئے کس حد تک بطور آلہ استعمال ہو سکتا ہے۔ ایک بچے کو اس امر کی اجازت عام دی جاوے کہ جتنا قرض اٹھا سکتے ہو۔ اٹھاؤ اور کھاؤ پیو ہیوی کی گرہ سے ادا کر دیگا۔ اس کا نتیجہ جو کچھ بھی ہوگا۔ وہ عیاں ہے۔

ایک سب انسپکٹر پولیس ایک شخص کو اجازت دے کہ جو جرم تمہارا جی چاہے کرو۔ اس کے بدلے فلاں شخص کو پھانسی دی جائیگی۔ اس کا حشر بھی معلوم۔

ایک طالب علم کو اجازت دی جاوے کہ تمہیں آموختہ یاد کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمہاری جگہ فلاں شخص امتحان یونیورسٹی میں بیٹھ کر سوالات کو حل کرے گا۔ اب غور فرماویں کہ کیا وہ طالب علم کبھی کتاب کو ہاتھ لگانے کی دقت بھی گوارا کریگا۔ نہیں اور ہرگز نہیں تو کیا کفارہ بجائے اس کے کہ اعمال صالحہ کی ترغیب ہو۔ ان میں سستی اور بے ہودگی پیدا کرنے ہیں خوشی حاصل نہ ہوگی۔

قرآن کریم نے ایک ہی آیت میں اس اصول کا ابطال کر کے تمام قباحتوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ فرمایا ہے۔ **لا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ** " کوئی کسی دوسرے شخص کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔

نیز مجھے امید نہیں کہ آپ کی دانش اس بات کا تقاضا کرے کہ گونگے کو صحیح تلفظ نہ بولنے کے جرم میں جرمانہ کر دیں یا ایک مفلوج یا مجذوم کو کہیں کہ وہ تیز دوڑ تا کیوں نہیں۔ قس ہذا۔

جب آپ کی عقل اور انصاف اتنا تقاضا نہیں کر سکتی تو کیا خدا میں (العیاذ باللہ) عدل کی صفت مفقود ہے۔ یا (فاکم بدہن) اس میں ہمارے جتنا عقل کا مادہ بھی موجود نہیں۔

کلیسا نے حیلہ سازی میں کیا ہی کمال۔ لیکن ایک نقص رہ ہی گیا۔ دنیا کی جملہ لعنتیں اور گناہ تو مسیح کے سر منڈھ دی گئیں۔ دیگر عورت کا زہ سے بچہ جننا اور مرد کا پسینہ کی کمائی سے روٹی کھانا یہ دو لعنتیں ابھی دنیا میں کھٹکیں کہ خدا کے اکلوتے بیٹے سے بھی اٹھائی نہ جا سکیں۔

ممکن ہے کہ عیسائی صاحبان اعتراض کریں کہ پولوس کا ذکر بار بار کیوں ہو رہا ہے [illegible] خواہ مخواہ منڈھ دیا

گیا ہے۔ اس [illegible] انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ اشاعت میں وضاحت کی جاویگی۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ واجتنب عن الہویٰ۔

خطبۂ صدارت

حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب باجلاس جمعیت العلماء منعقدہ دہلی

(گذشتہ سے پیوستہ)

گو اس مضمون کی اور بہت سی آیات قرآن کریم میں ہیں لیکن میں بحیثیت صدر استقبالیہ کمیٹی کے اپنے فرض کو سمجھتا ہوں اور کسی حصہ مضمون کو طول دینا نہیں چاہتا۔ اس لئے بعض اور ضروری حصوں پر اختصار کے ساتھ اپنے خیالات اظہار کرتا ہوں۔

ترک موالات و ترک تعلقات

ہم ایک اور مسئلہ بھی تھوڑے عرصہ سے سن رہے ہیں اور وہ اس وقت پیش کیا جاتا ہے جبکہ گفتگو کے بعد ترک موالات کو اصولاً تسلیم کر لیتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ کیا ترک موالات اور ترک تعلقات دونوں ایک ہی ہیں۔ اگر ان دونوں میں فرق ہے تو اچھا ہم گورنمنٹ سے موالات نہیں کرتے۔ لیکن تعلقات کیوں قطع کریں۔ ....

بہر صورت میرا فرض ہے کہ میں ان دونوں میں فطرت انسانی کے لحاظ سے جو لزوم ہے اسے پہلے بیان کردوں ترک موالات کے ساتھ ترک تعلقات کو ایک لازمی چیز سمجھنا چاہیئے جیسے ہم اپنی زندگی میں بھی روزمرہ دیکھتے رہتے ہیں اگر زید بکر کے ساتھ دشمنی اور مخالفت کا اظہار کرتا ہے تو بکر کا ترک موالات کے ساتھ یہ فرض ہو جاتا ہے کہ زید کے ساتھ اپنے تعلقات قطع کرنے اس لئے کہ ایسی حالت میں انسانی فطرت کا یہی تقاضا بھی ہونا چاہیئے۔ اگر ایک عزیز دوسرے عزیز کو دشنام دے تو آپ دیکھتے ہیں کہ اس کا اثر پہلے ان کی موالات پر پڑتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ ان کے علائق بھی منقطع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ آپس کے رشتے اور ہونے والی قرابتیں بھی ٹوٹ جاتی ہیں مجھے خود کوئی ایسی صورت معلوم نہیں ہوتی کہ ترک موالات کے ساتھ ترک تعلقات کسی نہ کسی صورت میں ظاہر نہ ہوتا ہو۔ اگر ہم زبان سے یہ کہیں کہ ہم نے گورنمنٹ کے ساتھ ترک موالات کیا اور اس کے ساتھ ہم اس کے خطابوں کو اپنے لئے عزت سمجھ کر حاصل کرنے سے دریغ نہ کریں اور حاصل شدہ خطابوں کی حفاظت کرتے رہیں۔ یا اس کے دیئے ہوئے روپیہ کو لیتے رہیں اور اس کی ملازمتوں کو برقرار رکھیں غرض ہر ایک قسم کے تعلقات کو باوجود ترک موالات کے جائز سمجھتے رہیں تو نہ صرف میں اس ترک موالات کے معنے سمجھنے سے قاصر رہونگا۔ بلکہ دنیا میں بہت کم آدمی ایسے ہوں گے جو اس کے معنے سمجھنے کا فخر حاصل کر سکتے ہوں۔

اب آپ اپنے مذہب کو دیکھئے اور اسکے احکام پر نظر کیجئے تو آپکو معلوم ہوگا۔ کہ یہ فطری مذہب آپ کو اس کے متعلق کیا تعلیم دیتا ہے سب سے پہلے آپ سورۂ ممتحنہ کی آیۃ **یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء** کو تلاوت کریں جسے میں اوپر بیان کر چکا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی عبادہ ابن صامت کا قصہ جو اس آیت کے بعد میں نے لکھا ہے پڑھیں تو آپکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ترک موالات کے ساتھ ترک تعلقات ایک لازم چیز ہے۔ اس کے علاوہ سورہ مائدہ میں ارشاد ہوا ہے۔ **فتری الذین فی قلوبھم مرض یسارعون فیھم یقولون نخشیٰ ان تصیبنا دائرۃ**۔ اس کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رح کہتے ہیں :-

یسارعون فیھم ای فی مودۃ الیھود و نصاریٰ نجران لانھم کانوا اھل ثروۃ وکانوا یعینونھم علیٰ مھماتھم ویقرضونھم ویقول المنافقون انما نخالطھم لانا نخشیٰ ان تصیبنا دائرۃ - اس کے معنے ہیں کہ وہ مسلمان جن کے دلوں میں بیماری ہے یہود اور نصاریٰ نجران کے پاس دوڑ دوڑ کر دوستی کی بنیاد پر جاتے ہیں اس لئے یہ دونوں گروہ دولتمند تھے۔ اور ان مسلمانوں کو ان کی ضرورتوں پر مدد دینے کے لئے قرض بھی دیا کرتے تھے اور یہ مسلمان یہ کہتے ہیں کہ ہم ان یہود اور نصاریٰ سے اس لئے ملتے جلتے ہیں کہ ہمیں ان کی طرف سے مصیبتوں میں مبتلا ہونے کا خوف ہے۔

اب یہ آیت اور اس کی معتبر اور مستند تفسیر کس قدر صاف ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اسی وقت کے لئے یہ آیت نازل ہوئی اور اسی وقت کے خاص طبقۂ اہل اسلام کی حالت کا فوٹو امام فخر الدین رازی رح نے اس کی تفسیر میں کھینچ کر دکھایا اس کے بعد غالباً اس سوال کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ ترک موالات کے ساتھ ترک تعلقات کیوں کیا جائے۔ [illegible] ظاہر ہے کہ ترک موالات اور ترک تعلقات ایک ہی [illegible]

ترک موالات اور اس کے دفعات

میرے لئے ضروری ہے کہ میں ترک موالات کے بیان کے ساتھ ہی ان چیزوں کا بھی ذکر کردوں۔ جن سے سردست ترک موالات کا تعلق ہے اور جنہیں آل انڈیا خلافت کانفرنس کانگریس اور مسلم لیگ نے پاس کیا ہے۔ ان تمام ذمہ دار جماعتوں نے قرار دیا ہے کہ:

(۱) سرکاری خطابات اور اعزازی عہدوں کو ترک کیا جائے اور مقامی مجلسوں سے کنارہ کشی اختیار کی جائے۔

(۲) حکومت کے جلسوں، درباروں اور ان تقریبوں میں جو حکام کی طرف سے ہوں۔ یا ان کے اعزاز میں دی جائیں شرکت سے اجتناب کیا جائے۔

(۳) گورنمنٹ کالجوں اور ان کالجوں اور سکولوں سے بتدریج لڑکے اٹھا لئے جائیں جنہیں گورنمنٹ سے امداد ملتی ہے۔ جبتک کہ ایسے کالج اور سکول اس امداد سے کنارہ کشی نہ کریں۔ اور سرکاری یونیورسٹی سے اپنے تعلقات منقطع نہ کرلیں۔ نیز ان کی جگہ قومی تعلیم گاہیں کھولی جائیں۔

(۴) سرکاری عدالتوں میں مقدمات نہ جائیں۔ اور وکالت پیشہ حضرات بتدریج ان سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ نیز ملک میں قومی پنچائتیں قائم کی جائیں۔

(۵) ریفارم اسکیم کے ماتحت میں جو کونسلیں بننے والی ہیں امیدوار ان کا بائیکاٹ کریں۔ اور رائے دینے والے ان امیدواروں کو رائے دینے سے انکار کریں جو کانگریس کے مسودے کے خلاف اپنے آپ کو انتخاب کے لئے پیش کریں۔

(۶) دیس کی بنی ہوئی چیزوں کا استعمال اور باہر کی اشیاء کا بائیکاٹ کیا جائے۔

یہ خلاصہ ان دفعات کا ہے جو نن کواپریشن یا ترک موالات کے متعلق ملک کے عملدرآمد کے لئے اس کی سربرآوردہ مجالس نے کی ہے۔ اور جن پر آجکل ہندوستان میں عملی توجہ ہو رہی ہے۔

ان واقعات پر نکتہ چینی

جو لوگ حقیقت میں ترک موالات یا ترک تعلقات کی ہمت نہیں رکھتے۔ ان کی طرف سے مختلف قسم کے اعتراضات اس تحریک کے خلاف ہورہے ہیں جنہیں میں اس موقع پر بیان کرکے ان کے جوابات بھی اپنے خیال کے مطابق دینے کی کوشش کرتا ہوں۔

(۱) یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ کالجوں یا ان تعلیم گاہوں سے لڑکوں کا اٹھا لینا جو گورنمنٹ سے امداد لے رہے ہیں اور ایسے ترک کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ ملکی تعلیم اور اس کی ترقی کے لئے ضرررساں ہے کیونکہ قومی درسگاہیں ہندوستان میں تقریباً معدوم ہیں اور سارا تعلیمی بار ایسی درسگاہوں پر ہے جو یا تو گورنمنٹ کی طرف سے جاری ہیں۔ اور یا گورنمنٹ کی امداد ان تک پہنچ رہی ہے۔

(۲) کونسلوں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ حکومت خود اختیاری حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور ان کی شرکت ملکی خدمات کا بہترین وسیلہ ہے۔

(۳) قانون پیشہ حضرات کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہی لوگ اب تک خدمات میں بہت بڑا حصہ لیتے رہے ہیں اور چونکہ ترک موالات ان کی مالی حالت پر بہت خراب اثر ڈالے گی۔ اس لئے وہ اس بات پر آمادہ نہ ہوں گے۔ کہ موجودہ عدالتوں سے اپنے تعلقات توڑ ڈالیں۔ اور پھر جب وہ ترک موالات نہیں کریں گے۔ تو باقی دفعات (نن کواپریشن) کے متعلق بھی وہ کوئی خدمت انجام نہیں دے سکیں گے۔ جس کا برا اثر تمام اسکیم پر پڑے گا۔

(۴) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر گورنمنٹ سے ترک تعلقات کیا جاتا ہے تو پھر ریل تار۔ پوسٹ آفس اور دوسری اسی قسم کی چیزوں سے کیوں فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اگر نن کواپریشن کرنا ہے تو تمام چیزوں کے ساتھ ہونا چاہئے۔

(۵) یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر ترک موالات ضروری ہے۔ تو ان دفعات کی کیا خصوصیت ہے۔ جنہیں ملک کی تین مستند جماعتوں نے پاس کیا ہے۔

(۶) بعض مسلمان یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر مسلمان ترک موالات کو مذہبی حیثیت سے انجام دیتے ہیں۔ تو مسٹر گاندھی کی پیروی کے کیا معنی۔

حضرات! گو اعتراض تو اور بھی کئے جاتے ہیں مگر ان کی طرف مجھے خاص طور پر توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس قسم کے اعتراضوں کا جواب وقت خود دیدے گا۔ اور وہ تھوڑا ہی زمانہ گذرنے کے بعد خودبخود ٹھٹھر جائیں گے ان چند اعتراضات میں سے بھی میں نمبر ۳ کا جواب ضروری نہیں سمجھتا۔

قبل اس کے کہ میں پہلے اعتراض کا جواب دوں مجھے یہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے۔ کہ موجودہ تعلیم آپکی ضرورتوں کو پورا کرنیوالی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک سانچہ ہے جس میں صرف ایک ہی نقطہ خیال کو پیش نظر رکھکر ہمارے نوجوان ڈھالے جاتے ہیں اور وہ ملازمت ہے جو طبعاً آزاد نوجوانوں کو غلامی کی طرف کھینچنے والی ہے۔

موجودہ طریقہ تعلیم میں جو نقائص ہیں ان کی طرف میں چند اشارے کرنا چاہتا ہوں۔

(ا) اس کا کورس آپ کا مقرر کیا ہوا نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کا بنایا ہوا ہے جو آپ کے نشوونما کو زیادہ پسند نہیں کرتے اور انکی غرض اس تعلیم سے یہ ہے کہ وہ اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے ہر سال چند چھوٹے تنخواہدار پیدا کردیں۔

(ب) جس یونیورسٹی سے آپ کا تعلق ہے وہ اس ناکافی اور معمولی تعلیم میں بھی مختلف ذرائع سے روڑے اٹکاتی رہتی ہے جنکی تفصیل ان حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جنہیں تعلیمی امور سے کچھ نہ کچھ دلچسپی ہے۔

(ج) گورنمنٹ کا امدادی روپیہ یا یونیورسٹی کا تعلق دونوں ہمارے نوجوانوں کی ملکی اور مذہبی آزادی کا خون کرنیوالے ہیں۔

(د) موجودہ طریقہ تعلیم ہمیں تجارت اور صنعت وحرفت سے غافل کرنیوالا ہے۔ حالانکہ ان دونوں چیزوں کو ملکی و قومی نشوونما میں جیساکہ آجکل آپ یورپ و امریکہ میں دیکھ رہے ہیں بہت بڑا دخل ہے۔

(س) جس گروہ پر آئندہ ہماری ملکی ترقی اور قومی آزادی کا دارومدار ہے ان تعلیم گاہوں میں جانے کے بعد وہ ہمارے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں اور اس طرح ہم اپنی ملکی آزادی اور ترقی کو ہر سال کھوتے رہتے ہیں ایسی حالت میں کون شخص کہہ سکتا ہے کہ ان سکولوں اور کالجوں سے جن کا ذکر کانگریس اور دوسری جماعتوں کے پاس کردہ ریزولیوشنوں میں ہے لڑکوں کا اٹھا لینا اور اُن کے لئے قومی آزاد تعلیم گاہیں قائم کرنی ملک کی تعلیمی اغراض کے لئے سخت خطرناک فعل ہے۔

میں تو کہتا ہوں کہ ہمارے نوجوانوں کو اگر ان جیلخانوں کی زنجیریں توڑنے کے بعد سال دو سال تک بھی تعلیم نہ مل سکے اور وہ بالآخر آزاد تعلیم حاصل کرنے کے لئے کسی قومی تعلیم گاہ میں داخل ہو سکیں تو یہ اس سے کئی درجہ بہتر ہوگا۔ کہ وہ موجودہ حالت کو برقرار رکھنے کے گناہ میں مبتلا ہوں۔

میں نے یہ بھی بار بار سنا ہے۔ کہ ہمیں پہلے قومی آزاد تعلیم گاہیں جاری کردینی چاہئیں۔ اور اس کے بعد ترک موالات کی طرف طلباء کو بلانا چاہئے۔ لیکن یہ بات جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ سرسری طور پر بغیر سوچے سمجھے کہی جاتی ہے۔

اگر ہم سرکاری کسی موثر تعلق کو مذہبی خیال سے ترک کرنا چاہتے ہیں تو ہمارا سب سے پہلا فرض اسے عمل میں لاکر اپنے مذہبی احکام کی تعمیل کرنی ہے۔ ایسی حالت میں ہم دنیاوی نفع اور نقصان کو مقدم نہیں سمجھ سکتے۔ لیکن مذہبی خیال کے علاوہ یہاں ایک اور مشکل بھی ہے۔ آپ خود غور کرسکتے ہیں کہ جب تک ہمارے نوجوان موجودہ تعلیم گاہوں میں تعلیم پاتے رہیں گے۔ اس وقت تک ہم نئی تعلیم گاہوں کے جاری کرنے میں وہ اہتمام نہیں کرسکتے جس کی وجہ سے ہم اپنی غرض میں کامیاب ہو سکیں۔ ہماری ساری کامیابی اس بات پر موقوف ہے کہ سب سے پہلے ہمارے نوجوان ترک موالات کریں۔ پھر جو اس کا اثر پبلک کے دلوں پر ہوگا۔ اور اس وقت جس فوری ضرورت کا احساس عام طور پر پیدا ہوگا۔ اس کا لازمی نتیجہ آزاد کالجوں اور سکولوں کا قیام ہوگا۔ ....

...... اگر آپ غور کریں گے۔ تو مشہور ضرب المثل "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" کے مطابق صرف یہی اور ایک یہی صورت آزاد تعلیم گاہوں کے قیام کی ہوسکتی ہے کہ ہم پہلے اپنے نوجوانوں کو موجودہ طریقہ تعلیم سے مقاطعہ کا پر زور مشورہ دیں۔

(۲) دوسرے اعتراض کا پہلی طرف سے یہ جواب ہے۔ کہ درحقیقت یہ کونسلیں ہمارے ملک کے قابل افراد کے لئے جیساکہ مہاتما گاندھی نے کلکتہ میں کئی بار دہرایا تھا۔ ایک جال ہیں جن میں قدم رکھنے سے پہلے ہمیں اچھی طرح غور کرلینا چاہئے۔

صوبوں کی کونسلوں میں بیشک ہمیں قانون سازی کا اختیار حاصل ہے لیکن ریفارم اسکیم گورنر کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ اگر کسی قانون کو امن عام کے خلاف سمجھے تو اُسے نامنظور کرسکتا ہے اگرچہ کثرت رائے یا اتفاق کے ساتھ اسے پاس کیا گیا ہو۔

بلاشبہ ہمیں تعلیمات میں کچھ صیغے دیئے گئے ہیں۔ اور وہ ہمارے ہی ہاتھ میں ہوں گے۔ لیکن روپیہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور وہی بتائے گی کہ ہمیں ان صیغوں پر کتنا روپیہ خرچ کرنا ہے ایسی حالت میں ہمارے لئے ناممکن ہو جائیگا کہ ہم ان صیغوں کا نشوونما ملک کی ضرورتوں اور خواہشوں کے مطابق کرسکیں۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہمیں اپنی ضرورتوں کے لئے ٹیکس لگانے کا اختیار دیا گیا ہے [illegible] کا اختیار پہلے ہی سے اتنا ہے کہ اسے کہ [illegible]

کی ضرورت بارہا بتائی جاچکی ہے۔ اگر ہم اس حالت میں مزید ٹیکس لگانا چاہیں گے۔ تو رعایا میں ہماری طرف سے بددلی پیدا ہوتی اس کا ایک لازمی نتیجہ ہوگا۔

منسٹر ہم میں سے ہوں گے۔ لیکن ان کے برطرف کرنے کا اختیار گورنر کے ہاتھ میں ہوگا۔ گو گورنر اس اختیار کو بہت ہی کم صورتوں میں استعمال کرے لیکن جو اخلاقی اثر اس قسم کے اختیارات کا ہوسکتا ہے اس کے بیان کرنے کی مجھے ضرورت نہیں۔

ان سب باتوں کے علاوہ انتخاب کے جو قواعد مقرر کئے گئے ہیں اور رائے دینے والوں کے لئے جو معیار مقرر کیا گیا ہے اس پر غور کرنے کے بعد کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ کونسل کے ممبروں کی کثرت رائے ہمارے ساتھ ہوسکے گی۔ بلکہ بہت کچھ ممکن ہے۔ کہ ایسے اشخاص زیادہ منتخب ہوں۔ جو اپنا پہلا فرض گورنمنٹ کی خوشنودی کو ہی سمجھتے ہیں

میں اس موقع پر سب سے بڑی کونسل کا ذکر نہیں کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہاں تو صحیح یا غلط ہماری کسی قسم کی آواز ہی نہیں ہے۔

اگر ایسی حالت میں ہم اپنے مذہب و ملک کی فرض شناسی کو مقدم سمجھکر ایسی کونسلوں سے کنارہ کشی کریں۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ اور جبکہ ایسا کرنے سے اس سے بہتر چیز حاصل کرسکتے ہوں۔ تو اور بھی ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم کونسلوں کا بائیکاٹ کریں۔

ان تمام باتوں کے علاوہ اسوقت ہم خلافت اور پنجاب کے واقعات کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ جس قدر جلد ممکن ہو "سوراج" حاصل کریں۔ جس کے لئے ہمیں کونسلوں کے باہر کام کرنے کے لئے بہت سے قابل اور لایق کام کرنیوالوں کی ضرورت ہے اگر یہ لوگ کونسلوں میں چلے جائیں گے۔ تو اس نیک اور اہم کام کے انجام دینے کے لئے ہمارے ہاتھ میں قابل اشخاص کی تعداد نہ ہوگی جس کی ہمیں ملک کی سچی فلاح وبہبود کے لئے ضرورت ہے۔

ان وجوہ سے میں سمجھتا ہوں کہ کونسلوں کا بائیکاٹ سب سے زیادہ اہم ہے اور اسے نان کواپریشن کی دفعات میں نمایاں جگہ حاصل ہونی چاہئے۔

(۴) عدالتوں کے متعلق جو اعتراض کیا جاتا ہے اسکی اہمیت صرف اس قدر ہے کہ اس کا اثر وکالت پیشہ اشخاص پر پڑتا ہے۔ باقی پنچائتوں کے ذریعہ سے مقدمات کے انفصال کے خلاف کوئی خاص اعتراض نہیں کیا جاتا۔

وکیلوں یا بیرسٹروں سے جو خواہش اصل نیشنلسٹ میں عدالتوں کے بائیکاٹ کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ملک کی ایک لائق اور کارآمد جماعت ہے۔ اور اس سے توقع ہے کہ وہ ملک کی اس اہم ضرورت کو پیش نظر رکھکر ایثار سے کام لے گی۔ اور اپنی خدمات کو اس وقت خدمت ملک کے لئے پیش کرے گی۔ "سوراج" کے نیک مقصد میں بہت کچھ مدد ملنے کی توقع ہوسکتی ہے اگر یہ لوگ عدالتوں میں کام کرتے رہیں گے۔ تو خواہ وہ ہماری اسکیم کے ساتھ کتنی ہی ہمدردی کیوں نہ رکھتے ہوں۔ اس قابل نہیں ہوسکتے کہ وہ ہمارے ساتھ رہ کر کام کرسکیں ....

اس کے علاوہ عدالتیں سب سے بڑا ذریعہ رعایا کے دلوں پر گورنمنٹ کے اثر کا سمجھی جاسکتی ہیں اور اس اثر کو کم کرنے کے لئے سب سے پہلے ہمیں وکالت پیشہ حضرات کی خدمت میں جانا چاہئے۔ اور اسکے بعد اہل مقدمات کو سمجھانا چاہئے۔ کہ وہ اپنے مقدمات آئندہ سرکاری عدالتوں کے بجائے اپنی قومی عدالتوں میں لے جایا کریں۔ جو ملک کے مختلف حصوں میں قائم ہورہی ہیں اور امید ہے کہ برابر قائم ہوتی جائیں گی۔

ان دفعات کے علاوہ جو ترک موالات کی دفعات باقی رہتی ہیں۔ ان کے متعلق کوئی ایسا اعتراض نہیں ہے جس کا جواب دینا ضروری سمجھا جائے البتہ اس اعتراض کا جس کا تعلق مہاتما گاندھی کی شرکت سے ہے۔ آگے جاکر جواب دوں گا۔

اس موقع پر مجھے اس بات کی طرف بھی اشارہ کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ کونسلوں پر اعتراض کرنیوالی جماعت خصوصیت کے ساتھ وہ ہے جو کونسلوں میں داخل ہونے کا شوق اور ولولہ اپنے دلوں میں رکھتی ہے۔ اور تعلیمی بائیکاٹ کے متعلق اعتراضات کرنے میں زیادہ دلچسپی وہ جماعت لے رہی ہے جس کے ہاتھ میں کالجوں اور اسکولوں کی انتظامی باگ ہے یا وہ جماعت ہے جو طلبہ سے قرابت رکھتی ہے۔ اسی طرح جب وکلاء کی جماعت میں جائیے تو وہاں یہ سنا جاتا ہے کہ خیر اور دفعات تو سب ٹھیک ہیں۔ لیکن عدالتوں کا بائیکاٹ ابھی نہیں ہونا چاہئے۔

یہ تینوں گروہ تو کچھ دلائل بھی اپنے پاس رکھتے ہیں لیکن زیادہ مشکل تو ہمارے خطاب یافتگان اور اعزازی عہدہ داروں کی ہے۔ وہ ساری اسکیم کو غالباً اسوجہ سے ناپسند کرتے ہیں کہ اس

ترک خطابات اور اعزازی عہدوں سے دست برداری کی نحوست دفعہ بھی دکھائی دیتی ہے۔ اور اگر اُن سے اس قسم کے ترک علائق کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ کوئی دلیل اس کے خلاف پیش نہیں کرتے۔ لیکن ان کے جواب اور ان کی حرکات سکنات سے ضرور ایسا ہوتا ہے کہ ایک ملزم دل انسان کو اُن کے ساتھ ایک قسم کی ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے

اب میں نان کوآپریشن کے مخالفین کے باقی دو غیر اہم اعتراضات کے جواب کو چھوڑ کر صرف اس اعتراض کا جواب دیتا ہوں جو مہاتما گاندھی کی شرکت پر اعتراض اُن کے اس بڑے احسان کو دیکھتے ہوئے ایک شرمناک اعتراض ہے جس سے ایک نہایت ہی حقیر بدگمانی اور جلن کی بو آتی ہے۔ ترک موالات درحقیقت ہمارا ایک مذہبی مسئلہ ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ واقعی مہاتما گاندھی کا مشورہ اس تحریک کی ابتداء ہے تو اس مسئلہ کی صداقت اور حقیقت پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑ سکتا۔ اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کو فریضہ صوم وصلوٰۃ کے ادا کرنے کی ترغیب دے تو اس سے نماز و روزے کی فرضیت نہیں جاتی رہیگی۔ نیز اس بارے میں کہ ہم اپنے مذہبی کاموں میں غیر مسلموں کو شریک کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ہمارے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا اُسوۂ حسنہ موجود ہے کہ آپ نے اُحد کی مقدس لڑائی میں جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا۔ قزمان کی شرکت کو قبول فرمایا اور اُن کی خدمت پر خوشنودی بھی ظاہر فرمائی۔ جب فریضہ جہاد میں کہ ایک فریضہ اعظم و اہم ہے غیر مسلم کی شرکت جائز ہے تو ہمارے اور کسی مذہبی کام میں کیوں نہیں ہو سکتی۔ ضرور ہو سکتی ہے اور اسکو پسند اور قبول کرنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی سنت کا اتباع ہے اور اس پر اعتراض خدا کی شریعت کی توہین کرنا ہے۔ بیشک ہر مسلمان مہاتما گاندھی کا زیر بار ہے منت و احسان ہے۔ اس لئے کہ وہ ہمارے ایک مذہبی کام میں کس ایثار و ہمدردی، کس انہماک و تندہی کے ساتھ مشغول ہیں صرف چند ہستیاں ہیں جو مہاتما گاندھی کی شکرگذاری کے سواد اعظم سے الگ ہیں اور ہمارے ہمنوا نہیں۔ لیکن جو قادیب دوسروں کی انگلیوں سے متحرک ہو جاتے ہیں۔ یا جن قلوب میں، ایک محسن کے لئے جذبہ شکرگذاری کی گنجائش ہی نہ ہو۔ ان سے اس کے سوا اور توقع ہی کیا ہو سکتی ہے

مہاتما گاندھی کو تحریک موالات کا بانی سمجھنا میرا خیال ہے کہ شاید صحیح نہ ہو۔ اس لئے کہ سب سے پہلے امرتسر کی مسلم لیگ میں مولانا مولوی محمد علی نے اپنی تقریر میں کہا تھا۔ کہ ایسی حالت میں جبکہ گورنمنٹ ترکوں کے ساتھ ناانصافی کر رہی ہے۔ ہم اپنے تعلقات اُس کے ساتھ نہیں رکھ سکتے۔ شوکت علی صاحب نے بھی یہی کہا تھا۔ حالانکہ اس وقت تک نان کوآپریشن کا کوئی ذکر ہی نہ تھا۔

نان کوآپریشن کا ریزولیوشن آل انڈیا خلافت کانگریس میں پاس ہوا تھا۔ اس کانگریس میں مہاتما گاندھی کے علاوہ سب مسلمان تھے۔ جن میں علماء بھی تھے۔ مولانا عبدالباری صاحب کی رائے بھی حاصل کی گئی تھی اور نہایت غور و بحث کے بعد یہ تجویز پاس ہوئی تھی۔ پس ترک موالات پر عمل ہرگز مہاتما گاندھی کی پیروی نہیں۔ یہ بدیہی طور حکم خدا اور رسول کی پیروی ہے۔

حضرات! آپ نے کچھ اندازہ کیا ہے کہ "نان کوآپریشن" کی مخالفت میں، اس وقت ایک ایسا مجموعہ ہے کہ اگر ہم اُسے تسلیم کریں تو اُس کے اجزا وہی گروہ نکلیں گے۔ جن کا میں نے ابھی ابھی ذکر کیا ہے اور اسکی شرح نان کوآپریشن کی مخالفت کا راز بے پردہ ہو جاتا ہے اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس اسکیم کی مخالفت اس وجہ سے نہیں کیجاتی کہ وہ در اصل صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اسکی مخالفت کی وجہ کا بہت بڑا حصہ ذاتی اغراض پر مبنی ہوتا ہے۔

زمانہ حال کے صوفی

سلیمان پھلواری ایک مشہور صوفی ہیں آپ ایک دوست کے خط میں لکھتے ہیں کہ "اس مبارک ماہ رمضان میں بیحد فیوض و برکات کا نزول ہوا۔ شغل درود شریف نے اپنے میں بالکل محو کر دیا۔ نماز فرض و سنت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کرتا ہوں سورہ فاتحہ کے لطائف و اسرار بیشمار منکشف ہوتے رہتے ہیں تشہد و قعدہ کے سلام و درود میں گویا مجلس شریف پیش نظر ہوتی ہے "السلام علیک ایھا النبی" میں وہ سلام تو معلوم ہوتا ہے پھر "السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین" میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ تو ہم پر اور ہمارے تمام پیران طریقت پر منعکس ہوا۔ عجیب لطف رہتا ہے درود میں "علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم" میں ایکدن ایسا معلوم ہوا کہ تمام انبیاء ابراہیمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یکایک بالکل فنا ہو گئے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم خود ہی ابراہیم بھی ہیں اور مجموعہ انبیاء و مرسلین ہیں۔ الغرض نماز میں عجائب خضوع و خشوع کے اسرار منکشف ہوتے رہتے ہیں۔ کچھ کچھ یاد رہتے ہیں اور کچھ بھول جاتے ہیں ایکدن تسبیح پر درود شریف پڑھتا تھا ایسا معلوم ہوا کہ میں گم ہو گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گم ہو گیا۔ مگر تسبیح کا ہر دانہ درود شریف پڑھ رہا ہے اس کیف سے

نزول کے بعد میں نے اپنی مستی میں یوں کہا۔

لوگو یہ عجیب داستاں ہے
تسبیح میری درود خواں ہے

ایک دن شغل درود میں اپنی بے شعوری کی یہ حالت تھی کہ گویا اپنا ہاتھ حضرت کا ہاتھ دکھائی پڑتا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ میں سما گئے۔ اور درود مجھ سے نکلتا اور نکلکر پھر مجھ ہی میں سما جاتا۔"

مراسلہ

رفیع الدرجٰت ذو العرش یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق

(المؤمن)

(از قلم جناب میرزا نذر علی صاحب سیالکوٹی)

اس آیۃ کے متعلق تفسیر روح المعانی میں ہے والاستمرار التجددی المفہوم من یلقی ظاھر فان الالقاء لم یزل من لدن آدم علیہ السلام الی انتھاء زمان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی حکم المتصل الی قیام الساعۃ باقامۃ من یقوم بالدعوۃ علی ما روی ابو داؤد عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ انہ قال ان اللہ تعالیٰ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

اس آیت اور تفسیر بالا سے معلوم ہو گیا کہ قیامت تک یہ سلسلہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ جاری ہے۔

جناب شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر وسعت نظر سے جو وہ کلام اللہ اور کلام الرسول میں رکھتے تھے بہت احتیاط سے کام لیا ہے۔ اور چونکہ وہ ملہم تھے اس لئے الفاظ کی تتبع بھی کی ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب فصوص الحکم میں فرماتے ہیں۔ فما القی الیکم الا ما یلقی الی ولا انزل فی ھذا المسطور الا ما ینزل بہ علی ولست بنبی ولا رسول ولکنی وارث الاٰخر فی حارث۔

چونکہ قرآن کریم میں لفظ یلقی وارد تھا۔ وہی لفظ استعمال فرمایا اور وحی کا لفظ گو مجازاً وہ استعمال کر سکتے تھے۔ مگر اسکو ترک کر دیا یہ غایت احتیاط کا پہلو تھا کہ قرآن سے لفظی مطابقت کو کبھی اُنہوں نے نہیں چھوڑا۔ اس کی ایک وجہ اور بھی میرے خیال میں آتی ہے قرآن کریم نے سورہ زمر میں وحی منزل کو دو زمانوں میں مخصوص کر دیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک الخ اور بعد کے لفظ کو ترک کر دیا گو مقتضائے سیاق اس کی ذکر کو بھی ضروری خیال کرتا تھا۔ اور یہ صاف ہے کہ اگر بعد کا لفظ مذکور ہوتا تو وحی میں مشارکت کا خیال ناشی تھا۔

ایسکہ ہمارے قادیانی احباب اس تنبیہ سے فائدہ اٹھا دیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین اور جناب مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وحی میں امتیاز اور تفریق قرار نہیں دیتے۔ حالانکہ بعد کے لفظ کا ترک اسی معرفت کی طرف مشیر ہے۔ اگرچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے مواقعات پر وحی کے لفظ کو عمومیت دی گئی ہے مگر یہ حدیث صحیح نہیں۔ اس لئے کہ وہاں اس لفظ کے استعمال سے کوئی شبہ پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ اور یہاں ایسی وحی کا ذکر ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی ہے۔ اور بیشک اس وحی کی شان انبیاء سابقین میں ہی پائی جاتی ہے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسی وحی کا وجود نہیں۔ پس لا نفرق بین احد من رسلہ سے مراد ہوگا ان انبیاء اور مرسلین میں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اول گذر چکے ہیں۔ اور جنکی تصدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن نے کر دی ہے۔ مصدق لما معکم۔ مصدقاً لما بین یدی الخ

شرح فصوص الحکم جامی میں جناب شیخ کے اس قول کے متعلق لکھا ہے

والملقی الی ھو اللہ سبحانہ والمنزل الغناء ولما دعی اللہ تعالیٰ عنہ سبق اوھام المحجوبین من ھذا الکلام الی ادعائہ النبوۃ والرسالۃ۔ قال ولست بنبی ولا رسول لان النبوۃ التشریعیۃ والرسالۃ قد انقطعتا ...... فی العلوم الالٰھیۃ والاحوال الربانیۃ والمقامات والمکاشفات والتجلیات (ومنہ شرح جامی)

التاویل المحکم فی متشابہ فصوص الحکم میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی اس کی شرح لکھتے ہیں۔ "گو نبوت در لغت بمعنی خبر دادن است پس ازیں رو ہر خبر دہندہ نبی است لیکن نزد کامل خبر آنکہ متعلق بآئندہ و بتشریع باشد۔ تا لقیامت نفع دہد نظر برآں در اصطلاح اہل کتاب نبوت ان مکہ خبر دادن و پیشگوئی کردن بوحدیث معصوم از غلطی در خبر از غیب پس ہر فرد نوعش صحیح درست باشد پس خبر غیر موعود از آئندہ نبوۃ نشد چنانکہ پیشینگوئی بجنت نصر و بیان از خوابہائے خود ...

...... وایں نہ مخصوص بمردان است بلکہ بسیارے از زنان مثل حضرت ہاجرہ و مریم و سارہ و دواۃ و غیرہ بودہ اند۔ چنانکہ در معالم است کہ زن ہم نبی شدن تواند و از قید عصمت اخبار اولیاء خارج شدند کہ احتمال خلاف ہم دارد بمعنے نبوت ختم شد۔ پس مثل پیشینگوئی حضور شیخ اکبر از عثمان بادشاہ تا ایام ہمام مہدی علیہ السلام کہ بقید نام بادشاہ و سن سلطنت فرمودہ اند مثانی نباشد۔ و نہ کلام منزل بر ایشان نبوت مصطلح شود۔ زیرا کہ امکان تشریع ایشان را نیست کہ در بر خاتم الانبیاء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ختم شد و عدد انبیاء سابق .... و نبی را ضرور نیست کہ بقوم خود چنانکہ در زمان موسیٰ سوے فتا و کسان نبی بودند کہ برعایت سنت ایشان را نبوت حاصل شدہ بود سو خبر دادن متعلق بموسیٰ بود واز ہمیں جاست در غنیۃ الطالبین ہر کہ بروز جمعہ کہ ہفتاد مردم جمع نشدہ باشند در مسجد رود۔ مرتبہ نبی یابد کہ ہمراہ موسیٰ ہفتاد کس ان نبی شدہ بودند در نسبت روز جمعہ است۔ لٰکن ملکہ نبوت در نبی در کار۔ مگر ہر نبی کہ رسول باشد پس رسانیدن پیغام او را ضرور است۔ صاحب کتاب بودن و تجدید شریعت نمودن ضرور نیست۔ چنانچہ بسی دیگر نبی اصحاب چہل کتب مجموعہ تورات صاحب کتاب اند و رسول۔

الیاس والیسع رسول اند و کتاب شان نیست و عمل بر شریعت موسیٰ بودند و مسیح علیہ السلام صاحب کتاب و شریعت است۔ و حواریین آنجناب کہ بحسب آیت اذ ارسلنا الیھم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث رسول اند صاحب کتاب و استقلال حسب آیہ غیر صاحب کتاب اند و شریعت جدید نداشتند الخ ...... و مشکٰوۃ التاویل المحکم۔

ان تشریحات میں چند امور قابل غور ہیں۔ ایک تو نبوت کے لغوی معنے نہ اصطلاح شرع والی نبوت۔ دوسرے ایسی نبوت جس میں مؤمنات بھی شریک ہیں کیونکہ دوسری قسم کی نبوت نص قطعی سے مردوں سے مخصوص ہے۔ وما ارسلنا من قبلک الا رجالاً نوحی الیھم (س یوسف)

مگر جس نبوت میں عورات شامل ہیں وہ یا صطلاح حضرت شیخ ابن عربی العام رحلانیت والی نبوت ہے جو اولیاء امت محمدیہ میں مذکر اور مؤنث ہر دو کو حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کا سلسلہ ختم نہیں ہے۔

ہمارے سلسلہ احمدیہ کے بعض احباب تو محض عامی ہیں گو کچھ عبور سلسلہ کی کتابوں سے رکھتے ہیں اور بعض تامل اور غور اور تطبیق کلامین سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ جناب مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ "میرا عقیدہ اکابر اہل سنت کے عقیدہ کے بالکل مطابق ہے۔ اگر اس قول کو قادیانی احباب کے نقطۂ خیال سے دیکھا جائے۔ تو یہ قول صحیح ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس قول کو مؤکد بہ لعنت ذکر کیا ہے کہ اگر اس کے خلاف کوئی عقیدہ رکھے تو اُس پر خدا اور ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔

اب جبکہ ہم تمام اکابر اہل سنت کے عقائد اور اقوال میں تامل اور غور کرتے ہیں تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ بعینہٖ انکے اقوال میں بھی اسی طرح دونوں قسم کے اقوال پائے جاتے ہیں جیسا کہ جناب میرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال ہیں۔ ایک طرف تو ایک قسم نبوت کا اجرا تحریر ہے اور دوسری طرف ختم نبوت پر جزم ہے۔ مگر انہی اقوال میں صحیح نیت اور ضد اور حقد اور ہٹ کو علیحدہ رکھکر جب ہم تامل کرتے ہیں تو راہ صواب صاف نظر آ جاتا ہے۔ کیونکہ جس نبوت کا وہ اجرا تسلیم کرتے ہیں۔ اُسکو وہ عمومیت دیتے ہیں۔ اور تمام اولیاء امت محمدیہ ذکور و اناث کے لئے اس کا حصول مجاہدہ اور کسب سے تسلیم کرتے ہیں اور خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انکو عمومیت دی ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ..... الخ

(باقی دارد)

چند سوالوں کے جوابات

(از قلم جناب عبدالکریم صاحب تاجر از چھچھ)

دسہرہ کے دن میرے ایک دوست کی معرفت ایک ہندو دوست نے چند تحریر شدہ سوالات بغرض جوابات میرے پیش کئے۔ اگرچہ وہ بالکل غیر مرتب طریق پر کئے گئے۔ لیکن اس ہندو دوست کے اخلاص نے مجھے مجبور کر دیا۔ کہ میں بھی اسی ترتیب سے اپنی سمجھ کے موافق اُن کا مختصراً جواب عرض کردوں۔ وباللہ التوفیق۔

مگر سوالات کی املائی غلطیوں کا میں ذمہ وار نہیں ہوں۔

سوال (۱)۔ کیا قاصد کے پیغام پہنچا کر دُنیا سے رحلت کر جانے پر بھی عوام الناس سے کچھ واسطہ رہتا ہے۔ کیا ارواح غیب جاننے ہیں۔ سکتے ہیں۔ دیکھتے ہیں۔ اور اُن کا علم متناہی ہے یا غیر متناہی۔

جواب (۱)۔ معلوم ہوتا ہے کہ قاصد سے سائل کی مراد پیغمبران الٰہی سے ہے۔ لہٰذا التماس ہے کہ اگرچہ خدا تعالےٰ کے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کی زندگی اور موت کی کیفیت بوجہ عوام الناس کی زندگی اور موت بالکل جُدا گانہ کیفیت رکھتی ہے۔ تاہم بعد وفات ظاہری طور پر اُن کا کوئی تعلق عوام الناس سے نہیں رہتا ہاں اُن کی تعلیمات پر عمل کرکے باطنی طور پر ہماری سادات خدا تعالےٰ سے انعام پانا امر دیگر ہے۔ مگر عام طور پر اُن کے یا دیگر لوگوں کے ارواح کے غیب دان ہونے کا میرے نزدیک کوئی بھی ثبوت نہیں۔ اور نہ ہی عام طور پر دُنیوی آوازوں کے سننے یا دیکھنے کا کوئی ثبوت ہے۔ اور اُن کا علم بھی بالکل اسی قدر محدود ہے جس قدر کہ خدا تعالےٰ اُن کو کچھ بتلا دے۔ ورنہ بغیر اُس کے بتانے کے وہ کچھ بھی جان نہیں سکتے۔ و هم عن دعائهم غافلون۔ اور وما انت بمسمع من فی القبور۔ ۲۲۔ھ۔ اور وہ اُن کی پکار سے غافل ہیں۔ اور اے رسول تو قبروں والوں کو سُنا نہیں سکتا۔ اور انک لا تسمع الموتیٰ پ ۲۰۔ تحقیق تو مردوں کو سُنا نہیں سکتا۔ قابلِ غور آیات ہیں۔

سوال (۲)۔ یہ تسلیم کردہ بات ہے کہ تارکِ نماز کافر ہے لیکن قرآن شریف میں صبح و شام دو دفعہ ہی ادا کرنے کا ذکر آیا ہے اور یہ کہ ہر طرف متوجہ۔ فثمّ وجہ اللہ۔ اور سورہ توبہ میں (عند کل مسجد) ہر طرف منہ کرو۔ ہر سجدہ کی طرف فرمایا جا چکا ہے۔ اور کہ آنحضرت صلعم نے بیٹھکر بھی نماز ادا کی ہے۔ تو وہ بھی سنت میں داخل ہے۔ اور (للہ الاسماء الحسنیٰ) خداوند کریم کے جیسے چاہے نام لیتا۔ جس طرح خداوند کریم کو یاد کرو۔ وہ سمیع البصیر ہے تو پھر جس زبان میں اس کی عبادت اور اس صورت میں ہمارے ہی سند عبادت ہو کہ اس وحدہٗ لاشریک کی حمد و ثنا اور اسی کے آگے رکوع (رجوع) اور سجود (عاجزی) کرنا ہے تو بشکل صلوٰۃ قابلِ پذیرائی کیوں نہیں؟

جواب (۲)۔ لاریب ترکِ نماز کفریہ فعل ہے اور من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر (الحدیث) کے الفاظ اس امر کے شاہد ہیں لیکن پھر بھی صوف کاہلی اور غفلت کی وجہ سے تارکِ نماز جو کہ سچے دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر بھی ایمان رکھتا ہے حقیقت میں دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہا جاتا۔ باقی اگر قرآن شریف میں دو وقت کی نماز کا بھی ذکر آگیا ہے۔ تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہوتا ہے کہ صرف انہی دونوں وقتوں کی نماز پڑھ لینا کافی ہے۔ جبکہ قرآن شریف کے دیگر مقامات سے بقیہ دوسرے وقتوں (ظہر۔ عصر۔ عشا وغیرہ) کی نمازوں کا حکم بھی صاف ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ آیا ہے کہ حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ یعنی حفاظت کرو نمازوں کی خاصکر درمیانی نماز کی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازیں صرف دو ہی (صبح و شام) نہیں بلکہ بہت سی ہیں۔ کیونکہ صلوات کا صیغہ جمع کا ہے۔ جو دو سے زیادہ نمازوں پر دلالت کرتا ہے اور چونکہ دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اس لئے فرمایا والصلوٰۃ الوسطیٰ یعنی خاصکر درمیانی نماز کی۔ یعنی ہر ایک وقت کی نماز کی پوری حفاظت کی جائے۔ پھر پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل میں آیا ہے۔ اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الیٰ غسق اللیل۔ یعنی قائم کرو نماز کو دن ڈھلنے کے وقت سے اندھیری رات تک۔ جس سے بقیہ نمازوں (ظہر۔ عصر۔ عشا) کی فرضیت بھی ثابت ہوگئی۔ لہٰذا ایک سچے مسلم کا فرض ہے کہ وہ جملہ احکام الٰہیہ پر سچے دل سے ایمان لاکر عمل کرے۔ نہ کہ نؤمن ببعض و نکفر ببعض کا مصداق بنکر کسی حکم کو مانے اور کسی کو نہ مانے۔ پھر خدا تعالےٰ کے ہر طرف متوجہ ہونے کا بھی یہ مطلب نہیں کہ ہم جس طرف ہمارا جی چاہے اپنی مرضی سے ہی مستقر بندہار منہ کرکے عبادت کرنے (نماز پڑھنے) لگ جائیں۔ کیونکہ ایسا فعل جیسا کہ ایک خود سر غلام کی عادت ہے سراسر عبودیت کے برخلاف ہے اور ایک سچے غلام (مسلم) کے لئے تو یہی زیبا ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنے مالک و خالق حقیقی کی ہر ہدایت پر لبیک کہ کرنے کا عادی ہو۔ لہٰذا نماز کے وقت تو بطریق اولیٰ اُسکی فولّ وجہک شطر المسجد الحرام یعنی اپنا منہ نماز میں مسجد حرام یعنی بیت اللہ کی طرف پھیر لو۔ کا پابند ہونا چاہیئے۔ علیٰ ہذا القیاس جملہ دیگر امور کے کرنے یا نہ کرنے کے متعلق بھی شریعت اسلام میں مفصل ہدایات منضبط ہیں۔ جیسا کہ کھانے پینے کے متعلق بھی کلوا واشربوا اور کلوا من الطیبٰت و اعملوا صالحاً کا حکم موجود ہے حتیٰ کہ بیت الخلا میں بیٹھنے کے لئے بھی احادیث نبویہ میں مفصل ہدایات موجود ہیں۔ پس جب ہمارے خالق و مالک کا منشا ہی یہی ہے کہ ہر حالت میں انسان اسی کی بتائی راہوں پر چلے تو نماز جیسی ضروری عبادت کے موقع پر وہ خود مختار کیونکر ہوسکتا ہے۔ وہ تو خاصکر تب ہی قابلِ قبول ہوگی کہ اُسکے بتائے ہوئے الفاظ میں۔ اور اُسی کی بتائی ہوئی سمت اور اسی کے بتائے ہوئے اوقات کی پابندی سے ادا کی جاوے۔ ورنہ نہیں۔ ہاں اگر آیت اینما تولوا فثم وجہ اللہ کی طرف سائل کا اشارہ ہو تو وہ تو ایک پیشگوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ سچے مسلمان ہر میدان میں مظفر و منصور رہینگے۔ جس طرف رُخ کرینگے اُسی طرف خدا کا بھی رُخ پائینگے چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی تاریخ پڑھنے والوں پر یہ امر پوشیدہ نہ ہوگا کہ جدھر اُنہوں نے رُخ کیا کس طرح خدا تعالےٰ نے اُنکو ہر میدان میں فتح و نصرت عطا کی۔ اور مظفر و منصور کردکھایا۔ اور ایسا کامیاب کرکے دُنیا سے رخصت کیا کہ آج تک اُن کی نظیر نہیں ملتی۔ پس صریح حکم استقبال قبلہ کی موجودگی میں اس آیت اینما تولوا فثم وجہ اللہ سے عدم ضرورت استقبال قبلہ پر استدلال ہرگز صحیح نہیں ہے۔ پھر سائل نے آیت عند کل مسجد سے بھی جو کہ سورہ توبہ میں نہیں بلکہ سورہ اعراف پارہ ۸ کی آیت ہے ہر طرف منہ کر لینے کا جواز نکالا ہے۔ لیکن وہ بھی سراسر غلط ہے۔ کیونکہ وہاں تو یہ حکم ہے کہ اقیموا وجوھکم عند کل مسجد یعنی تمام مسجدوں میں متوجہ ہو کر عبادت کیا کرو۔ نہ یہ کہ ہر طرف جدھر چاہو منہ کر لیا کرو۔ باقی رہا یہ امر کہ چونکہ آنحضرت صلعم نے بیٹھکر بھی تو نماز ادا کی اس لئے یہ امر بھی مسنون ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عذر بیماری وغیرہ میں لاریب بیٹھکر نماز ادا کرنا تو شریعت اسلام میں عذر بیماری وغیرہ سے مشروط ہے یعنی اگر انسان صحیح الاعضا اور تندرست ہو تو بیٹھکر نماز ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور اگر بیمار یا صحیح الاعضا نہ ہو۔ تو بیٹھکر بھی نماز ادا کرسکتا ہے۔ کیونکہ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔ طاقت سے بڑھکر خدا کسی پر بوجھ نہیں ڈالتا۔ اور آیت للہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا پ ۹ سے جو سائل نے یہ استدلال کیا ہے کہ خواہ کوئی نام لیکر سندھیا کی طرح اسکی عبادت کریں تو بھی جائز ہوگا۔ یہ اسلئے صحیح نہیں کہ اول تو اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ مقررہ نمازوں میں بھی ہم اپنی مرضی سے جس نام کے ساتھ چاہیں خدا تعالےٰ کو یاد کرلیں۔ کیونکہ اس جگہ صلوٰۃ کا کوئی ذکر یا لفظ موجود نہیں بلکہ یہاں تو صرف عام ذکر الٰہی کا ذکر ہے۔ جو خارج از نماز بھی کرنے کا حکم ہے۔ کیونکہ دست بکار و دل بیار ایک سچے مومن کا شیوہ ہوتا ہے۔ دوئم مجملاً اسلام میں عبادات کی دو قسمیں ہیں۔ اول فرائض۔ دوئم نوافل۔ فرائض وہ ہیں۔ جن کی بجا آوری ہر مسلم پر ہر حالت میں بموجب استطاعت نہایت ضروری ہوتی ہے۔ جیسے نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ۔ اور نوافل وہ ہیں کہ جن کی بجا آوری اس قدر ضروری نہیں جس قدر فرائض کی ہے بلکہ یہ اختیاری امر ہے اس لئے آیت موصوفہ بالا للہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ کسی دو ولہ محبت کے وقت غیر معین طور پر بھی اگر کوئی شخص خدا تعالےٰ کو پکارنا چاہے تو وہ اُسکے بہت سے ناموں میں سے جس نام کے ساتھ چاہے اُسے پکار سکتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ چونکہ قرآن کریم نے یہ صاف بتا دیا ہے کہ ان الدین عند اللہ الاسلام اب خدا کے نزدیک اسلام کے ماسوا اور کوئی مذہب مقبول نہیں اور سابقہ ادیان بہت منسوخ ہوچکے ہیں کیونکہ فیہا کتب قیمہ۔ قرآن کریم میں سابقہ سب جیدہ تعلیمات اور عمدہ تفسیر درج ہوچکی ہیں۔ اس لئے اب سوائے اسلامی طرز عبادت کے کوئی دوسرا طریق عبادت جو اسلامی طرز عبادت سے مختلف ہو ہرگز قابلِ پذیرائی نہیں ہوسکتا۔ خواہ وہ ہندوؤں کی سندھیا۔ یا عیسائیوں کی [illegible] وغیرہ۔ فقط۔

سوال (۳)۔ ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیماً۔ میں صلوٰۃ سے مراد اگر دُعا لی جائے تو خداوند کریم اور کس سے رسول کے واسطے دُعا مانگتے ہیں۔ اور اگر رحمت لی جائے تو دوسری سطر میں ہے کہ تم رحمت۔ رفیق۔ مہربان دوست بجائے کیونکر سمجھا جائے۔ جبکہ اسکے بعد دوسری آیت شریف مطلب کو صاف واضح کردیتی ہے کہ جو ستاوے اللہ اور رسول کو اُس پر لعنت ہے اللہ کی۔ تو پھر اس آیت سے مراد یہ کیوں نہ لی جائے کہ اُن کی حیات میں اُن کو ستاؤ۔ بلکہ اُن سے محبت رکھو تو پھر اس روزانہ پاٹھ (درود شریف) پڑھنے سے اس حبیب اور من مانی بات حاصل کرنے والے کو کیا فائدہ زیادہ پہنچ سکتا ہے اور اگر اُنکو کسی درجہ کی کمی ہے تو وہ کیا بات ہے اور ہمارے درود پڑھنے کی خبر اُنکو کس طرح پہنچ سکتی ہے اور وہ ہمیں کس طرح جان سکتے ہیں اور اس کا معاوضہ کیا دیں گے۔

جواب (۳)۔ ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیماً۔ الآیہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے اپنے رسول پر صلوٰۃ بھیجنے کے معنے رحمت اور فضل اور مہربانی کے ہیں اور مومنوں کی طرف سے اُن پر درود بھیجنے کے معنے اُنکے حق میں حسب ہدایت شرعیہ دعائے خیر کرنے اور اُن کے ساتھ سچی ہمدردی رکھنے کے ہیں۔ پس سائل جو دونوں موقعوں پر صلوٰۃ کے معنے مہربانی اور محبت اور رفاقت کے لئے ہیں وہ بھی درست ہیں۔ باقی رہا یہ امر کہ حضرت نبی کریم صلعم پر اُن کے متبعین روزانہ درود کیوں بھیجتے ہیں وہ تو اس سے مستغنی اور من مانی مرادیں حاصل کرنیوالے ہیں۔ لہٰذا یہ فعل عبث ہے اس کا جواب یہ ہے کہ گو یہ بھی بالکل درست ہے کہ آنحضور کی ذات تو ہمارے اس روزانہ درود خوانی سے بالکل مستغنی اور خدا تعالےٰ سے من مانی مرادیں پانے والی ہے تو ہم ایک قدر شناس غلام کی مانند اپنے سچے محسن اور ہادی کے بیشمار احسانات کو مدِنظر رکھکر اُسکی ہمدردی کی تڑپ رکھنا بھی تو تقاضائے فطرت کے عین مطابق ہے۔ لہٰذا چونکہ آنحضورؐ کی طفیل ایک عالم نے گذشتہ تمام ظلمتوں اور خباثتوں سے نجات حاصل کی جن میں تمام دُنیا غرقاب ہوچکی تھی اور اُنہیں کی طفیل معرفت الٰہیہ کا وہ بے نظیر راستہ پایا جسکو اسلام کہتے ہیں۔ اس لئے تمام اہلِ اسلام اُنکے فضل سے ممنون و مشکور ہو کر بطور شکر و امتنان اُنکے مدارج کی ترقی و بلندی مراتب کے لئے شب و روز درود بدعا پڑھتے ہیں جو کہ ہرگز کوئی معیوب امر نہیں۔ نیز اس سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوگا کہ لوگ اس طرح سے محسن شناسی کرتے ہوئے اپنے حقیقی محسن (خداوند کریم) کی شناخت اور معرفت کا بھی سبق سیکھیں گے۔ جیسے اُن پر حضرت نبی کریم صلعم سے بھی بڑھکر احسانات ہیں۔ اس لئے حدیث شریف میں آیا ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ یعنی جو شخص لوگوں کا شکر گذار نہیں یعنی قدر شناس نہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کا بھی قدر دان نہیں پھر اس خیر خواہی کا خدا تعالےٰ سے بھی اجر عظیم پاویں گے۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ اور جس طرح کہ احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔ ہمارے درود پڑھنے کی خبر بھی خاص طور پر خدا تعالےٰ اُن کو پہنچا دیتا ہے گو وہ بذات خود ہماری ان جسمانی آوازوں کو سن نہیں سکتے۔ لیکن خدا تعالےٰ اپنے ذریعہ سے جب چاہے اُن کو علم اور اطلاع پہنچا دیتا ہے۔ فقط۔

سوال ۴۔ جبکہ قرآن شریف میں بیجان چیزیں بُت وغیرہ آدمی کو بغیر محسوس کرنے والی بتائی گئی ہیں۔ تو پھر حجر اسود کو چومنا وغیرہ سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور احیاء العلوم میں حدیث معتبرہ سے ذکر کیا گیا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے رو کر ذکر کیا کہ یہ تو پتھر ہے نہ کچھ دیکھ سکتا ہے نہ سُن سکتا ہے لیکن رسول کریمؐ نے اس کا طواف کیا ہے۔ اس لئے میں بھی یہ سنت طریقہ ادا کرتا ہوں۔ اور روتے تھے کہ حضرت علیؓ نے کہا کہ یہ وہ پتھر ہے کہ جسکو آدم ساتھ لائے تھے تو اب شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سورہ حج اور حجر اسود کا ذکر پیغمبر رسول اکرمؐ کے وقت میں قرآن شریف میں ہوتا تو عمر خطابؓ جیسے اصحاب کو جو روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے ہرگز ایسا اعتراض کرنے کی حاجت نہ پڑتی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سورہ بعد کی ملاوٹ ہے کیونکہ ایک واحد لیڈر سے اس قسم کی شرک کی تبلیغ ہونا ناممکن امر ہے۔

جواب ۴۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام بُت اور پتھر وغیرہ بھی سُننے جاننے یا محسوس کرنے والے ہرگز نہیں۔ اور اسی طرح حجر اسود بھی ایسا ہی ایک بن گھڑا پتھر ہی ہے اور کچھ نہیں۔ اسی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بھی بالکل ٹھیک اور درست ہے مگر قرآن شریف کی سورہ حج تو بجائے خود سارے قرآن شریف میں کہیں کسی جگہ صریحاً حجر اسود کا کوئی ذکر موجود نہیں۔ [illegible]

معلوم ہو گیا۔ کہ ایمان اسی وقت کامل ہوگا۔ جبکہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی تکلیف سے ایسی ہی بے اختیاری اور اضطراری طور پر تکلیف پہنچے جس طرح ایک عضو کی تکلیف سے دوسرے عضا کی تکلیف سے بے اختیاری اور اضطراری ہوتی ہے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا ہے:۔

المسلم اخو المسلم لا یظلمه ولا یسلمه
وفی روایة المسلم لا یظلمه ولا یخذله ولا یحقره

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے دشمن کے پنجہ میں چھوڑ دے۔ اور صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کی نصرت اور مدد سے منہ موڑے۔ نہ اسے حقیر کرے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا ہے:۔

ما من امرأ مسلم یخذل امرأ مسلما فی موضع ینتهك فیه ...... الا خذله الله تعالٰی فی مامن یحب فیه نصرته وما من امرء مسلم ینصر مسلما فی موضع ینتقص فیه من عرضه وینتهك فیه من حرمته الا نصره الله فی مواطن یحب فیه نصرته (رواه ابوداؤد)

جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسے موقع پر مدد نہ کرے جہاں اسکی بیعزتی کیجاتی ہو۔ اور آبرو پامال ہوتی ہو تو خدا اس کی اس جگہ مدد نہ کریگا جہاں وہ خدا کی مدد چاہتا ہے اور جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسی مدد کریگا جہاں اس کی عزت خراب کی جاتی ہے اور بے آبروئی ہو رہی ہے تو خدا اسکی جگہ مدد کریگا جہاں وہ خدا کی مدد چاہتا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اسکو ہلاکت سے بچاتا اور پس پشت اسکی حفاظت کرتا ہے

یہ ہیں خدائے برتر اور اس کے پاک رسول کے صریح فرمان اور یہ ہیں مقدس مذہب اسلام کے جلیل القدر احکام جنکی وجہ سے ہندوستان کے مسلمان اپنے سمندر پار کے مذہبی بھائیوں کی امداد و اعانت کو اپنا مذہبی پاک فریضہ سمجھتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ اگر ہم نے اس دردناک مصیبت میں بھی انکی بات نہ پوچھی۔ کانوں میں تیل ڈالے بیٹھے رہے۔ اور انکو دشمنوں کا تختۂ مشق بن جانے کے لئے چھوڑ دیا۔ اور ان کی امداد و اعانت میں اسکانی کوشش نہ کی تو قیامت کے دن خدائے جلیل و جبار کے قہر سے چھٹکارا مشکل ہے۔ .... حضور نبی کریم صلعم کی وہ آخری وصیت جو دنیا سے تشریف لیجاتے وقت مسلمانوں کو فرمائی تھی یہ تھی۔ اخرجوا المشرکین من جزیرة العرب یعنی مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔

اور دوسری روایت میں ہے۔ اخرجوا الیهود والنصارٰی من جزیرة العرب۔ یعنی یہود اور نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔

ان احکام میں تمام مسلمان مخاطب ہیں۔ عرب و عجم کی کوئی تفریق نہیں شامی یا ترکی یا ہندی کا کوئی امتیاز نہیں۔ ان احکام کی وجہ یہ ہے۔ کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اسلام کے اصلی سرچشمہ ہیں۔ حجاز کی مقدس سرزمین [illegible] جگہ ہے کہ جہاں سے توحید ربانی کا آفتاب طلوع ہوا۔ اور اس کے ذروں کو روشن کرکے ہر ہر ذرہ دل کو دنیا کے مختلف حصوں کے لئے ایک ایک آفتاب بنا دیا۔

اس پاک اور مقدس سرزمین اسلام کے حقیقی جانثاروں اور خدائے پاک کی توحید پر جان قربان کرنیوالوں کے خون کے محترم قطرے گرے ہیں اور انہوں نے نہایت جلیل القدر قربانیوں کے بعد ان مقامات کو کفر و شرک کی نجاست سے پاک کیا ہے

پس اس لئے جزیرہ عرب اسلام کا اصلی سرچشمہ ہے آفتاب توحید کا مطلع ہے۔ اسلامی شوکت کا مرکز اور تجلیات الٰہی کا مظہر ہے۔ اس میں خدا کے سب سے زیادہ مقدس اور محبوب رسول کی آرامگاہ ہے۔ اس میں دنیا کا سب سے پہلا توحید کا عبادت خانہ ہے۔ اس کے ریگستان صحابہؓ کے خون سے سیراب کئے گئے ہیں۔ اس میں اسلام کے لیڈر اعلیٰ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی یادگاریں ہیں۔ ضروری ہے کہ کسی غیر ملت اور دشمن اسلام سلطنت کے قبضہ اور تسلط سے پاک رہے۔

کیا یقین خدا ماننے والوں کیا مادی طاقت کے پرستاروں کیا دنیا کی تمام سرزمین کو اپنی جاگیر سمجھنے والوں سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ ان کے تسلط اور قبضہ کے بعد رسول پاک کے روضہ مطہرہ کا احترام اور بیت الحرام کی حرمت باقی رہیگی۔ اور یہ دشمنان توحید انکی اقتداری ولطلبم کو اپنے لفظ خیال سے ضروری سمجھیں گے یہ جاپانکے مذہبی جذبات سے خوف کھا کر اور عام ہیجان کے خطرے سے دفعۃً کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے عالم اسلامی میں ایک عام طوفان برپا ہو جائے۔ یہ سچ ہے اور

بات ہے۔ لیکن کوئی تجربہ کار شخص یورپین طاقتوں کی اس قسم کی مصلحت کا تجربہ ہے جس کی وجہ سے برطانی ذمہ دار اسٹیکین فتح بیت المقدس کو شاندار صلیبی فتح قرار دیتے ہیں۔ اور سالونیکا یونانیوں کے قبضہ کے وقت پر اسکو خوشی منائے ہیں کہ یورپ میں عیسائی مذہب کے شاندار فتح کا پہلا دروازہ پھر عیسائیوں کے پاس آگیا۔ کوئی ایک منٹ کے لئے ملائق نہیں سکتا کہ ان دوست نما اعدائے اسلام کے تسلط کے بعد بھی مقامات مقدسہ کی حقیقی حرمت باقی رہ سکتی ہے۔

حج کیونکر ہوگا بہت سے ناظرین مسلمان بھی اس دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ کہ انگریزی تسلط کے بعد حج جاری ہوگا بلکہ آرام اور آسائش کے سامان زیادہ ہو جائینگے۔ میں ان حضرات سے صرف اسی قدر عرض کرتا ہوں کہ آپ نے ایک ظاہری سفر کو حقیقی حج سمجھ لیا ہے اور ظاہری سفر کے آرام و آسائش کو حضور قلب اور اخلاص و حلاوت ایمانی کی جگہ دیدیا ہے اور پھر ظاہری آرام و آسائش کا بھی آپکو تجربہ ہو جائیگا۔ ابھی ذرا ٹھہر جائے۔ یہ سنہرا طوفان جو خود غرضی اور عیاری کے ساگر رب کی سطح پر پھیلا ہو گیا تھا ذرا کھل جانے دیجئے پھر آپکو آرام و آسائش کا بھی پتہ چل جائیگا۔

شریف حجاز۔ یہاں پر یہ کہا جاتا ہے کہ حجاز پر انگریزی قبضہ نہیں ہے۔ بلکہ شریف مکہ کی حکومت ہے میں عرض کرونگا کہ حکومت شریف کی حقیقت کسی واقفکار نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے وہ بہلا وہ شریف جس نے اپنے قدیمی ولی نعمت اور واجب الاحترام آقا اور معزز مطاع خلیفۃ المسلمین سے اجنبی طاقت کی ترغیب اور اس فریبی کی وجہ سے بغاوت کی ہو۔ وہ شریف جو انگلستان کا وظیفہ خوار ہو۔ وہ شریف جو عیسائی سرداروں کی تصویروں کو سینہ سے لگاتا ہو۔ وہ شریف جو خدا کے مقدس جائے امن سے مسلمانوں کو گرفتار کرکے کفار کے حوالے کردے اس کی حکومت صحیح معنی میں اسلامی حکومت ہو سکتی ہے اور اس کا نام نہاد اقتدار اسلامی اقتدار کہلا سکتا ہے۔ حاشا و کلا۔

الغرض بیت المقدس اور دیگر اماکن مقدسہ اسلامی شوکت و وقار کا مرکز اور خلافت اسلامیہ کا محور ہونے کی وجہ سے مذہبی احکام کے بموجب غیر مسلم اثر سے پاک و صاف رکھنا مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے۔ اور اپنے مسلمان بھائیوں کی نصرت و اعانت۔ مقامات مقدسہ کی حفاظت۔ خلیفۃ المسلمین کی برقراری کی کوشش اور خلافت اسلامیہ کے استحکام کی سعی کرنا سب مسلمانوں پر عین فرض ہے ...... حق تعالیٰ نے سورۂ ممتحنہ میں ارشاد فرمایا ہے۔

یٰایها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء۔ یعنی ایمان والو میرے اور اپنے دشمن کو دوست اور مددگار نہ بنائیے۔ اس آیت میں حضرت حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنان خدا اور دشمنان اہل اسلام کے ساتھ موالات کرنے سے انکار فرمایا ہے۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جس وقت حضور نبی کریم صلعم نے غزوہ فتح مکہ کا ارادہ فرمایا تو حاطب بن ابی نے مشرکین عرب کو ایک خفیہ اطلاعی خط لکھا اور انکو مطلع کیا کہ رسول خدا تم پر حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ تم اپنا کھولا سوچ لو۔ چونکہ قریش کے ساتھ ان کا کوئی نسبی تعلق نہ تھا اس لئے انہوں نے چاہا کہ میں انکے ساتھ یہ احسان کردوں تو اسکے بدلے میں وہ میرے اہل و عیال اور جائداد وغیرہ کی جو مکہ میں حفاظت کریں۔ آنحضرت صلعم کو وحی سے اطلاع ہو گئی۔ اور راستہ میں وہ پکڑا گیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس میں کئی باتیں خاص توجہ کی لائق ہیں۔ اول یہ کہ اس میں حق تعالیٰ نے عدوی وعدوکم فرمایا ہے جس سے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے۔ کہ دشمنان خدا اور دشمنان اہل اسلام سے ترک موالات کا حکم دینے کی علت انکی عداوت اور دشمنی ہے دوسرا یہ کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے کفار مکہ کی محبت یا قلبی میلان یا انکے کفر سے راضی ہونے کی وجہ سے یہ کام نہ کیا تھا۔ بلکہ محض ایک دنیوی مصلحت کی وجہ سے کیا تھا۔ تو حضرت حق تعالیٰ نے اسکو موالات سے تعبیر فرمایا تیسرا یہ کہ حاطب کا یہ فعل اپنی خبر دینا کفار کی کوئی مادی امداد نہ تھا۔ بلکہ صرف انکو انکے برے انجام سے خبردار کرنا۔ اور اپنی تجارت کا طریقہ سوچ لینے کے لئے ہلاکت کا وقت سر پر آنے سے پہلے مژدہ بہم پہنچانا تھا۔ مگر صرف اتنی بات کو بھی حق تعالیٰ نے موالات ممنوع میں داخل فرما کر موالات کی ممانعت کا حکم نازل فرمایا۔ حاطب کے اس خفیہ خط کے یہ الفاظ اس مضمون پر پوری روشنی ڈالتے ہیں۔ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یرید بکم فخذوا حذرکم (خاذن) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تمہارے اوپر حملہ کا ارادہ فرماتے ہیں تم اپنا بچاؤ [illegible] کر لو۔

مراسلات

جزیرہ ٹرینیڈاڈ

(از قلم مولوی محمد حکیم خان صاحب ٹرینیڈاڈ)

جغرافیہ:۔ جزیرہ ٹرینیڈاڈ اس مجمع الجزائر کا ایک جزیرہ ہے جو جزائر غرب الہند کے نام سے مشہور ہے یہ جزیرہ جزائر غرب الہند میں رقبہ کے لحاظ سے پانچویں درجہ پر ہے۔ طول بلد درجہ ۱۰ اور ۱۱ کے درمیان واقع ہے۔ اور عرض بلد ۶۲ درجہ مغرب پر ہے۔

شمال و مغرب میں بحیرہ کریبین۔ مشرق میں بحر اوقیانوس۔ اور جنوب میں رود بار کولمبس سے گھرا ہوا ہے۔ اس جزیرہ کا کل رقبہ تقریباً ۱۸۰۰ مربع میل ہے۔ طول شمالاً و جنوباً ۴۸ میل اور عرض شرقاً و غرباً ۳۵ میل ہے اس جزیرہ میں تین پہاڑیاں ہیں جنکو شمالی۔ مرکزی اور جنوبی کہتے ہیں متعدد نالے اس میں بہتے ہیں۔ اس جزیرہ کے سواحل بندرگاہوں کے لئے نہایت موزوں ہیں چنانچہ باوجود قلیل الرقبہ ہونے کے پانچ بندرگاہ نہایت اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ جن میں جہاز اکثر آتے رہتے ہیں۔

قصبات:۔ ٹرینیڈاڈ میں ۶ بڑے قصبے ہیں۔ پورٹ آف سپین۔ سین فرنانڈو۔ سینٹ جوزف۔ اریمہ۔ پرنسز ٹاؤن اور تنا پونہ۔

پورٹ آف سپین اس جزیرہ کا دار السلطنت اور تجارت کی سب سے بڑی منڈی ہے۔ جزائر غرب الہند کے نہایت عظیم الشان اور خوبصورت شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ مغربی ساحل پر واقعہ ہے یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے جہاز یہیں آکر ٹھہرتے ہیں۔ شہر میں بجلی کی روشنی ہوتی ہے۔ اور گاڑیوں اور موٹروں کے علاوہ ٹریم بھی ہے۔ بازار نہایت فراخ اور سید ھے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا یہ شہر جل گیا تھا۔ لکڑی کا بنا ہوا تھا جیسا کہ یہاں دستور ہے۔ پھر نہایت مہندسانہ طریق پر شہر بنایا گیا۔ مکانات سب پتھر کے ہیں۔ سڑکیں شرقاً غرباً اور شمالاً جنوباً ایکدوسری کو زاویہ قائمہ پر قطع کرتی ہوئی چلی ہیں یہاں تک کہ بازار کے ایک سرے پر کھڑے ہو جائیں تو دوسرا سرا نظر آئے۔ شہر کے اندر کئی پارک بنے ہوئے ہیں۔ اور دوکانوں کے حسن انتظام کے لحاظ سے یورپین بازاروں کا مقابلہ کرتا ہے آبادی ۷۵ ہزار کے قریب ہے۔

پورٹ آف سپین سے چھ میل کے فاصلہ پر سینٹ جوزف ہے۔ یہ شہر اس جزیرہ کا قدیمی دار السلطنت اور سب سے پرانا شہر ہے۔ جو ۱۵۸۴ء میں آباد ہوا تھا۔ اسی کے پہلو میں ایک چھوٹے سے گاؤں کے باہر اس عاجز کی جائے اقامت ہے۔

تنا پونہ یہاں سے ۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اریمہ تقریباً دس میل کے فاصلہ پر ہے پرنسز ٹاؤن یہاں سے تقریباً ۳۰ میل پر واقع ہے اور گنے کی کاشت کا مرکز ہے۔ سین فرنانڈو ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مسلمان آبادی کا مرکز ہے۔ رقبہ آبادی۔ تجارت اور تعلیم وغیرہ کے لحاظ سے پورٹ آف سپین کے دوسرے درجہ پر ہے۔

قدرتی پیداوار:۔ ٹرینیڈاڈ کی زمین نہایت زرخیز ہے جنگلوں میں قسم قسم کے درخت ہیں زراعت وسیع پیمانہ پر ہوتی ہے۔ عموماً گنے۔ کوکو اور ناریل کی کاشت زیادہ ہوتی ہے۔ چینی کے متعدد کارخانے ہیں۔ جن میں ہزاروں ایکڑ گنا خرچ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ چاول۔ مکی۔ طرح طرح کے پھل مثلاً آم نارنگی۔ کیلا۔ وغیرہ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ کافی [illegible] بھی ہوتا ہے۔ یہ زراعتی ملک ہے اس میں ترقی کی بہت گنجائش ہے۔ موجودہ آبادی سے دو گنا آبادی کا تحمل ہو سکتا ہے۔ معدنیات میں بھی یہ جزیرہ نہایت زرخیز ہے۔ صانع حکیم کی قدرت کاملہ کا ایک نمونہ اس ملک کی ایک جھیل ہے۔ جس میں بجائے پانی کے Asphalt یا Pitch Lake [illegible] پیدا ہوتا ہے اس کا رقبہ ۱۱۰ ایکڑ ہے۔ [illegible]

[illegible] نامعلوم ہر روز ہزاروں ٹن یہاں سے نکالی جاتی ہے لیکن [illegible] تمام خلا پھر بھر جاتا ہے اور دوسرے دن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا [illegible] اس میں سے نہیں نکالی گئی۔ اس جھیل کے اندر [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۱۹ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۴۸

دعوت عمل

(۲)

اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ولا ھم یذکرون ۞
کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ ہر ایک سال ایکبار یا متعدد مرتبہ مصائب اور حوادث کی بھٹی میں ڈالے جاتے ہیں تاکہ اُنکے دل پگھلکر دُنیا کی باطل کشانتوں سے علیحدگی اختیار کریں مگر اُن کا جمود اور خمود اس پر بھی دُور نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ نصیحت کو آویزۂ گوش بناتے ہیں۔

اس عالم آشوبی کے زمانے میں مسلمانان عالم خصوصیت سے جن مصائب اور آفات کا طعمہ بن رہے ہیں وہ کسی کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔ ان حوادث الیمہ کی تہ کے نیچے اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک ہی بات ہے کہ جس نے عالم اسلامی کو معرض ہلاکت میں ڈال رکھا ہے۔ اور وہ اُن کا باہمی تباغض و تحاسد ہے کہ جس کی وجہ سے وہ کسی ایک متفقہ امر پر متحد نہیں ہو سکتے ایک وقت تھا کہ یورپ میں **اسلام و قوم** کے نام سے کانپ اُٹھتا تھا۔ اور یورپ میں اسلام از قسم ہوّے اس کے کوئی چیز نہ تھی۔ کہ اسلام ملک اور رنگ کی تمام تر قیود سے آزاد ایک مذہب ہے۔ اگر دنیا کے کسی حصہ میں کسی ایک مسلمان کو بھی چھیڑ دیا گیا تو تمام عالم اسلامی یکساں جوش و خروش کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوگا۔ مسلمان جبکہ اُنکی آبادی چند کروڑ نفوس سے متجاوز نہ تھی۔ صرف یورپ کے نہیں بلکہ کل دنیا کے نقشہ کو بدل سکتے تھے تو آج چالیس کروڑ کی جمعیت کے باوجود کیا کچھ نہیں کر سکتے ؟

یہ ایک عظیم ترین خطرہ تھا کہ جس کے تصور سے یورپ کا زہرہ گداز ہوتا تھا۔ لیکن آہ! مسلمانوں کے باہمی تباغض و تحاسد اور شیرازۂ اسلام کی پراگندگی نے اس رُعب کو جو اُنکو اپنے اس اتفاق اور اتحاد کی شدت کی وجہ سے حاصل تھا اعدائے اسلام کے دلوں سے یکسر محو کر دیا ہے اور آج آسمان کی اس نیلگون چھت کے نیچے مسلمانوں سے بڑھکر کوئی قوم حقیر نہیں۔

ملت اسلامیہ کے اس انشقاق اور افتراق نے اُنکو دُنیا اور خدا دونوں کی نظر میں مبغوض بنا دیا ہے۔ کوئی بلا آسمان سے نازل نہیں ہوتی اور نہ کوئی فتنہ زمین سے بلند ہوتا ہے کہ جو خانۂ اسلامیان کا پتہ نہیں پوچھتا۔ اور آج اس طرح مصائب اور آفات میں گھرے ہوئے ہیں کہ جس طرح حسین ابن علی رضی اللہ عنہما اپنے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے ان حوادث الیمہ کی داستان بڑی ہی طولانی داستان ہے۔

> سہ چیز است آنکہ پایاں نہ دارد
> شب من ۔ درد من ۔ افسانۂ من

اسلام دُنیا میں امنیت اور عدالت الٰہی کی تاسیس اور حق و صداقت کی نشر و اشاعت کا اعلان تھا۔ وہاں دو تھا اور اسود و احمر کی [illegible] پر مسلمانوں نے کبھی کوئی [illegible] نہیں کی اُس کے نزدیک خدا کے بندوں کا ہر گروہ یکساں محترم اور قابل عزت ہے۔ وہ جنسی اور نسلی فخر و مباہات کی قید سے منزہ ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا دعوت کسی ملک و قوم کے فضائل نسلی پر وہ بنی اسرائیلی نہیں۔ خدا کے ہاں کسی ہر ہمن اختیار نہیں کرتی۔ یہی وہ بات ہے کہ جو اسلام کو باقی تمام مذاہب پر امتیاز کی فضیلت دیتا ہے اور علم [illegible] کے اس طوفان بے تمیزی میں دُنیا کے امن اور عدالت [illegible] کا اولین حقدار ٹھہراتی ہے۔

گورے اور کالے برہمن اور شودر اسرائیلی اور غیر اسرائیلی کی باہمی کشاکشی اور ورن دھرم کے جھگڑے کا علاج سوائے قبول اسلام کے اور کوئی مذہب نہیں ہو سکتا کون نہیں جانتا کہ دنیا یا وید کی تعلیم کا حقدار ویدک دھرم کی رو سے سوائے برہمن کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ گوتم بدھ اور کالی [illegible] کے

امتیاز کا لحاظ جس قدر ویدک دھرم نے رکھا ہے شاید یہ لحاظ اپنی سختی کی رُو سے اور کسی مذہب میں نہیں پایا جاتا منوکت میں صاف لکھا ہے کہ "ورنا یعنی سیاہ رنگ کی عورت سے شادی ممنوع ہے۔ ویدک دھرم ذات پات کی بند صنوں سے کبھی آزاد نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ ویدوں کے اس مجموعہ ماعنرہ کی جگہ کوئی اور وید نہیں بنا لیتا۔

پس اسلام ہی دُنیا کے لئے پیغام امن ہے اور اسکی اشاعت و تبلیغ سے اس ظلم آباد ارضی کے تمام تر دکھوں اور دردوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اگر مسلمان سلطنتوں نے اپنے زیر نگین ممالک کے باشندوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ملحوظ رکھکر اُنکو حلقہ بگوش اسلام بنا لیا ہوتا۔ اور تمام ملک کے مسلمانوں میں اسلامی تعلیم اور اخلاق کی ترویج کی ہوتی تو آج یہ روز اُن کو نہ دیکھنا پڑتا ۞

(۳)

عند المصائب تذھب الاحقاد مصائب کی طغیانی اور کثرت کے دنوں میں باہمی عناد اور کدورتیں ترک کر کے رکھدی جاتی ہیں یہ ایک عربی ضرب المثل ہے کہ جو سراسر حق و حکمت پر مبنی ہے اور وہ قوم جو اپنی انتہائی اضطراب کی گھڑیوں میں بھی اس پر عمل پیرا نہیں ہوتی۔ اس کا ہلاکت اور تباہی کے بھنور سے نکلنا قطعًا ناممکن ہے اب جبکہ یہ ثابت ہو چکا اور مسلمانوں کے تمام مسلمہ لیڈروں نے اسکو تسلیم کر لیا ہے کہ مسلمانوں کی نہیں بلکہ کل دُنیا کے درد و مصائب کا علاج اشاعت و تبلیغ اسلام کے سوا اور کچھ نہیں تو کیا کچھ ابھی وقت نہیں آیا کہ سب اپنی فوز و فلاح یا کم از کم قومی کشتی کو ورطۂ ہلاکت سے بچانے کے لئے متحد اور متفقہ نظام کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوں اور تمام اسلامی فرقے۔ چند غیر متغیر عزم و ہمت کے ساتھ اشاعت اسلام کرنیوالی جماعت کے کام میں حصہ لیں اور حیات قومی کی واحد اصل **عند المصائب تذھب الاحقاد** پر کاربند ہوں۔ ۲۵-۲۶-۲۷ ر دسمبر کی ادوار سعید میں انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوگا۔ ملک اور قوم کے مقتدر لوگوں سے التماس ہے۔ کہ وہ اس میں شریک ہو کر اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید فرمائیں اور قومی ہمعصروں سے استدعا ہے کہ وہ اپنے گرامی صحیفوں میں شمولیت جلسہ کے لئے تحریک کریں۔ خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری ووکنگ انگلینڈ اور مولانا صدر الدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ اور حضرت امیر قوم مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی خصوصیت سے اشاعت اسلام کی سکیم پر تقاریر فرمائیں گے ۞

اسلام اور ویدک دھرم

(۲)

دُنیا کی کونسی قوم ہے کہ جو مسلمانوں پر حملہ نہیں کرتی۔ یورپ اگر اپنی سامان حرب کے بل بوتے پر اسلام کو تباہ کرنا چاہتا ہے تو ادھر ہندوستان میں مشرک اور باطل پرست قومیں بھی اسلام کو خنجر زبان سے گھائل کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتیں۔ اسلام کا سینہ سنان لسان سے برابر چھلنی کرتی جا رہی ہیں اور دوسری طرف بھولے بھالے مسلمانوں کی طرف اپنی دوستی کا ہاتھ بھی بڑھا رہے ہیں۔ پروفیسر رام دیو پرنسپل گورو کل کانگڑی کے الفاظ جو آریہ سماج کے پلیٹ فارم سے بلند کئے گئے اور اخبار "بندے ماترم" جیسے صلح کل اخبار کے کالموں کے ذریعہ مسلمانوں کے دلوں پر فائر کئے گئے۔ اس امر کا کافی سے بڑھکر ثبوت ہیں کہ ہندو برادران وطن کو اگر ذرا سا اقتدار بھی اس بھارت ورش میں حاصل ہو گیا۔ تو مسلمانوں کی ہستی اس سے زیادہ خطرناک صورت اختیار کریگی۔ کہ جو آج مسلمانوں کو درپیش ہے ایک مقرر اسلام پر طعنہ زن ہوتا ہے جب اسکی طرف برادران وطن کو توجہ دلائی جاتی ہے تو "پرکاش" اور دوسرے آریہ اخبار بجائے اسکے کہ شرمندہ ہوں الٹے مسلمانوں کو ملزم گردانتے ہیں کہ پروفیسر رام دیو نے نہیں بلکہ تمہارے اپنے کسی عالم نے ایسا لکھا ہے۔ اگر یہ طریق استدلال کسی مذہب کی صداقت کا معیار قرار دیا جا سکتا ہے تو آؤ آج ہم اس معیار سے ویدک دھرم کو پرکھ کر دکھا لیں

پروفیسر رام دیو نے آریہ سماج کے پلیٹ فارم پر تو [illegible] ازدواج کو ناجائز قرار دیا ہے مگر آریوں کے جید عالم پنڈت راجا رام صاحب پروفیسر ڈی اے وی کالج لاہور جو ویدوں کے ایک زبردست فاضل ہیں انہوں نے نہ صرف کثیر الازدواجی کو جائز بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا ہے ثبوت کے لئے دیکھو اخبار پرکاش مورخہ ۵ جولائی سنہ ۱۹۱۶ء صفحہ :- بہ عنوان "پنڈت راجا رام کی لغزش" لکھتا ہے "ناظرین کو یہ پڑھکر سخت افسوس ہوگا کہ حال ہی میں پنڈت راجا رام صاحب شاستری پروفیسر ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور نے اپنی تیسری شادی ایک ۱۳ سالہ کنواری کنیا سے کی ہے۔ پنڈت جی کی عمر اسوقت پینتالیس سال سے کم نہ ہوگی۔ اور اُن کے بڑے لڑکے کی عمر کسی حالت میں پندرہ سال سے کم نہیں۔ پنڈت جی نے اس سے پہلے اپنی دوسری شادی اسی طرح ایک ۱۳ یا ۱۴ سالہ کنیا سے کی تھی اسکو فوت ہوئے ابھی ایک سال بھی نہیں گذرا کہ تیسری شادی کر لی گئی ہے اگر پنڈت جی ایک پرائیویٹ آدمی ہوتے تو ہمیں اُنکے کسی فعل پر نکتہ چینی کا حق نہ ہوتا۔ لیکن پنڈت جی آریہ سماج میں ایک اونچے رکن ہیں۔ اسواسطے ہمیں پنڈت جی سے سوال کرنے کا حق حاصل ہے کہ کہاں گئے آپ کے وہ دھرم اُپدیش جب آپ گلا پھاڑ پھاڑ کر پلیٹ فارم پر پکارا کرتے۔ کہ اے آریہ پرشو! سوامی جی اپنی آریہ اُپدیش رتن مالا میں دواہ یعنی شادی صرف اولاد (پوتر خواہش) کے لئے ہی ہونا ضروری قرار دیتے ہیں۔ وہ نیچ کامی پُرش جو اس پوتر خواہش کے بغیر شادی کرتا ہے اسکو دواہ نہ کہنا چاہئے۔ بلکہ وہ بھبچار پھیلاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ"

پنڈت جی نے صرف یہاں تک ہی اکتفا نہیں کی۔ کہ اولاد کی موجودگی میں نہ صرف دوسری بلکہ تیسری شادی ایک کنواری لڑکی سے کی ہے۔ بلکہ پنڈت جی نے ایک اور اصول کا بھی خون کیا ہے وہ یہ کہ جب اُن سے کہا گیا۔ کہ تیسری شادی سے پہلے آگ کے ساتھ شادی کرنا لازمی ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ آگ سے بھی شادی کر لی!!

پنڈت راجا رام صاحب کا یہ عمل اخبار پرکاش کی اس پیرا شیہ آرائی سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ویدک دھرم میں کثرت ازدواج بالکل جائز ہے۔ کیونکہ پنڈت صاحب موصوف کے طرز عمل پر نکتہ چینی کرتے ہوئے بھی [illegible] میں صاف لکھا ہے کہ تیسری شادی سے پہلے آگ کے ساتھ شادی کرنا لازمی ہے۔

کیا لطف کی بات ہے کہ جب دوسری شادی ہی جائز نہ تھی تو تیسری شادی سے پہلے کسی اور چیز سے شادی کے کیا معنے اور اگر اس سے پہلے کسی اور چیز سے شادی لازمی ہے۔ تو بتلاؤ یہ اصول تم نے کہاں سے لیا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ایڈیٹر اخبار پرکاش یا کوئی اور وید ملا کا ماہر آریہ اسپر [illegible] کتنی شرم اور غیرت کا مقام ہے۔ کہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے تعدد ازدواج سے انکار کیا جاتا ہے۔ اور ان پر حملہ آوری کے شوق میں اپنے مذہب پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔

ویدوں کی نسبت اگر تعلیم یافتہ آریہ سماجیوں کے خیالات سے واقفیت حاصل کرنا چاہو تو اخبار "ستیہ دھرم پرچارک" مورخہ ۹ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء کو پڑھو کہ جس میں ذاتی مشاہدہ کی بنا پر ایڈیٹر اخبار مذکور لکھتے ہیں۔ کہ:-

"ہم بڑے بڑے تعلیم پر فخر کرنیوالوں سے واقف ہیں جو یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے کہ ویدوں پر ہم قوت لبشواش کرتے ہیں الیٹودودوالوں (عالموں) کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ انکو کا انماسرو سادھارن (عوام الناس) کے لئے اچھا ہے لیکن ہم آریہ سماج کو کام کرنیوالی سوسائٹی سمجھکر سبھا سد (ممبر) ہوئے ہیں۔ ہمارے تعلیم یافتہ ممبر کہا کرتے ہیں کہ سپنسر اور بریڈلا کی زبان جاننے والے منتر [illegible] نہیں سکتے"

ویدوں کی تعلیم کی نسبت تعلیم یافتہ آریوں کے خیالات کو پڑھ کر امید ہے۔ کہ پروفیسر رام دیو صاحب خود ہی شرمندہ ہوں گے۔ سید امیر علی صاحب مسلمانوں کے ایک فرقہ معتزلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی رائے ہم پر حجت نہیں۔ مگر تعلیم یافتہ آریہ سبھاسدوں کی رائے ویدوں کے متعلق پروفیسر رام دیو اور دوسرے آریوں پر ضرور حجت قاطعہ ہے۔

امید ہے۔ کہ ویدوں کی نسبت اُن کی رائے کو معلوم کر کے پروفیسر صاحب موصوف اور ایڈیٹر اخبار پرکاش وغیرہ ہے ہی [illegible] ویدوں کو تلانجلی (طلاق) دے دیں گے ۞

تحریف کتب نصاریٰ

(از قلم جناب عبد اللہ خان صاحب از جک ۲۸۹)

افتطمعون ان یومنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثمّ یحرّفونہٗ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون

"سو کیا تم اے رسول امید رکھتے ہو کہ یہ ایمان لائیں تمہارے لئے حالانکہ تحقیق ایک فریق ان میں سے اللہ کا کلام سنتا ہے پھر بدل ڈالتا ہے اسکو بعد سمجھنے کے اور وہ سراسر جانتے ہیں"

جب اہل اسلام اس دعوے کو عیسائیوں کے سامنے پیش کرتے ہیں تو اس کے جواب میں عیسائی لوگ کہا کرتے ہیں کہ جو کتابیں یا صحائف ابتدائے آفرینش سے تا ایندم موجود ہیں اور مختلف زمانوں کی مختلف زبانوں میں تحریر شدہ ہیں۔ ان میں سوائے تراجم کے فرق کے اور کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ یا ممکن ہے کہ تفصیل یا اختصار کا فرق ہو۔ ویسا ہی ایک طرح کا فرق اگر انجیلوں کے مختلف حصص میں جو مختلف کاتبوں کی ہیں موجود ہو۔ تو وہ فرق نہیں کہلا سکتا۔ اور جمع قرآن کے واقعہ کو پیش کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ محمد صاحب کی زندگی تک قرآن مجید کم و بیش ہر شخص نے کسی نہ کسی چیز پر اپنے لئے لکھ رکھا تھا۔ چنانچہ عبد اللہ ابن مسعود کا قرآن ۳۵ھ کے قریب تک موجود رہا۔ لیکن سورتوں کی ترتیب اور گنتی میں سب آپس میں برابر نہ تھے۔ نیز ممکن ہے کہ کسی نے علاوہ قرآن اپنے مصحف میں کوئی حدیث یا کوئی دعا اپنے لئے لکھ لی ہو۔ محمد صاحب کی زندگی کا واقعہ تھا۔ جب ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے تو عمرؓ نے جب یمامہ کے جنگ میں بہت سے حافظ شہید ہو گئے۔ ان کو یہ صلاح دی کہ ایک نسخہ قرآن شریف کا پورا لکھا ہوا دار الخلافت میں رہنا چاہئیے۔ کیونکہ سب حافظ جو پورے قرآن کے ہیں اگر جنگ میں مارے جاویں تو ہم اس نسخہ کی طرف رجوع کریں۔ اور بعد صلاح و مشورہ کے ایسا ہی کیا گیا اور ایک نسخہ تیار کیا گیا۔ ابو بکرؓ کے بعد یہ نسخہ عمرؓ کے پاس اور اُن کی وفات کے بعد حفصہ بنت عمرؓ کے پاس رہا۔ دیگر حصص جو کسی کے پاس تھے وہ ویسے کے ویسے ہی رہے حتٰی حضرت عثمانؓ کی خلافت کا وقت آیا۔ انہوں نے مناسب جانا کہ سب لوگوں کے قرآن جو پورے ہیں یا ادھورے سب کے سب جمع کئے جاویں۔ اور اکناف عالم میں شائع کئے جاویں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ابن مسعود کا نسخہ اور دیگر ناکمل حصص کو سپرد آتش کیا گیا اور حفصہؓ کے پاس ویسے کا ویسا ہی رہا۔ انکی وفات کے بعد یہ نسخہ اُن کے بھائی کے ہاتھ آیا۔

معاویہ کے وقت میں مروان نے اسے بھی لیکر جلا دیا۔ یہ ۶۵ھ کے اندر اندر واقع ہوا۔ اب قرآن کی اس تاریخ کے باوجود تم کس طرح بائیبل پر اعتراض کرتے ہو کیونکہ سوائے نسخوں کے فرق کے کوئی فرق موجود نہیں۔ اور نہ کبھی کسی نے ایسا فرق پیش کیا۔ کہ مستند انجیلوں کی بابت یہ ثابت کیا ہو کہ کسی زمانہ میں ایک آیت یا چند آیتیں کسی نسخہ میں تھیں اور اب موجود نہیں۔ غرضکہ ایسے ایسے اعتراضات عیسائیوں کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں اب ان کا جواب بالاختصار درج کرتا ہوں۔

جمع قرآن کے متعلق جو اعتراضات عیسائیوں کی طرف سے کئے جاتے ہیں اُن کے جوابات کافی و شافی بدلائل کتاب "جمع قرآن" مؤلفہ مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم اے میں موجود ہیں۔ اُن کے اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں۔ البتہ اس نسخہ کی بابت جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیار کرایا تھا۔ اور جو آج بلا کم و کاست موجود ہے۔ ایک عیسائی مصنف میور کا قول نقل کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ لکھتا ہے کہ "ہم ایسے ہی یقین کے ساتھ قرآن (شریف) کو بعینہٖ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں"

(جمع قرآن صفحہ اوّل)

اس میں وہ خود معترف ہے کہ جو کچھ آجکل قرآن مجید میں موجود ہے وہ بلا تفاوت وہی ہے۔ جو حضرت رسول کریم صلعم نے صحابہؓ کو لکھوایا یا حفظ کرایا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے بجز اس کے کوئی کمی بیشی نہیں کی۔

برخلاف اس کے انجیل کو دیکھئے کہ جو تراجم مستند اُردو تراجم انیسویں صدی میں موجود تھے۔ ان میں بعض آیات ایسی تھیں جو اب بیسویں صدی کے شروع میں تمام اُردو تراجم سے قطعاً نکال دی گئی ہیں۔ نیز یہ بھی خیال رہے کہ یہ ایک ہی دفعہ کی اصلاح ہے۔ ماقبل یا مابعد کا خدا حافظ۔ مقابلہ کے لئے دیکھو بائیبل امریکن یا بائیبل سوسائٹی کے لدھیانہ مشن پریس ۱۸۶۶ء۔ نیز پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور ۱۹۰۶ء کی انجیل۔

اوّل الذکر میں مندرجہ ذیل آیات موجود تھیں اور مؤخر الذکر میں مفقود۔

انجیل	باب	آیت	عبارت
متی کی انجیل			مگر اس طرح کے دیو بغیر دعا کے نہیں نکالے جاتے۔
"	۱۸	۱۱	کیونکہ ابن آدم آیا ہے کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھ کے بچا دے۔
"	۲۳	۱۴	اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ بیواؤں کے گھر نگل جاتے اور مکر سے لمبی چوڑی نمازیں پڑھتے ہو اس سبب سے تم زیادہ سزا پاؤ گے۔
مرقس کی انجیل	۷	۱۶	اگر کسی کے کان سننے کے ہوں تو سنے
"	۹	۴۴	جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی
"	"	۴۶	اس آگ میں جو بجھنے کی نہیں جہاں اُن کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی
"	۱۱	۲۶	اور اگر تم معاف نہ کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہارے قصور معاف نہ کریگا۔
"	۱۵	۲۸	تب وہ نوشتہ کہ وہ گنہگاروں میں گنا گیا پورا ہوا۔
لوقا	۱۷	۳۶	اور دو آدمی جو کھیت میں ہوں گے ایک پکڑا اور دوسرا چھوڑا جاویگا۔
"	۲۳	۱۷	اسکو عید کے وقت ان کے لئے ایک قیدی کو چھوڑ دینا پڑتا تھا۔
یوحنا	۵	۴	کیونکہ بعض اوقات ایک فرشتہ حوض میں اُتر کر پانی کو حرکت دیا کرتا تھا۔ پس جو کوئی پانی کی حرکت کے بعد پہلے اس میں اترتا تھا کیسی ہی بیماری میں مبتلا کیوں نہ ہو وہ اچھا ہو جاتا تھا۔
اعمال	۸	۳۷	فلپس نے کہا کہ اگر تو دل و جان سے ایمان لاتا ہے۔ تو روا ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔
"	۱۵	۳۴	مگر سیلاس نے وہاں رہنا مناسب جانا۔
"	۲۴	۷	مگر پلٹن کا سردار لوسیاس آ کر بڑی زبردستی کے ساتھ اسے ہمارے ہاتھوں سے چھین لے گیا۔
"	۲۴	۸	اور اس کے مدعیوں کو حکم دیا کہ تیرے پاس جائیں۔

نیز انگریزی بائیبل جو برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لنڈن سے ۱۹۱۱ء میں شائع ہوئی۔ لوقا باب ۱ آیت ۳۷ میں یہ الفاظ ہیں۔ For with God nothing shall be impossible.

جس کا سلیس اردو ترجمہ یہ ہے۔ "کیونکہ خدا کے نزدیک کچھ ناممکن نہ ہوگا" مقابلہ کے لئے دیکھو۔ لوقا کا اُردو ترجمہ جو برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لاہور نے ۱۹۱۱ء میں شائع کی۔ اس میں اسی جگہ یہ الفاظ ہیں: "کیونکہ جو قول خدا کی طرف سے ہے وہ ہرگز بے تاثیر نہ ہوگا"

اب کسی باایمان شخص کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ قرآن کریم کے دعوے کو غلط مان کر اس بائیبل کو غیر محرف مانے بلکہ امید ہے کہ اس سے درست ہر دار ہو کر خدائی محفوظ کتاب کو اپنے دین کی بنیاد بنا دیں گے اور اُن کے لئے خدا سے دعا مانگیں جنہوں نے نادانی سے ایسا کیا ہے۔ جس کے لئے مکاشفات ۲۲ باب ۱۸ و ۱۹ آیت میں یہ فتوے درج ہے:-

۱۸- کیونکہ میں ہر ایک شخص کے آگے جو اس کتاب کی نبوت کی باتیں سنتا ہے یہ گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی ان باتوں میں کچھ بڑھا دے۔ تو خدا ان آفتوں کو جو اس کتاب میں لکھی ہیں اس پر بڑھا دیگا۔

۱۹- اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اس کا حصہ کتاب حیات سے اور شہر مقدس سے اور ان باتوں سے جو اس کتاب میں لکھی ہیں نکال ڈالیگا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

خاتمہ پر میں یہ کہنا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ موجودہ اناجیل تمام کی تمام الہامی نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ وہ تو ابتدا سے انتہا تک تاریخ کی شکل میں ہیں جو متی مرقس لوقا و غیرہم نے بیان کیں۔ اور بعض ایسی باتیں درج ہیں جو مسیح کی وفات کے بعد کی ہیں کیا وہ بھی مسیح پر نازل ہوئی تھیں۔ یا اُن مورخوں پر۔ اور کیا اُن پر آیت ذیل صادق نہیں آتی:-

فویلٌ للّذین یکتبون الکتٰب بایدیھم ثمّ یقولون ھٰذا من عند اللہ لیشتروا بہٖ ثمنًا قلیلًا۔ فویلٌ لھم ممّا کتبت ایدیھم وویلٌ لھم ممّا یکسبون (القرآن)

ترجمہ:- اُن لوگوں کے لئے ویل ہے جو اپنے ہاتھ سے کتابیں کو تصنیف کرکے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں صرف اس غرض سے دنیاوی مال کو جو قلیل ہے اس کے ذریعہ سے کمائیں ان کے لئے موجب ہلاکت ہے وہ جو انہوں نے اپنے ہاتھوں تصنیف کیا اور جو کچھ وہ کماتے ہیں اُس کا انجام بھی بُرا ہے۔ کیا کوئی صاحب بصیرت کہ اس کے بعد بھی ایسی کتاب کو جو مختلف حوادث میں سے ہو کر گذری ہو۔ اپنے لئے ہدایت کا سبب بنائیگا۔ امید ہے کہ نہیں۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

مولانا ابو الکلام کی تقریر
دہلی کی پولیٹیکل کانفرنس میں

دوستو بھائیو! اس وقت جس کام کے واسطے میں آپکے سامنے کھڑا ہوا ہوں اور جس کام کے لئے ہم تمام ہندوستان کے باشندوں کو سوچنے اور کرنے کی ضرورت ہے وہ سب سے بڑی چیز وہی ہے جسکو ترک موالات کہتے ہیں۔

حضرات اس کے متعلق اس کے متعلق میں کوئی نیا بوجھ آپ پر نہیں ڈالنا چاہتا ہوں۔

ترک موالات کے بارے میں جس قدر اصول ہیں وہ ایک ہی طرح کے نہیں ہیں۔ بلکہ سب طرح کے ہیں اگر ایک طرف اخلاقی ہے تو دوسری طرف مذہبی ہے اور پھر سیاسی اصول بھی ہے جس سے درگذر نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ جو سب سے زیادہ جلد فیصلہ کر دینے والا اصول ہے وہ یہ ہے کہ ہم دُنیا کی عالمگیر سچائی کو پیش نظر رکھیں اس عالمگیر سچائی کو پیش نظر رکھکر جس میں مذہب و سیاست میں کوئی تمیز پیدا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ تمام عالم کی ایک فطرتی سچائی ہے۔ جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور کسی ہستی کی طاقت نہیں کہ وہ اس سے روگردان ہو سکے۔ بحیثیت ایک انسان ہونے کے کہاں تک ہم پر یہ عالمگیر سچائی عائد ہوتی ہے۔ اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دُنیا میں کوئی مذہب۔ کوئی دھرم۔ کوئی تعلیم سچائی۔ کوئی آواز صداقت نہیں ہے جو اختلاف کرے۔ دُنیا میں کسی بُرائی کو خود کرنا اور اس کی اعانت کرنا بلحاظ حکم اور بلحاظ نتیجہ ایک نہیں ہے ہر دو باتوں کا ایک ہی حکم ہے۔ ایک شخص جو چوری خود کرتا ہے وہ اسی قدر مجرم گردانا جاتا ہے اور اسی ملامت کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ جس قدر کہ وہ شخص جو اس کی امداد و اعانت کرتا ہے۔ وہ قابل ملامت اور مستحق سزا سمجھا جاتا ہے۔ چور کے لئے تمام سامان کو مہیا کرنا ویسی ہی بذات خود ایک بُرائی ہے۔ جیسا کہ خود چوری کرنا۔ حضرات آپ صرف اپنی سچائی کے عالمگیر اصول کو اپنے سامنے رکھیں اور سامنے لائیں۔ اس میں کسی مذہب کی خصوصیت نہیں ہے۔ بلکہ کوئی شخص جس کے دل میں سچائی ہے وہ اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جس جابر طاقت کے ساتھ ہم تعلقات قطع کرنے [illegible] صورت کیا ہے۔ وہ حکومت [illegible] ہندوستان کے اندر ہی [illegible] بلکہ [illegible] ہندوستان بھی اس کا انصاف [illegible]

برٹش گورنمنٹ کے خزانہ میں اس کے پاس شاید ہر ایک خبر ہو سکتی ہے۔ مگر اس خزانہ شاہی میں وہ چیز نہیں ہے جس کا نام عدل و انصاف ہے۔

میں واقعات کا اعادہ نہیں کروں گا۔ مظالم جلیانوالہ باغ و لاانصافی خلافت اب آشکارا ہو چکی ہے۔ اور کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جو کچھ اس جابر گورنمنٹ سے ظہور میں آیا ہے۔ اور اب ہر ایک شخص کو اس کا یقین ہو چکا ہے۔ کہ برٹش گورنمنٹ کا وجود آج ہی نہیں بلکہ ایک صدی سے بنی نوع انسان کی فطری بقا کے لئے ایک سب سے بڑی پھٹکار ہے جو کسی قوم پر اللہ کی طرف سے نازل ہو سکتی ہے۔ اگر آپ اس جابر گورنمنٹ سے کچھ اور نہیں کر سکتے۔ تو آپ میں سے ضعیف سے ضعیف اور کمزور سے کمزور جو کچھ کر سکتا ہے یہ ہے کہ کم از کم اپنے دامن کو اس کے ظلم سے بچا لیں کیونکہ دنیا کا عالمگیر اصول سچائی ہے کہ ظالم کا ساتھ نہ دو۔ ظلم کی اعانت نہ کرو۔ گمراہوں میں شریک مت ہو اور گمراہی کی مدد نہ کرو۔

وہ حکومت جو نہ صرف برائی کو پھیلا رہی ہے۔ بلکہ جو ایک صدی سے خدا کی قائم کی ہوئی آزادی کو جس کو کسی قوم نے نہیں ٹھکرایا۔ اسکو خود برٹش گورنمنٹ ٹھکرا رہی ہے۔ اور تمہارا روپیہ تمہاری ہی آزادی کے مٹانے میں نہیں۔ بلکہ دوسروں کی آزادی کے مٹانے میں بھی صرف کیا جا رہا ہے وہ غریب جو اپنے گھروں میں آزادی کی زندگی بسر کر رہے تھے ان کی آزادی کے مٹانے میں بھی صرف کیا جا رہا ہے۔ وہ غریب جو اپنے گھروں میں آزادی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اُن کی آزادی کے مٹانے میں جو قوت اس گورنمنٹ نے خرچ کی ہے آپ کو معلوم ہے کہ اُس نے کہاں سے حاصل کی ہے۔ عراق عرب فلسطین اور شام میں جو اُن بیچاروں کی آزادی مٹائی گئی ہے۔ وہ آپ کو معلوم ہے۔ کہ اُس کا مواد کہاں سے حاصل کیا تھا۔ ہندوستان کا وجود کن کن قوموں کے لئے ذریعہ بن رہا ہے۔ یہ سب آپ پر عیاں ہے کیا اب بھی اس امر کا وقت نہیں آیا ہے کہ اگر آپ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اس جابر و ظالم حکومت کو مٹا سکو۔ تو اس سے الگ تو ہو جاؤ۔ ان تمام باتوں کے باوجود پھر بھی اگر تم نے اس گورنمنٹ کی اعانت کی اور اس کی معیت کے لئے اپنی قوت کو اسی طرح دیتے رہے تو میں کہوں گا۔ کہ تم اپنی آزادی کو خود تباہ کر رہے ہو۔ حضرات تمام ترک موالات سوائے اس کے کسی اصل پر مبنی نہیں ہے کہ تم ظلم کا ساتھ نہ دو۔ تم ظالموں کے ہاتھ میں ہتھیار مت بنو۔ جسکو وہ تمہارے خلاف اور دیگر قوموں کے خلاف اُن کی آزادی کے مٹانے میں اسکو استعمال کر سکیں۔ ایک تعلیم جو ہمکو دی گئی ہے۔ وہ وہی ہے کہ "الحبّ للّٰہ والبغض للّٰہ" یعنی اللہ کے راستہ میں ہماری دوستی ہے اور اللہ ہی کے راستہ میں ہماری دشمنی ہے۔ ہمارا سب سے پہلا اصول یہی تھا۔ اور اب بھی اسی کی تعلیم ہمکو دی جا رہی ہے۔ جو ہمارا اصولِ عمل ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ اگر ترک موالات اخلاقاً و مذہبًا ہمارا فرض ہے۔ تو ہم کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کونسی برائیاں ہیں جو اس موالات کی وجہ سے عمل میں آ رہی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ڈیڑھ سو برس سے اس گورنمنٹ کے ساتھ رہتے ہو ہمارے اس سے طرح طرح کے رشتے پیدا ہو گئے ہیں اور وہ رشتے اب ہم میں موجود ہیں جو اس جابر گورنمنٹ سے ہم رکھتے ہیں۔ ترک موالات کا ارادہ ہے کہ ان تمام رشتوں کو توڑ دو۔ اب چونکہ سب رشتے ایک دم نہیں توڑ سکتے۔ اس لئے دیکھنا یہ ہے کہ سب سے بڑا رشتہ جو اس گورنمنٹ سے ہم رکھتے ہیں اور جس سے اسکو تقویت پہونچ رہی ہے۔ اُسکو فوراً قطع کر دیں۔ جس رشتہ کا میں حوالہ دینے والا ہوں۔ اسکو سنکر شاید آپ تعجب کریں گے۔ مگر آپکا تعجب اور تحیر مجھکو اس اظہار حقیقت سے باز نہیں رکھ سکتا۔ حالانکہ آپ کا یہ تعجب بھی اگر آپ صبر و سکون اور اطمینان سے کام لیں گے تو خود بخود دور ہو جائیگا۔ میں جس رشتہ کا حوالہ دینے والا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ سب سے بڑا ذریعہ امداد جو گورنمنٹ کا ہے وہ صرف تعلیم کا ہی ذریعہ ہے برٹش گورنمنٹ کی مددگاری کا سب سے بڑا ذریعہ وہی ہے۔ جسکو تعلیم کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ میں آپ سے سوال کروں کہ آپ کے نزدیک سب سے بڑا ذریعہ اس گورنمنٹ کی اعانت کا کیا ہے جس سے اُسکو تقویت و مدد پہنچتی ہے تو شاید آپ جواب دیں گے۔ کہ فوج آپ کے نزدیک قومی تعلق سب سے زیادہ طاقت وہ ہے۔ ایک سپاہی ہے جو فوج میں بھرتی ہو کر بیشک جان دیتا ہے۔ اور اسی طرح جان دیکر وہ تقویت کا باعث ہوتا ہے۔ میں کہوں گا۔ کہ ایک سپاہی جو گورنمنٹ کو جان دیتا ہے وہ معاوضہ میں کیا حاصل کرتا ہے میں کہوں گا کہ وہ غریب سپاہی جان کے بدلے میں گورنمنٹ سے تنخواہ حاصل کرتا ہے اور وہ دال چاول اور غلہ جو اسکو خوراک میں دیا جاتا ہے۔ اگر ایک طالب علم گورنمنٹ کے طریقۂ تعلیم کے ماتحت اور گورنمنٹ کے زیر اثر سکولوں اور کالجوں میں وہ حاصل کرتا ہے جو کو تعلیم سے منسوب کیا جاتا ہے وہ کیا دیتا ہے اور کیا معاوضہ میں لیتا ہے یہ بدبخت گورنمنٹ کو اپنی روح دیتا ہے اور علم جیسی پاک و مقدس چیز کو حاصل کرتا ہے جو اسکو غلامی کے کارخانوں میں سے دی جاتی ہے۔ جہاں سے بجز غلامی کے اور کچھ نہیں مل سکتا۔ گو اسکو علم جیسی مقدس و پاک چیز کے حاصل کرنے کا زعم باطل رہتا ہے۔ حضرات میں کہونگا کہ سب سے پہلے آپ اس رشتہ کو جو اُن کی مددگاری کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ فوراً منقطع کریں اس طرح جب آپ اشرفی چھوڑنے کو طیار رہیں تو پھر پیسوں اور کچھ داموں کا چھوڑنا آپ کو بالکل آسان ہو گا ٭

چند سوالوں کے جوابات

(از قلم میرزا عبدالکریم صاحب تاجر از پونچھ)

(از بہرہ مراسلات گذشتہ سے پیوستہ)

سوال ۵ - جبکہ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ ہے جس سے سب گناہ ضائع ہو کر جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ تو روزہ رکھکر بھوکے پیاسے نہ رہنے سے گناہ کیوں تصور کیا جاتا ہے؟

جواب ۵ - لاریب افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی ہے، لیکن وہ تو ایک جڑ ہے جب تک اسکے ساتھ اسکی شاخیں اور پتے اور پھول اور پھل وغیرہ بھی نہ ہوں تب تک اس ایمان کے درخت کی رونق اور بہار کسی کو کیا معلوم ہو سکتی ہے یا ایک دعوے ہی دعوے ہے۔ جب تک اُس کے دلائل بھی ساتھ نہ ہوں تب تک وہ قابل پذیرائی کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ اسکے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں۔ اسلئے اس ایمانی درخت کی رونق و بہار دکھانے کے لئے یا اس دعوے کے دلائل دینے کے لئے شریعت اسلام نے فقط کلمہ طیبہ پڑھ لینا ہی کافی نہیں ٹھہرایا بلکہ اعمال صالحہ کی بجا آوری کو بھی اس کے ساتھ ٹھہرا دیا ہے۔ چنانچہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ صدقات خیرات عدل رحم وغیرہ تمام نیک کاموں پر عملدرآمد کرنا اور ہر ایک برائی سے بچنا سب اسی کی شاخیں ہیں۔ ہاں اگر روزہ کی فلاسفی پر اعتراض ہو۔ تو مکرر اپنے اعتراض سے واضح طور پر مطلع کیا جاوے تاکہ اُس کے مطابق جواب بھی دیا جا سکے ٭

سوال ۶ - اگر ایک آدمی اعمال صالحہ کرتا ہو اور ایک ہی خداوند کریم وحدہٗ لاشریک پر ایمان رکھکر اس کی حمد و ثنا کرتا رہے۔ اور حضرت رسول کریم کی رسالت کا قائل نہ ہو۔ تو کیا اُسکے اعمال صالحہ ضائع جاتے ہیں اور ایسا شخص کافر ہے یا مومن؟ (قل لا الٰہ الا اللہ داخل الجنۃ)

جواب ۶ - صرف لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہونا اور اپنی مرضی سے خود ساختہ طریق پر حمد و ثنائے الٰہی کر لینا ہرگز انسان کے لئے کافی نہیں۔ کیونکہ صرف اپنی عقل سے ہی تو انسان پا نہیں سکتا۔ اور یہ تو مسلّم بات ہے کہ انسانی عقل ہمیشہ ٹھوکر کھاتی رہتی ہے۔ جیسا کہ محققان یورپ کی حالت سے صاف مترشح ہے جو آئے دن ہمیشہ اپنی سابقہ تحقیقات کی خود ہی تغلیط کرتے رہتے ہیں کہ پہلے فلاں وقت میں یہ بات متحقق ہوئی تھی لیکن زمانہ حال کی تحقیقات نے اسے اب غلط ثابت کر دیا ہے۔ تو بھلا جب انسان صرف اجرام فلکی وغیرہ کی تحقیقات میں باوجود سخت سے سخت سرگردانیوں کے ہمیشہ غلطی کھاتا رہتا ہے۔ تو اس وراء الوراء ہستی (یعنی خداوند کریم) کی معرفت اور مرضی کو وہ صرف اپنی عقل سے کیونکر پا سکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے سہ

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار

لہٰذا ضروری تھا کہ قدرت خود ہی اس کا کوئی بندوبست کر دیتی۔ یعنی خدا تعالیٰ خود ہی اپنی مرضی اور منشاء سے انسان کو مطلع فرما دیتا ورنہ بغیر اس کے تو کوئی اسکی رضا کی راہوں کو پا نہیں سکتا لیکن چونکہ ہر کس و ناکس تو اس قابل نہیں کہ خداوند کریم ہر کسی پر اپنا بھید ظاہر کر دے بلکہ وہ تو نہایت ہی پاک ذات ہے اس لئے بنی آدم میں سے وہ خاص خاص آدمیوں کو اس مطلب کیواسطے پاک فطرت دیکر ہمیشہ پیدا کرتا رہتا ہے۔ تاکہ خداوند کریم اور عام بنی آدم میں پیغام الٰہی پہنچانے کا ذریعہ ہوں۔ انہی کو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ نبی اور رسول کہتے ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ سے بذریعہ الہام کے الٰہی تعلیم پاتے اور خدا تعالیٰ کی منشاء کی راہیں لوگوں کو بتانے کے لئے مامور ہو کر آیا کرتے ہیں لہٰذا جب تک کہ انسان توحید الٰہی کا راستہ بتانیوالے اور خدا تعالےٰ کے اوامر و نواہی پہنچانیوالے خدا کے رسولوں کو بھی خدا کا سچا رسول تسلیم نہ کرے۔ تب تک کبھی صراطِ مستقیم کو نہیں پا سکتا پس چاہئے کہ انسان سب سے پہلے خداوند کریم پر ایمان لائے پھر اُس کے فرستادوں کو بھی تسلیم کرے اور اُنکی بتائی ہوئی راہ پر ہمیشہ چلتا رہے۔ ورنہ وہ بھیڑ جو راعی اور ریوڑ سے الگ ہو کر چلے گی ایک نہ ایک دن درندوں کا شکار بنے گی۔ اسی لئے لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کو بھی شامل کرنا نہایت ضروری امر ہے۔ اسی وجہ سے خداوند کریم قرآن شریف میں صاف فرما دیا ہے کہ الّذین یفرّقون بین اللہ ورسلہ اولٰئک ھم الکٰفرون حقًّا۔ الآیہ کہ جو لوگ کہ خدا اور اُس کے رسولوں کے درمیان تفرقہ اندازی کرتے ہیں وہ پکے بے ایمان ہیں ٭

سوال ۷ - فرض اور سُنّت میں کیا فرق ہے جبکہ سنّت بھی اگر ترک نہ کی جاوے تو فرض کی حد تک پہنچ جاتی ہے ٭

جواب ۷ - فرض اور سُنّت میں یہ صاف فرق ہے کہ سُنّت تو بعض حالات یعنے عذر بیماری و سفر وغیرہ میں ترک بھی ہو سکتی ہے اور فرض کسی حالت میں ترک کرنا جائز نہیں ٭

سوال ۸ - جبکہ اُس برزل بزرگ نے ایک ہرنی کے چھوڑانے میں اپنی جان عطا کی (معراج النبوۃ) اور صریح حدیث (مذاق العارفین) میں ہے کہ پیچھے نہ لگ پڑو صاف منع فرمایا تو ایسے کس طرح گوشت خوری کی اجازت دینا یقین کیا جا سکتا ہے اور پھر ثابت کرو کہ رسول کریم نے کبھی زندگی میں گائے کا گوشت کھایا ہے ٭

جواب ۸ - اصل بات یہ ہے کہ ہر ایک کام کے کرنے یا نہ کرنے کا جُدا جُدا موقع ہوتا ہے۔ جس طرح کہ مثلاً انسان گرمیوں اور جاڑوں میں متواتر ایک ہی قسم کا لباس پہن نہیں سکتا۔ اور صحت اور بیماری میں ہمیشہ ایک ہی قسم کی غذا استعمال نہیں کر سکتا۔ اسی شریعت اسلام بھی جو فطرت الٰہیہ کا ہو بہو نقشہ ہے ہر حالت میں یکساں احکام صادر نہیں کرتی۔ ایک موقع پر اگر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بنظر ترحم کسی جانور کی جان بخشی کروا دی۔ تو وہ اس حکم کے ماتحت ہے کہ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السّماء (الحدیث) یعنے لوگو تم زمین والوں پر رحم کرو۔ تو وہ جو آسمان میں ہے وہ بھی تم پر رحم کرے گا۔ اور اگر شکار کے پیچھے لگ پڑنے سے منع فرمایا تو اس میں بھی دو حکمتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ شکار بازی میں انسان کو اس قدر انہماک پیدا نہ ہو جائے کہ سراسر غفلت پیدا ہو کر کسی مصیبت کا باعث ہو جائے۔ دوم شفقت علےٰ خلق اللہ کے طور پر کہ جانوروں پر بھی زیادہ تشدد نہ رہے۔ پس یہ اور بات ہے اور حکم الٰہی کے ماتحت قربانی یا گوشت خوری کے مصالح دیگر۔ چنانچہ قرآن شریف کا تو یہ دعوے ہے کہ لکلّ امّۃٍ جعلنا منسکًا ھم ناسکوہ فلا ینازعنّک فی الامر پ۱۷ رکوع ۱۶ - یعنے ہم نے دنیا کے ہر ایک گروہ میں قربان گاہیں اور قربانیاں مقرر کر چھوڑی ہیں۔ پس وہ تم سے اس بارہ میں جھگڑا نہ کریں۔ اسی لئے قربانیوں کا صاف حکم دیا اور دوسرے مواقع پر فرمایا کہ احلّت لکم بھیمۃ الانعام تمہارے واسطے چھوٹے جانور (گائے اونٹ بکری) وغیرہ حلال کئے گئے ہیں اور لیذکروا اسم اللہ علیٰ ما رزقھم من بھیمۃ الانعام چاہئے کہ لوگ بہیمہ جانوروں پر خدا کا نام یاد کریں یعنے تکبیر کہکر ذبح کریں لہٰذا اسی بنا پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بھی ان جانوروں کی قربانیاں دیں اور گوشت کھایا۔ اور اور لوگوں کو بھی کھلایا۔ اور آنحضور صلعم کے متبعین بھی ہمیشہ ایسا ہی کرتے آئے ہیں

ہماری جماعت کے عقائد خصوصی

(ماخوذ از احمدیہ جنتری کا مولفہ بابو محمد منظور الٰہی صاحب)

(۱) ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد اور وہ مسیح اور مہدی مانتے ہیں جن کے آنے کا وعدہ اس امت محمدیہ کو دیا گیا ہے۔

(۲) ہم یہ مانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی اور رسول نہ تھے۔ اور نہ کوئی نبی خاتم النبیین صلعم کے بعد آ سکتا ہے۔ ہاں مجدد اور محدث آتے ہیں اور آتے رہیں گے جو انبیاء کے ظل بھی ہوتے ہیں۔ اور اس لئے ان کو ایک ظلی نبوت عطا کی جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو اصلاح کے لئے مامور بھی فرماتا ہے۔ وہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مطابق انبیاء اور رسل سے کامل مشابہت رکھتے ہیں۔ پس اگر لفظ نبی یا مرسل کا اطلاق ان پر ہوگا تو صرف مجازی طور پر نہ حقیقت کے رنگ میں۔

(۳) اس امت کے دوسرے مجددوں پر آپکو یہ فضیلت حاصل ہے کہ آپکی آمد کے متعلق صریح پیشگوئیاں موجود ہیں مگر دوسرے مجددین صرف اس عام وعدہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کے ماتحت مبعوث ہوتے رہے اور پھر جس عظیم الشان فتنہ کی اصلاح کے لئے آپ کو بھیجا گیا۔ وہ دوسرے کسی مجدد کو اتنا عظیم الشان کام سپرد نہیں ہوا۔ دوسرے مجددین کی دعوت عموماً ایک ہی ملک تک محدود رہتی تھی۔ مگر آپ جس طرح ایک ایسے عظیم الشان کام کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے جو کل دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ اسی طرح آپ کی دعوت بھی عام ہے اور آپ کی جماعت کا فرض ہے کہ اسے کل دنیا میں پہنچا دے۔ ایسا ہی آپ کو جو علم کلام دیا گیا ہے وہ بھی ایک ایسا ہتھیار ہے جس کے ذریعہ مسلمان کل مذاہب پر غالب آ سکتے ہیں دوسرے کسی مجدد کو ایسا علم کلام نہیں دیا گیا۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

(۴) ہم حقیقی نبوت کو حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر ختم یقین کرتے ہیں۔ آپ کے بعد نہ کوئی پرانا نبی واپس آئیگا اور نہ کوئی نیا نبی مبعوث ہوگا۔

(۵) ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ پہلی امتوں میں بعض عظیم الشان نبیوں اور رسولوں کے خلفا نے حقیقی نبی اور رسول ہوتے رہے لیکن اس امت کے خلفاء مجددین میں کوئی کتنا ہی عظیم الشان خلیفہ کیوں نہ ہو۔ وہ حقیقی نبی اور رسول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نبوت حضرت نبی کریم صلعم پر ختم ہو چکی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جس قسم کی کامل کتاب حضرت نبی کریم صلعم کو ملی جس میں ہر طبقہ ہر قوم ہر ملک ہر زمانہ کے لئے ہدایات کامل طور پر موجود ہیں۔ تمام اصولی صداقتوں کا احقاق اور تمام اصولی باطلہ کا ابطال بھی اس میں موجود ہے۔ ایسی کامل کتاب آنحضرت صلعم سے پہلے کوئی نازل نہیں کی گئی۔ پس پہلے زمانوں میں یہ ضرورت واقع ہوتی تھی۔ کہ باوجود ایک کتاب کے موجود ہونے کے جیسے مثلاً توریت ہے۔ نبی اور رسول آتے تھے تاکہ نئے حالات کے ماتحت جس قسم کی تعلیم کی ضرورت اس امت کو واقع ہو۔ نبی اور رسول اللہ تعالیٰ سے حکم پاکر وہ ضروری احکام اس امت تک پہنچاتے رہیں اسلئے حضرت مسیح باوجود حضرت موسیٰ کے خلیفہ ہونے کے فرماتے ہیں۔ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم پس سابقہ امتوں میں ایک عظیم الشان نبی کی امت میں دوسرے نبی بھی اس غرض کے لئے آتے رہے کہ اللہ تعالیٰ کی نئی تعلیم جس کی ضرورت نئے زمانہ میں یا نئے حالات کے ماتحت اس امت کو واقع ہوئی ہو پہنچاتے رہیں۔ مگر ہمارے نبی کریم صلعم کو چونکہ ایک ایسی کامل کتاب عطا فرمائی گئی۔ جس کے اندر تمام آئندہ زمانوں اور بنی نوع انسان کی تمام قوموں کے لئے ضروری ہدایات جمع کر دی گئیں۔ اور آپ کے بعد کسی نئے حکم یا نئی تعلیم کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اور اس لئے کسی نبی کے آنے کی بھی ضرورت نہ رہی۔ انا ارسلنٰک کافۃ للناس اور رحمۃ للعٰلمین اور بالآخر الیوم اکملت لکم دینکم کا لازمی نتیجہ تھا۔ کہ آپ خاتم النبیین ہوتے اور چونکہ ایسی کامل کتاب نازل ہو چکی کہ آپ کے بعد انبیاء کے آنے کی تو ضرورت باقی نہ رہی تھی اس لئے آپ کو یہ وعدہ دیا گیا۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنی ہر صدی کے سر پر اس امت میں اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص یا اشخاص کو مبعوث کرتا رہیگا۔ جو اس کے دین کی تجدید کرتا رہے۔ یعنی وہ باتیں جو لوگ بھول جاتے ہیں ان کو از سر نو تازہ کرتا ہے۔ ایسے مصلحین کا نام مجدد ہے۔ اور یہ مجدد حقیقی نبی اس لئے نہیں کہ کوئی نیا حکم ان کے ذریعہ نہیں پہنچایا جاویگا۔ بلکہ وہ قرآن کریم پر ہی لوگوں کو چلانے والے ہوا کرتے ہیں۔ ایسے مجددین میں سے ایک مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود بھی ہیں۔

(۶) حضرت مسیح موعود کے لئے چونکہ حضرت نبی کریم صلعم کی خاص پیشگوئیاں بھی ہیں اس لئے آپ کا انکار معمولی مجددین کے انکار سے زیادہ سخت ہے اور آپ کا انکار اسلئے بھی زیادہ قابل مواخذہ ہے اور آپ کے دعوے کے ساتھ میدان تبلیغ میں اسلام کی آئندہ کامیابیاں وابستہ ہیں اس زمانہ کے ایک عظیم الشان فتنہ کی اصلاح کے لئے آپکو بھیجا گیا ہے۔ اس سب مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے ساتھ شامل ہوں۔ اور آپ کے مقاصد کی تائید کریں۔

(۷) ہم کسی مسلمان کو محض حضرت مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے خارج از اسلام نہیں سمجھتے ہاں انکار قابل مواخذہ ضرور ہے۔ مگر جن مسلمانوں کو آپ کی خبر نہیں پہونچی وہ ہمارے نزدیک کسی مواخذہ کے نیچے نہیں۔

(۸) جو لوگ حضرت مسیح موعود کو یا کسی مسلمان کو کافر یا مفتری علی اللہ کہتے ہیں وہ کفر حضرت نبی کریم صلعم کی حدیث کے ماتحت انہی پر لوٹ کر پڑتا ہے۔

احمدی کون ہیں

(از مسیح موعود علیہ السلام)

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت میں چندہ دینے والے بہت تھوڑے ہیں۔ آئے دن صدہا آدمی بیعت کرکے [illegible] اشتہار کرتے ہیں جو متواتر ماہ بماہ چندہ دیتے ہیں جو شخص اپنی حیثیت اور توفیق کے موافق اس سلسلہ کی چندہ وغیرہ سے امداد نہیں کرتا۔ اس سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے اور اس سلسلہ کو اس کے وجود سے کیا فائدہ۔ ایک معمولی انسان بھی خواہ کتنی ہی شکستہ حالت کا کیوں نہ ہو جب بازار جاتا ہے تو اپنی قدر کے موافق اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے کچھ نہ کچھ لاتا ہے تو پھر کیا یہ سلسلہ جو اپنی عظیم الشان اغراض سے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے اس لائق بھی نہیں کہ اس کے لئے چند پیسے بھی قربان کرینگے۔ دنیا میں آجکل کونسا سلسلہ ہوا ہے یا ہے جو خواہ دنیوی حیثیت سے ہے یا دینی بغیر مال چل سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر ایک کام اس نہج کا بنایا ہے کہ تمام اسباب سے ہی چلایا جاتا ہے پھر کس قدر بخیل و ممسک وہ شخص ہے کہ جو ایسے عالی مقصد کی کامیابی کے لئے ادنیٰ چیز مثلاً چند پیسے خرچ نہیں کر سکتا۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ الٰہی دین پر لوگ اپنی جانوں کو بھیڑ بکری کی طرح نثار کرتے تھے۔ مال کا تو کیا ذکر۔

حضرت ابوبکر صدیق رض نے ایک سے زیادہ دفعہ اپنا کل گھر بار نثار کر دیا۔ حتیٰ کہ سوئی تک کو بھی گھر میں نہ رکھا اور ایسا ہی حضرت عمر رض نے اپنی بساط و انشراح کے موافق اور حضرت عثمان رض نے اپنی طاقت و حیثیت کے موافق علیٰ ہذا القیاس۔ علیٰ قدر مراتب تمام صحابہ رض اپنی جانوں اور مالوں سمیت اس دین الٰہی پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

ایک وہ ہیں کہ بیعت تو کر جاتے ہیں اور اقرار بھی کر جاتے ہیں۔ کہ "ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے" مگر مدد امداد کے موقعہ پر اپنی جیبوں کو دبا کر پکڑ رکھتے ہیں بھلا ایسی محبت دنیا سے کوئی دینی مقصد پا سکتا ہے۔ اور کیا ایسے لوگوں کا وجود کچھ بھی نفع رساں ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔ جب تک تم اپنی عزیز ترین اشیاء اللہ جلشانہ کی راہ میں خرچ نہ کرو تب تک تم نیکی کو نہیں پا سکتے"

اسوقت ہماری جماعت قریباً تین لاکھ کے ہے۔ اگر ایک ایک پیسہ ہی اس سلسلہ کی امداد مثل لنگر۔ مدرسہ وغیرہ میں دیں تو لاکھوں پیسے ہو سکتے ہیں قطرہ قطرہ بہم شود دریا۔ ایک ایک بوند پانی سے دریا بن جاتا ہے۔ لیکن ایک ایک پیسہ سے ہزار ہا روپیہ نہیں بن سکتا۔ اور کیا سلسلہ کی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں۔ اگر ایک شخص چار روٹیاں کھاتا ہے تو ایک روٹی بھی اگر ان میں سے بچائے تو بھی اس عہد سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔

البتہ یہ بات بھی قرین قیاس ہے۔ کہ اکثر لوگوں کو اب تک کہا بھی نہیں جاتا کہ ہمارے سلسلہ کے لئے کسی چندہ کی ضرورت تھی۔ بہت سے لوگ روز روز بیعت کر کے جاتے ہیں۔ اگر ان کو کہا جاوے تو "ضرور وہ چندہ دیں۔ مگر ترغیب دینا ضروری ہے۔

پس میں تم سے ہر ایک کو جو حاضر ہے یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں۔ کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے باخبر کرو۔ اور ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندہ میں شامل کرو۔ یہ موقعہ ہاتھ آنے کا نہیں۔ کیسا یہ زمانہ برکت کا ہے کہ کسی سے جانیں مانگی نہیں جاتیں۔ اور یہ زمانہ جانوں کے دینے کا نہیں بلکہ فقط مالوں کے بقدر استطاعت خرچ کرنے کا ہے۔ اس لئے ہر ایک شخص تھوڑا تھوڑا جو وہ لنگر اور مدرسہ اور دیگر ضروری مدوں میں دے سکتا ہے۔ دے۔ وہ آدمی جو تھوڑا تھوڑا چندہ دے۔ مگر باقاعدہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ دے۔ مگر گاہے دے" (ملفوظات ۵ جولائی ۱۹۰۳ء)

حضرت مسیح موعود کی اپنی صداقت پر قسمیہ تحریر

بریلی سے ایک شخص نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں لکھا کہ "کیا آپ وہی مسیح موعود ہیں جس کی نسبت حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں خبر دی ہے؟ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر آپ اس کا جواب لکھیں" اس پر آپ نے مندرجہ ذیل تحریر لکھی:-

"میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصلہ ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے۔ اور اب بھی اس پرچہ میں [illegible] اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں دی ہے۔ جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وکفیٰ باللہ شہیداً۔

"الراقم میرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ واید ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء"

المنظر

احمدیہ جنتری ۱۹۲۱ء

زیر نظر جنتری مکرم محمد منظور الٰہی صاحب ٹیلیگراف انسپکٹر کی ایک لطیف تالیف ہے۔ بابو صاحب موصوف کی تصنیفات سلسلہ عالیہ کے متعلق بوسعت معلومات کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ آپ نے نہایت جانفشانی۔ دیدہ ریزی اور زیرکی کے صرف سے سلسلہ کے متعلق ہر طرح کا علمی ریکارڈ کا خزینہ مہیا کر رکھا ہے۔ اس کا کسی قدر ثبوت اس تازہ تالیف سے بھی مل سکتا ہے۔ جنتریوں کے عام اغراض اور مقصد کو پورا کرنے کے علاوہ اس میں مندرجہ ذیل عنوانات کے معارف نہایت قابل قدر ہیں:-

حضرت مسیح موعود کی اردو دعائیں۔ سلسلہ احمدیہ کی تعلیم بانی سلسلہ کا دعوے۔ ہماری جماعت کے خصوصی عقائد سلسلہ احمدیہ کے مختصر حالات۔ ہماری انجمن اشاعت اسلام کی ہفت سالہ مختصر رپورٹ۔ ووکنگ مشن۔ نمونہ جات زبور حضرت مسیح موعود۔ کتب مسیح موعود بقید تاریخ اشاعت۔ مسیح موعود کا معمول۔ حیات احمدیہ۔ سوانح حضرت مسیح موعود۔ اور آپ کا شجرہ نسب۔ وغیرہ وغیرہ بیش بہا اور دلآویز جواہر پارے ہیں۔ کہ جنہیں ہر فرد احمدیت کو آویزہ گوش ہی نہیں بلکہ آویزہ عقل و ہوش بنانا چاہیئے۔

قیمت کثرت اشاعت کی غرض سے صرف ۴/ م رکھی گئی ہے۔ بابو صاحب موصوف سے احمدیہ بلڈنگس لاہور کے پتہ پر مل سکتی ہے۔

مقام حدیث پر ایڈیٹر زمیندار کی نظر

اسلام اور مسلمانوں پر جو جو مصائب حیرت و حسرت کے ساتھ دیکھے جا رہے ہیں اُن کے اسباب اگر تلاش کئے جائیں گے تو اُن میں ایک اہم سبب یہ بھی ہوگا۔ کہ مسلمانوں نے احادیث نبوی صلعم کی طرف سے بڑی بے پروائی اختیار کی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں آٹھ کروڑ مسلمان آباد ہیں ان آٹھ کروڑ میں شائد آٹھ ہزار بھی نہیں مل سکتے جنہوں نے احادیث نبویؐ کو اس طرح پڑھا ہو۔ کہ وہ ہر ضرورت کے وقت حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنا سکیں۔ انگریزی مدرسوں کی کثرت سرکاری نوکریوں کے شوق اور مسلمانوں کی بدنصیبی نے درس حدیث کے حلقوں کو ویران اور خواہش حدیث خوانی کے فقدان نے دلوں کو تاریک اور سنسان بنا دیا ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک معقول و قابل عزت تعداد ہے۔ جو ایک فرقہ کی شکل میں اہلحدیث کی طرف سے زیادہ اعتنا ہے۔ مگر بنظر تحقیق دیکھا جائے تو اُن میں بھی حدیث کے پڑھنے پڑھانے کا چرچا اب برائے بیت سے گذر کر برائے نام ہی رہ گیا ہے۔ آہ! حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحبؒ۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ۔ مولانا شاہ اسحاق صاحبؒ۔ مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ۔ مولانا مملوک علی صاحبؒ۔ مولانا نذیر احمد صاحبؒ۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین عاشقان علم حدیث کی روحیں آج کس قدر بیتاب ہونگی کہ ہندوستان میں اُن کے ہزاروں لاکھوں رشید شاگردوں کی اولاد صحیح بخاری و صحیح مسلم کے عوض پکیں ریڈر۔ شیکسپیئر کے ڈراموں۔ رینالڈ کے ناولوں۔ ہومر کی الیڈ وغیرہ کتابوں میں مصروف ہے۔ اور مولانا محمود الحسن کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کی بجائے ڈاکٹر ضیاء الدین۔ کرنل سٹیفن سن۔ مسٹر ہنری مارٹن وغیرہ سے فیض حاصل کر رہی ہے۔ علم حدیث کی اس سرد بازاری کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آج خود مسلمانوں ہی میں ایک فرقہ ایسا پیدا ہو گیا جس نے مولوی عبد اللہ چکڑالوی کی سیادت میں [illegible] کو یہ حوصلہ ہوا کہ وہ بلا سوچے سمجھے جو جی میں آئے احادیث نبویؐ کے متعلق کہہ گذرے۔ نہ کوئی جواب دینے کی قابلیت رکھتا ہے نہ کسی کو جواب دینے کی پرواہ۔ گدھوں کا گھوڑوں کی چراگاہ پر قبضہ ہے اور ہر نوم شوم اپنے آپ کو ہمارے افضل یقین کر چکا ہے۔ صحاح ستہ تو بڑی چیز ہے مشکوٰۃ شریف کا ایک مرتبہ پڑھ لینا بھی کسی کو گوارا نہیں۔ بلکہ ہزار پڑھے لکھے مسلمانوں میں ایک شخص ایسا نہیں مل سکتا جس نے صرف عمدۃ الاحکام جیسا چھوٹا سا رسالہ پڑھا ہو۔ پس میں حیران ہوں۔ کہ مندرجہ عنوان نام کی کتاب کا حال اور اس کا لعل و گوہر سے زیادہ قیمتی ہونا کس کو بتاؤں۔ اور کس کو سمجھاؤں۔ کہ صداقت حدیث پر اندرونی و بیرونی حملے۔ صداقت حدیث پر خارجی شہادت۔ ضرورت حدیث۔ جمع حدیث۔ تنقید حدیث۔ وغیرہ اہم اور نہایت ہی ضروری مسائل پر عالمانہ۔ مبسوط۔ عام فہم۔ مدلل اور دلنشین بحث اُردو زبان کی اس کتاب سے بہتر کسی دوسری کتاب میں یکجا ہرگز نہیں مل سکتی۔ اس کتاب کو صحاح ستہ اور حدیث کی تمام کتابوں کا ایک دیباچہ یا تمہید کہنا چاہیے۔ ہر ایک اُس شخص کے لئے جو اپنے شوق سے کتب احادیث کا مطالعہ شروع کرنا چاہتا ہے۔ ضروری ہے۔ کہ اس کتاب کو پڑھے۔ غرضیکہ یہ کتاب بہت ہی [illegible] ہے۔ اس کے مفید ہونے کا یقین اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ جن کا ترجمۃ القرآن انگریزی ساری دنیا میں شہرت حاصل کر چکا ہے۔ اور جو اپنی دیگر تصانیف کے لئے کافی شہرت رکھتے ہیں۔ اس کے مصنف ہیں۔ نہایت خوبصورت چکنے اور صاف کاغذ پر قابل تعریف لکھائی چھپائی کے ساتھ ۲۰×۲۶ تقطیع کے ۱۲۸ صفحات پر یہ کتاب ختم ہوئی ہے۔
قیمت کتاب پر درج نہیں ہے۔ منیجر صاحب بک ڈپو احمدیہ بلڈنگس لاہور کے پتہ سے درخواست خریداری بھیجنی چاہئے۔

قیمت درجہ اول [illegible] روپیہ - درجہ دوم [illegible]

گم شدہ امن کی واپسی

بعض اتحادی حلفاء کی دانشمندی اور مزید دانشمندی کی ضرورت

سول اینڈ ملٹری گزٹ کی اشاعت مورخہ [illegible] سے یہ معلوم کر کے کہ مرز بر فرانس اور اٹلی نے بالآخر ترکی شرائط صلح میں کسی قدر ترمیم منظور کر لی ہے۔ اور مسرت یہ امر ہے پایا گیا ہے کہ سمرنا اور تھریس ترکی علاقے اغیار کی دستبرد سے خالی کرا دئے جائیں۔ اس کے وجوہات اور مصالح خواہ کچھ بھی ہوں۔ تاہم اتحادی کی اس اعتدالانہ روش کے ہم مشکور ہیں۔ کہ انہوں نے ہم مسلمانوں کی طرف بھی اپنے گوشۂ نظر کو مبذول کیا ہے۔ کہ جس سے آئندہ یہ امید کی جھلک پڑ سکتی ہے کہ اتحادی مسلمانوں کے زخمی دلوں اور خونبار آنکھوں پر اپنا دست شفقت رکھنے پر آمادہ ہیں۔ لیکن عالم اسلامی کے گمشدہ امن اور سکون خاطر کا سامان ایک حد تک سلطنت برطانیہ کی حکمت عملی سے وابستہ ہے اس لئے مسلمانوں نے اپنے مجاہرات کے شور و شغب سے پیشتر بار بار گورنمنٹ کی خدمت میں اپنے وفود کی وساطت سے اپنے مطالبات کو پیش کیا۔ اور یہ استدعا کی کہ وہ مسلمانوں کے خالص مذہبی جذبات اور احساسات کا لحاظ رکھ کر ترکی خلافت کو بدستور سابق مقامات مقدسہ کا محافظ اور متولی رہنے دے۔ لیکن بعض ارکان سلطنت نے اس پر مطلقاً توجہ نہ کی۔ اور اپنے مزعومہ مفاد کو صدمہ پہنچنے کے خیال سے مسلمانوں کے خلاف بے اعتدالانہ روش اختیار کی اور مسلمانوں کے حرم اقدس کو ترکی سلطنت سے علیحدہ کر کے اس پر ایک نااہل کو متعین کر دیا۔ جس کا انجام خود سلطنت کے حق میں کبھی مفید ثابت نہ ہوا۔ اور اب اراکین سلطنت کو خود معلوم ہو گیا کہ وہ شخص جو مسلمان کہلا کر ایک اسلامی حکومت کے خلاف خروج اور بغاوت کر سکتا ہے وہ کسی غیر مسلم کا بھی دوست نہیں ہو سکتا۔ اب جبکہ باقی اتحادی ترکی طرف [illegible] مسلمانوں کے مذہبی احساسات کا لحاظ رکھکر مقامات مقدسہ اسلامیہ بیت المقدس اور حرمین شریفین وغیرہ ترکی سیادت کے ماتحت رکھنے کی کوشش کریں۔

حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کا چیلنج علماء کے نام

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

اشتہار

سید شاہ پیر حسینی صاحب عارف باشندہ ترپاتور حال مدراس جان جہان خان روڈ نے ایک دفعہ بحث مباحثہ کے بعد یہ مضمون لکھ دیا کہ:۔

"حضرت عیسےؑ ابن مریم کی وفات ہوئی جس کا ثبوت قرآن شریف سے ہے اور فقیر خود مانتا ہے کہ عیسےؑ کی وفات ہو چکی"

سید شاہ پیر حسینی عارف باشندہ ترپاتور حال مدراس جان جہان خان روڈ۔ بتاریخ ۹ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ (القلم خود)

معلوم نہیں پیر صاحب نے سُکر کی حالت میں یہ لکھ دیا تھا یا کسی اور حالت میں۔ آج ۲۷ نومبر ۱۹۲۰ء بروز ہفتہ صبح کو میں نے اُن کا ایک اشتہار "اظہار واقعی" بایں مضمون پڑھا۔ کہ:۔ "حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسےٰ کو جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وفات کے بارہ میں میں نے تحریر کر دیا ہوں وہ مضمون مطابق قرآن واحادیث کے ٹھیک ہے۔ اور اس تحریر پر میرے عقائد نہیں ہیں۔ اور میں علمائے اہلسنت کے اعتقاد کے برابر ہوں۔ غلام احمد قادیانی و مرہم عیسےٰ کا تابع نہیں ہوں۔ مرہم عیسےٰ کو جو میں لکھ دیا ہوں وہ مضمون ٹھیک اور نہایت درجہ صحیح ہے مطابق قرآن واحادیث وتفاسیر کے"

(المشتہر فقیر سید شاہ حسینی الحسینی چشتی القادری عارف۔ المرقوم ۲۲ نومبر [illegible])

اب پبلک خود ہی انصاف کرے۔ جو مضمون انہوں نے مجھکو لکھکر دیا اسکو تو وہ خود اس اشتہار میں صحیح اور مطابق قرآن مجید واحادیث تسلیم کرتے ہیں مگر فرماتے ہیں "اس تحریر پر میرے عقائد نہیں" جسکو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لو کہ قرآن مجید اور احادیث کے رو سے تو یہ مسئلہ اور عقیدہ صحیح اور حق ہے کہ "حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات ہو چکی" مگر میرا وہ عقیدہ نہیں جس کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ میرے کبھی اور علمائے اہلسنت کے اعتقاد بھی اس مسئلہ وفات مسیح میں قرآن واحادیث کے برابر و مطابق نہیں۔ بلکہ اُن کے برخلاف اور اُلٹ ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ قرآن مجید اور احادیث کے خلاف اعتقادات رکھکر تو یہ حالت ہوئی کہ آپ بھی غرق ہوئے اور دوسروں کو بھی ساتھ لے ڈوبے ایسے لوگ جب خدا اور اُسکے حبیب پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع نہیں اور قرآن اور حدیث سے بھی برخلاف اپنا اعتقاد رکھتے ہیں تو کسی خادم الدین احمدؐ ہی کے دین کی عزت رکھنے والے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے غلام کے تابع ہونے کی ضرورت کیا ہے۔ خدا تعالےٰ ہدایت کرے۔

بالآخر میں یہ التماس ضروری علماء اہل سنت و دیگر علماء کی خدمت میں بھی کرتا ہوں کہ وہ بھی للّٰہ اپنا فیصلہ اس بارہ میں صادر فرما دیں۔ کہ کیا ہے آیا آپ حضرات کا بھی اعتقاد ہے کہ مطابق قرآن و حدیث کے یہ تو نہایت درجہ صحیح ہے کہ حضرت عیسےٰ فوت ہو چکے پر آپ حضرات قرآن مجید کی کسی آیت یا کسی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دکھا سکتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ [illegible] جسم عنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں کیونکہ ہم کسی اور عقیدہ میں آپ حضرات کے مخالف نہیں صرف اس بات میں مخالف ہیں کہ آپ کی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کی جسمانی حیات کے قائل نہیں ہیں بلکہ ہم حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ اور داخل موتیٰ ایماناً ویقیناً مانتے ہیں اور اُنکے مر جانے پر کامل یقین رکھتے ہیں اور کیوں یقین نہ رکھیں جبکہ ہمارا مولیٰ ہمارا آقا اپنی کتاب عزیز قرآن کریم میں حضرت عیسےٰ کو متوفیوں کی جماعت میں داخل کر چکا ہے اور سارے قرآن کریم میں ایک دفعہ بھی اُن کی خاص عادت زندگی اور اُن کے دوبارہ دُنیا میں آنے کا ذکر نہیں کرتا۔ بلکہ اُنکو صرف فوت شدہ کہکر دُنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت کرتا ہے اور حضرت عیسےٰ کا زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر موجود ہونا اور کسی وقت دُنیا میں آنا اپنی کلام پاک کی رو سے خلاف واقعہ قرار دیتا ہے اسی لئے ہم اس خیال حیات مسیح کو نصوص قطعیہ یقینیہ قرآن کریم کی رو سے لغو اور باطل مانتے ہیں۔ اگر [illegible] یہ بیان کلمہ کفر یا [illegible] ہے تو [illegible] ان باتوں کا جواب دیجئے؟ کیونکہ یہی دو اصولی مسائل ہیں جن پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوے مسیحیت موعودہ و مہدویت موعودہ کی بنیاد ہے [illegible] وفات مسیح یہ دو مسائل ہیں جن کا اصولی طور پر [illegible] طے ہو جانا ضروری ہے۔ اور قبل اسکے کہ ہم پبلک میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کے دعوے مسیحیت موعودہ کے متعلق کچھ لکھیں۔ یا بحث کریں۔ ان سوالات کا جواب ہونا ضروری ہے:۔

(۱) کیا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی آیت کے قرآن مجید میں آجانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام بزعم مزعومہ دوبارہ آمد کے وقت حضرت جبرئیلؑ وحی نبوت لائینگے یا نہیں؟ اگر لائیں گے تو کیا ختم نبوت باطل ہو جائیگا؟ اگر نہیں لائینگے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کا عملاً نبوت سے معزول ہونا وحی سے محروم کیا جانا لازم آتا ہے یا نہیں؟ اور وحی کے بغیر وہ [illegible] فیصلہ کیسے کریں گے اور کیا مذہب اسلام کے رو سے نبی نبوت سے معزول ہو سکتا ہے؟ اور اس دنیوی زندگی میں وحی نبوت سے محروم کیا جا سکتا ہے۔ گو وہ چالیس سال زمین پر رہے؟

(۲) کیا نبوت کا کوئی کام باقی ہے جسکے کرنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کو رکھا گیا ہے۔ اگر نبوت کا کوئی کام باقی ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تکمیل دین نہ ہوئی اور اگر بوجہ تکمیل دین نبوت کا کوئی کام باقی نہیں تو ایک نبی کیوں آئیگا

(۳) جب حضرت عیسے علیہ السلام نبوت کا کوئی کام نہیں کریں گے بلکہ مجدد امر الاسلام ہی آئیں گے جیسا کہ شارحین حدیث نے تسلیم کیا ہے اور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل بتاتی ہے کہ بنی اسرائیل کے نبیوں کی مثل اس امت کے لوگ ہو سکتے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل اس امت کا کوئی بزرگ کیوں نہیں ہو سکتا ہے اور اس طرح پر جو کام حضرت عیسے علیہ السلام نے آکر کرنا ہے وہ کوئی مجدد کیوں نہیں کر سکتا۔

(۴) جب تیرہ سو برس میں ہزارہا اولیاء اور ائمہ اور علماء ربانیین اور مجددین اور محدثین (الفتح ذال) اور ملہمین ہوئے جنہوں نے اسلام کی خدمت اور اشاعت میں اپنی ساری زندگیاں صرف کر دیں۔ اور جن کی بدولت اسلام دُنیا میں